اَحسنُ التّعبیر

ترجمہ و تعبیر

قرآن مجید

(مع تحت لفظ ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی)

جلد ۱/۳

مترجم و مُفسّر

الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسن زیدی (مجتہد)

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

فہرست (احسن التعبیر)

فہرست (احسن التعبیر)

فہرست (احسن التعبیر)

فہرست (احسن التعبیر)

(۱) فریاد خاتم النبیینؐ بدرگاہِ رب العالمین

وَ قَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَہۡجُوۡرًا ﴿۳۰﴾

"اور محمدؐ رسولؐ اللہ نے عرض کیا کہ:
" اے میرے پروردگار درحقیقت میری قوم نے اِس پورے قرآن سے ہجرت کر کے اسے مہجور کر دیا ہے۔"
(الفرقان ۲۵/۳۰)

(۲) اللہ نے قریش کو دشمن رسولؐ اور مجرم اقوام میں شمار کیا۔

وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ ہَادِیًا وَّ نَصِیۡرًا ﴿۳۱﴾

"اور ہم نے مجرم لوگوں میں سے تمہاری ہی قوم کی طرح کے ہر نبیؑ کے ساتھ دشمن لگائے رکھے تھے۔اور قریش کے مقابلے میں ہم تمہاری راہنمائی اور نصرت کے لئے کافی ہیں"(الفرقان ۲۵/۳۱)

(۳) اللہ نے رسولؐ کے لئے مومنین سے اپیل کی اور بنی اسرائیل کی پیروی سے منع کیا تھا۔

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَ لَا یَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡہِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ ؕ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾

"کیا مومنین کے لئے اب تک بھی وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دلوں میں رسولؐ اللہ کے لئے اور جو حق اُس نے نازل کیا اُس کے لئے نرمی پیدا ہو جائے؟ اور وہ رسولؐ اور قرآن کے حق میں اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ایک لمبی مدت اُن پر گزر گئی تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور آج اُن کی کثرت لاقانون ہے" (الحدید۱۶) (طلاق ۱۰۔۶۵/۱۱) ذکر رسولؐ کا لقب ہے۔

یہ سورۂ الحدید 4 ھ اور 5 ھ کے درمیان نازل ہوئی۔ (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۹۸)
لہٰذا آیت کی رُو سے اُس وقت تک مسلمانوں کی اکثریت فاسق تھی۔

گزارشات وتنبیہات:

قرآن کریم کو مسلمانوں کے قابو اور تسلط میں رہتے ہوئے چودہ سوبرس مکمل ہورہے ہیں ۔ اس طویل زمانے میں قرآن پر کیا گزری ؟یہ ایک داستان الم و افسوس ہے ۔ اور نتیجے میں مسلمانوں پر کیا گزری ؟وہ بھی ایک داستان عبرت وندامت ہے ۔ مگر آج تک کسی مترجم یا مفسر نے ان دونوں داستانوں کو مسلمانوں کے سامنے نہیں رکھا ۔ قرآن کی سینکڑوں بڑی سے بڑی تفسیریں لکھی گئیں ۔ لیکن تمام مفسرین ان سے بچ بچ کر گزرتے رہے۔ اورکمال یہ ہے کہ یہ دونوں داستانیں قرآن میں موجود ہیں، اور ہم نے، بطور نمائندہ، پہلے ہی تین آیتیں لکھ دی ہیں، مگر مترجمین نے اپنے ترجمے ، اور مفسرین نے اپنی تفسیریں، اس انداز سے مسلمانوں کے سامنے پیش کیے کہ یہ دونوں بنیادی حقیقتیں چُھپ کررہ گئیں ۔ اورعوام کا اُدھر دھیان تک نہ جاسکا۔ اُنہیں آج تک یہ علم نہیں ہے کہ قرآن چودہ سوسال سے ایک قیدی کی طرح علما کے رحم وکرم پررہتا چلا آرہاہے۔ بہرحال ہم نے اپنی عمر کے ستر سال قرآن کے ساتھ علما کا سلوک دیکھتے ہوئے گزارے ہیں ۔ اُن سے قرآن اورمتعلقہ علوم سیکھے ، قدم قدم پر سوالات کیے اورسب کی طرف سے ایک خاص سانچے میں ڈھلے ہوئے جوابات ملے ۔ ایسے جوابات جن کا اُن علوم سے دورکا بھی تعلق نہ ہوتاتھا۔ جنہیں حاصل کرنے میں ہم نے مسلسل تیس سال صرف کیے تھے۔ یعنی اُن کے جوابات سے ہماری تیس سال کی محنت تضیع اوقات معلوم ہونے لگتی تھی ۔جہاں اُنہیں الفاظ کے مصدری معنی پر متوجہ کیاجاتاتھا۔ وہ کھٹ سے ایک روایت سامنے رکھ دیتے تھے۔ اورہمیں اپنا منہ بند رکھنا پڑتاتھا۔ روایات کے خلاف بولنا تو بڑی بات تھی ۔ وہاں تو پیشانی پر کدورت نمایاں ہوجاتی تھی تو ایک آفت آجاتی تھی ۔ ہماری دقت یہ تھی کہ مجھے نہ صرف اسلام کی مختلف درس گاہوں سے مختلف مکاتیب فکر کی سندات لیناتھیں بلکہ یہود و نصاریٰ کی مذہبی سندات کا حصول بھی لازم تھا۔ اس لئے مجھے نہ صرف شیعہ سنی علما کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنا پڑے بلکہ مجھے علما یہود ونصاریٰ سے بھی برابر کا سابقہ پیش آیا۔ میں نے دیکھا کہ کتب مقدسہ کے متعلق جس طرح یہود و نصاریٰ کے علما ایک خاص نپی تلی فکر و ذہنیت رکھتے تھے۔ بالکل اُسی قسم کی بلکہ اس سے بھی ذرا سخت صورت حال ہمارے علما کی تھی ۔ یہ سب حضرات منطق کے دروس کے وقت درس کے کمرہ میں اعلیٰ درجے کے منطقی ہوتے تھے۔ ہمارے سوالات کا جواب دینے سے پہلے وہ ہمارے سوال پر منطقی تنقید کرکے سوالات کو درست کرتے تھے۔ پھرشاندار اور قلب وذہن میں اُتر جانے اورہمیشہ یاد رہنے والا جواب دیتے تھے۔ مگر جیسے ہی توریت یاقرآن کی آیت پر بات ہوتی تو اب وہ منطق کے خلاف باتیں کرنے لگتے تھے۔ یعنی کمرۂ درس سے باہر دین کے معاملے میں اُنہیں منطق سے کوئی سروکار نہ رہتاتھا۔ تکمیل تعلیم کے بعد ہم بڑے سے بڑے آزاد خیال علما سے ملے تقریباً سب کا یہی حال پایا۔ہم نے علامہ ابوالکلام آزاد سے ، جناب غلام احمد پرویز سے، جناب علی نقی عرف نقن صاحب سے اور اسی سائز کے انقلابی علما سے ملاقاتیں کیں ،اُن کے تصورات سنے اُن کی بہت سی باتوں کو پسند کیا۔ اورجہاں تک اُن کی فکر حق کے ساتھ چلتی تھی اُن سے استفادہ کیا۔ لیکن اُن سب میں (سوائے علامہ مشرقی کے) دور اوّل کی تقلید انتہادرجہ کو پہنچی ہوئی تھی ۔ وہ صحابہ کو عموماً تنقید سے بالاتر سمجھتے تھے اور اسلام میں پیدا ہونے والی تمام خرابیوں کو بعد کے لوگوں کے سرچپکاتے تھے۔ وہ ہمیشہ ہمارے سوالات و اعتراضات کے سامنے یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس میں صحابہ پر آنچ آتی ہے۔ بہرحال ہم اُن سب کی عزت کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں ۔کہ اُنہوں نے موجودہ دورکے مسلمانوں میں قرآن سے دلچسپی اور لگاؤ پیداکیا ۔ اور ذہنی جمود کو کافی حدتک دور کیا ۔ لوگوں کو بات سننے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی عادت ڈالی اور مُلّا ذہنیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ دل سے مسلمانوں میں اتحاد چاہتے تھے ۔اور اُن کے نزدیک اتحاد کا ذریعہ صرف قرآن تھا۔ اُنہیں بھی باقی قدیم وجدید علما کی طرح مترجمین ومفسرین سے طرح طرح کی شکایتیں تھیں ۔ اور وہ اپنی شکایتوں اور تنقیدوں کو کھلے بندوں بیان کرتے اور اپنی تصنیفات میں لکھتے تھے۔ اور مانتے تھے کہ مترجمین اور مفسرین نے

قرآنی حقائق کو بدل کر یا چھپا کر رکھ دیا ہے۔

(۴) آزاد خیال علما بھی صحابہ کے دور کو چھوڑ کر مترجمین و مفسرین کی کوتاہیاں بیان کرتے تھے۔

ہم یہاں اُن کے اعتراضات دکھاتے ہیں۔اُس سے یہ فائدہ ہوگا کہ قرآن کی سرگزشت کا وہ حصہ ہمارے قاریوں کے سامنے آجائے گا۔ جو صحابہ کے دور کے بعد کے مسلمان علما کی طرف سے قرآن پر گزرا۔ یوں ہمارے حصے میں صرف صحابہ کا دور رہ جائے گا جسے ہم باقاعدہ لکھنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔ اور جس کے بغیر قرآن فہمی بعد والوں کے لئے ناممکن ہوگئی اور شیعہ سنی سب اس راہ پر چلتے رہے جو صحابہ نے اپنے عہد میں تیار کی تھی۔ اور جس کی تائید وتقلید میں بعد کے مفسرین نے وہ کچھ کیا جس کو علمائے حاضر نے صحابہ کے بجائے مقلدین کا قصور لکھاہے ۔ حالانکہ وہ غریب اصلی مجرم نہ تھے۔

(۵) صحابہ کے دور کے بعد قرآن کے ساتھ مسلمان علماء نے کیسا سلوک کیا تھا۔

چنانچہ سب سے پہلے آپ جناب ابوالکلام کا ایک بیان سنیں اور دیکھیں کہ قرآن کے الفاظ اور مفاہیم کو کیسے اور کیوں بدلا گیا ؟ فرماتے ہیں :

(۶) قرآن کو منطق وفلسفہ کی اصطلاحات کی مار دے کر اُس کے معانی ومفاہیم کا رخ موڑنے کا کاروبار۔

”ہمارے مفسروں کو فلسفہ ومنطق کے انہماک نے اس قابل ہی نہ رکھا کہ کسی حقیقت کو اُس کی سیدھی سادی شکل میں دیکھیں اور قبول کرلیں۔ اُنہوں نے انبیاؑ کرام کے لئے بڑی فضیلت اس میں سمجھی کہ اُنہیں منطقی بنا دیں۔ اور قرآن کی ساری عظمت اس میں نظر آئی کہ اُس کی ہربات ارسطو کی منطق کے سانچے میں ڈھلی ہوئی نکلے۔ اُس سانچے میں وہ ڈھل نہیں سکتی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کے دلائل و براہین کی ساری خوبروئی اوردل نشینی طرح طرح کی بناوٹوں میں گم ہوگئی۔ حقیقت توگم ہوہی چکی تھی۔ لیکن وہ بات بھی نہ بنی جو یہ لوگ بنانی چاہتے تھے۔ شکوک و ایرادات کے بے شمار دروازے کھل گئے ۔ اُن کے کھولنے میں تو امام رازی کا ہاتھ بہت تیز نکلا۔ لیکن اُنہیں بندکرنے میں تیزی نہ دکھاسکے ۔ یہ آفت صرف طریق استدلال ہی میں پیش نہیں آئی بلکہ تمام گوشوں میں پھیلی۔ منطق وفلسفہ کے مباحث نے طرح طرح کی نئی مصطلحات پیداکردی تھیں ۔ عربی لغت کے الفاظ اُن مصطلحہ معانی میں استعمال ہونے لگے تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن کا موضوع فلسفہ یونانی نہیں ہے ۔ اورنہ نزول قرآن کے وقت عربی زبان اُن مصطلحات سے آشنا ہوئی تھی ۔ پس جہاں کہیں قرآن میں وہ الفاظ آئے ہیں ۔ اُن کے معانی وہ نہیں ہوسکتے جو وضع مصطلحات کے بعد قرارپائے۔ لیکن اب اُن کے وہی مفہوم لئے جانے لگے ۔ اور اس کی بنا پر طرح طرح کی دور از کار بحثیں پیداکردی گئیں۔ چنانچہ خلود ، احدیت ، مثلیّت ، تفصیل ، حجۃ ، برہان ، تاویل وغیرھم نے وہ معنی پیداکرلئے جن کا صدر اوّل میں سامعِ قرآن کو وہم وگمان بھی نہ ہواتھا۔“(ترجمان القرآن جلد اوّل سورۂ فاتحہ صفحہ ۱۳)

(۷) مسلمان علمانے منطق اور فلسفے کی بحثیں دراصل قرآن کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے کی تھیں۔

اس بیان سے یہ معلوم ہوگیا کہ مسلمان علمانے قرآن کی حقیقی صورت کو بدل کر اُسے ایک مصنوعی شکل دی۔ ۲۔ قرآن کی حقیقت کوگم کر دیا یا چھپا دیا۔ ۳۔ کسی بات کو ثابت کرنے کے لئے بھی مصنوعی طریقے جاری کردیئے۔ ۴۔ قرآن پر اعتراضات اور انکارکرنے کے دروازے چوپٹ کھول دیئے تاکہ ہر کس و ناکس جیسا دل چاہے اعتراض کرسکے۔ ۵۔ عربی کے الفاظ کے مستقل معنی کو نئے معنی پہنا دیئے تاکہ جہاں زد پڑتی ہو دوسرے معنی سامنے لا کر اپنا مسلک برقرار رکھاجا سکے ۔ یہی وجہ ہے کہ علما نے یہ مشہور کردیا کہ عربی کے ایک ایک لفظ کے سینکڑوں معنی ہو سکتے ہیں اور اسی اصول پر علامہ مودودی اپنی تفہیم القرآن میں ایک لفظ کے کئی کئی معنی بیان کرتے ہوئے یہ رٹ لگاتے رہے ہیں کہ :۔ ۵۔”اصل میں (يَدُعُّ ٱلۡيَتِيمَ ۝٢ الماعون) کا فقرہ استعمال ہواہے جس کے کئی معنی ہیں۔

ایک یہ کہ وہ یتیم کا حق مار کھاتاہے... دوسرے یہ کہ یتیم اگر ... تیسرے یہ کہ ....''(تفہیم جلد ۶ صفحہ ۴۸۲) یعنی اب یہ پتہ لگانا مشکل ہوگیاہے کہ اللہ نے قرآن کے مخاطبوں کے سامنے کیا مفہوم پیش کیا تھا؟ اس لئے کہ وہ قدیم معنی ہی ختم کر دیئے گئے ۔ قارئین نوٹ کریں کہ مسلمان علما کو قرآن پر پورا تسلط تھا۔ اور وہ جو چاہتے تھے قرآن کا گلا پکڑ کر اللہ کے خلاف کہلوا لیتے تھے ۔ اور یوں اُنہوں نے سارے قرآن کو مہجور کرکے رکھ دیا تھا۔ یعنی جو کام رسولؐ کی قوم نے عہدرسولؐ میں کیا تھا۔ (فرقان ۳۰/۲۵) اُس کی تائید و پیروی برابر ہوتی چلی آئی ہے ۔

(۸) شیعہ علما کی سب سے بہتر تفسیر میں بھی قرآن کی حقیقت گُم کردی گئی ۔

علامہ علی نقی صاحب نے اپنی تفسیر کی پہلی جلد مقدمہ تفسیر میں لکھاہے کہ :
'' شیعوں کی موجودہ تفاسیر میں''مجمع البیان '' سب سے بہترہے لیکن اُس میں غیر معتبر مفسروں اور مخالفین مذہب کے اقوال کی اتنی بھرمار کردی گئی ہے کہ حقیقت گم ہوگئی '' (صفحہ ۱۳۹)
اس قسم کی بھرمار ہر تفسیر میں ،حتّٰی کہ مودودی کی تفہیم میں بھی پائی جاتی ہے ۔ اور یہ ایسے مقامات ہوتے ہیں جہاں صحابہ کا یا مجتہدین کا اختلاف دکھایا جاتاہے ۔مثلاً فلاں نے کہا کہ جائز ہے۔ فلاں نے کہا کہ ناجائز ہے ... حرام ہے ... مکروہ ہے وغیرہ ۔ وغیرہ ۔ کی اتنی بھرمار کی جاتی رہی کہ اللہ و رسولؐ کا حقیقی حکم و منشا ہی غائب ہوگیا۔

(۹) ہر دور میں مسلمان علمانے قرآن کی حقیقی تعلیم پر پردے ڈال ڈال کر قرآن کی صورت بدل دی ۔

ابوالکلام بھی کہتے ہیں کہ : '' اب اگر ہم چاہتے ہیں کہ قرآن کو اُس کی حقیقی شکل اور نوعیت میں دیکھیں تو ضروری ہے کہ پہلے وہ تمام پردے ہٹائیں جو مختلف عہدوں اور مختلف گوشوں کے خارجی موثرات نے اُس کے چہرے پر ڈال دیئے ہیں ۔ پھر آگے بڑھیں اور قرآن کی حقیقت خود قرآن کے صفحوں میں تلاش کریں ''(ایضاً صفحہ ۱۰)

(۱۰) قرآن کی تمام سابقہ تفسیروں کو ردی کی ٹوکری میں ڈال کر دریا برد کریں اور قرآن کے الفاظ وآیات اختیار کریں ۔

ان سطور میں علامہ ابوالکلام ایسے بے مثل عالم نے جہاں مان لیا کہ قرآن کو سرتا سربدل کر ایک مختلف قرآن بنا دیا گیاہے وہاں یہ بھی تجویز کر دیا کہ سابقہ تمام تفاسیر غلط ہیں اُن سب سے قطع نظر لازم ہے اور قرآن کی حقیقی تعلیم کو اُس کی آیات اور الفاظ میں تلاش کرنا چاہئے ۔ اور یہ مطلب بھی اُن ہی سطور میں پیدا کر دیا کہ قرآن کی شکل و نوعیت کے بدلنے میں تمام ادوار کے مسلمان شامل ہیں ۔ اور صحابہ کے دور کو مستثنٰی نہیں کیاہے ۔ اور ہمارے لئے اس قدر بھی کافی ہے۔ قارئین یہاں یہ نوٹ کریں کہ ہم نے اُسی طریقے کو اختیار کیاہے ۔ وہ تمام تقدس وتعصب اُتار کر الگ رکھ دیا ہے جو صحابہ کے دور سے لے کر آج تک ہمارے اوپر لادا گیاتھا۔
چنانچہ ہم اس دنیاکے پہلے شخص ہیں ۔ جس نے جوکچھ اللہ نے کہا وہی ترجمہ میں کہہ دیا اس کی ہرگز پرواہ نہیں کی کہ ایساکہنے سے اللہ کی پوزیشن خراب ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ یقیناً اپنی پوزیشن کا تحفظ کرنا جانتاہے۔ اور وہ الفاظ بھی جانتاہے جو اللہ کی پوزیشن سنوارنے کے ٹھیکے داروں نے لکھ کر اللہ کی پوزیشن سنواری ہے ۔ مثلاً اللہ نے قرآن میں لفظ یَدُ اللّٰہِ فرمایا۔ ہم نے ترجمہ ''اللہ کا ہاتھ'' کیا۔ پوزیشن سنوارنے والوں نے کہا کہ اللہ جسم وجسمانیات سے پاک ہے ۔ لہٰذا اُس کا منشا ہرگز یہاں ''ہاتھ ''(یَدٌ) نہیں ہوسکتا ۔ اس لئے ترجمہ ''اللہ کی قدرت'' ہوناچاہئے ۔ یعنی اُن لوگوں نے ثابت کردیاکہ اللہ کو اپنا منشابیان کرنا نہیں آتا۔ اور یہ کہ اُسے لفظ ''قدرت'' بھی معلوم نہ تھا۔ یا معلوم تھا تو موقع استعمال نہ جانتا تھا۔ اور ہمارے نزدیک یہ حقیقی کفر و انکارِ خداوندی ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ لوگ

مسلمانوں کو الفاظ کے معنی بدلنے کی عادت ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور مصنوعی (منطق) دل لگتی بات یا بہانہ کرکے اُنہیں فریب دیتے ہیں۔

(۱۱) قرآن فہمی قرآن کے الفاظ کے اُن معنی پر منحصر ہے جو معنی عہد رسولؐ میں تھے۔ خلفا کے زمانوں میں وہ معنی بدل دیئے گئے۔

ہمارے زمانہ میں قرآنی انقلاب پیدا کرنے میں جناب پرویز دن رات کوشاں رہے ہیں۔ وہ قرآن فہمی کے سلسلہ میں ایک شخص کو جواب میں لکھتے ہیں کہ :

" آپ کا دوسرا سوال قرآن کے مفہوم ومعانی کو متعین کرنے کے متعلق ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی کتاب کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلی چیز اُس کتاب کی زبان کا سمجھناہے۔ زبان سمجھنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اُسی دور کی زبان ہو جس دور میں وہ کتاب وجود میں آئی تھی۔ اس نقطہ کو آپ مجھ سے بھی بہتر سمجھتے ہیں۔ کہ مختلف زمانے کے تصورات کا کسی زبان پر کیا اثر پڑا کرتا ہے۔ اور اُن تصورات کے ماتحت ایک ہی لفظ کے معنی کس طرح بدلتے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کے وقت کی زبان عہد جاہلیہ کی زبان کہلاتی ہے۔ اس کے بعد جب اسلامی سلطنتوں (خلافتوں) کے مختلف ادوار میں غیر اسلامی تصورات اثر انداز ہونا شروع ہوئے تو اُس زمانے کی عربی کے الفاظ کے مفہوم میں بھی اسی قسم کی تبدیلی ہونی شروع ہوگئی۔ مسلمانوں کی علمی درخشندگی کا بڑا حصہ عباسیوں کے دور سے متعلق ہے۔ لیکن یہی وہ دورہے۔ جس میں اسلامی تصورات عجمی اوریونانی تصورات سے اثر پذیرہونے شروع ہوگئے تھے۔ یہی وہ دور ہے جس میں ہماری بیش تر تصانیف وجود میں آئیں۔ اور اُن کے مصنّفین کا بیش تر حصہ عجمیوں ہی کا تھا۔ اور تو اور اگر آپ دیکھیں تو عربی کے لغات بھی بیش تر عجمیوں ہی کے مرتب کردہ ہیں۔ ان اثرات کے ماتحت وہ زبان جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔ اپنے ظاہری پیکروں کے اعتبارسے تو وہی رہی لیکن الفاظ کے اُن پیکروں کی روح یکسر بدل گئی چنانچہ جنہیں آج عربی جاننے والے کہاجاتاہے۔ وہ بھی بالعموم یہی " عجمی" عربی جانتے ہیں وہ عربی مبین جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔ اُن کی نگاہوں سے اوجھل رہتی ہے۔ لہٰذا قرآن فہمی کے لئے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ قرآنی الفاظ کا مفہوم اُس زبان کی روشنی میں سمجھاجائے جو نزول قرآن کے وقت رائج تھی".......(مقام حدیث جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۴)

(۱۲) پرویزصاحب نے اس بیان میں زبان کی معنوی تبدیلی کو فطری ارتقا قراردینے کی کوشش کی ہے۔

پرویز صاحب بڑے بے باک لوگوں میں شمار ہوتے ہیں لیکن اس بیان میں اُنہوں نے بڑی احتیاط و اشارات سے کام لیاہے۔ ابتدا میں وہ نہایت سادہ مگر صحیح اور دلنشین گفتگو کرتے ہیں یعنی وہ علامہ ابوالکلام آزاد والی مولویانہ زبان قطعاً استعمال نہیں کرتے اور وہ دورعباسیہ کا تذکرہ تو کرتے ہیں مگر منطق و فلسفہ کی کتابوں کا امپورٹ کرنا۔ عجمی علما کو بلا کر عربی میں ترجمے کرنا وغیرہ صاف نظر انداز کردیتے ہیں۔ وہ پہلے بلا استثنا تمام اسلامی سلطنتوں میں غیراسلامی تصورات کا آنا مان کر سارا زور عباسی دور پر لگا دیتے ہیں۔ یعنی صحابہ اور بنی امیہ کے عجمیوں کا قطعاً ذکر نہیں کرتے حالانکہ اُن ادوار میں بھی عجمی ماہرین خلافتوں کی مشکلات حل کرنے کے لئے ملازم تھے۔ زمینوں کی پیمائش لگان و آبیانہ کے قوانین وہی لوگ بنا رہے تھے۔ اور اُن ہی کے ادوار میں عجم فتح ہواتھا اورغلاموں ،کنیزوں اور وفود کی صورت میں عجمیوں کا تانتا بندھا ہواتھا۔ بہرحال پرویز صحابہ کو بچاکر گزرجاتے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں کہتے کہ وہ عجمی علما جان بوجھ کر خلفا کے حکم سے الفاظ کے معنی بدل رہے تھے۔ ارتقائی تبدیلی قطعاً مختلف اور دیرطلب ہوتی ہے اور اُس تبدیلی کو اُس عہدکے لوگ جانتے ہیں۔ وہ اُن کی نظر سے اوجھل نہیں رہ سکتی۔ بہرحال علامہ اشاروں کنایوں میں اور گول گول جملوں میں یہ بتاگئے ہیں۔ کہ اس دور کی تمام عجمی تصنیفات ناقابل اعتبار ہیں حتّٰی کہ لغات کا بھی

بھروسہ نہیں کیا جاسکتا اُن میں سے اُن معنی کو اختیار کرنا غلط ہوگا جو قرآن کے لفظی تصور و معنی کو بدلتا ہو ۔ قرآن فہمی کے لئے آخری بات بہت بے تکی فرمادی ہے۔ یعنی اس کا یقین کس ذریعہ سے کیا جائے گا کہ نزول قرآن کے زمانہ میں فلاں فلاں الفاظ کے معنی کیا تھے۔ جب کہ خلفائے اسلام نے ہی بہت سوچ سمجھ کر اور پوری قومی وملکی اور یہودی بصیرت استعمال کرکے تواریخ و احادیث ومغازی وغیرہ پر کتابیں مرتب کرائی تھیں ۔ اور جہاں جہاں ضرورت ہوئی خود جعلی ریکارڈ تیار کرا کے اُسے عہد جاہلیت کے قدیم لوگوں کے نام سے بھی پیش کرتے رہے ہیں ۔ ایسے فراڈ کی ایک مثال علامہ السید سلیمان ندوی سے سنئے :

(۱۳) قریش کا فراڈ وفریب قدیم ریکارڈ جعلی طور پر بناکر قدامت دکھاتے رہے ۔

” لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بعد کو بعض سادہ لوح مسلمانوں یا شریر لوگوں نے بہت سے جھوٹے شعر بنا بناکر اُن لوگو کی طرف منسوب کردیئے ہیں ۔ قرآن کی آیتوں کی آیتیں لے کر اُن کو موزون کرکے اُن کے نام سے شعر کہہ دیئے۔ “ (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

قارئین سوچیں کہ زمانہ جاہلیت کی زبان کے ساتھ بھی قریش کے دانشوروں نے فراڈ کرلیاہے ۔ تو پناہ کہاں ملے گی؟ بہرحال علامہ پرویز صاحب ایک عرب کے باشندے عالم و ادیب شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے بڑے مزے کا بیان دیتے ہیں ۔اور قرآن کے الفاظ کے معنی بدل جانے ، غلط مفاہیم رائج ہوجانے کا تذکرہ بھی کرتے ہیں سنیئے :

(۱۴) یہاں کے اور عرب کے علما بھی قرآن کو نہیں سمجھتے ۔

”ہمارے ہاں قرآن کے الفاظ کا جو مفہوم مروج ہے ۔ وہ بیش تر غیر قرآنی ہے ۔ اس کے لئے عام طور پر یہ کہاجاتاہے کہ ہم چونکہ قرآن کو ترجموں کے ذریعے سمجھتے ہیں اس لئے اصل سے ناواقف رہ جاتے ہیں ۔ لہٰذا قرآن سمجھنے کے لئے عربی جاننا نہایت ضروری ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ قرآن عربی زبان میں ہے ۔ اور جب تک ہم عربی نہ جانیں قرآن کو کیسے سمجھ سکتے ہیں ؟ لیکن اس سے اس مشکل کا حل نہیں ہوتا۔ جس کی طرف میں نے اشارہ کیاہے۔ پہلی چیز تو یہ کہ جن حضرات نے قرآن کے ترجمے کیے ہیں وہ تو عربی جانتے تھے اگر عربی جاننے سے صحیح قرآن سمجھ میں آجاتا تو اُن کے ترجموں سے بھی قرآن سمجھ میں آجانا چاہئے تھا۔ تمام تر نہیں تو کم از کم قریب قریب ۔

(۱۵) قرآن کے تمام ترجمے اور مترجم بھی صحیح قرآن پیش نہیں کرتے ۔ دونوں بے کار ہیں ۔

دوسری چیز یہ (اور یہ پہلی سے بھی زیادہ اہم ہے) کہ آج مسلمانان عالم کا بیش تر حصہ ایساہے ۔ جس کی مادری زبان عربی ہے ۔ اُن کے لئے صحیح قرآن سمجھنے میں توکوئی دشواری نہیں ہونی چاہئے ۔

(۱۶) عربی بولنے والے ممالک کے لوگ بھی قرآن نہیں سمجھتے ہیں ۔

لیکن یہ واقعہ ہے کہ وہ بھی قریب قریب اُسی قسم کا قرآن سمجھتے ہیں۔ جس قسم کا قرآن ہمارے ہاں ترجموں سے سمجھاجاتاہے۔

(۱۷) عربی بولنے والے علما اور مصنفین کا حال اور اُن کی مذہبی تصنیفات ۔

آپ عربی ممالک (یعنی عربی بولنے والے مصنفین) کی مذہبی کتابیں اُٹھاکر دیکھئے جہاں تک قرآن کا تعلق ہے۔اُن میں اور اپنے ہاں کی مذہبی کتابوں میں کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ مجھے ایک عرب کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ادب کا امام ، زبان پر اس قدر عبور کہ ایک ایک لفظ کی بیسیوں سندات مستحضر، ایسا نظر آتا تھا کہ اُسے بڑے بڑے عربی لغت شعرا کے دواوین اور کتب محاضرات حفظ یاد ہیں ۔ مرادفات کے معنی میں ایسالطیف فرق بتاتا تھا کہ سن کر لطف آ جاتا تھا۔ لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہتی جب میں دیکھتا کہ جوں ہی قرآن کی کوئی آیت سامنے آتی وہ وہی مفہوم بیان کرتا۔ جو ہمارے مکتبوں میں پڑھایاجاتاہے۔ اور جس میں قرآن کہیں نام کو نہیں ہوتا۔

(۱۸) قرآن پڑھانے والے مکتبوں میں جو کچھ بھی پڑھایا جاتاہے ۔ اس میں قرآن نام کو بھی نہیں ہوتا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اُن کے ہاں بھی قرآن کو اُن ہی تفاسیر کے ذریعہ سمجھا جاتاہے جو عجم زدہ ذہنیت کی پیداوار ہیں اور اس ماحول کی تخلیق جس میں مسلمان قرآن سے دور ہوچکا تھا۔ مختصر الفاظ میں یوں سمجھئے کہ ہمارے ہاں قرآن کا ایک خاص مفہوم متعین ہوچکاہے۔ اور عرب ہوں یا غیر عرب ہر جگہ وہی متعین مفہوم رائج ہے ۔ لہٰذا قرآن سے بُعد کا اصلی سبب عربی نہ جاننا نہیں ہے ۔ اس کا سبب وہ مصطلحہ مفہوم ہے ۔ جو ہمارے ہاں ایک مدت سے رائج چلا آرہاہے اور یہ مفہوم عجمی ہے۔ قرآنی نہیں ہے ۔ ہم قرآنی الفاظ کے معنی ان ہی اصطلاحات کی رو سے سمجھنے کے عادی ہوچکے ہیں ۔ بلکہ یوں کہئے کہ ہماری عربی وہ عربی ہی نہیں رہی جو زمانہ نزول قرآن میں تھی ۔ اس کے الفاظ تو بے شک وہی ہیں لیکن ان الفاظ کامفہوم عجمی تصورات کا پیداکردہ ہے ۔ اوریہی مفہوم عرب اور عجم میں ہرجگہ رائج ہے ۔ اس لئے قرآن کا صحیح مفہوم نہ عربی جاننے والے سمجھتے ہیں نہ وہ جو عربی نہیں جانتے اور قرآن کو ترجموں سے سمجھتے ہیں۔ جب قرآن نازل ہوا تو ان اصطلاحات میں سے کسی کا بھی وجود نہ تھا۔ جو بعد میں فقہ ، روایات ،تصوف اور کلام وغیرہ کی رو سے پیدا ہوئیں اور آہستہ آہستہ دین کا جزو بنتی گئیں ۔ اگر ان اصطلاحات سے مقصود وقتی مسائل کا حل ہوتا اور اُن کا دائرہ عمل وہیں تک محدودرہتا تو اس میں کچھ مضائقہ نہ تھا۔ لیکن مصیبت یہ ہوگئی کہ اُن چیزوں کودین کا مستقل اورغیر متبدل جزوسمجھ لیاگیا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہواکہ خود قرآن بھی اُن ہی کی روشنی میں سمجھاجانے لگا۔ اور رفتہ رفتہ ہوا یہ کہ بجائے اس کے کہ قرآن متن اور اصل رہتا اور یہ چیزیں اُس کی شرح اور جزئیات سمجھی جاتیں ۔ یہ چیزیں اصل اور متن بن گئیں اور قرآن اُن کا شارح ہوکر رہ گیا۔ اب قرآن کا سارامفہوم ان ہی(بعد کے پیداشدہ) تصورات کی تشریح ہے۔ اور قرآن کا یہی مفہوم ہر جگہ پڑھایا اور سمجھایا جاتاہے ۔ خواہ عرب ہوں یا عجم ۔"(قرآنی فیصلے صفحہ ۲۶۰تا ۲۶۲)

(۱۹) ایک ہزار سال برابر دین کے ہر شعبہ میں تغیر اور تبدل کیاجاتا رہا۔ اس پر کسی نے احتجاج نہ کیا؟ کیوں کہ اپنی ضرورت تھی ۔

ہم اس بیان پر اپنے ریمارکس ذرا دیر بعد پیش کریں گے۔یہاں پرویز کا ایک غمگین بیان اور سن لیں اور دیکھیں کہ اسلامی سلطنتوں یاخلافتوں کی اپنی پالیسی کو بحال رکھنے کے لئے دین کاہر قاعدہ ،ہرعقیدہ اور حکم تبدیل کردیاگیا۔ اوریہ کھلی تبدیلیاں برابر ایک ہزاربرس سے ہوتی چلی آرہی ہیں ۔ سنیے اورعبرت حاصل کیجئے :

"وہ دین جو محمدؐ رسولؐ اللہ نے دنیا تک پہنچایا تھا۔ اُس کا کون سا گوشہ اورکون سا شعبہ ہے جس میں تحریف نہیں ہوچکی ؟ تو پھر پوچھنے کا سوال یہ ہے ۔ کہ یہ کیا ہواکہ ہزاربرس سے اسلام میں ایسی کھلی ہوئی تحریف ہوتی چلی آرہی ہے ۔ اورکسی نے اس کے متعلق کوئی آواز نہیں اٹھائی ؟الاماشاءاللہ

یہ سوال بڑا جگر خراش ہے ۔ اور اس کا جواب اس سے بھی کہیں زیادہ دل سوزہے اور جان گسل ۔ اور یہ جواب جیساکہ اوپر لکھاگیاہے ۔ اس وقت پورے طور پر دیا بھی نہیں جاسکتا۔" (قرآنی فیصلے صفحہ ٦٦)

(۲۰) علامہ پرویز کے تجربات وتحقیقات وبیانات وتصورات پر نظر بازگشت و تشریح مقصد ۔

علامہ پرویز طرح طرح اس نتیجے پر پہنچے اور وجوہات وثبوت بیان کیے کہ :

(1)۔ "قرآن کی حقیقی تعلیم نہ عربوں کے یہاں ہے نہ عجمیوں کے پاس چنانچہ تمام روئے زمین کے مسلمان جسے قرآن اور اسلام سمجھتے ہیں اور جس پر اسلام سمجھ کر عمل کر رہے ہیں ۔ وہ نہ قرآن ہے نہ اسلام ہے "

(۲۰۔الف) الجھاہے پاؤں یار کا زلف دراز میں .... لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا؟

کاش کوئی علامہ پرویز کی قبر پر جاکر یہ پیغام سنا دے اور پوچھے کہ حضور! آپ نے کتنے ہزار صفحات کالے کیئے۔ اور

لاکھوں روپے قوم سے بٹورے اور قوم کی قرآنی نافہمی کا رونا برابر روتے رہے جب کہ آپ نے خود فرمایا تھا۔ سنئے :

وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَـٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِى ٱتَّخَذُواْ هَـٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورً۬ا ﴿٣٠﴾ الفرقان

"مَهۡجُورً۬ا ۔ قرآن کریم میں ہے ۔"اور رسولؐ خدا کے حضور میں کہے گا۔ کہ : " اے میرے نشوونما دینے والے! میری قوم نے اس قرآن کریم کو مہجور بنادیا تھا ۔" اس کا عام مفہوم یہ لیا جاتاہے ۔ کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا تھا۔ لیکن مَهۡجُورً۬ا کے معنی اس سے کہیں گہرے ہیں ۔ آپ نے دیکھاہوگا کہ جو گائے یا بھینس دوڑ جاتی ہو اس کے پاؤں کے ساتھ ایک رسی باندھ دیتے ہیں اور رسی کا دوسرا سرا اُس کے سینگ کے ساتھ (یا گلے میں) باندھ دیتے ہیں لیکن رسی اتنی چھوٹی رکھتے ہیں کہ جانور کا سر بہت جھکا رہتاہے وہ اس طرح یوں جکڑا جاتاہے کہ آزادی سے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا۔ عرب گھوڑوں اور اونٹوں کو اسی طرح جکڑ کر باندھ دیتے تھے۔ اس طرح بندھے ہوئے جانور کو مَهۡجُوۡرٌ کہاجاتاہے ۔ اَلۡهِجَارُ اس رسی کو کہتے ہیں۔ جس سے اُنہیں اس طرح جکڑا جاتاتھا۔ رسولؐ اللہ خدا سے فریاد کریں گے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کو اپنے خودساختہ اعتقادات، خیالات، رسومات، روایات، قوانین، تفاسیر وغیرہ کی رسیوں سے جکڑ کر مَهۡجُوۡرٌ بنا رکھا تھا۔ جس سے وہ ایک قدم بھی آزادی سے نہیں اُٹھا سکتاتھا۔ اُنہوں نے قرآن کریم کو چھوڑا نہیں تھا۔ سینوں سے لگا رکھا تھا۔ لیکن اُس کی ساری آزادیاں سلب کرر کھی تھیں ۔ اور اُسے اُتنا ہی چلنے کی اجازت دے دی جاتی تھی ۔ جتنی اُن کے خودساختہ "مذہب وشریعت" کی رسی مناسب سمجھتی تھی۔ یعنی یہ قرآن کے تابع نہیں تھے، قرآن کریم اُن کے تابع تھا۔ یہ ہے مطلب قرآن کریم کو مَهۡجُوۡرٌ بنادینے کا ۔ (لغات القرآن جلد ۴ صفحہ ۱۷۵۴)

(۲۱) علامہ پرویز کو سنادو کہ قریش کو مخاطب کرکے یہی پیشنگوئی اُن کو سنادی گئی تھی ۔ ؟؟؟

حضرت محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ صلواۃ اللہ علیہما نے قریش کو اُن کی کوششوں اور طرز زندگی کا نتیجہ یوں بتایا تھا کہ :

سَيَاتِى عَلَيۡكُمۡ زَمَانٌ لَايَبۡقِى فِيۡهِ مِنَ الۡاِسۡلَامَ اِلَّااِسۡمُهٗ وَلَا يَبۡقِى مِنَ الۡقُرۡآنِ اِلَّارَسۡمُهٗ

" اے قریش تم پر، ہاں ہاں تم ہی پر ، جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب اسلامی تعلیمات میں سے اسلام کے نام کے سوا کوئی تعلیم باقی نہ رہے گی اورنہ قرآنی تعلیم میں سے کچھ باقی رہے گا۔ البتہ قرآن کے الفاظ وعبارات باقی رہ جائیں گے۔ (تمام کتب احادیث)

یہ پرویز کی احتیاط اور اپنی جماعت سے خوف تھا۔ جس نے اُنہیں مجبور کرکے صرف ایک ہزارسال سے مسلمانوں کا اسلام اورقرآن کو چھوڑ دینا لکھوایا ہے ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ قریش عہدرسولؐ اورقرآن کے زمانہ نزول ہی میں قرآن میں معنوی تحریف وتہجیر کرکے قرآن کو اپنے خودساختہ اسلام پرفٹ کررہے تھے۔ جس کی مسلسل تائید اور پیروی اُن کی حکومتیں اورہم مذہب علماکرتے چلے آئے ہیں ۔ اورکل ہی زکوٰۃ وحدود جاری کرنے کے لئے احکام نافذہوئے ہیں۔ جن کا اللہ ، رسولؐ اور قرآن سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے ۔ اورصدر مملکت نے شیعہ علما کو خمینی کے مشورے ، کوڑوں کے خوف، اور دولت کے لالچ سے ہموار کرلیاہے اور کُل زکوٰۃ کی رقوم جبراً بینکوں میں وضع کی جا چکی ہیں۔ یعنی شیعہ علما کی رضامندی یہ ہے کہ شیعوں سے سنیوں کے نصاب کے مطابق رقوم حکمیہ لے لی جائیں ۔ مگر اُنہیں زکوٰۃ کی جگہ عطیہ شمار کرلیاجائے ۔ یعنی ادھر رقومات دینے کے باوجود شیعوں کے ذمہ زکوٰۃ واجب الادا رہے گی۔ جس پر اللہ کے یہاں مواخذہ وسزا ہوگی ۔ یا زکوٰۃ ادا کی تو دگنی رقم شیعوں کے ہاتھوں سے نکل جائے گی اور ادھر وہ رقوم عطیہ بھی شمار نہ ہوں گی ۔ اس لئے کہ عطیہ جبراً وحکماً نہیں دیا جاتا۔ لہٰذا جرمانے کی وجہ سے شیعوں کو ثواب سے بھی محروم رہنا پڑے گا۔ یہ ہے شیعہ علما کی بصیرت اور دینی پابندی ۔البتہ اُن کی جیب ضرور گرم رہتی چلی جائے گی ۔ بات ہورہی تھی اسلام اورقرآن کی یوں تمام مسلمان فرقوں نے روز اوّل سے اسلام اور قرآن سے عملاً علیحدگی اختیار کرنا شروع کی ۔ اور علیؑ و محمدؐ کی پیش گوئی کی مار کے نیچے رہتے ہوئے اُنہیں ہزار نہیں بلکہ چودہ سو برس گزرچکے ہیں ۔

(۲۲) پرویز نے ڈرتے ڈرتے احتیاطی داؤ پیچ کرتے کرتے آخر یہ کہہ دیا کہ روایات کو قطعاً الگ کر دیا جائے۔

پرویز نے لمبے چوڑے بیانات میں یہ ثابت کر دیا کہ جب تک موجودہ روایات سے متعین کردہ مفہوم قرآن سے الگ نہ کیا جائے گا قرآن کی حقیقی تعلیمات ہرگز ہرگز مسلمانوں کو معلوم نہ ہوں گی ۔

(۲۳) خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کا قرآن سے تعلق اور ان کے عہد میں قرآن کا خودساختہ روایات کے ماتحت رہنا۔

اب یہ بھی دیکھتے چلیں کہ خلفائے بنی امیہ وبنی عباس کے زمانوں میں قرآن کو ترک کرکے روایات کے جیل خانے میں بند کر دیا گیا تھا: "قرآن کو خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس نے جو دراصل مستبد سلاطین (جابر و ظالم) تھے۔ سیاست سے پہلے ہی متروک کر دیا تھا۔ اب اُن راویوں نے دینی حیثیت سے روایتوں کے اندر اُس کو دفن کر دیا۔ اور قرآن کی تشریح وتفسیر بھی اُن ہی روایتوں سے ہونے لگی ۔ اور حدیث کا تسلط اس قدر بڑھ گیا کہ امام اوزاعی متوفی 157ھ نے فرمایا کہ: "قرآن اس سے زیادہ حدیثوں کا محتاج ہے جس قدر حدیثیں قرآن کی محتاج ہیں ۔" اور امام یحییٰ بن کثیر نے کہا کہ "حدیث قرآن پر قاضی ہے۔ اور قرآن حدیث پر قاضی نہیں ہے ۔" حدیثوں کے ذریعے سے قرآن کے عام کو خاص اور خاص کو عام ،مقید کو مطلق اور مطلق کو مقید بلکہ اس پر اضافے کرنے لگے ۔نیز بعض آئمہ فقہ نے روایات سے آیات کو اصولاً منسوخ کرنے کا فتویٰ دے دیا ۔ اور اس طرح قرآن کے استقلال کو مٹا کر اس کو حدیثوں کے ماتحت بنا دیا۔" (مقام حدیث جلد اوّل صفحہ ۱۷۲۔۱۷۳)

قارئین برابر دیکھ رہے ہیں کہ رفتہ رفتہ پرویز صاحب نے مان لیاہے ۔ کہ بنی امیہ کے خلفا کے زمانہ سے قرآن کو متروک کر دیا گیا تھا۔ یہاں متروک کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے قرآن کو دریا برد کر دیا تھا یا حفظ کرنا چھوڑ دیا تھا۔ یا حافظان قرآن کو تنخواہیں دینا بند کر دی تھیں یا نماز میں قرآن کے علاوہ کچھ اور پڑھنے لگے تھے۔ نہیں وہ ان تمام چیزوں پر عمل کرتے تھے ۔ متروک کا مطلب صرف یہ ہے کہ قرآن کے احکامات کو اوّلیت حاصل نہ رہی تھی۔ وہ روایات کے ذریعہ سے جس چیز کو قرآن سمجھتے تھے اس پر عمل کرتے۔ اُن کا دعویٰ یہی تھا کہ قرآن کے مطابق اپنا نظام چلا رہے ہیں۔ یہی حال بنی عباس کے خلفا کا تھا۔ ان دونوں کے ادوار، (۴۱ھ سے ۶۵۶ھ) یعنی تقریباً سوا چھ سو سال تک قرآن کی وہ حقیقی تعلیم متروک رہی جو قرآن میں موجود ہے اور جس کا شکوہ علما کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ جناب علامہ احمد امین مصری نے بھی تفسیری روایات سے قرآن فہمی کو ناپسند کرتے ہوئے لکھاہے کہ :

(۲۴) قرآن کی تفسیر خودساختہ روایات سے کی گئی تھی ۔

"اس امر کی دلیل کہ اس باب میں موضوع (خودساختہ) روایات بہت داخل ہوئی ہیں یہ ہے کہ ایک ہی آیت کی تفسیر میں دودو متناقض تفسیریں نقل کی گئی ہیں جو ناممکن ہے کہ رسولؐ اللہ سے صادر ہوئی ہوں ...بعض علمانے تو سرے سے اس باب (باب التفسیر) کا انکار کیاہے ۔چنانچہ امام احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ تین ابواب کی کوئی اصل نہیں ہے ۔ ۱۔ تفسیر ۲۔ ملاحم ۳۔ اور مغازی ۔

(۲۵) مفسرین روایات کی موجودگی میں بھی اپنی ذاتی رائے یا اجتہاد سے تفسیریں کرتے رہے ۔

اس بات کی دلیل کہ خود مفسرین نے اس باب میں نقل شدہ روایات پر اعتماد نہیں کیا یہ ہے کہ وہ ان تفسیروں پر رک کر کھڑے نہیں ہوگئے ۔جو روایات کے ذریعہ اُن تک پہنچی تھیں ۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی اُنہوں نے وہ تفسیریں بھی بیان کی ہیں ۔ جن تک اُنہیں خود اُن کے اجتہاد نے پہنچایا تھا۔ اگر روایات کی تفسیریں ان کے نزدیک صحیح ہوتیں تو نص کے ذریعے سے ایک تفسیر معلوم ہوجانے کے بعد اُن کو ٹھہر جانا چاہئے تھا۔ اور خود اپنی رائے سے کوئی تفسیر بیان کرنے کی جرأت نہ کرنا چاہئے تھی۔ مگر مفسرین نے ایسا نہیں کیا ۔ "...(فجر الاسلام صفحہ ۵۷۳۔۵۷۴)

(۲۶) ابوالکلام بھی تفسیری روایات سے قرآن کی حقیقی تعلیم کا غلط رخ اختیار کرنا مانتے ہیں ۔

جس طرح پرویز، اور احمد امین روایات سے حقیقی قرآن کا بدل جانا مانتے ہیں اسی طرح جناب ابوالکلام نے بھی یہ شکوہ کیاہے کہ : " اگر تیسری صدی کے کسی مفسر سے کوئی غلطی ہوگئی تو ضروری ہے کہ نویں صدی کی تفسیروں تک وہ برابر نقل در نقل ہوتی چلی آئے ۔ کسی نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ چند لمحوں کے لئے تقلید سے الگ ہوکر تحقیق کرے کہ معاملہ کی اصلیت کیاہے؟ " (ترجمان القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۴۔۱۵)

(۲۷) مفسرین عمدہ قول کی موجودگی میں بھی بدترین قول اختیارکیاکرتے تھے؟

اور چند جملے سنیں : " متداول تفسیریں اٹھاکر دیکھو جس مقام پر تفسیر میں متعدد اقوال موجود ہوں گے، وہاں اکثر اُسی قول کو ترجیح دیں گے۔ جو سب سے زیادہ کمزور اور بے محل ہو گا ۔ جو اقوال نقل کریں گے اُن میں بہتر قول بھی موجود ہو گا لیکن اُسے نظر اندازکر دیں گے" (ایضاً صفحہ ۱۵)

(۲۸) چونکہ بعد کے مفسرین اپنے راہنما صحابہ کی سنت کی تائید ضروری سمجھتے تھے لہٰذا تقلید لازم تھی ۔

کوئی ابوالکلام صاحب کو بتاتاکہ حضور وہ تمام مفسرین جن پر آپ کو اعتراضات ہیں اپنے راہنما صحابہ کی پالیسیوں اور غلط روی کو دینی جواز دینا لازم سمجھتے تھے اس لئے اُن پر لازم تھا کہ وہ تحقیق حق نہ کریں ۔ اپنے پیشرو علما کی تقلید کریں جہاں مناسب ہو خودساختہ روایات سے اُن کی مدد کرتے رہیں ۔

(۲۹) ہر مفسر ، قرآن کو اپنے مکتب فکر کی تائید میں استعمال کرتاچلا گیا۔

چنانچہ اسی صفحہ پر اُنہوں نے ماناہے کہ : "جب باب عقائد میں ردّوکدّ شروع ہوئی تو مختلف مذاہب کلامیہ پیدا ہوگئے ۔ ہرمذہب کے مناظر نے یہ چاہا کہ اپنے مذہب پر نصوص قرآنیہ کو ڈھالے وہ اس کی جستجو میں نہ تھے کہ قرآن کیا کہتا ہے ۔ بلکہ ساری کاوش اس کی تھی کہ کسی طرح اُسے اپنے مذہب کا مؤید دکھلادیں" (ایضاً صفحہ ۱۵)

(۳۰) عربی کی لغات، قواعد کی پابندی کو اور دیانت وعقل وبصیرت کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ دیاگیا۔

اس سے بھی زیادہ افسوس ناک بیان سنئے:"مذاہب فقہیہ کے مقلدوں میں جب تحزّب وتشیع کے جذبات تیز ہوئے تو اپنے اپنے مسائل کی اُپچ میں آیات قرآنیہ کوکھینچنے تاننے لگے ۔ اس کی کچھ فکر نہ تھی کہ لغت عربی کے صاف صاف معانی ، اسلوب بیان کا قدرتی مقتضٰی ، عقل وبصیرت کا واضح فیصلہ کیا کہتاہے؟ تمام ترکوشش یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح قرآن کو اپنے امام کے مذہب کے مطابق کر دکھائے ۔ " (ایضاً صفحہ ۱۶)

یہی حقیقت عہدرسولؐ کی ہے کہ قریشی علما قرآن کو اپنے سابقہ خودساختہ اسلام کے مطابق بنانے میں مصروف رہے۔ (پہلا صفحہ آیات ۳۰۔۳۱/۲۵)

اُن کے بعد اُن کی قائم کردہ حکومتوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا اور قیامت کے اوّلین دورتک جاری رکھنے پر مجبور ہیں۔ اور اُن کے مقدرمیں زمانہ رجعت کا مواخذہ اور سزا لکھی ہوئی ہے۔

(۳۱) علامہ پرویزکے عجمی عجمی پکارنے والی بات تفسیروں میں یہودیوں کے افسانوں کی شرکت بھی ہے ۔

علامہ احمد امین مصری کہتے ہیں کہ:" تفسیر کے سرچشموں میں سے ایک اور سرچشمہ بھی تھا (اسرائیلیات) جس سے مفسرین نے بکثرت مدد لی ہے ... کچھ یہودی مسلمان ہوچکے تھے اُن کے ذریعہ سے نا محسوس طریقہ پر یہ تمام معلومات مسلمانوں میں گھستی چلی آئیں۔ اور قرآن کی تفسیر میں داخل ہوتی چلی گئیں ۔ اس میں بڑے بڑے صحابہ مثلاً ابن عباس وغیرہ نے بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھا کیوں کہ اپنے خیال میں اس طرح تو وہ قرآن کی شرح و توضیح

مکمل کررہے تھے۔ بیان کیاجاتاہے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایاتھا کہ جب تم سے اہل کتاب کوئی بات بیان کریں تو نہ اس کو سچ سمجھو نہ جھوٹ لیکن عمل اس کے بالکل برعکس تھا۔ یہ حضرات ان کی باتوں کو سچ سمجھتے اور اُن سے نقل کرتے تھے" (فجر الاسلام)(صفحہ ۵۷۸ تا ۵۸۰)

اور سنیئے: " یہ لوگ کعب الاحبار ، وہب بن منبہ، عبداللہ بن سلام اور اُن جیسے دوسرے لوگ تھے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی تفسیر کی کتابیں اُن منقولات سے بھر گئیں جو اُن نومسلم یہودیوں نے اُن سے بیان کیں" (ایضاً صفحہ ۵۸۱)

یہ ہے تفصیل اُن محتاط اور گول گول بیانات کی جو علامہ پرویز عجمیوں کے ذمہ بطور تخریب لگاتے ہیں۔ حالانکہ عجمی ہوں یا عرب ہوں اُنہوں نے جو کچھ کیا وہ اپنے دین کی تائید میں کیا۔ اور اس لئے کیا کہ اُس وقت اُسی میں صلاح وفلاح تھی ۔ اگر وہ مذکورہ قسم کے طریقے اختیار نہ کرتے تو اُن کا دین خطرے میں پڑ جاتا۔ چنانچہ آج تک مسلمانوں کے فرقے اپنے اپنے مذاہب کی اصلاح میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اُن میں سے جولوگ اصلاح کے لئے اٹھتے ہیں ۔ وہ حضرات پہلے اپنے پیش رو علما کی دبی دبی یا کھلی کھلی مذمت کرتے ہیں ۔ تاکہ اُنہیں اُن کی اصلاحات پیش کرنے کا جواز مل جائے ۔ لیکن یہ طرز عمل، بہرحال، اچھا نہیں ہے ۔ ہماری اس بات کو عوام شاید پوری طرح نہ سمجھیں لیکن علما اس سے لطف اندوز ہوں گے کہ عہدرسولؐ کےسے بعد آج تک کسی دور میں بھی ایسے پچاس سال نہیں گزرے جس میں علما نے سابقہ علما اور قائدین پر اعتراضات نہ کیے ہوں ۔ اور اعتراضات ہی کی بنیاد پر اپنی اصلاح وتعمیر نہ کی ہو۔ ہر کتاب اُس وقت لکھی گئی جب اُسی عنوان پر لکھی ہوئی کتابوں کی پول کھل گئی ۔

آج بھی تاریخ اسلام لکھی اور لکھوائی جا رہی ہے ۔ اس لئے کہ پچھلی تاریخوں سے مسلمانوں کی پول کھل گئی ہے۔ اب وہ تاریخ لکھی جائے گی ۔ جس میں وہ حقائق نہ ہوں گے۔ جو پہلے لکھ دیئے گئے تھے اور اُس وقت کے مورخ کو اُن سے کوئی خطرہ نظر نہیں آیا تھا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہنا صحیح ہوگا۔ کہ کسی زمانہ میں بھی تاریخ تاریخ نہ تھی وقتی تقاضوں کے ساتھ باطل کی مرمت کرتے چلے آئے تھے آپ کسی عنوان پر چند سلسلے وارکتابیں اُٹھالیں۔ ہر دوسری یا بعد والی کتاب پہلی کتاب پر اور کتاب کے مصنف پر کیچڑ اُچھال کر لکھی ہوئی ملے گی اور بہت سے اُن حقائق کا انکارکردیا گیا ہوگا۔ جو پہلے مصنف نے لکھے تھے۔ لہٰذا تفسیروں ہی کا حال خراب نہیں ہے ۔ سیرت کی کتابوں کا بھی یہی حال ہے ۔ عقائد کی کتابیں بھی اسی بیماری میں مبتلا ہیں ۔ یوں کہئے کہ یہ سارا فراڈ ہے ۔ فریب ہے ۔ باطل کا انبارہے ۔ تہہ درتہہ چھپائی ہوئی گندگی ہے ۔ جب کبھی بو آنے لگتی ہے تو اورمٹی ڈال کر چھپا دیا جاتاہے ۔ یہ اصلاحات نہیں بلکہ پردہ پوشیاں ہیں ۔ بہت اچھے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کھل کر یزید کو قابل درود وسلام لکھ دیا۔ اور یزید کے مخالفوں کو اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ یعنی مان لیاکہ وہ اور اُن کے بزرگ راہنماؤں کا اسلام کیاہے؟ کیسا ہے؟ اُنہوں نے مرمت کرکرکے منافق رہنے کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا سابقہ مفسرین ومترجمین پر صرف اعتراضات کی بوچھاڑ کرنا غلط ہے اُن کی مجبوریوں کا تذکرہ بھی ضروری ہے ۔ ہم تو اُن سب کو صاحبان کمال لوگ کہتے ہیں جنہوں نے سوفیصد باطل کو چودہ سو سال تک حق کے نئے نئے سوٹ (SUIT) اور نقابیں پہنا کر ہم تک پہنچا دیاہے ۔ یہ اتنا بڑاکمال ہے جس کی تاریخ انسانیت اور تاریخ مذہبیات میں نظیر نہیں ملتی ۔

اس سلسلے میں مجھے حضرت علی علیہ السلام کا ایک بیان یاد آرہاہے ۔ جو اس صورت حال پر بڑے قدیم انداز میں روشنی ڈالے گااور قارئین اس سے سبق لیں گے اورزندگی کے مختلف حالات میں سے چوکنارہ کرگزریں گے۔ ہم جناب رئیس احمد جعفری ندوی کی مرتب کردہ نہج البلاغہ سے من وعن وہ خطبہ نقل کیے دیتے ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیں (ترجمہ مع حاشیہ وغیرہ)

۵۴ واں خطبہ..................." سبب فتنہ وفساد "...................

" بلا شبہ فتنہ وفساد کا وقوع ہوائے نفس اورخود ساختہ (خلاف شرع) احکام کی پیروی کے باعث ہوتاہے۔ (اسی طرح فتنہ و فساد کے اسباب میں یہ سبب بھی ہے کہ کوئی) گروہِ مردم کسی شخص کواپنا ولیِ اَمر (خلاف شرع وخلاف کتاب خدا) بنالے اور اُس کی پیروی کرنے لگے ا۔۔

اگر باطل حق کی آمیزش سے خالی ہوتا تو متلاشیان حق سے پوشیدہ نہ رہتا اسی طرح اگر باطل میں حق کی چاشنی نہ ہوتی تو پھر دشمنوں کو یارائے کلام نہ رہتا۔ (بات یہ ہے کہ) کچھ حق ہوتاہے اورکچھ باطل اور اُن دونوں کو ممزوج کرلیاجاتاہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے ۔ جہاں شیطان اپنے حلقہ بگوشوں پر قابو پا لیتاہے ۔ اورصرف وہی لوگ (شیطان کی گمراہی اور ذلالت سے) نجات پاتے ہیں (جو اُس کی چال کو سمجھتے ہیں) جن پر خداکی کرم گستری پہلے سے موجود ہے !"

ا۔ واجب الاطاعت ذات خدا کی ہے ۔ یا اُن لوگوں کی جو کتاب خداکی روشنی میں احکام صادر کریں ۔ لیکن لوگ یہ کرنے لگے ہیں کہ اُن لوگوں کو ولی الامر بنالیتے ہیں جو شرع سے مس نہیں رکھتے اور احکام خداوندی کے بجائے خواہشات نفس کی پیروی کرنے لگتے ہیں ۔ لہٰذا فتنہ و فساد برپا ہونے لگتاہے ۔ " (صفحہ ۴۱۲ تا ۴۱۴)

قارئین اگر غور کریں گے تو سمجھ جائیں گے کہ اُس زمانہ میں کس گروہ نے خلاف کتاب خداوندی کس کو ولی الامر یعنی خلیفہ بنایاتھا ؟ اور خاص بات یہ ہے کہ باطل کو حق کی آمیزش سے پیروں چلایا جا رہا تھا۔ یعنی حق و باطل کو ملا کر ایک نظام برسرکار تھا۔ اور منشایہ ہے کہ جب باطل ظاہرہونے لگتا تھا تو اُس کی مرمت کرکے پھر پوشیدہ کر دیا جاتاتھا اور یہ بات صادق آتی ہے اُن اصلاحات پر جوعلامہ پرویز ، ابوالکلام آزاد اور دوسرے ، ہمارے دور کے مصلحین کرنا چاہتے ہیں ۔ یا کرگئے ہیں ۔

(۳۲) پرویز ایک ایسے باطل کی اصلاح کرناچاہتے ہیں۔ جسے خود ان کے دور تک برابر حق ماناجاتا رہا ۔

تمام کتب احادیث و تفاسیر میں مسلسل تسلیم کیا جاتا رہاہے کہ یہ قرآن جو رسولؐ کی وفات کے بعد سے آج تک مسلمانوں کے یہاں موجود رہاہے۔ رسولؐ اللہ کا تیار کیا ہوا نہیں بلکہ تیسرے خلیفہ کا تیار کرایا ہواہے ۔ اگر ہم وہ تمام بیانات یہاں لکھیں جن میں یہ بات کہی جاتی رہی ہے۔ تو یقین کیجئے تین سوصفحات درکار ہوں گے۔ اختصار و زبردست ثبوت کے طور پر ہم مسلمانوں کی اُس معتبر کتاب کا بیان لکھے دیتے ہیں جسے اللہ کی کتاب کے بعد دوسرا درجہ دیا گیا ہے ۔ اور ساتھ ہی علامہ شبلی کی کتاب الفاروق سے اُس بیان کا مفہوم پیش کرتے ہیں ۔ تاکہ ادھر قرآن کی پوزیشن واضح ہو جائے اور ادھرخلیفہ دوم کا وہ کارنامہ سامنے آجائے جس کی وجہ سے یہ قرآن مسلمانوں تک پہنچا ۔ ملاحظہ فرمائیں اور عبرت حاصل کریں :

(۳۳) موجودہ قرآن رسولؐ اللہ کا مرتب کردہ نہیں پوری صورت حال ۔

علامہ شبلی نے اس روایت کو یوں لکھا ہے کہ: "یہ مُسلّم ہے کہ اسلام کا اصل الاصول قرآن مجید ہے اور اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ قرآن مجید کا جمع کرنا ترتیب دینا صحیح نسخہ لکھوا کر محفوظ رکھنا تمام ممالک میں اس کی تعلیم کو رواج دینا جو کچھ ہوا حضرت عمر کے اہتمام اور توجہ سے ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جناب رسولؐ اللہ کے عہدتک قرآن مجید مرتب نہیں ہوا تھا۔ متفرق اجزاء متعدد صحابہ کے پاس تھے وہ بھی کچھ ہڈیوں پر، کچھ کھجور کے پتوں پر کچھ پتھر کی تختیوں پر ۔ لوگوں کو پورا حفظ بھی یاد نہ تھا۔ کسی کو کوئی سورت یاد تھی کسی کو کوئی حضرت ابو بکر کے عہد میں مسیلمہ کذاب سے لڑائی ہوئی تو سینکڑوں صحابہ شہید ہوئے ۔ جن میں بہت سے حفاظ قرآن تھے۔ (یعنی ایک ایک دو دو سورتوں کے حفاظ تھے ۔احسن) لڑائی کے بعد حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کے پاس جا کر کہا کہ اگر اسی طرح حفاظ قرآن اٹھتے گئے تو قرآن جاتارہے گا۔ اس لئے ابھی سے اس کی جمع و ترتیب کی فکر کرنی چاہئے۔ حضرت ابو بکر

نے فرمایا" جو کام رسولؐ اللہ نے نہیں کیا میں کیوں کر کروں؟ "حضرت عمر نے بار بار اس کی مصلحت اور ضرورت بیان کی یہاں تک کہ حضرت ابو بکر اُن کی رائے سے متفق ہوگئے۔ صحابہ میں وحی لکھنے کا کام سب سے زیادہ زید بن ثابت نے کیا تھا۔ (یہ بلا ثبوت غپ ہے ۔ احسن) چنانچہ وہ طلب کئے گئے۔ اور اس خدمت پر مامور ہوئے ۔ کہ جہاں جہاں سے قرآن کی سورتیں یا آیتیں ہاتھ آئیں یکجا کی جائیں ۔ حضرت عمر نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا کوئی

حدثنا موسیٰ بن اسماعیل عن ابراھیم بن سعد قال حدثنا ابن شھاب عن عُبید بن السباق ان زید بن ثابت قال ارسل الی ابوبکر مقتل الیمامۃ فاذا عمر بن الخطاب عندہ - قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحَر یوم الیمامۃ بقرآءِ القرآن وانی اخشٰی ان استحَرَ القتل بالقُرآءِ بالمواطن فیذھبُ کثیر من القرآن وانی ارٰی اَن تامرُ بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیا لَم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ عمر "ھُوَ وَاللّٰہِ خَیۡر" فَلَم یزل عمر یُراجعنی حتّٰی شرح اللہ صدری لذلک ورایتُ فی ذلک الّذی راَی عمر ،قال زید ابوبکر انّکَ رجلٌ شابٌّ عاقِلٌ لا نتّھمک وقد کنت تکتُبُ الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَتَبّعِ القرآن فاجمَعہٗ فَوَاللہ لوکلّفُونی نقل جبل من الجبال ماکان اثقل علیَّ مِمّا امرنی بہ من جمع القرآن قلت کیف تفعلون شَیئا لَم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قال ھو واللہ خیر فلم یزل ابوبکر یراجعنی حتّٰی شرح اللہ صَدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر وعمر فتتبعتُ القرآن اجمعہ من العُسُب وللخاف وصدور الرجال حتی وجدتُ آخر سورہ التوبۃ مع ابی خُزیمۃ الانصاری لم اجدُ ھا مع احد غیرہ لقد جآءَکُم رَسولٌ مِن انفسکُم عَزِیزٌ ما عِنتم حَتی خاتمۃ برآءۃُ فکانت الصُّحفُ عند ابی بکر حتّٰی توفاہُ اللہ ثُمّ عند عمر حیاتہ ثُمّ عند حفصۃ"

حصہ رسولؐ اللہ سے سیکھا ہو میرے پاس لے کر آئے اس بات کا التزام کیا گیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اس پر دو شخصوں کی اور شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اُس کو آنحضرتؐ کے عہد میں قلم بند دیکھا تھا۔ غرض اس طرح جب تمام سورتیں جمع ہوگئیں تو چند آدمی مامور کیے گئے کہ اُن کی نگرانی میں پورا قرآن ایک مجموعے میں لکھا جائے۔سعید بن العاص بتاتے جاتے تھے اور زید بن ثابت لکھتے جاتے تھے۔" (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۵۸)
(اور صحیح بخاری جلد دوم باب جمع القرآن)

(ا) ضروری توضیحات اور نوٹ کرنے کی باتیں ؟

علامہ شبلی نے مندرجہ بالا روایت کا ترجمہ نہیں کیا ہے ۔ بلکہ واقعہ کی صورت حال پیش کی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ پوری روایت کی تمام باتیں نہ لکھنا ضروری سمجھتے تھے ۔ اور نہ لکھی۔ لہٰذا بات مکمل کرنے کے لئے ہم باقی ماندہ اجزا لکھتے ہیں اوّل یہ کہ جس طرح شبلی نے ابوبکر کے لئے لکھا ہے اُسی طرح جب زید بن ثابت کو ابوبکر نے بلا کر سارا قصہ سنایا کہ عمر کی یہ رائے ہے۔ اور اب میں بھی متفق ہوں لہٰذا تم قرآن جمع کرو تو ابوبکر ہی کی طرح زید بن ثابت نے بھی یہ سوال کیا تھا۔ کہ "جو کام خود رسولؐ اللہ نے نہیں کیا وہ تم کیسے کرسکتے ہو؟ یعنی ابتدا میں ابو بکر اور زید بن ثابت قرآن جمع کرنا آنحضرتؐ کے خلاف سمجھتے تھے۔ یہاں قارئین یہ سمجھ کر باقی باتیں سنیں کہ اُن حضرات کے نزدیک قرآن کو کتاب کی شکل دینا ضروری نہ تھا۔ بلکہ ایک بدعت تھی ۔ یہ بھی سوچیں کہ ابوبکر کے اعتراض پر عمر نے اور زید بن ثابت کے سوال پر ابوبکر نے صرف یہ جواب دیا تھا کہ "ھُوَ وَاللّٰہِ خَیۡر" "قرآن کا جمع کرنا خدا کی قسم بہتر ہے" یعنی دونوں نے بہتری کی کوئی دلیل نہ دی تھی اور حقیقتاً یہ مان لیا تھا کہ رسولؐ نے اس خیر کو ترک کردیا تھا۔ یا اگر ترک کرنا خیر تھا ۔ تو اب رسولؐ کے خلاف کام کرنا خیر ہو چکا تھا۔ دوسرے یہ کہ بخاری میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ سورۃ توبہ کی آخری دو آیات خزیمہ کے علاوہ اور کسی کو نہ معلوم تھیں۔ نہ اُن کو لکھا گیا

تھا۔ تیسرے یہ کہ زید بن ثابت کے نزدیک پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانا اتنا مشکل نہ تھا۔ جتنا قرآن کو جمع کرنا دشوار تھا ۔ یہ ہے قرآن کا قصہ جسے قریش اور اُن کی حکومتوں نے اس احتیاط اور انتظام سے ریکارڈ کیا، تمام ممالک میں پھیلایا کہ مسلسل بلا ناغہ نقل ہوتا ہوا ہر زمانے کے علما اور تمام تواریخ میں لکھاجاتا رہا۔
چنانچہ فجر الاسلام میں بھی علامہ احمد امین مصری نے (۲) ''قرآن اور اس کی تفسیر'' کا عنوان قائم کرکے لکھا کہ :
'' قرآن کریم رسولؐ اللہ صلعم پر تقریباً بیس سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑاکرکے نازل ہوتا رہا۔ یہ وقائع وحوادث اور حالات کے مطابق نازل ہوتا رہا ۔ رسولؐ اللہ صلعم وفات پاگئے اور آپؐ نے قرآن کو کسی ایک مصحف میں جمع نہیں فرمایا تھا ا ۔ الخ (صفحہ ۵۶۰ فجر الااسلام)
علامہ نے مسلسل پوری روئیداد لکھی ہے ۔ مگر علامہ پرویز نے اس کتاب کو اپنے ادارے سے ترجمہ کرا کے اس طرح شائع کیا کہ جہاں جہاں اُن کو احمد امین کی بات میں اصلاح دینا تھی ۔ وہاں اُنہوں نے نمبر دے کر حاشیے لکھے ہیں۔
چنانچہ صفحہ ۵۶۰ پر یہ حاشیہ نمبر 1ہے کہ:

(۳۴) علامہ پرویزو مودودی،وغیرہ مصلحین نے اپنے مذہب کے تمام مقدس و مسلسل ریکارڈ کا انکار کردیا۔

'' ا۔ یہ بات واقعات وحقائق کے خلاف ہے ۔ طلوع اسلام میں اس موضوع پر تفصیل سے لکھاجاچکاہے۔ لہٰذا اُس کے اعادہ (دہرانے) کی ضرورت نہیں تاہم یہ یاد رکھنا چاہئے کہ رسولؐ اللہ صلعم کی حیات ہی میں قرآن کریم مصحف کی شکل میں جمع ہوچکا تھا۔ یعنی نبیؐ اکرم قرآن کریم کو اسی شکل وترتیب میں جس میں وہ اب ہمارے پاس ہے اُمت کو دے کرگئے تھے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ''(فجر الاسلام صفحہ ۵۶۰)

(۳۵) تازہ عمل اورمثال سے ثابت ہواکہ ہر مصلح باطل مذہب کی اصلاح کرتا رہا۔ پرویز نے بھی ایک باطل کو رد کردیاہے ۔

ہم نے قرآن کی جمع و تدوین پر قریش کا مقصدو حقائق بڑی وضاحت سے ہزاروں صفحات میں لکھے ہیں اور صرف پرویز کی اسکیم کو روشنی میں لانے کے لئے اپنی کتاب ''مواخذہ ''کے پانچ ہزارصفحات پیش کئے ہیں۔ جن کے بعد پرویزی سیلاب رکا اور پرویز کراچی سے گلبرگ لاہور منتقل ہوئے ہم بھی یہاں اُن دلائل کا اعادہ کیے بغیر اس قدر عرض کریں گے کہ علامہ پرویز اور مودودی وغیرہ کو قرآن کے متعلق اُس مستند، مربوط و مسلسل ریکارڈ میں آخر وہ خرابیاں نظر آ گئیں جن سے اُن کے مذہب کا قلعہ مسمارہوا جاتا تھا۔ لہٰذا اُنہوں نے بھی اپنے ہم مذہب سابقہ مصلحین کی طرح اصلاح کرکے اس ریکارڈ کا انکار کردیا جو تیرہ سوسال تک برحق مانا جاتا رہا۔
اب ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر حقیقت یہی ہے کہ آنحضرتؐ مکمل قرآن دے کرگئے تھے تو علامہ مودودی اورپرویز وغیرہم نے یہ ثابت کردیا کہ ابو بکر ،عمر ،زید بن ثابت نے ایک بہت بڑا فراڈ کیاتھا۔ اور اُس وقت اگر یہ فراڈ نہ کیاجاتا تو پرویز تک پہنچنے والا وہ باطل مذہب اپنے پیروں پر کھڑا ہی نہ ہوتا ۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنے بعد والے ہم مذہبوں پر بہت بڑا احسان کیاکہ اپنے مخالف گروہ کو ایک فراڈ کے ذریعہ ناکام کیا ، اپنے ایجاد کردہ مذہب کو قائم کیا۔ اور تیرہ سوسال تک چلتے رہنے کی قوت (MOMENTUM) بخشی ۔مگر پرویزی اصلاح کے بعد ہوا یہ کہ پچھلا سارا منصوبہ باطل ثابت ہوگیا۔ اور جب قرآن کے ساتھ بعد وفات رسولؐ ہی سے فریب و فراڈ مان لیاگیا تو اُس کے بعد سے آج تک چودہ سو سال میں جوکچھ ہوا اُس پر زبان طعن کھولنا حماقت ہے ۔ اس لئے کہ:

خشت ''ثانی'' چوں نہد معمارکج ۔ تاثریا می رود دیوارکج

وہ سب لوگ تو قابل تحسین ہونا چاہئیں ۔ جو اس فراڈ میں اصلاح در اصلاح کرتے اُسے یہاں تک کھینچ لائے ۔

(۳۶) حقیقی تعلیم کو قرآن سے حاصل کرنے کے لئے روایات وتفسیرات وسابقہ تمام فریب وفراڈ کو جھٹکنا پڑے گا۔

یہاں تک ہمارے قارئین نے وفات رسولؐ سے لے کر اپنے دور تک کے مترجمین اور علما کا وہ سلوک بار بار دیکھا جس سے حقائق قرآنی چھپ کر رہ گئے اور پوری اُمت قرآنی تعلیمات سے محروم رہتی چلی آئی ہے۔

چنانچہ ہم نے قرآن فہمی کے لئے نہایت آسان راہ اختیار کی ہے۔ اور ہماری راہ نہ ہماری اپنی ایجاد ہے نہ کوئی جدید یا اصلاحی طریقہ ہے۔ بلکہ عربی زبان کا ایک ایسا مستقل وغیر متبدل قاعدہ ہے جس پر پرویز و ابوالکلام و احمد امین و مودودی ہی نہیں بلکہ عربی زبان کے باقی تمام علما بھی متفق ہیں۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ:

قرآن کے الفاظ کا وہ ترجمہ کیاجائے جو ان الفاظ کے مصدروں کا تقاضہ ہو۔ اور بس۔

مثلاً لفظ "ید" کے معنی "ہاتھ "ہیں۔ لہٰذا یہ لفظ قرآن میں جہاں بھی آئے اس کے معنی یا ترجمہ "ہاتھ" کیاجائے گا۔ مثلاً فرمایا: (يَدُ ٱللَّهِ فَوۡقَ أَيۡدِيهِمۡ ۝١٠ الفتح) اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

کچھ علما یہاں ہاتھ کا ترجمہ "قدرت" کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ جسم وجسمانیات سے پاک ہے۔ لہٰذا یہاں ہاتھ ترجمہ کرنے سے اللہ کی پوزیشن خراب ہوتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اللہ کو اپنی پوزیشن بحال رکھنا تم سے زیادہ آتا ہے۔ اور وہ یقیناً لفظ "قدرت" بھی جانتا تھا۔ اگر اُسے یہ معلوم ہوتا کہ يَدُ ٱللَّهِ کہنے سے پوزیشن خراب ہوتی ہے۔ تو ضرور يَدُ ٱللَّهِ کی جگہ قدرت اللہ بول سکتا تھا۔ لہٰذا ایسے خوش کُن بہانوں سے قرآنی الفاظ کے معنی بدلنے کی راہ نکالنا ابلیسی فریب ہے۔

ہم کسی لفظ کے معنی بدلنے کی اجازت نہیں دیتے۔ یہ بھی نوٹ کرنا چاہیئے کہ عربی زبان کی وسعت یہ ہے کہ اُس میں ہر تصور کے لئے ایک مستقل لفظ موجود ہے۔ یہاں یہ احتیاج نہیں کہ ایک ہی لفظ کو مختلف جگہوں پر استعمال کر کے کام چلایا جائے۔ قیامت تک آنے والے انسان جو کچھ کہنا چاہیں گے اُنہیں کہنے سے پہلے ہی موزوں ترین الفاظ عربی میں بنے بنائے موجود ملیں گے۔ جو لوگ اُن الفاظ سے ناواقف ہوتے ہیں یا عربی زبان کے استقلال کو تباہ کرنا چاہتے ہیں وہی لوگ ایک لفظ کو کئی معنوں میں بولتے ہیں۔ اس لئے کہ اُن کو اُن دوسرے معنی کے لئے عربی زبان کا لفظ معلوم نہیں ہوتا ہے۔ یہ بھی یادرکھنے کی بات ہے کہ جس مصدر یا مادہ کے جو معنی روز اوّل سے تجویز کئے گئے ہیں۔ وہ معنی اس مصدر سے بننے والے ہر ہر لفظ میں برابر برقرار رہتے ہیں۔ مثلاً لفظ "كُفرٌ" کے معنی "کسی بھی حقیقت کو جان بوجھ کر چھپانا" لہٰذا اس سے بنے والے لفظ "کافِرٌ" کے معنی ہوں گے "کسی حقیقت کو جان بوجھ کر چھپانے والا" اسی لیے لفظ "كُفَّار" کسانوں کے لئے بھی بولا گیا ہے (ٱلۡكُفَّارَ۔ الحدید: ۲۰) کیونکہ وہ غلے کو کاشت کے لئے زمین میں چھپا کر استفادہ کے منتظر رہتے ہیں۔

یہاں یہ نوٹ کریں کہ لفظ كُفرٌ یا کافِرٌ کے معنی "انکار کرنے" یا منکر کے نہیں ہوتے۔ کیوں کہ منکر اور انکار خود عربی زبان کے مستقل الفاظ ہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ:

(وَهَٰذَا ذِكۡرٞ مُّبَارَكٌ أَنزَلۡنَٰهُۚ أَفَأَنتُمۡ لَهُۥ مُنكِرُونَ ۝٥٠ الأنبیاء)

"اور یہ تو ایک مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ کیا تم اُس کے منکر ہو؟ یا کیا تم اُس کا انکار کرنے والے ہو؟

مودودی نے بھی مانا ہے کہ: "۱۶۱۔ کفر کے اصلی معنی چھپانے کے ہیں" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۲۹)

انتباہ۔ اگر لفظ كُفرٌ اور اُس سے بننے والے الفاظ کے پورے قرآن میں صحیح یا بقول مودودی "اصلی" معنی کر لیے جائیں تو قرآن کے اُوپر ڈالے ہوئے آدھے پردے اُٹھ جاتے ہیں۔

(۳۷) الفاظ کے معنی کے استقلال کے لئے آپ پہلے صفحہ پر قوم رسولؐ پر نظر ڈالیں اور قرآن پر ظلم دیکھیں۔

پہلے صفحہ کی آیت (فرقان۳۰/۲۵) میں لفظ "قوم" آیا ہے۔ قوم کے معنی "جماعت" نہیں ہوتے۔ "حِزْبٌ" نہیں ہوتے "فرقہ" یا "فریق" نہیں ہوتے۔ "طائفہ" نہیں ہوتے اور قوم کے معنی "چند افراد" بھی نہیں ہوتے ۔ لہٰذا ہم مجبور ہیں کہ اس آیت (۲۵/۳۰) میں رسولؐ کی قوم کو قرآن کے مہجور کرنے کا مجرم اور آنحضرتؐ کا دشمن یقین کرلیں اور قومی دباؤ میں آکر یہ نہ سمجھ لیں کہ قوم کے چند لوگوں نے قرآن کو مہجور کیا ہوگا۔ یا قوم کے برے لوگوں نے ایسا کیا ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ کو یہ سب کچھ کہنا آتا تھا۔ جب اللہ نے تمام مومنین کو ایک جرم میں شامل کرنا نہیں چاہا تو بات یوں کی کہ:

(وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ ۝٥ الانفال) "یقیناً مومنین میں سے ایک فریق کو ضرور ناگوار گزرا"

لہٰذا ہم رسولؐ کی قوم کے (جسے قریش کہاجاتاہے) کسی فرد کو اس جرم سے مستثنیٰ نہیں کرسکتے ۔ جب تک ہمیں کوئی ایسی آیت نہ دکھائی جائے جس میں رسولؐ کی قوم کا نام (قریش) لے کر یا رسولؐ کی قوم کہہ کر یہ نہ کہا گیا ہو کہ: "رسولؐ کی قوم کے فلاں فلاں شخص کو ہم نے قرآن کو مہجور کرنے کے جرم سے معاف کردیاہے" یا یہ کہ "فلاں فلاں اشخاص قرآن کو مہجور کرنے میں شریک نہ تھے" بہرحال ہم نے قرآن کی تعبیرات وتشریحات میں قرآن کے بیانات سے رسولؐ کی قوم کے مکمل حالات وتصورات وعقائد مرتب کردیئے ہیں ۔ اور قرآنی عقائد و احکام پر سے اس قوم کا ڈالا ہوا پردہ نوچ کر پھینک دیاہے ۔ ہم نے قرآن میں اس قوم کے لیڈروں کے قلبی حالات ، اُن کے پوشیدہ منصوبے، اُن کے مقاصد اور طریق کار کو بڑی تفصیل سے دیکھا اور وضاحت کی ہے ۔

(۳۸) قریش نے قرآن کو مہجور ہی نہیں کیا اس کی تکذیب بھی کی ۔

اس قوم نے قرآن کو یکسر اپنی اسکیموں پر فٹ کرلیا تھا قرآن کے ہر حکم اور ہر مسئلے کو پلٹ کر اپنے خود تراشیدہ اسلام کا محافظ بنا لیا تھا۔ اس لئے اللہ نے اس قوم کو مکذب قرآن ہونے کا مجرم بھی قرار دیاہے چنانچہ فرمایا کہ : وَكَذَّبَ بِهِۦ قَوْمُكَ وَهُوَ ٱلْحَقُّ قُل لَّسْتُ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ۝٦٦ (الانعام) "تیری قوم نے قرآن کو مجسمۂ حق ہوتے ہوئے بھی جھٹلادیا ہے ۔ اُن سے کہہ دو کہ میں تمہاری وکالت کا ذمہ دار نہیں ہوں۔"

یعنی رسولؐ کی قوم نے قرآن میں ردوبدل کر کے جو دین تیار کیا تھا اُس سے رسولؐ کی بریت کا اعلان کرا دیا گیا۔ چنانچہ ہم نے رسولؐ کی قوم کو رسولؐ کا حریف اور دشمن (۲۵/۳۰) سمجھ کر اپنی تشریحات کا ہدف صرف اسی قوم کو رکھاہے اور قرآن کے اُن موضوعات و مسائل کو بالکل نہیں چھیڑا جن پر مسلمان علما نے سیرحاصل روشنی ڈال دی تھی ۔ ہم نے قرآن کی اُس آیت کو سامنے رکھا جس میں فرمایا گیا ہے کہ : وَإِنَّهُۥ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُونَ ۝٤٤ (الزخرف)" اور یہ قرآن تو یقیناً تیرا اور تیری قوم کا ضروری تذکرہ ہے۔ اور عنقریب تم دونوں سے قرآن کے متعلق باز پرس ہونا ہے۔"

ہم نے قریشی عملدرآمد کو اُمت کے سامنے رکھنے میں جو محنت کی ہے ۔ وہ نہ صرف اپنی مثال آپ ہے بلکہ وہ آئندہ قرآن کی تفسیر لکھنے والوں کے لئے ایک ایسی راہ نما ثابت ہوگی کہ اُس کا بھی جواب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ہم نے اُن تمام مسائل و حالات کو قرآن سے کھول کر رکھ دیاہے جنہیں قریش نے چودہ سوسال تک چھپائے رکھنے کی کوششیں کی تھیں ۔

چنانچہ ہم نے مسئلہ رجعت اور قیامت کو بھی لفظ بلفظ قرآن کے الفاظ ہی میں سامنے رکھ دیاہے اور وہ تمام چالاکیاں واضح کردی ہیں جن سے مسئلہ رجعت کو قیامت میں مدغم کرکے رکھ دیا گیاتھا۔

ہم نے قرآن کے واضح الفاظ میں اور علامہ مودودی کی تائید سے ثابت کیا ہے کہ ظہور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت بھی قریش مسلمان تھے ۔ اور بالکل ایسے ہی مسلمان تھے جیسے آج کل ہمارے دور کے مسلمان ہیں ۔ یعنی اُنہوں نے بھی موجودہ مسلمانوں کی طرح حقیقی اسلام میں اختلافات اور مختلف مکاتیب فکر و مذاہب اور فرقے بنا

لیے تھے۔ اُن کے یہاں بھی یہود و نصاریٰ کی طرح مجتہدین موجود تھے ۔ جو اپنی قوم کے لئے احکام وفیصلے صادر کرتے رہتے تھے ۔ چنانچہ اُنہوں نے آنحضرؐت کی اس لئے مخالفت کی کہ اُن کا قومی تسلط و اقتدار خطرے میں تھا۔ اُنہوں نے حضورؐ سے کئی صورتوں میں مصالحت کرنا چاہی اور ہر صورت میں اُن کا بنیادی مطالبہ اورمقصد یہ تھا کہ اُنہیں اقتدارِ حکومت میں برابر کا شریک رکھاجائے ،قرآنی احکامات نافذکرتے ہوئے قومی وملکی حالات اور مصلحتوں کو پہلا نمبر دیا جائے اور قومی لیڈروں اور دانشوروں سے مشورہ کرکے اُن کی صواب دیدکے ماتحت احکام نافذ کیے جائیں۔اس مطالبہ کی بنا پر اُنہیں لفظ مشرک سے مخاطب کیاگیا ۔ اور چونکہ اُن کا یہ مطالبہ قرآن کی حقیقی تعلیم کو چھپانے اور مجتہدانہ تعلیم جاری کرنے کا تقاضہ کرتاہے ۔ اس لئے اُنہیں حق پوشی کرنے والے یعنی کافر کہا گیا۔ اور یہ سب کچھ اللہ نے اس قرآن میں بڑی تفصیل و تکرار کے ساتھ بیان کردیاہے۔

قرآن میں کہیں کوئی ایسی آیت نہیں ہے ۔ جس میں یہ کہاگیاہو کہ مذکورہ مشرکین اللہ کی قدرتوں میں کسی کو شریک کہتے یا مانتے تھے۔ اس کے برعکس یہ بتایاہے کہ وہ اللہ کے متعلق وہی عقائدرکھتے تھے جو اللہ چاہتا اور قرآن میں بتاتاہے ۔ وہ اللہ کو واحد و اَحد اورخالق و مالک کائنات مانتے تھے ۔کائناتی نظام کے چلانے میں بھی کسی کو اُس کا شریک وسہیم نہ مانتے تھے ۔ مشرک اور شرک کا وہ مطلب ہرگز قرآن میں نہیں ہے ۔ جو قریشی علما قرآن کے سرچپکاتے ہیں ۔ اسی طرح قرآن میں کہیں بھی کافر اُن معنی میں نہیں آیا جو معنی قریش نے لوگوں کوبتائے ہیں۔

ہم نے نہایت ذمہ داری و دیانت کے ساتھ قریش کے اس فراڈ کو بھی دکھایا ہے ۔ یہ بھی ایک فراڈ ہے کہ قریش ان پڑھ، جاہل، سادہ لوح اورتمدن وتہذیب سے عاری و ناواقف تھے ۔ قرآن نے اُن کی بصیرت کو دنیا کی تمام اقوام سے بڑھاہوا بلکہ اللہ کے مدّمقابل دکھایا ہے ۔یہاں تک کہاہے کہ اُن کی پالیسیاں پہاڑوں کو راہ سے ہٹاسکتی ہیں ۔ (ابراہیمؑ ۱۴/۴۶) اُنہیں اتنے بڑے چالباز فرمایاہے کہ اُن کے مقابلے پر صرف خود کو رکھا اورخیرالماکرین کہاہے ۔ اُنہوں نے تیغ بکف مخالفت اورمقابلے سے پہلے ہی حفظ ماتقدم کے لئے اپنے ماہرین سیاسیات و مذہبیات کو آنحضرتؐ کے حلقہ احباب و ارادات میں داخل کردیا تھاتاکہ اگر وہ پیش گوئیاں صحیح نکلیں،جو سابق انبیاؑ اورکتب الٰہیہ کی طرف سے قوم میں پھیلی ہوئی ہیں، تو رسولؐ کی قربت میں اُن کے نمائندے پہلے سے موجود اور نمایاں مقام رکھتے ہوں اُن کی بصیرت کا یہ بڑا کامیاب حربہ تھا۔ جو دودھاری تلوار سے زیادہ اثر انداز ہوا۔ یہ بھی اُن کی بصیرت ہی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے تمام عقائدو احکام کی ایک دل لگتی تاویل کرکے اسلام اور قرآن کے پورے ڈھانچہ کو تبدیل کردیا۔ مثلاً اللہ نے قرآن کو ایسی کتاب فرمایا جو تمام سابقہ کتابوں کی حامل ہے ۔ کائنات کی ہرچیز کی تفصیل اپنے اندر رکھتی ہے۔ تمام موجودات ومخلوقات کو بیان کرتی ہے ۔ کائنات کی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز ایسی نہیں جو قرآن میں بیان نہ کر دی گئی ہو۔ اُدھر محمدؐ کو ایسا رسولؐ بتایاجو تمام عالمین کے لئے رحمت ہو۔ تمام کائنات کے لئے نذیر و بشیر ہو ۔ جو کائنات میں سب سے پہلا مسلم اورعابد ہو۔ جو سب سے پہلا نذیرہو ۔مگر قریشی مجتہدین نے اس لئے قرآن اور رسولؐ کی پوزیشن کو گھٹا کردکھایا کہ وہ اُس نبوت اور قرآن کے وارث وجانشین بن سکیں اُنہوں نے قرآن کو ایک ایسی کتاب مشہورکیا جس میں نوع انسان کی تمام ضرورت پوری کرنے والے مسائل بھی بلفظہ موجود نہیں ہیں۔ صرف چند اصول بیان کردیئے گئے ہیں۔ جن کو عملی صورت دینے کے لئے ماہرین اور مجتہدین کی احتیاج ہے ۔ یہ پہلو اگر نمایاں نہ کیاجاتا تو قومی لیڈروں کو اقتدار میں شرکت نہ مل سکتی تھی ۔ اگر یہ مان لیا جاتا کہ قرآن میں قیامت تک کے آنے والے تمام انسانوں کی تمام ضروریات پر مسائل و احکام موجود ہیں تو قومی لیڈروں کے مشوروں کی ضرورت ہی نہ رہتی ۔معلوم ہواکہ محمدؐ اورقریش میں جھگڑا یا اختلاف صرف لیڈروں کی اقتدار وحکومت میں شرکت کا تھا۔ قرآن اور محمدؐ اور اللہ ایسی شرکت کو حرام کہتے تھے اور ایساچاہنے والوں کو مشرک قرار دیتے تھے۔ اور قریش کے نزدیک یہ شرکت لازم اور پہلا مطالبہ تھا۔ چنانچہ وہ اپنی بصیرت سے اس شرکت میں کامیاب ہوئے لہٰذا اُنہوں نے مشرک کے معنی اللہ کی قدرت میں شرکت کا قائل قرار دیتے ہوئے سارا زور اپنے دفاع پر لگادیا اور اس سلسلے میں الفاظ

شرک وکفر ہی کے نہیں بلکہ ہر اُس لفظ کے معنی بدل دیئے جو اُن کی راہ میں رکاوٹ بنتا تھا۔ اس لئے آنحضرتؐ نے اُنہیں قرآن کو مہجور کرنے والا اور اللہ نے تکذیب کرنے والا فرمایا۔اور اسی لئے ہم نے علما کے وہ چند بیانات لکھے تاکہ قارئین یہ دیکھ کر آگے بڑھیں کہ خود اُن کے علما کو الفاظ کے معنی بدلنے اور بدل جانے کی شکایت ہے اور یہ کہ خود اُن کے علما مانتے ہیں کہ حقائق قرآن اُمت کے سامنے کبھی نہیں آئے ۔ اس کے بعد ہمارا کام یہ تھا کہ ہم قرآن کریم سے یہ دکھائیں کہ قرآن کے حقائق کوچھپانے اور بدلنے کی ضرورت سب سے پہلے رسولؐ کی قوم یعنی قریش کو پیش آئی اور اُنہوں نے یہ کام اس حدتک کیا کہ اُنہیں مکذّب قرآن ہونے کا لقب مل گیا۔ اور رسولؐ کے بعد تو قریشی لیڈروں نے کھل کر اُن تمام احکام کے خلاف احکام جاری کیے جو قریش کی قومی پالیسی یا مفاد کے خلاف تھے ۔ اور چونکہ اُنہیں نہ صرف مسلمانوں کے جسم پر مکمل قابو حاصل تھا۔ بلکہ وہ اُن کی فکروعمل وتصورات پر بھی غالب آچکے تھے ۔ اور اپنی اعلیٰ درجے کی بصیرت کا ڈنکا بجا چکے تھے۔ اور یقین ہوگیاتھا کہ اب اُن کے ہر فیصلے اور حکم کو حق بجانب اور اللہ کی منشا سمجھاجائے گا اس لئے بڑے اطمینا ن سے لکھا گیا کہ :

”عمر فاروق اس معاملے میں اس قدر مستعد اور اولوالعزم انسان تھے کہ سیاست ملکی اور رفاہیہ عامہ کے پیش نظر مخالفت نصوص سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ ہم اُس کی چند مثالیں بیان کرتے ہیں ۔“

(فلسفہ التشریع فی الاسلام ڈاکٹر صبحی محمصانی صفحہ ۱۷۰)

(اس نام کا ترجمہ یہ ہوناچاہئے تھاکہ ”اسلام میں شریعت سازی کا فلسفہ“ مگر مترجم کو شرم آئی اس لئے اُس کا ترجمہ فلسفہ شریعت اسلام“ کر دیا تاکہ عوام کو صحیح بات معلوم نہ ہو)

آگے چل کر ڈاکٹر صاحب نے وہ مسائل لکھے ہیں ۔ جن میں قرآن کے خلاف فیصلے صادر کیے گئے ہیں بہرنوع ہم نے اپنی اُن تعبیرات وتشریحات میں قرآن سے قریش اور رسولؐ اور قرآن کی وہ پوری داستان پیش کردی ہے جس کا ذکر اللہ نے سورۂ الزخرف (۴۴/۴۳) میں کیاہے۔ اور جس کا وعدہ ہم نے شروع میں کیا تھا۔

ہم ہر قاری سے درخواست کرتے ہیں کہ جہاں کہیں اُنہیں ہماری کوئی غلطی ملے اُسے ہماری علمی کمزوری تصور فرما کر نظرانداز کردیں اور اُس سے بہتر صورت اختیار کریں ۔

والسلام

احسنؔ عفی عنہ

○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

تعارف

ہم نے اُن تمام تکلفات کو نظرانداز کر دیا ہے۔ جو مفسرین قرآن کا طغرائے امتیاز ہوتا ہے اور کوشش یہ کی ہے کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے اُسے سن کر اسی فیصد ان پڑھ حضرات بھی سمجھیں اور استفادہ کر سکیں۔ یہ نہیں کیا ہے کہ دعویٰ تو کیا جائے کم لکھے پڑھے عوام کو قرآن سمجھانے کا اور عبارتیں اور زبان لکھی جائے ایسی کہ اُسے سمجھنے کے لئے مولویت کی ضرورت پڑے اور ایف اے تک کے اردو دان ڈکشنری تلاش کریں۔

اس معاملے میں ہم نے علما کی فکر نہیں کی اُنہیں اختیار ہے کہ وہ ہماری زبان کو گھٹیا کہہ کر گزر جائیں۔ اُن کو روکنے اور پوری توجہ سے پڑھنے پر ہماری بحثیں اُنہیں مجبور کر دیں گی۔ وہ اس قدر محویت اور انہماک سے پڑھیں گے کہ پہلے کسی چیز میں اس قدر منہمک نہ رہے ہوں گے ہماری ہر گفتگو اُن کے طے کردہ رویے اور اصولوں میں تبدیلی کا تقاضہ کرے گی۔

چنانچہ ہماری تشریحات و تعبیرات صرف عوام کے لئے نہیں بلکہ عوام و خواص و علما سب کے لئے ہیں۔ پھر ہم نے پوری نوع انسان کو مخاطب کیا ہے۔ صرف مسلمانوں کو مخاطب نہیں کیا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ وہ سب لوگ دنگ رہ جائیں گے۔ جنھوں نے قرآن کے نام پر پیش کردہ لٹریچر پڑھا اور طے کر لیا تھا کہ بس اب اُسے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارے قارئین دیکھیں گے کہ ہم نے ہر اُس جماعت، مذہب یا فرقہ کی بھرپور مذمت کی ہے جس نے قرآن کے حقائق کو چھپایا یا چھپانے کی کوشش کی ہے۔

(۲) قرآن فہمی کے لئے بھی کم از کم وہ اصول و قواعد سامنے رہنا چاہئیں جو عام کتابوں کے لئے ضروری ہیں۔

انسانوں کے لئے انسانوں کی لکھی ہوئی ہر کتاب ہر آدمی نہیں سمجھتا ہے۔ کسی کتاب کو سمجھنے کے لئے اُس کتاب کی زبان جاننا ضروری ہے۔ پھر وہ کتاب جس موضوع پر لکھی گئی ہے اُس موضوع سے ہمارا تعلق اور واقفیت لازم ہے۔ مثلاً ایک ایم اے تک انگریزی پڑھ لینے والا شخص ڈاکٹری پر لکھی ہوئی کتاب کو حسب دلخواہ نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے کہ وہ اُس موضوع سے نابلد ہے۔ پھر ایک اعلیٰ درجے کا ڈاکٹر کھیتی باڑی کے فن (Agriculture) پر لکھی ہوئی کتاب پڑھنے میں جگہ جگہ اُلجھے گا اور حقیقی منشائے کتاب سے بے بہرہ رہے گا۔ البتہ روزمرہ استعمال میں آنے والے الفاظ ہر کتاب میں خوب سمجھ میں آئیں گے۔ اور ہر وہ موضوع جس سے آپ کا تعلق رہا ہے سمجھ میں آتا جائے گا۔ لہٰذا جس طرح کسی زبان کا سیکھنا اور ابتدا سے انتہا کی طرف پہنچنا لازم ہے اُسی طرح اُس زبان میں لکھی ہوئی فنی و علمی کتابوں کو سمجھنے اور استفادہ کرنے کے لئے اُس علم و سائنس کی تعلیم حاصل کرنا لازم ہے۔ لہٰذا بلا سوچے سمجھے کسی کتاب کو اُٹھا کر پڑھنا تو صحیح ہے۔ لیکن سمجھ میں نہ آنے یا پوری طرح نہ سمجھنے کی شکایات کرنا غلط ہے۔ یہ تمام انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کی بات ہے جو قرآن کریم کے لئے بھی مد نظر رہنا چاہئے۔ پھر قرآن کریم انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے ذرا مختلف ہے۔ اور یہ اختلاف بھی انسانوں ہی کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ اور انسانوں ہی کے فائدے کے لئے کیا گیا ہے۔

(۳) قرآن کے الفاظ و عبارات کو تاقیامت بجنسہٖ برقرار رکھنے کے لئے تنزیل کا حربہ استعمال کیا گیا۔

تمام دنیا جانتی ہے کہ اس وقت قرآن کے سوا کوئی الہامی یا الٰہی کتاب اپنی اصل حالت، زبان اور اصلی الفاظ و عبارات کے ساتھ موجود نہیں ہے اور تمام اہل مذاہب اس کا اقرار کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم دعوے کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ توریت یا انجیل یا کسی اور الہامی کتاب کی فلاں آیت میں جو کچھ لکھا ہے وہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ تمام کتابیں ایک دن اپنی حقیقی الہامی زبان میں تھیں۔ سوال یہ ہے کہ پھر کیا ہوا کہ وہ اصلی و حقیقی الہامی زبان ختم ہو گئی؟

ہوا یہ کہ وہ تمام کتابیں کتابوں کی صورت میں عطا کی گئی تھیں۔ اوّل سے آخر تک پوری کتاب ایک دم انبیاؑ کو دے

دی گئی تھیں ۔جیسا کہ قرآن میں توریت کے دیئے جانے کا ذکر ہے۔ (اعراف ۱۴۵، ۱۴۴ /۷)
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس اُمت کو مخاطب کیا تھا وہ بھی قریش کی طرح کے مسلمان تھے۔ اُن میں بھی مجتہدین موجود تھے ۔ وہ ہر حکم پر حضرت موسیٰؑ سے طرح طرح کے سوالات کیا کرتے تھے۔ (سورۂ بقرہ دیکھیں) اور سوالات کا منشا اُس حکم کو ٹالنا یا تبدیل کر کے آسان بنا کر اُس پر عمل کرنا ہوتا تھا۔ بہرحال حضرت موسیٰؑ کے دنیا سے اُٹھ جانے کے بعد اُن مجتہدین اور لیڈران قوم نے رفتہ رفتہ ساری کتاب کو بدل دیا۔ یہ تبدیل وتحریف ہر نبیؑ کی اُمت کرتی رہی (فرقان ۳۱ /۲۵)
یوں اصل کتابیں برابر ضائع ہوتی رہیں ۔قرآن کے لئے اللہ نے جو انتظام کیا اُس کی تفصیل آپ کو ہماری تشریحات میں باقاعدہ اور اطمینان بخش صورت میں ملے گی ۔یہاں تو یہ اصول سمجھ لیں کہ اللہ نے ساری کتاب قریش کے سامنے نہیں رکھی ۔ باوجودیکہ اُنہوں نے دن رات تقاضے کیے۔ (فرقان ۳۳تا۳۰/۲۵) طرح طرح کے طعنے دیئے۔ (بنی اسرائیل ۹۳تا۹۰/۱۷) اور باوجودیکہ قریش کو ہمیشہ یہ بتایا جاتا رہا کہ قرآن پورا کا پورا لکھالکھایا موجود ہے (سینکڑوں آیات خصوصاً سورۂ قدر)
ترکیب اور عملی طریقہ یہ رکھا گیا کہ جس قسم کی ضرورت پیش آئی اُسی ضرورت کے مطابق چند آیات پڑھ کر سنادی جاتی تھیں ۔ اور مقدار کم ہونے کی بنا پر اور ضرورت کو موزوں طریقہ پر پوری کرنے والا مضمون ہونے کی وجہ سے لوگوں کو یاد ہوجاتی تھیں ۔ اور لکھے پڑھے لوگ لکھ بھی لیا کرتے تھے۔ اور مرکز میں بھی لکھاجاتا تھا۔ اب کوئی لیڈر اگر عبارت میں تبدیلی کرنا بھی چاہتا تو نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے کہ جو لوگ چلے گئے اُن کے حافظے اور ذہن میں تبدیلی ممکن نہ تھی ۔ پھر اُن کو یا کسی اور کو یہ معلوم بھی نہ ہوسکتا تھا کہ اس کے بعد حضورؐ کیا تلاوت کریں گے۔ تلاوت کے اس طریقے نے ادھر قرآن کو عملی اور تقریری صورت دے دی اُدھر قریشی مجتہدین کو لفظی ردوبدل اور کمی و زیادتی کرنے سے ہمیشہ کے لئے مایوس کردیا۔ اور قرآن بلفظہٖ ہم تک پہنچ گیا ۔ اسی مایوسی کے عالم میں اُنہوں نے معنوی ردوبدل کا طریقہ اختیار کیا۔ (فرقان ۳۰ /۲۵) جو نہایت کمزور اور عارضی تھا۔ اور کسی علمی بحث کا سامنا نہ کرسکتا تھا۔

(۴) تلاوت کا یہ تنزیلی و عملی طریقہ قاری کو پورے قرآن کو یاد کرنے اور سمجھنے پر اکساتا ہے ۔

تلاوت کا یہ طریقہ اپنے اوّلین مخاطبوں کو اس لئے مطمئن رکھتا تھا کہ اُن کو اُن کی پیش آمدہ مشکلات کا حل بتاتا اور ذہن میں سماتا جاتا تھا۔ نہ سارا قرآن سامنے تھا۔ نہ اُنہیں اُس کی فکر تھی کہ اس سے پہلا اور بعد کا مضمون کیا ہوگا؟ لیکن آج پورا قرآن ایک دم قاری کے ہاتھوں میں آجاتا ہے۔ اور وہ جب اُس عملی صورت پر سے مسلسل گزرتا ہے۔ تو اُسے یہ دیکھ کر اُلجھن ہوتی ہے کہ کتاب کا مضمون مسلسل اورترتیب وار نہیں چلتا۔ ابھی نصیحت کی باتیں ختم نہ ہونے پائی تھیں کہ زمین و آسمان کا ذکر شروع ہوگیا۔ یہ بات کچھ دورتک چلی تھی کہ ایک دم حلال و حرام کی باتیں ہونے لگیں ۔ اور پھر اچانک بلاکسی نوٹس اور تمہید کے تاریخی قصہ، فرعون وموسیٰؑ کی داستان شروع ہوگئی ۔ وہ اگر بلاگھبرائے اور اگر وہ مسلسل مطالعہ جاری رکھے تو وہ یقیناً دیکھے گا کہ جو باتیں ادھوری چھوڑ کر دوسرے عنوانات شروع کردیئے گئے تھے۔ وہ باتیں پھر وہیں سے شروع ہوجاتی ہیں جہاں چھوڑی گئی تھیں۔ یہ انکشافات ہوتے ہی ایک طالب حق و متلاشیٔ کُلّ یہ طے کرے گا کہ اُسے قرآن کی آیات کو عنوان وارانہ الگ الگ لکھنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ فلاں عنوان کے ماتحت قرآن میں اور کیا کیا کہا گیاہے؟ لہٰذا یہ طریقہ تلاوت ہر قاری کو پوری کتاب کو تجسس و تحقق سے پڑھنے پر آمادہ کریگا۔ اور اب اُسے معلوم ہو گا کہ صورت حال کچھ ایسی تھی کہ ایک منیجر یا منتظم ایک بہت بڑے مجمع سے مخاطب ہے۔ اورہرایک کو بیک وقت سوالات و اعتراضات وحلّ مشکلات کاجواب دے رہاہے اور ہر آدمی اپنے اپنے متعلق بات سمجھتا جارہاہے مثلاً ناظم کہتاہے : ''یہ غلط ہے '' ''ہاں تم ٹھیک کررہے ہو''ابھی اور اوپر اُٹھاؤ۔''تم کل کو آنا'' تم ابھی ٹھہرو۔تم جاسکتے ہو ۔ ایسے لوگوں کو ضرور سزا ملنا چاہئے ۔بارشوں سے زمین کو زندہ کردیا جاتاہے ۔ فرعون نے یہ نہیں کہا تھا۔ وغیرہ وغیرہ ۔ سامنے والے لوگ جانتے ہیں کہ کون سی

بات کس کے لئے کہی گئی ہے ۔ لہٰذا قرآن کی ترتیب کتابی نہیں ہے جس میں موضوع اور عنوانات کو ترتیب وار رکھ کر لکھا گیا ہو۔ اور یاد رکھیں کہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو یہ قرآن اُن الفاظ و عبارات میں ہرگز تم تک نہ پہنچا ہوتا۔ جن لوگوں نے موجودہ ترتیب اور حقیقی الفاظ وعبارات کے باوجود حقیقی قرآن کو نہ پہنچنے دیا " اور الفاظ کے پیکروں کو برقرار رکھ کر ، بقول پرویز ،"اُن پیکروں کی روح نکال لی" وہ لوگ اُس قرآن کو اُسی طرح بدل دیتے جیسے دوسری الہامی کتابیں بدل ڈالی گئی تھیں اور آج انہیں فراڈ اور فریب ساز کہنے کے لئے ہمارے پاس کوئی وزن دار دلیل نہ ہوتی ۔ قرآن کے الفاظ وعبارات بجنسہٖ پہنچ جانے سے ہم نے کس طرح اُن کے خودساختہ اسلام کی دھجیاں اُڑائی ہیں یہ آپ بہت جلد دیکھنے والے ہیں اور اُن کے پاس کوئی وزن دار دلیل یا جواب نہیں ہے۔ آج ہم کہتے ہیں کہ "رسولؐ کی قوم نے قرآن کو مہجور کیا وہ قوم مجرم اور دشمن رسولؐ تھی اس قوم نے قرآن کو جھوٹی صورت میں پبلک کو دیا"، تو وہ کیا کہہ سکتے ہیں؟ جو کچھ ہم نے کہا وہ تو قرآن کے الفاظ ہیں ۔قرآن کے خلاف کہنے والا اپنا ٹھکانا جانتاہے ۔

(۵) قرآن کریم ایک ہمہ گیر کتاب ہے جو کائنات کے تمام عنوانات وموضوعات پر حاوی ہے۔

آپ نے یہ مان لیا اور عملاً یہ ماننا ہی پڑتا ہے کہ ہر علم وفن پر لکھی ہوئی کتاب ہر شخص محض کتاب کی زبان جاننے سے نہیں سمجھ سکتا۔اُس میں سے وہ اُن ہی الفاظ یا باتوں کو سمجھے گا جن سے اُس کا تعلق رہا ہے ۔ اور جب ایک ایسی کتاب سامنے ہو جو ساری کائنات کی تمام موجودات ومخلوقات سے متعلق ہر تفصیل بیان کرتی ہو ۔ جس کے لئے منکرین بھی یہ لکھیں کہ :

(۶) قرآن کی وسعتوں پر مودودی ایسے منکر کا بیان ضرور مفید ہے ۔

" جس موضوع سے یہ کتاب بحث کرتی ہے وہ ایک وسیع ترین موضوع ہے ۔ جس کا دائرہ ازل سے ابد تک پوری کائنات پر حاوی ہے ۔ وہ کائنات کی حقیقت اور اُس کے آغاز و انجام اور اُس کے نظم و آئین پر کلام کرتی ہے ۔ وہ بتاتی ہے کہ اس کائنات کا خالق اور ناظم و مدبر کون ہے، کیا اُس کی صفات ہیں، کیااُس کے اختیارات ہیں، اور وہ حقیقت نفس الامری کیاہے، جس پر اُس نے یہ پورا نظام عالم قائم کیاہے۔ وہ اس جہان میں انسان کی حیثیت اور اُس کا مقام ٹھیک ٹھیک مشخص کرکے بتاتی ہے ... وہ زمین و آسمان کی ایک ایک چیز سے ، نظام کائنات کے ایک ایک گوشے سے ، انسان کے اپنے نفس اور اس کے وجود سے اور انسان کی اپنی تاریخ سے بے شمار دلائل پیش کرتی ہے ـ... وہ صحیح راستے کی صرف نشاندہی کر کے نہیں رہ جاتی بلکہ اُس راستے پر چلنے کے لئے ایک پورے نظام زندگی کا نقشہ پیش کرتی ہے جس میں عقائد ، اخلاق ، تذکیہ نفس ، عبادات ، معاشرت ، تہذیب ،تمدن، معیشت ،سیاست ، عدالت، قانون،غرض حیات انسانی کے ہرپہلو سے متعلق ایک نہایت مربوط ضابطہ بیان کردیاگیاہے۔ـ۔ـ۔ فلسفہ و سائنس اور علوم عمران کے تمام آخری مسائل کے جوابات اُس کے کلام میں موجود ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد۵صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷)

یہ بیان ایک ایسے شخص کا ہے جو قرآن کریم کی وسعتوں کا اپنی تفہیم القرآن میں اکثر انکار کرتا رہاہے۔ لیکن اگر ہم اسی قدر مان لیں جو مودودی نے لکھاہے ۔ تب بھی ہر قاری کو یہ سمجھنا آسان ہو جائیگا کہ اللہ نے اس قرآن کو نوع انسان کے لئے ایک ایسا دائرۃ المعارف بنایاہے جو اُسے اس پوری کائنات پر مسلط کرنے کی غرض سے دیا گیاہے ۔ لہٰذا کتاب کا موضوع الانسان ہے اور کتاب کا مقصد و مدعا انسان کو لامحدود علم و قدرت عطا کرنا ہے ۔

(۷) قرآن موجودہ صورت میں آخری کتاب اور علم کا انتہائی درجہ ہے مگر انسان تو پہلے سے موجود ہیں ۔

قرآن کا موضوع اور مدعا معلوم ہو جانے کے بعد یہ سوال خود بخود سامنے آجاتا ہے کہ انسان اس دنیا میں بہت پہلے سے موجود ہیں ۔ اور یہ کتاب محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ و آلہ کو اُس وقت دی گئی جب کہ انسانوں کی نسلیں کی نسلیں گزر چکی ہیں؟ اس سوال کا جواب اس کتاب کے اندر بھی موجود ہے ۔ اور باہر بھی بہت مذاہب کی شکل میں موجود ہے ۔ اور اُن مذاہب کے پاس وہ الہامی یا الٰہی کتابیں بھی موجود ہیں ۔ جن کو وہ اپنے نبیوں کے ذریعہ سے ملنے والی کتابیں مانتے چلے آتے ہیں ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ انسانوں کی تعلیم بھی اُسی زمانہ سے شروع ہوگئی تھی جب انسان وجود

میں آیا تھا۔ قرآن اس سلسلے میں وہ سب کچھ بتاتا ہے ۔ جو سابقہ کتب ہائے خداوندی نے بتایا ہے۔ اور چونکہ وہ مکمل اور آخری کتاب ہے۔ لہٰذا قرآن وہ باتیں بھی بتاتا ہے جو انسانی عقل پہلے زمانوں میں نہ سمجھ سکتی تھی یا جو مختلف زمانے کے مجتہدین نے تبدیل کرکے بگاڑ دی تھیں ۔

(۸) نہ آدمی اس کائنات میں پہلی مخلوق ہے اور نہ تعلیم و ہدایت میں اس کا پہلا نمبر ہے ۔

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ آدمی بہت بعد کی تخلیق ہے۔ اور سلسلہ تعلیم و ہدایت اُس کی تخلیق سے کہیں پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ آدمی سے پہلے چرند وپرند و جنات وملائکہ اورحشرات الارض نیز نباتات و جمادات زمین و آسمان و سیارے و ستارے وغیرہ کائنات میں موجود تھے۔ یعنی آدمی اُس وقت پیدا کئے گئے جب تخلیق میں صرف اُن کی کمی رہ گئی تھی۔ اور وہ تمام مخلوقات وجود حاصل کر چکی تھیں جن کو استعمال کرکے آدمیوں نے ترقی کی ارتقائی منزلیں طے کرنا تھیں ۔

(۹) ہر مخلوق کو تخلیق کے ساتھ ہی تعلیم و ہدایت سے بھی نوازا گیا تھا۔

چنانچہ اللہ نے لطف و کرم اور رحمت کی بنا پر ہر چیز کی تخلیق کے ساتھ ساتھ اُس کی تعلیم و ہدایت کا مستقل ومحسوس انتظام بھی فرمایا تھا۔ (رَبُّنَا ٱلَّذِىٓ أَعْطَىٰ كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهُۥ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾ طٰہٰ)

"ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پہلے زیورِ تخلیق عطا کیا پھر اُس کی ہدایت جاری کی۔"

ظاہر ہے کہ ہر مخلوق کو اُسی وقت وجود عطا کرنا چاہئے جب کہ ایسا ماحول وفضا موجود ہو جس میں وہ مخلوق برقرار رہ سکے ۔مثلاً آدمی کو پیدا کرنے سے پہلے ہوا کا ہونا بھی ضروری ہے ورنہ وہ سانس کیسے لے گا ؟ لہٰذا تمام مخلوقات سے پہلے وہ رحم وکرم ولطف و ہدایت پیدا کی گئی تھی جس سے ساری کائنات اور اُس کی موجودات استفادہ کرتی رہیں ۔

(۱۰) مخلوقات کے برقرار رہنے، ہدایت پاتے چلے جانے اور ترقی کرنے کے لئے رحمت و ہدایت پیدا کی گئی تھی۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہ اوّلین مخلوق ہیں ۔ جو عالمین کے لئے رحمت و نذیر رہتے چلے آئے ہیں ۔ (انبیاً ۱۰۷/۲۱،فرقان ۱/۲۵) اور ہر مخلوق کی ہدایت کے ذمہ دار رہے ہیں ۔یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے عالمین کو روز اوّل سے رحمت و نذارت کی احتیاج تھی نہ کہ ساتویں صدی کے عالمین کو جس طرح اللہ روز اوّل سے عالمین کا رب یعنی رب العالمین ہے اُسی طرح محمدؐ روز اوّل سے عالمین کے لئے رحمت یعنی رحمۃ للعالمین ہیں ۔ اور اسی طرح روز اوّل سے عالمین کے لئے نذیر ہیں ۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

(وَمَآ أَرْسَلْنَـٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَـٰلَمِينَ الانبیاء:۱۰۷)(نَزَّلَ ٱلْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ لِلْعَـٰلَمِينَ نَذِيرًا ﴿١﴾ الفرقان)
بہرحال کائنات کی تخلیق اللہ اوراُس کی رحمت کے ماتحت ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جب اللہ نے ملائکہ ارواح اور عزازیل کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ :"میں زمین میں جانشین مقرر کرنے والا ہوں۔"(بقرہ ۳۰/۲)
اور آخر وہ وقت آ گیا جب یہ دکھانا تھا کہ اوّلین و ابتدائی خلیفہ کا علم ومعلومات کس حد پر ہونا چاہئیں۔ اور حضرت آدمؑ کو کائنات کی تمام اشیا سے نام بنام متعارف کیا گیا۔ مودودی کا ایک جملہ سنیں :

(۱۱) حضرت آدمؑ کی تخلیق و تعلیم و اعلانِ خلافت اور ملائکہ کا سجدہِ اطاعت ۔

"انسان کے علم کی صورت دراصل یہی ہے کہ وہ ناموں کے ذریعہ سے اشیاء کے علم کو اپنے ذہن کی گرفت میں لاتا ہے ۔ لہٰذا انسان کی تمام معلومات دراصل اسمائے اشیاء پر مشتمل ہیں ۔ آدمؑ کو سارے نام سکھانا گویا اُن کو تمام اشیا کا علم دینا تھا۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۶۳)
قارئین نوٹ کرلیں کہ سب سے پہلے نبیؐ اور بالکل مبتدی یا سب سے چھوٹے نبیؐ کی معلومات کائنات کی تمام اشیا پر احاطہ کرتی ہیں تو سب سے آخری ،سب سے بڑے اور تمام نبیوں کے نبیؐ کا علم یقیناً لامحدود ولاتحصٰی ہونا ہی چاہئے ۔

(۱۲) ملائکہ کا ایک امتحان ، ملائکہ سے تمام مخلوق کے اعلیٰ ترین حضراتؑ کا تعارف (ٱلْعَالِینَ ۝٧٥ ص)

الغرض جب حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم و تعارف مکمل ہوگیا تو ملائکہ کے روبرو چند ایسے افراد کو لایا گیا۔ جن کے نام آدمؑ کی تعلیم میں بھی شامل تھے۔ اور ملائکہ بھی اُن کے ناموں پر مطلع تھے۔ مگر ہر ایک کا الگ الگ نام نہ آدمؑ جانتے تھے۔ نہ ملائکہ کو فرداً فرداً نام معلوم تھے ۔ لہٰذا امتحان یہ تھا کہ اُن ناموں کو جو دونوں فریق کو معلوم ہیں ۔ اُن اشخاص کو دیکھ دیکھ کر موزوں و مشخص کر دیں ۔ ملائکہ نے تو اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ :

''ہمیں جتنا بتا دیا جاتا ہے ۔ اُتنا ہی ہمیں معلوم ہوتا ہے'' یعنی معلوم سے مجہول کا پتہ لگانا ہمیں نہیں آتا۔(بقرہ ۲/۳۲)

پھر آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ تم ملائکہ کو اِن حضرات کے نام بتا دو۔ چنانچہ اُنہوں نے باقاعدہ تعارف و تشخص کرا دیا ۔ (بقرہ۲/۳۳)

یہاں قارئین یہ نوٹ کریں کہ نام یا اسماء بے جان ہوتے ہیں اور اُن کے لئے بے جانوں کی ضمیر ''ھا'' آتی ہے۔ جیسے ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا (تمام نام)پھر ملائکہ کے سامنے جو کچھ پیش کیا گیا تھا اُن کو جمع مذکر غائب کی ضمیر ھُمْ سے ظاہر کیا گیا تھا (عَرَضَهُمْ)پھر اُن ہی کے لئے لفظ هَٰٓؤُلَآءِ آیا۔ اور اُن ہی کے لئے أَنۢبَأَهُم اور بِأَسْمَآئِهِمْ فرمایا گیا ہے۔ یہ حضرات کون تھے ؟ اُن کا علم اُس وقت ہوتا ہے ۔ جب تمام ملائکہ اور ارواح اور تمام وسائط خداوندی نے حضرت آدمؑ ، پہلے نبیؑ اور خلیفۃ اللہ فی الارض کے سامنے بے چون و چرا اطاعت کرنے کے لئے سجدہ کیا تو ابلیس سیدھا کھڑا پایا گیا ۔ اُس نے غیر خدا کو سجدہ شرک و حرام سمجھا یعنی اُس کے نزدیک اللہ کے حکم کے بعد بھی نبیؑ، خلیفۂ خداوندی کو سجدہ جائز نہ تھا۔ اللہ نے اُس سے بھرے مجمع کے سامنے دریافت کیا کہ :

''اے ابلیس تجھے کس چیز نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے منع کیا باوجودیکہ میں نے تجھے ذاتی طور پر حکم دیا تھا اور باوجودیکہ میں نے آدمؑ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا تھا ؟ کیا تو نے خود کو آدمؑ سے بڑا سمجھا، یا تو اپنے آپ کو العالینؑ میں شمار کرتا ہے '' (اعراف ۷/۱۲ - ص ۳۸/۷۵)

(۱۳) یہاں اطاعت و عبادت خداوندی، مسئلہ شرک، اور تعلیمات ابلیس اور ٱلْعَالُوْن کو سمجھ کر آگے بڑھیں ۔

یہ وہ مقام آ گیا جسے قرآن کی پوری تعلیمات و عبادات وعقائد میں ملحوظ رکھنا ہو گا۔ یہاں پہلی بات یہ ہے کہ سجدہ آدمؑ کے وقت وہاں کچھ حضرات ٱلْعَالُوْنَ یا ٱلْعَالِیْنَ کے اجتماعی نام سے موجود تھے۔ جو وہاں اللہ کے بعد باقی تمام حاضرین سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اور جن پر آدمؑ کو سجدہ کرنا لازم نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ وہی حضراتؑ تھے ۔ جن سے حضرت آدمؑ نے ملائکہ کو متعارف کرایا تھا۔ اور یقیناً اُن ہی میں اللہ کی رحمتؑ و نذیر کو ہونا چاہئے ۔یعنی ایک اجتماعی نام کا تقاضہ ہے کہ ہم اُنہیں اجزائے نور محمدیؐ سمجھیں۔ یہاں وہ حدیث ہماری مدد کرتی ہے۔ جس میں اجزائے نور محمدیؐ کو الگ الگ بھی محمدؐ فرمایا گیا ہے۔ اور اُن کا اجتماعی نام بھی محمدؐ بتایا گیا ہے ۔ پھر یہ لفظ '' **عالون یا عالین**'' لفظ ''عَالِیؑ'' کی جمع ہے جس کی بنیاد یا مادہ (ع۔ل۔ی) ہے اور یہیں سے لفظ عَلِیؑ اس کا مصدر بنتا ہے۔ یعنی یہ حضرات مل کر علیؑ بھی ہیں ۔ اور محمدؐ بھی ہیں ۔ اور اُن ہی کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں ودیعت کیا گیا تھا۔ جس کی بنا پر حضرت آدمؑ کو سجدے یا اطاعت مطلقہ کا اعزاز ملا تھا۔

(۱۴) دوسرا مسئلہ اللہ کے حکم سے انبیاؑ کو سجدہ واجب ہے ۔ منکر کافر و ابلیس کے مذہب کا پیرو ہے ۔

یہاں یہ سمجھ کر آگے چلنا ہے کہ اللہ کے حکم سے انبیاؑ سجدہ یا اطاعت مطلقہ کے حقدار ہیں ۔ جو انبیاؑ کے اس مقام کا انکار کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اُن کی توحید پرستی ، ساری عبادتیں اور تمام نیک اعمال شیطان کی پیروی میں ضائع ہوں

گے اُنہیں انبیاؑ کے اس بلند ترین مقام کو چھپانے والا یعنی کافر قرار دیاجائے گا۔ اور وہ اللہ کے حکم کے منکر و جہنمی ہوں گے۔ اور وہ لوگ بھی اُن ہی کے ساتھ داخل ہوں گے جو اللہ کے حکم کے بغیر کسی اور کی اطاعت مطلقہ یا سجدہ کے قائل ہوں گے اُنہیں اس لئے بھی مشرک کہاجائے گا کہ انہوں نے اللہ کے حکم کے بغیر کچھ لوگوں کو اللہ کی اطاعت میں شریک کرلیا ہوگا۔ یہ بھی شیطان کے گروہ میں داخل کئے جائیں گے۔ مختصراً یہ کہ بے چون و چرا اطاعت وسجدہ صرف اللہ کے لئے ہے یا اُس کے لئے جس کے لئے اللہ واضح حکم دے بلاحکم، اطاعتِ مطلق کرنے والوں کو مشرک فرمایا گیا اور قریشی مسلمانوں کو ایسی اطاعت سے بار بار منع کیا گیاہے ۔ مثلاً فرمایا کہ:

(۱۵) اللہ کے واضح حکم کے بغیر اطاعت مطلق کرنے سے قریش کو بار بار منع کیاگیاہے ۔

(1) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تُطِيعُواْ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَرُدُّوكُمۡ عَلَىٰٓ أَعۡقَٰبِكُمۡ فَتَنقَلِبُواْ خَٰسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ ٱللَّهُ مَوۡلَىٰكُمۡۖ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلنَّٰصِرِينَ ﴿١٥٠﴾ سَنُلۡقِي فِي قُلُوبِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱلرُّعۡبَ بِمَآ أَشۡرَكُواْ بِٱللَّهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهِۦ سُلۡطَٰنٗاۖ وَمَأۡوَىٰهُمُ ٱلنَّارُۖ وَبِئۡسَ مَثۡوَى ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٥١﴾ (آل عمران)

"اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے ہو اگر تم اُن لوگوں کی اطاعت کروگے جو حقیقت کوچھپانے کے درپے ہیں (کافر)، تو وہ تم کو تمہارے سابقہ دین کی طرف پلٹالے جائیں گے اورتم خسارہ انگیز انقلاب میں مبتلا ہوجاؤ گے۔ بلکہ تمہیں چاہئے کہ تم حق پوشوں کی اطاعت کے بجائے اپنے مولیٰ اللہ کی اطاعت کرو اور وہی تمام نصرت کرنے والوں سے بہتر مدد گار ہے ۔ عنقریب ہم اُن مذکورہ حق پوشوں کے دلوں میں اس لئے رعب و داب بٹھا دیں گے کہ اُنہوں نے اللہ کی اطاعت میں اُن لوگوں کو بھی شریک کرلیاہے۔ جن کو شریک کرنے کے لئے اللہ نے کوئی حکم یا سلطان نہ نازل کیا ہے اور نہ نازل کرے گا۔ ایسے مشرکوں کی پناہ گاہ آگ میں ہے۔ اور ظالمین کے لئے وہ بری قیام گاہ ہے۔"

(۱۶) شرک اورمشرک کی تعریف نوٹ کرلیں تاکہ قرآن فہمی بے روک جاری رہے ۔

قریشی علمانے شرک اور مشرکین کی آڑ میں دین کے اہم ترین مسائل میں رد و بدل کی ہے ۔ لہٰذا یہ سمجھ لیجئے کہ "اللہ کے واضح حکم کے بغیر کسی کی بھی اطاعت کرنا شرک ہے۔"
یہ جملہ یاد رکھنے سے قریش کے خودساختہ و پرداختہ اسلام کی بنیاد ہی مسمار اور باطل ہوجاتی ہے ۔اور ایک اور مفصل مقام بھی دیکھتے چلیں کہ قریش کے لئے سانس لینے کی جگہ بھی نہ رہے ۔

(۱۷) اطاعت خداوندی میں شرکت اورقرآن کی زبان میں فیصلہ نہ کرنا گناہ و بغاوت ہے ۔

اس آیت کا ترجمہ مودودی سے سنئے تاکہ مسئلہ شرک و اجتہادی مسائل اور مذاہب پر اُنہیں قرآن اور اُن کے اپنے بیان کی دوہری مار دی جا سکے :

قُلۡ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ ٱلۡفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ وَٱلۡإِثۡمَ وَٱلۡبَغۡيَ بِغَيۡرِ ٱلۡحَقِّ وَأَن تُشۡرِكُواْ بِٱللَّهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهِۦ سُلۡطَٰنٗا وَأَن تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعۡلَمُونَ ﴿٣٣﴾ الأعراف

"اے محمدؐ ان (قریش۔احسن)سے کہو کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں : بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے۔ اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کہ اللہ کے ساتھ (اے مومنین۔احسن) تم کسی کو شریک کرو جس کے لئے اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ کہ اللہ کے نام پر (اے مومنین۔احسن)کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو کہ وہ حقیقت میں اس نے فرمائی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۲۳۔۲۴)

(۱۸) خلیفۃ اللہ اور انبیاؑ کو اطاعت اور سجدے میں اللہ نے خود شریک کیا تھا۔

یہاں آیت اور مودودی ترجمے سے بھی یہ ثابت ہوگیا کہ کسی انسان کو واجب الاطاعت بنانا یا ماننا بھی شرک ہے، اگر اس کو واجب الاطاعت قرآن میں نہ کہا گیا ہو۔ اور جس کو اللہ نے واجب الاطاعت بنایا ہو اور اُسے سجدہ بھی کرایا ہو ،اُس کی اطاعت نہ کرنا اور اُسے سجدہ کا حقدار نہ سمجھنا ابلیس کا مذہب اور ابلیس کی توحید ہے۔ یعنی وہ ایسا توحید پرست تھا کہ نہ غیر خدا کی اطاعت جائز سمجھتا تھا نہ غیر خدا کو سجدہ کا حق دار مانتا تھا۔

(۱۹) نوع انسان کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اسلام کی دو قسمیں ظہور میں آگئی تھیں ۔ابلیس کا اسلام اور حقیقی اسلام

لہٰذا توحید پرستوں اور دین داروں کی یہ دو قسمیں نوع انسان کے وجود میں آنے سے پہلے ہی ظہور میں آگئی تھیں۔ جو آج تک بدستور موجود ہیں ۔ یعنی ایک وہ توحید پرست جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور انبیاؑ کی مطلق اطاعت اور سجدہ کے منکر ہیں ۔ نبیؑ کو عام آدمی سمجھتے ہیں۔دوسرے وہ توحید پرست جو اللہ کے احکام کی لفظ بلفظ اور من وعن تعمیل کرتے ہیں اور اپنی عقل وبصیرت وتجربے سے احکام الٰہی میں مداخلت نہیں کرتے اور نبیؑ ونبوت کی مطلق اطاعت کرتے ہیں اور اُنہیں قابل سجدہ سمجھتے ہیں ۔ قارئین نوٹ فرمائیں کہ سارے قرآن میں یہی دو قسم کے موحدین زیر بحث رہے ہیں ان میں سے اوّل الذکر اعلیٰ درجے کے توحید پرست بنتے ہیں ۔ اور انبیاؑ کو اللہ کے ساتھ شریک کرنے کی بنا پر آخرالذکر کو مشرک قرار دیتے ہیں ۔ لیکن اللہ جہاں بھی مشرکین کی مذمت کرتاہے یا کسی گروہ کو مشرک کہہ کرپکارتاہے وہاں ہر جگہ اوّل الذکر کی مذمت کرتاہے یا اُن کو مخاطب کرتاہے۔ لہٰذا آپ کو چاہئے کہ قرآن کی گفتگو کو سمجھنے کے لئے سب سے ضروری چیز مشرکین کو اورمشرک کی تعریف کو سمجھنا ہے ۔ اور اُن کو سمجھے بغیر قرآن فہمی ناممکن ہے ۔ اور آج تک قرآن کو اپنی کتاب ماننے والوں میں جتنے اختلاف اور فرقے ہیں وہ سب ابلیس اور اُس کے مشن کو ناسمجھنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ لہٰذا آپ اُس پہلو پر بہت غور فرمائیں جو ابلیس نے توحید پرست رہتے ہوئے اسلامی طرز زندگی میں پیدا کیا تھا۔

(۲۰) ابلیس نے تمام اولاد آدمؑ کو اغوا کرنے ،صراط مستقیم سے روکنے کے لئے اللہ سے قیامت تک مہلت اور اختیارات مانگے ۔

مسئلہ شرک کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ دیکھیں کہ آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے پر بات ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ بات یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ اللہ نے ابلیس سے سجدہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو اُس نے کہا تھا کہ : (۱) ”میں آدمؑ سے بہتر ہوں اس لئے کہ تونے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اُسے مٹی سے “ (ص۷۶/۳۸) اور یہ بھی کہا کہ : (۲) ”تو نے اُسے غور سے بھی دیکھا ہے جسے تو نے مجھ پر بزرگی دے دی ہے اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے دے تو میں اُس کی اولاد کی جڑیں کاٹ کر رکھ دوں۔“(بنی اسرائیل ۶۲/۱۷) اور یہ کہا تھا کہ : (۳) تیری عزت و جلال کی قسم میں اُن سب کو اغوا کر کے چھوڑوں گا۔(سورۂ ص ۸۲/۳۸) اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ : (۴)میں ضرور اولاد آدمؑ کو گمراہ کرکے چھوڑوں گا ۔اُن کے دلوں میں آرزوئیں اور تمنائیں بھردوں گا۔میں اُنہیں جانوروں کے کان کاٹنے کا حکم دوں گا اور تخلیق کی نئی نئی راہیں نکالنے کا حکم دوں گا۔“(نساء۱۱۹/۴)اور یہ بھی چیلنج کیا کہ:(۵)”جس ترکیب سے تو نے مجھے اغوا کیاہے ۔ میں اُنہیں اغواکرنے کے لئے صراط مستقیم پر پڑاؤ ڈالوں گا۔اور وہاں سے اُن پر داہنے بائیں اور آگے پیچھے سے بہکانے کا بندوبست کروں گا۔ اور تو ہرگز اُن کی کثرت کو شکرگزار نہ پائے گا۔“(اعراف ۱۶۔۱۷/۷) اوریوں بھی اعلان کیا کہ : (۶) جس انداز سے تو نے مجھے اغوا کیاہے میں بھی اُسی طرح دنیا میں اُن کے سامنے سجا سجا کر گمراہی کا سامان رکھوں گااور سب کو اغوا کر کے رکھ دوں گا۔“ (حجر ۳۹/۱۵)

(۲۱) اللہ نے شیطان کو ایک مدت معلومہ تک مہلت اور گمراہ کرنے کے اختیارات دیدیئے ۔

اللہ نے جواب میں فرمایا کہ :"جاؤ اور یہ سب کچھ کر دیکھو جو تیری پیروی کرے گا، تمہیں اور انہیں پکی پکی اور پوری پوری جزا ملے گی ۔ لہٰذا جس جس کو بہکا اور اپنی ڈوری پر لگا سکے پوری کوشش کر گزر ۔ دلنواز باتوں سے کام لے اور سواروں اور پیادوں سے حملہ آور ہو جا۔ اُن کے اموال اور اولاد میں شرکت کرلے اور اُن سے عمدہ عمدہ وعدے کرتا رہ "(۶۴، ۶۳/۱۷)

(۲۲) ابلیس کے ہر چیلنج کو اللہ نے اس لئے قبول کیا کہ اُسے ادارہ نبوتؑ پر اعتماد ویقین تھا۔

ابلیس کے چیلنج قبول کرتے ہوئے اور اُسے گمراہی کے تمام وسائل و مواقع دیتے ہوئے اللہ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ :

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا (بنی اسرائیل / الاسراء : ۶۵)

(۱)"حقیقت یہ ہے کہ میرے بندوں پر تجھے کوئی دلیل و سند ہی نہ ملے گی اور تیرا پروردگار اُن کا ذمہ دار رہے گا۔ یا یہ کہ اُن کی وکالت کے لئے کافی ہو گا۔" اور فرمایا تھا کہ :

(۲)"یہی تو علیؑ کا ہمیشہ قائم رہنے والا راستہ ہے یقیناً تجھے میرے بندوں پر دلیل وسند(سُلْطَانٌ)نہ ملے گی۔"(حجر ۴۲،۴۱/۱۵)

(۲۳) ابلیس نے خود بھی اقرار کیا تھا کہ میں تیرے مخلص بندوں کو گمراہ و اغوا نہ کرسکوں گا۔

ابلیس نے ہر چیلنج میں یہ اقرار کیا کہ :

(۱) "تیرے مخلص بندوں کے علاوہ میں ساری اولاد آدمؑ کو اغواکردوں گا" (ص۸۳ ،۸۲/۳۸) اور یہ کہ:

(۲) "اُن میں سے تیرے مخلص بندوں کے علاوہ سب کو اغواکردوں گا۔" (حجر ۴۰/۱۵) اوریہ بھی کہ :

(۳) "ایک قلیل تعداد کے علاوہ میں اولاد آدمؑ کی جڑ کاٹ کرر کھ دوں گا۔" (بنی اسرائیل ۶۲/۱۷)

(۲۴) کیا اللہ کے اعلان اور ابلیس کے اقرار کے بعد بھی یہ ماننا دیانتداری ہوگی کہ انبیاؑ گمراہ ہوسکتے ہیں ؟

یہ مسئلہ یہاں طے ہو جانا چاہئے کہ جب اللہ اور ابلیس دونوں نے مان لیا کہ ایسے خدا کے بندے قیامت تک موجود رہتے چلے جائیں گے جن کو گمراہ کرنا تو بڑی بات ہے۔ ابلیس اُنہیں بہکا بھی نہ سکے گا۔ ظاہر ہے کہ یہاں ان بندوں میں یا مخلص بندوں میں یقیناً اللہ کے انبیاؑ و رسل علیہم السلام بھی شامل ہیں ۔ لہٰذا اگر ہمارے قاریوں کو کوئی ایسا بیان ملے جس میں کسی نبیؑ یا رسولؑ سے غلطی ہونا ،بھول چوک ہونا ،لغزش و خطا کا سرزد ہوجانا بتایا گیا ہو تو یقیناً وہ بیان مندرجہ بالا آیات (۴۰/۱۵، ۶۲/۱۷، ۸۳/۳۸) کا مخالف ہو گا۔ اور ماننا ہو گا کہ اس بیان میں یا بیان کے سمجھنے میں کہیں خطا ،لغزش ، غلطی یا بھول چوک ہوئی ہے ۔ انبیاؑ سے کسی قسم کی غلطی ، غلط فہمی اور بھول چوک نہیں ہوسکتی ۔

(۲۵) ابلیس نے حضرت آدمؑ کو کہیں چیلنج نہیں کیا ہے ۔

اس کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ابلیس نے اپنے ہر چیلنج میں اپنا رخ اولاد آدمؑ کی طرف رکھا ہے اور کہیں حضرت آدمؑ کو چیلنج نہیں کیا۔

(۲۶) انبیاؑ کے غلطی و غلط کاری سے معصومؑ ہونے پر مودودی کا ایک چالاک بیان بھی کافی ہے۔

مودودی اور قریشی مذہب میں تمام انبیاؑ سے غلطیاں سرزد ہونا جائز کہا گیا ہے ۔اس کے باوجود مودودی کا یہ بیان ہماری دبی دبی تائید کرتا ہے :"پانچویں اورسب سے اہم وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو اپنی نبوت کے لئے چن لیتا ہے تو اُس کے دل کو شکوک وشبہات اور وساوس سے پاک کرکے یقین و اذعان سے بھر دیتا ہے۔ اس حالت میں اُس کی آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں، اور اس کے کان جو کچھ سنتے ہیں، اس کی صحت کے متعلق کوئی ادنیٰ سا تردد بھی اس کے ذہن

میں پیدانہیں ہوتا وہ پورے شرح صدر کے ساتھ ہراس حقیقت کو قبول کرلیتاہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر منکشف کی جاتی ہے ۔ خواہ وہ کسی مشاہدے کی شکل میں ہو... جو اس کے دل میں ڈالا جائے،یا پیغام وحی کی شکل میں ہوجو اس کو لفظ بلفظ سنایا جائے... ان تمام صورتوں میں پیغمبرؑ کو اس امر کا پورا شعور ہوتا ہے کہ وہ ہر قسم کی شیطانی مداخلت سے قطعی محفوظ و مامون ہےاور جو کچھ بھی اس تک کسی شکل میں پہنچ رہاہے وہ ٹھیک ٹھیک اس کے رب کی طرف سے ہے۔ تمام خداداد احساسات کی طرح پیغمبرؑ کا یہ شعور و احساس بھی ایک ایسی یقینی چیز ہے جس میں غلط فہمی کا کوئی امکان نہیں۔ جس طرح مچھلی کو اپنے تیراک ہونے کا ، پرندے کو اپنے پرندہ ہونے کا، اور انسان کو اپنے انسان ہونے کا احساس بالکل خدا داد ہوتاہے اور اس میں غلط فہمی کا کوئی شائبہ نہیں ہوسکتا،اسی طرح پیغمبرؑ کو اپنے پیغمبرؑ ہونے کا احساس بھی خدا داد ہوتاہے۔"(تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۰۰)

اس بیان میں جہاں جہاں قارئین کو لچک اورگنجائش نظر آئے وہ ہی علامہ کی چالاکی ہے ۔ اور چونکہ اُن کی اس چالاکی کی تائید کسی آیت سے نہیں ہوسکتی اس لئے یہ بیان بھی انبیاعلیہم السلام کو غلطی، غلط فہمی اور ابلیس کی اثراندازی سے فطری و پیدائشی طورپر محفوظ و مامون رکھتا ہے۔ اور کیوں نہ ہوں ؟ جب کہ :

(۲۷) اللہ کی طرف سے گمراہی کو روکنے اورہدایت کاری جاری وغالب رکھنے کے ذمہ داروں کو کم از کم ابلیس کے برابر قوی ہونا چاہئے ۔

اللہ کی طرف سے شیطانی مداخلت اورگمراہی کو روکنے اور لوگوں کو ہدایت پر کاربند رکھنے کے ذمہ دار اگر ابلیس سے کمزورہوتے تو اللہ کبھی ابلیس کو آزادی ، اختیار اور گمراہ کرنے کا قیامت تک طویل موقع نہ دیتا۔ لہٰذا اللہ اور خود ابلیس کا اعلان ثابت کرتاہے کہ ابلیس کے مقابلہ میں کچھ لوگ اُس کے تمام انتظامات اور طاقتوں سے مغلوب نہیں ہوسکتے ۔ لہٰذا بلا بحث وثبوت یہ ماننا پڑے گا، انبیاؑ اور کچھ اللہ کے دوسرے بندے اور کچھ مخلص بندے ابلیس اور اُس کے پورے نظام سے زیادہ قوت و قدرت و بصیرت وعلم ویقین و اختیار رکھتے ہیں ۔

(۲۸) ابلیس کی قدرت و اختیار پر دو اور باتیں جن سے انبیاؑ کی قدرت و اختیار اُجاگر ہوتاہے ۔

قارئین ابلیس کے متعلق دوباتیں اور نوٹ کرلیں تاکہ انبیاؑ کی پوزیشن خودبخود واضح اور بے پناہ ہو جائے۔ ابلیس نے اپنے چیلنجوں کے دوران یہ بھی پیشنگوئی کی تھی کہ : (لَأَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفۡرُوضًا ﴿١١٨﴾ النساء)
"اے اللہ میں اولاد آدمؑ کو اغوا اورگمراہ کرنے کے لئے تیرے بندوں میں سے اپنے حصے کے انسانوں کو فرض شدہ صورت میں اپنے ساتھ شامل کرلوں گا۔"

(۲۹) قارئین کوچاہیئے کہ قریش کے لیڈروں میں ان لوگوں کا پتہ لگائیں جو ابلیس کے خصوصی نمائندے ہوں۔

قرآن کی تلاوت کے دوران ہر اُس قریشی راہنما کو ابلیس کا نمائندہ سمجھیں جو بے پناہ پالیسیاں بناتا ہوا پایا جائے۔ (بقرہ ۲۰۵،۲۰۴/۲ ،فرقان ۳۱تا۲۷/۲۵)

معلوم ہواکہ ابلیس کو اُن لیڈروں کے نام پہلے سے معلوم تھے ۔ جو مستقل طور پر روز ازل سے انبیاؑ کے دشمن اور اس کے ناصر و مددگار و یار غار رہنا تھے ۔

(۳۰) دوسری بات یہ کہ ابلیس اور اس کاقبیلہ انسانوں کو ہر حال میں دیکھتاہے اور انسان ان کو نہیں دیکھ سکتے۔

اللہ نے ابلیس اور اس کے قبیلے کی یہ قدرت بیان کی ہے کہ :
(إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمۡ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ ﴿٢٧﴾ الأعراف)

"یقیناً تمہیں وہ شیطان بھی اور اُس کا قبیلہ بھی اُسی طرح نظر میں رکھتا ہے کہ تم اُنہیں اُس طرح دیکھ نہیں سکتے ہو"
جو کچھ یہ آیت بتاتی ہے وہ تو ساری دنیا کو معلوم تھا کہ انسان جنّات کو نہیں دیکھ سکتے مگر جن آدمیوں کو دیکھتے ہیں۔ اس آیت کو لکھنے کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ یہ آیت اولاد آدمؑ کو مخاطب کرتی ہے۔(یَبَنِیٓ ءَادَمَ) یعنی اولاد آدمؑ جنّات کو نہیں دیکھ سکتی ۔حضرت آدمؑ اور باقی انبیاؑ جنّات کو ہر حال میں اُسی طرح دیکھتے رہتے ہیں ۔ جس طرح ابلیس اینڈ کمپنی دیکھتی ہے ۔ اُدھر یہ حقیقت اُن حالات سے ثابت ہے جو قرآن نے حضرت آدمؑ کی تخلیق اور جنت کے قیام کے متعلق بیان کیئے ہیں جہاں ابلیس کو حضرت آدمؑ سے ملنے اور باتیں کرنے کا موقعہ دیا گیاہے۔ ادھر انبیاؑ کے مشن کی یہ ضرورت ہے کہ ابلیس اُن کی نظر سے پوشیدہ نہ رہ سکے ورنہ نوع انسان بڑی مشکل میں گرفتار ہو جائے گی ۔ لازم ہے کہ ابلیس انسانیت کے راہنماؤں سے چھپ نہ سکے تاکہ وہ اپنے لوگوں کا تحفظ فرماسکیں ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہادی کو، گمراہ کرنے والے سے زیادہ قدرت و اختیار حاصل ہو ۔ اگر گمراہ کرنے والے کے پاس سواروں اور پیادوں کے لشکر ہوں (بنی اسرائیل ۶۳،۶۴/ ۱۷) تو انبیاؑ کے لئے ملائکہ کی افواج موجود رہیں ۔ (آل عمران ۱۲۵،۱۲۴/ ۳) اگر ابلیس کی زبان میں اثر انگیزی ہو تو انبیاؑ کی زبان میں سحر انگیزی کی حد سے زیادہ شیرینی ہو ۔ اگر ابلیس انسانوں کے خون ،گوشت پوست اور اولاد میں شریک ہوجانے کی قدرت رکھتاہے (۶۳۔۶۴/ ۱۷) تو انبیاؑ کی نظروں میں انقلاب انگیز قدرت قدسیہ ہونا لازم ہے ۔ (کہ جس پر ڈال دیں اپنی نظر دیوانہ ہوجائے)

(۳۱) انبیاؑ کی بے پناہ قدرتوں کا اقرار منکرین نبوت کو بھی کرنا پڑتا رہاہے ؟؟؟

مودودی کو بھی مجبوراً ماننا پڑا کہ :"اس سے انبیاؑ کی غیر معمولی قوتوں کا اندازہ ہوتاہے کہ ابھی قافلہ حضرت یوسفؑ کا قمیض لے کر مصر سے چلاہے ۔ اور ادھر سیکڑوں میل کے فاصلے پر حضرت یعقوبؑ اس کی مہک پالیتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲۸) اور سنیئے : (۲)"انبیا علیہم السلام میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے منصب کی مناسبت سے ملکوت السماوات و الارض کا مشاہدہ کرایاہے اور مادی حجاب بیچ میں سے ہٹاکر آنکھوں سے وہ حقیقتیں دکھائی ہیں جن پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دینے پر وہ مامور کیے گئے تھے... مگر انبیاؑ جو کچھ کہتے ہیں وہ براہ راست علم اور مشاہدے کی بنا پر کہتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۹۰) ایک اور جملہ دیکھیں: (۳)"آخر یہ کیوں نہ سمجھاجائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تبلیغ کے ساتھ ساتھ ملکہ اور اس کے درباریوں کو ایک معجزہ بھی دکھانا چاہتے تھے ۔ تاکہ اسے معلوم ہو کہ اللہ رب العالمین اپنے انبیاؑ کو کیسی غیر معمولی قدرتیں عطا فرماتا ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۷۵) قارئین نوٹ کریں کہ جس طرح ضرورت کے مطابق ملک الموت کو نوع انسان وحیوان کی قبض روح کے لئے ہر جگہ پہنچنے کی قدرت دی گئی اسی طرح شیطان کو ساری نوع انسان وجنات کو نظر میں رکھنے اور ان تک پہنچنے کی طاقت حاصل ہے بالکل اسی طرح ہادیانؑ دین کے سامنے سے مادی حجاب و فاصلے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور وہ ضرورت کے مطابق رسائی رکھتے ہیں ۔

(۳۲) حضرت آدمؑ اورجناب خاتمؐ کی عصمت کے متعلق غلط فہمی نہ رہنے پائے ؟

قارئین یہ بات نوٹ کرکے چلیں گے کہ قرآن کی تلاوت کے دوران ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت پر باقاعدہ قرآن کے دلائل پیش کریں گے۔ یہاں تو اصولاً یہ سمجھایا جا رہاہے کہ جن ذوات مقدسہ کو اللہ اپنا جانشین ، اور اپنا خلیفہ ونمائندہ مقرر کرتاہے ۔ اُنہیں ضرورت کے ماتحت سچ مچ اللہ کی صفات حسنہ کا حامل ہونا چاہیئے اگر وہ بھول چوک اور غلطیاں دکھائیں گے ۔ تو اللہ کی نمائندگی تو نہ ہوگی ۔ اُن میں تو کسی قسم کا عیب اور خامی ہرگز ہرگز نہ ہونا چاہیئے تاکہ اُنہیں دیکھنا اللہ کو دیکھنا ہو اُن کی بات اور حکم اللہ کا حکم ہو ۔اُن کی خفگی اللہ کی ناراضگی ہو ۔ لہٰذا وہ لوگ جو ابلیس والے اسلام کا پرچار کریں گے وہ بعض آیات سے ایسا مفہوم اخذ کریں گے جو انبیاؑ کو غلط کار بنا دے۔ جو باطل ہوگا۔ وہ انبیاؑ کوکئی حصوں میں بانٹ کر باتیں کریں گے۔ یعنی رسولؐ آدمی کی

حیثیت میں غلطیاں کرتا اورکر سکتاہے ۔ رسولؑ رسول کی حیثیت میں یعنی وحی وصول کرنے اور وحی پہنچانے میں غلطی نہیں کرتا ۔ اُن سے اُن دونوں حیثیات پر آیت طلب کرو جس میں یہ کہاگیا ہو کہ ”رسولؑ آدمی کی حیثیت میں غلطی کرسکتاہے“ رہ گیاکسی آیت سے اُن کو غلطی نظر آنا ؟یہ اُن کی نظر کی کجی کا سبب ہے ۔ وہ حضرت آدمؑ کو عبارت قرآن سے غلط کار دکھایا کرتے ہیں ۔حالانکہ غلط اور صحیح اورگناہ ونیکی احکام شریعت آجانے کے بعد مانی جاتی ہے ۔ لہٰذا دنیا میں آنے اور احکام شریعت نازل ہونے کے بعد حضرت آدمؑ کی کوئی غلطی دکھانے کا اُنہیں چیلنج کردیں۔ رہ گیا جنت کا قیام وہاں کے لئے یہ سمجھ لیں کہ حضرت آدمؑ نے وہاں کوئی غلطی ،کوئی نافرمانی یاعصیان نہیں کیاتھا۔البتہ وہاں اُنہوں نے اُن کاتعین کیاتھا۔ اغوا، ضلالت ،عصیان وسوسہ وغیرہ الفاظ کے معنی متعین کئے تھے تاکہ دنیا میں آکر ہر بات پہلے سے جانتے ہوں اور وحی و الہام کے الفاظ کو ٹھیک ٹھیک موزوں کرسکیں ۔ لہٰذا واجب و لازم وضروری ہے کہ انبیاؑ سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہوجوذات خداوندی میں خامی ثابت کرے۔ غلط کار کو نمائندہ بنانا ،نمائندہ بنانے والے کی غلطی ہے نہ کہ بننے والے کی ؟

(۳۳) دنیا میں آنے کی تیاری مکمل ہوئی اور حضرت آدمؑ کو مع ابلیس زمین پر بھیجا گیا اور تعلیم وتصادم ۔

حضرت آدمؑ کو جنت میں رکھاگیا اصولی تعلیم دی گئی آخر اپنے اعلان کے مطابق زمین میں حکمران و خلیفہ بنا کر بھیج دیا گیا۔ جنت کو دیکھا جو تعلیمات خداوندی پر صحیح عمل کرنے والوں کا دائمی ٹھکانا ہوگا ۔جہنم کو دیکھا تاکہ آپ آنے والی نسل کے سامنے دونوں کا حال بیان کریں جہنم کی راہ سے روکیں اورجنت کی طرف لوگوں کو بڑھائیں اور دنیا میں رہنے کا طریقہ سب کو سکھائیں ۔ابلیس کے مقاصد اورطریق کار پر سب کو مطلع کریں اور اُنہیں جنت میں قیام کے دوران خود اپنی آپ بیتی سنائیں ۔اور سب کو بتائیں کہ تم قطعاً آزاد وخودمختار ہو نہ تمہیں اطاعت خداوندی پر مجبور کیاجائے گا۔ نہ اللہ کی مخالفت سے زبردستی روکا جائے گا۔ تم جس کام کو اپنے لئے مفید سمجھو کرو نہ کرو ۔میرا کام اچھی اور بری باتوں کو بیان کرنا اور دونوں کے نتائج سے خبردار رکھنا ہوگا اوربس تم آزادہو کہ مجھ سے دریافت کرو یا خود اپنی مرضی اوربصیرت سے کام کرو یہ سن لو کہ کامیابی اُن کے لئے ہے جو بے چوں وچرا احکامات خداوندی کی بلفظہٖ تعمیل کریں ۔ جو لوگ اللہ کے احکامات وہدایات میں اصلاح کرکے اپنے اصلاح کردہ احکام پر عمل کریں گے۔ وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے اس لئے بھی کہ اُنہوں نے اللہ کے احکام و ہدایات کو اصلاح کا محتاج سمجھا اور اس لئے بھی کہ تم نہ حقیقی مفید ومضر کو سمجھ سکتے ہو نہ تم کائناتی انتظام اورچیزوں سے اللہ کے مقابلہ میں زیادہ واقف ہو۔

(۳۴) روانگی کے وقت اللہ نے ہدایات ارسال کرتے رہنے اور ان پر عمل درآمد کا نتیجہ خود بھی بتایا تھا۔

زمین پر بھیجتے ہوئے اللہ نے آدمؑ وحواؑ اور ابلیس سے کہا تھاکہ :

”تم سب یہاں زمین پر اُتر جاؤ تم میں آپس کی عداوت برقرار رہے گی ۔بہرحال اب تمہارا قیام زمین پر رہے گا۔ اور یہ قیام بھی عارضی ہوگا۔ چنانچہ جب تمہارے پاس میری ہدایات پہنچیں تو جوکوئی میری ہدایات کی اتباع (ادھر ادھر دیکھے بغیر نشان قدم پر چلنا ۔حجر ۱۵/۶۵) کرے گا۔ اس کی شناخت اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اتباع کرنے والوں کو کسی قسم کے خوف و حزن و ملال سے سابقہ نہ پڑے گا۔ اور جو لوگ ہماری آیت کی حقیقت کو پوشیدہ رکھ کر اُن کی تکذیب کریں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے (بقرہ ۳۹تا۳۶/۲)

(۳۵) انبیاؑ اور تعلیمات انبیاؑ اچانک حادثہ نہیں بلکہ روز ازل سے متعین ومعلوم اور تعلیم اورترتیب یافتہ حضرات

قارئین دیکھ چکے ہیں کہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو حقارت سے دیکھا تھا۔ (بنی اسرائیل ۱۷/۶۲) اپنے سے ادنیٰ وجود سمجھا (۳۸/۷۶) تھا۔ لہٰذا ابلیس کے راستے پرچلنے والے لوگوں کے یہاں نبوت اور نبیؑ کو ہمیشہ گھٹا کر پیش کیا جانا چاہئے ۔ وہ لوگ ہی نبیؑ کو خطا کار ثابت کرتے ہیں تاکہ اس طرح نبیؑ کے بعض احکام کو نہ ماننا جائز کرلیں ۔

وہی لوگ یہ تصور دیتے ہیں کہ اللہ انسانوں کو دیکھتا رہتا ہے ۔ اور جسے کچھ بہتر دیکھتا ہے اُسے نبیؑ بنا دیا کرتا ہے اور اُس سے اناڑی ہونے کی وجہ سے برسوں تک وحی وصول کرنے میں بھی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کافی مدت کے بعد پریکٹس کرکے ماہر ہوتا ہے ۔ علامہ مودودی اپنے مقدمے میں اسی قسم کی باتیں کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:
”چنانچہ اپنی اس خود عائد کردہ ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے اس نے انسانوں ہی میں ایسے آدمیوں کو استعمال کرنا شروع کیا جو اس پر ایمان رکھنے والے اور اس کی رضا کی پیروی کرنے والے تھے ۔ اس نے اُن کو اپنا نمائندہ بنایا۔ (یعنی پہلے سے متعیّن اور نمائندہ بنائے ہوئے نہ تھے ۔احسن) اپنے پیغامات اُن کے پاس بھیجے ۔“(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۸) یعنی جو لوگ دنیا میں چل پھر رہے تھے اُن میں سے کسی کو نبیؑ بنا دیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ حضرت آدمؑ کو پہلے مکمل تعلیم دی پھر نبوت کا کام سونپا تھا۔ حالانکہ اُن کی اولاد کی ضروریات عالمی یا آفاقی نہ تھیں ۔ پھر بھی حضرت آدمؑ کو اُن کی اُمت کے وجود میں آنے سے پہلے پہلے نبیؑ متعین کیا۔ اس کو مخصوص تعلیم دے کر کارِ نبوت کے لئے سند بخشی تھی ۔ اور قرآن سے ثابت ہے کہ تمام انبیاؑ کو مبعوث کرنے سے پہلے کتاب و نبوت سے نوازا گیا ہے۔ بہرحال مودودی بھی مجبور ہوئے ہیں کہ جتنی ہو سکے ہمارے عقیدے کی تائید کریں ۔ سنیئے اور اُن کو شاباش دیجئے لکھاہے کہ :

(۳۶) مودودی مجبوراً حق کا کچھ حصہ مانتے ہیں اور نبیؑ و نبوت کو کائنات سے پہلا منصوبہ کہتے ہیں ۔

” تاہم یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کی آیات اور سورتیں اللہ تعالیٰ اُسی وقت تصنیف نہیں فرماتا تھا جب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت اسلامی کو کسی واقعہ یا معاملہ میں ہدایت کی ضرورت پیش آتی تھی، بلکہ کائنات کی تخلیق سے بھی پہلے ازل میں اللہ تعالیٰ کے ہاں زمین پر نوع انسان کی پیدائش ، اس میں انبیاؑ کی بعثت ، انبیاؑ پر نازل کی جانے والی کتابوں اور تمام انبیاؑ کے بعد آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے اور آپ پر قرآن نازل کرنے کا پورا منصوبہ موجود تھا ۔“ (تفہیم القرآن جلد ۶ صفحہ ۴۰۴۔۴۰۵)
یہ وہی مودودی ہیں جو کسی نیک آدمی کو اچانک پکڑ کر نبوت کے کولھو میں جوتنے کے قائل ہیں ۔ لیکن اب یہ جو کچھ لکھاہے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ تخلیق کائنات سے بھی پہلے ازل میں نہ صرف نبوت و انبیاؑ اور کتابوں اور تعلیمات کا علم تھا۔ بلکہ اللہ کو تو ساری کائنات کی ہر چیز کا علم ہونا چاہئے۔ اور جب علم موجود تھا۔ تو تخلیق کائنات بھی اسی علم کے مطابق ہونا ماننا پڑے گا۔ اور جس نبیؑ کو جیساہونا چاہیئے اسے تخلیق کے وقت ویسا ہی بنانا ہوگا۔ اور جب انبیاؑ کو مخصوص طریقے اور علم کے ماتحت پیدا کیاجائے گا، تو یہ کہاں مناسب ہوگا کہ وہ کسی کافر و بے دین و جاہل شخص کو پکڑ کر نبی بنا ڈالے جب کہ روز ازل سے نبیؑ اور نبوت متعین ہے ؟ اور اللہ نے مودودی ایسے حق پوشوں کو ڈانٹتے ہوئے کہاہے کہ : (اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ﴿۱۲۴﴾ الانعام)
”اللہ زیادہ بہتر جانتاہے کہ اپنی پیغامبری کا کام کس سے لے ۔“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۷۹)
کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ رسالت کا کام بلاسوچے سمجھے اور پہلے سے تیاری کیے بغیر ہی کسی کو سونپ دیا جاتاہے۔ اور جب اس شخص سے غلطیاں ہی غلطیاں ہوں تو اسے اصلاح حال کی ترکیبیں بتائی جائیں۔ ایسے پیغامبر تو کوئی بھی مقرر کرسکتاہے ۔اس قسم کی تقرری میں مندرجہ بالا فخریہ اور ڈانٹ کا جملہ بولنا ہی غلط ہے ۔ اس آیت پر علامہ خاموشی سے گزرگئے ہیں حالانکہ سارے قرآن میں یہی ایک موقعہ تھاجہاں رسالت اوررسولؐ کے تقرر پر علامہ کو پھوٹنا چاہیئے تھا۔ بہرحال بے موقعہ سہی مگر انہوں نے مان لیا کہ روز ازل سے رسالت ونبوت اور رسولؐ و نبیؑ متعین و مشخص ہوتے ہیں ۔ اور انہیں ان کے منصب کے لئے بالکل تیار کرکے اعلان نبوت کا حکم دیاجاتاہے اور وہ اپنی کتاب کے علم سے پہلے دن ہی کماحقہ، عالم ہوتے ہیں اور بقول مودودی ان کے احساسات وشعور میں نبوت اسی طرح ودیعت ہوتی ہے جیسے ایک مچھلی اورپرندے کی جبلت میں تیراکی اور پرواز ودیعت ہوتی ہے ۔ اور اس احساس میں انبیاؑسے غلط فہمی ناممکن ہے۔ (دیکھو عنوان نمبر ۲۶)

(۳۷) پیدا ہونے سے پہلے ہی انبیاؑ نبوت و کتاب کے مکمل عالم ہوتے ہیں۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِيَ ٱلْكِتَٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ مریم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن میں ان ابلیسی مسلمانوں کو بتاتے ہیں کہ :

مودودی ترجمہ: "بچہ بول اٹھا" میں اللہ کا بندہ ہوں۔اس نے مجھے کتاب دی، اور نبیؑ بنایا "(تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 66) معلوم ہوا کہ کتاب کا علم آپؑ کے ساتھ تھا۔ اور آپؑ اس وقت بھی نبیؑ تھے۔ اور اپنا نبیؑ ہونا جانتے تھے۔ اگر ضرورت نہ ہوتی نہ بولتے مگر نہ بولنے سے نبوت وعلم الکتٰب غائب نہ ہوجاتا۔ لہٰذا یہ عقیدہ ابلیس کی تعلیم ہے کہ نبیؑ اپنی نبوت سے جاہل ہوتا ہے اور کتاب چالیس سال بعد ملنا شروع ہوتی ہے اور بیس سال میں پورا علم الکتاب حاصل ہوتا ہے۔

(۳۸) حضرت آدمؑ کے بعد مسلسل انبیاؑ آتے رہے مگر ابلیس کے نمائندے ہمیشہ دین بدلتے رہے۔

جیسا کہ تعبیر القرآن کے پہلے صفحہ پر رسولؐ اللہ کی شکایت کے جواب میں اللہ نے فرمایا تھا کہ :
"ہم نے مجرم لوگوں میں سے تمہاری ہی قوم کی طرح کے ہر نبیؑ کے ساتھ دشمن لگائے رکھے تھے "(فرقان ۲۵/۳۱)

(۳۹) انبیاؑ کے بعد دین اسلام میں تبدیلیاں کرنے پر مودودی کے بیانات۔

یہاں ہم چاہتے ہیں کہ علامہ مودودی کے قلم سے وہ حالات دکھائیں جو علامہ نے اسلام کی تعلیمات کے بدلتے چلے آنے کے سلسلے میں لکھے ہیں۔جن کو لکھ کر وہ یہ کہیں گے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی وجہ یہ تھی کہ سابقہ تعلیمات خداوندی کو بدل دیا گیا تھا۔ علامہ کے بیانات کو لکھنے سے پہلے ہی ہمیں دو اعتراضات ہیں۔ اوّل یہ کہ کیا اگر سابقہ تعلیمات ہوبہو برقرار رہتیں تو کیا آنحضرتؐ مبعوث نہ ہوتے ؟

(۴۰) مودودی اینڈ کمپنی کے نزدیک بعثت محمدیہؐ کا مقصد صرف سابقہ تعلیمات خداوندی کو نافذ العمل کرنا تھا۔

علامہ سے سنئے اور خود فیصلہ کیجئے : "آخر کار خداوند عالم نے سرزمین عرب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسی کام کے لئے مبعوث کیا جس کے لئے پچھلے انبیاؑ آتے رہے تھےان کے مخاطب عام انسان بھی تھے اور پچھلے انبیاؑ کے بگڑے ہوئے پیرو بھی تھے۔سب کو صحیح رویہّ کی طرف دعوت دینا ۲۔ سب کو از سرنو خدا کی ہدایت پہنچا دینا3۔ اور جو اس دعوت و ہدایت کو قبول کریں انہیں ایک ایسی اُمت بنا دینا ان کا کام تھا جو ایک طرف خود اپنی زندگی کا نظام خدا کی ہدایت پر قائم کرے اور دوسری طرف دنیا کی اصلاح کے لئے جدوجہد کرے اسی دعوت و ہدایت کی کتاب یہ قرآن ہے جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم پر نازل فرمائی۔ "(تفہیم القرآن کا مقدمہ صفحہ ۱۹)

ہم کہتے ہیں اور قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تک آنے والی کتابیں نامکمل تھیں۔ خواہ وہ بجنسہٖ موجود بھی رہتیں تب بھی تکمیل دین کے لئے آنحضرتؐ اور قرآن نے آنا تھا۔ اور اس کے علاوہ نوع انسان کو ساری کائنات کو مسخر کرنے کی تعلیم دینا اور عملاً مسخر کرکے دکھانا تھا۔ اوریہی انتہائی مقصد اسلام تھا۔ جو عہد رسولؐ کے بعد عہد امامت میں پورا ہونا تھا اور ابھی پورا ہونا ہے اور نوع انسان کو لامحدود علم وقدرت عطا کرنا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ علامہ چونکہ خود اسلام کو بگاڑنے اور سینکڑوں فرقے پیدا کرنے والے لوگوں کے طرفدار و پرستار ہیں۔ اس لئے وہ دین بگاڑنے والوں کے حالات بھی دبا کر اور چھپا کر لکھیں گے۔ اور پھر ہم ان کی وضاحت کریں گے۔ تاکہ قرآن کے قاری قرآن پڑھنے کے دوران مصنوعی و دینداروں کو آسانی سے پہچانتے اور ان کے عقائد و اعمال کو سمجھتے چلے جائیں۔ کیوں کہ ان کو پہچانے اور سمجھے بغیر قرآن فہمی ممکن ہی نہیں ہے۔ اب علامہ کے بیانات پڑھئے اور پہلے ان ہی کو سمجھئے اور پہچانئے لکھتے ہیں:

(۴۱) دین اسلام کو تبدیل کرنے والوں کے لئے مودودی کے بے سروپا بے دلیل الزام ۔

”اس نوع کے اوّلین افراد (آدمؑ و حواؑ) کو وہ ہدایت بھی دے دی جس کے مطابق انہیں اور ان کی اولاد کو زمین میں کام کرنا تھا۔ان کا طریق زندگی خدا کی اطاعت (یعنی اسلام) تھا اور وہ اپنی اولاد کو یہی بات سکھا کر گئے کہ وہ مطیع خدا (مسلم) بن کر رہیں ۔ لیکن بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ انسان اس صحیح طریق زندگی (دین) سے منحرف ہو کر مختلف قسم کے غلط رویوں کی طرف چل پڑے ۔ انہوں نے غفلت سے اس کو گم بھی کیا اور شرارت سے اس کو مسخ بھی کر ڈالا ۔ انہوں نے خدا کے ساتھ زمین و آسمان کی مختلف انسانی اور غیر انسانی ،خیالی اور مادی ہستیوں کو خدائی میں شریک ٹھیرا لیا۔ انہوں نے خدا کے دیئے ہوئے علم حقیقت (العلم) میں طرح طرح کے اوہام اور نظریوں اور فلسفوں کی آمیزش کر کے بے شمار مذاہب پیدا کرلئے انہوں نے خدا کے مقرر کئے ہوئے عادلانہ اصول اخلاق وتمدن (شریعت) کو چھوڑ کر یا بگاڑ کر اپنی خواہشات نفس اور اپنے تعصبات کے مطابق ایسے قوانین زندگی گھڑ لئے جس سے خدا کی زمین ظلم سے بھر گئی۔ “ (تفہیم القرآن جلد اوّل کا مقدمہ صفحہ ۱۷۔۱۸)

(۴۲) علامہ کہیں ابلیس اور مجتہدین کا ذکر نہیں کرتے نہ دین بدلنے کی وجہ لکھتے ہیں ۔

یہ بیان لکھ کر علامہ نے اس بیان کو انبیاؑ کے تسلسل کی وجہ قرار دیا ہے ۔ اور چند سطروں میں انبیاؑ کے آتے رہنے کا ذکر کر کے فرمایا کہ : ” ان پیغمبرؑوں نے اپنے اپنے دور میں اپنے اس مشن کو پوری خوبی کے ساتھ ادا کیا ۔ مگر ہمیشہ یہی ہوتا رہا کہ انسانوں کی ایک کثیر تعداد تو ان کی دعوت قبول کرنے پر آمادہ ہی نہ ہوئی اور جنہوں نے اسے قبول کر کے اُمت مسلمہ کی حیثیت اختیار کی وہ رفتہ رفتہ خود بگڑتے چلے گئے حتیٰ کہ ان میں سے بعض امتیں ہدایت الٰہی کو بالکل ہی گم کر بیٹھیں، اور بعض نے خدا کے ارشادات کو اپنی تحریفات اور آمیزشوں سے مسخ کر دیا۔آخر کار خداوند عالم نے سرزمین عرب میں محمدؐ ...“(مقدمہ صفحہ ۱۹) مختصر یہ کہ گھسیٹ گھسیٹ کر حضورؐ کے مبعوث ہونے پر بات کی تان توڑ دی ۔مگر پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مودودی نے گمراہی کے ذخیرے کا یعنی ابلیس کا اپنے سارے مقدمہ اور دیباچے میں ذکر نہیں کیا ۔کیا ان کے قاریوں کو ان کی تفہیمات پڑھتے ہوئے ابلیس کے متعلق پہلے سے کچھ جاننے کی ضرورت نہ تھی ؟ اور کیا وہ ابلیس کا ذکر قرآن میں پڑھ کر خود بخود سب کچھ سمجھ جائیں گے؟ پھر یہ کہ آدمی کی فطرت ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے اور انسان نے اپنی خوشی اور آزادی سے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اسے نقصان پہنچائے لہٰذا یہ بات کیسے مان لی جائے گی کہ لوگوں نے اللہ کے عطا کردہ، شاندار، عادلانہ اور مفید ترین مذہب کو ایک بدترین ، مضرت رساں اور نقصان دینے والے ظالمانہ مذہب سے خود ہی جان بوجھ کر بدل لیا اور دین خداوندی کو چھوڑ دیا تھا؟ لہٰذا مودودی نے تمام سابقہ امتوں پر الزامات عائد کرتے ہوئے کوئی ایسی دلیل بیان نہیں کی جس سے قرآن کے قاری تمام سابقہ امتوں کو گمراہ مان لیتے۔ پھر سابقہ امتوں میں یہودی اور عیسائی بھی ہیں، جن کے سامنے مودودی کے مذہب والے امیر وغریب اور بادشاہان اسلام بھیک مانگتے رہتے ہیں ۔ وہ کیوں اور کیسے مانیں گے کہ ان کا دین وہ دین نہیں رہا تھا۔ جو ان کے نبیوںؑ نے انہیں دیا تھا؟ اور ان کے دین کے خراب ہو جانے کی وجہ سے محمدؐ اور قرآن کو بھیجنے کی ضرورت پیش آئی تھی ؟ خصوصاً جب کہ قرآن نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ توریت و انجیل قابل عمل نہیں رہی ہیں یا بقول مسلمانوں کے منسوخ ہوگئی ہیں۔ اس کے برعکس اللہ تو یہ فرماتا ہے کہ :

(۴۳)قرآن اور محمدؐ نے تمام سابقہ کتابوں کی تنسیخ نہیں کی ہے تصدیق کی ہے ۔

فَإِنَّهُۥ نَزَّلَهُۥ عَلَىٰ قَلۡبِكَ بِإِذۡنِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٗا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ ۔۔۔الخ (۹۷) البقرۃ

مودودی کا تصدیقی ترجمہ :''اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیاہے،جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتاہے۔'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۹۶)

اس آیت کی موجودگی میں مسلمانوں کی مجال نہیں کہ وہ توریت و انجیل یا کسی اور الٰہی کتاب کو منسوخ یا معطل و بے کار قرار دے سکیں۔

(۴۴)توریت وانجیل کامذہب قائم کرلیں تو یہود ونصاریٰ پر نعمتیں اتریں ۔

پھر اللہ تو یہود و نصاریٰ سے یہ بھی کہتا رہا ہے کہ :

مودودی کاتصدیقی ترجمہ:(1)''صاف کہہ دو کہ ''اے اہل کتاب! تم ہرگز کسی اصل (مذہب۔احسن) پر نہیں ہو۔جب تک کہ توراۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کروجو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔''(مائدہ۶۸/۵)اور فرمایا کہ:

(۲) ''کاش انہوں نے توراۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو اُن کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں ۔ایسا کرتے تو ان کے لئے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا اگرچہ ان میں کچھ لوگ (أُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ)راست رو بھی ہیں لیکن ان کی اکثریت سخت بدعمل ہے۔''(مائدہ۶۶/۵) (تفہیم جلد اوّل صفحہ ۴۸۶۔۴۸۷)

قارئین غور فرمائیں کہ مودودی کے تمام الزامات غلط نکلے ۔اس لئے کہ یہود و نصاریٰ میں دین پر صحیح عمل کرنے والی ایک اُمّۃٌ موجود تھی ۔ یعنی سب کے سب گمراہ نہ ہوگئے تھے ۔ اور جب صحیح دیندار اُمت موجود تھی تو صحیح دین کی حامل کتابیں موجود ہونا بھی ثابت ہوگیا ۔ اعتراض یہ نہیں کیاہے کہ توریت و زبور وانجیل میں صحیح دین نہیں ہے۔ بلکہ اعتراض یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ توریت و زبور و انجیل کا خالص دین اختیار نہیں کرنا چاہتے ۔

(۴۵)آنحضرتؐ کی بعثت اور قرآن کی آمد کی ایک اہم ترین غرض اجتہادی مذاہب کا دنیاسے ختم کرانا بھی ہے۔

بات واضح سے واضح ترہوگئی کہ آنحضرتؐ جس دور میں مبعوث ہوئے وہ نظامِ اجتہاد و مشاورت کا دور تھا۔ اور جو آج تک برابر ساری دنیا میں برقرارہے ۔ یعنی اس وقت کے تمام اہل مذاہب نے اپنے اپنے مذاہب کو یا اپنی اپنی دینی الہامی کتابوں کو اجتہاد و پنچائیت کے ماتحت کررکھا تھا۔ وہ کتاب خداوندی کے احکام کو بلفظہٖ نافذ نہ کرتے تھے۔ بلکہ سربراہ مذہب یا قوم تنہا یا پنچائیت، ملکی وقومی اور وقتی تقاضہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب خداوندی کے احکام کو مناسب وموزوں صورت اور الفاظ میں بدل کر نافذ کرتے تھے ۔ دین کو بگاڑنے کے لئے نہیں بلکہ اسے سنوارنے اور تقاضائے وقت کے مطابق کرنے کے لئے اجتہاد (جدوجہد)کرتے تھے ۔ پھر بات صاف تر ہوگئی یعنی جوں جوں تقاضائے وقت بدلتے گئے احکام خداوندی بھی بدلتے چلے گئے ۔اور ملکی و قومی مفاد پر موزوں رکھتے رکھتے وہی حشر ہوجاتا تھا۔جو ماشاء اللہ آج مسلمانوں کا ہے ۔ یعنی خدائی تعلیمات کا عملی نظام سے نہ لفظی تعلق رہتا تھا۔ نہ معنوی رشتہ برقرار رہنے پاتا تھا۔ یہ وجہ تھی کہ یہود ونصاریٰ پر تقاضہ کیاجاتا تھا کہ جب تم خودکو توریت و انجیل کے ماتحت مانتے ہو تو اپنے نظام زندگی کو بھی توریت و زبور کے ماتحت لاؤ ۔اللہ ان سے جوکچھ چاہتا تھا۔ وہ آپ تفصیل سے قرآن (مائدہ ۴۷ تا ۴۴/۵) میں پڑھیں گے ۔یہاں تو اس قدر دیکھ لیں کہ :

وَلۡيَحۡكُمۡ أَهۡلُ ٱلۡإِنجِيلِ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فِيهِۚ وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ (۴۷) المائدۃ

''اہل انجیل پر لازم ہے کہ وہ ان احکام کو نافذ کیاکریں جو احکام اللہ نے انجیل میں نازل کررکھے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ

کے نازل کردہ احکام نافذ نہیں کرتا وہ قانون خداوندی کا مخالف ہے۔" اس سے پہلے فرمایاہے کہ وہ قانون خداوندی کو چھپانے والے ہیں اور پھر فرمایا کہ وہ قانون خداوندی کو غلط جگہ استعمال کرنے والے ہیں۔(۵/۴۴،۴۵)
مطلب یہ ہے کہ ہر حکم ، ہر فیصلہ ، اور ہر طریق زندگی خالص اللہ کے نازل کردہ الفاظ میں دیا جانا چاہئے اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو توریت و انجیل و زبور و قرآن کا دین قائم نہیں ہے ۔ اور خواہ یہود ہوں یا نصاریٰ ہوں یا مسلمان ہوں وہ سب بے دین ہیں ۔ یہود و نصاریٰ کا تو جو حال ہوا وہ ہوا آپ تو مسلمانوں کو دیکھ لیں کہ قرآن سے ان کی خودساختہ اجتہادی شریعتوں کا نہ لفظی تعلق ہے نہ معنوی رشتہ ہے ان میں بڑے بڑے یا موٹے موٹے چھ مذہب ہیں ۔ حنفی، مالکی ،شافعی ، حنبلی ،شیعہ جعفری اور اہل حدیث اوریہ سب آپس میں ایک دوسرے سے اتنے مختلف ہیں کہ بجا طور پر وہ سب ایک دوسرے کو اسلام سے خارج ، بدعتی اور جہنمی کہتے ہیں ۔ اور واقعی ان کے لیڈرو مجتہدین جہنمی ہیں بھی۔ (عوام سے رعایت کی امید ہے)آج اگر آپ ان مسلمانوں سے اپنی اپنی خودساختہ شریعت کو ترک کرکے قرآن پر عمل کرنے کی درخواست کریں تو وہ نہ صرف یہ کہ مانیں گے نہیں بلکہ آپ کو دیوانہ اور بے دین قراردیں گے ۔ اور اگر آپ نے دوسری بات کی تو پھر آپ دست بدستِ دیگرے و پا بدستِ دیگر جھولتے نظر آئیں گے ۔ یہ وجہ ہے کہ مودودی صرف الزامات کے سہارے بعثت محمدؐ یہ کو پاؤں چلاناچاہتے ہیں ۔ اگر وہ یہ کہہ دیں کہ "ہراُمت کے دانشوروں نے اپنے دین میں اجتہاد کرکے دین کے احکام کو تبدیل کیا تھا" تو خود اُن پر سیدھی چوٹ پڑتی ہےاور وہ سارے مذاہب اور فرقے پٹ جاتے ہیں جنہیں وہ اپنی تفہیم القرآن کے سائے یا اندھیرے میں چھپانا اورمسلمانوں کو برحق دکھانا چاہتے ہیں ۔

(۴۶) اجتہاد کہاں سے آیا ؟ اس کا ظاہری وباطنی مقصد کیاہے؟

آپ کو یاد ہو گا کہ آدمؑ کے مقابلے میں ابلیس نے خودکو افضل (خَيْرٌ مِّنْهُ ۔الأعراف: ۱۲)قرار دیا تھا۔ اور دلیل یہ دی تھی کہ وہ آگ سے پیدا کیا گیاہے۔ اور آدمؑ طین سے پیدا ہواہے۔ پہلے تو یہ سوچئے کہ ابلیس اللہ سے بات کررہاہے اور دولفظوں میں گویا اس نے یہ کہہ دیا کہ تیرا فیصلہ اور طریقہ غلط ہے جو آدمؑ کو مجھ سے افضل قراردیا ہے ۔ (كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۔ الإسراء: ۶۲)پھر وہ خالق کائنات ، خالق طین اورخالق آگ نہیں ہے۔ اور آگ سے پیدا ہونے کو افضلیت کی دلیل قرار دیتاہے ۔
یعنی وہ طین اور آگ کو ان کے خالق سے بھی زیادہ سمجھتاہے ۔یہی اجتہاد ہے ۔یعنی کسی چیز کی ظاہری اور سرسری اورمحسوس صفات دیکھ کر اسے ان چیزوں سے بہتر سمجھ لینا جو اپنی ظاہری سرسری اورمحسوس صفات میں گھٹیا معلوم ہوتی ہوں ۔ اجتہاد، جدوجہد کرکے عمدہ نتیجہ حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۔ لہٰذا اجتہاد ایک ایسا وسیلہ و آلہ و طریقہ ہے جسے دیا نت دارانہ استعمال کرکے بہتر سے بہتر نتیجہ یا فیصلہ حاصل کیاجا سکتاہے ۔ یہ اجتہادکے ظاہری اور مومنانہ معنی ہوئے ۔ لیکن باطن میں یہ اشیا کی حقیقت کو اللہ خالق، الاشیا سے بہتر سمجھنے اور اس سے بہتر فیصلہ یا نتیجہ حاصل کرنا کا دعویٰ ہے ۔ جو مومنانہ ومخلصانہ جدوجہد کے باوجود بھی کافرانہ ہے ۔

(۴۷)اجتہاد عمدہ سچی سچائی امیدوں اورتمناؤں کا خالق اور بہترین نتائج کا ذمہ دارہے ۔

ابلیس نے اپنی پوری جدوجہد کا نتیجہ اور مقصد انسانوں کو اغوا کرکے بے راہ کرنا بتایا ہے ۔ جو سو فیصد نہیں بلکہ کئی سو فیصد صحیح ہے ۔ اور اس جدوجہد کا بنیادی نُکتہ یہ بتایا تھا۔ کہ وہ ہربات ہرچیز اور ہرسامان کو خوشرو ، وخوبرو اورسجا کر دکھائے گا۔ تاکہ انسان انہیں پہلی ہی نظر میں پسند کرلیں ۔ اورپھر وہ عمدہ اورمفیدامیدیں پیدا کرے گا۔ اوریہ منوالے گا کہ آدمی کو کوشش وجدوجہد (اجتہاد)سے بہتر سے بہترین کی طرف بڑھتے رہنا چاہئے ۔ کسی ایک مستقل چیز یا نتیجہ پر قناعت کرنا جمودطاری کرتاہے ۔ اور جمود کے دوسرے معنی موت ہیں ۔یہاں وہی اقوام زندہ رہتی ہیں۔ جو قناعت کرکے نہیں بیٹھ جاتیں ۔ اللہ کے احکام سوفیصد صحیح ہوتے ہیں ۔ اور فطرت کے عین مطابق ہوتے

ہیں ۔ ان کے نتائج ہمہ گیر اورلامحدود ہونا چاہئیں ۔ نبیؐ ہم ہی میں سے اور ہمارے ہی ایسا ایک آدمی ہوتا ہے ۔ ہمارے ہی اندر پیدا ہوتا ہے ۔ہم ہی اسے پالتے ہیں ،بولنا، چلنا اور تمیز و تہذیب سکھاتے ہیں ۔ اس سے زیادہ سمجھ دار و جہاندیدہ لوگ اس کے اپنے بزرگوں اور ماحول میں اوردنیا بھر میں ہوتے ہیں ۔ وہ نہ ساری دنیا کا سفر کیے ہوئے ہوتا ہے ۔ نہ اسے ساری دنیا کی زبانیں معلوم ہوتی ہیں ۔ نہ ہو سکتی ہیں ۔ دنیا میں لاکھوں ایسے کام ،پیشے اورعلوم وفنون ہوتے ہیں۔ جن کا اسے نہ علم ہوتا ہے ۔ نہ تجربہ ،۔ہرکام اور ہر علم وفن اور پیشے کے الگ الگ اورمختلف تقاضے ہوتے ہیں ۔ وہ ان تقاضوں سے بھی نابلد ہوتا ہے ۔ پھر ایک بیماری کا ہر شخص کے لئے ایک ہی نسخہ نہیں لکھا جاتا ۔ اس میں بیمار کی عمر و عادات کو ملحوظ رکھتے ہیں ۔ اس کی عام خوراک وغذا کیا ہے ؟ سامنے رکھنے کی بات ہے ۔ موسم کون سا ہے؟ وہ کون سی نسل سے ہے ؟ مزاج گرم ہے یا کیسا ہے؟ یہ سب چیزیں نبیؐ کو معلوم نہیں ہوتیں اس عملی صورت حال میں ایک طریقہ تو یہ ہے ۔ کہ نبیؐ نے اللہ کا کلام پڑھ کر جو کچھ سمجھا وہ بتا دیا۔ اور ہم نے لفظ بلفظ عمل کرلیا۔ ظاہر ہے کہ نبیؐ کی سمجھ اورپسند بھی اس کے اپنے دائرہ علم وتجربہ کے اندر محدود ہوگی ۔ اور جو نتیجہ نکلے گا وہ بھی محدود ہو گا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے ۔ کہ کلام اللہ تمام قسم کے ماہرین کے سامنے پڑھا جائے اور وہ سب اپنے اپنے علوم و فنون اور تجربے کی روشنی میں کلام اللہ سے بہتر سے بہتر اور بہترین طریق عمل تجویز کریں ۔ تو یقیناً وہ طریقہ خود نبیؐ کو بھی پسند آئے گا۔ اللہ بھی خوش ہو گا اور چونکہ عقول انسانی کا انتہائی فیصلہ ہو گا۔ اس لئے اس سے بہتر ناممکن ہو گا۔ اگر عقول انسانی کے اس اجتماعی فیصلے میں کوئی غلطی فرض کی جائے تو وہ ایسی غلطی ہو گی جسے تمام عقول انسانی کی گرفت سے بلند و بالا ماننا پڑے گا۔ اور یوں اس فیصلے میں غلطی رہ جانے پر کسی سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔عدل کا تقاضہ ہی یہ ہے کہ جو غلطی اجماعی عقول میں نہ آ سکی ۔ اس میں وہ سب معذور تھے ۔ اورمعذور معفو ہوتا ہے ۔ اورچونکہ یہ فیصلہ اللہ کے حکم کو بہتر سے بہترصورت میں نافذ کرنے کی جدوجہد کے بعد کیا گیا ہے۔ اس لئے اس پر عمل کرنا واجب ہو گا۔ منکر واجب التعزیر ہو گا۔

(۴۸) اجتہاد کا باطنی نتیجہ نبیؐ کو دانشوران قوم کے ماتحت رکھنا ہے اور کچھ نہیں :

یہ بیان اتنا حسین و موثر ہے کہ آج ساری دنیا کی اقوام اپنے اپنے انداز میں اسی پر عمل پیرا ہیں ۔ یہی ابلیس کا مقصد تھا وہ نبیؐ کے خلاف اٹھا تھا۔ اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ انسانوں میں سے اپنے حصے کے انسان الگ کرے گا۔ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے جو محنت وکدّوکاوش کی ہے وہ مندرجہ بالا تصورِ حیات ہے جسے اُس نے رفتہ رفتہ انسانوں کے دلوں میں اُتار دیا اور آج یہ تصور طرح طرح نہایت شان دار الفاظ و اصطلاحات میں بیان کیا جاتا ہے۔ اسی طریق زندگی کا نام اسلام بھی رکھا جاتا ہے ۔ آج پاکستان و ایران میں اسی کی دھوم ہے ۔ ذرا قرآن سے زکوٰۃ کے تمام بیانات و الفاظ جمع کرلیں پھر زکوٰۃ کے اجتہادی قوانین ایک جگہ جمع کرلیں اور دیکھیں کہ اللہ نے کیا کہا تھا اور لوگوں نے اُسے کیا بنا لیا؟ آپ کو ہر جگہ ابلیس ہی ابلیس اورشیطان ہی شیطان نظر آئے گا۔ اللہ اور رسولؐ کا صرف نام ملے گا۔ اور یہی فرمایا گیا تھا کہ قرآن کے صرف الفاظ اور اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔

(۴۹) قرآن کریم حضرت آدمؑ سے حضرت خاتم تک انبیاؑ اور ابلیس کی سرگزشت بھی سناتا ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے پہلے ہی مترجمین ومفسرین اپنے بیانات وتمہیدات اور دیباچوں اورمقدمات سے قاریانِ قرآن کے زاویۂ نظر کو بدل دیتے ہیں ۔ ہم بھی یہی کام کررہے ہیں ۔ مگر ہمارا کام تمام مترجمین ومفسرین سے اس لئے دشوار تر ہے کہ ہم نے چودہ سو سال سے مستحکم ہوتے چلے آنے والے زاویۂ نظر کو بدل کر سیدھا کرنا ہے۔ اجتہاد سے متعلق ہمارا بیان (نمبر ۴۷) نہایت سادہ اور تمام مجتہدین کی دیانت دارانہ ترجمانی ہے ۔ یہ بیان آخری اور لاجواب ہے ۔ اس لئے کہ اس سے سادہ تر زبان میں اجتہاد کی تعریف وتفصیل وتائید میں بیان دیا ہی نہیں جا سکتا۔ اور اس کی افادیت سے ہمارے سوا کوئی دلیل کے ساتھ انکار نہیں کر سکتا۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ نبیؐ تائید وتعلیم

خداوندی کے علاوہ اپنے عہد نبوت کی پوری عقل انسانی سے کہیں ارفع و اعلیٰ عقل و نظر بھی رکھتا ہے ۔ اس لئے اُسے کسی انسان سے مشورے کی احتیاج نہیں ہوتی پھر نوع انسان کی اجتماعی عقل بھی ناقصین کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو ناقص ہی ہوتا ہے ۔ لہٰذا اجتہاد ایک ابلیسی فریب ہے اور اسلام میں حرام ہے۔ اور اسی اجتہاد کو ابلیس نے انبیا علیھم السلام کے مشن کو ناکام کرنے کے لئے انسانوں میں پھیلایا تھا۔ اور جیسا کہ اللہ نے آنحضرتؐ کے جواب میں فرمایا اور مودودی نے بھی مانا کہ ہر نبیؑ کے دین میں دشمنان دین یعنی ابلیس کے نمائندوں نے اجتہاد کرکے دین کو تبدیل کرنے کی مہم جاری رکھی ۔ اور قریش نے تو عہد رسولؐ ہی میں اجتہاد سے قرآن کو مہجور کرکے اس کی تکذیب کردی تھی یعنی ہر حکم اور ہر مسئلہ کی جگہ ایک قومی شکل کا مسئلہ گھڑ لیا تھا۔ اور بعد وفات رسولؐ اسلام کو ایسی راہوں پر ڈال دیا تھا کہ آخر اُسی ایک دین اسلام میں اتنے مذاہب پیدا ہو گئے جتنے حضرت آدمؑ کے بعد سے آنحضرتؐ کے زمانہ تک بھی نہ ہوئے تھے۔ یہ اس لئے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دین کی تکمیل کرنا تھی۔ اور تمام نبوتوں و رسالتوں کا اتمام و ختم کرنا تھا۔ اسی طرح ابلیس نے اپنے نظام کو مکمل کرکے اُس کو درجہ اختتام تک لانا تھا۔ لہٰذا اُس نے اُمت محمدؐیہ کے لئے ایک ایسے شخص کو خاتم المجتہدین مقرر کیا جو کئی سو فیصد اس عہدے کے لئے موزوں ترین شخص تھا۔ جس کے لئے اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ شیطان خود اُس کی پیروی و اتباع میں لگ گیا تھا۔ سنیئے کہ اللہ آنحضرتؐ کو حکم دے رہا کہ :

(۵۰) خاتم النبیینؐ کے مقابلہ پر خاتم المجتہدین کی تقرری اور نظام اجتہاد کی تتمیم و تکمیل ۔

وَٱتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَأَ ٱلَّذِيٓ ءَاتَيۡنَٰهُ ءَايَٰتِنَا فَٱنسَلَخَ مِنۡهَا فَأَتۡبَعَهُ ٱلشَّيۡطَٰنُ فَكَانَ مِنَ ٱلۡغَاوِينَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنَٰهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُۥٓ أَخۡلَدَ إِلَى ٱلۡأَرۡضِ وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُۚ ﴿١٧٦﴾ الأعراف: ۱۷۵ - ۱۷۶

”اور اے نبیؐ آپؐ اس شخص کی غیبی خبر بھی تلاوت کر دیں جس کو ہم نے اپنی آیات دی ہیں ۔ مگر اُس نے اُن آیات کا مغز چھوڑ کر چھلکا اُتار لیا ہے ۔ اس لئے شیطان نے اُس کی اتباع شروع کر دی ہے ۔ چنانچہ وہ اغوا شدہ لوگو ں میں سے ہو گیا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ہم چاہتے تو اُسے اُن آیات سے بلندی عطا کرتے ولیکن اُس نے بلندی کی جگہ زمین گیری کو ترجیح دی ۔ اور اپنی مصلحتوں اور قومی اجتہاد کی پیروی کو ضروری سمجھا۔“ (۱۷۶ - ۱۷۵/۷)
یہ ہے وہ شخص جس نے آیات کی اُسی طرح کھال اُتار لی تھی جیسے بال کی کھال اُتاری جاتی ہے ۔ اور اس کھال کے اُتارنے کا مقصد یہ تھا کہ زمین پر قیام کے دوران اُسے دائمی کامرانی و تسلط حاصل ہوجائے اُس کے اس کارنامے اور مستقل انتظام کو دیکھ کر ابلیس نے طے کرلیا کہ وہ اُسے مختارانہ کام کرنے دے گا۔ اور میں خود بطور مددگار اُس کے ساتھ کام کیا کروں گا۔یہی وہ شیطان ثانی ہے ۔ جس نے نہ صرف بہت سے ماتحت مجتہد تیار کیے بلکہ نظام اجتہاد کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے اپنے ایک یار غار کو ساتھ ملا کر قوم کے اندر قومی ونسلی ولایت وحکومت قائم کرلی۔ (۲۹ تا ۲۷/ ۲۵) اور قوم کو قرآن کی اپنی اُن تعبیرات پر مجتمع کیا جن کی رو سے رسولؐ کے بعد مسلمانوں پر اُسی قومی حکومت کا تسلط ہوگیا۔ جو برابر چھ صدیوں تک برقرار رہا۔ اور اس تسلط کے دوران سینکڑوں مجتہد پیدا ہوئے۔ جن میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا اسلام الگ الگ جاری کیا تھا۔ جو مجتہد کے مرجانے کے بعد ختم ہوگئے یا چلتے رہے اُن میں سے چھوٹے بڑے چالیس کے قریب اسلام آج بھی پائے جاتے ہیں جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ۔

(۵۱) قرآن حقیقتاً انبیاؑ اور ابلیس کے تیار کردہ مجتہدین کے کارناموں کی تفصیل ہے ۔

قرآن فہمی کے لئے ضروری ہے کہ قاری نظام اجتہاد اور مجتہدین پر نظر رکھے ۔ یہ کتاب انبیا علیھم السلام کی اس پوری کدّ وکاوش کو بیان کرتی ہے جو اُنہیں ابلیس کے تیار کردہ مجتہدین کے مقابلے میں کرنا پڑی۔ اس میں مجتہدین

کے تمام حربوں اور تدبیروں اورپالیسیوں اور منصوبوں کا ذکر ہے ۔ یہ نبیوںؑ کے تمام اقدامات اورطریق کار کو بیان کرتی ہے ۔ ادھر جہاں مجتہد کی طرف سے انبیاؑ کی گھٹیا پوزیشن جگہ جگہ سامنے آتی ہے ۔ وہیں جگہ جگہ انبیاؑ کی بزرگی اورعصمت بیان ہوتی ہے پھرانبیاؑ کی اطاعت پر شرک کا الزام، مشرکین کے قصے یعنی وہ کوششیں جن سے قومی لیڈروں کو نبیؐ کے اقتدار میں شامل کرنا مطلوب ہوتا تھا۔ مختصراً یہ کہ مجتہد اور اجتہاد کی طرف سے سامنے آنے والے تمام بیانات وطریقے ناپسندیدہ ، منع اور قابل مواخذہ ہیں۔ اور انبیاؑ اور اُن کے مطیع لوگوں کے متعلق تمام بیانات اورطریقے پسندیدہ اور اجر و ثواب و جنت کے واجب کرنے والے ہیں ۔ اجتہاد و مجتہدین کے اعمال و انجام کو واضع کرنے کے لئے سابقہ اقوام اور اُمتوں کے حالات و واقعات بیان کئے گئے الغرض مجتہد اور اجتہاد کی راہیں روکنے کے لئے مسائل شرک و توحید بیان ہوئے ، اسی لئے نبوت کا مقام واضح کیا گیا۔ اسی سے بچانے کے لئے لفظ بلفظ کلام اللہ کی اتباع کا حکم ملا۔ نبیؐ کی نافرمانی اور آزاد روی سے روکا گیا۔ قاری کو رفتہ رفتہ یہ ماننا ہی پڑے گا کہ واقعی ’’یہ قرآن تو انبیاؑ اور اُن کی اقوام کا تذکرہ بن کررہ گیاہے۔‘‘(زخرف ۴۴/۴۳) یا یوں کہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام انبیاؑکے نمائندہ تھے۔ اور اُن کی قوم تمام سابقہ مجرم اقوام کی نمائندہ تھی۔ لہٰذا قرآن میں آنحضرتؐ کے تمام عملدرآمد کو اور قریش کی تمام اسکیموں کوبیان کردیا گیاہے ۔ اور باز پرس کے انتظار کا اعلان کردیا گیاہے ظاہرہے کہ اس بازپرس میں تمام انبیاؑ حضورؐ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اور تمام مجرم اقوام قریش کے ساتھ ماخوذ ہوں گی ۔

(۵۲) قاری کے دیکھنے اور سمجھنے کی صرف پانچ باتیں ہیں ۔

پہلی بات یہ کہ قرآن کو مجتہدین کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لئے کتابی ترتیب نہیں دی گئی ہے اور مجتہدین کے طریقہ کار کو بھی ایک جگہ ایک تقریر میں بیان نہیں کیا گیا۔ تاکہ وہ اپنے مصنوعی اسلام میں اتنے اُلجھ جائیں کہ واپس نہ جاسکیں ۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ ہر نبیؐ اپنی پوری کتاب کا خصوصاً اور سابقہ کتابوں کا عموماً عالم ہوتاہے ۔ لہٰذا شان نزول کے معنی اگر کچھ ہیں تو صرف یہ کہ اس روز یا اُس وقت فلاں آیت یا آیات پڑھ کرسنائی تھیں نہ یہ کہ نبیؐ کو اُسی روز علم ہوا تھا۔ ایسا کہنا بھی مجتہدین کا فراڈ ہے تاکہ نبیؐ کو آخر تک پوری کتاب سے جاہل اورعلم میں اُمت کے برابر رکھاجا سکے۔ اور نبیؐ کے ہر حکم کو جزوی رکھاجا سکے یعنی اُسے ابھی پوری کتاب کا علم نہیں لہٰذا مشورہ دے کر حکم میں وسعت اور اصلاح کی گنجائش نکالی جاسکے ۔ ۳۔ تیسری بات یہ کہ نبیؐ کو ہرحال میں اللہ کی جگہ مشہود وموجود حاکم سمجھا جائے اورہراُس بات کو مجتہد کی بات سمجھا جائے جو نبیؐ کو خطاکار بناتی یا اللہ کے معیارسے گراتی ہو۔۴۔ قرآن کے اور نبیؐ کے الفاظ کی لفظ بلفظ بے چوں وچرااطاعت کی جائے ۔ ۵۔ الفاظ شرک وکفر ومشرک و کافر پر نظر رکھی جائے اور الفاظ کے معنی کو ہر گز نہ بدلاجائے جہاں جہاں کوئی لفظ آئے اُس کے ہر جگہ ایک ہی معنی کیے جائیں ۔

(۵۳) موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا مکذب قرآن اور دشمن محمدؐ و آلؑ محمدؐ برابر زیر قلم ونظر رہاہے ۔

یہ تعارف مکمل نہیں ہوتا۔ جب تک ہم علامہ مودودی کی قرآن فہمی اور اُن کی تفسیر قرآن یعنی تفہیم القرآن سے تعارف نہ کرادیں ۔ اس چودہ سوسال کے دوران سینکڑوں مترجم ومفسر گزرے اور تفسیر و تراجم کے انبار لگا دیئے گئے ہیں۔ مگر جس مفسر نے محمدؐ و آل محمدؐ پر سب سے زیادہ ظلم کیا ۔ جس نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام بلند کو سب سے زیادہ مجروح کیا ۔ وہ بفضل شیطان جناب ابوالاعلیٰ مودودی ہیں ۔ اور ہم نے ان مولانا کو اپنی تعبیرات پیش کرنے کے دوران برابر سامنے رکھاہے ۔یہاں قارئین کو دکھا کر یہ تعارف مکمل کرتے ہیں کہ اس شخص نے

آنحضرتؐ کے ساتھ قرآن کے ترجمہ میں ہر قسم کی بددیانتی اور فریب کیا ہے۔ چنانچہ چند چیزیں ملاحظہ کرتے چلیں اور سب سے پہلے سمجھ لیں کہ مودودی کے مذہب میں ابلیس کی طرح اللہ کو مانتے ہیں۔

(۱) اللہ رب العالمین ہے۔ مگر محمدؐ مصطفی رحمۃ للعالمین (معاذاللہ) ہرگز نہیں ہیں۔

مگر نبوت کو وہ مقام نہیں دیتے جو اللہ دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ علامہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)
"تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو تمام کائنات کا رب ہے۔"

(۲) ربوبیت خداوندی کی وسعتوں کی ایک جھلک:

اب آپ علامہ کے قلم سے اُس کائنات کی جھلک دیکھیں۔ جس کی تخلیق و بقا اور ربوبیت رب العالمین کرتا ہے۔
" ہماری یہ زمین جس نظام شمسی میں شامل ہے۔اس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ اُس کا مرکز سورج زمین سے تین لاکھ گنا بڑا ہے ،اور اس کے بعید ترین سیارے نیپچون کا فاصلہ سورج سے کم از کم دو ارب ۷۹ کروڑ تیس لاکھ میل ہے۔ بلکہ اگر پلوٹو کو بعید ترین سیارہ مانا جائے تو وہ سورج سے چار ارب ساٹھ کروڑ میل دور تک پہنچ جاتا ہے۔ اس عظمت کے باوجود یہ نظام شمسی ایک بہت بڑے کہکشاں کا محض ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ جس کہکشاں (Galaxy) میں ہمارا یہ نظام شمسی شامل ہے اس میں تقریباً تین ہزار ملین (تین ارب) آفتاب پائے جاتے ہیں ، اور اس کہکشاں کا قریب ترین آفتاب ہماری زمین سے اس قدر دور ہے کہ اس کی روشنی یہاں تک پہنچنے میں چار سال صرف ہوتے ہیں۔ پھر یہ کہکشاں بھی پوری کائنات نہیں ہے ، بلکہ اب تک کے مشاہدات کی بنا پر اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ تقریباً بیس لاکھ لولبی سحابیوں (Spiral Nebulaes) میں سے ایک ہے ، اور ان میں سے قریب ترین سحابئے کا فاصلہ ہم سے اس قدر زیادہ ہے کہ اس کی روشنی ۱۰ (دس) لاکھ سال میں ہماری زمین تک پہنچتی ہے۔ رہے بعید ترین اجرام فلکی جو ہمارے موجودہ آلات سے نظر آتے ہیں، ان کی روشنی تو زمین تک پہنچنے میں دس کروڑ سال لگ جاتے ہیں اس پر بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان نے ساری کائنات دیکھ لی ہے۔ یہ خدا کی خدائی کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے۔ جو اب تک انسانی مشاہدے میں آیا ہے۔ آگے نہیں کہا جاسکتا کہ مزید ذرائع مشاہدہ فراہم ہونے پر اور کتنی وسعتیں انسان پر منکشف ہوں گی.... کیا یہ اس بات کا صریح ثبوت نہیں ہے کہ یہ ساری کائنات ایک ہی خدا کی تخلیق اور ایک ہی فرمانروا کی سلطنت ہے ؟ پھر جو نظم ، جو حکمت ، جو صناعی اور جو مناسبت ان لاکھوں کہکشاؤں اور ان کے اندر گھومنے والے اربوں تاروں اور سیاروں میں پائی جاتی ہے اس کو دیکھ کر کیا کوئی صاحب عقل انسان یہ تصور کر سکتا ہے کہ یہ سب کچھ آپ سے آپ ہو گیا ہے؟ اس نظم کے پیچھے کوئی ناظم ، اس حکمت کے پیچھے کوئی حکیم ، اس صنعت کے پیچھے کوئی صانع، اور اس مناسبت کے پیچھے کوئی منصوبہ ساز نہیں ہے" ؟ (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۲۶۱۔۲۶۲)

یہ ہے اُس کائنات کی ایک جھلک جسے اللہ نے وجود بخشا۔اس کی بقا کا سامان فراہم کیا اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس لامحدود و بے انتہا کائنات کا نذیر اور رحمت قرار دیا۔ اس مسلم کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے سب سے اوّلین مسلمؐ اور سب سے پہلا عبادت کرنے والا عابدؐ فرمایا تھا۔ جو قریشی دانشوروں اور علما کو کبھی منظور نہ ہوا۔ آیات دیکھئے اور جھوٹوں ، فریب سازوں اور حق چھپانے والوں (کافروں) پر لعنت کیجئے۔ اللہ نے فرمایا تھا کہ:

(۳) مقام محمدیؐ چھپانے کے لئے لفظ عالمین کا ترجمہ بدل کر یہ "دنیا" کر دیا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ الانبیاء : ۱۰۷
(۱) علامہ رفیع الدین (رح) کا ترجمہ : "اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت واسطے عالموں کے۔"
مودودی ترجمہ : (۲)" اے محمدؐ ہم نے جو تم کو بھیجا ہے، تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔"
(تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۸۹)

(تَبَارَكَ ٱلَّذِى نَزَّلَ ٱلْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ لِلْعَـٰلَمِينَ نَذِيرًا) (الفرقان:۱)

علامہ رفیع الدین کا ترجمہ : " بہت برکت والا ہے جس نے اتارا قرآن اوپر بندے اپنے کے تا کہ ہووے واسطے عالموں کے ڈرانے والا۔"

مودودی ترجمہ :"نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کے لئے نذیر ہو۔"

مودودی کی تشریح : " معلوم ہوا کہ قرآن کی دعوت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کسی ایک ملک کے لئے نہیں پوری دنیا کے لئے ہے" (تفہیم القرآن جلد۳ صفحہ ۴۳۱۔۴۳۲)

علامہ نے عالمین یا کائنات کو مہاسنکھوں گنا کم کرنے کے بعد ناقابل شمار حدتک مقام محمدی کو گرا دیا۔

احسن

(۱۸جون ۱۹۸۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ فاتحہ یعنی قرآن کا افتتاح کرنے والی سورت

قرآن مجید کی عظمت اور ہمہ گیری دکھانے ہی کے لئے ہم نے قرآن کے ترجمے اور تفسیر ایسے اہم ترین کام کو ہاتھ میں لیا ہے اور جوں جوں قریش کی سازش کھلتی جائے گی اور قریش کے ڈالے ہوئے پردے اٹھتے جائیں گے قرآن کی عظمت اور ہمہ گیری نمایاں ہوتی جائے گی ۔یہاں تو آپ سورۂ فاتحہ کی مسلمہ پوزیشن میں قرآن کی عظمت اور ہمہ گیری ملاحظہ فرمائیں گے۔ مسلمانوں کا ہر فرقہ مانتا اور لکھتا چلا آیاہے کہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو ۔ وہ نماز باطل اور مردود ہے ۔ خواہ اُس نماز میں سارا قرآن پڑھ دیا گیا ہو۔ یہ صرف مسلمانوں کا قول نہیں ہے۔ بلکہ حدیث رسولؐ ہے۔ اور حدیث کی تمام شیعہ سنی کتابیں اس پر متفق ہیں ۔

(۲) نماز کا حال اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا :

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ نماز روزانہ پانچ مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ یعنی صبح کی نماز میں بھی دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھی جانا فرض ہے۔ پھر ظہر وعصر کی نمازوں میں بھی سورۂ فاتحہ چار مرتبہ پڑھنا لازم ہے ۔ پھر مغرب اور عشا میں بھی سورۂ فاتحہ کا چار مرتبہ پڑھنا لازم ٹھہرتا ہے مختصراً یہ کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ روزانہ دس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھا کرے ۔

(۳) سورۂ فاتحہ کی تلاوت پورا قرآن پڑھنے کے برابر ہے ۔

حدیث میں یہ بھی فرمایا گیاہے کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے قرآن مجید کا دل سورۂ یٰسینؔ ہے ۔ جو کچھ پورے قرآن میں ہے وہ سب کچھ سورۂ یٰسینؔ میں ہے ۔ اور جو کچھ سورۂ یٰسینؔ میں ہے ۔ وہ سب کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے اور جو کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے وہ سب کچھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہے ۔ اور جو کچھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہے وہ سب کچھ بِسْمِ اللّٰهِ کی ب میں ہے۔ اور جو کچھ ب میں ہے ۔ وہ سب کچھ ب کے نقطے میں ہے ۔ اور اَنَا نُقْطَةُ تَحْتُ الْبَاء اور میں ب کے نیچے کا نقطہ ہوں ۔

(۴) پورے قرآن کا پڑھنا سورۂ فاتحہ کے برابر نہیں ہے ۔

یہ اس لئے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز باطل ہے ۔ خواہ سارا قرآن نماز میں پڑھ لیاجائے اور یہ اس لئے کہ جو کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے وہ کچھ سارے قرآن میں نہیں ہے ۔ اور وہی کچھ سارے قرآن پر سورۂ فاتحہ کی عظمت ہے ۔

(۵) سورۂ فاتحہ میں کیا فرمایا گیا ہے ؟

سورۂ فاتحہ درحقیقت ایک دعا ہے ۔ سورۂ فاتحہ کا اپنا مضمون بھی اسے دعا ثابت کرتا ہے ۔ اور اکثر مسلمانوں کا سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا بھی اسے دعا ہی ثابت کرتا ہے۔ ہمیں سکھایا گیاہے کہ اللہ سے دعا مانگنے سے پہلے اس کی حمد وثنا کی جائے چنانچہ ہم سے کہلوایا گیا ہے کہ :

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" ہر قسم کی حمد و ثنا اور ہر ستائشیں اور ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے ۔ جو پوری کائنات کا خالق و مالک و پالنے والا ہے ۔ اور جو اَلرَّحْمٰنِ بھی ہے ۔ اور اَلرَّحِيْمِ بھی ہے ۔ یعنی بلا کسی حق کے بھی رحم کرنے والا ہے ۔ اور حقداروں پر بھی رحم کرتا ہے ۔ اور جس روز تمام اعمال و عقائد کا نتیجہ نکلنا ہے اُس خاص دن کا بھی اللہ ہی مالک ہے ۔ اُن ہی صفات و حالات کی بنا پر ہم صرف تیری ہی عبادت و اطاعت کرتے ہیں اور ہر معاملے میں

صرف تجھ ہی سے اعانت و امداد چاہتے ہیں لہٰذا تجھ سے التجا ہے کہ تو ہماری راہنمائی صراط مستقیم کی طرف کرتا رہ۔ صراط مستقیم سے ہم اُس راستے کی طرف راہنمائی چاہتے ہیں، جس راستے پر چلنے والوں کو تو نے صرف انعامات عطا کئے جو نہ کسی وقت گمراہ ہوئے نہ زیر عتاب رہے۔

صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ۔

علامہ مودودی ترجمہ: ''اُن لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام فرمایا، جو معتوب نہیں ہوئے، جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔''

(۶) ہمارے سوا تمام سابقہ شیعہ سنی ترجمے اور تفسیریں غلط تھیں۔

مودودی کا یہ ترجمہ بھی ہمارے مضامین کی جھلک دیکھ لینے کی بنا پر صحیح ہو گیا ہے۔ ورنہ وہ بھی تفہیم سے پہلے برابر غلط ترجمہ کرتے رہے تھے اور یہ صحیح ترجمہ نقل کر لینے کے بعد بھی اُنہیں حقیقت حال معلوم نہ ہو سکی بہرحال تمام مترجمین اور مفسرین نے (صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ)(الفاتحۃ) سے یہاں دو پارٹیاں مراد لی ہیں۔ ایک پارٹی اللہ سے انعامات پانے والی اور دوسری پارٹی جو اللہ کے غضب میں مبتلا ہوئی اور گمراہ رہی لہٰذا انعامات پانے والی پارٹی کی راہ کی راہنمائی طلب کی گئی اور گمراہ پارٹی کی راہ سے جدائی کی دعا کی گئی۔

(۷) مترجمین و مفسرین نے دو طرح کی غلطیاں کی ہیں۔ پہلی غلطی ترجمہ میں کی گئی ہے۔

یعنی ایک پارٹی کو دو پارٹیاں بنا لیا گیا ہے۔ فرمایا یہ گیا تھا کہ ہمیں اُس پارٹی کے راستے پر چلانا جس پر صرف اور ہمیشہ انعامات ہوتے رہے ہیں۔ جس پر نہ اللہ کو غصہ کرنے کا موقع ملا اور جو کسی حال میں بھی گمراہ نہیں رہی دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس پارٹی کے راستے کی راہنمائی کرنا جس کو نہ کبھی ضال کہا گیا ہو نہ لفظ غضب اس کے لئے استعمال ہوا ہو۔

(۸) مودودی کی تشریح بھی منشا سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔

مودودی کی تشریح نمبر ۱۰ کہتی ہے کہ:

''یعنی ''انعام'' پانے والوں سے ہماری مراد وہ لوگ نہیں ہیں۔ جو بظاہر عارضی طور پر تیری دُنیوی نعمتوں سے سرفراز ہوتے ہیں۔ مگر دراصل وہ تیرے غضب کے مستحق ہوا کرتے ہیں۔ اور اپنی فلاح وسعادت کی راہ گم کئے ہوتے ہیں''

اس سلبی تشریح سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ ''انعام'' سے ہماری مراد حقیقی اور پائیدار انعامات ہیں جو راست روی اور خدا کی خوشنودی کے نتیجے میں ملا کرتے ہیں نہ کہ وہ عارضی اور نمائشی انعامات جو پہلے بھی فرعونوں اور نمرودوں اور قارونوں کو ملتے رہے ہیں اور آج بھی ہماری آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے ظالموں اور بدکاروں اور گمراہوں کو ملے ہوئے ہیں۔'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۵)

(9) انعامات اور عتاب و عذاب خداوندی عام رہے ہیں۔

مودودی کی تشریح نے یہ بات صاف کر دی ہے کہ انعامات خداوندی فرعونوں وغیرہ پر بھی ہوتے رہے ہیں یعنی کسی کا انعام یافتہ ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ مستقل انعام پاتے رہنا مطلوب ہے لہٰذا مودودی کے نزدیک جو راستہ مطلوب ہے وہ مستقل انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے۔ لیکن سورۂ فاتحہ میں جو دعا کی گئی ہے یہ تشریح اُس کے خلاف ہے یعنی مودودی کے ترجمہ کی رو سے بھی اُن حضراتؑ کے راستے کی راہنمائی کی دعا کی گئی ہے جو لوگ انعام یافتہ ہوں اور جو نہ معتوب ہوئے ہوں اور نہ بھٹکے ہوئے ہوں اس دعا میں مستقل انعام پانے والے حضرات ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ معتوب اور ضال نہ ہوں۔ یعنی انعامات کے دوران میں یا بعد میں یا پہلے اُن پر عتاب نہ ہوا ہو اور وہ ضال نہ رہے ہوں۔ یعنی سورۂ فاتحہ میں جن لوگوں کی راہ پر چلانے کیلئے دعا کی گئی ہے وہ بہت مخصوص حضراتؑ ہیں یعنی جو کبھی اور کسی حالت میں اور کسی بھی حیثیت سے بھٹکے ہوئے نہ ہوں جنہیں ہمیشہ اور ہر حالت میں اللہ کی خوشنودیاں ہی حاصل رہی ہوں۔

(۱۰) ایسے مخصوص حضراتؑ، کہ تمام انبیاؑ ان کی راہ چلنے کی تمنا کرتے رہے۔

صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ۝٧

قرآن کو عقیدت کی آنکھوں سے نہیں بلکہ تحقیق کی نظروں سے پڑھئے اور ساتھ ہی قرآن سے انعام پانے والوں کی فہرست بنائیں، معتوب لوگوں کی فہرست بنائیں ،پھر ضال اور ضالین کی فہرست بنائیں تو وہ حضراتؑ سامنے آجائیں گے جو کبھی اور کسی حالت میں اور کسی مقدار میں ضال اور مغضوب نہ ملیں گے اور یہی وہ حضراتؑ (جنابِ سیدہؑ وآئمہ اہلبیتؑ) ہیں،جن کا راستہ سورۂ فاتحہ میں مطلوب ہے۔اور جنؑ کی وجہ سے سورۂ فاتحہ روزانہ دس مرتبہ پڑھنا سارے مسلمانوں پر اور اُن کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فرض کیا گیا تھا۔

والسلام

احسنؔ

سُوْرَةُ الفَاتِحَة

یہ سُورۂ مبارکہ مکّہ میں تلاوت فرمائی گئی تھی اور اس میں سات آیات ہیں ۔

سورة الفاتحه مكية وهى سبع آيات/ سورۂ فاتحہ مکّی ہے اور یہ سات آیات ہیں۔

○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

(۱) ہر ستائش اور اچھائی عالمین کے پالنے اور ترقی کرانے والے اللہ کے لئے ہے (۲) جو بلا کسی استحقاق کے بھی رحم کرتا ہے اور جزا کے طور پر بھی رحم کرتا ہے (۳) وہ اسلامی نتائج بر آمد کرنے والے دن کا بھی مالک ہے (۴) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد و اعانت چاہتے ہیں (۵) تو ہمیں پائیدار و بر قرار رہنے والے راستے کی ہدایت کرتا رہ (۶) ان حضرات کے راستے کی ہدایت جن پر تو نے بلاناغہ انعام اور نعمتیں بھیجیں (۷) جو کبھی بھی معتوب اور گمراہ نہیں ہوئے ۔

(ان سب پر ہمارا سلام پیش فرما)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾

سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا مہربان

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ

خداوند دن جزا کا تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے

نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ

مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہم کو راہ سیدھی راہ اُن لوگوں کی کہ

اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے سوائے ان کے جو غصہ کیا گیا ہے

عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کی

سورۂ فاتحہ کی تشریحات :

(۱) رحمٰن: یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کی صفات سے مخصوص ہے۔ اوّل اس لئے کہ وہ تمام صفات کا خالق ہے۔ دوم اس لئے کہ اس نے ہمیں اور ساری مخلوقات کو بہترین اور موزوں ترین صورت و شکل اور صفات و خصوصیات عطا کر کے پیدا کیا ہے۔ جن کو حاصل کرنے کے لئے کسی مخلوق کو نہ علم ہی تھا۔ نہ ہی کسی نے انہیں حاصل کرنے کے لئے کوئی محنت کی تھی نہ کسی کا کوئی حق اللہ پر واجب الادا تھا۔ یہ عطیات ہی اسے رحمان ثابت کرتے ہیں۔ اور اس نے اپنی صفت رحمانیت کو مسلسل جاری و باقی رکھنے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام صفات کا عموماً اور صفت رحم و رحمانیت کا خصوصاً مظہر بنا کر پیدا کیا تھا۔ اور آپ کے نور ہی کے توسط سے اپنی تخلیق کی ابتدا فرمائی تھی۔ اور آپ کو اوّلین مخلوق کا مقام بلند عطا فرمایا تھا۔ آپ ہی اللہ کا نور و عرش و کرسی و لوح و قلم ہیں۔ آپ کی تخلیق و تربیت لاتعداد و لامحدود زمانہ تک جاری رہی تاکہ ہر مخلوق عالم وجود میں آتے ہی رحمت خداوندی کی آغوش میں تربیت و تکمیل کا موقع پائے۔ اور کسی لمحہ رحمت سے محرم نہ رہ سکے۔

(۲) رحیم: یہ لفظ اُس صاحب اختیار و ارادہ و قدرت ہستی کے لئے بولا جانا چاہئے جو کسی کی خود مختارانہ کوشش و محنت کے صلے میں خوش ہو کر بطور جزا رحم کرے۔ یعنی وہ محنت و کوشش کرنے والے کو اُس کے حق سے زیادہ بدلہ عطا کرے۔ اللہ کے بعد یہ لفظ رسول اللہ کی ایک مستقل صفت ہے (توبہ ۹/۱۲۸) باقی لوگوں کے لئے رحم و کرم کے الفاظ عارضی و محدود ہوتے ہیں۔

(۳) رب العالمین: رب کے معنی میں کسی چیز کو باقی رکھنے اور ترقی کرانے کا تمام سامان فراہم کرتے رہنے کا سارا انتظام اور اہتمام داخل ہے۔ اسی اصول پر ماں باپ کو بھی رب کہا گیا ہے (بنی اسرائیل ۱۷/۲۴) اور فرعون کو بھی رب کہا ہے (یوسفؑ ۴۱۔۴۲، ۱۲/۵۰) لہٰذا اللہ تمام عالمین کا صرف خالق ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ کائنات میں موجود تمام مخلوقات کو اپنی مقرر کردہ ایک خاص مدت تک باقی رکھنے اور ترقی کرانے اور دوسری مخلوقات سے استفادہ کرانے کا انتظام و اہتمام بھی کرتا ہے۔ تاکہ تمام عالمین میں پھیلی ہوئی ساری مخلوقات آپس میں مربوط رہ کر اللہ کے آفاقی و انتہائی مقاصد کی تکمیل میں سرگرم رہ کر اپنے اپنے حصہ کے فرائض انجام دیں۔

(۴) عالمین: اس سورج سے استفادہ کرنے والے دس بارہ ستاروں میں سے ایک ہماری زمین بھی ہے۔ اس سورج کے اس خاندان کو ایک عالم یا سدیم کہتے ہیں۔ ایسے کروڑوں بلکہ لاتعداد سورج اور ان کے خاندان یا عالَم اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ اور یہ تخلیق ابھی جاری ہے۔ اور نہ معلوم زمانہ تک جاری رہے گی۔ یعنی عالمین میں برابر وسعت ہوتی چلی جا رہی ہے۔ نئے نئے سورج، چاند اور ستارے عدم سے وجود میں لائے جارہے ہیں۔ لہٰذا یہ ماننا لازم ہے کہ اللہ ان تمام عالمین کا اور جو کچھ ان کے اندر مخلوق موجود ہے، ان سب کا خالق و رازق و معبود اور رب ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہی موت اور حیات کا خالق ہے۔ وہی عدم سے وجود میں لانے والا ہے۔ وہی فنا اور بقا کا مالک ہے۔ اور یہی رب العالمین کے معنی ہیں اور جب یہ عالمین پیدا کئے گئے تھے۔ اس سے کروڑوں سال پہلے آپ کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا تھا۔ اسی زمانے سے آنحضرت کو ان عالمین کے لئے اپنی رحمانیت و رحیمی اور ربوبیت و رازقیت کا ذریعہ و وسیلہ قرار دیا تھا۔ اور اس عظیم الشان حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

وَمَآ أَرْسَلْنَـٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَـٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ الانبیاء

''آپ کو بھیجنے کی غرض اس کے سوا اور کچھ تھی ہی نہیں کہ آپ کو تمام عالمین پر رحمت بنا دیا جائے۔''

لہٰذا جب سے مخلوق ہے اللہ کی صِفت ربوبیت بر سر کار ہے۔ اور اسی زمانہ سے قیامت تک آنحضرت تمام عالمین کی مخلوقات کے لئے رحمت ہیں۔

(۵) نذیر للعالمین: اور چونکہ کائنات یا عالمین میں ایسی مخلوقات بھی ہیں۔ جن کو اللہ نے عقل و ارادہ اور قدرت و اختیار بھی دیا ہے۔ سوجھ بوجھ اور اچھے بُرے اور مفید و مضر کی تمیز بھی حسب ضرورت دی ہے۔ لہٰذا ایسی مخلوق کو ان کے پیدا کرنے سے پہلے ہی اچھا برُا، اور مفید و مضر سمجھانے اور تمیز کرانے اور اچھے و برُے نتائج پر متنبہ رکھنے کے لئے بھی اپنے رحمۃ للعالمین ہی کو پوری کائنات کے لئے نذیر للعالمین بنا دیا تھا۔ چنانچہ یہ ذمہ داری بھی قرآن کریم نے یوں بیان فرمادی ہے کہ:

تَبَارَكَ ٱلَّذِى نَزَّلَ ٱلْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ لِلْعَـٰلَمِينَ نَذِيرًا ﴿١﴾ الفرقان

''بڑی ہی برکتوں والی ہے وہ ہستی (ٱلَّذِى) جس نے اپنے بندے پر صحیح و غلط اور حق و باطل اور مفید و مضر میں تمیز (فرقان) نازل کردی تاکہ وہ بندہ تمام عالمین کے لئے اچھے برُے نتائج سے خبردار رکھنے والا (نذیر) بن جائے۔''

اور یہ حقیقت بھی واضح فرمادی کہ: وَرَحْمَتِى وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ ﴿١٥٦﴾ الاعراف

''میری رحمت کسی خاص علاقہ یا کسی خاص زمانے یا کسی خاص مخلوق کے لئے محدود نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر ہر مخلوق کو بہرہ اندوز کرنے کے لئے پوری کائنات کی ہر شے تک پھیلی ہوئی ہے۔''

(٦) عبادت، عبد، عابد اور معبود کی پوزیشن : عبادت کے معنی میں پرستش، پوجا پاٹ اور بندگی بھی داخل ہے اور اس میں غلامی اور اطاعت بھی داخل ہے۔ اسلام میں عبادت و بندگی و پرستش اور پوجا پاٹ کا حق دار یعنی معبود صرف اللہ ہے۔ ہم اُس کے علاوہ کسی اور کو معبود نہیں مانتے اِسی لئے ہمارے کلمہ کا پہلا جزو لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ ہے۔ اور اسی لئے عبادت اور اطاعت کا فرق واضح کرنے کے لئے کسی انسان کو غلام یا عبد اور بندہ بنانے کی اسلام میں شدید ممانعت اور مذمت کی گئی ہے۔ اس حقیقت کو سمجھانے کے لئے قرآن میں غلام کو عَبۡدٌ اور عِبَادٌ اور کنیزوں یا لونڈیوں اور باندیوں کو اِمَاءٌ فرمایا گیا ہے تاکہ بردہ فروش اور غلامی کو جائز قرار دینے والے سرمایہ دار لوگ لفظی ہیر پھیر کر کے قرآن سے اس ملعون و تباہ کن رسم کو دوبارہ جاری نہ کر سکیں۔ اور یہ بھی واضح کر دیا ہے۔ کہ جن حضراتؑ کی اطاعت و عزت و وقار تمام نوع انسان پر لازم و واجب کیا گیا ہے انہیں بھی یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ کسی بھی انسان کو کسی بھی صورت و حالت میں اپنا یا کسی اور کا غلام یا عبد و بندہ بنالیں چنانچہ تمام انبیاؑ اور رسولوںؑ کو حکم دیا گیا کہ: مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤۡتِيَهُ ٱللَّهُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحُكۡمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُواْ عِبَادًا لِّي مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَٰكِن كُونُواْ رَبَّٰنِيِّـۧنَ بِمَا كُنتُمۡ تُعَلِّمُونَ ٱلۡكِتَٰبَ وَبِمَا كُنتُمۡ تَدۡرُسُونَ ﴿٧٩﴾ آل عمران

"کسی بشر کو یہ حق اس حالت میں بھی نہیں پہنچتا جب کہ اللہ نے اُسے کتاب اور نبوت دی ہو۔ اور اُسے انسانوں پر حکومت عطا کی ہو اور وہ انسانوں کو اللہ کے علاوہ اپنا عبد یا غلام بن جانے کا حکم دے۔ ایسے انبیاؑ اور حکمران رسولوںؑ کا فریضہ تو یہ ہے کہ وہ انسانوں کو دوسرے انسانوں کی ربوبیت کرنے والا بننے کا تقاضہ کریں اس لئے کہ وہ کتب ہائے خداوندی کی تعلیم دینے اور مدرسے قائم کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔"

اور خود اللہ کسی بھی انسان کو مجبور کر کے اپنا ایسا عبد نہیں بناتا ہے۔ جیسا بردہ فروش اور بے دین لوگ انسانوں کو اپنا عبد بناتے ہیں۔ وہ نہ اپنی اطاعت جبراً کراتا ہے نہ کسی انسان پر انبیاءؑ اور رسولوںؑ کی اطاعت جبراً ٹھونستا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت ہر فرد بشر پر واجب و لازم ہے۔ مگر تمام انسان اطاعت کرنے اور نہ کرنے میں سو فیصد آزاد و مختار رکھے گئے ہیں۔ یعنی وہ اگر نہ چاہیں تو اللہ بھی جبراً اطاعت و عبادت نہیں کراتا۔ اِسی لئے دین کا کوئی حکم یا کوئی کام جبر کی اجازت نہیں دیتا۔ لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِ ﴿٢٥٦﴾ البقرۃ، اللہ کی طرف سے دی ہوئی آزادی اور اختیار و قدرت کی حد یہ ہے کہ انسان خود کشی پر بھی قادر ہے۔ اور اُسے کوئی چیز روکنے کو نہیں آتی۔ البتہ جو شخص دین کو سمجھ بوجھ کر اختیار کرے اور اپنی خوشی اور دل کی رضا مندی سے اپنے لئے مفید سمجھ کر اپنے تمام اختیارات و قدرت و اعمال و افکار اور وسائل و متعلقات کو اللہ و رسول کے سپرد کر دے اور اپنی ذاتی یا جماعتی رائے اور بصیرت کو اللہ و رسول کے احکام کی تعمیل و اطاعت پر صرف کرے وہ ایک حقیقی مومن ہو گا۔ اور وہ ہمیشہ مختار ہو گا کہ جب چاہے اطاعت کرنا چھوڑ دے۔ اور اسلام سے باہر نکل جائے۔ اور اسلام سے خارج ہونے کے لئے کسی خاص کوشش اور محنت کی ضرورت نہیں۔ صرف دل کے اندر یہ طے کرلینا کہ میں آئندہ اللہ و رسول کے احکام کی تعمیل نہ کروں گا، کافی ہے۔ یا اُن کے احکام کو اپنی عقل و بصیرت کے ماتحت رکھوں گا۔ جو حکم مجھے پسند آئے گا، جو میرے حق میں مفید معلوم ہو گا اُس پر عمل کروں گا ورنہ انکار کر دوں گا یا ترکیب سے ٹال دوں گا۔ یعنی اسلام سے نکل جانا بھی بہت آسان ہے۔ لیکن جو شخص غلام بنالیا جاتا ہے وہ کسی صورت اپنے آقا اور مالک کی غلامی سے اُس وقت تک نہیں نکل سکتا جب تک خود اُس کا آقا اُسے آزاد نہ کرے۔ بات واضح ہوگئی کہ اطاعت خدا اور رسول سو فیصد غلاموں یا عباد ہی کی طرح کی جائے گی۔ مگر خلاف ورزی اور نافرمانی اور اسلام و اطاعت سے نکل جانے کا حق اور اختیار ہر مومن کو ہر وقت اور ہر لمحہ حاصل رہتا ہے۔ حتّٰی کہ خدا اور رسول کو اطلاع دینے اور اُن سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اِس کے برخلاف دشمنان انسانیت جب کسی شخص کو خرید کر یا جبر و قوت سے قابو پا کر غلام بناتے ہیں تو اُسے اُن کی غلامی اور سو فیصد اطاعت سے باہر نکلنے کا اختیار نہیں رہتا۔ غلام کو نافرمانی پر قتل کرنے کا اختیار بھی اُس کے مالک کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ اُن کے جسم کو جس طرح چاہیں، استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ غلاموں اور کنیزوں سے زنا کرا کے اُن کی کمائی کھاتے ہیں۔ اُن کو اور اُن کے بچوں کو سربازار فروخت کر سکتے ہیں۔ اگر غلام یا کنیز باپ کے جنسی تصرف میں رہی ہو تب بھی بیٹا اُس غلام و کنیز سے جنسی استفادہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ یہ گھناونے اور انسانیت کش اعمال اسلام میں حرام ہیں۔ لہٰذا کسی کو کسی حالت میں غلام بنانا حرام کیا گیا ہے۔ آزادیٔ ضمیر، حق خود ارادی اور علم و قدرت عطیات خداوندی

ہیں اُن کو ضبط کرنے اور چھین لینے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔

(۷) دین کے احکام عاقل وبالغ وخود مختار پر واجب ہیں۔

غلامی کی ممانعت اس لئے بھی ہے کہ اسلامی احکام وعبادات و قوانین اُس شخص پر لاگو اور واجب ہوتے ہیں۔ جو عاقل ہو، بالغ ہو اور جو خود مختار بھی ہو۔ اس لئے کہ دین کے احکام کو اگر عقل سے سمجھ کر اور جانچ کر اختیار نہ کیا جائے گا تو ایسے بے عقل دین دار کے دین کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا۔ پھر اگر وہ بالغ نہیں ہے تو ماں باپ یا دوسروں کے دست نگر وماتحت ہو گا۔ اُسے خود مختاری حاصل نہ ہو گی وہ پوری قوت نہ رکھتا ہو گا۔ اُس کے پاس اپنی کمائی کا پیسہ نہ ہو گا۔ لہٰذا وہ دین کے اُن احکام کی تعمیل نہ کر سکے گا۔ جن میں پوری عقل، پوری قوت اور مال کے خرچ کرنے کی ضرورت ہو گی۔ جیسے جہاد وزکوٰۃ وغیرہ۔ اگر وہ غلام ہے یعنی آزاد وخود مختار نہیں ہے۔ تو وہ اللہ کی بندگی اور رسول کی اطاعت آزادانہ طور پر انجام نہ دے سکے گا۔ اس لئے کہ غلام چوبیس گھنٹے دن رات اپنے آقا کے قابو میں رہتا ہے۔ اُس کا چلنا پھرنا، سونا جاگنا، اٹھنا بیٹھنا سب اُس ملعون آقا کے اختیار میں ہے۔ وہ غلام اپنی ذاتی بصیرت وعلم اور تجربے کو استعمال ہی نہیں کر سکتا۔ اُس سے اپنے آقا کی مرضی واجازت کے بغیر کسی بھلائی اور نیک فیصلے کی اُمید کرنا ہی غلط ہے۔ اُس کی زبان، اُس کے کان، اُس کی بصارت اور بصیرت پر اُس کے آقا کے قفل لگے ہیں۔ اس لئے ذاتی طور پر ایک غلام اندھا، بہرا، گونگا اور نقل وحرکت اور فیصلے کرنے سے محروم ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کا بیان اور علامہ مودودی کا ترجمہ دیکھئے اور سوچئے کہ غلامی کو جائز اور دین کی اہم ضرورت قرار دینے والے علامہ کو قرآن کس طرح گھیر کر مجبور کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

(۸) غلام کی تعریف (DEFINITION) اور مَوْلٰی کے حقیقی معنی اور اختیارات:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ النحل

”اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ ایک تو ہے غلام جو دوسرے کا مملوک (خریدا ہوا) ہے اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ دوسرا شخص ایسا ہے۔ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا کیا ہے اور وہ (آزاد وخود مختار ہونے کی وجہ سے) اُس رزق میں سے کھلے اور چھپے خوب خرچ کرتا ہے۔ بتاؤ کیا وہ دونوں برابر ہیں؟ الحمد للہ مگر اکثر لوگ (اس سیدھی سی بات کو) نہیں جانتے ۱۔ اللہ ایک اور مثال دیتا ہے ۲۔ دو آدمی ہیں۔ ۳۔ ایک گونگا بہرا ہے ۴۔ کوئی کام نہیں کر سکتا ۵۔ اپنے آقا (مَوْلٰی کا ترجمہ۔ احسن) پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ ۶۔ جدھر بھی وہ اُسے بھیجتا ہے کوئی بھلا کام اُس سے بن نہ آئے ۷۔ دوسرا شخص ایسا ہے کہ (آزاد وخود مختار ہونے کی وجہ سے۔ احسن) انصاف کا حکم دیتا ہے۔ ۸۔ اور خود راہ راست پر قائم ہے۔ بتاؤ کیا یہ دونوں یکساں ہیں؟ (علامہ کا ترجمہ تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۵۷۔۵۵۸)

(۹) علامہ کے ترجمہ پر ایک نظر:

علامہ کے ترجمہ و تفہیم پر گہری تنقید تو علامہ کے دینی تصورات برداشت نہ کر سکیں گے۔ البتہ سرسری نظر ڈالنا ہی کافی ہو گا چنانچہ آپ اللہ کی دی ہوئی اِن دونوں مثالوں یا آیتوں میں دونوں جگہ یہ الفاظ نوٹ کریں ” لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ “ پھر یہ دیکھیں کہ پہلی آیت یا مثال میں علامہ اِس جملے کا صحیح ترجمہ ”.... اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتا“ کرتے ہیں مگر جب یہی جملہ دوسری مثال میں آتا ہے۔ تو اِس کا ترجمہ بدل کر غلط کر دیتے ہیں۔ ”کوئی کام نہیں کر سکتا“ ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ اِن دونوں مثالوں میں دو ایسے غلاموں، بندوں یا عباد کا ذکر ہوا ہے۔ جنہیں اُن کے آقاؤں نے تمام اختیارات وقدرت سے محروم کر رکھا ہے جو حقیقتاً تمام کام کرنے کی قدرت و طاقت وبصیرت رکھتے ہیں۔ اور اگر غلام نہ ہوں تو ہر کام کر سکتے ہیں۔ اور دونوں مثالوں میں اپنے مدمقابل سے اسی لئے بے بس اور حقیر دکھائے گئے ہیں۔ کہ وہ صاحبان اختیار ہیں۔ اور یہ دونوں مجبور ولاچار وبے بس ہیں۔ اور اپنی ذاتی رائے وبصیرت وعقل وقدرت سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اور اللہ نہیں چاہتا کہ انسانوں کو ایسی حالت میں رکھا جائے۔ کہ وہ نہ صراط مستقیم تک پہنچ سکیں۔ اور نہ انصاف وعدل قائم کر سکیں۔ دوسری مثال میں مذکور شخص سچ مچ گونگا اور بہرا نہیں ہے۔ بلکہ غلام کی بے اختیاری کی حدود بتائی ہیں کہ اُن کی زبان اور سماعت تک اُن کی اپنی نہیں رہنے دی جاتیں۔ اُن کی ضمیر و آزادئ خیال اور آزادئ تقریر بھی چھین لی جاتی ہے۔ یہ کہنا کہ اُسے

کسی شے پر بھی اختیار و قدرت نہیں ہے۔ غلط ہو جائے گا اگر اُسے سچ مچ کا گونگا مان لیا جائے۔ کیوں کہ گونگا شخص چلنے پر قادر ہے۔ وہ دوڑ سکتا ہے۔ وہ اپنا مافی الضمیر اشاروں سے سمجھا سکتا ہے۔ وہ اچھی بری چیز کو سونگھ کر زبان سے چکھ کر اور ہاتھوں سے چھو کر تمیز کر سکتا ہے الغرض صرف زبان اور کان سے سچ مچ محروم شخص دنیا کے ہزاروں کام کرتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ وہ بالکل تندرست و توانا اور ہوش مند عاقل و بالغ شخص ہے۔ مگر غلام ہونے کی وجہ سے گونگا، بہرا، اندھا، لنگڑا، لولا اور بے حس بنا دیا گیا ہے۔ لہٰذا اُس کا قول و فعل اُس کا اپنا نہیں ہے۔ وہ اپنے آقا کی زبان سے بولتا ہے۔ اُسی کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور چونکہ دوسروں کے دل و دماغ سے سوچنا وغیرہ ناممکن ہے۔ اس لئے اُس کا قول و فعل نہ اُس کا اپنا ہوتا ہے۔ اور نہ صحیح معنوں میں اُس کے آقا کا قول و فعل ہوتا ہے۔ لیکن خیر و خوبی ہی میں نہیں بلکہ شر و فساد میں بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور آخری بات یہ نوٹ کر لیں۔ اور قرآنی مطالعہ کے دوران ہمیشہ یاد رکھیں کہ ان کی مثالوں میں جہاں غلام یا عبد کی عملی تعریف و تشخیص فرما دی گئی ہے وہاں اللہ نے لفظ ''مَوْلیٰ'' کا عملی تعین اور معنی بھی بتا کر فیصلہ کر دیا ہے۔ اور علامہ نے بھی غلطی سے یہاں صحیح ترجمہ کر دیا ہے۔ اور ہم آئندہ اِس ترجمہ کو بحال رکھنے پر اصرار کرتے رہیں گے۔ اور ہر گز کوئی دوسرا ترجمہ نہ کرنے دیں گے۔ دوبارہ علامہ کے ترجمہ پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ ''مَوْلیٰ'' کے معنی علامہ نے ''آقا'' کئے ہیں۔ اور عملاً یہ ثابت ہے کہ آقا وہ ہوتا ہے۔ جس کو کسی صاحب اختیار و قدرت پر کلی اختیارات حاصل ہوں۔ اور دوسرے لوگ اُس کے سامنے مجبور و بے بس اور دم مارنے کا اختیار نہ رکھتے ہوں۔ جسے اپنے غلاموں کے جسم و جان و عقل و ایمان و موت و زیست اور نقل و حرکت پر مکمل قدرت و اختیار حاصل ہو۔ اور جو اُن غلاموں کا ویسا ہی مالک ہو۔ جیسا کہ زر خرید غلاموں کا مالک ہوتا ہے۔

(۱۰) قرآن کو مهجور کرنے اور معنوی ردوبدل کا بنیادی سبب؟:

تمام صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین نے اور آج تک تمام مسلمانوں نے بلا کسی حیل و حجت اور بلا کسی اختلاف کے یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حضرت علی علیہ السلام کو تمام موجود مسلمانوں کا مَولیٰ بنایا تھا اور فرمایا تھا کہ:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلٰهُ۔ یعنی ''جس کا میں مولا تھا یہ علی اُس کا مَوْلیٰ ہے۔'' اگر لفظ مَوْلیٰ کے وہ معنی اور تعریف و عملی توضیح صحیح ہے جو اللہ نے قرآن کی اِن زیر نظر آیات میں فرمائی ہے۔ اور علامہ نے غلطی سے یا ایمانداری سے اس کی تصدیق و تائید کی ہے۔ تو جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ اور یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام آنحضرت کے بعد تمام مسلمانوں اور انسانوں کے آقا تھے اور ساری نوع انسان پر واجب تھا کہ وہ دل کی رضامندی اور خلوص سے اپنی جان و مال و اولاد و اجسام و عقل و بصیرت و علم و تجربے کو حضرت علی علیہ السلام کے حضور پیش کر کے بلا چوں و چرا اُن کے احکام کی تعمیل کرتے اور کسی بھی معاملہ میں اُن کے احکام پر اپنے علم و عقل و تجربے اور بصیرت کو ترجیح نہ دیتے اور کسی بھی صورت میں اپنے اختیارات اُن کے احکام اور مرضی کے خلاف استعمال نہ کرتے۔

مگر رسول اللہ کے سب سے پہلے حکم اور سب سے پہلی عام تبلیغ یعنی: ''یہ علیؑ میرا بھائی، میرا وزیر اور میرا خلیفہ ہے اس کا حکم سنو اور تعمیل و اطاعت کرو'' کو سنتے ہی اِس حکم کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا تھا کہ ''اے ابو طالبؑ آج سے تم اپنے بیٹے علیؑ کی اطاعت کیا کرنا۔'' اِس اعلان نبوتؐ و حکومت و وزارت و اطاعت علیؑ مرتضیٰ کے بعد قریشی دانشوروں نے یہ تاریخی نعرہ اور پالیسی اختیار کی تھی کہ: ''یہ نبوّت اِس لئے ناقابل قبول ہے کہ اِس میں خاندان بنی ہاشمؑ کا اقتدار و حکومت مطلوب ہے۔''

اور جب سنگین مزاحمت اور پے در پے جنگی شکستوں کے بعد قریشی جنگجوئی نے ہتھیار ڈال کر اس مصطفوی و مرتضویؑ حکومت کی ظاہری اطاعت قبول کر لی اور حجۃ الوداع میں آخر حضرت علیؑ کے مولا بنائے جانے پر، ازراہ مجبوری و لاچاری، حضرت علیؑ کو مبارک باد (**بَخٍ بَخٍ لَكَ** یا علیؑ) دے دی تو یہ فیصلہ کر لیا کہ لفظ مَوْلیٰ ہی کے نہیں بلکہ قرآن میں استعمال شدہ ہر اُس لفظ کے معنی تبدیل کر کے مشکوک کر دیں گے جس سے مذکورہ بالا نبوت و حکومت و وزارت کی طرف توجہ جاتی ہو۔ یہ ہے وہ اوّلین سبب اُن اسباب میں سے جن کی وجہ سے قرآن کریم کی معنوی تحریف شروع ہوئی تھی اور جس تحریف کے لئے یہود و نصاریٰ کے مجتہدین و ماہرین کو مدد و ہدایت کے لئے شامل کیا گیا تھا۔ اور جو تحریف عہد رسولؐ ہی میں شروع ہو گئی تھی، اور جو تحریف خود قرآن کریم نے اپنے اوراق میں محفوظ

رکھی ہے۔ اور آیات میں اُس تحریف کے اغراض و مقاصد بھی بیان کر دیئے ہیں۔ اور جو تحریف بعد وفات نبیؐ جاری رہی اور آج تک جاری ہے۔ اور جس کے ماتحت لفظ مَوّلیٰ کے معنی بدلتے بدلتے آخر مَوّلیٰ کے معنی "غلام" تک کر لئے گئے اور پھر مَوّلیٰ کے معنی غلام کو پکا کرنے اور تمام مسلمانوں میں پھیلانے اور مشہور کرنے کے لئے تمام مذہبی کتابوں میں ہزاروں طرح مَوّلیٰ ک و بمعنی غلام استعمال کر کے لکھا گیا۔ اور اِن شیطانی معنی کو ایسا فطری اور حقیقی ثابت کر دیا کہ بعد کے علمائے شیعہ نے بھی اِن ہی معنی کو اپنی کتابوں میں نقل کرنا شروع کر دیا اور آج شیعہ سنی لٹریچر میں آپ کو ایک لاکھ جگہ مَوّلیٰ بمعنی غلام لکھا ہوا ملے گا۔ اگر آپ ہمارے اِس بیان کی ہولناک تصدیق کرنا چاہیں تو آپ اردو میں ترجمہ شدہ ایک کتاب " تاریخ فقہ اسلامی " کو کہیں سے کھول کر دیکھ لیں۔ یہ کتاب پاکستان میں بھی ہر کتب فروش اور کتب خانے میں دستیاب ہے۔ ورنہ ہر حدیث و تاریخ کی کتاب ہماری تصدیق کرتی ہوئی ملے گی۔ آپ کو جو کچھ لکھا ہوا ملے گا۔ اُس کی چند مثالیں یہاں بھی دیکھ لیں۔ مثلاً:

۱۔ حضرت نافع مَوّلیٰ عبداللہ بن عمر۔یعنی عبداللہ بن عمر کا غلام " نافع "

۲۔ حضرت عکرمہ مَوّلیٰ ابن عباس ۔ یعنی عبداللہ ابن عباس کا غلام " عکرمہ "

۳۔ حضرت انس بن مالک انصاری مَوّلیٰ رسولؐ اللہ ۔ یعنی رسولؐ کا غلام " انس بن مالک "

۴۔ اپنے مَوّلیٰ حضرت انس بن مالک سے روایت کی" یعنی اپنے غلام سے روایت کی "

۵۔ مکحول بن ابی مسلم قبیلہ حذیل کی ایک عورت کے مَوّلیٰ تھے ۔ "یعنی غلام تھے۔ "

یہاں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ دانشوران قریش نے مَوّلیٰ کے معنی غلام کرلینے کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ثابت کر دیا کہ آنحضرتؐ نے بھی معاذ اللہ غلامی کو جائز رکھا اور اپنے قابو و تصرف میں غلاموں اور کنیزوں کو رکھتے رہے اور یہ کہ عہد رسولؐ سے لے کر آج تک غلامی اور غلام و کنیز بازی جائز رہتی چلی آئی ہے ۔ چنانچہ آج بھی پاکستان کے علاوہ تمام نام نہاد اسلامی ممالک میں غلاموں اور کنیزوں سے وہ تمام خدمات لی جا رہی ہیں ۔ جو اسلام و قرآن نے حرام کی تھیں۔ اور غلام گیری کی اس رسم جاہلیت کو بند کرنے کے لئے اور اُن سابقہ غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے جو عہد نبویؐ کے پہلے سے موجود تھے یہ حکم دیا تھا کہ:

وَأَنكِحُواْ ٱلۡأَيَٰمَىٰ مِنكُمۡ وَٱلصَّٰلِحِينَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَإِمَآئِكُمۡۚ إِن يَكُونُواْ فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٞ ﴿٣٢﴾ النور

" تمہارے اندر جو مرد بلا زوجہ اور جو عورتیں بلا شوہر موجود ہیں اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو نکاح اور ازدواجی زندگی کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ایسے تمام آزاد مردوں اور عورتوں کا اور تمام غلاموں اور کنیزوں کا نکاح کر دو اگرچہ وہ سامان خانہ داری وغیرہ فراہم کرنے کی مقدرت نہ بھی رکھتے ہوں، خواہ وہ فقیر ہی کیوں نہ ہوں تم ہر حال میں اُن سب کے نکاح کر ڈالو اللہ اُنہیں اپنے فضل و کرم سے غنی اور خود مکتفی کر دے گا۔ اللہ تو وسعتوں والا علیم ہے۔ "

چنانچہ اِس سے اگلی آیت میں دیگر تفصیلات کے ساتھ ساتھ یہ حکم بھی دیا گیا کہ :

" نکاح کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اُن لوگوں کو اللہ کے اُس مال میں وَءَاتُوهُم مِّن مَّالِ ٱللَّهِ ٱلَّذِيٓ ءَاتَىٰكُمۡ ﴿٣٣﴾ النور سے مال بھی دے دو جو تمہیں پہلے سے اللہ نے دے رکھا ہے۔ "

قارئین نوٹ فرمائیں کہ یہ اللہ کا ایسا حکم تھا۔ جس کی من حیث الکم دانشوران قوم نے کبھی نہ خود تعمیل کی نہ قریشی عوام کو اُس کی تعمیل کرنے دی۔ ورنہ عہد رسولؐ ہی میں کوئی غلام اور کنیز آزاد ہو جانے سے نہ بچتے۔ چونکہ غلام اور کنیزوں سے ہی نہیں بلکہ وہ اپنی نوخیز لڑکیوں سے بھی جبراً پیشہ کراتے اور اِس طرح زنا کی کمائی کھایا کرتے تھے۔ اِس لئے غلاموں اور کنیزوں کی تو بات ہی الگ تھی وہ تو اپنی لڑکیوں کو بھی نیک چلن رہنے اور ازدواجی کی آزاد و خود مختار زندگی بسر کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ تو اُن سے یہ اُمید کرنا کہ وہ اپنے زرخرید یا جبراً بنائے ہوئے غلاموں اور کنیزوں کو کیسے نکاح کر کے آزادی و خود مختاری دے سکتے تھے۔ بہر حال اللہ نے اُن کے اس انسانیت سوز عمل درآمد کی وضاحت کرتے ہوئے اُنہیں اس سے باز آجانے کا حکم یہ کہتے ہوئے دیا تھا کہ:

(۱۱) غلامی اور کنیزی کو جاری رکھنے کے لئے معنوی تحریف:

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴿۳۳﴾ النور

" اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دنیاوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو۔ جب کہ وہ خود پاک دامن رہنا چاہتی ہوں۔"
(تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳۔۴۰۲)

علامہ اسی صفحے پر اُن لوگوں پر بہت برسے ہیں۔ جو اسلام میں ہر حیثیت سے اور ہر قسم کی غلامی کے منکر رہے ہیں۔ اور بڑے شدّ ومدّ کے ساتھ اُن لوگوں کو غلام بنالینا اور اُن سے تمام غلامانہ خدمات لینا اسلام میں جائز ثابت کرتے ہیں۔ مگر ترکیب یہ کرتے ہیں کہ الفاظ "مَا مَلَكَتْ اَيْمَانَ" کا ترجمہ اُسی طرح غلام اور کنیز کرلیتے ہیں۔ جس طرح مذکورہ بالا آیت (۳۳/۲۴) میں "فَتَيَات" کا ترجمہ "نوخیز ونوجوان لڑکیوں" کی جگہ "لونڈیوں" کرلیا ہے۔ یعنی دانشوران قریش کی پیروی میں جہاں لفظ مَوْلیٰ کے معنی غلام کرنا ضروری رہا ہے۔ وہاں الفاظ کے معانی کو اُلٹ پلٹ کر کسی طرح غلامی کو جائز رکھنا لازم رہتا چلا آیا ہے۔ اور اس معنوی تحریف میں شیعہ و سنی دونوں قسم کے دانشور متفق رہے ہیں۔ لفظ فَتَيَات جمع ہے لفظ "فتاۃ" یا "فِتْيَةٌ" کی اور فتاۃ یا فِتْيَةٌ کا مذکر ہے لفظ "فَتیٰ" اور اتفاق سے اس معنوی تبدیلی یا معنوی تحریف کی زد بھی سب سے پہلے علیؑ مرتضیٰ ہی پر پڑتی ہے۔ اس لئے کہ اُن ہی کے لئے احادیث میں یہ لفظ آیا ہے اور ہر قاری کو معلوم ہے کہ اُن حضرتؑ کی شان میں یہ جملہ نازل ہوا تھا۔

" لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذوالفقار "

" حقیقی معنی میں کوئی نوجوان نہیں ہے سوائے علیؑ کے اور کوئی تلوار نہیں ہے سوائے ذوالفقار کے۔"

لیکن علامہ اور دیگر مترجمین کے ترجمہ کی روسے یہ معنی کرنا لازم ہوں گے کہ:

"کوئی حقیقی غلام نہیں ہے۔ (معاذاللہ) سوائے علیؑ کے" اور کیسے ہو سکتا ہے کہ اور کوئی غلام اُس سے بڑھ جائے جسے اِدھر رسولؐ اللہ نے مَوْلیٰ یعنی غلام فرمایا ہو اور اُدھر آسمان سے اللہ نے انہیں فَتیٰ کہہ کر غلامی کی سند دی ہو؟ قارئین ہرگز ایسا خیال نہ فرمائیں کہ ہم خواہ مخواہ علماؤں کو ہدف ملامت بنا رہے ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ہم ہر اُس الزام کو ثابت کرتے چلیں گے جو اُن لوگوں پر عائد کریں گے۔ الزام یا جرم اگر ایک من وزن کا ہوگا۔ تب ہم ایک چھٹانک ملامت کریں گے۔ البتہ ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کے الفاظ کے صحیح ترجمہ پر زور دیں گے۔ غلط ترجمانی کو واضح کریں گے اور اس جرم یا گناہ سے باز نہ آئیں گے اور کسی کی رعایت نہ کریں گے حد یہ ہے کہ شیعہ اثناعشری ہوتے ہوئے بھی شیعہ مترجمین ومفسرین ومجتہدین کی غلط ترجمانی پر پردہ نہ ڈالیں گے۔ پھر بھی اگر ہمیں قصوروار کہا جائے تو ہم ایسے بدباطن اور تحریف قرآن کرنے والوں کو اور تحریف پر راضی رہنے والوں کو اللہ و امام علیہ السلام کے حوالے کریں گے۔ اور بس۔

(۱۲) فتیات کا غلط ترجمہ کرنے والے؟

نمونہ کے لئے یہاں علامہ کے ساتھ بعض شیعہ سنی ترجموں اور مترجمین کے نام لکھتے ہیں۔ ا۔ علامہ کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔ اُن سمیت آدھی درجن مترجمین دیکھیں۔

۲۔	مقبول احمد مرحوم	فَتَيَاتِكُمْ	تمہاری لونڈیاں...	(شیعہ)
۳۔	فرمان علی مرحوم	فَتَيَاتِكُمْ	تمہاری لونڈیاں...	(شیعہ)
۴۔	امداد حسین کاظمی مرحوم	فَتَيَاتِكُمْ	تم اپنی لونڈیوں کو ...	(شیعہ)
۵۔	رفیع الدین مرحوم	فَتَيَاتِكُمْ	لونڈیاں اپنیوں کو...	(سنی)
۶۔	احمد رضا مرحوم	فَتَيَاتِكُمْ	اپنی کنیزوں کو ...	(سنی)

(۱۲۔ب) فَتیٰ کا غلط ترجمہ غلام ؟

۱۔	سید ابوالاعلیٰ مودودی	تُرَٰوِدُ فَتَىٰهَا عَن نَّفۡسِهِۦ ﴿٣٠﴾ سورہ یوسف	”اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔“	(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)
۲۔	مقبول احمد مرحوم	فَتَىٰهَا	اپنے غلام کو....	(شیعہ)
۳۔	فرمان علی	فَتَىٰهَا	اپنے غلام سے...	(شیعہ)
۴۔	امداد حسین	فَتَىٰهَا	جوان مرد غلام کو...	(شیعہ)
۵۔	رفیع الدین	فَتَىٰهَا	جوان یعنی غلام اپنے کو..	(سنی)
۶۔	احمد رضا	فَتَىٰهَا	اپنے نوجوان کا...	(سنی)

قارئین یہاں جناب علامہ حضرت شاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی کے لئے صحیح ترجمہ کرنے پر دُعائے خیر فرمائیں۔ اور نمبر ۲ اور نمبر ۳ کو کھلا غلط ترجمہ کرنے کے لئے مبارک باد دیں۔ اور اُن لوگوں (نمبر ۱۔ نمبر ۴۔ نمبر ۵) کے متعلق سوچیں کہ اگر فَتیٰ کے معنی غلام تھے تو اُنہوں نے جوان مرد، اور نوجوان اور جوان عربی کے کون سے لفظ کا ترجمہ کیا ہے؟ اور قارئین خود سمجھ لیں کہ فَتیٰ کے معنی یقیناً نوخیز جوان ہوتے ہیں۔ اُس کے معنی غلام کرنے والے تحریف معنوی کے مجرم ہیں اور اس جرم کو ثابت کرنے کے لئے ہم چھ آیات (۱۲/۳۶، ۱۲/ ۶۲، ۱۰ ۔۱۳۔۶۰ /۱۸) میں سے صرف ایک کا صحیح ترجمہ دکھاتے ہیں۔ اور پہلا نمبر حضرت ابوالاعلیٰ مودودی ہی کو دیتے ہیں۔

(۱۲۔ج) فَتیٰ کا صحیح ترجمہ:

۱۔	سید ابوالاعلیٰ مودودی	فَتًى يَذۡكُرُهُمۡ يُقَالُ لَهُۥٓ إِبۡرَٰهِيمُ ﴿٦٠﴾ الانبیاء	”ایک نوجوان کو اُن کا ذکر کرتے سنا تھا۔ جس کا نام ابراہیمؑ ہے“	(تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۶۶)
۲۔	مقبول احمد مرحوم	فَتًى	ایک نوجوان کو	
۳۔	فرمان علی	فَتًى	ایک نوجوان کو	
۴۔	امداد حسین	فَتًى	ایک نوجوان کو	
۵۔	رفیع الدین	فَتًى	ایک جوان کو	
۶۔	احمد رضا	فَتًى	ایک جوان کو	

یہاں یہ سب حضرات ہماری حقانیت اور اپنی تحریف کو ثابت کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کی جس قوم کے قومی منصوبے کا یہ ابتدائی تذکرہ ہو رہا ہے۔ اُس کے خود ساختہ اسلامی عقائد و اعمال پر اور مقام آل محمد علیہم السلام پر پردہ ڈالنے کے لئے عہد رسالتؐ مآب سے لے کر آج تک قرآن کریم کے واضح الفاظ کے معنی تبدیل کرتے رہنا لازمی و ضروری ہو گیا تھا۔ اور اُسی منصوبے کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ سے کی تھی اور فرمایا تھا کہ:

وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِي ٱتَّخَذُواْ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا ﴿٣٠﴾ الفرقان

اے میرے پروردگار میری اس قوم نے یقیناً اس قرآن کو مہجور کر دیا ہے۔ یعنی اس کی حقیقی تعلیم و ہدایات کو چھوڑ کر معنوی تحریف کی پناہ لینے کے لئے ہجرت کر گئی ہے۔ لہٰذا وہ تمام مترجمین جو قرآن کے معنی بدلنا ضروری سمجھتے ہیں اور اپنے مذہبی تصورات کو قرآن کا سہارا دیتے ہیں۔ وہ رسولؐ کی اُسی قوم (۲۵/۳۰) کے پیرو ہوتے ہیں۔

(۱۲۔د) رسولؐ کی قوم کے مسلمان جبراً زنا کرانے اور زنا کی کمائی کھانے کو جائز سمجھتے تھے۔

آخر میں یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ فَتَیَات کے معنی اگر واقعی کنیزیں اور لونڈیاں یا باندیاں ہی ہوں۔ تب بھی عہد رسولؐ کے مسلمان جن کو صحابہ کہنا لازم ہے۔ اپنی کنیزوں لونڈیوں یا باندیوں کو نیک چلن رہنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ۲۔ اُن کو زنا کرانے پر مجبور کیا کرتے تھے۔ اور ۳۔ زنا کی کمائی نوش جان فرمایا کرتے تھے۔ ان تین جرائم یا گناہوں کی تصدیق تو بہر حال سب نے کر دی ہے۔

(۱۳) صراط المستقیم : مستقیم کے معنی بھی ماشاء اللہ تمام علمائے شیعہ و سنی نے غلط کئے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم مستقیم کے صحیح معنی پیش کریں۔ یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ غلط معنی سے یہاں کوئی فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔ بلکہ اسکیم یہ تھی کہ لوگوں کو یہ یقین دلایا جائے کہ قرآن کے الفاظ کے کوئی مستقل معنی نہیں ہوتے بلکہ ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں۔ اور اُن معنی کے لئے کوئی سند (AUTHORITY) یا قاعدہ و قانون نہیں ہوتا۔ بلکہ اہل زبان اور اہل قلم جس طرح الفاظ کو استعمال کرلیں۔ وہی اُن معنی کی سند ہوتی ہے۔ یعنی تمام دنیا کو چاہئے کہ وہ عربی کے قواعد و قوانین کو بالائے طاق رکھ کر پچھلے لوگوں کی آنکھ بند پیروی یا تقلید کرتے جائیں۔ یعنی حقیقی مقصد یہ تھا کہ قرآن کے الفاظ کا اعتبار و اعتماد ساقط ہوجائے۔ اسی اصول کے ماتحت قرآن سے ایک فرقہ نے ختم نبوت کا انکار کیا۔ دوسروں نے ختم نبوت کو ماننا جزو ایمان قرار دیا۔ ایک نے قرآن سے نکاح متعہ کو حرام اور دوسرے نے حلال سمجھا الغرض اسی اصول نے اسلام میں سینکڑوں فرقے بنا کر کھڑے کر دیئے۔ جو ایک دوسرے کو کافر و مشرک و ملحد و بدعتی کہتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔ اور اسی قرآن سے کچھ دشمنان خدا اور رسولؐ کو دوستداران خدا اور رسولؐ کہا جاتا ہے۔ اسی قرآن سے قاتلوں کو بھی رضی اللہ عنہم لکھا جاتا ہے۔ اور اسی قرآن سے اُن قاتلوں کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کو بھی رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے۔ اسی قرآن سے لعنت کرنے والوں کو بھی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ اور جن پر لعنت کی جاتی تھی۔ اُنہیں بھی رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے۔ یعنی اسی طرح قرآن کو پاژند بنا ڈالنے والی قوم کی شکایت آنحضرتؐ نے اللہ سے کی تھی۔ (۳۰/۲۵) اور اسی پر آج تک مسلمانوں کا عمل ہے اور اس عمل درآمد کو بند کرنے کے لئے ہی ہم یہ ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ ہماری گردن سے یہ ذمہ داری اُتر جائے۔ لفظ مستقیم کا بنیادی مادہ "ق۔و۔م" ہے۔ حرف واؤ چونکہ الف سے بدل جاتا ہے۔ اس لئے اس مادہ سے قَامَ (وہ مرد کھڑا ہوا) قَامَتْ (وہ مونث کھڑی ہوئی جیسے قد قامت الصلوۃ) یقوم (وہ مرد کھڑا ہوتا ہے) اور قیام (کھڑے ہونا) بنتے ہیں۔ لہٰذا مستقیم کے معنی ہرگز سیدھا یا سیدھے نہیں ہوسکتے اس لئے کہ مذکورہ بالا معنی ہر حال میں باقی و برقرار رہیں گے۔ مگر معنوی تحریف اور ردوبدل کرنے والوں نے اجماع اور اتفاق کرکے الفاظ مستقیم۔ استقاموا اور استقیموا کے معنی سیدھا۔ سیدھے رہو کرنے کی پوری کوشش کی ہے مثلاً علامہ مودودی کا ترجمہ دیکھیں: فَمَا ٱسۡتَقَـٰمُواْ لَكُمۡ فَٱسۡتَقِيمُواْ لَهُمۡ ﴿٧﴾ التوبۃ

"جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھے رہیں تم بھی اُن کے ساتھ سیدھے رہو"۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

آپ نے دیکھ لیا کہ علامہ نے یہاں الفاظ استقاموا اور استقیموا کے معنی "سیدھے رہنا" کئے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں یہ ذکر ہو رہا ہے کہ "جو لوگ تمہارے ساتھ معاہدہ پر قائم رہیں تم بھی اُس معاہدہ پر برقرار رہو اور خلاف ورزی نہ کرو" مگر علامہ نے غلط معنی کو رواج دینے کے لئے زبردستی "قائم رہنے یا برقرار رہنے" کی جگہ سیدھے رہنا معنی کئے ہیں۔ حالانکہ معاہدہ یا عہد پر سیدھا رہنا اردو زبان میں ایک احمقانہ جملہ ہے۔ بہر حال ہماری ذمہ داری تو یہ ہے کہ قرآنی الفاظ کے صحیح معنی خود قرآن کریم کی آیت سے اور اُن قومی مترجمین کے داھنے ہاتھ سے ثابت کرکے دکھائیں اور بتائیں کہ معنی میں ردوبدل ایک بڑی قدیم اور مہلک اسکیم کے ماتحت کی جاتی رہی ہے۔ سنئے وہی الفاظ اور وہی علامہ ہیں۔ مگر اس دفعہ معنی بدل کر صحیح ہو جاتے ہیں۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَـٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَـٰٓئِكَةُ ﴿٣٠﴾ (حٰم سجدہ)

"جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے۔ یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں"۔
(تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۵۴)

بالکل یہی الفاظ دوسری جگہ آئے ہیں مگر ترجمہ ملاحظہ ہو۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ﴿١٣﴾ الاحقاف

" یقیناً جن لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے ۔ پھر اُس پر جم گئے اُن کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۶۰۹)

اب ایک تیسری جگہ وہی لفظ ٱسۡتَقَٰمُواْ آتا ہے ۔ اسے بھی دیکھ لیں ۔ وَّأَن لَّوِ ٱسۡتَقَٰمُواْ عَلَى ٱلطَّرِيقَةِ ﴿١٦﴾ سورہ الجن

" اورلوگ اگر راہ راست پر ثابت قدمی سے چلتے ۔۔۔ " (تفہیم القرآن جلد ۶ صفحہ ۱۱۸)

دوسری دفعہ حالانکہ الفاظ وہی ہیں مگر ترجمہ میں الفاظ بدل گئے اب ثابت قدمی کی جگہ " جم گئے " لکھا گیا۔ تیسری آیت (۷۲/۱۶) میں پھر ٱسۡتَقَٰمُواْ کے معنی۔ ثابت قدمی ہو گئے۔ یعنی ان تینوں مقامات پر ٱسۡتَقَٰمُواْ تو وہی ہے مگر یہاں سیدھا رہنا علامہ نے چھوڑ دیا ہے۔ المختصر ٱسۡتَقَٰمُواْ کے اور استقیموا کے معنی قائم رہنا۔ برقرار رہنا۔ جم کر قائم رہنا۔ ثابت قدمی سے قائم و برقرار رہنا خود علامہ کے ترجمہ میں موجود ہے۔ البتہ آیت میں ثابت اور قدم یا قدمی کہیں نہیں ہے۔ یہ ایجاد بندہ اور قرآن میں اضافہ ہے اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ سیدھا سیدھا ترجمہ قائم رہنا یا برقرار رہنا ہیں اور بس۔ اردو زبان میں یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ استقامت عطا فرمائے اور تمام اردو دان اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ مستقل طور پر قائم رکھے۔ بہرحال یہ ثابت ہو گیا کہ علامہ ٱسۡتَقَٰمُواْ وغیرہ الفاظ کے صحیح معنی جانتے ہیں۔ لکھتے بھی ہیں مگر قومی منصوبے کو بھی نبھانا چاہتے ہیں اور اس حمایت باطل میں وہ یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ تمام قواعد و قوانین کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ یہاں زحمت فرما کر دو مقامات اور ملاحظہ فرمالیں تو آگے چلیں۔

(۱۳ / الف) صراط مستقیم سے کھلی بلیک میلنگ ۔

لَّا نُخۡلِفُهُۥ نَحۡنُ وَلَآ أَنتَ مَكَانٗا سُوٗى ﴿٥٨﴾ طٰہٰ

" نہ ہم اس قرارداد سے پھریں گے نہ تو پھریو۔ کھلے میدان میں سامنے آجا۔" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۰۰)

یہاں علامہ نے مکان کے معنی میدان کر لئے ہیں۔ حالانکہ میدان عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے وہی معنی ہیں جو اردو میں میدان کے معنی سمجھے جاتے ہیں اور لفظ مکان بھی اردو میں صحیح طور پر سمجھا اور بولا جاتا ہے۔ اور مکان و میدان میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً مکان کے اندر میدان نہیں ہوتا۔ اور میدان میں بہت سے مکان بنائے جاسکتے ہیں۔ مکان کو میدان بنانے کے لئے مکان کو مسمار کرنا ہو گا۔ بہرحال یہ تو ذرا غیر متعلق اور سخت تنقید تھی۔ ہم تو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ علامہ نے اس آیت میں لفظ " سُوٗى " کے معنی " کھلے " کئے ہیں۔ یہ نوٹ کر کے دوسری آیت کا ترجمہ دیکھیں۔ اور علامہ کو داد دیں۔

فَسَتَعۡلَمُونَ مَنۡ أَصۡحَٰبُ ٱلصِّرَٰطِ ٱلسَّوِيِّ وَمَنِ ٱهۡتَدَىٰ ﴿١٣٥﴾ طٰہٰ

" عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ چلنے والے ہیں اور کون ہدایت یافتہ ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

یعنی صرف چالیس صفحات کے بعد لفظ " سَوی " کے معنی کھلے کی جگہ " سیدھی " ہو گئے۔ یہ صرف اس لئے کہ آیت میں لفظ صراط بھی آ گیا ہے۔ اور صراط کو سیدھا رکھنا علامہ کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ اور ٱلصِّرَٰطِ ٱلسَّوِيِّ کے معنی سیدھی راہ ہو گئے یعنی مستقیم اور سَوی کے ایک ہی معنی کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہی وہ بلیک میلنگ ہے۔ جس سے قرآن کو مجبور کیا گیا ہے۔ اور قرآن کے کلیدی الفاظ کا اعتماد و اعتبار تباہ کر دیا گیا۔ کوئی علامہ سے پوچھتا کہ حضور آپ نے لفظ سَوی کے معنی " کھلے " کئے تھے۔ اگر وہ معنی صحیح تھے تو صراط سوی کے معنی تو کھلا راستہ یا کھلی راہ ہونا چاہئے۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ ایک ہی سورۂ طٰہٰ میں ایک ہی لفظ کے دو معنی کئے اور۔ س و ی۔ کو ق و م کے مادہ میں تبدیل کر کے دو مختلف المعنی الفاظ کے ایک معنی کر دیئے۔ اور یوں ثابت کر دیا کہ قرآن کے الفاظ کے ترجمہ میں کسی قاعدے اور قانون کی پابندی لازم نہیں۔ جس علامہ کا جو دل چاہے ترجمہ کر سکتا ہے۔

(۱۳۔ب) قرآن اور ہم علامہ حضرات کو مجبور کر کے صحیح معنی کرائیں گے۔

زیادہ طول ناقابل برداشت ہوگا۔ اب آپ علامہ سے صحیح معنی سننے کے لئے اتنا سمجھ لیں کہ مندرجہ بالا آیات میں آئے ہوئے الفاظ ''اسۡتَقَامُوۡا'' ''استقیموا'' اور ''مستقیم'' جس مصدر سے بنتے ہیں وہ ہے ''اِسۡتِقَامٌ'' یا ''اِسۡتِقَامَةٌ'' یہ مصدر بنتا ہے ''قِیَامٌ'' سے اور جیسا کہ عرض کیا گیا تھا کہ اِن سب کی اور سینکڑوں ایسے الفاظ کی بنیاد یا مادہ ہے ''ق و م'' اور اس مادہ سے بننے والے تمام الفاظ کے معنی میں قائم رہنا یا قیام ہر حال میں اور ہر صورت میں موجود رہے گا۔ یہ اٹل اور مسلمہ قانون ہے۔ اس قانون کا انکار نہ علامہ کرسکتے ہیں نہ عربی زبان کے ماہرین کی مجال ہے کہ وہ چون وچرا کریں یہ ایسی بات ہے۔ جیسی پانچ چھک تیس (۵x۶) کہ اس میں یہاں سے لے کر وہاں تک کسی درجہ کے حساب دان کو مجال انکار نہیں۔ اب آپ ''اِسۡتِقَامَةً'' مصدر سے امر کا صیغہ دیکھئے اور علامہ کا ترجمہ سنیئے۔

(۱۳۔ج) حق کی طرف پہلا مگر ڈگمگاتا ہوا قدم؟؟ فَاسۡتَقِمۡ كَمَآ أُمِرۡتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ ﴿١١٢﴾ ہود

''پس اے محمدؐ، تم، اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر وبغاوت سے ایمان وطاعت کی طرف) پلٹ آئے ہیں، ٹھیک ٹھیک راہ راست پر ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۷۱)

اس کا ترجمہ علامہ کو اپنے سابقہ ترجموں کی روسے ''سیدھا رہ'' کرنا چاہئے تھا۔ لہٰذا فرق یہ ہوا کہ یہاں علامہ نے سیدھا رہنا چھوڑ دیا۔ اور اب اُن کا صحیح ترجمہ وتقابل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۳/د) حق کی طرف دوسرا مستحکم قدم۔ وَٱسۡتَقِمۡ كَمَآ أُمِرۡتَ ﴿١٥﴾ الشوریٰ

''اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اُس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ'' (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۹۵)

علامہ کے قلم سے ثابت ہوا کہ فَٱسۡتَقِمۡ ۔فاستقاموا۔استقیموا کے معنی قائم رہنا ہیں اور باقی جو کچھ علامہ لکھتے رہے۔ وہ ایک فری اسٹائل طریقہ تھا۔ جسے زیر قلم دونوں آیات کے ترجموں سے صرف ایک نظر میں دیکھا جاسکتا ہے دیکھئے یہ جملہ دونوں آیات میں ہے۔

فَٱسۡتَقِمۡ	كَمَآ	أُمِرۡتَ	(ہود ۱۱۲/۱۱ , شوریٰ ۱۵/۴۲)
تم قائم رہو	جیسا کہ	تمہیں حکم دیا گیا ہے	(ہمارا ترجمہ)

۱۔''(تم ٹھیک ٹھیک راہ راست پر) ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے۔''

۲۔''اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اُس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔''

ہم نے علامہ کے ترجمہ نمبر ایک کی جو عبارت بریکٹ میں بند کر دی ہے۔ وہ دوسرے ترجمہ میں نہیں اس لئے وہ خواہ مخواہ کا اضافہ ہے۔ پھر وہاں ثابت قدم کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور لفظ ثابت اور قدم دونوں عربی کے الفاظ ہیں۔ جو آیت میں نہیں ہیں لہٰذا یہ ترجمہ نہ صرف غلط ہے بلکہ اس سے یہ تاثر یقیناً پیدا ہوتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ معاذ اللہ ثابت قدم نہ رہتے تھے۔ اس لئے ثابت قدم رہنے کی تاکید کی گئی یا مضبوطی سے قائم نہ رہتے تھے۔ اس لئے مضبوطی کا تقاضہ ہوا۔ حالانکہ آیت میں ان باطل تصورات کی کہیں گنجائش نہیں ہے۔ کوئی اشارہ تک ایسا نہیں جس سے ایسا ناپاک وہم پیدا ہو سکے۔

بہر حال اسی استقامت سے مستقیم ہے۔ جس کے لفظی، لغوی اور مصدری معنی ''قائم رہنے والا یا برقرار رہنے والا ہیں۔'' اردو میں روزمرہ مستقیم المزاج اُس آدمی کو کہا جاتا ہے۔ جس کے مزاج میں تلوّن نہ ہو، لااُبالی پن نہ ہو۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ نہ ہوتا رہتا ہو۔ لہٰذا صراط مستقیم کے معنی سیدھا راستہ نہیں ہیں۔ اور کسی راستے کا سیدھا ہونا راستے کی خوبی بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ راہ میں پہاڑ، دریا، ریگستان، لوگوں کے مکان اور بستیاں، جنگل، دلدل، تالاب، جھیلیں، باغات، کھیتیاں، چشمے اور کانیں آسکتی ہیں۔ ہوائی جہاز کا راستہ بھی ناک کی سیدھ سیدھا نہیں ہوتا۔ اس لئے صراط مستقیم کے معنی لغت ومصدر ومادہ کی رُوسے بھی اور عملی دنیا کے حساب سے بھی وہ

راستہ ہیں۔ جو ہمیشہ قائم رہے۔ جو کبھی کسی حال میں نظر سے اوجھل نہ ہونے پائے۔ جسے آندھیاں، طوفان اور سیلاب تباہ نہ کر سکیں۔ جس پر چلنے والوں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ جس پر قائم رہنے والے کبھی اور کسی منزل میں گمراہ نہ ہونے پائیں۔ اور کبھی بھی اللہ کی خفگی سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ چنانچہ رسولؐ کے راستہ پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوا نہ ہو سکتا تھا۔ نہ آئندہ گمراہ ہو سکے گا۔ ایمان لانے کے بعد جو بھی گمراہ ہوا۔ یا آئندہ گمراہ ہو گا۔ اُس کی گمراہی خود اس بات کا بولتا چالتا ثبوت ہو گی کہ وہ رسولؐ کے راستے سے ہٹ گیا تھا ورنہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے یعنی صراط مستقیم پر بھی ہو اور گمراہ بھی ہو جائے۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یعنی صراط مستقیم پر ہے تو ہرگز گمراہ نہیں۔ اور گمراہ ہے تو صراط مستقیم پر نہیں۔

(۱۴) کثرت ہمیشہ صراط مستقیم سے الگ اور گمراہ رہتی آئی ہے۔

علمائے اُمت ہی نہیں بلکہ عقلائے زمانہ بھی متفق رہے ہیں کہ ہر دور میں اور ہر اُمت میں کثرت گمراہ رہی ہے۔ اور قرآن کی رُو سے بھی یہ ایک فیصلہ شدہ حقیقت ہے کہ کثرت الناس گمراہی کا شکار بنے گی۔ جہنم سے بچنے والے حقیقی مومنین ہوں گے یا وہ لوگ ہوں گے جو پر خلوص تھے اور حقائق تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ کثرت کے گمراہ رہنے پر فیصلہ اُس زمانہ سے موجود اور ثابت ہوتا چلا آرہا ہے۔ جب کہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام ابھی زمین پر آئے بھی نہ تھے اور ابلیس نے اپنے چیلنج میں کہا تھا کہ (علامہ سے سنیئے):

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾
قَالَ فَٱلْحَقُّ وَٱلْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ ص

"کہا تیری عزت کی قسم، میں اِن سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا، بجز تیرے اُن بندوں کے جنہیں تو نے خالص کر لیا ہے"۔ فرمایا "تو حق یہ ہے، اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں، کہ میں جہنم کو تجھ سے اور اُن سب لوگوں سے بھر دُوں گا۔ جو اِن انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے"۔ (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۴۹)

(۱۴۔ الف) سرداران قریش خلافتِ محمدیہؐ کا قیام نہ چاہتے تھے؟

اس ترجمہ پر علامہ نے وضاحتی حاشیہ لکھا ہے۔ اور لاشعوری میں وہ بات کہہ گزرے جس کا انکار اُن پر اُن کے مذہب کی رُو سے واجب رہا ہے سنیئے۔ "یہ پورا قصہ سرداران قریش کے اس قول کے جواب میں سنایا گیا ہے کہ کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر ذکر نازل کیا گیا؟..... اور اس میں سرداران قریش کو بتایا گیا ہے کہ محمدؐ کے مقابلے میں تمہارا حسد اور اپنی بڑائی کا گھمنڈ آدمؑ کے مقابلہ میں ابلیس کے حسد اور گھمنڈ سے ملتا جلتا ہے۔ ابلیس نے بھی اللہ کے اِس حق کو ماننے سے انکار کیا تھا کہ جسے وہ چاہے اپنا خلیفہ بنائے۔" (ایضاً تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۵۰) (یعنی قریش محمدؐ کو خلافت و خلیفہ بنانے کا حق نہ دیتے تھے)

(۱۴۔ب) ابلیس کا مشن انسانوں کو خلافت الٰہیہ کا مخالف بنانا ہے۔

لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُۥٓ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾
قَالَ ٱذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾ الاسراء: (بنی اسرائیل ۶۳۔۶۲/۱۷)

یہ نوٹ کر لیں کہ سرداران قوم قریش ابلیس کی طرح خلافت محمدیہؐ کے مخالف تھے۔ اب یہ دیکھئے کہ خلافت محمدیہؐ خلافت الٰہیہ کا نام ہے۔ "اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا تو جا، ان میں سے جو بھی تیری پیروی کریں، تجھ سمیت اُن سب کے لئے جہنم ہی بھرپور جزا ہے۔"
اس آیت اور ترجمہ پر بھی وضاحتی بیان لکھا ہے۔ وہ بھی دیکھ لیں۔ "بیخ کنی کر ڈالوں" یعنی ان کے قدم سلامتی کی راہ سے اکھیڑ پھینکوں "احتناک" کے اصل معنی کسی چیز کو جڑ سے اکھاڑ دینے کے ہیں۔ چونکہ انسان کا اصل مقام "خلافت الٰہیہ" ہے۔ جس کا تقاضہ اطاعت میں ثابت قدم رہنا ہے۔ اس لئے اس مقام سے اس کا ہٹ جانا بالکل ایسا ہے جیسے کسی درخت کا بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکا جانا۔"
(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۲۸۔۶۲۹ حاشیہ ۷۵)

قارئین پہلی بات تو یہ نوٹ فرمالیں کہ نسل آدمؑ یا نوع انسان کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے ہی کثرت الناس میں سے ایک قلت کا ہدایت یافتہ ہونا اور کثرت کا گمراہ ہونا طے شدہ ہے۔ لہٰذا آج یا کل کی کثرت اپنے ہدایت یافتہ ہونے کا دعویٰ کرنے میں کاذب ثابت ہے اور یہ دعویٰ بھی گمراہی کا دوسرا ثبوت ہوگا۔ چونکہ اللہ نے ابلیس کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ تو نسل آدمؑ کی کثرت کو گمراہ نہ کر سکے گا بلکہ یہ فرمایا کہ میں تجھے اور تیری پیروی کرنے والی کثرت کو جہنم میں بھر دوں گا۔ لہٰذا ثابت ہو گیا۔ کہ کثرت ہمیشہ شیطان کی پیروی میں گمراہ رہتی چلی جائیگی۔ اور اُن کی گمراہی کا سب سے بڑا سبب خلافت الٰہیہ کی مخالفت اور غلط حکومتوں کا قیام اور ان کی اطاعت ہوگا۔ ساتھ ہی وہ لوگ ہمیشہ قلت میں رہتے جائیں گے۔ جو خلافت الٰہیہ کو ماننے اور اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ اور وہی قلت صراط مستقیم پر ہوگی۔ یعنی خلافت الٰہیہ کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا ہی صراط مستقیم پر قائم رہنا ہے۔ یا خلافت الٰہیہ ہی خود صراط مستقیم ہے۔ علامہ کے بیانات سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ رسول کی قوم کے سرداروں نے خلافت الٰہیہ کے خلاف محاذ بنایا تھا۔ کہ حکومت و خلافت رسولؐ کے خاندان میں نہ رہے۔ چنانچہ ایک بڑا طویل اور معنی خیز مکالمہ تاریخ میں محفوظ رہتا۔ اور نقل در نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ جس میں حضرت عمر نے عبداللہ ابن عباس سے اپنی مجبوری کا عذر یہ کہہ کر پیش کیا ہے کہ "تمہاری قوم ہی نے یہ نہ چاہا کہ نبوت اور خلافت ایک ہی خاندان میں رہیں۔" (الفاروق علامہ شبلی نعمانی اور تمام تواریخ)

(۱۵) سرداران قریش نے اپنے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی کثرت کو بھی گمراہ رکھا۔

یہی وہ قوم تھی۔ جس کا سرسری سا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ اس لئے کہ اس قوم کے کارناموں سے قرآن لب ریز ہے۔ اور اُس قوم کا خاص طور پر محاسبہ و مواخذہ ہونا قرآن نے طے کر دیا ہے۔ (زخرف ۴۳۔۴۴/۴۳) بہر حال اعلان نبوت اور حکم اطاعت خلیفہ سے لے کر سرداران و دانشوران قریش نے مسلسل خلافت الٰہیہ کی مخالفت جاری رکھی۔ اور خلافت و خلیفہ کی آڑ میں قرآنی حقائق کو بے اثر کرنے کے لئے طرح طرح کے نعرے ایجاد کئے۔ مثلاً علامہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ الزخرف

"یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور کھول کھول کر بیان کرنے والا رسولؐ آگیا۔ مگر جب وہ حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو جادو ہے۔ اور ہم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں، یہ قرآن دونوں شہروں کے بڑے آدمیوں میں سے کسی پر کیوں نہ نازل کیا گیا؟" اس آیت پر وضاحت کرتے ہوئے علامہ نے لکھا ہے۔ کہ دونوں شہروں سے مراد مکہ اور طائف ہیں۔ ۲۔ کفار کا یہ کہنا تھا کہ اگر واقعی خدا کو کوئی رسول بھیجنا ہوتا اور وہ اُس پر اپنی کتاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا۔ ۳۔ کیا مکہ میں ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ جیسے نامی گرامی سردار موجود نہ تھے؟ کیا طائف میں عروہ بن مسعود، حبیب بن عمرو، کنانہ بن عبد عمرو اور ابن عبد یالیل جیسے رئیس موجود نہ تھے؟ یہ تھا اُن لوگوں کا استدلال۔" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۵۳۵ تا ۵۳۶)

یہ قرآنی بیانات چاہتے ہیں کہ قارئین کرام یہ سمجھ کر آگے بڑھیں کہ ابلیس کا سب سے بڑا اور حقیقی مقصد یہ تھا کہ وہ خلافت الٰہیہ کو قائم نہ ہونے دے گا۔ اور اُسی ابلیسی مقصد سے یہ حقیقت بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ انسانوں کی گمراہی کا سب سے بڑا اور حقیقی سبب خلافت الٰہیہ کے مقابلہ میں کسی اور قسم کی حکومت قائم کرنے میں ابلیس کے مددگار بن جانا رہتا چلا جائے گا اور یہ کہ ظہور محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہی ساتھ قوم قریش کے بزرگوں اور سرداروں اور دانشوروں نے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ محمدؐ اور قرآن کی تعلیمات کے اُس حصے کو ہرگز اختیار نہ کریں گے۔ جس میں خلافت الٰہیہ اور خلیفۃ اللہ کا تذکرہ اور اصول بیان کیا جائیگا۔ لہٰذا اب قاری کا کام یہ ہوگا کہ وہ قرآن کی آیات میں یہ تلاش و تحقیق و تفتیش جاری رکھے کہ قوم قریش نے محمدؐ، قرآن اور نظریہ خلافت الٰہیہ کے ساتھ کیا کیا؟ اُن کی تعلیمات پر کیسا ردعمل ظاہر کیا؟ اطاعت یا مخالفت میں کس حد تک گئے؟ اسلام اختیار کرنے اور ایمان لانے کے مقاصد میں خلافت الٰہیہ کا قیام بھی شامل تھا یا نہیں؟ اور مسلم و مومن بن جانے کے بعد اُنہوں نے کفار و دشمنان اسلام کے ساتھ کیسا تعلق رکھا؟ ان چیزوں پر تحقیقی نظر رکھتے ہوئے یہ بھی پتہ چلائیں گے۔ کہ آیا صراط مستقیم پر قائم رہنے اور صراط مستقیم کی ہدایت

طلب کرنے کے معنی یہ ہوں گے ۔ کہ اللہ ہمیں خلافت الٰہیہ کو سمجھنے اور اُس پر قائم ہونے میں راہنمائی کرے اور اُس راستے پر چلائے جس پر خلافت الٰہیہ کے وہ خلفائے خداوندی چلے جو نہ کبھی گمراہ ہوئے نہ معتوب ہوئے اور اس کائنات میں انعامات و نعمات خداوندی کا مرکز و محل نزول ہیں؟ اس تمہید کے بعد مسلمانوں کے اُس اوّلین فرقہ کا حال قرآن اور علامہ سے سنیں اور سوچیں کہ:

(۱۵۔الف) مسلمانوں کا وہ فرقہ جو کافروں کے اصول کا مطیع تھا۔

قریشی قوم کا ایک گروہ اسلام و ایمان کا اعلان کر کے مسلمانوں میں شامل ہے نماز روزہ اور عبادات بجالاتا ہے۔ اور اللہ بھی انہیں مومن کہہ کر مخاطب کرتا ہے ۔ مگر وہ جس قسم کا ایمان لائے ہیں اُس میں یہ عقیدہ اور فیصلہ بھی شامل ہے کہ وہ غیر مسلموں کے وہ اصول وعقائد ترک نہ کریں گے جو اُن کے لئے مفید ہوں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اُن اصولوں اور عقائد سے مستفید ہونے کی ترغیب دیتے رہیں گے اس سلسلے میں نمونہ کی ایک آیت ملاحظہ ہو۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تُطِيعُواْ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ فَتَنقَلِبُواْ خَـٰسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ آل عمران

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اُن لوگوں کے اشاروں پر چلوگے جنھوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے تو وہ تم کو الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم نامراد ہو جاؤ گے۔“(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۳)

یہاں نہ اشاروں پر چلنے کا ذکر ہوا نہ اُلٹا پھیر کر لے جانے کی بات ہوئی ہے اس آیت کے واضح الفاظ میں یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کا گروہ کافروں کی اطاعت کرتا ہے اور اس اطاعت میں وہ رسولؐ اور قرآن کے احکام کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ چونکہ یہ بات اُحد کے میدان جنگ سے متعلق ہے اس لئے بات یہ ہوئی کہ وہ مسلمان فرقہ میدان جنگ میں رسولؐ اللہ کی جنگی ہدایات کے مقابلہ میں کافروں کی جنگی پالیسی کو اپنے لئے منافع بخش سمجھتا ہے۔ اور طے کر چکا ہے۔ کہ جنگ اُحد میں کافروں کی اطاعت کر کے منافع کمائے گا۔ لیکن اللہ نے بتایا کہ تمہیں منافع کی جگہ خسارہ ہوگا اور اُن کی ہدایات کی وجہ سے تمہیں پلٹ کر پچھلے پاؤں میدان جنگ سے فرار کرنا پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی تھا۔ مسلمان علما جانتے ہیں کہ مسلمان فوج کے داہنی جانب پہاڑ تھا۔ رسولؐ اللہ نے اس پہاڑ کی گھاٹی پر ایک مسلمان فوجی دستہ تعینات فرمایا تھا کہ دشمن کا کوئی فوجی دستہ پہاڑ کے پیچھے سے گزر کر اور مذکورہ گھاٹی سے میدان جنگ میں نکل کر مسلمانوں پر پشت کی طرف سے حملہ آور نہ ہو سکے اور مسلمان دستے کو یہ انتہائی تاکید کی تھی کہ اگر ہم قریشی افواج کو مارتے مارتے تعاقب کرتے کرتے مکہ تک چلے جائیں یا دشمن کی افواج ہمیں مدینہ کی گلیوں میں گھسنے پر مجبور کر دیں تب بھی تم لوگ اُس گھاٹی سے نہ ہٹنا۔ چنانچہ سرداران قریش نے خالد بن ولید کو پہاڑ کی آڑ لے کر گھاٹی پر پہنچنے اور وہاں سے اشارہ کرنے کی ہدایات کے ساتھ گھاٹی پر بھیج دیا۔ جب وہ پہنچا اور اشارہ کیا تو قریشی فوج نے فریب دینے کے لئے مسلمانوں کے سامنے سے منظم طریقے پر بھاگنا شروع کیا اور اپنے سامان کے ذخائر میدان میں پڑے رہنے دیئے یہ دیکھ کر مسلمان فوج لوٹ میں مصروف ہوگئی وہ دستہ جو پہاڑ کی گھاٹی پر تعینات تھا لوٹ مار میں شامل ہونے کیلئے گھاٹی سے دوڑتا ہوا میدان میں آ گیا۔ عین اُسی وقت خالد اور اُس کی فوج گھاٹی سے نکلی اور جو چند مسلمان وہاں تھے انہیں تہہ تیغ کرتا ہوا مسلمانوں کی فوج پر پیچھے سے ٹوٹ پڑا اور ادھر باضابطہ پیچھے ہٹتی ہوئی قریشی فوج نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور اب مسلمان فوج کا وہی حال تھا جو گیہوں کی چکی کے دوپاٹوں کے درمیان ہوا کرتا ہے۔ اس نظارہ کو قریشی سرداروں نے اپنی اسکیم کی دوربین سے دیکھ رکھا تھا۔ اور وہ اپنے اطاعت شعار مسلمان فرقہ کو جو ہدایات دی تھیں ان کا نچوڑ وہی تھا جو قرآن بیان کرتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ مخصوص گروہ میدان سے بھاگ کھڑا ہوا اور اُن کی دیکھا دیکھی رسولؐ کو تنہا چھوڑ کر، پوری مسلمان فوج میدان جنگ سے فرار کر گئی اس قریشی کارنامے کو قرآن کریم سے سنئے ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ ٱللَّهُ وَعْدَهُۥٓ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِۦ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَـٰزَعْتُمْ فِى ٱلْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّنۢ بَعْدِ مَآ أَرَىٰكُم مَّا تُحِبُّونَ ۚ مِنكُم مَّن يُرِيدُ ٱلدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ ٱلْـَٔاخِرَةَ ﴿١٥٢﴾ آل عمران

” یقیناً اللہ نے جو وعدہ کیا تھا۔ وہ اُس حالت میں سچ کر دکھایا جب تم اللہ کے انتظام سے اُن لوگوں کو اپنی شدید برتری محسوس کرا رہے

تھے ۔ یہاں تک کہ عین اُسی وقت (کفار کی اطاعت کی بناپر) تم لوگوں نے بڑی شرمناک ناکامی کے لئے مرکزی اختیارات و احکام کا تنازع کھڑا کرکے نافرمانی کا گناہ کیا اور اپنی محبوب صورت حال (لوٹ کا موقع) سامنے دیکھتے ہی تم دو گروہوں میں الگ الگ ہو گئے چنانچہ تم میں سے دنیادار مسلمان لوٹ مار میں لگ گئے اور آخرت و عاقبت پسند مسلمان تعمیل حکم کرتے رہے۔ " آگے چل کر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کفار کی اسکیم پر عمل کرنے والا مسلمان گروہ اپنے اس کافرانہ عقیدہ کے ماتحت مرکزی احکام کی خلاف ورزی کرتا چلا گیا کہ رسولؐ آخر ہمارے ایسا ایک بشر ہے۔ اُس کے سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے میں غلطیوں کا ہر وقت اور ہر معاملہ میں امکان ہے۔ خصوصاً جن حالات اور واقعات سے اُسے سابقہ ہی نہیں پڑا اُن کے متعلق اُس کی رائے یا فیصلہ مان لینا محض حماقت ہوگا۔ اور نتیجہ میں انفرادی و اجتماعی نقصان و خسارہ ہوگا۔ لہٰذا ایسے معاملات میں نبیؐ کو دانشوران قوم اور ماہرین کے فیصلے پر عمل کرنا چاہیئے نبیؐ نے کبھی کوئی جنگ نہیں دیکھی، ملکی و قومی سیاسیات میں کوئی حصہ نہیں لیا، کسی چھوٹی بڑی قیادت کا تجربہ حاصل نہیں کیا اور عملی دنیا کے ہزاروں شعبے ایسے ہیں جن سے کبھی اُن کا تعلق نہیں رہا۔ اس لئے نبیؐ پر لازم ہے کہ وحی کو مجمع عام میں سنائے اور جو حضرات وحی کے عملی پہلوؤں پر تجربہ رکھتے ہوں اُن سے مشورہ کرے اور ماہرین کے فیصلے کے مطابق وحی کو نافذ کرے۔ یہ تھے وہ اصول جو ایام جاہلیت میں نبوتؐ و رسالتؐ کی مطلق اطاعت پر پابندی عائد کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کا یہ فرقہ اُن اصولوں کے ماتحت کافرانہ نظام کی اطاعت کررہا تھا۔ اور نبوتؐ کے اختیارات میں شرکت کا دباؤ ڈالنے کے لئے جنگ اُحد میں فرار کر گیا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ رسولؐ اللہ قریشی فوج کے ہاتھوں قتل ہو جائیں اور پھر یہ لوگ مسلمانوں کی حکومت پر اپنا قبضہ کرلیں۔ قرآن کا بیان اور علامہ کا ترجمہ سنیں:

إِذۡ تُصۡعِدُونَ وَلَا تَلۡوُۥنَ عَلَىٰٓ أَحَدٖ وَٱلرَّسُولُ يَدۡعُوكُمۡ فِيٓ أُخۡرَىٰكُمۡ ﴿١٥٣﴾ آل عمران

"یاد کرو جب تم بھاگے چلے جارہے تھے، کسی طرف پلٹ کر دیکھنے تک کا ہوش تمہیں نہ تھا، اور رسول تمہارے پیچھے تم کو پکار رہا تھا۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۵)

(۱۵۔ب) مسلمانوں کی کثرت کافروں کی اطاعت سے گمراہ ہو گئی تھی۔

اسی آیت کی تشریح میں علامہ نے لکھا ہے کہ: "جب مسلمانوں پر اچانک دو طرف سے بیک وقت حملہ ہوا اور اُن کی صفوں میں ابتری پھیل گئی تو کچھ " لوگ" مدینہ کی طرف بھاگ نکلے اور "کچھ" اُحد پہاڑ پر چڑھ گئے۔ مگر نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انچ اپنی جگہ سے نہ ہٹے دشمنوں کا چاروں طرف ہجوم تھا۔ دس بارہ آدمیوں کی مٹھی بھر جماعت پاس رہ گئی تھی۔ مگر اللہ کا رسولؐ اس نازک موقع پر بھی پہاڑ کی طرح اپنی جگہ جما ہوا تھا۔ اور بھاگنے والوں کو پکار رہا تھا۔ "إِلَيَّ عِبَادَ ٱللَّهِ إِلَيَّ عِبَادَ ٱللَّهِ " اللہ کے بندو میری طرف آؤ۔ اللہ کے بندو میری طرف آؤ۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۵)

(۱۵۔ج) جنگ اُحد کے دن جنگ میں حاضر مسلمانوں کی قرآنی و تاریخی پوزیشن؟

مومنین کرام یہاں رک کر یہ سوچیں کہ جنگ اُحد ۳ھ میں پیش آئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اعلان نبوت کے بعد تبلیغ کرتے ہوئے سولہ سال گزر چکے ہیں۔ اور جو مومنین رسولؐ کے ساتھ تیغ بکف اسلام کے تحفظ میں میدان جنگ میں شریک ہوتے تھے۔ ان سب کو اعلیٰ درجہ کا مومن اور صحابی رسولؐ ماننا لازم ہے خصوصاً جب کہ انہیں قرآن کریم يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ (آلِ عمران ۱۵۶، ۱۴۹، ۱۳۰/ ۳) اور سورۂ آل عمرانؑ کی ایک سو تیسویں آیت سے ایک سو اُناسی آیت تک کہیں اُن مومنین کو منافق نہیں کہا البتہ جگہ جگہ اُن کے مخصوص عقیدے اور ایمان کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ اپنی بصیرت اور ایمان کے ماتحت سود در سود کو برا نہ سمجھتے تھے۔ (۱۳۰/ ۳) وہ بعض صورتوں میں کافروں کے مفید اصولوں کی اطاعت کرتے رہتے تھے (۱۴۹/ ۳) یعنی دنیاوی مفاد کو آخرت پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ (۱۵۲/ ۳) وہ اختیارات حکومت میں نبیؐ کے ساتھ شرکت چاہتے تھے (۱۵۲/ ۳) اور کہیں کہیں بالکل کافروں سے مشابہ اقدامات کرلیا کرتے تھے۔ (۱۵۶/ ۳) اور ابھی ابھی جس آیت پر ہم نے علامہ کا ترجمہ اور وضاحت پیش کی ہے اس میں صرف بقول علامہ دس بارہ صحابہ کے علاوہ اُس مخصوص العقیدہ مومن گروہ کی کثرت رسولؐ اللہ کو میدان جنگ

میں کافروں کے ہجوم میں چھوڑ کر مدینہ میں بھاگ گئی اور کچھ اُحد کے پہاڑ پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔اگر علامہ کو اس مومن کثرت کے اعمال ناپسند ہیں تو انہیں چاہیے تھا۔ کہ وہ اپنی رائے ظاہر کرتے۔ ہمیں علامہ پر یہ اعتراض ہے کہ جن حضرات کو وہ چند صفحات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مانتے ہوئے پائے جائیں گے۔ اُنہیں یہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کیوں نہ لکھا؟ اور کیوں ''کچھ لوگ مدینہ کی طرف بھاگ نکلے اور کچھ اُحد پر چڑھ گئے'' لکھا گیا؟ اُن مخصوص العقیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ سوال بھی کھڑا رہ جاتا ہے۔ کہ جب رسولؐ اللہ اپنی جگہ پہاڑ کی طرح جم کر کھڑے رہے تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کیوں رسولؐ کے ساتھ کھڑے نہ رہ سکتے تھے؟ لہٰذا یہ بات طے کر کے آگے بڑھیں کہ وہ سات سو صحابہ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۳۰) جان بوجھ کر بلا کسی خطرہ کے رسولؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تاکہ رسولؐ کے قتل ہو جانے کے بعد وہ بلا شرکت غیرے حکومت و اقتدار پر قابض ہو جائیں۔

(۱۵۔د) اُحد کا فرار سوچی سمجھی کمائی یا سودابازی کی غرض سے تھا۔

قرآن کریم نے بتایا ہے کہ جنگ اُحد میں بھاگ جانے والے سات سو صحابہ نے اس فرار کے بدلے میں کچھ دنیاوی مفاد حاصل کرنا چاہا تھا۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ: إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَلَّوۡاْ مِنكُمۡ يَوۡمَ ٱلۡتَقَى ٱلۡجَمۡعَانِ إِنَّمَا ٱسۡتَزَلَّهُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُواْۖ ﴿۱۵۵﴾ آل عمران ''تم میں سے جو لوگ مقابلہ کے دن پیٹھ پھیر گئے تھے اُن کی اس لغزش کا سبب یہ تھا کہ اُن کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان نے اُن کے قدم ڈگمگا دیئے تھے۔'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۷)

اس ترجمہ میں علامہ نے قرآن کے بیان کو ہلکا کرنے کے لئے لفظ '' إِنَّ '' اور '' إِنَّمَا '' کا ترجمہ نہیں کیا اور آیت کے الفاظ کے خلاف اپنی طرف سے '' بعض کمزوریوں کی وجہ سے۔'' کا اضافہ فرما دیا۔ حالانکہ اللہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ مقابلہ سے بھاگنے والوں نے جو کمائی کرر کھی تھی۔ اُس کمائی کے بعض حصے کی وجہ سے شیطان نے اُنہیں میدان چھوڑ جانے پر آمادہ کر لیا تھا۔ غور طلب یہ ہے کہ وہ کمائی (مَا كَسَبُواْ) کیا تھی؟ کمائی یا کسب اور اکتساب کسی کام کو مفید سمجھ کر کرنے کو کہتے ہیں پھر کمائی حلال بھی ہو سکتی ہے حرام بھی ہو سکتی ہے۔ مگر دونوں صورتوں میں کمائی سوچ سمجھ کر کی جاتی ہے۔اور اُن ہی صحابہ کو دنیا طلب قرار دیا گیا تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اُنہیں کافروں سے کوئی فائدہ اٹھانا مطلوب تھا اور وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ رسولؐ تنہا رہ جائیں اور کافروں کے ہاتھوں قتل ہو جائیں۔ یعنی رسولؐ کے قتل سے اُنہیں وہ کمائی حاصل ہو سکتی تھی جس سے وہ محروم رہ گئے اور اس محرومی کی اطلاع اُنہیں پہلے ہی دی جا چکی تھی کہ۔ کافروں کی اطاعت میں تم بھاگ جاؤ گے۔ اور خسارہ میں رہو گے۔ (يَرُدُّوكُمۡ عَلَىٰٓ أَعۡقَٰبِكُمۡ فَتَنقَلِبُواْ خَٰسِرِينَ ﴿۱۴۹﴾ آل عمران)

(۱۵۔ہ) قرآن کریم نے صحابہ کے زیر زمین منصوبے کی پول کھول دی۔

اب وہ مقام آرہا ہے جہاں صحابہ کی کثرت کی کارگزاریوں کی رہی سہی ساری پول کھل جاتی ہے۔اور اُن کے اسلام اختیار کرنے کی غرض و غایت بے نقاب سامنے کھڑی ہو جاتی ہے اور حضرت علامہ کے ڈالے ہوئے تمام پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ اور وہ مجبور ہو جاتے ہیں کہ واشگاف الفاظ میں اُس منصوبے اور اسکیم کو کھل کر تسلیم کر لیں جو مسلمان صحابہ کی کثرت خفیہ طور پر چلا رہی تھی۔ چنانچہ اللہ کا بیان اور علامہ کا ترجمہ بتاتا ہے کہ:۔

وَطَآئِفَةٞ قَدۡ أَهَمَّتۡهُمۡ أَنفُسُهُمۡ يَظُنُّونَ بِٱللَّهِ غَيۡرَ ٱلۡحَقِّ ظَنَّ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ ٱلۡأَمۡرِ مِن شَيۡءٖۗ قُلۡ إِنَّ ٱلۡأَمۡرَ كُلَّهُۥ لِلَّهِۗ يُخۡفُونَ فِيٓ أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبۡدُونَ لَكَۖ يَقُولُونَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٞ مَّا قُتِلۡنَا هَٰهُنَاۗ ﴿۱۵۴﴾ آل عمران

''مگر ایک دوسرا گروہ جس کے لئے ساری اہمیت بس اپنے مفاد ہی کی تھی، اللہ کے متعلق طرح طرح کے جاہلانہ گمان کرنے لگا جو سراسر خلاف حق تھے۔ یہ لوگ اب کہتے ہیں کہ ''اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے'' ؟۔ ان سے کہو ''(کسی کا کوئی حصہ نہیں) اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔'' دراصل یہ لوگ اپنے دلوں میں جو بات چھپائے ہوئے ہیں اُسے تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کا اصل مطلب یہ ہے کہ'' اگر (قیادت کے) اختیارات میں ہمارا کچھ حصہ ہوتا تو یہاں ہم نہ مارے جاتے۔''(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۶)

ہمیں علامہ کے اس ترجمہ پر تنقید کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اُنہوں نے مان لیا ہے کہ صحابہ رسولؐ کی کثرت اپنے دلوں میں ایک ایسا خفیہ منصوبہ رکھتی تھی جسے اللہ نے ایام جاہلیت کا کافرانہ منصوبہ قرار دیا ہے۔ اور وہ منصوبہ یہ تھا کہ رسولؐ اللہ کی حکومت و اقتدار میں حصہ حاصل کیا جائے۔ اور اللہ نے رسولؐ کے اختیارات میں شرکت قطعاً باطل ٹھہرا دی ہے۔ مگر مسلمانوں کی کثرت یہ طے کئے ہوئے تھی کہ جس طرح بھی ہو رسولؐ کی حکومت میں حصہ لینا ہے اور اسی تہیّہ کی بنا پر صحابہ کی کثرت رسولؐ کو دشمنوں میں گھرا ہوا چھوڑ کر چل دی تھی تا کہ اُن کے قتل کے بعد کلیۃً حکومت اُن کے ہاتھ میں آ جائے اور کفار اس حکومت کو تسلیم کر کے مستقبل میں اُن کا ساتھ دیں۔ اور مخالفت کرنے والوں کو کچلنے میں مدد کریں۔ یہ تھا وہ فائدہ جو مسلمانوں کی کثرت حاصل کرنا چاہتی تھی اور یہی تھی وہ غرض جس کے لئے صحابہ کی کثرت ایمان لائی تھی۔ صحابہ کے ایمان کی یہ صورت بھی ثابت ہو گئی کہ وہ رسولؐ اللہ کے فیصلوں میں غلطی کا یقین رکھتے تھے۔ لہٰذا کھل کر کہہ دیا کہ اگر رسولؐ اللہ نے احکامات و اختیارات میں ہمارا حق مانا ہوتا تو جنگ اُحد میں جو قتل عام ہوا وہ ہرگز نہ ہوا ہوتا۔ ہم نے نبیؐ کو ناتجربہ کارانہ احکام سے باز رکھا ہوتا۔ بہر حال یہاں تک یہ ثابت ہو گیا کہ ۴ ہجری تک مسلمانوں کی کثرت یا صحابہ رضی اللہ عنھم کی کثرت خدا اور سولؐ کے خلاف انڈر گراؤنڈ منصوبہ چلا رہی تھی۔

(۱۶) قرآن اور علامہ کے بیان کردہ تمام کافرانہ عقائد بحال رکھے گئے۔

چونکہ کسی نہ کسی طرح غلبہ مسلمانوں کی کثرت کو حاصل رہا اور تمام سرداران قریش نے تعاون کیا اور مخالفین کا قتل عام اور لوٹ مار صدیوں بعد تک جاری رہا۔ اس لئے اُس اوّلین مذموم کثرت کے تمام سابقہ عقائد اسلامی ٹھپے کے ساتھ مسلمانوں میں پھیلائے گئے۔ اور آج تک سرکاری و قومی علما کی کثرت اُن عقائد و اعمال پر کاربند ہے۔ اُن طاغوتی عقائد کو اسلامی بنانے کے لئے پہلے نمبر پر خود قرآن میں معنوی تحریف کی آڑ لی گئی۔ یعنی علمانے اُن عقائد کی دبی زبان سے مذمت بھی کی ہے۔ اور موقع نکال کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اللہ نے اُن لوگوں کو بخش دیا تھا۔ یہاں قارئین کرام کے سوچنے کی یہ بات ہے کہ اگر واقعی اللہ نے اُس مخصوص العقیدہ کثرت کو بخش دیا تھا؟ تو اُس بخشنے سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ یقیناً مجرم تھے۔ گناہگار تھے۔ یعنی اُن کے مذکورہ بالا عقائد و اعمال باطل تھے حکم خدا اور رسولؐ کے خلاف جرائم تھے۔ لہٰذا آئندہ اُن عقائد و اعمال کو مسلمانوں میں ہرگز جاری نہ رہنا چاہیے تھا۔ مگر وہ تمام عقائد و اعمال مسلمانوں کی کثرت کے ریکارڈ میں جائز اور اعمال میں جاری ہیں۔ لہٰذا اُن حضرات کو بخش دیئے جانے کے قائل علما کے ذمہ یہ ثابت کرنا بھی ہو گا۔ کہ اللہ نے نہ صرف اُنہیں بخش دیا تھا بلکہ یہ اعلان بھی کیا تھا کہ:

"میں تمہارے جن عقائد و اعمال کو برا کہتا رہا وہ میری غلطی تھی حقیقتاً وہ عقائد و اعمال انسانوں کے لئے بہت مفید و ضروری ثابت ہوئے اس لئے میں اُن کو جاری رکھنے کا حکم دیتا ہوں۔"

اگر ایسی کوئی آیت یا آیات اس قرآن میں موجود ہوتی تو کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ مذکورہ عقائد رکھنے والی کثرت کو برا کہتا۔ مگر افسوس بر حالِ آنحضرات کہ نہ قرآن میں ایسے باطل عقائد کا جواز ہے اور نہ یہ ثابت ہے کہ اللہ نے اُن کافرانہ عقائد رکھنے والی کثرت کو بخش دیا تھا۔

(۱۷) قرآن کے وہ الفاظ جن سے کافرانہ منصوبہ سازوں کی بخشش سمجھی گئی۔

ہم نے سورۂ آلِ عمرانؑ کی آیات کے جس سلسلے سے اُن مخصوص العقیدہ صحابہ یا مومنین کا حال پیش کیا ہے اور دکھایا ہے کہ بقول علامہ دس بارہ حقیقی مومنین کے علاوہ باقی مسلمانوں کی کثرت صراط مستقیم پر نہ تھی اور شیطان نے مسلمانوں کی کثرت کو صراط مستقیم سے ڈگمگا کر گمراہ کر دیا تھا۔ آیات کے اُسی سلسلے میں ایک جگہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: --------- وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥٢﴾ ۞ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ ﴿١٥٣﴾ آل عمران

" مگر جب تم نے کمزوری دکھائی اور اپنے کام میں باہم اختلاف کیا، اور جوں ہی کہ وہ چیز اللہ نے تمہیں دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی مال غنیمت) تم اپنے سردار کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ اس لئے کہ تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے اور

کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے۔ تب اللہ نے تمہیں کافروں کے مقابلہ میں پسپا کردیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے۔ اور حق یہ ہے کہ اللہ نے پھر بھی تمہیں معاف ہی کردیا کیوں کہ مومنوں پر اللہ بڑی نظر عنایت رکھتاہے۔ یاد کرو جب تم بھاگے چلے جارہے تھے، کسی کی طرف پلٹ کر دیکھنے تک کا تمہیں ہوش نہ تھا، اور رسولؐ تمہارے پیچھے تمہیں پکار رہا تھا"

(سورۂ آل عمرانؑ ۱۵۲۔۱۵۳/۳)(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۴ تا ۲۹۵)

سابقہ گفتگو میں یہ آیات آچکی ہیں فرق یہ رہاہے کہ نہ ہم نے علامہ کا یہ ترجمہ پیش کیا تھا اور نہ اس معافی کا ذکر کیا تھا۔ ترجمہ اس لئے نہیں لکھا تھا کہ اس میں علامہ نے تھوک کے حساب سے جملے کے جملے اپنی طرف سے لکھ دیئے ہیں۔ جن کے لئے آیات میں کوئی لفظ نہیں ہے۔ مثلاً " تم اپنے سردار کے حکم کی خلاف ورزی کربیٹھے " یہاں علامہ کے ذہن میں وہ سردار رہاہے جو گھاٹی پر دشمن کو روکنے کے لئے تعینات تھا۔ پھر لفظ " وَتَنَٰزَعۡتُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِ " میں وہی امر ہے جس کو علامہ نے اگلی آیت میں یہ کہہ کر مانا ہے کہ:

١۔ "اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟"

٢۔ "اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں"

٣۔ "اگر قیادت کے اختیارات میں ہمارا کچھ حصہ ہوتا"

لہٰذا علامہ پر واجب تھا کہ وہ وَتَنَٰزَعۡتُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِ کا ترجمہ یہ کرتے کہ:

" اور تم نے قیادت کے اختیارات میں شریک نہ کئے جانے کا تنازع کھڑا کردیا اور اللہ و رسولؐ کی نافرمانی کی "

معافی والا آیت کا جملہ اس لئے نہیں لکھا تھا کہ اس پر باقاعدہ گفتگو کرنا تھی اور بتانا تھا کہ عربی زبان میں معافی کے وہ معنی نہیں ہوتے جو ان لوگوں نے اردو زبان میں مشہور کردیئے ہیں۔ چنانچہ علامہ نے جو ترجمہ اس جملے کا کیاہے وہ خود قابل غور ہے دوبارہ دیکھئے۔

وَلَقَدۡ عَفَا عَنكُمۡ (عمران ۱۵۲/۳)

علامہ کا ترجمہ	" اور حق یہ ہے کہ اللہ نے پھر بھی تمہیں معاف ہی کردی ا۔ "
علامہ رفیع الدین	" اور البتہ تحقیق معاف کیا تم سے۔"
حضرت احمد رضا	" اور بے شک اُس نے تمہیں معاف کردیا۔ "
شاہ ولی اللہ	"وہر آئینہ در گزرانید از شما۔ " (یعنی تم سے در گزر کردی ا)
عبدالقادر	" اور وہ تو تم کو معاف کرچکا۔ "

حقیقت یہ ہے کہ ان پانچوں ترجموں میں لفظ " عَفَا " کا ترجمہ شاہ ولی اللہ کے سوا کسی نے کیا ہی نہیں ہے سب نے "عَفَا" کے ترجمہ میں عربی ہی کا لفظ "معاف" لکھا اور کسی نے زیادہ کسی نے کم مصالحہ اپنے پاس سے لگاکر معنی میں زور پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور کیوں کوشش نہ کرتے کہ وہ مخصوص العقیدہ لوگ آخر ان حضرات کے بزرگ تھے۔ بہرحال علامہ نے اپنے ترجمہ پر نوٹ لکھاہے وہ سن لیں جس سے شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور سرسری طورپر یہ ثابت ہوجاتاہے کہ معافی کا معنی جرائم کا بخش دیاجانا نہیں ہوتا ہے سنیئے ارشاد ہے کہ: "یعنی تم نے غلطی تو ایسی کی تھی کہ اگر اللہ تمہیں معاف نہ کردیتا تو اس وقت تمہارا استیصال ہوجاتا یہ اللہ کا فضل تھا اور اُس کی تائید و حمایت تھی جسکی بدولت تمہارے دشمن تم پر قابو پالینے کے بعد ہوش گم کربیٹھے اور بلا وجہ خود پسپا ہوکرچلے گئے۔ " (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۵)

اس بیان کا مطلب واضح ہے کہ یہاں " عَفَا عَنكُمۡ "یا معافی کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ نے اُن لوگوں کو استیصال یعنی تباہی سے

بچالیا۔ تاکہ آئندہ اپنی اصلاح کا موقع پائیں اور بہتر سمجھیں تو اپنے عقائد باطلہ کی اصلاح کرلیں۔ لہٰذا الفاظ۔ عَفَا ۔ عفو ۔ اور معاف کے معنی ہیں ”کسی شخص یا اشخاص کو مستقبل میں مفید نتائج کے لئے عارضی طور پر نظر انداز کر دینا“ اس سے زیادہ ان الفاظ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنے مجرم بزرگوں کی طرف داری میں یہ تمنا دل میں رہے کہ کسی طرح اُنہیں اور اُن کے جرائم کو بخش دیا جاتا تو سربلند کرنے کا موقع ملتا۔

(۱۷۔ الف) الفاظ عَفَا اور عفو کے معنی اور قرآن میں استعمال ؟؟

اب قارئین یہ دیکھیں کہ قرآن اُن الفاظ (عَفَا ۔ عفو) کو کیسے دشمنانِ اسلام کے لئے استعمال کرتا ہے؟ اور علامہ ان الفاظ کے صحیح معنی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ آیت اور ترجمہ ملاحظہ ہو:

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنۢ بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ ٱلْحَقُّ ۖ فَٱعْفُوا۟ وَٱصْفَحُوا۟ حَتَّىٰ يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰۹﴾ البقرۃ

” اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں۔ اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے، مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لئے ان کی یہ خواہش ہے۔ اس کے جواب میں تم عفو و درگزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے۔ مطمئن رہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ “ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۰۲۔۱۰۳)

یہ ترجمہ بلفظہٖ ثابت کرتا ہے کہ اہل کتاب کو اُن کے اُس ناپاک ارادے اور کوشش میں بخش نہیں دیا گیا ہے۔ بلکہ اُن کو مستقبل میں اصلاح کا موقع یا ڈھیل دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاف کر دینے کے لئے فرمایا گیا ہے۔ یعنی لفظ عفو کے استعمال پر بات ختم نہیں ہو جاتی بلکہ آخری فیصلہ ابھی محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اب علامہ کی وضاحت ان معنی کو اور واضح و مستحکم کر دیتی ہے۔ سنیئے اور علامہ کو داد و دعا دیجئے۔

” یعنی اُن کے عناد اور حسد کو دیکھ کر مشتعل نہ ہو، اپنا توازن نہ کھو بیٹھو، ان سے بحثیں اور مناظرے کرنے اور جھگڑنے میں اپنے قیمتی وقت اور اپنے وقار کو ضائع نہ کرو، صبر کے ساتھ دیکھتے رہو کہ اللہ کیا کرتا ہے۔ “ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۰۳)

قارئین کرام نے دیکھ لیا کہ الفاظ عَفَا ۔ عفو اور معاف کے معنی ہرگز ہرگز جرائم بخش دیئے جانے کے نہیں ہوتے لہٰذا اُن حضرات کی تمنا اپنی موت مرگئی جو اُن جرائم پیشہ اوّلین مسلمانوں کو قرآن سے بخشوا دینا چاہتے رہے اور علامہ حضور کی اس وضاحت نے اُس مردہ تمنا کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر نامرادی کے قبرستان میں دفن کر دیا اور بتا دیا کہ معاف کرنے والا اس لئے معاف کرتا ہے کہ جنہیں معاف کیا گیا ہے اُنہیں موقع دیا جائے کہ شاید سنبھل جائیں۔ اور معاف کرنے والا بھی آئندہ اقدام کے لئے موثر اقدام طے کر سکے اور دشمنانِ دین کے پیدا کردہ اشتعال سے مشتعل ہو کر کوئی اقدام نہ کر بیٹھے۔ سوچئے اور سوچتے رہیئے کہ جن لوگوں کے لئے اللہ معافی کا اعلان کرتا ہے وہ کتنے خبیث لوگ ہوتے ہیں؟

(۱۷۔ب) معاف کیے جانے والوں کا ایک آخری قابل فخر مگر قابل افسوس مقام:

اب ہم اُن مخصوص العقیدہ مسلمانوں کی شان میں وہ آیت لکھتے ہیں جسے بڑی دھوم دھام سے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ اور جس پر اپنے باطل عقائد کی تان توڑی جاتی ہے۔ اور جسے پڑھتے ہوئے بغلیں بجائی جاتی ہیں۔ چنانچہ آیت اور علامہ کا ترجمہ دیکھ لیں۔ پھر ہم علامہ کی تفہیم کے ساتھ اس ترجمہ پر بات کریں گے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلْقَلْبِ لَٱنفَضُّوا۟ مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَٱعْفُ عَنْهُمْ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى ٱلْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۱۵۹﴾ آل عمران

”(اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم اُن لوگوں کے لئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم

تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے ان کے قصور معاف کر دو، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۸)

(۱۷۔ب۔ii) علامہ کے ترجمہ پر ایک نظر:

علامہ نے اپنے ترجمہ میں لفظ "قصور" کا اضافہ فرمایا ہے یہ اس کا ثبوت ہے کہ علامہ حضور بڑی بے چینی سے یہ چاہتے ہیں کہ اُن مخصوص العقیدہ لوگوں کے جرائم بخش دیئے جاتے ہمیں یقیناً علامہ سے ہمدردی ہے مگر یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ لفظ قصور اہل کتاب کے لئے کیوں نہ بڑھایا گیا۔ (۱۷۔الف) وہاں صرف عفو و درگزر کیوں لکھا (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۰۲۔۱۰۳ بقرہ ۱۰۹/۲) پھر اُن ہی حضرات کے لئے آلِ عمران ۱۵۲/۳ میں یہ اضافہ کیوں نہ فرمایا گیا؟

بہرحال قارئین یہ دیکھیں کہ اللہ نے آیت میں وَٱسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ فرما کر یہ طے فرما دیا کہ معافی کا مطلب جرائم یا گناہوں یا بقول علامہ قصور کا بخش دیا جانا نہیں ہوتا۔ معاف کیے جانے والے لوگ ایسی حالت میں رکھے جاتے ہیں کہ اگر وہ آئندہ وہ گناہ، جرم یا قصور نہ کریں، سابقہ گناہ یا جرم یا قصور کے لئے توبہ کرتے رہیں اور اللہ کا رسولؐ، اللہ سے اُن کے سابقہ گناہوں کی بخشش یعنی مغفرت طلب کرے اور اللہ بخش دے تب اُن کا چھٹکارا ممکن ہے۔ ورنہ صرف معاف کر دینا کافی نہیں۔ معافی گناہوں کی باز پرس اور سزا سے نہیں بچاتی بلکہ اصلاح کے لئے موقع فراہم کرتی ہے۔ اس آیت (۱۵۹/۳) میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ لوگ اپنے کافرانہ یا ایام جاہلیت کے نظریات پر شرمندہ ہیں، رسولؐ کو قتل کے لئے چھوڑ کر بھاگ جانے سے توبہ کرتے ہیں اور آئندہ اختیار و اقتدار حکومت میں حصہ طلب کرنے سے بے زار ہیں۔ اس کے برخلاف اللہ نے یہ بتایا ہے کہ اُن کا رسولؐ کو چمٹے رہنا صرف نرم مزاجی سے فائدہ اٹھانا ہے۔ دین اسلام سے کوئی دینی لگاؤ یا دلچسپی نہیں ہے۔ رسولؐ کو گھیرے رکھنے میں اُن کو عاقبت یا آخرت کا خیال دامن گیر نہیں ہے۔ اُن کے ساتھ ذرا سا قانونی سخت رویہ اُن کو بھگا دینے کے لئے کافی ہے۔ یہ سب کچھ علامہ کے ترجمہ سے ثابت ہے لہٰذا ہم کیوں نہ علامہ کی سابقہ وضاحت (۱۷۔الف) کو علامہ کے اس ترجمہ میں شامل کر کے حقیقی منشائے خداوندی اخذ کریں؟ تاکہ اُن حضرات کی سو فیصد پوزیشن سامنے آ جائے لہٰذا سنئے۔

(۱۷۔ج) علامہ کے اپنے بیانات کی رو سے آیت ۱۵۹/۳ کا حقیقی ترجمہ:

"(اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم اُن لوگوں کے ظنون جاہلیت رکھنے (۱۵۴/۳) اور کفار کی اطاعت کرنے (۱۴۹/۳) اور اپنے خلاف خفیہ منصوبہ چلانے اور اقتدار و اختیارات میں حصہ طلب کرنے (۱۵۴/۳) اور آپ کو قتل کے لئے دشمنوں میں تنہا چھوڑ کر بھاگ جانے اور بلانے پر بھی نہ آنے (۱۵۳/۳) اور کافروں ایسے اعمال کرنے (۱۵۶/۳) پر بھی بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ کبھی کے تمہیں چھوڑ کر کافروں میں جا ملتے۔ لہٰذا تم اُن سے درگزر کا رویّہ جاری رکھو یعنی اُن کے اعمال و اقوال پر مشتعل نہ ہونا، اپنا توازن نہ کھو بیٹھنا، اُن سے بحث و مناظرہ اور جھگڑنے میں اپنے قیمتی وقت اور وقار کو ضائع نہ کرنا صبر کے ساتھ سب کچھ برداشت کرتے رہیں تاکہ یہ لوگ آپ کے گرد جمع رہیں اور ہم سے اُن کی بخشش کی دعا بھی مانگیں۔ تاکہ وہ جمے رہیں اور باقی مسلمانوں کی طرح اُن کو بھی گفت و شنید میں حصہ دیتے رہیں۔ لیکن تم جو بھی ارادہ کرو عمل کرو اللہ پر کامیابی عطا کرنے کا یقین کرو ہم اُن ہی لوگوں کو پسند کرتے جو ہم پر بھروسے کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔" (آلِ عمران ۱۵۹/۳)

یہ ہے وہ ترجمہ جو قرآن اور علامہ کے بیانات کو ربط دینے سے سامنے آتا ہے۔ اور یہ ہے اُن مومنین کی حالت جن کو بخشا ہوا سمجھا گیا۔ اُن کی بے دینی پر تو اسی قدر کافی تھا کہ وہ آپؐ کے گرد و پیش کسی اسلامی بنیاد پر جمع نہیں ہیں۔

(۱۷۔د) کوئی ہمیں سمجھاتا:

اگر قرآن سے کوئی مطلب اخذ کرنے میں سیاق و سباق کا ملحوظ رکھنا غیر ضروری ہوتا؟ اگر قرآن میں ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر زقندیں (HIGH JUMP...LONG JUMP) لگانا بھی جائز ہوتا، تب بھی اس آیت (۱۵۹/۳) سے اُس خود ساختہ عقائد رکھنے

والے مومنین کی مذمت کے سوا کچھ بر آمد نہیں ہوتا۔ ذرا آپ اتنا ہی سوچ لیں کہ اللہ یہ اعلان کیوں نہیں کرتا کہ: " اے رسولؐ ہم نے اُن لوگوں کو بخش دیا ہے۔ اُن پر اب کوئی مواخذہ باقی نہیں ہے " ؟ اور یہ کہ اللہ کیوں اُن لوگوں کو رسولؐ کے حوالے کر رہا ہے ؟ کیا اللہ کو بخش دینے کا اختیار نہیں ہے ؟ پھر وہ اپنا اختیار کیوں استعمال نہیں کرتا ؟ اپنا اختیار رسولؐ کو کیوں سپرد کر رہا ہے ؟ صاف ظاہر ہے کہ ابھی اللہ نے اُن مخصوص العقیدہ مومنین کے لئے اپنا فیصلہ محفوظ رکھا ہوا ہے۔ جب وہ لوگ رسولؐ کو اُن کا صحیح مقام دیں گے۔ یعنی با قاعدہ رسالت اور رسولؐ کے اختیارات پر ایمان لے آئیں گے۔ اُنہیں بخش دیا جائے گا۔ اور جب تک وہ رسولؐ کو ایک خاطی انسان سمجھتے رہیں گے اور اپنی قومی و اجتماعی عقل و بصیرت کو رسولؐ پر ترجیح دیتے رہیں گے۔ زیر مواخذہ رہیں گے اور رسولؐ کا روزافزوں نرم سلوک اور دعا سے پیش آنا اُن پر اتمام حجت اور سزا میں اضافہ کراتا رہے گا۔ قارئین علامہ نے یہ مانا تھا کہ جنگ اُحد میں مومنین کی ایسی کثرت نے فرار اختیار کیا کہ سات سو مومنین میں سے دس بارہ مومن میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تھے۔ یعنی اٹھانوے فیصد مومنین رسولؐ اللہ کو کافروں میں گھرا ہوا چھوڑ کر بھاگے تھے لہٰذا اس زیر بحث آیت (۱۵۹/۳) میں دس بیس آدمیوں کا ذکر نہیں ہوا ہے۔ یہاں وہی کثرت مذکور ہے۔ لیکن پالیسی ساز حضرات نے سروں میں یہ خبط پیدا کر دیا کہ اس آیت میں چند مخصوص مومنین کی بات ہو رہی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ آیات کے ربط اور علامہ کے بیانات سے یہاں اٹھانوے فیصد (۹۸٪) کثرت مذکور ہے۔ جس کو کھل کر کفر کی طرف جانے سے روکنے کے لئے رسولؐ اللہ کو مزید محتاط سلوک کرنے کی ترکیب بتائی گئی ہے۔ اُس عظیم کثرت کا مرتد ہو جانا دیگر اقوام کو مسلمان ہونے سے روکنے کا سبب بن سکتا تھا۔ یہ کثرت ہی رسولؐ کی وہ قوم ہے۔ جس نے اُس زمانہ میں قرآن کو مہجور کیا تھا۔ اور رسولؐ اللہ نے اللہ سے شکایت کی تھی۔ فرقان (۲۵/۳۰) یہی وہ نام نہاد مومن اکثریت تھی۔ جسے ہر جگہ اللہ نے مومن کہہ کر پکارا اور فرمایا کہ :

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَـٰبِ ٱلَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَـٰبِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَـٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَـٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ٱزْدَادُوا۟ كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ ٱللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًۢا ﴿١٣٧﴾ النساء

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے۔ اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوںؑ اور روز آخرت سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔ رہے وہ لوگ جو ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے، تو اللہ ہرگز ان کو معاف نہ کرے گا۔ اور نہ کبھی اُن کو راہ راست دکھائے گا۔"

(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۰۶۔۴۰۷)

علامہ نے ان آیات کا ترجمہ کر کے تین وضاحتی حاشیے بھی لکھے ہیں۔ اور ہمارے عنوان کو مستحکم کر دیا ہے۔ اور ترجمہ میں سوائے اس کے کہ " لِيَغْفِرَ " کا ترجمہ بخشش کی جگہ معاف کر دیا ہے۔ تا کہ معاف اور مغفرۃ دونوں ہم معنی سمجھے جائیں۔ اور یہ کہ لفظ "سَبِيلًۢا" کے ساتھ اپنا راہ راست لگا دیا ہے۔ باقی ترجمہ صحیح ہے اگر آپ سورۂ عمران کی مذکورہ آیات پر سمجھ کر گزرے ہیں تو آپ نے ان دونوں آیات میں جو کچھ دیکھا وہ وہاں بار بار ثابت ہوا ہے کافروں کی اطاعت کر کے کافر ہو جانا حقیقی مومنین میں خود کو مومن کہنا پھر اللہ کے خلاف ایام جاہلیت کے نظریات پھیلا کر کافر ہو جانا۔ پھر رسولؐ کے گرد جمع ہو کر مومن بن جانا۔ رسولؐ کو قتل کے لئے دشمن کے سپرد کر کے کافر ہو جانا۔ الغرض لگا تار پے در پے کفر و ایمان کی حدود میں سرگرداں رہ کر خود کو مسلمان سمجھنا اُن کا ایمان تھا اس لئے اُن کا نام مومن (يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟) رکھ لیا گیا تھا۔ اور نام نہادگی کے ماتحت اُن کے عقائد و اعمال کی مذمت ہوتی رہی ہے۔ اب آپ علامہ سرکار کی وضاحتیں ملاحظہ فرمائیں۔

حاشیہ نمبر ۱۶۶۔ " ایمان لانے والوں سے کہنا کہ ایمان لاؤ بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دراصل یہاں لفظ ایمان دو الگ معنوں میں

استعمال ہوا ہے۔ ایمان لانے کا ایک مطلب یہ ہے کہ آدمی انکار کے بجائے اقرار کی راہ اختیار کرے، نہ ماننے والوں سے الگ ہو کر ماننے والوں میں شامل ہو جائے۔ اور اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ آدمی جس چیز کو مانے اُسے سچے دل سے مانے۔ پوری سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ مانے۔ اپنی فکر کو، اپنے مذاق کو، اپنی پسند کو، اپنے روّیے اور چلن کو، اپنی دوستی اور دشمنی کو، اپنی سعی و جہد کے مصرف کو بالکل اُس عقیدے کے مطابق بنالے جس پر وہ ایمان لایا ہے۔ آیت میں خطاب اُن تمام مسلمانوں سے ہے جو پہلے معنی کے لحاظ سے "ماننے والوں" میں شمار ہوتے ہیں اور اُن سے مطالبہ یہ کیا گیا ہے کہ دوسرے معنی کے لحاظ سے سچے مومن بنیں۔"

(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۰۷)

حاشیہ نمبر ۱۶۷۔ "کفر کرنے کے بھی دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی صاف صاف انکار کر دے دوسرے یہ کہ زبان سے تو مانے مگر دل سے نہ مانے، یا اپنے روّیے سے ثابت کر دے کہ وہ جس چیز کو ماننے کا دعویٰ کر رہا ہے فی الواقع اُسے نہیں مانتا۔ یہاں کفر سے یہ دونوں معنی مراد ہیں اور آیت کا مقصود لوگوں کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ اسلام کے ان اساسی عقیدوں کے ساتھ کفر کی ان دونوں اقسام میں سے جس قسم کا برتاؤ بھی آدمی اختیار کرے گا، اس کا نتیجہ حق سے دوری اور باطل کی راہوں میں سرگشتگی و نامرادی کے سوا کچھ نہ ہو گا۔"

حاشیہ نمبر ۱۶۸۔ " اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے لئے دین محض ایک غیر سنجیدہ تفریح ہے۔ ایک کھلونا ہے جس سے وہ اپنے تخیّلات یا اپنی خواہشات کے مطابق کھیلتے رہتے ہیں۔ جب فضائے دماغی میں ایک لہر اُٹھی، مسلمان ہو گئے۔ اور جب دوسری لہر اُٹھی، کافر بن گئے۔ یا جب فائدہ مسلمان بن جانے میں نظر آیا، مسلمان بن گئے اور جب معبود منفعت نے دوسری طرف جلوہ دکھایا تو اس کی پوجا کرنے کے لئے بے تکلف اسی طرف چلے گئے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ کے پاس نہ مغفرت ہے نہ ہدایت۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ " پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص محض کافر بن جانے ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس کے بعد دوسرے لوگوں کو بھی اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرے، اسلام کے خلاف خفیہ سازشیں اور اعلانیہ تدبیریں شروع کر دے، اور اپنی قوت اس سعی و جہد میں صرف کرنے لگے کہ کفر کا بول بالا ہو اور اس کے مقابلہ میں اللہ کے دین کا جھنڈا سرنگوں ہو جائے۔ یہ کفر میں مزید ترقی، اور ایک جرم پر پے درپے جرائم کا اضافہ ہے جس کا وبال بھی مجرد کفر سے لازماً زیادہ ہونا چاہیئے۔"

(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۰۷،۴۰۸)

(۱۷۔ ہ) ہم بہت مختصر سا مطلب سمجھانا چاہتے ہیں۔

علامہ نے جو کچھ سمجھا اُس کی تفصیل ہم نے بلا تکلف لکھ دی مگر یہ ساری تفصیل سمٹ کر ایک جامع و مانع واقعہ میں آ جاتی ہے۔ یعنی جن مومنین کا ذکر خیر ہو تا رہا ہے وہ مخصوص العقیدہ مومن تھے۔ وہ حضرات اسلام کی ہر چیز پر ایمان لائے تھے۔ مگر اُن کا ایمان اُن کی اپنی بصیرت کے ماتحت تھا۔ وہ قرآن اور رسولؐ کے الفاظ کی پگڈنڈی پر نہ چلتے تھے۔ وہ اندھی تقلید نہ کرتے تھے وہ قرآن کو سمجھنے میں اپنی عقل کی شاہراہ پر چلتے تھے جس بات کو اُن کی عقل پسند نہ کرتی تھی اُس کا انکار کرتے تھے اور جس طریقے سے وہی بات عقل کے ماتحت آ جاتی تھی اس طریقہ پر ایمان لے آتے تھے۔ یعنی اُن کا سمجھا ہوا اللہ اور تھا۔ اُن کا رسولؐ ایک مجتہد تھا۔ جس سے صحیح اور غلط دونوں قسم کے فیصلے وقوع میں آتے تھے۔ اُن کا قرآن بھی اور تھا۔ یعنی وہ قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہر ضرورت اور ہر مسئلے کا تدارک نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ۔ یعنی انہوں نے اپنے لئے خود سوچ سمجھ کر عقائد و اعمال طے کئے تھے۔ اتنی سی بات اگر سمجھ لی جائے تو علامہ کی گمراہ کن تفصیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی قسم کی من گھڑت تفاصیل میں گھما پھرا کر حقیقت کو گم کرتے رہنے کا دستور رہا ہے۔ اور ہمیں اُس بھول بھلیاں کو مسمار کرنے میں بات کو طول دینا پڑتا ہے۔ الغرض وہ ایسے مومن تھے کہ اُن کے ایمان سے نہ اللہ خوش تھا نہ رسولؐ راضی تھا۔ اس لئے کہ اُنہوں نے اللہ و رسولؐ اور قرآن کو اپنی عقل و بصیرت کے ماتحت کر لیا تھا۔ اور اللہ و رسولؐ چاہتے تھے کہ وہ اپنی جان و مال و عقل و بصیرت کو اللہ و رسولؐ کے ماتحت رکھیں۔

(۱۸)خود ساختہ اسلام کے مومنین کا حال قیامت تک طے شدہ ہے۔

اُس مخصوص العقیدہ کثرت کا حال اسلامی ریکارڈ میں فریقین کے یہاں محفوظ رکھا ہے۔ لیکن جو علماخود بھی اُسی قسم کا ایمان رکھتے رہے وہ اس ریکارڈ کو اگر مسلم عوام کے سامنے لے آتے تو اُنہیں اُمت میں لیڈری اور راہنمائی تو کہاں زندہ رہنا مشکل ہو جاتا لیکن ہم کتابوں میں دفن کردہ حقائق کو پبلک کے سامنے رکھ دینا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ لہٰذا پہلے یہ سنئے کہ ابلیس نے یہ کہا تھا کہ:

قَالَ فَبِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَٰطَكَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَءَاتِيَنَّهُم مِّنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَٰنِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَٰكِرِينَ ﴿١٧﴾ الأعراف

" اچھا جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔ " (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۱۳)

(۱۸۔الف)ابلیس اور اُس کا گروہ صراط مستقیم پر پہرہ دیتا رہا۔

علامہ کا یہ ترجمہ اور اس پر حاشیہ نمبر ۱۲ تصدیق کرتا ہے کہ روز اوّل سے ابلیس نے صراط مستقیم پر پہرہ لگا رکھا ہے اور مسلسل انسانوں کو روکنے اور دوسرے راستے پر لے جانے کا انتظام کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا جس کثرت کو عہد رسولؐ میں ابلیس نے اپنی راہ پر لگایا تھا۔ (إِنَّمَا ٱسْتَزَلَّهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا۟ ﴿١٥٥﴾ آلِ عمران) اور اس نے ابلیسی راہ اختیار کرنے کی کمائی کی تھی اُسی کثرت کو، اُمت مسلمہ کو صراط مستقیم سے دور رکھنے اور ابلیسی راہ کو صراط مستقیم ثابت کرنے کے لئے ابلیس نے چن لیا تھا۔ چنانچہ ہمیں یہ بتانے کے لئے طول دینا پڑا کہ اُس کثرت کا قائم کیا ہوا راستہ جہنم کو جاتا ہے۔ اُسے صراط مستقیم سمجھ کر گمراہ نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ قیامت کے روز وہ تمام لوگ جنہیں بخشے ہوئے بتایا جاتا ہے۔ جہنم میں جائیں گے۔ اس پر علامہ کی شہادت کے ساتھ قدیم ترین ریکارڈ سنیں۔

(۱۸۔ب)رسول اللہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ٹھکانہ حدیث میں۔

"بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل وغیرہم نے عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، ابو درداء، انس بن مالک اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے، جن کا مشترک مضمون یہ ہے کہ نبیؐ قیامت کے روز اپنے بعض اصحاب کو دیکھیں گے کہ وہ لائے جا رہے ہیں، مگر وہ آپؐ کی طرف آنے کے بجائے دوسرے رخ پر جا رہے ہوں گے یا دھکیلے جا رہے ہوں گے۔ حضورؐ اُن کو دیکھ کر عرض کریں گے کہ خدایا یہ تو میرے صحابی ہیں اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد اُنہوں نے کیا کرتوت کئے ہیں۔ یہ مضمون اتنے صحابہ سے اتنی کثیر سندوں کے ساتھ نقل ہوا ہے کہ اس کی صحت میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں"
(تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ نمبر ۱۰۷۔۱۰۸)

ہمیں علامہ کی نیت اور غرض و غایت سے فی الحال بحث کئے بغیر یہ عرض کرنا ہے کہ عہد رسولؐ کے وہ تمام مسلمان جن کا تذکرہ قرآن سے سامنے آچکا ہے۔ ہمارے اختیار کردہ اسلام سے خارج تھے۔ اُن لوگوں نے جو اسلام اختیار کیا تھا اُس کا قرآنی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اُس گروہ نے خود ہی سمجھ بوجھ کر قرآن کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ اور دانشوران قریش کے تیار کردہ نظام اجتہاد کو اسلام میں داخل کر کے ایک نیا راستہ اختیار کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ پھر قرآن سنیں اور جن صحابہ کا تذکرہ علامہ نے ابھی ابھی کیا اُن کے ایک لیڈر کا وہ بیان سنئے اور وہ ندامت و آہ و فریاد ملاحظہ کیجئے جو وہ بروز حساب اور غالباً حوض کوثر اور قرب رسولؐ سے دھکیلے جانے کے بعد اللہ کے سامنے کرتا ہے۔ اور عرصہ محشر میں کھلے میدان میں واضح الفاظ میں اُس منصوبے کی پول کھولتا ہے جو تعلیمات رسولؐ کے مقابلہ پر تیار کیا گیا تھا اور نہایت چابکدستی سے دوستی کی آڑ میں خود اُسی کے ہاتھوں سے نافذ کرایا تھا۔ اور اُسے بتایا تھا۔ کہ رسولؐ جو راستہ (صراط مستقیم) نافذ کر رہے ہیں یہ قوم و ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ تمہیں ہمارا تیار کردہ راستہ جاری کرنا چاہئے۔ چنانچہ یہ بیان دینے والا وہی شخص ہے۔ جس کے ہاتھوں خود ساختہ صراط مستقیم نافذ کیا گیا اور ہمیشہ کثرت کا مذہب رہا اس لئے کہ انسان زیادہ تر اپنے حکمرانوں کے دین کو اختیار کیا کرتے ہیں (اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ ملوکِھِمْ) بیان سنئے۔

(۱۸۔ج) عہدِ رسولؐ میں ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ کی جگہ قومی صراط گھڑنے والے دوست:

وَيَوْمَ يَعَضُّ ٱلظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَٰلَيْتَنِى ٱتَّخَذْتُ مَعَ ٱلرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَّقَدْ أَضَلَّنِى عَنِ ٱلذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِى ۗ وَكَانَ ٱلشَّيْطَٰنُ لِلْإِنسَٰنِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِى ٱتَّخَذُوا۟ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ الفرقان

(علامہ رفیع الدین مرحوم کا ترجمہ):" اور جس دن کاٹ کاٹ کھاوے گا ظالم اوپر دونوں ہاتھوں اپنے کے کہے گا اے کاش کہ پکڑتا میں ساتھ رسولؐ کے راہ۔ اے وائے ہے مجھ کو کاش کہ نہ پکڑتا فلانے کو دوست۔ البتہ تحقیق گمراہ کیا مجھ کو قرآن سے پیچھے اس کے کہ آیا میرے پاس اور ہے شیطان آدمی کو ہلاکی میں سونپنے والا اور کہا رسولؐ نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا ہے اس قرآن کو چھوڑا ہوا۔ "

(۱۸۔د) ان آیات کی وضاحت قرآنی الفاظ کی معنوی روشنی میں:

یہ بیان بتاتا ہے کہ اُس مجرم کو جہنم کی سزا سنائی جا چکی تھی اور وہ اپنے جرم اور سزا پر شدت ندامت و انفعال سے بے قرار ہو کر خود کو خود سزا دیتے ہوئے سزا کے برحق ہونے کا اعلان کر رہا تھا دوسری بات یہ ثابت ہے کہ یہ شخص عہدِ رسولؐ اور صحابہؓ رسولؐ میں سے ایک صحابی اور مخصوص صحابی ہے اوّل اس لئے کہ وہ الذکرؐ کے آنے کے قبل سے موجود تھا۔ عاقل و بالغ و دانشور تھا۔ اُس کے بعد اُس کے پاس الذکرؐ پہنچا تھا اور علما کی کثرت کی رُو سے الذکر سے عموماً قرآن مراد لیا جاتا ہے لہٰذا وہ پہلے سے موجود تھا اور قرآن نازل ہو کر اس تک بعد میں پہنچا علما کی ایک قلیل جماعت (جس سے میں بھی متفق ہوں) اور قرآن کریم ٱلذِّكْرِ سے محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مراد لیتے ہیں۔ (طلاق ۱۱۔۱۰/۶۵) ایک کو قرآن ناطق اور دوسرے کو قرآن صامت کہتے ہیں لہٰذا دونوں اُس مجرم کے پاس آئے تھے مخصوص صحابی ہونے کی دلیل بھی یہی ہے کہ عوام صحابہ تک ٱلذِّكْرِ جزوی جزوی طور پر پہنچا اور وقتی تعلق رکھا۔ لیکن یہ مجرم مکمل قرآن کے پہنچنے کا اقرار کرتا ہے یعنی اُسے جمع شدہ مکمل قرآن دیا گیا۔ لیکن اُس کے بعد بھی وہ بدستور اپنے اُس دوست کی ذاتی ہدایت پر کاربند رہا۔ جس دوست کو قیامت میں شیطان قرار دیتا ہے بہرحال اُس کے دوست کا نام " فلاں " کے پردے میں ابلیس ثانی طے پا گیا۔ تیسری بات بہت اہم ہے کہ یہ مجرم قرآن کو چھوڑنے یا قرآن کو اختیار نہ کرنے کا اقرار کرتا ہے اور آنحضرتؐ اپنی قوم کے قرآن چھوڑ دینے کی شکایت فرماتے ہیں یعنی اُس مجرم نے قرآن کو ترک کیا تو ساری قوم نے قرآن چھوڑ دیا لہٰذا وہ مجرم قوم کا محبوب لیڈر ثابت ہوا ایسا لیڈر جسے شیطان نے آمادہ کرنے پر سارا زور لگا دیا تاکہ باقی قوم پر محنت کی ضرورت ہی نہ رہے اور قوم کے افراد اُس مجرم اور محبوب راہنما کے اعتماد پر آئندہ صراط مستقیم اُسی راہ کو سمجھتے چلے جائیں جس پر یہ مجرم سرگرم سفر ہوا اور جہنم میں پہنچا۔ یہاں ابلیس نے وہ منصوبہ مکمل کر دیا جس میں اُس نے صراط مستقیم پر کیمپ قائم کرنے اور کثرت الناس کو صراط مستقیم سے دور رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ (اعراف ۱۷/۷)۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ نے اُس مجرم کو "ٱلظَّالِمُ" فرمایا ہے یعنی اُس شخص میں ظلم کی تمام صورتیں، تمام اقسام اور ظلم کے تمام پہلو مجتمع تھے۔ اور اُمت محمدیہؐ میں ہر ظالم کے مظالم میں اُس کی رکھی ہوئی بنیاد پر تعمیر ہوتی گئی۔ اور تمام مظالم میں اُس کا حصہ ہے یعنی یوں بھی وہ مجرم کلیدی مقام کا حامل تھا۔ پھر یہ سمجھنا اشد ضروری ہے کہ وہ مجرم وہ ٱلظَّالِمُ ندامت سے سر و سینہ نہیں پیٹتا... بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں کو چباتا ہے۔ یعنی جس عظیم الشان بے راہ روی، غلط کاری اور ظلم کی راہ پر وہ چلا اور پوری قوم کو لے گیا وہ راہ اُن دونوں ہاتھوں سے تیار و اختیار کی گئی تھی۔ مثلاً دونوں ہاتھوں سے معاہدہ یا عہد کیا یا لیا گیا تھا جیسا کہ " میں تمہارے لئے فلاں فلاں چیزوں کا ضامن و ذمہ دار رہوں گا اور تم میرے لئے فلاں فلاں ذمہ داریاں پوری کرو گے " یہ بھی ایک بڑی ذمہ دارانہ پوزیشن کا پتہ دیتا ہے۔ پھر وہ مجرم کہتا ہے کہ اُس کا ایک دوست اُس سے رسولؐ اللہ کا راستہ یعنی صراط مستقیم چھڑاتا ہے اور قرآن یا رسولؐ یا دونوں کی تعلیم و تبلیغ کے بعد چھڑاتا ہے اور وہ خوشی سے چھوڑتا ہے اور اپنے دوست کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ دوست، وہ فلاں شخص، وہ شیطان یا ثانیٔ ابلیس ایک عالم و فاضل و دانشور اور ماہر مذہبیات و سیاسیات و عمرانیات و قومیات شخص

تھا۔ جس کے بیانات قرآن اور رسولؐ کے دیئے ہوئے بیانات سے زیادہ واضح زیادہ مفید اور زیادہ قابل عمل ونتیجہ خیز تھے جن کے روبرو یہ اَلظَّالِمُ لاجواب ہوجاتا تھا۔ یہاں یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ وہ اَلظَّالِمُ خود عرب تھا قوم رسولؐ یا قریش سے تھا۔ اور عربی بیانات قرآن سے بہتر نہیں ہوسکتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے اُن دونوں یاروں کو کافر ومنافق نہیں فرمایا بڑے سے بڑا اور برے سے برالفظ اَلظَّالِمُ فرمایا ہے۔ اور قرآن کو مہجور کرنے کا جرم عائد کیا ہے۔ یعنی اُنہوں نے قرآن کو کلیۃً ترک نہیں کیا اور بالکلیہ اختیار بھی نہیں کیا اس لئے نہ وہ کافر ہوئے اور نہ جیسے مومن قرآن چاہتا تھا ویسے مومن بنے۔ بلکہ اُنہوں نے قرآن ورسول کی آمرانہ وحاکمانہ پوزیشن کو ترک کیا اور قرآن سے ہدایت طلبی کو اپنے دانشکدہ کے ماتحت کردیا یعنی وہ قرآن فہمی میں عقل کے اُس معیار پر بیانات دیتا تھا جو ابلیس کی عقل سے ٹکرلے اور زیبائش وآرائش اور دلفریبی کی معراج تک جاپہنچے اور یہ بیچارا اَلظَّالِمُ تو ایک دوست تھا۔ جس کا دل ودماغ پہلے اس شیطان کے قابو میں تھا وہ شخص تو اپنی اسکیموں اور لیکچروں سے رسول اللہ تک کو موہ لینے کی کوشش میں رہتا تھا۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ:

وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يُعۡجِبُكَ قَوۡلُهُۥ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَيُشۡهِدُ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلۡبِهِۦ وَهُوَ أَلَدُّ ٱلۡخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾ البقرۃ

"اُن لوگوں میں سے وہ شخص بھی زیر نظر رہے جس کی تقریریں دنیا میں طرز حیات پر آپ کو حیران کن پسندیدہ معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنی باتوں کے حق ہونے اور پرخلوص ہونے پر اللہ کو گواہ بناتا جاتا ہے اور وہی تو وہ شخص ہے جو تمہارے تمام دشمنوں میں سے سب سے زیادہ بحث ومباحثہ میں غالب آتا ہے۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ اپنی بحثوں میں قرآن ہی سے رنگ بھرتا تھا۔ اس لئے دنیا میں زندگی بسر کرنے کی اسکیم جو اُس نے بنائی تھی وہ لاجواب تھی اور قوم کے تمام دانشور اور عوام دل کی گہرائی سے اُسے صراط مستقیم سمجھنے لگے تھے۔ اور چونکہ اُس منصوبے میں اسلام کی ہر بنیادی چیز کا اقرار موجود تھا اس لئے اُس پر شک وشبہ بھی نہ ہوتا تھا۔ پھر یہ کہ اُن دونوں یاروں کے نام کو "فلاں کے پردہ میں" رکھا گیا۔ اور پردہ اللہ ورسولؐ نے ڈالا اس میں بھی اُن دونوں کی پوزیشن نہایت اہم ہوجاتی ہے۔ اتنی ہی اہم جتنی اہم پوزیشن پوری قوم کی تھی اور جسے رسولؐ اللہ نے یوں بھی ظاہر فرمایا تھا کہ:" اے عائشہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تیری قوم تازہ تازہ کفر سے اسلام لائی ہے اور پھر مرتد ہوجائے گی تو میں کعبہ کو توڑ کر اُس کی صحیح بنیادوں پر تعمیر کراتا۔"(حدیث) یعنی اُن دونوں کے ناموں کو ظاہر کرنے میں بھی پوری قوم کے اعلانیہ کفر کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا اُن دونوں یاروں کے نام پوشیدہ رکھے گئے اور اسی قسم کے بہت سے موٹے موٹے افراد کے نام مخصوصین کے سوا عوام کو نہیں بتائے گئے اس لئے بھی کہ اُن کے بطن سے مومنین ومومنات پیدا ہونا تھے جنہوں نے اسلام پر جان ومال قربان کرنا تھا۔ لہٰذا اسی اصول سے برداشت کیا گیا جس اصول پر ابلیس اوراس کے قبیلے کو برداشت کیا، طویل عمر کے ساتھ ساتھ اختیارات دیئے گئے۔ اور اس کی پرواہ نہ کی گئی کہ وہ اربوں سنکھوں انسانوں کو گمراہ کریں گے۔ اس لئے کہ ہر انسان کو عقل دی گئی ہے حق وباطل اور مفید ومضر میں تمیز جانوروں تک کو حاصل ہے اگر لوگ محض باپ دادا اور اپنے بھکاری خانہ پروردہ ملانٹوں کی اندھی تقلید کرتے رہے اور کرتے رہیں تو اس حق کی کیا خطا ہے قرآن نے کھول کھول کر اپنے زمانہ کے تمام گمراہ کنندوں کے حُلیے، صفات اور کارنامے بیان کردیئے ہیں۔ لیکن اگر اُسے بلا سمجھے پڑھنا کافی اور ذریعہ ثواب بنالیا جائے تو اُس میں قرآن کی یا اللہ کی کیا خطا ہے؟ اگر قومی تعصب کی بنا پر دوسروں کی بات ہی سننا گناہ قرار دے لیا جائے تو اللہ کو بے چینی کیوں ہو؟ شیعہ، سنی اور وہابی ایک دوسرے کے قرآن کو بھی نہ پڑھیں تو مترجمین کی کیا خطا ہے؟ ہم پہلے شخص ہیں کہ اہل سنت کے اوّلین مترجم کا ترجمہ ساتھ ساتھ شائع کررہے ہیں۔ اور ہمارے احباب بلاتکلف ہر مکتب فکر کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں لہٰذا اُن سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ تم نے فلاں فرقہ کی کتابیں کیوں نہ پڑھیں کہ تمہیں فلاں مسئلہ کا اختلاف اور حق وباطل کا فرق معلوم ہوسکتا۔ تم تیلی کے بیل کی طرح تقلید کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر کیوں گھومتے رہے؟

(۱۹) خودساختہ اسلام کے مومنین نے اللہ، قرآن اور رسولؐ کو کس طرح مانا؟

یہاں تک یہ بات ثابت ہوگئی کہ صراط مستقیم پر کبھی کسی اُمت کی کثرت عمل پیرا نہیں رہی ہے۔ اور اُسی بنا پر کثرت معیار جہل وحماقت

وگمراہی تو ضرور رہی ہے لیکن کثرت کو معیارِ حق بننے کا کبھی موقع نہ مل سکا۔ پھر قرآن سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عہدِ رسولؐ میں اعلانِ نبوت کے پہلے دن سے ہی مسلمانوں میں دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک گروہ نے اپنی عقل و بصیرت اور قلب کی رضامندی کے ساتھ اپنی ذات اور اُس کے تمام متعلقات کو رسولؐ کے سپرد کر دیا اور طے کر لیا کہ رسولؐ کی ہر بات، ہر فیصلہ تسلیم کریں گے رسولؐ پر کوئی تنقید اور اعتراض کرنا کفر و گمراہی سمجھیں گے قرآن اور قولِ رسولؐ کی لفظ بلفظ اطاعت کریں گے اپنی ذاتی و جماعتی و قومی مصلحتوں کو کہیں دخل نہ دیں گے۔ دوسرے گروہ نے اپنی ذات اور عقل و بصیرت کو اپنا راہ نما بنایا اور طے کیا کہ وہ اللہ، رسولؐ اور قرآن کی وہ بات بلفظہٖ قبول کرے گا جو سو فیصد اُن کی ذاتی یا جماعتی یا قومی بصیرت کے مطابق ہو گی جو بات اس معیار پر نہ اترے گی اُس کو اپنی ذاتی و جماعتی و قومی عقل و بصیرت پر فٹ کرنے کے لئے تاویل کرے گا، معنی بدلے گا، صورتِ عمل تبدیل کرے گا۔ مصالح کے سانچے میں ڈھالے گا۔ اگر کسی قاعدہ سے وہ فٹ نہ ہو گی تو اُسے منسوخ، مشتبہ یا متشابہ کہہ کر کولڈ اسٹوریج میں جمع کر دے گا۔ چنانچہ اُس دانشور گروہ نے قرآن کریم اور رسولؐ کریم کے ہر بیان کی اور ہر لفظ کی جانچ پڑتال اور اپنی پسندیدہ تعبیر و تفہیم جاری رکھی جس سے ہر عقیدہ اور ہر حکم کی ایک دوسری صورت زیرِ بحث آنے لگی۔ اور مسلمانوں میں اختلاف نے راہ پالی وہ تمام بحثیں اور اختلاف قرآن نے ریکارڈ کئے ہیں۔ قرآن میں یہ دانشور گروہ اوّل الذکر گروہ کو جاہل و سفیہہ اور عقل کا اندھا کہتا ہوا ملے گا۔ اور حدیث میں اُس گروہ کے کچھ ایسے دانشور بھی ملیں گے جو مناسب مواقع پر خود رسولؐ کو نصیحت کرتے ہوئے اور غلطیوں پر ٹوکتے ہوئے، رسولؐ کی اصلاح کرتے ہوئے پائے جائیں گے۔ اور وہ گروہ بھی حدیث کی کتابوں میں مل جائے گا جو بعض ایسے رفیع الشان صحابہ کے نام بتائے گا جن کے خیالات کی تائید میں وحی نازل ہوا کرتی تھی اور اکثر و بیشتر اُن کی بات رسولؐ کے مقابلہ میں صحیح ثابت کرنے کے لئے آیات اُترا کرتی تھیں۔ بہر حال یہ دانشور گروہ رسولؐ اور قرآن پر لفظ بلفظ ایمان نہ لایا تھا۔ اُن کا ایمان معقول تھا، جس کے لئے اُن کے پاس اپنے عقلی دلائل تھے۔ لیکن اوّل الذکر مومنین کا گروہ اپنی عقل کو دخل دیئے بغیر ہر بات پر اور ہر لفظ پر اُسی طرح ایمان لاتا گیا جیسے وہ بات رسولؐ کے منہ سے نکلی یا آیات میں تلاوت ہوئی۔ اُن کے نزدیک رسولؐ کے یا قرآن کے الفاظ یا معنی کو بدلنا حرام تھا۔ اُنہوں نے سنا کہ بعض صحابہ کو اللہ نے یہ جواب دیا کہ:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿٢﴾ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾ النجم

"تمہارا صاحب نہ تو گمراہ ہوا ہے اور نہ اُسے بہکایا جاسکا ہے وہ نچلے درجہ کی گھٹیا باتیں کرتا ہی نہیں وہ جو بات بھی کہتا ہے وہ ہماری بھیجی ہوئی وحی کے علاوہ کچھ اور ہوتی ہی نہیں ہے۔"

اوّل الذکر مومنین نے حسبِ قاعدہ لفظ بلفظ یہ عقیدہ گرہ میں باندھ لیا کہ رسولؐ کسی بھی حال میں ہوں اور کسی بھی معاملے میں منہ سے جو بات نکالیں وہ وحی خداوندی ہوتی ہے لہٰذا اُن کی کسی بات پر شک کرنا، یا اُن کی بات میں خامی یا غلطی سمجھنا کفر ہے۔ اس لئے کہ وحی خداوندی میں نہ خامی ہو سکتی ہے نہ غلطی ممکن ہے لیکن عہدِ رسولؐ کے قد آور مومنین اور مذکورہ دانشوروں نے جو سوچا اور جو نتیجہ نکالا اور رسولؐ کی پوزیشن کے متعلق جو عقیدہ رکھا وہ بعینہٖ علامہ مودودی کے عقائد ہیں۔ وہ بھی مندرجہ بالا آیات پر نمونہ کی بحث یوں کرتے ہیں کہ:

(۱) "آیا اس کا اطلاق اُن ساری باتوں پر ہوتا ہے جو آپؐ بولتے تھے یا بعض باتوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور بعض باتوں پر نہیں ہوتا؟" اور لکھا۔ (۲) "رہیں دوسری باتیں جو قرآن کے علاوہ آنحضرتؐ کی زبانِ مبارک سے ادا ہوتی تھیں تو وہ لامحالہ تین ہی قسموں کی ہو سکتی تھیں" پھر کہا کہ: (۳) "بسا اوقات (معاذ اللہ۔ احسن) آپ نے اپنے (دانشور۔ احسن) ساتھیوں سے (صحیح راہ عمل سیکھنے کے لئے۔ احسن) مشورہ بھی لیا ہے۔ اپنی (غلط۔ احسن) رائے چھوڑ کر اُن (دانشور صحابہ۔ احسن) کی رائے بھی مانی ہے۔ بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ آپؐ نے اپنے "اجتہاد" سے کوئی بات کی ہے اور بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے خلاف ہدایت آگئی (تاکہ رسولؐ کی غلط بات پر عمل جاری نہ رہے۔ احسن) اس لئے جہاں آپ کا اجتہاد ذرا بھی اللہ کی پسند سے ہٹا ہے وہاں فوراً وحی سے اُس کی اصلاح کر دی گئی" اور یہ کہ: (۴) "تیسری قسم کی باتیں وہ تھیں جو آپؐ (خاطی۔ احسن) انسان ہونے کی حیثیت سے زندگی کے عام معاملات میں کرتے تھے" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵)

قارئین نے دیکھ لیا کہ علامہ اور علامہ کے وہ بزرگ جن کا تفصیلی تذکرہ قرآن سے پیش کیا گیا رسول کی باتوں اور فیصلوں کو ہر حال میں غلطی سے پاک نہیں مانتے اور اپنے ان عقائد کے لئے انہوں نے چند روایات گھڑ کر یہ دکھایا ہے کہ بہت سے معاملات میں رسولؐ اللہ (معاذاللہ) مذکورہ دانشوروں سے کم علم تھے اور صحیح بات اُن سے سیکھا کرتے تھے۔ اکثر غلط فیصلے کر ڈالتے تھے جو اللہ کی پسند اور معیار کے خلاف ہوتے تھے۔ اور زندگی کے عام معاملات میں بالکل عام آدمیوں کی طرح تھے اور یہ سب لکھ کر یہ بھی اُسی سانس میں فرما دیا ہے کہ:

(ا) " میں کبھی حق کے سوا کوئی بات نہیں کہتا"۔ لَا اَقُولُ اِلاَّ حَقّاً (ایضاً)

بتائیے علامہ اور اُن دانشوروں کو سچا سمجھیں یا رسولؐ کو ؟ اور سنئے۔

(۲)"کسی صحابی (یعنی دانشور۔احسن) نے عرض کیا۔ فَاِنَّکَ تُدَاعِبُنَا یَارَسُوْلَ اللہ ۔یعنی کبھی کبھی آپ ہم لوگوں سے ہنسی مذاق بھی تو کر لیتے ہیں؟" فرمایا اِنِیْ لَا اَقُوْلُ اِلاَّ حَقّاً ۔فی الواقع میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔" (ایضاً)

ظاہر ہے کہ یہ دانشور ہنسی مذاق کی آڑ میں رسولؐ کو غلط ثابت کرنا چاہتا تھا۔

(۳) عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جو کچھ بھی رسولؐ اللہ کی زبان مبارک سے سنتا تھا وہ لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اُسے محفوظ کرلوں۔ قریش کے (دانشور۔احسن) لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہنے لگے "تم ہر بات لکھتے چلے جاتے ہو۔ حالانکہ رسولؐ اللہ (خاطی۔احسن) انسان ہیں۔ کبھی غصہ میں بھی کوئی بات فرما دیتے ہیں (مطلب یہ کہ اوبے وقوف شخص کم از کم غصہ کی بات کو تو وحی نہ سمجھ۔احسن) اس پر میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ بعد میں، میں نے اس بات کا ذکر حضورؐ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ: اُکْتُبْ۔ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا خَرَجَ مِنِّیْ اِلَّا الْحَقُّ ۔ تم لکھتے جاؤ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی ہے۔ "(ایضاً)

اب سوچئے کہ اللہ نے قرآن میں رسولؐ کی قوم قریش کی کلیۃً اور مطلق گمراہی کا ذکر کیوں کیا تھا؟ کیوں اُس دانشور طبقہ کو جہنمی فرمایا گیا؟ آپ نے دیکھ لیا کہ رسولؐ اللہ زندگی بھر فرماتے رہے کہ اُن کی ہر بات حق ہوتی ہے قرآن نے طرح طرح اس حق کی ذمہ داری لی لیکن نہ اس اوّلین کثرت نے اس بات کو صحیح سمجھا نہ علامہ نے یہ سب کچھ پڑھ کر اور خود ابھی ابھی لکھ کر اُسے حق سمجھا اور نہ مندرجہ بالا چار نمبروں کی بکواس غیر ضروری ہوتی۔ نہیں یہ گروہ روز اوّل سے اپنے اوّلین بزرگ ابلیس سے سن چکا تھا کہ نبیؐ کو ہر گز اُس کا صحیح مقام نہ دینا۔ آپ نے دیکھا کہ عبداللہ کو ہر بات لکھنے سے روکنے والے بھی قریش ہی ہیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ رسولؐ کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات آگے بڑھتی اُمت میں پھیلتی اور ریکارڈ میں تحریر ہوتی چلی جاتی۔ اس لئے اُنہوں نے بڑے بڑے راویوں کو تازیانے لگوائے اور لوگوں کو خوف زدہ کر کے اُن کا منہ بند کر دیا اور رسولؐ اور اہل بیتؑ کی کوئی ایسی بات باہر نہ نکلنے دی جو اُن کی پالیسی کے خلاف ہو اور اس طرح اسلامی حقائق کی جگہ اپنے خود ساختہ اسلام اور اپنی گھڑی ہوئی تاریخ وتفسیر و احادیث کو اُمت میں پھیلایا لیکن عبداللہ جیسے بہت لوگ حقیقی ریکارڈ تیار کرتے اور دست بدست آگے بڑھاتے اور موقع ملنے پر دشمنان اسلام کا توڑ کرتے رہے۔ چنانچہ ایک ایسی بات سن لیں جس سے عہد رسولؐ کی کثرت کے مذہب اور بعد رسولؐ اُن کے کردار سے پردہ اٹھ جاتا ہے چنانچہ حدیث کی معتبر ترین کتاب بخاری کتاب الاعتصام پارہ نمبر ۲۹ میں ایک باب کا نام ہے:

" بَابٌ قَوْلُ النبی ﷺ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ "

"وہ باب جس میں نبیؐ نے یہ فرمایا کہ یقیناً تم سب اپنے سے پہلوں کی سنتوں کی پیروی کروگے۔"

اس کے بعد دو حدیثیں لکھی ہیں۔

ا۔عن ابی ھریرۃ عن النبیﷺ قال لا تقوم السّاعۃ حتّی تَاْخُذَ اُمَّتِی باخذالقرونِ قبلھا شِبْرًا بِشِبْرٍ و ذَرَاعًا بِذَرَاعً۔ فقیل یا رسولﷺ اللہ کَفَارِسَ والرُّوْمِ؟ قَالَ ومَن الناس اِلاّ اُولٰئِكَ؟

(ا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول نے فرمایا کہ:"قیامت اُس وقت تک آئے گی ہی نہیں جب تک میری اُمت سابقہ تمام زمانوں کے لوگوں کی بالشت در بالشت اور ہاتھ سے ہاتھ اُن کے راستے کی پیروی نہ کرلے پوچھا گیا کہ حضورؐ کیا یہ اُمت اہل فارس اور روم کی پیروی بھی کرے گی؟ فرمایا کہ اُن کے علاوہ انسان اور کون سے ہوتے ہیں؟"

۲۔عن ابی سعید الخدری عن النبیﷺ قال لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبلکم شِبْرًا شِبْرًا وَذَرَاعًا ذَرَاعًا۔ حتیٰ لَوْدَخَلُوْ حجر ضبٍّ تَبَعْتُمُوْھُمْ قلنا یارسولﷺ اللہ الیھود والنصّارٰی؟ قال فَمَنْ؟ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۸ مطبوعہ اصحح المطابع کراچی)

(۲) ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ نے رسولؐ سے روایت کیا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ:"یقیناً تم لوگ یعنی صحابہ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی سنتوں کی قدم بقدم اور انچ بہ انچ ناپ کر پیروی کروگے حد یہ ہے کہ اُن میں سے اگر کوئی گوہ کے سوراخ میں گھسا ہوگا تو تم بھی گھسو گے۔ ہم نے پوچھا کہ یارسولؐ اللہ کیا ہم یہود و نصاریٰ کی پیروی بھی اسی طرح کریں گے؟ فرمایا کہ میرا مطلب یہود و نصاریٰ کو بھی شامل کرتا ہے"

ایک بڑی مستند اور بڑی طویل حدیث میں یہ بھی دیکھ لیں کہ عہد رسولؐ کی کثرت اسلام اور قرآن کا کیا حال کرکے چھوڑے گی۔

سَیَاتِیْ علیکم زَمَانٌ لَا یَبْقِیْ فِیْہِ مِنَ القرآن الا رسمہ وَلَا مِنَ الاسلام اِلَّا اسمہ و مساجدھم یَوْمَئِذٍ عَامِرَۃٌ مِنَ البِنآء، خَرَابٌ مِنَ الْھُدیٰ سُکَّانُھَا و عُمَّارُھَا شَرّ اھل الارض منھم تخرج الفتنۃ والیھم تاوی الخطیٔۃ یُرَدُّوْن مَن شذّعنھا فیھا و یسوقون مَن تاخّر منھا الیھا و فقھاء ذلك الزمان شرّ فتھا تحت ظل السماء

"عنقریب تم پر وہ زمانہ آئے گا جب اس قرآن کی تعلیم میں سے قرآن کے الفاظ کے علاوہ کچھ نہ بچے گا اور نہ اسلام کے نام کے سوا کچھ باقی رہے گا۔ اُس دن اُن کی مسجدیں فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہوں گی۔ لیکن ہدایت کے معاملہ میں کھنڈر اور ویران ہوں گی اُن مساجد کو تعمیر کرنے اور اُن کا انتظام کرنے والے لوگ ساری دنیا کے شرپسندوں سے زیادہ شرپرست ہوں گے اور یہ مسجدیں فتنہ وفساد کا ٹھکانا ہوں گی وہی لوگ ہر گناہ اور فتنہ کی ایجاد کریں گے اور اُمت میں پھیلائیں گے اور تمام فتنہ سامانیاں اُن ہی کی پناہ میں رہیں گی۔ جو کوئی اُن فتنوں سے نکلنا چاہے گا اُسے گھیر کر اس میں داخل کریں گے اور جو داخل ہونے میں دیر کرے گا اُسے ہانک کر اُس میں دھکیل دیں گے۔ اُس زمانے کے فتویٰ ساز ایسے شرانگیز ہوں گے کہ آسمان کے نیچے ویسے نہ گزرے ہوں گے۔" یہ قرآن کو مہجور کرنے والی آیت (۳۰/۲۵) کی توضیح ہے۔ اور اللہ و محمدؐ کا انتظام آج اُن کی تاریخ، اُن کی خود ساختہ پوزیشن اور مذہب کی دھجیاں اُڑا چکا ہے اور اُن کا باطل پرست ہونا اس سے ثابت ہے کہ آج علوم کائنات اور وسائل حیات کے لئے وہ اللہ، رسولؐ اور قرآن سے نہیں بلکہ جن اقوام کی سنتوں کی پیروی کرتے رہے اُن سے بھیک مانگ رہے ہیں اور یہ محرومی و ناکامی کا چیختا ہوا ثبوت ہے۔ اور اس محرومی کو اُنہوں نے خوشی سے اختیار کیا تھا اور چند صدیوں کی حکمرانی پر دین اور مجسم صراط مستقیم کو قربان کردیا تھا۔ اُن کو طرح طرح سمجھایا مگر پہلی دعوت پہلی تبلیغ سے لے کر حجۃ الوداع کے اعلان تک برابر انکار کیا۔ اسلامی تعلیم سے بچ نکلنے کی راہیں نکالنے کے لئے یہود و نصاریٰ اور دانشوران اقوام کی مدد حاصل کی، قرآن کی بنیاد پر ایک مجتہدانہ اسلام تیار کیا۔ اُس پر چلے اور خوب چلے، راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو اکھیڑ پھینکا خاندان رسولؐ کا قتل عام کیا، آخر دنیا کو فتنہ و فساد سے لبریز کرکے اُس میں ڈوب گئے اور آج دنیا کی پس ماندہ اقوام میں کھڑے کافروں اور بے دینوں سے مدد مانگ رہے ہیں اور اب قرآن سے مایوس ہوچکے ہیں۔

(۲۰) صراط مستقیم خیالی ہی چیز نہ تھی بلکہ مجسم صراط مستقیم پیش کرکے آنکھوں سے دکھایا گیا تھا۔

لیکن ہم اُنہیں قرآن سناتے رہیں گے آیئے اُنہیں بتایئے کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ کہہ کر سند دی تھی کہ:

وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ الشوریٰ

"یقیناً اے رسولؐ آپؐ ضرور صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کر رہے ہیں۔"

ایسی بے نام آیت کو قومی کثرت برداشت کر لیتی۔ مگر اگلی سورۂ میں یہ فرمادیا گیا کہ:

فَٱسْتَمْسِكْ بِٱلَّذِىٓ أُوحِىَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ الزخرف

"جس شخصیت کے متعلق تمہیں وحی کی جاچکی ہے۔ اُسی سے تمسک رکھو یقیناً ایسا کرنے میں تم خود بھی صراط مستقیم پر ہو۔"

بس یہ وہ ذاتؑ تھی جسے رسولؐ کی قوم روز اوّل سے نہ حکومت دینا چاہتی تھی نہ اپنا ہادی و راہنما بنانا چاہتی تھی۔ اُسی سے بچنے کے لئے نبوتؐ و حکومت ایک خاندان میں جمع نہ ہونے دینے کا نعرہ شروع کیا تھا۔ بہر حال اس آیت کی تفسیر میں امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اللہ نے جو رسولؐ اللہ سے فرمایا ہے کہ: قَالَ اِنَّكَ عَلٰی وِلَايَةِ عَلِيٍّؑ وَّ عَلِيٌّ هُوَ الصِّرَّاطُ الْمُسْتَقِيْمُ

" آپ صراط مستقیم پر ہیں "اُس کے معنی یہ ہیں کہ " ولایت علویہؑ کو قائم کرنے میں آپ حق بجانب ہیں اور علیؑ خود بھی صراط مستقیم ہیں۔ "(کافی کتاب الحجۃ باب نکت ونتف حدیث نمبر ۲۴ صفحہ ۴۱۷)

(۲۰۔الف) علیؑ ہی کے راستے کا نام صراط مستقیم ہے۔

ابلیس نے خلیفہ خداوندیؑ کے مقابلہ میں یہ مان لیا تھا کہ وہ مخلص بندوں کو گمراہ نہ کر سکے گا۔ چنانچہ اُس کا ایک اور بیان ملاحظہ ہو اور پھر آیت کی تشریح امام جعفر صادق علیہ السلام سے سن کر صراط مستقیم پر آخری آیت و حدیث نوٹ فرمالیں۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَٰطٌ عَلَىَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ الحجر

عَنْ اَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام قَالَ "هٰذَا صِرَاطُ عَلِيٍّ مُسْتَقِيم" (کافی کتاب الحجۃ باب ایضاً حدیث نمبر ۶۳)

"ابلیس نے کہا کہ اے میرے رب جس طرح تو نے مجھے بہکا دیا۔ میں بھی نسل آدمؑ کے لئے دنیا میں عقلی دلفریبیاں اور زیبائش پھیلا دوں گا اور اُن سب کو بہکا دوں گا البتہ تیرے اُن بندوں کو نہ بہکا سکوں گا جنہیں تو نے خود خالص اپنا کر لیا ہے پھر اللہ نے جواب میں فرمایا تھا۔ اور آیت کی قرأت و تلفظ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یوں کیا کہ:۔ "هٰذَا صِرَاطُ عَلِيٍّ مُسْتَقِيمٌ "وہی خلوص جو گمراہ نہ ہونے دے گا۔ ولایت علویہؑ پر ایمان ہے اور یہی علیؑ کا برقرار رہنے والا راستہ ہے۔"

(۲۰۔ب) ولایت علویہؑ پر ایمان رکھنے والوں پر نماز و اذان میں سورۂ فاتحہ وشہادۃ ثالثہ واجب ہے۔

چونکہ سورۃ فاتحہ میں اُسی صراط مستقیم پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا سکھائی گئی ہے اس لئے مسلمہ طور پر سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی خواہ اُس کے علاوہ سارا قرآن پڑھ لیا جائے اور صراط مستقیم کو سمجھنے ہی کے لئے سورۂ فاتحہ کا روزانہ کم از کم دس مرتبہ پڑھنا تمام مسلمانوں پر واجب کیا گیا تھا۔ تاکہ عہد رسولؐ سے قیامت تک نماز پڑھنے والے یہ غور کریں کہ آخر وہ کون حضرات ہیں؟ جن سے کبھی کسی حالت میں بھی خوشنودی خداوندی کے خلاف کوئی قول و فعل سرزد ہی نہ ہو سکا؟ جن سے اللہ ہر حال اور ہر زمانہ میں خوش رہا۔ اور جو مجسمہ ہدایت تھے؟ اور جن پر نعمتوں، برکتوں اور رحمتوں کے علاوہ کچھ اور نازل نہ ہوا؟ پھر وہ یہ سوچیں کہ جن لوگوں کو مقدس بنا کر اُن کے سروں پر سوار کیا گیا ہے۔ کیا وہ بچپن سے موت تک ہر حال میں ہدایت پر قائم رہے؟ اور آیا اُن میں کسی کے متعلق قرآن میں ایسا ثبوت موجود ہے؟ پھر اُنہیں سوچنا چاہئے کہ حضرت علیؑ کے سوا کسی اور نے یہ کیوں نہ کہا کہ جو کچھ پورے قرآن میں ہے وہ سب سورۂ فاتحہ میں ہے اور جو کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے وہ سب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ سب بسم اللہ کی "ب" میں ہے اور جو کچھ "ب" میں ہے وہ "ب" کے نقطہ میں ہے اور میں وہ نقطہ ہوں جو "ب" کے نیچے ہے۔ (اَنَا النُّقْطَةُ تَحْتَ الْبَآء)۔ لہٰذا محمدؐ و آل محمدؐ صلوۃ اللہ علیہم کو حقیقت اسلام سمجھنے والے مومنین سورۃ الفاتحہ اور شہادت ثالثہ یعنی اعلان ولایت کے بغیر نماز ہرگز نہ پڑھیں۔ اُن کے بغیر ہر عبادت باطل ہے۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

سُوْرَةُ الْبَقَرَة مَدَنِيَّةٌ وَّ هِيَ مِاءَتَانِ وَ سِتَّ وَ ثَمَانُونَ اٰيَةً وَ اَرْبَعُوْنَ رَكُوْعاً
مکۂ معظمہ میں تلاوت کی ابتدا ہوئی اور زمانۂ وفات تک بتدریج سُنا سُنا کر سورۂ مکمل فرمائی۔ (۴۰۔ رکوع۔ ۲۸۶۔ آیات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

الٓمّٓ ۚ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ ②

..... یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے راہ دکھاتی ہے واسطے پرہیز گاروں کے

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا

وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ ③ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ

کہ دی ہے ہم نے انکو خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے

اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ

کہ اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو کچھ اُتاری گئی ہے پہلے تجھ سے

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۭ ④ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى

اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں یہ لوگ اوپر ہدایت کے ہیں

مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤

پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے

(۱)...(۲) الف لام میم وہ کتاب ہے جس میں کوئی الجھن نہیں وہ ایسے ذمہ دار لوگوں کو ہدایت کرتی ہے (۳) جو کہ غیبت پر ایمان رکھتے ہیں، اور نظام صلوٰۃ قائم رکھتے ہیں اور ہمارے عطیات میں سے ضرورت مندوں پر خرچ کرتے ہیں (۴) اور جو لوگ اُن تمام چیزوں پر ایمان لاتے ہیں جو آپؐ پر نازل ہوئی ہیں اور جو آپؐ سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں (۵) وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ اور کامیاب ہونے والے ہیں۔

تشریحات سورۂ بقرہ:

(۱) الف لام میم: الف لام میم اللہ کے اسم اعظم کی بنیاد ہے۔ اسی قسم کے حروف بعض دوسری سورتوں کی ابتدا میں بھی آئے ہیں۔ اُن کو حروف مُقطّعات کہاجاتاہے۔ یعنی یہ حروف بعض ناموں یا جملوں میں سے شروع یا درمیان کے یا آخر کے حروف لے کر اُن ناموں یا جملوں کو ظاہر کرنے کے لئے کاٹ لئے گئے ہیں۔ جیسے بزرگوں کے ناموں پر حرف "عینؑ" لکھنے کا مطلب ہم سب "علیہ السلام" یا "عَلَيْهِمُ السلام" سمجھتے ہیں۔ اورحرف "صؐاد" دیکھتے ہی ہم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلہ سلّم پڑھتے ہیں۔ اور ثواب حاصل کرتے ہیں۔ اسی درود میں سے "صَلّی" کا صاد اور لام لے لیا گیا اور پھر اللہ کو چھوڑ دیا گیا پھر "عَلَيْهِ" میں سے عین کاٹ لیاگیا اور "سَلَّمْ" میں سے آخری حرف میم لے لیا گیا اور منقطع کیے ہوئے حرفوں کو ملا کر ایک لفظ "صَلْعَمْ" بنا لیا گیاہے۔ جسے دیکھ کر تمام مومنین آنحضرتؐ پر درود پڑھتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ وہ حروف مُقطّعات کا طریقہ اور مقصد سمجھتے ہیں اور تمام لکھے پڑھے غیر مسلم حضرات بھی ایسے حروف کو عزت و بزرگی کا نشان ضرور سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم کا یہ طریقہ دنیا کی تمام اقوام نے پسند کیا اور آج دنیا کے تمام ممالک اور تمام زبانوں میں کروڑوں حروف مقطعات استعمال ہوتے ہیں اور ان کے استعمال سے بولنے اور لکھنے میں بڑا وقت بچتاہے اور خفیہ خط وکتابت اور منصوبوں میں یہی حروف سربستہ راز (Code Words) بن جاتے ہیں ۔ کون ہے جو واپڈا کو یا یو این او یا بی بی سی یا ایم اے اور ایل ایل بی کو بے معنی سمجھتا ہو؟ بہرحال آج حروف مُقطّعات ساری دنیا پر چھا گئے اور حد بھر مفید ثابت ہوئے مگر افسوس کہ رسولؑ کی مذکورہ قوم (۲۵/۳۰)نے قرآن کریم کی دیگر آفاقی و کائناتی تعلیمات کے ساتھ ساتھ حروف مُقطّعات کے معانی اور مطالب و مقاصد کو بھی قوم کے مجتہدانہ قبرستان میں دفن کردیا اور ہاتھ جھاڑ کر کھڑی ہوگئی ۔ چنانچہ آج قرآنی حروف مُقطّعات پر سو سو سال کے چودہ تاریک پردے پڑے ہوئے ہیں ۔ یہی نہیں بلکہ بعض علما نے حروف مقطعات کی تحقیق اور چھان بین کو شرک و بدعت قرار دے کر راہ تلاش بھی بند کردی اور جو آخری نرم سے نرم بات فرمائی گئی وہ یہ ہے کہ :
”نہ تو ان حروف کا مفہوم سمجھنے پر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کا انحصار ہے اور۲۔ نہ یہی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اُن کے معانی نہ جانے گا تو اُس کے راہ راست پانے میں کوئی نقص رہ جائے گا لہٰذا ۔ ۳۔ ایک عام ناظر کے لئے کچھ ضروری نہیں ہے کہ وہ اُن کی تحقیق میں سرگرداں ہو۔“ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۹)

کوئی علامہ حضور سے پوچھتا کہ سرکار آپ کے یہ تینوں فیصلے قرآن کی کون سی آیت یا آیات سے اخذ کیے گئے ہیں؟ یقیناً یہ آپ کی ذاتی یا جماعتی رائے ہے اور ایسی رائے جس سے قرآنی حروف و الفاظ بے معنی لایعنی اور فضول ثابت ہوں مسلمہ طور پر حرام ہے ۔ قرآن کو سرسری طور پر دیکھنے والا شخص بھی یہ سمجھے بغیر نہیں رہا کہ قرآن میں حروف مقطعات کا ایک باقاعدہ نظام ہے۔اس نظام کو نہ سمجھنا اتنا سنگین جرم نہیں جتنا اس کو بے معنی و فضول قرار دینا جرم ہے ۔

(۲) مصنفین کی بے دلیل گمراہ کن باتوں پر تنقید کرنا واجب ہے ۔ علامہ نے تاکید کی ہے کہ اس قسم کے مصنفین پر تنقید لازم ہے تاکہ عوام کو گمراہی سے بچایا جاسکے ۔ فرماتے ہیں کہ: ” لوگوں کو کسی شخص یا اشخاص کے شر سے خبردار کرنا تاکہ وہ اُس کے نقصان سے بچ سکیں ۔مثلاً راویوں ، گواہوں اور مصنفین کی کمزوریاں بیان کرنا بالاتفاق جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کیوں کہ اس کے بغیر شریعت کو غلط روایتوں کی اشاعت سے ،عدالتوں کو بے انصافی سے اور عوام یا طالبان علم کو گمراہیوں سے بچانا ممکن نہیں ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد۵صفحہ ۹۲۔۹۳)

ہم کمزوریوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں ۔ مگر یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ قرآن کے ترجمہ یا تفسیر و توضیح میں جہاں جہاں ذمہ دارانِ علم و ہدایت علما کوئی غلط راہ نکالیں اُن کو ٹوکیں اور اُن سے عوام کو خبردار کریں ۔ علامہ کو اپنی ذمہ دارانہ پوزیشن کے ماتحت یہ چاہیئے تھا کہ اُنہیں حروف مقطعات کے متعلق جتنا علم تھا اُس میں محدود رہتے اور گزرجاتے۔ جیساکہ اکثر علمائے صالحین کا طریقہ رہتا چلا آیا ہے۔ لیکن اُنہوں نے تین ایسے حکم صادر فرما دیئے جن کو صادر کرنے کا اختیار اللہ نے اپنے رسولؑ کو بھی نہیں دیا تھا۔ اگر علامہ یہ کہتے کہ افسوس ہے ہمیں حروف مقطعات کا باقاعدہ علم نہیں پہنچا ورنہ ہم اپنے عقائد و اعمال و مزید تحققات میں اُن سے ضرور استفادہ کرتے تو اللہ و رسولؑ اور اُمت کی طرف سے اُن پر کوئی بھی مواخذہ نہ ہوتا۔ اُدھر تحقیق وتمنا کے دروازے بند نہ ہوجاتے مگر علامہ نے فیصلہ کر دیا کہ حروف مقطعات بالکل غیرضروری ہیں اور اللہ کے اس کلام کو ہدایت و اصلاح اور افادیت سے خارج کرکے عبث اور مہمل قرار دینا ایک ایسی جرأت و جسارت ہے جس کو روکنا ہم پر واجب تھااور ہم برابر اُن کو منظر عام پر لاتے رہیں گےاور بتائیں گے کہ :

(۳) علامہ نے ہمارا اعتراض رسولؑ کی قوم پر مستحکم کردیاہے ۔ علامہ کے دوسرے بیان کی رو سے حروف مقطعات اپنے معانی اور مطالب کے ساتھ قرآن کے اوّلین مخاطب لوگوں میں مشہورتھے اور اُن کے معنی وہ لوگ بلاکسی دقت اور مدد کے خود بخود سمجھتے تھے اور اسی بنا پر ہماری یہ شکایت جائز ہے کہ رسولؑ کی قوم (۲۵/۳۰)نے وہ معانی اور مطالب کیوں آگے نہ بڑھنے دیئے ؟ کیوں ساری اُمت کو اُن سے قیامت تک محروم کردیا ؟ علامہ کو سنیئے ”یہ مقطعات کوئی چیستان نہ تھے

جس کو بولنے والے کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو، بلکہ سامعین بالعموم جانتے تھے کہ اُن سے مراد کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کے خلاف نبیؐ کے ہم عصر مخالفین میں سے کسی نے بھی یہ اعتراض کبھی نہیں کیا کہ یہ بے معنی حروف کیسے ہیں جو تم بعض سورتوں کی ابتدا میں بولتے ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے بھی ایسی کوئی روایت منقول نہیں ہے کہ اُنہوں نے نبیؐ سے اُن (مقطعات) کے معنی پوچھے ہوں۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۹)

بات واضح ہوگئی کہ الف لام میم اور ایسے ہی تیس (۳۰) مختلف مخفّفات یا مقطّعات باقاعدہ معانی ومطالب کے حامل تھے اور اُن معانی ومفاہیم کو عہدِ رسولؐ کے مسلم و غیر مسلم مخاطب خوب سمجھتے تھے لیکن رسول اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم کے بعد کیا ہوا؟ وہ معانی ومفاہیم کہاں چلے گئے ؟ کیا عربوں پر کوئی ایسی رات گزری کہ وہ سب ایک دم عربی زبان بھول گئے تھے، اور صبح کو کوئی اور زبان بولتے ہوئے بیدار ہوئے تھے ؟ اور پھر کبھی اُنہیں سابقہ زبان واپس نہ ملی تھی؟ دوستو یہ تو ایک ایسا حادثہ ہے جسے سہولت سے نظر انداز نہیں کیاجاسکتا۔ جن حروف کے معانی ومطالب کو جاننے والے لاکھوں انسان بیک وقت موجود ہوں وہ کس طرح معنی اور مطالب سے خالی ہوگئے؟ نہ وہ لاکھوں انسان ایک دن بیک وقت مرسکتے تھے نہ سب کے سب اپنا حافظہ گم کرسکتے تھے جتنے لوگ بڈھے ہوکر مرتے تھے اُن سے زیادہ سمجھنے والے لوگ پیدا ہوتے جاتے تھے اس فطری تسلسل کو کس جادو نے توڑ دیا ؟ اور پھر یہ حادثہ تاریخ میں کیوں نہ آیا؟ قارئین نوٹ کریں اور سمجھ لیں کہ یہ ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ تاریخ و حدیث وتفسیر کی کتابیں اُسی قوم کے حکمرانوں نے لکھوائی تھیں جس نے قرآنی حقائق کو تباہ کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔(فرقان ۳۰/۲۵) لہٰذا ہوا یہ کہ راویوں کے منہ پر تالے ڈال دیئے گئے، دانشور اور اہل قلم خریدے گئے اور وہ تاریخ وغیرہ لکھوائی گئی جو اُن کے عہدِ رسولؐ والے کارناموں پر پردہ ڈال دے جواُن کے خودساختہ مذہب کو خودساختہ روایات کا سہارا دے اور ہر اُس تعلیم کو نظر انداز کردے جو رسولؐ اور قرآن کو ہمہ گیری اور عصمت مطلقہ دیتی ہو۔ چنانچہ جو حکمران حضرت علی اور اہل بیت علیہم السلام پر ساری اسلامی مملکت کی تمام مساجد اور منبروں سے ننانوے سال تک لعنت جاری کرانے پر اُمت کو رضامند رکھے اس سے کون سی بات بعید از عقل ہوسکتی ہے ۔اور اُس سے اسلام کی کون سی خدمت کی اُمید ہوسکتی ہے؟ باضمیر اور دین دار مسلمانوں کے لئے تو یہی ایک حادثہ کافی ہے اُس تمام باطل نظام پر لعنت بھیج دینے کے لئے، جس کی رو سے اُن مقدس بزرگوں پر بلا تکلف لعنت بھیجی جاتی رہے، جن پر نماز میں درود بھیجنا واجب کیاگیا تھا۔ جن کی محبت کو ایمان کی اور جن کے بغض کو کفر ونفاق کی علامت فرمایا گیا تھا (بخاری ومسلم وغیرہ) یہ کتنا بڑا انقلاب تھا؟ ایسے سینکڑوں انقلابات پر اُن کی تیار کردہ تاریخ و روایات سے پردے ڈالے گئے تھے۔ اُن ہی پردوں کے پیچھے الف لام میم (آل محمدؐ) کو چھپانے کی کوشش جاری رہتی چلی آئی ہے ۔ اور نہ معلوم کتنے علامہ اور شیخ الاسلام اُن پردوں کے پیچھے آج بھی وہی کام کررہے ہیں؟ رسولؐ اللہ کے بعد تین صدیوں تک کسی کی مجال نہ تھی کہ اُن حکمرانوں کے خلاف اعلانیہ زبان وقلم استعمال کرکے زندہ رہ سکیں ؟ البتہ طاغوتی نظام کی آنکھوں میں دھول ڈال کر عہدِ رسولؐ ہی سے حقائق ضابطہ تحریر میں لانے اور آگے بڑھانے کا کام جاری ہوگیاتھا۔ اورجب موقع ملتا تھا مناسب حقیقت کو مسلم عوام تک پہنچا دیا جاتا تھا قتل عام ہوتے رہے ۔ درختوں پر لاشیں لٹکتی رہیں ۔ رفتہ رفتہ تین سوسال بعد جابرانہ گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اور مخالف قوتیں اُبھریں ۔اُنہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور اب اُن کی تیارکردہ تاریخ وحدیث وتفسیر پر تنقید شروع ہوئی اور حق و باطل کو الگ الگ کرنے کا کام شروع ہوا۔ لیکن اُس قوم کی قومی حکومتیں اپنے دائرۂ اقتدار میں بدستور اپنے پروردہ علما اور وظیفہ خوار اہل قلم سے حقائق کوگرد آلود کرنے اور ناقدین کو کافر ومشرک کہنے اور گردن زدنی قرار دینے میں مصروف رہیں ۔ اور آج تک اُس گروہ کے لوگ اپنے چہرہ کے داغ مٹانے کے لئے خود اپنی تاریخ اپنے مرتب کرائے ہوئے ریکارڈ میں تبدیلیاں کرتے جاتے ہیں ۔ اور تاریخ وحقائق بدلنے میں اُنہوں نے یہود و نصاریٰ کو لاکھوں میل پیچھے چھوڑ دیاہے اور حدیث رسولؐ کو بڑھ چڑھ کر ثابت کردیاہے ۔

(۴) انہوں نے قرآن کو نعروں کی ایجاد کے لئے مخصوص کرلیاہے۔ علامہ جب دوسروں پر رعب ڈالنا چاہتے ہیں تو بڑی بڑی لن ترانیاں سناتے ہیں مثلاً ”یہ کتاب بھی ایک کمال درجہ کا مربوط و منظم ضابطۂ حیات پیش کرتی ہے جس میں عقائد کی بنیاد پر اخلاق، عبادات، تہذیب و تمدن، معیشت ومعاشرت، قانون و عدالت، صلح و جنگ، غرض انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر مفصل ہدایات دی گئی ہیں، اور ان میں کوئی چیز کسی دوسری چیز سے بے جوڑ نہیں ہے، درآں حالیکہ یہ نظام فکر متفرق آیات اور مختلف مواقع پر دیئے ہوئے خطبوں میں بیان کیاگیاہے۔ پھر جس طرح خدا کے باندھے ہوئے عالم بالا کا نظم اٹل ہے جس میں کبھی ذرہ برابر فرق واقع نہیں ہوتا،اسی طرح اس کتاب میں بھی جو حقائق بیان کیے گئے ہیں اور جو ہدایات دی گئی ہیں،ان کا ایک شوشہ بھی اپنی جگہ سے ہلایا نہیں جاسکتا۔“ (تفہیم القرآن جلد۵صفحہ ۲۹۱)

قارئین نوٹ کرلیں کہ علامہ نے اس بیان کے نعروں میں قرآن کریم کو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر مفصل ہدایات کی حامل کتاب ماناہے۔ اور اس میں دی ہوئی ہدایات کو کمال درجہ کا مربوط و منظم ضابطہ تسلیم کیاہے۔ حالانکہ وہ حروف مقطعات کو اس ربط و نظم و ہدایت سے ساقط کرچکے ہیں۔ اب یہ پہلے دیکھ لیں کہ علامہ اپنے نعرہ میں کس حد تک سچے ہیں اور قرآن کریم کی ہمہ گیری پر وہ ایمان لائے ہیں یا نہیں ؟

(۵) علامہ کا قرآن پر وہی ایمان ہے جو رسولؐ کی قوم (۲۵/۳۰) کا تھا۔ اللہ نے قرآن کے متعلق جو کچھ فرمایاہے اس میں سے نمونہ کی دو آیات اور علامہ کا ترجمہ پہلے پڑھیں۔

وَلَٰكِن تَصْدِيقَ ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١١١﴾ یوسف

”یہ جو کچھ قرآن میں بیان کیاجا رہا ہے یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے آئی ہوئی ہیں ان ہی کی تصدیق ہے اور ہرچیز کی تفصیل اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۴۳۸)

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ النحل

دوسری آیت کا ترجمہ : (۲)” ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کردی ہے جو ہرچیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت و بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے سر تسلیم خم کردیاہے۔“ (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۶۴)

قارئین نوٹ کریں کہ یہ دونوں آیات علامہ کے نعروں کے عین مطابق ہیں یانہیں؟ پھر یہ دیکھئے کہ ان دونوں آیات میں ہرچیز کی تفصیل اور ہرشے کے بیان کے بعد ۱۔ ہدایت ۔۲۔ رحمت ۔۳۔ اور بشارت کا الگ سے موجود ہونا مذکورہے یا نہیں؟ پھر یہ سوچئے کہ اللہ نے قرآن میں یہ تمام سامان کافروں کے لئے موجود ہونا فرمایاہے یا مومنوں اور مسلمانوں کے لئے؟ پھر دوبارہ دیکھ کر بتائیے کہ علامہ نے اپنے ترجمہ میں تمام یاکل اشیا کی تفصیل اور تمام یاکل چیزوں کا واضح بیان اور ہدایت و رحمت اوربشارت کا موجود ہونا ماناہے یانہیں؟ اگر ماناہے تو یقیناً وہ بھی مسلمان اور مومن ہیں اور اگر اُن چیزوں کا انکار کیاہے تو نہ وہ مومن و مسلم ہیں نہ یہ قرآن اُن کے لئے نازل ہوا ہے ۔

(۶) ماشاءاللہ علامہ نہ مومن ہیں نہ مسلم ہیں وہ خالص علامہ اور۵ x ۶ ہیں۔ اب وہ حضرات علامہ کا دوہرا بیان سنیں جو یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ سورۂ فرقان (۲۵/۳۰)میں اللہ نے رسولؐ کی قوم کے لئے قرآن کو مہجور کرنے سے کیابتایا تھا؟اور علامہ رفیع الدین کا ترجمہ ”پکڑا ہے چھوڑا ہوا“ اور علامہ کا ترجمہ ”اپنی بکواس کا ہدف بنالیا ہے“کیامعنی رکھتاہے؟ علامہ مذکورہ بالا دونوں آیات کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ :

پہلی وضاحت: ”یعنی ہراس چیز کی تفصیل جو انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لئے ضروری ہے۔ بعض لوگ ”ہرچیز کی تفصیل“ سے مراد خواہ مخواہ دنیا بھر کی چیزوں کی تفصیل لے لیتے ہیں اور پھر اُن کو یہ پریشانی پیش آتی ہے کہ قرآن میں جنگلات اور طب اور ریاضی اوردوسرے علوم و فنون کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی“ (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۴۳۸حاشیہ ۸۰)

دوسری وضاحت: "یعنی ہر ایسی چیز کی وضاحت جس پر ہدایت و ضلالت اور فلاح وخسران کا مدار ہے، جس کا جاننا راست روی کے لئے ضروری ہے، جس سے حق و باطل کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔ غلطی سے لوگ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور اس کی ہم معنی آیات کا مطلب یہ لے لیتے ہیں کہ قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا گیا ہے۔ پھر وہ اُسے نباہنے کے لئے قرآن سے سائنس اور فنون کے عجیب عجیب مضامین نکالنے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۶۴ حاشیہ ۸۶)

ہم علامہ پر وہاں تنقید کریں گے جہاں یہ آیات آئیں گی یہاں تو یہ دیکھ لیجئے کہ علامہ قرآن کو محض نعروں اور کاروبار کتب فروشی کی حدتک مانتے ہیں۔ ورنہ وہ کھل کر منکر قرآن ہی نہیں بلکہ مکذب القرآن ہیں۔ آپ شمار کریں کہ علامہ نے کن کن چیزوں کے قرآن میں نہ ہونے کا اعلان کیا ہے؟ اور یہ دیکھیں کہ ان کی یہ فیصلہ کن اطلاعات کون سی وحی سے حاصل ہوئی ہیں؟ اور یہ سمجھیں کہ آج اُمت کا علوم کائنات کے لئے محروم ہونا کس گروہ کے ذمہ جاتا ہے؟ اللہ قرآن کو از سر تاپا شِفا فرماتا ہے اور یہ علامہ مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے لفظ بلفظ مانتا ہے۔ حالانکہ علم طب کا قرآن میں منکر ہے۔ ترجمہ سنئے:

"ہم اس قرآن کے سلسلۂ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لئے تو شِفا اور رحمت ہے، مگر ظالموں کے لئے خسارہ کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۳۹)

علامہ کو کدھر شمار کریں؟ اُن کا صحیح مقام اور قرآن کا معجزہ اُن کی اپنی وضاحت سے دیکھ لیں۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾
الإسراء (بنی اسرائیل)
قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ﴿٤٤﴾
(حٰم سجدہ)

(۷) علامہ کے متعلق علامہ کا اپنا فیصلہ سن لیں۔

"یعنی جو لوگ قرآن کو اپنا راہنما اور اپنے لئے کتاب آئین مان لیں اُن کے لئے تو یہ (قرآن) خدا کی رحمت اور اُن کے تمام ذہنی، نفسانی، اخلاقی اور تمدنی امراض کا علاج ہے۔ (مگر طب تو اس میں نہیں تھا۔ احسن) مگر جو ظالم اسے رد کرکے اور اس کی راہنمائی سے منہ موڑ کر اپنے اوپر آپ ظلم کریں ان کو یہ قرآن اس حالت پر بھی نہیں رہنے دیتا جس پر وہ اس کے نزول سے، یا اس کے جاننے سے پہلے تھے، بلکہ یہ (قرآن) انہیں الٹا اس سے زیادہ خسارہ میں ڈال دیتا ہے۔ (یعنی کافروں، بے دینوں اور یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر حالت میں دھکیل دیتا ہے اور انہیں بھکاری بنا کر چھوڑتا ہے۔ احسن) اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک قرآن آیا نہ تھا، یا جب تک وہ اس سے واقف نہ ہوئے تھے، اُن کا خسارہ محض جہالت کا خسارہ تھا۔ مگر جب قرآن ان کے سامنے آگیا اور اس نے حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دیا تو ان پر خدا کی حجت تمام ہوگئی۔ اب اگر وہ اسے رد کر کے گمراہی پر اصرار کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جاہل نہیں بلکہ ظالم اور باطل پرست اور حق سے نفور ہیں۔ اب ان کی حیثیت وہ ہے جو زہر اور تریاق دونوں کو دیکھ کر زہر انتخاب کرنے والے کی ہوتی ہے۔ اب اپنی گمراہی کے وہ پورے ذمہ دار اور ہر گناہ جو اس کے بعد وہ کریں اس کی پوری سزا کے مستحق ہیں۔ یہ خسارہ جہالت کا نہیں بلکہ شرارت کا خسارہ ہے جسے جہالت کے خسارہ سے بڑھ کر ہی ہونا چاہئے۔" (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۶۳۹ حاشیہ ۱۰۲)

اور دوسری آیت کا ترجمہ بھی دیکھ لیں:

(۲) "ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لئے تو ہدایت اور شفا ہے، مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے یہ کانوں کی ڈاٹ اور آنکھوں کی پٹی ہے۔" (حٰم سجدہ ۴۴/۴۱ تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۶۴)

بس جناب علامہ کے لئے یہاں اسی قدر کافی ہے۔ اب آپ پلٹ کر علامہ کا حروف مقطعات کے متعلق یہ فیصلہ کن مگر سراسر جھوٹا جملہ سامنے لائیں۔ "یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ کرام سے بھی ایسی کوئی روایت منقول نہیں کہ انہوں نے نبیؐ سے ان (مقطعات) کے معنی پوچھے ہوں۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۹)

علامہ پر اعتماد رکھنے والے حضرات علامہ کے اس فیصلے کے بعد تفسیر درمنثور اور تفسیر اتقان کیوں پڑھتے؟ اس لئے علامہ نے ایک ایسی بات کہہ ڈالی جو تفسیر اتقان کے بارہ صفحات میں غلط ثابت ہے۔ اور اس تفسیر کا اردو ترجمہ بھی مارکیٹ میں موجود ہے چنانچہ حصہ دوم (صفحہ ۲۱ تا ۳۲)میں وہ تمام روایات لکھی ہوئی موجود ہیں جن میں حروف مقطعات پر عہدِ رسولؐ سے بعد تک کے تمام سوالات و جوابات و بیانات موجود ہیں۔ اور دور کیوں جائیے علامہ کا اپنا بیان کیوں نہ سن لیجئے:

(۸) علامہ کی خیانت علامہ کے قلم سے ؟ (۱)" ابن عباس، عکرمہ، ضحاک، حسن بصری اور سفیان بن عینیہ کا قول ہے کہ اس " یٰسٓ "کے معنی ہیں" اے انسان" یا "اے شخص" اور بعض مفسرین نے اُسے " یاسید" کا مخفف بھی قرار دیاہے۔ اس تاویل کی روسے ان الفاظ کے مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"(تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۲۴۵) اور سنئے:
(۲)"اگر چہ تمام حروف مقطعات کی طرح "ص"کے مفہوم کا تعین بھی مشکل ہے، لیکن ابن عباس اور ضحاک کا یہ قول بھی دل کو لگتاہے کہ اس سے مراد" صادق فی قولہ" یا " صَدَقَ مُحمدٌ " یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں، جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں۔ صاد کے حرف کو ہم اردو میں بھی اسی سے ملتے جلتے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں " میں اس پر صاد کرتا ہوں" یعنی اس کی تصدیق کرتا ہوں، یا اسے صحیح قرار دیتا ہوں۔"(تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۳۱۹)
یہاں تک یہ تو ماننا لازم ہوگیا کہ علامہ حضور دل کی گہرائی سے رسولؐ کی اُس قوم کے طرف دار و جانب دار ہیں اور قرآن کے حقائق کو چھپانے میں وہی کردار اداکررہے ہیں جس کی شکایت علامہ کی جانب دارانہ زبان میں رسولؐ اللہ کریں گے؟ کہ :
"اے میرے رب، میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو نشانۂ تضحیک بنا لیاتھا۔"(تفہیم القرآن جلد۳ صفحہ ۴۴۷)
قارئین نوٹ کریں کہ علامہ نے لفظ"کے لوگوں" اپنی طرف سے ترجمہ میں بڑھایا اور وہی کام کیا جو اس قوم پر الزام ہے وہاں الفاظ یہ ہیں" یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی" "اے میرے رب، یقیناً میری قوم نے" مگر پوری قوم کی جگہ قوم کے کچھ لوگوں کی طرف قرآن کو گھمانا چاہتے ہیں۔یعنی علامہ کا فیصلہ قوم اور علامہ کے لئے: "انہوں نے اسے اپنے ہذیان اور اپنی بکواس کا ہدف بنالیا اور اس پر طرح طرح کی باتیں چھانٹتے رہے۔"(تفہیم القرآن جلد۳ صفحہ ۴۴۷) علامہ کو مبارک باد۔

(۹) حروف مقطعات کا سرسری جائزہ اورمقام :

یہاں یہ دیکھیں کہ قرآن میں حروفِ مقطّعات کی پوزیشن کیاہے؟ اور وہ کن سورتوں کے افتتاح میں نازل ہوئے ہیں؟ اور مفردومرکب کتنے حروف مقطعات قرآن میں موجودہیں۔چنانچہ الف لام میم (الٓمّٓ) چھ سورتوں کا افتتاح کرتاہے۔ الف لام رے (الٓر)پانچ سورتوں کی کُنجی ہے حٰمٓ سات سورتوں کو شروع کراتاہے ۔ طٰسٓمٓ دو سورتوں کے ساتھ ہے۔ اورنومختلف سورتوں کے افتتاح کے لئے الگ الگ اور ایک ایک مستقل حروف مقطعات آتے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے :

نمبر سورہ	نام سورہ	مقطعات	نمبر سورہ	نام سورہ	مقطعات
۲	البقرۃ	الٓمّٓ	۳۰	الروم	الٓمّٓ
۳	آل عمرانؑ	الٓمّٓ	۳۱	لقمان	الٓمّٓ
۷	الأعراف	الٓمّٓصٓ	۳۲	السجدۃ	الٓمّٓ
۱۰	یونس	الٓر	۳۶	یٰسین	یٰسٓ
۱۱	ھود	الٓر	۳۸	ص	صٓ
۱۲	یوسف	الٓر	۴۰	المومن / غافر	حٰمٓ
۱۳	الرعد	الٓمّٓر	۴۱	سجدہ / فصلت	حٰمٓ

۱۴	ابراھیم	الٓر	۴۲	الشوریٰ	حمٓ عٓسٓقٓ
۱۵	الحجر	الٓر	۴۳	الزخرف	حمٓ
۱۹	مریم	کٓھٰیٰعٓصٓ	۴۴	الدخان	حمٓ
۲۰	طٰہٰ	طٰہٰ	۴۵	الجاثیۃ	حمٓ
۲۶	الشعراء	طٰسٓمٓ	۴۶	الاحقاف	حمٓ
۲۷	النمل	طٰسٓ	۵۰	ق	قٓ
۲۸	القصص	طٰسٓمٓ	۶۸	القلم	نٓ
۲۹	العنکبوت	الٓمٓ	-	-	-

ان اُنتیس (۲۹) سورتوں کے ساتھ تیس (۳۰) حروف مقطعات نازل ہوئے سورۂ شوریٰ کے ساتھ حمٓ اور عٓسٓقٓ ہیں۔

(۱۰) جناب علامہ رفیع الدین اعلی اللہ مقامہ کے لئے سورۂ فاتحہ کا ثواب: قارئین کرام نے یہ دیکھ لیا کہ علامہ نے چند تکلفات کے بعد حروف مقطعات میں سے یٰسٓ اور صٓ کو تسلیم تو کرلیا لیکن ترجمہ میں "یاسیدؐ" نہیں لکھا اور تو اور شیعہ مترجمین میں سے بھی کسی نے ترجمہ میں "یاسیدؐ" لکھنا پسند نہیں کیا۔ آپ جس شیعہ سنی ترجمہ کو اٹھا کر دیکھیں گے انشاء اللہ آپ کو میدان صاف ملے گا۔ حالانکہ یہ تمام حضرات ہرایک سانس میں حضورؐ کو "سید المرسلینؐ" کہتے اور لکھتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر سورۂ یٰسٓ میں یٰسٓ کا ترجمہ "یاسیدؐ" نہ کیاجائے تو قرآن کی رو سے آپ سید المرسلینؐ نہیں کہلا سکتے۔ یہی سورۂ تو ہے جس سے علمائےؒ صالحین نے یہ لقب اخذ کیا ہے۔ بہرحال اس دنیا میں سب سے پہلا اردو ترجمہ تیرہویں صدی ہجری کی ابتدا میں جناب علامہ رفیع الدین اعلی اللہ مقامہ نے پیش کیا تھا۔ اُن کے بعد دوسرے اردو ترجمے عالم وجود میں آئے۔ اُس قدیم ترین ترجمہ سے چند آیات سورۂ یٰسٓ کی ملاحظہ ہوں:

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ یٰسٓ

"اے سید، قسم ہے قرآن محکم کی، تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں میں سے ہے"

یہاں سے اور اس ترجمہ سے آپؐ سید المرسلین ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن باقی مترجمین خود اپنے عقائد سے ڈرتے ہوئے علامہ کی طرح گزرتے چلے گئے۔ اور یہ بڑی لطیف بات ہے کہ علامہ رفیع الدینؒ نے سورۂ الحمد سے بھی پہلے وہ آیت (۲۵/۳۰) لکھی ہے۔ جس میں رسولؐ کی قوم کی شکایت کی گئی ہے۔ یعنی علامہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ چاہتے ہیں کہ قاری پورے قرآن کے مطالعہ کے دوران اس قوم کو اور اس کے سلوک بالقرآن کو نظر کے روبرو رکھیں جس کی کوششیں آخر اُمت کو یہاں لے آئیں کہ آج ننانوے فیصد مسلمان قرآن تو بڑی چیز ہے۔ اس نماز کو نہیں سمجھتے جسے پانچ دفعہ پڑھتے ہیں۔ اور قرآن و عربی زبان سے اتنی دور ہوگئے ہیں جتنی دور زمین سے آسمان ہے۔ ان کو اس قوم کے لیڈروں نے یہ نسخہ بتا دیا تھا کہ قرآن میں غور وخوض خطرناک نتیجہ برآمد کرسکتاہے۔اس لئے کہ اُس میں آیات "متشابہات" یعنی وہ آیات بھی ہیں جن کے مفہوم میں (ا) اشتباہ کی گنجائش ہے۔ ایسی آیات کے مفہوم کو متعین کرنے کی جتنی زیادہ کوشش کی جائے گی۔ اتنے ہی زیادہ اشتباہات و احتمالات سے سابقہ پیش آئے گا۔ حتّٰی کہ انسان حقیقت سے قریب تر ہونے کے بجائے اور زیادہ دور ہوتا چلا جائے گا۔"(تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۲۳۴)(خلاصہ حاشیہ نمبر ۶)

اس خطرہ سے بچنے کے لئے کہا گیاکہ تمہارا کام یہ ہے کہ قرآن کو بلا سمجھے پڑھتے رہو اُس کی قرأت کا ہرحال میں ثواب ہوتا ہے۔ اُس کی سطروں پر انگلی پھرانے سے بھی تلاوت کا ثواب ہوجاتاہے۔ اُس کی حدبھر تعظیم کرو کھولو تو بوسہ دو۔ ہرگز اُس کی طرف پشت نہ کرو ہمیشہ عمدہ جزدان میں بلندسے بلند مقام پر رکھو۔رہ گیا عمل تو تم سب دانشوران قوم کی تقلید کرو جو وہ

کہتے ہیں وہ قرآن اور رسولؐ کا حکم ہے۔ نماز پابندی سے پڑھو نماز اور قرآن کے فضائل بیان کرو۔زور شور سے اعلان کرو کہ :

(۱۱) رعب ڈالنے کے لئے کھوکھلے نعرے مارتے جاؤ ایمان نہ لاؤ۔

(۲)" قرآن میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں ہے۔ پوری کتاب اوّل سے آخر تک ایک ہی مدعا ، ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی نظام فکر و عمل پیش کرتی ہے ۔ اس کا ہر جز دوسرے جز کی اور ہر مضمون دوسرے مضمون کی تصدیق و تائید و توضیح وتشریح کرتاہے اور معنی و بیان، دونوں کے لحاظ سے اس میں کامل یکسانی (Consistency) پائی جاتی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۳۶۸۔ ۳۶۹) اور زور سے ڈھنڈورا پیٹو کہ:

(۳)"اس میں انچ پینچ کی بھی کوئی بات نہیں ہے کہ عام آدمی کے لئے اس کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آئے ۔ بلکہ صاف صاف سیدھی بات کہی گئی ہے۔"(تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۳۶۹)

قارئین سوچیں کہ علامہ کے ان تینوں بیانات میں کس بیان کو سچا کہاجا سکتاہے؟ یہ تھا وہ طریقہ جو رسولؐ کی قوم نے جاری کیا تھا۔ اُسے جب ضرورت پڑتی تھی قرآن مفصل ضابطہ حیات بن جاتا تھا۔ دوسری مصلحت کے ماتحت وہ ایک ناقص و نامکمل کتاب رہ جاتی تھی تاکہ گھریلو احکام جاری کرنے کا موقع موجود رہے ۔ لوگوں کا منہ بندکرنے کے لئے اُس کی آیات خطرناک ہوجاتی تھیں ۔گمراہی کا اندیشہ رہتاتھا۔ تاکہ دانشوروں کا من مانا حکم چلے ۔اسی قسم کے اسباب تھے جن کی وجہ سے حروف مقطعات اور فضائل اہلبیتؑ کی آیات کو متشابہات کہا گیا ۔ اُن کے معانی کو غائب کیا گیا اور مطالب کو بدلا گیا تھا۔ چونکہ اس قوم نے کہاتھاکہ: "یہ نبوتؐ بنی ہاشم کے اقتدار کو عربوں پر لادنے کے لئے اٹھی ہے۔" تاکہ عرب ایمان نہ لائیں ۔ لیکن نبوتؐ نے اُن کے تمام سیاسی نعروں سے بچ کر اپنی راہ اختیار کی اور عرب دھڑا دھڑ اسلام لاتاچلاگیا تو قوم کے لیڈروں نے قومی محاذ بنانے کے لئے "نبوت اور خلافت ایک خاندان میں نہیں رہے گی" کا نعرہ شروع کیا۔

(۱۲) الٓمّٓ کا پردہ نورؑ کونمایاں کرتاہے: الغرض الف لام میم کا ہلکا ساپردہ اُسی قوم کے لیڈروں کی آنکھوں پر ڈالا گیا تھا تاکہ وہ قومی تعصب کو ہوا نہ دے سکیں اور اُنہیں "تَوْرِيَّه" کے چکر میں ڈال دیا جائے ۔ اور بقول علامہ وہ سب کچھ سمجھتے تھے ۔ لیکن پبلک کے سامنے کھل کر نہ کہہ سکتے تھے کہ یہاں محمدؐ نے اپنی آلؑ کو ہم پر مسلط کر دیاہے ۔ اس لئے کہ کسی قومی دلیل سے یہ ثابت کرنا اُن کے لئے ناممکن تھاکہ یقیناً "الٓمّٓ" سے آلؑ محمدؐ ہی مراد ہے ۔ اس لئے کہ اس کے ایک معنی یہ بھی گشت کر رہے تھے کہ "الٓمّٓ" کے الف کا مطلب آلَاءِاللّٰه ہے ۔ یعنی خدا کی نعمتیں مقصود ہیں ۔ حالانکہ آلؑ محمدؐ واقعی آلَاءِ اللّٰه بھی تھے اور کہاجا رہا تھاکہ لام سے لطف اللہ مراد ہے اور میم سے مجداللہ یعنی اللہ کی بزرگی مقصود ہے(تفسیر درمنثور) لہٰذا وہ مومنین جو قومی لیڈروں کے خفیہ منصوبے (عمران۱۵۴/۳) کو بے اثر کرنے پر تعینات تھے۔ وہ "الٓمّٓ" کا تحفظ کرتے رہتے تھے اور ایسے معنی بیان کردیتے تھے جواہل بیتؑ کے دوسرے القابات ہوتے تھے اور یوں قومی دانشور سرپکڑ کر اور ہاتھ چباکر رہ جاتے تھے اور تبلیغ آگے ہی آگے بڑھتی چلی جاتی تھی ۔ قارئین حروف مقطعات کے نقشے کو دیکھیں کہ جہاں جہاں بھی الٓمّٓ آیاہے وہاں دو مدّ موجود ہیں اور" الٓمّٓ" میں لفظ " آل" صاف دکھائی دیتاہے پھر " الٓمّٓ"کے میم پر تشدید بھی ہے اور مدّ بھی ہے۔ یہ حضورؐ کے نام محمدؐ کے درمیانی یا دونوں میم کو ظاہر کرتاہے لہٰذا آل م م ہی آل محمدؐ ہے ۔ پھر تمام حروف مقطعات میں حٰمٓ کے علاوہ جہاں بھی حرف میم آیاہے تشدید اورمدّ کے ساتھ آیاہے اور سب جگہ یہ حضورؐ کے نام کا مخفف ہے ۔

(۱۳) ذٰلِكَ کے معنی اور قرآن و آل محمدؐ(الٓمّٓ) کا فرق؟

الٓمّٓ سے آل محمدؐ کاتعین روایات و بدیہات ہی سے نہیں بلکہ سورۂ بقر کی اوّلین پانچ آیات سے بھی ثابت ہے ۔

شرط وہی ہے کہ قرآن کے الفاظ کے لغوی مصدری اور حقیقی معنی میں رد وبدل نہ کیاجائے ۔ لہٰذا دنیا کے کسی بھی عربی دان سے لفظ " ذٰلِكَ "کے معنی پوچھیئے ۔ حدیہ ہے عربی کی ابتدائی جماعت کا ہرطالب علم ذٰلِكَ کے معنی " وہ " بتائے گا اور "هٰذَا "کے معنی "یہ "بتائے گا۔ اور کہے گا کہ ذٰلِكَ اسم اشارہ مذکر بعید ہے اور هٰذَا اسم اشارہ مذکر قریب ہے ۔ چونکہ

الٓمّٓ کو پہلی آیت مان کر اور نمبر دے کر بھی سلسلہ کلام سے الگ کر دیا گیا۔ اس لئے اُن کو ذٰلِکَ کے معنی "یہ" یا "اِس" کرنا پڑے اور ان معنی نے "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ"۔ کو ایک دم۔ یہ کتاب یا اِس کتاب بنا دیا۔ اور بات یہ ہوگئی کہ "اِس کتاب کا مطلب یہ قرآن ہے"۔بس یہاں سے پٹڑی بدلی اور گاڑی اُن اسٹیشنوں پر پہنچ گئی جہاں جا کر قومی انجن فیل ہو گیا۔ اور

(۱۳۔الف) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ: سب نے کہہ دیا کہ "یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں" (مودودی) "یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے" (علامہ رفیع الدین) بہرحال ہوا یہ کہ قرآن اور اہلبیتؑ چونکہ ایک دوسرے کے شریک کار اور ردیف ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے محافظ ہیں۔ اور جہاں ضرورت پڑتی ہے۔ ایک دوسرے کے لئے سینہ سپر رہتے ہیں۔ لہٰذا یہاں قرآن آگے بڑھا اور سیاسی لیڈروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرکے اہلبیتؑ پر الٓمٓ کا پردہ تان دیا۔ اور سیاسی گاڑی چلتی رہی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیاواقعی اس قرآن میں کسی کو شک نہیں ہوا؟ علامہ نے ابھی ابھی ماناتھاکہ اس قرآن میں آیات متشابہات ہیں۔ جن کے معنی میں اشتباہ یعنی شک و شبہ موجود ہے اور اُن میں زیادہ غور وخوض کرنے سے گمراہی کا اندیشہ ہے۔ مسلمانوں میں سینکڑوں فرقوں کا وجود اُن کے قرآن میں شک کا ثبوت ہے۔ مسٹر پرویز سے پوچھئے اور تفسیر اِتقان وغیرہ دیکھئے کہ مسلمان کو مسلمان رہتے ہوئے ساری اقوام سے زیادہ قرآن میں شک رہا۔ ترتیب میں شک ، تنزیل میں شک ، آیات کی تعداد میں شک ، زیر و زبر میں شک ،حروف مقطعات میں شک ، ناسخ ومنسوخ وتفصیلات میں شک ۔تمام غیر مسلموں کو شکوک و انکار ۔اس سب کو چھوڑیئے اور قرآن کافیصلہ سنیئے ۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ﴿۲۳﴾ البقرۃ

(۱)" اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے، یہ ہماری ہے یا نہیں، تو اس کے مانند ایک ہی سورۃ بنا لاؤ" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۵۷)

آپ نے دیکھ لیا کہ نزول قرآن کے ساتھ ہی قرآن پرشکوک شروع ہو گئے تھے۔ اور سنیئے :

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ ھود

(۲)"یہ واقعہ ہے کہ یہ لوگ اس کی طرف سے شک اور خلجان میں پڑے ہوئے ہیں۔" اور اس کی وضاحت یہ کی ہے کہ :

(۳) ۱۱۱ "یعنی یہ کوئی نئی بات نہیں کہ آج اس قرآن کے بارے میں مختلف لوگ مختلف قسم کی چہ میگوئیاں کررہے ہیں، بلکہ اس سے پہلے جب موسیٰؑ کو کتاب دی گئی تھی تو اُس کے بارے میں بھی ایسی ہی مختلف رائے زنیاں کی گئی تھیں، لہٰذا اے محمدؐ تم یہ دیکھ کربددل اورشکستہ خاطر نہ ہو کہ ایسی سیدھی سیدھی اورصاف باتیں قرآن میں پیش کی جا رہی ہیں اورپھر بھی لوگ اُن کو قبول نہیں کرتے۔" (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۳۷۰) اور سنیئے ارشاد ہے ۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ ﴿۵۵﴾ الحج

(۴) "انکار کرنے والے تو اس کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ یا تو ان پر قیامت کی گھڑی اچانک آجائے۔" (تفہیم القرآن جلد۳ صفحہ ۲۴۵)

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ الشوریٰ

(۵) "اورحقیقت یہ ہے کہ اگلوں کے بعد جو لوگ کتاب کے وارث بنائے گئے وہ اُس کی طرف سے بڑے اضطراب انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۴۹۴)

(۱۳۔ب) قرآن سے ثابت ہوگیا کہ قرآن پر شکوک ہوئے اور قیامت تک ہوں گے ۔ یہاں پہلے یہ نئی بات نوٹ کرلیں کہ علمانے لفظ "ریب" کے غلط معنی کئے ہیں۔"شک" تو خود عربی زبان کا لفظ ہے اور ریب کے معنی شک کرنا خود مترجم کے معنوی شک کو ثابت کرتاہے۔ لہٰذا دیکھ لیں کہ علامہ نے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ میں لَا رَيْبَ کے معنی شک کئے تھے۔ لیکن آیت (۲) میں مریب کے معنی "خلجان" کئے ہیں۔ اور آخری آیت (۵)میں اضطراب کے معنی

ٹھونس دیئے۔ حالانکہ ۔ خلجان اور اضطراب دونوں خود عربی کے اور مختلف معنی رکھنے والے الفاظ ہیں۔ پھر چوتھی آیت میں ایک بالکل ہی مختلف لفظ "مِرْيَةٍ" آیا اس کے معنی بھی شک کر لئے ہیں۔ ثابت ہوا کہ علامہ بھی قرآن کے معاملہ میں مشکوک ہیں ۔ ذرا اس جملہ کا فرق بتائیے کیا ہے ؟

۱۔ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١١٠﴾ ھود : خلجان میں پڑے ہوئے ہیں ۔

۲۔ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ الشوریٰ : اضطراب انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں ۔

نوٹ کریں کہ قرآن میں معنوی تحریف کرنا علامہ کے مذہب میں واجب ہے (۲۵/۳۰)

لطیفہ: چونکہ رسولؐ کی قوم کی ہجرت والی اسکیم سورۂ فرقان کی تیسویں آیت میں مذکور ہے ۔ اور سورۂ فرقان کا سلسلہ نمبر پچیس ۲۵ ہے ۔ لہٰذا (۲۵/۳۰) کو اگر مختصر کرلیں تو ۲۵/۳۰=۶/۵ رہ جاتا ہے۔ اور یہیں سے تو "شش وپنج" کی ترکیب نکلتی ہے ۔"علامہ شش و پنج میں ہیں" یعنی الجھن یا ریب میں مبتلا ہیں ۔ اوریہی سبب ہے کہ ہم "رَیبَ" کے معنی الجھن یا شش وپنج کرتے ہیں۔ اور تقاضہ کرتے رہیں گے کہ قرآن کے الفاظ سے بازی گری یا جگلری نہ کی جائے۔ ہمارے، علامہ اور قرآن کے بیانات سے ثابت ہوگیا کہ جس کتاب کو"ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ(۲/۲)" فرمایا گیاہے۔ وہ کتاب ہرگز قرآن نہیں ہے اس لئے کہ قرآن پر تو خود علامہ کو بھی شک و شبہات و اشتباہات ہیں ۔

(۱۴) الٓمّٓ یا آل محمدؐ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ہیں ۔

اگر الٓمّٓ کو آل محمدؐ یا بامعنی لفظ سمجھا گیا ہوتا ۔ اگر ذٰلِكَ کے معنی تبدیل نہ کئے ہوتے تو بات بلاشک و شبہ یہ فرمائی گئی تھی کہ :

" آلِ محمدؐ ہی وہ کتاب ہے جس میں کوئی الجھن یا شش و پنج نہیں۔ "

> الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾ البقرۃ

ساری دنیا میں کبھی کسی شخص کو اس حقیقت پر کبھی الجھن یا شک وشبہ یا مغالطہ نہیں ہوا کہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ آلِ محمدؐ ہیں۔ یہ تو ہوا کہ قومی (۲۵/۳۰) ضروریات کی بنا پر کچھ اور لوگوں کو بھی آلِ محمدؐ میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن علی، فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو کسی نے آلِ محمدؐ سے خارج نہیں کیا۔ رہ گیا انہیں "الْكِتٰبُ" فرمانا؟ آگے بڑھنے سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔

(۱۴۔الف) قرآن کو لاشعوری طور پر بے کار ثابت کر دیا گیا ہے ۔

آپ یہاں تو یہ دیکھیں کہ علما نے "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" کے معنی یہ کتاب اور یہ قرآن تو کرلیے مگر اس پر غور کرنا غیر ضروری سمجھا کہ "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" کا کام کیا ہے؟ اور قرآن کا کام کیا ہے؟ قارئین جانتے ہیں اور قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قرآن نے عربوں کو اٹھنا بیٹھنا ، ملنا جلنا ، سلام کرنا ، دوسروں کے گھروں میں آنا جانا ، شادی بیاہ ، بچوں کی پرورش ، ہاتھ منہ دھونا، نہانا ،پاک رہنا ، وضو کرنا ، تیمم کرنا ، واجبی وسنتی غسل کا فرق، لباس کا استعمال، شرم و حیا کا خیال ، نماز پڑھنا، روزے رکھنا ، حج وعمرہ بجا لانا ، ایمان وکفر کے فوائد اور نقصانات، ایمان کی شرطیں، جہاد اور دفاعی جنگ کے اصول الغرض ابتدائی تعلیم سے لے کر تقویٰ کے انتہائی مقام تک تعلیم دی ۔ عملاً کر کے دکھایا۔ بڑے بڑے سرکشوں کو متقی اور ذمہ دار بنایا ۔ الغرض وہ سب کچھ سکھایا جو سورۂ بقر کی پانچویں آیت تک بیان کیا گیا ہے ۔ آنحضرتؐ کی تعلیم سے پہلے عرب نہ متقی تھے ، نہ غیب پر ایمان رکھتے تھے نہ غیبت سے واقف تھے ، نہ نمازی تھے، نہ زکوٰۃ دیتے تھے نہ فلاح عامّہ کا کام کرتے تھے، نہ قرآن پر ایمان تھا نہ سابقہ کتابوں پر ایمان لائے تھے، نہ قیامت کا یقین رکھتے تھے ۔ رسولؐ اور قرآن نے آکر عربوں کو یہ سب کچھ بتایا سمجھایا یقین دلایا اور عمل کرایا۔ یہ باتیں ٹھیک سے سمجھنے والوں کو یہ سوچنا چاہیئے کہ جس کتاب کو "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" فرمایا گیاہے ، وہ تو اُن لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے جو پہلے سے متقی وپرہیز گار و ذمہ دار ہوں ۲۔اور متقی بھی ایسے ہوں کہ غیبت پر ایمان لا چکے ہوں ۳ ۔ نمازیں قائم کیے ہوئے ہوں۔

۴ ۔ اور تمام ضرور تمندوں، محتاجوں اور بے سہارا لوگوں کی حاجت براری میں مصروف رہتے ہوں ۵۔ قرآن اور قرآن کے

علاوہ جوکچھ بھی رسولؐ اللہ پر اُتر چکا ہو اُسے جانتے اور اُس سب پر ایمان رکھتے ہوں ۶۔ اورسابقہ تمام کتابوں پر اور ہر اُس چیز پر ایمان رکھتے ہوں جو سابقہ انبیا اور متعلقین علیہم السلام پر نازل ہوئی تھی ۷۔قیامت میں جو کچھ ہو گا اُس پر یقین حاصل کر چکے ہوں۔ ان تمام منازل سے گزر چکنے والے کامیاب لوگ وہ لوگ ہیں جن کو وہ کتاب (ذَٰلِكَ ٱلۡكِتَٰبُ) یا آلِ محمدؐ یہاں سے آگے راہنمائی کرے گی۔ اور انسانوں کو تکمیل ذات اور تسخیر کائنات وقوانین کے لئے راہنمائی و ہدایت کریں گے اور نوعِ انسان کو لامحدود حیات و قدرت فراہم کرکے کن فیکون کے آخری مقام پر فائز کریں گے۔ یعنی اُس کتاب یا آلؐ محمدؐ کی تعلیم کا "الف" وہاں سے شروع ہو گا۔ جہاں ختم نبوتؐ تک تمام انبیا و رسُل علیہم السلام کی تعلیم کی "ے" ختم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اب قیامت تک نظام ولایت علویہؑ تمام سابقہ تعلیمات کے نتائج مرتب کرنا سکھائے گا اور اُن تمام آفاقی قوتوں کو نوع انسان کی تائید وتقویت پر لگائے گا جو اکثر وبیشتر ترقی میں حادثاتی رکاوٹ بن جاتی تھیں۔ اب کائنات کی ہر مخلوق کو تعاون و ترقی میں شریک کیاجائے گا۔ اب زمین و آسمان کی ہر چیز نظروں کے سامنے آجائے گی سربراہ اسلام علیہ السلام پر تمام پوشیدہ خزانے اور دفینے ظاہر ہوجائیں گے اور نوع انسان کوترقی کے منتہائے کمال پر فائز کردیا جائے گا۔

(اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی محمدٍ وآلِ محمدٍ)

یہ تھی وہ کھلی کتاب جسے قرآن ناطق مانا گیا۔ جسے صراط المستقیم فرمایا گیاجو اس کائنات کے متعلق ہرچیز بتانے کے ذمہ دار رہے ۔جن کے لامحدود علم وفضل کا جانی دشمنوں نے بھی انکار نہ کیا۔ مسئلہ خلافت ایک قومی جھگڑا تھا۔ جسے حاصل کرنا قوم کے لئے ضروری ہوگیاتھا۔ اس کے علاوہ آل محمدؐ کی ہرفضیلت کو مانا گیا۔ اور مانا جاتا رہاکسی کو علم وفضل وکمالات وکرامات میں اُن کے برابر نہیں لایاجاسکا۔ اُن ہی کے لئے یہ دعا مانگی گئی کہ :

"خدایا تو مجھے اُس گھڑی کے لئے زندہ نہ رکھنا جس میں میری ہدایت کے لئے علیؑ موجود نہ ہوں۔"(خلیفہ ثانی)

ذَٰلِكَ ٱلۡكِتَٰبُ کے معنی قرآن سمجھنا انتہائی حماقت و ناسمجھی کی بات ہے ۔ جس طرح سورۂ فاتحہ محمدؐ و آلؐ محمدؐ کے فضائل سے لبریز ہے اور قرآن کا افتتاح کرتی ہے۔ اُسی طرح سورۂ آل عمران ، سورۂ عنکبوت ، سورۂ روم ، سورۂ لقمان ، سورۂ سجدہ اور سورۂ بقرہ آلِ محمدؐ (الۤمۤ)کے تعارف سے شروع ہوتی ہیں۔ اوریہی سورۂ ہے جو ابتدائے رسالت سے انتہائے رسالت تک برابر سنائی جاتی رہی۔

(۱۵) يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡغَيۡبِ: غیب پر ایمان لانا ایمان ویقین کا ایک ایسا ارتقائی سلسلہ ہے۔ جس کے بغیر ترقی کا منتہائے کمال آ ہی نہیں سکتا ۔ ایمان بالغیب کا مطلب اللہ پر ایمان لانا یا اللہ کو غائب سمجھنا بڑا بچگانہ تصورہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ ہروہ چیز جو مشاہدہ کے اندر آتی ہے وہ عالم شہود میں داخل ہے اور ہر وہ چیز جو مشاہدہ کی گرفت سے باہرہے وہ عالم غیب میں داخل ہے۔ عالم شہود کی اشیا کو جاننا اور اُن کا وجود ماننا بھی علم ویقین کا ایک درجہ ہے ۔ مگر یہ بڑا گھٹیا درجہ ہے اُس میں جانور بھی کافی حدتک انسانوں کے ساتھ شامل ہیں۔ جو چیزیں نظر کے سامنے ہوں اُن کا وجو د ماننا بھی کوئی ماننا ہے؟ ہرجانور اپنے وجود کو مانتاہے اسی لئے اپنا تحفظ کرتاہے ۔ آدمی کو عقل کی دولت اس لئے دی گئی ہے کہ وہ مشہود و موجود اور حاضر سے غائب کا پتہ لگائے عالم غیب کا علم حاصل کرے ۔ پہلے اس حقیقت کو مان لے کہ عالم شہود کے ساتھ ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے عالم غیب موجودہے اور ہرموجود ومشہودکے ساتھ ایک لامحدود سلسلہ غیب لازم ہے۔ انسان کا جسم،آنکھ ناک اور سروغیرہ مشہود ہیں ۔مگر کھال کے نیچے کا سامان ، قلبی و ذہنی افعال وتصورات، جذبات ومیلانات نظروں سے اوجھل ہیں ۔ دیواروں کے پیچھے مکانوں کے اندر، پہاڑوں سے اُدھر، دریاؤں اورسمندروں کے اندر، ان ستاروں اور آسمانوں کے اندر و باہر اور اوپر اورنیچے ایک لامحدود عالم غیب کائنات کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ الغرض چند گنتی کی چیزوں کی ظاہری اوربیرونی شکل وصورت کے علاوہ یہ ساری کائنات اندراورباہرعالم غیب کے لاانتہا سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے ۔ اور اس عالم غیب میں سے جو شخص جتنا جانتاہے اُسی کو علم کہاجاتاہے ۔ اور ہر شخص اس عظیم الجثۃ غیب میں سے ایک حقیر سے جز کا بھی جزوی علم رکھتاہے۔ ذرا سا رک کر یہ سوچئے کہ خالق کائنات کے سامنے تو پوری کائنات اور کائنات کی تمام ظاہر و غائب حقیقتیں ہرلمحہ حاضر رہنا چاہئیں۔ کوئی چیز نہ اُس سے غائب ہوسکتی ہے نہ پوشیدہ رہ سکتی ہے ۔ پھر اُس نے کیوں فرمایا کہ:

وَقُلِ ٱعۡمَلُواْ فَسَيَرَى ٱللَّهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُولُهُۥ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَٰلِمِ ٱلۡغَيۡبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ التوبۃ

" اور کہہ دیجئے کہ مستقبل میں اللہ اور اُس کا رسولؐ اور خاص مومنین تمہارے اعمال پر نظر رکھیں گے چنانچہ تم جو چاہو عمل کرو ۔ اور اس کے بعد عنقریب تمہیں عالم الغیب اور عالم الشھادۃ کے حضور میں واپس لایا جائے گا چنانچہ وہ تمہیں تمہارے اعمال و کردار کی غیبی اطلاع دے گا۔"

اس آیت میں اور کئی آیات میں اللہ نے اپنی ذات کو حاضر و غائب کا عالم فرمایاہے۔ حالانکہ اُس کے لئے کوئی چیز غائب نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی وجہ یہی بتاتاہے کہ عالم شہود کے مقابلہ میں عالم غیب ایک لامحدود حقیقت ہے اور اس پر ایمان رکھنے ہی سے حصول علم و تحقیق کے دروازے کھلیں گے۔ چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ:

عَٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلَىٰ غَيۡبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرۡتَضَىٰ مِن رَّسُولٖ فَإِنَّهُۥ يَسۡلُكُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ رَصَدٗا ﴿٢٧﴾ لِّيَعۡلَمَ أَن قَدۡ أَبۡلَغُواْ رِسَٰلَٰتِ رَبِّهِمۡ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيۡهِمۡ وَأَحۡصَىٰ كُلَّ شَيۡءٍ عَدَدَۢا ﴿٢٨﴾ الجن

" اللہ عالم الغیب ہے اور وہ کسی کو اپنے علم غیب پر مطلع نہیں کرتا سوائے اُس رسولؐ کے جسے کو اُس نے علم غیب کے لئے مرتضٰی بنا لیا ہو۔ تو اُس رسولؐ کے آگے اور پیچھے نظام اطلاعات یعنی رصد گاہ متعین کر دیتا ہے۔ تاکہ اللہ کو یہ علم رہے کہ ایسے مرتضٰی رسولوںؑ نے اللہ کی طرف سے پہنچانے والی علم غیب کی اطلاعات متعلقہ انسانوں کو پہنچا دی ہیں۔ اور اللہ کے کچھ ایسے مرتضٰی رسولوںؑ کے پاس جو علوم غیب ہوتے ہیں اللہ اُن پر احاطہ رکھتاہے اور ایک ایک چیز کی گنتی اللہ کے علم میں ہے۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ مرتضٰی رسولؐ علم غیب کی تعلیم کے لئے وسیلہ ہوتاہے۔ اب یہ دیکھئے کہ اُس رسولؐ کا علم غیب کس قدر وسیع ہو گا جس کے لئے اللہ یہ فرمائے کہ :

وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجۡنُونٖ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدۡ رَءَاهُ بِٱلۡأُفُقِ ٱلۡمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى ٱلۡغَيۡبِ بِضَنِينٖ ﴿٢٤﴾ التکویر

" اور تمہارا صاحب جنون میں مبتلا نہیں ہے اور یقیناً اُسے انتہائی بلند اُفق کائنات پر دیکھا گیاہے اور وہ علم غیب کی تعلیم دینے میں کنجوس نہیں ہے۔"

قارئین نوٹ کرلیں کہ جس غیب کی رسولؐ اللہ سے اللہ نے نفی کی ہے ۔ اور جس کے لئے خود رسولؐ نے فرمایا ہے کہ میں علم غیب نہیں جانتا وہ ان اشیا کے علم کی بات ہے جو ابھی تک علم الٰہی میں ہوں اور پردہ وجود پر نہ آئی ہوں ۔ اور یہ عالم غیب اُس عالم غیب سے بڑا ہے جو عالم وجود میں آچکاہے۔ ورنہ عالم وجود میں جس قدر مخلوق ہے خواہ ظاہر ہوں یا غائب ہو اُن سب کا علم حضورؐ کو حاصل تھا اور اُسے حق داروں کو سکھانے میں آپؐ بڑے فراخ دل تھے ۔ اور اُس علم غیب میں وہ تمام چیزیں داخل تھیں۔ جن پر انسان کی انتہائی ترقی کا دارومدار ہے۔ مثلاً ۱۔ تخلیق کائنات کیسے ہوئی ۲۔ تخلیق انسان ۳۔ انسان اور کائنات کا تعلق و رابطہ ۴۔ وہ سامان جس سے کائنات کی مخلوقات کو وجود بخشا گیا ۔ ۵۔ فنا اور بقا کے قوانین اور تخلیق میں انسان کا حصہ و اختیارات اور اللہ اور کائنات میں رابطہ ،یہ ہیں وہ پانچ بنیادی غیوب جن پر انسانی ترقی کا دارومدار ہے۔ اور جن سے تعارف کرانے اور جن کے قریب لانے کے لئے اخلاق و عبادات وغیرہ کی تعلیم پر دین کی بنیاد رکھی گئی اور عالم غیب پر ایمان کی شرط لگائی گئی یہی عالم غیب ہے۔ جس پر انسانوں میں اختلاف اور ارتقا چلا آ رہا ہے۔ اور آج جن اقوام کو اس عالم غیب کا بڑا حصہ حاصل ہے۔ وہی اس دنیا پر قدرت و اختیار رکھتی ہیں ۔اُن کے سامنے کائنات کے مختلف چہروں سے غیبت کی نقاب اٹھتی جا رہی ہے اور ترقی کے وسائل اُن کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور مسلمانوں سمیت باقی پسماندہ اقوام اُن کی ہمہ قسمی مدد کی محتاج ہیں ۔ اگر عربوں کو قومی منصوبے سے دوچار نہ کردیا گیا ہوتا اگر آل محمدؐ سے دشمنی اور جدائی اختیار نہ کی جاتی تو آج مسلمان ترقی کے سدرۃ المنتہٰی سے گزرچکے ہوتے ۔ لیکن قومی پالیسی نے ضروری سمجھا کہ روزے نماز وغیرہ کے چند بچگانہ اور روز ازل سے مشہور ومعلوم مسائل کے علاوہ باقی علوم وفنون اور کائنات کے غیوب کا بیان شرک و بدعت قرار دے دیا جائے تاکہ اُن کی جہالت پر پردہ پڑا رہے اور اسلامی سربراہی اُن کی دسترس کے اندر رہتی جائے۔ لہٰذا ہر اُس مفکر کو سزا دی گئی جس نے کوئی آفاقی سوال دریافت کیا علوم کائنات میں غوروخوض کرنے والوں

کو خدائی نظام میں مداخلت کرنے کے مجرم قرار دیا گیا۔ اللہ کی ذات وصفات اور قدرت پر متوجہ ہونے والوں کو ملحد و زندیق کہہ کر نفرت کا شکار بنا دیا گیا الغرض دین کا یہ سامان رکھ کر جو آج ہر ملّا اور مقلّد کو معلوم ہے باقی دین کو شجر ممنوعہ کی طرح اُمت سے دور کھڑا کر دیا۔ یہ کھوکھلی اور نامکمل اذان و نماز اُن کو قوم کی حاضری لینے اور سرکاری احکام نافذ کرنے کا کام دیتی تھیں ۔ روزے رکھوا کر وہ فوجی صعوبتیں برداشت کرنے کا عادی بناتے تھے۔ زکوٰۃ کے نام پر ٹیکس وصول کرتے اور محکمانہ اخراجات پورے کرتے تھے ۔ حج کو انہوں نے مرکزی رابطے و تجارت و گروہ بندی کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ قرآن کو بلا سمجھے رٹ کر یاد کرنے کو عہدوں میں ترقی کا ذریعہ بنائے رکھا۔ جہاد وہاں دوسری اقوام کو سرنگوں کرکے مملکت میں توسیع کا ذریعہ اور دین کی اصل غرض تھا اور بس۔ ایک بہترین مسلمان وہی تھا جو اچھا فوجی ہو۔ لیکن بہت جلد دوسری اقوام نے اُن کی پیش رفت سے بچنے کے لئے خود کو فوجی بنا لیا اور دفاعی جذبہ میں سرشار ہو کر مقابلہ پر آگئیں اور رفتہ رفتہ انہیں فوجی نظام سے بھی باہر نکال دیا۔ جب توسیع مملکت و دولت کی راہیں بند ہو گئیں تو انہوں نے فوجی نظام کی مرمت اور دوسری مخالف اقوام ومذاہب کے خلاف نفرت میں نئے نئے طریقوں کی ایجاد کو دین اسلام پر حقیقی عمل سمجھا اور آج تک اسی فکر میں مبتلا ہیں کہ جس طرح ہوسکے فوجی ہم آہنگی اور قوت پیدا کرلیں ۔ لیکن اب ان کا دیوالہ ہوچکا ہے ۔ فوجی قوت اور سامان جنگ کے لئے بھی اپنے دشمنوں کے محتاج ہیں اور ہمیشہ محتاج رہیں گے۔ لیکن انہوں نے آج تک بھی آل محمدؐ کی طرف پلٹنے کا ارادہ نہیں کیا۔ وہ تنزل و تباہی سے نکلنے کا علاج گروہ بندی اور آپس میں اتحاد کو سمجھتے ہیں۔ اور اسی میں کوشاں رہتے اور ناکام ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت کو دیکھ کر آخر آل محمدؐ نے بھی ان کی طرف سے توجہات ہٹا لیں اور آئندہ نوع انسان کی ترقی میں مدد دینے کے لئے وہ نظام پھر اختیار کرلیا جو روز ازل سے چلا آ رہا تھا اور اُس نظام کا نام بھی نظام غیبت ہے ۔ اُسی نظام غیبت کے ماتحت نور محمدیؐ کی تخلیق و تربیت ہوئی ۔ ۲۔ پھر نور محمدیؐ سے ادارہ نبوتؐ و امامتؑ کی تکمیل ہوئی ۔ ۳۔ ادارہ نبوتؐ و امامتؑ نے پوری کائنات کی مخلوق کی ہدایت کا انتظام کیا۔ ۴۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و تربیت اور دنیا میں ورود سے پہلے پہلے کائنات کا پورا نظام، نظام غیبت کے ماتحت رہا ہے ۔ ۵۔ پھر نظام غیبت ہی نے تمام انبیاؑ و رسلؑ کی عملی ہدایت کی ۶۔ پھر نظام غیبت کی بنیاد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جسمانی ظہور اور تریسٹھ سال تک نظام غیبت سے استفادہ کے قوانین وقواعد کی تدوین کرنا اور اپنے ادارۂ نبوتؐ و امامتؑ کو کائناتی مخلوق کے ساتھ ساتھ انسانوں کی ہدایت و ترقی پر تعینات کرنا ۷۔ پھر جسمانی پابندیوں سے آزاد ہوکر سوفیصد نظام غیبت و ادارہ نبوتؐ و امامتؑ کے ساتھ غائبانہ شامل ہوجانا ۸۔ اور مستقبل کے لئے پوری کائنات اور انسانی ارتقا کو ادارہ امامتؑ کے سپرد کرنا اور پردہ غیبت میں رہتے ہوئے تائید و نصرت کی ذمہ داریاں سنبھالنا۔ یہ سب کچھ عالم غیب یا نظام غیبت سے متعلق ہے۔ لہٰذا ایمان بالغیب سے اللہ کے اس نظام غیبت پر ایمان لانا مقصود ہے ۔ جو تخلیق نور محمدیؐ سے شروع ہوا اور عالمگیر وغیر مشروط ہدایت و راہنمائی کا ذمہ دار ہے اور خواہ انبیاؑ و رسلؑ اور آئمہ علیہم السلام کا ظاہری نظام برسرکار ہو یا نہ ہو وہ نظام غیبت اپنی ہدایت کاری ہرحال میں جاری رکھتا چلا آ رہا ہے ۔ وہ نظام جو دشمنان اسلام اور دشمنان انبیاؑ و رسلؑ کے خفیہ محاذوں کو ناکام و بے اثر کرنے کے لئے برسرکار رہتا آیا ہے وہ بھی اُسی مرکزی نظام غیبت کا ایک شعبہ ہے۔ اُس شعبہ میں جو مومنین زیر زمین کام کرتے ہیں۔ وہ دشمنوں کے دانش وروں سے عقل وبصیرت میں بدرجہا زیادہ ہوتے ہیں۔ عہد رسولؐ میں اس نظام غیبت کے ایک ممبر کا نام حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ہے۔ جو دیگر مومنین کے ساتھ قومی محاذ کے پوشیدہ اقدامات پر نظر رکھتے اور بروقت تدارک و رپورٹ کرتے تھے ۔ اُن میں ایسے حقیقی مومنین بھی ہوتے تھے جو دشمن محاذ میں گھل مل جاتے تھے۔ اور دشمنوں کو فریب میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ اُن ہی کے دھوکہ دینے کو اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ انہیں دھوکہ دیتا ہے۔ (وَهُوَ خَٰدِعُهُمْ ﴿١٤٢﴾ النساء) قرآن کے مطالعہ کے دوران اُن لوگوں پر نظر رکھنا ضروری ہے ۱۔ جو مستقل طور پر مسلمانوں میں رہے لیکن انہوں نے اپنا اسلام خود تیار کیا اور قرآن میں مومنین کہلائے ۲۔ وہ لوگ جو قریشی مرکز کی ہدایات لے کر آتے اور اوّل نمبر والے مومنین کو پہنچاتے اور عارضی قیام کے بعد واپس چلے جاتے تھے انہیں قرآن منافقین کہہ کر پکارتا ہے۔ ۳ ۔ وہ سادہ لوح مومنین جو اوّل و دوم کی باتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور اکثر اُن کی طرف جھک جاتے تھے ۔ یہ تینوں گروہ خاص طور پر زیر نظر رہنا چاہئیں۔ جہاں جہاں اُن کا تذکرہ

ہوتاہے اللہ خاص لب و لہجہ اختیار کرتاہے ۔ اس غائب گروہ پر ایمان رکھے بغیر حقیقی مومنین کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا۔ یاد رکھو کہ اللہ اور انبیاؑ اور نوع انسان کا اوّلین، قدیم اور طاقتور ترین اورپوشیدہ یا غائب ترین دشمن ابلیس ہے اور ابلیس کا نظام غیبت ظہور حضرت آدمؑ سے قیامت تک برسرکار رہتا جائے گا۔ اُس کے اس نظام غیبت سے انسانوں کا تحفظ کرنا اور اُس کے مقابلہ میں اس سے مضبوط اور وسیع تر نظام غیبت برقرار رکھنا اللہ و رسولؐ اورمومنین کا فریضہ ہے۔ اللہ کی تاکید ملاحظہ ہو :

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ كَمَآ أَخۡرَجَ أَبَوَيۡكُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ يَنزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوۡءَٰتِهِمَآۚ إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمۡ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡۗ إِنَّا جَعَلۡنَا ٱلشَّيَٰطِينَ أَوۡلِيَآءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤۡمِنُونَ ﴿٢٧﴾
الأعراف

” اے بنی آدمؑ، ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اُسی فتنے میں مبتلا کردے جس طرح اُس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا تھااور اُن کے لباس اُن پر سے اتروا دیئے تھے۔ تاکہ اُن کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے۔ وہ اور اُس کے ساتھی (ساتھی غلط ہے قبیلے کے لوگ۔احسن) تمہیں ایسی جگہ سے (اس طرح سے۔احسن) دیکھتے ہیں جہاں سے (جس طرح سے۔احسن) تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ان شیاطین کو ہم نے اُن لوگوں کا سرپرست (حاکم۔احسن) بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے“(تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۱۹) علامہ نے بھی اس آیت پر چند توضیحات لکھی ہیں۔ لیکن جو باتیں وہ بتانا نہیں چاہتے تھے وہ ہم سے سنیں۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ ابلیس کا نظامِ غیبت کامیابی کے ساتھ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے زمین پر آنے کے قبل سے جاری ہے ۔ ۲۔ اور اللہ نے قیامت تک آنے والی اولاد آدمؑ کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی ہے۔ ۳۔ ابلیس اور اُس کے قبیلے کے تمام لوگ انسانوں کو گمراہ کرنے میں کوشاں رہیں گے۔ ۴۔ اللہ نے ابلیس اور اُس کے قبیلے کے تمام افراد کو کافروں پر حاکم بنادیاہے۔ لہٰذا وہ تمام لوگ جو ایمان نہیں لائیں گے ۔وہ بھی ابلیس کی اطاعت میں اولاد آدمؑ کو گمراہ کرنے میں کوشاں رہیں گے۔ ۵۔ ابلیس اور اُس کا روزافزوں قبیلہ انسانوں کی نظر سے غائب رہ کر گمراہی کا انتظام کرتاہے اور کوئی انسان اُن کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ ۶۔ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ انبیاؑ و رسل علیہم السلام کو یہ مستقل قدرت عطاکرے کہ ابلیس کا نظام غیبت اُن سے پوشیدہ نہ رہ سکے ۔ ۷۔ اوریہ کہ حضرات انبیاؑ ابلیس کے جواب میں اورمومنین کے تحفظ کے لئے ایک ایسا نظام غیبت تیارکریں جس کے ممبران اس مادی آڑ سے باہر نکل آئیں جو ابلیسی نظام غیبت کو دیکھنے میں حارج ہوتی ہے یعنی اُن کی نظر سے حجاب اُٹھ جائے اور ابلیس اُن سے پوشیدہ نہ رہ سکے ۔ ایسے مخلص مومنین باقی مومنین کے تحفظ کے لئے کفار ومنافقین کے خفیہ محاذوں کی نگرانی کریں گے اور ابلیس کے مقابلہ میں یہ مومن نظام غیبت بھی قیامت تک برسرکار رہے گا۔ یہ سب کچھ بھی يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡغَيۡبِ میں داخل ہے ۔ اور اس پورے نظام پر بھی ایمان لانا واجب ہے ۔ اس نظام کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے اس نظام کو قائم کرنے کے لئے اپنی زندگی کے اوّلین چالیس سال نہایت خاموشی سے اس پر صرف فرمائے ۔اور باقی تیئیس سالہ (۲۳) اعلانیہ تبلیغی دور میں بھی وقت کا بیش تر اوربہتر حصہ اس نظام غیبت پر لگایا۔ تاکہ جبر و زیادتی کیے بغیراورپوری آزادی دینے کے بعد بھی حقیقی اسلام دنیا میں پھیل سکے اور ابلیسی نظام کی سازشیں اور اس کے اولیا اورحاکموں کی محنتوں کے علی الرغم حق کو دبایا نہ جاسکے ۔لہٰذا نظام غیبت کی بہت سی صورتوں اور حالتوں اور زمانوں پر ایمان لانا یومنون بالغیب میں داخل ہے۔ آپ کو اُس زمانہ پر ایمان لانا ہوگا جب کوئی مخلوق نہ تھی۔ اور اللہ تنہاو یگانہ تھا۔ یہ اوّلین زمانہ غیبت ہے ۔اور اُس پر ایمان لانا واجب ہے تاکہ یہ مانا جائے کہ مخلوقات ہمیشہ سے نہیں بلکہ حادث ہے ۔ ۲ ۔ پھر اُس لامحدود زمانہ پر ایمان لانا ہوگا جب اللہ نے نور محمدیؐ کو پیدا کرکے اُس کی تربیت و ربوبیت کی اور اُسے اس قابل بنا دیا کہ وہ تمام پیداہونے والی مخلوق کا ہادی اور ہرزمانہ کا نذیر بن سکے اورپوری کائنات کو رحمت خداوندی سے مالا مال رکھے ۔ یہ دوسرا زمانہ غیبت ہے ۔ ۳۔ اُس کے بعد وہ زمانہ غیبت ہے کہ دست خداوندی نے نور محمدؐ کی شعاعوں سے ملائکہ اور ارواح کو پیدا کیا انہیں نور محمدیؐ سے متعلقہ تعلیم دلوائی تاکہ وہ ادارہ نبوتؐ و امامتؑ میں وسائط خداوندی کی گوناگوں ذمہ داریاں پوری کرسکیں ۔ اس کے بعد ادارۂ تخلیق کے ہاتھوں بتدریج یہ کائنات وجودمیں آئی اور قیامت تک یہ تخلیق جاری ہے ۔ اس پر ایمان لانا ۔ اُسے سمجھنا اورنظام تخلیق میں ادارۂ تخلیق کے دست و بازو بننا انسانوں پر لازم ہے ۔

۴۔ اُسی نظام غیبت کے فرائض میں سے جنات کی ہدایت و راہنمائی ہے۔ تاکہ شیطان کی قوم ایمان لاتی اور ابلیس پر اتمام حجت کرتی رہے۔ یہ ذمہ داری بھی قیامت تک حضورؐ کے ذمہ ہے اور اسی قرآن کی تعلیم اُن کے لئے فراہم کرنا لازم ہے (احقاف ۳۲۔۲۹/۴۶)۔ ۵۔آپ کو اُس زمانہ غیبت پر بھی ایمان لانا ہے۔ جب ظاہری اور جسمانی ظہور سے پہلے آنحضرتؐ تمام انبیاو رسل علیہم السلام کی ہدایت و تائید و نصرت کرتے رہے (عمران ۸۱/۳) غیبت کا یہ زمانہ اتنا طویل ہے کہ اللہ کے سوا اُس کو کوئی ناپ نہیں سکتا۔ پھر یہ نظام غیبت ہی کا تو تقاضہ ہے کہ دشمنان خدا و رسولؐ کے کارنامے بیان کیے جائیں، واقعات کی فہرستیں قرآن میں درج کی جائیں، اُن کی عادتیں، خصلتیں قلم بند کی جائیں، اُن کے حلیے اورصفات لکھی جائیں۔ مگر اُن کے ناموں پر فلاں، فلاں اور فلاں کہہ کر پردہ ڈال دیا جائے۔ تاکہ مخالف محاذ رک کر نہ کھڑا ہوجائے۔ اُس کے راستے بند نہ ہوجائیں۔ اُن کے ساتھ نرم و رعایت کا سلوک کیاجانا بھی تو نظام غیبت کا تقاضہ ہے تاکہ وہ رسولؐ کے چاروں طرف جمے رہیں۔ بھاگ نہ کھڑے ہوں اور گننے والے اُن کی تعداد کو مسلمانوں میں شمارکرکے مرعوب ہوتے رہیں (آلِ عمران ۱۵۹/۳) انہیں بہلا پھسلا کر مشورہ کا لارہ دے کر اپنی صفوں میں برقرار رکھنا اس لئے تھا کہ وہ اپنی ابلیسی عقل کے تمام داؤپیچ اطمینان سے استعمال کرلیں۔ اورپوری آزادی و خودمختاری سے اپنے مجتہدانہ اصول استعمال کرلیں۔ لیکن اس سب کے باوجود ساری دنیا دیکھ لے کہ وہ اپنے نظام کے ہرموڑ پر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ آپس کا مصنوعی اور غیر فطری اور مبنی بر دشمنی اتحاد پارہ پارہ ہوتاہے۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنے مسلمہ اصولوں کے خلاف تیغ بکف نکلتے ہیں۔ نمازیوں تہجد گزاروں کو نمازی اور تہجد گزارہوتے ہوئے قتل کرتے ہیں۔ لوٹ مار جائز کرتے ہیں، مسلمانوں کو کنیز وغلام بناتے ہیں اوررفتہ رفتہ خود اپنے مذہب کی دھجیاں اُڑا کر اپنی باطل پرستی کا اعلان کرتے ہیں۔ انہیں کھلا موقع دیاگیاتھا کہ وہ دلیل و برہان قائم ہوجانے کے بعد باطل راستوں کوچھوڑ کر خلافت الٰہیہ کے ماتحت آجائیں۔ لیکن ابلیس اُن پرسوار تھا۔ جس طرح رسولؐ نے چالیس سال اعلان نبوت نہ کیا حالانکہ وہ روز ازل سے نبیؐ و رسولؐ تھے اُسی طرح خلافت الٰہیہ کا بھی اعلان نہ ہوتا تو وہ خلیفۃ اللہ رہتے۔ لیکن وہاں تو غاصب و غادر وخائن کے الفاظ نے اعلان کیا۔وہاں یہ کہنا کافی تھا کہ آج حق اپنی حقیقی جگہ پہنچا۔ (رجع الحق الیٰ مکانہ) خلافت الٰہیہ بلا فاصلہ ثابت ہوگئی یہ دوسری بات ہے کہ نبوتؐ کی طرح اس امامتؑ کو بھی زمانہ غیبت میں رہنا پڑا۔ فرق یہ ہے کہ اس غیبت میں نبیؐ و امامؑ منظر عام پر موجود تھے یہی حال باقی آئمہ علیہم السلام کا ہے کہ وہ منظر عام پر موجود تھے۔ لیکن اُن کا منصب و اختیار پردہ غیبت میں تھے۔ اس لئے ان غیبتوں کو غیبت صغریٰ کہاگیاہے اوریہ نامکمل غیبت ۳۲۸ھ تک برقرار رہی لیکن ۳۲۹ھ میں امام آخرالزماںؑ نے غیبت کبریٰ اختیار کرلی۔ اس کا سبب خود حضرت حجۃ علیہ السلام نے اپنے ایک خط میں جناب شیخ مفید رضی اللہ عنہ کو لکھاتھا کہ:

"اگر شیعوں نے اجتماعی طورپر ہم سے وابستگی جاری رکھی ہوتی تو ہم نے غیبت کبریٰ کا حجاب بیچ میں نہ ڈالا ہوتا۔" (احتجاج طبرسی وغیرہ) (۴۱۲ھ) بہرحال یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ کی وسعتیں ہمارے علم ودانش کی گرفت سے باہر ہیں۔

(۱۶) یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ؟؟ "جوکچھ تمہاری طرف نازل ہوا اورجوکچھ آپ سے پہلے نازل ہوا" کا مطلب علما کی کثرت نے قرآن ،توریت ،زبور اور انجیل پر ایمان لانا سمجھاہے۔ اورجناب علامہ مودودی اور اُن کے سائز کے تمام شیعہ سنی علمانے باقاعدہ ترجمہ یہ کردیا کہ: "جوکتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اورجوکتابیں تم سے پہلے نازل کی گئیں تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۵۰۔۵۱)

> یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ وَبِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾ البقرۃ

قارئین سوچیں کہ آیت میں کہیں لفظ کتاب نہیں ہے۔ مگر اپنے پاس سے ترجمہ میں اضافہ کرکے منشائے خداوندی کا رخ بدل دیا اور ایک وسیع ترین تصور کو اپنے محدود تصور میں تبدیل کردیا۔ بہرحال علامہ اینڈ کمپنی نے جن لوگوں کا راستہ اختیارکیاتھا وہ لوگ یہ نہیں سوچتے تھے کہ قرآن میں کیاہے؟ اُن کی فکر یہ تھی کہ: "اپنے کون سے تصور کو قرآن میں کہاں فٹ کیاجاسکتاہے۔وہ قرآن نہیں پڑھتے تھے۔بلکہ قرآن میں اپنے خیالات کھپانے پر دن رات محنت کرتے تھے۔ بہرحال یہاں بِمَاۤ اُنۡزِلَ میں قرآن کریم بھی داخل ہے۔ توریت و زبور و انجیل بھی شامل ہیں۔ وہ تمام کلام خداوندی بھی داخل ہے جو انبیاؑ و رسلؑ اور اُن کی اہلبیتؑ

پر نازل ہوا۔ انبیاؑ اور رسولوںؑ کی ماؤںؑ اور متعلقین پر جو ہدایات اللہ نے ارسال کیں تاکہ انبیاؑ کافروں سے ملوث نہ ہوسکیں یہاں تک کہ اُن کو کافروں اور مشرکوں کے بطن سے اور اُن کے دودھ تک سے محفوظ رکھا گیا۔ چنانچہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ:

إِذۡ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰٓ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰٓ ﴿٣٨﴾ أَنِ ٱقۡذِفِيهِ فِي ٱلتَّابُوتِ فَٱقۡذِفِيهِ فِي ٱلۡيَمِّ فَلۡيُلۡقِهِ ٱلۡيَمُّ بِٱلسَّاحِلِ يَأۡخُذۡهُ عَدُوّٞ لِّي وَعَدُوّٞ لَّهُۥۚ وَأَلۡقَيۡتُ عَلَيۡكَ مَحَبَّةٗ مِّنِّي وَلِتُصۡنَعَ عَلَىٰ عَيۡنِيٓ ﴿٣٩﴾ إِذۡ تَمۡشِيٓ أُخۡتُكَ فَتَقُولُ هَلۡ أَدُلُّكُمۡ عَلَىٰ مَن يَكۡفُلُهُۥۖ فَرَجَعۡنَٰكَ إِلَىٰٓ أُمِّكَ كَيۡ تَقَرَّ عَيۡنُهَا وَلَا تَحۡزَنَۚ ﴿٤٠﴾ طٰهٰ

"جب ہم نے تمہاری والدہ پر وحی بھیجی جیساکہ وحی بھیجی جاتی ہے کہ دیکھو تم ننھے مُنّے موسیٰؑ کو تابوت میں بند کردو پھر اُس تابوت کو دریا میں ڈال دو۔ ہم نے دریا سے کہہ دیا ہے کہ وہ اُس تابوت کو نہ ڈبوئے اور نہ بچہ کو نقصان پہنچنے دے اور زندہ سلامت مناسب جگہ ساحل پر پہنچا دے۔ اور وہاں سے بچہ کو میرا اور موسیٰ کا دشمن حاصل کرے گا۔ پھر میں نے تجھ میں محبت کی کشش بھردی تاکہ تیری پرورش اور تربیت میری نظروں کے سامنے میرے معیار کے مطابق ہو اور پھر جس وقت تمہاری ہمشیر کو ہم نے فرعون کے محل میں رسائی دی اور اُس نے وہاں بچہ کی کفالت اوردودھ پلانے کی تجویز پیش کی اور یوں ہم تمہیں پھر تمہاری والدہ کے پاس پلٹا لائے تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور اُنہیں کوئی حزن و ملال نہ رہنے پائے۔"

اس آیت کو قرآن میں دیکھ کر قومی وسرکاری علما بہت گھبرائے ہیں۔اور یہاں وحی کے معنی وحی کرتے ہوئے انہیں بہت پریشانی ہوئی ہے۔ اس لئے وحی کے معنی اشارہ کرگئے ہیں۔ لیکن قرآن میں الفاظ أَوۡحَيۡنَآ اور يُوحَىٰٓ موجود ہیں اور قرآن میں لفظی یا معنوی ردوبدل کرنے والوں پر اللہ نے لعنت کی ہے (نساء ۴/۴۶)دیکھنا تو یہ ہے کہ جب ایک نیک دل زندہ ضمیر مسلمان یہ پڑھے گا اور اُس پر ایمان لائے گا کہ نبیؑ کی ماں نہ وحی سے گھبرائی نہ ڈرکر بھاگی نہ اُس پر مرگی کیسا دورہ پڑا نہ ہاتھ پیر ٹھنڈے ہوئے نہ چادر اوڑھی نہ ٹھنڈے گرم پسینے آئے۔ بلکہ اللہ کے پیغام وحی کو اس طرح وصول کرلیا جیساکہ اپنے بزرگوں کی بات سناکرتے ہیں۔تووہ مسلمان یہ سوچے بغیر نہ رہ سکے گا کہ وہ تمام کہانیاں خودساختہ ہیں جو نزول وحی کے وقت سرکار دوجہان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسے بزرگ ترین نبیؐ کی شان میں لکھی گئی ہیں۔ اورجب وہ مسلمان یہ دیکھے گا کہ رسولؑ کی والدہ کو وحی پر کتنا یقین تھا اور انہیں اللہ پر کتنا اطمینان حاصل تھاکہ وہ اپنے لخت جگر کو صندوق میں بندکرکے دریا میں پھینک دیتی ہے اور ذرہ برابر نہیں گھبراتی، تو اُس کی نظر میں خاتم النبیینؐ اور سید المرسلینؐ کی والدہ علیہا السلام اور والدعلیہ السلام اوردیگر بزرگوں کی عظمت کا ٹھکانا نہ رہے گا۔ اور ہرگز آنحضرتؐ کی والدہ علیہا السلام کو مادر موسیٰؑ سے کم نہ سمجھے گا۔ اور اُن لوگوں کے ایمان وعقائد کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھے گا اور اُن سے متنفر ہوجائے گا جو حضورؐ کے والدین اوربزرگوں کو کافرکہتے رہے، تاکہ انہیں اپنے ملاعین بزرگوں کے برابرکرلیں۔ پھر وہ وحی کو خاندان نبوّت میں کوئی انوکھی اور غیر مانوس چیز ہرگز نہ سمجھے گا۔ اوریقین کرلے گا کہ وحی وہ ذریعہ ہے جو خانوادۂ رسولؐ کی راہنمائی کے لئے ایک معمول ہے اور نبیؐ موجود ہو یا نہ ہو اس خاندان کی دیکھ بھال اللہ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس معمول و عادت وتجربہ کی بنا پر آل رسولؐ اپنی ذات سے بھی زیادہ اعتماد رکھتے ہیں اور بلادغدغہ ہر وحی پر عمل کیاکرتے ہیں۔ پھر وہ مسلمان اُن تمام روایات کو بکواس اور ردی کی ٹوکری میں ڈال دے گا۔ جن میں رسولؐ اللہ کو کافروں کے دودھ پرپلتا دکھایا گیاہے اور مدت دراز تک خود رسولؐ کو (معاذ اللہ) کافر ماناہے۔ وہ دیکھے گاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش اور تربیت کا انتظام تو اللہ اپنی آنکھوں کے سامنے کرے اور جو ہستی تمام انبیاؑ کی سردار ہو، سرکار دو جہان ہو، اُسے کافروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دے؟ اور ناپاک خوراک کھانے دے؟ اگر ہم یہاں حضرت مریمؑ و سارہؑ و ہاجرہؑ اوردیگر انبیا علیہم السلام پر نازل ہونے والا تمام کلام لکھیں اوروہ سب کچھ لکھیں جو آنحضرتؐ کی بیٹیؐ اور بھائیؐ اور نواسوںؐ پر اُترا۔ تو ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ ہمیں تو یہ کہناہے کہ ماانزل میں وہ سب کچھ داخل ہے۔ جو قرآن کے علاوہ رسولؐ نے زندگی بھر منہ سے نکالا یعنی ماانزل میں ماینطق بھی داخل اور وحی منزل من اللہ ہے۔ اوریہ سلسلۂ نزول وحی قیامت تک جاری ہے اورسورۃ القدر قرآن میں اس نزولِ وَمَآ أُنزِلَ کا بولتا چالتا ثبوت ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے کہ آنحضرتؐ پر ہرسال شب قدر میں ہرسال کے احکام لے کر ملائکہ اور ارواح اترا کرتے تھے۔

(تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ القدر)

اور طلوع فجر تک سلام کے ساتھ اپنا لایا ہوا سامان پیش کرتے تھے۔ اورجب تک قرآن موجود ہے اور اُس میں سورۃ القدرموجودہے ۔ ہرسال سربراہ اسلام علیہ السلام پر قیامت تک ہرسال کے احکام اترتے رہیں گے۔ وہ سب ماانزل میں داخل ہے۔ اورپھر ماانزل (جو بھی اتاراگیا) میں کلام اور وحی کی شرط نہیں ہے۔ اللہ کی طرف سے جو بھی نازل کیاگیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ پر مائدہ یعنی کھانے کے خوان اُتارے گئے (مائدہ ۱۱۵۔۱۱۴/۵)حضرت مریم علیھا السلام پر مائدہ اترتا تھا۔ (آلِ عمرانؑ ۳/۳۷) لہٰذا ماانزل میں وہ تمام سامان حیات داخل ہے جو انبیاؑ کی آل و خاندان پر اترتا رہتا تھا۔ خواہ وہ حسنین علیھما السلام کے لئے لباس ہویامائدہ ہویاجنتی پھل اور پھول ہوں بہرحال يُؤْمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ سے صرف چند کتابوں کو مرادلینا اُن ہی لوگوں کا کام ہے جنہوں نے قرآن کو مہجور کرنے،معنوی ردوبدل کرنے کی مہم چلائی تھی۔ جو اسلام کو ایک فوجی نظام کی حیثیت سے دنیا میں لے کر بڑھے اور دین کی تمام حقیقتوں کا انکارکردیا اور آخر دنیانے انہیں ذلیل وخوار کرکے چھوڑا۔ اُنہوں نے قرآن کی عربی سے ساری دنیا کو دور لاکھڑا کردیا اورخود ایک ایسی زبان کو رواج دیا جو شکستہ یعنی مکسر عربی ہے۔ جس کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ مومنین پرلازم ہے کہ وہ اُس قوم کو پہچانیں اُس کے عقائد سے بیزاری کااظہار کریں جس کے لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی بتایاہے کہ اگر میں رسولؐ اللہ کی بیان کردہ بعض احادیث سنانا شروع کردوں تو میری گردن مار دی جائے گی (بخاری) بتائیے وہ کیسے مسلمان ہوں گے جو رسولؐ اللہ کی احادیث بیان کرنے پر ایک صحابی رسولؐ کو بے دریغ قتل کر ڈالیں؟ اور جن کے خوف سے حقائق اسلام یوں سینوں میں گھٹ کر دم توڑ دیں؟لیکن اللہ نے اُس کا انتظام پہلے ہی کردیاتھا۔ خانوادۂ رسولؐ میں حقائق اسلامی کو مرتب ومدون کرنے والے قلموں اور اہل قلم کی اللہ نے قسم کھائی ہے اورفرمایا ہے کہ :

نٓ ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿١﴾ مَآ أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ﴿٢﴾ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ﴿٣﴾
القلم

" اے نون میں قسم کھاتا ہوں اُن قلموں کی اور اہل قلم کی جو کچھ وہ سطروں کی صورت میں لکھ رہے ہیں کہ تم ہرگز اپنے پروردگار کی نعمتوں کے سلسلے میں دیوانہ نہیں ہواور یہ کہ یقیناً تمہارا اجر اُتنا ہے کہ اُس پر منّتی احسان جتانا ممکن نہیں ہے"

سوچئے کہ جو کام روز ازل سے قلم اور اہل قلم کرتے چلے آئے اورقیامت تک یہ سلسلۂ تحریر و تدوین جاری رہے،کس صورت میں اُس پر احسان جتایا جاسکتاہے ۔لہٰذا یاد رکھناچاہئے کہ اہلؑ بیت اور خانوادۂ نبوت میں تمام وحی تمام احادیث تمام سابقہ کتب ہائے خداوندی اور وحی خداوندی اپنی حقیقی صورت اور الفاظ میں ریکارڈ کی ہوئی موجود تھی ۔یہاں، خانوادۂ نبوت کی چاردیواری میں بڑے کریم النفس اہل قلم ہروقت مقدس ومتبرک وپاکیزہ ومفید کتابیں جمع کرنے اور لکھنے میں مصروف رہتے تھے۔ یہ وہ خدائی انتظام تھا جس نے رسولؐ کی قوم کی سازش کوتباہ کیا اورمکمل ریکارڈ محفوظ رکھا۔ لہٰذا یاد رکھیں کہ جس طرح غیب پر ایمان لامحدود و لاانتہا ارتقائی منصوبے پر ایمان لانا ہوتاہے اُسی طرح ماانزل پرایمان کا مطلب ساری کائنات اورتعلیمات خداوندی اور انعامات خداوندی کے ریکارڈ پر ایمان لانا ہوتاہے اور یہ ماننا ہوتا ہے کہ یہ تمام تعلیمات و تبرکات و انعامات الٓمّٓ یا آل محمدؐ کی تحویل میں موجود ہیں۔

فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾
عبس

(۱۷) وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ آپ نے غورکیا ہوگا کہ پہلے ہر جگہ لفظ يُؤْمِنُونَ آیا تھا۔ لیکن آخرت کےلئے صرف مان لینا نہیں فرمایاگیا بلکہ یہ کہاگیا کہ وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہوں اوریہ ظاہر ہے کہ یقین عملی تجربوں کے بعد پیدا ہوتاہے۔ پہلے ہم عقلی غوروفکر سے ایک حقیقت کو مان لیتے ہیں یہ ایمان کہلاتاہے۔ ایمان لانے کے بعد ہم اُس سلسلے کے مثبت اعمال و اقدامات کرتے ہیں اورمثبت نتائج سے ہمیں یقین حاصل ہوتاہے اس لئے آخرۃ پر یقین کے معنی یہ ہیں کہ انسان مرنے کے بعد زندہ ہو سکنے پر علم و تجربہ رکھتا ہو تاکہ قیامت میں روز ازل سے پیدا ہونے والی مخلوق اور انسانوں کے زندہ کئے جانے پر یقین حاصل ہوجائے۔ (۲/۲۶۰) پھرتمام انسانوں کا حساب آناً فاناً کئے جاسکنے اور تمام اہل محشر کی

(۶) یقیناً جن لوگوں نے حق پوشی کو مفید سمجھ کر اختیار کرلیا ہے۔ اُنہیں برے نتائج سے تمہارا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہی ہے ۔ وہ بہر حال ایمان نہیں لائیں گے۔

(۷) اللہ نے بھی اُن کے دلوں اور کانوں پر حق پوشی کے فائدوں کو اُبھار کر مہر لگا دی ہے، اور اُن کی آنکھوں کے سامنے اُسی اِفادیت کے نظارہ والا پردہ لٹکا دیا ہے۔ اور اُن کے لئے ایک بزرگ عذاب طے کر دیا ہے ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے برابر ہے اوپر ان کے

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞

کیا ڈرایا تو نے ان کو یا نہ ڈرایا تو نے انکو نہیں ایمان لاویں گے

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ط

مہر کی اللہ نے اوپر دلوں ان کے کے اور اوپر کانوں ان کے کے

وَ عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۞ ع ۱

اور اوپر آنکھوں ان کی کے پردہ ہے اور واسطے ان کے عذاب ہے بڑا

زبانوں میں سوالات و جوابات کو ترجمہ کرکے ہر فرد کو حقیقت حال پر مطلع کرنے کا مادی انتظام اُس نے دیکھ لیا ہو۔ مثلاً بولنے والا عربی میں بول رہا ہے اور باقی تمام اہل محشر اپنی اپنی زبانوں میں سن اور سمجھ رہے ہوں۔ جنت و جہنم کا عملی یقین ہو وہاں کی لذات و سامان سے لطف اندوزی حاصل کی ہو اور جہنم کی اذیت کو جاری ہوتے دیکھا ہو۔ یعنی دونوں جگہ کا سامان ونظارہ سامنے آچکا ہو۔ قرآن کریم نے سورۂ مائدہ کی مذکورہ

أَنزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ ٱلسَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَءَاخِرِنَا وَءَايَةً مِّنكَ ﴿١١٤﴾
المائدۃ

بالا آیت (۱۱۴/۵)میں بتایاہے کہ مائدہ یعنی جنت کاسامان حضرت عیسیٰ تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آخری سربراہ اسلام علیہ السلام تک آسمانی سامان اترتا رہے گا۔

(۱۸) کفر کے معنی (۲/۶): کفر کے حقیقی معنی "انکار" نہیں ہیں۔ انکار اور منکر خود عربی زبان کے الفاظ ہیں۔

اور قرآن سے اُس کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں (۸۱/ ۴۰ ، ۵۰ / ۲۱) کفر کے معنی علامہ سے سنئے: "کفر کے اصلی معنی چھپانے کے ہیں" (تفہیم القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۲۹) چنانچہ کاشتکاروں یا کسانوں کو کفار فرمایا گیاہے۔

وَيُرِيكُمْ ءَايَٰتِهِۦ فَأَىَّ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ تُنكِرُونَ ﴿٨١﴾ مومن / غافر
"آخر تم اس کی کن کن نشانیوں کا انکار کروگے" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۲۹)
وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَٰهُ أَفَأَنتُمْ لَهُۥ مُنكِرُونَ ﴿٥٠﴾ الانبیاء
"پھر کیا تم اس کو قبول کرنے سے انکاری ہو" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

(سورۂ حدید ۵۷/۲۰) اس لئے کہ وہ کھیتی کے فائدہ کو سامنے رکھ کر عمدہ اناج زمین میں پوشیدہ کرکے فصل حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا قرآن میں کفر کا مطلب یہ ہوگا کہ اظہار حق کو نقصان دہ اور حق پوشی کو مفید سمجھ کر اپنے دفاع میں استعمال کرنا۔ اسی اصول پرا اللہ نے یہ فرمایاہے کہ "تمہاری بہت سی برائیاں چھپادی جائیں گی" (وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّـَٔاتِكُمْ ﴿٢٧١﴾ البقرۃ)لہٰذا مطلب یہ ہواکہ کفر کرنے والے گروہ نے یہ فیصلہ کرلیاہے کہ ہم قومی عوام تک حقائق نہ پہنچنے دیں گے ورنہ نقصان ہی نقصان ہوگا اور جو چیز ہمارے لئے مفید ہے اُس سے لوگوں کو مطلع کریں گے۔ اُن کے اس فیصلے پر اللہ نے اُن کے مقصد کی افادیت کو اُن کے دل و دماغ پرمسلط کردیا۔ اب اُنہیں کفر میں فائدہ ہی فائدہ نظر آنے لگا یعنی خدانے اُن کی عقل وبصیرت پر فطرت کی مہر لگادی۔ اب ہر نصیحت اُنہیں دھوکہ معلوم ہوگی لہٰذا بے نتیجہ رہے گی۔

(۱۹) مسلمانوں میں شریک ہوکر اسلام میں تخریب کرنے والا گروہ۔ یہاں دانشوران قوم (۲۵/۳۰) کا وہ گروہ

(۸) اور اُن لوگوں میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو مسلمانوں کو یقین دلانے کے لئے اللہ اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حقیقتاً وہ گروہ مومن نہیں ہے (۹) وہ گروہ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ مگر اُنہیں یہ شعور نہیں ہے کہ خدائی انتظام اُن ہی کو فریب میں مبتلا کئے ہوئے ہے (۱۰) چنانچہ اُن کے دلوں میں خفیہ منصوبے کی جو بیماری ہے اللہ نے اُس میں اضافہ کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی اُن کے لئے درد ناک عذاب بھی مقرر کر دیا ہے اس لئے کہ اُن کے جھوٹ کی یہی جزا ہے (۱۱) جب اُن لوگوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم دنیا بھر میں فساد پھیلانے والے عقائد رکھتے ہو تو وہ کہتے

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے

وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

وقف لازم

اور ساتھ دن پچھلے کے اور نہیں وہ ایمان لانے والے فریب دیتے ہیں اللہ کو

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ

اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور نہیں فریب دیتے مگر جانوں اپنی کو

وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ؕ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ

اور نہیں سمجھتے بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے پس بڑھائی ان کی اللہ نے بیماری

وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۱۰ وَ اِذَا

اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا بسبب اس کے کہ تھے جھوٹ بولتے اور جب

قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا

کہا جاتا ہے واسطے ان کے مت فساد کرو بیچ زمین کے کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ

سامنے لایا گیاہے جو بڑی کوشش سے مسلمانوں کو یقین دلاتا رہتاہے کہ وہ مومنین کا گروہ ہے اور تمام ضروری چیزوں پر ایمان رکھتا ہے۔ اسلامی اعمال و عبادات بجا لاتا ہے لیکن یہ گروہ جس قسم کا ایمان لایاہے اور جس ایمان کا اپنے اعمال سے مظاہرہ کرتاہے وہ اللہ کے نزدیک باطل ہے اور اللہ مسلمانوں کو بتا رہاہے کہ تم میں ایسا گروہ موجود ہے جو حقیقی معنی میں مومن نہیں ہے۔ تم اپنے ساتھیوں پر نظر رکھو اور اُنہیں شناخت کرنے کی کوشش کرو۔ وہ انتہائی طور پر ماہر لوگ ہیں تمھیں ہی نہیں بلکہ اللہ تک کو فریب دینے کی اسکیم بنا رہے ہیں ۔ اُن کے دھوکے میں نہ آنا اور ہر دعویٰ ایمان کرنے والے اسلامی اعمال بجا لانے والے کو مومن نہ سمجھ لیا کرو۔ ہم اُنہیں اُسی دھوکے میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں کہ اُن کے منصوبے کو کوئی نہیں جانتا حالانکہ انتظام نبویؐ انہیں فرداً فرداً پہچانتاہے۔

(۲۰) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ دلوں میں بیماری (۲/۱۰): اللہ نے قریشی دانشوروں کے اُس قومی منصوبے کا طرح طرح سے ذکر کیاہے جس پر کافی گفتگو ہوچکی ہے اور وہ تھا حکومت و اقتدار پر مکمل یا جزوی قبضہ (آلِ عمران ۱۵۴/۳ تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۶) اسی اسکیم اور منصوبے کی لگن کو اللہ نے قرآن میں بیماری بھی فرمایاہے۔ لہٰذا جہاں جہاں ایسے گروہ کا ذکر ہو جن کے دلوں میں مرض یا بیماری (فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ) ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ وہی گروہ ہے جو حکومت و اقتدار میں حصہ مانگتا تھا اور جس نے ایک عاقلانہ اسلام گھڑ کر اختیار کیا تھا۔ جو ہر عقیدہ اور عمل کو اپنی عقل و بصیرت کے سانچے میں فٹ کرکے اختیار کرتے تھے اور خود کو پکا اور حقیقی مومن سمجھتے تھے اور اللہ نے بھی ہر جگہ اُن کو مومن کہہ کر پکارا ہے اور یہی وہ لیڈران قوم تھے جن کے گھڑے ہوئے اسلام کو آج تک علما کی کثرت اپنائے ہوئے ہے۔ چونکہ قرآن میں اُن کی بھرپور مذمت ہوتی رہی ہے اس لئے اکثر علما اُن کو منافق کہہ کر لوگوں کی توجہ ہٹانا چاہتے ہیں تاکہ یہ راز نہ کھل جائے کہ کثرت ہمیشہ اُن ہی لیڈروں کے مذہب و عقائد کی رہی ہے ۔ چنانچہ علامہ مودودی نے بھی برابر اُن لوگوں پر نفاق کا پردہ ڈال کر حقیقت کو چھپایاہے اور یہاں اور دس بارہ جگہ اور اُنہیں منافق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اکثر یہ کہاہے کہ :

ہیں کہ یہی عقائد تو اصلاح کرنے والوں کے ہوتے ہیں لہٰذا ہم ہی مصلح ہیں(۱۲) مسلمانوں اُن سے خبر دار رہو وہی اپنے عقائد میں مفسدہ پرداز ہیں ۔ البتہ فی الحال اُنہیں اس کا شعور نہیں ہے (۱۳) اور جب اس مخصوص العقیدہ مومن گروہ سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی باقی مسلمانوں کی طرح کا ایمان اختیار کرو تو کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی بیوقوف لوگوں کی طرح جاہلانہ عقائد اختیار کرلیں؟ مسلمانوں خبردار رہو کہ حقیقتاً وہی بے وقوف ہیں لیکن اس بیوقوفی کا علم نہیں رکھتے(۱۴) اور جب یہ گروہ مسلمانوں سے وابستہ رہتا ہے تو اُن سے کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے ہوئے ہیں اور جب اپنے لیڈروں سے ملتے ہیں تو اُنہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم تو تمہارے آدمی ہیں ۔

نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا

ہم سنوارتے ہیں خبردار ہو تحقیق وہی ہیں فساد کرنے والے اور لیکن نہیں

يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ

سمجھتے اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے ایمان لاؤ جیسا ایمان لائے ہیں لوگ

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ

کہتے ہیں کیا ایمان لاویں ہم جیساایمان لائے ہیں بیوقوف خبردار رہو

اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِذَا لَقُوا

تحقیق وہی ہیں بیوقوف اور لیکن نہیں جانتے اور جب ملتے ہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا

ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں

اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ

طرف سرداروں اپنے کی کہتے ہیں تحقیق ہم ساتھ تمہارے ہیں

"بیماری سے مراد منافقت کی بیماری ہے ۔ اور اللہ کے اس بیماری میں اضافہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ منافقین کو ان کے نفاق کی سزا فوراً نہیں دیتا بلکہ انہیں ڈھیل دیتاہے۔ اور اس ڈھیل کا نتیجہ یہ ہوتاہے کہ منافق لوگ اپنی چالوں کو بظاہر کامیاب ہوتے دیکھ کر اور زیادہ مکمل منافق بنتے چلے جاتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۵۳ حاشیہ نمبر ۱۲)

بہرحال علامہ اور علامہ ٹائپ کے دیگر علما نے اپنا پورا زورلگایا ہے کہ اُن اپنے ہم عقیدہ لیڈروں کو منافق ثابت کردیں تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اُن کے بزرگ بھی وہی اسلام لائے تھے جو آج ان کا مذہب بنا ہواہے۔ بہرحال ہم خود علامہ کے قلم سے اور قرآن کی آیات سے دکھاتے ہیں کہ عہدرسولؐ میں منافق لوگ الگ تھے اور دلوں میں حکومت پر قبضہ کرنے کے منصوبے کے مریض مسلمان الگ تھے اور یہ کہ دونوں میں رابطہ اورتعاون تو تھا مگر منافق کافروں کے جاسوس تھے اور منصوبے کے مریض راسخ العقیدہ اور عقلی اور عقلمند مسلمان تھے۔ ترجمہ سنیئے ۔

"جب کہ منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں کو روگ لگا ہوا ہے، کہہ رہے تھے کہ ان لوگوں (یعنی حقیقی مسلمانوں۔احسن) کو تو ان کے دین نے خبط میں مبتلاکررکھاہے" (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۱۵۰)

إِذْ يَقُولُ ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمْ ﴿۴۹﴾ الانفال

یہ تو قرآن کے الفاظ اور علامہ کے ترجمہ سے ثابت ہوگیا کہ "خفیہ منصوبے کے مریض" لوگ منافق یا کافر نہ تھے ۔ اس کی وضاحت بھی علامہ سے سن لیں ارشاد ہوتاہے کہ : "۳۹؎ یعنی مدینہ کے منافقین اور وہ سب لوگ جو دنیا پرستی اور خدا سے غفلت کے مرض میں گرفتارتھے، یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کی مٹھی بھر بے سرو سامان جماعت قریش جیسی زبردست طاقت سے ٹکرانے کے لئے جارہی ہے، آپس میں کہتے تھے کہ یہ لوگ اپنے دینی جوش میں دیوانے ہوگئے ہیں،اس معرکہ میں ان کی تباہی یقینی ہے، مگراس نبیؐ نے کچھ ایسا افسوں ان پر پھونک رکھاہے کہ ان کی عقل خبط ہوگئی ہے ۔ اور آنکھوں دیکھے یہ موت کے منہ میں چلے جارہے ہیں" (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۱۵۰) علامہ کے بیان کا نتیجہ ؟

ہمارا مسلمانوں کے ساتھ خلوص اس کے سوا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ ہم اُن کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ اس لئے اُن ہی کی طرح باتیں اور عمل کرنے لگتے ہیں (۱۵) اللہ بھی اُن کا مذاق اڑا رہا ہے اور اس لئے اُن کو اُن کی سرکشی اور اسکیم میں ڈھیل دے رہا ہے اور وہ برابر اپنی گمراہی میں بھٹکتے بڑھتے جا رہے ہیں (۱۶) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی کو خرید لیا ہے مگر اُن کی یہ دین فروشی کی تجارت فائدہ مند نہ رہی اور نہ ہی وہ ہدایت پا سکے(۱۷) اُن کی مثال اُس شخص کی مانند ہے جو روشنی کے لئے آگ جلائے اور جب وہ آگ اپنے گردو پیش کو روشن کردے تو اللہ اُن کے اِس نور کو بجھا کر اُنہیں گھپ اندھیروں میں چھوڑ دے اور اب کچھ دکھائی نہ دے ۔

اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ

سوائے اس کے نہیں کہ ہم ٹھٹھا کرتے ہیں اللہ ٹھٹھا کرتا ہے ان سے

وَ يَمُدُّهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ

اور کھینچتا ہے ان کو بیچ سرکشی ان کی کے بھکتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے

اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡهُدٰى ۖ فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُهُمۡ

مول لی گمراہی بدلے ہدایت کے پس نہ فائدہ پایا سوداگری ان کی نے

وَ مَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِى

اور نہ ہوئے راہ پانے والے مثال ان کی جیسے مثال اس شخص کی ہے

اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ

جو جلاوے آگ پس جب روشن کیا جو کچھ گرد اُس کے تھا لے گیا اللہ

بِنُوۡرِهِمۡ وَ تَرَكَهُمۡ فِىۡ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷﴾

روشنی ان کی اور چھوڑ دیا ان کو بیچ اندھیروں کے نہیں دیکھتے

(۲۱) دل کے مریضوں کی مذہبی شناخت ،عقائد اور تشخص و تعین:

علامہ نے مان لیا کہ:

۱۔منافق گروہ الگ تھا ۲۔اور جن کے دلوں میں مرض بتایا گیا ہے وہ گروہ الگ تھا اور یہ کہ اُن کے دل میں جو نفاق کا مرض بتایا تھا وہ علامہ کا فریب تھا(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۳ حاشیہ نمبر ۱۲) ۳۔دل کا مریض گروہ مسلمان تھا۔دنیا پرست تھا یعنی یہ وہی کثرت تھی جس کو جنگ اُحد میں بھی دنیا پرست مسلمان (یرید الدنیا۔آلِ عمران (۳/۱۵۲) کہا تھا۔ ۴۔ خدا سے غفلت کرتا تھا یعنی یہ وہی مسلمان کثرت تھی جو اللہ کے متعلق ایام جاہلیت کے عقائد رکھتی تھی اور جن کے دلوں میں خفیہ منصوبہ تھا(آلِ عمران ۳/۱۵۴) جسے اب مرض فرمایا جا رہا ہے(بقرہ ۲/۱۰) ۵۔ یہ وہی کثرت ہے جو جنگ اُحد میں بھی رسولؐ کو دشمنوں میں چھوڑ کر بھاگ گئی تھی (آلِ عمران ۳/۱۵۳) اور یہاں بھی فداکار مومنین کو خبط میں مبتلا کہتی ہے(انفال ۸/۴۹ تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۵۰) ۶۔اور نبیؐ کے احکام کو یہاں بھی غلط اور تباہ کن کہتی ہے(علامہ کا اقرار) اور جنگ اُحد میں بھی یہ کہا تھا کہ اگر ہمیں اقتدار میں حصہ دیا ہوتا تو یہ قتل عام نہ ہوا ہوتا (آلِ عمران ۳/۱۵۴) یعنی نبیؐ کے احکام غلط بھی ہوتے ہیں۔ ۷۔ اور یہ کہ یہ گروہ اور یہ کثرت مسلمان تو ہے مگر رسولؐ کے لئے فداکار نہیں ہے۔سوچئے کہ دل کے مریض وہی کثرت اور وہی مومنین ہیں یا نہیں؟ اُنہیں منافق کہنا زبردست دھوکا ہے۔ وہ پختہ کاروچابکدست دانشور مومنین تھے ۔

(۲۲) دلوں میں مرض رکھنے والے کثیر التعداد مومنین ۵ ھ تک :

اُن کے زیر زمین منصوبے کو اُن کا قلبی مرض کہا گیا ہے پھر سنیئے اللہ نے فرمایا:

وَإِذۡ يَقُولُ ٱلۡمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ إِلَّا غُرُورًا ﴿۱۲﴾ وَإِذۡ قَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ يَٰٓأَهۡلَ يَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمۡ فَٱرۡجِعُواْۚ وَيَسۡتَـٔۡذِنُ فَرِيقٌ مِّنۡهُمُ ٱلنَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوۡرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوۡرَةٍۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ الأحزاب

"یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا صاف صاف کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے جو وعدے ہم سے کئے تھے۔ وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے ۔ جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ " اے یثرب

(۱۸) گویا وہ بہروں ،گونگوں ، اندھوں کی طرح منزل کی طرف بھی رجوع کے قابل نہیں رہے (۱۹) یا جیسا کہ آسمان سے زور دار بارش ہو رہی ہو اور اُس کے ساتھ اندھیری گھٹا اور کڑک اور بجلی کی چمک بھی ہو اور وہ لوگ بجلی کا کڑکنا سن کر اپنی جان کے خوف سے کانوں میں انگلیاں گھساتے ہوں، اور اللہ تو حق پوش گروہ کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے(۲۰) قریب ہے کہ بجلی اُن کی بصارت کو سمیٹ کر لے جائے چنانچہ جب بجلی کی روشنی اُن کے سامنے پھیلتی ہے تو اُس روشنی میں چلنے لگتے ہیں اور جب بجلی کی روشنی ختم ہو کر اندھیرا ہو جاتا ہے تو رک کر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ لہٰذا اگر اللہ چاہے تو، اُن کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو ہمیشہ کے لئے ضائع کر دے یقیناً اللہ ہر مخلوق پر قدرت رکھتا ہے ۔

صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۸﴾ اَوۡ كَصَیِّبٍ مِّنَ

بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں پھر آتے یا مانند مینہ کی

السَّمَآءِ فِیۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعۡدٌ وَّ بَرۡقٌ ۚ یَجۡعَلُوۡنَ

آسمان سے بیچ اس کے اندھیرے ہیں اور گرج ہے اور بجلی کرتے ہیں

اَصَابِعَهُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ؕ

انگلیاں اپنی بیچ کانوں اپنے کے کڑک سے ڈر موت کے سے

وَ اللّٰهُ مُحِیۡطٌۢ بِالۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۱۹﴾ یَكَادُ الۡبَرۡقُ یَخۡطَفُ

اور اللہ گھیرنے والا ہے کافروں کو نزدیک ہے بجلی اُچک لے جاوے

اَبۡصَارَهُمۡ ؕ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمۡ مَّشَوۡا فِیۡهِ ۙ وَ اِذَاۤ

آنکھیں ان کی جب روشنی دیتی ہے ان کو چلتے ہیں بیچ اس کے اور جب

اَظۡلَمَ عَلَیۡهِمۡ قَامُوۡا ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ

اندھیرا کرتی ہے اوپر ان کے کھڑے ہو رہتے ہیں اور اگر چاہے اللہ

لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ وَ اَبۡصَارِهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۰﴾

لے جاوے کان ان کے اور آنکھیں ان کی تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

کے لوگو! تمہارے لئے اب ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے پلٹ چلو"(احزاب ۱۳۔۱۲/۳۳)
جب اُن کا ایک فریق یہ کہہ کر نبیؐ سے رخصت طلب کر رہا تھا کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں حالانکہ وہ خطرے میں نہ تھے۔ دراصل وہ محاذ جنگ سے بھاگنا چاہتے تھے۔"
ان آیات اورعلامہ کے ترجمہ سے دوبارہ ثابت ہواکہ منافق گروہ الگ تھا اور اُن مخصوص عقیدہ کے مومنین کا گروہ الگ تھا۔ اور یہ کہ وہ مومن ہوتے ہوئے بھی منافقوں کے عقائد میں شریک تھا اور جس طرح جنگ اُحد میں آج سے دوسال پہلے اللہ کے متعلق زمانہ جاہلیت کے عقائد بھی رکھتا تھا (۳/۱۵۴) اُسی طرح پچھلی آیت میں کہاگیا ہے کہ :

وَتَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوۡنَا ﴿۱۰﴾ الاحزاب

"تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے"(تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۷۶)

هُنَالِكَ ابۡتُلِیَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَزُلۡزِلُوۡا زِلۡزَالًا شَدِیۡدًا ﴿۱۱﴾ الاحزاب

اور قرآن نے اُن دل کے مریضوں اورخود ساختہ عقائد رکھنے والوں کو مومن قرار دیا ہے سنیئے علامہ کا ترجمہ کہتاہے کہ :"اُس وقت ایمان لانے والے خوب آزمائے گئے اور بری طرح ہلا مارے گئے" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۷۶،سورۂ احزاب آیات۔۱۱۔۱۰/۳۳)

(۲۳) دل کے مریضوں کے ایمان کا اقرار اورمیدان جنگ اور اسلام سے فرار؟

علامہ لاکھ پردے ڈالیں مگر حق وہ ہے جو دبایا نہ جاسکے اُن کی وضاحت میں یہ دیکھئے کہ جن کے دلوں میں مرض بتایا گیاہے وہ یہی نہیں کہ منافق نہ تھے بلکہ وہ مومن تھے مگر کفار کی طرف سے مسلمانوں میں داخلی تخریب کے لئے مخصوص قسم کا اسلام لاکر داخل ہوئے تھے اور ہر عقیدے میں اپنے سابقہ مذہب کا تحفظ مد نظر رکھتے تھے سنیئے علامہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:"پلٹ چلو۔اس فقرے کے دومطلب ہیں ۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ وَ الَّذِيۡنَ

اے لوگو عبادت کرو پروردگار اپنے کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو

مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝٢١ الَّذِىۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا

پہلے تم سے تھے تاکہ تم بچو جس نے کیا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا

وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ

اور آسمان کو چھت اور اتارا آسمان سے پانی پس نکالا ساتھ اس کے

مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡ ۚ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا

پھلوں سے رزق واسطے تمہارے پس مت مقرر کرو واسطے اللہ کے شریک

وَّ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝٢٢ وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا

اور تم جانتے بوجھتے ہو اور اگر ہو تم بیچ شک کے اس چیز سے کہ اتاری ہے ہم نے

عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ

اوپر بندے اپنے کے پس لے آؤ ایک سورت مانند اس کی

وَ ادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝٢٣

اور پکارو شاہدوں اپنوں کو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے

(۲۱) اے انسانوں تم اپنے پروردگار کے بندے بنو اور عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور اُن لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ شاید تم ذمہ دارانہ زندگی اختیار کرلو (۲۲) اُس ہستی کے سامنے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنا دیا اور آسمانوں کو تعمیری بنا دیا اور آسمانوں سے پانی نازل کر دیا اور بارشوں سے ہر طرح کی خوراک تمہارے لئے پھلوں وغیرہ کی صورت میں پیدا کر دی اور یہ سب کچھ جانتے بوجھتے تم کسی کو اللہ کا مدمقابل نہ بنایا کرو (۲۳) اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر اُتارا ہے اگر تمہیں اُس میں کوئی الجھن ہے تو تم بھی قرآن جیسی ایک سورہ بنا کر لا دکھاؤ، اور اپنے تمام تصدیق کرنے والے گواہوں کو بھی بلا لو مگر اللہ سے بالا ہی بالا تیاری کرو اگر تم واقعی اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔

ظاہری مطلب یہ ہے کہ خندق کے سامنے کفار کے مقابلے پر ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ شہر کی طرف پلٹ چلو۔ اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اسلام پر ٹھیرنے کا کوئی موقع نہیں ہے، اب اپنے آبائی مذہب کی طرف پلٹ جانا چاہئے تاکہ سارے عرب کی دشمنی مول لے کر ہم نے جس خطرے میں اپنے آپ کو ڈال دیا ہے اس سے بچ جائیں" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۷۷)
یہ بیان مومنین کے اُس گروہ کو سورۂ آل عمران (۱۴۹/۳ تا ۱۵۹/۳) میں مذکور گروہ ثابت کرتا ہے۔ بہرحال ہم تو یہ دکھا رہے ہیں کہ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ۔ والے لوگ منافق ہرگز نہیں بلکہ وہ وہی بزرگ دانشور ہیں جن کے عقائد علامہ نے اختیار کیے ہیں اور ہم قرآن سے ہر ایسی گنجلک کو دور کرتے ہوئے بڑھیں گے اور یہ ثابت کرکے چھوڑیں گے کہ اگر وہ لوگ واقعی منافق تھے؟ تو علامہ اینڈ کمپنی نے منافقین کا مذہب اختیار کیا ہے۔ لیکن وہ چاہتے ہیں کہ کڑوا کڑوا منافقوں کے لئے اور میٹھا میٹھا اپنے مریضوں کے لئے رکھیں اور لوگوں کو پتہ بھی نہ چلنے دیں۔ مگر ہم قرآن کریم سے اتنی مار دیں گے کہ اُن کے باطل مذہب، اور باطل مذہب ساز گروہ کی کمر ٹوٹ جائے گی اور قرآن کا قاری اُس گروہ کو شناخت کرلے گا۔ جس کی شکایت آنحضرتؐ نے اللہ سے کی تھی (۳۰/۲۵) علامہ کے قلم سے دیکھیں کہ:

(۲۴) مخصوص العقیدہ مسلمان، منافق اور کافروں کے پروپیگنڈے والا گروہ؟

منافق الگ ہیں اور مخصوص مومن الگ۔ "اگر منافقین، اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے، اور وہ جو مدینہ میں ہیجان انگیز افواہیں پھیلانے والے ہیں، اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تمہیں اٹھا کھڑا کریں گے، پھر وہ اس شہر میں مشکل ہی سے تمہارے ساتھ رہ سکیں گے" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۱۳۱)

لَّئِن لَّمۡ يَنتَهِ ٱلۡمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلۡمُرۡجِفُونَ فِي ٱلۡمَدِينَةِ لَنُغۡرِيَنَّكَ بِهِمۡ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَآ إِلَّا قَلِيلًا ۝٦٠ الاحزاب

قارئین پہلی بات وہی دیکھیں کہ جن کے دلوں میں مرض ہے وہ علامہ کی تمنا (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۳) کے خلاف نفاق کے مرض میں گرفتار نہیں بلکہ تین الگ الگ گروہ ہیں۔ البتہ کئی کام مل کر ضرور کرتے ہیں۔ علامہ کی وضاحت بھی اُنہیں مومن مانتی ہے۔ سنئے ہم علامہ کی والو باڈی (Valve Body) نکال کر چھوڑیں گے ارشاد ہے کہ: (۱) ۱۱۳؎ ''دل کی خرابی (علامہ دل کا مرض کیوں نہیں لکھتے؟۔احسن) سے مراد یہاں دو قسم کی خرابیاں ہیں ایک یہ کہ آدمی اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرانے کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کا بدخواہ ہو۔ دوسرے یہ کہ آدمی بدنیتی، آوارگی اور مجرمانہ ذہنیت میں مبتلا ہو اور اس کے ناپاک رجحانات اس کی حرکات وسکنات سے پھوٹے پڑتے ہوں'' (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۱۳۲) تیسرے گروہ کا حال بھی سن لیں۔ (۲) ''۱۱۴؎ (مرجفون) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں گھبراہٹ پھیلانے اور ان کے حوصلے پست کرنے کے لئے آئے دن مدینہ میں اس طرح کی خبریں اڑایا کرتے تھے کہ فلاں جگہ مسلمانوں کو بڑی زک پہنچی ہے اور فلاں جگہ مسلمانوں کے خلاف بڑی طاقت جمع ہو رہی ہے اور عنقریب مدینہ پر اچانک حملہ ہونے والا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۱۳۲۔۱۳۳) یہ ہیں علامہ کے راہنما قومِ رسولؐ کے دانشور مومنین جنہیں نفاق کے پردے میں چھپانا چاہتے ہیں مگر اب مان لیا کہ یہ مخصوص العقیدہ مسلمان، مسلمانوں کے بدخواہ تھے۔ ناپاک اور مجرمانہ اقدامات کرتے رہتے تھے اور یہی ہمارا عنوان ہے کہ یہ گروہ دانشورانِ قوم کا مومن گروہ تھا۔ اُنہوں نے اسلام کو اپنی عقل وبصیرت کے ماتحت رکھا تھا۔ جس میں اللہ و رسولؐ اور قرآن کو بڑا گھٹیا مگر معقول مقام دیا تھا اور یوں اسلام کے تمام احکام و عقائد کو اپنے ذاتی، جماعتی اور قومی وملکی مصالح کے ماتحت کرلیا تھا اُن کے یہاں رسولؐ ایک عام انسان تھا جسے دانشوران قوم کے ماتحت رہنا چاہئے۔

(۲۵) دل کے مریض مومنین کو اہل کتاب، کافروں اور حقیقی مومنین سے الگ رکھ کر سمجھیں۔

آخری بار یہ نوٹ کریں کہ ۱۔کافروں ۲۔ اہل کتاب ۳۔ حقیقی مومنین کے گروہوں سے الگ ایک بڑی مسلمان کثرت کو دل کے مریض کہا گیا ہے۔ انہیں کافر یا منافق وغیرہ سمجھنا ایک خطرناک اسکیم ہے سنیئے اور ہر گروہ کو قرآن اور علامہ کے ترجمہ اور بیان سے الگ الگ نوٹ کرکے یاد کرلیں۔

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ ﴿٣١﴾ المدثر

''تاکہ اہل کتاب کو یقین آجائے اور ایمان لانے والوں کا ایمان بڑھے، اور اہل کتاب اور مومنین کسی شک میں نہ رہیں، اور دل کے بیمار اور کفار یہ کہیں کہ بھلا اللہ کا اس عجیب بات سے کیا مطلب ہوسکتا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد ۶ صفحہ ۱۴۹۔۱۵۰)

آپ نے دیکھ لیا کہ یہاں اللہ نے چار گروہوں کا الگ الگ ذکر کیا اور اس سے پہلے منافقوں اور مرجفون کا تذکرہ بھی ہوچکا ہے یعنی قرآن میں مطالعہ کے دوران ہر قاری کو قرآن میں ان مذکورہ چھ گروہوں کا حال اور اُن کے اعمال وعقائد الگ الگ دیکھنا اور سمجھنا چاہئیں تاکہ وہ مخصوص العقیدہ منصوبہ ساز گروہ مشخص اور متعین رہے اور چپکے سے حقیقی مومنین میں مخلوط کرکے اچانک رضی اللہ عنہم اور بزرگ صحابہ نہ بنا دیئے جائیں اور تاریخ میں یہی ہوا بھی ہے کہ آخر میں تمام منافق تمام منصوبہ ساز اور تمام دانشورانِ قومِ رسولؐ (۲۵/۳۰) ایک دم حقیقی مومنین بنادیئے گئے تھے حالانکہ اُن میں وہ صحابہ بھی شامل تھے۔ جنہیں بقول رسولؐ حوض کوثر پر نہ آنے دیا جائے گا (بخاری وغیرہ) وہ صحابہ بھی تھے جنہیں رسولؐ نے کہا کہ تم میرے بعد کافر نہ ہوجانا (بخاری وغیرہ) اُن میں وہ کثرت بھی تھی جن سے رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ تم کافروں، منکروں، بے دینوں، یہود اور نصاریٰ کی من وعن پیروی کروگے اور اسلام و قرآن کی تعلیمات کا نام ونشان رکھ کر باقی سب مٹا دو گے۔ بہرحال قرآن نے اس قسم کے مومنین کو واضح الفاظ میں شناخت کرایا ہے۔ مگر اسلام کی باگ ڈور ہاتھ میں لینے کا منصوبہ پورا ہوتے ہی اُنہوں نے اور پھر اُن کے ہم مسلک اور پیرو اہل قلم اور حکام نے قرآن کی معنوی ردوبدل سے اُن لوگوں کو چھپا کر حقیقی مومنین بنا ڈالا۔ ہم اپنا سارا زور اس ایک بات پر صرف کریں گے کہ قارئین کرام یہ سمجھ لیں کہ بقول علامہ بھی، اقتدار وحکومت اور اختیارات نبوتؐ میں حصہ طلب کرنے والے مومنین حقیقی مومن نہ تھے نہ وہ منافق و کافر تھے۔ اس لئے کہ اگر اُن کا منافق و کافر ہونا ثابت ہوجاتا تو بعد والے لوگ اُن کا خودساختہ اسلام اختیار نہ کرتے۔ لیکن

(۲۴) چنانچہ اگر تم ایسی سورۃ نہ بنا سکو اور ہرگز نہ بنا سکوگے ۔ تو پھر تمہیں اُس آگ سے ڈرنا چاہئے جو انسانوں اور پتھروں کے ایندھن سے جلائی جائے گی اور جسے حق پوشی کرنے والوں کے لئے تیار کیا گیا ہے (۲۵) اور اُن لوگوں کو خوشخبری سنا دو کہ جو ایمان لائے اور اصلاحی اعمال پر کاربند رہے کہ اُن کے لئے یقیناً ایسی جنتیں ہیں کہ جن میں نہروں کی بھرمار ہے اور اُن میں اس دنیا کے پھلوں سے مشابہ پھل ہیں ۔ لہٰذا جب جنت میں جانے والوں کو جنت کے پھل دیئے جائیں گے ۔ تو وہ پھلوں کو پہچان کر بول اُٹھیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے بھی دنیا میں ہمیں دیئے جاتے رہے تھے ۔ اور جنت میں جانے والوں کے لئے جنت میں پاکیزہ

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ لَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ

پس اگر نہ کرو تم اور ہرگز نہ کرو گے تم پس ڈرو اس آگ سے جو

وَ قُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾

ایندھن اس کا آدمی ہیں اور پتھر تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے

وَ بَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ

یہ کہ واسطے ان کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں

كُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡهَا مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا ۙ قَالُوۡا

جب دیئے جاویں گے اس میں سے میووں سے رزق کہیں گے

هٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَ اُتُوۡا

یہ وہ چیز ہے جو دیئے گئے تھے ہم پہلے اس سے اور لائے جاویں گے

آج تک علما کی کثرت اُن کے مذہب وعقائد و اصول پر کاربند ہے۔ اس لئے کہ اُن کے انتظام نے انہیں حقیقی مومن بنا کر پیش کر دیا تھا۔ تاریخیں اور دیگر ریکارڈ انہوں نے اور اُن کے جانشینوں نے تیار کئے اور کرائے تھے۔ لیکن اُن کی بد قسمتی کہ وہ قرآن کے الہامی الفاظ نہ بدل سکے رہ گیا ترجمہ تو وہ الہامی نہیں ہے اس کی غلطیاں پکڑی جا رہی ہیں۔ اور حقائق خود قرآن اور آج کے سب سے بڑے علامہ کے قلم سے سامنے آ رہے ہیں۔ اب آپ اُس منصوبہ ساز گروہ کے اعمال و عقائد اور اقدامات کو سامنے رکھ کر اس سلسلے میں دو ایک آیات اور سن لیں جس سے حقیقت حال کے ساتھ ساتھ علامہ کی کھلی جانبداری بھی ثابت ہو جائے گی اور واضح الفاظ میں یہ حقیقت سامنے آ جائے گی کہ:

(۲۶) منصوبہ ساز گروہ کا حکومت پر قبضے کا پلان ڈھکی چھپی بات نہ تھی انہیں ٹوک دیا گیا تھا؟

وہ لوگ جنہیں دل کے مریض فرمایا گیا جو خفیہ منصوبہ رکھتے تھے جو میدان جنگ سے بار بار بھاگ جاتے تھے تاکہ رسولؐ قتل ہو جائیں اور وہ حکومت پر قبضہ کر لیں وہ مومنین تھے منافق نہیں تھے مگر اُن کے ایمان کا بڑا جزو یہ تھا کہ وہ رسولؐ سے بہتر انتظام کر سکتے ہیں اور اُن سے زیادہ صحیح قرآن سمجھتے ہیں اور یہ کہ رسولؐ کی مطلق اطاعت کرنے والے لوگ بے وقوف وجاہل ہیں ۔

"جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی سورۃ کیوں نہیں نازل کی جاتی (جس میں جنگ کا حکم دیا جائے) مگر جب ایک محکم سورۃ نازل کر دی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دل میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں

وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَوۡلَا نُزِّلَتۡ سُورَةٞۖ فَإِذَآ أُنزِلَتۡ سُورَةٞ مُّحۡكَمَةٞ وَذُكِرَ فِيهَا ٱلۡقِتَالُ رَأَيۡتَ ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٞ يَنظُرُونَ إِلَيۡكَ نَظَرَ ٱلۡمَغۡشِيِّ عَلَيۡهِ مِنَ ٱلۡمَوۡتِۖ فَأَوۡلَىٰ لَهُمۡ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٞ وَقَوۡلٞ مَّعۡرُوفٞۚ فَإِذَا عَزَمَ ٱلۡأَمۡرُ فَلَوۡ صَدَقُواْ ٱللَّهَ لَكَانَ خَيۡرٗا لَّهُمۡ ﴿٢١﴾ فَهَلۡ عَسَيۡتُمۡ إِن تَوَلَّيۡتُمۡ أَن تُفۡسِدُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَتُقَطِّعُوٓاْ أَرۡحَامَكُمۡ ﴿٢٢﴾ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فَأَصَمَّهُمۡ وَأَعۡمَىٰٓ أَبۡصَٰرَهُمۡ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلۡقُرۡءَانَ أَمۡ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقۡفَالُهَآ ﴿٢٤﴾ محمد

جیسے کسی پر موت چھا گئی ہو۔ افسوس اُن کے حال پر(اُن کی زبان پر ہے) اطاعت کا اقرار اور اچھی اچھی باتیں۔ مگر جب قطعی حکم دے دیا گیا اُس وقت وہ اللہ سے اپنے عہد میں سچے نکلتے تو اُن ہی کے لئے اچھا تھا۔ اب کیا تم لوگوں سے اس کے سوا اور توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے تو زمین میں پھر فساد برپا کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے؟ یہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان کو اندھا اور بہرہ بنا دیا۔ کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا، یا دلوں پر ان کے قُفل چڑھے ہوئے ہیں؟" (تفہیم القرآن جلد۵ صفحہ ۲۵ تا ۲۷) وضاحت بھی نوٹ کرلیں۔

" اصل الفاظ ہیں اِنْ تَوَلَّیْتُمْ ۔ ان کا ایک ترجمہ وہ ہے جو ہم نے اوپر متن میں کیا ہے۔ اور دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ "اگر تم لوگوں کے حاکم بن گئے" (صفحہ ۲۶ حاشیہ ۳۳) اور لکھا کہ:" دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری سیرت و کردار کا حال یہ ہے کہ جس دین پر ایمان لانے کا تم نے اقرار کیا تھا اس کے لئے تمہارے اندر کوئی اخلاص اور وفاداری نہیں ہے، اور اس کی خاطر کوئی قربانی دینے کے لئے تم تیار نہیں ہو، تو اس اخلاقی حالت کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں اقتدار عطا کردے اور دنیا کے معاملات کی باگیں تمہارے ہاتھ میں آجائیں تو تم سے ظلم و فساد اور برادر کشی کے سوا اور کس چیز کی توقع کی جاسکتی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۷ حاشیہ ۳۴)

(۲۷) علامہ نے کن چیزوں کو تسلیم کیا ہے اس ترجمہ اور وضاحت میں علامہ نے مان لیا کہ: ۱۔ دلوں کے بیمار وہی لوگ ہیں جو مسلسل بطور مذہب جنگ کو ناپسند کرتے ہیں۔ جنگ اُحد میں بھی وہی لوگ مذکور تھے۔ ۲۔ یہ لوگ ایمان لائے تھے اطاعت اور عمدہ عمدہ باتیں کرتے تھے ۳۔ لیکن جہاں رسولؐ چاہتے تھے وہاں قربانی اور فداکاری کو غلط سمجھتے تھے ۴۔ اللہ نے ان کی اسکیم اور حکومت پر قبضہ کی تمنا پر انہیں یہ طعنہ دیا کہ "اگر تم صاحب اقتدار حاکم بن گئے اور بقول علامہ دنیا کے معاملات کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ آجائے تو تم ظلم و فساد اور قتل و غارت کے سوا کچھ نہ کرو گے۔" اب ایک حدیث بھی سن لیں پھر بات کریں گے۔ (صحیح بخاری پارہ ۲۹ جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۷) میں ایک باب کا نام ہے

(۲۸) حدیث قرآن سے متفق ہے حکومت پر قبضے کے بعد کافر ہوجانا اور قتل عام کا بازار گرم رکھنا۔

وہ باب جس میں نبیؐ کا یہ قول مذکور ہوگا کہ: "تم لوگ میرے بعد کافر نہ ہوجانا اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنا" (صفحہ ۱۰۴۷)

لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِی کُفَّاراً یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقابَ بَعْضٍ (صفحہ ۱۴۸ جلد ۲)
لاَ تَرْتَدُّوْا بَعْدِی کُفَّاراً یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقابَ بَعْضٍ (صفحہ ۱۴۸ جلد ۲)

اس باب میں کئی ایک احادیث میں رسولؐ اللہ نے یہ جملہ فرمایا ہے کہ: "تم لوگ میرے بعد کافر نہ ہوجانا اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنا" اور "تم میرے بعد مرتد اور کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو"

ان ہی الفاظ میں چار پانچ احادیث بڑے مستند صحابہ، عبداللہ ابن عمر، ابی بکرہ ابن عباس وغیرہ سے موجود ہیں ایک پوری حدیث سنیں۔

(۲۹) رسولؐ اللہ نے حجۃ الوداع میں مسلمانوں کو کفر یعنی حق پوشی اور قتل و غارت سے باز رہنے کی تاکید کی تھی۔ یعنی ولایت کے اعلان پر

سارے علمانے مانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خلافت و ولایت الٰہیہ کا آخری اعلان حجۃ الوداع میں کیا اور علیؑ کو مولا بنائے جانے پر تمام صحابہ اور پوری قومِ رسولؐ نے مبارک باد (بخٍ بخٍ) دی اور اُسی نشست میں مندرجہ بالا اعلان بھی کیا تھا۔ مفصل و متواتر حدیث یہ ہے:

حَدَّثَنَا سلیمان بن حرب حدثنا شعبة عن علی بن مدرك سمعتُ اباُزرعة بن عمرو بن جریر عن جدّه جریر قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حجّة الوداع اِسْتَنْصِتِ النّاسَ ثُمَّ قال لاَ ترجعوا بعدی کُفَّاراً یضرب بعضکم رقاب بعض. (بخاری جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰۴۸۔ پارہ نمبر ۲۹)

"ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی اس نے کہا ہم سے شعبہ نے علی بن مدرک سے حدیث بیان کی اس نے کہا کہ میں نے ابازرعہ بن عمرو بن جریر سے سنا اور اس نے اپنے دادا جریر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حجۃ الوداع میں رسولؐ نے مجھ سے کہا کہ لوگوں کو خاموش اور میری طرف متوجہ کرو پھر فرمایا کہ دیکھو تم لوگ میرے بعد کفر و حق پوشی کی طرف رجوع نہ ہوجانا اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنا"

بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمۡ فِيۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ
مشابہ ایک دوسرے کے ساتھ اور واسطے ان کے بیچ ان کے بی بیاں ہیں ستھری
وَّ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝۲۵ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسۡتَحۡىٖۤ اَنۡ
اور وہ بیچ ان کے ہمیش رہنے والے تحقیق اللہ نہیں شرماتا یہ کہ
يَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَةً فَمَا فَوۡقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ
بیان کرے مثال کوئی سی مچھر کی پھر جو اوپر اس کے ہے پس جو لوگ کہ
اٰمَنُوۡا فَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ
ایمان لائے پس جانتے ہیں یہ کہ وہ سچ ہے پروردگار ان کے کی طرف سے
وَ اَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَيَقُوۡلُوۡنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا
اور جو لوگ کہ کافر ہوئے پس کہتے ہیں کیا چاہا ہے اللہ نے ساتھ اس کے
مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيۡرًا ۙ وَّ يَهۡدِىۡ بِهٖ
مثال لانا گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو اور راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے
كَثِيۡرًا ؕ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الۡفٰسِقِيۡنَ ۝۲۶ ۙ
بہتوں کو اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس کے مگر فاسقوں کو

جوڑے (شوہر اور بیویاں) موجود ہوں گے۔ اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے ۔

(۲۶) اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی مخلوق کی مثال دینے اور بات سمجھانے میں کوئی شرم نہیں کرتا خواہ وہ مثال ایک مچھر کی ہو یا اُس سے اونچے درجے کی مخلوق کی ہو۔ چنانچہ مومنین تو جانتے ہیں کہ اُن کے پروردگار کی ہر بات یقیناً حق ہوتی ہے ۔ اور وہ لوگ جنہوں نے حق پوشی کا شیوہ اپنایا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ بھلا اللہ نے اس مثال میں کس مقصد کا ارادہ کیا ہے ؟ اس قسم کی مثالوں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت بھی مل جاتی ہے لیکن اللہ کی دی ہوئی مثالیں اُن بے مہار لوگوں کے سوا کسی اور کو گمراہ نہیں کرتیں۔

اب قارئین قرآن کی آیت ، علامہ کی توضیح اور اس حدیث رسولؐ کو سامنے رکھ کر بتائیں کہ کیا وہ مخصوص العقیدہ دل کا بیمار گروہ دلوں میں حکومت میں حصہ کا منصوبہ نہ رکھتا تھا؟ اور کیا قرآن اور رسولؐ نے انہیں تنبیہہ نہ کردی تھی؟ کیا انہیں قتل و غارت سے نہ روکا تھا؟ اور کیا رسولؐ کے بعد رسولؐ کی قوم رسولؐ کی جگہ حاکم وحکمران نہیں بنی تھی اور دو ڈیڑھ سال تک مسلسل کلمہ گو ، نمازی و تہجد گزار مسلمانوں کا قتل و غارت اور لوٹ مار نہ ہوئی تھی۔ کیا مالک بن نویرہ کا نام اس تاریخ میں موجود نہیں ہے؟ کیا عرب میں ہزارہا مسلمانوں کے قتل کے بعد غیر مسلم اقوام وممالک سے جنگ و لوٹ مار جاری نہ رہی تھی؟ کیا ساری دنیا میدان جنگ وقتال نہ بنا دی گئی تھی؟ اور کیا فساد فی الارض کسی اور جانور کا نام ہے؟بات چل نکلی تو رسولؐ کے بعد فوجی حکومت قائم کرنے کی اسکیم بنانے والے کا بھی اَتا پتہ اور عادت وخصلت سنتے چلیں ارشاد ہے کہ:

وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يُعۡجِبُكَ قَوۡلُهُۥ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَيُشۡهِدُ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلۡبِهِۦ وَهُوَ أَلَدُّ ٱلۡخِصَامِ ۝۲۰۴ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي ٱلۡأَرۡضِ لِيُفۡسِدَ فِيهَا وَيُهۡلِكَ ٱلۡحَرۡثَ وَٱلنَّسۡلَۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلۡفَسَادَ ۝۲۰۵ البقرۃ

”اور ان لوگوں میں سے وہ شخص خاص طور پر زیر نظر رہے جس کی دنیاوی طرز حیات پر تقریریں آپؐ کو حیران کن پسندیدہ معلوم ہوتی ہیں ۔ اور وہ بات بات پر اپنی نیت اور باتوں پر اللہ کی گواہی پیش کرتا جاتا ہے اور وہی وہ شخص ہے جو آپ کے تمام دشمنوں میں سب سے زیادہ بحث اور مباحثہ میں ماہر اور غالب ہے۔اور جیسے ہی وہ حکمران بنا تو ساری دنیا کو فساد سے بھر دے گا۔ کھیتیاں تباہ کردیگا اور ایک خاص نسل کی ہلاکت کا سبب بنے گا اور اللہ فساد اور اہل فساد کو پسند نہیں کرتا۔“ (ہماراترجمہ)

قارئین یاد کریں کہ پیرانمبر ۹ میں قرآن سے قومی حکومت کے لئے علامہ نے مانا تھا کہ وہ ظلم و فساد کے سوا کچھ نہ کر سکیں گے۔

یہاں اللہ نے رسولؐ اللہ کے مخاطبین میں سے ایک شخص کو سربراہ مملکت کی حیثیت سے مع اس کی جنگی مہم کے پیش کر کے وہ نظارہ کھینچ دیا جو اُس کی طرز حیات اسلامی کا مقصد تھا۔ لہٰذا آئندہ اُس قوم اور اُس کے دانشوروں (۲۵/۳۰) کو پہچاننے میں کوئی مغالطہ نہ رہنا چاہئے۔ یہی وہ عقائد تھے جن سے فساد پھیلنا لازم تھا۔

(۳۰) مفسدہ پرداز ہمیشہ مصلح ہونے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ لیکن یہ گروہ اس فساد کو اصلاح اور اسلام کا مقصد سمجھتا تھا (بقرہ ۱۲۔۲/۱۱)

(۳۱) دانشور گروہ باقی مسلمانوں کو اندھی تقلید کرنے والا جاہل سمجھتا تھا۔ رسولؐ کی قوم کے دانشوروں نے چونکہ ہر اسلامی بات کو اپنی عقلی ترازو میں تول تول کر تبدیل کیا تھا۔ اس لئے وہ اُن لوگوں کو جاہل و احمق قرار دیتے تھے جو بے چوں و چرا اطاعت کرتے تھے ۔ وہ رسولؐ کی بعض باتوں کو ماننا بھی جہالت سمجھتے تھے (بقرہ ۲/۱۳)

(۳۲) اپنی بصیرت کے ماتحت اللہ و رسولؐ اور قرآن کو لانے والوں کی عادات: ا۔ وہ مسلمانوں کے تمام اعمال و عبادات بجا لاتے تھے مگر کفار کے مرکز کے ماتحت رہتے اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے (بقرہ ۱۵۔۲/۱۴) ۲۔ وہ جس اسلام کو اختیار کئے ہوئے تھے وہ گمراہ کن تھا (۲/۱۶) ۳ ۔ اُن کا طریقہ یہ تھا کہ اسلام کی حقیقتوں پر اپنے باطل تصورات کی بنیاد رکھتے تھے اور اگر بہانہ نہ ملتا تھا وہاں اندھیرے میں رہتے تھے (بقرہ ۲۰۔۲/۱۷) آگ اور بجلی اور بارش کی مثالوں سے اُسی قوم کا حال دکھایا گیاہے۔ اور واضح کیا گیاہے کہ اُن کے اپنے پاس کوئی دلیل و برہان نہیں ہے وہ قرآن سے روشنی حاصل کر کے اُسی روشنی کو غلط استعمال کرتے ہیں اور اللہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے۔

(۳۳) قرآن جیسی کتاب یا سورۃ یا آیت کوئی نہیں بناسکتا: عربوں کی فصاحت وبلاغت اور قادر الکلامی معلوم ومشہور ہے اور ادھر قرآن کریم بڑی آسان اوربڑی ہی واضح زبان میں ساری دنیا کے سامنے موجود ہے ۔ اور کوئی ایسا لفظ بھی قرآن میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ جس کے معنی پہلے سے عربوں میں معلوم ومشہور نہ تھے۔ اس کے باوجود عربوں کے اور ساری دنیا کے سامنے قرآن کا یہ چیلنج آج بھی کھڑا ہے کہ " اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ قرآن انسانی قوتوں کی ایجاد ہے تو اسے چاہئے کہ وہ قرآن کی مانند کچھ کلام بنا کر دکھا دے" (۲/۲۳) تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ کلام خداوندی نہیں ہے" مگر آج تک اس چیلنج کو توڑنے کے لئے کسی کو قدرت نہ ہوئی اور قرآن کا کلام اللہ ہونا ہزاروں طرح ثابت ہو گیا۔

(۳۴) قرآن نے مکہ سے مدینہ تک مسلسل چیلنج کو جاری رکھا۔ سب سے پہلا چیلنج نہایت مہذبانہ اور خاموش تھا اور وہ یہ تھا کہ جب سورۂ کوثر نازل ہوئی تو حضورؐ نے اسے جلی اور خوش خط لکھوا کر خانہ کعبہ میں آویزاں کرا دیا تھا حج کے موقع پر جب عرب کے سب سے بڑے شاعر ابوالشعرا نے حج کے دوران انعامی مشاعروں میں سے وہ کلام انتخاب کرلیا جس کا کعبہ میں پہلے سے آویزاں شدہ کلام سے مقابلہ کر کے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ کون ساکلام ایساہے جو خانہ کعبہ میں آویزاں کیاجائے اورآویزاں شدہ میں سے کس کلام سے بڑھ گیاہے کہ اسے کعبہ سے اتار لیاجائے اس سلسلے میں جب ابوالشعرا اور اس کے مشیر سربرآوردہ شاعر وخطیب کعبہ میں آئے اور وہاں سورۂ کوثر کو لٹکا ہوا دیکھا تو اس گروہ نے سرتسلیم خم کیا اور ابوالشعرا نے سورۂ کوثر کے نیچے اپنے قلم سے لکھ دیا کہ :

"مَا هٰذَا كَلَامُ الْبَشَر" "یہ انسان کا کلام نہیں ہے"

مطلب یہ تھا کہ اس کلام کو انسانوں کے کلام کے مقابلہ میں شمار نہیں کیاجاسکتا۔ اس حقیقت کے اعلان کے باوجود دانشوران قوم رسولؐ (۲۵/۳۰) عوام کے سامنے قرآن کو انسانی کلام کہنے اور حق کو چھپانے (کفر) کی برابر کوشش کرتے رہے۔ اس پر قرآن نے انہیں پہلا چیلنج یوں کیا کہ :

"کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ قرآن خود گھڑ لیاہے ؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لانا چاہتے اگر یہ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ بھی اس کے مانند کوئی حدیث بنا کر دکھا دیں" پھر اعتراض ہوا تو یہ چیلنج کیا کہ :

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُۥ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا۟ بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِۦٓ إِن كَانُوا۟ صَـٰدِقِينَ ﴿٣٤﴾
الطور

(۳۵) سب انسان اور ان کے مددگار مل کر قرآن ایسی ایک سورۃ بنالائیں۔

أَمۡ يَقُولُونَ ٱفۡتَرَىٰهُۖ قُلۡ فَأۡتُواْ بِسُورَةٖ مِّثۡلِهِۦ وَٱدۡعُواْ مَنِ ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ﴿٣٨﴾ یونس

”کیایہ کہتے ہیں کہ تم نے اسے خود ایجاد وتصنیف کرلیاہے؟ ان سے کہو کہ تم اللہ کے علاوہ جسے چاہو اپنی مدد پر بلا کر قرآن کی ایک سورۃ کی مانند تصنیف کرکے اپنے سچے ہونے کا ثبوت دے دو“ ہر چیلنج پر قرآن کی مخالف قوم (۳۰/۲۵) کی عزت عوام کی نظروں میں گرجاتی تھی اور قرآن پر یقین میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ لیکن چیلنج کو زیادہ دن گزر جاتے تو وہ ملعون قوم پھر لوگوں میں شکوک و شبہات پھیلانا شروع کر دیتے تو الفاظ بدل کر چیلنج پھر کردیا جاتا تھا چنانچہ اس مرتبہ فرمایا کہ :

(۳۶) قرآن ایسی دس سورتیں بناکر دکھا دو ؟

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۳﴾ سورہ ھود

” اگر یہ لوگ اس قرآن کو تمہاری تصنیف و ایجاد کہتے ہیں تو اُن سے کہو کہ تم اللہ کے سوا اورجسے چاہو اپنی مدد کے لئے بلا لو اور سب مل کر قرآن ایسی دس سورتیں تیار کرکے اپنی سچائی کا ثبوت پیش کردو“ اور آخر یہ فیصلہ سنا دیاکہ :

” اُن کو بتا دو کہ اگر تمام انسان اور تمام جنات اس کوشش پر اتفاق کرلیں کہ وہ اس قرآن کی مانند کتاب تیار کرلیں تو بھی وہ سب مل کر اور آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرکے ہرگز اس قرآن کے مانند نہیں بنا سکتے ہیں“

قُل لَّئِنِ ٱجۡتَمَعَتِ ٱلۡإِنسُ وَٱلۡجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأۡتُواْ بِمِثۡلِ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانِ لَا يَأۡتُونَ بِمِثۡلِهِۦ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٖ ظَهِيرٗا ﴿٨٨﴾ بنی اسرائیل

قارئین جانتے ہیں کہ ابلیس بھی جنوں کی ایک قوم کا فرد ہے۔ لہٰذا معلوم ہواکہ قرآن کی مانند کتاب یا سورۃ تیار کرلینا ابلیس کی طاقت سے بھی باہر ہے یہ وجہ ہے کہ رسولؐ کے بعد بھی رسولؐ کی قوم (۳۰/۲۵) قرآن کے الفاظ کی معنوی تحریف پر مجبور رہی اور قرآن کے الفاظ نہ بدل سکی۔

(۳۷) ”مُتَشَابِهًا“ کے معنی نوٹ کرلیں یہ قرآن میں ایک کلیدی لفظ ہے۔

اس آیت (۲/۲۵) میں جنت کے پھلوں کو دنیا کے پھلوں سے ”مُتَشَابِهاً“ یعنی شکل وصورت اور ذائقہ میں مشابہ فرمایا ہے اور تمام مترجمین نے یہاں اس لفظ کے صحیح معنی بھی کئے ہیں یعنی مثلاً : علامہ مودودی نے ”دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے“ معنی کئے اور جنتیوں کا قول لکھا کہ ” ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیئے جاتے تھے “ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۵۸) اور وضاحت میں بھی صحیح بیان دیا اور فرمایا کہ :”یعنی نرالے اور اجنبی پھل نہ ہوں گے، جن سے وہ نامانوس ہوں۔ شکل میں انہی پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے جن سے وہ دنیا میں آشنا تھے ۔ البتہ لذت میں وہ ان سے بدرجہا زیادہ بڑھے ہوئے ہوں گے۔ دیکھنے میں مثلاً آم اور انار اور سنترے ہی ہوں گے۔ اہل جنت ہر پھل کو دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ آم ہے اور یہ انار ہے اور یہ سنترا۔ مگر مزے میں دنیا کے آموں اور اناروں اور سنتروں کو ان سے کوئی نسبت نہ ہوگی“ (ایضاً صفحہ ۵۸۔۵۹) مطلب یہ ہوا کہ ”مُتَشَابِهاً“ کے معنی لذت کو چھوڑ کر کسی چیز کے ہوبہو ہم شکل وہم صورت ہونا ہیں یعنی جو نظروں میں یا مشاہدہ میں ویسا ہی ہو۔یکساں ہو۔ ایک جیسا ہو۔ یہ بھی نوٹ فرمالیں کہ لفظ ”مُتَشَابِهٌ“ اور ”مُتَشَابِهاً“ اسم فاعل واحد مذکر ہے۔ اُن پر دوپیش یا دو زبر یا دو زیر آنے سے معنی میں کوئی فرق نہیں ہوجاتا بلکہ ان صورتوں کو بالترتیب مرفوع، منصوب اور مجرور (پیش والے زبر والے اور زیر والے) کہتے ہیں اور بس۔

(۳۸) مُتَشَابِهًا کے معنی کی دوسری مثال میں بھی ترجمہ صحیح ہے۔

وَٱلزَّيۡتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُتَشَٰبِهٗا وَغَيۡرَ مُتَشَٰبِهٖ ﴿١٤١﴾ الأنعام

علامہ رفیع الدین کا ترجمہ بڑا سادہ اور صحیح ہے فرمایا ”اور زیتون اور انار یکساں اور غیر یکساں“

علامہ مودودی :”زیتون اور انار کے درخت پیدا کئے جن کے پھل صورت میں مشابہ اورمزے میں مختلف ہوتے ہیں“(تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۵۸۹)

نوٹ۔ علامہ یا کاتب کی غلطیاں ؟؟

سورۃ الانعام میں نمبرنگ کی کافی غلطیاں ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سورۃ کے رکوع نمبر ۹ میں غلطی سے بارہ آیات لکھ دی گئیں حالانکہ اس رکوع میں تیرہ آیات ہیں۔ یہاں سے ایک آیت کا فرق رہتا گیا یہاں تک پوری سورۃ میں حقیقتاً (۱۶۶) آیات ہیں مگر علامہ کے یہاں ایک نمبر غلطی سے کم ہوا تو سورۃ میں (۱۶۵) آیات لکھی گئیں اور یہ غلطی آیت نمبر ۲۷ کے بعد مسلسل ہے لہٰذا علامہ کی آیت نمبر ۱۴۱ کو نمبر ۱۴۲ پڑھنا چاہیئے تب آپ کو مُتَشَابِہاً وغیر مُتَشَابِہاً ملے گا۔

(۳۹) تیسری مثال مُتَشَٰبِهًا اور مُشْتَبِهًا کے معنی بھی صحیح کئے۔

وَٱلزَّيۡتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُشۡتَبِهٗا وَغَيۡرَ مُتَشَٰبِهٖۚ ﴿٩٩﴾ الانعام

علامہ رفیع الدین یہاں بھی یکساں اور غیر یکساں معنی کرتے ہیں۔ مگر علامہ ذرا سے فرق سے صحیح معنی یوں کرتے ہیں۔ ”زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۶۷) (علامہ کا نمبر ۹۹/۶ ہے۔ احسن)

(۴۰) چوتھی مثال میں بھی صحیح بلکہ بالکل صحیح معنی کئے اور یہاں رسولؐ کی قوم کی ذہنیت کا سابقہ مجرموں کی مانند ہونا بھی ہے۔

اسی مصدر سے ایک فعل بھی دیکھ لیں جہاں یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ اسلام کے اصولوں کو الٹ پلٹ کر نیا دین گھڑنے والوں کی ذہنیت بالکل یکساں بلکہ ایک ہی ہوتی ہے۔ سنئے:

كَذَٰلِكَ قَالَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِم مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡۘ تَشَٰبَهَتۡ قُلُوبُهُمۡۗ ﴿١١٨﴾ البقرۃ

علامہ رفیع الدین نے تو لکھا کہ: ”یکساں ہوئے دل اُن کے“ مگر مودودی صاحب نے یہ ترجمہ فرمایا کہ: ”ایسی ہی باتیں ان سے پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے۔ ان سب (اگلے پچھلے گمراہوں) کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں۔“ (تفہیم القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۰۶)

ان تمام مقامات پر علامہ اور دیگر تمام مترجمین کی ذہنیت ۱۔ یکساں ۲۔ ایک ہی جیسی ۳۔ آپس میں ملتی جلتی ۴۔ ایک دوسرے سے مشابہ اور بالکل صحیح معنی کرنے پر آمادہ رہی ہیں۔ لیکن اب آ رہی ہے وہ آیت جس کا غلط ترجمہ کرنے اور جس کی آڑ میں پورے قرآن کو مشکوک اور ناقابل اعتبار قرار دے کر اسے ایک نامکمل اور ناقص کتاب ثابت کرکے دانشوران قوم (۲۵/۳۰) کے ماتحت لایا گیا ہے۔ حالانکہ اُس میں وہی لفظ استعمال ہوا جس کے معنی برابر صحیح کرتے رہے ہیں۔ آیت سنئے۔

هُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ مِنۡهُ ءَايَٰتٞ مُّحۡكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلۡكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٞۖ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمۡ زَيۡغٞ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنۡهُ ٱبۡتِغَآءَ ٱلۡفِتۡنَةِ وَٱبۡتِغَآءَ تَأۡوِيلِهِۦۖ ﴿٧﴾ آل عمران

اس آیت میں وہی لفظ مُتَشَابِہاً، اسم فاعل جمع مونث کی صورت میں آیا ہے۔ یعنی معنی میں محض مذکر اور مونث کا اور واحد وجمع کا فرق ہوگا۔ مثلاً ۱۔ ملتا جلتا کی جگہ ملتی جلتی چیزیں۔ ۲۔ یکساں اور ایک ہی جیسا کی جگہ۔ یکساں اور ایک ہی جیسی چیزیں۔ مگر اب مترجمین کے داؤ پیچ ملاحظہ ہوں۔ چند بڑے اور مثالی مترجمین۔

(۴۱) علما ایک دم بدل جاتے ہیں اور سابقہ معنی کو سب نظر انداز کر دیتے ہیں۔

(۱) علامہ نے لفظ متشابہات کی جگہ ترجمہ میں بھی متشابہات ہی لکھ دیا ہے۔ مگر حاشیہ میں متشابہات کے معنی الگ سے یوں بتائے ہیں کہ: ”متشابہات، یعنی وہ آیات جن کے مفہوم میں اشتباہ کی گنجائش ہے۔ ... ایسی آیات کے مفہوم کو متعین کرنے کی جتنی زیادہ کوشش کی جائے گی اتنے ہی زیادہ اشتباہات و احتمالات سے سابقہ پیش آئے گا، حتّٰی کہ انسان حقیقت سے قریب تر ہونے کے بجائے اور زیادہ دور ہوتا چلا جائے گا۔“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۳۴) علامہ کا سادہ سا مطلب یہ ہوا کہ قرآن میں دو قسم کی آیات ہیں۔ جن میں سے اُن کے نزدیک ایک قسم آیات متشابہات کی ہے۔ اور آیات متشابہات ایسی آیات ہیں کہ اُن کے معنی ومفاہیم متعین یا طے شدہ نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کے معنی میں احتمالات وشکوک وشبہات کی ہر وقت گنجائش ہے۔ یہی نہیں بلکہ اگر کوئی شخص آیات متشابہات کے معنی کی تحقیق اور تعیّن کرنا چاہے تو وہ اپنی کوشش میں ناکام وگمراہ ہو کر رہ جائے گا۔ لہٰذا اُنہوں نے نصیحت فرمائی ہے کہ:

"جہاں تک ان (آیات متشابہات) کا سیدھا سادھا مفہوم اس کی سمجھ میں آجاتاہے، اس کو وہ لے لیتاہے اور جہاں پیچید گی رونماہوتی ہے، وہاں کھوج لگانے اورموشگافیاں کرنے کے بجائے وہ اللہ کے (متشابہ) کلام پر مجمل (گویا بلا سمجھا) ایمان لا کر اپنی توجہ کام کی باتوں کی طرف پھیر دیتاہے۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۲۳۵)

جب عوام اُمت کو یہ یقین دلا دیا گیا کہ قرآن میں ایسی خطرناک وگمراہ کن آیات بھی ہیں۔ اورحساب لگاکر اورگن کر یہ بھی نہ بتایا کہ ایسی آیات کتنی ہیں؟ کہاں کہاں اورکون کون سی ہیں؟ تو ظاہر ہے کہ سارا قرآن مشکوک وخطرناک ہوگیا اور یہاں سے یہ عقیدہ چلا کہ اُمت کے عوام کو قرآن کے سمجھنے اورخطرے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ دانشوران قوم (۲۵/۳۰)کی تقلید کریں چنانچہ عہدرسولؐ کے بعد یہ تقلید چلی اورجو کچھ ہرزمانہ کے نام نہاد علمااور دانشور کہتے رہے عوام اسی کو اللہ و رسولؐ کا حکم اورفیصلہ سمجھ کر دل و جان سے اس پر عمل کرتے رہے۔ وہ تقلید ہی تھی جس کے ماتحت خاندان رسولؐ کو کربلا میں تہہ تیغ کیاگیا۔ عورتوں یعنی رسولؐ زادیوں کو بے فکری و اطمینان سے لوٹا اورقید کیاگیا۔ خانہ کعبہ کو جلایا گیا۔ مدینہ میں تین دن رات قتل عام لوٹ مار اور دس بارہ ہزار فوجیوں نے تین رات جس عورت سے چاہا مدینہ میں زنا کیا اور اسے فعل حرام نہ سمجھا جس سے مدینہ میں ہزاروں زنا زادے بچے پیداہوئے زندہ رہے اورمسلمان معاشرہ میں پلے بڑھے جوان ہوئے اور تابعین وتبع تابعین میں شمار ہوکر رضی اللہ عنہ بنے۔ تقلید اور اجتہاد نے جو کچھ کیا وہ سب کچھ بیان کرنا پھرایک مستقل کتاب چاہتاہے مختصر اُس کا یہ ہے کہ اسلام اور قرآنی تعلیمات کو تباہ کرکے اورکفرمیں بدل کر رکھ دیاگیا۔ بہرحال علامہ نے قرآن کے متعلق جہاں انقلاب انگیز نعرے مارے ہیں۔ وہیں ضرورت کے ماتحت قرآن کو خطرناک اورمشکوک ومشتبہ بناکر راہ سے ہٹادیاہے۔ بہرحال دوسرے علما کا ترجمہ دیکھیں ۔

(۲) علامہ رفیع الدین: " اور اور ہیں متشابہ معنی کئی طرف ملتے۔ "(وَأُخَرُ مُتَشَـٰبِهَـٰتٌ)

یعنی وہ آیات جن کے معنی کئی طرف جاملتے ہیں جن کا پکایقین نہیں ہے۔

(۳) علامہ محمد احمد رضا خان " اوردوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے" (یعنی وہ آیات جن کے معنی میں شبہات ہیں) علامہ محمد احمد رضا خان کی وضاحت۔ " وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں۔ اُن میں سے کون سی وجہ مرادہے۔ یہ اللہ ہی جانتا ہے یا جس کو اللہ تعالیٰ اس کا علم دے (مترجم قرآن صفحہ ٦٦حاشیہ نمبر ۸)

بہرحال علامہ کو آیات متشابہات کے معنی معلوم نہیں۔

(۴) شاہ عبدالقادر۔" اوردوسری ہیں کئی طرف ملتی۔" پھر اُن کی وضاحت میں ہے کہ:" اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہرکلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھلتے ۔۔۔ سمجھ پاوے تو سمجھے اور جو سمجھ نہ پاوے تو اللہ پر چھوڑدے کہ وہی بہترجانے ہم کو ایمان سے کام ہے۔" (مترجم قرآن شاہ ولی اللہ کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ فارسی میں ہے صفحہ ٦٦) اسی ترجمہ میں یہ بھی ہے:

(۵) شاہ ولی اللہ "وبعضے دیگر محتمل معانی باہم مشتبہ۔ "(صفحہ ٦٦)

اب چند شیعہ تراجم ومترجمین کو بھی دیکھ لیں:

(٦) فرمان علی " اور کچھ آیتیں متشابہ گول گول جن کے معنی میں سے پہلو نکل سکتے ہیں۔" (ترجمہ صفحہ ۷۸)

یعنی جن کے معنی کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(۷) مقبول احمد " اور کچھ گول گول ہیں "یعنی جن کا سرپیر یا سرا نہیں ملتاہے۔ "

(۸) امداد حسین کاظمی " اور دوسری متشابہات ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں"

قارئین نے نوٹ کرلیا ہوگا کہ سوائے امداد حسین کاظمی کے تمام قدیم وجدیدمترجمین اسی لفظ متشابہات کے مذکر متشابہاً کے معنی یکساں اور ایک جیسے اور ملتے جلتے کررہے تھے تواسی لفظ کے مونث آجانے کے بعد بدل گئے اور اب وہ معنی اختیار کئے جس سے سارا قرآن مشکوک اور ناقابل اعتبار ہوجائے۔ لیکن ہم اُن کو پھر میدان محشر وحساب میں لاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ اگر قرآن میں آیات متشابہات آجانے سے اس میں ناقابل فہم اورگمراہ کن معنی کا احتمال اورشبہات پیدا ہوگئے تو اس کو کیا کروگے کہ اللہ نے پورے قرآن کو متشابہ قرار دیاہے؟ سنئے اللہ نے فرمایا:

> اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ ﴿۲۳﴾ الزمر

(۴۲) اللہ نے پورے قرآن کو متشابہات کی کتاب فرمایا ہے۔

(۱) علامہ رفیع الدین کا ترجمہ: " اللہ نے اتاری ہے بہتربات کتاب ہے یکساں دوہرائی جانے والی"

(۲) علامہ مودودی : " اللہ نے بہترین کلام اتاراہے، ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزا ہم رنگ ہیں اور جس میں بار بار مضامین دوہرائے گئے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد۴صفحہ ۳۶۷) وضاحت بھی سن لیں : ۴۳" یعنی ان میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں ہے۔ پوری کتاب اوّل سے لے کر آخر تک ایک ہی مدعا ، ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی نظام فکروعمل پیش کرتی ہے۔ اس کا ہر جزو دوسرے جزو کی اور ہر مضمون دوسرے مضمون کی تصدیق و تائید اور توضیح وتشریح کرتاہے اور معنی وبیان دونوں کے لحاظ سے اس میں کامل یکسانی (Consistency) پائی جاتی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد۴صفحہ ۳۶۸۔۳۶۹)

(۳) علامہ محمد احمد رضاخان: "اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے۔ دوہرے بیان والی" (صفحہ ۶۶۷)

(۴) شاہ عبدالقادر: " اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دوہرائی ہوئی۔"

تشریح میں فرمایا کہ: "کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں" (صفحہ ۶۱۴)

(۵) شاہ ولی اللہ : " خدا نازل ساخت بہترین سخن کتابے کہ بعضے اُو مانند دیگر است۔"

شیعہ ترجے اورمترجمین :

(۶) فرمان علی " خدانے بہت ہی اچھاکلام یعنی یہ کتاب نازل فرمائی (جس کی آیتیں) ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اور (ایک بات کئی کئی بار) دہرائی گئی ہے۔"

(۷) مقبول احمد" اللہ وہی تو ہے جس نے اچھی سے اچھی بات نازل فرمائی ہے یعنی ایک کتاب جس کی آیتیں ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں اور بعض مکرر آئی ہیں۔"

(۸) امداد حسین " اللہ نے سب سے اچھی بات نازل کی جو ملتی جلتی دوہرائی جانے والی کتاب ہے۔"

قارئین یہ نوٹ کرلیں کہ اب اُسی لفظ متشابہ کے معنی پھر بدل کر ا۔ہم رنگ ۲۔ یکساں وکامل یکسانی ۳۔ ایک سی ۴۔ملتی جلتی ۵۔مانند دیگر کرلئے گئے ہیں اوریہ معنی نہ صرف صحیح ہیں بلکہ وہی معنی ہیں جو پہلے چار آیات یا چارمثالوں میں اُن سب نے کئے تھے۔ بتائیے کہ اگر یہ آخری اور وہ اوّلین معنی صحیح ہیں؟ جیساکہ ہیں تو یہ درمیانی معنی کی نفی کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اللہ نے قرآن میں دو مختلف قسم کی آیات نازل نہیں کیں بلکہ:

ا۔"قرآن کی تمام آیات ہم رنگ ہیں" یہ علامہ مودودی نے اپنی تردید کردی پھر:

۲۔قرآن کی آیات میں کامل یکسانی (Consistency) ہے" علامہ نے اپنی دوہری تردید کی پھر :

۳۔" قرآن کی تمام آیات ایک سی ہیں" یہ محمد احمد رضا نے اپنا رد کر دیا پھر :

۴۔" قرآن کی آیات مانند یک دیگر ہیں" یہ شاہ ولی اللہ نے اپنا رد کیا اور

۵۔" قرآن کی تمام آیات آپس میں ملتی جلتی ہیں" یہ امداد حسین کے علاوہ باقی تمام مترجمین نے اپنے ترجموں کو باطل ثابت کر دیا ہے۔

(۴۳) آیات محکمات اورمتشابہات والی آیت کا مقصد اور ہمارا ترجمہ:

ہم نے ثابت کردیا ہے کہ رسولؐ کی قوم (۲۵/۳۰) اور اُس قوم کے دانشور اور اُس قوم کے حکمران اور اُن حکمرانوں کے پروردہ اہل قلم اورعلما قرآن پڑھتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے؟ اور نہ یہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ فرمایاہے اُس میں کیا الفاظ استعمال کئے ہیں؟ اور نہ دیکھتے ہیں کہ اُن الفاظ کے لغوی ، مصدری اور روزمرہ کی عربی زبان میں کیا معنی ہیں؟ ان تمام بنیادی حقائق کو نظر انداز کرکے وہ ایسا موزوں مقام تلاش کرتے ہیں جہاں اُن کے زیر زمین منصوبے کو کوئی گنجائش ملتی ہو۔ جہاں اُن کے قلوب میں پوشیدہ اسکیم کو سہارا ملتا ہو جہاں اُن کی

مذکورہ قلبی بیماری کے علاج میں مدد ملتی ہو۔ ان تمام قلبی تصورات کو اللہ نے ”زیغ “ فرمایا ہے ” دل کا مرض “ کہاہے۔ لہٰذا وہ آیات میں اپنے قلبی مرض اور زیغ سے مشابہت کی تلاش میں قرآن کی ورق گردانی کرتے ہیں۔اور جہاں جہاں اُنہیں کوئی ایسا لفظ ملتاہے جس میں اُن کے مرض اورزیغ سے مشابہت ملتی ہے فوراً اُس لفظ یا جملے یا آیت میں سے وہ مفہوم اخذ کرلیتے ہیں جو اُن کے پوشیدہ منصوبے سے لگا کھاتا ہو اور الفاظ وآیات کے وہ معنی کرلیتے ہیں جو قرآن سے کوئی تعلق نہیں رکھتے مگر اُن کے مرض یا زیغ کی ترجمانی کے لئے کافی ہوجاتے ہیں۔اور اس کی عملی اور واضح مثالیں ابھی ابھی متشابہ کے معنی کی تبدیلی پر آپ کے سامنے سے گزر چکی ہیں۔ اب ہم آیات محکمات اور آیات متشابہات والی آیت کو اُس کے مناسب جملوں میں اپنے ترجمہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔جس میں غلطی نکالنا کسی عربی دان کے لئے ممکن نہیں ہے اور جس سے علامہ اور دیگر مترجمین کی غلط خیالی واضح ہوجائے گی دیکھئے اورپور ی توجہ سے تنقیدی نظر ڈالئے:

(۱) هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ ...: (احسنؔ) ”وہی ہستی ہے جس نے تم پر الکتاب نازل کی ہے۔“

(مودودی)”وہی خدا ہے جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے“(اس جملے کا ترجمہ تقریباًسب نے صحیح کیاہے۔لہٰذا علامہ کا ترجمہ کافی ہے)

(۲) مِنۡهُ ءَايَٰتٌ مُّحۡكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلۡكِتَٰبِ ...: (احسنؔ) ”اُس کتاب میں آیات محکمات ہیں وہ کتاب کی ماں یا بنیاد ہیں۔“

(مودودی) ” اس کتاب میں دوطرح کی آیات ہیں ایک محکمات ،جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں“ (اس جملے کے ترجمہ میں بھی تقریباً سب صحیح و متفق ہیں)

(۳) وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ :(احسنؔ)” اوردوسری آیات وہ ہیں جو محکمات سے ملتی جلتی ہیں۔“

(اس جملے میں امداد حسین کے علاوہ سب نے غلطیاں کی ہیں اور بحث ہوچکی ہے)

(۴) فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِمۡ زَيۡغٌ : (احسنؔ)”چنانچہ جن لوگوں کے دلوں میں ”زیغ“ہے“ (ہم زیغ کو مذکورہ مرض اور اقتدار وحکومت پر قبضہ کا منصوبہ سمجھتے ہیں۔اور اس کو تفصیل سے ثابت کرچکے ہیں ۔ رہ گئے زیغ کے معنی وہ آخر میں قرآن اور علامہ کے بیان سے دکھائیں گے۔فی الحال آپ ان حضرات کے ترجمے دیکھیں)

(علامہ مودودی) ” جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے۔“ (علامہ نے زیغ کے معنی ٹیڑھ یعنی کجی کئے ہیں)

(علامہ محمد احمد رضاخان) ” وہ جن کے دلوں میں کجی ہے ۔ “

(شاہ عبدالقادر) ” جن کے دل پھرے ہوئے ہیں ۔“

(شاہ ولی اللہ) ” پس اماکسانیکہ دردل ایشاں کجی است۔“

(فرمان علی) ” پس جن کے دلوں میں کجی ہے۔“

(مقبول احمد) ” اب جن لوگوں کے دلوں میں کھوٹ ہے۔ “

(امداد حسین) ” پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے۔“

(۵) فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنۡهُ ٱبۡتِغَآءَ ٱلۡفِتۡنَةِ وَٱبۡتِغَآءَ تَأۡوِيلِهِۦ ﴿٧﴾ آلِ عمران

(احسنؔ) ” چنانچہ وہ پیروی کرتے ہیں اُس مفہوم کی جو اُن کے زیغ سے مشابہت رکھتا یا ملتاجلتا ہو۔ تاکہ اس طرح وہ لوگوں کو فتنہ یعنی آزمائش میں ڈال دیں اور اپنے زیغ کو فٹ کرنے کی ترکیب کریں۔“

(علامہ رفیع الدین) ” پس پیروی کرتے ہیں اُس چیز کی کہ شبہ ڈالتی ہے اُس میں واسطے چاہنے گمراہی کے اورواسطے چاہنے حقیقت اُس کی کے۔“

(علامہ مودودی)” وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اُن کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں“

(علامہ نے متشابہات کو نشانہ بنایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ متشابہات کا مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے)

(محمد احمد رضا خان صاحب) "وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ گمراہی چاہنے اور اُس کا پہلو ڈھونڈ ھنے کو۔"

(فرمان علی) "وہ اُن ہی آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ ہیں۔ تاکہ فساد برپا کریں اور اس خیال سے کہ اُنہیں اپنے مطلب پر ڈھال لیں۔"

(مقبول احمد) "وہ فتنہ پھیلانے کی نیت سے اور اپنا مطلب نکالنے کی غرض سے اُن گول گول آیتوں کی پیروی کرتے ہیں۔"

(امداد حسین بھی پٹ گئے) "وہ فتنہ چاہنے اور اُسے اپنے مطلب پر ڈھالنے کے لئے اُن متشابہ آیتوں کی پیروی کرتے ہیں"

(شاہ ولی اللہ) "پیروی می کنند آن را کہ مانند یک دگر شد از آں کتاب برائے طلب فتنہ وبرائے طلبِ مرادِ آن۔"

(شاہ عبدالقادر) "وہ لگتے ہیں اُن کی ڈھب والیوں سے تلاش کرتے ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل بٹھانے کی۔"

(۴۴) ان ترجموں سے یہ بات پختہ ہوگئی کہ آیات متشابہات گمراہی میں مددگار ہیں۔

قارئین ان ترجموں کو بار بار پڑھیں اور ہر ایک کا دوسرے سے مقابلہ فرمائیں اور دیکھیں کہ آیا ان حضرات میں سے کوئی ایسا مترجم اور ترجمہ ہے جس میں یہ مطلب موجود نہ ہو کہ: "جن لوگوں کے دلوں میں زیغ ہے وہ لوگ آیات متشابہات کو گمراہی و فتنہ و فساد کا ذریعہ بناتے ہیں۔" اگر یہ مطلب اُن سب کے ترجموں میں موجود ہے تو اُن حضرات نے اللہ پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ اگر وہ آیات متشابہات قرآن میں نازل نہ کرتا تو بدباطن لوگوں کو گمراہی وفتنہ پھیلانے کا موقع نہ ملتا۔ یعنی اللہ نے جان بوجھ کر ایسی ذومعنی، شکوک و شبہات سے لبریز آیات نازل کرکے یہ موقع فراہم کیا ہے۔ اور گمراہی کا باعث ہوا ہے۔ ان ترجموں میں علامہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر اور ولی اللہ کے ترجموں میں بات ذرا اُلجھی ہوئی اور مشکوک ہے مگر باقی حضرات نے کھل کر مان لیا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی یا زیغ ہے وہ:

(۱) "متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اُن کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں "(مودودی)

(۲) "متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں"(فرمان علی)

(۳) "گول گول آیتوں کی پیروی کرتے ہیں"(مقبول احمد)

(۴) "متشابہ آیتوں کی پیروی کرتے ہیں"(امداد حسین)

(۵) "وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں"(احمد رضا)

(۴۵) پہلے ہمارا فیصلہ سنیں پھر علما کی علمیت اور عقل مندی ملاحظہ فرمائیں؟

اس آیت(آلِ عمران ۷/۳)میں اللہ نے ہرگز ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ "اہل زیغ آیات متشابہات کی پیروی سے فتنہ پھیلاتے ہیں" اور اگر واقعی کوئی شخص آیات متشابہات کی پیروی کرے تو وہ ہرگز نہ مجرم ہے۔ نہ قابل الزام ہے۔ نہ آیات متشابہات کی پیروی سے کوئی شخص گمراہ ہوسکتا ہے نہ آیات متشابہات سے فتنہ پھیلایا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن نے تو سارے قرآن کو متشابہات کی کتاب فرمایا ہے۔ (كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا) "اور یہ کتاب ہدایت بلکہ مجسم، از سرتاپا از اوّل تا آخر ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اُس کی کسی بھی آیت کی پیروی کرنے میں گمراہی کا امکان نہیں ہے" اور اُن تمام مترجمین نے ہمارے اس فیصلے کی تصدیق کی ہے کہ آیات متشابہات کے اُنہوں نے عمداً غلط معنی کئے ہیں اور وہ خود غلط معنی کرنے کی بنا پر قرآن اور اللہ کے ذمہ گمراہی پھیلانے کا الزام عائد کرکے فتنہ پھیلانے کے مجرم ہیں۔

(۴۶) علما کی بچگانہ یا سوچی سمجھی غلطی جس پر بچے ہنسیں گے۔

قارئین کرام سب سے پہلے یہ نوٹ کریں کہ الفاظ "آیات محکمات" کے لئے جمع مونث غائب کی ضمیر "ھن" آئی ہے لہٰذا الفاظ "آیات متشابہات" بھی جمع مونث ہیں۔ لیکن جس چیز کی وہ لوگ پیروی کرتے ہیں۔(مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ) وہ تو "واحد مذکر" ہے لہٰذا وہ لوگ کسی مونث کی پیروی نہیں کرتے۔ اگر یہ کہنا ہوتا کہ وہ آیات

متشابہات کی پیروی کرتے ہیں تو مَا تَشَبَہَ مِنۡهُ نہ کہاجاتا بلکہ "ماتشابہ منھا" کہاجاتا۔
پھر یہ غور فرمائیں کہ آیت کے آخری جملہ میں یہ فرمایا گیاہے کہ:
وَمَا يَعۡـلَمُ تَأۡوِيلَهُۥٓ إِلَّا ٱللَّهُ ... الخ (آل عمران: ۷)
(احسنؔ) " اور نہیں جانتا اُس مذکر کی تاویل اللہ کے سوا۔"
(مودودی) "حالانکہ۔ اُن کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"
(علامہ نے یہاں) " اُن کا" سے مراد آیات متشابہات کا مفہوم لیاہے اور بتایا کہ آیات متشابہات کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی اور جانتاہی نہیں۔ پھر ثابت ہوا کہ ایسی آیات جن کا حقیقی مفہوم اللہ کے سواکوئی سچ مچ نہ جانتا ہو۔ یعنی اللہ کا رسولؐ بھی نہ جانتا ہو ایسی آیات کو قرآن میں اُتارنا محض گمراہی پھیلانے کے لئے تھا۔ (معاذاللہ)
(احمد رضا) "اور"اُس کا" ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔"
(علامہ نے یہاں صحیح طور پر واحد مذکر ترجمہ کیا۔ یعنی جس چیز کو اللہ ہی سمجھتاہے۔ وہ جمع نہیں بلکہ واحد ہے۔ اورمونث نہیں بلکہ مذکر ہے)۔
(شاہ عبدالقادر) " اُن کی کل کوئی نہیں جانتاسوائے اللہ کے۔ "
(یہ حضرت بھی جمع "اُن کی " لکھتے اور آیات متشابہات مراد لیتے ہیں)
(شاوہ ولی اللہ) " ونمیدانند مراد " آن" مگر خدا۔ "
(اُنہوں نے بھی واحد مذکر مراد لیاہے جو صحیح ہے)
(فرمان علی) " خدا اور اُن لوگوں کے سوا جو علم میں بڑے پائے پر فائز ہیں " اُن کا اصلی مطلب کوئی نہیں جانتا۔ "
(یہ تو " اُن کا " یعنی جمع ضرور لکھیں گے اس لئے کہ کھل کر مراد آیات متشابہات لی ہیں)
(مقبول احمد) "حالانکہ اُن کا اصلی مطلب سوائے خدا۔۔" (یہ بھی کھل کر آیات متشابہات مراد لیتے ہیں)
(امداد حسین) "اس کا اصلی مطلب سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اُن لوگوں کے جوعلم میں راسخ ہیں اورکوئی نہیں جانتا۔ "
(ترجمہ میں تو واحد مذکر ہی لکھاہے مگر آیت کے پچھلے جملہ میں اورحاشیہ کی وضاحت میں یہ بھی آیات متشابہات ہی مراد لیتے ہیں) یہ ہے ان تمام مترجمین کا لکھاہوا سامان ہمیں اب صرف یہ کہنا ہے کہ لفظ "مِنۡهُ" اور " تَأۡوِيلِهِۦ" میں حرف "ہ" واحد مذکر کی ضمیریں ہیں۔ یعنی جس چیزسے وہ فتنہ پھیلاتے ہیں وہ بھی مذکر ہے اورجس چیز کو ٱللَّهُ اور وَٱلرَّٰسِخُونَ فِي ٱلۡعِلۡمِ کے سوا اورکوئی نہیں جانتا وہ بھی مذکر ہی ہے ۔ مطلب واضح ہے کہ وہ آیات متشابہات کی پیروی نہیں کرتے ورنہ دونوں جگہ ضمیر مونث آناچاہئے تھی یعنی :

۱۔ " مَا تَشَبَہَ مِنۡهُ "۔کی جگہ۔ "ماتشابہ منھا " اور
۲۔ "وَمَا يَعۡـلَمُ تَأۡوِيلَهُۥٓ ۔کی جگہ "وَمَا يَعۡـلَمُ تاویلھا "یا
۳۔" مَا تَشَبَہَ منھن " اور " وَمَا يَعۡـلَمُ تاویلھن "

لہٰذا ہمارا ترجمہ جملہ نمبر ۵ دیکھیں کہ وہ واحد مذکر"زیغ " ہے جسے دل میں رکھ کر قرآن کی ورق گردانی کرتے ہیں اور آیات متشابہات کی اتباع نہیں کرتے بلکہ آیات متشابہات میں جہاں کوئی مطلب یا مفہوم اُن کے "زیغ "سے مشابہ یا ملتاجلتا نظر آتاہے۔ اس کی اتباع کرتے ہیں یعنی اپنے خوداختیار کردہ مفہوم کی پیروی کرتے ہیں اوریہ کہ اُنہوں نے کون سا مفہوم اختیار کیاہے؟ اُس کی تاویل صرف اللہ، رسولؐ اور آل رسولؐ ہی جانتے ہیں۔ورنہ قرآن کی ہر آیت مستقل اور واضح معنی و مفہوم کی حامل ہے کہیں کوئی تضاد یا اختلاف نہیں اور علامہ لوگوں پر جب "زیغ " یا " دل کا مرض" سوار نہیں ہوتا اور وہ خالی الذہن یا موڈ (MOOD) میں ہوتے ہیں تو مان لیتے ہیں کہ:

”یعنی ان میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں ہے۔ پوری کتاب اوّل سے لے کر آخر تک ایک ہی مدعا، ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی نظام فکر و عمل پیش کرتی ہے۔ اس کا ہر جزو (آیت اور الفاظ۔ احسن) دوسرے جز کی اور ہر مضمون دوسرے مضمون کی تصدیق و تائید و توضیح و تشریح کرتا ہے اور معنی و بیان، دونوں کے لحاظ سے اس میں کامل یکسانی (Consistency) پائی جاتی ہے۔“
(تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۶۸۔۳۶۹)

علامہ کے ایسے بیانات نعروں کے نام سے پہلے لکھے جاچکے ہیں۔ ایسے بیانات کو بھول جانا یا نظر انداز کر دینا علامہ پر اور ہم پر بڑا ظلم ہے۔ اس لئے کہ علامہ نے بڑی مشکل سے دل پر پتھر رکھ کر کہیں کہیں اتفاق سے سچ بولا ہے۔ اسے چھپانا ظلم ہے۔ اور ہم نے اُن کی تفہیم القرآن کی چھ جلدوں یعنی چار ہزار ایک سو ننانوے صفحات کو نظروں کے سامنے رکھنے اور مناسب مقام پر پیش کرنے کی محنت کی ہے۔ اس محنت کی قدر نہ کرنا ہم پر ظلم ہے۔ آپ ہم پر ظلم شوق سے کریں مگر علامہ پر ظلم نہ کریں۔ وہ تو بلا ظلم و ستم مذکر و مونث کی تمیز کھو بیٹھتے ہیں۔

(۴۷) زیغ کے معنی اور یہ کہ زیغ والے لوگ وہی رسولؐ کی قوم کے منصوبہ ساز دل کے مریض:

زَيْغٌ۔ مصدر ہے اس کا مادہ ز و غ بھی ہے اور ز ی غ بھی ہے۔ اور بنیادی معنی ہیں:

”صحیح طریقے یا راستے سے ہٹ کر چلنا یا چلانا“ (To Deviate)(To Mislead Any One) جان بوجھ کر گمراہی اختیار کرنا یا کسی کو گمراہ کرنا یا عدل و انصاف سے ہٹ کر رہنا۔ یا کسی کو اعتدال سے ہٹانا۔

(۴۷۔الف) علامہ لوگوں نے زیغ کے معنی غلط کئے ہیں۔

مندرجہ بالا ترجموں میں ”زَيْغٌ“ کے معنی کسی نے صحیح نہیں کئے۔ عموماً بڑے علما نے زَيْغٌ کے معنی کجی کئے ہیں۔ اگر یہ حضرات کجی کی جگہ ”عمداً جان بوجھ کر کجروی کرنا“ معنی کرتے تو کچھ حق کے قریب آجاتے۔ اس لئے کہ دلوں کے اندر کجروی کا ہونا یہ بتاتا کہ اُس قوم کے قلب و ذہن نے صراط مستقیم سے ہٹ کر چلنا اور دوسروں کو صراط مستقیم تک نہ پہنچنے دینا بطور مذہب و مسلک اختیار کر رکھا ہے۔ اس طرح وہی مقصد سامنے آجاتا جو اللہ بتانا چاہتا تھا۔ مگر لفظ کجی یا خم یا ٹیڑھ۔ یا ٹیڑھا پن۔ یا جھکاؤ یا مڑا ہوا ہونا۔ ان کے لئے عربی زبان میں مستقل اور الگ الگ الفاظ موجود ہیں مثلاً:

۱۔ اِحْنَاءٌ ۲۔ لَيَّةٌ ۳۔ عَطْفَةٌ ۴۔ عَوْدَةٌ ۵۔ اَجْعدُ ۶۔ مُحَعَّدٌ ۷۔ مُمَوَّجٌ ۸۔ مُحَدَّبٌ ۹۔ مُقَبَّبٌ ۱۰۔ مُسَنَّمٌ ۱۱۔ مُنْحِنٌ ۱۲۔ مُلْتَوٍ ۱۳۔ اَعْتَفُ ۱۴۔ عِوَجٌ ۱۵۔ اِنْعِقَافٌ

یہ پندرہ الفاظ ٹیڑھے پن کی مختصر صورتوں اور حالتوں کو ظاہر کرنے کے لئے موجود ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے الگ جداگانہ مصدروں اور مادوں سے بنتے اور نکلتے ہیں۔ اور ہم اس پر اصرار کریں گے کہ عربی کے ہر لفظ کے مستقل معنی اختیار کئے جائیں۔ اور عربی کے ایک لفظ کو کئی کئی غلط معنی میں رگڑنا اور کئی مختلف معنی کو عربی کے ایک لفظ کے لئے اختیار کر لینا ہی قرآن میں اختلاف پیدا کرنے اور قرآن کے الفاظ کے معنی کا اعتبار و اعتماد ضائع کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور اس معنوی ردوبدل اور تحریف ہی سے قرآن کو مہجور کیا گیا ہے ورنہ قرآن کے منزّل مِنَ اللہ الفاظ تو آج تک وہی ہیں۔ مگر معنی میں ردوبدل سے علما نے سینکڑوں فرقے اور مذہب بنا ڈالے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ لوگ ڈکشنری یا لغت دیکھنے میں کیوں شرماتے ہیں؟ کیوں محنت نہیں کرتے؟ کیوں یہ نہیں کہتے کہ قرآن کی زبان کا ہر لفظ ایک مستقل معنی رکھتا ہے؟

(۴۷۔ب) علامہ مودودی جس لفظ کے جو معنی چاہتے ہیں رگڑ دیتے ہیں۔

علامہ کو دیکھئے کہ زیر بحث آیت (آلِ عمران ۳/۷) میں زیغ کے معنی ”ٹیڑھ“ کرتے ہیں۔ لیکن جب اُن کے سامنے لفظ ”عِوَجٌ“ آتا ہے تو اُس کے معنی بھی ”ٹیڑھ“ کر ڈالتے ہیں سنیئے:

۱۔ ”ایسا قرآن جو عربی میں ہے، جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں“ اور ۲۔ ”اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی۔“ (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۶۹ اور تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۹ حسب ترتیب)

قُرۡءَانًا عَرَبِيًّا غَيۡرَ ذِي عِوَجٍ ﴿۲۸﴾ الزمر
أَنزَلَ عَلَىٰ عَبۡدِهِ ٱلۡكِتَـٰبَ وَلَمۡ يَجۡعَل لَّهُۥ عِوَجَاۜ ﴿۱﴾ الکھف

ہمیں علامہ سے یہ دریافت کرنے کا حق ہے کہ تم نے کس قاعدے سے لفظ "زَیْغٌ" اور "عِوَجٌ" کو ایک معنی میں استعمال کیاہے۔کیا ان دونوں الفاظ کے مادے اور مصادر الگ الگ اور مختلف المعنی نہیں ہیں؟ یہ کیا آوارہ مزاجی اور فری اسٹائل ہے کہ دو بالکل جداگانہ الفاظ کے ایک ہی معنی کر دیئے جائیں؟ اور پھر اللہ تو فرماتاہے کہ قرآن میں کوئی "ٹیڑھ" نہیں اور تم کہتے ہو کہ قرآن میں ایسی آیات یعنی متشابہات ہیں جن کے معنی کا تعین کرنے والا ٹیڑھے راستے پر چل کر حق وحقیقت سے دورتر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر تم قرآن میں کامل یکسانی کا ڈھنڈورا بھی پیٹتے جاتے ہو یہ کیا تماشہ ہے؟ تمہیں ایسا کرنے کا حکم یا اختیار کس آیت یا حدیث سے ملا ہے؟ یا اُسی مجرم قوم (۳۱۔۳۰/۲۵) کی وصیت تمہیں سینہ بہ سینہ پہنچی ہے؟

(۴۷۔ج)زیغ کے معنی میں علامہ کی بے یقینی یا بددیانتی۔ اگر ہم تمام آیات اور علامہ کا ترجمہ لکھیں تو طول ہو گا۔اس لئے اس قدر بتانا کافی ہے کہ زیر بحث آیت (آلِ عمران ۳/۷) سے اگلی آیت (۳/۸) میں علامہ نے "لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا" کے معنی کئے "ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کردیجیو۔" اور سورۂ والنجم (۵۳/۱۷) میں "مَا زَاغَ الْبَصَرُ" کا ترجمہ "نگاہ نہ چوندھیائی" کر گزرے اور سورۃ صٓ (۳۸/۶۳) میں "زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ" کے معنی "نظروں سے اوجھل" کر دیئے ذرا سوچئے کہ علامہ قرآن کریم کو اتنی قلابازیاں کھانے پر کیوں مجبور کرتے ہیں؟؟؟

(۴۷/د) علامہ کے راہنماؤں پر پردہ ڈالنا مقصود ہے۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ علامہ نے صحیح معنی کیوں نہ کئے؟ اور قارئین کے سامنے اُن لوگوں کو پیش کرتے ہیں۔ جن کے دلوں میں ایک خفیہ منصوبے کا مرض تھا۔ جو منافق نہیں مومن تھے۔ جو اللہ کے متعلق زمانہ جاہلیت کے کافرانہ نظریات اور ظن وگمان رکھتے تھے(آلِ عمران ۱۵۴/ ۳) جو رسولؐ کی حکومت و اقتدار میں حصہ مانگتے اور دل میں حکومت پر قبضہ کرنے کا (زیغ و مرض) راز چھپائے ہوئے تھے(آلِ عمران ۱۵۴ / ۳) وہ حضرات بار بار سامنے آئے ہیں اور آتے رہیں گے۔یہاں تین چار آیات مسلسل ایسی دیکھ لیں جن میں سے ہم نے تین آیات الگ الگ پہلے بھی دکھائی ہیں۔وہاں علامہ کے ترجمہ سے ثابت ہو گا کہ یہ وہی دانشوران قریش ہیں جو پرخلوص اور بے چون و چرا اطاعت کرنے والے مسلمانوں کا مذاق اڑایاکرتے تھے (بقرہ ۲/۱۴) اور انہیں جاھل و احمق کہا کرتے تھے (بقرہ ۱۳ / ۲) اور اصلاح کے ذمہ دار ہونے کا دعویٰ کرتے تھے(بقرہ ۱۱ / ۲)

(۴۷۔ہ) علامہ مودودی اور قریشی مومن دانشوروں سے ملئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تبلیغ کرتے ہوئے اٹھارہ سال گزر چکے ہیں۔ زندگی مبارک کے صرف چارپانچ سال باقی ہیں۔ ۵ ھ میں جنگ خندق ہوچکی تب کہیں (بقول علامہ)اُن مخصوص العقیدہ مومنین پر تبصرہ کیاجا رہا ہے جنگ خندق،جسے غزوہ احزاب بھی کہا گیاہے، پر اُن مومنین کے حالات بیان ہو رہے ہیں۔ اللہ فرماتاہے کہ:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذْكُرُواْ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾ إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ ٱلْأَبْصَـٰرُ وَبَلَغَتِ ٱلْقُلُوبُ ٱلْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِٱللَّهِ ٱلظُّنُونَا۠ ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ٱبْتُلِىَ ٱلْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُواْ زِلْزَالًا شَدِيدًا ﴿١١﴾ وَإِذْ يَقُولُ ٱلْمُنَـٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَـٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَٱرْجِعُواْ ۚ وَيَسْتَـْٔذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ ٱلنَّبِىَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِىَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُواْ ٱلْفِتْنَةَ لَـَٔاتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُواْ بِهَآ إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُواْ عَـٰهَدُواْ ٱللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ ٱلْأَدْبَـٰرَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ ٱللَّهِ مَسْـُٔولًا ﴿١٥﴾ قُل لَّن يَنفَعَكُمُ ٱلْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ ٱلْمَوْتِ أَوِ

علامہ کاترجمہ :"اے لوگو جوایمان لائے ہو، یادکرو اللہ کے احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیاہے(تھا۔احسن) جب لشکر تم پر چڑھ آئے (تھے۔احسن) تو ہم نے اُن پر ایک سخت آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں روانہ کیں جو تم کو نظر نہ آتی تھیں۔ اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہاتھا جو تم (مومنین۔احسن) لوگ اُس وقت کررہے تھے۔ جب وہ (فوجیں۔احسن) اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے (تھے۔احسن) جب خوف کے مارے (تمہاری۔احسن) آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آگئے اور تم (مومن۔احسن)لوگ اللہ کے بارے

ٱلْقِتَالِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَن ذَا ٱلَّذِى يَعْصِمُكُم مِّنَ ٱللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوٓءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ ۞ قَدْ يَعْلَمُ ٱللَّهُ ٱلْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَٱلْقَآئِلِينَ لِإِخْوَٰنِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ ٱلْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَآءَ ٱلْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَٱلَّذِى يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ ٱلْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ ٱلْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى ٱلْخَيْرِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا۟ فَأَحْبَطَ ٱللَّهُ أَعْمَٰلَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾ الاحزاب

میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اُس وقت ایمان لانے والے خوب آزمائے گئے اور بری طرح ہلا مارے گئے۔ یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا صاف صاف کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے جو وعدے ہم سے کئے تھے وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے۔ جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ" اے یثرب کے لوگو، تمہارے لئے اب ٹھیرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ پلٹ چلو۔" جب ان کا ایک فریق یہ کہہ کر نبیؐ سے رخصت طلب کررہا تھا کہ "ہمارے گھر خطرے میں ہیں"، حالانکہ وہ خطرے میں نہ تھے، دراصل وہ (محاذ جنگ سے) بھاگنا چاہتے تھے۔ اگر شہر کے اطراف سے دشمن گھس آئے ہوتے اور اُس وقت اُنہیں فتنے کی طرف دعوت دی جاتی تو یہ اُس میں جاپڑتے اور مشکل ہی سے اُنہیں شریک فتنہ ہونے میں کوئی تامل ہوتا۔ اُن لوگوں نے اس سے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ یہ (میدان جنگ سے بھاگنے کے لئے۔احسن) پیٹھ نہ پھیریں گے، اور اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس تو ہونی ہی تھی۔ اے نبیؐ! ان سے کہو، اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے لئے کچھ بھی نفع بخش نہ ہوگا۔ اس کے بعد زندگی کے مزے لوٹنے کا تھوڑا ہی موقع تمہیں مل سکے گا۔ ان سے کہو، کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچاسکتا ہو اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے؟ اور کون اس رحمت کو روک سکتا ہے اگر وہ تم پر مہربانی کرنا چاہے؟ اللہ کے مقابلے میں تو یہ لوگ کوئی حامی و مددگار نہیں پاسکتے ہیں۔ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو (جنگ کے کام میں) رکاوٹیں ڈالنے والے ہیں، جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ "آؤ ہماری طرف"۔ جو لڑائی میں حصہ لیتے بھی ہیں تو بس نام گنانے کو، جو تمہارا ساتھ دینے میں سخت بخیل ہیں۔ خطرے کا وقت آجائے تو اس طرح دیدے پھرا پھرا کر تمہاری طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی مرنے والے پر غشی طاری ہو رہی ہو، مگر جب خطرہ گزر جاتا ہے تو یہی لوگ فائدوں کے حریص بن کر قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانیں لئے تمہارے (ملنے۔احسن) استقبال کو آجاتے ہیں۔ یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائے اسی لئے اللہ نے ان کے سارے اعمال ضائع کردیئے۔ اور ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۷۵-۷۹)
یہ ہے اُس گروہ کا حال جس سے واقفیت کے بغیر حق و باطل میں تمیز ناممکن ہے یہ تھے وہ دانشور مومنین جو باقی مسلمانوں کو جاہل اور سَفِیہ کہا کرتے تھے۔ یہ ہیں وہ ارباب دین و دانش جو عقل و بصیرت کے ماتحت ایمان لائے تھے اور جاہلانہ ایمان اور رسولؐ کی سوفیصد اطاعت کو نفرت سے دیکھتے تھے۔ علامہ نے اس ترجمہ میں جو کچھ مانا اور اللہ نے جو کچھ فرمایا اس کی اہم اور موٹی موٹی باتیں سامنے رکھ لیں اور کبھی نہ بھولیں۔

(۴۷-و) دانشوران قریش کی نئی اور پرانی عادات و اصول اور مذہب ؟

اوّل یہ کہ اُن دانشوروں کو مومنین کہہ کر بات شروع کی گئی (۳۳/۹) اور اپنی نعمتوں کو یاد کرنے کی تاکید کی گئی۔ یعنی یہ مومنین نعمتوں سے مالا مال کئے گئے تھے۔ دوم یہ کہ اُنہیں سخت آزمائش میں ڈالنے پر بھی اُنہیں مومن ہی کہا گیا (۳۳/۱۱) سوم یہ کہ اُن کا کردار اس وقت بھی ناپسندیدہ اور غیر اسلامی تھا۔ جب اللہ اُن پر نعمتیں بھیج رہا تھا۔ (۳۳/۹) چہارم یہ کہ وہی لوگ ہیں جن کے قلوب میں مرض تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی آنکھوں میں بھی زیغ تھا (۳۳/۱۰) اور وہ باقی تمام مومنین کو گمراہی کی یعنی اپنے اختیار کردہ اسلام کی تبلیغ کرتے تھے (هَلُمَّ إِلَيْنَا) (۳۳/۱۸) اور سارے مسلمانوں کو جنگ اُحد کی طرح میدان جنگ سے پلٹ جانے کو کہتے تھے (لَا مُقَامَ لَكُمْ فَٱرْجِعُوا۟) (۳۳/۱۳) اور خود بھی محاذ جنگ سے بھاگنا چاہتے تھے جیسا کہ جنگ اُحد میں بھاگے تھے (إِلَّا فِرَارًا) (۳۳/۱۳) اور رسولؐ والے اسلام اور انؐ کے پروگرام میں رکاوٹیں پیدا کرنا ان کے مقاصد میں داخل تھا (۳۳/۱۸) وہ جنگ و جہاد میں شریک ہوتے تھے مگر دشمن سے لڑنا پسند نہ کرتے تھے (۳۳/۱۸) جنگ اُحد میں بھی وہ دنیا کے طلب گار تھے یہاں بھی مفاد پرست ہیں (۳۳/۱۹) یہ لوگ رسولؐ کے مشن پر جان و مال خرچ کرنے میں بہت کنجوس تھے۔

پانچویں بات خاص ہے یعنی یہ وہی مومنین ہیں جن کا کردار سورۂ آلِ عمران (آیات ۱۵۹تا۱۴۹/۳)میں بیان ہوا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو رسولؐ کو کافروں کے حوالے کرکے بھاگے تھے اور اس لئے کہ یہاں اُن کو یاد دلایا گیاہے کہ تم نے عہد کیا تھا کہ اب ہم میدان جنگ سے فرار نہ کریں گے(۱۵/۳۳) لہٰذا معلوم ہوا کہ اُس وقت کی معافی یا نظر اندازی کے بعد بھی وہ لوگ فرار کر گئے اور اپنا عہد توڑ دیا۔لہٰذا اُن کی معافی پر بغلیں بجانے والے آئندہ ہم سے آنکھ نہ ملائیں ۔ اس لئے کہ اس جنگ خندق کے بعد اُن کو پھر معاف کرنے پر کوئی آیت نہیں ہے۔
چھٹی بات بھی جنگ اُحد والے منصوبے کو ثابت کرتی ہے ۔ یعنی لوگ تیار تھے کہ رسولؐ کو گرفتار کرکے کافروں کے حوالے کردیں بشرطیکہ وہ شہر کے اندر تک حملہ کرتے ہوئے پہنچ جاتے (۱۴/۳۳)
ساتویں بات یہ ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو جنگ اُحد میں حکومت و اقتدار و اختیار میں حصہ مانگتے رہے اور ایام جہالت کے ظن وگمان و نظریات کو دلیل بنا رہے تھے ۔ اس لئے کہ جنگ خندق میں بھی اُن کے وہی نظریات اور ظنون موجود ہیں (۱۰/۳۳) وہ یہاں بھی اللہ و رسولؐ کے وعدوں کو غلط قراردے رہے ہیں (۱۲/۳۳) اور یہ بھی ثابت ہے کہ یہ گروہ منافق نہیں ہے بلکہ منصوبے کا مریض ہے (۱۲/۳۳) اور جس طرح اُن کا لیڈر زبردست چرب زبان اور بحث ومجادلہ میں ماہر تھا۔(أَلَدُّ ٱلۡخِصَامِ) (بقرہ ۲۰۵۔۲۰۴/۲) اسی طرح یہ سارے دانشور قینچی جیسی زبان رکھتے ہیں (۱۹/۳۳) اب علامہ کی وضاحتی تصدیق ملاحظہ فرمالیں اور اس مومن گروہ کو بالکل ذہن نشین کرلیں۔ ہر آیت میں اُسے تلاش کرتے اور پناہ مانگتے ہوئے گزریں۔

(۴۷۔ز) ان مندرجہ بالا آیات میں تمام مسلمان بحیثیت مجموعی مخاطب ہیں۔ علامہ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۲۱۔" ایمان لانے والوں سے مراد (۹/۳۳ تا ۱۱/۳۳)یہاں وہ سب لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسولؐ مان کر اپنے آپ کو حضورؐ کے پیروؤں میں شامل کیا تھا،...اس پیراگراف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے گروہ کا مجموعی طور پر ذکر فرمایا ہے۔" (تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۷۶۔۷۷حاشیہ نمبر ۲۱)
قارئین یہ خیال رکھیں کہ ہم علامہ کا ذاتی خیال اور مندرجہ بالا مخصوص العقیدہ مومنین کی جانبداری کے الفاظ ساقط کردیں گے۔ وہ بات لکھیں گے جو حقیقت ہو اور قرآن کے علاموی ترجمہ اور الفاظ کے مطابق ہو۔

(۴۷۔ح) رسولؐ اللہ اور جاہل مسلمانوں کو گرفتار کرنے یا ختم کرنے کی اسکیم؟ (۲) " یعنی اگر شہر میں داخل ہوکر فاتح کفار ان منافقین کو دعوت دیتے کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں کو ختم کردو۔" (تفہیم القرآن جلد۴حاشیہ نمبر۲۶صفحہ ۷۷) یہ ہی ہیں وہ لوگ جو حیات رسولؐ میں بھی حکومت پر قبضہ چاہتے تھے اور سنیئے:

(۴۷/ط)تمام مسلمانوں کو اپنے اختیار کردہ اسلام کی دعوت دینا ؟ (۳) "یعنی چھوڑو اس پیغمبرؐ کا ساتھ۔

کہاں دین و ایمان اور حق وصداقت کے چکر میں پڑے ہو؟ اپنے آپ کو خطرات اورمصائب میں مبتلا کرنے کے بجائے وہی عافیت کوشی کی پالیسی(منصوبہ۔احسن) اختیار کرو جو ہم نے اختیار کرر کھی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد۴صفحہ ۷۹حاشیہ ۲۹) یہ ہے وہ پوری قوم جو نبوتؐ کو بھی حکومت کے بدلے میں ختم کرنے کو تیار تھی۔ اور جس نے اسی غرض سے قرآن میں معنوی ردوبدل کیا (۲۵/۳۰) تھا۔

(۴۷۔ی) جنگ خندق میں جنگ اُحد کے مفروروں اور منصوبہ سازوں کی معافی ختم: علامہ کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ جنگ اُحد میں رسولؐ کو قتل ہوجانے کے لئے چھوڑ جانے والوں کو جو معافی ملی تھی وہ ضائع ہوگئی۔
(۴) " یعنی جنگ اُحد کے موقع پر جو کمزوری اُنہوں نے دکھائی تھی اس کے بعد شرمندگی و ندامت کا اظہار کرکے اُن لوگوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اب اگر آزمائش کا موقع پیش آیا تو ہم اپنے اس قصور کی تلافی کردیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ کو محض باتوں سے دھوکہ نہیں دیاجاسکتا۔ جو شخص بھی اُس سے کوئی عہد باندھتاہے اُس کے سامنے کوئی نہ کوئی آزمائش کا موقع وہ ضرور لے آتاہے تاکہ اُس کا جھوٹ سچ کھل جائے۔ اس لئے وہ جنگ اُحد کے دوہی سال بعد اُس سے بھی زیادہ بڑا خطرہ سامنے لے آیا اور اُس نے جانچ کر دیکھ لیا کہ اُن لوگوں نے کیسا

الَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ ۖ وَ يَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ	
جو لوگ کہ توڑتے ہیں قول اللہ کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور کاٹتے ہیں جو حکم کیا	
اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَ يُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ اُولٰٓـئِكَ	
اللہ نے ساتھ اس کے یہ کہ ملا یا جاوے اور بگاڑ کرتے ہیں بیچ زمین کے یہ لوگ	
هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۞ كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ كُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا	
وہی ہیں ٹوٹا پانے والے کیونکر کفر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اور تھے تم مردے	

(۲۷) جو پختہ فیصلہ کر لینے کے بعد بھی اللہ کے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں، اور جو اُن رابطوں کو منقطع کرتے ہیں جن کو برقرار رکھنا اللہ نے لازم کیا ہے، اور زمین پر فساد پھیلاتے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں گھاٹے میں رہنا ہے (۲۸) تم کیسے اللہ کی پوزیشن کو چھپاتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اُس کے باوجود اللہ نے تمہیں

کچھ سچا عہد اُس سے کیا تھا۔" (تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۸۷ حاشیہ نمبر ۲۷)

قارئین دوبارہ یاد کریں کہ: اُحد کے روز :" دس بارہ آدمیوں کی مٹھی بھر جماعت پاس رہ گئی تھی۔" (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۲۹۵ حاشیہ نمبر ۱۱۰) اور کثرت فرار کر گئی تھی۔ آج بھی اُسی کثرت کو جھوٹی، دھوکہ باز اور خطرات میں رسولؐ کو اور تمام قلیل تعداد مومنین کو کافروں کے ساتھ مل کر قتل کرنے کی مجرم قرار دیا گیا ہے ۔ اب قارئین اس کثرت پر دوسرا فیصلہ سن لیں۔

(۴۷۔ ۱۱) مخصوص العقیدہ مومنین کی نمازیں اور تمام عبادتیں اور تمام نیک اعمال ضائع ہوگئے وہ کثرت جو حوض سے بھگائی جائے گی؟

(۵)" یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد جو نمازیں اُنہوں نے پڑھیں، جو روزے رکھے، جو زکوائیں دیں، اور بظاہر جو نیک کام بھی کئے اُن سب کو اللہ تعالیٰ کالعدم قرار دے دے گا۔ اور اُن کا کوئی اجر اُنہیں نہ دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فیصلہ اعمال کی ظاہری شکل پر نہیں ہوتا بلکہ یہ دیکھ کر ہوتا ہے کہ اُس ظاہر کی تہہ میں ایمان اور خلوص ہے یا نہیں؟ جب یہ چیز سرے سے اُن کے اندر موجود ہی نہیں ہے (یعنی وہ نام نہاد يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ ہیں) تو یہ دکھاوے کے اعمال سراسر بے معنی ہیں۔ (مگر آدمی تو اُنہیں مومن سمجھنے پر مجبور تھے وہ قلب کی تہہ نہ دیکھ سکتے تھے۔احسن) اس مقام پر یہ امر گہری توجہ کا طالب ہے کہ جو لوگ اللہ و رسولؐ کا اقرار کرتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، زکوٰۃ بھی دیتے تھے، اور مسلمانوں کے ساتھ اُن کے دوسرے نیک کاموں میں بھی شریک ہوتے تھے، (اور تمام صحابہ میں اس سے زیادہ کچھ اور ثابت نہیں کیا جاسکتا۔احسن) ان کے بارے میں صاف صاف فیصلہ دے دیا گیا ہے کہ یہ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں ...اس سے معلوم ہوا کہ فیصلے کا اصل مدار یہ ظاہری اعمال نہیں ہیں۔ بلکہ یہ سوال ہے کہ آدمی کی وفاداریاں کس طرف ہیں؟ جہاں خدا اور اس کے دین سے وفاداری نہیں وہاں اقرار ایمان اور عبادات اور دوسری نیکیوں کی کوئی قیمت نہیں۔" (تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۷۹ تا ۸۰ حاشیہ نمبر ۳۲)

علامہ کے ان مفصل بیانات کے بعد یہ طے کرکے آگے بڑھیں کہ جب تک مندرجہ بالا قسم کے مومنین اور دانشوروں کے متعلق قرآن کریم سے یہ ثابت نہ ہوجائے کہ اُن لوگوں نے اپنے مخصوص عقائد سے توبہ کرلی تھی وہ رسولؐ اللہ کو معصوم مطلق اور خطا بھول چوک اور لغزش اور گناہ سے ارفع و اعلیٰ ماننے لگے تھے۔ اور اللہ و رسولؐ نے اُن کے سابقہ کافرانہ اقدامات کو بخش دیا تھا۔ اُس وقت تک ہم اس پوری قوم (۳۰/۲۵) کو مشکوک اور خطرناک گروہ قرار دیں گے اور ہر ایسی روایت کو جو اُن کی مدح سرائی کرے اور وہی سابقہ عقائد و اعمال برقرار رکھے اُن کی اپنی گھڑی یا گھڑوائی ہوئی سمجھیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(۴۸) فاسق کی شناخت: اللہ نے اس آیت (۲/۲۷) میں ہر اُس شخص کو فاسق قرار دیا ہے ۱۔ جو اپنی صحیح بات یا وعدے اور معاہدے پر قائم نہ رہے جیسا کہ جنگ اُحد کے بعد دانشور مومنین نے عہد کیا اور توڑ دیا (دیکھو پیرا (۴۷/ہ) ۳۳/۱۵ احزاب) اور پیرا (۴۷/و) اور جنگ خندق کے بعد اُنہیں پھر مجرم قرار دیا گیا تھا۔ ۲۔ اور جو لوگ اُن انفرادی یا اجتماعی تعلقات اور روابط کو مجروح کریں جو انسانی اتحاد و ترقی کے لئے لازم ہیں ۳۔ اور جو کوئی بھی ایسا کام کریں جس سے فتنہ و فساد پھیلتا ہو ہم نے ایسے لوگوں کو بے مہار بے لگام اور قانون شکن کہا ہے۔

فَاَحۡیَاکُمۡ ۚ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ ثُمَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۸﴾

پس جِلایاتم کو پھر مردہ کرے گاتم کو پھر جلاوے گاتم کو پھر طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے

ہُوَالَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ٭ ق

وہی ہے جس نے پیدا کیا واسطے تمہارے جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا

ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىہُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ ہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ

پھر قصد کیا طرف آسمان کی پس درست کیا ان کو سات آسمان اور وہ سب چیز کو

ع ۳ ۹ ۳

عَلِیۡمٌ ﴿۲۹﴾ ع وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ

جاننے والا ہے اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں

جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡہَا

پیدا کرنے والا ہوں بیچ زمین کے نائب کہا انہوں نے کیا بناتا ہے بیچ اس کے

مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡہَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ

اس شخص کو کہ فساد کرے بیچ اس کے اور ڈالے گا لہو اور ہم پاکی بیان کرتے ہیں

بِحَمۡدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ

ساتھ تعریف تیری کے اور پاکی بیان کرتے ہیں واسطے تیرے کہا تحقیق میں

اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّہَا ثُمَّ عَرَضَہُمۡ

جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور سکھائے آدم کو نام سارے پھر سامنے کیا ان کو

وجود اور زندگی عطا کی اور وہ تمہیں پھر موت سے دوچار کرے گا اور پھر زندہ کرے گا اور تمہیں پھر حساب کے لئے اُسی کی طرف لوٹنا ہو گا (۲۹) وہ وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے۔ پھر اُس نے آسمانوں اور فضاؤں کی تخلیق کی طرح ڈالی اور اُنہیں سات آسمانوں میں مکمل کر دیا اور وہ ہر چیز کا ذاتی علم رکھتا ہے۔ (۳۰) اور جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا آپ زمین میں کوئی ایسا نائب یا جانشین بنائیں گے جو زمین میں فساد برپا کرے اور خون بہائے؟ اور جب کہ ہم آپ کی حمد و ثنا کی تسبیح اور پاکیزگی بجا لا رہے ہیں۔ فرمایا کہ میں یقیناً وہ بھی جانتا ہوں جو تمہیں معلوم نہیں ہے (۳۱) اور آدمؑ کو اللہ نے تمام ناموں کی تعلیم دی پھر اُن میں سے کچھ اشخاص کو ملائکہ کے روبرو پیش کیا اور اُن اشخاص کے نام پوچھے اور کہا کہ اگر تم اپنے بیان کو کافی سمجھنے میں

(۴۹) خلیفہ، نائب یا جانشین ہماری اور مودودی کی نظر میں: علامہ کہتے ہیں کہ ”خلیفہ وہ جو کسی کی مِلک میں اُس کے تفویض کردہ اختیارات اُس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے۔ خلیفہ مالک نہیں ہوتا، بلکہ اصل مالک کا نائب ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے، بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے منشا کے مطابق کام کرنے کا حق نہیں رکھتا، بلکہ اس کا کام مالک کے منشا کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ خود اپنے آپ کو مالک سمجھ بیٹھے۔ اور تفویض کردہ اختیارات کو من مانے طریقے سے استعمال کرنے لگے، یا اصل مالک کے سوا کسی اور کو مالک تسلیم کر کے اس کی منشا کی پیروی اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے لگے، تو یہ سب غداری اور بغاوت کے افعال ہوں گے۔“ (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۶۲ حاشیہ ۳۸) اس بیان میں علامہ کے اغراض ومقاصد کیا ہیں؟ اس سے یہاں بحث کی ضرورت نہیں ہے یہاں تو اس قدر دیکھ لیں کہ خلیفۂ خداوندی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیارات حاصل کرتا ہے اور اللہ کی جگہ اللہ کے نائب کی حیثیت سے کام کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا اللہ جسے خود خلیفہ بنائے وہ اللہ کی منشا کے خلاف کام کر سکتا ہے؟ اور کیا اُس میں وہ علم و قابلیت وقدرت نہیں ہونا چاہئے جو اللہ کی جگہ اللہ کے کام کرنے میں ضروری ہے؟ اور کیا اللہ کا نائب لوگوں کے بنانے سے بھی بن سکتا ہے؟ اگر اللہ کے نائب میں صفات خداوندی نہیں ہیں تو وہ ہر کام میں غلطی کرے گا۔ لہٰذا اُس کا معصوم ہونا لازم ہے۔ اور ایسا علم و وسیلہ ملنا چاہئے جس سے خلیفۂ خداوندی ہر لمحہ اللہ کے منشا و مقاصد اور خوشنودی پر مطلع رہے اور ہرگز خلاف منشانہ

سچے ہو مجھے ذرا ان اشخاص کے نام ہی بتادو

(۳۲) فرشتوں نے کہا کہ آپ عیب اور نقص سے پاک ہیں ہمیں تو اتنا ہی علم حاصل ہے جتنا تو نے سکھایا تھا۔ سب کچھ ذاتی طور پر جاننے والا حکیم تو آپ ہی ہیں۔

(۳۳) پھر اللہ نے آدمؑ سے کہا کہ تم فرشتوں کو اُن اشخاص کا تعارف کرا دو چنانچہ جب آدمؑ نے ملائکہ کو اُن کے نام بتا دیئے تو اللہ نے ملائکہ سے کہا کہ کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کی ہر ایک پوشیدہ چیز کا علم رکھتا اور تمہارے ظاہر و باطن اور کھلے اور پوشیدہ رازوں کا عالم بھی ہوں

(۳۴) اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ تم آدمؑ کو سجدہ کرو تو تمام نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے سرتابی کی اور خود کو بزرگ سمجھا اور حق پوشوں کا نمائندہ بن گیا۔

(۳۵) اور ہم نے آدمؑ سے کہا کہ تم اور تمہاری زوجہ دونوں جنت میں سکونت اختیار کرلو اور نہایت اطمینان سے جو چاہو کھاؤ پیو اور جہاں سے چاہو استفادہ کرو۔ مگر تم دونوں اِس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم دونوں خلاف موقع کام کرنے والوں میں شمار ہوجاؤ گے۔

(۳۶) چنانچہ شیطان نے اُن کو جنت میں قیام کرنے سے ڈگمگادیا اور دونوں کو جنت سے زمین پر بھجوا دیا اور ہم نے اُن کو

عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

اوپر فرشتوں کے پھر کہا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر ہو تم سچے

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ

کہا انہوں نے پاک ہے تو نہیں علم ہے ہم کو مگر جو سکھایا تو نے ہم کو

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ

تحقیق تو ہے جاننے والا حکمت والا کہا اے آدم بتا دے ان کو نام ان کے

فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

پس جب بتا دیئے ان کو نام ان کے کہا کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ

تحقیق میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں

مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

جو ظاہر کرتے ہو اور جو تھے تم چھپاتے اور جب کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٚ

سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا مگر شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا

وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ

اور تھا کافروں سے اور کہا ہم نے اے آدم رہ تو اور جورو تیری بہشت میں

وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

اور کھاؤ تم اس میں سے بافراغت جہاں چاہو اور مت نزدیک جاؤ اس درخت کے

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا

پس ہو جاؤ گے ظالموں سے پس ڈگایا ان کو شیطان نے اس سے

کرسکے۔اور یہ سب کچھ خلیفہ خداوندی کی عصمت اور لامحدود علم و قدرت پر دلیل ہے اور جسے اللہ نے قیامت تک کی تمام مخلوق اور اشیا کا علم دیا ہو (۲/۳۱) وہی خلیفہ خداوندی ہوسکتاہے جہلا کا خلافت الٰہیہ سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔

(۵۰) خلیفہ خداوندی کو اس کے اختیارات تفویض کردینے پر معترضین ناراض رہے ہیں۔

یہاں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ خلیفہ خداوندی کو اس کی تخلیق ہی میں وہ تمام اختیار و قدرت سپرد کر دی جاتی ہے۔ جس کی منصب خلافت کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ضرورت ہوگی۔ یہاں وہ لوگ خفا ہوں گے جو تفویض کے منکر ہیں۔

(۵۱) نَبا۔نبیؐ۔أَنْبِئُونِی۔أَنْبِئْهُم۔ ملائکہ کی تعلیم: نباء ہی سے لفظ نبیؐ بنتاہے۔ اور نبیؐ غیب کی خبر دینے

بتایا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور تم زمین پر ایک مدت تک استفادہ اور قیام کرو گے ۔

(۳۷) چنانچہ آدمؑ نے اپنے پرودگار کے کلمات سے ملاقات اور حصول فیض کیا اور اللہ نے آدمؑ کی پھر سے ہدایت کاری اور اصلاح حال کی طرف توجہ فرمائی یقیناً اللہ تو اصلاح و راہنمائی کے لئے برابر متوجہ رہنے والا رحیم ہے ۔

(۳۸) ہم نے آدمؑ اور باقی سب کو جنت سے زمین پر جانے کا حکم دیا اور بتایا کہ جب تمہارے پاس ہماری ہدایات پہنچیں تو جو کوئی ہماری ہدایات کی قدم بہ قدم پیروی کرے گا ۔ اُسے کسی طرح خوف اور رنج و غم سے سابقہ نہ پڑے گا ۔

فَاَخۡرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيۡهِ ۖ وَ قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا

پس نکال دیا ان دونوں کو اس چیز سے کہ تھے بیچ اس کے اور کہا ہم نے اترو

بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ

بعضے تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے بیچ زمین کے

مُسۡتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ

ٹھکانا ہے اور فائدہ ہے ایک وقت تک پس سیکھ لیں آدمؑ نے پروردگار اپنے سے

كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۳۷﴾

کچھ باتیں پس پھر آیا اوپر اس کے تحقیق وہی ہے پھر آنے والا مہربان

قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ

کہا ہم نے اترو اس سے سب پس جو آوے گی تمہارے پاس میری طرف سے

هُدًى فَمَنۡ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ

ہدایت پس جو کوئی پیروی کرے ہدایت میری کی پس نہیں ڈر اوپر ان کے

والوں کو کہاجاتاہے۔ حضرت آدمؑ نے ملائکہ کو اُن تمام چیزوں کی تعلیم وتعارف وتمیز سکھائی جن کے اللہ نے محض نام سکھائے تھے۔ اس گفتگو (۳۲۔۳۱/۲)میں یہ بتایا ہے کہ ملائکہ جتنا دیکھتے تھے۔اتنا ہی سمجھتے تھے مگر حضرت آدمؑ میں یہ قدرت وقوت ودیعت فرمائی تھی کہ وہ حاضر سے غائب کا اور معلوم سے لامعلوم کا علم بذریعہ استدلال حاصل کرسکتے تھے۔ مگر ملائکہ اس قدرت و قوت سے محروم تھے۔ اس قدرت وقوت کا امتحان اور ثبوت یوں دیا گیا کہ حضرت آدمؑ کو صرف نام سکھائے گئے تھے۔پھر کچھ ایسے اشخاص کو سامنے لایا گیا جن کے نام ملائکہ پہلے سے جانتے تھے اور حضرت آدمؑ کو ابھی ابھی معلوم ہوئے تھے۔ مگر مذکورہ اشخاص کو نہ ملائکہ نے اُس وقت تک دیکھا تھا۔ نہ حضرت آدمؑ اُن سے واقف تھے ۔یہی امتحان تھا۔ ملائکہ سے کہاگیا کہ جونام تمہیں معلوم ہیں اُن ناموں کو اُن اشخاص پر فٹ (FIT) کر کے الگ الگ بتاؤ کہ اُن میں کس کا کیا نام ہے؟ ملائکہ نے کہا کہ نہ تو نے یہ تشخص سکھایا نہ ہم جانتے ہیں حضرت آدمؑ نے حکم ملتے ہی اُن تمام حضرات کے نام اُن پر مطابق کردیئے۔ اور بتا دیا کہ یہ صاحب مثلاً محمدؐ ہیں۔ یہ فاطمہؑ ہے۔یہ علیؑ ہیں۔ یہ حسنؑ ہیں اور یہ حسینؑ ہیں۔ یہاں سے یہ سمجھ لیں کہ نام (اسماء) کی ضمیر ”ھا“ آئی ہے۔ اور جن کے اسمائے گرامی معلوم کئے یا مطابق کرائے گئے اُن کے لئے جانداروں کی ضمیر ”ھم“ آئی ہے۔لہٰذا سوال میں نام نہیں پوچھے تھے بلکہ اشخاص پر اُن کے نام مطابق کرائے تھے۔ اسی لئے حضرت آدمؑ کو ملائکہ کا معلم فرمایا گیا اور تمام ملائکہ سے اُنہیں سجدہ کرایا گیا تھا۔

(۵۲) محمدؐ و آل محمدؐ کا نظام غیبت کلمات کی صورت میں مددگار ہوا۔

حدیث میں بتایا گیاہے کہ اللہ نے حضرت آدمؑ کی آئندہ ہدایت وتحفظ کے لئے اُنہیں محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے سے دعاکرنا سکھایا تھا۔ اور آئندہ تمام انبیا علیہم السلام کی راہنمائی اور تائید ونصرت کی اُن ہی کلمات سے ابتدا ہوئی تھی۔

(۵۳) کیاحضرت آدمؑ سے کوئی خطا، نافرمانی یا ترک اولیٰ وغیرہ سرزد ہواتھا؟

اکثر شیعہ علما بھی حضرت آدمؑ اور بعض دوسرے انبیا علیہم السلام سے لغزش اور ترک اولیٰ کے قائل گزرے ہیں۔ اُن حضرات نے بعض احادیث اور آیات کے الفاظ سے غلط تاثر لے لیاہے۔

وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۸ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ

اور نہ وہ غم کھاویں گے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۳۹ يٰبَنِيْۤ

یہ لوگ رہنے والے آگ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیش رہیں گے اے بیٹو

اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَوْفُوْا

یعقوب کے یاد کرو نعمت میری جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور پورا کرو

بِعَهْدِيْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝۴۰ وَ اٰمِنُوْا

عہد میرا پورا کروں گا عہد تمہارے کو اور مجھ سے پس ڈرو اور ایمان لاؤ

بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا

ساتھ اس چیز کے جو اتاری میں نے سچا کرنے والی ہے اس چیز کو جو

مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۖ وَ لَا تَشْتَرُوْا

ساتھ تمہارے ہے اور مت ہو تم پہلے کافر ساتھ اس کے اور مت مول لو

بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ

بدلے آیتوں میری کے مول تھوڑا اور مجھ سے پس ڈرو اور مت ملاؤ سچ کو

بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۲

ساتھ جھوٹ کے اور مت چھپاؤ حق کو اور تم جانتے ہو

(۳۹) اور جن لوگوں نے حق پوشی کے لئے ہماری آیات کا جھوٹا استعمال شروع کیا ہے یہ لوگ آگ کے صحابہ ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے (۴۰) اے بنی اسرائیل تم میری اُن نعمتوں کا تو خیال رکھو جو میں نے تم پر برابر جاری رکھیں اور تمہیں چاہیئے کہ تم اُس عہد کو وفا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا۔ تاکہ میں بھی اُس عہد کو پورا کردوں جو میں نے تم سے کیا تھا اور تمہیں صرف میرے لئے ترک لذات یعنی رہبانیت پر عمل کرنا چاہیئے (۴۱) اور تم اُس پر بھی ایمان لاؤ جو میں نے بعد میں نازل کیا اور جو تمہارے پاس پہلے سے نازل شدہ ہے وہ اُس کی تصدیق و تائید کرتا ہے۔ اور تم کو تو اُس کی تصدیق واجب تھی نہ کہ اُس کے کفر میں تم پہلا نمبر لے جاؤ ؟ اور تم میری آیات کو دنیا کے تھوڑے سے مفاد کے لئے نہ بیچ دیا کرو اور تمہیں میرے سامنے ذمہ دارانہ زندگی اختیار کرنا چاہیئے (۴۲) اور تم حقائق کو باطل کے لباس میں نہ لپیٹا کرو نہ حق کو پس پردہ رکھنے پر اپنی علمیت کو استعمال کیا کرو

اور مرکزی عقائد کو نظر انداز کر دیاہے حالانکہ وہ اس اصول پر متفق ہیں کہ آیات و احادیث کے الفاظ کے ظاہری اور لغوی معنی جہاں مرکزی عقائد و قوانین کے خلاف جائیں گے وہاں اُن الفاظ کے معنی کی تاویل کی جائے گی۔ اور اسی اصول کی بنا پروہ جہاں جہاں قرآن میں اللہ کے ہاتھوں (یداللہ) کا ذکر ہوتاہے وہاں وہ لفظ "ید" کے لغوی معنی یعنی ہاتھ نہیں کرتے بلکہ قدرت ترجمہ کرتے ہیں۔اس لئے کہ اسلام میں یہ مرکزی عقیدہ مسلمات میں داخل ہے کہ اللہ جسم وجسمانیت سے پاک و مبراہے۔ اسی اصول کے ماتحت ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ اسلام میں تمام اہل سنت اورشیعوں کے علمائے صالحین کا مرکزی ومسلّمہ عقیدہ یہ ہے کہ انبیا و رسل علیہم السلام پیدائشی معصومؑ ہوتے ہیں اور اُن حضراتؑ سے بھول چوک ، لغزش و خطا اور غلطی وگناہ ہرگز سرزد نہیں ہوسکتا۔ اور یہ عقیدہ ضروریات دینی میں سے ہے۔ اس لئے کہ اگر اُن حضراتؑ سے جرم و خطا کا امکان تسلیم کرلیاجائے تو قرآن اور تمام کتب ہائے خداوندی اوردین کے تمام احکام وعقائد کا اعتبار و یقین اٹھ جائے گا۔ لہٰذا کہنا یہ ہے کہ اُن حضرات کو ایسے تمام الفاظ کی تاویل کرنا چاہیئے تھی جو آیات یا احادیث میں انبیاؑ و رسلؑ سے خطا کا امکان ظاہر کرتے ہیں۔ یا پھر کھل کر دانشورانِ قریش کے عقائد کو تسلیم کرلیناچاہیئے تھا۔ تاکہ حقیقی اسلام الگ ہوجاتا اور دانشوروں کا تراشیدہ اسلام الگ ہوجاتا۔ بہرحال ہم قرآن و احادیث و واقعات و بدیہات سے ثابت کرتے ہیں کہ انبیا و رسل علیہم السلام سوفیصد معصوم اورخطا و نسیان اور غلطی سے مبرا ومنزہ ہوتے ہیں۔ اور چیلنج کرتے ہیں کہ قرآن کی

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ﴿۴۳﴾

اور قائم کرو نماز کو اور دو زکٰوۃ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے

اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَ تَنۡسَوۡنَ

کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو ساتھ بھلائی کے اور بھولے جاتے ہو

اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ

جانوں اپنی کو اور تم پڑھتے ہو کتاب کیا پس نہیں سمجھتے ہو اور

اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ وَ اِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی

مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے اور تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر

الۡخٰشِعِیۡنَ ﴿۴۵﴾ۙ الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّلٰقُوۡا

عاجزی کرنے والوں کے وہ لوگ کہ جانتے ہیں یہ کہ وہ ملنے والے ہیں

رَبِّہِمۡ وَ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾ ع

پروردگار اپنے سے اور یہ کہ وہ طرف اس کی پھر جانے والے ہیں

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ

اے بنی اسرائیل یاد کرو نعمت میری وہ جو انعام کی میں نے

(۴۳) اور تم نماز کو قائم کرو اور زکٰوۃ دیا کرو اور اُن لوگوں کے ساتھ غریبانہ نظام میں شامل ہوجاؤ جو غربا کے لئے کنگال ہوگئے ہیں (۴۴) کیا تم اُسے صحیح سمجھتے ہو کہ دوسروں پر نیک کام کرنے کا تقاضہ جاری رکھو اور خود اپنے کردار کو فراموش کرتے جاؤ؟ تم تو تورات و انجیل بھی پڑھتے ہو کیا تم اُن کتابوں میں عقل کا استعمال غلط سمجھتے ہو؟ (۴۵) تمہیں چاہئے کہ صبر و صلٰوۃ سے مدد حاصل کرو یہ دونوں چیزیں اُن لوگوں کے سوا سب پر گراں گزرتی ہیں، جو اپنی ذات اور متعلقات کو رسوؐل کے سپرد کر چکے ہیں (۴۶) اور جو لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ اُنہیں یقیناً اپنے پروردگار سے ملاقات کرنا ہے اور اُنہیں یقین ہے کہ وہ اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں (۴۷) اے یعقوب کی نسل تمہیں تو برابر میری اُن نعمتوں کو سامنے رکھنا چاہئے جو میں نے برابر تم پر

کوئی آیت ایسی پیش کی جائے جس کے معنی یہ ہوں کہ :

(۱) "انبیاؑ اور رسلؑ سے بھول چوک، غلطی یا گناہ سرزد ہوسکتاہے" یا یہ کہ:

(۲) "فلاں حالت میں نبیؐ کی اطاعت واجب نہیں ہے کہ اُس حالت میں نبیؐ سے خطا ممکن ہے" یایہ کہ :

(۳) "فلاں نبیؐ نے اللہ کے حکم کے خلاف، یا عقل وشرافت کے خلاف فلاں کام کیا تھا۔ یا فلاں بات حق کے خلاف کہی یا کی تھی؟" یاد رہے کہ آیات یا احادیث سے اپنا عقلی استدلال پیش کرنا قابل قبول نہ ہوگا۔ اس لئے کہ خاطی کے استدلال میں خطا کا یقین موجود رہے گا۔ جب تک وحی اُتر کر یا نبیؐ و رسولؐ بول کر تصدیق نہ کردیں۔ لہٰذا ایسی آیت قیامت تک نہ ملے گی جو انبیاؑ و رسلؑ کو دانشوران قریش کی طرح خطا کار وگناہ گار بتائے۔ اس کے برعکس قرآن اُن کی عصمت پر ہزاروں آیات پیش کرتاہے لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں زیغ یا مرض موجودہے وہ قرآن میں جہاں کہیں اُس مرض اور زیغ سے مشابہ کلام دیکھتے ہیں وہیں ڈیرہ جمالیتے ہیں اور اب اُنہیں قرآن میں اپنے چشمہ میں سے مرض ہی مرض اور زیغ ہی زیغ نظر آتاہے۔ لیکن یہ ایک فریب و سراب ہوتاہے۔

ابلیس نے کہاتھا کہ میں تیرے مخلص بندوں کو گمراہ نہ کرسکوں گا (سورۂ الحجر ۱۵/۴۰) اور اللہ نے فرمایا تھاکہ :

"حقیقت یہ ہے کہ تجھے میرے بندوں پر قابو ہی حاصل نہ ہوگا سوائے اُن لوگوں کے جو پہلے ہی سے اغواشدہ اور تیرے پیرو ہوں گے"

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ إِلَّا مَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ﴿۴۲﴾ الحجر

یعنی اگر ہم یہ مان لیں کہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہکا دیا تھا، یا اغواکرلیا تھا یامنشائے خداوندی کے خلاف اُن سے کوئی کام کرا لیا تھا۔ تو ہمیں یہ بھی مان لینا چاہئے کہ (معاذ اللہ) حضرت آدمؑ نہ اللہ کے مخلص بندوں میں داخل تھے۔ نہ اُس کے خاص بندے تھے۔ اور اس طرح ہم مندرجہ بالا دوہری

سند کے خلاف عقیدہ رکھ کر حقیقی کافر اور مکذّب قرآن ہوجائیں گے۔ہم حضرت آدم علیہ السلام کی عصمت پر باقاعدہ بیانات دیں گے یہاں تو اس قدر دیکھ لیں کہ اللہ نے اُنہیں مذکورہ درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا(وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةَ ۲/۳۵) اگر یہ ثابت ہوجائے کہ حضرت آدم یا حوا علیہما السلام اُس درخت کے پاس گئے تھے تو یقیناً وہ دونوں غلط کار ثابت ہو جائیں گے (فَتَكُونَا مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۲/ ۳۵) لیکن قرآن کریم میں ایسا کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت آدمؑ نے جوکچھ بھی کیا ہو۔ حکم خداوندی کی خلاف ورزی نہیں کی لہٰذا نہ خطا کی نہ گناہ گار ہوئے اور یہ جو کہا گیا کہ شیطان نے اُن دونوں کو ڈگمگا دیا (فَأَزَلَّهُمَا ٱلشَّيْطَٰنُ ۲/ ۳۶) یہ نہ اغواہے نہ صحیح راہ سے ہٹا دیناہے۔ بس جن کے دلوں میں زیغ یا مرض تھا اُنہیں لفظ ''أَزَلَّهُمَا'' دیکھ کر گمراہی نے گھیر لیا اور اُنہیں حضرت آدمؑ گمراہ نظر آنے لگے لیکن وہاں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ ''شیطان نے اُنہیں جنت میں قیام (فَأَزَلَّهُمَا ٱلشَّيْطَٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۲/۳۶) کرنے سے ڈگمگا کر اُنہیں جنت سے نکلوا دیا یا نکال دیا۔'' اور یہ عمل اور نتیجہ عین اللہ کی بیان کردہ اسکیم کے مطابق اور اتباع میں ہوا۔ اللہ نے ملائکہ سے یہی تو فرمایا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں (۲/۳۰)حضرت آدمؑ نے ایسا کام کیا جو جلدی سے زمین پر لے جائے پھر اللہ نے یہی تو کہا تھا کہ تم کو ایک مدت تک زمین میں رہنا اور استفادہ کرنا ہے (۲/۳۶) آدمؑ نے ابلیس کی کوئی ایسی بات نہیں مان لی تھی جس کی اللہ نے ممانعت کی ہویا جو اللہ کی اسکیم و منشا کے خلاف ہو۔ لہٰذا خطا اور گناہ یا غلطی اورلغزش کا خیال صرف قلبی زیغ کی مشابہت ہی سے تو پیدا ہوا ہے۔ ورنہ حضرت آدمؑ کے متعلق کہیں اتنا ہی دکھا دو کہ اللہ نے یہ کہا ہو کہ جنت میں قیام کے دوران ابلیس کی کسی بات یا مشورے کی طرف توجہ نہ دینا۔ ابلیس کی دشمنی کا اعلان تو جب ہوا جب جنت سے روانگی کا وقت آ گیا تھا (۲/۳۶) قرآن سے تو یہ بھی نہیں دکھایا جا سکتا کہ کہیں اللہ نے اُس درخت کا پھل کھانے کی ممانعت کی ہو۔بہرحال ہم مناسب مقامات پر حضرت آدمؑ کے دامن پر لگائے ہوئے وہ تمام داغ دشمنان دین کے دامن پر لگا کر دکھائیں گے جو اُنہوں نے انبیاؑ کو خاطی انسان ثابت کرنے اور اُن کی جانشینی خطاکاروں کو دینے کی اسکیم کے ماتحت لگائے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کی تخلیق کے وقت اور زمین پر آنے تک کوئی قانون یا شریعت موجود نہ تھی کہ جس کی بنیاد پر حضرت آدمؑ کے اقوال و اعمال کو خطا گناہ یا ثواب کے الفاظ میں ظاہر کیاجاسکے۔ وہ پہلے نبیؑ ہیں اور جو کام وہ کریں گے وہ مقام نبوت سے ہوگا۔ حق ہوگا۔ وہ حضرت ہی غلط و صحیح کافرق قائم کریں گے۔ اصطلاحات و الفاظ کو معنی عطا کریں گے۔ جنت کے قیام کے دوران جو کچھ حضرت آدمؑ نے کیا وہی تو حق وباطل کا معیار ہے۔ اُنہوں نے غلط اور صحیح کا فرق متعین کیا۔ خود غلطی نہیں کی بلکہ غلطیوں کی اصلاح کا طریقہ ایجاد کیا۔ وہ بنیادی الفاظ دیئے جو قلبی وذہنی تصورات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ رہ گیا اللہ کا آدمؑ کو تنبیہات کرنا اور آدمؑ کا عاجزی سے عملدرآمد کرنا یہ اصول کا تعین ہے۔ نہ کہ کسی خطا وگناہ کا قصہ۔

(۵۴)بنی اسرائیل یعنی یہود ونصاریٰ دونوں سے خطاب:

حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ اور اسرائیل کے معنی ہیں ''اللہ کا بندہ'' حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو قرآن میں ''بنی اسرائیل'' کے لقب سے مخاطب کیا گیاہے۔ حضرت اسحاقؑ کے دوسرے فرزند کا نام عیسّو تھا۔ اور اُن کالقب اَدَوُم تھا۔جناب عیسّو اپنے بھائی جناب یعقوبؑ پیغمبر سے خفا ہوکر اپنے چچا جناب اسمٰعیل پیغمبر علیہ السلام کے پاس آکر آباد ہو گئے تھے۔ اورحضرت اسماعیلؑ نے اپنی بیٹی یاسمہ عرف محلاۃ کی شادی عیسّو سے کردی تھی اُن کی اولاد ہمیشہ اولاد اسمٰعیلؑ کی نبطی شاخ ،جس سے رسولؐ اللہ اور علیؑ ہیں، سے وابستہ رہی اُن کے ساتھ ساتھ عرب وعراق و مکہ و مدینہ میں بستی اور پھیلتی چلی گئی۔ جناب اسحاقؑ حضرت سائرہؑ سے تھے۔ اورحضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری زوجہ جناب قطوراؑ تھیں اور اُن سے جناب مدین پیدا ہوئے تھے۔ جو تاریخ میں بڑی اہم پوزیشن رکھتے ہیں۔بہرحال کہنا یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کہاجاتاہے تو اُس میں صرف حضرت یعقوبؑ کی اولاد مقصود ہوتی ہے۔ تمام یہود ونصاریٰ اُس میں شامل نہیں ہوتے۔ نہ تمام اہل کتاب اُس میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ حضرت عیسّو کی اولاد کے تمام لوگ مذہب ومسلک کے اختلاف کے باوجود بھی ہمیشہ محمدؐ و آل محمدؐ صلواۃ اللہ علیہم کے ہمدرد و طرفدار و جانب دار رہے ہیں۔ جن یہود و نصاریٰ کی قرآن کریم نے مدح و ثنا کی ہے (بقرہ ۲/۱۲۱ عنکبوت ۲۹/۴۷) وہ حضرت عیسّو ہی کی اولاد کے لوگ ہیں۔یہ بھی یاد رکھئے کہ جن یہود ونصاریٰ

جاری رکھیں اور میں نے تمہیں تمام عالمین پر بزرگی عطا کی تھی (۴۸) اور تمہیں تو اُس دن کے لئے ذمہ دار پوزیشن اختیار کرنا لازم ہے جس دن کوئی ذی حیات کسی دوسرے کو کوئی جزا نہ دے سکے گا اور کسی کی سفارش قبول نہ ہو گی، اور نہ کچھ لے دے کر چھٹکارا پانا ممکن ہو گا اور نہ کہیں سے مدد مل سکے گی (۴۹) ہمارے اُس احسان کو سامنے لاؤ جب ہم نے تمہیں آلِ فرعون سے نجات دلائی تھی وہ تمہیں بری طرح عذاب دیتے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتے تھے ۔ اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے ۔ اور اُس صورت حال میں تم اپنے پروردگار کی طرف سے بڑی بزرگ آزمائش میں مبتلا تھے (۵۰) اور وہ موقع بھی تو ناقابل فراموشی ہے جب ہم نے سمندر کو دو ٹکڑے کر کے اُس

عَلَیۡکُمۡ وَ اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ اتَّقُوۡا

اوپر تمہارے اور یہ کہ میں نے بزرگی دی تم کو اوپر عالموں کے اور ڈرو

یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡئًا وَّ لَا یُقۡبَلُ

اس دن سے نہ کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے کچھ اور نہ قبول کی جاوے گی

مِنۡہَا شَفَاعَۃٌ وَّ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡہَا عَدۡلٌ وَّ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۸﴾

اس سے سفارش اور نہ لیا جاوے گا اس سے بدلہ اور نہ وہ مدد دیئے جاویں گے

وَ اِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ

اور جب چھٹایا ہم نے تم کو قوم فرعون کی سے پہنچاتے تھے تم کو بُرا عذاب

یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ

ذبح کرتے تھے بیٹوں تمہاروں کو اور جیتا رکھتے تھے بیٹیوں تمہاری کو

وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذۡ فَرَقۡنَا

اور بیچ اس کے آزمائش تھی پروردگار تمہارے سے بڑی اور جب پھاڑا ہم نے

یا اہل کتاب نے عہدرسولؐ میں اسلام کی مخالفت کی اور سرداران قریش کے ساتھ مل کر محاذ بنائے اور اسلام کی داخلی تخریب میں مجتہدانہ مدد دی وہ ، وہ لوگ تھے جو عرب کے باشندے اور قریشیوں یا قحطانیوں سے وابستہ یا اُن کے قبیلے سے تھے۔ اور عیسائی ویہودی حکومتوں سے استفادہ کے لئے یہودی یا عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اور بیرونی عیسائی اوریہودی اداروں کی طرف سے عرب میں اُن مذاہب کی تبلیغ و توسیع کے لئے نامزد اور ذمہ دار تھے۔

(۵۵) یہود و نصاریٰ اگر اپنے مذہب کی پابندی کرتے تو ان کو مومن و مسلم سمجھا جانا چاہئے تھا۔

یہاں قارئین یہ نوٹ کریں کہ بنی اسرائیل کو بالکل اُسی طرح مخاطب کیا گیا ہے اور احکام دیئے گئے ہیں۔ جیسے کہ مسلمانوں کو مخاطب کیا جاتا رہا ہے۔ اُن کے متعلق یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ :

وَلَوۡ أَنَّ أَهۡلَ ٱلۡكِتَـٰبِ ءَامَنُواْ وَٱتَّقَوۡاْ لَكَفَّرۡنَا عَنۡهُمۡ سَيِّـَٔاتِهِمۡ وَلَأَدۡخَلۡنَـٰهُمۡ جَنَّـٰتِ ٱلنَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوۡ أَنَّهُمۡ أَقَامُواْ ٱلتَّوۡرَىٰةَ وَٱلۡإِنجِيلَ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِم مِّن رَّبِّهِمۡ لَأَكَلُواْ مِن فَوۡقِهِمۡ وَمِن تَحۡتِ أَرۡجُلِهِمۚ مِّنۡهُمۡ أُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌۖ وَكَثِيرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا يَعۡمَلُونَ ﴿٦٦﴾ المائدۃ

”اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور ذمہ دارانہ زندگی بسر کرتے تو ہم ضرور اُن کی برائیوں اور کوتاہیوں کو چھپا دیتے (کفر کے معنی) اور اُن کو ضرور جنتوں میں داخلہ دیتے جہاں نعمتوں کی بھرمار ہے۔ اور اگر وہ کہیں یوں بھی توریت و انجیل کے مطابق زندگی بسر کرتے تب بھی ضرور اُن کو آسمان سے اور زمین سے خوراک و غذائیں دی جاتیں۔ اُن میں ایک اُمت راست رو بھی ہے لیکن اُن کی اکثریت کے اعمال بہت ہی برے ہیں۔“

یہ حضرت عیسٰیؑ کی نسل کا ذکر ہے۔ بہرحال ہمیں تمام اہل کتاب سے اچھا سلوک کرنا چاہئے تا کہ وہ راہ راست اختیار کر لیں اور پہلے درجہ میں توریت و انجیل پر عمل کرنے لگیں۔

(۵۶) الفاظ سے بازی گری: قارئین نوٹ کرنے کی کوشش کریں کہ علامہ مودودی صاحب لفظ ”وَاتَّقَوْا“ کے

کے درمیان سے تمہارے لئے راستہ بنا دیا تھا۔ اور تمہیں محفوظ گزار کر فرعون کی آل کو ہم نے ڈبو دیا تھا اور تم یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے (۵۱) اور وہ وقت تو یاد ہوگا جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا ۔ اور تم نے اُن کی عدم موجودگی میں ایک بچھڑے کو عبادت کا ذریعہ بنا کر غلط کار ہونے کا پتہ دیا تھا (۵۲) اِس ظلم کے بعد بھی ہم نے تمہیں اصلاح کا موقع دیا تاکہ تم شکر کرو (۵۳) اور اُدھر ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور فرقان عطا کر دیا

بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ

ساتھ تمہارے دریا کو پس چھٹا دیا ہم نے تم کو اور ڈبو دیا ہم نے لوگوں فرعون کے کو

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ

اور تم دیکھتے تھے اور جب وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو چالیس رات کا پھر

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

پکڑا تم نے گائے کا بچہ پیچھے اس کے اور تم ظالم تھے پھر معاف کیا ہم نے تم سے

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ

پیچھے اس کے تو کہ تم شکر کرو اور جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور

معنی تو بطور عادت عموماً ''ڈرو'' کرتے ہی رہیں گے۔ مگر اُنہوں نے تو ''(وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ البقرۃ) کے معنی بھی ''اور مجھ ہی سے تم ڈرو'' کردیئے حالانکہ لفظ رھبٌ وہی مصدر ہے۔ جس سے رہبان اور رہبانیت بنتے ہیں بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ یہاں علامہ کا ڈر بالکل نکال دیں تاکہ اُن کو آئندہ بالکل کھلی چھٹی مل جائے اور اُن کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ لہٰذا یہ چند مثالیں اُنہیں دکھائیں۔

وَكَيْفَ أَخَافُ	کیسے ڈروں ۶/۸۱	تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۵۹	تَخْشَوْهُمْ	ان سے ڈرو۔ ۵/۳	جلد ۱ صفحہ ۴۴۳
تَخَافُوْنَ	تم ڈرتے رہتے تھے ۸/۲۶	تفہیم القرآن جلد دوئم صفحہ ۱۳۸	اخْشَوْنِ	مجھ سے ڈرو۔ ۵/۳	جلد ۱ صفحہ ۴۴۳
فَارْهَبُوْنِ	مجھ ہی سے ڈرو۔ ۱۶/۵۱	ایضاً صفحہ ۵۴۶	خَشْيَةِ	خوف۔ ۲/۷۴	ایضاً صفحہ ۸۶
تَتَّقُوْنَ	تم ڈرتے ہو۔ ۲۳/۲۳	جلد ۳ صفحہ ۲۷۳	رَهَبًا	خوف۔ ۲۱/۹۰	جلد ۳ صفحہ ۱۸۳
فَاحْذَرُوْهُ	اس سے ڈرو۔ ۲/۲۳۵	جلد ۱ صفحہ ۱۸۱	تَتَّقُوْنَ	پرہیز کرو۔ ۲/۱۷۹	جلد ۱ صفحہ ۱۳۹
تَحْذَرُوْنَ	تم ڈرتے ہو۔ ۹/۶۴	جلد ۲ صفحہ ۲۱۰	تَتَّقُوْنَ	بچنا۔ ۲/۲۱	اوّل صفحہ ۵۷

قارئین نے دیکھ لیا کہ یہاں پانچ مختلف قسم کے مادوں اور مصدروں سے بننے والے پانچ مختلف المعنی الفاظ کو ایک ہی معنی میں رگڑ دیا گیا ہے۔ ۱۔ خَوْفٌ کے معنی ڈرنا ہیں ۲۔ رَهْبٌ یا رَهْبَةٌ کے معنی لذتوں کو ترک کرنا ہیں ۳۔ تقویٰ اور اِتِّقَاءٌ ذمہ داری اختیار کرنا ہے۔ ۴۔ حَذَرٌ کے معنی بچنا ہیں ۵۔ خَشْيَةٌ کے معنی گڑگڑانا، ناتوانی محسوس کرنا خوشامد و مدارات ہیں ہم اس قسم کا تقابل بھی دکھاتے چلیں گے تاکہ قرآن کو مجبور کرنے کی ترکیب معلوم ہوجائے۔

(۵۷) فرقان کیا ہے؟ قارئین قرآن نوٹ فرمائیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتاب یعنی توریت کا نازل ہونا تمام یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں میں بلا اختلاف تسلیم شدہ ہے۔اور توریت آج تک ہم سب کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ''فرقان'' کیا تھا اور کہاں ہے؟ وہ آج مذکورہ مذاہب کے علما یا عوام کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ دوسرا سوال

الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
معجزہ تو کہ تم راہ پاؤ اور جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری
يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ
تحقیق تم نے ظلم کیا جانوں اپنی کو ساتھ پکڑنے تمہارے کے بچھڑے کو
فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
پس توبہ کرو طرف پیدا کرنے والے اپنے کے پس مارو تم جانوں اپنی کو یہ بہتر ہے
لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ
تم کو نزدیک پیدا کرنے والے اپنے کے پس پھر آیا اوپر تمہارے تحقیق وہ ہے
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ
پھر آنے والا مہربان اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہرگز نہ ایمان لاویں گے ہم
لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ
واسطے تیرے یہاں تک کہ دیکھیں ہم اللہ کو ظاہر پس پکڑا تم کو بجلی نے اور تم
تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾
دیکھتے تھے پھر جِلایا ہم نے تم کو پیچھے موت تمہاری کے تو کہ تم شکر کرو

تا کہ تم ہدایت حاصل کر سکو (۵۴) اور پھر جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم تم نے بچھڑے کو عبادت میں شریک کرکے اپنے حق میں بہت بڑی زیادتی کی ہے ۔چنانچہ تمہیں چاہئے کہ تم اپنے عیبوں سے پاک پیدا کرنے والے کے حضور میں خود کو قتل کرکے توبہ کرو تمہارے بے عیب پیدا کرنے والے کے نزدیک وہی توبہ کا طریقہ تمہارے حق میں خوب ہے چنانچہ اُس کے بعد اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی یقیناً وہ تو اصلاح کے لئے باربار متوجہ ہونے اور موقع دینے والا مہربان ہے ہی (۵۵) اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم تجھ پر اُس وقت تک ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک اللہ کو بالکل سامنے بولتا ہوا نہ دیکھ لیں چنانچہ تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے تم پر بجلی گر پڑی (۵۶) پھر ہم نے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا تا کہ تم شکر بجا لاؤ

یہ ہے کہ اگر ہدایت و راہنمائی کے لئے حضرت موسیٰؑ کو "فرقان" کی احتیاج و ضرورت تھی؟ تو بعد والوں کو تو اُن سے زیادہ اُس کی احتیاج و ضرورت ہوگی۔ اور جس کے پاس توریت کی طرح ساتھ ساتھ فرقان نہ ہوگا۔ نہ وہ ہدایت و راہنمائی کرسکے گا نہ اُسے حضرت موسیٰؑ کا خلیفہ، نائب یا جانشین کہا جاسکے گا۔ چونکہ لفظ "فرقان" حق و باطل کو الگ الگ کرنے والی چیز تھی۔ اور دانشوران قریش یہ چاہتے نہ تھے کہ حق و باطل الگ الگ ہوجائیں اور اُن کے چہرے سے اسلام کا نقاب اُتر جائے اور لوگ اُنہیں شناخت کرکے ابلیسی گروہ میں شمار کرلیں اس لئے انہوں نے الفرقان کو الگ سے کوئی خارجی وجود رکھنے والی چیز نہیں مانا ہے۔ اور جہاں جہاں قرآن میں فرقان کا تذکرہ ہوا ہے وہاں عجیب عجیب اور بڑی بے جوڑ باتیں کہہ کر حقیقت کو گم کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۵۷۔الف) فرقان پر علامہ کی رائے و تحقیق سنیئے؟

پہلے علامہ کا ترجمہ: "ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور فرقان عطا کی تا کہ تم (اس کے ذریعہ سے) سیدھا راستہ پاسکو۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۷۶) اس ترجمہ میں علامہ کے اضافہ کو ہم نے بریکٹ میں بند کردیا ہے۔ اور آپ خود دیکھ لیں کہ نہ تو اس عبارت کے لئے آیت میں الفاظ ہیں اور نہ اس کو ساقط کرنے سے مطلب و مفہوم میں کوئی خامی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ:

"تا کہ تم ہدایت پاسکو" (لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۵۳﴾ البقرۃ)

قرآن کے ان الفاظ سے نہ معلوم علامہ نے "سیدھا راستہ پاسکو" کہاں سے نکالا ہے۔ اور کون سے الفاظ کا یہ ترجمہ نچوڑا ہے۔ غور فرمائیں کہ علامہ نے اَلصِّرَاطَ اَلْمُسْتَقِيمَ کا ترجمہ "سیدھا راستہ" کیا تھا۔ (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۴۵) لیکن یہاں تَهْتَدُونَ کا

(۵۷) اور تمہیں دھوپ سے بچانے کے لئے ہم نے تمہارے اُوپر بادلوں کا سایہ رکھا اور تمہیں منّ اور سلوٰی کے نزول سے خوراک کی تلاش سے محفوظ رکھا اور پسندیدہ چیزیں کھانے کی اجازت دی تاکہ ہماری عطا کردہ چیزوں سے صحیح فائدہ اُٹھا سکو لیکن بنی اسرائیل نے خلاف ورزیاں کرکے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ خود اپنے حق میں ظالم ثابت ہوئے (۵۸) اور جب ہم نے تم سے کہا کہ تم اُس آباد علاقہ میں داخل ہوجاؤ اور یہاں کی پیداوار کو جس طرح چاہو آزادی سے کھاؤ اور شہروں کے دروازوں میں سے سجدہ کرتے ہوئے اور یہ اعلان کرتے ہوئے داخل ہونا کہ ہماری طرف سے کسی کو کوئی خطرہ نہ ہونا چاہئے ہم رواداری پر عمل کریں گے ۔ اگر تم نے یہ عمل کیا تو ہم تمہاری مغفرت میں تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور احسان سے

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ

اور سائبان کیا ہم نے اوپر تمہارے بادل کو اور اتارا ہم نے اوپر تمہارے

الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا

منّ اور سلویٰ کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو اور نہ

ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذْ

ظلم کیا انہوں نے ہم کو و لیکن تھے وہ جانوں اپنی کو ظلم کرتے اور جب

قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا

کہا ہم نے داخل ہو اس گاؤں میں پس کھاؤ اس سے جہاں چاہو تم بافراغت

وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ

اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو بخشش مانگتے ہیں ہم

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِيْدُ

بخش دیں گے ہم واسطے تمہارے خطائیں تمہاری اور البتہ زیادہ دیں گے ہم

ترجمہ سیدھا راستہ کردیا ہے ۔ بتائیے علامہ کو کیا کہیں؟ سوائے اس کے کہ انہوں نے قرآن کے الفاظ کو بازیچۂ اطفال بنانے اور مہجور کرنے پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اب علامہ کے ریمارکس دیکھئے :

٦٩ ۔ ”فرقان وہ چیز جس کے ذریعہ سے حق وباطل کا فرق نمایاں ہو اردو میں اس مفہوم سے قریب تر لفظ ”کسوٹی“ ہے۔یہاں فرقان سے مراد دین کا وہ علم و فہم ہے ، جس سے آدمی حق اور باطل میں تمیز کرتا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ٧٦) اس ترجمہ اور وضاحت سے یہ وہم تک نہیں ہوتا کہ الفرقان کتاب کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے۔ علامہ کتاب اور فرقان کو دو الگ الگ چیزیں مانتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ترجمہ میں ”موسیٰؑ کو ا۔کتاب اور ٢۔ فرقان عطا کی“ فرمایا اور فرقان کی الگ سے وضاحت کی اور اگلے صفحے پر لکھا کہ ”موسیٰ علیہ السلام کو ا۔ کتاب اور ٢۔ فرقان عطا کی۔“ (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ٧٧ حاشیہ ا٧) چنانچہ جس طرح قرآن کریم قرآن اور فرقان کو دو الگ الگ حقیقی وجود بتاتا گیا علامہ اپنے ترجمہ میں اُسی طرح مانتے گئے یہ حقیقت قرآن اور علامہ کے ترجمہ سے پکی کرلیجئے کہ علامہ حضور ترجمہ بالکل صحیح کرتے ہیں اور دونوں کو دو الگ الگ چیزیں مانتے ہیں سنیئے:

(۵۷۔ب) قرآن اور فرقان پر اللہ کے بیانات اور علامہ کی تصدیقات:

نَزَّلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٣﴾ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ ٱلْفُرْقَانَ ﴿٤﴾
آل عمران

(ا) ”اُس نے تم پر یہ کتاب نازل کی جو حق لے کر آئی ہے اور اُن کتابوں کی تصدیق کررہی ہے جو پہلے سے آئی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے وہ انسانوں کی ہدایت کے لئے تورات اور انجیل نازل کرچکاہے، اور اس نے وہ کسوٹی اتاری ہے(جو حق اور باطل کا فرق دکھانے والی ہے)“ (تفہیم القرآن جلدا صفحہ۔ ۲۳۱ ، ۲۳۳) اس آیت میں علامہ نے یہ مانا ہے کہ آنحضرتؐ پر کتاب یعنی قرآن کا نزول الگ ہوا اور اس کا کام یہ مانا کہ وہ توریت و انجیل کی تصدیق کرتا ہے اور چونکہ توریت و انجیل کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت کریں لہٰذا ان کی تصدیق کرنے والے قرآن کا کام بھی ہدایت کرنا ٹھہرا۔ آخر میں یہ مان لیا کہ فرقان الگ سے نازل ہوا اور یہ کہ وہ حق و باطل کو الگ الگ کرنے کی کسوٹی ہے۔ اس کا کام ہدایت نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ ”یہ ہدایت ہے اور یہ گمراہی ہے“، ”یہ حق ہے اور یہ باطل ہے“، ”یہ سچ ہے اور یہ جھوٹ ہے“ اور بس۔

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

نیکی کرنے والوں کو پس بدل ڈالا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا

بات کو سوائے اس کے جو کہی گئی تھی واسطے ان کے پس اتارا ہم نے

عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

اوپر ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے تھے عذاب آسمان سے بسبب اس کے کہ تھے

يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ

فسق کرتے اور جب پانی مانگا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے پس کہا ہم نے مار تو

بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ

ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو پس پھوٹ نکلے اس میں سے بارہ چشمے تحقیق جانا

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي

ہر آدمی نے گھاٹ اپنا کھاؤ اور پیٔو رزق اللہ کے سے اور مت پھرو بیچ

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ

زمین کے فساد کرتے ہوئے اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہرگز نہ صبر کریں گے ہم

عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ

اوپر کھانے ایک کے پس مانگ تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے نکالے

لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا

واسطے ہمارے اس چیز سے کہ اُگاتی ہے زمین ساگ اس کے سے اور ککڑی اس کی سے

وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ

اور گیہوں اس کے سے اور مسور اس کے سے اور پیاز اس کی سے کہا کیا بدلتے ہو

پیش آنے والوں کو اور زیادہ بدلہ دیں گے (۵۹) چنانچہ غلط کار لوگوں نے وہ اعلان بدل لیا جسے کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس لئے ہم نے اُن غلط کاروں پر آسمانی آفات نازل کردیں تاکہ اُنہیں اُن کی لاقانونیت کی سزا مل جائے (۶۰) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے بارش اور پانی طلب کیا تو ہم نے کہا کہ تم اپنی لاٹھی سے اس چٹان کو جگہ جگہ ٹھونکو، چنانچہ اس چٹان میں سے بارہ عدد چشمے اُبل پڑے اور اس طرح قوم کے ہر قبیلے کے ہر آدمی کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الگ الگ گھاٹ اور پانی سے فائدہ اٹھانے کا پروگرام مقرر فرما دیا اور کہہ دیا گیا کہ کھاؤ پیو مگر اللہ کی دی ہوئی اس فراوانی پر اکڑتے اور زمین میں فساد کرتے نہ پھرنا (۶۱) اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر اب صبر نہیں کرسکتے لہٰذا تم ہمارے لئے اپنے پروردگار سے درخواست کرو کہ ہمارے لئے زمین میں پیدا ہونے والی چیزیں فراہم کرے جیسا کہ سبزیاں ترکاریاں، ککڑیاں، گیہوں، مسور اور پیاز اور اُن کے متعلقات۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ بڑھیا چیز کو گھٹیا چیزوں سے بدلنا کیا عقلمندی کی بات ہے ؟

---

(۲) فرقان کا کام اور علامہ کی توضیح سنیئے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تَتَّقُواْ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾ الانفال

"اے ایمان لانے والو، اگر تم خدا ترسی اختیار کروگے تو اللہ تمہارے لئے کسوٹی بہم پہنچادے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کرے گا، (یہاں کفر کے معنی میں ترجمہ چھپا دیگا کرنا چاہئے ۔احسن) اور تمہارے قصور معاف کرے گا۔ اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

یہاں آیت میں لفظ قصور اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ اور مغفرت کو معافی بنا دیا ہے جو بے معنی چیز ہے۔

اب علامہ فرقان کے معنی تفصیل سے یوں بتاتے ہیں کہ:

(۵۷۔ج) فرقان سے عام انسانوں کو معصوم بنایا جاسکتا ہے۔ مگر انبیاؑ ؟

(۳) ۲۴۔ ”کسوٹی اس چیز کو کہتے ہیں جو کھرے اور کھوٹے کے امتیاز کو نمایاں کرتی ہے۔ یہی مفہوم ”فرقان“ کا بھی ہے اسی لئے ہم نے اس کا ترجمہ اس لفظ سے کیاہے۔ ارشادالٰہی کا منشایہ ہے کہ اگر تم دنیا میں اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو اور تمہاری دلی خواہش یہ ہو کہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے پائے جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو، تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر وہ قوت تمیز پیدا کردے گا۔ جس سے قدم قدم پر تمہیں خود یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ کون سا رویہ صحیح ہے اور کون سا غلط، کس رویہ میں خدا کی رضا ہے اور کس میں اس کی ناراضی؟ زندگی کے ہر موڑ پر، ہر دوراہے پر، ہر نشیب اور ہر فراز پر تمہاری اندرونی بصیرت تمہیں بتانے لگے گی کہ کدھر قدم اٹھانا چاہئے اور کدھر نہ اٹھانا چاہئے، کون سی راہ حق اور خدا کی طرف جاتی ہے اور کون سی راہ باطل ہے اور شیطان سے ملاتی ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۱۴۰۔ ۱۴۱)

(۵۷۔د) جسؐ پر فرقان نازل ہوا تھا وہؐ علامہ کے نزدیک ایک خطا کار مجتہد تھا۔

قارئین مندرجہ بالا بیان کو ٹھہر ٹھہر کر سمجھ سمجھ کر دوبارہ پڑھیں اور دیکھیں کہ جن لوگوں کا اوپر ذکر ہوا ہے اگر انہیں فرقان دے دیا جائے اور اُن میں مذکورہ بالا فرقانی قوت تمیز اور اندرونی بصیرت پیدا ہوجائے تو کیا اُن سے دنیا میں کسی رویہ میں، زندگی کے کسی موڑ، کسی دوراہے، کسی نشیب وفراز میں رضائے خداوندی کے خلاف کوئی غلط بات کوئی غلط کام ہوسکے گا؟ جواب ہے ہرگز ہرگز نہیں لیکن رسولؐ اللہ کے لئے فرمایا گیا کہ:

(۱) ”بسا اوقات آپؐ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ بھی لیا ہے۔“(تفہیم القرآن جلد۵ صفحہ ۱۹۴)مطلب واضح ہے کہ (معاذ اللہ) رسولؐ اللہ میں وہ اندرونی بصیرت اور قوت تمیز پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس لئے انہیں ہر حال میں صحیح و غلط میں فرق معلوم نہ ہوتا تھا اور یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ کون سا رویہ رضائے خدا کے مطابق ہے اور کون سا اللہ کی رضا کے خلاف ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ:

(۲)”متعدد بار ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ نے اپنے اجتہاد سے کوئی بات کی ہے اور بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس (اجتہادی بات۔احسن) کے خلاف ہدایت آگئی۔“(تفہیم القرآن جلد۵ صفحہ ۱۹۴) اور یہ کہ:

(۳) ”جہاں آپ کا اجتہاد ذرا بھی اللہ کی پسند سے ہٹا ہے وہاں فوراً وحی جلی سے اس کی اصلاح کردی گئی ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۹۴ ۔ ۱۹۵) لہٰذا یہ فیصلہ ہوگیا کہ متعدد بار آپؐ سے (معاذاللہ) اللہ کی رضا کے خلاف اور اللہ کی پسند کے مخالف فیصلے صادر ہوئے اور قرآن نے آپؐ کی غلطیاں درست کیں یعنی علامہ کے نزدیک رسولؐ اللہ آخری سانس تک ایسے متقی نہ بن سکے جیسا کہ مندرجہ بالا بیان والے اندرونی بصیرت کی بنا پر بن سکتے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۵۷۔ہ) رسولؐ اللہ کو کوئی فرقان وغیرہ الگ سے نہ ملا تھا قرآن ہی کا نام فرقان ہے۔

اب یہ بھی سن لیجئے کہ آنحضرتؐ میں وہ اندرونی بصیرت اور قوت تمیز کیوں پیدا نہ ہوئی جو انہیں ہر رویہ پر، ہر موڑ اور زندگی کے ہر دوراہے پر رضائے خداوندی کے خلاف کوئی بات یا عمل کرنے سے روکتی اور ہمیشہ اور ہر حال میں انہیں رضائے خداوندی کے مطابق چلاتی۔ سنیئے ارشاد ہے کہ:

”الفرقان یعنی قرآن مجید۔ فرقان مصدر ہے۔ مادہ ف ر ق سے، جس کے معنی ہیں دوچیزوں کو الگ کرنا، یا ایک ہی چیز کے اجزاء کا الگ الگ ہونا۔ قرآن مجید کے لئے اس لفظ کا استعمال یا تو فارِق کے معنی میں ہوا ہے، یا مفروق کے معنی میں یا پھر اس سے مقصود مبالغہ ہے، یعنی فرق کرنے کے معاملے میں اس کا کمال اتنا بڑھا ہوا ہے کہ گویا وہ خود ہی فرق ہے۔ اگر اسے پہلے اور تیسرے معنی میں لیا جائے تو اس کا صحیح ترجمہ کسوٹی، اور فیصلہ کن چیز اور معیارِ فیصلہ کے ہوں گے۔ اور اگر دوسرے معنی میں لیا جائے تو اس کا مطلب الگ الگ اجزاء پر مشتمل، اور الگ الگ اوقات میں آنے والے اجزاء پر مشتمل چیز کے ہوں گے۔ قرآن مجید کو ان دونوں ہی اعتبارات سے الفرقان کہا گیا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد۳ صفحہ ۴۳۲)

”نہ رہے بانس نہ بجے بانسری“ نہ رسولؐ کو الگ سے کوئی فرقان ملا نہ ان میں مذکورہ بالا قوت تمیز اور اندرونی بصیرت پیدا ہوئی۔ نہ زندگی کے ہر موڑ اور ہر دوراہے اور ہر نشیب وفراز اور ہر رویہ میں رضائے خداوندی کا پتہ لگا سکے۔ اس لئے بقول علامہ ۔ آپ کے اجتہاد میں بھی غلطی کا امکان تھا۔ لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ۔ آمین

علامہ کے اس بیان میں نہ کسی آیت کا حوالہ ہے۔ نہ کسی حدیث سے یہ سب کچھ کہا گیاہے۔ نہ علامہ اپنے خود ساختہ معنی پر

مطمئن اور پریقین ہیں۔انہوں نے تین دفعہ ا۔یا تو ۲۔ یا ۳۔ اور یا فرما کر قیاس کیا ہے۔ جو تفسیر قرآن میں خصوصاً حرام و باطل ہے۔ علامہ نے لکھاہے کہ لفظ فرقان مصدر ہے۔ لیکن آج سے نوسوسال پہلے کے زبردست عالم ومفسر و ماہر لسانیات جناب علامہ راغب اصفہانی نے لکھاتھا کہ "الفرقان هُوَ اِسمٌ لَّا مَصدَرٌ" (مفردات صفحہ ۳۸۵)
"لفظ الفرقان مصدر نہیں بلکہ اسم ہے" اُن کا منشا یہ ہے کہ قرآن میں مصدر کی حیثیت سے استعمال نہیں ہوا ہے۔ اور یہ وہ عالم تھے کہ عربی زبان پر اُن سے بزرگ سند اور کوئی نہیں ہے۔اُن کے بعد اُن کی تصنیفات تمام علما کی راہنما رہی ہیں۔ بہرحال علامہ نے فرقان دیئے جانے سے ایک خاص قوت اور ایک اندرونی بصیرت کا ملنا تسلیم کرلیاہے۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کے علاوہ فرقان بھی ملا تھا۔ جس میں ہر حق الگ باطل، الگ، مضر علیحدہ مفید علیحدہ اور اچھائیاں، برائیاں مومن ومنافق سب کا حال الگ الگ ریکارڈ کیا ہوا موجود تھا تاکہ بطور تعلیم آگے بڑھے۔

(۵۸)مومن رہتے ہوئے کافر اور مجتہدانہ فیصلوں سے انبیاؑ کا قتل جائز۔ یہ آیت (۲/۶۱) بہت اہم ہے۔

اس میں جو کام موسیٰ علیہ السلام کی قوم یا بنی اسرائیل کے لوگ کررہے تھے وہ بظاہر بنی اسرائیل کو دین موسیٰؑ کا منکر اورمرتد ثابت کرتے ہیں۔ لیکن اس آیت میں لفظ "يَعْتَدُونَ" (حد سے گزر جانا) نے آکر بتایا کہ وہ لوگ اچھے خاصے اورپکے مومن تھے۔ قصور اُن کا یہ تھاکہ وہ موسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے میں اُن حدود سے پار نکل جاتے تھے جو اللہ نے مقرر کی تھیں۔ اور اس دین داری میں وہ نافرمانی کی اسکیم دل میں رکھتے تھے۔ یعنی وہ دین کو دنیاوی استفادہ کے لئے اختیار کئے ہوئے تھے۔ حقیقتاً وہ حضرت موسیٰؑ والا ایمان نہ لائے تھے۔ بلکہ دین داری کے لئے اُن کے اپنے اختیار کردہ اصول وقواعد تھے۔ جن کووہ اصول دین کہہ کر نافذ کرتے تھے۔ اوراُسی کو شریعت موسوی اور دین خدا سمجھتے تھے۔ اوراُن کے تیار کردہ دین کے خلاف جو لب کشائی کرتا تھا۔ اُسے قتل کرنے کا حکم بھی دین خداوندی کی رو سے دیتے تھے۔ خواہ مخالف نبیؑ ہویا رسولؑ ہو۔ وہ اُسے دین کا مرتد و مخالف ومنکر کہہ کر موت کے گھاٹ اتاردیتے تھے اور اس کام کو اپنے اختیار کردہ دین کی خدمت ونصرت سمجھتے تھے۔ یہی دین فہمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قوم نے اختیار کی تھی۔ اسی دین داری کا نتیجہ قتل امام حسین علیہ السلام کی صورت میں نکلا۔ اُس وقت رسولؐ اللہ زندہ ہوتے اوریزیدی خلافت کی مخالفت کرتے تو جس مذہب اور جس اصول کی وجہ سے امام حسینؑ اوراُن کے تمام عزیزوں جوانوں اور بچوں کو تہہ تیغ کیاگیاتھا اور خاندان رسولؐ کو قید میں رکھاگیا تھا۔ اُسی مذہب اور اصول کے ماتحت رسولؐ اللہ کو قتل کیاجاتا اور ان کی ازواج و اولاد کو قید کیا جاتا اُن کے انصار و طرفداروں کو قتل کیا جاتا۔ وہ پکے نمازی اور مسلمان ہی تھے جنہوں نے خانہ کعبہ کو نظر آتش کیا تھا۔ مسجد نبویؐ میں گھوڑے باندھے تھے اہل مدینہ اورصحابہ کا تین روز قتل عام کیا تھا۔ تین روز مدینہ کے باشندوں کو لوٹا تھا تین شب و روز مدینہ کی مسلمان عورتوں سے زنا کیا تھا۔ اور یہ سب کام اسلام کی خدمت اور تحفظ کے لئے کئے تھے۔ اُن حکمرانوں نے یہ طریقہ یہودیوں اورعیسائیوں ہی سے سیکھاتھا۔ بخاری شریف سے وہ حدیثیں سامنے آچکی ہیں جن میں اپنے مخاطبین کو یہود و نصاریٰ ومجوس و ایران و روم کے لوگوں کی سوفیصد پیروی کرنے کی اطلاع دی تھی۔ فرق یہ تھا کہ بعد رسولؐ انبیاؑ نہ تھے لیکن انبیائےؑ بنی اسرائیل سے لاکھوں درجہ بلند مرتبت امامؑ تھے۔ وہ نبیوںؑ کو قید و بند و قتل سے دوچار رکھتے تھے۔ اِنہوں نے مسلسل آئمہ علیہم السلام کو قید وقتل کیا۔ دونوں کا جرم ایک تھا مذہب ایک تھا عذرات اور دلائل ایک تھے۔

(۵۸۔الف) بنی اسرائیل کے اعمال کی چند مختصر مثالیں؟؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل میں بھی اقتدارو حکومت کے حصول پر تنازعات و اختلاف نے شدت اختیار کرلی تھی چنانچہ رفتہ رفتہ بنی اسرائیل دو بڑی جماعتوں میں تقسیم ہوگئے۔اوربنی اسرائیل یا یہودیوں کی حکومت دو ریاستوں کی صورت میں الگ الگ منتشر ہوگئی۔ ایک وہ حکومت تھی جو یروشلم کو مرکز بنائے رہی اور اس نے اپنا نام ہی یہودیہ رکھ لیا۔ دوسری حکومت سامریہ کی تھی اور اُسے اسرائیل کے نام پر اسرائیلیہ کہاجاتا تھا۔ ان دونوں حکومتوں میں برابر جنگ و جدال قائم رہتا تھا۔ دونوں کا مذہب ایک تھا دونوں ایک دوسرے کا قتل عام اور لوٹ مار جائز سمجھتے تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام انہیں جنگ و جدال سے منع کرتے

الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ اِہۡبِطُوۡا مِصۡرًا

وہ چیز جو وہ ناقص ہے بدلے اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے اترو کسی شہر میں

فَاِنَّ لَکُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ ؕ وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ

پس تحقیق واسطے تمہارے ہے جو مانگا تم نے اور ماری گئی اوپر ان کے ذلت

وَ الۡمَسۡکَنَۃُ ٭ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَانُوۡا

اور فقیری اور پھر آئے ساتھ غصے کے اللہ سے یہ اُس واسطے ہے کہ تھے

یَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ

کفر کرتے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور مار ڈالتے تھے پیغمبروں کو ناحق

اگر تم نے یہی طے کر لیا ہے۔ تو پھر مصر کے علاقہ میں چل کر آباد ہوجاؤ وہاں یقیناًجو کچھ تم نے چاہا ہے فراہم کر دیا جائے گا ۔ آخر کار بنی اسرائیل ذلت و مصائب میں اُلجھ کر رہ گئے اُنہیں بد حالی اور بے چارگی نے گھیر لیا اور وہ اللہ کے غیظ و غضب کا شکار ہوگئے ۔اور وہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ بنی اسرائیل نے اللہ کی آیات کو چھپانا شروع کیا، اور انبیاؑ کو قتل کرنا جائز کرلیا جو سراسر باطل تھا، اور

رہتے تھے جس کی وجہ سے انہیں قید یا قتل کردیا جاتا تھا مثلاً :

(١) یہودیہ کے بادشاہ آسا نے حنانی نبی کو اس لئے قید کر دیا کہ انہوں نے سامریہ کی حکومت پر حملہ کرنے سے روک دیا تھا (بائبل تواریخ ٢، باب ١٨)

(٢) حضرت الیاسؑ نے بت پرستی سے یہودیوں کو روکا تو سامریہ کے بادشاہ اَخی اَب نے انہیں گرفتار وقتل کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت الیاسؑ پہاڑوں میں جا کر چھپ گئے۔ ان کا اپنا بیان یہ ہے کہ:

” خدایا بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو توڑ دیا ہے۔۔تیرے نبیوؑں کو تہہ تیغ کیاہے۔ میں اکیلا باقی رہا ہوں وہ مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہیں“ (سلاطین (١)باب ١٩)

(٣) بت پرستی سے روکنے پر حضرت زکریاؑ کو ہیکل سلیمانی کی قربان گاہ پر باقاعدہ مذہبی رواسم کے ساتھ سنگسار کرایا گیا (تواریخ (٢)باب ٢٤) یہ قربانی بادشاہ یہوداہ یوآس کے حکم سے عمل میں لائی گئی اور نبیؑ کو پتھروں سے مارمار کر قتل کر دیا گیا۔

(٤) سامریہ کی حکومت کو جب آشوریوں نے تباہ کردیا تو حضرت یرمیاہؑ نبی نے اس تباہی پر ماتم اور عزاداری کا اہتمام کیا اور یہودیوں کو متحد ہوجانے اور بدکاریاں چھوڑنے پر اصرار کیا تو انہیں قوم نے غدار قرار دیا۔ دشمن کا پٹھو کہا۔ مارا پیٹا اور رسوں سے باندھ کر حوض میں الٹا لٹکایا گیا (یرمیاہ باب ١٥ ، باب ٢٠ باب ٣٦ سے مسلسل ٤٠ تک) بہرحال توریت یا بائبل انبیاؑ کے قتل و ماتم اور سوگ سے بھری پڑی ہے۔

(٥٩) مذہبی جنون ساری اقوام و مذاہب کو جہنمی قرار دیتاہے۔

جس طرح مسلمانوں میں ہرفرقے کے ملا اپنے سوا باقی تمام مسلمانوں اور دیگر اقوام و مذہب کو کافر اور جہنمی کہتے اور لکھتے رہے ہیں۔ اسی طرح یہودی مجتہد بھی اپنے علاوہ کسی کو جنت کا حق دار نہ سمجھتے تھے۔ اللہ نے اس جنون کی پول کھولنے کے لئے اس آیت (٢/٦٢)میں واضح کیاہے کہ ہر مذہب کے عوام جو اپنے ملانٹوں کی اندھی تقلید نہ کرتے ہوں اور یہ سمجھ کر دنیا میں نیک اعمال بجا لاتے ہوں کہ انہیں آخرت میں اللہ کے سامنے اپنے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی وہ خواہ کسی مذہب و ملت وقوم و ملک کے عوام ہوں اللہ کے یہاں معاف ہوجائیں گے۔

(٦٠) سبت میں اجتہاد کرنا اور بندر بن جانا بھی ایک موعظہ ہے۔

سَبۡتٌ: شریعت موسوی میں ہفتہ کے دنوں میں سے ایک مخصوص دن تھا۔ جس میں کاروبار بند رہتا تھا اور پورا دن عبادات اورعبادت کے متعلقات پر صرف کرنے کا حکم تھا۔ اور خلاف ورزی کرنے والا واجب القتل ہوتا تھا (خروج باب ٣١) لیکن جب بنی اسرائیل نے خود قانون سازی شروع کی تو قومی وملکی مصلحتوں کو دین میں اوّلیت کا مقام دیاگیا۔ اور دانشوران قوم نے توریت کے ہر قانون کو اپنی مصلحتوں کے ماتحت تبدیل کرلیا، اور رسولؐ اللہ کے

یہ نتیجہ تھا کہ اُن کے شرعی فیصلوں میں حد سے گزر جانے اور نافرمانی کی غرض سے عمل کرنے کا (٦٢) بلا شک و شبہ جو لوگ مومنین کہلا رہے ہیں اور جو لوگ یہودی اور عیسائی اور صائبین ہوں جو بھی اللہ اور روز آخرۃ پر ایمان لا کر اصلاح انسانیت کے لئے کام کرے گا۔ اُس کے لئے اُس کا اجر اُسکے رب کے پاس محفوظ رہے گا۔ اور اُنہیں آخرت کے دن کسی خوف و رنج سے سابقہ نہ پڑے گا۔ (٦٣) اے بنی اسرائیل تم وہ موقع بھی سامنے رکھو جب ہم نے تم سے عہد لیتے ہوئے طور پہاڑ کو بلند کرکے تمہارے ذہنوں پر مسلط کر دیا تھا۔ اور تمہیں کہا تھا کہ جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اُسے مضبوطی سے اختیار کرو اور جو کچھ اُن عطیات کی اہمیت ہے اُسے ملحوظ رکھو تاکہ تم ذمہ دار پوزیشن میں رہ سکو (٦٤) مگر اس کے بعد بھی تم پھر اپنی خود ساختہ ولایت سے وابستہ ہوگئے تھے۔ چنانچہ اگر تم سے اللہ کا فضل اور رحمت متعلق نہ ہوتے تو تم فوراً ہی گھاٹے میں آجاتے (٦٥) اور یقیناً تم اُن لوگوں کو جانتے تھے جو ہفتہ وار چھٹی کے سلسلے میں بھی قانونی اجتہاد سے شریعت کی حدود سے نکل گئے تھے۔ چنانچہ ہم نے اُن پر بندر بن جانے کی پھٹکار کو نافذ کر دیا تھا (٦٦) اور اُن کی صورتوں کے بگاڑ کو ہم نے اُس زمانہ کے اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے گناہوں سے روک بنا دیا اور ذمہ دار

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ

یہ اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور تھے حد سے نکل جاتے تحقیق جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕيْنَ

لوگ کہ ایمان لائے اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے اور عیسائی اور بے دین

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا

جو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور کام کرے اچھے

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ

پس واسطے ان کے ثواب ہے ان کا نزدیک رب ان کے کے اور نہیں ڈر

عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

اوپر ان کے اور نہ وہ غم کھاویں گے اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا

وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ

اور اٹھایا ہم نے اوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو جو کچھ دیا ہے ہم نے تم کو زور سے

وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ

اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کے ہے تا کہ تم بچو پھر پھر گئے تم پیچھے اس کے

فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ

پس اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اوپر تمہارے اور رحمت اس کی البتہ ہو جاتے تم

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ

زیاں پانے والوں سے اور البتہ تحقیق جانتے ہو تم ان لوگوں کو کہ

اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۚ﴿٦٥﴾

حد سے نکل گئے تم میں سے بیچ ہفتے کے پس کہا ہم نے ان کو ہو جاؤ تم بندر ذلیل

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا

پس کیا ہم نے اس قصے کو بندش واسطے ان کے جو آگے ان کے تھے

مخاطبوں نے بھی ماشاء اللہ یہود کی اس سنت پر دل کھول کر عمل کیا اور آج بھی قوانین بنانے کی فکر میں مصروف ہیں، بہرحال یہودی مجتہدین نے اپنے اجتہاد سے سبت کے روز تجارت اور قومی مفاد کے تمام کام جائز کر دیئے تھے۔ قارئین نوٹ کریں کہ قرآن کریم لفظ اجتہاد کو قرآن میں استعمال نہیں کرتا اس کی جگہ یہ کہتا ہے کہ بنی اسرائیل "حد سے تجاوز کر گئے تھے (يَعْتَدُوْنَ ، اعْتَدَوْا)" یعنی یہ اللہ کی مقررہ قانونی حد پر اجتہادی اضافہ تھا۔

لوگوں کے لئے نصیحت اور وعظ کا عنوان دے دیا (٦٧) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم ایک گائے کی قربانی دو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارا مذاق بنانا چاہتا ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی کا اللہ کے نام پر مذاق اڑانے والا جاہل بنوں (٦٨) بنی اسرائیل نے پہلا عذر کیا کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمیں اُس گائے کی تفصیل بیان کردے، موسیٰ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ کہتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہو جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھڑی ہو بلکہ درمیانی عمر کی ہو لہٰذا تم اب حکم کی تعمیل کرو (٦٩) پھر دوسرا بہانہ کیا کہ تم اپنے رب سے یہ بھی پوچھ دو کہ اُس کا رنگ کیسا ہونا چاہئے ؟ موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ زرد رنگ کی گائے ہونا چاہئے جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کہ دیکھنے والے خوش ہوجائیں (٧٠) تیسری دفعہ یوں ٹالا کہ اپنے رب سے یہ معلوم کرو کہ آخر وہ کیسی گائے چاہتا ہے ہمیں اُس گائے میں ملتے جلتے خیالات آرہے ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت یاب ہو جائیں گے (٧١) موسیٰ نے کہا یقیناً اللہ کا جواب یہ ہے کہ وہ ایسی گائے ہونا چاہئے جسے نہ ہل میں چلایا گیا ہو

وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى

اور جو پیچھے ان کے تھے اور نصیحت واسطے پرہیزگاروں کے اور جب کہا موسیٰ نے

لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ

واسطے قوم اپنی کے تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ذبح کرو ایک بیل

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ

کہا انہوں نے کیا پکڑتا ہے تو ہم کو ٹھٹھا کہا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ کے

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

یہ کہ ہوں میں جاہلوں سے کہا انہوں نے دعا کر واسطے ہمارے رب اپنے سے

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل کہا تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل

لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾

نہ بوڑھا ہے اور نہ بچہ جوان ہے درمیان میں اس کے پس کرو جو کچھ حکم کئے جاتے ہو

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا

کہا انہوں نے دعا کرو واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا

لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا

رنگ اس کا کہا تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل ہے زرد ڈھڈھا ہے رنگ اس کا

تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

خوش کرتا ہے دیکھنے والوں کو کہا انہوں نے دعا کرو واسطے ہمارے پروردگار اپنے کو

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ

بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل تحقیق وہ بیل مل گیا اوپر ہمارے

وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ

اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے البتہ راہ پانے والے ہیں کہا تحقیق وہ کہتا ہے

---

(٦١) بچھڑے کی پوجا (٢/٥١، ٢/٥٤) گائے کی قربانی (٢/٦٧): یہاں یہ نوٹ کریں کہ بعض زراعت پیشہ اقوام میں بیل اور گائے کو مقدس بنا دیا گیا تھا اور اُن کی تعظیم حد کو پہنچ گئی تھی اس غلط چیز کو بنی اسرائیل سے نکالنے کے لئے گائے کو ذبح کرنے کا حکم ملا مگر دانشوران قوم نے آنے بہانے شروع کئے تو اور سختی اور پابندیوں میں الجھا دیئے گئے اور آخر گائے ذبح کرنا پڑی۔ اور اُس کے گوشت سے قاتل اور قتل کا راز کھولا گیا تھا۔

نہ آب پاشی کے لئے استعمال کیا ہو بالکل تندرست توانا بے داغ اور بے عیب ہو اب مان لیا کہ آپ نے صحیح تشخص کرا دیا ہے اور دل نہ چاہتے ہوئے بھی اُنہیں مذکورہ گائے ذبح کرنا پڑی تھی (۷۱) اور یہ سب کچھ اس لئے کرایا گیا تھا کہ تم لوگوں نے ایک بے گناہ شخص کو قتل کرکے لاش پھینک دی تھی اور قاتل کو چھپا لیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ یہ بات تھی کہ وہ قاتل کی نشاندہی کردے اور تمہاری چوری پکڑ دکھائے (۷۲) چنانچہ ہم نے کہا کہ اُس گائے کے ذبح شدہ کسی حصہ سے اُس ناکردہ گناہ مقتول کی لاش کو چھو دو اور دیکھو کہ اللہ کس طرح مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے اور تمہیں اپنی آیات دکھاتا ہے کہ دیکھو اس طرح مقتول قاتل کا نام بتاتا ہے اُمید ہے کہ تم عقل سے سمجھنے کا کام لو گے (۷۳) یہ تمام معجزات دیکھنے اور نعمتیں پانے کے بعد بھی تمہارے دل اپنے مشن پر پتھروں کی طرح سخت ہو گئے یا یہ کہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت تر ہوگئے اس لئے کہ پتھروں میں سے تو وہ پتھر بھی ہوتے ہیں جن کے پھٹنے سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور وہ بھی کہ پھٹتے ہیں تو اُن میں سے پانی نکلتا ہے ۔ اور یقیناً پتھروں میں وہ پتھر بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے حضور میں عاجزی کے لئے سجدہ ریز ہوجاتا ہے گر پڑتا ہے ۔ اور اللہ تمہارے اعمال و اقدامات سے بے خبر اور غافل نہیں رہتا ہے (۷۴) بنی اسرائیل کے ان حالات

إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ج

تحقیق وہ بیل ہے نہ جوتا ہوا کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی پلاتا کھیتی کو

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ط قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ط

تندرست ہے نہیں داغ بیچ اس کے کہا انہوں نے اب لایا تو سچ

فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿۷۱﴾ ع وَإِذْ قَتَلْتُمْ

۸ ع ۱۰ ۸

پس ذبح کیا انہوں نے اس کو اور نہ نزدیک تھے کہ کریں اور جب مار ڈالا تم نے

نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ط وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ

ایک جان کو پس اختلاف کیا تم نے بیچ اس کے اور اللہ نکالنے والا ہے جو تھے تم

تَكْتُمُونَ ﴿۷۲﴾ ج فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ط كَذَٰلِكَ

چھپاتے پس کہا ہم نے مارو اس کو ساتھ ایک ٹکڑے اس کے کے اسی طرح

يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ لا وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۷۳﴾

زندہ کرتا ہے اللہ مردوں کو اور دکھاتا ہے تم کو نشانیاں اپنی تو کہ تم سمجھو

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ

پھر سخت ہو گئے دل تمہارے پیچھے اس کے پس وہ مانند پتھروں کے ہیں

أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ط وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ

یا زیادہ سختی میں اور تحقیق بعض پتھروں میں سے وہ ہے کہ پھوٹ نکلتی ہیں

مِنْهُ الْأَنْهَارُ ط وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ

اس میں سے نہریں اور تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ پھٹ جاتا ہے

فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ط وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ

پس نکلتا ہے اس میں سے پانی اور تحقیق ان میں البتہ وہ ہے کہ گر پڑتا ہے

مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ط وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۷۴﴾

ڈر اللہ کے سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم پس کیا طمع رکھتے ہو تم

(۶۱-الف) مجتہدین کی موشگافیاں اور وحی کا تسلسل اور براہ راست ملنا: قرآن کے اس مکالمہ (۲/۶۷ تا ۲/۷۱) میں آپ نے دیکھا کہ اِدھر موشگافیاں کرنے والے سوال کرتے ہیں اُدھر جواب پہلے سے تیار رکھا ہوا ملتا ہے ۔ یعنی وہ روایات بکواس ہیں جن میں آج سوال ہوا اور کل یا بعد میں جواب ملا یا مہینوں وحی منقطع ہو گئی ۔وحی مسلسل ہونے اور اللہ سے براہ راست رابطہ ہونے کا ثبوت یہاں

وعادات کے جان لینے کے بعد کیا مومنین کو یہ طمع ہونا چاہئے کہ وہ لوگ تمہاری تبلیغ پر ایمان لے آئیں گے؟ ارے بھولے لوگو اُن میں تو وہ دانشور گروہ رہتا چلا آرہا ہے جو کلام اللہ کو اس لئے غور سے سنتا ہے کہ اپنے علم و عقل و بصیرت سے اُس کلام میں اپنی مجتہدانہ اسکیم کے مطابق علمی، عقلی اور عملی تبدیلیاں کردے (۷۶) وہ بھی مومنین میں ہوتے ہیں تو مومن بنے

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ وَ قَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ

یہ کہ ایمان لاویں واسطے تمہارے اور تحقیق تھا ایک فرقہ ان میں سے

یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡہُ

سنتا کلام اللہ کا پھر بدل ڈالتے تھے اس کو پیچھے اس سے کہ سمجھ لیا تھا اس کو

وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا

اور وہ جانتے تھے اور جب ملتے ہیں ان لوگوں سے کہ ایمان لائے کہتے ہیں

موجود ہے اور یہی طریقہ ہے جس سے ہمارے نبیؐ کی ہر بات وحی ہوتی تھی۔

(۶۲) قرآن کریم کی معنوی تحریف سکھانے والا مرکز جس کی طرف رسولؐ کی قوم نے ہجرت کرکے قرآن کو مہجور کیا تھا (فرقان ۲۵/۳۰)

قارئین قرآن یہ وہ آیات (۲/۷۵تا۷۷) آگئیں جو دانشوران عرب کے اُس مرکز کا حال سناتی ہیں۔ جس سے اُنہوں نے قرآن کی تعلیمات کو قومی منصوبے پر ڈھالنا سیکھا تھا۔ جس نے قریشی دانشوروں کو یہود و نصاریٰ اور بابل و مصر کے دوہزارسالہ آزمودہ نظام اجتہاد کی تعلیم و ریکارڈ عطا کیا۔ اس کا اندازہ علامہ کے بیان سے بخوبی ہوجاتا ہے۔

(۶۲۔الف) علامہ مودودی کی محتاط مگر بہکی بہکی باتیں بڑی اہم اور غور طلب ہیں؟ گو علامہ دانشورانِ قریش کو زیرپردہ رکھتے ہیں۔ اور کبھی اُن پر نفاق کا پردہ ڈالتے ہیں کبھی اُن کی بدعملیوں کو جہالت اور نومسلمیت کا جامہ پہنا دیتے ہیں مثلاً اسی آیت (۲/۷۵) میں یہ وہم تک نہیں ہوتا کہ یہود و نصاریٰ کے ایمان لے آنے کی تمنا یا طمع کرنے والے لوگ جاہل یا تازہ تازہ ایمان لانے والے نومسلم تھے۔ مگر علامہ اپنے بزرگ قریشی دانشوروں کی سنت یعنی قیاسات اور فریب پر عمل کرتے ہوئے قرآن کے مفہوم کو تبدیل کرتے ہیں۔ لیکن بہرحال حق کو چھپانے میں ناکام رہنا اُن کی تحریر سے بھی ظاہر ہے سنیئے اور مولانا کی ذہنیت اور مذہب کی نفی کرکے حقیقی مفہوم تک پہنچئے:

۸۶؎ ”یہ خطاب مدینے کے (مکہ کے کیوں نہیں؟۔احسن) اُن نومسلموں سے ہے (کون سی وحی کی رو سے؟۔احسن) جو قریب کے زمانہ ہی میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے (یہ بات قرآن اور حدیث دونوں کی مخالف ہے۔احسن) اُن لوگوں کے کان میں پہلے سے نبوت، کتاب، ملائکہ، آخرت، شریعت وغیرہ کی جو باتیں پڑی ہوئی تھیں، وہ سب اُنہوں نے اپنے ہمسایہ یہودیوں ہی سے سنی تھیں۔ اور یہ بھی اُنہوں نے یہودیوں ہی سے سنا تھا کہ دنیا میں ایک پیغمبرؐ اور آنے والے ہیں، (یہ اطلاع مدینہ کے کسی باشندے کو ملنا اسلامی ریکارڈ میں نہیں ہے البتہ یہ مسلّمہ اور جلی الفاظ میں لکھی ہوئی اطلاع موجود ہے کہ بحیرہ راہب نے حضرت ابوبکر کو آنحضرتؐ کی بعثت، خلافت اور وزارت کی خبر دی تھی اور وہ یقیناً مکی اور قریشی تھے۔ اور یہیں سے یہود و نصاریٰ سے اُن کا دینی و علمی رشتہ قائم ہوا تھا۔ اور یہ واقعہ بعثت سے تیس سال پہلے پیش آیا تھا۔ احسن) اور یہ کہ جو لوگ اُن کا ساتھ دیں گے وہ ساری دنیا پر چھاجائیں گے۔ (یہی وہ لالچ تھا جس نے قومی حکومت قائم کرنے پر ابھارا تھا اور نبوت و حکومت کو خاندان نبوتؐ میں جمع ہونے کے خلاف پوری قوم کو متفق کرلیا تھا (۲۵/۳۰)۔ احسن) یہی معلومات تھیں جن کی بنا پر اہل مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا چرچا سن کر آپ کی طرف خود متوجہ ہوئے اور جوق درجوق ایمان لائے (یہ ایک کھلا فریب ہے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اہل مدینہ یعنی انصار ایک قبیلہ اور ایک خاندان کے لوگ تھے۔ اُن میں آپس ہی میں شادی بیاہ ہوتے تھے۔ حضورؐ کے والدؑ مدینہ میں اپنے سسرال میں فوت اور دفن ہوئے تھے۔ اہل مکہ میں کوئی خانوادۂ نبوت کا ہم قبیلہ وخاندانی نہیں تھا۔ (دیکھو ارض القرآن سلیمان ندوی جلد دوم صفحہ ۸۷ اور ہماری کتاب مرکز انسانیت صفحہ ۱۸۴، احسن) اب وہ متوقع تھے کہ جو لوگ پہلے ہی سے انبیاؑ اور کتب آسمانی کے پیرو ہیں۔ اور جن کی دی ہوئی خبروں کی بدولت ہی ہم کو نعمت ایمان میسر ہوئی ہے، وہ ضرور ہمارا ساتھ دیں

اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا

ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں بعضے ان کے طرف بعضے کے کہتے ہیں

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ

کیا کہہ دیتے ہو تم ان سے جو کھولا ہے اللہ نے اوپر تمہارے تو کہ جھگڑیں تم سے

بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَ لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ

ساتھ اس کے نزدیک رب تمہارے کے کیا پس نہیں سمجھتے کیا نہیں جانتے یہ کہ

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَ

اور بعضے ان میں سے اَن پڑھے ہیں نہیں جانتے کتاب کو مگر آرزوئیں اور

اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ

نہیں وہ مگر گمان کرتے ہیں پس وائے ہے واسطے ان لوگوں کے کہ لکھتے ہیں

النصف

رہتے ہیں اور جب اپنے گروہ میں تخلیہ کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو تاکید کرتے ہیں کہ کہیں تم مسلمانوں سے وہ باتیں تو نہیں کرتے جو اللہ نے تم پر نمایاں کی ہیں ایسا نہ ہو کہ کل مسلمان تم پر تمہارے رب کی حجت قائم کر دیں اور تم سے پھر جواب بھی نہ بن پڑے کیا اس پہلو کو عقلی طور پر سامنے نہیں رکھتے؟ (۷۷) کیا اُن لوگوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ اُن کی پوشیدہ اسکیم سے بھی باخبر ہے اور اُن کے اعلانات اور نعروں سے بھی واقف ہے؟ (۷۸) اور اُن کے ساتھیوں میں سے وہ باشندگان مکہ (اُم القریٰ ۷/ ۴۲، ۶/۹۳) کے اُمی ہیں جو تمناؤں کے اور خیالی باتوں کے سوا کتاب کا علم نہیں رکھتے ہیں(۷۹) چنانچہ افسوس تو اُن پر ہے جو خود اپنے دل و دماغ سے سوچ کر اپنے

گے، بلکہ اس راہ میں پیش پیش ہوں گے۔ چنانچہ یہی توقعات لے کر یہ پرجوش نو مسلم (خدا جھوٹوں پر لعنت کرے۔ احسن) اپنے یہودی دوستوں اور ہمسایوں کے پاس جاتے تھے اور اُن کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ پھر جب وہ اس دعوت کا جواب انکار سے دیتے تو منافقین اور مخالفین اسلام اس سے یہ استدلال کرتے تھے کہ معاملہ کچھ مشتبہ ہی معلوم ہوتا ہے، ورنہ اگر یہ واقعی نبیؑ ہوتے تو آخر کیسے ممکن تھا کہ اہل کتاب کے علما اور مشائخ اور مقدس بزرگ جانتے بوجھتے ایمان لانے سے منہ موڑتے اور خواہ مخواہ اپنی عاقبت خراب کرلیتے۔ اس بنا پر بنی اسرائیل کی تاریخی سرگزشت بیان کرنے کے بعد اب ان سادہ دل مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ جن لوگوں کی سابق روایات یہ کچھ رہی ہیں اُن سے تم کچھ زیادہ لمبی چوڑی توقعات نہ رکھو،... یہ لوگ تو صدیوں کے بگڑے ہوئے ہیں۔ اللہ کی جن آیات کو سن کر تم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، ان ہی سے کھیلتے اور تمسخر کرتے اُن کی نسلیں بیت گئی ہیں۔ دین حق کو مسخ کرکے یہ اپنی خواہشات (نہیں بلکہ اپنی قومی وتمدنی ضروریات۔ احسن) کے مطابق ڈھال چکے ہیں اور اسی مسخ شدہ (مجتہدانہ۔ احسن) دین سے یہ نجات کی امیدیں باندھے بیٹھے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۸۷)

(۶۲۔ب) علامہ نے مان لیا کہ یہود و نصاریٰ میں مجتہد اور مجتہدانہ مگر باطل مذہب موجود تھے۔ ہمیں اس طویل اقتباس سے یہ دکھانا تھا کہ آنحضرتؐ سے پہلے یہود و نصاریٰ میں ایسے دانشور موجود تھے جنہوں نے مذہب حقہ کو اپنی ذاتی، جماعتی اور قومی مصلحتوں کے مطابق ڈھال لیا تھا۔ اور یہ اس حسن وخوبی اور عقلی معیار پر ڈھالا تھا کہ انہیں خود بھی نجات یافتگی اور اس مسخ شدہ دین کے حق ہونے کا یقین تھا اور اسی بنا پر تمام یہودی وعیسائی اُس دین کو اللہ اور انبیاؑ کا لایا ہوا دین سمجھتے تھے۔ اب یہ کام باقی رہ جاتا ہے کہ وہ اصول وقواعد وقوانین جن کی قوت سے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک کا دینی ذخیرہ، شریعت اور کتب ہائے خداوندی کو تبدیل کیا گیا تھا۔ اُن اصولوں، قواعد اور قوانین کو سیکھ کر تعلیمات محمدؐیہ اور قرآنیہ کو بدل دیا جائے تاکہ وہ قومی وملکی مصالح وضروریات کے مطابق ہوجائیں۔ اللہ و رسولؐ کی منشا و مراد کے خلاف ہوجائیں لیکن عوام اور خواص اور دانشوران قریش کو اطمینان رہے کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو اُنہوں نے خود تیار کیا ہے۔ یہی وہ درمیانی راستہ

ہاتھوں سے احکام اور فیصلے لکھتے ہیں اور کتاب سے ناواقف عوام (اُمیوں سے) کو یہ بتاتے ہیں کہ یہ اللہ کے احکام و فیصلے ہیں تاکہ اس طرح اُن کا حقیر کاروبار چلتا رہے بہرحال ہلاکت و تباہی اُن کے لئے ہے۔اُن کے من گھڑت تحریری احکام کی بنا پر اور اُن کے کاروبار و کمائی کے نتیجے میں (۸۰) پھر اُن کا فیصلہ یہ بھی ہے کہ جہنم کی آگ اُنہیں ہرگز نہ چھوئے گی ایسا ہوا بھی تو وہ چند گنتی کے دنوں کے لئے ہوگا۔اُن سے پوچھو کہ کیا تم نے اللہ سے ایسا عہد لے رکھا ہے کہ وہ اُس عہد کے خلاف کرہی نہ سکے؟یا خواہ مخواہ اللہ کے ذمہ ایسی باتیں لگاتے ہو جو خود بھی نہیں جانتے (۸۱) آخر تمہیں جہنم کی آگ کیوں نہ چھوئے گی جب کہ یہ طے شدہ بات ہے کہ جو کوئی بھی بدی اور برائی کمائے اور اپنی خطاؤں ہی میں اُلجھا رہے ویسے ہی لوگ جہنمی صحابہ ہیں اور وہ ہمیشہ اُسی میں رہیں گے (۸۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور اصلاحی اعمال بجالائے ویسے لوگ

الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

کتاب ساتھ ہاتھوں اپنے کے پھر کہتے ہیں یہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے سے ہے

لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا

توکہ لیویں بدلے اس کے مول تھوڑا پس وائے ہے واسطے ان کے اس سے

كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ

کہ لکھتے ہیں ہاتھ ان کے اور وائے ہے ان کو اس چیز سے کہ کماتے ہیں اور

قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ

کہتے ہیں ہرگز نہ لگے گی ہم کو آگ مگر دن گنے ہوئے کہہ کیا لیا ہے تم نے

عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ

نزدیک اللہ تعالیٰ کے قول پس ہرگز نہ خلاف کرے گا اللہ تعالیٰ عہد اپنے کو یا

تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً

کہتے ہو اوپر اللہ تعالیٰ کے جو نہیں جانتے ہو تم ہاں جو کوئی کماوے برائی

وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور گھیرے اس کو خطا اس کی پس یہ لوگ رہنے والے ہیں آگ کے وہ بیچ اس کے

خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ

ہمیش رہنے والے ہیں اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ لوگ ہیں

تھا جو دانشوران قریش نے ایجاد کیا تھا (سورۂ نساء ۱۵۰/۴) یہی وہ راستہ تھا جس کو رسولؐ کے راستے کے خلاف دو یاروں نے تیار کرکے پوری قوم کو اُس پر چلایا تھا (فرقان ۳۱تا۲۷/۲۵) یہ ہی وہ راستہ تھا جس کو تیاروہموار کرنے میں پہلے پہلے خود رسولؐ کو آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور تجویز کیا گیا تھا کہ:

”جب اُن لوگوں کے سامنے ہماری واضح پالیسی کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں۔ تو وہ لوگ جو ہمارے مقرر کردہ نتائج کے سامنے آنے کی امید نہیں رکھتے تجویز کرتے ہیں کہ ا۔ یا تو اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن بدل کر پیش کرو جسے ہم بھی قابل عمل سمجھیں یا پھر ۲۔ اسی قرآن کے مُنزّل

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَاتُنَا بَيِّنَـٰتٍ ۙ قَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا ٱئْتِ بِقُرْءَانٍ غَيْرِ هَـٰذَآ أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أُبَدِّلَهُۥ مِن تِلْقَآئِ نَفْسِىٓ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ ۖ إِنِّىٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّى عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ یونس

مِنَ اللہ الفاظ میں معنوی تبدیلی کا اصول مان لو تاکہ یہ الفاظ و آیات قومی وملکی مصالح کے مطابق ہوجائیں۔ اُن کو اس تجویز کا یہ جواب دیدو کہ میرے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ میں اپنی ذاتی پسند اور مصلحتوں کے ماتحت اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرسکوں میں تو وحی میں منزل من اللہ الفاظ وآیات کے علاوہ کسی اور مفہوم کی پیروی کرہی نہیں سکتا اور وحی کے الفاظ کے معنی بدلنے کو اللہ کا گناہ سمجھتا ہوں اور اُس عظیم الشان دن کے عذاب سے دوچار ہونا پسند نہیں کرتا ہوں(یونس ۱۵/۱۰)

یہ تھا دانشوران یہود سے سیکھے ہوئے نظام اجتہاد کا اصل الاصول اور پوری اسکیم کا نچوڑ کہ قرآن کے الفاظ و عبارات و آیات کو اگر بدلنا مناسب نہیں سمجھتے تو احکام و آیات کی تنفیذ میں قومی مصالح اور ضروریات کو مدنظر رکھا جائے اور اصول فقہ یا قواعد اجتہادیہ کی مدد سے مفاد عمومی کے خلاف احکام نہ دیئے جائیں۔ یعنی نظام اجتہاد اور دانشوران قریش یہ نہ چاہتے تھے کہ قرآن کے الفاظ کی من وعن تنفیذ اور پیروی کی جائے۔ اور ہم بار بار دکھا رہے ہیں کہ قرآن کے الفاظ کی لفظ بلفظ پیروی اور مستقل معنی کا اختیار کرنا ہی علامہ کے لئے مشکل ہے۔

(۶۲/ج) علامہ بتدریج حق تک پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔ تحریف کرنے والوں کا مقام۔

علامہ یہ بتاتے ہیں کہ تحریف کرنے والا گروہ کون تھا؟ تحریف کے معنی کیا ہیں؟ (بقرہ۲/۷۵) ۸۷۔ ''ایک گروہ'' سے مراد اُن کے علما اور حاملین شریعت ہیں ''کلام اللہ'' سے مراد تورات و زبور اور وہ دوسری کتابیں ہیں جو اُن لوگوں کو اُن کے انبیاؑ کے ذریعے سے پہنچیں'' تحریف'' کا مطلب یہ ہے کہ بات کو اصل معنی ومفہوم سے پھیر کر اپنی خواہش کے مطابق کچھ دوسرے معنی پہنا دینا، جو قائل کی منشا کے خلاف ہوں۔ نیز الفاظ میں تغیر و تبدل کرنے کو بھی تحریف کہتے ہیں۔ علمائے بنی اسرائیل نے یہ دونوں طرح کی تحریفیں کلام الٰہی میں کی ہیں۔'' (تفہیم القرآن جلد ۱ صفحہ ۸۷)

(۶۲۔د) علامہ کی تازہ ترین تحریف پر تائید یا مخالفت میں قسم کھائیے۔

قارئین یہاں رک جائیں اور سابقہ طویل اقتباس (۶۲۔الف) کو دیکھئے اور آیت (۲/۷۵) سے مقابلہ کرکے بتائیے کہ جن مومنین کو یہود ونصاریٰ کے ایمان لانے کی طمع، تمنا یا بقول علامہ '' توقع '' تھی وہ اللہ کے کلام میں '' نومسلم'' ہیں یا نہیں؟ ہم قسمیہ وحلفیہ کہتے ہیں اُن کو نہ اس آیت (۲/۷۵) میں اور نہ پورے قرآن میں کہیں بھی '' نومسلم'' نہیں کہا گیا ہے۔ لہٰذا علامہ نے بھی: ''بات کو اصلی معنی و مفہوم سے پھیر کر اپنی خواہش کے مطابق، قائل یعنی اللہ کی منشا کے خلاف نومسلموں کے سر چپکا دیا ہے۔'' یعنی بقلم خود کلام اللہ میں معنوی تحریف کی ہے۔

ہے کوئی جو یہ قسم کھائے کہ علامہ نے اس آیت میں تحریف نہیں کی ہے؟؟؟ رہ گیا الفاظ میں تغیر اور تبدل کرنا وہ بار بار الفاظ و عبارات اور نقشے (Table) کی صورت میں ثابت ہوتا رہاہے۔

(۶۲۔ہ) علامہ عہد رسولؐ کے نومسلموں یعنی صحابہ رسولؐ پر تہمت لگاتے ہیں۔

علامہ کا سنگین جرم یہ بھی ہے کہ وہ صحابۂ رسولؐ پر بلاتکلف تہمت لگاتے ہیں اور اُن کی توہین کے لئے اُنہیں نومسلم قرار دے کر نشانہ تضحیک بناتے ہیں۔ حالانکہ میں اور علامہ اُن بزرگوں کی گرد پا کے برابر بھی نہیں ہیں۔

(۶۲۔و) علامہ کو عہد رسولؐ کے قریشی اور یہودی دانشوروں کے ساتھ شمار کرکے سمجھیں۔

اب یہ سنیں کہ تحریف کون لوگ کیا کرتے ہیں؟ اور یہ کہ قریشی دانشوروں کے اساتذہ یا مذہبی راہنما کس پائے کے حضرات تھے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ: ۹۰۔ ''یہ اُن علما کے متعلق ارشاد ہورہاہے۔ اُن لوگوں نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ کلام الٰہی کے معنی کو اپنی خواہشات کے مطابق بدلا ہو، بلکہ یہ بھی کیا کہ بائیبل میں اپنی تفسیروں کو، اپنی قومی تاریخ کو، اپنے اوہام اور قیاسات کو، اپنے خیالی فلسفوں کو، اور اپنے اجتہاد سے وضع کئے ہوئے فقہی قوانین کو کلام الٰہی کے ساتھ خلط ملط کردیا اور یہ ساری چیزیں لوگوں کے سامنے اس حیثیت سے پیش کیں کہ گویا یہ سب اللہ ہی کی طرف سے آئی ہوئی ہیں۔ ہر تاریخی افسانہ، ہر مفسر کی تاویل، ہر متکلم کا الٰہیاتی عقیدہ اور ہر فقیہ کا قانونی اجتہاد، جس نے مجموعہ کتب مقدسہ (بائیبل) میں جگہ پالی، اللہ کا قول (Word Of God) بن کررہ گیا۔ اُس پر ایمان لانا فرض ہوگیا اور اس سے پھرنے کے معنی دین سے پھر جانے کے ہوگئے۔'' (تفہیم القرآن جلد ۱ صفحہ ۸۹)

(۶۲۔ز) کیا علامہ اور مسلمان تیار ہیں کہ وہ اپنے دینی سامان میں سے تمام اجتہادی، تفسیری، تاریخی، قیاسی، فلسفی اور متکلمانہ مسائل کی نفی کردیں؟؟؟

اگر زیر قلم اقتباس میں یہود ونصاریٰ کا عملدرآمد اور مذہبی ڈھانچہ باطل ہے تو علامہ اور تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ

بھی مذکورہ بالا تمام مذموم و باطل چیزوں کو اپنے اپنے یہاں سے خارج کرکے دین اسلام کو خالص کرلیں۔ سنو ایسا کرنے سے فوری طور پر کیا ہوگا؟ مسلمانوں میں سے ایک دم مذہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اورشیعہ مجتہدین کے پانچوں مذاہب دنیا سے نیست و نابود ہوجائیں گے اورعلما یا عوام میں شاید ہی دوچار ایسے لوگ باقی رہ جائیں جو خالص اسلام کی تعریف وتنفیذ کرسکیں۔ میں ایسا کرنا لازم و واجب و ضرورت دینی سمجھتا ہوں۔ بہرحال یہ تھا وہ دوہزارسال کا ترقی یافتہ نظام اجتہاد جسے قرآن ''طاغوت'' کہتا ہے (نساء ۵۱/۴ ، ۶۰/۴) اورعلامہ مودودی طاغوت کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

(۶۲۔ح) طاغوت کی تعریف اور طاغوتی مذہب ؟؟؟ ۹۱۔''یہاں (۶۰/۴میں)صریح طور پر ''طاغوت'' سے مراد وہ حاکم ہے جو قانون الٰہی کے سوا کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہو۔'' (تفہیم القرآن جلد۱صفحہ ۳۶۷)

لہٰذا ہروہ مذہب جس میں کلام اللہ کے علاوہ کچھ اور سامان بھی دین یا دین کے فیصلے کہلاتا ہو طاغوتی مذہب ہے۔ اور دانشوران قریش نے اُسی طاغوت کی پناہ لی تھی۔(نساء ۶۰/۴) اور قرآن کو مہجور چھوڑ دیا تھا (فرقان ۳۰/۲۵)

(۶۲۔ط) مومنین میں مومن بن کر رہنا اور اجتہادی مذہب کا پرچار کرنا بھی یہود نے سکھایا تھا۔

اُن دانشوران قریش کا تذکرہ ہوتا رہا ہے جو مومنین میں مل جل کر رہتے تھے۔ اور بات بات میں اپنے مومن ہونے کا یقین جماتے تھے۔(بقرہ ۱۴/۲) نماز روزہ اور دیگر عبادات بجالاتے تھے۔ ایسے گروہ کا وجود اور تفصیل علامہ کے قلم سے بھی لکھی جاچکی ہے (پیرا۲۰۱) لیکن یہاں پر پھر بتانا ہے کہ مسلمانوں میں داخلی تخریب کا پروگرام بھی یہودی دانشوروں اور مجتہدین نے بنا کردیا تھا۔ چنانچہ اگلی آیت (۷۶/۲) یہ بتاتی ہے کہ مومنین کے سامنے اظہار ایمان (وَإِذَا لَقُواْ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا ۷۶ /۲) کرنا بھی یہودیوں ہی نے سکھایا تھا۔ اور یہ کہ قریشی اور یہودی دانشور مل کر داخلی تخریب کا پروگرام چلا رہے تھے۔ دونوں کے نعرے، دونوں کی طرز تبلیغ، دونوں کا لب ولہجہ اور اصول ایک ہی تھے۔ چنانچہ یہودی بھی خود کومومن ظاہر کرتے تھے اور ایک دوسرے کو تاکید وتنبیہہ کرتے تھے کہ:

(۶۲۔ی) علامہ یہودی بھائیوں کا راز کھولتے ہیں؟؟ ۸۸۔ ''...تورات اوردیگر کتب آسمانی میں جو پیشنگوئیاں اس نبیؐ کے متعلق موجود ہیں، یا جوآیات اورتعلیمات ہماری مقدس کتابوں میں ایسی ملتی ہیں جن سے ہماری موجودہ روش پر گرفت ہوسکتی ہے، انہیں مسلمانوں کے سامنے بیان نہ کرو، ورنہ یہ تمہارے رب کے سامنے ان کو تمہارے خلاف حجت کے طورپر پیش کریں گے۔'' (تفہیم القرآن جلد۱صفحہ ۸۸)

(۶۲۔۱۱) یہودی دانشوروں کی طرح قریشی دانشور بھی ڈرتے تھے۔ جس طرح یہودی دانشور داخلی تخریب پھیلانے میں اپنا راز کھل جانے سے ڈرتے تھے اسی طرح قریشی تخریب کار بھی ہر چہرہ پر نگاہ جمائے رہتے تھے کہ کہیں کوئی اُن کا کوئی قلبی منصوبہ بھانپ نہ لے علامہ کا ترجمہ سنیئے فرماتے ہیں کہ:

''جب کوئی سورت نازل ہوتی تو یہ لوگ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں کہ کہیں کوئی تم کو دیکھ تو نہیں رہا ہے، پھر چپکے سے نکل بھاگتے ہیں۔'' (سورۂ توبہ ۱۲۷/۹تفہیم القرآن جلد۲صفحہ ۲۵۴)

(۶۳) داخلی تخریب کے لئے ءَامَنَّا ءَامَنَّا ''ہم مومن ہیں'' پر زور دینے والوں کا حال۔

سورۂ آل عمران میں اللہ نے يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ کہہ کر اُن مومنین کو مخاطب کیاہے جو اسلامی راز و رموز ہرکسی سے کہہ ڈالتے تھے (۱۱۸/۳) اورخصوصاً مذکورہ بالا تخریب کار دانشوروں کے پوشیدہ اور قلبی منصوبے سے ناواقف تھے (۱۱۹/۳) اور اُن کی ایماندارانہ اور دل کو لگتی ہوئی باتوں کی بنا پر اُن سے محبت رکھتے تھے ۔ایسے مومنین سے کہا گیا کہ:

۱۔ ''اپنوں کے سوا کسی اور سے دلوں میں رکھنے والی اور راز کی باتیں نہ کہاکرو۔'' (۱۱۸/۳) اور

۲۔''تخریب کار گروہ تمہیں ہمہ قسمی نقصان پہنچانے کی فکرمیں رہتاہے۔''(۱۱۸/۳) اور

۳ ۔'' اُس گروہ کے قلب و ذہن میں جو اسکیم پوشدہ ہے وہ نہایت خطرناک ہے۔'' (۱۱۹/۳)

۴۔'' وہ تم سے قطعاً محبت نہیں رکھتے اور تم پوری کتاب پرایمان رکھنے کے باوجود اُن سے محبت رکھتے ہو۔'' (۱۱۹/۳)

۵۔"وہ تمہارے سامنے مومن بنے رہتے ہیں(وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا) اور جب تم سامنے نہیں ہوتے توغصہ کے مارے تمہارے خلاف اپنی انگلیاں چباتے ہیں (۳/۱۱۹) اور اللہ اُن کے سینے میں پوشدہ منصوبے کو جانتا ہے"(آلِ عمران۳/۱۱۹)
۶۔" تمہاری خرابی پرخوش اور تمہاری اچھائی پر ناراض ہوتے ہیں۔" (۳/۱۲۰)
۷۔" اگرتم صبر سے کام کرو اور ذمہ دارانہ اقدام کرتے رہو تواُن کی مکارانہ چالیں اور فریب تمہیں نقصان نہ پہنچاسکے گا۔ اس لئے کہ اُن کے تخریب کارانہ اقوال و اعمال و اقدامات کو اللہ گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔"
(آلِ عمران۳/۱۲۰) (اور تفہیم القرآن جلد۱صفحہ۲۸۳۔تا۔۲۸۴)
یہ ہیں قریشی و یہودی دانشور جن کا اتنا واضح حال قرآن نے بیان کیا ہے اور باربار اُن کے دلوں میں پوشدہ خطرناک اسکیم کا راز فاش کیا ہے۔اور باربار بتایا ہے کہ:

(۶۴) ءَامَنَّا ءَامَنَّا کہنے والے تحریف کے ذریعہ سے کافرانہ عقائد پھیلاتے تھے اور یہود راہنمائی کرتے تھے۔

دانشوران قریش اور مجتہدینِ اہل کتاب مل کر قرآن کے احکام و آیات کے مفاہیم بدل کر پھیلانے میں مصروف رہتے تھے۔علامہ کا ترجمہ اور وضاحت دیکھئے:
(۱) اے پیغمبرؐ، تمہارے لئے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں (حقیقی ترجمہ حقائق چھپانے میں۔احسن)بڑی تیز گامی دکھارہے ہیں۔خواہ وہ اُن میں سے ہوں جو منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے(ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا) مگر دل اُن کے ایمان نہیں لائے، یااُن میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں۔(قارئین نے دیکھاتھا کہ یہودی بھی ءَامَنَّا کی رٹ لگاتے ہیں احسن)(۲/۷۵،۷۶) جن کا حال یہ ہے کہ جھوٹ کے لئے کان لگاتے ہیں،اور دوسرے لوگوں کی خاطر، جوتمہارے پاس کبھی نہیں آئے،(یعنی اُن کا مرکزملت طاغوت۔احسن) سن گن لیتے پھرتے ہیں،(ایسے ہی مواقع پر وہ آنکھوں میں بات کرتے تھے۔احسن)(۹/۱۲۷) کتاب اللہ کے الفاظ کو اُن کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود(علامہ کی طرح۔احسن) اصل معنی سے پھیرتے ہیں، اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں (ہماری تفہیم القرآن کے مطابق۔احسن) یہ حکم دیا جائے تو مانو نہیں تو نہ مانو۔"(مائدہ ۵/۴۱۔ تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۶۹۔۴۷۰)

(۶۵) رسولؐ کی قوم (۲۵/۳۰) پر دانشوروں کا رسول سے زیادہ اثر و اختیار تھا۔

علامہ کی وضاحت آنے سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ یہ آیت (۵/۴۱) اور علامہ بتاتے ہیں کہ داخلی تخریب کرنے والے دانشوروں کا گروہ رسؐول کی قوم کو اتنا پیارا اور اتنا صاحب اعتماد ہے کہ وہ اُن کو حکم دیتے ہیں کہ کلام اللہ کے معنی ومفاہیم خواہ کچھ بھی ہوں تم صرف وہ معنی و مطالب اختیار کرنا جو ہم بتائیں ورنہ ٹال جایاکرو (فَٱحۡذَرُواْ) بچ کر نکل جایا کرو۔ اس اثرنے قرآن کو مہجورکیا تھا اور ساری قوم رسولؐ کو چھوڑکر مجتہدین کے ساتھ ہولی تھی (۲۵/۳۰) جن حضرات کو (علامہ مودودی کی طرح۔ احسن) اس پر تعجب ہوتا ہو کہ ساری قوم کیسے رسولؐ کے خلاف ہو سکتی تھی؟ وہ اس آیت کو، علامہ کے ترجمہ کو اور بخاری کی اُن حدیثوں کو بار بارپڑھیں جن میں بلاکسی استثنٰی کے فرمایاکہ:
۱۔" تم میرے بعد کافر(یعنی حق پوش) نہ ہو جانا۔"
۲۔" تم یہود و نصاریٰ اور اہل فارس و اہل روم کی سو فیصد اتباع کرو گے۔"
۳۔"تمہارے بعد تمہارے اُن صحابہ نے کیسے کیسے کرتوت کئے (اللہ کا قول)۔" اور تمام صحابہ کو قربت رسولؐ اور حوض کوثر سے ہٹاکر جہنم میں لیجانا۔ مندرجہ بالا آیت (۵/۴۱) پر علامہ نے کیا کہا؟

(۶۶) قریشی دانشورسابقہ قومی مذہب اور رواسم کاتحفظ چاہتے تھے۔

۶۶" یعنی جن کی ذہانتیں اور سرگرمیاں ساری کی ساری اس کوشش میں صرف ہو رہی ہیں کہ جاہلیت کی جو حالت پہلے سے چلی آرہی ہے وہی برقرار رہے اور اسلام کی یہ اصلاحی دعوت اُس بگاڑ کو درست کرنے میں کامیاب نہ ہونے پائے۔ یہ لوگ تمام اخلاقی بندشوں سے آزاد ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرقسم کی رکیک سے رکیک چالیں چل رہے تھے۔ جان بوجھ کر حق نگل رہے تھے۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۶۹)

حق کو نگلنا کفر کے صحیح معنی ہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جو ہر بات اور ہر کام میں ءَامَنَّا ءَامَنَّا کی نقاب میں رہتے تھے اور مذہب کی عوام پسند پابندی اس حد تک کرتے تھے کہ پوری قوم اُن سے اچھا مسلمان کسی اور کو نہ سمجھتی تھی۔ اور اسی بنا پر اُن دانشوروں کے اشاروں پر چلتی تھی۔

(٦٧) عوام بھی لفظ بلفظ قومی دانشوروں کی پیروی میں مصروف تھے۔

قومی عوام کا حال بھی قرآن کریم نے باقاعدہ ریکارڈ کیاہے اور بتایا ہے کہ عوام بھی بات بات میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ءَامَنَّا ءَامَنَّا کہنے کی پابندی کرتے تھے۔ قرآن سنئے: عوام بھی کہتے ہیں کہ:

قَالَتِ ٱلْأَعْرَابُ ءَامَنَّاۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُواْ وَلَٰكِن قُولُوٓاْ أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ ٱلْإِيمَٰنُ فِي قُلُوبِكُمْۖ وَإِن تُطِيعُواْ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَٰلِكُمْ شَيْـًٔاۚ ﴿١٤﴾ الحجرات

”ہم ایمان لائے“ اُن کو بتاؤ کہ تم بالکل ایمان نہیں لائے ہو۔لیکن تم ”ءَامَنَّا“ کہنے کے بجائے ”أَسْلَمْنَا“ (ہم اسلام لائے) کہاکرو۔ اور رہ گیا ایمان؟ وہ تو تمہارے دلوں تک پہنچا ہی نہیں ہے۔ ہاں اگر تم اللہ اور رسولؐ کی اطاعت شروع کردو تو پھر تمہارے اعمال میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔“ یہاں قارئین یادکریں کہ یہ اُسی قوم کے عوام الناس ہیں جو اپنے مذکورہ لیڈروں کے احکام کے مقابلے میں رسولؐ کے احکام نہ ماننے پر تعینات تھے (پیرانمبر ٦٥) اور اُنہیں دانشوروں کی طرف سے یہ حکم تھاکہ:”اگر تمہیں ایسا اور ایسا حکم ملاکرے تو تم مان لیاکرو ورنہ ٹال جایا کرو بچ کر نکل جایاکرو۔“ (إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَٱحْذَرُواْ المائدۃ ۴۱/۵) ان سے کہاگیاہے کہ:” اگر تم اپنے لیڈروں کی جگہ اللہ و رسولؐ کی اطاعت اختیار کرلو تو تمہارے اعمال کا ٹھیک شمار ہونے لگے گا اور اُن میں کمی نہ کی جائے گی۔“(حجرات ۱۴/۴۹)

(٦٨) قومی عوام کے لئے علامہ کا محتاط اور چالو بیان سن کر قومی کثرت کا حال دیکھیں۔

علامہ اعراب کو یعنی عام عرب عوام الناس کو بدو بناکر یوں فرماتے ہیں کہ: ۳۰”اس سے مراد تمام بدوی نہیں ہیں بلکہ یہاں ذکر چند خاص بدوی گروہوں کا ہو رہاہے جو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ کر محض اس خیال سے مسلمان ہوگئے تھے کہ وہ مسلمانوں کی ضرب سے محفوظ بھی رہیں گے اور اسلامی فتوحات کے فوائد سے متمتّع بھی ہوں گے۔ یہ لوگ حقیقت میں سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے، محض زبانی اقرار ایمان کرکے انہوں نے مصلحتاً اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرا لیا تھا۔“ (تفہیم جلد ۵ صفحہ ۹۹) علامہ کے اس بیان میں سے اگر اُن کی بدوی خیالات کی نفی کردی جائے تو قرآن کے خالص الفاظ میں یہ ثابت ہے کہ عوام کی بہت بڑی کثرت حقیقی ایمان سے کوئی تعلق نہ رکھتی تھی مگر ہروقت مومن بنے رہنے میں کوشاں تھی ہم اسی کثرت کو قرآن کے مہجور کرنے کا مجرم اور رسولؐ کی قوم لکھتے رہے ہیں(۳۱،۳۰/۲۵) اور یہ قرآن کریم کے الفاظ و آیات سے ثابت ہے اور آخری بات یہ سمجھ لیں کہ:

(٦٩) اٰمَنَّا اٰمَنَّا کہنے والوں میں یہودی دانشور شامل تھے جنہوں نے قریش کو طاغوت سے وابستہ کیا۔

دانشوران یہود و نصاریٰ محض رسولؐ کی قوم کے لیڈروں کو عملی تعلیم اورنمونہ دینے کے لئے اسلام کی داخلی تخریب میں شریک ہوئے تھے۔ جب اُنہوں نے دانشوران قریش کو اجتہادی اسلام تیارکرکے دے دیا۔ اصول وقواعد اورضروریات اجتہادیہ میں مہارت پیداکرا دی تو وہ واپس چلے گئے۔ لیکن دانشوران قریش اور اُن کی قوم مومنین میں شامل اور انقلاب کی منتظر رہی۔ لہٰذا یہود و نصاریٰ پر قرآن کی آیات کا ترجمہ علامہ سے سنیئے ارشاد ہے کہ:
”وہ جن پر خدانے لعنت کی، جن پر اُس کا غضب ٹوٹا، جن میں سے بندر اور سوَر بنائے گئے، جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی۔ اُن کا درجہ اور بھی زیادہ براہے اور وہ سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ (متوازن راستے۔احسن) سے بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ جب یہ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں توکہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، (ءَامَنَّا) حالانکہ کفر (حق پوشی کی اسکیم۔احسن) لئے ہوئے آئے تھے اور کفرہی لئے ہوئے واپس گئے اور اللہ خوب جانتاہے جو کچھ یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔“ (مائدہ ٦١۔٦٠/ ۵ تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۸۴)
یہ تھی وہ مدد جو دانشورانِ یہود ونصاریٰ سے لی گئی اور اپنی قوم کو رسولؐ اور قرآن کے خلاف تیار کیا گیا اُنہیں ایک خودساختہ قومی اسلام دیا گیا جو آج تک باقی چلا آرہاہے مگر اب اُس کی نزع کا وقت ہے اگلے دو ایک جھٹکوں میں دم توڑ دے گا۔

⁹ ١١ ع ⁹	
اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۲﴾ وَ اِذۡ	
رہنے والے بہشت کے اور وہ بیچ اس کے ہمیش رہنے والے ہیں اور جب	
اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَ بَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ	
لیا ہم نے قول بنی اسرائیل کا نہ عبادت کرو تم مگر اللہ تعالیٰ کی اور ساتھ ماں باپ کے	
اِحۡسَانًا وَّ ذِى الۡقُرۡبٰى وَ الۡيَتٰمٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنِ وَ قُوۡلُوۡا	
احسان کرنا اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور کہو	
لِلنَّاسِ حُسۡنًا وَّ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيۡتُمۡ	
واسطے لوگوں کے بھلائی اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ پھر پھر گئے تم	
اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۸۳﴾ وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ	
مگر تھوڑے تم میں سے اور تم منہ پھیرنے والے ہو اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا	
لَا تَسۡفِكُوۡنَ دِمَآءَكُمۡ وَ لَا تُخۡرِجُوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ	
نہ ڈالو تم لہو اپنے آپس کے اور نہ نکال دو کسی آپس اپنے کو گھروں اپنے سے	
ثُمَّ اَقۡرَرۡتُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَشۡهَدُوۡنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ تَقۡتُلُوۡنَ	
پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو پھر تم وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو	

جنتی صحابہ ہیں اور ہمیشہ اُس میں رہیں گے (۸۳) ہم نے بنی اسرائیل سے بھی یہ عہد لیا تھا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کریں گے اور یہ کہ وہ والدین کے ساتھ اور القربیٰ والے کے ساتھ اور یتیموں اور بے سہارا لوگوں کے ساتھ ہمیشہ نیک اور احسان کا سلوک کریں گے اور لوگوں کے ساتھ پسندیدہ گفتگو کیا کریں گے اور نماز قائم رکھیں گے اور زکوٰۃ دیتے رہیں گے لیکن اس معاہدے کے باوجود تم میں سے چند لوگوں کے سوا کثرت نے اپنی ولایت الگ قائم کرلی اور اب تک بھی تم برابر بے اعتنائی برت رہے ہو (۸۴) پھر سوچو کہ ہم نے تم سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور آپس میں ایک دوسرے کو جلاوطن اور بے گھر نہ کرنا تم نے اقرار کیا تھا اور تم اس پر خود بھی گواہ ہو (۸۵) مگر آج تم وہی لوگ ہو کہ اپنے بھائی بندوں کو قتل بھی کر دیتے ہو اور جن کو چاہتے ہو

(۷۰) دانشورانِ قریش کا زیر زمین محاذ اور کھلے اقدامات اللہ سے پوشیدہ نہ تھے۔

قریش اور یہود و نصاریٰ کے تخریبی منصوبے کی تفصیلات کے ساتھ ہی اُنہیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ اللہ تمہارے خفیہ اقدامات اور ظاہری اعلانات دونوں پر مطلع ہے۔ (۲/۷۷)

(۷۱) مجتہدین کے احکام اور فیصلے ان کی ذاتی ایجاد ہوتے ہیں جن کی مذمت ضروری ہے۔

ان آیات (۲/۷۹،۷۸) میں یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ مجتہدین خواہ یہودی ہوں، عیسائی ہوں، یا کسی اور مذہب کے ہوں وہ لاعلم اور ناواقف عوام الناس کو یہ باور کراتے ہیں کہ اُن کے اجتہادی مسائل اور احکامات و فیصلے اللہ و رسولؐ کے احکام اور فیصلے ہوتے ہیں۔ اور اُن کی خلاف ورزی اللہ و رسولؐ کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ایسے مفتیوں، قاضیوں اور فقہا و مجتہدین کی مذمت میں یہ دونوں آیات (۲/۷۸،۷۹) بطور سند نازل ہوئی ہیں۔اس طرح کے فیصلے کرنے والوں کو طاغوت کا پیرو قرار دیا گیاہے۔ (نساء ۴/۶۰ تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۳۶۷) اگلی آیت میں اُن عقائد و احکام کی پول کھولی ہے ۔

(۷۲) بنی اسرائیل کی طرح رسولؐ اللہ نے بھی اپنے صحابہ کو قتل و غارت سے منع کیا تھا۔

بخاری شریف کی احادیث کو دوبارہ دیکھیں اور غور فرمائیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے بعد قتل وغارت کرنے والوں کو کافر قرار دیا تھا۔ مگر رسولؐ اللہ کی پیشن گوئی (بخاری) میں مسلمانوں نے تمام اقوام کی اتباع کی اور جتنے بے گناہ سابقہ اقوام و اُمتوں نے قتل کئے تھے ۔ اُن سے کہیں زیادہ تعداد مسلمانوں کے ہاتھوں قتل و برباد ہوئی۔ اُن کی تاریخ میں خون کی نہریں (نہر الدم) جاری رہی ہیں۔

اَنۡفُسَكُمۡ وَ تُخۡرِجُوۡنَ فَرِيۡقًا مِّنۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِهِمۡ

آپس اپنے کو اور نکال دیتے ہو ایک فرقے کو آپ میں سے گھروں ان کے سے

تَظٰهَرُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ بِالۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ ؕ وَ اِنۡ

مددگاری کرتے ہو تم اوپر ان کے ساتھ گناہ اور تعدی کے اور اگر

يَّاۡتُوۡكُمۡ اُسٰرٰى تُفٰدُوۡهُمۡ وَ هُوَ

آتے ہیں تمہارے پاس بندی وان ہو کر بدلے دے چھڑاتے ہو ان کو اور وہ

مُحَرَّمٌ عَلَيۡكُمۡ اِخۡرَاجُهُمۡ ؕ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ

حرام ہے اوپر تمہارے نکال دینا ان کا کیا پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعضی کتاب کے

وَ تَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ يَّفۡعَلُ ذٰلِكَ

اور کفر کرتے ہو ساتھ بعضی کے پس کیا سزا اس شخص کی کہ کرے یہ کام تم

مِنۡكُمۡ اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُرَدُّوۡنَ

میں سے مگر رسوائی بیچ زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے پھیرے جاویں گے

اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۵﴾

طرف سخت عذاب کے اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ

یہ لوگ وہ ہیں کہ مول لیا زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے پس نہ ہلکا کیا جاوے گا

عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَ لَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۸۶﴾ ع وَ لَقَدۡ اٰتَيۡنَا

ان سے عذاب اور نہ وہ مدد کئے جاویں گے اور البتہ تحقیق دی ہم نے

مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَ قَفَّيۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَ اٰتَيۡنَا

موسیٰ کو کتاب اور پچھاڑی لائے ہم پیچھے اس کے پیغمبر اور دیئے ہم نے

اُجاڑ دیتے ہو۔ ایک دوسرے کے خلاف ظلم اور زیادتی کے لئے گروہ بندی کر لیتے ہو اور جنگ میں جب وہی لوگ قید ہو کر آتے ہیں تو اُن کو رہا کرنے کے لئے تاوان کا کاروبار کرتے ہو۔ حالانکہ تم پر اُن کو گھروں سے نکالنا ہی حرام تھا۔ کیا تم کتاب کے بعض احکام پر ایمان لاتے ہو اور بعض احکام کی حقیقت کو چھپاتے ہو؟ ذرا بتاؤ کہ تم میں سے جو ایسا عملاً کرتا رہتا ہو اُس کے لئے اس کے علاوہ اور کیا سزا دی جائے کہ وہ دنیا میں رسوائے زمانہ رہے اور قیامت کے دن بھی اُنہیں سخت عذاب کی طرف واپس کر دیا جائے ؟ سنو کہ اللہ تمہارے کسی عمل در آمد سے غافل نہیں رہتا ہے (۸۶) وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی آخرت فروخت کر کے اُس کی جگہ دنیاوی زندگی خرید دلی ہے ۔ چنانچہ نہ اُن پر عذاب میں کمی کی جائے گی اور نہ ہی کسی اور قسم کی مدد پا سکیں گے (۸۷) اور ہم نے یقیناً اُدھر تو مُوسیٰ کو کتاب دی اور ادھر لگاتار مُوسیٰ کے بعد رسولؑ بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا اور اسی سلسلے میں مریمؑ کے فرزند عیسیٰؑ کو واضح اور دیکھے جانے والے سامان سے آراستہ کیا اور ایک مقدس روح کی تائید عطا کی تھی ۔ مگر تمہارا طرزِ عمل مستقلاً یہ رہا کہ جس

(۷۳) بعض احکام پر عمل نہ کرنا (۲/۸۵) سابقہ تشریحات میں یہ دیکھا جاچکا ہے کہ مسلمانوں میں بھی عہد رسولؐ سے لے کر آج تک سارے قرآن اور تمام احادیث پر عمل نہیں کیا گیا ہے ۔ اور اس کا سبب بھی قرآن سے تفصیلاً سامنے آچکا ہے۔ دانشوران قوم نے قوم کو اس طرح تیار کیا تھا کہ قرآن کے احکام و عقائد کی دو قسمیں بنا دی گئی تھیں اور قوم کو رضامند کر کے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ :

(۱) " اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مانو نہیں تو نہ مانو۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۷۰ مائدہ ۵/۴۱)

(۲) "یعنی جاہل عوام سے کہتے ہیں کہ جو حکم ہم بتا رہے ہیں اگر محمدؐ بھی یہی حکم تمہیں دیں تو اُسے قبول کرنا ورنہ رد کر دینا" (ایضاً صفحہ ۴۷۰ حاشیہ ۶۶)

عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ

عیسیٰ بیٹے مریم کے کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ روح پاک کے

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُکُمُ

کیا پس جب آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے جی تمہارے

اسۡتَکۡبَرۡتُمۡ ۚ فَفَرِیۡقًا کَذَّبۡتُمۡ ۫ وَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ ﴿۸۷﴾ وَ قَالُوۡا

تکبر کیا تم نے پس ایک فرقہ کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقہ کو مار ڈالتے ہو اور کہا

قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ ؕ بَلۡ لَّعَنَہُمُ اللّٰہُ بِکُفۡرِہِمۡ

انہوں نے دل ہمارے غلاف میں ہیں بلکہ لعنت کی اللہ نے بسبب کفران کے کے

فَقَلِیۡلًا مَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ وَ لَمَّا جَآءَہُمۡ کِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ

پس تھوڑے سے ایمان لاتے ہیں اور جب آئی ان کے پاس کتاب نزدیک

اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَہُمۡ ۙ وَ کَانُوۡا مِنۡ

اللہ کے سے سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے اور تھے

قَبۡلُ یَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَی الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ

پہلے اس سے فتح مانگتے اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے پس جب آیا ان کے پاس

رسولؐ کو تم نے اپنی طبیعت کے خلاف پایا اُس کے مقابلہ میں سرکشی اختیار کر لی کسی کی تعلیمات کو جھوٹ اور باطل میں بدل دیا اور کسی کو تہہ تیغ کر دیا۔ (۸۸) بنی اسرائیل کے دانشوروں کا کہنا یہ ہے کہ ہمارے قلب و ذہن ہمارے علوم و قوانین میں لپٹے ہوئے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اُن کی حق پوشی کی وجہ سے اُن کی عقلیں اللہ نے استفادہ سے محروم کر دی ہیں۔اس لئے وہ جس قدر مانتے ہیں وہ تھوڑا سا ہے (یعنی زیادہ ذخیرہ کا انکار کرتے ہیں) (۸۹) اور اب جب کہ اُن کے پاس اللہ کی وہ کتاب پہنچ گئی جو اُن کے تمام سابقہ وحی کے ذخیرے کی تصدیق کر رہی ہے۔ اور جس کی آمد کا رعب ڈالنے کے لئے اپنے کافروں سے اپنے مباحثوں کا افتتاح کیا کرتے تھے۔ اور وہ نبیؑ بھی پہنچ گیا جس سے متعارف تھے

قارئین اتنے حوالوں اور ثبوت کے بعد اب خود سمجھ سکتے ہیں کہ رسولؐ کی قوم اور قوم کے ارباب حل وعقد نے یہ طریقہ بھی یہودی مجتہدین ہی سے سیکھا تھا اوریہود و نصاریٰ ہی کی اتباع میں کتاب کی طرح خود رسولؐ کے احکام کی بھی دو قسمیں کر دی تھیں۔ اور ایک قسم کا ماننا واجب نہ تھا۔

(۷۴) انبیاؑ و آئمہؑ کا قتل اور تکذیب، نظام اجتہاد سے سرشار قلوب اطمینان سے کرتے تھے۔

یہ آیات (۲/۸۶،۸۷) بھی بتاتی ہیں کہ قریشی دانشور یہود و نصاریٰ کی اتباع میں دنیا کے لئے دین کو بیچ ڈالنے پر اور دینی راہنماؤںؑ کو قتل کرنے پر اطمینان سے کاربندرہے۔ بنی اسرائیل کی یہ دینی داستان اور اُن کے مجتہدانہ عمل درآمد کے یہ قصے اور واقعات اس لئے قرآن میں ریکارڈ کئے گئے تھے تاکہ مسلمان وہ کچھ نہ کرتے جو یہود و نصاریٰ کے علما اور مجتہدین اورحکمرانوں نے کیا تھا۔ لیکن قریشی علما اور دانشوروں نے عہدرسولؐ میں ہی قرآن کریم کو مجبور کرنے (فرقان ۲۵/۳۰) یعنی قرآن کی حقیقی تعلیمات کو طاغوتی اجتہادسے بدلنے (نساء ۶۵ تا ۴/۶۰) کا انتظام کرلیا تھا (یونس ۱۰/۱۵) اوربعد وفات رسولؐ، رسولؐ کی پیش گوئی کے مطابق وہ تمام کام کئے جو یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کے علما یا عوام نے کئے تھے۔ مکہ کے باشندے، مرد عورت اور بچے تک یہ جانتے تھے کہ خاندان بنی ہاشم میں ایک آخری رسولؐ پیدا ہونے والاہے۔ یہود و نصاریٰ تو توریت و انجیل میں مفصل حالات دیکھ چکے تھے۔لیکن ابلیس کے ساتھ ہولئے۔

(۷۵) موت کی تمنا کرنے کا چیلنج دیا لیکن وہ خود کو سچا ثابت نہ کرسکے۔ یہودی کہتے تھے کہ جنت صرف ہمارے لئے ہے۔یعنی وہ ہر حال میں جنتی ہیں۔ لیکن آنحضرتؐ کے روبرو اگر کہیں وہ یہ کہہ دیتے کہ:"خدایا ہم جنت کے مشتاق ہیں

تو یہود ونصاریٰ کے دانشوروں نے دونوں کا حقیقی مقام چھپا لیا چنانچہ اللہ حق پوشوں کو حق پوشی سے محروم کرتا ہے (۹۰) کیسا برا ہے وہ سامان جس کے لئے اُنہوں نے حق پوشی کی اور اپنی زندگیاں مخالفت کے لئے اس ضد میں وقف کردیں کہ اللہ نے اُن کی رضامندی حاصل کئے بغیر اپنے فضل سے جس بندے پر چاہا اپنا کلام کیوں اتار دیا؟ چنانچہ اس اجارہ دارانہ ذہنیت نے اُن کو دوھرے غضب کا حقدار بنا دیا اور حق پوشوں کے لئے نہایت توہین انگیز عذاب طے پاگیا ہے (۹۱) پھر جب اُن سے یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ بھی نازل کیا ہے اُس سب پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی کو مانیں گے جو ہم پر نازل ہوا ہے اور باقی تمام نازل ہونے والے سامان کا وہ اقرار نہیں کرتے اور یوں حقیقت کو چھپاتے ہیں۔ حالانکہ وہ اُن

مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

جو کچھ پہچانا تھا کافر ہوئے ساتھ اس کے پس لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اوپر کافروں کے

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا

بُرا ہے جو کچھ بیچا ہے بدلے اس کے جانوں اپنی کو یہ کہ کفر کریں

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ

ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے سرکشی سے اس پر کہ اتارے خدا

مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

فضل اپنے سے اوپر جس کے چاہے بندوں اپنے سے پس پھر آئے ساتھ غصے کے

عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَ اِذَا

اوپر غصے کے اور واسطے کافروں کے عذاب ہے رسوا کرنے والا اور جب

قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

کہا جاتا ہے واسطے ان کے ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے کہ اتارا ہے اللہ نے کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس چیز کے کہ نازل ہوئی اوپر ہمارے

ہمیں جنت میں پہنچادے" تو فوراً ملک عدم اور جہنم کو روانہ ہو جاتے جیسے وہ شخص مر گیا تھا جسے جھوٹ موٹ مردہ بنا کر لایا گیا تھا اور مذاق کے لئے نماز جنازہ پڑھانے کی حضرت علی علیہ السلام سے درخواست کی تھی۔ یہود کو یقین تھا کہ ایسی تمنا کرتے ہی زندگی ختم ہو جائے گی۔

(۷۶) لمبی عمر کے لالچی:

یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ ہر انسان لمبی سے لمبی عمر چاہتا ہے۔ میں بھی اور آپ بھی اس تمنا سے خالی نہیں ہیں۔ کوئی شخص اچانک مرنا چاہتا ہی نہیں ہے۔ پھر یہاں مشرکین کو اس لئے تمام انسانوں سے زیادہ جینے کا لالچی کہا گیا ہے کہ جینے اور زندہ رہنے کا لالچ تو سب کو ہے مگر:

"مشرک سب سے زیادہ لالچی ہوتے ہیں" فرمایا گیا ہے کہ اب یہ دیکھنا کہ مشرکوں کی خصوصیت کیا ہے؟ اس کا جواب سمجھنے کے لئے آپ کو پہلے ابلیس کے پروگرام کو سمجھنا ہو گا۔ یہ معلوم ہو چکا کہ اُس نے توحید پرستی اور خالص وحدانیت کی آڑ لے کر نبوّت کے مقام و اقتدار کا انکار کیا اور اللہ کے حکم کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تھا اور اللہ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ وہ حضرت آدمؑ سے زیادہ بزرگ اور حقدار ہے (ص ۷۶۔۷۵/۳۸) اور (اعراف ۱۲/۷) اور کہا تھا کہ گو تو نے اُسے مجھ پر فضیلت دے دی ہے (بنی اسرائیل ۶۲/۱۷) مگر میں سڑی بسی مٹی کے اس پتلے کو سجدہ نہ کروں گا۔ علامہ کا ترجمہ یوں ہے کہ:

قَالَ لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُۥ مِن صَلْصَٰلٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿۳۳﴾ الحجر

"اُس نے کہا میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اُس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا ہے۔"

مطلب واضح ہے کہ وہ خلافت الٰہیہ کے لئے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں خود کو حقدار و امیدوار سمجھتا تھا۔ اور خلافت آدمؑ کو غلط ثابت کرنے کے لئے اُس نے سب سے پہلے "عمر طویل" کی درخواست کی تھی اور سب سے پہلے اُسی کو مطلوبہ "طویل ترین عمر" کا مستقلاً دیا جانا معلوم و ثابت ہے پھر یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ

وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَ هُوَ الْحَقُّ

اور کفر کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے اور وہ سچ ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

سچا کرنے والا اس کو جو ساتھ ان کے ہے کہہ پس کیوں مار ڈالتے تھے

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩١﴾ وَ لَقَدْ

پیغمبروں اللہ کے کو پہلے اس سے اگر ہو تم ایمان والے اور البتہ تحقیق

جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

آیا تمہارے پاس موسیٰ ساتھ دلیلوں کے پھر پکڑا تم نے بچھڑے کو معبود

مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

پیچھے اس کے اور تم ظلم کرنے والے ہو اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا

وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ

اور اٹھایا ہم نے اوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو جو کچھ دیا ہم نے تم کو زور سے اور سنو

قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ۗ وَ اُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ

کہا انہوں نے سنا ہم نے اور نہ مانا ہم نے اور پلائی گئی بیچ دلوں ان کے کے

الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ

محبت بچھڑے کی بسبب کفر ان کے کہہ بُرا ہے جو حکم کرتا ہے تم کو

بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ

ساتھ اس کے ایمان تمہارا اگر ہو تم ایمان والے کہہ اگر ہے واسطے تمہارے

تمام تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے جو اُن کے پاس ہیں۔ اُن سے کہو کہ اگر تم واقعی اُن تعلیمات پر ایمان رکھتے تھے تو تم نے اپنے پیغمبروں کو کیوں قتل کیا تھا ؟ (۹۲) اور یقیناً تمہارے پاس موسیٰؑ کیسی کیسی واضح دلیلیں اور سامان لے کر آئے تھے لہٰذا اگر تم ایمان رکھتے ہوتے تو موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں تم نے ایک بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے ایمان پر کیوں ظلم کیا تھا ؟ (۹۳) پھر ہم نے کوہ طور کو تم پر بلند کیا اور تم سے عہد لیا تھا کہ ہماری تعلیمات پر سختی سے عمل کرنا اور اُنہیں غور سے سنا کرو۔ تو تمہارے بزرگوں نے کہا کہ ہم نے سنا تو ہے مگر اُس کی خلاف ورزی کرنا ہے اور اُن کے دلوں میں وہ بچھڑا جم کر بیٹھ گیا تھا جو حق پوشی کا سبب تھا اُن سے کہہ دو کہ اگر تم واقعی مومن ہو تو تمہارا ایمان کتنا برا ہے جو تمہیں ایسی غلط کاریوں کا حکم دیتا ہے (۹۴) اُن سے کہو کہ اگر واقعی اللہ نے سارے انسانوں کو محروم کرکے جنت صرف

ابلیس نے حضرت آدمؑ کو بھی یہ کہہ کر مشہور درخت کا پھل کھلایا تھا کہ:

هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾ طٰهٰ

”کیوں نہ میں تمہیں ابدی زندگی اور لازوال سلطنت کے حصول میں مدد لینے والے درخت سے ثمر یاب کردوں۔“ معلوم ہوا کہ ”عمر طویل“ کا تصور بھی بظاہر ابلیس ہی نے انسانوں کو دیا تھا۔ یہ سمجھ لینے کے بعد کہ لمبی عمر کی ضرورت اور لمبی عمر سے استفادہ سب سے پہلے انبیاؑ کے دشمن ابلیس کے سامنے آیا تھا۔ اب یہ سمجھیں کہ بظاہر ابلیس کا مشن خالص توحید کا قیام ہے یعنی وہ اللہ کے حکم کے باوجود بھی نبیؑ اور نبوّت کو اللہ کی حکومت اور اقتدار میں شریک کرنا گناہ سمجھتاہے۔ یعنی ابلیس شرک کے خلاف محاذ لے کر اٹھا تھا۔ اور اُس کے نزدیک اللہ اور نبوت دونوں شرک پسند کرتے تھے اور (معاذاللہ) دونوں مشرک تھے۔ اور یہ ثابت ہوچکا کہ وہ آدمؑ کے مقابلہ میں خود کو خلافت الٰہیہ کا حقدار اور افضل سمجھتا تھا۔ یعنی اب ابلیس کا مشن یہ ہوگا کہ وہ بشری خلافت الٰہیہ کو شرک قرار دے کر اُسے دنیا میں قائم ہونے اور پھلنے پھولنے نہ دے اور بات بات میں انبیاؑ اور انسانوں پر شرک شرک کے گولے پھینکتا رہے۔

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ
گھر آخرت کا نزدیک اللہ کے خالص سوائے لوگوں کے پس آرزو کرو تم موت کی
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ
اگر ہو تم سچے اور ہر گز نہ آرزو کریں گے اس کو کبھی بسبب اس کے کہ آگے بھیجا
اَيْدِيْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَ لَتَجِدَنَّهُمْ
ہاتھوں ان کے نے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو اور البتہ پاوے گا تو ان کو
اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ
بہت حرص کرنے والا لوگوں سے اوپر زندگی کے اور ان لوگوں سے کہ
اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ
شریک لاتے ہیں آرزو کرتا ہے ہر ایک ان کا کاش کہ عمر دیا جاوے ہزار برس کی
وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ
اور نہیں وہ چھٹانے والا اس کو عذاب سے یہ کہ عمر دیا جاوے اور اللہ دیکھتا ہے
بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ
جو کچھ کرتے ہیں کہہ جو کوئی دشمن ہے واسطے جبرائیل کے پس تحقیق اس نے
نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
اتارا اس کو اوپر دل تیرے کے ساتھ حکم اللہ کے سچا کرنے والا واسطے اس چیز کے کہ
يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾
آگے اس کے ہے اور ہدایت اور خوشخبری واسطے ایمان والوں کے

تمہارے لئے مخصوص کر دی ہے تو تمہیں چاہئے کہ تم موت کی تمنا کا اعلان کرو اور خود کو سچا ثابت کر کے دکھا دو ۔ (۹۵) اور سمجھ لو کہ ہرگز وہ لوگ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے ۔ کیونکہ اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے جو کمائی کرکے آگے ذخیرہ کرر کھی ہے۔وہ صرف ظلم ہی ظلم ہے اور ظالموں سے اللہ خوب واقف ہے (۹۶) اور تم ہمیشہ ان لوگوں کو ساری دنیا سے زیادہ زندہ رہنے کا لالچی پاؤ گے تا کہ کسی طرح مواخذہ سے بچ جائیں اور جو لوگ اقتدارِ خداوندی میں شرکت چاہتے ہیں اُن میں سے تو ہر ایک یہ پسند کرتا ہے کہ کم از کم ہزار سال جئے۔اور یہ طویل عمر بھی مل جائے تو اُنہیں عذاب سے چھٹکارا نہیں دلا سکتی اور اللہ تو اُن کے تمام اعمال پر نظر رکھتا ہے ۔ (۹۷) اُن کو بتاؤ کہ جبرئیل سے عداوت غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ اُسے تو اللہ نے اپنے قانون کی رُو سے آپ کے قلب پر نازل کر دیا ہے۔ تا کہ جو سابقہ و موجود تعلیمات خداوندی ہیں اُن سب کی تصدیق ہو تو

ایک قدم اور بڑھئے اور سوچئے کہ اللہ نے ابلیس کو وہ تمام اختیارات دیئے جو انسانوں کو خلافت الٰہیہ سے یا صراط مستقیم سے ہٹانے کے لئے اُس نے مانگے۔یہاں تک فرما دیا کہ تو انسانوں کے اموال اور اولاد میں بھی شرکت کرلے (وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ﴿۶۴﴾ : بنی اسرائیل ۱۷/۶۴) لہٰذا ابلیس نے انسانوں کو اپنے مشن میں شریک کرلیا اور اُس نظام شرکت میں حصہ لینے والے اپنے مستقل مشرک ساتھیوں کا اللہ کے حضور اعلان بھی کر دیا۔

وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿۱۱۸﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ ﴿۱۱۹﴾ النساء

”کہ یقیناً ضرور بالضرور میں تیرے بندوں میں سے اپنے فرض شدہ حصے کے لوگوں کو پکڑ کر اپنا مرید بنالوں گا اور اُن میں گمراہیاں اور تمنائیں بھر دوں گا۔“

اس گفتگو کے بعد یہ سمجھ لیں کہ اللہ نے قرآن میں جس شرک اور شرکت کی جگہ جگہ مذمت کی ہے وہ ابلیس کے نظام میں شرکت ہے۔وہ اُن لوگوں کی مذمت ہے جو خلافت الٰہیہ میں شرکت اور حصہ یا پورا قبضہ چاہتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس غرض سے شریک ہوجاتے تھے کہ خلیفۂ خداوندی کو محروم کرکے اپنے گروہ میں حکومت

مومنین کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے (۹۸) بہرحال جو کوئی اللہ کا اور اُس کے ملائکہ اور رسولوںؑ اور جبرئیلؑ اور میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ بھی اُن سب حق پوشوں کا دشمن ہے (۹۹) ہم نے آپ کی طرف واضح آیات نازل کی ہیں اور اس حقیقت کو چھپانے والے صرف قانون شکنی کرنے والے لوگ ہی ہوسکتے ہیں (۱۰۰) کیا اُن کا یہ طریقہ نہیں رہا کہ جب بھی اُن لوگوں نے کوئی معاہدہ کیا تو اُن کے ایک فریق نے اُسے بالائے طاق رکھ دیا؟ اصل بات یہ ہے کہ اُن کی کثرت حقیقی ایمان نہیں لائی (۱۰۱) اور جب بھی بنی اسرائیل کے پاس کوئی رسولؐ اُس تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آیا

مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ

جو کوئی ہے دشمن واسطے اللہ کے اور فرشتوں اس کے کے اور پیغمبروں اس کے کے

وَ جِبۡرِيۡلَ وَ مِيۡكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۹۸﴾

اور جبرائیل اور میکائیل کے پس تحقیق اللہ دشمن ہے واسطے کافروں کے

وَ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَ مَا يَكۡفُرُ

اور البتہ تحقیق اتاری ہم نے طرف تیری نشانیاں ظاہر اور نہیں کفر کرتے

بِهَاۤ اِلَّا الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۹۹﴾ اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوۡا عَهۡدًا نَّبَذَهٗ

ساتھ اُن کے مگر بدکار آیا جب باندھا انہوں نے عہد پھینک دیتا ہے اس کو

فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَمَّا جَآءَهُمۡ

ایک فرقہ ان میں سے بلکہ اکثر ان کے نہیں ایمان لاتے اور جب آیا اُن کے پاس

رَسُوۡلٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ

پیغمبر نزدیک اللہ کے سے سچا کرنے والا واسطے اس کے جو پاس ان کے ہے

وخلافت الٰہیہ لائی جائے اس شرک اور شرکت اور ایسے مشرکین پر پردہ ڈالنے کے لئے قومی دانشور شرک سے اللہ کی ذات اور ذاتی اختیارات میں شرکت مراد لیتے ہیں اور جہاں بھی قرآن میں لفظ شرک یا مشرک یا مشرکین آتا ہے فوراً یہ کہہ دیتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ اُس کے کاموں میں انسانوں کو شریک مانتے ہیں حالانکہ عربوں میں ایسا شرک کبھی موجود نہ تھا۔ لہٰذا مشرک وہ ہے جو خلافت الٰہیہ میں شرکت کا عقیدہ رکھتا ہو اور خود خلیفہ بن جانے یا کسی دوسرے کو خلیفہ بنانے میں ابلیس کے نظام مشارکت میں شامل ہو۔ لہٰذا سب سے پہلا مشرک ابلیس تھا جو خلافت الٰہیہ کا دعویدار و مخالف ہوا اور اس مخالفت کو جاری رکھنے کے لئے اُس نے لاکھوں سال کی عمر مانگی۔ اور انسانوں میں بھی زندگی کا لالچ پیدا کیا یہ سبب ہے کہ بنی اسرائیل کے مشرکوں کو دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ طویل عمر کا متمنی قرار دیا گیا۔ اور ساتھ ہی آئندہ ہر اُس شخص یا گروہ کو نظام ابلیسی کا شریک سمجھیں جو بات بات میں شرک شرک کہتا پایا جائے کیونکہ وہ توحید کی آڑ میں رہ کر اپنا حقیقی مذہب چھپا لینا چاہتا ہے اور وہ یقیناً اُس گروہ کا ممبر اور پیرو ہے جو رسولؐ کے ساتھ اُن کی حکومت و اقتدار و اختیار میں حصہ مانگتے تھے (آل عمران ۳/۱۵۴ علامہ کا ترجمہ، تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۶) ورنہ سارا عرب اور مذکورہ قسم کے خلافت کے مشرکین اللہ کو خالصتاً خالق کائنات اور مختار کل مانتے تھے (۲۹/۶۱) اور کسی کو اُس میں شریک نہ کہتے تھے (۲۵/ ۳۱، ۳۸/۳۹) لہٰذا آئندہ شرک اور مشرک سے خلافت الٰہیہ میں شرکت والے لوگ سمجھنے میں کوئی شک نہ رہنا چاہئے۔

(۷۷) باذن اللہ (اللہ کی اجازت) کے معنی اور عملی صورت حال کیا ہے؟ دانشوران قریش نے بڑی محنت اور تدبیروں سے اس قدیم مگر کافرانہ عقیدے کو پھیلایا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان جو کچھ کرتا ہے وہ بھی اللہ کے حکم سے کرتا ہے۔ لہٰذا انسان مجبور ہے وہ جو کچھ بھی کرتا ہے خدا کے کرانے سے کرتا ہے۔ اُس کی اپنی اُس کام میں کوئی خطا نہیں ہوتی۔ یعنی قتل و غارت وغیرہ جو کچھ بھی انسان کرتا ہے۔ وہ اللہ ہی کراتا ہے مختصراً یہ سمجھ لیں کہ امام حسین علیہ السلام اور اُن کے ساتھ خاندان رسولؐ کا قتل عام اللہ نے کرایا تھا۔ یزید و ابن زیاد و عمر سعد و شمر وغیرہ کا اس قتل وغارت میں کوئی قصور نہ تھا۔ یہ تھا وہ عقیدہ جس کے بھروسے پر کعبہ کو جلایا گیا اور مدینہ میں قتل و غارت کا بازار گرم

نَبَذَ فَرِيۡقٌ مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ

پھینک دی ایک جماعت نے ان میں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب۔ کتاب اللہ کی کو

وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ كَاَنَّهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾ وَ اتَّبَعُوۡا مَا

پیچھے پیٹھوں اپنی کے گویا کہ وہ نہیں جانتے اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ

تَتۡلُوا الشَّيٰطِيۡنُ عَلٰى مُلۡكِ سُلَيۡمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيۡمٰنُ وَلٰكِنَّ

پڑھتے تھے شیطان بیچ وقت سلیمان کے اور نہیں کفر کیا تھا سلیمان نے اور لیکن

الشَّيٰطِيۡنَ كَفَرُوۡا يُعَلِّمُوۡنَ النَّاسَ السِّحۡرَ ۗ وَ مَاۤ

شیطانوں نے کفر کیا تھا سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور پیروی کی تھی اس چیز کی کہ

اُنۡزِلَ عَلَى الۡمَلَكَيۡنِ بِبَابِلَ هَارُوۡتَ وَ مَارُوۡتَ ؕ وَ مَا

اتاری گئی اوپر دو فرشتوں کے بیچ شہر بابل کے ہاروت اور ماروت کے تئیں اور نہیں

يُعَلِّمٰنِ مِنۡ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوۡلَاۤ اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَةٌ

سکھاتے وہ دونوں کسی کو یہاں تک کہ کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم آزمائش ہیں

فَلَا تَكۡفُرۡ ؕ فَيَتَعَلَّمُوۡنَ مِنۡهُمَا مَا يُفَرِّقُوۡنَ

پس مت کافر ہو پس سیکھتے ہیں ان دونوں سے وہ چیز کہ جدائی ڈالتے ہیں

جو اُن کے پاس موجود تھی تو اُن میں سے ایک گروہ نے اپنی الہامی کتاب کو اس طرح پس پشت ڈالا کہ گویا وہ کتاب سے واقف ہی نہ تھے (۱۰۲) اور جھٹ اُن چیزوں کی پیروی اختیار کر لی جو سلیمانؑ کی حکومت کے متعلق شیاطین تلاوت کرتے تھے ۔ حالانکہ سلیمانؑ نے کبھی حق کو نہ چھپایا تھا البتہ شیاطین حق کو چھپاتے تھے اور لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جو کچھ بابل میں ہاروت و ماروت پر نازل ہوا تھا اُس کی آڑ لیا کرتے تھے۔ اور ہاروت و ماروت دونوں فرشتے کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے جب تک یہ واضح نہ کردیں کہ دیکھو بھائی ہم ایک فتنہ ہیں تم ہمارے نام پر کفر میں مبتلا نہ ہونا ۔ پھر بھی یہ لوگ اُن دونوں سے وہ چیزیں سیکھتے رہتے تھے جن سے شوہر اور زوجہ میں جدائی ڈالی جاسکے اور یہ تو ایک طے

کیا گیا اور دنیا بھر میں قتل و غارت اور لوٹ مار کا ہنگامہ جاری رکھا تھا۔ یہ عقیدہ اُن کے بزرگوں نے دیا تھا پہلے اُسے سن لیں۔

سَيَقُولُ ٱلَّذِينَ أَشۡرَكُواْ لَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ مَآ أَشۡرَكۡنَا وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِن شَيۡءٖۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡ حَتَّىٰ ذَاقُواْ بَأۡسَنَاۗ قُلۡ هَلۡ عِندَكُم مِّنۡ عِلۡمٖ فَتُخۡرِجُوهُ لَنَآۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنۡ أَنتُمۡ إِلَّا تَخۡرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ الأنعام

”وہ لوگ جو نبیؐ کی حکومت میں شرکت کے قائل ہیں عنقریب یہ کہیں گے کہ ” اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرکت کے قائل ہوتے اور نہ ہمارے باپ دادا نظام شرکت پر چلتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اُسی عقیدے سے ان کے قبل والے لوگ اسلامی قوانین کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمارے عذاب سے دوچار ہوئے۔ اُن سے کہو کہ کیا تمہارے پاس اس عقیدے پر کوئی علمی سند ہے جو ہمیں دکھا سکو۔ تم محض قیاس وظن وگمان اور اجتہادی تُک بندیوں پر کاربند ہو۔“ علامہ نے اس عقیدہ کی نہایت عمدہ اور صحیح وضاحت کی ہے ۔اُن کے طویل بیان کی چند سطریں یہ ہیں ۱۲۴۔ ”یعنی وہ اپنے جرم اور اپنی غلط کاری کے لئے وہی پرانا عذر پیش کریں گے جو ہمیشہ سے مجرم اور غلط کار لوگ پیش کرتے رہے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ ہمارے حق میں اللہ کی مشیت یہی ہے کہ ہم شرک کریں۔ اور جن چیزوں کو ہم نے حرام ٹھیرا رکھا ہے اُنہیں حرام ٹھہرائیں۔ ورنہ اگر خدا نہ چاہتا کہ ہم ایسا کریں تو کیوں کر ممکن تھا کہ یہ افعال ہم سے صادر ہوتے۔ پس چونکہ ہم اللہ کی مشیت کے مطابق یہ سب کچھ کررہے ہیں اس لئے درست کررہے ہیں، اس کا الزام اگر ہے تو ہم پر نہیں اللہ پر ہے۔ اور جو کچھ ہم کررہے ہیں ایسا ہی کرنے پر مجبور ہیں کہ اس کے سوا کچھ اور کرنا ہماری قدرت سے باہر ہے۔“(تفہیم القرآن جلداصفحہ ۵۹۵) یعنی اس طرح بھی رسولؐ کی قوم (۲۵/۳۰) نے چاہا کہ اُدھر تو اللہ ایک ظالم و جابر ہستی ثابت ہوجائے

بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ

ساتھ اس کے درمیان مرد اور جورو اس کی کے اور نہیں وہ ضرر پہنچانے والے

بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا

ساتھ اس کے کسی کو مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز کہ

يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ

ضرر دیتی ہے ان کو اور نہ نفع دیتی ہے ان کو اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جو کوئی

اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۛ وَ لَبِئْسَ

مول لیوے اس کو نہیں واسطے اس کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ اور البتہ بُرا ہے

مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ

جو کچھ کہ بیچا ہے بدلہ اس کے جانوں اپنی کو اگر ہوتے جانتے اور اگر تحقیق وہ

اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ

ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے البتہ ایک ثواب تھا نزدیک اللہ کے سے بہتر

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا

اگر ہوتے جانتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کہو راعنا

شدہ حقیقت ہے کہ قانونِ خداوندی کے بغیر کوئی کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے۔ بہرحال وہ ایسے کام سیکھتے رہتے تھے جو اُنہیں نقصان تو پہنچائیں مگر فائدہ کوئی نہ پہنچے۔ اور وہ جانتے تھے کہ ایسی چیزوں کے خریدار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا اور وہ کتنی بری پونجی تھی جس کے بدلے اُنہوں نے اپنے ضمیر بیچ دیئے کاش وہ نتائج سے واقف ہوتے(۱۰۳) کاش اگروہ ایمان لاکر ذمہ دارانہ زندگی اختیار کرتے تو اللہ کے یہاں اُس کا جو بدلہ ملتا وہ اُن کے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ کاش جادو سیکھنے والوں کو اس کا دھیان رہا ہوتا (۱۰۴) اے مومنین تم رسولؐ سے راعِنا نہ کہا کرو بلکہ جہاں اُنہیں ٹھہرانا ہو تو اُنْظُرْنَا کہا کرو۔ اور اُن کی ہر بات غور سے سنا کرو کہ

ادھر جنت جہنم عذاب و ثواب وحساب و قیامت اور انبیاءؑ کی تبلیغ سب کو فضول و عبث ثابت کردیا جائے۔ بات یہ ہے کہ اس کائنات میں جوکچھ ہوتاہے یاکیا جاتا ہے وہ اللہ کے قوانین کے ماتحت ہوتاہے۔ تلوار سے گردن بھی کٹ سکتی ہے لکڑی بھی لیکن یہ کاٹنے والے کا کام ہے کہ وہ تلوار کو کہاں استعمال کرے وہ مختار و آزاد ہے چاہے تو خود اپنے پیٹ میں گھونپ لے۔لیکن کاٹنے کے لئے آلۂ دھاردار کا ہونا قانونی ہے۔

(۷۸) رَاعِنَا اور اُنْظُرْنَا اور قومی مومنین کا طرزِ تخاطب رسولؐ سے۔ یہ آیت (۲/۱۰۴) بتاتی ہے کہ:

قومی مومنین رسولؐ اللہ کو جماعت کا ممبر اور اپنے برابر کا آدمی سمجھتے تھے۔ اس لئے اکثر توہین بھی کردیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب وہ حضورؐ کو آگے بولنے سے روکنا چاہتے تھے اورخود بولنا چاہتے تھے۔ اُس وقت لفظ" رَاعِنَا "(ہماری رعایت کر) کہاکرتے تھے اور ایک کے بعد دوسرا یا کئی کئی آدمی رَاعِنَا رَاعِنَا کی بارش کرکے حضورؐ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر مجبور کردیتے تھے۔ ایک کا سوال یا اعتراض ختم نہ ہونے پاتا تھا جو دوسرا رَاعِنَا کہہ کر اپنا سوال یا اعتراض شروع کر دیتا تھا۔ اور لب و لہجہ میں تبدیلی سے گویا رَاعِنَا کی آڑ میں دھمکاتے بھی رہتے تھے۔ اور ایک بدمعاشی یہ کرتے تھے کہ رَاعِنَا کی زیر کو ذرا دباکر راعینا (او ہمارے چرواہے) بنا دیتے تھے اور قوم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھرجاتی تھی۔ ان حرکتوں سے روکنے کے لئے رَاعِنَا کہنا بندکرنے کا حکم دیاگیا اور اُس کی جگہ لفظ " اُنْظُرْنَا " (ذراٹھہریئے) یا (انتظار فرمائیں کہ میں بات ختم کرلوں) یا (مجھے مہلت دیجئے کہ میں بات سمجھ لوں)دیا گیا۔ یادکریں کہ ان مومنین کے مقابلہ میں ابلیس زیادہ مہذب تھا۔ اُس نے مہلت مانگی تو کہاتھا (قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۱۴﴾ الاعراف) مجھے حساب کے لئے اٹھائے جانے والے دن تک مہلت دیجئے۔" ابلیس کی زبانی مہلت مانگنے کا تذکرہ اللہ نے چار مقامات پر کیاہے۔تین

روکنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اور حقائق چھپانے والوں کے لئے درد ناک عذاب ہے ہی(۱۰۵) حق پوش لوگ خواہ اہل کتاب میں سے ہوں یا نظام اشتراک کے لوگ ہوں وہ تو یہ چاہتے ہی نہیں کہ تمہارے اوپر تمہارے پروردگار کی طرف سے کوئی بھلائی نازل ہو حالانکہ اللہ اپنی رحمت کے لئے جسے چاہتا ہے مخصوص کرلیتا ہے۔ اور اللہ تو عظیم الشان فضل کا مالک ہے (۱۰۶) ہم جس آیت کو لکھی ہوئی چھوڑ دیتے ہیں یا جس معجزہ کو بھلا دیتے ہیں، تو ہم اُس سے موزوں تر یا اُسی کے ہم پلہ نشانی پیش کر دیتے ہیں کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ اللہ یقیناً ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۱۰۷) کیا تمہیں یہ بھی معلوم

وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اور کہو انظرنا یعنی انتظار کرو ہمارا اور سنو اور واسطے کافروں کے عذاب ہے

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا

درد دینے والا نہیں دوست رکھتے وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب سے اور نہ

الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

مشرکوں سے یہ کہ اتاری جاوے اوپر تمہارے کچھ بھلائی پروردگار تمہارے سے

وَ اللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو

اور اللہ خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب

الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا

فضل بڑے کا ہے جو موقوف کرتے ہیں آیتوں سے یا بُھلا دیتے ہیں ہم ان کو

نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ

لاتے ہیں ہم بہتر ان سے یا مانند ان کی کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے

قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

قادر ہے کیا نہیں جانا تو نے یہ کہ اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی

مرتبہ لفظ "أَنظِرۡنِیٓ" استعمال کیا گیا (حجر۳۶/۱۵ ص ۷۹/۳۹) اور ایک دفعہ لفظ "أَخَّرۡتَنِ" (مجھے مؤخر کردے، تاخیر دے دے۔ الِاسراء: ۶۲/۱۷) کہا گیا۔ اور یہ واضح کردیا کہ قومی مومنین سے ابلیس بہتر تھا۔ یہی لوگ ہیں جن کا عمل درآمد یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تو تڑاک سے اور نہایت بلند آوازی سے بات کیا کرتے تھے چنانچہ فرمایا گیا کہ:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَـٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ ﴿۲﴾ الحجرات

"اے مومنین تم نبیؐ کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کیاکرو اور جس طرح آپس میں چلا کر بات کرلیتے ہو آنحضرتؐ کے ساتھ ایسا نہ کیاکرو ایسا نہ ہو کہ اس بے ادبی سے تمہارے تمام اعمال ضائع ہوجائیں اور تمہیں شعور تک نہ ہوسکے (کہ سب کیا دھرا، دھرا رہ گیا اور تم جہنمی کے جہنمی رہ گئے)۔ اگلی آیت میں حقیقی مومنین کا طرز عمل ہے۔ اور پہلی آیت میں یہ حکم ہے کہ کسی کام میں بھی رسولؐ اللہ پر سبقت جائز نہیں ہے۔ مگر قومی مومنین نے آخری دم تک رسولؐ کے ساتھ بدترین سلوک کیا تھا۔ بعض دانشوروں نے رسولؐ کو غلط اقدامات سے روکنے کے لئے لپاڈکی بھی کرلی، گردن بھی ناپ لی اور گریبان پکڑ کر جھنجھوڑ بھی دیا۔ اسی قسم کے صحابہ ہیں وہ لوگ جو حوض کوثر سے ہانک کر جہنم میں لے جائے جائیں گے" (دیکھو سب کچھ بخاری)

(۷۹) ناسخ ومنسوخ کو بھی لفظ متشابہات کی طرح قرآن کو مہجورومشکوک کرنے میں استعمال کیا۔

یہ آیت (۲/۱۰۶) قومی لیڈروں کے لئے ایک ایسا حربہ بن گئی جس سے تمام سابقہ شریعتیں، تمام الہامی کتابیں، تمام انبیا علیہم السلام کی قربانیاں، محنتیں اور تبلیغ کو ناقابل عمل اور فضول قرار دیا گیا۔ حضرت آدمؑ سے حضرت خاتم النبیینؐ تک لاکھوں سال کی خدائی تعلیمات کو" منسوخ" کہہ کر بے سود کردیا گیا۔ پھر آنحضرتؐ کی عمر کے بڑے اور دوتہائی (۲/۳) زمانہ کو بھی بے

کار سمجھا یا گیا۔ پھر باقی تیئیس (۲۳) سالوں میں سے بھی مکی زندگی کے تیرہ سال کہیں شمار نہیں ہوئے اس طرح لاکھوں سالوں کی تبلیغ و ہدایات خداوندی کو منسوخ کہہ کر الگ کردیا گیا۔ مختصر یہ کہ اس قرآن کے متعلق فریقین کے مجتہدین نے یہ فیصلہ کیا کہ اس میں چارپانچ سو ایسی آیات ہیں جن سے دینی احکام نکلتے ہیں باقی کچھ آیات متشابہات ہیں، کچھ منسوخ بمعنی ساقط العمل (Cancelled) ہیں، کچھ مجمل ہیں، کچھ عام ہیں، کچھ خاص ہیں، کچھ مطلق ہیں، کچھ مقید ہیں۔ یعنی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات میں سے کم از کم چھ ہزارآیات عام انسانوں کے کام کی نہیں ہیں۔یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) انبیاؑ اور کتابوں میں سے ایک کتاب قبول کرکے اُس کے بھی بارہویں حصے کو اختیار کیا گیا۔ گیارہ حصے گویا اُمت محمدؐیہ کے لئے نہیں ہیں یہ ایک داستان دردوالم ہے۔ اس لئے جگہ جگہ قارئین کو ہماری آہوں کی گرمی محسوس ہوتی چلی جائے گی۔
اُن حضرات نے منسوخ کے معنی اپنی اسکیم کے زور و جبر سے ''ساقط العمل'' (Cancelled) کرکے ساری دنیا میں پھیلادیئے لیکن عربی زبان کے قواعد و ضوابط اُن کا ہمیشہ منہ چڑاتے رہیں گے۔ جس طرح پانچ ضرب چھ (۵ x ۶) تیس (۳۰) ہی ہوتے ہیں اور کسی کی علمی پوزیشن اُسے تیس (۳۰) سے کم و بیش نہیں کرسکتی اور جس طرح یہاں دوسری جماعت کا بچہ اور ایک ایم ایس سی یا علامہ بالکل برابر ہیں اُسی طرح عربی زبان کے الفاظ کے معنی کا حال ہے۔ وہاں ہر تصور کے لئے ایک مستقل لفظ طے شدہ ہے '' ن س خ '' مادہ ہے۔ اس سے نَسْخٌ مصدر بنتاہے۔اور اس کے معنی ہیں کسی پہلے سے لکھی ہوئی عبارت کو نقل کرکے ضابطہ تحریر میں لانا۔ اس میں اور کتابت میں یہی فرق ہے۔ ورنہ دونوں کے معنی ''لکھنا'' کئے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جتنے معنی کئے گئے وہ کھینچ کھینچ کر اور مراد درمراد لے کر گھڑے گئے ہیں اور اس گھڑنت کو ثابت کرنے کے لئے پھر مثالیں اور روایات گھڑی گئی ہیں۔ اور یہ سب کچھ قرآن کو مہجور و مشکوک کرنے کے لئے کیا گیاہے۔اور اس باطل پالیسی کو چلانے، پھیلانے اور قائم کرنے کے لئے زرو جواہر، تلواروں کی مار اور قومی تعصبات اور فریب ومکر کی تمام ٹیکنیک ختم کردی گئی۔ (تفصیلات کتاب نظام ہدایت و تقلید میں) لیکن قرآن ایک معجزہ ہے۔اُس پر پردہ تو ڈالا جاسکتاہے۔ اس کے حقائق کوچھپایا بھی جاسکتاہے۔لیکن اس کے حقائق کو باطل میں تبدیل نہیں کیاجاسکتا۔ آپ نے مذکورہ بالا آیت کا رفیعی ترجمہ ''موقوف کرنا'' دیکھا تھا اور تمام ترجمے دیکھ ڈالیں ماشاء اللہ فریقین کے ترجموں میں لفظ '' نَنْسَخُ '' ''ہم لکھتے ہیں'' کی جگہ ساقط العمل (Cancelled) ملیں گے حالانکہ یہاں پہلا نون جمع متکلم کو ظاہر کرتاہے اور اُس کے بعد جوکچھ بچتا ہے وہ ''نَسَخَ'' رہ جاتا ہے یعنی مضارع جمع متکلم کی علامت ہٹا کر ماضی مذکر بچتا ہے۔ جس کے معنی ہیں '' لکھا اُس مذکر نے'' یا ''نقل کیا اُس مذکر نے تحریراً'' اب آپ قرآن پڑھئے اور حق وباطل کو الگ الگ کرلیجئے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى ٱلْغَضَبُ أَخَذَ ٱلْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ الأعراف

یہاں ترجموں میں لفظ '' یَرْهَبُونَ '' کے ترجمہ کی پرواہ نہ کریں اس لئے کہ قومی پالیسی پر عمل پیرا لوگ حقیقی ''رہبانیت'' سے باز رکھنے اور ڈرانے اور عیش و عشرت میں لگانے کے لئے اس لفظ کے معنی میں ''ڈرنا'' تو ضرور لکھیں گے مگر خدا سے ڈر کر ترک لذات نہ کریں گے۔ نہ اُن کی راہ اختیار کریں گے جو ساری دنیا کے مالک ہوکر روکھی سوکھی روٹی کھاتے تھے حالانکہ نعمتوں کے انبار تقسیم کرتے تھے۔سنیئے پہلے علامہ کا نمبر ہے'' پھر جب موسیٰؑ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اُس نے وہ تختیاں اٹھالیں جن کی'' تحریر'' میں ہدایت اور رحمت تھی اُن لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔''(تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۸۲۔۸۳)
طوالت کی وجہ سے علامہ ہی کافی ہیں آپ ہر ترجمہ ایسا ہی پائیں گے پھر قرآن پڑھئے اور دیکھئے کہ قیامت میں کیا قیامت ہونے والی ہے؟ ارشاد ہے''یہ ہے کتاب ہماری بولتی ہے اوپر تمہارے ساتھ حق کے تحقیق ہم لکھتے تھے جو کچھ تھے تم کرتے۔'' (علامہ رفیع الدین)

هَٰذَا كِتَٰبُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِٱلْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٩﴾ الجاثية

ہمارے علامہ کو یہاں بڑی احتیاط اور قرآن میں اصلاح کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اُنہیں اس آیت (۴۵/۲۹)میں لفظ ''کتاب'' کچھ جچا نہیں اُنہوں نے اُسے ترجمہ میں اعمالنامہ بنانا بہتر خیال کیا۔ پھر یہ بھی پسند نہ آیا کہ اعمال لکھنے کا کام خود اللہ کرتا پھرے۔ اس لئے '' ہم لکھتے جاتے تھے''کو '' ہم لکھواتے جارہے تھے'' بنا کر بات صاف کردی۔ بہرحال'' ننسخ '' (۲/۱۰۶) کے معنی ہیں '' ہم لکھتے ہیں یا ہم لکھیں گے'' اور بس۔

نہ ہوسکا کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی حقیقی حکمرانی اللہ کی ہے؟ اور اللہ کے علاوہ تمہارا ہمدرد حاکم اور ناصر کوئی نہیں ہے (۱۰۸) کیا تم نے بھی یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تم بھی اپنے رسولؐ

وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمۡ

اور زمین کی اور نہیں واسطے تمہارے سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی دوست اور نہ مددگار کیا

تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَکُمۡ کَمَا سُئِلَ مُوۡسٰی مِنۡ قَبۡلُ ؕ

ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ سوال کرو پیغمبر اپنے سے جیسا سوال کیا گیا تھا موسیٰ پہلے اس سے

ہم کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ سے لے کر قرآن کی آخری آیت کی تلاوت تک اللہ نے اپنا کوئی حکم نہ بدلا نہ ساقط العمل اور موقوف قرار دیا۔ یہ کام مجتہدین اور قاضیوں اور حکمرانوں اور دنیا کے مقننّین کا ہے کہ جب انہیں اپنے حکم میں غلطی یا خامی کا پتہ لگے تو اس کو ساقط کریں یا اُس کی اصلاح کریں یا نیا حکم جاری کریں۔ قرآن نے بار بار یہ تو کہاہے کہ میں سابقہ تمام کتابوں کی، جوکچھ تمہارے پاس موجود ہے اس کی تصدیق کرتاہوں۔ لیکن یہ کہیں نہیں کہاکہ میں سابقہ تمام تعلیمات یا بعض تعلیمات کو ساقط و باطل و موقوف وممنوع قراردیتا ہوں۔ علامہ لوگ مانیں یا نہ مانیں اور سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر ہر زمانہ میں اور آج بھی تمام سابقہ تعلیمات پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔ البتہ اجتہادی احکام ہرزمانہ میں باطل تھے۔ اُن پر عمل حرام تھا۔ اُن کی مذمت، اُن کی ممانعت بار بار اور جگہ جگہ ہوئی ہے۔ لیکن کوئی الہامی یا وحی کا حکم نہ بدلا نہ ممنوع ہوا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اسلامی مجتہدین نے قرآن کے کئی ایک احکام کو ممنوع قرار دیا ہے۔ مثلاً آل رسولؐ کے لئے خمس ممنوع کردیا۔ مولفۃ القلوب کا حق ہضم کرلیا وغیرہ وغیرہ۔

اور ہم کہتے ہیں کہ سارا قرآن منسوخ ہے یعنی لوح محفوظ سے نقل ہوکر تحریر میں آیاہے۔ اور یہ کہ کسی آدمی پر ہر حکم ہروقت واجب نہیں مگر لکھا ہوا یعنی منسوخ موجود ہے۔ مثلاً لکھی ہوئی یا منسوخی حیثیت سے ہربالغ مسلمان پر دین کے تمام احکام، حج، زکوٰۃ، روزہ، نماز وغیرہ وغیرہ واجب ہیں۔ مگر وہ تمام لکھے ہوئے پڑے رہیں گے۔ جس حکم کی شرطیں پوری ہوتی جائیں گی عمل اُس پر کرے گا۔ اورخواہ بیس احکام کی شرطیں پوری ہوں تب بھی ایک وقت میں وہ ایک حکم پر عمل کرے گا۔ باقی تمام منسوخ (لکھے ہوئے) پڑے رہیں گے۔ مکہ والی حالت پیدا ہو تو وہ تمام احکام قابل عمل ہوں گے۔ یہ ایک احمقانہ تصور ہے جو احمقوں نے نہیں بلکہ علاماؤں، دانش وروں اور مجتہدین نے پھیلایا ہے۔ صبح کی نماز پڑھ لی اب وہ کل صبح تک منسوخ ہے۔ حج کرلیا ساری عمر کے لئے منسوخ ہے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ اس آیت (۲/۱۰۶)میں لفظ آیت سے معجزہ مراد لینے سے کون سا لفظ مانع ہے۔ اوروہ کون سالفظ ہے جو یہ جبر کرتاہے کہ ہم وہاں لفظ آیت سے قرآن کے جملے مراد لیں؟ معجزہ مراد لینے پر لفظ نُنۡسِهَا زور دیتاہے۔ اس لئے کہ کسی قرآنی جملہ کوجو تمام حاضرین نے سن لیاتھا۔سب کے دماغوں اور یاداشتوں اورحافظوں سے بیک وقت بھلا دینا خلاف فطرت و ناممکن ہے جب تک سب کے دماغوں کو معطل نہ کردیا جائے۔ اور اللہ پر ایسی کوئی مجبوری غالب نہیں آسکتی کہ وہ یہ غیرضروری عمل کرے۔ اور اللہ اتنی غلط اور قابل شرم بات نہیں کہہ سکتا کہ اسے چھپانے کے لئے یہ غلط اقدام کرے بہرحال جس کا دل نہ چاہتا ہو نہ مانے ہمارا کام بتانا، سمجھانا اور قرآن سے دلیل لانا ہے۔ البتہ معجزات بتدریج فراموش ہوتے رہے ہیں۔ بتدریج لوگ قرآن کی سورتیں بھول جاتے ہیں مگر سب بیک وقت یک لخت بھول جائیں اس کے لئے کوئی مادی اور قابل فہم دلیل ہرگز نہیں لائی جاسکتی رہ گیا مجتہدانہ قیاس وہ حرام وباطل ہے۔

(۸۰) آیات (۲/۱۰۸،۱۰۹) یہود و نصاریٰ اور دانشورانِ قریش کا طرز عمل اور مقصد۔

سابقہ آیات (۲/۱۰۶۔۱۰۷) میں قومی مومنین سے خطاب شروع ہوا تھا اور مسلسل وہی گروہ مخاطب ہے انہوں نے ناسخ ومنسوخ کا عقیدہ دانشورانِ یہود سے لے کر رسولؐ اللہ کو اس پر جمانا چاہا لیکن انہیں منہ توڑ جواب اور چکر دے دیا گیا۔ آیات زیر نظر (۲/۱۰۸۔۱۰۹)میں یہ واضح کردیا کہ مسلمانوں میں یہ قومی مومنین یہود کے زیر تربیت ہیں وہاں سے سوالات اور مطالبات سیکھتے ہیں اور مسلمانوں میں دن رات رہ کر عوام ہی کو نہیں خود رسولؐ کو بھی یہودی اجتہاد پر متفق کرلیناچاہتے

وَ مَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿۱۰۸﴾

اور جو کوئی بدل ڈالے کفر کو بدلے ایمان کے پس تحقیق گمراہ ہوا راہ سیدھی سے

وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ

دوست رکھتے ہیں بہت اہل کتاب میں سے کاش کہ پھیر دیویں تم کو پیچھے

اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا

ایمان تمہارے کے کافر حسد سے پاس جی اپنے کے سے پیچھے اس کے کہ

تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَ اصۡفَحُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ

ظاہر ہوا واسطے ان کے حق پس معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ لاوے اللہ

بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا

حکم اپنا تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور قائم رکھو نماز کو اور دو

الزَّكٰوةَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ

زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیجو واسطے جانوں اپنی کے بھلائی سے پاؤ گے اس کو نزدیک

سے وہی سوالات و مباحثہ کرو جو پہلے موسیٰؑ سے کئے جاتے رہے اور جو کوئی ایمان لانے کے بدلے حق پوشی اختیار کرے گا وہ متوازن طرز زندگی سے گمراہ ہوجائے گا (۱۰۹) اہل کتاب کی کثرت ، باوجودیکہ حقیقت اُن پر منکشف ہو چکی اپنے ذاتی حسد کی بنا پر یہ چاہتی ہے کہ تمھیں مومن بن جانے کے بعد بھی واپس کرکے حق پوشوں میں شامل کرلے چنانچہ فی الحال چشم پوشی اور کشادہ دلی کا احساس دلاتے رہو جب تک اللہ اپنا فیصلہ نافذ کرے یقیناً اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے(۱۱۰) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو بھلائیاں تم آگے بھیجو

ہیں۔ سوالات میں بدکلامی اور توہین آمیز سلوک کرتے تھے۔ اب یہ بتایا جارہا ہے کہ قومی مومنین یہودیوں کی اتباع میں آنحضرتؐ سے وہی مطالبات و سوالات کررہے تھے۔ جو حضرت موسیٰؑ سے کئے جاچکے تھے۔ اور دانشورانِ قریش کا مقصد یہ تھا کہ جس طرح بھی ہوسکے یہود و نصاریٰ کی مدد سے حقیقی مومنین کو بھی کافرانہ عقائد و نظریات سکھا کر اپنے ساتھ ملالیں۔ اس صورت حال کا علاج یہ بتایا گیا کہ فی الحال نرم پالیسی جاری رکھو اور زیادہ روک ٹوک نہ کرکے قومی مومنین کو مطمئن کردو۔ ہم اس آیت (۲/۱۰۹) کو علامہ کی توضیحات کے ساتھ (سورہ فاتحہ کی تشریحات ۱۷-الف) لکھ چکے ہیں۔ اور یہ بتاچکے ہیں کہ جو معافی قومی لیڈروں کو ملی تھی وہی معافی یہود و نصاریٰ ایسے دشمنان اسلام کو بھی ملی تھی۔ لہٰذا الفاظ (عَفَا ، عَفَوۡا ، فَاعۡفُ، فَاعۡفُوۡا) سے کسی صحابی کا قصور بخش دیا جانا ہرگز مراد نہیں لیا جاسکتا۔ ان الفاظ کے وہی معنی اور مفاہیم ہیں جو علامہ نے لکھے ہیں۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۰۲) ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ یہود و نصاریٰ کے لیڈروں کو بھی بخش دیا گیا تھا باوجودیکہ نہ وہ ایمان لائے تھے، نہ اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے اندر داخلی تخریب بند کی تھی۔ اور ان آیات (۲/۱۰۸-۱۰۹) میں یہ بھی واضح کردیا گیا ہے کہ قومی مومنین ایمان لانے کی آڑ میں کفر پھیلانے میں مصروف تھے۔ اور متوازن راہ سے بھٹک کر اُس راہ پر گامزن تھے۔ جو دویاروں نے نافذ کردیا تھا (فرقان ۲۵/۲۷-۲۹) اور اُسی راہ پر باقی رہنے کے لئے آنحضرتؐ سے یہود و نصاریٰ کے ایجاد کردہ سوالات کا سلسلہ شروع کیا تھا جسے علامہ بھی پسند نہیں کرتے اور مانتے ہیں کہ یہ لوگ منافق نہیں بلکہ مسلمان تھے۔ سنئے :"اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو متنبہ فرما رہا ہے کہ اس معاملہ میں یہودیوں کی روش اختیار کرنے سے بچو۔ اسی چیز پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مسلمانوں کو بار بار متنبہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ قیل وقال سے اور بال کی کھال نکالنے سے پچھلی اُمتیں تباہ ہوچکی ہیں، تم اس سے پرہیز کرو۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۰۲ حاشیہ ۱۱۰)

قارئین یہ دیکھ چکے ہیں کہ وہ لوگ یہی رسولؐ کی قوم کے مومنین تھے۔ جن سے کہا گیا تھا کہ تم لوگ یہود و نصاریٰ اور ایرانیوں اور رومیوں کی پیروی کروگے۔ اگر ان اقوام میں سے کوئی "گوہ" کے سوراخ میں گھسا ہوگا تو تم بھی گھسو گے" (بخاری شریف) بہرحال اُن قومی مومنین کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے چلیں۔

اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ قَالُوۡا

اللہ کے تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور کہا انہوں نے

لَنۡ یَّدۡخُلَ الۡجَنَّۃَ اِلَّا مَنۡ کَانَ ہُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی ؕ

ہرگز نہ داخل ہو گا بہشت میں مگر جو کوئی ہووے گا یہودی یا عیسائی

تِلۡکَ اَمَانِیُّہُمۡ ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰی ٭ مَنۡ

یہ ہیں آرزوئیں ان کی کہہ لاؤ دلیل اپنی اگر ہو تم سچے بلکہ جو شخص کہ

اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ

سونپ دے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ ہو نیکی کرنے والا پس واسطے اس کے ثواب اس کا

عِنۡدَ رَبِّہٖ ۪ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

۱۳ ع ۱۳

نزدیک پروردگار اس کے کے اور نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

وَ قَالَتِ الۡیَہُوۡدُ لَیۡسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیۡءٍ ۪ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی

اور کہا یہود نے نہیں نصاریٰ اوپر کسی چیز کے اور کہا نصاریٰ نے

گے اُنہیں اللہ کے پاس موجود پاؤ گے یقیناً تم جو کچھ بھی کرتے ہو وہ اللہ کی نظر میں رہتا ہے (۱۱۱) اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنت میں تو یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ کوئی نہیں جا سکتا وہ اُن کی تمنائیں ہیں۔ اُن سے کہو کہ اپنی دلیل بھی پیش کرو اگر تم اس اجارہ داری میں سچے ہو (۱۱۲) حقیقت یہ ہے کہ جنت میں ہر وہ شخص جائے گا جو اپنی تمام توجہات اللہ کے لئے مخصوص کر دے اور احسان پیشہ بن جائے پس اُس کا اجر اُس کے پروردگار پر لازم ہے اور ایسے لوگوں کے لئے خوف و رنج بالکل نہیں ہے (۱۱۳) یہودیوں کا کہنا یہ ہے کہ عیسائی لوگ کسی حقیقی بنیاد پر نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ

(۸۱) ایک کتاب پر دو مذاہب (۲/۱۱۳) یا بہتر (۷۲) مذاہب کی حقیقت۔ اس آیہ مبارکہ (۲/۱۱۳) میں پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہر مذہب و مسلک کے لوگ اپنے علاوہ باقی تمام مذاہب کے لوگوں کو باطل پرست کہتے چلے آئے ہیں۔ حتّٰی کہ اہل عرب بھی صرف خود کو حق پر سمجھتے تھے اور باقی تمام اقوام و مذاہب کو گمراہ قرار دیتے تھے۔ حالانکہ اسلام میں اُن تمام لوگوں کو قابل نجات قرار دیا گیا ہے جو بنیادی عقائد کے ماتحت دنیا میں نوع انسان کی اصلاح و ترقی و بہبود کے کاموں میں اس لئے مصروف رہیں کہ ایک روز انہیں اللہ کے حضور میں اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا (بقرہ ۲/۱۱۲ اور ۲/۶۲) قرآن کریم نے اس پہلو پر بہت زور دیا ہے اور عوام الناس کو اُن کی عقل و فہم اور استطاعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں دی ہے (۲/۲۸۶، ۷/۶۵) البتہ ہر مذہب کے علما اور دانشوروں کی خیریت نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک ہی کتاب کو مانتے ہوئے ایک دوسرے کو باطل پرست قرار دینے میں یہود و نصاریٰ کی حالت مسلمانوں سے مختلف تھی۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر دیا تھا۔ اور یہ انکار اس لئے کیا گیا کہ اُن کے علما نے اپنے اجتہادی مسائل میں حضرت عیسیٰؑ کی گنجائش ختم کر دی تھی۔ لہٰذا یہودی دانشور اور علما اس انکار کے ذمہ دار ٹھہرتے ہیں اور اُن کو جہنم میں جانا ہو گا۔ پھر عیسائیوں نے توریت و زبور اور سابقہ تمام انبیاءؑ پر ایمان رکھا لہٰذا وہ مومن و مسلم قرار پائے۔ مگر اُن کے علما اور دانشوروں نے بھی اجتہادی مسائل گھڑے اور یہودی علما کے ساتھ یہودی عوام کو بھی جہنمی قرار دے دیا۔ حالانکہ بھولے بھالے عوام کو بہکانا اور حق سے باطل کی طرف لے جانا ممکن تھا۔ لہٰذا عیسائی علما بھی جہنمی قرار پائے لیکن اللہ نے وعدہ فرمایا کہ وہ یہود و نصاریٰ کے پیدا کردہ اجتہادی اختلافات کو واضح کر کے قیامت میں فیصلہ کرے گا۔ یقیناً دونوں طرف کے عوام کو بخش دیا جائے گا۔ مسلمانوں کی حالت یہود و نصاریٰ سے قطعاً مختلف ہے۔ یہ لوگ اللہ پر، قیامت پر، تمام انبیاؑ اور تمام انبیاؑ کی کتابوں پر ایمان لائے اور دعویٰ کیا کہ قرآن کریم میں جو کچھ ہے وہ اُن تمام تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں۔ یعنی اُن کا خدا ایک ہے، رسولؐ ایک ہے، کتاب ایک ہے، قبلہ ایک ہے۔ وہ سب نماز، روزہ، حج و زکاۃ

لَيۡسَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى شَىۡءٍ ۖ وَّهُمۡ يَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ

نہیں یہودی اوپر کسی چیز کے اور وہ پڑھتے ہیں کتاب اسی طرح کہا ان لوگوں نے

لَا يَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡ ۚ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ

جو نہیں جانتے مانند بات ان کی کے پس اللہ حکم کرے گا درمیان ان کے دن

الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَنۡ اَظۡلَمُ

قیامت کے بیچ اس چیز کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے اور کون ہے بہت ظالم

مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنۡ يُّذۡكَرَ فِيۡهَا

اس شخص سے کہ منع کرتا ہے مسجدوں اللہ کی کو یہ کہ ذکر کیا جاوے بیچ ان کے

اسۡمُهٗ وَ سَعٰى فِىۡ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ

نام اس کا اور سعی کرتا ہے بیچ ویران کرنے ان کے کے یہ لوگ نہیں لائق تھا

یہودیوں کا دینی نظام بے بنیاد ہے۔ حالانکہ وہ دونوں توریت کی تعلیم پر اپنے اپنے مذاہب کی بنیاد رکھتے ہیں اور اُسی طرح کا عقیدہ اُن لوگوں کا ہے جو اہل کتاب والے دلائل سے ناواقف ہیں۔ بہرحال اُن تینوں مذاہب میں جو اختلافات ہیں اُن کا فیصلہ قیامت کے روز اللہ ہی کرے گا (۱۱۴) اور ایسے لوگوں سے زیادہ غلط کارو ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اُس کی عبادت سے منع کریں اور مسجدوں کو ویران کرنے میں کوشاں رہیں حالانکہ اُن پر لازم ہے

وغیرہ عبادات کے قائل اور اُن پر عامل ہیں اس کے باوجود اُن میں رسولؐ کی پیشنگوئی کے مطابق بہتر ۷۲ مختلف مذاہب اور اختلافات کے مطابق سینکڑوں فرقے وجود میں آئے پندرہ سولہ کے قریب آج بھی باقی ہیں۔ اور اس کا سبب بھی اجتہاد اور اجتہادی مسائل ہیں۔ لہٰذا اُن میں بھی عوام الناس یعنی مقلدین کے لئے بخشش کی امید ہے مگر مجتہدین اور اُمت کو انتشار و افتراق سے دوچار کرنے والوں کی خیریت نہیں ہے۔ یہاں یہ بھی سمجھ لیں کہ مسلمانوں میں ایک ہی ایسا مذہب یا فرقہ یا مکتب فکر ہے جس کے یہاں ہر قسم کا اجتہاد حرام ہے۔ یعنی اجتہاد سے اخذ کیا ہوا صحیح فیصلہ بھی باطل و حرام ہے اور ایسا قاضی یا مجتہد گناہ گار ہے۔ اور وہی ایک فرقہ ایسا ہے جو رسولؐ اللہ کے بعد قیامت تک ایک معصومؑ کی قیادت کا قائل ہے اور اسی قیادت کے پہلے فرد حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل ماننا واجب قرار دیتا ہے۔ باقی تمام فرقے اجتہاد و خاطی قیادت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اس فرقے کے دشمن رہے ہیں اور اُسے ہمیشہ قتل و غارت کا نشانہ بنائے رکھا ہے لیکن اس فرقے نے لاکھوں جانوں کی قربانیاں دیں تیرہ سو سال تک ہر ممکن اذیت اور تکلیف اٹھائی مگر اپنے عقائد سے توبہ نہیں کی بلکہ لاکھوں انسانوں کو مخالفین میں سے اپنا ہم خیال وہم مذہب اور فدا کار بناتا چلا آرہا ہے۔ اور اگر زبان وقلم وضمیر کی آزادی مل جائے تو ساری دنیا کو حقیقی اسلام سے وابستہ کرنے میں اُسے پانچ سال نہ لگیں۔

(۸۲) تمام مذاہب اور تمام عبادتیں اور تمام عبادت گاہیں اسلام میں محترم ہیں۔ اگلی آیت (۲/۱۱۴) بتاتی ہے کہ اسلام میں مندرہوں یا گرجاہوں، بدھ مذہب کی عبادت گاہیں ہوں، یا یہودیوں کی عبادت گاہیں ہوں، اُن سب کی عبادتیں اللہ و رسولؐ اور قرآن کے یہاں قابل احترام ہیں۔ اللہ نے اُن تمام عبادت گاہوں کو مسجدیں فرمایا ہے اور اُن تمام قسم کی عبادتوں کو اپنا ذکر قرار دیا ہے۔ اور اُن لوگوں کو جہنمی اور عذاب عظیم کا مستحق ٹھہرایا ہے جو اُن تمام قسم کی مساجد کو یا اُن میں سے کسی ایک مسجد کو اُجاڑنے کی کوشش کریں۔ یا کسی انسان کو اس کی دینی عبادت سے منع کریں۔ ہمارے علامہ بھی اتفاق سے متفق ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

۸۲ ''اصل میں صَوَامِعُ اور بِيَعٌ اور صَلَوَاتٌ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ صومعہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں راہب اور سنیاسی تارک الدنیا فقیر رہتے ہوں۔ بیعہ کا لفظ عربی زبان میں عیسائیوں کی عبادت گاہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ صلوات سے مراد یہودیوں کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ یہودیوں کے یہاں اس کا نام صلوتا تھا جو آرامی زبان کا لفظ ہے۔ بعید نہیں کہ انگریزی لفظ

(Salute) اور (Salutation) اسی سے نکل کر لاطینی میں اور پھر انگریزی میں پہنچاہو۔" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۲۳۳)
قارئین یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ علامہ نے لفظ سنیاسی اور تارک الدنیا لکھ کر یہ مان لیا کہ آیت زیر نظر (۲/۱۱۴) میں ہندوؤں کی اور بدھ مذہب کی عبادتیں اور عبادت گاہیں بھی ذکرخداوندی اور اللہ کی مساجد میں داخل ہیں۔ اب ایک بات اورسن لیں تو دو لفظ قومی مسلمانوں کے کردار وعمل پر ٹھیک سے موزوں ہوجائیں گے علامہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:
۸۳۔"یعنی یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اُس نے کسی ایک گروہ یا قوم کو دائمی اقتدار کا پٹہ لکھ کر نہیں دے دیا، بلکہ وہ وقتاً فوقتاً دنیا میں ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے دفع کرتا رہتاہے۔ ورنہ اگر ایک ہی گروہ کو کہیں پٹہ مل گیا ہوتا تو قلعے اورقصر اور ایوان سیاست وصنعت وتجارت کے مرکز ہی تباہ نہ کر دیئے جاتے بلکہ عبادت گاہیں تک دست درازیوں سے نہ بچتیں سورۂ بقر میں اس مضمون کویوں ادا کیا گیاہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ ٱللَّهِ ٱلنَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ ٱلْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿۲۵۱﴾ البقرۃ

" اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے دفع نہ کرتا رہتا تو زمین میں فساد مچ جاتا۔ مگر اللہ دنیا والوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ " (تفہیم القرآن جلد۳ صفحہ ۲۳۳، آیت ۲۵۱)

(۸۲۔الف) علامہ کو خواہ مخواہ قرآن کے الفاظ کا ترجمہ ضروربدلنا ہے؟

علامہ حضور کا مندرجہ بالا اقتدار کے پٹہ والا اقتباس لکھتے ہوئے خیال آیا کہ ذرا علامہ کی محوّلہ آیت (بقر ۲/۲۵۱) کا ترجمہ اور ریمارکس بھی دیکھ لوں تاکہ علامہ کے بیان کی تصدیق مزید ہوجائے۔ چنانچہ تصدیق تو تقریباً ہوگئی مگر ترجمہ میں فری اسٹائل اور آزاد روی کی ایک اور مثال سامنے آگئی لہٰذا اُسی آیت (۲/۲۵۱) کا یہ ترجمہ بھی دیکھتے ہی چلیں۔ لکھاہے کہ :
" اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعہ ہٹاتا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے (کہ وہ اس طرح دفع فساد کا انتظام کرتا رہتاہے)۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۹۱)
اس مختلف ترجمہ پر ریمارکس بھی مختلف انداز میں سن لیں تو بات کریں:
۲۷۴۔"یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کا انتظام برقراررکھنے کے لئے یہ ضابطہ بنا رکھاہے کہ وہ انسانوں کے مختلف گروہوں کو ایک حد خاص تک تو زمین میں غلبہ و طاقت حاصل کرنے دیتاہے، مگر جب کوئی گروہ حد سے بڑھنے لگتاہے، تو کسی دوسرے گروہ کے ذریعہ سے وہ اس کا زور توڑ دیتا ہے۔ اگر کہیں ایسا ہوتا کہ ایک قوم اور ایک پارٹی ہی کا اقتدار زمین میں ہمیشہ قائم رکھا جاتا اور اس کی قہرمانی لازوال ہوتی تو یقیناً ملک خدا میں فساد عظیم برپا ہوجاتا۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۹۱۔۱۹۲)

(۸۲۔ب) قومی مسلمانوں کا غلبہ اور اقتدار اورفسادفی الارض میں ان کا حصہ؟

اب ہم علامہ کی تائیدات و تصدیقات اور قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں پہلے تو یہ عرض کریں کہ اللہ نے مذکورہ بالا ضابطہ کی روسے قومی مومنین کو اُن کی سازش میں کامیاب ہونے دیا اور ساری دنیا کو یہ دکھا دیا کہ اُن کا تصور حکومت باطل تھا۔ اس لئے کہ ایک صدی ختم ہونے سے چالیس سال پہلے ہی اُنہوں نے خاندان رسولؐ اور دیگر مومنین کا قتل عام کیا۔ اُن کی نمازوں کو باطل قرار دیا۔مسجد نبوی اور دنیا کے سب سے بڑے عبادت کے مرکز کی توہین کی، آگ لگائی اور اس طرح خود اپنی عبادت گاہوں کو ویران کرکے لعنتی اور عذاب عظیم کے مستحق بنے۔ پھر اُسی قسم کے قتل عام جاری رکھے اور قرآنی پیشنگوئی (بقرہ ۲۰۵/ ۲) کے مطابق نسل انسانی اور سرسبز کھیت تباہ وبربادکرکے زمین کو فساد سے لبریز کردیا۔ اور اقوام عالم کی عبادت گاہوں کے مسمار اور برباد کرنے کا سلسلہ صدیوں تک جاری رکھا۔ پھر اُسی خدائی ضابطہ کی رو سے وہ تمام تحریکیں اور بغاوتیں حق بجانب اور منجانب اللہ ٹھہریں جو قومی مومنین کی حکومت کے خلاف برپا ہوئیں اور رفتہ رفتہ اُن کا زور توڑا اور بتدریج اُسے تباہ وبرباد کیا تاکہ زمین سے فساد کی جڑ اُکھڑ جائے چنانچہ اُن کی قوت و اقتدارختم ہونے کے بعد وہ مظالم دنیا سے رخصت ہوگئے اور آج تو چوروں،ڈاکوؤں ، دہشت پسندوں اور غداروں کے ساتھ بھی نہایت شاندار (A Class , B Class) اور منصفانہ سلوک کیا جا رہا ہے۔ خود مسلمان قاتلوں اور غداروں اور قومی لٹیروں کو پوری آزادی سے اپنے جرائم سے بریت کا موقع دے رہے ہیں۔ ملک کے عظیم الشان کاموں کو

لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ

واسطے ان کے یہ کہ داخل ہوں اس میں مگر ڈرتے ہوئے واسطے ان کے ہے

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ وَ لِلّٰهِ

بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے

الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ

مشرق اور مغرب پس جدھر کو منہ کرو پس وہیں ہے منہ اللہ کا تحقیق اللہ تعالیٰ سمائی والا

عَلِيْمٌ ۝ وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ

جاننے والا ہے اور کہا انہوں نے پکڑی اللہ تعالیٰ نے اولاد پاکی ہے اس کو بلکہ

لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ

واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے ہر ایک واسطے اس کے

کہ وہ مسجدوں میں داخلہ کے وقت اللہ کا خوف دل میں رکھیں۔ اُن کے لئے دنیا میں ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بزرگ عذاب ہے (۱۱۵) اور مشرق و مغرب کی طرف مرکز ولایت مقرر کرنا اللہ ہی کے لئے ہے چنانچہ عبادت میں تم جدھر چاہو مرکز ولایت برقرار رکھو اُدھر ہی اللہ کی توجہ پاؤ گے حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اپنی علمی وسعتوں کا مظاہرہ کیا ہے (۱۱۶) اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ نے اپنی اولاد بھی مقرر کی ہے حالانکہ اللہ ایسی باتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے اور آسمانوں اور زمین کی تمام

موٴخر کررہے ہیں انتخاب اور جمہوری حکومت کے قیام میں تاخیر کررہے ہیں تاکہ مجرمین بے انصافی اور زیادتی کا الزام عائد نہ کرسکیں بہرحال اُس حکومت کے مذہب میں ہزاروں گرجوں اور مندروں کو مسمار کرنا جائز تھا۔ اور یہ سب اجتہاد کی وجہ سے تھا۔ قرآن کی وجہ سے نہیں۔ وہ قومی دانشوروں کا اپنا گھڑا ہوا قومی اسلام تھا۔ ہم اُن لوگوں کو پہچانتے ہیں جنہیں ہماری ان تعبیرات میں شعلے نظر آئیں گے۔ انہیں اپنے خودساختہ مذہب کا محل جلتا ہوا دکھائی دے گا۔ لیکن ہم کیا کریں ہم تو لفظ بلفظ اور نہایت مختصر طور پر قرآن کی آیات، اور ہر جگہ پاکستان کے سب سے بڑے علامہ اور اسلامی ممالک میں سب زیادہ پسندیدہ عالم کے بیانات وتصدیقات بھی لکھتے جاتے ہیں۔ جس عالم کو اسلامی حکومتوں سے لاکھوں روپے کی مدد اور چیک (Cheque) وصول ہوتے رہتے ہوں کیا مسلمان اُن کی بات بھی ماننے کو تیار نہ ہوں گے۔ اور آخری بات یہ دیکھ لیں کہ اللہ نے تو آیت (۲/۲۵۱) میں ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فرمایا ہے مگر علامہ نے دونوں ترجموں میں عالمین کو دنیا (ارض) بنا دیا ہے یہ وجہ ہے لاکھوں روپیہ ملتے رہنے کی۔ اگر علما نے قرآن کے بدلے میں ثَمَنًا قَلِيْلًا (بقرہ ۲/۷۹) دنیا کی حقیر رقوم قبول کرکے قرآن میں تحریف نہ کی ہوتی تو آج اُمت مسلمہ یوں ساری دنیا کی اقوام کے سامنے محتاج نہ ہوتی بلکہ ایک محبوب و راہنما اُمت ہوتی۔ اور ساری دنیا اُس کے ہاتھوں کی طرف دیکھتی۔

(۸۲۔ج) مسلمانوں پر لازم تھا کہ بڑے پیار اور مدارات سے تمام اقوام کو اسلامی عبادت پر لاتے۔

مسلمانوں کو تمام تعلیمات کی طرح عبادات بھی ایسی سکھائی تھیں کہ جن میں تمام سابقہ عبادت کے طریقے جمع ہوگئے تھے اُنہیں چاہئے تھا کہ عبادت پر کسی سے نہ لڑتے جو جدھر منہ کرتا تھا، جس طرح عبادت کرتا تھا، کرنے دیتے نہایت پیار و مدارات و موقع و محل کے ساتھ اُنہیں اپنی عبادت کی ہمہ گیری بتاتے اپنی قربتِ خداوندی دکھاتے اور مقبول شدہ عبادت کے فوائد عملاً سامنے رکھتے۔ اذان کے وقت گھنٹہ بجانے پر نہ لڑتے اور نمونہ کے لئے قبلہ کے خلاف سمت میں نماز پڑھ کر مقبولیت دکھاتے (۲/۱۱۵) اور کہتے کہ حقیقتاً اللہ ہر جگہ اور ہر طرف ہے۔ مگر نظام اور انتظام کی بنا پر کعبہ کو مرکز بنایا گیا پھر کعبہ کا کوئی معجزہ دکھاتے اور لوگوں کو اُن کے پست مقام سے بلند کرتے مگر افسوس کہ وہ تو محض قومی مومنین تھے یعنی اپنے قومی منصوبوں پر ایمان لائے تھے۔ اللہ سے اُن کا کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ معجزات وکرامات کے اس لئے منکر تھے۔ کہ اُن کے دامن انعامات خداوندی سے خالی تھے۔ اُنہوں نے اسلام نہیں بلکہ ایک فوجی مارشل نظام قائم کیا تھا۔ وہاں تقرب خداوندی

مخلوق اُس کے سامنے عاجز و طلبگار ہے (۱۱۷) وہ آسمانوں اور زمین کا حقیقی موجد ہے اور جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے (۱۱۸) اور غیر اہل کتاب نے کہا کہ بھلا ہمارے ساتھ اللہ بات کیوں نہیں کرلیتا یا ہمارے پاس ایک ہی آیت کیوں نہیں بھیج دیتا ؟ اُسی طرح ان سے قبل والوں نے ان ہی کی مانند باتیں کی تھیں۔ اُن کے اور ان کے قلب و ذہن یکسانی اختیار کرگئے ہیں۔ یقیناً ہم نے تو صاحبان یقین کیلئے جوابی آیات بیان کردی ہیں۔ (۱۱۹) بالتحقیق ہم نے آپ کو حقائق کے ساتھ بشیر اور نذیر کی حیثیت سے

قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰۤى

فرمانبردار ہیں پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا اور جب مقرر کرتا ہے

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾

کچھ کام پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے واسطے اس کے ہو پس ہو جاتا ہے

وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَاۤ

اور کہاان لوگوں نے جو نہیں جانتے کیوں نہیں کلام کرتا ہم سے اللہ یاکیوں نہیں آتی

اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ

ہمارے پاس نشانی اسی طرح کہا تھاان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے مانند بات ان کی کے

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

یکساں ہوئے دل ان کے تحقیق بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ

يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ

یقین لاتے ہیں تحقیق بھیجاہم نے تجھ کو ساتھ حق کے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا

کی جگہ تلوار اورلوٹ کا مال تھا۔ ڈنڈا دکھاکر حکم منواتے رہے۔ جب ڈنڈا چھن گیا تو کاسۂ گدائی اٹھالیا۔ کاش وہ کم از کم علامہ کی طرح وسیع القلب ہوتے اور علامہ کی طرح اُنہوں نے بھی یہ مانا ہوتا کہ:(آیت(۲/۱۱۵) کی تشریح میں کہا) ۱۱۵ "یعنی اللہ نہ شرقی ہے، نہ غربی۔ وہ تمام سمتوں اورمقاموں کا مالک ہے، مگرخود کسی سمت یا مقام میں مقید نہیں ہے ۔ لہٰذا اس کی عبادت کے لئے کسی سمت یا کسی مقام کو مقرر کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ وہاں یا اس طرف رہتاہے۔ ۱۱۶ یعنی اللہ تعالیٰ محدود، تنگ نظر، تنگ دل اور تنگ دست نہیں ہے، جیساکہ تم لوگوں نے اپنے اُوپر قیاس کرکے اُسے سمجھ رکھا ہے ، بلکہ اس کی خدائی بھی وسیع ہے اور اس کا زاویۂ نظر اور دائرہ فیض بھی وسیع ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۱۰۵)

(۸۳)دانشورانِ یہود وقریش کے قلب و ذہن اور اجتہادی مہارت میں یکسانی اورہم آہنگی۔

اللہ نے دانشورانِ قریش کو آخر یہ سند دے دی کہ اب وہ یہود و نصاریٰ ہی نہیں بلکہ سابقہ تمام اقوام کے دانشوروں کی ذہنیت اوربصیرت سے ہم آہنگ و (تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۲/۱۱۸) ہم زبان ہوچکے ہیں۔ اور اب کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو وہ جانتے تھے اوریہ قریشی دانشور نہ جانتے ہوں۔ اب یہ اُن ہی کے لب ولہجہ میں اعتراض وسوالات کرتے ہیں۔ (مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۲/۱۱۸)اور اسی حالت کو دیکھ کر رسولؐ نے فرمایا تھاکہ تم یہود و نصاریٰ اور اہل روم و فارس کی سو فیصد اتباع کروگے۔ (بخاری)

(۸۳۔الف) اَلَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲/۱۱۸) جاہل لوگ نہیں بلکہ دانشوران قریش تھے۔

یہ نوٹ کرلیں کہ یہاں سے آگے جہاں جہاں قرآن میں" اَلَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ "کا جملہ آئے گا ہم اُس کا ترجمہ "وہ لوگ جو علم کتاب نہیں رکھتے" یا " قریشی دانشور" کریں گے اور ہماری دلیل سابقہ آیت (۲/۱۱۳) میں موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ:

(كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۲/۱۱۳)

علامہ کاترجمہ:"اسی قسم کے دعوے اُن لوگوں کے بھی ہیں، جن کے پاس کتاب کا علم نہیں ہے۔(یعنی مشرکین عرب)" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۰۴حاشیہ نمبر ۱۱۳) البتہ قرآن کے الفاظ کی رعایت کے ماتحت اس میں اُن یہودی ونصرانی اور قریشی

ارسال کیا ہے۔اور آپؐ سے جہنمی صحابہ کے لئے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ (۱۲۰) اور طے کرلو کہ یہود و نصاریٰ تم سے تب تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم اُن کی خود ساختہ ملت کی پیروی نہ کر لوگے اُن کو بتا دو کہ ہدایت صرف اُسی کا نام ہے جو اللہ نے نازل کی ہے۔ اور اگر ہدایت و علم الٰہی مل جانے کے بعد تم اُن کی اتباع کر لو تو پھر تمہارے نظام کے لئے نہ کوئی حقیقی حاکم ہو سکے گا نہ نصرت کا تصور آگے بڑھے گا(۱۲۱) وہ لوگ ہیں حقیقی اہل کتاب جن کو حقیقتاً ہم نے کتاب دی تھی وہ اُسے حقیقی معنی کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں اور وہی اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔اور جو لوگ

وَّ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَ لَنْ تَرْضٰی

اور نہیں پوچھا جاوے گا تو رہنے والوں دوزخ کے سے اور ہر گز نہ راضی ہوں گے

عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ یہاں تک کہ پیروی کرے تو دین ان کے کی کہہ تحقیق

هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی ؕ وَ لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ

ہدایت اللہ کی وہی ہے ہدایت اور اگر پیروی کرے گا تو خواہشوں ان کی کی پیچھے

الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ

اس چیز سے کہ آئی تیرے پاس علم سے نہیں واسطے تیرے اللہ سے کوئی دوست

وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ

اور نہ کوئی مدد گار جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب پڑھتے ہیں اس کو حق

تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ

پڑھنے اس کے کا یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور جو کوئی کفر کرے

وقف منزل

عوام کو شامل کیا جاسکتا ہے۔ جو توریت و زبور و انجیل سے قطعاً لاعلم و بے بہرہ رہے ہوں۔ ہمیں ہر ہر آیت کی تعبیر و تفہیم لکھتے ہوئے یہ احساس رہے گا۔ کہ قرآنی الفاظ کے مفہوم و مراد و معانی کا رخ موڑنا لعنتی و جہنمی بناتا ہے۔ البتہ یہ جائز ہے کہ قرآن کی مراد تک پہنچانے کے لئے اردو جملوں کو طول دے دیا جائے اور مناسب و موزوں کئی الفاظ لائے جائیں۔

(۸۴) آیت (۲/۱۲۰) مجتہدانہ مذہب کا باطل ہونا اور خلافت الٰہیہ سے اس کا تضاد۔ یہ اسلامی مسلمات میں سے ہے کہ اسلام میں تمام سابقہ انبیاؑ اور کتابوں کی تعلیمات پر ایمان و عمل واجب ہے اور اللہ نے قرآن میں تمام انبیا علیہم السلام کی تعلیمات اور اتباع کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس آیت میں یہود و نصاریٰ کی مِلَّتْ پر عمل کرنے کی سختی سے اور دلیل کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ ممنوعہ مِلَّتْ حضرات موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی مِلَّتْ نہ تھی۔ ورنہ اس کی اتباع کا بھی اسی طرح حکم دیا جاتا جیسے ملت ابراہیمؑ کی اتباع کا حکم دیا گیا تھا (نساء ۴/۱۲۵، نحل ۱۶/۱۲۳) لہٰذا قرآن نے ثابت کیا کہ یہودی اور عیسائی راہنما جس مذہب پر عمل پیرا تھے وہ اُن کا اپنا ساختہ پرداختہ اجتہادی مذہب تھا۔ اُس کے اجتہادی مذہب ہونے کی دوسری قرآنی دلیل بھی اُسی آیت (۲/۱۲۰) میں موجود ہے یعنی جس مِلَّتْ کو یہود و نصاریٰ کی مِلَّة فرمایا ہے اُسی کو ''اُن کے أَهْوَآءَهُم فرمایا ہے۔ یعنی اگر تم اُن کی ملت کی پیروی کرلو تو یہودی راضی ہوجائیں لیکن تم اُن کی مِلَّة یا أَهْوَاء کی پیروی کرلو تو تمہارے لئے قیام ولایت و نصرت اسلام کی نفی ہوجائے۔ یعنی یہود و نصاریٰ کے اجتہادی مذہب یا ملت میں خلافت الٰہیہ کا تصور نہ تھا۔ ہر دانشور یا مجتہد خلیفہ خداوندی بن سکتا تھا۔ اس میں رسولؐ کو کوئی اختیار نہ تھا کہ وہ خود بحکم خدا بھی ''ولی امر'' یا حاکم یا خلیفہ مقرر کرسکے۔ اس آیت میں رسولؐ اللہ کو اسلام اور یہودی ملت اور یہود و قریش کے منصوبے کا فرق بتایا گیا ہے کہ اُس ملت ابلیسی میں ''ولی'' اور '' نصیر'' کا تصور ختم کردیا گیا ہے۔ (نساء ۴/۷۵)

(۸۵) آیت (۲/۱۲۱) حقیقی یہود و نصاریٰ جو وارثان توریت و انجیل تھے۔ یہاں جن یہود و نصاریٰ یا اہل کتاب کا ذکر ہوا ہے وہ قرآن کے ممدوح لوگ ہیں جو سابقہ انبیاؑ کی تعلیمات کو بلا اجتہاد لفظ بلفظ مانتے چلے آرہے تھے اور جن کا تذکرہ پہلے

بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا

ساتھ اس کے پس یہ لوگ وہ ہیں زیاں پانے والے اے بیٹو یعقوبؑ کے یاد کرو

نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

نعمت میری جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور یہ کہ بزرگی دی میں نے تم کو اوپر

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا

عالموں کے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے کچھ

وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ

اور نہ قبول کیا جاوے اس سے بدلہ اور نہ فائدہ دے گی اس کو شفاعت

وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ

اور نہ وہ مدد دیئے جاویں گے اور جس وقت آزمایا ابراہیمؑ کو رب اس کے نے

بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ

ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا ان کو کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھ کو

لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

واسطے لوگوں کے امام کہا اور اولاد میری سے کہا نہیں پہنچے گا عہد میرا ظالموں کو

ع ۱۴ / ۹ / ۱۴

اُس کتاب کے حقائق چھپائیں وہی نقصان میں رہنے والے ہیں (۱۲۲) اے یعقوبؑ کی نسل تم میری اُن نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہیں بطور انعام دی تھیں اور تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دے دی تھی (۱۲۳) اور تمہیں اُس دن کے لئے ذمہ دار پوزیشن اختیار کرنا لازم ہے۔ جس دن کوئی ذی حیات کسی دوسرے کو جزا نہ دے سکے گا۔ اور اس روز کسی کی سفارش مفید نہ ہو گی اور نہ کچھ لے دے کر چھٹکارا پانا ممکن ہو گا اور نہ کہیں سے مدد مل سکے گی (۱۲۴) اور جب ابراہیمؑ کے رب نے ابراہیمؑ کو کچھ کلمات کے سلسلے میں آزمایا اور وہ اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تب اللہ نے فرمایا کہ اب میں تمھیں تمام انسانوں پر امام بناتا ہوں ابراہیمؑ نے پوچھا کہ میری ذرّیت میں سے بھی امام بنانا ؟ اللہ نے فرمایا کہ میرا عہدِ امامت غلط کاروں سے تعلق نہیں

بھی تشریحات اور آیات میں ہوا ہے اور برابر ہوتا رہے گا۔ یہاں علامہ بھی فرماتے ہیں کہ:

(۸۶) نبوت و رسالت کے بعد حضرت ابراہیمؑ امامت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ قرآنی تعلیمات کی رُو سے حضرت ابراہیم علیہ السلام درجہ نبوت و رسالت پر فائز تھے۔ اس کے بعد اُن کا امتحان لیا گیا اور یہ امتحان بھی اُن ہی کلمات کے ماتحت لیا گیا۔ جن کے وسیلے سے حضرت آدمؑ نے دعا کی تھی اور جن کو ملائکہ اور حضرت آدمؑ کے سامنے مجسم کرکے امتحان کے لئے پیش کیا تھا۔ بہرحال امتحان میں کامیابی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درجہ امامت عطا کر دیا گیا۔ یہاں یہ سوال خود بخود اٹھتا ہے کہ: ”کیا درجہ امامت نبوت و رسالت سے بزرگ تر درجہ ہے؟ اور جواب خود اللہ کے اس عملدرآمد میں موجود ہے۔ اگر امامت، نبوت و رسالت سے افضل نہ ہوتی تو یقیناً حضرت ابراہیمؑ کی توہین تھی کہ اُنہیں اُس سادہ لوح اور بھولی بھالی بڑھیا کی طرح جس نے ایک سیشن جج کو پٹواری بنا دیا تھا یعنی، جس نے اپنے بیٹوں کے بری ہوجانے پر دعا دی تھی کہ اللہ تجھے جلدی پٹواری بنا دے۔ اور بڑھیا کی دعا پر مع جج سب ہنسنے لگے تھے۔ اورآیت میں یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درجہ امامت کو اپنی اولاد و نسل میں قائم کرانے کی تمنا کی تھی۔ اور جواب میں فرمایا گیا تھا کہ یہ عہدہ صرف اُن لوگوں کو ملے گا جو غلط کار یا ظالم نہ ہوں۔ یعنی جن سے غلطیاں سرزد نہ ہوسکیں۔ معلوم ہوا کہ امامت کے لئے عصمت لازم ہے۔ اور مقام عصمت انبیاؑ اور رسولوںؑ سے کم درجہ کے لوگوں کے لئے ہوتا ہی نہیں۔

(۸۶۔الف) آیت (۲/۱۲۴) درجہ امامت میں ظلم کے معنی اور آئمہ معصومین۔ ہم نے ظلم کے معنی غلطی اور ظالم کے معنی غلط کار لکھے ہیں جو اردو میں سب سے موزوں معنی ہیں بہرحال قارئین کے مزید اطمینان کے لئے قدیم ترین

عالم کی کتاب کا بیان پیش کرتے ہیں۔جناب علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ: ”علمائے لغت اوردوسرے کثیر علماکے نزدیک ظلم کے معنی کسی بھی چیز کو ایسی جگہ استعمال کرنا جہاں اس کا استعمال نہ ہونا چاہئے۔اس میں خواہ کسی شے میں کمی کردی جائے خواہ زیادتی کردی جائے یا کسی چیز کو اُس کے وقت سے پہلے کرنا یا بے جگہ کرنا سب خصوصیت سے داخل ہے“ (علامہ نے ۵۰۲ ھ میں وفات پائی تھی) سوچئے کہ معصومینؑ کے علاوہ کون ان شرائط پر پورا اتر سکتاہے؟

وَالظُّلْمَ عِنْدَ اَهْلِ اللُّغَةِ و كَثِيْرٌ مِنَ العلماء وَضْعُ الشَّيءِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِه المُخْتَصّ به امّا بِنُقْصَانٍ اَوْ بِزِيَادَةٍ وَامّا بِعُدُوْلٍ عَنْ وَقْتِهٖ اَوْ مَكَانِهٖ (مفردات راغب صفحہ ۳۱۸)

(۲) علامہ مودودی نے لکھاہے کہ: ۴۹؎ ”ظالم کا لفظ نہایت معنی خیز ہے۔ ”ظلم“ دراصل حق تلفی کو کہتے ہیں۔ ظالم وہ ہے۔ جو کسی کا حق تلف کرے ۔ جو شخص خداکی نافرمانی کرتاہے، وہ درحقیقت تین بڑے بنیادی حقوق تلف کرتاہے۔ اولاً خداکا حق، کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے۔ ثانیاً ان تمام چیزوں کے حقوق جن کو اس نافرمانی کے ارتکاب میں استعمال کیا۔ اس کے اعضائے جسمانی، اس کے قوائے نفس، اس کے ہم معاشرت انسان ، وہ فرشتے جو اس کے ارادے کی تکمیل کا انتظام کرتے ہیں، اوروہ اشیا جو اس کام میں استعمال ہوتی ہیں، ان سب کا اس پر یہ حق تھاکہ وہ صرف ان کے مالک ہی کی مرضی کے مطابق ان پر اپنے اختیارات استعمال کرے۔ مگر جب اس کی مرضی کے خلاف اس نے ان پر اختیارات استعمال کئے ، تو درحقیقت ان پر ظلم کیا۔ ثالثاً خود اپنا حق، کیوں کہ اس پر اس کی ذات کا یہ حق ہے کہ وہ اسے تباہی سے بچائے۔ مگر نافرمانی کرکے جب وہ اپنے آپ کو اللہ کی سزا کا مستحق بناتاہے، تو دراصل اپنی ذات پر ظلم کرتاہے ۔ ان ہی وجوہ سے قرآن میں جگہ جگہ گناہ کے لئے ظلم اورگناہ گار کے لئے ظالم کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔“ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۶۶۔۶۷)

اس بیان سے ہمارے مختصر معنی ”غلطی اورغلط کار“کی بے پناہ تصدیق وتائید ہوگئی۔ اب آپ سوچئے کہ انسان اگر اللہ کی طرف سے تخلیقی طورپر معصوم نہیں بنایاگیا۔ اور ظلم یا غلط کاری یا بقول علامہ حق تلفی سے محفوظ رہنے کا سامان اسے مستقلاً عطا نہیں کیاگیا؟ تو ہر قدم پر اور ہرخیال وتصور میں اُس سے غلط کاری کا امکان رہے گا۔ لیکن ہم نے یہ عقیدہ اختیارکیاہے کہ جانشین خداوندی یا خلیفۃ اللہ سے کسی فرضی اور خیالی غلطی کا بھی امکان اور وہم تک نہیں ہونا چاہئے ورنہ اس سے سب سے پہلی غلطی منشائے خداوندی کے سمجھنے میں ہوگی۔ اور منشائے خداوندی کے خلاف احکام وعمل میں وہ غلطی برابر بڑھتی اور جاری رہتی جائے گی اور غیرمعصوم یا خاطی انسان اگر اُن احکامات پر من وعن عمل کرے گا تب بھی نقصان اور گمراہی سے دوچار ہوگا اور اگر اپنی عقل وبصیرت اور تجربہ سے نبیؐ کے احکام میں رد و بدل اور احتیاط سے عمل کرے گا تو اس کے اپنے غلطی کے امکانات شامل ہوکر دوہری غلطیاں کرائیں گے۔ حالانکہ نبیؐ کے احکام ایسے ہونا لازم ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے خاطی انسان سے بھی خطا ممکن نہ رہے۔ پھر یہ بات بڑی ہی غلط ہے کہ خداکی جگہ کام کرنے والی ہستی غلط کار ہو۔ یہ بالکل صحیح ہوتا اگر خداسے بھی غلطی سرزد ہوسکتی یا غلطی کا امکان ہوتا۔ اس لئے کہ غلط کار کا جانشین اگر غلط کارہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ خدا سے کسی طرح اور کسی قسم کی اورکسی مقدار میں غلطی بھول چوک لغزش وخطا سرزد نہیں ہوسکتی اور اس کا سبب اُس کا لامحدود علم ہے اور یہی علم انبیاؑ و رسلؑ کو دیا جاتاہے اور اُن کے دائرہ کار کے مقابلہ میں اُن کا علم بھی لامحدود ہوتاہے۔ ہرمتعلقہ چیز کے ظاہر و باطن کی حقیقت پر اُن کی نظر ہوتی ہے۔ اس لئے نہ وہ غلطی کرتے ہیں نہ غلطی کرسکتے ہیں اس لئے کہ لامحدودعلم کے علاوہ خداکا عملی بندوبست اُن کے ساتھ ساتھ رہتاہے تاکہ غلطی کا سوفیصد سدباب ہوجائے (جن ۷۲/۲۷) مگر قریشی دانشوروں نے دنیا کو یہ تصور دیا کہ نبیؐ ایک عام انسان ہوتاہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اچانک اُس پر وحی بھیج دیتاہے۔ اورکسی بھی شخص سے نبوت کا کام لینے لگتاہے۔ اُن سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں وہ وحی سے اُن کی اصلاح کرتارہتاہے۔ لہٰذا جہاں تک وحی کا تعلق ہے اُس میں غلطی نہیں ہوسکتی البتہ نبیؐ کے سمجھنے میں غلطیاں ہوتی ہیں، ہوئی ہیں۔ اس لئے نبیؐ کاذاتی حکم مشکوک ہوتاہے اس پر عمل واجب نہیں ہوتا۔ رہ گئی وحی اُس کی تعبیرو تفہیم دانشوران قوم کی بصیرت کے ماتحت کی جائے گی اوریوں نبیؐ کو خطاکار انسان بناکر اس کے خطاکار جانشین بن جانا بالکل ص ح یح ہوگیا۔ لیکن یہ تو بہرحال غلط رہاکہ اللہ کا جانشین بھی غلط کارہو۔ اور یہ بھی عقلی دلیل سے ماوراہے کہ نبیؐ معاذ اللہ خاطی ہواور وحی کے معاملے میں غلطی نہ کرے

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا

اور جب کیا ہم نے کعبہ کو جائے ثواب واسطے لوگوں کے اور امن والا اور پکڑو تم

مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ

مقام ابراہیمؑ کو جائے نماز اور عہد کیا ہم نے طرف ابراہیمؑ کے اور اسماعیلؑ کے یہ کہ

طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ

پاک کرو گھر میرے کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے رکوع و

السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

سجود کرنے والوں کے اور جب کہا ابراہیمؑ نے اے رب میرے کر اس جگہ کو شہر امن والا

رکھتا وہی اُس سے محروم رہیں گے۔ (۱۲۵) اور جب ہم نے کعبہ کو انسانوں کیلئے نیکیوں کے نتائج مرتب کرنے کا مقام اور جائے امن بنایا اور ابراہیمؑ کے قیام کی جگہ کو جائے نماز بنانے کا حکم دیا تھا اور ہم نے ابراہیمؑ و اسماعیلؑ سے عہد لیا تھا کہ تم دونوں میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع و سجود بجا لانے اعتکاف کرنے والوں کیلئے ہر نجاست سے پاک رکھنے کے ذمہ دار رہوگے (۱۲۶) اور جب ابراہیمؑ نے کہا تھا اے میرے

اور قطعاً صحیح سنے، سمجھے اور بلا کمی و زیادتی اور بھول چوک کے بجنسہٖ بندوں کو پہنچادے۔ یعنی یہ لوگ بھی جزوی طور پر ہم سے متفق ہیں۔ اُن کا مقصد اُنہیں مجبور کرتا ہے کہ نبیؐ کو خطاکار مانیں ورنہ اُن کی جانشینی ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اور ایمان ہی اُس جانشینی کی غرض سے لائے تھے۔ ورنہ اُن کا اپنا سابقہ مذہب اچھا خاصا تھا۔ اسی لئے اسلام کو اُسی سانچے میں ڈھال لیا۔ اور یوں اسلام سے رخصت اور فارغ ہوگئے۔ بہر حال یہ ایک ایسا ظلم تھا جس سے دنیا میں فساد نے استقلال سے اپنا ٹھکانا بنالیا ہے۔

(۲) ظلم کی تشریح علامہ کا دوسرا بیان: ظلم کا طریقہ = (حج ۲۵ / ۲۲) ”اس سے ہر وہ فعل مراد ہے جو راستی سے ہٹا ہوا ہو اور ظلم کی تعریف میں آتا ہو، نہ کہ کوئی خاص فعل۔“ (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۲۱۷ حاشیہ ۴۴)

(۳) علامہ کا تیسرا بیان: ۲۸۔ ”واضح رہے کہ جزا کے معاملے میں ظلم کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک آدمی اجر کا مستحق ہو اور وہ اس کو نہ دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ جتنے اجر کا مستحق ہو اس سے کم دیا جائے۔ تیسرے یہ کہ وہ سزا کا مستحق نہ ہو مگر اسے سزا دے ڈالی جائے۔ چوتھے یہ کہ جو سزا کا مستحق ہو اسے سزا نہ دی جائے۔ پانچویں یہ کہ جو کم سزا کا مستحق ہو اسے زیادہ سزا دے دی جائے۔ چھٹے یہ کہ مظلوم منہ دیکھتا رہ جائے اور ظالم اس کی آنکھوں کے سامنے بری ہوکر نکل جائے۔ ساتویں یہ کہ ایک کے گناہ میں دوسرا پکڑا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (مومن ۱۷ / ۴۰) کا منشا یہ ہے کہ ان تمام نوعیتوں میں سے کسی نوعیت کا ظلم بھی اس کی عدالت میں نہ ہونے پائے گا۔“ (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۰۰)

یہاں رک کر سوچئے کہ کیا نبیؐ کی عدالت واقعی اللہ کی عدالت ہوتی ہے؟ کیا نبیؐ عدالت کے معاملہ میں بھی اللہ کا نمائندہ، مظہر اور جانشین ہوتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو لازم ہے کہ نبیؐ کی عدالت بالکل اللہ کی عدالت ہو اور وہاں بھی ظلم کا امکان نہ ہو۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ نے یہ پسند نہ کیا کہ دنیا میں مندرجہ بالا عدالت قائم ہو یعنی دنیا میں برابر ظلم ہوتے رہنے کو اللہ نے عمداً جاری رکھا۔ اور قومی حکومت کے حکمرانوں نے جتنے مظالم کئے اللہ چاہتا تھا کہ وہ ضرور ہوں ہم ایسے کافرانہ عقائد سے بری الذمہ ہیں۔

(۴) علامہ کا آخری بیان شرک ظلم عظیم کیوں ہے: ۲۱۔ ”ظلم کے اصل معنی ہیں کسی کا حق مارنا اور انصاف کے خلاف کام کرنا شرک اس وجہ سے ظلم عظیم (لقمن ۱۳ / ۳۱) ہے کہ آدمی ان ہستیوں کو اپنے خالق اور رازق اور منعم کے برابر لا کھڑا کرتا ہے جن کا نہ اس کے پیدا کرنے میں کوئی حصہ، نہ اس کو رزق پہنچانے میں کوئی دخل، اور نہ ان نعمتوں کے عطا کرنے میں کوئی شرکت جن سے آدمی اس دنیا میں متمتع ہورہا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۱۵) یہاں تک ہر پہلو

وَّ ارۡزُقۡ اَہۡلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡہُمۡ

اور رزق دے رہنے والوں اس کے کو میووں سے جو کوئی ایمان لاوے ان میں سے

بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِیۡلًا

ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے کہا اور جو کوئی کفر کرے پس فائدہ دوں گا اس کو تھوڑا

ثُمَّ اَضۡطَرُّہٗۤ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۲۶﴾

پھر بے بس کروں گا اس کو طرف عذاب آگ کے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی

وَ اِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰہٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَ اِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیمؑ نیویں یعنی بنیاد گھر کی اور اسماعیلؑ اے رب ہمارے قبول کر

مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَ اجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ

ہم سے تحقیق تو ہی ہے سننے والا جاننے والا اے رب ہمارے اور کر ہم دونوں کو مطیع

لَکَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَ اَرِنَا

واسطے اپنے اور اولاد ہماری سے ایک جماعت فرمانبر دار واسطے اپنے اور دکھا ہم کو

مَنَاسِکَنَا وَ تُبۡ عَلَیۡنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۲۸﴾

طرح عبادت ہماری کی اور پھر آ اوپر ہمارے تحقیق تو ہے پھر آنے والا مہربان

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ

اے رب ہمارے اور بھیج بیچ ان کے پیغمبر ان ہی میں سے پڑھے اوپر ان کے

رب اس گاؤں کو دار الامن بنا دے اور یہاں کے اُن باشندوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائیں تو ہمہ قسمی ثمرات عطا کرتے رہنا اللہ نے فرمایا کہ میں حق پوشوں کو بھی تھوڑا سا نفع اندوز ہونے دونگا پھر اُنہیں آتشین عذاب کیلئے لاچار کر دونگا اور وہ پہنچنے کیلئے بری جگہ ہے (۱۲۷) اور جب ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اس گھر (کعبہ) کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو اُنہوں نے دعا کی تھی کہ اے ہماری پرورش کرنے والے ہماری اس محنت و خدمت کو قبول فرمالے بلا شبہ تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۲۸) اے ہمارے پروردگار ہم دونوں کو اپنا مسلمان بنا لے اور ہماری ذرّیت میں ہم دونوں جیسی ایک مسلم اُمت اپنے لئے بنا دے اور ہمیں اور اُن سب کو ہمارے قواعد و ضوابط دکھاتا رہ اور ہماری اصلاح کے لئے ہم پر توجہ رکھ یقیناً تو متوجہ رہنے والا اور رحیم ہے (۱۲۹) اے ہماری تربیت کرنے والے اس مسلم اُمت میں ایک رسولؐ مبعوث کر جو اُن ہی مسلمانوں

سے یہ ثابت ہوگیا کہ نبوت و رسالت و امامت ہرگز ہرگز کسی ایسے شخص کو نہیں مل سکتی جس سے کسی بھی حیثیت سے اور کسی بھی طرح کی اور کسی بھی مقدار میں غلطی سرزد ہوسکے۔ اور صرف ایک ہی آیت اس تمام گھروندے کو گرا دیتی ہے جسے قریشی مجتہدین نے دانشوران یہود و نصاریٰ کی مدد سے تیار کیا تھا۔ ہم چیلنج کرتے چلے آئے ہیں کہ اپنے ذاتی قیاسات و خود غرضانہ استدلال کو چھوڑ کر ایک ہی آیت ایسی دکھا دی جائے جس میں اللہ نے یہ کہا ہو کہ نبیؐ یا رسولؐ یا امامؑ سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان کی سوفیصد اطاعت نہ کرنا۔

(۸۷) آیات (۱۲۷تا۱۲۹) دعائے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ قبول اُمت مسلمہ میں مسلم رسولؐ؟؟؟

قارئین نوٹ کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت سے پہلے دین اسلام قسط وار آتا رہا اس لئے سابقہ مذاہب کا کوئی الہامی نام اللہ نے نہیں رکھا تھا۔ جب عہد سرورؐ کائنات میں دین مکمل ہوا تب اللہ نے لفظ اسلام پر اپنی رضا مندی کا اظہار فرمایا (مائدہ ۵/۳) لیکن تمام انبیاء علیہم السلام چونکہ روز ازل سے نامزد نبیؐ تھے (احزاب ۳۳/۷) ان سب کی تمنا رہی ہے کہ وہ اُمت محمدؐیہ میں مسلم یعنی مکمل مسلم شمار کئے جائیں اسی بنا پر بعض انبیاؑ کو زندہ رکھا گیا کہ ان کی دعا اور تمنا یہی تھی کہ عملاً امام آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے ناصروں میں داخل ہوں حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ اسی بنا پر مسلم بنائے جانے کی تمنا اور دعا کیا کرتے تھے (رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ) یہودی، عیسائی، ہندو، پارسی وغیرہ نام ان کی اپنی الہامی کتابوں میں نہیں ہیں۔ پھر یہ نام اشخاص یا ممالک

اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ

آیتیں تیری اور سکھلاوے ان کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے ان کو

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا

تحقیق تو ہی ہے غالب حکمت والا اور کون پھر جاتا ہے دین ابراھیمؑ کے سے مگر

مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ

جس نے بے وقوف کیا جان اپنی کو اور تحقیق پسند کیا ہم نے اس کو بیچ دنیا کے یعنی

وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ

ابراہیمؑ کو اور تحقیق وہ بیچ آخرت کے البتہ صالحوں سے ہے جب کہا اس کو

رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٣١﴾

رب اس کے نے کہ مطیع ہو کہا مطیع ہوا میں واسطے پروردگار عالموں کے

میں سے ہو اور وہ اُس مسلم اُمت کو تیری آیات سنائے اور اُنہیں الکتاب کی تعلیم دے اور حکمت عمل سکھائے اور انکا تزکیہ کرے یقیناً تو اُن تمام دعاؤں کو قبول کرنے پر غالب اور حکیم ہے (١٣٠) اور وہ کون ہے بیوقوفوں کے علاوہ جو ملّت ابراہیمؑ کی پیروی کو ناپسند کرے؟ اور یقیناً ہم نے ابراہیمؑ کو دنیا اور آخرت میں مصطفٰی بنایا تھا اور وہ آخرت میں مخصوص صالح لوگوں میں شمار ہونگے (١٣١) جب ابراہیمؑ سے اُن کے پروردگار نے کہا تھا کہ تم ضابطہ سلامتی کو سنبھالو تو اُنہوں نے کہا تھا کہ میں تمام جہانوں کے تربیت کرنے والے

سے منسوب اور بے معنی ہیں۔ عیسائی نام حضرت عیسیٰؑ سے نسبت رکھتا ہے مگر عیسائی تمام سابقہ انبیاؑ کو مانتے ہیں اور نام سے ایک نبیؑ کا اقرار اور باقی کا انکار ظاہر ہوتا ہے۔ کچھ لوگ اپنے اسی غلط طریقہ پر مسلمانوں کو۔ محمدیؑ (Mohammadons) یا احمدی کہتے ہیں۔ جو باطل ہے۔ اسلام یعنی سلامتی کا ضابطہ ایک ہمہ گیر نام ہے اور دنیا کا ہر آدمی کسی نہ کسی طرح اس میں داخل ہے۔ کائنات کی ہرچیز مسلم ہے۔ (آل عمران ۸۳/۳) اس مسلم کائنات میں مستقلاً منکر رہنا ناممکن ہے۔

(۲) وہ لوگ جو رسولؐ اللہ اور ان کے آبا و اجداد کو (معاذ اللہ) کافر کہتے ہیں یہ آیت (۲/۱۲۹) ان لوگوں کے منہ پر ایک یداللہی طمانچہ ہے۔ اس میں ایک مسلم اُمت کے برقرار رہنے کی دعا کی گئی اور اس مسلم اُمت میں سے یعنی مسلمانوں میں سے رسولؐ اللہ کی بعثت کی تمنا کی گئی۔ اگر آنحضرتؐ اسی دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحاؑ سے مبعوث ہوئے تھے اور دعا قبول ہوئی تھی تو یقیناً حضرت ابراہیمؑ کے بعد برابر ایک مسلم اُمت برقرار رہتی چلی آنا چاہیئے ۔ ورنہ کہئے کہ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی دعا قبول نہیں ہوئی یا آدھی قبول ہوئی تھی۔ اس آیت میں یہ حقیقت ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی نسل یا ذریت میں مسلسل اُمت مسلمہ ہر دور میں موجود رہی حضرت اسماعیلؑ کے بعد حضرت نابت علیہ السلام ان کے جانشین و امامؑ ہوئے اور برابر یہ جماعت اور ان کے آئمہؑ گزرتے رہے اور آخر میں جناب ابوطالب علیہ السلام اس سلسلے کے آخری امامؑ و وارث و امین تھے ۔اور یہ ایک ملت کے راہنما تھے جس کی اتباع کا حکم آنحضرتؐ کو یہاں بھی (۲/۱۳۰) ملا ہے۔ اور بار بار تقاضہ ہوا (نساء ۴/۱۲۵ نحل ۱۶/۱۲۳) اگر یہ ملت اور اس کے نمائندے اور قوانین موجود نہ ہوتے تو یہ حکم "ابراہیمؑ کی ملت کی اتباع کرو" ایک بے معنی حکم بن کر رہ جاتا۔ لہٰذا ملت اور صاحبانؑ ملت موجود تھے۔ ہم نے ملت ابراہیمؑ کی مکمل تفصیل اپنی کتاب مرکز انسانیت میں لکھ دی ہے۔ یہاں یہ سمجھ لیں کہ علامہ مودودی بھی اتنا تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے رسولؐ ہیں جن کو اللہ نے امام کے عہدے پر فائز کیا اور تمام نوع انسان کی راہنمائی ان پر لازم کی اور یہ کہ اس دور امامت میں انبیا علیہم السلام مرکز امامت کے ماتحت خلافت پر تعینات کئے جانے لگے تھے علامہ نے لکھا ہے کہ :

(۸۷۔الف) امامت ابراہیمؑ یعنی اسلام کی ہمہ گیر و عالمگیر دعوت کی ابتدا اور انبیاؑ کا ماتحتی میں رہنا۔

"حضرت ابراہیمؑ پہلے نبیؑ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عالمگیر دعوت پھیلانے کے لئے مقرر کیا تھا۔انہوں نے پہلے خود عراق سے مصر تک اور شام و فلسطین سے ریگستان عرب کے مختلف گوشوں تک برسوں گشت لگا کر اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری (یعنی اسلام) کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ پھر اپنے مشن کی اشاعت کے لئے مختلف علاقوں میں "خلیفہ"

وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ؕ

اور نصیحت کی ساتھ اس کے ابراہیمؑ نے بیٹوں اپنوں کو اور یعقوبؑ نے

يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا

اے بیٹو میرے تحقیق اللہ نے پسند کیا ہے واسطے تمہارے دین پس نہ مرو تم مگر

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؁ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ

اور تم مطیع ہو کیا تم تھے حاضر جس وقت آئی یعقوبؑ کو موت جس وقت

قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ

کہا اس نے واسطے بیٹوں اپنے کے کس چیز کو عبادت کرو گے تم پیچھے میرے

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ

کہا انہوں نے عبادت کریں گے ہم معبود تیرے کو اور معبود باپوں تیرے کے کو

اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ؁

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے کو معبود ایک کو اور ہم واسطے اس کے مطیع ہیں

کے حضور اسلام کو اختیار کرتا ہوں (۱۳۲) اور اُسی ملت پر چلنے کی وصیت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنے اپنے بیٹوں کو کی تھی اور کہا تھا کہ اے بیٹو اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو منتخب کیا ہے لہٰذا تمہیں ایسی حالت میں موت نہ آنے پائے کہ تم مسلمان نہ ہو (۱۳۳) کیا تم اُس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کو موت آئی تھی اور جب اُنہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کیا کرو گے؟ اُن کے بیٹوں نے کہا تھا کہ ہم اُسی خدائے واحد کی عبادت کریں گے جو تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا اور ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کا بتایا ہوا

مقرر کئے شرق اردن میں اپنے بھتیجے حضرت لوطؑ کو، شام و فلسطین میں اپنے بیٹے حضرت اسحاقؑ کو، اور اندرون عرب میں اپنے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو مامور کیا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ گھر تعمیر کیا۔ جس کا نام کعبہ ہے اور اللہ ہی کے حکم سے وہ (کعبہ) اس مشن کا مرکز قرار پایا۔ " (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۰۸)

یہاں دو باتیں نوٹ کرلیں اوّل یہ کہ دانشورانِ قریش کے یہاں اسلام کو اطاعت وفرمانبرداری کہا جاتا رہاہے۔ لیکن ہم "اسلام" کو وہ دین یا ضابطہ حیات سمجھتے اور کہتے ہیں " جو انسانوں کے لئے بقا، سلامتی اور لامحدود قدرت و اختیار عطا کرنے کا ضابطہ ہے" ورنہ اطاعت وفرمان برداری بے معنی اور بلا مقصد ہے۔ دوسری بات یہ کہ مرکزِ امامت کعبہ کو اس لئے بنایا گیا کہ امامت حضرت اسمٰعیلؑ کی طرف منتقل ہونا تھی۔ اور باقی نبوتیں اور خلافتیں اس مرکز کے ماتحت رہنا تھیں۔ اور اسی لئے جنابِ اسمٰعیل علیہ السلام کو عرب اور خاص کعبہ و مکہ میں تعینات فرمایا تھا۔ علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ:

(۸۷۔ب) حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد امامت برابر نبطیوں میں برقرار رہی جو حضرت نابتؑ کی اولاد ہے۔

"نبایوط کو اہل عرب عموماً نابتؑ کہتے ہیں۔ ان روایتوں کے مطابق خانہ کعبہ کی تولیت حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد سب سے بڑے بیٹے نابتؑ کے حصہ میں آئی" (ارض القرآن حصہ ۲ صفحہ ۵۶)

اور یہ نوٹ کرلیں کہ آنحضرتؐ اور علیؑ مرتضیٰ اور مدینہ کے انصار اوس وخزرج بھی نبطی یعنی حضرت نابت بن اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد ہیں نہ کہ قیدار کی: " حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان کا نسب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ: " ہم کوثیٰ (واقع عراق) کے نبط ہیں" اور یہ بالاتفاق معلوم ہے کہ وہ اسمٰعیلی قریشی عرب تھے۔ اس سے ثابت ہو گا کہ نبط اسماعیلی عرب ہیں جو عراق تک پھیلے ہوئے تھے" (ایضاً صفحہ ۵۸۔۵۹)

اور تیسری سطر میں لکھاہے کہ: " من جملہ دیگر قبائل کے غسان اور اوس وخزرج کے متعلق تو بتصریح ثابت ہے کہ وہ قحطانی نہیں بلکہ نابتی ہیں تفصیل آتی ہے۔"

یہ بات مشہور بھی ہے اور اس کتاب میں شجرہ لکھتے ہوئے قیدار کو قریش کا باپ لکھاہے (یعنی قیدار پدر قریش) (جلد اوّل صفحہ ۱۲۳)

خدا ہے اور ہم اُسی کے لئے اسلام لائے ہیں (۱۳۴) وہ لوگ ایک ایسی اُمت تھے جو گزر چکی ہے اُن کی جدّوجہد اور کمائی ان کے کام آئے گی اور تمہارے عقائد و اعمال اور کمائی تمہارے کام آئیگی اور تم کو اُن کے اعمال کی جواب دہی نہ کرنا پڑے گی (۱۳۵) پھر بھی وہ یہی کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تا کہ تمہیں ہدایت مل جائے اُن سے کہو کہ یہودی یا عیسائی بننے کے بجائے ابراہیمیؑ ملت کی پیروی کیوں نہ کی جائے؟ اس لئے کہ ابراہیمؑ نظام شرکت و اشتراک سے الگ اور اللہ کے ساتھ یکسو رہنے والا تھا (۱۳۶) تمام مسلمانوں کو اُنہیں بتانا چاہئے کہ ہم یہودیت اور عیسائیت میں کیوں محدود ہو جائیں جبکہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور ہر اُس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ہمارے لئے اُترا ہے اور اُن تمام ہدایات پر بھی جو حضرات ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ پر نازل ہوئی تھیں اور اُن تمام تعلیمات پر بھی جو اُن تمام انبیاؑ کے نواسوںؑ پر نازل ہوئیں اور جو کچھ بھی موسیٰؑ و عیسیٰؑ پر اُترا اور جو بھی اللہ کی طرف سے باقی تمام انبیاؑ پر نازل ہوتا رہا اور ہم تمہاری طرح نہ تو انبیاؑ میں کسی قسم کی تفریق کرتے ہیں نہ اُن میں سے کسی ایک کو باقی سے الگ کرتے ہیں اور اس

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

یہ تھی ایک اُمت تحقیق گزر گئی واسطے اُن کے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے

وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا

اور واسطے تمہارے ہے جو کچھ کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ

تھے وہ کرتے اور کہا انہوں نے ہو جاؤ موسائی یا عیسائی راہ پاؤ گے تم کہہ

بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

بلکہ پیروی کرتے ہیں ہم دین ابراہیمؑ کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا مشرکوں سے

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ

کہو ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتاری گئی طرف ہماری اور جو کچھ

اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ

اتاری گئی طرف ابراہیمؑ کی اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد اس کی کی

وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ

اور جو کچھ دی گئی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو اور جو کچھ دی گئی پیغمبروںؑ کو پروردگار اپنے سے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ۖ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اس کے مطیع ہیں

لیکن ہم نے مرکز انسانیت میں ثابت کیاہے کہ قریش قحطانی تھے اور ان کا آنحضرتؐ کے بزرگوں سے الحاق تھا وہ نبطی بہرحال نہ تھے اور اسی کتاب سے ثابت ہے کہ نبطی حکومت و ملت حضرت عمر کے زمانہ تک موجود تھی اور آخری بادشاہ کا نام جبلہ تھا۔ اورسب سے بڑا ثبوت قرآن ہے۔ جہاں ملت ابراہیمؑ کی پیروی لازم و واجب کی گئی ہے اور جو چیز پہلے سے مرتب اور منظم اور معلوم و مشہور وموجود نہ ہو اس کی پیروی کا خیال ہی عبث اور احمقانہ ہے یہ دوسری بات ہے قریشی حکمران حقائق کا کفر کرنے کے لئے اپنے تیار کردہ ریکارڈ اور تاریخ میں اس کا ذکر ہی نہ کریں اور لکھ دیں کہ عرب میں کوئی کتاب ہی موجود نہ تھی حالانکہ یہ ثابت ہے لائبریریاں موجود تھیں۔

(۸۸) یہودی اورعیسائی مذہبی تبلیغ کو اسلامی دلائل نے ختم کردیا تھا۔

آیات ۱۳۵ تا ۱۴۱ میں یہود و نصاریٰ کے مبلغین کی تبلیغی مہم کو جن دلائل سے موت کی نیند سلا دیا گیا ان میں سب سے بڑی دلیل ملت ابراہیمی کی ہمہ گیری ہے جس میں یہ طنز بھی کیا گیا ہے کہ تم نے جو گھروندا بنایا ہے اس میں سابقہ تمام انبیاؑ اور آئمہؑ کی تعلیمات کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ اس لئے تمہارا خود ساختہ یہودی و عیسائی مذہب باطل ہے۔ لیکن ملت ابراہیمؑ میں اللہ کی طرف سے نازل شدہ تمام ہدایات وتعلیمات موجود ہیں اور ہم ان سب پر ایمان اور عمل کے قائل ہیں۔ تمہارے اجتہادی مذہب کے ایجاد کردہ یہ الفاظ و اصطلاحات یعنی "یہودی یا عیسائی" حضرت موسیٰؑ سے بارہ سو سال بعد اور عیسائیت حضرت عیسیٰؑ سے دوسو سال بعد کی گھڑی ہوئی چیزیں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے

فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَآ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ

پس اگر ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے پس تحقیق

اهۡتَدَوْا ۚ وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا هُمۡ فِىۡ شِقَاقٍ ۚ

راہ پائی اور اگر پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیچ خلاف کے ہیں

فَسَيَكۡفِيۡکَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ؕ﴿۱۳۷﴾

پس شتاب کفایت کرے گا تجھ کو ان سے اللہ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

صِبۡغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّنَحۡنُ لَهٗ

رنگ دیا ہے ہم کو اللہ نے اور کون ہے بہتر خدا سے رنگ میں اور ہم اسی کو

عٰبِدُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ

عبادت کرنے والے ہیں کہہ کیا جھگڑتے ہو تم ہم سے بیچ اللہ کے اور وہ ہے

رَبُّنَا وَرَبُّكُمۡ ۚ وَلَنَآ اَعۡمَالُنَا

پروردگار ہمارا اور پروردگار تمہارا اور واسطے ہمارے ہیں عمل ہمارے

وَلَـكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ۚ وَنَحۡنُ لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ ۙ﴿۱۳۹﴾

اور واسطے تمہارے ہیں عمل تمہارے اور ہم واسطے اس کے اخلاص کرنے والے ہیں

طرح ہم نے اللہ کا اسلام اختیار کیا ہے (۱۳۷) چنانچہ اگر یہ عیسائی اور یہودی اسی طرح کا ایمان لے آئیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو تو یقیناً یہ لوگ ہدایت یافتہ کہلا سکتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ اپنی ولایت پر برقرار رہیں تو یقیناً وہی لوگ دین میں کانٹ چھانٹ اور توڑ پھوڑ کرنے کے مجرم ہیں اور اے رسولؐ اللہ بہت جلد اُن کے مقابلے میں تیرے لیے کافی ثابت ہو گا اور وہ سماعت و معلومات کا خالق ہے (۱۳۸) اُنہیں اللہ کا پسندیدہ نظریہ اختیار کرنا چاہیے اور وہ کون ہے جس کا دینی فلسفہ اللہ سے بہتر ہو اور ہم نے اُسی کی عبادت و اطاعت اختیار کر لی ہے (۱۳۹) اُن سے کہیے کہ کیا تم اللہ کے سلسلے میں ہم سے احتجاج کرتے ہو حالانکہ (ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی) وہی ہمارا بھی رب ہے جو تمھارا پروردگار ہے اور ہمارے اعمال ہم ہی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو فرق یہ ہے

کہ سینکڑوں اور ہزاروں سال پہلے گزرے ہوئے انبیاؑ بعد کی ایجادی و اجتہادی فرقوں کے آدمی بنا دیئے جائیں ؟ ذرا علامہ کی بات سنیئے اور اسلامی اجتہادی فرقوں پر بھی نظر ڈالئے ارشاد ہے :

(۸۸۔الف) انبیاؑ کے بعد اجتہاد سے تیار کردہ فرقے باطل اور انبیاؑ سے بے تعلق: ”مگر اس کے باوجود وہ ”حق کو اپنے ہی فرقوں میں محدود سمجھتے تھے“اورعوام کو اس غلط فہمی میں مبتلا رکھتے تھے کہ انبیاؑ کے مدتوں بعد جو عقیدے، جو طریقے اور جو اجتہادی ضابطے اور قاعدے ان کے فقہا،صوفیہ اور متکلمین نے وضع کئے،ان کی پیروی پر انسان کی فلاح اور نجات کا مدار ہے۔“

(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۱۸حاشیہ ۱۴۱)

علامہ کی یہ چند سطریں ایک ایسا محکم فیصلہ ہیں جن سے وہ خود بھی اور اُن کے پسندیدہ تمام فرقے بھی یہود و نصاریٰ کی طرح باطل ثابت ہوجاتے ہیں یعنی جس طرح مندرجہ بالا تمام انبیا علیہم السلام یہودی اور عیسائی نہ تھے اُسی طرح تمام انبیاؑ اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ حنفی تھے نہ مالکی تھے نہ شافعی تھے نہ حنبلی تھے نہ اصولی تھے نہ اخباری تھے البتہ وہ سب اور حضرت ابراہیم علیہم السلام ”الشیعۃ“ ضرور تھے۔”یقیناً حضرت نوحؑ کے شیعوں میں سے ابراہیمؑ ضرور تھا“ وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ ۔ الصافات: ۸۳، القصص: ۱۵)اور حضرت ابراہیمؑ ہی کی ملت کی پیروی کرنے کا عہدرسالتؐ مآب میں حکم دیا گیا تھا لہٰذا اجتہادی مذاہب خواہ قدیم ہوں یا جدید ہوں، خواہ اُن کا نام یہودی رکھا جائے یا عیسائی یا اُن پر اسلام کا ٹھپہ اور لیبل لگایا جائے وہ سب انسانوں کے خود ساختہ (Man Made) ہونے کی بنا پر باطل ہیں۔ اور اُن کے باطل ہونے پر قرآن بولتا ہوا گواہ ہے۔

(۸۸۔ب) انبیاؑ اور رسلؑ کے ساتھ ساتھ نواسوںؑ پر تعلیمات ونعمات کا نزول: قارئین خاص طور پر یہ نوٹ کرلیں کہ جہاں بھی تعلیمات

کہ ہم خالصتاً اللہ کے لیے ہیں (۱۴۰) کیا تم یہ کہتے ہو کہ حضرات ابرہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن سب کے نواسے (بیٹیوں کے بیٹے) یہودی اور عیسائی تھے؟ اُن سے دریافت کریں کہ تم زیادہ معلومات رکھتے ہو یا اللہ زیادہ علم رکھتا ہے؟ اور یہ بتاؤ کہ اُس شخص سے بڑا غلط کار کوئی اور بھی ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف سے گواہ ہوتے ہوئے خود گواہی کو چھپا لے؟ اور اللہ تمہارے کسی عمل سے غافل نہیں رہتا (۱۴۱) بہرحال انبیاؑ و آئمہؑ کی وہ ایک ہم آہنگ و ہم مذہب اُمت تھی جو گزر چکی ہے۔ اُن کے حصے میں اُن کی کمائی آئی ہے اور جو تم نے کمایا ہے۔ تم اُس کے لیے ذمہ دار ہو۔ تم سے اُن کے اعمال و افکار پر محاسبہ نہ ہو گا

(۱۴۲) اور اب عوام میں سے بیوقوف

لوگ یہ سوال بھی اُٹھائیں گے کہ وہ کون سی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے پہلے قبلے کی جگہ سے مرکزیت ہٹا لی جس پر پہلے سے قائم تھے؟ اُن کو بتاؤ کہ مشرق و مغرب دونوں اللہ کی ہیں اور وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم پر چلانے کے لئے مشرق و مغرب کا پابند نہیں ہے (۱۴۳) جس طرح انبیاؑ کی اُمت تھی اُسی طرح ہم نے تمہیں محمدؐ اور باقی اُمتوں کے درمیان والی اُمت بنایا ہے تاکہ تم تمام

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ يَعۡقُوۡبَ

کیا کہتے ہو تم تحقیق ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب

وَالۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنۡ

اور اولاد اس کی تھے یہودی یا نصاریٰ کہہ کیا تم بہت جاننے والے ہو یا اللہ اور کون ہے

اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ

بہت ظالم اس شخص سے کہ چھپاتا ہے گواہی جو پاس اس کے ہے اللہ کی طرف سے

وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ

اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم یہ ایک اُمت تھی کہ تحقیق گزر گئی

لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَ لَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ ۚ وَ لَا

واسطے ان کے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے اور واسطے تمہارے ہے جو کمایا تم نے اور نہ

تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۱﴾ ع **سَيَقُوۡلُ السُّفَهَآءُ**

پوچھے جاؤ گے اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے شتاب ہے کہ کہیں بے وقوف

مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِهِمُ الَّتِىۡ كَانُوۡا عَلَيۡهَا ؕ

لوگوں میں سے کس چیز نے پھیر دیا ان کو قبلے ان کے سے جو تھے وہ اوپر اس کے

قُلۡ لِّلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَ الۡمَغۡرِبُ ؕ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى

کہہ واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب راہ دکھاتا ہے جس کو چاہتا ہے طرف

صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا

راہ سیدھی کے اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو اُمت بیچ کی یعنی بہتر

لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا ؕ

تاکہ ہو تم گواہ اوپر لوگوں کے اور ہووے پیغمبر اوپر تمہارے گواہ

ونعمات خداوندی کے نزول کا تفصیلی اور قانونی تذکرہ ہوا ہے وہاں اسباطؑ پر نزول کا ضرور ذکر ہوا ہے چنانچہ یہاں بھی دو آیات (۱۳۶/۲ اور ۱۴۰/۲) میں نواسوںؑ کا تذکرہ ہوا اور دوسرے مقامات (آل عمران ۸۴/۳، نساء ۱۶۳/۴) پر بھی انبیا علیہم السلام کے نواسوں کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ اُن مقامات پر مترجمین اسباط کا ترجمہ "اولاد یعقوبؑ" کرتے رہے ہیں حالانکہ آیات میں ہرگز اولاد یعقوبؑ (اَسۡبَاطُ يَعۡقُوۡب یا اسباطہٖ) نہیں ہے۔ بہرحال یہ اُن کے اپنے خارجی تصورات ہیں پھر اولاد میں تو اچھے بُرے سب لوگ تھے اور بیٹیاں بھی اولاد میں داخل ہیں اور بیٹیاں کبھی مرکز نزول ہدایت نہیں رہی ہیں۔ پھر عربی زبان میں اولاد کا لفظ معلوم ومشہور ہوتے ہوئے لفظ اسباط لانے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور اولاد نرینہ یہاں مراد نہیں لی جاسکتی اس لئے کہ بیٹوں کے لئے مشہور و معلوم لفظ حَفِيۡدٌ موجود ہے۔ ذرا المنجد کا بیان سنیں:

وَ مَا جَعَلۡنَا الۡقِبۡلَةَ الَّتِیۡ كُنۡتَ عَلَيۡهَاۤ اِلَّا لِنَعۡلَمَ
اور نہیں کیا تھا ہم نے قبلہ جو تھا تو اوپر اس کے مگر تو کہ جانیں ہم
مَنۡ يَّتَّبِعُ الرَّسُوۡلَ مِمَّنۡ يَّنۡقَلِبُ
اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے رسولؐ کی اس شخص سے جو پھر جاتا ہے
عَلٰى عَقِبَيۡهِ ؕ وَ اِنۡ كَانَتۡ لَكَبِيۡرَةً اِلَّا
اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے اور یہ ہے البتہ بڑی بات مگر اوپر ان
عَلَى الَّذِيۡنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيۡعَ
لوگوں کے کہ راہ دکھائی اللہ نے اور نہیں ہے اللہ کہ ضائع کرے
اِيۡمَانَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۴۳﴾
ایمان تمہارا تحقیق اللہ ساتھ لوگوں کے البتہ شفقت کرنیوالا مہربان ہے

انسانوں پر گواہ رہو اور رسولؐ اللہ تم پر گواہ و شہید رہیں۔ اے نبیؐ تم پہلے جس قبلہ پر تھے اُسے ہم نے اس لئے قبلہ رہنے دیا تھا کہ ہم یہ معلوم کرا دیں کہ کون کون لوگ رسولؐ کی پیروی کرتے ہیں اور کون کون اطاعت و پیروی سے رو گردانی کر کے واپس پلٹتے ہیں اور یہ بہت ناگوار اور گراں گزرنے والی آزمائش تھی سوائے اُن لوگوں کے جن کو اللہ نے خود ہدایت کردی ہے اور اللہ اپنی طرف سے تم لوگوں کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا یہ دوسری بات ہے کہ تم رسولؐ کی پیروی نہ کر کے خود اپنے ایمان ضائع کرلو یقیناً اللہ تو تمام ہی انسانوں

"سبط کی جمع اسباط ہے اس کے معنی اولاد کی اولاد ہیں اور زیادہ تر یہ بیٹی کی اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کے مقابلہ میں بیٹے کی اولاد کے لئے لفظ حفید استعمال ہوتا ہے۔"

" السبط اسباط: وَلَدُ الْوَلَدِ ويَغْلِبُ عَلیٰ وَلَدِ البِنْتِ مُقَابِلُ الْحَفِيدُ الَّذِیْ هُوَ وَلَدُ الِابْنِ" (المنجد صفحہ ۳۱۸ تیسرا کالم)

(۸۹) أُمَّةً وَسَطًا (۲/۱۴۳) پوری نوع انسان پر شہید کون لوگ ہوسکتے ہیں؟

یہاں علامہ اور کمپنی نے بلا کسی داخلی قرآنی دلیل کے ساری اُمت محمدؐیہ کو أُمَّةً وَسَطًا بنادیاہے حالانکہ لفظ "اَلنَّاسِ" ایسے تصورات کو باطل قرار دینے کے لئے کافی ہے۔ فرمایا یہ گیا ہے کہ تمہیں اُمت وسط اس لئے بنایا گیا ہے کہ تم "اَلنَّاسِ" تمام انسانوں پر شہید یا گواہ رہو اگر کسی کی کھوپڑی میں ذرا سی بھی عقل ہے تو وہ ضرور سوچے گا کہ کسی زمانہ کا کوئی آدمی یا سب لوگ تمام انسانوں پر گواہی نہیں دے سکتے۔ بلکہ وہ اکیلا یا وہ سب اپنے زمانہ کے بھی سارے انسانوں پر گواہی نہیں دے سکتے گواہی تو الگ وہ تو سب کے نام بھی نہیں جان سکتے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر قیامت تک گزرنے والے تمام انسانوں پر کسی معاملے میں بھی گواہی دینا کسی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے سوائے اس کے کہ جس قوت وقدرت وعلم وحکمت سے اللہ نے رسولؐ اللہ کو تمام انبیاؑ اور رسلؑ کا رسولؐ بنایا اور پوری کائنات کے لئے رحمت اور نذیر بنایا اسی قدرت سے وہ باقی ایسے حضرات کو تیار کرے جو رسولؐ کے نور کے ٹکڑے ہوں جن میں وہ تمام علم وقدرت ودیعت ہوجو رسولؐ اللہ کو عطا ہوئی تھی تب ممکن ہے کہ وہ تخلیق آدمؑ سے لے کر آخر تک تمام انسانوں کی عملی زندگی سے واقف رہیں ہر دور اور ہر زمانہ میں لوگوں کو خدائی آنکھوں سے دیکھتے چلیں اور قیامت میں تمام نوع انسان پر شہادت وحجت قائم کریں۔ رہ گئے وہ تمام لوگ جو عہد رسولؐ سے قیامت تک اُمت محمدؐیہ میں شمار ہوں گے ان میں خلیفۃ المسلمین یزید بھی ہے اگر یہ کہاجائے کہ بڑے بڑے صحابہ کی بات ہے عوام کی نہیں تو یہ ماننا ہوگا کہ وہ بڑے بڑے صحابہ حضرت آدمؑ سے لے کر ہر زمانہ کے انسانوں کو دیکھتے آئے ہیں لیکن وہ تو ابھی چند روز پہلے کافر تھے اور نہ معلوم کیاکیا تھے؟ اور ان میں بہت سے جہنمی بھی تھے (بخاری) پھر یہ آیت یہ کہتی ہوئی شروع ہوئی ہے کہ: "اُسی طرح ہم نے تمھیں اُمت وسط بنایا ہے (وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ أُمَّةً وَسَطًا) یہ "اسی طرح" کی ترکیب بتاتی ہے کہ سابقہ آیات میں پہلے کسی ایسی ہی اُمت کا تذکرہ ہوچکاہے جسے کوئی خاص پوزیشن دی گئی تھی اُسی طرح اب عہد رسولؐ

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ
تحقیق دیکھتے ہیں ہم پھرنا منہ تیرے کا بیچ آسمان کے پس البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو
قِبۡلَةً تَرۡضٰىهَا ۖ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ
اس قبلہ کی طرف کہ پسند کرے تو اس کو پس پھیر منہ اپنے کو طرف

پر ترس کھانے اور رحم کرنے والا ہے (۱۴۴) یقیناً ہم نے تیری توجہ کو آسمان میں قبلہ کی تلاش میں الٹ پلٹ کرتے ہوئے دیکھا ہے لہٰذا ہم تمہاری ولایت کا ایسا مرکزی قبلہ مقرر

میں بھی ایک اُمت کا اعلان اور قیام کیا گیا ہے اور اس اُمت کو درمیان والی اُمت فرمایا گیا ہے۔ لیکن جس اُمت کو علمانے اُمت وسط بنانے کی کوشش کی وہ تو آخری اُمت ہے۔ اُسے تمام اُمتوں کی پچھلی صف میں کھڑا ہونا پڑے گا اُسے درمیان والی اُمت سمجھنا سمجھ کی بات تو ہے نہیں البتہ چالاکی کی بات ہوسکتی ہے۔ یہ مخصوص درمیانی اُمت محمدؐ مصطفیٰ کے اور باقی تمام اُمتوں یا انسانوں کے درمیان کھڑی ہوگی اور عرصہ محشر میں ہر نبیؑ ہر ولیؑ ہر امامؑ اور ہر انسان کے اعمال و افکار پر شہادت دے گی اور آنحضرتؐ اس درمیان والی اُمت کے اعمال و افکار پر گواہ ہوں گے۔ پھر یہ اُمت بحیثیت مجموعی باقی تمام اُمتوں پر گواہ ہوگی یعنی اس اُمت کا ایک فرد بھی ایسا نہ ہوگا جو تمام اقوام عالم کی امامت اور راہنمائی کے قابل اور خدا کا پسندیدہ نہ ہو لیکن جس اُمت کو چالاکی سے درمیانی اُمت بنانے کی کوشش کی گئی ہے اُس کی تو کثرت ازروئے قرآن گمراہ ثابت ہوچکی ہے (دیکھو سورۂ فاتحہ کی تشریحات) واضح ہوا کہ مذکورہ اُمت وسط کا ہر ہر فرد اس قابل ہوگا کہ وہ حضرت آدمؑ سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام انسانوں (انبیاؑ بھی انسان تھے) کی امامت کرسکے۔ اور علامہ بھی اس شہادت کو امامت و پیشوائی کی قابلیت لکھتے ہیں سنئے :

''اس طرح کسی شخص یا گروہ کا اس دنیا میں خدا کی طرف سے گواہی کے منصب پر معمور ہونا ہی درحقیقت اس کا امامت اور پیشوائی کے مقام پر سرفراز کیا جاناہے۔ اس میں جہاں فضیلت و سرفرازی ہے وہیں ذمہ داری کا بہت بڑا بار بھی ہے'' (تفہیم القرآن جلد۱صفحہ ۱۱۹) معلوم ہوا کہ وہ حضرات جنہیں أُمَّةً وَسَطًا (درمیانی اُمت) فرمایا ہے فرداً فرداً ساری نوع انسان کے امام ہیں۔ اور اُن کے امام و راہنما سرورؐ کائنات ہیں سوچئے کہ یہ قابلیت اُمت محمدیہؐ میں کہاں ہے؟ اور جھوٹوں کی بدقسمتی سے یہ کہا نہیں گیا کہ ''تم میں سے بعض لوگوں کو اُمت وسط بنایا گیا ہے'' یہاں سارے مخاطب (جَعَلۡنٰکُمۡ) اُمت وسط کے ممبران ہیں اور پھر جس اُمت کی مثال دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ: ''اسی طرح تمہیں درمیانی اُمت بنایا ہے'' (وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ أُمَّةً وَسَطًا) وہ تو سابقہ آیات (۲/۱۴۰، ۲/۱۳۴) میں انبیا و آئمہ علیہم السلام ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ اُمت وسط کم ازکم سابقہ انبیا علیہم السلام کے برابر تو ہوں اور مقصد خداوندی یہ ہے کہ اُمت وسط پوری انسانیت پر اتمام حجت وشہادت کا فریضہ انجام دے لہٰذا انہیں تمام سابقہ انبیاؑ سے زیادہ فضائل و مراتب و قدرت و اختیار کا دیا جانا ضروری ہے اس لئے بھی کہ تمام انبیاؑ صرف اپنی اپنی اُمتوں پر گواہ اور ذمہ دار ہوں گے(نساء ۴/۴۱، نحل ۱۶/۸۹) اوراُمت وسط ان تمام اُمتوں اور ان کے انبیاؑ پر گواہ ہو گی(بقرہ ۲/۱۴۳) اور آنحضرتؐ أُمَّةً وَسَطًا کے واسطے سے تمام انسانوں، اُمتوں اور انبیاؑ اور اُمت وسط پر گواہ ہوں گے(۴/۴۱ ، ۱۶/۸۹) رہ گئے وہ لوگ جو علامہ اینڈ کمپنی کے ذہن پر سوار رہا کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ تو ابھی ڈھونڈنا پڑے گا۔ وہ سب اور ساری اُمت محمدیہؐ مسلمہ طور پر خاطی ہیں۔ اور خطاکار کا اُمت وسط سے وہی تعلق ہے جو غلام و آقا کا ہوا کرتا ہے۔

(۹۰) فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ (۲/۱۴۴)۔ تم اپنی توجہ ولایت کو مسجد محترم کے نصف دائرہ میں قائم کرنے پر مرکوز رکھو:

ہمارا یہ ترجمہ تمام مترجمین سے جداگانہ ہے۔ ہم الفاظ ''وَلِّ ۔ وَلُّوا ۔ تَوَلَّوۡا ۔ تَوَلَّیۡتُمۡ'' وغیرہ کے معنی ہرگز ہرگز ''منہ گھمانا ، گھوم جانا، پلٹ جانا، مڑنا، موڑلو'' وغیرہ نہ کریں گے اس لئے کہ یہ تمام الفاظ لفظ ''وِلَایَةٌ'' اور ''وَلِیٌّ'' سے بنتے اور نکلتے ہیں۔ اور الفاظ ''وَالِیۡ ، مَوۡلیٰ ، اَولیاء'' اسی مادہ (و ل ی) اور مصدر یا نسل کے الفاظ ہیں۔ اور چونکہ دانشورانِ قریش ان الفاظ

کرتے ہیں کہ تم اُس سے خوش ہو جاؤ گے چنانچہ تم اپنی توجہِ ولایت کو مسجدِ محترم کے نصف دائرہ میں قائم کرنے پر مرکوز رکھو اور تم سب جہاں بھی ہو اپنی توجہ مسجدِ حرام کی اُسی ولایت پر مرکوز رکھو اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ ضرور جانتے ہیں کہ مرکز ولایت بر حق ہے اور اُن کے رب کی جانب سے مقرر ہوا ہے اور اللہ اُن کے اعمال سے غافل نہیں رہتا (۱۴۵) اور اگر آپؐ اھل کتاب کے سامنے

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط

مسجد حرام کے اور جہاں کہیں کہ ہو تم پس پھیر لو مونہوں اپنوں کو طرف اس کے

وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ

اور تحقیق وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں کتاب البتہ جانتے ہیں یہ کہ وہ حق ہے

مِنْ رَّبِّهِمْ ط وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ لَئِنْ

پروردگار ان کے سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہیں وہ اور اگر

اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا

لاوے تو ان لوگوں کو کہ دیئے گئے ہیں کتاب ساتھ ساری نشانیوں کے نہیں

کے اور صاحبانؐ الفاظ کے دشمن ہیں اورولایت میں شرکت کا منصوبہ رکھتے تھے اور پھر اس میں بڑے شاطرانہ انداز سے شریک ہوئے اور ان الفاظ کے معنی کو بدلنے میں اس حدتک گئے ہیں کہ لفظ "مَوْلٰی" کے معنی غلام تک مشہور کردیئے اور قرآن کی زبان کو بے اثر اور مشکوک کرنے کی غرض سے لغات یعنی ڈکشنریاں تیار کیں تا کہ معنی کی تلاش کرنے والوں کو گمراہ کریں اور قواعد وضوابط سے ناواقف لوگ اس لئے مطمئن ہوجائیں کہ فلاں معنی فلاں لغت میں یہی ہیں۔ حالانکہ لغات تیارکرنے کے لئے سینکڑوں روایات، مثالیں اور قصے گھڑے گئے اورغلط مگر مفید مطلب معنی کو رواج دینے کے لئے خزانوں کے منہ کھلے رکھے گئے۔ لیکن اس کے باوجود ان کا باطل ہونا قواعد وقوانین و قرآن سے ثابت ہو جاتاہے۔ اور ہم اس چودہ سوسالہ کوشش وسازش کو چند سطروں یا صفحات میں طشت ازبام و ناکام کردیتے ہیں۔ چونکہ آدمی اپنی مرغوب یا پسندیدہ چیز یا تمنا کو ہرحال میں سامنے رکھتاہے اوراس کے لئے کوشاں رہتاہے لہٰذا میدان جنگ سے جان بچاکر اپنے مرکز یا اپنی ولایت کی طرف بھاگے تھے تو لفظ "تَوَلَّوْا" (۳/۱۵۵) استعمال ہوا تاکہ یہ تصور سامنے لایا جائے کہ وہ لوگ رسولؐ اللہ کی ولایت پر جان دینے کو تیار نہ تھے بلکہ اپنی ولایت کی پناہ میں جانا پسند کیا۔ یا اپنی ولایت کی طرف پلٹ گئے۔یوں گھسیٹ گھسیٹ کر الفاظ کے بعید ترین معنی گھڑے اورچپکائے اور جمائے اور پھیلائے گئے ہم باطل انبار کو بیک جنبش قلم رد کرتے ہیں اور "مڑنے، موڑنے، گھمانے اور گھومنے" کے لئے عربی زبان کے صحیح اورمشہور الفاظ کی فہرستیں پیش کرتے ہیں۔ "شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" کے معنی سب نے "مسجد حرام کی طرف" کئے ہیں حالانکہ لفظ "طرف اور اطراف" خود عربی زبان کے الفاظ ہی نہیں ہیں بلکہ خود قرآن کریم میں استعمال بھی ہوئے ہیں (ھود ۱۱۴/۱۱۔ابراہیم ۴۳/۱۴ وغیرہا) لہٰذا شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے معنی مسجد حرام کی طرف کرنے کے لئے اللہ لفظ "طرف" جانتا تھا۔ پھر شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے معنی مسجد حرام "کی جانب" بھی نہیں کئے جاسکتے۔اس لئے کہ لفظ "جانب" بھی قرآن میں کئی جگہ استعمال ہواہے جیساکہ "طور کی جانب" (مریم ۵۲/۱۹وغیرہا) شطر ہی سے تو "شاطر" بنتاہے۔ جو دانش مند اور چست و چالاک کو کہاجاتاہے اورشطر کے حقیقی معنی کسی بھی چیز کے دو برابر حصوں میں سے ایک قریب والے حصے یا جزکے ہیں اورچونکہ بات زمین پر قبلہ کی ہورہی ہے اس لئے یہاں شطر کے معنی نصف دائرہ کے ہیں یعنی کعبہ کو مرکزی نقطہ مان کر اس پر جو دائرہ کھینچا جائیگا اس کے دونوں آدھے دائروں میں سے ہرایک کے اندر آنے والے لوگ عبادت کے وقت اپنا رخ اور توجہ کعبہ کی طرف کریں گے اور فی الحال وہ نصف دائرہ استعمال ہوگا جس میں مدینہ اور گردونواح کے باشندے آتے ہیں اور اسی اصول پر دوسرا آدھا خود بخود داخل ہوجائے گا اور پورے کرۂارض پر رہنے والوں کو ہرطرف

نصف دائرہ180ڈگری

نصف دائرہ180ڈگری

معجزات اور آیات کا ڈھیر بھی لگا دیں تب بھی وہ آپ کے پسندیدہ قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور تم خود بھی اُن کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلے کی پیروی نہیں کرتے ہیں۔ اور اگرکہیں آپ اُن تمام ھدایات و تعلیمات کے بعد جو آپ کو مل چکی ہیں اُن لوگوں کی مصلحتوں اور اجتہاد کی پیروی کرلیں تو آپ فوراً غلط کاروں میں سے ہو جائیں (۱۴۶) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دے رکھی ہے وہ تو آنحضرتؐ کو اُسی طرح سے جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں

تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَ مَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ

پیروی کریں گے قبلہ تیرے کی اور نہیں تُو پیروی کرنے والا قبلے ان کے کی

وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ

اور نہیں بعضے ان کے پیروی کرنے والے قبلے بعضے کی اور البتہ اگر پیروی کرے گا تُو

اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ

خواہشوں اُن کے کی پیچھے اس چیز کے جو کہ آئی تیرے پاس علم سے تحقیق تُو

اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ

وقف لازم

اس وقت البتہ ظالموں سے ہے جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب پہچانتے ہیں اس کو

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ

جیسا کہ پہچانتے ہیں بیٹوں اپنوں کو اور تحقیق ایک فرقہ ان میں سے البتہ چھپاتے ہیں

اور ہر جگہ سے اسی طرح کرنا ہو گا۔ مگر یاد رہے کہ زمین گول ہے۔اور کعبہ سے متصل لوگوں کے لئے ممکن ہو گا کہ اگر ان کی ناک سے ایک سیدھی لکیر کعبہ کی طرف کھینچی جائے تو کعبہ کو چُھولے ورنہ ہر ایک کے ناک کی سیدھ میں سیدھی کھینچی ہوئی لائن جو اس آدمی سے ۹۰ ڈگری کا زاویہ بنائے سیدھی اس قبلہ کی طرف جائے گی جس کو رسولؐ نے آسمانوں میں انتخاب فرمایا تھا اور جو حقیقی قبلہ ہے۔ قارئین ہمارے اس بیان کو گلوب پر عملاً کرکے دیکھیں گے تو نورِ ایمان میں زیادہ تابانی پیدا ہو گی یہ مُلّا کے قابو کی بات نہیں ہے۔

(۹۱) آیت (۲/۱۴۶) میں يَعْرِفُوْنَهٗ سے آنحضرتؐ مراد ہیں نہ کہ کعبہ؟؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سابقہ تمام الہامی کتابوں میں مذکور ہیں اور تمام اقوام عالم میں آپ کا حلیہ، صفات اور خوش خبری سینہ بہ سینہ محفوظ اور بیان ہوتی رہی ہے لیکن کعبہ اقوام عالم میں شہرت نہ رکھتا تھا لہٰذا آنحضرتؐ پیدائش سے قبل بھی جانے پہچانے رسولؐ تھے۔

(۹۲) ولایت پر ہر لمحہ متوجہ رہنا واجب ہے لیکن نماز صرف پانچ بار واجب ہے۔ یہ قطعاً صحیح ہے کہ اگر کعبہ کا رخ یا سمت معلوم ہے تو نماز میں اسی طرف منہ کیاجانا واجب ہے لیکن یہ واجب ہر واجب کی طرح انسانی حالات کے دباؤ سے بدل جاتاہے سواری اور بیماری و لاچاری میں کعبہ کی سمت واجب نہیں رہتی اور اللہ نے خود بھی فرمایا ہے۔

(بقول علامہ)'' مشرق و مغرب سب اللہ کے لئے ہیں جس طرف بھی تم رخ کرو گے اسی طرف اللہ کا رخ ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۰۵)

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ﴿۱۱۵﴾ البقرۃ

وہ تمام علماجو الفاظ '' تُوَلُّوْا '' وغیرہ کے معنی میں '' گھومنے'' اور مصدری اور لغوی معنی سے ''مڑنے ''اور ہٹنے اور رخ کرنے کے عادی ہیں ان کے ترجمہ کی رو سے اس آیت (۲/۱۱۵) میں کعبہ کی سمت یا مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنا واجب نہیں رہا اور علامہ کا ترجمہ اس پر گواہ ہے لہٰذا ان لوگوں سے یہ سوال کیجئے کہ جناب آپ کس قرآنی دلیل سے آیات (۲/۱۴۴ ، ۱۵۰۔۲/۱۴۹) میں '' نماز کے وقت اپنا منہ کعبہ کی طرف گھما لیا کرو'' مراد لیتے ہیں؟ حالانکہ ان آیات میں نہ لفظ ''صلوٰۃ'' ہے نہ پانچ دفعہ کا ذکرہے بلکہ وہاں تو ہر حال میں، ہر جگہ سے اور ہر وقت کے الفاظ و معنی موجود ہیں (وَحَيْثُ مَاكُنْتُمْ ''یعنی تم جس حالت و حیثیت میں بھی ہو'') اور (وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ '' یعنی اپنی ہر نقل و حرکت و قیام کی حالت

وقف منزل

اَلۡحَقَّ وَ هُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ﴿۱۴۶﴾ اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ

حق کو اور وہ جانتے ہیں حق ہے پروردگار تیرے سے پس مت ہو

ع

مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ﴿۱۴۷﴾ وَ لِكُلٍّ وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّيۡهَا

شک لانے والوں سے اور واسطے ہر کسی کے ایک طرف ہے وہ منہ پھیرتا ہے اُدھر

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فَاسۡتَبِقُوا الۡخَيۡرٰتِ ؕ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يَاۡتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا ؕ

پس دوڑو بھلائیوں کو جہاں کہیں کہ ہو تم لے آئے گا تم کو اللہ سب کو

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ﴿۱۴۸﴾ وَ مِنۡ حَيۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ

تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور جہاں سے نکلے تو پس پھیر لے

وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَ اِنَّهٗ لَلۡحَقُّ

منہ اپنے کو طرف مسجد حرام کے اور تحقیق وہ البتہ حق ہے

مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ﴿۱۴۹﴾

پروردگار تیرے کی طرف سے اور نہیں اللہ غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

وَمِنۡ حَيۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَحَيۡثُ مَا

اور جہاں سے نکلے تو پس پھیر منہ اپنے کو طرف مسجد حرام کے اور جہاں کہیں ہو

كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ

تم پس پھیر لو منہ اپنے کو طرف اس کے تاکہ نہ ہو واسطے لوگوں کے

کو پہچانتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک فریق حق کو چھپانے میں کوشاں ہے اور وہ فریق دانش مندانِ قوم ہیں (۱۴۷) بہرحال تیرے پروردگار کی طرف سے حقیقت یہی ہے چنانچہ تو اُن لوگوں کو زیادہ نہ دبا (۱۴۸) اور سب کے لئے بہرصورت کوئی نہ کوئی مرکزی مقام ہوتا ہے اور کوئی نہ کوئی اُس کا محبوب حاکم ہوتا ہے چنانچہ اُن سے الجھنے کے بجائے اچھے کاموں میں سبقت کرو اور تم جہاں بھی ہو گے وہیں سے تم سب کو اللہ حاضر کرلے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۱۴۹) اور آپ کہیں بھی ہوں اپنی ہر نقل و حرکت و قیام میں اپنی توجہ ولایت کو مسجد محترم کے نصف دائرہ میں قائم کرنے پر مرکوز کر دیں اور یقیناً یہی تو آپ کے رب کی طرف سے حق محض ہے اور اللہ تم سب کے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۵۰) اور آپ کہیں بھی ہوں اپنی نقل وحرکت وقیام میں ساری توجہ ولایت کو مسجد حرام کے نصف دائرہ میں قائم کرنے پر مرکوز رکھو اور تم سب

میں'') اور (أَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا ''یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو'') اگر ان آیات میں کعبہ کی طرف منہ کرنا مان لیاجائے تو اس حکم پر عمل کرنے کے لئے سارے دن اور تمام عمر ہر مسلمان کو بار بار ٹھوکریں کھانا، گرنا، اٹھنا اور پھر گرنا پڑے گا مثلاً کعبہ مغرب میں ہے اور ایک مسلمان مشرق کی طرف سفر کررہا ہے اگر وہ اس سفر میں اپنا منہ مغرب کی طرف رکھ کر چلے تو یا تو پچھلے پاؤں چلے یا گردن گھماکر پیچھے کی طرف آنکھیں اورمنہ رکھے اوریوں چلے تو دیکھئے کیا بنتاہے؟ اور ذرا اسے ایک فرلانگ بندر روڈ پر اس طرح چلنے کو کہیں اور تماشہ دیکھیں ساتھ میمن مسجد سے کفن دفن والی گاڑی بھی منگالیں۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کو سامنے رکھ کر ان آیات کے یہ معنی کرنا غلط ہیں یہاں تو ہرلمحہ اور ہرحال میں ہر مسلمان پر واجب کیاجارہاہے کہ مرکز ولایت کو اپنی توجہ کا مرکز بنالے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے اور کاروبار و بیکاری کے دوران، سفر وحضر میں اپنی توجہ ولایت سے نہ ہٹائے لہٰذا قبلہ اور نماز کی بات الگ ہے اور ولایت اور مسجد حرام کی بات الگ ہے چنانچہ قدرتی انتظام یہ ہے کہ چند ہزار آدمی جو کعبہ سے متصل کھڑے ہوئے ہوں ان کا منہ کعبہ کی طرف ہونا ممکن ہے مگر روئے زمین پر باقی انسان کوشش کے باوجود کعبہ کی جانب منہ کرہی نہیں سکتے بلکہ سب کا منہ حقیقی قبلہ کی طرف ہوجائے گا جو آسمان میں ہے پھر واقعی مشرق ومغرب اور شمال وجنوب اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس لئے کہ چاروں طرف کے لوگ کعبہ کی طرف رخ کرنے میں کوشاں ہوں گے مشرق والے مغرب کی طرف، اور مغرب والے مشرق کی طرف اور اسی طرح شمال وجنوب والے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے۔ لہٰذا گنگا جمنا والے اور یروشلم یا بیت المقدس والے

عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۙ

اوپر تمہارے حجت یعنی جھگڑا مگر جنہوں نے ظلم کیا ہے ان میں سے پس

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِيْ ۙ وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ

مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے اور تو کہ پوری کروں میں نعمت اپنی اوپر تمہارے

وَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا

اور تو کہ تم راہ پاؤ جیسا بھیجا ہم نے بیچ تمہارے پیغمبر تم میں سے پڑھتا ہے

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ

اوپر تمہارے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب

وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْۤ

اور حکمت اور سکھاتا ہے تم کو جو کچھ کہ نہیں تھے تم جانتے پس یاد کرو تم مجھ کو

اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

یاد کروں گا میں تم کو اور شکر کرو واسطے میرے اور مت کفر کرو اے لوگو

اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

جو ایمان لائے ہو مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے تحقیق اللہ ساتھ

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ

صبر کرنے والوں کے ہے اور مت کہو واسطے ان لوگوں کے کہ مارے جاتے ہیں بیچ

سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

راہ اللہ کے کہ مُردے ہیں بلکہ زندہ ہیں اور لیکن نہیں تم سمجھتے

جہاں کہیں بھی ہو اپنی توجہ مسجد حرام کی اُسی ولایت پر مرکوز رکھو تا کہ مخالفین کو تمہارے خلاف کوئی حجت نہ ملے۔ البتہ اُن لوگوں کے سامنے گڑگڑانے کی ضرورت نہیں ہے جو غلط کاری کو اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں تم صرف میرے سامنے عاجزی دکھایا کرو تا کہ میں تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دوں اور تا کہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ (۱۵۱) جیسا کہ تمہاری ہدایت کے لئے ہم نے تمہارے لئے تمہارا ہم زبان رسولؐ بھیجا ہے جو تمہیں ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، اور تمہاری تطہیر کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ہر اُس چیز کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے (۱۵۲) چنانچہ تم سب میرے مقاصد کی تبلیغ و تذکیر جاری رکھو میں بھی تمہارے لئے تذکیر فراہم کرتا رہوں گا اور تمہیں شکر گزار رہنا چاہئے اور کفر نہ کرنا چاہئے (۱۵۳) اے ایمان لانے والو تمہیں صبر اور صلوٰۃ سے مدد و اعانت حاصل کرنا چاہئے یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ وابستہ رہتا ہے (۱۵۴) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں تم اُن کو مردہ نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ

لوگ جدھر چاہیں منہ کریں حقیقت میں سب کا منہ اسی حقیقی قبلہ کی طرف ہوگا اور کعبہ بھی بیچ میں ضامن رہے گا۔ ان سے پوچھئے کہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہونے والا اور کعبہ کے نیچے زمین کے دوسری طرف کھڑا ہونے والا کس طرح کعبہ کی طرف منہ کرے؟ زمین سے بلندی پر پرواز کرنے والا کیسے میاں جی یا ملا جی کے اطمینان کی نماز پڑھے؟ ان لوگوں نے اپنے ذاتی تصورات کو قرآن میں پڑھنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے انہیں قدم قدم پر قرآن کے الفاظ کے معنی بدلنا پڑتے ہیں ایک ہی لفظ کو اپنی مصلحت کے مختلف نقاب پہنا کر مختلف و متضاد معنی اختیار کرلئے جاتے ہیں لیکن کام پھر بھی نہیں چلتا۔

(۹۳) تعلیمِ رسولؐ نے لاعلمی اور جہل کی نفی کر دی تھی کائناتی علوم پر غالب کر دیا تھا۔

ہم چاہتے ہیں کہ قارئین قرآن نوٹ کر کے یاد رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے مخاطبین کو ان کے ظرف و ضرورت کے مطابق انتہائی تعلیم دی تھی۔ (۲/۱۵۱) تا کہ آپؐ کے بعد قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہر ضرورت پر مفصل تعلیم دینے والے صاحبان علم موجود رہیں اور انسانوں کو لامحدود قدرت و حیات فراہم کرتے رہیں۔ چنانچہ رسولؐ نے ایسے

وَ لَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ

اور البتہ آزماویں گے ہم تم کو ساتھ ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے

وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ

اور کمی مالوں سے اور جان کی سے اور پھلوں کی سے اور خوشخبری دے

الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا

صبر کرنے والوں کو وہ لوگ کہ جب پہنچتی ہے ان کو مصیبت کہتے ہیں تحقیق

لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾ؕ اُولٰٓئِكَ

ہم واسطے اللہ کے ہیں اور تحقیق ہم طرف اس کے پھر جانے والے ہیں یہ لوگ

عَلَیۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ رَحۡمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

اوپر ان کے ہے درود پروردگار ان کے سے اور رحمت اور یہ لوگ وہی ہیں راہ پانے والے

اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ

تحقیق صفا اور مروہ نشانیوں اللہ کی سے ہیں پس جو کوئی حج کرے گھر کا یا عمرہ کرے

فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡهِ اَنۡ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنۡ تَطَوَّعَ

پس نہیں گناہ اوپر اس کے یہ کہ طواف کرے بیچ ان دونوں کے اور جو کوئی خوشی سے

ہیں لیکن تمہیں یہ شعور نہیں کہ قتل کے بعد وہ کس طرح زندہ رہ سکتے ہیں (۱۵۵) اور اسی لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ایسی آزمائش مقرر کریں جس میں خوف اور بھوک اور جان و مال و فصلوں کے نقصان سے تمہارا واسطہ پڑے اور اے رسولؐ ان حالات میں اُن صبر کرنیوالوں کو خوشخبری سنا دو (۱۵۶) جو جب بھی کوئی ایذا رساں چیز پہنچتی ہے تو کہا کرتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے لئے وقف ہیں اور ہم اُسی کی طرف پلٹنے والے ہیں (۱۵۷) وہی لوگ ہیں جن پر (آپؐ کے ساتھ ساتھ) اُن کے پروردگار کی طرف سے درود و رحمت بھیجی جاتی ہے اور وہی لوگؑ تو ہیں جو قطعاً ہدایت یافتہ ہیں (۱۵۸) صفا اور مروہ پہاڑیوں کے رسومات خداوندی کی بنیاد ہونے میں کوئی شک نہیں چنانچہ جو کوئی کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجا لائے اُس پر اُن

حضراتؑ تیار کردیئے تھے جو علم وقدرت اور اختیار میں رسولؐ سے کم نہ تھے۔ اور اللہ نے انہیں وہی سند دے دی تھی جو رسولؐ کو دی تھی۔ یعنی رسولؐ کو بھی ان تمام علوم کی تعلیم دی تھی جو وہ نہ جانتے تھے (وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُن تَعۡلَمُ ﴿۱۱۳﴾ النساء) اور رسولؐ نے ان حضراتؑ کو بھی وہ سب کچھ تعلیم کردیا تھا جو وہ نہ جانتے تھے اور جاننے کی ضرورت رکھتے تھے (وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمۡ تَكُونُواْ تَعۡلَمُونَ ﴿۱۵۱﴾ البقرۃ) اور اس کی ضرورت اس لئے تھی کہ اللہ نے قیامت تک قرآن پڑھنے والوں کو یہ کہہ دیا ہے کہ تم لوگ جو کچھ نہیں جانتے اور جاننا چاہتے ہو وہ اہل قرآن اور رسولؐ والے لوگوں سے معلوم کرلیا کرنا (فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ﴿۴۳﴾ النحل) اور یہ کہ وہ اہلؑ الذکر ایسے حضراتؑ ہیں جن کو رسولوںؑ کے مقاصد اور ان کی ترسیل پر مکمل اطلاعات حاصل ہیں۔ یہ ہے وہ نظام ہدایت اور تقلید جو قیامت تک جاری کیا گیا تھا اور جس سے قوم نے سازش کی اور صرف چند روزہ حکومت کے لئے خود کو نعمات خداوندی سے محروم کرلیا تھا۔ اور پوری اُمت مسلمہ کو قرآن اور اہلؑ قرآن اور اہلؑ رسولؐ کے علوم و ہدایات سے دور کردیا تھا۔

(۹۴) شہادت زندگی جاوید عطاکرتی ہے اور راہ خدا میں قتل مذکورہ آزمائشوں کا منتہیٰ ہے۔

چونکہ ان حضرات علیہم السلام نے ہدایات وتعلیمات خداوندی کو قتل وغارت اور ہمہ قسمی مصائب اور آزمائشوں سے گزرتے ہوئے بھی جاری رکھنا تھا اس لئے یہاں ساتھ کے ساتھ مصائب اور بھوک پیاس اور چھ ماہ سے لے کر سو سال کے آدمیوں کے قتل اور مالی نقصان کا خصوصی ذکر کیاہے (۲/۱۵۵) اور پھر بتایا ہے کہ اس طرح قتل ہونیوالے وہ ایسے مقدس حضرات ہیں کہ ان پر رسولؐ اللہ کے ساتھ اللہ اور انسانوں کی طرف سے درود وسلام ورحمت واجب ہے اور یہ کہہ کر بات مکمل فرمادی کہ وہ حضراتؑ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔ اور کیوں نہ ہوتے؟ جنہیں تمام کائناتی علوم عطا کئے جائیں وہ علم

خَيۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ

بھلائی کرے پس تحقیق اللہ قدر دان ہے جاننے والا ہے تحقیق جو لوگ کہ

يَكۡتُمُوۡنَ مَآ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ وَ الۡهُدٰى مِنۡۢ بَعۡدِ مَا

چھپاتے ہیں جو کچھ کہ اتارا ہم نے دلیلوں سے اور ہدایت سے پیچھے اس کے کہ

بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الۡكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلۡعَنُهُمُ

بیان کیا ہم نے اس کو واسطے لوگوں کے بیچ کتاب کے یہ لوگ لعنت کرتا ہے ان کو

اللّٰهُ وَ يَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ۙ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا

اللہ اور لعنت کرتے ہیں ان کو لعنت کرنے والے مگر جنہوں نے توبہ کی

وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَيَّنُوۡا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ ۚ

اور نیکی کی اور بیان کیا پس یہ لوگ ہیں کہ پھر آتا ہوں میں اوپر ان کے

وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا

اور میں ہوں پھر آنے والا مہربان تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور مر گئے

وَ هُمۡ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَ الۡمَلٰٓئِكَةِ

اور وہ کافر رہے یہ لوگ اوپر ان کے ہے لعنت خدا کی اور فرشتوں کی

دونوں پہاڑیوں کے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو کوئی اور زیادہ نیکیاں خوشی سے انجام دے وہ زیادہ بہتر ہے اور یقیناً اُن کے لئے اللہ قدردان و علم رکھنے والا ہے (۱۵۹) اور جو لوگ رسومات صفا و مروہ کو یا جو دلائل و براہین اور ہدایات اللہ نے اُس سلسلے میں نازل کی ہیں اُن کو چھپالے باوجود اس کے کہ ہم نے اس کی تفصیلات لوگوں کو پہنچا دی ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور وہ گروہ بھی لعنت کرتا ہے۔ جو لعنت کرنے کا ذمہ دار اور تمام لعنتیوں کا واقف کارہے (۱۶۰) البتہ ان دونوں لعنتوں سے وہ لوگ بچ جائیں گے جو توبہ کرکے حق پوشوں سے الگ ہوجائیں اور اصلاح کے نظام میں شریک ہو کر اصلاح کے کام کریں اور تحقیق و تبلیغ کا کام انجام دیں اُن لوگوں کی توبہ میں قبول کروں گا اور میں تو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں (۱۶۱) یقیناً جن لوگوں نے

الٰہی میں معصومؑ و ہدایت یافتہ نہ ہوں گے تو پھر کون ہو گا ؟ یہی وہ اہل الذکر علیہم السلام ہیں جن کو روز ازل سے اللہ نے عالم بنایا تھا (بنی اسرائیل ۱۰۸۔۱۰۷/۱۷) قرآن کریم جن کے سینوں میں محفوظ چلا آ رہا تھا (عنکبوت ۲۹/۴۹) اور ہدایت یافتگی کی اس حد پر تھے کہ وہ مجسم صراط مستقیم تھے جن کے وسیلے سے صراط مستقیم تک رسائی ہوتی ہے اور جن کی محبت ایمان ہے۔ جن سے بغض وکدورت رکھنے والے سب منافق ہیں (بخاری)۔

(۹۵) قومی حکومت اور قومی منصوبے میں ارضی اور سماوی علوم کو اسلام سے خارج رکھا: مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ علما سے دریافت کریں کہ آپ کے اسلامی ریکارڈ میں اور اسلامی تعلیمات میں علم کا حاصل کرنا واجب ہے (اَلْعِلْمُ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّالْمُسْلِمَةِ) اس کے باوجود آپ نے وہ قوم بننے کی کوشش کیوں نہ کی جس کا اس آیت (۲/۱۶۴) میں تذکرہ ہے؟ تم نے اپنے سربراہان دین اور راہنمایان اسلام سے کائنات کی تخلیق ،سورج اور زمین کی نقل وحرکت وگردش اور اس کے نتائج ،حیوانات و انسان کی تخلیق ، بارشوں کے نظام ، ہواؤں اور آکسیجن و ہائیڈروجن اور پانی کی خصوصیات پر کیا کچھ سیکھا؟ اس سلسلے میں انہوں نے کیا کہا ؟ کیا وہ ان چیزوں کے عالم تھے؟ اگر نہیں تھے تو تم نے کس وجہ سے انہیں اپنا راہنما یا اسلام کا سربراہ سمجھا تھا؟ نوٹ کریں کہ یہ ملا یہ علامہ یہ حجۃ اللہ یہ مجتہد یہ مفتی علوم کائنات سے جاہل ہیں اگر کسی کو کچھ معلوم ہے تو وہ غیر مسلموں سے سیکھا ہے؟ ان کے خودساختہ راہنما کورے جاہل تھے۔ انہیں ساز باز اور گٹھ جوڑ سے فرصت ہی کہاں ملی کہ وہ قرآن اور صاحبِ قرآن سے علم القرآن سیکھتے ان کا اسلامی وقرآنی علم تو ان بڑھیا عورتوں سے بھی کم تھا جن کا ضعیفی کی وجہ سے سرہلنے لگا تھا۔ انہیں تو جناب ابوہریرہؓ اور جناب عائشہ بھی طعنے دیا کرتے تھے البتہ وہ منصوبہ سازی اور اجتہاد میں درجہ

وَ النَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ

اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے نہیں ہلکا کیا جاوے گا ان سے

الۡعَذَابُ وَ لَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ﴿۱۶۲﴾ وَ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ

عذاب اور نہ وہ ڈھیل دیئے جاویں گے اور معبود تمہارا معبود ایک ہے نہیں کوئی

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۶۳﴾ ع اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ

۱۹
ع
۳

معبود مگر وہ ہے بخشش کرنے والا مہربان تحقیق بیچ پیدائش آسمانوں کے

وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَ النَّهَارِ وَ الۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ

اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور دن کے اور کشتیوں کے جو چلتی ہیں

فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ

بیچ دریا کے ساتھ اس چیز کے کہ نفع دیتی ہے لوگوں کو اور جو کچھ اتارا

اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا

اللہ نے آسمان سے پانی سے پس جلایا ساتھ اس کے زمین کو پیچھے موت اس کی کے

وَ بَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّ تَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ

اور بکھیرے بیچ اس کے ہر جانور سے اور پھیرنے ہواؤں کے اور بادلوں کے

الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ

جو حکم کے باندھے ہیں درمیان آسمان کے اور زمین کے البتہ نشانیاں ہیں

لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ

واسطے اس قوم کے کہ عقل مند ہیں اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہے کہ پکڑتا ہے

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا يُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ

سوائے اللہ کے شریک محبت کرتے ہیں ان سے جیسا کہ محبت خدا کی

وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوۡ

اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں زیادہ ہیں محبت میں واسطے اللہ کے اور کاش کہ

حق پوشی کی اور مرتے دم تک حقائق کو چھپاتے رہے اُن پر اللہ کی طرف سے لعنت ہے اور ملائکہ اور تمام حق پرور انسانوں کی بھی لعنت ہے (۱۶۲) وہ ہمیشہ عذاب سے دوچار رہیں گے اور نہ تو اُن کے عذاب میں کمی کی جائے گی اور نہ اُنہیں دم لینے دیا جائے گا(۱۶۳) اور تمہارا معبود تو یگانہ و تنہا معبود ہے اُس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور وہ رحمٰن و رحیم ہے (۱۶۴) زمین اور آسمانوں کی بناوٹ میں اور رات دن کے گھٹنے بڑھنے اور یکے بعد دیگرے آنے میں، اور اُس قانون میں جس کی بنا پر سمندر میں جہاز اور کشتیاں چلتی ہیں اور وہ سامان ادھر سے اُدھر پہنچاتی ہیں جس سے انسانوں کو نفع حاصل ہوتا ہے اور پانی پر غور کرنے میں جو اللہ نے آسمان سے برسنے پر مامور کیا اور جس سے زمین کو مر جانے کے بعد زندہ کیا اور زمین میں قسم قسم کی جاندار مخلوق پھیلا دیتا ہے اور ہواؤں کی مختلف ہیرا پھیری میں اور اُن بادلوں میں، جو زمین و آسمان کے درمیان حکم کے پابند رہتے ہیں اُس قوم کے لئے معجزات اور راہنمائی کی راہیں ہیں جو عقل سے کام لیتی ہیں(۱۶۵)اور اُن ہی لوگوں میں ایسے انسان بھی ہیں جو اللہ کی مذکورہ تمام قدرت و آیات کو جاننے کے باوجود بھی کچھ لوگوں کو مدمقابل بنائے ہوئے ہیں اور اُن سے ویسی ہی محبت و عقیدت رکھتے ہیں جیسی کہ خدا سے محبت ہونا چاہئے ۔ اور حقیقی

کمال پر فائز تھے ۔ سیاسی حیلوں میں آج تک دنیا کے مکار ترین لوگ ان سے بہت ہی پیچھے ہیں ۔ میکاولی وغیرہ ان کی اتباع کرتے رہے ہیں ۔ علوم کائنات جاننے والے لوگوںؑ کو انہوں نے غدار قوم کہہ کر قوم کی نظروں سے گرایا قوم کی نظر میں انہیں ملعون بنایا اور ان کی نسل و نام ونشان تک مٹا دینے کی پوری کوشش کی (بقرہ ۲۰۵/ ۲تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۵۹) لیکن وہ ناکام ہوئے ان کے لئے آیات (۱۵۹/ ۲اور ۱۶۱/ ۲) فٹ ہو گئیں ۔

يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ

جانیں وہ لوگ کہ ظالم ہیں جب دیکھیں گے عذاب یہ کہ قوت واسطے اللہ کے ہے

جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ

ساری اور یہ کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے جس وقت کہ بیزار ہو گئے

الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا

وہ لوگ کہ پیشوا تھے ان لوگوں سے کہ پیروی کرتے تھے ان کی اور دیکھیں گے

الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ

عذاب کو اور کٹ جاویں گے ان کے علاقے اور کہیں گے وہ لوگ کہ

اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا

پیروی کرتے تھے کاش کہ ہو واسطے ہمارے پھر جانا طرف دنیا کے پس بیزاری کریں

مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ

ہم ان سے جیسا بیزار ہوئے وہ ہم سے اسی طرح دکھلاوے ان کو اللہ عمل ان کے

حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا

واسطے افسوس کے اوپر ان کے اور نہیں وہ نکلنے والے آگ سے اے لوگو کھاؤ

مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

اس چیز سے کہ بیچ زمین کے ہے حلال پاکیزہ اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کی

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ

تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر سوائے اس کے نہیں کہ حکم کرتا ہے تم کو

مومنین اُن سے کہیں زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اے کاش جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر اُنہیں دکھائی دیگا، اُسے یہ لوگ پہلے ہی دیکھ سکتے کہ قوت و قدرت کا مالک صرف اللہ ہی ہے اور یہ کہ اللہ بڑا شدید عذاب دینے والا ہے (۱۶۶) اور جب وہ عذاب کو سامنے دیکھیں گے تو وہ پیشوا اور دانشوارانِ قوم جن کی پیروی کی جاتی تھی اپنی اتباع کرنے والی قوم سے تبرا یا بیزاری کریں گے اور اُن کے تمام قومی و خونی و مالی رشتے کٹ جائیں گے (۱۶۷) اور اُن کے راستے پر چلنے والی قوم کے لوگ کہیں گے کہ کاش ہمیں ایک بار پھر دنیا میں جانے کا موقع مل جاتا تو ہم بھی اُن لیڈران قوم کو اُسی طرح دھتکارتے اور بیزاری دکھاتے جس طرح وہ ہم سے بے تعلقی دکھا رہے ہیں۔ یوں اللہ اُن کے دنیاوی کرتوت اُس گروہ کے سامنے لائے گا کہ اُنہیں حسرت اور پشیمانیاں گھیر لیں گی مگر جہنم سے باہر نکلنا نہ ملے گا (۱۶۸) اے انسانو تم زمین میں ہر وہ چیز کھاؤ جو حلال اور پسندیدہ و پاک ہو اور شیطان کے جاری کردہ رسوم پر عمل نہ کرو وہ تو انسانوں کا آزمودہ اور

(۹۵۔الف) کاش لوگ علامہ کی بات پر غور کرتے اور علامہ کو بھی اپنی بات پر عمل کے لئے کہتے۔

کاش کہ علامہ صرف گفتار کے غازی نہ ہوتے سنیئے ارشاد ہے کہ :

"۱۶۵۔یہاں خاص طور پر گمراہ کرنے والے پیشواؤں اور لیڈروں اور ان کے نادان پیروؤں کے انجام کا اس لئے ذکر کیا گیا ہے (۱۶۵/۲ تا ۱۶۷/۲) کہ جس غلطی میں مبتلا ہوکر پچھلی اُمتیں بھٹک گئیں اس سے مسلمان ہوشیار رہیں اور رہبروں میں امتیاز کرنا سیکھیں اور غلط رہبری کرنے والوں کے پیچھے چلنے سے بچیں۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۳۲)

(۹۶) حقائق قرآن کو چھپانے والے اور اختلاف پھیلانے والے عوام نہیں دانشور ہوتے ہیں۔

ان آیات (۱۶۸تا ۱۷۶) میں اہل کتاب ، قریش اور مسلمانوں کا ملاجلا تذکرہ چل رہا ہے ۔ عوام خواہ کسی زمانہ اور کسی مذہب کے ہوں وہ عموماً بحثوں میں الجھنے سے بچا کرتے ہیں۔ اور کم علمی اور تقلید کی بنا پر ان کو یہ خطرہ رہا کرتا ہے کہ کہیں ہمیں

کھلا دشمن ہے (۱۶۹) وہ تمہیں برائیوں اور بے حیائی کے سوا اور کوئی حکم دیتا ہی نہیں ہے یا یہ چاہتا ہے کہ تم اللہ کے متعلق ایسی باتیں کہنے لگو جو تم خود نہیں جانتے (۱۷۰) اور جب اُن سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم اُن احکام و ہدایات کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کئے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اُس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہمارے آباؤ اجداد اور نسلیں عمل کرتی چلی آئی ہیں۔ مطلب یہ کہ خواہ اُن کے آباؤ اجداد بے عقل اور گمراہ ہی کیوں نہ رہے ہوں (۱۷۱) ان لوگوں کی وہی مثال ہے جیسے کوئی جانوروں کے غول کو ہانکتے ہوئے پکارتا ہے وہ اُس کی ڈانٹ ڈپٹ کی گرج تو سنتے ہیں۔ لیکن بات نہیں سمجھتے اور یہ لوگ تو بالکل بہرے، گونگے اوراندھے ہیں اور عقل کو بے کار کئے بیٹھے ہیں (۱۷۲) اے وہ لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اگر تم واقعی اللہ کی عبادت و اطاعت کرتے ہوتو ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے صرف پاکیزہ چیزیں کھایا کرو اور ساتھ ساتھ اللہ کا شکر بجالایا کرو (۱۷۳) اس کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں ہے کہ تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کی رضا مندی کے خلاف جذبہ پر منحصر ہو حرام رہتی چلی آئی ہیں ۔ ہاں اگر

بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

ساتھ برائی کے اور بے حیائی کے اور یہ کہ کہو اوپر اللہ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے تم

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے پیروی کرو اس چیز کی کہ اتاری اللہ نے کہتے ہیں

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

بلکہ پیروی کریں گے ہم اس چیز کی کہ پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو

اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ مَثَلُ

کیا اگرچہ ہوں باپ ان کے نہ سمجھتے کچھ اور نہ راہ پاتے تھے اور مثال

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا

ان لوگوں کی جو کافر ہوئے مانند مثال اس شخص کے کہ چلّاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ

لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

نہیں سنتا مگر بلانا اور پکارنا بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں سمجھتے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کھاؤ پاکیزہ سے اس چیز کو کہ دیا ہم نے تم کو اور شکر کرو

لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ

واسطے اللہ کے اگر ہو تم اسی کو عبادت کرتے سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا ہے

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ

اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے

لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا

واسطے غیر اللہ کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ

بہکا کر غلط راہ پر نہ ڈال دیا جائے ۔ یہ جذبہ اپنی حفاظت کے لئے اچھاہے اور آج تمام مسلمان عوام کا بھی یہی حال ہے ان کا جواب بھی یہی ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف اور بزرگ جس راہ پر چلے ہم بھی اسی پر رہنا چاہتے ہیں ۔ مگر قرآن کریم اس جذبہ اورجواب اورطرز عمل کو غلط بتاتاہے اور کہتا کہ جس طرح تم دین سے جاہل ہو اسی طرح تمہارے اباواجداد بھی جاہل و بے عقل ہو سکتے ہیں ۔ لہٰذا پہلا کام تقلید چھوڑنا اور عقل مند بننا ہے ہروہ بات قبول کرتے جاؤ جو عقل قبول کرے جہاں عقل اللہ و رسولؐ کے خلاف جائے رک جاؤ اور تحقیق کرو قرآن سے فیصلہ چاہو علما کو مجبور کرو کہ وہ ایسا جواب دیں جو تمام بنیادوں کو بحال رکھے ۔رفتہ رفتہ خود علم حاصل کرو اور علما کی محتاجگی سے بتدریج آزاد ہو جاؤ۔ عوام کی ایسی کوشش دیکھ کر علما بھی چونکیں گے اوراپنی اصلاح حال کریں گے ۔کسی مسئلے کا جواب لاپرواہی سے نہ دیں گے۔ اور انہیں یہ خطرہ لگا رہے گا کہ

عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾

زیادتی کرنے والا پس گناہ نہیں اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

تحقیق وہ لوگ کہ چھپاتے ہیں جو کچھ کہ اتارا اللہ نے کتاب سے اور

يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا

مول لیتے ہیں بدلے اس کے مول تھوڑا یہ لوگ نہیں کھاتے بیچ پیٹوں اپنے کے مگر

النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۚۖ

آگ اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ دن قیامت کے اور نہ پاک کرے گا ان کو

وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے مول لیا

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ

گمراہی کو بدلے ہدایت کے اور عذاب کو بدلے بخشش کے پس کیا صبر کرتے ہیں وہ

عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ

اوپر آگ کے یہ اس واسطے کہ اللہ نے اتارا کتاب کو ساتھ حق کے اور تحقیق

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع لَيْسَ الْبِرَّ

ع ۲۱ ۵ رکوع

جنہوں نے اختلاف کیا بیچ کتاب کے البتہ بیچ خلاف دُور کے ہیں نہیں بھلائی

اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ

یہ کہ پھیرو تم منہ اپنے کو طرف مشرق کے اور مغرب کے ولیکن بھلائی اس کو ہے

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ

جو ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور فرشتوں کے اور کتاب کے

کوئی شخص بے بس ہو جائے اور مخالفت کا خیال اور حدود شکنی کا جذبہ نہ رکھتا ہو تو اس کو گناہگار نہ سمجھا جائے گا بلاشبہ ان حالات میں بھی اللہ غفور اور رحیم ہے (۱۷۴) یقیناً جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کتاب کے حقائق کو چھپاتے ہیں اور اس طرح گھٹیا قسم کی کمائی کرتے ہیں وہ اس خرید و فروخت سے جو غذا کھاتے ہیں وہ خالص انگارے ہوتے ہیں۔ اور اُن لوگوں سے قیامت کے روز نہ تو اللہ کلام کرے گا اور نہ اُنہیں پاک ہونے کا موقع دے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب مقرر ہے (۱۷۵) وہ لوگ وہی ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی کو اور مغفرت کے عوض عذاب کو خرید لیا ہے پھر وہ کون سی چیز ہوگی جو اُنہیں آگ کی جلن میں صبر اور مدد دے گی؟ (۱۷۶) وہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اللہ نے تو یہ کتاب حقائق کی حامل بنا کر نازل کی تھی مگر جن لوگوں نے نوع انسان میں توڑپھوڑ اور افتراق و انتشار کی دور رس پالیسی بنائی تھی اُنہوں نے اس کتاب کی تفہیم میں اختلاف پھیلا دیا (۱۷۷) مشرق و مغرب میں مرکز ولایت پر متفق ہوجانا ہی نیکی نہیں ہے بلکہ نیکیاں تب نتیجہ خیز ہوتی ہیں جب کہ اللہ کی حقیقی پوزیشن پر ایمان

ممکن ہے سوال کرنے والا قطعی جاہل نہ ہو؟ اور ہمارا جواب نشانہ تضحیک بن جائے ۔ لہٰذا ہر شخص کا ذاتی فریضہ ہے کہ وہ ہر اس عبادت کو ، حکم کو ، دستور و رسم کو خود تحقیق کرکے اختیار کرے جو اس کے اباواجداد کے زمانہ سے چلتا آ رہا ہے۔ اس لئے دین کے احکام تب واجب ہوتے ہیں جب انسان بالغ وعاقل و آزاد وخود مختار ہوجائے۔ اور مقلد و تقلید کے جال میں پھنسا ہوا معاشرہ بچپن ہی سے بچوں کی ضمیر و ذہنیت کو بدلنے کے لئے تقلید کی عادت ڈال دیتا ہے سمجھانے بجھانے کے بجائے محض عمل کا تقاضہ کرتاہے۔ سزائیں دیتا ہے۔ لالچ دیتا ہے۔ الغرض اپنے لئے موزوں یعنی مقلد بناکر چھوڑتا ہے۔ قرآن اس طرز عمل کی بھرپور مذمت کرتاہے ۔ان کے تمام اعمال و عبادات کو باطل قرار دیتا ہے ۔

(۲) جہاں جہاں شقاق و اختلاف پیدا کرنے کا ذکر ہے (۲/۱۷۶) یا قرآنی حقائق کو چھپانے کی بات ہے (۲/۱۷۴) یہ یہود

وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى

اور پیغمبروں کے اور دیا مال اوپر محبت اس کی کے قرابت والوں کو اور یتیموں کو

وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ ۚ

اور فقیروں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور بیچ چھڑانے گردن کے

وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ

اور قائم کیا نماز کو اور دیا زکٰوۃ کو اور پورا کرنے والے ساتھ عہد اپنے کے

اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ

جب عہد کریں اور صبر کرنے والے بیچ فقر کے اور بیماری کے اور وقت لڑائی کے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

یہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا اور یہ لوگ وہ ہیں پرہیزگار

لایا جائے ایک آخری دن مانا جائے اور فرشتوں پر ،کتابوں پر، انبیاؑپر ایمان لایا جائے اور اللہ سے محبت کے ثبوت میں القربیٰ والوں کو یتیموں کو اور بے سہارا لوگوں کو اور راستوں کی نگرانی کرنے والوں کو ضرورت مندوں کو اور غلاموں کے آزاد کرانے کو اپنا مال دیں نماز قائم کریں زکٰوۃ ادا کریں اور جب وعدہ یا معاہدہ کریں تو اُسے پورا کرکے رہیں اور خوف ناک حالات اور اذیتوں پر صبر سے تدارک کریں اور جنگ میں جم کر لڑیں ایسا عمل کرنے والے لوگ ہی وہ ہیں جو مومن ہونے کا سچا دعویٰ کرتے ہیں اور وہی لوگ متقی یا ذمہ دار افراد ہیں۔

و نصاریٰ اور قریش کے متفقہ (common) مقصد اور دانشوروں کا ذکر ہے اور یہیں سے یہ ماننا ہوگا کہ عہد رسولؐ ہی میں ان مشہور لیڈروں نے مسلمانوں میں عقائد و عبادات و تصورات میں اختلاف پیدا کرکے حقیقی مسلمانوں کے مقابلہ میں قومی مسلمانوں کا فرقہ پیدا کر دیا تھا اور ارادہ یہ تھا کہ یہ تفرقہ بعید ترین (۲/۱۷۶) حدود تک جائے چنانچہ آج تک کے تمام اختلافات اور تمام فرقے اور تفرقہ ان کی اسکیم (۲/۱۷۶) کا منتہیٰ تھا۔ عہدرسولؐ کے اختلافات کی فہرست (مذکورہ ہماری کتاب فاروقی شریعت اور اسلامی نماز) میں سے ایک صورت علامہ کے قلم سے ملاحظہ ہوتاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ میں قرآن فہمی کی کیا حالت تھی ؟ علامہ مودودی فرماتے ہیں :

”بعض اہل تفسیر نے ان آیات (مائدہ ۴۷ ، ۴۵ ، ۵/۴۴) کو اہل کتاب کے ساتھ مخصوص قراردینے کی کوشش کی ہے۔ مگر کلام الٰہی کے الفاظ میں اس تاویل کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں ۔ اس تاویل کا بہترین جواب وہ ہے ۔جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیا ہے ۔ان سے کسی نے کہا (ظاہرہے کہ اس شخص کا کوئی نام ضرور تھامگر سرکاری اور قومی ریکارڈ ہی کیا جس میں تخریب کاروں کے نام نہ چھپائے جائیں۔احسنؔ) کہ یہ تینوں آیتیں تو بنی اسرائیل کے حق میں ہیں۔ (یعنی کلام اللہ یامُنَزَّلٌ مِنَ اللہ سے فیصلے اہل کتاب کو کرنا چاہئیں مگر مسلمان قرآن کے پابند نہیں۔احسن) کہنے والے کا مطلب یہ تھا کہ یہودیوں میں سے جس نے خدا کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کیا ہو وہی کافر ، وہی ظالم اور وہی فاسق ہے (یعنی مسلمان خداکے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلے کرنے کے بعد بھی نہ ظالم ہیں نہ کافر ہوتے ہیں حتّٰی کہ فاسق بھی نہیں ہوتے ۔ یعنی اوپر کے (TOP CLASS) تمام اسلامی دانشور آزاد ہوگئے۔ احسن) اس پر حضرت حذیفہؓ نے فرمایا :

”نعم الاخوۃ لکم بنو اسرائیل اَن کانت لھم کُل مُرّۃ ولکم کُلّ حلوۃ، کَلاّ واللہ لتسکنَّ طریقھم قدر الشراك“

”یعنی کتنے اچھے بھائی ہیں تمہارے لئے یہ بنی اسرائیل کہ کڑوا کڑوا سب ان کے لئے ہے۔ اور میٹھا میٹھا سب تمہارے لئے ہے ۔ہرگز نہیں خداکی قسم تم ان ہی کے طریقہ پر قدم بقدم چلوگے۔“ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۷۶)

معلوم ہواکہ صحابہ قرآن کی تعبیر و تفہیم میں مذکورہ بالا آیات کے مطابق (۱۷۶، ۱۷۴ /۲) عمل کررہے تھے اور اختلاف و افتراق کی ابتدا وہیں سے ہوئی تھی۔اور پھر معاملہ شقاق بعید تک پہنچا دیا گیا۔ بہرحال حضرت حذیفہؓ بھی رسولؐ کی حدیث سے بات کررہے تھے یعنی رسولؐ کے صحابہ تمام اقوام ومذاہب عالم کی سو فیصد پیروی کریں گے (بخاری)قرآن کی معنوی تحریف بھی صحابہ کے زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ اور قرآن کے مہجور کرنے (۲۵/۳۰)کے معنی کا حقیقی تعین ہو رہاہے ۔

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِصَاصُ فِى الۡقَتۡلٰى ؕ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا ہے اوپر تمہارے برابری کرنا بیچ مارے گیوں کے

اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَ الۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَ الۡاُنۡثٰى بِالۡاُنۡثٰى ؕ

آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے

فَمَنۡ عُفِىَ لَهٗ مِنۡ اَخِيۡهِ شَىۡءٌ

پس جو کوئی معاف کیا جاوے واسطے اس کے خون بہا بھائی اس کے سے کچھ

فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ

پس پیروی کرنا ہے ساتھ اچھی طرح کے اور ادا کرنا ہے طرف اس کے ساتھ نیکی کے

ذٰلِكَ تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ رَحۡمَةٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى

یہ آسانی ہے پروردگار تمہارے کی طرف سے اور رحمت پس جو کوئی زیادتی کرے

بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَ لَكُمۡ

پیچھے اُس کے پس واسطے اس کے عذاب ہے درد دینے والا اور واسطے تمہارے

فِى الۡقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾

بیچ برابری کے زندگی ہے اے عقل والو تو کہ تم بچو

(۱۷۸) اے مومنین تمہارے اوپر جانی نقصان کا بدلہ لینا واجب کیا گیا ہے قتل کے معاملے میں آزاد آدمی کے بدلے میں آزاد قاتل کو اور غلام کے بدلے میں غلام قاتل کو اور عورت کے بدلے میں عورت قاتلہ کو قتل کیا جائے گا۔ یعنی قاتل کوئی بھی ہو اُس کو قتل کیا جائیگا۔ البتہ اگر کسی قاتل کے ساتھ مقتول کا وارث انسانی برادری کے خیال سے رعایت کرنا چاہے تو پسندیدہ طریقے کے مطابق عمل کرے اور قاتل احسان مندی کے ساتھ اپنی ذمہ داری پوری کرے یہ اللہ کی طرف سے رحمت و سزا میں کمی ہے اور وہ جو اُس کے بعد بھی زیادتی کرے گا اُس کے لئے درد ناک عذاب کی سزا بھی ہے(۱۷۹) اے صاحبانِ ہوش جان کا بدلہ جان یا خون بہا لینے میں تمہاری زندگی کی حفاظت کا انتظام ہے اُمید ہے کہ تم احساسِ ذمہ داری رکھو گے ۔

(۹۷) کیا یہاں نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی ممانعت ہوگئی (۲/۱۷۷)

اس آیت میں اگر ”اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ “کے معنی ”قبلہ کی طرف منہ کرنا یا گھمانا“ لئے جائیں تو نماز میں کسی خاص سمت میں منہ کرنے کی پابندی ختم ہوجاتی ہے یعنی وہ نماز نیکی کے کاموں سے خارج ہوجاتی ہے جو قبلہ کی طرف یا مشرق ومغرب وشمال وجنوب کی طرف منہ کرنے کی پابندی سے پڑھی جائے اور پھر ” فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ﴿۱۱۵﴾ البقرۃ۔ بھی یہی کہتی ہوئی معلوم ہوگی کہ: ” تم لوگ نماز میں جدھر بھی منہ کرو اللہ اس طرف بھی ہے“۔ یعنی نماز میں سمت اور قبلہ کی کوئی پابندی نہیں ہے ۔ چونکہ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا واجب ہے۔ اس لئے وہ تمام آیات جن میں ” وَلِّ ۔ وَلَّوۡا یا تُوَلُّوۡا “ کے الفاظ آئے ہیں وہ قیام مرکز ولایت پر دلالت کرتے ہیں نہ کہ نماز میں قبلہ کی طرف منہ گھمانے پر۔ ان سب آیات میں ہروقت اور ہرجگہ اور ہرحال میں مرکز ولایت اور ولی سے وابستہ اورمربوط رہنے کا حکم ہے اور پانچ بار اور نماز کا وہاں کوئی اشارہ تک نہیں ہے ۔

(۹۸) خَيۡرٌ کے معنی میں ہروہ چیز داخل ہے جو پس ماندگان کو مفید ہو:

ہم نے لفظ خیر کے معنی مال نہیں کئے اس لئے کہ یہ بڑا اہم لفظ ہے۔ اتنا سمجھ لیں کہ لفظ اختیار ومختار بھی اسی خاندان کے الفاظ ہیں چنانچہ مرنے والے کی تمام دینی ذمہ داریاں اور پروگرام بھی خیر میں داخل ہیں۔ کسی کا جائز قرض بھی اس سے باہر نہیں ۔ مال و دولت اور جائیداد بھی اس میں شامل ہے اور والدین واقربا اس کے بعد ذمہ دار ہیں صرف مال بٹورنے کے حق دار نہیں وہ قرض بھی ادا کریں گے ۔

كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ

لکھا گیا اوپر تمہارے جس وقت حاضر ہو ایک تمہارے کو موت اگر چھوڑ جاوے

خَيۡرَا ۖۚ اۨلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ وَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ حَقًّا

مال وصیت کرنا واسطے ماں باپ کے اور قرابت والوں کے ساتھ اچھی طرح کے حق ہوا

عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ؕ﴿۱۸۰﴾ فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ

اوپر پرہیز گاروں کے پس جو کوئی بدل ڈالے اس کو پیچھے اس کے سنا اس کو

فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ

پس سوائے اس کے نہیں کہ گناہ اس کا اوپر ان لوگوں کے ہے جو بدل ڈالتے ہیں اس کو

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ؕ﴿۱۸۱﴾ فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ

تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے پس جو کوئی ڈرے وصیت کرنے والے سے

جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ ؕ

کجی کو یا گناہ کو پس اصلاح کر دے درمیان ان کے پس نہیں گناہ اوپر اس کے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ

تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا اوپر تمہارے

الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ﴿۱۸۳﴾

روزہ جیسا لکھا گیا تھا اوپر ان لوگوں کے جو پہلے تم سے تھے تو کہ تم پرہیز گاری کرو

اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ

روزے دن گنتی کے پس جو کوئی ہو تم میں سے بیمار یا اوپر سفر کے پس گنتی ہے

(۱۸۰) تم پر یہی واجب کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آ لگے تو تم اپنے والدین اور اقربا کے لئے اُس خیر میں ہدایت و وصیت کر دو جو تم اپنے بعد چھوڑ رہے ہو ذمہ دار انسانوں پر اُن دونوں فریق کا حق قائم ہے (۱۸۱) اور جو شخص وصیت و ہدایات سن لینے کے بعد بھی اُس میں ردو بدل کرلے تو ردو بدل کرنے والوں ہی پر اُس ردو بدل کا گناہ عائد ہو گا۔ یقیناً اللہ تمام کچھ سننے اور علم رکھنے والا ہے (۱۸۲) بہر حال جس کو یہ خوف ہو کہ وصیت کرنے والے نے جان بوجھ کر یا نادانستہ وصیت میں غلطی کی ہے اور وہ پسماندگان اور متعلقین کے لئے اصلاح کر دے تو اُس پر کچھ گناہ عائد نہیں ہو گا اللہ یقیناً بخشنے ، رحم کرنے والا ہے (۱۸۳) اے مومنین تم پر بھی روزے رکھنا واجب کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے قبل کی اُمتوں پر فرض تھے اور منشا یہ ہے کہ تم متقی ذمہ دار بن جاؤ(۱۸۴) یہ روزے گن کر رکھے جائیں گے مگر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ روزوں کو

(۹۹) مشقت ، ناتوانی ، علالت اور خطرات میں روزہ نہ رکھا جائے :

آیات (۱۸۵۔۱۸۴/۲) میں روزہ رکھنے کا مقصد احساس ذمہ داری پیدا کرنا ، اور ذمہ داریوں کو انجام دینے کی قوت فراہم کرنا ہے۔ اور وہ تمام سہولتیں فراہم کرنا مقصود ہے جو مشکلات اور دشواریوں کو دور کرنے میں مدد دیں لہٰذا مشقت پیشہ لوگ ، ناتوان و بیمار افراد روزہ نہ رکھیں جب تک وہ مشقت ، ناتوانی اور بیماری سے چھٹکارا نہ پا لیں۔ سفر میں روزہ صرف اس صورت میں جائز ہے جب کہ پورا خاندان اور تمام گھریلو اور خانگی سہولتیں سفر میں ساتھ ہوں۔

(۱۰۰) عبادات اور سابقہ احکامات کو قرآن میں دوہرانے کی ضرورت ؟

روزہ نماز اور دیگر عبادات اور حرام و حلال کے احکام سابقہ انبیاؑ پر نازل ہوتے رہے ان پر عمل ہوتا رہا لیکن ہر دوسرے نبیؑ کے آنے سے پہلے انسانی حالات بدل جاتے تھے اور مجتہد حضرات کو موقع مل جاتا تھا کہ پہلے نبیؑ اور کتاب کے احکام کو تقاضائے وقت کے سانچے میں ڈھال کر اپنی پسند کے مسائل گھڑ لیں دوسرا نبیؑ آ کر ان تمام مسائل کو باطل قرار دے دیتا تھا اور بدلے ہوئے مسائل کو پھر حقیقی صورت میں پیش کرتا تھا۔ یہ وجہ ہے کہ قرآن

مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ
دنوں اور سے اور اوپر ان لوگوں کے کہ طاقت رکھتے ہیں اسکی بدلہ ہے کھانا
مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ
ایک فقیر کا پس جو کوئی کرے زیادہ نیکی پس وہ بہتر ہے واسطے اس کے اور یہ کہ
تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ
روزہ رکھو تم بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے مہینہ رمضان کا وہ جو
اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ
اتارا گیا ہے بیچ اس کے قرآن مجید ہدایت واسطے لوگوں کے اور دلیلیں
مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
ہدایت کی سے اور معجزے پس جو کوئی حاضر ہو تم میں سے اس مہینے میں
فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ
پس چاہیئے کہ روزہ رکھے اس کو اور جو کوئی بیمار ہو یا اوپر سفر کے پس گنتی ہے دنوں
اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ
اور سے ارادہ کرتا ہے اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا ہے
بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ
ساتھ تمہارے دشواری کا اور تو کہ پورا کرو گنتی کو اور تو کہ بڑائی کرو اللہ کی
عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَ اِذَا سَاَلَكَ
اوپر اس کے کہ ہدایت کیا تم کو اور تو کہ تم شکر کرو اور جب سوال کریں تجھ کو
عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ
بندے میرے مجھ سے پس تحقیق میں نزدیک ہوں جواب دیتا ہوں پکارنے کا

گن کر اُتنے ہی دن بعد رمضان کے پورا کرلے اور جس شخص میں قوت کی جگہ روزہ رکھنے کی طاقت ہو وہ روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلاتا رہے اور اگر خوشی سے زیادہ کو کھلائے تو وہ اُس کے لئے زیادہ مفید ہے اور روزہ رکھا جاسکے تو تمہارے لئے بہتری ہے اگر تم یہ بھی جانتے ہو کہ بہتری ہوگی نقصان نہ ہوگا (۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں نوع انسان کی ہدایت کے لئے قرآن نازل کیا گیا اور ہدایت کاری کے شاندار کمالات دیئے گئے اور فرقان عطا کیا گیا چنانچہ تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو دیکھے اُس پر لازم ہے کہ مہینہ بھر کے روزے رکھے البتہ جو کوئی بیمار یا مسافر ہو وہ رمضان کے بعد ناغہ روزوں کی تعداد پوری کرلے اللہ تمہارے لئے سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور یہ مقصد نہیں رکھتا کہ تمہیں دشواریوں میں اُلجھا دے لہٰذا تم روزوں کی تعداد مکمل کرو اور اپنی ہدایت یافتگی پر اللہ کی بزرگی پھیلاتے رہو اُمید ہے کہ تم شکر کو اپنا دستور بنائے رکھو گے (۱۸۶) اے رسولؐ جب بھی میرے بندے تمہارے وسیلے سے میری توجہ مانگیں تو یقیناً میں قریب ہوں گا اور مدد کی درخواست

میں از سر نو وضو، غسل اور نماز و روزہ وغیرہ کے احکام کو دوہرایا گیا ہے گو بعد میں پھر اجتہاد نے کئی طرح کی نمازیں گھڑ کر مسلمانوں میں پھیلا دیں اور تمام احکام و عبادات کو بدل دیا گیا۔ بہرحال قرآن نے محض وہ احکام دوہرائے ہیں جن میں اجتہاد اور مجتہد نے تبدیلی کی تھی۔ اور اسی بنا پر سابقہ تمام کتابوں کی تصدیق (۲/۹۷، ۶/۹۳) اور نگرانی قرآن اور اہل ذکر علیہم السلام نے اپنے ذمہ لی تھی۔ چنانچہ لانچھی مچھلی کا حرام ہونا توریت میں موجود ہے۔

(۱۰۰۔الف) کیا اللہ کا ہربات سننا نئی اور قرآن کی بات ہے ؟ پچھلی آیت (۲/۱۸۶) میں اللہ یہ نہیں بتا رہا ہے کہ میں ہر جگہ ہوں اور ہر مخلوق میری نظر کے سامنے رہتی ہے۔ میں ہر آواز سنتا ہوں۔ تمام اہل مذاہب اللہ کے متعلق

کرنے والوں کو درخواست کرتے ہی جواب دوں گا ۔ چنانچہ لازم ہے کہ میرے احکام پر عمل کریں مجھ پر ایمان لائیں شاید یوں وہ ہدایات حاصل کر سکیں (۱۸۷) تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں عورتوں سے جنسی تعلق حلال کر دیا گیا ہے لہٰذا تم اُن کے لئے لباس ہو اور وہ تمہارے لئے پردہ ہیں۔ اللہ نے یہ جان کر کہ تم جنسی خیانت کر رہے ہو تمہاری طرف توجہ کی ہے اور تمہاری خیانت نظر انداز کر دی ہے اب تم جس طرح اللہ نے لکھا ہے اُسی طرح مستورات سے جنسی تعلق میں آزاد ہو اور اُس وقت تک رات کو کھا پی بھی سکتے ہو جب فجر کے قریب اندھیرے میں سفید اور کالے دھاگوں میں تمیز ہو سکے اور روزہ کو رات کے آ جانے پر تمام کر دیا کرو۔ عورتوں سے جنسی تعلق اُس وقت بھی نہ کرو ۔ جب تم خود کو عبادت کیلئے مسجد میں (اعتکاف) پابند کر دو وہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں اُن کے قریب نہ جاؤ اپنی آیات اور احکام کی وضاحت کرنے کا وہی طریقہ برقرار رکھا ہے جس سے شاید

الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ

پکارنے والے کو جب پکارتا ہے مجھ کو پس چاہیئے کہ قبول کریں حکم میرے کو

وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿١٨٦﴾ اُحِلَّ

اور چاہیئے کہ ایمان لاویں ساتھ میرے تو کہ وہ بھلائی پاویں حلال کی گئی

لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ

واسطے تمہارے رات روزے کی رغبت کرنا طرف بی بیوں اپنی کے وہ پردہ ہیں

لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ

واسطے تمہارے اور تم پردہ ہو واسطے ان کے جانا اللہ نے یہ کہ تم تھے خیانت کرتے

اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ

جانوں اپنی کو پس پھر آیا اوپر تمہارے اور معاف کیا تم سے پس اب ملا کرو ان سے

وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَ كُلُوْا وَ

اور ڈھونڈو جو لکھ دیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے یعنی اولاد اور کھاؤ اور

اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠

پیؤ یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے تمہارے تاگا سفید تاگے کالے سے فجر سے

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ

پھر پورا کرو روزے کو رات تلک اور مت ملو ان سے اور تم اعتکاف کرنے والے ہو

فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

بیچ مسجدوں کے یہ ہیں حدیں اللہ کی پس مت نزدیک جاؤ ان کے اسی طرح بیان کرتا ہے

اس کی ان صفات اور قدرتوں کے قائل چلے آئے ہیں ۔ یہاں تو یہ بتایا جارہا ہے کہ اللہ سے دعا اور تقرب میں اگر رسولؐ کو وسیلہ نہ بنایا جائے تو اللہ ہر بات سننے اور جاننے کے باوجود رسولوںؑ کے منکروں کی کوئی دعا اور فریاد قبول نہیں کرتا ہے ۔ لیکن رسولؐ کو اپنے ایسے آدمی سمجھنے والے لوگ یہاں یہ تصور دینا چاہتے رہے ہیں کہ: " اے رسولؐ اگر کوئی اللہ کی پوزیشن سمجھنا چاہے تو کہہ دو کہ میں قریب ہوں وغیرہ وغیرہ "۔ یہاں نہ مناظرہ کی بات ہے نہ بحث کا ذکر ہے نہ کوئی دلیل دی گئی ہے جو یہ غلط تصور چلتا ۔ یہاں تو دعا کرنے والوں کو بتایا گیا ہے کہ اگر وہ رسولؐ کا واسطہ دے کر دعا کریں تو دعا کرتے ہی اللہ دعا کا جواب دیتا ہے اور بس ۔

(۱۰۱) عربوں میں حاکم، مقدمات، کھلا سوشل معاشرہ جنسی شرک: اس آیت (۲/۱۸۸) سے نوٹ کر لیں کہ عربوں اور قریش کے یہاں پہلے سے کچھ دیدہ وران قوم مسلّمہ طور پر حاکم ہوا کرتے تھے جن کے فیصلے قوم کو ماننا پڑتے تھے اور یہ بھی کہ جن مومنین کو روزے کے احکام دیئے گئے ہیں ان ہی کو روکا گیا مال حرام کھانے اور طاغوتی حاکموں سے فیصلے کرانے سے یعنی ایمان لانے کے بعد سے مدینہ میں حکم جہاد ملنے کے بعد کے زمانہ تک قومی مومنین رسولؐ کو حاکم نہ سمجھتے تھے ۔ پھر اگلی آیت (۲/۱۸۹) میں یہ

اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمۡ یَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ وَ لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ

اللہ نشانیاں اپنی واسطے لوگوں کے تو کہ وہ بچیں اور مت کھاؤ مال اپنے درمیان اپنے

بِالۡبَاطِلِ وَ تُدۡلُوۡا بِھَاۤ اِلَی الۡحُکَّامِ لِتَاۡکُلُوۡا

ساتھ باطل کے اور مت کھینچ لے جاؤ ان کو طرف حاکموں کے تو کہ کھاؤ

فَرِیۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۸﴾ ع یَسۡـَٔلُوۡنَکَ

ایک ایک ٹکڑا مال لوگوں سے ساتھ گناہ کے اور تم جانتے ہو پوچھتے ہیں تجھ کو

عَنِ الۡاَھِلَّۃِ ؕ قُلۡ ھِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ ؕ وَ لَیۡسَ الۡبِرُّ

چاندوں سے کہہ کہ وہ وقت ہیں واسطے لوگوں کے اور حج کے اور نہیں بھلائی

بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُیُوۡتَ مِنۡ ظُھُوۡرِھَا وَ لٰکِنَّ الۡبِرَّ

بیچ اس کے کہ آؤ تم گھروں میں پیٹھ ان کی سے ولیکن بھلائی

مَنِ اتَّقٰی ۚ وَ اۡتُوا الۡبُیُوۡتَ مِنۡ اَبۡوَابِھَا ۪

واسطے اس شخص کے ہے کہ پرہیزگاری کرے اور آؤ گھروں میں دروازوں ان کے سے

وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۸۹﴾ وَ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ

اور ڈرو اللہ سے تو کہ تم فلاح پاؤ اور لڑو بیچ راہ اللہ کے ان لوگوں سے جو

یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَ لَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ

لڑتے ہیں تم سے اور مت زیادتی کرو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا

الۡمُعۡتَدِیۡنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ اقۡتُلُوۡھُمۡ حَیۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡھُمۡ وَ اَخۡرِجُوۡھُمۡ

زیادتی کرنے والوں کو اور مار ڈالو تم جہاں پاؤ ان کو اور نکال دو ان کو

مِّنۡ حَیۡثُ اَخۡرَجُوۡکُمۡ وَ الۡفِتۡنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوۡھُمۡ عِنۡدَ

جہاں سے نکال دیا تم کو اور کفر سخت تر ہے قتل سے اور مت لڑو ان سے نزدیک

انسان احساس فرض اور ذمہ دار پوزیشن اختیار کرلیں (۱۸۸) اور تم لوگ مومن ہو کر نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے اموال ناروا طریقے سے ہڑپ کر جایا کرو اور نہ ہی اپنے سابقہ حاکموں کے سامنے لوگوں کو اس غرض سے گھسیٹا کرو کہ تم کو لوگوں میں سے کسی کا کچھ مال بے ایمانی سے کھانے کو مل جائے اور تم تو دانشور بھی ہو (۱۸۹) آپ سے چاند کے گھٹنے بڑھنے پر سوال کیا جاتا ہے کہہ دو کہ یہ خدائی انتظام، نظام اوقات اور حج وغیرہ کے متعین کرنے کے لئے ہے لگے ہاتھ یہ بھی کہہ دو کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ تم لوگوں کے گھروں میں دیوار کود کر پیچھے سے داخل ہوجاتے ہو اچھی بات یہ ہے کہ پارسائی اور پاکبازی اور لوگوں کی پرائیویٹ ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے دروازوں کی طرف سے آیا کرو اور اللہ کے حضور ذمہ دار بن کر رہو شاید تم رستگاری حاصل کرسکو (۱۹۰) جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی اُن سے جنگ کرو تمہاری جنگ راہ خدا میں ہوگی اس لئے جنگ میں زیادتی نہ کرو بلا شبہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا (۱۹۱) وہ جہاں ملیں وہیں جنگ کرو اور اُنہوں نے جہاں سے تمہیں جلا وطن کیا ہے تم بھی اُنہیں نکال باہر کرو یاد رکھو فتنہ و فساد کے

نوٹ کریں کہ کسی کے یا اپنے گھر میں دروازہ کی راہ سے آنا ہزاروں سال سے انسانوں کو معلوم اور ان کا معمول تھا۔ لہٰذا یہ کام ازراہ جہالت نہ کیا جاتا تھا۔ بلکہ دانشورانِ قریش اور ان کی قوم ایک سوشل معاشرہ تھی جس میں جنسیات مشترک تھیں۔ وہ فریقین کی عیش وعشرت میں خلل ڈالنا بُرا سمجھتے تھے اس لئے دروازہ پر دستک دینا اور ایسی نازک ولطیف حالت میں لوگوں کو مجبور کرنا کہ وہ ضرور دروازہ کھولنے آئیں ناپسند کرتے تھے اور ملاقات خصوصاً ان حالات میں ملاقات کرنا اور داد دینا ضروری ہوتا تھا۔ اس لئے یہی بہتر سمجھا جاتا تھا کہ دیوار پھاند کر حاضر ہوجائیں اور کچھ سیکھیں اور کچھ سکھائیں جام صحت و ہمت انڈیلیں۔ دروازہ کا بند رکھنا اس لئے ضروری تھا کہ پڑوس کے یا خود اپنے بچے اچانک آسکتے تھے۔ مگر دیوار کود کر بڑا آدمی ہی آسکتا تھا اور عام اجازت تھی۔

منصوبوں سے جنگ میں للکار کر قتل کرنا
بہتر ہے تم اُن سے مسجد حرام کی حدود میں
اُس وقت تک جنگ نہ کرنا جب تک وہ تم
سے وہاں جنگ نہ کریں اور اگر وہ مسجد
حرام میں لڑیں تو تم بھی لڑنا حق پوشوں
کی سزا یوں ہی رہی ہے(۱۹۲) اور اگر
باز رہیں تو اللہ غفور اور رحیم ہے لہٰذا تم
بھی بخش دینا (۱۹۳) ورنہ برابر جنگ جاری
رکھنا یہاں تک کہ تک فتنہ و فساد ختم ہوجائے
اور اللہ کا دین اُس کی مرضی کے مطابق
نافذ ہونے لگے، اور اگر اب وہ جنگ نہ
کریں تو جنگی زیادتیاں اور خمیازہ غلط کاروں
کو بھگتنا پڑے گا (۱۹۴) ماہ حرام کا بدلہ ماہ
حرام ہی سے ہو سکتاہے اور تمام حرمتوں
کو برابر ملحوظ رکھنا لازم ہے لہٰذا جو تمہارے
ساتھ زیادتی کرے تم اُس کے ساتھ اتنی
ہی زیادتی کرسکتے ہو مگر اللہ کے سامنے
جواب کے ذمہ دار رہو اور یہ جان رکھو کہ
اللہ متقی لوگوں کا ساتھ دیا کرتا ہے (۱۹۵)
اللہ کے مقاصد پر مال اور محنت صرف
کرتے رہو اور خود اپنی کوششوں سے اپنے
آپ کو ہلاکت کے سپرد نہ کردیا کرو لہٰذا
تم احسان پیشہ بن جاؤ یقیناً اللہ دوسروں
پر احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے
(۱۹۶) خدائی نظام کو مستحکم رکھنے کے لئے
حج اور عمرہ بجا لانے کی تمام کوششیں جاری
رکھو اور اگرکوئی مجبوری پیش آجائے تو جو
کچھ قربان کرنے کے لئے میسر آجائے پیش
کردواس صورت میں اپنا سر نہ منڈاؤ جب
تک کہ قربانی کا جانور قربان ہونے کی جگہ
نہ پہنچ جائے اور اگر تم میں سے کوئی بیمار
ہو یا اُس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور
اگر سرمنڈانا ضرررساں ہوجائے تو اُسے
چاہئے کہ وہ اُس کے بدلے میں روزے
رکھے یا مال خیرات کرے یا قربانی کرے
اور جب تمہیں امن حاصل ہو جائے

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ
مسجد حرام کے یہاں تک کہ لڑیں تم سے بیچ اس کے پس اگر لڑیں تم سے
فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
پس مارو ان کو اسی طرح ہے سزا کافروں کی پس اگر باز رہیں پس تحقیق اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ
بخشنے والا مہربان ہے اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے کفر اور ہووے دین
لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ
واسطے اللہ کے پس اگر باز رہیں پس نہیں زیادتی کرنا مگر اوپر ظالموں کے مہینہ
الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ
حرمت والا بدلے مہینے حرمت والے کے ہے اور حرمتوں کا بدلہ ہے
فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ
پس جو کوئی زیادتی کرے اوپر تمہارے پس زیادتی کرو تم اوپر اس کے مانند اس کے
مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ
کہ زیادتی کی اوپر تمہارے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ تحقیق اللہ ساتھ
الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ
پرہیزگاروں کے ہے اور خرچ کرو بیچ راہ اللہ کے اور مت ڈالو ہاتھوں اپنے کو
اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَ اَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ ع
طرف ہلاکت کے اور نیکی کرو تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو
وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ
اور پورا کرو حج کو اور عمرہ کو واسطے اللہ کے پس اگر گھیرے جاؤ تم پس جو کچھ میسر ہو
مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ
قربانی سے اور مت منڈواؤ سروں اپنے کو یہاں تک کہ پہنچے قربانی
مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى
جگہ حلال ہونے اپنی کے پس جو کوئی ہو تم میں سے بیمار یا اس کو ایذا ہو
مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ
سر اس کے سے پس بدلا ہے روزوں سے یا خیرات سے یا ذبح سے پس جب

تو جو شخص حج کے بدلے میں عمرہ کرنے
کا فائدہ اٹھائے تو جو قربانی میسر آئے وہ
پیش کرے اور اگر بالکل قربانی نہ کرسکے
تو حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور
سات روزے واپس جا کر اپنے گھر میں
رکھنا ہوں گے یوں وہ پورے دس روزے
مکمل ہوجانا چاہئیں یہ رعایت صرف اُن
لوگوں کے لئے ہے وہ جو مسجد حرام کے
قرب و جوار سے دور رہتے ہوں اللہ کے
ان احکام کی پابندی کے ذمہ دار رہو اور یہ
سمجھ رکھو کہ اللہ واقعی بہت سخت تعاقب
کرنے والا ہے(۱۹۷) حج کے مہینے تمام
لوگوں میں مشہور و معلوم ہیں جو شخص اُن
مہینوں میں حج کو اپنے اوپر واجب کرلے اور
مکہ معظمہ پہنچ جائے اُس پر لازم ہے کہ
وہ نہ تو شہوانی فعل کرے گا نہ بد عملی اور
آزاد روی کریگا اور نہ لڑائی جھگڑے کرے
گا اور تم جو بھی نیک کام کرو گے اُسے
اللہ جانتا ہے حج کے سفر کے لئے زادراہ،
روپیہ کھانے پینے کا سامان، ہمراہ لے کر
چلا کرو اور یاد رکھو کہ سب سے عمدہ زادِ
راہ تقویٰ ہے اور تم سب میرے لئے
ذمہ دار بنو اور اے ہوشمند لوگو میری
سپردہ ذمہ داریاں اختیار کرو(۱۹۸) اور
حج کے دوران تم خرید و فروخت اور
کسبِ معاش سے فضل خداوندی حاصل
کرنے میں مختار ہو اس میں کچھ حرج
نہیں ہے اور جب تم عرفات سے فراغت
کے بعد روانہ ہوجاؤ تو مشعر الحرام یعنی
مزدلفہ پر ٹھہرو اور یہاں اللہ کی عبادت
اور تذکرہ کرو اور تذکرہ اُسی طرح کرو
جیسا کہ تمہیں بتادیا گیا ہے ورنہ اُس سے
پہلے تم مجتہدانہ گمراہی کے کام کیا کرتے تھے
(۱۹۹) پھر وہاں سے اُسی طرح روانگی اختیار
کرو جیسا کہ اسلام کے واقف کار لوگ
روانہ ہوتے ہیں اور استغفار پڑھتے رہو

اَمِنْتُمْ ۫ وقفة فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا

امن میں ہو تم پس جو کوئی فائدہ اُٹھاوے عمرہ سے ساتھ حج کے پس جو کچھ

اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي

میسر ہو قربانی سے پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے تین دن کے بیچ

الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ

حج کے اور سات روزے جب پھر جاؤ تم یہ دس ہوئے پورے یہ

لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

واسطے اُس شخص کے ہے کہ نہ ہوں اھل اس کے رہنے والے مسجد حرام کے

ع ۲۴ ۸

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ؑ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ

اور ڈرو اللہ سے اور جانو تحقیق اللہ سخت عذاب والا ہے حج کے مہینے

مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ

ہیں معلوم پس جو کوئی مقرر کرے بیچ ان کے حج پس نہ رغبت کرنا اور نہ گناہ کرنا

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ

اور نہ جھگڑا کرنا بیچ حج کے اور جو کرو گے تم بھلائی سے جانتا ہے اس کو اللہ

وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫

اور خرچ راہ لیا کرو پس تحقیق بہتر فائدہ خرچ کا بچنا ہے گناہ اور سوال سے

وَ اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

اور ڈرو مجھ سے اے صاحب عقل کے نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ

تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ

ڈھونڈو فضل پروردگار اپنے کے سے پس جب پھرو تم عرفات سے

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا

پس یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے اور یاد کرو اس کو جیسا

هَدٰىكُمْ ۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ

ہدایت کیا تم کو اور تحقیق تھے تم پہلے اس سے البتہ گمراہوں سے پھر

اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پھرو جہاں سے پھرتے ہیں لوگ اور بخشش مانگو اللہ سے تحقیق اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ

بخشنے والا مہربان ہے پس جب کر چکو تم عبادتیں اپنی پس یاد کرو اللہ کو

اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ

جیسا یاد کرتے تھے تم باپوں اپنے کو یا زیادہ تر یاد کرنا پس بعضے لوگوں میں سے

مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا

وہ شخص ہے کہ کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو بیچ دنیا کے اور نہیں

لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَ مِنْهُمْ

واسطے اس کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ اور بعضا ان میں سے وہ شخص ہے

مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ

کہ کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو بیچ دنیا کے نیکی اور بیچ آخرت کے

حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ

نیکی اور بچا ہم کو عذاب آگ کے سے یہ لوگ واسطے ان کے حصہ ہے اس چیز سے

مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ

النصف

جو کمایا انہوں نے اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا اور یاد کرو اللہ کو بیچ

اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ

دنوں گنے ہوؤں کے پس جو کوئی جلدی کرے بیچ دو دن کے پس نہیں گناہ

عَلَيْهِ ۚ وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ

اوپر اس کے اور جو کوئی پیچھے رہے پس نہیں گناہ اوپر اس کے

لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا

یہ واسطے اس شخص کے ہے کہ پرہیز گاری کرے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ

اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ

تم طرف اسی کے اکٹھے کئے جاؤ گے اور بعض لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ

يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ

خوش لگتی ہے تجھ کو بات اس کی بیچ زندگانی دنیا کے اور گواہ کرتا ہے اللہ کو

عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾

اوپر اس چیز کے کہ بیچ دل اس کے کے ہے اور وہ بہت جھگڑالو ہے

یقیناً اللہ مغفرت کرنے والا رحیم ہے (۲۰۰) چنانچہ تم حج کے ارکان بجالانے کے بعد اب اللہ کا ذکر اُسی طرح کرو جیسے پہلے اپنے آباؤ اجداد اور لیڈروں کا تذکرہ کیا کرتے تھے بلکہ اُس سے بھی زیادہ اہمیت سے ذکر کرو اور ان لوگوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اے رب ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دے دے۔ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کسی قسم کی آسودگی نہیں ہے (۲۰۱) اور اُن ہی میں ایسے مومنین بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکیاں اور اچھائیاں دینا اور آتش جہنم سے محفوظ رکھنا (۲۰۲) وہی لوگ ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں جگہ اپنی کمائی کے حصے پائیں گے اور حساب کرنے اور سب کو اُن کا حق پہنچانے میں اللہ بہت ہی جلدی کرنے کی قدرت رکھتا ہے (۲۰۳) حج کے دوران یادِ خدا کے لئے گنتی کے چند روز ہیں لہٰذا خلوص اور توجہ سے اللہ کو یاد کرو پھر جو شخص دو ہی دن میں جلد واپس چلا جائے اُس پر کوئی مواخذہ اور گناہ نہیں جو دیر تک ٹھہرا رہے اُس کا بھی کوئی قصور نہیں ہے ۔ یہ بات اس صورت میں صحیح ہے کہ وہ تقویٰ سے باہر نہ نکلیں لہٰذا ذمہ دار بنو اور جان رکھو کہ اللہ کے پاس حساب کے لئے سب کو حاضر ہونا ہے (۲۰۴) اور اُن مومنین میں سے وہ شخص خاص طور پر زیر نظر رہے جس کی وہ تقریریں تعجب کی حد تک آپ کو پسند آتی ہیں جو وہ فلسفہ حیات دنیا پر کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے قلبی خلوص پر اللہ کو گواہ بنایا کرتا ہے اور وہی تو ہے جو بحث اور مناظرہ میں غالب رہا کرتا ہے

(۲۰۵) اور جیسے ہی وہ حاکم بنا تو ساری دنیا کو فساد سے لبریز کردے گا۔ کھیتیاں اور فصلیں تباہ کرے گا اور ایک مخصوص نسل کو بھی ہلاک کرے گا۔ اور اللہ فساد اور فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (۲۰۶) اور جب اُس کو اللہ کے سامنے ذمہ دار بننے کو کہا جاتا ہے۔ تو اُس کے سامنے اُس کی لیڈری کی عزت اور وقار آکر اُسے قتل و غارت و فساد پر مطمئن کر دیتا ہے۔ اُس کے شایانِ شان جہنم ہی ہے اور وہ بہت ہی بُرا گہوارہ ہے (۲۰۷) اور اُن مومنین میں سے وہ شخص بھی ہے جو اللہ کی رضامندی و خوشنودی خریدنے کے لئے اپنی زندگی فروخت کرچکا ہے اور اُسی کے لئے اللہ تمام بندوں پر شفقت کرتا ہے (۲۰۸) اے مومنین تم سب کے سب سلامتی کے اُسی نظام میں داخل ہوجاؤ

وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا

اور جب حاکم ہوتا ہے کوشش کرتا ہے بیچ زمین کے تو کہ فساد کرے بیچ اس کے

وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝۲۰۵

اور ھلاک کرے کھیتی کو اور جانوروں کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنا

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ

اور جب کہا جاتا ہے واسطے اس کے ڈر اللہ سے پکڑتی ہے اس کو عزت ساتھ گناہ کے

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۲۰۶ وَ مِنَ النَّاسِ

پس کفایت ہے اس کو دوزخ اور البتہ بُرا ہے بچھونا اور بعضے لوگوں میں سے

مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ

وہ ہے کہ بیچتا ہے جان اپنی کو واسطے چاہنے رضامندی اللہ کے اور اللہ

رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰۷ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي

شفقت کرنے والا ہے ساتھ بندوں کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو داخل ہو بیچ

(۱۰۲) آیات (۲۰۹تا۲۰۴/۲) دو راہنمایان اسلام کے منصوبے: قرآن کریم نے انسان دشمن عناصر کی اغراض ومقاصد، ان کی صفات اور شناخت اور ان کے اقدامات کو بار بار اور نئے نئے انداز سے بیان کیا ہے۔ یہاں (۲/۲۰۴ تا ۲/۲۰۶) تینوں آیتوں میں اس لیڈر کا خصوصی تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو قرآن اور اسلام کا ایک عملی پروگرام اور منصوبہ پیش کرتا تھا اور دنیا کا وہ نقشہ رسولؐ اللہ کے سامنے رکھتا تھا جسے دیکھ کر رسولؐ اللہ بڑی تعجب انگیز صورت حال سے دوچار ہوجاتے تھے۔ اللہ نے یہ بھی بتایا کہ وہ شخص رسولؐ کا سب سے بڑا اور سخت مدمقابل ہے بحث، مناظرہ اوراپنے پروگرام اور منصوبے کو منوانے کے لئے جنگ وجدل اور ہر جھگڑا مول لینے کو تیار رہتا ہے۔ اور یہ کہ ایک دن وہ حکمران بنے گا تو اس کی پالیسی اور مہم جوئی اور فوج کشی سے دنیا قتل وغارت اور فتنہ وفساد کا شکار ہوجائے گی وہ نسلیں اور فصلیں تباہ کردیگا۔ پھر اللہ نے یہ بتایا ہے کہ وہ ایک ایسی عزت اور وقار حاصل کرچکا ہے جو نہایت ناہنجاز اور مجرمانہ وگناہ گارانہ طریقہ پر قومی عوام وخواص کے دلوں میں پیدا کی گئی ہے اور جس قومی عزت ووقار کو بحال رکھنے کے لئے وہ اپنے پروگرام سے باز نہیں آسکتا۔ یہاں آپ اللہ کا وہ بیان سامنے لائیں جس میں دویاروں کی اسکیم کا بھانڈا پھوڑا گیا ہے (۲۵/۲۷) اور ایک دوست کا بیان اور اقرارجرم قرآن پڑھنے والوں کو سنایا گیا ہے جس میں وہ دوست یہ مانتا ہے کہ اس کے سامنے اسلام کے دو مختلف تصور یا راستے موجود تھے۔ ایک راہ عمل رسولؐ اللہ نے متعین کی تھی اور دوسرا طرز حیات اس کے دوست نے رسولؐ کے مقابلہ پر تیار کیا تھا۔ اور اسے جو راستہ پسندیدہ اور قابل عمل اورمفید تر نظر آیا تھا وہ اس کے دوست کا تیار کردہ تھا اور اس نے رسولؐ کے راستے کو چھوڑ کر اپنے دوست کی راہ اختیار کی تھی۔ یہاں رک کر سوچئے کہ جس شخص کا فلسفۂ زندگی خود رسولؐ اللہ کو تعجب اور حیرانی میں ڈال دیتا تھا اور اس حدتک جاذب قلب ونظر معلوم ہوتا تھا کہ اللہ کو مداخلت کرنا پڑی اور اس سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا گیا (۲/۲۰۴) تو اس غریب دوست کا رسولؐ کے راستے کو چھوڑ کررسولؐ کے مدمقابل اور زبردست طلیق اللسان اور قادر الکلام، الدالخصام، کے راستے کو اختیار کرلینا قابل تعجب نہ ہونا چاہئے۔ پھر یہ فرمانبردار اورمقلّد دوست اپنے راہنما یار کو شیطان قرار دیتا ہے (فرقان ۲۹تا۲۷/۲۵) اوریہاں سورۂ بقرہ کی ان آیات (۲۰۸تا۲۰۴/۲) میں اللہ

السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ
اسلام کے سارے اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ
دشمن ہے ظاہر پس اگر ڈگ جاؤ تم پیچھے اس کے کہ آویں تمہارے پاس دلیلیں
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۰۹ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ
پس جانو یہ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ
يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ ؕ
آوے ان کے پاس اللہ بیچ سایوں کے بادلوں سے اور فرشتے اور تمام کیا جاوے کام
وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۲۱۰ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اور طرف اللہ کے پھیرے جاتے ہیں سب کام سوال کر بنی اسرائیل سے
كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ وَ مَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ
کتنی دیں ہم نے ان کو نشانیاں ظاہر اور جو کوئی بدل ڈالے نعمت اللہ کی

اور اُس مذکورہ شیطان کے راستے پر قدم بقدم نہ چلو یقیناً وہ تمہارا دیکھا بھالا آزمودہ دشمن ہے (۲۰۹) چنانچہ اُسے جانتے بوجھتے اور تمام وضاحتیں آچکنے کے بعد بھی اگر تم راہ راست سے ڈگمگا کر اُس کے راستے پر گامزن ہوجاؤ تو یہ جان رکھو کہ اللہ ہر حال میں ہر صورت عزت کے ساتھ غالب رہنے والا حکیم ہے (۲۱۰) کیا تم لوگ بھی بنی اسرائیل کی طرح، صرف اس انتظار میں کہ اللہ اور فرشتے بادلوں کے سائے میں تمہارے سامنے آکھڑے ہوں اور تمہارے جھگڑے کو سلجھائیں؟ سنو تمام امور اللہ ہی کی طرف پلٹتے ہیں (۲۱۱) تم بنی اسرائیل ہی سے پوچھ لو کہ اللہ نے اُن کے یہاں تعداد میں کتنی واضح آیات بھیجیں؟ اور جو کوئی نعمتوں کو مل جانے کے بعد تبدیل کرلے تو یقیناً اللہ سخت تعاقب کرتا ہے

مومنین کو اسی شیطان کے قدم بقدم چلنے کی ممانعت کر کے اس مقلّدِ دوست کی تصدیق کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ اپنے خلیل یا دوست کو شیطان کہنے میں واقعی سچا اور صدیق تھا۔ لہٰذا اس دوسرے شیطان دوست کا تیار کردہ راستہ اور اس راستے پر گامزنی دونوں کی ممانعت ہوگئی۔ یہاں ایک ایسے اسلامی راہنما کا مکمل ثبوت مل گیا جو نہ صرف اپنی قوم کی کثرت کو بلکہ خود اپنے رفیق کار، صدیق، خلیل، دوست اور یار کو بھی جہنم میں لے جائیگا۔

(۱۰۲۔الف) دوسرا راہنما رضامندیٔ خداوندی کا خریدار اور مالک جانفروشی کا منصوبہ چلاتا ہے

اس خطرناک منصوبہ ساز شیطان سے آنحضرت، اللہ اور قرآن کی تعلیمات کو محفوظ رکھ کر قیامت تک نوع انسان کو پہنچاتے رہنے کے لئے ایک شخص کا اٹھنا اور اللہ سے یہ معاہدہ کرنا کہ میں اپنے تمام وسائل، جان و مال اور اولاد کو تیرے مقاصد پر قربان کرتا ہوں اور اس کے بدلے میں تیری تمام رضامندیاں خوشنودیاں اور نعمتیں حاصل کرنا چاہتا ہوں اور پھر سرکاری اور دشمن نواز تاریخ بھی کہتی ہے کہ اس شخصؑ نے اور اس کی اولادؑ نے مسلسل اپنی جان و مال و آرام وچین اسلام کے تحفظ میں صرف کرنا اپنا فریضہ سمجھا حالانکہ مذکورہ بالا نظام نے ان کی نسل اور نام ونشان تک مٹانے کی دوستانہ اسکیم برابر جاری رکھی، یار اور دوست کہتے رہے اور بچوں تک کا قتل عام جاری رکھتے رہے اور آخر علیؑ اور اولادِ علیؑ نے مدمقابل حکمرانی کا دیوالہ نکال دیا۔ ان کے باطل مذہب اور شیطانی راستے کی دھجیاں بکھیر دیں اسلام کو ضابطۂ سلامتی (اَلسِّلْمِ) بنا کر دکھا دیا اور بار بار مدمقابل مذہب اور اس کے راہنماؤں کی تقلید کو (خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ) ثابت کرتے رہے (۲۰۹تا۲۰۷/۲)

(۱۰۲۔ب) آیات (۲۰۶تا۲۰۴/۲) پر علامہ کا تبصرہ اور قریشی منصوبہ ساز کا مقام:

علامہ مودودی وہ دوسرے بزرگ ہیں جنہوں نے ان آیات (۲۰۶۔۲۰۴/۲) میں آئے ہوئے لفظ "تَوَلّٰى" کا علامہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرح صحیح ترجمہ کر دیا ہے۔ اور ہم یہاں اور ہر صحیح جگہ ان کے شکر گزار ہیں۔ اور ان شیعہ مترجمین پر پھٹکار کی دعا کرتے ہیں جو عوام کو گمراہ رکھنے میں دشمنوں کے مددگار بنے اور شیعوں کے لاکھوں روپے ان باطل ترجموں پر خرچ کرائے۔ بہر حال علامہ کی چند باتیں سنتے چلیں:

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ

پیچھے اس کے کہ آئی اس کے پاس پس تحقیق اللہ سخت عذاب والا ہے زینت

لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَ يَسۡخَرُوۡنَ

دی گئی واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے زندگانی دنیا کی اور ٹھٹھا کرتے ہیں

مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۘ وَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا فَوۡقَهُمۡ

ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں اوپر ان کے ہیں

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

دن قیامت کے اور اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار

وقف لازم

(۲۱۲) جن لوگوں نے حق کو چھپانے کا رویہ اختیار کررکھا ہے اُن کے لئے دنیا کی زندگی کو دیدہ زیب بنادیا گیا ہے لہٰذا وہ حقیقی مومنین سے مذاق کرتے ہیں اس لئے کہ وہ جوابی مذاق اڑانا تقویٰ کے خلاف سمجھتے ہیں اور تمسخر کا منہ توڑ جواب نہیں دیتے ۔ چنانچہ بروز قیامت مومنین اور متقین مذاق اڑانے والوں سے اعلیٰ اور صاحبان اختیار ہوں گے رہ گیا دنیا میں رزق و مال و دولت وہ اللہ کے قانون کے مطابق بے حساب دیا جاتا ہے ۔

علامہ کا ترجمہ: ” انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں ۔ اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھیراتا ہے ۔ مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے ۔ جب اسے اقتدار حاصل ہوجاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے ۔ کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اپنے وقار کا خیال اس کو گناہ پر جما دیتا ہے۔“

(تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۵۸۔۱۵۹ ، ۲۰۶تا۲۰۴/۲)

علامہ کی تشریح: ” اَلَدُّ الۡخِصَامِ “ کے معنی ہیں ” وہ دشمن جو تمام دشمنوں سے زیادہ ٹیڑھا ہو “ یعنی جو حق کی مخالفت میں ہر ممکن حربہ سے کام لے کسی جھوٹ ، کسی بے ایمانی ، کسی غداری و بدعہدی اور کسی ٹیڑھی سے ٹیڑھی چال کو بھی استعمال کرنے میں تامل نہ کرے۔“ (ایضاً صفحہ ۱۵۹)

علامہ نے کیا کہا اور کیا چھپایا؟ : پہلی بات تو یہ نوٹ کریں کہ نہ صرف علامہ بلکہ شیعہ سنی مترجمین کی کثرت ان تینوں آیتوں (۲۰۶،۲۰۴/۲) میں ایک فرضی شخص یا مثال مراد لیتے ہیں ۔ حالانکہ اللہ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے (مَنۡ يُّعۡجِبُكَ قَوۡلُهٗ) (۱) جس کی باتیں تجھے پسند آتی ہیں یا حیرانی میں ڈالتی ہیں ۔ (۲) جو اپنے خلوص اور نیت پر خدا کو گواہ کرکے بات کرتا ہے (۳) جو اَلَدُّ الۡخِصَامِ ہے ۔ ایسے جیتے جاگتے ، بولتے چالتے اور سر پر سوار دشمن شخص کو پردہ میں چھپانے کے لئے اسے فرضی یا تمثیلی کردار بنانا لوگوں کو عمداً فریب دینا اور آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے ۔

دوسری بات یہ دیکھئے کہ وہ شخص فصلیں اور کھیت تباہ کرتا ہے ۔ اسے چاہئے تھا کہ پکی فصلیں کٹوا کر اپنے قابو میں کرتا یعنی فائدہ اٹھاتا ؟ یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ کھیتوں کے مالک فصلیں بونے والے اسے مار مار کر دنبہ کیوں نہیں بنا دیتے ؟ کیوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے یا سوتے رہتے ہیں؟ پھر یہ کہ وہ نسل انسانی کو تباہ کرتا ہے مگر کوئی انسان کوئی گروہ کوئی قوم اسے نہیں روکتی اور سر جھکائے تباہی کے غار میں کودتی چلی جاتی ہے یہ کیوں؟ علامہ نے ادھر رخ نہیں کیا۔ انہیں بتانا چاہئے تھا کہ وہ شخص شہنشاہوں کی طرح کا اقتدار اور قدرت حاصل کرلے گا اور اس کے لئے بڑی مہلک سازشیں اور بدعہدیاں اور رسولؐ اور اُمت سے غداری کرے گا۔ پھر دنیا بھر کی اقوام وممالک میں فوج کشی کریگا افواج کے لئے راشن اور گھاس دانہ حاصل کرنے کے لئے لوٹ مار اور فصلوں کو تباہ کرائے گا ۔ دنیا کو میدان جنگ بنا دیگا اور یوں نسل انسانی کو تباہ کرے گا مگر علامہ نے ان آیات کا گلا گھونٹ دیا۔

(۱۰۳)آیت (۲/۲۱۲) میں مومنین کا ہروقت مذاق اڑانے والے وہی دانشوران قریش ہیں۔

چونکہ حقیقی مومنین رسولؐ کے حکم میں کوئی اندیشہ اور خطرہ ناممکن سمجھتے تھے اس لئے بے خطر بلا سوچے سمجھے ہرخطرہ اور خوف ناک صورت حال میں کود پڑتے تھے اس لئے قوم کے

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۚ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ
تھے لوگ اُمت ایک پس بھیجا اللہ نے پیغمبروں کو خوشخبری دینے والے
وَ مُنْذِرِيْنَ ۖ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ
اور ڈرانے والے اور اتاری ساتھ ان کے کتاب ساتھ حق کے تو کہ حکم کریں
بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا
درمیان لوگوں کے بیچ اس چیز کے کہ اختلاف کرتے ہیں بیچ اس کے اور نہیں
الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا
اختلاف کیا بیچ اس کے مگر ان لوگوں نے جو دیئے گئے تھے پیچھے اس کے جو
جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ
آئیں ان کے پاس دلیلیں سرکشی سے درمیان اپنے پس راہ دکھائی اللہ نے

(۲۱۳) تمام انسان پہلے ایک ہی اُمت اور ایک ہی جماعت تھے چنانچہ اللہ نے اُن میں بشارت دینے والے اور برے نتائج سے خبردار کرنے والے نبیؑ بھیجے اور اُن نبیوںؑ کے ساتھ حقائق سے لبریز کتاب نازل کی تاکہ وہ انسانوں کے درمیان ہر اختلافی مسئلہ پر فیصلہ کُن احکام نافذ کرتے رہیں اور اختلاف جن لوگوں نے پیدا کئے تھے وہ لوگ تعلیمات خداوندی کے باغی تھے اور اُنہوں نے اختلاف پھیلانے کے لئے اُن خدائی آیات و بینات کو اُلٹا کر استعمال کیا جو اُن کے پاس پہنچ چکی تھیں اور مذہب میں داخلی تخریب اور تفرقہ اندازی کو اپنی بغاوت

دانشور اور مندرجہ بالا أَلَدُّ الْخِصَامِ کے پیرو مومنین ومتقین کا مذاق اڑاتے تھے (۲/۲۱۲) اور (۲/۱۴) انہیں سفیہ اور بے وقوف کہتے تھے (۲/۱۳) (بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشقؑ عقل ہے محوِ تماشائے لب بام ہنوز۔ یہاں قریشی اور ابلیسی عقل کی بات کی گئی ہے) اور وہی عقل رزق ودولت اور افرادی و مادی قدرت کو اپنے حق پر ہونے کی دلیل بنایا کرتی ہے کہ دیکھو اللہ نے ہمیں حکومت دی ہے ۔یزید نے اسی دلیل حکومت کو اختیار کیا تھا لیکن زیر نظر آیت (۲/۲۱۲) میں اللہ نے اس دلیل کو باطل کردیا رزق کافروں اور دشمنان خداکو بھی ملتاہے ۔رزق وحکومت باطل اور غلط ذرائع سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں ۔فرعون ونمرود بہت بڑے بڑے بادشاہ تھے اور وہ بھی عرب ہی تھے ۔

(۱۰۴) ہر نبیؑ اور ہر رسولؑ کے ساتھ ساتھ کتاب نازل ہوتی رہی ہے (آیت ۔۲/۲۱۳)

اس آیت (۲/۲۱۳) میں بڑے سادہ اور واضح الفاظ میں یہ بتایا گیا ہے کہ تمام انبیاؑ صاحب کتاب ہوتے ہیں اور یہ کہ یہ کتاب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ساتھ نازل کی جاتی ہے ۔یہی بات قرآن میں یوں بھی فرمائی ہے کہ :

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ﴿٢٥﴾ الحدید

’’یقیناً ہم نے اپنے رسولوںؑ کو بھیجا واضح بیانات کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ انسانوں کو تعلیمات خداوندی کی قسط وار بنیاد پر قائم کرتے رہیں‘‘ معلوم ہوا کہ کوئی نبیؑ یا رسولؑ بلا کتاب نہیں ہوتا۔ لیکن قریش راہنما یعنی أَلَدُّ الْخِصَامِ نے اپنے منصوبے میں یہ بتایا کہ نبیؑ پر کتاب نازل نہیں ہوتی رسولؑ پر کتاب نازل ہوتی ہے اور نبیؑ کسی سابقہ رسولؑ کی شریعت اورکتاب کی پیروی کرتا ہوا آتاہے اور لوگوں کو اسی کتاب کی تعلیم دیتا ہے۔ اس چور دروازے سے مرزا غلام احمد اور کئی ایک لوگ آئے اور دنیا میں اپنی نبوت اور امامت جاری کرگئے ۔ یعنی قرآن کو مہجور کرنے (۲۵/۳۰) کے لئے دانشور مومنین کے لیڈر نے یہ ایک بارھویں راہ نکالی تھی ۔ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچا اس کا حساب کرنا بہت مشکل ہے ۔ بہرحال قرآن کریم کو اگر کسی نے خداکی کتاب ماننا ہے تو اسے یہ ماننا ہوگا کہ اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ و رسولؑ دنیا میں آئے تھے تو کتابیں بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار آئی تھیں اور یہ کہ اس قرآن میں ان تمام کتابوں اور انبیاؑ و رسلؑ کی تعلیم موجودہے ۔ (رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ البینۃ) اور یہ کہ آنحضرتؐ اور اہل الذکر علیہم السلام اس قرآن اور تمام سابقہ کتب کے عالم اور معلم تھے

اخۡتَلَفُوۡا	لِمَاۤ	اٰمَنُوۡا	الَّذِيۡنَ

ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں واسطے اس چیز کے کہ اختلاف کیا انہوں نے

فِيۡهِ مِنَ الۡحَقِّ بِاِذۡنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ

بیچ اس کے حق سے ساتھ حکم اپنے کے اور اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ

طرف راہ سیدھی کے کیا گمان کیا تم نے یہ کہ تم داخل ہو بہشت میں

وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ

اور ابھی نہیں آئی تم کو حالت ان لوگوں کی کہ گزرے پہلے تم سے

مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ

لگی ان کو فقیری اور بیماری اور ہلائے گئے یہاں تک کہ کہا پیغمبر نے

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ

اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اس کے کب ہو گی مدد اللہ کی خبردار ہو تحقیق مدد

اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسۡــَٔلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ ؕ قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ

اللہ کی نزدیک ہے سوال کرتے ہیں تجھ کو کیا خرچ کریں کہہ جو کچھ خرچ کرو تم

کو کامیاب کرنے کا ذریعہ بنایا تھا۔ لیکن اُن کے پیدا کردہ اختلافات کو اللہ نے حقیقی مومنین کے لئے واضح اور بے بنیاد ثابت کر کے اپنے تازہ احکامات سے اُن کو راہ راست کی ہدایت کر دی۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت کر دیتا ہے(۲۱۴) کیا تمہیں تمہارے حساب سے جنت میں یوں سستا داخلہ مل جائے گا؟ حالانکہ ابھی تم پر وہ حالات نہیں گزرے اور نہ تم اُن میں پورے اُترے جو تم سے پہلے مومنین پر گزرے تھے۔ اُنہوں نے دشوار گزار راہیں طے کیں، مصائب جھیلے اور طرح طرح ڈگمگائے گئے یہاں تک کہ اُن کے رسوؐل اور اُس رسوؐل کے ساتھ ایمان لانے والے مومنین اللہ کی مدد کے لئے بے قرار ہو گئے تب انہیں بتایا گیا کہ ہوشیار ہو جاؤ اللہ کی نصرت بہت قریب ہے (۲۱۵) تم سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ وہ کیا کچھ اسلام

اور جو ایسا عالم نہ ہو وہ ہرگز جانشین رسولؐ نہیں ہو سکتا اور یہ کہ یہ عقیدہ بھی قریشی دانشوروں کی جعلسازی ہے کہ نبیؐ پہلے آ جاتا ہے اور برسوں بعد یا چالیس سال بعد ایک ایک آیت یا دو دو کر کے کتاب ٹپکا کرتی ہے ۔ دونوں آیات (۲/۲۱۳ اور ۲۵/۵۷) میں لفظ" مَعَهُمُ "(ان کے ساتھ ساتھ) فرمایا گیا ہے یعنی نہ صرف یہ کہ ہر نبیؐ و رسولؐ صاحب کتاب ہوتا ہے۔ بلکہ نبیؐ یا رسولؐ کسی لمحہ بلا پوری کتاب کے نہیں ہو سکتا حتّٰی کہ گہوارہ اور ماں کے پیٹ میں بھی کتاب ان کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کا محکم ثبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا تھا اور کہا تھا کہ:

إِنِّي عَبْدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِيَ ٱلْكِتَٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ مریم

"میں یقیناً اللہ کا بندہ ہوں اور یقیناً مجھے کتاب دے کر نبیؐ بنایا گیا ہے۔" (سورۂ مریم ۔۱۹/۳۰)

محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم کی احادیث میں ثابت ہے کہ وہ حضرات ماں کے پیٹ میں قرآن پڑھا کرتے تھے ۔ پیدائش کے فوراً بعد اللہ کے لئے سجدہ بجالاتے تھے ۔ یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہیں نزول قرآن کی عملی صورت سے قبل قرآن کریم کی یعنی تمام سابقہ کتب ہائے خداوندی کی طرح کتاب و تعلیم عطا کر دی گئی تھی (عنکبوت ۴۹ تا ۲۹/۴۷) لیکن ابلیسی یا قریشی محاذ کو سیاسی حربے سے محروم کرنے کے لئے اعلان نہ کیا گیا تھا۔

(۱۰۵) آیت (۲/۲۱۳) میں ابلیسی محاذ کی قدامت: اس ابلیسی محاذ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر اُس تعلیم کو، ہر اس حقیقت کو ذرا سی صورت بدل کر اور بتدریج سامنے لایا گیا ہے تاکہ وہ سیاسی نعرے مارنے اور پبلک کو اسلام کے خلاف کھڑا کرنے کے سامان سے محروم رہیں ۔ چنانچہ اس آیت (۲/۲۱۳) میں بھی بتایا گیا ہے کہ ابلیسی محاذ تعلیمات خداوندی ہی کو اپنے اجتہاد سے الٹ پلٹ کر کے پبلک میں اختلاف و انتشار اور انبیاؑ کے خلاف نفرت پھیلاتے رہے ہیں۔ اور انبیا علیہم

مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى

مال سے پس واسطے ماں باپ کے اور قرابت والوں کے اور یتیموں کے

وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ

اور فقیروں کے اور مسافروں کے اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی سے پس تحقیق

اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ

اللہ ساتھ اس کے جاننے والا ہے لکھا گیا اوپر تمہارے لڑنا اور وہ مکروہ ہے

لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

واسطے تمہارے اور شائد یہ کہ مکروہ رکھو تم ایک چیز کو اور وہ بہتر ہو واسطے تمہارے

وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ

اور شاید یہ کہ دوست رکھو تم ایک چیز کو اور وہ بُری ہو واسطے تمہارے

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ؑ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے سوال کرتے ہیں تجھ کو مہینے حرمت والے سے

قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ

لڑنا بیچ اس کے کہہ لڑنا بیچ اس کے بڑا گناہ ہے اور بند کرنا راہ خدا کی سے اور کفر کرنا

بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ

ساتھ اس کے اور بند کرنا مسجد حرام سے اور نکال دینا لوگوں اس کے کا

اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ

اس سے بہت بڑا گناہ ہے نزدیک اللہ کے اور کفر بہت بڑا گناہ ہے قتل سے

وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ

اور نہیں ٹلیں گے کہ لڑے جاویں تم سے یہاں تک کہ پھیر دیویں تم کو

کی راہ میں خرچ کریں؟ اُن کو بتاؤ کہ ہر قسم کا خرچ اور مصرفِ خیر پہلے والدین کے لئے ہے پھر عزیزوں اور اقربا اور یتیم اور بے سہارا لوگ اور راستوں کے نگران لوگوں کے واسطے خرچ کیا کرو جو نیکی بھی تم کرتے ہو اُسے اللہ خوب جاننے والا ہے (۲۱۶) تم پر اسلام کے تحفظ اور نفاذ کے لئے دفاعی جنگ واجب کی گئی مگر مخصوص دانشور مومنین کو جنگ ناگوار ہے۔ یہ بھی تو ہوتا رہتا ہے کہ تم کو ایک کام برا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن نتیجہ بتاتا ہے کہ وہ اچھا تھا۔ اُسی طرح یہ بھی ہوتا رہتا ہے کہ تمہیں ایک چیز یا کام پسند تھا لیکن وہ خراب اور برا ثابت ہوا۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ حقائق سے واقف ہے اور تم اُن کو نہیں جانتے (۲۱۷) وہ تم سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ ماہِ حرام میں جنگ کرنا کیسا ہے؟ اُن کو بتاؤ کہ بہت بری بات اور گناہ ہے مگر راہِ خدا سے لوگوں کو روکنا اور حق کو چھپانا اور مسجد حرام کو خدا پرستوں پر بند کردینا اور مسجد حرام کے مالکوں کو وہاں سے جلا وطن کرنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی مہلک اور بڑا گناہ ہے اور فتنہ و فساد پھیلانا قتل کر ڈالنے سے بڑا گناہ ہے اگر اُن کی قدرت میں ہوتو وہ تم سے مسلسل جنگ کرتے رہیں اور جب تک تم اپنے دین کے

السلام ان کے پیدا کردہ اختلاف کو مٹا کر مومنین کی شیرازہ بندی کرتے رہے تھے۔ اس لئے یہ موقف اختیار کیا گیا کہ نزول قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے ان پڑھوں کی طرح سنایا جائے۔

(۱۰۶) آیت (۲/۲۱۶) کی رو سے اجتہاد یا اپنی ذاتی بصیرت پر فیصلہ کرنے کی ممانعت ہے۔

اگر اس آیت پر تک بند علما ایمان لائے ہوتے تو اپنی پسند اور ناپسند اور ذاتی یا قومی مصلحت کو اسلامی زندگی میں ترجیح نہ دیتے اور خود کو احکام خدا و رسولؐ سے باہر نہ نکلنے دیتے اور انسانی عقل اور زندگی کے اس مسلّمہ تجربہ کے بعد اجتہادی احکام سے دین کو برباد نہ کرتے۔

(۱۰۶۔الف) مسلمانوں میں عقل پرست دانشور مومنین جو حکم خدا ناپسند کرتے تھے۔

اس آیت (۲/۲۱۶) میں ان مخصوص العقیدہ مومنین کا وجود

عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

دین تمہارے سے اگر سکیں اور جو کوئی پھر جاوے تم میں سے دین اپنے سے

فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا

پس مر جاوے اور وہ کافر ہو پس یہ لوگ کھوئے گئے عمل ان کے بیچ دنیا کے

وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

اور آخرت کے اور یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِىْ

تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾

راہ اللہ کے یہ لوگ امیدوار ہیں مہربانی اللہ کی کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ

سوال کرتے ہیں تجھ سے شراب سے اور جوئے سے کہہ بیچ ان دونوں کے گناہ ہے

كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؗ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ

بڑا اور فائدے ہیں واسطے لوگوں کے اور گناہ ان دونوں کا بڑا ہے نفع ان دونوں کے سے

منکر نہ ہوجاؤ لڑنا بند ہی نہ کریں اور یہ سن لو کہ جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے واپس ہو جائے اور پھر کفر ہی کی حالت میں مرے۔ تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوجائیں گے اور وہی لوگ جہنمی صحابہ ہوں گے اور وہ ہمیشہ ہی دوزخ میں رہیں گے (۲۱۸) اُن لوگوں کے مقابلہ میں جو لوگ ایمان لائے۔ اور جنہوں نے خدائی مقاصد کے لئے گھربار چھوڑا اور جہاد کیا وہ رحمتِ خداوندی کے جائز امیدوار ہیں اور اُن کے لئے اللہ مغفرت کرنے اور رحم کرنے والا ہے (۲۱۹) وہ آپؐ سے شراب اور آسان کمائی اور جوا کھیلنے کے متعلق حکم جاننا چاہتے ہیں اُن کو بتا دو کہ یہ دونوں گناہ ہیں گو اُن میں کچھ لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں مگر اُن دونوں کا گناہ اُن کے نفع سے بہت زیادہ ہے

اور ان کے عقائد کا ثبوت موجود ہے جو قرآن کریم کے فرض اور واجب احکام کو اپنی عقلی بصیرت کے ماتحت رکھتے تھے اور کسی حکم کو من وعن نہ مانتے تھے اور یہ کہ یہ لوگ منافق نہیں تھے ۔ بلکہ وہ اللہ و رسولؐ اور قرآن پر اپنی عقلی مصلحت کے ساتھ ایمان لائے تھے ۔ ہر حکم کو قومی مفاد پر یعنی اپنے طے کردہ مفاد پر فٹ کرنے کے بعد ایمان لائے تھے ۔

(۱۰۷) آیت (۲/۲۱۹) تمام انسانی مصائب ومشکلات کا حل اور محمدؐ و آل محمدؐ کا عمل تھا۔

اس آیت (۲/۲۱۹) میں وہ نظام پیش کیا گیا ہے جسے محمدؐ و آل محمدؐ سلام اللہ علیہم نے ابتدا سے انتہا تک عملاً قائم رکھا یہی نظام ہے جس پر مسلمان فقرا، صوفیا و اولیائے کرام رضی اللہ عنہم زندگیاں گزارتے رہے ۔ اسے سمجھنے کے لئے پہلے یہ دیکھئے کہ تمام اپنے اور پرائے علما اور دانشور اس حقیقت پر متفق ہیں کہ بیت النبوۃ و امامت میں مہینوں مہینوں دھواں اٹھتا ہوا نظر نہ آتا تھا یعنی چولھا ٹھنڈا پڑا رہتا تھا ۔ پیٹ پر پتھر باندھنا بھی لوگوں کی زبان اور قلب و ذہن میں موجود ہے۔ چادر تطہیر کا اپنے بدلے میں جو یا کھجوریں لانا بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ روزہ پانی سے افطار کرنا اور پورے خاندان نبوت کا اپنا اپنا کھانا اٹھاکر ضرورتمندوں کو دیتے رہنا بھی دوست اور دشمن جانتے ہیں اور سورۂ دھر قیامت تک گواہ ہے ۔ قمیض کی چھوٹی بڑی آستین نظروں کے سامنے پھرتی رہتی ہے ۔ اپنا اور اپنے بھائی رسولؐ کی بوسیدہ جوتیاں گانٹھنا مرمت کرنا سب کو معلوم ہے ۔ چادروں اور کرتوں میں پیوند کس نے نہیں دیکھے؟ پیوند لگانے کے لئے اپنی قمیض کو گھر میں اس لئے نہ بھیجنا کہ اب اپنے گھر والوں سے بھی شرم آنے لگی ہے۔ ساری عمر نعمتوں سے کنارہ کشی اور جو کی روکھی اور سوکھی اور ذرا سی روٹی پر زندگی گزار دینا تو کمیونسٹ اور سوشلسٹ نظام کا طغرائی نشان ہے یہ حالات اس زمانہ کے ہیں کہ مسلمانوں میں ایک گروہ عیش وعشرت میں مصروف ہے اور اس دولت و ثروت کو نبوت و امامت کے خلاف محاذ بنانے اور قوم کو اپنے

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ

اور سوال کرتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں کہہ زیادہ حاجت سے اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱۹ فِي الدُّنْيَا

بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں تاکہ تم فکر کرو بیچ دنیا کے

وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ

اور آخرت کے اور سوال کرتے ہیں تجھ سے یتیموں سے کہہ سنوارنا

لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ

واسطے ان کے بہتر ہے اور اگر ملا لو تم ان کو پس بھائی ہیں تمہارے

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ

اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اگر

شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۲۰

چاہتا اللہ البتہ محنت دیتا تم کو تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا

اور وہ آمدنی کو خرچ کرنے کا بھی سوال کرتے ہیں ۔ اُن سے کہو کہ اسلامی زندگی کی احتیاج سے جو بھی زیادہ ہو وہ ساتھ کے ساتھ خرچ کرنا ہو گا۔ جس طرح قانون و ترقی کا تقاضہ ہے اللہ اُسی طرح اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم بھی غوروفکر سے کام لیتے رہو (۲۲۰) اور دنیا و آخرت دونوں کو ہم آہنگ کرلو اور وہ تم سے یتیموں کے ساتھ سلوک پر سوال کرتے ہیں اُن سے کہو کہ جو طریقہ اُن کی اصلاح اور بہتری کا اختیار کرلو وہ بہتر ہے اور اگر تم سب لوگ یتیموں کو اپنے اپنے کنبوں کے افراد بنا لو تو وہ انسانی برادری میں برابر کی عزت حاصل کرلیں اور اللہ تو مفسدہ پردازوں کو اصلاح پیشہ افراد سے الگ جانتا پہچانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں یتیموں کے معاملے میں تنگ کردیتا بلاشبہ اللہ تم پر بھی قطعاً غالب حکمت والا ہے

گردوپیش جمع کرنے پر صرف کررہا ہے جو اللہ اور رسولؐ کے فضل سے انہیں ملی اور وہ غنی بن گئے (توبہ ۷۴/۹) اور سود در سود کا کاروبار بھی جاری رکھا تاکہ کروڑ پتی بن جائیں اور قرض دار لوگوں کو مجبور کرکے سازش میں شامل رکھیں (آل عمران ۱۳۰/۳ اور بقرہ ۲۷۹،۲۷۸،۲۷۵/۲) اور ان لوگوں کی غربت اور بے کسی سے فائدہ اٹھائیں جنہوں نے اپنی جان اور مال اور مکانات نہایت تنگدستی کے عالم میں بھی اس گروہ سے عزیز نہ رکھے (سورۂ حشر ۹/۵۹) اور دن رات اعلانیہ اور خفیہ طور پر اپنا مال ضرورتمندوں پر صرف کیا اور انہیں غنی بنا دیا (بقرہ۲۷۴/۲) یہ گروہ وہی ہے جو غنی ہوتے ہوئے اپنی جان و مال کو جہاد سے پیارا سمجھتا تھا (توبہ ۹۳/۹) یہی گروہ تھا جو دولت کو سود اور تجارت کے چکر دے کر اپنے حلقہ میں محدود رکھتا تھا (حشر۷/۵۹)اس گروہ کو قرآن نے مومنین میں دانشور گروہ کہاہے ۔ یہی گروہ بھوکے پیاسے اور جان پر کھیل جانے والوں کو بے وقوف کہتا اور ان کا مذاق اڑایا کرتا تھا ۔ یہی گروہ ہے جو حکومت میں حصہ اور قبضہ چاہتا تھا۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں حکمرانی کی بیماری اور زیغ تھا (آیات گزرچکیں اور آتی رہیں گی) الغرض مسلمانوں کی راہنمائی کرنے والے نبیؐ اور امامؑ نے جو زندگی اختیار کی اس میں ایک پھٹا پرانا کپڑوں کا جوڑا ہواکرتا تھا اور ایک یا دو وقت کا آٹا بھی اکثر موجود ہوتا تھا۔نہ صندوق کہ کپڑے رکھے جائیں نہ مٹکے اور بوریاں کہ اناج کا اسٹاک رہے۔ نہ زیور نہ زیادہ برتن۔ زندگی کی اشد ترین ضرورت کی مذکورہ اشیا کہ جن کا دینا ناممکن تھا، باقی سب دیتے ہوئے زندگی گزاری یہی جواب آیت (۲۱۹/۲) میں سوال کرنے والوں کو دیا ہے اور ایک لفظی جواب ہے (اَلْعَفْوَ) جو بھی نظرانداز کیا جانا ممکن ہو۔ یعنی پیجامہ اتار کردینا اور ننگا رہنا ممکن نہ تھا گناہ بھی تھا ۔ اس کو رکھ کر باقی تمام لباس نظرانداز کیا جاسکتا ہے ۔ اس پر محمدؐ وعلیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ اور حقیقی مومنین رضی اللہ عنہم کا عمل تھا ۔ اور یہ نظراندازی، معافی کے معنی ہیں ۔ یعنی مستقبل کو شاندار بنانے کے لئے مال و دولت اور لذتوں کو دنیا میں نظر انداز کردو اور تمام انسانوں کی مادی ، مالی اور روحانی قوت کو بڑھاتے چلے جاؤ اور ان میں جو سب سے غریب ہو اس کی خوراک وپوشاک سے خود کو نہ بڑھاؤ رفتہ رفتہ غربت کو دنیا سے رخصت کردو اور اب لذائذ ونعمات خداوندی سے جنتیوں کی طرح لطف اندوزی جائز سمجھو ورنہ حرام سمجھو اور اپنی تمام قوت و وسائل غربت کے خلاف خرچ کردو ۔

وَ لَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ
اور مت نکاح کرو شرک کرنے والیوں کو یہاں تلک کہ ایمان لاویں اور البتہ لونڈی
مُّؤۡمِنَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكَةٍ وَّ لَوۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ ۚ وَ لَا تُنۡكِحُوا
ایمان والی بہتر ہے شرک کرنے والی سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو اور مت نکاح کرو
الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا ؕ وَ لَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ
شرک کرنے والوں کو یہاں تلک کہ ایمان لاویں اور البتہ غلام ایمان والا بہتر ہے
مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّ لَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدۡعُوۡنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ
شرک کرنے والے سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلاتے ہیں طرف آگ کے
وَ اللّٰهُ يَدۡعُوۡٓا اِلَى الۡجَنَّةِ وَ الۡمَغۡفِرَةِ بِاِذۡنِهٖ ۚ
اور اللہ بلاتا ہے طرف بہشت کے اور بخشش کے ساتھ حکم اپنے کے
وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۲۱﴾ ع
اور بیان کرتا ہے اللہ نشانیاں اپنی واسطے لوگوں کے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں

ع ۲۷ ۵ ۱۱

(۲۲۱) جب تک ایمان نہ لے آئیں مشرک عورتوں سے نکاح نہ کیا کرو خواہ وہ تمہیں پسند ہی کیوں نہ ہوں اور ایک مومنہ کنیز جنسی شرکت کی قائل عورت سے ہر حال میں بہتر ہے اور جب تک ایمان نہ لے آئیں تم لوگ جنسی شرکت کے قائل مردوں سے مومن عورتوں کے نکاح نہ کیا کرو۔ خواہ وہ مشرک تمہارے پسند کے مطابق ہی کیوں نہ ہوں۔ یقیناً اُن کے مقابلہ میں ایک مومن غلام اسلامی طور پر بہتر ہوتا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو سب کو جہنم کی دعوت دیتے ہیں اور اللہ تمام انسانوں کو جنت کی دعوت دیتا ہے اور اپنے قانون سے بخشش عطا کرتا ہے اور لوگوں کے لئے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ شاید وہ سبق حاصل کریں۔

(۱۰۷/الف) آیت (۲/۲۱۹) وغیرہ میں انفاق اور خیر کے معنی ؟؟

لفظ "نَفَقٌ یا نَفَقًا" کے معنی وہ سوراخ ہیں جو آرپار ہو جس میں داخل ہونے والی چیز کو باہر نکلنے کے لئے واپس نہ پلٹنا پڑے بلکہ سوراخ کے دوسرے کنارے سے نکل جائے (سورۂ انعام ۶/۳۵) اسی وجہ سے پجامہ میں کمر بند ڈالنے کی جگہ کو نیفہ کہاجاتاہے جو دراصل لفظ نیفقہ۔ تھا رگڑرے دے کر نیفہ بنا لیا گیا اسی لئے نیفہ میں کم از کم ایک آرپار سوراخ تیار کیا جاتا ہے ورنہ بڑی شلواروں میں یہ سوراخ درمیان میں بھی کھلا رکھاجاتاہے تاکہ دو قسطوں میں کمر بند ڈالا جاسکے اور اسی لئے ان اشخاص کو منافق کہاجاتاہے جو کسی جماعت ، قوم ومذہب میں تخریب کے لئے آنے سے پہلے واپسی کا انتظام کرکے آتے ہیں اور مناسب راہ سے نکل جاتے ہیں۔ اوراسی لئے اللہ چاہتا ہے کہ انسانوں کی آمدنی کی راہ گھر یا خزانہ میں آکر رک نہ جائے بلکہ ضرورتمندوں کے لئے باہر نکلنے اور ان تک پہنچنے کا راستہ آمدنی سے پہلے ہی کھلا اور متعین رکھاجائے۔ یہ راہیں کھلی رکھنے کو اللہ نے قرآن میں "اَنۡفَاق" کی لفظ سے بیان کیاہے۔ اسی لفظ سے نفقہ بنتاہے۔ لہٰذا جس طرح کافر کوئی گالی نہیں اسی طرح منافق بھی ذاتی طورپر برا لفظ نہیں بری نیت اور برا کام ہراچھی بات کو بھی برا بنا دیتا ہے۔ لہٰذا علما نے انفاق کے معنی شارٹ کٹ (SHORTCUT) سے خرچ کرنا کئے ہیں اورہم بھی قارئین کی توجہ کو بار بار موڑنے سے بچنے کے لئے خرچ کرنا ہی لکھتے رہے ہیں اور خرچ کرنا اس لفظ میں مطلوب بھی ہے مگر عام اخراجات اور نفاق میں بڑا فرق ہے اسی طرح ہم لفظ "خیر" کے علمائی معنی "بہتر۔ بھلائی۔ نیکی بھی کرتے رہے ہیں لیکن لفظ خیر اس نیکی ، اس بھلائی، اس بہتری یا اچھائی کے لئے آتاہے جس کے نتیجے میں انسان کے اختیارات اورقدرت وقوت میں اللہ کی طرف سے اضافہ ہو۔ جس طرح شر میں ہروہ برائی داخل ہے جو نوعِ انسان کو نقصان پہنچائے۔ اسی طرح لفظ خیر میں وہ تمام سامان ، تمام کام اور تمام تصورات داخل ہیں جو اللہ نے انسانوں پر لازم قراردیئے ہیں۔

(۱۰۸) شرک اورمشرک اور نظام اشتراک پر عملدرآمد:

ہم نے چونکہ ہر اس چال کی پول کھولنا ہے جو دانشورانِ قریش نے اسلام میں مثبت یا منفی تخریب کے لئے چلی تھی۔ انہوں نے الفاظ "منافق" اور "مشرک" کی آڑ

وَ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡمَحِيۡضِ ؕ قُلۡ هُوَ اَذًى ۙ فَاعۡتَزِلُوا
اور سوال کرتے ہیں تجھ کو حیض سے کہہ کہ وہ ناپاک ہے پس کنارہ کرو
النِّسَآءَ فِى الۡمَحِيۡضِ ۙ وَ لَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ ۚ
عورتوں سے بیچ حیض کے اور مت نزدیک جاؤ ان کے یہاں تک کہ پاک ہوں
فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ
پس جب نہا لیں پس جاؤ ان کے پاس اس جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ نے
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَ يُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ ﴿۲۲۲﴾
تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے
نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ ۖ فَاۡتُوۡا
پاکی کرنے والوں کو بی بیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ
حَرۡثَكُمۡ اَنّٰى شِئۡتُمۡ ۫ وَ قَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَ اتَّقُوا
کھیت اپنے میں جس طرح چاہو تم اور آگے بھیجو واسطے جانوں اپنی کے اور ڈرو
اللّٰهَ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ مُّلٰقُوۡهُ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۲۳﴾
اللہ سے اور جانو یہ کہ تم ملنے والے ہو اس سے اور خوشخبری دے ایمان والوں کو
وَ لَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَ تَتَّقُوۡا
اور مت کرو اللہ کو نشانہ واسطے قسموں اپنی کے یہ کہ بھلائی نہ کرو اور پرہیز گاری

(۲۲۲) اور آپؐ سے مسئلہ حیض کے متعلق بھی سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ تو ایک ایذا رساں صورتِ حال ہے لہٰذا حیض کے دوران عورتوں سے صرف جنسی تعلق مضر و منع ہے یہاں تک کہ وہ حیض سے فراغت کے بعد نہا کر پاک ہوجائیں ۔ چنانچہ جب وہ پاک ہو چکیں تو تمہیں اللہ کے حکم کے مطابق اُن سے قربت میں آزادی ہے یقینا اللہ اصلاح کی جستجو میں رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاک اور نفاست پسند لوگوں کو پیارا سمجھتا ہے (۲۲۳) تمہاری عورتیں اولاد پیدا کرنے میں تمہارے لئے کھیتوں کی مانند ہیں چنانچہ اولاد حاصل کرنے کے لئے اپنے کھیتوں میں اپنی مرضی سے جب چاہو جاؤ اور اپنے لئے اللہ کے یہاں ذخیرہ کرو اور پارسا رہو اور یاد رکھو کہ تمہیں اللہ سے ملنا ہے اور ماننے والوں کو خوشخبری دے دو (۲۲۴) اور اپنے دو طرفہ معاہدوں میں اللہ کو آڑ نہ بنایا کرو اور یہ کہ نیکی اور تقویٰ اور انسانوں کی اصلاح پر کار بند رہا کرو

میں اسلامی عقائد اور اصول کو تبدیل وتباہ کرنے میں کافی مددلی ہے یعنی قرآن میں جہاں جہاں ان کے راہنما لیڈروں کی مذمت ہوئی وہاں لفظ منافق نہ ہوتے ہوئے بھی انہوں نے ہرمذمت منافقوں کے سرچپکا دی اور آخر میں کہہ دیا کہ بعد وفات رسولؐ کوئی منافق باقی نہ رہا تھا حالانکہ قرآن میں جس قسم کے مومنین کی مذمت ہوئی ہے وہ سب مع اپنے عقائد کے موجود تھے۔ اورماشاء اللہ آج ان دانشوران قریش کے قرآن میں مذکورہ تمام عقائد و اصول بھی موجود ہیں اور ان کے ماننے والے بھی براجمان ہیں۔ انہوں نے شرک شرک کے نعروں میں ہراس ہستی اور عمل کو شرک قراردے دیا جس کا حکم خدانے دیا تھا۔ مثبت تخریب تھی یعنی ابلیس کی طرح کے توحید پرست ہوگئے ۔اور انبیاؑ کے احترام کو بھی شرک بنا دیا اور نبیؐ کو بڑے بھائی کے رتبہ تک اُتار لیا۔ جاہل قراردیا۔ گناہ گار ثابت کیا اور لکھا کہ انہوں نے بھی اپنی بیٹیوں کا نکاح مشرکوں سے کیا تھا۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ وہ تمام عرب جن کو قرآن مشرک کہتا ہے وہ خداکی ذات اور کمالات وصفاتِ خدائی میں کسی فانی چیز کو شریک نہ کرتے تھے وہاں یہ عقیدہ عام تھا کہ ان کے لیڈر حضرات خداکے بیٹوں کی طرح مقرب بندے تھے اور ان کی نجات کے لئے وسیلہ تھے ۔ ہم نے پہلے بھی چند بیانات لکھے تھے یہاں سید سلیمان ندوی کو سنئے :
(۱) " ایک غیر مرفوع (یعنی باقاعدہ سلسلے والی۔احسن) روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بت گزشتہ بزرگوں کے مجسمے تھے ۔ جن کو اہل عرب نے بعد میں پوجنا شروع کردیا تھا۔ صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم وسورۂ نوح " (تاریخ ارض القرآن جلد۲ صفحہ ۲۳۰)
(۲) "ان بتوں اور دیوتاؤں اور فرشتوں کو اللہ کے عزیز و اقارب یا اس کی بارگاہ کے مقرب درباری جانتے تھے ۔ اور ان کی

وَ تُصۡلِحُوۡا بَیۡنَ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا یُؤَاخِذُکُمُ

اور صلح کرو درمیان لوگوں کے اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا نہیں پکڑتا تم کو

اللّٰہُ بِاللَّغۡوِ فِیۡۤ اَیۡمَانِکُمۡ وَ لٰکِنۡ یُّؤَاخِذُکُمۡ

اللہ ساتھ بے قصد کے بیچ قسموں تمہاری کے ولیکن پکڑتا ہے تم کو

بِمَا کَسَبَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿۲۲۵﴾

ساتھ اس چیز کے کہ کماتے ہیں دل تمہارے اور اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا

لِلَّذِیۡنَ یُؤۡلُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِہِمۡ تَرَبُّصُ اَرۡبَعَۃِ اَشۡہُرٍ ۚ

واسطے ان لوگوں کہ قسم کھاتے ہیں عورتوں اپنی سے انتظار کرنا ہے چار مہینے کا

فَاِنۡ فَآءُوۡ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَ اِنۡ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

پس اگر پھر آویں پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر قصد کریں طلاق کا

فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَ الۡمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِہِنَّ

پس تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور طلاق والیاں انتظار کریں ساتھ جانوں اپنی کے

اور اللہ تمہاری باتوں کو سنتا اور کوششوں کو جانتا ہے (۲۲۵) معاہدہ کرتے ہوئے لاشعوری طور سے غلط گوئی پر اللہ مواخذہ نہیں کرتا البتہ سوچی سمجھی اور قلبی اسکیم پر باز پرس کرتا ہے اور ویسے اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے(۲۲۶) اُن لوگوں کے لئے جو اپنی بیویوں سے ترک موالات و ترک تعلق ٹھان لیں چار مہینے سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے چار ماہ کے انتظار کے بعد اگر تعلقات استواری حاصل کرلیں تو اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے(۲۲۷) اور اگر طلاق کا پختہ عزم ہوجائے تو اس صورت حال کو بھی اللہ کی سماعت اور علم سے باہر نہ سمجھو (۲۲۸) اور جن عورتوں کو طلاق مل جائے وہ اپنی نسوانیت کو تین دفعہ

عبادت اور پرستش اس لئے کرتے تھے تاکہ وہ خوش ہوکر اللہ تعالیٰ کو ہم سے راضی رکھیں۔" (ایضاً صفحہ ۲۱۷) اور (۳) "وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ﴿۱۸﴾ یونس۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کے یہاں ہماری شفاعت کرنے والے ہیں۔" (ایضاً) قرآن کی ایک اور آیت کہتی ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ﴿۳﴾ الزمر

"ہم نہیں پوجتے ان کو سوائے اس کے کہ وہ ہمیں اللہ کی قربت دلائیں گے۔"

قارئین یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عرب غصے میں اپنے بتوں کی پٹائی بھی کردیا کرتے تھے۔ اور سفر میں حلوے کے بت بناکر لے جاتے تھے عبادت کے وقت عبادت بھی کرلیتے تھے اور بھوک لگنے پر انہیں کھا بھی لیتے تھے۔ کہنا یہ ہے کہ اصلی شرک یہ تھا کہ رسولؐ کے مخاطب اپنے ان ہی لیڈروں کو حکومت و نبوت کے اختیارات میں شریک کرنا چاہتے تھے۔ اور ان لوگوں میں افلاطون کے فلسفہ کے مطابق جنسی شرکت بھی جاری تھی۔ وہ کسی رشتے کی پابندی نہ کرتے تھے۔ اپنی ازواج اور بیٹیوں کو جنسی شرکت کی اجازت ہی نہیں دیتے تھے بلکہ ان پر جبر بھی کرتے تھے۔ ان کی کمائی بھی کھاتے تھے۔ ایک ہی عورت کے کئی کئی شوہر ہونا تاریخی حقیقت ہے۔ اس لئے ہم مشرک کے وہی معنی کریں گے جو ثابت ہیں۔ اور ان سے نکاح نہ کرنے کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی مستورات گھر کو اکھاڑہ بنادیں گی اور مومنہ خاتون کو وہاں سخت اذیت ہو گی۔ ورنہ جس طرح اہل کتاب کی مومن عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے ان مشرکین کی عورتوں سے بھی اجازت ہوتی۔ آئندہ قرآن میں ہمارے موقف پر سینکڑوں آیات گواہی دیتی ہوئی ملیں گی۔ قارئین منتظر رہیں اور قرآن کو غور سے پڑھیں اور علامہ کا ترجمہ بھی تصدیق کے لئے دیکھتے جائیں۔

(۱۰۹) آیت (۲۲۶) شوہر و زوجہ میں رنجش اور کشیدگی کی مدت: حالات اگر رو بہ اصلاح نہ آئیں تو یہ کشیدگی اور بائیکاٹ چار ماہ سے زیادہ نہیں رکھا جائے گا۔ یا تو حالات کو سنوار کر دوبارہ پیار و محبت کی زندگی شروع کی جائے گی اور مستقبل میں کوئی گلہ و شکوہ اور طعن و طنز نہ کیا جائے گا۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو طلاق یا خلع پر عمل ہو گا۔

ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

تین حیض تلک اور نہیں حلال واسطے ان کے یہ کہ چھپاویں جو کچھ پیدا کیا اللہ نے

فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

بیچ رحموں ان کے کے اگر ہیں ایمان لائی ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے

وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اور خاوند ان کے بہت حق دار ہیں ساتھ پھیر لینے ان کے کے بیچ اُس کے

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ

اگر چاہیں صلح کرنا اور واسطے ان کے ہے مانند اس کے جو اوپر ان کے ہے

بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ

ساتھ اچھی طرح کے اور واسطے مردوں کے اوپر ان کے درجہ ہے اور اللہ غالب ہے

حَكِیْمٌ ﴿۲۲۸﴾ؑ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ

۲۸ ع ۱۲

حکمت والا یہ طلاق دو بار ہے پس بند رکھنا ہے ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دینا

بِاِحْسَانٍ ؕ وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ

ساتھ اچھی طرح کے اور نہیں حلال واسطے تمہارے یہ کہ لے لو اس چیز سے کہ

اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْـًٔا اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

دیا تم نے ان کو کچھ مگر یہ کہ ڈریں دونوں یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی کو

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا

پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے

فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

بیچ اس چیز کے کہ بدلہ دے عورت ساتھ اس کے یہ ہیں حدیں اللہ کی

حیض آنے تک پہرہ میں رکھیں اور مومنہ ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر حمل ہو تو اُسے ہرگز نہ چھپائیں اللہ اور قیامت کو سامنے رکھیں اور حالات کی اصلاح کے لئے طلاق و عدت کے دوران شوہروں کو یہ زیادہ حق ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو پھر زوجیت میں واپس لے لیں اور طلاق شدہ بیویوں کو بھی مردوں کی طرح وہی حقوق و اختیار حاصل ہیں اور یہ مشہور و معروف طریقہ ہے اور مردوں پر عورتوں سے زیادہ ذمہ داری ہے اور اللہ ہر حال میں غلبہ رکھنے والا حکیم ہے(۲۲۹) طلاق صرف دو مرتبہ دی جاسکتی ہے پھر یا تو پسندیدہ اور مشہور طریقے سے زوجہ بنا کر رکھیں یا احسان اور عمدہ سلوک کرتے ہوئے رخصت ہو جائیں اور مردوں کے لئے جائز اور حلال نہیں ہے کہ جو کچھ بیویوں کو دیا تھا اُس میں کوئی چیز واپس لیں البتہ اگر دونوں کو یہ یقین ہو کہ ساتھ رہنے میں شوہر و زوجہ اللہ کے احکام کی پابندی نہ کرسکیں گے تو صرف اللہ کے خلاف اقدامات کے خوف کی صورت میں زوجہ کو بھی یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہر کو کچھ لے دے کر علیحدگی حاصل کرلے مگر یاد رکھو کہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدود کو بحال رکھو

(۱۱۰) آیات (۲۳۰تا۲۲۸/ ۲) طلاق ،رجوع اور حقوق : طلاق حیض کے زمانہ میں نہیں دی جائیگی۔ طلاق دینے کے بعد رجوع کا حق رہتا ہے ۔ تین مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع اور دوبارہ نکاح کرنے کا حق ساقط ہوجاتاہے۔ مثلاً طلاق دی ، عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے رجوع کرلیا ، پھر طلاق دی ، اور اسی طرح رجوع کرلیا ۔ اب اگر تیسری مرتبہ طلاق دے دی تو یہ عورت شوہر پر حرام ہے جب تک وہ کہیں اپنی خوشی سے نکاح نہ کرلے اور وہاں سے بلاکسی سازش یا پہلے شوہر کے خیال سے نکاح کی غرض کے لئے نہیں بلکہ فطری طلاق نہ ہوجائے پہلے شوہر پر حرام ہے ۔ حلالہ بھی حرام ہے۔ لیکن اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد رجوع نہ کیا اور عدت گزر گئی تو دونوں نکاح کرسکتے ہیں ۔ ایک ہی سانس میں تین طلاق دینا بھی حرام ہے ۔ ہر حیض کے بعد ایک ایک کرکے طلاق کی تعداد گنی جاتی ہے ۔ ورنہ غلط ہے ۔

فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

پس مت گزرو ان سے اور جو کوئی گزر جاوے حدوں اللہ کی سے پس یہ لوگ

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ

وہ ہیں ظالم پس اگر طلاق دی اس کو پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے

مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ

پیچھے اس کے یہاں تلک کہ نکاح کرے اور خصم سے سوائے اس کے پس اگر

طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

طلاق دے اس کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے یہ کہ پھر آویں آپس میں

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

اگر جانیں یہ کہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی اور یہ ہیں حدیں اللہ کی

يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

بیان کرتا ہے ان کو واسطے اس قوم کے کہ جانتی ہے اور جب طلاق دو تم عورتوں کو

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ

پس پہنچیں وقت اپنے کو پس بند رکھو ان کو ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دو ان کو

بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ

ساتھ اچھی طرح کے اور مت بند رکھو ان کو ایذا دینے کو تو کہ زیادتی کرو

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْٓا

اور جو کوئی کرے گا یہ پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو اور مت پکڑو

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ

آیتوں اللہ کی کو ٹھٹھا اور یاد کرو نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے اور جو کچھ اُتارا

اور جو لوگ حدود خداوندی کو توڑتے ہیں وہ حقیقی معنی میں غلط کار ہوتے ہیں(۲۳۰) چنانچہ اگر اس کے بعد بھی تیسری طلاق دے دی تو وہ عورت اُس طلاق کے بعد اُس پر حلال نہ ہو گی یہاں تک کہ وہ دوسرا شوہر اختیار کرلے پس اگر وہاں سے اُسے طلاق ہو جائے تو ان دونوں کے دوبارہ نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ یہ گمان رکھتے ہوں کہ اب تجربہ کے بعد وہ دونوں اللہ کے قوانین کی حدود پر قائم رہیں گے اور یہ بات بھی اللہ کی حدود ہی میں داخل ہے جسے صاحب علم قوم کے لئے بیان کیا جاتا ہے (۲۳۱) اور جب بھی تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی عدت کی مدت پوری ہو جانے لگے تو یا تو از سرنو اُنہیں زوجیت میں لے لو یا رخصت کردو مگر یہ دونوں عمل درآمد نہایت حسن و خوبی اور عام پسندیدہ طریقے سے انجام دیا کرو اور اُنہیں بار بار ستانے اور حد سے تجاوز کر جانے کے لئے رجوع نہ کیا کرو اور جو کوئی وہ عمل کرے وہ یقیناً خود اپنی جان پر بھی ظلم کرے گا اور دیکھو مومن ہوتے ہوئے تو اللہ کی آیات کا مذاق نہ اڑایا کرو اور کم از کم اللہ کی اُن نعمتوں ہی کا خیال کرلیا کرو جو اُن حالات میں بھی اُس نے دی ہیں۔

(۱۱۱) آیت (۲/۲۲۹) میں وہ دانشور مومنین جو آیات کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

وہ حضرات جو قریشی مومنین کو سمجھنا اور پہچانا چاہتے ہیں طلاق کے مسائل پر ان آیات کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ یہاں منافقوں کا کہیں تذکرہ نہیں ہے خالص مسلمان زیر نظر ہیں ان کو احکامات اور مسائل بتائے جارہے ہیں اور اللہ کا طرز بیان اور باربار مسئلوں کو دوہرانا بتا رہا ہے کہ مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا موجود ہے جو آیات پر سوفیصد عمل نہیں کرتا اور مسائل میں اپنی ذاتی رائے اور سوجھ بوجھ سے تبدیلی کرتا رہتا ہے۔ اور یہ تبدیلی اس حدتک کرتا ہے کہ اللہ نے اس عمل کو آیات کا مذاق اڑانا فرمایا ہے ۔

عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ

اوپر تمہارے کتاب سے اور حکمت سے نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۲۳۱ وَ اِذَا

ع ۲۹ ۱۴

اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے اور جب

طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ

طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچ جاویں عدت اپنی کو پس مت منع کرو ان کو یہ کہ

يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

نکاح کریں خاوندوں اپنے سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کے

ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ

یہ بات نصیحت کیا جاتا ہے ساتھ اس کے جو کوئی ہو تم میں سے ایمان لاوے

بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ

ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے تمہارے

وَ اَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۲۳۲ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ

اور بہت پاک ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور بچے والیاں دودھ پلاویں

اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

اولاد اپنی کو دو برس پورے واسطے اس کے جو ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے دودھ پلانا

وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

اور اوپر اس کے کہ لڑکا ہے اس کا کھلانا ان کا اور پہنانا ان کا ساتھ اچھی طرح کے

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ

نہیں تکلیف دیا جاتا کوئی جی مگر طاقت اپنی بھر نہیں ضرر دی جاوے ماں

بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَ عَلَى

ساتھ بچے اپنے کے اور نہ بچے والا یعنی باپ اُس کا ساتھ بچے اپنے کے اور اوپر

الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ

وارث کے ہے مانند اُس کے پس اگر ارادہ کریں دودھ چھڑانا رضامندی سے

مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

آپس میں اور مصلحت سے پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے اور اگر ارادہ کرو تم یہ کہ

اور جو کچھ تمہارے اوپر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تمہیں اُس سے نصیحت کی ہے اور تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان رکھو کہ بلاشبہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے(۲۳۲) اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکے اور اُن کی عدت پوری ہوگئی تو اب اُن کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی نہ کرو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح نہ کرسکیں حالانکہ وہ دونوں فریق دنیا میں مسلمہ قاعدے کے مطابق ایک دوسرے کو رضامندی اور خوشی سے شریک زندگی بنانا چاہتے ہیں یہ ہدایات اُس شخص کی راہنمائی کے لئے ہیں جو تم میں سے اللہ اور روزِ جزا پر ایمان رکھتاہے۔تمہارے لئے وہی عملدرآمد پاکیزگی اور شائستگی کا ضامن ہے جو اللہ نے بتایا ہے تم حقائق سے واقف نہیں اور اللہ جانتا ہے (۲۳۳) اور بچہ والی عورتیں اپنی اولاد کو پورے دوسال دودھ پلایا کریں بشرطیکہ اُن کا باپ بھی دودھ پلانے کی اس مدت کو پورا کرنا چاہتا ہو اور اگر راضی ہو تو اُسے عورت کی خوراک اور پوشاک اُسی طرح فراہم کرنا ہو گی جیسا کہ اُس کی جانی بوجھی حیثیت ہو گی مگر قانون یہ ہے کہ کسی کو اُس کی مقدرت سے زیادہ ذمہ داری نہیں دی جاسکتی ہے پھر نہ تو ماں کو بچہ کے معاملہ میں ضرر پہنچایا جائے گا اور نہ باپ کو تنگ کیا جائے گا دودھ پلانے والی ماں کا یہ حق بچے کے باپ کی طرح وہ بچے کے وارث پر بھی عائد ہو گا۔ پھر اگر ماں اور باپ دونوں اپنی رضامندی اور مشورے کے بعد دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر تم یہ ارادہ کرو کہ بچے کو کسی اور عورت سے

دودھ پلواؤ تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ شرط یہ ہے کہ دودھ پلائی کا جو معاوضہ طے ہو جائے وہ نہایت خوبی سے ادا کر دو اور اللہ کے حضور ذمہ دار بنو۔ اور یہ جانتے ہوئے ہر کام کرو کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو وہ اللہ کی نظر میں رہتا ہے(۲۳۴) تم میں سے جو لوگ بیویاں چھوڑ کر وفات پاجائیں تو اُن عورتوں کو چار ماہ دس روز تک اپنی نسوانیت کو پہرے میں رکھنا ہے ۔ پھر جب اُن کی یہ مدت پوری ہوجائے تو تم پر اُس میں کوئی جوابدہی نہیں ہے کہ وہ اپنی نسوانیت کے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہیں اُنہیں اپنی ذات پر پورا اختیار ہے وہ جو بھی بہتر صورت ہو اختیار کر لیں اور تم سب کے ہر عمل سے اللہ خبردار رہتا ہے (۲۳۵) تم پر اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم زمانہ عدت میں عورتوں سے آئندہ نکاح کی بات چیت کھل کر یا اشاروں کنایوں میں یا اپنے دل میں طے کرلو۔ اللہ کو علم ہے کہ تمہارے دلوں میں اُن کے خیال گزریں گے مگر تمہیں چاہئے کہ خفیہ عہد و پیمان نہ کرو نہ کوئی بہکانے والا وعدہ کرو جو بات کرو وہ سب کو معلوم اور پسند آنے والی ہو اور نہ ہی اُس زمانہ میں نکاح کی بات پکی کرو ہاں جب اللہ کے حکم کے مطابق لکھی ہوئی عدت پوری ہوجائے۔ تو مضائقہ نہیں ہے اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تمہارے دلوں کا حال بھی جانتا ہے۔ لہٰذا اللہ کے خلاف سوچنے سے بھی بچ کر رہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ حلیم اور غفور ہے (۲۳۶) تم پر اُس صورت میں بھی کوئی بازپرس نہیں ہے کہ اگر بھلائی مد نظر ہو

تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ

دودھ پلوالو تم اولاد اپنی کو پس نہیں گناہ اوپر تمہارے جب سونپ دو تم جو کچھ

مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا

دینا کیا ہے ساتھ اچھی طرح کے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ اس چیز کہ

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ

کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور جو لوگ کہ مر جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں

اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ

بی بیاں اپنی وہ انتظار دیویں جان اپنی کو چار مہینے اور دس دن کا پس جب پہنچیں

اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ

وعدے اپنے کو پس نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ کرتی ہیں بیچ

اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جانوں اپنی کے ساتھ اچھی طرح کے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم

خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ

خبردار ہے اور نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ پردہ کیا تم نے

بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ

ساتھ اس کے منگنی عورتوں کے سے یا چھپار کھا تم نے بیچ جانوں اپنی کے جانتا ہے اللہ

اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ

یہ کہ تم البتہ ذکر کرو گے ان کا اور لیکن مت وعدہ دو ان کو چھپے ہوئے مگر یہ کہ

تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ

کہو ان کو ایک بات اچھی اور مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تک کہ پہنچے

الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو اور جانو یہ کہ تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ

فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

بیچ جی تمہارے کے ہے پس ڈرو اُس سے اور جانو یہ کہ تحقیق اللہ بخشنے والا

حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ

تحمل والا ہے نہیں گناہ اوپر تمہارے یہ کہ طلاق دو تم عورتوں کو جب تک کہ

تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ

نہ ھاتھ لگایا ان کو یا نہیں مقرر کیا واسطے ان کے مقرر کرنا اور فائدہ دو ان کو

عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ

اوپر کشائش والے کے ہے قدر اس کی اور اوپر تنگی والے کے ہے قدر اس کی

مَتَاعًاۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَ اِنْ

فائدہ دینا ساتھ اچھی طرح کے حق ہوا اوپر نیکی کرنے والوں کے اور اگر

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ

طلاق دو ان کو پہلے اس سے کہ ھاتھ لگاؤ ان کو اور تحقیق مقرر کرلیا ہے

لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ

واسطے ان کے کچھ مقرر کرنا پس آدھا اس چیز کا کہ مقرر کیا ہے تم نے مگر یہ کہ

يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ

معاف کردیں وہ یا معاف کرے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اس کے ہے گرہ نکاح کی

وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ لَا تَنْسَوُا

اور یہ کہ معاف کرو تم نزدیک تر ہے واسطے پرہیز گاری کے اور مت بھول جاؤ

الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾

بزرگی درمیان اپنے تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو دیکھنے والا ہے

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا

محافظت کرو اوپر سب نمازوں کے اور نماز بیچ والی پر یعنی عصر اور کھڑے ہو

لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ

واسطے اللہ کے چپکے پس اگر ڈرو تم پس پیادہ یا سوار پس جب امن میں آؤ تم پس

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَ الَّذِيْنَ

یاد کرو اللہ کو جیسا سکھایا ہے تم کو جو کچھ نہیں تھے تم جانتے۔ اور جو لوگ کہ

اور تم عورتوں کو نکاح کے بعد چھونے سے پہلے پہلے طلاق دینا چاہو اور اگر تم نے ابھی تک نکاح کے بدلے کی رقم اپنے اوپر فرض نہ کی ہو تو ایک خوش حال آدمی پر اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگدست آدمی پر اپنی حیثیت کے مطابق عورت کو مال دے کر فائدہ پہنچانا ہوگا۔ اور عورت کو ماحول میں عزت فراہم کرنا ہوگی احسان پیشہ لوگوں پر یہ حق واجب ہے (۲۳۶) اور اگر تم نے ہاتھ لگانے سے پہلے اس حال میں طلاق دی جب کہ نکاح کے بدلے کی رقم فرض ہو چکی ہے تو اُس رقم کا آدھا (۱/۲) حصہ عورت کو دینا واجب ہے ہاں اگر عورتیں خود معاف کردیں یا ان کا ولی معاف کردے اور اگر معاف کردیا جائے تو یہ عمل تقویٰ سے بہت قریب ہے اور ایک دوسرے کو معاف کرتے رہنا بھولنے کے قابل بات نہیں ہے اس سے آپس میں فضیلت اور بزرگی میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تو جو بھی تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہا ہے (۲۳۸)تم درود اور درمیانی نماز کا تحفظ جاری رکھو اور اللہ کے مقاصد کے لئے خود سپردگی کے ساتھ جم کر کھڑے رہو(۲۳۹) اور حالت خوف ہو تو پیدل اور سواری پر نماز ادا کرلیا کرو اور جب حالت امن ہو تو پھر اللہ کا ذکر اُسی طرح کیا کرو جیسے تمہیں وہ سب کچھ سکھایا جا چکا ہے جو تم

(۱۱۲) آیت (۲/۲۳۸) میں درود کی حفاظت اور اجر واجب کیا گیا ہے۔ یہاں وہ لوگ نماز میں الجھ کر رہ گئے جنہوں نے نماز کو مارشل نظام کی قواعد یا پریڈ اور پبلک پر کنٹرول کا ذریعہ بنایا تھا۔ اس لئے انہوں نے لفظ "الصَّلَوٰتِ" کو بھی "الصَّلٰوۃِ" سمجھا اور یہ نہ سوچا کہ جب بقول ان کے تمام ہی نمازوں کی حفاظت واجب کی گئی ہے تو پھر درمیانی نماز کے تحفظ کا الگ سے کیوں ذکر کیا گیا ہے؟

يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً

مرجاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بی بیاں وصیت کر جاویں

لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ

واسطے بی بیوں اپنی کے فائدہ دینا ایک برس تلک نہ نکال دینا پس اگر نکل جاویں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ

پس نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ کیا انہوں نے بیچ جانوں اپنی کے

مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ

اچھی طرح سے اور اللہ غالب ہے حکمت والا اور واسطے طلاق والیوں کے

مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ

فائدہ دینا ہے ساتھ اچھی طرح کے لازم ہوا اوپر پرہیزگاروں کے اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى

بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تو کہ تم سمجھو کیا نہ دیکھا تونے طرف

الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪

ان لوگوں کے کہ نکلے گھروں اپنے سے اور وہ تھے ہزاروں ڈر موت کے سے

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ

پس کہا واسطے ان کے اللہ نے مرجاؤ پھر جِلا دیا ان کو تحقیق اللہ تعالی البتہ صاحب فضل کا ہے

نہیں جانتے تھے (۲۴۰) تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں اُنہیں اپنی ازواج کے لئے وصیت اور ذمہ داری چھوڑنا چاہئے کہ اُنہیں ایک سال تک تمام سہولتیں فراہم ہوتی رہیں اور اُنہیں نکال باہر نہ کیا جاسکے البتہ اگر وہ ازخود اپنا انتظام کرکے گھر چھوڑ دیں اور قاعدہ کا عملدرآمد کرلیں تو تم پر اُس کی جوابدہی نہیں ہے اور اللہ تمام حالات میں غالب رہنے والا حکمت والا ہے (۲۴۱) اُن عورتوں کے لئے جن کو طلاق ہوجاتی ہے اُنہیں پسندیدہ طریقہ پر آسائش فراہم کرنا متقین پر ایک واجب الادا حق ہے (۲۴۲) اللہ تمہارے لئے اپنی آیات اُسی حق کے لئے بیان کررہا ہے شاید تم عقل سے کام لو (۲۴۳) کیا آپؐ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت سے بچنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں اپنی بستیوں سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور اللہ نے اُنہیں مرجانے کا حکم دیا تھا اور پھر مرجانے کے بعد اُن

ع ۳۱ / ۱۵

ساری نمازوں میں درمیانی اور پہلی اورآخری ساری نمازیں آگئیں ۔ لہٰذا مومنین نوٹ کریں کہ جس طرح نماز وسطیٰ کی حفاظت مطلوب ہے ۔ اسی طرح رسولؐ اللہ پر درود کا جاری رکھنا اور اس کا تحفظ کرنا واجب کیا گیا ہے ۔ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ الاحزاب میں بھی واجب حکم تھا مگر لوگوں نے اسے واجب نہ سمجھا تھا یہاں اسی حکم کی تاکید کی گئی ہے ۔ لیکن ان تمام تاکیدات کے باوجود نظام اجتہاد نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خفیہ بغض رکھا۔ فرض اور واجب و لازم حکم کو سنت بنایا گیا۔ اور باوجود اس کے کہ آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا کہ ان پر ’’اَبْتَـر‘‘ درود نہ بھیجا جائے اور مکمل درود پڑھ کر سنایا تھا لیکن اس گروہ نے رسولؐ کا منہ چڑانے کے لئے وہی اَبْتَـر درود سنت بنا کر جاری رکھا جس شخص کو آپ سنیں گے یا جس کتاب میں لکھا ہوا دیکھیں گے وہاں آپ کو یہ لنگڑا درود ہی ملے گا یعنی ’’ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ‘‘ کیا کوئی مندرجہ ذیل آیات میں اَلصَّلَوٰتِ کے معنی ’’نمازیں‘‘ کرکے پاگل نہ کہلائے گا ؟

(۱۱۲۔الف) چیلنج قبول کرکے اَلصَّلَوٰتِ کے معنی ان آیات میں نماز کردیں:

أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ﴿۱۵۷﴾ البقرۃ

(۱) ’’انہیں پر ان کے رب کی طرف سے درود اور رحمت ہے۔‘‘ (اب علامہ مودودی کو سنیئے)

وَلَوْلَا دَفْعُ ٱللَّهِ ٱلنَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَٰمِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَٰتٌ وَمَسَٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا ٱسْمُ ٱللَّهِ كَثِيرًا ﴿۴۰﴾ الحج

(۲) ’’اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہتا تو خانقاہیں اور گرجا اور معبد (یعنی، صلوات سے مراد یہودیوں کے

عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَ قَاتِلُوْا فِيْ

اوپر لوگوں کے و لیکن اکثرلوگ نہیں شکر کرتے اور لڑو بیچ

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ

راہ اللہ کے اور جانو یہ کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے کون شخص ہے وہ جو قرض دے

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ

اللہ کو قرض اچھا پس دو گنا کرے اس کو واسطے اس کے دوگنا بہت اور اللہ

يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ

بند کرتا ہے اور کشادہ کرتا ہے اور طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے کیا

تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ

نہ دیکھا تو نے طرف سرداروں کے بنی اسرائیل سے پیچھے موسیٰ کے جب

قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

کہا انہوں نے واسطے نبی اپنے کے مقرر کر واسطے ہمارے بادشاہ کے لڑیں ہم بیچ راہ

اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ

اللہ کے کہا آیا نزدیک ہو تم اگر لکھا جاوے اوپر تمہارے لڑنا یہ کہ نہ لڑو تم

وقف لازم

کو زندگی عطا کی تھی ۔ بلاشبہ اللہ انسانوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن انسانوں کی کثرت شکرگزار نہیں ہے(۲۴۴) مقاصدِ خداوندی کے لئے جنگ کرو اور سمجھے رہو کہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۲۴۵) وہ کون شخص ہے جو اللہ کے مقاصد کی تنفیذ کیلئے بطور قرض حسنہ مال و دولت صرف کرے؟ چنانچہ اللہ ایسے قرض کو کئی گنا کرکے اُسے بہت مرتبہ دوگنے کا چوگنا کرکے واپس کرے یہ سمجھ لو کہ بڑھنے سے روک دینا اور کشادگی پیدا کرنا اللہ کے اختیار میں ہے اور تم اُسی کی طرف واپس لائے جانے والے ہو (۲۴۶) کیا آپؐ نے بنی اسرائیل کے دانشور لیڈروں کو نہیں دیکھا تھا؟ جنہوں نے موسیٰؑ کے بعد والے اپنے نبیؑ سے کہا تھا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ (مَلِک) مقرر فرمادیں تاکہ ہم اُسی کی ماتحتی میں اللہ کے لئے جہاد کیا کریں ۔ نبیؑ نے کہا تھا کہ کہیں

نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔احسن آ)اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے سب مسمار کرڈالی جائیں۔"(تفہیم القرآن جلد۳صفحہ ۲۳۳)

(۱۱۳) آیت (۲/۲۴۵) میں قرض پر کئی گنا منافع واپس دینا جائز ہے ۔ مومنین نوٹ کرلیں کہ اگر کوئی شخص اپنی حلال کمائی کے مال میں سے کسی نیک شخص کو فائدہ پہنچانے کے لئے قرض دے تو قرض لینے والا اگر اپنی مالی ترقی کے ساتھ ساتھ قرض لینے والے کی وسعت بڑھانے کے لئے اس کی اصل رقم سے زیادہ واپس کرے اور کرتا چلا جائے تاکہ وہ دوسرے مومنین کی بھی اسی طرح قرض حسنہ سے مدد کرسکے تو یہ زیادہ اورکئی گنا رقم دینا اور لینا جائز ہے۔ اور اگر جس کو قرض دیا ہے اس کو نقصان ہوجائے تو قرض دینے والا اپنی اصل رقم بھی نہ مانگے تو ایسے قرض کو قرض حسنہ کہتے ہیں ۔

(۱۱۴) آیت (۲/۲۴۶) میں بنی اسرائیل کے تخریب کار لیڈروں سے بدتر قریشی لیڈر تھے ۔

اس آیت میں یہ فیصلہ موجود ہے کہ اُمت کا سربراہؐ خواہ خلیفۃ الرسولؐ کہلائے یا اسے سلطان اور بادشاہ یا مَلِک کہاجائے ہرحال میں ہر زمانہ کا نبیؑ مقرر کرتا تھا ۔ اُمت کو اختیار نہ تھا کہ وہ خود ہی جسے چاہے رسولؑ کا جانشین مقرر کرلے ۔ بنی اسرائیل کے لیڈر اپنے زمانہ کے بدترین اور ملعون لوگ ہوتے ہوئے بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ہر نبیؑ کے مقرر کئے بغیر کوئی سربراہ دین نہیں ہوسکتا ۔ اللہ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ:

"تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور اصلاحی اعمال پر کاربند رہے ان سے اللہ نے وعدہ کرلیاہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ اسی طرح بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بناتا رہا ہے۔"

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴿۵۵﴾ النور

قَالُوْا وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ

کہا انہوں نے اور کیا ہے ہم کو یہ کہ نہ لڑیں گے ہم بیچ راہ اللہ کے اور تحقیق

اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

نکالے گئے ہم گھروں اپنوں سے اور بیٹوں اپنوں سے پس جب لکھا گیا اوپر ان کے

الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَ قَالَ

لڑنا پھر گئے مگر تھوڑے ان میں سے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو اور کہا

لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ

واسطے ان کے نبی ان کے نے تحقیق اللہ نے مقرر کیا ہے واسطے تمہارے طالوت کو

مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ

بادشاہ کہا انہوں نے کیونکر ہو گی واسطے اس کے بادشاہی اوپر ہمارے اور ہم

اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ

بہت حق دار ہیں ساتھ بادشاہی کے اس سے اور نہ دیا گیا وہ کشائش مال سے کہا

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ

تحقیق اللہ نے پسند کیا اس کو اوپر تمہارے اور زیادہ دی اس کو کشادگی بیچ علم کے

وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾

اور بدن کے اور اللہ دیتا ہے ملک اپنا جس کو چاہتا ہے اور اللہ کشائش والا ہے جاننے

ایسا تو نہ کرو گے کہ اللہ جب تم پر جہاد واجب کر دے تو تم جنگ سے باز رہو۔ لیڈروں نے پوچھا کہ بھلا وہ کون سی رکاوٹ ہوسکتی ہے جس کی بنا پر ہم جنگ نہ کریں۔ حالانکہ دشمنوں نے ہمیں ہماری بستیوں سے نکال دیا اور ہمارے بیٹوں کو بھی قتل اور جلا وطن کیا ہے بہرحال جب اُن پر جنگ واجب کر دی گئی تو چند لوگوں کے سوا سب نے اپنی پسندیدہ ولایت کی طرف رجوع کر لیا۔ اور اللہ غلط کاروں کو جانتا ہے (۲۴۷) جب اُن لیڈروں کو اُن کے نبیؑ نے بتایا کہ اللہ نے تمہارے اوپر طالوت کو بادشاہ مبعوث کیا ہے تو کہنے لگے بھلا اُسے ہم پر حکومت کیسے دی جاسکتی ہے؟ ہم اس سے زیادہ حکمرانی کے حقدار ہیں۔ وہ تو ایک قلاش بے زر آدمی ہے نبیؑ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ نے اُس کو تم پر مصطفیٰ بنایا اور علم و ذاتی قدرت عطا کی ہے اور حکومت کا دینا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے یعنی تمہیں یا کسی اور کو دینی حکمران بن جانے یا

(۱۱۴۔الف) آیت (۲/۲۴۷) میں خلافت الٰہیہ کا معیار اور اسرائیلی لیڈروں کا انکار؟ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ خلیفۃ اللہ اور خلافت الٰہیہ کے لئے بھی اللہ کی طرف سے انبیاؑ کی بعثت کی طرح خلیفہ، بادشاہ، سلطان یا مَلِک مبعوث کیا جاتا ہے۔ اور علم وقدرت اور مصطفائی اللہ کی جانب سے دی جاتی ہے اور وہی حکومت اللہ کی حکومت کہلاتی ہے جو اللہ اور نبیؑ عطا کرتے ہیں۔ اور تخریب کار لیڈرانِ قوم ہمیشہ سے اللہ ورسولؐ کے مقرر کردہ حاکم کے خلاف خود کو حق دار کہتے آئے ہیں۔ اور لیڈروں میں کا ہر شخص خود کو حکومت خداوندی چلانے کے قابل سمجھتا اور حکومت کو سرداران قوم میں محدود کرتا چلا آیا ہے اور ان کا معیار مال ودولت اور دھڑا بندی اور افرادی قوت یعنی کثرت کا ساتھ ہونا رہتا چلا آیا ہے۔ نعرہ یہ کہ حکومت دینے کا اختیار اللہ کو ہے ہم اللہ کا حکم مانتے ہیں۔ عمل یہ کہ اللہ اور رسولؐ کے مقرر کردہ حاکم کا صاف اور کھلا ہوا انکار رہتا آیا ہے۔

(۱۱۵) آیت (۲/۲۴۸) میں انبیاؑ کی آلؑ کا مقام، ان کا لباس اور سامان: اس اُمت محمدیہؐ کے مومنین دیکھیں کہ حضرات موسیٰؑ اور ہارونؑ کی آل علیہم السلام کا چھوڑا ہوا سامان جس صندوق میں رہتا تھا اسے ملائکہ اٹھاتے تھے۔ کیا محمدؐ مصطفی کی آل علیہم السلام کا مرتبہ ان حضرات کے برابر بھی نہ تھا؟ جو نبیؑ ہو کر اُمت محمدیہؐ میں شمولیت کی تمنا رکھتے تھے۔

(۱۱۶) قریش کے دانشوروں اور بنی اسرائیل کے سرداروں میں مماثلت: جس طرح بنی اسرائیل جہاد کا تقاضہ کرتے تھے اور جہاد واجب ہوا تو جان چرانے لگے (۲/۲۴۶)

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ

والا اور کہا واسطے ان کے نبی ان کے نے تحقیق نشانی بادشاہی اس کے کی یہ ہے کہ

يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

آوے تمہارے پاس صندوق بیچ اس کے تسکین ہے پروردگار تمہارے سے

وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ

اور باقی ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئی قوم موسیٰ کی اور قوم ہارون کی

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اٹھالاویں گے اس کو فرشتے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

ع ۳۲ ۱۶

ایمان والے پس جب جدا ہوا طالوت ساتھ لشکروں کے کہا تحقیق اللہ

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ

آزمانے والا ہے تم کو ساتھ نہر کے پس جو کوئی پیئے اس میں سے پس نہیں مجھ سے

وَ مَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ

اور جو کوئی نہ چکھے گا اس کو پس تحقیق وہ مجھ سے ہے مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو

بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا

ساتھ ہاتھ اپنے کے پس پی گئے اس میں سے مگر تھوڑے ان میں سے پس جب

جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ

پار اترا اُس سے وہ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اس کے کہنے لگے نہیں طاقت

لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ

ہم کو آج کے دن ساتھ جالوت کے اور لشکروں اس کے کے کہا ان لوگوں نے

بنانے کا حق و اختیار نہیں ہے اور اللہ تو وسعتیں عطا کرنے والا علیم ہے (۲۴۸) اُن لیڈروں سے اُن کے نبیؑ نے کہا کہ طالوتؑ کے خلیفہ خداوندی ہونے پر تمہارے پاس ایک تابوت بطور معجزہ آئیگا۔ ملائکہ اُسے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس لیے کہ اُس تابوت کے اندر وہ تمام تبرکات ہوں گے جو حضرات موسیٰؑ اور ہارونؑ کی آلؑ نے چھوڑے اور سکینہ ہو گا جو خدا کی طرف سے تسکین فراہم کریگا۔ اگر تم واقعی مومن ہو تو وہ تمہارے لئے طالوتؑ کی حکومت کا معجزاتی ثبوت ہے (۲۴۹) جب طالوتؑ افواج کو لے کر روانہ ہوئے تو اُنہوں نے اُن لیڈروں اور فوجوں کو بتایا کہ اللہ کی طرف سے ایک نہر پر تمہارے ایمان و استقلال کی آزمائش ہونے والی ہے جو کوئی اُس نہر کا پانی پی لے گا وہ میرا مومن نہ ہوگا اور جو کوئی ایک چلو سے غرارہ کے علاوہ پانی کو نہ چکھے گا وہ میرا مومن ہو گا جب نہر آئی تو چند مومنین کے علاوہ سب نے خوب پانی پیا چنانچہ جب طالوتؑ اور اُن کے ساتھ والے مومنین نے نہر کو پار کرلیا تو اُن لیڈروں اور لیڈروں کی اتباع کرنے والے مومنین نے کہا کہ آج ہم میں جالوت اور اُس کی افواج سے مقابلہ

وہی حال عہد رسولؐ کے لیڈروں اور قوم کا تھا جسے اللہ نے فرمایا ہے کہ: "جو لوگ ایمان لائے ہیں کہہ رہے تھے کہ کوئی سورۃ کیوں نہیں نازل کی جاتی (جس میں جنگ کا حکم دیا جائے)۔ مگر جب ایک محکم سورۃ نازل کر دی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کسی پر موت چھاگئی ہو۔ افسوس ہے ان کے حال پر۔" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۵-۲۶)

یہ علامہ نے تصدیق کی ہے۔ کیوں نہ ہو لیڈر ہر زمانہ میں ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ اور پھر اس اُمت کے لیڈروں نے تو یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کی سوفیصد اتباع کرنا تھی۔ (بخاری)

وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَوۡلَا نُزِّلَتۡ سُورَةٞۖ فَإِذَآ أُنزِلَتۡ سُورَةٞ مُّحۡكَمَةٞ وَذُكِرَ فِيهَا ٱلۡقِتَالُ ۙ رَأَيۡتَ ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٞ يَنظُرُونَ إِلَيۡكَ نَظَرَ ٱلۡمَغۡشِيِّ عَلَيۡهِ مِنَ ٱلۡمَوۡتِۖ فَأَوۡلَىٰ لَهُمۡ ﴿٢٠﴾ محمد

کی طاقت نہیں ہے لیکن جو مومنین اللہ کے سامنے جانے کا گمان رکھتے تھے اُنہوں نے بڑی مردانگی سے کہا کہ اکثر ایسا ہوتا رہا ہے کہ اللہ کے قانون کے مطابق ایک قلیل گروہ نے کثیر گروہ پر غلبہ حاصل کرلیا اور یہی مطلب ہے صابروں کے ساتھ اللہ کے ہونے کا (۲۵۰) اور جب وہ مومنین کی قلیل جماعت جالوت اور اس کی افواج کے مقابل آئی تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی بارش کر دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں ان حق پوشوں کی قوم کے مقابلہ میں مدد دے (۲۵۱) چنانچہ اس مومن جماعت نے قلت میں ہوتے ہوئے اللہ کے قانون کی اطاعت سے کافروں کو شکست دیدی۔ اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ تو اللہ نے داؤدؑ کو بادشاہت اور حکمت عطا کی اور جتنی چاہی اُنہیں تعلیم دی اور اگر اللہ بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں سے شکست نہ دلاتا رہتا تو یہ دنیا فساد سے لبریز ہو جاتی ولیکن اللہ تو تمام جہانوں کو فساد سے بچانے میں اپنا فضل برسرکار رکھتا ہے (۲۵۲) وہ اللہ کی آیتیں ہیں جن کو ہم خود تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں اور حق کو پیش کرتے ہیں یقیناً آپؐ رسولوںؐ میں سے ایک ضروری رسولؐ ہیں **(۲۵۳) یہ وہی رسولؑ ہیں** جن کو ہم نے ایک دوسرے پر بزرگی دی ہے اُن میں

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ

جو جانتے تھے یہ کہ وہ ملنے والے ہیں اللہ کے بہت ہوا ہے کہ جماعت تھوڑی

غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

غالب آئی جماعت بہت پر ساتھ حکم اللہ کے اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے

وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا

اور جب ظاہر ہوئے واسطے جالوت کے اور لشکروں اس کے کے کہا انہوں نے

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ

اے پروردگار ہمارے ڈال اوپر ہمارے صبر اور ثابت رکھ قدم ہمارے اور

انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ؕ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ قف

مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے پس شکست دی ان کو ساتھ حکم اللہ کے

وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ

اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور دی اس کو اللہ نے بادشاہی اور حکمت

وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

اور سکھایا اس کو جو کچھ چاہا اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ کا لوگوں کو بعضے ان کے کو

بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾

ساتھ بعضے کے البتہ بگڑ جاتی زمین ولیکن اللہ صاحب فضل کا ہے اوپر عالموں کے

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ

یہ نشانیاں ہیں اللہ کی پڑھتے ہیں ہم ان کو اوپر تیرے ساتھ حق کے اور تحقیق تو

لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾ **تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا** بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ

وقف لازم

البتہ بھیجے ہوؤں سے ہے یہ پیغمبر بزرگی دی ہم نے بعضے ان کے کو اوپر بعض

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ

کے ان میں سے بعض وہ ہیں کہ باتیں کیں اللہ نے اور بلند کیا بعضے ان کے کو

(۱۱۷) آیات (۲۵۱-۲۵۰/۲) میں آنحضرتؐ سے سولہ سو سال پہلے کے مومنین کی شجاعت:

قاریانِ قرآن نوٹ کریں کہ قرآن کریم نے قریشی مومنین کو ڈیڑھ ہزار سال قدیم مومنین کا حال، ہمت اور اللہ پر یقین سنا کر یہ چاہا تھا کہ وہ لوگ بھی میدان جنگ میں اس طرح ثابت قدم رہیں۔ لیکن قریشی مومنین ہمیشہ میدان جنگ سے بھاگتے اور رسولؐ کے قتل کے منصوبے بناتے رہے۔ قرآن میں کہیں ان کی زبان سے فتح ونصرت کی میدان جنگ میں دعا نہیں کہیں کافروں کو اپنی قوت وہمت سے شکست دینے کا تذکرہ نہیں۔ محض رسولؐ کی وجہ سے ملائکہ اور مولاؐ کفار کو ہزیمت دیتے رہے۔

وہ بھی ہیں جن سے اللہ نے براہ راست باتیں کیں اور اُن کے درجے بلند کئے اورہم نے مریم کے فرزند عیسیٰؑ کو معجزات عطا کئے اور روح القدس سے اُن کی تائید کرائی۔ اور اگر اللہ نے جبری قانون استعمال کیا ہوتا تو ان رسولوںؑ کے بعد وہ لوگ آپس میں جنگ نہ کرتے جنہیں واضح تعلیم مل چکی تھی۔ لہٰذا وہ اپنے فکر وعمل میں مختار و آزاد تھے اس لئے اُنہوں نے اپنی آزادی کو اختلاف کرنے میں استعمال کیا اور تفرقہ پھیلا دیا، چنانچہ اُن میں بعض وہ لوگ تھے جو واقعی ایمان لائے تھے اور بعض وہ تھے جو ایمان میں سے حقائق کو چھپاتے اور اختلاف کا سبب بنتے تھے اور اگر اللہ قانونی جبر کرتا تو وہ ہرگز نہ لڑتے مگر اللہ تو وہی کچھ کرتا ہے جو اُس نے ارادہ کررکھا ہے تاکہ انسانوں کی آزادی اور اختیار برقرار رہے (۲۵۴) اے مومنین تمہیں جو کچھ دیا جا چکا ہے اُس میں سے ضرورت مندوں پر خرچ کرلو قبل اس کے کہ وہ دن آپہنچے جب کہ نہ تو خریدوفروخت کا موقع ہوگا نہ پیارو دوستی کام دے گی نہ سفارش سنی جائے گی اور غلط کار تو حقائق کو چھپانے والے ہی ہیں (۲۵۵) اللہ ہی معبود ہے اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ حیات کا مالک اور قائم رہنے اور قائم رکھنے والا ہے اُسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند سے سروکار ہے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے سب اُسی کی ملکیت ہے وہ کون ہے جو اُس کے حضور میں بلا اللہ کے طے کردہ قانون کے کسی کی سفارش کرسکے؟ اللہ کو تو وہ سب معلوم ہے جو اُن کے سامنے اور پیچھے ہے یعنی اُن کے ظاہر و باطن کا مکمل

دَرَجٰتٍ ؕ وَ اٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ

درجوں میں اور دی ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کے کو دلیلیں ظاہر

وَ اَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا اقۡتَتَلَ

اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ جان پاک کے اور اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے

الَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنٰتُ

وہ لوگ کہ پیچھے ان کے تھے پیچھے اس کے کہ آئیں ان کے پاس دلیلیں ظاہر

وَ لٰکِنِ اخۡتَلَفُوۡا فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ

ولیکن اختلاف کیا انہوں نے پس بعض ان میں سے وہ شخص ہے کہ ایمان لایا

وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ کَفَرَ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا اقۡتَتَلُوۡا ۟ وَ لٰکِنَّ

اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ کافر ہوا اور اگر چاہتا اللہ نہیں لڑتے اور لیکن

اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ ﴿۲۵۳﴾ ع یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا

اللہ کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو

مِمَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا بَیۡعٌ

اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ نہیں بیچنا

فِیۡہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ ؕ وَالۡکٰفِرُوۡنَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ

بیچ اس کے اور نہیں دوستی اور نہ سفارش اور کافر وہی ہیں ظالم اللہ نہیں کوئی معبود

اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ ؕ

مگر وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ

واسطے اسی کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے کون ہے وہ

یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ

جو سفارش کرے نزدیک اس کے مگر ساتھ حکم اس کے کے جانتا ہے جو کچھ

اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ ۚ وَ لَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ

آگے ان کے ہے اور جو کچھ پیچھے ان کے ہے اور نہیں گھیرتے ساتھ کسی چیز کے

مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ

علم اس کے سے مگر ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سمالیا ہے کرسی اس کی نے آسمانوں کو

وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ

اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اس کو نگہبانی ان دونوں کی اور وہ ہے بلند

الْعَظِيْمُ ۝۲۵۵ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙۗ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ

مرتبہ بڑا نہیں زبردستی بیچ دین کے تحقیق ظاہر ہو گیا راہ پانا گمراہی سے

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ

پس جو کوئی کفر کرے ساتھ شیطان کے اور ایمان لاوے ساتھ اللہ کے

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَ اللّٰهُ

پس تحقیق پکڑ رکھا اس نے کڑا مضبوط نہیں ٹوٹنا واسطے اس کے اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۵۶ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ

سننے والا جاننے والا ہے اللہ دوستدار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا

نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے طرف روشنی کے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے

اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ

دوست ان کے شیطان ہیں نکالتے ہیں انکو روشنی سے طرف اندھیروں کے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵۷ ع

یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ

کیا نہ دیکھا تو نے طرف اس شخص کے کہ جھگڑا ابراہیم سے بیچ پروردگار اس کے کے

اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ

اس واسطے کہ دی اس کو اللہ نے بادشاہی جس وقت کہا ابراہیمؑ نے پروردگار

علم ہے مگر وہ تو اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کرسکتے سوائے اس کے کہ اللہ نے خود ہی بتا دیا ہو۔ اللہ کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں پر چھائی ہوئی ہے اور وہ اُن دونوں یعنی آسمانوں اور زمینوں کی نگہبانی سے تھکتا نہیں ہے۔ اور وہ تو بڑی عظمت والا علی ہے(۲۵۶) یقیناً صحیح طریقہ غلط طرزِ فکر سے الگ اور واضح ہو چکا ہے لہٰذا دین کے معاملے میں زبردستی بالکل نہیں کی جاسکتی چنانچہ جو کوئی ایسے شخص یا ادارہ سے کفر کرے جو ذاتی قوانین پر عمل کرتا ہو اور اللہ پر ایمان لائے حقیقتاً اُس نے ایسا مستحکم سہارا لے لیا جو کبھی بے سہارا کرنے والا نہیں ہے یعنی وہ دین کی ایسی بنیاد سے وابستہ ہوگیا جس میں کوئی خامی و کمزوری نہیں نکل سکتی اور اللہ اس طرزِ عمل اور خلاف ورزی پر علم و آگاہی رکھتاہے (۲۵۷) جو لوگ مومن ہیں اللہ اُن کا ہر حال میں ہمدرد حاکم ہے اس لئے اُنہیں گمراہیوں سے نکال کر نورؑ کی طرف لاتا ہے اور جو لوگ حق پوشی پر کاربند ہیں اُن کے ہمدرد حاکم طاغوت ہیں جو اُنہیں نورؑ سے الگ کرکے گمراہیوں میں لے جاتے ہیں وہی لوگ جہنمی صحابہ ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے (۲۵۸) کیا آپؐ نے اُس شخص کو نہیں دیکھا تھا جو ابراہیمؑ سے اُن کے رب کے بارے میں مخالفانہ حجت پیش کر رہاتھا اور صرف اس بنیاد پر کہ اللہ نے

---

(۱۱۸) آیات (۲۵۷-۲۵۶/۲) دین میں جبر طاغوت اور ولی؟ اگر آیت (۲۵۶/۲) پر قریشی دانشور ایمان لائے ہوتے تو انہوں نے اسلام پھیلانے کی آڑ میں لاکھوں من خون نہ بہایا ہوتا۔ اور اگر جبر اور زبردستی کو ان کے ساختہ پرداختہ مذہب سے نکال دیاجائے تو بے آب مچھلی کی طرح اس کا دم نکل جائے گا۔

(۲) طاغوت ہر اس شخص یا نظام کو قرار دیاگیاہے جو قوانین خداوندی سے بغاوت کرے اور اپنی پسند کا راستہ اختیار کرنے میں قوانین بنائے اورلوگوں کو اُن پر چلائے۔

(۳) ولی وہ ہستی کہلاتی ہے جو ہرحال میں ہمدردی کا ثبوت دے اورصاحب اختیار بھی ہو یعنی ولی پسندیدہ اور ہمدرد حاکم ہوتاہے جو اپنی رعایا کا برا نہ چاہے اور رعایا کی مخالفت پر بھی ظلم سے باز رہے اور اپنے جیسا بنانا اور رکھنا چاہے۔

الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ

میرا وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا میں جلاتا ہوں اور مارتا ہوں

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا

کہا ابراہیم نے پس تحقیق لاتا ہے اللہ سورج کو مشرق سے پس لے آ تو اس کو

مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ﴿۲۵۸﴾

مغرب سے پس بھچکا ہوا وہ جو کافر تھا اور اللہ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالموں کو

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى

یا مانند اس شخص کے کہ گزرا اوپر ایک گاؤں کے اور وہ گراہوا تھا اوپر

عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ

چھتوں اپنی کے کہا کیونکر زندہ کرے گا اس کو اللہ پیچھے موت اس کی کے

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ

پس مار ڈالا اس کو اللہ نے سو برس پھر جِلایا اسکو کہا کتنی دیر رہا تو کہا رہا میں

یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ

ایک دن یا تھوڑا دن سے کہا بلکہ رہا تو سو برس پس دیکھ طرف کھانے اپنے کے

وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ

اور پینے اپنے کے کہ نہیں سڑا اور دیکھ طرف گدھے اپنے کے

وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ

اور تو کہ کریں ہم تجھ کو نشانی واسطے لوگوں کے اور دیکھ طرف ہڈیوں کے کہ

كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ

کیونکر چڑھاتے ہیں ہم انکو پھر پہناتے ہیں ان کو گوشت پس جب ظاہر ہوا

اس (نمرود) کو حکومت و قدرت عطا کر دی تھی۔ چنانچہ جب ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ میرا رب وہی ہے جو زندگی اور موت عطا کرتا ہے نمرود بولا کہ میں بھی تو زندہ کرتا اور مارتا ہوں تب ابراہیمؑ نے کہا کہ اچھا تو یوں کر کہ اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا مغرب سے نکال کر دکھا دے تاکہ تیرا رب ہونا ثابت ہو جائے؟ یہ سن کر نمرود جو حقیقت کو چھپا رہا تھا۔ حیران و ششدر ہو کر رہ گیا۔ اور اللہ غلط کار قوم کو ہدایت نہیں کرتا (۲۵۹) یا پھر تمہیں اُس کا حال معلوم ہے جو ایک گاؤں کے پاس سے گزرا تھا اور وہ گاؤں اپنی چھت کے بل اُلٹا ہوا پڑا تھا تو اُس شخص نے کہا تھا کہ اس برباد شدہ آبادی کو اللہ کس طرح زندہ کر سکے گا۔ چنانچہ اللہ نے اُس کی روح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا تب اللہ نے اُسے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا اور اُس سے پوچھا گیا کہ بتاؤ تم کتنی دیر تک مردہ رہے اُس نے کہا ایک دن یا پھر چند گھنٹے رہا ہوں گا فرمایا تم سو سال تک مردہ رہے ہو۔ ذرا اپنے کھانے اور پانی کو دیکھو کہ اُس میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی جو سڑ بُس جانا چاہئے تھا۔ اور پھر ذرا اپنے گدھے کا حال دیکھو کہ اُس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی بوسیدہ ہو گیا ہے۔ یہ سب کچھ ہم نے اس لئے کیا کہ تجھے انسانوں کے لئے ایک عبرت انگیز آیت بنا دیں پھر

(۱۱۹) آیات (۲۶۰-۲۵۹/۲) میں سو سال کے مردہ اور گلی سڑی ہڈیوں اور ٹکڑے ٹکڑے پرندوں کو زندہ کرنا

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ نوع انسان کو منتہائے ترقی تک پہنچانے کے لئے انبیاً علیہم السلام نے بتدریج تعلیمات الٰہیہ پیش کیں موت وزیست اور حیات جاوید کے قوانین سمجھائے اور ہر زمانہ میں جو ضروریات پیش آئیں اُن کو حل کر کے دکھایا اور تہہ در تہہ قوانین خداوندی کی گتھیاں سلجھانا سکھایا تسخیر کائنات کی طرف قدم قدم انسانوں کو آگے بڑھایا اور وہ کام کرنا سکھایا جنہیں نچلی سطح کے لاعلم لوگ معجزات کہتے اور سمجھنے سے بھی قاصر تھے۔ اس کی تعلیم دی گئی تھی جناب ابراہیم علیہ السلام کو اور عملاً مردوں کو زندہ کر دینا سکھایا گیا تھا۔ لیکن بعض لوگ جو معجزات کے منکر ہیں وہ ہمیشہ ایسے مقامات کا ترجمہ یا تفسیر کرتے ہوئے اپنے ذاتی خیالات کو سامنے رکھ کر معجزات کو مشکوک کر دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس آیت (۲۶۰/۲)

لَهٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۵۹﴾

واسطے اس کے کہا جانتا ہوں میں تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ

اور جب کہا ابراہیمؑ نے اے رب میرے دکھلا دے مجھ کو کیونکر جِلاتا ہے

الۡمَوۡتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰـكِنۡ لِّيَطۡمَٮِٕنَّ

مردوں کو کہا کیا نہیں ایمان لایا تو کہا بلکہ لایا ہوں میں و لیکن تو کہ آرام پکڑے

قَلۡبِىۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَيۡكَ

دل میرا کہا پس لے چار جانوروں سے پس صورت پہچان رکھ ان کی طرف اپنے

اب یہ دیکھو کہ ہم اس ہڈیوں کے ڈھانچے پر دوبارہ گوشت اور کھال چڑھاتے ہیں ۔ چنانچہ جب اُس شخص نے یہ سب کچھ اچھی طرح دیکھ لیا تو کہا کہ اب میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے(۲۶۰) اور وہ واقعہ بھی پیش نظر رکھو جب ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ میرے پروردگار مجھے عملاً دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے ہم نے سوال کیا کہ کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں ہے ؟ کہا کہ ایمان کیوں نہیں ہے ؟ بات یہ ہے کہ میں خود تجربہ کرکے دیکھنا اور قلبی

سے جو کچھ وہ سمجھانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی ہدایت کے مطابق چار پرندوں کو پالا ، اپنے ساتھ مانوس کیا اور پھر انہیں بلایا تو وہ ان کے پاس چلے آئے ۔ بتایئے اس کاروائی سے تواسی قدر معلوم ہوا کہ جانور انسانوں سے اس قدر مانوس ہوسکتے ہیں کہ بلانے سے چلے آئیں ۔ اور یہ بات حضرت ابراہیمؑ سے ہزاروں سال پہلے بھی انسانوں کو معلوم تھی پھر جانوروں کے مانوس ہوجانے اور بلانے سے چلے آنے کا مردوں کو زندہ کرنے سے کیا تعلق ہے؟ سوائے اس کے کہ پنڈلیوں میں درد جگر بتایا جائے ؟ پھر یہ سوچئے کہ مانوس شدہ پرندوں کو کس طرح پہاڑوں پر چھوڑا جائے گا۔ اگر انہیں باندھ کر رکھا گیا تو وہ بلانے سے نہ آسکیں گے اور اگر آزاد چھوڑ دیا تو جیسے ہی حضرت ابراہیمؑ دوسرے پہاڑ کی طرف چلیں گے وہ پرندہ بھی ساتھ ساتھ چلے گا اس لئے کہ وہ مانوس ہے جدا رہنا پسند ہی نہ کرے گا جب تک پنجرے میں نہ ہو۔ الغرض معجزے کے انکار اورکفر نے منکرین کی عقل کو حماقت سے بدل دیا ہے ۔ بہرحال ہم آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے معصوم فرمانات کو محفوظ رکھتے ہوئے آپ کو اڑھائی سو سال قبل کے سب سے بڑے عالم اہل سنت شاہ ولی اللہ کے فارسی مترجمہ قرآن کے حاشیہ سے چند جملے سناتے ہیں ۔

(۲) شاہ ولی اللہ اورشاہ عبدالقادر کا مشترک شائع شدہ ترجمہ :

(الف) عبدالقادر

" فرمایا تو پکڑ چار جانور اڑتے، پھر ان کو ہلا اپنے ساتھ ، پھر ڈال ہرپہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا پھر ان کو پکار کہ آویں تیرے پاس دوڑتے۔" (صفحہ ۵۷)

(ب) شاہ ولی اللہ

" گفت خدا پس بگیر چہارتن از پرندگان پس بہم آور ہمہ رانزدیک خود بعد از آن بگذار برہر کوہے پارہ از ایشان بعد از آن نداکن ایشاں راالبتہ بیایند پیش توشتا بان۔"
(مترجمہ قرآن اردو فارسی ترجمہ مطبع انصاری دہلی صفحہ ۵۷)

(ج) آیت (۲/۲۶۰) کی وضاحت مذکورہ قرآن اورعلما کی طرف سے : "چار جانور لائے ایک مور ایک مرغ ایک کوا ایک کبوتر ان کو اپنے ساتھ ہلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر پَرا ایک پر دھڑ ایک پر پاؤں پہلے بیچ میں کھڑے ہوکر ایک کو پکارا اس کا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ ملا پھر پر لگے پھر پاؤں وہ دوڑتا ہوا چلا آیا۔ اسی طرح چاروں آئے ۔" (مذکورہ مترجم قرآن صفحہ ۵۷)

(د) انبیاؑ کی منافقانہ مدح وثنا تاکہ مندرجہ بالا معجزے کا انکار کیاجاسکے : عملاً اور تحریراً علما کا قومی گروہ انبیا علیہم السلام کی دن رات منقصت کرتا رہا ہے ۔ لیکن

اطمینان چاہتا ہوں ۔ ہم نے کہا کہ اچھا تم چار پرندے لے لو مانوس کرنے کے بعد اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کردو پھر اُن کا کچھ حصہ اُن تمام پہاڑوں پر رکھ دو پھر اُن کو بلاؤ وہ جلد جلد تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور یہ معلوم کرلو کہ واقعی اللہ ہر صورت حال پر غالب آنے والا حکمت والا ہے (۲۶۱) اُن لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں انفاق کرتے ہیں اُس دانے کی سی ہے جو زمین میں بو دیا جائے تو اُس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو سو دانے پیدا ہوتے ہوں اور اسی طرح اللہ انفاق کرنے والوں کے مالی ثواب کو کئی گنا بڑھاتا رہتا ہے اور اللہ بہت وسعت دینے والا اور علم والا ہے ہی (۲۶۲) جو لوگ مقاصدِ خداوندی کے ماتحت اپنی دولت اور مال ضرورت مندوں پر صرف کرتے رہتے ہیں اور جن کو مال دیتے ہیں اُن پر طعن وطنز نہیں کرتے اور اُنہیں احسان جتا کر تکلیف نہیں پہنچاتے، صرف اس طرح خرچ کرنے والوں کا مذکورہ بڑھتا چڑھتا بدلا اللہ کے یہاں سے ملے گا اور اُنہیں قیامت میں نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ کسی معاملہ میں رنجیدہ ہوں گے(۲۶۳) وہ خیرات جو اسلامی تصدیق میں کی جائے اور اپنی باتوں یا عمل سے لوگوں کو ایذا دی جائے اور احسان جتایا جائے باطل اور ضائع ہو جاتی ہے۔ اس سے بہتر تو کسی سے ایک اچھی

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

پھر کردے اوپر ہر پہاڑ کے ان میں سے ایک ٹکڑا پھر بلا ان کو

يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع

چلے آویں گے پاس تیرے دوڑتے اور جان یہ کہ اللہ غالب ہے حکمت والا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ

مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے بیچ راہ اللہ کے جیسے مثال

حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ

ایک دانہ کی کہ اگاوے سات بالیں بیچ ہر بالی کے سو دانے اور اللہ

يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

دونا کرتا ہے واسطے جس کے چاہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا

ہے وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے بیچ راہ اللہ کے پھر نہیں

يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ

لاتے پیچھے اس چیز کے کہ خرچ کرتے ہیں احسان اور نہ ایذا واسطے ان کے ہے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

ثواب ان کا نزدیک پروردگار ان کے کے اور نہیں خوف اوپر ان کے اور

لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ

نہ وہ غمگین ہوں گے بات اچھی اور بخش دینا بہتر ہے اس خیرات سے کہ

يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

پیچھے اس کے ہو ایذا اور اللہ بے پرواہ ہے تحمل والا

جہاں عوام الناس کو خوش کرنے اور بہکانے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے وہاں یہ حضرات کھوکھلے نعروں کی طرح انبیاؑ کے قصائد پڑھا کرتے ہیں چنانچہ مذکورہ بالا معجزے کا گول الفاظ میں انکار اور مفسرین پر تنقید کرتے ہوئے علامہ مودودی نے لکھا ہے کہ: ”لیکن انبیاؑ کو جو خدمت اللہ نے سپرد کی تھی اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنی آنکھوں سے وہ حقیقتیں دیکھ لیتے جن پر ایمان لانے کی دعوت انہیں دنیا کو دینی تھی۔ ان کو دنیا سے پورے زور کے ساتھ یہ کہنا تھا کہ تم لوگ تو قیاسات دوڑاتے ہو۔ مگر ہم آنکھوں دیکھی بات کہہ رہے ہیں تمہارے پاس گمان ہے اور ہمارے پاس علم ہے، تم اندھے ہو اور ہم بینا ہیں۔ اسی لئے انبیاؑ کے سامنے ۱۔ فرشتے عیاناً (حقیقی صورت میں۔ احسن) آئے ہیں ۲۔ ان کو آسمان و زمین کے نظام حکومت (ملکوت) کا مشاہدہ کرایا گیا ۳۔ ان کو جنت اور دوزخ آنکھوں سے دکھائی گئی ہے ۴۔ اور بعث بعد الموت کا ان کے سامنے مظاہرہ کرکے دکھایا گیا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۲۰۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت باطل کرو خیرات اپنی کو ساتھ احسان
وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ
اور ایذا کے مانند اس شخص کے کہ خرچ کرتا ہے مال اپنے کو واسطے دکھلانے لوگوں کے
وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ
اور نہیں ایمان لاتا ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے پس مثال اس کی جیسے مثال
صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ
صاف پتھر کی اوپر اس کے ہو مٹی پس پہنچے اس کو مینہ پس چھوڑ دے اس کو صاف
لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ
نہیں قدرت پاتے اوپر کسی چیز کے اس چیز سے جو کمایا انہوں نے اور اللہ
لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
نہیں راہ دکھاتا قوم کافروں کو اور مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں

بات کہنا اور لوگوں کو بخش دینا ہے اور اللہ ایسی خیرات سے لاپرواہ مگر بُردبار ہے (۲۶۴) لہٰذا اے دعویداران ایمان تم احسان جتا کر اور طعن و طنز سے ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد نہ کردیا کرو یہی حالت لوگوں کو دکھانے اور نام ونمود کے لئے خیرات کرنے والوں کی ہے ایسے لوگ اللہ اور روز جزا پر ایمان نہیں لائے ہیں ۔ اُن کی مثال اُس پتھر کی سی ہے جس پر دُھول جمی ہوئی ہو اور بارش سے دھل کر وہ صاف ہو جائے یعنی اسی طرح اُن کی خیرات بھی غائب ہو جائے گی ۔ اور ایسی خیرات کر کے جو کمائی اُنہوں نے کرنی چاہی تھی اُس پر اُنہیں ذرا بھی قدرت نہ ہو گی۔ اور اللہ حق پر پردہ ڈالنے والی پوری قوم کی

(ہ) کچھ ہمیں بھی کہنا ہے : قارئین پہلی بات تو یہ سوچیں کہ وہ بکواس جو عوام تک میں مشہور کردی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معا ذاللہ) ان ہی کے مثل بشر تھے (ابراہیم ۱۰/۱۴) اور مطلب یہ لیا کہ ان ہی کے مانند خطاکار اور غلط کار وغیر معصوم تھے ۔ ان سے پوچھیں کہ کیا علامہ کی مندرجہ بالا چاروں باتیں انہیں نوع انسان سے بلند ترین مقام پر ثابت نہیں کرتیں؟ کیا یہ چاروں باتیں بھی باقی نوع انسان میں ہوتی ہیں جو ان کو ایک دوسرے کی مانند کہا جاسکے؟ اور کیا جن حضرات نے پوری کائنات کی ہر حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو ان سے غلطی کا ممکن ماننا حد درجہ کی دشمنی کا ثبوت اور قرآن کی اعلانیہ مخالفت نہیں ہے ؟ اور علامہ کی انبیاؑ سے دشمنی اس سے بھی ثابت ہے کہ مندرجہ بالا بیان میں دومرتبہ انہوں نے لفظ "انبیاؑ" لکھا لیکن ایک دفعہ بھی بھول کر نہ علیہ السلام کا عین لکھا نہ صلی اللہ علیہم کا صاد لکھا پھر ان سے معلوم کریں کہ ساری کائنات کی ہر حقیقت آنکھوں سے دیکھنے سمجھنے اور دکھانے اور سمجھانے میں کتنا وقت لگے گا ؟ اس کے لئے تو عمر نوحؑ بھی کافی نہیں ہے اور کائنات کوئی جامد چیز نہیں یہاں نت نئے حقائق جنم لیتے ہیں ۔ لہٰذا علامہ اینڈ کمپنی نے اگر یہ چاروں باتیں سمجھ کر دل کی گہرائی سے کہی ہوں تو انہیں ہمارا ایمان بالرسالتؑ اختیار کرنا پڑے گا۔ ورنہ انبیاء علیہم السلام کو خاطی اور گناہ گار کہنا نہ صرف دشمنی اور کفر کا ثبوت ہے بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ ایسے علما وہ منصوبہ چلا رہے ہیں جو قرآن میں دانشورانِ قریش کے متعلق موجود ہے ۔

(۱۲۰) آیات (۲۶۵ تا ۲/۲۶۱) میں دو قسم کے مومنین اور ان کی عادت :

وہ علما جو منصوبہ ساز اور سازشی مومنین پر نفاق کا غلاف چڑھاتے ہیں ان کا منہ بند کرنے کے لئے یہ پانچ آیات واضح کرتی ہیں کہ مومنین کی دو قسمیں موجود تھیں۔ اور دوسری قسم وہی ہے جو مومنین کو بیوقوف کہا کرتی تھی ۔یہی قسم یہاں مومنین پر طعن وطنز کرتی ہے احسان جتا کر اپنے مشن کی تائید چاہتی ہے اور خیرات محض دکھاوے کے لئے کرتی ہے ۔ اور یہاں کہیں دور دور بھی منافقوں کا ذکر نہیں ہے ۔

ہدایت سے دست کش ہے (۲۶۵) وہ لوگ
جو اللہ کی خوشنودی اور رضاجوئی کے لئے
اپنا مال و دولت خرچ کرتے ہیں اور دل کی
گہرائی سے ایسا کرتے ہیں اُن کی مثال تو اُس
باغ کی طرح ہے جو بہت بلند سطح پر لگایا گیا ہو
وہاں بارش ہوتی رہے تب بھی وہ باغ سرسبز
اور بار آور رہتا ہے اور اگر کبھی بارش نہ بھی
ہو تو اونچائی پر ہونے کی وجہ سے وہاں اوس
(شبنم) ہی اُسے کافی ہو جاتی ہے۔ اور وہ پھل
دیتا رہتا ہے۔ یوں اس باغ میں دوہری دوہری
فصل پیدا ہوتی ہے یہی حال رضائے خداوندی
حاصل کرنے والوں کی خیرات کا ہے کہ اُس
کا ثواب اور نتیجہ بڑھتا ہی جاتا ہے اور جو کچھ
تم کرتے ہو اللہ اُس کو ہر وقت دیکھتا ہے
(۲۶۶) کیا تم میں سے کوئی اس صورت حال
کو پسند کرے گا کہ تمہاری ملکیت میں ایک ایسا
باغ ہو جس میں نہریں جاری رہتی ہوں اور
اُس میں کھجوریں، انگور اور ہر قسم کے پھل
لگتے ہوں اور اس شاندار حال میں اُسے بڑھاپا
اور ناتوانی آگھیرے اور اس کے بچے بھی ابھی
اس قابل نہ ہوں کہ کاروبار سنبھال لیں اور
اُس کی یا اپنی مدد کر سکیں پھر دوسری آفت
یہ ہو کہ ایک آتشیں بگولہ آ کر پورے باغ کو
جلا ڈالے۔ آیت کو بیان کرنے کا یہ وہی طریقہ
ہے جس سے تم سبق حاصل کرو اور سوچو کہ
روز قیامت تم اس مثال کی طرح بے بس
ہو کر نہ رہ جاؤ (۲۶۷) اے ایماندارو تم اپنی
کمائی میں سے اور جو کچھ ہم نے تمہیں زمین
سے پیدا کر کے دیا ہے اُس میں سے صرف
پاکیزہ اور پسندیدہ چیزیں ضرورت مندوں کو دیا
کرو ایسا نہ کیا کرو کہ ضرورت مندوں کو سڑی
گلی اور بے کار چیزیں دے دو جو اگر تمہیں
دی جائیں تو تم ہرگز نہ لو۔ جب تک کہ
تمہیں اُن کی خرابی نظر نہ آجائے یا تمہاری
نظر چُوک نہ جائے۔ اور یہ جان لو کہ اللہ
تمہاری ایسی خیرات سے مستغنی اور بہت قابل

أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ
مال اپنے واسطے چاہنے رضامندی خدا کے اور ثابت کرنے جانوں اپنی سے
كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ
جیسے مثال ایک باغ کی بلندی پر ہو پہنچا اس کو مینہ پس لایا میوہ اپنا دوگنا
فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا
پس اگر نہ پہنچے اس کو مینہ پس شبنم کفایت ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ
کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے کیا چاہتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ ہو واسطے اس کے
جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ أَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۙ
باغ کھجوروں سے اور انگوروں سے چلتی ہیں نیچے اس کے نہریں
لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ أَصَابَهُ الْكِبَرُ
واسطے اس کے ہے بیچ اس کے سب میووں سے اور پہنچے اس کو بڑھاپا
وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ ۖ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ
اور واسطے اس کے اولاد ہے ناتوان پس پہنچا اس کو بگولا بیچ اس کے آگ تھی
فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
پس جل گیا اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں تو کہ تم
تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
فکر کرو اے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو پاکیزہ سے جو کچھ
كَسَبْتُمْ وَ مِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ ۠
کمایا تم نے اور اس چیز سے کہ نکالا ہے ہم نے واسطے تمہارے زمین سے
وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ
اور مت قصد کرو خبیث کا اس میں سے کہ خرچ کرو اس کو
وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ
اور نہیں تم لینے والے اس کے مگر یہ کہ آنکھ بھینچ لو بیچ اس کے
وَ اعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ
اور جانو یہ کہ اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو

الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ

فقر کا اور حکم کرتا ہے تم کو ساتھ بے حیائی کے اور اللہ وعدہ دیتا ہے تم کو

مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ۭ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۸

بخشش کا اپنی طرف سے اور فضل کا اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ

دیتا ہے حکمت جس کو چاہے اور جو کوئی دیا گیا حکمت پس تحقیق دیا گیا

خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۲۶۹ وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ

بھلائی بہت اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل کے اور جو خرچ کرو

مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ

تم کچھ خرچ کرنا یا منت مانو تم کچھ منت سے پس تحقیق اللہ جانتا ہے اس کو

وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۲۷۰ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

اور نہیں ہے واسطے ظالموں کے کوئی مدد دینے والا اگر ظاہر کرو تم خیرات کو

فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ

پس اچھا ہے وہ اور اگر چھپاؤ تم اس کو اور دو اس کو فقیروں کو پس وہ بہتر ہے

لَّكُمْ ۭ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ بِمَا

واسطے تمہارے اور دور کرے گا تم سے برائیاں تمہاری اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۲۷۱ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ

کرتے ہو تم خبردار ہے نہیں اوپر تیرے ہدایت کرنا ان کا اور لیکن اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے اور جو کچھ خرچ کرو تم مال سے

فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ

پس نفع واسطے جان تمہاری کے اور نہ خرچ کرو تم مگر واسطے چاہنے

وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ

رضامندی اللہ کے اور جو کچھ خرچ کرو تم بھلائی سے پورا پہنچایا جاوے گا

اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۲۷۲ لِلْفُقَرَآءِ

طرف تمہارے اور تم نہیں ظلم کئے جاؤ گے خیرات واسطے ان فقیروں کے ہے

مدح ہے (۲۶۸) شیطان تمہیں مفلسی سے بچانے کا وعدہ کرتا ہے اس لئے تم انفاق میں سڑی گلی چیزیں دیتے ہو اور وہ تمہیں بے حیائی کی ترکیب بتاتا ہے اس لئے بری بات سے شرماتے نہیں ہو مگر اللہ تمہیں محفوظ رکھنے اور بڑھانے کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ ہی تو کشادہ دست و علیم ہے (۲۶۹) اللہ جسے چاہتا ہے اُسے حقائق اور راز و رموز سکھاتا ہے اور جسے یہ حکمت عطا کردی جائے اُسے بڑے بڑے اختیارات مل جاتے ہیں اور غور و خوض اور تلاش حقیقت تو وہی لوگ کرتے ہیں جو گہرائی تک پہنچنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں (۲۷۰) جو بھی تم خرچ کرو یا کسی قسم کی کوئی نذر ونیاز کرو اللہ اُسے جانتا ہے لیکن غلط کاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ لہٰذا غلط نذر و نیاز نہ مانا کرو (۲۷۱) اگر تم آشکارا طور پر خیرات کرو تو یہ بھی اچھی بات ہے اور اگر تم حاجت مندوں کو چھپا کر دیا کرو تو تمہارے لئے وہ زیادہ مفید ہے اور اس طرح تمہاری برائیوں کو بھی چھپا دیا جائے گا ۔ اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے رہتے ہو اس سے خبردار رہتا ہے (۲۷۲) تم پر ان لوگوں کی ہدایت کی ذمہ داری نہیں ہے لیکن ہدایت کا فراہم کردینا اللہ کا کام ہے اور جسے چاہے ہدایت دے بھی دیتا ہے۔ تم جو کچھ بھی اچھا خرچ کرتے ہو وہ بہر حال تمہاری ہی سلامتی کے لئے ہوتا ہے لیکن تمہیں چاہئے کہ محض اللہ کے مقاصد پر صرف کیا کرو اور تمہارے تمام پسندیدہ انفاق کے لئے یہ طے شدہ بات ہے کہ تمہارا تمام ثواب اور بدلہ پورا پورا تمہیں واپس دیا جائے گا۔ اور تم پر ذرہ برابر ظلم نہیں

الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی
جو بند کئے گئے ہیں بیچ راہ اللہ کے نہیں سکتے چلنا بیچ
الْاَرْضِ١٘ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ١ۚ تَعْرِفُهُمْ
زمین کے جانتا ہے ان کو جاہل دولتمند بے سوالی سے پہچانتا ہے تو ان کو
بِسِیْمٰهُمْ١ۚ لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا١ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا
ساتھ چہرے ان کے کے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو کچھ خرچ کرو تم
مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۠ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ
مال سے پس تحقیق اللہ ساتھ اس کے جاننے والا ہے جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں
اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ
مال اپنے رات کو اور دن کو چھپے اور ظاہر پس واسطے ان کے ہے ثواب ان کا نزدیک
رَبِّهِمْ١ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝ اَلَّذِیْنَ
پروردگار ان کے کے اور نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو لوگ کہ
یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ
کھاتے ہیں سود نہیں کھڑے ہوں گے یعنی قبروں سے مگر جیسا کھڑا ہوتا ہے
الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ١ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا
وہ شخص کہ باؤلا کرتا ہے اس کو شیطان آسیب سے یہ اس واسطے ہے کہ کہا انہوں نے
اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا١ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ
سوائے اس کے نہیں کہ بیچنا ہے مانند سود کے اور حلال کیا اللہ نے بیچنا اور حرام کیا
الرِّبٰوا١ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى
سود کو پس جو کوئی آوے اس کے پاس نصیحت رب اس کے سے پس باز رہا

ربع ۳/۷ ع ۵ — وقف منزل — وقف لازم

ہوگا (۲۷۳) وہ لوگ مالی امداد کے سب سے زیادہ حقدار ہیں جو راہِ خدا میں اس انہماک سے برسرکار ہیں کہ تلاش معاش کے لئے زمین پر کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے اور دینی کاموں میں گھر جانے کی بنا پر تنگدست ہو چکے ہیں جاہل لوگ اُن کی خود داری اور بے سوالی کی وجہ سے مستغنی سمجھتے ہیں اے نبیؐ آپ اُن کے چہروں سے پہچان سکتے ہیں وہ لوگوں سے مدد کے لئے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔ چنانچہ اے مسلمانو جو مفید اخراجات تم کرتے ہو اللہ اُس کا عالم ہے(۲۷۴) وہ مومنین جو اپنا مال و دولت دن رات اور پوشیدہ اور اعلانیہ ضرورت مندوں میں خرچ کررہے ہیں اُن کا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور یہ طے کردیا گیا ہے کہ ایسے مومنین کو کوئی خوف و رنج نہ پہنچنے دیا جائے گا (۲۷۵) وہ مومنین جو سود خور ہیں اُن کا حال ایسا کردیا جائے گا کہ جب وہ کھڑا ہونا چاہئیں گے تو اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے کوئی شیطان کے اثر سے پاگل ہوگیا ہو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اُنہوں نے دنیا میں سود کو تجارت کے منافع کے مانند سمجھا اور لوگوں سے یہی بتایا۔ حالانکہ اُن کو معلوم تھا کہ اللہ نے سود کو حرام اور تجارت کو حلال کیا ہے۔ لہٰذا اب جس جس شخص کو اُس کے رب کی یہ

(۱۲۱) آیات (۲۸۰تا۲۷۵/۲) سود خور، دانش ور اور نام نہاد مومنین : سود کے متعلق اس قدر کافی ہے کہ اگر قرض دینے والا قرض حسنہ نہیں دیتا بلکہ اپنا اصل سرمایہ ضرور بلا کم وکاست واپس لینا چاہتا ہے۔ اور اس سرمایہ پر کچھ اور (منافع یا سود) لینے کی شرط بھی نہیں کرتا تو قرضدار کو نقصان ہو یا فائدہ ہو ہر حال میں قرض کی پوری رقم اس کے ذمہ واجب الادا رہے گی اور جب تک قرض دینے والا خود نہ بخش دے اسے ایک ایک پیسہ دینا ہو گا۔ لیکن اگر قرض دینے والا قرض کے علاوہ کچھ اور رقم لینا چاہے تو اس کی ذمہ داری ہوگی کہ اس کے مال سے قرض دار کو منافع ہی منافع ہو اور رقم بڑھتی رہے۔ مگر نقصان ہرگز نہ ہونے پائے تو جو زیادہ رقم طے ہوجائے قرضدار کی رضا مندی اورخوشی سے منافع کی رقم میں سے لے سکتا ہے۔ یا وہ

فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ

واسطے اس کے ہے جو پہلے ہو چکا اور حکم اس کا طرف اللہ کے اور جو کوئی پھر کرے

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

پس وہی ہیں رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ

مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیراتوں کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا ہر ایک

كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کفر کرنے والے گنہگار کو تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور قائم رکھا نماز کو اور دیا زکوٰۃ کو واسطے ان کے ہے ثواب ان کا نزدیک

رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پروردگار ان کے کے اور نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اے لوگو جو

نصیحت پہنچتی جائے اور وہ باز آتا جائے تو اُس سے سابقہ پر مواخذہ نہ کریں گے اور اُس کا معاملہ اور حکم و فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں رہے گا۔ لیکن جو اُن احکام کے بعد بھی سود لینے کا اعادہ کرے تو وہ لوگ جہنمی اصحاب ہوں گے اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے (۲۷۶) اللہ سود کو مٹانا اور تجارت اور صدقات کو بڑھانا چاہتا ہے اور اُن تمام لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اللہ کی اس پالیسی کی حقیقت کو چھپاتے اور گناہ کرتے رہے ہیں (۲۷۷) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور اصلاحات پر کاربند رہے اور نظام صلوٰۃ قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے اُن کا اجر و ثواب اُن کے رب کی طرف سے ملے گا اور اُن کو کوئی خوف اور غم نہ ہوگا (۲۷۸) اے

نفع اور نقصان دونوں میں شریک ہوجائے۔ یہ تمام صورتیں سودی کاروبار میں داخل نہیں ہیں۔ سود اسی صورت میں حرام ہے جب وہ قرض دار کو نقصان پہنچائے۔ کھانے پینے اور گھریلو ضروریات جن میں روپیہ بڑھتا نہیں خرچ ہو جاتا ہے اصل سے زیادہ رقم لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ بینک کا وہ منافع یا سود جو رقم جمع کرنے والوں کو دیا جاتا ہے اس کا لینا اور دینا حرام نہیں ہے۔ اس لئے کہ آج کل اس روپیہ سے اس قدر یقینی منافع کمایا جاتاہے کہ اس کا دسواں حصہ بھی بینک نہیں دیتا۔ یہ گفتگو گزر چکی ہے آج تجارت کا جو نظام برسرکار ہے اس میں نقصان کا امکان ہی امکان ہے عملاً نقصان ہوتا نہیں۔ البتہ تجارتی نظام سے بغاوت یا ضد اور عداوت سے تاجر ایک دوسرے کو نقصان پہنچا سکتے ہیں بہرحال عوام خریداروں کے ہاتھوں تجارت میں ہرگز نقصان نہیں ہوسکتا۔ یہ میرا ذاتی علم وتجربہ ہے۔شرط یہ ہے کہ ایمان و دیانت اورخریداروں سے ہمدردی وخلوص برقرار رہیں۔

(۲) مومنین کی دوسری قسم جو سود خور اور سرمایہ دار تھی ؟؟

ساری دنیا جانتی ہے کہ اسلام کے دشمن سرمایہ دار اور سرداران قوم تھے اور وہ تاجر اور سود خور بھی تھے اور ساری پبلک اور قوم ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی کی طرح تھی اور یہی قوم تھی جو متفقہ طورپر قرآن کو مہجور کرنے پر آمادہ ہوگئی تھی۔ یہ لوگ اسلام لانے کے بعد جس طرح شراب پیتے رہے اسی طرح سود در سود لیتے رہے (آلِ عمران ۳/۱۳۰) اور یہ کام انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی زندگی کے آخری ایام تک جاری رکھا علامہ مودودی سورۂ بقرہ کا زمانۂ نزول لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

" اس سورۃ کا بیش تر حصہ ہجرت مدینہ کے بعد مدنی زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہواہے۔اورکم تر حصہ ایسا ہے جو بعد میں نازل ہوا اور مناسبت مضمون کے لحاظ سے اس میں شامل کردیا گیا حتّٰی کہ سود کی ممانعت کے سلسلے میں جو آیات نازل ہوئی ہیں۔ وہ بھی اس میں شامل ہیں حالانکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بالکل آخری زمانہ میں اتری تھیں۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۶)

ایماندار کہلانے والے لوگو تم پرہیزگاری اور اللہ کو جوابدہی کی ذمہ داری اختیار کرو اور تمہارا جو سود کا روپیہ قرضداروں کی طرف باقی ہے اُس کو چھوڑ دو اگر تم واقعی مومن ہو؟ (۲۷۹) اور اگر تم اس حکم کے ماننے اور سود کی رقم چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو خبردار ہو جاؤ اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہیں یہ حق حاصل رہے گا کہ تم اپنا اصل مال واپس لے لو چنانچہ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا (۲۸۰) اور اگر قرضدار تنگ دستی کے عالم میں ہے تو اُسے اصل مال واپس لینے میں اس قدر اور اُس وقت تک ڈھیل دی جائیگی کہ وہ آسودہ حال ہو جائے اور بلاکسی دقت کے تمہارا مال واپس کرسکے۔ اور اگر اصل مال بھی دینی تصدیق میں چھوڑ دو تو تمہارے لئے بہت ہی مفید ہے۔ اگر تم اسلامی نظام کا علم رکھتے ہو (۲۸۱) اور اُس روز کو سامنے رکھ کر ذمہ دارانہ اعمال بجا لاؤ جس دن تمہیں اللہ کے حضور میں واپس لایا جائے گا۔ اور جس دن ہر شخص کو اُس کی وہ کمائی پوری کی پوری دی جائیگی جو اُس نے ازخود ضائع نہیں کی ہے۔ اور اُن میں سے کسی پر ظلم نہ ہو گا (۲۸۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم لوگ کسی مقررہ مدت کے لئے آپس میں قرض کا لین دین کرو تو ایک دستاویز لکھ لیا کرو اور دونوں فریق کی شرائط اور رقم باقاعدہ عدل و احتیاط سے ایک کاتب سے لکھوانا چاہئیں اور کاتب کو چاہئے کہ وہ لکھنے سے انکار نہ کرے اس لئے کہ اُس کو لکھنا پڑھنا اللہ کی مدد سے آیا ہے۔ لہٰذا وہ ضرور

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ
ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہا ہے سود سے اگر ہو تم
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ
ایمان والے پس اگر نہ کرو تم پس خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے اللہ سے
وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ
اور رسولؐ اس کے سے اور اگر توبہ کرو تم پس واسطے تمہارے ہیں اصل
اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ
مال تمہارے نہ ظلم کرو تم اور نہ ظلم کئے جاؤ تم اور اگر ہو قرضدار تنگی والا
فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ
پس ڈھیل دینا ہے فراغت تلک اور یہ کہ خیرات کرو بہتر ہے واسطے تمہارے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى
اگر ہو تم جانتے اور ڈرو اس دن سے کہ پھیرے جاؤ گے بیچ اس کے طرف
اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾
اللہ کے پھر پورا دیا جائے گا ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب معاملت کرو تم ساتھ قرض کے ایک
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَ لْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ
وقت مقرر تلک پس لکھ رکھو اس کو اور چاہئے کہ لکھے درمیان تمہارے لکھنے والا
بِالْعَدْلِ ۠ وَ لَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ
ساتھ انصاف کے اور نہ انکار کرے لکھنے والا یہ کہ لکھے جیسا سکھایا اس کو
اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَ لْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ
اللہ نے پس چاہئے کہ لکھ دے اور مطلب کہے وہ شخص کہ اوپر اس کے ہے حق

علامہ کے اس بیان سے یہ تو ثابت ہوجاتا ہے کہ ماشاء اللہ مومنین کی دوسری قسم کے سرمایہ دار رسولؐ کی وفات کے قریب تک سود خور تھے اور دوسری قسم کے عوام ان سرمایہ داروں کو سود دے کر حرام کھلایا کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوجاتا ہے کہ جب بقول علامہ ممانعت ہی نہ تھی تو سودخوری بری بات بھی نہ تھی لیکن اوّل تو یہ کہ شان نزول ان ہی لوگوں نے بتایا ہے جو زیر الزام ہیں اور اس الزام اور جرم سے بچنے کے لئے اس سے بہتر کوئی راستہ نہ تھا کہ نزول کو مؤخر

لکھے اور مضمون کا املا وہ شخص لکھوائے جو قرض لے رہا ہے۔ یا ضامن بنا ہے لکھتے ہوئے کوئی کمی بیشی نہ کرنا چاہئے اور اللہ کے روبرو خود کو حاضر سمجھ کر ذمہ داری سے معاملہ کرنا چاہئے اگر قرض لینے والا نادان یا ضعیف ہو یا مضمون لکھانے اور املا کرانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو اُس کا ولی عدل و انصاف ملحوظ رکھ کر املا کرادے۔ پھر مسلمانوں میں سے دو مردوں کی اُس دستاویز پر گواہی کراؤ اور اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی لکھا لو تا کہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اُسے یاد دلائے یہ تمام گواہ تمہارے پسندیدہ اور معتبر ہونا چاہئیں۔ اور جس وقت بھی گواہی دینے کے لئے بلایا جائے تو گواہوں کو انکار نہیں کرنا چاہئے اور یہ لین دین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لکھوانے اور مدت و شرائط کو ضابطہ میں لانے میں سستی نہ کرنا چاہئے۔ یہ طریقہ تمہارے لئے اللہ کے نزدیک زیادہ تدریجی اور محفوظ ہے اور شہادت برقرار رکھنے کا ضامن ہے اور تمہیں دُغدُغہ میں رہنے سے بچاتا ہے۔ بہر حال جو تجارت اور لین دین فوراً کھڑے کھڑے آپس میں رضامندی سے طے کرتے رہتے ہو اُن کی تفاصیل نہ لکھی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ایسی صورت حال میں بھی زبانی گواہ ضرور کر لیا کرو۔ ہاں دیکھو کہ کاتب اور گواہ کو ستانا اور اُن پر دباؤ ڈالنا منع ہے۔ اور اگر تم ایسا کرو گے تو

وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ

اور چاہئے کہ ڈرے اللہ پروردگار اپنے سے اور نہ کم کرے اس میں سے کچھ

فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ

پس اگر ہو وہ شخص کہ اوپر اس کے ہے حق بیوقوف یا ناتوان یا نہیں سکتا یہ کہ

يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَ اسْتَشْهِدُوْا

مطلب کہے وہ پس چاہئے کہ مطلب کہے والی اس کا ساتھ انصاف کے اور شاہد کر لو

شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ

دو شاہدوں کو مردوں اپنے سے پس اگر نہ ہوں دو مرد پس ایک مرد اور دو عورتیں

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ

ان میں سے کہ پسند کرتے ہو تم شاہدوں میں سے اگر ہو یہ کہ بھول جاوے

اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ لَا يَاْبَ

ایک ان میں سے پس یاد دلادے ایک ان دو میں سے دوسری کو اور نہ انکار کریں

الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَ لَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ

شاہد جب بلائے جاویں اور مت کاہلی کرو یہ کہ لکھو اس کو چھوٹا یا بڑا وقت اس کے تک

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

یہ بہت انصاف ہے نزدیک اللہ کے اور سیدھا کرنے والا ہے واسطے شہادت کے

وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

اور بہت نزدیک ہے اس سے کہ نہ شک میں پڑو مگر یہ کہ ہو سوداگری ہاتھوں ہاتھ

تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

کہ پھراتے ہو اس کو درمیان اپنے پس نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ نہ لکھو اُسکو

وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۖ وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ ؕ۵ وَ اِنْ

اور شاہد کر لو جب سودا کرو تم اور نہ ایذا پہنچایا جاوے لکھنے والا اور نہ گواہ اور اگر کرو تم یہ

کر دیا جائے۔ اسی قسم کے جرائم سے بچنے اور من مانی کرنے کے لئے ہی تو یہ کہا گیا کہ تمام سابقہ کتابیں اور شریعتیں منسوخ یعنی باطل و بے اثر ہو گئی تھیں۔ ورنہ شراب وجوا اور سود وغیرہ توریت میں حرام تھا اور بے دین لوگ بھی سود وغیرہ کو بڑی ذلیل چیز سمجھتے تھے۔ لیکن ہم تو گواہ پیش کریں گے کہ کم از کم جنگ اُحد کے بعد اور رسولؐ کے انتقال سے آٹھ سال پہلے سود لینا دینا حرام ہو چکا تھا لہٰذا وہ آیت (۳/۱۳۰) جو سود در سود کی ممانعت کرتی ہے اور ابھی ابھی لکھی گئی تھی اس پر علامہ کی گواہی سنیئے اور مانیئے کہ دانشوران قریش آٹھ سال برابر سود کھاتے رہے۔ ملاحظہ ہو ارشاد ہے کہ :

تَفۡعَلُوۡا فَاِنَّهٗ فُسُوۡقٌۢ بِكُمۡ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ

پس تحقیق وہ گنہگاری ہے ساتھ تمہارے اور ڈرو اللہ سے اور سکھاتا ہے تم کو

اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ عَلٰى سَفَرٍ

اللہ اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے اور اگر ہو تم اوپر سفر کے

وَّ لَمۡ تَجِدُوۡا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقۡبُوۡضَةٌ ؕ فَاِنۡ اَمِنَ بَعۡضُكُمۡ

اور نہ پاؤ تم لکھنے والا پس گرو ہے قبضہ کی ہوئی پس اگر امین جانے بعضے تمہارے

بَعۡضًا فَلۡيُؤَدِّ الَّذِى اؤۡتُمِنَ اَمَانَتَهٗ

بعضے کو پس چاہیئے کہ ادا کرے وہ شخص کہ امین جانا گیا ہے امانت اس کی کو

وَ لۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَ لَا تَكۡتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَ مَنۡ

اور چاہیئے کہ ڈرے اللہ پروردگار اپنے سے اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو کوئی

يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا

چھپاوے گا اس کو پس تحقیق وہ گنہگار ہے دل اس کا اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ

تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا

کرتے ہو تم جاننے والا ہے واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ

فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَ اِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ

بیچ زمین کے ہے اور اگر ظاہر کرو جو کچھ بیچ جی تمہارے کے ہے یا چھپاؤ اس کو

يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ

حساب لیوے گا تم سے ساتھ اس کے اللہ پس بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا

مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ

جس کو چاہے اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ایمان لایا پیغمبرؐ ساتھ اس چیز کے کہ

یہ عمل تمہیں لاقانون اور سرکش ثابت کردیگا۔ تمہیں پرہیزگاری اور ذمہ داری سے اللہ کے سامنے بسر کرنا چاہیئے۔ اللہ تمہیں صحیح طرز حیات سکھاتا ہے۔ اور ہر شے کا جاننے والا ہے (۲۸۳) اگر تم لوگ سفر میں ہو اور دستاویز لکھنے والا کاتب ملنا ممکن نہ ہو تو رہن کا مال لے کر قبضہ کرو اور اُس کے بدلے میں جو دینا طے ہوا ہے وہ دے دو اور تم جب ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہو تو اگر اس اعتماد کی وجہ سے لین دین کرو تو جس پر بھروسہ کیا گیا ہے وہ شخص اللہ کا لحاظ رکھتے ہوئے زیر بحث امانت ادا کردے۔ اور تم شہادت کو ہرگز نہ چھپایا کرو اور جو گواہی اور حقیقت حال کو پوشیدہ کرلے تو یقیناً وہ دل کی گہرائی میں مجرم تھا اور تمہارے تمام اعمال کو گہرائی تک اللہ جانتا ہے (۲۸۴) جو کچھ تمام آسمانوں اور زمین میں موجود ہے وہ سب اللہ کی ہی ملکیت و مخلوق ہے چنانچہ خواہ تم اپنی قلبی کیفیت اور واردات ظاہر کرو یا چھپائے رکھو اللہ اُس سب کا تم سے حساب لے گا اور پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جو مشیت کی زد میں آجائے گا اُسے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور اللہ تمام چیزوں پر قدرت رکھتا ہے (۲۸۵) محمدؐ رسول اللہ اُس سب پر ایمان رکھتے ہیں جو کچھ

"اُحد کی شکست کا بڑا سبب یہ تھا کہ مسلمان عین کامیابی کے موقع پر مال کی طمع سے مغلوب ہوگئے اور اپنے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے بجائے غنیمت لوٹنے میں لگ گئے۔ اس لئے حکیم مطلق نے اس حالت کی اصلاح کے لئے زرپرستی کے سرچشمے پر بند باندھنا ضروری سمجھا اور حکم دیا کہ سودخوری سے باز آؤ جس میں آدمی رات دن اپنے نفع کے بڑھنے اور چڑھنے کا حساب لگاتا رہتا ہے" (تفہیم القرآن جلد اصفحہ ۲۸۷ حاشیہ نمبر ۹۸ بابت آیت ۱۳۰/۳)
اور اس آیت کے جنگ اُحد کے فوراً بعد نازل ہونے کا تذکرہ سورۂ آل عمران کے شان نزول میں لکھا (جلد اوّل صفحہ ۲۲۸)

(۳) صدقات: صدقات اور صدقہ لفظ صدق ہی سے بنتا اور وہی معنی رکھتا ہے۔ ہر وہ مال جو اسلام کی حقانیت اور صداقت ثابت کرنے کے لئے خرچ کیا جائے "صدقہ" یا "صدقات" کہلاتا ہے۔ اسی وجہ سے عورتوں کے مہر کو بھی "صداق" کہتے ہیں۔

اُن کے پروردگار کی طرف سے اُتر چکا ہے۔ اور حقیقی مومنین بھی سب ایمان لا چکے ہیں اللہ پر اور اللہ کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور اُن کا عمل یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ جدا کرتے ہیں نہ اُن کی تعلیم کو ایک دوسرے سے مختلف مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بخوبی سنا اور اطاعت اختیار کرلی ہم تجھ سے مغفرت کے طالب ہیں اور تو ہی ہمارا ٹھکانہ و پناہ گاہ ہے (۲۸۶) اللہ کسی ہستی کو اُس کی وسعتوں سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا اور ہر ہستی کے لئے وہی کچھ ہے جو اُس نے کمایا اور وہ اُسی کمائی کے لئے جواب دہ اور ذمہ دار ہے۔ اے ہمارے پالنے والے تو ہمیں ہماری بھول چوک میں ماخوذ نہ کرنا اور یوں نادانستہ ہو جانے والی خطا کو نظرانداز کردینا اور اے ہمارے مُربّی تو ہم پر ویسا بار نہ ڈالنا جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں کو اُٹھانا پڑا تھا۔ اور اے ہمارے رب ہم سے ایسے بوجھ نہ اُٹھوانا جس کے اُٹھانے کی ہم میں طاقت ہی نہ ہو اور ہماری طرف سے چشم پوشی اختیار کئے رکھنا اور ہماری مغفرت اور تحفظ جاری رکھنا اور ہم پر رحم کرتے رہنا تو ہی ہمارا حاکم و مولا ہے چنانچہ تو ہمیں حق کو چھپانے والی قوم پر اپنی نصرت عطا کرنا۔

اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

اتاری گئی طرف اس کی پروردگار اس کے سے اور مسلمان ہر ایک ایمان لایا ساتھ اللہ کے

وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا

اور فرشتوں اس کے کے اور کتابوں اس کی کے اور رسولوں اس کے کے نہیں

نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا

جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے پیغمبروں اس کے سے اور کہا انہوں نے سنا ہم نے

وَ اَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ

اور مانا ہم نے بخشش مانگتے ہیں ہم تیری اے رب ہمارے اور طرف تیرے ہے

الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا

پھر آنا نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی جی کو مگر طاقت اس کی پر واسطے اس کے ہے جو

كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ

کمایا اس نے اور اوپر اس کے ہے جو کمایا اس نے اے ہمارے رب مت پکڑ ہم کو اگر

نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا

بھول گئے ہم یا خطا کی ہم نے اے رب ہمارے اور مت رکھ اوپر ہمارے بوجھ جیسا

حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا

رکھا تو نے اس کو اوپر ان لوگوں کے کہ پہلے ہم سے تھے اے رب ہمارے اور مت

تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعْفُ عَنَّا ۟

اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہیں طاقت واسطے ہمارے ساتھ اس کے اور معاف کر ہم سے

وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع

اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم کو تو ہے دوستدار ہمارا پس مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے

۴۰ ع ۸

اَللّٰهُمَّ آمِيْن بِحَقِّ معصومین

---

(۱۲۲) آیت (۲/۲۸۵) سے حقیقی مومنین کے اقوال اورعقائد کی ابتدا ہوئی: یہاں اللہ نے وہ عقائد بیان کئے ہیں جو تمام حقیقی مومنین کو رکھنا چاہئیں اور عہد رسولؐ میں جو لوگ سچے مسلمان تھے اور دانشوران قریش کے اجتہادی مسائل کو مردود سمجھتے تھے اور ان کے اعمال وعقائد واقوال کا یہاں کافی بیان ہوا ہے ان عقائد کو دوسری قسم کے دانشور مومنین کے عقائد سے مقابلہ کرتے چلیں اور دیکھیں کہ اگر واقعی تمام انبیاؑ کی تعریف اور تعلیم میں تفرقہ نہ ڈالا جائے تو سابقہ انبیاؑ کی تعلیم اور شریعتیں منسوخ یعنی باطل ہوجانے کا تصور کتنا فریب کارانہ ہے ۔ ہم تمام تعلیمات کو واجب العمل جانتے ہیں ۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِاٸَتَا (۲۰۰) اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ آل عمرانؑ مدنی ہے اوراس میں دوسو آیتیں اور بیس رکوع ہیں (کلمات ۳۵۴۲ / حروف۔ ۱۵۳۲۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے   شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ

........اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ ہے قائم رہنے والا ہے اتاری

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اوپر تیرے کتاب ساتھ حق کے سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ آگے اس کے ہے

وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ

اور اتاری توریت اور انجیل پہلے اس سے راہ دکھانے والی واسطے لوگوں کے

وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور اتارے معجزے تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ نشانیوں اللہ کے

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا

واسطے ان کے ہے عذاب سخت اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔ تحقیق اللہ نہیں

يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ

چھپی اوپر اس کے کوئی چیز بیچ زمین کے اور نہ آسمان کے وہی ہے جو صورتیں بناتا ہے

فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶﴾

تمہاری بیچ رحموں کے جیسی چاہے نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب ہے

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ

حکمت والا وہی ہے جس نے اتاری اوپر تیرے کتاب بعضی اس کی آیتیں

مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ

محکم ہیں یعنی ظاہر معنوں کی وہ جڑ ہیں کتاب کی اور اور ہیں متشابہ معنی کئی طرف ملتے

(۱) آل محمدؐ (۲) اللہ ہی وہ زندہ ہستی ہے جو پوری کائنات اور کائنات کی موجودات کو قائم رکھنے والا ہے (۳) اسی نے تمہارے اوپر برحق کتاب نازل کی ہے جو سابقہ تمام تعلیمات کی تصدیق کرتی ہے۔ اور توریت و انجیل بھی نازل کی تھی (۴) جو اس سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت تھی اور علاوہ ازیں فرقان بھی نازل کیا گیا ہے جن لوگوں نے آیات خداوندی کی حقیقت کو چھپایا ہے ان کے لئے یقیناً شدید عذاب ہے اور اللہ غالب رہ کر انتقام لینے والا ہے۔ (۵) بلاشبہ اللہ پر کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں رہتی نہ زمین کی اور نہ ہی آسمانوں کی (۶) وہ وہی ذات ہے جو ماں کے پیٹوں میں جیسی بھی چاہے تمہاری صورتیں بناتا رہتا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور وہ غلبہ والا حکیم ہے۔ (۷) وہی ہستی ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے اس کتاب میں آیات محکمات ہیں جو پوری کتاب کی ماں یا بنیاد ہیں اور دوسری محکمات سے ملتی جلتی مشابہ آیات بھی ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ	چنانچہ جن لوگوں کے دلوں میں تخریبی منصوبہ ہے وہ اپنے اس منصوبے سے مشابہت رکھنے والا مفہوم اخذ کرکے اس مفہوم کی پیروی کرتے ہیں تاکہ حقیقی معنی کو فتنہ میں ڈال دیں اور اپنے اخذ کردہ معنی کو حقیقت قرار دیں لیکن ان کے زیغ یا منصوبے کی حقیقت اور ان کے اخذ کردہ مفہوم کا حال اللہ اور وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (ذاتی علم رکھنے والوں) کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ۔(اس لئے کہ وہ قلبی حالت ہے۔) اور علم میں راسخ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو پورے قرآن پر ایمان رکھتے ہیں (لہٰذا ان کا اخذ کردہ مفہوم قرآن کے خلاف ہے) یوں تو سب کچھ ہمارے پروردگار ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور گہرائی میں اترنے والوں کے علاوہ کوئی بھی اس سے سبق حاصل نہیں کرسکتا (۸) اے ہمارے رب ہدایت عطا کرنے کے بعد ہمارے دلوں کو ان کے زیغ (کھوٹ) سے متاثر نہ ہونے دینا اور ہمیں اپنی مجسم رحمت سے وابستہ رکھنا حقیقت یہ ہے کہ تو ہی تو
پس وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کے کجی ہے پس پیروی کرتے ہیں	
مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ	
اس چیز کی کہ شبہ ڈالتی ہے اس میں سے واسطے چاہنے گمراہی کے	
وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ؕ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ	
واسطے چاہنے حقیقت اس کی کے اور نہیں جانتا حقیقت اس کی کو مگر اللہ	
وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ	
اور مضبوط لوگ بیچ علم کے کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اس کے ہر ایک	
عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝	
نزدیک رب ہمارے کے سے ہے اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل کے	
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ	
اے پروردگار ہمارے نہ کج کر دلوں ہمارے کو پیچھے اس کے کہ	
هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ	
راہ دکھائی تو نے ہم کو اور دے ڈال ہم کو پاس اپنے سے رحمت	

وقف لازم / وقف منزل

تشریحات سورۂ آل عمران:

(۱) سورۂ آل عمرانؑ آیت (۷/۳) کی تشریح، معنی میں تحریف کی ترکیب:

اس آیت پر کافی روشنی ڈالی جاچکی ہے یہاں پھر اس حقیقت کو یاد کرلیں کہ یہ آیت ان اجتہادی مومنین اور دانشوروں کی پالیسی بتاتی ہے جو قرآن ہی کی سند سے اسلامی عقائد و اصول کو تبدیل کردینے کا منصوبہ، بیماری یا زیغ دلوں میں چھپائے ہوئے اپنا کام کرتے رہے اور جنہوں نے حیات رسولؐ ہی میں قرآن کو مہجور کردیا تھا (۲۵/۳۰) ان کی ترکیب یہ تھی کہ اپنے کسی بھی تصور کو لے کر وہ قرآنی آیات پر نظر ڈالتے تھے اور جہاں انہیں اپنے تصور سے مشابہ یا ملتا جلتا بیان ملتا تھا اس میں معنوی ردوبدل کرکے اپنے تصور کی تائید میں پیش کردیتے تھے۔ مثلاً ان کو قرآن سے رسولؐ اللہ کو خطاکار آدمی ثابت کرنے کی فکرہوئی جب ان کے سامنے یہ آیت آئی کہ:

> عَفَا ٱللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُواْ وَتَعْلَمَ ٱلْكَٰذِبِينَ ﴿٤٣﴾
> التوبة

(ترجمہ مودودی صاحب) "اے نبی، اللہ تمہیں معاف کرے، تم نے کیوں انہیں رخصت دے دی ؟ (تمہیں چاہئے تھا کہ خود رخصت نہ دیتے) تاکہ تم پر کھل جاتا کہ کون لوگ سچے ہیں اور جھوٹوں کو بھی تم جان لیتے۔"
(حاشیہ میں یہ جملہ بھی ہے کہ) "اس کو اللہ تعالی نے پسند نہیں فرمایا اورآپ کو تنبیہہ کی کہ ایسی نرمی مناسب نہیں رخصت دے دینے کی وجہ سے ان منافقوں کو اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا موقع مل گیا" (تفہیم القرآن جلد۲صفحہ ۱۹۷)

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ

تحقیق تو ہی ہے دے ڈالنے والا اے رب ہمارے تحقیق تو اکٹھا کرنے والا ہے

النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾ ع

لوگوں کو اس دن کہ نہیں شک بیچ اس کے تحقیق اللہ نہیں خلاف کرتا وعدے کو

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ

تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے ہرگز نہ کفایت کریں گے ان سے مال ان کے اور

لَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ وَ قُوْدُ النَّارِ ﴿۱۰﴾ كَدَاْبِ

نہ اولاد ان کی اللہ سے کچھ اور یہ لوگ وہی ہیں ایندھن آگ کے جیسی عادت

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا

لوگوں فرعون کے کی اور جو لوگ کہ پہلے ان سے تھے جھٹلایا انہوں نے

بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ

نشانیوں ہماری کو پس پکڑا ان کو اللہ نے ساتھ گناہوں ان کے کے اور اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سخت عذاب کرنے والا ہے ۔ کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے

ھبہ سے نوازنے والا ہے (۹) اے ہمارے پالنے والے تو یقیناً تمام انسانوں کو اس روز ایک جگہ جمع کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی شش و پنج نہیں ہے۔ یقیناً اللہ اپنی مقرر کی ہوئی میعاد کے خلاف نہیں کیا کرتا۔ (۱۰) جن لوگوں نے حق پوشی اختیار کی ہے ان کی دولت اور اولاد کی فراوانی ہرگز ان کو ذرہ برابر بھی اللہ سے مستغنی اور لاپرواہ نہیں کرسکتی وہ ہر حال میں اللہ کے محتاج رہیں گے۔ البتہ وہ لوگ جہنم کا ایندھن ضرور بنیں گے۔ (۱۱) کفار عرب کی مخالفت ویسی ہی ہے جیسے فرعون اور اس کی آل کا اور ان سے پہلے کافروں کا طریقہ تھا ان سب نے ہی ہماری آیتوں کو جھٹلایا چنانچہ اللہ نے ان لوگوں کو ان کے متعلقات پر ماخوذ کیا تھا اور اللہ تو سخت تعاقب میں رہنے والا ہے ۔ (۱۲) جن لوگوں نے اسلامی حقائق کو بدلنے اور چھپانے کا

(ا ۔ الف) قرآن کا مفہوم الٹنے کی عملی مثال علامہ نے مکمل کردی ہے : چونکہ مذکورہ آیت (توبہ ۹/۴۳) میں معافی کا ذکر تھا اس لئے اچھا موقع تھا کہ یہاں رسولؐ اللہ کے غلط کار ہونے کا زیغ چسپاں کردیاجائے ۔ لہٰذا کمی یہ تھی کہ اس آیت میں رسولؐ کو مخاطب دکھایاجائے چنانچہ علامہ نے بلاتکلف اوربلا قوسین (بریکٹ) جملہ " اے نبیؐ " ترجمہ کی ابتدامیں لکھ دیا حالانکہ آیت میں " يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ " نہیں تھا۔ پھر ترجمہ کے وسط میں ایک عدد بریکٹ لگا کر یہ جملہ بڑھا دیا کہ: " تمہیں چاہیئے تھا کہ خود رخصت نہ دیتے " ان دونوں تصورات کے اضافے سے بات یہ ہوگئی کہ رسولؐ وہ رسولؐ نہ رہا اور اللہ وہ اللہ نہ رہا جس کے متعلق جس نے یہ کہا تھا کہ :

(۱) وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ﴿۳﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ﴿۴﴾ النجم
اور نہیں بولتا خواہش اپنی سے ، نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے (رفیع الدین)

(۲) قُلْ ....إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ ﴿۵۰﴾ (انعام ۶/۵۰ ،احقاف ۴۶/۹، یونس ۱۰/۱۵)
کہہ دو کہ....... نہیں پیروی کرتا ہوں میں مگر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف میری (رفیع الدین)

(۳) فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ ﴿۴۸﴾ المائدة
پس حکم کر درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے اور مت پیروی کر خواہشوں ان کی کی "۔۔(رفیع الدین)

اللہ نے ذمہ داری لی تھی کہ محمدؐ جوکچھ بھی بولتا یا کہتا ہے وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی ہوتی ہے اوریہ کہ ہم نے اسے لوگوں کی ذاتی خواہشوں کی پیروی سے منع کر دیا ہے لہٰذا وہ جو عمل بھی کرتا ہے وہ ہماری وحی کی پیروی میں کرتا ہے۔ سوچیئے کہ وہی اللہ خود اپنے سینکڑوں اقوال کے خلاف کیسے یہ کہہ سکتا ہے کہ :

سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾
شتاب مغلوب ہوگے تم اور اکٹھے کئے جاؤ گے طرف دوزخ کے اور بُرا ہے بچھونا
قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ
تحقیق ہے واسطے تمہارے نشانی بیچ دو جماعت کے آپس میں کہ ملیں
فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ
ایک جماعت لڑتی ہے بیچ راہ اللہ کے اور دوسری کافر تھی دیکھتے تھے وہ کافر
مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ
مسلمانوں کو دو برابر اپنے دیکھنا آنکھ کا اور اللہ قوت دیتا ہے
بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً
ساتھ مدد اپنی کے جس کو چاہے تحقیق بیچ اس کے البتہ نصیحت ہے
لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ
واسطے آنکھوں والوں کے زینت دی گئی واسطے لوگوں کے محبت خواہشوں کی

سلسلہ شروع کر رکھا ہے آپؐ ان سے کہہ دیں کہ تم بہت جلد مغلوب ہو کر رہ جاؤ گے اور جہنم کی طرف گن گن کر لے جائے جاؤ گے (بخاری متفق ہے) اور جہنم بہت برا گہوارہ ہے (۱۳) تمہارے لئے ان دونوں گروہوں میں ایک معجزہ کارفرما تھا۔ جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں برسرجنگ تھے ان میں ایک جماعت اللہ کی راہ میں جہاد کررہی تھی اور دوسری حق پوش جماعت تھی اور اسے مومنین کی جماعت بغور دیکھنے سے دوگنی معلوم ہو رہی تھی اور اللہ تو جس کی چاہتا ہے یوں ہی تائید کرتا ہے یقیناً اس تعداد کے دوگنا نظر آنے میں آنکھیں کھلی رکھنے والوں کے لئے ایک اہم سبق ہے (۱۴) لوگوں کے لئے جو چیزیں مرغوب اور دلکش بنائی گئی ہیں وہ

(ا) محمدؐ نے لوگوں کی خواہش کی پیروی کرکے مجھ سے دریافت کئے بغیر میری رضا مندی اور پسند کے خلاف غلط آدمیوں کو جنگ سے چھٹی دے دی ؟

چونکہ علامہ کا اخذ کردہ مفہوم قرآن کی سینکڑوں آیات کا مخالف ہے لہٰذا اسی طریقہ کی مذمت کی گئی ہے محکمات اور متشابہات والی آیت (۷/۳) میں پھر یہ بھی سوچئے کہ اللہ نے یہ کیوں کہا کہ : "اللہ تجھے معاف کرے" (عَفَا اللّٰهُ عَنكَ ۹/۴۳) کیا اللہ کا بھی کوئی اور اللہ ہے ؟ اگر اللہ کو یہ کہنا ہوتا تو یہ کہتا کہ :

"میں تمہیں معاف کرتا ہوں ۔ آئندہ ایسا نہ کرنا" لہٰذا یہ قول خدا نہیں اور اگر اللہ ہی نے فرمایا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ خود رسولؐ کو دعا دے اور کہے کہ اللہ تجھے معاف کرے ۔ پھر اس کے معنی کیا ہیں؟ سورۂ توبہ کو آنے دیں تو معنی اور منشا معلوم ہو جائے گا ۔ مگر یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ رسولؐ کا کوئی قول وفعل ایسا نہیں ہو سکتا جو منشا و رضائے خداوندی کے خلاف ہو۔ چنانچہ جن لوگوں کو جنگ سے چھٹی دی گئی تھی وہ وہی لوگ تھے جن کا جنگ پر جانا اللہ کو منظور نہ تھا اور اگر رسولؐ اللہ نے انہیں چھٹی دے کر الگ نہ کر دیا ہوتا اور وہ میدان جنگ میں پہنچ جاتے تو نہایت خطرناک صورت حال پیدا کر دیتے لہٰذا دوسری ہی آیت میں اللہ نے رسولؐ کے فعل کو اپنا عمل اور ان کی مرضی کو اپنی پسند فرمایا ہے چنانچہ آیت اور خود علامہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :

وَلَوْ أَرَادُواْ ٱلْخُرُوجَ لَأَعَدُّواْ لَهُۥ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ ٱللَّهُ ٱنۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ ٱقْعُدُواْ مَعَ ٱلْقَٰعِدِينَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُواْ فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُواْ خِلَٰلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ ٱلْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّٰعُونَ لَهُمْ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌۢ بِٱلظَّٰلِمِينَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ٱبْتَغَوُاْ ٱلْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُواْ لَكَ ٱلْأُمُورَ حَتَّىٰ جَآءَ ٱلْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ ٱللَّهِ وَهُمْ كَٰرِهُونَ ﴿۴۸﴾ التوبۃ

"اگر واقعی ان کا ارادہ (جنگ کے لئے۔احسن) نکلنے کا ہوتا تو وہ (جن کو چھٹی دی گئی۔احسن) اس کے لئے تیاری کرتے۔ لیکن اللہ کو ان کا (جنگ کے لئے۔احسن) اٹھنا پسند ہی نہ تھا۔ اس لئے اس (اللہ۔احسن) نے انہیں سست کر دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ۔ اگر وہ تمہارے ساتھ (جنگ کے لئے۔احسن) نکلتے تو تمہارے

اپنی خواہشوں سے محبت، عورتوں سے، بیٹوں سے اور سونے چاندی کے انبار لگانے سے محبت ، چاق و چوبند اور مشہور گھوڑوں اور دیگر مویشیوں سے محبت ، کھیتیوں اور فصلوں سے محبت، وہ تمام چیزیں دنیا کی زندگی کا مفید ودلفریب سامان ہیں ۔ اور ان تمام چیزوں کے خالق اللہ کی قربت اس سے بھی بڑھ کر اچھی منزل ہے ۔ (۱۵) ان سے کہیں کہ کیا میں یہ بتاؤں کہ اس سے کہیں زیادہ روح پرور اور جاں نواز مقام متقی لوگوں کے لئے اللہ کے پاس موجود ہے جہاں ایسے باغات ہیں جن میں نہروں کی ریل پیل ہے جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے لئے وہاں پاکیزہ اور حسین بیویاں ہوں گی اور اللہ کی رضامندیاں اور نوازشوں کی بھر مار رہے گی ۔ اور اللہ تو

مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

عورتوں سے اور بیٹوں سے اور خزانے اکٹھے کئے ہوئے سونے سے اور چاندی سے

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

اور گھوڑے نشان کئے ہوئے اور چارپائے اور کھیتی سے یہ فائدہ ہے زندگانی دنیا کا

وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ

اور اللہ نزدیک اس کے ہے اچھی جگہ پھر جانے کی کہہ کیا خبردوں میں تم کو

بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۗ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

ساتھ بہتر کے اس سے واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیز گاری کرتے ہیں نزدیک

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

رب ان کے کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیش رہنے والی

فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَ اللّٰهُ

بیچ ان کے اور بی بیاں ہیں پاک کی ہوئیں اور رضامندی اللہ کی طرف سے اور اللہ

اندر خرابی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہ کرتے وہ تمہارے درمیان فتنہ پردازی کے لئے دوڑ دھوپ کرتے اور تمہارے گروہ (یعنی مومنین۔احسن) کا حال یہ ہے کہ ابھی اس میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو (دوسری قسم کے مومنین۔احسن) ان کی باتیں کان لگاکر سنتے ہیں اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔اس سے پہلے بھی ان لوگوں نے فتنہ انگیزی کی کوششیں کی ہیں اور تمہیں ناکام کرنے کے لئے یہ ہر طرح کی تدبیروں کا الٹ پھیر کر چکے ہیں یہاں تک کہ ان کی مرضی کے خلاف حق آ گیا۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۸)

(ا۔ب) کوئی بحث ایسی نہیں جس میں قریشی منصوبہ سازوں کا قرآن میں ذکر نہ ہواور رسولؐ، اللہ سے ہم آہنگ نہ ہو ۔

یہاں اللہ نے یہ فرمایا کہ مجھے ان کا جنگ میں شریک ہونا پسند نہ تھا میں نے ان کو جنگ سے الگ ہوکر بیٹھ رہنے کو کہا۔ یعنی جو رسولؐ اللہ نے کیا وہ اللہ نے اپنے سر لے لیا ۔ اور یہ مرتے کو مارے شاہ مدار والی بات ہوئی کہ قریشی دانشوروں کی مسلسل تخریبی کاروائیوں کا ثبوت بھی دے دیا اور بتا دیا کہ اگر رسولؐ اللہ نے ان لوگوں کو چھٹی دے کر انہیں الگ نہ کر دیا ہوتا تو وہ اس جنگ میں بھی فتنہ وفساد پھیلاتے ۔ جس سے رسولؐ کے عمل نے محفوظ رکھا اورادھر اس فتنہ ساز گروہ پر چھٹی دے کر احسان کیااور ادھر ان کو مزید تخریبی کاروائیوں سے محروم کر دیا یعنی رسولؐ سے وہ گروہ چھٹی لے کر خوش ہوگیا اور اللہ چھٹی دینے سے خوش ہوا اور حقیقی مومنین کو تخریب سے بچاکر ان پر احسان کیا اور ساتھ ہی اللہ نے یہ بھی بتا دیا کہ جو مومنین جنگ میں شریک ہوئے ان کی کثرت قریشی دانشوروں کے تابع ہے۔ اورہم اسی کثرت کو دوسری قسم کے مسلمان کہتے چلے آرہے ہیں جو مذہب کو اپنی عقل وبصیرت کے ماتحت رکھتی تھی جو دانشوران قوم کی مطیع وفرمانبردار تھی اور ہر کام میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ رہتی تھی اور اجازت مانگنے والوں سے الگ جنگ میں شریک وشامل تھی ۔ اجازت مانگنے والوں میں البتہ منافق بھی تھے اور اس کثرت کے لیڈر بھی تھے۔ اور ان کے حکم سے یہ کثرت جنگ میں اورہر کام میں شریک رہتی تھی اوران کی ہربات سنتی اورمانتی تھی (سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ) قارئین نے دیکھا کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب و زبان اللہ کی منشا کے مطابق کام کرتا تھاکوئی آیت نہ آئی تھی کہ ان اجازت مانگنے والوں کو اجازت ضرور دینا ورنہ نقصان

بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ

دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے تحقیق ہم

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ﴿۱۶﴾

ایمان لائے پس بخش واسطے ہمارے گناہ ہمارے اور بچا ہم کو عذاب آگ کے سے

اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ

وہ جو صبر کرنے والے ہیں اور سچے اور فرمانبر داری کرنے والے اور خرچ کرنے والے

وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ

اور بخشش مانگنے والے بیچ پچھلی رات کے گواہی دی اللہ تعالیٰ نے یہ کہ نہیں کوئی

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ

معبود مگر وہ اور گواہی دی فرشتوں نے اور صاحب علموں نے حال یہ کہ

قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ﴿۱۸﴾

النصف

اللہ قائم ہے ساتھ انصاف کے نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب ہے حکمت والا

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

تحقیق دین نزدیک اللہ کے اسلام ہے اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے کہ

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ

دیئے گئے کتاب مگر پیچھے اس کے کہ آیا ان کے پاس علم سرکشی سے درمیان اپنے

وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾

اور جو کوئی کفر کرے ساتھ نشانیوں اللہ کے پس تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے حساب

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ

پس اگر جھگڑیں تجھ سے پس کہہ مطیع کیا میں نے منہ اپنا واسطے اللہ کے

تو بندوں کی تمام حاجات و ضروریات اور تمناؤں کو نظر میں رکھنے والا ہے (۱۶) یہ لوگ ایسے متقی ہیں جو یہ دعا اور تمنا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار یقیناً ہم ایمان پر فائز ہیں آپ ہمارا اور ہمارے متعلقات کا تحفظ فرمائیں اور ہمیں آتشیں عذاب سے بچائے رکھنا (۱۷) یہی لوگ صبر کرنے والے، صداقت پسند حق گو، بندگی میں مستقل اور ضرور تمندوں کی ضروریات فراہم کرنے والے اور سحر کے اوقات میں سب کے لئے تحفظ طلب کرنے والے ہیں (۱۸) اللہ خود بھی اس حقیقت پر گواہ ہے کہ وہی معبود ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اسی طرح تمام ملائکہ اور وہ لوگ جو پورے علم والےؑ ہیں وہ بھی گواہ ہیں کہ اللہ مخلوقات کو قسط وار پھیلانے پر قائم ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے وہ ہر حال میں غالب حکمت والا ہے۔ (۱۹) بلاشبہ اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے ۔ جن لوگوں کو پہلے کتاب دی گئی تھی انہوں نے باہمی سرکشی وبغاوت کی بنا پر ایسی حالت میں دین اسلام سے مختلف راہ اختیار کی ہے جب کہ انہیں حقیقت کا علم حاصل ہو چکا تھا بہر حال جو بھی اللہ کی دینی حقیقتوں کو پوشیدہ کرے گا یقیناً اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (۲۰) چنانچہ اگر یہ لوگ تمہارے سامنے اپنے مذہب پر دلیل وحجت پیش کریں

ہو گا ۔ مگر رسولؐ کو آیت کی احتیاج نہ تھی وہ جو کچھ کرتے یا کہتے تھے عین منشا ورضائے خداوندی ہوتا تھا (وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ ﴿۳۰﴾) (دھر ۷۶/۳۰) محمدؐ وامامؑ جو کچھ چاہتے تھے وہ اللہ چاہتا تھا۔

(۲) آیت (۳/۱۹،۲۰) میں اہل کتاب اور قریشی دانشوروں کا گٹھ جوڑ دکھایا ہے : ان دونوں آیات میں اہل کتاب کے ساتھ قریشی راہنما بھی مخاطب ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ اہل کتاب نے سابقہ تعلیمات خداوندی میں جس اصول سے اختلاف پیدا کرکے اجتہادی مذہب بنایا تھا اور مخالفت کرنے پر انبیاؑ تک کو تہہ تیغ کیا تھا اب اسی اصول پر وہ مکی لیڈروں کو بھی چلا رہے ہیں چنانچہ ان لیڈروں نے بھی ہر مخالف مسلمان کو تہہ تیغ کرنا طے کرلیا تھا ۔ اپنے اقتدار کے زمانہ میں خاندان رسولؐ تک کا

وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اور جس نے پیروی کی میری اور کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ دیئے گئے کتاب
وَ الْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ
اور اَن پڑھوں کو کیا تم نے بھی مطیع کیا پس اگر مطیع کریں پس تحقیق راہ پاویں
وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ
اور اگر پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پہنچا دینا ہے اور اللہ
بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۠ ﴿۲۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ
دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ نشانیوں
اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ
اللہ کے اور مارڈالتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور مارڈالتے ہیں ان لوگوں کو جو
یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
حکم کرتے ہیں ساتھ انصاف کے لوگوں میں سے پس خبر دے ان کو ساتھ عذاب
اَلِیْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا
درد دینے والے کے یہ لوگ وہ ہیں کہ نابود ہوئے عمل ان کے بیچ دنیا کے
وَ الْاٰخِرَةِ ٘ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى
اور آخرت کے اور نہیں واسطے ان کے کوئی مدد دینے والا کیا نہ دیکھا تو نے طرف
الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ
ان لوگوں کے کہ دیئے گئے ہیں ایک حصہ کتاب سے بلائے جاتے ہیں طرف کتاب
اللّٰهِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ
اللہ کے تو کہ حکم کرے درمیان ان کے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں سے
وَ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا
اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں یہ اس واسطے ہے کہ کہا انہوں نے ہر گز نہ لگے گی ہم کو

تو تم ان سے اتنا کہہ دو کہ میں نے اور میری پیروی کرنے والوں نے اپنی پوری توجہات اسلام اور اللہ پر مرکوز کردی ہیں۔ پھر اہل کتاب اور مکیّ دانشوروں سے پوچھو کہ آیا تم اسلام اختیار کرنے کو تیار ہو یا نہیں ؟ چنانچہ اگر وہ اسلام لے آئیں تو یقیناً ہدایت یاب ہو جائیں گے ۔ اور اگر وہ اپنی سابقہ ولایت پر قائم رہیں تو پرواہ نہیں تمہاری ذمہ داری یہی ہے کہ انہیں سمجھا کر بتا دو اور اللہ خود تمام بندوں پر نظر رکھتا ہے ۔ (۲۱) بلاشک جن لوگوں کا کام ہی یہ رہا ہو کہ وہ انبیاً کو قتل اور ان کی تعلیم کو فنا کرتے رہیں اور ناحق ان لوگوں کو بھی قتل کرتے رہیں جو قسط وار انصاف کے قیام کا حکم دیتے ہوں ۔ عام لوگوں میں سے بھی۔ چنانچہ انہیں سب کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو۔ (۲۲) وہی دونوں گروہ ہیں جن کے دنیا اور آخرت کے تمام اعمال ملیامیٹ ہو چکے اور وہاں ان کا کوئی مددگار بھی نہیں ہو گا۔ (۲۳) کیا تمؐ نے ان اہل کتاب کو نہیں دیکھا جنہیں پوری کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا تھا جب انہیں کتاب اللہ سے فیصلے کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اپنے اجتہادی طاغوت کی ولایت سے چپک جاتے ہیں اور کتاب کے فیصلے کو اختیار کرنے سے ان کا ایک فرقہ منہ موڑ لیتا ہے ۔(۲۴) اور اس کا سبب وہی ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا ہے کہ ”کہتے ہیں کہ اگر ہمیں جہنم میں ڈالا بھی گیا تو وہ عارضی اور گنتی کے دن ہوں گے

قتل عام کیا تھا۔ تمام بڑے بڑے صحابۂ رسول رضی اللہ عنہم کا جان و مال حلال کر لیا تھا۔ چنانچہ اہل کتاب اور قریشی لیڈروں کے تمام نیک اعمال ملیامیٹ ہوجانے اور جہنم میں جانے کی اطلاع یہاں بھی موجود ہے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ وہ دونوں خالص وحی اور کتاب کے احکام نہ مانتے تھے یعنی وہ اجتہاد کرتے تھے اور ان ہی احکام کو مانتے تھے جو انہوں نے کتاب سے اخذ کئے تھے (۲۱تا۲۴)۔

اور پھر جنت میں آجائیں گے" یہ دھوکا انہوں نے اُس دین سے کھایا ہے جو انہوں نے خود ایجاد کر کے اختیار کر رکھا ہے ۔(۲۵) چنانچہ ان پر اس روز بہت بری حالت وارد ہو گی جس دن ہم انہیں اور سب کو جمع کریں گے اور جس کے وقوع میں آنے میں کوئی کھٹک نہیں ہے اور اس روز ہم تمام نفوس کو ان کی پوری کمائی عطا کریں گے اور کسی پر ظلم نہ ہونے پائے گا۔ (۲۶) آپ بتائیے کہ اے اللہ تو ہی بادشاہت کا مالک ہے۔ جسے مشیت کا تقاضہ ہوتا ہے بادشاہت عطا کرتا ہے اور مشیت ہی کی بنا پر جس سے چاہتاہے حکومت الگ کرلیتا ہے۔ جس کو مشیت چاہتی ہے عزت دیتا ہے اور مشیت ہی کی وجہ سے جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ۔ اور تیرے ہاتھوں میں تو خیر ہی خیر ہے یقیناً تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۲۷) تو رات کو دن میں پروتا اور الگ کرتا ہوالے آتا ہے اور دن کو رات میں گوندھتا اور جدا کرتا رہتا ہے ۔ تو بے جان چیزوں میں سے جاندار پیدا کرتا ہے۔ اور جانداروں میں سے بے جان پیدا کرتا ہے۔ اور اپنی مشیت سے جس کو چاہتا ہے بے حساب سامان حیات فراہم کردیتا ہے ۔ (۲۸) مخصوص مومنین کے علاوہ مومنین کافروں کو اپنا ہمدرد حاکم یا اولیا نہ بنائیں۔ اور جو کوئی وہ کام کرے گا تو

النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَّ غَرَّهُمْ فِىْ دِيْنِهِمْ

آگ مگر دن گنے ہوئے اور فریب دیا ہے ان کو بیچ دین ان کے کے

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ

ان باتوں نے کہ تھے باندھ لیتے پس کیوں کر ہو گا جب اکٹھا کریں گے ہم انکو

لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۙ وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

اس دن کہ نہیں شک بیچ اس کے اور پورادیا جاوے گا ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے

وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ

اور وہ نہ ظلم کئے جاویں گے کہہ یا اللہ مالک ملک کے دیتا ہے تو ملک جس کو چاہے

وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ

اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہے

وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہے بیچ ہاتھ تیرے کے ہے خیر تحقیق تو اوپر ہر چیز کے

قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ ۡ

قادر ہے پیٹھاتا ہے رات کو بیچ دن کے اور پیٹھاتا ہے دن کو بیچ رات کے

وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَ تَرْزُقُ

اور نکالتاہے زندے کو مردے سے اور نکالتاہے مردے کو زندے سے اور رزق دیتا ہے

مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ

جس کو چاہے بے شمار نہ پکڑیں مسلمان کافروں کو دوست سوائے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِىْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ

مسلمانوں کے اور جو کوئی کرے یہ پس نہیں اللہ سے بیچ کسی چیز کے مگر یہ کہ

(۳) آیت (۳/۲۶) سے قریشی لیڈروں نے جبر کا عقیدہ اخذ کرکے اُمت میں پھیلایا: یہی آیت (۳/۲۶) تھی جسے یزید نے اہل بیت علیہم السلام کے سامنے پڑھا اور جملہ -بِيَدِكَ الْخَيْرُ- کو چھوڑ کر یہ بتانا چاہا تھا کہ میں منجانب اللہ حکمران اور بادشاہ ہوں اس نے مجھے بادشاہ بناکر عزت دی ہے اور تمہیں حکومت سے محروم رکھ کر ذلیل و رسوا کیا اور میرے ہاتھوں تمہارے خاندان کو قتل کرایا اور تمہیں قیدیوں کی صورت میں میرے سامنے پیش کیا۔حضرت زینب علیہا الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ دیا اور قرآن کی آیات اور بِيَدِكَ الْخَيْرُ سے اسے اس قدر ذلیل کیاکہ اس کے پاس حکم قتل کے علاوہ کوئی دلیل نہ رہ گئی ۔ ہم نے یشاء اورمشیت پر کافی لکھ دیا ہے ۔چونکہ اہل خلاف کھل کر اللہ کے عادل ہونے کا انکار کرتے ہیں اور ہرکام جو انسان

تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ ؕ وَ اِلَى

بچو تم ان سے بچنے کی طرح اور ڈراتا ہے تم کو اللہ ذات اپنی سے اور طرف

اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ۝۲۸ قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ اَوۡ

اللہ کے ہے پھر جانا کہہ اگر چھپاؤ تم جو کچھ بیچ سینوں تمہارے کے ہے یا

تُبۡدُوۡهُ يَعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ وَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

ظاہر کرو اس کو جانتا ہے اس کو اللہ اور جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے

وَ مَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۲۹ يَوۡمَ

اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے جس دن کہ

تَجِدُ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَيۡرٍ مُّحۡضَرًا ۛۚ وَّمَا عَمِلَتۡ

پاوے گا ہر جی جو کچھ کیا ہے بھلائی سے حاضر کیا ہوا اور جو کچھ کیا ہے

مِنۡ سُوۡٓءٍ ۛۚ تَوَدُّ لَوۡ اَنَّ بَيۡنَهَا وَ بَيۡنَهٗۤ

برائی سے چاہے گا کاش یہ کہ درمیان اس شخص کے اور درمیان اس برائی کے

اَمَدًاۢ بَعِيۡدًا ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ

ہو مسافت دور کی اور ڈراتا ہے تم کو اللہ ذات اپنی سے اور اللہ

رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ۝۳۰ؒ قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ

شفقت کرنے والا ہے ساتھ بندوں کے کہہ اگر ہو تم چاہتے اللہ کو

معانقۃ ۳

ع ۳ ۱۰ ۱۱

اس کا حقیقی ولی یعنی اللہ سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ ہاں اگر ان سے تقویٰ کی انتہائی منزل پر کام نکالنا ہو تو ان کی ولایت کو اختیار کیا جاسکتا ہے مگر اللہ تمہیں اپنی بازپرس سے بچ کر رہنے کی تاکید ضرور کرتا ہے اور واپسی کا ٹھکانہ خود اللہ ہی کے حضور میں ہو گا۔ (۲۹) ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تمہارے سینوں میں کھچڑی پکتی رہتی ہے خواہ تم اسے چھپائے رکھو یا ظاہر کردو وہ بہرحال اللہ کو تو معلوم ہے ہی اور تمہارے سینے تو چھوٹی سی حیثیت رکھتے ہیں اللہ تو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب کو جانتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۳۰) چنانچہ اس دن کا خیال رکھ کر چھپاؤ یا ظاہر کرو جس دن ہر متنفس اپنے اپنے اعمال خیر کو اپنے روبرو حاضر کیا ہوا موجود پائے گا۔ اور اسی طرح ان کے برے اعمال کا ڈھیر بھی لگا ہو گا۔ اور جب ہر مجرم یہ تمنا کرے گا کہ کاش اس کے اور اس روزِ حساب کے درمیان زیادہ سے زیادہ فاصلہ ہوتا۔ اور تمہیں اسی لئے اللہ اپنی بازپرس سے قبل ازوقت بچتے رہنے کا تقاضہ کرتا ہے اور یہی ثبوت ہے اللہ کا بندوں سے شفیق ہونے کا (۳۱) ان سے کہہ دیں کہ اگر تم واقعی

کرے اسے اللہ کا کام کہتے ہیں یعنی زنا، قتل اورچوری اللہ ہی کے حکم سے کئے جاتے ہیں بندہ مجبور ہے۔ہم ایسے عقائد پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہر شخص کو اس کے تمام اچھے برے اعمال کا ذمہ دار قراردیتے ہیں۔یشاء یا مشیت اللہ کا عام قانون ہے اورجو کچھ بھی ہوتا ہے یا کیاجاتاہے وہ مشیت یعنی قانون کے ماتحت ہوتاہے کوئی شخص قتل نہیں کرسکتا اگر اس میں قوت نہ ہو، دھاردار آلہ نہ ہو اورمدمقابل اس سے کمزور یابے بس نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔

(۴) آیت (۲۸۔۲۷/۳) میں زیرزمین منصوبے کاتوڑبتایاگیاہے اسے تقیہ کہاجاتاہے۔ قریشی محاذ کے جاسوس، جنہیں قرآن نے منافق کہاہے، دن رات تخریبی کارروائیاں کرتے رہتے تھے۔ ادھر ایک مستقل گروہ کو مسلمانوں میں روز اوّل ہی سے اسلامی نقاب میں مستقل طور پر بھیج دیا گیا تھا۔ جس کو ہم نے دوسری قسم کے یا قریشی مسلمان قرار دیاہے یہ گروہ عملاً اسلامی عقائد میں رد و بدل کرکے خود اختیار کرتا تھا اور عوام کو طرح طرح کے لالچ، دباؤ اور اغوا کے ذریعہ نبوت وامامت کے خلاف تیار کررہا تھا۔ضروری تھا کہ اللہ مومنین کو بھی اجازت دے کہ وہ کافروں کے ساتھ مل کر ان کو اعتماد میں لیں اور رفتہ رفتہ ان کی جڑیں نکال دیں یہی وہ حربہ تھا جو جواباً استعمال کیاگیا اورآخر دشمنان دین کے اقتدار وقوت کی دھجیاں اڑا دی گئی تھیں اسی آیت کی رو سے ہم شدید ذمہ دار اورانتہائی پارسا لوگوں کو اجازت دیتے ہیں کہ تقیہ اور تقویٰ کا لباس پہن کر دشمنوں میں جاملیں اپنا طریقہ تہہ درتہہ چھپاکررکھیں تاکہ وہ انہیں اپنا ہم مسلک اوروفادار سمجھ کر اپنے راز کھول دیں۔

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ

پس پیروی کرو میری چاہے تم کو اللہ اور بخشے واسطے تمہارے گناہ تمہارے

وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے کہہ فرماں برداری کرو اللہ کی اور رسولؐ کی

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ

پس اگر پھر جاویں پس تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا کافروں کو تحقیق اللہ نے

اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ

برگزیدہ کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور کنبے ابراہیمؑ کو اور کنبے عمرانؑ کے کو

اللہ سے محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ بھی تمہیں محبوب رکھے تو تم اپنی ذاتی خواہشات کو الگ کرکے قدم بقدم سو فیصد میری پیروی کرکے دکھاؤ تو اللہ محبت بھی کرے گا اور تمہارے متعلقات کو بھی محفوظ کردے گا اس لئے کہ اللہ غفور بھی ہے رحیم بھی ہے۔ (۳۲) مگر تم پر اللہ اور رسولؐ کی اطاعت لازم ہے لیکن اگر تم اپنی ولایت سے برابر چپکے رہو اور دعوائے محبت بھی کرتے رہو تو یاد رکھو کہ اللہ ہرگز حقائق کو چھپانے والوں سے محبت نہیں رکھ سکتا ہے۔ (۳۳) یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو

چونکہ یہ راہ دشوار ہے اس لئے اللہ نے اپنی ذاتی باز پرس سے بچ کر رہنے کی تاکید کی ہے۔ اہل خلاف نے تقیہ کا اس لئے مذاق اڑایا ہے کہ ہم نے ان کی، ان کے مذہب ومسلک کی، ان کی قوت و اقتدار کی تقیہ ہی سے کمر توڑ دی ہے انہیں ساری دنیا میں ایک ذلیل و رسوا اور مجرم گروہ بنا کر دکھایا ہے ان کی نقاب نوچ کر اندر سے ابلیس وطاغوت کا چہرہ دیکھنے کا موقع پیدا کیا ہے۔ ہمارے آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے اباو اجداد کا مذہب ہے۔ تقیہ میں دین کے نو حصے ہیں۔ چنانچہ تقیہ جھوٹ بولنے اور جان بچانے کے لئے حقائق کے انکار کو نہیں کہتے۔ تقیہ کہتے ہیں اس طرزفکر وعمل کو جس میں ذمہ داری اپنا کمال دکھائے جو کام عام حالات میں ناممکن ہو اسے ممکن کرکے دکھلائے۔ ہم ایک ڈاکو سے اپنا لوٹا ہوا مال واپس لینا چاہتے ہیں۔ ہم اس کے پاس بھیس بدل کر جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میں بھی چور ہوں آپ کی خدمت اور کاروبار میں حصہ لینے کو آیا ہوں۔ اس میں کیا جھوٹ ہے؟ ہم واقعی چور ہیں اس لئے کہ اس کے اسٹور سے اپنا مال چرُالانا ہمارا مقصد ہے۔ اس نے جبر کیا تھا ہم صبر سے اسکیم بناتے ہیں اس کے ساتھ ڈاکہ ڈالنے میں شامل رہتے ہیں۔ ہم نہ ہوتے ڈاکہ تب بھی ڈالا جاتا ہمارا ساتھ ہونا اسے گرفتار اور سپرد دار کرکے مال واپس کرنے کا ذریعہ بنا ہے اس دوران ہمارا ہر عمل ہمارا ہر سانس عبادت ہے۔ عبادت لیٹے لیٹے بھی ہوتی ہے چلتے پھرتے بھی ہوتی ہے زیر لب بھی ہوتی ہے (نساء ۱۰۳تا۱۰۱/۴) علامہ مودودی تقیہ سے کیا سمجھے سنیئے:

"۲۵۔ یعنی اگر کوئی مومن کسی دشمن اسلام جماعت کے چنگل میں پھنس گیا ہو اور اسے ان کے ظلم وستم کا خوف ہو تو اس کو اجازت ہے کہ اپنے ایمان کو چھپائے رکھے اور کفار کے ساتھ بظاہر اس طرح رہے کہ گویا ان ہی میں کا ایک آدمی ہے۔ یا اگر اس کا مسلمان ہونا ظاہر ہوگیا ہو تو اپنی جان بچانے کے لئے وہ کفار کے ساتھ دوستانہ رویہ کا اظہار کرسکتاہے۔ حتیٰ کہ شدید خوف کی حالت میں جو شخص برداشت کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کو کلمہ کفر تک کہہ جانے کی رخصت ہے۔"
(تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۲۴۴ (۳/۲۸) کی تشریح) ہمارا تقیہ علامہ کے تقیہ سے بہت پاکیزہ اور ارفع واعلیٰ ہے۔

(۵) آیت (۳/۳۱،۳۲) میں اللہ نے آنحضرتؐ کی مطلق اتباع کو لازم کیا ہے۔

قارئین ان حضرات سے پوچھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خطاکار وگناہ گار کہتے اور لکھتے ہیں کہ اللہ نے حضور کی غیر مشروط پیروی و اتباع کا حکم دیا ہے کیا تم نے یا تمہارے دانشورلیڈروں نے آنحضرتؐ کی غیر مشروط اتباع کی ہے؟ یا آئندہ کرنے کا معاہدہ کرسکتے ہو؟ کیا تم سے یہ ممکن ہو گا کہ تم اس چودہ سوسال کے تمام اجتہادی اور اپنے ذاتی مسائل کے انبار کو دریا برد کردو؟ اگر نہیں تو واللہ تم ہرگز خدا و رسولؐ کے مومن و محب نہیں ہو۔ محب ضرور ہو مگر کسی اور کے۔

(۶) محمدؐ مصطفٰی کو مادی لباس پہنانے کے لئے ایک سلسلۂ نبوتؐ و رسالتؑ و امامتؑ : قارئین کرام مخالفین نبوت

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۳ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

اوپر عالموں کے اولاد تھے بعضے ان کے بعضوں سے اور اللہ سننے والا

عَلِيْمٌ ۝۳۴ۚ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ

جاننے والا ہے جس وقت کہا بی بی عمران کی نے اے پروردگار میرے

نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ

تحقیق میں نے نذر کیا واسطے تیرے جو کچھ بیچ پیٹ میرے کے ہے

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۵ فَلَمَّا

آزاد کیا ہوا پس قبول کر مجھ سے تحقیق تو ہے سننے والا جاننے والا پس

وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ

جب جنا اس کو کہا اے رب میرے تحقیق میں نے جنا اس کو لڑکی

پوری کائنات سے ارفع و اعلیٰ بنایا۔ (۳۴) یہ سب ایک دوسرے کی ذریت اور ایک ہی سلسلے کے افراد تھے ایک ہی نسل تھے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے ۔ (۳۵) وہ اس بات کو سن رہا تھا جو عمرانؑ کی زوجہ نے کہی تھی ۔ اس نے کہا تھا کہ اے میرے پروردگار میں اپنے اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں وہ دینی کاموں کے لئے وقف اور آزاد رکھا جائے گا لہٰذا میری یہ دعا اور پیشکش قبول کرلے یقیناً تو میری گزارش کو بھی سننے اور جاننے والا ہے ۔ (۳۶) پھر جب اس نے لڑکی کو جنم دیا تو کہا اے رب میرے یہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے

کی قرآنی پوزیشن کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی حیثیت بھی نظروں کے سامنے رہے یہ آیہ مبارکہ (۳/۳۳) اور بہت سی آیات یہ بتائیں گی کہ حضرت آدمؑ سے ایک مخصوص ذریت تیار کرنا شروع کی گئی تھی جو مسلسل صعودی ترقی کرتی اور نور محمدیؐ کو لئے ہوئے بڑھتی آئی ہر آنے والا امینؑ تمام سابقہ امینوںؑ سے افضل اور زیادہ ترقی یافتہ ہوتا چلا آیا اور یہ ساری نسل تمام عالموں اور جہانوں سے افضل وبرتر رہتی آئی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مسلمان جو رسولؐ اللہ کو اور ان کے اباواجداد علیہم السلام کو اپنے کافر و ناہنجاز بزرگوں کے برابر رکھنے کے لئے کافر مانتے ہیں وہ اس آیت میں عالمین کا ترجمہ بھی دنیا کرتے ہیں (تفہیم القرآن جلد۱صفحہ ۲۴۶) اور جہاں موقع ملتا ہے رسولؐ اور خانوادہ رسولؐ کی توہین کے درپے رہتے ہیں۔ اور ہم رسولؐ کے دامن پر لگائے ہوئے تمام داغ اور سیاہی اتار کر ان لوگوں کے منہ پر ملنے کا پروگرام رکھتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ نظام مصطفیٰ کے نعرے مارنے والے اللہ کے روبرو رُوسیاہ ہیں یا یہ کہ سرخرو ہیں؟

(۷) آیت (۳/۳۵) میں یہ بتایا گیاہے کہ نذرونیاز ماننا انبیاؑ کا طریقہ ہے۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ نبوت ورسالت اور امامت کا ہر فرد پیدا ہونے سے بھی پہلے ہی اللہ کے حضور نذر کردیاجاتا تھا تاکہ اللہ اسے ان آرزوؤں ،تمناؤں اور امنگوں سے بلند تر کرتا چلا جائے جو بچے کے آباواجداد نے امکانی حدود تک اپنے بچہ سے وابستہ کی تھیں ۔ یہ نہیں کہ اللہ کسی بھی چلتے پھرتے آدمی کو پکڑ کر نبی بنا ڈالتا تھا۔ یہ مردود عقیدہ نبیوںؑ کو عام خطا کار آدمیوں کی سطح پر اُتارنے اور خطاکاروں اور یزید ایسے ملاعین کو نبیوںؑ کا جانشین بنانے کے لئے پھیلایا گیا تھا۔حالانکہ تمام انبیاؑ و رسلؑ و آئمہؑ روز ازل ، عالم ذریا عالم ارواح میں مشخّص اور متعیّن تھے اور ان کے متعلق عہد لیا گیا تھا اور اسی زیر قلم سورۂ آل عمران (۳/۸۱) میں تفصیل آنے والی ہے۔ پھر اس ذریت میں ہر بچہ شیطان اور ہر غلط کاری سے محفوظ رکھاجاتا تھا وہ سب وہی لوگ تھے جن پر شیطان نے بھی مانا کہ اسے قدرت حاصل نہ ہوگی اور اللہ نے بھی تصدیق فرمائی کہ وہ سب معصوم ہوں گے (ص ۳۸/۸۳) اور(حجر ۱۵/۴۰) اورفرمایا کہ یہ ہی لوگ ہیں جو علیؑ کی طرف بڑھنے والے راستے پررواں دواں ہیں (حجر ۱۵/۴۱) لیکن سرداران قریش نے آنحضرتؐ اور تمام انبیاؑ کو قرآن کی واضح آیات کے خلاف اپنے زیغی مفاہیم وتفہیم سے خطاکار وگناہ گار مشہور کیا اور جہنم کا ایندھن بن گئے قارئین ہمارے ترجمہ اور تعبیر کو غور سے پڑھیں انشاء اللہ ، اللہ کی منشا ومراد سامنے آتی جائے گی ۔

(۸) آیات (۳/۳۶،۵۲) میں مسلمانوں کو سابقہ انبیاؑ کے واقعات کیوں سنائے گئے؟ سابقہ انبیاؑ اور ان کی ازواج و اولاد کے حالات میں یہ ثابت

حالانکہ اللہ خوب جانتا تھا کہ کیا پیدا ہو گا۔ اور یہ کہ لڑکا لڑکی جیسا نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ میں نے اس کا نام مریمؑ رکھاہے اور یہ بھی کہ میں نے اسے اور اس کی ساری ذریت کو شیطان سے محفوظ و معصوم رکھنے کے لئے تیری پناہ میں سپرد کردیا ہے۔(۳۷) چنانچہ ان کے پروردگار نے ان کی نذر اور تمام دعاؤں و تمناؤں کو شاندار مقبولیت سے سرفراز کردیا اور اس کی ذریت کو بہت اچھی نباتات کی طرح پھیلانا طے کرلیا۔ اور مریمؑ کی کفالت اور پرورش زکریاؑ نبیؑ کے سپرد کر دی اور چنانچہ حضرت مریمؑ عبادت گاہ میں رہتی تھیں اور جب کبھی بھی حضرت زکریاؑ مسجد کی محراب میں مریمؑ کے پاس جاتے تو وہاں کھانے پینے پہننے اور تمام انسانی ضروریات کا سامان (رزق) موجود پاتے۔ زکریاؑ نے دریافت کیا کہ اے مریمؑ یہ سب کچھ تمہارے پاس کہاں سے آتاہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے اور وہ تو یقیناً اپنے مخصوص بندوں کو ایسا رزق دیتا ہے جس پر مواخذہ اور حساب نہ ہو گا۔ (۳۸) وہی موقع تھا جب زکریاؑ نے اپنے رب سے دعا کی تھی اور کہا تھا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے اپنے پاس سے پسندیدہ اور پاک و پاکیزہ ذریت ھبہ کردے بلاشبہ تو دعاؤں کا سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ ؕ وَلَيۡسَ الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰى ۚ وَاِنِّىۡ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ جنا اور نہیں مرد مانند عورت کے اور میں نے

سَمَّيۡتُهَا مَرۡيَمَ وَاِنِّىۡۤ اُعِيۡذُهَا بِكَ

نام رکھا اس کا مریمؑ اور تحقیق میں نے پناہ دی اس کو ساتھ تیرے

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۝٣٦ فَتَقَبَّلَهَا

اور اولاد اس کی کو شیطان راندے ہوئے سے۔ پس قبول کیا اس کو

رَبُّهَا بِقَبُوۡلٍ حَسَنٍ وَّاَنۡۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ

رب اس کے نے ساتھ قبول اچھے کے اور اگایا اس کو اگانا اچھا

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيۡهَا زَكَرِيَّا الۡمِحۡرَابَ ۙ وَجَدَ

اور سونپ دی وہ زکریاؑ کو جب جاتا اوپر اس کے زکریاؑ محراب میں پاتا

عِنۡدَهَا رِزۡقًا ۚ قَالَ يٰمَرۡيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتۡ هُوَ

نزدیک اس کے رزق کہا اے مریمؑ کہاں سے آیا واسطے تیرے یہ کہتی وہ

مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۝٣٧

نزدیک اللہ کے سے ہے تحقیق اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبۡ لِىۡ

اس جگہ پکارا زکریاؑ نے پروردگار اپنے کو کہا اے پروردگار میرے دے ڈال

مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ۝٣٨

واسطے میرے نزدیک اپنے سے اولاد پاکیزہ تحقیق تو سننے والا ہے دعا کا

ہے کہ وہ سب اللہ کے خاص تیار کردہ بندے تھے پیدائشی طور پر طاہر ومطہر ہوتے تھے۔وہ اللہ کے اور اللہ ان کا ہوتا تھا ان کی دعائیں بلاواسطہ براہ راست سنی جاتی تھیں ان کے مردوں اورعورتوں پر فرشتے نازل ہوتے تھے۔ ان کی تمام مادی ضروریات بھی اللہ فراہم کرتا اور اپنے پاس جنت سے بھیجتا تھا۔ وہ ہر شیطانی فعل اور تصور سے پاک اورمنزہ ہوتے تھے۔ وہاں نماز کے دوران بھی ملائکہ سے بات ہوتی رہتی تھی۔ ان کے لئے اللہ ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتا تھا۔ حضرت مریمؑ پوری کائنات کی مومن خواتین سے افضل تھیں۔ ان حضرات کے لئے بچپن اور جوانی میں کوئی فرق نہ رکھا گیا تھا وہ مرُدوں کو زندہ کرتے تھے لوگوں کے گھروں کے پوشیدہ ذخیروں کا حال جانتے تھے۔ وہ تمام سابقہ کتابوں اورتعلیمات خداوندی کے ماں کے پیٹ ہی میں عالم ہوتے تھے صاحبِ کتاب ہوتے تھے ہاتھ لگاتے تو اندھے اور کوڑھی تندرست ہوجاتے تھے۔ مگر افسوس کہ منافقوں کا طریقہ یہ رہتا رہا کہ نعرہ یہ مارنا کہ محمدؐ سرور کائنات ہیں تمام انبیاؑ سے افضل ہیں لیکن عملاً و تحریراً یہ کہ چالیس سال کافرو بے کتاب رہے۔ خطاکار تھے۔ ہذیان میں مبتلا ہوجاتے تھے۔ اور خانوادہؐ نبوت کو تو لعنتی بھی بنایا سوسال لعنت بھی کی ان کا قتل عام بھی کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ

پس پکارا اس کو فرشتوں نے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا محراب میں

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ یحییٰؑ کے ماننے والا ہے ایک بات کو اللہ سے

وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ

اور سردار ہے اور بند رہے عورتوں سے اور نبی ہے صالحوں سے کہا

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ

اے رب میرے کیوں کر ہو گا واسطے میرے لڑکا اور تحقیق پہنچا ہے مجھ کو بڑھاپا

وَ امْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ

اور بی بی میری ہے بانجھ کہا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے کہا اے

رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ

پروردگار مقرر کر واسطے میرے نشانی کہا نشانی تیری یہ ہے کہ نہ بول سکے

النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ

لوگوں سے تین دن مگر اشارات سے اور یاد کر رب اپنے کو بہت اور تسبیح کر شام

ع ۱۶ / ۱۲

وَ الْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ

اور صبح کو اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریمؑ تحقیق اللہ نے

اصْطَفٰىكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾

برگزیدہ کیا تجھ کو اور پاک کیا تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر عورتوں عالموں کی

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِيْ وَ ارْكَعِيْ

اے مریمؑ فرمانبرداری کر واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

ساتھ رکوع کرنے والوں کے یہ خبروں غیب کی سے ہے وحی کرتے ہیں ہم اس کو

اِلَيْكَ ؕ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ

طرف تیری اور نہ تھا تو پاس ان کے جس وقت ڈالتے تھے قلموں اپنے کو

اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

کون ان میں سے پالے مریمؑ کو اور نہ تھا تو پاس ان کے جب جھگڑتے تھے

(۳۹) دعا کرنا تھی کہ ملائکہ حاضر ہو گئے اور عین اس وقت جب کہ زکریاؑ مسجد کی محراب میں نماز میں مشغول تھے۔ ملائکہ نے آواز دی کہ یقیناً اللہ نے تمہیں یحییٰؑ کی خوشخبری اور مبارک باد بھیجی ہے۔ اور یحییٰ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرے گا۔ وہ سید اور پارسا بہت ضبط کرنے والا اور مخصوص صالحینؑ میں سے ایک نبی ہو گا۔(۴۰) زکریاؑ نے عرض کیا کہ اے میرے مالک پروردگار میرے یہاں کیسے بیٹا پیدا ہو سکتا ہے ادھر میں حد بھر بوڑھا کمزور ہوں ادھر میری زوجہ بھی بڑھیا اور بانجھ ہے۔ جواب ملا کہ اللہ ان حالات میں بھی جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔(۴۱) عرض کیا کہ اے میرے پالنے والے ایسا کر کہ میرے اطمینان کے لئے کوئی یقین دہانی والا معجزہ دکھا دے فرمایا کہ اچھا تیرے لئے معجزہ یہ ہو گا کہ تم تین روز تک کسی سے اشاروں کے علاوہ بات ہی نہ کر سکو گے اور اس دوران تم اپنے پروردگار کی ڈٹ کر عبادت کرنا اور صبح وشام کو تسبیح پڑھتے ہوئے ملا دینا۔ (۴۲) پھر وہ وقت آگیا کہ ملائکہ نے مریمؑ کو مخاطب کیا اور بتایا کہ اے مریمؑ یقیناً اللہ نے تمہیں پسندیدہ اور برگزیدہ بنایا ہے اور پاک و پاکیزہ اٹھایا ہے اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تمہیں فضیلت عطا کی ہے۔ (۴۳) لہٰذا اے مریمؑ تم اپنے پروردگار کی عبادت و اطاعت میں استقلال قائم کرلو سجدے بجا لایا کرو اور جو لوگ مستقل رکوع میں رہتے ہیں ان کے ساتھ رکوع کیا کرو۔(۴۴) اے رسولؐ وہ تمام ان لوگوں کے لئے غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کر رہے ہیں اور ہاں تم موجودہ حالت میں ان لوگوں کے پاس نہ تھے جو مریمؑ کی کفالت پر قرعہ اندازی کر رہے تھے اور تم اس وقت بھی اس حال میں ان کے پاس نہ تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

(۴۵) وہ وقت سامنے لاؤ جب ملائکہ نے مریمؑ سے کہا تھا کہ اے مریمؑ یقیناً اللہ تمہیں اپنے ایک مخصوص کلمہ کی بشارت دیتا ہے۔اس کا نام مسیحؑ ابن مریمؑ ہو گا وہ دنیا اور آخرت میں آبرومند اور شاندار ہو گا اور اللہ سے قربت رکھنے والوں میں سے ایک ہو گا۔(۴۶) اور پیدا ہوتے ہی گہوارہ میں بھی اور پھر قدرت کے مطابق بڑا ہو کر بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور مخصوص صالح بندوں میں سے ایک ہو گا۔(۴۷) مریمؑ نے عرض کیا کہ مجھ سے بچہ کس طرح پیدا ہوسکتا ہے جب کہ مجھے آج تک کسی مرد نے چھوُا تک بھی نہیں ہے ۔ فرمایا گیا کہ تمہاری بات اسی طرح ہے جیسے تم نے کہا مگر اللہ تو جو بھی چاہتا ہے اسے پیدا کردیتا ہے ۔ جیسے ہی کسی بات کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو اسے وجود اختیار کرنے کا حکم دیا جاتا ہے بس وہ فوراً موجود ہوجاتا ہے۔(۴۸) اور اللہ عیسیٰؑ کو کتاب اور حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دے کر پیدا کرے گا (۴۹) اور اس کے بعد اسے تمام بنی اسرائیل کے لئے رسولؐ بناکر بھیجا۔انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس معجزات کے ساتھ آیا ہوں۔ اور یہ کہ میں طین سے ایک پرندہ کی سی چڑیا بنا کر اس پر پھونک مارتا ہوں تو وہ اُڑنے والا پرندہ بن جاتاہے ۔ اور میں اللہ ہی کے قانون سے مادر زاد اندھوں اورلاعلاج کوڑھیوں کی خرابیاں دور کر دیتا ہوں اور بحکم خدا مردوں کو زندہ کردیتا ہوں اور تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تم نے کیا کیا کھایا ہے اور کیا کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرکے رکھا ہواہے تمہیں یقین دلانے کے لئے وہ کافی معجزات ہیں شرط یہ ہے

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ

جس وقت کہافرشتوں نے اے مریمؑ تحقیق اللہ بشارت دیتاہے تجھ کوساتھ ایک بات کے

مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ

اپنی طرف سے نام اس کا ہے مسیح عیسیٰؑ بیٹامریمؑ کا آبرو والا بیچ دنیاکے اور آخرت کے

وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا

اور نزدیک کئے گیوں سے اور باتیں کرے گا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ

وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ

اور صالحوں سے ہے۔ کہااے رب میرے کیوں کر ہو گا۔واسطے میرے،بچہ اور نہیں ہاتھ لگایامجھ کو

بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا

کسی آدمی نے کہااسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب مقرر کرتا ہے کچھ کام کو

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَ يُعَلِّمُهُ

پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے اور سکھا دے

الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَ رَسُوْلًا اِلٰى

گا اس کو لکھنا اور حکمت اور تورات اور انجیل اور کریگا اس کو پیغمبر طرف

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ

بنی اسرائیل کے یہ کہ تحقیق میں آیا ہوں تمہارے پاس ساتھ ایک نشانی کے

مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ

پروردگار تمہارے سے یہ کہ بناتاہوں میں واسطے تمہارے مٹی سے مانند

كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ

صورت جانور کے پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے پس ہو جاتا ہے

طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ

جانور ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور چنگا کرتاہوں میں پیٹ کے اندھے کو

وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ

اور کوڑھی کو اور جلاتاہوں مردے کو ساتھ حکم اللہ کے اور خبر دیتاہوں تم کو

بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ

ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم بیچ گھروں اپنوں کے

اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۹﴾

تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰىةِ

اور سچا کرنے والا اس چیز کو کہ آگے میرے ہے تورات سے

وَ لِاُحِلَّ لَكُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ حُرِّمَ

اور تو کہ حلال کردوں میں واسطے تمہارے بعضی وہ چیز کہ حرام کی گئی ہے

عَلَيۡكُمۡ وَ جِئۡتُكُمۡ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاتَّقُوا

اوپر تمہارے اور لایا ہوں میں پاس تمہارے نشانی رب تمہارے سے پس ڈرو

اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوۡنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىۡ

اللہ تعالیٰ سے اور کہا مانو میرا تحقیق اللہ تعالیٰ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا

وَرَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ‌ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِيۡسٰى مِنۡهُمُ

پس عبادت کرو اس کی یہ ہے راہ سیدھی پس جب دیکھا عیسیٰؑ نے ان سے

الۡكُفۡرَ قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ‌ؕ قَالَ الۡحَوَارِيُّوۡنَ نَحۡنُ

کفر کہا کون ہیں مدد دینے والے مجھ کو طرف اللہ کے کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں

که تم ایمان دار ہو۔(۵۰) اور جو کچھ آج توریت اور دیگر تعلیمات خداوندی میں سے موجود ہے میں ان سب کی تصدیق کرتا ہوں اور ان تمام چیزوں کو تمہارے لئے جائز اور حلال قرار دیتا ہوں جو تمہارے فقہا اور مجتہدین نے تم پر حرام اور ناجائز کردی تھیں ۔ اور میں حلال و حرام کے لئے بھی آیات لے کر تمہارے رب کی طرف سے آیا ہوں ۔ چنانچہ تم اپنے اللہ کے حضور ذمہ دار انسان بن جاؤ اور میری اطاعت کرو۔(۵۱) یقیناً میرا بھی اور تمہارا بھی اللہ ہی پروردگار ہے اس لئے اس ہی کی عبادت کرو اور یہی برقرار رہنے والا راستہ ہے ۔(۵۲) پھر جب عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے حق پوشی کے ارادے کو محسوس کرلیا تو اپنے ماننے والوں کو الگ کرنے کے لئے پوچھا کہ تم میں سے کون کون اللہ کے کام میں میرا مددگار ہے تو حواری صحابہ نے کہا کہ ہم اللہ کے ناصر و مددگار ہیں ۔ ہم اللہ

---

(۹) آیت (۵۱،۵۰/۳) یہودی نظام اجتہاد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت موسوی اُمت کا یہی حال تھا جو آج مسلمانوں کا حال ہے۔ دین خداوندی کو علما وفقہا ومجتہدین اور حکمرانوں نے مل کر تباہ کردیا تھا۔ حلال کو حرام، حرام کو حلال کرلیا گیا تھا۔ سینکڑوں فرقے بن چکے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے آکر علما کی خودساختہ شریعت ومذہب کو یکسر باطل قرار دے دیا تھا اس لئے تمام بنی اسرائیل دشمن ہوگئے تھے اور ان کے خلاف بھی اسی طرح منصوبے بنائے گئے تھے جس طرح رسولؐ اللہ کے خلاف سازشیں کی گئی تھیں اور عہد رسولؐ ہی میں عقائد و احکام میں تفرقہ ڈال دیا گیا تھا چنانچہ اللہ نے بتایا کہ :

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡفُرُونَ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ بَيۡنَ ٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيَقُولُونَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٖ وَنَكۡفُرُ بِبَعۡضٖ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُواْ بَيۡنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١٥٠﴾ النساء

”یقیناً جن لوگوں نے حق کو چھپانے کا رویہ اختیار کررکھا ہے ان کا پروگرام یہ ہے کہ وہ عقائد و اعمال و احکام میں اللہ سے رسولوںؑ کو جدا کردیں ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم پورے دین کو من وعن تسلیم نہیں کرسکتے بلکہ عقل وبصیرت ومصلحت کے ماتحت ہم بعض احکام وعقائد کو مانیں گے اور بعض کو تاویلات میں غائب کردیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ اسلام اور بے دینی کے درمیان ایک نئے دین کو پھیلانا چاہتے ہیں۔“

اس طرز عمل کو مسلمانوں نے یہودیوں ہی سے لیا تھا ۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے مخاطب لوگوں کے عمل درآمد سے یہی منصوبہ محسوس کرلیا تھا اور اجتہادی احکام ومسائل کے خلاف کھلی مہم جاری رکھی یہاں تک کہ علمائے یہود نے اراکین حکومت سے خفیہ ساز باز شروع کی اور حضرت عیسیٰؑ کے وہ بیانات حکومت کے سامنے رکھے جن میں حکمرانوں اور مفتیوں اور قاضیوں کی تلی جلی مذمت کی جا رہی تھی ۔

اَنۡصَارُ	اللّٰهِ ۚ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ ۚ	وَ	اشۡهَدۡ

مدد دینے والے اللہ کے ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور تو گواہ رہ

بِاَنَّا	مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۵۲﴾	رَبَّنَاۤ	اٰمَنَّا

ساتھ اس کے کہ ہم مطیع ہیں اے پروردگار ہمارے ایمان لائے ہم

بِمَاۤ	اَنۡزَلۡتَ	وَ	اتَّبَعۡنَا	الرَّسُوۡلَ	فَاكۡتُبۡنَا	مَعَ

ساتھ اس چیز کے کہ اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسولؑ کی پس لکھ ہم کو ساتھ

الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۵۳﴾ وَ مَكَرُوۡا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيۡرُ الۡمٰكِرِيۡنَ ﴿۵۴﴾

شاہدوں کے اور مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر ہے مکر کرنے والوں کا

اِذۡ	قَالَ	اللّٰهُ	يٰعِيۡسٰۤى	اِنِّىۡ	مُتَوَفِّيۡكَ

جس وقت کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰؑ تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو

وَ	رَافِعُكَ	اِلَىَّ	وَ	مُطَهِّرُكَ	مِنَ	الَّذِيۡنَ

اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو لوگوں سے

كَفَرُوۡا	وَ	جَاعِلُ	الَّذِيۡنَ	اتَّبَعُوۡكَ	فَوۡقَ

کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کریں گے تیری اوپر

الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡۤا	اِلٰى	يَوۡمِ	الۡقِيٰمَةِ ۚ	ثُمَّ	اِلَىَّ	مَرۡجِعُكُمۡ

ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے قیامت کے دن تک پھر طرف میری ہے پھر آنا تمہارا

پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم سب مسلم ہیں (۵۳) اے ہمارے پروردگار ہم تیری نازل کردہ تمام تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں اور تیرے رسولؑ عیسیٰؑ کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا تو ہمیں بھی شاہدوں میں لکھ لے۔(۵۴) مخالف لیڈروں نے عیسیٰؑ کے خلاف خفیہ چالیں اور منصوبے شروع کئے تو اللہ نے بھی جوابی خفیہ چال چل دی اور اللہ تو تمام مکاروں سے بہتر مکر جانتا ہے ۔(۵۵) اور جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰؑ یقیناً میں تجھے نظام وفا کو سپرد کردوں گا اور تجھے اپنے قرب میں رفعت دوں گا اور ان حقائق کو چھپانے والوں کی گندگی سے تجھ کو پاک رکھوں گا اور تیری پیروی کرنے والے مومنین کو قیامت تک حق پوشوں پر فوقیت دیئے رکھوں گا ۔ پھر قیامت میں تمہیں سب کو میرے حضور حاضر ہونا ہے۔ اس وقت میں ان تمام مسائل اور معاملات کا صحیح فیصلہ کردوں گا جن میں تمہارے

(۱۰) آیت (۳/۵۴،۵۵) یہودیوں کا خفیہ ریشہ دوانیاں کرنا ہی آئندہ لیڈروں کا راہنما بنا تھا۔

اس آیت (۳/۵۴) میں اس سازش کی طرف اشارہ ہے جو علما و سرداران بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرانے کے لئے کی تھی۔ اوراللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو محفوظ رکھنے کا انتظام کیا تھا (۳/۵۵) تاکہ حضرت عیسیٰؑ محمدؐ و آل محمدؐ کے ساتھ ہم آہنگ رہ کر قیامت تک بنی اسرائیل اور بنی قحطان کے لیڈروں اور قوموں کا حال دیکھیں اور آخری سربراہؑ اسلام کے زمانہ میں مادی وظاہری طورپر بھی اسلام کی نصرت کریں۔ اور اُمت محمدؐیہ کے فرد کہلائیں ۔چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے دیکھا کہ سرداران قریش بنی اسرائیل کے علما ومجتہدین کے ساتھ مل کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خلاف وہ سب کچھ کرتے ہیں جو اُن کے اپنے ساتھ کیا گیا تھا۔ چنانچہ قرآن میں ریکارڈ موجود ہے کہ :

وَإِذۡ يَمۡكُرُ بِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لِيُثۡبِتُوكَ أَوۡ يَقۡتُلُوكَ أَوۡ يُخۡرِجُوكَۚ وَيَمۡكُرُونَ وَيَمۡكُرُ ٱللَّهُۖ وَٱللَّهُ خَيۡرُ ٱلۡمَٰكِرِينَ ﴿۳۰﴾ الانفال

”اور جب تیرے ساتھ حق پوش گروہ کے لوگوں نے خفیہ سازش اور مکر شروع کیا اور اسکیم یہ بنائی کہ تجھے کسی معقول عذر کے سلسلے میں یا تو قید وبند میں رکھیں یا قتل کر ڈالیں یا تجھے جلاوطن کر دیں۔ وہ ان مقاصد کی ذیل میں خفیہ چالیں چلتے رہے اور اللہ نے بھی اپنی خفیہ دفاعی چالیں جاری رکھیں اور اللہ تو تمام مکاروں سے بہتر مکر جانتا ہے“

یہ ہے وہ سوچی سمجھی منصوبہ سازی کی مماثلت جو یہودی اور قریشی لیڈروں اور علما میں برسرکار تھی ۔ اور جسے تہہ در تہہ پردوں میں چھپانے کی آج تک کوشش جاری ہے ۔

(۱۱) آیت (۳/۵۵) کو اہل زیغ نے تختہ مشق بنائے رکھا ہے ۔

اس آیت (۳/۵۵) میں لفظ "متوفی" آیا ہے ۔ اور قومی اسکیم میں جہاں سارے قرآن کی زبان کو اس کی بنیاد سے اکھیڑ کر کھلونا اور موم کی ناک بنایا گیا ہے وہیں اس لفظ کے ساتھ بھی ایسا مستقل رویہ اختیار کیا گیا کہ عربی ، فارسی اور اردو زبان میں لفظ "متوفی" سنتے ہی مردے تصور میں ناچنے لگتے ہیں ۔ بالکل یہی لفظ "مرحوم" کا بنایا گیا ہے لہٰذا کسی شخص کا نام لیجئے اور اس نام کے ساتھ متوفی یا مرحوم کہہ دیجئے ۔ بس کام ہو گیا سننے والوں میں خواہ عورتیں ہوں ، بچے ہوں ، جوان ہوں ، مرد ہوں وکلاء ہوں، پولیس والے ہوں ، سب کے سب خود ہی اطمینان سے سمجھ لیں گے کہ نام بُردہ شخص مر چکا ہے یعنی کسی کو شک تک نہ ہو گا ۔ کوئی آپ سے سوال کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کرے گا۔ اور اگر کسی مشہور آدمی کا نام لے کر مرحوم کہہ دیا تو چہروں پر اُداسی چھاجائے گی اور بعض لوگ حیرانی کا اظہار اور افسوس کریں گے " ارے کل تو ریڈیو پر ان کی تقریر تھی، انا للہ وانا الیہ راجعون " وغیرہ وغیرہ ۔

ایسا اس لئے ہوا کہ چودہ سو سال سے متوفی کے معنی مردہ کرتے رہے " سن پیدائش اور وفات" مستقل عنوان رہا ہے نام کے آگے سن (سنہ) لکھیے اور پھر صرف "م" لکھ دیجئے یہ مرنے کا سال خود بخود سمجھ لیا جائے گا سوانح عمریوں اور تاریخوں میں سے گزریئے تو دو تین لاکھ سے زیادہ میم یا متوفی مردہ کے معنی میں لکھا ہوا ملیگا ۔ بہرحال قرآن کے الفاظ اور قرآنی زبان کو اس طرح استعمال کیا گیا کہ اس کی قانونی حیثیت فنا ہو کر رہ گئی۔ ہم تمام متنازعہ الفاظ کے سامنے آتے ہی عربی قانون کے مطابق وضاحت کرتے ہیں ۔یہ لفظ "متوفی" اپنی قانونی بنیاد ۔و۔ف۔ی (مادہ) پر تعمیر ہو کر بنا ہے۔اسی مادہ یا بنیاد سے لفظ "وفا" نکلا ہے اور ساری دنیا وفادار و بے وفا کے معنی سمجھتی اور اچھا اور بُرا کہتی ہے ۔ یعنی جس شخص سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ قانونی و اخلاقی حیثیت سے وہ ذمہ داری پوری کرے گا جو کسی سلوک کے بدلے میں اس پر عائد ہوتی ہے سابقہ آیات میں اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور ان کی والدہ گرامی سے جو وعدے فرمائے تھے ان کو پورا کرنا اور ان کے دشمنوں کو ناکام رکھنا اللہ کی ذمہ داری تھی ۔ اس نے آیہ زیر بحث میں اگر یہ کہا ہوتا کہ میں تجھے مار ڈالوں گا تو یہ بے وفائی ہوتی۔ اس لئے کہ ان کے دشمنوں کی اسکیم اور مکر یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرا دیں لہٰذا ان کو موت کے حوالے کرنے سے تو ان کے دشمنوں کو کامیاب کر دینا ہوتا اور دشمن سے مل جانا ہی تو بے وفائی ہے ۔ پھر مار ڈالنے یا مر جانے کے بعد جملہ " وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ " بے کار ہو جاتا ہے۔ مردہ شخص کو بلندی اور رفعت عطا کرنا یعنی چہ ؟ اور مردے کو پاک کرنا یا مردے کو اس کے دشمنوں سے محفوظ رکھنا یہ ایک مذاق اور ستم ظریفی سے زیادہ کچھ نہیں۔ کم از کم یہی کہا ہوتا کہ :

"میں تجھے مار ڈالوں گا پھر تجھے زندہ کر کے درجات کی بلندی عطا کروں گا اور پھر تجھے تیرے دشمنوں کے قابو میں نہ آنے دوں گا۔"

یہ سب کچھ آیت میں نہیں ہے ۔ اس لئے کہ جب دوبارہ انعامات کے لئے زندہ کرنا ہی ہے تو مارنا اور پھر زندہ کر کے انعام دینا کچھ عقل مندی نہیں ہے وہ زندہ ہے زندہ رکھو اور انعامات دے دو ۔ یہ روز قیامت کی بات تو ہے نہیں کہ دوبارہ زندہ کرنا ضروری ہوتا پھر سابقہ آیت (۳/۵۴) میں دشمنوں سے جو مکر کرنے اور ان کے مکر کو گھٹیا اور بے کار ثابت کرنے کا ذکر کیا تھا ۔کیا عیسیٰؑ کو مار ڈالنا وہ مکر ہے ؟ مکر تو وہ ہوتا ہے جس میں دشمن ناکام ہوتے اور حیران رہ جاتے اور اصل اقدام کا پتہ نہ چلتا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ :

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا ٱلْمَسِيحَ عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ ٱللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ ٱلَّذِينَ ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا ٱتِّبَاعَ ٱلظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًۢا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيْهِ ۚ - - - - ﴿١٥٨﴾ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾ النساء

" اور ان کا یہ کہنا کہ یقیناً ہم نے مسیح عیسیٰؑ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے جو رسول بن بیٹھا تھا ۔ مگر ان کی یہ بات غلط ہے نہ انہوں نے اسے قتل کیا نہ وہ پھانسی یا سولی دے سکے بلکہ ہمارے مکر (۳/۵۴) کی وجہ سے وہ حیران کن شبہ میں مبتلا کر دیئے گئے اور وہ لوگ بھی آج تک شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں اور ظن و تخمین اور قیاس وتک بندی میں مبتلا ہیں جو عیسیٰؑ کی موت کے قائل ہیں ان کے پاس عیسیٰؑ کی موت پر کوئی علمی ثبوت نہیں ہے ۔ بلکہ عیسیٰؑ کو ہر گز اور یقیناً قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔

فَاَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ فِیۡمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۵۵﴾

پھر حکم کروں گا درمیان تمہارے بیچ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے اختلاف کرتے

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَاُعَذِّبُہُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا فِی الدُّنۡیَا

پس جو لوگ کہ کافر ہوئے پس عذاب دوں گا ان کو عذاب سخت بیچ دنیا کے

وَالۡاٰخِرَۃِ ۫ وَمَا لَہُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۵۶﴾ وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

اور آخرت کے اور نہیں واسطے ان کے مدد گار اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۷﴾

اچھے پس پورا دے گا ان کو ثواب ان کا اور اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو

ذٰلِکَ نَتۡلُوۡہُ عَلَیۡکَ مِنَ الۡاٰیٰتِ وَ الذِّکۡرِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۵۸﴾

یہ پڑھتے ہیں ہم اس کو اوپر تیرے آیتوں سے اور نصیحت حکمت والی سے

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ

تحقیق مثال عیسٰیؑ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مانند مثال آدم کے ہے پیدا کیا اس کو

مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۵۹﴾ اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنۡ

مٹی سے پھر کہا اس کو ہو پس ہو گیا حق پروردگار تیرے سے ہے پس مت ہو

درمیان اختلاف تھا۔ (۵۶) چنانچہ اس فیصلے میں یہ ہو گا کہ جو لوگ حق پوشی کرتے رہے ان کو میں دنیا اور آخرت میں شدید ترین عذاب میں مبتلا کردوں گا اور وہاں انہیں کوئی مددگار نہ ملے گا۔(۵۷) اور جو لوگ عیسٰیؑ پر ایمان لائے اور اصلاحی اعمال پر کاربند رہے ان کو بھی نظام وفا سے ان کا پورا اجر دیں گے اور اللہ ظلم اور ظالمین کو محبوب نہیں رکھتا اس لئے ان مومنین کے اجر میں بھی بے وفائی نہ کی جائے گی ۔ (۵۸) یہ سب کچھ حکمت والے ذکر کی آیات ہیں جو ہم تمہیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں(۵۹) یقیناً عیسٰیؑ اپنی پیدائش میں اللہ کے نزدیک آدمؑ کی سی مثال رکھتے ہیں۔ آدمؑ کو ہم نے مٹی سے تیار کیا اور اس کو آدمؑ بن جانے کو کہا چنانچہ وہ فوراً بن گیا۔ (۶۰) یہ سمجھ لو کہ ہر حق تیرے پروردگار کی جانب سے ہوتا ہے لہٰذا تم زیادہ دباؤ ڈال کر منوانے والوں میں سے نہ

اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچے گا جو عیسٰیؑ کی موت سے پہلے پہلے عیسٰیؑ کی رسالت پر ایمان نہ لے آئے اور پھر وہ اپنی اسی زندگی میں ان کے ایمان پر قیامت میں گواہی بھی دیں گے۔"

یہ وہ مکر تھا جس نے ادھر دشمنان دین کو حیران وششدر رکھا اور ادھر ان کی موت کے قائل لوگوں کو بتایا کہ عیسٰیؑ کو قیامت کے روز تک موت نہ آئے گی۔ اور ان کے سولی پر مرنے یا بعد میں مرجانے کے قائل لوگوں کے پاس شک وشبہ اور گمان کے علاوہ کوئی علمی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا لفظ "مُتَوَفِّیۡکَ" کے معنی مرنا یا مارنا کرنے والے حضرات قرآن کی بیس آیات کا ترجمہ غلط کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ چونکہ اللہ نے موت وحیات وہدایت و وفات کے لئے الگ الگ نظام قائم کئے ہیں اس لئے ہم نے آیت (۳/۵۵) کے ترجمہ میں " نظام وفا " لکھا تا کہ پتہ چلے کہ اللہ کا وہ نظام جو نتائج کی تکمیل کرتا ہے جو ہر عمل کا پورا پورا نعم البدل طے کرتا ہے وہ حضرت عیسٰیؑ علیہ السلام کے مستقبل میں متعلقہ فرائض انجام دے گا۔

(۱۱۔الف) آیت (۳/۵۷) میں فَیُوَفِّیۡہِمۡ کے معنی مارنا، مرنا یا موت کر کے دیکھیں۔

اگر مُتَوَفِّیۡکَ کے معنی مارنا ،مرنا یا موت دینا صحیح ہوتے تو آیت (۳/۵۷) کے یہ معنی ہوں گے کہ " ہم عیسٰیؑ پر ایمان اوراعمال صالحہ بجالانے والوں کے تمام اجر کو موت کی بھینٹ چڑھا کر ضائع کردیں گے " یا اجر کو مار دیں گے ۔یہاں تو عیسٰیؑ کو مردہ کہنے والا گروہ بھی صحیح ترجمہ کرنے پر مجبور ہوا اور لکھا کہ :

(ترجمہ قادیانی صفحہ ۵۵ (۳/۵۸) HE WILL PAY THEM THEIR FULL REWARDS لہٰذا قادیانیوں کی رو سے بھی مُتَوَفِّیۡکَ کے معنی "ہم تجھے تیرا پورا انعام عطا کریں گے " ہونا لازم تھا نہ کہ فطری موت مارنا (ایضاً صفحہ ۵۴ آیت ۳/۵۶)

ہو جانا (۶۱) لہٰذا جب تمہارے پاس یہ حقیقی علم آچکا تو اس کے بعد جو کوئی تمہارے اوپر عیسیٰؑ کے معاملے میں یا کسی بھی معاملہ میں حجت قائم کرنا چاہے تو ان سے کہیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلالیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی بلالیں اور اپنی عورتوں کو بلائیں اور تمہاری عورتوں کو بھی بلالیں اور ہم اپنے نفوس کو دعوت دیں اور تمہارے نفوس کو حاضر کرلیں پھر ہم اللہ سے التجا کریں کہ وہ ہم میں سے جو گروہ جھوٹا ہو اس پر لعنت بھیجے یعنی اسے اس کے مقاصد میں ناکام ومحروم کردے۔(۶۲) یقیناً یہ ہی وہ قصہ ہے جو قطعاً حق ہے اور اللہ کے سوا تو کوئی اور معبود ہے ہی نہیں اور یقیناً اللہ ہی ہر حال میں غالب حکمت والا ہے۔ (۶۳) چنانچہ اگر وہ اس مباہلہ کے چیلنج کے بعد بھی اپنی ولایت سے چپکے رہیں تو یقیناً اللہ فساد پھیلانے والوں کو جانتا ہے ۔(۶۴) آپ کہہ دیں کہ اے اہل کتاب اتنا ہی مان لو کہ جو عقائد و احکام ہم دونوں کے یہاں مسلمہ ہیں ان پر تو عمل شروع کردو مثلاً یہ کہ ہم دونوں اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اس کے دین میں کسی اور کو شریک نہ کریں اور اپنے میں سے بعض لوگوں کو اپنا رب نہ بنائیں ۔ سوائے اللہ کے ۔ اس دعوت کے بعد بھی اگر وہ اپنے مرکز اور ولایت پر جمے رہیں تو ان سے کہو کہ اچھا تم گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں (۶۵) اے اہل کتاب تم ابراہیمؑ کے معاملہ

مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ

شک لانے والوں سے پس جو کوئی جھگڑے تجھ سے بیچ اس کے پیچھے اس کے کہ

مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ

آیا تیرے پاس علم سے پس کہہ آؤ بلاویں ہم بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہاروں کو

وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ

اور بی بیوں اپنی کو اور بی بیوں تمہاری کو اور جانوں اپنی کو اور جانوں تمہاری کو پھر

نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

التجا کریں پس کریں ہم لعنت اللہ تعالیٰ کی اوپر جھوٹوں کے تحقیق یہ البتہ وہ ہے

الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾

بیان سچا اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور تحقیق اللہ البتہ وہی ہے غالب حکمت والا

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ

ع ۶ ۹ ۱۴

پس اگر پھر جاویں پس تحقیق اللہ جاننے والا ہے ساتھ مفسدوں کے کہہ اے اہل

الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ

کتاب آؤ طرف ایک بات کے کہ برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا

یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ کو اور نہ شریک لاویں ساتھ اس کے کچھ

وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا

اور نہ پکڑے بعض ہمارا بعضے کو پروردگار سوائے اللہ کے پس اگر پھر جاویں

فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

پس کہو گواہ رہو تم ساتھ اس کے کہ ہم فرماں بردار ہیں

(۱۲) آیت (۳/۶۱) میں محمدؐ و آل محمدؐ کا مقام اور شناخت اور اہل کتاب کا اقرار: اس آیت میں ان حضرات کا تذکرہ ہوا ہے جو دونوں طرف کے نمائندگان مذاہب کے ہم پلہ اور خدا کے علم میں کسی حیثیت اور کسی مقدار میں کاذب نہ ہوں ۔ یعنی ادھر محمدؐ اور ان کے ہم پلہ لوگ اور ادھر یہود و نصاریٰ کے نمائندگان کے ہم پلہ لوگ ہوں ۔ یہودی ونصرانی نمائندگان مذہب خود ان شرائط پر پورے نہ اترتے تھے چہ جائیکہ ان کی اولاد و ازواج لہٰذا وہ مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوئے اور آنحضرتؐ کی حکومت واطاعت اختیار کرلی ادھر سے جو حضرات گئے وہ تمام علمائے اسلام کے مسلّمہ فیصلے کے مطابق حسنینؑ، فاطمہؑ اور علیؑ علیہم السلام تھے ۔ تمام مترجمین نے نہایت اختصار کے باوجود پنجتن کے نام لکھے ہیں ۔ لیکن علامہ مودودی نے اپنی تفہیم القرآن ۱۹۹؍۴ صفحات میں لکھی مگر آل محمدؐ کا نام تک نہ لیا اور اس واقعہ کو قطعاً چھپا لیا اور یہی کفر کے معنی ہیں ۔

میں بھی ٹانگ اڑاتے ہو حالانکہ توریت اور انجیل ان کے عرصہ دراز بعد نازل ہوئی تھیں۔ کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے؟ (٦٦) (ابراہیمؑ عیسیٰ سے ٢٢٠٠ سال پہلے اور مؐوسیٰ سے ٦٠٠ سو سال پہلے تھے) سنو تم تو وہ نالائق لوگ ہو جو ان باتوں میں بھی دخل انداز ہوتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں۔ جن باتوں کا تمہیں علم ہے ان میں بحث کرنا تو چلو قابل برداشت ہے مگر ابراہیمؑ کے متعلق تم کچھ نہیں جانتے مگر اللہ سب جانتا ہے۔ (٦٧) سنو کہ ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے نہ عیسائی تھے نہ یہ ممکن ہی تھا۔ بلکہ وہ تو یک سُو رہنے والا مُسلم تھا اور ہرگز نظام اشتراک سے تعلق نہ رکھتا تھا۔ (٦٨) ابراہیمؑ سے تعلق اور نسبت میں سب سے زیادہ حق ان لوگوں کا ہے جو ان کے پیروکار رہے ہیں اور اب یہ نبیؐ اور وہ لوگ جو اس نبیؐ پر ایمان لاچکے ہیں وہ بھی ابراہیمؑ کے پیرو اور ان سے منسوب ہیں اور اللہ ہی تمام مومنین کا حقیقی ہمدرد حاکم ہے۔ (٦٩) اہل کتاب میں ایک گروہ کا یہ محبوب پروگرام ہے کہ جس طرح ہو سکے تمہیں گمراہ کردیں اور وہ اس اندھا دھند کوشش میں اس شعور کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ہیں کہ وہ خود ہی گمراہ تر ہوتے جارہے ہیں ۔(٧٠) اے اہل کتاب تم الہامی تعلیم و تنزیل پر گواہ ہوتے ہوئے بھی کیوں اللہ کی آیات کو چھپانے میں لگے ہوئے ہو۔(٧١) اے اہل کتاب تم نتائج کا علم رکھتے ہوئے جان بوجھ کر حق کو باطل کا لباس کیوں پہنا رہے ہو اور حقائق پر پردہ ڈال رہے ہو۔ (٧٢) اصل بات یہ ہے کہ اہل کتاب کے دانشوروں نے یہ طے کردیا ہے کہ باری باری لوگ مسلمانوں میں جائیں اور قرآن پر ایمان لائیں ان میں رہیں پھر ترکیب سے کفر کا اعلان کریں اور چلے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ

اے اہل کتاب کے کیوں جھگڑتے ہو تم بیچ ابراہیمؑ کے اور نہ اتاری گئی تورات

وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ

اور انجیل مگر پیچھے اس کے کیا پس نہیں سمجھتے ہاں تم وہ لوگ ہو کہ

حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ

جھگڑے تم بیچ اس چیز کے کہ تھا واسطے تمہارے ساتھ اس کے علم پس کیوں

تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

جھگڑتے ہو بیچ اس کے کہ نہیں واسطے تمہارے ساتھ اس کے علم اور اللہ جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ

اور تم نہیں جانتے نہ تھا ابراہیمؑ یہودی اور نہ نصرانی اور لیکن تھا

حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ اِنَّ اَوْلَى

حنیف فرماں بردار اور نہ تھا شرک کرنے والوں سے تحقیق نزدیک تر

النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا

لوگوں کے ساتھ ابراہیمؑ کے البتہ وہ لوگ ہیں کہ پیروی کرتے ہیں اس کی اور یہ

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَدَّتْ

نبیؐ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اللہ دوست ہے ایمان والوں کا دوست رکھتی ہے

طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ

ایک جماعت اہل کتاب سے کاش کہ گمراہ کردیں تم کو اور نہیں گمراہ کرتے مگر

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ

جانوں اپنی کو اور نہیں سمجھتے اے اہل کتاب کے کیوں کفر کرتے ہو ساتھ نشانیوں

اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

اللہ کے اور تم گواہ ہو اے اہل کتاب کیوں ملاتے ہو سچ کو ساتھ جھوٹ کے

وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٧١﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ

اور چھپاتے ہو حق کو اور تم جانتے ہو اور کہا ایک جماعت نے اہل

الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ

کتاب سے ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے اوپر ان لوگوں کے کہ

آئیں اس سے مسلمان بددل اور مشکوک ہوکر شاید وہ دین چھوڑ دیں (۷۳) لیکن یہ نہ بھولیں کہ حقیقی معنی میں بات وہ ماننا ہے اور اس کی بات پر ایمان لانا ہے جو تمہارے اپنے دین کی پیروی کرتا ہو۔ ان سے کہہ دو کہ حقیقی راہنمائی تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ملے اور یہ اسی کا عطیہ ہے کہ کسی کو وہی کچھ دے دے جو کبھی تمہارے بزرگوں کو دیا گیا تھا یا کہ تمہارے خلاف پیش کرنے کے لئے اللہ کے یہاں حجت و دلیل عطا کردی جائے ان کو بتاؤ کہ فضل وبزرگی اللہ کے ہاتھ ہے اور مشیت کے ماتحت جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ ہی وسعتوں اور علوم کا خالق ہے۔ (۷۴) اور اسی حیثیت سے وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کرلیتا ہے اور اللہ عظیم الشان فضل کا مالک ہے۔ (۷۵) اہل کتاب میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس دولت کا انبار امانت رکھ دو تو وہ اس امانت کو قاعدے کے مطابق تمہیں ادا کر دیں اور ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر

اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

جو ایمان والے ہیں اوّل دن کے اور کافر ہو جاؤ آخر دن کے شاید کہ وہی پھر جاویں

وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

اور مت مانو مگر واسطے اس شخص کے کہ پیروی کرے دین تمہارے کی کہہ

الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ

تحقیق ہدایت ہدایت اللہ کی ہے یہ کہ دیا جاوے کوئی شخص جیسا دیئے گئے ہو تم

اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ

یا یہ کہ جھگڑا کریں تم سے نزدیک رب تمہارے کے کہہ تحقیق فضل بیچ ہاتھ

اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اللہ کے ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جسے چاہے اور اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے

وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ

اور بعض اہل کتاب میں سے وہ ہے کہ اگر امانت دے اس کو خزانہ

يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ

ادا کردے اس کو طرف تیری اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے کہ اگر

(۱۳) آیات (۷۳-۷۹/۳) اس منصوبے کا یہودی ونصرانی فیصلہ جو قریشی دانشوروں نے صورت بدل کر اختیار کیا تھا۔

ہم اسی منصوبے کو واضح کرتے چلے آئے ہیں یہاں وہ ابتدائی پروگرام سامنے لایا گیا ہے جس میں ماہرین مذہبیات عوام کے لباس میں آتے تھے مذکورہ بالاقسم کی بحثیں کرتے اور رفتہ رفتہ ہار مانتے جاتے کئی کئی روز تک مسلمانوں میں قیام کرتے اور مناسب انداز میں اطمینان کے اظہار کے ساتھ مسلمان ہوجاتے تھے۔ اور اپنے مرکز کے پروگرام کے مطابق مذاکرات جاری رکھتے تھے اور باری باری کسی مناسب بحث میں اپنے مخاطبین کو ملزم ٹھہرا کر واپس چلے جاتے تھے۔ ایسے ہی لوگوں کو قرآن میں منافق اور جاسوس کہا گیا ہے اس محاذ کے متعلق علامہ مودودی کا بیان بھی سنتے چلیں ارشاد ہے کہ :
"یہ ان چالوں میں سے ایک چال تھی جو اطراف مدینہ کے رہنے والے یہودیوں کے لیڈر اور مذہبی پیشوا اسلام کی دعوت کو کمزور کرنے کیلئے چلتے رہتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بددل کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عامۃ الخلائق کو بدگمان کرنے کے لئے خفیہ طور پر آدمیوں کو تیار کرکے بھیجنا شروع کیا تاکہ پہلے اعلانیہ اسلام کو قبول کریں پھر مرتد ہوجائیں، پھر جگہ جگہ لوگوں میں یہ مشہور کرتے پھریں کہ ہم نے اسلام میں اور مسلمانوں میں اور ان کے پیغمبرؐ میں یہ اور یہ خرابیاں دیکھی ہیں تب ہی تو ہم ان سے الگ ہوگئے۔" (تفہیم القرآن جلد ۱ صفحہ ۲۶۵ حاشیہ ۶۱) مگر علامہ سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ تم نے اس قسم کی تمام چالوں کو قرآن سے ایک جگہ جمع کرکے اس خفیہ منصوبے کی قلعی کیوں نہ کھولی؟ اس کے پیدا کردہ

تَأۡمَنۡهُ بِدِيۡنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ اِلَّا مَا دُمۡتَ

امانت دے اس کو ایک دینار نہ ادا کرے اس کو طرف تیری مگر جب تک کہ

عَلَيۡهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا لَيۡسَ عَلَيۡنَا

رہے تو اوپر اس کے کھڑا یہ اس واسطے کہ کہا انہوں نے نہیں اوپر ہمارے

فِى الۡاُمِّيّٖنَ سَبِيۡلٌ‌ۚ وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۝٧٥

بیچ ان پڑھوں کے کچھ راہ اور کہتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ اور وہ جانتے ہیں

بَلٰى مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ

نہ بلکہ جو کوئی پورا کرے عہد اپنے کو اور پرہیز گاری کرے پس تحقیق اللہ

يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ۝٧٦ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ

دوست رکھتا ہے پرہیز گاروں کو تحقیق جو لوگ کہ مول لیتے ہیں بدلے عہد

اللّٰهِ وَاَيۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمۡ فِى

اللہ کے اور قسموں اپنی کے مول تھوڑا یہ لوگ نہیں حصہ واسطے ان کے بیچ

الۡاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنۡظُرُ اِلَيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

آخرت کے اور نہ بولے گا ان سے اللہ اور نہ دیکھے گا طرف ان کی دن قیامت کے

تم صرف ایک دینار بطور امانت ان کو دیدو تو جب تک ڈنڈا لے کر ان کے سر پر سوار نہ ہو جاؤ ہرگز امانت کو واپس نہ دیں گے۔ اور وہ اس لئے کہ اس گروہ نے یہ قانون بنا لیا ہے کہ غیر یہود و نصاریٰ یا مکے کے لوگوں کا مال کھاجانا جائز ہے اس پر کوئی باز پرس نہ ہوگی اور یہ شریعت ساز گروہ اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹا الزام لگاتا ہے کہ اس نے لوگوں کا مال حلال کردیا ہے۔ (۷۶) آخر ان سے لوگوں کا مال کھانے پر مواخذہ کیوں نہ ہو گا؟ البتہ جو بھی اپنے عہد کو وفا کرے گا اور تقویٰ اور ذمہ داری اختیار کرے گا تو سمجھ لو کہ اللہ متقین کو محبوب رکھتا ہے۔ (۷۷) یقیناً جو لوگ اللہ سے عہد کرکے اور آپس کے دوستی معاہدوں کو حقیر دولت کے بدلے فروخت کردیتے ہیں ان لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی بھی آسودگی نہیں اور نہ ہی اللہ ان کو منہ لگائے گا نہ ان کی طرف نظر کرم کرے گا اور نہ ان کو ان کے گناہوں کی آلودگی سے پاک

اثرات اور تخریبی نتائج کو کیوں نہ ترتیب دیا؟ تم نے اس یہودی دانشور منصوبے کے دہنے بازو یعنی قریشی لیڈروں کی متفقہ سازش کا پردہ کیوں پڑا رہنے دیا اسی لئے نا کہ وہ پورا سازشی گروہ آپ کا اپنا راہنما گروہ تھا۔ لیکن ہم اس پردہ کو اٹھاتے چلے آ رہے ہیں ہماری تصنیفات میں ان دونوں گروہوں کا مکمل پروگرام آیات قرآن سے کھول کر رکھ دیا گیا ہے یہاں مختصر اشاروں کے سوا تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ قرآن کا قاری یقین کرلے کہ عہد رسولؐ میں زبردست سازش ہوئی اور اسلام کو تبدیل کیا گیا تھا اور آج وہی تبدیل شدہ اسلام مسلمانوں میں موجود ہے۔

(۱۴) آیات (۷۸ تا ۷۵/۳) میں اہل کتاب کا نظام اجتہاد اور فتویٰ فروشی مذکور ہے۔ سابقہ آیات (۶۹ تا ۷۳) میں اہل کتاب کا خفیہ منصوبہ، مسلمانوں میں تخریب کاری اور ان کے مرکزی احکام اور پالیسی سے تعارف تھا۔ تو اب ان آیات (۷۸ تا ۷۵/۳) میں ترتیب وار ان کے خانہ ساز شرعی احکام اور ان کے احکام کو اخذ کرنے کا طریقہ اور اصول بتائے گئے ہیں۔ انہوں نے اجتہاد و استنباط سے جو قابل عمل شریعت گھڑی تھی اور جو آج تک بھی فریقین کے یہاں موجود اور مسلّمہ ہے۔ اسے اللہ نے تہمت اور جھوٹ کا پلندہ قرار دیا ہے۔ ان کا طریقہ وہی تھا جو بعد میں مجتہدین میں جاری چلا آیا ہے۔ یعنی انہوں نے اصول فقہ بنائے تھے اور کتاب کے مفاہیم کو سمجھنے کے بہانے سے اپنی زبان میں ہیر پھیر اور پیچ و خم (يَلۡوٗنَ) پیدا کئے الفاظ کی مختلف تعریفیں تیار کیں اور تعریفوں اور اصول کی مار دے کر کتاب کے مطالب کا رخ اپنی مصلحتوں اور تجربوں کی طرف موڑ لیا تھا۔ اور ان ہی کے ماتحت مسائل اوراحکام تیار کئے تھے۔ مثلاً علم حاصل کرنا ہر انسان پر فرض تھا۔ مجتہدین کی اصطلاح اور تعریف کی رو سے یہ فرض "فرض کفائی" بن گیا یعنی ہر شخص کے لئے علم حاصل کرنا ممکن نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ نے کتاب میں ان لوگوں پر علم فرض کیا ہے جو استطاعت رکھتے ہیں اور آسودہ حال ہیں۔ لیکن

کرے گا اور قیامت میں ان کے لئے دردناک عذاب کی سزا مقرر ہے ۔(۷۸) اور اہل کتاب ہی میں وہ فرقہ بھی ہے جو کتاب خداوندی کے معاملے میں اپنی زبان میں ایسے پیچ وخم پیدا کرتا رہتا ہے کہ تم یہ سمجھو گے کہ جو کچھ انہوں نے کہا وہ اللہ کی کتاب میں ہے حالانکہ اس کا نہ تعلیمات خداوندی سے تعلق ہے نہ وہ کتاب خداوندی میں کہیں موجود ہے ۔ پھر وہ کہہ دیتے ہیں کہ بہر حال ہم نے جو وضاحت کی ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے حالانکہ وہ بھی اللہ کی جانب سے نہیں ہے ۔ زبان کے یہ ہیر پھیر وہ لوگ جان بوجھ کر اللہ کے ذمے جھوٹ تھوپتے رہتے ہیں (۷۹) کسی بشر کو یہ حق اس حالت میں بھی نہیں پہنچتا جب کہ اللہ نے اسے کتاب اور نبوت دی ہو اور اسے انسانوں پر حکومت عطا کی ہو اور وہ انسانوں کو اللہ کے علاوہ خالص اپنا عبد یا غلام بن جانے کا حکم دے ایسے انبیاؑ اور حکمران رسولوںؑ کا فریضہ تو یہ ہے کہ وہ انسانوں کو دوسرے انسانوں کی ربوبیت کرنے والے خاص اللہ والے بننے کا تقاضہ کریں اس لئے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور اس لئے کہ تم سبق دینے اور

وَ لَا يُزَكِّيۡهِمۡ ۪ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۷﴾ وَ

اور نہ پاک کرے گا ان کو اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور

اِنَّ مِنۡهُمۡ لَفَرِيۡقًا يَّلۡوٗنَ اَلۡسِنَتَهُمۡ

تحقیق بعضے ان میں سے البتہ ایک فرقہ ہے کہ موڑتے ہیں زبانوں اپنی کو

بِالۡكِتٰبِ لِتَحۡسَبُوۡهُ مِنَ الۡكِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الۡكِتٰبِ ۚ

ساتھ کتاب کے تو کہ جانو تم اس کو کتاب سے اور نہیں وہ کتاب سے

وَ يَقُوۡلُوۡنَ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ۚ

اور کہتے ہیں وہ نزدیک اللہ کے سے ہے اور نہیں وہ نزدیک اللہ کے سے

وَ يَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَ هُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ

اور کہتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ اور وہ جانتے ہیں نہیں لائق واسطے کسی

لِبَشَرٍ اَنۡ يُّؤۡتِيَهُ اللّٰهُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحُكۡمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوۡلَ

آدمی کے یہ کہ دیوے اس کو اللہ کتاب اور حکمت اور پیغمبری پھر کہے

لِلنَّاسِ كُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّيۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنۡ

واسطے لوگوں کے ہو جاؤ تم بندے واسطے میرے سوائے خدا کے اور لیکن

كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡكِتٰبَ وَ بِمَا كُنۡتُمۡ

ہو جاؤ تم اللہ کے لوگ اس واسطے کہ ہو تم سکھاتے کتاب اور اس واسطے کہ ہو تم

کتاب میں یہ نہ تھا ۔وہاں ہر شخص پر علم حاصل کرنا آج بھی فرض ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ کا منشا یہی ہے کہ جو لوگ اس قابل ہوں ان پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے نہ کہ ہر ایک پر مثلاً اندھا ، لنگڑا ، لولا ، محتاج ، فقیر کیسے علم حاصل کرسکتے ہیں؟ یہ بڑی دل لگتی اور معقول بات اور مسئلہ تھا لیکن اللہ نے کہا کہ ہرگز یہ منشاء خداوندی نہیں ہے ۔علم کا حاصل کرنا ہر انسان پر ہر حال میں فرض ہے ۔ مطلب یہ تھا علما ،فقہا اور مجتہدین نے لفظ " فرض " کی بہت ساری قسموں کے پیچ وخم اور ہیر پھیر (یَلْوُوْنَ) تیار کر دیئے تھے مثلاً ا۔فرض عینی ۲۔فرض کفائی ۳۔ فرض تعینی ۴۔ فرض مضیق وغیرہ اسی طرح حلال وحرام وکفر و ایمان کی بہت سی قسمیں بنا دی تھیں۔ اور جہاں بچ کر نکلنا ضروری ہوتا تھا کسی دوسری تعریف یا قسم کو آگے بڑھا کر خود پیچھے ہٹ جاتے تھے ۔ جہاں کوئی گنجائش نہ ملتی تھی وہاں کتاب کی آیات کو مجمل ، متشابہ، منسوخ اور عام وخاص، مطلق ومقیّد وغیرہ کے خودساختہ دڑبوں میں بند کردیتے تھے ۔یہی وجہ تھی کہ وہ غیر اقوام سے سود لینا ، ان سے خیانت کرنا، ان کا مال کھاجانا ، ان کی غیبت اور ظلم جائز کہتے اور اللہ کے ذمہ لگاتے تھے ۔ اسی قسم کے فقہا اور مجتہدین سے کہا گیا تھا کہ "تم اللہ پر تہمت اور جھوٹا افترا کرکے یہ نہ کہا کرو کہ یہ حرام ہے اور یہ حلال ہے۔" (نحل ۱۶/۱۱۶) یہود و نصاریٰ کے انہی اصولوں پر اپنے مخالفوں کے ساتھ ہر وہ کام جائز رکھا گیا جو قرآن اور سابقہ کتابوں میں حرام تھا۔ اور یہ سب کچھ اجتہاد کی طاقت اور حکومت کی استبداد سے ہوتا چلا آیا ہے ۔آیت زیر بحث (۳/۷۸) میں اَلْسِنَتَهُمْ کا ترجمہ منہ

مدرسے قائم کرنے کے ذمہ دار ہو۔ (۸۰) ان میں سے کوئی بھی تمہیں یہ حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوںؑ یا نبیوںؑ کو اپنا حقیقی ربوبیت کرنے والے بنالو اور اللہ کو چھوڑ دو۔ اور یہ انبیاؑ و رسلؑ کیا تمہیں کفر کرنے کا حکم دیں گے جب کہ تم پہلے سے مسلم ہو؟ (۸۱) اور جب اللہ نے نبیوںؑ کے متعلق تمام نوع انسان سے عہد لیا (۱۷۲/۷) اور کہا کہ ضروری ہے کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت میں سے اپنی ہدایات بھیجوں لہٰذا جب تمہارے پاس وہ رسولؐ آئے جو ان تمام تعلیمات اور کتاب و حکمت کی تصدیق کرے جو اس وقت تمہارے پاس موجود ہوں تو تم سب پر لازم ہے کہ ضرور اس پر ایمان لاؤ اور ضرور اس کی نصرت کرو۔ پھر پوچھا کہ کیا تم اس مصدق رسولؐ پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار کرتے ہو اور اس معاہدہ کی ذمہ داری کا وزن اپنے سر لیتے ہو تو ان سب نے کہا تھا کہ ہمیں اقرار ہے تب ہم نے کہا تھا کہ اچھا تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ ساتھ گواہ ہوں (۸۲) چنانچہ تم میں سے جو کوئی اس عہد کے بعد اپنی الگ

تَدۡرُسُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَا یَاۡمُرَکُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓئِکَۃَ

پڑھتے اور نہیں لائق کہ حکم کرے تم کو یہ کہ پکڑو تم فرشتوں کو

وَ النَّبِیّٖنَ اَرۡبَابًا ؕ اَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡکُفۡرِ بَعۡدَ اِذۡ

اور پیغمبروں کو پروردگار کیا حکم کرے گا تم کو ساتھ کفر کے پیچھے اس کے کہ ہو

اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۰﴾ؑ وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ

تم مسلمان اور جس وقت لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تم کو

مِّنۡ کِتٰبٍ وَّ حِکۡمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ

کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس پیغمبرؐ سچا کرنے والا

لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ

اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لائیو ساتھ اس کے

وَ لَتَنۡصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَ اَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِکُمۡ

اور البتہ مدد دینا اس کو کہا کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اوپر اس کے

اِصۡرِیۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡہَدُوۡا وَ اَنَا

بھاری عہد میرا کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے کہا پس شاہد رہو اور میں

مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰہِدِیۡنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنۡ تَوَلّٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ

ساتھ تمہارے شاہدوں سے ہوں سو جو شخص پھر جاوے پیچھے اس کے

کے اندر والی زبان کے لو تھڑے سے کرلیا گیا تاکہ مطلب کو اُلٹایا جاسکے ان سے پوچھئے کہ وہ ترجمہ کیوں نہ کیا جو سورۂ روم (۲۲/۳۰) میں موجود ہے اور لفظ "یَلۡوُوۡنَ" کے معنی بھی غلط کئے مثلاً دیکھو (وَإِن تَلۡوُۥٓاْ أَوۡ تُعۡرِضُواْ ﴿۱۳۵﴾ النساء) یہاں یہی علما صحیح معنی کرنے پر مجبور ہوئے ہیں اورخود آیت میں لفظ تَلۡوُۥٓاْ کے ساتھ لفظ تُعۡرِضُواْ کہہ کر اللہ نے معنی کا تعین کردیا ہے یعنی ذاتی مصلحتوں اور اغراض نفسانی کوحاصل کرنے کے لئے عدل وانصاف کی راہ کو ایسا پیچیدہ اور خمیدہ بنا دو کہ لوگ بے ایمانی اور بے انصافی ہی کو عدل وانصاف سمجھتے رہیں اوریوں دینی حقائق کو روگردانی اور اغراض کا شکار کردیا جائے۔

(۱۵) آیت (۳/۷۹) میں غلامی اور کنیز بازی کو حرام کیا گیا ہے جو علما نے برابر حلال رکھا۔

اس آیت (۳/۷۹) میں اللہ نے اپنے انبیاؑ و رسلؑ علیہم السلام کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ کسی کو اپنا غلام بناکر اس سے ایسی خدمات لیں جو خود اس شخص کو پسند نہ ہوں لیکن نظام اجتہاد نے نہ صرف غلامی اورکنیزی کو جاری اور جائز رکھا بلکہ اپنی تیار کی ہوئی تاریخ اورسوانح عمریوں اورخودساختہ روایات میں خود رسولؐ اللہ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے غلام دکھائے ہیں ان کی کنیزیں ثابت کی ہیں اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ رسولؐ اللہ غلامی اور کنیز بازی (معاذ اللہ) کو جائز فرماتے تھے۔ہم نے اس سلسلے میں ترجمہ کی ابتدا ہی میں اس بحث کو مکمل کر دیا ہے اور زیر نظر آیت (۳/۷۹) کو دیگر متعلقہ آیات کے ساتھ پیش کیا ہے اور غلامی وکنیزی کو حرام ثابت کیا ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَ لَهٗٓ

پس یہ لوگ وہی ہیں بدکار کیا پس غیر دین خدا کے چاہتے ہیں اور واسطے اس کے

اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا

مطیع ہوئے ہیں جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہیں خوشی سے

وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا

اور ناخوشی سے اور طرف اسی کے پھیرے جاویں گے کہہ ایمان لائے ہم

بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ مَآ

ساتھ اللہ کے اور اس چیز کے کہ اتاری گئی اوپر ہمارے اور اس چیز کے کہ

ولایت قائم کر کے خلاف ورزی کرے گا وہی حقیقی معنی میں فاسق اور سرکش ہوگا (۸۳) کیا ایسی صورت میں بھی یہ لوگ اللہ کے اسلام دین کے علاوہ دین پسند کرتے ہیں؟ جبکہ آسمانوں اور زمینوں کی ہر مخلوق اور پوری کائنات نے اللہ کا دین اسلام اختیار کر رکھا ہے خواہ اختیاری طور پر ہو یا قہری طور پر اور سب کو اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا (۸۴) اعلان کر دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس سب پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر اتارا گیا اور

(۱۶) آیات (۸۲،۸۱/۳) میں تخلیق آدمؑ سے بھی پہلے اللہ نے نوع انسان سے عہد لیا تھا۔

یہ آیات کئی ایک اور آیات کی تائید و تصدیق میں یہ بتاتی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے کہیں پہلے تمام نوع انسان سے اپنی ذات پاک کے متعلق (اعراف ۱۷۲/۷) اور تمام انبیاء علیہم السلام کی اطاعت وتعلیمات کے متعلق عہد لیا گیا تھا۔یعنی تمام انبیاؑ روز ازل سے علم الٰہی میں متعین اور مشخص تھے اس کے بعد بھی اسلام کے خلاف یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ اچانک کسی بھی شخص کو نبی بنا ڈالتا ہے یقیناً کفر فی الاسلام ہے۔حالانکہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ تمام سابقہ تعلیمات الٰہیہ کی تعلیم دے کر نبیوںؑ کو پیدا کرتا ہے مثل حضرت عیسیٰؑ کو پیدائش سے پہلے توریت وانجیل تعلیم کر کے اور سب کچھ دے کر پیدا کیا تھا (۴۸/۳) اور دنیا میں ان کی یہ تعلیم نہیں ہوئی تھی ۔ دوسری بات یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہر نبیؑ کے پاس آنا اور تصدیق و تائید کرنا اور آپؐ کے دین کی اقساط کو نوع انسان تک پہنچا کر ہر نبیؑ کا حضورؐ کی نصرت کرنا اوراسلام پر ایمان لانا بھی موجود ہے۔ بعض مترجمین نے مثلاً علامہ مودودی نے بھی یہ سمجھا ہے کہ یہ معاہدہ انبیاؑ کے ساتھ ہوا تھا۔ اوروہ بھی بیک وقت نہیں بلکہ الگ الگ ہوا اور نبیؑ بنا کر دنیا میں ہوا تھا۔ اس قسم کے خیالات کی گنجائش ان آیات (۸۲،۸۱/۳) میں نہیں ہے ۔ معاہدہ جن سے بھی ہوا تھا ایک ساتھ بیک وقت تھا۔ چونکہ آیات میں معاہدہ کی خلاف ورزی اور فاسق ہوجانے کا امکان موجود ہے لہٰذا معاہدہ کا دوسرا فریق انبیاؑ ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ اُمتیں دوسرا فریق تھیں ۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آیت میں الفاظ ''نبیوںؑ سے معاہدہ'' (مِنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مِيثَـٰقَ) نہیں ہیں ۔ بلکہ ''نبیوںؑ کا معاہدہ'' (مِيثَـٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ) آئے ہیں ۔ نبیوںؑ سے میثاق لیا گیا تھا ۔لہٰذا فرمایا گیا ہے ۔

وَإِذۡ أَخَذۡنَا مِنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مِيثَـٰقَهُمۡ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٖ وَإِبۡرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ٱبۡنِ مَرۡيَمَۖ وَأَخَذۡنَا مِنۡهُم مِّيثَـٰقًا غَلِيظٗا ﴿٧﴾ لِّيَسۡـَٔلَ ٱلصَّـٰدِقِينَ عَن صِدۡقِهِمۡۚ وَأَعَدَّ لِلۡكَـٰفِرِينَ عَذَابًا أَلِيمٗا ﴿٨﴾

الاحزاب

'' اور جب ہم نے نبیوںؑ سے ان کا عہدلیا ، اور تجھ سے اورنوحؑ سے اور ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے عہدلیا اور ہم نے بہت گاڑھا پکا عہدلیا تھا تاکہ سچوں سے ان کی سچائی پر سوال کریں اور حقائق کو چھپانے والوں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' یہ ہے انبیاؑ سے عہد لینے کا طرز کلام ۔یہاں کہیں ان سے عہد کی خلاف ورزی کا امکان نہیں ہے ۔ اور یقیناً یہ عہد بھی الگ الگ دنیا میں آنے کے بعد نہیں لیا گیا یہ بھی عالم ذر کی بات ہے ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ انبیاؑ علیہم السلام کو تخلیقی وفطری حیثیت سے روزازل سے علوم عطا کر کے جسمانی وجود دیا گیا تھا۔اور آنحضرتؐ کی مسلمہ حدیث ہے کہ وہ آدمؑ کی تخلیق سے پہلے بھی نبیؐ تھے ۔اور یہ کافی ثبوت ہے ۔

أُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ

اتاری گئی اوپر ابراہیمؑ کے اور اسماعیلؑ کے اور اسحاقؑ کے اور یعقوبؑ کے

وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ص

اور اولاد اس کی کے اور جو دی گئی موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو اور نبیوں کو پروردگار ان کے سے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ز وَ نَحْنُ لَهٗ

نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اس کے

مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ

فرماں بردار ہیں اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے دین پس ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا

مِنْهُ ج وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ

اس سے اور وہ بیچ آخرت کے ٹوٹا پانے والوں سے ہے۔ کیونکر ہدایت کرے اللہ

قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ

اس قوم کو کہ کافر ہوئے پیچھے ایمان اپنے کے اور گواہی دی یہ کہ رسولؐ سچ ہے

وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ

اور آئیں ان کے پاس دلیلیں اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو۔ یہ لوگ

جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾

سزا ان کی یہ ہے کہ اوپر ان کے لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ج لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا

ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے نہ ہلکا کیا جاوے گا ان سے عذاب اور نہ وہ

ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ اور نواسوںؑ پر اتارا گیا اور جو موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور دیگر نبیوں کو اللہ کی طرف سے دیا گیا ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مسلم ہیں۔ (۸۵) اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرنا چاہتا ہے اسلام ترک کرنے کی سزا میں اس سے وہ دوسرا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ شخص دیندار ہونے کے باوجود گھاٹے اور نقصان سے دوچار رہنے والوں میں شمار ہوگا۔ (۸۶) سوچو کہ اللہ اس قوم کو کیوں ہدایت کرے جو اس رسولؐ کو سچا ماننے اور ایمان لے آنے کے بعد بھی حقیقت کو چھپانے لگے اور اسلام کے دلائل و براہین پر شہادت بھی دے چکی ہو اور اللہ تو غلط کار و ظلم پسند قوم کو ہدایت کرتا ہی نہیں ہے (۸۷) وہ اسی قوم کے لوگ ہیں جن کی سزا اور جزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت جاری رہے گی تمام ملائکہ لعنت کرتے رہیں گے اور تمام انسان اس قوم کو ملعون کہیں گے۔(۸۸) اور یہ قوم ہمیشہ ان تینوں کی لعنت میں گرفتار رہے گی اور ان کے عذاب میں کمی نہ کی جائے گی

---

(۱۷) آیات (۹۱ تا ۸۴ / ۳) میں قوم قریش کی سازش اور ایک نیا اسلام تیار کرنا۔ ان سات آیات میں قرآن کو مہجور کرنے والی قوم (۳۰/۲۵) پر لعنت و ملامت اور سزا وغیرہ کی تفصیل دی گئی ہے اور اس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ یہ قوم اسلام کے تمام عقائد پر ایمان لائی اور رسولؐ اللہ کی بھی تصدیق کی اور اپنے عمل و ایمان کی بنا پر دیکھنے والوں کے سامنے شاہد بھی رہی ہے مگر یہ اسلام کی ایک اور صورت اختیار کرنا چاہتی ہے جس میں اللہ کو الگ اور رسولوںؑ کو الگ کر دینا طے کر چکی ہے اور رسولؐ اللہ کے مطلق اطاعت سے گریز کی راہ اختیار کر رہی ہے۔ اسی قوم کے لئے بتایا گیا ہے کہ اس نے کفر و اسلام کے درمیان ایک متوسط راستہ تیار کیا ہے (۴/۱۵۰) اسی قوم کی بات ہے جو فرمایا گیا کہ:

”اے رسولؐ تیری قوم نے تجھے اور اسلام اور قرآن کو حق مان کر جھٹلایا ہے۔“ (انعام ۶/۶۶)

(۱۷۔الف) آیات (۳/۸۷،۸۸) میں وہ قوم جس پر تمام انسان لعنت کرتے ہوں کون سی ہے ؟

اللہ اور ملائکہ کا لعنت کرنا تو انسانوں کو نظر نہیں آسکتا البتہ اس کی شناخت یہی ہے کہ تمام انسان بلاکسی ہچکچاہٹ کے اس قوم پر لعنت و مذمت اور پھٹکار ہر وقت جاری رکھتے ہوں۔ قارئین

هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ۙ‏ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰ لِكَ

ڈھیل دیئے جاویں گے مگر وہ لوگ کہ جنھوں نے توبہ کی پیچھے اس سے

وَاَصۡلَحُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ‏ ۝۸۹ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

اور نیکی کی پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے

بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ

پیچھے ایمان اپنے کے پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز نہ قبول کی جاوے گی

تَوۡبَتُهُمۡ ۚ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الضَّآلُّوۡنَ‏ ۝۹۰ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا

توبہ ان کی اور یہ لوگ وہی ہیں گمراہ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور مر گئے

وَهُمۡ كُفَّارٌ فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡ اَحَدِهِمۡ مِّلۡءُ

اور وہ کافر رہے پس ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا کسی ان میں سے بھر کر

الۡاَرۡضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افۡتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ

زمین سونا اور اگرچہ بدلہ دے ساتھ اس کے یہ لوگ واسطے ان کے عذاب ہے

اَلِيۡمٌ وَّمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۝۹۱ لَنۡ تَنَالُوا

درد دینے والا اور نہیں واسطے ان کے کوئی مدد دینے والا ہرگز نہ پہنچو گے تم

الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا

بھلائی کو یہاں تک کہ خرچ کرو تم اس چیز سے کہ دوست رکھتے ہو اور جو

تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ۝۹۲

کچھ خرچ کرو تم کسی چیز سے پس تحقیق اللہ ساتھ اس کے جاننے والا ہے

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ عَلٰى

تمام کھانا تھا حلال واسطے بنی اسرائیل کے مگر جو حرام کیا تھا یعقوب نے اوپر

اور انہیں دم نہ لینے دیا جائے گا۔ (۸۹) البتہ جن لوگوں نے اس آیت کی تلاوت کے بعد توبہ کرلی اور اصلاحی نظام میں عملاً شریک ہوگئے اور آئندہ اصلاح جاری رکھی تو یقیناً وہ اللہ کے بخشنے والا اور مہربان ہونے کا فائدہ اٹھائیں گے۔ (۹۰) بلاشبہ جو لوگ حقائق کو چھپاتے رہے اور ایماندار بھی بنے رہے اور حق پوشی میں بڑھتے ہی چلے گئے ان کی توبہ اور آئندہ اصلاح کا صحیح ارادہ بھی ہمیں قبول نہیں ہے اس لئے کہ وہ لوگ حقیقی طور پر گمراہ ہوچکے ہیں (۹۱) یقیناً جو لوگ حق کو چھپاتے رہے اور حق پوشی کے مشن پر ہی مر گئے وہ اگر اس ساری زمین کو سونے کے انبار لگا کر بھر دیں اور اپنی تخریب کے عوض بدلہ دینا چاہیں تو ان میں سے کسی ایک سے یہ بدلہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس لئے کہ وہ درد ناک عذاب کے مستحق ہوچکے ہیں لہٰذا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ (۹۲) **یہ بھی سن رکھو** کہ جب تک مسلمان اپنی محبوب چیزوں کو ضرورتمندوں پر صرف نہ کریں گے ان کا راہ خدا میں خرچ کرتے رہنا نیکی نہ کہلائے گا اور یوں تو تم جو بھی خرچ کرتے ہو اس سے اللہ آگاہ ہے (۹۳) بنی اسرائیل کے لئے تمام کھانے کی چیزیں حلال تھیں مگر اسرائیلی مرکز نے اپنے ذاتی و اجتہادی حکم سے توریت کے نزول سے پہلے پہلے بعض

غور کریں کہ جب یہ فرما دیا گیا کہ اس قوم پر ہمیشہ ہمیشہ تمام انسانوں کی لعنت ہوتی رہے گی تو یقیناً آج بھی اس قوم پر لعنت ہونا چاہئے۔ اب سوچئے کہ وہ ایسی قوم کون سی ہے جس پر آج بھی ہندو، عیسائی، یہودی اور ہر مذہب کے لوگ اور لامذہب کمیونسٹ لوگ بھی لعنت و مذمت اور خود مسلمان بھی لعنت بھیجتے ہوں؟ یعنی اس قوم ومذہب کے افراد کے علاوہ کوئی بھی شخص ایسا نہ بچے جو اس پر لعنت وملامت نہ کرتا ہو؟ اور ظاہر ہے کہ وہ قوم ایسی ہونا چاہئے جس سے ہر قوم اور ہر مذہب کے انسانوں کو ایسی تکلیف پہنچی ہو جسے بھلایا نہ جاسکے یا اب بھی اس کی اذیت رسانی جاری ہو اور جس نے خود بھی اللہ اور انسانوں کے پیارے انسانوں پر ظلم کیا ہو اور لعنت کرائی ہو۔

(۱۸) آیت (۳/۹۳) اجتہاد اور مجتہدانہ مسائل کو باطل کرتی ہے۔ ایک غلط فہمی۔

اس آیت (۳/۹۳) میں اکثر علما نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ

چیزیں قومی حیثیت سے حرام کرلی تھیں ۔
ورنہ وہ توریت میں بھی حرام ہوتیں ۔ لہٰذا
ان سے کہیں کہ تم توریت لاؤ اور ذرا ان
چیزوں کے حرام ہونے کی آیات توریت سے
پڑھ کر سناؤ تاکہ تمہارا سچ ثابت ہو جائے؟
(۹۴) یہ سمجھ کر بات کیا کرو کہ جو کوئی
اللہ پر جھوٹا الزام لگائے اور اس کی طرف
سے خود ہی حکم گھڑ لے تو وہ ان تنبیہات
کے بعد غلط کار و ظالم ثابت ہو جائے گا
(۹۵) ان سے کہہ دیں کہ اللہ ہی نے سچ
کہا ہے چنانچہ تم بھی ملت ابراہیمؑ کی پیروی
اختیار کرلو جو قطعاً اللہ کی طرف یکسوئی فراہم
کرتی ہے اور ابراہیمؑ شرکت اور مشرکین
سے ملوث نہ تھے۔ (۹۶) حقیقت یہ ہے
کہ انسانوں کی عبادت کے لئے سب سے پہلا
گھر جو بنایا گیا تھا وہ مکہ میں کعبہ ہے ۔وہ
عبادت گاہ کے علاوہ خیر و برکت اور سارے
جہانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بھی ہے
(۹۷) کعبہ میں کھلے کھلے معجزات اور مقام
ابراہیمؑ موجود ہیں اور جو کوئی اس میں داخل
ہوجائے امن میں رہے گا اور اللہ کے لئے
لوگوں پر کعبہ کا حج واجب ہے بشرطیکہ راہیں
کھلی اور سامان آمد ورفت حاصل ہو اور جو
اس حقیقت کو چھپائے گا تو بلاشبہ اللہ پوری
کائنات کی پرواہ نہیں رکھتا۔ (۹۸) اہل کتاب

نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ

اپنی جان کے پہلے اس سے کہ اتاری جاوے توریت کہہ پس لاؤ تم توریت کو

فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

پس پڑھو اس کو اگر ہو تم سچے پس جو کوئی باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۟ فَاتَّبِعُوْا

وقف جبرئیل علیہ السلام

پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں ظالم کہہ سچ کہا اللہ نے پس پیروی کرو

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ

دین ابراہیمؑ حنیف کی اور نہ تھا مشرکوں سے تحقیق پہلا گھر مقرر کیا گیا

لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى

واسطے لوگوں کے وہ ہے جو بیچ مکہ کے ہے برکت والا اور ہدایت

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَ مَنْ

واسطے عالموں کے بیچ اس کے نشانیاں ہیں ظاہر مقام ابراہیم کا اور جو کوئی

دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ

داخل ہو اس میں ہوتا ہے امن میں اور واسطے اللہ کے اوپر لوگوں کے حج کرنا

الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ

اس گھر کا (یعنی کعبہ کا) جو کوئی پا سکے طرف اس کے راہ اور جو کوئی کافر ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

پس تحقیق اللہ بے پرواہ ہے عالموں سے کہہ اے اہل کتاب کیوں

السلام نے اللہ کے حکم اور رضا مندی کے خلاف بعض چیزیں اپنے اُوپر حرام کرلی تھیں ۔ یہ ان لوگوں نے سمجھا ہے جو ہر نبیؑ پر کتاب نازل ہونے کے منکر ہیں اور انبیاؑ کو بھی مجتہد مانتے ہیں۔ اور یہ تصور اس لئے چل کھڑا ہوا کہ آیت میں لفظ اسرائیل آ گیا ہے اور اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے لیکن قرآن مسائل اور احکامات اور واقعات میں یہ لقب استعمال نہیں کرتا بلکہ نام لے کر یعقوبؑ کہہ کر بات کرتا چلا گیا ہے ۔قرآن میں اس کے خلاف ایک مثال بھی نہیں مل سکتی چونکہ آیت میں بنی اسرائیل کا نظام اجتہاد اور خود ساختہ شریعت اور قوانین واحکام زیر بحث چلے آرہے ہیں اور بات بنی اسرائیل کہہ کر شروع ہوئی ہے اور دوبارہ ”بنی اسرائیل“ کی جگہ صرف اسرائیل کہہ دیا گیا ہے ۔ اس لئے یہ دھوکا ہوا کہ معاذ اللہ حضرت یعقوبؑ نے خود ہی حرام و حلال کے احکامات نافذ کر دیئے ہوں گے مگر ہم یہ ایمان رکھتے ہیں ۔ کہ ہر نبیؑ صاحب کتاب ہوتا ہے اسے اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اپنی ذاتی رائے سے احکام گھڑے اور اُمت میں نافذ کرے یہ آیت بھی باقی سینکڑوں آیات کی تائید میں یہود و نصاریٰ کے نظام اجتہاد کے مرکز کی شریعت سازی کا پتہ دیتی اور بتاتی ہے کہ سربراہ مرکز اجتہاد نے قومی حیثیت سے بعض حلال چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال کر دیا تھا۔ جن کا کتب پائے خداوندی میں ذکر نہیں ہے اس آیت (۳/۹۳) سے یہ بھی ثابت ہے کہ توریت اس وقت تک داخلی تحریف سے محفوظ تھی ۔

تَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا

کفر کرتے ہو تم ساتھ نشانیوں اللہ کے اور اللہ گواہ ہے اوپر اس چیز کے

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۸﴾ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

کہ کرتے ہو تم کہہ اے صاحب کتاب کے کیوں بند کرتے ہو راہ خدا کی سے

مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا وَّ اَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ ؕ

اس شخص کو کہ ایمان لایا ہے چاہتے ہو واسطے اس کے کجی اور تم گواہ ہو

وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا

اور نہیں اللہ غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم اے لوگو جو ایمان لائے ہو

اِنۡ تُطِيۡعُوۡا فَرِيۡقًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ

تم اگر کہا مانو گے تم ایک فرقے کا ان لوگوں میں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب

يَرُدُّوۡكُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ

پھیر دیں گے تم کو پیچھے ایمان تمہارے کے کافر اور کیوں کر کفر کرو گے تم

وَ اَنۡتُمۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيۡكُمۡ

حالانکہ پڑھی جاتی ہیں اوپر تمہارے نشانیاں اللہ کی اور بیچ تمہارے ہے

رَسُوۡلُهٗ ؕ وَ مَنۡ يَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ هُدِىَ اِلٰى

پیغمبرؐ اُس کا اور جو کوئی محکم پکڑے اللہ کو پس تحقیق راہ دکھایا گیا طرف

صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

ع ۱۰ / ۱

راہ سیدھی کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے حق ڈرنے اس کے کا

وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا

اور ہرگز نہ مرو تم مگر اور تم مسلمان ہو اور محکم پکڑو ساتھ رسی اللہ کے اکٹھے

وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۖ وَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً

اور مت متفرق ہو اور یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر تمہارے جس وقت تھے تم دشمن

سے پوچھئے کہ تم یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تمہارے عمل پر بچشم خود گواہ ہے کیوں اللہ کی آیات کو گم کرتے رہتے ہو؟ (۹۹) ان اہل کتاب سے یہ بھی کہئے کہ تم خود تو طریق خداوندی پر نہیں چلتے اور ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے ہیں بھی راہ راست پر چلنے نہیں دیتے کیا انہیں غلط راہوں پر ڈالنے میں تمہیں یہ خیال نہیں آتا کہ تم تو خود اللہ کی طرف سے حق و باطل پر گواہ بنائے گئے تھے اور یہ کہ اللہ تمہارے کسی بھی عمل سے غافل نہیں ہے۔ (۱۰۰) اے مومنین اگر تم نے ان لوگوں کے اس فریق کی اطاعت کرلی جو صاحبان کتاب اور نظام اجتہاد ہیں تو وہ تمہیں اپنے اصول و قواعد سے ایماندار ہوتے ہوئے بھی حقائق کو چھپانے والا بنا کر چھوڑیں گے (۱۰۱) اور اے مومنین تم کیسے حق پوشی کرو گے جب کہ تم پر اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں اور رسولؐ اللہ تمہارے اندر موجود ہیں اور جو بھی اللہ کی عصمت کو اپنائے رہے یقیناً اس کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔ (۱۰۲) اے مومنین تم اللہ کے سامنے ذمہ داریاں اختیار کرو جو ذمہ داری اختیار کرنے کا حق کہلاتا ہے اور تمہیں تو ایسی حالت میں موت بھی نہ آنا چاہئے کہ تم مسلمان نہ ہو اور ملک الموت آ کھڑا ہو (۱۰۳) تم سب مل کر اجتماعی حیثیت سے اللہ کی رسی کو تحفظ اور عصمت کا ذریعہ بنالو تاکہ نہ تم سے گناہ سرزد ہوں نہ تم میں تفرقہ پڑے اور اللہ کی اس نعمت کو یاد رکھو کہ تم

(۱۹) آیت (۳/۱۰۰) میں ایک فطری اور عملی صورت حال ۔عوام منکر نہیں ہوسکتے ۔

اس آیت (۳/۱۰۰) میں اور بہت سی آیات میں یہ مطلب بیان ہوا ہے کہ اگر تم نے ---کی اطاعت کی تو وہ تمہیں ایمان کے بعد کافر بنا دیں گے ۔یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ راسخ العقیدہ مسلم عوام کوئی ایسی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے جس میں انہیں شک ہوجائے کہ اس سے ان کا دین ہاتھ سے جاتا رہے گا نہ وہ ایسے آدمی سے بات کرنا گوارا کرتے ہیں جو ان

فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ۚ
پس الفت ڈالی درمیان دلوں تمہارے کے پس ہوگئے تم ساتھ نعمت اس کی کے بھائی
وَ كُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا ؕ كَذٰلِكَ
اور تھے تم اوپر کنارے گڑھے کے آگ سے پس چھڑایا تم کو اس سے اسی طرح
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ لۡتَكُنۡ
بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تو کہ تم راہ پاؤ اور چاہئے کہ
مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ
ہو تم میں سے ایک جماعت کہ بلاویں طرف بھلائی کے اور حکم کریں
بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾
ساتھ اچھی چیز کے اور منع کریں نامعقول سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارہ پانے والے
وَ لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا وَ اخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ
اور مت ہو مانند ان لوگوں کے کہ متفرق ہوئے اور اختلاف کرنے لگے پیچھے اس سے کہ

آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو ایسی صبح وشام سے وابستہ ہوگئے کہ بھائی چارہ قائم ہے اور تم تو جہنم کے کنارے پر پہنچ چکے تھے اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا۔ یہ اللہ کا وہی طریقہ ہے جس میں تمہارے لئے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔(۱۰۴) لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی اُمت برقرار رہتی چلی جائے جو خیر مطلق کی تبلیغ کرے اور عالمی اچھائیوں کا حکم دیا کرے اور ناپسندیدہ و ناشائستہ اعمال سے روکتی رہے اور وہی اُمت ہے جو پہلے سے رستگار و کامیاب ہے (۱۰۵) اور اے مومنین تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے کھلی کھلی دلیلیں آچکنے کے بعد بھی

کا ہم مذہب نہ ہو انہیں گمراہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اوّل سے آخر تک یہ یقین رکھیں کہ ان کے مذہب اور ایمان پر آنچ نہیں آئی ہے۔بلکہ یہ سمجھیں کہ ان کا ایمان اور عقیدہ زیادہ مضبوط ہوگیا ہے۔ تب وہ ہر بات اور ہر کسی کی بات سن لیں گے۔لہٰذا آیت (۳/۱۰۰) کا مطلب یہ ہے کہ " اگر تم نے ---کی اطاعت کی تو وہ تمہیں ایماندار رکھتے ہوئے حقائق اسلامیہ کے خلاف لے جائیں گے اور یہی کمال ہو گا دشمنان اسلام کی تبلیغ کا۔ اور تم خود کو مسلمان بھی سمجھو اور اس حقیقت کو بھی چھپانے لگو کہ رسولؐ اللہ معصوم تھے،ان سے ہر قسم کی غلطی وخطا ولغزش ناممکن تھی۔یہی مقصد تھا دانشورانِ قریش اور علمائے یہود و نصاریٰ کا کہ مسلمانوں میں اجتہادی سرکشی داخل کر دی جائے چنانچہ اگلی آیات (۳/۱۰۱،۱۰۲) میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو کوئی رسولؐ کی عصمت وہدایات اور آیات سے وابستہ رہے گا وہ صراط مستقیم پر قائم رہتا چلاجائے گا اور جو کوئی اہل کتاب کے اس فریق کی اطاعت کرے گا جو یہ جانتا ہے کہ عوام کو کس طرح ایماندار رکھتے ہوئے گمراہ کیاجاسکتاہے تو وہ یقیناً گمراہ ہو کر رہے گا۔ اورخود کو مومن بھی سمجھتا چلا جائے گا۔ اسی خطرہ سے بچانے کے لئے قرآن اور رسولؐ دونوں مسلمانوں کو طرح طرح خبردار کرتے رہے لیکن اپنی وفات کے قریب رسولؐ اللہ نے قرآن میں اعلان کیا کہ مومنین نے قرآن کو مہجور کر دیا ہے (۲۵/۳۰) اور یہ کہ تم لوگ قدم بقدم یہود و نصاریٰ اور کفار کی پیروی کروگے (بخاری)۔

(۲۰)آیات (۳/۱۰۳،۱۰۴)میں ایک جہاندیدہ معصومؑ اُمت کی پیروی تفرقہ پردازی کی روک تھام۔

یہاں آیت (۳/۱۰۳) کا تقاضہ اور اس مذکورہ اُمت کی منصبی ضرورت ہے کہ اسے مکمل خیر پر ہر حیثیت سے علم وتجربہ حاصل ہو تاکہ وہ غلطی سے کسی شر ومضر چیز کو خیر نہ سمجھ لے اور اس طرح اُمت مسلمہ اور ساری دنیا کو شر میں مبتلا نہ کرسکے پھر اسے قیامت تک ہر زمانے کے معروف اورمنکر بھی معلوم ہونا چاہئیں اور اسے یہ مرتبہ حاصل ہونا چاہئے کہ وہ جسے حکم دے اس پر تعمیل واجب ہو۔ اگلی آیت میں تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ دین میں اختلاف وافتراق پیدا نہ کریں اور اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ تمام مسلمانوں کو مذکورہ اُمت کی اطاعت وپیروی کرنا چاہئے(یہی اُمت وسطیٰ ہے) تاکہ فرقہ واریت اورانتشار سے محفوظ رہیں اوریہی بات آیت (۳/۱۰۰) میں کہی گئی تھی کہ اہل کتاب وغیرہ کے مجتہد فریق

اسلام میں تفرقہ اور اختلاف پیدا کر دیا اور وہ سب جہنم کے عذاب کے مستحق ہو گئے ۔(۱۰۶) وہ دن سامنے رکھو جس روز کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ لوگوں کے منہ کالے ہوں گے چنانچہ جن لوگوں کے منہ کالے ہوں گے کیا تم وہی ہو گے جنہوں نے مومن ہونے کے باوجود حق کو چھپایا تھا۔ اچھا تو تم اب حق پوشی کی بنا پر عذاب کے مزے اڑاؤ۔ (۱۰۷) اور جو لوگ سرخرو ہوں گے وہ اللہ کے دامن رحمت میں جگہ پائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۱۰۸) یہ اللہ کی وہ آیات ہیں جنہیں ہم خود پڑھ کر تمہیں سنا رہے ہیں اور حق کو قائم کر رہے ہیں اور اللہ نے پوری کائنات اور تمام جہانوں میں سے کسی پر ظلم کرنے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ (۱۰۹) اور زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ ہی کی ملکیت ہے اور تمام معاملات اسی اللہ کی طرف واپس لائے جاتے ہیں (۱۱۰) تم اللہ کے علم میں پہلے ہی سے وہ بہترین اُمت تھے اور اب بھی ہو اور آئندہ بھی بہترین اُمت رہو گے جسے تمام انسانوں کے تحفظ اور ہدایت کے لئے ساری مخلوق میں سے الگ رکھا گیا ہے (۱۸۱/۷) تم حقیقت خداوندی پر ایمان رکھتے ہو اور رکھو گے تم ہمہ گیر معروفات پر عمل کا حکم دیتے ہو اور دیتے رہو گے تم ناشائستہ اعمال وافکار سے روکتے ہو اور روکو گے اور اگر اہل کتاب بھی بحیثیت مجموعی ایمان لے آتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا۔ یوں تو ان میں مومن بھی ہیں مگر

مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ

آئیں ان کے پاس دلیلیں اور یہ لوگ واسطے ان کے عذاب ہے بڑا اس دن کہ

تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

سفید ہوں گے کتنے منہ اور کالے ہوں گے کتنے منہ پس جو لوگ کہ کالے ہوئے

وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا

منہ ان کے کیا کافر ہوئے تم پیچھے ایمان اپنے کے پس چکھو عذاب بسبب اس کے کہ

كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ

تھے تم کفر کرتے اور جو لوگ کہ سفید ہوئے منہ ان کے پس بیچ رحمت

اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

اللہ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں یہ ہیں نشانیاں اللہ کی

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

پڑھتے ہیں ہم ان کو اوپر تیرے ساتھ حق کے اور نہیں اللہ ارادہ کرتا ظلم کا

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي

واسطے عالموں کے اور واسطے اللہ کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ

الْاَرْضِ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

زمین کے ہے اور طرف اللہ کے پھیرے جاتے ہیں سب کام ہو تم بہتر اُمت

اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ

جو نکالی گئی ہے واسطے لوگوں کے حکم کرتے ہو ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہو

عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

برائی سے اور ایمان لاتے ہو ساتھ اللہ کے اور اگر ایمان لاتے صاحب کتاب

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

تو البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے بعضے ان میں سے ایمان والے ہیں اور اکثر ان کے فاسق ہیں

کی اطاعت نہ کرنا اس لئے کہ اجتہاد، اختلاف و افتراق و انتشار کا دوسرا مگر سجتا ہوا نام ہے۔

(۲۱) پوری نوع انسان کی ہدایت، ترقی اور تحفظ کی ذمہ دار اُمت (۳/۱۱۰): اس آیت (۳/۱۱۰) میں اسی اُمتؐ کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کا ذکر آیت (بقرہ ۲/۱۴۳) میں ہوا تھا دلیل یہ ہے کہ وہ اُمت تمام نوع انسان پر شہید وشاہد ہے اور جو از آدمؑ تا قیامت ہر ہر انسان پر شاہد رہنے کی پوزیشن میں رکھی گئی ہو وہی اُمت اس قابل ہو سکتی ہے کہ وہ ہر انسان کی ہدایت و راہنمائی کا فرض انجام

دے یعنی ان دونوں آیات (۳/۱۱۰ اور ۲/۱۴۳) میں جو لفظ دلیل سے بنتا اور دونوں آیات میں موجود ہے وہ "ٱلنَّاسِ" ہے۔ یعنی تمام انسانوں پر ہادی وشاہد اور ہر انسان کے ساتھ ساتھ حاضر و موجود رہ کر ہر زمانے میں ہدایت کرنے والی اُمت جس کی نظر سے کسی انسان کا کوئی عمل اوجھل نہ رہ سکے پھر جیسا کہ ذرا دیر پہلے آیت (۳/۱۰۴) میں اس اُمت کی منصبی ضرورت ہمہ گیر علم وتجربہ ہے لہٰذا از آدمؑ تا ایندم و تاقیامت اسی علم وتجربہ پر تمام انسانوں کی ہر زمانہ میں ہدایت کر سکنا ممکن ہے ورنہ وہ لوگ جو عہدرسولؐ میں کفر سے اسلام میں داخل ہوئے اور گنتی کے چند سال چند ہدایات حاصل کیں وہ اس عظیم ترین ذمہ داری کا تصور بھی نہیں کر سکتے اس مقدس اُمت کو تیار کرنے میں تخلیق آدمؑ سے قبل لامحدود زمانہ تک اللہ نے تربیت دی نور محمدیؐ ہی کو کائنات و مخلوقات کی بنیاد بنایا ان ہی کے لئے یہ افلاک و ستارے اور سماوات پیدا کئے وہی ساری کائنات کے ہادی و نذیر بنائے گئے (آیات وتفصیلات گزر چکیں) یہ عظیم ترین علم و تجربہ عطاکرنے کے بعد ان کو ساری مخلوق سے الگ رکھ کر تمام مخلوق کو فیض پہنچانے کا وسیلہ بنایا اور فرمایا کہ:

> وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَآ أُمَّةٞ يَهۡدُونَ بِٱلۡحَقِّ وَبِهِۦ يَعۡدِلُونَ ﴿١٨١﴾
> الأعراف

"اور جو مخلوقات ہم نے پیدا کی اس میں ایک ایسی اُمت بھی پیدا کر دی تھی جو مستقلاً حق اور عدل کی ہدایت کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔"

یہی وہ اُمت ہے جس سے ملائکہ اور انبیا علیہم السلام پیدا ہوئے اور مادی جسم ملنے کے بعد بھی اسے انبیاؑ میں محفوظ رکھا اس سے انبیاؑ پیدا کئے جاتے رہے اور اس کی نمائندگی پر تعینات رکھا گیا ان سب کو ایک ذریت ایک نسل اور ایک دوسرے کا ثمرہ قرار دیا گیا (آل عمران ۳۴،۳۳/۳) پھر بہت سے انبیا و رسل علیہم السلام کا نام بنام ذکر کیا گیا اور چالیس آیات (سورۂ انبیاء ۵۱تا۹۲/۲۱) میں ان کی مدح و ثنا اور واقعات بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا کہ:

> إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمۡ أُمَّةٗ وَٰحِدَةٗ وَأَنَا۠ رَبُّكُمۡ فَٱعۡبُدُونِ ﴿٩٢﴾
> الأنبياء

> يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُواْ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعۡمَلُواْ صَٰلِحًاۖ إِنِّي بِمَا تَعۡمَلُونَ عَلِيمٞ ﴿٥١﴾ وَإِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمۡ أُمَّةٗ وَٰحِدَةٗ وَأَنَا۠ رَبُّكُمۡ فَٱتَّقُونِ ﴿٥٢﴾
> المؤمنون

"یقیناً تمہاری یہ اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا خالق اور تربیت کرنے والا ہوں چنانچہ تم میری ہی عبادت و اطاعت کرتے رہو اور اسی مقدس اُمت کو یوں مخاطب فرمایا ہے کہ: "اے ہدایت کے لئے بھیجے جانے والو پسندیدہ وپاکیزہ غذا کھاؤ اور اصلاح اعمال جاری رکھو میں تمہارے تمام اقدامات کا جاننے والا ہوں اور یقیناً تمہاری یہ اُمت ایک ہی مسلسل اُمت ہے اور میں تمہارا خالق ومالک و ترقی دینے اور تربیت کرنے والا ہوں چنانچہ تم میرے ہی سامنے ذمہ دار رہو۔" اور یہی اُمت اور ان ہی صفات کے ساتھ ہر زمانہ میں موجود رہتی آئی ہے۔ چنانچہ ایک مثال یہ ہے کہ:

> وَمِن قَوۡمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٞ يَهۡدُونَ بِٱلۡحَقِّ وَبِهِۦ يَعۡدِلُونَ ﴿١٥٩﴾
> الأعراف

"موسیٰ کی قوم میں سے بھی وہ اُمت موجود تھی جو حق وعدل کی مستقل ہدایت کرتی تھی۔" (اعراف ۷/۱۵۹) اس اُمت مقدسہ سلام اللہ علیہم کے مقام بلند کو قرآن کریم کی آیات اور الفاظ کے تقاضوں اور منصبی ضرورتوں کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد اب یہ عرض کر دینا مفید ہوگا کہ آیت (۳/۱۱۰) کے ترجمہ میں ہم نے جو اضافہ کیا ہے وہ قرآن کریم کی آیات و مطالب کو ربط دینے کے لیے قرآن ہی کے الفاظ میں کیا ہے اور وہاں سورۂ اعراف کی وہ آیت (۷/۱۸۱) لکھ دی ہے جس سے یہ اضافہ لازم ہوجاتا ہے اور ہمارے تمام تراجم میں یہ بات مسلسل ملے گی کہ ہم قرآنی مطالب کو سامنے رکھ کر مفہوم پیش کرتے ہوئے گزریں گے اپنے خیالات کو داخل نہ کریں گے۔ الفاظ کے معنی الفاظ کی پوری گنجائش تک لکھیں گے۔ چنانچہ علامہ راغب اصفہانی نوسوسال پہلے جو کچھ سمجھے (مفردات راغب علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۶۱) اور علامہ سید عبدالدائم جلالی چودھویں صدی تک جو کچھ سمجھے (لغات القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۳۶) وہ ہم نے "كُنتُمۡ خَيۡرَ أُمَّةٍ" کی ذیل میں لکھ دیا ہے۔ اگر کچھ حضرات کو ناپسند ہو تو وہ ہمیں یا کسی اور شخص کو چند ایسے نام بتا دیں جو خانوادہ رسولؐ کے علاوہ عہدرسولؐ میں اس قابل ہوں جو ہر حال میں خیر کی دعوت دیں کبھی ان کی دعوت میں شر کا امکان نہ ہو جو تمام معروفات اور منکرات کا علم رکھتے ہوں جو قرآن اور کائنات کی تفصیلات پر مطلع ہوں اور پھر ایسے لوگوں کا آج تک مسلسل موجود رہنا دکھا دیں۔ ہم بڑی خوشی سے ان لوگوں کو وہ أُمَّةٍ

ان کی کثرت قانون شکن وسرکش ہے (۱۱۱) وہ تم کو ہرگز ضرر نہ پہنچا سکیں گے البتہ ذرا سی تکلیف ضرور پہنچے گی اگر وہ تم سے جنگ کریں گے تو پشت دکھا کر اپنی ولایت سے وابستہ ہوں گے لیکن پھر بھی ان کو نصرت خداوندی نہ ملے گی ۔(۱۱۲) اس اُمت مقدسہ پر ایمان نہ لانے کی بنا پر اس کثرت پر ذلت مسلط کردی گئی تھی اور پھر انہیں خدائی مرکز یا انسانی مرکز ہی کا محتاج رکھا گیا اور وہ غضب خداوندی میں الجھ کر رہ گئے اور ان کو تنگدستی اور بدحالی کی ماردی گئی اور وہ یوں کہ وہ بلاشبہ اللہ کی آیات کو چھپاتے رہے۔ اور کسی جرم و خطا کے بغیر ناحق انبیاً کو قتل کرنا جاری رکھا اور وہ اس بنا پر کہ نافرمانی اور حدود کے پار نکل جانا ان کا شیوہ بن چکا تھا ۔(۱۱۳) تمام وہ لوگ جنہیں اللہ نے کتاب دی ہے وہ سب بدنام اہل کتاب کے برابر نہیں وہ بھی تو صاحبان کتاب ہی ہیں جن میں ہمیشہ قائم رہتی چلی آنے والی اُمت موجود ہے جو رات رات بھر اللہ کی دی ہوئی کتاب کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور سجدے بجالاتے ہیں ۔ (۱۱۴) اللہ کی حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں ، معروفات کا حکم نافذ کرتے ہیں، ناشائستہ کاموں کی ممانعت کرتے ہیں، اور اختیارات میں اضافہ کے لئے

لَنۡ يَّضُرُّوۡكُمۡ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ

ہرگز نہ ضرر پہنچاویں گے تم کو مگر ایذا تھوڑی سی اور اگر لڑائی کریں گے تم سے

يُوَلُّوۡكُمُ الۡاَدۡبَارَ ۚ ثُمَّ لَا يُنۡصَرُوۡنَ ۝۱۱۱ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ

پھیر دیں گے تم کو پیٹھ پھر نہیں مدد دیئے جاویں گے ماری گئی ہے اوپر ان کے

الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ

ذلت جہاں پائے جائیں مگر ساتھ پناہ اللہ کے اور پناہ لوگوں کے سے اور

بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ

پھر آئے ساتھ غصے کے اللہ سے اور ماری گئی اوپر ان کے فقیری یہ اس

بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِيَآءَ

واسطے کہ تھے وہ کفر کرتے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور مار ڈالتے تھے پیغمبروں کو

بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ۝۱۱۲

ناحق یہ بسبب اس کے ہے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور تھے حد سے نکل جاتے نہیں

لَيۡسُوۡا سَوَآءً ؕ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتۡلُوۡنَ

وہ سب برابر صاحب کتاب سے ایک جماعت ہے قائم ہے دین پر پڑھتے ہیں

اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيۡلِ وَهُمۡ يَسۡجُدُوۡنَ ۝۱۱۳ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ

آیتیں خدا کی اوقات رات کے میں اور وہ سجدہ کرتے ہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے

وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ

اور دن آخرت کے اور حکم کرتے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہیں برائی سے

وَيُسَارِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝۱۱۴ وَمَا

اور جلدی کرتے ہیں بیچ بھلائیوں کے اور یہ لوگ ہیں صالحوں سے اور جو کچھ

يَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلَنۡ يُّكۡفَرُوۡهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ

کریں گے بھلائی سے پس ہرگز نہ کی جاوے گی ناقدری اس کی اور اللہ جاننے والا ہے

مان لیں گے جس کا ذکر قرآن نے کیاہے ۔ لیکن افسوس وہ تو خود ہی سب کو خاطی مانتے ہیں حتّٰی کہ ان کے یہاں تو رسولؐ اللہ کو بھی خطا کار کہا اور لکھاجاتاہے اور ان کی دعوت کو بھی غلطیوں سے محفوظ نہیں مانا جاتا ہے ۔

(۲۲) آیت (۱۱۳/۳) کا ترجمہ بعض علما کو قطعاً غلط معلوم ہوگا مگر ؟

اس آیت (۱۱۳/۳) کا ترجمہ شیعہ سنی علما کی کثرت کو اور بعض عوام کو بھی غلط معلوم ہوگا ۔ لیکن اگر ان سے یہ دریافت کیاجائے کہ اس ترجمہ میں کون سا جملہ

یا لفظ ایسا ہے جو اس آیت کو واقعات وحالات کی روشنی میں دیکھنے سے غلط ہے یا غلط معلوم ہوتا ہے تو ان کے پاس غلط ثابت کرنے کے لئے دلیل کوئی نہ ہوگی ۔ ان کا یہ وہم اس لئے ہے کہ یہ وہ ترجمہ نہیں ہے جو انہوں نے اپنے اپنے قرآن میں دیکھا ہے یا دیکھتے ہیں ان سب کو تاریخی طور پر اس کا اقرار ہے کہ مدینہ یا مکہ میں کوئی ایسا گروہ یہود و نصاریٰ میں موجود نہ تھا۔ جو رات رات بھر کتاب اللہ کی آیات پڑھتا اور سجدے کرتا رہے ۔ مکہ و مدینہ ہی میں نہیں بلکہ ساری یہودی اور عیسائی آبادیوں میں روم تک ایسا گروہ نہ تھا جو یوں تلاوت وعبادت میں مشغول رہتا ہو ،جس میں مذہبی ہم آہنگی ہو رابطہ ہو تاکہ اسے ایک اُمۃ کہنا صادق آئے ۔ ان سب کو یہ بھی تسلیم ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں نبیؑ بھیجے گئے لہٰذا ہر اُمت اور ہر شخص لفظ " اہل کتاب " میں شامل اور اہل کتاب ہے ۔ پھر یہ بھی معلوم و مسلّم ہے کہ مسلمانوں کو بھی اللہ نے کتاب دی ہے لہٰذا وہ سب بھی اہل کتاب ہیں۔ پھر یہ بھی سن لیں کہ علامہ مودودی نے مسلمانوں کو غصے میں اہل کتاب لکھا ہے فرماتے ہیں کہ:" لیکن اس(يَلْوُۥنَ أَلْسِنَتَهُم بِٱلْكِتَـٰبِ ﴿٧٨﴾ آلِ عمران۔احسن) کا اصل مطلب یہ ہے کہ وہ (یہود ونصاریٰ۔احسن) کتاب کو پڑھتے ہوئے کسی خاص لفظ یا فقرے کو ، جو ان کے مفاد یا ان کے خودساختہ عقائد و نظریات کے خلاف پڑتا ہو ، زبان کی گردش سے کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں ۔ اس کی نظیریں قرآن کو ماننے والے اہل کتاب میں بھی مفقود نہیں ہیں۔ مثلاً بعض لوگ جو نبیؑ کی بشریت کے منکر ہیں آیت قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴿١١٠﴾ الکھف میں۔إِنَّمَآ کو اِنَّ مَا پڑھتے ہیں۔ اور اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ:" اے نبیؑ کہہ دو کہ تحقیق نہیں ہوں میں بشر تم جیسا۔" (تفہیم القرآن جلد اصفحہ ۲۶۷)

علامہ کا ایک اور ریمارک فوراً پڑھنے کے قابل ہے ۔ وہ بھی سن لیں تو آگے بڑھیں ارشاد ہے ۔" خدا کا کلام جس حد تک لفظاً یا معنیً محفوظ تھا اس کو بھی انہوں نے اپنی من مانی تاویلوں اور تفسیروں سے مسخ کرر کھا تھا۔ دین کی حقیقی روح ان میں سے نکل چکی تھی اور ظاہری مذہبیّت کا محض ایک بے جان ڈھانچہ باقی تھا جس کو وہ سینے سے لگائے ہوئے تھے ۔ ان کے علما ومشائخ ، ان کے سرداران قوم اور ان کے عوام سب کی اعتقادی ، اخلاقی اور عملی حالت بگڑ گئی تھی اور اپنے اس بگاڑ سے ان کو ایسی محبت تھی ۔کہ وہ کسی اصلاح کو قبول کرنے پر تیارنہ ہوتے تھے۔ صدیوں سے مسلسل ایسا ہو رہا تھا کہ جب کوئی اللہ کا بندہ انہیں دین کا سیدھا راستہ بتانے آتا تو وہ اسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے اور ہر ممکن طریقے سے کوششیں کرتے تھے کہ وہ کسی طرح اصلاح میں کامیاب نہ ہوسکے ۔ یہ لوگ حقیقت میں بگڑے ہوئے مسلمان تھے جن کے ہاں بدعتوں اور تحریفوں ، موشگافیوں اور فرقہ بندیوں ،استخوان گیری ومغز افگنی ،خدافراموشی ودنیا پرستی کی بدولت انحطاط اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ وہ اپنا اصل نام " مسلم " تک بھول گئے تھے محض "یہودی" بن کررہ گئے تھے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۷)

بہرحال قارئین کو علامہ اور ان کے پیروؤں کا یہ خود لکھا حال معلوم ہویا نہ ہو ہم ان حالات و عادات وتاویلات وتفسیرات سے لاپرواہ رہ کر قرآن کے الفاظ وآیات کا وہ ترجمہ وتعبیر لکھتے ہیں جس پر پورا قرآن اور آیت زیر ترجمانی شاہد رہے۔ اس آیت (۳/۱۱۳) میں ایک اُمت قائمہ (أُمَّةٌ قَآئِمَةٌ) یعنی ہروقت قائم وموجود رہنے والی اُمت کا تذکرہ ہوا ہے۔ ایسی اُمت جو روز ازل سے کبھی ایک سیکنڈ کے لئے بھی دنیا سے غائب نہیں ہوئی وہی اُمت ہے جس کا تذکرہ قرآن نے باربار اور نئے نئے انداز میں کیا ہے ۔ کبھی اسے أُمَّةً وَسَطًا (۲/۱۴۳)فرمایا اورخود اس کو تیار کرنے کا اعلان کیا (جَعَلْنَـٰكُمْ) کبھی اسے أُمَّةً مُّسْلِمَةً کہا اور اپنے لئے خاص کیا (۲/۱۲۸) کبھی اسے أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ (۳/۱۰۴) ہرحال میں اور ہروقت خیرِ محض کی طرف بلانے والی اُمت قرار دیا۔اور اسے نبیوںؑ کی أُمَّةً وَٰحِدَةً (۲۱/۹۲) ایک یگانا اُمت فرمایا ۔ اگر آپ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے قائم رہنے والی اُمت کو مانتے ہیں (۲/۱۲۸) تو اسے بھی مانیں کہ موسیٰؑ و عیسیٰؑ علیہما السلام کی قوم میں بھی وہی اُمت چلی آ رہی تھی اور حق وعدل کے علاوہ کوئی غلط تبلیغ نہ کرتی تھی (۷/۱۵۹) اور وہی اُمت مذکورہے حقیقی و بدنام اہل کتاب کے اندر (۳/۱۱۳) اسی اُمت پر ایمان لانے کا یہود و نصاریٰ کو حکم دیا گیا تھا (۳/۱۱۰) اور اگر آپ اس أُمَّةٌ قَآئِمَةٌ (۳/۱۱۳) کو یہود و نصاریٰ کے لوگ مانتے ہیں تو یہ بھی مانو کہ اس اُمت کو اسلام لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی ۔ بہرحال ان تمام مقامات پر عہدرسولؐ کے وہ لوگ ہرگز ہرگز مراد نہیں ہیں جو خطاکار اور گناہ گار مانے گئے ہیں ۔ جو اپنی عمر کے طویل ترین حصہ میں خود کافر وظالم وفاسق رہے اور اس دوران کوئی عدل وانصاف اورخیر کی دعوت نہیں دی خودگمراہ تھے وہ کیسے أُمَّةٌ قَآئِمَةٌ ہوسکتے ہیں۔ ہم نے دعوت دی ہے کہ خانوادہ رسولؐ سے باہر کسی شخص کا نام بتاؤ جس نے

جلدی جلدی کام کرتے ہیں چنانچہ علم الٰہی میں وہی لوگ صالحین میں سے ہیں۔ (۱۱۵) حصول خیرو اختیار کے لئے وہ جو کچھ بھی کریں گے اسے چھپایا نہ جائے گا بلکہ ظاہر و مشہور رکھا جائے گا اور اللہ تو یہ سب کچھ اور متقی لوگوں کو بھی جانتا ہے۔ (۱۱۶) یقیناً جن لوگوں نے حق کو چھپانے کی مہم شروع کی ہے نہ ان کو ان کی دولت بے پرواہ کرسکتی ہے نہ ان کی اولاد انہیں اللہ سے بچا سکتی ہے۔اور وہ جہنمی صحابہ ہیں اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلنا اور عذاب سہنا ہے۔ (۱۱۷) جو کچھ وہ اپنی اس زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو (Frost) اور وہ ہوا اس کھیتی پر سے گزر جائے جسے اپنے نفوس پر ظلم کرنے والوں نے بویا ہو اور اسے تباہ کر ڈالے۔ یہ تباہی اللہ نے نہیں مچائی بلکہ خود انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ (۱۱۸) اے وہ لوگو جو مومن بنے ہوئے ہو تم لوگ اللہ و رسولؐ کی مرضی کے خلاف مومنین کے علاوہ ان لوگوں کو اپنا راز دار دوست اور معتمد نہ بناؤ جو تمہاری تباہی کا سامان اور انتظام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے ہیں انہیں تمہاری ایذا رسانی سے بڑا ہی

بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

پرہیزگاروں کو تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے ہرگز نہ کفایت کریں گے ان سے

اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

مال ان کے اور نہ اولاد ان کی اللہ سے کچھ اور یہ لوگ ہیں رہنے والے

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ

آگ کے وہ ہیں بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے مثال اس کی جو خرچ کرتے ہیں

فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ

بیچ اس زندگانی دنیا کے مانند مثال باؤ کے ہے کہ تھا بیچ اس کے پالا پہنچی

حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ

کھیتی ایک قوم کی کو کہ ظلم کیا تھا انہوں نے جانوں اپنی کو پس ہلاک کیا اس کو

وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور نہ ظلم کیا ان کو اللہ نے و لیکن جانوں اپنی کو ظلم کرتے تھے اے لوگو جو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ

ایمان لائے ہو مت پکڑو دوست ولی سوائے اپنے سے نہیں کمی کرتے تم سے

خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ

تباہ کرنے میں دوست رکھتے ہیں یہ کہ ایذا میں پڑو تم تحقیق ظاہر ہوئی

قرآن کا عالم ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور تمام صحابہ نے اس کے دعویٰ کو قبول کیا ہو۔یہ اُمت تو وہی ہے جس کو اہلؑ ذکر اور اہل رسولؐ اور اہل بیتؑ کہا گیاہے۔ رسولؐ کے خلاف محاذ بنانے والے (تحریم ۴/۶۶) قرآن کو مہجور کرنے والے (۲۵/۳۰) اپنا راستہ رسولؐ کے خلاف بنانے والے (۲۵/۲۷،۴/۱۵۰) لوگ تو جہنمی ہیں۔

(۲۲۔الف) علامہ کی تہمت ۔ رسولؐ اللہ کی بشریت کا مسلمانوں میں کوئی منکر نہیں ہے ۔

علامہ نے اپنی بحث میں بعض مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بشریت کا منکر قرار دیا ہے ۔ لیکن ہم تمام مسلمانوں کی طرف سے عرض کرتے ہیں کہ فرداً فرداً تو ہمیں علم نہیں ہے البتہ کوئی فرقہ مسلمانوں میں ایسا نہیں ہے جو آنحضرؐت کی بشریت کا منکر ہو۔ البتہ علما میں یہ بحث چلتی رہی ہے کہ آیا حضورؐ ہماری طرح کے بشر تھے یا نہیں ؟ لہٰذا میں اور تمام شیعہ سنی عوام آپؐ کو اپنے جیسا بشر نہیں مانتے ۔ انہیں ہر لغزش وخطا وگناہ سے منزہ اور کائنات کا عالم اور معلم مانتے ہیں ۔ دوسرا گروہ علامہ کے ساتھ ہے اس میں شیعہ وسنی تمام مجتہد اور مجتہدین کے ماننے والے علما داخل ہیں یہ لوگ آنحضرؐت کو اپنے جیسا جاہل و خطاکار وگناہ گار بشر مانتے ہیں ۔ جس ترجمہ کو پیش کرکے علامہ نے تہمت لگائی ہے اس میں حضورؐ کی بشریت کا انکار نہیں ہے بلکہ ” تم جیسابشر“ ہونے کا انکار ہے۔ یعنی آپ ”بشر تو ہیں “ مگر عام انسانوں کی طرح خطاکار اور غلطی کا شکار ہونے والے بشر نہیں ۔

الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ
ناخوشی منہ ان کے سے اور جو کچھ چھپاتے ہیں سینے ان کے بہت بڑا ہے
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾
تحقیق بیان کیا ہم نے واسطے تمہارے نشانیوں کو اگر ہو تم سمجھتے
هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ لَا يُحِبُّوْنَكُمْ
خبر دار ہو تم وہ لوگ کہ دوست رکھتے ہو تم ان کو اور نہیں دوست رکھتے وہ تم کو
وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَ اِذَا لَقُوْكُمْ
اور ایمان لاتے ہو تم ساتھ کتاب ساری کے اور جس وقت ملاقات کرتے ہیں
قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا
تم سے کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں کاٹتے ہیں
عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ
اوپر تمہارے انگلیاں غصے سے کہہ کہ مرجاؤ ساتھ غصے اپنے کے
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ
تحقیق اللہ جانتا ہے سینے والی بات کو اگر لگے تم کو بھلائی
تَسُؤْهُمْ ۫ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ
ناخوش کرتی ہے ان کو اور اگر پہنچے تم کو برائی خوش ہوتے ہیں ساتھ اس کے
وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ
اور اگر صبر کرو تم اور پرہیز گاری کرو نہ ضرر کریگا تم کو مکر ان
شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع
کا کچھ تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں گھیرنے والا ہے

ع ۱۲ / ۳

پیار ہے۔ یقیناً اب تو خود ان کی زبانوں سے تم نے ان کے بغض و دشمنی کی باتیں ظاہر ہوتے دیکھ لی ہیں ۔ اور جو منصوبہ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ ان کی ظاہری دشمنی اور جنگ و جدل سے بھی کہیں بڑا اور زیادہ تباہ کن ہے ۔ یقیناً ہم تو اپنی آیات میں ان کے منصوبے کی وضاحت کرتے رہتے ہیں مگر سمجھ میں تب ہی آئے گا جب تم عقل پر زور دو گے (۱۱۹) خبردار ہو کہ وہ لوگ تمہارے تعاون کے لئے جب بھی ملتے ہیں تو خود کو مومن ثابت کرتے ہیں اور تم ایمانی رشتے کی بنا پر ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ انہیں تم سے نہ صرف یہ کہ محبت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی تنہائیوں میں تم پر غیظ و غضب کے اظہار کے لئے اپنی انگلیاں تک چبالیتے ہیں پھر تم تو ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو تمہیں تو ایک ایک لفظ سے یہ سبق لینا چاہئے کہ دوست کون ہے اور دشمن کون ہے ۔ اے رسولؐ ان سے کہہ دو کہ تم اپنے غیظ و غضب کی آگ میں جلتے رہو یقیناً اللہ سینوں میں پوشیدہ منصوبوں کو جانتا ہے اور حقیقی مومنین کو بتاتے رہنے سے نہ رکے گا۔ (۱۲۰) ان کا حال یہ ہے کہ اگر تمہیں کامیابی ہوتی ہے تو انہیں ناگوار گزرتا ہے اور اگر تمہیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ خوشیاں مناتے ہیں اور اگر ان کے سلوک پر تم لوگ صبر اور تقویٰ پر کاربند رہتے رہو تو ان کی فریب کارانہ خفیہ چالیں تمہیں ذرا سا بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ اور ان کے تمام

(۲۳) آیات (۱۲۰تا۱۱۸/۳) میں ان مومنین سے اپیل اور طنز ہے جو سازشی ہیں ۔

وہ حضرات جنہیں یہ تسلیم کرنے میں تکلف ہو کہ رسولؐ کی قوم (۲۵/۳۰) اور قوم کے لیڈر روز اوّل سے اسلام کو مہجور اور تباہ کرنے اور کفر سے بدلنے کے لئے اپنا پسندیدہ ایمان لائے تھے اور رفتہ رفتہ ہر عقیدہ اور قانون کو قومی رنگ دے دیا تھا۔ وہ ان آیات (۱۲۰تا۱۱۸/۳) میں دیکھیں کہ یہاں کہیں دور دور منافقوں کا تذکرہ نہیں ہے ۔ صرف کافروں کا اور ان مومنین کا ذکر ہو رہا ہے جن کی محبت، اعتماد اور راز و رموز دشمنان اسلام سے وابستہ ہیں۔ اور ہمیشہ ان کے اشاروں اور احکام پر چلتے رہے ۔یہاں تک کہ بتدریج وہ سب تھک گئے کچھ میدان جنگ میں شکست کھاکر اپنے ان چچوں اور مقلدین سے آملے

اور کچھ حفظ ماتقدم کے لئے اچھی فضا میں اعلان ایمان کرکے اسی مخصوص مومنین کے ٹولے میں داخل ہوگئے اور اب پوری قوت اور اجتماعی ہم آہنگی سے مذہب اسلام کو اس اسلام میں تبدیل کرکے اپنی قوم میں اور اپنے حلیفوں اور طرفداروں میں پھیلانا شروع کیا جو آج تک مجتہدین کے پاس ہے۔ اللہ کے مخاطب مومنین میں سے وہ لوگ دشمن سے خطرہ میں نہ تھے جو دشمن کے اپنے مومنین تھے ۔ ورنہ وہ اللہ کی اس ہدایت کے بعد ان سے رابطہ اور راز و نیاز ومحبت نہ رکھتے ۔ البتہ جو لوگ قریشی غلط فہمی میں الجھے ہوئے ہوں گے وہ ان آیات وتنبیہات سے ضرور چوکنا ہوکر باز آگئے ہوں گے ۔چونکہ قریشی لیڈر، رسولؐ اللہ ، خاندان رسولؐ اور حقیقی مومنین ہی کے دشمن تھے۔ وہ اپنے بھیجے ہوئے مومنین کو نہ صرف جانتے پہچانتے تھے بلکہ ان سے خط وکتابت اور ہر قسم کا عملی رابطہ رکھتے تھے ۔ میدان جنگ میں بھی اپنے والے مومنین کو زخم نہ لگاتے تھے اور دوران جنگ اپنے مومنین کو نام بنام پکار کر کسی بات کی تصدیق کرلیا کرتے تھے ۔ چنانچہ جنگ اُحد کے دوران ابوسفیان نے یہ تحقیق کرنے کے لئے کہ آیا رسولؐ اللہ قتل ہوگئے یا زندہ تھے ؟ پہاڑ پر چڑھ کر اور نام بنام اپنے مومنین کو پکار کر معلوم کیا تھا۔ اور ان لوگوں سے پوچھا تھا جو رسولؐ کے صحیح حالات سے واقف تھے ۔ اور ابوسفیان کو فریب نہ دے سکتے تھے اسی جگہ اللہ نے یہ بتایا کہ ایک بڑا خطرناک اور عظیم الشان منصوبہ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے جو جنگ وجدل اور عملی دشمنی سے بھی مہلک ہے (۳/۱۱۸) اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ :

(۲۳۔الف) سازشی مومنین پورے قرآن واسلام پر ایمان رکھتے تھے ؟

جو مومنین دشمنان رسولؐ سے راز و نیاز وعقیدت رکھتے ہیں وہ پورے قرآن واسلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں معلوم ہوا کہ حقیقی مومنین کے ایمان میں اور ان قومی مومنین کے ایمان میں نظریاتی فرق ہے وہ اللہ و رسولؐ وغیرہ کے متعلق اپنا خود تراشیدہ اور مصلحت قومی کا پسندیدہ عقیدہ اور تصور رکھتے ہیں قارئین ایسی آیات کو غور سے پڑھتے ہوئے گزرا کریں اور ربط قائم رکھیں ۔

(۲۳۔ب) قرآن میں صرف دوبڑے ہیروز یا کردار مذکورہوئے ہیں ؟

قارئین کو یہ خیال آتا ہوگا کہ ہم قریشی اور قریشی لیڈروں کے پیچھے ہاتھ دھوکرپڑگئے ہیں۔ آیات میں ایسی بہت سی چیزیں آتی ہیں جن کی وضاحت کو دل چاہتاہے۔ لیکن ہم صرف رسولؐ کی قوم والی آیات ہی پر قلم اٹھاتے ہیں ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم قرآن کی تفسیر نہیں کررہے ہیں کہ ہربات کی وضاحت کرتے ہوئے گزریں ہمارا مقصد یہ ہے کہ وہ مطالب پیش کردیں جو اللہ نے انسانوں تک پہچانا ضروری سمجھا ہے۔
۲۔ ان آیات کی وضاحت کردیں جہاں مترجمین نے اپنے مسلک کے تحفظ میں معانی کو تبدیل کیاہے اس طرح اسی منصوبے، مُہم اور اسکیم کو کھول کرر کھ دیں جو دشمنان اسلام نے روز اوّل سے جاری رکھی اور قرآن کو مہجور کرکے رکھ دیا۔ لہٰذا قرآن میں لاکھوں کروڑوں باتیں اورپوری کائنات کی تفصیل ہوتے ہوئے بھی دو مرکزی کردار ہیں اور باقی تمام تفصیلات ان دونوں کے چاروں طرف گھومتی ہیں آیات پڑھئے اوردیکھئے کہ ہم نے خودکو رسولؐ اور قوم رسولؐ تک کیوں محدود کردیاہے ارشادہے کہ:

وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ ٱلرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُۥ شَيْطَٰنًا فَهُوَ لَهُۥ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَنَا قَالَ يَٰلَيْتَ بَيْنِى وَبَيْنَكَ بُعْدَ ٱلْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ ٱلْقَرِينُ ﴿٣٨﴾ وَلَن يَنفَعَكُمُ ٱلْيَوْمَ إِذ ظَّلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِى ٱلْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٩﴾ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ أَوْ تَهْدِى ٱلْعُمْىَ وَمَن كَانَ فِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٤٠﴾ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ﴿٤١﴾ أَوْ نُرِيَنَّكَ ٱلَّذِى وَعَدْنَٰهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ﴿٤٢﴾ فَٱسْتَمْسِكْ بِٱلَّذِىٓ أُوحِىَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَإِنَّهُۥ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُونَ ﴿٤٤﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَآ أَجَعَلْنَا مِن دُونِ ٱلرَّحْمَٰنِ ءَالِهَةً يُعْبَدُونَ ﴿٤٥﴾ الزخرف

" اور جو شخص رحمان کے ذکریعنی رسولؐ اور قرآن کے خلاف منزل پر پڑاؤ ڈالے تو ہم ایسے شخص کے لئے شیطان کو تعینات کردیتے ہیں اور پھر وہ شیطان ہمیشہ اس کے ساتھ ساتھ رہا کرتا ہے ۔ اور ان لوگوں نے رویہ تو یہ اختیار کیا ہواہے کہ صراط مستقیم سے لوگوں کو شیطانی حکم سے روکتے اور باز رکھتے ہیں ۔مگر اپنے خودساختہ اصول و مذہب کی بنا پر حساب یہ لگاتے ہیں کہ وہ خود بھی ہدایت یافتہ ہیں اور دوسروں کو روکنا بھی ہدایت ہے۔ یہ سب کچھ

ہی اقدامات کو اللہ نے احاطہ کرر کھا ہے۔
(۱۲۱) اور جب تمؐ اپنے خانہ نشینوں کو چھوڑ کر علی الصباح نکل کھڑے ہوئے اور مومنین کو جنگ کے اہم مقامات میں تعینات کرکے ہدایات دے رہے تھے تو اللہ تمام کچھ سننے والا اور خبر دار تھا (۱۲۲) وہ موقع بھی یاد رکھو جب تم میں سے دو ایسے گروہوں نے ناکام کرنے اور زِک پہنچانے کی کوشش کی تھی جو اللہ کی حاکمیت کے قائل مومن تھے حالانکہ مومنین کو تو اللہ ہی پر توکل رکھنا چاہئے تھا۔ (۱۲۳) اور یقیناً انہیں معلوم تھا کہ اس جنگ اُحد سے پہلے اللہ نے تمہاری نصرت کی تھی اور حال یہ تھا کہ تم اس وقت بڑی ذلت و کمزوری کی صورت میں تھے بہرحال تم تقویٰ

وَ اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ
اور جب صبح کو نکلا تو لوگوں اپنے سے جگہ دیتا ہے مسلمانوں کو بیٹھنے کی
لِلْقِتَالِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۲۱ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ
واسطے لڑائی کے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے جب قصد کیا تھا دو فرقوں نے
مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ
تم میں سے یہ کہ نامردی کریں اور اللہ دوستدار تھا ان کا اور اوپر اللہ کے
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲۲ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ
پس چاہئے کہ توکل کریں ایمان والے اور البتہ تحقیق مدد دی تم کو اللہ نے
بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲۳
بیچ بدر کے اور تم تھے ذلیل پس ڈرو اللہ سے تو کہ تم شکر کرو

اس وقت تک کرتے رہیں گے جب ان کا لیڈر ، جس کے ساتھ شیطان تعینات تھا۔ ہمارے سامنے پیش ہوگا (۲۹تا۲۷/۲۵) اور اس اپنے راہنما شیطان سے کہے گا کہ اے کاش تجھ میں اور مجھ میں مشرق اور مغرب جتنا فاصلہ رہتا تو کتنا بدنہاد ساتھی (خلیل) ثابت ہوا ہے۔ لہٰذا تم تمام لوگ سن رکھو جو اس لیڈر اوراس کے دوست کی راہ پر چلتے رہے کہ تمہیں اس روز کوئی نفع نہ پہنچے گا۔اس لئے کہ تم نے غلط لوگوں کی پیروی کی تھی لہٰذا تمہیں ان دونوں کے ساتھ عذاب میں برابر کاشریک رہنا ہوگا۔ اورکیا اے رسولؐ تم ایسے لوگوں کو پیغام خداوندی سنانا اور ہدایت کرناچاہتے ہو جنہیں ان کے لیڈروں نے ہدایت کی طرف سے آنکھیں اور کان بندرکھنے پر مامور کردیاہے اورجو کھلی گمراہی پر ہدایت سمجھ کر گامزن ہیں؟ چنانچہ خواہ ہمیں تجھ کو بیچ سے ہٹانا ہی کیوں نہ پڑے ہم یقیناً ان سے انتقام لے کر رہیں گے۔ خواہ ہمیں تیری نظروں کے سامنے ہی ان کو اپنے وعدہ کے مطابق عذاب دینا پڑے اورہم یقیناً ان پر غلبہ اور اقتدار رکھتے ہیں۔چنانچہ تم اطمینان کے ساتھ اس ہستی سے وابستہ رہو جس کے متعلق ہم نے تمہیں وحی بھیج دی ہے اور اس شخصیت سے تمہاری وابستگی یقیناً صراط مستقیم پر قیام ہے۔اور یقیناً یہ سب کچھ جو بیان ہوا اورپوری کتاب تیرے اورتیری قوم کا ہی ذکرہے اور مستقبل بعید میں تم دونوں سے سوالات کئے جانے والے ہیں۔ تم ان تمام رسولوںؑ سے سوال کرلو جو تم سے قبل ہم نے بھیجے تھے کہ کیا ہم نے رحمٰن کے علاوہ بھی کچھ معبود مقرر کئے تھے کہ جن کی عبادت کی جاتی؟"
یہ آیات اتنی واضح ہیں کہ ان کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔اگر قاری ان مقامات وآیات کو سامنے رکھ لے جو کفار قریش اور قریشی مومنین و منافقین کے لئے ہم نے لکھی ہیں یا کم ازکم سورۂ فرقان کی آیات (۳۰تا۲۷/۲۵) کو ایک دفعہ پھر پڑھ لے تو اسے وہ دونوں دوست اور ان کا شیطان اورپوری قوم اور ان کا منصوبہ سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی اور اسے یقین ہوجائے گا کہ پورا قرآن محمدؐ اور اُن کی قوم کا قصہ ہے اور جو شخص ان لوگوں کو شناخت نہ کرے جنہوں نے قرآن کی حقیقی تعلیمات کو پس پشت پھینکا یا مجبور کیا تھا اُسے اس قرآن سے ہرگز صراط مستقیم نہ ملے گا (علیؑ) وہ نمازی بن سکے گا۔ حاجی اور مُلّا جی ہوجائے گا مگر۔۔۔؟ یہاں یہ بھی سمجھ لیں کہ تمام سابقہ انبیأ زندہ ہیں اور آنحضرت جس سے چاہیں سوال کرنے اور جواب طلب کرنے کی قدرت رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔

(۲۴) آیات (۱۲۴تا۱۲۲/۳) قریش کے وہی قومی مومنین رسولؐ کو ناکام کرنا چاہتے تھے۔

ان آیات (۱۲۴تا۱۲۲/۳) میں بھی مختصراً جنگ اُحد کی حالت بیان ہوئی ہے اور اللہ کو اپنا حاکم اور ولی ماننے کے باوجود دوگروہوں

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ

جس وقت کہتا تھا تو واسطے مسلمانوں کے کیا نہ کفایت کرے گا تم کو یہ کہ

يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى

مدد کرے تم کو رب تمہارا ساتھ تین ہزار کے فرشتوں سے اتارے ہوئے بلکہ

اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا

اگر صبر کرو تم اور پرہیزگاری کرو تم اور آویں تم پر اپنے جوش سے جو یہ ہے

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

مدد کرے گا تم کو پروردگار تمہارا ساتھ پانچ ہزار کے فرشتوں سے نشانی کرنے والے

اختیار کرو شاید تم شکر گزاری کر سکو۔ (۱۲۴) اور وہ بھی ایک وقت تھا جب تم اسی قسم کے مومنین کی ہمت بڑھانے کے لئے ان سے یہ کہہ رہے تھے۔ کہ کیا تم لوگوں کو یہ بات بھی ہرگز کافی نہ ہوگی کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتوں کو نازل کر کے تمہاری مدد کردے؟ (۱۲۵) اس پر اللہ نے تصدیق کرتے ہوئے کہا تھا کہ ”کیوں نہیں ہم تو تمہاری مدد کے لئے تین کی جگہ پانچ ہزار مخصوص فرشتوں کو فوراً بھیج دیں گے مگر تم رسولؐ اللہ کے معیار پر صبر اور

نے رسولؐ کے مشن کو ناکام کرنے اور سرداران قریش کو کامیاب کرنے کی ہمت کی تھی۔ ان کے طرف دار علما نے یہاں لفظ ”تَفْشَلَا“ کے معنی بزدلی اور کمزوری کرکے اصل معنی کو چھپایا ہے حالانکہ عربی میں بزدلی اور ڈرپوک کے لئے مشہور و معروف اور روزمرہ بولے جانے والا لفظ جُبْنٌ اور جُبَانَۃٌ ہے۔ اور فَشَلٌ کے حقیقی معنی۔ ناکام کرنا۔ مایوسی پیدا کرنا اور زک یا نقصان پہنچانا ہیں۔

(۲۴۔الف) رسالتمآبؐ بلاظاہری وحی کے بھی اللہ کی ذمہ داری پر وعدہ کرتے تھے۔ حقیقت اس آیت میں واضح ہے کہ رسولؐ اللہ نے اللہ کی طرف سے تین ہزار ملائکہ کے آنے کی خبر دی تھی۔ جسے اللہ نے خوشی سے اپنے سر لیا اور تین ہزار کی تعداد کو بڑھا کر پانچ ہزار کر دیا (۱۲۵،۱۲۴/۳) لیکن وہ لب و لہجہ اور الفاظ قابل غور ہیں جو رسولؐ اللہ نے اپنے مخاطب مومنین سے کہے تھے۔ ”کیا تمہاری مدد کے لئے تین ہزار فرشتوں کا آنا بھی ہرگز کافی نہ ہوگا۔“ (۳/۱۲۴)

صاف ظاہر ہے کہ جن لوگوں سے یہ جملہ متعلق ہے وہ اسلامی لشکر میں مایوسی پھیلا چکے ہیں اور تعداد کی کمی کی بنا پر مسلمانوں کو ناکامی کا یقین دلا چکے ہیں۔ اور کوئی ایسی خفیہ سازش کر چکے ہیں جس سے انسانی کوششیں عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں اور رسولؐ کو حقیقی مومنین کو ملکوتی نصرت کا وعدہ دینا پڑا ہے۔ اور اللہ نے منظور کر لیا تھا علامہ مانتے ہیں کہ:۔

(۲۴۔ب) کیا مودودی صاحب عملاً ملائکہ کا مدد کے لئے آنا مانتے ہیں؟؟ ”مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ایک طرف دشمن تین ہزار ہیں اور ہمارے ایک ہزار میں سے بھی تین سو الگ ہوگئے ہیں، تو ان کے دل ٹوٹنے لگے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے (ملائکہ کی نصرت کے۔احسن) یہ الفاظ کہے تھے۔“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۸۶)

ان سطور میں علامہ نے مان لیا کہ مسلمانوں سے نبیؐ نے ملائکہ کی نصرت کا وعدہ جنگ اُحد میں اس وقت کیا تھا جب وہ مایوسی کے عالم میں تھے علامہ نے اس کے بعد مسلمانوں کی کثرت کا بدحواس ہو کر بھاگ جانا لکھا ہے اور بتایا ہے کہ چند بہادر سپاہی رسولؐ کے پاس رہ گئے تھے اور ”شکست کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی۔“ (ایضاً صفحہ ۲۸۵) پھر از راہ حیرانی لکھا ہے کہ: ”اس موقع پر یہ ایک معمہ ہے جو حل نہیں ہو سکا کہ وہ کیا چیز تھی جس نے کفار مکہ کو خود بخود واپس پھیر دیا؟ مسلمان اس قدر پراگندہ ہو چکے تھے کہ ان کا پھر مجتمع ہو کر باقاعدہ جنگ کرنا مشکل تھا اگر کفار اپنی فتح کو کمال تک پہنچانے پر اصرار کرتے تو ان کی کامیابی بعید نہ تھی مگر نہ معلوم وہ کس طرح آپ ہی آپ میدان چھوڑ کر واپس چلے گئے۔“ (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۲۸۵)

(۲۴۔ج) علامہ اینڈ کمپنی ملائکہ اور ملائکہ کے سپہ سالار کی کارکردگی کے منکر ہیں۔ اس بیان سے واضح ہو گیا کہ علامہ اور ان کے راہنما قریش پانچ ہزار ملائکہ کے نزول و نصرت کو نہیں مانتے ورنہ کافروں کا پسپا ہو کر میدان سے فرار ”ایک ناقابل حل معمہ نہ رہتا“ مومنین جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور ملائکہ نے کفار کی ہمتیں توڑ دی تھیں چونکہ

وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَىِٕنَّ

اور نہیں کیا اس کو اللہ نے مگر خوشخبری واسطے تمہارے اور تو کہ آرام پکڑیں

قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ

دل تمہارے ساتھ اس کے اور نہیں مدد مگر نزدیک اللہ غالب

الْحَكِیْمِۙ ﴿۱۲۶﴾ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا

حکمت والے کے سے تو کہ کاٹ ڈالے ایک ٹکڑا ان کا لوگوں سے جو کافر ہوئے

اَوْ یَكْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآىِٕبِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

یا ذلیل کرے ان کو پس پھر جاویں نامراد نہیں واسطے تیرے اس کام میں سے

شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ

کچھ یا پھر آوے اوپر ان کے یا عذاب کرے ان کو پس تحقیق وہ ظالم ہیں اور

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ

واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے

یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

بخشتا ہے جس کو چاہے اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۹﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا

مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ تم سود کو دوگنا

تقویٰ اختیار کرلو تب ہی ہم ایسی مدد کریں گے“ (۱۲۶) یہ خوشخبری اللہ اور رسولؐ نے تمہیں اس لئے قبل از وقت دے دی ہے کہ تمہارے دل اطمینان حاصل کرلیں اور تم جنگ میں جم کر دشمن کا مقابلہ کرسکو اور حقیقی مدد تو اللہ کے سوا کوئی اور دے ہی نہیں سکتا وہی تو ہر حال میں غالب رہنے والا حکیم ہے ۔(۱۲۷) اور ملائکہ کی نصرت کا ایک اور سبب یہ ہے تاکہ ان کے ایک طرف کا مددگار بازو کاٹ ڈالے یا ناشکرے لوگوں کو ذلیل کرے اور یوں وہ نامراد ہو کر انقلاب میں مبتلا ہو جائیں ۔(۱۲۸) اللہ کے قوانین اور فیصلوں میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے ۔ قانون کا یہ تقاضہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ توبہ کریں اور میں توبہ قبول کرلوں یا یہ کہ انہیں ظالم ہونے پر عذاب سے دوچار کردوں۔ (۱۲۹) چنانچہ زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی ملکیت ہے وہ مشیت سے جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور یہی اس کے غفور و رحیم ہونے کا ثبوت ہے ۔(۱۳۰) اے وہ لوگو جن کو مومن کہا جاتا ہے تم سود در سود

رسولؐ کی پوری قوم میدان جنگ سے فرار کرکے میدانوں ،جنگلوں اور پہاڑوں میں جا چھپی تھی ۔ اس لئے انہیں کیسے معلوم ہوتا کہ میدان جنگ میں ان کے بعد کیا کیا ہوا ؟ بعد میں معلوم ہوا تو شرم کے مارے اس کا ذکر مناسب نہ سمجھا اور معمہ کہہ دیا۔

(۲۴۔د) اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا بھی وہی نام نہاد قریشی منصوبہ ساز مومنین ہیں (۱۲۶/۳)۔ کفر و کافر کے معنی منکر اور غیر مسلم کرکے قومی علما نے اپنے سازشی راہنما لیڈروں کی بڑی پردہ پوشی کی تھی ۔ لیکن ہم نے کفر وکافر کے حقیقی معنی کرکے اس پردہ پوشی کی نقاب کشائی کردی ہے ۔ لہٰذا اب ہر جگہ اسی قوم کے لوگ سامنے کھڑے نظر آتے ہیں کچھ ان میں کھلے اور تلوار بکف دشمن اور کچھ عمامہ ودستار پہنے تسبیح بدست دشمن ہیں ۔ کچھ نفاق اور جاسوسی کے ذریعے تلوار بکف گروہ کا تسبیح بدست گروہ سے رابطہ قائم رکھتے ہیں یہاں آیات میں (۱۲۶تا۱۲۹/۳) تسبیح بدست لوگوں کا ذکر ہے اگروہ توبہ کرلیں تو انہیں حقیقی مومنین میں شمار کرلیا جائے اور رسولؐ کو بھی دخل دینے سے روکا گیا ہے ۔

(۲۵) آیات (۱۳۰تا۱۳۲/۳) میں وہی قریشی مومنین مخاطب ہیں جو حرام خور رہے۔ یہاں قریشی یا قومی مومنین کی موٹی موٹی باتیں بیان ہوئی ہیں ان کی سود خوری باقاعدہ بیان ہو چکی ہے (بقرہ ۲۷۵تا۲۸۱/۲) یہاں یہ بتایا ہے کہ قریشی مومنین کئی کئی گنا سود لیا کرتے تھے اور اللہ ورسولؐ کی اطاعت نہ کرتے تھے۔ مغفرت اور جنت کی پرواہ نہ رکھتے تھے اور پھر بھی پکے مومن تھے۔

مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ

دو گنا کئے ہوئے اور ڈرو اللہ سے تو کہ تم چھٹکارا پاؤ اور ڈرو اس آگ سے

الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ

جو تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسولؐ کی

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تو کہ تم رحم کئے جاؤ اور جلدی کرو طرف بخشش کے رب اپنے سے

وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ

اور بہشت کے کہ چوڑاؤ اس کا آسمان اور زمین ہے تیار کی گئی ہے

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ

واسطے پرہیز گاروں کے جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں بیچ خوشی کے اور سختی کے

وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَ اللّٰهُ

اور بند کرنے والے غصے کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا

دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو اور وہ لوگ جب کریں بے حیائی یا ظلم کریں

اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَ مَنْ

جانوں اپنی کو یاد کریں اللہ کو پس بخشش مانگیں واسطے گناہوں اپنے کے اور کون

يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ۣ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا

بخشا ہے گناہوں کو مگر خدا اور نہ ہٹ کریں اوپر اس چیز کے کہ کیا انہوں نے

وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

اور وہ جانتے ہیں یہ لوگ بدلا ان کا بخشش ہے رب ان کے سے اور

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے

کئی کئی گنا کر کے کھانا چھوڑ دو اور اللہ کے سامنے ذمہ دار انسان بن جاؤ شاید اس طرح تم فلاح پاسکو۔ (۱۳۱) اور اس آگ میں جلنے سے بچو جسے سود خوروں اور حق چھپانے والوں کے لئے خاص طور پر تیار کیا گیا ہے۔ (۱۳۲) اور اللہ ورسولؐ کی اطاعت اختیار کرلو شاید تم پر رحم کیا جاسکے۔ (۱۳۳) اور تم اپنے رب کی بخشش اور جنت کے حصول میں جلدی کرو جو جنت متقی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اس کی صرف چوڑائی تمام آسمانوں اور زمین کو سما سکتی ہے (۱۳۴) وہ ان متقین کے لئے ہے جو آسودہ حالی اور بدحالی میں بھی ضرورتمندوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں اور غصہ میں بدلہ نہیں لیتے بلکہ غصہ پی جاتے ہیں ۔ اور لوگوں کے قصوروں سے چشم پوشی کرتے رہتے ہیں اور اس طرح کے احسان پیشہ لوگوں سے اللہ محبت کرتا ہے اس لئے کہ یہ تمام کام رسولؐ کی اتباع ہیں (۳/۳۱) (۱۳۵) اگر ایسے لوگوں سے کوئی بے حیائی یا اپنی جان پر زیادتی اور ظلم سرزد ہو جائے تو انہیں فوراً اللہ یاد آجاتا ہے تب وہ اپنے غلط متعلقات پر نادم ہو کر بخشش و مغفرت چاہتے ہیں اور یہ تو معلوم ہے کہ غلط متعلقات کو اللہ کے سوا اور کوئی بخش نہیں سکتا ۔ اور وہ لوگ اپنے غلط عمل پر اصرار نہیں کرتے کیوں کہ وہ دوبارہ غلط کام کرنا یا غلطی پر جم جانا برا جانتے ہیں (۱۳۶) وہی متقین ہیں اور ان کی جزا یہ ہے کہ انہیں ان کے رب کی طرف سے تحفظ اور ایسی جنتیں دی جائیں جن میں نہروں

---

(۲۶) آیت (۳/۱۳۴) بدحالی میں بھی لوگوں کی ضروریات پوری کرنا واجب ہے۔ یہاں یہ بھی بتایا کہ ضرورتمند انسانوں کی احتیاج دور کرنے کے لئے آسودہ حالی کی شرط نہیں ہے بلکہ آپ جس حال میں بھی ہوں پوری نوع انسان کے سامنے ذمہ دار ہیں ان کی تکالیف ومصائب کے لئے ہر مسلمان سے باز پرس ہوگی ۔

کی بہتات ہو اور وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ایسے با عمل مسلمانوں کے لئے کتنا اچھا اجر ہے ۔ (۱۳۷) تم سے پہلے بہت سی تہذیبیں اور سنتیں گزر چکی ہیں چنانچہ دنیا کی چل پھر کر سیر کرو اور یہ پتا لگاؤ کہ رسولوںؑ کے جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا (۱۳۸) یہ قرآن تمام انسانوں کے لئے تو ایک واضح بیان ہے اور متقین کے لئے ذریعہ ہدایت اور وعظ ہے (۱۳۹) تم لوگ اگر حقیقی مومن ہو تو کوئی سُبکی اور ملال محسوس نہ کرو اس لئے کہ صاحبان ایمان ہی بزرگ و برتر رہتے ہیں ۔(۱۴۰) یہ صحیح ہے کہ تمہیں جنگ اُحد میں نقصانات کے گھاؤ لگے ہیں ۔ لیکن رسولؐ کی اُس قوم کو بھی تمہارے برابر کا نقصانی زخم کھانا پڑا ہے ۔ یہ تو ادلتے بدلتے حالات اور گھٹتے بڑھتے دن ہیں اور ہم ہی ان کو لوگوں کے درمیان بار بار لاتے اور لے جاتے ہیں تاکہ حقیقی مومنین کو مصنوعی مومنین سے تمیز کرا دیا جائے اور اس طرح تم میں سے وہ لوگ چن لئے جائیں جو راہ خدامیں شہید ہو کر دوسرے لوگوں کے اعمال پر گواہ بنائے جاسکیں اور اللہ غلط کار لوگوں کو یعنی جو رسولؐ کی اتباع نہ کریں محبوب نہیں رکھتا (۳/۳۱) (۱۴۱) جنگ اُحد کی آزمائش اس لئے کی گئی تھی کہ مومنین کو بالکل مانجھ کر ان کو نمایاں کردے اور حق پوش مومن گروہ کو ان سے مایوس کردے ۔ (۱۴۲) کیا تم قومی مومنین نے یہ حساب لگا رکھا ہے کہ تم اپنی ان کرتوتوں سمیت جنت میں جادھمکو

وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ

اور اچھا ہے ثواب عمل کرنے والوں کا تحقیق گزری ہیں پہلے تم سے راہیں

فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۳۷﴾

پس سیر کرو بیچ زمین کے پس دیکھو کیوں کر ہوا آخر کام جھٹلانے والوں کا

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۸﴾

یہ بیان ہے واسطے لوگوں کے اور ہدایت ہے اور نصیحت ہے واسطے پرہیزگاروں کے

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ

اور مت سستی کرو اور مت غم کھاؤ اور تم ہی بلند ہو یعنی غالب اگر ہو تم

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ

ایمان والے اگر لگے تم کو زخم پس تحقیق لگا ہے اس قوم کو بھی زخم

مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ۚ

مانند اس کے اور یہ دن باری باری سے پھیرتے ہیں ہم ان کو درمیان لوگوں کے

وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ

اور تو کہ ظاہر کرے اللہ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں اور تو کہ پکڑے

مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ۙ وَ لِیُمَحِّصَ

تم میں سے گواہ اور اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو اور تو کہ خالص کرے

اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ

اللہ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور مٹاڈالے کافروں کو کیا گمان کیا تم نے

اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ

یہ کہ داخل ہو بہشت میں اور ابھی نہ ظاہر کیا اللہ نے ان لوگوں کو

(۲۷) آیات (۱۴۳،۱۴۲/۳) میں قریشی دانشور مومنین کو تنبیہ کی ہے ۔

قرآن کریم کی ترتیب جس معجزاتی انداز میں رکھی گئی ہے وہ قرآن کے متن کو تحریف سے بچانے کے لئے لازم تھی ورنہ وہ لوگ جن کو قرآن پر ہر طرح کا اقتدار حاصل رہا اس کی وہی حالت کر ڈالتے جو تاریخ واحادیث کی بنائی گئی ہے۔ اس میں منصوبہ سازوں کے اگر نام بھی ہوتے جیساکہ تنزیلی ترتیب میں حضرت علیؑ نے لکھدیئے تھے تو اس قرآن کو بھی رد کردیا جاتا اور کہہ دیا جاتا کہ کوئی حافظ قرآن موجود نہ تھا جو جمع ہوا تھا اسے بکری کھاگئی تھی ۔ بہرحال اللہ و رسولؐ نے آیات کو ان لوگوں کے لئے یہ ترتیب دی ہے جو جتنا پڑھ لیں اسے ہر جگہ سامنے رکھیں مثلاً آپ آیات (۱۴۳،۱۴۲/۳) کو پڑھتے ہوئے ان آیات کو سامنے رکھیں (۲۱۶/۲، ۱۲۲/۳، ۱۵۳/۳، ۱۵۴/۳، ۱۵۵/۳، محمدؐ

جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

کہ جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور ابھی نہ ظاہر کیا صبر کرنے والوں کو

وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ

اور تحقیق تھے تم آرزو کرتے موت کی پہلے اس سے کہ ملاقات کرو اس سے

فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

پس تحقیق دیکھ لیا تم نے اس کو اور تم دیکھتے ہو اور نہیں محمدؐ مگر پیغمبرؐ

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ

تحقیق گزرے پہلے اس سے بہت پیغمبرؑ آیا پس اگر مرجائے یا مارا جائے

گے حالانکہ ابھی تک اللہ نے جم کر صبر سے لڑنے والوں کی آڑ سے نکال کر تمہیں بے نقاب نہیں کیا ہے۔ (۱۴۳) یقیناً تم تو دشمنوں سے لڑمرنے کی تمنا کیا کرتے تھے لیکن جب تک موت سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اور جب کہ موت تمہارے سامنے آکھڑی ہوئی تو تم لڑنے اور جان دینے کے بجائے اسے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے اور دُبکتے پھرنے لگے اور بھاگ کھڑے ہوئے تھے (۱۴۴) محمدؐ تو ایک رسولؐ ہی ہے اور ان سے پہلے بہت سے رسولؑ دنیا میں گزر چکے ہیں

۲۰/۴۷) اور پھر دیکھیں کہ ہمارا ترجمہ انتہائی مختصر اور تنگ دامن ہے مگر غلط کار مومنین کو الگ کرنے کے لئے لازمی ہے۔

(۲۸) آیت (۳/۱۴۴) میں رسولؐ اللہ کو قتل کرانے کی سازش پھر ناکام؟ سرداران قریش نے پہلی کوشش مکہ میں کی تھی تاکہ آپؐ کو قتل کردیں یا تاحیات قید میں رکھیں یا جلاوطن کردیں (انفال ۸/۳۰) چنانچہ آپ کے مکان کا رات کو محاصرہ کرلیا تھا اور آپؐ سب کی بینائی کو بیکار کرکے گھر سے نکلے اور مدینہ چلے گئے تھے۔ پھر جنگ اُحد میں آپؐ کو کافروں کے نرغہ میں چھوڑ کر فرار کرگئے تھے (۳/۱۵۳) پھر وادئ عقبہ میں پتھراؤ کرکے مار ڈالنا چاہا تھا۔ اور آخری عمر میں ایک نہایت مہلک دوا سے شہید کردیا تھا (بخاری) ان لوگوں سے کہاجارہا ہے کہ کیا رسولؐ اللہ کے مرجانے کے بعد تم لوگ پھر مشرک ہوجاؤ گے؟ اس قصہ کو علامہ نے بھی لکھاہے کہ: "جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو اکثر صحابہ کی ہمتیں چھوٹ گئیں۔ اس حالت میں منافقین نے (جو مسلمانوں کے ساتھ ہی لگے ہوئے تھے) کہنا شروع کیا کہ چلو عبداللہ بن ابی کے پاس چلیں تاکہ وہ ہمارے لئے ابوسفیان سے امان لے دے۔ اور بعض نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ اگر محمدؐ خدا کے رسولؐ ہوتے تو قتل کیسے ہوتے؟ چلو اب دین آبائی کی طرف لوٹ چلیں۔ انہیں باتوں کے جواب میں ارشاد ہورہاہے کہ اگر تمہاری "حق پرستی" محض محمدؐ کی شخصیت سے وابستہ ہے اور تمہارا اسلام ایسا سست بنیاد ہے کہ محمدؐ کے دنیا سے رخصت ہوتے ہی تم اسی کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے جس سے نکل کر آئے تھے۔ تو اللہ کے دین کو تمہاری ضرورت نہیں۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۱)

(۲۸۔الف) نزول وحی اوراحکام اسلام کا دوہرا انتظام علیؑ کی صورت میں موجود تھا۔ قارئین غور فرمائیں کہ ادھر علامہ ان لوگوں پر خفا ہیں جو آنحضرتؐ کی شہادت کی اطلاع کے بعد اسلام سے رخصت ہوجانا چاہتے ہیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے بھی ان مومنین کے اس فیصلے کو پسند نہیں کیا اور اس آیت اور کئی بعد کی آیات (۱۵۹تا۱۴۴/۳) میں ان کی مذمت کی ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ جنگ اُحد، بقول علامہ "شوال ۳ ہجری" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۲۸۴) میں واقع ہوئی تھی اگر اس جنگ میں واقعی حضورؐ قتل ہو جاتے یا مرجاتے تو ان کے بعد نزول وحی کس پر ہوتا؟ اور ہزاروں احکام و مسائل جو آنحضرتؐ نے آنے والے آٹھ سالوں میں مسلمانوں کو بتائے وہ کون بتاتا؟ ۳ ہجری تک تو ایک چوتھائی دین بھی پورا نہ ہوا تھا۔ اللہ کس سے کہتا اور کیسے کہتا کہ آج میں تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کررہا ہوں اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر رہا ہوں۔ اور تم سے اسلام دین پر راضی ہوگیا ہوں۔ اور مردار خوری، خون، سور کا گوشت اور ہزاروں حرام وحلال کے مسائل جیسے سود، شراب، وراثت کی تقسیم اور نکاح وغیرہ وغیرہ کون بتاتا؟ یہ آیت (۳/۱۴۴) ایسی

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴿۳﴾ المائدة

انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ

کیا پھر جاؤ گے اوپر ایڑیوں اپنی کے اور جو کوئی پھر جاوے اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

پس ہر گز نہ ضرر کرے گا اللہ کو کچھ اور البتہ جزا دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو

وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

اور نہیں ہے لائق واسطے کسی جان کے یہ کہ مر جاوے مگر ساتھ حکم اللہ کے

كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

لکھ رکھا ہے وقت مقرر کر کر اور جو کوئی چاہے ثواب دنیا کا دیں گے ہم اس کو

مِنْهَا ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ

اس میں سے اور جو کوئی چاہے ثواب آخرت کا دیں گے ہم اس کو اس میں سے

وَ سَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ

اور شاب جزا دیں گے ہم شکر کرنے والوں کو اور بہت نبیؑ تھے کہ لڑے ساتھ اس کے

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَ هَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِىْ

ہو کر خدا کے لوگ بہت پس نہ سست ہوئے واسطے اس کے جو کچھ پہنچا ان کو بیچ

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ

راہ خدا کے اور نہ ناتوانی کی اور نہ گڑ گڑائے اور اللہ دوست رکھتا ہے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا

صبر کرنے والوں کو اور نہ تھی بات ان کی مگر یہ کہ کہا انہوں نے اے رب ہمارے

۔ تو کیا اگر محمدؐ اپنی موت مر جائیں یا دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہو جائیں تو تم پیچھے والے مذہب کی طرف پلٹ جاؤ گے؟ اور جو کوئی یوں اپنی ایڑیوں پر گھوم کر سابقہ گروہ میں جا ملے وہ اللہ کو ذرہ برابر نقصان نہ پہنچا سکے گا اور شکر گزاروں کو جلد ہی اللہ جزا دینے والا ہے ۔(۱۴۵) کسی جاندار کی مجال نہیں ہے کہ وہ اللہ کے قانون کے بغیر ہی مر جائے موت ایک کتاب میں قانونی مدت کے ساتھ لکھی ہوئی ہے ۔ اور جو کوئی اپنا بدلہ اور جزا دنیا ہی میں مانگتا ہے ہم اسے دنیا ہی میں بدلہ دیتے ہیں ۔اور اپنی جزا آخرت میں لینے کا ارادہ کرتا ہے اسے آخرت میں دیتے ہیں اور شکر گزاروں کو عنقریب ان کی جزا دینا ہم نے طے کر لیا ہے۔ (۱۴۶) اور بہت سے انبیاؑ ایسے تھے کہ ان کی مدد کے لئے بہت سے ربانی لوگوں نے دشمنوں سے جنگیں لڑی تھیں اور نہ انہوں نے خود کو حقیر ثابت کیا اور جو کچھ ان پر دقتیں آئیں نہ ان میں اپنی کمزوری اور ناطاقتی کی نمائش کی تھی اور نہ لاچاری دکھائی اور اللہ تو صبر کرنے والوں کو

نہیں کہ یہاں سے سرسری طور پر گزر جائیں۔ یہاں اللہ نے نہایت مرکزی نکتہ سامنے رکھا ہے ۔ اور جنگ اُحد کی شرط نہیں بلکہ ایک اصولی بات فرمائی ہے ۔ یعنی جب بھی محمدؐ مر جائے یا قتل کر دیا جائے تو اسلام نہ مرے گا ۔تمام احکام خداوندی برابر ملتے رہیں گے ۔یہ سلسلۂ تعلیمِ قرآن ہر گز بند نہ ہو گا ۔ بقول علامہ مودودی " حق پرستی " اور اسلام و قرآن " محمدؐ کی شخصیت سے " بندھا ہوا نہیں ہے۔ تم برابر جہاد جاری رکھو گے مگر لشکر کا سردار کون ہو گا ؟ میدان سے بھاگنے والے تو سردار و سربراہ بننے کے قابل نہیں تم برابر تبلیغ وحی کرتے رہو اور بقول علامہ :

" اور یہ ایک قدرتی بات تھی کہ ایک خاص طرز فکر اور نظام اخلاق پر جو جماعت ابھی تازہ تازہ ہی بنی تھی، جس کی اخلاقی تربیت ابھی مکمل نہ ہو سکی تھی اور جسے اپنے عقیدہ و مسلک کی حمایت میں لڑنے کا یہ دوسرا ہی موقع پیش آیا تھا، (۱، بدر۔ ۲، اُحد۔احسنؔ) اس کے کام میں بعض کمزوریوں کا ظہور بھی ہوتا۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۳۰)

قارئین اس جماعت کا کوئی فرد بھی یقیناً اس قابل نہیں ہو سکتا کہ وہ وحی خداوندی وصول کرے اور محمدؐ کی جگہ سو فیصد تعلیمات اسلام کو جاری رکھے جو جماعت ہدایات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے میں بھی کمزور ہو وہ پوری اُمت کی ہادی و راہنما

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ

بخش واسطے ہمارے گناہ ہمارے اور زیادتی ہماری بیچ کام ہمارے کے اور ثابت رکھ

اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے پس دیا ان کو اللہ نے

ثَوَابَ الدُّنْیَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ

ثواب دنیا کا اور خوبی ثواب آخرت کی اور اللہ دوست رکھتا ہے

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ؑ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ

احسان کرنے والوں کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کہا مانو گے تم ان لوگوں کا

محبوب رکھتا ہے ۔(۱۴۷) انہوں نے اس کے سوا اور کچھ نہ کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے غلط متعلقات کو بخش دینا اور ہماری زیادتیوں سے جو ہمارے کاموں میں ہوئی ہو درگزر کر اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں حق چھپانے والی قوم پر کامیابی و مدد دے ۔ (۱۴۸) چنانچہ اللہ نے ان حقیقی مومنین کو دنیا کا بدلہ بھی دیا اور آخرت کے بدلے کی تمام خوبیاں بھی عطا کیں اور اللہ احسان پیشہ لوگوں کو ہر حال میں دوست رکھتا ہے (۱۴۹) اے نام نہاد

کیسے بن سکتی ہے؟ اور بقول علامہ ابھی تو اس جماعت کو ''تمدن ، معاشرت ، معیشت ، قانون اور سیاست'' (صفحہ ۴۷) کے متعلق ہدایات دینا باقی تھا۔ اللہ نے نہایت اطمینان سے فرمادیا کہ محمدؐ کے مرنے یا قتل ہوجانے کے بعد بھی تمام مسلمانوں کو مسلمان رہنا ہے ۔ اور جو اس کو چھوڑ کر واپس جائے اور یہ سمجھے کہ محمدؐ ہی ایک ہستی ہے جو اسلام اور قرآن کی تعلیم دے سکتے تھے۔ وہ قابل مذمت وکافر ہے (۳/۱۴۴) افسوس ہے کہ اللہ نے جس قدر اہم صورت حال پیش کی تھی اس قدر لاپرواہی اور بے توجہی سے ہمارے علما نے اس آیت (۳/۱۴۴) کو نظر انداز کردیا اور یہ تصور پیش کیا کہ اللہ نے ایک فرضی بات کہی تھی جس کے کہنے میں (معاذ اللہ) اللہ نہ تو سنجیدہ تھا اور نہ سوچ سمجھ کر یہ بات کہی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ قریشی لیڈر روز اوّل سے یہ یقین رکھتے تھے کہ یہ اسلام اور انقلابی اسکیم محمدؐ نے شروع کی ہے اور ان ہی کے چاروں طرف گھومتی ہے۔ اگر ان کو قتل کردیا جائے یا عمر قید کردیا جائے تو نہ اسلام رہے گا نہ انقلاب آئے گا۔ اسی یقین پر یہ مسلح مزاحمت کی جارہی ہے داخلی مومن محاذ قائم کیا گیا ہے۔ تاکہ قریش کے وفادار لوگ رسولؐ کے ساتھ ساتھ لگے رہیں گھر کے اندر اور باہر رسولؐ پر نظر رکھیں اور جب موقع ملے کام تمام کردیں موقع نہ ملے تو اسلامی عقائد ، اسکیم اور اصولوں میں تبدیلیاں کرکے انہیں بے اثر کر ڈالیں اور ناکامی کی صورت میں محمدؐ کی موت کا انتظار کریں اور پھر ان کے سلسلہ حکومت وتبلیغ کو ختم کردیں۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ نظام غیبت اور ادارہ نبوتؐ وامامتؑ نے پوری کائنات کو گھیرے میں لے رکھا ہے ۔جس طرح وہ ''یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ'' پر سرسری اور فرضی ایمان لائے تھے اسی طرح آیت زیر قلم (۳/۱۴۴) کو ایک فرضی اور سرسری بات سمجھا۔ اور اس سلسلے کی واضح آیات واحادیث کو بھی سرسری سمجھ کر ردی کی ٹوکری یعنی کتابوں میں بھر دیا انہوں نے سنا کہ یہ کائنات نور محمدیؐ سے اور محمدؐ کے لئے پیدا کی گئی انہیں معلوم ہے کہ نور محمدیؐ اپنی چودہ بڑی صورتوں میں ظہور پذیر ہوا۔ اُنہیں اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ معلوم ہے روز اوّل سے نبیؐ اور مخزن نبوت و امامت ہوتے ہوئے آنحضرتؐ نے چالیس سال انتظار کیا کہ اسلامی تحریک کے تمام بنیادی اجزا مجتمع ہوجائیں تاکہ وہ خدشہ جو اس آیت میں مومنین کو ہوسکتا ہے دور ہوجائے کہ محمدؐ کے بعد کیا ہوگا؟ تاکہ موت کی پرواہ کئے بغیر محمدؐ و آل محمدؐ اور ان کے مومنین تنفیذ اسلام میں منہمک رہیں۔ اور یقین کرلیں کہ یہ سب محمدؐ ہیں یہ سب علیؑ ہیں یہ فاطمہؑ ، حسنؑ و حسینؑ ہیں ۔یہ مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے ان کا فیض اور وجود کسی لمحہ بے اثر نہیں ہوتا ۔ ان میں کا ہرفرد پوری کائنات کا عالم ہے ان ہی کو وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کی بنیاد میں رکھاہے (آل عمران ۳/۷) وہ ہی اہل ذکرؑ، اہل رسولؐ اور اہل قرآن ہیں اور قیامت تک موجود اور ہرجہالت کو دور کرنے کے ذمہ دار ہیں (انبیاء ۲۱/۷) وہ سب مجسم قرآن وکتاب وفرقان ہیں ۔ ان کے اندر باہر قرآن لکھاہوا ہے (عنکبوت ۴۹تا۲۹/۴۶) ان سب کو پہلے سے یہ تمام تعلیمات خداوندی معلوم ہیں (رعد ۱۳/۴۳) وہ سب امام مبین ہیں (یٰس ۳۶/۱۲) ان کا سن وسال ان کی قدرت اور علم پر اثر انداز نہیں ہوتا وہ حضرت عیسیٰؑ سے کہیں عظیم تر کلمۃ اللہ ہیں ۔

مومنین اگر تم نے کافروں کی اطاعت میدان جنگ میں بھی جاری رکھی تو سن رکھو کہ وہ تمہیں الٹے پاؤں میدان جنگ سے پلٹا لیں گے اور تمہاری اپنی اسکیم الٹ پلٹ ہو جائے گی اور تمہیں ناکامی کا نقصان اٹھانا پڑے گا (۱۵۰) اور تمہارا یہ کردار اس صورت میں بھی جاری ہے کہ اللہ کو اپنا حاکم و آقا اور تمام مددگاروں سے بہتر مانتے ہو (۱۵۱) یقیناً ہم حق پوش گروہ کے دلوں میں رعب بٹھا دیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے دین میں ان لوگوں کو اللہ و رسولؐ کے ساتھ شریک حکومت کرلیا ہے جن کے لئے شرکت کی کوئی خدائی سند نازل نہیں کی گئی ہے ان کا ٹھکانہ آخر کار جہنم ہے اور ظالموں کے لئے وہ بہت بری قیام گاہ ہو گی ۔(۱۵۲) اللہ نے تائید اور نصرت کا اپنا وعدہ تو اس وقت پورا کردیا تھا جب تم اللہ کے انتظام کے ماتحت ان لوگوں کو اپنی شدید برتری محسوس کرا رہے تھے ۔یہاں تک کہ عین اسی وقت کفار کی اطاعت کی وجہ سے تم لوگوں نے بڑی شرمناک ناکامی کے لئے

كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

جو کافر ہوئے پھیر دیں گے تم کو اوپر ایڑیوں تمہاری کے پس ہو جاؤ گے تم

خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

زیاں پانے والے بلکہ اللہ کارساز تمہارا ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

شتاب ڈالیں گے ہم بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے رعب

بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

بسبب اس کے کہ شریک لائے ہیں ساتھ اللہ کے وہ چیز کہ نہ اتاری

بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

ساتھ اس کے دلیل اور جگہ ان کی آگ ہے اور بری ہے جگہ رہنے ظالموں کی

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ

اور البتہ تحقیق سچا کیا ہے تم سے اللہ نے وعدہ اپنا جس وقت کاٹتے تھے تم ان کو

بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ

ساتھ حکم اس کے کے یہاں تک کہ جب نامردی کی تم نے اور جھگڑا کیا تم نے

لہٰذا اگر محمدؐ یا ان میں سے کوئی اور قتل کردیا جائے تو اسلامی نظام میں نقص کے بجائے اس کی قوت اور رسائی میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے ۔ لہٰذا یہ کہا گیا کہ محمدؐ کو قتل کرنے کی کوششیں احمقانہ اور بچگانہ کھیل ہیں ۔ اس لئے حقیقی مومنین نہ ہمت ہار سکتے ہیں نہ ملاعین کی پناہ اور امان کو پسند کر سکتے ہیں نہ تعلیمات خداوندی اور نصرت الٰہیہ سے محروم ہوسکتے ہیں ۔

(۲۹) آیت (۳/۱۴۹) میں قریشی مرکز کے نقاب پوش مومنین اُحد میں: اس آیت کی تشریح اور اس سلسلے (۱۴۹تا۱۵۹/۳) کی روداد سورۃ فاتحہ کی تشریحات (۱۵۔الف) ابتدائی صفحات میں گزر چکی ہے ۔یہاں تو یہ دیکھیں کہ قریش کے وفادار مومنین کس طرح رسولؐ اللہ کو ناکام کرنے میں کوشاں رہے ۔ اپنے خودساختہ اسلام سے وابستہ ہونے کے مقاصد پر غور کرتے اور مسلسل قرآن پڑھتے چلیں علامہ رفیع الدین کے لفظی ترجمہ کو بھی دیکھتے جائیں تاکہ ہماری اخذ کردہ بصیرت کی تصدیق ہوتی جائے اور آج کل کے مسلمانوں کے عقائد کی بنیاد معلوم ہوتی جائے ۔

(۲۹۔الف) آیت (۳/۱۵۲) میں کلیدی لفظ "اَلْاَمْرِ" کے حقیقی معنی اور توجہ طلب لفظ "عَفَا":

امر ونہی کے معنی حکم اور ممانعت کے ہیں۔ اس لئے مامور وہ شخص ہوتا ہے جسے امر یعنی حکمیہ کسی کام کے کرنے پر تعینات کیا گیا ہو" آمر "، حکم چلانے والے کو کہتے ہیں اور سیاسی نعروں میں " آمریت " بے لگام ،مطلق العنان اور شخصی حکومت کو کہتے ہیں۔ قریشی لیڈر رسولؐ کی آمریت کو تسلیم نہ کرتے تھے بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ شخصی حکمرانی کو ختم کرکے جمہوریت کی بنیاد رکھیں اس لئے انہوں نے یہ سوال پیدا کردیا کہ رسولؐ ہمارے ایسا بشر ہے یعنی جس طرح ہم ذاتی جذبات و میلانات سے متاثر ہوتے ہیں اور ہم سے غلطیاں اور لغزشیں سرزد ہوتی ہیں اس طرح رسولؐ سے غلطی اور گناہ ہوسکتا ہے ۔ لہٰذا اب چونکہ حکومت کی شکل بن چکی ہے مرکزی احکام و اقتدار اور قیادت اور اختیارات میں قومی لیڈروں کا حصہ لازم ہوگیا ہے ۔

مرکزی اختیارات و احکام کا تنازعہ کھڑا کر دیا۔ اور نافرمانی پر تل گئے اور اپنی محبوب صورت حال سامنے دیکھتے ہی دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ چنانچہ تم میں سے دنیا دار مومنین لوٹ مار میں لگ گئے اور جو گروہ عاقبت اور آخرت کو ترجیح دیتا تھا وہ اپنی جان پر کھیل کر جنگ کرتا رہا۔ چنانچہ تمہیں میدان چھوڑ کر چل دینے میں لگا دیا تاکہ تمہیں آزمائش کے چکر میں ڈال دیں اور اسی طرح یقیناً تمہیں نظر انداز کر دیا اور اللہ تو حقیقی مومنین کے لئے فضل و کرم کرنے والا ہے۔ (۱۵۳) جب تم بھاگے چلے جارہے تھے اور اندھا دھند پہاڑ کی بلندیوں پر چڑھ رہے تھے۔ اور پہاڑ کے گھماؤ اور چڑھائی کے پیچ و خم پر بھی کسی کی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ اور رسولؐ اللہ تمہیں اپنی نصرت کے لئے تمہارے پیچھے سے پکار رہے تھے۔ بہرحال میدان جنگ سے بھاگنے اور رسولؐ کو موت کے منہ میں ڈھکیلنے کے نتیجے میں کامیابی کی جگہ تمہیں اتنے تہہ در تہہ غم پہنچے کہ تم

فِي الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا

بیچ کام کے اور نافرمانی کی تم نے پیچھے اس سے کہ دکھلایا تم کو جو

تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ

چاہتے تھے تم بعضا تم میں سے وہ تھا کہ ارادہ کرتا تھا دنیا کا اور بعضا تم میں سے

مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ

وہ تھا کہ ارادہ کرتا تھا آخرت کا پھر پھیر دیا تم کو ان سے تو کہ آزماوے تم کو

وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

اور البتہ تحقیق معاف کیا تم سے اور اللہ صاحب فضل کا ہے اوپر ایمان والوں کے

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ

جس وقت چڑھے جاتے تھے تم شہر کو اور نہ مڑ کھڑے ہوتے تھے

عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ

اوپر کسی کے اور پیغمبر پکارتا تھا تم کو بیچ پچھاڑی تمہاری کے پس دوبارہ دیا تم کو

غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ

غم ساتھ غم کے تو کہ نہ غم کھاؤ تم اوپر اس چیز کے کہ چوک گئی تم سے

یہ تھا وہ تنازعہ جس کا اس آیت میں تذکرہ ہوا ہے۔ یہاں علما نے "امر" کے معنی عموماً غلط کئے ہیں۔ لیکن اسی لفظ کے صحیح معنی آگے بڑھ کر آیت (۳/۱۵۴) میں علامہ مودودی نے "قیادت کے اختیارات میں جھگڑا" کر دیئے ہیں۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۶) مگر آیت (۳/۱۵۲) میں مصلحتاً اس لفظ "امر" کے معنی "اپنے کام میں" کر کے پردہ ڈالا تھا۔ اگر علما ہر لفظ کے حقیقی معنی کرتے تو عہد رسولؐ کے سازشی مومنین کے اسلام دشمن منصوبوں، پالیسیوں اور کردار پر پردہ نہ پڑا رہتا اور مسلمانوں کی کثرت خاطی اور باطل قیادت کے چکر میں نہ الجھتی۔ دوسرا لفظ عَفَا ہے اس کے معنی اردو والے معافی یعنی بخش دیئے جانے کے کر لئے ہیں۔ حالانکہ حقیقی معنی فی الحال نظر انداز کر دینے کے ہیں بخشنے کے معنی نہیں ہیں۔ تفصیل سورۂ فاتحہ کی تشریح نمبر ۱۷ میں ملاحظہ فرمائیں وہاں آپ کو مترجمین کی دیانت اور اسکیم معلوم ہو جائے گی۔

(۳۰) آیت (۳/۱۵۳) قطعاً واضح ہے مگر ایک لفظ توجہ طلب ہے۔

آیت (۳/۱۵۳) میں لفظ "تَلْوٗنَ" وہی لفظ ہے جس کے معنی مترجمین نے زبان (TONGUE) مروڑنا، گھمانا (يَلْوٗنَ أَلْسِنَتَهُم) (۳/۷۸) وغیرہ کئے تھے لیکن یہاں (۳/۱۵۳) مڑنا، پلٹ کر دیکھنا ترجمہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ پہاڑوں پر چڑھنے کے راستے سیدھے نہیں ہوتے باربار گھماؤ آتے ہیں اور باربار منہ کا رخ بدلتا رہتا ہے یعنی کبھی منہ میدان جنگ کی طرف ہو گا اور کبھی پہاڑ کی چوٹی کی طرف ہو گا۔ مطلب یہ کہ میدان جنگ کی طرف منہ ہوتا ہے مگر رسولؐ کی طرف نہیں دیکھتے۔ اور اس کے بعد یہ نوٹ کر لیں کہ اس آیت میں دنیا پرست مومنین مخاطب ہیں انہیں سب سے بڑا غم یہ تھا کہ رسولؐ اللہ ان کے فرار کی اسکیم کے بعد بھی زندہ رہ گئے اور یہ غم دوسرے درجہ کا تھا کہ جنگ سے فرار پر طعنے ملتے رہیں گے منہ دکھانے کے قابل کیسے ہوں گے؟

وَ لَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

اور جو نہ پہنچی تم کو اور اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى

پھر اتارا اوپر تمہارے پیچھے غم کے امن جو اونگھ تھی کہ ڈھانکتی تھی

طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ

ایک جماعت کو تم میں سے اور ایک جماعت تھی کہ تحقیق فکر میں ڈالا تھا ان کو

اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

جانوں ان کی نے گمان کرتے تھے ساتھ اللہ کے سوائے حق کے

ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ

گمان جاہلیت کا کہتے تھے آیا ہے واسطے ہمارے اختیار سے کچھ چیز

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

کہہ تحقیق اختیار سب واسطے اللہ کے ہے چھپاتے ہیں بیچ جیوں اپنوں کے

مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا

وہ چیز کہ نہیں ظاہر کرتے واسطے تیرے کہتے ہیں اگر ہوتا واسطے ہمارے

مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ

اختیار سے کچھ بھی نہ مارے جاتے ہم یہاں کہہ اگر ہوتے تم بیچ

بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ

گھروں اپنوں کے البتہ نکل کھڑے ہوتے وہ لوگ کہ لکھا گیا ہے اوپر ان کے

الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا

مارا جانا طرف جگہ پڑنے اپنے کے اور تو کہ آزماوے اللہ اس چیز کو کہ

کو جو کچھ کھویا یا جو کچھ تم پر گزرا تھا اس پر حزن و ملال کا موقع ہی نہ ملا اور سمجھ لو کہ اللہ تمہاری تخریب کاری سے قطعاً خبردار ہے (۱۵۴) پھر اس تہہ در تہہ غم کے بعد اُدھر آخرت پسند مومنین پر وفاداری اور خلوص (أَمَنَةً)میں ڈوبی ہوئی تھکن نازل کی گئی اور اِدھر اوّل الذکر دنیا پرست مومنین نے ذاتی طور پر اللہ کے متعلق عہد رسولؐ سے قبل کے عقائد پر جم جانے کا تہیہ کرلیا (أَهَمَّتۡهُمۡ) اور بلا استحقاق یہ اعلان کر دیا کہ ہم نے جو کچھ کیا وہ اس لئے کیا کہ رسولؐ کی حکومت اور اختیار میں ہمیں ذرہ برابر حصہ نہیں دیا گیا اے رسولؐ ان دنیا پرست مومنین سے کہہ دو کہ حکومت الٰہیہ میں کسی کا خودساختہ حصہ نہیں ہوتا وہ خالصتاً اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور اے رسولؐ انہوں نے جو اعلان کیا ہے بات اتنی نہیں بلکہ ان کے دلوں میں بہت بڑا منصوبہ ہے (۳/۱۱۸) جسے تم پر ظاہر نہیں کرتے ہیں اور یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ رسولؐ کی جنگی پالیسی غلط ہے اگر ہمیں حکومت اور اختیارات میں شریک کیا گیا ہوتا تو یوں ہماری قوم قتل نہ ہوتی ۔ ان مومنین سے کہو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جنہیں قتل ہونا لکھا تھا وہ خود قتل گاہ تک پہنچ جاتے۔ یہ اللہ کا انتظام تھا تاکہ تمہارے سینوں میں جو منصوبے ہیں ان کی کھلی تحقیق ہو جائے اور تمہارے قلب و ذہن میں جو عقائد ونظریات اور ایام جاہلیت کے دلائل

(۳۱) آیت (۳/۱۵۴) میں دونوں قسم کے مومنین مذکور ہیں۔سازش واضح ہے

آیت (۳/ ۱۵۴) میں یہ واضح ہوگیا کہ قریش کے وفادار مومنین حکومت میں حصہ نہ ملنے کی وجہ سے بھاگے اور رسولؐ کی موت کے بعد پوری حکومت پر قبضہ کی اُمید تھی جو ٹوٹ گئی۔ رسولؐ کو غلط کار ماننے کا عقیدہ ظاہر ہوگیا۔ شکست اور قتل عام رسولؐ کی بے بصیرتی کا نتیجہ بتایا۔ اللہ نے حکومت الٰہیہ سے انہیں ہمیشہ کے لئے محروم کردیا۔ یعنی حاکم اللہ بنائے گا تو برحق ہے ورنہ باطل۔ قریشی مومنین کا زیر زمین منصوبہ کھل کر اغراض ومقاصد کے ساتھ واضح ہوگیا۔ اوریہ کہ وہ عہدرسولؐ سے قبل کے عقائد پر عمل کر رہے تھے ۔ آیت کے آخری حصے میں قریشی مریدوں نے لفظ ’’وَلِیُمَحِّصَ ‘‘ کے غلط معنی لے کر ان مجرم مومنین کی پردہ پوشی کی ہے ۔ اس لفظ

فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ
بیچ سینوں تمہارے کے ہے اور تو کہ خالص کرے اس چیز کو کہ بیچ
قُلُوْبِكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
دلوں تمہارے کے ہے اور اللہ جاننے والا ہے سینے والی بات کو تحقیق جو لوگ
تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا
کہ پیٹھ موڑ گئے تم میں سے اس دن کہ ملیں دو جماعتیں سوائے اس کے نہیں کہ
اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا
ڈگایا ان کو شیطان نے بعض اس چیز سے کہ کمایا تھا انہوں نے اور تحقیق معاف کیا
اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اللہ نے ان سے تحقیق اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو
لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ
مت ہو مانند ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور کہنے لگے واسطے بھائیوں اپنے کے
اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا
جس وقت چلتے بیچ زمین کے یا ہوتے لڑنے والے اگر ہوتے ہمارے پاس نہ مرتے

ع ۱۶/۷

ہیں ان کو منجھی ہوئی سیاسی اغراض کے ساتھ ظاہر کردیں یہی ثبوت ہے اللہ کے سینوں کے اندر پوشیدہ منصوبوں کو جاننے کا (۱۵۵) اُحد کے دن جب دونوں جماعتوں میں جنگ ہوئی تو تمہارے اندر دنیا پرست سازشی مومنین کو یقیناً شیطان نے اس لئے میدان جنگ سے ہٹایا تھا کہ ان مومنین نے کفار قریش سے کچھ سودا بازی کرر کھی تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انہیں اس روز نظر انداز کردیا تھا۔ اس لئے کہ یقیناً اللہ جلد باز نہیں بلکہ بردباری اور تحمل سے موقعہ دینے والا اور حقدار کو بخشنے والا ہے ۔(۱۵۶) اے حقیقی مومنین تم ان مومنین کی طرح نہ ہو جانا جو حقائق اسلام کو چھپانے میں مصروف ہیں اور حقیقی مومنین کو اسلامی بھائی چارہ کے واسطے سے یہ سمجھاتے ہیں کہ میدان جنگ کی روانگی اور جنگی کارروائی اگر ہماری بصیرت کے ماتحت رکھی جائے اور ہماری سرکردگی

کے معنی ''کسی چیز کو خالص اور حقیقی صورت میں لانے '' کے ہیں۔ چنانچہ اللہ نے تو یہ کہا کہ : ''جو کچھ تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے اسے خالص اور حقیقی صورت میں ظاہر کردے '' لیکن علامہ نے کہا کہ : '' اور جو کھوٹ تمہارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے '' اللہ کا منشا ہے کہ کھوٹ کو کھول کر دکھا دے اور تم کو کھوٹا مومن ثابت کردے۔ لیکن علامہ چاہتے ہیں کہ کھوٹ نکال کر الگ کردے اور انہیں اچھا مومن بنا دے۔ قارئین یہ فیصلہ کریں کہ دونوں میں سچا کون ہے ؟ اور یہ کہ علامہ ان کھوٹے اور سازشی مومنین کے مرید ہیں یا نہیں ؟ اور آیا اس طرح کسی خبیث کی خباثت کو دور کرنا قوانین عدل میں جائز ہے یا نہیں؟ کہ سازشی سازش سے باز نہ آئیں نہ باز آنے کا عہد کریں ۔ نہ توبہ کریں ۔ پھر بھی اللہ پر یہ تہمت گھڑنا کہ وہ ان ناہنجار لوگوں کا کھوٹ از خود دور کردے گا ؟ وہاں تو ان کے دل میں جو کچھ بھی ہے اسے اصلی حالت میں بلا نقاب ظاہر کرنے کا ذکر ہے۔ کھوٹ آیت میں نہیں علامہ میں یا علامہ کے ترجمہ میں ہے علامہ نے بہرحال مان لیا کہ منافقوں کے علاوہ مومنین میں کھوٹے، بدعقیدہ اور حکومت میں حصہ مانگنے والے مومنین موجود تھے ۔اور یہ کافی ہے ۔

(۳۲) آیت (۱۵۶،۱۵۵/۳) میں قریش سے سودا بازی اور اپنی مہارت پر غپ شپ؟

آیت (۱۵۵/۳)میں ثابت ہے کہ وہ شیطان مجسم جس کا تذکرہ (فرقان ۲۹تا۲۷/۲۵) دویاروں کے سلسلے میں ہوا تھا۔ یہاں جنگ اُحد میں اپنے گروہ کے مومنین کو عین وقت پر میدان جہاد سے پہاڑ پر لے جاتا ہے تاکہ قریش سے جو استفادہ کرنا تھا وہ حلال ہو جائے ۔ لہٰذا ثابت ہے کہ یہ قومی مومنین قریشی مرکز سے کمائی یا مالی مدد بھی لے رہے تھے۔ اور اس مدد اور مستقبل کے وعدوں کی بنا پر رسولؐ کو قتل کے لئے میدان میں تنہا چھوڑ گئے تھے۔

میں سفر یا جنگ ہو تو نہ کوئی صعوبت سفر سے مرے اور نہ دوران جہاد قتل سے سابقہ پڑے (مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۳/۱۵۴) اوراللہ ان کو یہ مقام عطا کردے وہ تو ایک حسرت ہے جو ان کے دلوں میں جمی رہے گی۔ یہ بھی بتاؤ کہ اللہ ہی موت دیتا ہے اور وہی زندگی عطاکرتا ہے اور تمہارے تمام اقدامات و تصورات پر نظر رکھتا ہے (۱۵۷) اور وہ بد عقیدہ مومنین یہ سنیں کہ اگرتم راہ خدا میں قتل ہو جاؤ یا اپنی فطری موت مرجاؤ تو اللہ کی طرف سے جو مغفرت اور رحمت تمہیں ملے گی وہ ان تمام ہی چیزوں سے افضل و بہتر و پائیدار ہیں جو یہ مومنین ذخیرہ کرنا چاہتے ہیں (۱۵۸) اور اگرتم مرجاؤ یا قتل کردیئے جاؤ دونوں صورتوں میں بلاشبہ تم اللہ کے حضور جمع کئے جاؤ گے (۱۵۹) اے محمدؐ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے ساتھ معیاری طور پر نرم مزاج اور بردبار واقع ہوئے ہو ۔ ورنہ اگر کہیں تم ان کی سازشوں ، بدعقیدگیوں ، حکومت الٰہیہ اور اختیارات میں شرک وشرکت ، نافرمانی، کفار کی اطاعت اور مذکورہ بداعمالیوں پر سختی سے محاسبہ کرتے تو یہ نام نہاد مومنین تمہیں چھوڑ کر کھلم کھلا سرداران قریش کے پاس چلے جاتے۔ لہٰذا اپنے ساتھ لگائے رکھنے کے لئے ان کے کردار کو فی الحال نظر انداز کردو اور ان کی بھی اصلاح ممکن سمجھ کر ان کی بخشش کی ہم سے دعا مانگتے رہو اور حقیقی مومنین کے ساتھ انہیں بھی حکومت الٰہیہ میں اپنے خیالات اور مشوروں کا اظہار کرنے دیا کرو۔ لیکن اگر آپ نے ان کا بائیکاٹ طے کرلیا ہو تو نہایت اطمینان سے اللہ پر توکل رکھو اور اللہ تو درحقیقت توکل رکھنے والوں ہی کو محبوب رکھتا

وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ

اور نہ مارے جاتے تو کہ کرے اللہ اس کو پچتاوا بیچ دلوں ان کے کے

وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور اللہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم

بَصِيْرٌ ۝۱۵۶ وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ

دیکھنے والا ہے اور اگر مارے جاؤ تم بیچ راہ اللہ کے یا مرجاؤ تم البتہ بخشش

مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۱۵۷

طرف اللہ کے سے ہے اور رحمت بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہیں

وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۱۵۸

اور اگر مرجاؤ تم یامارے جاؤ تم البتہ طرف اللہ کے اکٹھے کئے جاؤ گے ۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ

پس ساتھ رحمت کے اللہ کی سے نرم ہوا تو واسطے ان کے اور اگر ہوتا تو

فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠

سخت خو سخت دل یعنی بے رحم البتہ بھاگ جاتے گرد تیرے سے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي

پس معاف کر ان سے اور بخشش مانگ واسطے ان کے اور مصلحت کر ان سے بیچ

الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کام کے پس جب قصد مقرر کرے تو پس اعتماد کر اوپر اللہ کے تحقیق اللہ

يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝۱۵۹ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا

دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو اگر مدد کرے تمہاری اللہ پس نہیں کوئی

(۳۲۔الف) کفر و کافر کے غلط معنی سے فائدہ اٹھانے کی قرآنی اور عملی مثال ؟؟ آیت (۳/۱۵۶) میں قریشی لیڈروں کے مریدوں نے آیات و واقعات کے ربط وتسلسل کوتوڑ کراپنے راہنماؤں کے اعمال پر کفر کی چادر اڑھا دی ہے ۔ اگر یہ کفر کا صحیح ترجمہ ”حق پوش یا حقیقت اسلامیہ کو چھپانے والے “ کرتے تو تسلسل قائم رہتا اور قاری کو پتہ چلتا کہ یہ ان ہی لوگوں کا قاعدہ کلیہ بیان ہو رہاہے جنہوں نے یہ کہاتھا کہ ۔” اسلامی حکومت میں ہماراحصہ ہوتا تو میدان جہاد میں یوں قتل عام نہ ہوا ہوتا“ یہ وہی مومنین ہیں جو رسولؐ کی جنگی پالیسی کو غلط سمجھتے ہیں اور اپنی مہارت پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خواہ جہاد ہویا جنگ کے لئے سفر ہو ہماری اسکیم اس کی ضمانت لیتی ہے کہ نہ کوئی مرے گا نہ قتل ہوگا ۔ لہٰذا ہماری تعبیر و ترجمہ مسلسل و مربوط ہے۔ ذرا یہ الفاظ دیکھیں اور آیت (۳/۱۵۶) کو دیکھیں ۔

غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ

غالب آنے والا واسطے تمہارے اور اگر چھوڑدے تم کو پس کون ہے وہ جو

يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

مدد کرے تمہاری پیچھے اس کے اور اوپر اللہ کے پس چاہئے کہ توکل کریں

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ

ایمان والے اور نہیں لائق کسی نبیؑ کو یہ کہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت

يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ

کرے گا لے آوے گا اس چیز کو کہ خیانت کی ہے دن قیامت کے پھر

تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

پورا دیا جاوے گا ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ

کیا پس جس شخص نے پیروی کی رضا مندی اللہ کی ہو گا مانند اس شخص کے کہ

بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

پھر آیا ساتھ غصے کے اللہ سے اور جگہ اس کی دوزخ ہے اور بری جگہ ہے پھر جانے کی

ہے (۱۶۰) یہ سمجھ کر عملدرآمد کرو کہ اگر اللہ تمہاری مدد پر ہو تو تم پر یہ لوگ اور ان کے دوسرے گروہ کے لوگ ہرگز غالب نہیں آسکتے لیکن اگر اللہ ہی تمہیں چھوڑ دے تو پھر نہ مذکورہ مومنین نہ کوئی اور تمہاری مدد کرے گا ۔ اور مومنین کو تو لازم ہے کہ وہ اللہ ہی پر توکل رکھیں (۱۶۱) کسی نبیؑ کے لئے کینہ پروری اور آزادی ضمیر دینے میں خیانت زیبا نہیں ہے اور جو کوئی کینہ پروری اور خیانت کا مرتکب ہو گا اسے بروز قیامت ان چیزوں پر ماخوذ کیا جائے گا جن میں اس نے خیانت کی ہو گی اور پھر ہر شخص کو اس کی کارکردگی اور کمائی کے مطابق بدلہ دیا جائیگا اور وہاں کسی پر ظلم و زیادتی نہ کی جائے گی۔(۱۶۲) کیا یہ ہوسکتا ہے کہ جو حقیقی مومنین ہر حال میں رضائے خداوندی کے لئے عمل کرتے رہتے ہوں وہ ان نام نہاد مومنین کے سے کام کریں جو اللہ کے غصے کی زد میں

" جن کے عزیز و اقارب اگر کبھی سفر پر جاتے ہیں یا جنگ میں شریک ہوتے ہیں (اور وہاں کسی حادثہ سے دوچار ہوجاتے ہیں) تو وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مارے جاتے نہ قتل ہوتے " (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۲۹۷) ذرا سوچئے کہ علامہ نے یہ کتنی نامعقول باتیں لکھ دی ہیں ۔ علامہ کے ایسے فرضی لوگوں سے لوگ یہ پوچھیں گے کہ اگر واقعی تمہارے پاس رہنے سے لوگ موت سے محفوظ رہتے ہیں تو تمہارے ماں باپ دادا اور بھائی بند اور محلے والے تو سب زندہ ہونا چاہئیں وہ کیوں مرتے ہیں؟ بہرحال یہ آیت (۳/۱۵۶) مسلسل قریشی مومنین کے حالات و خیالات بیان کرتی ہے محض جملہ " لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا " (ان لوگوں کی مانند نہ ہوجانا جو حق کو چھپاتے ہیں) کی آڑ لی گئی ہے۔ کفر کے معنی منکر اسلام اور غیر مسلم کرکے فریب کھایا اور فریب دیا گیا ہے ۔ورنہ بات سیدھی سی ہے کہ حقیقی مومنین کو منع کیا گیا ہے کہ کفار کے مطیع مومنین ، رسولؐ کے نافرمان مومنین ، حکومت الٰہیہ میں شرکت مانگنے والے مومنین ، عہد جہالت کے عقائد والے مومنین کی طرح نہ ہوجانا اور بس ۔

(۳۳) آیت (۳/۱۵۹) کی وسعت اور فریب ساز گروہ کے لئے آئینہ : اس آیت (۳/۱۵۹) کو چودہ سو سال سے برابر فریب سازی کی بنیاد بنایا جاتا رہاہے لیکن ہماری تشریحات (فاتحہ ۱۵-الف تا ۱۷-د) پڑھنے کے بعد یہ گروہ قطعاً مایوس ہوکر رہ جائے گا۔ اور قرآن کا جو قاری ہمارے ترجمہ اور تعبیرات کو ایک دفعہ دیکھ لے گا ۔ وہ تمام تراجم اور تفہیم القرآن کو اٹھا کر طاق نسیان پر رکھ دے گا حق و باطل الگ الگ کرنا سیکھ جائے گا ۔ اور اسلام میں افتراق و انتشار پھیلانے والے اوّلین و آخرین گروہ کو پہچان کر ان کو رخصتی سلام کرلے گا ۔

رہتے ہوں جن کا آخری بدترین ٹھکانہ جہنم ہو؟ (۱۶۳) حقیقی مومنین اور دنیا پرست مومنین میں اللہ کے نزدیک بدرجہا اور بڑا واضح فرق ہے اور اللہ تو تمام اقسام کے لوگوں کے اعمال پر نظر رکھتا ہے (۱۶۴) یقیناً اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا (بقرہ ۱۲۹۔۱۲۸/ ۲) کے مطابق مومنین پر اس وقت مِنّتی احسان کیا تھا جب امۃ مسلمہ (۱۲۸/ ۲) کے مومنین میں مومنین ہی میں سے ایک مومن رسولؐ مبعوث کیا تھا جو ان مومنین کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے اعمال میں جلاء پیدا کرتا ہے اور ان مومنین کو "الکتاب" کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت کی مہارت بخشتا ہے اور نہیں تھے وہ مومنین کبھی بھی تم لوگوں کی طرح کھلی گمراہی میں (۱۶۵) جیسا کہ جب جنگ اُحد میں تم پر مصیبت ٹوٹ پڑی تھی تو تم نے ایام جاہلیت کے نظریات (عمران ۱۵۴/ ۳) پر عمل کرتے ہوئے یہ سوال کھڑا کردیا تھا کہ اگر یہ سچا رسولؐ ہے تو ہم پر یہ جنگ اُحد والی مصیبت کہاں سے آئی؟ ان سے کہہ دو کہ یہ مصیبت تم نے اپنے کردار سے بلائی ہے اور اس سے دوگنی مصیبت تمہارے سرغنوں پر آئی تھی یقیناً اللہ جہاں ہر چیز پر قادر ہے وہیں تمہاری اسکیموں کو تم پر مصیبت بناکر مسلط کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ (۱۶۶) چنانچہ جنگ اُحد میں جب دونوں افواج

النصف

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا

یہ لوگ درجوں پر ہیں نزدیک اللہ کے اور اللہ دیکھنے والا ہے اس چیز کو کہ

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ

کرتے ہیں تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ایمان والوں کے جس وقت بھیجا

فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ

بیچ ان کے پیغمبرؐ آپس ان کے سے پڑھتا ہے اوپر ان کے نشانیاں اس کی

وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا

اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت اور تحقیق تھے

مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَ لَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ

پہلے اس سے البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے۔ کیا جس وقت پہنچی تم کو مصیبت

قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ

تحقیق پہنچایا تھا تم نے دو برابر اس کے کہا تم نے کہاں سے ہوا یہ کہہ کہ وہ

عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَ مَاۤ

نزدیک جانوں تمہاری سے ہے تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور جو کچھ

اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ

پہنچا تم کو اس دن کہ ملیں دو جماعتیں پس ساتھ حکم اللہ کے تھا اور

لِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ

توکہ ظاہر کرے ایمان والوں کو اور توکہ ظاہر کرے ان لوگوں کو جو کہ

(۳۴) آیات (۱۶۰۔۱۶۹/ ۳) میں مسلسل منصوبہ ساز مومنین اور جنگ اُحد کا ذکر ہے۔

قرآن کریم کے مترجمین نے قرآن کے بیانات کے ربط اور تسلسل کو عموماً بحال نہیں رکھاہے۔ اوراس کا سبب وہی قریشی پالیسیاں تھیں جن کے سہارے پر قرآن کریم کو مہجور وبے اثر اور ناقابل اعتبار بنایا گیا تھا (فرقان ۳۰/ ۲۵) ہم اس ربط کو بحال رکھنے میں اپنی بساط بھر کوشش کریں گے۔ اور آپ دیکھیں گے کہ وہ ریمارکس جو عموماً آیات کے آخری حصے میں اللہ کی طرف سے دیئے گئے ہیں وہ آیات کے ربط وتسلسل کو توڑنے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ پوری آیت یا قریبی آیات پر تبصرہ کے طور پر ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ جگہ جگہ اور بار بار "وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" یا "إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" وغیرہ جملے فرماتاہے۔ اس قسم کے ریمارکس کو مترجمین نے فضول، رعب داب اور غزل کا مصرعِ طرح سمجھ کر آیت سے توڑ کرترجمے کئے ہیں جس سے ہر آیت سابقہ اور اگلی آیت سے ٹوٹ کر الگ ہوجاتی ہے اور قرآن کے مضامین کا ربط وتسلسل ضائع ہوجاتاہے آپ یہ دیکھیں کہ اللہ نے جواب میں فرمایاکہ " جنگ اُحد کی مصیبت تمہارے اپنے اقدام کے نتیجے میں آئی

نَافَقُوۡا ۚۖ وَ قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَوِ

منافق ہوئے اور کہا گیا واسطے ان کے آؤ لڑو بیچ راہ اللہ کے یا

ادۡفَعُوۡا ؕ قَالُوۡا لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعۡنٰکُمۡ ؕ ہُمۡ

دفع کرو کہنے لگے اگر جانتے ہم لڑائی البتہ ساتھ چلتے ہم تمہارے یہ لوگ

لِلۡکُفۡرِ یَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡہُمۡ لِلۡاِیۡمَانِ ۚ یَقُوۡلُوۡنَ

طرف کفر کے اس دن بہت نزدیک تھے ان سے طرف ایمان کی کہتے ہیں

بِاَفۡوَاہِہِمۡ مَّا لَیۡسَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ وَ اللّٰہُ

ساتھ مونہوں اپنے کے جو کچھ کہ نہیں بیچ دلوں ان کے اور اللہ

اَعۡلَمُ بِمَا یَکۡتُمُوۡنَ ﴿۱۶۷﴾ۚ اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡا

خوب جانتا ہے جو کچھ کہ چھپاتے ہیں جن لوگوں نے کہا

آپس میں برسرپیکار ہوئیں اور تم پر جو کچھ گزری وہ اللہ کے قانون کے تحت اس لئے گزری تاکہ مومنین کا الگ پتہ چل جائے ۔(۱۶۷) اور وہ لوگ بھی ظاہر ہو جائیں جو تخریب اسلام کی دوہری دوہری راہیں نکال رہے ہیں اور جب ان سے کہا گیا کہ آؤ یا تو میدان جنگ میں تیغ بکف چلو یا شہر کا اندرونی دفاع کرو تو وہ لوگ یہ کہتے ہوئے شہر میں ٹھہر گئے کہ اگر ہم کو جنگ کی اطلاع ہوتی تو ہم تمہارے ساتھ اُحد کے میدان میں جاکر جنگ کرتے اس روز وہ منافق مومنین ایمان کے مقابلہ میں کفر سے زیادہ قریب تھے۔ جو صرف زبان سے پکے مومنین ظاہر ہوتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے قلبی پالیسی کو چھپائے رکھیں مگر اللہ تو ان کے اس منصوبے کو خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاکر عملی جامہ

تھی" (۳/۱۶۵) یہ کہہ کر فرمایا کہ " اللہ ہر چیز پر قادر ہے " سوال یہ ہے کہ اللہ واقعی ہر چیز پر قادر ہے مگر یہاں اس جملے کو فرمانے کا سبب کیا ہے ؟ مثلاً منصوبہ ساز مومنین نے ایک غلط کام کیا اس کا غلط نتیجہ نکل آیا اس میں اللہ نے اپنی قدرت کا ذکر کیوں کیا ؟ اس کا جواب ہم نے ترجمہ میں لکھ دیا کہ قریشی مومنین نے اللہ و رسولؐ کے خلاف اپنے مفاد کے لئے اسکیم بنائی تھی اللہ نے عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ہونے کی بنا پر ان کی اسکیم کو پلٹ کر مفاد کو مصیبت میں تبدیل کر دیا۔ تاکہ اللہ کی قدرت کا مظاہرہ ہو۔ لہٰذا ایسے جملے کلام میں زور و تصدیق تائید و تسلسل پیدا کرتے ہیں ۔

(۳۴-الف) آیات اور سازشین کے بیان میں تسلسل کی دلیل وثبوت : اس میں کسی کو کلام نہیں کہ جنگ اُحد میں مومنین کی ایک جماعت نے عہد رسولؐ سے قبل کے ایام جاہلیت کے عقائد ونظریات اللہ پر عائد کیے تھے (۳/۱۵۴) اور حکومت میں حصہ اور اختیار مانگنے کا تنازعہ کھڑا کیا تھا (۳/۱۵۴) ان ہی لوگوں کے متعلق کہا گیا تھا کہ :

"وہ جو منصوبہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں تم پر ظاہر نہیں کرتے " ان ہی کے لئے یہ بھی کہا گیا کہ :"وہ اپنی زبانوں سے وہ کچھ نہیں کہتے جو ان کے دلوں میں ہے لیکن اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں" کوئی ذی عقل انسان یہ نہ سوچے گا کہ یہ دونوں آیات دو مختلف گروہوں کا بیان ہیں ۔ انڈر گراؤنڈ کام کرنے والا گر وہ ایک ہی تھا اور آیات (۳/۱۵۴ تا ۳/۱۶۷) میں ان کی ہی سازش کا ذکر ہے اور یہ چودہ آیات آپس میں مربوط و مسلسل ہیں۔ پھر ان ہی مومنین نے کہا تھا کہ:

یُخۡفُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ مَّا لَا یُبۡدُوۡنَ لَکَ ﴿۱۵۴﴾ آل عمران
یَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاہِہِمۡ مَّا لَیۡسَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا یَکۡتُمُوۡنَ ﴿۱۶۷﴾ آل عمران

" اگر احکامات وحکومت میں ہمیں شریک کیا گیا ہوتا تو ہم اور ہماری قوم یہاں قتل نہ ہوئی ہوتی "

(لَوۡ کَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا ہٰہُنَا ﴿۱۵۴﴾ آل عمران " لہٰذا یہ بھی ان ہی کا قول ہے کہ :

" اگر مومنین ہماری پالیسی کی اطاعت کرتے تو وہ قتل نہ ہوتے " اور اسی پالیسی کے موجد لوگ یہ کہنے کا حق رکھتے تھے کہ :" اگر وہ ہماری پالیسی کے زیر سایہ رہتے تو نہ وہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے " لہٰذا یہ پندرہ آیات (۳/۱۵۴ تا ۳/۱۶۸) مسلسل قریشی منصوبہ ساز مومنین کا ذکر کرتی ہیں۔ بیچ میں اگر کہیں حقیقی مومنین کا ذکر آجائے تو اس کے یہ معنی کہاں ہوئے

لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا ﴿۱۶۸﴾ (آل عمران)
لَّوۡ کَانُوۡا عِنۡدَنَا مَا مَاتُوۡا وَمَا قُتِلُوۡا ﴿۱۵۶﴾ (آل عمران)

پہنا رہے ہیں (۱۶۸) یہ وہی مذکورہ لوگ ہیں جو حقیقی مومنین کو اسلامی بھائی چارے کے رشتے کے ذریعہ اغوا کرنے کے لئے یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر جنگ پر جانے والے ہماری اطاعت کرتے تو کبھی میدان جنگ میں قتل نہ ہوتے اور وہ منافق مومنین مدینہ میں گھروں میں بیٹھے رہے ان منافقوں سے کہہ دیں کہ اگر تم واقعی اس اعلان میں سچے ہو کہ تمہاری پالیسی کی اطاعت کرنے والے نہ مرسکتے ہیں نہ قتل ہو سکتے ہیں تو تم اپنی موت کو روک دینے کا کمال دکھا کر لوگوں کو یقین دلا دو (۱۶۹) اور یہ حساب غلط ہے کہ راہ خدا میں قتل ہونے والے مومنین عام مردوں کی طرح مجبور و بے اختیار و محتاج ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے یہاں سے تمام سامان حیات و ترقی پانے اور اسے استعمال کرنے والے زندہ لوگ ہیں (۱۷۰) اور اللہ کے عطیات پر خوشیاں مناتے ہیں اور جو مومنین راہ خدا میں قتل نہیں ہوئے اور پیچھے زندہ رہ گئے ہیں ان کو بھی خوشخبری سناتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے شہادت کے بعد ان پر فضل و کرم کیا ہے اس کی اطلاع دیتے ہیں اور حقیقی مومنین کو مبارکباد دے کر کہتے ہیں کہ تمہیں بھی کسی قسم کا خوف و غم نہ ہو گا (۱۷۱) اور اللہ نے ان شہیدوں کو جو نعمتیں دے رکھی ہیں اور جو فضل و کرم ان پر کیا ہے اس کی خوشخبریاں حقیقی مومنین کو دیتے ہوئے یقین دلاتے ہیں کہ اللہ بلاشبہ تمہارا اجر ضائع نہ ہونے دے گا۔

لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا

واسطے بھائیوں اپنے کے اور آپ بیٹھ رہے اگر کہا مانتے ہمارا نہ

قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

مارے جاتے کہہ پس ہٹادو تم جانوں اپنی سے موت کو اگر ہو تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سچے اور مت گمان کر ان لوگوں کو کہ مارے گئے بیچ راہ اللہ کے

اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ ۙ فَرِحِيْنَ

مردے بلکہ زندہ ہیں نزدیک رب اپنے کے رزق دیئے جاتے ہیں خوش ہیں

بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ

ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے ان کو اللہ نے فضل اپنے سے اور

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ

خوشخبری لیتے ہیں ساتھ ان لوگوں کے کہ نہیں ملے ساتھ ان کے

مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وقف لازم

پیچھے ان کے سے یہ کہ نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ

خوشخبری لیتے ہیں ساتھ نعمت کے اللہ کی طرف سے اور فضل کے

وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع ۱۷ ۸

اور تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب ایمان والوں کا

کہ اب کوئی اور یا کسی اور کا تذکرہ شروع ہوگیا ہے؟ اور پھر جنگ اُحد کا ذکر متعین کرنے کے لئے یہ نشان دہی بھی دہرائی گئی ہے:

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ .... آل عمران: (۱۶۶-۳/۱۵۵)

"وہ دن جس روز مسلمانوں اور منکروں میں مقابلہ ہوا تھا" یہ نو آیات (۱۶۶-۳/۱۵۵) ان ہی پندرہ آیات کے اندر گھری ہوئی ہیں لہٰذا تذکرہ جنگ اُحد کا ہے اور مسلسل منصوبہ سازوں کا تذکرہ ہے اوران ہی لوگوں کا تذکرہ ہے جو رسولؐ کو قتل کرانے کے لئے کفار کے نرغے میں چھوڑ کر بھاگے جو رسولؐ کی فریاد سن کر بھی نہ لوٹے۔ جنہوں نے رسولؐ کو مقتول سمجھ کر دوبارہ غیر مسلم بن جانے کا اعلان کیا جو رسولؐ کی حکومت میں حصہ مانگتے تھے جو رسولؐ کی نرم روی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ساتھ لگے رہتے تھے۔ جنہیں گفت وشنید ومشورہ دے کر ڈوری پر لگائے رکھنے کے لئے کہاگیا تاکہ غیر مسلم، مسلمانوں کی تعداد زیادہ سمجھیں اوران کی مخالفانہ جرأت وہمت شکنی ہوتی رہے۔اورتاکہ یہ سازشی مومنین کھلم کھلا غیر مسلموں میں جاکر نہ مل جائیں۔ اس تفصیل کو دیکھنے کے بعد قارئین کرام کی سمجھ میں یہ بات آجانا چاہئے کہ ہمارے ترجمہ میں ہرجگہ اس جگہ کے متعلق باقی آیات کا تاثر رہتاہے اورہم ہرآیت کو متعلقہ آیات سے ربط دے کر ترجمہ کرتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ

جن لوگوں نے قبول کیا واسطے اللہ کے اور رسولؐ کے پیچھے اس کے کہ پہنچے ان کو

الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا

زخم واسطے ان لوگوں کے کہ نیکی کرتے ہیں ان میں سے اور پرہیزگاری کرتے ہیں

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ

ثواب ہے بڑا۔ وہ لوگ کہ کہا واسطے ان کے لوگوں نے تحقیق آدمی

قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ

جمع ہوئے ہیں واسطے تمہارے پس ڈرو تم ان سے پس زیادہ کیا ان کو

اِيْمَانًا ۖۗ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

ایمان اور کہا انہوں نے کفایت ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ

پس پھر آئے ساتھ نعمت کے اللہ کی طرف سے اور فضل کے نہ لگی ان کو

سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾

برائی اور پیروی کی رضامندی اللہ کی اور اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے۔

(۱۷۲) یہ ان حقیقی مومنین کے لئے خوشخبریاں ہیں جنہوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور رسولؐ کی مرضی کے مطابق عمل کیا اور ان مومنین میں سے بھی وہ لوگ مخصوص ہیں جنہوں نے احسان اور تقویٰ کو اپنی جان فروشی سے انتہا کو پہنچا دیا ان کے لئے اور بھی بڑا اجر ہے (۱۷۳) یہی وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے قریشی پروپیگنڈا کرنے والا گروہ کہتا ہے کہ جناب آپ لوگوں کے خلاف بہت سے لوگوں نے اجماع اور اجتماعی فیصلہ کرلیا ہے لہٰذا تم ذرا سا عاجزانہ رویہ اختیار کرلو تو یہ سن کر ان مخصوص مومنین کی ہمت اور ایمان میں اضافہ ہوجاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے حساب سے ہمارا اللہ بہت اچھا وکیل ہے (۱۷۴) آخر کار حقیقی مومنین اللہ کی نعمتوں اور فضل سے مالا مال ہو کر میدان اُحد سے انقلاب پیدا کر کے پلٹے اور ان کو کسی قسم کی برائی نے چھوا بھی نہیں اس لئے کہ اللہ ایسے ہی لوگوں کے لئے عظیم الشان فضل کو صرف کرنے والا ہے

اور جہاں جہاں آپ کو الفاظ یا مفہوم کا اضافہ نظر آتا ہے وہاں قرآن کی مختلف ومتعلقہ آیات کو قوسین یا بریکٹ میں لکھ سکتے ہیں۔ اور بعض جگہ لکھ بھی دیتے ہیں سوچنا یہ ہے کہ علامہ نے تفہیم القرآن کے تقریباً پانچ ہزار صفحات لکھے۔ بڑی محنت کی مگر یہ محنت اس لئے نہیں کی کہ مسلمانوں کو غلط راہوں سے سے روکا جائے۔ ورنہ اتنی محنت کی ضرورت نہ ہوتی اگر وہ عہد رسولؐ کے ان لوگوں کی سازش کو الگ کر کے دکھا دیتے جنہوں نے پوری اسلامی صورت کو بدل کر ایک کافرانہ اسلام پیش کیا۔ اس طرح غلط قیادت اور غلط عقائد اُمت میں جاری نہ رہتے۔ اور یہ اُمت کی بہت بڑی خدمت ہوتی اور انہیں حقائق اسلامیہ پر پردہ ڈالنے والوں میں شمار نہ کیا جاتا انہوں نے اسی گروہ کے عقائد اختیار کئے جن کی مذمت سے آپ کو اب پورا قرآن لبریز نظر آئے گا۔ اب اس لئے کہ اس سے پہلے نظام طاغوت کے نقاب کو الٹنے کی کوششوں کا رخ بدل دیا گیا تھا۔ اور علمی گفتگو کی جگہ، مناظرہ اور دلائل وبراہین کی جگہ الزام وتہمت پر انحصار کرلیا تھا۔

(۳۵) آیات (۱۷۵۔۱۷۰/۳) میں شہداؑ اور حقیقی مومنین کی پوزیشن ہے۔ راہ خدا میں شہید ہونے والے حضرات علیہم السلام کے متعلق بھی قریشی اسلام میں قرآن کے خلاف عقائد ہیں۔ قرآن ان کو زندہ ہی نہیں کہتا بلکہ ان کے لئے لفظ ''موت'' کا استعمال بھی منع کرتا ہے بلکہ اس تمام فلسفے اور طبعی تجربہ کا انکار کرتا ہے جو کسی بھی حساب سے راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردوں کی صفات یا حالات میں داخل کرے (وَلَا یَحْسَبَنَّ یہ حساب مت لگانا) چنانچہ آیت (۱۷۰/۳) کے الفاظ میں ان کے خوشیاں منانے اور پیچھے رہ جانے والے حقیقی مومنین کو خوشخبریاں دینے کی پوزیشن میں کوئی شبہ نہیں رہنا چاہئے پھر ان کو رزق کی ضرورت اور رزق دیئے جانے کا واضح الفاظ میں ذکر موجود ہے اور لفظ رزق میں وہ تمام سامان داخل ہے جو کسی جاندار ہستی کو زندہ رہنے، ترقی کرنے اور اپنے اختیارات وقدرت کو وسیع تر کرنے کے لئے

(۱۷۵) حقیقت اس کے سوا کچھ اور ہے ہی نہیں کہ تمہیں اس شیطان (۲۸۔۲۹/۲۵) مجسم کے ذمہ دار پروپیگنڈا کرنے والے (۳/۱۷۳) لوگ ڈرا دھمکا کر اسلام کے نفاذ سے روکنا چاہتے ہیں لہٰذا تم ان سے بالکل نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اگر تم حقیقی مومن رہنا چاہتے ہو (۱۷۶) اور اے نبیؐ تم بھی ان لوگوں کا غم نہ کھاؤ جنہوں نے زیرزمین منصوبے سے حقائق اسلامیہ کو بدلنے اور چھپانے میں نہایت تیزگامی سے مہم شروع کرر کھی ہے یقین کیجئے کہ وہ اللہ کا کچھ بھی تو بگاڑ نہ سکیں گے ، اللہ نے تو یہ ارادہ کرر کھا ہے کہ آخرت میں ان کے نیک اعمال ضائع ہو کر کوئی حق اور حصہ باقی نہ رہے اور انہیں عظیم الشان عذاب دیا جائے ۔(۱۷۷) یقیناً جن لوگوں نے ایمان دے کر اس کے بدلے میں کفر خرید لیا ہے وہ بھی اللہ کا کوئی نقصان نہ کر سکیں گے اور ان کے لئے بھی دردناک عذاب کی سزا طے پاچکی ہے ۔(۱۷۸) اور وہ لوگ جنہوں نے حق پوشی اور تخریب اسلام میں دن رات ایک کرر کھا ہے وہ اپنی کامیابی سے یہ حساب نہ لگائیں کہ وہ حق پر ہیں ۔نہیں ۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ

سوائے اس کے نہیں کہ یہ شیطان ہے ڈراتا ہے تم کو پس مت ڈرو ان سے

وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ لَا يَحْزُنْكَ

اور ڈرو مجھ سے اگر ہو تم ایمان والے۔اور نہ غمگین کریں تجھ کو

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ

وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے تحقیق وہ ہرگز نہ ضرر کریں گے اللہ کا

شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ

کچھ ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ نہ کرے واسطے ان کے کچھ حصہ بیچ آخرت کے

وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ

اور واسطے ان کے عذاب ہے بڑا۔ تحقیق جن لوگوں نے مول لیا کفر کو

بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ

بدلے ایمان کے ہرگز نہ ضرر کریں گے اللہ کو کچھ اور واسطے ان کے عذاب ہے

اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا

درد دینے والا۔ اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں یہ کہ جو

نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا

ڈھیل دیتے ہیں ہم ان کو بہتر ہے واسطے جانوں ان کی کے سوا اس کے نہیں کہ

ضروری ہو۔ اس کے معنی کچی روٹی اور پکی روٹی نہیں ہیں ۔ رزق میں نہ صرف کھانے پینے کی اشیا داخل ہیں بلکہ دودھ دینے والے جانور بھی رزق میں داخل ہیں ۔ (حج ۳۴ اور ۲۸/۲۲) پھر ان مویشیوں کی ضروریات کی تمام چیزیں ، گھاس دانہ صحت وتندرستی ہوش وحواس وغیرہ دینا بھی رزق میں داخل ہیں (ھود ۶/۱۱) مختصر یہ کہ یہ ساری کائنات کی تمام موجودات اللہ نے انسانوں کے لئے بطور رزق پیدا کی ہیں پھر روحانی رزق کا اگر ذکر کروں تو ایک مستقل کتاب کی ضرورت پڑے گی۔ لہٰذا شھدا ہماری زندگی سے ہزار ہا درجہ بہتر ، وسیع تر خوش تر اور آزاد تر زندگی جیتے ہیں اور ہم میں سے جس کے ساتھ چاہیں جس طرح کے چاہیں تعلقات قائم کرسکتے ہیں اور یہی تجربہ ہے جو انسانوں کو بزرگانِ دین کے مزارات پر لے جاتا ہے مرادیں برلاتا ہے اور یہ عملدرآمد روز اوّل سے تمام قومی اقوام اور مذاہب عالم میں پایا جاتا ہے۔ اور چونکہ اسلام نے قریشی لیڈروں کی فرضی عظمت کو تباہ کردیا اس لئے وہ لوگ مزاروں پر جانا شرک بتاتے ہیں ۔

(۳۶) آیت (۳/۱۷۴) میں دو حقیقتیں ثابت کی گئی ہیں۔

پہلی حقیقت یہ ہے کہ جنگ اُحد میں جن مومنین کو زخم آئے تھے وہی وہ لوگ تھے جن کی شان میں کوئی مذمت یا برائی سابقہ آیات میں یا جنگ اُحد پر تبصرے میں بیان نہیں ہوئی ہے ۔ لہٰذا تمام سابقہ مذمتیں ان مومنین کے لئے تھیں جنہوں نے خودساختہ اسلام اختیار کرکے حقیقی اسلام اور مومنین کے خلاف زیرزمین منصوبہ چلا رکھا تھا۔ یہیں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ ان کو کوئی زخم یا چوٹ بھی نہیں لگی تھی اس لئے کہ نہ وہ میدان میں ٹھہرے نہ قریشی فوج کو ان

بات یہ ہے کہ وہ ہماری خاموشی سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ان کے جانبدار ہیں حالانکہ ہم اس لئے خاموشی سے ڈھیل دیئے جارہے ہیں کہ وہ سرکشی اور گناہوں میں خوب اضافہ کرلیں تب رسی کھینچیں اور انہیں توہین آمیز عذاب کی بھرپور سزا دیں (۱۷۹) یہ اللہ کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ مومنین کو اس مخلوط حالت میں چھوڑے رکھے جس میں تم اس وقت ہو یہاں تک کہ وہ خبیث مومنین کی تمیز پاک مومنین سے کردے اور اللہ کے لئے یہ بھی موزوں نہیں ہے کہ وہ تم سب کو اس موجودہ حالت میں غیب پر مطلع کردے ۔ لیکن غیب کی اطلاعات پہنچانے کے لئے وہ اپنے رسولوںؑ میں سے جسے چاہے چن لیا کرتا ہے ۔ چنانچہ تم اللہ اور اس کے رسولوںؑ پر حقیقی ایمان و یقین رکھو اور اگر تم نے یقین کرلیا کہ اللہ غیبی انتظام سے خبیث مومنین کو پاک مومنین سے جدا کرکے رہے گا اور ساتھ ہی اگر تم تقویٰ کے ذریعہ سے پاکیزگی کی کوشش

نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ

ہم ڈھیل دیتے ہیں ان کو تو کہ زیادہ ہو جاویں گناہوں میں اور واسطے ان کے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى

عذاب ہے ذلیل کرنے والا نہیں ہے اللہ کہ چھوڑ دے ایمان والوں کو اوپر

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ

اس حالت کے کہ ہو تم اوپر اس کے یہاں تک کہ جدا کردے ناپاک کو پاک سے

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ

اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کردے تم کو اوپر غیب کے و لیکن اللہ پسند کرتا ہے

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے

وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا

اور رسولوں اس کے کے اور اگر ایمان لاؤ تم اور پرہیزگاری کرو

سے دشمنی تھی ۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ اللہ ، رسولؐ اور حقیقی مومنین کی مخالفت میں اجماع کیا جانا اور کثرت کو اغواکرکے ساتھ ملالینا عہدرسولؐ اور قرآن کے نزول کے زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ اور یہ کہ ایک شیطان مجسم دو یاروں میں کا ایک (۲۹،۲۷/۲۵) جنگ اُحد کی خفیہ اسکیم کا سربراہ تھا ۔ (۱۷۵ اور ۱۷۳/۳)

(۳۷) آیات (۱۷۸ تا ۱۷۶/۳) میں خودساختہ اسلام کے مومنین کا مغالطہ دور کرکے انجام بتایا ہے ۔

ہم اس حقیقت پر زور دیتے چلے آئے ہیں کہ عہدرسولؐ میں دو قسم کے مسلمان تھے ایک حقیقی دوسرے مصنوعی یعنی جنہوں نے قرآن اور رسولؐ کو اپنی عقل وبصیرت کے ماتحت رکھا تھا ۔ جو کلام اللہ اور کلام رسولؐ پر من وعن عمل نہ کرتے تھے ۔ بلکہ ان کے کلام سے جو مطالب ، ان کی ذاتی ، قومی یا ملکی مصلحت کے مطابق ہوتے تھے انہیں اختیار کرتے تھے ۔ ورنہ ان کے کلام میں اپنے اجتہاد سے تبدیلی کرکے مصلحت کے مطابق بناکر عمل کرتے تھے (۴۱/۵، ۱۵ /۱۰وغیرہ) اور یہ عقیدہ آج بھی شیعہ سنی مجتہدین کے یہاں معمول اور جاری ہے ۔ چنانچہ دونوں فرقوں میں کئی ہزار آیات کے واضح الفاظ کے خلاف عقائد و عمل موجود ہیں ۔ چنانچہ مندرجہ بالا آیات میں اور بہت ساری گزشتہ اورآگے آنے والی آیات میں یہ ثابت ہے کہ یہ قریشی گروہ ایمان لایا تھا لیکن اس ایمان کو انہوں نے گمراہی (۱۶/۲) دنیاوی مال ومتاع (۱۷۵۔۱۷۴/۲) دنیاوی زندگی سے بدل لیا تھا (۸۶/۲) ان کو قرآن میں یہاں بھی اور باربار بتایا گیا ہے کہ ان کے وہ نیک اعمال جو ان لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کئے سب ضائع ہوجائیں گے (۲۱۷/۲۱ ، ۲/۳) یہ عموماً وہی مومنین تھے جن کے نیک اعمال وایمان ضائع ہوجائیں گے جو رسولؐ اللہ کے سامنے بے ادب تھے (۴۹/۲) مگر یہ لوگ اپنے اصول فقہ اور قواعد اجتہادیہ سے یہ حساب لگاتے رہے ہیں کہ وہی برسرحق ہیں باقی مسلمان بے وقوف وجاہل اور مشرک ہیں ایسے مومنین کو بتایا گیا کہ ان کا دنیا میں تو حصہ ہے یعنی انہوں نے اسلامی لباس ومعاشرت اختیار کرلی لیبل لگالیا۔عبادات بجالاتے ہیں ۔ اخراجات کرتے ہیں ۔ تمام مومنین کے نزدیک اچھے یا برے مومن کہلاتے ہیں اس لئے دنیا میں ان کا حصہ ضرور ہے اور تھا۔ مگر انہیں قیامت میں سوائے عذاب عظیم (۱۷۶/۳)اورعذاب الیم (۱۷۷/۳) کے اور کوئی حصہ نہ ملے گا۔ رہ گیا ان قریشی یا قومی مومنین کا کفر میں سریع الرفتار

فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ

پس واسطے تمہارے ثواب ہے بڑا اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ بخیلی کرتے ہیں

بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا

ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو اللہ نے فضل اپنے سے وہ بہتر ہے

لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ

واسطے ان کے بلکہ وہ برا ہے واسطے ان کے البتہ طوق پہنائے جاویں گے

مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ

وہ چیز کہ بخیلی کی ہے ساتھ اس کے دن قیامت کے اور واسطے اللہ کے ہے

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا

جو کچھ چھوڑ گئے ہیں آسمانوں والے اور زمین والے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

کرتے ہو خبر دار ہے۔ البتہ تحقیق سنا اللہ نے کہنا ان لوگوں کا جو کہتے ہیں

شروع کر دو گے تو تمہارے لئے عظیم الشان اجر ہے ۔(۱۸۰) جن مومنین کو اللہ نے اپنے فضل سے آسودہ حال ہو جانے کا موقعہ دیا ہے اگر وہ ضرور تمندوں کی مدد کرنے میں کنجوسی کرتے ہیں تو یہ حساب نہ لگائیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی چیز ہے بلکہ یہ سمجھ لو کہ یہ عمل شر وفساد کا باعث ہے چنانچہ جن چیزوں کو دینے میں انہوں نے بُخل کیا ہوگا وہ سب چیزیں قیامت کے روز ان کے گلے میں طوق بنا کر لٹکا دی جائیں گی ۔ اور یاد رکھو کہ کائنات اور آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے اور جس کے پاس بھی ہے وہ سب اللہ کی میراث ہے اور اللہ وہ ہے جو تمہارے تمام اعمال سے خبر دار ہے ۔(۱۸۱) یقیناً اللہ نے یہودیوں کا وہ جواب سنا جو انہوں نے قرض کی اپیل (۲/۲۴۵) پر دیا اور کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ قرض کی بھیک مانگنے والا

ہونا وہ بار بار ان کے کردار سے سامنے آتا رہا اور قرآن اس سے بھرا پڑا ہے ۔اور کفر کے معنی منکر وغیر مسلم کر کے اب قارئین کو ٹرخایا نہیں جاسکتا ۔ اب تک جہاں ان مومنین کی مذمت آتی تھی اسے کفر ونفاق کے سر چپکا کر ان لیڈروں کو چھپالیا جاتا تھا۔

(۳۸) آیت (۳/۱۷۹) میں دونوں قسم کے مومنین کو کون چھپا سکتا ہے ؟؟ جن حضرات کو ابھی تک یہ یقین نہ آیا ہو کہ عہد رسولؐ میں مذکورہ قسم کے مومنین بھی تھے وہ اس آیت (۳/۱۷۹) میں ان کی زیارت کر کے یہ یقین کر لیں۔ یہاں سب قسم کے مومنین کو مخاطب کیا گیا ہے ۔(انتم ۔۲۔ لیطلعکم ۔ ۳۔ اٰمنُوا ۔۴۔ تومنوا۔ ۵۔تتّقوا ۔۶۔ لکم) اور خبیث مومنین کا طیب مومنین میں مخلوط یا ملا جلا رہنا ثابت کیا ہے اور اس حالت کو اللہ نے ناپسند کیا ہے ۔ اور زوردار وعدہ کیا ہے کہ ان دونوں کو الگ الگ کر کے چھوڑے گا ۔اپنے علما سے ، اپنی تاریخوں اور احادیث سے معلوم کریں کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں یا بعد میں کب یہ دونوں قسم کے مومنین الگ الگ کئے گئے تھے ؟ یا میری تصنیفات پڑھ کر معلوم کر لیں ۔ دونوں قسمیں الگ الگ ہوئی تھیں ۔ الگ الگ رہی تھیں یہ ایک داستان الم ہے ۔ مگر علما نے پردہ پوشی اور الزام تراشی جاری رکھی پھر آپ بتائیں کہ آپ کون سے گروہ میں اور کس قرآنی دلیل سے ہیں ؟

(۳۹) آیت (۳/۱۸۰) میں مذکور مومنین یہودیوں کے شاگرد مومنین تھے ۔ ان مومنین کو پہچان لیں جو قرآن کے حکم (قُلِ الْعَفْوَ ﴿۲۱۹﴾ البقرۃ) پر عمل نہ کرتے تھے بلکہ خود اپنے مشن اور اجتہادی ضابطہ کے مطابق خرچ کرتے تھے ۔لیکن حقیقی مومنین دن رات اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں طرح راہ خدا میں صرف کرتے تھے (۲/۲۷۴) اور آسودہ حالی ہی میں نہیں بلکہ تنگ دستی اور بدحالی میں بھی ضرورت مندوں کی مشکلات میں صرف کرتے تھے (۳/۱۳۴) ان کے برخلاف وہ مومنین تھے جنھوں نے قرآن میں مقرر اور فرض شدہ حقوق غصب کر لئے تھے ۔ حق داروں کی میراث اپنے تصرف میں لے لی تھی۔ جنھوں نے محل بنائے تھے۔ اور اپنی کنیزوں کو محلات میں رکھتے تھے۔ مدینہ کی گلیوں میں بھکاری پھرتے تھے اور وہ مومنین کروڑ پتی تھے ۔

اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ

تحقیق اللہ فقیر ہے اور ہم دولتمند ہیں اب لکھتے ہیں ہم جو کچھ کہا انہوں نے اور

قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

مارڈالنا ان کا پیغمبروں کو ناحق اور کہیں گے ہم چکھو عذاب جلن کا

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

یہ ہے بدلے اس چیز کے کہ آگے بھیجا ہاتھوں تمہارے نے اور یہ کہ اللہ نہیں

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ

ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے۔ جن لوگوں نے کہا تحقیق اللہ نے عہد کیا ہے

اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا

طرف ہماری یہ کہ نہ ایمان لاویں واسطے کسی پیغمبر کے یہاں تک کہ لاوے ہمارے پاس

بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ

قربانی کہ کھاجاوے اس کو آگ کہہ تحقیق آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر

مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ

پہلے مجھ سے ساتھ دلیلوں کے اور ساتھ اس چیز کے کہ کہا تم نے پس کیوں

قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ

مارڈالا تم نے ان کو اگر ہو تم سچے پس اگر جھٹلاویں تجھ کو پس تحقیق

كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ

جھٹلائے گئے پیغمبر پہلے تجھ سے آئے تھے ساتھ دلیلوں کے

وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ

اور ساتھ چھوٹی کتابوں کے اور کتاب روشن کے ہر جان چکھنے والی ہے موت

وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور سوائے اس کے نہیں کہ پورے دیئے جاؤ گے تم بدلے اپنے دن قیامت کے

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ

پس جو کوئی دور کیا گیا آگ سے اور داخل کیا گیا بہشت میں پس تحقیق مراد کو پہنچا

وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ

اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر فائدہ اٹھانا فریب کا البتہ آزمائے جاؤ گے تم بیچ

وقف لازم

فقیر ہے اور ہم سیٹھ لوگ ہیں۔ اب ہم ان کا یہ طنزیہ جواب بھی بطور فیصلہ لکھے دیتے ہیں اور انبیاءؑ کے قتل کا مواخذہ بھی طے کئے دیتے ہیں جو ناحق عمل کئے ان پر اب ہمارا کہنا یہ ہوگا کہ اب تم جلا کر خاک کرنے والا عذاب برداشت کرو (۱۸۲) وہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں سے جمع کیا ہوا ذخیرہ ہو گا اللہ تو بلاشبہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے (۱۸۳) یہ وہی لوگ تو ہیں جنہوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ اللہ نے ان سے یہ کہہ دیا ہے کہ کسی ایسے رسول پر ایمان نہ لانا جو قربانی پیش کرے اور اس کی پیش کردہ قربانی کو آگ کا شعلہ نازل ہو کر نہ کھاجائے ان سے کہو کہ چلو مان لیا مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارے پاس تو ایسے رسولؑ آتے رہے ہیں جو ہر قسم کی دلائل وبراہین بھی لائے اور وہ سب کچھ لائے جو تمہاری شرط ہے لیکن اگر تم اس شرط میں سچے تھے تو تم نے ان پیغمبروںؑ کو کیوں قتل کردیا تھا؟ لہٰذا تم بہانہ ساز اور جھوٹے ہو۔(۱۸۴) اے نبیؐ اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاویں تو یہ نئی بات نہیں ان کے اباؤ اجداد نے آپ سے پہلے رسولوںؑ کو جھٹلایا تھا۔ حالانکہ وہ سب ان کے پاس کتاب روشن اور زبوریں لے کر پہنچے تھے۔(۱۸۵) ہر ذی حیات موت کا ذائقہ چکھے گا اور یہی کچھ ہونا ہے کہ تم سب کو قیامت میں تمہارے اجر پورے پورے مل جائیں گے اور جو کوئی دوزخ سے دور رہا اور جنت میں داخل کردیا گیا وہ فیض یاب ہوا اور دنیا کی یہ زندگی تو ایسے فوائد سے لبریز ہے جو دائمی اور مستقل معلوم ہوتے ہیں۔(۱۸۶) ضروری ہے کہ تم سب کو تمہارے اموال اور تمہاری

اَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ ۟ وَ لَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ

مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اور البتہ سنو گے ان لوگوں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب

مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَ مِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِيۡرًا ؕ وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا

پہلے تم سے اور ان لوگوں سے جو کہ شریک کرتے ہیں ایذا بہت اور اگر صبر کرو تم

وَ تَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸۶﴾ وَ اِذۡ

اور پرہیزگاری کرو تم پس تحقیق یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے ۔ اور جس وقت

اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ

لیا اللہ نے عہد ان لوگوں کا کہ دیئے گئے ہیں کتاب البتہ بیان کرو گے تم اس کو

لِلنَّاسِ وَ لَا تَكۡتُمُوۡنَهٗ ۫ فَنَبَذُوۡهُ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ

واسطے لوگوں کے اور نہ چھپاؤ گے اس کو پس پھینک دیا اس کو پیچھے پیٹھوں اپنی کے

وَ اشۡتَرَوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَبِئۡسَ مَا يَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحۡسَبَنَّ

اور مول لیا بدلے اس کے مول تھوڑا پس برا ہے جو مول لیتے ہیں ۔ مت گمان کر

الَّذِيۡنَ يَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا وَّ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ

ان لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں یہ کہ

يُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ يَفۡعَلُوۡا فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ

تعریف کئے جاویں ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کی پس ہرگز مت گمان کر ان کو

بِمَفَازَةٍ مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَ لِلّٰهِ

بیچ خلاص کے عذاب سے اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور واسطے اللہ کے ہے

مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ

ملک آسمانوں اور زمین کا اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے تحقیق بیچ پیدائش

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ

آسمانوں کے اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور دن کے البتہ نشانیاں ہیں

زندگی کے متعلق آزمائش پیش آتی رہے ۔اور تمہیں ان اھل کتاب سے بہت سی تکلیف دینے والی باتیں بھی ضرور ہی سننا پڑیں گی جنہیں تم سے پہلے کتاب دی جاچکی ہے اور اگر تم نے ان کے طعن وطنز پر صبر کیا اور تقویٰ پر کاربند رہے تو وہ بڑی ہمت و جرات کا کام ہو گا۔ (۱۸۷) اور اللہ نے اھل کتاب سے یہ عہد لیا تھا کہ تم تعلیمات کتاب کو لوگوں میں عام کردینا اس کی کوئی بات بھی نہ چھپانا تو انہوں نے اس معاہدہ کو پس پشت پھینک دیا اور بڑے گھٹیا داموں کے بدلے میں تعلیمات کو چھپا لیا کیا ہی حقیر قیمت ہے جو انہوں نے حاصل کی ہے(۱۸۸) یہ گمان اور یہ حساب نہ لگانا کہ یہ بڑے مطمئن لوگ اور خوشیاں منانے والا گروہ عذاب سے محفوظ ہے یہ لوگ جو اپنے کاروبار پر اور اس مدح سرائی پر خوش ہیں جس کے وہ حقدار نہیں ہیں اور مدح وثنا کا کوئی کام نہیں کرتے ان کے لئے تودردناک عذاب ہی ہے ۔ (۱۸۹) اور تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور مالکیت اللہ ہی کی ہے اور اللہ آسمانوں اور زمین کی ہرچیز کی نگرانی اور تربیت اور بقا وفنا پر قادر ہے (۱۹۰) آسمانوں اور زمینوں کو کیسے اور کب اور کیوں پیدا کیاگیا تھا اور یہ رات دن اور موسم کیسے جاری کئے گئے ہیں ان سوالات کے جوابات میں ہوش مند لوگوں کو بہت

(۴۰) آیت (۳/۱۸۷) میں اہل کتاب کا عوام کو حقائق سے بے بہرہ رکھنا ۔ یہاں پھر اہل کتاب کی جعلسازیاں بیان ہورہی ہیں (۱۸۸ تا ۳/۱۸۱) خاص بات جو نوٹ کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب خداوندی کی تعلیمات کو پبلک سے پوشیدہ رکھا اور وہی طرز عمل اختیار کیاتھا جو قریشی دانشوروں نے مسلمانوں کے ساتھ کیاہے (۳/۱۸۷) یعنی نظام اجتہاد کسی بھی زمانہ کا ہواس کا عملدرآمد ہمیشہ ایک ہی رہتا چلا آیاہے صرف لیبل اورنام اور زمانے مختلف ہوتے ہیں ۔

لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝۱۹۰ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا

واسطے عقل والوں کے ۔ اور وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے

وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ج

اور اوپر کروٹوں اپنی کے اور فکر کرتے ہیں بیچ پیدائش آسمانوں کے اور زمین کے

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ

اے پروردگار ہمارے نہیں پیدا کیا تو نے یہ بے فائدہ پاکی ہے تجھ کو

فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۹۱ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ

پس بچالے ہم کو عذاب آگ کے سے ۔ اے پروردگار ہمارے تحقیق تو

مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ط وَ مَا

جس کو داخل کرے آگ میں پس تحقیق رسوا کیا تو نے اس کو اور نہیں

لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۱۹۲ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا

واسطے ظالموں کے کوئی مددگار اے رب ہمارے تحقیق ہم نے سنا پکارنے والا

یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ق صلے

پکارتا ہے طرف ایمان کے یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ رب اپنے کے پس ایمان لائے ہم

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا

اے پروردگار ہمارے پس بخش ہم کو گناہ ہمارے اور دور کر ہم سے برائیاں ہماری

وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝۱۹۳ ج رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا

اور مار ہم کو ساتھ نیک بختوں کے اے پروردگار ہمارے اور دے ہم کو جو کچھ

سے معجزات پر اطلاع ملتی ہے (۱۹۱) یہ وہی ہوشمند اور طالب حقیقت لوگ ہیں جو اپنے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے قوانین سے اللہ کی قدرتوں کو یاد کرتے اور سمجھتے ہیں اور پھر آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق پر غوروخوض و تحقیق و تفکر جاری رکھتے ہیں اور ہر کمال کو سمجھنے کے بعد فیصلہ کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے کسی بھی چیز کو بے کار و بلا وجہ پیدا نہیں کیا تیری ذات پاک و ارفع و اعلیٰ ہے فضول اور بے فائدہ کام کرنے سے چنانچہ ہمیں جہنم سے محفوظ کردے ۔ (۱۹۲) اے ہمارے پروردگار جسے تو جہنم کے عذاب میں داخل کرے گا اس کی بڑی رسوائی ہو گی اور غلط کار لوگوں کا مددگار کوئی بھی نہ ہو سکے گا۔ (۱۹۳) اے ہمارے مالک یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی تھی جو پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ چنانچہ ہم ایمان لے آئے تھے ۔چنانچہ اے ہمارے پالنے والے ہمارے تمام متعلقات کا ہمارے لئے تحفظ فرما اور ہماری برائیاں چھپا دے اور ہمیں خوش خصال لوگوں کے ساتھ اپنی وفا عطا فرمانا (۱۹۴) اے ہمارے رب ہمیں ان تمام وعدہ کی ہوئی نعمتوں سے مالا مال کردے جو تو نے اپنے رسولوںؑ کی معرفت ہم مومنین سے آج

(۴۱) آیات (۱۹۱۔۱۹۰/۳) میں مسلمانوں کو تسخیر کائنات پر متوجہ کیا گیا ہے۔ عہدرسولؐ سے آج تک جس اسلام کی تعلیم دی جاتی رہی ہے ۔ اس میں چند رواسم اور چند عبادات اور چند سزائیں اور چند اخلاقی احکامات کے علاوہ کوئی ایسی تعلیم نہیں دی گئی جس سے انسان دنیا میں اپنی قوت و قدرت و اختیارات میں فطری اضافہ کرتے یا کائناتی عناصر کو اپنی خدمت پر لگاتے یا چاند ، سورج اور ستاروں موسموں اور دن رات سے فائدہ اٹھاتے ۔ یا تسخیر کائنات کرتے۔ اور حال یہ ہے کہ بے دین اور بقول مُلّا جی کفار نے اس کائنات کو مسخر کرلیا ہے ، خود مسلمانوں کو مسخر کرر کھا ہے ۔ اور تمام علوم و فنون میں مسلمان ان کے محتاج و دست نگر ہیں ۔ حالانکہ عہدرسولؐ میں کائناتی تحقیق (Research) کی بنیاد پڑ چکنے کا ثبوت آپ کے سامنے آ چکا ہے (۱۹۱۔۱۹۰/۳) ایسے مومنین موجود تھے جن کا ہر لمحہ کائناتی تحقیق وانکشاف پر صرف ہو رہا تھا۔ جو ہر چیز کی لِمَ (لِمَ کیوں کیسے) جاننا چاہتے تھے اور ان ہی لوگوں کے لئے محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم کو لا محدود ولا تحصیٰ علم و تجربہ عطا کیا گیا تھا۔ وہ حضرات جن کے روبرو یہ کائنات کف دست (ہتھیلی) سے بڑی نہ تھی ۔ جو کائنات کی آسمانوں کی راہوں سے بہت واقف تھے موجود تھے اور سلونی سلونی کے اعلان کرتے رہتے تھے ۔ مگر فاختہ خلیل خان کے پنجرے میں بند تھی کیسے اڑتی ؟

وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
وعدہ کیا ہے ہم سے اوپر پیغمبروں اپنے کے اور مت رسوا کر ہم کو قیامت کے دن
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ
تحقیق تو نہیں خلاف کرتا وعدے کو۔ پس قبول کیا واسطے ان کے رب ان کے نے یہ کہ
اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ
میں نہیں ضائع کروں گا عمل کسی عمل کرنے والے کا تم میں سے مرد سے یا
اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ
عورت سے بعضے تمہارے بعضوں سے ہیں پس جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور
اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ
نکالے گئے گھروں اپنے سے اور ایذا دیئے گئے بیچ راہ میری کے اور لڑے اور
قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ
مارے گئے البتہ دور کروں گا ان سے برائیاں ان کی اور البتہ داخل کروں گا ان کو
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ثواب نزدیک خدا کے سے
وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ
اور اللہ نزدیک اس کے ہے اچھا ثواب نہ فریب میں ڈالے تجھ کو پھرنا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ
ان لوگوں کا کہ کافر ہوئے بیچ شہروں کے یہ فائدہ ہے تھوڑا پھر جگہ رہنے ان کے کی

تک کئے ہیں اور بروز قیامت ہمیں رسوائی سے بچا کر رکھنا یقیناً تو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا (۱۹۵) لہٰذا ان کے رب نے ان کی تمام گزارشات قبول فرمالیں اور فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کے کسی عمل کو ہرگز ضائع نہ کروں گا خواہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت ہو تم تو سب ایک ہی خاندان کے پسندیدہ لوگ ہو۔ چنانچہ ان لوگوں کی بھی تمام برائیاں چھپا دوں گا اور ان جنتوں میں داخل کروں گا جن میں نہریں جاری ہیں جو لوگ ہجرت کرکے آئے اور اپنی بستیوں سے جلاوطن کئے گئے جنہوں نے میری خاطر ایذا سہی جو تیغ بکف جنگ میں شریک ہوئے جو لوگ شہید ہو گئے ہیں یہ تمام ثواب اور اجر اللہ کے ذمہ ہے اور عمدہ اجر و ثواب تو اللہ ہی کے پاس ہوتا ہے (۱۹۶) حقائق اسلامیہ کو چھپانے والوں کا بڑے بڑے شہروں میں اثر ورسوخ اور سفارتی مہم تمہیں ان کی مستقل کامیابی کا دھوکا نہ دینے پائے۔ (۱۹۷) یہ تو پہلے سے چلتے چلے آنے والا ایک ملکی استفادہ کا (ہاشمؓ و قصیؒ کا قائم کردہ) نظام تھا جو چند روز میں بکھر جائے گا اور اس کے ختم ہوتے ہی پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور وہ بدترین گہوارہ ہے

(۴۱/الف) حقیقی مومنین کی عادات، طرز عمل اور مقبول شدہ پوزیشن۔ جن حضرات کو ہم حقیقی مومن سمجھتے ہیں ان کو ان آیات (۱۹۵ تا ۳/۱۸۹) میں اور (۱۷۵۔۳/۱۶۹) میں باربار دیکھیں اور ان مومنین سے مقابلہ کرکے دیکھیں جن کے مشورے سننے کے لئے ڈھیل دی گئی۔ جو رسولؐ کے ساتھ محض رسولؐ کی نرم روی سے استفادہ کے لئے لگے رہتے تھے پھر یہ دیکھیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ خبیث مومنین کو پہچانے اور ان سے الگ رہے (۳/۱۷۹) پھر یہ سوچیں کہ ہمارے علما نے کیوں تمام منافقوں کو غائب کرلیا؟ آخر وہ کثرت کہاں گئی جو منافق کہلاتی تھی ؟ ان عقائد کو الگ سے کیوں بیان نہ کیا گیا جو بقول ان کے کافروں، مشرکوں، منافقوں اور کمزور عقیدہ مومنوں کے تھے اور قرآن میں مذکور ہیں؟ پھر یہ کیوں کیا کہ ان ہی عقائد کو جو کفارو مشرکین کے تھے اور قرآن میں لکھے ہیں انہوں نے اپنے اسلام میں داخل کرلیا یہ اعتراض تو کافروں کا تھا کہ ”انہوں نے کہا کہ نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر“(قَالُوٓاْ إِنۡ أَنتُمۡ إِلَّا بَشَرٞ مِّثۡلُنَا ﴿١٠﴾ ابراھیم) (۱۵/۳۶) اور ”نہیں ہے تو مگر بشر ہمارے جیسا“ (مَآ أَنتَ إِلَّا بَشَرٞ مِّثۡلُنَا .... الشعراء ۱۸۶تا ۲۶/۱۵۴) یہ مقامات قرآن کریم میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر پہلے یہ یقین

جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

دوزخ ہے اور برا ہے بچھونا لیکن وہ لوگ کہ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے واسطے ان کے

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا

بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان کے مہمانی

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

نزدیک اللہ کے سے اور جو کچھ نزدیک اللہ کے ہے بہتر ہے واسطے نیکی کرنے والوں کے

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

اور تحقیق بعضے اہل کتاب سے وہ شخص ہے کہ ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے اور ساتھ

مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ

اس چیز کے کہ اتاری گئی طرف تمہارے اور جو چیز اتاری گئی طرف ان کے

خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

عاجزی کرنے والے طرف اللہ کے نہیں مول لیتے ہیں بدلے نشانیوں اللہ کے

ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ

مول تھوڑا یہ لوگ واسطے ان کے ہے ثواب ان کا نزدیک رب ان کے کے تحقیق

اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا

اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور تھام

وَ رَابِطُوْا ٙ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

رکھو ایک دوسرے کو اور لگے رہو بیچ لڑائی کے اور ڈرو اللہ سے تو کہ تم چھٹکارا پاؤ

(۱۹۸) لیکن جن لوگوں نے اپنے پروردگار کے سامنے ذمہ داری اور تقویٰ اختیار کئے رکھا ہے ان کے لئے وہ جنتیں ہیں جن میں نہروں کے جال بچھے ہوئے ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ کے مہمان رہیں گے اور خوشحال مومنین کے لئے اللہ کے پاس جو کچھ بھی ہے بہتر و برتر ہی ہے۔ (۱۹۹) اور یقیناً اہل کتاب میں سے بھی جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ تمہارے لئے نازل ہوا اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خود ان کے لئے نازل ہو چکا ہے اسے بھی مانتے ہیں اور اللہ کے حضور میں عاجز رہتے ہیں اور دنیاوی مفاد کے لئے آیات اور دین فروشی نہیں کرتے وہ اہل کتاب بھی اپنے اعمال کی جزا اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے۔ یقیناً اللہ حساب لینے میں بہت ہی جلدی کرنے والا ہے۔ (۲۰۰) اے وہ لوگو جو ایماندار کہلاتے ہو تم صبر اختیار کئے رکھو اور دوسروں کو صبر کرانے کی تاکید کردو اور مدد دو اور اپنے نبیؐ کے نظام سے مربوط رہو اور اللہ کا تقویٰ جاری رکھو شاید تم اس طرح رستگار ہو جاؤ۔

فرمالیں کہ رسولوںؑ پر دشمنان اسلام ہر زمانہ میں یہ اعتراض کرتے رہے اور پھر یہ دیکھیں کہ وہ یہ اعتراض اس لئے کرتے تھے کہ دنیا کے وہ تمام راہنما، دانشمند اور لیڈر ایسے ایک شخص کی اطاعت کیوں کریں جو ان ہی جیسا بشر ہو؟ جب کہ بہت سے لیڈران قوم علم وتجربہ اور عمر میں بھی اس سے زیادہ ہوں۔وہ لوگ اللہ اور وحی کے منکر نہ تھے وہ وحی کا نزول ممکن مانتے تھے مگر اپنے ایسے ایک غلط کار وخطاکار انسان کی اطاعت میں خطرہ سمجھتے تھے اس لئے کہ اس سے وحی کے سمجھنے میں بھی غلطی ممکن ہے "اس لئے ایک اپنے جیسے ممکن الخطا، اور اکیلے شخص کی مطلق اطاعت تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔ قرآن کی زبان میں سنیے :

"یہ کیا ہے؟ یہ تو تمہارا جیسا ایک بشر ہے وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیتے ہو اور یاد رکھو کہ اگر تم نے اپنے جیسے ایک بشر کی اطاعت اختیار کرلی تو تمہیں نقصان ہی نقصان کا یقین رکھنا چاہئے (اس کا ارادہ تو یہ ہے کہ تم جیسا بشر ہوکر تم سے

مَا هَٰذَآ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَٰسِرُونَ ﴿٣٤﴾ المؤمنون

بزرگ بن کر تم پر مسلط ہوجائے " مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ﴿٢٤﴾ المؤمنون) یہ عقائد اور اعتراض دشمنانِ اسلام کے یہاں سے نکل کر مسلمان علما میں کیسے پہنچ گئے؟ ہمارے اندر ایسے لوگ کیسے اور کیوں موجود رہتے چلے آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے جیسا ایک ممکن الخطا بشر سمجھتے، کہتے اور لکھتے آئے ہیں اور پھر ان کی خطائیں گنواتے رہے ہیں؟ کیا یہ عقیدہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ عہدرسولؐ میں قریشی دانشوروں نے اسلامی نقاب پہن رکھا تھا۔ اور وہ مومنین میں اس قسم کے عقائد کو رواج دینے میں مصروف رہے اور انہیں حقیقی مومن سمجھ کر بعض مومنین نے ان اسلام دشمن عقائد کو ہر زمانہ میں دلوں میں جگہ دی زبانوں سے ان کا پروپیگنڈا کیا اور آج بھی ماشاء اللہ علما کا ایک بڑا گروہ ان عقائد کی تبلیغ وترویج میں مصروف رہتا ہے۔

(۴۲) آیت (۱۹۹/۳) میں اہل کتاب کے برحق ہونے کی بڑی شرط ؟؟ اس آیت (۱۹۹/۳) کی رُو سے وہ تمام یہودی اور عیسائی برحق ہیں جو تمام تعلیمات خداوندی پر عمل کریں اور آیات خداوندی میں ہیرا پھیری اور سودا بازی نہ کریں۔

(۴۳) آیت (۲۰۰/۳) میں خبیث گروہ سے الگ اور حقیقی مومنین سے مربوط رہنا واجب ہے۔ جو لوگ مخلوط مسلمانوں سے وابستہ رہے اور عہدرسولؐ کے تمام لوگوں کو برحق اور یکساں سمجھا وہ ذرا ہوشیار ہوجائیں۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وهِيَ مِاءَةٌ و سَبْعَ وَ سَبْعُوْنَ اٰيَةً وَاَرْبعُ وَعِشْرُوْنَ رَكُوْعاً

سورۂ نساء مدینہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو ستتر آیتیں ہیں اور چوبیس رکوع ہیں الفاظ ۳۰۲۷ ہیں اور حروف ۱۶۲۶۷ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے لوگو ڈرو پروردگار اپنے سے جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے

وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً

اور پیدا کیا اس سے جوڑا اس کا اور پھیلائے ان دونوں سے مرد بہت اور عورتیں

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ

اور ڈرو اللہ سے جس کے نام سے مانگتے ہو آپس میں اور ڈرو قرابت سے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿١﴾ وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ

تحقیق اللہ ہے اوپر تمہارے نگہبان اور دو یتیموں کو مال ان کے

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ

اور مت بدل ڈالو ناپاک کو بدلے پاک کے اور مت کھاؤ مال ان کے ملا کر

(۱) اے انسانوں تم اپنے اس رب کے سامنے ذمہ دار بنو جس نے تمہیں ایک ہی شخص سے پیدا کیا ہے اور اسی شخص واُحِد سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا تھا اور اسی اصول تخلیق کے ماتحت ان دونوں، شوہر وزوجہ سے بہت سارے مرد اور عورتیں پیدا کرکے عام طریقِ پیدائش جاری کردیا تھا اور تم بھی اللہ کے قانون کے ماتحت زوجہ کا رشتہ مانگتے ہو لہٰذا جنسی تعلق میں بھی اللہ کا تقویٰ مدنظر رکھا کرو اور غلط رحم سے دور رہا کرو یقیناً اللہ اس معاملے میں بھی تمہارا نگران رہتا ہے۔ (۲) اے مومنین یتیموں کے مال کو دبا کر رکھنے کے بجائے کلیتاً ان کو دیا کرو اور ان کے اچھے مال و اسباب سے اپنا برا اور رڈی مال نہ بدل لیا کرو اور نہ ان کے مال کو اپنے مال میں ملا کر کھا جایا کرو

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے یہ تمام طریقے مجرمانہ ہیں (۳) اوراگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم یتیموں میں اور اپنے درمیان عادلانہ اقساط قائم نہ رکھ سکو گے تو ان میں سے جو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو یا تین تین یا چار چار کرکے نکاح میں داخل کرلو تاکہ اقساط کا جھگڑا ختم ہو کر برابر کے حقوق قائم ہو جائیں اور اگر نکاح کرنے میں تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم اپنی بیویوں میں عدل قائم نہ رکھ سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرنا یا ایک سے زیادہ ازواج ضروری ہوں تو ان عورتوں سے جتنے چاہو نکاح کرلو جو تمہارے دو (۲) داہنوں کی ملکیت میں ہوں تمہیں غلط راہوں سے روکنے کے لئے وہ شرائط کم از کم ہیں (۴) اور منکوحہ عورتوں کو نکاح کی تصدیق کرنے والے اموال کھل کر ادا کردیا کرو۔

اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا

طرف مال اپنے کے تحقیق یہ ہے گناہ بڑا اور اگر ڈرو تم یہ کہ

تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ

نہ انصاف کروگے بیچ یتیم عورتوں کے پس نکاح کرو جو خوش لگے تم کو

مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ

سوائے ان کے عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار پس اگر ڈرو تم

اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ

یہ کہ نہ عدل کرو تم پس ایک ہے یا جس کے مالک ہوں داہنے ہاتھ تمہارے

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳ؕ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ

یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور دو عورتوں کو مہر اُن کے

تشریحات سورۂ النساء :

(۱) تخلیق انسانی کی محیرالعقول ابتدا اور جنسی تعلقات سے پیدائش (۴/۱)

سورۂ نساء میں سب سے پہلا مبحث ”اسلام میں جنسی تعلقات“ ہے لہٰذا پہلی آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی طرف اشارہ فرماکر یہ بتایا ہے کہ انسانوں میں سلسلہ ازواج حرام طریقے پر جاری نہیں کیاگیا تھا اور نہ آئندہ حرام طریقہ پسند کیا گیاہے۔ اور یہ کہ جس اصول تخلیق اورقدرت وقانون سے حضرت آدمؑ ہی میں سے ان کی زوجہ پیداکی گئی تھی اسی طریقہ کو حضرت آدمؑ اورحوّاؑ سے پیدا ہونے والے بیٹوں پر استعمال کیاگیا اوران سے ان کی ازواج پیدا کی جاتی رہیں اور جب کافی مرد اورعورتیں وجود میں آگئے تو اس قدرت و قانون کی ضرورت نہ رہی اور چچازاد بہن بھائیوں میں رشتہ ازواج جاری کردیا۔

(۲) آیت (۴/۲،۳) میں لفظ یتامیٰ کے معنی کا تعین

یتیم کے عام معنی وہ شخص ہیں جس کے ذمہ دار سرپرست ماں یا باپ یا دونوں اس کی نابالغی کے عالم میں مرگئے ہوں۔اور حقیقی معنی اس مادہ کا منقطع ہوجانا ہیں جس سے کوئی وجود اپنی بقا اورترقی میں مدد لیتا ہے۔ سچے موتی کو ان ہی معنی میں ”دریتیم“ کہاجاتاہے کہ اب اسے اس مادی سامان سے کوئی تعلق نہیں رہا جس سے وہ بناتھا۔لہٰذا ہروہ انسان بھی یتیم ہے جو بے سہارا رہ گیا ہو۔ اوران ہی معنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں بھی یتیم کہہ کر پکاراہے (۶ / ۹۳) اورساتھ ہی بچپن اوربے سہارگی کا زمانہ بھی یاد دلایا ہے۔ لہٰذا ان آیات (۴ / ۲،۳) میں دونوں طرح کے یتیموں کے لئے احکام دیئے گئے ہیں۔ چونکہ اسلام ایک عالمی و آفاقی ضابطہ ہے اس لئے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام بے سہارا اوربے یارومددگار لوگوں کو اطمینان اورچین کی زندگی فراہم کریں اوریہ بھی ایک عالمی مسئلہ ہے کہ عورتوں کی تعداد اس دنیا میں ہمیشہ سے زیادہ رہتی چلی آئی ہے اوریہ بھی ایک عالمی حقیقت ہے کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے کمزور اورکمزوری کی بنا پر مظلوم رہتی چلی آئی ہیں ۔ اورانسان کا اپنے کنبے اورخاندان کی پرورش کے ساتھ ساتھ بے سہارا لوگوں کو باقاعدہ مالی اقساط فراہم کرنا مشکل ہے ۔اس لئے عورتوں کے لئے یہ ترکیب بتادی گئی کہ انہیں ازواج میں داخل کرکے پورے خاندان میں ذمہ دارانہ پوزیشن دے دو۔ کیوں کہ منکوحہ بیوی برابر کے حقوق رکھتی ہے اور اس پوزیشن میں اس کے ساتھ قانوناً بے انصافی یا زیادتی کے مواقع کم ازکم رہ جاتے ہیں ۔

نِحۡلَةً ؕ فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ

خوشی سے پس اگر خوشی سے دیں واسطے تمہارے کچھ چیز سے اس میں سے

نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓــًٔا مَّرِيۡٓـــٴًﺎ ۝۴ وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ اَمۡوَالَـكُمُ

جی سے پس کھاؤ اس کو سہتا پچتا اور مت دو بے وقوفوں کو مال ان کے

الَّتِىۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَـكُمۡ قِيٰمًا وَّارۡزُقُوۡهُمۡ فِيۡهَا

جو کی ہے اللہ نے واسطے تمہارے معیشت قائم رہنا اور کھلاؤ ان کو اس میں سے

چنانچہ اگر منکوحہ عورتیں از خود اپنی ملکیت میں سے بخوشی اور رغبت قلبی کے ساتھ تمہیں کوئی کھانے کی چیز دیں تو تم بھی اطمینان سے نوش جان کرسکتے ہو۔ (۵) اور جو اموال تمہاری بقا کے لئے اللہ کی طرف سے ضروری قرار دیئے گئے ہیں ان کو نادان لوگوں کے حوالے نہ کردیا کرو بلکہ تم ان کے خوراک و پوشاک و دیگر مصارف اپنے ذمہ رکھو

(۲۔الف) آیت (۳ / ۴) میں چار عورتوں سے نکاح مراد نہیں ہے کیوں؟ اس آیت مبارکہ (۳ / ۴) کی تفصیلی تشریح ہماری تصنیفات میں ملاحظہ ہو۔ یہاں مختصراً یہ سمجھ لیں کہ یہ آیت کثرت ازدواج کا محکم قانون ہے اور اس بات کی ذمہ داری لیتی ہے کہ دنیا میں عورتیں شوہریت یا جنسی ضرورت سے محروم نہ رہ سکیں۔ اس آیت کے الفاظ ''دودو۔تین تین، چارچار'' کا یہ مطلب بڑا ہی مولویانہ یا بچگانہ ہے کہ ''انسان چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کرسکتا ہے۔'' اگر اللہ کو یہ کہنا ہوتا تو یہی کہہ دیا ہوتا یہ ہجے (Spelling) کرکے دودو اور تین تین اور چارچار کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ چونکہ علما ان دوہرے اعداد کا منشا اور مطلب سمجھنے سے قاصر رہے اور قاصر اس لئے رہے کہ قلوب میں پہلے سے کچھ خارجی تصورات (زیغ) تھے اس لئے انہوں نے دو اور دو چار روٹیوں کی طرح چار نکاح کی حدبندی سمجھ لی۔ ایک آسان مثال سے سمجھئے کہ ہم آپ کے سامنے تین بوریاں ایک روپے کے نوٹوں کی رکھ دیتے ہیں اور تمہارے دفتر کے باہر دوفرلانگ لمبی فقیروں کی قطار کھڑی کرکے کہتے ہیں کہ جلد سے جلد یہ روپے ان لوگوں میں تقسیم کردو آپ کو نہ فقیروں کی تعداد معلوم نہ روپیوں کا ٹوٹل بتایا گیا ورنہ آپ ضرب تقسیم کا قاعدہ استعمال کرتے اور ایک ایک کو بلا کر وہ رقم جو جواب میں نکلی تھی دیتے چلے جاتے یہاں تک کہ روپے اور آدمی پورے ہوجاتے اور حکم کی تعمیل مکمل ہوجاتی۔ مگر اب تعداد معلوم نہیں لہٰذا یہ انتظام کر دو کہ جو بھی تعداد ہو وہ گھٹنے بڑھنے نہ پائے ایک ایک شخص کو بلاتے اور ایک ایک روپیہ دیتے اور لائن میں بھیجتے جاؤ جب ایک دفعہ سب کا نمبر آجائے دوبارہ شروع کردو۔ دو دو دے کر بھی روپے باقی ہوں تو تین تین دیدو پھر بھی باقی ہوں تو چار چار دے دو۔ علی ھذا القیاس پانچ پانچ۔چھ چھ دیتے جاؤ یہاں تک کہ روپے ختم ہوجائیں۔ یہ ہے عملی صورت آیہ زیر بحث کی۔ عورتوں کی تعداد میں سے بڑھیا عورتوں کو اور مردوں کی تعداد میں سے کمزور و ناتوان ونادار و نادان لوگوں کو نکال کر جو سو فیصد فٹ مرد رہیں گے ان کی تعداد ہمیشہ اتنی ہوگی کہ چار سے زیادہ عورتیں کبھی حصے میں نہ آنے پائیں گی البتہ تندرست اور موزوں آدمی آمادہ نہ ہوں تو زیادہ ذمہ دار افراد کو چار سے زیادہ عورتوں سے ازدواجی تعلقات قائم کرنا پڑیں گے۔ اور اسی آیت اور اسی اصول کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحویل میں چار سے زیادہ ازواج تھیں۔ اصل مسئلہ نظام عدل قائم کرنا ہے۔ جنسی ضرورت یا تعلق ہو یا کسی اور قسم کی ضرورت ہو اس میں توازن اور اعتدال کا قائم رکھنا لازم ہے۔

(۳) آیت (۳ / ۴) میں مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ غلام اور کنیزیں نہیں؟ زیر نظر آیت (۳ / ۴) میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم اپنی ازواج میں عدل برقرار رکھنے سے قاصر ہو تو اس کے دو علاج ہیں پہلا یہ کہ ایک ہی زوجہ پر قناعت کرو۔ دوسرا یہ کہ ''مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ'' میں سے جو موزوں ہوں جتنی تعداد چاہو نکاح میں لے لو۔ یہاں پہلی بات تو یہ نوٹ کریں کہ آیت نکاح کرنے کے حکم اور طریقے سے شروع ہوئی ہے اور لفظ نکاح (فَانۡكِحُوۡا) ایک دفعہ بولا گیا ہے۔ مگر آیت کے آخر تک عورتوں سے نکاح کا حکم ہے یعنی:

۱۔''دو دو عورتوں سے نکاح کرو''

۲۔''تین تین عورتوں سے نکاح کرو''

۳۔" چار چار عورتوں سے نکاح کرو" عدل نہ کرسکو تو صرف
۴۔" ایک عورت سے نکاح کرو" یا پھر
۵۔" مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ سے ---

تمام اہل عقل پانچویں نمبر پر بھی یہی سمجھیں گے کہ یہاں بھی اللہ کا حکم " فَانكِحُوا" نکاح کرو عائد ہوتا ہے مگر بد قسمتی سے تمام شیعہ سنی مجتہدین اس پانچویں نمبر پر۔ دھر پٹخ یا چٹ روٹی پٹ دال۔ یعنی کسی نکاح وغیرہ کے تکلف کے قائل نہیں ہیں بہرحال اگر ہم ذرا دیر کے لئے پاگل ہوجائیں اور مان لیں کہ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ کے معنی کنیزیں یا لونڈیاں یا باندیاں ہیں۔ تب بھی یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ مندرجہ بالا نمبر ۵ کی وجہ سے کنیزوں ، لونڈیوں یا باندیوں سے علامہ حضرات کو "نکاح" کرنا پڑے گا۔ اور ان سے غیر ذمہ دارانہ فری اسٹائل جنسی تعلقات قائم کرنا حرام ماننا پڑے گا لہٰذا مجتہدین کی کنیز بازی اور غلام گردش کی اسکیم ختم ہوجائے گی چونکہ یہ لوگ زر خرید عورت کو جس طرح چاہیں استعمال کرنا جائز کہتے، لکھتے اور اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اور نکاح کی شرط لگتے ہی یہ ابلیسی تعلقات حرام ہوجائیں گے اور ہر عورت سے نکاح کے بغیر جنسی تعلق دم توڑ دے گا۔

(۳۔ الف) مَا مَلَكَتْ أَيْمَان کے صحیح معنی اور مراد؟

ہم عرض کرچکے ہیں کہ قرآن کو مہجور کرنے (۳۰ / ۲۵) کے لئے یزید کی جانشین حکومتوں نے الفاظ کے غلط معنی کو رواج دیا یا ڈکشنریاں (لغات) لکھوائیں، نصاب تعلیم میں اسے ملحوظ رکھا، نسلوں پر نسلیں غلط معنی کو صحیح سمجھتی ہوئی گزریں اور آج صحیح کو صحیح اور حق کو حق ثابت کرنے کے لئے بڑی محنت بڑی تفصیل اور بڑے اعتماد کی ضرورت پڑتی ہے ہم تفصیل سے بچنے کے لئے ترکیبیں کرتے رہتے ہیں یہاں بھی یہ ترکیب کرتے ہیں کہ لغات القرآن سے لفظ " أَيْمَان " کے معنی لکھتے ہیں۔ دیکھئے :

(۱)" أَيْمَان ۔ قسمیں ۔ يَمِينٌ کی جمع ۔ یمین کے معنی اصل میں تو داہنے ہاتھ کے ہیں۔ معاہدہ کرنے والا اور حلیف جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے " (لغات القرآن مولانا محمدؒ عبدالرشید نعمانی جلد اوّل صفحہ ۳۱۹)

(۲)" أَيْمَٰنُكُمْ ۔تمہاری قسمیں ۔ تمہارے ہاتھ ۔ أَيْمَان يَمِينٌ کی جمع جس کے معنی داہنے ہاتھ کے ہیں اور مجازاً قسم کے معنی میں بھی مستعمل ہے" (لغات القرآن مولانا محمدؒ عبدالرشید نعمانی جلداوّل صفحہ ۳۱۹)

معلوم ہوا کہ لفظ " أَيْمَان " کو یار لوگ مجازی طور پر قسم کے معنی میں بھی استعمال کرلیتے ہیں حالانکہ لفظ " قَسَمٌ " خود عربی لفظ ہے یہ اس لئے کہ قرآن کے الفاظ اور معنی کا استقلال ختم کر دیا جائے ۔ بہرحال طے یہ ہوا کہ يَمِينٌ ایک داہنے ہاتھ کو اور" أَيْمَان " دو داہنے ہاتھوں کو کہتے ہیں ۔ چونکہ ہر ایک آدمی کا داہنا ہاتھ ایک ہی ہوتا ہے لہٰذا جب دو آدمی اپنا اپنا دہنا ہاتھ کسی معاہدہ پر ملاتے ہیں یا ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں یا دونوں اپنے اپنے داہنے ہاتھوں سے دستخط کرتے ہیں تو وہ ایک معاہدہ ہوجاتا ہے ۔ لہٰذا " مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ " کے معنی "جو تمہارے معاہدہ کی ملکیت ہوں" کرنا چاہئیں تھے اسی قاعدے کی روسے ہم نے لفظ بلفظ یہ معنی کئے تھے کہ : "جو تمہارے دوداہنوں کی ملکیت ہوں" تاکہ وہ دوسرا داہنا ہاتھ اور دوسرے داہنے ہاتھ کے مالک کا خیال جدا نہ ہونے پائے ۔ اب سوال یہ ہے کہ مَا مَلَكَتْ أَيْمَان میں دوسرا ہاتھ کون اور کس کا ہے؟ اس کا جواب آسان اور مانا ہوا ہے علامہ سے سنئے :

"٦ ۔لونڈیاں مراد ہیں ، یعنی وہ عورتیں جو جنگ میں گرفتار ہوکر آئیں اور حکومت کی طرف سے لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۳۲۲)

(۳۔ ب) مَا مَلَكَتْ أَيْمَان کی حیثیت اور ذمہ داری :

علامہ کی اس تفہیم القرآن میں دوباتیں مسلّمات کے خلاف ہیں اوّل یہ کہ مَا مَلَكَتْ أَيْمَان میں مرد اور عورتیں دونوں داخل ہیں انہوں نے صرف عورتوں کو مَا مَلَكَتْ أَيْمَان لکھاہے دوم یہ کہ ان کو غلام اور کنیز کہنا قرآن کے خلاف ہے قرآن نے مَا مَلَكَتْ أَيْمَان کو ہرگز کہیں غلام وکنیز نہیں

اور ان سے بہت پسندیدہ گفتگو کیا کرو یعنی یہاں تک کہ وہ نادان نہ رہیں اور اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں (٦) اور تم لوگ ان یتیموں کو جو تمہاری تحویل میں ہوں نکاح کی عمر تک پہنچنے کے ساتھ ساتھ آزماتے اور تعلیم دیتے رہو اور اگر تمہیں ان میں پختہ کاری معلوم ہو تو

وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى

اور پہناؤ اور کہو واسطے ان کے بات اچھی اور آزمایا کرو یتیموں کو

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا

یہاں تک کہ جب پہنچیں نکاح کو پس اگر پاؤ تم ان میں سے ہوشیاری

کہاہے ۔ بلکہ یہ ایک اصطلاح ہے جو قرآن سے خصوصیت رکھتی ہے ۔ عام زبان میں کبھی غلاموں اور کنیزوں کے لئے نہیں بولی گئی ہے ۔ عہدرسولؐ میں خودرسولؐ حاکم اور حکومت تھے ۔ لہٰذا یہ کہنا چاہئے تھا کہ جولوگ رسولؐ کے مقابلہ پر برسرپیکار ہوئے اور قید ہوئے اور صرف ان کو " مَا مَلَكَتْ اَيْمَان " کہاجائے گا نہ کہ ہر دُھنیے جو لاہے کی حکومت میں قید ہونے والے لوگ۔ اسی بنا پر علامہ آج تک جنگ میں قید ہونے والے مردوں اور عورتوں کو غلام وکنیز بنانا جائز لکھتے آئے ہیں ۔ جو حرام اور خلاف قرآن ہے ۔ لہٰذا یاد رکھو کہ آئندہ غیر معصوم حکومت میں جنگی قیدی مَا مَلَكَتْ اَيْمَان میں داخل نہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ نہ تو مَا مَلَكَتْ اَيْمَان مال غنیمت میں داخل تھے نہ ان کے ساتھ مال غنیمت والا سلوک کیاجاسکتا تھا۔ رسولؐ اللہ جنگی قیدیوں کے لئے اللہ کے سامنے ذمہ دار تھے۔ اور وہ قیدی ان مومنین کو سپرد کئے جاتے تھے جو ان کا شریفانہ خرچ اور بار برداشت کر سکیں جو ان کے ساتھ ایسا عالی ظرفی کا سلوک کر سکیں جس سے ان کے قلوب مسخر ہوجائیں اور وہ دل کی گہرائی اور خلوص کے ساتھ اسلام لے آئیں۔ ان پر کسی قسم کا جبر روا نہ ہو گا۔ وہ چاہیں تو اپنے مذہب پر رہیں مختار ہیں۔ کوئی شخص بلارسولؐ کی رضا مندی کے ان پر تصرف یا حکم نہ چلائے گا۔ وہ دوسرا ہاتھ جو لفظ اَيْمَان میں ہے وہ آنحضرتؐ کا ہاتھ ہے اور ہر شخص ان کے معاملے میں رسولؐ اللہ کے سامنے ہر وقت ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔ مَا مَلَكَتْ اَيْمَان جس کو سپرد کئے جائیں گے خواہ رشتہ ازدواج قائم ہویا نہ ہو وہ تمام اموال وآمدنی میں برابر کے شریک ومالک رکھے جائیں گے (۳۳/۴، ۱۷ / ۱۶، ۳۳ / ۲۴، ۲۸ / ۳۰) یہی وجہ ہے کہ جس طرح اکیلی بیوی کے ساتھ عدل کی شرط نہیں اس لئے کہ وہ تنہا پورے گھر کی مالکہ ہوتی ہے اس طرح مَا مَلَكَتْ عدل کے محتاج نہیں ان کو حکماً برابر اور مالکوں کی طرح رکھا جانا لازم ہے خواہ نکاح میں ہوں یا نہ ہوں ۔البتہ وہ رسولؐ کے احکام وہدایات کے پابند ہوتے ہیں ان سے نکاح اور طلاق کا معاملہ بھی رسولؐ کی اجازت اور رضامندی کے بعد کیاجائے گا۔ تعداد کی شرط اس لئے نہیں ہے کہ جتنا جلد ہوسکے انہیں بہترین افراد بناکر معاشرہ میں برابر کا شریک کرنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ دشمن یا اپنی قوم کو یاد نہ کریں اور پرخلوص زندگی گزاریں ۔

(۴) آیت (۴ / ۴) سے مہر کی معافی مقصود نہیں ۔ اس آیت میں علمانے "دیوانہ بکار خویش ہوشیار" کے اصول پر مہر کی معافی مراد لی ہے حالانکہ آیت میں صرف زوجہ کے مال میں سے زوجہ کی رضا مندی سے کھاسکنے کی اجازت دی گئی ہے (۴ / ۴)

(۵) آیت (۵ / ۴) میں تمام پاگلوں اور عقلی نقائص والے لوگوں کی کفالت ہے ۔ اس آیت (۵ / ۴) کے الفاظ کا تقاضہ ہے کہ مرکزی حیثیت سے تمام ان لوگوں کی کفالت کا انتظام کیاجائے جو کسی وجہ سے عقلی طور پر معذور ہوں مثل دیوانے، ضعیف العمر اور پیدائشی ناقص العقل لوگ ۔ اور اُمت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنے اخراجات میں اس فنڈ کی گنجائش رکھے ۔

(٦) جو یتامیٰ تحویل میں ہوں یا سپرد کئے جائیں ان کو قابل شہری بنانا ۔ بچوں کی تعلیم وتربیت اور امتحان کی ذمہ داری لینا ہوگی ۔ انہیں ان کے پاؤں پر کھڑا کرکے ان کا کاروبار انہیں سونپنا ہوگا ۔غریب آدمی اپنی محنت کے حساب سے محنتانہ لے سکتاہے ۔لہٰذا ایسے ادارے بنائے جاسکتے ہیں جہاں لاوارث بچوں کی تعلیم وتربیت کرکے انہیں ایک مہذب، کامیاب اور اچھاشہری بنایا جاسکے ۔

(۷) آیت (٦ / ۴) میں عربوں کی رسوم پر طنز کیاگیاہے۔ حقیقی مومنین ہر گز کسی کے ساتھ یہ سلوک نہ کرسکتے تھے جس کا ذکر اس آیت (٦ / ۴) میں کیاگیاہے۔ یہ وہی مومنین تھے

فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ۚ وَ لَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا

پس حوالے کرو طرف ان کی مال ان کے اور مت کھاؤ ان کو زیادتی سے

وَّ بِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا ؕ وَ مَنۡ كَانَ غَنِيًّا

اور جلدی سے اس سے کہ بڑے ہو جاویں اور جو کوئی ہو بے احتیاج

فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا

پس چاہئے کہ بچے اور جو کوئی ہو فقیر پس کھاوے ساتھ انصاف کے پس جب

دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ ؕ وَ كَفٰى

حوالے کرو طرف ان کے مال ان کے پس شاہد پکڑو اوپر ان کے اور کفایت ہے

بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ۞ لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ

اللہ حساب لینے والا واسطے مردوں کے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں

الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ ۖ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ

ماں باپ اور قرابتی اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے

الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ ؕ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۞

ماں باپ اور قرابتی تھوڑا ہو اس میں سے یا بہت ہو حصہ ہے مقرر کیا ہوا

پھر ان کو ان کے وہ اموال واپس دیدو جو تمہارے انتظام میں تھے اور ان کے اموال میں سے کچھ بھی ناجائز طریقہ پر نہ کھاؤ اور جلدی جلدی ان کے اموال و جائیداد کو ان کے بڑے ہونے سے پہلے پہلے صفا چٹ نہ کردو اور اگر تم امیر اور خوشحال ہو تو پارسائی پر قائم رہو اور اگر تم غریب اور عیالدار ہو تب تمہیں چاہئے کہ ان کے مال و جائیداد کے تحفظ میں جو قاعدے کے مطابق تمہارا مختارانہ بنتا ہو وہ اس مال میں لے کر کھایا جاسکتا ہے اور جب تم ان کے اموال واپس دو تو گواہیاں کرا لو تاکہ وہ لوگوں کے روبرو ذمہ دار بنائے جاسکیں اور سمجھ لو کہ حساب کتاب کے لئے اللہ کافی ہے ۔ (۷) مردوں کے لئے اس سامان میں حصہ ہے جو ماں باپ اور ماں باپ کے قریبی رشتہ دار چھوڑ کر مرجائیں اور اسی طرح عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس میں سے کہ جو کچھ ماں باپ یا ان کے قریبی عزیز چھوڑ کر مرجائیں ۔ خواہ حصہ میں کم آتا ہو یا زیادہ حصہ بنتا ہو یہ فرض کیا ہوا حصہ ہے ۔

جو ابھی تک اپنی قومی رسوم و قواعد پر عمل کررہے تھے۔ اور یتیموں کے اموال وجائیداد ترکیب سے کھاجایا کرتے تھے (۲ / ۴، ۶ / ۴)

(۸) آیت (۷ / ۴) میں میراث کا دیا جانا واجب ولازم کیا گیاہے ۔

یتیموں، مسکینوں اور فقرا کی نگہداشت اور ان کے متعلق ذمہ داریاں بیان کرتے ہی یہ بتایا گیا کہ ہر مرنے والے شخص کے اموال وجائیداد کو اس کے قریب و دور کے ان عزیزوں میں تقسیم کرنا فرض ہے جو آگے والی آیات میں بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ مذکورہ رشتے دار خواہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں اور خواہ اموال کم ہوں یا زیادہ ہوں میراث کو حق داروں میں تقسیم کرنا پڑے گا مگر افسوس ہے کہ رسولؐ اللہ کی بیٹی فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا اور رسولؐ کے بچوں کو وراثت سے محروم کردیا گیا تھا اور دانشوران قریش نے حسب منصوبہ ایک ایسی روایت سے اولاد رسولؐ کو میراث سے محروم کیا تھا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ : ” نہ تو انبیاؑ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ان کی وراثت پاتا ہے “

اس روایت کو سن کر جناب فاطمہ الزہرا علیہا السلام نے قرآن سے ثابت کردیا تھا کہ تم جھوٹے ہو اور یہ روایت ایک تہمت ہے قرآن سے آیات پڑھ کر سنائیں اور دکھایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو وراثت ملی اور تمام انبیاؑ کے وارث ہوئے چنانچہ ایک آیت قارئین قرآن سے یہاں بھی سن لیں۔ اللہ نے فرمایا کہ :

وَ وَرِثَ سُلَيۡمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ وَ اُوۡتِيۡنَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِيۡنُ ۞ (۱۶) النمل: ۱۶

”اور سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے تو فرمایا کہ اے لوگو ہمیں پرندوں وغیرہ کی زبان کی تعلیم بھی دی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز میں سے ہماری ضرورت کے مطابق عطا کیا گیا ہے اور یقیناً وہ بڑا واضح فضل خداوندی ہے۔“ اس کے باوجود ان کو محروم الارث رکھا گیا بعد والے چند ایک خلفا نے صدیوں بعد یہ میراث واپس کرکے پہلی حکومتوں کے اقدامات وفرمانات کو باطل اور خلاف قرآن ثابت کیا تھا۔

(۸) اور جب مال میراث تقسیم ہونے لگے اور القربیٰ والے اور یتیم اور مسکین لوگ کچھ ملنے کی آس لئے ہوئے جمع ہو جائیں تو تمام وارثوں اور حصہ داروں کو چاہئے کہ انہیں بھی اپنے اپنے حصوں میں سے کچھ رزق عطا کریں اور ان سے پسندیدہ گفتگو کریں (۹) اور لوگوں کو اس صورت حال کو سامنے رکھ کر اللہ کے حضور عاجزی کرنا چاہئے کہ اگر وہ ایسے بچے اپنے بعد چھوڑ کر مرجائیں تو انہیں کتنی قلبی اذیت ہوتی لہٰذا اپنی اولاد کا اور دوسروں کی اولاد کا خطرہ اور لاوارث اور بے سہارا بچوں کی ذمہ داری قبول کرنا اور مستقبل میں ایسی صورت حال کو روکنے کی باتیں بتانا چاہئیں ۔(۱۰) اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ جو لوگ بد دیانتی اور ظلم کر کے یتیموں کا حق اور مال ہڑپ کر لیتے وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور انہیں عنقریب آگ کے گڑھوں میں ڈالا جائے گا

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ

اور جب حاضر ہوں بانٹنے میں قرابت والے اور یتیم اور فقراء

فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑧ وَ لْيَخْشَ

پس کچھ دو ان کو اس میں سے اور کہو ان کو بات اچھی اور چاہئے کہ ڈریں

الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ

وہ لوگ کہ اگر چھوڑ جاویں پیچھے اپنے اولاد ناتوان ڈریں اوپر ان کے

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ

پس چاہئے کہ ڈریں اللہ سے اور چاہئے کہ کہیں بات محکم تحقیق وہ لوگ

يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ

جو کھاتے ہیں مال یتیموں کے ظلم سے سوائے اس کے نہیں کہ کھاتے ہیں

فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ⑩ ع ۱۲

بیچ پیٹوں اپنے کے آگ اور البتہ جاویں گے آگ میں۔

(۹) آیت (۸ / ۴) میں وراثت کے حق داروں پر واجب ہے کہ وہ غریبوں کو رزق دیں ۔

یہ نوٹ کریں کہ اگر اس آیت (۸ / ۴) اور سابقہ آیات پر عمل کیا جاتا تو اُمت میں فقیری ،گداگری اور غربت ختم ہو جاتی مگر نظام حکومت قریشی سرمایہ داروں نے تیار کیا تھا لہٰذا آج ماشاء اللہ مسلمانوں کی حکومتیں کافروں کے سامنے بھکاری بنا دی گئی ہیں ۔ لیکن ابھی تک مسلمانوں کی غربت اور غلامی دور کرنے پر متفق نہیں ہیں ۔

(۱۰) قانون وراثت، سرمایہ داری اور اجارہ داری کو تباہ کرنے کے لئے ہے۔ آیات (۴/۷ تا ۴/۱۴) میں یہ نتیجہ واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ کسی گھر میں جمع شدہ دولت کو نہ صرف دور و نزدیک کے رشتہ داروں میں بکھیرنے کا انتظام ہے بلکہ تمام حصہ داروں کو ملنے والے مال کو غریبوں یتیموں اور مسکینوں تک پہنچا دینے کی اسکیم بھی ہے ۔ یہ دوسری بات ہے کہ رسولؐ کی مذکورہ قومی حکومت (۳۰ / ۲۵) نے اسلامی قوانین اور تعلیم کو قومی و ملکی مذہب میں تبدیل کر کے مسلسل سرمایہ دارانہ نظام باقی رکھا۔

(۱۱) کسی انسان کو مفید و مضر نفع اور نقصان کا فیصلہ کرڈالنے اور حکم خداوندی کو ٹالنے کا اختیار نہیں ۔

حالانکہ وراثت کے اسی قانون میں تمام انسانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ تم اپنی تمام عقل وبصیرت اور تجربہ کو استعمال کر کے بھی یہ فیصلہ کر نہیں سکتے کہ تم میں فلاں یا فلاں دوست یا رشتہ دار یا لیڈر اس کے لئے یا قوم کے لئے یقینی و حقیقی طور پر مفید ہے ۔ اور جب وراثت اور مال کے معاملے میں ہی کوئی حقیقی فیصلہ نہیں کر سکتا تو اسلامی سربراہی کا فیصلہ کیسے جائز ہو گا ؟

(۱۲) میت کی وصیت اور قرض کو تمام متعلقین پر ترجیح دی ہے ۔ یہ سمجھ لیں کہ جس طرح عزیز و اقربا اور اولاد وغیرہ مرنے والے کا مال حاصل کرنے کے لئے دوڑے چلے آتے ہیں اسی جذبے سے ان پر واجب ہے کہ وہ مرنے

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

وصیت کرتا ہے تم کو اللہ بیچ اولاد تمہاری کے واسطے مرد کے ہے مانند حصہ

الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ

دو عورتوں کے پس اگر ہوویں عورتیں زیادہ دو سے پس واسطے ان کے ہے

ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا

دو تہائی اس چیز کی کہ چھوڑ گیا اور اگر ہو عورت ایک ہی پس واسطے اس کے ہے

النِّصْفُ ؕ وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ

آدھا اور واسطے ماں باپ اس کے کے ہر ایک کو ان دونوں میں سے چھٹا حصہ

مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ

اس چیز سے کہ چھوڑ گیا اگر ہو واسطے اس کے اولاد پس اگر نہ ہو واسطے اس کے

وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ

اولاد اور وارث ہوئے ماں باپ اس کے پس واسطے ماں اس کی کے ہے

الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ

تیسرا حصہ پس اگر ہوں واسطے اس کے کئی بھائی پس واسطے ماں اس کی کے چھٹا حصہ

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ

پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جاوے ساتھ اس کے یا قرض کے باپ تمہارے

وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ

اور بیٹے تمہارے نہیں جانتے تم کون ان میں سے بہت نزدیک ہے واسطے تمہارے

نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾

نفع میں مقرر کیا ہوا ہے اللہ کی طرف سے تحقیق اللہ تعالیٰ ہے جاننے والا حکمت والا

(۱۱) اللہ تمہیں تمہاری اولاد اور باقی نسل کے متعلق ہدایات کررہا ہے کہ نَر (مذکر) کا حصہ اس کی ذمہ داریوں کے لحاظ سے دو مادنیوں (مونث) کے حصے کے برابر ہے ۔ اگر وراثت کی حقدار دو بیٹیاں یا زیادہ کتنی بھی بیٹیاں ہوں ان کو کل متروکہ مال کا دو تہائی (۳ / ۲) اور اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اسے کل چھوڑے ہوئے سامان کا آدھا (۲ / ۱) دیا جائے گا۔ اور مرنے والے کے یہاں اولاد بھی موجود ہو تو اس صورت میں اس کے ماں اور باپ دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا (۶ / ۱) حصہ دینا ہوگا۔ اور اگر میت صاحب اولاد نہ ہو اور ماں و باپ ہی وارث ہوں تو ماں کو تیسرا (۳ / ۱) حصہ اور باپ کو دو تہائی (۳ / ۲) ملے گا اور اگر اور وارث بھی ہوں تو وہ سب باپ کے دو تہائی (۳ / ۲) میں حصہ رسد شامل ہوں گے ۔ البتہ اگر میت کے حقیقی کئی ایک بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملنا چاہئے مگر یہ سب کچھ میت کی کی ہوئی وصیت ادا کرنے اور قرضہ چکانے کے بعد کے حصے ہیں اور یہ حقیقت ہمیشہ ملحوظ رکھو کہ نہ تو تمہارے اباو اجداد نہ تمہاری برادری اور بیٹے پوتے اور نہ تم خود کسی عقلی و مادی دلیل سے حقیقی طور پر یہ جان سکتے کہ کون سا رشتے دار تمہارے لئے زیادہ مفید ہے؟ یہ حصے ذمہ داریوں کی بنا پر اللہ کی جانب سے ادا کرنا سب پر فرض ہیں اور اس معاملے میں بھی اللہ یقیناً کماحقہ علیم و حکیم ہے۔

والے کا قرضہ بھی ادا کریں اس لئے اگر قرض اس طرح ادا کیا جا سکے کہ ان کے حصے کا مال قرض خواہ کو دے دیا جائے تو انہیں شکایت نہ ہونا چاہئے ۔ اور اگر ضرورت پڑے تو وہ لوگ اپنے اپنے حصہ کے برابر اپنے پاس سے مال دے کر قرض ادا کریں ۔ اور چونکہ مرنے والا اپنے کاروبار اور دیگر دینی و دنیاوی ذمہ داریاں پوری کرنے کا ذمہ دار ہے اس لئے سب سے پہلے اسی کو اپنی جمع پونجی اور اموال وجائیداد کی ایک تہائی کسی بھی موزوں مگر نیک شخص کو دینے کا اختیار دیا گیا ہے ۔ تاکہ وہ اپنے سرمایہ کے بت پر پہلے خود ہی ضرب لگائے ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے میت کی وصیت پوری کی جائے پھر اس کے ذمہ کا قرض ادا کیا جائے ۔ تاکہ اگر قرض باقی رہ جائے تو وارث مل کر اپنے مال سے ادا کریں اور قرض خواہ ان پر تقاضہ کرتا رہے اور لے کر چھوڑے لیکن وصیت پوری کرانے کے لئے کون تقاضہ کرے گا اور کس کا دباؤ مانا جائے گا ؟

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ

اور واسطے تمہارے ہے آدھا اس چیز کا کہ چھوڑ گئی ہیں بیبیاں تمہاری اگر نہ

يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ

ہو واسطے ان کے اولاد پس اگر ہو واسطے ان کے اولاد پس واسطے تمہارے ہے چوتھائی

مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ

اس چیز کی کہ چھوڑ گئیں پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جاویں ساتھ اس کے

اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ

یا قرض کے اور واسطے ان کے ہے چوتھائی اُس چیز کی کہ چھوڑ جاؤ تم پیچھے اگر

لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ

نہ ہو واسطے تمہارے اولاد پس اگر ہو واسطے تمہارے اولاد پس واسطے ان کے

الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ

آٹھواں حصہ ہے اس چیز کا کہ چھوڑ جاؤ تم پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جاؤ تم

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً

ساتھ اس کے یا قرض کے اور اگر ہو وہ مرد کہ میراث لی جاتی ہے اس کی کلالہ

اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ

یا وہ عورت ہو اور واسطے اس کے ہے ایک بھائی یا ایک بہن پس واسطے ہر ایک کے

مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ

ان دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے پس اگر ہوں زیادہ اس سے پس وہ ساجھی برابر ہیں

فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ

بیچ تہائی کے پیچھے وصیت کے کہ وصیت کی جاتی ہے ساتھ اس کے یا قرض کے نہیں

مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ ﴿۱۲﴾

ضرر پہنچانے والا کسی کو مقرر کیا گیا اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا تحمل والا ہے۔

(۱۲) اگر تمہاری بیویوں کے اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ میں تمہارا حصہ آدھا (۲ / ۱) ہے اور اگر انہوں نے اولاد بھی چھوڑی ہے تو ان کی وصیت پوری کرکے اور ان کا قرض ادا کرکے جو کچھ بچے اس میں سے تمہارا حصہ چوتھائی (۴ / ۱) ہے۔ اور اگر تم مرجاؤ اور پیچھے اولاد نہ چھوڑو تو جو کچھ تم نے چھوڑا ہے اس کا چوتھا حصہ تمہاری بیویوں کا ہے اور اگر تم نے اولاد بھی چھوڑی ہے تو تمہاری بیویوں کا حصہ آٹھواں ہے ۔ یہ سب حصے اس حالت میں دیئے جائیں جب کہ حسب قاعدہ تمہاری کی ہوئی وصیت بھی پوری کردی جائے اور تمہارا چھوڑا ہوا قرض بھی ادا کردیا جائے ۔ اور اگر میت کلالہ ہو یعنی نہ وارثوں میں ماں باپ ہوں نہ اولاد ہو بلکہ ایک بھائی یا ایک بہن کو وارث چھوڑا ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا جائے اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وصیت کو پورا کرنے اور قرض کے ادا ہو چکنے کے بعد جو مال بچے اس کی ایک تہائی (۳ / ۱) میں ان سب کو برابر کا شریک کرکے حصے دے دو۔ وصیت ہر حال میں ایسی اور اتنی نہیں ہونا چاہئے کہ اس کو پورا کرنے میں وارثوں کو نقصان پہنچانا ثابت ہوجائے یہ ہے وہ وصیت جو اللہ نے تمہارے لئے تمہارے ماں باپ اور اولاد اور رشتہ داروں کے لئے واجب کی ہے اور خبردار رہو کہ اللہ جاننے اور تحمل کرنے والا ہے۔

(۱۳) کلالہ عہد رسولؐ میں بعض لوگوں کے لئے شکوک کا آلہ کار تھا۔ جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے (۱۲ / ۴) کہ كَلٰلَةً اس مرنے والے کو کہتے ہیں ۔ جس کے ماں باپ اور اولاد زندہ نہ ہوں اوراس کے اپنے حقیقی یا اخیافی یا علاقی بہن یا بھائی ایک دو یا زیادہ موجود ہوں حقیقی بہن بھائی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں اور اخیافی بہن بھائی وہ ہیں جو اسی ماں سے ہوں مگر باپ کوئی اور ہو اور علاقی بہن بھائی جو اسی باپ کی اولاد ہوں لیکن مائیں الگ الگ ہوں ۔ اللہ نے انہیں بھی میراث میں حصہ دینا واجب کیاہے ۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

یہ ہیں حدیں اللہ کی اور جو کوئی کہا مانے اللہ تعالیٰ کا اور رسولؐ اس کے کا

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

داخل کریگا اس کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے

فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ

بیچ ان کے اور یہ ہے مراد پانا بڑا اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور

رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا

رسولؐ اس کے کی اور گزر جاوے حدوں اس کی سے داخل کرے گا اس کو آگ میں

خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع

ع ۲ / ۱۳

ہمیش رہنے والے بیچ اس کے اور واسطے اس کے عذاب ہے ذلیل کرنے والا

وَ الّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا

اور وہ عورتیں کہ آتی ہیں بے حیائی کو عورتوں تمہاری سے پس گواہ مانگو

عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ

اوپر ان کے چار گواہ اپنے میں سے پس اگر گواہی دیویں پس بند رکھو ان کو

فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ

بیچ گھروں کے یہاں تک کہ اٹھالے ان کو موت یا کرے اللہ واسطے ان کے کچھ

سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ

راہ اور جو دو مرد آویں اس بے حیائی کو تم میں سے پس ایذا دو ان کو پس اگر

تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا

توبہ کریں اور نیکی پر آویں پس منہ پھیر لو ان سے تحقیق اللہ ہے پھر آنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ

مہربان سوائے اس کے نہیں کہ توبہ قبول کرنا اوپر اللہ کے واسطے ان لوگوں کے ہے

(۱۳) میراث کے سلسلے میں یہ احکام حدبندی کرتے ہیں اور جو کوئی اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اس کو اللہ جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں جاری رہتی ہیں اور وہ لوگ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہی بہت بڑی کامیابی ہے۔(۱۴) اور جو بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اور ان کی مقرر کی ہوئی حدود کو توڑے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ جلتا رہے گا اور اس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔(۱۵) اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں کھلی بدکاری کریں تو ان پر اپنوں میں سے چار گواہ مانگو اور اگر چار گواہ متفقہ طور پر جرم کا وقوع میں آنا بیان کریں تو مجرم عورتوں کو گھروں میں اُس وقت تک قید کردو کہ انہیں موت وفا کا سبق سکھا دے یا پھر اللہ ہی ان مجرم عورتوں کے لئے دوسری راہ نکال دے۔ (۱۶) اور جو دو مرد تم میں سے آپس میں وہی بدکاری کریں تو انہیں بھی اسی طریقے سے جانچو جو بدکاری کے لئے بتایا گیا اور انہیں اسی طرح ایذا دو۔ اور اگر یہ لوگ توبہ کریں اپنی اصلاح پر قائم ہو جائیں تو انہیں آزاد کرکے ان کے قصے کو قطعاً نظر انداز کردو یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے(۱۷) یقیناً ان گنہگاروں کی توبہ قبول کرنا اللہ کی ذمہ داری ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر گزریں اور جلدی ہی توبہ کرلیں بس اسی قسم کے لوگوں کی توبہ اللہ قبول کرے گا۔

(۱۴) آیات (۱۵۔۱۶) میں دونوں قسم کی انتہائی بدکاری مراد ہے۔ کھلی بدکاری سے ناجائز جنسی تعلق اور خلاف فطرت عمل درآمد کو روکا گیا ہے جو عربوں میں بلاجھجک جاری تھا۔ اور ابتدا میں سزا ہلکی رکھی گئی ہے اور نکاح کی ایسی سہولتیں بیان کی گئی ہیں کہ ان گھناؤنی بدکاریوں کی قطعاً ضرورت نہ رہے یعنی نکاح کا انتظام کرنا معاشرہ کے افراد پر واجب کردیا گیا کسی کو ایسی حالت میں رکھنا کہ اسے جنسی ضرورت پوری کرنے میں دقت ہو ممنوع ہوگیا (۳۳،۳۲ / ۲۴)

يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓئِكَ

کہ کرتے ہیں برائی ساتھ نادانی کے پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے پس یہ لوگ ہیں کہ

يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ

رجوع کرتا ہے اللہ اوپر ان کے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا اور نہیں توبہ

لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ‌ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ

واسطے ان لوگوں کے کہ کرتے ہیں برائیاں یہاں تک کہ جب حاضر ہوتی ہے

اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ

ایک ان کے کو موت کہتا ہے تحقیق توبہ کی میں نے اب اور نہ واسطے ان لوگوں کے

يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ‌ؕ اُولٰٓئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا

کہ مرجاتے ہیں اور وہ کافر ہیں یہ لوگ تیار کیا ہے ہم نے واسطے ان کے عذاب

اَلِيۡمًا ﴿۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ

درد دینے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہیں حلال واسطے تمہارے یہ کہ

تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا‌ ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ

وارث ہو جاؤ عورتوں کے زبردستی اور مت منع کرو ان کو تو کہ لے لو بعضی وہ چیز کہ

مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ‌ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ

دی ہے تم نے ان کو مگر یہ کہ لاویں بے حیائی ظاہر اور صحبت رکھو ان کے ساتھ

بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًـا

اچھی طرح کی پس اگر ناپسند رکھو ان کو پس شاید کہ مکروہ رکھو تم کچھ چیز کو

وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا‏ ﴿۱۹﴾ وَاِنۡ اَرَدْتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ

اور کرے اللہ بیچ اس کے بھلائی بہت اور اگر چاہو تم بدل لینا ایک جورو کا

اور اللہ تو ہمیشہ سے ان مواقع کو اور لوگوں کے میلان طبع کو جانتا ہے جن کی وجہ سے گناہ کئے جاتے ہیں اور گناہوں کو روکنے کی حکمت سے بھی اللہ واقف ہے (۱۸) اور توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو برابر بُرے کام کئے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت سامنے آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں ۔ توبہ ان کے لئے بھی منظور نہیں ہوتی جو آخری سانس تک تو کافر رہیں اور وقت مرگ توبہ کرلیں ان دونوں قسم کے لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار رکھا ہے (۱۹) اے مومنین کہلانے والو تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ تم جبراً عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور نہ یہی حلال ہے کہ ان کو تنگ کرکے دباؤ ڈال کر ان کے مہر کا کچھ حصہ اڑا لو یا دے چکنے کے بعد جبراً یا چالاکی سے معاف کرا لو البتہ اگر وہ کھلی بدکاری میں مبتلا پائی جائیں ورنہ تم ان کے ساتھ پسندیدہ طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اور اگر وہ تمہیں کسی وجہ سے ناپسند ہوں تو یہ بات ذہن میں رکھو کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں تمہارے لئے خیر و برکت رکھی ہو لہٰذا آزما کر دیکھو۔(۲۰) اور اگر ہماری مرضی کے خلاف تم پہلی کسی بیوی کو گھر سے نکال کر اس سے دوسری زوجہ بدلنا طے ہی کرلو تو

(دیکھو تشریح سورۃ فاتحہ صفحہ 46) اس کے بعد بھی خلاف ورزی ہوئی تو سنگسار کرنے کا حکم دینا لازم تھا۔

(۱۵) آیات (۲۳تا۱۸ / ۴) عرب کے جنسی تعلقات کی تصویر دکھاتی ہیں۔ عرب میں عورتوں کو کس طرح استعمال کیاجاتا تھا یہ بڑا ہی گھناؤنا موضوع ہے ۔اس کی تفصیل ہماری کتاب اسلام میں جنسی تعلقات میں دیکھنا چاہئے یہاں تو قرآن کی مہذب ترین زبان میں یہ دیکھنا ہے کہ جو عورتیں ساری دنیا کی اقوام و ملل اور مذاہب میں حرام تھیں وہ اس خطہ ناپاک اور ان ملاعین کے یہاں جائز تھیں ۔ کتنی بے حیا ہوگی وہ قوم جسے یہ بتانا پڑا کہ ان پر ان کی مائیں اور بیٹیاں حرام ہیں اور یہ کہ ان کے اباو اجداد کے یہاں ماں ،بیٹی ،بہن سب کو زوجہ بنایا اور لطف جہنم اٹھایا جاتا تھا اور یہ خود ہی سمجھ

مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا

جگہ ایک جورُو کے اور دیا ہے تم نے ایک کو ان میں سے خزانہ پس مت لو

تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۲۰

اس میں سے کچھ کیا لو گے تم اس کو بہتان لگا کر اور گناہ ظاہر ۔

وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ

اور کیوں کر لوگے اس کو اور تحقیق ملے ہیں بعضے تمہارے طرف بعض کی اور

اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۲۱ وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ

لیا ہے انہوں نے تم سے قول گاڑھا اور مت نکاح کر و اس کو جو نکاح کیا ہے

اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ

باپوں تمہارے نے عورتوں سے مگر جو گزرا تحقیق یہ ہے بے حیائی اور

مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ۝۲۲ ع حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ

ناخوشی اللہ کی اور بری ہے راہ حرام کی گئیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری اور

وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ

بیٹیاں تمہاری اور بہنیں تمہاری اور پھوپھیاں تمہاری اور خالائیں تمہاری اور

بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ

بیٹیاں بھائیوں کی اور بیٹیاں بہنوں کی اور مائیں تمہاری جنہوں نے دودھ پلایا تم کو

وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ

اور بہنیں تمہاری دودھ سے اور مائیں بی بیوں تمہاری کی اور اولاد جوروں تمہاری کی

الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ

جو بیچ گودیوں تمہاری کے ہیں بیبیوں تمہاری سے جو صحبت کی ہے تم نے ان سے

اگر چہ تم نے نکلنے والی بیوی کو ڈھیر لگا کر مال و دولت دی ہو تب بھی ہر گز اس میں سے کچھ واپس نہ لینا کیا تم اس پر بہتان اور کھلا گناہ عائد کرنا اور ظالمانہ طریقہ پر واپس لینا چاہتے ہو؟ (۲۱) اور آخر اس سے مال واپس لینے کا تمہارا منہ ہے ؟ جس سے تم اس کے کنوار پن کی دولت لوٹ چکے ہو اور جو تم سے شرمناک اور اپنی عصمت کا پختہ عہد لے چکی ہے تمہیں اس کے باوجود بھی اس پر ظلم کرنے میں شرم و حیا نہ آئے گی (۲۲) اور اے مومنین یہ بھی سن رکھو کہ جن عورتوں سے تمہارے باپ اور دوسرے بزرگوں نے جنسی تعلق رکھا اور نکاح کیا تھا۔ تم ہر گز آئندہ ان سے بھی نکاح نہ کرو گے ۔ جو پہلے تمہارے خاندانوں میں ہوتا رہا ہے وہ نہایت بے حیائی ، بے شرمی برا طریقہ اور زنا تھا۔ یعنی تم ان ہی کی اولاد ہو مگر اب باز آنا پڑے گا۔(۲۳) آئندہ تم پر حرام کی جاتی ہیں تمہاری مائیں ، بیٹیاں بہنیں ، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں ماں کے علاوہ دودھ پلایا ہو۔ اور تمہاری دودھ شریک بہنیں ، اور تمہاری بیویوں کی مائیں ، اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے ۔ ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا جنسی تعلق رہا ہے ۔ چنانچہ

لیں کہ جو لوگ مخاطب ہیں وہ ان ہی ماں باپ سے پیدا شدہ لوگ ہیں ۔یعنی ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کی والدہ اس کی دادی بھی ہو اس کی نانی بھی ہو اور اس کی پھوپھی اور خالہ بھی ہو اسی کو سامنے رکھ کر کسی نے کسی عربی عورت سے یہ پوچھا تھا کہ تمہارے ساتھ یہ مرد کون ہے؟ یعنی تمہارا کیا لگتاہے تو جواب ملا تھا کہ :

بھائی یہ بھتیجا یہ، سگی سوت کا جایا یہ

جن یہ جایا ان میں جائی اس کا باپ میرا بھائی

ذرا سوچئے ایک مرد سے ایک عورت کے کتنے رشتے ہوگئے ؟ وہ اس عورت کا بھائی بھی ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔مگر حیرانی یہ ہے کہ وہ مرد اس عورت کا بھتیجا کیسے ہوگیا ؟ پھر یہ مرد اس عورت کی سوکن کا بیٹا بھی ہے ؟ اور اس عورت کا اور

فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ ۖ وَ

پس اگر نہیں صحبت کی تم نے ساتھ ان کے پس نہیں گناہ اوپر تمہارے اور

حَلَاۤئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ ۙ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ

جورُوئیں بیٹوں تمہاروں کی جو صلب تمہاری سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو تم درمیان

الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۲۳﴾

دو بہنوں کے مگر جو گزرا تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان

اگر تمہارے ان عورتوں سے جنسی تعلقات قائم نہیں ہوئے ہیں تو پھر ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں تم سے کوئی مواخذہ نہیں، اور تمہارے صلب سے جو حقیقی بیٹے ہوں ان کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں اور دو حقیقی بہنوں کو بیک وقت زوجہ بنانا بھی حرام ہے ۔ البتہ سابقہ زمانہ میں تم نے جو کچھ کیا وہ گزر چکا یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

اس مرد کا باپ بھی ایک ہی ہے اور پھر اس مرد کا باپ اس عورت کا بھائی بھی ہے جب ہی تو بھتیجا ہوا۔ ایسے لوگ تھے جنہوں نے خاندان رسولؐ کو تہہ تیغ کیا تھا ۔ جنہوں نے قرآن کو مہجور اور تباہ کیا تھا۔ بہرحال ان سے وہ تمام باتیں جو قرآن بتا رہا ہے اور جن سے اللہ انہیں روک رہا ہے کوئی قابل تعجب نہیں ہیں ۔ ان سے ہر خیانت پر ہر بد دیانتی پر ہر غداری پر ہر محسن کشی ہر فریب و ہر مکر ناقابل تعجب ہے۔ تعجب ان حضرات پر ہونا چاہئے جنہوں نے ان تمام انسانیت سوز جرائم سے توبہ کی اور آئندہ خود کو رسولؐ کے قدموں پر ڈال دیا اور رفتہ رفتہ قابل مدح وثنا لوگ بن کر فدا کارانِ محمدؐ وآل محمدؐ بن گئے اور ہمارے سلام کے مستحق قرار پائے ۔

(۱۵ ۔ الف) علامہ مودودی نے اس معاملے میں غیر جانبداری کا ثبوت دیا ہے ۔

علامہ نے کھل کر تو اس لئے نہیں لکھا کہ قوم کے علما ناراض نہ ہوجائیں مگر پھر بھی صاف الفاظ میں یہ مان لیا ہے کہ مسلمانوں کے علما وفقہا قرآن میں مذکورہ حرام عورتوں کو اپنی موشگافیوں یعنی مجتہدانہ نکتہ آفرینیوں سے حلال کرتے چلے آئے ہیں یعنی رسولؐ کی قوم کے قومی علما (۳۰ / ۲۵) نے اس معاملہ میں بھی قرآن کو معطل رکھا اور جو چاہا فتویٰ دیا کیوں نہ ہو وہ تو عہد رسولؐ میں بھی حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے کی مشق کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ کو کہنا پڑا تھا کہ :
''یہ نہ کہا کرو کہ یہ حرام ہے اور یہ حلال ہے۔'' (نحل ۱۱۶ / ۱۶)

(۱۶) حلال وحرام عورتوں پر رواں دواں وضاحت ؟؟؟

آیت (۲۳ / ۴)میں لفظ ''ماں'' میں حقیقی اور سوتیلی مائیں اور ماں باپ کی مائیں بھی داخل وحرام ہیں ۔ یاد رکھیں کہ باپ، دادا یا نانا کے جن عورتوں سے باقاعدہ یا بے قاعدہ جنسی تعلقات رہے ہوں وہ عورتیں اور ان کی اولاد بھی حرام ہے یہی بات بیٹے کے جنسی تعلقات پر بھی عائد ہوتی ہے ۔ ساتھ ہی یہ یاد رکھیں کہ جن عورتوں کو باپ اور بیٹے نے صرف جنسی نظر سے دیکھ لیا ہو وہ بھی باپ اور بیٹے پر حرام ہیں یعنی باپ والی بیٹے پر اور بیٹے والی باپ پر حرام ہیں ۔ ماں کے دودھ میں شرکت کم ہو یا زیادہ آپس میں بہن بھائی ہیں اور حرام ۔ یہ بھی نوٹ کریں کہ آئمہ معصومین علیہم السلام سے مختلف فرقوں کے لوگ مسائل دریافت کیا کرتے تھے ۔ اور وہ حضراتؑ سب کو ان کے مذہب کے مطابق جواب دیا کرتے تھے۔ اور بعض مجتہدین وسیاسئین شیعہ بن کر مسائل معلوم کیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ امامؑ ہمیں نہیں پہچانتے لیکن وہ مغالطہ میں مبتلا رہنے دیئے جاتے تھے اور ان کو ایسا جواب دیا جاتا تھا جو ان کے منصوبے کو ناکام کر دے ۔ لہٰذا آج بھی اور پہلے بھی بعض لوگ یہ کہہ کر شیعوں کو غلط راہوں پر لے جانے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ '' فلاں امامؑ نے یہ اور یہ کہا ہے '' مگر شیعوں کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو اس بات کا ذمہ دار بنائیں کہ وہ یہ ثابت کریں کہ وہ مخصوص حکم امامؑ نے اپنے پسندیدہ شیعوں کے لئے دیا تھا اور خود بھی اس پر عمل کرتے تھے ۔یہ شرط لگاتے ہی اغوا کرنے والے لوگ دم دبا کر رخصت ہو جائیں گے ان لوگوں سے آیت کا نمبر اور حدیث کا اَتا پتہ معلوم کریں ۔

(۲۴) اور تم پر وہ عورتیں بھی حرام ہیں جنہوں نے اپنی جنسی آزادی پر پابندی عائد کرلی ہے ۔ علاوہ مالملکت ایمان کے کہ اللہ نے ان کے متعلق قوانین تمہارے لئے لکھ دیئے ہیں اور مندرجہ بالا فہرست کے علاوہ باقی رہنے والے تمام رشتوں کے مرد و عورت تمہارے لئے حلال ہیں مگر شرط یہ ہے کہ جنسی تعلق کی مالی ذمہ داری اپنے اوپر عائد کرو اور جنسی تعلق کی پابندی اختیار کرو نہ کہ چلتا پھرتا جنسی تعلق ۔ چنانچہ جس مال کے بدلے میں تم عورتوں سے جنسی فائدہ اٹھاؤ وہ مال ان کو بطور اجرت ادا کر دینا فرض ہے ۔ اور جنسی تعلق اور اس کی اجرت وغیرہ کے لئے جو کچھ تم نے پہلے طے کیا تھا اس میں باہمی رضامندی سے ہر قسم کی تبدیلی کرنے میں تم سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا ۔ تم جو کچھ بھی کرو یہ سمجھتے ہوئے کرو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات کا جاننے والا حکیم ہے ۔

وَّ الْمُحْصَنٰتُ	مِنَ	النِّسَآءِ	اِلَّا	مَا مَلَكَتْ

اور حرام کی گئیں بیاہی ہوئی عورتوں میں سے مگر جن کے مالک ہوئے

اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ

داہنے ہاتھ تمہارے لکھ دیا اللہ نے اوپر تمہارے اور حلال کیا گیا واسطے تمہارے

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

جو کچھ سوائے اس کے ہے یہ کہ طلب کرو تم بدلے مالوں اپنوں

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا

کے قید میں رکھنے والے نہ پانی ڈالنے والے یعنی بدکار پس جو مال کہ

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

فائدہ اٹھایا ہے تم نے بدلے اس کے ان میں سے پس دو ان کو جو مقرر کیا ہے

فَرِيْضَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ

واسطے ان کے موافق مقرر کے اور نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ رضامند ہو

بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

تم ساتھ اس کے پیچھے مقرر کرنے کے تحقیق اللہ ہے جاننے والا حکمت والا

(۱۷) آیت (۲۴ / ۴) محصنات، مالملکت ایمان اور مالی متعہ:

اس آیت (۲۴ / ۴) میں لفظ مُحْصَنٰت کے معنی اکثر علما نے شادی شدہ عورتیں کئے ہیں اور اس سے اگلی آیت (۲۵ / ۴) میں اسی لفظ مُحْصَنٰت کے معنی خاندانی مسلمان عورتیں (یعنی اعلیٰ درجہ کی عورتیں) کردیئے ہیں۔اور ایک ہی لفظ کے معنی کو باربار بدلنے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ ان علما کے ذاتی وجماعتی تصورات کو قرآن برداشت نہیں کرتا لہٰذا قرآن کا رخ موڑنے اور اپنے عقائد کو قرآن میں فٹ کرنے کے لئے ان کو معنوی تحریف کرنا پڑتی ہے ۔یہاں صرف علامہ مودودی کی مثالیں دیکھئے۔

(۱) مُحْصَنٰت ...... "وہ عورتیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں "(۲۴ / ۴ تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۳۳۹)
(۲) مُحْصَنٰت . . "خاندانی مسلمان عورتیں" (۲۵ / ۴ ایضاً صفحہ ۳۴۱)
(۳) مُحْصَنٰت . . "محفوظ عورتیں " (۵ / ۵ اورایضاً صفحہ ۴۴۶)
(۴) مُحْصَنٰت . . " پاک دامن عورتیں " (۴ / ۲۴ جلد۳ صفحہ ۳۴۶)
(۵) مُحْصَنٰت . . "پاک دامن عورتیں " (۲۳ / ۲۴ جلد۳ صفحہ ۳۷۳)
(۶) مُحَصَّنَة . . . "قلع بندبستیاں" (۱۴ / ۵۹ تفہیم القرآن جلد۵ صفحہ ۴۰۷)
(۷) مُحْصَنٰت . . " حصار نکاح میں محفوظ عورتیں " (۲۵/ ۴ تفہیم القرآن جلد۱ صفحہ ۳۴۲)
(۸) مُحْصَنٰت . . "خاندانی عورتیں " (۲۵ / ۴ تفہیم القرآن جلد۱ صفحہ ۳۴۲)
(۹) اُحْصِنَّ . . . "حصار نکاح میں محفوظ " (۲۵ / ۴ تفہیم القرآن جلد۱ صفحہ ۳۴۲)

وَ مَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ مِنۡكُمۡ طَوۡلًا اَنۡ يَّنۡكِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ

اور جو کوئی نہ رکھے تم میں سے مقدور یہ کہ نکاح کرے بی بیوں ایمان والیوں کو

فَمِنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ فَتَيٰتِكُمُ

پس اس چیز سے کہ مالک ہوئے داہنے ہاتھ تمہارے لونڈیوں تمہاری

الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاِيۡمَانِكُمۡ ؕ بَعۡضُكُمۡ

ایمان والیوں سے اور اللہ خوب جانتا ہے ایمان تمہارے کو بعض تمہارے

مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَانۡكِحُوۡهُنَّ بِاِذۡنِ اَهۡلِهِنَّ وَ اٰتُوۡهُنَّ

بعض سے ہیں پس نکاح کرلو ان کو ساتھ حکم مالکوں ان کے کے اور دو ان کو

اُجُوۡرَهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ مُحۡصَنٰتٍ غَيۡرَ مُسٰفِحٰتٍ

مقرر ان کا ساتھ اچھی طرح کے قید میں رکھی ہوئیں نہ بدکاری کرنے والیاں

وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخۡدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحۡصِنَّ فَاِنۡ اَتَيۡنَ

اور نہ پکڑنے والیاں یار چھپے پس جب نکاح میں آویں پس اگر کریں

(۲۵) اور تم میں سے جو کوئی ان عورتوں پر برتری اور فضیلت نہ رکھتا ہو جنہوں نے جنسی تعلقات پر خاص پابندی عائد کرر کھی ہے اور وہ ان سے نکاح نہ کرسکے تو تمہارے اندر جو مالملکت ایمان ہیں ، اور مومنہ نوخیز لڑکیاں ہیں ان سے رجوع کرو اور اللہ بہت اچھی طرح تمہاری ایمانی درجہ بندی کو جانتا ہے ۔ تم سب آپس میں نسلاً ایک دوسرے سے ہی ہو۔ چنانچہ نکاح کرو مالملکت ایمان سے یا نوخیز لڑکیوں سے ان لوگوں کی اجازت سے جو ان کے اھل اور ذمہ دار ہیں اور انہیں ان کی اجرت قاعدے کے مطابق ادا کر دو جب کہ وہ جنسی تعلق کی پابند رہیں اور چلتا پھرتا جنسی تعلق نہ رکھیں اور نہ پوشیدہ یارانہ رکھیں پس جب وہ تمہارے نکاح کی پابندی اختیار کرلیں اور

یہ نو (۹) مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ یہ سب ایک ہی لفظ کے معنی ہیں جو ہر قدم پر بدلتے چلے آئے ہیں۔ تاکہ ان حضرات کے غلط تصورات کو سہارا ملتا جائے اور وہ لوگ جو عربی زبان سے ناواقف ہیں مطمئن رکھے جا سکیں ۔ اور انہیں یہ علم نہ ہوسکے کہ یہ مترجمین کہیں تو مُحۡصَنٰت کو حرام کرتے ہیں (نساء ۲۴ / ۴) اور کہیں مُحۡصَنٰت کو حلال کرتے ہیں (۵ / ۵) اور اس حرام وحلال کے تضاد کو مُحۡصَنٰت کے معنی بدل کر کھپا اور چھپا جاتے ہیں ۔

(۱۷ ۔ الف) مُحۡصَنٰت کے معنی خود علامہ کے قلم سے دیکھئے۔ مُحۡصَنٰت کا واحد مُحۡصِنَۃٌ ہے اس کا مذکر مُحۡصِن ہے اس مذکر کی جمع مُحۡصِنُوۡن اور مُحۡصِنِیۡن ہے (نساء ۲۴ / ۴) اس لفظ کی بنیاد یا مادہ ح۔ص۔ن ہے اوراس کا مصدر حَصَنٌ ہے۔ اور اس کے معنی کسی چیز کی حفاظت کے لئے چاروں طرف دیوار یا چاردیواری بنا دینا ۔اسی لئے حَصَنٌ چار دیواری والی محفوظ جگہ کو کہتے ہیں حَصَنٌ کی جمع حُصُوۡنٌ ہے اور اس کے معنی قرآن اور علامہ سے سنئے ارشاد ہے :

هُوَ ٱلَّذِىٓ أَخۡرَجَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ مِن دِيَٰرِهِمۡ لِأَوَّلِ ٱلۡحَشۡرِۚ مَا ظَنَنتُمۡ أَن يَخۡرُجُواْۖ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمۡ حُصُونُهُم مِّنَ ٱللَّهِ ﴿٢﴾ الحشر

"وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔ تمہیں ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے ۔ کہ ان کی "گڑھیاں" انہیں اللہ سے بچالیں گی۔" (وضاحت بھی دیکھ لیں)۔" انہوں نے پوری بستی کو قلعہ بند کرر کھا تھا اور ان کے مکانات بھی گڑھیوں کی شکل میں بنے ہوئے تھے۔" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۳۸۱۔۳۸۲)

اس ترجمہ اور تشریح سے وہ معنی ثابت ہوگئے جو ہم نے اس لفظ کی وضاحت میں لکھے ہیں۔ لہٰذا مُحۡصِن کے معنی وہ مرد ہوئے جس نے اپنے جنسی تعلق کو چار دیواری میں پابند کر دیا ہو اور مُحۡصِن کی مؤنث مُحۡصِنَۃٌ وہ عورت ہوئی جو جنسی تعلق پر کوئی پابندی لگائے ہوئے ہو ۔ لہٰذا ان کی جمع مُحۡصِنِیۡن اور محصنات کے معنی وہ مرد یا عورتیں ہوگئے جو جنسی تعلق پر پابندی اختیار کرلیں ۔ اس لئے ان عورتوں سے نکاح حرام ہوا جب تک وہ اس پابندی کو نہ ہٹا دیں (۲۴ / ۴) خواہ یہ پابندی کسی کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے عائد ہوتی ہو یا غیر شادی شدہ عورتیں اپنے نکاح کے لئے اپنے ہم پلہ مرد اور قیمتی مہر ملنے کی پابندی عائد کرلیں ۔ اسی

بنا پر فرمایا گیا کہ اگر تم مُحْصَنٰت کی پابندی کو پورا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو دوسری عورتوں سے رجوع کرو (۲۵ / ۴)

(۱۷۔ب) مَامَلَکَتۡ اَیۡمَان (۲۴ / ۴) کے لئے خصوصی رعایت اور پابندی: جیسا کہ عرض کیا گیا تھا کہ عہد رسولؐ کے جنگی قیدی پہلے نمبر پر رسولؐ کی اور دوسرے نمبر پر پوری اُمت کی ذمہ داری ہیں۔ اس لئے وہ رسولؐ کے اختیار میں ہونے کی وجہ سے اپنے اوپر نکاح کے لئے وہ شرائط عائد کرنے کے مجاز نہیں ہوتے جو باقی مسلمانوں (مردوں عورتوں) کے لئے جائز ہیں۔ یعنی ایک عام عورت یہ شرط لگا سکتی ہے کہ میں ایسے اور ایسے مرد سے اور اتنے اور اتنے مہر پر شادی ہوگی تو کروں گی ورنہ نہیں کروں گی۔ یہ عام عورتیں اس وقت تک ہر مرد پر حرام ہیں جب تک ان کی شرائط پوری نہ ہوجائیں (۲۴ / ۴) لیکن مَامَلَکَتۡ اَیۡمَان کے زمرے کی عورتیں جہاں رسولؐ کی عائد کی ہوئی شرائط پوری ہوتی ہوں وہاں نکاح سے انکار کا حق نہیں رکھتیں اس لئے فرمایا گیا کہ " سوائے مَامَلَکَتۡ اَیۡمَٰنُکُمۡ کے (۲۴ / ۴) یعنی انہیں عام مُحۡصَنٰت کی طرح انکار کا حق حاصل نہیں ہے۔ پھر ان کے ساتھ جنسی کمزوری سرزد ہوجانے پر سزا بھی عام مُحۡصَنٰت سے آدھی دی جانا طے ہوا اس لئے کہ ان کو وہاں نکاح کرنا پڑتا ہے جہاں رسولؐ کا حکم ہوتا ہے اور ناسمجھ و نوخیز لڑکیوں کو بھی ان کی ناقص العقلی کی بنا پر آدھی سزا کا حکم بطور رعایت ہے۔ چونکہ علمانے مَامَلَکَتۡ اَیۡمَان کے ساتھ ہی فتیات کو بھی لونڈی اور کنیز بنا دیا ہے اس لئے وہ آدھی سزا کے قائل ہوئے ہیں۔ پھر اللہ نے حرام رشتوں کی عورتوں کا تذکرہ کرکے یہ جو فرمایا ہے کہ:

" ان مندرجہ بالا عورتوں کے علاوہ باقی تمام رشتوں کی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں "

یہاں یہ غور فرمائیں عام حلال کی جانے والی عورتوں میں سے مَامَلَکَتۡ اَیۡمَان والی عورتوں کو الگ کرلیا ہے۔

(۱۷۔ج) مستقل نکاح کے احکام وشرائط وپوزیشن پر غور: مطلب یہ ہے کہ جس جنسی تعلق کو عرف عام میں مستقل نکاح یا نکاح دائمی کہا جاتا ہے۔ وہ زمانہ قدیم سے یوں ہی چلا آ رہا ہے جیسا کہ مسلمان علما سمجھے ہیں۔ اور وہ بھی اسے نکاح دائمی ہی کہتے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے نہ اسے نکاح دائمی کہا اور نہ کوئی ایسا اشارہ ہی کیا جس سے یہ سمجھا جائے کہ جس عورت سے ایک دفعہ نکاح کیا جائے گا وہ شوہر کی پوری زندگی میں اس کی زوجہ رہے گی یا زوجہ رکھنا پڑے گی۔ اور کسی حالت میں اسے طلاق (آزادی) خلع (علیحدگی) وغیرہ نہ دیا جاسکے گا۔ قرآن میں تو اس نام نہاد "دائمی نکاح "کو اس قدر عارضی اور غیر مستقل نکاح قرار دیا گیا ہے کہ:

"تم پر کچھ گناہ نہیں اگر اپنی عورتوں کو طلاق دے دو قبل اس کے کہ ہاتھ لگانے کی نوبت آئے یا مہر مقرر ہو اس صورت میں انہیں کچھ نہ کچھ دینا ضرور چاہئے خوشحال آدمی اپنی مقدرت کے مطابق اورغریب اپنی مقدرت کے مطابق معروف طریقے سے دے۔ یہ حق ہے نیک آدمیوں پر۔ اور اگر تم نے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہو، لیکن مہر مقرر کیا جا چکا ہو۔ تو اس صورت میں نصف مہر دینا ہو گا۔ یہ اور بات ہے کہ عورت نرمی برتے یا وہ مرد جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے نرمی سے کام لے۔" (بقرۃ ۲۳۶ / ۲اور ۲۳۷ / ۲ تفہیم القرآن جلدا صفحہ ۱۸۱)

علامہ کے اس ترجمہ میں قرآن کی تصدیق ہے کہ نکاح دائمی نکاح ہونے کے فوراً بعد بھی طلاق سے ختم کیا جاسکتا ہے۔ سوچئے اور بہت زور لگا کر سوچئے کہ کیااس صورت حال کو دائمی یا دوامی کہنا بڑامہلک مذاق نہیں ہے ؟ وہاں دلہن عروسی کا شاہانہ جوڑا پہنے بیٹھی ہے نہ معلوم کتنا عرصہ سے منگنی کے بعد انتظار کرتی رہی تھی اور آس لگائے بیٹھی تھی کہ شریک زندگی اور دائمی محبت کی آغوش میں پناہ ملے گی۔ کہ پتہ چلا شوہر صاحب نے کھنا کھن مہر کا آدھا روپیہ گن کر ڈھیر لگا دیا اور چلا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ایک ایسا فریب ہے جس نے لاتعداد عورتوں کی زندگیاں تباہ کی ہیں۔ اگر قرآن کریم کی رعایات اور بندھن سامنے سے ہٹالئے جائیں تو یہ نام نہاد نکاح دائمی واقعی بقول کیمونزم، انسانی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے دنیا میں جتنے گناہ اور خرابیاں وقوع میں آتی ہیں ان میں سے پچانوے فیصد اسی نکاح دائمی کا عملی نتیجہ ہیں نکاح دائمی کی عہد رسولؐ سے پہلے اگر مثال و عمل کہیں تھا تو وہ اہل ہنود میں تھا۔ اور آنحضرت کے زمانہ میں اور بعد کے زمانے میں خود رسولؐ اللہ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے زمانہ تک وہی حضرات اس کی مثال تھے۔ ان ہی کے نکاح دائمی تھے

جہاں بدترین اور دشمن جان ازواج کو بھی طلاق نہیں دی گئی۔ بہر حال قارئین کرام نوٹ کرلیں کہ اسلام میں نکاح دائمی کا کوئی ایسا تصور موجود نہیں ہے جیسا ہمارے علما نے پیش کیاہے ۔قرآن میں لفظ مہر کہیں استعمال نہیں ہوا جن جن آیا ت میں اس نام نہاد نکاح دائمی کو بہت سی اصلاحات کے بعد بیان کیا گیا ہے وہاں بھی علما کے اس مہر کو صَدُقَات فرمایاہے (نساء۴ / ۴) اور اگر آپ پلٹ کر علامہ کے ترجمہ (۲۳۷،۲۳۶ / ۲) کو پھر دیکھ لیں تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ وہ کون سا اور کس قسم کا نکاح تھا؟ کہ نکاح تو ہوگیا تھا مگر مہر مقرر ہی نہ ہوا تھا؟ قرآن کریم جنسی تعلق کے لئے عورتوں کو قطعاً آزاد رکھتاہے۔ اسی بنا پر وہ اس رقم کو جو جنسی تعلقات کی ضمانت لیتی ہے اور اس میں استحکام اور استقلال کی حدود متعین کرتی ہے اجرت (أُجُورَهُنَّ) قرار دیتا ہے۔ اور اجر و اجرت کے معنی ساری دنیا جانتی ہے ۔اور وہ ہیں" مزدوری اور بدلہ" اور یہ دونوں الفاظ بھی اس وقت تک صادق آتے ہیں جب تک وہ کام جاری رکھا جائے جس کی مزدوری یا بدلہ دینا فرض ہوتاہے ۔ کام ختم ، بدلہ و مزدوری ختم ۔ یعنی اس اجر میں اوراس کام میں یعنی جنسی تعلق میں بھی دوام کی بو تک نہیں آتی ۔ پھر جس طرح جنسی تعلق یاکسی اور کام کی اجرت میں استقلال اور دوام قائم نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ کام کرنے والے مختلف ہوتے ہیں کام کے بھی مختلف انداز ومعیار ہوتے ہیں کام کرنے والے اور کام کا حسن اور صحت وقوت وقابلیت مختلف ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ یہ اجرت زروجواہر کے ڈھیر اورپورے خزانہ تک پہنچتی ہے (نساء ۲۰ / ۴) بعض مزدوروں کو حاصل کرنے کے لئے بادشاہوں نے اپنا تخت وتاج قربان کردیا اوربعض مزدوروں نے تمام خوشنودیاں رضامندیاں اور کامرانیاں اور ان کے ذخیرے اور خالق کو اپنی مزدوری اور جان فروشی سے حاصل کرلیا ۔ اسی طرح جنسی تعلق یا کسی اور کام میں جس کا بدلہ یا مزدوری ملتی اورلازم ہو دوام واستقلا ل پیدانہیں کیاجاسکتا ۔ لہٰذا سنو اور غورسے کان کھول کر سنو کہ لفظ نکاح کے ساتھ الفاظ " دائمی یا دوام یامنقطع یا متعہ " لگانا اور اُمت کو الفاظ کے گورکھ دھندے میں الجھانا بھی کفار قریش کے لیڈروں اور دانشوروں کی مکارانہ وفریب کارانہ دانشوری تھی ۔ قرآن کریم میں کوئی نکاح دائمی یا دوامی نہیں ہے۔ اور یہ کہ قرآن میں جنسی تعلقات کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے ۔ عورت ومرد کی رضامندی، خوشنودی اور ذمہ داری اور محنت و وفاداری وقربانی وہ سامان ہیں جن پر اس مدت کا دارومدارہے یہ اتنی دیر کے لئے بھی ہوسکتاہے کہ لوگ جمع ہوں مولانا آئیں صیغہ نکاح پڑھیں لڈو یا چھوارے کھائیں اور کھلا کر اٹھنے بھی نہ پائیں کہ طلاق کی سرخ جھنڈی ہلاکر اسی نشست میں بھی دلہن کو نکاح کے ڈولے سے اتار دیاجائے اور وہی مولانا صیغہ طلاق پڑھ دیں اور چند روپے کی اور مزدوری بن جائے اور لوگ پوچھتے رہ جائیں کہ سنگم ہوگا کہ نہیں؟

قارئین پلٹ کر پھر علامہ کے ترجمہ یا آیات (بقرہ ۲۳۷،۲۳۶ / ۲) پر نظر ڈالیں اور قرآن کا یہ جملہ سامنے لائیں (حَقًّا عَلَى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ البقرۃ) قرآن نے مولانا کی طرح اگر یہ کہا ہوتا کہ "یہ حق ہے نیک آدمیوں پر" (تفہیم القرآن جلد اصفحہ ۱۸۱) تو وہ تمام لوگ جو اس مخصوص نکاح کے بعد بلا زوجہ کو ہاتھ لگائے طلاق تو دیں لیکن کوئی ہرجانہ نہ دیں "بدکار و نابنجار لوگ " بن جاتے ۔لیکن قرآن نے یہ کہاکہ "یہ حق ہے احسان پیشہ لوگوں پر " لہٰذا قرآن کی رو سے وہ لوگ برے آدمی نہیں بنتے اس لئے کہ احسان کرنا واجب نہیں ہے جو کرسکے اور احسان کرنا چاہے کریں اور احسان کے اجر کا حقدار بنے جو نہ کرنا چاہے نہ کرے اجر نہ ملے گا مگر نیک آدمی بننا تو واجب ولازم ہے ۔ علامہ حضرات یوں الفاظ کو بدل بدل کر نیک لوگوں کو بد اور بدکو بدتر بناتے چلے آئے ہیں ۔پھر اب دوبارہ سوچئے کہ آپ نے جتنے نکاح دیکھے اورسنے ہیں ان میں کوئی ایک نکاح ایسا نہ تھا جس میں مولانا نے عورت کا مہرمعلوم کئے بغیر اورلڑکے اورلڑکی کو بتائے اور ان کی رضامندی کے بغیر ہی نکاح پڑھ دیا ہوتا ۔ یہ تو ہوتا ہے کہ نکاح آج ہوا اور رخصت پھر کبھی بعد میں ہوئی ۔لیکن یہ کبھی نہ ہوا کہ نکاح آج ہوا اورمہر کبھی بعد میں طے ہوا ہوتا۔ دوسری مصیبت علامہ حضرات پر یہ ہے کہ ان لوگوں نے اس آیت (۲۳۶ / ۲) کو منسوخ بھی نہیں کیا ، متشابہ اورمقید ومطلق وعام وخاص کی چھری سے ذبح بھی نہیں کیا کہ ان کی جان چھوٹ جاتی ۔ بہرحال قرآن میں ایسا نکاح اور طلاق موجود ہے جس میں بڑی باقاعدہ راہنمائی موجود ہے یعنی ایک مرد اور عورت میں یہ طے ہوا کہ میرے تمہارے اندر تعلقات ،جنسی عملدرآمد سے شروع نہ ہوں گے ۔ بلکہ جنسی تعلقات اور عملدرآمد ہم دونوں کی عملی پسند اور تجربہ کے بعد ہوگا ۔ لہٰذا ہم ایک دوسرے کے لئے محرم بننے اور ساتھ ساتھ رہنے کے لئے نکاح کرتے ہیں ۔ اور

اس نکاح میں نہ کھٹاکھٹ جنسی تعلقات ہوں گے نہ پھٹاپھٹ مہر یا اجر کے طے ہونے اور دیئے جانے کا جھنجھٹ ہو گا ۔ مرد ساتھ رکھے گا ۔ لہٰذا رہائش کا وہ انتظام کرے گا جو اس کی مستقل حیثیت اور عورت کی شان کے مطابق جنسی تعلقات کے بعد بھی برقرار رہ سکے۔ اگر دونوں کو ایک دوسرے کی عادات ، مالی واقتصادی حالات ، رشتہ داروں اور احباب کی پوزیشن اور توجہات نے جذب کرلیا تو اس کے بعد وہ قرآنی قاعدے اور قانون کے مطابق جنسی تعلقات کی طرف قدم بقدم بڑھ سکتے ہیں اور وہ رقم طے کرسکتے ہیں جو عورت کے مستقبل میں تحفظ کی ضامن ہو اب دوبارہ مولانا کی موجودگی کی ضرورت نہیں وہ آپس میں اردو زبان یعنی اپنی زبان میں بھی ایک دوسرے کو اپنے نفس کا مختار بنا سکتے ہیں۔ اور آئندہ ایک صالح اور پاکیزہ نسل پروان چڑھانے کے فرائض اور ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں ۔ اور یہ نکاح بھی ایسا نہیں ہے کہ ہم ہی اسے سمجھے ہیں۔ اور کوئی نہ جانتا تھا خلیفہ ہارون رشید نے اپنی بہن عباسیہ کا نکاح اسی اصول کے ماتحت اپنے وزیر جعفر برمکی سے کیا تھا اور آئندہ چل کر ان میں اسی قرآنی اصول پر جنسی تعلق قائم ہوا اور بیٹا پیدا ہوا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہارون یہ نہ چاہتا تھا کہ جنسی تعلق پیدا ہو وغیرہ یہ بھی ایک داستان الم ہے جو اسلامی خلفا کے نامہ اعمال میں لکھی ہوئی ہے۔ اسی اصول کی وضاحت کی گئی ہے جہاں یہ فرمایاگیاہے کہ :

(۱۷ ۔د) آیت (۲۴ / ۴) میں عورتوں سے جنسی تعلق ہوچکنے کے بعد برابر کا اختیار ملا ہے۔

۱۔ نکاح مالی ذمہ داری لینے اور مال خرچ کرنے کی شرط سے ہو گا ۔ ۲۔ نکاح میں مرد آوارہ مزاجی اختیار نہ کرے گا۔ ۳۔ بلکہ جنسی ضرورت پورا کرنے میں پابند شرع رہے گا ۴۔ عورتوں سے جنسی تعلقات پیدا کرتے ہی مقررہ اجرت ادا کر دیگا اور اس کے بعد عورت و مرد یا دوسرے الفاظ میں اب شوہر و زوجہ آپس کی رضامندی سے سابقہ مقررہ اور فرض شدہ صورت حال میں تبدیلی اور بقا کے لئے برابر مختار ہیں ۔ یعنی وہ چاہیں تو اجرت اور تعلقات جنسیہ کی مدت گھٹالیں ، بڑھا دیں ، منقطع کرلیں ۔ لیکن اللہ کے علم وحکمت کے خلاف کوئی فعل یا نتیجہ برآمد نہ ہونے دیں (نساء ۲۴ / ۴) مطلب یہ ہے کہ قرآن کے دوسرے احکام کی خلاف ورزی وقوع میں نہ آئے اولاد کی پرورش ، تربیت میراث اور دیگر متعلقین کے حقوق پر ضرب نہ پڑے ۔ ہے کوئی جو اس کے خلاف قرآن کریم سے دلیل وآیات پیش کرے اور نظیر ومثال دکھائے ؟ رہ گیا وہ جنسی تعلق جس کا نام مجتہدین نے " متعہ " رکھ لیاہے اور ایران وعراق میں ہوتا بھی ہے ۔ ہمارے علم ویقین میں وہ مجتہدین کا جائز کیا ہوا مگر اللہ کا حرام کیا ہوا زناہے ۔ اس میں نسل و پارسائی اور وراثت کا سراسر فقدان ہے۔ کوئی ریکارڈ نہیں ہے ہوسکتاہے کہ جس عورت سے کسی نے مذکورہ قسم کا جنسی تعلق قائم کیا تھا اسی عورت سے اس شخص کا بیٹا زنا کرے ۔

(۱۷ ۔ ہ) ہم نے مروجہ عقد دائمی کی مذمت میں شدت کیوں برتی ؟ جن نام نہاد دائمی نکاحوں کی ہم نے مذمت کی ہے اس کی تفصیل تو ہماری کتاب "اسلام میں جنسی تعلقات " میں دیکھیں یہاں تو مختصراً دل پر ہاتھ رکھ کر اس معصوم و نوخیز لڑکی کو تصور میں لائیں جسے نہ صرف یہ معلوم ہے کہ نکاح کے بعد طلاق بھی ہوجاتی ہے ۔ طلاق دینے میں عورت کی رائے دریافت کرنا بھی ضروری نہیں ہے ۔ بلکہ وہ ایسی عورتوں سے ملتی رہی ہے یا ایسی عورتوں کی بہن وغیرہ ہے جنہیں طلاق کی مصیبت سے گزرنا پڑ رہاہے ۔ وہ شوہر کے یہاں جاتی ہے شب زفاف میں شوہر صاحب بل قربان ہوتے رہے۔ دفتر جاتے وقت اور واپسی پر محبت سے لبریز نگاہیں ملتی ہیں ۔ تحفے آتے ہیں ادھر وہ لڑکی اس بڑھتے ہوئے پیار پر دل کی گہرائی میں سہم سہم جاتی ہے اور دل میں دعائیں مانگتی ہے " یا اللہ انہیں ایسا ہی رکھنا ۔اے اللہ انہیں غلط فہمیوں اور ساس ونند کے بہکانے سے بچانا ۔ اس سہمے اور لرزے ہوئے قلب و ذہن کو یہ اطلاع ملتی ہے کہ تو حاملہ ہے خوف ودہشت اور بڑھ جاتی ہے یا اللہ میرے بچے فلاں بچوں کی طرح بے سہارا نہ رہ جائیں ۔ رحم کرنا اے اللہ مجھے بچانا۔ بس قارئین سوچیں کہ ایسی خوفزدہ عورت سے جو بچہ ہو گا ۔ اس کی ذہنیت کیسی ہوگی ؟ اگر آپ اس صورت حال کو ٹھیک سے سمجھ سکیں تو آپ بھی اسی طرح سوچیں گے جیسے میں سوچتا ہوں ۔ میرے پاس غمزدہ اور دکھیا عورتوں کی لائن لگی رہتی ہے میں ان کا حال سنتا ہوں ان کی مدد کرتا ہوں ۔ میرا وقت ان کے لئے دعائیں مانگتے اور ان کا غم کھانے اور دقتوں میں ہاتھ بٹانے میں گزرتا ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ مولویانہ ذہنیت نے عورتوں کے ساتھ کیا اور کتنا ظلم کیاہے ؟ پھر میں تو ہوں ہی ایک مظلومؑ خاتون کی اولاد میں ۔

(۱۷۔ و) جنسی تعلق میں بہت کم مدت بعض علما کو ناپسند ہے ؟ وہ حضرات جو گناہوں سے ڈرتے ہیں اور ہر اس نیک اور جائز صورت حال سے بھی بچنے کی کوشش اور فکر میں لگے رہتے ہیں جو آگے بڑھ کر گناہ کی وادی یا غار میں ڈھکیل دیں۔ اور جو برے اور اللہ کو ناپسند خیالات بھی آنے دینا نہیں چاہتے وہ اگر سفر میں ہوں اور ایسے ہوٹلوں سے سابقہ پڑے جہاں حسین عورتیں سروس کرتی یعنی کھانا پیش کرتی ہوں تو خیالات کون روکے گا ؟ یا ایسے گھر میں مہمان ہوں جہاں ہوٹل کی طرح اجرت پر مہمان رکھا اور کھانا و بستر فراہم کیاجاتا ہو(Paying Guest) یا زخم کاری لگاہے ۔ اولاد نہیں ہے اور چاہتا ہے کہ جنسی تعلق جائز طریقہ پر اور کسی ہمدرد تیمار دار نرس یا ڈاکٹرنی سے ہو جائے ۔ شاید اس طرح اللہ اولاد دے اور میرا باپ دادا کا نام چلے اور وارث مل جائے جس طرح ہوسکا وصیت اور اتا پتہ اور ذمہ داریاں لکھیں انتقال ہو گیا یا نکاح کیا ہی تھا کہ گھر سے تار آگیا جنسی تعلق ایک دفعہ ہوا اور واپسی ہوگئی ۔ یہ اور ایسی بہت سی صورتیں ممکن ہیں کہ ایک دفعہ جنسی تعلق پیدا ہویا عمداً صرف ایک گھنٹہ اور ایک دفعہ کے لئے نکاح کیا اور دوبارہ کا ارادہ ہی نہ تھا۔ ہمیں اور ہراس شخص کو جسے اسلامی یا قرآنی احکام معلوم ہیں اور جو ان پر عمل کرتاہے اس ایک دفعہ کے جنسی تعلق میں کوئی قباحت کوئی مذموم پہلو نظر نہیں آتا۔ ذرا سنئے کہ کیوں؟

(۱۷۔ ز) صرف ایک دفعہ جائز عورت سے ہم بستری کی شرط پر نکاح کرنا۔ اگر آپ اسی فریب ساز و دغا باز وغرض نواز دنیا کے باشندے ہیں اگر آپ کے چاروں طرف دنیا کے ستائے ہوئے ٹھوکریں کھائے ہوئے لوگ رہتے ہیں تو آپ کی یہ درخواست پیشہ ور بدکارعورتوں کے سوا کوئی قبول نہ کرے گا اور پیشہ ور عورتیں حرام کاری کی بنا پر حرام ہیں آپ پر لازم ہے کہ نکاح اپنے ہم پلہ (کفو) خاندانی عورت سے کریں ۔ اگر کوئی عورت ہم پلہ ، نیک و پارسا ہوتے ہوئے یہ درخواست منظور کرے گی تو اسے اس ایک دفعہ کی وہ اجرت طلب کرنا فطری طور پر جائز ہوگا جو ساری عمر زوجیت میں رہنے کے لئے مناسب ہوتی ۔ لہٰذا یہ دوسری دقت ہوگی جو آپ کے سامنے آئے گی۔ فرض کیجئے کہ آپ وہ قیمت یا اجرت دینے کو تیار ہیں تو یہ جاننا لازم ہے کہ اس خاندان اور اس عورت کا آپ کے خاندان سے کیا اور کس قسم کا تعلق رہا تاکہ کوئی حرام راہ میں نہ آئے ۔ پھر آیا وہ کسی مہلک مرض میں مبتلا تو نہیں ہے جو آپ اپنی اولاد میں ناپسند کرتے ہوں ۔میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کرلیاگیا۔ اب وہ تمام شرائط تحریری طور پر پولیس اور متعلقہ محکموں میں دینا چاہئیں جو جنسی تعلق کے نتیجے کی ذمہ داری لیں۔ مثلاً حمل رہ گیا ۔ اب نو دس ماہ کے اخراجات پہلے سے جمع کرنا یا نقد صورت میں معاہدہ کے ماتحت دینا ہوں گے۔ وضع حمل کے اخراجات ، دودھ پلانے کا زمانہ ، بچے کی غذا ، کپڑے اور دودھ بڑھائی کے بعد اس کی تحویل کا انتظام یعنی ایک دفعہ جنسی تعلق کے معنی دس ماہ جمع دوسال یعنی تقریباً اس عورت کو تین سال تک آپ کے نام اور معاہدہ سے وابستہ رہنا ہو گا ۔ اگر اس دوران آپ مر جائیں تو یہ آپ کی زوجہ ہے اور میراث کی حق دار ہے اور اگر وہ خود مرجائے تو آپ وراثت کے حقدار ہیں۔ یہ ہے جناب سادہ اور مختصر سی وہ ذمہ داری جو ایک دفعہ جنسی لذت اٹھانے کے لئے ہرلمحہ سامنے رہنا واجب ہے اور جس پر عمل کرنا آپ کو **محصنین** کی فہرست میں رکھے گا ۔ رہ گئے وہ تصورات اور ذہنیت جو ایک دفعہ انٹرکورس پر معترضین کی ہوتی ہے وہ واقعی ایک ناپاک ذہنیت اور گندے تصورات ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ حرامکاری میں مبتلا رہنے والوں کی ذہنیت اور اعتراضات ہوتے ہیں اور وہ مجبور ہیں کہ دوسروں کو اپنے ہی معیار پر جانچیں ۔ انہیں یہ سمجھ کر بات کرنا چاہئے کہ ان کا پسندیدہ نکاح بھی روزانہ ہوسکتاہے اور روزانہ ایک نئی دلہن لائی اور صبح کو رخصت کی جاسکتی ہے اور قرآن میں ایسے طلاق کو نہ حرام کیاہے نہ منع کیاہے اور نہ کم وبیش مدت کی مذمت یا مدح کی ہے اسی کا ثبوت آیت (۲۳۷،۲۳۶ / ۲) میں ہے جہاں دس منٹ میں نکاح اور طلاق دونوں کی اجازت ہے ۔پھر جنسی تعلقات کا نہایت عارضی ووقتی ہونا خود ان الفاظ میں پکارتا ہوا نظر آتا ہے جہاں فرمایاہے کہ :

فَمَا ٱسۡتَمۡتَعۡتُم بِهِۦ مِنۡهُنَّ فَـَٔاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ﴿٢٤﴾ النساء

رفیع الدین ۔'' پس جو مال کہ فائدہ اٹھایاہے تم نے بدلے اس کے ان میں سے پس دو ان کو جو مقرر کیاہے واسطے ان کے ۔''

سادہ اردو میں : ''جس مال کے بدلے میں تم نے عورتوں سے فائدہ اٹھایا جو طے ہو چکا تھا فائدہ اٹھاتے ہی ان کو دے دو۔''

اب قارئین یاتو یہ سمجھ لیں کہ جنسی تعلق کرتے ہی ان کوان کی اجرت دے دو اوربس آئندہ قصہ ختم یا یہ سمجھ لیں کہ جنسی دفعہ یہ انٹرکورس ہو ہردفعہ عورتوں کو ان کی اجرت دیتے رہو ان دونوں مطالب کی گنجائش کلام اللہ میں موجود ہے مگراس کی گنجائش نہیں کہ کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ :" پہلی دفعہ عورتوں سے جنسی تعلقات کے بعد ان کو ان کی اجرت دے دو اور پھر ساری عمر یا جب تک دل چاہے ان سے ہم بستری کرتے رہو مطلب یہ ہوا " فائدہ اٹھایا" (اَسۡتَمۡتَعۡتُمۡ) ماضی ہے ۔ مستقبل نہیں ہے کہ " تم آئندہ برابر فائدہ اٹھاتے رہو" چنانچہ پہلے لغات القرآن سے لفظ اَسۡتَمۡتَعۡتُمۡ کے معنی اور پوزیشن دیکھو ۔ اَسۡتَمۡتَعۡتُمۡ : تم کام میں لائے ۔ تم نے فائدہ اٹھایا۔ تم برت چکو استمتاع مصدر سے ماضی کا صیغہ ہے جمع مذکر حاضر" (جلد ا صفحہ ۸۳) لہٰذا تمام تراجم میں ماضی ہی ترجمہ کیا گیا ہے مثلاً :

(ا) شاہ ولی اللہ : "پس کسے کہ لذت گرفتید" " جس کسی نے لذت اٹھائی " یہ نہیں کہا کہ لذت اٹھاتا رہے ۔

(۲) شاہ عبدالقادر "پھر جو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے" (مترجمہ قرآن مطبع انصاری دہلی صفحہ ۱۰۸) اس کی وضاحت بھی ملاحظہ ہو ۔

(۳) قدیم ترین اردو فارسی ترجمہ اور لاجواب علما کی وضاحت:

"کام میں آئی " یعنی صحبت ہوئی یا خلوت ہوئی اب کسی طرح مہر نہیں چھوٹتا۔ اور جب تک کام میں نہیں آئی تو اگر مرد چھوڑدے تو آدھا مہر دے ۔ اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح ٹوٹ جائے تو سب مہر اتر گیا۔ پھر فرمایا کہ مہر مقرر کرنے کے بعد جو دونوں اپنی خوشی سے بڑھاویں یا گھٹاویں وہ بھی معتبر ہے" (ایضاً صفحہ ۱۰۸)

اہل سنت علما میں مسلمہ طور پر آج تک جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا جواب پیدا نہیں ہوا ۔ ادھر ان کے بیٹے شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین جو قرآن کے سب سے پہلے ترجمہ کرنے والے ہیں ۔ ان کے ترجمے اور تشریح آپ کے سامنے ہے ۔ عام اور جماعتی رجحان کو نظرا نداز کرتے ہوئے آپ کو ان تراجم وتشریح میں یہ معلوم ہوتاہے ۔ کہ کام میں لاتے ہی یعنی انٹرکورس کرتے ہی مقررشدہ رقم دے دی جائے گی ۔ چونکہ ان تراجم میں بھی یہ پتہ نہیں کہ بعد میں اگر پھر مجامعت کی جائے تو کیا کرنا ہو گا ؟ لہٰذا مستقبل کے متعلق علما نے بلاکسی دلیل قرآنی کے یہ طے کرلیا کہ پس ایک دفعہ مہر دے کر جب تک چاہو عورت کو استعمال کرتے رہو اور جب دل چاہے طلاق دے کر نکال باہر کرو اور مندرجہ بالا وضاحت میں بھی خود اپنی طرف سے مہر کے گھٹانے بڑھانے کا ذکرکیاہے جو صحیح ہے مگر وہاں مہر وغیرہ کا ذکر نہیں پورے جنسی تعلق اور معاہدے کو شوہر و زوجہ کی رضامندی سے تبدیل کرنے ، منسوخ کرنے ، مدت و رقم میں کمی بیشی کرنے کا اختیار دیاہے (وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيمَا تَرَٰضَيۡتُم بِهِۦ مِنۢ بَعۡدِ ٱلۡفَرِيضَةِ ﴿٢٤﴾ النساء) قرآن کریم کے الفاظ دیکھیں کہ یہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ ۔ تمام فرائض طے ہوجانے اور قبول کرلئے جانے کے بعد (مِنۢ بَعۡدِ ٱلۡفَرِيضَةِ) جو کچھ بھی تم باہمی رضامندی سے تغیروتبدل کرلو تم (فِيمَا تَرَٰضَيۡتُم) پر کچھ حرج نہیں ہے (وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ)

(۱۷۔ ح) نکاح کو متعہ کیوں کہاگیاہے ؟؟

چونکہ دانشورانِ قریش نے بڑی چابکدستی پرکاری ومکاری سے قرآن کے ہر مسئلے اور حکم کی صورت تبدیل کی اور اس تبدیلی کو بڑے حسن تدریج اور انتظام سے قلوب و اذہان اور کتب میں بٹھایا۔ اس لئے بعض علمائے شیعہ بھی یہ تسلیم کرنے لگے کہ جنسی تعلق یا نکاح واقعی دائمی ہوتاہے اور ہونا چاہیئے۔ مگر ان کے یہاں نکاح دائمی کے خلاف عارضی جنسی تعلق کی مثالیں اور جواز بھی ملتا تھا اس لئے انہوں نے نکاح کی دو قسمیں مان لیں۔ ایک دائمی اور ایک غیردائمی۔ غیر دائمی کا نام انہوں نے قرآن کے الفاظ کی رعایت اور دباؤ کی بنا پر "متعہ " رکھ دیا۔ ذرا ان الفاظ کو پڑھئے اور لفظ متعہ پر غور کیجئے اور ساتھ ہی مال ومتاع کے معنی کو ذہن میں رکھئے ۔

ا۔ وَمَتِّعُوهُنَّ ان عورتوں کو مال ومتاع دے دو ۔ ۲۔ مَتَاعًا ۔ مال ومتاع ۔۳۔ اسۡتَمۡتَعُوا انہوں نے اپنے حصہ کا مال ومتاع حاصل کیا۔

لَّا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ إِن طَلَّقۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ مَا لَمۡ تَمَسُّوهُنَّ أَوۡ تَفۡرِضُواْ لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى ٱلۡمُوسِعِ قَدَرُهُۥ وَعَلَى ٱلۡمُقۡتِرِ قَدَرُهُۥ مَتَٰعَۢا بِٱلۡمَعۡرُوفِۖ حَقًّا عَلَى ٱلۡمُحۡسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ البقرۃ:
فَٱسۡتَمۡتَعُواْ بِخَلَٰقِهِمۡ فَٱسۡتَمۡتَعۡتُم بِخَلَٰقِكُمۡ كَمَا ٱسۡتَمۡتَعَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُم بِخَلَٰقِهِمۡ ﴿٦٩﴾ التوبۃ

اس کے بعد بھی وہ بے حیائی میں مبتلا ہو جائیں تو ان پر مالملکت ایمان یا نوخیز لڑکیاں ہونے کی وجہ سے عام محصنٰت سے آدھا عذاب مقرر ہے وہ رعایات تم میں سے ایسے اشخاص کے لئے ہیں جو جنسی دباؤ سے عاجز ہو کر بدعنوانی سے بچنا چاہے اور اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے صبر میں خیر ہے ہی اور اللہ تو مستقلاً غفور اور رحیم ہے۔ (۲۶) اللہ نے تو یہ ارادہ کر ہی رکھا ہے کہ تمہاری ہدایت کرے اور سابقہ لوگوں کی سنت تمہارے لئے بیان کر کے راہ عمل

بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ

بے حیائی پس اوپر ان کے ہے آدھا اس چیز کا کہ اوپر بی بیوں کے ہے عذاب سے

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ

یہ واسطے اس شخص کے ہے کہ ڈرے بدکاری سے تم میں سے اور یہ کہ

تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع يُرِيْدُ

صبر کرو تم بہتر ہے واسطے تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ارادہ کرتا ہے

اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ

اللہ تو کہ بیان کرے واسطے تمہارے اور ہدایت کرے تم کو راہیں ان لوگوں کی

۴۔ اسْتَمْتَعْتُم تم نے اپنے مال ومتاع سے فائدہ اٹھایا ۵۔ اسْتَمْتَعَ انہوں نے مال ومتاع سے فائدہ اٹھایا۔ قرآن کریم میں ایسی اور بہت سی مثالیں ہیں جہاں مال ومتاع کا تذکرہ ہوا ہے۔ اس لئے مال ومتاع دے کر عورتوں سے جنسی فائدہ اٹھانے کا نام علمانے "مُتعَةٌ" یعنی متعہ رکھ کر اس نکاح کو نکاح متعہ کا نام دے دیا اور چونکہ وہ دائمی نکاح کا غلط تصور اختیار کر چکے تھے اور نکاح متعہ میں دوام نہ تھا اس لئے اسی نکاح متعہ کا دوسرا نام انہوں نے نکاح منقطع بھی رکھ لیا۔ اور لڑتے جھگڑتے، بحث ومناظرے کرتے اور روزگار چلاتے آگے بڑھتے چلے آئے اور چونکہ اس نام نہاد متعہ پر سینکڑوں احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل شاہد تھے اس لئے اس سے انکار میں مخالفوں کو بڑی منہ کی کھانی پڑتی رہی ہے۔ بہرحال وہ نکاح جس میں کسی مدت کا ذکر نہیں ہوتا ناجائز نہیں ہے بشرطیکہ ا۔ تاحیات زوجہ کو زوجیت میں رکھنے اور اسلامی سلوک کرنے کا پہلے دن یقین دلا کر ذمہ داری گلے میں لٹکالی جائے اور نکاح نامہ میں لکھوا لیا جائے کہ میں کسی حالت میں طلاق نہ دوں گا اور غیر انسانی اور غیر شریفانہ سلوک نہ کروں گا۔ یا ۲۔ دونوں یہ طے کریں کہ ہم ایک دوسرے کی رضامندی اور خوشی کے بغیر نکاح کو منقطع نہ کریں گے وہ علما جو نکاح کو دائمی کہتے ہیں انہیں تو ان دونوں شرطوں کو خوشی سے قبول کرنا چاہئے (دیدہ باید) بہرحال نکاح دونوں کی رضامندی اور خوشی پر منحصر ہے دونوں میں سے کسی کو ایک دوسرے کے ساتھ ناپسندیدہ سلوک کا ہرگز اختیار نہیں۔ لیکن مروجہ نام نہاد دائمی نکاح کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی جہاز یا کشتی کے مسافروں کو سمندر یا دریا کے وسط میں اتر جانے پر مجبور کر کے اتار دے صرف اس لئے کہ وہ کشتی کا مالک ہے اور یوں اتارے جانے والوں کو کچھ روپے بھی دینے کو تیار ہے ایسا ہی طلاق تھا۔ جسے حضرت عیسیٰؑ نے حرام کیا اور زنا کرانے کے برابر فرمایا تھا۔

(۱۷ / ط) انجیل کا وہ حکم جو وسط سمندر میں اتارنے والے طلاق پر دیا گیا ہے۔

" یقیناً طلاق جائز ہے جس کے لئے یہ کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی زوجہ کو طلاق دے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو آزادی (طلاق) کی تحریری سند مع وجوہات سپرد کرے۔ رہ گیا اب میرا فیصلہ تو وہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو زنا کے علاوہ کسی اور وجہ سے طلاق دے گا تو وہ اس عورت کو زنا پر مجبور کر کے زانیہ بنائے گا۔ اور جو کوئی ایسی مطلقہ عورت کو زوجہ بنائے گا وہ حرام اور زنا کا مرتکب ہوگا۔" (انجیل متی ۳۲۔۳۱ / ۵) اور میں اسی حکم اور اسلامی عدل کے ماتحت ایسے شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دوں گا۔

قَدْ قِيْلَ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَلْيَدْ فَعْ اِلَيْهَا كِتَابَ طَلَاقٍ (۳۲) اَمَّا اَنَا فَأَقُوْلُ لَكُمْ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ اِلَّا لِعِلَّةِ زِنًى فَقَدْ جَعَلَهَا زَانِيَةً وَّمَنْ تَزَوَّجَ مُطَلَّقَةً فَقَدْ زَنٰى (۳۳)
(متی فصل خامس نمبر ۵ آیات ۳۲۔۳۱/۵)

(۱۸) آیات (۲۷۔۲۶ / ۴) میں سابقہ شریعتوں اور قریشی پالیسیوں کا ذکر ہوا ہے۔

آیت (۲۶ / ۴) میں اللہ یہ بتا رہا ہے کہ عورت اور مرد میں رشتہ

مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾

جو پہلے تم سے تھے اور پھر آوے اوپر تمہارے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ

اور اللہ ارادہ کرتا ہے یہ کہ پھر آوے اوپر تمہارے اور ارادہ کرتے ہیں وہ لوگ

يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ

کہ پیروی کرتے ہیں خواہشوں کی یہ کہ جھک جاؤ تم جھک جانا بڑا ارادہ کرتا ہے

اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰۤاَيُّهَا

اللہ یہ کہ ہلکا کرے تم سے اور پیدا کیا گیا آدمی ناتوان اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ

لوگو جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ مال اپنے آپس میں ساتھ ناحق کے مگر یہ کہ

تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۫ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ

ہووے سوداگری رضامندی تمہاری سے اور مت مارو آپس اپنے کو تحقیق

اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا

اللہ ہے ساتھ تمہارے مہربان اور جو کوئی کرے یہ تعدی سے اور ظلم سے

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

پس البتہ داخل کریں گے ہم اس کو آگ میں اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

اگر بچو گے تم بڑے گناہوں سے جو منع کئے جاتے ہو اس سے دور کریں گے

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

ہم تم سے برائیاں تمہاری اور داخل کریں گے تم کو جگہ عزت کی میں

ہموار کردے اور تمہاری اصلاح پر متوجہ رہے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرے اور اللہ تو علیم اور حکیم ہی ہے ۔ (۲۷) اور اب صورت حال یہ ہے کہ اِدھر تو اللہ تمہاری ہدایت اور توبہ پر متوجہ ہے اور تمہیں قدیم ترین بزرگوں کی سنت سکھا رہا ہے لیکن اُدھر وہ دانشوران قوم جو شہوت پرستی کا نظام چلارہے ہیں تمہیں بڑے خطرناک شہوانی میلانات پر جھکا جھکا کر کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ (۲۸) لہٰذا اللہ نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ تمہاری ذمہ داریوں کو ہلکا پھلکا رکھے اسی لئے انسان کو بتدریج ترقی کے لئے ابتداً کمزور پیدا کیا گیا ہے ۔ (۲۹) اے نام نہاد مومنین تم اپنے مال ودولت کو آپس کے رسومات کی آڑ میں باطل طریقوں میں نہ کھا جایا کرو سوائے اس کے کہ رضامندانہ تجارت ہو اور مال حرام کھاکر اپنے قتل وتباہی کا انتظام نہ کرلیا کرو اور اس بھروسہ پر گناہ نہ کیا کرو کہ اللہ یقیناً تم پر مہربان ہے (۳۰) اور جو کوئی اس طرح کے اعمال کرے گا اور ان اعمال میں حدود فراموشی اور عمداً ظلم و غلط کاری شامل ہو گی تو ہم مستقبل میں اسے سپرد آتش کریں گے اور وہ سب کچھ اللہ کے لئے بالکل آسان ہے (۳۱) اگر تم لوگ ان بڑے اور پوشیدہ منصوبوں (عمران ۱۱۸ / ۳) سے باز آجاؤ جن سے تمہیں منع کیا جا چکا ہے تو ہم تمہاری برائیوں کو چھپادیں گے اور تمہیں بہت ہی مفید مقام میں داخل کریں گے

ازدواج یا جنسی تعلق کے یہ ہدایت انگیز قوانین وہی قدیم قوانین ہیں جو تم سے پہلے کے دینداروں کو بتائے گئے تھے (سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴿۲۶﴾ النساء) اسی لئے ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ لکھاجس سے صاف واضح ہے کہ طلاق یا نکاح کی ذمہ داریوں سے چھٹکارا دونوں کی رضامندی سے ہوگا ۔ یا عورت سے زنا سرزد ہوجائے تو جدائی ہوگی اور ان دونوں صورتوں میں بشرط حیات اس عورت سے دوسرے حلال لوگ نکاح کے مجاز ہوں گے لیکن جو طلاق زوجہ کی رضامندی کے خلاف ہوگی ۔ اس میں وہ بدستور زوجہ رہے گی اس لئے اس سے نکاح ، نکاح نہ ہو گا بلکہ زنا ہو گا اور اس زنا کا گناہ طلاق دینے والے پر ہوگا آیت (۲۷ / ۴) میں ان لوگوں کی پالیسی کا ذکر ہوا ہے جو ایسے نکاحوں اور طلاقوں کو شہوانی بے راہ روی کے لئے جائز کر رہے تھے۔ اور بتایا ہے کہ انسان کو ناتوانی اور بے بسی کے بچپن سے لامحدود قوت حاصل کرنے کی جوانی تک

(۳۲) تم لوگ اپنے موجودہ عملدرآمد کے ساتھ یہ تمنا نہ رکھو کہ تم لوگوں کو بھی ان مومنین اور مومنات کی صف میں لے آیا جائے گا جنہیں ہم نے فضیلت دی ہے۔ یہ تو ان کے مردوں اور عورتوں کی اپنی اپنی کمائی ہے۔ کمائی میں عورت اور مرد کی تفریق نہیں جو جتنا کمائے اسے ملے گا۔ لہٰذا تمہارے لئے بھی اللہ سے فضل و کرم طلب کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے اس لئے کہ اللہ ہر ہر شے کی تفصیل کا عالم ہے۔(۳۳) اور ہم نے ہر انسان کے دینی احکام اور ذمہ داری عائد کرنے والے ایسے ذمہ دار مقرر کردیئے ہیں جو اپنے والدین اور دیگر اقربا کے بعد ان کے چھوڑے ہوئے سامان کے وارث بنتے ہیں اور تم میں سے جن لوگوں نے دو (۲) داہنے ہاتھوں کے معاہدے کی ذمہ داری قبول کی ہو تو ان لوگوں کو بھی وارثوں کے ساتھ ان کا حصہ دو یقیناً اللہ تم پر ہی نہیں بلکہ ہر ہر چیز پر چشم دید گواہ ہے (۳۴) حقیقی مرد وہ ہیں جو عورتوں پر مستعدی سے قائم رہنے والے ہوں اُس مالی کشادہ دستی کے ساتھ اور اس فضل وکرم کے ساتھ جو اللہ نے تم میں سے بعض کو دوسروں کے مقابلہ میں دیا ہے، چنانچہ اصلاح کی ضامن وہ عورتیں ہیں جو شوہروں کے لئے سپردگی کے عالم میں رہیں اور ان کی عدم موجودگی

وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ

اور مت آرزو کرو اس چیز کی کہ بزرگی دی ہے اللہ نے ساتھ اس کے

بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا

بعضے تمہارے کو اوپر بعض کے واسطے مردوں کے ہے حصہ اس چیز سے کہ

اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ

کماتے ہیں اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے اس چیز سے کہ کماتیاں ہیں اور

سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

سوال کرو اللہ سے فضل اس کے سے تحقیق اللہ ہے ساتھ ہر چیز کے جاننے والا

وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ

اور واسطے ہر شخص کے مقرر کئے ہیں ہم نے وارث اس چیز سے کہ چھوڑ گئے

الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ

ماں باپ اور قرابتی اور جن کو کہ گرہ باندھی دہنے ہاتھ تمہارے نے پس دو تم ان کو

نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ؑ اَلرِّجَالُ

حصہ ان کا تحقیق اللہ ہے اوپر ہر چیز کے حاضر مرد

قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ

قائم رہنے والے ہیں اوپر عورتوں کے بسبب اس کے کہ بزرگی دی اللہ نے بعضے

عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ

ان کے کو اوپر بعض کے اور بسبب اس کے کہ خرچ کرتے ہیں مالوں اپنے سے

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا

پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہیں نگہبانی کرنے والی ہیں بیچ غائب کے ساتھ

پہنچانے کا قانون (۲۸ / ۴) عمداً جاری کیا گیا ہے۔ لہٰذا مسئلہ نکاح میں شہوانی طرز فکر انسان کو ترقی پذیر نہ رہنے دے گی۔

(۱۹) آیت (۳۳ / ۴) میں مالکت ایمان سے دوطرفہ معاہدہ اور حقوق۔ عہدرسولؐ کے جنگی قیدیوں سے دوطرفہ یعنی دونوں دہنے ہاتھوں سے معاہدہ کی تصدیق کے لئے آیت (۳۳ / ۴) کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ ان کو میراث میں حصہ دار بنایا گیا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ انہیں مجبوراً عدل وانصاف سے رکھنا ہوگا اور وہ بھی گھر کے مالکوں کی طرح رہیں گے۔

(۲۰) آیت (۳۴ / ۴) میں مردوں کی ذمہ داریاں اور انتظام: اس آیت میں مردوں کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی ازواج ہی نہیں بلکہ بہنوں، بیٹیوں یعنی گھر کی ساری عورتوں اور پھر قوم و ملک کی تمام عورتوں اور ان سے پیدا ہونے والی اولادوں اور دیگر تمدنی ضرورتوں کے لئے ہر

میں بھی شوہروں کی ہر چیز کی حفاظت اللہ کی حفاظت کے ساتھ کریں اور جن عورتوں کی سرکشی اور سازش تمہیں خوفزدہ کردے انہیں سمجھا بجھا کر، جنسی ربط و ضبط میں کمی کرکے ، رات کو خواب گاہ میں تنہا چھوڑ کر اور جوابی مار پیٹ کے ساتھ درست کرنے کی کوشش کرو اگر ان میں سے کوئی طریقہ کارگر ہو اور وہ اطاعت کرنے لگیں تو پھر ان کے خلاف کوئی برا قدم نہ اٹھاؤ یقیناً سو فیصد بالا دستی اور بڑائی تو صرف اللہ کے لئے ہیں۔ لہٰذا ذرا وَرا سی بڑائی ان کی بھی چلنے دو۔ (۳۵) اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ کسی شوہر و زوجہ میں جدائی کی نوبت آنے والی ہے تو ان دونوں کے اختلاف اور جھگڑے کو چکانے اور حق وباطل الگ الگ کرنے کے لئے دونوں کے عزیزوں میں سے ایک ایک پسندیدہ ثالث مقرر کردو اور وہ دونوں اگر اصلاح حال میں کوشاں ہوں گے تو اللہ ان کی تائید کرے گا اور میاں بیوی میں تعلقات استوار ہو جائیں گے بلاشبہ اللہ کو اصلاح حال کے طریقوں کا علم و خبر ہے ۔ (۳۶) اور تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور عبادت میں کسی

حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ

محافظت اللہ کے اور جو عورتیں کہ ڈرتے ہو تم چڑھائی ان کی سے

فَعِظُوۡهُنَّ وَ اهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَ اضۡرِبُوۡهُنَّ ۚ

پس نصیحت کرو ان کو اور چھوڑ دو ان کو بیچ خواب گاہ کے اور مارو ان کو

فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

پس اگر کہا مانیں تمہارا پس مت ڈھونڈو اوپر ان کے راہ تحقیق اللہ ہے

عَلِيًّا كَبِيۡرًا ﴿۳۴﴾ وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا

بلند بڑا اور اگر ڈروتم خلاف سے درمیان ان دونوں کے پس مقرر کرو

حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنۡ

ایک منصف مرد کے لوگوں میں سے اور ایک منصف عورت کے

اَهۡلِهَا ۚ اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّقِ

لوگوں میں سے اگر ارادہ کریں یعنی دو منصف صلح کرانا توفیق دے گا

اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا خَبِيۡرًا ﴿۳۵﴾ وَ اعۡبُدُوا

اللہ درمیان ان دونوں کے تحقیق اللہ ہے جاننے والا خبردار اور عبادت کرو

اللّٰهَ وَ لَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًا وَّ بِالۡوَالِدَيۡنِ

اللہ کی اور مت شریک لاؤ ساتھ اس کے کسی چیز کو اور ساتھ ماں باپ کے

لمحہ مستعدی کے ساتھ کمائیں اور فراخدلی کے ساتھ مصارف پورے کریں۔ اور عورتوں سے فضل وکرم کا سلوک کریں اور دوسروں کو ایسے سلوک میں مدد دیں ۔تاکہ ہر آنے والی نسل سابقہ نسلوں سے زیادہ ہوشمند ،صحت مند اور ذمہ دار بن کر آگے بڑھے ۔ اللہ نے" قَوّٰمُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ " فرماکر ترقی اور تمدن کی کنجی بتائی تھی۔یعنی مرد وہ ہیں جو عورت اور اس کے متعلقات وضروریات کو ہر لمحہ سامنے رکھ کر کام میں لگے رہیں۔ مگر قریشی پالیسی نے کہا کہ مرد افضل ہے۔عورتوں کو صبح شام خوب جوتے مارنے کا حق رکھتاہے پیر کے جوتے کی طرح تبدیل کرنے اور پھینک دینے میں مختار ہے۔ حالانکہ مائیں بھی عورتیں ہی ہوتی ہیں۔اور ہر عورت خواہ بیٹی ہو یا بہن ہو یا بھانجی اور بھتیجی ہو وہ ماں بنتی ہے۔اور ماں کے حضور اُف تک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔(بنی اسرائیل ۲۳ / ۱۷)

کاش سارے مسلمان اپنے رسولؐ کی سنت پر چلتے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی تعظیم واحترام قائم کرتے مگر کیوں ؟

(۲۱) آیت (۳۵ / ۴) میں سازش کی ممبر مستورات کے ساتھ سلوک:

مردوں اور عورتوں کی ذمہ داری کے بعد ان عورتوں کی طرف متوجہ کیا گیا جو قریشی لیڈروں کے اشاروں پر مسلمان بن کر مسلمانوں میں اندرون خانہ ساز باز میں مبتلا رہتی تھیں اور خود رسولؐ اللہ کے اپنے گھر میں ایسی عورتیں موجود تھیں جو رسولؐ کے مخالفوں کی طرفدار تھیں (تحریم ۴۔۳ / ۶۶) اور زمین دوز منصوبوں میں شامل رہتی تھیں ۔ لہٰذا قریشی محاذ کی عورتوں سے بھی نرم ونصیحت کا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی اور سر سے پانی گزرنے پر انہیں مارنے پیٹنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن ان مستورات کا نہایت عزت واحترام

اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ

احسان کرنا اور ساتھ قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور فقیروں کے اور ہمسائے

ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ

قرابت والے کے اور ہمسائے اجنبی کے اور صحبت رکھنے والے کے کروٹ پر اور

ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا

مسافر کے اور جن کے مالک ہوئے داہنے ہاتھ تمہارے تحقیق اللہ نہیں

یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِیۡنَ

دوست رکھتا اس شخص کو کہ ہے تکبر کرنے والا شیخی کرنے والا وہ لوگ جو

یَبۡخَلُوۡنَ وَ یَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ

بخیلی کرتے ہیں اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو ساتھ بخیلی کے اور چھپاتے ہیں وہ چیز

اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ

کہ دی ہے ان کو اللہ نے فضل اپنے سے اور تیار کیا ہے ہم نے واسطے کافروں کے

عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿ۚ۳۷﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ رِئَآءَ

عذاب ذلیل کرنے والا اور جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے دکھانے کو

النَّاسِ وَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ لَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ وَ مَنۡ

لوگوں کے اور نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور نہ ساتھ دن پچھلے کے اور جو کوئی

اور کو شریک نہ کرو۔اور والدین کے اور القربیٰ والے کے اور یتیموں کے اور بے سہارا لوگوں کے اور القربیٰ والے کے پڑوسیوں کے ، اور پڑوسی کے پڑوسیوں کے اور اپنے ساتھیوں کے اور راہ گیروں کے اور مالکت ایمان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ حسن سلوک اور احسان کا عملدرآمد برقرار رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ خود پسند و خود غرض لوگوں کو پسند نہیں کرتا ہے اور (۳۷) جو مسلم لیڈرانِ قوم خود دستکش ہیں اور قوم کے افراد کو کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے اسلامی ضروریات سے چھپا کر رکھتے ہیں ایسے کافر قسم کے مسلمانوں کے لئے ہم نے بڑا ہی رسوا کرنے والا عذاب تیار رکھا ہوا ہے ۔ (۳۸) اور وہ نام نہاد مسلمان جو محض اس لئے اسلامی نظام پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ مومنین اور رسولؐ اللہ دیکھیں اور انہیں نظام میں بہتر مقام دیں اور حال یہ ہے کہ وہ درحقیقت نہ اللہ پر ایمان لائے ہیں نہ

سے ذکر کیا گیا ہے جو حقیقی طور پر مومنہ تھیں اور ان کی عادت و خصلت کو واضح کر دیا گیا ۔

(۲۲) آیت (۳۶ / ۴) میں فروغ انسانیت کا ہمہ گیر پروگرام کبھی اختیار نہ کیا گیا۔

اس آیت (۳۶ / ۴) میں پہلی بات یہ دیکھیں کہ والدین اور اقربا کے ساتھ جہاں فقرا و مساکین کو برابر رکھا گیا وہیں مالکت ایمان کو ان کے ساتھ احسان و سلوک میں بھی ہم پلہ بنایا گیا ہے ۔

(۲۳) آیت (۳۷ / ۴) میں قریشی لیڈروں کا اپنی قوم کو مخالفت پر متعین کرنا ثابت ہے ۔

آیت (۳۷ / ۴) ان لیڈروں کا ذکر کرتی ہے جن کے احکام کے مطابق قریشی لوگ رسولؐ اللہ کے اس پروگرام میں تعاون نہیں کرتے تھے جو قوم سے باہر کے غربا اور کمزور لوگوں کی فلاح وبہبود کا کام کر رہا تھا۔ جس میں گھر سے لے کر دنیا کے آخری کناروں تک بلا تفریق رنگ و نسل اور قوم وملت اور مذہب و مسلک ساری نوع انسان کی شیرازہ بندی کی جارہی تھی۔اور قریش محض اپنی قوم تک محدود رہنے پر مصر تھے۔

(۲۴) قریشی لیڈروں کا راہ خدا میں خرچ اور نصرتِ اسلام ایک غپ ہے ۔

آیت (۳۸ / ۴) میں ان لوگوں کا منہ بند کیا گیا ہے جو عہد رسولؐ میں دشمنان اسلام لوگوں کی سخاوت کی کہانیاں سناتے چلے آئے ہیں اور سستی قیمت پر لوگوں کو ناصرین اسلام بتاتے

يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا۝۳۸ وَ مَا ذَا

کہ ہووے شیطان واسطے اس کے ہمنشین پس بُرا ہے ہم نشین اور کیا ہے

عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا

اوپر ان کے اگر ایمان لاویں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور خرچ کریں

مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا۝۳۹ اِنَّ اللّٰهَ

اس چیز سے کہ دیا ان کو اللہ نے اور ہے اللہ ساتھ ان کے جاننے والا تحقیق اللہ

لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا

نہیں ظلم کرتا برابر ایک بُھنگے کے اور اگر ہووے نیکی دوگنا کرے گا اس کو

وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا۝۴۰ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ

اور دیوے گا اپنے پاس سے ثواب بڑا پس کیوں کر ہو گا جس وقت لاویں گے ہم ہر

قیامت پر یقین ہے ۔ بات یہ ہے کہ جن کے کاموں میں شیطان ساتھی بن جائے تو انہیں بہت بُرا رفیق ہاتھ لگتا ہے۔ (۳۹) انہیں کیا نقصان ہو جاتا اگر یہ لوگ اللہ اور قیامت پر سچ مچ ایمان رکھتے اور جو کچھ انہیں اللہ نے دے رکھا ہے۔ اس میں سے خلوص کے ساتھ اسلام پر صرف کرتے اور اللہ تو ان کی پوری اسکیم کو جانتا ہے ۔ (۴۰) یقیناً اللہ ذرہ برابر ظلم اور غلطی نہیں کرتا اور وہ تو اگر ایک نیکی کی جاتی ہے تو اسے دوگنا کردیتا ہے اور پھر اپنی جانب سے بہت عظیم الشان اجر دیا کرتا ہے ۔ (۴۱) اس وقت یہ کہاں بھاگیں گے جب ہم ہر

ہیں ۔ اللہ نے مانا ہے کہ ایسے لوگ موجود تھے مگران کے تمام اعمال فریب سازی اورخود غرضی پر مبنی تھے ۔ لہٰذا اس آیت کی زد سے بچاکر مخیر اور سخی حضرات پیش کریں تب کچھ بات بنے گی ورنہ سازش کے دائرہ میں ہی رکھنا ہوگا ۔ پھر یہاں قریش کے اس لیڈر کی مخصوص پوزیشن بھی دکھائی گئی جس کے دوست یا خلیل نے اللہ کے حضور میں اس قومی لیڈر کو شیطان کہنا ہے (۲۷،۳۰ / ۲۵) اس آیت (۳۸ / ۴) میں بھی اسے پوری قوم پر مسلط دکھایا گیاہے ۔ بوجھوتوجانیں ؟ بہرحال یہ تمام تذکرہ رسولؐ کی قوم اور اس کے لیڈروں کا ہورہاہے آیات ربط دیکر پڑھیں توبوجھ سکیں گے ۔

(۲۵) آیات (۴۲-۴۰ / ۴) میں آدمؑ سے قیامت تک محمدؐ کی نبوت کا ثبوت :

اس عظیم الشان اور محیرالعقول شہادت پر ہم یہاں کسی تفصیل میں جانے سے ازراہ اختصار مجبور ہیں ۔ چند اشارات سورۂ بقرہ کی تشریح (۱۵) میں کئے گئے تھے اور چند توجہ طلب باتیں یہاں عرض کرنا ہیں ۔ اس شہادت کا علامہ مودودی اور اکثر بڑے علمائے مجتہدین نے انکار سے بدتر اقرار کیاہے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ اللہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہر شخص کی نیکی وبدی کا صحیح بدلہ دیاجائے گا بلکہ نیکی پر دوگنا بدلہ ملے گا اورکسی پر ظلم وزیادتی نہ ہوگی (۴۰ / ۴) ہر اُمت کا حساب لیتے وقت ہر اُمت میں سے ایک ایک گواہ کھڑا کرے گا۔ جو نیکی اور بدی کی تصدیق کرتا جائے اور اُمت کا ہر فرد مانتا جائے ۔ ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی یہ حساب کتاب اور گواہ کی گواہی دیکھ اور سن رہے ہوں گے اور ہر اُمت کے گواہ اور اس گواہ کی اُمت کی نیکی بدی کی تصدیق فرماتے جائیں گے۔ اس حساب کے دوران وہ لوگ جن پر از آدمؑ تا قیامت اسلامی حقائق کو چھپانے کا اور الرسولؐ کی نافرمانی کا جرم ثابت ہوجائے گا وہ چاہیں گے کہ آنے والی سزا کے مقابلہ میں انہیں زمین میں دفن کردیا جائے۔ قارئین یہ دیکھیں کہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ "میری نافرمانی کا جرم" نہ یہ کہا کہ " اپنے اپنے زمانے کے رسولوںؑ کی نافرمانی کا جرم،، بلکہ یہ فرمایا کہ "اَلرَّسُوْلَ " کی نافرمانی کا جرم یہ اَلرَّسُوْلَ کون ہے؟ آیت میں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اَلرَّسُوْلَ وہی ہے جس سے یہ کہا گیاکہ " ہم تجھے تمام اُمتوں کے گواہوں پر شہید بنائیں گے" (وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۴۱/۴) یعنی "محمدؐ مصطفٰی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نافرمانی کے مجرم " بتائیے کہ اب اس کے سوا اورکیامطلب ہوا کہ آنحضرتؐ از اوّل تا آخر ساری نوع انسان کے رسولؐ ہیں اورتمام انبیاؑ آنحضرتؐ کے دین کو پہنچانے والے رسولؐ ہیں اور ہر رسولؐ کے ساتھ اسلام کی جو قسط بھیجی گئی اس کی مخالفت اور خلاف ورزی کرنے والے محمدؐ کی نافرمانی کرنیوالے ہیں اور محمدؐ ہر اُمت کے ہر فرد

اُمت میں سے ایک ایک گواہ پیش کردیں گے اور تمہیں ان گواہوں پر اور ان تمام اُمتوں پر شہادت دینے اور حق و باطل ، سچ اور جھوٹ اور بدکار و نیکو کار کو الگ الگ کرنے کے لئے آپ کو بطور شہید پیش کریں گے ۔ (۴۲) اس دن حقائق کو چھپانے والے اور رسولؐ کی نافرمانی کرنے والے دونوں گروہ اس کو ترجیح دیں گے کہ کاش یہ گواہی نہ ہوئی ہوتی اور ہمیں زمین میں دفن کرکے زمین ہموار کردی گئی ہوتی لہٰذا وہ اس وقت کوئی بات چھپا نہ سکیں گے ۔ (۴۳) اے حرام خور وشراب خور مومنین کم از کم اتنا ہی کرلیا کرو کہ جب تم نشے میں دھت اور مستی کے عالم میں ہوتے ہو تو نماز کے قریب نہ پھٹکا کرو یہاں تک کہ تم ایسی حالت میں پلٹ آؤ کہ خود اپنی بکواس کو بکواس سمجھنے لگو۔ اور نہ جنابت سے ناپاک ہو کر نماز کے پاس جایا کرو یہ دوسری بات ہے کہ تمہیں ناپاک حالتوں میں راہ سے گزرنا پڑے ۔ البتہ نہا کر غسل جنابت سے پاک ہو کر نماز کے قریب جایا کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کرکے آیا ہو یا تم نے جنسی ضرورت پوری کی ہو اور غسل و وضو کے لئے پانی نہ ملے تو تمہیں چاہیئے کہ تم پاک مٹی سے کام لو اور اس طرح سے غسل اور وضو کی جگہ تیمم کرو کہ پہلے تم اپنے چہروں پر مٹی کے ہاتھوں سے مسح کرو پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر مٹی سے مسح کرلو۔ یقیناً پانی کے بدلے مٹی استعمال

وقف النبی علیہ السلام

اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

اُمت سے ایک گواہی دینے والا اور لاویں گے ہم تجھ کو اوپر ان کے گواہ

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ

اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور نافرمانی کی پیغمبرؐ کی

لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ

کاش کہ برابر کی جاوے ساتھ ان کے زمین اور نہ چھپاویں گے اللہ سے

ع ۶ ۹ ۳

حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ

کچھ بات اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے اور ہو تم

سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ

مست یہاں تک کہ جانو کیا کہتے ہو اور نہ جنابت سے مگر گزرنے والے

سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ

راہ کے یہاں تک کہ نہالو اور اگر ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے یا

جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ

آوے کوئی تم میں سے جائے ضرور سے یا صحبت کرو تم عورتوں سے پس نہ

تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ

پاؤ تم پانی پس قصد کرو تم مٹی پاک کا پس پونچھ لو ساتھ منہ اپنے کے

وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

اور ہاتھوں اپنے کے تحقیق اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا

کے اعمال و افکار پر چشم دید گواہ ہیں اور گواہی اس وقت تک حق بجانب نہیں ہوتی جب تک وہ تمام لوگ جن پر گواہی دی جارہی ہو گواہ کو نہ پہچانتے ہوں اور گواہ جن کے خلاف گواہی دے رہا ہے ان کو اچھی طرح نہ جانتا پہچانتا ہو جس کے سامنے آنکھیں جھک جائیں اور زمین میں سما جانے کی تمنا دل میں پیدا ہوجائے اور کوئی بات چھپائی نہ جاسکے (۴۲ / ۴) کتنے دیدہ دلیر اور فریب ساز ہوسکتے ہیں وہ لوگ جو ان واضح الفاظ کی موجودگی میں اس شہادت عظمٰی اور اس مقام بلند کا انکار کرکے بھی مسلمان اور جنتی رہنے کی امید کریں؟

(۲۶) آیت (۴۳ / ۴) میں شرابی مومنین مخاطب ہیں پاک ہونے اور تیمم کرنے کا طریقہ:

اس آیت (۴۳ / ۴) میں مسلمانوں کا وہ گروہ مخاطب ہے جس سے ہم نے قرآن کی زبان میں باربار اور برابر تعارف کرایا ہے جسے اللہ اور رسولؐ کے خلاف خفیہ منصوبہ چلاتے ہوئے دیکھا گیا۔ جسے قومی مومنین کہا گیا۔ جسے قریشی قوم بتایا گیا۔ جس نے قرآن کو مہجور کیا تھا یہاں انہیں شراب کے نشہ میں چور چور نماز میں ٹکریں مارتے اور بکواس بگھارتے دیکھنے کا نظارہ

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ
کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے کہ دیئے گئے ایک حصہ کتاب سے
يَشۡتَرُوۡنَ الضَّلٰلَةَ وَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَضِلُّوا السَّبِيۡلَ ؕ﴿۴۴﴾
مول لیتے ہیں گمراہی کو اور ارادہ کرتے ہیں یہ کہ بہک جاؤ تم راہ سے
وَ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِكُمۡ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّ كَفٰى
اور اللہ خوب جانتا ہے دشمنوں تمہاروں کو اور کفایت ہے اللہ دوست اور کفایت ہے
بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا يُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ
اللہ مددد ینے والا بعضے وہ لوگ جو یہودی ہیں بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ
مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوۡلُوۡنَ سَمِعۡنَا وَ عَصَيۡنَا وَ اسۡمَعۡ غَيۡرَ مُسۡمَعٍ
اس کی سے اور کہتے ہیں سنا ہم نے اور نہ مانا ہم نے اور سن نہ سنایا جائیو اور

کرنے پر اللہ درگزر کرنے اور بخش دینے والا ہے (۴۴) کیا آپؐ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا ہے جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے؟ وہ تمہیں گمراہ کرنے کا ٹھیکہ اور قیمت لے چکے ہیں اور اپنے اس مقصد میں کوشاں ہیں کہ تمہیں راہ راست سے ہٹادیں ۔ (۴۵) اور اللہ تمہارے تمام دشمنوں کو خوب خوب جانتا ہے اور ساتھ ہی اللہ ولایت و حکومت اور نصرت کے لئے کافی ہے ۔ (۴۶) اور یہودیوں میں سے کچھ ماہرین کلام صحیح الفاظ کے تلفظ اور معنی کو بدل کر بات کرتے ہیں چنانچہ وہ لوگ بظاہر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت ختیار کرلی (سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَا) لیکن تلفظ میں زبان کی لچک سے وہ اطعنا کو عصینا (ہم نہیں مانتے) بنا ڈالتے

کھینچاگیااور آئندہ یعنی ۴ھجری کے بعد نمازسے دور رہنے کا حکم دیا گیاہے اور انہیں جنابت کی حالت میں رہنے والا ناپاک گروہ لکھا گیا۔ اور یہ بتایا گیا کہ سترہ سال اسلامی تبلیغ کو گزر چکے ہیں لیکن ابھی یہ قوم شراب کے حرام ہونے کا حکم ماننے اور برداشت کرنے کے قابل نہیں اور یقین ہے کہ اگر شراب کی حرمت کا حکم سنا دیا گیا تو اس بد مست وحرام خور قوم کی کثرت اسلام سے رخصت ہوجائے گی۔ اس لئے انہیں ڈھیل دی گئی حالانکہ سابقہ تمام انبیاؑ اورکتب نے شراب کو حرام رکھا اور ان لوگوں کو معلوم تھا کہ وہ حرام خور ہیں لیکن قومی رواج کا دباؤ رسولؐ اللہ کوباقی سینکڑوں مسائل مثلاً اعلان ولایت وحکومت مرتضویؑ کی طرح خاموش رکھتا ہے ۔ آخرسورۂ مائدہ (۹۰،۹۱ / ۵) میں اور ساتویں سال ہجری یا تبلیغ رسالت کے بیسیویں سال شراب کی قطعی ممانعت کی گئی ۔ لیکن اس قوم کے لوگ مسلسل شراب پیتے رہے ۔ اس پر چالیس سے اسی کوڑوں تک سزا کا قانون بھی جاری رہا اور ناپسندیدہ شرابی مومنین کو کبھی کبھی سزا ملتی بھی رہی لیکن بڑے آدمی سزا سے محفوظ رہے۔یہاں تک کہ پانچویں قومی خلیفہ نے تخت خلافت پر برسر دربار عام شراب نوشی جائز کردی ۔ اس کے بعد سوائے بنی امیہ کے آخری خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے تمام خلفا درباروں میں یا گھروں اور محلات کے اندر شراب پیتے رہے۔ اور آج اگر آپ گھریلو شراب کو چھوڑ کر اعلیٰ درجہ کی شراب فراہم کرنے والے ممالک اور ایکسپورٹر اور امپورٹر کے دفاتر میں جاکر دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ساری دنیا کی اقوام اور ممالک سے زیادہ شراب مسلمان ممالک میں خرچ ہوتی ہے اور بھیجی جاتی ہے ۔ اور جیساکہ آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے عموماً چیزوں کے سڑکوں کے، بازاروں کے، مزاروں کے، مکتبوں کے نام اور لیبل بدل ڈالنے کا عام دستور ہے اس طرح سابقہ قدیم ادوار میں بھی برابر مقدس لوگ شراب پیتے رہے ۔ مگراس کانام اور لیبل بدل دیا تھااور وہ نام تھا''نبیذ'' بعض نے خود رسولؐ کو''نبیذ'' پیتا دکھایا ہے ۔ اوریہ بحث لکھی ہے کہ اگر بارہویں پیالے سے نشہ ہو تو بس بارہواں پیگ حرام ہے گیارہ جائز ہیں ہم نے جوکچھ لکھا یا لکھیں گے اس کی تصدیق تفہیم القرآن اور تاریخ میں موجود ہے ۔

(۲۷) تیمم کی آیت سے صحیح (۴۳ / ۴) وضو کی تصدیق ہوجاتی ہے۔

اگر وضو میں قرآن کی رو سے پیروں کا دھونا اللہ کو منظور ہوتا تو پیروں کو بھی تیمم کے مسح میں شامل کیا جاتا۔ لیکن ہوا یہ کہ جن اعضا کو وضو میں دھونا تھا تیمم میں ان کا مسح کا حکم آیا اور جن پر وضو میں مسح تھا وہ تیمم میں ساقط ہوگئے۔

ہیں۔ اور اپنی بات سناتے وقت بظاہر وہ کہتے ہیں کہ ہماری بات سنو (وَاِسۡمَعۡ) اور تم کو بری بات سنائی ہی نہیں جاسکتی (غَیۡرَ مُسۡمَعٍ) لیکن منشا یہ ہوتا ہے کہ تو اس قابل نہیں کہ تجھے کچھ سنایا جائے (غیر مسمع کے دوسرے معنی) اگر وہ سیدھی سیدھی طرح یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور یہ کہ ہماری گزارش سنو اور ہمارا خیال رکھو (سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَا ۔ وَاِسۡمَعۡ وَانظُرۡنَا) تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور ان کی اچھی پوزیشن قائم رہتی۔ لیکن اللہ نے ان کی حق پوشی کی بنا پر ان پر محرومی (لعنت) مسلط کردی ہے چنانچہ وہ جتنا مانتے ہیں وہ انکار سے کم ہے (۴۷) اے لوگو جنہیں کتاب دی گئی ہے تم اس تمام سامان پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کیا ہے اور جس سے اس تمام سامان کی تصدیق و تائید ہوتی ہے جو ہمارا نازل کردہ تمہارے ساتھ ہے لہٰذا مخالفت چھوڑ کر اس سے پہلے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور انہیں سامنے کے بجائے پیچھے پشت کی طرف گھما دیں۔ یا تم پر ویسی ہی محرومی (لعنت) مسلط کردیں جیسی سبت (چھٹی کے دن) کی مخالفت کرنے والوں پر مسلط کی تھی

وَّ رَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا

راعنا پیچ دے کر زبان اپنی کو اور طعن کر کر بیچ دین کے اور اگر وہ کہتے

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

سنا ہم نے اور مانا ہم نے اور سن اور نظر کر ہم پر البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے

وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ

اور بہت سیدھا و لیکن لعنت کی ہے ان کو اللہ نے ساتھ کفر ان کے کے

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝٤٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے اے لوگو جو دیئے گئے ہو کتاب

اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا

ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہم نے سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ

مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى

ساتھ تمہارے ہے پہلے اس سے کہ مٹاڈالیں ہم مونہوں کو پس پھیر دیں ان کو اوپر

اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ

پیٹھ ان کی کے یا لعنت کریں ان کو جیسا کہ لعنت کیا ہم نے ہفتے والوں کو

(۲۸) آیات (۴۷تا۴۴ / ۴) میں اس یہودی قریشی منصوبے کا ذکر ہوا ہے جس میں تعاون خریدا گیا تھا۔

مدینہ میں آتے ہی ادھر آنخضرتؐ نے مدینہ کے یہود سے امن و صلح کا معاہدہ کیا ادھر قریش کے لیڈروں نے یہود پر دباؤ ڈالا تھا کہ اگر تم نے محمدؐ سے تعاون کیا تو ہم تمہارا بائی کاٹ کردیں گے۔ چنانچہ یہود نے اہل مکہ سے خفیہ معاہدہ کیا جس میں یہ طے ہوا کہ ہمارا خلوص آپ کے ساتھ اور ظاہری آؤ بھگت محمدؐ کے ساتھ رہے گی ۔ اللہ نے بتایا کہ یہود نے اپنے گمراہ کن معاہدہ کو قیمت اور مول تول سے طے کیا تھا۔ اس روز کے بعد یہودی ماہرین نے اسلامی احکام میں، مسائل میں اجتہاد کرنے اور احکام ومسائل کا رخ موڑنے کی تدبیریں اور تعلیم شروع کی اوّلین قریشی مہاجرین نے ان کی درس گاہوں سے اور دیگر علما سے استفادہ شروع کیا۔ یہودی خود بھی رسولؐ کے پاس آتے اور پارٹی کے مسلمانوں کے روبرو رسولؐ اللہ سے باتیں کرتے اور باتوں ہی باتوں میں الفاظ کے لب ولہجہ اور تلفظ کو بدلنے کی عملی تعلیم کے اسباق سکھاکر چلے جاتے یہاں ان آیات میں یہودیوں کی اسی ترکیب اور قاعدے کی پول کھولی جارہی ہے اور بتایا گیا کہ وہ کہتے کیا تھے اور معنی کیا بن جاتے تھے؟

(۲۸ ۔ الف) یہی طریقہ قریشی مومنین کے گروہ نے یہود سے سیکھا اور اس پر عمل کیا تھا۔

قارئین نے سورۂ بقرہ(۱۰۹تا۱۰۴ / ۲) میں باقاعدہ قریشی مومنین کا محاذ دیکھا تھا اوروہاں اللہ نے ان سیاسی مومنین سے کہا تھا کہ: ” اے مومنین تم لوگ رسولؐ اللہ سے ” رَٰعِنَا “ نہ کہاکرو بلکہ ” ٱنظُرۡنَا “ کہاکرو اورتوجہ سے ان کی بات سناکرو (یَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا وَقُولُواْ ٱنظُرۡنَا وَٱسۡمَعُواْۗ ﴿١٠٤﴾ البقرۃ) علامہ حضرات یہاں مجبور ہوئے ہیں کہ یہ تسلیم کرلیں کہ عہد رسولؐ میں رسولؐ کے صحابہ یہودی طریقے پر عمل کررہے تھے۔ علامہ مودودی فرماتے ہیں کہ:

اور سنو کہ اللہ کا حکم فوراً وقوع میں آجایا کرتا ہے (۴۸) یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ اللہ کے ساتھ شرکت کا جرم بخشا نہیں جاتا اس کے سوا وہ جس جرم کو چاہے بخش سکتا ہے اور جو کوئی اللہ کا کسی کو شریک بنالے تو وہ عظیم ترین خود تراشیدہ جرم کا مجرم ہوتا ہے۔ (۴۹) کیا آپؐ نے ان ریاکار مومنین کو نوٹ نہیں کیا جو مسلمانوں میں مقدس مقام کا ڈھونگ رَچ رہے ہیں۔ حالانکہ مقدس اور فضیلت مآب بنانا اللہ کا کام ہے اور وہ قانون مشیت کے ماتحت جسے چاہے مقدس بناسکتا ہے لیکن ان ریاکاروں کے ساتھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ (۵۰) ذرا اس اسکیم پر بھی نظر رکھو جس کے ذریعہ سے وہ اللہ کی طرف سے ایجادِ بندہ قسم کے جھوٹے عقائد پھیلا رہے ہیں حالانکہ انہیں تو صرف اسکیم بنانے کا اکیلا ہی جرم کافی تھا۔ (۵۱) کیا آپؐ نے ان کی کارکردگی کو دیکھ لیا ہے جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا ہے؟ وہ ایسی چیزوں اور اصولوں پر ایمان رکھتے ہیں جو قرآن کے نزدیک بے حقیقت اور بکواس ہیں (جِبتٌ) اور

وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ

اور ہے کام اللہ کا کیا گیا تحقیق اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک لایا جاوے

بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ

ساتھ اس کے اور بخشتا ہے سوائے اس کے واسطے جس کے چاہتا ہے

وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

اور جو کوئی شریک لائے ساتھ اللہ کے پس تحقیق باندھ لیا اس نے گناہ بڑا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ پاک کہتے ہیں جانوں اپنی کو

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ

بلکہ اللہ تعالیٰ ہی پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور نہ ظلم کئے جاویں گے

فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ

ایک تاگے برابر دیکھ کیوں کر باندھتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ اور

كَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

کفایت ہے اس کو یہی گناہ ظاہر کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی

اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ

جو دیئے گئے ہیں ایک حصہ کتاب سے یقین دلاتے ہیں ساتھ بتوں کے

"اس رکوع اوراس کے بعد والے رکوع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرنے والوں کو ان شرارتوں سے خبردار کیا گیاہے۔ جو اسلام اور اسلامی جماعت کے خلاف یہودیوں کی طرف سے کی جارہی تھیں۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۰۰ حاشیہ ۱۰۷)

علامہ کے اس چالاک و پردہ پوش بیان میں بھی اس قدرتو ثابت ہے کہ: "نبیؐ کی پیروی اختیار کرنے والوں" نے رَاعِنَا وغیرہ کہنے اور مخالفانہ شرارتوں کا پروگرام یہودیوں سے سیکھا تھا اور ان ہی کے اشاروں پر رسولؐ اللہ کے خلاف قریشی مومنین نے محاذ بنایا تھا۔ چنانچہ علامہ کا اگلا نوٹ سنئے :

"۱۰۸ یہاں جس خاص لفظ کے استعمال سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔ یہ ایک ذومعنی لفظ تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کے دوران کبھی یہ کہنے کی ضرورت پیش آتی کہ ٹھہرئیے، ذرا ہمیں یہ بات سمجھ لینے دیجئے تو وہ رَاعِنَا کہتے تھے۔ اس لفظ کا ظاہری مفہوم تو یہ تھا کہ ذرا ہماری رعایت کیجئے یا ہماری بات سن لیجئے مگر اس میں کئی احتمالات اور بھی تھے۔ مثلاً عبرانی میں اس سے ملتا جلتا ایک لفظ تھا جس کے معنی تھے "سن تو بہرا ہوجائے" اور خود عربی میں اس کے ایک معنی صاحبِ رعونت اور جاہل واحمق کے بھی تھے۔ اور گفتگو میں ایسے موقع پر بھی بولاجاتا تھا۔ جب یہ کہنا ہو کہ تم ہماری سنو تو ہم تمہاری سنیں اور ذرا زبان کو لچکا دے کر راعینا بھی بنا لیاجاتا تھا۔ جس کے معنی "اے ہمارے چرواہے" کے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم دیاگیا کہ تم اس لفظ کے استعمال سے پرہیز کرو اور اس کے بجائے اُنْظُرْنَا کہا کرو یعنی ہماری طرف توجہ فرمائیے یا ذرا ہمیں سمجھ لینے دیجئے۔" (ایضاً صفحہ ۱۰۰)

وَ الطَّاغُوۡتِ وَ یَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا هٰۤؤُلَآءِ

اور شیطان کے اور کہتے ہیں واسطے ان لوگوں کے جو کافر ہوئے یہ لوگ

اَهۡدٰی مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِیۡلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ

بہت پہنچے ہوئے ہیں راہ ان لوگوں کی سے کہ ایمان لائے راہ کو یہ لوگ وہ ہیں

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنۡ یَّلۡعَنِ اللّٰهُ فَلَنۡ تَجِدَ

کہ لعنت کی ہے ان کو اللہ نے اور جس کو لعنت کرے اللہ پس ہر گز نہ پاوے تو

لَهٗ نَصِیۡرًا ﴿ؕ۵۲﴾ اَمۡ لَهُمۡ نَصِیۡبٌ مِّنَ الۡمُلۡکِ فَاِذًا

واسطے اس کے مدد دینے والا کیا واسطے ان کے حصہ ہے بادشاہی سے پس اس وقت

ایمان رکھتے ہیں طاغوت (نظام اجتہاد) پر اور یہ ادھورے اہل کتاب قریشی حق پوش لیڈروں سے کہتے ہیں کہ ہمارے اصولوں اور نظام اجتہاد کو تیار کرنے والے لیڈر مسلمانوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ، اور راہ کو ان مومنین سے بہتر سمجھتے ہیں۔ (۵۲) یہ وہی ادھورے اہل کتاب ہیں جن پر اللہ نے لعنت (محرومی) مسلط کردی ہے اور جس کو اللہ محروم کردے تو تم اللہ کی طرف سے اس کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے (۵۳) کیا آج

چونکہ جس آیت (۲/۱۰۴) پر علامہ نے یہ نوٹ لکھا ہے اور یہودیوں کو مجرم قرار دیا ہے جب کہ اس میں یہودیوں کو نہیں بلکہ مسلمانوں کو رَٰعِنَا کہنے سے روکا ہے اس لئے ہم نے اس نوٹ میں سے علامہ کے گمراہ کن الفاظ (یہودیوں) کو نکال کر سادہ نوٹ نقل کیا ہے تاکہ جرم ان مسلمانوں پر عائد ہو جو رَٰعِنَا کہا کرتے تھے ۔ اور علامہ کا پردہ ہٹ جائے ۔ علامہ حضرات دشمنان اسلام کو ہیرو بنانے کے لئے دوہری خیانت اور قرآن میں ردوبدل کرنے پر مجبور ہیں پہلے قرآن کے ترجمہ میں ردوبدل سے اپنا قلبی زیغ فٹ کرتے ہیں پھر تشریحات میں بریکٹوں میں حاشیوں میں ردوبدل کرکے کافروں کو مومن بنا ڈالتے ہیں ۔ مگر قرآن کے الفاظ۔ یَـٰٓأَیُّهَا ٱلَّذِینَ ءَامَنُوا۟ کو جب تک قرآن سے نکال نہ دیا جائے ان کا جھوٹا اور فریب ساز ہونا ثابت رہے گا۔ ہم مانتے ہیں کہ علامہ کے بزرگ اور مقدس کہلانے والے لوگ یہودیوں کے کہنے سے تخریبی مہم چلا رہے تھے۔ مگر ایسا کہنے سے وہ اسلام دشمنی سے کیسے بچ جائیں گے؟ علامہ کو کہنا چاہئے کہ واقعی رسولؐ کے بعض صحابہ یہود کے اشاروں پر اسلام میں تخریب کررہے تھے۔ پھر تاریخ لکھوانے والے خلفاء کو چاہئے تھا کہ ایسے تخریب کار صحابہ کے نام تاریخ میں لکھتے ان خبیثوں کے وہ عقائد بیان کرتے جو انہوں نے مسلمانوں میں پھیلائے ۔ اس کے برعکس ان سب نے ان شیاطین کے اعمال وافکار پر پردہ ڈالا۔ ان کے نام چھپائے ان کو مقدس بنانے کے لئے روایتی کہانیاں گھڑیں اور پھیلائیں ۔ قرآن کے ترجموں اور تفاسیر میں جو گل کھلائے گئے اس کو دیکھ کر اب قاریان قرآن وہ سب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ رسولؐ کی قوم (۲۵/۳۰) نے کیوں وہ قرآن لینے سے انکار کردیا تھا جو سب سے پہلے جمع کرکے حضرت علی علیہ السلام نے پیش کیا تھا اسے لینے اور اُمت میں رواج دینے سے وہ پورا منصوبہ دم توڑ دیتا جو عہد رسولؐ سے قرآن اور تعلیمات اسلام کو مہجور کرنے کے لئے برسرکار چلا آرہا تھا۔ ساتھ ہی ان لوگوں کے چہروں پر نقاب نہ ڈالی جاسکتی تھی جو قرآن نے دکھائے تھے۔ (۲۵/۲۹)

(۲۹) آیات (۴/۴۹۔۵۱) میں قریشی نقاب پوش مومنین اور مقدس لیڈر مذکور ہیں ۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھیں کہ نقاب پوش مومنین صحابۂ رسولؐ میں مقدس پوزیشن بنانے کے لئے جوڑ توڑ کرتے رہتے تھے اور ان ہی کو ان کے ہوا خواہوں اور چمچوں نے اپنا راہنما بنا لیا تھا (۴/۵۰) دوسرے نمبر پر یہ سمجھ لیں کہ قریشی نسل کے جو لوگ یہودی بن گئے تھے وہی اسلام کے دشمن تھے اور ان کو یہ کہہ کر ظاہر کیا گیا کہ: "وہ لوگ جنہیں سابقہ کتاب میں سے کچھ دیا گیا ہے" (نَصِیبًا مِّنَ ٱلۡكِتَـٰبِ ﴿۵۱﴾ النساء ۵۱، ۴/۴۴ وغیرہ) لیکن حقیقی یہودی اسلام کے دشمن نہ تھے ۔ تیسری بات یہ نوٹ کررکھیں زیر نظر یہودی ہی قریشی لیڈروں کے راہنما اور استاد تھے جو پہلے سے نظام اجتہاد (طاغوت) پر ایمان رکھتے تھے (۴/۵۱) اور ان ہی کی تعلیم کے مطابق قریشی مومنین بھی طاغوت پر ایمان (یُرِیدُونَ أَن یَتَحَاكَمُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّـٰغُوتِ ﴿۶۰﴾ النساء) لے آئے تھے چنانچہ آٹھ آیات کے بعد ہی اللہ نے بتا دیا ہے کہ وہ مومنین جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم قرآن پر اور تمام سابقہ کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اسکیم ان کی یہ ہے کہ قرآن، توریت،

لَا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى

نہ دیں گے وہ لوگوں کو کھجور کے شگاف برابر کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اوپر

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ

اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو اللہ نے فضل اپنے سے پس تحقیق دی ہم نے اولاد

اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ

ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت اور دی ہم نے ان کو بادشاہی بڑی پس بعض ان میں سے

مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ

وہ شخص ہے جو ایمان لایا ساتھ اس کے اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ باز رہا

عَنْهُ ۭ وَ كَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اس سے اور کفایت ہے دوزخ جلانے والا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے

بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا

ساتھ نشانیوں ہماری کے البتہ داخل کریں گے ہم ان کو آگ میں جب گل

نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا

جاویں گے چمڑے ان کے بدل دیویں گے ہم ان کو چمڑے سوائے اس کے کے

لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِيْنَ

تو کہ چکھیں عذاب تحقیق اللہ ہے غالب حکمت والا اور وہ لوگ کہ

ان کے قبضے میں بادشاہت و حکومت کا کوئی حصہ ہے ؟ اور جب بھی ان کو حکومت ہاتھ لگے گی تو یہ لوگ کسی کو اس میں سے اتنا سا رقبہ بھی نہ دیں گے جتنا کھجور کی گٹھلی کے شگاف کا رقبہ بنتا ہے ۔ (۵۴) کیا اُن لوگوں کو اُن عطیات پر حسد ہوتا رہا ہے جو اللہ نے اپنے فضل سے ابراہیمؑ کی آل کو عطا کیا ہے یقیناً ہم نے آل ابرہیمؑ کو کتاب و حکمت دی اور انہیں عظیم ترین حکومت کا مالک بنا رکھا ہے ۔ (۵۵) چنانچہ حاسدوں میں سے بعض لوگ تو حسد کر کے مخالفت کر رہے ہیں اور بعض حسد میں بظاہر ایمان لے آئے ہیں ۔ اور مخالفوں و حاسدوں کے لئے بھڑکتا ہوا جہنم بہت کافی ہے ۔ (۵۶) بلاشبہ جن لوگوں نے ہماری آیات کی حقیقت کو چھپایا جلد ہی ہم ان کو واصل جہنم کریں گے اور جلتے ہوئے جب ان کی کھال جل جایا کرے گی تو ہم دوسری کھال بدلتے رہیں گے تاکہ وہ خاک ہوئے بغیر عذاب کا لازوال مزا چکھتے رہیں

اور انجیل اور رسولؐ کو چھوڑ کر طاغوتی احکام وفیصلوں پر عمل کریں گے ۔ حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کا حکم دیا تھا۔

(۳۰) آیات (۵۵تا۵۳ / ۴) آل محمدؐ سے قریشی نسل کے یہودیوں وغیرہ کا حسد :

ان آیات (۵۵تا۵۳ / ۴) میں ادھوری قسم کے یہود اور ان کی برادری کے قریشی لیڈروں کی عادت بیان کی کہ اگر انہیں حکومت ہاتھ لگ جائے تو کسی غیر قوم کو سر نہ اٹھانے دیں گے پھر یہ بتایاہے کہ یہ مکی ومدنی مخالف محاذ اس بنا پر حسد کر رہا ہے ۔ کہ آل ابراہیمؑ کی عظیم الشان حکومت عربوں پر چھائی ہوئی ہے اور اب آل محمدؐ کی تحویل میں قرآن اور مکمل حکمت دی جا چکی ہے ۔ انہیں خوف ہے کہ ابراہیمؑ و اسمعیلؑ کی اولاد میں اڑھائی ہزار سال سے چلی آنے والی نبطی وغسانی حکومت اپنے بزرگ نبیٔ محمدؐ کی آلؑ کے ساتھ مل کر انہیں اپنی رعایا نہ بنالے اس لئے یہ دشمن گروہ دوہرا محاذ بنائے ہوئے ہے کچھ تو ایمان کی نقاب پہن کر مار آستین بن گئے ہیں اور داخلی تخریب میں مصروف ہیں اور کچھ کھلے میدان میں مخالفت کا جھنڈا بلند کئے ہوئے ہیں قارئین نوٹ کریں کہ ان آیات میں کسی مستقبل کی حکومت کا ذکر نہیں ہے ۔ یہ صیغہ ماضی ہے اور یہ حکومت پہلے سے ملی ہوئی ہے اور اس کے بادشاہ کا نام جبلہ ہے اور اسی حکومت اور قوم کو اور اس کے دینی قوانین کو ” ملت ابراہیم“ کے نام سے قرآن میں پکارا گیا ہے ۔

بے شک اللہ ہر حالت پر غالب حکمت والا ہے۔ (۵۷) اور جو لوگ حقیقی ایمان لائے اور اصلاحی اعمال کرتے رہے جلد ہی ہم ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ دائمی طور پر قیام کریں گے۔ اور وہاں ان کے لئے بیویاں ہوں گی جنہیں ہر گندگی سے پاک کیا جاچکا ہے اور ہم ان سب میاں بیویوں کو ایسے سایہ میں رکھیں گے جو اپنی چھاؤں کبھی ختم نہ ہونے دیں گے (۵۸) یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ حکومت کی امانت کو اس کے اہل کو ادا کرنا اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو تمہارے فیصلے عدل کے ماتحت رہیں یہ بڑی ہی نتیجہ خیز اور عمدہ عملی نصیحت ہے جس کا تقاضہ تم پر اللہ کر رہا ہے۔ سمجھ لو کہ اللہ خیانت کی باتیں اور حق تلفی کے اقدامات کو سن بھی رہا ہے اور دیکھتا بھی جاتا ہے۔ (۵۹) اے مومنین تم اللہ کی اطاعت کرتے رہو اور رسولؐ کی اطاعت جاری رکھو اور تم میں سے جس کسی کو اللہ و رسولؐ اپنے ماتحت احکام پہنچانے والے بنادیں ان کی اطاعت کرو اور اگر ماتحت حاکموں سے کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو تم اور متعلقہ ماتحت حاکم دونوں اس تنازع کو اللہ اور رسولؐ کے

اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ داخل کریں گے ہم ان کو بہشتوں میں کہ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ

چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیش رہنے والے بیچ اس کے ہمیشہ

لَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا

واسطے ان کے بی بیان پاک کی ہوئیں اور داخل کریں گے ان کو چھاؤں

ظَلِیْلًا ۝۵۷ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی

سایہ دار میں تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ پہنچا دو امانتیں طرف

اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا

صاحبوں ان کے کے اور جب حکم کرو تم درمیان لوگوں کے یہ کہ حکم کرو

بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ

ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ خوب ہے وہ جو نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝۵۸ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا

تحقیق اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو

اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ

اللہ کی اور کہا مانو رسولؐ کا اور صاحبوں حکم کے تم میں سے پس اگر

تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ

جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے پس پھیر دو اس کو طرف اللہ کے اور رسولؐ کے

(۳۱) آیات (۶۱تا۵۸ / ۴) میں نظام حکومت الٰہیہ اور قریشی قومی حکومت:

ہم نے اس آیت (۵۸ / ۴) میں امانت کو اسلام کی سربراہی کی امانت سمجھاہے اور ایسا سمجھنے کی دلیل اور تقاضہ خود اس آیت میں اور اس کے بعد والی تینوں آیات میں موجود ہے اور بلا کسی وضاحت کے آیات کے الفاظ سے ثابت ہے اور علامہ مودودی بھی ہماری سمجھ کی تائید کرچکے ہیں ان کی بات پہلے سنیئے: اس آیت (۵۸ / ۴) کی ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

''۸۸ یعنی تم ان برائیوں سے بچے رہنا جن میں بنی اسرائیل مبتلا ہوگئے ہیں بنی اسرائیل کی بنیادی غلطیوں میں سے ایک یہ تھی کہ انہوں نے اپنے انحطاط کے زمانے میں امانتیں، یعنی ذمہ داری کے منصب اور مذہبی پیشوائی اور قومی سرداری کے مرتبے (POSITION OF TRUST) ایسے لوگوں کو دینے شروع کردیئے جو نااہل، کم ظرف، بداخلاق، بددیانت اور بدکار تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برے لوگوں کی قیادت میں ساری قوم خراب ہوتی چلی گئی۔ مسلمانوں کو ہدایت کی جارہی ہے کہ تم ایسا نہ کرنا۔ امانتیں ان لوگوں کے سپرد کرنا جو ان کے اہل ہوں۔'' (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۳۶۲) اس کے بعد سوال یہ ہے کہ

اللہ نے اپنے رسولؐ کے بعد قیامت تک اسلام کی یا خلافت الٰہیہ کی سربراہی کا کیا انتظام کیا تھا؟ اور مذکورہ امانت کا اہل کون تھا ؟ اس کا تعین کس آیت یا کن آیات میں کیا گیا ہے ؟ اور کیا رسولؐ اللہ نے اس آیت یا آیات کی تشریح میں اس شخص کا نام بتا کر خود یہ امانت خداوندی اسی کو سونپی تھی؟ قارئین یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب میں کہا گیا کہ اللہ ورسولؐ نے کسی کو مسلمانوں کا حاکم اور رسولؐ کا جانشین نہ بنایا تھا۔ بلکہ یہ معاملہ اُمت پر چھوڑ دیا تھا۔ اُمت نے جسے چاہا اپنا حاکم خود بنایا۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون سی آیت ہے جس سے یہ جواب معلوم ہو؟ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ اللہ ورسولؐ نے اسلام کا کوئی سربراہ یا خلیفہ یا حاکم نہیں بنایا ہے ۔اور یہ کہ اُمت کو اپنا حاکم بنانے کا اختیار دے دیا ہے ؟ اس قرآن میں ایسی آیت یا آیات موجود نہیں ہیں البتہ پورے نظامِ خلافتِ الٰہیہ کا مفصل تذکرہ اور حاکم بنانے کا خدائی انتظام اور حاکم کا باقاعدہ تعین اور نام موجود ہے مگر رسولؐ کی قوم (۳۰ / ۲۵) کو یہ منظور نہ تھا کہ نبوت اور حکومت وخلافت خانوادہ نبوت میں رہے اور اس لئے اس قوم کی کثرت نے اپنی مرضی سے حاکم بنایا اور بناتی رہی۔ اور خدا کے احکام اور رسولؐ کی ہدایت کو نظر انداز کر دیا۔ اور ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جو قرآن اور سابقہ تمام الہامی کتابوں کے خلاف تھی اور زمین کو فتنہ وفساد سے لبریز اور نسلوں اور فصلوں کو تباہ کر دینے والی تھی(۲۰۶۔۲۰۴ / ۲) حکومت وحاکم کے متعلق آیات وبیانات گزرتے رہے ہیں اور برابر یہ موضوع آتا اور واضح ہوتا چلا جائیگا۔

(۳۱ – الف) اللہ ورسولؐ قیامت تک اُمت مسلمہ اوراسلام کے زندہ حاکم ہیں؟؟

چنانچہ خود یہی آیت (۵۹ / ۴) خلافت الٰہیہ کا مکمل تصور اور بنیادی ڈھانچہ پیش کرتی ہے ۔ چند جملے علامہ مودودی سے سن لیجئے ارشاد ہے کہ: ”۸۹۔ یہ آیت اسلام کے پورے مذہبی ، تمدنی اور سیاسی نظام کی بنیاد اور اسلامی ریاست کے دستور کی اوّلین دفعہ ہے اس میں حسب ذیل اصول مستقل طور پر قائم کر دیئے گئے ہیں : (۱) اسلامی نظام میں اصل مطاع (حاکم۔احسن) اللہ تعالیٰ ہے (۲) اسلامی نظام کی دوسری بنیاد رسولؐ کی اطاعت ہے (۳) مذکورہ بالا دونوں اطاعتوں کے بعد اور ان کے ماتحت تیسری اطاعت جو اسلامی نظام میں مسلمانوں پر واجب ہے وہ ان ” اولی الامر“ کی اطاعت ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہوں ” اولی الامر“ کے مفہوم میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں ۔ خواہ وہ ذہنی وفکری راہنمائی کرنے والے علماہوں ، یا سیاسی راہنمائی کرنے والے لیڈر، یا ملکی انتظام کرنے والے حکام یا عدالتی فیصلے کرنے والے جج ، یا تمدنی ومعاشرتی امور میں قبیلوں اور بستیوں اور محلّوں کی سربراہی کرنے والے شیوخ وسردار غرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے وہ اطاعت کا مستحق ہے اوراس سے نزاع کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل ڈالنا درست نہیں ہے ۔ بشرطیکہ ا۔ وہ خود مسلمانوں کے گروہ میں سے ہو۲۔ اور خدا ورسولؐ کا مطیع ہو یہ دونوں شرطیں اس (تیسری) اطاعت کے لئے لازمی شرطیں ہیں (علامہ کا بیان مسلسل جاری ہے) ۴۔چوتھی بات جو آیت زیر بحث (۵۹ / ۴) میں ایک مستقل اور قطعی اصول کے طور پر طے کر دی گئی ہے یہ ہے کہ اسلامی نظام میں خدا کا حکم اور رسولؐ کا طریقہ بنیادی قانون اور آخری سند (FINAL AUTHORITY) کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان یا حکومت اور رعایا کے درمیان جس مسئلہ میں نزاع واقع ہوگی اس میں فیصلے کے لئے قرآن اور سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔اور جو فیصلہ وہاں سے حاصل ہوگا اس کے سامنے سب سر تسلیم خم کر دیں گے۔“ (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۳۶۳تا۳۶۵) علامہ کا یہ بیان تفہیم القرآن کے تین صفحات پر پھیلا ہوا ہے ہم نے اس میں سے وہ اصول مِن وعَن لکھدیئے ہیں جو علامہ کی تمام تفصیلات کی بنیاد ہیں ۔

(۳۱ ۔ ب) علامہ مودودی کے بیان سے اتفاق و اختلاف کی وجوہات :

قارئین ہمیں اس بیان سے اَسّی فیصد اتفاق ہے اور اتفاق کا سبب یہ ہے کہ علامہ نے آیت زیر بحث (۵۹ / ۴) کی روشنی میں اوّلین تین اصول خوب مرتب کئے ہیں اور اختلاف ان بیانات سے ہے جو مذکورہ آیت ، بلکہ سارے قرآن سے ہٹ کر دیئے ہیں ۔ اور ہم مختصراً ان کا ذکر کرتے ہیں ۔

اوّل یہ کہ ہم اللہ اور رسولؐ کو قرآن کے واضح الفاظ اور حکم کے ماتحت مطاع مطلق مانتے ہیں ۔ علامہ رسولؐ کی اطاعت کو قریشی پالیسی کے ماتحت ، اللہ کی اطاعت سے مختلف اور دوسرے درجہ کی اطاعت لکھتے ہیں حالانکہ اللہ کی اطاعت ممکن ہی نہیں اگر رسولؐ کی اطاعت کا تصور ہٹا دیا جائے ۲۔ دوم یہ کہ اولی الامر کی اطاعت واجب لکھی گئی ہے جو قرآن کی اور عقل

سامنے پیش کرو اور جو فیصلہ اللہ و رسولؐ نافذ کریں تم دونوں فریق اس پر سرِ تسلیم خم کردو اور اگر تم حقیقت میں مومن ہو تو اللہ و رسولؐ کے فیصلے پر سو فیصد عمل کرو یہاں تک کہ تمہارے دل کی گہرائی میں بھی کوئی تنگی اور گرانی محسوس نہ ہو رہی ہو (نساء ۶۵ / ۴) ورنہ تم نہ مومن ہو نہ تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو لہٰذا اس آیت کی وہی تاویل بہتر ہے (۶۰) کیا تم ان لوگوں کو نظر میں رکھ رہے ہو جو یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ وہ ہر اس چیز پر ایمان لائے ہوئے ہیں جو تم پر نازل ہوئی اور جو کچھ تم سے پہلے نازل ہو چکا ہے لیکن منصوبہ ان کا یہ ہے کہ اپنے تمام معاملات میں طاغوت کو اپنا حاکم اور فیصلے کرنے والا بنائے رکھیں حالانکہ یقیناً انہیں یہ حکم دیا جاچکا ہے کہ طاغوت سے کفر اختیار کرلیں اور ایک مخصوص شیطان نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ ان دعویداران اسلام کو بعید ترین گمراہی میں داخل کردے۔ (۶۱) اس نے ان کو یہاں تک تیار کردیا ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی اور رسولؐ کی اطاعت کی ذمہ داری اختیار کرو تو تم خود دیکھتے ہو کہ مُنزّل من اللہ کو تو قبول کرلیتے ہیں مگر تم سے اور تمہاری اطاعت سے بڑے انتظام اور ترکیبوں سے ہٹ کر بچ کر رہتے ہیں (مائدہ ۴۱ / ۵)(۶۲) چنانچہ وہ وقت بڑا کیف پرور ہوتا ہے جب ان کے اجتہاد کی لائی ہوئی مصیبت سامنے آتی ہے تو پھر تمہاری اطاعت نہ کرسکنے کا عذر کرتے اور اللہ کی قسمیں کھاتے اور حلفیہ بیان دیتے ہوئے آتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہم نے

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ

اگر ہو تم ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ بہتر ہے اور اچھا ہے

تَاْوِيْلًا ؑ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ

جزا میں کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ دعویٰ کرتے ہیں یہ کہ وہ

اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ

ایمان لائے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو کچھ کہ

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى

اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے ارادہ کرتے ہیں یہ کہ حکم لے جاویں طرف

الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ

سرکش کے اور تحقیق حکم کئے گئے ہیں یہ کہ کفر کریں ساتھ اس کے

وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا

اور ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ گمراہ کرے ان کو گمراہی دُور اور جب

قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى

کہا جاتا ہے واسطے ان کے آؤ طرف اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے اور طرف

الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ ﴿۶۱﴾

رسولؐ کی دیکھتا ہے تو منافقوں کو کہ ہٹ رہتے ہیں تجھ سے ہٹ رہنے کر پس

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ

کیوں کر ہو گا جب پہنچے گی ان کو مصیبت بسبب اس کے جو آگے بھیجا ہے

اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖۗ بِاللّٰهِ

ہاتھوں ان کے نے پھر آتے ہیں تیرے پاس قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے

اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

کہ نہ چاہا تھا ہم نے مگر احسان یعنی بھلائی اور موافقت کرنی یہ لوگ ہیں

کی رو سے واجب نہیں ہے اس لئے کہ یہ لوگ گو اُمت میں سے منتخب لوگ ہوں گے مگر وہ معصومؑ نہ ہوں گے اور ان سے ہر معاملے اور ہر بات اور ہر ذاتی فیصلے میں غلطی کا عمداً وسہواً امکان رہے گا ۔ اسی لئے ان کے ماتحت مسلم رعایا ان سے باز پرس کا اور تنازع اور جھگڑنے کا حق رکھتی ہے ۔ اور ان کو گھسیٹ کر اللہ کے نہیں ، رسولؐ کے سامنے باز پرس اور مواخذہ کے لئے پیش کرسکتی ہے ۔ اس لئے کہ اللہ سے ملاقات وسوالات وجوابات میں تمام نوع انسان رسولؐ کی محتاج ہے ۔ ان کے بغیر یہ رابطہ ناممکن ہے ۳۔ سوم یہ کہ علامہ قرآن اور حدیث کی کتابوں کو اللہ ورسولؐ کہہ کر ان دونوں کو

يَعۡلَمُ اللّٰهُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ۗ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ

کہ جانتا ہے اللہ جو کچھ بیچ دلوں ان کے کے ہے پس منہ پھیر لے ان سے

وَ عِظۡهُمۡ وَ قُلۡ لَّهُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ

اور نصیحت کر ان کو اور کہہ واسطے ان کے بیچ دلوں ان کے کے

قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ﴿۶۳﴾ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا

بات اثر کرنے والی اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر واسطے اس کے کہ

احکام خداوندی میں استحسان اور اجتہادی توفیق چاہی تھی اور کوئی برا ارادہ نہ کیا تھا (۶۳) وہی لوگ تو ہیں کہ جن کے دلوں میں پوشیدہ قومی منصوبہ معلوم ہونے کا اللہ ذکر کرتا چلا آتا ہے ۔ اور جو تم سے بالا ہی بالا اجتہادی مذہب جاری کرنے اور قیاس واستحسان کو بنیاد بنانے میں لگے ہوئے ہیں تم ان کو نظروں سے گرادو، توجہ ہٹالو، سرسری تعلق رکھو قبول کریں تو نصیحت کرو اور جو بات کہو وہ ایسی ہو کہ ان کے قلبی منصوبے پر چوٹ

راستے سے ہٹا دیتے ہیں قرآن لاکھ مفصل ومکمل ضابطہ حیات ہو وہ نہ اللہ ہو سکتا ہے نہ اسے اللہ کہا جاسکتا ہے یہ اس صورت میں بھی نہیں جب کہ ہم قرآن کے مکمل یا رسولؐ جیسے عالم ہوں ۔ اس لئے کہ اللہ تو اللہ ہے اورفلاح انسانیت و ارتقائے کائنات کے لئے وہ ہرلحہ علوم وہدایت وفضل وکرم کی بارش نئے نئے انداز میں کرتا رہے گا اوریہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا (رحمٰن ۲۹ / ۵۵) قرآن میں تو وہ تمام علمی ذخیرہ بھی نہیں ہے جو لوح محفوظ میں جمع ہے ایسی صورت میں قرآن کو اللہ کہنا یا سمجھنا صرف سرداران قریش کی پالیسی ہی کہا جاسکتا ہے ۔ پھر قرآن کے ساتھ کیا ہوا اورکیا کیاگیا ؟ یہ دکھانے کے لئے ہی میں ترجمہ وتعبیر پر مجبور کیاگیاہوں ۔ علامہ نے اپنے قلم سے قرآن کو ایک نہایت محدود کتاب قرار دیاہے اورتمام شیعہ سنی مجتہدین نے قرآن میں کائنات کی تمام موجودات کی تفصیل والی بیسیوں آیات (۱۱۱ / ۱۲) کا انکار کیاہے ۔اورصرف چارسو پانچ سو احکام کی حامل کتاب قراردیاہے ۔متشابہات ومنسوخ ومجمل وغیرہ کا انبار کہاہے ۔پھر کبھی آج تک دو عالم بھی سارے قرآن کے تمام مسائل پر متفق نہیں ہوئے ہیں ۔ یہ بیس پچیس ترجمے جو ہمارے سامنے رکھے ہیں یہ تفہیم القرآن کی چھ جلدیں تضادات وخرافات کا ایک گھناؤنا ڈھیر ہیں ۔کیا اس سامان سے اللہ کا ہر حکم نکالا جا سکتاہے؟ اگر ایسا ممکن ہوتا تو یہ ہزاروں فرقے اور مجتہد کیسے پیدا ہوتے؟ لہٰذا یہ ایک بکواس مبین ہے کہ قرآن اللہ کی جگہ لے گا اور اللہ کا کام دے گا پھر احادیث جس میں قولی وفعلی(سنۃ)دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں ان کے دو انبار ہیں ایک شیعوں میں دوسرا سنیوں میں ۔ ان میں سے کس ڈھیر کو رسولؐ اللہ بنایا جائے گا ؟ پھر دونوں کے اس ڈھیر سے ثابت ہے کہ کروڑوں فرمانات رسولؐ نہ احاطہ تحریر میں لائے گئے نہ کھل کر بیان کئے گئے ۔ اگر یہ بات صحیح ہے ؟ اور احادیث کو رسولؐ سمجھا جاسکتاہے ؟ تو اس موجودہ حدیث کے ذخیرہ سے تو رسولؐ کا ایک بٹا لاکھواں حصہ ملے گا ۔ باقی رسولؐ کہاں سے اور کیسے لایا جائے گا ؟ اور اگر یہ غلط ہے کہ امام محمدؒ اسمعیل بخاری کی سات لاکھ احادیث میں سے صرف چھ سات ہزار احادیث لکھی گئیں اور باقی غائب و ضائع ہو گئیں تو محدثین جھوٹے ثابت ہوں گے اوروہ سارا حدیث کا ذخیرہ ناقابل اعتبار اور جھوٹوں کا دیا ہوا سامان ہوگا۔ لہٰذا علامہ کا فرضی رسولؐ وہ رسولؐ نہیں جو درود وسلام کا مستحق اور تاقیامت احکام وہدایات کا مالک ومختار رسولؐ ہے ۔ بلکہ علامہ کا فرضی رسولؐ وہی طاغوت ہے جس کی حکومت وحاکمیت اورفیصلوں کو محمدؐ مصطفی کے فیصلوں اور حکومت پر ترجیح دی جاتی تھی اورجو زیر بحث آیت (۵۹ / ۴) کے فوراً بعد آیت (۶۰ / ۴) میں مذکورہواہے اور اسی آیت میں اس شیطان کا تذکرہ بھی ہوا ہے جو رسولؐ کے خلاف محاذ بنانے اورپوری قوم کو طاغوتی راہ پر ڈالنے میں اپنے ایک جگری یار پر مسلط رہتا تھا (۲۷-۳۰ / ۲۵) یہ اسی کی سمجھائی ہوئی راہ ہے جس پر علامہ حضرات چلتے آئے ہیں۔ وہی تھا جو رسولؐ کی اطاعت کو عارضی (SECONDARY) اورمشروط اطاعت کہتا تھا ۔ وہی تھا جو رسولؐ پر بھرپور تنقید کرتا تھا (۲۰۴ / ۲) اور انہیں غلط کارو خطاکار کہتا تھا اورضرورت ہوتی تھی تو رسولؐ کے ساتھ لپاڑکی دھینگا مشتی کرلیا کرتا تھا ۔ دھکے دینا گلا پکڑ کر جھنجھوڑ دینا اسی کی سنت تھی ۔ تو بتائیے ایسے رسولؐ سے ملاقات بھی ہوجائے تو وہ کس کام کا ؟ جو خود غلطیاں کرتا ہو ۔ اگر یہ غلط ہے تو پھر مذکورہ طاغوت اورشیطان پر لعنت بھیجئے ۔ اورچہارم یہ بتائے کہ قرآن کی کون سی آیت یا آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن اللہ ہے اور حدیث رسولؐ اللہ ہے یا یہ کہ یہ دونوں اللہ ورسولؐ کی جگہ لے لیں گی ۔ اور مختلف سمجھ کے لوگ جو کچھ

لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا

فرمانبرداری کیاجاوے ساتھ حکم اللہ کے اور اگر یہ لوگ جس وقت ظلم کرتے ہیں

اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ

جانوں اپنی کو آویں تیرے پاس پس بخشش مانگیں اللہ سے اور بخشش مانگے

لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَ

واسطے ان کے رسولؐ البتہ پاویں گے اللہ کو پھر آنے والا مہربان پس قسم ہے

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ

پروردگار تیرے کی نہیں ایمان لاویں گے یہاں تک کہ حاکم بدیں تجھ کو

لگائے (۶۴) اور ہم نے ایسا کوئی رسولؐ بھیجا ہی نہیں جس کی اللہ کے حکم کے مطابق اطاعت واجب نہ کی گئی ہو ۔ اور اگر وہ نافرمانی سے اپنی جان پر ظلم کرکے فوراً نادم ہو کر آپؐ کے سامنے حاضر ہوتے اور اس طرح اللہ سے بخش دیئے جانے کی درخواست کرتے اور آپ بھی ان کی نافرمانی بخش دیئے جانے میں سفارش کرتے تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والامہربان پاتے ۔ (۶۵) نہیں نہیں اے محمدؐ تمہارے رب کی قسم یہ گروہ

مختلف ومتضاد جواب یا حکم سمجھ لیں گے وہ تمام بکواس اللہ و رسولؐ کے فیصلے ہوں گے ۔ سنو اور غور سے سنوکہ قیامت تک ہرلمحہ ہمیں ایک محمدؐ کی قرآنی احتیاج ہے جو اللہ کے تازہ بتازہ احکام وہدایات اور قرآن کی کائناتی تشریحات ہمیں پہنچاتا رہے۔ محمدؐ نے روز اوّل اپنے جانشین کے تقرر سے تبلیغ اسلام شروع کی اسے ساری اُمت موجودہ نے دیکھا، اس کی علمی وجسمی قابلیت کا لوہا مانا۔ آخری حکم میں بھی اس کا مکرر تقرر کیاگیا مگر قوم (۳۰ / ۲۵) نے نہ مانا ۔ اورفرقانی قوم کا یہ انکار چودہ سوسال سے اسلامی ریکارڈ میں نقل در نقل ہوتا ہوا شبلی نعمانی تک پہنچا (الفاروق حصہ اوّل صفحہ ۱۰۳) اور قرآن کی آغوش میں موجود ہے (یونس ۱۵ / ۱۰ مائدہ ۴۱ / ۵) اور آخری و پانچویں بات یہ ہے کہ چلو ہم نے مان لیا کہ قرآن اللہ ہے اور حدیث خود رسولؐ اللہ ہیں ۔اب یہ بتائیے کہ قرآن نے یہ کہاہے کہ :

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٤٧﴾ المائدة

”جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔ ۲۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں ۳۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں“ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۷۴۔۴۷۵) ذرا علامہ سے یہ لکھواکر شائع کرا دیں کہ ان کے ہم مسلک اور پسندیدہ بزرگوں اور علمانے تمام فیصلے کلام اللہ کے نازل شدہ الفاظ میں کئے تھے“ اگر وہ یا کوئی اور دیانت دار عالم یہ لکھ دے تو ہم اپنا تصور حکومت بدل دیں گے اور اسی سہہ گانہ حکم (۴۷،۴۵،۴۴ / ۵) کے ماتحت ہم نے عرض کیا ہے کہ ہمیں قرآن سے یہ دکھایا جائے کہ رسولؐ اللہ کے بعد سربراہ اسلام ایسے اشخاص ہوں گے جو خطا کار ہوں گے، قرآن کے مکمل عالم نہ ہوں گے یعنی قرآن کی کائناتی تعلیم وتسخیر کائنات آئندہ بند ہوجائے گی اور کنگ میکری خود قوم (۳۰ / ۲۵) کرے گی۔ قرآن سے طاغوتی حکومت کی مخالفت قدم قدم پر ثابت ہے اور جس قوم کا تذکرہ ان آیات (۶۴ تا ۵۸ / ۴) میں ہورہاہے وہ خود عہدرسولؐ میں رسولؐ کی مطلق اطاعت اور حکومت کے منکر تھے اور اللہ ، رسولؐ اور سابقہ رسولوںؑ ، کتابوں اور قرآن پر ایمان کا دعویٰ کرتے تھے (۶۰ / ۴) لیکن رسولؐ کے فیصلے کو آخری فیصلہ نہ سمجھتے تھے (۶۰ / ۴) چنانچہ علامہ نے طاغوت کی تشریح اور معنی یوں بتائے ہیں کہ :”یہاں صریح طور پر طاغوت سے مراد وہ حاکم ہے جو قانون الٰہی کے سوا کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہو۔“ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۳۶۷حاشیہ ۹۱) اس کے بعد قارئین نے یہ طے کرنا ہے کہ مسلمانوں میں ایک ایسی قوم (۳۰ / ۲۵) اور ایک ایسا مومن گروہ موجود تھا جو پورے اسلام کو مانتا تھا مگر رسولؐ کے مقابلے پر اپنا حاکم ایک طاغوت کوبنا رکھا تھا وہ طاغوت کون تھا اس پر کافی روشنی ڈالی جاچکی ہے ۔وہ وہی شیطان مجسم انسان تھا جس نے اپنے ایک یار کے ہاتھوں رسولؐ کی تعلیمات کے خلاف ایک کفر انگیز اسلام جاری کیاتھا (۲۹تا۲۷ / ۲۵) اور (۶۰ / ۴) جو رسولؐ اللہ کو چیلنج کرتا رہتاتھا ۔ جس نے اللہ ورسولؐ اور قرآنی تصور کے خلاف حکومت الٰہیہ کو بدل لیا تھا ۔ جو رسولؐ

فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا فِيۡۤ

بیچ اس چیز کے کہ جھگڑا پڑے درمیان ان کے پھر نہ پاویں بیچ

اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَ يُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۶۵﴾

جیوں اپنے کے تنگی اس چیز سے کہ حکم کرے تو اور مان لیویں مان لینے کی طرح

وَ لَوۡ اَنَّا كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَنِ اقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ اَوِ اخۡرُجُوۡا

اور اگر ہم لکھ دیتے اوپر ان کے یہ کہ مار ڈالو جانوں اپنی کو یا نکل جاؤ

مِنۡ دِيَارِكُمۡ مَّا فَعَلُوۡهُ اِلَّا قَلِيۡلٌ مِّنۡهُمۡ ؕ وَ لَوۡ

گھروں اپنے سے نہیں کرتے اس کو مگر تھوڑے ان میں سے اور اگر

اَنَّهُمۡ فَعَلُوۡا مَا يُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ لَكَانَ خَيۡرًا

یہ وہ کریں جو کچھ نصیحت دیئے جاتے ہیں ساتھ اس کے البتہ ہوتا بہتر

لَّهُمۡ وَ اَشَدَّ تَثۡبِيۡتًا ﴿۶۶﴾ۙ وَّ اِذًا

واسطے ان کے اور زیادہ تر ہوتا ثابت رکھنے میں اور اس وقت

لَّاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ لَّدُنَّاۤ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۶۷﴾ۙ وَّ لَهَدَيۡنٰهُمۡ صِرَاطًا

البتہ دیتے ہم ان کو اپنے پاس سے ثواب بڑا اور البتہ دکھاتے ہم ان کو راہ

مُّسۡتَقِيۡمًا ﴿۶۸﴾ وَ مَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ

سیدھی اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسولؐ کی پس یہ لوگ

مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

ساتھ ان لوگوں کے ہیں کہ نعمت کی اللہ نے اوپر ان کے پیغمبروں سے

ہرگز مومنوں میں شمار نہ کیا جائے گا۔ جب تک کہ اپنے ہر جھگڑے میں ہر معاملے میں تمہیں اپنا حاکم اور فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں یہی نہیں بلکہ تمہارے ہر فیصلے پر اپنے دل کی گہرائی میں بھی کسی قسم کی گرانی اور ناگواری اور شک وشبہ محسوس نہ کریں اور نہایت صمیم قلب سے آپ کے احکام پر سر تسلیم خم کرکے دل وجان سے قبول کریں (٦٦) اور اگر ہم نے یہ حکم دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا یہ حکم دیا ہوتا کہ تم اپنے اپنے شہروں اور بستیوں سے جلاوطن ہو جاؤ تو اس مخصوص مدعیٔ ایمان گروہ میں سے سوائے چند تھوڑے سے آدمیوں کے اس حکم پر عمل نہ کیا ہوتا۔ اور اگر انہوں نے جو نصیحت کی گئی تھی اس کے مطابق خودکشی یا جلاوطنی اختیار کرلی ہوتی تو ہمارے حکم کی ایسی تعمیل ان کے لئے نہ صرف بہتر ہوتی بلکہ ان کے لئے ثابت قدمی میں شدت پیدا ہوجاتی ۔ (٦٧) اور خودکشی یا جلاوطنی اختیار کرتے ہی ہم نے انہیں اپنے حضور سے بڑا بھاری اجر دیا ہوتا۔ (٦٨) اور یقیناً ہم نے انہیں صراط مستقیم کی ہدایت بھی کردی ہوتی (٦٩) اور جو کوئی اللہ کے ساتھ ساتھ اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا۔ وہ بھی اس رسولؐ کی اطاعت کرنے والے ان لوگوں کا ساتھی بنایا جائے گا جو انبیاؑ، صدیق، شہید اور

سے متنفر تھا (٢٠٦۔٢٠۴ / ٢) اسی نے وہ خفیہ منصوبہ تیار کیا تھا جس کا ثبوت باربار مذکور ہوا۔ اور اب زیر بحث آیت (٦٣ / ۴) میں بھی اس منصوبے کی طرف اشارہ فرمایا گیاہے ۔ اور اگلی آیت (٦۴ / ۴) میں یہ واضح کر دیاہے کہ مذکورہ بالا مومن گروہ رسولؐ کی اطاعت کا منکر تھا ۔ اسے بتایا گیا کہ ہر رسولؑ کی مطلق اطاعت واجب ہوتی ہے ۔

(٣١ ۔ ج) اسلام اس کے سوا کچھ نہیں کہ محمدؐ مصطفی کی سو فیصد اطاعت کی جائے :

شیعہ سنی بحثیں ، مناظرے ، جنگ وجدل اور لاکھوں محبان محمدؐ وآل محمدؐ کا قتل ،کربلا میں خاندان رسولؐ کا قتل عام اور یہ بریلوی اور دیو بندیوں کا اختلاف کیاہے اور کیوں ہے ؟ اس کا مختصر ترین اور مکمل اور حقیقی جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کی قیادت محمدؐ مصطفی کی سو فیصدا طاعت پر ایمان نہ رکھتی تھی نہ رکھتی ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے محمدؐ و آل محمدؐ کے ہمدردوں ، جانفروشوں اور محبت سے سرشارلوگوں نے اس نام نہاد قیادت سے ٹکراتے چلے آنے کا سلسلہ جاری رکھا اور مسلم عوام کو جگانے اور ہرزمانے کی قیادت کے نت نئے پروپیگنڈے اور فریبوں سے خبردار کرنے میں تن من

وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ

اور صدیقوں سے اور شہیدوں سے اور صالحوں سے اور اچھے ہیں یہ لوگ

رَفِيْقًا ؕ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ ع

رفیق یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور کفایت ہے اللہ جاننے والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو لو بچاؤ اپنا پس نکلو متفرق یا نکلو

جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ

اکٹھے اور تحقیق بعض تم میں سے البتہ وہ شخص ہے کہ دیر کرتے ہیں نکلنے میں

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ

پس اگر پہنچ جاتی ہے تم کو مصیبت کہتا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر میرے

اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ

جس وقت کہ نہ ہوا میں ساتھ ان کے حاضر اور اگر پہنچ جاتا ہے تم کو فضل

صالح لوگ تھے اور اس کے کتنے اچھے رفقاء اور ساتھی ہوں گے ۔ (۷۰) اللہ کی جانب سے وہ فضل جو ان لوگوں پر کیا جائے گا قابل دید ہو گا اور اللہ تو اپنے لامحدود علم کی وجہ سے اطاعت رسولؐ کرنے والوں کے لئے کافی ہے ۔ (۷۱) اے وہ لوگو جو حقیقی ایمان لائے ہو تم ہر وقت دشمنوں کے حملوں سے دفاع کے لئے تیار رہا کرو اور حملہ کرنے میں ٹولیوں کی شکل میں اور اجتماعی صورت میں بھی نکل کھڑے ہوا کرو۔ (۷۲) اور اس شخص کے مشن سے ہوشیار رہو جس کا مستقل کام ہی یہ ہے کہ حملہ اور دفاع کو تعطل میں ڈالنے کا طریقہ نکالے اور جب تم پر کوئی مصیبت آپڑے تو اللہ کا شکر کرے کہ اچھا ہوا کہ میں موقعہ جنگ پر نہ تھا اور (۷۳) جب تمہیں اللہ کی طرف سے کوئی

دھن اور دانش وبینش کی بازی لگائے رکھی ۔ یہ ترجمہ اسی مقدس تصادم کی ایک عظیم ترین کڑی ہے ۔ زیر بحث آیات میں اس فریب ساز قیادت اور قیادت کی تائید وحمایت کرنے والی قوم (۳۰ / ۲۵) اور بزرگ لیڈروں کا پے درپے غیر منقطع تعارف کرایا جا رہاہے ۔ ہر آنے والی آیت یہ بتانے میں سخت تر رویہ ظاہر کرتی آئی ہے کہ عہد رسولؐ میں روز اوّل ہی سے قریشی لیڈروں نے رسولؐ کے خلاف دوہرا دوہرا محاذ بنا لیا تھا ۔اور یہ کہ اسلامی تعلیمات کو کامیاب طریقہ پر تبدیل کرنے کے لئے قوم کے با اثر لوگ مسلمانوں میں آملے تھے ۔ اور ہر اس چیز پر ایمان کا اعلان کرتے رہتے تھے جو قرآن میں بتایا جارہا تھا۔ مگر وہ ہر عقیدہ کو اپنی پالیسیوں کے ماتحت رکھتے تھے ۔ ایمان بالرسولؐ میں وہ رسولؐ کو اپنے ایسا بشر کہہ کر ان کی سو فیصد اطاعت کے منکر تھے اور اپنی قوم کو اپنے ساتھ متفق کرلیا تھا۔ اور اصول یہ مقرر کیا تھا کہ جو حکم بذریعہ وحی نازل ہو اسے لازماً ماننا ہے ۔مگر اس کی تفہیم قومی مصلحتوں کے ماتحت رکھی جائے گی جو مفہوم قومی مفاد کے خلاف ہوگا اسے بدل کر قومی و ملکی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے بعد مانا جائے گا۔ وہ چاہتے تھے کہ قرآن (کتاب) اور سنۃ (رسولؐ کی احادیث) دونوں قوم اور قومی لیڈروں کی عقل وبصیرت کے ماتحت رہیں ۔تاکہ اگر ایک خاطی قیادت شروع کی جائے تو قرآن وحدیث کے احکام رکاوٹ نہ بن سکیں لہٰذا سارے قرآن میں اور یہاں (۷۰ تا۵۸ / ۴) بھی تمام زور اس گروہ کی سرکشی کا اعلان کرنے اور رسولؐ کی بلا چوں وچرا اطاعت کرنے پر دیا گیاہے اور یہ راز کھول کر رکھ دیا گیا ہے کہ رسولؐ کی قوم نے اپنے لیڈروں کے اجماعی فیصلوں کو قرآن اوررسولؐ کے فیصلوں پر ترجیح دینا طے کرلیاہے ۔ اور یہ کہ جو اس رسولؐ کی غیر مشروط اطاعت نہ کرے وہ ہرگز مسلم ومومن نہیں ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ اس رسولؐ کی اطاعت جنہوں نے کی ہے ان کے مرتبے کتنے بلند ہیں کہ وہ انبیاً وشہداً کے رفیق بنائے جائیں گے ۔

(۳۲) آیات (۷۳،۷۲ / ۴) میں قومی مومنین کے سردار کی ذہنیت دیکھ لیں :

ان لوگوں کو یہ دونوں آیات دکھائیں جو اپنے بزرگوں کے اعمال وافکار وذہنیت پر کفر ونفاق کا غلاف چڑھا کر یہ کہاکرتے ہیں کہ یہ تو منافقوں کا ذکرہے ہمارے بزرگ تو مومن تھے ان کو بتاؤ کہ یہ مومنین ہی کا ذکر ہواہے ۔

فائدہ پہنچے تو کہے کہ کاش میں بھی موجود ہوتا تو بڑی کامیابی پر سرفراز ہوتا گویا کہ اسے نہ تو حالات معلوم تھے نہ تم میں اور اس میں کوئی رشتہ احترام ومحبت تھا۔ یعنی وہ جان بوجھ کر میدان جنگ سے دور نہیں رہتا نہ جان چراتا ہے۔یہ تو اتفاقات ہو جاتے ہیں کہ وہ شریک جنگ و دفاع نہیں ہو سکتا۔ (۷۴) اسلام کے تحفظ میں وہ لوگ بے دریغ جنگ کرتے ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیاوی زندگی فروخت کرر کھی ہے اور یہ سمجھ لو کہ جو بھی راہ خدا میں جنگ کرے خواہ وہ قتل ہوجائے یا دشمن پر غلبہ حاصل کرلے ہم اسے جلد ہی عظیم الشان اجر عطا کریں گے (۷۵) اے مومنین یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم راہ خدا میں جنگ نہیں کرتے ہو حالانکہ بے بس اور بے سہارا مرد اور عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے دشمن کے ظلم سے تنگ آ کر دن رات فریا د کر رہے ہیں اور اللہ سے یہ دعا کر رہے ہیں کہ خدایا ہمیں بھی کسی طرح اس شہر سے نکال کر لے جا یہاں کے باشندوں نے ہم پر ہر ممکن ظلم جائز کرر کھا ہے ۔ اے اللہ تو اپنے فضل سے ہماری مدد کے لئے ایک ولی لَدُنِیّ (اپنا مقرر کردہ ہمدرد حاکم اسلام) تعینات کردے جو ہمیں بچا لے اور اسی کو اپنے فضل سے ہمارے لئے نصرت کرنے والا ناصر لَدُنِیّ بناکر بھیج دے (۷۶)بات یہ ہے کہ جو لوگ حقیقتاً ایمان لاچکے ہیں وہ تو بلادغدغہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو لوگ اسلام کے حقائق کو

مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ

خدا کی طرف سے البتہ کہتا ہے گویا کہ نہ تھی درمیان تمہارے اور

بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ

درمیان اس کے دوستی اے کاش کہ میں ہوتا ساتھ ان کے پس کامیاب ہوتا

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

کامیابی بڑی پس چاہئے کہ لڑیں بیچ راہ خدا کے وہ لوگ کہ بیچتے ہیں

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَ مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے اور جو کوئی لڑے بیچ راہ خدا کے

فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾

پس مارا جاوے یا غالب آوے پس البتہ دیں گے ہم اس کو ثواب بڑا

وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

اور کیا ہے تم کو کہ نہ لڑو بیچ راہ خدا کے اور واسطے ناتوانوں کے

مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

مردوں سے اور عورتوں سے اور لڑکوں سے وہ جو کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے

اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ

نکال ہم کو اس شہر سے کہ ظلم کرنے والے ہیں رہنے والے اس کے اور کر

لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ

واسطے ہمارے نزدیک اپنے سے دوست اور کر واسطے ہمارے اپنے پاس سے

نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ

مددگار جو لوگ کہ ایمان لائے لڑتے ہیں بیچ راہ خدا کے اور جو لوگ کہ

(۳۲۔ الف) آیت (۷۵،۷۴ / ۴) میں دونوں قسم کے مومنین آمنے سامنے لائے گئے۔

ان دونوں آیات (۷۵،۷۴ / ۴) میں دونوں قسم کے مومنین کا تذکرہ ہوا ہے ایک وہ مومنین جنہوں نے اپنی زندگی اور زندگی کے تمام متعلقات کو اسلام پر قربان کردینا طے کیا ہو۔ دوسرے وہ مومنین جو علامہ مودودی کے الفاظ میں ”دنیا طلب لوگ جن کی نگاہ میں اصل اہمیت اپنے دنیاوی مفاد ہی کی ہو“ (تفہیم القرآن جلداصفحہ ۳۷۲،۱۰۳)

یہاں ان قریشی مومنین کی پالیسی واضح کی گئی ہے۔ جو مظلوم بچوں کی طرف داری بھی اس لئے نہیں کرتے کہ قریشی مکی مرکز کے نزدیک مسلمان مردوں ،عورتوں اور بچوں پر مظالم جائز ہیں اور یہ مومنین اپنے کافر مرکز اور طاغوت کے خلاف کوئی قدم اٹھانا نہیں چاہتے۔

كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ
کافر ہیں لڑتے ہیں بیچ راہ بتوں کے پس لڑو دوستوں شیطان کے سے
اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۚ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ
تحقیق مکر شیطان کا ہے بودا کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے کہ کہا گیا
لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ
واسطے ان کے بند رکھو ہاتھوں اپنوں کو اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ
پس جب لکھا گیا اوپر ان کے لڑنا ناگہاں ایک فرقہ ان میں سے ڈرتے ہیں
النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا
لوگوں سے جیسا ڈر چاہئے اللہ تعالیٰ کا یا زیادہ ڈرنا اور کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے
لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ
کیوں لکھ دیا تو نے اوپر ہمارے لڑنا کیوں نہ ڈھیل دی ہم کو ایک وقت
قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ
نزدیک تک کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے
لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾
واسطے اس شخص کے کہ پرہیز گاری کرتا ہے اور نہ ظلم کئے جاؤ گے تم تاگے برابر

رکوع ۷

چھپانے کی مہم چلا رہے ہیں وہ طاغوتی نظام کے لئے جنگ کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان کی چالیں بڑی کمزور ہیں چنانچہ تم شیطان کے ان نمائندوں سے جنگ جاری رکھو (۷۷) کیا آپ نے ان مومنین پر نظر ڈالی ہے جن سے یہ کہا گیا تھا کہ فی الحال تم دشمنوں کے مقابلہ میں جنگ سے ہاتھ روکے رکھو اور نمازوں کو اہتمام کے ساتھ قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ لیکن جب ان پر دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نافذ کیا گیا تو ان میں کا لیڈر گروہ اب لوگوں سے اس طرح لرزہ براندام ہے جیسا کہ اللہ سے لرزنا چاہئے بلکہ کچھ اس سے بھی زیادہ گڑگڑا رہا ہے اور کہتا ہے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے یہ کیا کیا کہ ہم پر ایسا بے موقع جنگ کرنا واجب کر دیا ہے حالانکہ ہماری مصلحت کے مطابق جنگ کو مستقبل قریب تک ملتوی رکھنا ضروری تھا۔ اے رسولؐ ان سے کہو کہ دنیاوی مال واسباب اور وسائل بہت قلیل اور عارضی ہیں اور ذمہ دار و متقی لوگوں کے لئے آخرۃ کو مدنظر رکھنا مستقلاً بہتر ہے اور تم جیسا کرو گے ویسا بھروگے تم پر زیادتی ذراسی نہ کی جائے گی۔

(۳۲۔ب) آیت (۷۷ / ۴) تمام سابقہ آیات کی تصدیق اور قریشی مومنین کو متعین کرتی ہے۔

جن لوگوں کو مخالف مومنین کے وجود اور مخالفانہ اسکیم کا انکار ہے آیت (۷۷ / ۴) پڑھ لیں اور علامہ مودودی کا یہ حاشیہ ساتھ ملا کر دیکھیں کہ وہ تمام لوگ جن کی مذمت آیات (۶۷-۵۹ / ۴) میں ہوئی ہے وہ منافق یا کافروں کا دشمن گروہ نہیں تھا بلکہ وہ لوگ اپنی قسم کے پکے مسلمان تھے نمازی وپرہیز گار تھے۔ اور اللہ ورسولؐ پر تقاضا کرتے رہتے تھے کہ دشمنوں سے کیوں جنگ کی اجازت نہیں دی جارہی ہے؟ سنئے علامہ آیت (۷۷ / ۴) کے مفاہیم اور مطالب یوں لکھتے ہیں کہ:۔
" پہلے یہ لوگ خود جنگ کے لئے بے تاب تھے بار بار کہتے تھے۔ کہ صاحب ہم پر ظلم کیا جارہاہے، ہمیں ستایا جارہاہے، مارا جاتاہے، گالیاں دی جاتی ہیں، آخر ہم کب تک صبر کریں؟ ہمیں مقابلہ کی اجازت دی جائے۔ اس وقت ان سے کہا جاتا تھا کہ صبر کرو۔ اور نماز وزکوۃ سے ابھی اپنے نفس کی اصلاح کرتے رہو تو یہ صبر وبرداشت کا حکم ان پر شاق گزرتا تھا۔ مگر اب جو لڑائی کا حکم دے دیا گیا تو انہی تقاضہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ دشمنوں کا ہجوم اور جنگ کے خطرات دیکھ کر سہما جارہاہے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۳۷۴)
اب بتائیے کہ منافقوں کو کیا ضرورت تھی کہ وہ جنگ کا تقاضا کریں؟ اور پھر وقت آنے پر انکار اور اظہار کمزوری کرکے چھپے رہنے کے بجائے ظاہر ہوجائیں؟ یہ تو وہ مسلمان تھے۔ جو رسولؐ کی ہر پالیسی کو غلط ثابت کرتے چلے آرہے تھے۔ جو ہر

(۷۸) اور یہ کہ تم جہاں بھی ہو گے موت وہیں آ دبائے گی خواہ تم خود کو مضبوط برجوں کے اندر تالا بند کرلو اور اگر انہیں نتیجہ میں نفع اور بھلائی ہوتی ہے تو تیرا احسان نہیں مانتے بلکہ براہ راست اللہ کا فضل قرار دیتے ہیں اور اگر برا نتیجہ برآمد ہو جائے تو اب اللہ کو الگ کرکے برائی تیرے سر لگادیتے ہیں مطلب یہ کہ آپؐ کی بصیرت ان کے لئے ناقابل قبول اور غلط ہے تم ان سے یہ بھی کہہ دو کہ برائی ہو یا بھلائی دونوں اللہ کے قانون کے ماتحت ہوتی ہیں ۔ اس قوم (۳۰ / ۲۵) کی کیسی عقل ماری گئی کہ یہ رسولؐ کی حدیث کے حقیقی معنی اختیار نہیں کرتے ۔ (۷۹) چنانچہ اے انسان یہ سمجھ لے کہ اچھائیاں اللہ کی طرف منسوب ہوتی ہیں اور نیک اعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں اور برائیاں تیرے اپنے غلط اعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں

اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ

جہاں کہیں تم ہو پالیوے گی تم کو موت اور اگر چہ ہو تم بیچ برجوں

مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

بلند کے اور اگر پہنچتی ہے ان کو بھلائی کہتے ہیں یہ نزدیک خدا کے

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ

سے ہے اور اگر پہنچتی ہے ان کو برائی کہتے ہیں یہ نزدیک تیرے سے ہے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ

کہہ ہر ایک نزدیک اللہ کے سے ہے پس کیا ہے واسطے اس قوم کے کہ

لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ۝۷۸ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ

نزدیک نہیں کہ سمجھیں بات کو جو پہنچتی ہے تجھ کو بھلائی سے

فَمِنَ اللّٰهِ ٘ وَ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ

پس خدا کی طرف سے ہے اور جو پہنچتی ہے تجھ کو برائی سے پس جان تیری سے ہے

حکم میں عموماً اور جنگی پالیسی میں خصوصاً اختیار و اقتدار مانگتے تھے (عمران ۱۵۴،۱۵۲ / ۳) اور سابقہ اوراق میں دیکھا جاچکا ہے وہی لوگ چاہتے تھے کہ دشمنان اسلام کو تیاری کا موقع نہ دیا جائے اور فوراً ان پر فوج کشی کی جائے لیکن ان کی رائے پر رسولؐ نے عمل نہیں کیا تھا ۔ لہٰذا اب جب کہ کفار مکہ خوب تیاری کرکے میدان جنگ کی دعوت دے رہے ہیں تو رسولؐ اللہ مجبوراً جنگ کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ قومی مومنین کی پالیسی کے خلاف ہے اس لئے وہ جنگ میں ڈھیل دے رہے ہیں۔ بتایئے حق پر کون ہے رسولؐ یا قریشی لیڈر؟ پھر وہ تو جنگ سے انکار نہیں کرتے بلکہ اللہ سے یہ کہتے ہیں کہ اس وقت قومی وملکی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ جنگ کے حکم کو فی الحال ملتوی رکھاجانا ضروری ہے ورنہ قوم کا قتل عام ہوگا (عمران ۱۵۴ / ۳) قارئین سوچیں کہ کیا ان لوگوں کو منافق کہنا ایک کھلا فریب نہ ہوگا ؟ یہ تو اپنا عقیدہ واضح الفاظ میں پیش کررہے ہیں کہ قرآن کا ہر ایسا حکم جو قومی وملکی اور مفاد عامہ کے خلاف معلوم ہوتا ہو اس کی تنفیذ میں قومی لیڈروں اور دانشوروں کی عقل وبصیرت اور تجربہ کو دخل ہونا چاہئے تاکہ قرآنی احکام کی تعمیل بھی ہوجائے اور نقصان بھی نہ ہونے پائے اسی طریقہ اور اصول کا نام اجتہاد میں '' استحسان اور استحصاب '' ہے اور تمام شیعہ سنی مجتہد ان دونوں اصطلاحات پر نہ صرف متفق ہیں بلکہ تمام احکام اخذ کرنے میں ان دونوں کو لازم اورضروری سمجھتے ہیں (فلسفہ التشریع فی الاسلام) (صفحہ ۱۳۶صفحہ ۱۴۵محمصانی) لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ لوگ جن کی سارے قرآن میں مذمت کی گئی ہے۔ اسی قسم کے مسلمان تھے۔ جس قسم کے یہ شیعہ وسنی مجتہد مسلمان ہیں اور انہوں نے شریعت سازی کے یہ موجودہ اصول ان ہی قریشی مسلم مجتہدین سے میراث در میراث میں پائے ہیں ۔ لہٰذا انہیں منافق کہہ کر الگ کردینا ایک عظیم ترین مہلک سازش تھی جس کا پردہ چاک کرنا ہر ذی ہوش مسلمان پر لازم ہے ۔ تاکہ تمام مسلمانوں میں سے ان عقائد و اصول کو خارج کردیاجائے جو رسولؐ کی قوم (۳۰ / ۲۵) نے عہد رسولؐ ہی میں مسلمانوں میں پھیلا دیئے تھے۔ اللہ چاہتا ہے کہ اللہ و رسولؐ کے حکم کی تعمیل میں کسی ذاتی ،قومی یا ملکی مصلحت کی شرط نہ لگائی جائے اندھا دھند عمل کیاجائے ۔

(۳۲۔ج) قریشی مومنین رسولؐ کی بصیرت اور فیصلوں میں غلطی کا امکان مانتے تھے۔

آیت (۷۸ / ۴) میں اللہ نے بتایا ہے کہ وہ قریشی عقیدے

وَ اَرۡسَلۡنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ
اور بھیجا ہم نے تجھ کو واسطے لوگوں کے پیغام پہنچانے والا اور کفایت ہے اللہ
شَہِیۡدًا ﴿۷۹﴾ مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ
گواہی دینے والا جو کوئی کہا مانے رسولؐ کا پس تحقیق کہا مانا اللہ تعالیٰ کا
وَ مَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ﴿ؕ۸۰﴾
اور جو کوئی پھر جاوے پس نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اوپر اُن کے نگہبان
وَ یَقُوۡلُوۡنَ طَاعَۃٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوۡا مِنۡ عِنۡدِکَ
اور کہتے ہیں کام ہمارا فرمانبر داری ہے پس جب باہر نکلتے ہیں تیرے پاس سے
بَیَّتَ طَآئِفَۃٌ مِّنۡہُمۡ غَیۡرَ الَّذِیۡ تَقُوۡلُ ؕ
مصلحت کرتی ہے ایک جماعت ان میں سے سوائے اس چیز کے کہ کہتا ہے تو
وَ اللّٰہُ یَکۡتُبُ مَا یُبَیِّتُوۡنَ ۚ فَاَعۡرِضۡ عَنۡہُمۡ وَ تَوَکَّلۡ عَلَی
اور اللہ لکھتا ہے جو مصلحت کرتے ہیں پس منہ پھیر لے ان سے اور بھروسہ کر اوپر
اللّٰہِ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَ لَوۡ
اللہ کے اور کفایت ہے اللہ کام بنانے والا کیا پس نہیں سمجھتے قرآن کو اور اگر
کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا ﴿۸۲﴾ وَ اِذَا
ہوتا نزدیک غیر خدا سے البتہ پاتے بیچ اس کے اختلاف بہت اور جب
جَآءَہُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ اَذَاعُوۡا بِہٖ ؕ وَ لَوۡ
آتی ہے ان کے پاس کوئی بات امن کی یا ڈر کی تو پھیلاتے ہیں اس کو اور اگر
رَدُّوۡہُ اِلَی الرَّسُوۡلِ وَ اِلٰۤی اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡہُمۡ
پھیرتے اس کو طرف رسولؐ کی اور طرف صاحبوں حکم کی ان میں سے

اور نتیجہ اللہ کے قانون سے مرتب ہوتا ہے اور اے نبیؐ ہم نے تمھیں تو ساری نوع انسان کے لئے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے اور تیری رسالت و صداقت و عصمت پر اللہ بہت کافی گواہ ہے ۔(۸۰) اور جو کوئی محمدؐ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے اور جو کوئی محمدؐ کی ولایت کے مقابلہ میں ولایت بنانا چاہے تو ہم نے تمہیں جابر ٹھیکہ دار اور نگران نہیں بنایا ہے ۔ (۸۱) وہ آپؐ کے سامنے ہوتے ہیں تو بڑے اطاعت شعار ہونے کے اعلانات کرتے رہتے ہیں لیکن جب تمہارے پاس سے جاکر مقابلہ کرنے (مبارزت طلبی) والوں کو جمع کرتے ہیں تو رات رات بھر خفیہ مشاورت (بَیَّتَ) کرکے تمہارے بیان کردہ اصول و عقائد کا توڑ کرتے ہیں اور اللہ ان کی گفتگو اور باتوں کو ریکارڈ کرتا جاتا ہے لہٰذا آپؐ ان کی طرف سے توجہ ہٹالیں اور اللہ کے انتظام پر توکل کرلیں اور اللہ ہے کافی وکالت اور توکل کرانے والا۔(۸۲) کیا وہ لوگ قرآن میں فکر و تدبر نہیں کرتے اگر قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف و تضاد پایا جاتا (۸۳) اور جب پہنچتا ہے اس مسلم گروہ کے پاس کوئی اَمر امن سے متعلق یا خوف کے متعلق تو (۲) وہ گروہ اس اَمر کو اللہ و رسولؐ کی مرضی کے خلاف فاش کرکے لوگوں میں پھیلا دیتاہے۔ (۳) اور اگر وہ

کے مومنین یہ یقین رکھتے تھے اور تمام دوسرے مومنین کو اور خود رسولؐ کو یہ بتاتے تھے کہ رسولؐ کی پالیسیوں اور اقدامات میں جب بھی غلط اور برا نتیجہ نکلے اس کے معنی یہ ہیں کہ تنہا رسولؐ کا فیصلہ اور حکم غلط ہوتا ہے ۔ اوراسی دلیل کے ماتحت وہ رسولؐ کی حکومت اور اختیارات میں شرکت چاہتے تھے تاکہ رسولؐ اللہ کی ہدایت کی جائے غلط فیصلوں اور احکام سے روکاجائے اور اُمت کو نقصان سے محفوظ رکھاجائے (۱۵۴ / ۳) یہی عقیدہ مسلسل مجتہدین کی کتابوں میں لکھاچلا آ رہاہے ۔

(۳۲ ۔ د) علامہ مودودی مانتے ہیں کہ عہدرسولؐ کے بعض مومنین رسولؐ کو غلط کار سمجھتے تھے ۔

علامہ نے آیت (۷۸ / ۴) کی وضاحت میں لکھاکہ:"۱۰۹؎ یعنی جب فتح وظفر اور کامیابی وسرخروئی نصیب ہوتی ہے تو اسے اللہ کا فضل قرار دیتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں کہ اللہ نے ان پر یہ فضل نبیؐ ہی کے ذریعہ سے فرمایاہے ۔ مگر جب خود اپنی غلطیوں

اور کمزوریوں کے سبب سے کہیں شکست ہوتی ہے تو سارا الزام نبیؐ کے سر تھوپتے ہیں ۔ اور خود بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں... ضعیف الایمان لوگوں کی جس روش پر اوپر کی آیتوں (۷۸تا۵۸ / ۴) میں تنبیہ کی گئی ہے اس کی بڑی اور اصلی وجہ یہ تھی کہ انہیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک تھا۔ انہیں یقین نہ آتا تھا کہ رسولؐ پر واقعی وحی اترتی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۳۷۶حاشیہ ۱۰۹-۱۱۱) مولانا کا ماننے نہ ماننے کا اپنا انداز ہے ہمارا کام تو یہ ہے کہ علامہ کو گواہی میں پیش کریں اور ان کے انداز کو نظر انداز کردیں۔ بہر حال انہوں نے منافق کے ساتھ ضعیف الایمان مومنین کو ان آیات کا مخاطب مان لیاہے ۔ انہیں ضعیف الایمان مومن یا منافق قراردینے کا ثبوت علامہ کے ذمہ ہے۔ ان کا فرض تھا کہ قرآن کی آیات اسی طرح مسلسل ومربوط کرکے دکھاتے کہ دیکھو ان لوگوں کو اللہ نے منافق وضعیف الایمان کہاہے ۔ اللہ تو پوری قوم کو مجرم اور مومن کہہ کر مخاطب کرتاہے اس قوم میں سے جہاں بعض لوگوں کا ذکر کرتاہے وہ اس قوم کے لیڈروں اور دانشوروں کا ذکر ہوتاہے ۔

(۳۲۔ ہ) پوری قوم قریش بلااستثناء مخصوص و مذکور قسم کا ایمان رکھتی تھی اور رسولؐ کے خلاف راتوں کو فیصلہ کرتی تھی۔

مثلاً آیت (۸۱ / ۴) میں اس قوم کے لیڈروں کا رات رات بھر منصوبہ سازی کرنا اور اعلان یہ کرنا کہ ان پر رسولؐ کی اطاعت واجب ہے اور جتنی اطاعت ان کے نزدیک واجب ہے اتنی اطاعت وہ کرتے ہیں ۔ البتہ ہر بات اور ہر معاملہ میں اور ہر حال اور ہر صورت میں وہ اطاعت کے قائل نہ تھے ۔

(۳۲۔ و) ۲۳ آیتوں میں یہ تمام تذکرہ رسولؐ کی اطاعت کو واضح کرنے پر ہوا ہے ۔

چنانچہ تیئس آیات (۸۱تا۵۹ / ۴) میں صرف " وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ ﴿٥٩﴾ النساء " کو ثابت و واجب کرنے کے لئے مختلف عنوانات کو لایا اور رسولؐ کی قوم اور قوم کے لیڈروں کے ایمانی اصول وقواعد کو بتایا گیاہے ۔

(۳۲ ز) آیت (۸۱ / ۴) میں خفیہ اور رات کے اندھیروں میں منصوبہ سازی پر علامہ خاموش کیوں ؟

ہمیں تعجب ہے کہ علامہ بات بات کی وضاحت کرتے ہوئے گزرتے ہیں لیکن اس آیت (۸۱ / ۴) کا صحیح ترجمہ کرکے بھی علامہ خاموشی سے دبے پاؤں گزرگئے ۔ علامہ رفیع الدین نے اپنی سادگی کی بنا پر الفاظ ۔ بَيَّتَ اور يُبَيِّتُونَ ۔ کا ترجمہ "مصلحت کرنا" کر دیا تھا حالانکہ اس کے معنی راتوں کو خفیہ مشورے کرنا ہیں اور علامہ نے بھی یہ لکھاہے کہ :

" ان میں سے ایک گروہ راتوں کو جمع ہوکر تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتاہے۔" " اور اللہ ان کی یہ ساری سرگوشیاں لکھ رہاہے ۔تم ان کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہی بھروسہ کے لئے کافی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد۱صفحہ ۳۷۶)

قرآن کی اس آیت پر علامہ کو روشنی ڈالنا چاہئے تھی کہ وہ کون سی خطرناک جماعت تھی جو مومن ہوتے ہوئے رسولؐ کے خلاف اسکیم بناتی تھی ؟ اگر یہ کافر ومنکر و دشمن لوگوں میں سے ہوتے تو انہیں راتوں کو پوشیدہ مشوروں کی ضرورت ہی کیوں ہوتی ؟ وہ اپنے محلّوں اورگھروں میں دن رات ہروقت بے خوفی سے ہر مخالفت کرسکتے تھے ۔ اس پردہ داری کا اس کے سوا کیا مطلب ہوسکتاہے کہ یہ علامہ کے پسندیدہ لوگ ہیں اور پھر یہیں نہیں بلکہ اسی سورۃ نساء میں ان خفیہ اور راتوں کے مشوروں کا دوبارہ ذکر ہواہے (۱۰۸ / ۴) وہاں بھی علامہ دامن سمیٹ کر دبے پاؤں گزرگئے ہیں اور ایک لفظ تک اس سازش اورسازشی گروہ کے متعلق نہیں لکھا۔ ذرا دیر بعد وہ مقام آپ کے سامنے آنے والا ہے اور وہاں یہ ثابت ہے کہ رسولؐ اللہ ان مومنین کے طرفدار ہیں وہ منکر لوگ نہیں ۔

(۳۳) آیات (۸۳تا۷۵ / ۴) پر نظر بازگشت۔ قریشی لیڈروں کا کچا چٹھا۔

مندرجہ بالا آیت (۸۳ / ۴) کو ٹھیک سے سمجھنے اور مسلمانوں میں طاغوتی ادارہ کی اہمیت معلوم کرنے کے لئے قارئین کو یہاں رک کر ۹ (نو) عدد آیات کو ہمارے ساتھ مسلسل ومربوط مگر رواں دواں انداز میں پڑھنا ہوگا ۔چنانچہ آیت (۷۵ / ۴) میں اللہ ورسولؐ کی جنگی پالیسی سے کترانے والوں پر یہ جرم عائد کیا جارہاہے کہ : مسلمان مردوں ،عورتوں اور بچوں پر مظالم ہورہے ہیں ان کی چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ اور ان کے تحفظ کے لئے جہاد کا حکم دے دیا گیا ہے ۔ اس کے باوجود تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم دشمنان اسلام سے جنگ کے لئے آمادہ نہیں ہو؟ (۷۵ / ۴)

مسلمانوں کا گروہ راز فاش کرنے کے بجائے اس اَمر کی اہمیت جاننے کے لئے اللہ کے رسولؐ یا صاحبان اَمر سے رجوع کرتا جو کہ ان کے آس پاس ان ہی میں موجود تھے تو (۴) یقیناً اس اَمر کے متعلق ان لوگوں کو صحیح علم حاصل ہو جاتا جو اسی مسلمان گروہ میں استنباط و اجتہاد کیا کرتے ہیں (۵) بہرحال بات یہ ہے کہ اگر سب قسم کے مسلمانوں پر اللہ کا فضل اور اس کا رسولؐ (رحمۃ للعالمین) محافظ نہ ہوتے تو چند مومنین کے علاوہ تم سب شیطان کے پیچھے اتباع میں چل دیئے ہوتے۔ (۸۴) چنانچہ تم تن تنہا جنگ کرو اور تیرے نفسؐ کے علاوہ ہم کسی اور کو تنفیذ اسلام کا ذمہ دار نہیں بنا سکتے ہیں اور جو مومن ہیں ان کو صرف جنگ کی ترغیب دیتے رہیے عنقریب اللہ کافروں کے جنگی محاذ کا زور توڑدے گا۔

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ

البتہ جان لیتے اس کو وہ لوگ کہ تحقیق کرتے ہیں اس کو ان میں سے

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ

اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اوپر تمہارے اور مہربانی اس کی البتہ پیروی کرتے تم

الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ

شیطان کی مگر تھوڑے پس لڑ بیچ راہ خدا کے نہیں تکلیف دی جاتی تجھ کو

اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

مگر جان تیری میں اور رغبت دِلا ایمان والوں کو نزدیک ہے اللہ یہ کہ

يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ

بند کرے لڑائی ان لوگوں کی جو کہ کافر ہوئے اور اللہ بہت سخت ہے

پھر بتایا کہ مومن خدا کی راہ میں اور کافر طاغوت کی طرف داری میں تیغ بکف رہتے ہیں اور شیطان مومنین کو جنگ سے روکنے کی چالیں چلا کرتا ہے (۷۶ / ۴)یعنی مسلمانوں کا وہ گروہ جو حکم خدا و رسولؐ اور مومنین پر مظالم کے باوجود جنگ کو جائز نہیں سمجھتا وہ ابلیس کی اطاعت اور فریب میں مبتلا ہے اور طاغوت کا طرفدار ہے۔ مومنین کو نوٹ کرایا گیا کہ یہ طاغوت پرست مسلمان گروہ شیطان کے اولیا یعنی رسولؐ کی قوم (۳۰ / ۲۵) پر حکم چلانے والے حکمرانوں کی جماعت ہے جن سے جنگ کرنا جائز ہے (۷۶ / ۴) ان لیڈروں اور دانشوروں کا ایک استنباطی یا اجتہادی فیصلہ یاد دلایا جب کہ اللہ و رسولؐ کا حکم جنگ سے باز رہنے کا تھا۔ تو اس گروہ کے مسلمان مجتہد جنگ کو جائز اور جنگ میں عجلت ضروری سمجھتے تھے۔ یعنی پہلے بھی یہ لوگ اللہ و رسولؐ کے خلاف اجتہاد کرتے رہتے تھے۔ اور اب جب کہ خدا و رسولؐ کا فیصلہ یہ ہے کہ جنگ کی جائے تو ان کا قرآنی استنباط یہ ہے کہ ابھی جنگ میں تاخیر ضروری ہے اور یہ ایسا مسلمان مجتہد گروہ ہے جو اللہ کو اپنا رب مانتے ہوئے بھی حکم خدا کو اپنی قومی مصلحت کے ماتحت رکھتا ہے (۷۷ / ۴) ان کے عقائد اور اصول میں اللہ کا حکم تو بالکل صحیح ہوتا ہے مگر رسولؐ اللہ کی ذاتی بصیرت، احکام خدا کی تعمیل و تنفیذ کو مضر اور نقصان دہ بنا دیتی ہے۔ اس کے جواب میں اللہ نے ان کی فقہ اور اصول فقاہت پر اعتراض کیا اور بتایا کہ وہ رسولؐ کی حدیث کا الٹا مفہوم اختیار کرتے ہیں۔ (۷۸ / ۴) قارئین یہاں رک جائیں اور آیات میں آئے ہوئے ان مذمت انگیز الفاظ کو جمع کرلیں جو قومی قسم کے مسلمان لیڈروں اور مجتہدین کے لئے استعمال ہوئے ہیں ا۔طاغوت ۲۔ شیطان کے اولیا۔ ۳۔ شیطان کا جھانسہ ۴۔ فقہ۔ ۵۔ حدیث کی غلط تفہیم ۶۔ رسولؐ کی بصیرت پر اعتراض ۷۔ حکم جہاد کے خلاف جائز اور ناجائز ہونے کے فیصلے ۸۔اللہ کو ماننا لیکن اس کے حکم کو قومی مصلحت سے ٹالنا۔ پھر آگے بڑھیئے اللہ نے کہا کہ رسولؐ کی کوئی خطا نہیں، اچھائی، برائی، مفید و مضر سب اللہ کے قانون کے ماتحت مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن برے عمل کا برا نتیجہ مقدر ہے (۷۹ / ۴) اگر رسولؐ سے غلطیاں ہوتیں تو ہم نے رسولؐ کو تمام انسانوں کا رہبر کیوں بنایا ہوتا؟ ہم تو خود اس کے بے خطا ہونے پر شاہد ہیں (۷۹ / ۴) مطلب یہ کہ غلط کار آدمی کو ساری نوع انسان کا راہنما بنا دینا تو خود اللہ کی بہت بڑی غلطی ہوتی حالانکہ اللہ نے تو یہ طے کردیا ہے کہ اس رسولؐ کی اطاعت ہی تو خدا کی اطاعت ہے اور جو کوئی اس رسولؐ کی ولایت وحکومت کے مقابلہ میں کسی اور کی ولایت وحکومت سے وابستہ ہوجائے (وَمَنْ تَوَلّٰى) ایسے لوگوں کی روک تھام بھی رسولؐ کے ذمہ نہیں ہے لوگوں کو آزاد رکھا گیا ہے (۸۰ / ۴) مطلب واضح ہے کہ جس کی ذات برائیوں کی ذمہ دار ہو، نہ اس کی اطاعت واجب ہوسکتی ہے نہ اس کو رسولؐ

بنایا جاسکتاہے نہ اس کی حکومت و ولایت کو اللہ کی حکومت کہاجاسکتا ہے۔ اس کے بعد اللہ اس قریشی گروہ کی مرکزی پالیسی یہ بتاتاہے کہ وہ یہ کہنا تو ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ تیرے مطیع اور فرمانبردار ہیں لیکن تمہارے خلاف عقائد و اصول جاری کرنے کے لئے رات کے پردوں میں مشورے اور فیصلے بھی کرتا رہتاہے تاکہ تمہیں پتہ نہ چلے اور وہ پوری قوم کو اسلام کے مخالف راستہ پر لگا دیں۔ لہٰذا تم بے فکر رہو اللہ کے انتظام پر توکل رکھو اس لئے کہ ہم نے ان کی پالیسیوں، مشوروں اور فیصلوں کا مکمل ریکارڈ تیار کرنے کا بندوبست کر دیا ہے اور تمہارے نظام کی حفاظت اور وکالت کی ذمہ داری سنبھالی ہوئی ہے (۸۱ / ۴) اس کے بعد اس مسلم دانشور گروہ کے استنباط واجتہاد اور طرز استدلال پر یہ اعتراض کیا کہ ان کا تدبر فی القرآن ایسا ہے کہ گویا نہیں ہے (۸۲ / ۴) اب وہ آیت آتی ہے جس کے سمجھنے کے لئے یہ جائزہ لیا گیا ہے یعنی (۸۳ / ۴)

(۳۳۔ الف) آیت (۸۳ / ۴) کی تفہیم اور اللہ کا منشا و مقصد کیاہے ؟ پہلے اس آیت کے افراد کو جدا جدا متعین کرلیں ا۔ اس میں پہلا فریق اللہ ہے ۲۔ دوسرافریق رسولؐ ہیں ۳۔ تیسری پارٹی ہمہ قسم کے مومنین ہیں ۴۔ ان مومنین میں ایک گروہ ایسا ہے جو ہرایک نافذ ہونے والے حکم کو زیر نظر رکھتا ہے ۔ اور ان تمام پوشیدہ اور راز میں رکھے جانے والے احکام کو اللہ ورسولؐ کی پالیسی اور مصلحت کے خلاف لوگوں میں ظاہر کرتا رہتا ہے ، پھر ایک فریق وہ ہے جسے صاحبان امر (اولی الامر) حکم کے ذمہ دار لوگ کہا گیا ہے ۵۔ پانچویں پارٹی ان لوگوں کی ہے جنہیں (اَلَّذِیۡنَ یَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَہٗ) ہر امر پر استنباط یا اجتہاد کرنے والے قرار دیاہے ۔ یہ پانچ افراد یا پارٹیاں ہروقت برسرکار ہیں ۔ آیت میں اللہ نے یہ فرمایا کہ امن یا بدامنی اور حالت خوف کے متعلق جو امر یا حکم دیا جاتاہے ۔ اسے چوتھی پارٹی راز میں رکھنا اپنے لئے غیر مفید اور مضر سمجھ کر صیغہ راز میں نہیں رکھتی بلکہ راز فاش کردیتی ہے ۔ اس مستقل عملدرآمد پر اللہ نے یہ بتایا ہے کہ اگر وہ چوتھی پارٹی راز فاش کرنے کے بجائے اللہ کے رسولؐ سے یا امر والوں سے اس حکم کی غرض معلوم کرلیتے تو نہ صرف چوتھی پارٹی کو حقیقت حال کا علم ہوجاتا بلکہ چوتھی پارٹی کے حکمران مجتہد گروہ کو بھی اس حکم کی افادیت معلوم ہو جایا کرتی ۔ لیکن نہ وہ چوتھی پارٹی رسولؐ اللہ اور اولی الامر سے تعلق رکھنا چاہتی ہے نہ ان کے راہنما مجتہد ان کا اعتبار کرتے ہیں ۔ بہرحال اللہ کا فضل اور اس کی رحمت یعنی محمدؐ اگر متوجہ نہ رہتے تو اب تک اس گروہ نے سارے مسلمانوں کو اپنے ایسا مومن بنا کر اپنے طاغوت یا شیطان مجسم کی راہ پر ڈال دیا ہوتا اور صرف چند گنتی کے مومنین اس ابلیسی گروہ سے محفوظ رہتے لہٰذا ثابت ہوا کہ قریشی محاذ بڑے تدبر وانتظام کے ساتھ داخلی تخریب میں مصروف تھا۔ سارے علما مل کر اگر ان حقائق کو نظر انداز کردیں تب بھی حقیقت نہیں چھپائی جاسکتی اور جب تک اس قریشی سازش اور منصوبہ کو نہ سمجھا جائے گا قرآن سے کبھی راہِ راست نہیں مل سکتی ۔ (نہج البلاغۃ) ۔

(۳۴) آیت (۸۴ / ۴) میں اسلام کی تنفیذ کے ذمہ دار رسولؐ اور نفس رسولؐ ہی تھے ۔

اس آیت (۸۴ / ۴) میں تنہا رسولؐ کو جنگ کرنے کا حکم دیاگیا اور کہاگیا کہ ہم صرف تیرے نفس کی ذمہ داری سمجھتے ہیں کہ وہ دشمنان اسلام سے جنگ جاری رکھے اور حقیقی اسلام کو نوع انسان تک پہنچا کر چھوڑے۔ ساری اُمت کے علما ہی نہیں بلکہ غیرمسلم علما بھی جانتے ہیں کہ اسلام میں نفس رسولؐ کون تھا؟ اور کسے اللہ نے دعوت مباہلہ میں نفس رسولؐ کہہ کر متعین کیاتھا (آل عمران ۶۱ / ۳) اور کون کون رسولؐ کے ساتھ بیٹوں کی جگہ اور کون عورتوں کی جگہ اور نفس رسولؐ کی جگہ ازلی و ابدی صادقین و صدیقین کی حیثیت سے پیش کئے گئے تھے۔ اور دنیا جانتی ہے کہ کس کی تلوار نے دشمنان اسلام کی ہمتیں اور سرکش سرتوڑے اور کون تنہا فوج کو ڈانٹ کر جنگ کے لئے روانہ ہوگیا تھا (نہج البلاغہ) اور کس کے لئے آسمان سے تلوار اتری تھی ؟ اور کیا کسی اور کے لئے کہاگیاہے کہ:

لَا فَتٰی اِلَّا علیؑ لَا سَیۡفَ اِلَّا ذوالفقار ؟

بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً
لڑائی میں اور بہت سخت ہے بند کرنے میں جو کوئی سفارش کرے سفارش
حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً
اچھی ہو گا واسطے اس کے حصہ اس میں سے اور جو کوئی سفارش کرے سفارش
سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
بری ہو گا واسطے اس کے حصہ اس میں سے اور ہے اللہ اوپر ہر چیز
مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا
کے نگہبان اور جب دعا دیئے جاؤ تم ساتھ دعا کے پس دعا دو تم
بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
ساتھ بہتر کے اس سے یا پھیر دو اسی کو تحقیق اللہ ہے اوپر ہر چیز کے
حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى
حساب لینے والا اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ البتہ اکٹھا کرے گا تم کو طرف
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ
دن قیامت کے نہیں شک بیچ اس کے اور کون شخص بہت سچا ہے اللہ سے
حَدِيْثًا ۧ ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ
بات میں پس کیا ہے واسطے تمہارے بیچ منافقوں کے دو فرقے ہو رہے ہو
وَ اللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ
اور اللہ نے الٹا کیا ان کو بسبب اس چیز کے کہ کمایا انہوں نے
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ
کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو

النصف

ع ۱۱ / ۸

اور اللہ کا زور سب سے شدید تر ہے جنگ میں بھی اور اس کی طرف سے سزا بھی بہت سخت ہوتی ہے (۸۵) جو کسی کی اچھی شفاعت کرے گا یعنی کسی کے معاملہ میں پسندیدہ دخل دے گا تو اس دخل انداز ہونے والے کے حصہ میں بھی اچھائی اور بھلائی آئے گی اور جو کوئی بُرائی میں شفاعت کرے گا تو بری شفاعت کرنے والے کو بھی اس بُرائی کا ذمہ دار بنایا جائے گا اور اللہ تو ہر چیز کے لئے سامانِ بقا فراہم کرنے والا ہے۔ (۸۶) اور جب تمہیں احترام کے ساتھ دعا سلام دیا جائے تو تم جواب میں اس سے بہتر سلام ودعا دو ورنہ کم از کم وہی دعا دہرا دو یقیناً اللہ ہر ہر شے کا حساب رکھنے والا ہے۔ (۸۷) اللہ وہی ہے جس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے اور یاد رکھو کہ تم سب کو بروز قیامت جمع کیا جانے والا ہے۔ اس بات میں کوئی شش وپنج نہ ہونا چاہئے کہ قیامت آنے والی ہے اور بولو اللہ کے سوا کوئی اور ہے جس کی بات اللہ سے بھی زیادہ سچی ہو سکے؟ (۸۸) یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ منافقوں کے معاملے میں بھی تم دو(۲) الگ الگ گروہ بن گئے ہو؟ ان کی تخریب پر بھی تم متفق نہیں ہو؟ اور اللہ نے تو ان لوگوں کی کمائی کے مطابق الٹے پاؤں واپس کردیا ہے کیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ جن لوگوں کو اللہ نے گمراہ کردیا ہو ان کو راہ راست کی ہدایت کرسکو گے یاد رکھو کہ جنہیں اللہ گمراہی میں ڈال دے ان کے لئے

(۳۵) آیت (۸۸ / ۴) کے بعد قریشی قسم کے مسلمانوں کے وجود اور تحریک کا انکار کون کرے گا؟

اس آیت (۸۸ / ۴) میں یہ ثابت ہے کہ مسلمانوں کی دو قسمیں عہد رسولؐ اور قرآن کے نزول کے زمانے میں موجود تھیں۔ اس قسم کا تفصیل سے ذکر کیا جانا لازم تھا جو منافقوں کے طرفدار تھے ان کی سرپرستی اور ولایت وحکومت کو مانتے تھے۔ ان سے اپنے معاملات کے فیصلے کراتے تھے رسولؐ کے حکم کو ٹالتے تھے۔ رسولؐ کو ممکن الخطا عام انسان مانتے تھے۔ اب اس آیت نے سابقہ تمام بحثوں کو ثابت کر دیا ہے علامہ منافقوں کے طرفداروں پر پردہ ڈالنے کے باوجود یہ مانتے اور لکھتے ہیں کہ: "بعض لوگ کہتے تھے (لوگ نہیں بعض مومنین۔احسن) کہ کچھ بھی ہو کہ آخر یہ ہیں تو مسلمان ہی کلمہ پڑھتے ہیں نماز

کبھی نکل جانے کی راہ نہ ملے گی۔ (۸۹) ان لوگوں کی تمنا تو یہ ہے کہ تم بھی ان ہی کی طرح حق پوشی کرنے والے بن جاؤ تاکہ تم اور وہ برابر ہوجائیں چنانچہ اے مومنین تم ان میں سے کسی کو اپنا حاکم وسرپرست نہ بنایا کرو یہاں تک کہ وہ ہجرت کرکے اللہ کی راہ اختیار کرلیں اور یوں وہ تمہارے ساتھ آ ملیں ۔ چنانچہ اگر وہ اپنی ولایت سے وابستہ رہیں تو انہیں جہاں پاؤ پکڑلو قتل کردو اور ان میں سے کسی کو اپنا ہمدرد حاکم نہ بناؤ اور نہ ان سے مدد چاہو (۹۰) البتہ ان مسلمانوں کو اس حکم سے الگ سمجھو جو کسی ایسی قوم سے جاملیں جس کے ساتھ تمہارا صلح کا معاہدہ پہلے سے ہو یا وہ مسلمان جو تمہارے خلاف جنگی کارروائی سے باز آکر تمہارے پاس آجائیں نہ تو تم سے لڑنا چاہیں نہ اپنی قوم سے لڑنا چاہیں۔ یہ اس لئے کہ اگر اللہ نے چاہا ہوتا تو وہ دل برداشتہ نہ ہو جاتے تم سے جنگ جاری رکھتے اللہ ہی نے انہیں تم سے جنگ نہ کرنے پر آمادہ کیا ہے ۔ چنانچہ اگر وہ مسلمان تم سے دستکش ہو جائیں اور جنگ بند کردیں اور تمہاری طرف صلح کے لئے ہاتھ بڑھائیں تو تمہارے لئے ان پر زیادتی کرنا اللہ کی طرف سے جائز نہیں ہے ۔(۹۱) عنقریب تمہیں مسلمانوں کی ایک اور قسم ملے

يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ سَبِيۡلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوۡا لَوۡ تَكۡفُرُوۡنَ كَمَا

گمراہ کرے اللہ پس ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے اس کے راہ دوست رکھتے ہیں کاش کہ

كَفَرُوۡا فَتَكُوۡنُوۡنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوۡا

کافر ہو جاؤ تم جیسا کافر ہوئے وہ پس ہو جاؤ تم سب برابر پس مت پکڑو

مِنۡهُمۡ اَوۡلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ

ان میں سے دوست یہاں تک کہ وطن چھوڑ آویں بیچ راہ اللہ کے پس اگر

تَوَلَّوۡا فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَيۡثُ وَجَدْتُّمُوۡهُمۡ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوۡا

پھر جاویں پس پکڑو ان کو اور مارڈالو ان کو جہاں پاؤ ان کو اور مت پکڑو

مِنۡهُمۡ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۙ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ اِلٰى قَوۡمٍ

ان میں سے دوست اور نہ مددد دینے والا مگر وہ لوگ کہ جاملیں طرف اس قوم کی

بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ اَوۡ جَآءُوۡكُمۡ

کہ درمیان تمہارے اور درمیان ان کے عہد ہے یا آویں تمہارے پاس

حَصِرَتۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ اَوۡ يُقَاتِلُوۡا قَوۡمَهُمۡ ؕ

کہ رک گئے ہیں سینے ان کے اس سے کہ لڑیں تم سے یا لڑیں قوم اپنی سے

وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمۡ عَلَيۡكُمۡ فَلَقٰتَلُوۡكُمۡ ۚ

اور اگر چاہتا اللہ البتہ مسلط کرتا ان کو اوپر تمہارے پس البتہ لڑتے تم سے

فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡكُمۡ فَلَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ وَاَلۡقَوۡا اِلَيۡكُمُ السَّلَمَ ۙ

پس اگر ایک طرف ہو جاویں تم سے پس نہ لڑیں تم سے اور ڈالیں طرف تمہاری صلح

فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سَبِيۡلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوۡنَ اٰخَرِيۡنَ

پس نہیں کی اللہ نے واسطے تمہارے اوپر ان کے راہ البتہ پاؤ گے تم اور لوگ

اداکرتے ہیں روزے رکھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ۔ ان کے ساتھ کفار کا سامعاملہ کیسے کیاجاسکتا ہے ؟ (تفہیم القرآن جلد اصفحہ ۳۷۹) علامہ نے دل پر پتھر رکھ کر قبول کیا مگر تفصیل نہیں دی نہ منافقوں اور دشمن کے طرف دار مسلمانوں کی کوئی مذمت کی اور یہ کافی ہے یہ سمجھنے کے لئے کہ علامہ ان کے مذہباً طرفدار ہیں ۔

(۳۵۔ الف) آیات (۹۱تا۸۹ / ۴) میں مختلف قسم کے مسلمانوں کا ذکر ہے۔ قارئین یہ دیکھیں کہ ان آیات میں جن لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے وہ سب مسلمان ہیں اور قریشی قسم کے مومنین ان لوگوں کے طرفدار ہیں انہیں طرفداری سے روکنے کے لئے یہ سخت احکام دیئے جا رہے ہیں مگر انہوں نے کبھی تعمیل نہیں کی تھی ۔

(۳۶) آیات (۹۴تا۸۸ / ۴) میں دانشوران قریش کی مقرر کردہ مسلمان پارٹیاں مذکور ہیں ۔

یہ سات آیتوں (۹۴تا۸۸ / ۴) کا گروپ ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو یہودی اور قریشی دانشوروں کے اوّلین منصوبے کے ماتحت باری باری مسلمانوں میں آتے تھے بحث ومناظرہ کے بعد بڑی دانشمندانہ سنجیدگی سے اسلام لے آتے تھے ۔ مسلمانوں میں رہتے کھاتے پیتے اور نماز روزہ بجا لاتے تھے اپنی بحثوں اور سوالات کو جاری رکھتے تھے اور کسی موزوں ترین بحث اور موقع پر مسلمانوں کو ملزم بناکر اعلان کفر کرکے چلے جاتے تھے۔ اور پھر اپنی قوم میں جاکر واقعات بیان کرتے تھے (آل عمران ۷۲ / ۳) یہ گفتگو ہم نے آل عمران کی تشریح (۱۳) میں لکھی ہے اور علامہ مودودی کی تصدیق بھی وہیں پیش کی ہے (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۲۶۵ حاشیہ ۶۱) یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ آیات (۹۴تا۸۸ / ۴) میں جو مختلف قسم کے منافقوں اور مسلمانوں کا ذکر ہوتا گیا ہے یہ وہی لوگ ہیں جو قریش کے داخلی محاذ کی تائید کے لئے چن چن کر گردونواح سے بھیجے جاتے تھے اور پھر اعلان کفرکر کے یا بلاکسی اعلان کے واپس اپنی اپنی قوم میں چلے آتے تھے او ر انہیں مسلمان خوب اچھی طرح پہچانتے تھے اس لئے کہ کافی دنوں تک مسلمانوں میں گھل مل کر رہ چکے ہوتے تھے۔ اور منافق اس لئے کہاگیا کہ وہ واپس آنے کا پروگرام پہلے سے بنا کر جاتے تھے ۔ لیکن ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو دل میں اسلام کی حقانیت لے جاتے تھے اور جا کر اپنی قوم میں بھی اسلامی حقانیت کا موقع بموقع تذکرہ کرتے تھے اور بعض دل سے مسلمان ہوجاتے تھے اور دوسرے لوگو ں کو مسلمان کرلیتے تھے مگر قریشی انتظام کی وجہ سے کھل کر مقابلہ پر آنے سے ڈرتے تھے۔ جن کے لئے علامہ کا یہ جملہ بطور تصدیق دیکھیں:

” اُس وقت جو لوگ ہجرت کی قدرت رکھتے تھے اور پھر صرف اس لئے اٹھ کر نہ آئے کہ انہیں اپنے گھر بار، اعزا و اقربا اور اپنے مفادات اسلام کی بہ نسبت عزیز تر تھے وہ سب منافق قرار دیئے گئے اورجو لوگ حقیقت میں بالکل مجبور تھے ان کو ” مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ “ میں شمار کیاگیا ہے “ (تفہیم القرآن جلد۱صفحہ ۳۷۹۔۳۸۰ حاشیہ ۱۱۶)

ہمیں یہ بتانا ہے کہ قریشی پالیسی کی تائید کرکے جانے والے تمام لوگ منافق تھے باقی کثرت قریشی ٹائپ کی مسلمان تھی ۔ اور چند لوگ باہر بھی حقیقی مومن تھے یہاں غلطی سے قتل ہوجانے پر جو سزا مقرر ہوئی ہے وہ تمام ان مسلمانوں کے لئے ہے جو زبان سے مسلمان ہونے کا اعلان و اقرار کرتے ہوں خواہ قلب کی گہرائی میں حقیقتاً مومن ہوں یا نہ ہوں۔ مگر علامہ کہتے ہیں کہ :

”یہاں ان منافق مسلمانوں کا ذکر نہیں ہے جن کے قتل کی اوپر اجازت دی گئی ہے۔بلکہ ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو یا تو دار الاسلام (مدینہ۔احسن) کے باشندے ہوں یا اگر دارالحرب یا دار الکفر میں بھی ہوں تو دشمنان اسلام کی کارروائیوں میں ان کی شرکت کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ اس وقت بکثرت لوگ ایسے بھی تھے جو اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی حقیقی مجبوریوں کی بنا پر دشمن اسلام قبیلوں کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے “ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۳۸۲حاشیہ ۱۲۰)

ہمیں یہ بتانا ہے کہ جس آیت (۸۹،۹۱ / ۴) سے قتل کی اجازت سمجھی ہے وہاں صورت حال مختلف ہے وہاں وہ مسلمان مقصود ہیں جو دشمنان اسلام کے ساتھ مسلمانوں پر فوج کشی کرتے ہیں۔ ڈاکے ڈالتے ہیں شب خون مارتے ہیں اور مسلمان ان مسلمانوں کو پہچانتے ہیں ان کو قتل کرنا میدان جنگ کی طرح کا قتل ہے ۔ ٹھنڈے دل سے قتل کی بات وہاں ہے ہی نہیں لہٰذا فیصلہ کن بات یہ ہے کہ ہر اس شخص کا خون و قتل قابل سزا ہے جو خود کو مومن کہے اور سلام علیکم سے مخاطب کرے (۹۴ / ۴) ایسے اشخاص کا غلطی سے مرجانا مندرجہ بالا سزا عائد کرتا ہے ۔ اور جان بوجھ کر ایسے لوگوں کا قتل جہنم واجب کرتا ہے ۔ چنانچہ غیر مسلم پرُ امن شخص کا قتل بھی حرام ہے اور اس پر باقاعدہ مقدمہ اور تحقیق وتفتیش ہوگی اور سزا بدلے میں قتل کی دی جائے گی۔ اور علامہ کی یہ بات ناقابل عمل ہے کہ حقیقی اور غیر حقیقی مومن کا پتہ لگایا جائے ۔ دوران جنگ اور اچانک دفاع میں اس کا وقت کہاں اور کیسے ملے گا اس وقت تو یہ عملی ثبوت کافی ہے کہ دشمنان اسلام کے ساتھ جو بھی مسلمانوں پر حملہ آور ہو اس کو ٹھکانے لگا دیا جائے گا۔ لہٰذا کسی کو قتل کرنے کی جازت نہیں دی گئی ہے قرآن سامنے ہے الفاظ سامنے ہیں لغات اور نئی پرانی ڈکشنریاں دستیاب ہیں ۔ اور پھر ایک دو آیات کی بات نہیں یہ تو ایک طویل سلسلہ ہے اس کو دیکھنے والا قاری ہرگز علامہ سے متفق ہوکر یہ نہیں مان سکتا کہ اللہ نے کسی بھی پرامن مسلم یا غیر مسلم کو قتل کرنے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ

ارادہ کرتے ہیں یہ کہ امن میں رہیں تم سے اور امن میں رہیں قوم اپنی سے

كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ

جیسا کبھی پھیرے جاتے ہیں طرف لڑائی کے الٹے کئے جاتے ہیں بیچ اس کے

فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ

پس اگر نہ ایک گوشہ ہو جائیں تم سے اور نہ ڈالیں طرف تمہاری صلح

وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ

اور نہ بند کریں ہاتھوں اپنوں کو پس پکڑو ان کو اور مارڈالو ان کو جہاں پاؤ ان کو

گی جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی منکر قوم کی اذیت سے بھی محفوظ رہیں مگر جب کبھی ان کو فتنہ وفساد پھیلانے کا موقع ملے گا تو اس میں بھی شامل ہوجائیں گے ۔ ایسے مسلمان اگر تم سے باز نہ رہیں اور تم سے صلح کی درخواست بھی نہ کریں اور تمہیں ضرر پہنچانے سے دستکش نہ ہوں تو تم بھی جیسے اور جہاں موقع ملے ان لوگوں کو گرفتار کرو ضرورت ہو تو انہیں قتل کرڈالو ان لوگوں کے ساتھ ہر مناسب سلوک کرنے

کی اجازت دی ہے رہ گیا میدان جنگ ؟ جسے مرنا نہ ہو وہ میدان میں نہ آئے پھر اللہ نے تو خود مسلمانوں کو ڈانٹا ہے اور سب انسانوں کو قتل سے بچنے کی یہ ترکیب بتائی ہے کہ "سلام علیکم" کہہ دو اور بس ۔ اب کسی حقیقی مومن کی مجال نہیں کہ وہ تیوری چڑھا کر بات کرے رہ گئے نقاب پوش قریشی قسم کے مسلمان انہوں نے کبھی اللہ کے ایسے احکام کو سیدھی طرح نہیں مانا جن میں ان کو لوٹ مار سے روکا گیا تھا۔ چنانچہ علامہ مودودی بھی مانتے ہیں کہ :

" اسی طرح سلام کا لفظ بھی مسلمانوں میں شعار (Pass Word) کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ خصوصیت کے ساتھ اس زمانہ میں اس شعار کی اہمیت اس وجہ سے اور بھی زیادہ تھی کہ اس وقت عرب کے نومسلموں اور کافروں کے درمیان لباس، زبان اور کسی دوسری چیز میں کوئی نمایاں امتیاز نہ تھا۔ جس کی وجہ سے ایک مسلمان سرسری نظر میں دوسرے مسلمان کو پہچان سکتا ہو۔ لیکن لڑائیوں کے موقع پر ایک پیچیدگی یہ پیش آتی تھی کہ مسلمان جب کسی دشمن گروہ پر حملہ کرتے اور وہاں کوئی مسلمان اس لپیٹ میں آجاتا تو وہ حملہ آور مسلمان کو یہ بتانے کے لئے کہ وہ بھی مسلمان ہے اور اس کا دینی بھائی ہے "السلام علیکم " یا لا الہ الا اللہ پکارتا تھا ۔ مگر مسلمانوں کو اس پر یہ شبہ ہوتا تھا یہ کوئی کافر ہے جو محض جان بچانے کے لئے حیلہ کر رہا ہے اس لئے بسا اوقات (یعنی اکثر وبیشتر اللہ کے حکم (۹۴ / ۴) کو نظر انداز کر کے۔احسن) وہ اس کو قتل کر بیٹھتے تھے اور اس کی چیزیں غنیمت کے طور پر لوٹ لیتے تھے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہر موقع پر نہایت سختی کے ساتھ سرزنش فرمائی مگر اس قسم کے واقعات برابر پیش آتے رہے آخر کار اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس پیچیدگی کو حل کیا ۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کررہا ہے اس کے متعلق تمہیں سرسری طور پر فیصلہ کردینے کا حق نہیں ہے کہ وہ محض جان بچانے کے لئے جھوٹ بول رہا ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ وہ سچا ہو اور ہوسکتا ہے کہ وہ جھوٹا ہو۔ حقیقت تو تحقیق ہی سے معلوم ہوسکتی ہے ۔ تحقیق کے بغیر چھوڑ دینے میں اگر یہ امکان ہے کہ ایک کافر جھوٹ بول کر جان بچالے جائے، تو قتل کردینے میں یہ امکان ہے کہ ایک مومن بے گناہ تمہارے ہاتھ سے مارا جائے اور ہر حال میں تمہارا ایک کافر کو چھوڑ دینے میں غلطی کرنا اس سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے کہ تم ایک مومن کو قتل کرنے کی غلطی کرو۔" (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۳۸۴، ۳۸۵ حاشیہ ۱۲۶)

سوچئے کہ وہ لوگ جو اللہ و رسولؐ کی سرزنش کے باوجود مسلمانوں کو قتل کرکے لوٹ لیتے رہے ہیں وہ عہد رسولؐ کے مسلمانوں کے پیرو تھے یا نہیں ؟ مدینہ میں قتل عام ہوا تین روز تک صحابہ اور صحابیات کو لوٹا گیا ان کی عصمت دری کی گئی ۔ یہ لوٹ مار کرنے والے یقیناً عہد رسولؐ کے ان ہی مسلمانوں کے مذہب پر تھے ۔ جن کا حال علامہ نے لکھاہے کہ :

(۳۶۔ الف) قریش ہرگز منکران اسلام نہ تھے وہ مجتہدانہ اسلام کی پیروی کرتے آرہے تھے ۔ علامہ نے

تصدیق کی ہے کہ رسولؐ پر ایمان لانے والوں اور باقی لوگوں میں نام ولباس و زبان وغیرہ کا کوئی فرق نہ تھا۔ ہم نے پہلے بھی عرض کیاہے کہ عرب کی عموماً اور مکہ کے باشندوں کی کثرت خصوصاً دین اسلام یا دین ابراہیمیؑ کی منکر نہ تھی یہ ایک فریب

وَ اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَ مَا

اور یہ لوگ کیا ہے ہم نے واسطے تمہارے اوپر ان کے غلبہ ظاہر۔اور نہیں

كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ

لائق واسطے کسی مسلمان کے یہ کہ مارڈالے مسلمان کو مگر انجانی سے

وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

اور جو کوئی مارڈالے مسلمان کو انجانی سے پس آزاد کرنا ہے ایک گردن

مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

مسلمان کا اور خون بہا سونپی ہوئی طرف لوگوں اس کے کی مگر یہ کہ

يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ

خیرات کردیں پس اگر ہووے اس قوم سے کہ دشمن ہیں واسطے تمہارے اور

هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ

وہ ہے مسلمان پس آزاد کرنا ہے ایک گردن مسلمان کا اور اگر ہووے اس

قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

قوم سے کہ درمیان تمہارے اور درمیان ان کے عہد ہے پس خون بہا

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ

سونپی ہوئی طرف لوگوں اس کے کے اور آزاد کرنا ایک گردن مسلمان کا

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ؗ تَوْبَةً

پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے دو مہینے کے ہیں پے درپے توبہ

ع ۱۲ / ۹

کے لئے ہم نے تمہیں پوری آزادی دے دی ہے۔ اور تمہیں قدرت و اقتدار دیا گیا ہے۔ (۹۲) کسی مومن کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کردے سوائے اس کے کہ لاعلمی اور غلطی سے ایسا ہو جائے ۔ اور اس صورت میں جب کہ غلطی و لاعلمی سے کسی مومن کو جان سے مارڈالے تو قاتل کو ایک مسلمان غلام بھی آزاد کرانا ہو گا اور مرنے والے کے عزیزوں کو اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے خون بہا بھی دینا ہو گا جو فریقین کے نزدیک مسلمہ طورپر مقرر ہو جائے ۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ مقتول کے اہل وعیال رحم کھا کر اور ثواب کے لئے وہ خون بہا معاف کردیں اور اگر مقتول مومن کسی ایسی قوم کا فرد ہو جس سے تمہاری دشمنی اور جنگ ٹھنی رہتی ہو تب بھی اس مقتول کے بدلے میں تم پر ایک مسلمان غلام کو آزاد کرانا واجب ہے۔ (مگر خون بہا واجب نہیں) اور اگر وہ کسی ایسی قوم کا فرد تھا جس سے تمہارا امن و صلح کا معاہدہ ہو تو تمہیں نہ صرف خون بہا دینا ہو گا بلکہ ایک مسلمان غلام بھی آزاد کرنا پڑے گا پھر جس کسی کو یہ استطاعت نہ ہو کہ وہ غلام آزاد کرا سکے یا خون بہا دے سکے تو اسے مسلسل بلاناغہ دو مہینے کے روزے پورے کرنا پڑیں گے اور اللہ سے رسولؐ کے وسیلہ سے توبہ کرنا

ہے جو قریشی لیڈروں نے دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ مذاہب عرب پڑھنے والے قاری جانتے ہیں کہ وہ لوگ نماز پڑھتے تھے ۔ روزے رکھتے تھے اور دین کے تمام احکام بجالاتے تھے۔ مگر ان کے علما اور مجتہدین نے اپنے اجتہاد سے اسلام کے احکام وعبادات کو بدل کر سہل کر دیا تھا۔ لیڈروں کے نام داخل کر دیئے تھے جو مسلمانوں نے بھی کئے۔ کافر اس لئے کہا گیا کہ وہ حق کو چھپاتے تھے اور بس۔ قریش کے لیڈروں نے کفر کے معنی انکار اور کافر کے معنی منکر اسلام کرکے یہ ثابت کرنے پر زور دیا کہ عرب اور قریش دین اسلام سے قطعاً ناواقف تھے ۔ بے دین تھے اور جب اسلام آیا تو انہوں نے اسلام کا انکار کر دیا۔ حالانکہ قرآن کی رو سے وہ سب اللہ کو مانتے تھے اسلام کو جانتے تھے ۔ ان کے نام تک بدلنے کی ضرورت پیش نہ آئی وہی نام برقرار رکھے گئے اور اسلام کے باوجود وہ نام برابر جاری رہے۔ وہی لباس مقدس تقاریب میں نماز جماعت وجمعہ میں خطبات میں جاری رہا۔ لہٰذا وہ سب مسلمان تھے ۔ مگر مشرک مسلمان تھے ۔ مشرک اس لئے کہ انہوں نے اپنے لیڈروں کو دین میں وہ مقام دے دیا تھا جو اللہ نے نہیں دیا تھا۔ اور یہ کام بعد میں بھی جاری رہا۔ یہ شرک چند روز کے بعد پھر پوری شدت سے اختیار کر لیا گیا فرق یہ ہوا کہ اب نئے الفاظ نئے نعروں اور نئے لیبلوں کے ساتھ اختیار کیا گیا۔ اور جن لوگوں

مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۹۲﴾ وَ مَنۡ یَّقۡتُلۡ

خدا کی طرف سے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا ۔ اور جو کوئی مار ڈالے

مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡہَا

مسلمان کو جان کر پس سزا اس کی دوزخ ہے ہمیش رہنے والا بیچ اس کے

وَ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ لَعَنَہٗ وَ اَعَدَّ

اور غصہ ہوا اللہ کا اوپر اس کے اور لعنت کی اس کو اور تیار کر رکھا ہے

لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا ﴿۹۳﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِیۡ

واسطے اس کے عذاب بڑا اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت چلو تم بیچ

سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوۡا وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰۤی اِلَیۡکُمُ

راہ اللہ کے پس تحقیق کر لو اور مت کہو واسطے اس کے کہ ڈالے طرف تمہاری

السَّلٰمَ لَسۡتَ مُؤۡمِنًا ۚ تَبۡتَغُوۡنَ عَرَضَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۫

سلام علیک نہیں تو مسلمان چاہتے ہو تم اسباب زندگانی دنیا کا

فَعِنۡدَ اللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیۡرَۃٌ ؕ کَذٰلِکَ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ

پس نزدیک اللہ کے ہیں غنیمتیں بہت اسی طرح تھے تم پہلے اس سے

فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ فَتَبَیَّنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ

پس احسان کیا اللہ نے اوپر تمہارے پس تحقیق کر لو تحقیق اللہ ہے

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ﴿۹۴﴾ لَا یَسۡتَوِی الۡقٰعِدُوۡنَ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبر دار نہیں برابر ہوتے بیٹھ رہنے والے

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ غَیۡرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ الۡمُجٰہِدُوۡنَ

مسلمانوں سے سوائے ضرر والے یعنی اندھے لنگڑے بیمار اور جہاد کرنے والے

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِہِمۡ وَ اَنۡفُسِہِمۡ ؕ فَضَّلَ اللّٰہُ

بیچ راہ خدا کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بزرگی دی اللہ نے

اور مغفرت چاہنا ہو گی اور اللہ اس کا بھی علم رکھتا ہے اور جانوں کی حفاظت کرنے والا حکیم ہے ۔ (۹۳) اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے اوپر اللہ کا غضب مسلط ہے اور اس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہے اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار رکھا ہے ۔ (۹۴) اے مومن کہلانے والو جب تم اللہ کے راہ میں جہاد کی لئے نکلو تو دوست اور دشمن کے متعلق تحقیق و تمیز رکھا کرو اور جو کوئی بھی تمہیں سلامٌ علیکم سے مخاطب کرے اس کو مومن سمجھا کرو یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو مومن نہیں ہے ۔ تم دنیاوی مال ومتاع اور غنیمت لوٹنے کے لئے اس کا اسلام قبول نہیں کرتے ہو ۔ یہ سمجھ لو کہ اللہ کے قبضے میں بہت سا مال غنیمت ہے۔ تم خود پہلے اسی قسم کی چال چلا کرتے تھے لیکن پھر اللہ نے تم کو دائرہ اسلام میں قبول کر کے تم پر منہ مانگا احسان کر دیا لہٰذا آئندہ اپنے پرائے میں تمیز کیا کرو اور کسی کے اسلام کا انکار نہ کیا کرو اس میں شبہ نہ کرو کہ اللہ تمہارے پورے کردار سے خبر دار ہے ۔ (۹۵) یہ بھی سمجھ لو کہ جو لوگ موقع جنگ کے دوران بلاجائز عذرات کے اپنے گھروں میں یا عین میدان جنگ میں لڑنے کے بجائے آرام سے بیٹھے رہے اور نہ وہ اندھے تھے ، نہ لنگڑے لُولے تھے نہ بیمار تھے ان مجاہدوں کے برابر نہیں ہوسکتے جنہوں نے اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں جہاد کر کے صرف کیا تھا۔ جن لوگوں نے اپنی جان و مال سے

نے ان کے خود ساختہ لیڈروں کو نہ مانا ان کی سیرت اور سنت کا انکار کیا ان کا قتل عام جاری رکھا گیا یہاں تک لیڈروں کے منکر اگر خاندان رسولؐ میں تھے تب بھی قتل کیا گیا ایسے خاندان پر برابر لعنت بھیجی گئی ان کے بچوں تک کا قتل کرنا جاری رہا۔

(۳۶۔ب) کس قسم کے لوگوں نے قریشی لیڈروں کے آخر تک ہاتھ مضبوط کئے۔ آیت (۹۷ / ۴) پر علامہ کا حاشیہ پڑھیں اور دیکھیں کہ تمام قبائل میں

الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَی
جہاد کرنے والوں کو ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اوپر
الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَ فَضَّلَ
بیٹھ رہنے والوں کے درجے میں اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا اور بزرگی دی
اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ
اللہ نے جہاد کرنے والوں کو اوپر بیٹھ رہنے والوں کے ثواب بڑا درجے
مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ
اپنی طرف سے اور بخشش اور مہربانی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان تحقیق
الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ
جو لوگ کہ قبض کرتے ہیں ان کو فرشتے کہ وہ ظلم کرنے والے ہیں جانوں اپنی کو
قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ
کہتے ہیں کس دین میں تھے تم کہتے ہیں تھے ہم ناتوان بیچ زمین کے کہتے
قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ
ہیں کیا نہ تھی زمین خدا کی کشادہ پس وطن چھوڑ کر جاتے تم بیچ اس کے
فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۹۷﴾
پس یہ لوگ جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے اور بُری ہے جگہ پھر جانے کی
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ
مگر ناتوان مردوں سے اور عورتوں سے اور لڑکوں سے کہ نہیں
لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَی
کرسکتے بہانہ اور نہیں پاتے راہ پس یہ لوگ شتاب ہے
اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾
اللہ یہ کہ معاف کرے ان سے اور ہے اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا

ع ۱۴ / ۱۰

جہاد کیا ان کو اللہ نے بیٹھ رہنے والوں پر درجات میں زیادہ بزرگی و فضیلت عطا کی ہے۔ ویسے اللہ نے تمام مسلمانوں سے اچھا وعدہ کیا ہے اور اس کے باوجود اللہ نے مجاہدوں کو دوسرے تمام مسلمانوں پر بزرگی اور عظیم الشان اجر دیا ہے اور (۹۶) اپنے پاس سے خاص درجے عطا کئے ہیں اور تحفظ و رحمتؑ کی آغوش میں دے دیا ہے اور اللہ تو تحفظ و رحمت کا مالک رہتا چلا آیا ہے۔ (۹۷) جو لوگ خود اپنی جانوں کو غلط کاری میں الجھائے رہے جب فرشتوں نے ان کو دنیا سے فارغ کیا تو پوچھا کہ تم لوگ کس حال میں مبتلا رہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اس دنیا میں بہت ناتوان رہے ہیں تو ملائکہ نے ان سے پوچھا کہ کیا یہ زمین تمہارے لئے کافی کشادہ نہ تھی تم کو اپنے مستقبل کو سنوارنے اور آزادی سے ترقی کرنے کے لئے وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ ہجرت کرنا اور اپنا ٹھکانہ بنانا چاہئے تھا۔ چنانچہ ان لوگوں کو اب جہنم میں ٹھکانہ ملے گا اور وہ بہت بُری جگہ ہے بازگشت کی۔ (۹۸) البتہ بے بس مردوں، اور عورتوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو مجرم قرار نہ دیا جائے گا اس لئے کہ وہ واقعی بے بس اور کمزور بھی تھے اور انہیں نکل بھاگنے کی راہ بھی نہ ملتی تھی اور وہ چالاک بھی نہ تھے کہ کوئی ترکیب کر سکتے۔ (۹۹) چنانچہ ایسے لوگوں کو عنقریب نظر انداز کر دیا جائے گا۔ اور اللہ ایسے لوگوں کو بخشنے اور نظر انداز کرنے والا ہے۔

ان کی پسند کے مسلمان موجود تھے جو عہدِ رسولؐ میں مدینہ میں آنا پسند نہ کرتے تھے ارشاد ہے کہ: "مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ابھی تک بلا کسی مجبوری و معذوری کے اپنی کافر قوم ہی کے درمیان مقیم تھے اور نیم مسلمانہ اور نیم کافرانہ زندگی بسر کرنے پر راضی تھے۔" (تفہیم القرآن جلد اصفحہ ۳۸۶ حاشیہ ۱۲۹) یہی لوگ تھے جو لاکھوں کی تعداد میں مسلح ہو کر مدینہ میں آئے تھے اور خوشی خوشی باقی زندگی اطاعت میں گزاری خوب خوب وفاشعاری دکھائی اور

(۱۰۰) اور جو بھی راہ خدا میں ہجرت کرے گا اسے دنیا میں بہت سہولت اور کشادگی حاصل ہو جائے گی اور جو کوئی اللہ کے لئے اس کے رسولؐ کی طرف اپنے گھر سے نکل کھڑا ہو اور وہاں پہنچنے سے پہلے پہلے راستے ہی میں اسے موت آجائے تو اس کا اجر و ثواب پورا کا پورا اللہ کے ذمے واجب الادا ہو گیا اور اللہ تو ہے ہی تحفظ اور رحمت فراہم کرنے والا۔ (۱۰۱) جب تم دنیا میں سفر کرو تو تمہارے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اپنی نمازوں میں کمی کردو اور اگر تمہیں دشمنان اسلام کی طرف سے یہ خطرہ ہو کہ وہ حالت نماز میں کوئی فتنہ کھڑا کر دیں گے تب بھی نماز قصر کرسکتے ہو اس لئے کہ حق پوش لوگ تو تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (۱۰۲) اور دوران جنگ جب تم مسلمانوں میں موجود ہو تو انہیں اس طرح نماز پڑھاؤ کہ فوج کا ایک حصہ مسلح حالت میں آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور سجدوں سے فراغت کے بعد جا کر جنگ میں مشغول ہو جائے اور جو حصہ جنگ کر رہا تھا اور جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آکر آپؐ کے ساتھ نماز میں

وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ

اور جو کوئی وطن چھوڑ کر جاوے بیچ راہ اللہ کے پاوے گا بیچ زمین کے

مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى

جگہ بہت اور کشادگی اور جو کوئی نکلے گھر اپنے سے وطن چھوڑ کر طرف

اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَ قَعَ اَجْرُهٗ

اللہ کی اور رسولؐ اس کے کی پھر پالیوے اس کو موت پس تحقیق پڑا ثواب اس کا

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ؑ ﴿۱۰۰﴾ وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي

۱۴ ع ۱۱

اوپر ذمے اللہ کے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جس وقت چلو تم بیچ

الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ

زمین کے پس نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ کوتاہ کرو تم نماز سے اگر

خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ

ڈرو تم یہ کہ فتنے میں ڈالیں تم کو وہ لوگ کہ کافر ہوئے تحقیق کافر ہیں واسطے تمہارے

عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

دشمن ظاہر اور جس وقت ہووے تو بیچ ان کے پس قائم کرے واسطے ان کے نماز

فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْٓا

پس چاہئے کہ کھڑی ہووے ایک جماعت ان میں سے ساتھ تیرے اور چاہئے کہ لیویں

اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠

ہتھیار اپنے پس جس وقت سجدہ کرلیں پس چاہئے کہ ہو جاویں وہ پیچھے تمہارے

اب اپنی پسند کا جہاد کیا اپنے طریقہ پر عبادات ورسومات کو اختیار کیا اور تمام ان صحابہ کو گھروں میں بٹھا دیا۔ جنہوں نے دن رات جہاد کیا تھا اور کہہ دیا کہ تم نے کافی ثواب کما لیا اب ہمارا نمبر ہے تم بیٹھ کر اللہ اللہ کرو۔ قارئین ذرا سا غور کریں کہ جو لوگ دشمنان اسلام تھے۔ وہ تو صرف لا الہ الا اللہ کہنے پر اور رسولؐ کو گالیاں نہ دینے پر لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا کرتے تھے۔ یہ کیا ہوا؟ اور کیسے ہوا؟ کہ بقول علامہ، لوگ ان ہی دشمنانِ اسلام میں آدھی اسلامی زندگی بسر کر رہے ہیں انہیں نہ کوئی ستاتا ہے نہ انہیں مدینہ آنے کی کوئی احتیاج ہے نہایت آرام وچین سے زندگی بسر ہورہی ہے۔ یا تو یہ مانئے کہ اس قوم میں ان ادھورے مسلمانوں کی کثرت اور غلبہ تھا۔ یا یہ مانئے کہ وہ قوم اس لئے خاموش تھی کہ اگر قدرت و اقتدار کا توازن رسولؐ اور حقیقی مسلمانوں کے حق میں جاتا ہے تو ہماری قوم کا اس میں ان ادھورے مسلمانوں کی وجہ سے حصہ محفوظ رہے گا۔ اور اگر قریش کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے تو ہماری قوم کے کافروں کی وجہ سے ہمارا حصہ محفوظ رہے گا۔ یا یہ کہ وہ پوری قوم قریش کے پسندیدہ مذہب کو اختیار کئے ہوئے تھی جس اسلام میں رسولؐ معاذ اللہ خاطی تھا۔ احکام اور فیصلے اجتہاد و اجماع سے لیڈروں کے ہاتھ میں تھے؟

وَ لْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا

اور چاہئے کہ آوے ایک جماعت اور کہ نہیں نماز پڑھی انہوں نے پس نماز پڑھیں

مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ

ساتھ تیرے اور چاہئے کہ لیویں بچاؤ اپنا اور ہتھیار اپنے دوست رکھتے ہیں وہ جو

كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ

کافر ہیں کاش کہ غافل ہو تم ہتھیاروں اپنے سے اور اسباب اپنے سے

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

پس جھک آویں اوپر تمہارے جھک آنا یکبارگی اور نہیں گناہ اوپر تمہارے

اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا

اگر ہو تم کو ایذا مینہ سے یا ہو تم بیمار یہ کہ رکھ دو

اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

ہتھیار اپنے اور لو بچاؤ اپنا تحقیق اللہ نے تیار کیا ہے واسطے کافروں کے

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ

عذاب رسوا کرنے والا پس جب تمام کر چکو نماز کو پس یاد کرو اللہ کو کھڑے اور

قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

بیٹھے اور اوپر کروٹوں اپنی کے پس جب آرام پاؤ تم پس سیدھا کرو نماز کو

شریک ہو جائے لیکن مسلح رہے اور اپنی حفاظت کا خیال رکھے ۔ حق پوش دشمن گروہ کو یہ صورت حال بہت ہی محبوب ہے کہ کاش کسی طرح وہ تمہیں تمہارے اسلحہ اور سامان جنگ اور مال ومتاع سے غافل کر سکیں اور غفلت کے عالم میں تم پر یکبارگی حملہ آور ہو کر تمہیں تباہ کر سکیں۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف ہو یا بارش ہو رہی ہو یا بیماری ہو تو معذور لوگ نماز میں اسلحہ اتار دیا کریں مگر ہوشیار اور چوکنے رہیں ۔ یہ تو بہرحال ایک حقیقت ہے کہ اللہ نے حق پوش دشمنوں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰۳) پس جب تم رسولؐ کے ساتھ جنگی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو قصر یا کمی کو پورا کرنے کے لئے کھڑے، بیٹھے، چلتے پھرتے اور لیٹتے میں ہر پہلو پر اللہ کا ذکر جاری رکھو۔ اور پھر جب تمہیں جنگ سے اطمینان ہو جائے تو نماز کو اسی طریقے سے جاری کرو جنگی تبدیلی کی صورت مختلف تھی ۔ ورنہ صحیح بات تو وہی ہے کہ نماز کا قائم کرنا

(۳۷) آیات (۱۰۳تا۱۰۱ / ۴) میں قَصر اور خطرات کی نمازیں اور نمازی کی حالت ۔

جائز سفر میں نماز باقاعدہ پڑھی جائے گی فرق یہ ہوگا کہ چار رکعتی واجب نمازیں دو رکعتی رہ جائیں گی ۔ لیکن حالت خوف میں موقع و محل کے ساتھ کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ اور جہاں تک ہوسکے باقاعدہ نماز پڑھنے کا خیال رکھنا ہوگا ۔ ترتیب لازم رہے گی لیکن تسلسل واجب نہ رہے گا۔ چلتے چلتے ، اشاروں سے بھی نماز پڑھی جائے اور جہاں سے توجہ میں بیرونی خلل پڑے موقع ملنے پر وہیں سے آگے پڑھنا جائز ہوگا ۔ قبلہ کی سمت واجب نہ رہے گی رکوع وسجود بھی ساقط کئے جا سکتے ہیں اشارہ کافی ہوگا کپڑوں میں خون لگا ہو کوئی حرج نہیں (علامہ متفق صفحہ ۳۸۸) نماز بالکل چھوڑ دینا اور بعد میں پڑھنا بھی جائز ہے ۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام رعایات محض معصومؑ کی اجازت اور تعمیل کے ساتھ مشروط ہیں۔ آنحضرتؐ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی معیت میں دشمنان اسلام سے جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے نہ کہ ہر کسی کے ماتحت جنگ۔ نوع انسان پر فوج کشی کے لئے اجازت اور حکم کا دینا نبیؐ اور امامؑ کے علاوہ کسی کو جائز نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ مذہب شیعہ میں جہاد جائز نہیں ہے جہاد کے دوران معصومؑ کی اجازت سے نماز باجماعت پڑھی جاسکتی ہے ۔ لیکن پوری اور باقاعدہ نماز کی شرط نہیں جتنی امامؑ معصوم پڑھائے وہی کافی ہے اس لئے دوران جنگ ہر وقت اللہ اللہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ حالت خوف ختم ہو جائے ۔

(۳۸) آیات (۱۱۳تا۱۰۴ / ۴) قومی اسکیم ، رسولؐ اللہ کو گمراہ کرنے کی کوشش ۔

قارئین ان آیات (۱۱۳تا۱۰۴ / ۴) کا ترجمہ کئی ایک علما کے ترجموں میں پڑھیں اور دیکھیں کہ ان آیات کو ہضم کرنے کے لئے کئی قسم کے چورن استعمال کئے گئے ہیں۔ روایات گھڑی گئی ہیں، افسانے تراشے گئے ہیں۔ اور آنحضرتؐ کو ایک عام قاضی (مجسٹریٹ) بنا کر یہ دکھایا گیا کہ وہ حضرتؐ بھی گواہوں کی جھوٹی گواہی پر غلط فیصلے صادر کرسکتے تھے (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۳۹۳،۳۹۴ حاشیہ ۱۴۰) لیکن یہ کہانیاں یہ خودساختہ روایات ہمارے بیانات پڑھ لینے والوں کے لئے بچگانہ بہلاوے اور ابلہ فریبی سے زیادہ کچھ نہیں ہے ۔ قرآن مسلسل رسولؐ کی قوم اور قومی لیڈروں کی سازش اور ان کے ناپاک مقاصد بیان کرتا آ رہا ہے ۔ یہاں بھی مومنین سے یہ کہا گیا کہ تم اس قوم سے غافل نہ رہنا (۱۰۴ / ۴) اس کی تلاش اور تعاقب میں سستی اور لاپرواہی نہ برتنا اسے اور اس کی سازش کو کمزور اور حقیر نہ سمجھنا (۱۰۴ / ۴) اور محنت کرنے ، خطرات میں پڑنے اور تکلیف سہنے کا اثر نہ لینا یعنی ان تھک کوشش جاری رکھنا ۔ علمانے یہ سمجھا کہ یہ حکم عارضی اور میدان جنگ اور جنگی حالات تک تھا پھر ختم ہوگیا تھا۔ حالانکہ آیت میں نہ جنگ کی شرط ہے نہ لڑائی کا تذکرہ ہے وہاں تو جس طرح مسلسل اور مستقلاً اللہ کی رضامندیاں (ٱبۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ ٱللَّهِ ﴿٢٠٧﴾ البقرۃ: ۲۰۷، ۲۶۴ /۲) یا وَجۡهِ ٱللَّهِ (﴿٢٧٢﴾ ۲۷۲ / ۲۔۲۰ / ۹۲) حاصل کرنا واجب ہے اس طرح ان ہی الفاظ میں (فِي ٱبۡتِغَآءِ ٱلۡقَوۡمِ ۱۰۴/۴) تقاضہ کیا گیا ہے اور ہم اسی حکم کے ماتحت اس دشمن خدا و رسولؐ قوم یعنی قوم رسولؐ (۳۰ / ۲۵) کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قرآن سے سامنے لارہے ہیں۔ یہی قوم اور اسی قوم کے لیڈر تھے کہ ایک وقت اللہ نے رسولؐ کو انہیں ساتھ لگائے اور الجھائے رکھنے اور معافی ومشورے کا لارا دینے کے لئے فرمایا تھا ۔ لیکن ان لیڈروں نے آپ کی نرم پالیسی کو حقیقت سمجھا اور کوشش کی کہ خود آنحضرتؐ سے اپنے کافرانہ اسلامی تصور کی تائید کرا لیں (۱۱۳ / ۴) چنانچہ اللہ نے زیر بحث آیات میں وہ رعایات واپس لے لیں اور رسولؐ اللہ کو منع فرما دیا کہ ان خیانت کاروں کی طرف داری میں ظاہری طور پر بھی کوئی بات نہ کیا کرو (۱۰۷۔۱۰۵ / ۴) اس لئے کہ وہ لوگوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ دیکھو خود اللہ کا رسولؐ ہماری تعبیرات وتفسیر کی تائید کرتا ہے (۱۱۳ / ۴) اور یہ بات پھر یاد دلا دی کہ یہ لیڈران قوم رات کے اندھیرے میں ایک خاص گھر میں مشاورت اور تخریبی منصوبہ برابر بنا رہے ہیں (۱۰۸ / ۴) پھر ان لیڈروں کو آڑے ہاتھوں لیاہے کہ تم برابر اپنے قومی مرکز کی تائید وطرف داری میں مشغول ہو اور دین پر دنیا کو ترجیح دے رہے ہو اور یہ کہ قیامت میں تمہاری یہ وکالت کام نہ دے گی ۔ (۱۰۹ / ۴) اور رسولؐ اللہ کو بتایا کہ کھل کر احکام کتاب نافذ کرو اور جس طرح اللہ نے تمہیں دکھا دیا ہے اس طریقے سے نافذ کرو (۱۰۵ / ۴) اور ان کی رعایت بند کردو قومی علما نے ان آیات (۱۰۷تا۱۰۵ / ۴) کے ترجموں اور تفاسیر سے رسولؐ اللہ کو (معاذ اللہ) اپنے ایسا خطاکار بشر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اگر ان علما کی یہ بات اورعقیدہ مان لیاجائے توان آیات سے بھی اور قرآن کی دیگر سینکڑوں آیات سے یہ بات بھی ماننا پڑے گی کہ معاذ اللہ رسولؐ اللہ ، اللہ کے سینکڑوں احکامات ، تنبیہات اور آنکھوں سے دکھا دینے (بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ) کے بعد بھی جان بوجھ کر غلط اعمال کیا کرتے تھے اور ہرگز اللہ کے احکام ماننے کو تیار نہ تھے ۔ مگر یہ تو وہ خبیث ترین علما بھی نہ مانیں گے جو محمدؐ وآل محمدؐ صلوٰاۃ اللہ علیہم کے جانی دشمن اور اپنے قریشی لیڈروں کے حقیقی وفادار وطرف دار ہیں۔ اس لئے کہ اس طرح ان کو رسولؐ اللہ سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔ اور یہ وہ نہیں چاہتے ۔ حالانکہ ان کے عقائد ومسلمات سے ثابت یہی ہے ۔ یاد رکھو کہ جو کوئی رسولؐ اللہ سے کسی قسم کی غلطی ، بھول چوک اور لغزش کو ممکن مانتاہے وہ یہ بھی مانتاہے کہ اس لمحہ جب اس کی تجویز کردہ غلطی رسولؐ سے سرزد ہوتی تھی تو رسولؐ سے اللہ کا کوئی تعلق اور رابطہ نہ رہتا تھا۔ روح القدس وجبرائیلؑ ومیکائیلؑ واسرافیلؑ ہی نہیں بلکہ سوجھ بوجھ اور عقل وبصیرت بھی آپؐ سے رخصت ہوجاتی تھی۔ قرآن کے تمام احکام سامنے سے ہٹ جاتے تھے اور وہ انتظام بھی ساتھ چھوڑ دیتاہے جو اللہ نے بطور رصد گاہ آپ کے آگے پیچھے لگا رکھاتھا (جن ۲۸تا۲۶ / ۷۲) اور اللہ کے سینکڑوں اعلانات غلط ثابت ہوجاتے تھے (پچاس آیات) یہ نوٹ کرلو کہ وہ تمام لوگ جہنمی ، ملعون اور قریشی لیڈروں کے مذہب کے افراد ہیں۔ جو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلط کہتے ہیں یہ لوگ

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَ لَا

تحقیق نماز ہے اوپر مسلمانوں کے لکھی ہوئی وقت مقرر کی ہوئی اور مت

تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ

سستی کرو بیچ ڈھونڈنے قوم کے اگر ہو تم درد کھینچتے پس تحقیق وہ بھی

يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا

درد کھینچتے ہیں جسے درد کھینچتے ہو تم اور امید رکھتے ہو تم خدا سے جو کچھ کہ

لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ؑ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ

نہیں امید رکھتے وہ اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا تحقیق نازل کی ہم نے

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

طرف تیری کتاب ساتھ حق کے تو کہ حکم کرے تُو درمیان لوگوں کے

بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ

ساتھ اس چیز کے کہ دکھلاتا ہے تجھ کو اللہ اور مت ہو خیانت کرنے والوں کی

خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ۙ وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ۚ

طرف سے جھگڑنے والا اور بخشش مانگ اللہ سے تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان

وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

اور مت جھگڑ تو ان لوگوں کی طرف سے کہ خیانت کرتے ہیں جانوں اپنی کو

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ۚۙ

تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا اس شخص کو کہ ہے خیانت کرنے والا گنہگار

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ

چھپتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپ سکتے اللہ سے اور وہ ساتھ ان کے ہے

اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

جس وقت مصلحت کرتے ہیں وہ چیز کہ نہیں پسند کرتا بات سے اور ہے اللہ

بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں گھیرنے والا ہاں تم وہ لوگ ہو کہ

۱۵ ع ۱۲

مسلمانوں پر وقت کی پابندی سے واجب ہے۔ (۱۰۴) اس دشمن قوم (۳۰ / ۲۵) کے تعاقب میں کمزوری نہ دکھاؤ ۔ اگر تمہیں پیش آمدہ حالات میں درد والم پہنچا ہے تو یقیناً انہیں بھی رنج و الم برداشت کرنا پڑا ہے بالکل اسی طرح جس طرح تمہیں تکلیفیں پہنچی ہیں۔ مگر تم میں اور ان میں یہ فرق ہے کہ تم اللہ سے جس امید پر رسولؐ کی قوم سے جنگ کررہے ہو انہیں اللہ سے وہ امید نہیں ہے اور اللہ ان احکامات کی وجہ اور نتیجہ کو جانتا اور حکمت سے کام لیتا ہے ۔ (۱۰۵) یقیناً ہم نے یہ حقائق سے لبریز کتاب تمہاری طرف اس لئے بھیجی ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان اسی انداز سے احکام جاری کریں جس طرح اللہ تمہیں دکھاتا جارہا ہے اور دیکھو اس خیانت کار قوم کی طرف سے وکالت اور جھگڑا کرنے کا ذمہ نہ لو ۔ (۱۰٦) اور اللہ سے تحفظ چاہو یقیناً اللہ تحفظ فراہم کرنے والا مہربان ہے (۱۰۷) اور پھر کہتے ہیں کہ آپ ان لوگوں کی طرفداری میں بحث و مناظرہ نہ کریں جو اپنے قلب و ذہن میں امانت کے بجائے خیانت پال رہے ہیں یقیناً اللہ خیانت کاروں اور عادی گنہگاروں کو پسند نہیں کرتا۔ (۱۰۸) زیر زمین کام کرنے والے لیڈران قوم لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں لیکن وہ کسی صورت اللہ کے انتظام سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے اللہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ مخصوص طریقے پر رات کے اندھیروں میں خفیہ مشورے اور میٹنگ کرتے ہیں اور اللہ کے مقاصد کے خلاف ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں اور اللہ ان کے تمام اعمال کو احاطہ کئے ہوئے ہے ۔

قرآن کے الفاظ وآیات کے معنی بدل کر ایسے ناہنجار قسم کے عقائد نکالتے ہیں ہمارا ترجمہ دیکھتے جائیے وہ تمام آیات جن کے معنی بدلے گئے آپ کے سامنے آئیں گی اور کہیں رسولؐ کی غلطی نہ ملے گی ۔

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ فَمَنْ يُّجَادِلُ

جھگڑے کئے تم نے ان کی طرف سے بیچ زندگانی دنیا کے پس کون جھگڑے گا

اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ

اللہ سے ان کی طرف سے دن قیامت کے یا کون شخص ہو گا اوپر ان کے

وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ

کارساز اور جو کوئی کام کرے برا یا ظلم کرے جان اپنی کو پھر بخشش مانگے

اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَ مَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا

اللہ سے پاوے گا اللہ کو بخشنے والا مہربان اور جو کوئی کماوے گناہ

فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

پس سوائے اس کے نہیں کہ کماتا ہے اس کو اوپر جان اپنی کے اور ہے اللہ جاننے والا

حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓــئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ

حکمت والا اور جو کوئی کماوے کچھ خطا یا گناہ پھر تہمت لگاوے ساتھ اس کے

بَرِيْٓــئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ؑ وَ لَوْ لَا

ع ۱۶ / ۸ / ۱۳

بے گناہ کو پس تحقیق اٹھا لیا اس نے بہتان اور گناہ ظاہر اور اگر نہ ہوتا

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ

فضل اللہ کا اوپر تیرے اور رحمت اس کی البتہ قصد کیا تھا ایک جماعت نے

مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا

ان میں سے یہ کہ بہکاویں تجھ کو اور نہ بہکاویں مگر جانوں اپنی کو اور نہیں

(۱۰۹) ارے ہاں تم وہی لوگ تو ہو جنہوں نے اس قوم کی طرف سے ان کے دنیادارانہ اسلامی منصوبے (عمران ۱۵۲-۱۵۴ / ۳ اور بقرہ ۲۰۴ / ۲) کو حق ثابت کرنے کے لئے بحث و مجادلہ جاری رکھا مگر یہ تو بتاؤ کہ قیامت کے روز ان کی وکالت تم میں سے کون کرے گا۔ (۱۱۰) سنو جو کوئی بھی برا کام کرکے یا اپنے اوپر ظلم کر گزرے اور متنبہ ہونے کے بعد ندامت کے عالم میں آئندہ گناہوں سے تحفظ اور معافی طلب کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا (۱۱۱) اور جو کوئی کوشش کر کے اللہ و رسولؐ کی نافرمانی کمائے تو وہ معصیت کوشی اسی پر عائد ہو گی اور اللہ کو ہر چیز کا علم رہتا ہے اور وہ حکیم و دانا ہے (۱۱۲) اور جو کوئی گناہوں کے یا خطاؤں کے کمانے میں لگا رہے اور اپنی برّیت کے لئے کسی اور بے گناہ اور بے خطا کو اس کا ذمہ دار بنائے اس نے گناہوں کے ساتھ ساتھ کھلے طور پر بہتان اور تہمت تراشی کا گناہ بھی اپنے ذمہ لگالیا۔ (۱۱۳) اور اگر اے نبیؐ تم پر خطاؤں اور گناہوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ کا فضل و رحمت مسلط نہ رہتی تو تمہاری قوم کے ان لیڈروں کی جماعت نے تو پکا ارادہ اور انتظام کر لیا تھا کہ تمہیں گمراہ کر چھوڑیں مگر ہمارے فضل و رحمت کے انتظام کی بنا پر وہ نہ تمہیں گمراہ کر سکتے ہیں نہ کوئی

(۳۸۔الف) آیت (۱۱۳ / ۴) رسولؐ کا لامحدود علم غلطی وخطا سے محفوظ رکھتا ہے۔

پہلے بھی یہ تذکرہ ہو چکا کہ رسولؐ اللہ کا ہر حکم کتاب سے اور اللہ کی طرف سے ہر چیز دکھا دینے کی وجہ سے غلطی وخطا سے پاک ہوتا تھا (۱۰۵ / ۴) اور یہاں غلطی وخطا وگناہ کا باقاعدہ شعوری ولاشعوری طور پر سرزد ہو جانے کا ذکر کر کے یہ بتا دیا کہ آنحضرتؐ کو سارے عقلائے زمانہ مل کر بھی غلط راہ پر نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ ان سے غلطی کرانے والے لوگ اور خود غلطی بھی گمراہ ہو جائے گی۔ اور وجہ یہ بتائی ہے کہ اللہ کا فضل و رحمت ہر وقت اپنی بھرپور اور انتہائی عظیم صورت میں حضورؐ سے ہر لمحہ وابستہ رہتا ہے پھر ایک لامحدود علم کی حامل کتاب دی گئی ہے اور رسالت پر مامور کرنے سے پہلے پہلے آنجنابؐ کو ایسی اور اتنی تعلیم دے دی گئی تھی کہ حضورؐ سے لفظ جہل و نادانی و ناواقفیت کی نفی ہو گئی تھی ۔ اور ظاہر ہے کہ خطا و غلطی ولغزش وگناہ جہل و لاعلمی اور حقیقتِ اشیا و اعمال سے ناواقفیت کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ جب لامحدود علم حاصل ہو کائنات کی ہر حقیقت پر اطلاع ہو تو ہر غلطی کا امکان ختم ہو جاتا ہے ۔ اور عصمت محصنہ اور علم مطلق رہ جاتا ہے۔ اور یہی سرورؐ کائنات کی پوزیشن تھی اسی پوزیشن کو ایک لفظ میں نور فرمایا گیا ہے ۔

يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
ضرر پہنچاویں گے تجھ کو کچھ اور اتاری اللہ نے اوپر تیرے کتاب اور حکمت
وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
اور سکھایا تجھ کو جو کچھ کہ نہ تھا تو جانتا اور ہے فضل اللہ کا اوپر تیرے
عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ
بڑا نہیں ہے بھلائی بیچ بہت مصلحتوں ان کی کے مگر وہ شخص کہ حکم کرے
بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ
ساتھ خیرات کے یا ساتھ اچھی بات کے یا صلح کرا دینے کے درمیان لوگوں کے
وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ
اور جو کوئی کرے یہ واسطے ڈھونڈنے رضامندی اللہ کی پس البتہ
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ
دیویں گے ہم اس کو ثواب بڑا اور جو کوئی برخلاف کرے رسولؐ کے
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ
پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کرے سوا راہ
الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ
مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا ہے اور

الثلاثة

نقصان و ضرر پہنچا سکتے ہیں بلکہ الٹے خود گمراہی اور ضرر سے دوچار ہو جاتے ہیں اور تمہیں کیسے گمراہ یا غلط کار بنا سکتے ہیں جب کہ ہم نے تم پر کتاب و حکمت نازل کردی اور تمہیں وہ سب تعلیم دے دی جس کا تمہیں علم نہ تھا اور تم پر تو اللہ کا عظیم الشان فضل رہتا چلا آیا ہے۔ (۱۱۴) قریشی و یہودی لیڈروں کی خفیہ باتوں اور مجمع عام میں کاناپھوسیوں اور سرگوشیوں میں زیادہ تر خیر نہیں بلکہ تخریب ہوتی ہے۔ البتہ وہ لوگ معاف ہیں جو چپکے سے صدقہ دیں یا پسندیدہ وغیر مشکوک سرگوشی کریں یا لوگوں میں اصلاح کے لئے چپکے چپکے بات کریں اور کوئی بھی جو چپکے سے خیرات دے یا اصلاح کے پسندیدہ خاموش طریقے پر اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عمل کرے ہم اسے بہت جلد اجر عظیم عطا کریں گے۔ (۱۱۵) اور جو کوئی رسولؐ کے خلاف توڑ پھوڑ اور مومنین میں اختلاف کی دراڑ ڈالنے کے لئے سرگوشیاں کریں گے اور مومنین کے مذکورہ طریقے کے خلاف چلیں گے اور غیروں کی پیروی کریں گے۔ تو ہم انہیں اسی ولایت و حکومت سے وابستہ رکھیں گے جس کو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ (۶۰ / ۴) اور انہیں جہنم واصل کریں

(۳۸۔ب) قریشی لیڈر بھرے مجمع میں سرگوشیاں اور تخریبی کاروائیاں کرتے رہتے تھے۔

آیت (۱۱۴ / ۴) میں قریشی لیڈروں کا حال

بہت واضح ہے یہ لوگ جہاں جہاں بیٹھتے تھے وہ جگہیں مقرر اور مشہور تھیں دو دو سے کم ایک جگہ نہ بیٹھتے تھے اور رسولؐ اللہ کے وعظ وخطبات کے دوران یہ لوگ اکثر و بیشتر تخریبی مشورے اور آپس میں ایک دوسرے کو رسولؐ کے احکام وبیانات کا توڑ بتاتے تھے۔ اعتراضات اور سوالات سکھاتے تھے یعنی ”رسولؐ کی اس بات کو یوں مشہور کرنا ہے“، ”میں یہ سوال کروں گا“، ”تم یہ اور یہ پوچھنا“، ”تم جاؤ فلاں فلاں شخص کو بلالاؤ جب تک میں رسولؐ کو باتوں میں الجھاتا ہوں“ اور یہ کہ:

”جب کوئی سورۃ ان کا پروگرام لے کر اترتی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کی طرف غور سے معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہیں اور آپس کے مقرر کردہ اشاروں ہی اشاروں میں ایک دوسرے سے پوچھ لیتے ہیں کہ ہم پر رسولؐ کے جاسوسوں کی نظر تو نہیں ہے؟ اگر شبہ ہوتا ہے تو نہایت احتیاط سے کھسک جاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے قلب و ذہن کو ہی کھسکا دیا ہے اس لئے کہ وہ قوم رسولؐ اللہ کی سوجھ بوجھ اور بصیرت وتفقہ کو اختیار نہیں کرتی ہے۔“

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَىٰكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ ٱنصَرَفُوا۟ ۚ صَرَفَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾
التوبۃ

گے اور وہ بری جگہ ہے بازگشت کے لئے ۔
(۱۱۶) اللہ ان لوگوں کو کبھی نہ بخشے گا جو اس کے ساتھ شرکت کے قائل ہیں ان کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرکت کا قائل ہو وہ انتہائی گمراہی میں مبتلا ہو تا ہے۔ (۱۱۷) اور یہ نظام اشتراک سے وابستہ لوگ اللہ کے علاوہ نسوانیت اور روز اوّل چیلنج کرنے والے شیطان کا اقتدار چاہتے ہیں۔ (۱۱۸) حالانکہ شیطان کو اللہ نے ملعون قرار دے دیا ہے اس لئے کہ اس نے اپنے چیلنج میں یہ بھی کہا تھا کہ اے اللہ میں تیرے بندوں میں سے اپنے مشن کے لئے مفید ترین لوگوں کو ضرور حاصل کرکے رہوں گا اور یہ لوگ میرا ضروری اور منصوبے کے مطابق حصہ ہوں گے ۔ (۱۱۹) اور میں ان کو تیری ہدایت کے خلاف راہنمائی دوں گا اور ان کے قلب و ذہن میں تمنائیں اور خوشنمائیاں بھر دوں گا اور میں ان پر حکمرانی کروں گا اور وہ مذکورہ تمناؤں کے مطابق نعمتوں کے دروازے کھول لیں گے ۔ اور میں ان کو حکم دوں گا کہ وہ اِس سلسلے میں تیری فطری تخلیق کو مصنوعی تخلیق میں تبدیل کردیں (Cross breading) بہر حال تم میں سے جو شخص شیطان کو اپنا ہمدرد حاکم (ولی) بنائے گا وہ نقصان اور خسارہ کی انتہا تک جا پہنچے گا۔

ع ۱۷ / ۱۴

نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع

داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور بری ہے جگہ پھر جانے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ

کی تحقیق اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک لایا جاوے ساتھ اس کے اور بخشتا ہے

مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

سوائے اس کے واسطے جس کے چاہے اور جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ج

پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی دور نہیں پکارتے سوائے اس کے مگر عورتوں کو

وقف لازم

وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لا لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ

اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی ہے اس کو اللہ نے اور

قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ لا وَّ

کہا اس نے البتہ لوں گا میں بندوں تیرے سے ایک حصہ مقرر اور

لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ

البتہ گمراہ کروں گا میں انکو اور آرزوئیں دلاؤں گا ان کو اور البتہ حکم کروں گا ان کو

فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ

پس البتہ کاٹیں گے کان جانوروں کے اور البتہ حکم کروں گا ان کو

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا

پس پھیر ڈالیں گے پیدائش خدا کی کو اور جو کوئی پکڑے شیطان کو دوست

قارئین نے دیکھا کہ اسی قریشی قوم کی بات ہورہی ہے جس نے قرآن کو مہجور کرنے کا پروگرام بنایا تھا (۳۰ / ۲۵) اور اگلی آیت (۱۱۵ / ۴) میں اس تخریب کا منشا یہ بتایا کہ لوگوں کو شق کرکے یعنی چیر کر رسولؐ اللہ کے مذہب ومسلک وتعلیمات سے مختلف مذہب ومسلک اور فرقہ بنایا جائے۔ لفظ یُشَاقِ۔ شَقَّ ۔یُشَقِّ سے بنتا ہے اور اس کے معنی کاٹ کر الگ کرنا چیر پھاڑ کرنا ہیں ۔ دوسرے تمام معنی بات بدلنے کے لئے ہیں ۔

(۳۹) آیت (۱۱۹ / ۴) کے ترجمہ میں اختلاف کیوں ؟

قارئین نوٹ کریں کہ لفظ ''انعام'' کے حقیقی اور بنیادی معنی اونٹ ، بھیڑ بکریاں اور گدھے وغیرہ نہیں ہیں ان سب کے لئے الگ الگ اور مستقل الفاظ عربی زبان میں موجود و مستعمل ہیں ۔ اس لفظ کا مادہ یا بنیاد۔ ن۔ع۔م۔ ہے اور اسی سے الفاظ نعمت اور انعام وغیرہ بنتے ہیں ۔ چونکہ جانور بھی نعمتوں میں داخل ہیں اس لئے سیاسی علمانے ان کو بھی انعام کہنا شروع کردیا تھا اس طرح اذان کے معنی بھی کان نہیں ہیں ورنہ نماز والی اذان کانوں کان نہ سنائی دے گی اذان کے حقیقی معنی اجازت یا حکم کو لوگوں تک بذریعہ آواز وسماعت پہنچانا ہیں اور چونکہ وہ دروازہ ہیں جس سے بات ، حکم یا اجازت داخل ہوتی ہے اس لئے کان کو اذن اور کانوں کو اذان کہہ دیا گیا ہے اور قرآن نے بھی لوگوں کی سہولت کے لئے ایسے الفاظ

مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًا ؕ‏ يَعِدُهُمۡ وَ
سوائے اللہ کے پس تحقیق ٹوٹا پایا ٹوٹا پانا ظاہر وعدہ دیتا ہے ان کو اور
يُمَنِّيۡهِمۡ‌ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا‏ ۞ اُولٰۤٮِٕكَ
آرزوئیں دلاتا ہے ان کو اور نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر فریب کو یہ لوگ
مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ وَلَا يَجِدُوۡنَ عَنۡهَا مَحِيۡصًا‏ ۞ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
جگہ ان کی دوزخ ہے اور نہ پاویں گے اس سے بھاگنا اور جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ
اور کام کئے اچھے البتہ داخل کریں گے ہم ان کو بہشتوں میں چلتی ہیں
مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا‌ ؕ
نیچے ان کے سے نہریں ہمیش رہنے والے بیچ اس کے ہمیشہ وعدہ کیا اللہ نے سچ
وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيۡلًا‏ ۞ لَيۡسَ بِاَمَانِيِّكُمۡ وَلَاۤ
اور کون ہے بہت سچا اللہ سے بات میں نہیں موافق آرزو تمہاری کے اور نہ
اَمَانِىِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ‌ ؕ مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡۤءًا يُّجۡزَ بِهٖۙ
موافق آرزو اہل کتاب کے جو کوئی عمل کرے بُرا بدلہ دیا جائے گا ساتھ اس کے
وَلَا يَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا‏ ۞ وَمَنۡ
اور نہ پاوے گا واسطے اپنے سوائے اللہ کے دوست اور نہ مدد دینے والا اور جو کوئی
يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰۤٮِٕكَ
عمل کرے اچھا مرد کی قسم سے ہو یا عورت ہو اور وہ ایمان والا ہو پس یہ لوگ
يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَـنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا‏ ۞
داخل ہوں گے بہشت میں اور نہ ظلم کئے جاویں گے کھجور کے شگاف برابر
وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِيۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ
اور کون ہے بہتر دین میں اس شخص سے کہ مطیع کرے منہ اپنا واسطے اللہ کے
وَهُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا‌ ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ
اور وہ نیکی کرنے والا ہو اور پیروی کرے دین ابراہیم حنیف کی اور پکڑا اللہ نے

(۱۲۰) چنانچہ ابلیس وعدے کررہا ہے اور تمنائیں پوری کررہا ہے مگر یاد رکھو کہ شیطان کے وعدے اور تمنا نہایت عارضی اور مغرور کرنے والی ہوتی ہی۔ (۱۲۱) اس کے پیروی کرنے والے لوگ ہی ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ جہنم سے بچ کر نکلنے کی راہ نہ پاسکیں گے۔ (۱۲۲) اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور اصلاحی اعمال پر کاربند رہے ہیں ان کو ہم عنقریب ان جنتوں میں داخلہ دیں گے جن میں نہریں بہتی ہیں اور وہ مومنین وہاں مستقل طورپر داخل ہوں گے اور ہمیشہ مقیم رہیں گے شیطان کے مقابلہ میں یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ سچا وعدہ اور سچی بات کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ (۱۲۳) نہ تو تمہاری امیدوں و تمناؤں کے مطابق نہ اہل کتاب کے اجتہادات کے مطابق نتیجہ برآمد ہو گا۔ اس کے برعکس ہر برا کام کرنے والا برے نتائج سے دوچار ہو گا اور اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا مددگار اور حاکم نہ پائے گا۔ (۱۲۴) اور جو کوئی اصلاحی اعمال پر کاربند رہا ہو گا، وہ خواہ مرد ہو یا عورت ہو جنت میں داخل کیا جائے گا شرط یہ ہے کہ اس نے آخرت اور جنت وجہنم کو مانتے ہوئے اعمال کئے ہوں اور ظلم تو کسی پر اتنا بھی نہ کیا جائے گا جتنا کھجور کی گٹھلی کا شگاف ہوتا ہے۔ (۱۲۵) اور اس شخص کے دین سے کس کا مذہب بہتر ہو سکتا ہے جس نے اسلام اختیار کرکے اپنی تمام توجہات اللہ کے احکام پر مرکوز کر دی ہوں اور احسان کا پیشہ اختیار کرلیا ہو اور ملت ابراہیمؑ پر قدم بقدم چلتا رہا ہو اور ابراہیمؑ تو وہ ہستی ہے جسے خود اللہ نے اپنا دوست بنایا تھا۔ (۱۲۶) آسمانوں اور

استعمال کئے ہیں۔ لیکن۔ تمناؤں اور آرزؤں اور امیدوں کے بعد "جانوروں کے کان چیرنا یا چھیدنا" بے سروپا بات ہے لہٰذا ہمارے لکھے ہوئے معنی عین عربی لغت اور قرآن کے سلسلہ کلام کے مطابق ہیں مانیں نہ مانیں۔

زمینوں میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ کی ملکیت اور اس کے مقصد تخلیق کو پورا کرنے کے لئے ہے اور اللہ کائنات کی ہر چیز پر علمی حیثیت سے چھایا ہوا ہے ۔ (۱۲۷) اور دانشوران قوم بلا پچھلے سابقہ احکام پر عمل کئے تجھ سے عورتوں کے متعلق پھر تیرا فتویٰ طلب کررہے ہیں ان سے کہو کہ اللہ تمہیں یہ فتویٰ دیتا ہے کہ عورتوں کے متعلق اور بے سہارا عورتوں کے متعلق اور بے سہارا عورتوں کے لئے جو کچھ تم پر کتاب میں سے تلاوت کیا جاچکا ہے وہ واجب ہونے کے باوجود تم ان کو نہیں دیتے ہو ۔ اور چاہتے یہ ہو کہ نکاح کے بہانے ان پر قبضہ کرلو اور ایسا ہی غلط سلوک تمہارا ان بچوں سے ہے جو لاوارث اور بہت کمزور و ناتوان ہیں لہٰذا فتویٰ یہ ہے تم آئندہ بے سہارا عورتوں کے لئے قوت و وسائل فراہم کرنے میں قسط وار جم کر کھڑے ہو جاؤ اور کام کرو۔ اور خیر کے سلسلے میں تم جو کچھ بھی کرتے ہو وہ یقیناً اللہ کے علم میں ہے۔ (۱۲۸) اور اگر کسی ایک عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے بدسلوکی یا جنسی بے راہ روی یا بے رخی کا

اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝۱۲۵ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي
ابراہیمؑ کو دوست اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ
الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝۱۲۶ وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ
زمین کے ہے اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا اور فتویٰ پوچھتے ہیں تجھ سے
فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَ مَا
بیچ عورتوں کے کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو بیچ ان کے اور جو چیز کہ
يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ
پڑھی جاتی ہے اوپر تمہارے بیچ کتاب کے بیچ حق یتیم عورتوں کے جن کو
لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ
نہیں دیتے تم ان کو جو کچھ لکھا گیا واسطے ان کے اور رغبت کرتے ہو یہ کہ
تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا
نکاح کرلو ان کے اور بیچ ناتوانوں کے لڑکوں سے اور یہ کہ قائم رہو تم
لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
واسطے یتیموں کے ساتھ انصاف کے اور جو کچھ کرو تم بھلائی سے پس تحقیق اللہ
كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝۱۲۷ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا
ہے ساتھ اس کے جاننے والا اور اگر ایک عورت ڈرے خاوند اپنے سے

ع ۱۸ / ۱۱ / ۱۵

(۴۰) قریشی مجتہدین سوالات کا ڈھیر لگاتے اور احکام کی تعمیل اپنے نظام کے مطابق کرتے تھے۔

قارئین آیت (۱۲۷۔۱۲۸ / ۴) اس حقیقت کی مظہر ہے کہ اس مصنوعی اسلام کے پیرو اپنی قومی رسم و رواج پر مصر تھے جو احکامات انہیں سورۂ نساء کی ابتدا میں عورتوں اوریتیموں کے لئے دیئے گئے تھے ان پر انہوں نے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا تھا۔ یہاں اللہ نے ان پر عدم تعمیل کا فتویٰ لگایا اور دوبارہ تقاضا کیاکہ قرآن کے مطابق عمل کریں یہ واضح رہے کہ عورتوں کی ہر وہ شرط ماننا لازم ہو گا جو شوہر اور زوجہ میں جدائی کو روکنے کی ضامن ہو اور جنسی بے راہ روی کو روکیں ۔

(۴۱) انبیاء وآئمہ علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان حقیقی عدل نہیں کرسکتا ناممکن ہے ۔

سورۂ النساء میں عورتوں سے عدل کرنے کی شرط لگاکر (۳ / ۴) میں یہ فرمایا گیا کہ عدل نہ کرسکو تو صرف ایک عورت یا مالکت ایمان سے نکاح کرنا اور یہاں آکر (۱۲۹ / ۴) میں یہ طے فرما دیا کہ انسانوں سے یہ معمولی عدل بھی ناممکن ہے وہ کوشش کے باوجود اتنا جزوی عدل بھی نہیں کرسکتے اور عدل کی تعریف یہ ہے کہ کسی بھی چیز کو بے محل استعمال نہ کیا جائے تو وہ عدل ہو گا۔ اب سوچئے کہ بلانبیؑ و امامؑ کی مدد کے مجتہدین یا فقہا وعلما کس طرح قرآن کے احکام کی عادلانہ تنفیذ کرسکیں گے ؟ لہٰذا ان پر صرف تعمیل و اتباع واجب ہے ۔وہ ہرگز تمام انسانوں کی راہنمائی نہ کرسکے ہیں نہ کرسکیں گے اور اپنی بدعقیدگی اور ناشکری کی بنا پر آج تمام علمائے اسلام کفر و انکار کرنیوالے عقلائے زمانہ کے محتاج اور رہینِ منت ہیں ۔

نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا
لڑنا یا منہ پھیرنا پس نہیں گناہ اوپر ان کے یہ کہ صلح کرلیں درمیان اپنے
صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ
صلح اور صلح بہتر ہے اور حاضر کی گئی جانیں بخیلی پر اور اگر
تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا
احسان کرو تم اور پرہیز گاری کرو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ
کرتے ہو تم خبردار اور ہرگز نہ کرسکو گے تم یہ کہ عدل کرو درمیان عورتوں کے
وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا
اور اگرچہ حرص کرو تم پس مت جھک جاؤ تم جھک جانا پس چھوڑ دو ان کو
كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
جیسے لٹکی ہوئی اور اگر صلح کرلو تم اور ڈرو پس تحقیق اللہ ہے بخشنے والا
كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا
مہربان اور اگر جُدی ہو جاویں دونوں بے پرواہ کر دے گا اللہ ہر ایک کو
مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ
کشائش اپنی سے اور ہے اللہ کشائش والا حکمت والا اور واسطے اللہ کے ہے
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ
جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور البتہ تحقیق
وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ
وصیت کی ہم نے ان لوگوں کو کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے اور تم کو
اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ
یہ کہ پرہیز گاری کرو اللہ کی اور اگر کفر کرو تم پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے

خوف ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ دونوں رضامندی سے اس خوف کو دور کرنے کی ذمہ داری قبول کرکے آپس میں صلح کرلیں اس لئے کہ صلح بہرحال انقطاع تعلق سے بہتر ہوتی ہے ۔ البتہ عموماً نفسی تنگ دلی و خود غرضی درمیان میں حارج ہو جاتی ہیں ۔ لیکن اگر تم لوگ احسان اور ذمہ داری اختیار کرلو تو کوئی دقت پیش نہ آئے اور یقیناً اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ۔ (۱۲۹) تم اگر چاہو بھی تو تم سے حرص کے باوجود ازواج کے ساتھ عدل نہ ہوسکے گا ۔ مگر تم اتنا ضرور کرسکتے ہو کہ ان میں سے کسی کو دوسری کے مقابلہ میں لٹکتا ہوا چھوڑ کر پوری توجہ دوسری طرف لگا دو ۔ لہٰذا اس حرکت کو بند رکھنے اور اس کی اصلاح کا طریقہ اور پرہیز اختیار کرلو تو تم یقیناً اللہ کو چھوٹی موٹی کوتاہی بخشنے والا اور مہربان پاؤ گے ۔(۱۳۰) اور اگر کوشش کے باوجود میاں بیوی میں جدائی ہو ہی جائے تو جدا ہونے والوں کو اللہ اپنی کشادہ دستی سے کسی کا محتاج نہ رہنے دے گا اور اللہ تو ہمیشہ وسعت فراہم کرنے اور حکمت سکھانے والا ہے ۔ (۱۳۱) اور زمین و آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اس کا ہے لہٰذا وہ احتیاج دور کرسکتا ہے اور یقیناً ہم نے ان لوگوں کو بھی وصیت کی تھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور اب تم کو بھی تنبیہ کررہے ہیں کہ تم اللہ کے سامنے پرہیز گار اور ذمہ دار بن جاؤ لیکن اگر تم اب بھی حق کو چھپاؤ گے تو سن رکھو کہ تم ہی نہیں بلکہ جو کچھ بھی

(۴۲) آیت (۱۳۳ تا ۱۳۰ / ۴) میں بلاکسی استثناء تمام مسلمان مراد نہیں ہوسکتے ۔

اللہ کا بلا استثناء تمام مومنین کو نیست و نابود کرکے دوسرے انسانوں کو ان کی جگہ لانا خلاف عدل وحقیقت ہے لہٰذا یہ دھمکی رسولؐ اللہ کی نام نہاد قوم کے مسلمانوں کی کثرت کو مخاطب کرتی اور بتاتی ہے کہ وہ من حیث القوم ناکارہ و ناپسندیدہ ملعون وگمراہ لوگ تھے۔ یہ اللہ کا رحم اور رسولؐ کا وجود ذی جود تھا کہ انہیں تباہ نہ کیا گیا (انفال ۳۳ / ۸) ۔

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا

جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور ہے اللہ بے پرواہ

حَمِيْدًا ۝۱۳۱ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي

تعریف کیا گیا اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ

الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۳۲ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا

زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ کام بنانے والا اگر چاہے لے جاوے تم کو

النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝۱۳۳

اے لوگو اور لے آوے اوروں کو اور ہے اللہ اوپر اس کے قادر

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا

جو کوئی چاہتا ہے ثواب دنیا کا پس نزدیک اللہ کے ہے ثواب دنیا کا

وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۱۳۴ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور آخرت کا اور ہے اللہ سننے والا دیکھنے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

ہو جاؤ تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے واسطے خدا کے

وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ

اور اگرچہ اوپر جانوں اپنی کے ہو یا اوپر ماں باپ کے اور قرابت والوں کے

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫

اگر ہو وہ شخص دولتمند یا فقیر پس اللہ بہت مہربان ہے ساتھ ان کے

اس زمین میں یا آسمانوں میں ہے۔ وہ سب اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ کو کسی کی بھی احتیاج اور پرواہ نہیں اور اس کی ہر لمحہ حمد وثنا جاری ہے۔ (۱۳۲) پھر سنو کہ آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ ہی ہر مخلوق کے لئے کافی و کارساز ہے۔ (۱۳۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں نیست و نابود کردے اور تمہاری جگہ دوسرے انسانوں کو لا کھڑا کرے اور اللہ ہمیشہ سے ایسا کرنے پر قدرت رکھتا چلا آیا ہے۔ (۱۳۴) جو شخص دنیاوی جزا اور نتیجہ چاہتا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں قسم کے ثواب اور نتائج موجود ہیں اور وہ ایسی باتیں سنتا اور انہیں دیکھتا چلا آرہا ہے۔ (۱۳۵) اے دعویداران ایمان تم قسط وار ترقی کرانے کے لئے جم کر کھڑے ہو جاؤ، اللہ کے تمام پروگرام کو ثابت کرنے کے لئے چشم دید گواہ بن جاؤ خواہ یہ گواہی خود تمہاری ذات کے خلاف ہو یا تمہارے والدین اور قریبی رشتے داروں کو نقصان پہنچاتی ہو خواہ یہ گواہی دولتمندوں کے خلاف ہو یا کسی فقیر وغریب آدمی کے خلاف جاتی ہو بلا دھڑک حق بات کہہ دو اور سمجھ لو کہ اللہ امیر وغریب اور اپنے اور پرائے دونوں کے مقابلہ میں پہلا حق رکھتا ہے چنانچہ عدل کے قیام میں اپنی

(۴۳) آیت (۱۳۵ / ۴) قیام عدل وشہادت رسولؐ کی قوم کے مزاج کے خلاف تھا۔ اس آیت میں تمام مسلمانوں کو مرکزی حیثیت سے جم کر کھڑے ہونے اور بہترین تدریج واقساط کے ساتھ عدل وانصاف قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں جو معمولی اور بنیادی ذمہ داری سونپی گئی وہ یہ تھی کہ کسی حقیقت کو پوشیدہ نہ رہنے دیا جائے اور جو کچھ معلوم ہے اسے جذبات و خواہشات و میلانات سے متاثر ہوئے بغیر منظر عام پر رکھ دیا جائے۔ خواہ ایسا کرنے میں ایسا کرنے والے کو خود نقصان پہنچتا ہو خواہ اس کے اپنے والدین واعزا کا نقصان ہوتا ہو۔ خواہ مقابلہ پر دولت مندو حاکم ہوں یا غریب لوگ ہوں۔ لیکن اس آیت پر اس قوم کے کسی فرد نے آج تک کبھی عمل نہیں کیا اس نے ہمیشہ اپنی قوم کے مفاد کو ترجیح دی اور اللہ کے ہر حکم کو ٹھکرایا، تبدیل کیا، مزاج قومی کے مطابق ڈھال کر عمل کیا۔ آج بھی اس قوم پر نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں اور سنیں گے کہ جہاں جہاں وہ قوم آباد ہے محض قومی و ملکی دباؤ سے حق بات اور خود اپنے حق میں حق بات قبول نہ کرنے پر متفق ہوگئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فلاں شخص نے قوم سے مشورہ کئے بغیر حق بات کیوں کی؟ قوم سے پوچھے بغیر قوم کی طرف داری کیوں کی؟

خواہشات کو ہر گز داخل نہ کرو۔ نہ کوئی حیلہ ، چالاکی اور چکر چلاؤ اور نہ ہی غیر جانب دار بن کر حقیقت کے اظہار سے کنارہ کشی اختیار کرلو اس لئے کہ اللہ تمہارے ہر قول وفعل ونیت سے باخبر رہتا ہے ۔ (۱۳۶) اے برائے نام ونمود مومنین تم سب (۱) اللہ پر ایمان لاؤ (۲) اور اللہ کے رسولؐ پر سچ مچ کا ایمان لاؤ (۳) اور اس کتاب پر حقیقی ایمان لاؤ جو اللہ نے اپنے رسولؐ محمدؐ پر نازل کی ہے (۴) اور اس کتاب پر بھی قابل عمل ہونے اور عمل کرنے کا ایمان لاؤ جو محمدؐ سے پہلے آتی رہی۔ اور سنو کہ جو کوئی (۱) اللہ اور (۲) ملائکہ اور (۳) اللہ کی تمام کتابوں پر اور (۴) اللہ کے تمام رسولوںؑ اور (۵) قیامت کی حقیقتوں پر پردہ ڈالے اور چھپائے وہ گمراہی کی تمام حدود سے پار نکل چکا ہے ۔ (۱۳۷) یقیناً حقیقی مومنین میں وہ گروہ موجود ہے جو ایک دفعہ ایمان لایا لیکن پھر بھی کفر سے وابستہ رہا پھر ایمان لایا لیکن حق پوشی کو ایمان کا جز بنا لیا اور اس کے بعد برابر اسلامی حقائق کو چھپاتے رہنے میں بڑھتا ہی چلا گیا ہے اللہ ان لوگوں کے لئے نہ تو راہ راست واضح کرے گا نہ انہیں بخشے گا۔ (۱۳۸) اے رسولؐ اس گروہ کے ساتھ ہی ان منافقوں کو درد ناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ (۱۳۹) جنہوں نے حق پوش گروہ کو اپنا ہمدرد حاکم بنا رکھا ہے

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا

پس مت پیروی کرو خواہش کی بیچ اس کے کہ عدل کرو اور اگر پیچ دو یا اعراض کرو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار اے لوگو جو

اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ

ایمان لائے ہو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولؐ اس کے کے اور کتاب کے

الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ

جو اتاری ہے اوپر رسولؐ اپنے کے اور کتاب کے جو اتاری ہے پہلے اس سے

وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ

اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اس کے کے اور کتابوں اس کی کے

وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

اور رسولوںؑ اس کے کے اور دن پچھلے کے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی دور

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ

تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر

ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ

زیادہ ہوئے کفر میں ہر گز نہیں اللہ یہ کہ بخشے ان کو اور نہ یہ کہ دکھادے ان کو

سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا

راہ خوشخبری دے منافقوں کو ساتھ اس کے کہ واسطے ان کے عذاب ہے

اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ

درد دینے والا وہ لوگ جو پکڑتے ہیں کافروں کو دوست سوائے

(۴۴) آیت (۱۳۶ / ۴) میں رسولؐ کی قوم کا مذہب ومسلک بتایا گیا ہے ۔

اس آیت (۱۳۶ / ۴) میں قریشی مسلمانوں کو مومن تو اس لئے کہا گیا کہ وہ اللہ و رسولؐ اور قرآن کے احکام پر ایمان لا چکنے کا اعلان کرتے تھے ۔ مگر وہ جیسا ایمان لائے تھے وہ ایمان نہ لانے کے برابر تھا اس لئے انہیں دوبارہ ایمان لانے کا حکم دیا گیا اور چونکہ انہوں نے جیسا اللہ اختیار کیا تھا اللہ حقیقت میں ویسا نہ تھا اسی طرح انہوں نے جس قسم کا رسولؐ فرض کیا تھا وہ رسولؐ بھی اللہ کو پسند نہ تھا۔ اور قرآن کو انہوں نے ایک نامکمل اور اجتہاد کے ماتحت کتاب سمجھا تھا اور سابقہ کتابوں کو ناقابل عمل اور آؤٹ آف ڈیٹ کر دیا تھا کہ یہ بھی کفر یا حق پوشی تھی لہٰذا وحدانیت ، رسالت اور الہامی کتابوں پر دوبارہ ایمان لانے کا تقاضہ کیا گیا۔

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ

مسلمانوں کے آیا چاہتے ہیں نزدیک ان کے عزت پس تحقیق عزت

لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ

واسطے اللہ کے ہے تمام اور تحقیق اتارا اوپر تمہارے بیچ کتاب کے یہ کہ

اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ

جب سنو تم نشانیوں اللہ کی کو کہ کفر کیا جاتا ہے ساتھ ان کے اور

يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى

ٹھٹھا کیا جاتا ہے ساتھ ان کے پس مت بیٹھو ساتھ ان کے یہاں تک کہ

يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ

بحث کریں بیچ بات کے سوائے اس کے تحقیق تم بھی اس وقت مانند ان کے ہو

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ﴿۱۴۰﴾

تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں کو اور کافروں کو بیچ دوزخ کے سب کو

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ

وہ لوگ کہ انتظار کرتے ہیں ساتھ تمہارے پس اگر ہوئی واسطے تمہارے

اور حقیقی مومنین کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ کیا یہ لوگ اس لئے کافروں کو اپنے اولیا کرام بنائے ہوئے ہیں کہ اس طرح ان کو ان کی نظروں میں عزت مل جائے گی؟ اور حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عزت واقتدار کلیتہً اللہ کے ہاتھ ہے۔ (۱۴۰) یقیناً تم پر کتاب میں نازل کرکے یہ حکم دیا جاچکا تھا کہ جب تم دشمنان اسلام کے مجمع میں موجود ہو اور وہاں یہ دیکھو کہ آیات خداوندی کا مذاق بنایا جارہا ہے اور حقائق کو چھپایا جارہا ہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھے رہا کرو اور اس وقت جایا کرو جب وہ کسی اور موضوع پر غور وخوض کررہے ہوں یقیناً تم اس حکم کے خلاف وہاں بیٹھ کر سب کچھ سنتے اور دیکھتے ہو اس لئے تم بھی ان ہی کی مانند حق کو چھپانے اور مذاق اڑانے والے بن گئے۔ یاد رکھو کہ اللہ حق پوش گروہ کو بھی منافقوں کے ساتھ ساتھ جہنم میں داخل کرے گا کوئی نہ بچے گا۔ (۱۴۱) ان لوگوں میں سے جو تمہارے اندر رہ کر اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ اگر اللہ تمہیں

(۴۴۔الف) آیت (۱۳۷ / ۴) بار بار کفر وایمان کے معنی احکام خداوندی میں اجتہاد ہے۔

یہاں تین مرتبہ ایمان لانے اور کفر کرنے کی بات نہیں ہے بلکہ احکام خداوندی کو احکام الٰہی مان کر اس ایمان کے بعد اجتہاد کرکے کافر ہوتے رہنے کا مستقل پروگرام بتایا ہے یعنی ہر دفعہ اجتہاد کفر ہے۔ منشا یہ ہے کہ مثلاً جس کسی نے سات عدد احکام خداوندی کو اپنے اجتہاد سے اپنی ذاتی یا قومی مصلحت کے ماتحت تبدیل کیا اس نے سات مرتبہ کفر کیا اور جس نے ساری عمر مجتہد رہ کر اور احکامات قرآنی میں اجتہادات کرکے دن گزارے وہ ساری عمر کفر وایمان کے زینوں پر چڑھتا اور اترتا رہا۔ اور یہی حکم علامہ کے اس بیان میں بھی ثابت ہے کہ: "آدمی جس چیز کو مانے ۱۔ اپنی فکر کو ۲۔ اپنے مذاق کو ۳۔ اپنی پسند کو ۴۔ اپنے رویے اور چلن کو، اپنی دوستی اور دشمنی کو ۵۔ اپنی سعی اور جہد کے مصرف کو بالکل اس عقیدے کے مطابق بنالے جس پر وہ ایمان لایا ہے۔ آیت (۱۳۶ / ۴) میں خطاب ان تمام مسلمانوں سے ہے جو پہلے معنی کے لحاظ سے "ماننے والوں" میں شمار ہوتے ہیں اور ان سے مطالبہ یہ کیا گیا ہے کہ دوسرے معنی کے لحاظ سے سچے مومن بنیں۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۰۷) علامہ یا کوئی اور عالم قرآن ہاتھ میں لے کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ رسولؐ کی قوم اوراس کے لیڈروں نے مندرجہ بالا علامہ کے پانچ نمبروں کے مطابق زندگی بسر کی تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ چارپانچ اجتہادی مذاہب کہاں سے آتے؟ پہلے نمبر پر اس کی پسند یہ تھی کہ حکومت کو خاندان نبوت میں ہرگز نہ رہنے دیا جائے۔ اور جب حکومت اس جگہ سے ہٹ گئی جہاں اللہ و رسولؐ چاہتے تھے تو سارا اسلام قریشی اجتہاد کے رحم وکرم پر رہ گیا اور ہوا جو کچھ ہوا۔ جن پر درودوسلام واجب تھا۔ انہیں ملعون بنا دیا گیا جن پر اللہ، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہوناچاہئے تھی ان کو سید اور درود وسلام کا حق دار بنا دیا گیا۔

فَتۡحٌ مِّنَ اللّٰہِ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَکُنۡ مَّعَکُمۡ ۫ۖ وَ اِنۡ کَانَ
فتح خدا کی طرف سے کہتے ہیں کیا نہ تھے ہم ساتھ تمہارے اور اگر ہووے
لِلۡکٰفِرِیۡنَ نَصِیۡبٌ ۙ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَسۡتَحۡوِذۡ عَلَیۡکُمۡ
واسطے کافروں کے کچھ حصہ کہتے ہیں کیا نہ غالب آئے تھے ہم اوپر تمہارے
وَ نَمۡنَعۡکُمۡ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ فَاللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ
اور نہ منع کیا تھا ہم نے تم کو مسلمانوں سے پس اللہ حکم کرے گا درمیان تمہارے
یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ وَ لَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰہُ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
دن قیامت کے اور ہرگز نہ کرے گا اللہ واسطے کافروں کے اوپر مسلمانوں کے
سَبِیۡلًا ﴿۱۴۱﴾ ع اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰہَ وَ ہُوَ خَادِعُہُمۡ ۚ
راہ تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے ان کو
وَ اِذَا قَامُوۡۤا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوۡا کُسَالٰی ۙ
اور جب کھڑے ہوتے ہیں طرف نماز کی کھڑے ہوتے ہیں کاہلی سے
یُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَ لَا یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۱۴۲﴾ۙ
دکھلاتے ہیں لوگوں کو اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا

ع ۱۷

فتح دے دے تو وہ نام نہاد مومنین تم سے کہیں کہ بھائیو ہم بھی تو تمہارے ساتھ ساتھ اس فتح کے لئے کوشاں تھے ؟ اور اگر کھلے حق پوش گروہ کو کوئی حصہ ملتا ہے تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے خلاف جنگ کرنے پر قادر نہ تھے لیکن ہم نے تلوار نہ اٹھائی اور کیا ہم نے مسلمانوں سے تم کو بچنے میں مدد نہیں دی؟ یعنی یہ مسلمان دونوں طرف سے استفادہ کرتے ہیں ۔ چنانچہ تم میں اور ان نام نہاد مسلمانوں میں قیامت کے دن اللہ اپنا فیصلہ کردے گا اور یہ تو سمجھ لو کہ اللہ نے کافروں کو مسلمانوں پر غالب آنے کی کوئی راہ نہیں چھوڑی ہے ۔ (۱۴۲) مسلمانوں کا یہ قومی گروہ مومنین کو دھوکا دینے میں اللہ کو دھوکا دے رہا ہے اور اللہ کا نبوی نظام ان کو دھوکے میں رکھ رہا ہے ۔ یہ لوگ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو پہلے اپنے آرام اور سہولت کا خیال کرکے اس طرح کھڑے ہوتے ہیں کہ تھکنے نہ پائیں اور ایسے تمام کام کرتے ہیں جن سے انہیں پکا نمازی سمجھا جائے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ نماز میں اللہ کا برائے نام ذکر کرتے ہیں ۔

(۴۴۔ب) خود سربراہان اسلام آیات خداوندی کا مذاق اڑاتے رہے ہیں۔ آیات (۱۴۰،۱۳۹ / ۴) میں ان مسلمانوں نے قریشی لیڈروں سے جو کچھ سیکھا تھا اپنی حکمرانی اور اقتدار کے زمانہ میں بھی اس پر عمل کیا۔ مسلمانوں میں وہ خلفا گزرے ہیں جنہوں نے قرآن پر تیر برسائے جنہوں نے اس موضوع پر نظم لکھی کہ نہ کوئی فرشتہ آیا تھا نہ کوئی وحی اتری تھی یہ تو بنی ہاشم نے اپنی حکومت و اقتدار قائم کرنے کے لئے ڈھونگ رچایا تھا اور یہ کہ اس کے بزرگوں نے اس باطل اسکیم کی پول کھول کر انہیں حکومت وا قتدار سے محروم کر دیا تھا۔ بہرحال ان آیات میں وہ مدرسہ سامنے آگیا جہاں آیات واحکام قرآن کو تبدیل کرکے مذاق بنا دینا سیکھنے اور سکھانے اور غوروخوض کرنے اور کرانے کا کاروبار ہوا کرتا تھا۔ اور مسلمانوں کے بہت بڑے سربرآوردہ لوگوں کا وہاں جانا ان بحثوں کو لکھنا اور رسولؐ کو سنانا ۔ رسولؐ کا غصہ فرمانا تاریخ میں جلی الفاظ سے مع نام و ولدیت لکھا ہوا موجود ہے اور علامہ ایسے مسلمانوں کا وجود برابر مانتے ہیں جو منافق نہ تھے بلکہ عام مسلمان تھے ثابت ہوگیا۔

(۴۴ ۔ج) آیت (۱۴۱ / ۴) میں رسولؐ کی قوم کے مسلمانوں کا دوطرفہ منصوبہ اس آیت میں قومی مسلمانوں کے داخلی منصوبے کے اغراض ومقاصد واضح ہوگئے یعنی وہ اسلام اس لئے لائے تھے اور مسلمان اس لئے رہے کہ جب موقع ملے گا دین کے نام پر اپنی پوزیشن سے فائدہ اٹھائیں گے۔ چنانچہ وہ تمام آیات وبحثیں اس آیت (۱۴۱ / ۴) سے تصدیق ہوگئی ہیں کہ جن میں حکومت و اقتدارحاصل کرنے کی اسکیم بیان ہوتی رہی ہے (مثلاً ۱۵۴ / ۳ وغیرہ) اور یہ کہ رسولؐ کو نرغہ میں چھوڑ کر بھاگنے کامقصد بھی تصدیق ہوگیا یعنی یہ کہ کفار کی مدد سے رسولؐ کی حکومت اور رسولؐ کی جگہ پر قبضہ کیاجائے اور یہ کہ کافروں کو دکھایاجائے کہ دیکھو ہم نے مسلمانوں کو شکست دینے میں تمہاری مدد کی ہے ۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ

ڈھگدھگی میں ہیں درمیان اس کے نہ طرف ان کی اور نہ طرف ان کی

وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس ہر گز نہ پاوے گا تو واسطے اس کے راہ اے لوگو جو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

ایمان لائے ہو مت پکڑو کافروں کو دوست سوائے مسلمانوں کے

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ

کیا چاہتے ہو تم یہ کہ کرو واسطے اللہ کے اوپر تمہارے غلبہ ظاہر تحقیق

الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ

منافق نیچ درجے نیچے کے ہیں آگ سے اور ہر گز نہ پاوے گا تو واسطے ان کے

نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ

مددگار مگر جنہوں نے کہ توبہ کی اور صلاحیت کی اور مضبوط پکڑا خدا کو اور

اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

خالص کیا دین اپنے کو واسطے اللہ کے پس یہ لوگ ساتھ مسلمانوں کے ہیں

(۱۴۳) وہ اسلام اور نظامِ شرکت میں الجھ کر رہ گئے ہیں نہ خالص مشرک رہے نہ خالص مومن بنے بیچ میں لٹکتے رہتے ہیں یہ وہی صورت ہے کہ جس کو اللہ ہی گمراہی میں ڈال دے اس کے لئے اے رسولؐ تمہیں بھی ہدایت کرنے کی گنجائش نہ ملے گی۔ (۱۴۴) اے دکھاوے کے مومنین تمہیں پھر کہا جاتا ہے کہ کفار کو اپنے حکمران یا اولیائے کرام نہ بناؤ کیا تم یہ ارادہ کر چکے ہو کہ اللہ تم پر اپنے مشہور و معروف سلطانؐ کو مسلط کردے تب مانو گے؟ (۱۴۵) اور سنو جاسوسی کرنے والے منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں رکھے جائیں گے اور اے نبیؐ تم ان لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ (۱۴۶) البتہ ان میں سے وہ لوگ جو حق پوشی اور تخریب کاری سے توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح میں جم کر لگ جائیں۔ اللہ کے نظام عصمت سے وابستہ ہوجائیں اور اپنے مجتہدانہ دین کو خالص اللہ کا دین بنالیں تو ان لوگوں کو حقیقی مومنین کے ساتھ شمار کرلیا جائے گا۔

(۴۴۔د) آیت (۱۴۲،۱۴۳ / ۴) میں ثابت ہوا کہ یہ تذکرہ منافق جاسوسوں کا نہیں ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ لفظ منافق دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو عارضی طور پر آتے اور جاسوسی کرکے یا قومی مومنین کو ہدایات دے کر چلے جاتے ہوں گے۔ لیکن یہ دونوں آیات (۱۴۲،۱۴۳ / ۴) بتاتی ہیں کہ یہ لوگ مستقلاً مومنین کے ساتھ رہنے پر اور شرائط پوری کرنے پر مجبور ہوچکے ہیں یہ نہ مشرک رہ گئے ہیں نہ وہ حقیقی مومن بن سکے ہیں۔ مگر حقیقی مومن بنے رہنے کا فریب دے رہے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں اور تمام اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں لیکن اللہ کو جس طرح ان کا ایمان بالتوحید، ایمان بالرسولؐ اور ایمان بالکتاب پسند نہ تھا اور انہیں دوبارہ ایمان لانے کو کہا تھا، اسی طرح ان کی عبادات ناپسند و نامقبول ہیں۔ اور خاص بات یہ ہے کہ اس قسم کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا، گمراہ کرنا اور نقصان پہنچانا ان آیات میں جائز ہے اور ان کے روزہ، نماز اور دیگر اسلامی اعمال وعقائد کو کوئی وزن دینا بہت غلط ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو رسولؐ اللہ بھی ہدایت نہ کرسکتے تھے۔ یہی سبب ہے دنیا میں ذلت وخواری کا۔

(۴۴ / ہ) آیات (۱۴۴تا۱۴۷ / ۴) میں پھر اسی گروہ کو مومن کہا گیا مگر نفی بھی کی۔

قارئین اس بات کو نوٹ کریں کہ قومی مسلمانوں کو پھر يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ کہہ کر مخاطب کیا اور نہایت غضبناک لب ولہجہ میں انہیں کافروں کو ولی یا حاکم بنانے سے منع کیا جس سے یہ بات پھر ثابت ہوئی کہ یہ مسلمان طاغوت اور مرکز کفر کے فرمانبردار لوگ ہیں اور طاغوت (اجتہاد) کی اطاعت اسلام میں جائز سمجھتے ہیں اور اللہ اسی حرکت پر غضبناک ہے اور کسی بالکل ظاہر ومعلوم سلطان کو مسلط کرنے کی دھمکی سے بات کی ہے اور یہ گروہ اس سلطان کو جانتا بھی ہے اور اس کی طاقت

وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ

اور شتاب دے گا اللہ ایمان والوں کو ثواب بڑا کیا کرے گا

اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

اللہ عذاب کر کے تم کو اگر شکر کرو گے تم اور ایمان لاؤ گے تم اور ہے اللہ

شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾ **لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ** مِنَ الْقَوْلِ

قدردان جاننے والا نہیں دوست رکھتا اللہ پکار کر کہنا بری بات کو

اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا

مگر جو کوئی ظلم کیا جاوے اور ہے اللہ سننے والا جاننے والا اگر ظاہر کرو تم

خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

بھلائی کو یا چھپاؤ اس کو یا در گزر کرو برائی سے پس تحقیق اللہ ہے بخشنے والا

قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

قدرت والا تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ اللہ کے اور

رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ

رسولوںؑ اس کے کے اور ارادہ کرتے ہیں یہ کہ جدائی ڈالیں درمیان اللہ کے اور

رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ

رسولوںؑ اس کے کے اور کہتے ہیں کہ ایمان لائے ہم ساتھ بعض کے اور

نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾

کفر کرتے ہیں ہم ساتھ بعض کے اور چاہتے ہیں یہ کہ پکڑیں درمیان اس کے راہ

اور حقیقی مومنین کو تو بہت جلد اجر عظیم دیا جانے والا ہے۔ (۱۴۷) اگر تم نے شکر گزاری کی ہوتی اور تم سچ مچ ایمان لے آئے ہوتے تو بتاؤ کہ تمہیں خوامخواہ عذاب دے کر اللہ کو کیا ملتا۔ ارے بد نصیبو اللہ تو بڑا قدردان اور عالم و دانا ہے۔ (۱۴۸) **بری بات اور وہ بھی اعلان** کے ساتھ کرنا اللہ کو پسند نہیں آسکتا سوائے اس کے کہ جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ مظلوم کی فریاد سننے والا اور ظلم کو جاننے والا ہے۔ (۱۴۹) اگر تم نیکیوں کا اعلان کرو یا پوشیدہ طور پر اچھے کام کرو اور برائیوں کو نظر انداز کر دیا کرو تو یاد رکھو کہ اللہ بھی درگزر کرنے اور موقع دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ (۱۵۰) جن لوگوں نے حقائق الٰہیہ کو چھپا ڈالنے کی اور مقام رسالت کو غیر اہم بنا دینے کی اسکیم شروع رکھی ہے وہ لوگ بلاشبہ اب یہ منصوبہ برسرکار لا رہے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوںؑ کی یکجہتی وہم آہنگی میں دراڑ ڈال کر اللہ کو رسولوںؐ سے الگ کر دکھائیں اور انہوں نے تمام ماہرین سے کہہ دیا ہے کہ وہ یہ قول اختیار کریں کہ ہم اللہ کے مقام بلند کا اقرار کریں گے اور رسولؐ اللہ کے حقیقی مقام کو سامنے نہ آنے دیں گے اور یہ کہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ اللہ سے رسولؐ کو الگ کر کے ان دونوں کے درمیان سے ایک سبیل، ایک راہ یا ایک نیا اسلام تیار کر لیں۔

و تلوار سے ڈرتا بھی ہے۔ پھر توبہ و اصلاح کرنے کا نتیجہ یہ نہیں بتایا کہ وہ لوگ مومن بن جائیں گے بلکہ یہ فرمایا کہ وہ مومنین کے ساتھ شمار ہو کر اجر پائیں گے (۱۴۶ / ۴) پھر ان کے ایمان کی نفی کی انہیں ناشکرا قرار دیا اور فرمایا کہ یہی دونوں باتیں، حقیقی ایمان نہ لانا اور ناشکری کرنا عذاب کا مستحق بناتا ہے۔ (۱۴۷ / ۴)

(۴۴۔ و) آیات (۱۴۸تا۱۷۲ / ۴) لیڈران قریش کا خفیہ منصوبہ، عقائد و پالیسی اور مظلوم کی فریاد کا ثبوت۔

اس خفیہ منصوبے اور اس سے متعلقہ آیات پر سابقہ تشریحات (آلِ عمران تشریح ۹ وغیرہ) میں بار بار روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ یہاں تو یہ غور کریں کہ آیا موجودہ مسلمانوں میں بھی ایک ایسا فرقہ ہے یا نہیں جو، ۱۔ اللہ کو غلطی سے مبرا اور رسولوںؑ کو ممکن الخطا اور خطا کار مانتا ہے ۲۔ جو اللہ کی اطاعت کو حقیقی اور ہر حال میں واجب اور رسولؐ کی اطاعت کو مجازی اور بعض حالات میں غیر واجب اور بعض حالات میں ان کی مخالفت ضروری اور جائز مانتا ہے اور ۳۔ جو رسولؐ اللہ کو اللہ کی اطاعت میں شریک ماننے والوں کو مشرک کہتا ہے ۴۔ جس کے یہاں یا اللہ کہنا جائز اور یا رسولؐ اللہ کہنا شرک سمجھا جاتا ہے اور

(۱۵۱) مومنین سن لیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو حقیقی کافر قرار دیا گیا ہے اور انہی کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب کا تیار رکھنا بتایا ہے ۔ (۱۵۲) اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوںؑ پر ایمان لائیں اور اللہ اور رسولوںؑ میں اور رسولوںؑ میں سے کسی میں جدائی کا عقیدہ نہ رکھیں تو اسی قسم کے مومنین کو حقیقی مومن مانا جائے گا اور جلد ہی انہیں ان کا اجر دیا جائے گا اور اللہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہی ہے ۔ (۱۵۳) اہل کتاب آپ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے اوپر الگ سے ایک آسمانی کتاب نازل کرا دو ، مطلب یہ ہے کہ قریشی قوم کے لیڈروں کو ایک اور نیا بہانہ مل جائے اور ان کے عوام جلدی جلدی ایمان نہ لائیں ، حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے موسیٰؑ سے اس سے بھی کہیں بڑا مطالبہ کیا تھا ۔ جس میں کہا تھا کہ ہمیں اعلان کرکے

أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا

یہ لوگ وہ ہیں کافر تحقیق اور تیار کیا ہم نے واسطے کافروں کے عذاب

مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

رسوا کرنے والا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور

رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ

رسولوںؑ اس کے کے اور نہ جدائی ڈالیں درمیان کسی کے ان میں سے یہ لوگ

سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

البتہ دے گا ان کو ثواب ان کا اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا

پوچھتے ہیں تجھ سے صاحب کتاب کے یہ کہ اتار دے اوپر ان کے ایک کتاب

مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا

آسمان سے پس تحقیق سوال کیا تھا مؤسیٰ سے بڑا اس سے پس کہنے لگے

۵۔ اللہ سے مدد مانگنا جائز اور رسولؐ سے مدد مانگنا شرک وحرام کہتا ہے ٦۔ جس کے نزدیک رسولؐ ، معاذ اللہ ایک زمانہ میں جاہل ، کافر ، کافروں سے اپنی بیٹیوں کی شادی کرنے والے تھے اور ۷۔ جو رسولؐ کو علوم کائنات یعنی علوم قرآن سے ناواقف کہتا ہے ۸۔ جو رسولؐ سے غلط فیصلوں کے صادر ہونے پر روایات کا ڈھیر جمع کئے بیٹھا ہے۔ مثلاً ایک سال رسولؐ کے غلط حکم کی بنا پر کھجوروں کی فصل پیدا نہ ہوئی تھی ۔ ۹ ۔ جو رسولؐ کو بڑے بھائی اور اپنے جیسا آدمی مانتا ہے ۱۰۔ جو رسولؐ کو اُمت کے لیڈروں کے مشوروں کا محتاج کہتا ہے ۔یہ فرقہ موجود ہے اور عہد رسولؐ سے موجود رہتا چلا آیا ہے ۔ اس فرقے کے علما کی حکومت و اقتدار رہا ہے اور ان ہی لوگوں کے اوّلین دو یاروں نے وہ مذکورہ درمیانی راستہ (۱۵۰ / ۴) عہد رسولؐ میں نکالا تھا (۳۰تا۲۷ / ۲۵) اور پھر اُمت کے علما نے اوّلین لیڈروں کی اتباع اور پیروی کرکے ان کی سیرت کے مطابق دین اسلام میں نت نئے مذاہب ایجاد کئے جو مرتے کھپتے اور مٹتے مٹاتے ہوئے بھی آج دس بارہ فرقوں کی صورت میں موجود ہیں اور ان سب کے بنیادی عقائد ایک ہی ہیں البتہ عوام اپنے اپنے علما کے مخصوص طاغوتی عقائد سے ناواقف ہیں اس لئے ان کے ساتھ نباہ کررہے ہیں لیکن ہماری ان تعبیرات وتراجم کو پڑھ لینے والے ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے یا ان پر تقاضا کریں گے کہ رسولؐ اللہ کو معصوم مانو۔ سرور کائنات کے ساتھ ساتھ قاضی الحاجات کہو۔ اور انہیں غلط کار کہنے والوں سے تبرا کرو۔ آخری بات یہ ہے کہ قومی قسم کے علما اس آیت (۱۴۸ / ۴) کے خلاف مظلوموں کو حق بات بھی بلند آواز سے کہنے پر سزا دیتے ہیں مظلوموں کی طرفداری میں نکلنے والے جلوسوں کو روکتے ہیں ۔حالانکہ اللہ نے اجازت دی ہے کہ مظلوم ظالم کے حق میں ہربری بات اعلانیہ اور ببانگ دہل کہہ سکتاہے ۔ مگر طاغوتی علما صحیح بات کہنے کی بھی اجازت نہیں دیتے ۔

(۴۵) آیات (۱۶۲تا۱۵۳ / ۴) میں اہل کتاب یعنی قوم موسیٰؑ اور قوم رسولؐ کی ایمانی مشابہت ۔

قارئین پہلے یہ دیکھیں کہ تمام بنی اسرائیل کو مجموعی حیثیت سے اہل کتاب اورمومن قرار دیا گیا ہے ان سے مسلمانوں کو راہ و رسم اور ان کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے اورعلمائے اسلام نے انہیں ان معنی میں کبھی کافر نہیں سمجھا نہ لکھا جو معنی وہ کفر کے کرتے چلے آئے ہیں ۔ یعنی وہ منکران دین خداوندی نہیں ہیں ۔ پھر یہ دیکھئے کہ انہیں اس جگہ گن

اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ

دکھلا دے ہم کو اللہ کو ظاہر پس پکڑا ان کو بجلی نے بسبب ظلم ان کے کے پھر

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

پکڑا تھا گائے کا بچہ پیچھے اس کے کہ آئیں تھیں ان کے پاس دلیلیں

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَ رَفَعْنَا

پس معاف کیا ہم نے اس سے اور دیا ہم نے موسیٰ کو غلبہ ظاہر اور اٹھایا ہم نے

فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا

اوپر ان کے پہاڑ واسطے قول لینے کے ان سے اور کہا ہم نے ان کو داخل ہو

الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ

دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہا ہم نے ان کو مت تعدی کرو بیچ ہفتے کے

وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ

اور لیا ہم نے ان سے قول گاڑھا پس بسبب توڑ ڈالنے ان کے کے

مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ

قول اپنے کو اور بسبب کفران کے کے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور بسبب مارنے ان کے کے

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ

پیغمبروں کو ناحق اور بسبب کہنے ان کے کے کہ دلوں ہمارے پر پردے ہیں بلکہ

طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا

مہر کی ہے اللہ نے اوپر ان کے بسبب کفر ان کے کے پس نہیں ایمان لاتے مگر

قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

تھوڑے اور بسبب کفران کے کے اور کہنے ان کے کے اوپر مریمؑ کے بہتان بڑا

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اور بسبب کہنے ان کے کے کہ تحقیق ہم نے مارڈالا مسیح عیسیٰؑ بیٹے مریمؑ کے کو

اللہ کو آمنے سامنے دکھا دے۔ چنانچہ ان کے غلط مطالبہ کی بنا پر ان کو وہ بجلی کی چمک ہی لے ڈوبی جو ان کی قوتِ مشاہدہ دیکھنے کے لئے جلوہ نما ہوئی تھی۔ پھر جب ان لوگوں کے پاس ہماری واضح دلیلیں آ چکیں تو انہوں نے بچھڑے کو دیوتا بنا لیا۔ بہرحال ہم نے ان کی ان تمام غلط کاریوں کو نظر انداز کرکے اپنا کام جاری رکھا تھا اور ہم نے موسیٰ کو مشہور سلطان ہاروؔن کی صورت میں دے دیا تھا۔ (۱۵۴) اور ہم نے ان کو طُور پر بلندی عطا کی اور یہ ان کے عہد کی بنا پر دی گئی تھی اور ہم نے انہیں مصر میں اطاعت شعاری کے ساتھ داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ تم ہفتے کے قائم شدہ قوانین اور رسومات کی پابندی کرو اور کسی قسم کی زیادتی نہ کرنے پر ان سے پختہ عہد لے لیا تھا۔ (۱۵۵) آخرکار ان کی عہد شکنیوں کی وجہ سے اور اللہ کی آیات و معجزات کی حقیقتوں کو چھپانے کی بنا پر اور اس لئے کہ انہوں نے ناحق انبیاؑ کو قتل کیا تھا اور اس سبب سے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے دل تو غلافوں میں محفوظ ہیں یعنی ہم پر اب کسی تعلیم اور دھمکی کا اثر نہیں ہوسکتا ہے اللہ نے ان کے ایسے غلاف پوش دلوں پر مہر لگا کر گمراہی میں پکا کر دیا۔ یہ سب کچھ ان کی حق پوشی کے نتیجے میں ہوا چنانچہ اب وہ ایمان بھی بہت تھوڑا ہی لاتے ہیں۔ (۱۵٦)اور ان کے کفر کی وجہ سے اور ان کی مریمؑ کے متعلق تہمت تراشی سے جو بہت بڑا بہتان تھی (۱۵۷) اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے یقیناً عیسیٰؑ مسیح مریمؑ کے بیٹے کو مار ڈالا ہے

کر تین بار کافر قرار دیاگیاہے (۱۵٦،۱۵۵ / ۴) اس کے باوجود وہ علمائے اسلام کے معنی میں کافر یعنی منکر دین نہیں مانے گئے۔ اب سوچئے کہ اگر مسلمانوں کو عہدرسولؐ میں کہیں کہیں کافر ومنافق کہہ دیا گیا تو ان قریشی قسم کے علما کو کیوں بخار چڑھتا ہے کیوں نہیں مان لیتے کہ رسولؐ کی قوم کے لوگ ویسے ہی دین دار تھے جیسے موسیٰؑ کی قوم کے لوگ تھے۔ پھر یہ دیکھئے کہ ان آیات (۱٦۲،۱۵۳ / ۴) میں کوئی ایسا گناہ یا سرکشی باقی رہی جو رسولؐ کی قوم کے متعلق ثابت نہ ہوچکی ہو۔ لہٰذا امام بخاری نے صحیح لکھاکہ رسولؐ کی قوم نے یہود و نصاریٰ اور اہل ایران و روم اور مجوس کی سوفیصد پیروی کی ہے۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ

پیغمبر اللہ کا تھا اور نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دی اس کو اور لیکن شبہ ڈالا گیا

لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

واسطے ان کے اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا

البتہ بیچ شک کے ہیں اس سے نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر

اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۱۵۷ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ

پیروی کرنا گمان کا اور نہ مارا اس کو بہ یقین بلکہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے

اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۱۵۸ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا اور نہیں کوئی اہل کتاب سے

اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے

يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ ۱۵۹ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

ہو گا اوپر ان کے گواہ پس بسبب ظلم کے ان لوگوں سے کہ یہودی ہوئے

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ

حرام کی ہم نے اوپر ان کے پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں واسطے ان کے

وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۱۶۰ وَّ اَخْذِهِمُ

اور بسبب بند کرنے ان کے کے راہ خدا سے بہتوں کو اور بسبب لینے ان کے کے

الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ

سود کو اور تحقیق منع کئے گئے جمیع اس سے اور بسبب کھانے ان کے کے مال

جو خود کو اللہ کا رسولؐ کہتا تھا۔ حالانکہ نہ تو ان لوگوں نے عیسیٰؑ کو قتل کیا اور نہ وہ انہیں سولی سے مار سکے ولیکن انہیں شبہ میں مبتلا کر دیا گیا تھا۔ جن لوگوں نے عیسیٰؑ کے مرجانے یا زندہ رہنے میں اختلاف کیا ہے وہ یقیناً شک میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ حالانکہ اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی علمی سند یا دلیل نہیں ہے۔ وہ اس بارے میں بھی ظنی و قیاسی باتیں کرتے ہیں اور یہ کہ عیسیٰؑ کو ہرگز انہوں نے جان سے نہ مارا تھا۔ (۱۵۸) بلکہ اللہ نے عیسیٰؑ کو اپنی طرف بلند کرلیا تھا اور اللہ تو ہمیشہ غالب رہنے والی حکمت کا مالک ہے (۱۵۹) اور یہ کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے جو عیسیٰؑ پر ان کے مرنے سے پہلے پہلے دل سے ایمان نہ لاچکے اور وہ تو قیامت کے روز تمام اھل کتاب پر پہلے گواہی دیں گے۔ (۱۶۰) یہودیوں کی غلط کاری کی وجہ سے ہم نے یہ بندوبست کردیا تھا کہ ان پر ان کے مجتہدین وہ تمام پاکیزہ اور پسندیدہ چیزیں حرام کردیں جو ہم نے حقیقی دین میں ان پر حلال کررکھی تھیں یہ اس کی سزا تھی کہ انہوں نے حقیقی دین کی طرف آنے والا راستہ بند کرکے بہت لوگوں کو دین سے باز رکھا تھا (۱۶۱) اور یہ سزا اس لئے بھی تھی کہ انہوں نے سود لینا حلال کرلیا تھا اور انہیں مال حرام اور باطل طریقوں سے دوسروں کا مال کھانے سے

(۴۶) آیات (۱۵۹تا۱۵۷ / ۴) حیات مسیحؑ کو تا قیامت ثابت کرتی ہیں۔ چونکہ قرآن کریم اور رسولؐ کریم کی قرآنی پوزیشن کو دانشوران قریش اور ان کے پیروؤں نے نہ مانا اس لئے عہد رسولؐ ہی سے ان لوگوں کے پیدا کردہ چور دروازوں سے جہلا نے نبوت کے دعوے شروع کر دیئے تھے اور جوں جوں قریشی اسکیم پھلتی پھولتی گئی نبوت کے دعویدار بھی ترقی یافتہ صورت میں دعویٰ کرتے چلے آئے ہیں اور چند ایک کی پیدا کردہ اُمتیں بھی دنیا میں موجود ہیں۔ ان کاذبوں میں سے آخری مدعی نے حضرت عیسیٰؑ کی موت کو ثابت کرنے کے لئے قریشی اصول پر آیات قرآن میں تحریف کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ان آیات میں سادہ ترین الفاظ میں حضرت عیسیٰؑ کا اللہ کی طرف بلند ہوجانا موجود ہے (بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيۡهِ ۱۵۸ / ۴) لہٰذا ثابت یہ کرنا چاہئے تھا کہ حضرت

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ

لوگوں کے ساتھ جھوٹ کے اور تیار کیا ہم نے واسطے کافروں کے ان میں سے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ

عذاب درد دینے والا لیکن مضبوط لوگ بیچ علم کے ان میں سے اور مسلمان

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ

ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو اتاری گئی ہے

مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ

پہلے تجھ سے اور قائم کرنے والے نماز کو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور ایمان لانے والے

بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ ع ۲۲ ۲

ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ لوگ البتہ دیں گے ہم ان کو ثواب بڑا

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ

تحقیق ہم نے وحی بھیجی طرف تیری جیسے وحی بھیجی ہم نے طرف نوح کے اور

النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ

پیغمبروں کی پیچھے اس کے اور وحی کی ہم نے طرف ابراہیمؑ کے اور اسماعیلؑ کے اور

اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ

اسحاقؑ کے اور یعقوبؑ کے اور اولاد اس کی کے اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ کے اور یونسؑ

وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾ ۚ وَ

اور ہاروںؑ کے اور سلیمانؑ کے اور دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور اور

رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا

بھیجے ہم نے پیغمبر کہ تحقیق بیان کیا ہم نے ان کو اوپر تیرے پہلے اس سے اور پیغمبر کہ

بھی منع کیا گیا تھا۔ اور ان میں سے جو لوگ حقائق کو چھپاتے رہے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار رکھا ہوا ہے (١٦٢) لیکن ان میں سے جو لوگ العلم میں ڈبوئے اور علم میں اتار دیئے گئے ہیں اور وہ مومنین جو اس تمام سامان پر ایمان لا چکے ہیں جو آپؐ پر نازل کیا گیا ہے اور جو آپؐ سے پہلے نازل کیا جا چکا تھا اور جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن کو ہم عنقریب زبردست اجر دیں گے (١٦٣) یقیناً ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی جیسا کہ ہم نے نوحؑ اور ان کے بعد والے نبیوںؑ پر وحی بھیجی اور جیسا کہ وحی بھیجی گئی تھی ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور نواسوںؑ پر اور عیسیٰؑ و ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ پر اور اسی وحی سے ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی تھی۔ (١٦٤) اور ہم نے اُن رسولوںؑ پر بھی اسی طرح وحی کی تھی جن کا ہم اس سے پہلے قصہ سنا چکے ہیں اور ان رسولوںؑ پر بھی وحی کا یہی طریقہ تھا

عیسیٰؑ کو فضاؤں کی بلندیوں سے نیچے اتارا گیا تھا اور دوبارہ اس دنیا کی آب و ہوا میں رکھا گیا تھا۔ لیکن ان سے یہ غلطی ہو گئی کہ کسی آیت کو مروڑ کر یہ مطلب کشید نہ کیا گیا۔ اور اس کے بغیر ان کی تمام بحثیں بیکار ہیں لیکن مجتہدین کا منہ بند کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ان لوگوں نے کفر والحاد کے فتوے تو ہمیشہ جاری رکھے ان سے کبھی اطمینان بخش جواب نہ دیا گیا اور وجہ وہی تھی کہ ان کا اپنا اختیار کردہ مذہب اسلام ان تمام خامیوں اور گنجائشوں سے لبریز ہے جن کے سہارے عام انسان اسلام کی سربراہی، خلافت وامامت ونبوت ورسالت کا دعویدار ہو سکتا ہے۔ اور دعویداران خلافت ونبوت وامامت نے ان ہی دلائل کو اختیار کیا جو رسول اللہ کی قوم کے لیڈروں نے عہد رسولؐ سے آج تک خود اختیار کئے تھے۔ اس لئے وہ غریب مرزا، بہاء اللہ اور علی محمد باب کو کیسے اطمینان بخش جواب دیتے ان کے یہاں ایسے شخص قرآن اور حکومت پر مالکانہ حقوق رکھتے رہے

لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾

نہ بیان کیا ہم نے ان کو اوپر تیرے اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰؑ سے باتیں کرنا

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ

بھیجے ہم نے پیغمبر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تو کہ نہ ہو

لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

واسطے لوگوں کے اوپر اللہ کے الزام پیچھے پیغمبروں کے اور ہے اللہ تعالیٰ غالب

حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ

حکمت والا لیکن اللہ تعالیٰ شاہدی دیتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری

اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ

طرف تیری اتاری اس کو ساتھ علم اپنے کے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا

اور کفایت ہے اللہ گواہی دینے والا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کیا

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

انہوں نے راہ خدا تعالیٰ کی سے تحقیق گمراہ ہوئے گمراہی دور تحقیق جو لوگ کہ

كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ

کافر ہوئے اور ظلم کیا نہیں ہے اللہ کہ بخشے ان کو اور نہ دکھاوے گا ان کو

طَرِيْقًا ﴿١٦٨﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى

راہ مگر راہ دوزخ کی ہمیش رہیں گے بیچ اس کے ہمیشہ اور ہے یہ اوپر

اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ

اللہ کے آسان اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے

جن کا قصہ ہم نے تمہیں وحی کے ذریعہ نہیں سنایا ہے اور موسیٰؑ سے تو اسی طرح باتیں کی تھیں جیسے باتیں کی جاتی ہیں (١٦٥) اور تمام رسولوںؑ کو اس لئے ارسال کیا گیا تھا کہ وہ نیک اعمال کے نتائج پر خوشخبریاں سنائیں اور بدکاروں کو تنبیہ کردیں تاکہ کل لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمیں ہدایات کہاں ملیں جو ہم عمل کرتے رسولوںؑ کے بعد یہ حجۃ ختم ہوگئی اور اللہ ہر حال میں غالب حکمت والا ہے (١٦٦) لیکن اب جو کچھ تم پر نازل کیا ہے وہ بھی اپنی علمی وسعتوں کے ساتھ بھیجا ہے اور اس پر خود اللہ اور ملائکہ شاہد ہیں اور شہادت کے لئے اللہ تو تنہا بھی کافی ہے (١٦٧) یقیناً جو لوگ حقائق پر پردہ ڈالنے اور صراط مستقیم سے لوگوں کو روکتے رہے ہیں وہ گمراہیوں کے حدود سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔ (١٦٨) واقعی جو لوگ حق پوشی کی مہم چلاتے ہیں اور غلط کاری کا کاروبار کررہے ہیں ان کے لئے یہ مناسب ہی نہیں کہ اللہ ان کو بخش دے یا انہیں پلٹنے کی راہ سجھائے۔ (١٦٩) سوائے اس راہ کے جس سے وہ سیدھے جہنم میں جائیں اور وہاں مستقل طور پر ہمیشہ کے لئے قیام کریں۔ اور اللہ کے لئے وہ سب انتظام آسان ہے جس سے انہیں ابدی عذاب ملے۔ (١٧٠) اے لوگو یقیناً تمہارے پاس حق و صداقت کے ساتھ اللہ کی طرف سے رسولؐ آگیا ہے۔

جو بقول ان کے بہت سے مردوں اور عورتوں سے کم قرآن کے عالم تھے جنہیں بہت سی آیتوں کا وجود بھی معلوم نہ تھا۔تو پھر مرزا ایسے لوگ کیوں پوری اُمت کی راہنمائی کا دعویٰ نہ کرتے ؟لیکن قرآن نے کہاہے کہ وہ اور محمدؐ اس کائنات کی تمام تفصیلات کے حامل ہیں (یوسف ١١١ / ١٢) کائنات کی کوئی چھوٹی بڑی ،خشک اور تر چیز ایسی نہیں ہے جن کی مثال اور تفصیل وہ نہ جانتے ہوں (انعام ٥٩ / ٦) اور یہ کہ اُمت میں ایسے حضراتؑ موجود رہیں گے جن سے ساری کائنات کی جس چیز کا علم حاصل کرنا چاہو تو مکمل تعلیمات واطلاع فراہم کرتے رہیں گے۔ (نحل ٤٣ / ١٦)

بتائیے جب تک ایسے ہمہ گیر علم کا دعویٰ کر کے ثابت نہ کیا جائے کیسے یہ کذّاب نبی بن سکتے تھے؟ اگر ہم رسولؐ کی قوم کے علما کے جوابات نقل کر کے ان کی کمزوری وسازباز دکھائیں تو بہت طول ہوجائیگا۔ مگر چند باتیں کہے بغیر قارئین کا اطمینان

چنانچہ اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم اس حقیقت کو چھپاجاؤ تو یاد رکھو کہ اللہ سے بچ کر کہاں جاؤ گے جب کہ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے سب اس کے قبضے کے اندر ہے اور ہر چیز کو جاننے والا اور حکمت سے خدائی کرنے والا ہے ۔ (۱۷۱) اے اہل کتاب تم اپنے دین میں عقائد کی حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے متعلق حق بات کے سوا کچھ نہ کہا کرو اس کے سوا حقیقت کچھ اور ہے ہی نہیں کہ مسیح عیسیٰؑ ابن مریمؑ اللہ کے رسولؑ ہیں اور اللہ کا کلمہ و معجزہ ہیں جسے مریمؑ کے سپرد کیا گیا تھا ۔اور عیسیٰؑ اللہ کی روح ہیں ۔ چنانچہ ان حقائق پر ایمان لاؤ اور تین تین کی تسبیح نہ پڑھا کرو بلکہ اللہ پر اور اس کے رسولوںؑ پر ایمان لاؤ۔باز آجاؤ گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا ۔ اس کے سوا سب غلط ہے کہ اللہ ہی اکیلا معبود ہے ۔وہ اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ اور پاک و منزہ ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو ساری کائنات اور اس میں موجود تمام موجودات اسی کی ہے اور اللہ ہی سب کی وکالت کے لئے کافی ہے ۔ (۱۷۲) اور مسیح ہویا مقبول بارگاہ فرشتے ہوں ان میں سے کوئی بھی اللہ کا بندہ بننے میں پس و پیش نہ کرے گا

مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا

پروردگار تمہارے سے پس ایمان لاؤ بہتر ہوگا واسطے تمہارے اور اگر کفر کروگے

فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ

پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور ہے

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اللہ جاننے والا حکمت والا اے اہل کتاب مت زیادتی کرو بیچ دین اپنے کے

وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اور مت کہو اوپر اللہ کے مگر سچ سوائے اس کے نہیں کہ مسیح عیسیٰؑ بیٹا مریمؑ کا

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ

پیغمبر اللہ کا ہے اور حکم ہے اس کا ڈال دیا اس کو طرف مریمؑ کے اور روح ہے

مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ۫ وَ لَا تَقُوْلُوْا

اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور نہ کہو

ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ

خدا تین ہیں باز رہو بہتر ہوگا واسطے تمہارے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ معبود

وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ

اکیلا ہے پاکی ہے اس کو اس سے کہ ہو واسطے اس کے اولاد واسطے اسی کے ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ کارساز

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ

ہرگز انکار نہ کرے گا مسیح اس سے کہ ہو بندہ واسطے اللہ کے اور نہ فرشتے

نہ ہوگا لہٰذا مثال اور نمونہ کے طور پر علامہ مودودی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بلند کرلئے جانے کی وضاحت پر چند اُصولی جملے سن لیں ارشاد ہے کہ:

" رہا یہ سوال کہ اٹھالینے کی کیفیت کیا تھی ؟ تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرّہ زمین سے اٹھاکر آسمانوں پر کہیں لے گیا، اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی ۔ اس لئے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۲۰، حوالہ ۱۹۵)

الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ

مقرب اور جو کوئی انکار کرے گا بندگی اس کی سے اور تکبر کرے گا

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پس اکٹھا کرے گا ان کو طرف اپنی سب کو پس رہے وہ لوگ جو کہ ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدُهُمْ

اور کام کئے اچھے پس پورا دے گا ان کو ثواب ان کا اور زیادہ دے گا ان کو

مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ

فضل اپنے سے اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کیا پس عذاب کرے گا ان کو

عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۬ وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا

عذاب درد دینے والا اور نہ پاویں گے واسطے اپنے سوائے اللہ کے دوست اور نہ

نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

مددگار اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے اور

اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

اتاری ہم نے طرف تمہاری روشنی ظاہر پس جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے

وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ

اور محکم پکڑا اس کو پس البتہ داخل کریگا ان کو بیچ رحمت کے اپنی طرف سے

وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ؕ

اور فضل کے اور دکھاوے گا ان کو طرف اپنی راہ سیدھی

اور جو کوئی بھی اللہ کی بندگی سے ہچکچائے اور تکبر کرے گا تو جلد ہی ساری مخلوق کو اللہ اپنے حضور میں حاضر کرے گا۔ (۱۷۳) چنانچہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہوں گے اور اصلاحی اعمال کے پابند رہے ہوں گے ان کو اللہ ان کے اعمال کا پورا پورا اجر تو الگ سے دے گا اور اپنے فضل سے انہیں الگ نوازے گا۔ اس کے بعد وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی عبادت میں پس و پیش کیا ہو گا اور تکبر سے کام لیا ہو گا انہیں درد ناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ان لوگوں کو اللہ کے علاوہ نہ کوئی آقا و سرپرست ملے گا نہ کوئی مددگار ہی ہاتھ آئے گا۔ (۱۷۴) اے لوگو بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلیل اور برہان پہنچ گئی اور ہم نے تمہاری طرف نورؐ مجسم کو اُتار دیا ہے۔ (۱۷۵) اب جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئیں اور اللہ کے نظامؐ عصمت سے وابستہ ہو جائیں ان کو اللہ اپنے فضل و رحمتؐ کے آغوش میں جگہ دے گا اور انہیں صراطؐ مستقیم کی طرف راہنمائی کرے گا۔

مطلب واضح ہے کہ قرآن نامکمل کتاب ہے اور عیسیٰؑ کی موت وحیات پر اس سے کوئی حکم اور فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا۔ رہ گئے علامہ کے باقی دلائل، وہ قیاس و ظن و اجتہاد ہوں گے اور قیاس، ظن و اجتہاد کی مرزا کو بھی اجازت دینا پڑے گی چنانچہ تم یہ کہتے رہو کہ عیسیٰؑ زندہ ہیں اور وہ یہ کہتے رہیں کہ عیسیٰؑ مرگئے۔ کام چلتا رہے کفر بٹتا رہے روزگار جاری رہے۔ یہ ہی کہا تھا رسولؐ اللہ نے یا رب میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کر دیا ہے (۳۰ / ۲۵) حالانکہ قرآن نے کہا کہ۔

”اللہ نے اس عیسیٰؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا تھا جسے دشمنان دین قتل کرنے یا سولی دینے کا انتظام کر چکے تھے“ اگر علامہ اینڈ کمپنی کا قرآن کے الفاظ پر ایمان ہوتا تو سمجھ میں آتا کہ نہ تو صرف روح کو قتل اور سولی سے مارا جاتا ہے۔ نہ صرف جسم کو سولی دی جاتی ہے اور قتل کیا جاتا ہے۔ لہٰذا عیسیٰؑ کو نہ قتل کیا جاسکا نہ سولی آ سکی وہ زندہ سلامت اللہ کی تحویل میں چلے گئے۔ جسم اور روح کا مجتہدانہ نکتہ شیطان کی تحویل میں گیا اور جب تک تمام اہل کتاب، یہود و نصاریٰ اور تمام اقوام عالم اور علامہ مودودی اینڈ کمپنی حضرت عیسیٰؑ کی حیات پر ایمان نہ لے آئیں حضرت عیسیٰؑ برابر زندہ رہیں گے اور قیامت میں اپنی موت

(١٧٦) یہ لوگ تجھ سے کلالہ کے متعلق فتویٰ مانگتے ہیں ان سے کہو کہ اللہ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس کے نہ تو اولاد ہو نہ ماں باپ ہوں اور صرف بہن ہی ہو تو اس بہن کے لئے مرنے والے کے ترکے کا آدھا حصہ ہے اور اگر وہ بہن بے اولاد اور بے ماں باپ کے مرجائے تو اس کا بھائی وارث ہو گا اور اگر میت کی وارث دو بہنیں ہوں تو ان دونوں بہنوں کو میت کے ترکے میں سے دو تہائی (٣ / ٢)حصہ ملے گا اور اگر کئی ایک بھائی اور بہنیں ہوں تو عورتوں کا اکہرا اور مردوں کا دوہرا حصہ دینا ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے یہ احکام و فتاویٰ اس لئے بیان کررہا ہے کہ تم لوگ بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ تو ہر چیز کا علم رکھتا ہے ۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ

فتویٰ پوچھتے ہیں تجھ سے کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو بیچ کلالہ کے اگر کوئی مرد ہلاک ہو جاوے

لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ

نہیں ہو واسطے اس کے اولاد اور نہ باپ اور واسطے اس کے ہو ایک بہن پس واسطے اس کے ہے

مَا تَرَكَ ۚ وَ هُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ

آدھا اس چیز کا کہ چھوڑ گیا اور وہ وارث ہوتا ہے اس کا اگر نہ ہو واسطے اس کے اولاد

فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ

پس اگر ہوں دو بہنیں پس واسطے ان دونوں کے دو تہائی اس چیز سے کہ چھوڑ گیا

وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

اور اگر ہوں وہ وارث جماعت مرد اور عورتیں پس واسطے مرد کے برابر حصے دو عورتوں کے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾ ع ٢٤

بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے ایسا نہ ہو کہ گمراہ ہوجاؤ اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے

سے پہلے پہلے تمام یہود و نصاریٰ پر شہادت دیں گے ۔ اس کے بعد کہیں ان کی موت کی بات کی جاسکتی ہے ۔ اس سے پہلے نہیں ۔ روح اور جسم کی ایسی ہی مجتہدانہ بحث آنحضرتؐ کی معراج کے معاملہ پر نکالی گئی تھی ۔ چنانچہ کچھ لوگ آج تک یہ کہتے اور لکھتے چلے آئے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خواب میں یا محض روحانی طریقے پر معراج پر گئے تھے جسم یہیں زمین پر رہا تھا۔ ایسی تمام بکواس اس لئے کی گئی ہے کہ اس قوم اور قومی علما نے قرآن کے الفاظ کے وہ معنی اختیار نہ کئے جو عربی قواعد سے لازم تھے ۔ ہر لفظ کے کئی کئی معنی کرکے قرآن کے الفاظ کا اعتبار و استقلال تباہ کر دیا گیا ۔

ایک مثال دیکھئے جس میں علامہ قرآن کی آیات کو فقرہ کہہ کر بات شروع کرتے ہیں " اس فقرے کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں اور الفاظ میں دونوں معنی کا یکساں احتمال ہے " اور "دونوں معنی متعدد صحابہ ، تابعین اور اکابر مفسرین سے منقول ہیں اور صحیح مراد صرف اللہ ہی کے علم میں ہے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۲۱۔۴۲۲ آیت (١٥٩ / ۴) پر وضاحت)

یہاں علامہ نے دکھایا کہ آیت سے کوئی صحیح بات معلوم نہیں ہوسکتی دو مختلف و متضاد معنی کرنا جائز ہے چنانچہ صحابہ اور ان کی اولاد اور بڑے بڑے مفسرین دونوں متضاد معنی کرتے رہے بتائیے کہ قرآن کی کیا پوزیشن رہی ؟

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃَ مَدَنِیَّۃٌ وَّ ھِیَ مِاَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَسِتَّۃَ عَشَرَ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے — شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو پورا کرو ساتھ عہدوں کے حلال کئے گئے

لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ

واسطے تمہارے چارپائے چگنے والے مگر جو پڑھی جاتی ہیں اوپر تمہارے نہ

مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ

حلال جاننے والے شکار کو اور تم احرام باندھے ہو تحقیق اللہ حکم کرتا ہے

مَا یُرِیْدُ ۝ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ

جو چاہتا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرونشانیوں

(۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اپنے وعدوں معاہدوں اور حلفوں اور قسموں کو پورا کیا کرو ۔تمہارے لئے وہ تمام چوپائے حلال ہیں سوائے ان کے جو آیات میں پڑھ کر تمہیں سنائے جارہے ہیں لیکن احرام کی حالت میں حلال جانوروں کا شکار کرنا بھی حرام ہے۔ یقیناً اللہ نے جو تمہاری فلاح و بہبود اور لا محدود ترقی کا ارادہ کر رکھا ہے اسی ارادہ کے مطابق (٦ / ٥) احکام و ہدایات جاری کرتا ہے (۲) اے ایماندار کہلانے والے لوگو تم اللہ کی طرف سے قائم کردہ شعار یعنی دینی

(۱)آیت (۱ / ۵) معاہدہ کی پابندی غیر مشروط طورپرواجب اور قابل مواخذہ ہے ۔

اسلامی نظام کی امن پسندی اور تمام نوع انسان کی آزادانہ ترقی کا انتظام برقرار رکھنا ایسی دو بنیادی باتیں ہیں کہ ان پر ہر حال میں عمل کرنا واجب ہے گھریلو معاہدوں سے لے کر بین الاقوامی معاہدوں تک کہیں بھی معاہدہ شکنی کی اجازت نہیں ۔ حتّٰی کہ جس غیر مسلم قوم و ملک سے معاہدہ ہو اگر ہمارے دشمن اس قوم یا ملک میں پناہ لے لیں تو ہمیں اجازت نہیں کہ ان دشمنوں یا اس قوم کے ساتھ کوئی زیادتی کریں یا انتقامی کاروائی کریں ۔ (نساء ۹۰ / ۴) اور ہر صلح جو اور امن پسند قوم کی طرف امن و صلح کا ہاتھ بڑھانا واجب ہے (نساء ۹۴-۹۰ / ۴) غلطی سے بھی اگر کوئی شخص قتل ہو جائے تو اس کا نقصان پورا کرنا واجب ہے (نساء ۹۲ / ۴ وغیرہ) نکاح بھی عقد نکاح کہلاتا ہے اس کی ہر شرط فریقین پر واجب ہے۔ تجارت کے معاہدے حلف اور قسم کی پابندی کرنا واجب ہے سوچئے کہ اگر ان چیزوں کی پابندی کی گئی ہوتی تو آج ساری دنیا مسلمان اور معراجِ ترقی پر نہ ہوتی ؟ اور کیا ان اور ایسی اُمت سے کوئی قوم دشمنی کا سلوک کر سکتی تھی ؟

(۱ ۔ الف) کسی شخص یا قوم سے دشمنی کے باوجود ظلم وزیادتی اسلام میں حرام ہے ۔

جب کہ قرآن نے قریش ایسی دشمن دین قوم کی زیادتیوں کے بعد بھی زیادتی سے منع کیا تھا تمام دنیا کی اقوام سے ہر نیک کام میں فلاح انسانیت کے ہر شعبہ اور ادارے سے تعاون کا حکم دیا تھا کسی مذہب وملت اور رنگ ونسل کی شرط نہ لگائی تھی مگر جو لوگ قرآن کے وارث بنے ان کے اختیار کردہ اسلام میں ہر اس شخص کا خون ، مال اولاد اور عزت حلال تھی جو ان سے اختلاف رائے رکھتا ہو

رسومات و علامات کی بے حرمتی نہ کیا کرو جیسا کہ قابل احترام مہینوں میں سے کسی کی بے حرمتی کرنا بے دینی ہے قربانی کے جانوروں کی توہین نہ کیا کرو نہ ان جانوروں کی توہین کرو جن کی گردنوں میں نذرو منت کے پٹے پڑے دیکھو۔ نہ ان لوگوں سے تعارض اور جھگڑا کرو جو فضل و رضائے خداوندی کے حصول کے لئے خانہ کعبہ کے قصد سے جا رہے ہوں اور جب تم پر احرام کی حالت ختم ہو جائے تو پھر تم جانوروں کا شکار کر سکتے ہو اور دیکھو کہ کسی قوم کی کدورت تمہیں اس کے ساتھ ناجائز سلوک یا جرم پر نہ ابھار دے کہ لگو زیادتیاں کرنے اس قوم پر بھی زیادتی نہ کرو جس نے تمہیں خانہ کعبہ کے حج سے روک دیا تھا ۔ اور نیکیوں اور ذمہ داریوں میں سب کے ساتھ غیر مشروط تعاون کرتے رہو لیکن بری چیزوں اور گناہوں میں اور زیادتیوں میں کسی سے تعاون نہ کرنا اور ہر کام اللہ کے سامنے ذمہ داری کے ساتھ کرنا یقیناً اللہ سخت تعاقب کرنے والا ہے (۳) تمہارے لئے یہ چیزیں حرام کی جا رہی ہیں ہر قسم کا خود مرا ہوا جانور ، خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا ہو اور جسے گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو یا چوٹ کھا کر یا گر کر مر گیا ہو یا ٹکرا کر مرا ہو یا جسے کسی بھیڑیے درندے نے پھاڑ ڈالا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پاکر ذبح کر لیا ہو اور وہ جو مشرکوں کے لیڈروں کی نذر کے لئے ان کی قبروں یا آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو حرام ہیں ۔

اللّٰہِ وَ لَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْھَدْیَ وَ لَا

اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ اس جانور کو کہ نیاز کعبہ کی ہو اور نہ

الْقَلَآئِدَ وَ لَآ آٰمِّیْنَ

جن کے گلے میں پٹے ڈال کر لے جاویں کعبہ کو اور نہ قصد کرنے والوں

الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رِضْوَانًا ط

گھر حرمت والے کو کہ چاہتے ہیں فضل پروردگار اپنے سے اور رضامندی

وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ط وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ

اور جب حلال ہو تم پس شکار کرو تم اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی

اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا

وقف لازم

اس واسطے کہ بند کیا تم کو مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکل جاؤ اور مدد گاری کرو

عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ص وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ص

اوپر بھلائی کے اور پرہیز گاری کے اور مت مدد کرو اوپر گناہ کے اور تعدی کے

وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ

الربع

اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے حرام کیا گیا اوپر تمہارے

الْمَیْتَۃُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ

مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اس کے

وَ الْمُنْخَنِقَۃُ وَ الْمَوْقُوْذَۃُ وَ الْمُتَرَدِّیَۃُ وَ النَّطِیْحَۃُ وَ مَآ اَکَلَ

اور گلا گھونٹی اور لاٹھی ماری اور اوپر سے گر پڑی اور سینگ ماری اور جو کھا گیا ہو

السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ قف وَ مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ

درندہ مگر جو ذبح کر لو تم ان میں سے اور جو ذبح کی جاوے اوپر تھانوں کے

خواہ وہ غیر مسلم ہو یا نمازی پرہیز گار مسلمان ہو اور خواہ وہ خاندان رسولؐ اور خود حسینؑ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ آج چاروں طرف دنیا میں صدائے واویلا اور ہائے حسینؑ کیوں بلند ہے ؟ یہ ہر محرم میں ساری دنیا کیوں سوگ اور ماتم و عزاداری میں مصروف ہو جاتی ہے؟ اس لئے کہ خاندان رسولؐ کی صلح کی درخواست بھی رد کر دی گئی ۔ آب و دانہ بند کر دیا گیا اور تین سو کے قریب صحابہ اور تابعین علیہم السلام کو مع امام حسین علیہ السلام کے قتل کر دیا گیا۔ چھ ماہ کے شیر خوار پر بھی رحم نہ کیا گیا رسولؐ کی اولاد کا بچہ بچہ تہہ تیغ کر دینے کے بعد رسولؐ زادیوں کو گرفتار کیا گیا ایک سال قید میں رکھا گیا اور پھر صدیوں تک اولاد رسولؐ کو لوٹنا قتل کرنا جاری رکھا گیا۔ یہ تھا وہ اسلام جس کے لیڈروں نے قرآن کی اس آیت (۱ / ۵) پر یوں عمل کیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

وَ اَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ ؕ ذٰلِکُمۡ فِسۡقٌ ؕ اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ

اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے یہ فسق ہے آج کے دن ناامید ہوئے

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡہُمۡ وَ اخۡشَوۡنِ ؕ

وہ لوگ کہ کافر ہوئے دین تمہارے سے پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ

آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی میں نے

عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ فَمَنِ

اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین پس جو کوئی

اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَۃٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ

بے بس ہوا بیچ بھوک کے نہ جھکنے والا طرف گناہ کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا

رَّحِیۡمٌ ﴿۳﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَا ذَاۤ اُحِلَّ لَہُمۡ ؕ قُلۡ

مہربان ہے پوچھتے ہیں تجھ سے کیا حلال کیا گیا ہے واسطے ان کے کہہ کہ

اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمۡتُمۡ مِّنَ الۡجَوَارِحِ

حلال کی گئی ہیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور جو سکھلاؤ تم زخم دینے والوں کو

مُکَلِّبِیۡنَ تُعَلِّمُوۡنَہُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ ۫

شکار کرنے والوں کو سکھلاتے ہو تم ان کو اس چیز سے کہ سکھلایا ہے تم کو اللہ نے

فَکُلُوۡا مِمَّاۤ اَمۡسَکۡنَ عَلَیۡکُمۡ وَ اذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ

پس کھاؤ اس چیز سے کہ پکڑ رکھیں اوپر تمہارے اور یاد کرو نام اللہ کا

عَلَیۡہِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴﴾ اَلۡیَوۡمَ

اوپر اس کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ جلد حساب لینے والا ہے آج کے دن

اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِیۡنَ

حلال کی گئیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا کہ

اور یہ بھی حرام ہے کہ تم کسی قسم کی قرعہ اندازی سے مستقبل کے لئے اپنی قسمت اور فیصلہ معلوم کر و وہ سب کچھ تمہارے لئے قانون خداوندی سے انحراف یا فسق ہو گا آج وہ دن ہے جس دن کہ حق پوشی کرنے والے لوگ تمہیں تمہارے دین سے ہٹانے اور تمہارے دین پر عمل کرنے سے مایوس ہوگئے چنانچہ اب تم ان کے سامنے عاجزی نہ دکھاؤ بلکہ میرے سامنے عاجز رہو اس لئے کہ آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی سب سے بڑی نعمت تمہیں سونپ دی ہے اور اس نعمت کو شامل کرنے پر تمہارے دین اسلام سے راضی ہوگیا ہوں ۔چنانچہ اب اگر کوئی شخص اسلام کو اس نعمت سے خالی رکھنے پر مجبور کر دیا جاوے حالانکہ وہ شخص اس خلا کو ناپسند کرتا تھا اور اس کا اپنا میلان اس گناہ کی طرف نہ تھا تو یقیناً اللہ ایسے اشخاص کو بخشنے اور ان پر رحم کرنے والا ہے (۴) تم سے یہ سوال پھر بھی کیا جا رہا ہے کہ ان لوگوں کے لئے درندوں کے سلسلے میں حرام و حلال پر کچھ اور بتایا جائے کہہ دو کہ تمام پسندیدہ چیزیں حلال ہیں اور جو کتے یا شکاری جانور تم نے اللہ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق سکھا رکھے ہیں اگر وہ شکار کو تمہارے لئے پکڑ کر روکے رکھیں تو اس پر قاعدے کے مطابق اللہ کا نام لو اور ذبح کرکے کھا سکتے ہو اور اللہ کی خاطر پارسائی اختیار کرو یقیناً اللہ مواخذہ اور حساب کرنے میں بہت تیز رفتار ہے (۵) آج ہی کے دن سے تمہارے لئے وہ تمام کھانے بھی حلال ہیں جو

(۲) آیات (۵-۲ / ۵) میں مادی اور روحانی حرام وحلال اور محترم چیزوں کے ساتھ تکمیل دین ۔

کھانے پینے کی حرام وحلال چیزوں کی تفصیلات روز اوّل سے الہامی کتابوں میں آتی اور اُمتوں کی فطرت ثانیہ بنتی رہیں۔ ان کا ازسرنو قرآن میں ذکر اس لئے ہوا کہ مجتہدین نے احکام خداوندی میں بہت سی تبدیلیاں کرلی تھیں ۔ ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی یہ اتنی مشہور چیزیں تھیں کہ بے دین لوگ بھی ان کو جانتے اوران سے بچتے تھے ۔ ان آیات میں جو چیز خاص

أُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ

دیئے گئے ہیں کتاب حلال ہے واسطے تمہارے اور تمہارا کھانا حلال ہے

لَّهُمْ ۫ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ

واسطے ان کے اور پاکدامنیں مسلمانوں میں سے اور پاکدامنیں ان لوگوں میں سے کہ

أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے جب دو تم ان کو مہر ان کے

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ

نکاح میں لانے والے نہ بدکاری کرنے والے اور نہ پکڑنے والے چھپے آشنا

وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫

اور جو کوئی کفر کرے ساتھ ایمان کے پس تحقیق کھوئے گئے عمل اس کے

پاک و پاکیزہ اور اہل کتاب کے یہاں تیار ہوئے ہوں اور تمہارے کھانے ان کے لئے حلال ہیں اور اسلام کی مومن عورتوں میں سے وہ عورتیں جو جنسی تعلق میں پابندی پر قائم رہتی ہوں اور ان لوگوں کی جنسی تعلق کی پابند عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی حلال ہیں بشرطیکہ تم عورتوں کو اس پابندی کے مطابق مقرر اجرت ادا کردو اور خود بھی جنسی تعلق میں پابند رہو نہ کہ جنسی بے راہ روی کے لئے نکاح کرو جو حرام ہے ۔ اور نہ ہی پوشیدہ طور پر جنسی تعلقات کے لئے یارانہ کرو اور جو شخص مجسمؐ ایمان کی پوزیشن کو چھپائے اور خود ہی فیصلے کرتا رہے

طور پر نوٹ کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کی قائم کردہ تمام رسومات کو اور ان کی نقل وحرکت کی یادگاروں کو اللہ نے برقرار رکھنا لازم وواجب قرار دیا ہے اور انہیں حرام کہنے والوں سے کہاہے کہ وہ تمام چیزیں اللہ کے شعار ہیں ان کا احترام واجب اور خلاف ورزی حرام ہے ۔یہاں تک کہ نذرومنت کے پٹوں تک کے احترام کا تذکرہ فرما دیاہے ۔ لہٰذا ان آیات سے ہر وہ چیز واجب الاحترام ہے جس سے انبیاؑ و آئمہؑ معصومین علیہم السلام کی یاد تازہ ہو جو عبادتِ خداوندی میں معاون ہو اور گناہوں سے دور رکھے ۔ یہ علم ، یہ تعزیے یہ تابوت وغیرہ تمام شعائر اللہ ہیں اور ان کی تعظیم واجب ہے اس طرح جس طرح ملکی پرچموں کو تمام اقوام سلام کرتی اور کھڑے ہوکر تعظیم بجالاتی ہیں ۔ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب وہ جلوس عزاداری دیکھیں تو علم وتعزیہ و تابوت و ذوالجناح کی تعظیم کریں نواسۂ رسولؐ کو اور ان کے کفر شکن اقدامات کو یادکریں اور عہد کریں کہ اس قسم کے اسلام کو ہرگز رائج نہ رہنے دیں گے جس میں خاندان رسولؐ کو تہہ تیغ کرنا جائز تھا۔ اس کے بعد خاص بات یہ ہے کہ ان آیات (۳ / ۵) میں دین کو اس طرح مکمل کیا گیا ہے کہ اللہ نے اپنی ایک نعمت (نِعۡمَتِیۡ) کو اسلام کے ساتھ شامل کرکے قریشی لیڈروں کے خودساختہ اسلام سے ممتاز وممیزّ کردیا ہے ۔یہاں ایک ہی نعمت کہنا یہ بتاتاہے کہ وہ نعمت اللہ کی تمام نعمتوں سے بزرگ تر نعمت تھی ۔ ورنہ اسلام خود ایک نعمت ہے اور اس کی نعمتیں لامحدودو لاتعداد ہیں ۔ چنانچہ اس کے بعد اس محترم ومعظم نعمت کو اسلام سے الگ کرکے دینداری کو اسی صورت میں قابل بخشش بتایا جب کہ ویسے اس نعمت کو جدا نہ کیاجائے ، جان بوجھ کر اسے چھوڑا نہ جائے البتہ جبروظلم وستم جیساکہ ہوتے رہے ان سے بچنے کے لئے بظاہر اس نعمت سے علیحدگی کی اجازت دی ہے ۔ مُلّا ذہنیت کو یہاں حرام کی کھانے کی اجازت ملنا سوجھا ہے۔ مبارک ہو، مگر قرآن کے الفاظ اور ان کے بنیادی اور حقیقی معنی اور عربی قواعد ولغات ہمارے ساتھ ہیں ۔ مَخْمَصَةٍ کے معنی ہرگز بھوک یا بھوکا نہیں ہیں اس کے معنی کھوکھلا پن ہیں ۔ اور چونکہ پیٹ میں بھی خلا ہوتی ہے اس لئے بھوکے لوگوں نے اس کے معنی کھانا پینا کرلئے جو فطری تقاضا تھا ورنہ پاؤں کا تلوا جو زمین پر نہیں ٹکتا اسے بھی اخمص کہتے ہیں بہرحال ہمارے اختیار کردہ معانی قرآن وحدیث والفاظ کی روسے سوفیصد صحیح ہیں ۔ ان کو ان کے تعصب میں سورۂ بقرہ کی آیت (۱۷۳ / ۲) سے تقویت ملی ہے ۔ لیکن اگلی آیت (۱۷۴ / ۲) میں ان کو حقائق قرآن کو چھپانے اور فتویٰ فروشی کا مجرم بتایا ہے ۔ بہرحال یہاں اسلام اسی صورت میں رضامندیِ خداوندی عطاکرتاہے جب کہ نعمت مذکورہ کو نہ چھپایاجائے نہ اسلام سے الگ کیاجائے اوروہ نعمت ہے وہ نظام عصمتؑ جس کے اوّلین فرد جناب علیؑ مرتضیٰ ہیں جو مجسم نور وصراط مستقیم

اس کے تمام اقسام کے اعمال برباد ہو جائیں گے اور قیامت کے روز وہ گھاٹا اٹھانے والا رہے گا (٦) اے مومنین جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تمہیں اس طرح وضو کئے ہوئے ہونا چاہئے کہ تم اپنے چہروں کو دھو لو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو اور مسح کر لو اپنے سروں کا اور دونوں پاؤں کا ٹخنوں تک اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہوجاؤ۔اور اگر تم بیمار ہو یا حالتِ سفر میں ہو یا تم رفع حاجت سے پلٹے ہو اور تم نے جنسی تعلق کیا ہو اور ان تمام صورتوں میں تمہیں نہانے اور وضو کیلئے پانی نہ ملے تو پھر تمہیں چاہئے کہ تم پاکیزہ مٹی کو طہارت کا ذریعہ بناؤ اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر لو اللہ کے ارادہ میں تمہارے لئے دقتیں اور مشکلات پیدا کرنا نہیں ہے (٢ / ٥) ولیکن اللہ نے یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ تمہیں

ع ٥

وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور وہ بیچ آخرت کے ٹوٹا پانے والوں میں سے ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو

اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ

جب کھڑے ہو تم واسطے نماز کے پس دھوؤ مونہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو

اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ

کہنیوں تک اور مسح کرو سروں اپنوں کو اور دھوؤ پاؤں اپنوں کو دونوں ٹخنوں تک

وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ

اور اگر ہو تم ناپاک پس نہالو اور اگر ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے

اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا

یا آوے کوئی تم میں سے مکان ضرور سے یا صحبت کرو تم عورتوں سے پس نہ پاؤ تم

مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ

پانی پس قصد کرو تم مٹی پاک کا پس ملو مونہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو

مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ

اس سے نہیں ارادہ کرتا اللہ تو کہ کرے اوپر تمہارے کچھ تنگی ولیکن

وآیت ونعمت کبریٰ ہیں اور اسلام و قرآن سے اسی وقت فائدہ پہنچے گا جب کہ اسلامی سربراہی معصومینؑ کے ہاتھوں میں ہو ورنہ دیگر اقوام عالم میں اور اُمت مسلمہ میں کوئی فرق نہ رہنا طے تھا۔ چنانچہ تاریخ سے ایک بھی ایسی بات نہیں بتائی جاسکتی جو بعد وفات رسولؐ مسلمانوں کے لئے خاص ہو اور دوسری کسی قوم کو حاصل نہ ہوئی ہو۔ ا۔ حکومت ٢۔ غلبہ۔ ٣۔ دولت یہ تمام اقوام کو ملتا اور چھنتا رہا اور آخر آج جو حال ہے وہ تمام اقوام عالم سے بدتر و ذلیل تر ہے کافروں اور بے دینوں کے سامنے محتاج وبھکاری اور رہین منت ہیں اور یہ اللہ کا وہی عذاب ہے جو ذلت وخواری اور بے بسی ولاچاری کی صورت میں بنی اسرائیل پر آیا تھا (بقرہ٦١ / ٢) اس لئے کہ بقول بخاری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اُمت کے علما کی کثرت نے اُمت کی کثرت کو بنی اسرائیل ومجوس کی سوفیصد پیروی پر لگائے رکھا اور عذاب وسیلاب وطوفان سوائے انبیاؑ کے دوچار سو نیک لوگوں کو محفوظ نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ وہ دوچار سو لوگ خود کو نظام باطل سے ٹکرانے اور شہادت کے لئے پیش نہیں کرتے لہٰذا وہ بھی ذلت ورسوائی اور تباہی میں شریک رکھے جاتے ہیں اس آیت (٣ / ٥) کے ساتھ واقعہ خم غدیر وابستہ ہے ۔ اعلان امامت وآقایت ومولایت پر اسلامی ریکارڈ شاہد ہے فضا میں الفاظ بخٍ بخٍ لک یاعلی ابن ابیطالب علیہ السلام ابھی تک گونج رہے ہیں اور اس کے بعد آنحضرتؐ صرف تین ماہ زندہ رہ کر عالم نور میں تبدیل ہوگئے تھے ۔ اسلام میں اس دن کو یوم عید منایا جاتا رہا ہے اور جو لوگ اسلام کی حقیقت سے مایوس ہوئے تھے انہوں نے اس دن کی اہمیت کو کم کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایاہے لیکن متعلقہ حدیثوں کا منہ آج تک کھلاہے کتابیں بھری پڑی ہیں ۔

(٣) اہل کتاب کا طعام اور مستورات کا حلال ہونا اور شکاری جانوروں سے شکار کرنا۔

آج کل اہل کتاب میں یہودی اور رومن کیتھولک اس قابل ہیں کہ پاک وپاکیزہ کی شرط کے ساتھ ان کے یہاں کا کھانا کھالیا جائے۔

يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
ارادہ کرتا ہے تو کہ پاک کرے تم کو اور تو کہ پوری کرے نعمت اپنی اوپر تمہارے
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ
تو کہ تم شکر کرو اور یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے اور عہد اس کا
الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۡ
جو قول لیا ہے تم سے ساتھ اس کے جب کہا تم نے سنا ہم نے اور مانا ہم نے
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ جاننے والا ہے سینوں والی بات کو اے لوگو جو
اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ
ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم قائم رہنے والے واسطے اللہ کے شاہدی دینے والے
بِالْقِسْطِ ۡ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا
ساتھ انصاف کے اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اوپر اس بات کے کہ
تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَ اتَّقُوا
نہ عدل کرو عدل کرو وہ بہت نزدیک ہے واسطے پرہیزگاری کے اور ڈرو
اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ
اللہ سے تحقیق اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم وعدہ کیا

ناپاک سے پاک کر کے چھوڑے اور یہ کہ تم پر اپنی سب سے بڑی نعمتؑ کو درجہ تمام تک پہنچائے شاید کہ تم اس نعمت کے لئے شکر گزار بن جاؤ (۷) اور تم برابر میری اس نعمت کا تذکرہ کرتے رہنا (۳ / ۵) اور اللہ کے اس عہد کو نہ بھولنا جو رسوؐل کے ذریعے پختہ کر دیا گیا تھا اور جس پر تم نے اسے ہمیشہ ملحوظ رکھنے اور نظام ولایت کی اطاعت کرنے کا اعلان کیا تھا (بخ بخ) اور اللہ کے روبرو ذمہ دار رہنا ویسے اللہ تو سینوں میں پوشیدہ اسکیموں کا حقیقی عالم ہے (۸) اے مومنین تم دین خداوندی پر گواہی اور تصدیق کے لئے جم کر قائم ہو جاؤ اور قسط وار شہادتیں پیش کرنے کے لئے تیاری کرو اور دیکھو کسی قوم کی طرف سے کدورت تمہیں اس جرم پر نہ ابھارنے پائے کہ تم اس کے یا کسی اور کے ساتھ عدل نہ کرو۔ تم پر واجب ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں اور ہر کسی سے عدل کرو عدل کرنا احساس ذمہ داری کے قریب ترین عمل ہے اور اللہ کے سامنے ذمہ دار بن جاؤ بے شک اللہ تمہارے کردار سے خبردار ہے (۹) اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے

لیکن جن ممالک میں جانوروں کو مشینوں کے ذریعے مارا جاتا ہے ان ممالک میں کسی کے یہاں کا کسی قسم کا گوشت کھانا یا خریدنا حرام ہے خواہ مسلمان ہوں یا یہود وعیسائی ہوں۔ مستورات سے جنسی تعلق کی شرط وہی ہے کہ نسل کا تحفظ وتعین برقرار رہے۔ شکار اگر زندہ نہ ملے اور نہ باقاعدہ ذبح کیا گیا ہو تو اس کا گوشت حرام ہے۔ تیر پر یا بندوق پر یا کتے پر سارا قرآن پڑھ دینے سے بھی وہ جانور حلال نہیں ہو سکتا جو آپ کو زندہ نہ ملے اور تیر نے یا گولی نے یا کتے وغیرہ نے مار دیا ہو۔ اس لئے کہ ذبح کے ساتھ شرط یہ ہے کہ اس کے جسم سے تمام خون شہ رگ کے ذریعہ سے نکل جائے جھٹکے سے بھی موت پہلے واقع ہوتی ہے اور بہت تھوڑا خون نکلتا ہے۔ خون چونکہ حرام ہے وہ مردہ کے اندر رہ جاتا ہے۔ اس لئے گوشت بھی حرام ہے۔

(۴) ایمان کوئی ایسی چیز ہونا چاہئے جس کا رسوؐل کی طرح کفر کیا جاسکے۔ یہ حقیقت نوٹ فرمالیں کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کا لقب "ایمان" ہے اور ان ہی حضرت کو بَرَزَ الْاِيْمَانَ كُلُّهٗ اِلَى الْكُفْرِ كُلِّهٖ (مکمل ومجسم ایمان مکمل اور مجسم کفر کی طرف جنگی چیلنج کے لئے جا رہا ہے") کے فرمان میں مجسمۂ ایمان فرمایا ہے لہٰذا آپؐ کی سربراہی کے ساتھ ساتھ آپ کا کُلِّ ایمان ہونا ثابت ہے۔

(۵) آیت (۸ / ۵) میں نظام عدل وعصمت کی سوفیصد اطاعت واجب ہے۔ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ممکن الخطا انسان باوجود کوشش کے ایسا اور اتنا

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے واسطے ان کے بخشش ہے

وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ

اور ثواب بڑا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو یہ لوگ ہیں

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

رہنے والے دوزخ کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو نعمت اللہ کی

عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ

اوپر اپنے جس وقت قصد کیا ایک جماعت نے یہ کہ دراز کریں طرف تمہاری

اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَ عَلَى اللّٰهِ

ہاتھوں اپنوں کو پس بند کئے ہاتھ ان کے تم سے اور ڈرو اللہ سے اور اوپر اللہ کے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١ؑ وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ

ع ٢ / ٦

پس چاہئے کہ توکل کریں ایمان والے اور البتہ تحقیق لیا اللہ نے عہد بنی

اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَ قَالَ اللّٰهُ

اسرائیل کا اور کھڑے کئے ہم نے ان میں سے بارہ سردار اور کہا اللہ نے

اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ

تحقیق میں ساتھ تمہارے ہوں اگر قائم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکٰوۃ کو اور

اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ

ایمان لاؤ ساتھ پیغمبروں میرے کے اور قوت دو ان کو اور قرض دو تم اللہ کو

جو مومن ہیں اور اصلاحی اعمال کے پابند ہیں کہ ان کو تحفظ اور اجر عظیم دے گا (١٠) اور جن لوگوں نے حقائق کو چھپایا اور اس طرح ہماری آیات کو جھٹلایاہے وہی لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جانے والے صحابہ ہیں (١١) اے مومنین تم اللہ کی اس نعمت کا تذکرہ جاری رکھنا جو تمہاری زندگی کو محفوظ کرنے کے لئے اس وقت بھیجی گئی جب کہ تمہاری دشمن مشہور و معروف قوم (٣٠ / ٢٥) نے تمہیں قتل کرنے کی ہمت کی تھی اور تم پر ہاتھ صاف کرنا چاہا تھا تو اللہ نے ان کو بے دست و پا کردیا تھا اور تم برابر اللہ کا تقویٰ جاری رکھو اور مومنین کو چاہیئے کہ وہ اللہ پر پورا پورا توکل کرتے رہیں ۔ (١٢) اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کا عہد لیا تھا اور ان میں سے بارہ نقیب مبعوث کئے تھے تاکہ وہ ان کی راہنمائی کریں اور ان سے اللہ نے کہا تھا کہ تمہیں میری معیت حاصل رہے گی اگرتم نماز کو قائم رکھتے چلے جاؤ گے اور زکٰوۃ دیتے رہو گے اور میرے رسوؐلوں پر ایمان برقرار رکھوگے اور رسوؐلوں کی تائید کرتے چلے جاؤ گے اور فلاح انسانیت کے لئے راہ خدا میں بہترین قرض دیتے رہو گے تو لازم ہے کہ

عدل بھی نہیں کرسکتا جس کی ضرورت اپنے گھر میں ازواج کے ساتھ پڑتی ہے ۔ (نساء ١٢٩ / ٤) لہٰذا اس آیت (٨ / ٥) میں آئمہ معصومین علیہم السلام کے نظام عدل کی اطاعت واجب کی گئی ہے تاکہ ان کے ہر حکم پر بلا مجتہدانہ قیاس آرائیوں اور موشگافیوں کے سو فیصد اطاعت (نساء ٦٥ / ٤) کی جائے جو درحقیقت سو فیصد عدل وحکمت پر عمل ہو گا ورنہ یہ حکم پورے قرآن کا مخالف ثابت ہوجائے گا ۔ اور ہر وہ مطلب ومفہوم جو قرآن کی کسی آیت کے خلاف ہو باطل و افترا ہوتا ہے ۔

(٦) آیت (١١ / ٥) کی اہمیت پر مودودی صاحب کا تمہیدی بیان اور وضاحت۔

قرآن کریم میں بقول قرآن (زخرف ٤٤،٤٣ / ٤٣) رسولؐ کی قوم کا تذکرہ بھرا پڑاہے اور آپ ہی یہاں تک برابر اس قوم کا حال نئے نئے انداز میں پڑھتے چلے آرہے ہیں ۔ اس بدترین تذکرے کا رخ موڑنے اور اپنی گلوخلاصی کرنے کے لئے تیرہ سوسال سے برابر کہانیاں اور قصے گھڑے جاتے رہے ہیں اور سب سے اچھی تفسیر و تاریخ اسی کو کہا گیاہے جس میں قوم کے چہرہ سے اس کلنک کے ٹیکے کو کم سے کم کر دیا گیا ہو۔ ان حکومتوں نے اپنے اپنے زمانۂ اقتدار میں جو روایات گھڑوائیں اور جو قصے مرتب کرائے

تھے ان کو جس نے قرآن کے ساتھ زیادہ سنوار کر مطابق کیا وہی بڑا علامہ کہلایا۔ لیکن قومی چہرہ یا داغ نہ چھپنا تھا نہ چھپا۔ یہ وجہ ہے کہ آج تک برابر تاریخ پر تاریخ اور تفسیر پر تفسیر لکھی جاتی رہی ہے اور ہر پچھلی تفسیر اور تاریخ میں قومی چہرہ جھانکتا نظر آتا رہاہے اور ہر دفعہ اس عیب دار چہرے کو نیا میک اپ دینے کی کوشش جاری رہی ہے اور اس طرح کی تفاسیر پر ان ہی کے ایک عالم نے یہ ریمارک دیاہے کہ :

"ان تفاسیر میں تفسیر القرآن کے علاوہ ہر چیز ہے" (کُلّ شَیءٍ فی التفاسیر اِلّا التفسیر) اس سلسلے کی آخری یا اس صدی کی تفسیر علامہ مودودی نے تفہیم القرآن کے نام سے چھ ضخیم جلدوں اور (۴۱۹۹) صفحات میں پیش کی ہے جس میں سابقہ تمام مفسرین کو مات کردیا ہے اور قرآن کو شان نزول اور دیگر گھریلو روایات پر بڑے شاندار طریقے سے فٹ کیا ہے۔ قاری کو یقین ہو جاتاہے کہ علامہ وہی کچھ فرما رہے ہیں جو اللہ نے کہا ہے اور ہم نے بھی اسی تفسیر کو مذکورہ قوم کے خلاف پیش کرنے کا ارادہ کیاہے تاکہ سب سے بڑا فراڈ الٹ کر حق پر گواہی دے چنانچہ علامہ کی ایک کہانی سنیئے جو بارہ یا چودہ قریشی لیڈروں کی سازش قتل رسولؐ پر پردہ ڈالنے کے لئے گھڑی گئی تھی۔ فرماتے ہیں کہ :

" اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جسے حضرت عبداللہ ابن عباس نے روایت کیاہے کہ یہودیوں میں سے ایک گروہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاص خاص صحابہ کو کھانے کی دعوت پر بلایا تھا اور خفیہ طور پر یہ سازش کہ اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس طرح اسلام کی جان نکال دیں گے لیکن عین وقت پر اللہ کے فضل سے نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سازش کا حال معلوم ہو گیا اور آپ دعوت پر تشریف نہ لے گئے۔

(٦۔ الف) علامہ کی کہانی میں قوم رسولؐ کا آئندہ پروگرام اور اللہ کی ہدایات۔ چونکہ یہاں سے خطاب کا رخ بنی اسرائیل کی طرف پھر رہا ہے اس لئے تمہید کے طور پر اس واقعہ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ یہاں سے جو تقریر (یعنی آیات۔احسن) شروع ہو رہی ہے اس کے دو مقصد ہیں پہلا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس روش پر چلنے سے روکا جائے جس پر ان کے پیش رو اور اہل کتاب چل رہے تھے۔ چنانچہ انہیں بتایا جا رہاہے کہ جس طرح آج تم سے عہد لیا گیا ہے اسی طرح کل یہی عہد بنی اسرائیل سے اور مسیح علیہ السلام کی اُمت سے بھی لیا جاچکا ہے۔ پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح وہ اپنے عہد کو توڑ کر گمراہیوں میں مبتلا ہوئے اسی طرح تم بھی اسے توڑ دو اور گمراہ ہو جاؤ۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ دونوں کو ان غلطیوں پر متنبّہ کیاجائے اور انہیں دین حق کی طرف دعوت دی جائے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۵۰ حاشیہ نمبر ۳۰)

(٦۔ب) آیت (۱۱ / ۵) کا صحیح منشا اور علامہ کے بیان پر مزید غور و فکر ضروری ہے۔

علامہ نے جو قریشی کہانی فٹ کرنا چاہی ہے وہ اس آیت سے میل نہیں کھاتی کہانی میں جو کچھ کہا گیاہے وہ یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کو علم ہوگیا اور آپ دعوت میں نہ گئے۔ اور یوں اس سازش سے بچ گئے یعنی اللہ نے اطلاع دے کر رسولؐ اور صحابہ کو موت یا خطرہ سے بچا لیا تھا۔ مطلب یہ کہ رسولؐ اللہ کو یہودیوں کے ہاتھوں میں پہنچنے سے پہلے ہی بچا لیا۔ مگر آیت کہتی ہے کہ: "اس قوم کے ہاتھوں کو مومنین اور رسولؐ تک پہنچنے سے روک کر بے دست وپا کردیا تھا" (أَن يَبۡسُطُوٓاْ إِلَيۡكُمۡ أَيۡدِيَهُمۡ فَكَفَّ أَيۡدِيَهُمۡ عَنكُمۡ) یعنی اللہ نے ان کی دست درازی کو روکا تھا نہ کہ رسولؐ کو جانے سے روکا تھا) اس کہانی میں دوسرا نقص یہ ہے کہ جس قتل کی سازش سے محفوظ رکھا گیا تھا وہ سازش ایک قوم نے کی تھی نہ کہ چند یہودیوں نے۔ پھر یہودیوں کی سازشوں اور چالوں کو بیان کرنے میں اللہ کھلے الفاظ میں "بنی اسرائیل" یا "اہل کتاب" یا "یہود و نصاریٰ" کہہ دیتا ہے۔ نام تو محض لیڈران قریش کے چھپائے گئے ہیں تاکہ عوام نہ گھبرا جائیں اور قومی لیڈر عوام کو اسلام سے مرتد نہ کرسکیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جنگ تبوک سے واپسی پر یا روانگی کے دوران رات کو ایک ایسی پہاڑی گھاٹی سے گزرنا تھا جو بہت تنگ تھی جس میں سے دو اونٹ بھی برابر نہ گزر سکتے تھے۔ گھاٹی کے دونوں طرف پہاڑ کا ڈھلوان تھا۔ رسولؐ اللہ نے اعلان کردیا تھا کہ آج رات جب تک میں اس گھاٹی سے نہ گزر جاؤں کوئی مسلمان مجھ سے پہلے اس سے پار نہ نکلے۔ اس اعلان کے بعد قومی سطح پر ایک خفیہ میٹنگ میں یہ طے ہوا کہ چند مناسب لوگ گھاٹی کے دونوں طرف بڑے بڑے پتھروں کو اس طرح ترتیب دیں کہ اگر ایک پتھر کو لڑھکا دیا جائے تو وہ دوسروں سے ٹکراتا

میں تمہاری برائیوں کو چھپا دوں اور ضروری ہے کہ میں تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں جن میں ہر لحہ نہریں جاری رہتی ہیں ساتھ ہی تم میں سے جو بھی اس معاہدہ کے بعد حقائق کو چھپائے گا تو وہ یقیناً متوازن راستے سے بھٹک جائے گا (۱۳) چنانچہ ہم نے ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ان پر لعنت کی اور ان کے قلوب کو سخت کردیا انہوں نے کلام خداوندی میں حقیقت کو بدل ڈالنے کے لئے تغیر و تبدل کیا اور جو کچھ انہیں بتایا گیا تھا اس کا کافی حصہ طاق نسیاں پر رکھ کر بے فکر ہو گئے اور کبھی ایسا نہ ہو گا کہ اے رسولؐ تمہیں ان کی خیانتوں کا

قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ

قرض اچھا البتہ دور کروں گا میں تم سے برائیاں تمہاری اور البتہ داخل کروں گا میں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ

تم کو بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں پس جو کوئی کافر ہوا

بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱۲ فَبِمَا

پیچھے اس کے تم میں سے پس تحقیق گمراہ ہوا راہ سیدھی سے پس بسبب

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ

توڑنے ان کے کے عہد اپنے کو لعنت کیا ہم نے ان کو اور کردیا ہم نے دلوں ان کے کو

قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

سخت بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ ان کی سے اور بھول گئے حصہ اس چیز سے کہ

ہوا کئی ایک پتھروں سمیت رسولؐ اللہ کو کچلنے کا کام کریں اگر ایک پتھر سے بچیں تو دوسرا تیسرا باری باری لڑھکاتے چلے جائیں۔ اور یوں رسولؐ سے فارغ ہو کر اپنے منصوبے کے مطابق (آل عمران ۱۵۴ / ۳) حکومت و اقتدار پر قبضہ کرلیا جائے۔ لیکن ان کی بدقسمتی کہ جب رسولؐ اللہ مع جناب حذیفہؓ اور عمار یاسرؓ گھاٹی میں داخل ہوئے تو اللہ نے بجلی کو اس طرح چمکایا کہ دن کی طرح روشنی ہوگئی ۔ وہ لوگ جو ہر پتھر نمبر وار لڑھکانے کے لئے تیار کھڑے تھے گھبرا گئے ۔ بجلی پے درپے چمک رہی تھی وہ لوگ جلدی جلدی پہاڑ کی دوسری طرف اترنے کے لئے اوپر چڑھے ادھر رسولؐ اللہ اور حذیفہ بن الیمان اور عمار یاسر رضی اللہ عنہم نے ان کو دیکھا اور گنا یہ چودہ اشخاص تھے ۔ رسولؐ اللہ نے گھاٹی سے گزر کر دریافت کیا تو دونوں صحابہ نے بتایا کہ ان لوگوں میں فلاں فلاں اشخاص تھے ۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ان کے ناموں کو صیغہ راز میں رکھنا ۔ یہی واقعہ تھا جس کی بنا پر جناب حذیفہ امین کہلاتے رہے اور بڑے بڑے لوگ ان سے یہ پوچھتے رہے کہ کیا تمہیں رسولؐ اللہ نے ہمارا نام بھی ان لوگوں کے زمرہ میں بتایا تھا جنہوں نے عقبہ کی گھاٹی میں حملہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا؟ یہ واقعہ تاریخ میں بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا ہے ۔ یہ تھا وہ قصہ جس میں اللہ نے قریشی قوم کے لیڈروں کو بے دست و پا کر دیا اور جان کے لالے پڑگئے تھے ۔ مگر قریشی سرپرستی میں لکھی جانے والی تفاسیر و تواریخ میں اس واقعہ کے کسی ہیرو کا نام کیوں ہوتا ؟ بہرحال اسلام کے معصومؑ ریکارڈ میں ہرچیز موجود ہے ۔ ہمیں علامہ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے ۔

(٦ ۔ ج) علامہ نے مان لیا کہ عہد رسولؐ میں ایسے مسلمان موجود تھے جن کو عہد شکنی سے منع کیا گیا تھا۔

کہ انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ اللہ نے بنی اسرائیل کی سازشوں اور عہد شکنیوں کی تفصیلات اس مقصد سے بیان کی ہیں کہ عہد رسولؐ کے مسلمانوں کو یہودی قسم کی سازشوں اور منصوبوں سے منع کیا جائے یعنی ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے یہودونصاریٰ کی اتباع کرنا تھی ۔ ان کے قدم بقدم چلنا تھا۔ گویا دوسرے الفاظ میں اللہ یہود ونصاریٰ کا نام لے کر عہد رسولؐ کے مسلمانوں کی اسکیمیں بیان کر دیتا تھا۔ پھر ہم دکھا چکے ہیں کہ رسولؐ اللہ کے بہت سے صحابہ جہنم میں جائیں گے (بخاری) اور یہ کہ وہ صحابہ اور ان کے بعد ان کے جانشین برابر یہودونصاریٰ اور اہل روم و ایران کی قدم بقدم حتّٰی کہ گوہ کے سوراخ میں گھسنے تک کی اتباع و پیروی کریں گے۔ چنانچہ ماشاء اللہ انہوں نے ہی عہد رسولؐ میں قرآن کو مہجور کیا اور اسلام کو کفر سے تبدیل کر لیا تھا۔ یہی قصہ ہے جس سے قرآن بھرا پڑا ہے ۔

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ

نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اس کے اور ہمیش رہے گا تو خبر دار ہوتا اوپر خیانت کے

مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ان سے مگر تھوڑے ان میں سے پس معاف کر ان سے اور در گزر کر تحقیق اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا

دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو اور ان لوگوں سے کہ کہتے ہیں تحقیق ہم

نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا

نصاریٰ ہیں لیا ہم نے قول ان کا پس بھول گئے حصہ اس چیز سے کہ نصیحت دیئے گئے

بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

تھے ساتھ اس کے پس لگا دی ہم نے درمیان ان کے دشمنی اور بغض دن قیامت تک

وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

اور البتہ خبر دار کرے گا ان کو اللہ ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ کرتے اے اہل کتاب

علم نہ ہوتا رہے سوائے چند لوگوں کے جو اُن میں بہتر ہیں لہٰذا اس خیانت کار گروہ کو نظر انداز کر دو اور کوئی اثر نہ لو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۴) اور جن لوگوں نے بڑے یقین سے یہ کہا کہ وہ نصاریٰ ہیں ہم نے ان کا بھی عہد لیا تھا مگر انہوں نے بھی جو ہدایات ملی تھیں ان کا کافی حصہ بھول چوک کے حوالہ کر دیا اور فارغ ہو گئے چنانچہ ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور بُغض پیدا ہونے کے دروازے کھول دیئے جو قیامت تک کھلے رہیں گے اور جلد وہ وقت آنے والا ہے جب اللہ انہیں ان کی ایجادات و اختراعات پر مطلع کرے گا۔ (۱۵) اے اہل کتاب

(۷) آیت (۱۳ / ۵) کلام اللہ میں مسلمان اہل کتاب بھی تحریف کرتے ہیں۔

قارئین ہمیں بتائیں کہ اس عملدرآمد کا کیا نام رکھیں کہ ایک ہی لفظ جب اہل کتاب کے لئے آیا تو اس کے وہ معنی کیوں نہ ہوں گے جو اسی لفظ کے معنی قریشی لیڈروں کے لئے ہوں؟ دیکھئے:

۱۔ فَاَعْفُ عَنْهُمْ ﴿۱۵۹﴾ آل عمران ۱۔ " ان کے قصور معاف کر دو "

۲۔ فَاَعْفُ عَنْهُمْ ﴿۱۳﴾ المائدۃ ۲۔ "انہیں معاف کرو"

قرآن کریم میں اس عملدرآمد کا نام تحریف ہے اور علامہ بھی مانتے ہیں سنئے: "تحریف کا مطلب یہ ہے کہ بات کو اصل معنی ومفہوم سے پھیر کر اپنی خواہش کے مطابق کچھ دوسرے معنی پہنا دینا جو قائل کی منشا کے خلاف ہوں۔ نیز الفاظ میں تغیر و تبدل کرنے کو بھی تحریف کہتے ہیں۔ علمائے بنی اسرائیل نے یہ دونوں طرح کی تحریفیں کلام الٰہی میں کی ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۸۷ حاشیہ نمبر ۸۷) بہر حال زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکلا کہ دونوں آیات میں مجرم لوگ تھے اور دونوں کو بخش دیا گیا۔ یا دونوں کو اصلاح کے لئے نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ یعنی عہد رسولؐ کے یہ مسلمان بہر حال یہود ونصاریٰ کے مانند تھے اور یہی حق ہے۔

(۷۔ الف) آیت (۱۵ / ۵) میں (۱۳ / ۵) کی وضاحت علامہ کے صحیح معنی دیکھ لیں۔

علامہ آیت (۱۵ / ۵) کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ: "یعنی تمہاری بعض چوریاں اور خیانتیں کھول دیتا ہے۔۔۔ اور بعض سے چشم پوشی اختیار کر لیتا ہے" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۵۶ حاشیہ ۳۷) بات صاف ہوگئی کہ الفاظ " معاف، اَعْفُ اور يَعْفُوْا کے معنی، قصوروں اور گناہوں کو بخش دینا" نہیں بلکہ موقعہ دینے کے لئے چشم پوشی، نظر اندازی اور توجہ ہٹا لینا ہیں۔" لہٰذا علامہ نے جن قریشی لیڈروں کی بخشش چاہی تھی (۱۵۹ / ۳) وہ بدقسمت نکلے اور اللہ کے متعلق غلط عقائد کا اعلان کرنے اور (۱۵۴ / ۳) حکومت الٰہیہ میں حصہ مانگنے اور خفیہ منصوبے بنانے اور رسولؐ کو قتل ہو جانے کے لئے میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ جانے اور کفار کی اطاعت کرنے کے گناہان کبیرہ میں ان پر مواخذہ باقی رہا اور وہی لوگ ہیں جن کو حوض کوثر والی حدیث میں بخاری نے جہنمی لکھا ہے اور لوگوں نے ان ہی کے لئے تاریخ وتفسیر کا قتل عام کیا ہے۔ لیکن ہم وہ نقاب اتار کر چھوڑیں گے۔

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا
تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر ہمارا بیان کرتا واسطے تمہارے بہت
مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ۬
اس چیز سے کہ تھے تم چھپاتے کتاب میں سے اور در گزر کرتا ہے بہت سے
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾
تحقیق آئی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرنے والی
يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ
ہدایت کرتا ہے ساتھ اس کے اللہ اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے رضامندی اس کی کی
سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ
راہیں سلامتی کی نکالتا ہے ان کو تاریکیوں سے طرف روشنی کے ساتھ حکم اپنے کے
وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ
اور ہدایت کرتا ہے ان کو طرف راہ سیدھی کے البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ
قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ
جو کہتے ہیں تحقیق اللہ وہی ہے مسیح بیٹا مریم کا کہہ پس کون اختیار رکھتا ہے
مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ
اللہ کے کام میں کچھ اگر چاہے یہ کہ ہلاک کر ڈالے مسیح بیٹے مریم کے کو
وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ
اور ماں اس کی کو اور ان لوگوں کو جو بیچ زمین کے ہیں سارے اور
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ
واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں

بلاشبہ تمہارے پاس ہمارا رسوؐل پہنچ گیا ہے جو تمہاری بہت سی ایسی باتیں اور احکام بیان کر رہا ہے جنہیں تم چھپاتے رہے تھے حالانکہ وہ تمہاری کتاب میں موجود ہیں پھر بھی کافی ایسی باتیں ابھی نہیں کھول رہا ہے جو تم نے چھپا رکھی ہیں اور یہی چیز ثابت کرتی ہے کہ یہ رسوؐل، اللہ کی طرف سے مجسم نور ہے اور یہ کتاب تمام پوشیدہ حقائق کو کھولنے والی ہے (١٦) اور ان دونوں کے ذریعہ سے اللہ ان لوگوں کی ہدایت کر رہا ہے جو اللہ کی خوشنودی کے طالب ہیں انہیں سلامتی کی راہیں دکھا رہا ہے اور انہیں گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر اپنے نورؐ کی طرف اپنی اجازت سے لاتا ہے اور وہؐ ان کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا رہتا ہے (١٧) یقیناً وہ لوگ حقیقت حال کو چھپانے والے بن گئے جن کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تو مسیحؑ ابن مریمؑ ہی ہے ان سے پوچھو کہ بھلا کوئی ایسی ہستی کائنات میں موجود ہے کہ اگر اللہ مسیحؑ ابن مریمؑ کو اور اس کی ماں کو اور ان تمام جانداروں کو جو اس زمین پر موجود ہیں مار ڈالنے کا ارادہ کرے تو وہ اللہ کو روک سکے؟ اور جب کہ آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب پر اللہ کی حکومت ہے اور وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے

(٨) آیت (١٧ / ٥) میں حضرت عیسیٰؑ ہی نہیں بلکہ جناب مریم علیہا السلام بھی زندہ ہیں۔

اس آیت (١٧ / ٥) کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ مردوں کو مارنے کی قدرت رکھتا ہے اور کوئی نہیں جو اللہ کو مردوں کو مارنے سے روک سکے۔ اللہ نے یقیناً یہ فرمایا ہے کہ ساری کائنات کی زندہ مخلوق کو مارنے سے کوئی روکنے والا نہیں ہے لہٰذا اللہ کا یہ کہنا کہ: ''کوئی ہے جو مجھے مسیح ابن مریم کو اور ان کی ماں مریمؑ کو اور ان کے علاوہ اور جتنی مخلوق روئے زمین پر اس وقت زندہ ہے ان سب کو مارنے سے روک سکے؟ واضح ہوا کہ جس طرح اس وقت زمین پر بے حساب زندہ مخلوق تھی اور جس طرح حضرت عیسیٰؑ زندہ تھے بالکل اسی طرح حضرت مریم علیہاالسلام بھی زندہ تھیں۔ ورنہ مردہ عورت کو مارنا ''مرتے کو ماریں شاہ مدار'' والا لطیفہ ہو جائے گا۔

(اور جسے چاہتا ہے موت اور فنا کے سپرد کر دیتا ہے) اور جب کہ اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے؟ (١٨) اور یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہم فرزندانِ خداوندی ہیں اور اسی لئے اس کے محبوب ہیں ان سے کہو کہ اگر ایسا ہے تو بتاؤ کہ تمہیں تمہارے متعلقات پر سزا کیوں دیتا ہے؟ ایسا نہیں ہے تم بھی اللہ کی باقی مخلوق میں سے بشر ہو اور وہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب پراللہ کی حکومت ہے اور اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے (١٩) اے اہل کتاب ہمارا رسُول تمہارے پاس ٹھیک اس وقت پہنچا ہے جب کہ رسولوں کے سلسلے میں کافی خلا پیدا ہوچکا تھا اور یہ رسُول تمہیں دین کی واضح تعلیمات پہنچا رہا ہے تاکہ تمہیں یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ ہمارے پاس تو نہ کوئی بشیر بشارت دینے آیا اور نہ کوئی تنبیہات لیکر پہنچا چنانچہ یہ رسُول حقیقی معنی میں بشیر بھی ہے اور نذیر بھی ہے اور اللہ ہر طرح اس کی مدد کے لئے قدیر بھی ہے(٢٠) اور جب

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَ قَالَتِ

کے ہے پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور کہا

الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ

یہود نے اور نصاریٰ نے ہم بیٹے اللہ کے ہیں اور پیارے ہیں اس کے کہہ پس کیوں

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ

عذاب کرتا ہے تم کو ساتھ گناہوں تمہارے کے بلکہ تم آدمی ہو اس چیز سے کہ

خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ

پیدا کیا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور واسطے اللہ کے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۫ وَ

ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اور

اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا

طرف اسی کی ہے پھر جانا اے اہل کتاب تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر ہمارا

يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا

بیان کرتا ہے واسطے تمہارے پیچھے موقوف ہو جانے پیغمبروں کے ایسا نہ ہو کہ کہو تم

مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ

نہیں آیا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ ڈرانے والا پس تحقیق آیا تمہارے پاس

بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ وَ اِذْ قَالَ

ع ٨ / ٧

خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور جب کہا

(٩) آیات (٢١، ٢٠ / ٥) انبیأ کی اقوام ضروری نہیں کہ ایک ہی نسل کے لوگ ہوں۔

اور چونکہ مشرکین قریش کے لیڈروں اور سرداروں کے فریب کارانہ منصوبے میں ایک فریب یہ بھی تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل میں شمار ہو جائیں حالانکہ قریش کسی ایک قوم کا نام کبھی نہ تھا۔ یہ مختلف نسلوں کے وہ لوگ تھے جو مکہ کے گردونواح میں خیموں یا بستیوں میں منتشر طور پر آباد تھے۔ جنہیں حضرت قصیٰ علیہ السلام نے مکہ میں اس وقت آباد کیا تھا جب انہوں نے مکہ کو دشمنوں سے خالی کرایا تھا بہرحال بتانا یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کی قوم مدینہ کے انصار تھے یعنی دونوں کا شجرہ اور ابا و اجداد ایک تھے اور یہ سب حضرت نابت ابن حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اولاد کے حضرات تھے لیکن جس طرح قریشی گروہ کو نام نہاد مومنین کہا گیا (نساء ١٣٦ / ٤) اسی طرح انہیں رسولؐ کی نام نہاد قوم فرمایا گیا۔ (فرقان ٣٠ / ٢٥) نہ وہ حقیقتاً مومن تھے نہ حقیقتاً رسولؐ کی قوم تھے۔ نہ انہیں کہیں رسولؐ اللہ کی زبانی قرآن میں حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح "یٰقَوْمِ" کہہ کر پکارا گیا۔ ان کی انتہائی قرآن دشمنی دکھانے کے لئے إِنَّ قَوْمِي ﴿٣٠﴾ الفرقان "یقیناً میری اس نام نہاد اور دشمن قوم نے قرآن کو مہجور کردیا ہے"۔ حالانکہ نسلی حیثیت سے وہ قوم نہ تھے۔ رسالت کی حیثیت سے قوم کہلاسکتے تھے۔

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جس وقت

جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ

کئے بیچ تمہارے پیغمبر اور کیا تم کو بادشاہ اور دیا تم کو جو کچھ کہ نہ دیا کسی کو

اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٠ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ

سارے جہان سے اے قوم میری داخل ہو زمین پاک میں جو لکھی اللہ نے

لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝٢١ قَالُوْا

واسطے تمہارے اور مت پھر جاؤ اوپر پیٹھ اپنی کے پس پلٹ جاؤ ٹوٹا پانے والے کہا

يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَ اِنَّا لَنْ

انہوں نے اے موسیٰ تحقیق بیچ اس کے قوم ہے سرکش اور تحقیق ہم ہرگز نہ

نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا

جاویں گے اس میں یہاں تک کہ نکل جاویں وہ اس میں سے پس اگر نکل جاویں گے

مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝٢٢ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ

اس میں سے پس تحقیق ہم داخل ہونے والے ہیں کہا دو مردوں نے ان لوگوں سے

يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ

کہ ڈرتے تھے انعام کیا تھا اللہ نے اوپر ان کے داخل ہو تم اوپر ان کے دروازے میں سے

فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَ عَلَى اللّٰهِ

پس جب داخل ہوگئے تم اس میں پس تحقیق تم غالب ہو اور اوپر اللہ کے

فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٢٣ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ

پس توکل کرو تم اگر ہو تم ایمان والے کہا انہوں نے اے موسیٰ تحقیق ہم ہرگز

نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ

نہ داخل ہوں گے اس میں کبھی جب تک رہیں گے وہ اس میں پس جا تو اور پروردگار تیرا

فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝٢٤ قَالَ رَبِّ

پس لڑو تم دونوں تحقیق ہم یہیں بیٹھے ہیں کہا موسیٰ نے اے رب میرے

اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا

تحقیق میں نہیں مالک مگر جان اپنی کا اور بھائی اپنے کا پس جدائی ڈال درمیان ہمارے

موسیٰ نے اپنی قوم کو مخاطب کیا اور کہا کہ اے میری قوم تم اللہ کی ان نعمتوں کو یاد رکھو جن میں تمہارے درمیان اس نے انبیاؑ و نبوت کو قائم کیا اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ سب کچھ دیا جو اس نے کائنات میں کسی اور کو نہ دیا تھا (۲۱) اے میری قوم کے لوگو تم اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے منہ پھرا کر نہ پلٹنا ورنہ بڑے خسارے کے انقلاب سے دوچار ہونا پڑ جائے گا (۲۲) قوم کے لیڈروں نے جواب میں کہا کہ اے موسیٰ وہاں تو بڑے جابر و سرکش قوم کے لوگ ہیں جب تک وہ اس سرزمین سے نکل نہ جائیں ہم وہاں قدم بھی نہ رکھیں گے البتہ ان کے نکل جانے کے بعد ہمیں جانے میں تکلف نہ ہوگا (۲۳) ان ڈرنے والوں میں دو ایسے بہادر مرد بھی تھے جن پر اللہ نے اپنے انعامات جاری رکھے تھے انہوں نے کہا کہ تم لوگ اس جابر قوم کے مخصوص دروازے میں داخلے کی کوشش کرو جیسے ہی تم اس دروازے میں داخل ہوئے بس تم ان پر غلبہ حاصل کرلوگے اور اگر تم واقعی ایماندار مومن ہو تو اللہ پر توکل کرو اور حملہ کر دو (۲۴) لیکن ان نام نہاد مومنین نے کھل کر موسیٰ سے کہہ دیا کہ ہم قیامت تک بھی اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود رہیں چنانچہ تم خود اور تمہارا رب دونوں جاکر ان سے جنگ کرو ہم یہاں بیٹھ کر تماشہ دیکھیں گے (۲۵) اس پر موسیٰ نے کہا کہ اے میرے پروردگار میں صرف اپنی جان کا اور اپنے بھائی ہارون کا مالک ہوں

وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ
اور درمیان قوم فاسقوں کے کہا پس تحقیق وہ زمین حرام کی گئی ہے اوپر ان کے
اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى
چالیس برس سرگردان پھریں گے بیچ زمین کے پس مت غم کھا اوپر قوم
الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ع وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ
فاسقوں کے اور پڑھ اوپر ان کے خبر دو بیٹوں آدمؑ کی ساتھ حق کے
اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ
جس وقت کہ نیاز لائے دونوں کچھ نیاز پس قبول کی گئی ایک کی ان میں سے اور نہ
يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ
قبول کی گئی دوسرے سے کہا اس نے مارڈالوں گا میں تجھ کو کہا اس نے
اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾ لَىِٕنْۢ
سوائے اس کے نہیں کہ قبول کرتا ہے اللہ پرہیزگاروں سے البتہ اگر
بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ
دراز کرے گا تو طرف میری ہاتھ اپنا تو کہ مارڈالے مجھ کو نہیں میں دراز کرنے والا

(وقف لازم، ع ٨، النصف)

اب تو اس فاسقین کی قوم کو ہم دونوں سے جدا کر دے (٢٦) اللہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے ہم نے ارض مقدس کو ان کے لئے چالیس سال کے لئے حرام قرار دے دیا ہے اس دوران یہ لوگ جنگلوں اور بیابانوں میں خاک چھانتے پھریں گے آپ اس لاقانون قوم کی مزید غم خواری و تیمار داری سے الگ ہو جائیں (٢٧) اور ذرا انہیں آدمؑ کے دو بیٹوں کے حادثہ کو تلاوت کر کے سنا دو کہ جب ان دونوں نے کوئی قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی اللہ نے قبول فرما لی اور دوسرے کی قربانی نامنظور کر دی تو دوسرے نے پہلے سے کہا کہ میں تجھے قتل کر کے رہوں گا پہلے نے کہا کہ یہی وجہ تو ہے کہ اللہ صرف پارسا لوگوں کی قربانی پسند اور قبول کرتا ہے (٢٨) اور اگر تو نے مجھے قتل کرنے کے لئے دست درازی کی تو میں اپنے دفاع میں تجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ نہ اٹھاؤں گا اس لئے کہ میں تو

(١٠) آیات (٢٦ تا ١٢ / ٥) پر ایک سمٹی ہوئی نظر قوم رسولؐ اور قوم موسیٰ کی قرآنی پوزیشن۔

سب سے آخری بات کو پہلے سامنے رکھ لیں کہ اللہ نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق فرما دی اور کہہ دیا کہ واقعی موسیٰ کی قوم فاسقوں یعنی قوانین خداوندی کی کھلی خلاف ورزی کرنے والوں کا متفقہ گروہ ہے اور حضرت موسیٰ و ہارونؑ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے ا۔ ان کو فاسق قرار دینے کے بعد بھی انہیں علما کی زبان والا کافر یعنی منکر دین نہیں کہا گیا ٢۔ دروازہ میں داخل نہ ہو کر انہوں نے ثابت کیا کہ وہ حقیقی مومن نہیں ہیں (٢٣ / ٥) پھر بھی انہیں نام نہاد گی سے خارج نہیں کیا گیا صرف سزا دی گئی ٣۔ انہوں نے بھی اپنے رسولوںؑ کو کفار کے مقابلہ میں تنہا چھوڑ دیا اور قریشی مومنین کی طرح الگ ہو کر بیٹھ گئے (٢٤ / ٥) اللہ کے متعلق میدان میں جا کر جنگ کرنے کا طعن کیا قریشی مومنین اسی قسم کے ظنون باطلہ کا اعلان کرتے تھے (١٥٤ / ٣) ٥۔ جس طرح رسولؐ اللہ نے اپنی نام نہاد قوم کی شکایت اللہ سے کی تھی (٣٠ / ٢٥) اسی طرح موسیٰ نے شکوہ کیا اور علیحدگی کی درخواست کی (٢٥ / ٥) ٦۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کہا لیکن انہیں دین سے خارج و مرتد نہیں بتایا۔ ٧۔ مسلسل اللہ کے معاہدوں کو توڑا پھر بھی مومن رہے۔ رسولوںؑ کو قتل کیا مومن بنے رہے ٨۔ کلام اللہ کے مفاہیم کو بدل ڈالا مومن رہے ٩۔ پے درپے خیانتیں کیں مومن رہے ٩۔ ان پر نعمتوں کی بارش ہوئی بادشاہت و نبوت ان میں قائم رہی لیکن وہ برابر فاسق وفاجر وسرکش اور جہنمی رہے یہی لوگ تھے جن کی پیروی مشرکین مکہ اور سرداران قریش نے اس حد تک کی تھی کہ رسولؐ کو کہنا پڑا تھا کہ: "اگر آج موسیٰ آجائیں تو تم مجھے چھوڑ کر ان کے پیچھے لگ جاؤ گے حالانکہ موسیٰ میری پیروی کریں گے۔" (تمام کتب حدیث) یہ تھے وہ جرائم جو رسولؐ کی قوم نے کرنا تھے اور کئے اور ان میں بھی خلافت وحکومت جاری رہی اور ان کے خلفا نے خاندان رسولؐ تک کا قتل عام جائز رکھا۔

يَدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

ہاتھ اپنا طرف تیری کہ مار ڈالوں میں تجھ کو تحقیق میں ڈرتا ہوں اللہ پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ

عالموں کے سے تحقیق میں ارادہ کرتا ہوں یہ کہ پھر جاوے تو ساتھ گناہ میرے کے

وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ۚ

اور گناہ اپنے کے پس ہو جاوے تو رہنے والوں آگ کے سے اور یہ ہے بدلہ ظالموں کا

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ

پس رغبت دلائی اس کو نفس اس کے نے مار ڈالنا بھائی اپنے کا پس مار ڈالا اس کو

فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي

پس ہو گیا ٹوٹا پانے والوں سے پس بھیجا اللہ نے ایک کوّے کو کریدتا تھا بیچ

الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ

زمین کے تو کہ دکھا دے اس کو کیوں کر ڈھانک دے لاش بھائی اپنے کی

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ

کہا اے وائے مجھ کو کیا نہ ہوا مجھ سے یہ کہ ہوں میں مانند اس کوّے کے

فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾ۚۛ

پس ڈھانک دوں میں لاش بھائی اپنے کی پس ہوگیا پشیمانوں سے

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ

اسی واسطے لکھا ہم نے اوپر بنی اسرائیل کے یہ کہ جو کوئی مار ڈالے

نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

جی کو بغیر بدلے جی کے یا بغیر فساد کے بیچ زمین کے گویا کہ مار ڈالا لوگوں کو

جَمِيْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

سب کو اور جس نے جِلا دیا اس کو پس گویا کہ جِلا دیا اس نے لوگوں کو سب کو

معانقۃ ٥

وقف النبی علیہ السلام

پہلے ہی ساری کائنات کے پروردگار اللہ کا خوف دل میں رکھتا ہوں اسی واسطے سرکشی میرا کام نہیں ہے (۲۹) میں یہ ارادہ کر چکا ہوں کہ تو میرے اور اپنے دونوں کے گناہ کی گٹھڑی اٹھا کر جائے اور یوں تو آگ میں جلنے والے صحابہ کے ساتھ شامل ہو جائے جو کہ ظالموں کے ظلم کا ٹھیک بدلہ ہے (۳۰) آخر کار اس کے دماغ نے اسے بھائی کے قتل پر رضامند کر دیا اور وہ اسے قتل کر کے ان لوگوں میں شریک ہو گیا جو نقصان اور خسارہ میں رہنے والے ہیں (۳۱) پھر اللہ نے ایک کوّے کو بھیجا جس نے زمین کھودنا شروع کر دی تاکہ اس قاتل کو سکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے قاتل نے کوّے کو دیکھا اور سمجھنے کے بعد بولا کہ افسوس مجھ پر کہ میں اس کوّے جیسا بھی تو نہ ہو سکا کہ میں اس کوّے کی طرح اپنے بھائی کی لاش کو چھپانے کی تدبیر نکال لیتا اس کے بعد وہ اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوا (۳۲) اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ فرمان جاری کیا تھا کہ جس کسی نے بھی انسان کو قتل کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے علاوہ قتل کیا تو یہ ناحق قتل ایسا ہے گویا قاتل نے ایک آدمی کو نہیں بلکہ تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جو شخص ایک انسان کی زندگی بچا لے تو گویا اس نے تمام نوع انسان کی جان بچائی ہے ہمارے رسوؐل ان لوگوں کے پاس یہی تعلیم بڑی واضح

(۱۱) آیت (۳۲ / ۵) قتل اور فساد اور وسائل حیات کی تباہی کا مشن۔ ابلیس نے ذریت آدم علیہ السلام کی جڑ و بنیاد اکھیڑ پھینکنے کا جو چیلنج کیا تھا (بنی اسرائیل ٦٢ / ١٧) اس چیلنج کو پورا کرنے کے لئے اس نے فساد اور قتل کو اپنے ہتھیار بنایا اور ان دونوں حربوں کو استعمال کرنے کے لئے خود حضرت آدمؑ کی اولاد کو تیار کیا چنانچہ اس نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مناسب تعداد کو اپنے مشن کے لئے انتخاب کر کے رہوں گا (نساء ۱۱۸ / ۴) لہٰذا اس نے اپنی اسکیم

کی ابتدا حضرت آدمؑ کے ایک بیٹے قابیل کو اس قابل بنا کر کی کہ وہ اپنے حقیقی بھائی کو قتل کرنے میں تکلف نہ کرے۔ (مائدہ ۳۰ / ۵) چنانچہ یہاں سے فساد و قتل کی ابتدا ہوئی اس کے بعد اس دنیا میں اس زمین پر قتل و فساد میں روز افزوں ترقی ہوتی چلی آئی۔ دشمنان اسلام نے رفتہ رفتہ ایسے اجتہادات کئے جن سے قتل و فساد کو مذہبی رنگ ملتا چلا گیا۔ لہٰذا یہی دونوں کام نام بدل کر مذہب کے نام پر ہونے لگے۔ فساد کا نام انہوں نے اصلاح رکھ لیا اور فساد پھیلانے والوں کو راہنما اور مصلح (اصلاح کرنے والے) کہنا شروع کر دیا (بقرہ ۱۱ / ۲) آج بھی لوگوں کا پیٹ کاٹ کر انسانوں کی محنت اور کمائی کا اسی فیصد (۸۰٪) حصہ سامان جنگ اور تباہ کن اسلحہ پر یہ کہہ کر صرف کیا جا رہا ہے کہ افواج کو جتنا زیادہ مضبوط اور تیار رکھا جائے گا اتنا ہی زیادہ بریقین امن قائم رہ سکے گا۔ ادھر مذہبی لیڈروں نے جہاد کے نام پر قتل عام کو اور غنیمت کے نام پر لوٹ مار کو جائز کر لیا۔ دینی احکام کو بدلنے میں ترقی ہوتی چلی آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں یہ ترقی انتہا کو پہنچ چکی تھی اور ابلیس کے مشن کی نمائندگی بھی اپنے انتہائی مقام پر آ چکی تھی۔ چنانچہ اس لیڈر، راہنما اور قومی مجتہد نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی دینی اسکیم بیان کی تھی اور حضورؐ اس کو سن کر بہت متعجب ہوئے تھے (بقرہ ۲۰۴-۲۰۶ / ۲) لیکن اللہ نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ قومی راہنما مسئلہ جہاد کی آڑ میں ساری دنیا میں فساد برپا کر دینے کا پروگرام رکھتا ہے اور جیسے ہی وہ حکومت واقتدار حاصل کرے گا تو دنیا میں انسانی نسلوں اور فصلوں کو تباہ کرے گا اور ساری دنیا میں قتل وغارت کے ہنگاموں کا آغاز کرے گا۔ اور اپنے تمام اقدامات کو راہ خدا میں جہاد قرار دے گا (۲۰۴ / ۲) اسی لیڈر کے دوست نے اللہ کے حضور اعلان کرنا ہے کہ اس نے اسی لیڈر دوست کی وجہ سے رسولؐ کا پروگرام ترک کر کے اپنے دوست کی مذکورہ مارشل پالیسی اختیار کی تھی (۲۷،۲۹ / ۲۵) ان دونوں راہنما لیڈروں کا جاری کردہ راستہ (۲۷-۲۸ / ۲۵) وہ راستہ ہے جو نہ صرف یہ کہ رسولؐ اللہ کا مخالف راستہ تھا (۲۷ / ۲۵) بلکہ یہ وہ راستہ تھا جس کو تیار کرنے میں پوری ابلیسی کوشش اور عمر صرف ہوئی تھی۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر کثرت الناس چلی آ رہی ہے۔ حالانکہ ان سب نے اسی ایک راستے کے مختلف نام رکھ لئے ہیں مگر سب اس پر صراط مستقیم سمجھ کر رواں دواں جا رہے ہیں اور لطف یہ ہے کہ سب اپنے اپنے راستے کو الگ الگ سمجھ رہے ہیں اور ایک دوسرے کے راستے پر تنقید کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے وہ ایک ہی راہ ہے جسے ابلیس نے اپنی نیرنگی سے تیار کیا ہے جو ایک ہوتے ہوئے بھی جدا معلوم ہوتا ہے۔ اس راہ کی طرف بڑھنے سے روکنے کے لئے فرمایا گیا تھا کہ: ''ایک انسان کا قتل تمام انسانوں کا قتل ہے اور ایک زندگی کو بچانا پوری نوع انسان کو بچالینا ہے (۳۲ / ۵) اور دنیا میں فتنہ وفساد پھیلانا بھی اسی جرم عظیم کے برابر قرار دیا گیا تھا۔ اور فساد کو روک دینا پوری نوع انسان کے تحفظ کے برابر رکھا گیا تھا۔ مسلسل ہر رسولؐ نے ابلیس کے مقابلہ میں ان احکام کی تبلیغ کی تھی اور یہودیوں کے یہاں آج بھی یہ حکم یوں موجود ہے کہ: ''جس کسی نے ایک اسرائیلی کو ہلاک کیا کتاب اللہ کی نظر میں اس نے گویا ساری دنیا کے انسانوں کو مار ڈالا۔ اور جس نے ایک اسرائیلی کی جان بچالی اس نے کتاب اللہ کے نزدیک پوری دنیا کے انسانوں کی جان بچائی'' (تالمود) یہاں مجتہد نے لفظ ''اسرائیلی'' بڑھا دیا ہے لیکن ان سے یہ غلطی ہوگئی کہ انہوں نے اپنے قاضیوں کے اس اعلان میں مجتہدانہ اصلاح نہ کی کہ: ''جو شخص ایک انسان کی جان لیتا ہے اس سے باز پرس اس شدت اور بے رحمی سے کرنا چاہئے گویا کہ اس نے دنیا کے تمام انسانوں کو قتل کیا ہے'' (تالمود)

بہر حال کتب ہائے آسمانی میں یہ تعلیمات بھری پڑی ہیں لیکن عہد رسولؐ کے لیڈروں نے بتدریج ان تمام تعلیمات کو اس خوبصورتی سے تبدیل کر کے آگے بڑھایا کہ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری میں خاندان رسولؐ کا بچہ بچہ قتل کر دیا گیا۔ رسولؐ زادیوں کو لوٹ کر قیدی بنا لیا گیا اور یہ سب کچھ ان لوگوں نے کیا جو نمازیں پڑھتے تھے، حافظان قرآن تھے، اور خلیفۃ المسلمین کے مطیع و وفادار تھے اور اپنے خلیفہ کے حکم سے یہ قتل عام کیا تھا۔ پھر اس اسلام کے خلیفہ نے خاندان رسولؐ کی خواتین کو ایک سال قید میں رکھا۔ فرزند رسولؐ امام حسینؑ اور تمام شہداء علیہم السلام کے سروں کا مع خواتین ملک کے شہر شہر اور پورے دارالخلافہ میں گشت کرایا خوشیاں منائی گئیں۔ یہ تھا وہ اسلام جو اس خلیفہ کے بزرگوں نے تیار کیا تھا۔ آج وہ سب ملاعین میں داخل ہیں۔ یہ قتل عام اب بُری بات سمجھا جانے لگا ہے اس لئے کہ اس مصنوعی اسلام نے دم توڑ دیا۔ اب وہ صرف علما کے سروں اور کتابوں میں دفن ہے اور اسے از سر نو دوبارہ زندہ کرنے کے بہانے اور حیلے ڈھونڈے جا رہے ہیں۔

وَ لَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَيِّنٰتِ ثُمَّ

اور البتہ تحقیق آئے ہیں ان کے پاس رسولؐ ہمارے ساتھ دلیلوں ظاہر کے پھر

اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ ﴿۳۲﴾

تحقیق بہت ان میں سے پیچھے اس کے بیچ زمین کے حد سے نکل جانے والے ہیں

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيۡنَ يُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ

سوائے اس کے نہیں کہ بدلہ ان لوگوں کا کہ لڑتے ہیں اللہ سے اور رسولؐ اس کے سے

وَ يَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ يُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ يُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ

اور دوڑتے ہیں بیچ زمین کے فساد کو یہ کہ قتل کئے جاویں یا سولی دیئے جاویں یا

تُقَطَّعَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَ اَرۡجُلُهُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ يُنۡفَوۡا

کاٹے جاویں ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے مخالف طرف سے یا کھوئے جاویں

مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمۡ خِزۡىٌ فِى الدُّنۡيَا وَ

زمین سے یعنی قید رکھے جاویں یہ واسطے ان کے رسوائی ہے بیچ دنیا کے اور

لَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ

واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب بڑا مگر جن لوگوں نے توبہ کی پہلے اس سے

اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَيۡهِمۡ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۴﴾ يٰۤاَيُّهَا

کہ قدرت پاؤ تم ان پر پس جانو کہ تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے لوگو

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ وَ جَاهِدُوۡا فِىۡ

جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اس کی وسیلہ اور محنت کرو بیچ

سَبِيۡلِهٖ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ

راہ اس کی کے تو کہ تم فلاح پاؤ تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اگر ہو واسطے ان کے

ع ۵ ۹

دلیلوں کے ساتھ لے کر آتے رہے لیکن اس کے بعد بھی ان کی کثرت زمین میں حدود فراموشی کرتی رہی ہے (۳۳) چنانچہ یہ سمجھ لو کہ جو آج اللہ اور اس کے رسولؐ سے برسرپیکار ہیں اور زمین میں کھلا فساد پھیلانے میں کوشاں ہیں ان کی سزا اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا ایسے مجرموں کو زمین سے اس طرح غائب کیا جائے کہ ان کے وجود کی نفی ہو جائے گی (حبس دوام بعبورِ دریائے شور یا لیبر کیمپ) دنیا میں ان کو یوں رسوا کیا جائے اور آخرت میں تو ان کے لئے عذاب عظیم طے شدہ ہے (۳۴) البتہ ان لوگوں کو ان سزاؤں سے بچا لیا جائے گا جو رسولؐ پاک کے قابو میں آجانے سے پہلے پہلے توبہ کر چکے ہوں اور یہ جان لو کہ اللہ بلا شبہ غفور و رحیم ہے (۳۵) اے مومنین تم بھی اللہ کے لئے پارسائی اختیار کر لو اور اپنے لئے اللہ کے سامنے کام آ سکنے والا وسیلہ اختیار کر لو اور اللہ کے دین کے دفاع میں جہاد جاری رکھو شاید تم اس طرح چھٹکارا پاسکو (۳۶) یقیناً جن لوگوں نے حقیقی وسیلہؐ کو چھپایا ہے اگر ان کے قبضے میں

(۱۲) آیت (۳۵ / ۵) محمدؐ وآل محمدؐ وہ وسیلہ ہیں جو نجات کا ضامن ہے۔

اس مذہب میں محمدؐ وآل محمدؐ کو دین و دنیا میں وسیلہ بنانا شرک کہا گیا ہے اس لئے کہ ان کے بزرگ رسولؐ کی معرفت اور ان کے وسیلے سے بخشش اور نجات بھی پسند نہ کرتے تھے۔

حالانکہ قرآن میں یہ شرط ہے کہ رسولؐ بھی بخشش مانگے تب لوگوں کو بخشا جائے گا (نساء ۶۵ تا ۶۱ / ۴) ورنہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ ﴿۵﴾ المنافقون

مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا وَّ مِثۡلَهٗ مَعَهٗ لِیَفۡتَدُوۡا

جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا اور مانند اس کے ساتھ اس کے تو کہ بدلہ دیویں

بِهٖ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنۡهُمۡ ۚ وَ لَهُمۡ

ساتھ اس کے عذاب دن قیامت کے سے نہ قبول کیا جاوے گا ان سے اور واسطے ان کے

عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۳۶﴾ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمۡ

عذاب ہے درد دینے والا ارادہ کریں گے یہ کہ نکل جاویں آگ سے اور نہیں وہ

بِخٰرِجِیۡنَ مِنۡهَا ۫ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ ﴿۳۷﴾ وَ السَّارِقُ وَ

نکل جانے والے اس سے اور واسطے ان کے عذاب ہے ہمیش اور چور اور

السَّارِقَةُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا

چورنی پس کاٹو ہاتھ ان دونوں کے سزا بدلے اس چیز کے جو کمایا انہوں نے

نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنۡ تَابَ

عبرت خدا کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے پس جو کوئی توبہ کرے

مِنۡۢ بَعۡدِ ظُلۡمِهٖ وَ اَصۡلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوۡبُ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّ

پیچھے ظلم اپنے کے اور نیکی کرے پس تحقیق اللہ پھر آتا ہے اوپر اس کے تحقیق

اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡکُ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اللہ واسطے اس کے ہے بادشاہی

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَغۡفِرُ لِمَنۡ

آسمانوں کی اور زمین کی عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور بخشتا ہے جس کو

یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۴۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ لَا یَحۡزُنۡكَ

چاہتا ہے اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اے رسولؐ نہ غمگین کریں تجھ کو

ساری دنیا کی دولت ہو اور اتنی ہی دولت اور بھی انکے پاس ہو اور وہ یہ چاہئیں کہ اس تمام دولت کو یک مشت دیکر روز قیامت کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کر لیں تب بھی وہ ساری دولت ان سے قبول نہ کی جائے گی اور انہیں درد ناک عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا (۳۷) وہ اپنے دینی ڈھانچے میں جہنم کے عذاب سے بچ نکلنے کا سامان کرتے ہیں مگر ان ترکیبوں سے وہ عذاب سے نکلنے والے نہیں ان کے لئے تو مستقلاً قائم رہنے والا عذاب ہے (۳۸) چوری کرنے والے اور چوری کرنے والی دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی اس چوری کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سبق اور سزا ہے اور اللہ سب پر غالب حکمت والا ہے (۳۹) چنانچہ جو شخص بھی اپنی غلط کاری کے بعد اپنی اصلاح اور غلطی کے تدارک کی طرف متوجہ ہوگا اور آئندہ اصلاحی اعمال بجا لاتا رہے گا تو یقیناً اللہ بھی اس کی اصلاح پر متوجہ ہو جائے گا اس لئے کہ اللہ بلا شبہ غفور اور رحیم ہے (۴۰) کیا تم لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک ہے وہ جسے چاہے سزا دے سکتا ہے اور جسے چاہے بخش سکتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۴۱) اے رسولؐ یہ زبانی دعوائے ایمان کرنے والے مومنین اور یہود کا گٹھ جوڑ اور ان کا حق پوشی میں جلدی کرنا تجھے دل شکستہ نہ کرنے پائے

(۱۳) آیت (۴۱ / ۵) یہود و قریشی لیڈروں کا مرکز، منصوبہ اور احکام۔

اس آیہ مبارکہ (۴۱ / ۵) میں ان مومنین کا واضح اور نہایت سادہ الفاظ میں تذکرہ ہوا ہے۔ جنہیں ہم نام نہاد مومنین قریشی مومنین، سازشی مومنین، قومی مومنین کہہ کر تعارف کراتے رہے ہیں اور شاید بعض مقامات پر ان لوگوں کو ہماری زبردستی محسوس ہوئی ہو جنہوں نے مسلمانوں کی نام نہاد تاریخی اور حکومتوں کی تیار کردہ روایات زیادہ پڑھی ہوں۔ اس لئے کہ جہاں کہیں اوّلین وسابقین لیڈروں کو داڑھی میں تنکا نظر آیا کھٹ سے قَالَ قَالَ وَقِیۡلَ قِیۡلَ اور اقوال کی سرگرم پر دوچار چمچوں کے نام سے روایات تیار کرا کے اس تنکے کو نکالنے کی کوشش جاری رکھی ہے۔ بہرحال یہ آیت صاف ہے اس میں دو گروہ ہیں ۱۔ اوّل نمبر پر ایک مسلمان گروہ ہے۔ ۲۔ دوسرا یہودیوں کا گروہ

الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا

وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے ان لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں کہ

اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَ مِنَ (ر٣)

ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنوں کے اور نہ ایمان لائے دل ان کے اور ان

الَّذِیْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ (ر٤)

لوگوں میں سے کہ یہودی ہوئے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں

لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ

واسطے قوم دوسری کے کہ نہ آئی تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو پیچھے

مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ

جگہ ان کی سے کہتے ہیں اگر دیئے جاؤ تم یہ پس لے لو اس کو اور اگر نہ

تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ

دیئے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ گمراہ کرنا اس کا پس ہرگز نہ

یہ لوگ اپنے قومی مرکز کی خاطر کان لگائے رہتے ہیں تاکہ ایسے نکات نوٹ کرکے مرکز کو رپورٹ کریں جن کو جھوٹا لباس پہنا کر مسائل کو بدلنے میں مدد ملے اس مرکز کے لوگ خود آپ کے پاس نہیں آتے وہ تو مرکز میں بیٹھے بیٹھے کلام اللہ میں اپنی مصلحت کے ماتحت تغیر و تبدل کرتے رہتے ہیں تاکہ اس کے طے شدہ مفہوم کو الٹا دیں انہوں نے سب کو حکم دے رکھا ہے کہ اگر تمہیں رسوؐل اللہ یہ اور یہ مفاہیم بتائے تو قبول کرلیا کرو اور اگر وہ ہمارے تجویز کردہ مفہوم کے سوا کچھ اور بتائیں تو غیر محسوس طریقہ سے بچ نکلا کرو۔ اور جب اللہ ہی کسی گروہ کو اس کے خود کاشتہ فتنے میں چھوڑنا چاہے تو اے رسوؐل آپ کے پاس اس گروہ کی اصلاح کے لئے

ہے۔ ٣۔ دونوں میں سازباز ہے دونوں کا مقصد اسلام کے خلاف دروغ بافی اور افترا پردازی ہے۔ ٤۔ یہ دونوں گروہ اپنے مرکز کے ماتحت کام کرتے ہیں اور بقول جناب مودودی، ٥۔ ”جاسوس بن کر آتے ہیں“ ٦۔ ”کہ کوئی راز کی بات کان میں پڑے تو اُسے آپؐ کے دشمنوں (کے مرکز۔احسن) تک پہنچائیں“ ٧۔ ”افترا پردازیاں کرنے کے لئے مواد فراہم کرتے ہیں“ ٨۔ ”یہاں جو کچھ دیکھیں اور جو باتیں سنیں ان کو الٹے معنی پہنا کر یا ان کے ساتھ اپنی طرف سے غلط باتوں کی آمیزش کرکے ...لوگوں میں پھیلائیں“ ٩۔ ” جو احکام ان کی خواہشات کے مطابق نہیں ہیں ان کے اندر جان بوجھ کر ردوبدل کرتے ہیں اور الفاظ کے معنی بدل کر من مانے احکام ان سے نکالتے ہیں۔“(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ٤٧٠) ١٠۔ آیت میں ثابت ہے کہ ان لوگوں کو پوری قوم (٣٠ / ٢٥) پر حکمرانی حاصل ہے کوئی ان کے حکم کے خلاف رسولؐ کا حکم بھی نہیں مان سکتا ہے ۔ انہوں نے ایک خاص فارمولا بتا دیا ہے جس کے ماتحت وہ پورے اسلام اور خود رسولؐ کو لانا طے کرچکے ہیں قوم میں رسولؐ کی وہی بات ، وہی حکم اور وہی فیصلہ قابل قبول ہے جو اس فارمولے کے مطابق اور قریشی ویہودی راہنماؤں کی مصلحت کے ماتحت ہو اس پر علامہ کا نوٹ یہ ہے کہ : ”یعنی جاہل عوام سے کہتے ہیں کہ جو حکم ہم بتا رہے ہیں ، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی حکم تمہیں بتائیں تو اسے قبول کرنا ورنہ رد کردینا۔“(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ٤٧٠ حاشیہ نمبر ٦٦) آیت میں ”رد“ کرنا نہیں بلکہ ”حذر“ کرنا ہے (فَاحْذَرُوْا) ”جس کے معنی کسی سے ترکیب کے ساتھ بچ کر نکل جانا ہیں“ مطلب یہ ہے کہ جن کو یہ حکم دیا گیا ہے وہ کھل کر رسولؐ اللہ کے حکم کا انکار نہ کرسکتے تھے اس لئے کہ وہ اسلام سے خارج نہ ہونا چاہتے تھے وہ یہی کرسکتے تھے کہ ہاں میں ہاں ملائیں جی حضور کہیں مگر دل سے اس حکم پر عمل نہ کریں اور اس کے خلاف اپنے مشترکہ مرکز سے کوئی توڑ کرائیں اگر وہ لوگ یہودی ہوتے تو رسولؐ کے حکم کو علی الاعلان رد کرسکتے تھے اور رسولؐ یہود کو حکم ہی کیوں دیتے جب تک وہ خود حکم طلب نہ کریں ۔ اور فیصلہ مانگنے کے بعد اسے رد کرنا خود ان کے اپنے یہاں بھی مذموم تھا۔ بہرحال اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ قریشی لیڈر یہودی مجتہدین اور مرکز کی مدد سے ایک ایسا اسلام تیار کررہے تھے جو رسولؐ کی تعبیرات وتوضیحات کے خلاف رسولؐ کی قوم کو قابل قبول ہو اور یہی ہمارا انتہائی مطالبہ ہے ۔

تَمۡلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا ؕ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ لَمۡ

مالک ہو گا تو واسطے اس کے اللہ کی طرف سے کچھ یہ وہ لوگ ہیں کہ نہ

يُرِدِ اللّٰهُ اَنۡ يُّطَهِّرَ قُلُوۡبَهُمۡ ؕ لَهُمۡ فِى

ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے دلوں ان کے کو واسطے ان کے ہے بیچ

الدُّنۡيَا خِزۡىٌ ۖۚ وَّلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوۡنَ

دنیا کے رسوائی اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا سننے والے ہیں

لِلۡكَذِبِ اَكّٰلُوۡنَ لِلسُّحۡتِ ؕ فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡكُمۡ

جھوٹ کو بہت کھانے والے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس پس حکم کر

بَيۡنَهُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ فَلَنۡ

درمیان ان کے یا منہ پھیر لے ان سے اور اگر منہ پھیر لے تو ان سے پس ہرگز

يَّضُرُّوۡكَ شَيۡـًٔا ؕ وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ

نہ زیان پہنچاویں گے تجھ کو کچھ اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان ان کے

بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيۡفَ

ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیوں کر

يُحَكِّمُوۡنَكَ وَعِنۡدَهُمُ التَّوۡرٰٮةُ فِيۡهَا حُكۡمُ اللّٰهِ ثُمَّ

حکم کریں تجھ کو اور پاس ان کے تورات ہے بیچ اس کے حکم ہے اللہ کا پھر

يَتَوَلَّوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓـئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۳﴾ ع

پھر جاتے ہیں پیچھے اس کے اور نہیں یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق

ع ٦ ٩ ١٠

اللہ کی طرف سے کوئی تائید نہ ملے گی۔ یہ وہی گروہ تو ہے جس کے لئے اللہ نے بھی طے کر رکھا ہے کہ ان کے دلوں کو زیغ، بیماری اور خفیہ منصوبوں سے پاک نہ کرے گا۔ دنیا کی نظروں میں وہ رسوائے زمانہ قابل نفرت اور آخرت میں عظیم ترین عذاب میں رہیں گے (۴۲) یہ دروغ بافیوں کی گنجائش پر گوش برآواز رہتے ہیں بہت بڑھ چڑھ کر حرام خور ہیں۔ اگر تمہارے پاس آئیں تو بلا دھڑک احکام جاری کریں یا ان کو نظر انداز کر کے ٹرخا دیں۔ اور اگر تم ان سے بے توجہی برتو اور احکام جاری نہ کرو تب بھی وہ تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے اور اگر آپ احکام نافذ کریں تو ان کے درمیان قسط وار تدریج سے احکام نافذ کرنا یقیناً تدریج اور اقساط کو برقرار رکھنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے (۴۳) اور یہودی آپ کو کیوں اور کیسے حکم یا فیصلہ کرنیوالا بناتے ہیں جب کہ ان کے پاس اللہ کی کتاب توریت موجود ہے اور اس میں احکام خداوندی بھی موجود ہیں توریت اور احکام خداوندی کی موجودگی میں بھی یہ لوگ اپنی ولایت و مرکز الگ بناتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ وہ توریت پر حقیقی ایمان نہیں رکھتے

(۱۴) آیات (۴۳،۴۴ / ۵) عہد رسولؐ کی توریت ،نَبِیّ، احبار، رَبَّانی ؟؟

ان دونوں آیات (۴۳،۴۴ / ۵) سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ توریت میں اللہ کی صحیح ہدایات اوراحکام عہد رسولؐ تک موجود تھے اور ان کو ناقابل عمل کہنے والے لوگوں کے لئے ایک تنبیہہ ہے۔ علامہ مودودی بھی مانتے ہیں کہ یہودیوں کی اصطلاح میں علما کو ربانی اور فقہا یعنی مجتہدین کو احبار کہاجاتا تھا۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۷۳) لیکن انہوں نے آیت (۴۴ / ۵) میں آئے ہوئے لفظ اَلنَّبِيُّوۡنَ سے اپنی مصلحت کے ماتحت رسولؑ سمجھا ہے۔ حالانکہ آیت میں اس کے خلاف ان نام نہاد نبیوں کا پہلے کفر سے اسلام لانا موجود ہے اور قرآن میں نبیوںؑ پر اپنی اپنی کتابوں کا نازل ہونا ثابت ہے (۲۱۳ / ۲) لہٰذا وہ توریت کے بچے کھچے تورات کے حصوں کے محتاج نہ ہوتے خود ان پر احکام نازل ہوتے۔ بات یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ کے ریکارڈ میں نَبِیّ ایک عہدہ تھا جو علما میں سے قابل ترین شخص کو قوم کی طرف سے ملتا تھا۔ قرآن نے الفاظ ربانی اور احبار اور رہبان کے ساتھ ساتھ اس لفظ نَبِیّ کو بھی استعمال کیا ہے لہٰذا مومنین کو یہاں مغالطہ نہیں ہونا چاہئے یہ تاریخِ یہود ونصاریٰ کے مشہور ومعلوم الفاظ ہیں۔ قرآن میں زیر وزبر اور پیش لگانے والوں کا مسلک بھی قومی تھا اس میں بھی قوم کا خاصا لحاظ رکھا گیا ہے یہ لفظ اَلنَّبِيُّوۡنَ تھا۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّ نُوۡرٌ ۚ يَحۡكُمُ

اتاری ہم نے تورات بیچ اس کے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے

بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ

ساتھ اس کے پیغمبر وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے ان لوگوں کے کہ

هَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ بِمَا

یہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے خدا کے لوگ اور عالم ساتھ اس چیز کے کہ

اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا

یادر کھوائے گئے تھے کتاب اللہ کی سے اور تھے اوپر اس کے گواہ پس مت

تَخۡشَوُا النَّاسَ وَ اخۡشَوۡنِ وَ لَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ

ڈرولوگوں سے اور ڈرو مجھ سے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے مول تھوڑا

وَ مَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾

اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر

وَ كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَآ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَ الۡعَيۡنَ

اور لکھا ہے ہم نے اوپر ان کے بیچ اس کے یہ کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ

بِالۡعَيۡنِ وَ الۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَ الۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَ السِّنَّ

بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت

(۴۴) یقیناً ہم ہی نے توریت نازل کی تھی اس میں ہدایت اور نور تھا۔ اور وہ لوگ جو اسلام لے آئے تھے اور منصبی حیثیت سے نبی کہلاتے تھے وہ بھی اور احبار کہلانے والے اور ربّانی کہلانے والے لوگ بھی یہودیوں پر جو احکام نافذ کرتے تھے وہ توریت کے ان اجزا سے ہوتے تھے جو ان سب کو یاد رکھوائے گئے تھے۔ اور وہ توریت کے محفوظ حصہ پر شاہد بھی تھے۔ چنانچہ تم لوگ تورات کے معاملہ میں کسی سے نہ دبو بلکہ صرف اللہ کے سامنے عاجزی کرو اور اللہ کی آیات کو حقیر اور گھٹیا قیمتوں پر نہ بیچا کرو۔ اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام سے فیصلے نہیں کرتا ایسے ہی لوگ ہیں جو حق پر پردہ ڈالنے کے مجرم ہیں (۴۵) اور ہم نے توریت ہی میں یہودیوں پر واجب کیا تھا کہ جان کے بدلے میں جان لی جائے گی۔ اور آنکھ کے بدلے میں آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے میں کان اور دانت کے بدلے میں دانت کی سزائیں

(۱۵) آیات (۵۰ تا ۴۴ / ۵) اسلامی احکام نافذ کرنے کی شرط اور مجتہد واجتہاد اور مفتی و قاضی کی پوزیشن۔

سابقہ تشریح (نمبر ۱۳) کی آیت (۴۱ / ۵) میں رسولؐ کی قوم کے لیڈروں کا منصوبہ، ایمانی پوزیشن اور عملدرآمد کو سامنے رکھ کر ان سات آیات (۵۰ تا ۴۴ / ۵) کو احتیاط سے ربط دے کر پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں کئی ایک مقاصد کے ساتھ ساتھ دو بڑے مقاصد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ کو اس پر اصرار ہے کہ انسانوں کو جو حکم، جو فیصلہ جو فتویٰ اور جو حل اور جو بات بھی بتائی جائے وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہونا چاہئے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ پر بھی کئی بار تقاضا کیا گیا ہے کہ وہ جو بھی حکم دیں وہ خالص کلام اللہ سے دیں اور انہیں یہ کہہ کر چوکنا رہنے کی تاکید کی ہے کہ ان کی قوم کے دیدہ ور لیڈر کوشش کررہے ہیں کہ آپ سے ایسے احکام جاری کرالیں جو قرآن کے خالص احکام نہ ہوں بلکہ قومی مجتہدین کی مصلحتوں اور ضرورتوں کے مطابق ہوں۔ اسی کوشش سے بچتے رہنے کی تنبیہہ کی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا اور طرح طرح سے اصرار و تکرار کے ساتھ بتایا گیا کہ اللہ نے نہ صرف یہود و نصاریٰ کو بلکہ تمام انبیاؑ کو تاکید کی تھی کہ خالص مُنَزّل من اللہ احکام نافذ کئے جائیں اور یہ کہ جو کلام اللہ میں نازل شدہ کے بجائے کسی اور طرح احکام و فتاویٰ دے گا وہ کافر ہے۔ وہ ظالم ہے اور وہ فاسق ہے۔ دوسرا اہم مقصد پہلے مقصد کے ساتھ بندھا ہوا اور آیات میں ساتھ ساتھ چلتا آرہا ہے۔ اور وہ یہ ہے قریشی اور یہودی مجتہدین کی اسکیم یہ ہے کہ اسلام اور قرآن کو اور اللہ و رسولؐ کے احکام کو قومی

بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ
بدلے دانت کے اور زخموں کا بدلہ ہے پس جو کوئی خیرات کر ڈالے ساتھ اس کے پس وہ
كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ
کفارہ ہے واسطے اس کے اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے
اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۴۵ وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ
اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم اور پچھاڑی بھیجا ہم نے اوپر پیروں ان کے کے
بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ۪
عیسیٰؑ بیٹے مریم کے کو سچا کرنے والا اس چیز کو کہ آگے اس کے تھی تورات سے
وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا
اور دی ہم نے اس کو انجیل بیچ اس کے ہدایت اور روشنی ہے اور سچا کرنے والی
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً
اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے تورات سے اور ہدایت اور نصیحت واسطے پرہیز گاروں
لِّلْمُتَّقِيْنَ۝۴۶ؕ وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ
کے اور چاہئے کہ حکم کریں اہل انجیل ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے
فِيْهِ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
بیچ اس کے اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ

دی جائیں گی اور زخموں کی سزا زخمی کرکے دی جائے گی اب جو کوئی اپنا بدلہ بطور صدقہ چھوڑ دے گا تو بدلہ نہ لینے والے کے لئے یہ چھوڑ دینا اس کے اپنے گناہوں کو چھپانے کا ذریعہ (کفارہ) بن جائے گا ۔ اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام سے فتویٰ نہ دے وہ غلط کار (ظالم)ہے (۴۶) اور ہم نے سابقہ انبیاؑ کے پیچھے پیچھے ان ہی کے نشان قدم پر چلتے ہوئے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا تھا جو اس وقت توریت کی تصدیق کرتے تھے اور ہم نے انہیں انجیل دی تھی جس میں ہدایت اور نور تھا اور انجیل میں بھی توریت کی تصدیق کی گئی تھی پرہیز گار لوگوں کے لئے ہدایات اور وعظ تھے (۴۷)اور اہل انجیل کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھی ہر حکم و فیصلہ انجیل میں نازل شدہ احکام میں سے کیا کریں اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام سے فتویٰ یا فیصلہ نہ دے

لیڈروں کی عقل وبصیرت اور تجربہ کے ماتحت قومی وملکی مصلحتوں کے متوازی لایاجائے تاکہ جب رسولؐ کی آمریت سے ان کوچھٹکارہ ملے تو وہ اپنے اجتہاد سے رسولؐ کی حکومت کو آگے بڑھائیں اور وہی کچھ کریں جو بعد میں کیا گیا ۔ اور اس لئے ایسے مواقع پیدا کئے جائیں جہاں رسولؐ الہامی الفاظ واحکام سے ہٹ کر بات کرے یا کوئی حکم دے تاکہ اجتہاد کے جواز پر بطور سند کام آئے ۔ لہٰذا ان کے تمام سوالات ،تمام اعتراضات اسی دوسرے مقصد کو سامنے رکھ کر ہوتے تھے ۔ لیکن اللہ کی تاکید وتائید اُن کی اِن خواہشوں اور کوششوں میں ناکام رکھتی تھی اسی لئے وہ اپنے طاغوتی مرکز میں خود رسولؐ کی طرف سے احکام گھڑتے تھے اور ترکیب سے علامہ مودودی بھی اس کے قائل دکھائے جاچکے ہیں ۔ وہ عوام میں عموماً اور قریشی قوم میں خصوصاً خود تیار کردہ احکام ومسائل پھیلارہے تھے اسی صورت حال کو اللہ نے رسولؐ کی زبانی قرآن کے مہجور کردینے کے جامع الفاظ میں بیان کیا ہے (۳۰ / ۲۵) اسی مقصد کو ظاہر کیاہے جب قومی راہنماؤں نے قرآن کے احکام میں مصلحت اور تقاضائے وقت کے تحت تبدیلی اور التوا کی درخواست کی تھی (۱۵ / ۱۰) اور اسی دوسرے مقصد کو ناکام کرنے کے لئے جگہ جگہ اور طرح طرح یہود ونصاریٰ کو اولیا یعنی حاکم بنانے سے منع کیا ہے اور اسی پر پردہ ڈالنے کے لئے ولی ، اولیا اور مولیٰ کے معنی دوست کئے جاتے ہیں اور قوت فکریہ کو موت کی نیند سلانے کے لئے مولیٰ کے معنی غلام تک کر لئے گئے ہیں ۔ اور ان آیات میں ثابت ہوگیا کہ رسولؐ کی حکومت میں حصہ مانگنے والے ظنون جاہلیہ رکھنے والے (۱۵۴ / ۳) وہی لوگ ہیں جن کو سابقہ زمانہ کے احکام کو اختیار کرنے کی فکر میں رہنے والا بتایاہے (۵۰ / ۵) یہ ہے مختصراً قریشی مومنین کا قرآنی مقام ومقصد ۔

(١٥ ۔ الف) آیات (٤٧۔٤٤ / ٥) کافر، ظالم اور فاسق، علامہ کی وضاحت مجتہد کی قسمت ۔

یہاں علامہ کا بیان پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے اس دین اور نظام کو سامنے رکھئے جس پر اُمت کے عوام کو چودہ سو سال سے چلایا گیا ہے۔ علامہ نے لکھا ہے کہ: "یہاں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حق میں جو خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق" فیصلہ نہ کریں تین حکم ثابت کئے ہیں ۔ ایک یہ کہ وہ کافر ہیں دوسرے یہ کہ وہ ظالم ہیں تیسرے یہ کہ وہ فاسق ہیں ۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو انسان خدا کے حکم اور اس کے نازل کردہ قانون کو چھوڑ کر اپنے یا دوسرے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر فیصلہ کرتا ہے، وہ دراصل تین بڑے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے ۔ اولاً اس کا یہ فعل حکم خداوندی کے انکار کا ہم معنی ہے اور یہ کفر ہے ثانیاً اس کا یہ فعل عدل وانصاف کے خلاف ہے کیوں کہ ٹھیک ٹھیک عدل کے مطابق جو حکم ہوسکتا تھا وہ تو خدا نے دے دیا تھا اس لئے جب خدا کے حکم سے ہٹ کر اس نے فیصلہ کیا تو ظلم کیا تیسرے یہ کہ بندہ ہونے کے باوجود جب اس نے اپنے مالک کے قانون سے منحرف ہوکر اپنا یا کسی دوسرے کا قانون نافذ کیا تو درحقیقت بندگی واطاعت کے دائرے سے باہر قدم نکالا اوریہی فسق ہے ۔ یہ کفر اور ظلم اور فسق اپنی نوعیت کے اعتبار سے لازماً انحراف از حکم خداوندی کی عین حقیقت میں داخل ہیں ۔ ممکن نہیں کہ جہاں وہ انحراف موجود ہو وہاں یہ تینوں چیزیں موجود نہ ہوں " (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ٤٧٥،٤٧٦ حاشیہ ٧٧) چند سطروں کے بعد مفسرین کی اسی اسکیم کو غلط قرار دیا ہے ۔ جو وہ حکومتوں کی پالیسیوں کی مرمت اور حقائق کو چھپانے میں کرتے چلے آرہے تھے چنانچہ لکھتے ہیں کہ: " بعض اہل تفسیر نے ان آیات (٤٤ / ٥ ، ٤٥ / ٥ ، ٤٧ / ٥) کو اہل کتاب کے ساتھ مخصوص قرار دینے کی کوشش کی ہے مگر کلام الٰہی کے الفاظ میں اس تاویل کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں اس تاویل کا بہترین جواب وہ ہے جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیا ہے ان سے کسی نے کہا کہ یہ تینوں آیتیں تو بنی اسرائیل کے حق میں ہیں کہنے والے کا مطلب یہ تھا کہ یہودیوں میں سے جس نے خدا کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کیا ہو وہی کافر ہے۔ وہی ظالم اور وہی فاسق ہے ۔ اس پر حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

"کتنے اچھے بھائی ہیں تمہارے لئے یہ بنی اسرائیل کہ کڑوا کڑوا سب ان کے لئے ہے اور میٹھا میٹھا سب تمہارے لئے ہرگز نہیں خدا کی قسم تم ان ہی کے طریقہ پر قدم بقدم چلوگے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ٤٧٦)

نعم الاخوۃ لکم بنو اسرائیل آن کانت لھم کُلّ مُرَّۃ ولکم کُلّ حلوۃ کلّا وَاللہ لَتُسلکنّ طریقھم قدر الشراك

(١٥ ۔ ب) علامہ کے بیان پر چند باتیں ۔

پہلی بات یہ کہ علامہ نے یہ مان لیا کہ " ٹھیک ٹھیک عدل" اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے جب کہ ہر معاملہ میں اللہ کے احکام نافذ کرنے کا اہتمام و انتظام کیا جائے" اور یہی وہ بات تھی جو اللہ نے اسی سورۃ کی ابتدا (٨ / ٥) میں تاکیداً فرمائی تھی ۔ جہاں تمام مومنین پر تقاضہ کیا گیا کہ وہ نظام عدل برقرار رکھنے کے لئے جم کر کھڑے ہوں اور مسلسل قسط وار شہادت پر فائز ہونے کی تیاری رکھیں مطلب یہ تھا کہ ہر اس نظام سے ٹکراتے چلے جائیں جو اللہ کے احکام کو خالصتاً نافذ نہ کرتا ہو اس لئے کہ انسانوں کی مجموعی تعداد بھی سو فیصد عدل پر مبنی احکام نافذ نہیں کرسکتی اوریہی نظام عصمت اورآئمہ معصومین علیہم السلام کی حکومت سے وابستہ رہنے کی دلیل ہے چونکہ مسلسل چودہ سوسال تک نظام اجتہاد نے اُمت کو اپنی اطاعت میں لگائے رکھا اور سینکڑوں اجتہادی مذاہب ومسالک میں بانٹ کر اس مکمل انحراف کو برقرار رکھا جسے علامہ نے کفر وظلم وفسق تسلیم کیا ہے ۔ لہٰذا علامہ کے قلم سے ثابت ہوا کہ اُمت کو مجتہدین نے کفر وظلم وفسق پر چلانے کی کوشش کی تیسری بات یہ ہے کہ علامہ نے قرآن کے حکم سے فیصلہ واجب ماننے کے بجائے ایک بڑی گنجائش رکھنے والا مجتہدانہ لفظ یعنی "مطابق" داخل کرکے اجتہادی گنجائش برقرار رکھی ہے ۔ اللہ نے ان آیات (٤٤ / ٥ ، ٤٥ / ٥ ، ٤٧ / ٥ ، ٤٨ / ٥) میں چار مرتبہ یہ تاکید دہرائی کہ: "مُنَزَّل مِنَ اللہ سے احکام نافذ کرو" مگر علامہ نے فرمایا کہ: "مُنَزَّل مِنَ اللہ کے مطابق احکام نافذ کیے جائیں" یہ لفظ مطابق عربی کا لفظ ہے اور اسی کی آڑ میں ہر فرقہ اپنی تعلیمات وعقائد وعبادات کو قرآن کے عین مطابق کہتا چلا آیا ہے لہٰذا یہ ایک مجتہدانہ و ابلیسانہ فریب ہے یہ لوگ کیوں یہ نہیں کہتے کہ ہمارا فرقہ یا ہمارا مذہب یا ہمارے احکام "مُنَزَّل مِنَ اللہ ہیں ۔ یا " کلام اللہ کے الفاظ میں ہیں" یا کلام اللہ سے ہیں؟ تاکہ ان سے وہ آیت یا آیات دریافت کی جاسکتیں جن میں اس فرقہ یا مذہب یا حکم کا ذکر ہے ۔ اس لفظ مطابق کی آڑ میں ابلیس

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

وہی ہیں فاسق اور اتاری ہم نے طرف تیری کتاب ساتھ حق کے سچا کرنے والی

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ

اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے کتاب سے اور نگہبان اوپر اس کے پس حکم کر

بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ

درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے اور مت پیروی کر

اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ

خواہشوں ان کی کے مڑ کر اس چیز سے کہ آئی ہے تیرے پاس حق سے

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ

واسطے ہر ایک کے کیا ہم نے تم میں سے گھاٹ اور راہ اور اگر چاہتا اللہ

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ

البتہ کرتا تم کو اُمت ایک و لیکن تو کہ آزماوے تم کو بیچ اس چیز کے کہ دی تم کو

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

پس دوڑ کرلو بھلائیوں کو طرف اللہ کے ہے پھر جانا تمہارا سب کا

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾ۙ

پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے اختلاف کرتے

وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا

اور یہ کہ حکم کر درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے اور مت

تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ

پیروی کر خواہشوں ان کی کی اور ڈر ان سے یہ کہ بہکادیں تجھ کو بعض اس چیز سے

وہی قانون شکن لوگ ہیں (۴۸) اور ہم نے تم پر بھی حقائق سے لبریز کتاب نازل کی ہے جو تمام سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان سب پر نگہبان اور محافظ بھی ہے چنانچہ آپؐ بھی ان لوگوں کے درمیان اللہ کے نازل کردہ احکام جاری کریں اور ان لوگوں کی خواہشوں اور ذاتی مصلحتوں کے مطابق حق سے انحراف کرکے احکام نہ دیں ہم نے ہر قوم و ملت و ملک کے لئے ان کی اپنی ضرورت و حالات کے مطابق قوانین اور طریقے بتائے تھے اور اگر اللہ نے یہ چاہا ہوتا کہ تمہیں مجبور کرکے ایک ہی اُمت بنا دیتا اور بے اختیار و بے عقل و ارادہ مخلوق کی طرح ایک ہی شریعت یا قانون مسلط کر دیتا یہ اللہ کے لئے ممکن تھا مگر تمہیں عقل و ارادہ اور اختیار دینے کی وجہ سے ہم نے چاہا کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کریں کہ تم کہاں تک ہمارے سامنے آنے کا خیال رکھ کر عمل کرتے ہو لہٰذا تمہیں چاہئے کہ نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں لگے رہو یاد رکھو کہ تم سب کو اللہ کی طرف پلٹنا ہے وہاں ہم تمہارے آپس کے اختلافات کا حق اور باطل ہونا تمہیں بتائیں گے اور اس وقت تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچے گا (۴۹) اور اگر اے نبیؐ تم ان کے درمیان احکام جاری کرو تو تمام احکام اللہ کے نازل کئے ہوئے ہونا چاہئیں اور ان کی خواہشوں، ذاتی و قومی مصلحتوں کی پیروی اور تائید میں کوئی ذاتی حکم نہ دے ڈالنا اور ان کے مجتہدانہ نکات سے بچ کر رہنا ایسا نہ ہو کہ

کا سارا نظام بیٹھا ہوا ہے ۔ اللہ نے اس حکم کو چار دفعہ دہرانے سے پہلے ہی اس حکم کے معنی بیان کردیئے ہیں جہاں فرمایا کہ:

إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ﴿٤٤﴾ المائدة

" یقیناً ہم نے توریت نازل کی اس میں ہدایت ونور تھا ۔ اسی سے نبیؐ ... حکم دیا کرتے تھے ۔ علامہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دیکھیں ۔
" تحقیق اتاری ہم نے تورات بیچ اس کے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اس کے پیغمبر " ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں جملوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کہ:

(۱) قرآن کے ساتھ حکم کرنا (۲) قرآن کے مطابق حکم کرنا یا

(۱) کتاب اللہ سے حکم دینا (۲) کتاب اللہ کے مطابق حکم دینا یعنی

اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ

کہ اتاری ہے اللہ نے طرف تیری پس اگر پھر جاویں پس جان تو

اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ

سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ پہنچاوے ان کو سزا

بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝۴۹

ساتھ بعضے گناہوں ان کے کے اور تحقیق بہت لوگوں میں سے البتہ فاسق ہیں

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ

کیا پس حکم جاہلیت کا چاہتے ہیں اور کون شخص بہتر ہے اللہ تعالیٰ سے

حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۵۰ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ع ۱۱

حکم میں واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

مت پکڑو یہود اور نصاریٰ کو دوست بعضے ان کے دوست ہیں

بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ

بعض کے اور جو کوئی دوست پکڑے ان کو تم میں سے پس تحقیق وہ

وہ تمہیں اللہ کے نازل کردہ کسی حکم سے ادھر ادھر کر دیں اور اگر وہ تمہارے احکام نہ مانیں اور طاغوتی مرکز سے وابستہ رہیں (تَوَلَّوْا)(نساء ۶۰ تا ۶۵ / ۴) تو سمجھ لینا کہ اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں کہ اللہ نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ انہیں ان کے مجتہدانہ جرائم سے لطف اندوز ہونے کا موقع دے اور وہی نہیں بلکہ انسانوں کی کثرت لاقانونیت میں مبتلا چھوڑ دی گئی ہے (۵۰) سوال وہی ہے کہ کیا انہیں اپنے سابقہ تاریک زمانے کے احکام و مذہب ہی پسند ہے ؟حالانکہ حقیقی اور پریقین مومنین کے لئے اللہ کے نازل کردہ احکام سے بہتر و صحیح احکام کوئی نہیں دے سکتا (۵۱) اے وہ لوگو جو ایمان کے زبانی دعویدار ہو تم لوگ اگر ہو سکے تو یہود و نصاریٰ کو اپنا سرپرست حاکم نہ بناؤ ان کی ولایت و حکومت آپس میں ایک دوسرے پر صحیح ہے (اس کا یہ مطلب نہیں کہ دینی وقار و دبدبہ تم پر اثر ڈالے) مگر تم میں سے جو کوئی ان کی ولایت و حکومت میں شامل رہے گا تو یقیناً وہ

---

(۱) وہ حکم دینا جو خود قرآن کے اندر ہو (۲) وہ حکم دینا جو قرآن کے اندر ہو یا نہ ہو مگر قرآن کے مطابق ہو۔ یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں حکم قرآن کے مطابق ہے یا نہیں ؟ پھر مجتہدانہ چکر ہے ا۔ بعض کہیں گے کہ مطابق ہے ۲۔ بعض کہیں گے کہ مطابق نہیں ہے ۳۔ بعض کہیں گے کہ قرآن کی منشا کے خلاف ہے ۴۔ اور بعض کہیں گے کہ نہ قرآن کے مطابق ہے نہ قرآن کے خلاف ہے اور یہی چاروں اختلافات چار اجتہادی مذہب بنا کر کھڑے کر دیں گے ۔ بہرحال ہر سوال کا جواب اور ہر مسئلہ کا حل قرآن کے الفاظ میں دینا واجب ہے ورنہ کفر و ظلم اور فسق ہے ۔ چوتھی بات اور بھی اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب حذیفہؓ رضی اللہ عنہ رسولؐ اللہ کے خاص الخاص صحابی تھے اور یہ معلوم ہوچکا ہے کہ وہ اس قومی گروہ کے مخصوص لیڈروں کے ناموں اور کاموں سے واقف تھے اور ان ہی نے مندرجہ بالا جواب دیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس مسلمان کا نام کیا تھا جس کو جناب حذیفہؓ نے جواب دیا تھا ؟ آیا یہ گفتگو عہد رسولؐ میں ہوئی تھی یا حضورؐ کی وفات کے بعد؟ باقی گفتگو کیا تھی جس میں اس سوال وجواب کی ضرورت پیش آئی تھی؟ ظاہر ہے کہ یہ تمام سوالات تشنہ رہ گئے اس لئے کہ واقعات وحالات کو لکھوانے والے حکمرانوں کی پالیسی یہ تھی کہ تاریخ وحدیث وتفسیر کی کتابوں میں ان کے اور ان کے بزرگوں کے ایسے حالات نہ لکھے جائیں جن سے ان کی اصلی تصویر ذہن میں آ سکے اور حالات و نام ان ہی لوگوں کے چھپائے جایا کرتے ہیں جو با اثر ، بارسوخ ، قوم میں پسندیدہ اورصاحبان اقتدار ہوں جن کی ہوا خیزی سے قومی ہوا خیزی کا اندیشہ ہو جن کی مصنوعی اور خود ساختہ بزرگی ملیامیٹ ہوجانے کاخطرہ ہو اس کے برعکس ان کی پوزیشن بنانے اور ان کو مقدس مقام دینے کے لئے کہانیاں ، قصے ، روایات اور واقعات گھڑے جایا کرتے ہیں چنانچہ یہ سب کچھ لفظ بلفظ ثابت کرنے کے لئے حقیقی مومنین رضی اللہ عنھم نے حقیقی راہنمایان اسلام علیہم السلام کی راہنمائی میں وہ نظام جاری رکھا جس نے قرآن میں مذکورسازش

ان ہی کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ بلاشبہ اللہ اس قوم کی ہدایت نہ کرے گا جو کلام اللہ کے احکام کی جگہ مجتہدانہ احکام نافذ کرنے کی فکر میں ہے (ظالم ۴۵ / ۵) (۵۲) چنانچہ آپؐ تو ان لوگوں کو دیکھ رہے ہیں جن کے دلوں میں اقتدار حاصل کرنے کی بیماری ہے اور جو طاغوتی مرکز (۶۰ / ۴) میں جلدی جلدی آتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ڈرہے کہ کہیں ہم پر (اپنے ایسے بشر کی اطاعت کرنے سے ۳۴،۳۳ / ۲۳) کوئی مصیبت نہ آپڑے چنانچہ قریب ہے کہ اللہ کوئی راہ کھولے یا اپنی کسی اسکیم کو جاری کرے کہ اس پوری قوم کو ایک ایسی صبح سے دوچار ہوناپڑے کہ یہ زندگی بھر کے اپنے دلوں میں پوشیدہ منصوبے پر سب کے سب ایک ساتھ پچھتائیں گے اور نادم ہوں گے (۵۳) اور ان کی ندامت و خجالت کو دیکھ کر حقیقی مومنین تعجب سے کہیں گے کہ کیا یہ وہی مومنین لوگ نہیں ہیں جو تمہارے سامنے اللہ کو شاہد کر کے (۲۰۴ / ۲) اللہ کی قسمیں کھا کھا کر اور دہنے ہاتھوں سے معاہدے کرکے کہا کرتے تھے کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ایمان لائے اور مومن ہیں؟ آج وہ صبح آگئی کہ ان سب کے تمام اعمال ضائع ہوئے اور خسارہ نصیب ہوگیا

مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۱

انہیں میں سے ہے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ

پس دیکھتا ہے تو ان لوگوں کو بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے جلدی جاتے ہیں

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ

بیچ ان کے کہتے ہیں ڈرتے ہیں ہم یہ کہ پہنچ جاوے ہم کو گردش زمانہ کی

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ

پس شتاب ہے اللہ یہ کہ لے آوے فتح کو یا کچھ بات اپنے پاس سے

فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝۵۲ۭ

پس ہو جاویں اوپر اس چیز کہ چھپاتے تھے بیچ دلوں اپنے کے پشیمان

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ

اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کیا یہی ہیں وہ لوگ جو

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ

قسم کھاتے تھے ساتھ اللہ کے سخت قسمیں اپنی کہ تحقیق وہ البتہ

لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۵۳

ساتھ تمہارے ہیں ناپید ہوئے عمل ان کے پس ہوگئے ٹوٹا پانے والے

کے تمام ہیروز اور ان کے اقدامات کو من و عن قرآنی ترکیب سے اسی تاریخ وتفسیر میں لپیٹ دیا مگر ترتیب ایسی رکھی جیسی کہ قرآن میں ہے کہ ایک بات یہاں شروع کی لیکن ختم کہیں اور جاکرکیا گیا تاکہ صاحبان اقتدار چونکنے نہ پائیں ۔ جس طرح رسولؐ اللہ نے ایسے انتظامات کئے کہ تخریب کاروں کے لئے واپسی ناممکن ہوگئی مسلمانوں میں گھر کررہ گئے دن رات نمازیں پڑھنا پڑیں زکوٰۃ دینا پڑی سود خوروحرام خور کھلانا پڑا خون کے گھونٹ پی پی کر رہ جاتے تھے اور اسی کا انتقام لینے کے لئے تخریب کاری میں تیز تر ہوتے جاتے تھے ان کی یہ کوشش رہی اور آج تک جاری ہے کہ ہربری بات اوربرا اقدام یہود ونصاریٰ یا منافقین کے سرلگا دیا جائے رفتہ رفتہ یہ کہہ دیا جائے کہ سارا عرب مسلمان ہوگیا تھا نہ یہود ونصاریٰ باقی رہے نہ منافق بچے سب حقیقی مومنین بن گئے تھے جو کچھ رسولؐ کے بعد ہوا وہ حقیقی مومنین نے کیاتھا اور حق کیاتھا لیکن یہ سازش کھل گئی، کھول دی گئی اور ہم اسے طشت ازبام کررہے ہیں ۔ کوئی ہمیں بتائے کہ جناب محمدؒ اسماعیل بخاری ایسے قدآور محدث کو اور علامہ مودودی ایسے بالادست مجتہد کو کہاں چھپایا جاسکے گا انہوں نے تو یہ بتایا کہ رسولؐ کے صحابہ حوض سے دھکیل کر جہنم میں لے جائے جائیں گے ۔ اور انہوں نے جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اعلان کرایا کہ ایسا گروہ موجود تھا جو اپنے جرائم دوسروں کے سر چپکاتا اور اُمت کو غلط راہوں پر لے جا رہا تھا۔ اور جنہوں نے برابر قدم بقدم یہودونصاریٰ کی پیروی کرنا تھا ۔ لہٰذا یہ حکمران زدہ تاریخ وتفسیر لاکھ چھپائے مگر اہل حق کو اللہ نے وہ بصیرت دیتے چلے جانا طے کرر کھاہے کہ ہرآنے والا سال عہدرسولؐ کے سازشی ہیروز کو نمایاں تر اور چھت پر چڑھا کر اُمت سے متعارف کرتا چلا جائے گا ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جاوے گا تم میں سے دین اپنے سے

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ

پس البتہ لاوے گا اللہ ایک قوم کو کہ پیار کرتا ہے ان کو اور پیار کرتے ہیں وہ اس کو

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫

نرمی کرنے والے ہیں اوپر مسلمانوں کے سختی کرنے والے ہیں اوپر کافروں کے

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ

جہاد کریں گے بیچ راہ اللہ کے اور نہ ڈریں گے ملامت کرنے کسی ملامت کرنیوالے کی سے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے اس کو جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے جاننے والا

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ

سوائے اس کے نہیں کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور رسول اس کا اور وہ لوگ کہ

(۵۴) اے برائے نام مومنین یہ سن رکھو کہ اگر تم میں سے کوئی (یا تمہاری پوری قوم) اس ظاہری اسلام کو چھوڑ کر اعلانیہ مرتد ہو جائے تو اللہ ایک ایسی قوم کو تم پر مسلط کرنے کے لئے سامنے لے آئے گا جس سے وہ محبت کرتا آ رہا ہے اور وہ قوم بھی اسے محبوب رکھتی ہے وہ مومنین کے سامنے خستہ حال غریب و ناچار معلوم ہوتے ہیں لیکن کافروں پر ان کا رعب و دبدبہ اور جلال چھایا رہتا ہے جو اللہ کی راہ میں سر ہتھیلی پر رکھ کر (۲۰۷ / ۲) جہاد کرتے ہیں اور اپنی خستہ حالی اور جانفروشی پر کسی ملامت کرنے والے سے ہرگز نہیں ڈرتے ہیں اس قوم پر اللہ کا فضل ہے اور وہ جسے محبوب رکھتا ہے اسی پر فضل کرنا چاہتا ہے اور اللہ لامحدود وسعت دینے والا علیم ہے (۵۵) اس کے سوا اور کوئی حقیقت ہے ہی نہیں کہ تمہارا سرپرست وہمدرد حاکم صرف اللہ ہے اور

(۱۶) آیات (۵۳ تا ۵۱ / ۵) میں وہ مومنین جو یہود و نصاریٰ کی رعایا تھے۔ پھر اگلی آیت (۵۲،۵۱ / ۵) کہتی ہے کہ عہد رسولؐ میں ایسے مومنین برابر موجود رہے جنہوں نے یہود و نصاریٰ کے علما، مجتہدین اور لیڈروں کو اپنا آقا، سرپرست، والی و ولی اور حاکم بنا رکھا تھا اور پہلے یہ معلوم ہو چکا کہ یہی مومنین رسولؐ کے بجائے طاغوت سے یعنی اجتہادی مرکز سے اپنے فیصلے کرایا کرتے تھے (۶۰ / ۴) یعنی عہد رسولؐ میں قرآن کو مہجور کرنے (۳۰ / ۲۵) کے معنی اس قوم نے یہ لئے تھے کہ ان تمام احکامات کو نظر انداز کر دیں گے جو قرآن میں نازل ہوئے ہیں اور یوں وہ کفر وظلم وفسق سے وابستہ رہتے چلے آئے یہیں یہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ قومی مومنین مسلسل دلوں میں پوشیدہ منصوبے کو پروان چڑھانے کے لئے طاغوتی مرکز سے رابطہ رکھتے تھے اور پھر اللہ نے طے کر دیا کہ قیامت میں انہیں تمام مومنین پہچان کر انہیں حیرانی سے دیکھیں گے انہیں طعنہ دیں گے نادم کریں گے ان کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے (۵۳ / ۵) علامہ نے فرمایا کہ: "یعنی جو کچھ انہوں نے اسلام کی پیروی میں کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، زکوٰۃ دی جہاد میں شریک ہوئے، قوانین اسلام کی اطاعت کی، یہ سب کچھ اس بنا پر ضائع ہو گیا کہ ان کے دلوں میں اسلام کے لئے خلوص نہ تھا" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۸۱ حاشیہ ۸۶) کاش علامہ اور ان کے بزرگ ان بزرگ اصحاب النار کے نام بھی بتا دیتے؟

(۱۷) آیت (۵۴ / ۵) ایک ایسی قوم جو اللہ کی محبوب اور کفار میں معزز و صاحب دبدبہ۔ اس آیت میں محبوب خدا قوم کی پہلی شناخت یہ ہے کہ وہ تمام مومنین کے مقابلہ میں خستہ حال نرم رو منکسر المزاج ہیں اور دوسری پہچان یہ ہے کہ رسولؐ کی قوم کی نظروں میں عزت وجلال اور رعب وداب کی بنا پر گراں گزرنے والے ہیں اور تیسری خصوصیت یہ ہے کہ ان کی نظر میں اللہ و رسولؐ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے اور یہ تینوں باتیں مومنین اور کافرین میں مسلمہ اور مشہور و معلوم ہیں اور یہی سبب تھا کہ رسولؐ کی قوم اور اس کے تمام ساتھیوں کو سورۂ براۃ کا چیلنج سنانے کے لئے اس قوم کے بزرگ ترین فرد کو بھیجا گیا تھا جو کفار کے لشکروں کو بھیڑ بکریوں کی طرح بھگا دیتا تھا۔ جس نے تمام قریشی بزرگوں کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی جس نے سینکڑوں سر برآوردہ سرکشوں کے سر ہوا میں اچھال دیئے تھے اور مومنین کے فقرا وغربا ان سے بہتر خوراک کھاتے تھے جن کے خادم بہتر لباس پہنتے تھے جن کی تلوار کی گرمی سے سردیوں میں موت

کے پسینے چھوٹ جاتے تھے جو کرار غیر فرار تھے ۔ اس جگہ (۵۴ / ۵) اس پوری قوم کو چیلنج کردیا گیاہے کہ اب تم علی الاعلان مرکز کفر کے ساتھ کافر بن کر نہیں مل سکتے تمہیں یہیں اور اسی حال میں رہنا ہو گا اس سے پہلے رسولؐ کو بتا دیا گیا تھاکہ اگر یہ گروہ اب بھی مرکز کفر کی ولایت سے وابستہ رہے (فَإِن تَوَلَّوۡاْ) تو یہ سمجھ لینا کہ ہم نے انہیں ان کے متعلقہ منصوبے کی مصیبت سے دوچار ہونے کا موقع دینا طے کرلیاہے اور دنیا کے اکثر لا قانون اور اللہ کے قوانین کے مخالفوں میں رکھنا منظور کرلیا ہے ۔ (۴۹ / ۵) یہاں سے اس قوم پر یہ پابندی عائد ہوگئی کہ وہ اور ان کا مرکز مسلمانوں کے لباس میں رہے اور وہ تمام عبادات بادل نخواستہ برداشت کرے جن کے خلاف انہوں نے پہلا محاذ بنایا تھا اور سردھڑ کی بازی لگا دی تھی اور آخرت میں نادم ورسوا اور جہنم واصل کیاجائے اور دنیا میں اس کو اور ان دونوں کے اصلی ومجازی شیطاطین کو یہ دکھایا جائے کہ غربت و بے کسی میں رکھی جانے والی قومؐ اور اس کے راہنماؐ تمہاری جباریت و قہاریت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر تمہیں ساری اقوام عالم میں ایک ملعون قوم بناکر دکھائیں گے ۔ تمہیں ابلیس کی طرح تمام اختیارات وقدرتیں دی جائیں گی ۔ لیکن وہ اللہ کی محبوب قوم تمہارے کافرانہ مذہب کوتوڑ پھوڑ کر تمہارے اپنے علما وعوام کو حقیقت حال سے روشناس کرائیں گے، صحیح دین اسلام پر لائیں گے اور ایک دن تمہارے لئے یہ جملہ صادق آجائے گا کہ :" مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔ "

(۱۷ ۔ الف) آیات (۵۵،۵۶ / ۵) کا ترجمہ تمام مترجمین کے خلاف کیوں ہے ؟

یہاں اگر سلسلے کی آیات (۵۳،۵۴ / ۵) اور سابقہ قرآنی بیانات سے منہ نہ موڑ لیا جائے تو بات دو قوموں کی ہو رہی ہے لہٰذا جن مومنینؑ کا تذکرہ اللہ و رسولؐ کے ساتھ متصل اور بلا ۔فاصلہ ۔ کیا گیا ہے اور جنہیں ولایت وحکومت کی سربراہی میں اللہ و رسولؐ کے ساتھ شریک وشامل رکھا گیا ہے وہ یقیناً اسی قوم کے مومنین ہوسکتے ہیں جو خدا کی محبوب قوم ہے نہ کہ اس قوم کے مومنین جن کی یہاں (۵۳ / ۵) میں بھی اور سارے قرآن میں بھی مذمت کے انبار لگا دیئے گئے ہیں اور جن کے لئے وہ تمام الفاظ ختم کردیئے گئے ہیں جو مذمت اور تبرا کے لئے مخصوص ہیں بلکہ اُن کو قرآن کا تباہ کرنے اور مہجور کرنے والا ہونے کا حکم الٰہی صادر ہو چکا ہے۔ پھر چونکہ بات تمام مسلمانوں سے ہو رہی ہے ۔ اور قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کو یہ بتایا جا رہاہے کہ مومنین میں سے یا تم تمام مسلمانوں میں سے جو مومنین اللہ اوررسولؐ کے برابر کے سرپرست اور تمام مسلمانوں پر حاکم ہیں وہ ظاہر ہے کہ چند گنتی کے مخصوص لوگ ہی ہوسکتے ہیں نہ کہ سارے مومنین اس لئے کہ پھر رعایا میں کون رہے گا اگر سارے مومنین کو حاکم بنا دیا یا مان لیاجائے لہٰذا ان چند مومنین کی شناخت بتائی گئی ہے کہ:

۱۔ وہ نماز پڑھتے یا قائم رکھتے ہیں ۔یہ کوئی خصوصیت ہے نہ شناخت وتمیز ہے ۔ اس لئے کہ نماز تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور تمام مومنین نماز پڑھتے یا قائم رکھتے ہیں۔

۲۔ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ ہمارے نزدیک یہ بھی نہ کوئی کمال ہے نہ خصوصیت اور شناخت ہے اوّل تو اسی لئے کہ زکوٰۃ بھی ہر مالدار وسرمایہ دار پر واجب ہے اور دوسرے اس لئے کہ اسلامی احکام کی موجودگی میں مال دار وسرمایہ دار ہونا قابل مذمت بات ہے ۔ اگر قرآنی احکام کی تعمیل کی جائے (بقرہ ۲۱۹ / ۲وغیرہ) تو کوئی شخص نہ غنی ہو سکتاہے نہ مالدار وسرمایہ دار بن سکتاہے اور جب تک مالدار وسرمایہ دار نہ ہوزکوٰۃ واجب ہی نہیں ہوتی ۔

۳۔ بعض علمانے رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دینا فرمایاہے ۔ اور رکوع سے وہ جھکنے کی حالت مراد لی ہے ۔ جو نماز کا ایک رکن ہے ۔ آیت میں یہ جملہ آ چکا کہ :"وہ نماز قائم کرتے ہیں" (يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ) لہٰذا صلوٰۃ یا نماز میں رکوع وسجود وقیام وقعود سب آ گئے الگ سے رکوع کے ذکرکرنے کی ضرورت نہ تھی کہہ دیا جاتا کہ " وہ نماز میں زکوٰۃ دیتے ہیں" (وَيُؤۡتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُمۡ يُصَلُّونَ یا وَيُؤۡتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُمۡ فِي ٱلصَّلَوٰةَ) بہرحال آیت میں کوئی ایسا قرینہ یا لازمہ موجود نہیں جس کی وجہ سے ہم اس لفظ "رکوع "کو نماز والا رکوع سمجھیں البتہ ایسا نہ سمجھنے کے لئے تین دلیلیں سب کو معلوم ہیں اوّل یہ نماز میں لین دین اور ہر وہ کام نماز کو توڑ دیتاہے جو نماز میں اللہ ورسولؐ نے پہلے سے داخل نہ کر رکھا ہو دوسری یہ کہ کوئی ایسی ضرورت فرض بھی نہیں کی جاسکتی کہ زکوٰۃ لینے والا چند منٹ ٹھہر نہ سکے تیسری دلیل یہ ہے کہ محمدؐ اور علیؑ صلوٰۃ اللہ علیہما پر مالدار وسرمایہ دار نہ ہونے کی بنا پر کبھی زکوٰۃ واجب ہی نہیں ہوئی ان کے گھروں سے کھانا پکنے کا دھواں بہت کم نکلتا تھا وہاں فقر

اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ
ایمان لائے وہ لوگ کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ
رٰکِعُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ
رکوع کرنے والے ہیں اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور رسولؐ اس کے کو اور
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۵۶﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ
ان لوگوں کو کہ ایمان لائے پس تحقیق گروہ اللہ کے وہی ہیں غالب اے لوگو جو

اس کا رسولؐ ہے اور وہ حقیقی مومنین ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور خستہ حالی و ناداری کے عالم میں زکوۃ دیتے ہیں (۵٦) اور جس کسی نے بھی ان مومنینؑ کو اور اللہ و اللہ کے رسولؐ کو اپنا سرپرست اور ہمدرد حاکم بنایا بس وہی لوگ اللہ کی غالب رہنے والی پارٹی ہوگی (۵۷) اے زبانی دعوائے ایمان کرنے والو تم لوگ اپنا سرپرست

وفاقہ سے پیار تھا۔ سامنے رکھی ہوئی افطاری کی روٹیاں تک فقراء ومساکین کو دے دی جاتی تھیں یہ حضرات دنیا سے غربت وافلاس مٹانے کے لئے آئے تھے۔ قرآن پر سو فیصد نہیں بلکہ تین سو فیصد عمل کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی اطاعت اور پیروی اور اسوہ حسنہ کو واجب اور فرض کہہ کر دنیا کمانے والے لوگ ان کی پیروی کرتے اور گھر میں ایک روز کے کھانے اور جسم پر ایک جوڑا کپڑوں کے علاوہ کچھ نہ رکھتے۔ اس حال میں رہنے والوں کے لئے سو فیصد صحیح لفظ ہر لمحہ "رکوع میں رہنے والے" ہے۔ اس لئے کہ لغت کے ماہرین جانتے ہیں کہ:۔ رَکَعَ۔ یَرْکَعُ۔ رُکعاً۔ رَکُوعاً۔ (ماضی۔ مضارع اور مصادر) نزول قرآن سے پہلے کے الفاظ ہیں ان کی معنوی شدت نے تقاضہ کیا کہ نماز کی ایک حالت کو رکوع کا نام دیا جائے ان کے اوّلین اور بنیادی معنی وہی ہیں جو اللہ کی محبوب قوم کی صفت میں آئے ہیں یعنی أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ (۵۴ / ۵) مومنین کے سامنے ذلیل ترین حالت والے" یعنی اگلی آیت میں اس ذلیل ترین حالت کو رٰکِعُوۡنَ کی صفت سے ظاہر کیا ہے۔ یہ اسی محبوب خدا قوم کے سید وسردار کی بات ہے۔ جس کی تصویر اور تصور پیش کرنے کے لئے الفاظ۔ أَذِلَّةٍ۔ أَعِزَّةٍ اور رٰکِعُوۡنَ۔ کا مثلث نازل کیا گیا ہے۔ آئیے آج سے نوسوسال پہلے کے عالم کی کتاب میں اس کے معنی دیکھئے ارشاد ہے:

"رکع اور رکوع کے معنی جھکنا یا خمیدہ ہونا ہیں چنانچہ کبھی تو یہ نماز کی ایک حالت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ معلوم ہے اور کبھی تواضع اور تذلّل کے لئے استعمال ہوتا ہے خواہ وہ عبادت کے دوران ہو یا عبادت کے علاوہ صورتوں میں ہو"

(رَکَعَ)۔ اَلرُّکُوۡعُ۔ الاِنْحِنَاءُ۔ فَتَارَۃً یُسْتَعْمَلُ فِی الْھَیْئَۃِ الْمَخْصُوۡصَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ کَمَا ھِیَ وَتَارَۃً فِی التَّوَاضُعِ وَالتَّذَلُّلِ اِمَّا فِی الْعِبَادَۃِ وَاِمَّا فِیۡ غَیْرِہٖ" (المفردات فی غریب القرآن۔ علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمہ صفحہ ۲۰۲)

اور قارئین جانتے ہیں تذلّل تو ذلّت کی عام حالت ہے۔ لیکن آیت میں أَذِلَّةٍ بہت ہی ذلیل ترین حالت اور دوسروں کے ساتھ خاطر و مدارات وخوش آمد اور عاجزی سے پیش آنے کو تواضع کہتے ہیں آیت کا مطلب یہ ہوا کہ:

"اللہ ورسولؐ کے برابر اور ہم سر ولیؑ وہ لوگ ہیں جو مومنین کے ساتھ نہایت خوش روئی خاطر و مدارات وعاجزی سے پیش آتے ہیں اور کافروں منکروں اور منصوبہ سازوں پر ہر حال میں غالب اور رعب وجلال میں چھائے ہوئے ہیں اور اللہ کے محبوب ہیں اور جو اپنی خستہ حالی ناداری اور تذلّل کی حالت میں بھی زکوٰۃ دیتے ہیں۔"

قارئین ہمارے اس بیان کو دیکھیں اور ہمارے ترجمہ کی گہرائی اور قرآن کریم کے وجد انگیز ترتیل وترتیب کو نظر میں رکھیں تو آپ کو یقین ہوجائے گا کہ اللہ نے صحیح فرمایا تھا کہ: "یہ قرآن تو یقیناً تیرے اور تیری قوم کے کارناموں سے بھرا پڑا ہے اور بہت جلد ان سے باز پرس کی جائے گی" (وَإِنَّهُۥ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُونَ ﴿۴۴﴾ الزخرف)

(۱۸) قومی مومنین اسلام کے مقابلہ میں اپنی قوم کا زیادہ لحاظ کرنے اور ان کے لیڈروں کو اپنا ولی وحاکم بنانے پر مُصِر تھے (۵۸،۵۷ / ۵)

قارئین نوٹ کریں کہ جس اہم ترین عقیدے اور اسلامی بنیاد پر عہد رسولؐ میں کشمکش جاری تھی وہ برابر چودہ سو سال سے جاری ہے۔ مسلمانوں میں جھگڑے کی وجہ اور تمام مذہبی اختلافات وتنازعات کا سب سے بڑا سبب یہی تو ہے نا کہ

و ہمدرد حاکم نہ تو ان لوگوں کو بنائے رکھو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے اور نہ ہی ان لوگوں کو حاکم بنائے رکھو جو اسلامی حقائق کو چھپانے کا کام کر رہے ہیں۔ وہ دونوں گروہ تمہارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں اسے تماشہ بناتے ہیں (اور تم دیکھتے رہتے ہو) اب اگر تم مومن ہو تو تمہارے لئے یہی شرط ہے کہ یہ سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے حضور ذمہ دار بن کر رہیں (۵۸) اور جب نماز کے لئے ندا دیتے ہو تو وہ دونوں گروہ اذان کا مذاق اڑاتے ہیں اور نماز و اذان کا کھیل کھیلتے ہیں اور وہ سب کچھ اس لئے کر رہے ہیں کہ اسلام ، اذان اور نماز کو ان کی عقل اپنے لئے خطرہ محسوس کرتی ہے (۵۹) ان سے کہئے کہ اے اہل کتاب کیا تم ہم سے صرف اس بنا پر انتقام اور بدلہ نہیں لے رہے ہو کہ تمہارے مقابلے میں ہم بھی اللہ پر ایمان لا کر اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو اس سے پہلے نازل ہوا تھا اس پر ایمان لا کر کھڑے ہو گئے اور اس لئے کہ تمہارے اندر فاسق زیادہ ہیں ؟ (٦٠) اور یہ بھی کہئے کہ کیا میں تمہیں تم سے بھی بدترین نتیجہ حاصل کرنے والوں کی خبر نہ دیدوں

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا

ایمان لائے ہو مت پکڑو ان لوگوں کو جو پکڑتے ہیں دین تمہارے کو ٹھٹھا

وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

اور کھیل ان لوگوں میں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے اور

الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا

نہ کافروں کو دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے اور

نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ

جب پکارتے ہو تم طرف نماز کی پکڑتے ہیں اس کو ٹھٹھا اور کھیل یہ

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ

بسبب اس کے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے کہہ اے اہل کتاب نہیں

تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ

عیب پکڑتے تم ہم سے مگر یہ کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور

مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ

اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف ہماری اور جو اتاری گئی ہے پہلے اس سے

وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ

اور یہ کہ بہت تمہارے فاسق ہیں کہہ کیا خبر دوں میں تم کو ساتھ بدتر کے

رسولؐ اللہ کا جانشین کون تھا ؟ یعنی ابو بکر و علیؑ میں سے کون اللہ و رسولؐ کا ولی مولیٰ ، حاکم یا خلیفہ تھا ؟ علامہ اقبال نے بھی اسی جھگڑے کا الزام لگایا اور اس سے باز رہنے اور ہوشیار رہنے کی تاکید ان الفاظ میں کی تھی کہ :

"اے گرفتارِ ابو بکرؓ و علیؑ ہشیار باش"

کیا آپ ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ اللہ تعالیٰ ولایت وحکومت وخلافت کے اسی جھگڑے اور تنازعہ کو نئے نئے انداز و آیات میں بیان کر رہاہے؟ اور بتا رہاہے کہ رسولؐ کی قوم (۳۰ / ۲۵) کن کن لوگوں کو اپنے اولیا بنانا چاہتے ہیں اور کس اصرار وتکرار سے ان کی ولایت وحکومت کے قائم کرنے میں مصروف تھے وہ اسلام کی تمام بنیادوں کو ماننے کا اقرار و اعلان کرتے ہوئے دکھائی دیتے رہے اس لئے وہ منکر اسلام نہ تھے مگر وہ رسولؐ کی یہ بات ماننے کو تیار نہ تھے کہ ولایت ان کے لیڈروں کو نہ ملے وہ چاہتے تھے کہ حکومت وخلافت کے مسئلہ میں رسولؐ اللہ دخل نہ دیں یا ان کی شرکت ولایت وحکومت میں تسلیم کریں (۱۵۴ / ۳) اور سربراہ اسلام کی صفات میں سے عصمت اور اطاعت مطلق کو خارج کر دیں تاکہ قوم کے تمام دانشور متفقہ طور پر ایسی حکومت کے ہاتھ مضبوط کریں جو اپنے غلط کار ہونے اور اصلاح طلب کرنے کا اعلان کرے۔

(۱۹) آیات (۵۹ تا ٦۱ / ۵) میں پھر اہل کتاب کے لیڈروں کو بتایا کہ تم رسولؐ کی قوم کے ساتھ ہماری ضد میں تعاون کر رہے ہو۔

چونکہ اسلام نے یہودونصاریٰ کی تبلیغ کو قطعاً روک دیا تھا اور ان کے مجتہدانہ عقائد و مذہب کو مذاق بنا کر رکھ دیا تھا انہیں یاد دلایا گیاہے کہ

اور وہ تمہارا وہ گروہ تھا جس پر اللہ نے لعنت مسلط کی تھی ۔ اور جس پر اپنا غضب بھیجا تھا اور جن میں سے اللہ نے سرکشوں کو بندر اور سور بنایا تھا اور جنہوں نے طاغوت (اجتہاد) کی اطاعت جاری رکھی ان کامقام زیادہ شرانگیز ہے اور وہ ہی متوازن راہِ عمل سے بہت گمراہ ہیں (٦١) جب اس درجے کے لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو اپنے مومن ہونے کی نقاب منہ پر ڈال لیتے ہیں اور وہ یقیناً اسلام میں تخریب اور حق پوشی کے لئے داخل ہوئے اور تخریب و حق پوشی کی اسکیم لئے ہوئے خارج ہوتے ہیں ۔اور اللہ ان کے پوشیدہ منصوبۂ تخریب سے خوب واقف ہے (٦٢) اور آپ نے ان کی کثرت کو دیکھا ہے جو گناہ اور زیادتیوں اور حرام خوری میں بڑی عجلت سے مصروف ہیں

مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ

اس سے جزا میں نزدیک اللہ کے وہ شخص کہ لعنت کی اس کو اللہ نے اور غصہ ہوا

عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ

اوپر اس کے اور کئے ان میں سے بندر اور سُور اور بندگی کی شیطان کی

اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾ وَ اِذَا

یہ لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سیدھی سے اور جب

جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا

آتے ہیں تمہارے پاس کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور تحقیق داخل ہوئے ہیں

بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ

ساتھ کفر کے اور وہ تحقیق نکل گئے ہیں ساتھ اس کے اور اللہ خوب جانتا ہے

بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ

اس چیز کو کہ چھپاتے ہیں اور دیکھتا ہے تو بہتوں کو ان میں سے جلدی کرتے ہیں

تم جو مشرکین مکہ کے ساتھ گٹھ جوڑ میں لگے ہوئے ہو اور زبانی ایمان ایمان کے اعلانات کی اسکیم میں ہاتھ بٹا رہے ہو ۔ (٦١/ ٥) اور ان کے پوشیدہ منصوبے (كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ)کو مجتہد انہ نظریات ونکات سکھا کر تقویت دے رہے ہو ۔ یہ صرف ہمارے ایمان باللہ اور ایمان بالکتاب کی ضد میں ہے ۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عقائد میں یکسانی کی بنا پر ہم سے تعاون کرتے اور ایمان لاتے الٹا اسلام کی ناکامیوں کے لئے کوشاں ہوگئے ہو اور جن اعمال کو خود گناہ سمجھتے اور مانتے تھے ان میں مصروف ہوگئے ہو اور اپنے عوام وخواص کو جرائم کی کھلی چھٹی دے دی ہے ۔ اور ذمہ دارلوگوں نے بری باتوں سے روکنا چھوڑ دیاہے ۔ (٦٣،٦٢/ ٥) قارئین ان آیات میں اہل کتاب کی روش پر غور کریں اور پھر یہ دیکھیں کہ مسلمانوں نے ان کی پیروی کی تھی ۔

(١٩ ۔ الف) اہل کتاب کا نظام طاغوت کی اطاعت کے لئے قریشی مومنین کے زیر زمین منصوبے کی تائید کرنا۔

آیات (٦٢تا٦٠ / ٥) میں ثابت ہے کہ بنی اسرائیل میں جو مسلمہ اجتہاد جاری تھا اسے قریشی لیڈروں کو سکھانے اور دین اسلام میں مستقل تخریب جاری کرانے کے لئے علمائے یہود ونصاریٰ نے اپنا بھرپور تعاون پیش کیا یہاں قارئین پلٹ کر آیات (بقرہ ٢٧٥ / ٢ تا ٢٨١ / ٢ ، آلِ عمران ١٣١۔ ١٣٠ / ٣) دیکھیں اور سوچیں کہ رسولؐ کی قوم کے سرمایہ دار و ساہو کار جو سود لینے سے باز نہ آتے تھے اس کا سبب یہی مجتہد انہ احکام اور فتاویٰ تھے جو یہود ونصاریٰ نے فراہم کیے تھے اور جن احکام کے مقابلے میں مسلمان ہو کر وہ لوگ رسولؐ کے احکام نہ مانتے تھے یہاں تک کہ ان کو جنگ کا چیلنج دیا گیا۔

(١٩۔ب) قریشی مجتہدین نے ختم نبوت کے ساتھ ہی ساتھ اللہ کو ہاتھ باندھ کر کونے میں کھڑا کرنے کا عقیدہ پھیلایا۔

اہل یہود نے جن بنیادوں پر ختم نبوت کا اعلان کیا تھا۔ ان بنیادوں میں سے ایک کا تذکرہ قرآن میں صراحتاً موجود ہے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بھی دشمنانِ اسلام نے یہ خیال یا اجتہاد پھیلا دیا تھا کہ اب کوئی نبیؑ مبعوث نہ ہو گا ۔ چنانچہ فرعون کے دربار میں ایک مومن اور بہادر شخص نے سر دربار ان لوگوں کو ٹوکا اور انہیں یہ الزام دیا کہ:

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِى شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُم بِهِۦ

فِی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ اَکۡلِهِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا

بیچ گناہ کے اور تعدی کے اور کھانے ان کے کے حرام کو البتہ برا ہے جو کچھ

کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۲﴾ لَوۡ لَا یَنۡهٰهُمُ الرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ

تھے وہ کرتے کیوں نہ منع کیا ان کو درویشوں نے اور عالموں نے

عَنۡ قَوۡلِهِمُ الۡاِثۡمَ وَ اَکۡلِهِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا

بولنے ان کے سے جھوٹ کو اور کھانے ان کے سے حرام کو البتہ برا ہے جو کچھ

یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۶۳﴾ وَ قَالَتِ الۡیَهُوۡدُ یَدُ اللّٰهِ مَغۡلُوۡلَةٌ ؕ غُلَّتۡ اَیۡدِیۡهِمۡ

تھے وہ کرتے اور کہا یہود نے ہاتھ اللہ کا بند ہے بند کئے گئے ہاتھ ان کے

وَ لُعِنُوۡا بِمَا قَالُوۡا ۘ بَلۡ یَدٰهُ

وقف لازم

اور لعنت کی گئی بسبب اس چیز کے کہ کہا انہوں نے بلکہ دونوں ہاتھ اس کے

یقیناً اس سے بھی بہت برے اقدامات تھے جو وہ برابر کرتے رہے (۶۳) یہ کیا ضد ہے کہ ان کے مقدس لوگ اور مجتہدین اپنے عوام و خواص کو مجرمانہ باتیں کرنے سے بھی نہیں روکتے اور نہ انہیں حرام خوری سے منع کررہے ہیں؟ یہی نہیں بلکہ دین میں اب جو ایجادات وہ لوگ کرتے جا رہے ہیں وہ تو سابقہ تمام برے اعمال سے بھی بدتر کاروبار ہے (۶۴) یہود نے یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ اللہ کے ہاتھ آئندہ دینی کاموں سے رک گئے ہیں۔ دراصل ان کے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں ان کے اس قول و عقیدے پر بھی لعنت کی جا چکی ہے ان کو بتاؤ کہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے

"تمہارے پاس موسیٰ سے پہلے بینات کے ساتھ یوسفؑ آئے تو تم مسلسل ان کے متعلق اور جو کچھ ان کو اللہ نے دیا تھا اس کے متعلق شکوک میں مبتلا رہتے چلے گئے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اس کے بعد تم نے یہ عقیدہ تراش لیا کہ یوسفؑ کے بعد اب کوئی رسولؑ ہرگز مبعوث نہ ہوگا یہی الٹی بات سوجھتی ہے ان لوگوں کو جو شکوک وشبہات اور شش و پنج

حَتَّىٰٓ إِذَا هَلَكَ قُلۡتُمۡ لَن يَبۡعَثَ ٱللَّهُ مِنۢ بَعۡدِهِۦ رَسُولٗاۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ ٱللَّهُ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٞ مُّرۡتَابٌ ﴿٣٤﴾ ٱلَّذِينَ يُجَٰدِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ بِغَيۡرِ سُلۡطَٰنٍ أَتَىٰهُمۡۖ ﴿٣٥﴾ غافر

میں اور حدود کو تجاوز کرنے میں لگے رہتے ہیں تاکہ اللہ انہیں گمراہی میں بڑھا دے اس لئے یہ لوگ بلاسر براہٗ اسلام کے آیات خداوندی سے مجادلہ اور مباحثہ اور اجتہاد کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"(مومنون ۳۵-۳۴/۴۰) مطلب یہ ہوا کہ جس رسولؑ کا انکار کرنا ہوتا تھا اس سے پہلے رسولؑ کو خاتم النبیین کہہ کر اپنے اجتہاد کی راہ ہموار کر لی جاتی تھی اسی اصول پر یہودی مجتہدین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبیؑ نہ مانا اور ان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تسلیم نہ کیا اور اہل مکہ سے بھی انکار کرا دیا لیکن جب نبوت غالب آگئی تو مسلمانوں کو اجتہاد کی تعلیم دینے کا سلسلہ جاری رکھا اور جب قرآن نے ختم نبوت کا اعلان کیا (الاحزاب ۴۰ / ۳۳) تو قریش کو یہ سکھایا کہ اب دین مکمل ہوچکا نعمتیں پوری ہو گئیں لہٰذا آئندہ نہ اللہ وحی بھیجے گا نہ الہام ہوگا چین سے بیٹھ کر تماشہ دیکھتا رہے گا اور مجتہدین قیامت تک اپنے اجتہادات سے احکام دیتے اور حکومت کرتے رہیں گے خدا کو خاموش رہنا پڑے گا خواہ مجتہدانہ حکم غلط بھی ہو تب بھی اللہ کو آدھا ثواب دینا ہوگا اس مضمون کو یہود نے یہ کہہ کر ظاہر کیا تھا کہ: " اب اللہ کے ہاتھ اس کے قانون کی گردن میں بندھ چکے ہیں۔" یعنی آئندہ تعلیمات وہدایات خداوندی کا راستہ بند ہوگیا ہے۔ جو دل چاہے وہ کرو لیکن اللہ نے یہ جواب دیا کہ تعلیمات وہدایات خداوندی کو بند اور ختم کہنے والے ملعون ہیں۔ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں اور وہ ان دونوں ہاتھوں سے جو چاہے گا دیتا رہے گا اور مسلمان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ اسلام میں محمدؐ کا فعل اللہ کا فعل ہے۔ ان کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ ہیں۔ اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ہمارا پہلا بھی محمدؐ ہے آخر والا بھی محمدؐ ہے درمیان والا بھی محمدؐ ہے اور ہم سب (یعنی بارہ) محمدؐ ہیں۔ اور اللہ نے حضرت علی علیہ السلام کو نفس رسولؐ فرمایا ہے۔ (آل عمران ۶۱ / ۳) اور اسی بنا پر حضرت علیؑ کا ایک مستقل لقب ید اللہ اور ایک نفس اللہ اور ایک عین اللہ اور ایک وجہ اللہ ہے۔ یعنی محمدؐ و علیؑ اللہ کے وہ دونوں ہاتھ ہیں جو کبھی بند نہ ہوں گے اور تعلیمات خداوندی وانعامات خداوندی ابدالآباد تک جاری رہیں گے۔ اللھم صلی علیٰ محمدؐ وآل محمدؐ

اور پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور وہ ان ہی ہاتھوں سے ان ملاعین کی سرکشی اور حق پوشی قرآنی حقائق کے خلاف زیادہ کردے گا اور ہم نے انکے درمیان بُغض اور عداوت کا بیج قیامت تک کے لئے بودیاہے اور انہوں نے اپنے عہد اقتدار میں جب بھی حرب و ضرب اور جنگ کے شعلے بھڑکائے اللہ نے ان شعلوں کو بجھا دیا اور انکا کردار یہی رہتا چلا آیا ہے کہ وہ دنیا بھر میں فساد پھیلانے میں ہمیشہ کوشاں رہے ہیں اور اللہ مفسدہ پردازوں کو پسند نہیں کرتا ہے (٦٥) اگر یہ اہل کتاب بھی ایمان لے آتے اور تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کر لیتے تو ہم ضرور ان کی تمام برائیاں چھپا دیتے اور انہیں نعمت سے لبریز جنتوں میں داخل کرتے (٦٦) اور اگر کم ازکم انہوں نے توریت وانجیل کو قائم رکھا ہوتا اور انہیں اورجو کچھ ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا تھا اپنا دستور العمل بناتے تو ان کے کھانے اور استعمال کرنے کی نعمتیں ان کے اوپر برستیں اور زمین میں سے پھوٹ کر نکلتیں مگر بات یہ ہے کہ ان میں اس میانہ رو اُمت کو چھوڑ کر باقی ایک بڑی کثرت بداعمالی اور سیاہ کاری میں مبتلاہے (٦٧) اے رسولؐ آپؐ ہمارا وہ اہم ترین فیصلہ

مَبۡسُوۡطَتٰنِ ۙ يُنۡفِقُ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيۡدَنَّ كَثِيۡرًا

کشادہ ہیں خرچ کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور البتہ زیادہ کرے گا بہت کو

مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡيَانًا وَّ كُفۡرًا ؕ وَ

ان میں سے جو اتارا گیاہے طرف تیری پروردگار تیرے سے سرکشی اور کفر اور

اَلۡقَيۡنَا بَيۡنَهُمُ الۡعَدَاوَةَ وَ الۡبَغۡضَآءَ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ

ڈال دی ہم نے درمیان ان کے عداوت اور بغض دن قیامت تک جس وقت

اَوۡقَدُوۡا نَارًا لِّلۡحَرۡبِ اَطۡفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ

جلاتے ہیں آگ واسطے لڑائی کے بجھا دیتاہے اس کو اللہ اور دوڑتے ہیں بیچ زمین کے

فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿٦٤﴾ وَ لَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡكِتٰبِ

فساد کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنے والوں کو اور اگر تحقیق اہل کتاب

اٰمَنُوۡا وَ اتَّقَوۡا لَكَفَّرۡنَا عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَ

ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے البتہ دور کرتے ہم ان سے برائیاں ان کی اور

لَاَدۡخَلۡنٰهُمۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿٦٥﴾ وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ اَقَامُوا التَّوۡرٰىةَ

البتہ داخل کرتے ہم ان کو بہشتوں میں نعمت کے اور اگر وہ قائم رکھتے تورات کو

وَ الۡاِنۡجِيۡلَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ لَاَكَلُوۡا

اور انجیل کو اور جو کچھ اتارا گیاہے طرف ان کی پروردگار ان کے سے البتہ کھاتے

مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ ؕ مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ

اوپر اپنے سے اور نیچے پاؤں اپنے کے سے بعضے ان میں سے ایک جماعت ہے

مُّقۡتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿٦٦﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ

ع ٩ ١٣

نیچ کی راہ کی اور بہت ان میں سے برا ہے جو کچھ کرتے ہیں اے رسولؐ

(٢٠) آیت (٦٦ / ٥) سابقہ تمام کتب ہائے خداوندی کے خلاف مشرک محاذ ؟؟

قومی لیڈروں اور قریشی مجتہدین نے اُمت مسلمہ میں یہ مشہور کیا کہ سابقہ تمام شریعتیں اور الہامی کتابیں ،توریت ، زبور اور انجیل وغیرہ منسوخ ہو چکی ہیں یعنی اب وہ سب بے کار ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کی تمام سابقہ تعلیمات خداوندی اور (١٢٣٩٩٩) انبیاؑ کی محنت ضائع ہوگئی ۔ پھر ان لوگوں نے رسولؐ کی عمر کے چالیس سال کفر کے زمانے میں شمار کئے ۔ پھر مکی زندگی کے تیرہ سال کو اسلام کی عملی زندگی میں داخل نہ کیا ۔ گویا ان فریب سازوں کی نظر میں صرف دس سال اللہ نے نوع انسان کی ہدایت کی تھی ۔

بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ
پہنچا دے جو کچھ کہ اتارا گیا طرف تیری پروردگار تیرے سے اور اگر نہ
تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ
کرے تو پس نہ پہنچایا تو نے پیغام اس کا اور اللہ بچاوے گا تجھ کو
مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٦٧ قُلْ يٰۤاَهْلَ
لوگوں سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو کہہ اے اہل
الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ
کتاب نہیں تم اوپر کسی چیز کے یہاں تک کہ قائم کرو تم تورات کو

تمام مسلمانوں کو پہنچا دیں جو تم پر نازل ہو چکا ہے اور جسے کھول کر بیان کرنے میں آپ خطرہ محسوس کرتے رہے ہیں ۔ لیکن اگر تم نے وہ فیصلہ اب بھی نہ سنایا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے اوپر واجب شدہ رسالت کا کوئی بھی پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ کا حکم نافذ کرنے کی صورت میں اللہ تمہیں مخصوص لوگوں سے محفوظ رکھے گا اور یقیناً اللہ اس معلوم و مشہور حق پوش قوم کی ہرگز ہدایت نہ کرے گا ۔ (٦٨) یہ بھی کہہ دیں کہ اے اہل کتاب تم اس وقت تک اللہ کی طرف سے کسی بھی دین پر نہیں ہو جب تک تم توریت

(٢١) آنحضرتؐ کی نبوت و رسالت اور تمام انبیاءؑ کی نبوت و رسالت کا اوّلین مقصد و نتیجہ ۔ اس آیت (٦٧ / ٥) پر چودہ سو سال سے بحث و نظر جاری رہتی آئی ہے ۔ ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، مناظرے ہوتے رہے ہیں لیکن فریقین کے علمانے یہ سب کچھ اس قریشی سازش میں الجھے ہوئے ذہن کے ساتھ کیا ہے جو ہر بحث اور ہر تحقیق کو صفر سے ضرب دے کر صفر کر دینے کے لئے کی گئی تھی ۔ ہم بھی اس پر بہت کچھ لکھ سکتے ہیں لیکن ہم ان بحثوں کے محتاج نہیں ہیں ۔ ہم اس جال کی دھجیاں اڑاتے گزر رہے ہیں جو قریشی دانشوروں نے تحقیقِ حق کی راہ میں بچھایا تھا ۔ ہم تو حسب معمول قارئین سے اتنا کہیں گے کہ وہ زیر نظر آیہ مبارکہ کے الفاظ پر نظر ڈالیں اور ہر ہر لفظ کے استعمال کا ایک فطری اور انسانی سبب معلوم کریں اور اس کام کے لئے ہماری کوشش کو دیکھتے چلیں جہاں جہاں ہماری تفہیم میں غلطی یا خامی نظر آئے یا محسوس ہو وہاں خود اس سے بہتر صورت تجویز فرما دیں اور فیصلہ کرلیں ۔ سنئے :

(ا) اس آیت میں سب سے زیادہ ابھری ہوئی بات یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ بھی نازل ہوا تھا ۔ جو حکم یا فیصلہ بھی آیا تھا ۔ وہ اس قدر اہم تھا کہ اگر رسولؐ اللہ اسے مسلمانوں کو نہ پہنچائیں تو ان کی پوری رسالت ، ساری عمر کی محنت ، قربانیاں، جانفشانیاں اور عبادتیں اللہ کی نظر میں ضائع ہوکر رہ جائیں گی سوچئے اور یہ سمجھ کر سوچئے کہ اگر آپ نے صحیح نتیجہ اخذ نہ کیا تو آپ کا دین و ایمان و اسلام وعبادات وخلوص اس لئے باطل اور ضائع ہوجائے گا کہ آپ کے تمام اعمال ایسے حکم الٰہی سے خالی تھے جو تمام رسالتوں ، نبوتوں اور انبیاءؑ و رسلؑ کا مقصد اصلی تھا ۔ جس وقت یہ حکم نازل ہوا ہے وہ آنحضرتؐ کے آخری حج سے واپسی کا وقت تھا ۔ دوران سفر غدیر خم کے قریب آیت نازل ہوئی، فوراً سفر روک دیا گیا ۔ جو لوگ آگے تھے واپس بلایا گیا ۔ آخری خطبہ دیا گیا ۔ اسی وقت حضرت علی علیہ الصلوۃ والسلام کو ویسا مولیٰ بنایا گیا جیسا کہ خود رسولؐ اور اللہ ساری کائنات کا مولیٰ ہے ۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں نے اجتماعی و انفرادی طور پر ولایت مرتضویؑ کو قبول کیا اور حضرت عمر نے (بخٍ بخٍ) کے مشہور جملے سے مبارکباد دی ۔ اور اسی جلسے میں آیت (مائدہ ٣ / ٥) أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ نازل ہوئی تھی ۔ اس پس منظر پر علمائے اُمت کا اتفاق ہے ۔ لیکن ہمیں تو یہ کہنا ہے کہ آیہ زیر نظر کے نزول سے پہلے پہلے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے تمام احکام کی تبلیغ کر دی تھی اور اس کے بعد سوائے زیر گفتگو آیات کے اور کوئی آیت نازل نہیں ہوئی نہ کوئی ایسا حکم دیا گیا جو پہلے نہ دیا جاچکا ہو ۔ لہٰذا حضورؐ نے پوری رسالت کی تبلیغ کر دی تھی تمام انبیاءؑ اور اُمتوں کے حالات اُمت کو پہنچا دیئے تھے ایسی حالت میں یہ کہنا کہ اگر تم نے ہمارا پہلے سے نازل شدہ حکم نہ پہنچایا تو تمہاری رسالت اور تبلیغ کو صفر سمجھا جائے گا ۔ اس حکم کی اہمیت اور سنگینی کو بہت خطرناک درجہ تک پہنچا دیتا ہے ۔ یعنی اس حکم کے بغیر دین اسلام اور قرآن ایک صفر سے زیادہ کچھ نہیں ہے ۔ اس کے بغیر تمام نیک اعمال وعبادات عبث اور ضائع شدہ ہیں ۔ اور (٢) آیت کے الفاظ (مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ) بتاتے ہیں کہ وہ حکم بہت پہلے کا نازل شدہ ہے ۔ اور رسولؐ نے سارا دین

وَ الۡاِنۡجِیۡلَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ

اور انجیل کو اور جو کچھ اتارا جاتا ہے طرف تمہاری پروردگار تمہارے سے

وَ لَیَزِیۡدَنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ

اور البتہ زیادہ کرے گا بہتوں کو ان میں سے جو اتارا گیا ہے طرف تیری

مِنۡ رَّبِّکَ طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۶۸﴾

رب تیرے سے سرکشی اور کفر پس مت غم کھا اوپر قوم کافروں کے

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَ الصّٰبِـُٔوۡنَ وَ النَّصٰرٰی

تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے اور بے دین اور نصاریٰ

اور انجیل کو اپنے اوپر قائم و مسلط نہ کرلو اور اس سب پر عمل نہ کرلو جو تورات و انجیل کے علاوہ (مثلاً زبور و صحف ابراہیمؑ) تم پر نازل ہو چکا ہے اور جو اے رسولؐ تم پر نازل کیا گیا ہے اس کو اور تمہارے رب کے عطیات کو دیکھ دیکھ کر ان کی کثرت سرکشی و کفر و طاغوتیت میں بڑھتی جائے گی لہٰذا آپ اس کافر قوم پر کوئی ترس نہ کھائیں (۶۹) یقیناً یہ مومنین اور وہ لوگ جو یہودی بن گئے ہیں اور جو کہ ستارہ پرست ہیں اور جو کہ عیسائی ہیں ان سب میں سے

بیان کر دیا عمل کرکے دکھا دیا آخری حج بھی کرلیا اور اپنی عمر کے آخری ایام تک آ پہنچے مگر ابھی تک اس حکم کی تعمیل نہیں کی ہے۔ اس تاخیر کا تقاضہ تھا کہ اللہ نے شدید ترین الفاظ میں یہ آیت (۶۷ / ۵) نازل کی اور آنحضرتؐ کی ساری محنت کو داؤ پر لگا دیا اور ایسی دھمکی دی کہ حضورؐ کے لئے اس سے بڑی دھمکی کی امید ناممکن تھی ۔ اور (۳) اللہ نے یہ کہہ کر کہ میں تجھے لوگوں سے محفوظ رکھوں گا خود ہی اس تاخیر کا سبب بتا دیا جو رسولؐ اللہ نے کی تھی۔ یعنی آنحضرتؐ کے سامنے کوئی ایسا خطرہ تھا کہ جب تک اللہ حفاظت کا وعدہ نازل نہ کر دے حضورؐ کا تاخیر کرنا اور خطرے سے ڈرنا جائز تھا ۔ لیکن حفاظت کے اس وعدہ کے بعد بھی اگر تعمیل نہ کریں تو واقعی ساری رسالت نہ پہنچانے کی دھمکی اور نتیجہ صحیح ہے۔ اور (۴) خاص نکتہ یہ ہے کہ اس آیت میں صرف تبلیغ یعنی زبان سے بتا دینا ہی واجب نہیں ہے ۔ بلکہ آیت کی رو سے کچھ کرکے دکھانا بھی ہے ۔ اسی لئے فرمایا کہ : ”اگر تم نے کرکے نہ دکھایا (وَاِن لَّمۡ تَفۡعَلۡ) (۶۷ / ۵) تو اللہ کی رسالت ہی نہ پہنچائی (فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ) یہاں یہ سمجھنے کی گنجائش موجود ہے کہ اس آیت (۶۷ / ۵) میں درحقیقت کچھ عملاً کرکے دکھانے کا حکم ہے ۔ جو اب تک اس طرح کرکے نہ دکھایا گیا تھا، اور اگر علمائے اُمت کے متفقہ بیان کو مان لیں کہ آنحضرتؐ نے جناب علیٰ مرتضیٰ علیہ السلام کی مولایت کا اعلان کیا تھا، اور یہی اس آیت کا منشا تھا تو یہ ایک بیان ہوا، تبلیغ ہوئی ، عمل نہ ہوا۔ اور ایسے بیانات اور تبلیغ حضورؐ نے برابر جاری رکھی ہے اور ابھی ذرا دیر پہلے ولایت وحکومت والی آیات (۵۵،۵۴ / ۵) میں ولایت ومولایت کی تبلیغ ہوچکی تھی ۔ اور رسالت کی ابتدا بھی حضرت علیؑ کو اپنا بھائی ، وزیر وخلیفہ اور واجب الاطاعت کہہ کر کی ہے ۔ لہٰذا آیت کے الفاظ وَاِن لَّمۡ تَفۡعَلۡ کا تقاضہ یہ ہے کہ عملاً کرکے دکھایا جائے چنانچہ صحیح احادیث و تاریخ میں موجود ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو مجمع کے روبرو اتنا بلند کیا کہ آپؐ کی بغلوں کے سفید بال بھی لوگوں نے دیکھے۔ اتنا بلند کرکے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ اس کا مولا ہے یا اللہ جو اس کی ولایت کا قائل اور ماننے والا ہو اس کو اپنی ولایت کا فرد سمجھنا اور جو علیؑ کی ولایت کو نہ مانے اور عداوت کرے اس کو اپنا دشمن سمجھنا “ وغیرہ اور (۵) غالباً یہ بتانے کی اب ضرورت نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کو کن لوگوں کی طرف سے پہلے دن سے خطرہ تھا؟ ہم اسی قوم (۳۰ / ۲۵) کا تعارف کراتے آ رہے ہیں ۔ وہ قوم جس نے یہ الزام لگایا کہ وحی ، فرشتے اور نبوت وغیرہ کا ڈھونگ بنی ہاشم کا اقتدار قائم کرنے کے لئے رچایا گیا ہے ۔ یعنی وہ وہی قوم ہے جو رسولؐ کی یا بنی ہاشم کی حکومت ہرگز پسند نہیں کرتی تھی ۔ پھر جس قوم نے تیغ بکف محاذ قائم رکھا ۔ رسولؐ کو قتل کرنے ، قید کرنے اور جلاوطن کرنے میں کوشاں ہوئی (انفال ۳۰ / ۸) تاکہ نہ رسولؐ کی حکومت قائم ہوگی نہ بنی ہاشم کا نمبر آئے گا ۔ اسی قوم سے خطرہ ہونا چاہئے ۔ اس لئے کہ اب وہ قوم شکست کا انتقام لینے کے لیے اسلامی نقاب میں رسولؐ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے ۔ (۱۵۹ / ۳) اور اب کوشش یہ ہے کہ رسولؐ کو اپنا اقتدار وحکومت بنی ہاشم میں منتقل کرنے سے روکا جائے ۔ اسی لئے اس قوم کے سردار رسولؐ کی حکومت میں

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا

جو کوئی ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور کام کرے اچھے

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ

پس نہیں خوف اوپر ان کے اور نہ وہ غم کھاویں گے تحقیق لیا ہم نے عہد

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ

بنی اسرائیل کا اور بھیجے ہم نے طرف ان کی پیغمبرؑ جس وقت آیا ان کے پاس

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا

پیغمبرؑ ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے تھے جی ان کے ایک فرقے کو جھٹلا دیا

وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَ حَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہیں اور گمان کیا انہوں نے یہ کہ نہ ہو گا فتنہ

فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

پس اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے پھر ساتھ رحمت کے پھر اللہ اوپر ان کے

جو کوئی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لا کر اس نیت اور ایمان سے اصلاحی اعمال بجا لاتا رہے کہ ایک دن قیامت آنا اور حساب ہونا ہے تو ایسے لوگوں کو اس روز کوئی خوف اور رنج نہ ہو گا۔ (۷۰) یقیناً ہم نے بنی اسرائیل سے پکا عہد لیا تھا۔ اور ہم نے ان میں بہت سے رسوؑل بھیجے تھے لیکن جب بھی ان کے پاس کوئی رسولؑ ایسا سامان لے کر پہنچا جو ان کی خواہشات، مصلحتوں اور اجتہاد کے خلاف ہوتا تھا تو انہوں نے کسی رسوؑل کو تو محض جھٹلا کر چھوڑ دیا اور بعض رسوؑلوں کو قتل ہی کر ڈالا (۷۱) اور اجتہادی حساب سے یہ سمجھے کہ یہ جھٹلانا اور قتل کر ڈالنا کوئی فتنہ و فساد کی بات نہیں لہٰذا اندھوں اور بہروں کی طرح جو چاہا کر گزرے اور جب اس کے بعد اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور بھی زیادہ لوگ اندھے اور بہرے

حصہ مانگنے پر اڑے ہوئے ہیں (۱۵۴ / ۳) اور ساتھ ہی دن رات اس فکر میں ہیں کہ کسی مناسب بہانے سے رسولؑ کو ٹھکانے لگا دیا جائے (۱۵۳،۱۵۲ / ۳) اور سورۂ مائدہ (۱۱ / ۵) میں اس قوم کی ہمت کا تذکرہ ہوا ہے جس نے رسولؑ اللہ کو قتل کرنے کی اسکیم تیار کی تھی (تشریحات سورۂ مائدہ (۲) اور آخر رسولؑ کو دوا کی شکل میں زہر دے کر اچانک شہید کر ہی دیا تھا (بخاری) اور خود جناب خلیفہ دوم نے عبداللہ ابن عباس سے کہا تھا کہ تمہاری قوم نے نہ چاہا کہ نبوت اور حکومت ایک ہی خاندان میں رہے۔ (الفاروق صفحہ ۱۰۳) ان سب حقائق کے ساتھ ہی اس آیت (۶۷ / ۵) میں ایک داخلی دلیل پوشیدہ ہے۔ فرمایا یہ گیا کہ "یقیناً اللہ کافر قوم کی ہدایت نہیں کرتا" ذرا سوچئے کہ ہدایت تو کی ہی کافروں اور گمراہوں کو جاتی ہے۔ یہ کون سے کافر ہیں جن کی ہدایت سے اللہ نے ہاتھ اٹھا لیا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ ایسی کافر قوم ہونا چاہئے جن کے ہر فرد کو پوری اسلامی تعلیمات پہنچا دی گئی ہیں۔ اور جس نے تمام تعلیمات خداوندی کا ہزاروں بار آمَنَّا آمَنَّا کہہ کر اقرار و اعلان کیا ہو جس نے تمام احکامات پر عمل جاری رکھا ہو مگر ایک ایسی حقیقت کو متفقہ طور پر چھپا رہی ہو جس کے اقرار و اعلان اور جس پر عمل کے بغیر نہ رسالت صحیح نہ نبوت قبول نہ دین مقبول تمام اعمال باطل وضائع اور ماشاء اللہ جہنم واجب۔ یعنی کفر کے معنی انکار اسلام یا منکر اسلام نہیں بلکہ کافر وہ ہے جو کسی حقیقت کو جان بوجھ کر اپنے فائدے کی غرض سے چھپائے اور ایسی قوم کی مزید ہدایت کیا کی جائے؟ اسے کیا بتایا جائے جو سب کچھ جانتی ہو؟ لہٰذا رسولؑ کی قوم (۳۰ / ۲۵) اور وہ قوم جنہوں نے یہودی اور عیسائی مذہب اختیار کر رکھا تھا اور رسولؑ کی قوم کی نسل سے ہونے کی بنا پر رسولؑ کی قوم سے گٹھ جوڑ کر رکھا تھا ان دونوں کی مزید ہدایت کی گنجائش ہی نہ تھی لہٰذا باری باری دونوں کو ہدایت سے خارج کر دیا گیا (مائدہ ۶۷۔۶۸ / ۵) یہ خالص قرآن کے الفاظ ہیں جن کے ماتحت ولایت مرتضوی ڈنکے کی چوٹ پر ثابت ہے اور ان کی ولایت کو تسلیم نہ کرنے والوں کی شناخت وثبوت خالص قرآن کے الفاظ میں ہزار مرتبہ ملے گا۔ ابھی تو سارا قرآن باقی ہے۔

(۲۲) آیت (۷۱ / ۵) میں جو جرائم ہیں رسولؑ کی قوم نے ان سے سنگین جرائم کیے تھے۔

قارئین نے یہاں (۷۱،۷۰ / ۵) بنی اسرائیل کے جرائم میں یہ خاص بات نوٹ کی ہوگی کہ انہوں نے ہر اس حکم، فیصلے

ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

پھر اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے بہت ان میں سے اور اللہ دیکھنے والا ہے

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ

هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا

وہی ہے مسیحؑ بیٹا مریمؑ کا اور کہا مسیحؑ نے اے بیٹو یعقوبؑ کے عبادت کرو

اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ

اللہ کی پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا تحقیق بات یہ ہے کہ جو کوئی شریک لاوے

بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ

ساتھ اللہ کے پس تحقیق حرام کی اللہ نے اوپر اس کے بہشت اور جگہ اس کی

النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ

آگ ہے اور نہیں واسطے ظالموں کے کوئی مددگار۔ البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ

قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ

وقف لازم

کہتے ہیں تحقیق اللہ تیسرا ہے تین میں کا اور نہیں کوئی معبود مگر معبود ایک اور اگر

لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نہ باز رہیں گے اس چیز سے کہ کہتے ہیں البتہ لگے گا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے

مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ

ان میں سے عذاب درد دینے والا کیا پس نہیں توبہ کرتے طرف اللہ کی اور

يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

نہیں بخشش مانگتے اس سے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہیں مسیحؑ بیٹا مریمؑ کا

اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ

مگر پیغمبر تحقیق گزرے ہیں پہلے اس سے پیغمبر اور ماں اس کی صدیقہ تھی یعنی ولیہ تھی

بن گئے اور اللہ ان کے تمام اعمال نظر میں رکھتا رہا (٧٢) البتہ ان لوگوں نے تو کھلا کفر کیا جنہوں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یقیناً اللہ تو خود مریم کا بیٹا مسیحؑ ہے اور حالانکہ مسیحؑ نے یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم لوگ میرے اور اپنے پروردگار اللہ کی عبادت و اطاعت کرتے رہنا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرے گا بلاشبہ اس پر اللہ نے جنت حرام کر رکھی ہے اور اس کا ٹھکانہ صرف آگ میں ہو گا۔ اور ظالموں کے لئے کوئی بھی مدد کر کے بچانے والا نہ ہو گا (٧٣) یقیناً ان لوگوں نے بھی حقائق پر پردہ ڈالا جنہوں نے یہ کہا کہ تین معبودوں (اللہ، عیسیٰؑ، مریمؑ) میں سے اللہ بھی ایک تیسرا معبود ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ اگر اس عقیدے والے لوگ اس سے باز نہ آئے تو انہیں درد انگیز عذاب دیا جائے گا۔ (٧٤) کیا ان حق پوشوں کا گروہ اپنے باطل عقائد سے اللہ کے حضور توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے؟ اور کیا یہ اللہ سے بخشش طلب کرنا نہیں چاہتے؟ حالانکہ اللہ اب بھی بخشنے اور رحم کرنے کے لئے آمادہ ہے (٧٥) مسیح اس کے سوا اور کیا چیز ہے کہ وہ ایک رسولؐ تھا اور ان سے پہلے بہت سے رسولؐ گزرے ہیں اور یہ کہ مسیح کی والدہ ایک صدیقہ اور حق پرست عورت تھیں اور وہ دونوں

اور تعلیم کا انکار کیا جو ان کی خواہشوں اور اجتہاد کے خلاف پڑتی تھی اور اسی بنا پر انہوں نے رسولوںؑ کو جھٹلایا اور قتل کیا تھا اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا کہنے لگے تھے۔ اس کے باوجود اللہ نے ان کے لئے یہ فرمایا کہ ہم نے ان کی توبہ قبول کر لی تھی۔ لیکن وہ باز نہ آئے (٧١ / ٥) اور ان کے لئے دو مرتبہ اندھے اور بہرے (عَمُوْا وَصَمُّوْا) استعمال کیا۔ لیکن عہد رسولؐ کے قومی مومنین کے لئے فرمایا کہ (ءَامَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ءَامَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا ﴿١٣٧﴾ النساء) ایمان لائے پھر

ماں بیٹے بھی باقی انسانوں کی طرح کھانا کھاتے تھے ۔ ذرا غور کرو کہ ہم کس طرح ان کو سمجھانے کے لئے آیات بیان کرتے رہے اور پھر یہ دیکھو کہ انہیں کس ترکیب سے خلاف ورزی پر واپس لایا جاتاہے (٧٦) ان سے کہو کہ تم تو اللہ کے علاوہ بھی ایسے اشخاص کی بندگی اختیار کئے ہوئے ہو جنہیں تمہارے نفع اور نقصان پر کوئی ذاتی اختیار و قابو حاصل نہیں ہے اور اللہ تمہاری تمام باتیں سنتا اور تمہارے کاموں کو دیکھتا رہتاہے (٧٧) کہئے کہ اے اہل کتاب حق باتوں اور عقائد کے سوا اپنے دین میں اور کسی قسم کا اضافہ (غلو) نہ کیا کرو اور نہ ہی اس قوم کے اجتہاد کی پیروی کرو جو تم سے پہلے ہی گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کر چکے اور متوازن راہِ عمل سے بھٹک گئے ہیں (٧٨) بنی اسرائیل میں سے ان لوگوں پر داؤدؑ اور عیسٰیؑ ابن مریمؑ کی زبان سے لعنت کرائی گئی تھی جنہوں نے حق پوشی کی تھی اور وہ اس لئے بھی کہ وہ نافرمانی میں حدود کو پار کرگئے تھے (٧٩) اور وہ لوگوں کو ان کے ناپسندیدہ اور برے کاموں سے بھی نہ روکتے تھے الغرض ان کے افعال کا سارا ہی ڈھانچہ مذموم تھا (٨٠) آپ ان میں سے ایک کثرت کو دیکھ رہے ہیں جنہوں نے قریشی حق پوش سرداروں کی ولایت و حکومت کو قائم کرنے میں کوشش شروع کی ہوئی ہے ۔وہ تمام سامان بہت ہی براہے جو ان کے دماغوں اور محنتوں نے جمع کیا ہے جس سے اللہ کی

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ

وہ دونوں کھاتے کھانا دیکھ کیوں کر بیان کرتے ہیں ہم واسطے ان کے نشانیاں

ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۞ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

پھر دیکھ کہ کہاں سے پلٹالئے جاتے ہیں کہہ کیا عبادت کرتے ہو تم سوائے خدا کے

مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ

اس چیز کو کہ نہیں اختیار میں رکھتے واسطے تمہارے ضرر اور نہ نفع کا اور اللہ وہی ہے

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ

سننے والا جاننے والا کہہ اے اہل کتاب مت زیادتی کرو بیچ دین اپنے کے سوائے

الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ

حق کے اور مت پیروی کرو خواہشوں اس قوم کی کہ تحقیق گمراہ ہوئے پہلے اس سے

وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۞ لُعِنَ الَّذِيْنَ

اور گمراہ کیا بہتوں کو اور بہک گئے راہ سیدھی سے لعنت کئے گئے وہ لوگ کہ

كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ

کافر ہوئے بنی اسرائیل سے اوپر زبان داؤد کے اور عیسیٰؑ بیٹے مریم کے

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۞ كَانُوْا

بسبب اس کے کہ نافرمانی کرتے تھے اور تھے حد سے نکل جاتے اور ایک دوسرے کو

لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۞

منع نہ کرتے تھے برے کام سے کہ کرتے تھے اس کو البتہ برا تھا جو کچھ کہ تھے کرتے

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

دیکھتا ہے تو بہت کو ان میں سے دوستی کرتے ہیں ان لوگوں کی کہ جو کافر ہوئے

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ

البتہ برا ہے جو کچھ کہ آگے بھیجا ہے واسطے ان کے جانوں ان کی نے یہ کہ ناخوش ہوا

کفر کیا ۔ پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے اور پھر کفر میں حد سے بڑھ گئے ان لوگوں کے لئے اللہ نے کہیں توبہ قبول کرنے کا ذکر تک نہیں کیا اس لئے کہ اس قوم نے بنی اسرائیل کے انبیاؑ سے زیادہ مقدس آئمہ علیہم السلام کا قتل ابھی کرنا تھا ۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر ان کے پورے خاندان کو تلوار کے گھاٹ اتارنا تھا ۔ یہ شاگرد تو بنی اسرائیل کے تھے لیکن سرکشی اور قتل وغارت میں ان سے کئی گنا آگے بڑھ گئے تھے۔

عَلَيۡهِمۡ وَ فِي الۡعَذَابِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۰﴾ وَ لَوۡ كَانُوۡا يُؤۡمِنُوۡنَ

اللہ اوپر ان کے اور بیچ عذاب کے وہ ہمیش رہنے والے ہیں اور اگر ہوتے ایمان لاتے

بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مَا اتَّخَذُوۡهُمۡ

ساتھ اللہ کے اور نبیؐ کے اور اس چیز کے جو اتاری گئی ہے طرف اس کی نہ پکڑتے ان کو

اَوۡلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۸۱﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ

دوست ولیکن بہت ان میں سے فاسق ہیں۔ البتہ پاوے گا تو زیادہ سب لوگوں سے

عَدَاوَةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الۡيَهُوۡدَ وَ الَّذِيۡنَ

عداوت میں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یہود کو اور ان لوگوں کو کہ

اَشۡرَكُوۡا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقۡرَبَهُمۡ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيۡنَ

شریک کرتے ہیں اور البتہ پاوے گا تو نزدیک ان کا دوستی میں واسطے ان لوگوں کے کہ

اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ

ایمان لائے ہیں ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں تحقیق ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس واسطے ہے کہ

مِنۡهُمۡ قِسِّيۡسِيۡنَ وَ رُهۡبَانًا وَّ اَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾

بعضے ان میں سے پڑھے ہیں اور عبادت کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہ نہیں تکبر کرتے

وَ اِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰۤى اَعۡيُنَهُمۡ

اور جب سنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے طرف رسول کی دیکھتا ہے تو آنکھوں ان کی کو کہ

تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ

بہتی ہیں آنسوؤں سے اس چیز سے کہ پہچانا ہے انہوں نے حق سے کہتے ہیں

خفگی کمائی ہے اور ہمیشہ کے عذاب میں رہنے کا انتظام کر لیا ہے (۸۱) اور اگر وہ لوگ اللہ پر اور نبیؐ پر اور جو کچھ نبیؐ کی طرف نازل ہوا اس پر ایمان لے آتے تو کبھی رسولؐ کی قوم کی ولایت و حکومت میں شریک نہ ہوتے ولیکن ان کی تو کثرت ہی کلام اللہ کے احکام نافذ نہ کرنے والوں کی ہے (فاسق ۴۸۔۴۵ / ۵) (۸۲) آپ حقیقی مومنین کے ساری دنیا سے بڑے اور سخت دشمن یہودیوں اور مشرکین قریش کو پائیں گے اور حقیقی مومنین سے دوستی میں نسبتاً ان لوگوں کو زیادہ قریب پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم حقیقی نصاریٰ ہیں وہ اس لئے کہ ان لوگوں میں عبادت گزار عالم و زاہد اور تارک الدنیا لوگ بھی تو ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ لوگ غرور اور تکبر سے دور رہتے ہیں (۸۳) اور جب وہ یہ سنتے ہیں کہ رسولؐ اللہ پر کچھ نازل ہوا ہے تو تم دیکھ سکتے ہو کہ وہ آیات سن کر ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں۔ اس لئے کہ حق کی معرفت رکھتے ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے

(۲۳) رسولؐ کی ولایت میں شرکت چاہنے والے اور ان سے تعاون کرنے والے یہود سب سے بڑے دشمن :

ان آیات (۸۲ تا ۸۰ / ۵) میں رسولؐ کی قوم سے یہود کے گٹھ جوڑ پر اللہ نے اعتراض کیا اور ان کو حقیقی مومنین کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا ہے۔ اور ہم یہ بتا چکے ہیں کہ یہ وہ یہودی تھے جو مشرکین قریش کے لگے سگے اور ان ہی کی نسل سے تھے۔ یہاں یہ نکتہ بھی نوٹ کرلیں کہ اہل کتاب یا صلح پسند غیر مسلموں سے دوستی، تعاون اور صلح صفائی وہمدردی سے رہنا سہنا ہرگز قرآن میں منع نہیں چنانچہ ان آیات میں تمام مترجمین نے عیسائیوں سے دوستی کو جائز مانا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اولیا یا ولی کے معنی ہرگز دوست یا دوستی نہیں ہیں۔ اس لئے کہ غیر مسلموں کو ولی یا اولیا بنانے کی ممانعت ہے۔ اور یہ کہ ولی اور اولیا کے معنی دوست کرنا اور کبھی بھول کر بھی اس کے حقیقی معنی اختیار نہ کرنا اس دشمنی کا ثبوت ہے جو مندرجہ بالا آیات میں مذکور ہے۔

(۲۴) خانوادہ رسولؐ کے حقیقی اہل کتاب کا شاندار ذکر اور بادشاہ حبش کا وفد اور علما : آیات (۸۵۔۸۲/۵) میں ان عیسائی علما کا تذکرہ ہوا ہے جو بادشاہ حبش نے حضرت جعفر طیار بن ابوطالب علیہما السلام کے خطبے سے متاثر ہو کر مدینہ

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا لَا

اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے اور کیا ہے ہم کو کہ نہ

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ

ایمان لاویں ساتھ اللہ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہمارے پاس حق سے

وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور طمع رکھتے ہیں ہم یہ کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ قوم صالحوں کے

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

پس ثواب دیا ان کو اللہ نے بدلے اس کے جو کہا تھا انہوں نے بہشتیں چلتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

نیچے اُن کے سے نہریں ہمیش رہنے والے بیچ ان کے اور یہ ہے بدلہ نیکی کرنے والوں کا

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع

اور جو لوگ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو یہ لوگ رہنے والے دوزخ کے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاکیزہ اس چیز کو کہ حلال کیا ہے اللہ نے

لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾

واسطے تمہارے اور مت نکل جاؤ حد سے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو

پالنے والے ہم ایمان لے آئے۔ چنانچہ ہمیں بھی شہداء کی فہرست میں لکھ لے (۸۴) بھلا ہمارے سامنے کیا رکاوٹ ہے کہ ہم ایمان نہ لاتے اپنے اللہ پر اور ان حقائق پر جو ہمارے سامنے آچکے ہیں؟ اور ہمیں تو انتہائی تمنا و طمع ہے کہ ہمارا رب ہمیں صالحینؑ کی قوم میں شمار کر لے (۸۵) چنانچہ اللہ نے انہیں ان کے منہ مانگے اجرو ثواب عطا کئے اور جنت دی جس میں نہریں جاری رہتی ہیں اور وہی ہمیشہ وہاں رہیں گے اور احسان پیشہ لوگوں کی جزا بھی وہی ہے (۸۶) اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور حقائق پر پردہ ڈالا وہی جحیم میں جانے والے اصحاب ہیں (۸۷) اے مومن کہلانے والے لوگو تم ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کہا کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر رکھی ہیں اور حرام و حلال کے خود ساختہ فیصلوں میں حدود فراموشی اختیار نہ کرو یہ سمجھ لو کہ اللہ حد سے بڑھ جانے والوں کو محبوب نہیں رکھتا

میں ارسال کئے تھے تاکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کریں۔ حالات کو غور سے دیکھیں اور واپس آ کر رپورٹ کریں۔ ان علما میں اہل کتاب کے چیدہ چیدہ علما تھے جن کا تعلق حضرت عیسو علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔ جو اپنے چچا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے داماد بھی تھے اور ہمیشہ اسی خانوادہ میں رہتے بستے چلے گئے تھے۔ عرب میں ان کی نسل کے لوگ صحیح معنی میں نصاریٰ یا عیسائی تھے۔ نزول قرآن کی اطلاع پاتے اور اسلام لاتے جاتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو بظاہر عیسائی معلوم ہوتے تھے لیکن حقیقتاً مومن و مسلم تھے انہوں نے آئندہ چل کر اسلام کے صحیح ریکارڈ تیار کرنے اور محفوظ مقامات پر پہنچانے میں بہت عظیم الشان کردار ادا کیا تھا اور دشمنان اسلام انہیں عیسائی سمجھ کر محض نظر حقارت سے دیکھ کررہ جاتے تھے۔ انہیں باقی دوستداران محمدؐ وآل محمدؐ کی طرح تلوار کے گھاٹ نہ اتارتے تھے۔ اور وہ مسلسل علما وحکما کی صورت میں دشمنوں کے ساتھ ساتھ لگے چلے آئے اوران کے تمام راز ہائے سربستہ پر مطلع رہے اور نظام غیبت میں پورا پورا حصہ لیا۔ تعجب ہے کہ علامہ مودودی نے ان آیات کی تشریح میں ایک لفظ بھی نہ لکھا۔ حالانکہ ساتواں جز ان ہی سے نام پاتا ہے۔

(۲۵) آیات (۹۳ تا ۸۶ / ۵) رسولؐ کی قوم کے حق پوش مومنین کی فتویٰ بازی اور عام کردار۔

قارئین کرام کے لئے اس آیت (۸۷ / ۵) کے الفاظ بالکل سادہ اور واضح ہیں۔ اور ہر اُس شخص کے نزدیک بھی آیت

وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ

اور کھاؤ اس چیز سے کہ دیا تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے وہ جو

اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝۸۸ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ

تم ساتھ اس کے ایمان لانے والے ہو نہیں پکڑے گا تم کو اللہ ساتھ بے قصد کے

فِیْۤ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا

بیچ قسموں تمہاری کے اور لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ

عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ

گرہ باندھی تم نے قسموں کی پس کفارہ اس کا کھلادینا دس فقیروں کا

مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ

درمیان سے اس چیز کے کہ کھلاتے ہو تم لوگوں اپنوں کو یا پہنانا ان کا یا

تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ

آزاد کرنا ایک گردن کا پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے تین دن کے یہ ہے

كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ

کفارہ قسموں تمہاری کا جب قسم کھاؤ تم اور حفاظت کیا کرو قسموں اپنی کی

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۸۹ يٰۤاَيُّهَا

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تو کہ تم شکر کروا ے لوگو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ

جو ایمان لائے ہو سوائے اس کے نہیں کہ شراب اور جوا اور تھان بتوں کے

وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ

اور تیر فال کے ناپاک ہیں کام شیطان کے سے پس بچو ان سے تو کہ تم

تُفْلِحُوْنَ۝۹۰ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ

فلاح پاؤ سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ ڈالے

(۸۸) اور جو حلال و پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں آرام سے کھاؤ پیو دماغی بدہضمی سے ڈرتے رہو کم از کم اسی کا لحاظ کرکے پرہیز گار بن جاؤ کہ تم اسی اللہ پر ایمان لانے کا دعوٰی کرتے ہو جس کے حلال کو حرام قرار دیتے رہتے ہو (۸۹) یہ صحیح ہے کہ اللہ تمہیں ان باتوں پر نہ پکڑے گا جو بے ارادہ اور فضول حیثیت سے تم لوگ اپنے معاہدوں میں کہہ گزرتے ہو البتہ تم سے تمہارے معاہدوں کی ان شرائط پرضرور مواخذہ کیا جائے گا جن پر معاہدوں کی بنیاد استوار ہوا کرتی ہے اور ان میں سے کسی شرط کے ٹوٹنے کا خمیازہ تمہیں اس طرح بھگتنا پڑے گا کہ تم دس بے سہارا آدمیوں کو اپنے اہل و عیال کی غذا اور خوراک کی اوسط غذا اور خوراک کھلاؤ اور یا دس مساکین کو کپڑے پہناؤ ۔یا ایک غلام کو آزاد کراؤ ۔اور جسے ان تینوں صورتوں کو بجا لانے کی مقدرت نہ ہو تووہ تین دن کے روزے رکھے گا ۔ وہ سب طریقے وہ کفارہ ہیں تمہارے ان معاہدوں کی خلاف ورزی کا جن میں تم نے حلف بھی اٹھایا ہو۔ اور دیکھو تم لوگ اپنے معاہدوں کی ہر ہر شرط کو محفوظ رکھا کرو۔اسی طرح بیان کرتا رہا ہے اللہ اپنی آیات کو اور تمہیں سمجھاتا جا رہا ہے تاکہ شاید تم قدرو شکر بجا لاؤ (۹۰)اے دعوائے ایمان کرنے والے مومنین ہر حال اور ہر صورت اور ہر مقدار میں شراب اور بلا محنت کمائی (قماربازی یا جوا) اور نظام شرک کے لیڈروں کے مقبرے اور خانقاہیں اور قرعہ اندازی (تیروں سے یا کسی اور صورت میں) ناپاک و ناہنجار اور شیطانی کاموں سے ہیں ان سے الگ رہو شاید اس طرح تم چھٹکارا حاصل کر لو (۹۱) شیطان کا اس کے سوا اور کوئی ارادہ ہے ہی نہیں کہ وہ ان چیزوں کے ذریعہ سے

میں مذکورلوگ قابل مذمت ہیں،جو یہ مانتا ہو کہ اللہ و رسوؐل کے خلاف یا اللہ و رسوؐل کی اجازت کے بغیر کوئی کام کرنا یا کوئی فتویٰ یا فیصلہ دینا جائز نہیں ہے۔ اگلی آیت میں اللہ یہ کہہ کر اپیل کرتاہے کہ، ”تم اس اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لائے ہو“ مطلب واضح ہے کہ اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اوراس کے احکام کے خلاف حلال کو حرام بھی کرتے ہیں۔یعنی اگر ایمان لائے ہوتو اطاعت بھی کرو اور احکام بھی مانو ۔ ورنہ اسلام کے منکر بن جاؤ اور پھر جو دل میں

آئے کیا کرو۔ شکوے اور اپیل کا موقع ہی نہ رہے گا۔ اسلام کا عمداً منکر محض انکار کا مجرم ہو گا اور انکار کی جو بھی سزا ہو گی وہ مل جائے گی۔ لیکن عہد رسولؐ کے مومن مجتہدین کی حالت بالکل مختلف ہے وہ اللہ و رسولؐ اور اسلام کے تمام احکام اور قرآن پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مومن کہلاتے ہیں عبادات و نیک اعمال میں مومنین کے ساتھ شامل رہتے ہیں اور اللہ بھی انہیں مومن کہہ کر پکارتا ہے۔ ایسی صورت میں ان پر عمداً اللہ و رسولؐ کے خلاف عملدرآمد اور جان بوجھ کر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کا فیصلہ کر لینا کوئی پسندیدہ اور آسان سی بات نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کو کیا کریں کہ عالم الغیب اللہ، عدل و انصاف کا تقاضہ کرنے والا اللہ ان مومنین مجتہدین پر یہی فتویٰ و حکم لگا رہا ہے کہ، "وہ اللہ کے حلال کئے ہوئے کاموں یا چیزوں کو حرام کر رہے ہیں۔" اس صورت کا حل وہی ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ وہ قومی راہنما مومنین اسلام پر جس طرح کا ایمان لائے ہیں اس ایمان کی رو سے ان کے اختیار کردہ اسلام میں ایسے مواقع اور قومی مصلحتیں سامنے آنا جائز ہیں جہاں حرام کو حلال یا حلال کو حرام کیا جا سکتا ہے۔ اور یہی اجتہاد اور استحسان اور استصحاب کے مجتہدانہ قوانین اور اصول فقہ کا لب لباب ہے۔ لہٰذا مجتہدین کے نزدیک یہ حرام و حلال مستقل نہیں بلکہ علما کی صواب دید اور قومی مصلحت کے ماتحت ہے۔ اور تقاضائے وقت کے ماتحت اسلام کا ہر حکم معطل، یا بقول علما منسوخ یعنی باطل، اور تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ یہی تجویز تھی جو قریشی دانشوروں نے ابتدا میں رسولؐ کے سامنے رکھی تھی (یونسؑ ۱۶۔۱۵ / ۱۰) اور اللہ نے ٹھکرا دی تھی۔ لیکن اس ٹھکرانے والے حکم کو مصلحت کے ماتحت تبدیل یا رد کیا جانا ان کے اپنے اسلام اور ایمان میں جائز تھا۔ اس لئے انہوں نے اس تبدیل و تحریف و تنسیخ اور معطلی کو برابر جاری رکھا اور یہ سرگزشت برابر قارئین کے سامنے سے گزرتی چلی آ رہی ہے۔ اسی عملدرآمد کو روکنے کے لئے یہ بھی فرمایا گیا تھا کہ:

وَلَا تَقُولُوا۟ لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ ٱلْكَذِبَ هَٰذَا حَلَٰلٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾ النحل

" اور یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام ہے۔ تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھا کرو۔ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے۔ (مَتَٰعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١٧﴾ النحل) دنیا کا عیش چند روزہ ہے آخر کار ان کے لئے دردناک سزا ہے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۷۸)

علامہ کے اس ترجمے کے ساتھ ضروری ہے کہ ان دونوں آیات (نحل پ۱۱۔۱۱۶ / ۱۶) پر ان کی وضاحت بھی سن لیں تو ہم بات کریں ارشاد ہے کہ: "یہ آیت صاف تصریح کرتی ہے کہ خدا کے سوا تحلیل (حلال کرنے۔ احسنؔ) و تحریم (حرام کرنے۔ احسنؔ) کا حق کسی کو بھی نہیں۔ یا بالفاظ دیگر قانون ساز صرف اللہ ہے۔ دوسرا جو شخص جائز و ناجائز کا فیصلہ کرنے کی جرأت کرے گا وہ اپنی حد سے تجاوز کرے گا۔ اِلاَّ یہ کہ وہ قانون الٰہی کو سند مان کر اس کے فرامین سے استنباط کرتے ہوئے یہ کہے کہ:

" فلاں چیز یا فلاں فعل جائز ہے اور فلاں ناجائز ہے" اس خود مختارانہ تحلیل و تحریم کو اللہ پر جھوٹ اور افترا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اس طرح کے احکام لگاتا ہے اس کا یہ فعل دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ جسے وہ کتاب الٰہی کی سند سے بے نیاز ہو کر جائز یا ناجائز کہہ رہا ہے اسے خدا نے جائز یا ناجائز ٹھہرایا ہے یا اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ نے تحلیل و تحریم کے اختیارات سے دست بردار ہو کر انسان کو خود اپنی زندگی کی شریعت بنانے کے لئے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ ان میں سے جو دعویٰ بھی وہ کرے وہ لامحالہ جھوٹ اور اللہ پر افترا ہے۔" (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۷۸ حاشیہ ۱۱۶)

اس طویل اقتباس کے پڑھنے کی زحمت کا اجر یہ ہے کہ آپ نے یہ دیکھ لیا کہ جو کچھ اللہ نے قرآن کی آیات میں فرمایا تھا اس کا ترجمہ اور وضاحت سو فیصد صحیح الفاظ میں اور صحیح طریقے پر کرنے کے بعد علامہ نے "اِلاَّ یہ کہ" کی شرط اپنے پاس سے لگا کر وہ سب کچھ جائز کر دیا جو عہد رسولؐ سے لے کر علامہ کے دور تک سارے مجتہدین کرتے چلے آ رہے تھے۔ انہیں چاہئے تھا کہ ایک ایسی آیت بھی لکھ دیتے جس میں اللہ نے وہ سب کچھ جائز کیا ہوتا جو علامہ نے لکھا ہے لیکن علامہ اور تمام مجتہدین کی بدقسمتی کہ اللہ نے ایسی آیت یا اجازت اس قرآن میں نازل نہ کی بلکہ اس کے خلاف قارئین نے وہ آیات اور علامہ کے بیانات پہلے ہی دیکھ لئے ہیں (مائدہ تشریح نمبر ۱۵) جن میں ہر حکم کلام اللہ کے نازل شدہ الفاظ میں دینا واجب ہے اور جو ایسا نہ کرے، خواہ قرآن کو سند مانتا ہو یا نہ مانتا ہو وہ کافر اور ظالم اور فاسق کی تکوینی جہنم کے لئے تیار رہے۔

اگر قرآن سے استنباط یعنی اجتہاد منشائے خداوندی اور قرآن کے مقصد سے سو فیصد وابستہ ہوتا تو جس طرح قرآن میں ڈھونڈے سے بھی اختلاف نہیں ملتا اسی طرح مجتہدین کے استنباط کردہ مسائل میں نہ غلطی وخامی ہوتی نہ اختلاف ہوتا۔ مگر افسوس کہ اس ابلیسی طرز فکر نے ایک اُمت کو سینکڑوں مذاہب میں منتشر ومتفرق کر دیا اور نہ صرف یہ کہ انتشار وافتراق میں مبتلا کیا بلکہ وہ تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر، ملعون، بدعتی، زندیق، ملحد اور قابل قتل وغارت سمجھتے چلے آ رہے ہیں اور جب موقع ملتاہے تو ایک دوسرے کو بے دریغ قتل کرتے رہے ہیں۔ عہدرسولؐ کے بعد آج تک کئی کروڑ مسلمان، مسلمان ہاتھوں اور تلواروں سے قتل ہوئے۔ ان کے گھر بار و اہل وعیال کو لوٹا گیا۔ نمازیوں کو نمازیوں نے قتل کیا۔ مسجدوں کے اندر نمازکے دوران قتل کیا۔ خانہ کعبہ میں قتل کیا، مدینہ میں تین روز تک قتل عام، لوٹ مار اور عصمت دری ان کے اسی مودودیانہ استنباط سے جائز تھی۔ لعنة الله علی الظالمین۔

(۲۵۔ الف) حرام وحلال کرنے والوں کے لئے علامہ نے زبردستی گنجائش نکالی ہے۔

علامہ حضور تفہیم جلددوم کے مذکورہ صفحے (۵۷۸) تک پہنچتے پہنچتے اپنی پہلی جلد کے بیان کو بھولے نہیں تھے بلکہ وہ موقع سامنے آ گیا تھا۔ جہاں اجتہادی مسائل کو جائز کرنے کی ضرورت کا تقاضا بڑھ کرسامنے آ گیا تھا۔ اس لئے مذکورہ بالا زیر نظر و بحث آیت (۸۷ / ۵) پر لکھے ہوئے ریمارک کے خلاف بیان دینا خطرناک نہ سمجھا کہ اب قارئینِ تفہیم کو وہ گفتگو کہاں یاد رہے گی؟ لیکن ہم تو یہ ثابت کرنے پر مصر ہیں کہ علامہ اپنے اوّلین راہنماؤں کے قدم بقدم جارہے ہیں اور ان تمام اعمال کو جائز قرار دینا ان کا مذہبی فریضہ ہے جو وہ لوگ جائز سمجھتے تھے۔ بیان سنئے:

" اس آیت (۸۷ / ۵) میں دوباتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ خود حلال وحرام کے مختار نہ بن جاؤ۔ حلال وہی ہے جو اللہ نے حلال کیاہے اور حرام وہی ہے جو اللہ نے حرام کیاہے۔ اپنے اختیار سے کسی حلال کو حرام کروگے تو قانونِ الٰہی کے بجائے قانونِ نفس کے پیرو قرار پاؤ گے۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۹۸ حاشیہ ۱۰۴) علامہ نے دوسری بات بڑی لمبی چوڑی کرکے لکھی ہے لیکن اس مذکورہ آیت (۸۷ / ۵) میں اس دوسری بات کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ اس لئے دوسری بات محض بکواس مبین ہے۔ اس پہلی بات میں ہرگز قرآن سے استنباط کرکے جائز وناجائز یا حلال وحرام قرار دینے کی گنجائش نہیں ہے۔ جو سات سو چوالیس (۷۴۴) صفحات لکھنے کے بعد علامہ کو سوجھی تھی۔ اور حلال وحرام کرنے کی اجازت دی تھی۔

(۲۶) تحریف کرنے والوں سے تحفظ کا خیال رکھ کر آنحضرتؐ نے قرآن کی تلاوت اور ترتیب پیش کی تھی کہ قومی لیڈر چونک نہ جائیں۔

قارئین نے سورۂ مائدہ کی ابتدا میں (۳ / ۵) بھی دیکھا تھا اور یہاں بھی وہی طریقہ رکھا گیاہے کہ کھانے پینے کی چیزوں کے حرام وحلال ہونے کے تذکرہ میں ملا کر وہاں قرعہ اندازی کو حرام کیا گیا تھا (۳ / ۵) اوریہاں اجتہاد کو (۸۸۔۸۷ / ۵) اور مشرک مرقدوں کو اور جوئے کو اور پھر قرعہ اندازی کو شراب کے ساتھ ملا کر حرام و ناپاک قرار دے دیا (۹۰ / ۵) جو کھانے اور پینے کی چیزیں نہ تھیں۔ اکثر وبیشتر قرآن اس طرح سنایا گیاہے کہ جو احکام ومسائل رسولؐ کی قوم کے دلوں میں کھٹکتے تھے۔ انہیں دوسرے احکام میں یا ایسے الفاظ میں لپیٹ کر سنایا گیا کہ دشمنان اسلام کو بہانہ کرنے یا تاویل کرنے کا موقع رہے۔ اور وہ پورے قرآن کو ضائع کرنے کا ارادہ ہی نہ کرنے پائیں۔ قرآن کے تحفظ کے انتظامات پر، ہم متعلقہ آیات آنے پر بات کریں گے۔

(۲۶۔الف) ہر وہ مسئلہ جو قریشی مجتہدین کے خلاف تھابڑی حکمت اور تدریج کے ساتھ تلاوت کیا گیا تھا۔

لوگ بلا سوچے سمجھے کہہ دیا کرتے ہیں کہ کیا اللہ ورسولؐ قریشی لیڈروں سے ڈرتے تھے جو فلاں بات کھول کر نہ کہی؟ انہیں قرآن کی تلاوت کے دوران اب معلوم ہوگا کہ ہاں ہاں اللہ ورسولؐ اس بات سے ہمیشہ ڈرتے رہے کہ کہیں ان کے احکام کی خامی کا بہانہ کرکے یا کسی حکم کو خلاف موقع ومحل دیکھ کر سیاسی لیڈر عوام کو نہ بہکادیں اور کہیں اللہ ورسولؐ کے نام پر انسانوں کی کثرت جہنمی نہ بن جائے۔ یہ اسی مفید وپسندیدہ ڈرنے کاثبوت ہے کہ بعض ملاعین کا اللہ نے نام نہیں لیااور فلاں فلاں کہہ کراور صفات وحلیہ بتاکر تعارف کرادیا۔ ذرا شراب کی حرمت کے بارے میں علامہ مودودی کا بیان سنئے اور تفسیریں دیکھ کر تصدیق کیجئے کہ ہماری بات صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) ”یہ شراب اور جوئے کے متعلق پہلا حکم ہے (بقرہ ۲۱۹ / ۲) جس میں صرف اظہار ناپسندیدگی کرکے چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ (رسولؐ کی قوم کے مومنین کے۔احسنؔ) ذہن ان کی حرمت قبول کرنے کے لئے تیار ہوجائیں۔“ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۶۷۔ ۱۶۸ حاشیہ ۲۳۵) علامہ یہ بتانے سے قاصر رہے کہ یہ خاص آیت کب سنائی گئی تھی ۔

(۲) ” یہ شراب کے متعلق دوسرا حکم ہے (نساء ۴۳ / ۴) غالباً ۴ ہجری کی ابتدا میں یہ حکم آیا اور نشے میں نماز پڑھنے کی ممانعت کردی گئی ۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ (قریشی مسلمانوں۔احسنؔ) لوگوں نے شراب پینے کے اوقات بدل دیئے ۔ مسلمانوں میں سے ایک گروہ اس کے بعد بھی شراب سے پرہیز کرنے لگا تھا ۔ مگر (قریشی مسلمانوں کے۔احسنؔ) بہت سے لوگ اسے بدستور استعمال کرتے رہے ۔ حتّٰی کہ بسا اوقات نشے کی حالت ہی میں نماز پڑھنے کھڑے ہوجاتے ۔ اور کچھ کا کچھ پڑھ جاتے۔“ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۳۵۴حاشیہ ۶۵)

علامہ نے سورۂ مائدہ کا نزول ۷ہجری کے اوائل میں لکھاہے ۔ اور اب اسی سورۂ میں مندرجہ حکم پر علامہ کا بیان آنے والا ہے ۔ مطلب یہ ہواکہ عہدرسولؐ کے تیئیس (۲۳) سالوں میں سے بیس سال تک ہمارے ممدوح مسلمان شراب نوش جان فرماتے رہے ۔ اور جب بقول علامہ ممانعت کا آخری حکم آیا تو ابھی ذہن اس ممانعت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے چنانچہ علامہ کے قلم سے سنئے :

(۳) ”یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں۔ نہ بیچ سکتے ہیں بلکہ وہ اسے ضائع کردیں۔“(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۰۱)اب ذراوہ اجتہادی عذرات دیکھئے جو دانشورانِ قوم نے پیش کئے تھے۔ارشاد ہے کہ:

(۴) ” بعض لوگوں نے پوچھاہم یہودیوں کو تحفۃً کیوں نہ دے دیں ؟آپ نے فرمایا کہ جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اسے تحفہ میں دینے سے بھی منع کردیاہے۔“ (ایضاً صفحہ ۵۰۱)

یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ شرابی مسلمان وہی لوگ ہیں جو یہودیوں کے دوست تھے اور انہیں اپنا اولیا بنائے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ تحفہ دے کر ان کو خوش کریں ۔ پھر یہ نوٹ کرلیں کہ قرآن میں ممانعت کی آیت (۹۱۔۹۰ / ۵)میں تحفہ دینے کی ممانعت کے الفاظ نہیں ہیں ۔ یعنی یہ حکم آنحضرتؐ نے اللہ کی طرف سے خود دیا تھا اس لئے بعد میں مسلمانوں نے یہودی ونصرانی افسران کو ہمیشہ تحفہ اور ڈالی میں شراب دی ۔ پھر یہ نوٹ کریں کہ مذکورہ آیت میں لفظ حرام نہیں ہے لہٰذا موجودہ دور میں بھی چند سال پہلے تک سارجنٹ اور آفیسر میس میں باقاعدہ شراب پی جاتی تھی اور گورنمنٹ کی سطح سے فراہم کی جاتی تھی۔ اور سول افسروں اور منسٹروں تک کو دعوت دی جاتی تھی ۔ اور چلئے :

(۵) ” بعض لوگوں نے پوچھا کہ ہم شراب کو سرکہ میں کیوں نہ تبدیل کردیں ؟ آپؐ نے اس سے بھی منع فرمایا اور حکم دیا کہ نہیں اُسے بہادو۔ “ (ایضاً صفحہ ۵۰۱) اور بھی ہے :

(۶) ” ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ دواکے طور پر استعمال کی تو اجازت ہے ؟ فرمایا نہیں وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔ “ (ایضاً صفحہ ۵۰۱) اورملاحظہ ہو :

(۷) ” ایک اور صاحب نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ ہم ایک ایسے علاقے کے رہنے والے ہیں جو نہایت سرد ہے ۔ اور ہمیں محنت بھی کرنی پڑتی ہے ۔ ہم لوگ شراب سے تکان اور سردی کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ آپؐ نے پوچھا جو چیز تم پیتے ہو وہ نشہ کرتی ہے ؟ انہوں نے عرض کیا ہاں ۔ فرمایا تو اس سے پرہیز کرو ۔ انہوں نے عرض کیا مگر ہمارے علاقہ کے لوگ تو نہیں مانیں گے ۔ فرمایا اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو۔ “ (ایضاً صفحہ ۵۰۱۔۵۰۲)

یہاں ٹھہریں اور سوچیں کہ جس علاقہ کی اور جس قوم کی بات ہوئی ہے وہ یقیناً اپنے سردی کے کاروبار اور محنت کے دوران نشہ میں نہیں ہوسکتے ورنہ نشہ میں کاروبار و محنت نہیں ہوسکتی۔یعنی وہ اہل یوروپ کی طرح شراب کے عادی تھے اور انہیں نشہ نہ ہوتا تھا ۔ لہٰذا پہلی بات یہ کہ اس شخص نے جھوٹ بولا۔ دوسری بات یہ کہ جن فقہاو مجتہدین نے نشہ کی شرط سے حرام وحلال کا فیصلہ کیاہے وہ اسی جھوٹی روایت کو کام میں لائے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ اس آخری حکم کے وقت رسولؐ اللہ کی فوجی طاقت اس قدر تھی کہ اس کے خوف ہی سے ہمارے ممدوح مسلمانوں نے عارضی طور پر شراب چھوڑی تھی ۔ اور چند سال بعد اپنے چوتھے خلیفہ امیر معاویہ کے زمانہ میں خوب خوب شراب پینا اور اس کی تجارت شروع کردی تھی ۔ لہٰذا حقیقتاً اس قوم نے کبھی شراب نہیں چھوڑی تھی۔

بَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَ الۡبَغۡضَآءَ فِى الۡخَمۡرِ وَ الۡمَيۡسِرِ وَ

درمیان تمہارے عداوت اور بغض بیچ شراب کے اور جوئے کے اور

يَصُدَّكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ ﴿۹۱﴾

بند کرے تم کو یاد خدا کی سے اور نماز سے پس کیا ہو تم باز رہنے والے

وَ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ احۡذَرُوۡا ۚ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ

اور فرمانبر داری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسولؐ کا اور ڈرو پس اگر پھر جاؤ تم

فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۹۲﴾ لَيۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ

پس جانو یہ کہ اوپر پیغمبر ہمارے کے پہنچانا ہے ظاہر نہیں اوپر ان لوگوں کے

اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيۡمَا طَعِمُوۡۤا

کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے گناہ بیچ اس چیز کے کہ کھایا انہوں نے

اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ

جس وقت کہ پرہیزگاری کریں اور ایمان لاویں اور کام کریں اچھے پھر

اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحۡسَنُوۡا ؕ وَ اللّٰهُ

پرہیزگاری کریں اور ایمان لاویں پھر پرہیزگاری کریں اور احسان کریں اور اللہ

يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۹۳﴾ ع ١٢ ٢ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا

دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو

خصوصاً شراب کے نشے اور جوئے کی ہار جیت سے تمہارے اندر داخلی اور خارجی دشمنی اور بغض پیدا کرتا رہے اور تمہیں تذکارِ خداوندی سے اور نماز سے روکتے رہنے کا سبب بناتا رہے بتاؤ کیا تم ان چیزوں سے باز آجاؤ گے؟ (۹۲) اور نہ صرف شراب وغیرہ کے معاملے میں بلکہ ہر ہر معاملے میں اللہ کی اطاعت کرو اور اس رسولؐ کی اطاعت کرو اور نافرمانی سے بچ کر رہا کرو۔ چنانچہ اگر تم الگ ولایت و اطاعت پر قائم رہو تو اس کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں کہ ہمارے رسولؐ کے ذمہ صرف کھول کر بتا دینا ہے۔ (۹۳) جو لوگ ایمان لائے اور ساتھ ہی اصلاحی اعمال بجا لاتے رہے انہوں نے جو کچھ بھی ایمان لانے سے پہلے کھا لیا تھا۔ اس پر کوئی مواخذہ نہ کیا جائے گا اگر وہ اب پرہیزگار رہیں اور ہر متعلقہ حکم کو مانتے جائیں اور اعمال صالحہ بجالاتے رہیں اور تمام سپردہ ذمہ داریاں قبول کرتے جائیں اور ایمان میں اضافہ جاری رکھیں پھر پارسائی میں اعلیٰ درجہ حاصل کریں اور احسان پیشہ بن جائیں اور اللہ تو احسان کرنے والوں ہی کو محبوب رکھتا ہے (۹۴) اے مومنین شکار کے

(۲۶ - ب) آیت بتاتی ہے کہ وہ قوم باز آنے والی نہ تھی اور اس پر اطاعت کا تقاضا جاری تھا۔

آیات (۹۱ / ۵) اور (۹۲ / ۵) کے آخری الفاظ اعلان کرتے ہیں کہ وہ لوگ دل سے کبھی نہ مطیع ہوئے نہ حکم مانا یہ بھی نوٹ کیا ہوگا کہ عہدومعاہدہ کی خلاف ورزی کا خمیازہ دس مساکین کا لباس تیار کرنا کتنی رقم چاہتا ہے؟ اور ایک غلام کو خرید کر آزاد کرنے میں کتنا خرچ ہوگا؟ اور دس بھوکوں کو کھانا کھلانا ان دونوں سے کم میں ہوجائے گا۔ اور تین دن کے روزے جن میں لگا تار رکھنے کی بھی شرط و پابندی نہیں ہے سب سے آسان سودا ہوگا۔ سزاؤں میں اس قدر تفاوت بھی ایک ایسی کثرت کا پتہ دیتا ہے جو کسی بھی پابندی کے لئے تیار نہ تھی (۸۹ / ۵)۔

(۲۷) پیدائشی اور نسلی حرام خوری اور جسمانی ناپاکی کو طیب و طاہر جسم میں بدلنے کا طریقہ۔

یہ آیت (۹۳/۵) ان لوگوں کو مخاطب کرتی ہے جو کلمہ پڑھ کر مسلمان تو ہو گئے تھے لیکن ان کا جسم ہڈیاں اور ہڈیوں کے اندر کا گودا اور خون وگوشت وپوست حرام خوراک سے بنا ہوا تھا۔ جو پیدا بھی ناجائز اور حرام طریقے سے ہوئے تھے اور سر سے پیر تک خباثت کا ایک انبار تھے انہیں اس آیت میں پے درپے ایمان لاتے رہنے اور ہر دفعہ ایمان لانے کے بعد تقویٰ اور پرہیزگاری میں ترقی کرنے کا حکم دیا گیاہے اور ایمان و تقویٰ کے تین درجوں کا ذکر فرما کر پھر آخر میں احسان پیشہ بن کر باقی زندگی بسر کرنے کا طریقہ

لَيَبۡلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیۡءٍ مِّنَ الصَّيۡدِ تَنَالُهٗۤ

البتہ آزماوے گا تم کو اللہ ساتھ ایک چیز کے شکار سے کہ پہنچتے ہیں اس کو

اَيۡدِيۡكُمۡ وَ رِمَاحُكُمۡ لِيَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ يَّخَافُهٗ

ہاتھ تمہارے اور نیزے تمہارے تو کہ جانے اللہ اس شخص کو کہ ڈرتا ہے اس سے

بِالۡغَيۡبِ‌ ۚ فَمَنِ اعۡتَدٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

بن دیکھے پس جو کوئی حد سے نکل جاوے پیچھے اس کے پس واسطے اس کے ہے عذاب

اَلِيۡمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡتُلُوا الصَّيۡدَ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ‌ ؕ

درد دینے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت مارڈالو شکار کو اور تم احرام میں ہو

وَ مَنۡ قَتَلَهٗ مِنۡكُمۡ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ

اور جو کوئی مارڈالے اس کو تم میں سے جان کر پس بدلہ اس کا مانند اس کی جو مارا ہے

مِنَ النَّعَمِ يَحۡكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ

جان کے جانوروں سے حکم کریں ساتھ اس کے دو صاحب عدالت تم میں سے

هَدۡيًاۢ بٰلِغَ الۡـكَعۡبَةِ اَوۡ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيۡنَ اَوۡ عَدۡلُ ذٰلِكَ

قربانی پہنچنے والی کعبہ کی یا کفارہ کھلانا مسکینوں کا یا برابر اس کے

صِيَامًا لِّيَذُوۡقَ وَبَالَ اَمۡرِهٖ‌ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ‌ ؕ وَ مَنۡ

روزے تو کہ چکھے وبال کام اپنے کا معاف کیا اللہ نے اس چیز سے کہ گزرا اور جو کوئی

عَادَ فَيَنۡتَقِمُ اللّٰهُ مِنۡهُ‌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ

پھر کرے گا پس بدلہ لیوے گا اللہ اس سے اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا حلال کیا گیا

لَـكُمۡ صَيۡدُ الۡبَحۡرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّـكُمۡ وَ

واسطے تمہارے شکار کرنا دریا کا اور کھانا اس کا فائدہ واسطے تمہارے اور

لِلسَّيَّارَةِ‌ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيۡكُمۡ صَيۡدُ الۡبَرِّ مَا دُمۡتُمۡ

واسطے مسافروں کے اور حرام کیا گیا اوپر تمہارے شکار کرنا جنگل کا جب تک کہ

سلسلے میں اللہ ایک پابندی لگا کر ضرور آزمائے گا وہ شکار تمہارے ہاتھوں کی گرفت اور نیزوں کی مار کے اندر ملے گا یہ اس لئے کہ سب پر ظاہر کر دے کہ اللہ سے غائبانہ طور پر کون کون ڈرتا ہے اور جو کوئی اس تنبیہہ کے بعد بھی زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب کی سزا مقرر ہے (۹۵) اے مومنین جب تم حج اور عمرہ کے لئے احرام کی حالت میں ہو تو شکار نہ مارا کرو اور جو کوئی جان بوجھ کر شکار مارے گا تو اس کی سزا میں اس کو مویشیوں میں سے اسی کے ہم پلہ جانور نذر دینا پڑے گا۔ اس کا فیصلہ تم میں سے دو صاحبان عدالت آدمی کریں گے اور یہ نذرانہ کعبہ میں قربان کیا جائے گا یہ نہ ہو سکے تو اس کے بدلے میں چند مسکینوں کو بطور کفارہ کھانا کھلانا پڑے گا اس کی بھی مقدرت نہ ہو تو روزے رکھنے کا حکم دیا جائے گا تاکہ اسے فیصلے کے مطابق اپنی نافرمانی کی سزا بھگتنا پڑے اور کئے کا وبال اٹھانا پڑے۔ ماضی میں جو کچھ گزر گیا اس سے مومنین کو نظر انداز کر دیا گیا ہے لیکن اگر کوئی اب ایمان لانے کے بعد بھی ان بدکاریوں کو دہرائے گا اس سے اللہ ضرور انتقام لے گا اور اللہ تو انتقام لینے میں بھی سب پر غالب رہنے والا ہے (۹۶) تمہارے لئے سمندری و دریائی شکار کرنا اور اس کا کھانا دوران احرام بھی حلال کر دیا ہے تاکہ پورا قافلہ اس سے فائدہ اٹھا سکے مگر احرام کے دوران خشکی میں شکار کرنا حرام کیا گیا ہے چنانچہ تم

بتایا گیا ہے تاکہ گندگی کا وہ ڈھیر اس قابل بن جائے کہ معصومین علیہم السلام کی صحبت میں کدورت کا باعث نہ رہے ۔ اس قسم کے تھے وہ مومنین جن کو خبیث فرمایا گیا تھا اور خبیث مومنین کو طیب وطاہر مومنین سے الگ کرنے کا اعلان کیا گیا تھا (آلِ عمران ۱۷۹-۳) اور ان خبیث مومنین کے نکاح پر بھی پابندی عائد رہی کہ وہ خبیث عورتوں ہی کے ساتھ نکاح کر سکتے تھے ۔ ان میں کسی سے بھی پیدائشی مومنہ عورت کا نکاح نہیں کیا گیا تھا۔ (نور ۲۶ / ۲۴)

حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

رہو تم احرام میں اور ڈرو اللہ سے وہ جو طرف اس کی اکٹھے کئے جاؤ گے

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

کیا اللہ نے کعبہ کو اس گھر حرمت والے کو باعث قائم رہنے کا واسطے لوگوں کے

وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا

اور مہینوں حرمت والوں کو اور قربانیاں اور گلے میں پٹے والیاں یہ کہ جانو تم

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ

یہ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے

وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

اور یہ کہ اللہ ساتھ ہر چیز کے دانا ہے جانو تم یہ کہ اللہ سخت عذاب والا ہے

وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ

اور یہ کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہیں اوپر پیغمبرؐ کے مگر پہنچا دینا اور اللہ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ

جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو تم اور جو چھپاتے ہو تم کہہ نہیں برابر ہوتا ناپاک اور

الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي

پاک اور اگرچہ خوش لگے تجھ کو بہتایت ناپاک کی پس ڈرو اللہ سے اے صاحبو

الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ

عقل کے تا کہ تم فلاح پاؤ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پوچھا کرو ان

اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ

چیزوں سے کہ اگر ظاہر کی جاویں واسطے تمہارے ناخوش لگیں تم کو اور اگر

لوگ اللہ کی خوشنودی کے لئے خلاف ورزیوں سے پرہیز کرتے رہو اس لئے کہ تمہیں اس کے سامنے جمع کیا جائے گا۔ (۹۷) اللہ نے کعبہ کو ایک محترم گھر بنایا ہے اور انسانوں کو برقرار رکھنے کے لئے محترم مہینے اور ان میں قربانیاں اور قربانی کیلئے نامزد پٹے والے اونٹ مقرر کئے ہیں وہ تمام انتظامات اس کا ثبوت ہیں کہ تحقیق اللہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب کا عالم ہے۔اور یہ کہ بلا شبہ اللہ ہر ہر چیز کو جانتا ہے (۹۸) یہ سمجھ لو کہ حقیقتاً اللہ بہت سخت تعقب کرنے اور محاسبہ کرنے والا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ بخشنے والا بھی ہے اور رحیم بھی ہے (۹۹) اور رسولؐ اللہ کی ذمہ داری اس کے سوا کچھ نہیں کہ انہیں ہماری تعلیمات کو پہنچا دینا ہے اور بس۔ یہ اللہ کو علم ہے کہ تم ظاہر میں کیا کرتے ہو اور چھپا کر پوشیدہ طور پر کیا کچھ کرتے رہتے ہو۔(۱۰۰) ان کو کہہ دیں کہ خبیث لوگ کبھی پاکیزہ لوگوں کے برابر و ہمسر نہیں ہوتے اگرچہ تم لوگوں کو خبیثوں کی کثرت فریفتہ کئے ہوئے ہے۔ ارے بوجھ بجھکڑ لوگو اللہ سے بچ کر رہو شاید تم چھٹکارہ پاسکو (۱۰۱) اے مومن کہلانے والے لوگو تم ایسے سوالات نہ کیا کرو کہ جن کے جوابات اگر مجمع عام میں دے دیئے جائیں تو تمہارا راز فاش ہو جائے اور تمہیں بہت ناگوار گزرے گا۔

(۲۸) آخر اللہ نے آیت (۱۰۰) نازل کر کے خبیثوں کی ذہنیت اور کثرت کا راز کھول دیا۔

اللہ نے سات آیات (۹۹ تا ۹۴ / ۵) میں مختلف ضروری مسائل بیان کرتے ہوئے پہلے تو یہ فرمایا کہ ماضی میں جو کچھ ہو چکا اسے نظر انداز کیا جاتا ہے لیکن اب ایمان کا اعلان کرنے والوں میں سے اگر کسی نے پھر حلال وحرام کا خیال نہ رکھا تو اللہ ضرور انتقام لے گا (۹۵ / ۵) ذرا آگے چل کر بتایا کہ تمہاری پوشیدہ کارروائیاں اللہ کے علم میں ہیں (۹۹ / ۵) اور آخر صاف صاف کہہ دیا کہ خبیث اور طیب کو ہمسر ومساوی نہیں رکھا جا سکتا۔ خواہ تم لوگوں کی خباثت پسند کثرت کتنا ہی زور لگائے۔

(۲۹) رسولؐ اللہ ہر سوال کا جواب قرآن سے دے سکتے تھے۔ دانشوران قوم کا منہ کیسے بند کیا گیا (۱۰۱ / ۵)

پہلے بھی وہ آیات گزری ہیں جن میں قومی لیڈروں کی طرف سے ایسے سوالات کئے جانے کا ذکر ہوا ہے جن سے رسولؐ اللہ

تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ	چنانچہ تم نے اگر اب بھی نزول قرآن کے زمانہ
سوال کرو گے ان سے جبکہ اتارا جاتا ہے قرآن ظاہر کیا جاوے گا	میں اس قسم کے سوالات دریافت کئے تو بلا تکلف
لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾	حقیقتِ حال ظاہر کردی جایا کرے گی ۔سابقہ
واسطے تمہارے معاف کیا اللہ نے ان سے اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے	سوالات کو اللہ نے بہرحال نظرانداز کردیا ہے۔ وہ اس لئے کہ اللہ بخشنے والا اور تحمل والا ہے

کو نظام اجتہاد کے چکر میں ڈال کر ایسی باتیں جواب میں کہلالینے کی امید کی جاتی تھی جو قرآن کے فیصلوں اور طرز عمل کے خلاف ہوں چنانچہ اللہ نے رسولؐ کو ان سے چوکنا رہنے کا حکم دیا تھا (مائدہ ۴۹ / ۵وغیرہ) یہاں یہ چیلنج کردیا گیا کہ آئندہ نزول قرآن کے زمانہ میں تمہارے ہرسوال کا بے دھڑک جواب دیا جائے گا اب تک تمہاری کافی رعایت کی جاتی رہی ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہاں علامہ کے قلم سے ان سوالات کی نوعیت پر کچھ پیش کردیں فرماتے ہیں کہ :

(۲۹۔الف)علامہ کو حق بیانی پر تحسین و آفرین بھی ملنا چاہئے۔ قوم کا حال۔ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم (آلہ

کہنے سے علامہ کو اکثر بخار ہوجایا کرتا تھا اس لئے چھوڑ دیا ہے۔احسن) سے بعض لوگ عجیب عجیب قسم کے فضول سوالات کیا کرتے تھے۔ مثلاً ایک موقع پر ایک صاحب (نام چھپانا ضروری ہے۔احسن) بھرے مجمع میں آپ سے پوچھ بیٹھے کہ:
”میرا اصلی باپ کون ہے “ (علامہ نے رسولؐ کا جواب چھوڑدیا۔احسن) اسی طرح بعض لوگ احکام شرع میں غیر ضروری پوچھ گچھ کیا کرتے تھے ایک صاحب نے حج کے فرض ہونے کا حکم سنتے ہی دریافت کیا ”کیا ہرسال فرض ہے “ آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ انہوں نے پھر پوچھا آپؐ پھر خاموش ہوگئے ۔ تیسری مرتبہ پوچھنے پر آپ نے فرمایا:
” تم پر افسوس ہے ۔ اگر میری زبان سے ہاں نکل جائے تو حج ہر سال فرض قرار پا جائے پھرتم ہی لوگ اس کی پیروی نہ کرسکو گے اور نافرمانی کرنے لگو گے۔“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۰۷ حاشیہ ۱۱۶)

(۲۹ ۔ ب) آنحضرتؐ کے منہ سے نکلنے والی ہربات کو دین مانا گیا علامہ زندہ باد ۔

پہلے یہ نوٹ کرلیں کہ علامہ نے یہ بات صیغہ راز میں رکھ لی کہ سوال کرنے والا کون تھا ۔ لیکن بخاری اور دیگر کتب میں اس کا نام لکھا ہوا ہے بات گندی ہے ہم بھی صحابہؓ کے خاندانی حالات سے یہاں تعارض نہ کریں گے مگر یہ عرض کریں گے کہ عہدرسولؐ میں سب مومنین صحابہ کہلاتے تھے اور وہی مندرجہ بالا قسم کے سوالات کیاکرتے تھے ۔ اہم ترین بات یہ نوٹ کریں کہ رسولؐ کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی ”ہاں “ سے کوئی عبادت واجب اور کوئی چیز حلال اور کوئی بات حرام ہوجاتا اگر سچ مچ مان لیا گیا ہوتا تو رسولؐ کو خطا کار آدمی نہ کہا گیا ہوتا ۔ یعنی سوال کرنے والوں نے علامہ کا ”ہاں “ والا جملہ سن کر بھی رسولؐ کو معصوم نہ مانا اس لئے کہ پھر رسولؐ کے جانشین اور سربراہ اسلام کو بھی معصومؑ ماننا پڑجاتا اور اس طرح قومی گاڑی خلافت کی پٹڑی سے اتر جاتی ۔ اور سنئے علامہ بہت بڑی بات فرما رہے ہیں :

(۲۹ ۔ ج) مسلمانوں نے یہودیوں کی پیروی میں کوئی کمی نہیں کی ہے زندہ باد علامہ ۔

” اب جو شخص خواہ مخواہ سوال پر سوال نکال کر تفصیلات اور تعینات اور تقیدّات بڑھانے کی کوشش کرتا ہے ۔ اور اگر شارع کے کلام سے یہ چیزیں کسی طرح نہیں نکلتیں تو قیاس سے ، استنباط سے کسی نہ کسی طرح مجمل کو مفصّل ، مُطلق کو مقیدّ، غیر معیّن کو معیّن بنا کر ہی چھوڑتا ہے ۔ وہ درحقیقت مسلمانوں کو بڑے خطرے میں ڈالتا ہے --۔ یعنی پہلے انہوں نے خود ہی عقائد و احکام میں موشگافیاں کیں اور ایک ایک چیز کے متعلق سوال کرکرکے تفصیلات اور قیود کا ایک جال اپنے لئے تیارکرایا۔ پھر خود ہی اس میں الجھ کر اعتقادی گمراہیوں اور عملی نافرمانیوں میں مبتلا ہوگئے ۔ اس گروہ سے مراد یہودی ہیں (۱۰۲ / ۵) جن کے نقشِ قدم پر چلنے میں ، قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہات کے باوجود ، مسلمانوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۰۸حاشیہ ۱۱۶،۱۱۷)

(۱۰۲) تم سے پہلے بھی ایک مومن نام کی قوم نے تمہاری طرح کے سوالات کئے تھے اور پھر جواب سن کر حقائق کو چھپاتے پھرنے لگے تھے۔ (۱۰۳) اللہ نے نہ تو کوئی بحیرہ مقدس گردانا اور نہ سائبہ کو کوئی مقام دیا نہ وصیلہ اور نہ حام ہی کو حرام کیا لیکن جن لوگوں نے حق پوشی اختیار کر رکھی ہے انہوں نے اللہ پر جھوٹ اور افتراء کر کے بحیرہ وسائبہ و وصیلہ اور حام کو حرام قرار دیا اور آزاد چھوڑنے کا حکم ایجاد کر لیا ہے اور اسلامی احکام ان کی عقل میں جچتے ہی نہیں (۱۰۴) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے سامان کی طرف اور اس رسولؐ کی طرف آ کر ان تعلیمات پر

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا

تحقیق پوچھا تھا ان کو ایک قوم نے پہلے تم سے پھر ہو گئے ساتھ اس کے

كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا

کافر نہیں حرام مقرر کئے اللہ نے کان پھٹے اور نہ سانڈھ اور نہ

وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ

اونٹنی سے اونٹنی ملنے والی اور نہ دس بچے جنانے والا اونٹ اور لیکن وہ لوگ کہ

كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

کافر ہیں باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ اور بہت ان کے نہیں سمجھتے

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے آؤ طرف اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے

قارئین مذمت کے ساتھ حق بات پر مدح وثنا بھی کریں اور علامہ کو دعائے خیر بھی دیں کہ انہوں نے بلا کسی استثناء کے رسولؐ کی قوم سے لے کر کل تک کے تمام مسلمان نام کے علما و مجتہدین کی پوزیشن واشگاف الفاظ میں کھول کر رکھ دی۔ اس اتنی سی بات کے لئے ہم برابر کوشش کرتے چلے آرہے ہیں کہ یہ بتائیں کہ یہ اسلام جو آج شیعہ سنی علما نے اُمت کے عوام کو دے رکھا ہے۔ اس کا صرف نام اسلام ہے اور اس کی تمام بنیادیں تمام عقائد اور تمام عبادات و احکام خود ساختہ اور مجتہدانہ ہیں۔

(۳۰) آیت (۱۰۳ / ۵) علمائے قریش کے عقائد بیان کرتی ہے۔ اصطلاحات کے معنیٰ:

بحیرہ = وہ اونٹنی جو پانچ بچوں کی ماں ہو اور آخری بچہ نر ہو۔

سائبہ = منت کی اونٹنی یا وہ اونٹنی جس کے دس بچے ہوئے ہوں اور ہر بار مادہ بچہ دیا ہو۔

وصیلہ = بکری کا پہلا بچہ اگر نر ہوتا تو اسے لیڈروں کے نام پر قربان کیا جاتا۔ مادہ بچہ ہوتا تو خود رکھتے تھے۔ اور اگر ایک دم ایک نر اور ایک مادہ بچہ ہوتا تو نر کو خدا کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا اور اسے وصیلہ کہتے تھے اس طرح بحیرہ اور سائبہ کے کان چیر دیتے تھے تاکہ پوری قوم پہچانے اور نہ کوئی ذبح کرے نہ کھیت کھانے سے روکے۔

حام = وہ اونٹ جس کا پوتا جوان ہو جائے تو بڈھے اونٹ کو آزاد اور حام کہا جاتا تھا۔ اگر اونٹ کے نطفے سے دس بچے پیدا ہو جاتے تو اسے بھی حام کہہ کر آزاد کر دیا جاتا تھا۔ یہ حال تھا عہد رسولؐ کے نام نہاد ملت ابراہیمیؑ پر عمل کرنے والی قوم کا۔ اور یہی لوگ عہد رسولؐ میں اسلام میں زبردست مجتہد تھے اور تخریب کے باعث ہوئے۔

(۳۱) آیت (۱۰۴) پر آج بھی وہی عمل ہے جو ہمیشہ جاری رہا کیا۔

ہم نے یہ ذہنیت جو آیت (۱۰۴ / ۵) میں بیان ہوئی با قاعدہ لکھی ہے اور بتایا ہے کہ عوام اپنے لیڈروں، رہنماؤں، مولویوں اور بزرگوں پر ہمیشہ سے اس قدر اعتماد اور یقین رکھتے چلے آئے ہیں کہ وہ آپ کی یا کسی اور کی حتّٰی کہ خود رسولؐ کی کوئی ایسی بات خوشی سے نہ سنیں گے کہ جس پر انہیں یہ شبہ ہو جائے کہ وہ بات انہیں اس مسلک سے ہٹا یا ڈگمگا دے گی جس پر اس کے والدین ابا و اجداد اور ساری قوم و نسل چلتی چلی آئی ہے۔ یہی حال آج شیعوں کے عوام کا ہے۔ یہی سنی عوام کرتے ہیں۔ یہی بات آج کل کے تمام اہل مذاہب کے لئے سو فیصد صحیح ہے۔ حد ہو گئی کہ کمیونسٹ اور سوشلسٹ عوام بھی کوئی ایسی بات سننے کو تیار نہیں جس کی برائی ان کے لیڈروں، مارکس، اینجلز، لینن وغیرہ نے کی ہو۔ البتہ وہ لوگ جو کسی خاص مقصد یا کاروبار میں لگے رہتے ہیں اور

وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا
اور طرف رسولؐ کے کہتے ہیں کفایت ہے ہم کو جو کچھ کہ پایا ہے ہم نے
عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا
اوپر اس کے باپوں اپنوں کو کیا اگرچہ تھے باپ ان کے نہیں جانتے کچھ اور نہ
يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا
راہ پاتے ۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے ذمہ پر لو جانوں اپنیوں کو نہ
يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ
ضرر کرے گا تم کو جو کوئی گمراہ ہو جاوے جب راہ پاؤ تم طرف خدا کی ہے پھر جانا
جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
تمہارا سب کا پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس کے جو تھے تم کرتے اے لوگو جو
اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
ایمان لائے ہو گواہی درمیان تمہارے جب حاضر ہو ایک کسی کو تم میں سے موت
حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ
وقت وصیت کے دو شخص ہیں صاحب اعتبار تم میں سے یا اور دو(۲) سوا تمہارے
اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ
اگر تم چلتے ہو بیچ زمین کے پس پہنچے تم کو مصیبت موت کی
تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ
بند کر رکھو ان دونوں کو پیچھے نماز کے پس قسم کھاویں دونوں ساتھ اللہ کے اگر
ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ
شک میں پڑو تم نہ مول لیویں گے ہم بدلے اس قسم کے کچھ مول اور اگرچہ ہو
ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ
صاحب قرابت اور نہ چھپاویں گے ہم گواہی اللہ کی تحقیق ہم اس وقت البتہ

غور تو کرلو تو وہ کہتے ہیں کہ جناب ہم نے جن طریقوں اور مسلک پر اپنی قوم اور اپنے آباؤ اجداد کو عمل پیرا دیکھا وہ ہمارے لئے بالکل مناسب و موزوں اور حساب کے مطابق ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہمارے آباؤ اجداد جاہل اور گمراہ ہی رہے ہوں (۱۰۵) اے مومنین تم اپنی اپنی جان کے اور نجات کے خود ذمہ دار بنو اگر تم ہدایت پر عمل کرتے رہے تو گمراہ ہوجانے والے تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور آخر کار تم سب نے اللہ کی طرف واپس پلٹ کر آنا ہے چنانچہ اس وقت تم سب کو تمہارے اعمال پر مطلع کر دیا جائے گا (۱۰۶) اے مومنین جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آجائے تو تمہیں چاہئے کہ دو ایسے اشخاص کو گواہی میں رکھا جائے جو خود مسلمانوں میں سے ہوں اور عدل کے حامی ہوں اور اگر تم حالت سفر میں ہو اور موت کی مصیبت آ پڑے تو دو غیر مسلم گواہ سہی بہرحال ان گواہوں کی موجودگی میں تم وصیت انجام دو گے ۔اگر وصیت کے کسی پہلو پر کوئی کنجلک یا شش و پنج یا گڑ بڑ پیدا ہوجائے تو ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد مسجد میں روک لو وہ لوگوں کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ" ہم اپنے کسی ذاتی فائدے کے لئے یا اپنے کسی قربی والے کے لئے اس شہادت کو بیچنے والے نہیں خواہ کوئی ہمارا کتنا ہی قریبی ہو ۔ اور نہ ہم راہ خدا کی اس شہادت کو چھپائیں گے اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم یقیناً

ان کی سوسائٹی میں مختلف الخیال لوگ ہوتے ہیں انہیں مختلف باتیں سننے کی عادت پڑجاتی ہے ۔ ان میں سے بھی اکا دکا لوگ اپنے مسلک سے بھٹک کر اصلاحات قبول کرلیتے ہیں ۔ لہٰذا یہ ادھورے ماڈرن لوگ جو نہ مذہب سے واقف نہ سائنس سے روشناس چند باتیں ادھر کی اورچند ادھر کی جوڑ کر ایک مسلک بناکر چلتے ہیں ۔ انہیں مسٹر اور مُلّا دونوں گمراہ کرسکتے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ جن کو صحیح اور بجا طور پر عوام کہاجاتاہے مخالف بات سنتے ہی نہیں اور اگر کوئی اصرار و تکرار سے پیش آئے

الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا

گنہگاروں سے ہیں پس اگر خبر ہوئی اوپر اس بات کے کہ ان دونوں نے

اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا

حق ثابت کیا ہے گناہ سے پس اور دو شخص کھڑے ہوویں گے جگہ ان کی

مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ

ان لوگوں میں سے کہ حق ثابت کیا ہے اوپر ان کے انہوں نے جو نزدیک

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ

اس کے تھے پس قسم کھاویں ساتھ اللہ کے کہ البتہ گواہی ہماری بہت سچی ہے

مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَ مَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا

گواہی ان دونوں کی سے اور نہیں حد سے نکل گئے ہم تحقیق ہم اس وقت

لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى

البتہ ظالموں سے ہیں یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ لے آویں گواہی اوپر

وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ

طرح اس کی کے یا ڈریں یہ کہ پھیری جاویں گی قسمیں پیچھے قسموں ان کی کے

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع

ع ۱۴ ۸ ۴

اور ڈرو اللہ سے اور سنو اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَا ذَآ اُجِبْتُمْ ؕ

جس دن اکٹھا کرے گا اللہ پیغمبروں کو پس کہے گا کیا جواب دیئے گئے تھے

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

تم کہیں گے نہیں علم ہم کو تحقیق تو ہی ہے جاننے والا غیبوں کا

گناہگاروں میں شمار ہوں گے" (۱۰۷) لیکن اگر یہ پتہ چل جائے کہ ان دونوں نے مجرمانہ طریقے سے کسی کی حق تلفی کرائی ہے تو پھر ان دونوں سے زیادہ دیانت دار دو گواہ اس آدمی کے لواحقین میں سے کھڑے ہوں گے جس کی حق تلفی پہلے دونوں گواہوں نے کرانا چاہی تھی اب وہ دونوں بھی اللہ کی قسم کھا کر اعلان کریں گے کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ برحق ہے۔ اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے اگر ہم ایسا کریں گے تو اس حالت میں ظالموں میں شمار ہو جائیں گے۔ (۱۰۸) یہ طریقہ زیادہ قریب ہے کہ لوگ صحیح صحیح اور بے لاگ شہادت دیا کریں یا کم ازکم گواہی دینے والے اس بات سے ڈر کر سچ بولیں گے کہ ان کی شہادت والے معاہدہ کی پول دوسرے معاہدے والے گواہ کھول دیں گے اور وہ پوری قوم میں بے اعتبار ہو کر رہ جائیں گے لہٰذا اے مسلمانوں اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچتے رہو اور احکام کو توجہ سے سنا کرو اور سمجھ لو کہ جو لوگ احکام الٰہی کے الفاظ میں فیصلہ نہیں کرتے (۴۸تا۴۴ / ۵)وہ فاسق ہوتے ہیں اور اللہ ان کو ہدایت نہیں کرتا (۱۰۹) اور جس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہاری تعلیم کا آخری نتیجہ کیا نکلا اور تمہاری اُمتوں نے کیا کیا کیا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نہیں جانتے تُو تمام غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے

تو آستین الٹ کر اپنے مسلک کی تائید میں مرنے مارنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور مُلّا کی دال تو وہاں گلتی ہی نہیں اس لئے کہ داڑھیاں اکثر ان کے تجربے میں خطرناک چہروں پر لگی ہوئی ہیں ۔ وہ آئے دن مُلّا کی کارستانیاں سنتے اور گالیاں دیتے رہتے ہیں اورخود اپنے علما کی ان باتوں کو نہیں مانتے جوان کے والدین اور ماحول وعقائد کے خلاف محسوس ہوں مثلاً ، شیعہ بڑے بڑے علما کی تقریریں سنتے ہیں ، لیکن ان کے کہنے اور لکھنے کے باوجود زنجیروقمہ کا ماتم کرتے ہیں اورہرگز اسے جرم نہیں مانتے۔ شیعہ سنی دونوں گانے بجانے کو علما کی زبان سے حرام سنتے چلے آئے ہیں لیکن وہ مرثیہ اور قوالی بڑی عقیدت کے ساتھ سنتے ہیں اورعلما کی قیمت دوآنے بھی نہیں لگاتے ۔ فاتحہ ،نذر ونیاز ، بزرگوں کی قبروں ،مزاروں اورخانقاہوں میں جانا ، انہیں دعاؤں میں وسیلہ بنانا ، مشکلکشا سمجھنا، آج تک مسلمانوں کی کثرت کا عمل وچلن ہے ۔ حالانکہ مُلّا حضرات

(۱۱۰) جب اللہ کہے گا کہ اے فرزند مریمؑ عیسیٰؑ تم میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہیں اور تمہاری والدہ کو دی تھیں اور جب میں نے روح القدس کو تمہاری تائید و تقویت کے لئے تعینات کیا تھا اور تم گہوارہ سے لے کر مُسِن ہونے تک برابر لوگوں کو مخاطب کرتے اور ان سے دین کی باتیں کرتے رہے اور وہ زمانہ یاد کرو جب میں نے تمہیں کتبہائے اسلامیہ کی تعلیم دی اور تمہیں حکمت سکھائی اور توریت و انجیل کی تعلیم دی تھی ۔ اور وہ زمانہ بھی یاد ہے جب تم پرندہ کی سی اَنگھڑ صورت طین سے بنا کر پھر میرے عطا کردہ اختیار سے اس پر پھونک مار دیتے تھے تو وہ نہایت حسین پرندہ بن کر پرواز کر جاتا تھا اور میرے اختیار سے ضرورت پڑنے پر مادر زاد اندھوں کو بصیرت و بصارت عطا کر دیتا تھا ۔ اور

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى

جس وقت کہ کہے گا اللہ اے عیسیٰؑ بیٹے مریم کے یاد کر نعمت میری اوپر اپنے اور اوپر

وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ

ماں اپنی کے جس وقت کہ قوت دی میں نے تجھ کو ساتھ جان پاک کے باتیں کرتا تھا

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ

تو لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ اور جس وقت کہ سکھائی میں نے تجھ کو کتاب

وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ

اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جس وقت بناتا تھا تو مٹی سے

كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا

جیسے صورت جانور کی ساتھ حکم میرے کے پس پھونکتا تھا بیچ اس کے

فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ

پس ہو جاتا تھا پرندہ ساتھ حکم میرے کے اور چنگا کرتا تھا مادر زاد اندھوں کو اور

چیخ چیخ کر حرام ہے بدعت ہے گناہ کبیرہ ہے بکتے چلے آرہے ہیں ۔ اور حقیقی مذہب ہوتا بھی عوام اور عورتوں ہی میں ہے ۔ لیکن مندرجہ بالا بہانہ دراصل عوام نہیں بلکہ رسولؐ کی قوم کے سیاسی لیڈر کرتے تھے ۔ تاکہ عوام ساتھ رہیں ۔

(۳۲) آیات (۱۲۰تا۱۰۹ / ۵) میں اُمت محمدیہؐ کے ایک فردؑ کا مقام بلند بیان ہوا ہے ۔ قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کے تذکرے بار بار آئیں گے ۔ ان کے مقام بلند کا شاندار ذکر آتا چلا جائے گا ۔ ان کے معجزات اور عقل کو حیران کر دینے والی قدرت سامنے آئے گی ۔ لیکن آپ سارے قرآن میں سے گزر جائیں گے کہیں آپ کو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ معجزات ملیں گے نہ ان کی کوئی حیران کن قدرت دکھائی دے گی ۔ جہاں جہاں آپؐ کا ذکر مبارک ملے گا وہ دبے دبے الفاظ میں اور حکمتوں کے پردوں میں لپٹا ہوا ملے گا ۔ حضرت عیسیٰؑ کا ذکر ہو رہا ہے اور اسی تذکرے پر سورۂ مائدہ ختم ہو جائے گی انہیں اللہ نے کیا کیا قدرتیں دی تھیں ؟ اللہ نے بڑے فخریہ انداز میں بیان فرمایا ہے ۔ ان میں سے کچھ بھی آنحضرتؐ کے لئے بیان نہیں ہوا ہے ۔ اور اسی صورت حال کو دیکھ کر قومی لیڈروں اور علما نے یہ طے کر لیا کہ اللہ نے حضور کو کوئی معجزہ دیا ہی نہ تھا ۔ بس قرآن ان کا معجزہ ہے ۔ اور قرآن کے متعلق رسولؐ نے اعلان فرما دیا تھا کہ میری قوم نے قرآن کو چھوڑ کر ایک دوسرے مرکز کی طرف ہجرت کر لی ہے ۔ یعنی قوم نے اس معجزہ کو بھی خاک میں ملا دیا ۔ اسے انسانی ضروریات کی تفصیلات سے خالی کتاب قرار دیا ۔ جس میں بقول مودودی ایسی آیات بہت سی ہیں جن میں غور و فکر کرنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے لیکن اس اُمت کی کثرت نے اور اس اُمت کے علمائے صالحین نے آنحضرتؐ کو تمام انبیاؑ کا سردار مانا ہے سب کو ان کی اُمت کے افراد کہا ہے اور یہ مانا ہے کہ اس اُمت کے علما صلوٰۃ اللہ علیہم تمام انبیائے بنی اسرائیل سے افضل و اعلیٰ تھے ۔ محمدؐ و علیؑ کو وہ اذن مانا ہے جس کی طاقت سے انبیاؑ مردے زندہ کرتے تھے ۔ انہیں ارادۃ اللہ ،مشیۃ اللہ، عین اللہ ، اِذن اللہ ، وجہ اللہ اور یداللہ تسلیم کیا ہے؟ یہ کیوں اور کیسے ؟ (دیکھیں ہماری کتاب نظام ہدایت وتقلید وغیرہ) یہاں مختصراً اتنا سن لیں کہ جو کچھ اللہ نے قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور جو جناب علی مرتضی علیہ والصلوۃ والسلام کے لئے الگ الگ فرمایا اور جو کچھ اُمت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ اپنے سائز اور ضخامت وقد وقامت میں

میرے ہی اختیار و قدرت سے تم کوڑھیوں کو تندرست کردیتے تھے اور قبروں میں دفن شدہ مردوں کو زندہ ہو کر باہر نکلنے کا حکم دیتے تھے اور وہ زندہ ہو کر باہر نکل آتے تھے ۔اور وہ وقت بھی قابل شکر ہے جب ہم نے بنی اسرائیل کے ہاتھ سے تمہیں قتل سے بچا لیا تھا۔حالانکہ تم ان کے پاس دلائل و برہان لے کر آئے تھے ۔اور ان میں سے جو حقائق پر پردہ ڈالنے والے افراد تھے انہوں نے کہا تھا کہ عیسیٰؑ جو کچھ لائے ہیں وہ جادو کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے (۱۱۱) اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے تمہارے صحابہ پر وحی بھیجی اور کہا تھا کہ تم سب مجھ پر اور میرے اس رسولؐ عیسیٰؑ پر ایمان لاؤ اور انہوں نے فوراً کہا تھا کہ ہم ایمان لاتے ہیں لٰہذا اے اللہ تو گواہ رہنا کہ ہم سب مسلم ہیں ۔ (۱۱۲) جب حواریوں نے عیسیٰؑ سے پوچھا کہ اے فرزند مریم عیسیٰؑ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا پروردگار ہمارے کھانے کے لئے آسمان سے کھانے پینے کا سارا سامان اُتار دیا کرے ؟ عیسیٰؑ نے کہا کہ اگر تم لوگ واقعی مومن ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرلو

الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى

سفید داغ والوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت نکالتا تھا تو مردوں کو

بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ

ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت کہ بند کیا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے

اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جب لایا تھا تو ان کے پاس دلیلیں پس کہا ان لوگوں نے جو کافر تھے

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى

ان میں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر اور جس وقت وحی بھیجی میں نے طرف

الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْۤا

حواریوں کے یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور ساتھ پیغمبر میرے کے کہا انہوں نے

اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ

ایمان لائے ہم اور شاہد رہ تو ساتھ اس کے کہ ہم مسلمان ہیں جس وقت کہا

الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

حواریوں نے اے عیسیٰؑ بیٹے مریم کے آیا کر سکتا ہے پروردگار تیرا یہ کہ اتارے

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اوپر ہمارے خوان آسمان سے کہا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے

اتنا عظیم الشان ہے کہ قومی پالیسی کے پہاڑ بھی اس کو چھپا نہ سکے اور ان چودہ سو سال میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا جس میں ان کا نور دیکھنے والی آنکھوں سے پوشیدہ رہا ہو وہ نور جن کو نظر آتا رہا انہوں نے اس دنیا میں جو روحانی وجسمانی کمال دکھائے ان کے بیان کے لئے الفاظ ہی پیدا نہیں کئے گئے ۔ ہے کوئی لفظ جو اس جذبہ کو ظاہر کرسکے جس کے ماتحت امام حسینؑ اور ان کے رفقا علیہم السلام نے کربلا کی مہم انجام دی ؟ ہے کوئی جو اس یقین کی مثال لائے جو ان حضرات کو تھا ؟ پھر ہے کوئی جو ایک ایسی قوم وملت پیش کرسکے جیسے محبان محمدؐ و آل محمدؐ ہیں ؟ جنہیں شیعانِ آل محمدؐ کہا جاتا ہے؟ جنہوں نے کربلا کی وراثت پا کر دنیا کے مہلک ترین وبدترین وروح فرسا مظالم کے باوجود کبھی دشمنان محمدؐ وآل محمدؐ کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ جس کا مسلک ہی یہ ہے کہ ہر ظالم وجابر حکومت سے ٹکرا جاؤ۔ یہ یقین اسی نورؐ کو سامنے دیکھنے والوں نے پیدا کیا ہے ۔ قرآن میں جو کچھ کہا گیا وہ اس طرح کہا گیا کہ محمدؐ وعلیؑ دوسرے انبیاؑ کے برابر نہ آجائیں ۔ مردہ زندہ کرتے تو عیسیٰؑ کے برابر ہو جانا کہا جاتا۔ الغرض ان کے لئے جو کچھ کہا گیا اس کا لب لباب یہ ہے کہ تمام انبیاؑ ان دونوں کی عطا کردہ قوت و اختیار استعمال کرتے تھے ۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ رسولؐ اللہ کے حواریوں کو اور صحابہ کو وحی خداوندی سے تا قیامت نوازا گیا ہے ۔ جنہیں اللہ کی طرف سے وحی نہیں ہوئی وہ قرآن کے معیار والے صحابہ اور حواری نہیں ہیں ۔ ان کی پوزیشن وہی ہے جو قرآن نے بیان کی ہے ۔ اور ہم آیات سامنے آنے پر محمدؐ وآل محمدؐ اور ان کے صحابہ کی پوزیشن آپ کے سامنے واضح کرتے جائیں گے ۔

قَالُوۡا نُرِيۡدُ اَنۡ نَّاۡكُلَ مِنۡهَا وَ تَطۡمَئِنَّ
کہا انہوں نے ارادہ کرتے ہیں ہم یہ کہ کھاویں ہم اس میں سے اور آرام پکڑیں
قُلُوۡبُنَا وَ نَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ صَدَقۡتَنَا وَ نَكُوۡنَ
دل ہمارے اور جانیں ہم یہ کہ تحقیق سچ کہا تم نے ہم سے اور ہوویں ہم
عَلَيۡهَا مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ ۝۱۱۳ قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ
اوپر اس کے گواہوں سے کہا عیسیٰؑ بیٹے مریمؑ کے نے یااللہ اے پروردگار ہمارے
اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَ
اتار اوپر ہمارے خوان آسمان سے ہوئے واسطے ہمارے عید اوّل ہمارے کو اور
اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنۡكَ ۚ وَ ارۡزُقۡنَا وَ اَنۡتَ خَيۡرُ
آخر ہمارے کو اور نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہم کو اور تو بہتر
الرّٰزِقِيۡنَ ۝۱۱۴ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىۡ مُنَزِّلُهَا عَلَيۡكُمۡ ۚ
رزق دینے والا ہے کہا اللہ نے تحقیق میں اتارنے والا ہوں اس کو اوپر تمہارے
فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بَعۡدُ مِنۡكُمۡ فَاِنِّىۡۤ اُعَذِّبُهٗ
پس جو کوئی کفر کرے پیچھے اس کے تم میں سے پس تحقیق میں عذاب کروں گا
عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۱۱۵ ع ۱۵ ۵
اس کو وہ عذاب کہ نہ عذاب کروں گا میں وہ کسی کو عالموں سے

(۱۱۳) حواریوں نے عرض کیا کہ ہمارا یہ ارادہ ہے کہ ہم اللہ کی طرف سے نازل شدہ جنت کا کھانا کھا کر دیکھیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جاویں اور ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ آپ نے ہم سے جنت سے کھانا وغیرہ آتے رہنے کی بات سچ فرمائی تھی (عمران ۳۷ / ۳) اور پھر اس کے بعد ہم حقیقی طور پر ان تمام چیزوں پر گواہ بن سکیں (۱۱۴) فرزند مریم عیسیٰؑ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پالنے والے ہم پر جنت سے کھانے کا تمام سامان (مائدہ) نازل فرما دے تاکہ ہمارے اوّلینؑ فرد کے لئے بھی عید ہوجائے اور ہمارا آخریؑ فرد بھی عید مناوے اور یہ ایک تیرا کھلا معجزہ قرار پا جائے۔ لہٰذا ہمیں بطور رزق عطا فرما دے اور تو تمام رزق دینے والوں سے بہتر رزق دینے والا ہے (۱۱۵) اللہ نے جواب میں فرمایا کہ بلا شبہ تمہارے لئے مائدہ تو اُتاروں گا مگر یہ یاد رکھو کہ مائدہ کا واقعہ تم میں سے جو کوئی چھپائے گا میں اسے ایسا نمونے کا عذاب دوں گا کہ ویسا عذاب تمام جہانوں کی کسی مخلوق کو نہ دوں گا

(۳۳) علامہ آیت (۱۱۵ / ۵) کو مشکوک کرنے کی بنا پر مثالی عذاب سے نہ ڈرے ؟ حالانکہ اللہ نے مائدہ نازل کرنے کے لئے انتہائی یقین دلانے والے الفاظ میں اعلان کیا اور فرمایا تھا کہ ''اِنِّیۡ مُنَزِّلُهَا عَلَيۡكُمۡ '' (۱۱۵ / ۵) میں یقیناً تم پر مائدہ نازل کروں گا۔ لیکن جو کوئی تم میں سے مائدہ کی تنزیل کو چھپائے گا اسے نمونے کا بے مثال عذاب دوں گا (۱۱۵ / ۵) اس کے باوجود علامہ نے بلا تکلف یہ لکھ دیا کہ : '' قرآن اس بارے میں خاموش ہے کہ یہ خوان (مائدہ) فی الواقع اتارا گیا یا نہیں ؟ دوسرے کسی معتبر ذریعہ سے بھی اس سوال کا جواب نہیں ملتا۔ ممکن ہے یہ نازل ہوا ہو اور ممکن ہے کہ حواریوں نے بعد کی خوفناک دھمکی سن کر اپنی درخواست واپس لے لی ہو۔'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۱۵ حاشیہ ۱۲۹)
مطلب یہ کہ علامہ کی تفہیم پڑھنے والوں کے لئے مائدہ کا نزول مشکوک ہوگیا۔ وہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ نے ''یقیناً میں نازل کروں گا'' اپنا وعدہ اور حضرت عیسیٰؑ کی درخواست پوری کی تھی یا نہیں ؟ یعنی علامہ نے ان تمام ذرائع کا بھی انکار کر دیا جن میں مائدہ کے نزول کا فرمان رسولؐ موجود ہے۔ علامہ اشرف علی تھانوی کی تفسیر بیان القرآن میں لکھا ہے کہ:
'' ترمذی کی حدیث میں عمار بن یاسرؓ سے منقول ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مائدہ آسمان سے نازل ہوا اور اس میں روٹی اور گوشت تھا۔ اور اس حدیث میں بھی یہ ہے کہ ان لوگوں (یعنی بعض نے) خیانت کی اور اگلے دن کے لئے اٹھا رکھا پس بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ ہوگئے۔'' (قرآن مترجمہ تاج کمپنی۔ رفیع الدین اور اشرف علی دونوں کا

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰؑ بیٹے مریمؑ کے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو

اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ

پکڑو مجھ کو اور ماں میری کو دو (۲) معبود ورے اللہ سے کہے گا پاکی ہے تجھ کو

مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں ہے واسطے میرے یہ کہ کہوں میں وہ چیز کہ نہیں واسطے میرے حق

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا

اگر میں نے کہا ہو گا یہ ان کو پس تحقیق جانتا ہو گا تو اس کو جانتا ہے تو جو کچھ

فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ

بیچ جی میرے کے ہے اور نہیں جانتا میں جو کچھ بیچ جی تیرے کے ہے

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ

تحقیق تو ہی جاننے والا ہے غیبوں کا نہیں کہا میں نے واسطے ان کے مگر جو کچھ

اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ

حکم کیا تو نے مجھ کو ساتھ اس کے یہ کہ عبادت کرو اللہ کو پروردگار میرے کو

وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ

اور پروردگار اپنے کو اور تھا میں اوپر ان کے شاہد جب تک رہا میں بیچ ان کے

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ

پس جب قبض کیا تو نے مجھ کو تھا تو ہی نگہبان اوپر ان کے اور تو اوپر ہر

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ

چیز کے گواہ ہے اگر عذاب کریگا تو ان کو پس وہ بندے تیرے ہیں اور اگر

تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا

بخش دے تو ان کو پس تحقیق تو ہے ہی غالب حکمت والا کہے گا اللہ یہ

(۱۱۶) اور جب اللہ نے عیسیٰؑ سے دریافت کیا تھا کہ کیا تو نے لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو بھی اللہ کے علاوہ دو معبود ماننا؟ عیسیٰؑ نے عرض کیا تھا کہ تیری ذات بہت اعلیٰ و ارفع و پاک ہے اس سے کہ میں کوئی بھی ایسی بات منہ سے نکال سکتا جو میرے نزدیک سو فیصد حق نہ ہوتی اور اے اللہ اگر میں نے ایسا کہا بھی ہوتا تو یقیناً تجھے اس کا علم ہو جاتا۔ تُو تو وہ سب کچھ جانتا ہے جو میرے قلب وذہن میں ہے اور اس کے برعکس میں یہ نہیں جانتا کہ تجھے کتنا اور کس قدر علم ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تو ہی ہمہ قسم کے غیب کا عالم ہے (۱۱۷) میں نے ان سے صرف وہی کچھ کہا ہے جو کچھ کہنے اور بتانے کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا۔ اور یہ کہ تم سب لوگ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تم سب کا بھی پالنے والا ہے اور جب میں ان کے درمیان رہا برابر میں ان پر چشم دید گواہ تھا۔ لیکن جب تو نے مجھے فارغ کرکے اپنی طرف بلند کرلیا (آلِ عمران ۵۵ / ۳ ،نساء۱۵۸ / ۴) تو اس کے بعد تُو تنہا ان پر شہید اور نگہبان تھا۔ اور تُو تو ہر ہر چیز کا نگہبان اور شہید ہے (۱۱۸) اگر تو انہیں مجھے اور میری ماں کو ازخود معبود بنانے پر عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں چُوں نہیں کر سکتے اور اگر تو انہیں بخش دے تو اس میں بھی تیری حکمت اور تو غالب ہے۔ (۱۱۹) اور اللہ جواب میں فرمائے گا کہ آج

ترجمہ بڑا سائز صفحہ ۱۴۱ حاشیہ نمبر ۲) سوچئے کہ علامہ کے نزدیک اہلسنت کی صحیح حدیثوں کی چھ کتابیں معتبر ذریعہ نہیں ہیں۔
اور سنئے علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے فارسی ترجمہ پر نوٹ نمبر ۲ میں فرماتے ہیں کہ :

(۲) ”مترجم گوید بعد از آن خوانے نازل شد از آسمان بَرَوِے گوشت ونان پس خوردند وسیر شدند۔“(ترجمہ صفحہ ۱۶۶) اسی صفحہ پر علامہ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ساتھ ساتھ چلتاہے ۔ ان کا نوٹ یہ ہے کہ :

يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ

دن ہے کہ فائدہ دیوے گا سچوں کو سچ ان کا واسطے ان کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے ہمیش راضی ہوا اللہ ان سے

وَ رَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اور راضی ہوئے وہ اس سے یہی ہے مراد پانا بڑا واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی

وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ ۭ وَ هُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾ ع ١٦

اور زمین کی اور جو کچھ بیچ ان کے ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

وہ دن ہے کہ تمام حق گو اور ہمیشہ سچ بولنے والوں کو ان کا سچ نفع پہنچائے گا۔ اور ان کے لئے وہ باغات ہیں جن کے نیچے ہر وقت نہریں جاری رہتی ہیں وہ حق پرست مومنین وہاں ہمیشہ کے لئے جائیں گے اور ابدالآباد تک وہیں قیام کریں گے اور حق یہ ہے کہ وہی بڑی عظیم الشان مراد مندی و کامیابی ہے(١٢٠) زمینوں اور آسمانوں کی حکومت محض اللہ کی ہے اور جو کچھ کائنات میں موجود ہے وہ سب پر حاکم ہے اور بات یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(٣) "کہتے ہیں کہ وہ خوان اترا یکشنبہ کو کہ وہ روز نصاریٰ کی عید ہے جیسے ہم کو روزجمعہ۔ بعضے کہتے ہیں کہ وہ خوان اُترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں محصول اور چنگی بھی لگے۔ کھانے پر قریب اسی (٨٠) آدمی سؤر اور بندر ہوگئے" (ایضاً صفحہ ١٦٦حاشیہ ٥، ٦) علامہ احمد رضا نے لکھا کہ :

(٤) "یعنی خوان نازل ہونے کے بعد۔ چنانچہ آسمان سے خوان نازل ہوا۔ اس کے بعد جنہوں نے ان میں سے کفر کیا وہ صورتیں مسخ کرکے خنزیر بنادیئے گئے اورتین روز میں سب ہلاک ہوگئے" (صفحہ ١٦٥حاشیہ ٢٨٥، ٢٨٦) (مترجمہ قرآن) ان علمائے اہل سنت کے بیانات کو پڑھنے کے بعد بھی علامہ مودودی نے مائدہ کے نزول کو چھپادیا لہٰذا آیت میں مذکور نمونے کے بے مثل عذاب سے بچنے کے لئے ان پر توبہ واستغفار واجب ہے۔ یہ نہ سمجھاجائے کہ یہ سزا صرف یہود ونصاریٰ کے لئے تھی۔ علامہ نے مانا ہے کہ: "حواریوں کا اصل دین اسلام تھانہ کہ عیسائیت۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ٥١٣حاشیہ نمبر١٢٧) لہٰذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ نزول مائدہ کو مانیں اور حضرت مریم اور حضرت فاطمہ علیہما السلام پر نزول غذا اور پوشاک پر ایمان رکھیں۔ ورنہ ؟؟

سُوْرَةُ الْاَنْعَام

رُكُوْعَاتُهَا ٢٠	سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ	اٰيَاتُهَا ١٦٥

سورۂ انعام مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ١٦٥۔ آیات اور بیس (٢٠) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور پیدا کیا

الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ۭ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿١﴾

اندھیرا اور اجالا پھر وہ لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ پروردگار اپنے کے کسی کو برابر کرتے ہیں

(١) ہر قسم کی ستائش و حمدوثنا تو اللہ کے لئے ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیاہے اور ان میں اندھیرے تاریکیاں اور نورؑ پھیلادیا ہے پھر بھی یہ حق پوش گروہ نظام عدالت میں شرکت چاہتاہے

(۲) وہی تو ہے جس نے تمہیں طین سے پیدا کیا پھر اس نے عمریں مقرر کیں اور اس کے علاوہ بھی ایک عمر اور مدت اپنے پاس نام ونشان کے ساتھ مقرر کر دی ہے یہ سب کچھ دیکھتے بھالتے پھر بھی تم شبہات پیدا کرنے کے لئے موشگافیاں کررہے ہو (۳) اللہ تو ساری کائنات اور آسمانوں اور زمینوں میں وہی ایک ہے جو تمہارے تمام پوشیدہ کاروبار کو بھی جانتا ہے اور تمہارے اعلانیہ کاموں سے بھی واقف ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو تم لوگ کمائی کررہے ہو(۴) ان لوگوں کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی ایسی آیت پہنچنے ہی نہیں پاتی کہ جس کی طرف سے یہ حق پوش گروہ لاپرواہی سردمہری اور بے توجہی کا اظہار نہ کرتا رہتا ہو(۵) صحیح بات یہ ہے کہ اس گروہ نے توجیسے ہی حق ان کے پاس پہنچا، لگے ہاتھوں اس کو جھٹلانا شروع کر دیا تھا چنانچہ عنقریب انہیں وہ خبریں ملنا شروع ہو جائیں گی اور پتہ چل جائے گا کہ وہ حقائق غلط نہ تھے جن کا وہ مذاق اڑا لیا کرتے تھے ۔

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ

وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کی اجل اور ایک اجل

مُّسَمًّى عِنۡدَهٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ۝۲ وَ هُوَ اللّٰهُ فِى

مقرر کی ہوئی ہے نزدیک اس کے یعنی قیامت پھر تم شک کرتے ہو اور وہی ہے اللہ بیچ

السَّمٰوٰتِ وَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ يَعۡلَمُ سِرَّكُمۡ وَ جَهۡرَكُمۡ

آسمانوں کے اور بیچ زمین کے جانتا ہے پوشیدہ بولنا تمہارا اور پکار کر بولنا تمہارا

وَ يَعۡلَمُ مَا تَكۡسِبُوۡنَ ۝۳ وَ مَا تَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ

اور جانتا ہے جو کچھ کماتے ہو تم اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی

مِّنۡ اٰيٰتِ رَبِّهِمۡ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِيۡنَ ۝۴

نشانیوں پروردگار ان کے سے مگر ہوتے ہیں اس سے منہ پھیرنے والے

فَقَدۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَـقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ ؕ فَسَوۡفَ يَاۡتِيۡهِمۡ

پس تحقیق جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس پس البتہ آویں گی

اَنۡۢبٰٓؤُا مَا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝۵

ان کے پاس خبریں اس چیز کی کہ تھے وہ ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے

سورۂ انعام: **(۱) آیات (۵ تا ۱/ ۶) حق پوشی کی ابتدا اور طرز عمل اور ان کا مسلک علامہ متفق ۔**

سورۂ مائدہ ختم ہوئی ۔ قارئین کو خیال رہا ہو گا کہ شاید اگلی سورہ میں رسولؐ کی قوم کا تذکرہ نہ ہو۔ مگر وہ قوم اور اس کا کردار ایسا نہیں ہے کہ قرآن اسے نظر انداز کرسکے۔ لہٰذا سورۂ انعام کی ابتدا ہی اس اندوہ ناک صورت حال سے ہو رہی ہے کہ اس قوم کے لیڈر اور علما یہ مانتے ہیں کہ خالق زمین و آسمان و کائنات اللہ ہی ہے اس کے باوجود وہ مجتہدین عدل وعدالت کے اجارہ دار بننا چاہتے ہیں ۔ اس پہلی آیت میں اس ترجمہ یا مفہوم کے لئے کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو اکثر مترجمین نے لکھاہے۔ ''يَعۡدِلُوۡنَ '' تو خود ان کا عدل میں دخیل ہونا بتاتا ہے نہ کہ کسی اور کو اللہ کے برابر قرار دینا۔ بہرحال ہم نے یہ کہاہے کہ یہ لوگ بگڑے ہوئے مسلمان تھے ۔ تمام حقائق پر ایمان رکھتے ہوئے بھی ان بنیادی عقائد ونظریات پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے ۔ جن سے محمد مصطفی صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ کی حکومت و آمریت قائم ہوسکے ۔ یہ منکرین اسلام نہ تھے یہ تو کافر تھے یعنی اپنی ''غرض باؤلی'' کے اصول پر حق پوشی کرنے والے لوگ تھے ۔ ان کی اپنی پالیسی کے ماتحت کافر کے معنی منکر کئے گئے اور یوں یہ حقیقت چھپ گئی کہ اہل مکہ اور قریش نام کے لوگ ملت ابراہیمؑ اور دعائے ابراہیمؑ کے پیرو تھے ۔ مگر جس طرح یہود ونصاریٰ نے اجتہاد در اجتہاد کر کر کے تعلیمات خداوندی کو قطعاً تبدیل کر دیا تھا ۔ اسی طرح مکی و قریشی علما نے دین ابراہیمؑ کو نظام اشتراک و شرکت میں بدل دیا تھا ۔جس طرح ہم آج محمدؐ وآل محمدؐ صلی اللہ علیہ وعلیہم کو ایک خاص مقام دیتے ہیں اس طرح ان لوگوں نے اپنے لیڈروں کو ایسا مقام دے دیا تھا جس کے لئے ان کے پاس ہماری طرح کتاب اللہ کی سندات موجود نہ تھیں۔علاوہ ازیں وہ ان لیڈروں کو حکومت الٰہیہ میں شریک کرنالازم سمجھتے تھے تاکہ نظام مشاورت

(۶) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے ہم کتنی تہہ در تہہ تہذیبیں اور اقوام فنا کر چکے ہیں۔ جنہیں ہم نے اس کرہ ارض پر پورا قابو اور ایسا اقتدار دیا تھا جو تمہیں نہیں دیا ہے۔ ہم نے ان کے لئے برستے ہوئے آسمان بھیجے اور ان کے یہاں دریاؤں اور نہروں کی فراوانی کر رکھی تھی۔ لیکن آخر کار ان کے

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

کیا نہ دیکھا انہوں نے کتنے ہلاک کئے ہیں ہم نے پہلے ان سے قرنوں سے

مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا

مقدور دیا تھا ہم نے ان کو بیچ زمین کے جو کچھ کہ نہ دیا مقدور تم کو اور بھیجا تھا ہم نے

السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ

مینہ آسمان سے اوپر ان کے برسنے والا اور کیں ہم نے نہریں چلتی ہیں نیچے ان کے سے

سے ایک دفعہ پھر تعلیمات محمدیہ کو بھی نظام اجتہاد کے ماتحت لا کر اسلام کو اپنے قدیم مسلک اور نظریات کا محافظ بنالیں۔ ان لوگوں کے متعلق علامہ کی چند باتیں سن لیں تو بات صاف ہوجائے گی ارشاد ہے کہ:

"یاد رہے کہ مخاطب وہ مشرکین عرب ہیں جو اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ زمین وآسمان کا خالق اللہ ہے۔ وہی دن نکالتا ہے۔ اور رات لاتا ہے۔ اور اسی نے آفتاب وماہتاب کو وجود بخشا ہے۔ ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ یہ کام لات (ومنات) یا ھبل یا عزّیٰ یا کسی اور دیوی یا دیوتا کے ہیں۔ اس لئے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ نادانو! جب تم خود یہ مانتے ہو کہ زمین وآسمان کا خالق اور گردش لیل ونہار کا فاعل اللہ ہے تو یہ دوسرے کون ہوتے ہیں کہ ان کے سامنے سجدہ کرتے ہو، نذریں اور نیاز چڑھاتے ہو، دعائیں مانگتے ہو اور اپنی حاجتیں پیش کرتے ہو۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۲۳)

علامہ حضور کا سورۂ انعام پر یہ پہلا حاشیہ ہے اور یہ سب کچھ پہلی آیت کے لفظ يَعْدِلُوْنَ کے سر چپکا دیا ہے۔ آپ تلاش کریں کہ اس آیت (۱ / ۶) میں ان چیزوں کا کہیں ذکر نہیں ہے اسی میں نہیں بلکہ آپ پانچویں آیت تک پڑھ جائیں۔ کہیں یہ سب کچھ نہ ملے گا۔ جو علامہ نے اپنے سر میں سے نکال کر لکھ دیا ہے۔ یعنی زبردستی قریشی گروہ کو اللہ کے ہم سر معبود ماننے والا اور ان کی عبادت کرنے والا بنا کر پیش کرنا ضروری رہا ہے۔ اور اس خود ساختہ تصور کی آڑ میں ترکیب سے نذرو نیاز کو اور حاجت طلبی کو مذموم رنگ دے دیا ہے۔ تاکہ قارئین اہل مکہ، اہل عرب اور سارے قریش کو بت پرستی کے گھناؤنے چشمے سے دیکھیں ہم نے چیلنج کیا ہے کہ ایک ایسی آیت پیش کردی جائے جس میں قریش غیر خدا کو سجدہ کرتے پائے جائیں۔ تمام عربوں کو جاہل وغیر مہذب اور سیدھے سادے، ان پڑھ، لادین اور قانون و الہام و وحی سے نا آشنا کہنا دنیا کا سب سے بڑا اور رسولؐ کی قوم کے سائز کا جھوٹ ہے۔ ذرا آیت (۶ / ۶) کو غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ کیا جہلا کو مخاطب کرنے کا یہ انداز ہوسکتا ہے؟ کیا ایک غیر مہذب اور پس ماندہ قوم کے لئے ایسے الفاظ بولنا عقلمندی ہوسکتا ہے جیسے اس آیت میں اللہ نے استعمال کئے ہیں؟ بہرحال یہ صحیح ہے کہ عرب عموماً اور قریش خصوصاً اپنے لیڈروں، راہنماؤں اور علما سے والہانہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ ان کی اطاعت جس حد تک کرتے تھے اسے عبادت کہنا یعنی لیڈروں کا بندہ (عبد) بن جانا قرار دینا غلط نہیں ہے اور وہ لیڈر اس دنیا کے اس وقت لاجواب وبے مثال لوگ تھے۔ ایسے لوگ تھے کہ ان کے مقابلہ پر اللہ نے دنیا کا سب سے بڑا رسولؐ بھیجا۔ اور خود کو ان کے مقابلہ میں خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ فرما کر ان کی دانش وبینش وعقل وبصیرت اور مکر کا ایک ایسا انتہائی مقام تجویز فرما دیا کہ اللہ کے سوا کوئی انسان ان سے بڑھ کر دانا و دانشور اور پالیسی میکر (POLICY MAKER) نہیں ہوسکتا۔ اور سورۂ کی ابتدا ہی میں ان کے رازدارانہ وخفیہ منصوبے کی طرف اشارہ فرما دیا۔ (يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ) (۳ / ۶) آپ ذرا چودہ سو سال قدیم فریب کا چشمہ اتار کر قرآن کے الفاظ میں قریشی لیڈروں کا مقام دیکھیں۔ کیا سیدھا سادا جاہل آدمی آنحضرتؐ جیسے انسان کو پاگل کہہ سکتا ہے؟ کیا ایک اجڈ اور جنگلی قوم رسولؐ کے صحابہ کو بے وقوف اور ناعاقبت اندیش گروہ قرار دے سکتی ہے؟ کیا چھپکلیاں اور چوہے کھانے والے لوگ خود کو اصلاح کے ذمہ دار (مصلح) کہہ سکتے ہیں؟ کیا جاہل واحمق لوگ حق کے مقابلہ میں ایسی بحثیں چھیڑ سکتے ہیں جن سے حق کا مذاق اڑ جائے؟ (۵ / ۶) کیا علوم وفنون ومفید چیزوں سے نا آشنا لوگ اللہ کے حق پرور اور مفید ترین کلام کی

فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَ اَنۡشَاۡنَا
پس ہلاک کیا ہم نے ان کو ساتھ گناہوں ان کے کے اور پیدا کئے ہم نے
مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ ۝ وَ لَوۡ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ كِتٰبًا
پیچھے ان کے قرن یعنی مردمان دیگر اور اگر اتارتے ہم اوپر تیرے کتاب یعنی لکھا ہوا
فِىۡ قِرۡطَاسٍ فَلَمَسُوۡهُ بِاَيۡدِيۡهِمۡ لَقَالَ الَّذِيۡنَ
بیچ کاغذ کے پس ٹٹولتے اس کو ساتھ ہاتھوں اپنوں کے البتہ کہتے وہ لوگ کہ
كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝ وَ قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ
کافر ہوئے ہیں نہیں یہ مگر جادو ظاہر اور کہا انہوں نے کیوں نہ اتارا گیا اوپر اس کے
مَلَكٌ ؕ وَ لَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ الۡاَمۡرُ ثُمَّ لَا
فرشتہ اور اگر اتارتے ہم فرشتہ البتہ فیصل کیا جاتا کام ان کا پھر نہیں
يُنۡظَرُوۡنَ ۝ وَ لَوۡ جَعَلۡنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلۡنٰهُ رَجُلًا
ڈھیل دیئے جاتے اور اگر کرتے ہم اس کو فرشتہ البتہ کرتے ہم اس کو بصورت مرد کے
وَّ لَلَبَسۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّا يَلۡبِسُوۡنَ ۝ وَ لَقَدِ
اور البتہ شبہ ڈالتے ہم اوپر ان کے جو شبہ کرتے ہیں اب اور البتہ تحقیق
اسۡتُهۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيۡنَ
ٹھٹھا کیا گیا ساتھ پیغمبروں کے پہلے تجھ سے پس گھیر لیا ان لوگوں کو کہ
سَخِرُوۡا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝ ع
ٹھٹھا کرتے تھے ان میں سے اس چیز نے کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے

ناہنجار کردار و متعلقات کے باعث ان کو ہلاک و تباہ کردیا اور ان کی جگہ دوسری تہذیبیں اور اقوام کو نشونما دے کر آگے بڑھایا تھا۔ (۷) اگر ہم نے آپ کے پاس کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب بھیجی ہوتی اور تمہاری قوم نے اسے باقاعدہ ہاتھوں میں لے کر یہ یقین بھی کرلیا ہوتا کہ وہ واقعی صفحات والی کتاب ہے تب بھی قوم کے وہ لوگ جنہوں نے حقائق پر پردہ ڈالنا طے کر رکھا ہے اسے ایک کھلا جادو قرار دے کر قوم کو باز رکھتے (۸) قوم کو باز رکھنے کے لئے ان کا ایک حیلہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (ابراہیمؑ و لوطؑ و مریمؑ کی طرح) محمدؐ پر فرشتہ کیوں نہ اترا؟ اور اگر ہم نے فرشتہ بھی اتارا ہوتا تو پھر بھی فیصلہ شدہ بات یہ ہوتی کہ وہ اس فرشتہ کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ (۹) اور اگر ہم رسولؐ کے ساتھ فرشتہ تعینات کرتے بھی تو اسے ایک مرد کی صورت میں رکھتے پھر جس طرح یہ لوگ اب صحیح عملدر آمد کو غلط لباس میں پیش کررہے ہیں تو پھر ہمیں یہی الزام دیتے کہ فرشتہ ہوتا تو اسے مرد نہ بنایا جاتا لہٰذا وہ فرشتہ نہیں ایک آدمی ہے (۱۰) اے رسولؐ آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے لیکن جس سامان کا وہ مذاق اڑاتے تھے آخر اسی سامان نے ان پر قابو پالیا تھا

طرف سے بے توجہی پر قائم رہ سکتے ہیں؟ دانشورانِ قریش تو وہ لوگ تھے جن کے سامنے تاریخ کا مرقع اور منظر رہتا تھا۔ جنہیں اقوام عالم کے عروج و زوال پر ایسی معلومات حاصل تھیں کہ ان سے اللہ کہہ رہا ہے کہ: ''کیا تم نے ان انتہائی ترقی یافتہ اور مہذب اقوام کو نہیں دیکھا جنہیں انتہائی عروج پر ہونے کے باوجود ان کی بدکرداری کے سبب سے ہم نے ہلاک و برباد کر دیا تھا؟ (٦ / ٦) کیا یہ جہلا اور پتھروں کے پجاریوں سے کہنے کی بات ہے؟ یہ بڑے مکار لوگوں سے خطاب ہے۔

(۲) قریشی لیڈروں کی بصیرت اور مالی حالت آیات(۱۱، ۹، ۷ / ٦) پر توجہ۔

پہلی چیز یہ نوٹ کرلیں کہ مشرکین مکہ ایسی صورت حال پیدا کرنے اور اپنی قوم کو اسلامی تبلیغ سے دور رکھنے کے لئے اس قدر سوجھ بوجھ اور اثر رکھتے تھے کہ اگر آسمان سے اتری ہوئی کتاب بھی ان کی قوم کے ہاتھوں میں دے دی جاتی تب بھی وہ یہ ثابت کر سکتے تھے کہ یہ آسمانی اور خدا کی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ شخص اللہ کے دین ومنشا کے خلاف جھوٹ بولتا ہے۔ اور جادو کے زور سے کرتب وتماشہ دکھاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جاہل کہنا بڑی نادانی ہے۔ پھر وہ سیاسی راہنما یہ جانتے تھے کہ مذہبیات میں حضرت ابراہیم، حضرت لوط، اور حضرت مریم علیہم السلام

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کہہ کہ سیر کرو بیچ زمین کے پھر دیکھو کیوں کر ہوا آخر کام

الْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

جھٹلانے والوں کا کہہ واسطے کس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور

الْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ

زمین کے ہے کہہ واسطے اللہ کے ہے لکھی ہے اس نے اوپر ذات اپنی کے

الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

مہربانی البتہ اکٹھا کرے گا تم کو طرف دن قیامت کے نہیں شک بیچ اس کے

اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫ وَ لَهٗ

جنہوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو پس وہ نہیں ایمان لاتے اور واسطے اس کے ہے

مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑬ قُلْ

جو کچھ بستا ہے بیچ رات کے اور دن کے اور وہ ہے سننے والا جاننے والا کہہ

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ

کیا سوا خدا کے پکڑوں میں دوست وہ جو پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور

الْاَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ

زمین کا ہے اور وہی کھلاتا ہے اور نہیں کھلایا جاتا کہہ تحقیق میں

اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا

حکم کیا گیا ہوں یہ کہ ہوں میں اوّل اس شخص کا جو مسلمان ہوا ہے اور ہر گز

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

مت ہو تو شرک کرنے والوں سے کہہ تحقیق ڈرتا ہوں میں اگر نافرمانی کروں

(۱۱) ان سے کہو کہ تم تحقیق کی غرض سے ساری دنیا کی سیر کرو تو تمہیں اللہ ورسوؐلوں کے جھٹلانے والوں کا برا انجام نظر آجائے گا (۱۲) ان سے پوچھو کہ ان آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ کس کا ہے؟ اور کس کے قابو میں ہے؟ کہہ دو کہ وہ سب اللہ کے لئے ہے اور تم اس حقیقت کو مانتے بھی ہو۔ (۶۱ / ۲۹ ، ۶۳ / ۲۹ ، ۲۵ / ۳۱، ۲۶ / ۳۱ ، ۳۸ / ۳۹ ، ۹ / ۴۳ ، ۸۷ / ۴۳) خیریت یہ ہے کہ اللہ نے اپنے اوپر رحم و رحمتؐ کو واجب کرر کھا ہے ورنہ تمہارا ستیا ناس کر ڈالتا۔ لٰہذا اب یہی ضروری ہے کہ تم سب کو بلا ہچر مچر قائم ہونے والی قیامت کے دن اپنے حضور میں جمع کرے گا۔اور بات یوں ہے کہ جن لوگوں نے خود کو گھاٹے میں رکھنا طے کرلیا ہے وہی ایمان نہیں لاتے ہیں (۱۳) اور دن رات کے دائرے میں بسنے والی تمام مخلوق اللہ کی ہے اور وہ ان سب کی ضروریات جانتا اور ان کی بات سنتا ہے (۱۴) ان سے کہو کہ کیا تم مجھ سے بھی یہ امید رکھتے ہو کہ اپنا ہمدرد حاکم اللہ کے سوا کسی اور کو بھی سمجھ لوں حالانکہ ویسا حاکم وہی ہو سکتا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں اورپوری کائنات کو فطرت عطا کی ہے اور وہی ساری مخلوق کو کھلاتا اور روزی دیتا ہے اور کوئی اسے نہ کھلا سکتا ہے نہ وہ کسی کا محتاج ہے اور یہ بھی بتا دو کہ مجھے اس ساری مسلم کائنات (آل عمران ۸۳ / ۳) میں سب سے پہلے اسلام لانے کا حکم دیا گیا تھا۔اور ابلیسی گروہ کی شرکت سے الگ رہنے کو کہا تھا۔(۱۵) بطور وجہ کے بتا دو کہ میں اس لئے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرسکتا کہ

پر فرشتوں کا آنا سارا عرب اور ان کی قوم بھی جانتی ہے۔ لٰہذا قوم پر یہ اعتراض بڑا اثر انداز ہو گا کہ اس نبیؐ پر کوئی بھی فرشتہ نہیں آتا۔ لٰہذا یہ نبیؐ نہیں ہے۔ انہیں معلوم تھا کہ نہ عوام کو فرشتہ نظر آئے گا نہ رسولؐ اللہ نبوت کے ثبوت میں فرشتہ دکھا سکیں گے نہ نبیؐ مانے جاسکیں گے اگر فرشتہ کو دکھایا تو آدمی بناکر دکھانا ہو گا۔ لٰہذا ہم کہہ دیں گے کہ یہ تو تمہارے جیسا ایک آدمی ہے۔کیا یہ چالیں ایسی نہ تھیں جو نبوت اور اللہ کے سامنے رکاوٹ بن سکیں؟ کیا یہ جہلا کی ترکیبیں ہوسکتی ہیں؟ اسی لئے اللہ نے فرمایا تھا کہ ان قریشی لیڈروں کی ہر چال ایسی ہے کہ پہاڑ سامنے سے ہٹ جائیں زلزلہ آ جائے (ابراہیم ۴۶ / ۱۴)

(۳) آیت (۱۴ / ۶) میں ولی کی صفات اور آنحضرؐت کا مقام بلند و اعلٰی۔

وہ لوگ سوچیں جو اگر کسی تقریر میں سو مرتبہ اللہ کا نام لیتے ہیں تو ہر دفعہ

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝١٥ مَنْ يُّصْرَفْ

پروردگار اپنے کی عذاب دن بڑے کے سے جو شخص کہ پھیرا جاوے عذاب

عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝١٦ وَ اِنْ

اس سے اس دن پس تحقیق مہربانی کی اس پر اور یہ ہے مراد پانا ظاہر۔ اور اگر

يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ

لگا دیوے تجھ کو اللہ ضرر پس نہیں کھولنے والا اس کو مگر وہی اور اگر

يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١٧ وَ هُوَ الْقَاهِرُ

لگادیوے تجھ کو بھلائی پس وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور وہی غالب ہے

فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝١٨ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ

اوپر بندوں اپنے کے اور وہ ہے حکمت والا خبردار کہہ کون چیز ہے بڑی

شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ۚ وَ

گواہی میں کہہ اللہ ہے گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور

اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ

وحی کیا گیا ہے طرف میری یہ قرآن تاکہ ڈراؤں میں تم کو ساتھ اس کے اور

مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ

جس کو پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو یہ کہ ساتھ اللہ کے معبود اور ہیں کہہ

مجھے ایک عظیم الشان دن کے عذاب کا ہر لحہ خوف دامنگیر رہتا ہے (۱۶) اور جو کوئی اس دن کے عذاب سے مطلق طور پر بچا لیا جائے تو سمجھو کہ اس پر بڑا رحم فرمایا گیا اور اس کا رحم کر کے عذاب سے بچالینا بہت بڑی کامیابی اور مرادمندی ہے (۱۷) اگر اللہ کی طرف سے تمہیں کوئی ضرر تجویز ہو جائے تو پھر سمجھ لو کہ تمہیں اس نقصان سے بچانے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور اگر وہ تمہارے لئے کوئی بھلائی اور خیر تجویز کردے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۱۸) اور اپنے بندوں پر ایک مجبور کر دینے والا مختار ہے اور ساتھ ہی حکیم و باخبر ہے (۱۹) ان سے کہو کہ گواہی دینے کے لئے سب سے بزرگ ہستی کون سی ہوسکتی ہے؟ اور بتا دو کہ اللہ سے بزرگ کوئی نہیں ہے اور میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہ ہے اور مجھے یہ قرآن اس لئے وحی کیا جا رہا ہے کہ میں تمہیں اس کے ذریعہ سے تنبیہہ و تاکید کردوں اور انہیں بھی تنذیر کروں جن جن کو یہ قرآن پہنچتا چلا جائے۔ کیا واقعی تم لوگ یہ شہادت دے سکو گے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ اور معبود بھی ہیں؟ کہو

تبارک وتعالیٰ ضرور کہتے ہیں کہ اس آیت (۱۴ / ۶) میں اللہ کو اپنا دوست یا یار کہنا اللہ کی کتنی خطرناک تو ہین ہے؟ وہ ہستی جو خالق کائنات ہو جو تمام مخلوق کی رازق ہو وہ کسی خبیث و ناپاک انسان کی دوست نہیں ہوسکتی۔ پاک ہستی کسی ناپاک سے تعلق نہیں رکھتی۔ رسولؐ نے اللہ کو ولی ماننے کی دلیل یہ دی ہے کہ اللہ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے سب کی پرورش کرنے والا ہے۔ لہٰذا اللہ کے ساتھ ساتھ رسولؐ اللہ اور معصومینؑ کو ولی بنانے والے جانتے ہیں کہ اللہ نے اپنی تمام صفات کا مظہر جن کو بنایاہے وہی انسانوں کے ولی و حاکم ہوسکتے ہیں اس آیت میں آنحضرتؐ ساری کائنات سے پہلے پیدا کئے گئے اور سب سے پہلے اسلام لائے یعنی وہ اسلام کا منبع ہیں بنیاد ہیں اور جتنی مخلوق اس کائنات میں قیامت تک گزرے گی وہ سب بھی اور یہ زمین و آسمان ہر چیز مسلم ہے اسلام لائی ہے (آل عمران ۸۳ / ۳) ان سب سے پہلے مسلم وہی ہوسکتاہے جو سب سے پہلے پیدا کیا جائے۔ چنانچہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِي۔ اللہ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور تھا۔ اور اَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ۔ میںؐ اور علیؑ ایک نور سے ہیں اُمت مانتی چلی آئی ہے۔ اس لئے جس کسی نے اسلام اختیار کیا ان دونوں کی راہنمائی سے اختیار کیا۔ اسی بنا پر یہ ملائکہ، ارواح اور انبیاء علیہم السلام کے معلم ہیں۔ ان سب کے راہنما ہیں۔ انہیں جو کچھ ملا ان ہی کے ذریعہ اور وسیلہ سے ملا۔ یہ سبب ہے کہ ان کے معجزات کا انبیاؑ کے برابر تذکرہ مناسب نہ تھا۔ ان کے معجزات میں ایسے معجزات ہیں جو انبیائے سابقہ کے دائرہ اختیار سے باہر تھے۔ مثلاً شق القمر اور رجعت الشمس وغیرہ۔
یہ بھی نوٹ کریں کہ لیڈران قوم سے یہ کہنا کہ دنیا کی سیر کر و بتاتا ہے کہ وہ دنیا بھر میں سفر کر چکے تھے صاحبان حیثیت تھے۔

میں تو ایسی شہادت کبھی نہ دوں گا یہ بھی سنا دو کہ خدا تو صرف وہی تنہا ہے میں اس شرکت سے بری ہوں جس میں تم مبتلا ہو (۲۰) جن کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اس رسولؐ کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں بات وہی ہے کہ جن لوگوں نے خسارہ میں رہنا طے کرلیا ہے وہ لوگ نبیؐ پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۲۱) اور اس شخص سے زیادہ غلط کار اور ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹی تہمت تراشی کرے یا اللہ کی آیات کو جھٹلائے ؟ حق یہ ہے کہ ظالم لوگوں کو رستگاری نہیں ملا کرتی (۲۲) اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور ہم ان لوگوں سے پوچھیں گے جنہوں نے نظام شرکت چلایا تھا کہ بتاؤ تمہارے وہ لیڈر کہاں ہیں جن کے متعلق تم لوگوں میں جھوٹے دعوے کیا کرتے تھے (۲۳) پھر ان کے مکر و حیلوں میں سے اس کے سوا اور کچھ نہ چلے گا کہ وہ یہ اعلان کردیں کہ اللہ کی قسم اے ہمارے پرودگار ہم تو کسی کو شریک نہ کرتے تھے (۲۴) اے نبیؐ تم دیکھنا کہ انہوں نے خود اپنے یقین کے خلاف کیسا جھوٹا کاروبار چلایا

لَآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ

میں نہیں گواہی دیتا کہہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ معبود اکیلا ہے اور

اِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ تم شریک لاتے ہو وہ جن کو دی ہے ہم نے

اَلْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

ان کو کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسا پہچانتے ہیں بیٹوں اپنوں کو جنہوں نے ٹوٹا دیا

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

جانوں اپنی کو پس وہی نہیں ایمان لاتے اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا

باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ یا جھٹلاوے نشانیوں اس کی کو تحقیق نہیں

يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ

چھٹکارا پاتے ظالم اور جس دن کہ اکٹھا کریں گے ہم ان سب کو پھر کہیں گے ہم

لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ

واسطے ان لوگوں کے جو شریک لاتے تھے کہاں ہیں شریک تمہارے جن کو

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ

تھے تم دعویٰ کرتے پھر نہیں ہو گا بہانہ ان کا مگر یہ کہ کہیں گے قسم ہے

رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا

اللہ پرودگار ہمارے کی نہ تھے ہم شریک لانے والے دیکھ کیوں کر جھوٹ بولا

کئی زبانیں جانتے تھے ۔ ورنہ یہ کلام عبث ہوجائے گا ۔ کسی کنگال اور جاہل سے ایسا کلام نہیں کیا جاسکتا ۔ (سورۂ قریش ۲۔۱ / ۱۰۶)

(۴) آیات (۲۶۔۲۰ / ۶) یہودیوں کی اور رسولؐ کی قوم کی ابتدائی صورت و حالت ۔ اعلان نبوت کے بعد آنحضرتؐ پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ آپؐ نے بنی ہاشم کی بگڑتی ہوئی مالی اور سیاسی حالت کو سنبھالا دینے کے لئے یہ نبوت کا شاخسانہ کھڑا کیا ہے۔ اور چونکہ آپ نے نبوت کی ابتدا ہی میں حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت وخلافت و وزارت کو واجب کردیا تھا اور تمام خوردوکلاں اوربزرگانِ اقوام کو حضرت علیؑ کا حکم سننے اور ماننے کی تاکید وفیصلہ سنا دیا تھا ۔ اس لئے قریشی لیڈر اوربزرگان قوم جو ناراض ہوئے تو پھر کبھی دل سے خوش نہ ہوئے یہ تاریخی اور مسلّمہ ابتدا تھی ۔ اس کے بعد دوہرا انتظام کیا گیا ۔ چند لوگوں کو رسولؐ کے حلقہ احباب و دائرہ فکروعمل میں ساتھ ساتھ لگے رہنے کے لئے تعینات کیا گیا جو آخری دم تک ساتھ لگے رہے (آلِ عمران ۱۵۹ / ۳) اور ان کی اسکیم ،خفیہ کارروائیاں، رسولؐ کو قتل کرانے کی کوشش وغیرہ تمام اس ایک ہی رکوع (تا ۱۷۱تا ۱۵۴ / ۳) میں آپ کے سامنے سے گزر چکی ہیں ۔ لیکن ابتدا میں قومی لیڈروں کے اقدامات بے جوڑ سے معلوم ہوتے ہیں ۔ مگر تجربہ کے ساتھ ساتھ وہ سنبھلتے اورمناسب تر اقدام کرتے گئے ۔

عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ وَ ضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾

انہوں نے اوپر جانوں اپنی کے اور کھویا گیا ان سے جو تھے باندھ لیتے جھوٹ

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّسۡتَمِعُ اِلَیۡکَ ۚ وَ جَعَلۡنَا

اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ کان دھرتا ہے طرف تیری اور کئے ہیں ہم نے

عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ اَکِنَّةً اَنۡ یَّفۡقَهُوۡهُ وَ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ

اوپر دلوں ان کے کے پردے اس سے کہ سمجھیں اس کو اور بیچ کانوں انکے کے

وَقۡرًا ؕ وَ اِنۡ یَّرَوۡا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡا بِهَا ؕ حَتّٰۤی

بوجھ اور اگر دیکھیں سب نشانیاں نہ ایمان لاویں ساتھ ان کے۔یہاں تک کہ

اِذَا جَآءُوۡکَ یُجَادِلُوۡنَکَ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ

جب آویں پاس تیرے جھگڑتے تجھ سے کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں یہ

اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۲۵﴾ وَ هُمۡ یَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ وَ یَنۡـَٔوۡنَ

مگر کہانیاں پہلوں کی اور وہ منع بھی کرتے ہیں اس سے اور دور بھی رہتے ہیں

عَنۡهُ ۚ وَ اِنۡ یُّهۡلِکُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَ لَوۡ

اس سے اور نہیں ہلاک کرتے مگر جانوں اپنی کو اور نہیں سمجھتے اور کاش کہ

تَرٰۤی اِذۡ وُقِفُوۡا عَلَی النَّارِ فَقَالُوۡا یٰلَیۡتَنَا

دیکھے تو جس وقت کھڑے کئے جاویں گے اوپر آگ کے پس کہیں گے اے کاش کہ

نُرَدُّ وَ لَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَ نَکُوۡنَ

ہم پھیرے جاویں اور نہ جھٹلاویں نشانیوں رب اپنے کی کو اور ہوویں ہم

اور آخر وہ سارا تانا بانا بکھر گیا جو وہ اپنے نظام شرک میں بطور ایجادات کیا کرتے تھے (۲۵) اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کان لگا کر تیری بات سنتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے اور کانوں میں ڈاٹیں لگا دیں کہ وہ سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے اور اگر وہ لوگ تمام آیتوں اور معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ جب آپ کے پاس آکر بحث و مباحثہ اور جھگڑا کرنے کے بعد بھی وہ لوگ جو حق کو چھپاتے ہیں ماننے کے بجائے یہ کہتے ہیں کہ جناب یہ تو بین السطور قصۂ پارینہ ہے (۲۶) وہ اسی قدر نہیں کہتے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی قرآن سے دور رکھتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہنا چاہتے ہیں لیکن اس طرح وہ اپنی تباہی کا انتظام کر رہے ہیں لیکن تباہی کے آثار سامنے نہ ہونے کی وجہ سے اس کا شعور نہیں کرسکتے (۲۷) اور اگر آپؐ وہ نظارہ دیکھیں جب انہیں جہنم کے کنارے کھڑا کیا جائے گا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے کاش کسی طرح ہمیں پھر موقع دے کر دنیا میں لوٹا دیا جاتا تو ہم اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلاتے اور ہم

بہرحال داخلی تخریب اور گنجائش پیدا کرنے والے دوستوں کی تعیناتی کے بعد قوم کو ایک بے ڈھنگے تصادم اور نبوت کی راہیں روکنے پر لگا دیا گیا۔ اور ان تمام انتظامات واقدامات کو قرآن کریم نے بڑی محفوظ حکمت عملی کے ساتھ اپنے دامن میں اس طرح سمیٹا ہے کہ صاحبان قرآن علیہم السلام کی تعلیم کے بغیر کسی اور کو جلدی سے نہیں ملتا۔ سورۂ انعام کی ابتدا ہی سے رسولؐ کی نام نہاد قوم کے اعمال و افکار و ردعمل کی طرف نام لے کر اور بلا نام لئے اشارے اور بیانات شروع ہوتے ہیں۔ ان کی گھبراہٹ، بہانے، عذرات اور مکاریاں بتدریج دوسرے بیانات میں لپیٹ لپیٹ کر سامنے لائی جا رہی ہیں۔ کہیں نصیحت کی جا رہی ہے کہیں دھمکی دی جا رہی ہے۔ کہیں تاریخ اور سابقہ اقوام کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔ کہیں قومی لیڈروں کی بصیرت کی حدود اور ان کے خفیہ مشوروں اور اعلانات کا ذکر ہے۔ کہیں ان کے صحیح عقائد اور نظریات یاد دلا کر اپیل کی جا رہی ہے۔ کہیں اپنے اور اپنے رسولؐ کی قدرت اور لامحدود علم کا ذکر کر کے انہیں خبردار رہنے کا تقاضا ہے کہیں ان کے بزرگوں کی خودساختہ عظمت اور دینی حکمرانی میں ان کو شریک کرنے کی مذمت کی گئی ہے اور آخر یہ فرمایا گیا کہ تمہارے قلوب و اذہان میں یہ یقین موجود ہے کہ تمہارے لیڈروں اور بزرگوں کو دین میں کوئی مقام حاصل نہیں اس لئے

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ

ایمان والوں سے بلکہ ظاہر ہو گیا واسطے ان کے جو کچھ کہ تھے چھپاتے

مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا

پہلے اس سے اور اگر پھیرے جاویں البتہ پھر جاویں طرف اس چیز کی کہ

نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ قَالُوْۤا اِنْ هِیَ

منع کئے گئے ہیں اس سے اور تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں اور کہا انہوں نے نہیں یہ

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ لَوْ تَرٰۤى

مگر زندگانی ہماری دنیا کی اور نہیں ہم اٹھائے جانے والے اور کاش کہ دیکھے تو

اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا

جس وقت کہ کھڑے کئے جاویں گے اوپر رب اپنے کے کہے گا کیا نہیں یہ

بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

حق کہیں گے البتہ ہے قسم پروردگار ہمارے کی کہے گا پس چکھو عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ

ع ۳ ۹

بدلے اس چیز کے جو تھے تم کفر کرتے تحقیق ٹوٹا پایا ان لوگوں نے

مومنین میں شمار ہو سکیں (۲۸) اس تمنا کی وجہ یہ نہیں کہ وہ دل کی گہرائی میں نبوی اسکیم سے خوش ہوگئے بلکہ دنیا میں وہ جس نتیجے کو قوم سے چھپاتے رہے اور اس کے خلاف عمل درآمد کو حق کہتے رہے وہ دوزخ کی صورت میں ان کے سامنے آگیا ہے اور اگر اب بھی انہیں موقع دیا جائے تو وہ لوگ دوبارہ وہی نظام اختیار کرلیں گے حقیقت یہ ہے کہ وہ پختہ کار دروغ باف ہیں یہاں بھی جھوٹ ہی بول رہے ہیں (۲۹) وہ دنیا میں تو یہ کہتے تھے کہ زندگی یہی کچھ ہے جو دنیا میں ملی ہوئی ہے ہمیں پھر زندہ کرکے کوئی نہ اٹھائے گا (۳۰) اے رسولؐ تم وہ نظارہ دیکھو جب یہ لوگ اپنے رب کے حضور میں کھڑے کئے جائیں گے اور اللہ پوچھے گا کہ کیا نبوی تعلیم سوفیصد صحیح نہیں نکلی؟ وہ کہیں گے قسم ہے پروردگار اپنے کی بالکل صحیح ثابت ہوئی ان سے اللہ کہے گا لہٰذا اپنی حق پوشی کا عذاب چکھو (۳۱) یقیناً نقصان اٹھایا ان لوگوں نے جنہوں نے اللہ

تم اپنے جھوٹے تصورات کو ثابت کرنے کے لئے آیات خداوندی میں ایجادات (افترا) کرکے ان کے حقیقی مفہوم کو جھٹلا رہے ہو (۲۱ / ۶) یہاں یہودیوں کے یقین اور مخالفت میں شرکت کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیاہے (۲۰ / ۶) اور دو دفعہ یہ بتایاہے کہ بعض لوگوں نے یہ سمجھ کر رسولؐ اور آیات کے خلاف مستقل محاذ بنایا ہے کہ آخرت میں تو ضرور خسارہ ہوگا لیکن دنیا کو ضرور حاصل کرکے رہیں گے اور رسولؐ کی اس ہاشم نواز نبوت کو نہ مانیں گے (۲۱، ۱۲ / ۶) اور اللہ نے قیامت کے روز ان لیڈروں کو سامنے نہ لاسکنے اور شرک سے منکر ہوجانے والے بیانات بھی نقل فرما دیئے ہیں اور رسولؐ سے کہا کہ دیکھو آج میدان صاف ہوگیا نہ کہیں ان کے وہ فرضی شرکائے کار ہیں نہ انہیں شرک پر اصرار ہے ان کی تمام ایجادات اور جھوٹا پروپیگنڈا گم ہوکر رہ گیاہے (۲۴۔۲۲ / ۶) پھر ان لوگوں کی طرف متوجہ کیاہے جو دائرۂ ایمان واصحاب میں داخل تھے جو بڑے غور سے ہدایات سنتے تھے لیکن ان کے دلوں پر حکومت الٰہیہ میں شرکت کے پردے اور غلاف چڑھے ہوئے تھے کانوں میں حکومت و اقتدار کی ہوس کی ڈاٹیں لگی تھیں ۔ اس لئے وہ رسولؐ کی بات سمجھ کر بھی عمل نہ کرتے تھے، (۲۵ / ۶) وہ بحث ومجادلہ جاری رکھتے تھے تاکہ قوم کو مخالفت پر جمانے کی دلیلیں فراہم کرتے رہیں ۔ اسلامی حکومت کے نبوی تصور کو پرانا اور دقیانوسی پروگرام کہتے تھے اور قوم کو منع کرنے اور نبوی پالیسی سے دور رکھنے میں کوشاں تھے (۲۶۔۲۵ / ۶)

(۵) آیات (۳۱۔۲۷ / ۶) میں منکروں کا نہیں بلکہ قومی واجتہادی مومنین کا ذکر ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کافروں اور منکروں کے فرق کو سامنے رکھتے ہوئے کلام الٰہی میں سے گزر رہے ہوں گے ۔ مترجمین نے مشرک پالیسی کے ماتحت لفظ کفر و کافر کے معنی تبدیل کرکے ایک مجتہدانہ ذہن تیار کر دیا ہے ۔ ان لوگوں نے کفر وشرک ونفاق کو اپنا سہارا بنا کر ایک زبردست مومنانہ سازش پر پردہ ڈال دیا تھا۔ اور کسی عالم نے ہم سے پہلے اس سختی کے ساتھ قرآن کے الفاظ پر نظر نہ ڈالی تھی ۔ اور

كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً
کہ جھٹلایا ملاقات اللہ کی کو یہاں تک کہ جب آوے گی ان کے پاس قیامت ناگہاں
قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَ هُمْ
کہیں گے اے افسوس ہم کو اوپر اس کے کہ تقصیر کی ہم نے بیچ اس کے اور وہ
يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾
اٹھاویں گے بوجھ اپنے اوپر پیٹھوں اپنی کے خبر دار ہو برا ہے جو کچھ بوجھ اٹھاتے ہیں
وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ
اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور مشغولہ اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے
لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ
واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیز گاری کرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم تحقیق
نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ
جانتے ہیں ہم تحقیق وہ البتہ غمگین کرتا ہے تجھ کو جو کچھ کہ کہتے ہیں
فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾
پس تحقیق وہ نہیں جھٹلاتے تجھ کو ولیکن ظالم نشانیوں اللہ کی کو انکار کرتے ہیں
وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى
اور البتہ تحقیق جھٹلائے گئے پیغمبرؑ پہلے تجھ سے پس صبر کیا انہوں نے اوپر

کی ملاقات کو جھٹلایا تھا۔جب اچانک وہ وقت سر پر آپہنچے گا تو کہیں گے کہ ہائے افسوس ہم پر ہم سے اسلامی عقائد و اعمال میں جو کمی رہ گئی وہ بڑی حسرت ناک ہے اور اس وقت وہ اپنے تمام مجتہدانہ اوزار اور داؤ پیچ سروں پر اٹھائے ہوئے ہوں گے کمر جھکی جارہی ہوگی۔ خبردار رہو کہ بہت برا سامان ہے وہ جسے یہ لوگ فریب سازی کے لئے ہتھیار بنائے ہوئے تھے (۳۲) اور یہ دنیا کی زندگی کھیل اور سامان تفریح کے سوا اور کیاہے ؟ اور ذمہ دار و متقی کے لئے آخرت کا مقام دنیا سے ہزار درجہ بہتر ہے کیا تم کبھی بھی عقل سے کام نہیں لیتے ہو (۳۳) بلا شبہ وہ سب کچھ ہمارے علم میں ہے جو یہ لوگ کہا کرتے ہیں اور یہ کہ ان کی بکواس سے آپ کو رنج و غم ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف تمہیں ہی نہیں جھٹلاتے ولیکن وہ ظالم تو اللہ کی آیات کی قدرو قیمت بھی گرا رہے ہیں (۳۴) بے شک آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جاتا رہا ہے چنانچہ انہوں نے صبر کیا جھٹلائے جانے پر

قرآن کو مہجور رکھنے کا پروگرام برابر چلا آ رہا تھا۔ لیکن ہم نے طے کیا کہ اُمت کو سوچنے کا موقعہ دیا جائے اور وہ رازکھول دیا جائے جو قریشی منصوبے میں پنہاں چلا آرہاہے ۔ لہٰذا کلیدی الفاظ کے معنی سامنے رکھنا ان پر زور دینا اور بار بار توجہ مبذول کرانا لازم ہے ۔ مندرجہ بالا آیات میں ان قومی لیڈروں کا پچھتانا، جہنم میں جانا ، دنیا میں واپسی کی تمناکرنا وغیرہ تو ایسی واضح باتیں ہیں کہ کوئی نہ انکار کرسکا نہ کرے گا ۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیایہ لوگ واقعی مسلمان تھے؟ اللہ رسولؐ اور اسلام پر ایمان لائے ہوئے مومنین تھے؟ یہ سوال پریشان کن ہے۔ اور وہ لوگ جو اسی قسم کا اسلام اور ایمان رکھتے ہیں ہر گز تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوں گے ۔ حالانکہ ان آیات کی رو سے وہ بھی اور ان کے زیر نظر راہنما بھی قیامت میں اقرار کریں گے مگر وہاں اقرار یا انکار سے کوئی فائدہ کی اور اصلاح کی گنجائش نہ ہوگی اس لئے یہ فیصلہ یہیں اور ابھی کرکے آگے بڑھنا چاہیے ۔ اس کے لئے پہلے تو یہ تسلیم اور یاد کرکے بات کریں کہ معتبر ترین کتابوں (صحاح ستہ مع بخاری)میں یہ ثابت ہے کہ رسولؐ اللہ کے بعض صحابہ جہنم میں جائیں گے اور وہ ایسے صحابہ ہوں گے کہ خود رسولؐ ان کو اپنے اصحاب فرمائیں گے یعنی رسولؐ اللہ ہرگز کافروں اور منافقوں کو اپنے صحابہ قرارنہیں دے سکتے یقیناً ان کے تمام صحابہ مسلمان اور مومن تھے ۔ لہٰذا یہ حقیقت ثابت ہو جانے کے بعد اس مومنانہ سازش کو سمجھنا آسان ہے کہ حضورؐ کے زمانہ ہی میں جہنمی صحابہ موجود تھے ۔ جو نہ منافق تھے نہ منکر دین اسلام تھے ۔ بلکہ ایسا اسلام اور ایمان اختیار کیا تھا جس میں چند حقائق کو چھپاکر ان کی جگہ ایسے عقائد

اور ایذا رسانی پر یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ کی نصرت پہنچی اور سنو اللہ کے کلمہ کو کوئی بدل دینے والا نہیں ہے۔اور اس سلسلے میں تمہارے پاس رسولوں کی خبریں پہنچ چکی ہیں (۳۵) اور اگر آپؐ کے اوپر ان لوگوں کی بے رخی اور بے حسی گراں گزرتی ہے اور آپ جلدی سے پوری قوم کو حقیقی مومن بنانا چاہتے ہیں تو زمین میں کوئی آر پار نکلنے والا سوراخ تلاش کرو یا آسمان پر سیڑھی لگا کر چڑھ جاؤ اور ان کے لئے درست ہوجانے والا کوئی منتر اتار لاؤ اور اگر اللہ نے یہ چاہا ہوتا کہ خواہ نخواہ سب کی ہدایت کر دے تو ان سب کو ہدایت پر حکماً جمع کر دیتا

مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰىهُمْ

اس کے کہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیئے گئے یہاں تک کہ آئی ان کے پاس

نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ

مدد ہماری اور نہیں کوئی بدلنے والا باتوں اللہ کی کو اور تحقیق آئی ہیں تیرے پاس

مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ

بعضی خبریں پیغمبروں کی اور اگر گراں ہوا ہے اوپر تیرے منہ پھیرنا ان کا

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ

پس اگر سکے تو یہ کہ ڈھونڈے سرنگ بیچ زمین کے یا سیڑھی بیچ آسمان کے

فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى

پس لے آوے تو ان کے پاس کوئی نشانی اور اگر چاہتا اللہ البتہ اکٹھا کرتا ان کو اوپر

وتصورات قوم میں پھیلا دیئے تھے جن کی وجہ سے ادھر وہ جہنمی قرار پائے ادھر ان کے عملدرآمد سے اسلام کی وہ صورت رسولؐ کے بعد بدل گئی اس لئے اللہ نے (بقول بخاری) آنحضرتؐ کو بروز قیامت یہ بتایا کہ یہ لوگ ہیں تو آپؐ کے جانے پہچانے صحابہ ہی مگر آپ کو مادی دلیل کے ساتھ یہ معلوم نہیں (اِنَّكَ لَا تَدْرِی) کہ ان صحابہ نے تمہارے بعد کیا کیا تبدیلیاں کیں (مَابَدَّلُوْابَعْدَكَ) اس کے بعد زیر نظر آیات میں وہ صحابہ کہتے ہیں کہ (قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا) (۳۱ / ۶)
علامہ رفیع الدین یہ سمجھے کہ: "کہیں گے اے افسوس ہم کو اوپر اس کے کہ تقصیر کی ہم نے بیچ اس کے"
مودودی سمجھے کہ : "کہیں گے افسوس ہم سے اس معاملہ میں کیسی تقصیر ہوئی"
یہاں قارئین کے سمجھنے کی بات اتنی سی ہے کہ یہ لوگ دین کے منکر نہیں اور علما والے کافر ومنافق بھی نہیں بلکہ دیندار لوگ ہیں ۔ انہوں نے سارے اسلامی عبادات واعمال اس طرح پورے کئے کہ ان میں ذرا سی "تقصیر" یعنی کمی (قصر) کر دی تھی ۔ اور وہ ذرا سی کمی باقی پورے ایمان وعبادات وغیرہ کو صفر سے ضرب دے کر صفر ہوئی اور اس کے بعد منفی نتیجہ جہنم نکلا ۔ اس آیت (۳۱ / ۶) سے اور بخاری (پارہ نمبر ۲۹ کتاب الفتن)سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ صحابہ عہدرسولؐ کے مومن تھے ادھر وہ چیز جسے یہاں تقصیر یا نفی کہا گیا وہ اکیلا عمل سارے دین کے برابر ہوتا تو برزخ میں جاتے ۔وہ تو پوری قرآنی تعلیم اور ساری رسالت سے بڑھ کر تھا اس کے بغیر توحید ونبوت وقیامت اور کتب ہائے خداوندی پر ایمان اور نماز روزے، حج و زکاۃ خمس و جہاد تمام ضائع اور باطل اور انعام میں دوزخ کے انگارے۔ بتائیے ہم نے کون سی بات غلط کہدی؟ کہاں دین بدل دیا؟ کون سی بدعت ایجاد کردی ؟ جہنمیوں کو جہنمی کہنا کیا غلط ہے ؟ پھر یہیں اسی جگہ (۳۰،۲۸ / ۶) کفر کے معنی حق پوشی موجود ہیں ۔ یعنی اللہ نے فرمایاہے کہ:
"جس حقیقت کو وہ صحابہ دنیا میں چھپایا کرتے تھے (كَانُوْا یُخْفُوْنَ) اسے اللہ نے ان کے سامنے رکھ دیا(بَدَا لَهُمْ) (۲۸ / ۶) اور نتیجہ یہ سنایا کہ:" اب تم اس کا مزا چکھو جسے چھپایا کرتے تھے (بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ) (۳۰ / ۶) یعنی تُخْفُوْنَ کے معنی تَكْفُرُوْنَ ہوئے ۔ فرق یہ ہوا کہ مخفی کرنا عام حالات اور عام چیزوں کے لئے ہوتا ہے ۔ لیکن کفر کرنا خاص حالات میں اور خاص چیزوں کے چھپانے کے لئے بولا جاتاہے اور اس میں ذاتی منافع مدنظر ہوتاہے کفر جان بوجھ کر سوچ سمجھ کر ایک اسکیم کے ماتحت ہوتاہے جیسے کہ کاشتکار اناج زمین میں چھپاتا ہے تاکہ کئی گنا ہوکر فصل ملے (حدید۲۰ / ۵۷) اور کفارہ اس غلطی کو نامہ اعمال سے چھپا دیتاہے جس کے بدلے یا سزا میں کفارہ دیا جاتاہے ۔ یہ بحث مکمل کی جاچکی ہے۔ علامہ کی

چنانچہ جاہلوں کے ساتھی نہ بن جاؤ (۳۶) ہدایت کو تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو توجہ اور تحقیق کی غرض سے بات سنتے ہیں رہ گئے مردے تو ان کو باز پرس کے لئے کھڑا کر دینا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور پھر وہ سب اسی کی طرف واپس لائے جائیں گے (۳۷) اور ان لوگوں کا اعتراض یہ بھی ہے کہ رسوؐل پر اس کے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہیں "اتارا گیا" ان کو بتا دو کہ یقیناً اللہ ہر قسم کی آیت اتارنے پر قادر ہے۔ لیکن اعتراض کرنے والوں کی اکثریت لاعلم و ناواقف رکھی گئی ہے (۳۸) زمین پر کوئی چلنے والا ایسا نہیں اور ہوا میں اڑنے والا کوئی پرندہ بھی ایسا نہیں جو تمہاری مثل اُمتوں کے افراد نہ ہوں (یعنی اُمتیں صرف انسانوں ہی میں نہیں ہوتیں بلکہ تمام چلنے پھرنے والے اڑنے والے، رینگنے والے حشرات الارض، سب اُمتیں ہیں) ہم نے کتاب میں کسی قسم کی اور کسی مقدار میں کمی اور کسر نہیں چھوڑی ہے نہ کسی چیز کو نظر انداز کیا ہے اس لئے کہ تم اور باقی تمام اُمتیں اپنے رب کے سامنے جواب دہی کے لئے

الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا

ہدایت کے پس ہرگز مت ہو جاہلوں سے سوائے اس کے نہیں کہ

يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔ وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ

قبول کرتے ہیں وہ لوگ جو سنتے ہیں اور مردے جلاوے گا ان کو اللہ پھر

اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ

طرف اسی کے پھیرے جاویں گے اور کہا انہوں نے کیوں نہیں اتاری جاتی

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ

اوپر اس کے نشانی رب اس کے سے کہہ تحقیق اللہ قادر ہے اوپر اس کے کہ

يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ

اتارے نشانی اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے اور نہیں کوئی چلنے والا

فِى الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ

بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑے ساتھ دو بازو اپنے کے مگر اُمتیں ہیں

اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ

مانند تمہاری نہیں کم کیا ہم نے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے

النصف — وقف غفران — وقف منزل عند البعض علی یسمعون

گواہی بھی ہو چکی ہے ۔ بہرحال یہ ثابت ہوتا چلا آ رہا ہے کہ قریشی لیڈروں نے اسلام کو اپنے اجتہاد کے ماتحت اختیار کیا تھا اور اجتہادات سے اسلام کی صورت بدل دی تھی اور یہ کہ ماشاء اللہ اس وقت شیعہ ہوں یا سنی ہوں سب کے پاس اسی اسلام کی بنیادوں پر دینداری ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے تمام اُمت کو بلا استثنا غربت و افلاس اور ذلت وخواری کے عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے آپ کے نہ ماننے سے یہ عذاب سخت تر ہوتا جائے گا ۔ شاید وہ بات صحیح نکلنے والی ہے کہ :

"نہ سنبھلو گے تو مٹ جاؤ گے اے .... تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں" اور

۔ اے گرفتارِ ابوبکر و علیؑ ہشیار باش شاعر کے لئے دعائے خیر کریں بشرطیکہ قبولیت کی امید ہو۔

(۶)رسولؐ کی قوم کا قرآن بدلنے کی کوشش کرنا ان سے ہمدردی پر رسولؐ کو ڈانٹ پڑنا۔

آیات (۶/۳۳تا۳۷) میں پہلی چیز تو وہی ہے کہ رسولؐ کی قوم مسلسل قرآن کی ہر آیت پر مجتہدانہ نکتہ آفرینیاں کرنے اور حقیقی معنی میں رسولؐ کی تکذیب کرنے میں مصروف ہے ۔ اور جن معنی پر قومی لیڈروں کو اصرار ہے آیت (۶ / ۳۳) کی رو سے وہ معنی ومفہوم قرآنی تعلیم کے معیار میں کمی کرتے ہیں (یَجۡحَدُونَ) دوسری بات یہ ہے کہ رسولؐ اللہ ان کی طرز تقریر سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح بھی اور جس طرح بھی ہو سکے انہیں حق پر لے آئیں اس غمخواری پر اللہ کی طرف سے دھمکی ملتی ہے ۔ نصیحت کی جاتی ہے رسولؐ کی اسی غمخواری کو اللہ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے کہ:

"البتہ یہ رسولؐ تم ہی میں سے آیا ہے تمہاری خرابی اس پر بہت شاق گزرتی ہے وہ تمہاری ہدایت کرنے میں بڑی حرص کرتا ہے

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ التوبة

حاضر کئے جا سکیں ۔ (۳۹) اور وہ تمام لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو غلط مفہوم چپکا کر جھٹلایا وہ سب گونگوں اور بہروں کی طرح سے تاریکیوں میں پھینک دیئے جائیں گے اور اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے صراط مستقیم پر چلنے میں مدد کرتا ہے (۴۰) ان سے پوچھو کہ کیا تم نے اپنی اس حالت کو نوٹ کر رکھا ہے کہ

يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّ

اکٹھے کئے جاویں گے اور جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو بہرے ہیں اور

بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَ مَنْ

گونگے ہیں بیچ اندھیروں کے جس کو چاہتا ہے اللہ گمراہ کرتا ہے اس کو اور جس کو

يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ

چاہتا ہے کرتا ہے اس کو اوپر سیدھی راہ کے کہہ کیا دیکھا ہے تم نے اپنے تئیں

اور مومنین کے لئے رؤف اور رحیم ہے آنحضرتؐ اور ان کی اولاد کی رؤفی اور رحیمی ہی تو وہ چیز تھی جس پر محبان محمدؐ وآل محمدؐ صلوۃ اللہ علیہم نے اپنی جانیں قربان کیں اور اسی رحم وکرم اور اُمت سے محبت و ہمدردی سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے جہنمی صحابہ نے گھیرے رکھا (آلِ عمران ۱۵۹ / ۳) اور مواقع پیدا کئے اور خانوادہ رسولؐ کا قتل عام کیا اسی کو سختی میں بدلنے کی آزمائش میں دھمکیاں کھائیں۔ تیسری چیز عجیب ہے ۔ یعنی آیت (۳۷ / ۶) میں لفظ آیت کے ساتھ لفظ نُزِّلَتْ کی جگہ لفظ نُزِّلَ فرمایا گیا ہے ۔ اور یہ واوین کے اندر کفار کا قول ہے ۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ رسولؐ پر تو ہر وقت وحی خداوندی نازل ہوتی رہتی تھی اور نہ معلوم اس اعتراض کے دن تک کتنی آیات تلاوت کرکے سنا دی جاچکی ہوں گی؟ ان کا یہ کہنا کہ: ”رسولؐ پر ان کے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہیں اترتی“ ایسی بے ڈھنگی اور غلط بات ہے کہ اللہ نے بھی اسے اسی حالت میں رہنے دیا۔ پتہ چلتا ہے کہ لیڈران قوم عوام میں یہ بھی مشہور کرنا چاہتے تھے کہ اس رسولؐ پر کوئی آیت نہیں اترتی نہ وحی ہوتی ہے نہ فرشتہ آتا ہے۔ چنانچہ ان کے پانچویں خلیفہ نے بھرے دربار میں یہی کہا تھا کہ:” نہ کوئی فرشتہ آیا تھا۔ نہ کوئی وحی نازل ہوئی تھی ۔ یہ تو بنی ہاشم نے اقتدار کا ڈھونگ رچایا تھا۔ ہم نے انہیں حکومت سے محروم کردیا۔“ ساتھ ہی آیت (۳۴ / ۶) بتاتی ہے کہ قومی لیڈر کلام اللہ کو تبدیل کردینے میں بھی کوشاں رہے جیساکہ انہوں نے تجویز بھی کیا تھا (سورۂ یونس ۱۵ / ۱۰) لیکن رسولؐ کی طرز تلاوت نے انہیں ناکام کردیا تھا۔ اور معنوی تغیر وتبدل تک محدود کر دیا۔

(۷) آیت (۳۸ / ۶) تمام جاندار مخلوق کی اُمتیں، ان کا امامؑ اور نبیؐ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ؟

ذرا دیر پہلے آپ نے وہ صفات ملاحظہ کی تھیں جو نوع انسان کے حقیقی ولیؑ و اولیاؑ کے لئے لازم و واجب ہیں ۔ (انعام ۱۴ / ۶) تشریح (۳) اور جن میں یہ صفات اللہ نے ودیعت نہ کی ہوں وہ ہرگز انسانوں کا ولی نہیں ہوسکتا اور جو کوئی ان صفات کے بغیر کسی کو اپنا ولی بنالے وہ شخص حقیقی معنی میں مشرک ہوتا ہے ۔ یہاں حضورؐ کی پوزیشن پھر غور طلب ہے ۔ یعنی اوّل یہ کہ اس قرآن میں اگر واقعی کسی قسم کی خامی، کمی اور تقصیر (۳۱ / ۶، ۳۸ / ۶) نہیں ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرتؐ کے علم اور تعلیم میں بھی کوئی خامی، کمی یا تقصیر ونقص نہیں ہوسکتا۔ یعنی روز ازل سے قیامت تک کے عالم امکان کی ہر تفصیل کے عالم (یوسفؑ ۱۱۱ / ۱۲) پھر اگر یہ صحیح ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ ہی ایسے رسولؐ ہیں جو تمام جانداروں کی اُمتوں کے ہر ہر فرد سے واقف ہیں ۔ اورآپ ہی ان سب کے رسولؐ وہادی ہیں (فرقان ۱ / ۲۵) وہی ساری کائنات کے نذیر ہیں اور چونکہ ہر اُمت کے لئے ایک رسولؐ لازم ہے (یونس ۴۷ / ۱۰) اور آپؐ کے سوا کوئی اور رسولؑ ایسا نہیں گزرا جو انسانوں کے علاوہ کسی اور مخلوق کا رسولؑ بھی کہلایا یا رسولؑ رہا ہو۔ آنحضرتؐ کے متعلق جنوں کو تعلیم دینا تو قرآن میں سورۂ جن سے ثابت ہے اور چونکہ آپؐ اسلام لانے والوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور ساری کائنات کے لئے رحمت (انبیاؑ ۱۰۷ / ۲۱) ہیں لہٰذا آپ کا ساری کائنات سے قبل موجود ہونا لازم ہے ورنہ نہ جانے کتنی مخلوق رحمت خداوندی سے محروم رہ جائے گی ۔ لہٰذا مانئے کہ جن جن چیزوں نے انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں کام دیا۔ مثلاً لکڑی نے سانپ کی صورت اختیار کی ۔ مثلاً لکڑیوں کی آگ نے سلامتی کا کام دیا مٹی پرندہ بن گئی ۔ روحیں مردہ اجسام میں واپس آگئیں ۔ اور ہاتھ یا منہ جنہوں نے

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ

اگر آوے تمہارے پاس عذاب اللہ کا یا آوے تم کو قیامت کیا غیر خدا کے کو

تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ

پکارو گے تم اگر ہو تم سچے بلکہ اسی کو پکارو گے پس کھول دے گا جو کچھ کہ

مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ؏

ع ۱۱/۴ ۱۰

بلاتے ہو طرف اس کی اگر چاہے اور بھول جاؤ گے جو کچھ شریک مقرر کرتے ہو

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ

اور تحقیق بھیجا ہم نے طرف اُمتوں کی پہلے تجھ سے یعنی پیغمبر پس پکڑا ہم نے

بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْ لَآ اِذْ

ان کو ساتھ فقر کے اور مرض کے تو کہ وہ عاجزی کریں پس کیوں نہ جس وقت

جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

آیا ان کے پاس عذاب ہمارا عاجزی کی ولیکن سخت ہو گئے دل ان کے

جب تم پر اللہ کی طرف سے عذاب کی مصیبت آ جاتی ہے یا کسی خطرناک نتیجے کے نکلنے کی آخری گھڑی آ پہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو مدد کے لئے پکارتے ہو؟ اس سوال کا جواب تو سچوں کی طرح دے دو؟ (۴۱) سنو تم ایسے حال میں اللہ ہی کو پکارتے ہو اور وہ اگر چاہتا ہے تو تمہیں اس آفت سے بچا لیتا ہے ۔اور اس حالت میں تم یہ بھول جاتے ہو کہ تم نے کچھ لوگوں کو اللہ کی مدد میں شریک مان رکھا تھا (۴۲) تم سے پہلے بھی ہم نے اُمتوں کی ہدایت کے لئے رسولؐ بھیجے تھے اور ان اُمتوں کو تنگ حالی اور دشواریوں سے دوچار کیا تھا تاکہ وہ فرعونیت چھوڑ کر عاجزانہ زندگی اختیار کرلیں (۴۳) لہٰذا انہوں نے مصائب و آلام کی حالت میں کیوں عاجزی اختیار نہ کی اس لئے کہ ان کے دل عادی ہوکر اور بھی سخت ہوگئے

معجزہ دکھایا ان سب کے ہادی ورسولؐ سرکار دو عالم ہی ہیں ۔ اور ان ہی کی راہنمائی کے ماتحت معجزات کا ظہور ہوا۔ بتائیے ایسی صورت میں وہی معجزات قرآن کی آیات میں اسی طرح بیان کرنا جس طرح قرآن نے باقی انبیاؑ کے معجزات بیان کئے کیا رسولؐ اللہ کی توہین نہ ہوتی ۔ جو اللہ کا سب سے بڑا معجزہ (آیت الکبریٰ) ہوں ان کا تذکرہ یوں عام طور پر نہیں کیا جا سکتا ۔ پھر اگر مچھر اور مکھیاں اور ٹڈیاں اور ان کی اُمتیں انسانی اُمتوں کی مثل ہوتی ہیں اور پھر بھی انسان انسان رہتے اور مکھیاں مکھیاں رہتی ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے ہر حال میں مختلف ہیں اسی طرح رسولؐ اللہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہوتے ہوئے بھی انسانوں سے جدا گانہ نور ہیں اور نوع انسان سے اس سے بھی کہیں زیادہ مختلف ہیں جتنا مکھیوں ، مچھروں اور جنات وملائکہ (اڑنے والی مخلوق) اور بھیڑوں بکریوں اور گیدڑوں سے آدمی مختلف ہوتے ہیں تم نے مِّثْلُكُمْ ۔ مِّثْلُكُمْ کی رٹ اس لئے لگائی تھی کہ تم میں سے کسی نے سارا قرآن کبھی سمجھ کر نہ پڑھا تھا۔ اس لئے تمھیں پتہ نہ چلا کہ تمہاری مثل تو چوہوں اور چھپکلیوں کو فرمایا گیا ہے ۔ مثال حقیقت کو سمجھانے اور حقیقت سے قریب لانے کے لئے دی جاتی ہے ۔ نہ کہ مثال خود وہ حقیقت بن جاتی ہے ۔ جس کی مثال دی جا رہی ہے ؟ رسولؐ اللہ وہی غذا کھاتے تھے جو تم کھاتے ہو مگر تم جانتے ہو کہ تمہارے پیٹ سے کیا نکلتا ہے؟ تم بدبو کی ایک پوٹلی ہو ذرا سی ہوا تمہارے جسم سے نکلے تو عفونت سے خود تمہارے دل مالش کرنے لگتے ہیں لیکن سرکار رسالتمابؐ کے فضلے میں سے وہ خوشبو آتی تھی کہ دنیا کے تمام عِطر شرما جاتے تھے ۔ آنکھیں تو تمہاری مثل دو ہی تھیں محض پیشانی کے نیچے تھیں لیکن حضوؐر کو چاروں طرف نظر آتا تھا۔ سنو سنو تم اور تمہارا مادہ حیوانی ہے اور وہ نور الانوار تھے ۔

(۸) آیات (۵۱ تا ۴۰ / ۶) پر تبصرہ اللہ و رسولؐ اور رسولؐ کی قوم کی پوزیشن ۔ اللہ نے سابقہ اقوام اور اُمتوں کی سرگزشت اور ان کے اعمال و عادات کو بیان کرکے آیت (۴۵ / ۶) سے رسولؐ کی مخاطب قوم کو بتایا ہے کہ تم بھی ان سابقہ اُمتوں کی طرح اس کے مستحق ہو کہ بصارت وسماعت کو ضائع کر دیا جائے تمہاری عقلوں کو تمہارے قلب و ذہن کو الٹا سوچنے میں مستقل کر دیا جائے اس لئے کہ تم بھی اپنے قیاسی واجتہادی مفاہیم اختیار کرکے ہماری آیات کی تکذیب کر رہے

اور شیطان نے ان کا اطمینان کرادیا کہ جو کچھ تم کررہے ہو بہت حسین و مفید و صحیح ہے (۴۴) چنانچہ جب انہوں نے وہ تمام ہدایات بُھلا دیں جو ہم نے یاد رکھنے اور عمل کرنے کے لئے دی تھیں ۔تو ہم نے ان کے اوپر اپنی نوازشوں اور تمام سامان راحت کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس کی بہتات میں جو انہیں دی گئی تھی مگن ہوگئے تو ہم نے انہیں اچانک گرفت میں لے لیا اور اس کے بعد ہوا یہ کہ وہ ہر چیز و بھلائی سے مایوس ہوگئے(۴۵) اس طرح ہم نے ظلم کرنے والی قوم کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دیں اور تمام ستائش و حمدوثنا تو تمام عالمین کے پالنے والے کے لئے ہے (۴۶) اے نبیؑ اپنی قوم سے پوچھو کہ اگر اللہ تمہاری قوت سماعت و بصارت چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کرکے تمہیں اچھا برا سوچنے سے محروم کر دے تو کوئی اور ایسا معبود ہے جو یہ تمام چھنی ہوئی چیزیں تمہیں واپس لا دے ؟ ذرا دیکھو کہ ہم تمہاری قوم کوکس طرح تفصیل سے سمجھا رہے ہیں اور طرح طرح کی آیات بھیج رہے ہیں مگر اس کے باوجود یہ قوم نظرچرائی رہتی ہے (۴۷)یہ بھی پوچھو کہ اگر تم پر اچانک اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑے یا پروگرام کا اعلان کرکے عذاب بھیجے تو کیا ظالم لوگوں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟ (۴۸) ہم رسوؐلوں کو صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ

وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا

اور زینت دی واسطے ان کے شیطان نے جو کچھ تھے کرتے پس جب بھول گئے

مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

جو کچھ کہ نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اس کے کھول دیئے ہم نے اوپر ان کے

اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ

دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ

اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ

دیئے گئے پکڑا ہم نے ان کو یکبارگی پس ناگہاں وہ ناامید تھے پس کاٹی گئی جڑ

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

اس قوم کی کہ جو ظلم کرتے تھے اور سب تعریف واسطے اللہ کے ہے پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ

عالموں کا کہہ کیا دیکھا تم نے اگر لے لے اللہ شنوائی تمہاری اور بینائی تمہاری

وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

اور مہر کردے اوپر دلوں تمہارے کے کونسا معبود ہے سوائے خداکے کہ

يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ

لادیوے تم کو وہ دیکھ کیوں کر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں پھر وہ

يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ

پھر رہتے ہیں کہہ کیا دیکھا تم نے اگر آوے تم کو عذاب اللہ کا یکبارگی یا

جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا نُرْسِلُ

آشکارا کیا ہلاک کئے جاویں گے مگر قوم ظالموں کی اور نہیں بھیجتے ہم

ہو (۳۹ / ۶) اوررسولؐ کی ہدایات کی طرف سے گونگے اور بہرے بنے ہوئے ہو ۔ اور صراط مستقیم سے دور ہی دور ہوتے جارہے ہو (۳۹ / ۶) تم اپنی مصیبتوں میں تو اللہ سے مدد مانگتے ہو اور اللہ کے قوانین میں پنچائتی لیڈروں سے مدد لے کر شرک کرتے ہو (۴۱،۴۰ / ۶)تمہارے دل بھی سابقہ اُمتوں کی طرح سخت ہوگئے ہیں ۔ تم بھی شیطان کی اطاعت میں خوش اور مطمئن ہو (۴۲ / ۶) اس لئے کہ تمہیں بھی نعمتوں سے مالا مال کر رکھاہے تم بھی دنیاوی فراوانیوں میں الجھ کر تعلیمات خداوندی کو نظر انداز کررہے ہو (۴۴،۴۳ / ۶) لہٰذا کیوں نہ سابقہ اقوام کی طرح تمھیں ذلت وخواری میں مبتلا کیا جائے اور تمہارا غرور توڑ دیا جائے ؟ (۴۴،۴۲ / ۶) کیوں نہ تمہارے ہی ہاتھوں تمہاری جڑیں اکھڑوا دی جائیں۔ (۴۵ / ۶) کیوں نہ تم پر عذاب مسلط کیا جائے۔(۴۷/ ۶) لہٰذا ہوسکے تو ایمان لے آؤ اپنی اصلاح کرلو ورنہ عذاب کے لئے تیاری کرو (۴۹۔۴۸/ ۶) رسولؐ سے سودا بازی اور سٹہ کا معاملہ مت کرو اور وحی خداوندی کے علاوہ تمام خود ساختہ اصولوں کو چھوڑ دو (۵۰ / ۶)

الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِيۡنَ وَ مُنۡذِرِيۡنَ ۚ فَمَنۡ اٰمَنَ

پیغمبروں کو مگر بشارت دینے والے اور ڈرانے والے پس جو کوئی ایمان لاوے

وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ

اور اصلاح کرے پس نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غم کھاویں گے اور

الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الۡعَذَابُ بِمَا كَانُوۡا

جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو لگے گا ان کو عذاب بسبب اس کے کہ

يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

تھے فسق کرتے کہہ نہیں کہتا میں تم کو نزدیک میرے خزانے خدا کے ہیں

وَ لَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ وَ لَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ اِنِّىۡ مَلَكٌ ۚ اِنۡ

اور نہ میں جانتا ہوں غیب کو اور نہ کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں نہیں

اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ ‌ؕ قُلۡ هَلۡ

پیروی کرتا میں مگر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف میری کہہ کیا

يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ‌ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنۡذِرۡ

برابر ہوتا ہے اندھا اور آنکھوں والا کیا پس نہیں فکر کرتے تم اور ڈرا

بِهِ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰى

ساتھ اس کے ان لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں اس سے کہ اکٹھے کئے جاویں طرف

رَبِّهِمۡ‌ لَـيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِىٌّ وَّلَا

پروردگار اپنے کے نہیں واسطے ان کے سوائے اس کے کوئی دوست اور نہ

شَفِيۡعٌ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ‏ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ

شفاعت کرنے والا تو کہ وہ بچیں اور مت ہانک دے ان لوگوں کو کہ

يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ‌ ؕ مَا

پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو صبح اور شام چاہتے ہیں منہ اس کا نہیں اوپر

وہ راستبازوں کو خوشخبریاں دیں اور بدکاروں کو زجر و توبیخ کرتے رہیں پھر جو لوگ ان کی ہدایت قبول کرلیں اور اصلاحی اعمال میں مصروف ہو جائیں تو ان کے لئے قیامت میں کسی خوف و رنج کا موقع نہ ہو گا (۴۹) اورجو لوگ ان رسولوںؑ اور ہماری آیات کی تکذیب کریں ان کو کلام اللہ کے احکام پر عمل نہ کرنے کی بنا پر عذاب کا سامنا لازم ہو گا۔ (۵۰) ان کو کہہ دو کہ میرے ساتھ سودا بازی نہ کرو میرے قابو میں اللہ کے خزانے نہیں ہیں اور نہ سٹّہ بازی کرو کہ میں غیب کی باتیں بتانا مفید نہیں جانتا۔ اور کسی منتر اور جنتر کی امید نہ رکھو میں کوئی فرشتہ نہیں کہ چراغ الہ دین لادوں۔ میں تو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی کے علاوہ کسی اور قانون و قاعدے اور مصلحت کی پیروی کرتا ہی نہیں ہوں۔اور یہ پوچھو کہ کیا ایک اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتے ہیں؟ کیا تم اس پر غورو فکر نہیں کرتے کہ قیاس و اجتہاد پر عمل کرنے والا اندھا ہوتا ہے اور کلام اللہ کی پیروی کرنے والا صاحب بصیرت ہوا کرتاہے (۵۱) آپؐ اے رسولؐ کلام اللہ اور وحی سے ان لوگوں کو تنبیہہ و تاکید کرتے رہیں جو اللہ کے حضور جواب طلبی کے لئے جمع ہونے سے خوفزدہ رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اللہ کے سوا وہاں کوئی ایسا ولی اور شفیع نہ ہو گا جو اس روز ہمیں بچا کر نکال لے جائے شاید یہ تقویٰ اختیار کرلیں۔ (۵۲) اے نبیؐ تم ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کردینا جو دن رات اور صبح و شام اپنے پروردگار سے تمہارے لئے مدد طلب کرتے ہیں اور جن کا ارادہ یہ ہے کہ وہ وجہ اللہ کو ہر وقت نظروں میں رکھیں

(۹) جواب سوال کے بغیر غلط (۵۰ / ۶) ولیؑ کیسا ہونا چاہئے؟ (۵۱ / ۶)

آیات (۵۱-۵۰ / ۶) پر ذرا سی باریک بینی درکار ہے ۔ رسولؐ اللہ سے یہ جواب دلوایا گیا ہے کہ: ”کہہ دو کہ میرے پاس اللہ کے خزانے اور ان پر اختیار نہیں ہے ۔ لیکن وہ سوالات کیا تھے جن کے یہ جوابات ہیں کہ مجھے علم غیب بھی نہیں ہے خزانہ بھی نہیں ۔ ہم نے ترجمہ میں جوابات کے ساتھ سوالات شامل کر دیئے ہیں۔ لیڈرانِ قوم رسولؐ سے رشوت چاہتے تھے اور قوم کی تقدیر بتا بتا کر روپیہ کمانے کا آلہ بنانا چاہتے تھے اس لئے خزانوں کا

عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
تیرے حساب ان کے سے کچھ اور نہ حساب تیرے سے اوپر ان کے
مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ كَذٰلِكَ
کچھ پس ہانک دے ان کو پس ہو جاوے تو ظالموں سے اور اسی طرح
فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
فتنے میں ڈالا ہے ہم نے بعضے ان کے کو یعنی آزمایا ہے ساتھ بعض کے
لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ
تو کہ کہیں کیا یہی ہیں کہ احسان کیا ہے اللہ نے اوپر ان کے ہم میں سے کیا نہیں
اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ
اللہ جاننے والا شکر کرنے والوں کو اور جب آویں تیرے پاس وہ لوگ کہ
يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ
ایمان لاتے ہیں ساتھ نشانیوں ہماری کے پس کہہ سلامتی ہے اوپر تمہارے
كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ
لکھی ہے رب تمہارے نے اوپر ذات اپنی کے رحمت یہ کہ جو کوئی عمل کرے
مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ
تم میں سے برا ساتھ نادانی کے پھر توبہ کرے پیچھے اس کے اور نیکیاں کرے
فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
پس تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح جدا جدا بیان کرتے ہیں ہم

سنو صورت حال یہ ہے کہ تمہارے ذمہ ان کی طرف سے جواب دہی کا کوئی حساب باقی نہیں رہا ہے اور نہ تیری طرف سے ان پر کسی جوابد ہی کا حساب باقی ہے ۔تم دونوں آپس میں بے باق اور فارغ ہو چکے ہو اور اگر اس تاکید اور وضاحت کے بعد بھی تم نے ان کو دور رکھا تو سمجھ لو کہ تم اپنے مقام بلند سے ظالموں کے طبقہ میں شمار کر لئے جاؤ گے (۵۳) اور وہ ایک پرانا طریقہ ہے جس سے ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو بعض لوگوں کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ آزمائش میں الجھ جانے والے یہ اعتراض کر ڈالیں کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم سب میں سے چھانٹ کر اللہ نے پسند کیا اور ان پر بطور منت نوازشیں ضروری سمجھیں؟ ان سے پوچھو کہ کیا اللہ شکر گزار بندوں کو تم سے بھی زیادہ نہیں جانتا ہے (۵۴) اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ ان کو سلام کیا کریں اور کہا کریں کہ تمہارے پروردگار نے تم پر رحمت کرنا اپنی ذات پر روز ازل سے واجب کر کے لکھا ہوا ہے اسی لئے اگر تم میں سے کوئی نادانی کی بنا پر کوئی برا کام کر گزرے اور جب اس کام کی خرابی معلوم ہو جائے تو پشیمان ہو کر توبہ کرے اور اصلاح کر لے تو اس کے لئے اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۵۵) اور اسی کو سمجھانے اور مجرموں کے طریق کار کو واضح کرنے کے لئے ہم

انکار کیا اور اسی لئے غیب دانی سے استعفا دے دیا ورنہ رسولؐ اللہ غیب کی جائز اور مفید اطلاعات دینے میں بخیل نہ تھے (تکویر ۲۴ / ۸۱) آیت (۵۱ / ۶) بتاتی ہے کہ ایسا ولی جو قیامت کے روز بھی کام آ سکے اور ایسا ولی جو شفیع بھی ہو صرف اللہ ہے۔ اور چونکہ اللہ نے باربار رسولؐ اللہ کو اور ان کے ہمسر مومنین علیہم السلام کو ولایت میں اپنا ردیف وشریک رکھا ہے (مائدہ ۵۵،۵۶ / ۵) اس بنا پر ساری اُمت آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ کو شفیع المذنبین مانتی آئی ہے ۔ لہٰذا محمدؐ و آل محمدؑ ہی ولی و شفیع ہیں ۔

(۱۰)آیات (۵۲۔۵۳) زمانہ فترۃ مکمل کرنے والے سابقہ تعلیمات کے وارث بزرگوں کی پوزیشن ؟

یہ دونوں آیات (۵۳۔۵۲ / ۶) ایسے مومن بزرگوں کا ذکر کرتی ہیں جن کو عمداً دور رکھنا رسولؐ کے تمام فضائل و مراتب اور مقام نبوت ورسالت کی نفی کرکے انہیں ظالموں کے زمرے میں لے آتا ہے ۔ یعنی یہ مسئلہ اسی وزن کا ہے اور ان ہی حضرات کا مسئلہ ہے ۔ جس وزن کا وہ مسئلہ تھا کہ اگر تم نے عمل کرکے نہ دکھایا تو تم نے ہماری رسالت ہی کو نہیں پہنچایا (مائدہ ۶۷ / ۵) (تشریح نمبر ۲۱) اور اس کا پتہ باقی عبارت کے ساتھ ساتھ لفظ ۔ وَجْهَهٗ۔ (وجہ اللہ) سے بھی چلتا ہے۔

آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں (۵۶) اے نبیؐ ان کو دو ٹوک طریقے سے بتادو کہ تم جن لیڈروں کو اپنی دعا کا ذریعہ بنائے ہوئے ہو میں ان کی بندگی واطاعت ہر گز اختیار نہ کروں گا۔ مجھے منع کر دیا گیا ہے اور میں تمہاری خواہشوں اور مصلحتوں اور تقاضوں کو

الْاٰيٰتِ وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع ۶ ۵ ۱۲ قُلْ اِنِّيْ

نشانیاں اور تاکہ ظاہر ہو جاوے راہ گناہگاروں کی کہہ تحقیق میں

نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

منع کیا گیا ہوں اس سے کہ عبادت کروں ان کی کہ پکارتے ہو تم سوائے خدا کے

بہر حال یہ سب کو معلوم ہے کہ ہر نبیؑ اپنی اُمت کی ہدایت و تبلیغ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور تمام انبیاؑ و رسل علیہم السلام سے اس ذمہ داری پر سوالات اور باز پرس کی جائے گی اور ان کے اعمال پر شہادت وحساب دینا ہوگا (مائدہ ۱۱۷،۱۱۶،۱۰۹ / ۵ وغیرہ) لیکن یہ حضرات ایسے مومنینؑ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ ان کی ہدایت و تبلیغ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آپ سے ان کے متعلق کوئی جوابدہی اور حساب وشہادت نہ ہوگا اور یہیں یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ مومنین بھی آنحضرتؐ کے سلسلے میں ہر حساب و جوابدہی سے فارغ ہیں (۵۲ / ۶) یعنی ایسے لوگ جن کا آپس میں برابر کا تعلق ہے اور دونوں پر ایک دوسرے کو ساتھ رکھنا لازم و واجب ہے۔ اگلی آیت (۵۳ / ۶) بتاتی ہے کہ وہ لوگ صرف دن رات عبادت میں مصروف رہنے والے لوگ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ نے کسی سابقہ منت کو پوری کر کے ان پر احسان بھی کیا ہے۔ یہ کون حضرات ہیں۔ اس کا مفصل جواب تو ہماری کتاب مرکز انسانیت میں ملے گا یہاں تو مختصراً اتنا سمجھ لیں اور ساتھ ہی میرا عقیدہ بھی سن لیں کہ وہ جناب حضرت ابوطالب علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور وہ تمام حضرات ہیں جو آنحضرتؐ کی بعثت تک ان کے دست و بازو و جان نثار مومنین تھے۔ ان میں خدیجۃ الکبریٰ اور فاطمہ الزہرا علیہم السلام بھی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرتؐ کی بعثت تک کا زمانہ، زمانہ فترۃ (مائدہ ۱۹ / ۵) کہلاتا ہے۔ یعنی ان چھ سات صدیوں کے دوران کوئی نبیؑ نہیں آیا۔ ساتھ ہی آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ: (وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ الاسراء)
اللہ کسی کو عذاب میں مبتلا نہ کرے گا جب تک رسولؐ بھیج کر اتمام حجت نہ کر چکا ہو۔ سنئے کہ علامہ مودودی فرماتے ہیں کہ:
"اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق وباطل کا فرق سمجھانے کے لئے) ایک پیغامبر نہ بھیج دیں۔"
(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۰۵) حاشیہ میں بڑی تفصیل سے تائید کی ہے اور اس کے بغیر عذاب دینے کے لئے فرمایا ہے کہ:
"یہ حجت قائم نہ ہو تو بندوں کو عذاب دینا خلاف انصاف ہوگا" (ایضاً صفحہ ۶۰۶) اب سوچئے کہ کیا چھ سات سو سال کے اندر مرنے والے لوگوں کا حساب کتاب اور عذاب وثواب سب ختم ہو جائے گا؟ نہیں جناب اسی لئے اللہ کبھی اس زمین کو اپنی حجت سے ایک لمحہ کے لئے بھی خالی نہیں رکھتا۔ آج بھی حجۃ اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ موجود ہیں اور ان مذکورہ صدیوں میں بھی برابر حجۃؑ اللہ موجود رہے۔ اور وہ تھے نابت علیہ السلام کی اولاد میں گزرنے والے آئمہ علیہم السلام جن میں آخری حجت خداوندی جناب ابوطالب علیہ السلام تھے اور ان کے بعد ان کے جانشین حضرت علیؑ اور گیارہ آئمہ معصومین علیہم السلام قیامت تک اسلام پر حجت خداوندی ہیں۔ وہ ہستی جس کی تعظیم وتکریم رسولؐ پر واجب تھی (بنی اسرائیل ۲۶ تا ۲۳ / ۱۷) جن کے سامنے نہایت عاجزی کے ساتھ جھک کر رہنا تھا۔ جن کو سلام کرنا واجب تھا (۵۴ / ۶ بھی) جن کے روبرو اُف تک نہ کرنا تھا۔ وہ بزرگ ترین ہستی جس نے (۱۲) بارہ محمدؐوں کو جنم دیا۔ جس نے نبوت ورسالت کو گود کھلایا۔ انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔ جو سرور کائنات کے سرور وملجا وماویٰ اور آویٰ تھے۔ (ضحیٰ ۸۔۶ / ۹۳) جن کی اولاد نے اسلام کو اپنے خون سے سرخرو رکھا۔ وہ بزرگ ہستی جناب ابوطالب بن عبدالمطلب علیہم السلام تھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(۱۱) آیات (۵۸ تا ۵۵ / ۶) بتدریج حکومت الٰہیہ میں قومی شرکت کی تجویز کو واضح کر کے رد کرتی ہیں۔

یہ اتنی واضح الفاظ والی آیات ہیں کہ یہاں مزید وضاحت کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے پہلے رسولؐ کی مخاطب قوم کے حالات اور تنبیہات بیان کی ہیں پھر دوسری بات میں لپیٹ کر یہ کہہ دیا کہ یہاں مجرموں کے طریقہ کار کا بیان ہو رہا ہے (۵۵ / ۶) پھر یہ بتا دیا کہ قوم کے لیڈروں کی ذاتی خواہشات اور تقاضے گمراہ کن ہیں لہٰذا رسولؐ اللہ یہ تقاضے منظور

کرنے سے منع کر دیئے گئے ہیں (۵۶ / ۶) پھر یہ چیز سامنے لائی گئی ہے کہ رسولؐ اللہ حق پر ہیں جو وہ کر رہے ہیں قوم اس کو غلط ثابت کرکے جھٹلانا چاہتی ہے ۔ اور جلدی سے رسولؐ کا فیصلہ چاہتی ہے ۔ وہ فیصلہ کیاہے وہ کس کام کے لئے عجلت سے پیش آ رہے ہیں اللہ نے کہلوایا ہے کہ حکومت صرف اللہ کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں ہوتی تو میں تمہاری بات مان کر فیصلہ تمہارے حق میں کرچکا ہوتا ۔ مگر کیا کروں حکومت کلیتہً اللہ ہی کے فیصلے پر منحصر ہے اور وہ ہی بہترین فیصلہ کرنے کا مقام رکھتاہے ۔ لہٰذا تمہاری تجویز باطل ہے تم غلط کار اور ظالم ہو یعنی حکومت کو اس کے صحیح مقام سے ہٹانا ہی تو حقیقی ظلم ہے (۵۸،۵۷ / ۶) ان دونوں آیات کے الفاظ ہماری اس تشریح کی ذمہ داری لیتے ہیں ۔ شرط وہی ہے کہ ہر لفظ کے وہ معنی لئے جائیں جو اس کے مصدر اور مادہ سے مستقلاً نکلتے ہوں اور ہر جگہ صحیح مفہوم موزوں رہتا ہو ۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ جس طرح میں اپنے عقائد و اصول اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کے تحفظ میں حساس ہوں اور جہاں تک میری علمی قابلیت ساتھ دیتی ہے کوئی ایسا پہلو نظر انداز نہیں ہونے دیتا جس میں محمدؐ و آل محمدؑ کی یا ان کے مخالفوں کی پوزیشن واضح ہوتی ہو ۔ اسی طرح، بلکہ اس سے کہیں زیادہ حساس قومی علما رہے ہیں ۔ فرق یہ ہے کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے رسولؐ کی نام نہاد قوم کی سازش پر قلم اٹھایا ہے اور میری کوشش بھی پوری کی پوری عوام کے سامنے فی الحال نہیں لائی جا سکتی ۔ لیکن اس قوم کے تحفظ میں لاکھوں قومی علما چودہ سوسال سے کوشاں رہے ہیں ۔ میری پشت پناہی پر میرے ہم مذہب علما وعوام بھی نہیں ہیں ۔ لیکن قومی دانشوروں اور علما کی پشت پناہی کے لئے تمام مسلمان حکومتیں سرتوڑ مدد کرتی رہیں اور افسوس ہے کہ شیعہ لیبل کے مجتہدین بھی ان کے مد ومعاون رہے ہیں ۔ اس سب کے باوجود میرا پشت پناہ میرا امام علیہ السلام ہے ۔ اور میں نے تن تنہا وہ چودہ سوسالہ نظام ، اس کی تاریخ و ریکارڈ الٹ کر پھینک دیا ہے۔ آیئے میں آپ کو دکھاؤں کہ اس آیت (۵۷ / ۶) میں لفظ ۔ ٱلۡحُكۡمُ ۔ کے معنی حکومت ہونا چاہئیں یا نہیں؟ اور یہ کہ مکہ کی ابتدائی سازش میں رسولؐ قوم حکومت میں تبدیلی پر زور دے رہی تھی یا نہیں قرآن سنئے: اور تراجم دیکھئے :

وَلَقَدۡ ءَاتَيۡنَا بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحُكۡمَ وَٱلنُّبُوَّةَ وَرَزَقۡنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلۡنَٰهُمۡ عَلَى ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٦﴾ الجاثیۃ

قدیم ترجمہ (۱)" اورہم نے دی ہے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اورپیغمبری اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں اوربزرگی دی ان کوجہان پر"(شاہ عبدالقادر مرحوم)
(۲) "اوربے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اورنبوت عطا فرمائی" (احمد رضا خان مرحوم)
جدید ترجمہ (۳) "اورہم نے بنی اسرائیل کو کتاب (ہدایت)اورحکومت اور نبوت بخشی" ۔
(مترجمہ اردو انگریزی قرآن صفحہ ۶۷۳ تاج کمپنی) مترجم فتح محمد صاحب۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ بنی اسرائیل کی حکومت کی عمر دنیا میں سب سے طویل ہے ان میں ہزاروں حکمران و بادشاہ گزرے اور آج تک ان کی حکومت چلی آ رہی ہے ۔ اور اللہ نے تو یہ حقیقت بھی قرآن میں محفوظ کردی کہ بنی اسرائیل کو وہ کچھ دیا گیا جو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ تک کسی اور قوم کو نہ دیا گیا تھا (مائدہ ۲۰ / ۵) اس کے باوجود بھی جن علما ومترجمین نے مندرجہ بالا آیت (۱۶ / ۴۵) کے ترجمہ میں لفظ ۔ ٱلۡحُكۡمُ ۔ کا ترجمہ حکومت نہیں کیا۔ وہ حقیقی معنی میں رسولؐ کی قوم کے صحیح علما اورجانبداری میں اعلی ترین مقام پر تسلیم کیے جانا چاہئیں ۔ اور ہمارے علامہ مودودی ان میں سے اوّل نمبر پر ہیں ۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ قرآن اور قرآن کی حکمت آفرین ترتیب وتدوین ایک معجزہ ہے وہاں باطل اور باطل پرست دخیل نہیں ہوسکتا (حمٓ سجدہ/ فصلت ۴۲/۴۱) اگر جرأت کرے تو پکڑلیاجاتا ہے آئے وہی آیت (۵۷ / ۶) اور وہی لفظ إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ سامنے رکھئے اور ان ہی علامہ مودودی سے اس کے صحیح معنی دیکھئے اور سوچئے ۔

(إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ) (یوسفؑ ۴۰ /۱۲، یوسف ۶۷ /۱۲، الانعام ۵۷،۵۶ /۶)

(۱) بقول علمائے اہل سنت حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی کا قدیم ترین ترجمہ : "نیست فرمانروائی مگر خدارا" (حکمرانی خداکے سواکسی کی نہیں ہے)
(۲) شاہ عبدالقادر فرزند شاہ ولی اللہ ۔ " حکومت نہیں ہے کسی کی سوائے اللہ کے "(دونوں باپ بیٹوں کا مترجمہ قرآن صفحہ ۳۱۹)
(۳) مولانا فتح محمد جالندھری ۔" (سن رکھو کہ)خداکے سواکسی کی حکومت نہیں ہے "(ایضاً مترجم قرآن انگریزی اردو صفحہ ۳۲۷)
(۴) سرکار علامہ سوفیصد جانبدار مودودی صاحب" فرمانروائی کااقتدار اللہ کے سواکسی کے لئے نہیں ہے "(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۰۲)

قُلْ لَآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ

کہہ نہیں پیروی کرتا میں خواہشوں تمہاری کی تحقیق گمراہ ہو جاؤں میں

اِذًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى

اس وقت اور نہ ہوں میں راہ پانے والوں سے کہہ تحقیق میں اوپر

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا

دلیل روشن کے ہوں پروردگار اپنے کی طرف سے اور جھٹلایا تم نے اس کو نہیں

عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

میرے پاس وہ جو جلدی کرتے ہو تم ساتھ اس کے نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے

يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ

بیان کرتا ہے حق کو اور وہ اچھا فیصل کرنے والا ہے کہہ اگر تحقیق میرے پاس ہوتی

ہر گز دین کی پیروی میں داخل نہ ہونے دوں گا اگر میں نے ایسا کر لیا تو نہ صرف گمراہ ہو جاؤں گا بلکہ ہدایت یافتگی ضائع ہو جائے گی۔ (۵۷) اور ان لوگوں کو یہ بھی بتا دو کہ میں اپنے پروردگار کی جانب سے واضح طور پر حق بجانب ہوں اور تم نے اس واضح تعلیم کی تکذیب کی ہے یعنی مجھے خواہشوں اور مصلحتوں کی پیروی کو دین میں شامل کرنے اور لیڈروں کو مقام دینے کی باتیں، تم جس چیز کے لئے جلدی کر رہے ہو وہ نہ میرے پاس ہے نہ میرے اختیار میں ہے حکومت بنانے کا سارا اختیار اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے اور اس نے ساری حقیقت بیان کر دی ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۵۸) ان سے کہہ دو کہ جس حکومت کے فیصلے کے لئے تم

ابھی دو قدم اور چلیں اور دوسری و تیسری آیت سنیں : وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾ القصص

(۵) ” فرمانروائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو“ (تفہیم القرآن جلد۳ صفحہ ۶۵۸، صفحہ ۶۵۹) اور شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ:

(۶) ” اُو را است فرمانروائی وبسوئے اُوباز گردانیدہ شوید۔“ (حکمرانی اسی کے لئے ہے اور تمہیں اسی کی طرف لوٹایا جائے گا)

(۷) ”ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے فرماں روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔“ (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۶۷۰) كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾ القصص

(۸) شاہ ولی اللہ ” غیر از اُو ہر چیز ہلاک شوندہ است مگر روئے او مر اُو را است فرماں روائی و بُسوئے اُوباز گردانیدہ شوید“ یہ ہے قرآن اور یہ ہیں ہم اور ہماری دلیل جس کا دل چاہے ہم دونوں کو جھٹلائے۔ اب پلٹ کر قرآن کی زیر وضاحت آیات (۵۷۔۵۸۔۶) کو دوبارہ دیکھیں اللہ نے رسولؐ اللہ کو حکم دیا ہے کہ کفار مکہ یعنی مشرکین قریش، یعنی حق پوش گروہ یعنی اپنی مخاطب قوم کو بتاؤ کہ: ” میں نے جو کچھ اب تک کیا ہے اس کی سند میں میرے پاس میرے پروردگار کی دلیل ہے اور تم نے میرے عملدرآمد کی تکذیب کی ہے اور اس میں تبدیلی کرانے کی جلدی کر رہے ہو جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ حکومت تو خالصتاً اللہ کی ہے اور اس نے وہی فیصلہ صادر کیا ہے اور وہ حکومت کے معاملہ میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والی ہستی ہے۔“ (انعام ۵۷ / ۶) صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں حکومت زیر بحث ہے۔ قریشی دانشور رسولؐ پر جلدی جلدی حکومت کے متعلق کوئی تقاضہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حکومت کے متعلق خود رسولؐ نے فیصلہ کیا ہے لہٰذا اسے تبدیل کرنے کا اختیار بھی ان کو ہے۔ مگر جواب یہ ملتا ہے کہ نہیں حکومت محض اللہ کی ہے میرے پاس اس سلسلے میں اختیار نہیں ہے۔ یہاں رُک کر یہ یاد کریں کہ رسولؐ اللہ نے جو پہلا اعلان کیا وہ یہ تھا کہ: ” یہ علیؑ میرا بھائی ہے۔ میرا وزیر ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔“ اور جو سب سے پہلا حکم دیا وہ یہ تھا کہ: ” تم سب علیؑ کی بات سنو اور اطاعت کرو۔“ اس اعلان اور حکم پر دانشوران قریش اور سرداران قوم نے یہ کہا تھا کہ: ” محمدؐ بنی ہاشم کا اقتدار بحال کرنا چاہتا ہے“ اور حضرت ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام کو قریشی بزرگوں نے طعنہ دیا تھا کہ: ” آج سے اپنے بیٹے کی اطاعت کیا کرو“ لہٰذا یہ تھی وہ حکمرانی اور حکومت جو قریش کو ناپسند تھی اور اللہ نے اس ناپسندیدگی کو ” حسد “ قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

دباؤ دار جلدی کررہے ہو اگر اس کو طے کردینے کا اختیار میرے پاس ہوتا تو یقیناً اب تک میرے اور تمہارے درمیان اقتدار و حکومت کا یہ معاملہ کبھی کا طے پا گیا ہوتا اور اللہ تو اس معاملہ میں غلط کاروں کو خوب جانتا ہے ۔ (۵۹) اور مکمل غیب کی کنجیاں بھی اسی کے پاس ہیں اور الغیب کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا یعنی ظالموں کی مکمل حالت بھی وہی جانتا ہے اور خشکی میں اور سمندروں میں جو کچھ بھی ہے اللہ اسے بھی خوب جانتا ہے۔ اور کوئی ایسا پتہ درختوں ، پودوں اور بیلوں سے نہیں ٹوٹتا جسے اللہ نہ جانتا ہو اور اس زمین کی تاریکیوں میں بھی کوئی ایسا دانہ نہیں اور نہ ہی کوئی ترچیز ایسی ہے نہ کوئی خشک چیز ایسی ہوسکتی ہے جو اس بیان سے لبریز کتاب میں نہ ہو ۔یعنی تمہاری حکومت جھپٹنے کی تفصیل ہی کہاں چھپی رہ سکتی ہے (۶۰) اور اللہ ہی تو وہ ذات ہے جو تمہیں ہر رات فارغ کرتا رہتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم دن بھر لوگوں کو اپنی کمائی سے گھائل

مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَ

وہ چیز کہ شتاب مانگتے ہو تم اس کو البتہ فیصل کیا جاتا کام درمیان میرے اور

بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَ عِنْدَهٗ

درمیان تمہارے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور نزدیک اس کے ہیں

مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ

کنجیاں غیب کی نہیں جانتا ان کو مگر وہ اور جانتا ہے جو کچھ بیچ جنگل کے ہے

وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا

اور دریا کے ہے اور نہیں گرتا کوئی پات مگر جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی

حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

دانہ بیچ اندھیروں زمین کے اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر ہے بیچ کتاب

مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَ يَعْلَمُ

بیان کرنے والی کے اور وہی ہے جو قبض کرتا ہے تم کو بیچ رات کے اور جانتا ہے

مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ

جو کماتے ہو تم بیچ دن کے پھر اٹھاتا ہے تم کو بیچ اس کے تو کہ پورا کیا جاوے وقت

أَمْ يَحْسُدُونَ ٱلنَّاسَ عَلَىٰ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ۖ فَقَدْ ءَاتَيْنَآ ءَالَ إِبْرَٰهِيمَ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَءَاتَيْنَٰهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿۵۴﴾ النساء

" پھر کیا یہ دوسروں سے اس لئے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا ؟ اگر یہ بات ہے تو انہیں معلوم ہو کہ ہم نے تو ابراہیمؑ کی اولاد (نہیں آل کہیئے۔احسنؔ) کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملک عظیم بخش دیا مگر ان میں سے کوئی (اس ملک عظیم و کتاب وحکمت۔احسن) اس پر ایمان لایا اور کوئی اس سے منہ موڑ گیا"

(فَمِنْهُم مَّنْ ءَامَنَ بِهِۦ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ﴿۵۵﴾ النساء)

علامہ کی تشریح بھی سن لیں تو بات کریں ۔ "ملک عظیم سے مراد دنیا کی امامت وراہنمائی اور اقوام پر قائدانہ اقتدار ہے۔ " (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۳۶۰وصفحہ ۳۶۱حاشیہ ۸۶) یہاں پہلی بات تو یہ نوٹ کریں کہ علامہ نے حسب عادت یہاں تحریف کی ہے ۔ یعنی قرآن کے لفظ " صَدَّ " کے معنی منہ موڑنا نہیں ہیں بلکہ اس حکومت کو قائم ہونے سے روکنا ہیں ۔ سنئے علامہ پکڑے جاتے ہیں :

فَصَدَّهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۲۴﴾ النمل
وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ ٱللَّهِ ﴿۴۳﴾ النمل

"اور انہیں شاہراہ سے روک دیا اس وجہ سے وہ یہ سیدھا راستہ نہیں پاتے " (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۶۹) ایک اور مقام دیکھ لیں :

"اس کو (ایمان لانے سے) جس چیز نے روک رکھا تھا وہ ان معبودوں کی عبادت تھی جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی " (تفہیم القرآن جلد۳صفحہ ۵۷۹) معلوم ہوا کہ اللہ نے آل ابراہیمؑ علیہم السلام کو کتاب دی ۔ حکمت اور حکومت دی اور رسولؐ کی قوم نے ازراہ حسد اس حکومت کے قیام کو روکا ۔ قرآن کے اس بیان کی تائید ، تاریخ میں حضرت عمر خلیفہ دوم کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انہوں نے عبداللہ ابن عباس کو دیا اور کہا کہ: " تمہاری قوم نے یہ نہ چاہا کہ نبوت اور حکومت

کرتے ہو اس کے باوجود تمہیں پھر وفات کے بعد دن میں کھڑا کردیتا ہے ۔ تاکہ رفتہ رفتہ اس مقرر مدت کو پورا کردے جو تمہارے دنیا میں رہنے کے لئے طے شدہ ہے پھر تم سب اللہ کی طرف رجوع کرائے جاؤ گے اور تب تمہیں اللہ وہ سب کچھ بتائے گا جو تم اللہ و رسولؐ کی ہدایات کے باوجود کیا کرتے تھے (۶۱) اور اللہ تو اپنے تمام بندوں پر قہر وغلبہ رکھتا ہے اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے ۔

مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا

مقرر کیا ہوا پھر طرف اس کی پھر جانا ہے تمہارا پھر خبر دے گا تم

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۶۰ ع وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ

ع ۵ / ۱۳

کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے ۔اور وہی ہے غالب اوپر

عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى

بندوں اپنوں کے اور بھیجتا ہے اوپر تمہارے نگہبان یہاں تک کہ

ایک ہی خاندان میں رہے " (الفاروق حصہ اوّل صفحہ ۱۰۳) لہٰذا ڈنکے کی چوٹ اور قرآن کے مکرّر وسہ کرّر اور باربار کے اعلانات سے ثابت ہوا کہ مکہ ہی سے قریشی سرداروں اور لیڈروں نے آنحضرتؐ پر دباؤ ڈالنا شروع کیا تھا کہ وہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی حکومت کو تبدیل کرکے نیا حکم جاری کریں لیکن اللہ نے دخل دیا اور کہہ دیا کہ حکومت کا معاملہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے (۵۷ / ۶) اور اگر میرے اپنے ہاتھ میں یہ اختیار ہوتا تو میں نے اپنے سابقہ حکم کو بدل دیا ہوتا۔ مگر میرا سابقہ حکم تو اللہ کا حکم تھا (۵۴ / ۴ وغیرہ وغیرہ) ہم تمام علما کو دعوت دیتے ہیں کہ اسی تسلسل اور اصرار کے ساتھ آیات سے قومی یا جمہوری یا خطا کاروں کی یا صحابہ کی حکومت ثابت کریں ۔ نہیں تو ایمان لے آئیں یا کم ازکم مسلم عوام کو آزاد چھوڑ دیں کہ وہ خود سوچیں سمجھیں اور کسی عقلی نتیجہ پر پہنچ جائیں ۔

(۱۲) آیت (۵۹ / ۶) کتاب مبین ، قرآن کریم ہے اور اس کا عالم ومعلم رسولؐ ہر وہ چیز جانتا ہے جو اس میں ہے ۔

یہ ایک ثابت شدہ اور علما کی کثرت کی مسلمہ بات ہے کہ رسولؐ کی قوم نے اور قوم کے لیڈروں اور دانشوروں اور علما نے رسولؐ اللہ کو اپنے مثل بشر کہہ کر ان کو جائز الخطا ہی نہیں مانا بلکہ ماشاء اللہ اپنی خودساختہ تاریخ وتفسیر و روایات سے ان کی غلطیاں بھی گھڑ کر دکھائی ہیں ۔ ان کو سوفیصد ان پڑھ اور چالیس سال تک نبوت ورسالت و دین سے نابلد وجاہل مانا تاکہ وہ جہلا اور غلط کار لوگوں کو ان کا جانشین بنا سکیں ۔ یعنی اسی حکومت زیر بحث کو توڑنے کی تمہید میں رسولؐ کو جاہل وخطاکار اور اپنے ایسا ایک بشر بنایا گیا۔ اور اس معیار کو اس کے پیروں پر کھڑا کرنے کے لئے نہ صرف تاریخ کو بدلا گیا بلکہ خود قرآن کی ایسی معنوی تحریف کی کہ وہ مہجور کرکے رکھ دیا گیا۔ (فرقان ۳۰ / ۲۵) چنانچہ ابھی ابھی معنی بدلنے پر مختصر تشریح کے بعد بھی کافی لکھنا پڑا تو بات صاف ہوئی ۔ اب یہی آیت (۵۹ / ۶) قرآن کا ایسا مقام بیان کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن کا حقیقی معنی میں عالم ہو تو کائنات کی کوئی چیز کوئی واقعہ کوئی حادثہ اور کوئی ارتقائی صورت حال اس کی نظروں سے غائب نہیں رہ سکتی ۔اور ایسا مانتے ہی وہ گھروندا بکھر جاتا ہے جو قوم نے لاکھوں مسلمانوں اور کروڑوں انسانوں کی لاشوں پر تعمیر کیا تھا ۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ یہاں اور ہر جگہ جہاں جہاں قرآن میں "کتاب مبین" آیا ہے وہاں اسے قرآن نہ سمجھا جائے چنانچہ عموماً تمام مترجمین ، حتّٰی کہ شیعہ مترجمین نے بھی وہاں کتاب مبین سے "لوح محفوظ" سمجھایا ہے ۔ صرف اس لئے کہ کتاب مبین میں کائنات کے ہر ذرہ اور مخلوق کی تفصیل ہے ۔ لیکن قرآن کے متعلق اس گمراہ کن پروپیگنڈے کا دروازہ قرآن میں یہ کہہ کر بند کر دیا گیا کہ:

" الف لام ر۔ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں جسے ہم نے عربی قرآن کی صورت میں نازل کیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لے سکو۔ "

الٓرٰ ۚ تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْمُبِينِ ۝١ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝٢ يوسف

لہٰذا رسولؐ سے کائنات کی کوئی چیز کوئی ذرہ غائب نہ تھا آپؐ کتاب مبین کے معلم تھے اور لامحدود علم کے وارث چھوڑ کر گئے تھے اور وہی حاکم و ولی ومولا تھے ۔

(۱۳) آیات (۶۱ـ۶۲) ادارہ نبوت اور ملائکہ خدا کے کام انجام دیتے ہیں ۔

یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے موت وحیات ورزق وغیرہ کو خالص

یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی ایک کی موت کا وقت آتا ہے تو ہمارے رسولؐ اس کو دنیا سے فارغ کردیتے ہیں اوروہ رسولؐ اس کام میں کوئی کمی نہیں کرتے ہیں (۶۲) پھر سب مرنے والوں کو ان کے حقیقی مولا کی طرف واپس لایا جاتا ہے اے حکومت کے طلبگارو خبردار ہوکر پھر سنو کہ حکومت صرف اللہ کے لئے ہے اور وہ تمہاری اس سازش کا سب حساب لینے والوں سے جلد تر حساب لینے والا ہے (۶۳) ان سے پوچھو کہ صحرا کی خشکی اور سمندروں میں تمہیں خطرات سے کون بچاتا ہے اور ہر سال دوہرے دوہرے خشکی اور سمندر کے سفر سے (قریش۔۳تا۱ / ۱۰۶) تمہیں کون خیریت سے لاتا ہے جب تم ہوش و حواس گم کردہ دلوں کی گہرائی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہو کہ اگر ہمیں اس دفعہ اس خطرے سے بچا لیا تو ہم یقیناً پکے شکرگزار بن جائیں گے (۶۴) ان خبیثوں کو بتا دو کہ وہ نجات دہندہ اللہ ہی تو ہے جو تمہیں ان خطرات سے اور تمام مہلک حادثات سے بچاتا رہتا ہے مگر تم اپنے وعدوں کے خلاف برابر حکومت الہیہ میں شرکت چاہتے ہو (۶۵) ان سے بار بار کہو کہ اللہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ تم پر تمہارے سروں کے اوپر آسمان سے عذاب نازل کردے یا تمہارے پیروں کے نیچے زمین سے عذاب کو ابال دے یا تمہیں مختلف اشاعت کرنے والوں کا

اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ

جب آتی ہے ایک کو تم میں سے موت قبض کرتے ہیں اس کو

رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا

بھیجے ہوئے ہمارے اور وہ نہیں کمی کرتے پھر پھیرے جاتے ہیں

اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَ

طرف اللہ کی جو کارساز ان کا ہے حق خبردار رہو واسطے اسی کے ہے حکم اور

هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ

وہ جلد حساب لینے والا ہے کہہ کون شخص نجات دیتا ہے تم کو اندھیروں

الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ

جنگل کے سے اور دریا کے سے پکارتے ہو تم اس کو عاجزی سے اور چھپا کر

لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾

اگر نجات دے گا ہم کو اس آفت سے البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں سے

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ

کہہ اللہ نجات دیتا ہے تم کو اس سے اور ہر سختی سے پھر تم

تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا

شریک کرتے ہو۔ کہہ وہ قادر ہے اوپر اس کے کہ بھیجے تم پر عذاب

مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا

اوپر تمہارے سے یا نیچے پاؤں تمہارے کے سے یا ملادیوے تم کو گروہیں مختلف

اپنے کام فرمایا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ انسانوں یا فرشتوں کی طرح سے کام کرتا ہے۔ بلکہ انبیا اور ملائکہ علیہم السلام ادارہ نبوت کے افراد ہیں اوران کے کاموں کو اللہ اپنا کام کہتاہے اوران کے علاوہ کسی اور کو اللہ کے کاموں میں شریک کہنا حقیقی شرک ہے۔ لہٰذا یادرکھو کہ نور محمدیؐ اس ادارہ نبوت کا بھی راہنما ہے۔

(۱۴) آیت (۶۵ / ۶) میں مذکور ایک عذاب تقریباً چودہ سوسال سے مسلمانوں پر مسلط چلا آرہاہے۔

اللہ نے عذاب کی ایک صورت یہ بتائی تھی کہ تمہیں مختلف مسالک میں منتشر کرکے اپنے اپنے مسلک کی اشاعت پر سختی سے جمادے اور پھر تم آپس میں ایک دوسرے کی سختیاں اور مصائب اور مظالم کی لپیٹ میں آجاؤ۔ چنانچہ یہ عذاب رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی مسلمانوں پر نازل ہوا اور آج تک ختم نہیں ہوا ہے۔ ٹھہر ٹھہر کر سراٹھاتا رہتاہے۔ خدا بھلا کرے طاقتور غیر مسلم اقوام کا کہ اس نے لگام دے رکھی ہے تو امن کی امید رہتی ہے۔

(۱۵) آیات (۶۸ تا۶۵ / ۶) میں برابر مسئلہ حکومت پر قومی کیفیت بیان ہوئی ہے۔

قارئین ہم دونوں کی ترجمانی یہ بتانے کے لئے

لباس پہنا کر ایک دوسرے کے مقابلے پر لا کھڑا کرے اور پھر تمہیں ایک دوسرے کے مظالم کا ذائقہ چکھنا پڑے ۔اے رسوؐل ذرا دیکھو کہ ہم کس طرح پھیر پھیر کر تکرار سے آیات پیش کررہے ہیں کہ شاید یہ تمہاری نام نہاد قوم اپنا طریقہ چھوڑ کر سمجھنے کی کوشش کرے (۶۶) سمجھنا اور ماننا تو کہاں تیری قوم نے تو حق ہوتے ہوئے اس حقیقت کو جھوٹ کہہ دیا کہ حکومت کے لئے اللہ ہی مختار ہے بہرحال ان سے کہہ دو کہ میں تمہارے سامنے کوئی وکالت کرنے والا بھی نہیں ہوں (۶۷) ہر غیبی اطلاع کا ایک ٹھکانہ ہوتا ہے یہ تیری قوم بھی عنقریب جان لے گی (۶۸) اور جب آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی نام نہاد قوم کے دانشور ہماری متعلقہ آیات پر غورو خوض و مباحثہ کرکے معنوی تحریف کررہے ہیں تو آپ ان میں دلچسپی نہ لیں یہاں تک کہ وہ مسئلہ حکومت کے علاوہ کسی اور موضوع کو شروع نہ کردیں اور اگر تمہیں وہ مجسم شیطان جو ایک نیا اسلام بنانے پر مباحثہ کرتا رہتا ہے (فرقان ۲۹ تا ۲۷ / ۲۵، نیز ۲۰۴ / ۲) بحث میں الجھالے تو یاد آنے اور سمجھنے کے بعد اپنی ظالم و غلط کار قوم کے پاس بیٹھے نہ رہو (۶۹) ان لوگوں کے ذمہ کوئی حساب اور مواخذہ باقی نہیں رہا ہے جنہوں نے پارسائی اور تقویٰ کو اپنا معمول بنا لیا ہے البتہ ان کی یہ ذمہ داری ضرور ہے کہ وہ اس قوم کو نصیحت اور تنبیہہ جاری رکھیں تاکہ شاید وہ بھی متقی بن جائیں (۷۰) تمہارے چاروں طرف جو لوگ اپنے دین کا تماشہ اور کھلونا بنا رہے ہیں ان میں پھوٹ ڈال کر ٹکڑوں میں بانٹ ڈالو ان لوگوں کو دنیاوی زندگی نے

وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ

کر کر اور چکھاوے بعضے تمہارے کو لڑائی بعض کی دیکھ کیوں کر

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ كَذَّبَ بِهٖ

طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں تو کہ وہ سمجھیں اور جھٹلایا اس کو

قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ ﴿۶۶﴾

قوم تیری نے اور وہ سچ ہے کہہ نہیں میں اوپر تمہارے داروغہ

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ اِذَا رَاَيْتَ

واسطے ہر خبر کے وقت ہے قرار پکڑنے کا اور البتہ جان لوگے اور جب دیکھے تو

الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں ہماری کے پس منہ پھیر لے ان سے

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

یہاں تک کہ بحث کریں بیچ بات کے سوا اس کے اور اگر بھلاوے تجھ کو

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَ

شیطان پس مت بیٹھ پیچھے یاد آنے کے ساتھ قوم ظالموں کے اور

مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

نہیں اوپر ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں حساب ان کے سے کچھ

وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ ذَرِ الَّذِيْنَ

ولیکن نصیحت کرتا ہے تو کہ وہ بچیں اور چھوڑ دے ان لوگوں کو کہ

اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

پکڑتے ہیں دین اپنے کو کھیل اور تماشہ اور فریب دیا ہے ان کو زندگانی

کافی ہے کہ نہایت حکمت واحتیاط سے رسولؐ کی قوم کی جدوجہد اور ان کے تصورات کو سامنے رکھاجا رہاہے اور صاف الفاظ میں بتا دیا ہے کہ قومی راہنماؤں نے اپنی مجتہدانہ بحثوں اور تاویلوں سے مسئلہ حکومت الٰہیہ کو غلط اور جھوٹ قرار دے دیا ہے (۶۶ / ۶) اور یہ کہ رسولؐ کو شیطان دوم سے دوبارہ چوکنا رہنے کی ہدایت کی گئی یہ وہی شخص ہے جس نے خود اپنے ایک دوست کو گمراہ کیا تھا اور اس نے اپنے بیان میں اللہ کے حضور اپنے اس دوست کو شیطان کالقب دے کر کہا تھا کہ اس نے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹاکر اپنے تیار کئے ہوئے مذہب پر چلا کر اسے ذلت وعذاب کا مستحق بنا دیا (فرقان ۲۹ تا ۲۷ / ۲۵) اسی شخص کو زبردست مناظرہ باز کہاگیایہی وہ آدمی تھاجس کی باتیں خود رسولؐ کو لبھالیتی تھیں (۲۰۴ / ۲) ان آیات میں اللہ نے ایک ایسا نظارہ پیش کیاہے کہ جس میں دانشوران قریش کی گول میز کانفرنس ہو رہی ہے ۔ علمائے

فریب دیا ہوا ہے البتہ انہیں حکومت الٰہیہ یاد دلاتے چلے جاؤ۔ تاکہ ان پر واضح ہوتا رہے کہ آدمی کو اپنے کرتوت بہانہ بازیوں میں الجھا لیا کرتے ہیں ۔ اور یہ الجھاؤ ایسی صورت حال سے دوچار کر دیتا ہے کہ پھر اس کے تحفظ کے لئے نہ کوئی سرپرست حاکم (ولی) ہوتا ہے نہ کوئی سفارشی رہتا ہے ۔ اور اگر وہ عذاب سے بچنے کے لئے تمام نقصانات کو عادلانہ طور پر پورا کرنا چاہے تب بھی اس کو منظور نہ کیا جاوے گا یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے اعمال اور کمائی نے اپنی خوفناک حالت میں ڈالا ہے بہرحال ان کے لئے اب تو پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب طے پا چکا ہے اور یہ ان کی حق پوشی کے جرم کی پاداش ہوگی ۔ (۷۱) اے نبیؐ آپ اپنی قوم کے مبلغین سے دریافت کریں کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اللہ کے سوا ایسے مردہ اور ناکارہ تمہارے لیڈروں کو پکاریں جو نہ تو ہمیں کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان سے کسی قسم کا نقصان ہو سکتا ہے؟ اور کیا ہمیں اسلام چھوڑ کر واپس تمہاری قوم میں آجانا چاہئے جب کہ ہمیں اللہ نے ہدایت عطا کر دی ہے ؟

الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ

دنیا کی نے اور نصیحت کر ساتھ اس کے اس سے کہ ہلاکت میں سونپا جاوے

نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ہر ایک جی بسبب اس چیز کے کہ کمایا ہے نہ ہو واسطے اس کے سوا اللہ کے

وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا

دوست اور نہ شفاعت کرنیوالا اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے نہ

يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا

لیا جاوے گا اس سے یہی لوگ ہیں کہ سونپے گئے ہلاکت میں بسبب اس کے

بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ

جو کمایا ہے واسطے اس کے پینا ہے گرم پانی سے اور عذاب ہے درد دینے والا

بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ع ۸ ۱۰ ۱۴

بسبب اس کے کہ تھے کفر کرتے کہہ کیا پکاریں ہم سوائے اللہ کے

مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ

اس چیز کو کہ نہ نفع دے ہم کو اور نہ ضرر دے ہم کو اور کیا پھیرے جاویں

عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

اوپر ایڑیوں اپنی کے پیچھے اس وقت کے کہ ہدایت کی ہم کو اللہ نے

قوم مسئلہ خلافت الٰہیہ سے متعلق آیات پر غوروخوض ومباحثہ کر رہے ہیں۔ رسولؐ اللہ سے مذکورہ شیطان ثانی اسی عنوان پر تنقید کر رہاہے اور چاہتا ہے کہ حضورؐ بحث میں الجھیں کہ اللہ کا حکم ملتا ہے کہ جب بھی آیات خداوندی پر بحث وموشگافی شروع ہو آپ بالکل دلچسپی نہ لیں اور اٹھ کر چلے آیا کریں (۶۸ / ۶) اس سے پہلے ان لوگوں کو رسولؐ کی قوم کہہ کر متعارف کرا دیاہے (۶۶ / ۶) اور بتا دیاہے کہ یہ بحث ومناظرہ اس مفہوم کو غلط ثابت کرکے جھٹلانے کے لئے کیا جاتاہے اور رسولؐ کو اپنا مفہوم وتعبیر اختیار کرنے کے لئے سیاسی واجتہادی چکر دیئے جاتے ہیں کہ اللہ کو یہ کہنا پڑتاہے کہ: ”اگر تم پر اللہ کے فضل ورحمت کی روک اور حفاظت کا انتظام نہ ہوتا تو تیری قوم کے اس مجتہد ٹولے نے تو تمھیں گمراہ کرہی دیا ہوتا لیکن وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ آپ کو لامحدود علم وعظیم فضل میں محفوظ کر دیا گیاہے۔“ (نساء ۱۱۳ / ۴)

(۱۵ ۔ الف) آیت (۷۰ / ۶) میں برابر رسولؐ کی قوم کے حق میں فیصلہ سنایا گیا ہے دین کا تماشہ ۔

یہ آیت (۷۰ / ۶) رسولؐ کی قوم کے مومنین ومجتہدین کو اپنے دین کو کھیل اور تماشہ بنانے والے لوگ کہتی ہے ۔ اور یہ کھیل وتماشہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ قرآن کے الفاظ کے ساتھ بازی گری کی جائے ایک لفظ کے مختلف معنی کئے جائیں اور دینی احکام کو موم کی ناک بناکر اجتہادی سانچوں میں مختلف شکلیں دے دی جائیں ۔ یا ایسی تنقید وتفہیم کی جائے کہ کلام اللہ کی کھلی توہین ہوتی ہو جیساکہ آیت کے ایک لفظ ”ذَر“ کے معنی میں بیان ہوا ہے جہاں لفظ ”ذَر“ کے حقیقی معنی چھوڑنا یا الگ ہوجانا نہیں ہیں بلکہ ۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا ۔ (TO CUT IN SLICES) یا (TO WOUND ANYONE) یا کسی

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ

مانند اس شخص کے کہ ڈال دیا ہے اس کو شیطانوں نے بیچ زمین کے سراسیمہ

لَهٗٓ أَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ط

واسطے اس کے یار ہیں کہ پکارتے ہیں اس کو طرف ہدایت کی کہ چلا آ ہمارے پاس

قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط وَ أُمِرْنَا

کہہ تحقیق ہدایت اللہ کی وہی ہے ہدایت اور حکم کئے گئے ہیں ہم یہ کہ

لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَ أَنْ أَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

مطیع ہو ویں واسطے پروردگار عالموں کے اور یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور

اتَّقُوْهُ ط وَ هُوَ الَّذِيْٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ

ڈرو اس سے اور وہی ہے وہ شخص کہ طرف اس کی اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہی ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ بِالْحَقِّ ط وَ يَوْمَ

وہ شخص جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے اور جس دن

يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ط قَوْلُهُ الْحَقُّ ط وَ لَهُ الْمُلْكُ

کہتا ہے کہ ہو پس ہو جاتا ہے بات اسی کی سچ ہے اور واسطے اسی کے ہے بادشاہی

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ط عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ط

جس دن کہ پھونکا جاوے گا بیچ صور کے جاننے والا ہے غیب کا اور ظاہر کا

وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَ إِذْ قَالَ إِبْرٰهِيْمُ لِأَبِيْهِ اٰزَرَ

اور وہی ہے حکمت والا خبر دار اور جب کہا ابراہیمؑ نے واسطے باپ اپنے آزر کے

اور کیا ہم اس شخص کی طرح ہو جائیں جسے قومی لیڈروں نے گمراہی کے جنگلوں میں پہنچا کر اپنے دوسرے ماہر صحابہ کو اس کا ہمدرد اور دوست بنا کر بھیجا ہو جو اس شخص کو گمراہی کے جنگلوں سے ہدایت کے نام پر گمراہی کے جہنم کی طرف بلائیں؟ ان کو بتا دو کہ اے ہادیان قریش تمہاری نام نہاد ہدایت حقیقی معنی میں گمراہی ہے اور ہدایت تو وہی ہدایت ہوتی ہے جو اللہ کی طرف سے ملے اور سنو کہ ہمیں اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم صرف رب العالمین کے لئے مسلم بن جائیں (۷۲) اور یہ حکم بھی ملا ہے کہ ہم نماز قائم کرتے جائیں اور لوگوں کو غلط راہوں سے بچاتے اور خود بھی بچتے چلے جائیں اور اللہ وہی ہستی ہے جس کی طرف ہم اور تم سب کھدیڑ کر حاضر کئے جائیں گے۔ (۷۳) وہ وہی ذات پاک ہے کہ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو برحق مقاصد و نتائج کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ دن آنے والا ہے کہ وہ حکم دیگا کہ ہو جا تو جو کچھ وہ چاہے گا ہوجائے گا۔ اور حکومت اور رعایا سب اسی کے لئے مخصوص ہے وہ دن کہ جس روز قوت قاہرہ کے ثبوت والا صور پھونکا جائے گا۔ اورغیب و حاضر کا عالم اللہ ہے اور وہ بڑی حکمتوں والا اور با خبر ہے۔ (۷۴) جب ابراہیمؑ نے اپنے والد آزر سے

کو زخمی کرنا ہیں۔ ہم تاجرانہ معنی اختیار نہیں کرتے۔ رسولؐ اللہ کو تاکید کی گئی ہے کہ اپنی قوم کے علمائے مجتہدین میں اختلاف اور پھوٹ ڈال کر انہیں کئی نظریات کی راہ دکھا دو۔ چنانچہ عہدرسولؐ ہی میں صحابہ کے اندر زمین وآسمان کے اختلافات روایات میں بیان ہوئے ہیں اور مجتہدین میں یہ ایسی پھوٹ ڈالی گئی ہے کہ آج تک دو مجتہد بھی ایسے نہیں گزرے جن میں ان کے خود تراشیدہ تمام مسائل میں اتفاق ہوتا۔

(۱۵۔ب) آیات (۷۲۔۷۱/۶) قومی شیاطین کا تعین، گمراہ کرنے کی ٹیکنیک اور باطل ناموں کی شمولیت۔

یہ عرض کیا جا چکا کہ شیطان نے اپنے چیلنج میں یہ اعلان کیا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے مفید لوگوں کو اپنے مشن کے نمائندے بنا کر انسانوں کو صراط مستقیم سے روک دوں گا۔ (نساء ۱۱۹۔۱۱۸/۴) (اعراف ۱۷۔۱۶/۷) چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرتؐ تک اور وہاں سے یہاں تک وہ لوگ برابر موجود رہتے چلے آئے ہیں۔ جو شیطان کی طرف سے انسانوں کو انسانی رشتوں اور انسانی صورت میں شیطان کے مشن کی تبلیغ وہدایت کاری کرتے رہے۔ اور ایسے انسانوں کو بھی اللہ نے قرآن میں شیاطین قرار دیا ہے۔

اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیۡۤ اَرٰىكَ وَ قَوۡمَكَ

کیا پکڑتا ہے تو بتوں کو معبود تحقیق میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور تیری قوم کو

فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝۷۴ وَ كَذٰلِكَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ مَلَكُوۡتَ السَّمٰوٰتِ

بیچ گمراہی ظاہر کے اور اسی طرح دکھاتے تھے ہم ابراہیمؑ کو بادشاہی آسمانوں کی

وَ الۡاَرۡضِ وَ لِیَكُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ ۝۷۵ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیۡهِ

اور زمین کی اور تو کہ ہووے یقین لانے والوں سے پس جب ڈھانپ لیا اس کو

کہا کہ کیا آپ بھی بتوں کو معبود سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو میں آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں (۷۵) اور وہ اس لئے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمینوں کی حقیقت اور مالکیّت دکھا دی تھی تاکہ وہ یقین کے تمام مدارج طے کرلیں (۷۶) چنانچہ ملکوت کے مشاہدے کے دوران جب رات کا اندھیرا ساری دنیا اور ابراہیمؑ پر چھا گیا تو

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ یُوۡحِیۡ بَعۡضُهُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ ﴿۱۱۲﴾ الانعام

لہٰذا فرمایا گیا کہ: وہی طریقہ تھا جس میں ہم نے تمام انبیاؑ کے مقابلہ پر ان کے دشمن شیاطین برقرار رکھے۔ اور یہ شیاطین انسانوں اور جنوں دونوں میں گزرتے اور موجود رہتے رہے ہیں۔ اور دونوں انسانی و جناتی شیاطین آپس میں وحی کے ذریعہ سے رابطہ رکھتے رہے ہیں۔ اس آیت کو سمجھ لینے کے بعد یہ دیکھنا ہو گا کہ قرآن میں جب شیطان یا شیاطین کے الفاظ آتے ہیں تو ہم لفظ شیطان سے خاص طور پر عزازیل یعنی ابلیس کہاں سمجھیں؟ اور کہاں ابلیس کے ٹولے کے دوسرے شیطان یا شیاطین مراد لیں؟ اس کا ایک سادہ اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ جہاں جہاں شیطان کا لفظ ان تمام یا بعض قدرتوں قوتوں اور خدا داد اختیارات کے ساتھ آئے جو قرآن میں مذکور ہیں تو وہاں ابلیس مراد لینا ہوگا۔ ورنہ آیات کے مضمون و موضوع کے ربط کے لئے شیطان کے نمائندے انسان یا انسانوں کو سمجھا جائے گا۔اس لئے کہ عام گمراہی، بہکانا، غلط مشورہ دینا، دھوکہ دینا، جھوٹا وعدہ کرنا، تمام انسانوں کے خداداد، قدرت میں موجود ہے۔ لہٰذا ہم نے رسولؐ کی قوم کے ایک متعین و مشخص آدمی کو شیطان لکھا ہے۔ (۷۰ / ۶) اور جب تک کوئی خاص قرینہ یا نفی آیت کے اندر موجود نہ ہو ہم ایسا ہی کریں گے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ابلیس اللہ کے مخلص بندوں پر کسی قسم کا تسلط نہیں پاسکتا۔ (حجر ۴۳-۴۰ / ۱۵) چہ جائیکہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بہکا یا بھُلا سکے۔ (۶۸ / ۶) رہ گیا دوسرا شیطان؟ تو وہ آدمی تھا۔ رسولؐ کے صحابہ میں شمار ہوتا تھا۔ اور رسولؐ پر واجب تھا کہ اپنے صحابہ کی بلاتخصیص تذکیر جاری رکھیں۔ (۱۵۹ / ۳ آلِ عمران)(۷۰ / ۶) اور انہیں اپنے آس پاس لگائے رکھے (۱۵۹ / ۳) اس لئے آپ اس جھوٹے کو گھر تک پہنچانا ضروری خیال فرماتے تھے۔ اب آیت (۷۱ / ۶) میں پھر شیاطین کا تذکرہ ہوا۔ اور ہم نے پھر شیاطین ان صحابہ کو سمجھا جو مسلمانوں کو بہکانے کے لئے ایک ایسا ذہنی ماحول پیدا کردیتے تھے۔ جس میں ایک سیدھا سادہ مسلمان ان کے پیچیدہ سوالات میں الجھ کر خود کو وادیٔ ضلالت اور گمراہی کے صحرا میں محسوس کرنے لگتا تھا۔ یہ صورت حال پیداکرکے اب ماہر قسم کے صحابہ اپنے جوابات کے ذریعہ سے اس حیران و سراسیمہ (۷۱ / ۶) صحابی کو ہدایت کے میدان میں لاتے تھے۔ لیکن وہ ہدایت اس خود ساختہ گمراہی کے مقابلہ میں ہوتی تھی لہٰذا وہ بھی ان شیاطین کی خود ساختہ ہدایت ہوتی تھی۔ یعنی گمراہی کی اصلاح شدہ صورت ہوتی تھی۔ اس لئے فرمایا گیا کہ ہدایت تو وہی ہوتی ہے۔ جو اللہ کی طرف سے ہو نہ کہ قومی مجتہدین کی گمراہ کن ہدایت۔ یہاں قارئین نوٹ کریں کہ جن صحابہ کو مخصوص طریقہ پر شیطان قرار دیا گیا ہے۔ آگے چل کر تاریخ میں ہیرو بنا کر ان کے ناموں کو اللہ کے حکم (۷۱ / ۶) کے خلاف اللہ و رسولؐ کے برابر شامل و شریک کرلیا گیا۔ یعنی ان کے ناموں کا پکارنا لازم کرلیا گیا۔ اور پھر ان ناموں کے ساتھ سیدنا و مولانا طاہر و مطہر بھی لگایا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ نسلاً ناپاک اور مذہباً خبیث ترین لوگ تھے۔

(۱۶) رسولؐ کی قوم کو حضرت ابراہیمؑ سے منسوب کرنے کی حقیقت کیا ہے۔

یہاں آیت (۷۱ / ۶) پر رسولؐ کی نام نہاد قوم کا براہ راست تذکرہ فی الحال روک دیا گیا ہے اور اب ان کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک کیوں کیا جا رہا ہے؟ علامہ سے سنئے:

حضرت ابراہیمؑ نے ایک تارے کو دیکھا اور کہا کہ کیا یہی میرا وہ خالق و رازق و برقرار رکھنے اور ترقی دینے والا (رب) ہے؟ لیکن جب وہ تارا چھپ گیا تو فرمایا کہ رب ہونا تو بڑی بات ہے میں تو چھپ جانے والوں کو قابل محبت بھی نہیں سمجھتا (۷۷) اور جب چاند کو چمکتا دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہو سکتا ہے؟ پس جب وہ بھی نظروں سے اوجھل ہوگیا تو کہا کہ اگر میرے رب نے مجھے پہلے سے ہدایت کرکے محفوظ نہ کر دیا ہوتا تو میں اس گمراہ قوم کے ساتھ شمار ہوجاتا (۷۸) پھر سورج پر مناظرانہ نظر ڈالی تو اسکی روشنی اور کامت کو تسلیم کیا اور کہا کہ یہ میرا رب ہوسکتاہے یہ کافی بڑا ہے؟ لیکن جیسے ہی سورج ڈوبا انہوں نے قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ

الَّيۡلُ رَاٰ كَوۡكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ

رات نے دیکھا ایک تارے کو کہا یہ ہے رب میرا پس جب چھپ گیا کہا نہیں

اُحِبُّ الۡاٰفِلِيۡنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا

دوست رکھتا میں چھپ جانے والوں کو پس جب دیکھا چاند کو روشن کہا یہی ہے

رَبِّىۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَـئِنۡ لَّمۡ يَهۡدِنِىۡ رَبِّىۡ

پروردگار میرا پس جب چھپ گیا کہا اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو پروردگار میرا

لَاَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّيۡنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمۡسَ بَازِغَةً

البتہ ہو جاؤں گا میں قوم گمراہوں سے پس جب دیکھا سورج کو روشن

قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ هٰذَاۤ اَكۡبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ

کہا یہی ہے پروردگار میرا یہ ہے سب سے بڑا پس جب چھپ گیا کہا

(۱۶ ۔ الف) رسولؐ کی قوم نہ اولاد ابراہیم سے ہے اور نہ ان کے حقیقی دین کی پیرو ہے؟؟

"یہاں یہ بات اور سمجھ لینی چاہئے کہ عرب کے لوگ بالعموم (یعنی فیشن کے طور پر۔احسن)حضرت ابراہیمؑ کو اپنا پیشوا اور مقتداء مانتے تھے ۔ خصوصاً قریش کے تو فخر وناز کی بنیاد ہی یہ تھی کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور ان کے تعمیر کردہ خانہ خدا کے خادم ہیں۔ اس لئے ان کے سامنے حضرت ابراہیمؑ کے عقیدہ توحید کا اور شرک سے ان کے انکار اور مشرک قوم سے ان کی نزاع (جھگڑے۔احسن) کا ذکر کرنے کے معنی یہ تھے۔ کہ قریش کا سارا سرمایۂ فخر وناز اور کفار عرب کا اپنے مشرکانہ دین پر سارا اطمینان ان سے چھین لیا جائے اور ان پر ثابت کر دیا جائے کہ آج (عہد رسولؐ میں۔احسن) مسلمان اس مقام پر ہیں جس پر حضرت ابراہیمؑ تھے ۔

(۱۶ ۔ ب) غوث اعظم کے معتقدین عوام کو رسولؐ کی مشرک قوم کے مانند قرار دینے کی جسارت:

اور (اے قوم رسولؐ۔احسن) تمہاری حیثیت وہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے لڑنے والی جاہل قوم کی تھی۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے ۔ جیسے کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدوں اور قادری النسب پیرزادوں کے سامنے حضرت شیخ کی اصل تعلیمات (یعنی جو مجتہدین نے گھڑ کر شائع کرا کے شیخ صاحب کے ذمہ لگا دی ہیں۔احسن) اور ان کی زندگی کے واقعات پیش کرکے یہ ثابت کردے کہ جن بزرگ کے تم نام لیوا ہو، تمہارا اپنا طریقہ ان کے بالکل خلاف ہے اور تم نے آج ان ہی گمراہ لوگوں کی حیثیت اختیار کرلی ہے ۔ جن کے خلاف تمہارے مقتدا تمام عمر جہاد کرتے رہے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۵۳)

قارئین اتنی سی بات خود سمجھ لیں کہ دین ابراہیمؑ کو عہد ابراہیمی اور بعد کے مجتہدین نے بدل کر وہی دین بنا لیا تھا جو حضرت ابراہیمؑ کی مخاطب قوم کا تھا۔ اور اہل عرب اس مجتہدانہ دین پر کاربند رہتے چلے آئے تاکہ نمرود کی پیروی کریں اور ابراہیمؑ اور اسلام کے نام سے کریں ۔ یہ سن لیں کہ جس طرح قریش مکہ اللہ کو اس کی تمام صفات سمیت مانتے تھے اور اپنے لیڈروں کو نظام حکومت الٰہیہ میں شریک کرتے اسی طرح نمرود کی قوم اور نمرود بھی اللہ کے منکر نہ تھے سنئے:

(۱۶ ۔ ج) رسولؐ کی قوم اور نمرود کی قوم ہم عقیدہ تھے ۔ اللہ کو مانتے تھے ۔ "یہ پوری تقریر اس بات پر شاہد ہے کہ وہ قوم اللہ فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ کی ہستی کی منکر نہ تھی بلکہ اس کا اصلی جرم اللہ کے ساتھ دوسروں کو خدائی

اے میری قوم میں تمہارے نظام شرک سے بری ہوں (۷۹) یقیناً میں نے اپنی تمام توجہات اس ذات کے لئے مرکوز کر رکھی ہیں جس نے اس کائنات اور زمین و آسمانوں کو ایک مفید ترین فطرت عطا کر کے وجود بخشا ہے اور میں نظام شرکت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہوں (۸۰) اور جب ابراہیمؑ کی قوم نے مذکورہ بحث و مناظرہ (۶ تا ۷۸ / ۶) کیا تھا تو جناب ابراہیمؑ نے اپنا موقف یہ بتایا تھا کہ تم مجھ سے اللہ کی پوزیشن پر حیل و حجت کررہے ہو حالانکہ مجھے اللہ نے خود ہادی بنا دیا ہے ۔میں تمہارے ان بزرگوں اور لیڈروں اور بادشاہوں سے بالکل نہیں ڈرتا جنہیں تم حکومت الٰہیہ میں شریک کرتے ہو

يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۷۸﴾

اے قوم میری تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ شریک کرتے ہو تم

اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ

تحقیق میں نے متوجہ کیا منہ اپنے کو واسطے اس کے جس نے پیدا کیا آسمانوں

وَ الۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۷۹﴾ وَ

اور زمین کو توحید کرنے والا ہو کر اور نہیں میں شریک کرنے والوں سے اور

حَآجَّهٗ قَوۡمُهٗ ‌ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوۡٓنِّىۡ فِى اللّٰهِ

جھگڑا کیا اس سے قوم اس کی نے کہا کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے بیچ اللہ کے

وَقَدۡ هَدٰٮنِ‌ ؕ وَلَاۤ اَخَافُ مَا

اور تحقیق راہ دکھائی اس نے مجھ کو اور نہیں ڈرتا میں اس چیز سے کہ

صفات اور خداوندانہ حقوق میں شریک قرار دینا تھا۔۔ یہ انداز بیان کہ تم اللہ کے ساتھ دوسری چیزوں کو شریک کرتے ہو" صرف ان ہی لوگوں کے مقابلہ میں اختیار کیاجاسکتاہے جو اللہ کے نفس وجود سے منکرنہ ہوں لہٰذا ان مفسرین کی رائے درست نہیں ہے جنہوں نے اس مقام پر اورحضرت ابراہیمؑ کے سلسلے میں دوسرے مقامات پر قرآن کے بیانات کی تفسیر اس مفروضہ پر کی ہے کہ قوم ابراہیمؑ اللہ کی منکر یا اس سے ناواقف تھی اور صرف اپنے معبودوں ہی کو خدائی کا بالکلیہ مالک سمجھتی تھی " (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۵۹۔۵۶۰)

(۱۶۔د) ہمارا رسولؐ کی قوم کو مسلمان اور توحید پسند کہنا زیادہ محکم دلائل سے ثابت ہے ۔ علامہ نے جس بنیاد پر ابراہیمؑ کی قوم کو اللہ پر ایمان رکھنے والا تسلیم کیاہے اسے نوٹ کرلیں وہ یہ ہے۔ " تم اللہ کے ساتھ دوسری چیزوں کو شریک کرتے ہو" ہم نے اپنی تشریحات میں جن آیات کی طرف گفتگو کی اور قارئین کی توجہ مبذول کرائی ہے وہ زبردست و لاجواب بیانات ہیں کہ رسول اللہ کے نام نہاد قومی لیڈرمسلمان تھے مثلاً ، " اے مومنین تم " "یہ نہ کرو اور وہ نہ کرو " اور "یہ کرو یہ سنو " جن سے کہاجائے گا ان کو مسلمان نہ کہنا بڑی دھاندلی بڑی سنگدلانہ بددیانتی ہے ۔ جس کی توقع قومی لیڈروں اور قومی علما کے علاوہ کسی سے نہیں کی جاسکتی ۔

(۱۷) چاند، سورج اور ستاروں کی دنیا بھی اللہ کی مطیع ومسلم ہے اور ابراہیمؑ بھی مسلم تھے ۔ علامہ اینڈ کمپنی چاند سورج اور ستارے والی آیات پر یہ مانتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سچ مچ ان کو اپنا رب مانتے اور دلیل مل جانے پر انکار کرتے چلے گئے اور یوں بتدریج حقیقی رب کو پہچانا اور اسلام لائے ۔ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۵۵۸۔۵۵۹)
انبیاؑ کو بچپن سے جوانی تک کافر ماننا اور پھر اپنے ماحول سے فیض اخذ کرکے بتدریج اسلام لانا پھر اچانک وحی آجانا اور زندگی بھر غلطیوں سے معصوم نہ رہنا۔ یہ وہ اصول وعقائد ہیں جن کے بغیر مجتہدین کی حکومت کی ہنڈیا نہیں چڑھتی ۔ لیکن انبیاؑ و آئمہ علیہم السلام کو سو فیصد معصوم ماننے والے لوگ یہ جانتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے پہلے ہی تمام سماوات اور ارض کی حقیقت ماہیت اور مقاصد اور ان پر اپنی حکومت آنکھوں سے دکھا دی (۷۵ / ۶) تو اس کے بعد آنے والی آیات میں حضرت ابراہیمؑ اپنی قوم کی کسی آسمانی یا زمینی بحث میں غلط رویہ یا غلط بات کے مرتکب ہو ہی نہیں سکتے لہٰذا حضرت ابراہیمؑ کا اجرام سماوی کو دلیل میں پیش کرنا ،نمرود اور اس کی قوم کے فلسفہ کو باطل کرنے کے لئے تھا۔ اسی سلسلے کی ایک دلیل

البتہ ہر اس چیز کی حکومت الٰہیہ میں شرکت مانتا ہوں اور ان کو الگ کرنے سے ڈرتا بھی ہوں جن کو میرے پروردگار نے خود ہی شریک قرار دیا ہو اور اس سلسلے میں بھی میرا پروردگار ہر چیز پر علمی حیثیت سے چھایا ہوا ہے کیا تم اس اہم ترین نکتہ کو مد نظر رکھنا ضروری نہیں سمجھتے کہ اس کی مرضی کے خلاف کسی کو شریک ٹھہرا لو؟ (۸۱) اور بھلا جب تم اللہ کی نازل کی ہوئی سند کے بغیر غلط لوگوں کو شریکِ حکومت کرنے میں اللہ سے نہیں ڈرتے ہو تو میں سند کے ساتھ تمہارے شرکاء سے کیوں ڈروں بتاؤ ہم دونوں فریقوں میں کون امن و سلامتی کا مبلغ ہے اگر تمہیں حقیقت حال کا علم ہے تو بتاؤ؟ (۸۲) چنانچہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ایمان لانے کے بعد کبھی بھی اپنے ایمان کو ظلم و شرک کا لباس نہیں پہنایا اور حکومت الٰہیہ کو خالص اللہ کے اختیار میں سمجھا اور اس حکومت کی اطاعت کی تو وہی لوگ ہدایت یافتہ اور اللہ کی امن و امان میں ہیں (۸۳) یہ وہ دلیل ہے جو حکومت الٰہیہ میں شرکت کے متعلق ہم نے ابراہیمؑ کو دی تھی تاکہ وہ اپنی قوم پر ان کے شرک پر حجت قائم کردیں۔ ہم جس کے درجات بلند کرنا چاہیں کرتے رہتے ہیں ۔اور اے رسولؐ تیرا رب تو علیم و حکیم ہے (۸۴) اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ بطور ہبہ

تُشۡرِكُوۡنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ رَبِّىۡ شَيۡــًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّىۡ

شریک لاتے ہو ساتھ اس کے مگر یہ کہ چاہے رب میرا کچھ سمالیا رب میرے نے

كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۸۰﴾ وَ كَيۡفَ اَخَافُ

ہر چیز کو علم میں کیا پس نصیحت نہیں پکڑتے ہو تم اور کیوں کر ڈروں میں

مَاۤ اَشۡرَكۡتُمۡ وَ لَا تَخَافُوۡنَ اَنَّكُمۡ

اس چیز سے کہ شریک لاتے ہو تم اور نہیں ڈرتے ہو تم یہ کہ تحقیق تم

اَشۡرَكۡتُمۡ بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ

شریک مقرر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں اتاری اللہ نے ساتھ اس کے

عَلَيۡكُمۡ سُلۡطٰنًا ؕ فَاَىُّ الۡفَرِيۡقَيۡنِ اَحَقُّ

اوپر تمہارے دلیل پس کون سا دونوں فرقوں میں سے بہت لائق ہے

بِالۡاَمۡنِ ۚ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيۡنَ

وقف لازم

ساتھ امن کے اگر ہو تم جانتے وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہیں ملایا انہوں نے

اٰمَنُوۡا وَلَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰۤٮِٕكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَهُمۡ

ایمان اپنے کو ساتھ ظلم کے یہ لوگ واسطے ان ہی کے ہے امن اور وہی

مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۸۲﴾ ع وَ تِلۡكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَيۡنٰهَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ عَلٰى

۹ ع ۱۲/۱۵

راہ پائے ہوئے ہیں اور یہ دلیل ہماری ہے دی تھی ہم نے وہ ابراہیمؑ کو اوپر

قَوۡمِهٖ ؕ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

قوم اس کی کے بلند کرتے ہیں ہم درجوں میں جس کو چاہتے ہیں تحقیق رب تیرا

حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ ﴿۸۳﴾ وَ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَ يَعۡقُوۡبَ ؕ

حکمت والا علم والا ہے اور دیئے ہم نے واسطے اس کے اسحٰقؑ اور یعقوبؑ

وہ ہے جس میں سورج کو مغرب سے نکالنے کے لئے کہا تھا اور نمرود ہکابکا اور دنگ ہو کر لاجواب ہوگیا تھا (بقرہ ۲۵۸ / ۲)

(۱۸) شرک شرک کے نعرے ابلیسی انتقام کے حربے ہیں ۔ شرک کی حقیقت (۸۰ / ۶): ابلیس کا قصہ

اس کے سوا اور کیا ہے کہ اس نے توحید خداوندی کا معیار اتنا بلند کیا کہ اللہ کے حکم کے باوجود سجدہ میں نبیؑ کو شریک نہ کیا اور کافر وملعون ومردود راندۂ درگاہِ خداوندی اور جہنمی بن گیا ۔ اس طرح عربی شیطان نے اپنے راہنما اور بزرگ ابلیس کے قدم بقدم رسولؐ اللہ سے یہ انتقام لیا کہ جن جن حضرات کو اللہ نے اپنے دین میں، دینی حکومت و اقتدار میں شریک کیا تھا ان سب کو شریک کرنا شرک قرار دیا اس لئے کہ اس کے بزرگ لیڈروں کے بت توڑے گئے انہیں شریکِ حکومت الٰہیہ

دیئے تھے اور ان سب کو ہم نے ہدایت کرکے ہادی بنایا تھا۔اور ان سے بھی پہلے ہم نے نوحؑ کو ہدایت کی تھی اور نوحؑ کی ذریت میں سے داوٗدؑ و سلیمانؑ و ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ و ہاروٗنؑ کو بھی ہادی بنایا تھا اور ان ہی کی طرح ہم احسان پیشہ لوگوں کو جزا دیا کرتے ہیں (۸۵) اور زکریاؑ اور یحییٰؑ و عیسیٰؑ و الیاسؑ بھی باقی تمام انبیاؑ کی طرح صالحین میں سے تھے (۸۶) اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو بھی ہدایت کی ، بہترین جزا دی ہے اور ان تمام انبیاؑ کو (۸۷) اور ان کے آباوٗ اجداؑد کو اور ان کی ذریتؑ کو اور ان کے بھائیوںؑ کو پوری کائنات اور تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی۔ اور ان سب کو مجتبیٰ پسندیدہ بنایا اور صراطؔ مستقیم کی طرف راہنمائی کی ۔ (۸۸) ان لوگوں کو جو ہدایت کی گئی اسے ہی اللہ کی

كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ

ہر ایک کو ہدایت کی ہم نے اور نوحؑ کو ہدایت کی ہم نے پہلے اس سے اور

ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى

اولاد اس کی میں سے داوٗدؑ کو اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو اور یوسفؑ کو اور موسیٰؑ کو

وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ زَكَرِيَّا وَ

اور ہاروٗنؑ کو اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو اور زکریاؑ کو اور

يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ

یحییٰ کو اور عیسیٰؑ کو اور الیاسؑ کو ہر ایک صالحوں سے تھا اور اسماعیلؑ اور

الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ

الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو اور ہر ایک کو بزرگی دی ہم نے اوپر عالموںؑ کے اور

مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ

باپوں ان کے سے اور اولاد ان کی سے اور بھائیوں ان کے سے اور پسند کیاہم نے ان کو

کرنے کی شدید ممانعت کی گئی لہٰذا اس نے اپنے انتقام کا سب سے بڑا نشانہ ہی سب سے بڑے بت شکن کو بنایا اور ان کی نسل کو تباہ کرانے اور ان کا نام ونشان مٹانے کی اسکیم جاری کی (بقرہ ۲۰۵ / ۲) اور ان کے اور ان سے تعلق رکھنے والے اولیاکرام کو وسیلہ بنانا ، ان کی عزت وتوقیر کرنا ان کے مزاروں پر جانا نذرومنت ومراد ماننا سب کو شرک قرار دے کر اسلام سے الگ رکھنے کی پالیسی والے علما تیارکئے جیساکہ (تشریح نمبر ۱۶ ۔ ب) علامہ مودودی نے جناب غوث اعظم کے ماننے والوں کو گمراہ قرار دیا ہے ۔ اور آج تک اس گروہ کے لوگ بات بات میں اُمت کے سروں پر کفر وشرک والحاد کے گولے پھینکتے رہتے ہیں ۔ یہاں تک (۸۳ تا ۷۳ / ۶) قریشی دانشوروں لیڈروں اور مجتہدین کو حضرت ابراہیمؑ اور ان کی قوم کا حال سناکر صرف اتنی بات منوانا چاہی ہے کہ رسولؐ کی قوم یہ سمجھ لے کہ حقیقی شرک یہ ہے کہ حکومت الٰہیہ میں کسی ایسی چیز یا فرد کو بلاحکم و رضائے خداوندی شریک نہ کیا جائے ۔ لیکن اس کے باوجود جہاں اور جس رسم یا عبادت میں حکومت الٰہیہ کا ذکر ضروری ہے وہاں ایسے حکمرانوں اور لیڈروں کے نام کی فہرست اللہ و رسولؐ کے ناموں کے ساتھ ضرور شامل و شریک کی جاتی ہے جن کے لئے نہ صرف یہ کہ ان کی شرکت پر کوئی آیت نہیں ہے بلکہ ان کی مذمت یہاں سے وہاں تک ہوتی چلی آ رہی ہے ۔

(۱۹) انبیاؑ اور ان کے آباوٗاجداد و اولاد اور ذریت باقی تمام انسانوں سے افضل طبقہ ۔ رسولؐ کی قوم کے سامنے اب یہ حقیقت رکھی جارہی ہے کہ حکومت الٰہیہ میں کس گروہ کو شریک کیاجاتاہے (آیات ۹۰ تا ۸۳ / ۶) اور یہ کہ یہ حضرات اللہ کی طرف سے مستقل طورپر قانون (کتاب) ونبوت وحکومت پاتے ہیں مگر ان کو بھی یہ اختیار نہیں ہوتا کہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو اللہ کی اس حکومت میں شریک کرلیں وہ اللہ سے صرف دعا کرتے ہیں کہ فلاں فرد کو میرے ساتھ حکومت الٰہیہ میں شریک کردے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعاکی کہ:"یا اللہ میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہاروٗنؑ کو میرا "وزیر"بنا دے اور اس طرح اس کی وجہ سے میری طاقت میں شدت پیدا کر دے اور اسے میری ذمہ داریوں میں "شریک" کردے"

وَٱجۡعَل لِّي وَزِيرٗا مِّنۡ أَهۡلِي ﴿۲۹﴾ هَٰرُونَ أَخِي ﴿۳۰﴾ ٱشۡدُدۡ بِهِۦٓ أَزۡرِي ﴿۳۱﴾ وَأَشۡرِكۡهُ فِيٓ أَمۡرِي ﴿۳۲﴾ طٰهٰ

وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ

اور ہدایت کی ہم نے ان کو طرف راہ سیدھی کے یہ ہے ہدایت اللہ کی

يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ

راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے جس کو چاہے بندوں اپنوں سے اور اگر

اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ

شریک کرتے البتہ کھوئے جاتے ان سے جو کچھ کہ تھے عمل کرتے یہ لوگ

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ

ہیں وہ جو دی ہم نے ان کو کتاب اور حکم اور نبوت پس اگر کفر کریں

بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَ كَّلْنَا بِهَا قَوْمًا

ساتھ اس کے یہ لوگ پس تحقیق مقرر کیا ہے ہم نے ساتھ اس کے اس قوم کو

لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى

کہ نہیں ہیں ساتھ اس کے کفر کرنے والے یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی

اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ

اللہ نے پس ساتھ ہدایت ان کی کے پیروی کر تو کہہ کہ نہیں سوال کرتا میں

عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَ مَا

ع ۱۰ / ۸ / ۱۶

تم سے اوپر اس کے بدلا نہیں یہ مگر نصیحت واسطے عالموں کے اور نہ

قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

قدر کی اللہ کی حق قدر اس کی کا جس وقت کہا انہوں نے نہیں اتارا اللہ نے

خاص ہدایت کہنا چاہئے جس سے ہم اپنے بندوں میں سے مشیت کے مطابق جسے چاہیں نواز سکتے ہیں ۔اور اگر وہ انبیاؑ ان کے آباؤ اجداد ، ان کی ذریت اور ان کے بھائی حکومت الٰہیہ میں بلا کسی حکم خداوندی کسی کو شریک کر لیتے تو ان کی بھی کوئی رعایت نہ کی جاتی اور اس شرک کی سزا میں ان کی نبوت و رسالت و خلت و امامت و عبادت و تبلیغ اور تمام قربانیاں اور تمام نیک اعمال ضائع کر دیئے جاتے ۔ (۸۹) یہ وہی لوگ تھے جنہیں ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا کی تھی اے رسولؐ اپنی قوم سے کہہ دو کہ اگر تم اس کتاب و نبوت کے خلاف اس حکومت کے حق کو چھپاؤ گے تو یقیناً ہم نے اس کتاب و نبوت و حکومت کی وکالت پر ایسی قوم تعینات کر دی ہے جو ہر گز اس کتاب و نبوت و حکومت کے حق کو چھپنے نہ دے گی۔ (۹۰) یہ تذکرہ جن لوگوں کا ہوا ہے وہی ہیں جن کو اللہ نے خاص طور پر ہدایت و راہنمائی کی تھی ۔ چنانچہ اے رسولؐ تم پر لازم ہے کہ تم سو فیصد ان انبیاؑ کی ان کے آباؤ اجداد کی اور ان کی ذریت کی اور ان کے بھائیوں کی اقتداء و پیروی کرتے رہو اور اپنی اس قوم سے کہہ دو کہ میری تعلیمات ساری کائنات کے لئے ہیں اس لئے تم سے اس کا بدلہ نہیں مانگتا۔ (۹۱) اور اس قوم نے اللہ کی وہ قدر بھی نہ کی جس کا وہ حقدار تھا اور یہ اس طرح کہ انہوں نے تو یہ کہہ دیا کہ اللہ نے

(۲۰) آیت (۸۸ / ۶) حکومت الٰہیہ میں بلا اجازت شریک کرنے سے تمام نیک اعمال باطل ہوجاتے ہیں۔

تمام تواریخ واحادیث اور مسلمانوں کے ریکارڈ میں رسولؐ اللہ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے مقام سے اسی منزل پر فرمایا تھا جس منزل پر موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے ۔ یعنی حضورؐ نے نبوت کی ابتدا اعلان وزارت وخلافت مرتضویؑ سے کرنے کے بعد کئی سو طریقوں سے حضرت علیؑ کا حکومت الٰہیہ میں شریک ہونا بیان فرمایا تھا اور قرآن ہر قدم میں ان کی منزلت اور اس کی اہمیت بیان کرتا جا رہا ہے ۔یہاں (۸۸ / ۶) میں عربوں کو یہ بتایا ہے کہ تم تو کیا چیز ہو وہاں تو انبیاؑ و رسلؑ کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ حکومت الٰہیہ میں کسی شخص کو شریک کرلیں اور انہیں ان کے منصوبے سے باز رکھنے کے لئے یہ کہا ہے کہ خلافت الٰہیہ میں بلا رضامندیٔ خداوندی شرک کرنے والوں کے تمام اعمال باطل وضائع ہوجاتے ہیں ۔یہی اصول تھا جس کی بنا پر رسولؐ اللہ کی رسالت کو صفر قراردینے کی دھمکی دی گئی تھی (مائدہ ۶۷ / ۵) اور جبراً تعمیل کرا کے دکھائی گئی تھی۔ تاکہ اتمام حجت ہوجائے اور خلاف ورزی کرنے والی قوم (۳۰/ ۲۵) کو اور اس کے راہنما لیڈروں کو بڑے اطمینان سے جہنم واصل کیا جاسکے ۔ بعض لوگ قومی تعصب کی بنا پر یہ کہہ کر لوگوں کو بہکائیں

کسی بشر پر کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے ان سے پوچھو کہ وہ کتاب جس میں نور اور ہدایت دونوں تھے اور اسے موسیٰؑ لے کر آئے تھے۔ وہ کس نے نازل کی تھی ؟ اے رسولؐ ان سے کہہ دو کہ وہ اللہ ہی نے نازل کی تھی مگر تم نے توریت کے حقائق کو چھپا کر رکھنے کے لئے اسے ورقوں کی صورت میں منتشر کردیا ہے تاکہ ساری کتاب کسی کے ہاتھ نہ لگ سکے اور لوگوں کو اتنا ہی معلوم ہوسکے جو تم ظاہر کرنا چاہتے ہو اور رسولؐ نے تمہیں وہ سب تعلیم کردیا جو تم اور تمہارے آباؤ اجداد نہ جانتے تھے ۔ پھر اے رسولؐ آپ ان لوگوں کی بحثوں میں ایسے نکات پیدا کردیں کہ وہ آپس میں اختلاف کا کھیل کھیلنے لگیں (۹۲) اور اس کتاب قرآن کو ہم نے برکتوں والا اور تمام سامنے موجود کتابوں کی تصدیق کرنے والا بناکر نازل کیاہے تاکہ آپ اپنی مکہ کی قوم کو

عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ

اوپر کسی آدمی کے کچھ کہہ کس نے اتارا ہے کتاب کو وہ جو لایا تھا

بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ

اس کو موسیٰؑ روشنی اور ہدایت واسطے لوگوں کے کرتے ہو تم اس کو ورق ورق

تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ

ظاہر کرتے ہو تم اس کو اور چھپاتے ہو بہت اور سکھائے گئے ہو وہ جو کہ

تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ

نہ جانتے تھے تم اور نہ باپ تمہارے کہہ اللہ نے پھر چھوڑ دے ان کو بیچ

خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

بحث اپنی کے کھیلتے اور یہ کتاب ہے اتارا ہے ہم نے اس کو برکت والی

مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى

سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے اور تو کہ ڈراوے تو مکے والوں کو

گے کہ ان آیات میں بھی اور بہت سی دوسری آیات میں بھی صرف لفظ ”شرک“ آیاہے۔ اس شرک کو ”شرک فی الحکومت “کیوں بنایا جا رہاہے ؟ یہ تو تفسیر بالرائے ہے یہ تو قرآن میں اضافہ و اصلاح ہے وغیرہ وغیرہ۔ قدیم سے چلے آنے والی ”بکواس المبین“ ہمارے بہت سے جوابات میں سے ایک یہ ہے کہ شرک کی ایسی بحثوں میں قرآن کریم جہاں سے بات شروع کرتاہے ۔ وہاں وَلی ۔ ولایت۔ تَوَلّیٰ ۔یا حکومت خداوندی کا ذکرکرتاہے اور پھر معاملے کے مختلف پہلوؤں میں سے گزرتا ہوا آخر میں پھر اسی حکومت کے تذکرے پربات ختم کرتا ہے اور پھر شروع کرتاہے۔ سارا قرآن اسی اصول کی ذیل میں دنیا بھر کے مسائل بیان کرتا چلا جاتاہے ۔ چنانچہ یہاں بھی انبیا علیہم السلام پر گفتگو نبوت وحکومت وکتاب پر بات ختم کی ہے ۔ (۸۹ / ۶) اور یہ دھمکی دی ہے کہ ”اے رسولؐ کی نام نہاد قوم اگرتم نے حق پوشی برابر جاری رکھی تو ہم ایک ایسی قوم کو وکیل بناچکے جو ہرگز حق پوشی نہ کرے گی“ (۸۹ / ۶) اور پھر رسولؐ اللہ کو یہ کہہ کر پابند کیا گیا ہے کہ تُو مذکورہ بالا انبیاؑ اور ان کے آباؤ اجداد اور ذریت اور ان کے بھائیوں کے قدم بقدم عمل کرنا (۹۰ / ۶) بتائیے اور گمراہ کنندہ گروہ سے پوچھیئے کہ وہ کونسا نبیؑ تھا جس نے اپنا جانشین مقرر کرنے کے لئے قوم کو اختیار دیا تھا؟ یا بلا جانشین مقرر کئے مرگیا تھا؟ اور جب کسی نبیؑ نے ایسا نہیں کیا؟ تو ہمیں اس اعلان کے معنی سمجھاؤ جو حضرت عمر نے کیا تھاکہ : ”اگر میں خلافت وحکومت کے لئے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہ کروں تو میں رسولؐ اللہ کا پیرو ٹھہروں گا۔ اس لئے کہ انہوں نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایاتھا۔ اور اگر میں جانشین مقرر کر دوں تو میں ابو بکر کا پیرو ہوں گا۔ اس لئے کہ انہوں نے مجھے اپنا جانشین بنایاتھا۔“ (تمام کتب تواریخ واحادیث) یہاں ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ آیت کون سی ہے جس کی سند سے رسولؐ نے اپنا جانشین مقرر نہ کیا تھا؟ اور وہ آیت کہاں ہے جس کی رو سے خلیفہ اوّل نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا ؟ قرآن نے تو بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ رسولؐ کا ہر قول وفعل اللہ کی وحی یعنی آیت یا آیات کے ماتحت ہوتاہے ۔ (۵۰ / ۶ گزرچکی ہے) (یونس ۱۵ / ۱۰) (اعراف۲۰۳ / ۷) (احزاب ۲ / ۳۳) (احقاف ۹ / ۴۶) یہ آیات خود پڑھیں اور اپنی پسند کا ترجمہ دیکھ کر ہمیں جواب دیں کہ:

(۱) کیا اللہ نے غلط فرمایا کہ یہ رسولؐ محمدؐ وحی کی اتباع کے بغیر کوئی حکم نہیں دیتا ؟ اور

وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور ان کو کہ گرد اس کے ہیں اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ آخرت کے

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ

ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور وہ اوپر نماز اپنی کے محافظت کرتے ہیں اور

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے اوپر اللہ کے جھوٹ یا

اور جو مکہ کے گردو نواح میں رہتے ہیں سب کو تنذیر کرتے رہیں اور ان لوگوں کو بھی تنذیر کریں جو آخرت پر ایمان لے آئے ہیں اور قرآن پر بھی ایمان لائے ہیں اور اپنی نمازوں کی محافظت میں مصروف رہتے ہیں ۔ (۹۳) اس ذہنیت سے زیادہ غلط کار کون سی ذہنیت ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف سے جھوٹے تصورات گھڑ کر پھیلاتی ہو ؟ یا یہ کہتی ہو کہ

(۲) کیا رسولؐ اللہ ، اللہ کے حکم کے خلاف عملدر آمد کیا کرتے تھے ؟
ہمیں معلوم ہے کہ دنیا میں کسی دیانت دار آدمی کے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ نے ٹھیک فرمایا ہے۔ پھر یہ سوچئے کہ کیا ایک ایسی قوم ہرلحہ موجود نہیں رہی جس نے زیر بحث آیت اور مسئلہ کی وکالت میں لاکھوں مرد ، بچے اور جوان قربان کئے ۔ لیکن کبھی ایک سیکنڈ کے لئے حکومت کے حق کو نہیں چھپایا۔ زبان کٹ گئی تو زمین پر خلیفۃٌ بلا فصل لکھ دیا۔

(۲۰ ۔ الف) زمانہ فترۃ میں اور اس کے بعد عہد نبوت میں ذریت انبیاؑء موجود اور قابل اقتدا و پیروی ۔

جیسا کہ آیت (۵۲ / ۶) اور تشریح نمبر۱۰) میں گزرا کہ زمانہ فترۃ میں ہمیشہ حجتؑ خدا انسانوں پرموجود رہی اور یہ حجت اولاد اسماعیل علیہم السلام کے وہ متعیّن و مشخّص افراد بجا لاتے رہے جن کو اللہ و انبیاء علیہم السلام کی طرف سے یہ ڈیوٹی دی گئی تھی اور قرآن نے انہیں وہ امامؑ قرار دیاہے جو ہدایت کاری کرتے رہے (سجدہ ۲۵۔۲۴ / ۳۲)(انبیاؑ ۷۳۔۷۲ / ۲۱) بہر حال یہ آئمہ علیہم السلام انبیاء علیہم السلام کے آباؤ اجداد اور اولاد یا ذریت اور بھائیوں میں سے ہوئے تھے جن کا تذکرہ آیات (۸۸ تا ۸۳ / ۶) میں ہوا ہے۔اوریہاں رسولؐ اللہ کو ان تمام انبیاء اور ان کے آباو اجداد و ذریت اور ان کے بھائیوں کی قدم بقدم اقتدا اورپیروی کا حکم ملاہے ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اقتدا اور پیروی رسولؐ اللہ پر پیدائش سے وفات تک واجب تھی۔
اسی قاعدے اور اصولِ قیادت و ہدایت واطاعت و اقتدا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بار بار ملت ابراہیمؑ کی اقتداء اور اتباع کا حکم ملتا رہا۔ اور یقیناً آپ نے ملت ابراہیمؑ اور ملت ابراہیمؑ کے آئمہ جناب عبدالمطلب و ابوطالب علیہما السلام کی اقتدا و اتباع کی تھی (نساء ۱۲۵ / ۴) (نحل ۱۲۳ / ۱۶)

(۲۰ ۔ ب) حکومت وخلافۃِ الٰہیہ (۸۹ / ۶) کن لوگوں کو ملنا چاہیے اور کیوں ؟؟

ان آیات (۹۰تا۸۳ / ۶) میں یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ جس چیز کو ہدایت کہتے ہیں وہ اللہ کی جانب سے انبیاء وآئمہ علیہم السلام کی معرفت ملتی ہے۔ اور چونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اللہ نے انسانوں کی ایک ایسی نسل، ایک ایسی ذریت اور اُمت تیار رکھی ہے (انبیاء ۹۲ تا ۷۱ / ۲۱) جن میں سے وہ اپنے انبیاء ورسل اور آئمہ علیہم السلام تعینات کرتا اور انہیں ہدایت کاری کے لئے کائناتی علوم دیتا چلا آیاہے لہٰذا اللہ کی طرف سے حکومت بھی انبیاؑ اور ان کے آباؤ اجداد و اولاد اور ان کے بھائیوں تک محدود رہتی ہے ۔ تاکہ نوع انسان کو غلطیوں کا سامنا کرکے اپنی محنت اور وقت ضائع نہ کرنا پڑے ۔ اور ترقی کا میزانیہ صعودی حیثیت سے بلند ہوتا جائے اسی اصول پر یہ فرمایا کہ کتاب ونبوت وامامت وحکومت اسی طبقہ میں محدود رہتی ہے (۸۹ / ۶) اور یہ سب آپس میں ایک ہی نسل و ذریت و اُمت کے افراد ہیں (انبیاء ۹۲ تا ۷۱ / ۲۱) (مومنون ۵۲۔۵۱ / ۲۳) لہٰذا حکومت الٰہیہ ان حضرات علیہم السلام کے دائرہ سے باہر جب بھی ہو اسے حکومت الٰہیہ سمجھنا ابلیسی بصیرت کا فریب ہے ۔

(۲۰۔ج) رسولؐ کی قوم نے نزول وحی کا انکار کیا صرف اس لئے کہ حکومت کو خاندانؐ نبوت سے نکالا جاسکے۔

آیت (۹۱ / ۶) میں رسولؐ کی قوم نے اللہ کی قدرومنزلت کو بھی نظر انداز کر دیا جیسا کہ رسولؐ نے اس قوم کی شکایت کی تھی (فرقان ۳۰ / ۲۵) بالکل اسی طرح اللہ نے اس قوم کی شکایت تمام انسانوں سے کی ہے۔ یہی لوگ تھے جن کے عہد اقتدار میں ۶۱ ھجری تک نزول وحی وملائکہ کا برسردربار انکار ہوتا رہا ہے اور یہ کاروبار اعلان نبوت کے ساتھ ہی شروع کر دیا گیا تھا (۹۱ / ۶) اسی قوم کے انکار کو اقرار میں بدلنے اور ساری دنیا تک حقیقت کو پہنچانے کے لئے اللہ نے ایک قوم کو وکیل بنایا تھا (۸۹ / ۶) اسی قوم کو رسولؐ کی قوم کی جگہ بدل کر لایا تھا (توبہ ۳۹ / ۹) (محمدؐ ۳۸ / ۴۷) بہرحال یہ دونوں قومیں آج تک موجود ہیں۔ ان کا فرق واضح اور مسلّمہ ہے۔ ایک قوم انبیاؑ کو معصوم اور دوسری خاطی مانتی ہے۔

(۲۱) قریشی علما توریت کے مضامین سے رسولؐ کو جھٹلاتے تھے۔ رسولؐ نے علم مَاکَانَ وَمَایَکُون تعلیم کیا۔

آیات (۹۲-۹۱ / ۶) میں یہ نوٹ کرلیں کہ رسولؐ کی قوم کے بعض دانشور روزانہ یہودیوں کی درسگاہ میں جاتے تھے۔ سادہ کاغذ (قراطیس) ہمراہ لے جاتے تھے۔ اور وہاں سے ایسا سامان توریت سے نقل کرلاتے تھے۔ جس سے رسولؐ کے خلاف محاذ بنانے میں آسانی ہو۔ تاریخ میں ایسے لوگوں کے نام موجود ہیں جو یہ کام کرتے رہے اور رسولؐ اللہ ان پر غصے ہوتے رہے۔ ان لوگوں سے کہاجا رہاہے کہ تم توریت کے ان مقامات کو چھپاتے ہو جہاں آنحضرتؐ کی نبوت و رسالت ثابت ہوتی ہے۔ یہیں یہ بتایا گیا کہ رسولؐ نے اپنی تعلیمات میں کائنات کی کوئی تفصیل نہ چھوڑی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس تعلیم کو لوگوں نے اپنی عقل وبصیرت وقابلیت کے ماتحت جتنا جتنا ان کے ظرف میں سمایا حاصل کیاتھا۔ اور جن لوگوں کی مصلحتیں قومی تھیں انہوں نے اس تعلیم کو غپ شپ اور ناممکن کہہ کر ابتدا ہی سے نظر انداز کر رکھاتھا۔اور اسی جگہ یہ بھی ثابت ہے کہ رسولؐ اللہ اور قرآن کا سب سے بڑا نشانہ اہل مکہ تھے۔ اوریہ سب کو معلوم ہے کہ اہل مکہ نے اس پوری تعلیم کو اختیار کرنے سے انکارکر دیا تھا (۳۰ / ۲۵) جو اللہ، رسولؐ اور قرآن دینا چاہتا تھا اور قرآن سے اپنی قومی حکومت بنانے کے لئے قرآن کی آیات میں معنوی تحریف شروع کرکے نظام اجتہاد کے لئے دلائل تیارکرنے میں عمر کا بڑا حصہ صرف کیا تھا۔ اور قرآن کی وہ تعلیم جو مافوق الفطرت وعادت تھی اس کا مذاق اڑانا جاری رکھاتھا۔

(۲۲) جوابی دعوائے نبوت اور قرآن کے مقابلہ میں ایک کتاب تیارکرنے کی قومی کوشش۔

آیات (۹۳-۹۲ / ۶) بڑے واضح الفاظ میں یہ بتاتی ہیں کہ رسولؐ اللہ کا مخالف محاذ بھی وحی والہام اور قرآن کے مقابلہ میں ایک کتاب پیش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ علامہ مودودی اور تقریباً تمام مترجمین ان دونوں آیات (۹۳-۹۲ / ۶) پر خاموشی سے گزر گئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں اپنی داڑھی کا تنکا نکالنے میں مصروف ہوگئے تھے۔ لیکن ہم یہ بتائے بغیر نہیں رہ سکتے کہ رسولؐ کی زندگی میں بھی نبوت کا دعویٰ کرایا گیا تھا۔ اور ان کے بعد بھی برابر ایسے دعوے ہوتے رہے ہیں اور قرآن کے مقابلے میں کتابیں بھی پیش کی جاتی رہی ہیں۔ ان تمام دعوؤں اور کتابوں کا مرکز بھی وہی دوسرے نمبر کا شیطان ہے۔ اس کے معاندانہ اقدامات پر تو قومی تاریخ نے پردہ ڈالے رکھاہے لیکن پھر بھی اہل نظرکے لئے اتنا ضرور معلوم ہوتاہے کہ ایک ایسے شخص کا نام مشہور کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق یہ کہاگیا کہ قرآن کی بہت سی آیات ایسی ہیں جو اس نے نازل ہونے سے پہلے ہی بیان کردی تھیں اور یہ کہ وہ شخص جو کچھ کہتا تھا اس کی تائید میں آیات نازل ہوتی تھیں اور وہ آیات رسولؐ اللہ کی غلط رائے کی اصلاح کرنے کے لئے اترتی تھیں۔ اس شخص نے ایک کتاب بھی تیار کی تھی جس میں قوانین کی تفصیل درج تھی اور یہ شخص کبھی کبھی اپنی کتاب رسولؐ اللہ کو بھی دکھا دیا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں اس کے متعلق دبی زبان سے یہ طے کیا گیا ہے کہ اگر کوئی نبی ہوسکتا تھا تو وہ ہی نبی ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ: "تھا تو وہ نبی ہی مگر احتیاطاً اعلان نبوت نہ کرنا چاہتا تھا" شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑی ضخیم کتاب ازالۃ الخفا میں کھل کر اس کو نبوت کی تمام صفات کا حامل ثابت کیا ہے۔ لہٰذا یہ یقین کرنے کا سامان موجود ہے کہ نبوت کے تمام دعویٰ کرنے والے اسی مرکز سے تعلق رکھتے تھے۔

مجھ پر بھی وحی آتی ہے حالانکہ اس پر ذرہ برابر بھی وحی نہ ہوئی ہو ؟ یا جو ذہنیت یہ اسکیم بنائے کہ میں بھی اسی قسم کا سامان تیار کروں گا اور اسے اللہ کی طرف سے نازل شدہ قرار دوں گا جیسا کہ محمدؐ کہتا ہے کہ اس پر اللہ نے نازل کیا ہے کاش آپ اس قسم کے منصوبہ سازوں کو اس حال میں دیکھیں جب کہ ان پر موت منڈلا رہی ہو اور وہ موت کے سمندر میں ڈبکیاں کھا رہے ہوں اور ملائکہ کے ہاتھوں میں تڑپ رہے ہوں اور ملائکہ تقاضہ کررہے ہوں کہ جلد اپنی روح کو نکال کرکے ہمارے حوالے کرو تاکہ آج تمہیں رسوا کن عذاب تمہاری بکواس کے بدلے میں دیا جائے اور اس لئے بھی کہ تم اللہ کی طرف سے لوگوں میں حقیقت کے خلاف پروپیگنڈا کیا کرتے تھے اور ہماری آیات کے مقابلہ میں تکبر کرنا تمہارا شیوہ تھا (۹۴) ٹھیک ہے آج تم ہمارے سامنے اسی تنہائی اور بے چارگی کے عالم میں حاضر ہوئے ہو جس حال میں ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اور وہ سب مال و دولت اور ٹھاٹ تمہارے پیچھے رہ گیا جو ہم نے دنیا میں تمہیں دیا تھا۔ ہم تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو بھی تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے جن لوگوں کے متعلق تمہارا یہ دعویٰ تھا کہ وہ ہر حال میں تمہارے ساتھ شریک رہیں گے ۔یقیناً تمہارے تمام رشتے ناطے منقطع ہوگئے اور تمہارا بنایا ہوا سارا کھیل تم سے گم ہوکررہ گیا (۹۵) یقیناً وہ اللہ ہی ہے جو دانوں اور گٹھلیوں کو چیر کے اندرسے پودے اگاتاہے۔اورمردہ چیزوں میں سے زندگی پیدا کرتا ہے اور زندہ چیزوں میں سے مردوں کو نکال کھڑا کرتا ہے یہی تو تمہارا اللہ ہے پھر تم کدھر مارے مارے پھرتے رہے (۹۶) وہی تو ہے جو رات کو چیر کر اس میں سے صبح طلوع کرتا ہے جس نے رات کو آرام و سکون کے لئے بنایا ہے اور

قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ

کہتا ہے وحی کی گئی طرف میری اور نہ وحی کی گئی تھی طرف اس کے کچھ اور

مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ

جو کہتا ہے نازل کروں گا میں بھی مانند اس چیز کے کہ نازل کی اللہ نے اور

لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ

کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ ظالم بیچ شدتوں موت کے ہوں اور فرشتے

بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ

کھول رہے ہوں ہاتھ اپنے نکالو جانوں اپنی کو آج کے دن بدلا دیئے جاؤ گے تم

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ

عذاب رسوائی کا بسبب اس کے کہ تھے تم کہتے اوپر اللہ کے سوائے حق کے

وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

اور تھے تم نشانیوں اس کی سے تکبر کرتے اور البتہ تحقیق آئے تم ہمارے پاس

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ

اکیلے جیسا پیدا کیا تھا ہم نے تم کو پہلی بار اور چھوڑ دیا تم نے جو دیا تھا ہم نے

وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ

تم کو پیچھے پیٹھ اپنی کے اور نہیں دیکھتے ہم ساتھ تمہارے شفاعت کرنے والوں

الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ

تمہاروں کو جن کو دعویٰ کرتے تھے تم یہ کہ وہ بیچ تمہارے شریک ہیں

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع

ع ۱۱ / ۱۷

البتہ تحقیق کٹ گیا علاقہ تمہارا اور کھویا گیا تم سے جو کچھ تھے تم دعویٰ کرتے

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ

تحقیق اللہ پھاڑنے والا ہے دانوں کا اور گٹھلیوں کا نکالتا ہے زندہ کو مردے سے

وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى

اور نکالنے والا ہے مردے کو زندہ سے یہی ہے اللہ پس کہاں سے

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّیْلَ سَكَنًا وَّ

پھیرے جاتے ہو پھاڑنے والا ہے صبح کا اور کیا ہے رات کو آرام اور

الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَ

سورج اور چاند کو گرد پھرنے والے یہ ہے اندازہ غالب علم والے کا اور

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ

وہ ہے جس نے کیا ہے واسطے تمہارے تاروں کو تو کہ راہ پاؤ تم ساتھ ان کے بیچ

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

اندھیروں جنگل کے اور دریا کے تحقیق مفصل بیان کیں ہم نے نشانیاں

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے

فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا

پس واسطے تمہارے جگہ رہنے کی ہے اور جگہ سونپنے کی تحقیق بیان کیں ہم نے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ

نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ

پس نکالیں ہم نے ساتھ اس کے بوٹیاں ہر چیز کی پس نکالا ہم نے اس سے

خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ

سبزہ نکالتے ہیں ہم اس میں سے دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور میں سے

مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ

گابھے اس کے سے خوشے ہیں جھکے ہوئے اور نکالتے ہیں باغ انگوروں کے اور

الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ

زیتون اور انار کے یکساں اور غیر یکساں دیکھو طرف پھل اس کے کی

اِذَآ اَثْمَرَ وَ يَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ

جب پھل لاوے اور طرف پکنے اس کے کی تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ

واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے شریک

الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍ

جنوں کو حالانکہ پیدا کیا ہے ان کو اور باندھ لئے ہیں واسطے اس کے بیٹے اور بیٹیاں

چاند و سورج کو طلوع کرنے اور غروب ہونے پر مامور کیا ہے تاکہ وہ حساب میں مدد دیا کریں وہ سب نظام زبردست غالب اورعلیم کے مقررہ قانونِ تقدیر کے ماتحت ہو رہا ہے (۹۷) اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو آراستہ کیا تاکہ تم خشکی اور تری، زمین اور سمندر کی تاریکیوں میں ان سے راہنمائی حاصل کر سکو۔ ہم نے آیات کو علم دوست قوم کے لئے تفصیل سے بیان کر دیا ہے (۹۸) اور وہ وہی ہستی تو ہے جس نے تمہیں صرف ایک ہستی سے نشوونما دے کر اس کثرت تک پہنچایا ہے اور پھر تمہارے لئے قیام گاہیں اور واپسی کا ٹھکانہ مقرر کیا ہوا ہے یقیناً ہم نے آیات سے مطالب سمجھنے والی قوم کے لئے آیات کو تفصیل دے دی ہے (۹۹) اور وہ وہی تو ہے جس نے آسمانوں سے بارش کا نظام بنایا اور پانی سے ہر قسم کی نباتات جڑی بوٹیاں پیدا کیں اور اس سے سبزہ پیدا کیا اور پھر ان سے تہہ در تہہ سجائے ہوئے دانے پیدا کرائے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کی وجہ سے جھکے پڑتے ہیں۔ اسی طرح انگور، زیتون اور اناروں کے باغ پیدا کئے جن کے پھل آپس میں ہم شکل بھی ہوتے ہیں اور مختلف صورتوں کے بھی ہوتے ہیں ذرا ان کو ایسی حالت میں مشاہدہ کرو جب کہ پھل لگے ہوئے ہوں اور وہ پختگی کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہوں ۔ یہ درحقیقت عقل کو حیران کر دینے والے معجزات ہیں ۔ ان لوگوں کے لئے جو مومن قوم سے ہوں (۱۰۰) مگر ان تمام چیزوں کو دیکھتے بھالتے بھی ان لوگوں نے تو اللہ کے ساتھ جنوں کو شریک سمجھا ہے اور اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بھی ایجاد کر ڈالی ہیں حالانکہ

انہیں حقیقت کا علم نہیں ہے پاک و بلند مرتبہ ہے اللہ ان صفات سے جو تم بیان کرتے ہو (۱۰۱) وہ تو آسمانوں اور زمینوں کوبطور ایجاد پیداکرنے والاہے اس کے کوئی اولاد کیسے ہوسکتی ہے جب کہ کوئی اس کی زوجہ ہے ہی نہیں؟ اس نے کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر وہ ہر چیز کا علم بھی رکھتا ہے (۱۰۲) وہی تمہارا پروردگار اور اللہ ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ۔ہر چیز کا خالق و رازق ہے لہٰذا تم اس ہی کی عبادت بجا لاؤ ۔ اور وہی ہر شے پر وکیل و کارساز ہے (۱۰۳) آنکھیں اس کا پتہ نہیں لگا سکتیں البتہ وہ آنکھوں کو بھی نظر میں رکھتا ہے اور وہ بہت ہی لطیف اور خبردار ہے (۱۰۴) یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے سامانِ بصیرت آگیاہے اب جو کوئی تم میں سے اس کو دیکھے اور سمجھے اور عمل کرے تووہ اس کے اپنے فائدہ کے لئے اور جس نے

۱۲ ع ۶ ۱۸

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۰۰ ع

بغیر علم کے پاک ہے وہ اور بلند ہے اس چیز سے کہ صفت بیان کرتے ہیں اس کی

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ

پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا کیوں کر ہو واسطے اس کے اولاد اور نہ تھی

لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۰۱

واسطے اس کے جورُو اور پیدا کیا ہر چیز کو اور وہ ساتھ ہر چیز کے ہے جاننے والا

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا نہیں کوئی معبود مگر وہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا

فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۰۲ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ

پس عبادت کرو اس کو اور وہ اوپر ہر چیز کے کارساز ہے نہیں پاتیں اس کو

وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝۱۰۳

نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو اور وہی ہے باریک دیکھنے والا خبردار

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ

تحقیق آئی ہیں تمہارے پاس دلیلیں پروردگار تمہارے سے پس جس نے دیکھ لیا

(۲۳) آیات (۱۰۴تا۱۰۷ / ۶) اللہ ورسولؐ جبر کرنے والے حفیظ اور وکیل نہیں ہیں۔

اللہ نے رسولؐ کی قوم کے لیڈروں کی جوابی نبوت اور کتاب کا ذکر کرنے کے بعد بڑا مفصل بیان دیا ہے ۔ جس میں منکرین اور مکفّرینِ اسلام کا قیامت میں ناکام ونامراد آنا دکھایا ہے (۹۴ / ۶) پھر اپنی ذات پاک کے اختیارات اور نظام کائنات پر متوجہ کیاہے (۹۵ تا ۹۹ / ۶) پھر نظام شرکت کے بے بنیاد تصورات دکھائے ہیں (۱۰۰ تا ۱۰۱ / ۶) مناسب وقفوں میں یہ بتایاہے کہ قرآنی تفصیلات سے استفادہ وہی لوگ کرسکتے ہیں جو اہل علمؑ اور اہلؑ فقہ لوگوں کی قوم سے ہوں (۹۷ / ۶، ۹۸ / ۶) اور یہ کہ تخلیق کائنات کی باریکیاں مومن قوم ہی سمجھ سکتی ہے (۹۹ / ۶) پھر یہ بتایاہے کہ قرآن میں سلسلۂ کلام عام کتابوں کی طرح نہیں رکھا گیا ہے ۔ بلکہ نظام اجتہاد کے دانشوروں کو تحریف سے روکنے کے لئے ہیر پھیر کر اور آگے پیچھے سے، الٹ پلٹ کر تلاوت کرائی گئی ہے تاکہ تخریب کاروں کو قبل ازوقت پروگرام بنانے کا موقعہ نہ مل سکے اور علما علیہم السلام کی قوم صحیح ترتیب اور مسلسل بیانات سے مستفید ہوتی رہے (۱۰۵ / ۶) اور مخالفین بقول علامہ یہ کہیں کہ :" اس طرح ہم اپنی آیات کو باربار مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں ۔ اوراس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ کہیں کہ تم کسی سے پڑھ آئے ہو، اور جو لوگ علم رکھتے ہیں ان پر ہم حقیقت کو روشن کردیں۔ " (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۶۹) مطلب واضح ہے کہ قرآن کی تلاوت جس اندازسے کی گئی تھی وہ ایسا تھا کہ رسولؐ کی قوم باوجود پورے اقتدار و اختیار رکھنے کے قرآن کے متن میں کوئی تغیر وتبدل نہ کرسکی اس لئے بھی کہ جس قدر تلاوت کی جاتی تھی وہ لوگ یاد کرتے جاتے تھے اور ان کے حافظوں سے قرآن کی اصل عبارت کو مٹایا نہ جاسکتا تھا۔ جو لوگ اس ترتیب وترکیب کو سمجھتے ہیں وہی ان تخریب کاروں کو قرآن سے ملزم ومجرم ٹھہرا سکتے ہیں ۔ اس ترتیب وتدبیر سے ناواقفیت کی وجہ سے مترجمین ومفسرین الجھتے چلے آئے ہیں ۔ اور متضاد ومختلف بیان دیتے رہے ہیں ۔

آنکھیں ہوتے ہوئے اندھا پن برتا اس کا نتیجہ وہ خود بھگتے گا اور میں تم پر محافظ نہیں ہوں (۱۰۵) اور ہم اسی طریقے سے آیتوں کو ادل بدل کر حکمت عملی سے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ لوگ تم سے یہ کہیں کہ تم نے چکر دینے کے لئے خوب رٹا مارا ہواہے اور وہ قوم جو تلاوت کی ترکیب کا علم رکھتی ہے وہ حقیقت تک پہنچ جائے (۱۰۶) آپ تو بس اپنے اوپر آنے والی وحی کی اتباع و پیروی کرتے چلے جائیں اور شرک ساز گروہ کو نظر انداز رکھیں اور بتاتے رہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے (۱۰۷) اور اگر اللہ نے جبر کیا ہوتا تو یہ لوگ ہرگز کسی کو شریک کرنے کا خیال بھی نہ کرتے اور تمہیں بھی ہم نے ان پر محافظ نہیں بنایا اور نہ ہی تمہیں ان کی وکالت کا عہدہ دیا ہے ۔ (۱۰۸) اے مومنین تم ان لوگوں کو گالیاں نہ دیا کرو جنہیں یہ لوگ اپنا مقدس بزرگ سمجھ کر پکارتے ہیں اور اللہ کے ساتھ ساتھ جن کا احترام کرتے ہیں ورنہ وہ لوگ لاعلمی اور ضد کے ماتحت اللہ کو گالیاں دینے لگیں گے ہم نے ہر اُمت کے دلوں میں ان کے اعمال و عقائد کو پسندیدہ بنا رکھا ہے اس لئے کہ پھر بہرحال ان کو اپنے رب کی طرف واپس پلٹنا ہے لہٰذا جب وہ قیامت میں آئیں گے تو ہم انہیں ان کے تمام اعمال کی پول کھول کر دکھا دیں گے (۱۰۹) اور دانشوران قریش نے اللہ کی قسمیں کھائی تھیں اور بڑی کوشش سے یہ معاہدہ کرلیا تھا کہ اگر ان کے پاس ایک آیت بھی آجائے گی تو وہ رسوؐل کی پوری تعلیم پر ایمان لے آئیں گے ۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ آیات تو صرف اللہ کے پاس ہیں اور مومنین سے کہہ دیں کہ تمہیں کس طرح قبل ازوقت شعور کرائیں کہ اگر آیت ان کے پاس آجائے گی تب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے ۔

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَ مَآ

پس واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی اندھا ہوا پس اوپر جان اسکی کے اور نہیں

اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَ لِيَقُوْلُوْا

میں تم پر نگہبان اور اسی طرح بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں اور تو کہ کہیں وہ کہ

دَرَسْتَ وَ لِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

پڑھ لیا تونے اور تو کہ بیان کریں ہم اس کو واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ

پیروی کر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف تیری رب تیرے سے نہیں کوئی

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ

معبود مگر وہ اور منہ پھیر لے شرک کرنے والوں سے اور اگر چاہتا اللہ نہ

اَشْرَكُوْا ؕ وَ مَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَ مَآ اَنْتَ

شریک کرتے اور نہیں کیا ہم نے تجھ کو اوپر ان کے نگہبان اور نہیں ہے تو

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اوپر ان کے داروغہ اور مت برا کہو ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں سوائے

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ

خداکے پس برا کہنے لگیں گے خداکو زیادتی سے بے سمجھے اسی طرح

زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى

زینت دی ہم نے واسطے ہر ایک فرقے کے عمل ان کے کو پھر طرف

رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا

پروردگار ان کے کی ہے پھر جانا ان کا پس خبر دے گا ان کو ساتھ اس چیز کے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

کہ تھے عمل کرتے اور قسم کھائی تھی انہوں نے ساتھ اللہ کے سخت قسموں

لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ

اپنی کی البتہ اگر آوے گی ان کے پاس کوئی نشانی البتہ ایمان لاویں گے وہ

بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا

ساتھ اس کے کہہ سوائے اس کے نہیں کہ نشانیاں نزدیک اللہ کے ہیں اور کیا چیز

يُشۡعِرُكُمۡ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾ وَ

معلوم کرواتی ہے تم کو یہ کہ وہ جب آوے گی نہیں ایمان لاویں گے اور

نُقَلِّبُ اَفۡـِٕدَتَهُمۡ وَ اَبۡصَارَهُمۡ كَمَا لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا

پھیر دیں گے ہم دلوں ان کے کو اور نظروں ان کی کو جیسا کہ نہ ایمان لائے تھے

بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

۱۳ ع ۱۰ ۱۹

ساتھ اس کے پہلی بار اور چھوڑ دیں گے ہم ان کو بیچ سرکشی ان کی کے بہکتے

وَ لَوۡ اَنَّنَا نَزَّلۡنَاۤ اِلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓـئِكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الۡمَوۡتٰى وَ

اور اگر ہم اتارتے طرف ان کی فرشتے اور بولتے ان سے مردے اور

حَشَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ كُلَّ شَىۡءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ

اکٹھا کر لاتے ہم اوپر ان کے ہر چیز کو مقابل نہ ہوتا کہ ایمان لاویں مگر یہ کہ چاہے

اللّٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَجۡهَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ

اللہ ولیکن اکثر ان کے جاہل ہیں اور اسی طرح سے کئے ہم نے واسطے ہر ایک نبیؑ کے

(۱۱۰) جس طرح یہ قریشی لیڈر پہلی دفعہ آیات دیکھ کر ایمان نہ لائے تھے اسی طرح ہم بھی اب ان کے قلب و نظر کو انقلاب سے دوچار کردیں گے اور ان میں اختلاف و انتشار پیدا کردیں گے اور انہیں ان کی سرکشی میں بہکتا اور بھٹکتا چھوڑدیں گے ۔ (۱۱۱) **اگر ہم دانشوران** قریش کی طرف فرشتے نازل کرکے بھیجتے اور ان سے مُردوں کو زندہ کر کے باتیں کرا دیتے ۔ اور ان کے سامنے دنیا کی تمام مطلوبہ اور ضروری چیزیں لا کر رکھ دیتے تب بھی ان پر اتنا اثر نہ ہوتا کہ وہ حقیقی طور پر ایمان لے آتے ۔ البتہ یہ کہ ہم ان پر اپنی مشیت ہی کو مسلط کردیتے ان سے ایمان کی امید رکھنے والوں کی کثرت جاہل ہے ۔ (۱۱۲) اور ہم نے تمام نبیوںؑ کے مقابلہ میں انسانی

(۲۳ ۔ الف) اللہ نے رسولؐ کی قوم کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ تاکہ وہ جو چاہیں کرسکیں ؟؟

اللہ نے رسولؐ کی قوم کو پہلے یہ بتایا کہ دیکھو اللہ نے تمہارے سامنے بصیرت انگیز تعلیمات رکھ دی ہیں اب تمہیں اختیار ہے کہ آنکھوں والوں کی طرح کام کرو یا اندھوں والا رویہ اختیار کرلو۔ لیکن میں اب تمہارے اوپر حفیظ نہیں ہوں ۔ حالانکہ بقول جناب ھود علیہ السلام اللہ ہر حال میں اور ہر چیز پر حفیظ ہے ۔ (اِنَّ رَبِّىۡ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَفِيۡظٌ ﴿۵۷﴾ ھود) معلوم ہوا کہ اللہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں اس قوم کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالوں گا اور جس طرح مطلقاً حفیظ ہوتے ہوئے اللہ نے اس قوم کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اسی طرح رسولؐ کو بھی بتایا کہ تم بھی اسی قوم پر حفیظ اور وکیل نہ رہو (۱۰۷،۱۰۶ / ۶) ان کے اجتہادات اور تصورات سے بے توجہی برتو ۔ ہم اگر جبراً چاہتے تو وہ نظام شرک اختیار ہی نہ کرتے (۱۰۷ / ۶) اس کے بعد والی آیت (۱۰۹ / ۶) یہ بتاتی ہے کہ قریشی محاذ نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ اگر ایک آیت بھی ان کے سامنے آجائے تو وہ سب ایمان لے آئیں گے ۔

(۲۴) قرآن میں رسولؐ کے معجزہ دکھانے کا ثبوت اور قومی لیڈروں کی عقل کا الٹ جانا۔

سوال یہ ہے کہ یہ سورۂ انعام بقول مودودی نبوت کے بارہویں سال میں نازل ہوئی تھی ۔ چنانچہ یہ ماننا پڑے گا کہ مذکورہ بارہ سال میں سینکڑوں آیات نازل ہوچکی تھیں ۔ پھر قریشی لیڈروں نے یہ کیوں کہا کہ اگر ایک آیت آجائے تو ہم ایمان لے آئیں گے؟ معلوم ہوا کہ قریشی راہنما ایک آیت یعنی ایک معجزہ کا مطالبہ کررہے تھے ۔ نہ کہ قرآن کریم کے کسی ایک عربی جملے کا مطالبہ؟ کیونکہ عربی جملوں والی آیات تو ڈھیروں نازل ہو چکی تھیں ۔ چنانچہ علامہ مودودی بھی یہی سمجھے کہ : ” نشانی سے مراد کوئی ایسا صریح محسوس معجزہ ہے جسے دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کے مَامُورِمِنَ اللہ ہونے کو مان لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے۔“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۷۱) لہٰذا معلوم ہوا کہ قریشی لیڈر معجزہ دکھانے کا مطالبہ کررہے تھے ۔ اب یہ دیکھئے کہ اسی آیت (۱۱۰ / ۶) میں اللہ نے فرمایا کہ اب معجزے تو ہوتے رہیں گے مگر قریشی لیڈروں کی آنکھیں اور عقلیں اوندھی کردی جائیں گی اور وجہ یہ بتائی کہ یہ لوگ ” پہلی دفعہ معجزات پر ایمان نہیں لائے تھے“ (لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ)

(۲۴۔ الف) سورۂ انعام کے نزول وحی کے بعد اہل مکہ یا قریش کا حقیقی ایمان مشکوک ہے۔ قارئین اس آیت (۱۱۰ / ۶) میں یہ نوٹ کریں کہ اللہ نے بلااستثناء عمومی حیثیت سے اس قوم کے یا تمام باشند گان مکہ وگردونواح (أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۹۲ / ۶) کے وسائل ہدایت (عقل وبصیرت کو) الٹ دینے کا اعلان فرمایاہے۔ اور اللہ کے اعلان میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوسکتی لہٰذا ہمیں ان لوگوں کو مومن حقیقی ماننے میں خود اپنے ایمان باللہ کا خطرہ ہے۔ مودودی صاحب نے فرمایا کہ: "تمہارا یہ توقع کرنا فضول ہے کہ اللہ تعالیٰ براہ راست اپنی تکوینی مداخلت سے ان کو مومن بنائے گا۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۷۲)

(۲۴۔ ب) رسولؐ کی قوم کے ایمان لاسکنے کو اللہ نے ناممکن قرار دے دیا ہے۔ جب آپ آیات (۱۱۱تا۱۰۹ / ۶) کے الفاظ پر غور کریں گے تو یقین کامل ہو جائے گا۔ کہ اہل مکہ اور گردونواح کے لوگ کبھی وہ ایمان نہ لائیں گے جو اللہ، قرآن اور رسولؐ اللہ کو مطلوب تھا اور جب کہ ان کی عقل وبصیرت اور قلب و ذہن ہی الٹا دیکھنے، الٹا سمجھنے اور اسلام سے منحرف رہنے میں اپنی نجات کا یقین رکھتے ہوں؟ پھر اللہ نے آخری درجہ بھی بیان کر دیا یعنی وہ لوگ ملائکہ کے نزول اور مُردوں سے باتیں کرنے اور ساری دنیا کی چیزوں کو سامنے دیکھ کر بھی اپنے ہی مسلک پر قائم رہیں گے۔ چنانچہ یہ اتنی صحیح اور غیبی حقیقت تھی کہ اللہ نے اسے آزمانا بھی ضروری نہ سمجھا یعنی نہ آئندہ ان پر ملائکہ ارسال کئے نہ انہیں مُردوں سے باتیں کرنے کا موقع دیا۔ لہٰذا ہمیں یقین کامل ہوجانا چاہئے کہ اہل مکہ اور قریش کسی لمحہ سچ مچ کے مسلمان نہ تھے۔ یہ دوسری بات ہے اور مفصل بیان شدہ بات ہے کہ ان کو قدم قدم پر مومنین کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن یہ بھی کہہ دیا ہے کہ "اے مومنین تم اللہ ورسولؐ پر ایمان لاؤ۔ قرآن پر ایمان لاؤ توریت و زبور وانجیل پر ایمان لاؤ وغیرہ۔" (نساء ۱۳۶ / ۴)

(۲۴۔ ج) علامہ کا آیت (۱۱۲ / ۶) پر قریشی اسلام کے خلاف صحیح بیان؟ قریشی اسلام میں اللہ کو عادل نہیں مانا جاتا تھا۔ اس کا سبب علامہ شبلی سے سنئے ارشاد ہے کہ: "اختلافِ عقائد کی بنیاد پالیٹکس سے ہوئی" "اختلافِ عقائد کے اگرچہ یہ سب اسباب فراہم تھے لیکن ابتدا پالیٹکس یعنی ملکی ضرورت سے ہوئی۔ بنو امیہ کے زمانہ میں چونکہ سفاکی کا بازار گرم رہتا تھا۔ طبیعتوں میں شورش پیدا ہوئی۔ لیکن جب کبھی شکایت کا لفظ کسی کی زبان پر آتا تھا۔ تو طرفداران حکومت یہ کہہ کر اس کو چپ کرا دیتے تھے کہ: "جو کچھ ہوتا ہے خدا کی مرضی سے ہوتا ہے ہم کو دم نہیں مارنا چاہئے" (اٰمَنَّا بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ) (علم الکلام علامہ شبلی نعمانی صفحہ ۲۵)
یہی وہ مذہب تھا جس میں قومی اور ملکی ضروریات اور مصلحتوں کو قرآن پر حاکم بنایا گیا تھا۔ ان ہی ضرورتوں کے ماتحت قرآن میں نازل شدہ مسئلہ خمس بند کیا گیا تھا۔ مؤلفات القلوب کا حصہ دینا بند ہوا تھا۔ رسولؐ کی میراث قرآن کے خلاف آپس میں بانٹ لی تھی۔ اور مخالفین کو نہایت سفاکانہ انداز میں تلوار کے گھاٹ اتارا جاتا رہا۔ خاندان رسولؐ کا قتل عام کیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو ایک سال قید میں رکھا گیا۔ لیکن اہل بیت علیہم السلام کے محاذ نے ان کو مجبور کرکے عدل وانصاف کا اقرار کرایا چنانچہ پہلے علامہ کا بیان سنئے فرماتے ہیں کہ:
"یہاں ہماری سابق تشریحات کے علاوہ یہ حقیقت بھی اچھی طرح ذہن نشین ہو جانی چاہئے کہ قرآن کی روسے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی رضا میں بہت بڑا فرق ہے۔ جس کو نظر انداز کردینے سے بالعموم شدید غلط فہمیاں واقع ہوتی ہیں۔ کسی چیز کا اللہ کی مشیت اور اس کے اذن کے تحت رونما ہونا لازمی طور پر یہ معنی نہیں رکھتا۔ کہ اللہ اس سے راضی بھی ہے۔ اور اسے پسند بھی کرتا ہے۔ دنیا میں کوئی واقعہ کبھی صدور میں نہیں آ سکتا۔ جب تک اللہ اس کے صدور کا اذن نہ دے۔ اور اپنی عظیم الشان اسکیم میں اس کے صدور کی گنجائش نہ نکالے۔ اور اسباب کو اس حد تک مساعد نہ کر دے کہ وہ واقعہ صادر ہوسکے۔ کسی چور کی چوری، کسی قاتل کا قتل، کسی ظالم ومفسد کا ظلم وفساد اور کسی کافر ومشرک کا کفر وشرک اللہ کی مشیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور اسی طرح کسی مومن اور کسی متقی انسان کا ایمان وتقوی بھی مشیت الٰہی کے بغیر محال ہے۔ دونوں قسم کے واقعات یکساں طور پر مشیت کے تحت رونما ہوتے ہیں۔ مگر پہلی قسم کے واقعات سے اللہ راضی نہیں ہے۔ اور اس کے برعکس دوسری قسم کے واقعات کو اس کی رضا اور اس کی پسندیدگی ومحبوبیت کی سند حاصل ہے اگرچہ

شیاطین اور جناتی شیاطین کو ان کے دشمنوں کی حیثیت سے برقرار رکھا ہے جو کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اپنے مرشد ابلیس کے نظامِ وحی سے رابطہ رکھتے ہیں اور مغالطہ آمیز مکمل نظام پیش کرتے ہیں اور اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو یہ لوگ نہ انبیاؑ سے دشمنی کرسکتے تھے نہ وحی سے آپس میں رابطہ رکھ سکتے تھے بہرحال آپ ان میں اور ان کی ایجادات میں تضاد پیدا کردیں (۱۱۳) تاکہ ذرا زیادہ توجہ سے نکتہ آفرینیوں میں مصروف ہوجائیں اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ دل سے راضی ہو کر اپنے جرائم کی سنگینی کو جتنا بڑھانا چاہیں اتنا بڑھاکر مجرم بن جائیں (۱۱۴) کیا میں اللہ کو حاکم حقیقی مان کر بھی کسی اور کے

عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ

دشمن شیاطین آدمیوں کے اور جنوں کے جی میں ڈالتے ہیں بعضے ان کی طرف بعض کے

زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ

ملمع کی ہوئی بات فریب دینے کو اور اگر چاہتا پروردگار تیرا نہ کرتے اس کو

فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ لِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ

پس چھوڑ دے ان کو اور جو کچھ باندھ لیتے ہیں اور تو کہ جھکیں طرف اس کی

اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِيَرْضَوْهُ وَ

دل ان لوگوں کے کہ نہ ایمان لائے ساتھ آخرت کے اور تو کہ پسند کریں اس کو اور

لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ

تو کہ کر لیویں جو کچھ کہ وہ کرنے والے ہیں کیا پس غیر خدا کو چاہوں میں

آخر کار کسی خیر عظیم ہی کے لئے فرمانروائے کائنات کی مشیت کام کر رہی ہے۔ لیکن اس خیر عظیم کے ظہور کا راستہ نور و ظلمت، خیر و شر اور صلاح و فساد کی مختلف قوتوں کے ایک دوسرے کے مقابلہ میں نبرد آزما ہونے ہی سے صاف ہوتا ہے۔ اس لئے اپنی بزرگ تر مصلحتوں کی بنا پر وہ طاعت اور معصیت، ابراہیمیّت اور نمرودیّت، موسویّت اور فرعونیّت آدمیّت اور شیطنت دونوں کو اپنا اپنا کام کرنے کا موقع دیتا ہے۔ اس نے اپنی ذی اختیار مخلوق (جن اور انسان) کو خیر اور شر میں سے کسی ایک کے انتخاب کرلینے کی آزادی عطا کردی ہے۔ جو چاہے اس کارگاہ عالم میں اپنے لئے خیر کا کام پسند کرلے اور جو چاہے شر کا کام۔ دونوں قسم کے کارکنوں کو جس حد تک خدائی مصلحتیں اجازت دیتی ہیں۔ اسباب کی تائید نصیب ہوتی ہے۔ لیکن اللہ کی رضا اور اس کی پسندیدگی صرف خیر ہی کے لئے کام کرنے والوں کو حاصل ہے۔ اور اللہ کو محبوب یہی بات ہے کہ اس کے بندے اپنی آزادی انتخاب سے فائدہ اٹھا کر خیر کو اختیار کریں نہ کہ شر کو۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۷۳۔۵۷۴ حاشیہ ۸۰)

(۲۴۔د) علامہ کا بیان عام فہم اور مستند نہیں ہے۔ مگر مفید ضرور ہے۔

علامہ نے جو کچھ لکھا اگر وہ دیہاتیوں کو پڑھ کر سنایا جائے تو وہ اس قابل نہ ہوسکیں گے کہ آپس میں ایک دوسرے کو کچھ سمجھا کر فائدہ پہنچا سکیں۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ انسان اور جنات کو عقل و ارادہ اور اختیارات سونپ دیئے گئے ہیں۔ کائنات کی باقی مخلوقات کو یہ دونوں اپنی عقل و اختیار و ارادہ سے جس طرح چاہیں استعمال کرسکتے ہیں۔ اور آپس میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ جو چاہیں کرسکتے ہیں۔ لیکن دوسرے انسانوں کو بھی عقل و اختیار حاصل ہے۔ اس لئے ان کو آپس میں ایک دوسرے سے ٹکر لینا پڑے گی اور جو بھی اپنی عقل و بصیرت کو زیادہ مؤثر انداز میں استعمال کرے گا اپنے اچھے یا برے مقصد میں کامیاب ہوگا۔ بہرحال کہنا یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال و اقوال و تصورات میں سو فیصد آزاد ہے۔ آزادی کی حد یہ ہے کہ وہ خودکشی بھی کرسکتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ نے اپنی مشیت کے ماتحت رکھا ہے تلوار کا گردن کو کاٹ ڈالنا مشیت ہے۔ لیکن تلوار کو گردن پر مارنا انسانی اختیار میں ہے اور یہ اختیار بھی مشیت نے دیا ہے۔ اگر وہ تلوار کو گردن پر مارنے کے بجائے خربوزے پر مارتا تو بھی مختار تھا۔ وہ تلوار کو پھینک دینے پر بھی قادر تھا۔ مگر وہ اس پر قادر نہیں کہ وہ پوری قوت سے تلوار گردن پر مارے اور گردن نہ کٹے الغرض اللہ کے عام و ہمہ گیر قانون کو مشیت کہتے ہیں۔ اور جو کچھ اس کائنات میں ہوتا ہے وہ سب مشیت خداوندی کے ماتحت ہوتا ہے۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص اتفاقیہ ہدایت پا جائے یا اتفاقیہ طور پر گمراہ ہو جائے اس نے فرمایا ہے کہ:

حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيۡٓ اَنۡزَلَ اِلَيۡكُمُ الۡكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ حکم کرنے والا اور وہ ہے جس نے اتاری ہے طرف تمہاری کتاب مفصل اور الَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب جانتے ہیں یہ کہ وہ اتاری ہوئی ہے مِّنۡ رَّبِّكَ بِالۡحَقِّ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ رب تیرے کی طرف سے ساتھ حق کے پس مت ہو شک لانے والوں سے	حکم کو اختیار کر لوں؟ اور جب کہ وہ وہی حاکم ہے جس نے تمہاری طرف یہ مفصل اور مکمل کتاب بھی نازل کر دی ہے ؟ اور جن خاص لوگوں کو ہم نے یہ مفصل و مکمل کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ مفصل و مکمل کتاب تیرے پروردگار کی طرف سے برحق صورت میں نازل ہوئی ہے چنانچہ اس صورت حال میں تمہیں اس کی ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ دباؤ ڈالنے والوں میں شمار ہو جاؤ

أَلَمْ نَجْعَل لَّهُۥ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنَٰهُ ٱلنَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ البلد
فَجَعَلْنَٰهُ سَمِيعًۢا بَصِيرًا ﴿٢﴾ إِنَّا هَدَيْنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ﴿٣﴾ دھر
لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَىَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ ﴿٤٢﴾ الانفال

"کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کے لئے دو آنکھیں بات کرنے کے لئے دوہونٹ نہیں دیئے اور کیا ہم نے اسے اچھا اور برا دونوں راستے نہیں بتا دیئے اور کیا ہم نے انسانوں کو سننے والا اور صاحب بصیرت نہیں بنایا اور کیا انہیں صحیح راستے کی ہدایت نہیں کر دی ہے اور کفر و شکر کرنے میں مختار نہیں رکھا ہے ۔ لہٰذا اب جسے تباہی میں پڑنا ہو تو دلیل کے ساتھ تباہ ہو اور جسے ابدی حیات حاصل کرنا ہو وہ بھی دلیل سے حاصل کرے "۔یہی وہ مقام ہے جس میں شیطان مدد کرتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے احکام کو یوں بھی تو مانا جاسکتا ہے ۔ اس عمل میں یہ اصلاح بھی تو کی جاسکتی ہے ۔ جو انسان آنکھیں بند کرکے لفظ بلفظ احکام خدا و رسولؐ پر عمل کرلے اور ان کے حکم میں کوئی تبدیلی و اصلاح نہ کرے وہ ہدایت پاتا ہے اور جو شخص اللہ و رسولؐ کی اندھی تقلید نہیں کرتا بلکہ اس اصول کو مانتا ہے کہ اللہ و رسولؐ کے احکام میں بھی ذاتی بصیرت یا ماہرین کی رائے سے دیکھ بھال کر عمل کرنا چاہیئے وہ گمراہ ہو جاتا ہے ۔ اس لئے کہ عبدیت یا غلامی سے خارج ہو کر آزادیٔ اختیار کو استعمال کرتا ہے ۔

(۲۴ ۔ ہ) آیت (۱۱۲ / ۶) میں رسولؐ ہی کی قوم کو رسولؐ کا دشمن فرمایا گیا ہے اور گمراہی کا فیصلہ ہوا ہے ۔

ان تمام بیانات کا نتیجہ یہ ہے کہ رسولؐ کی قوم رسولؐ کی دشمن تھی اور یہ دشمنی اللہ نے منظور کرلی تھی (۱۱۲ / ۶) اور اسے قطعی طور پر آزاد چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ حکومت الٰہیہ کے خلاف جو نظام حکومت اختیار کرنا چاہے کرلے (۱۱۳ / ۶) اسی قوم کے لئے فرمایا گیا تھا کہ : " اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کردیا ہے " (فرقان ۳۰ / ۲۵)
اور اللہ نے جواب دیا تھا کہ : (وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ ٱلْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾ الفرقان)
" اسی طرح ہم نے ہر نبیؐ کے لئے مجرم لوگوں کو دشمن بنائے رکھا ہے ۔ لہٰذا آپؐ بھی نبیؐ ہیں اور یہ قوم آپ کی دشمن ہے۔ مگر تیرا پروردگار تیری ہدایت ونصرت کے لئے کافی ہے۔"

(۲۵) آیات (۱۱۶تا ۱۱۴ / ۶) میں رسولؐ اللہ کو قومی محاذ سے الگ رکھنے کا آخری فیصلہ ۔

مشیت کی وضاحت کا اور ان آیات (۱۱۶تا ۱۱۴ / ۶) کا سادہ سا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے عام قانون میں تبدیلی کی ہر گنجائش ختم کر دی گئی اب اس حقیقت میں کسی طرح ردوبدل نہ ہو گا کہ رسولؐ کی نام نہاد قوم اپنے طاغوتی نظام اجتہاد کو چھوڑدے یا نظریہ حکومت کو بدل دے ۔ یعنی وہ ضرور اللہ کے احکام کو طاغوت کے فیصلوں کے ماتحت رکھیں گے۔ ضرور طاغوتی حکومت قائم کریں گے ۔ اور اللہ ان کے عملدرآمد کو ہرگز اسلامی عملدرآمد قرار نہ دے گا ۔ اور رسولؐ اللہ کو بتا دیا گیا کہ کثرت رائے سے کیا ہوا ہر فیصلہ گمراہ کن ہو گا ۔ اور یہ کہ آپؐ نے اس قومی اصول کو ہرگز قبول نہیں کرنا ہے۔ حقیقی اسلام میں کسی بھی انسان کی ذاتی سوجھ بوجھ اور تجربہ وبصیرت کو دخل نہیں ہے ۔اور تمام انسانوں کی اجتماعی بصیرت اور متفقہ رائے

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ

اور پوری ہوئی بات رب تیرے کی راستی میں اور انصاف میں نہیں کوئی بدلنے والا

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ

بات اس کی کو اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اور اگر کہا مانے گا تو اکثر

مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ان لوگوں کا کہ جو بیچ زمین کے ہیں گمراہ کردیں گے تجھ کو راہ خدا کی سے

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ

نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکل کرتے تحقیق پروردگار تیرا

هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَ هُوَ

وہی خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ گمراہ ہورہا ہے راہ اس کی سے اور وہی

(۱۱۵) تیرے پروردگار کا کلمہ صدق و عدل کے معیار پر مکمل اور تمام ہوچکا تمہاری قوم کے متعلق ہمارے کسی کلمے کو کوئی نہیں بدل سکتا اور اللہ اس سلسلے کی تمام اسکیموں کو اور کارکردگیوں کو سنتا اور جانتا ہے (۱۱۶) تم یہ سمجھ لو کہ اگر قومی کثرت یا ساری دنیا کے انسانوں کی کثرت کے متفقہ فیصلے کی اطاعت اختیار کرلو گے تو ایسی اطاعت تمہیں طریق خداوندی سے گمراہ کردے گی اس لئے کہ یہ کثرت اور کثرت پسند لوگ اپنی مصلحتوں پر مبنی گمان کی اتباع کرتے ہیں اور وہ اپنے خود ساختہ مجتہدانہ عقلی تک بندیوں کے اور کسی قاعدے پر چلتے ہی نہیں (۱۱۷) اور حقیقت صرف اس قدر ہے کہ تیرا پروردگار ہی اس

اور اجماع کو کوئی دینی مقام دینا گمراہی کا بنیادی اصول ہے اس لئے کہ لوگ اٹکل کے تیر چلایا کرتے ہیں ۔ اندازے لگایا کرتے ہیں تخمینوں پر بنیاد رکھا کرتے ہیں ۔ علامہ مودودی بھی کثرت الناس کو حجت نہیں سمجھتے ۔ ان کا ترجمہ اور وضاحت دیکھئے " اور اے محمدؐ اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے ۔ وہ تو محض گمان پر چلتے ہیں اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ (۱۱۶ / ۶)" یعنی بیشتر لوگ علم کے بجائے قیاس وگمان کی پیروی کررہے ہیں اور ان کے عقائد ، تخیلات ، فلسفے ، اصول زندگی اور قوانین عمل سب کے سب قیاس آرائیوں پر مبنی ہیں ۔۔۔ لہٰذا کسی طالب حق کو یہ نہ دیکھنا چاہیئے کہ دنیا کے بیشتر انسان کس راستہ پر جا رہے ہیں بلکہ اسے پوری ثابت قدمی کے ساتھ اس راہ پر چلنا چاہئے جو اللہ نے بتائی ہے۔ چاہے اس راستہ پر چلنے کے لئے وہ دنیا میں اکیلا ہی رہ جائے۔"
(تفہیم القرآن جلد اوّل ۵۷۵۔۵۷۶حاشیہ ۸۳)

(۲۶) آیت (۱۱۷ / ۶) وہ شخص جس نے اللہ و رسولؐ سے الگ مذہب تیار کیا تھا زیر بحث موجود ہے۔

یہاں اللہ نے اس شخص کا پھر ذکر کیا ہے جو اپنا ذاتی مذہب تیار کر رہا تھا (۱۱۷ / ۶) اور جس نے اپنے ایک یار دوست سے خودتراشیدہ مذہب کو جاری کرایا تھا اور رسولؐ کے مذہب کو چھڑا دیا تھا (فرقان ۲۹۔۲۷ / ۲۵) قارئین اگر حساس اور متوجہ رہیں تو واقعی یہ قرآن رسولؐ اللہ اور ان کی قوم کی سرگزشت ثابت ہوگا ۔

(۲۷) آیات (۱۲۱تا۱۰۹ / ۶) پر حیرانی اور مترجمین کی کج نگاہی پر شکوہ وتبصرہ ؟

ہمیں قرآن کے تمام قارئین سے یہ دریافت کرنا ہے کہ ان تیرہ آیات (۱۲۱تا۱۰۹ / ۶) میں ایک ایسے دشمن خدا و رسولؐ اور سخت گمراہ کنندہ گروہ کا ذکر ہوتا چلا آیا ہے کہ جس کی اطاعت اگر رسولؐ اللہ کرلیں تو مع علم نبوت ورسالت وقرآن گمراہ ہوکر رہ جائیں (۱۱۶ / ۶) اور آخر میں فرمایا گیا کہ ان کی اطاعت سے تم یقیناً مشرک ہوجاؤ گے ۔ (۱۲۱ / ۶) ذرا سوچئے اور ہمیں بتائیے کہ یہ تمام شیعہ سنی مترجمین ومفسرین اور خصوصاً علامہ مودودی صاحب اس گروہ کا ذرہ برابر تعارف نہیں کراتے ۔ قارئین کو اس کا اتا پتا نہیں بتاتے ۔ ادھر ادھر کی بے جوڑ وبے موقع باتوں کی تشریح میں ہزاروں صفحات اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرتے چلے جاتے ہیں ۔ اور اگر کچھ کہتے ہیں تو اتنا کہ : " بعض چیزوں کو لوگوں نے آپ ہی حلال قرار دے لیا ہے۔ حالانکہ اللہ کی نظر میں وہ حرام ہیں۔ اور بعض چیزوں کو انہوں نے خود حرام ٹھہرا لیا ہے ۔ حالانکہ اللہ نے انہیں حلال کیا ہے ۔ خصوصیت کے ساتھ سب سے

شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے گمراہ کررہا ہے اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس شخص کے مقابلہ میں ہدایت یافتہ ہیں (۱۱۸) اگر تم لوگ اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو تو اس گمراہ کرنے والے مجتہد (۱۱۷ / ۶) کی پرواہ کئے بغیر ہر وہ چیز کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (۱۱۹) لیکن تم تو اسی شخص کی تعلیم سے متاثر ہو (۱۱۷ / ۶) ورنہ بتاؤ کہ کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہوئے (۱۱۸ / ۶) بھی ان چیزوں کو نہیں کھاتے جن پر خدا کا نام لیا گیا ہو حالانکہ تمہارے لئے تمام حرام وحلال چیزوں کی تفصیل بیان کی جاچکی ہے

اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوۡا مِمَّا ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ

خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو پس کھاؤ اس چیز سے کہ یاد کیا ہے نام اللہ کا

عَلَيۡهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ بِاٰيٰتِهٖ مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۸﴾ وَ مَا

اوپر اس کے اگر ہو تم ساتھ نشانیوں اس کی کے ایمان لاتے اور کیا ہے

لَكُمۡ اَلَّا تَاۡكُلُوۡا مِمَّا ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ

واسطے تمہارے یہ کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ یاد کیا گیا ہے نام اللہ کا اوپر اس کے

وَ قَدۡ فَصَّلَ لَكُمۡ مَّا حَرَّمَ عَلَيۡكُمۡ

اور تحقیق مفصل بیان کر دیا ہے واسطے تمہارے جو کچھ کہ حرام کیا ہے اوپر تمہارے

زیادہ جاہلانہ بات جس پر پہلے بھی بعض گروہ مصر تھے اور آج بھی دنیا کے بعض گروہ مصر ہیں " (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۷۶ حاشیہ ۸۴) سوال یہ ہے کہ حلال وحرام کرنے والا گروہ کون تھا ؟ علامہ یہ مانتے ہیں کہ : " یعنی ایک طرف اللہ کی خداوندی کا اقرار کرنا اور دوسری طرف اللہ سے پھرے ہوئے لوگوں کے احکام پر چلنا اور ان کے مقرر کئے ہوئے طریقوں کی پابندی کرنا شرک ہے توحید یہ ہے کہ زندگی سراسر اللہ کی اطاعت میں بسر ہو۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۷۷ حاشیہ ۸۷)
علامہ یہ نہیں بتاتے کہ مسلمان ہوکر کس طرح کوئی مسلمان مشرکوں اور اہل کتاب کی پیروی کرسکتا تھا ؟ وہ ایسے مسلمانوں کا وجود مانتے ہیں جو اللہ و رسولؐ کے احکام کے خلاف اعتقاد و اعمال کے پابند تھے مگر ان پر پردہ ڈالتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ انہیں یہ بتانا چاہئے کہ مسلمانوں میں ایسے بزرگ موجود تھے جن پر کامل اعتماد تھا۔ جن کے عقائد و اعمال کو اسلامی عقائد و اعمال سمجھ کر عوام بجا لاتے تھے اور یوں اللہ کی نظر میں مشرک تھے۔ اسی گروہ کا حال یہ سب مترجمین چھپاتے چلے آئے ہیں۔ کوئی پاگل مسلمان بھی اسلام لانے کے بعد کسی غیر مسلم کے رسم و رواج پر عمل نہ کرے گا اور ہرگز کسی غیر مسلم کا حکم نہ مانے گا۔ ہم نے سینکڑوں آیات سے ثابت کردیا ہے کہ وہ گروہ نہ صرف یہ کہ عوام بلکہ خواص کی نظروں میں بھی مسلمان تھا بلکہ مسلمانوں کی کثرت اس گروہ کو اپنا بزرگ اور مقدس گروہ سمجھتی تھی۔ اور رسولؐ کی نام نہاد قوم تو ان کو خود رسولؐ اللہ سے زیادہ معتمد و معتبر سمجھتی تھی اور ایسا سمجھنے کے لئے اس گروہ نے یہ مادی اور فطری دلیل پیش کی تھی کہ رسولؐ اپنے ہر حکم میں بنی ہاشم کو عموماً اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کو خصوصاً ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ ساری قوم اپنی آنکھوں سے یہ حقیقت دیکھتی چلی آئی تھی۔ وہ اپنے تعصب اور قومی مفاد کی وجہ سے یہ ماننے کو تیار نہ تھے کہ رسولؐ اللہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ رسولؐ کو انسانی جذبات ومیلانات سے متاثر ومغلوب ہوجانے والا بشر مشہور کیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ رسالت کو دوحصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یعنی رسولؐ کا فلاں حکم رسولؐ کی حیثیت سے دیا گیا ہے۔ فلاں حکم ذاتی حیثیت سے دیا گیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ رسولؐ کا ہر حکم واجب التعمیل نہ مانا گیا تھا۔ اور یہی سبب تھا کہ رسولؐ کے ہر اس حکم کو نظر انداز کرلینا واجب کر لیا تھا جس میں علیؑ کی حکومت کا تصور موجود ہو۔ یہ وجہ تھی کہ قریشی قوم میں قومی دانشور، لیڈر اور راہنما رسولؐ اللہ سے زیادہ صاحبان اعتبار واعتماد تھے۔ اور یہی وہ گروہ تھا جسے علامہ اینڈ کمپنی پردہ کے پیچھے رکھنا چاہتی ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ سارا مذہبی گھروندا باطل ہوجاتا ہے جس پر وہ چلتے آرہے ہیں۔ لیکن ہم اللہ اور قرآن کے الفاظ میں یہ دکھا رہے ہیں کہ وہ دانشورانِ قریش دشمنانِ خدا و رسولؐ تھے۔ انہوں نے رسولؐ اللہ اور تمام حقیقی صحابہ کو اپنے مسلک پر چلانے کی انتہائی کوشش کی لیکن اللہ، رسولؐ کو مومنین کو ہر قدم پر متنبہ رکھتا چلا آیا۔ ان کی اطاعت کو شرک کہا ان سے اعراض کا باربار حکم دیا۔ ان پر لعنت کرتا رہا۔ یہاں یہ بھی خاص بات ہے کہ کیا خود رسولؐ اللہ بھی مشرکوں اور یہود و نصاریٰ کی اطاعت کرسکتے تھے ؟ کہ آنحضرتؐ کو اللہ نے اس گروہ کی

اور بے بسی اور مجبوری کی رعایات بھی معلوم ہو چکی ہیں ؟ حقیقت یہی ہے کہ اس شخص کی طرف سے بہت بڑی تعداد اپنے اجتہاد سے گمراہ کرنے پر تعینات ہے یقیناً اے رسولؐ تیرا رب اس حد سے گزرجانے والے گروہ کو خوب جانتا ہے (۱۲۰) لہٰذا آپ اور آپ کے ساتھی اس گروہ کے کھلم کھلا گمراہ کرنے والے گناہ گارانہ مشن میں اور پوشیدہ مجرمانہ مشن میں تضاد و اختلاف بڑھاتے رہیں تاکہ ان کے دونوں منصوبے افتراق و انتشار سے تباہ ہو جائیں۔ رہ گئے وہ کارکن جو گناہ کے ان منصوبوں کو چلا رہے ہیں یقیناً ہم ان کو ویسی ہی جزا دیں گے جیسی کہ وہ اپنے جرائم کی سنگینی کو بڑھا چڑھا کر رُوبکار لا رہے ہیں (۱۲۱) تمہیں چاہئے کہ تم ہر اس چیز کو نہ کھاؤ جس پر نامِ خدا نہ پڑھا گیا ہو یقیناً وہی لاقانونیت کی بنیاد ہے اور بلاشبہ شیاطین اپنے پرستاروں کو وہ دلائل وحی کررہے ہیں جن سے تمہارے ساتھ بحث و جھگڑا کرسکیں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو یقیناً تم بھی مشرک ہو (۱۲۲) اور یہ سوچو کہ جو شخص مردہ تھا اسے ہم نے زندگی بخشی اور اس کے لئے ایک نور مقرر کردیا اور وہ اس نورؐ کی روشنی میں انسانوں کے اندر چلتا پھرتا ہے کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں ایسا گم ہو گیا ہو کہ اب وہ کبھی روشنی میں نہیں آسکتا ؟ وہی صورت حال ہم نے کافروں کے معاملہ میں اس طرح برقرار رکھی ہے کہ ان کے تمام اعمال و عقائد کو ان کی نظروں میں پسندیدہ اور دیدہ زیب بنا کر دکھائے رکھا ہے (۱۲۳) اور مکہ ہی کی طرح ہم نے ہر بستی میں اس بستی کے بڑے بڑے مجرم تیار کئے رکھے ہیں تاکہ وہ مجرم اس بستی میں اپنی اجارہ دارانہ پالیسیاں اور مکاریاں جاری رکھیں

اِلَّا مَا اضۡطُرِرۡتُمۡ اِلَيۡهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيۡرًا لَّيُضِلُّوۡنَ بِاَهۡوَآئِهِمۡ

مگر جو ناچار ہو تم طرف اس کی اور تحقیق بہت لوگ البتہ گمراہ کرتے ہیں

بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ

ساتھ خواہشوں اپنی کے بغیر علم کے تحقیق پروردگار تیرا وہی خوب جانتا ہے

بِالۡمُعۡتَدِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ ذَرُوۡا ظَاهِرَ الۡاِثۡمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ

حد سے نکل جانے والوں کو اور چھوڑ دو ظاہر گناہ کا اور باطن اس کا تحقیق

الَّذِيۡنَ يَكۡسِبُوۡنَ الۡاِثۡمَ سَيُجۡزَوۡنَ بِمَا كَانُوۡا

وہ لوگ کہ کماتے ہیں گناہ البتہ جزا دیئے جائیں گے ساتھ اس چیز کے

يَقۡتَرِفُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا تَاۡكُلُوۡا مِمَّا لَمۡ يُذۡكَرِ اسۡمُ اللّٰهِ

کہ تھے کرتے ۔اور مت کھاؤ اس چیز سے کہ نہیں یاد کیا گیا نام اللہ کا

عَلَيۡهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسۡقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيۡنَ لَيُوۡحُوۡنَ

اوپر اس کے اور تحقیق وہ البتہ فسق ہے اور تحقیق شیاطین البتہ وسوسہ ڈالتے ہیں

اِلٰٓى اَوۡلِيٰٓـئِهِمۡ لِيُجَادِلُوۡكُمۡ ۚ وَ اِنۡ اَطَعۡتُمُوۡهُمۡ اِنَّكُمۡ

طرف دوستوں اپنے کی تو کہ جھگڑیں تم سے اور اگر تم نے کہا مانا ان کا تحقیق تم ہی

ع

لَمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَ مَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَ جَعَلۡنَا

البتہ مشرک ہو کیا جو شخص کہ تھا مردہ پس جلایا ہم نے اس کو اور کی ہم نے

لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنۡ

واسطے اس کے روشنی چلتا ہے ساتھ اس کے بیچ لوگوں کے مانند اس شخص کی ہے

مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا ؕ

کہ صفت اس کی یہ ہے کہ بیچ اندھیروں کے ہے نہیں نکلنے والا اس سے

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

اسی طرح سے زینت دیا گیا ہے واسطے کافروں کے جو کچھ کہ تھے وہ کرتے

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا فِىۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ اَكٰبِرَ مُجۡرِمِيۡهَا لِيَمۡكُرُوۡا

اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے بیچ ہر بستی کے بڑے بڑے گنہگار ان کے تاکہ مکر کریں

اطاعت سے منع کیا اور ایک دفعہ نہیں بار بار منع کیا ؟ ثابت ہوا کہ وہ لوگ رسولؐ اللہ کے دانشور و باکمال صحابہ تھے۔ جن کی مجتہدانہ موشگافیاں رسولؐ اللہ کو حیران کن حدتک دلچسپ معلوم ہوتی تھیں (بقرہ ۲۰۴ / ۲) اور جنہیں حوض کوثر پر بھی

اور حقیقت یہ رہی ہے کہ وہ مجرم لاشعوری طورپر اپنے خلاف مکر کرتے رہے (۱۲۴) اور جب ان کے سامنے کوئی آیت پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اس وقت تک نہ مانیں گے جب تک خود ہم کو وہ سب کچھ نہ دے دیا جائے جو اللہ کے باقی رسُولوں کو دیا گیا تھا۔حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کس مقام پر رکھے بہر حال عنقریب ان جرائم پیشہ لوگوں کو ان کی مکارانہ چالوں کی بنا پر ذلت و خواری اور شدید عذاب پہنچنے والاہے ۔ (۱۲۵) بات یہ ہے کہ اللہ جب یہ ارادہ کر لے کہ فلاں شخص کو ہدایت کرنا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے ۔اور جسے گمراہی میں مبتلا رکھنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اس کے سینہ کو تنگ کرتے ہوئے

فِيهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُونَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ

بیچ ان کے اور نہیں مکر کرتے مگر ساتھ جانوں اپنی کے اور نہیں سمجھتے اور

اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

جس وقت آتی ہے ان کے پاس کوئی نشانی کہتے ہیں ہر گز نہ ایمان لاویں گے ہم

حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ

وقف لازم / وقف منزل

یہاں تک کہ دیئے جاویں ہم مانند اس کی جو دیئے گئے پیغمبر خداکے اللہ

اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ

خوب جانتا ہے کہ کس جگہ رکھے پیغمبری اپنی کو البتہ پہنچے گی ان لوگوں کو کہ

اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا

گناہ کرتے ہیں ذلت نزدیک اللہ کے سے اور عذاب سخت بسبب اس کے کہ

يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ

تھے مکر کرتے پس جس کو ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ ہدایت کرے اس کو کھول دیتا ہے

اپنا صحابی کہاتھا (بخاری)ہمیں امید ہے کہ اس ترجمہ اور تعبیر کے قاری قرآنی مسائل اور بیانات میں اس گروہ کو نظر انداز نہ ہونے دیں گے ۔ ورنہ یاد رکھیں کہ انہیں قرآن کریم سے ہدایت نہ مل سکے گی ۔ اور ہدایت کی الف ب یہی ہے کہ آپ اس گروہ کو شناخت کرلیں جس نے قرآن کو مہجور کرنے کے لئے پازند بنا کر رکھ دیا تھا۔ یہ صحابہ معمولی لوگ نہ تھے ۔

(۲۷۔ الف) رسولؑ کی نام نہاد قوم کے لیڈر دنیا کے عظیم الشان مجرم تھے یہ ان ہی کا تذکرہ ہے ۔

آپ یاد کیجئے کہ رسولؑ اللہ نے جب اپنی قوم کی شکایت میں اللہ سے عرض کیا تھاکہ:" اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کردیاہے۔" (فرقان ۳۰ / ۲۵)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ الفرقان

تو اللہ نے یہ اصول بیان کیاتھا کہ ہم نے تمام انبیاؑ کے لئے مجرمین میں سے کچھ مجرموں کو ان کا مستقل دشمن بنائے رکھا ہے ۔ اور یہاں آیت (۱۲۳ / ۶) میں ان دشمنان خدا و رسولؑ کو دنیا کا سب سے بڑا مجرم بتایا ہے ۔ ثابت ہوا کہ وہ گروہ رسولؑ کی قوم کا سردار گروہ تھا۔

(۲۸) آیات (۱۳۵۔۱۲۳ / ۶) میں اہل مکہ اوررسولؑ کی قوم مخاطب ہے مگر قومی علما بات ٹالتے رہے ۔

یہ بارہ آیات سینکڑوں مسائل اپنے دامن میں لئے ہوئے آپ کے سامنے سے گزری ہیں ۔ اور ان پر علامہ اینڈ کمپنی نے بہت سارے تشریحی نوٹس بھی لکھے ہیں مگر کہیں بھی یہ نہ کہا گیا کہ ان آیات میں حقیقتاً کون مخاطب ہے؟ یہ کن لوگوں کو دنیا بھر کے حالات سنا سنا کر متنبہ کیا جا رہا ہے ؟ وہ کون سا خبیث وسخت جان گروہ ہے جس کے سامنے پوری انسانیت ، پوری آتشیں مخلوق اور پوری تبلیغ و رسالت کا محاسبہ اور اصولِ عدالت رکھا جا رہا ہے ؟ حد ہو گئی کہ جہاں آیت نے رسولؑ اللہ کو اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے دکھایا ہے وہاں یہ بھی نہ کہا کہ یہ سارا تذکرہ اسی ناہنجاز قوم کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ قارئین کی توجہ ہٹانے کے لئے ترجمہ میں سے قوم کا لفظ ہی نکال دیا اور یہ ترجمہ کیا کہ :

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ﴿۱۳۵﴾ الانعام

صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ ۚ وَ مَنۡ يُّرِدۡ اَنۡ يُّضِلَّهٗ

سینہ اس کا واسطے مسلمانی کے اور جس کو ارادہ کرتا ہے یہ کہ گمراہ کرے اس کو

يَجۡعَلۡ صَدۡرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ

کرتا ہے سینے اس کے کو تنگ بند گویا کہ زور سے چڑھتا ہے بیچ آسمان کے اسی طرح

يَجۡعَلُ اللّٰهُ الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ هٰذَا صِرَاطُ

کرتا ہے اللہ ناپاکی اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے اور یہ ہے راہ

رَبِّكَ مُسۡتَقِيۡمًا ؕ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ

پروردگار تیرے کی سیدھی تحقیق مفصل بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ

يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمۡ دَارُ السَّلٰمِ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَ

نصیحت پکڑتے ہیں واسطے ان کے ہے گھر سلامتی کا نزدیک رب ان کے کے اور

هُوَ وَلِيُّهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ وَ يَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ

وہ دوست ہے ان کا بسبب اس کے کہ تھے کرتے اور جس دن اکٹھا کرے گا ان کو

جَمِيۡعًا ۚ يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ قَدِ اسۡتَكۡثَرۡتُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ ۚ وَ

سب کو اے جماعت جنوں کی تحقیق بہت لے لئے ہیں تم نے آدمیوں میں سے اور

قَالَ اَوۡلِيٰٓؤُهُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ رَبَّنَا اسۡتَمۡتَعَ بَعۡضُنَا

کہا دوستوں ان کے نے آدمیوں میں سے اے رب ہمارے فائدہ اٹھایا بعضے ہمارے نے

بِبَعۡضٍ وَّ بَلَغۡنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِىۡۤ اَجَّلۡتَ لَنَا ؕ

بعضوں ان کے سے اور پہنچے ہم وعدے اپنے کو جو مقرر کیا تھا تو نے واسطے ہمارے

اسے ایسا حرج محسوس کراتا ہے کہ گویا اس کی جان نکل کر آسمان پر چڑھنے والی ہے ۔ وہی طریقہ اللہ اس وقت بھی استعمال کرتا ہے جب کہ وہ ایمان نہ لانے والے لوگوں پرناپاکی مسلط کرتا ہے (۱۲۶) اور یہی ہے تیرے پروردگار کا برقرار رہنے والا راستہ بلا شبہ ہم نے تو نصیحت قبول کرنے والی قوم کے لئے آیات کو مفصل بیان کردیا ہے (۱۲۷) اور اسی قوم کے لئے ان کے رب کے یہاں سلامتی کی قرار گاہ ہے اور وہی ان کا ہمدرد حاکم ہے ان کے اعمال و کردار کی بنا پر (۱۲۸) اور جس دن اللہ ان سب کو گھیر کر جمع کرے گا تو جنوں سے پوچھے گا کہ تم نے انسانوں کی کثرت پر خوب قابو حاصل کرلیا تھا ۔ انسانوں میں سے جو لوگ جنوں کے طرف سے حاکم تھے وہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے کو خوب استعمال کیا اور فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ آج ہم اس نوبت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرما دی تھی ۔ اس پر اللہ فرمائے گا کہ اچھا اب جہنم تمہاری آؤ بھگت

علامہ کا ترجمہ : ”اے محمدؐ ! کہہ دو کہ لوگو! تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو۔“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۸۳)
رفیع الدین صاحب : ”کہہ اے قوم میری عمل کرو اوپر جگہ اپنی کے۔“

سوچئے اور بتائیے کہ قرآنی حقائق کو چھپانے اور اپنی راہنما قوم کے اعمالِ زشت پر پردہ ڈالنے کی اس سے واضح کسی اور مثال کی ضرورت ہے ؟ اور کیا یہ کفر و کافر کا صحیح ترجمہ نہیں ہے؟ سارے قرآن میں اسی قسم کی حق پوشی کو کفر کہا گیا ہے۔ ورنہ کفر اس سے زیادہ کچھ نہیں جو علامہ کی اس مثال میں ہے ۔ قارئین آپ قرآن کریم کی تلاوت وترتیب آیات سے لطف اندوز ہوں کہ آیت (۱۲۳ / ۶) میں باشندگان مکہ کو ہر بستی کے بڑے بڑے مجرموں کا ذکر سنایا تاکہ وہ خود سمجھ لیں کہ ان کی بستی مکہ کے بدمعاش اور مجرم بھی زیر نظر چلے آرہے ہیں ۔ اور یہ کہ ان کی مکارانہ چالیں بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔ اس کے بعد دوسرے مسائل سے بات کا رخ موڑا اور آخر پھر آیت (۱۳۵ / ۶) میں باقاعدہ رسولؐ کی قوم کہہ کر براہ راست بارہ آیات میں مذکور تمام جرائم اور خطابات کا نشانہ بنا دیا گیا۔ قرآن کی اس ترتیب نے قرآن کے متن کو تحریف سے بچائے رکھا۔

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ
کہے گا آگ ہے ٹھکانا تمہارا ہمیش رہو گے بیچ اس کے مگر جو چاہا اللہ نے
اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ
تحقیق پروردگار تیرا حکمت والا جاننے والا ہے اور اسی طرح دوست کر دیتے ہیں
بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ
ہم بعض ظالموں کو بعضوں کا بسبب اس کے کہ تھے کماتے اے جماعت جنوں کی
وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ
اور آدمیوں کی کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تم ہی میں سے بیان کرتے تھے
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
اوپر تمہارے نشانیاں میری اور ڈراتے تھے تم کو ملاقات اس دن تمہارے کے سے
هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ
یہ کہا انہوں نے گواہی دی ہم نے اوپر جانوں اپنی کے اور فریب دیا تھا ان کو
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا
زندگانی دنیا کی نے اور گواہی دی انہوں نے اوپر جانوں اپنی کے یہ کہ وہ تھے
كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ
کافر یہ اس واسطے کہ نہیں ہے پروردگار تیرا اہلاک کرنے والا بستیوں کا ساتھ ظلم کے
وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا
اور لوگ اس کے غافل ہوں اور واسطے ہر ایک کے درجے ہیں اس چیز سے کہ
عَمِلُوْا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾
کیا ہے انہوں نے اور نہیں پروردگار تیرا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہیں

کے لئے تیار ہے تم ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہو جاؤ البتہ اللہ کی مشیت اپنے مقام پر محفوظ ہے ۔ یقیناً اے رسولؐ تیرا پروردگار تیرے مخاطب لوگوں کے ساتھ بھی اسی حکمت و علم کے ساتھ پیش آ رہا ہے (۱۲۹) اور ہم اسی حکمت عملی کے ماتحت غلط کار لوگوں میں سے بعض ظالموں کو باقی ظالموں پر ولی یا حاکم بنا دیا کرتے ہیں اور یوں ان کی جدوجہد اور کمائی کا نتیجہ برآمد کرتے ہیں (۱۳۰) اے انسانی اور جناتی معاشروں کے ذمہ دار لوگو بتاؤ کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے ہماری آیات بیان کرنے والے رسولؐ نہیں آئے تھے اور انہوں نے تمہیں آج کے اس محاسبہ سے خبردار نہیں کیا تھا ؟ وہ کہیں گے کہ ہم خود اپنے خلاف گواہ ہیں ۔ دراصل انہیں دنیاوی زندگی سے مغالطہ ہوا اور آج غلط کاریاں تسلیم کرنے پر مجبور کیا اور ماننا پڑا کہ واقعی وہ لوگ حقائق اسلامی پر پردہ ڈالنے والے تھے (۱۳۱) وہ محاسبہ اور ان کی گواہی وغیرہ اس اصول پر لازم ہے کہ تیرا پروردگار کسی بستی کو خواہ مخواہ ظلم سے تباہ و برباد نہیں کرتا کہ اس کے باشندے احکام سے ناواقف و غافل ہوں اور مواخذہ ہو جائے (۱۳۲) پھر ہر بستی کے رہنے والوں کے اعمال کے مختلف درجے ہیں ۔ چنانچہ تیری قوم بھی اسی اصول پر زیر نگاہ ہے اور تیرا پروردگار ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے ۔

(۲۹) آیت (۱۳۱۔۱۲۹ / ٦) میں جنوں میں رسالت ، جنوں کی بستیاں اور جنوں کی عاقبت ۔

مسلمان علما نے انبیا و رسل علیہم السلام کو اُمت میں اس طرح پیش کیا ہے کہ سارے مسلمان یہ نہیں جانتے کہ جنوں کے یہاں بھی رسالت و نبوت و کتاب برابر جاری رہی اور یہ کہ ان کی دنیا میں انسانوں کی طرح بستیاں رہتی چلی آئی ہیں ۔ اور یہ کہ قیامت میں ان کے لئے بھی جزا و سزا مقرر ہے ۔ اور وہ بھی جنت و جہنم میں جائیں گے ۔ ان کا بھی باقاعدہ حساب کتاب ہو گا ۔ لیکن علما بتائیں یا نہ بتائیں قرآن کریم نے جگہ جگہ ان حقائق کو بیان فرمایا ہے۔یہاں علما نے کفر کی پالیسی پر عمل کیا ہے تاکہ انہیں اُمت کو یہ نہ بتانا پڑے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ نبیؐ اور تنہا وہ رسولؐ ہیں جو جنات کے سامنے ہر زمانہ میں اللہ کی آیات تلاوت کرتے رہے ۔ اس پہلو کو چھپانے (کفر کرنے) کا بڑا سبب یہ ہے کہ وفات

(۱۳۳) اور تیرا پروردگار بے پرواہ اور رحمت کو لازم رکھنے والا ہے ورنہ اگر اس نے بے رحمی اختیار کی ہوتی تو اب تک ان سب کو فنا کر کے ان کے بعد جسے چاہتا ان کی جگہ لے آتا۔ جیسا کہ آخر تمہیں دوسری قوم سے نشوونما دے کر لایا تھا۔ (۱۳۴) یہ سمجھ لیا جائے کہ جو وعدے تم سے اور تمہاری قوم سے ہو رہے ہیں وہ سب سامنے آنے والے ہیں اور یہ کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے (۱۳۵) ان سے کہیں کہ اے میری قوم تم سب اپنے اپنے اعمال و عقائد و اقدامات اپنے مقامات پر جاری رکھو اور میں بھی اپنا پروگرام حسب سابق جاری رکھوں گا چنانچہ تمہیں حقیقت حال اور نتیجے کا علم ہوجائے گا کہ ہم دونوں میں کس کی عاقبت بخیر رہتی ہے یقیناً ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے (۱۳۶) اس قوم کے مجتہدین نے اناج اور فصلوں کی پیداوار میں سے اور جانوروں میں سے اللہ کے لئے

وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ

اور پروردگار تیرا بے پرواہ ہے مہربانی والا اگر چاہے لے جاوے تم کو اور

يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ

جگہ پر بٹھاوے پیچھے تمہارے جو کچھ چاہے جیسا پیدا کیا تم کو اولاد

قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝۱۳۳ۭ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّ مَآ اَنْتُمْ

قوم اور سے تحقیق جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہو تم البتہ آنے والا ہے اور نہیں تم

بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۳۴ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ

عاجز کرنے والے کہہ اے قوم میری عمل کرو اوپر جگہ اپنی کے تحقیق میں

عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

بھی عمل کرنے والا ہوں پس البتہ جانوگے تم کون شخص ہے کہ ہوگا واسطے اس کے

عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۳۵ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ

آخر اس گھر کا تحقیق نہیں فلاح پانے کے ظالم اور کیا انہوں نے واسطے اللہ کے

رسولؐ کے بعد رسولؐ کے جانشین پر تمام جن وانس کی تعلیم وتربیت وتبلیغ واجب ہے۔ اس قسم کا تذکرہ کرنے سے ان کا نظام ناکارہ ثابت ہوجاتا ہے۔ وہ غریب تو بساط دین پر چند پٹی ہوئی گوٹوں سے چند سال تک دین کا کھیل جاری رکھنا چاہتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ سے مات کھانا عقلمندی نہ تھی۔ لہٰذا مجبوراً آیت کا ترجمہ تو کر دیا کہ:

"اے گروہ جن وانس کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے وہ پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۸۱) اور حاشیہ میں لکھا کہ:

"یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ کی طرف سے رسول پر رسول آتے اور ہمیں حقیقت سے خبردار کرتے رہے مگر یہ ہمارا قصور تھا کہ ہم نے ان کی بات نہ مانی۔" (ایضاً صفحہ ۵۸۱حاشیہ نمبر ۹۸) مگر کسی نے آج تک ان سے یہ نہ پوچھا نہ انہوں نے لکھا کہ حضرت آدمؑ سے لے کر قیامت تک ان کے پاس کون کون رسولؐ آیا تھا؟

قارئین نوٹ کریں کہ قرآن وحدیث میں یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ تخلیق کائنات سے لے کر جسمانی ظہور تک نور محمدیؐ مختلف صورتوں میں کائنات کی ہر چیز، ہر مخلوق اور ہر ذی روح کے لئے ہادی و نذیر تھے (فرقان ۱ / ۲۵) رحمۃ للعالمین تھے (انبیاء ۱۰۷ / ۲۱) جسمانی ظہور کے دوران جنات کے نمائندے خود حاضر ہوکر تعلیم حاصل کرتے تھے (جن ۱ / ۷۲۔ احقاف ۲۹ / ۴۶) آپؐ کی جسمانی وفات کے بعد آئمہ علیہم السلام اپنے اپنے عہد میں پوری کائنات اور جنات کے ہادی تھے اور یہ حقیقت باربار جنات کے سرداروں اور بادشاہوں کے حاضر ہوتے رہنے سے ثابت ہے۔ خصوصاً واقعات کربلا اس پر دلیل ناطق ہیں (دیکھو مرکز انسانیت) جو حضرات ہماری بات نہ مانیں وہ قرآن کی آیت نمبر (انعام ۱۳۰ / ۶) کے ماتحت ان رسولوںؐ کے نام بتائیں جو جنات کے رسولؐ تھے؟

(۳۰) آیات (۱۴۰ تا ۱۳۶ / ۶) میں رسولؐ اللہ کی قوم کے مجتہدانہ مسائل کا نمونہ اور تنقید۔

یہاں سے اللہ تعالیٰ علمائے قریش کے چند قدیم مجتہدانہ مسائل مسلمانوں کو سنا کر یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہروہ نیک عمل بھی باطل وحرام ہوجاتا ہے جس کے لئے کلام اللہ یا کلام رسولؐ میں اجازت یا سند موجود نہ ہو۔ اور ہم قارئین حضرات کو یہ بتانا

چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے مجتہدین نے اپنے اجتہادات میں قریشی پالیسی کو برقرار رکھا۔ اور اپنے قریشی بزرگوں کے قدم بقدم اجتہادات کئے اور اسلام کے ہر ہر حکم کو سینکڑوں مختلف صورتیں دے کر اُمت میں سینکڑوں فرقے اور مکتب ہائے فکر ونظر پیدا کئے اور ان چودہ سوسال میں چودہ ہزار سے زیادہ مجتہدانہ مسائل گھڑ کر مسلمانوں میں پھیلائے جن کے لئے قرآن کریم اورحدیث رسولؐ میں کوئی سند نہیں ملتی۔ اور یہی نہیں کہ وہ مسائل بلاکسی سند کے ہیں۔ بلکہ ان ہی مسائل پر اپنے خود ساختہ اسلام کو منحصر کر دیا ہے اور اگر کوئی مسلمان ان میں سے کسی مسئلہ کا انکار کر دے تو اسے گردن زدنی قرار دیا جاتا رہا ہے۔ اور لاکھوں کلمہ گو ،نمازی وپرہیزگار مسلمان ان کے انکار پر تہہ تیغ کئے گئے ہیں۔ اور اگر آج نظام اجتہاد کو اقتدارکلی حاصل ہو جائے تو کل ہی سے لوگوں کو قتل و غارت کرنا شروع کر دیا جائے گا۔

(۳۰۔ الف) رسولؐ کی نام نہاد قوم ایسی ہی مسلمان تھی جیساکہ آج کل کے مجتہد مسلمان ہیں ؟

ہم برابر یہ لکھتے رہے ہیں کہ اہل مکہ اپنے زمانہ کے بگڑے ہوئے مسلمان تھے ہم نے انہیں ایک منٹ کے لئے بھی منکر اسلام یا منکر خدا نہیں سمجھا اور اسی بات کو صاف کرنے کے لئے ہم نے کفر و کافر کے حقیقی معنی کو سامنے رکھا ہے تاکہ قومی فریب کے پردے قرآن سے ہٹائے جاسکیں۔ قرآن نے انہیں کافر کہا اس لئے کہ وہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو چھپا دینے میں مصروف تھے۔ انہیں مشرک کہا اس لئے کہ وہ اپنے علما اور لیڈروں کو دین فہمی میں پہلا اور آخری نمبر دیتے اور ان شرکاء کی سمجھی اور بتائی ہوئی چیزوں کو اللہ کی منشا ومراد سمجھتے تھے۔ الغرض ہم نے اس تمام گمراہ کن پالیسی کا انکار کیا ہے جو مسلمانوں پر مسلط رہنے والی قومی حکومتوں نے جبراً نافذ کی تھی۔ ان تمام فریب کارانہ اصطلاحات کو بے اصل و بے بنیاد اورخلاف واقعات قرار دیا اور ثابت کیا جو انہوں نے مشہور کیں اور ساری دنیا میں پھیلائیں۔ لغت کی کتابوں میں بھر بھر کر شائع کیں۔ آیئے ذرا علامہ مودودی کا بیان سنیئے اور دیکھئے کہ ہمارا موقف اور عربوں کا زیر بحث مذہب صحیح ہے یا نہیں ارشاد ہے :

(۳۰۔ ب)قریش اوردیگر اہل مکہ دین ابراہیم کی مجتہدانہ شکل پر عمل کرتے اور اجتہادی مسلمان تھے۔

" زمانہ جاہلیت کے عرب اپنے آپ کو حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا پیرو کہتے اور سمجھتے تھے۔ اور اس بنا پر ان کا خیال یہ تھا کہ جس مذہب کا وہ اتباع کر رہے ہیں وہ خدا کا پسندیدہ مذہب ہی ہے۔ لیکن جو دین ان لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ سے سیکھا تھا اس کے اندر بعد کی (اٹھائیس ۲۸) صدیوں میں ا۔ مذہبی پیشوا۔ ۲۔ قبائل کے سردار۔ ۳۔ خاندانوں کے بڑے بوڑھے۔۴۔ اور مختلف لوگ طرح طرح کے عقائد اور اعمال اور رسوم کا اضافہ کرتے چلے گئے۔ جنہیں آنے والی نسلوں نے اصل مذہب کا جزو سمجھا اور عقیدت مندی کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ چونکہ روایات میں، یا تاریخ میں ، یا کسی کتاب میں ایسا کوئی ریکارڈ محفوظ نہ تھا جس سے معلوم ہوتا کہ اصل مذہب کیا تھا ؟ اور بعد میں کیاچیزیں ،کس زمانہ میں ،کس نے ،کس طرح اضافہ کیں ؟ اس وجہ سے اہل عرب کے لئے ان کا پورا دین مشتبہ ہوکررہ گیا تھا۔ نہ کسی چیز کے متعلق یقین کے ساتھ یہی کہہ سکتے تھے کہ یہ اس اصل دین کا جز ہے جو خدا کی طرف سے آیا تھا۔ اورنہ یہی جانتے تھے کہ یہ بدعات اور غلط رسوم ہیں۔ جو بعد میں لوگوں نے بڑھا دیں۔ اسی صورت حال کی ترجمانی اس فقرے (وَلِيَلْبِسُواْ عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ) (اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں) میں کی گئی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۸۷حاشیہ ۱۰۹)

(۳۰۔ج) علامہ کے اس بیان کی خامیاں سمجھ کر اسے خود علامہ اورمسلک اجتہاد کے مسلمانوں پر مطلع کردیں۔

چونکہ علامہ مسلک اجتہاد کے بزرگ ترین عالم ہیں اس لئے ان پر لازم ہے کہ ہر بیان میں وہ ایسی خامیاں چھوڑتے اور بکھیرتے چلے جائیں جو وقت پڑنے پر قومی پالیسی میں مد ہو سکیں۔ ذرا سوچئے کہ کیا کسی زمانہ کے اور کسی بھی مذہب کے عوام ایسے فراخ دل گزرے ہیں یا آج ہیں کہ کسی بھی دھنیئے جلاہے تیلی تنبولی اورحجام و بزاز کے کہنے سے اپنے دین میں کوئی ایسی رسم ، عقیدہ یا عمل شامل کرکے اس پر عقیدت مندی سے عمل شروع کر دیں جو ان کے دین میں اس وقت تک موجود نہ تھی ؟ ظاہر ہے کہ عوام ایسے شخص کی پٹائی کریں گے۔ کہنا یہ ہے کہ دین میں عقائد واعمال و رسوم کا جاری وشامل کرتے چلے آنا تو ہرمذہب میں رہا ہے۔ مگر وہ حضرات جو دین میں ایجادات و اجتہادات کرتے تھے اپنے اپنے عوام و خواص

میں بڑے قابل اعتماد و دیندار اور رضی اللہ عنہم قسم کے لوگ ہوتے تھے ۔ جن کی ہر نقل وحرکت محبوب اور قومی سطح سے درجہ عبادت تک پسند یدہ ہوتی تھی ۔ علامہ نے اپنے بیان میں بڑے سے بڑا لفظ ”مذہبی پیشوا“ رکھا اور پھر گراتے گراتے قوم کے بڑے بوڑھوں کو بھی شامل کر لیا ۔ تاکہ وزن باقی نہ رہے اور قومی پالیسی کے ماتحت عربوں پر حقارت کی نظر ڈال کر منہ پھرا لیا جائے ۔ حالانکہ جس طرح علامہ کی نگاہ میں کچھ خود رو بزرگ ایسے ہیں جن پر تنقید تک جائز نہیں ۔ جن کے افکار و اعمال زشت بھی قابل مدح وثنا ہیں اس طرح قریش کے یہاں ایسے بزرگ موجود تھے جن کو اللہ ، رسولؐ ، قرآن اور خود علامہ مودودی ۔ شُرَکَآء ۔ اَرۡبَابٌ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ۔ اَلَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وغیرہ کہتے ہیں ۔ اور جن کی وجہ سے قریش کو مشرک قرار دیا گیا ہے اور اگر آپ پردہ کے پیچھے جھانک کر دیکھیں گے تو آپ کو علامہ کے وہ بزرگ ، وہ شرکاء ، وہ ارباب من دون اللہ قریشی بزرگوں کے سامنے سجدہ ریز نظر آئیں گے ۔ ان کے سامنے ابوسفیان یہ اعلان کر رہا ہو گا کہ: ”بیٹے بڑی محنت و تدبر سے یہ گیند تجھ تک پہنچائی گئی ہے ۔ دیکھ اسے اس طرح پاس (PASS) کرنا کہ اپنی ٹیم (TEAM) کو پہنچے ۔ بیٹے نہ کوئی وحی آئی تھی ۔ نہ فرشتہ نازل ہوا تھا ۔ یہ تو بنی ہاشم نے اپنے اقتدار و حکومت کے لئے ڈھونگ رچایا تھا ۔ جس کو ہم نے باطل ثابت کر دیا ہے ۔“ اور وہ بیٹا وہ برخوردار وہ فخر قوم سپوت ذرہ برابر اس اعلان سے خفا نہ ہو گا ۔ ذرہ برابر اس سے اللہ ، اسلام اور محمدؐ کی توہین نہ سمجھے گا ۔ یعنی واقعی اسلام ایک قومی تحریک تھی نہ کہ آسمانی دین و مذہب ؟

(۳۰ ۔ د) جو کچھ علامہ نے مشرکین قریش کے لئے لکھا وہ ایک سو پچاس فیصد قومی مسلمانوں پر صادق ہے ۔

یہاں قارئین دیکھیں کہ ہم علامہ کے بیان کو ان ہی کے لب ولہجہ میں قومی مسلمانوں کے لئے لکھتے ہیں اور تمام علمائے مجتہدین سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں وہ خامی یا خامیاں لکھ بھیجیں جو ہم سے رہ گئی ہوں یا جہاں ہم نے دیانت اور واقعیت کو نظر انداز کرکے تعصب سے کام لیا ہو ۔ سنئیے اور ٹھہر ٹھہر کر حق و باطل کا فیصلہ کرتے جائیے :

”زمانہ حال کے تمام مسلمان ، خواہ عرب ہوں یا عجم ہوں ، اپنے آپ کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پیرو کہتے اور سمجھتے ہیں اور اسی بنا پر ان سب کا خیال یہ ہے کہ جس مذہب کا وہ اتباع کررہے ہیں ۔ وہ خدا کا پسندیدہ مذہب ہے ۔ لیکن جو دین ان تمام مسلمانوں نے حضرت محمدؐ سے سیکھا تھا ۔ اس کے اندر بعد کی (۱۴) صدیوں میں ۱ ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ۲ ۔ تابعین ۳ ۔ تبع تابعین رضی اللہ عنہم ۴ ۔ خلفائے اسلام اور ۵ ۔ سلاطین اور مجتہدین ۶ ۔ قضات ۷ ۔ مقتیان اسلام ۸ ۔ قبائل کے سردار ، خاندانوں کے بڑے بوڑھے اور مختلف لوگ (سیاسی لیڈر) طرح طرح کے عقائد اور اعمال اور رسوم کا اضافہ کرتے اور کتابوں میں ریکارڈ کرتے چلے گئے ۔ جنہیں آنے والی نسلوں نے اصل مذہب اسلام کا جز اور وضاحت و تفصیل سمجھا ۔ اور عقیدت مندی سے اور حکمرانوں اور قاضیوں اور مقتیوں کے دباؤ سے ان مجتہدانہ عقائد و اعمال و رسوم کی پیروی کی ۔ چونکہ روایات میں اور تاریخ وحدیث کی کتابوں میں وہ تمام مختلف ومتضاد عقائد و اعمال و رسوم باقاعدہ موجود تھیں ۔ اور یہ معلوم کرنا آسان تھا کہ کون سا مسئلہ کب اور کس نے اور کیوں جاری کیا ۔ (مثلاً تراویح ، الصلوٰۃ خیر من النوم وغیرہ) اس لئے بجائے اس کے کہ وہ ان مختلف ومتضاد مسائل کو رد کرتے وہ کئی فرقوں میں تقسیم ہوگئے تاکہ ان کے بزرگ مجتہدین کی بات رہ جائے اور ان کے ایجاد کردہ مسائل پر عمل کر کے اللہ کی نظر میں قربت ومقبولیت حاصل کی جائے ۔ لہٰذا ان مسلمانوں کے تمام فرقے اپنے اپنے مجتہدین اور شریعت ساز بزرگوں کو چھوڑ کر باقی تمام فرقوں اور ان کے بزرگ مجتہدین کی مذمت وتکفیر وتذلیل کرتے رہتے ہیں اور کبھی نہیں سوچتے کہ ان کے مسلّمہ اسلام کے خلاف کثرت کا اسلام ہے ۔“

ہمیں بتایا جائے کہ اس بیان میں کونسی بات ، کونسا جملہ ، اور کون سا لفظ غلط ہے اور اگر یہ بیان صحیح ، مبنی بر حقیقت و واقعہ ہے تو پھر آپ اپنے اپنے مجتہدانہ اسلام پر اناللہ پڑھ لیں ۔ اور دیکھیں کہ علامہ نے اپنے بزرگوں کے بزرگوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا بلکہ ظلم کیا ہے ۔ سوچئے کہ قریش کے پاس اگر واقعی کوئی کتاب نہ تھی اور کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس سے یہ علم ہوسکتا کہ ان کے اصل دین میں کیا کیا اضافہ کیا جا چکا ہے ؟ تو وہ لوگ قطعاً بے قصور تھے ۔ یعنی ان کے پاس جو مذہب دین ابراہیمؑ واسماعیلؑ کے نام سے موجود تھا اس میں دوہزار آٹھ سو سال سے کوئی اختلاف نہ تھا ۔ سب متفق تھے ۔ یعنی ان کے مذہب پر ایک ایسا اجماع موجود تھا جو مسلمان مجتہدین کو کبھی نصیب نہیں ہوا اور جس کی حقانیت و دلیل شرعی

ہونے کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا ۔ اور انہیں حق پہنچتا تھا کہ وہ اپنے دین پر کٹ مریں اور ہرگز اس کے خلاف کسی کی حتّٰی کہ رسولؐ کی بات بھی نہ مانیں ۔ اور ان کے مقابلہ میں یہ مذہب جو آج مسلمانوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے انتہائی حقیر وباطل ومتضاد و متصادم اورکثرت کے فتاویٰ کی روسے بدعت و بکواس مبین ہے ۔ اور اٹھائیس سو سال میں جن مجتہدین کے دین میں اختلاف نہ ہوا وہ بہرحال مسلمانوں کے مجتہدین سے ہزار درجہ بہتر اور دانشمند تھے اس لئے کہ مسلمان مجتہدین نے ان سے آدھی مدت یعنی چودہ سوسال میں اسلام کو پازند اور چوں چوں کا مربہ بنا کر رکھ دیا۔ قابلِ صد مبارکباد ہیں قریش کے اوّلین مجتہدین جنہوں نے اپنے عقائد اور مذہب کو نہ بدلا صرف چند روز کی کوشش سے خود اسلام کے تمام احکام و مسائل کو اپنے مذہب کے عقائد و احکام سے بدل ڈالا ۔ وہ اپنے مذہب پر جس قدر یقین و اعتماد رکھتے تھے وہ قومی مسلمانوں کو کبھی نصیب نہیں ہوا۔ اور آج جو کچھ علامہ اینڈ کمپنی کے پاس ہے وہ سب ان ہی کا پس خوردہ اور عطیہ ہے ۔ وہ وہ لوگ تھے جن کی اطاعت آج کے تمام مجتہدین کررہے ہیں ۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے کہ خود کو ان سے منسوب کرتے ہوئے شرماتے ہیں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ان سے بہتر مسلمان تھے ۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اور یہ چند غلط لوگوں کو دین میں شریک کرنے کی بنا پر جہنمی مسلمان ہیں ۔

(٣٠۔ ہ) علامہ اور تمام قومی علما خود کو قریشی لیڈروں ، دانشوروں اور علما سے منسوب نہیں کرنا چاہتے ۔

ہم نے بار بار دکھایا ہے کہ علامہ اینڈ کمپنی کے بنیادی عقائد سو فیصد وہی ہیں جو مشرکین قریش کے قرآن میں مذکور ہیں۔ مثلاً نبیؐ کو خطاکار اور عام بشر سمجھنا وغیرہ ۔ لیکن وہ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتے کہ ان کے عقائد قریشی مجتہدین سے ماخوذ ہیں۔ اور اسی بات کو چھپانے کے لئے وہ قریشی لیڈروں اورعوام کی ناجائز مذمت کرتے ہیں ان پر اتہامات لگاتے ہیں اور اس ریاکاری میں اس حدتک بڑھتے ہیں کہ خود قرآن کے ترجمہ میں منشائے خداوندی کے خلاف اضافہ کرنے سے بھی نہیں چوکتے مثلاً اللہ نے فرمایاہے کہ : (وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَآءُ ﴿١٣٩﴾ الانعام)

علامہ رفیع الدینؒ : ”اور اگر ہووے مُردہ پس وہ بیچ اس کے شریک ہیں“

علامہ مودودی صاحب : ”لیکن اگر وہ مُردہ ہوں تو دونوں اس کے کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں۔“ (صفحہ ٥٨٨)

ذرا سوچئے کہ علامہ قریش کو زبردستی مُردار خور بنا رہے ہیں اور ذرا خوف خدا نہیں ہے کہ مُردار خوری کے الفاظ آیت میں نہ ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ اللہ نے انہیں اس آیت میں مُردار خور فرمایاہے ۔ بہرحال یہ ثابت ہے کہ قومی علما نے ملکی حکومت کی پالیسی کے ماتحت مشرکین قریش کے لئے ٹھیک ایک لاکھ جھوٹی باتیں اپنی خود ساختہ تاریخ و تفاسیر وروایات میں لکھی اور ساری دنیا میں پھیلائیں اور چودہ سوسال میں ان خود ساختہ افسانوں کو حقیقت بناکر دکھا دیا۔ چنانچہ یہ بھی ایک کذب مبین ہے ۔ کہ عربوں کے پاس دین کا یا تاریخ کا یا روایات کا کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ علامہ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹ لکھ رہے ہیں ۔ لیکن ہمت اس لئے بڑھی ہے کہ ان کو جھوٹا کون ثابت کرے گا ؟ ہمارے ہاتھ اختصار کے تقاضوں نے باندھ رکھے ہیں ۔ اس لئے یہاں صرف اس قدر عرض کرنا کافی ہے کہ علامہ نے کم ازکم علامہ شبلی کی سیرۃ النبی جلد اوّل کے ابتدائی صفحات ضرور پڑھے ہوں گے ۔ انہیں عرب کے حمیری کتب خانے سے ملنے والی کتابوں کا بھی علم ہو گا اور اس سب سے قطع نظر کرکے ابوالاعلیٰ مودودی کے بیان سے علامہ مودودی کو کیوں جھوٹا نہ ثابت کر دیا جائے ؟ سنئے : ارشادہے کہ :

”لقمان کی شخصیت عرب میں ایک حکیم و دانا کی حیثیت سے بہت مشہور تھی ۔ شعرائے جاہلیت ، مثلاً امرؤ القیس ،لَبِید ، اَعْشٰی ، طَرَفہ وغیرہ کے کلام میں ان کا ذکرکیا گیا ہے ۔ اہل عرب میں بعض پڑھے لکھے لوگوں کے پاس صحیفہ لقمان کے نام سے ان کے حکیمانہ اقوال کا ایک مجموعہ بھی موجود تھا۔ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے مدینہ کا اوّلین شخص جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متاثر ہوا وہ سُوَید بن صامت تھا۔ وہ حج کے لئے مکہ گیا۔ وہاں حضور اپنے قاعدے کے مطابق مختلف علاقوں سے آئے ہوئے حاجیوں کی قیام گاہوں پر جا جا کر دعوت اسلام دیتے پھر رہے تھے ۔ اس سلسلے میں سُوَید نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سنی تو اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ جو باتیں پیش کررہے ہیں ۔ ایسی ہی ایک چیز میرے پاس بھی ہے ۔ آپؐ نے پوچھا وہ کیا ہے ؟ اس نے کہا مجلّۂ لقمان ۔ پھر آپؐ کی فرمائش پر اس نے

بھی ایک حصہ ادا کرنا واجب کرلیا ہے چنانچہ وہ اپنے اجتہاد سے کہتے ہیں کہ یہ خالص اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شرکاء کار کا حصہ ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے برعکس اللہ کا حصہ ان کے شرکاء کے لئے خرچ کرنا جائز ہے کیسا برا اور بے تکا ہے یہ سب کچھ جو وہ دینی حیثیت سے حکم و فتویٰ لگاتے ہیں (۱۳۷) اسی طرح نظام شرک پر عمل کرنے والوں کی کثرت کی نظر میں منصوبہ بندی کے لئے اسقاط حمل کو ان کے دین میں شریک علما نے بڑا مفید و پسندیدہ بنا دیا ہے تاکہ اس طرح ان کی نسل کو درازی عمر و صحت حاصل ہو اور ادھر ان کا حقیقی دین باطل کا لباس پہن لے۔ اگر اللہ جبری مشیت

مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا

اس چیز سے کہ پیدا کیا ہے کھیتوں سے اور جانوروں سے ایک حصہ پس کہا انہوں نے

هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ

یہ واسطے اللہ کے ہے ساتھ گمان اپنے کے اور یہ واسطے شریکوں ہمارے کے

فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ مَا كَانَ

پس جو کچھ ہو واسطے شریکوں ان کے کے پس نہیں پہنچتا طرف اللہ کی اور جو کچھ ہو

لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا

واسطے اللہ کے پس وہ پہنچتا ہے طرف شریکوں ان کے کے برا ہے جو کچھ

يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ

حکم کرتے ہیں اور اسی طرح زینت دی ہے واسطے بہتوں کے مشرکوں سے مارڈالنا

اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَ لِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ

اولاد ان کی کا شریکوں ان کے نے تو کہ ہلاک کریں ان کو اور تو کہ ملادیویں اوپر ان کے

اس مجلّہ کا کچھ حصہ آپ کو سنایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بہت اچھا کلام ہے مگر میرے پاس ایک اور کلام اس سے بھی بہتر ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اسے قرآن سنایا۔ اور اس نے اعتراف کیا کہ یہ بلاشبہ مجلّۂ لقمان سے بہتر ہے۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ٦۷ تا ٦۹ اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۸"(تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۱۳ حاشیہ ۱۷)

یہ ہیں علامہ مودودی جنہوں نے لکھا تھا کہ: " چونکہ روایات میں، یا تاریخ میں یا کسی کتاب میں ایسا کوئی ریکارڈ محفوظ نہ تھا۔ جس سے معلوم ہوتا کہ اصل مذہب کیا تھا" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۸۷ حاشیہ ۱۰۹) اور اگر آپ علامہ کا حاشیہ (نمبر ۲۰، ۲۱ صفحہ ۱۵) بھی پڑھ لیں تو علامہ کی بد دیانتی کا معراج کمال سامنے آجائے گا۔

(۳۰۔و) عربی معاشرہ کے مذہبی اقدامات، عقائد اوررسوم میں صرف مُلّا لوگ ناپسند ہیں۔

قارئین ان آیات (۱۴۰ تا۱۳٦ / ٦) میں اللہ کا لحاظ رکھا گیاہے ۲۔ اور اللہ کی راہ میں مال و متاع خرچ کرنے کی پابندی بھی موجود ہے ۳۔ پھر منصوبہ بندی کے لئے استقرار نطفہ کو روکنے یا اسقاط حمل کرا کے اولاد کی تعداد پر قابو حاصل کرنے کی بات ہے ۴۔ اور کسی بھی جائیداد، فصل اور جانوروں کے مالک کا بعض چیزوں کو مخصوص کر دینا مذکور ہے۔ ۵۔ اور بعض جانوروں کو بار برداری یا سواری سے مستثنیٰ قرار دینے کی بات ہے ٦۔ اور بعض جانوروں پر اللہ کا نام نہ لینا اور ۷۔ جانوروں کے بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی کسی کے لئے مخصوص کر دینا ۸۔ اور آخری بات یہ کہ عطیات خداوندی میں سے بعض چیزوں کو بعض حالات میں اپنے استعمال میں نہ لانا۔

ان آٹھ عدد فیصلوں یا مسائل کے متعلق پہلی بات تو یہ دیکھیے کہ اللہ نے یہ تو فرمایا کہ یہ لوگ ۱۔ خسارہ میں ہیں ۲۔ گمراہ ہیں ۳۔ ہدایت یافتہ نہیں ہیں ۴۔ یہ احکام برے ہیں (سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ) لیکن ان پانچوں آیات (۱۴۰ تا۱۳٦ / ٦) میں عذاب جہنم کا کہیں تذکرہ نہیں۔ سخت الفاظ نہیں یہ کہنا کہ ہم انہیں عنقریب جزا دیں گے (سَيَجْزِيهِمْ) غیظ وغضب کا پتہ نہیں دیتا۔ اور آخر میں یہ فرما دیا کہ عربی عوام ان احکامات پر لاعلمی اور ناسمجھی کی حالت میں عمل کر رہے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں جرم کو ختم یا ہلکا کر دیتی ہیں۔ مجرم وہ ہوتا ہے جو حق وباطل دونوں کو سمجھتا ہو اور پھر باطل پر عمل کرے یہ تو اللہ اور

نافذ کر دیتا تو وہ ایسا نہ کرسکتے تھے چنانچہ آپؐ ان کے تصورات اور ایجادات میں انتشار ڈال کر الگ ہوجائیں (۱۳۸) اور ان کے دین میں شریک لوگوں کا بعض فصلوں اور جانوروں کے لئے یہ فیصلہ بھی ہے کہ ان میں حقوقِ عوام ساقط ہیں ۔ لہٰذا ان فصلوں اور جانوروں کو وہی لوگ استعمال کریں گے جن کو ان کا اجتہاد اجازت دے گا ۔ اور ان کے اجتہادی احکام میں کچھ جانور ایسے ہیں جن پر سواری اور باربرداری حرام ہے اور ایسے جانور بھی ہیں جن پر اللہ کا نام لیا جانا منع ہے ۔ یہ تمام مسائل، ان کی مجتہدانہ ایجادات، اللہ کے نام پر جاری ہیں چنانچہ عنقریب انہیں ان کی ایجادات کی جزا دیں گے ۔ (۱۳۹) ان کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ وہ بعض جانوروں کے پیٹ کے بچوں کو مَردوں کے لئے مخصوص کردیتے ہیں اور مخصوص کردہ بچوں میں ازواج کو حصہ دینا حرام قرار دیتے ہیں ۔لیکن اگر جانوروں کے پیٹ سے مُردہ بچہ پیدا ہوتو یہ پابندی ختم ہو جاتی ہے اور تمام حق دار اس میں سے برابر استفادہ کرتے ہیں ۔عنقریب ان کو ان کے مجتہدانہ اوصاف کی جزا دی جائے گی یقیناً اللہ ہی حقیقی معنی میں حکمت اور علم کا مالک ہے اور اسی کے احکام صحیح ہوتے ہیں (۱۴۰) حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے لاعلمی اور بے وقوفی کی وجہ سے عربی مجتہدین کے احکام کی پیروی کی اور یوں اپنی ہونے والی اولاد کو قتل کیا

دِيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا

دین ان کا اور اگر چاہتا اللہ نہ کرتے یہ پس چھوڑ دے ان کو اور جو کچھ کہ

يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳۷ وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖۗ لَّا

باندھ لیتے ہیں اور کہا انہوں نے یہ جانور ہیں اور کھیتی ہے اچھوتی نہیں

يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ

کھاتا اس کو مگر جس کو چاہیں ہم ساتھ گمان اپنے کے اور جانور ہیں

حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ

کہ حرام کی گئی ہیں پیٹھیں ان کی اور جانور ہیں کہ نہیں یاد کرتے نام اللہ کا

عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا

اوپر ان کے جھوٹ باندھ کر اوپر اس کے البتہ بدلہ دے گا ان کو بدلے

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳۸ وَ قَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ

اس چیز کے کہ تھے باندھ لیتے اور کہا انہوں نے جو کچھ بیچ پیٹوں ان

الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى

جانوروں کے ہے خالص ہے واسطے مَردوں ہمارے کے اور حرام ہے اوپر

اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ

بی بیوں ہماری کے اور اگر ہووئے مُردہ پس وہ بیچ اس کے شریک ہیں

سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝۱۳۹

البتہ جزادے گا ان کو کہنے ان کے کی تحقیق وہ ہے حکمت والا جاننے والا

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ

تحقیق ٹوٹا پایا ان لوگوں نے کہ مارڈالا اولاد اپنی کو بے وقوفی سے بغیر علم کے

قرآن کی باتیں تھیں اور جنہیں اللہ نے بطور اصلاح خود بھی بیان کرنا شروع فرما دیا ہے (۱۴۱ / ۶) لیکن ہمیں یہ یاد دلانا ہے کہ مذکورہ بالا آٹھ باتوں کو جو چیز نتیجہ خیز نہیں بننے دیتی اور جس کی وجہ سے یہ تمام جائز کام گمراہی قرار پاتے ہیں وہ یہ ہے کہ عربوں نے یا قریش نے اپنے علما، مُلّا، علامہ اور لیڈروں کو دینی احکام میں اللہ کی جگہ بٹھا رکھا تھا۔ اور چونکہ وہ اللہ کے احکام کو ان خود رو وخودساختہ مذہبی راہنماؤں کے اجتہاد سے حاصل کرتے تھے ۔ اس لئے باربار ان جائز مسائل اور احکام کو بھی ''افترا'' یعنی مجتہدانہ باطل ایجادات اور اللہ پر تہمت قرار دیا ہے (مَا يَفْتَرُوْنَ ۱۳۷ / ۶) (اَفْتِرَآءً ۱۳۸ / ۶، ۱۴۰ / ۶) علامہ حضور کی یہ عبارت پڑھیں اور پھر سوچیں کہ مُلّوں اور علاّموں سے مجتہدانہ مسائل لے کر نیکوکار انسانوں کو کتنا خسارہ ہوتا ہے ۔ فرماتے ہیں :

اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو اپنے اوپر حرام رکھا وہ بڑے خسارہ اور نقصان میں رہے اور یہی نہیں بلکہ وہ ہدایت بھی نہ پا سکے ۔ (۱۴۱) اللہ وہی ذات پاک ہے جس نے ایسے باغات کو نشونما دیا جو چھتوں کے اوپر قائم رہتے ہیں اور جو زمین پر قائم ہوتے ہیں مثلاً کھجوروں کے درخت اور کاشت کئے جانے والے قسم قسم کے کھانے کے سامان پیدا کئے اور زیتون اور انار کے درخت پیدا کئے جن کے پھل آپس میں مشابہ اور ہمشکل بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف الصورت بھی ہوتے ہیں لہٰذا جب ان باغوں یا کھیتوں میں پھل اور اناج تیار ہو جائیں تو انہیں کھانے میں استعمال کرو اور فصل کٹنے کے دن اللہ کا حق ادا کرو اور شریکوں وغیرہ کو دے کر ضائع نہ کرو بلا شبہ اللہ فضول خرچ لوگوں کو محبوب نہیں رکھتا ہے (۱۴۲) جانوروں میں سے کچھ تو باربرداری و سواری کے لئے ہیں اور کچھ دیگر بنیادی سہولتوں کے لئے ہیں چنانچہ جو چیزیں تمہیں اللہ نے بخشی اور حلال کردی ہیں ان میں سے کھاؤ پیو اور شیطانی اجتہادات کی قدم بقدم پیروی چھوڑ دو اس لئے کہ نظام اجتہاد تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے (۱۴۳) آٹھ نر اور مادہ ہیں دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے ۔ آپ ان سے دریافت کریں کہ اللہ

وَ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ

اور حرام کیا اس چیز کو کہ دیا تھا ان کو اللہ نے جھوٹ باندھ کر اوپر اللہ کے

قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ع وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ

تحقیق گمراہ ہوئے اور نہ ہوئے راہ پانے والے اور وہ وہی ہے جس نے پیدا کئے

جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ

باغ ٹٹّیوں پر چڑھائے ہوئے اور بغیر چڑھائے ہوئے اور کھجوریں اور کھیتیاں

مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ

مختلف ہیں کھانے کی چیزیں ان میں کی اور زیتون اور انار یکساں اور غیر یکساں

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ

کھاؤ پھل اس کے سے جب کہ پھل لاوے اور دو حق اس کا دن

حَصَادِهٖ ۖ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

کاٹنے اس کے کے اور مت بے جا خرچ کرو تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً

بے جا خرچ کرنے والوں کو اور پیدا کئے جانوروں میں سے بوجھ اٹھانے والے

وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا

اور زمین کو لگے ہوئے کھاؤ اس چیز سے کہ رزق دیا ہے تم کو اللہ نے اور مت

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ

آٹھ جوڑے بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو

"جہلائے عرب اپنے مال میں سے جو حصہ خدا کے لئے نکالتے تھے وہ فقیروں ، مسکینوں اور مسافروں اور یتیموں وغیرہ کی مدد میں صرف کیا جاتا تھا۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۸۵ حاشیہ ۱۰۶)

یہ تمام نیک عمل اور مالی قربانی اللہ کے یہاں گمراہی ، خسارہ اور افترا پردازی بن کر رہ گئی صرف اس لئے کہ شریعت کے احکام میں مُلّا جی کا دست نحوست پرست داخل ہوگیا۔ لہٰذا قرآن مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتاہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے اپنے دین میں خود شریک نہ کیا ہو ۔ جنہیں دینی احکام نافذکرنے کے اختیارات نہ دیئے ہوں ۔ جن کے اقوال و اعمال وتصورات کو سو فیصد منشائے خداوندی کے ماتحت رہنے کی گارنٹی نہ لی ہو (نجم ۴۔۳ / ۵۳) (تکویر ۲۹ / ۸۱ دھر ۳۰ / ۷۶) (یونس ۱۵ / ۱۰ وغیرہ) ان کو دین میں اللہ کے ساتھ شریک کرنا ہی حقیقی شرک ہے جو قریش کا مذہب تھا اس لئے ان کی

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

کہہ کیا دونروں کو حرام کیا ہے یا دو مادہ کو یا اس کو جو گھیر لیا ہے اوپر اس کے

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِىْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ﴿۱۴۳﴾ وَ

بچے دان ان دو مادہ کے نے خبر دو مجھ کو ساتھ علم کے اگر ہو تم سچے اور

مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ

اونٹ میں سے دو اور گائے سے دو کہہ کیا دو نروں کو حرام کیا ہے یا

الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ

دو مادہ کو یا جس چیز کو گھیر لیا ہے اوپر اس کے بچہ دان ان دو مادہ کے نے کیا

كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ

تھے تم گواہ جس وقت کہ حکم کیا تم کو اللہ نے ساتھ اس کے پس کون شخص

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ

بہت ظالم ہے اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ تا کہ گمراہ کرے

النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ؑ قُلْ

لوگوں کو بغیر علم کے تحقیق اللہ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالموں کو کہہ

لَّآ اَجِدُ فِىْ مَآ اُوْحِىَ اِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلٰى

نہیں پاتا میں بیچ اس چیز کے کہ وحی کی گئی ہے طرف میری حرام کیا گیا اوپر

طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا

کسی کھانے والے کے کہ کھاوے اس کو مگر یہ کہ ہو مردار یا لہو ڈالا ہوا

مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ

رگوں میں سے یا گوشت سؤر کا پس تحقیق وہ ناپاک ہے یا فسق ہے کہ نام لیا گیا ہو

نے ان کے نروں کو حرام کیا ہے ؟ یا ان کی مادنیوں کو حرام کیا ہے ؟ یا یہ کہ ان بچوں کو جو ابھی بھیڑوں یا بکریوں کے پیٹ میں ہوں مجھے بذریعہ علم اطلاع دو اگر تم اپنے احکامات میں سچے ہو (۱۴۴) اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے تو ان سے معلوم کرو کہ ان کے نر اللہ نے حرام کئے ہیں یا ان کی مادنیوں کو حرام کیا گیا ہے ؟ یا ان بچوں کو حرام قرار دیا ہے جو ابھی اونٹنی کے یا گائے کے پیٹ میں ہیں ؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ کیا تم اس وقت حاضر اور گواہ تھے جب اللہ نے تمہیں ان سب کے حرام ہونے کا حکم دیا تھا؟ بھلا بتاؤ کہ اس شخص سے بڑا غلط کار اور مجرم اور کون شخص ہو سکتا ہے جو اللہ کے نام سے جھوٹے احکام دے تا کہ لوگوں کو گمراہ کر دے یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ہے ۔ (۱۴۵) اے نبیؐ ان سے کہہ دو کہ مجھ پر جو احکامات وحی کئے گئے ہیں ان میں مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جو کسی کھانے والے پر حرام کی گئی ہو اِلاَّ یہ کہ وہ مردار ہو یا بہنے والا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے ذبح کیا گیا ہو ۔البتہ اگر کوئی شخص بے بس ہو جائے اور اسے مخالفت کا خیال نہ ہو اور

نمازیں ان کے روزے ان کا حج و زکوٰۃ وخیرات اور پورا اسلام شرک تھا جو آج تک شرک ہے۔ رہ گئے محمد و آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم وہ اللہ کی طرف سے نہ صرف یہ کہ دین خداوندی میں شامل وشریک احکام ہیں بلکہ از سر تا پا مجسم دین ہیں ۔ ان کے مقامات بلند قرآن میں طے شدہ ہیں ۔ وہ دعاؤں ، منتوں اور مرادوں میں وسیلۂ خداوندی ہیں ۔ ان کو غیر خدا قرار دینے والے حقیقی معنی میں ازروئے قرآن کافر ہیں ۔ اور اللہ اور رسولؐ میں تفریق کر کے ایک نیا دین ایجاد کرنے والے جہنمی ہیں ۔ (نساء ۱۵۱-۱۵۰ / ۴) اور جو اللہ و رسولؐ میں تفریق نہیں کرتے وہی حقیقی مومن ہیں (۱۵۲ / ۴) ساتھ ہی وہ حضرات جن کو محمدؐ وآل محمدؐ سے فیض پہنچا ہے اور اُمت میں مشہور ومعروف بزرگ گزرے ہیں مثلاً حضرت معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات ۔

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا
واسطے غیر خدا کے ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ جھپٹنے والا اور نہ
عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ وَ عَلَى
زیادہ حاجت سے کھانے والا پس تحقیق پروردگار تیرا بخشنے والا مہربان ہے اور اوپر
الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ
ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے حرام کیا ہم نے ہر ناخن والا جانور اور گائے سے
وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ
اور بھیڑ بکری سے حرام کیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں ان کی مگر جو اٹھا رہی ہو
ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ
پیٹھ ان کی یا انتڑیاں یا جو لپٹ رہی ہو ساتھ ہڈی کے یہ ہے بدلہ دیا ہم نے ان کو
بِبَغْيِهِمْ ڮ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ
(بسبب سرکشی ان کی کے) اور تحقیق ہم سچے ہیں پس اگر جھٹلاویں تجھ کو پس کہہ

حدود شکنی کا جذبہ نہ رکھتا ہو تو اس کو گنہگار نہ سمجھا جائے گا۔ بلاشبہ ان حالات میں بھی اللہ غفور اور رحیم ہے (۱۴۶) اور جو لوگ یہودی بن گئے ہیں ہم نے ان پر نظام اجتہاد مسلط کر کے ان کیلئے تمام ناخن والے جانور حرام کرا دیئے تھے اور گائے اور بکری کی چربی بھی حرام کر دی تھی۔ البتہ ایسی چربی حرام نہ تھی جو کہ کھال یا ہڈی یا انتڑیوں میں پیوست ہو گئی ہو۔ وہ حلال چیزوں کو حرام کرانے کی سزا تھی جو ہم نے ان کی باغیانہ ذہنیت اور نظام اجتہاد کی وجہ سے دی تھی۔ اور ہم یقیناً اپنے بیان میں ضرور سچے ہیں (۱۴۷) چنانچہ اگر وہ تمہیں جھٹلائیں اور نہ مانیں تو ان سے کہہ دو کہ ویسے تو تمہارا پروردگار بڑی وسیع

(۳۱) مجتہدین نے ہر شریعت میں (۱۴۶ / ۶) ردوبدل جاری رکھا جو سزا اور عذاب بن گیا۔ مجتہدین اکثر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ دین اسلام تو شروع سے ایک ہی تھا۔ مگر شریعتیں ایک دوسری سے مختلف تھیں۔ بعض شریعتوں میں بعض چیزیں حلال تھیں۔ اور بعض میں وہی حلال چیزیں اللہ نے حرام کر دی تھیں۔ حالانکہ اللہ نے کبھی بھی کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہیں کیا۔ پھر سابقہ شریعتوں ہی میں نہیں بلکہ ان حضرات کے نزدیک خود شریعت محمدیہ میں حلال کا حرام اور حرام کا حلال کیا جانا وقوع میں آیا ہے۔ اس کی بہت نمایاں اور مشہور مثال نکاح متعہ کی ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ کئی دفعہ حلال ہوا اور کئی مرتبہ حرام کر دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں مجتہد حضرات ہر شریعت میں اضافہ اور حرام و حلال کی سازش کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ دین ابراہیمؑ یا ملت ابراہیمؑ کے اجتہادات یہاں زیر بحث رہے ہیں اب اللہ نے یہ بتایا ہے کہ یہود کی سرکشی کی سزا میں ہم نے ان پر ناخن والے جانور حرام کئے اور بکری و گائے کی چربی بھی ان پر حرام کردی تھی (۱۴۶ / ۶) اس سے پہلے سورۂ نساء (۱۶۰ / ۴) میں فرمایا تھا کہ: "بنی اسرائیل کے جرائم کی بنا پر ہم نے بہت سی وہ پاک چیزیں ان پر حرام کردی تھیں جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں۔" اس سے بھی پہلے سورۂ آل عمران (۹۳ / ۳) میں فرمایا تھا کہ کھانے کی یہ تمام چیزیں بنی اسرائیل کے لئے بھی حلال تھیں مگر بنی اسرائیل نے بعض چیزوں کو خود ہی اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔ اللہ نے چیلنج کرایا کہ لاؤ توریت میں دکھاؤ کہ یہ حرام کی ہوئی چیزیں کہاں مذکور ہیں؟ (۹۳ / ۳) معلوم ہوا کہ توریت میں اضافہ اس چیلنج کے بعد کیا گیا تھا ورنہ یہودی فوراً توریت لاکر دکھا دیتے بہرحال یہاں یہ چبھتا ہوا سوال سامنے کھڑا ہے کہ: "اللہ نے یہ کیوں کہا کہ: "ہم نے حرام کیا" (حَرَّمْنَا ۱۶۰ / ۴) (حَرَّمْنَا ۱۴۶ / ۶) اس سوال کا جواب خود مجتہد اعظم سے سنئے ارشاد ہے کہ: (۱) "خدائی تحریم کی صرف یہی ایک صورت نہیں ہے کہ وہ کسی پیغمبرؑ اور کتاب کے ذریعہ سے کسی چیز کو حرام کرے۔ بلکہ اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے باغی بندوں پر بناوٹی شارعوں اور جعلی قانون سازوں کو مسلط کردے اور وہ ان طیّبات کو حرام کر دیں۔ پہلی قسم کی تحریم خدا کی طرف سے رحمت کے طور پر ہوتی ہے۔ (۲) اور یہ دوسری قسم کی تحریم اس کی پھٹکار اور سزا کی حیثیت سے ہوا کرتی ہے (تفہیم القرآن جلد اوّل

رَبُّكُمۡ ذُوۡ رَحۡمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاۡسُهٗ عَنِ الۡقَوۡمِ

پروردگار تمہارا صاحب رحمت کشادہ کا ہے اور نہیں پھیرا جاتا عذاب اس کا قوم

الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ

گناہگاروں سے البتہ کہیں گے وہ لوگ جو شریک لاتے ہیں اگر چاہتا اللہ نہ

اَشۡرَكۡنَا وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِنۡ شَىۡءٍ ؕ كَذٰلِكَ

شریک کرتے ہم اور نہ باپ ہمارے اور نہ حرام کرتے ہم کچھ اسی طرح

كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ حَتّٰى ذَاقُوۡا

جھٹلایا ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے یہاں تک کہ چکھا انہوں نے

بَاۡسَنَا ؕ قُلۡ هَلۡ عِنۡدَكُمۡ مِّنۡ عِلۡمٍ فَتُخۡرِجُوۡهُ لَنَا ؕ

عذاب ہمارا کہہ کیا ہے تمہارے پاس کچھ علم پس نکالو گے تم اس کو واسطے ہمارے

اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَخۡرُصُوۡنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلۡ

نہیں پیروی کرتے تم مگر گمان کی اور نہیں تم مگر اٹکل کرتے کہہ

فَلِلّٰهِ الۡحُجَّةُ الۡبَالِغَةُ ۚ فَلَوۡ شَآءَ لَهَدٰٮكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۴۹﴾

پس واسطے اللہ کے ہے دلیل پہنچی ہوئی پس اگر چاہتا ہدایت کرتا تم سب کو۔

قُلۡ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيۡنَ يَشۡهَدُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ

کہہ لے آؤ گواہوں اپنوں کو وہ جو گواہی دیتے ہیں یہ کہ اللہ نے حرام کیا ہے

رحمت والا ہے اور ساتھ ایک مجرم قوم سے اس کا بھیجا ہوا وبال واپس کر دینا ناممکن ہے (۱۴۸) عنقریب نظام اشتراک والے لوگ یہ بہانہ کریں گے کہ اگر اللہ نے چاہا ہوتا تو نہ ہم مذہب شرک اختیار کرتے نہ ہمارے آباؤ اجداد نے علما اور لیڈروں کو شریک کیا ہوتا اور نہ ہی ہم نے کسی چیز کو حرام وحلال قرار دیا ہوتا۔مطلب یہ کہ اللہ نے ایسا چاہا جبھی تو ہم نے یہ کام کئے۔ اسی طریقے سے ان سے پہلی قوم نے بھی نبیوں کو جھٹلایا تھا یہاں تک کہ انہیں ہماری سختیوں کا مزا چکھنا پڑا تھا۔ ان سے کہو کہ اگر تمہارے پاس کوئی علمی ثبوت ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔ ارے تم تو قیاس و گمان کی پیروی کرتے ہو اور تمہاری تمام بہانہ بافیاں اجتہادی جھوٹ ہیں۔ (۱۴۹) کہہ دیجئے کہ تمہاری مشیت والی غلط حجت کے مقابلہ میں حقیقت ساز دلیل تو اللہ کے لئے محفوظ ہے کہ واقعی اگر اللہ نے تمہیں اپنی مشیت میں مجبور پیدا کیا ہوتا تو خود ہی تم سب کو راست رو بھی بنا سکتا تھا (۱۵۰) ان سے کہو کہ اپنے ان گواہوں کو لاؤ جو یہ شہادت دیتے ہوں کہ اللہ ہی نے مذکورہ چیزوں کو حرام کیا تھا

صفحہ ۵۹۴، ۵۹۵ حاشیہ ۱۲۲) اور فرمایا کہ :" اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی شریعت سے جب یہودیوں نے بغاوت کی اور آپ اپنے شارع بن بیٹھے تو انہوں نے بہت سی پاک چیزوں کو اپنی موشگافیوں سے خود حرام کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا رہنے دیا۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۹۴حاشیہ ۱۲۲)

(نوٹ) یہاں یہ بھی سمجھ لیں کہ کسی چیز یا فعل کو اللہ کا اپنے ساتھ منسوب کر لینا اس حقیقی وجہ سے بھی ہوتا ہے کہ وہ انسانوں کا اور ان کو عطا کردہ قدرت و اختیار کا خالق ہے لہٰذا وہ اختیار نہ دیتا تو فلاں کام نہ ہوا ہوتا۔

(۳۲) آیت (۱۴۸ / ۶) میں قریشی مسئلہ جبر کا بیان ہوا ہے۔ علامہ نے تردید کی ہے۔

علامہ نے لکھا ہے کہ:" یعنی وہ اپنے جرم اور اپنی غلط کاری کے لئے وہی پرانا عذر پیش کریں گے جو ہمیشہ سے مجرم اور غلط کار لوگ پیش کرتے رہے ہیں ...تم نے محض مشیت کا لفظ کہیں سے سن لیا ہے۔ اور اس پر قیاسات کی ایک عمارت کھڑی کر لی ہے۔ تم مشیت کے معنی یہ سمجھ رہے ہو کہ چور اگر مشیت الٰہی کے تحت چوری کر رہا ہے تو وہ مجرم نہیں ہے کیونکہ اس نے یہ فعل مشیت خداوندی کے تحت کیا ہے۔ حالانکہ دراصل انسان کے حق میں اللہ کی مشیت یہ ہے کہ وہ شکر اور کفر، ہدایت وضلالت، اطاعت ومعصیت میں سے جو راہ بھی اپنے لئے منتخب کرے گا۔ خدا وہی راہ اس کے لئے کھول دے گا۔ اپنے غلط انتخاب راہ اور اپنے غلط ارادے اور سعی کے ذمہ دار تم خود ہی ہو"۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۹۵۔۵۹۶حاشیہ ۱۲۵، ۱۲۴)

هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ

یہ پس اگر گواہی دیویں پس مت گواہی دے تو ساتھ ان کے اور مت پیروی کر

اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

خواہشوں ان لوگوں کی کہ جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور ان کی کہ نہیں ایمان لاتے

بِالْاٰخِرَةِ وَ هُمْ بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا

ساتھ آخرت کے اور وہ ساتھ پروردگار اپنے کے شریک لاتے ہیں کہہ آؤ

اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا

پڑھوں میں اوپر تمہارے جو حرام کیا ہے رب تمہارے نے اوپر تمہارے یہ کہ نہ

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا

شریک لاؤ ساتھ اس کے کچھ اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور مت مار ڈالو

اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِیَّاهُمْ ۚ وَ لَا

اولاد اپنی کو ڈرافلاس کے سے ہم روزی دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور مت

تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ

نزدیک جاؤ بے حیائیوں کے جو کچھ ظاہر ہے اس میں سے اور جو کچھ چھپا ہے اور

ع ۱۸ / ۵

پھر اگر وہ شہادت دے دیں تو آپؐ تائیدی شہادت نہ دینا کہ غلط شہادت میں ان کو فوراً عذاب دیا جا سکے ۔آپؐ ان لوگوں کی مجتہدانہ خواہشوں اور مصلحتوں کی پیروی نہ کرنا جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی ہے اور نہ ان کی پیروی کرنا جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اپنے پروردگار کی ہمسری کرتے ہیں (۱۵۱) ان سے یہ بھی کہہ دیں کہ میرے پاس آؤ میں تمہارے روبرو تلاوت کر کے بتاؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا کچھ حرام کیا ہے اوّل یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو دین میں شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان ہی احسان کرو اور اپنی ہونے والی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کر و اس لئے کہ تمہیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی ہم ہی رزق دیں گے ۔ اور بے حیائی کی باتیں خواہ ظاہر اور کھلی کھلی رواج پذیر ہوں یا پوشیدہ طور پر ہوتی ہوں ان کے پاس بھی نہ پھٹکو ۔ اور کسی

(۳۳) قریشی و مکی معاشرہ آیات (۱۵۳-۱۴۸ / ۶) میں ایک عجیب معاشرہ معلوم ہوتا ہے ؟؟

ان چھ آیات (۱۴۸ تا ۱۵۳) کو دوبارہ پڑھیں اور سوچیں کہ جس معاشرہ میں والدین کا ازلی و ابدی اور فطری مقام ختم ہو گیا ہو وہ کون سے نظام پر کار بند ہو سکتا ہے ؟ والدین کی محنت ، محبت اور والہانہ خدمت تو ان کی اطاعت کو واجب کرتی ہیں ۔ اور ان کے روبرو دم مارنے اور جائز و ناجائز اُف تک کرنے کی اجازت نہیں ہے (بنی اسرائیل ۲۳ / ۱۷) ہمیشہ ان کے روبرو انکسار و ذلیل پوزیشن لازم ہے (۲۴ / ۱۷) وہ کیسے اور کس مذہب کے لوگ ہوں گے جن سے والدین پر احسان کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے ؟ حالانکہ والدین کے احسانات و ایثار کو اسی معیار پر رکھنا لازم ہے جو پروردگار عالم کے لئے واجب ہے۔ اس لئے کہ والدین نے اولاد کی ربوبیت کر کے خود کو رب کہلانے کا حق دار ثابت کیا ہے (۲۴ / ۱۷) کیا یہ وہی معاشرہ نہیں؟ جس کا خاکہ افلاطون نے اپنی کتاب میں پیش کیا تھا اور جو عربوں کی پہلے اور مارکس وانجلز کے بعد کی کوششوں سے واضح ہو گیا۔ جہاں نسلی طبقہ واریت کو ختم کرنا لازم ہے جہاں ماں ، باپ ، بہن ، بھائی ، باپ بیٹی کے رشتوں کی تفریق مٹا دینا لازم ہے ۔ جہاں ہر عورت ہر مرد کی زوجہ ،جہاں ہر بچہ پورے ملک کا بچہ ہو گا ۔ جہاں اولاد بھی مشترک ہو گی ۔ جدوجہد اور محنت ومساعی کے نتائج بھی مشترک ہوں گے جہاں جان ومال میں سب ایک دوسرے کے شریک و مشترک ہوں گے۔ جہاں اولاد کا اور ذاتی ملکیت کے تصور کا قتل کر دیا جانا لازم ہے ۔ یہ ان ہی سے تو کہا گیا ہے کہ تم افلاس کے خوف اور فراوانیوں کی تلاش میں اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ۔ جہاں لفظ فحش اور زنا بے معنی اور پس ماندہ اقوام کا لفظ بنا دیا گیا تھا ۔ ان ہی سے تو کہا گیا ہے کہ فحش کی دونوں ، ظاہری اور اعلانیہ اور خفیہ صورتوں کو چھوڑ دو۔ جہاں نظام شرکت کے مخالفین کا قتل عام اور لوٹ مار جائز ہے ۔ جہاں مخالف یتیم پر بھی رحم جائز نہیں انصاف و رواداری حلال نہیں ۔ جہاں

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ

مت مارڈالو اس جی کو جو حرام کیا ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے یہ بات

وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۵۱ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ

نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے تو کہ تم سمجھو اور مت نزدیک جاؤ مال یتیم کے

اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ

مگر ساتھ اس طرح کے کہ وہ بہت اچھی ہے۔ یہاں تک کہ پہنچے جوانی اپنی کو

وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

اور پورا کرو ناپ اور تول ساتھ انصاف کے نہیں تکلیف دیتے ہم کسی جی کو مگر

وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا

موافق طاقت اس کی کے اور جب بات کہو پس انصاف کرو اور اگرچہ ہو صاحب

قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ

قرابت اور ساتھ عہد اللہ کے وفا کرو یہ بات نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱۵۲ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ

تو کہ تم نصیحت پکڑو اور یہ کہ یہ راہ میری سیدھی ہے پس پیروی کرو اس کی

وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ

اور مت پیروی کرو اور راہوں کی پس متفرق کردیں گی تم کو راہ اس کی سے

انسان کی جان لینا حرام ہے البتہ دینی قصاص جائز ہے ۔ یہ تمام احکام بجا لانے کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے شاید کہ تم عقل و بصیرت سے کام لے کر عمل کرو (۱۵۲) اور یہ کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جانا البتہ جو بہترین اور پسندیدہ طریقہ ہو تو ٹھیک ہے یہ عمل اس وقت تک جاری رکھو جب تک وہ اپنی پوری سوجھ بوجھ اور جوانی تک پہنچ کر خود کفیل نہ ہو جائے ۔ اور لین دین اور ناپ تول میں ہمیشہ پورا پورا وزن اور پیمائش برقرار رکھو قسطوں اور تدریج کے ساتھ وابستہ رہو ہم کسی بھی ذی حیات کو اس کی فطری گنجائش سے زیادہ ذمہ داری نہیں دیتے اور تم جب بھی بات کرو نظام عدل کو برقرار رکھو خواہ عدل تمہارے قربیٰ والے کیخلاف ہو اور عہد خداوندی (ولایت محمدیہ) سے وفادار رہو یہی وہ احکام ہیں جو تمہارے لئے ہمیشہ سے چلے آ رہے ہیں تاکہ تمہیں یاد دھانی کرائی جاتی رہے اور تم تذکرہ جاری رکھو (۱۵۳) بلاشبہ میرا برقرار رہنے والا راستہ یہی ہے جو بیان ہوا تم سب اسی پر گامزن رہو اور دوسری راہوں سے الگ رہو ورنہ وہ راستے تمہیں اللہ کے صراط مستقیم سے جدا کر دیں گے

مذہب ، مناکحت اور ملکیت کو نوع انسان کی ترقی کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے ۔ جس معاشرہ نے ہر اس لفظ و اصطلاح کو لفظی ومعنوی حیثیت سے فنا کر دینا طے کر رکھا ہے جس سے نظام اشتراک اور شرکت نوع انسان پر آنچ آتی ہو مثلاً لفظ متقی سے کچھ لوگوں کے علاوہ باقی نوع انسان بدکار ظاہر ہوتی ہے ۔ ولی سے چند اشخاص کی حاکمیت اور کثرت الناس کا محکوم ہونا ٹپکتا ہے۔ مصطفیٰ ، مرتضیٰ اور مجتبیٰ تفریق بین الناس کے لئے مخصوص الفاظ تھے ۔ وہ تمام انسانوں کو تمام فضائل میں تمام خصائل میں تمام عقائد میں تمام مادی و روحانی ذخیروں میں برابر کا شریک رکھنا چاہتے تھے ۔ وہ اللہ کو معبود وحاکم وفرماں روا نہیں بلکہ اسے اپنا ایک رفیق ایک دوست ایک شریک کار سمجھتے تھے ۔ اس لئے ان پر شرک اور تمام مشرکانہ تصورات چھوڑ دینے کے تقاضے کئے گئے (۱۵۱ / ۶) انہیں ان کے نظام شرک کے معلمین کے پجاری ہونے کے طعنے دیئے گئے مگر انہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ خود اللہ نے نظام اشتراک قائم کرنا چاہا ہے (۱۴۸ / ۶) وہ پوری کائنات اور اللہ کو ایک اکائی سمجھتے تھے۔ وہ ساری انسانیت کو ایک وحدانیت کہتے تھے ۔ وہ تمام انسانوں اور اللہ کو ایک دوسرے کا ممدومعاون وشریک مانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے حقیقی عقیدہ شرک کو کبھی نظرانداز نہ کیا ۔ اسلام کا لیبل بھی اس لئے اختیار کیا کہ رسولؐ کے ساتھ بھی شرکت ضروری تھی ۔ وہ اسلام اور اسلامی عقائد میں شریک ہوئے اور اسلامی اعمال واحکام میں اپنی شرکت سے نظام شرک کی ہر چیز کو شریک کر دیا ۔ تصورات و اقدامات وعبادات میں شرک ہی شرک بھر دیا اور ایسا سنوار کر بھرا کہ اب دس ہزار سال میں بھی اس کی صفائی کرنا ناممکن ہے ۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا

یہ بات ہے کہ نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے تو کہ تم بچو پھر دی تھی ہم نے

مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا

موسیٰؑ کو کتاب پورا کرنا نعمت کا اور اس شخص کے کہ نیکی کرتا ہے اور تفصیل کرنا

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ

واسطے ہر چیز کے اور ہدایت اور رحمت تو کہ وہ ساتھ ملاقات پروردگار اپنے کے

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

ایمان لاویں اور یہ کتاب ہے اتارا ہے ہم نے اس کو برکت والی

فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ

پس پیروی کرو اس کی اور پرہیزگاری کرو تو کہ تم رحم کئے جاؤ ایسا نہ ہو کہ

تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ

کہو تم سوائے اس کے نہیں کہ اتاری گئی تھی کتاب اوپر دو جماعت کے

مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ

پہلے ہم میں سے اور تحقیق تھے ہم پڑھنے ان کے سے البتہ غافل یا کہو تم

تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ

اگر اتاری جاتی اوپر ہمارے کتاب البتہ ہوتے ہم بہت راہ پانے والے ان سے

یہ وہ مستقل احکام ہیں جو تمہیں اس لئے دیئے جا رہے ہیں کہ شاید تم ذمہ دار لوگ بن جاؤ (۱۵۴) پھر یہ بھی تو یاد رکھنے سمجھنے اور آزمانے کی بات سامنے کھڑی ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی جو بہترین قسم کی روش اختیار کرنے والے لوگوں پر نعمت کی تکمیل اور ہر چیز کی تفصیل اور سراسر ہدایت و رحمت تھی اور اس امید پر دی گئی تھی کہ بنی اسرائیل اللہ کی ملاقات پر ایمان لے آئیں ۔ (۱۵۵) اور یہ قرآن بھی ایسی کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور برکتیں فراہم کرنے والی ہے لہٰذا تم سب اس کی قائم کی ہوئی راہ پر گامزن ہو جاؤ پرہیزگار و ذمہ دار لوگ بن جاؤ شاید تم پر رحم کیا جا سکے ۔ (۱۵۶) یہ کتاب اس لئے اتاری گئی ہے کہ تم یہ عذر نہ کر سکو کہ جناب ہم سے پہلے والے لوگوں میں سے دو گروہوں پر جو کتابیں نازل کی گئی تھیں ۔ ان سے ہمیں کوئی فائدہ نہ ہوا اس لئے کہ ہم ان کے اسباق پڑھنے سے غافل اور زبان سے جاہل تھے ۔(۱۵۷) یا تم یہ عذر کرتے کہ اگر ہمارے اوپر اللہ کی کوئی کتاب نازل ہوئی ہوتی تو ہم ان سب سے زیادہ ہدایت یافتہ اور اللہ کے پسندیدہ لوگ ہوتے

(۳۴) آیات (۱۵۷-۱۵۶ / ۶) سے رسولؐ کی قوم کا تعین اور سابقہ آیات میں ان ہی کا مخاطب ہونا ثابت ہے ۔

یہاں یہود و نصاریٰ کو دو الگ جماعتیں قرار دیا گیا ہے (۱۵۶ / ۶) اور دونوں پر الہامی کتابوں کا نازل ہونا انہیں متعیّن و مشخّص کر دیتا ہے ۔ اب تیسری جماعت جس پر قرآن نازل ہوا خود بخود رسولؐ کی قوم قرار پا جاتی ہے (۱۵۷ / ۶) اس تشخص کے بعد اب دیکھ لیں کہ اس قوم کا کردار کیا ہے؟ یہ قرآن کی آیات کو جھٹلا رہی ہے ۔ قرآن کے اثر و نفوذ کو روکنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے اور قرآن کی زبان میں ۔ اَظْلَمُ ۔ دنیا کی سب سے بڑی ظالم قوم کا لقب پا رہی ہے ۔ حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نزول قرآن کی ایک وجہ اس قوم کا منہ بند کرنا تھی ۔ یعنی خصوصیت سے یہ قرآن رسولؐ کی قوم کے لئے نازل ہوا تھا ۔ یہی وجہ تو ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ اے رسولؐ اس قرآن میں تو یقیناً تیرا اور تیری قوم ہی کا ضروری ضروری تذکرہ ہے ۔ (زخرف ۴۴ / ۴۳) یعنی باقی تمام مسائل و احکام و علوم وفنون بر سبیل تذکرہ آ گئے ہیں ورنہ قرآن کا نشانہ محمدؐ اور محمدؐ کی نام نہاد قوم تھا ۔ مطلب یہ کہ نظام شرک و اشتراکیت اتنا مہیب و مہلک وخطرناک و تباہ کن مشن تھا کہ اس کے بیان اور تدارک کے لئے محمدؐ و آل محمدؐ اور قرآن کو سامنے لایا گیا ۔ یعنی یہ قوم وہ قوم تھی جس کا خمیر ابلیس نے لاکھوں سال میں تیار کیا تھا ۔ ان کو دنیا کی ساری الہامی کتابیں اور تمام رسولؐ کافی نہ تھے ۔ اس قوم کو نزول قرآن اور اس کی برکت و ہدایت و رحمت کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے (۱۵۴ / ۶) اس کی اتباع کی دعوت دی جا رہی ہے (۱۵۵ / ۶) ان

لہٰذا تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ہدایت اور رحمت اپنی واضح ترین صورت میں نازل ہوکر پہنچ گئی ہے ۔ اب اس صورت میں اس شخص سے بڑا ظالم اور غلط کار و احسان فراموش کون شخص ہو سکتا ہے جو اللہ کی نازل کردہ اس ہدایت و رحمت کی آیات کو جھٹلائے اور ان آیات کے سامنے روک بن کر کھڑا ہوجائے؟ بہرحال عنقریب ہم ان لوگوں کو بہت برا عذاب دیں گے جو ہماری آیات میں رکاوٹ ڈالنے میں مصروف ہیں اور یہ عذاب ان کے رکاوٹ ڈالنے کی جزا میں دیا جائے گا (۱۵۸) کیا اب یہ قوم اس انتظار میں ہے کہ ان کے پاس ملائکہ آویں یا خود تیرا رب ان کے پاس حاضر ہو کر مِنّت کرے؟ یا وہ ہماری بعض تباہ کن آیات کے نزول کا انتظار کررہے ہیں اور جس روز ہماری مخصوص آیات اتریں گی اس دن کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو آیات کے آنے سے پہلے سے ایمان نہ رکھتا تھا۔یا جس نے پہلے سے اپنے ایمان میں بہتر پوزیشن حاصل نہ کر لی تھی۔ اے رسولؐ تم اس قوم سے کہہ دو کہ اچھا ایسا کرو کہ تم بھی نتائج کا انتظار کرو اور ہم بھی منتظر رہ کر دیکھیں کہ کون کامیاب ہوتا ہے (۱۵۹) جن لوگوں نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے فرقہ واریت پھیلا دی اور پھر ان کے مکاتیب فکر کی اشاعت میں لگ گئے ہیں یقیناً ان میں سے کسی سے بھی آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے یعنی وہ سب اسلام سے خارج ہوگئے ہیں ان کا معاملہ تو اب اللہ کو سپرد ہے یہاں ان کی اصلاح کی کوئی گنجائش نہیں

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ

پس تحقیق آئی ہے تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے اور ہدایت اور

رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

مہربانی پس کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ جھٹلاوے نشانیوں اللہ کی کو

وَ صَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا

اور پھر رہے ان سے البتہ جزا دیں گے ہم ان کو جو پھر رہتے ہیں نشانیوں ہماری سے

سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ

بُرا عذاب بسبب اس کے کہ تھے پھر رہتے نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ

تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ

آویں ان کے پاس فرشتے یا آوے حکم پروردگار تیرے کا یا آویں بعض نشانیاں

رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ

رب تیرے کی جس دن آویں گی بعض نشانیاں رب تیرے کی نہ نفع دے گا

نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ

کسی جی کو ایمان اس کا کہ نہ تھا ایمان لایا پہلے اس سے یا نہ کمایا تھا بیچ

اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ

ایمان اپنے کے بھلائی کو کہہ منتظر رہو تحقیق ہم بھی منتظر ہیں تحقیق

الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا

جن لوگوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا دین اپنے کو اور ہوگئے گروہ گروہ

لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى

نہیں تو ان میں سے بیچ کسی چیز کے سوائے اس کے نہیں کہ حکم ان کا طرف

اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اللہ کے ہے پھر خبر دے گا ان کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے

کے لئے رحم کا بہانہ فراہم کیا جا رہا ہے ۔(۱۵۵ / ۶) ان سے کہا جا رہا ہے کہ اب تم اہل کتاب ہو (۱۵۴ / ۶) تمہارے لئے موقع ہے کہ دنیا کی تمام اقوام سے بڑھ جاؤ ۔ اور آخر یہ بتا دیا کہ یہی قوم تھی جس نے نزول قرآن کے ساتھ ہی ساتھ قرآن کی مقبولیت کو روکنے اور اس کی تعلیم کے پھیلاؤ کا سدباب کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا (۱۵۷ / ۶) اور وہ اس انداز سے کہ وہ اسی صراط مستقیم پر اپنی رفتار سے چلے اور اس لئے چلے کہ اس صراط مستقیم میں سے کئی ایک راہیں اور پگڈنڈیاں بنا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ

جو کوئی لاوے بھلائی پس واسطے اس کے ہے دس برابر اس کے اور جو کوئی لاوے

بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

برائی پس نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر مانند اس کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا

کہہ تحقیق ہدایت کی مجھ کو رب میرے نے طرف راہ سیدھی کے دین استوار

مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ

دین ابراہیمؑ حنیف کا اور نہ تھا شریک لانے والوں سے کہہ تحقیق

صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ

نماز میری اور عبادتیں میری اور زندگی میری اور موت میری واسطے اللہ پروردگار

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ

عالموں کے ہے نہیں شریک واسطے اس کے اور ساتھ اسی کے حکم کیا گیا ہوں میں

وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا

اور میں اوّل مسلمانوں کا ہوں کہہ کیا سوائے خدا کے ڈھونڈوں میں پروردگار

لہٰذا اللہ ہی ان کو ان کے افعال کی خبر دے گا (۱۶۰) اور یہ ایک عام قانون ہے کہ جو کوئی اللہ کے سامنے نیکی لے کر آئے گا اسے دس گنا اجر دیا جائے گا اور جو کوئی برائی کے ساتھ حاضر ہوگا تو اسے صرف اس کے قصور کے برابر بدلہ ملے گا۔اور ان میں سے کسی پر ظلم و زیادتی نہ کی جائے گی (۱۶۱) اعلان کردو کہ مجھے براہ راست بلا واسطہ میرے پروردگار نے صراط مستقیم کی ہدایت کی تھی اور قائم رہنے والے دین ملتِ ابراہیمؑ کا علم دیا تھا اور ابراہیمؑ سب طرف سے منقطع ہو کر اللہ سے وابستہ تھے ان کا نظام شرک سے کوئی تعلق نہ تھا (۱۶۲) یہ بھی بتا دو کہ میری نمازیں اور میری دیگر عبادتیں اور قواعد و قوانین و قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے وقف ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۱۶۳) کوئی بھی اللہ کا شریک اور حصہ دار نہیں ہے مجھے اسی اعلان کا حکم دیا جاتا رہا ہے اور میں تمام اسلام لانے والوں میں سب سے پہلا مسلم ہوں (۱۶۴) ان قومی لیڈروں سے یہ بھی پوچھئے کہ کیا میں اللہ کے علاوہ

ڈالیں اور جو شخص صراط مستقیم پر آئے اسے کسی دوسرے راستے پر لیجاکر چھوڑتے رہیں۔ان کو تنبیہہ کی گئی کہ دیکھو اگر تم نے بہت سے مختلف راستوں کو نہ چھوڑا تو تم بتدریج اللہ کی راہ سے ہٹ کر پراگندہ ہو جاؤ گے (۱۵۳ / ۶) اس آیت سے ثابت ہے کہ یہ پوری قوم ایک دفعہ اعلانیہ مسلمان ہونے اور صراط مستقیم پر چلنے کی دعویدار ہو چکی تھی۔ لیکن اسلام کی نقاب اس لئے پہنی تھی کہ ایک راہ کی کئی راہیں بنا ڈالیں ۔ اور اس نے یہ کام آج تک برابر جاری رکھا اور سینکڑوں مذہب (راستے) تیار کر دیئے ۔

(۳۵) آیت (۱۶۳ / ۶) میں آنحضرتؐ کا اوّلین اور بنیادی مخلوق اور پہلا مسلم ہونا ۔ تخلیق کائنات کے لئے جو قدیم ترین اور صحیح ترین حقیقت اسلام میں تسلیم کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے وہ نور پیدا کیا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، چودہ معصومینؑ کی اجتماعی صورت میں پیدا ہوئے اس صورت سے کائنات کے دیگر مخلوقات، عرش و کرسی و لوح و قلم وملائکہ و جنات وغیرہ وغیرہ بتدریج پیدا ہوئے اور قرآنی بیانات کی روسے جو چیز زیور تخلیق سے آراستہ ہوتی گئی اسے اس کی متعلقہ ہدایات دی جاتی رہیں (طٰہٰ ۵۰ / ۲۰) اور یہ کہ پوری کائنات زمین وآسمان اور تمام موجودات اسلام لائی ہیں (آلِ عمران ۸۳ / ۳) اور ان سب سے پہلا مسلم ہونا اس آیت (۱۶۳ / ۶) سے ثابت ہے ۔ پھر چونکہ حضورؐ تمام عالمین کے لئے نذیر ہیں (فرقان ۱ / ۲۵) اور تمام نذیروں سے پہلے نذیر ہیں (نجم ۵۶ / ۵۳) اور ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں (انبیاً ۱۰۷ / ۲۱) اور اللہ کی رحمت کائنات کی ہر ہر چیز تک رسائی رکھتی اور ان کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے ۔ (اعراف ۱۵۶ / ۷) اس لئے کائنات کی ہر مخلوق کی ہدایت و راہنمائی کے لئے آپؐ سے بہتر اور کوئی ذریعہ تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ اور چونکہ تخلیق کے تمام مراحل آپؐ کے سامنے طے پائے اور پا رہے ہیں۔ اس لئے آپ کائنات کی ہر ہر چیز پر عینی شاہد ہیں (نساء ۴۱ / ۴) اور آپؐ کی نورانی آنکھوں سے کوئی چیز اور کوئی عمل پوشیدہ نہیں (توبہ ۱۰۵ / ۹) لہٰذا حضورؐ کی شہادت سب پر اتمام حجت ہے ۔

وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيۡءٍ ؕ وَ لَا تَكۡسِبُ كُلُّ نَفۡسٍ اِلَّا عَلَيۡهَا ۚ وَ

اور وہ پروردگار ہر چیز کا ہے اور نہیں کماتا کوئی جی مگر اوپر اپنے اور

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ

نہیں بوجھ اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا پھر پروردگار تمہارے کے

مَّرۡجِعُكُمۡ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ

ہے پھر جانا تمہارا پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے

تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾ وَ هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَكُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَ رَفَعَ

اختلاف کرتے اور وہ ہے جس نے کیا تم کو جانشین زمین کا اور بلند کیا

بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِىۡ مَاۤ

بعضے تمہارے کو اوپر بعضے کے درجے میں تو کہ آزماوے تم کو بیچ اس چیز کے

اٰتٰٮكُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖ وَ اِنَّهٗ

کہ دیا ہے تم کو تحقیق رب تیرا جلد عذاب کرنے والا ہے اور تحقیق وہ

لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کسی اور کو اپنا رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ اللہ میرا ایسا رب ہے کہ وہ ساری کائنات کی پرورش اور حفاظت کر رہا ہے؟ ہاں یہ سن لو کہ ہر ذی حیات کی کمائی اور جدوجہد خود اسی کے ذمہ عائد ہوتی ہے اور نہیں وزارت کرتا کسی وزارت کا وزیر کسی دوسرے وزیر کی جگہ اور پھر تمہاری واپسی تو بہرحال تمہارے پروردگار کے حضور میں ہونا ہی ہے چنانچہ وہ تمہیں تمہارے تمام اختلافی مسائل کا حل سنا دے گا (۱۶۵) اللہ وہی ہستی ہے جس نے تمہیں اتمام حجت کے لئے زمین پر خلیفہ بنانا طے کرلیا ہے۔ حالانکہ خلافت کے لئے تم میں بعض لوگوں کے درجات ہم نے بہت بلند تر رکھے ہیں۔ مگر خلافت کے معاملہ میں تمہاری آزمائش مطلوب ہے تاکہ اے نبیؐ تیرا پروردگار بہت تیزی کے ساتھ ان خلفاء سے مواخذہ کرنے کے لئے ان کو پکڑے اور سزا دے۔ ورنہ وہ تو یقیناً غفور اور رحیم ہے۔

(۳۶) رسولؐ کی نام نہاد قوم کی خلافت آیت (۱۶۵ / ۶) میں آزمائشیں اور عذاب کی تکمیل کے لئے طے ہوگئی تھی۔

چونکہ سرکاری تاریخ سے بہکے ہوئے لوگوں کی نہ صرف ذہنیت وبصیرت الٹ گئی تھی۔ بلکہ انہوں نے قرآن کریم میں واضح بیانات ہوتے ہوئے بھی قرآنی مفاہیم ومطالب کو اس خود ساختہ تاریخ وذہنیت سے ساز گار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ آیت (۱۶۵ / ۶) واشگاف الفاظ و انداز میں اس قومی حکومت کے قیام اور اس سے انتقام وعقاب کا اعلان کرتی ہے جس کی طرف بار بار آیات متوجہ کرتی رہی ہیں اور ابھی اس کا ذکر ختم نہیں ہوا ہے (دیکھیں آیات ۱۱۶۔۱۱۴ / ۶ تشریح نمبر ۲۵ الانعام) اللہ نے فرمایا ہے کہ۔

وَلَقَدۡ أَهۡلَكۡنَا ٱلۡقُرُونَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَمَّا ظَلَمُواْ وَجَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُم بِٱلۡبَيِّنَٰتِ وَمَا كَانُواْ لِيُؤۡمِنُواْۚ كَذَٰلِكَ نَجۡزِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلۡمُجۡرِمِينَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلۡنَٰكُمۡ خَلَٰٓئِفَ فِي ٱلۡأَرۡضِ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ لِنَنظُرَ كَيۡفَ تَعۡمَلُونَ ﴿۱۴﴾ وَإِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ءَايَاتُنَا بَيِّنَٰتٖ قَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَرۡجُونَ لِقَآءَنَا ٱئۡتِ بِقُرۡءَانٍ غَيۡرِ هَٰذَآ أَوۡ بَدِّلۡهُ ﴿۱۵﴾ یونس

علامہ کا ترجمہ وتشریح ملاحظہ ہو: "لوگو تم سے پہلے کی قوموں کو، جو اپنے اپنے زمانہ میں برسرعروج تھیں ہم نے ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کی روش اختیار کی اور ان کے رسولؐ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے اور انہوں نے ایمان لا کر ہی نہ دیا۔ اس طرح ہم مجرموں کو ان کے جرائم کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اب ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں ان کی جگہ (خلافت۔احسنؐ) دی ہے تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔ جب انہیں ہماری صاف صاف باتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو۔ اے محمدؐ ان سے کہو کہ میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر وتبدل کرلوں میں تو بس اس وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ تا صفحہ ۲۷۲)

(۳۶۔الف) علامہ مودودی کی تشریح اور قومی حکومت و خلافت کا برا حال۔

علامہ کا ترجمہ قابل برداشت ہے ۔
ہم نے یہاں آیت (۱۵ / ۱۰) کو اس لئے مسلسل لکھ دیا کہ یہ آیت نظام اجتہاد کے سلسلے میں باربار آتی ہے ۔ اور اس سے یہ یقین ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی قوم کی خلافت کا ذکر کر رہا ہے جو قرآن میں مجتہدانہ مصلحتوں کے ، قومی و ملکی ضرورتوں اور تقاضائے وقت کے ماتحت معنوی اصلاح و تطبیق کا اصول منوانا چاہتی تھی ۔ اور یہ کہ جب اس کے قابو میں قومی و ملکی حکومت آجائے گی تو وہ کھل کر مجوزہ ترمیم و تنسیخ کا کاروبار کرے گی لیکن اس میں ردوبدل کی مضبوط بنیادیں عہد رسولؐ ہی میں رکھ دے گی اور قرآن کو مہجور کرنے کا کام مکمل کرلے گی (فرقان ۳۰ / ۲۵) اور اللہ کی طرف سے اس پر دشمن رسولؐ اور مجرم ہونے کا حکم قرآن ہی میں صادر ہوجائے گا (۳۱ / ۲۵) تاکہ وہ خلافت ملنے سے پہلے ہی ازروئے قرآن اپنے سے پہلے والی خلیفہ قوم (یونس ۱۳ / ۱۰) کی طرح مجرم ہونے کی سند لے لے (۳۱ / ۲۵) جو کچھ کمی رہ گئی تھی وہ علامہ کے ان حاشیوں سے پوری ہوجاتی ہے ۔ جو ان آیات (۱۴۔۱۳ / ۱۰) کی وضاحت کے لئے لکھے ہیں۔ مثلاً ارشاد ہے کہ :

(۱) حاشیہ ۱۶ ” اصل میں لفظ قرن استعمال ہوا ہے ۔ جس سے مراد عام طور پر تو عربی زبان میں ”ایک عہد کے لوگ“ ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں جس انداز سے مختلف مواقع پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے ۔ اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ قرن سے مراد وہ قوم ہے جو اپنے دور میں برسرعروج اور کلی یا جزئی طور پر امامت عالم پر سرفراز رہی ہو۔ ایسی قوم کی ہلاکت لازماً یہی معنی نہیں رکھتی کہ اس کی نسل کو بالکل غارت ہی کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا مقام عروج و امامت سے گرا دیا جانا ، اس کی تہذیب وتمدن کا تباہ ہوجانا ، اس کے تشخص کا مٹ جانا ، اور اس کے اجزاء کا پارہ پارہ ہوکر دوسری قوموں میں گم ہوجانا ، یہ بھی ہلاکت ہی کی ایک صورت ہے (یعنی جو مسلمانوں کی ابتدائی قومی حکومت پر صادق آتی ہے۔ احسن) “ (تفہیم القرآن جلد۲صفحہ ۲۷۰) اور دیکھیں ۔ (۲) حاشیہ ۱۷ ”یہ لفظ ظلم (۱۳ / ۱۰) ان محدود معنی میں نہیں ہے جو عام طورپر اس سے مراد لئے جاتے ہیں ۔ بلکہ یہ ان تمام گناہوں پر حاوی ہے جو انسان بندگی کی حدسے گزرکر کرتا ہے (تشریح کے لئے ملاحظہ ہو سورۂ بقرہ حاشیہ نمبر۴۹) “ (تفہیم القرآن جلد۲صفحہ۲۷۱) اور سنئے ۔ (۳) حاشیہ ۱۸ ” خیال رہے کہ خطاب اہل عرب (نہیں علامہ جی قوم سے۔احسن) سے ہو رہا ہے اور ان سے کہا یہ جا رہا ہے کہ پچھلی قوموں کو اپنے اپنے زمانے میں (امامت وخلافت کے) کام کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے آخرکار ظلم و بغاوت کی روش اختیار کرلی اور جو انبیاءؑ ان کو راہ راست دکھانے کے لئے بھیجے گئے تھے ۔ ان کی بات انہوں نے نہ مانی اس لئے وہ ہمارے امتحان میں ناکام ہوئیں ۔ اور میدان سے ہٹا دی گئیں ۔ اب اے اہل عرب (یعنی اے قوم رسولؐ۔احسن) تمہاری باری آئی ہے۔ تمہیں ان کی جگہ کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے ۔ تم اس امتحان گاہ میں کھڑے ہوجس سے تمہارے پیش رو ناکام ہوکر نکالے جاچکے۔ اگر تم نہیں چاہتے کہ تمہارا انجام بھی وہی ہو جو ان کا ہوا تو اس موقع سے ،جو تمہیں دیا جا رہا ہے، صحیح فائدہ اٹھاؤ ۔ پچھلی قوموں کی تاریخ سے سبق لو اور ان غلطیوں کا اعادہ نہ کرو جو ان کی تباہی کی موجب ہوئیں“ (ایضاً صفحہ ۲۷۱)

علامہ نے بہت سنوار کر سنبھال کر یہ مان لیا کہ عربوں یا رسولؐ کی قوم کی خلافت اور بقول علامہ امامت بطور امتحان تھی نہ کہ بطور استحقاق ۔ لیکن زیر نظر آیت کے الفاظ میں نہ موقع دینے کا وہ انداز ہے جو علامہ نے ابتداسے انتہا تک نبھایا ہے ۔ بلکہ اس آیت (۱۶۵ / ۶) میں تو بہت غیر مانوس اور عتاب انگیز زبان میں خلافت دی گئی ہے ذرا علامہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو ۔

(۳۶۔ب) خلافت والی پہلی آیت (۱۶۵ / ۶) کا ترجمہ علامہ کے قلم سے اور معنوی تحریف بھی۔

ارشاد ہے کہ :

” وہی ہے جس نے تم کو زمین کا ” خلیفہ “ بنایا ، اورتم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دیئے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے ۔ بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بھی بہت تیز ہے۔ اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔ “ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۶۰۶۔۶۰۷)

قارئین پہلے تو یہ سوچیں کہ اس آیت میں بھی وہی لفظ ” خَلَـٰٓئِفَ “ آیا ہے جو دوسرے نمبر کی خلافت والی آیت (یونس ۱۴ / ۱۰) میں آیا تھا لیکن ترجمہ دونوں جگہ ایک نہیں کیا ہے ۔یعنی اوّل : وَهُوَ ٱلَّذِى جَعَلَكُمْ خَلَـٰٓئِفَ ٱلْأَرْضِ ﴿١٦٥﴾ الانعام ترجمہ : ” وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے۔ “ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۶۰۶)

دوم : ثُمَّ جَعَلْنَٰكُمْ خَلَٰٓئِفَ فِى ٱلْأَرْضِ ﴿١٤﴾ یونس
ترجمہ : " اب ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں ان کی جگہ دی ہے " (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۷۱)
ہمارے قارئین ہمیں بتائیں کہ یہ کیا تماشاہے؟ یہ کیوں ایک لفظ کے معنی جگہ جگہ بدل دیئے جاتے ہیں؟ یہ ترجمے کا کون سا قاعدہ ہے؟ جواب ایک ہی ہے اور ایک ہزار دفعہ وہی جواب ملے گا۔ یعنی علامہ اسی قوم کے خلیفہ ہیں جس قوم نے قرآن کو مہجور و پاژند بنانے کا کمال کیا تھا۔ علامہ ان ہی کی ارواح کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ بہرحال ہم ازراہ اختصار اور مثالیں محفوظ رکھ کر یہ فیصلہ سناتے ہیں کہ اللہ نے درجات کا ذکر تو کیا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ بلند ترین درجے والوں کی خلافت کی بات ہو رہی ہے۔ بلکہ امتحان اور سزا والی خلافت کا ذکر ہے۔

سُورَةُ الأَعْرَاف

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وسِتّ آيَاتٍ وَّاَرْبَعُ وَّ عِشْرُوْنَ رَكُوْعًا

سورۂ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے	شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

الٓمّٓصٓ ﴿١﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِىْ صَدْرِكَ
کتاب ہے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری پس نہ ہووے بیچ سینے تیرے کے
حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢﴾
تنگی اس سے تو کہ ڈراوے تو ساتھ اس کے اور نصیحت واسطے ایمان والوں کے

(۱) ا۔ل۔م۔ص (۲) یہ ایک کتاب ہے جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے آپ کو اس کتاب کی طرف سے کوئی تنگی یا دقت محسوس نہ ہو یہ تو اس مقصد سے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے تنذیر کریں اور مومنین کو یاد دہانی کرائیں

تشریحات سورۂ اعراف :

(۱) نزول قرآن یعنی تلاوت قرآن سے قبل اہل مکہ مومن تھے (۲/۷) منکر نہیں۔

ہم نے آل عمران (۱۶۴/۳) کی تشریحات میں یہ تو دکھا دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وآبائہٖ وسلم کی جسمانی پیدائش حقیقی مومن خانوادہ میں ہوئی اور ان کے تمام زندہ و مردہ بزرگ علیہم السلام حقیقی اور بزرگ ترین مومن تھے۔ اب سورۂ اعراف کی ابتدا ان مومنین کے وجود کو ثابت کرتی ہوئی ہوتی ہے جو خانوادہ رسولؐ کے علاوہ مومن تھے اور جن کے متعلق ہم استقرائی حیثیت سے مومن ہونا دکھاتے رہے تھے اور نہیں مانتے تھے کہ اہل مکہ منکر اسلام تھے۔ اور چند صفحات قبل ہم نے دکھایا تھا۔ کہ وہ سب اجتہاد زدہ مسلمان تھے۔ اب یہ آیت آپ کے سامنے ہے (۲/۷) اس میں نزول قرآن کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ:
(لِتُنذِرَ بِهِۦ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ الاعراف) تاکہ آپ قرآن کے ذریعہ سے مومنین کی تنذیر و یاد دہانی کریں۔
اس کے معنی صرف اور صرف یہ ہیں کہ نزول قرآن سے پہلے وہ مومنین موجود تھے جن کو ان کے برے اعمال کے نتائج سے ڈرانا تھا اور ملت ابراہیمؑ یا اسلام کی حقیقی پوزیشن یاد دلا کر، اجتہادی مسائل کو چھڑا کر صحیح مذہب پر قائم کرنا نزول قرآن کا مقصد تھا اور یہ حقیقت قرآن کریم کی اس آیت (۲/۷) میں قطعاً واضح ہے اور اگلی آیت ان اجتہادی مومنین سے کہتی ہے کہ تم

(۳) اے مومنین جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوکر تمہیں پہنچا ہے تم اس کی پیروی کرو ۔ اور اپنے خود ساختہ ہمدرد حاکموں یا اولیا کی پیروی کے ماتحت اس کتاب کو نہ رکھو ۔ ارے تم کیسے مومن ہو کہ بہت کم بات مانتے ہو ۔ (۴) اور سنو کہ ہم نے بہت سی بستیوں کو تباہ کردیا تھا ۔ کبھی تو ہمارا سختی والا عذاب ان پر سوتے ہوئے آ پڑا اور کبھی دن میں آرام (قیلولہ) کرتے ہوئے نازل ہوا ۔ (۵) اور وہ ہمارے عذاب سے دوچار ہوئے تو ان کی چیخ پکار صرف یہ تھی کہ درحقیقت ہم ہی ظلم پر کمر باندھے ہوئے تھے ۔ (۶) بہرحال ہم یقیناً اور ضرور بالضرور تمام اُمتوں سے بازپرس کریں گے کہ

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

پیروی کرو اس چیز کی کہ اتاری گئی طرف تمہاری پروردگار تمہارے سے اور

لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳

مت پیروی کرو سوائے اس کے دوستوں کی تھوڑی سی نصیحت پکڑتے ہو

وَ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا

اور بہت بستیاں ہیں کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو پس آیا ان کے پاس عذاب ہمارا

بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝۴ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ

رات کو سوتے یا وہ دوپہر کو سوتے تھے پس نہ تھا پکارنا ان کا جب آیا ان کے پاس

بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۵ فَلَنَسْـَٔلَنَّ

عذاب ہمارا مگر یہ کہ کہنے لگے تحقیق ہم ہی تھے ظالم پس البتہ سوال کریں گے ہم

خالصتاً قرآنی تعلیمات پر عمل کرو اور اپنے خود ساختہ اولیا ، علما اور مجتہدین کے احکام کو قرآنی تعلیمات میں داخل نہ کرو اور یہ شکوہ کرتی ہے کہ اگرچہ یہ قرآن تمہاری تنذیر وتذکیر کے لئے نازل ہوا ہے مگر تم قرآن کی تنذیر وتذکیر کی طرف کم سے کم دھیان دیتے ہو (۳ / ۷) اور پھر انہیں یہ بتا کر خوفزدہ کرنے اور اپنے لیڈروں کی پیروی ترک کرنے کے لئے یہ کوشش کی گئی ہے کہ دیکھو تمہاری قسم کے مسلمانوں کی سینکڑوں بستیاں ہم نے تباہ کردی تھیں لہٰذا تم بھی خبردار ہوجاؤ کہ ہمارا عذاب دن رات میں کسی وقت بھی آسکتا ہے اور عذاب آجانے کے بعد تمہارا اقرار جرم بےکار ہوجائے گا (۵۔۴ / ۷) اور پھر یہ بتایا کہ ہم اقوام عالم ہی سے نہیں بلکہ تمام رسولوںؑ سے بھی بازپرس کریں گے اور چونکہ ہم کسی لمحہ کے لئے بھی تمام انسانوں کے اعمال وافکار سے غافل نہیں رہے ہیں لہٰذا اُمتوں اور رسولوںؑ سے بازپرس کے بعد ہم اپنے علمی معیار پر اپنا فیصلہ سنا کر سب کو ان کے اعمال و افکار کی جزا دیں گے (۷ / ۷) ان بیانات کو دیکھنے کے بعد یقینی طور پر یہ مان لینا پڑے گا کہ رسولؐ کے مخاطب لوگوں کی بڑی تعداد اجتہادی مسلمانوں کی تھی اور خصوصاً رسولؐ کی اپنی نام نہاد قوم تو اپنے خیال و یقین کی رو سے خود کو خالص ملت ابراہیمی کا پیرو سمجھتی تھی جس پر علامہ کا اتفاق موجود ہے اور ان کا یہ جملہ باربار مسلمانوں کو سنانا ضروری ہے کہ :

”زمانہ جاہلیت کے عرب اپنے آپ کو حضرت ابراہیمؑ واسماعیلؑ کا پیرو کہتے اور سمجھتے تھے اگر یہ مومن نہ ہوتے تو انہیں یہ کہنا غلط ہوتا کہ :

(۱) تم تذکیر کا اثر لیتے تو ہو مگر بہت کم ۔ (قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝۳ الأعراف)

(۲) تم شکر گزاری تو ضرور کرتے ہو مگر بہت تھوڑی سی ۔ (قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝۱۰ الأعراف)

(۳) تم ایمان تو ضرور لائے ہو مگر ذرا ڈنڈی مار کر جیب کاٹ کر تھوڑا ایمان لائے ہو ۔

(قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ۝۴۱ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝۴۲ الحاقة)

یہ مومنین وہی ہیں جو سورۂ فرقان (۳۰ / ۲۵) کے ہیرو ہیں ۔ ان ہی کو قیامت کی بازپرس اور اعمال کی ناپ تول سنا کر کہا کہ وہ لوگ خسارہ میں رہیں گے جو آیات قرآن پر عمل تو کرتے تھے مگر غلط مقاصد کے لئے اور اب انہیں ان کے گرُو ابلیس کا مشن پھر سنایا جا رہا ہے ۔

تم نے ہماری تعلیمات کے ساتھ کیا سلوک کیا اور بالکل اسی طرح اُمتوں کے ساتھ ساتھ اور سامنے تمام رسولوں سے بھی باز پرس کریں گے (۷) اور آخر کار ہم اپنے علمی مقام سے تمام اُمتوں اور رسولوں کے سامنے اپنا فیصلہ سنا کر ثابت کر دیں گے کہ ہم ہر لحہ ہر حال میں ان کے ساتھ ساتھ موجود تھے۔ (۸) یاد رکھو کہ باز پرس کے دوران اعمال و افکار کا وزن اس روز ایک حقیقت ہو گا چنانچہ جس کے اعمال و افکار اپنا وزن حق کی میزان میں مثبت دکھائیں گے وہ لوگ رستگار و کامیاب ہوں گے (۹) اور جن کے اعمال و افکار میزان حق میں منفی نکلیں گے وہ اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ثابت ہوں گے اس لئے کہ یہی وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ہماری آیات و قرآنی تعلیمات کو غلط مقامات پر استعمال کیا ہو گا (۱۰) ذرا یہ تو خیال کرو کہ اے قریش ہم نے تمہیں زمین میں فارغ البالی اور خوشحالی اور زندگی کے تمام وسائل عطا کئے تمہیں غلبہ عطا کیا تمہاری عزت بڑھائی اس کے بدلے میں تم بہت ہی کم شکر گزار ہوئے (۱۱) اور ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ہم نے پوری نوع انسان کو پہلے آدمؑ کی حیثیت میں پیدا کیا پھر تمہیں وہ صورت و شکل عطا کی جو آدمؑ کو دی گئی تھی پھر ہم نے انسانیت کے اعزاز میں تمام ملائکہ کو آدمؑ کے حضور سجدہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ تمام نے سجدہ کیا

الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ

ان لوگوں سے کہ بھیجا گیا ہے طرف ان کی اور البتہ سوال کریں گے ہم

الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ

بھیجے گیوں سے پس البتہ بیان کریں گے ہم اوپر ان کے ساتھ علم کے

وَّ مَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ࣙالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ

اور نہ تھے ہم غائب اور تولنا اس دن حق ہے پس جو کوئی بھاری ہوئی

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ مَنْ خَفَّتْ

تول اس کی پس یہ لوگ وہ ہیں فلاح پانے والے اور جو کوئی کہ ہلکی ہوئی

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا

تول اس کی پس یہ لوگ ہیں جنہوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو بسبب اس کے کہ

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي

تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے ظلم کرتے اور تحقیق قدرت دی ہم نے تم کو بیچ

الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا

زمین کے اور کیں ہم نے واسطے تمہارے بیچ اس کے معیشتیں تھوڑا سا

مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ

ع ۸ ا

شکر کرتے ہو اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے تم کو پھر صورتیں بنائیں ہم نے تمہاری

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا

پھر کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو آدمؑ کو پس سجدہ کیا انہوں نے

(۲) آیات (۱۸ تا ۱۱ / ۷) کو سمجھ کر ابلیس کی پوزیشن کا تعین کرنا ضروری ہے۔ ابلیس کے متعلق چند ضروری اور مختصر باتیں سورۂ بقرہ (تشریح نمبر ۷۶) میں کی گئی تھیں۔ یہاں یہ یاد دلانا ہے کہ ابلیس کی پوزیشن دنیا کی تمام اقوام اور مذاہب عالم میں مسلّمہ ہے ۱۔ انسانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ شیطان ہر انسان کے ساتھ ساتھ لگا رہتا ہے ۲۔ حتّٰی کہ خواب میں بھی اپنا کام کرتا ہے ۳۔ آدمؑ کی تخلیق کے بعد جب اسے اس کی مطلوبہ مہلت دی گئی (۱۴ / ۷) تو اس کا قیامت تک زندہ رہنا ۴۔ ہر لحہ چاق و چوبند چوکنا رہ کر قیامت تک اپنا مشن چلانا ثابت شدہ حقیقت ہے ۵۔ یعنی ابلیس پر کمزوری، لاچاری، بڑھاپا اور ضعیفی نیز غفلت کبھی غالب نہیں آ سکتے اور قرآن کریم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۝ الاعراف

۶۔ "تحقیق وہ دیکھتا ہے کہ تم کو وہ اور کنبہ اس کا اس طرح سے کہ نہیں دیکھتے تم ان کو" (اعراف ۲۷ / ۷) (علامہ رفیع الدین) ۷۔ مطلب یہ ہے کہ ابلیس ہی نہیں بلکہ خاندان ابلیس بھی ساری انسانیت سے پوشیدہ رہتے ہوئے ان سب کو اپنی

اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ لَمۡ یَکُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَکَ
مگر ابلیس نہیں ہوا سجدہ کرنے والوں سے کہا کس چیز نے منع کیا تھا تجھ کو
اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُکَ ؕ قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ ۚ
نہ سجدہ کیا تو نے جب حکم کیا میں نے تجھ کو کہا میں بہتر ہوں اس سے
خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاہۡبِطۡ مِنۡہَا
پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا اس کو مٹی سے کہا پس اُتر اس میں سے
فَمَا یَکُوۡنُ لَکَ اَنۡ تَتَکَبَّرَ فِیۡہَا فَاخۡرُجۡ اِنَّکَ
پس نہیں لائق واسطے تیرے یہ کہ تکبر کرے تو بیچ اس کے پس نکل تو تحقیق تو
مِنَ الصّٰغِرِیۡنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۴﴾
ذلیلوں سے ہے کہا ڈھیل دے مجھ کو اس دن تک کہ قبروں سے اٹھائے جاویں
قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ
کہا تحقیق تو ڈھیل دیئے گیوں سے ہے کہا پس قسم ہے اس کی کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو
لَاَقۡعُدَنَّ لَہُمۡ صِرَاطَکَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّہُمۡ
البتہ بیٹھوں گا میں واسطے ان کے راہ تیری سیدھی پر پھر البتہ آؤں گا میں
مِّنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ وَ عَنۡ اَیۡمَانِہِمۡ
پاس ان کے آگے ان کے سے اور پیچھے ان کے سے اور داہنے ان کے سے

مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (۱۲) اللہ نے کہا کہ ہم نے تجھے سجدہ کا حکم دیا تھا اس کے باوجود تجھے کس بات نے سجدہ کرنے سے روکا؟ ابلیس نے کہا کہ میں آدمؑ سے افضل ہوں اس لئے کہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا تھا اور آدم کو طین سے پیدا کیا ہے لہٰذا آگ کی مخلوق کو طین کی مخلوق سے بہتر ہونا ہی چاہئے (۱۳) اللہ نے فرمایا کہ تو جنت سے اتر جا تیرے لئے یہ مقام ایسا نہیں ہے کہ یہاں رہتے ہوئے بھی تو مصنوعی بزرگی کا دعویٰ کر سکے چنانچہ یہاں سے نکل اور دور ہو جا یقیناً تو بہت ذلیل اور گھٹیا ہستیوں میں سے ہے (۱۴) ابلیس نے کہا کہ مجھے قیامت میں دوبارہ اٹھانے والے روز تک کی مہلت دے دے (۱۵) اللہ نے کہا کہ جاؤ تمہیں اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے انتظار و عمل کا موقع دے دیا گیا ہے (۱۶) سب کچھ مل جانے کے بعد ابلیس نے اعلان کیا کہ جس سامان سے اور جن حالات میں تو نے مجھے اغوا کیا میں بھی اسی سامان اور ان ہی حالات کو لے کر تیرے صراط مستقیم پر پڑاؤ ڈالوں گا (۱۷) اور نوع انسان کو اغوا کرنے اور صراط مستقیم سے ہٹانے کے لئے میں ان پر دہنے بائیں

نگاہ اور جسمانی رسائی کے اندر رکھتے ہیں۔ یہاں علامہ مودودی کی چند سطریں مفید ثابت ہوں گی لکھتے ہیں کہ:
۸۔ "یہ مہلت جو شیطان نے مانگی اور خدا نے اسے عطا فرما دی (۱۴ / ۷) اس سے مراد محض وقت نہیں ہے۔ بلکہ اس کام کا موقع دینا بھی ہے۔ جو وہ کرنا چاہتا تھا۔ یعنی اس کا مطالبہ یہ تھا کہ مجھے انسانوں کو بہکانے اور ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر ان کی نا اہلی ثابت کرنے کا موقع دیا جائے اور یہ موقع اللہ نے اسے دے دیا چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل آیات ۶۱۔ ۶۵ میں اس کی تصریح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دے دیا" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۳)
علامہ کے اس بیان سے یہ بھی نوٹ کر لیں کہ: ۹۔ ابلیس کو یہ معلوم تھا کہ ایک روز قیامت آئے گی اور تمام ذی حیات مخلوق کو از سر نو زندہ کر کے حساب اور جزا و سزا کے لئے اٹھایا جائے گا اور اس وقت نسل انسانی کا تسلسل روک دیا جائے گا ۱۰۔ اور ساتھ ہی اسے ہدایت و گمراہی کے لئے تبلیغ کا طریقہ معلوم ہے اور ۱۱۔ وہ انسانوں کی پیدائش سے پہلے ہی انسانی کمزوریوں اور دیگر صفات پر مطلع ہے۔ سوال یہ ہے کہ ابلیس کو قیامت اور متعلقات قیامت، اور انسانی فطرت اور اس کی کمزوریاں کب اور کیسے معلوم ہوئیں اور ان سب چیزوں پر یقین کیسے اور کب فراہم ہوا؟ ۱۱۔ پھر اس نے اللہ کے حضور میں یہ پیش گوئی کر دی اور اللہ نے تصدیق بھی کر دی کہ وہ انسانوں کی کثرت کو شکور کے بجائے کفور بنا کر چھوڑے گا (۱۷ / ۷) یہ قیامت تک کے حالات پر یقینی نگاہ ڈالنے کا علم وقدرت ویقین کب اور کیسے حاصل ہوا؟ اور ۱۲۔ اسے آگ اور مٹی کے ان خواص وخصوصیات کا علم تھا جو آگ اور مٹی سے ذی حیات کی تخلیق کے بعد مثلاً جنوں اور انسانوں سے ظہور کریں گے سوچئے کہ آگ اور مٹی

اور آگے پیچھے سے گمراہ کن یورش جاری رکھوں گا۔ اور میں یہاں سے قیامت تک کے انسانوں کے لئے یہ بتائے دیتا ہوں کہ تو ان کی کثرت کو ناشکرا اور کفور ہی کفور پائے گا (۱۸) اللہ نے جھڑک کر کہا کہ تو فوراً جنت سے نکل جا ذلت و خواری سے اور راندہ درگاہ ہو جا۔ ضروری ہے کہ میں جو بھی تیری پیروی اور اتباع کرے گا تجھے اور تیری پیروی کرنے والے تمام لوگوں سے جہنم کو بھر دوں گا (۱۹) اور اے آدمؑ تم یہ سارا مکالمہ ذہن نشین کرتے ہوئے مع اپنی زوجہ کے جنت میں سکونت اختیار کرلو اور تم دونوں جنت میں جو چاہو اور جیسے چاہو کھاؤ مگر دیکھو اِس درخت کے قریب تم دونوں مت جانا ورنہ تم دونوں غلط کاروں میں شمار ہو جاؤ گے (۲۰) چنانچہ شیطان نے ان دونوں کو ان کے آلات توالد و تناسل سے متعارف کرانے کے لئے

وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ

اور بائیں ان کے سے اور نہیں پاوے گا تو اکثر ان کے کو شکر کرنے والے کہا

اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ

نکل اس سے برے حال سے راندہ ہوا البتہ جو کوئی پیروی کرے گا تیری

مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

ان میں سے البتہ بھروں گا میں دوزخ کو تم سب سے اور اے آدم رہ تو اور

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ

جورو تیری بہشت میں پس کھاؤ جہاں سے چاہو تم اور مت نزدیک جاؤ اس

الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا

درخت کے پس ہو جاؤ گے ظالموں سے پس وسوسہ دیا ان دونوں کو

کی فطرت اور خصوصیات کا علم اسے کب اور کس سے حاصل ہوا؟ (۱۲ / ۷) پھر وہ ۱۳۔ تکبر، بزرگی، افضلیت اور مفضول اور ذلت کے مفاہیم سے واقف تھا (۱۳ / ۷) اور ۱۴۔ اسے صراط مستقیم بھی معلوم تھا۔ یہ کس نے اور کب بتایا تھا؟ اسے دہنے، بائیں، آگے اور پیچھے سے نئے نئے روپ میں آ سکنے اور اغوا کی تمام صورتیں بھی معلوم تھیں (۱۷۔ ۱۶ / ۷) اسے جہنم، عذاب جہنم، راندۂ درگاہِ خداوندی اور ذلت وخواری پر بھی اطلاعات تھیں (۱۸ / ۷) ان تمام حالات وعلم وقدرت واختیارات کو سامنے رکھ کر سوچئے۔

(۲۔ الف) ابلیس کے مقابلہ کے لئے نبوّت کا علم وقدرت و اختیارات کی حدود اور پوزیشن کیسی ہونی چاہئے؟

یہ ایک موٹی سی، عام فہم اور مسلمہ حقیقت ہے کہ ابلیس کے مقابلہ پر نبوّت تھی اور نبوت کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اللہ کے مقدس ترین انتہائی مقاصد کو حاصل و ثابت کرکے دکھائیں اور ابلیس کو اس کے مشن میں شکست دیں۔ اب دیکھنا، سوچنا اور پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان دونوں مدمقابل حریفوں، ابلیس ونبوت کو علم وقدرت و اختیار و ہمت وصبر و استقلال میں کم از کم برابر نہیں ہونا چاہئے؟ حالانکہ برابر رکھنے میں اللہ کے مقاصد اپنی سو فیصد حدود تک پورے ہونے کے بجائے نتیجہ ففٹی ففٹی (پچاس فیصد) میں تقسیم ہو جائے گا۔ بہرحال حقیقی مومنین کا اعتقاد تو یہ ہے کہ مقابلہ اللہ و ابلیس میں تھا۔ یعنی اللہ کی تمام قدرت وعلم و اختیار نبوت کی صورت میں برسرکار رہے تھے البتہ ابلیس کے ساتھ منہ مانگے اختیارات و قدرت وعلم دے کر عدل کیا گیا اور کہیں اس کے راستے میں معجزاتی رکاوٹ نہ ڈالی گئی۔ اس کے ساتھ کبھی کسی حالت میں ظلم و زیادتی نہیں کی گئی۔ اسے از اوّل تا آخر آزاد رکھ کر تمام سامان فراہم کرتے ہوئے، نبوت نے شکست دی۔ لہٰذا اگر ہم منافقوں اور دشمنانِ انبیاؑ کی طرح ازراہ انصاف وعدل، نبوت کے علم وقدرت و اختیارات کو ابلیس کے برابر بھی مان لیں تو نبوت کو بھی کبھی موت نہ آنا چاہیئے۔ نبوت کی نگاہ سے ہر زمانہ کے تمام انسان اور ابلیس وابلیس کا خاندان ایک لمحہ کے لئے اوجھل نہ ہونا چاہئیں کائنات کی ہر چیز ہر آن ان کی نظروں کے سامنے رہنا چاہئے اور خانوادہ نبوتؐ یا اہل بیتؑ نبوت کو اس کائنات کو ہر لمحہ دیکھنے اور اس میں ضروری انتظامات برسرکار لانے کی قدرت ہونا چاہیئے۔ اور ابلیس کو معلوم ہو یا نہ ہو اس کی اوراس کے خاندان کی مذکورہ تعلیم وتربیت بھی، باقی مخلوقات کی طرح، نبوتؐ وخانوادۂ نبوت ہی کے ہاتھوں سے ہونا چاہیئے۔ انہیں بھی ہر انسان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہر مخلوق کے ساتھ ساتھ رہنا چاہیئے تاکہ ابلیس کے سامنے وہ تعلیمات

وہدایات خداوندی کو اثر پذیر رکھیں اور محمدؐ و آئمہ اہل بیتؑ کی یہی پوزیشن ہم نے سورۂ انعام کی تشریح نمبر ۳۵ وغیرہ میں قرآن سے پیش کر دی ہے۔ قارئین یہ بھی نوٹ کرنے کی بات ہے اور سورۂ نساء میں آ چکی ہے کہ ابلیس نے کہا تھا کہ :

وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ﴿١١٩﴾ النساء

" اور اس نے کہا تھا کہ اے اللہ میں تیرے بندوں میں سے اپنے مشن کے لئے مفید ترین لوگوں کو ضرور حاصل کرکے رہوں گا ۔ اور یہ لوگ میرا ضروری اور میرے منصوبے کے مطابق حصہ ہوں گے ۔ اور میں ان کو تیری ہدایت کے خلاف راہنمائی کروں گا ۔ اور ان کے قلب وذہن میں تمنائیں اور خوشنمائیاں بھر دوں گا ۔ اور میں ان پر حکمرانی کروں گا ۔ اور وہ مذکورہ تمناؤں کے مطابق نعمتوں کے دروازے کھول لیں گے اور میں ان کو حکم دوں گا کہ اس سلسلے میں تیری فطری تخلیق کو مصنوعی اور انسانی تخلیق میں تبدیل کر دیں گے۔"

ہم یہاں یہ نوٹ کرانا چاہتے ہیں کہ نبوتؐ اور اہل بیتؑ نبوت تو مقاصد خداوندی کو نافذ کرنے میں ابلیس اور خانوادہ ابلیس کے مدمقابل تھے اور ان کی پوزیشن واضح ہو چکی۔ اب وہ گروہ جو ابلیس کے مشن کی اشاعت کے لئے مذکور ہوا جو انسانوں میں انسان اور مسلمان رہ کر نبوتؐ واہل بیتؑ نبوت کے خلاف کام کرے گا ۔ اس کے مقابلہ میں روز اوّل سے ایک ایسا مومن گروہ نبوتؐ وامامتؑ کی تائید واشاعت کے لئے قدرتی اور فطری طور پر متعیّن و مشخّص رہتا چلا جانا چاہیئے جسے کم ازکم وہ قدرت و سند اللہ رسولؐ اور خاندان رسولؐ کی طرف سے حاصل رہے جو شیطان نے اپنے حصے کے لوگوں (نَصِيبًا مَّفْرُوضًا) کے لئے بیان کی ہیں ۔ انہیں ابلیس اور نمائندگان ابلیس کے مقابلہ پر جنت کی تمناؤں اور رحمت خداوندی اور اہل بیتؑ کی قربت کی تمناؤں سے سرشار ہونا چاہئے ان کے سامنے جنت کے دروازے کھلے رہنا چاہئیں ۔ اور نظام فطرت میں حسین و مفید تغیر و اصلاح کے اختیارات ہونا چاہئیں ۔ انہیں خالص اللہ و رسولؐ اور خانوادہ رسولؐ کی حکومت کی رعایا اور مطیع وفرماں بردار ہونا چاہیئے۔یہی حضرات ہیں جنہیں قرآن نے ہر زمانے کے انبیاعلیہم السلام کے ساتھ ساتھ رکھا اور قرآن میں ان کی بے پناہ اشاعتِ اسلام کی وجہ سے انہیں انبیاؑ کا شیعہ قرار دیا۔ اللہ ہمیں اور ہمارے قارئین کو بھی ان میں شمار کرے آمین ۔

یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ نبوت مطلقہ نبوت محمدیہؐ ہے ۔ باقی تمام انبیاعلیہم السلام اسی حقیقی نبوت کے تمہیدی اجزا ہیں اور وہ مادی ذریعہ ہیں جن میں سے گزر کر نبوت مطلقہ نے جسمانی ظہور اختیار کیا تھا۔ لیکن حقیقت محمدیہؐ ہر زمانہ میں برسرکار رہتی چلی آئی ہے ۔ ان کے ظہور کے لئے کسی خاص جسم کی قید نہ تھی ۔ جس طرح جنات وملائکہ مختلف صورتوں اور اجسام میں ظہور کرسکتے ہیں اور کرتے ہیں اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ مختارانہ انداز میں محمدؐ وآل محمدؐ صلواۃ اللہ علیہم کے لئے مثالی اجسام تھے اور وہ جس صورت میں پسند فرماتے ہیں ظاہر ہوتے رہتے ہیں ۔ لیکن دشمنان نبوت اور دوستداران ابلیس نے تو محمدؐ و آل محمدؐ کو ان کے حقیقی مقام میں تسلیم ہی نہ کیا۔ انہیں اپنے مرشد ابلیس اور ثانی ابلیس سے بھی بہت کم درجہ پر رکھا۔ ہمارے نزدیک از روئے قرآن حقیقت محمدیہؐ مسجود ملائکہ ہے اور ان کے اور ان کے مرشد کے نزدیک نبیؐ کو سجدہ کرنا شرک ہے ۔ اور ہمارے نزدیک ابلیس کے مشن میں شریک ہونا حقیقی شرک ہے ۔ اور شرک کے اس کے علاوہ کوئی معنی نہیں ہیں کہ حقوق محمدؐ وآل محمدؐ میں کسی کو شریک مانا جائے ۔

یہاں سے حضرت آدم علیہ السلام کی اس تربیت کا تذکرہ شروع ہوتا ہے جو انہیں ابلیس کے مقابلہ میں تیار کرنے کے لئے جنت میں دی گئی تھی غور سے پڑھیں ۔

(۳) حضرت آدمؑ کے متعلق چند اور ضروری باتیں اورعقیدۂ عصمتِ انبیاؑ:

حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق یہ سوال کسی نے نہیں اٹھایا کہ ابلیس نے آدمؑ کو اپنے سے گھٹیا درجہ کی مخلوق سمجھا اور اللہ کے حکم دینے کے بعد بھی انہیں سجدہ نہیں کیا۔ یعنی ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام سے پرخاش و عداوت تھی ۔ لیکن یہ کیا بات ہے کہ اس نے اپنے کسی بھی مکالمہ میں حضرت آدمؑ کو اپنا نشانہ نہیں بنایا ؟ کہیں نہیں کہا کہ میں آدمؑ کو ناکام کر دوں گا یا میں آدمؑ کو گمراہ یا اغوا کروں گا ۔ یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ جھگڑا تو باپ سے ہے، عداوت آدمؑ و حواؑ سے ہے ، لیکن انتقام اور چیلنج ان کی اولاد کو گمراہ کرنے اور ان کی بیخ کنی کر ڈالنے

کا کیا جا رہا ہے اور اللہ بھی نہیں کہتا کہ کیا بکتا ہے؟ یہ آدمؑ تمہارے سامنے ہے آؤ اور اس سے دو دو ہاتھ کر لو ۔ یا کوئی علمی سوال کرکے اس کو کم رتبہ اور کم علم ثابت کر دو۔ یہ وہ پہلو ہے کہ اس پر کوئی بات ہی نہیں کی گئی ہے ۔ اور حضرت آدمؑ اور دیگر انبیا علیہم السلام کو کہیں بھی ابلیس نے چیلنج نہیں کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ انبیاؑ تو انبیاؑ ہیں وہ تو انبیاؑ کے مخصوص و مذکور مخلص بندوں کو بھی گمراہ یا اغوا نہیں کر سکتا۔ اس حقیقت کے بعد قرآن کی بعض حکمت انگیز اور تعلیمی آیات کو سامنے رکھ کر وہ لوگ حضرت آدمؑ پر خطا کار و گناہ گار ہونے کی بحث نکالتے ہیں جو ابلیس اور اس کے غلط کار نمائندوں کو خلافت الٰہیہ میں شریک کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ دشمنان خدا و رسولؐ بھی یہ نہیں سوچتے کہ جب حضرت آدمؑ جنت سے زمین پر آ جائیں گے تب کہیں خلافت الٰہیہ کی اس زمین پر پہلی صبح ہو گی ۔ اس کے بعد کہیں سلسلہ وحی شروع ہو گا اور اوامر و نواہی اور شریعت کے احکام آئیں گے ۔ تب جا کر گناہ ، ثواب ، جزا و سزا ، اچھا و برا مفید و مضر، اطاعت و نافرمانی اور ظلم ومعصیت کی حدبندی ہو گی ۔ وہ خبیث گروہ حضرت آدمؑ کی غلطی اور گناہ اس زمانہ میں پکڑنے میں لگ جاتا ہے جب کہ ابھی کوئی شریعت برسرکار نہیں ۔ جب کہ حضرت آدمؑ خود ہی الفاظ و اسماء اور ان کے مفاہیم کا تعیّن اور تشخّص کر رہے ہیں ۔ اور وحی خداوندی اور شرعی لب ولہجہ سے تعارف حاصل کرکے سند لینے کے دور سے گزر رہے ہیں ۔ بہرحال آپ نے یہ دیکھا کہ ابھی ابھی حضرت آدمؑ نے زیر آسمان آنکھ کھولی اور دیکھا کہ کچھ عجیب عجیب ہستیاں سجدہ کر رہی ہیں۔ وہ ابھی لفظ وعمل سجدہ سے بھی واقف نہیں ہیں ۔ وہ ابھی تعظیم وتکریم سے نا آشنا ہیں کہ ساری کائنات کی موجودات کے اسماء و خواص کی تعلیم شروع ہوئی پتہ لگا کہ وہ سجدہ تھا۔ وہ تعظیم تھی ۔ وہ ابلیس تھا وہ نافرمان تھا وغیرہ وغیرہ خود امتحان سے گزرے ملائکہ کے روبرو محمدؐ وآل محمدؐ یعنی عالین (سورۂ ص ۷۵ / ۳۸) کے نام مطابق کر کے دکھائے ملائکہ کے معلم بنے ۔ ابلیس جیسے آزمودہ کار ہزاروں برس کا تجربہ رکھنے والے شخص سے تعارف ہوا ۔ سیدھے سادھے یعنی خالص آدمؑ نے ابھی اپنے جسمانی آلات سے کام بھی نہیں لیا۔ نام معلوم مگر کام و مقصد سے ناواقف ۔ دھوکے ، فریب ، چالاکی کے محل و مقام سے لاعلم، ابھی وہ شک وشبہ کرنا نہیں جانتے ۔ وہ کسی کو ناقابل اعتبار کیسے اور کیوں سمجھیں ؟ وہ لفظ دشمن سے واقف مگر دشمنی کا نہ تجربہ نہ مقدس و طاہر و مطہر قلب میں دشمنی کا مادی احساس یہ سب چیزیں تو ابھی پیدا ہونا ہیں ۔ اس لئے تو ابلیس سے دوستی یا دشمنی کی بنیاد رکھی گئی ہے ابھی اس بنیاد پر کوئی ردّا نہیں رکھا گیا کوئی تعمیر نہیں ہوئی ابھی ابتدا ہوئی ہے ان کم بختوں سے کہیئے کہ ارے خبیث لوگو گناہ ،معصیت اور سرکشی کے لئے پہلے اچھے برے کا علم لازم ہے۔ پھر جان بوجھ کر کسی حکم کی خلاف ورزی کو گناہ کہتے ہیں ۔ تم چھوٹے چھوٹے بچوں کو معصوم کیوں کہتے ہو؟ انہیں گناہ گار اور مجرم کیوں نہیں کہتے؟ اس لئے نا کہ وہ ابھی تمہاری طرح مکار و فریب ساز و دغا باز نہیں ہیں ۔ مگر تم واقعی ابلیس کی طرح دشمن نبوت ہو ۔

(۳۔الف) آیت (۱۹ / ۷) ایک فکر انگیز اور کلیدی آیت ہے اور اسی میں فیصلہ ہے۔ اس آیت میں اللہ نے آدم وحوا علیہما السلام کو ایک درخت کے قریب جانے کی ممانعت کے بعد پوری جنت ان کو سپرد کر دی ہے ۔ اور جنت کی ہر چیز جس طرح چاہیں اور جب چاہیں اور جتنی چاہیں کھانے کی عام اجازت دی ہے ۔ اور چونکہ آیت کے الفاظ میں کسی چیز کے کھانے کی ممانعت نہیں ہے لہٰذا حضرت آدمؑ وحواؑ کو یہ خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ کسی چیز کے کھانے سے کوئی نقصان ہو سکتا ہے ۔ ایسے ذہنی وعلمی ماحول کے اندر ابلیس کا وہ کلام جو اگلی آیت (۲۰ / ۷) میں مذکور ہے ۔ اور ان قسموں اور اس ناصحانہ انداز اور عاجزی کے ساتھ کسی خطرہ کی طرف اشارہ نہیں کرتا (۲۱ / ۷) اور ابلیس نے جو کچھ اللہ کے حضور میں کہا تھا وہ سب کچھ بہت قبل از وقت تھا۔ اس کا موقع زمین پر جاکر کسی طرح آنا تھا۔ اور ابلیس کے چیلنج میں آدمؑ وحواؑ کا کہیں ذکر تک نہ تھا۔ اور پھر شیطان نے کوئی ایسی بات کرنے کو کہا ہی نہیں جو حکم خداوندی کے خلاف جاتی ہو ۔ اس نے بالکل نہیں کہا کہ چلو اس شجر ممنوعہ کے پاس یا قریب چلیں ۔ اس نے باتوں باتوں میں پھل پیش کئے انہوں نے بلا تکلف کھالئے ۔ کھانے کی ممانعت کہیں نہ قرآن میں موجود ہے نہ منع کیا گیا تھا۔ لیکن اس پھل کو کھاتے ہی دونوں پر ہیجانی کیفیت طاری ہو گئی اور اعضا میں تحریک ہوئی اور دونوں کی نظریں اٹھیں اور جھک گئیں اس غیر معمولی فطری حالت کو جلد جلد فرو کرنے کی کوشش کی لیکن صرف پردہ کرلینے سے اس کا تدارک نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے صحیح تدارک کے لئے زمین ہموار ہونا تھی ۔ اس فطری حالت اور جنسی

الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا

شیطان نے تو کہ ظاہر کر دیوے واسطے ان کے جو کچھ کہ چھپایا گیا تھا ان سے

مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

شر مگاہوں ان کی سے اور کہا نہ منع کیا تم کو پروردگار تمہارے نے اس درخت سے

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَ

مگر اس خطرہ سے کہ ہو جاؤ تم دو فرشتے یا ہو جاؤ ہمیش رہنے والوں سے اور

قَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾ لا

قسم کھائی ان دونوں کے آگے کہ البتہ میں واسطے تمہارے خیر خواہوں سے ہوں

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ج فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

پس کھینچ لیا ان کو ساتھ فریب کے پس جب چکھا ان دونوں نے اس درخت سے

اور ان کے تہہ در تہہ پوشیدہ جنسی جذبات کو ابھارنے کے لئے ایک توجہ دلانے والی ترکیب کی اور ان دونوں سے مبہم زبان میں کہا (وسوسہ) کہ تمہیں تمہارے رب نے اس درخت کے متعلق جو ممانعت کی ہے اس لئے کی ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا جنت میں ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے (۲۱) اور اس نے قسمیں کھا کھا کر دونوں کو یقین دلا دیا کہ میں تمہارا خیر خواہ اور نصیحت کرنے والا ساتھی ہوں (۲۲) چنانچہ اس نے ان دونوں کو فریب انگیز دلائل دے کر اس درخت کے پھل پیش کئے چنانچہ جیسے ہی ان دونوں نے انہیں کھایا تو دونوں پر دونوں کے

دباؤ کے پیدا ہو جانے کے ساتھ ہی ساتھ ادھر اللہ نے سمجھایا کہ ہمارا اس درخت کی قربت سے منع کرنے کا مطلب تمہارے سامنے آگیا۔ ہم نے چاہا تھا کہ قریب نہ جانے کا مطلب تم خود بخود یہ سمجھتے کہ اس کے پھل کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ شیطان نے اس نکتہ سے فائدہ اٹھایا اور تمہیں پھل کھانے میں ہمارے حکم کی کھلی خلاف ورزی معلوم نہ ہوئی۔ اس طرح تمہیں ابلیسی طرز فکر اور دشمنی کو سمجھنے کا موقعہ ملا ہے۔ ادھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس جنسی کیفیت کے پیدا ہو جانے پر شرم و انفعال اور اپنی جان پر زیادتی و ظلم کا اعلان کیا اور بجائے الفاظ پر اڑنے اور ضد کرنے کے آدمیت و عاجزی کا ثبوت دیا اور ناکردہ غلطی کو تسلیم کر کے طلب مغفرت کو اپنی سعادت سمجھا اسی عاجزی و احترام کی بنا پر اللہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ:

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ طٰهٰ

”پھر ہم نے آدمؑ کو مجتبیٰ یعنی برگزیدہ بنا دیا اور اس کی ہدایت کے لئے خصوصی توجہ مبذول کر دی یعنی یہ حضرت آدم علیہ السلام کی وہ سعادت مندی تھی جو ابلیس کے مقابلہ میں تمام انبیاؑ نے برقرار رکھی اور کبھی کسی حالت میں اللہ سے بحث و مناظرہ پسند نہ کیا اور صحیح یا غلط پلٹ کر جواب نہ دیا۔ لیکن وہ لوگ جو انبیا علیہم السلام کی عصمت کے خلاف حضرت آدم علیہ السلام کو استعمال کرنا چاہتے ہیں وہ ہم سے بات کریں اور قرآن سے وہ آیت یا آیات پیش کریں جن میں حضرت آدمؑ کو کوئی حکم دیا گیا ہو اور حضرت آدمؑ نے اس کی خلاف ورزی کی ہو۔ اگر آیت کو دلیل بنائیں گے تو ان کو قرآن سے حضرت آدمؑ کے خلاف کوئی دلیل نہ ملے گی۔ رہ گیا اللہ کا یہ کہنا کہ:

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ الاعراف

”تم دونوں اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ غلط کاروں میں سے ہو جاؤ گے۔“ ہم نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت آدمؑ و حضرت حوا علیہما السلام ہرگز اس درخت کے پاس نہیں گئے لہٰذا وہ معصومؑ تھے اور معصوم برقرار رہے۔ قرآن آپ کے سامنے ہے آیت دکھا کر دعویٰ کو توڑ دو۔ رہ گیا اس درخت کے پھل کھانا۔ یہ تسلیم و ثابت ہے۔ لیکن قرآن سے وہ آیت لائیے جس میں اس درخت کے پھل کھانے کی ممانعت ہوئی تھی؟ ایسی کوئی آیت قرآن میں نہیں ہے۔ پھر یہ بھی ثابت کرنا دشمنوں کے ذمہ ہے کہ اس درخت کے پھلوں کو حضرت آدمؑ و حواؑ کو دکھا کر یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ وہ دونوں جنت کے تمام پھلوں میں سے اس درخت کے پھل کو الگ تمیز کر لیں گے۔ اور انہیں دھوکا نہ دیا جا سکے گا۔ ایسی آیت بھی قرآن سے نہ ملے گی۔ رہ گیا یہ چکر کہ ”قریب نہ جانا“ کا مطلب یہ تھا کہ ”پھل نہ کھانا“ اس پر پہلا مؤدبانہ سوال یہ ہے کہ آپ قرآن سے ایک ایسی ہی آیت دکھا دیں جس میں آپ کا بیان کردہ یہ مطلب ہو کہ:

جنسی آلات و جذبات ظاہر ہوگئے اور دونوں نے گھبرا کر جلدی جلدی اپنے اپنے آلاتِ توالد و تناسل کو پتوں سے ڈھکنا شروع کیا اور اُدھر اُن دونوں کو ان کے پروردگار نے پکارا اور کہا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت کے متعلق ممانعت نہ کی تھی؟ کیا میں نے تم دونوں سے یہ نہ کہا تھا کہ یقیناً شیطان تم دونوں کا کُھلا کُھلا دشمن ہے ۔ (۲۳) دونوں نے اپنی جدید پیدا شدہ حالت کے دباؤ سے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار واقعی ہم نے تو اپنے ساتھ غلط سلوک کر لیا ہے اب اگر تو نے رحم کھا کر ہمارا تدارک نہ کیا اور ہمارے تحفظ کو جاری نہ رکھا تو یقیناً ہم تو خسارہ میں رہنے

بَدَتۡ	لَهُمَا	سَوۡاٰتُهُمَا	وَ	طَفِقَا

ظاہر ہو گئیں واسطے ان دونوں کے شرمگاہیں ان کی اور شروع کیا ان دونوں نے

يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰهُمَا رَبُّهُمَاۤ

ٹانکتے تھے اوپر اپنے پتوں بہشت کے سے اور پکارا ان کو پروردگار ان کے نے

اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا عَنۡ تِلۡكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلۡ لَّكُمَاۤ

کیا نہ منع کیا تھا میں نے تم کو اس درخت سے اور نہ کہا تھا میں نے تم کو

اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا

تحقیق شیطان واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر کہا دونوں نے اے رب ہمارے

ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٚ سکتة وَ اِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَ تَرۡحَمۡنَا

ظلم کیا ہم نے جانوں اپنی کو اور اگر نہ بخشے گا تو ہم کو اور نہ رحم کرے گا تو ہم کو

" اس درخت کے پاس نہ جانے کا مطلب یہ تھا کہ اس درخت کے پھل نہ کھانا۔ "
اور دشمنان انبیاؑ کی بدقسمتی کہ ایسی آیت بھی قرآن سے نہ ملے گی ۔ اب ہم برابر کا اور منہ توڑ سوال کرتے ہیں اور جواب پھر قرآن کریم سے دینے کا تقاضا کرتے ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ کیا اللہ کو عربی بولنا نہ آتی تھی ؟ اس نے اس تمام بکھیڑے کے بجائے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ : " تم دونوں اس درخت کے پھل نہ کھانا " اور کون سی واقعاتی اور قرآنی بنیاد پر یہ اُمید کی کہ کہوں گا تو یہ کہ اس درخت کے پاس نہ جانا ۔ مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ:
" اس درخت کا پھل نہ کھانا "؟ اگر اللہ کا یہی منشا تھا کہ آدمؑ وحواؑ پھل نہ کھائیں تو اس منشا کو اپنے خدائی ذہن میں چھپا کر آدمؑ سے یہ امید کس بنا پر کی کہ وہ اللہ کے پوشیدہ علم کو حاصل کر لے گا ؟ اور اللہ کے ظاہری اور واضح کلام کو غلط سمجھ لے گا ؟ پھر کیا اللہ نے یہ نہ کہا تھا کہ:
(۱) " میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں " (بقرہ ۳۰ / ۲)
(۲) " میں زمین کے لئے بننے والے خلیفہ کو زمین کے لئے موزونیت دے دوں اوراس میں اپنی روح داخل کردوں تو تم سجدہ میں گر جانا" (۲۹ / ۱۵) اب سوال یہ ہے کہ آدمؑ کو زمین کے لئے پیدا کر کے زمینی فضا کے لئے آراستہ و موزوں بنا کر جنت میں سکونت کا حکم کیوں دیا گیا ؟ (اَسۡكُنۡ أَنتَ وَزَوۡجُكَ ٱلۡجَنَّةَ ﴿۱۹﴾ الأعراف) اور کیا لفظ سکونت (اَسۡكُنۡ) عارضی قیام کے لئے استعمال کرنا غلط نہیں ؟ اور کیا اس غلطی سے دنیا کے لئے تیار و تخلیق کی جانے والی مخلوق کو گھبرانہ جانا چاہئے ؟ اور کیا اسے ہر وہ ترکیب استعمال نہ کرنا چاہیے جو مقصد خداوندی اور فطرت انسانی سے ہم آہنگ کر دے ؟ آدمؑ کے لئے ایسے اقدامات کی ممانعت کون سی آیت میں ہے کہ تم اپنی فطرت ، جذبات ومیلانات وآلات و اعضائے جسمانی سے تعارف حاصل نہ کرنا ؟ یا کم از کم کہیں یہی کہا ہوتا کہ زمین پر جانے سے پہلے نہ کرنا ؟ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ کئی جگہ ابھی اور آئے گا ان پر سوائے اس حکم کے اور کوئی حکم عائد نہیں کیا گیا کہ اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ غلط کاروں یا ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ " لہٰذا حضرت آدمؑ ہرگز اس درخت کے پاس نہیں گئے اور نہیں گئے تو غلط کار بھی نہیں ہوئے معصوم رہے اور یہاں جب تازہ پیدا شدہ حالت پر افسوس کا اظہار کیا تو یہ نہیں کہا کہ ہم خلاف ورزی کر کے غلط کاروں میں سے ہو گئے ۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تو نے آئندہ اس حقیقی جنسی وجذباتی صورت حال میں مدد نہ کی تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے ۔ یہ نہیں کہ خسارہ ہو چکا ہے ۔ اور اپنی ذات یا اپنے نفس پر ظلم کرنا تو اس لئے صحیح ہوا کہ غلط جگہ جذبات

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے کہا اترو تم بعضے تمہارے

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ

واسطے بعضوں کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور

مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا

ایک فائدہ ہے ایک مدت تک کہا بیچ اس کے جیو گے تم اور بیچ اس کے

تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا

۲ ع ۱۵ ۹

مروگے تم اور اسی سے نکالے جاؤ گے تم اے بیٹو آدمؑ کے تحقیق اتارا ہم نے

عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا ؕ

اوپر تمہارے پہناوا کہ ڈھانکتا ہے شرمگاہ تمہاری کو اور اتارا پہناوا زینت کا

وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ

اور پہناوا بچاؤ کا یہ بہتر ہے یہ نشانیوں اللہ کی سے ہے تو کہ وہ نصیحت

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ

پکڑیں اے بیٹو آدمؑ کے نہ بہکاوے تم کو شیطان جیسے نکال دیا ماں باپ تمہارے کو

مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا

بہشت سے اتار لیتا تھا ان سے لباس ان کا تو کہ دکھلادیوے ان کو

والوں میں سے ہوجائیں گے ۔ (۲۴) فرمایا کہ اچھا تم سب جنت سے نیچے اتر جاؤ اور یہ سمجھ کر اترو کہ تمہارے اندر آپس میں مستقل دشمنی رہتی چلی جائے گی تمہیں زمین میں اپنے ٹھہرنے کا انتظام کرنا ہے وہاں کی مخلوقات و موجودات سے ایک مقررہ مدت تک استفادہ کرنا ہے (۲۵) پھر اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ تمہیں زمین پر زندگی بسر کرنا ہے اور آخرکار تمہیں وہیں موت سے دوچار ہونا ہے اور وہیں سے تمہیں بازپرس کے لئے نکل کر آنا ہے (۲۶) اے آدمؑ کی اولاد ہم نے تمہارے لئے ایسا لباس نازل کر رکھا ہے جس سے تم اپنا جسم اور آلات توالد و تناسل کو پوشیدہ رکھو اور جسم کی زینت و حفاظت کا کام لو ۔اور پرہیز گاری کا سامان بھی نازل کر دیا ہے اور وہ زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ وہی شرم و حیا کو برقرار رکھے گا ۔ اور اسی میں اللہ کی آیات ہیں تاکہ لوگ ان سے سبق حاصل کریں (۲۷) اے اولاد آدمؑ تمہارے ماں باپ پر ابلیس نے اس لئے ان کے آلات توالد و تناسل کو ظاہر کیا تھا اور اس لئے انہیں جنت سے نکلنے میں مدد دی تھی کہ وہ جلد سے جلد تمہیں فتنے میں ڈالنا چاہتا تھا لہٰذا وہ

کو بیدار ہونے میں ممد ہو گئے یعنی جو ضرورت پیدا ہوئی وہ پوری نہ کی جا سکی کیا یہ ظلم نہیں ہے ؟ انہوں نے ہرگز نہیں کہا کہ ہم نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے ظلم کیا ہے ۔ الغرض قرآن سے حضرت آدمؑ کا کوئی گناہ، ان کی کوئی لغزش ،ان کا بہکنا،ان کا گمراہ ہونا ثابت نہیں ہے ۔ رہ گیا اللہ کا ایسے الفاظ فرمانا تعلیمی حیثیت سے ہے نہ کہ عملاً خطا کاری کی حیثیت سے بہرحال ہم سارے قرآن اور تمام انبیاءؑ کی طرف سے ہر مخالف کو چیلنج کرتے ہیں کہ عصمتِ انبیاءؑ کے خلاف ایک ہی آیت دکھا دی جائے ۔

(۴) آیات (۲۸ تا ۲۶ / ۷) پھر رسولؐ کی نام نہاد قوم کو مخاطب کر کے جنسی اشتراک کا رد کرتی ہیں ۔

قارئین کو سورۂ اعراف کی نویں آیت کے بعد قریش اور ان کے ہتھکنڈے یاد نہ رہے ہوں گے اور ایسا محسوس ہوا ہوگا کہ بس بات بدل گئی ہے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت آدمؑ اور ابلیس کا یہ قصہ ان ہی کو سنایا گیا ہے ۔ اور انہیں بتایا گیا ہے کہ ان کا مشن کب اور کہاں سے شروع ہوا تھا نبوت کی مخالفت کی بنیاد کس نے رکھی تھی ۔ اور یہ کہ ان کے حقیقی راہنما ابلیس نے توحید پرستی کی آڑ میں نبوت کو اللہ سے جدا کرنے کی مہم کا آغاز کیا اور اس سلسلے میں حضرت آدمؑ سے لے کر برابر جنسیات میں شرکت کو اپنا حربہ بنایا تھا چنانچہ وہ اور اس کا پورا قبیلہ تمام انسانوں کو اپنی نگاہ میں رکھتے اور خلافت الٰہیہ میں شرکت کی تعلیم دیتے چلے آئے ہیں اور اب قریش میں باقاعدہ جنسی اشتراک اور بے حیائی کو ایک نظام کی حیثیت

تمہارے ساتھ بھی جنسیات کی راہوں سے حملہ کرے گا اس سے خبردار رہنا اور سمجھ لو کہ وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں ہر حال میں اور ہر جگہ سے اس طرح دیکھتے ہیں کہ جس طرح تم لوگ ان کو نہیں دیکھ سکتے ہو۔یقیناً ہم نے ان لوگوں پر شیطانوں کو حاکم یا اولیا بنا دیا ہے جو حقیقی طور پر ایمان نہیں لاتے۔ (۲۸) اور جب بھی وہ باقاعدہ طور پر جنسی بے حیائی پر عمل کرتے ہیں تو دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد اور لیڈر و علما اسی طریقے پر کاربند پائے گئے تھے اور یہ سب کچھ اللہ نے اپنے احکام میں جائز قرار دیا ہوا ہے ۔ان سے کہئے کہ اللہ نے جنسی بے راہ روی کا حکم کبھی نہیں دیا ہے کیا تم ایسے فتوے دیتے ہو اور اللہ کے ذمہ لگاتے ہو جو تم خود نہیں جانتے (۲۹) اپنی نام نہاد اور بہانہ ساز قوم کو بتاؤ کہ میرے پروردگار نے تدریج اور قسطیں قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ تم تمام عبادت گاہوں پر اپنی توجہات مرکوز رکھو اوراللہ کے دین کو نظام اجتہاد سے پاک اور خالص رکھتے ہوئے اللہ کی عبادت کرواور سمجھ لو کہ جس طرح تمہیں وجود بخشا تھا اسی طرح تم سب کو واپس پلٹنا ہے ۔ (۳۰) اس صورت میں کہ ایک فرقہ ہدایت یافتہ ہو گا اور ایک فرقہ پر گمراہی ثابت ہوچکی ہو گی اور گمراہی کا سبب یہ ہو گا کہ اس گروہ نے شیاطین کی ولایت و حکومت کو اختیار کر لیا تھا۔ اور اللہ کی سند کے بغیر ہی حساب یہ لگا رکھا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں (۳۱) اے اولاد آدمؑ تم سب ہر عبادت گاہ سے اپنی آرائش و زیبائش حاصل کرو

سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ

شرمگاہیں ان کی تحقیق وہ دیکھتا ہے تم کو وہ اور کنبہ اس کا اس طرح سے کہ

لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ

نہیں دیکھتے تم ان کو تحقیق کیا ہم نے شیطانوں کو دوست واسطے ان لوگوں کے کہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا

نہیں ایمان لاتے اور جس وقت کہ کرتے ہیں بے حیائی کہتے ہیں

وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ

پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو اور اللہ نے حکم کیا ہم کو ساتھ اس کے

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

کہہ تحقیق اللہ نہیں حکم کرتا ساتھ بے حیائی کے کیا کہتے ہو اوپر اللہ کے

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَ

جو کچھ نہیں جانتے کہہ حکم کرتا ہے پروردگار میرا ساتھ انصاف کے اور

اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ

سیدھا کرو منہ اپنے کو نزدیک ہر نماز کے اور پکارو اس کو خالص کر کر

لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا

واسطے اس کے عبادت جیسے پہلے پیدا کیا تم کو پھر آؤ گے ایک فرقے کو

هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ

ہدایت کی اور ایک فرقہ کو ثابت ہوئی اوپر ان کے گمراہی تحقیق انہوں نے

اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ

پکڑا شیاطین کو دوست سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ

مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

راہ پانے والے ہیں اے بیٹو آدمؑ کے لو زینت اپنی نزدیک ہر نماز کے

سے نافذ کر دیا ہے ۔ اور دین خداوندی میں ایسے اجتہادات پر عمل ہو رہا ہے جن کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں مگر ان کے لیڈر یہ بتا رہے ہیں کہ وہ سو فیصد دین خداوندی کے احکام پر عمل کر رہے ہیں اور آخر یہ فیصلہ کر دیا کہ قریش کے لیڈروں نے شیاطین کو اپنا ولی امر بنا رکھا ہے ۔ اور خود پبلک پر ولی بنے ہوئے ہیں ۔ اور انہیں یہ یقین دلانے میں کوشاں رہتے ہیں کہ وہ اور ان کے عوام وخواص ہدایت یافتہ اور برحق مذہب پر عامل ہیں (۷ / ۳۰)

وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

اور کھاؤ اور پیؤ اور مت حد سے نکل جاؤ تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ

حد سے نکل جانے والوں کو کہہ کس نے حرام کی ہے زینت اللہ کی جو نکالی ہے

لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ

واسطے بندوں اپنے کے اور پاکیزہ چیزوں رزق سے کہہ وہ واسطے ان لوگوں کے

اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ

ہے کہ ایمان لائے بیچ زندگانی دنیا کے خالص ہے دن قیامت کے اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ

مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں کہہ

اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا

سوائے اس کے نہیں کہ حرام کی ہے پروردگار میرے نے بے حیائیاں جو

ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

ظاہر ہیں ان میں سے اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ اور سرکشی ساتھ ناحق کے

وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا

اور یہ کہ شریک لاؤ تم ساتھ اللہ کے وہ چیز کہ نہ اتاری ساتھ اس کے دلیل

وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ

اور یہ کہ کہو اوپر اللہ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے اور واسطے ہر ایک اُمت کے

اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

ایک وقت ہے مقرر پس جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ایک ساعت

ع ۳ / ۱۰

اور وہیں سے کھاؤ پیو مگر فضول خرچ نہ کرو یقیناً اللہ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا (۳۲) ان سے پوچھو کہ جو سامان آرائش اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اسے کس نے حرام کر دیا ہے ؟ اور رزق میں سے پاک چیزیں کس نے حرام کی ہیں۔ ان کو بتاؤ کہ تمام زینت کی چیزیں اور تمام پاکیزہ چیزیں دنیا میں مومنین کے لئے حلال ہیں اور قیامت میں تو صرف مومنین ہی کے لئے ہیں وہی طریقہ ہے جس سے ہم آیات کو اہل علم قوم کے لئے بڑی تفصیل سے بیان کرتے چلے جاتے ہیں ۔ (۳۳) اے نبیؐ اپنی نام نہاد قوم سے کہئے کہ میرے پالنے والے نے خاص طور پر جنسی بے راہ روی کو حرام کیا ہے خواہ جنسی بے حیائی کھلم کھلا اعلانیہ رواج پا چکی ہو خواہ پوشیدہ طور پر جائز کر لی گئی ہو اور ہر گناہ حرام ہے ۔ ناحق سرکشی و بغاوت حرام ہے۔ اور اللہ کے دین میں ان تمام چیزوں کا شریک کرنا حرام ہے جن کو شریک کرنے کے لئے اللہ نے سلطانی دلیل نازل نہ کی ہو اور یہ بھی حرام ہے کہ تم جو کچھ خود نہیں جانتے وہ اللہ کے ذمہ لگا کر فتویٰ دو (۳۴) اور ہر ایک اُمت کے لئے ایک مدت عروج کے لئے مقرر چلی آتی ہے چنانچہ جیسے ہی وہ مدت پوری ہونے کو آتی ہے تو پھر نہ تو وہ اُمت ایک گھڑی پیچھے رہ سکتی ہے

(۴ ۔ الف) آیت (۳۳ / ۷) نے حرام کی فہرست میں قریش کی جنسی شرکت کو شریک کیا ہے ۔

حضرت آدمؑ علیہ السلام کے ساتھ ابلیس کی سرگزشت بیان کر کے اس میں سے جنسی حربہ کو خاص طور پر مد نظر رکھتے ہوئے اب براہ راست اہل مکہ کی متمدن زندگی پر حرامکاری کی ضرب لگائی ہے اور ان کا یہ عذر باطل کر دیا ہے کہ اللہ ہی نے اس فطری ارتباط اور جنسی تعلقات کا حکم دیا تھا۔ اور ان کے علما و مجتہدین اور ساری قوم اس پر متفق چلی آ رہی ہے (۲۸ / ۷) اللہ نے یہ بتا کر کہ شیطان کے حربوں میں سے جنسیات کی انگیخت سب سے بڑا حربہ ہے۔ اور اسلام میں یہ طرز حیات حرام ہے ۔ اور تمہیں ایمان کی سند ملنے میں یہ شرط بھی لازم ہے کہ جنسی اشتراک کو اپنے اوپر حرام کر لو بہتر ہو گا کہ قریشی تمدن کی اس شاخ پر علامہ مودودی کے بیان میں سے چند جملے نوٹ کر لئے جائیں انہوں نے ذرا جانبدارانہ تکلف سے لکھا ہے کہ :

(۴ ۔ ب) علامہ مودودی کی نظر میں اہل مکہ کی جنسی انگیخت اور تمدن ۔

''جسم کے قابل شرم حصوں کی پردہ پوشی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی انہیں اپنے ستر دوسروں کے سامنے کھول دینے میں کوئی باک نہ تھا۔ برہنہ منظر عام پر نہا لینا۔ راہ چلتے قضائے حاجت کے لئے بیٹھ جانا۔ ازار (پاجامہ۔احسن) کھل جائے تو ستر کے بے پردہ ہو جانے کی پرواہ نہ کرنا۔ ان کی شب و روز کے معمولات تھے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان میں سے بکثرت لوگ حج کے موقع پر کعبہ کے گرد برہنہ طواف کرتے تھے۔ اور اس معاملہ میں ان کی عورتیں مردوں سے بھی کچھ زیادہ بے حیا تھیں۔ ان کی نگاہ میں یہ ایک مذہبی فعل تھا۔ اور نیک کام سمجھ کر وہ اس کا ارتکاب کرتے تھے۔'' (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۸)

قارئین یہ سمجھ لیں کہ دنیا کی تمام ترقی یافتہ اقوام آج تک عربی و قریشی معاشرہ کے تمدن سے آگے نہیں بڑھ سکے ہیں۔ آج حسن کے عالمی مقابلہ تو ہوتے ہیں لیکن جنسی اعضاء اور جنسی عمل کے مقابلے ابھی شروع نہیں ہوئے ابھی یہ ترقی یافتہ دنیا قریش سے بہت پیچھے اور پس ماندہ اقوام میں شمار ہے۔ ابھی اعضاء کی لمبائی اور تناسب پر خفیہ کلبوں میں بھی کوئی مظاہرہ نہیں ہوتا۔ بہر حال اگر آپ قریشی جنسیات سے لطف اندوز ہونا اور اس کی تفصیلات جاننا چاہیں تو ہماری کتابیں ''مواخذہ یا اسلام میں جنسی تعلق'' پڑھیں۔

ورنہ آیات دیکھ لیں اللہ نے دیکھ بھال کر فرمایا کہ: ''اے نبیؐ مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں۔'' (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۷۹، ۳۸۳)

> قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ﴿۳۰﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ﴿۳۱﴾ النور

یہ وہ نظارہ ہے جس سے اگر نظریں بچا کر نہ رکھی جائیں تو انسانی جذبات کا لاوا ابل کر بہنے لگتا ہے۔ یہ مومنین اور مومنات کی باتیں تھیں اور آپ جانتے ہیں کہ وہ مومنین کون لوگ تھے۔ جنہیں ساتویں صدی عیسوی میں یہ کہا گیا کہ جہاں تم آلات جنسی کو برہنہ دیکھو تو دیکھتے نہ رہو بلکہ نظریں ہٹا لو۔ اور یہ کہ تم خود بھی جنسی آلات کو ایسی حالت میں آزاد نہ چھوڑ دو کہ جس کا دل چاہے استعمال کر لے۔ اور تم انکار بھی نہ کر سکو۔

(۴ ۔ ج) جنسی اشتراک اور تمام عورتوں میں قریش کی قومی شرکت منجانب اللہ مذہبی اسکیم تھی؟

قرآن کریم نے بقول مشرکین یہ بتایا تھا کہ عورتوں کا غیر مشروط استعمال اور بلا تکلف اشتراک بے حیائی نہیں بلکہ حکم خداوندی سے جاری ہوا تھا اور قریشی نسلیں اور ان کے علما اس اشتراک پر عمل کرتے چلے آئے ہیں (۲۸ / ۷) اور علامہ مودودی نے بھی اس جنسی بے حیائی پر لکھا کہ: ''وہ مذہبی فعل اور نیک کام سمجھ کر کیا کرتے تھے۔'' قرآن اور علامہ کی بات بڑی کرنے کے لئے ہمیں یہ کہنا ہے کہ قریشی مومنین اور ان کے دانشور لیڈروں نے اس مذہبی فعل اور نیک کام کو کبھی ترک نہیں کیا تھا۔ اور یہ کوشش کی تھی کہ ان کی یہ مذہبی اور مقدس اسکیم خانوادہ رسولؐ میں بھی نیک کام کی حیثیت سے داخل ہو جائے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ان کی اور ان کے ہم خیال عورتوں کی کوششوں کو ناکام کرنے کے سلسلے میں بہت سے بیان دیئے ہیں یہاں ایک بیان سن لیں علامہ ترجمہ کرتے ہیں کہ:

(۱) ''نبیؐ کی بیویو، تم میں سے جو کسی صریح فحش حرکت کا ارتکاب کرے گی اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ اللہ کے لئے یہ بہت آسان ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۸۷)

> يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿۳۰﴾ الاحزاب

(۲) ''اے نبیؐ کی ازواج اگر تم پرہیزگاری اختیار کرلو تو تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔ چنانچہ پرہیزگاری کے لئے لازم ہے کہ اپنی بات میں ایسی نرمی و سپردگی پیدا نہ کیا کرو کہ جن کے دلوں میں جنسی بیماری ہو وہ تمہاری طمع کرنے لگیں لہٰذا تم اپنی باتوں میں پسندیدہ خود داری اختیار کرو اور اپنے گھروں میں

> يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﴿۳۳﴾ الاحزاب

پابند ہو کر قیام کرو اور زمانہ جاہلیت کی پہلی رسم کے مطابق اپنی سج دھج اور بناؤ سنگھار کی نمائش نہ کرتی پھرا کرو اور نماز پڑھا کرو زکوۃ دیا کرو اور اللہ و رسولؐ کی اطاعت اختیار کر لو۔"
یہ ہیں ان آیات میں سے صرف تین آیات جن کے ذریعہ سے قریشی پالیسی کو حکماً خاندان رسولؐ میں جانے سے روکا گیا تھا۔ پہلی آیت جس میں ڈبل عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ علامہ نے اس لئے ہلکا کر دیا ہے کہ شریفوں کے یہاں عورتیں قوم کی عزت ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ یہاں علامہ نے رسولؐ کا نہیں بلکہ قوم کا احترام مدنظر رکھا ہے۔ قرآن کریم نے تہذیب و متانت برقرار رکھنے کے لئے بدکاری اور زنا کے لئے فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ کی ترکیب استعمال کی ہے۔ یعنی یہ کہا کہ: "اگر تم میں سے کوئی جنسی بدکاری یا زنا کرے گی تو اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا اور اس کی پرواہ نہ کی جائے گی کہ تم رسولؐ کی بیویاں ہو" قرآن کریم کی اس ترکیب۔ فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ کے ترجمے اور شاہ ولی اللہ سے مقابلہ:

(۱)	أَن يَأْتِينَ بِفَـٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ ﴿١٩﴾ النساء
(۲)	أَن يَأْتِينَ بِفَـٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ ﴿١﴾ الطلاق
(۳)	مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَـٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ﴿٣٠﴾ الاحزاب

(۱) علامہ کا ترجمہ: "اگر وہ کسی صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں" (تفہیم القرآن جلد ا صفحہ ۳۳۴)
(۱) شاہ ولی اللہ: "وقتیکہ بکنند کار بد آشکارا" (فارسی ترجمہ صفحہ ۱۰۶)
(۲) علامہ کا ترجمہ: "الا یہ کہ وہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۶۳)
(۲) شاہ ولی اللہ: "مگر آنکہ بعمل آرند کار بے حیائی آشکارا" (فارسی ترجمہ صفحہ ۷۳۶)
(۳) شاہ ولی اللہ: "اے زنان پیغمبرؐ ہر کہ بعمل آرد از شما بدکاری ظاہر" (ترجمہ فارسی صفحہ ۵۱۳)
(۳) علامہ کا ترجمہ: "نبیؐ کی بیویو تم میں سے جو کسی صریح فحش حرکت کا ارتکاب کرے گی" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۸۷)

ہمارے قاری غالباً اتنا ضرور سمجھتے ہوں گے کہ اگر اس ترکیب فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ میں سے دوسرا لفظ مُّبَيِّنَةٍ نکال دیا جائے تو ترکیب کا وزن اور زور کم ہو جائے گا۔ یعنی۔ ظاہر بظاہر کھلم کھلا یا اعلانیہ و آشکارا فحش کی جگہ صرف سادہ فحش رہ جائے گا۔ سادہ بے حیائی۔ کہنا پڑے گا۔ اب یہ دیکھیں کہ بڑے آدمیوں کے ساتھ رعایت کرتے ہوئے ایک زنا جیسے سنگین اور قابل نفرت گناہ پر پردہ ڈالنے کے لئے یہاں سے وہاں تک (یعنی چھیاسٹھ سورتوں میں برابر) خیال رکھا گیا اور ترجموں کو ہلکا کیا گیا۔ مگر جب غربا اور عوام کا نمبر آیا تو سادہ لفظ "فحش" کا وہ ترجمہ کر دیا گیا جو فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ کا ترجمہ ہونا چاہیے تھا دیکھئے شائع شدہ ریکارڈ آپ کے سامنے ہے:

وَٱلَّـٰتِى يَأْتِينَ ٱلْفَـٰحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمْ فَٱسْتَشْهِدُوا۟ عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۖ فَإِن شَهِدُوا۟ فَأَمْسِكُوهُنَّ فِى ٱلْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّىٰهُنَّ ٱلْمَوْتُ ﴿١٥﴾ النساء

علامہ کا عوامی ترجمہ: (۱)" تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہوں۔ ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لو اور اگر چار آدمی گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۳۳۱)

علامہ کی وضاحت عوام کے لئے: (۲) " ۲۶؎ ان دونوں آیتوں (۱۶۔۱۵ / ۴) میں زنا کی سزا بیان کی گئی ہے۔
پہلی آیت (۱۵ / ۴) صرف زانیہ عورتوں کے متعلق ہے" ایضاً صفحہ ۳۳۱)

شاہ ولی اللہ کا عوام کے لئے ترجمہ: (۳) " واز زنان شما آنانکہ زنا می کنند پس گواہ طلبید وغیرہ" (ترجمہ فارسی صفحہ ۱۰۵)

ہمیں اس کے سوا کچھ نہیں کہنا کہ رسولؐ کی قوم کے علمانے اپنے ترجموں میں ا۔ اللہ ۲۔ رسولؐ اور ۳۔ آلِ رسولؐ کی کہیں ذرہ برابر رعایت نہیں کی مگر رسولؐ کی نام نہاد قوم کے لیڈروں اور لیڈرنیوں پر کہیں آنچ نہیں آنے دی مگر ہم ان کی نقاب کشائی کر رہے ہیں۔

(۵) آیات (۳۵، ۳۱، ۲۹، ۲۷، ۲۶ / ۷) میں تمام اولادِ آدمؑ کو خطاب کیوں کیا گیا ہے؟ چونکہ حضرات آدم و حوا علیہما السلام کا قصہ بیان کیا گیا تھا (۲۵ تا ۱۱ / ۷) اس لئے ضروری تھا کہ رسولؐ کی نام نہاد ناہنجار قوم کو سنا کر تمام انسانوں

اور نہ اس مدت سے آگے بڑھ سکتی ہے (۳۵) اے اولاد آدمؑ اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے انسان رسوؐل آئیں اور تمہارے سامنے تمہارے لئے میری آیات سے قصے سنائیں تو تم میں سے جو شخص بھی ذمہ دارانہ محتاط زندگی اختیار کرے اور اصلاحی اعمال پر کاربند رہے تو ایسے لوگوں کو کسی خوف و ہراس اور غم اور حزن سے سابقہ نہ پڑے گا (۳۶) اور جن لوگوں نے ہماری آیات کے مفاہیم بدل کر ان کا جھوٹا استعمال کیا اور ہماری آیات پر بزرگ بن کر انہیں اپنی مصلحتوں کے ماتحت رکھا وہی لوگ جہنمی اصحاب ہیں اور وہ صحابہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (۳۷) بھلا بتاؤ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون شخص ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف سے جھوٹے احکام ایجاد کرکے پھیلا دے یا دوسرے الفاظ میں اللہ کی آیات کے غلط مفاہیم کو دروغ بافی کے لئے بطور مذہب جاری کر دے۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہیں کتاب میں لکھا ہوا نصیب ضرور ملے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے وہ رسوؐل پہنچیں گے جو انہیں حیاتِ دنیاوی سے فارغ کریں گے اور ان کے حاصل کردہ حصۂ اقتدار کے متعلق سوال کریں گے اور پوچھیں گے کہ اے موت کے منہ میں آنے والو ذرا یہ تو بتاؤ کہ

وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۴ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

اور نہ آگے نکل جاتے ہیں اے بیٹو آدمؑ کے اگر آویں تمہارے پاس رسولؑ

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى

تم میں سے بیان کریں اوپر تمہارے نشانیاں میری پس جو کوئی پرہیزگاری کرے

وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۵ وَ

اور اصلاح کرے پس نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور تکبر کیا ان سے یہ لوگ رہنے والے ہیں

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۳۶ فَمَنْ اَظْلَمُ

آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیش رہنے والے ہیں پس کون شخص ہے بہت ظالم

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ یا جھٹلاوے نشانیوں اس کی کو

اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ

یہ لوگ پہنچے گا ان کو حصہ ان کا لکھے میں سے۔ یہاں تک کہ جب آویں گے ان کے

رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

پاس بھیجے ہوئے ہمارے قبض کرتے ہوئے ان کو کہیں گے کہاں ہیں جن کو

کو عام دعوت دی جائے۔ اس دعوت عام میں جو خاص بات ہے وہ اس نظام کی طرف اشارہ ہے۔ جسے ساری نوع انسان آج تک پسند کرتی ہے اور آج تو دنیا کے تمام ہوشمند لوگ اسی نظام کو قائم کرنے کے لئے اپنے اپنے ماحول و خیالات و نظریات کے ماتحت کوشاں ہیں۔ یعنی ایک ایسا نظام جس میں بلا امتیاز رنگ و نسل وملت و مذہب تمام انسانوں کی تمام ضرورتیں ان کی اپنی اپنی عبادت گاہوں کی ذمہ داری ہو (۳۱ / ۷) اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ پوری نوع انسان کی پوری توجہات عبادت گاہوں کی صحیح حیثیت اور ذمہ داری پر مبذول و مرکوز رہنا چاہئیں (۲۹ / ۷) اور تمام قسم کی مختلف عبادت کرنے والے لوگ اس نکتہ کو سامنے رکھیں کہ آیا ان کا دین اور ان کے دین کی سکھائی ہوئی عبادتیں خالص رب العالمین کے لئے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہیں تو ان کو چاہیئے کہ اللہ کی ربوبیت میں داخل ہونے اور تمام ذمہ داری اللہ کے دین کو سونپنے کے لئے کوئی عذر نہ چھوڑیں اور ہر اس ہستی کو عبادت اور دینی مقام سے خارج کر دیں جس کے متعلق اللہ نے کھلے کھلے الفاظ میں (سلطانی) سند نازل نہ کی ہو (۳۳ / ۷) جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ تمام مذاہب کے عوام و علما اپنی اپنی الہامی کتابوں کا جائزہ لیں اور جہاں جہاں دین میں مداخلت کی گئی ہو اس کی اصلاح کی فکر کریں اور اس تازہ نبوّت و کتاب سے مدد لیں اور دین کو بہرحال اللہ کے حکم کے مطابق خالص کرلیں اور تمام حرام و حلال کے مسائل میں سے انسانی مداخلت کو باطل قرار دے کر ہر وہ کام کریں جس سے ہدایت یافتہ گروہ میں شمولیت ہو (۳۰ / ۷) اس طرح ابلیس اور ابلیس کے انسانی نمائندوں کی ولایت یا ولایتِ خداوندی میں شرکت پر قلم تنسیخ پھرا دیں۔

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا

تھے تم پکارتے سوائے خدا کے کہیں گے کھوئے گئے ہم سے اور گواہی دیں گے

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۳۷ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْۤ اُمَمٍ

اوپر جانوں اپنی کے یہ کہ وہ تھے کافر کہے گا داخل ہو بیچ ان جماعتوں کے کہ

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ

تحقیق گزری ہیں پہلے تم سے جنوں سے اور آدمیوں سے بیچ آگ کے

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا

جب داخل ہو گی ایک جماعت لعنت کرے گی بہن اپنی کو یہاں تک کہ جب

ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

مل جاویں گے بیچ اس کے سب کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اگلوں کے

رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا

اے رب ہمارے انہوں نے گمراہ کیا تھا ہم کو پس دے ان کو عذاب دوگنا

مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ وَ قَالَتْ

آگ سے کہے گا واسطے ہر ایک کے دگنا ہے ولیکن نہیں جانتے تم اور کہا

اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا

اگلوں ان کے نے واسطے پچھلوں کے پس نہ ہوئی واسطے تمہارے اوپر ہمارے

مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۳۹ ع

کچھ زیادتی پس چکھو عذاب کو بسبب اس کے کہ تھے تم کماتے

تمہاری قبض روح کے وقت وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے علاوہ اپنے اولیاء اور موت و زیست و حساب و کتاب کے ذمہ دار اور وسیلہ سمجھا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ وہ تو آج ہم سے گم ہوگئے اور اب شہادت دیں گے واقعی ہم حق پوشی کرتے رہے تھے۔ (۳۸) قیامت میں ان حق پوشوں سے کہا جائے گا کہ اب تم بھی جنوں اور انسانوں کی ان اُمتوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے موت کے گھاٹ اتاری جا چکی تھیں چنانچہ جہنم میں داخلے کا نظارہ یہ ہوگا کہ جو اُمت جہنم میں داخل ہوگی وہ پہلے داخل ہو چکنے والی اپنی بہن اُمت پر لعنت کرتی ہوئی داخل ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب ساری جن وانس کی اُمتیں جہنم میں جمع ہوجائیں گی تو بعد والا گروہ پہلے داخل ہونے والے گروہ کو شناخت کرکے کہے گا کہ اے پروردگار یہی وہ لوگ علما و مجتہدین و لیڈر ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ لہٰذا ان کو آگ سے دوہرا عذاب دے جواب ملے گا کہ تمہیں پتہ نہیں ہے ہم نے تم سب کو دوہرا عذاب دینا طے کیا ہوا ہے (۳۹) یہ سن کر پہلا گروہ کہے گا کہ ہمیں الزام کیوں دیتے ہو ہم تم دونوں برابر ہوگئے تمہیں ہم پر کوئی بزرگی حاصل نہیں ہے لہٰذا تم بھی ہمارے ساتھ اپنی اپنی کمائی کا عذاب برداشت کرو۔

(۶) آیت (۳۷ / ۷) کی رو سے قبض روح کے وقت وسیلہؑ ہائے خداوندی کا موجود ہونا۔

اس آیت مبارکہ میں پہلے ان لوگوں کا تذکرہ ہوا ہے جنہیں قریشی اور مکی اور عربی عوام نے اس قابل سمجھا تھا کہ وہ دین خداوندی کے حقیقی ترجمان اور نمائندگان خداوندی ہیں۔ اور یہ کہ ان کی ہر بات اور ہر فیصلہ اللہ کی بات اور اللہ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے۔ اگر وہ لوگ مفتری، فریب ساز و دغا باز مجتہد نہ ہوتے تو انہیں عالم نزع سے قبض روح تک اپنے متبعین اور پیروؤں کے پاس موجود ہونا چاہئے تھا۔ اسی اصول کی بنا پر ملائکہ نے یہ طنز کیا ہے کہ بتاؤ وہ تمہارے نمائندگان خداوندی کہاں ہیں؟ اور انہیں حسب وعدہ و قانون وہاں نہ پا کر ان مصنوعی مومنین نے اقرار کیا کہ وہ جھوٹے تھے اور ہم واقعی حقیقی نمائندوں کی پوزیشن کو چھپایا کرتے تھے اور آج اُن کا موجود نہ ہونا بتاتا ہے کہ وہ ہم سے گم ہو گئے یا وہ اس راستے پر نہیں چلے جس پر چلنے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ عالمِ نزع اور قبضِ روح کے وقت ہماری سہولت اور مدد کے لئے موجود ہو سکتے۔ یعنی وہ گمراہ ہو کر کہیں اور نکل گئے (۳۷ / ۷)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا

تحقیق جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور تکبر کیا ان سے نہ

تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ

کھولے جائیں گے واسطے ان کے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے

الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَ كَذٰلِكَ

بہشت میں یہاں تک کہ داخل ہو جاوے اونٹ بیچ ناکے سوئی کے اور اسی طرح

نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ

جزادیتے ہیں ہم گنہگاروں کوواسطے ان کے دوزخ سے بچھونا ہے اور

مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَ

اوپر ان کے سے بالاپوش ہیں اور اسی طرح جزادیتے ہیں ہم ظالموں کو اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے نہیں تکلیف دیتے ہم کسی کو مگر

وُسْعَهَاۤ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

طاقت اس کی پر یہ لوگ رہنے والے ہیں بہشت کے وہ بیچ اس کے

خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ

ہمیش رہنے والے ہیں اور کھینچ لیا ہم نے جو کچھ بیچ سینوں ان کے کے

مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ

تھاناخوشی سے چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں اور کہا انہوں نے سب تعریف واسطے

(۴۰) جن لوگوں نے ہماری آیات پر بالا دستی اختیار کر کے انہیں اپنی مصلحتوں کے ماتحت غلط استعمال کیا بلا شبہ ان کے لئے کبھی بھی آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور ساتھ ہی قیامت میں وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے جب تک ایک اونٹ درزی والی سوئی کے ناکے میں سے نہ گزر سکے مجرموں کو سزا دینے کا ہمارا وہی پرانا طریقہ برقرار رہے گا (۴۱) ان کے واسطے جہنم میں آگ کا بستر اور آگ ہی کا لحاف ہو گا اسی طرح ہم غلط کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں (۴۲) اور جو لوگ واقعی ایمان لائے اور اصلاحی اعمال پر کاربند رہے جیسا کہ ہم کسی کو اس کی استطاعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتے چنانچہ یہی مذکورہ مومنین صالحین جنت میں جانے والے صحابہ ہیں اور وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے (۴۳) اور ہم جنت میں جانے والوں کے قلوب سے ہر ناپسندیدہ جذبہ جدا کردیں گے نہریں ان کے پیروں کے نیچے بہتی ہوں گی اور وہ کہتے ہوں گے کہ ہر قسم کی ستائش اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس جنت کے مقام تک راہنمائی کی اور ہم یہاں تک ہرگز راہ نہ پاتے اگر اللہ نے ہمیں

(۷) آیت (۴۰ / ۷) میں آج جن لوگوں کے لئے آسمان کے دروازے کھلے ہیں انہوں نے آیات خداوندی کی تصدیق کی ہے۔

قارئین کرام تعصب سے بلند ہوکر آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ قرآن کریم میں مذکور معجزات میں سے کتنے معجزات کو آج دانشورانِ عالم نے عملاً ثابت کر دکھایا ہے ۔ رسولؐ کی نام نہاد قوم کے علما آج تک معراج محمدیؐ کے منکر ہیں کسی نے کہا کہ خواب کی بات تھی کسی نے کہا کہ روحانی معراج تھی ۔ سینکڑوں کتابوں میں آسمانوں اور فضاؤں کے پار عرش اعظم اور سدرۃ المنتہٰی تک جانا اور ساری کائنات کے چپے چپے کا ملاحظہ کرنا اور وقت کی رفتار کو روک دینا جن لوگوں نے ممکن کر دکھایا وہی حقیقی مومنین ہیں۔ انہوں نے ہمارے رسولؐ کا ساری دنیا میں اعتماد قائم کیا ہے ۔ رہ گئے وہ لوگ جو جبراً اور زبردستی رسولؐ کے جانشین اور رسولؐ کی قوم بنے ہوئے ہیں ان کو زمین سے بلند ہوکر آسمانوں میں جانے کا موقع بھی ان لوگوں نے فراہم کیاہے جن کو یہ لوگ منکر اسلام کہتے ہیں ۔ اور جو علم وفن میں ان مسلمانوں کے استاد ہیں ۔

لِلّٰهِ الَّذِیۡ ھَدٰىنَا لِھٰذَا ۟ وَ مَا كُنَّا لِنَهۡتَدِیَ

اللہ کے ہے جس نے ہدایت کی ہم کو طرف اس کی اور نہ تھے ہم کہ راہ پاویں

لَوۡ لَاۤ اَنۡ ھَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا

اگر نہ راہ دکھاتا ہم کو اللہ البتہ تحقیق آئے تھے پیغمبر پروردگار ہمارے کے

بِالۡحَقِّ ؕ وَ نُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡكُمُ الۡجَنَّةُ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا

ساتھ حق کے اور پکارے جاویں گے کہ یہ ہے بہشت وارث کئے گئے ہو تم

بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۳﴾ وَ نَادٰۤى اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ

اس کے بسبب اس کے کہ تھے تم کرتے اور پکاریں گے رہنے والے بہشت کے

اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا

رہنے والوں دوزخ کو یہ کہ تحقیق پایا ہم نے جو کچھ وعدہ دیا تھا ہم کو

رَبُّنَا حَقًّا فَهَلۡ وَجَدۡتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ

رب ہمارے نے سچ پس کیا پایا تم نے بھی جو کچھ وعدہ دیا تھا پروردگار تمہارے نے

حَقًّا ؕ قَالُوۡا نَعَمۡ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ لَّعۡنَةُ

سچ کہیں گے ہاں پس پکار دے گا ایک پکارنے والا درمیان ان کے یہ کہ لعنت

اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ۙ﴿۴۴﴾ الَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ

خدا کی اوپر ظالموں کے جو لوگ کہ بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے اور

يَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ كٰفِرُوۡنَ ﴿۴۵﴾ وَ بَيۡنَهُمَا

چاہتے واسطے اس کے کجی اور وہ ساتھ آخرت کے کافر ہیں اور درمیان ان کے

حِجَابٌ ۚ وَ عَلَى الۡاَعۡرَافِ رِجَالٌ يَّعۡرِفُوۡنَ كُلًّاۢ

ایک پردہ ہوگا اور اوپر اعراف کے مرد ہوں گے پہچانتے ہیں ہر ایک کو

الثلٰثۃ

وقف لازم

ہدایات نہ دی ہوتیں ۔ یقیناً ہمارے پروردگار کے رسوؑل حق لے کر آتے رہے اسی دوران انہیں پکار کر بتایا جائے گا کہ یہ ہے تمہاری وہ جنت جس کے تم سے وعدے ہوتے رہے اور جس کے تم وارث بنائے گئے یہ سب کچھ تمہاری کارکردگی کا نتیجہ ہے (۴۴) پھر جنتی صحابہ جہنمی صحابہ کو پکار کر پوچھیں گے کہ یقیناً ہم سے جو وعدے ہمارے پروردگار نے کئے تھے وہ سب لفظ بلفظ سچ نکلے اب تم بتاؤ کہ تم سے جو وعدے اللہ نے کئے تھے وہ بھی سچے نکلے یا نہیں جہنمی صحابہ کہیں گے کہ ہاں سچ نکلے ہمیں بھی وہ سب کچھ مل گیا جو کہا گیا تھا چنانچہ اس دوران حج اکبر والا موؑذن (توبہ ۳ / ۹) اللہ و رسوؑل کی طرف سے مکمل اذان دے گا جس میں غلط کاروں اور ظالموں پر اللہ کی لعنت کا بھی اعلان کیا جائے گا (۴۵) کہ وہی ظالم آج کیفر کردار کو پہنچے جنہوں نے اللہ کی راہیں روکی تھیں (۲۷۔۲۹ / ۲۵) اور صراط مستقیم کو ٹیڑھا کرنے کے لئے پڑاؤ ڈالا تھا (۱۶ / ۷) اور وہ آخری نتیجہ کو چھپاتے رہے تھے (۴۶) اور ان کے درمیان ایک پردہ ڈالا تھا۔ اور مقامِ شناخت و معرفت پر جو لوگ فائز ہیں اور پوری نوع انسان کو ان کے چہروں سے پہچانتے ہیں وہ ان لوگوں کو پکار کر سلام علیکم کریں گے جو جنت میں

(۸) آیات (۴۹ تا ۴۴ / ۷) فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کی ابتدا و انتہا بیان کرنے کے لئے کافی ہیں ۔ تمام مسلمان اور ان کے دونوں قسم کے علما جانتے ہیں کہ سورۂ توبہ کو بطور چیلنج پیش کرنے کے لئے حضرت علی علیہ السلام کو ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ اس لئے کہ ان کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے سامنے شجاعان و سرداران قریش آنکھیں جھکا کر کھڑے ہوتے اور جو تنہا تمام قریش کے بہادروں کو کافی ہوسکتا۔ لہٰذا قرآن کریم نے آپ ہی کو وہ موذن قرار دیا تھا جس کا تذکرہ سورۂ توبہ (۳ / ۹) میں اور یہاں (۴۴ / ۷) میں کیا گیا ہے ۔ اور یہی وہ ہستی ہے جو اذان و نماز کے معاملے میں آج بھی متنازعہ فیہ ہے ۔ ہم یہ دعویٰ کر چکے ہیں کہ قارئین کو ہمارے ترجمہ اور تعبیر میں جہاں وضاحتی الفاظ پر یہ شبہ ہو کہ یہ آیت کے الفاظ میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ تو وہاں ہمارے ذہن میں قرآن یا حدیث ہوتی ہے ۔ خواہ ہم بریکٹ میں حوالہ دیں یا نہ دیں ۔یہاں ایک حدیث سن لیں اور یقین کرلیں:

بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَ نَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ

چہرے ان کے سے اور پکاریں گے رہنے والوں بہشت کے کو کہ سلامتی ہے اوپر تمہارے وہ ابھی نہ

يَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ

داخل کئے گئے بہشت میں اور وہ امید رکھتے ہیں اور جب پھیری جاتی ہیں نظریں ان کی

تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

طرف رہنے والوں آگ کے کہتے ہیں اے رب ہمارے مت کر ہم کو ساتھ قوم ظالموں کے

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ

اور پکاریں گے رہنے والے اعراف کے مردوں کو کہ پہچانتے ہیں ان کو ساتھ چہروں ان کے کے

قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

کہیں گے نہ کفایت کیا تم کو جمع تمہاری نے اور یہ کہ تھے تم تکبر کرتے

داخل ہوچکے اور جو ابھی جنت کے شوق میں داخلے کے لئے آ رہے ہیں (۴۷) اور جب ان کی نظریں جہنمیوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالم قوم کی معیت سے محفوظ رکھنا ہم ان سے بے تعلق ہیں (۴۸) پھر وہ صاحبانؑ معرفت خاص جہنمیوں کو ان کے چہروں سے پہچان پہچان کر پوچھیں گے کہ بتاؤ آج تمہارا اقتدار و جمع پونجی تمہارے کیوں کام نہ آئی اور تمہاری بالادستی اور تکبر کیوں خاک میں مل گیا

عَنْ احمدؒ بن عمر الحلال قَال : سَأَلْتُ اَبَا الْحَسن عليه السلام عن قَوْلِهٖ تَعَالٰی " فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لعنة الله عَلَی الظّٰلِمِين " قال : اَلْمُؤَذِّنُ اميرالمومنين عليه السلام "
(کافی کتاب الحجۃ باب نکت و نتف حدیث نمبر ۷۰)

"احمد بن عمر حلال نے کہا کہ میں نے امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام سے اس آیت (۴۴ / ۷) میں آئے ہوئے مؤذن کی بابت معلوم کیا تو فرمایا کہ وہ مؤذن علی بن ابیطالب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔"

(۸ ۔ الف) مؤذن ہی نہیں بلکہ اعراف پر بھی محمدؐ اور آئمہ اہل بیتؑ ہی فائز ہیں ۔ چلتے چلتے ایک اور حدیث سن لیں اور ہمارے ترجمہ و تعبیر کا زور دیکھتے چلیں ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے جناب مقرن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام يَقُوْل جَاءَ ابْنُ الْكَوَّا اِلٰى اَمِيْرَالمومنين وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ؟ فقال : نَحْنُ عَلَى الاعراف

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت علیؑ کے پاس ابن الکوا آیا اور اس آیت (۴۶ / ۷) کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ اعراف پر ہم ہی ہوں گے اور اپنے تمام انصار کو پہچانتے ہوں گے ۔ ہم ہی وہ صاحبان معرفت واعراف ہیں کہ ہماری معرفت نہ رکھنے والوں کو خدا کی معرفت نہیں ہوسکتی ہے ۔ قیامت کے روز ہم ہی صراط خداوندی پر ہوں گے اور اللہ پوری نوع انسان کو ہمارا تعارف کرائے گا ۔ اور کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک وہ ہماری معرفت نہ رکھتا ہوگا اور ہم اسے نہ پہچانتے ہوں گے ۔ اور کوئی شخص جہنم میں داخل نہ ہو گا جب تک ہم نے اس کو اپنے حلقہ میں شمار کرنے سے انکار نہ کیا ہوگا اور وہ ہمارا منکر نہ رہا ہو گا اور اگر اللہ چاہتا تو خود اپنی معرفت براہ راست لوگوں کو کرا سکتا تھا ۔ لیکن اس نے ایسا نہ چاہا بلکہ یہ چاہا کہ ہم اس کی معرفت کا دروازہ بنیں اور اس کا صراطِ مستقیم قرار پائیں۔ اور اُس کی معرفت و عبادت کی سبیل بنیں۔ اور وہ وجہ بن جائیں جن کے ذریعہ سے وہ اپنی مخلوق پر فضل و کرم و رزق فراہم کرے ۔ چنانچہ جس نے ہماری ولایت سے منہ موڑا اور ہمارے مقابلہ میں کسی اور کو فضیلت دی وہ راہ راست سے گمراہ ہو گیا" (کافی کتاب الحجۃ باب معرفۃ الامام حدیث نمبر ۹)

یہ ہیں محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم وعلی آباءھم وامھاتھم اجمعین ۔ بتائیے کہ ان سے بلند مقام کا تصور عقل انسانی کے قبضہ میں کیسے آسکتا ہے ؟ قرآن کی واضح آیات سے جب یہ ثابت ہے کہ وہ اوّلین مخلوق اور ہر مخلوق کے ہادی ہیں اور ہر مخلوق کے لئے رحمت ہیں ۔ نذیر ہیں تو ان کے سوا اور کون ہوسکتا ہے جو تمام اولاد آدم اور تمام جنات اور تمام دوسری

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ

آیا یہ لوگ ہیں جن پر قسم کھاتے تھے تم کہ نہ پہنچاوے گا اللہ ان کو رحمت

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾

کہا گیا ان کو داخل ہو بہشت میں نہیں ڈر اوپر تمہارے اور نہ تم غمگین ہو گے

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا

اور پکاریں گے رہنے والے آگ کے رہنے والوں بہشت کے کو یہ کہ ڈالو

عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا

اوپر ہمارے پانی سے یا اس چیز سے کہ روزی دی ہے تم کو اللہ نے کہیں گے

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

تحقیق اللہ نے حرام کیا ہے ان دونوں کو اوپر کافروں کے جنہوں نے پکڑا

دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ

دین اپنا تماشہ اور کھیل اور فریب دیا ان کو زندگانی دنیا کی نے پس آج

نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَ

بھول جاویں گے ہم ان کو جیسا بھول گئے تھے وہ دن ملاقات اپنے کی یہ ہے اور

مَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ

جیسا تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے انکار کرتے اور البتہ تحقیق لائے ہم

بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

ان کے پاس کتاب کہ مفصل بیان کیا ہے ہم نے اس کو اوپر علم کے

هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ

واسطے ہدایت کے اور رحمت کے واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں نہیں

(۴۹) اور کیا یہ اہل جنت وہی لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو بہکایا کرتے تھے کہ ان لوگوں کا تو اللہ کی رحمت میں کوئی حصہ نہیں ہے ؟ پھر وہ صاحبانؔ معرفت حضرات جنت میں داخل ہونے والی پارٹیوں سے کہتے جائیں گے کہ تم سب جنت میں اس طرح داخل ہوتے جاؤ کہ تمہارے لئے اب کوئی خوف و غم نہیں ہے (۵۰) اور ذرا ہی دیر میں جہنمی صحابہ بے چین ہوکر جنتی صحابہ کو پکاریں گے کہ آپ لوگ ہم کو پانی دینے کا انتظام کر دو یا اور بھی جو کچھ تمہیں جنت میں خدا نے دیا ہے اس میں سے ہمیں بھی کچھ دے دو۔ جنتیؔ صحابہ جواب دیں گے کہ بلا شک و شبہ اللہ نے پانی اور باقی تمام نعمتیں ان کافروں (حق پوشوں) پر حرام کر دی ہیں (۵۱) جنہوں نے اپنے دین اسلام کو مجتہدانہ کھیل اور تماشہ بنالیاتھا ۔ اور دنیا بٹورنے کے لئے دنیاوی زندگی میں مغرور ہوگئے تھے۔ لہٰذا آج کے دن ہم ان اجتہادی مسلمانوں کو طاق نسیان میں عذاب دیں گے کیوں کہ انہوں نے اپنے اس دن کو قطعاً بھلا رکھا تھا اور ہماری آیات کو زبردستی اپنی مصلحتوں کے ماتحت رگڑتے رہتے تھے ۔ (۵۲) حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں۔ جس کو ہم نے اپنی علمی قابلیت کے معیار پر مفصل کر دیاہے اور ایمان لانے والی ہر قوم کے لئے ہدایت و رحمت ہے (۵۳) اب کیا یہ

اُمتوں (انعام ۳۸ / ۶) کو فرداً فرداً جانتا ہو؟ اور سب کی معرفت رکھتا ہو؟؟؟

(۹) کافر کے معنی آیت (۵۱۔۵۰ / ۷) میں اجتہادی مسلمان ہیں ۔ کوئی انکار کرکے دکھائے ۔

قارئین نوٹ کرتے چلیں کہ یہ ان لوگوں کو کافر کہا گیا ہے جو دیندار تھے مگر انہوں نے اپنے دین کو موم کی ناک اور اجتہادی کھلونا بنا کر دینداری کی تھی ۔ مطلب یہ ہے کہ جہنم میں جانے والے صرف وہی لوگ ہوں گے جو اپنے اپنے زمانہ میں بگڑے ہوئے مسلمان تھے ۔ اور ان ہی کی وجہ سے دنیا میں باقی نظریات وعقائد پھیلے تھے ۔ اگر وہ نہ ہوتے تو کوئی بھی منکر اسلام نہ ہوا ہوتا ۔ ان کے خودساختہ اسلام ، خودساختہ اللہ اور خود ساختہ رسولؐ اور خود کاشتہ عقائد و عبادات و رسومات کا انکار کیا گیا اور ہم خود ان کے منکر مگر جنتی ہیں ۔

لوگ اسکے سوا کسی اور بات کے انتظار میں ہیں کہ وہ انجام اور وہ تاویل سامنے آ جائے جو اس کتاب کا انتہائی مقصد ہے؟ اور جس دن وہ تاویل سامنے آ کھڑی ہوئی تو وہی لوگ جنہوں نے اس کتاب کو پہلے نظر انداز رکھا کہیں گے کہ ہمارے رب کے تمام ہی رسوؑل حق کو لے کر آتے رہے ۔کیا اب ہمیں کوئی سفارش کرنے والے ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کردیں یا ہمارے دوبارہ واپس بھیج دیئے جانے کا انتظام کردیں تاکہ ہم سابقہ عمل درآمد کے بجائے پسندیدہ عمل کر دکھائیں ؟ بہرحال تمہاری قوم نے خود کو خسارہ میں ڈال دیا ہے اور آج ان کی تمام مجتہدانہ ایجادات ان سے گم ہوگئیں۔ (۵۴) یقیناً تمہارا خالق و مالک اور پالنے والا اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو سورج والے دنوں کے شروع ہونے سے پہلے چھ دن میں پیدا کیا اور پھر عرش کی ترتیب و تشکیل مکمل کی اور رات کو دن کے اوپر ڈھک دیتا ہے اور اس طرح دن رات کے پیچھے باقاعدگی سے لگا رہتا ہے ۔ پھر اس سلسلے میں سورج اور چاند پیدا کئے اور ستاروں سمیت تمام مخلوق کو اپنے حکم کا مطیع بنا دیا۔ خبردار ہو کر سنو

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِىْ

انتظار کرتے مگر ظاہر ہونے حقیقت اس کے کی جس دن آوے گی

تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

حقیقت اس کی کہیں گے وہ لوگ کہ بھول گئے تھے اس کو پہلے اس سے تحقیق

جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا

آئے تھے بھیجے ہوئے پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے پس آیا ہیں واسطے ہمارے

مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ

سفارش کرنے والے پس شفاعت کریں واسطے ہمارے یا پھیرے جاویں ہم

فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا

پس عمل کریں سوائے اس کے جو تھے ہم عمل کرتے تحقیق ٹوٹا دیا انہوں نے

اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۟ع اِنَّ رَبَّكُمُ

جانوں اپنی کو اور کھویا گیا ان سے جو کچھ تھے باندھ لیتے تحقیق پروردگار تمہارا

اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا

عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ

اوپر عرش کے ڈھانک دیتا ہے رات کو دن پر ڈھونڈتا ہے اس کو شاب شاب

وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا

اور پیدا کیا سورج کو اور چاند کو اور تارے مسخر کئے ساتھ حکم اس کے کے خبردار ہو

(۱۰) آیت (۵۴ / ۷) تخلیق کائنات کا وہ زمانہ بتاتی ہے جب دن رات نہ تھے ۔

آیت کی ترتیب میں چاند سورج وغیرہ کی تخلیق کے ذکر سے پہلے چھ دن کی مدت بیان کی گئی ہے لہٰذا وہ چھ دن ہمارے آج کل کے دنوں کی طرح کے دن نہیں ہو سکتے ۔ اہل علم جانتے ہیں کہ سورج کے طلوع یا غروب سے دوسرے دن کے طلوع یا غروب تک ایک دن کہلاتا ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کرہ ارض پر بھی ہر جگہ طلوع و غروب کی یہ مدت ایک نہیں ہے ۔ یہیں چھ ماہ کا ایک دن اور چھ ماہ کی ایک رات یعنی ایک سال کا ایک دن بھی ہوتا ہے ۔ اور اللہ نے اپنے ایک دن کو ہمارے ایک ہزار سال کے برابر بھی فرمایا ہے (سورۂ حج ۴۷ / ۲۲) اور ایک دن کو پچاس ہزار سال کے برابر بھی بتایا ہے (سورۂ معارج ۴ / ۷۰) اور جب کائنات کے احوال کو بنظرِ غائر دیکھا جاتا ہے تو ہمارے کروڑوں اور اربوں سال کا بھی ایک ایک دن ہو سکتا ہے ۔ اور اسی قسم کی تفسیر و تشریح کے لئے ہمیں محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام کی احتیاج ہے ۔ اور ہمیشہ رہے گی ۔ اور انؑ کے بغیر ہم قرآن سے جو کچھ حاصل کرسکتے ہیں وہ کل تعلیمات خداوندی کا دس کروڑواں حصہ بھی نہیں ہوسکتا ہے ۔

لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۵۴

واسطے اس کے ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا بہت برکت والا ہے اللہ پروردگار عالموں کا

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ

پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے اور چھپا کر تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا

الْمُعْتَدِیْنَ ۝۵۵ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

حد سے نکل جانے والوں کو اور مت فساد کرو بیچ زمین کے پیچھے درستی اس کی کے

وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ

اور پکارو اس کو ڈر سے اور طمع سے تحقیق رحمت اللہ کی نزدیک ہے

مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۵۶ وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا

نیکی کرنے والوں سے اور وہ ہے جو کہ بھیجتا ہے باؤں کو خوشخبری دینے والی

بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا

آگے رحمت اس کی کے یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں بادل بھاری کو

سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ

ہانک لیجاتے ہیں ہم اس کو طرف شہر مُردہ کی پس اتارتے ہیں ہم اس سے پانی

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ

پس نکالتے ہیں ہم اس سے ہر طرح کے میوے اسی طرح نکالیں گے ہم

الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ

مُردوں کو تاکہ تم نصیحت پکڑو اور شہر پاکیزہ نکلتی ہے کھیتی اس کی

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ

ساتھ حکم پروردگار اس کے کے اور جو خبیث ہے نہیں نکلتی کھیتی اس کی مگر تھوڑی

که تخلیق اور حکومت اللہ کے لئے مخصوص ہے اور بہت برکتوں والا ہے اللہ تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے ۔ (۵۵) اب تم اپنے اسی پروردگار کو گڑگڑا کر عاجزی اور چپکے چپکے پکارتے رہو۔ یقیناً وہ پکارنے اور عبادت میں بھی حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۵۶) اور سنو زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ کو خوف و تن دہی کے ساتھ اور رغبت بھرے دل سے یاد کیا کرو حقیقت یہ ہے کہ اللہ کو رحمتؑ احسان پیشہ لوگوں سے ہروقت بہت قریب رہتی ہے (۵۷) اللہ وہی ہستی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لئے ہوئے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب ہوائیں پانی سے لدے ہوئے بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف ہانک لے جاتاہے چنانچہ ہم وہاں بارش نازل کرتے ہیں اور اس سے ہر قسم کی پھل پھلواری پیدا کرتے ہیں ۔اور اسی قسم کے نظام سے ہم مُردوں کو بھی نکال کر زندہ کردیں گے ۔ شاید تم یہ سب کچھ جان کر سبق حاصل کرو (۵۸) پھر پاکیزہ عمدہ سرزمین میں اللہ کے قانون کے مطابق خوب پھل پھول اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں اور خبیث سرزمین میں ناقص پیدا وار کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔ اس طرح ہم شکر گزار قوم

(۱۱) آیات (۱۵۶ تا ۵۹ / ۷) میں مسلسل اقوام عالم ان کے لیڈروں اور ان کے انبیاؑ کا نام بنام تذکرہ ہے ۔

قارئین حضرت نوحؑ سے لے کر آنحضرتؐ تک تمام نمایاں اقوام اور ان کے لیڈروں کا سلوک اور عملدرآمد رسولؐ کی قوم کو سنانا شروع کیاہے ۔ اس طویل اور مفصل تذکرے میں قومی لیڈروں کے جوابات و اعتراضات کو باقاعدہ نوٹ کریں اور دیکھیں کہ ہر نبیؑ کی قوم نے اپنے نبیؑ کے ساتھ یکساں سلوک کیا۔ سب نے انبیاء علیہم السلام کو گمراہ اور جاہل قرار دیا اور اپنے اپنے مسلک و مذہب کو انبیاؑ کے مقابلہ میں برحق سمجھا۔ ان کی عادات و اصطلاحات و رسومات وعبادات و احکامات ایک ہی مرکز اور ایک ہی ذہنیت کی طرف سے ملے ہوئے معلوم ہوں گے ۔ اور وہ سب انبیاؑ کو اپنے ایسا خاطی انسان مانتے ہوئے پائے جائیں گے۔ پھر ان کے سلوک میں اور آنحضرتؐ کی نام نہاد قوم کے سلوک میں کوئی فرق نہ ملے گا۔ اور جس طرح آنحضرتؐ نے

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿٥٨﴾ ع
اسی طرح بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ شکر کرتے ہیں
لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ
البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف قوم اس کی کے پس کہا اے قوم میری
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ
عبادت کرو اللہ کی نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے تحقیق میں
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ
ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب دن بڑے کے سے کہا سرداروں نے قوم اس کی سے
اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ
تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھ کو بیچ گمراہی ظاہر کے کہا اے قوم میری نہیں مجھ کو گمراہی
وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦١﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ
ولیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے پہنچاتا ہوں میں تم کو پیغام
رَبِّيْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ
پروردگار اپنے کی طرف سے اور خیر خواہی کرتا ہوں تمہاری اور جانتا ہوں
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ
اللہ کی باتوں میں سے جو کچھ تم نہیں جانتے کیا تعجب کرتے ہو تم یہ کہ آئی تمہارے پاس
ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ
نصیحت رب تمہارے کی طرف سے اوپر ایک مرد کے تم میں سے تو کہ ڈراوے تم کو

کے لئے آیات کو کئی کئی پہلوؤں سے الٹ پلٹ کر بیان کرتے ہیں۔ (۵۹) یقیناً ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا اور نوحؑ نے کہا تھا کہ اے میری قوم تم سب اللہ کی عبادت و اطاعت کرو تمہارا اللہ کے سوا کسی اور معبود سے کوئی سروکار نہیں ہے مجھے تمہارے متعلق ایک بہت بڑے ہولناک دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ (۶۰) قوم کے مُلّا لیڈروں نے جواب دیا کہ ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ تم بالکل کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگئے ہو (۶۱) نوحؑ نے کہا کہ اے برادران قوم میں کسی گمراہی میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ تمام جہانوں کے پروردگار کی جانب سے رسولؑ ہوں (۶۲) اور میں اسی کے پیغامات تمہیں پہنچا رہا ہوں اور تمہاری خیر خواہی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تمہیں معلوم نہیں ہے (۶۳) کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے ہی میں سے تمہارے رب نے ایک شخص کے پاس اپنی ہدایات بھیج دی ہیں کہ وہ تمہیں بری باتوں سے ڈرائے

اپنی قوم کی اللہ سے شکایت کی تھی (فرقان ۳۰ / ۲۵) اسی طرح تمام انبیاؑ اپنی اپنی نام نہاد قوم کے شاکی اور ستائے ہوئے ملیں گے۔ یہاں علامہ کے قلم سے بھی دیکھ لیں وہ تمام اقوام بالکل منکر اسلام یا منکر خداوندی نہ تھیں اور ان کا مذہب ومسلک قطعاً وہی تھا جو رسولؑ کی نام نہاد قوم کا تھا۔ لہٰذا قارئین ان کے لئے الفاظ کافر، کفروا، کافرین وغیرہ دیکھ کر گھبرا نہ جائیں انہیں قریش کی طرح اجتہادی مسلمان سمجھیں اور کفر کے حقیقی معنی اختیار کریں یعنی وہ اپنے مجتہدانہ مذہب اور اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے کے لئے انبیاؑ کی حقیقی تعلیم کو عوام سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے اور یہی کفر کے معنی ہیں۔ علامہ کی بات سنئے:

(۱۱۔ الف) رسولؑ کی قوم سابقہ تمام اقوام کی نمائندہ اور ہم خیال وہم مذہب تھی۔ (۱) ”جو پیغام حضرت نوحؑ کا تھا وہی حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تھا۔ جو شبہات اہل مکہ کے سردار حضرت محمدؐ کی رسالت میں ظاہر کرتے تھے۔ وہی شبہات ہزاروں سال پہلے سردارانِ قوم نوحؑ نے حضرت نوحؑ کی رسالت میں ظاہر کئے تھے پھر ان کے جواب میں جو باتیں حضرت نوحؑ کہتے تھے بعینہٖ وہی باتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے تھے۔ آگے چل کر دوسرے انبیا علیھم السلام

وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ	اور تمہیں ذمہ دار قوم بنائے تاکہ تم پر رحم کیا جاسکے ؟ (۶۴) چنانچہ اس کے باوجود نوحؑ کی قوم کے مُلّا دانشوروں نے نوحؑ کو جھٹلایا اور ان کی ہدایات کو ٹھکرا دیا۔ بہر حال ہم نے نوحؑ اور ان کے ساتھی مومنین کو ایک کشتی کے ذریعہ سے بچا لیا اور ان تمام لوگوں کو ڈبو دیا جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے یقیناً وہ پوری قوم اپنے طریقوں کو اندھوں کی طرح مانتی چلی آ رہی تھی (۶۵) اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا اور اس نے کہا کہ اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت و اطاعت کرو

وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ

اور تو کہ بچو تم اور تو کہ تم رحم کئے جاؤ پس جھٹلایا اس کو پس نجات دی ہم نے

وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا

اس کو اور ان لوگوں کو کہ ساتھ اس کے تھے بیچ کشتی کے اور ڈبو دیا ہم نے

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع ۸/۱۵ وَ

ان لوگوں کو کہ جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو تحقیق وہ تھے قوم اندھے اور

اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

بھیجا طرف عاد کی بھائی ان کے ہودؑ کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کی

اور ان کی قوموں کے جو قصے مسلسل بیان ہو رہے ہیں ان میں بھی یہی دکھایا گیا ہے کہ ہر نبی کی قوم کا رویہ اہل مکہ کے رویے سے اور ہر نبی کی تقریر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے ہوبہو مشابہ ہے۔ اس سے قرآن اپنے مخاطبوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ انسان کی گمراہی ہر زمانے میں بنیادی طور پر ایک ہی طرح کی رہی ہے۔ اور خدا کے بھیجے ہوئے معلموں کی دعوت بھی ہر عہد اور ہر سرزمین میں یکساں رہی ہے۔ اور ٹھیک اسی طرح ان لوگوں کا انجام بھی ایک جیسا ہوا ہے اور ہوگا۔ جنہوں نے انبیاؑ کی دعوت سے منہ موڑا اور اپنی گمراہی پر اصرار کیا۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲) اور یہ بھی سن لیں کہ: (۲) "یہاں اور دوسرے مقامات پر حضرت نوحؑ اور ان کی قوم کا جو حال قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ یہ قوم نہ تو اللہ کے وجود کی منکر تھی نہ اس سے ناواقف تھی نہ اسے اللہ کی عبادت سے انکار تھا۔ بلکہ اصل گمراہی جس میں وہ مبتلا ہو گئی تھی شرک کی گمراہی تھی۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۱) ان دونوں بیانات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ رسولؐ کی قوم والا ابلیسی مذہب اسلام کے پردوں میں لپیٹ کر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔ اور ابلیس کے مشن کی تائید میں یہ لوگ بھی انبیاؑ علیہم السلام کو خاطی و غلط کار ماننے کی بنا پر اپنے علما اور لیڈروں کو خلافت الٰہیہ اور نبوت میں شریک مانتے چلے آ رہے تھے۔ اور اس شرک کی بنا پر وہ گمراہ اور جہنمی تھے۔ علامہ مودودی سردارانِ قریش کے مشن کی قدامت یوں بتاتے ہیں کہ:

(۱۱-ب) سردارانِ قریش نے دین میں شرکت کی بڑی قدیم سند اختیار کی تھی۔

"حضرت نوحؑ کی قوم میں ایک خاص طبقہ پیدا ہو گیا جو تمام مذہبی، سیاسی اور معاشی اقتدار کا مالک بن بیٹھا۔ اور اس نے انسانوں میں اونچ اور نیچ کی تقسیم پیدا کر دی، اجتماعی زندگی کو ظلم و فساد سے بھر دیا اور اخلاقی فسق و فجور سے انسانیت کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس حالت کو بدلنے کے لئے ایک زمانۂ دراز تک انتہائی صبر و حکمت کے ساتھ کوشش کی۔ مگر عامۃالناس کو ان (لیڈر۔احسن) لوگوں نے اپنے مکر کے جال میں ایسا پھانس رکھا تھا کہ اصلاح کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۱)

(۱۱-ج) قوم ھود اور قریش کے شرک کی تفصیل کی ذیل میں شیعہ اور سنی بزرگوں کی مثالیں اور توہین۔

علامہ مودودی کھل کر یہ بتاتے ہیں کہ حضرت نوحؑ سے لے کر سرداران قریش تک مشرک اقوام کے نقش قدم پر علامہ کے زمانہ میں مسلمان بھی رواں دواں چلے جا رہے ہیں۔ سنئے اور اپنے بزرگوں کو پہچانیئے اور علامہ کو داد دیجیئے ارشاد ہے کہ: "اس کی مثالیں موجودہ زمانہ میں بھی ہمیں ملتی ہیں۔ کسی انسان کو لوگ مشکل کشا کہتے ہیں، حالانکہ مشکل کشائی کی کوئی طاقت اس کے پاس نہیں ہے۔ کسی کو گنج بخش کے نام سے پکارتے ہیں، حالانکہ اس کے پاس کوئی گنج (خزانہ۔احسن) نہیں کہ کسی کو بخشے۔ کسی کے لئے داتا کا لفظ بولتے ہیں، حالانکہ وہ کسی شے کا مالک نہیں کہ داتا بن سکے۔ کسی کو غریب نواز کے

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ

نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے کیا پس نہیں ڈرتے کہا

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ

سرداروں نے جو کافر ہوئے تھے قوم اس کی سے تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھ کو بیچ

سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ

بے وقوفی کے اور البتہ گمان کرتے ہیں ہم تجھ کو جھوٹوں سے کہا اے قوم میری

لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

نہیں مجھ کو بے وقوفی ولیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ

پہنچاتا ہوں میں تم کو پیغام رب اپنے کی طرف سے اور میں واسطے تمہارے

نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ

خیر خواہ ہوں امانت والا کیا تعجب کیا تم نے یہ کہ آئی تمہارے پاس نصیحت

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ

رب تمہارے کی طرف سے اوپر ایک مرد کے تم میں سے تو کہ ڈراوے تم کو

وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ

اور یاد کرو کہ جس وقت کیا تم کو جانشین پیچھے قوم نوحؑ کے اور زیادہ کیا تم کو

فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

بیچ پیدائش کے پھیلاؤ پس یاد کرو نعمتیں اللہ کی تو کہ تم فلاح پاؤ

تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۔کیا تم پرہیز گاری پسند نہیں کرتے ہو (۶۶) قوم عاد کے مُلّا لیڈروں نے جو حقائق کو چھپانے میں مصروف تھے کہا تھا کہ ہم آپ کو جس حال میں دیکھتے رہتے ہیں اس کو ہم بے وقوفانہ عمل سمجھتے ہیں اور ہمارا خیال یہ ہے کہ تم جھوٹے لوگوں میں سے ایک آدمی ہو (۶۷) ہودؑ نے کہا کہ اے میری قوم کے مُلّا لوگو میرے ساتھ بے وقوفی کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کے برعکس میں تو رب العالمین کی جانب سے رسولؑ مبعوث ہوا ہوں ۔ (۶۸) میں تو تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچا رہا ہوں اور ساتھ ہی میں تمہارے لئے ایک امانت دار اور نصیحت کرنے والا ہمدرد ہوں (۶۹) کیا تمہیں اس پر حیرانی ہے کہ تمہارے رب نے تمہارے لئے اپنی ہدایت تم ہی میں سے ایک شخص کے پاس کیوں بھیج دیں ؟ تاکہ وہ تم میں سے ہوتے ہوئے بھی تمہیں تنذیر کرے ؟ تم ذرا اس صورت حال کو یاد کرو جب اللہ نے تمہیں نوحؑ کی قوم کے بعد خلیفہ بنایا تھا۔ اور تمہیں خلق خدا میں بالادستی ، تونمندی اور فارغ البالی و خوشحالی عطا کی تھی ۔چنانچہ تم لوگ اللہ کی نعمتوں اور احسانات پر شکر بھی ادا کر لیا کرو تاکہ تم تباہی کی جگہ فلاح یاب ہو سکو

نام سے موسوم کر دیا گیا ہے، حالانکہ وہ غریب اس اقتدار میں کوئی حصہ نہیں رکھتا جس کی بنا پر وہ کسی غریب کو نواز سکے۔ کسی کو غوث (فریاد رس۔احسنؔ) کہا جاتا ہے ۔ حالانکہ وہ کوئی زور نہیں رکھتا کہ کسی کی فریاد کو پہنچ سکے۔'' (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۶) قارئین غور سے سنیں کہ اللہ و رسولؑ نے قریشی لیڈروں کو تو اس لئے دینی شرکت سے الگ کیا تھا کہ ان کے لئے کوئی سلطانی دلیل ایسی موجود نہ تھی جس سے یہ ثابت ہوتا کہ اللہ نے ان کو اپنی حکومت و اقتدار و اطاعت وفضل و کرم میں شریک کیا ہے ۔ (انعام ۸۱۔۸۰ / ۶، ۹۰ / ۶) قریشی راہنماؤں کا جب زور ٹوٹ گیا تو انہوں نے احتجاج بند کر دیا اور ہاتھ باندھ کر بادلِ نخواستہ اسلام کا نقاب پہن لیا ۔ اور اپنے مرشد ابلیس کی سنت کے ماتحت یہ طے کر لیا کہ جب ہمیں اقتدار حاصل ہو جائے گا تو ہم ان تمام ذوات مقدسّہ کو اسی طرح دینی شرکت سے خارج کر دیں گے جیسے ہمارے لیڈروں اور مقدس راہنماؤں کو الگ کیا گیا ہے ۔ چنانچہ مسلمانوں میں اس گروہ نے عام بزرگوں ہی کو نہیں، آل محمدؐ ہی کو نہیں بلکہ خود محمدؐ مصطفی کو بھی اللہ سے جدا کرنے کو خالص توحید قرار دے دیا چنانچہ آج یا محمدؐ کہنا، ان سے کوئی درخواست کرنا ، حتّٰی کہ سلام کرنا بھی شرک قرار دیا جا چکا ہے ۔ وہابی اور بریلوی کا جھگڑا یہی ہے اور مودودی ان کے سردار ہیں ۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ

کہا انہوں نے کیا آیا ہے تو ہمارے پاس اس واسطے کہ عبادت کریں ہم اللہ

وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا

کیلے کی اور چھوڑدیں ہم جو کچھ تھے عبادت کرتے باپ ہمارے پس لے آ

بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ

ہمارے پاس جو کچھ کہ تو وعدہ دیتا ہے ہم کو اگر ہے تو سچوں سے کہا کہ تحقیق

وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ

واقع ہوااوپر تمہارے پروردگار تمہارے سے عذاب اور غصہ کیا جھگڑتے ہو تم مجھ

فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا

سے بیچ ناموں کے کہ رکھ لئے ہیں وہ نام تم نے اور باپوں تمہارے نے نہیں

نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

اتاری اللہ نے واسطے ان کے کچھ دلیل پس منتظر رہو تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ

منتظر رہنے والوں سے ہوں پس نجات دی ہم نے اس کو اور ان لوگوں کو کہ

(۷۰) ان لیڈروں اور مُلّاؤں نے کہا کہ کیا تو صرف اس لئے آیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو اللہ سے الگ کر کے منتشر کردیں اور ان کا نام اللہ کے ساتھ لینا چھوڑ کر تنہا اللہ کی عبادت کیا کریں جن لوگوں کے ناموں کو ہمارے آباؤ اجداد نے ہمیشہ اللہ کے ساتھ رکھا ؟ اگر ایسا ہی ہے تو تم اگر سچے آدمی ہو تو اپنی دھمکی پوری کر دکھاؤ ۔(۷۱) ہودؑ نے کہا ٹھیک ہے تم پر تمہارے رب کا غضب اور پھٹکار لازم ہو گئے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کو عبادت میں شامل رکھنے پر جھگڑا کرنا چاہتے ہو جو تم نے اور تمہارے آباؤاجداد نے خود ہی عبادت میں شریک کر رکھے ہیں حالانکہ ان ناموں کو اللہ کی عبادت میں شامل کرنے کے لئے اللہ نے کوئی سلطانی سند نازل نہیں کی ہے بہرحال تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں رہوں گا (۷۲) چنانچہ اس چیلنج پر ہم نے ہودؑ اور ان کے ساتھی مومنین کو اپنی رحمت میں محفوظ کر دیا اور جن لوگوں

(۱۲) آیت (۶۹ / ۷) اور (۷۴ / ۷) میں مجرموں کی خلافت اور خلفاء کا پھر ذکر ہوا ہے۔

پہلے تو قارئین یہ غور فرمائیں کہ علامہ بڑے کھلے دل سے یہ ثابت کرتے چلے آرہے ہیں کہ حضرت نوحؑ سے لے کر تمام انبیاء علیہم السلام کی اقوام "ہو بہو" قریش کی طرح تھیں (تازہ تشریحات ۔۱۱۔ الف ۔ب ۔ج) لیکن جب ان باغی اور مجرم اقوام کو خلافت دیئے جانے کا ذکر آیا تو وہاں یہ سوچ کر کہ اگر صحیح ترجمہ کر دیا تو قریشی خلافت بھی باطل ہو جائے گی اس لئے علامہ کی تحریف ملاحظہ کرلیں۔

(۱۲۔الف) خلفاء کو بچانے کے لئے قرآن میں تحریف جائز ہے؟۔

(۱) اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ ﴿۶۹﴾ الاعراف

(۱) "تمہارے رب نے نوحؑ کی قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۵)

(۱) علامہ رفیع الدین : "جس وقت کیا تم کو جانشین پیچھے قوم نوحؑ کے" (اعراف ۶۹ / ۷)

(۲) اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ ﴿۷۴﴾ الاعراف

(۲) علامہ کا ترجمہ: "جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں اس کا جانشین بنایا" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۹)

(۲) علامہ رفیع الدین : "جس وقت کیا تم کو جانشین پیچھے عاد کے" (۷۴ / ۷)

یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ علامہ نے اپنی طرف سے دونوں جگہ الفاظ "اس کا" بڑھا کر پہلے نوحؑ کی قوم کا جانشین بنا دیا پھر قوم عاد کا جانشین بنا دیا ہے ۔ تاکہ بات کی سنگینی کم ہو جائے اس لئے کہ قوموں کے جانشین تو دشمنانِ خداوندی بھی بنتے آئے ہیں ۔ حالانکہ بات یہ ہو رہی ہے کہ اللہ نے ان کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور پھر عذاب دیا تھا۔ اور علامہ نے باقاعدہ یہ تسلیم کیا تھا۔ کہ اللہ نے مجرم قسم کی اقوام کو بھی آزمائش کے لئے خلافت دی تھی (یونس ۱۵۔ ۱۳ / ۱۰ تشریح نمبر ۴) اور ان کے غلط عملدرآمد پر انہیں میدان سے ہٹا دیا تھا اور اسی طرح قریش کو بھی خلافت دی گئی تھی۔ (انعام ۶۵ / ۶ تشریح ۳۶)

اب صرف اس قدر ماننا تھا کہ حضرت نوحؑ کی قوم کے بعد اور قوم عاد کے بعد بھی اللہ نے اقوام کو خلافت دی تھی اور ان میں خلیفہ بنائے تھے اور پھر ان خلفاء کو عذاب دیا تھا۔ یعنی یہ کہ اللہ کے بنائے ہوئے خلفاء بھی جہنمی ہوسکتے ہیں۔ لیکن اوّل تو علامہ نے خلفاء کا ترجمہ جانشین کرنا ضروری سمجھا حالانکہ تمام اردو دان خلیفہ کے اور خلفاء کے ترجمے کے محتاج نہیں ہیں پھر جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے اور باطل خلافت کا تصور دور رکھنے کے لئے ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ ان خلفاء کو قوم نوحؑ اور قوم عاد کا جانشین اپنے قلم سے کر ڈالنے کی جسارت کی تاکہ بات بالکل ختم ہو کر رہ جائے لیکن ہم ہر غلط مترجم کو اور ہر تحریف کرنے والے کو عوام کے سامنے رسوا کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ یہ مصنوعی رعب داب و اعتماد کی دیوار گر جائے آیئے پھر ایک آیت پڑھیں اللہ نے فرمایا ہے کہ:

أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ﴿٦٢﴾ النمل

"کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۹۱)

علامہ سے کوئی پوچھتا کہ جناب یہاں بھی وہی لفظ۔ خُلَفَآءَ آیا ہے جو دو جگہ پہلے آیا تھا (۶۹،۷۴ / ۷) یہاں اگر اس کا ترجمہ نہ کرنے سے کام ٹھیک چلتا ہے تو وہاں کیوں کام نہ چلتا تھا؟ اس لئے ناکہ لوگوں کو قریش کی باطل خلافت یاد آجاتی؟ علامہ کا جواب بھی سن لیں لکھا ہے کہ: "اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم اٹھاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ تم کو زمین میں تصرف اور فرمانروائی کے اختیارات عطا کرتا ہے۔"

"(تفہیم القرآن ۳ صفحہ ۵۹۲ حاشیہ ۷۷) اگر علامہ نے قرآن کے ساتھ قریشی سلوک نہ کیا ہوتا تو دونوں آیات کا ترجمہ یوں ہوتا کہ:

(۱) "جب تمہارے رب نے نوحؑ کی قوم کے بعد تم کو خلیفہ بنایا اور تمہیں تصرف اور فرمانروائی عطا کی۔" (اعراف ۶۹ / ۷) اور

(۲) "جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں خلیفہ بنایا اور تمہیں تصرف اور فرمانروائی عطا کی۔" (اعراف ۷۴ / ۷)

ان صحیح ترجموں سے یہ بات طے ہوجاتی ہے کہ جس طرح ان قوموں کو خلافت وحکومت و اقتدار دیا تھا اسی طرح قریش کو بھی خلافت وحکومت و اقتدار دیا تھا۔ اور جس طرح وہ اقوام اپنے ظلم وسرکشی کی بنا پر غضب خداوندی سے دوچار ہوئیں اسی طرح آنحضرتؐ کی قوم بھی عذاب جہنم کی مستحق ہوئی تھی۔ بہرحال علامہ صحیح ترجمہ کریں یا نہ کریں قرآن میں اللہ نے یہی فرمایا ہے۔ اور قطعاً قریشی خلافت پر پردہ نہیں ڈالا ہے۔ اور باربار اس خلافت اور اس کے خلفا کو باطل و مذموم قرار دیا ہے (یونس ۱۵۔۱۳ / ۱۰)

(۱۳) آیت (۷۰ / ۷) میں توحید و عبادت پر مشرکین کے اعتراض کا زور اور مطلب؟

اس آیہ مبارکہ (۷۰ / ۷) کے الفاظ سے یہ فائدہ اٹھایا گیا ہے کہ نظام شرکت کے قائل لوگ خالص توحید کو بڑی شدت سے ناپسند کرتے تھے اور عبادت خداوندی میں کچھ اور معبودانِ باطل کو شامل کر رکھا تھا اور اللہ کے ساتھ ساتھ ان کی بھی اللہ کی طرح اور اللہ ہی جیسی عبادت کی جاتی تھی اس قسم کا تصور ملکی حکومتوں نے پیدا کیا تھا حقیقت یہ تھی کہ جس طرح آج مسلمانوں سے یہ کہاجائے کہ نماز میں سے یا دیگر عبادات و خطبات میں سے محمدؐ و آل محمدؐ کا نام نکال دو اور کوئی ایسی دعا نہ پڑھو جس میں محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم میں سے کسی کا نام آتا ہو تو مسلمان خفا ہو جائیں گے اور ہرگز ایسی نماز نہ پڑھیں گے جس میں ذکر محمدؐ و آل محمدؐ نہ ہو اور جواب میں کہہ دیں گے کہ: "نماز میں درود پڑھنا واجب ہے اگر درود چھوڑ دیا جائے تو نماز باطل ہے اس حدیث کو خلیفہ دوم حضرت عمرؓ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عمر نے روایت کیا ہے اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اس سے سوفیصد متفق ہیں"

ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ و احمد رحمهما الله تعالىٰ إلىٰ إنَّهَا وَاجِبَةٌ لَوْ تَرَكْتَ لَمْ تصحّ الصَّلٰوة وَهُوَ مَرْوِيٌّ عن عمر بن الخطاب و ابنه عبدالله رضی الله عنهما (صحیح مُسلم۔ کتاب الصلوٰۃ علی النبیؐ۔ جلد اوّل صفحہ ۱۷۵۔ (نور محمدؐ اصح المطابع)

(۱۳۔ الف) نماز میں درود پڑھنے کا صحیح طریقہ بخاری سے۔

قارئین کو درود پڑھتے ہوئے ساری عمر گزرگئی آج آپ اپنے درود کے الفاظ کی تصدیق بخاری سے کرلیں۔

عَن كَعْب بن عُجره قِيْلَ يَارَسولَ اللهِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ محمدٍ وَآل محمدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلىٰ آل ابراهيم اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اللّٰهم بارك على محمدٍ وآل محمدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلىٰ آلِ ابراهيمَ

"یا رسول اللہ ہم آپ پر سلام بھیجنا تو خوب جانتے ہیں مگر

یہ بتائیں کہ آپ پر درود بھیجنے میں کیا کہا کریں ؟ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ: "تم درود میں یوں کہا کرو کہ۔ اے اللہ محمدؐ اور ان کی آلؑ پر صلوٰۃ بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ کی آل پر صلوٰۃ بھیجی تھی۔ اور یقیناً تو ہی حمد اور عزت کا مستحق ہے ۔ اور اے اللہ محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی برکتیں نازل فرماتا رہ ۔ جیسا کہ تو نے آل ابراہیمؑ پر برکت نازل کی تھی اور یقیناً تو ہی حمید و مجید ہے ۔" (بخاری ۔ کتاب التفسیر باب ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی جلد دوم صفحہ ۷۰۸ پارہ نمبر۱۹)

(۱۳ ۔ب) نماز میں اللہ کے علاوہ اور بھی بہت سے نام ہیں جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی ۔

ہم حقیقی مشرکین کا منہ بند کرنے کے لئے ایسی باتیں لکھنے پر مجبور ہیں جن کو اُمت مسلمہ کا بچہ بچہ جانتا اور ان پر عمل کرتا ہے ۔

قال عبداللہ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلیٰ جبرئیل و میکائیل السلام علیٰ فلان و فلان ۔ السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ السلام علینا و علیٰ عباداللہ الصالحین ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب التشھد جلد اول صفحہ ۱۱۵ پارہ نمبر ۴)

بہرحال صحابہ کرام رسولؐ اللہ کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے جبرائیل و میکائیل پر بھی سلام بھیجتے تھے اور کچھ مقدس لوگوں پر نام بنام سلام بھیجتے تھے جن کے ناموں کو صحیح بخاری میں لکھنے کی اجازت نہیں مل سکی ۔ اس لئے فلاں و فلاں کہہ کر بات ٹال دی گئی پھر رسولؐ اللہ پر سلام بھیجا جاتا تھا اور سارے نیک بندوں کو نماز میں سلام سے یاد کرنا ضروری تھا اور آج تک یہ سب کچھ ضروری ہے اور ہم ایسی ہر عبادت کو باطل اور شیطانی عبادت سمجھتے ہیں جس سے نبوت و امامت کو خارج کر دیا جائے ایسا خالص توحید پرست ابلیس اور اس کے پیروؤں کے علاوہ اور کوئی نہیں گزرا ہے رہ گیا ان کو شریک کرنے کی سلطانی دلیل تو قرآن میں دیکھیں کہ اللہ اور اس کے ملائکہ ہر لحہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اور تمام اہل ایمان کو اسی کا حکم دیتے ہیں ۔ (احزاب ۵۶ / ۳۳) یعنی اللہ نے مسلمانوں پر تو درود بھیجنے کی عبادت بعد میں واجب کی تھی لیکن محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتے رہنا اپنے اور اپنے ملائکہ پر کہیں پہلے لازم کرلیا تھا ۔ بہرحال ہمیں قرآن میں بار بار اور طرح طرح سے محمدؐ و آل محمدؐ کو اذکار و عبادات خداوندی میں شریک رکھنے کا حکم ملا ہے ۔ اور انہیں اللہ سے کسی صورت و کسی حال میں جدا کرنا حقیقی کفر بتایا ہے ۔ (نساء ۱۵۱۔۱۵۰ / ۴) لہٰذا یہ فیصلہ ہو گیا کہ مشرک علما نے اپنے بزرگوں کا انتقام لینے کے لئے محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم کو اور ان سے فیض یافتہ اولیا اللہ کو اللہ سے جدا کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور بات بات میں شرک شرک کے فتوے اور نعرے پھینکتے رہتے ہیں اور قرآن سے ناواقف پبلک کو غلط راہوں پر ڈالنے کے لئے ابلیس کی طرح توحید پرستی کی آڑ لیتے ہیں حالانکہ ان کے بڑے سے بڑے عالم سے آج تک توحید کی تعریف و وضاحت بھی نہ ہو سکی ۔ اور ان کے قلم سے جو خدا پیش کیا گیا ہے وہ ایک بہت بڑے مہیب و بے رحم و بے عقل دیو سے زیادہ نہیں ہے اور تمام ہوشمند لوگوں نے ایسے اللہ کا انکار کیا اور مذاق اڑایا ہے ان کے جانشینوں سے پوچھئے کہ تم اپنا سر زمین پر ٹکاتے ہو اور کہتے یہ ہو کہ تم نے خدا کو سجدہ کیا ہے بتاؤ کہ کیا یہ زمین اللہ ہے ؟ ان سے پوچھو کہ تم عبادت کے لئے کعبہ کی طرف منہ کرتے ہو بتاؤ کہ کیا خدا کعبہ میں ہے ؟ اور تمہاری پشت کے پیچھے نہیں ہے ؟ سر کے اوپر دہنے بائیں اور پیروں کے نیچے نہیں ہے؟ ہمیں کوئی عقلی اور مادی دلیل دے کر سمجھائیں کہ ہم تمہیں زمین اور کعبہ اور سمتوں کے پجاری کہہ کر مشرک کیوں نہ کہیں؟ قارئین سنیں کہ ان میں سے جو عالم خود کو چودھری اور اپنے مسلک کا سب سے بڑا راہنما کہتا ہو ۔ اسے ہم سے رابطہ قائم کرنے اور اپنی مسلّمہ توحید کے ثبوت میں عقل و قرآن سے گفتگو کرنے کا تقاضہ کریں ۔

(۱۳ ۔ ج) آیت (۷۰ / ۷) میں اللہ کی عبادت میں شرکت کے معنی اور مشرکین اور علامہ کا حقیقی منشا ۔

قومی علما نے شرک فی العبادت میں بھی مشرکین عرب پر تہمت لگائی ہے تاکہ پہلے یہ ثابت کریں کہ اللہ کی عبادت میں کسی اور ہستی کا نام کسی حیثیت سے لینا بھی گناہ اور شرک ہے اور مشرکین عرب اللہ کے علاوہ اپنے لیڈروں اور بزرگوں کی عبادت اللہ کی عبادت میں شریک کرتے تھے ۔ اور قرآن میں اس کی ممانعت آئی ہے لہٰذا مسلمانوں کو بھی کسی عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی اور کا نام شامل کرنے کی ممانعت ہے ۔ مطلب یہ تھا کہ مشرکین عرب پر جھوٹا الزام عائد کرکے شرک کی

آڑ میں محمدؐ و آل محمدؐ کے ناموں کو نماز وغیرہ میں شامل رکھنا شرک قرار دے کر ابلیس والی بلا نبوت توحیدی عبادت جاری کر سکیں لیکن علامہ نے غلطی سے یہ راز فاش کر دیا سنیئے فرماتے ہیں کہ :

(۱۳۔ د) وہ کون سے کام ہیں جن کو عبادت خداوندی میں شرک قرار دیا گیا ہے ؟ "شیطان کو اس معنی میں تو کوئی بھی معبود نہیں بناتا کہ اس کے آگے مراسم پرستش ادا کرتا ہو۔ اور اس کو الوہیت کا درجہ دیتا ہو البتہ اسے معبود بنانے کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور جدھر جدھر وہ چلاتا ہے ادھر چلتاہے۔ گویا کہ یہ اس کا بندہ ہے اور وہ اس کا خدا۔ اس سے معلوم ہوا کہ:
"کسی کے احکام کی بے چوں و چرا اطاعت اور اندھی پیروی کرنے کا نام بھی "عبادت" ہے۔ اور جو شخص اس طرح کی اطاعت کرتاہے وہ دراصل اس کی عبادت بجا لاتاہے۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۳۹۷۔ ۳۹۸حاشیہ ۱۴۵)
یہاں یہ نوٹ کرکے دوسرا بیان پڑھیں کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں عبادت کا تذکرہ ہواہے وہاں ہر جگہ عبادت کے معنی میں بے چون چرا اطاعت بھی داخل ہے اور یہ کہ قومی علما کے نزدیک آنحضرتؐ کی بے چون وچرا اطاعت بھی عبادت خداوندی میں شرک اور گناہ عظیم ہے اور ہمارے نزدیک وہ تمام مسلمان جو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے چون وچرا اطاعت اور اندھی پیروی پر عامل یا اس کے قائل نہ ہوں حقیقی مشرک و جہنمی ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ:

(۱۳۔ ہ) حقیقی مشرکین پر اپنے لیڈروں اور بزرگوں کو خدا بنانے والا دھوکہ ؟ قرآن میں مشرکوں کے متعلق جگہ جگہ یہ آتا ہے کہ انہوں نے فلاں فلاں ہستیوں کو اپنا اللہ یا معبود بنا رکھا ہے۔ اس کے صحیح معنی یہ نہیں ہیں کہ واقعی وہ لوگ خداکے سوا کسی اور کو اپنا حقیقی معبود یا اللہ سمجھتے تھے۔ اس بات سے قریشی علمانے مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے اور اس ترکیب کا مطلب بھی وہی تھا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کو اللہ سے الگ کیاجائے اور نام قرآن کا لیا جائے آیئے۔ خدا بنانے کا مطلب علامہ مودودی کی زبانی رسولؐ اللہ سے سنئے۔ لکھاہے کہ۔
"حدیث میں آتاہے کہ حضرت عدیؓ بن حاتمؓ، جو پہلے عیسائی تھے ،جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے تو انہوں نے منجملہ اور سوالات کے ایک یہ سوال بھی کیا تھا کہ اس آیت (توبہ ۳۱ / ۹) میں ہم پر اپنے علما اور درویشوں کو خدا بنا لینے (ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ﴿٣١﴾ التوبۃ) کا جو الزام عائد کیا گیا ہے اس کی اصلیت کیا ہے؟ جواب میں حضورؐ نے فرمایا کہ،"کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو کچھ یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم حرام مان لیتے ہو اور جو کچھ یہ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو؟" انہوں نے عرض کیا کہ یہ تو ضرور ہم کرتے رہے ہیں۔" فرمایا بس یہی ان کو خدا بنا لینا ہے۔"

(۱۳۔ و) مجتہدین مقلدین کے خدا ہوتے ہیں۔ مودودی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کی سند کے بغیر جولوگ انسانی زندگی کے لئے جائز و ناجائز کی حدود مقرر کرتے ہیں وہ دراصل خدائی کے مقام پر بزعم خود متمکن ہوتے ہیں اور جو ان کے اس حق شریعت سازی کو تسلیم کرتے ہیں وہ انہیں خدا بناتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۱۸۹۔۱۹۰ حاشیہ ۳۱)

(۱۳۔ ز) معبود بنانے اور سمجھنے کی ایک اور معنوی صورت مدد مانگنا۔ اب یہ دیکھیں کہ کسی سے مدد مانگنا بھی اس کو خدا بنا دینا ہے۔ اس ترکیب سے محمدؐ وآل محمدؐ کو دعاؤں میں وسیلہ اور واسطہ بنانے سے روکنا مقصود ہے۔ سنئے:
"اس سے صاف معلوم ہوتا ہے (بنی اسرائیل ۵۶ / ۱۷) کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا ہی شرک نہیں ہے۔ بلکہ خداکے سواکسی دوسری ہستی سے دعامانگنا یااس کو مدد کے لئے پکارنا بھی شرک ہے۔ دعااور استمداد واستعانت، اپنی حقیقت کے اعتبار سے عبادت ہی ہیں اور غیر اللہ سے مناجات کرنے والا ویسا ہی مجرم ہے جیسا ایک بت پرست مجرم ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۶۲۵حاشیہ ۶۴)
اب علامہ اور قریب آتے ہیں اور آنحضرتؐ کو ملائکہ اور انبیاؑ کے ساتھ لپیٹ کر دعا اور استمداد سے خارج کرتے ہیں۔

(۱۳۔ ح) ملائکہ اور انبیاؑ سے جدائی کا ایک رخ اور مشرکوں کے معبود پتھر کے بت نہ تھے انبیاؑ و ملائکہ تھے۔
"یہ الفاظ (بنی اسرائیل ۵۷ / ۱۷) خود گواہی دے رہے ہیں کہ مشرکین کے جن معبودوں اور فریاد رسوں کا یہاں ذکر کیا جا رہا

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ

ساتھ اس کے تھے ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے اور کاٹ ڈالی ہم نے جڑ

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ

ان لوگوں کی کہ جھٹلایا تھا نشانیوں ہماری کو اور نہ تھے ایمان لانے والوں سے اور

اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

بھیجا طرف ثمود کے بھائی ان کے صالح کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ

نہیں ہے واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل

نے ہماری آیات کا غلط استعمال کیا تھا اور جو لوگ کہ ایمان لانے والے نہ تھے ان کی بنیادیں اکھاڑ دیں (۷۳) اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا تھا اور صالح نے بھی اپنی قوم سے یہی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے معجزہ ظاہر کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ یہ دیکھو یہ اللہ کی عطا کردہ اونٹنی ہے تم اسے

ہے ان سے مراد پتھر کے بت نہیں ہیں، بلکہ یا تو فرشتے ہیں یا گزرے ہوئے زمانے کے برگزیدہ انسان۔ مطلب صاف صاف یہ ہے کہ انبیاءؑ ہوں یا اولیاء یا فرشتے کسی کی بھی یہ طاقت نہیں ہے کہ تمہاری دعائیں سُنے اور تمہاری مدد کو پہنچے۔ تم حاجت روائی کے لئے ان کو وسیلہ بنا رہے ہو اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔ اور اس کا زیادہ سے زیادہ تقرب حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈھ رہے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۲۵ حاشیہ ۶۵) علامہ نے چونکہ عقل کے اوپر قومی پالیسی کا غلاف چڑھا دیا ہے۔ اس لئے اس آیت کے الفاظ سے حقیقی مدعا نہ سمجھ سکے آیت میں فرمایا ہے کہ:

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ ﴿۵۷﴾ الاسراء

علامہ کا ترجمہ: " وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے۔ اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں" (ایضاً صفحہ ۶۲۵ جلد ۲)

(۱۳۔ ط) مومنین اور قرآن آنحضرتؐ کو سارے جہانوں کے لئے رحمۃ سمجھتے ہیں؟ قارئین وہ بات سمجھیں جو ایمان رکھنے والی عقل سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اس آیت (۵۷ / ۱۷) میں ایک پارٹی اللہ تعالیٰ ہے جس کی قربت اور رحمت درکار ہے۔ دوسری پارٹی قرآن کے الفاظ میں وہ لوگ ہیں جن کو لوگ اپنی دعاؤں میں پکارتے ہیں اور وہ خود بھی اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لئے اللہ کے حضور کسی وسیلے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ سوچئے کہ یہ وسیلہ تیسری پارٹی ہے۔ اگر یہ وسیلہ مل جائے تو اللہ کی قربت و رحمت حاصل ہو جائے۔ سوال یہ ہے کہ یہ وسیلہ کون ہے؟ جواب یہ ہے کہ وہ جو اللہ کی رحمت و قربت ہے اور تمام عالمین کے لئے، خواہ ملائکہ ہوں یا انبیاءؑ ہوں یا دوسرے برگزیدہ بزرگ ہوں سب کے لئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ رحمت و قربت ہیں۔ اور وہ وسیلہ ہیں۔ جس کے بغیر مغفرت بھی نصیب نہیں ہوتی (نساء ۶۴ / ۴) بہرحال علامہ کو آگے بڑھنے دیجئے تاکہ وہ بتدریج دل کی بات بھی کہہ دیں۔ فرماتے ہیں کہ:

(۱۳۔ ی) اللہ کے علاوہ کسی اور کا شکریہ ادا کرنا بھی شرک ہے۔ ورنہ سند درکار ہے۔ "اگرچہ مشرکین مکہ اس بات سے انکار نہیں کرتے تھے کہ یہ ساری نعمتیں (نحل ۷۳۔۷۲ / ۱۶) اللہ کی دی ہوئی ہیں اور ان نعمتوں پر اللہ کا احسان ماننے سے بھی انہیں انکار نہ تھا، لیکن جو غلطی وہ کرتے تھے وہ یہ تھی کہ ان نعمتوں پر اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان بہت سی ہستیوں کا شکریہ بھی زبان اور عمل سے ادا کرتے تھے جن کو انہوں نے بلاکسی ثبوت اور بلاکسی سند کے اس نعمت بخشی میں دخیل اور حصہ دار ٹھہرا رکھا تھا اس چیز کو قرآن "اللہ کے احسان کا انکار" قرار دیتا ہے۔"(تفہیم القرآن ۲ صفحہ ۵۵۶ حاشیہ ۶۴) جیسا کہ ہم نے بار بار کہا ہے۔ یہاں اس آیت میں بھی (اور کسی آیت میں بھی) اللہ نے یہ نہیں کہا کہ مشرکین عرب نے اپنے بتوں یا بزرگوں یا لیڈروں کو اللہ کے ساتھ دخیل یا حصہ دار کہا ہو یا یہ کہ ان شرکاء کے بغیر اللہ کسی کو کچھ نہیں دے سکتا۔

مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

پروردگار تمہارے سے یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اس کو

تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

کھاوے بیچ زمین اللہ کے اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو ساتھ برائی کے پس پکڑے گا تم

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ

کو عذاب درد دینے والا اور یاد کرو جس وقت کیا تم کو جانشین پیچھے عاد کے

وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ

اور جگہ دی تم کو بیچ زمین کے بنالیتے ہو نرم زمین اس کی سے محل اور

کھانے پینے کے لئے منتشر تو کر سکتے ہو مگر منع نہیں کرو گے اور نہ اسے نقصان پہنچانے کے خیال سے چھیڑو گے ورنہ تمہارے اوپر دردناک عذاب مسلط ہو جائے گا (۷۴) اور اس وقت کے لئے شکر ادا کرو اور لوگوں کو بتاؤ کہ جب اللہ نے تمہیں قوم عاد کے بعد زمین پر خلیفہ بنایا تھا اور تمہیں دنیا میں یہ مقام دیا تھا کہ تم میدانوں میں محلات تعمیر کرتے رہتے تھے اور پہاڑوں کو تراش تراش کر مکانوں کی خوبصورت اور شان دار شکل

یہ قومی علما کی وہی پالیسی فریب ہے جسے ہم واضح کر رہے ہیں بہرحال اب آپ نعمت بخشی اور اللہ کے شکریے پر علامہ کا آخری بیان سن لیں تاکہ علامہ کا شرک مکمل صورت اختیار کرسکے ۔ فرماتے ہیں کہ:

(۱۳ ۔ ۱۱) مشرکین کے عقائد اللہ کے متعلق مکمل اور مسلمانوں پر علامہ کی مشرکانہ بوچھاڑ اور جھاڑ ۔

”یہاں (اعراف ۱۹۰ / ۷) مشرکین کی جاہلانہ گمراہیوں پر تنقید کی گئی ہے ۔ تقریر کا مدعا یہ ہے کہ نوع انسان کو ابتداءً وجود بخشنے والا اللہ تعالیٰ ہے ۔ خود مشرکوں کو بھی انکار نہیں ۔ پھر ہر انسان کو وجود عطا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس بات کو مشرکین بھی جانتے (اور مانتے۔احسنؔ) ہیں ۔ عورت کے رحم میں نطفے کو ٹھہرانا، پھر اس خفیف سے حمل کو پرورش کرکے ایک زندہ بچے کی صورت دینا ، پھر اس بچے کے اندر طرح طرح کی قوتیں اور قابلیتیں ودیعت کرنا اور اس کو صحیح وسالم انسان بنا کر پیدا کرنا ، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ۔ اگر اللہ عورت کے پیٹ میں بندر یا سانپ یا کوئی اور عجیب الخلقت حیوان پیدا کر دے ، یا بچے کو پیٹ ہی میں اندھا بہرا لنگڑا لُولا بنا دے، یا اس کی جسمانی و ذہنی اور نفسانی قوتوں میں کوئی نقص رکھ دے تو کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ کی اس ساخت کو بدل ڈالے اس حقیقت سے مشرکین بھی اسی طرح آگاہ ہیں جس طرح موحّدِین (توحید کے ماننے والے ۔احسنؔ)۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ زمانہ حمل میں ساری امیدیں اللہ ہی سے وابستہ ہوتی ہیں ۔ کہ وہی صحیح وسالم بچہ پیدا کرے گا۔ لیکن اس پر بھی جہالت و نادانی کے طغیان کا یہ حال ہے کہ جب امید بر آتی ہے اور چاند سا بچہ نصیب ہو جاتا ہے ۔ تو شکریے کے لئے نذریں اور نیازیں کسی دیوی ، کسی اوتار، کسی ولی ، اور کسی حضرت کے نام پر چڑھائی جاتی ہیں ۔ اور بچے کو ایسے نام دیئے جاتے ہیں کہ گویا وہ خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے۔ مثلاً حسین بخش، پیر بخش ، عبدالرسولؐ عبدالعزی اور عبدالشمس وغیرہ۔“ (ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں کہ)

” اس مقام پر ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے ۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی مذمت کی ہے ۔ وہ عرب کے مشرکین تھے ۔ اور ان کا قصور یہ تھا کہ وہ صحیح سالم اولاد پیدا ہونے کے لئے تو خدا ہی سے دعا مانگتے تھے۔ مگر جب بچہ پیدا ہو جاتا تھا۔ تو اللہ کے اس عطیہ میں دوسروں کو شکریے کا حصہ دار ٹھہرا لیتے تھے۔ بلاشبہ یہ حالت بھی نہایت بری تھی۔

(۱۳ ۔ ۱۲) مودودی کے زمانہ کے مسلمان عرب کے مشرکوں سے بدتر مشرک ہیں ۔

لیکن اب جو شرک ہم توحید کے مدعیوں میں پا رہے ہیں وہ اس سے بھی بدتر ہے ۔ یہ ظالم تو اولاد بھی غیروں سے ہی مانگتے ہیں ۔ حمل کے زمانے میں منتیں بھی غیروں کے نام ہی کی مانتے ہیں ۔ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد نیاز بھی ان ہی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں ۔ اس پر بھی زمانۂ جاہلیت کے عرب مشرک تھے ۔ اور یہ موحّد (توحید کو ماننے والے) ہیں۔ اُن کے لئے جہنم واجب تھی اور اِن کے لئے نجات کی گارنٹی ہے ۔

تَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُيُوۡتًا ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِى

تراش لیتے ہو پہاڑوں کو گھر پس یاد کرو نعمتیں اللہ کی اور مت پھرو بیچ

الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ

زمین کے فساد کرتے ہوئے کہا سرداروں نے جو تکبر کرتے تھے قوم اس کی سے

لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِمَنۡ اٰمَنَ

واسطے ان لوگوں کے کہ ناتوان گنے جاتے تھے واسطے ان کے جو ایمان لائے تھے

مِنۡهُمۡ اَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوۡۤا

ان میں سے کیا تمھیں یقین ہے یہ کہ صالحؑ بھیجا ہوا ہے رب اپنے کی طرف سے کہا

اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِهٖ

انہوں نے تحقیق ہم ساتھ اس دین کے کہ بھیجا گیا ہے صالحؑ ساتھ اس کے

مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِىۡۤ

ایمان لانے والے ہیں کہا ان لوگوں نے کہ تکبر کیا تھا تحقیق ہم ساتھ اس چیز کے کہ

اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ

ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے کفر کرنے والے ہیں پس پاؤں کاٹے اونٹنی کے

وَ عَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ وَ قَالُوۡا يٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ

اور سرکشی کی حکم رب اپنے کے سے اور کہا انہوں نے اے صالح لے آ ہمارے پاس جو

میں بدل ڈالتے تھے چنانچہ تم لوگ اللہ کی نعمتوں اور احسانات کو یاد رکھو اور دنیا میں فساد انگیزی میں کوشاں نہ رہو (۷۵) صالح کی قوم کے ان مُلّانٹوں نے جو بزرگ بنے ہوئے تھے قوم کے غرباء اور کمزور مومنین سے پوچھا کہ کیا تمہیں صالحؑ کے منجانب اللہ رسوؐل ہونے کا علم و یقین حاصل ہے ان مومنین نے جواب دیا کہ ہم اس تمام سامان و احکام و ہدایات پر ایمان لاچکے ہیں جو صالحؑ کو دے کر بھیجا گیا ہے (۷۶) بڑے بنے ہوئے مُلّاؤں نے کہا کہ تم لوگ جس چیز پر ایمان لائے ہو ہم اسے چھپا دینے اور پھیلنے سے روکنے کیلئے ذمہ دار ہیں (۷۷) اس کے بعد ان مُلّاؤں نے اس اونٹنی کے چاروں پیر کاٹ ڈالے اور اپنے پروردگار کے حکم سے کھلی سرتابی اختیار کرلی اور صالحؑ سے چیلنج کے طور پر کہہ دیا کہ اگر واقعی آپ اللہ کے رسوؐلوں میں سے ایک ہیں تو اپنے ثبوت میں وہ عذاب کی دھمکی پوری کر دکھاؤ جو تم بار بار دھرایا کرتے ہو ۔ (۷۸) بس یہ

اُن کی گمراہیوں پر تنقید کی زبانیں تیز ہیں مگر اِن کی گمراہیوں پر کوئی تنقید کر بیٹھے تو مذہبی درباروں میں بے چینی کی لہر دوڑ جاتی ہے ۔ اسی حالت کا ماتم حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں کیا ہے :

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر	جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر	کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں	پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں	اماموںؑ کا رتبہ نبیؐ سے بڑھائیں
مزاروں پہ جاجاکے نذریں چڑھائیں	شہیدوں سے جاجاکے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے	نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۔۱۰۸ حاشیہ ۱۴۶)

(۱۳ ۔ ۱۴) مودودی اس شکوے میں بھی دیانت دار نہیں ہیں ۔

قارئین دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ علامہ مودودی ہی نہیں بلکہ تمام قومی علما مشرکین کو آڑ بنانے کے

اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ

وعدہ دیتا ہے تو ہم کو اگر ہے تو پیغمبروں سے پس پکڑا ان کو زلزلے نے

فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ

پس فجر اٹھے بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے پس منہ پھیرا ان سے

وَ قَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّىۡ

اور کہا اے قوم میری البتہ تحقیق پہنچا دیا تھا میں نے تم کو پیغام پروردگار اپنے کا

وَ نَصَحۡتُ لَـكُمۡ وَ لٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ

اور خیر خواہی کی میں نے واسطے تمہارے ولیکن تم نہیں دوست رکھتے

النّٰصِحِيۡنَ ﴿۷۹﴾ وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ

خیر خواہی کرنے والوں کو اور بھیجا لوطؑ کو جس وقت کہا اس نے واسطے قوم اپنی کے

اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۰﴾

کیا کرتے ہو تم بے حیائی کہ نہیں کیا پہلے تم سے اس کو کسی نے عالموں میں سے

اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ‌ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ

تحقیق تم آتے ہو مردوں کے پاس شہوت سے سوائے عورتوں کے بلکہ تم قوم ہو

چیلنج ہوتا تھا کہ ان کو زلزلہ، دھماکوں اور گڑگڑاہٹ نے گھیر لیا اور جب صبح ہوئی تو وہ سب گھٹنوں کے بل زمین پر مردہ پائے گئے۔ (۷۹) چنانچہ صالحؑ نے ان کے خلاف ولایت خداوندی کا اعلان کیا اور کہا کہ اے میری بدنصیب قوم میں نے تو تمہاری خیر خواہی میں کمی نہیں کی تمہیں اللہ کے تمام پیغامات سنائے اور تمہیں نصیحتیں کرتا رہا مگر تم تو کسی نصیحت کرنے والے کو محبوب نہ رکھتے تھے (۸۰) اور اسی طرح جب ہم نے لوطؑ کو بھیجا اور انہوں نے اپنی قوم سے پوچھا کہ کیا تم ایسی بے حیائی اور جنسی بے راہ روی کو پسند کرتے ہو جس پر تم سے پہلے گزرنے والوں میں سے کسی نے بھی اس کائنات میں عمل نہیں کیا؟ (۸۱) تم عورتوں کے علاوہ مردوں سے بھی جنسی ضرورت پوری کرنے میں لگے رہتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ جنسی تعلقات میں بدترین اسراف کررہے ہو۔ (۸۲) لوطؑ کی قوم کے پاس لوطؑ کے اعتراض

لئے ان پر تہمت تراشی کرتے رہے ہیں۔ اور کسی نے ان کی طرفداری میں ایک جملہ بھی نہیں لکھاہے۔ یہاں علامہ کا غصہ اس بات پر ہے کہ ان کے اوّلین قومی راہنماؤں نے چاہا تھا کہ وہ دین اسلام میں ابلیس والی بلانبوت توحید اور عقیدت جاری کریں اور ایک زمانہ تک ان کی یہ کوشش برابر جاری رہی اور انہوں نے اس مسلک کے کافی لوگ پیدا کئے مگر بہت جلد مسلمانوں نے وہ تمام الزامات و اتہامات اور لعنت وتبرا کی بوچھاڑ کردی جو قومی حکمرانوں نے آل رسولؐ کے خلاف پھیلائی تھی اور رفتہ رفتہ ان کو ان کا صحیح مقام تسلیم کرنا پڑا اور وہ ابلیسی مسلک سکڑتے سکڑتے چند علما کے سروں اور چند کتابوں میں گھر کر دفن ہو گیا۔ اور بات سمجھ میں آ گئی کہ مشرکین عرب کے جانشینوں نے اپنے بزرگوں کا انتقام لینے کے لئے محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم سے الگ توحید کا تصور پھیلانا چاہا تھا۔ اس لئے آج علامہ مسلمانوں پر خفا ہیں کہ پچانوے فیصد مسلمان آج اس ابلیسی توحید کے دشمن ہیں اور ان تمام بزرگوں کو اللہ کے سایہ عاطفت وفضل میں شریک سمجھتے ہیں جو علامہ کو ناگوار گزرتا ہے۔ بہرحال یہاں تک یہ بات واضح ہو گئی کہ قریش اور اہل مکہ اور ان سے متعلق تمام لوگ دین ابراہیمؑ کے مجتہدانہ مذہب پر عمل پیرا تھے۔ وہ تمام عقائد کو مانتے تھے۔ وہ روزہ نماز حج زکوٰۃ سب کچھ ادا کرتے تھے یا ان کے قائل تھے۔ بات صرف اس قدر تھی کہ انہوں نے بلا کسی الہامی سند وثبوت کے اپنے کچھ بزرگوں اور لیڈروں کو وہی مقام دے رکھا تھا جو آج ہم محمدؐ و آل محمدؐ کو دیتے ہیں۔ اُن لوگوں کو دینی مقام سے معزول نہ کرنا ان کا شرک تھا۔ اور جب اسلام نے اُنہیں معزول کر دیا تو موقعہ ملنے پر صاحبان اقتدار نے محمد وآل محمدؐ کو دین سے خارج کیا۔ ان پر ایک صدی تک لعنت کرتے رہے۔ ان کا قتل عام اور نسل کشی جاری رکھی۔ لیکن دوستداران محمدؐ و آل محمدؐ نے آئمہ اہل بیتؑ کے صبر و تقویٰ سے طاقت حاصل کی اور مخالف محاذ کو ذلیل و خوار کر دیا۔ اور ہر مسلمان کے دل میں محمدؐ و آل محمدؐ کا تخت حکومت بچھ گیا۔ آج چاروں طرف ان کا اور ان کے تیار کردہ بزرگوں کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اور حقیقی مشرکین کف افسوس مل رہے ہیں۔

مُّسْرِفُوْنَ ﴿٨١﴾ وَ مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا

حد سے نکل جانے والے اور نہ تھا جواب قوم اس کی کا مگر یہ کہ کہتے تھے

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾

نکال دوان کو بستی اپنی سے تحقیق وہی ایک لوگ ہیں کہ بہت پاک رکھتے ہیں آپ کو

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ

پس نجات دی ہم نے اس کو اور لوگوں اس کے کو مگر عورت اس کی کو کہ

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ

تھی پیچھے رہ جانے والوں سے اور برسایا ہم نے اوپر ان کے مینہ پتھروں کا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ؑ وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

پس دیکھ کیوں کر ہوا آخر کام گنہگاروں کا اور بھیجا طرف مدین کی بھائی ان کے

کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ لوطؑ اور اہل بیتؑ لوطؑ کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جو خود کو بہت زیادہ طاہر و مطہر رکھتے ہیں (٨٣) چنانچہ ہم نے لوطؑ کو اور اس کے اہلبیتؑ کو محفوظ کر دیا مگر اس کی زوجہ کو محفوظ نہ کیا اس لئے کہ وہ نبوت کی طرف سے کینے کا غبار دل میں رکھتی تھی (٨٤) اور پھر اس پر اور باقی قوم پر ہم نے پتھروں کی زبردست تباہ کن بارش کر دی آپ دیکھئے اور کفار مکہ کو بتائیے کہ مجرمین کا انجام کیا ہوا تھا (٨٥) اور ہم نے قوم مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا تھا تو شعیبؑ نے کہا تھا

مسلمانوں کو روکنے کے لئے ماتم کر رہے ہیں شرک کے فتوے جڑ رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ذاتی تجربہ ہے کہ مشکل کشائی اور حاجت روائی محض محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلے سے ہوتی ہے۔ لہٰذا ان قومی علما کے فتوے اور طنز گوز شتر کی طرح فنا ہوتے جاتے ہیں۔ اور ایک روز وہ خود فنا ہو جائیں گے اور افسوس ہے کہ ان کے ہاتھوں سے فنا ہوں گے جن کو وہ کفار کہتے ہیں۔

(١٤) آیت (٨٤۔٨٢ / ٧) میں اہل بیتؑ کی پاکیزگی حفاظت اور زوجہ کی نفرت و عداوت۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ کسی عورت کا نبیؐ کی زوجیت میں ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہوتا کہ وہ دشمن خدا و رسولؐ نہیں ہو سکتی۔ انبیاؑ کی ازواج پر بھی اطاعت خدا اور رسولؐ واجب ہوتی ہے اگر وہ اطاعت نہ کریں تو ان کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے جو یہاں (٨٤ / ٧) میں اللہ نے بیان کیا ہے اور انہیں ان کی قوم ہی کے ساتھ مجرموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ سوفیصد اطاعت شعار ہوں تو ان کی قوم کے نیکوں سے دوگنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ لیکن آل نبیؐ نبوت سے الگ نہیں ہوتی نافرمانی یا کسی اور قسم کی نجاست سے پاک ہوتی ہے۔ (٨٢ / ٧ اور نمل ٥٦ / ٢٧) آل نبیؐ پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں (حجر ٦١ / ١٥) یہ بھی نوٹ کرلیں کہ انبیاء علیہم السلام کے اس طویل قصے میں اکثر انہیں ان کی اُمتوں کا بھائی یا ان اُمتوں کو رسولؐ کی اقوام کہا گیا ہے۔

(١٤۔ الف) ضروری نہیں کہ ہر نبیؐ کی قوم اس نبیؐ کی نسل و قبیلہ سے ہو۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سچ مچ ایک نسل یا ایک خاندان کے رشتے کے لوگ تھے۔ علامہ مودودی بھی لکھتے ہیں کہ:

”اہل سدوم کو ان کی (لوطؑ کی) قوم اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ شاید ان کا رشتہ داری کا تعلق اس قوم سے ہوگا۔“

(تفہیم القرآن جلد ٢ صفحہ ٥١ حاشیہ ٦٣)

چونکہ حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ اور اہل سدوم ہرگز خاندان ابراہیمی سے نسلی تعلق نہیں رکھتے۔

(١٤۔ ب) قرآن کریم آدمیوں کو جنات و شیاطین کا بھائی کہتا ہے۔ سابقہ آیات (٣٩۔٣٨ / ٧) میں انسانوں اور جنوں کی اُمتوں کو آپس میں ایک دوسری کی بہنیں قرار دیا ہے اور اسی سورۂ اعراف (٢٠١۔٢٠٢ / ٧) میں فرمایا کہ:

وَإِخْوَٰنُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِى ٱلْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ﴿٢٠٢﴾ الاعراف، ”رہے ان کے (یعنی شیاطین کے) بھائی بند، تو وہ انہیں ان کی کج روی میں کھینچے لئے چلے جاتے ہیں اور انہیں بھٹکانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔“ (تفہیم القرآن جلد ٢ صفحہ ١١٠۔١١١)

اور تشریح میں لکھا ہے کہ: ”رہے وہ لوگ جن کے کام میں نفسانیت کی لاگ لگی ہوئی ہے اور اس وجہ سے جن کا شیاطین کے ساتھ بھائی چارے

شُعَيْبًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

شعیبؑ کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کی نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود

غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

سوائے اس کے تحقیق آئی ہے تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا

پس پورا کرو میان اور تول اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں ان کی اور مت

تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

فساد کرو بیچ زمین کے بعد درستی اس کی کے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم

مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸۵ وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ

ایمان والے اور مت بیٹھا کرو ہر راہ میں کہ ڈراتے ہو اور بند کرتے ہو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا

راہ خدا کی سے اس کو جو ایمان لایا ساتھ اس کے اور چاہتے ہو واسطے اس کے

عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا

کجی اور یاد کرو جس وقت تھے تم تھوڑے پس بہت کیا تم کو اور دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۸۶ وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ

کیوں کر ہوا ہے آخر کام فساد کرنے والوں کا اور اگر ہے ایک جماعت

مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ

تم میں سے ایمان لائی ساتھ اس چیز کے کہ بھیجا گیا ہوں میں ساتھ اس کے

وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ

اور ایک جماعت نہیں ایمان لائی پس صبر کرو یہاں تک کہ حکم کرے اللہ

بَيْنَنَا ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۷ قَالَ الْمَلَاُ

درمیان ہمارے اور وہ بہتر حکم کرنے والوں کا ہے کہا سرداروں نے

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ

جو تکبر کرتے تھے قوم اس کی سے البتہ نکال دیں گے ہم تجھ کو اے شعیبؑ

کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت و اطاعت کرو اس کے علاوہ تمہارے لئے کوئی معبود نہیں ہے یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح ہدایت آ چکی ہے لہٰذا اب تم ناپ تول میں لوگوں سے وفاداری کرو اور لوگوں کو ان کا سامان کم نہ دیا کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد پھیلانے میں نہ لگے رہا کرو تمہارے لئے اصلاح کو برقرار رکھنا خیر و خوبی ہے بشرطیکہ تم واقعی مومن ہو (۸۶) اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں ان کو اللہ کے مذہب پر چلنے سے روکنے کے لئے آپس میں متفقہ فیصلہ کر کے ان کی راہیں روکنے کو نہ بیٹھ جایا کرو اور ان کے عقائد میں الجھاؤ نہ پیدا کیا کرو اور کم از کم تم ہمارے اس احسان ہی کو سامنے رکھو کہ جب تم نہایت قلت میں اور کمزور تھے تو ہم نے تمہیں کثرت میں تبدیل کر دیا تھا اور تم ذرا آنکھیں کھول کر ماضی اور حال پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ فساد برپا کرنے والوں کا آخری انجام کیا ہوتا رہا ہے (۸۷) اگر تم میں سے ایک جماعت ان ہدایات پر ایمان لے آئی ہے جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت اس پر ایمان نہیں لائی ہے۔ تو صبر سے کام لو اور دیکھتے جاؤ یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان اپنا فیصلہ صادر کر دے اور وہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے تمام فیصلہ کرنے والوں میں سے۔ (۸۸) **شعیبؑ کی قوم کے سردار اور بڑے ملاؤں نے** کہا کہ اے شعیبؑ اگر تم اپنی تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں اور تمہارے ساتھی مومنین کو اپنی بستی سے نکال باہر کریں گے یا یہ کہ تم سب مل کر دوبارہ ہمارے

کا تعلق ہے تو وہ شیطانی تحریک کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتے" (تفہیم جلد ۲ صفحہ ۱۱۲، حاشیہ ۱۵۰) (ملاحظہ ہو تشریح آیت (۸۵/۷ نمبر ۱۶)

مذہب کو اختیار کرلو گے شعیبؑ نے کہا کہ کیاتم ہمیں ہماری مرضی کے خلاف جبراً اپنے دین میں داخل کرلوگے؟ (۸۹) تمہارے دین سے نجات مل جانے کے بعد اگر ہم پھر اس میں واپس آجائیں تو گویا ہم نے اللہ کے خلاف جھوٹا اور باطل اقدام کیا ہوگا ہمارے لئے ہرگز یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم تمہارے مذہب کو اختیار کریں البتہ ہمارے رب کے علم میں ہر چیز موجود ہے اگر وہ چاہتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ہم نے اللہ ہی پر توکل و اعتماد کرلیا ہے اے پروردگار تو اپنے فضل و کرم سے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان کوئی فیصلہ کر ڈالنے والی راہ کھول دے جو حق و باطل کو الگ الگ کردکھائے اور تو ، تو تمام راہیں سجھانے والوں سے بہتر ہے (۹۰) اور شعیبؑ کی قوم کے ان لوگوں نے اپنی قوم سے کہا جو حق کو چھپانے والے سردار مُلا تھے کہ اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی اختیار کر لی تو تم اسی وقت سے نقصان اٹھانے والوں میں شمار کرلئے جاؤ گے (۹۱) پھر اس پوری قوم کو زلزلوں ، دھاکوں اور گڑگڑاہٹ نے آگھیرا اور صبح ہوئی تو ساری قوم اپنے اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گری ہوئی مردہ پائی گئی۔ (۹۲) شعیبؑ کو جھٹلانے والے گویا ان گھروں میں کبھی زندہ تھے ہی نہیں اور آخر شعیبؑ کو جھوٹا کہنے والے ہی نقصان میں رہے (۹۳) چنانچہ شعیبؑ نے ان کے خلاف

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ

اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ساتھ تیرے بستی اپنی سے یا پھر آؤ گے تم بیچ

مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا

دین ہمارے کے کہا اگرچہ ہوویں ہم ناخوش رہنے والے ؟ تحقیق باندھ لیا ہم نے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ

اوپر اللہ کے جھوٹ اگر پھر آویں ہم بیچ دین تمہارے کے پیچھے اس کے کہ

نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَ مَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ

نجات دی ہم کو اللہ نے اس سے اور نہیں لائق ہم کو یہ کہ پھر آویں ہم

فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ

بیچ اس کے مگر جو چاہے اللہ پروردگار ہمارا سمالیا ہے رب ہمارے نے ہر چیز کو

عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا

علم میں اوپر اللہ کے توکّل کیا ہم نے اے پروردگار ہمارے حکم کر درمیان ہمارے

وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَ قَالَ

اور درمیان قوم ہماری کے ساتھ حق کے اور تو بہتر حکم کرنے والا ہے اور کہا

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا

سرداروں نے جو کافر ہوئے تھے قوم اس کی سے اگر پیروی کروگے تم شعیبؑ کی

اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

تحقیق تم اس وقت البتہ ٹوٹا پانے والوں سے ہو پس پکڑا ان کو زلزلے نے

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا

پس فجر اٹھے بیچ گھروں کے زانو پر گرے ہوئے جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۛۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

گویا کہ نہ بستے تھے بیچ اس کے جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو ہوئے وہی ٹوٹا پانے والے

(۱۵) اقوام عالم کی سرگزشت بھی اسی قریشی قوم کی کہانی ہے ان کے ملؤں سے خطاب ہے۔

یہاں علامہ مودودی کے چند جملے سنتے چلیں : "جتنے قصے یہاں بیان کئے گئے ہیں ۔ ان سب میں "سر دلبراں درحدیث دیگراں" (یعنی دوسروں کے قصوں میں اپنے دلبروں معشوقوں کی باتیں کہنے۔احسنؔ) کا انداز اختیار کیا گیا ہے ۔ ہر قصہ اس معاملہ پر پورا چسپاں ہوتا ہے جو اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم کے درمیان پیش آ رہا تھا۔ ہر قصہ میں ایک

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ
پس منہ پھیرا ان سے اور کہا اے قوم میری تحقیق پہنچائے میں نے تم کو پیغام
رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ
رب اپنے کے اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے پس کیوں کر غم کھاؤں میں اوپر قوم
كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ
کافروں کے اور نہیں بھیجا ہم نے بیچ کسی بستی کے کوئی نبی مگر پکڑا ہم نے
اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ
لوگوں اس کے کو ساتھ فقر کے اور مرض کے تو کہ وہ عاجزی کریں پھر
بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا
بدل ڈالی ہم نے جگہ برائی کے بھلائی یہاں تک کہ زیادہ ہوئے اور کہنے لگے
قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً
تحقیق لگی تھی باپوں ہمارے کو سختی اور راحت پس پکڑا ہم نے ان کو ناگہاں
وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ
اور وہ نہیں جانتے تھے اور اگر لوگ ان بستیوں کے ایمان لاتے اور
اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ
پرہیز گاری کرتے البتہ کھولتے ہم اوپر ان کے برکتیں آسمان سے اور زمین سے
وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾
ولیکن جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ کماتے
اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ
کیا پس نڈر ہوگئے ہیں رہنے والے بستیوں کے یہ کہ آوے ان کے پاس
بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ ط اَوَ اَمِنَ اَهْلُ
عذاب ہمارا رات کو اور وہ سوئے ہوئے ہوں کیا نڈر ہو گئے ہیں رہنے والے
الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّ هُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾
بستیوں کے یہ کہ آوے ان کے پاس عذاب ہمارا دن چڑھے اور وہ کھیلتے ہوں

ولایت خداوندی کا اعلان کیا اور کہا کہ میں نے تو تمہیں بہت نصیحتیں کیں اور اپنے پروردگار کے تمام پیغام بار بار پہنچائے اب بولو کہ میں تم پر اور کس طرح افسوس و رنج کا اظہار کروں جب کہ تم نے کسی طرح حق کو چھپانا ترک ہی نہ کیا (۹۴) ہم نے کبھی بھی کسی بستی میں اس وقت تک نبیؑ نہیں بھیجا جب تک پہلے وہاں کے رہنے والوں کو تنگی اور سختی میں مبتلا نہ کیا ہو تاکہ وہ لوگ سبق حاصل کریں اور عاجزی اختیار کرلیں۔ (۹۵) پھر ہم نے ان کی دقتوں اور مصائب کو سہولتوں اور راحتوں میں بدل دیا یہاں تک کہ ان کے پاس ہر چیز ضرورت سے زیادہ ہوگئی اور پچھلی سختیوں کو کہانی کی طرح سنانے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد پر بھی اچھے برے دن آتے رہے یہ تو اتفاقات کی باتیں ہیں اس پر ہم نے اچانک انہیں ماخوذ کرلیا اور وہ شعور تک بھی حاصل نہ کرسکے (۹۶) اور اگر ان بستیوں کے باشندے ایمان لے آتے اور تقوی و پرہیز گاری اختیار کرلیتے تو ہم نے ضرور ان پر آسمانوں اور زمین سے برکتیں نازل کی ہوتیں لیکن ایمان لانا تو کہاں انہوں نے تو الٹا تعلیمات خداوندی کو جھٹلانا شروع کر دیا چنانچہ ہم نے بھی انہیں ان کی ناہنجار کمائی اور اقدامات کے بدلے میں پکڑ لیا۔ (۹۷) کیا ان بستیوں کے لوگوں نے خود کو اس سے محفوظ سمجھ لیا ہے کہ ان پر ہماری گرفت رات میں ہو سکتی ہے جب کہ وہ سو رہے ہوں (۹۸) اور کیا ان بستیوں کے باشندوں کو اس سے بے خوفی ہے کہ ہماری گرفت ان پر دن میں ایسے وقت ہو سکتی ہے جب کہ وہ کھیل میں مصروف ہوں؟ (۹۹) کیا وہ لوگ اللہ کے مکر سے مطمئن

فریق نبیؑ ہے ۔ جس کی تعلیم ، جس کی دعوت ، جس کی نصیحت و خیر خواہی اور جس کی ساری باتیں بعینہٖ وہی ہیں جو محمد صلی اللہ

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ

کیا پس نڈر ہو گئے مکر خدا کے سے پس نڈر نہیں ہوتے مکر خدا کے سے مگر قوم

الْخٰسِرُوْنَ ۹۹ اَوَ لَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

ٹوٹا پانے والی کیا نہیں راہ دکھائی واسطے ان لوگوں کے کہ وارث ہوئے ہیں

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ

زمین کے پیچھے رہنے والوں اس کے کے یہ کہ اگر چاہیں ہم پکڑیں ہم ان کو

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۱۰۰

ساتھ گناہوں ان کے اور مہر رکھیں ہم اوپر دلوں ان کے کے پس وہ نہیں سنتے

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَ لَقَدْ

یہ بستیاں بیان کرتے ہیں ہم اوپر تیرے بعضی خبریں ان کی اور تحقیق

ع ۱۲ / ۲

ہیں ؟ اور اللہ کے مکر سے کوئی مطمئن نہیں ہو سکتا سوائے اس قوم کے جو نقصان میں رہنے کو تیار ہو۔ (۱۰۰) کیا ان لوگوں نے اس حقیقت سے کوئی راہنمائی حاصل نہیں کی کہ وہ سابقہ اقوام کے بعد اس زمین کے وارث بن گئے اور یہ بھی نہیں سوچا کہ جس طرح وہ قومیں مٹ گئیں اسی طرح ہم ان کو بھی ان کے قصوروں پر مٹا سکتے ہیں۔ اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگا سکتے ہیں تاکہ وہ کچھ نہ سن سکیں (۱۰۱) وہ بستیاں اور قومیں جن کے قصے ہم تمہیں سنا رہے ہیں ان کے پاس ان کے رسولؐ بڑی واضح ہدایات لے کر آئے تھے۔ مگر جس حقیقت کو وہ ایک دفعہ پہلے ہی

علیہ وسلم کی تھیں اور دوسرا فریق حق سے منہ موڑنے والی قوم ہے۔ جس کی اعتقادی گمراہیاں، جس کی اخلاقی خرابیاں، جس کی جاہلانہ (علامہ دھوکا دے رہے ہیں۔ جس کی عاقلانہ۔ احسن) ہٹ دھرمیاں، جس کے سرداروں کا استکبار، جس کے منکروں کا (نہیں علامہ وہ دین ابراہیمی کی مجتہدانہ صورت تھی۔ احسن) اپنی ضلالت پر اصرار، غرض سب کچھ وہی ہے۔ جو قریش میں پایا جاتا تھا۔ پھر ہر قصے میں منکر (نہیں نہیں با مذہب۔ احسنؔ) قوم کا جو انجام پیش کیا گیا ہے۔ اس سے دراصل قریش کو عبرت دلائی گئی ہے۔ کہ اگر تم نے خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبرؐ کی بات نہ مانی اور اصلاح حال کا جو موقع تمہیں دیا جا رہا ہے۔ اسے اندھی ضد میں مبتلا ہو کر کھو دیا تو آخر کار تمہیں بھی اسی تباہی اور بربادی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۸۔۵۹ حاشیہ ۷۶)

(۱۵۔ الف) آیت (۹۹ / ۷) میں اللہ کے مکر سے ہر حال میں خبردار رہنے کا تقاضہ ہے۔ ہم نے ابتدائی تشریحات میں یہ دکھا دیا ہے کہ رسولؐ کی قوم کے مُلّا، لیڈر اور دانشور رسولؐ اللہ کے خلاف منصوبہ چلا رہے تھے۔ اور اس سلسلے میں ان کے بے پناہ مکر (ابراہیم ۴۶ / ۱۴) کا تذکرہ اور ان کے مقابلہ پر اللہ کے خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (انفال ۳۰ / ۸، ۵۴ / ۳) ہونے کی تفصیلات دی جا چکی ہیں۔ یہاں تو ہم علامہ مودودی کے قلم سے مَکْر کے معنی لکھنا چاہتے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ قریشی دانشوروں نے اسلام کے خلاف کتنی خطرناک سازش کی تھی جس کا آج تباہی کے بعد بھی مسلمانوں کو ازخود احساس نہیں ہوا ہے اور ہماری وضاحتوں کے بعد بھی شاید بعض لوگ نہ سمجھیں اور نہ مانیں۔ بہر حال علامہ نے لکھا ہے کہ: ”اصل میں لفظ مکر استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی عربی زبان میں خفیہ تدبیر کے ہیں یعنی کسی شخص کے خلاف ایسی چال چلنا کہ جب تک اس پر فیصلہ کن ضرب نہ پڑ جائے اس وقت تک اسے خبر نہ ہو کہ اس کی شامت آنے والی ہے۔ بلکہ ظاہر حالات کو دیکھتے ہوئے وہ یہی سمجھتا رہے کہ سب اچھا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۱ حاشیہ ۷۸)

(۱۵۔ ب) دلوں پر مہر لگانے کا طریقہ اور فطری قانون (۱۰۰ / ۷) ”ہم آنکھوں پر پردے ڈال دیتے ہیں۔ ہم دلوں اور کانوں پر مہر لگا دیتے ہیں اور پھر وہ نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں اور نہ سوچتے ہیں“ اس قسم کی آیات و بیانات سے بعض لوگ الجھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ جب تمام راہیں بند کر دے تو کوئی ہدایت کیسے پا سکتا ہے؟ ہمیں یہ کہنا ہے کہ اللہ کسی کے لئے ہدایت ونصیحت و عبرت حاصل کرنے کی راہیں بند نہیں کرتا بلکہ یہ جملے ایک فطری قانون بیان کرتے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ آپ اپنی آنکھیں کھولنے اور بند رکھنے میں آزاد ہیں۔ جب آپ آنکھیں کھولتے ہیں تو ایک فطری قانون کے ماتحت آپ اپنے ماحول کے ذرے ذرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپ دیکھتے جاتے ہیں اور دماغ میں یہ سب نظارہ ذہن نشین ہوتا جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ آنکھیں بند کر لیں تو اب آپ

جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا

آئے تھے ان کے پاس پیغمبر ان کے ساتھ دلیلوں کے پس نہ تھے کہ ایمان لاویں

بِمَا كَذَّبُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِ

ساتھ اس چیز کے کہ جھٹلایا پہلے اس سے اسی طرح مہر رکھتا ہے اللہ اوپر دلوں

الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۱﴾ وَ مَا وَجَدۡنَا لِاَكۡثَرِهِمۡ مِّنۡ عَهۡدٍ ۚ وَ

کافروں کے اور نہیں پایا ہم نے واسطے بہتوں کے ان سے قائم رہنا اوپر عہد کے اور

اِنۡ وَّجَدۡنَاۤ اَكۡثَرَهُمۡ لَفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ

تحقیق پایا ہم نے بہتوں ان کے کو البتہ فاسق پھر بھیجا ہم نے پیچھے ان سب کے

مُّوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوۡا

موسیٰؑ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی پس ظلم کیا

بِهَا ۚ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ قَالَ مُوۡسٰى

ساتھ اس کے پس دیکھ کیوں کر ہوا آخر کام مفسدوں کا اور کہا موسیٰؑ نے

يٰفِرۡعَوۡنُ اِنِّىۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۴﴾

اے فرعون تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے

جھٹلا چکے تھے پھر اسے ماننے کے لئے تیار نہ تھے یہ وہ طریقہ ہے جس سے ہم ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں جو جان بوجھ کر حقائق کو چھپانے اور جھٹلانے پر کمر باندھ لیتے ہیں ۔ (۱۰۲) ہم نے ان کی اکثریت میں اپنے وعدوں اور معاہدوں کی پابندی کا احساس تک نہ پایا اس کے برخلاف ہم نے ان کی اکثریت کو بدعہد قانون شکن اور بے مہار و سرکش پایا ہے (۱۰۳) پھر مذکورہ قوموں اور رسولوں کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے مُلّا سرداروں کے پاس بھیجا مگر انہوں نے بھی ہماری آیات کے ساتھ غلط معنی پہنا کر ظلم کیا ۔ چنانچہ تم فساد انگیزیاں کرنے والی اقوام کا حال اپنے سامنے دیکھ سکتے ہو ۔ (۱۰۴) موسیٰ فرعون کے سامنے پہنچے تو کہا اے فرعون صورت حال یہ ہے کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تیرے پاس رسول بن کر آیا ہوں (۱۰۵) میرا منصب یہ ہے کہ اللہ کے نام

کو کچھ نظر نہیں آتا اس لئے کہ سورج کی یا کوئی دوسری روشنی آنکھ کے اندر نہیں پہنچ سکتی یعنی اب اللہ کا وہ قانون برسرکار آ گیا جسے آنکھوں پر پردہ ڈالنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو کہ خود آنکھ میں لگا ہوا ہے اور اس کو ڈالے بغیر آنکھ بند ہی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر آپ آنکھ کھولنا چاہیں تو کوئی رکاوٹ نہ ملے گی۔ اور آنکھ کھلتے ہی سب کچھ نظر آنے لگے گا۔ یعنی یہ سب کچھ آپ کے اپنے اختیار میں ہے خواہ پردہ کھینچ کر اس قانون پر عمل کر لیں خواہ پردہ ہٹانے کا قانون نافذ کر لیں۔ اسی طرح ذہن و قلب کے لئے قوانین ہیں اور وہاں بھی آپ آزاد ہیں مگر یہ آزادی حاصل نہیں کہ آنکھ بند کر کے بھی دیکھ سکیں، بے توجہی پر عمل کریں اور توجہ برقرار رہے۔ زہر کھائیں اور اثر نہ ہو۔ دشمنی پر عمل کریں اور محبت پیدا ہو۔ منہ پھرائیں اور لوگ نہ دیکھیں۔

(۱۶) آیت (۸۵ / ۷) اقوام کا تشخّص و شہرت، انبیاؑ اور بڑے لوگوں سے نسبت اور الحاق۔ ہم نے اپنی کتاب " مرکز انسانیت " میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل شجرہ قرآن و حدیث و توریت سے لکھا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ قریش کہلانے والے لوگ رسولؐ اللہ سے کوئی نسلی رشتہ نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے خود کو حضرات ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مشہور کر دیا تھا۔ وہ بنی اسماعیلؑ کہلاتے تھے۔ قوم رسولؐ مانے جاتے تھے مگر حقیقتاً وہ قحطانی تھے۔ البتہ تمام انصار، اوس و خزرج نبیؐ کی قوم، ہم نسل اور ایک دادا ابراہیمؑ کی اولاد تھے یہاں علامہ مودودی اور تمام اقوام عالم کے علما کی تحقیق سن کر صحیح فیصلہ کر لیں : لکھا ہے کہ :" اہل مَدْیَن (۸۵ / ۷) دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے (سب سے چھوٹے) صاحب زادے مدیان کی طرف " منسوب " ہیں ۔ جو ان کی تیسری بیوی قطورا کے بطن سے تھے ۔ قدیم زمانے کے قاعدے کے مطابق جو لوگ کسی بڑے آدمی کے ساتھ وابستہ ہو جاتے تھے وہ رفتہ رفتہ اسی کی آل و اولاد میں شمار ہو کر بنی فلاں کہلانے لگتے تھے ۔ اسی قاعدے پر عرب کی آبادی کا بڑا حصہ بنی

اسماعیل کہلایا۔ اور اولاد یعقوبؑ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونے والے لوگ سب کے سب بنی اسرائیل کے جامع نام کے تحت کھپ گئے۔ اس طرح مدین کے علاقہ کی ساری آبادی بھی جو مدیان بن ابراہیم علیہ السلام کے زیر اثر آئی بنی مدیان کہلائی اور ان کے ملک کا نام ہی مدین یا مدیان مشہور ہو گیا۔

(۱۶۔ الف) شعیبؑ کی نام نہاد قوم بھی بگڑی ہوئی مسلمان ہی تھی۔

اس تاریخی حقیقت کو جان لینے کے بعد یہ گمان کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی کہ اس قوم کو دین حق کی آواز پہلی مرتبہ حضرت شعیبؑ کے ذریعہ سے پہنچی تھی۔ درحقیقت بنی اسرائیل کی طرح ابتداءً وہ بھی مسلمان ہی تھے۔ اور شعیب علیہ السلام کے ظہور کے وقت ان کی حالت ایک بگڑی ہوئی مسلمان قوم کی سی تھی۔ جیسی ظہور موسیٰؑ کے وقت بنی اسرائیل کی حالت تھی۔ (یا جیسی ظہور محمدؐ مصطفی کے وقت قریش، اہل مکہ اور عرب کی حالت تھی۔ احسن)

(۱۶۔ ب) تمام سابقہ اقوام بھی بگڑی ہوئی مسلمان اقوام تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ کے بعد چھ سات سو برس تک (مجتہدین اور۔ احسن) مشرک اور بداخلاق قوموں کے درمیان رہتے رہتے یہ لوگ (اجتہاد اور احسن۔) شرک بھی سیکھ گئے تھے اور بداخلاقیوں میں بھی مبتلا ہو گئے تھے، مگر اس کے باوجود ایمان کا دعویٰ اور اس پر فخر برقرار تھا۔ (چند سطروں کے بعد لکھا کہ) اس فقرے (اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ الأعراف) سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ خود مدعی ایمان تھے۔ جیسا کہ اوپر ہم اشارہ کر چکے ہیں کہ یہ دراصل بگڑے ہوئے مسلمان تھے۔ اور (اجتہادی۔ احسن) اعتقادی و اخلاقی فساد میں مبتلا ہونے کے باوجود ان کے اندر نہ صرف ایمان کا دعویٰ باقی تھا بلکہ اس پر انہیں فخر بھی تھا۔ اس لئے حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارے نزدیک خیر اور بھلائی، راستبازی اور دیانت میں ہونی چاہئے اور تمہارا معیارِ خیر و شر ان دنیا پرستوں سے مختلف ہونا چاہئے جو خدا اور آخرت کو نہیں مانتے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۴۔۵۵ حاشیہ ۶۹،۷۹)

(۱۶۔ ج) اجتہاد اختیار کرنے سے پہلے وہ قدیم اقوام کیسا مذہب رکھتی تھیں علامہ کے قلم اور آثار قدیمہ سے۔

علامہ اینڈ کمپنی کے علما سب کچھ لکھتے ہیں لیکن یہ بتاتے ہوئے شرماتے ہیں کہ دنیا کی تمام اقوام نے حقیقی مسلمانی سے بگڑی ہوئی مسلمانی، مجتہدانہ عقائد و اصول اختیار کر کے حاصل کی تھی۔ یہاں آپ آثار قدیمہ کا ایک کتبہ علامہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ حضرت عیسیٰؑ سے اٹھارہ سو سال پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے کیسے مسلمان تیار ہوتے تھے۔ لکھتے ہیں کہ:
(ا)" ہم نے ایک طویل زمانہ اس قلعہ میں اس شان سے گزارا ہے کہ ہماری زندگی تنگی و بدحالی سے دور تھی۔ ہماری نہریں دریا کے پانی سے لبریز رہتی تھیں۔۔۔ اور ہمارے حکمران ایسے بادشاہ تھے۔ جو برے خیالات سے پاک اور اہل شر و فساد پر سخت تھے۔ وہ ہم پر ہودؑ کی شریعت کے مطابق حکومت کرتے تھے اور عمدہ فیصلے ایک کتاب میں درج کر لئے جاتے تھے۔ اور ہم معجزات اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھتے تھے۔" (پھر خود لکھا کہ)
یہ عبارت آج بھی قرآن کے اس بیان کی تصدیق کر رہی ہے کہ عاد کی قدیم عظمت و شوکت اور خوشحالی کے وارث آخر کار وہی لوگ ہوئے جو حضرت ہودؑ پر ایمان لائے تھے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۷ حاشیہ ۵۶)
قارئین یہاں دو باتیں نوٹ فرمالیں اوّل یہ کہ تعلیمات انبیاؑ کے ماتحت قائم ہونے والی عام حکومتیں بھی مشاورت یا جمہوریت کی شکل میں نہ ہوتی تھیں بلکہ خلافت الٰہیہ کی ماتحت شخصی حکومتیں ہوتی تھیں جن کے قواعد و قوانین کلام اللہ پر مبنی ہوتے تھے اور دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ تمام اقوام کو جس نظام نے صراط مستقیم سے ہٹایا وہ ابلیس کا نظام اجتہاد تھا۔ جس سے وہ اقوام تعلیمات خداوندی کو اپنے اپنے ذاتی و جماعتی و قومی مصالح کے ماتحت رکھ کر ہر قانون خداوندی کو تبدیل کر کے اپنی ضرورت کے مطابق بنا لینا جائز سمجھتی تھی۔ اور بعینہٖ اسی کو مسلمانوں میں اسلامی قانون کہا گیا ہے۔ اور قدیم کتبہ سے ثابت ہوا کہ عرب میں تحریری ریکارڈ اور کتابیں تیار کرنا قدیم زمانے سے چلا آرہا تھا۔

(۱۶۔ د) ۴۰ ھجری معاویہ کے عہد حکومت میں حضر موت کے قلعہ حصن غراب سے ملنے والا کتبہ۔

معاویہ کے مصری گورنر عبدالرحمن نے حضر موت کے منہدم شدہ قلعہ میں جو کتبہ پایا تھا اس کا ترجمہ عربی زبان میں یوں ہے:

پر کوئی بات حق کے سوا نہ کہوں ۔ چنانچہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح ہدایات و دلائل لے کر آیا ہوں لہٰذا تو بنی اسرائیل کو میرے ہمراہ روانہ کردے (۱۰۶) فرعون نے کہا کہ اگر واقعی تم اللہ کی طرف سے کوئی نشانِ پیغمبری لے کر آئے ہو تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو اور ثابت کرو کہ تم سچ بولنے والوں میں سے ایک ہو (۱۰۷) یہ سن کر موسیٰؑ نے اپنا ڈنڈا زمین پر ڈال دیا تو جیسے ہی وہ ڈنڈا زمین سے ملاقی ہوا وہ تو ایک زبردست اژدھا بن گیا ۔ (۱۰۸) پھر موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ نکال کر سامنے کیا تو وہ نظروں کو چکا چوندھ کرنے والا سفید ہاتھ تھا (۱۰۹) یہ دیکھا تو فرعون کے سرداروں دانشور ملّاؤں نے کہا کہ یہ تو اعلیٰ درجے کا صاحب علم جادوگر ہے (۱۱۰) فرعون نے انتہائی خطرہ کا اعلان کرتے ہوئے اپنے سردار علما سے کہا کہ اس کا ارادہ یہ ہے کہ تمہیں تمہارے ملک اور حکومت سے خارج کر کے چھوڑے بتاؤ اب تمہارا ان کے لئے کیا حکم ہے (۱۱۱) انہوں نے فیصلہ سنایا کہ موسیٰؑ اور ان کے بھائی کو اس وقت تک ٹھہرائے رکھو کہ جب تک تم تمام شہروں میں قاصد نہ بھیج دو ۔ (۱۱۲) اور وہ وہاں سے تمام اعلیٰ درجے کے عالم جادوگروں کو نہ لے آئیں (۱۱۳) چنانچہ جادوگر حاضر ہوگئے اور فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آجائیں تو ہمیں کچھ بدلہ اور انعام ملے گا ؟ (۱۱۴) فرعون نے کہا کہ ہاں ہاں انعام بھی ملے گا اور تمہیں میری خوشنودی اور قربت بھی حاصل ہوجائے گی ۔ (۱۱۵) جادوگروں نے کہا کہ اے موسیٰؑ بتاؤ کہ کیا تم اپنا سامان دکھاتے ہو یا ہم ہی اپنے سامان سے تعارف کرائیں ۔

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

ثابت ہوں اوپر اس بات کے کہ نہیں کہتا ہوں میں اوپر اللہ کے مگر سچ

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ

تحقیق آیا ہوں میں پاس تمہارے ساتھ دلیل کے رب تمہارے سے پس بھیج دے

مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ

ساتھ میرے بنی اسرائیل کو کہا اگر ہے تُو آیا ساتھ نشانی کے پس لے آ اس کو

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

اگر ہے تُو سچوں سے ؟ پس ڈال دیا عصا اپنا پس ناگہاں وہ اژدھا تھا

مُّبِيْنٌ ۚۖ ﴿۱۰۷﴾ وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع قَالَ

۱۳ ع ۹ ۳

ظاہر اور نکال لیا ہاتھ اپنا پس ناگہاں وہ سفید تھا واسطے دیکھنے والوں کے کہا

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ لا يُّرِيْدُ اَنْ

سرداروں نے قوم فرعون سے تحقیق البتہ یہ جادوگر ہے بڑا دانا چاہتا ہے یہ کہ

يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا

نکال دے تم کو زمین تمہاری سے پس کیا حکم کرتے ہو تم کہا انہوں نے

اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ لا

ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج بیچ شہروں کے اکٹھا کرنے والے

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ

تاکہ لے آویں تیرے پاس ہر جادوگر دانا کو اور آئے جادوگر فرعون کے پاس

قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ

کہا انہوں نے تحقیق واسطے ہمارے کچھ بدلہ ہے اگر ہوں ہم غالب کہا البتہ اور

وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ

تحقیق تم البتہ مقربوں سے ہوگے کہا اے موسیٰؑ یا

و نصطا د صيد البّر بالخيل والقناء و طوراً نصيدُ النُّون من لحج البحر يَلِيْناَ مُلوْكٌ يَبْعَدُوْنَ عَنِ الخناء شَدِيْدٌ عَلىٰ اهل الخيانة وَ الغدر تَقِيْمُ لَنَا مِنْ دين هود شرائِعاً وَنُؤْمِنْ بِالايٰتِ والبعث والنشر ۔ اذا ما عَدُوٌّ حَلَّ ارضنا يديدنا بدزنا جميعا بالمثقفة السّمر (معجم البلدان ذکر ناعط)(تاریخ مسالک الابصار)

” ہم گھوڑوں اور برچھوں سے خشکی کا شکار کرتے ہیں اور کبھی دریا کی تہہ سے مچھلیاں نکال لاتے ہیں ۔ ہمارے (ولی) حکمران وہ سلاطین

(۱۱۶) موسیٰ نے کہا کہ پہلے تم ہی اپنے کرتب سے ملاقات کراؤ۔ چنانچہ جب جادوگروں نے اپنا کرتب دکھایا تو لوگوں کی نہ صرف نظر بندی کردی بلکہ تمام اہل دربار کو خوفزدہ بھی کردیا اور زبردست معیار کا جادو پیش کیا۔ (۱۱۷) اور ادھر ہم نے موسیٰؑ کو خاص طور پر وحی کی اور اجازت دی کہ وہ بھی اپنا معجزہ پیش کر دیں چنانچہ جیسے ہی موسیٰؑ نے اپنا ڈنڈا مقابلہ میں رکھا تو اس ڈنڈے نے جادوگروں کے سارے کرتب کو سمیٹ کر غائب کر دیا (۱۱۸) چنانچہ حق مسلط ہو گیا اور ان کا سارا کاروبار باطل ہو گیا۔ (۱۱۹) چنانچہ مخالف محاذ مغلوب ہوگیا اور وہ انقلاب میں مبتلا ہو کر ذلیل ہوگئے۔ (۱۲۰) اور جادوگر سجدے میں گر گئے۔ ۱۲۱) اور سجدہ میں اعلان کیا کہ ہم تمام جہانوں کے پالنے والے پر ایمان لاتے ہیں (۱۲۲) جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ (۱۲۳) فرعون نے شکست کو بے اثر کرنے کے لئے جادوگروں پر الزام لگایا کہ تم بلا میری اجازت حاصل کئے جو ایمان لائے ہو اس کا یقیناًیہ مطلب ہے کہ تم نے موسیٰ اور ہارونؑ سے پہلے ہی ملاقات کر لی تھی اور تم بھی اس منصوبے میں شریک ہوگئے تھے کہ لوگوں کو شہر سے نکال باہر کرو چنانچہ جلد تمہیں اس جرم کی سزا معلوم ہو جائے گی۔ (۱۲۴) اور وہ یہ ہے کہ میں تمہارے ہاتھوں اور پیروں کو الٹی طرف سے کٹواؤں گا اور بعد اس کے تم سب کو ضرور سولی دوں گا (۱۲۵) جادو کے عالموں نے کہا کہ پرواہ نہیں اس طرح ہم اپنے رب تک پہنچنے والی انقلابی صورت اختیار کر سکیں گے۔ (۱۲۶) اور تو ہم

اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ

تو ڈال دے یا ہوں گے ہمیں ڈالنے والے کہا تمھیں ڈالو پس جب

اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ

ڈالا انہوں نے جادو کردیا آنکھوں پر لوگوں کی اور ڈرایا ان کو اور لائے

بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا

سحر بڑا اوروحی کی ہم نے طرف موسیٰؑ کی یہ کہ ڈال دے عصا اپنا پس ناگہاں

هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا

وہ نگل جاتا ہے جو کچھ باندھ لیتے ہیں پس واقع ہوا حق اور باطل ہوا جو کچھ کہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ اُلْقِيَ

تھے کرتے پس مغلوب ہو گئے اس جگہ اور پھر گئے ذلیل اور ڈالے گئے

السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾

جادوگر سجدے میں کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار عالموں کے

رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ

ساتھ پروردگار موسیٰؑ کے اور ہارونؑ کے کہا فرعون نے ایمان لائے تم

بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ

ساتھ اس کے پہلے اس سے کہ حکم کروں میں تم کو تحقیق یہ کچھ مکر ہے

مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ

مکر کیا تم نے وہ مکر بیچ شہر کے تا کہ نکال دو اس سے لوگوں اس کے کو پس البتہ

تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

جانوگے تم البتہ کاٹوں گا میں ہاتھ تمہارے اور پاؤں تمہارے مخالف طرف سے

ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى

پھر سولی دوں گا میں تم کو سب کو کہا انہوں نے تحقیق ہم طرف

ہیں جو بدکاری سے بہت دور ہیں اور غداروں اور خیانت کاروں کے حق میں بہت سخت ہیں۔ وہ ہمارے لئے ہودؑ کے مذہب کے مطابق شریعت قائم کرتے ہیں۔ اور ہم احکام الٰہی اور بعث (قبروں سے اٹھائے جانے۔ احسن) ونشر پر ایمان لائے ہیں۔ جب کوئی دشمن ہماری زمین کا قصد کرتا ہے تو ہم گندم گوں نیزے لے کر نکل پڑتے ہیں" (ارض القرآن جلد اوّل صفحہ ۳۲سید سلیمان ندویؒ)(اور صفحہ ۱۷۹۔۱۸۰)

(۱۶۔ہ) عرب میں قدیم ترین الہامی کتاب۔ سید صاحب نے یہ بھی نقل کیاہے کہ: "صائبین اپنے کو حضرت نوحؑ اور

سے صرف اس بات پر انتقام لے رہا ہے کہ جب ہم نے اپنے سامنے اپنے پروردگار کے معجزات کو دیکھا تو ہم نے تیری پرواہ کئے بغیر فوراً ان پر ایمان کا اعلان کردیا اے ہمارے مالک اور پالنے والے ہمارے لئے صبر کی فراغت کر دے اور ہم کو مسلمانوں کے زُمرہ میں ماجور کرنا (۱۲۷) فرعون کی قوم کے ملانٹوں نے کہا کہ کیا تو موسیٰؑ کو اور اس کی قوم کو آزادانہ زمین میں فساد کرتے پھرنے کے لئے ملک میں منتشر پھرنے دے گا۔ تاکہ وہ تجھ میں اور تیرے معبودوں میں

رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ مَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ

اپنے پروردگار اپنے کی پھر جانے والے ہیں اور نہیں عیب پکڑ تا تو ہم سے مگر

اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ

یہ کہ ایمان لائے ہم ساتھ نشانیوں رب اپنے کی جب آئیں ہمارے پاس

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع وَ قَالَ

اے رب ہمارے ڈال اوپر ہمارے صبر اور مار ہم کو مسلمان کر کر اور کہا

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ

سرداروں نے قوم فرعون کی سے کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰؑ کو اور قوم اس کی کو

شیثؑ کا پیرو کہتے ہیں ایک صحیفۂ شیث بھی ان کے پاس ہے۔ جس میں اخلاقی باتیں درج ہیں" (فہرست ابن ندیم) (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۵۔۱۹۶)

(۱۷) انبیاؑ پر ہر حال میں وحی یعنی اللہ سے رابطہ جاری رہتا ہے (۱۱۷ / ۷) یہاں آیت (۱۰۷/۷) اور (۱۰۸/۷) میں فرعون کے چیلنج پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا اور ید بیضا کا معجزہ دکھایا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ یہ عمل بلا وحی خداوندی یا اللہ کی اجازت اور حکم کے بغیر تھا اور آیت (۱۱۷ / ۷) میں اللہ کی وحی آنے کے بعد معجزہ پیش کیا تھا۔ بلکہ ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نظام جس کو وحی کا نازل ہونا یا نازل کرنا کہا جاتا ہے۔ ایسا نظام ہے جو رسولؐ اور اللہ کے مابین ہر وقت جاری رہتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ اللہ اپنے نبیؑ کو کوئی ہدایت دینا چاہے اور وہ کسی درمیانی مادی یا جسمانی ذریعہ کا محتاج ہو یعنی وہ ایک بات کہے لیکن نبیؑ کو کچھ وقفہ کے بعد معلوم ہو اور بات کہیں بیچ میں رکی رہے۔ جبرئیل علیہ السلام یا روح القدس ایسے اجسام نہیں رکھتے جو وحی خداوندی کو کہیں درمیان میں لٹکائے رکھیں۔ یہ نظام نبیؐ کے خیالات و شعور و لاشعور و جذبات و عقل سے ایسا ہم آہنگ رہتا ہے کہ اللہ کی رضا اور یشا اور حکم اور اجازت بلا وقفہ نبیؑ سے مربوط رہتے ہیں اور وجود خارجی میں بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

(۱۸) وحی سے محروم حکمران نظام مشاورت اور مُلا ازم پر عمل کرتے تھے (۱۱۲۔۱۱۰ / ۷) آپ نے دیکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے تذکرے (/۷) سے برابر لفظ "اَلْمَلَاُ" استعمال ہوتا ہوا قوم فرعون تک (۱۲۷ / ۷) چلا آیا ہے اس لفظ کی بنیاد یعنی مادہ۔ م۔ ل۔ الف۔ہے۔ اس کا مصدر "مَلْاٌ" ہے اور اس کے معنی "بھرنا" ہیں لہٰذا تمام اوسط درجے کی اور بڑی ڈکشنریوں (لغات) میں "اَلْمَلَاءُ" کے معنی:

۱۔ قوم کے ایسے سردار جو علم و بصیرت سے بھرے ہوئے (مَمْلُوء) ہوں اور جن کے سامنے اختلاف و انکار کی ہمت نہ کی جا سکے ۲۔ مشیروں کی جماعت اور ۳۔ مشورہ ملیں گے۔ لفظ مُلّا بھی اسی مصدر کے انتہائی معنی کو ظاہر کرتا ہے۔ اور ہم نے اپنے ترجمہ میں اَلْمَلَاءُ کے معنی میں مُلّا کو مد نظر رکھا ہے۔ اور ہر جگہ اپنے قارئین کو مُلّا ازم پر توجہ دلائی ہے۔ اور یہاں یہ بتانا ہے کہ اسلام کے مخالف چونکہ وحی خداوندی اور احکامات الٰہیہ پر ایمان نہیں رکھتے لہٰذا ان میں کوئی شخص علوم کائنات پر عبور و احاطہ نہیں رکھتا اس لئے وہ نظام اجتہاد اور مشاورتی کونسل کے ذریعہ سے ملکی قانون بنایا کرتے ہیں اور فرعون کے دربار میں خاص طور پر ان مُلّا حضرات سے مشورہ اور ان کا متفقہ حکم و فتویٰ مانگا گیا ہے (۱۱۰۔۱۱۲ / ۷) اور مُلّانٹوں نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لئے سزا کا مطالبہ کیا اور سزا مقرر کی گئی ہے (۱۲۷ / ۷) لہٰذا یاد رکھئے کہ جو شخص کسی معاملہ یا مسئلہ کے متعلق خود آخری اور صحیح فیصلہ نہیں جانتا وہ اور صرف وہ دوسروں سے مشورہ کرتا ہے۔ اور اگر اسے یہ یقین کامل ہو کہ فلاں شخص اس معاملہ یا مسئلہ میں یا ہر ہر مسئلہ میں آخری اور حقیقی فیصلہ جانتا ہے تو اس سے اس مسئلے یا معاملے کا حل دریافت کرنا مشورہ کرنا نہیں کہلاتا۔ مشورہ لینے والا اور مشورہ دینے والا یا مشورہ دینے والے سب حقیقی تدارک

انتشار کی راہیں نکالیں فرعون نے کہا ہم عنقریب ان کے لڑکوں کو قتل کرنے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑنے کی اسکیم جاری کررہے ہیں ۔ علاوہ ازیں ہمیں ان پر جبر کرنے کی بالا دستی حاصل ہے ۔ (۱۲۸) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے توانائی اور مدد طلب کرو اور صبر سے کام لیتے رہو یقیناً یہ زمین اللہ کی ملکیت ہے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے مشیت کا تقاضہ ہوتا ہے اسے دے دیتا ہے لیکن انجام کار متقین ہی کے لئے بہتر ہوتا رہا ہے (۱۲۹) انہوں نے شکوہ کیا کہ ہمیں تو تمہارے آنے سے پہلے بھی اذیت میں مبتلا رکھا گیا اور اب تمہارے آجانے کے بعد بھی ہمارے لئے اذیت ہی اذیت ہے موسیٰ نے کہا کہ بہت جلد اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تمہیں تمہاری کارکردگی دیکھنے کے لیئے زمین پر خلیفہ بنا دے گا (۱۳۰) پھر ہم نے فرعون کی آل کو سالہا سال قحط اور پیداواری تباہی میں مبتلا کر دیا تاکہ شاید انہیں یوں ہوش آ جائے ۔ (۱۳۱) مگر ان کی حالت یہ تھی کہ جب

لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ

تو کہ فساد کریں بیچ زمین کے اور چھوڑدے تجھ کو اور معبودوں تیرے کو کہا البتہ

سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا

قتل کریں گے ہم بیٹوں ان کے کو اور جیتا رکھیں گے بیٹیوں ان کی کو اور تحقیق ہم

فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ

ان پر غالب ہیں کہا موسیٰؑ نے واسطے قوم اپنی کے مدد چاہو ساتھ اللہ کے

اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ

اور صبر کرو تحقیق زمین واسطے اللہ کے ہے وارث کرتا ہے اس کا جس کو

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا

چاہے بندوں اپنے سے اور آخر کام کا واسطے پرہیز گاروں کے ہے کہا انہوں نے

اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا

ایذا دیئے گئے ہیں ہم پہلے اس سے کہ آوے تو ہمارے پاس اور پیچھے اس سے کہ

جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ

آیا تو ہمارے پاس کہا شاب ہے پروردگار تمہارا یہ کہ ہلاک کرے دشمن تمہارے کو

وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ؑ وَ لَقَدْ

ع ۱۵ / ۵

اور خلیفہ کرے تم کو بیچ زمین کے پس دیکھے کیوں کر عمل کرتے ہو تم اور البتہ تحقیق

اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

پکڑا ہم نے قوم فرعون کی کو ساتھ قحط کے اور کمی میووں کی سے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

اور فیصلے سے جاہل ہوتے ہیں ۔ دوسرے الفاظ میں مشورہ جاہل لوگ کرتے یا دیتے ہیں ۔ نظام وحی و نبوت میں مشاورت کی اس لئے احتیاج نہیں کہ وہاں اللہ پشت پر ہوتا ہے اور حقیقی تدارک یا حقیقی فیصلہ کرنے کا انتظام رکھتا ہے ۔ اور سربراہ اسلام سے یہ انتظام ہمیشہ اور ہر حال میں مربوط رہتا ہے ۔ بہرحال قرآن کریم آپ کے سامنے سے گزرتا چلا جائے گا ۔ اس میں کہیں اللہ کی طرف سے انبیاً کو مشوروں کا محتاج رکھنا نہ ملے گا ۔ نہ کسی خلافت الٰہیہ میں نظام مشاورت اور مشیروں یا اَلْمَلَاۗءُ یا مُلّاؤں کا غول ملے گا ۔ البتہ کفار و مشرکین کے یہاں یہ سب کچھ ملے گا ۔ اور اس جز (۹) کا تو نام ہی مُلّوں کا قول (قَالَ اَلْمَلَأُ) رکھ دیا گیا ہے ۔

(۱۹) آیت (۱۲۹ / ۷) بنی اسرائیل میں قریش سے پہلے آزمائشی اور قومی خلافت قائم ہوئی تھی ۔

یہ حقیقت قرآن و حدیث سے باربار ثابت ہو چکی ہے کہ مسلمان سو فیصد سابقہ اقوام کی عموماً اور بنی اسرائیل کی خصوصاً پیروی کریں گے اور یہ جو کچھ بنی اسرائیل نے کیا یا جو کچھ بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا وہ سب مسلمان کریں گے اور ان پر گزرے گا ۔ لہٰذا آپ نے دیکھا تھا کہ اللہ نے رسولؐ کی قوم کو آزمائشی طور پر خلافت دی تھی (انعام ۱۶۶ / ۶، تشریح نمبر ۳۶) اور پھر

ان پر اچھے حالات آتے تو کہتے کہ ہم اسی کے حقدار ہیں اور جب برا زمانہ آتا تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے تھے۔ خبردار رہو کہ ان کی اپنی نحوست اللہ کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن ان کی کثرت اس حقیقت سے لاعلم تھی (۱۳۲) انہوں نے موسیٰ سے یہ بھی کہہ دیا کہ تو ہمیں جادو میں مبتلا کرنے کے لئے کچھ بھی نشان لے آ ہم تجھ پر ایمان لانے والے نہیں۔ (۱۳۳) پھر ہم نے ان پر طوفان مسلط کردیئے۔ٹڈی دل چھوڑ دیئے۔چیچڑوں سے لاد دیا۔مینڈکوں کے غول بھیج دیئے خون برسایا یہ سب معجزات کی تفصیل سے یکے بعد دیگرے آئے مگر وہ سرکشی کرتے ہی چلے گئے اور وہ انتہائی مجرم بن گئے۔ (۱۳۴) جب ان پر ان میں سے کوئی عذاب واقع ہوتا تھا تو موسیٰ سے کہتے تھے کہ چونکہ اللہ نے آپ سے عہد کر رکھا ہے لہٰذا تم ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر دو اگر آپ ہمیں اس عذاب سے محفوظ کر دیں تو ہم آپ پر ایمان بھی لے آئیں گے

فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ

پس جب آئی ان کو نیکی کہتے واسطے ہمارے ہے یہ اور اگر پہنچتی ان کو برائی

يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَ مَنۡ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا

شوم پکڑتے ساتھ موسیٰؑ کے اور جو ساتھ اس کے تھے خبردار ہو سوائے اس کے نہیں

طٰٓـئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ لٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ قَالُوۡا

شوم ان کا نزدیک خدا کے ہے اور لیکن بہت ان کے نہیں جانتے اور کہا انہوں نے

مَهۡمَا تَاۡتِنَا بِهٖ مِنۡ اٰيَةٍ لِّتَسۡحَرَنَا بِهَا ۙ

جو کچھ لاوے گا تو ہمارے پاس اس کو نشانیوں سے تاکہ جادو کرے ہم کو ساتھ اس کے

فَمَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَ الۡجَرَادَ

پس نہیں ہم واسطے تیرے ماننے والے پس بھیجا ہم نے اوپر ان کے طوفان مینہ کا

وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۚ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا

اور ٹڈیاں اور چیچڑیاں اور مینڈک اور لہو نشانیاں جدا جدا پس تکبر کیا اور تھے

قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيۡهِمُ الرِّجۡزُ قَالُوۡا يٰمُوۡسَى ادۡعُ لَنَا

قوم گنہگار اور جب پڑتا اوپر ان کے عذاب کہتے اے موسیٰؑ دعا کر واسطے ہمارے

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ لَئِنۡ

پروردگار اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کر رکھا ہے نزدیک تیرے اگر

ان خلفاء کو ماخوذ کرنے اور سزا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل ۶۰۶)۔یہاں آیت (۱۲۹ / ۷) میں ان خلفا کی پیش رو خلافت کا اعلان کیا گیا ہے۔ جن کی پیروی اور اتباع رسولؐ کی قوم کے خلفا نے کرنا تھی۔ یہاں(۱۲۹ / ۷)بنی اسرائیل کی شکایت کالب ولہجہ ملاحظہ ہو۔ اے موسیٰؑ تیرا آنا گویا ہمارے لئے مفید نہ ہوا اس لئے کہ جس طرح تمہارے آنے سے پہلے ہمیں ستایا جا رہا تھا اسی طرح بدستور ستایا جا رہا ہے۔ یعنی تیرا مبعوث بہ رسالت ہونا فضول وبے کار ہے۔ یہ بعینہٖ وہی انداز گفتگو ہے جو رسولؐ کی قوم اختیار کرتی تھی۔ بہرحال حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے اپنی نبوت کا ثبوت دینے کے لئے ان کے غلبہ اور آزمائشی خلافت کی پیشگوئی کر دی تھی۔

(۲۰)آیت (۱۳۴ / ۷) انبیاؑ سے اللہ کا قدیم عہد۔ ان کی کسرشان کرنے والوں کی پوزیشن۔

قارئین یہ نوٹ کریں کہ اللہ نے روز ازل سے اپنی نمائندگی اور اپنی صفات علم وقدرت وغیرہ کے ظہور کے لئے نبوتِ مطلقہ محمدیہ کو اپنے نور سے پیدا اور تیار کیا تھا اور ان کے طویل ترین پیغام کی تمہیدات کو پورا کرنے کے لئے انبیاؑ و رسل علیہم السلام کو نور محمدیؐ سے حصہ دیا تھا۔ پہلے تو یہ سوچئے کہ جن ہستیوں نے اپنے افکار و اعمال واخلاق وعلم وقدرت سے اللہ کی نمائندگی کرنا تھی ان میں کوئی نقص، خامی یا برائی کا موجود ہونا خود اللہ کا نقص، خامی اور برائی ثابت کرے گا۔ پھر یہ دیکھئے کہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ:

اور پھر بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ روانہ کردیں گے (۱۳۵) پھر جب ہم اپنے عذاب کو ایک عارضی مدت تک کے لیئے ہٹا لیتے جو انہیں پہنچنا ہی تھا تو وہ یک لخت اپنے وعدہ کو توڑ ڈالتے تھے۔ (۱۳۶) جب انہوں نے بار بار ایسا کیا تو آخر کار ہم نے ان سے پورا انتقام لیا اور ان کو دریا میں ڈبو کر مار ڈالا اس لئے کہ وہ برابر ہمارے معجزات کو جھٹلاتے رہے اور ان کی طرف سے باربار غفلت کرتے رہے۔ (۱۳۷) اور ان کا سب کچھ اس قوم کو دے کر وارث بنا دیا جس کو انہوں نے کمزور و ناتواں بنا کر رکھا تھا۔ چنانچہ ان کو اس زمین کے مشرق و مغرب حوالے کر دیئے جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کر رکھا تھا۔ اور اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں تیرے پروردگار کا کلمہ بخوبی پورا ہو گیا کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا اور ہم نے فرعون اور اس

كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ

کھول دے گا تو ہم سے عذاب البتہ ایمان لاویں گے ہم واسطے تیرے اور

لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ

البتہ بھیج دیں گے ہم ساتھ تیرے بنی اسرائیل کو پس جب کھول دیا ہم نے ان سے

الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

عذاب ایک مدت تک کہ وہ پہنچنے والے تھے اس کو ناگہاں وہ عہد توڑ ڈالتے تھے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ

پس بدلہ لیا ہم نے ان سے پس ڈبو دیا ہم نے ان کو بیچ دریا کے بسبب اس کے کہ

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اَوْرَثْنَا

وہ جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو اور تھے ان سے غافل اور وارث کیا ہم نے

الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا

اس قوم کو کہ وہ تھے ناتواں گنے جاتے مشرقوں زمین کو اور مغربوں اس کے کو

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

وہ جو برکت رکھی ہے ہم نے بیچ اس کے اور پوری ہوئی بات پروردگار تیرے کی

---

(۱) "اپنے بھیجے ہوئے (مرسلینؑ) بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا" (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۱۳) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ: (۲) اللہ نے لکھ دیا ہے کہ: "میں اور میرے رسولؑ غالب ہو کر رہیں گے" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۳۶۵) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے فرمایا گیا کہ: (۳) "یہ وہ دن ہو گا جب اللہ اپنے نبیؐ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب، ہمارا نور ہمارے لئے مکمل کر دے اور ہم سے درگزر فرما تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۲)

(۱) وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۷۱﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ﴿۱۷۲﴾ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۷۳﴾ الصافات (۲) كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۲۱﴾ المجادلۃ (۳) يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۸﴾ التحریم

علامہ کے ان لنگڑے اور قومی قسم کے ترجموں سے بھی یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہوتی کہ:

(۱) انبیاؑ روز ازل سے متعیّن و مشخص اور نورانی مخلوق تھے۔ اور اچانک پکڑ کر نبی نہ بنا دیئے جاتے تھے۔

(۲) ان کے لئے اللہ کی نصرت کبھی مفقود نہیں ہوئی وہ ہمیشہ منصور اور غالب رہے ہیں اور

(۳) محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور وہ ہستیاںؑ جو ان ہی کے نور سے مخلوق ہوئی تھیں اور ان ہی کے ساتھ تمام کائنات کی تخلیق سے قبل ایمان لائی تھیں۔ انہیں کبھی اور کسی صورت میں اللہ نے مایوس و بے توقیر نہیں کیا۔ اور روز

الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَ دَمَّرْنَا
اچھی اوپر بنی اسرائیل کے بسبب اس کے کہ صبر کیا انہوں نے اور خراب کیا ہم نے
مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ
جو کچھ تھے بناتے فرعون اور قوم اس کی اور جو کچھ کہ تھے چڑھاتے اور
جٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ
پار اتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پس آئے اوپر ایک قوم کے کہ
يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا
بیٹھے رہتے تھے اوپر بتوں اپنے کے کہنے لگے اے موسیٰؑ بنا دے ہم کو بھی معبود
كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ
جیسے واسطے ان کے ہیں معبود کہا تحقیق تم ایک قوم ہو جاہل تحقیق یہ لوگ
مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ
باطل ہیں دین میں کہ بیچ اس کے ہیں اور باطل ہے جو کچھ کہ تھے کرتے کہا
اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ
کیا سوائے خدا کے چاہوں میں واسطے تمہارے معبود اور اسی نے بزرگی دی تم کو
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَ اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
اوپر عالموں کے اور جب نجات دی ہم نے تم کو لوگوں فرعون کے سے
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ
پہنچاتے تھے تم کو برا عذاب مارڈالتے تھے بیٹوں تمہارے کو اور جیتا چھوڑتے تھے

کی قوم کا وہ سب کچھ برباد کر دیا جو انہوں نے ایجاد کیا تھا اور جس کی وجہ سے عرش نشین ہوئے تھے ۔ (۱۳۸) اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار نکال کر پروانہ جواز دے دیا وہ مصر سے جو نکلے تو ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو اپنے لیڈروں کے مجسموں میں منہمک رہتی تھی۔ لہٰذا بنی اسرائیل نے اس قوم کو دیکھ کر موسیٰ سے کہا کہ آپ ہمارے لئے بھی ایسا ہی مجسم معبود بنا دیں جیسے کہ اس قوم کے پاس معبود ہیں ۔موسیٰ نے جواب میں کہا کہ یقیناً تم ایک ایسی قوم ہو جو جان بوجھ کر جاہل بننے اور دوسروں کو بے وقوف بنانے میں لگی رہتی ہو (۱۳۹) ارے یہ لوگ جس طرز حیات پر چل رہے ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ عمل کر رہے ہیں وہ باطل ہے (۱۴۰) پھر موسیٰ نے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود گھڑ دوں حالانکہ اسی نے تمہیں سارے جہانوں پر فضیلت دی ہے (۱۴۱) اسی نے تمہیں فرعون کی آل سے نجات دلائی ہے جو تمہیں بدترین عذاب سے دوچار رکھتے تھے ۔تمہارے فرزندوں کو قتل کر دیتے تھے تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے ۔اور اس صورت حال

ازل سے اللہ کا وعدہ ہے کہ قیامت کے روز بھی انہیں مایوس اور بے توقیر نہ کیا جائے گا ۔ ان کی ہر بات ، ہر تمنا اور ہر وعدہ پورا کیا جائے گا ۔ اور یہی سبب ہے کہ ساری اُمت انہیں نجات دہندہ اور شفیع سمجھتی ہے اور ظاہر ہے کہ ان کے چاہنے والوں ، جان نثاروں اور مطیع و فرمانبرداروں کی توہین بھی نہیں ہوگی ۔ اس لئے کہ ان کی توہین بھی محمدؐ وآل محمدؐ کی توہین ہے۔ لہٰذا ان آیات کے بعد کوئی ایسا مطلب بیان کرنا دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ کی شناخت ہو گا جس میں :

(۱) دنیا یا آخرت میں ان حضرات یا انبیاؑ کو بے بس و محتاج دکھایا جائے ۔

(۲) ان کے علم و عمل میں کوئی خامی پیش کی جائے یا ان کی شفاعت کا انکار کیا جائے ۔

(۳) ان کے اجسام پر مادہ کا غلبہ دکھایا جائے جبکہ ان کے اجسام کی روشنی سے تمام ماحول جگمگاتا نظر آ رہا ہو ۔(۸ / ۶۶)
اسی اصول پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ : " تم سے اللہ نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ تمہاری دعا کو رد نہ کیا جائے گا۔لہٰذا ہم کو فلاں عذاب سے نجات دلانے کی دعا فرماویں ۔ اور اسی وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ عذاب کو دور کر دیتا تھا۔ (۱۳۴ / ۷) یہاں(۸/ ۶۶) علامہ نے وَاْغْفِـرْ لَنَآ کے معنی ۔ درگزر ۔ کر کے اپنے لیڈروں کو ثواب پہنچایا ہے ۔

نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾

بیٹیوں تمہاری کو اور بیچ اس کے آزمائش تھی پروردگار تمہارے کی طرف سے بڑی

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ

اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰؑ کو تیس رات کا اور پورا کیا اس کو ساتھ دس کے پس پورا ہوا

مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ

وعدہ پروردگار اس کے کا چالیس رات کا اور کہا موسیٰؑ نے واسطے بھائی اپنے ہارون کے

اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴۲﴾

خلیفہ ہو میرا بیچ قوم میری کے اور سنوار یو کام کو اور مت پیروی کیجیو راہ مفسدوں کی

وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ

اور جب آیا موسیٰؑ واسطے وعدے ہمارے کے اور کلام کیا اس سے رب اس کے نے

قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ

کہا اے رب میرے دکھلا دے تو مجھ کو دیکھوں میں طرف تیری کہا اللہ نے

لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ

ہر گز نہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو ولیکن نظر کر طرف پہاڑ کی پس اگر قائم رہے جگہ اپنی پر

فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ

پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو پس جب تجلی کی پروردگار اس کے نے طرف پہاڑ کی

جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ

کیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسیٰؑ بے ہوش پس جب ہوش میں آیا کہا پاکی ہے تجھ کو

میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے سخت آزمائش ہو رہی تھی ۔ (۱۴۲) اور جب ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ لیا اور پھر دس راتیں اور شامل کردیں اور اس طرح اس کے پروردگار نے چالیس راتوں کی مدت مکمل کر دی۔ اور موسیٰ نے روانگی سے پہلے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ تم میری قوم میں میری خلافت سنبھالو اور اصلاح کی ذمہ داری اختیار کرو اور دیکھو میری قوم میں جو فساد پھیلانے والے لوگ ہیں ان کی پیروی نہ کرنا ۔ (۱۴۳) اور جب موسیٰ مقرر کردہ وقت پر ہمارے حضور پہنچا اور اسکے رب نے اس سے بات شروع کی تو موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار مجھے دیکھنے کے قابل بنا تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں ۔ فرمایا کہ تو مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتا ولیکن تو سامنے والے پہاڑ پر نظر رکھ اگر وہ اپنے مقام پر قائم رہ گیا تو تو بھی مجھے دیکھ کر قائم رہ سکے گا چنانچہ اللہ نے جب پہاڑ پر جلوہ ریزی کی تو پہاڑ کو چورچور کردیا اور موسیٰ بے ہوش ہوکر گر پڑے بہرحال جب موسیٰ کو اس بے ہوشی اور خوف سے افاقہ ہوا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی درخواست پر شرمندہ ہوں توبہ کرتا ہوں تیری ذات پاک اس سے

(۲۱) آیت (۱۴۲ / ۷) میں، نبیؐ کی جانشینی کے لئے اللہ و رسولؐ کا واضح حکم موجود ہونا چاہئے ۔

ہر وہ شخص جو نبیؐ کی جگہ کارِ نبوت انجام دینے کی قابلیت رکھتا ہو اور اس کو نبیؐ کی جگہ برحق خلیفہ سمجھا جائے اس کی قابلیت اور خلافت پر تعیناتی اس نبیؐ کی الہامی کتاب میں تفصیل سے واضح الفاظ میں مذکور ہونا چاہئے ورنہ کسی بھی شخص کو اللہ و رسولؐ کا خلیفہ نہیں سمجھا جائے گا۔ چنانچہ یہ آیت (۱۴۲ / ۷) حضرت موسیٰؑ کی جگہ حضرت ہارونؑ کی خلافت پر ان کے برحق خلیفہ خداوندی ہونے کا ثبوت ہے ۔ بالکل اسی طرح ہمیں خلافت محمدؐیہ کے لئے قرآن سے ثبوت درکار ہے ۔ اور چونکہ قرآن کی رو سے جناب محمدؐ مصطفی مثل موسیٰؑ بھی ہیں ۔ اس لئے بھی ان کی جانشینی بعینہٖ حضرت موسیٰؑ کی خلافت کے مثل طے ہونا چاہئے ۔

(۲۱ ۔ الف) رسولؐ اللہ مثل موسیٰؑ تھے (مزمل ۱۵ / ۷۳) اس لئے بھی ان کی خلافت مثل موسیٰؑ طے پانا چاہئے ۔

اور چونکہ اسلامی ریکارڈ میں حضرت علی علیہ السلام آنحضرتؐ کے ساتھ وہی منزلت رکھتے ہیں جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ (اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰی)

تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ يٰمُوۡسٰۤى

توبہ کی میں نے طرف تیری اور میں اول ایمان لانے والا ہوں کہا اے موسیٰؑ

اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىۡ وَ

تحقیق میں نے برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر لوگوں کے ساتھ پیغاموں اپنے کے اور

بِكَلَامِىۡ ۖ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَيۡتُكَ وَ كُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾

ساتھ کلام اپنے کے پس پکڑ جو کچھ دیا میں نے تجھ کو اور ہو شکر کرنے والوں سے

وَ كَتَبۡنَا لَهٗ فِى الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡعِظَةً وَّ تَفۡصِيۡلًا

اور لکھا ہم نے واسطے اس کے بیچ تختوں کے ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل

لِّـكُلِّ شَىۡءٍ ۚ فَخُذۡهَا بِقُوَّةٍ وَّ اۡمُرۡ قَوۡمَكَ

واسطے ہر چیز کے پس پکڑ اس کو ساتھ قوت کے اور حکم کر قوم اپنی کو کہ

يَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِهَا ‌ؕ سَاُورِيۡكُمۡ دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾

عمل کریں ساتھ بہتر اس کے کے شتاب دکھلاؤں گا میں تم کو گھر فاسقوں کا

سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِىَ الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِى

البتہ پھیر دوں گا میں نشانیوں اپنی سے ان لوگوں کو کہ تکبر کرتے ہیں بیچ

الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ وَاِنۡ يَّرَوۡا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡا

زمین کے ناحق اور اگر دیکھیں سب نشانیاں نہ ایمان لاویں ساتھ اس کے

بِهَا‌ ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الرُّشۡدِ لَا يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا

اور اگر دیکھیں راہ بھلائی کی نہ پکڑیں اس کو راہ اور اگر دیکھیں

سَبِيۡلَ الۡغَىِّ يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ‌ؕ ذٰ لِكَ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا

راہ گمراہی کی پکڑیں اس کو راہ یہ بسبب اس کے کہ انہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا

نشانیوں ہماری کو اور تھے ان سے غافل اور جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو

کہیں ارفع و اعلیٰ ہے کہ اسے یوں دیکھا جاسکے میں اس حقیقت پر عملاً پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

(۱۴۴) اللہ نے موسیٰ کے عاجزانہ رویہ پر فرمایا کہ اے موسیٰ میں تمہیں تمام موجودہ انسانوں سے بزرگ ترین حیثیت دیتا ہوں اور اپنی پیغام رسانی و ہم کلامی کا مستقل اعزاز بخشتا ہوں چنانچہ میں جو کچھ تمہیں دوں اسے لیتے جاؤ اور ساتھ ساتھ شکر کرنے والوں میں شمار ہوتے رہو

(۱۴۵) اور ہم نے موسیٰ کے لئے تمام ضروری نصیحتوں کی تفصیلات میں سے کافی کچھ لوحوں پر لکھ دیا۔اور کہا کہ یہ سب کچھ بڑی قوت کے ساتھ لے کر برقرار رکھو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ ان ہدایات میں سے جو جو بہترین طریقہ پر قائم کرے عمل کرتے جاؤ اور میں بہت جلد اے موسیٰ تمہیں ان لوگوں کا خفیہ ٹھکانہ دکھا دوں گا جو اپنے ذاتی تصورات کو احکامات خداوندی میں داخل کیا کرتے ہیں (مائدہ ۴۷ / ۵)

(۱۴۶) اور جو لوگ زمین میں صاحبان اقتدار اور غلط بزرگی کے دعویدار ہوتے ہیں ۔میں ان کو اپنی آیات کے حقیقی مفہوم سے دور ہی رکھوں گا یہ اس لئے کہ وہ فاسق لوگ اگر تمام معجزات دیکھ لیں تب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے اور انہوں نے یہ فیصلہ کررکھا ہے کہ اگر ان کے سامنے سیدھا راستہ آئے تو اختیار نہ کریں اور اگر ٹیڑھا اور لوگوں کو گمراہ کرنے والی راہ آجائے تو اس پر چل پڑیں گے ۔اور سبب یہ ہے کہ وہ ہمارے سابقہ آیات و ہدایات کو بھی جھٹلاتے رہے ہیں اور ان سے غفلت کرنا ان کا طریقہ تھا

(۱۴۷) اور ہمارے یہاں یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے ہیں اور آخرت کے دن کی ملاقات کو نہیں مانتے

اور ان کو اپنی جگہ خلیفہ بناتے ہوئے یہ حدیث فرمائی تھی ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ کے جانشین و خلیفہ منجانب اللہ، علی علیہ السلام ہی تھے ۔ یہ ثبوت اس اعلان سے الگ ہے جو آنحضرتؐ نے روز اوّل کیا تھا۔ اور یہ بھی حضرت موسیٰؑ کی درخواست کی مثل تھا جس طرح انہوں نے اپنے بھائی ہارونؑ کو اپنا وزیر وخلیفہ بنانے اور کارنبوت میں شریک کرنے کی درخواست کی تھی (طٰہٰ ۲۹۔۳۴ / ۲۰) اور اللہ نے لفظ بلفظ منظور کیا تھا (۳۶۔۳۷ / ۲۰) اور (فرقان ۳۵ / ۲۵) اسی طرح رسول اللہ نے دعوت ذوی

وَ لِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ ؕ هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا

اور ملاقات آخرت کی کو ناپید ہوئے عمل ان کے نہ جزا دیئے جاویں گے مگر

مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾ وَ اتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰى مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ حُلِيِّهِمۡ

جو کچھ کہ تھے کرتے اور پکڑا قوم موسیٰؑ کی نے پیچھے اس کے گہنے ان کے سے

عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمۡ

بچھڑا گائے کا بدن تھا کہ واسطے اس کے آواز تھی گائے کی کیا دیکھا

يَرَوۡا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمۡ وَ لَا يَهۡدِيۡهِمۡ سَبِيۡلًا ۘ

تھا انہوں نے کہ وہ نہ بولتا ہے ان سے اور نہ دکھاتا ہے ان کو راہ پکڑ لیا

اِتَّخَذُوۡهُ وَ كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۱۴۸﴾ وَ لَمَّا سُقِطَ فِيۡۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَ

اسکو اور تھے وہ ظالم اور جب پشیماں ہوئے بیچ ہاتھوں اپنے کے اور

رَاَوۡا اَنَّهُمۡ قَدۡ ضَلُّوۡا ۙ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ يَرۡحَمۡنَا

دیکھا انہوں نے یہ کہ وہ تحقیق گمراہ ہوئے کہا انہوں نے اگر نہ رحم کرے گا ہم کو

رَبُّنَا وَ يَغۡفِرۡ لَنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۱۴۹﴾ وَ لَمَّا رَجَعَ

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا

ان کے تمام اعمال ضائع ہوجایا کرتے ہیں ۔کیا لوگوں کو اس کے سوا اور کوئی بدلہ ملنا چاہئے کہ جو جیسا کرے ویسا بھرے (۱۴۸) موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں موسیٰؑ کی قوم نے اپنے زیوروں کو پگھلا کر ایک بچھڑے کا مجسمہ ڈھال لیا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی۔ کیا وہ اس پر متوجہ نہ ہوئے کہ وہ پتلا نہ ان سے بات کرسکتا ہے نہ انہیں ہدایات اور صحیح راہ دکھا سکتا ہے ۔مگر اس کے باوجود بھی انہوں نے اسے اختیار کرلیا اسلئے کہ وہ تو اپنی ذہنیت ہی میں غلط کار ظالم تھے ۔ (۱۴۹) پھر جب انہیں اپنے ہاتھوں اپنی گمراہی کا یقین ہوگیا تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمارے اس فعل کو بخش نہ دیا تو پھر ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں ہم یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں داخل ہو جائیں گے (۱۵۰) ادھر موسیٰؑ غصے اور افسوس میں بھرے ہوئے پہنچے اور اپنی قوم

العشیرہ میں اعلان کیا تھا۔ اور قرآن نے طرح طرح سے اس خلافت و ولایت کا بڑی تفصیل اور واضح الفاظ میں ذکر کیا ہے ۔

(۲۱۔ب) موسیٰؑ کی قوم میں فساد پھیلانے والے موجود اور موسیٰؑ کو معلوم تھے (۱۴۲ / ۷) اور وہ مومن تھے ۔

یہاں یہ بھی نوٹ کرنے کی بات ہے کہ کوہ طور جانے کا واقعہ مصر سے نکل آنے کے بعد ہوا تھا اور حضرت ہارونؑ کو جانشین بناتے ہوئے جناب موسیٰؑ ان مومنین کو جانتے تھے جو دین خداوندی کو فساد کے لئے اختیار کئے ہوئے تھے اور ان سے جناب ہارونؑ کو خبردار کردیا گیا تھا۔ بعینہٖ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قوم میں ایسے مومنین موجود تھے جو دین خداوندی میں اپنے تصورات سے فساد پھیلانے کا موجب ہوئے تھے ۔ آگے چل کر اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ حضرت موسیٰؑ کو ان لوگوں کا مرکزی مقام دکھا دے گا جو سابقہ شریعتوں اور آیات کو غلط طریقے پر استعمال کرنے کے عادی اور خود ساختہ مفاہیم کو اختیار کرنے کو پسند کرتے ہیں ۔ تاکہ حضرت موسیٰؑ ان سے ہوشیار رہیں اور توریت میں معنوی تحریف و ردوبدل کو روکیں ۔ یہ بھی بتایا گیا کہ وہ گروہ اپنا اقتدار اور بالادستی قائم کرنے کے لئے دین میں رد و بدل کیا کرتا ہے اور کبھی آیات و ہدایات کے سیدھے سیدھے مفاہیم اختیار نہیں کرتا بلکہ اپنی مجتہدانہ موشگافیوں سے سیدھی راہ کو بھی پیچیدہ کر دیا کرتا ہے۔ اس مجتہد گروہ کی شناخت وہی بتائی ہے جو رسولؐ کی قوم کے مجتہدین کے لئے سورۂ انعام (۲۵ / ۶) میں بتائی تھی۔ یعنی وہ بھی سارے معجزات وآیات کو بچشم خود دیکھ کر ایمان لانے والے نہ تھے (۱۴۶ / ۷) جس سلسلے کا مسلسل انبیاؑ کے مقابلہ میں قائم رہنا مذکور ہوتا چلا آیا ہے ۔ (۵۸ / ۷ تا ۱۴۶ / ۷) وہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی ورثہ میں ملا تھا۔ وہی گروہ تھا۔ جس نے اپنے اجتہاد سے گائے اور بیل کا احترام قائم کرنے کی راہ نکالی تھی تاکہ ہل چلانے اور کھیتی باڑی کے کاروبار میں ترقی ہو اور ملکی زراعت وپیداوار بڑھانے کا مقدس بہانہ مل جائے ۔

کے پاس آ کر کہا کہ کیا تمہیں اتنی جلدی تھی کہ اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار بھی ضروری نہ سمجھا ؟ تم نے کتنا برا سلوک کیا میری خلافت اور جانشینی کے ساتھ؟ یہ کہا اور تختیاں دکھائیں اور اپنے بھائی ہارونؑ کے سر کے بال پکڑ کر انہیں اپنی طرف کھینچا تو ہارونؑ نے کہا کہ اے میرے ماں جائے اس قوم نے مجھے دبا لیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل ہی کر ڈالتے ۔ اب تم میرے ساتھ یہ سلوک کر کے میرے دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دو اور مجھے اس ظالم قوم کے ساتھ شامل نہ کرو (۱۵۱) موٰسیؑ نے یہ سنا تو نادم ہو کر کہا کہ اے ہمارے پروردگار تو مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں پناہ دے۔ اور تو تو تمام رحم کرنے والوں سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے ۔ (۱۵۲) یقیناً جن

مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ

موسیٰؑ طرف قوم اپنی کے غصے سے پچتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری

مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ

پیچھے میرے کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈال دی تختیاں اور پکڑا

بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ

سر بھائی اپنے کا کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس

الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ٘ فَلَا تُشْمِتْ

قوم نے ناتواں سمجھا مجھ کو اور نزدیک تھا کہ مار ڈالیں مجھ کو پس مت خوش کر

بِیَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۵۰ قَالَ

ساتھ میرے دشمنوں میرے کو اور مت کر مجھ کو ساتھ قوم ظالموں کے کہا

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ

اے پروردگار میرے بخش مجھ کو اور بھائی میرے کو اور داخل کر ہم کو بیچ

(۲۲) موسیٰؑ کی قوم کی شکایت ان کے خلیفہ کی زبانی (۱۵۰ / ۷) اور اس کی مثال قوم رسولؐ میں ۔

قرآن کریم کے قاری حضرت ہارون علیہ السلام کی زبانی قوم کے وہ مظالم پڑھ چکے جو قتل کی حد تک پہنچنے والے تھے۔ اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام بھی یہ دعویٰ کرتے رہے اور ان کے شیعوں کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد حضرت علی ان کے حقیقی خلیفہ تھے اور تاریخ اسلام میں انہوں نے بھی قبر رسولؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جا کر وہی شکایت کی تھی جو حضرت ہارونؑ نے کی ہے اور وہی آیت دہرائی تھی جو ابھی ابھی قرآن میں تلاوت کی ہے ۔ یعنی:

قَالَ ٱبۡنَ أُمَّ إِنَّ ٱلۡقَوۡمَ ٱسۡتَضۡعَفُونِي وَكَادُواْ يَقۡتُلُونَنِي ۝١٥٠ الاعراف

" اے میرے ماں جائے یقیناً اس قوم نے مجھے مغلوب کر دیا اور قریب تھا کہ یہ قوم مجھے قتل کر ڈالتی " (تمام معتبر تواریخ)

فرق صرف اس قدر ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے حضرت ہارونؑ سے خلافت پر جھگڑا نہ کیا تھا وہ ایک بیل کے پتلے کو پوجنا چاہتے تھے ۔ لیکن یہاں جھگڑا براہ راست قومی خلافت کی اطاعت کرنے پر تھا۔ اور حضرت علیؑ اس اطاعت کو بھی بچھڑا پوجنے کے برابر شرک قرار دے کر اطاعت کے منکر تھے ۔ بہر حال ایک دن علیؑ کو ہی نہیں بلکہ نمبر وار ان کے سارے خاندان کو قتل کر دیا گیا (۲۰۵ / ۲) اور یہ ثابت کر دیا کہ جس طرح موسیٰؑ کے خلیفہ کی دشمنی موسیٰؑ کی قوم کے دل میں تھی ۔ اسی طرح قوم رسولؐ، علیؑ و اولاد علیؑ کی دشمن تھی ۔ اور پیہم اس قدر شدید دشمنی اس کا ثبوت ہے کہ دشمنانِ علیؑ و اولادِ علیؑ کسی ایسے شخص کو زندہ نہ چھوڑ دینا چاہتے تھے جو علیؑ کی خلافتِ حقّہ و بلا فاصلہ کا نام زبان پر لائے ۔ لیکن وہ ناکام ہوئے خلافت بلافصل مساجد کے میناروں سے فضائے کائنات میں گونجتی چلی جا رہی ہے۔ علامہ کو یہ شکایت ہے کہ :

(۲۳) علامہ مودودی کو یہودیوں سے اور ہمیں علامہ سے شکایت ہے ؟؟

" کہ بظاہر یہ بات بڑی حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل جن لوگوں کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں ۔ ان میں سے کسی کی سیرت کو بھی انہوں نے داغدار کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ "(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۸۱ حاشیہ ۱۰۸)

رَحْمَتِكَ ۖ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

رحمت اپنی کے اور تو بہت رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے تحقیق جنہوں

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ

نے پکڑا بچھڑا البتہ پہنچے گا ان کو غصہ پروردگار ان کے سے اور ذلت بیچ زندگانی

الدُّنْيَا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَ الَّذِيْنَ عَمِلُوا

دنیا کے اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم جھوٹ باندھنے والوں کو اور جنہوں نے عمل کئے

لوگوں نے بچھڑے کا پتلا اختیار کر لیا تھا وہ اپنے رب کے غضب میں گرفتار ہوں گے اور دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہوں گے دین میں ایجادات داخل کرنے والوں کی جزا وہی ہے جو مذکور ہو چکی ہے۔ (۱۵۳) اور جو لوگ برے اعمال کریں پھر نادم ہو کر توبہ کریں اور برے اعمال کو

پھر علامہ نے اس کی یہ وجہ بتائی ہے کہ: "فی الحقیقت اس قوم کے معاملے میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ یہ قوم جب اخلاقی و مذہبی انحطاط میں مبتلا ہوئی اور عوام سے گزر کر ان کے خواص تک کو حتیٰ کہ علما و مشائخ اور دینی منصب داروں کو بھی گمراہیوں اور بداخلاقیوں کا سیلاب بہالے گیا تو ان کے مجرم ضمیر نے اپنی اس حالت کے لئے عذرات تراشنے شروع کئے اور اسی سلسلہ میں انہوں نے وہ تمام جرائم جو یہ خود کرتے تھے انبیا علیہم السلام کی طرف منسوب کر ڈالے تاکہ یہ کہا جاسکے کہ جب نبیؑ تک ان چیزوں سے نہ بچ سکے تو بھلا اور کون بچ سکتا ہے۔" (ایضاً صفحہ ۸۱،۸۲)

ہمیں بھی دانشوران قریش اور ان کے طرفداروں سے یہی شکایت ہے کہ چونکہ خود ساختہ سربراہان اسلام اور حکمران قوم خود خاطی و گناہ گار تھے۔ اس لئے انہوں نے جس ہستی کو اپنا رسولؐ مانا اسے بھی خطا کار و گناہ گار ثابت کیا اور سینکڑوں افسانے تصنیف کر کے کتابوں میں لکھ دیئے۔ پھر چونکہ وہ خود عرصہ دراز تک کافر و بے دین رہے لہٰذا انہوں نے جسے رسولؐ مانا اسے بھی چالیس سال کی عمر تک کافر و بے دین لکھا۔ اور چونکہ ان کے آباؤ اجداد کافر و مشرک و بت پرست تھے اس لئے اپنے مسلّمہ رسولؐ کو بھی کافروں اور مشرکوں کی اولاد اور ان کے ماں باپ اور آباؤ اجداد کو کافر و مشرک لکھا اور مشہور کیا گیا۔ چونکہ یہ ثابت کرنا تھا کہ ان کی طرح رسولؐ اللہ بھی مشرکوں اور کافروں ہی میں سے ایک فرد تھے لہٰذا یہ بھی لکھا اور ساری دنیا میں مشہور کیا کہ رسولؐ کے یہاں مشرکہ و کافرہ زوجہ تھی اور یہ کہ اس سے جو لڑکیاں نبوت ملنے سے پہلے پیدا ہوئیں ان کی شادی آنحضرتؐ نے مشرکوں اور کافروں سے کی تھی۔ ہم اس گندے لٹریچر کا حوالہ نہیں دینا چاہتے جن کے صفحہ وار حوالوں اور اقتباسات سے رنگیلا رسول لکھا گیا تھا۔ وہ تمام مسلمان علما کی لکھی ہوئی کتابیں تھیں اور آج تک موجود ہیں جن میں علامہ مودودی کے لکھے ہوئے تمام الزامات کو ثابت کیا گیا ہے اور یوں رسولؐ کی قوم نے بھی بنی اسرائیل کی طرح: "داغ بھی ایسے سخت لگائے ہیں جو اخلاق و شریعت کی نگاہ میں بدترین جرائم شمار ہوتے ہیں۔ مثلاً شرک، جادوگری، زنا، جھوٹ، دغابازی اور ایسے دوسرے شدید معاصی جن سے آلودہ ہونا پیغمبر تو درکنار ایک معمولی مومن اور شریف انسان کے لئے بھی سخت شرمناک ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۸۱) اگر علما چاہیں اور ہمیں لکھیں تو ہم آج بھی ان کی کتابوں سے صفحہ وار ان تمام الزامات کو ثابت کر سکتے ہیں۔ جن سے شریفوں کی نگاہیں جھک جائیں گی۔

(۲۳۔ الف) علامہ کو ہندوؤں سے بھی وہی شکایت ہے جو بنی اسرائیل کے متعلق لکھی ہیں۔

مگر یہ علما تو ڈنڈے کے زور سے لوگوں کی زبان بند رکھنے کے عادی ہیں تاکہ ان کی شرمناک تحریریں عام نہ کی جاسکیں۔ بہرحال علامہ کی تحریروں سے ثابت ہے کہ دنیا کی تمام دانشور اقوام نے اپنے رسولوںؑ کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو بنی اسرائیل کے متعلق لکھا گیا ہے۔ سنیئے ارشاد ہے کہ: "اس معاملہ میں یہودیوں کا حال ہندوؤں سے ملتا جلتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی جب اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ گیا تو وہ لٹریچر تیار ہوا جس میں دیوتاؤں کی، رشیوں، منیوں اور اوتاروں کی، غرض جو بلند ترین آئیڈیل قوم کے سامنے ہو سکتے تھے۔ ان سب کی زندگیاں بداخلاقی کے تارکول سے سیاہ کر ڈالی گئیں تاکہ یہ کہا جاسکے کہ جب ایسی ایسی عظیم ہستیاں ان قبائح (برائیوں) میں مبتلا ہو سکتی ہیں۔ تو بھلا ہم معمولی انسان ان میں مبتلا ہوئے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں اور پھر جب یہ افعال اتنے اونچے مرتبے والوں کے لئے بھی قابل شرم نہیں تو ہمارے لئے کیوں ہوں"؟ (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۸۲)

پھر نہ کریں اور دوبارہ ایمان لائیں تو یقیناً اس توبہ کے اور ایمان لانے کے بعد اللہ ان کے لئے بھی رحمٰن اور رحیم ہے (۱۵۴) اور جب موٗسیٰ کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا تو انہوں نے اللہ کی دی ہوئی توریت کی لوحیں لے لیں جن میں ہدایات اور رحمت کا ذخیرہ لکھا ہوا تھا۔اور یہ ہدایات ان لوگوں کے لئے رحمت ہیں جو اپنے رب کے عالمی مقاصد کے لئے ترک لذات و شہوات کر دیتے ہیں (۱۵۵) اس کے بعد موٗسیٰ نے اپنی قوم کے ستر مقدس لوگوں کو اللہ کے سامنے پیش کرنے کے لئے انتخاب کرایا تھا۔ چنانچہ جب کوہ طور پر ان ستر آدمیوں کو زلزلے دھماکے اور گڑگڑاہٹ نے دھر لیا تو موٗسیٰ نے کہا کہ اے میرے پرورد گار اگر تیری مشیت ہوتی تو تو مجھے بھی اور ان ستر آدمیوں کو بھی اس سے پہلے ہی ہلاک کر سکتا تھا۔ کیا تو ہمیں سب کو اتنی سی بات پر ہلاک کر دے گا کہ ہم میں سے چند بیوقوفوں نے بچھڑا بنا لیا تھا؟ یقیناً یہ تیری ایسی مہلک آزمائش ہے جس سے تیری مشیت جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے ہدایت سے وابستہ کر دے تو ہی ہمارا ہمدرد و مختار حاکم ہے چنانچہ اس ولایت کے صدقہ میں ہم کو بخش دے ہم پر رحم کر اور تو تمام بخشنے والوں سے بہتر بخشنے والا ہے (۱۵۶) اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی

السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْٓا ۫ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

برے پھر توبہ کی پیچھے اس کے اور ایمان لائے تحقیق پرورد گار تیرا پیچھے اس کے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚۖ

البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب چپکا ہوا موسیٰؑ سے غصہ لیں تختیاں اور

وَ فِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ

بیچ لکھے ان کے کے ہدایت تھی اور رحمت تھی واسطے ان لوگوں کے کہ وہ

لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا

پرورد گار اپنے سے ڈرتے ہیں اور چن لئے موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر مرد

لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ

واسطے وعدے ہمارے کے پس جب پکڑا ان کو زلزلے نے کہا موسیٰؑ نے اے رب

لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا

میرے اگر چاہتا تو ہلاک کرتا ان کو پہلے اس سے اور مجھ کو بھی کیا ہلاک کرتا ہے تو

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ

ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ کیا بے وقوفوں نے ہم میں سے نہیں یہ مگر فتنہ تیرا

تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ

یعنی آزمائش تیری گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے

مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

جس کو چاہے تو ہے دوست ہمارا پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم کو اور تو بہتر بخشنے والا ہے

چونکہ اعلان نبوت سے پہلے رسولؐ کی قوم بھی جنسی اشتراک میں فخریہ اور مذہبی طور پر مبتلا تھی اور جواب میں کہتی تھی کہ: "ہمیں اپنے آباؤ اجداد اسی عملدر آمد پر کار بند ملے اور ہمیں تو اللہ ہی نے اس کا حکم دیا ہے (۲۸ / ۷) چنانچہ اسی قوم نے اپنے غلبہ اور اقتدار کے زمانوں میں اس قول (۲۸ / ۷) میں رسولؐ اللہ کو شامل کر کے اپنے بزرگوں میں داخل و شامل و شریک کر لیا تھا۔ اور ہر غلط بات کی رسید اور سند لینے کے لئے ہزارہا روایات و افسانے تیار کر کے اپنی اسلامی کتابوں میں بھر دیئے اور یہ سب کچھ ساری دنیا میں مشہور کر دیا۔ معتبر ترین کتاب بخاری سے بھی بہت ایسی باتیں مل جاتی ہیں جو اس آیت (۲۸ / ۷) میں مذکور ہیں۔ اور عام آدمی نا پسند کرتا ہے۔

(۲۴) مجرموں اور گناہ گاروں کو توبہ کے ساتھ دوبارہ ایمان کا اعلان کرنا لازم ہے۔ (۱۵۳ / ۷)

قارئین اس آیت (۱۵۳ / ۷) میں بخشش کی باقی شرائط کے ساتھ آخری شرط یہ ہے کہ گناہ گار مجرم دوبارہ از سر نو ایمان لائے اور اس کے بعد ایمان کو اللہ قبول کر لے۔ لہٰذا جن لوگوں کو اس قرآن میں گناہان کبیرہ اور جرائم شدیدہ سے ملوث قرار دیا گیا ہے (مثلاً ۱۵۹۔۱۵۲ / ۳) ان کے دوبارہ ایمان لانے کے اثبات میں اگر قرآن خاموش ہو؟ جیسا کہ ہے اور

وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ

اور لکھ واسطے ہمارے بیچ اس دنیا کے نیکی اور بیچ آخرت کے تحقیق ہم نے توبہ کی

اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ

طرف تیری کہا عذاب میرا پہنچاتا ہوں میں اس کو جس کو چاہتا ہوں اور

رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ

رحمت میری نے سمالیا ہے ہر چیز کو پس البتہ لکھوں گا میں اس کو واسطے ان لوگوں

يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ

کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو لوگ کہ وہ

بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ

ساتھ نشانیوں ہماری کے ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسولؐ کی

بھلائیاں و اچھائیاں لکھ دے اور آخرت میں بھی بھلائیاں ہی بھلائیاں لکھ دے ہمیں آپ کے دین کی پوری راہنمائی ہو چکی ہے اللہ نے جواب دیا کہ میرا عذاب میری مشیت کے ماتحت ہے اور میں مشیت کے تقاضہ کے مطابق صرف ان لوگوں کو عذاب پہنچاتا ہوں جو میری مشیت کی زد پر آ جاتے ہیں۔ لیکن میری رحمت عام ہے۔ اور ہر چیز سے وابستہ ہے لہٰذا میں نے اپنی رحمت کو ان تمام لوگوں کے لئے لکھ دیا ہے جو ذمہ دار زندگی بسر کریں زکوٰۃ دیا کریں اور میری آیات پر ایمان لاتے رہیں (۱۵۷) جو لوگ کہ اس رسولؐ (مکے کے باشندے نبیؐ) کی پیروی کریں جن کو اپنے پاس سابقہ کتابوں توریت اور انجیل

بار بار ان ہی مہلک اور سازشی جرائم کو عائد کرتا جاتا ہے۔ ان مجرموں کے بخش دیئے جانے پر کوئی سند نہیں ہے۔ لہٰذا قومی پالیسی کی اس خامی سے ان کو مطلع کر دیں اور قرآن کی اس شرط کا ثبوت مانگیں جو اس آیت (۱۵۳ / ۷) میں لازم ہے۔ اس ثبوت کے بغیر بخشش ہی نہیں بلکہ ان کا حقیقی ایمان بھی مشکوک ہے۔

(۲۵) آیت (۱۵۶ / ۷) نظامِ کائنات اللہ کی رحمۃ کے ماتحت چل رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق جو نظریہ اور تصورات قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ یہاں آیت (۱۵۶ / ۷) سے اسی کی تائید و تصدیق منظور نظر ہے۔ یعنی اس کائنات کی تخلیق کا سبب پوری کائنات کو اللہ سے متعارف کرانا ہے اور اس تعارف کے لئے نور محمدیؐ کی تخلیق کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا تھا کہ: ''میں ایک پوشیدہ خزانہ کی مانند تھا۔ مجھے یہ محبوب ہوا کہ میں ظاہر ہو جاؤں چنانچہ اس مقصد کے لئے اے محمدؐ میں نے تمہیں پیدا کر دیا'' اور فرمایا کہ: ''اے محمدؐ اگر تو موجود نہ ہوتا (لَوْلَاكَ) میں افلاک کو پیدا نہ کرتا''۔ (لَمَا خَلَقْتُ الافلاك) اور چونکہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ ہی اللہ کی رحمت ہیں اور تمام عالمین یا کائنات کے لئے رحمت ہیں (انبیاء ۱۰۷ / ۲۱) اس لئے اس آیہ مبارکہ (۱۵۶ / ۷) میں یہ بتایا گیا ہے کہ تخلیق کی بنیاد عذاب پر نہیں بلکہ رحمتؐ پر ہے۔ اور حقیقتاً سرکشوں اور دشمنانِ انسانیت پر عذاب بھیجنا بھی ان لوگوں پر رحمت ہے جن کے تحفظ میں دشمنانِ دین پر عذاب یا دوسری قسم کا مواخذہ یا گرفت کرنا ہوتی ہے۔ ورنہ ان لوگوں کے ہاتھوں دوسروں کے حقوق و چین و راحت و سرمایہ تباہ ہوتا رہے۔

(۲۶) آیت (۱۵۷ / ۷) لفظ ''اُمِّيّ'' کے مخصوص معنی مودودی کی زبانی۔ ہم نے الفاظ ''اُمِّيّ اور اُمِّيُّوْن'' کے لغوی معنی ''ماں والا'' ''بنیاد والا'' کئے اور قرآنی معنی ''اُمِّ القریٰ یعنی مکہ کا باشندہ'' یا باشندے کئے ہیں۔ مگر حضرت علامہ ایک نئے معنی بتاتے ہیں۔ وہ سنئے اور پھر دیکھئے کہ یہ لفظ اُمِّيّ نبیؐ کے لئے قرآن میں استعمال کرکے اللہ نے کیا تاثر دیا ہے۔ سنئے علامہ نے لکھا ہے کہ: ''یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ''اُمِّيّ'' کا لفظ بہت معنی خیز استعمال ہوا ہے۔ بنی اسرائیل اپنے سوا دوسری قوموں کو اُمِّيّ (GENTILES) کہتے تھے اور ان کا قومی فخر و غرور کسی اُمِّيّ کی پیشوائی تسلیم کرنا تو درکنار اس پر بھی تیار نہ تھے کہ اُمِّيُّوْن کے لئے اپنے برابر انسانی حقوق ہی تسلیم کرلیں۔

چنانچہ قرآن ہی میں آتا ہے کہ وہ کہتے تھے۔ لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ﴿۷۵﴾ آل عمران ''اُمِّيُّوْن کے مال مار

میں اس مکی نبیؐ اور رسولؐ کی تفصیلات لکھی ہوئی ملتی ہیں ۔اور جو نبیؐ اور رسولؐ انہیں عالمی طورپر پسندیدہ چیزوں پر عمل کا حکم دیتا ہے اور مسلمہ ناپسندیدہ باتوں سے منع کرتا ہے۔ اور ان کے لئے وہ تمام پاکیزہ اور عمدہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے جو ان کے مُلّاؤں نے اپنے اجتہاد سے حرام کردی تھیں اور وہ تمام گندی چیزیں حرام کرتا ہے جو مجتہدین نے حلال کردی تھیں اور ان کے اوپر سے وہ سارا بوجھ اتار کر الگ کرنا چاہتا ہے جو ان کے مجتہدین نے لاد دیا تھا اور ان کے گلے سے پابندیوں کا وہ طوق اتارنا چاہتا ہے جو ان کے علما نے تقلید کے لئے پہنایا تھا چنانچہ جو لوگ رسولؐ پر ایمان لائے اور ان کی عزت کی اور ان کی نصرت کی اور ان کی اور اس نورؐ کی پیروی کی جو محمدؐ کے ساتھ اترا تھا ۔ وہی مومنین وہی انصار فلاح پانے والے ہیں (۱۵۸) اے رسولؐ آپ کہہ دیں کہ اے لوگویقین کرو کہ میں تم سب کے لئے اسی اللہ کا رسولؐ ہوں جس کے لئے تمام آسمانوں اور زمین کی حکومت مخصوص ہے اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے لہٰذا تم سب اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اسی رسولؐ پر ایمان لاؤ جو مکہ کا باشندہ نبیؐ ہے اور اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور تم سب اسی کی اتباع و پیروی کرو

النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَهٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِی

جو نبیؐ ہے ان پڑھا وہ جو پاتے ہیں اس کو لکھا ہوا نزدیک اپنے بیچ

التَّوۡرٰىةِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ ۫ یَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡهٰهُمۡ

توارت کے اور انجیل کے حکم کرتا ہے ان کو ساتھ بھلائی کے اور منع کرتا ہے

عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ

ان کو نامعقول چیز سے اور حلال کرتا ہے واسطے ان کے پاکیزہ چیزیں اور

یُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَ

حرام کرتا ہے اوپر ان کے ناپاک چیزیں اور اتار رکھتا ہے ان سے بوجھ ان کے اور

الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَ

طوق جو تھے اوپر ان کے پس جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اس کے اور

عَزَّرُوۡهُ وَ نَصَرُوۡهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ

قوت دی اس کو اور مدد کی اس کی اور پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہے

مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ؑ قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ

ع ۱۹ ۹

ساتھ اس کے یہ لوگ وہ ہیں فلاح پانے والے ۔ کہہ اے لوگو تحقیق میں

رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا ۨ الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ

پیغمبر ہوں اللہ کا طرف تمہاری سب کی وہ جو واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی

وَ الۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا

اور زمین کی نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پس ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ

ساتھ اللہ کے اور ساتھ رسولؐ اس کے کے جو نبی ہے ان پڑھا وہ جو ایمان لاتا ہے

کھانے میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔" پس اللہ تعالیٰ ان ہی کی اصطلاح استعمال کرکے فرماتا ہے کہ اب تو اسی اُمّی کے ساتھ تمہاری قسمت وابستہ ہے ۔ اس کی پیروی قبول کروگے تو میری رحمت سے حصہ پاؤ گے ورنہ وہی غضب تمہارے لئے مقدر ہے جس میں صدیوں سے گرفتار چلے آرہے ہو۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۸۵ حاشیہ ۱۱۲) اب آپ ڈکشنری کھول کر اس کے معنی دیکھیں تو آپ کو لفظ (GENTILES) کے معنی بت پرست ۔ مشرک اور بے دین ملیں گے۔ لہٰذا علامہ کے بقول گویا اللہ نے بنی اسرائیل سے بنی اسرائیل کی اصطلاح میں یہ کہا کہ :
" اب تو اسی مشرک ، اسی بت پرست اسی بے دین کے ساتھ تمہاری قسمت وابستہ ہے " عقلمند تو وہ ہے جو دوسروں کو طعنہ نہ دے اور وہ بھی بے وقوف نہیں جو طعنہ دینے میں خود کو گالیاں دے کر ملزم نہ بنالے ۔ یہ علامہ ہی ہو سکتے ہیں جو یوں

بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَ مِنْ قَوْمِ

ساتھ اللہ کے اور باتوں اس کی کے اور پیروی کرو اس کی تو کہ تم راہ پاؤ اور قوم

مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ

موسیٰؑ کی سے ایک جماعت ہے کہ ہدایت کرتی ہے ساتھ حق کے اور ساتھ اس کے

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ

عدل کرتے ہیں اور کاٹے ہم نے ان میں سے بارہ قبیلے بڑی بڑی جماعتیں اور

اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ

وحی کی ہم نے طرف موسیٰؑ کے جب پانی مانگا اس سے قوم اس کی نے یہ کہ مار

بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ

ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو پس پھوٹے اس میں سے بارہ چشمے تحقیق جان لیا

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا

ہر شخص نے گھاٹ اپنا اور سایہ بان کیا ہم نے اوپر ان کے بادل کا اور اتارا ہم نے

شاید اس طرح تم ہدایت پا سکو (۱۵۹) اور موسیٰؑ کی قوم کے وہ لوگ خصوصاً ایمان لائیں جو اب تک حق و عدل کی تبلیغ کر رہے ہیں (۱۶۰) اور ہم ہی نے بنی اسرائیل کو بارہ نواسوں کی اُمتوں میں تقسیم کر دیا تھا اور موسیٰؑ کی اس قوم نے موسیٰؑ سے پانی کی فراوانی طلب کی تھی تو ہم نے موسیٰؑ کو یہ وحی کی تھی کہ آپ چٹان پر اپنے عصاء سے ٹُھک ٹُھکاؤ۔ چنانچہ ایسا کرنے سے چٹان میں سے بارہ چشمے ابل پڑے اور تمام بنی اسرائیل کے لوگوں کو پانی کے استعمال کے لئے حدود و قواعد کا علم ہو گیا اور ادھر ہم نے اس پوری قوم کی سرزمین کو بادلوں سے ڈھکے رہنے کا انتظام کر دیا اور ان پر منّ اور سلویٰ نازل ہوتے رہنے کا پروگرام بنا دیا اور

ترکیب سے رسولؐ اللہ کو اپنے لیڈروں کے برابر لانے کے لئے ۔ مشرک ، بت پرست ، اور بے دین قرار دیتے ہیں ۔ مگر قارئین یہ نوٹ کرلیں کہ رسولؐ کی قوم کے یہ تین عدد القاب مشہور تھے وہ مشرک مشہور تھے۔ انہیں بت پرست کہا جاتا تھا۔ اور وہ بے دینی کے لئے مخصوص تھے ۔

(۲۷) آیت (۱۵۷) میں مُلّا مجتہد اور فقہا و علما کو داخل کرنے کا سبب ؟

ہم نے اس آیت کے ترجمہ میں حلال و حرام کرنے والوں کو اپنی طرف سے مُلّا مجتہد اور فقہا وغیرہ لکھ دیا اس لئے کہ ان کے اجتہادی گٹھ جوڑ نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا تھا۔ علامہ بھی ہم سے متفق ہیں ۔ ان کی بات سنئے : ”یعنی ان کے فقیہوں نے اپنی قانونی موشگافیوں سے ، ان کے روحانی مقتداؤں نے اپنے تورّع کے مبالغوں سے ، اور ان کے جاہل عوام نے اپنے توہمات اور خود ساختہ حدود و ضوابط سے ان کی زندگی کو جن بوجھوں تلے دبا رکھا تھا ۔ اور جن جکڑبندیوں میں کس رکھا تھا ۔ یہ پیغمبر وہ سارے بوجھ اتار دیتا ہے اور وہ تمام بندشیں توڑ کر زندگی کو آزاد کر دیتا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۸۵، ۸۶ حاشیہ ۱۱۵)

علامہ کی یہ بات غلط ہے کہ ”جاہل عوام نے“ اس لئے کہ جہلا کی بات پوری قوم کبھی نہیں مانتی وہ مجتہد ، علامہ اور فقہا و علما و مُلّا ہوتے ہیں جن کی بات قوم کو ماننا پڑتی ہے ۔ اس لئے کہ وہ ہمیشہ ہر مذہب میں خود کو رسولوںؑ کا جانشین کہتے چلے آئے ہیں ۔ بالکل یہی مسلمانوں میں ہے ۔

(۲۸) آیت (۱۵۷ / ۷) میں رسولؐ کے ساتھ قرآن کے اترنے سے پوری اُمت کے علما کو انکار ہے ۔

یہاں جس نور علیہ السلام کا تذکرہ ہوا ہے وہ علمائے اُمت کے نزدیک قرآن تو نہیں ہے ۔ اس لئے کہ ان کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن تیئس (۲۳) سال میں نازل ہوا اور چالیس سال تک رسولؐ (معاذ اللہ) بلا قرآن تھے ۔ لیکن علمائے صالحین کا یہ ایمان ہے کہ علیؑ نفس رسولؐ ہیں ۔ لہٰذا نفس ایک لمحہ کے لئے جدا نہیں ہوتا اور یہ کہ علیؑ اور محمدؐ ایک ہی نور سے ہیں۔ لہٰذا نور تقسیم ہونے اور جدا ہو جانے کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا بہرحال اس نورؑ کا بمعنی امامؑ ہونا (فَالنُّوْرُ هُوَالْاِمَامُؑ)

اجازت دے دی کہ ان کے علاوہ بھی جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے عمدہ چیزیں کھاؤ پیو۔ بہر حال انہوں نے اپنی خلاف ورزیوں سے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود اپنے ساتھ ظلم کیا (۱۶۱) اور جب ان سے کہا گیا کہ تم اس بستی میں سکونت اختیار کرو اور اس علاقہ میں جس طرح چاہو کھاؤ پیو اور رواداری اور غیر جانب داری کا اعلان کرتے رہو۔ اور بستی کے دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوا کرنا اس طرح ہم تمہاری خطاکاریاں بخش دیں گے اور جو ان احکام کی تعمیل کے علاوہ احسان پیشہ بن جائے اس پر زیادہ مہربانی کریں گے (۱۶۲) لیکن بنی اسرائیل میں سے جو لوگ خالص تعلیمات خداوندی پر لفظ بلفظ عمل کے قائل نہ تھے (مائدہ ۴۵ / ۵) انہوں نے بتائے ہوئے حکم میں تبدیلی کرلی چنانچہ ان پر آسمانی عذاب ہم نے مسلط کیا اس لئے کہ وہ اجتہادی ظلم کرتے تھے (۱۶۳) اور ذرا ان سے اس بستی کا حال معلوم کرو جو سمندر کے کنارے واقع تھی اور انہیں وہ واقعہ سناؤ کہ جب وہاں کے لوگ سبت (ہفتہ) کے دن احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اور ان کی مچھلیاں سبت ہی کے دن

عَلَيۡهِمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰى ؕ كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ ؕ وَ

اوپر ان کے منّ اور سلوٰی کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو اور

مَا ظَلَمُوۡنَا وَ لٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ اِذۡ

نہ ظلم کیا انہوں نے ہم پر ولیکن تھے جانوں اپنی کو ظلم کرتے اور جب

قِيۡلَ لَهُمُ اسۡكُنُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ وَ كُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ

کہا گیا واسطے ان کے رہو تم اس بستی میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں چاہو

وَ قُوۡلُوۡا حِطَّةٌ وَّ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا

اور کہو جھاڑ تو گناہ ہمارے اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے

نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطِيۡٓـٰٔتِكُمۡ ؕ سَنَزِيۡدُ

بخشیں گے ہم واسطے تمہارے خطائیں تمہاری البتہ زیادہ دیں گے ہم

الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ قَوۡلًا

احسان کرنے والوں کو پس بدل ڈالا جنہوں نے ظلم کیا تھا ان میں سے بات کو

غَيۡرَ الَّذِىۡ قِيۡلَ لَهُمۡ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِجۡزًا

سوائے اس کے جو کہی گئی تھی واسطے ان کے پس بھیجا ہم نے اوپر ان کے عذاب

مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۶۲﴾ وَ سۡـَٔلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ

آسمان سے بسبب اس کے کہ تھے ظلم کرتے اور سوال کر ان کو بستی سے

الَّتِىۡ كَانَتۡ حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِ ۘ اِذۡ يَعۡدُوۡنَ فِى السَّبۡتِ اِذۡ

جو تھے اوپر کنارے دریا کے جب تعدی کرتے تھے بیچ ہفتے کے جب

احادیث معصومینؑ سے ثابت ہے (کافی کتاب الحجۃ باب نکت ونتف حدیث نمبر ۸۳ ، ۹۱) چنانچہ یہ نور، نور مرتضویؑ ہے۔ جو ایک سیکنڈ کے لئے محمدؐ سے جدا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ اللہ کا سب سے بڑا معجزہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(۲۹) آیت (۱۶۰ / ۷) میں خلافت الٰہیہ کا نظام اولاد انبیاؑ کے ہاتھوں میں رکھا جانا لازم ہے۔

یہاں صرف علامہ کا بیان لکھ دینا کافی ہوگا وہ بلا خوف وخطر لکھتے ہیں کہ:" ۱۱۸ے اشارہ ہے بنی اسرائیل کی اس تنظیم کی طرف جو سورۂ مائدہ آیت ۱۲ میں بیان ہوئی ہے اور جس کی پوری تفصیل بائبل کی کتاب گنتی میں ملتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوہ سینا کے بیابان میں بنی اسرائیل کی مردم شماری کرائی پھر ان کے بارہ گھرانوں کو جو حضرت یعقوبؑ کے دس بیٹوں اور حضرت یوسفؑ کے دو بیٹوں کی نسل سے تھے۔ الگ الگ گروہوں کی شکل میں منظم کیا اور ہر گروہ پر ایک ایک سردار مقرر کیا تاکہ وہ ان کے اندر اخلاقی ، مذہبی ، تمدنی ومعاشرتی اور فوجی حیثیت سے نظم قائم رکھے اور احکام شریعت کا اجرا کرتا رہے۔ نیز حضرت یعقوبؑ کے بارہویں بیٹے لاوی کی اولاد کو ، جس

تَأۡتِيۡهِمۡ حِيۡتَانُهُمۡ يَوۡمَ سَبۡتِهِمۡ شُرَّعًا وَّ يَوۡمَ

آتی تھیں ان کے پاس مچھلیاں ان کی جس دن ہفتہ کرتے تھے ظاہر اور جس دن

لَا يَسۡبِتُوۡنَ ۙ لَا تَأۡتِيۡهِمۡ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ نَبۡلُوۡهُمۡ

ہفتہ نہ کرتے تھے نہ آتی تھیں ان کے پاس اسی طرح آزمائش کرتے تھے ہم ان

بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۱۶۳﴾ وَ اِذۡ قَالَتۡ اُمَّةٌ

کی بسبب اس کے کہ تھے فسق کرتے اور جب کہا ایک جماعت نے

مِّنۡهُمۡ لِمَ تَعِظُوۡنَ قَوۡمًا ۙ اللّٰهُ مُهۡلِكُهُمۡ

ان میں سے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو اس قوم کو کہ اللہ ہلاک کرنے والا ہے ان کو

اَوۡ مُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ قَالُوۡا مَعۡذِرَةً

یا عذاب کرنے والا ہے ان کو عذاب سخت کہا انہوں نے واسطے عذر کرنے کے

معانقة ۲ الصف

ابھر ابھر کر اچھل اچھل کر سطح سمندر پر ان کے سامنے آیا کرتی تھیں اور سبت کے علاوہ دنوں میں مچھلیاں اس طرح نہ آتی تھیں وہ ان کی مجتہدانہ ذہنیت کے لئے (۷/ ۴۷ / ۵) ہم نے آزمائش کا انتظام کردیا تھا (۱۶۴) اور ان ہی دنوں ایک اُمت نے ان ہی میں سے کہا کہ جس قوم کو اللہ تباہ کرنے والا یا عذاب دینے والا ہے اسے تم لوگ خواہ مخواہ نصیحت کرتے ہو نصیحت کرنے والوں نے کہا کہ ہم تمہارے رب کے حضور عذر کرنے اور اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے انہیں غلط عمل درآمد سے روکتے ہیں وہ باز آئیں یا نہ آئیں ہم کوشش کرتے ہیں کہ

کی نسل سے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ تھے ، ایک الگ جماعت کی شکل میں منظم کیا تاکہ وہ ان سب قبیلوں کے درمیان شمع حق روشن رکھنے کی خدمت انجام دیتی رہے۔ ‘‘ (چند سطروں کے بعد لکھا ہے کہ) :

’’ ظاہر ہے کہ اگر ان تین اہم ترین ضروریات زندگی (پانی ، دھوپ اور خوراک۔احسنؔ) کا بندوبست نہ کیاجاتا تو یہ قوم جس کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچی ہوئی تھی ، اس علاقہ میں بھوک پیاس سے بالکل ختم ہو جاتی۔ ‘‘ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۸۷ حاشیہ ۱۱۹) مسلمان قارئین سوچیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ مسلمان اپنے بعد چھوڑے تھے۔ اس میں عورتیں بچے کنیز و غلام سب شامل ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ اگر لاکھوں کی تعداد پر خاندان نبوت کو نگران اور حاکم بنایا گیا تھا ۔ تو کیا آنحضرتؐ نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی اقتداء (انعام ۹۱ / ۶ ، ۱۲۵ / ۴) اور پیروی میں اپنے بعد کے لئے خاندان نبوت علیہم السلام کو مسلمانوں پر نگران اور حاکم نہ بنایا ہوگا ؟ یقیناً بنایا تھا ۔ مگر بقول خلیفہ دوم رسولؐ کی قوم نے خاندانؐ نبوت کی نگرانی اور حکومت پسند نہ کی (الفارق حصہ اوّل صفحہ ۱۰۳) اور جس طرح قرآن کو مہجور کیا تھا ۔ اسی طرح خاندان نبوت اور جانشینان محمدؐ کو مہجور کیا تھا (فرقان ۳۰ / ۲۵) (بقرہ ۲۰۵ / ۲)

(۳۰) اللہ کی آزمائش کا طریقہ اور دلوں پر مہر لگانے کا مطلب علامہ مودودی متفق ۔

علامہ کا بیان کافی ہے سنئے : ’’ اللہ تعالیٰ بندوں کی آزمائش کے لئے جو طریقے اختیار فرماتا ہے ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب کسی شخص یا گروہ کے اندر فرماں برداری سے انحراف اور نافرمانی کی جانب میلان بڑھنے لگتاہے تو اس کے سامنے نافرمانی کے مواقع کا دروازہ کھول دیاجاتاہے۔ تاکہ اس کے وہ میلانات جو اندر چھپے ہوئے ہیں کھل کر پوری طرح نمایاں ہوجائیں اور جن جرائم سے وہ اپنے دامن کو خود داغدار کرنا چاہتا ہے ۔ ان سے وہ صرف اس لئے باز نہ رہ جائے کہ ان کے ارتکاب کے مواقع اسے نہ مل رہے ہوں۔‘‘ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۹۰ حاشیہ ۱۲۴) (اور یہی ہے ابلیس کے پیدا کرنے کا مقصد ۔احسنؔ) یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ اگر دل میں یہ خیال راسخ اور مفید معلوم ہو کہ ہمیں نبوی حکومت و اقتدار ملنا چاہئے جیسا کہ قرآن نے فرمایاہے (نساء ۱۵۹ تا ۱۵۲ / ۴) (اور الفاروق حصہ اوّل صفحہ ۱۰۶) تو ایسی قوم کی آزمائش کے لئے لازم ہے کہ اسے یہ موقع دیاجائے (انعام ۱۶۶ / ۶) یہ نہ اللہ کی شکست ہے نہ رسولؐ کی ہار ہے ۔ مقصد آیت (۱۶۶ / ۶) میں مذکور ہے ۔ آزمائش اور جہنم ۔

(۳۱) آیت (۱۶۴ / ۷) میں عذاب اور مواخذہ خداوندی سے بچنے والے لوگوں کی شرط ۔

یہ آیت واضح الفاظ میں بتاتی ہے کہ بنی

اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا

طرف رب تمہارے کی اور شاید کہ وہ بچیں پس جب بھول گئے جو کچھ

ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ

نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اس کے نجات دی ہم نے ان لوگوں کو کہ

يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ

منع کرتے تھے برائی سے اور پکڑا ہم نے ان کو جو وہ ظلم کرتے تھے ساتھ عذاب

بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا

برے کے بسبب اس کے کہ تھے فسق کرتے پس جب سرکشی کی اس چیز سے کہ

نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ اِذْ تَاَذَّنَ

منع کئے گئے تھے اس سے کہا ہم نے ان کو ہو جاؤ بندر ذلیل اور جب پکار دیا

رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

پروردگار تیرے نے البتہ بھیجے گا اوپر ان کے تا روز قیامت وہ شخص کہ

يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَ

پہنچاوے ان کو برا عذاب تحقیق پروردگار تیرا البتہ جلد عذاب کرنے والا ہے اور

اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ

تحقیق وہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور ٹکڑے ٹکڑے کیا ہم نے ان کو بیچ زمین کے

اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ

جماعتیں بڑی بعضے ان میں سے نیک کار ہیں اور بعضے ان میں سے سوائے

شاید وہ ذمہ داری اختیار کرلیں (۱۶۵) چنانچہ جب ان سرکش لوگوں نے ہماری ہدایات کو بالکل نظر انداز کر دیا تو ہم نے مجتہدین (۴۵ / ۵) کو تو بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا اس لئے کہ وہ ہدایات خداوندی میں اجتہاد کرتے تھے (۴۷ / ۵) اور جو لوگ ان کو خلاف ورزیوں سے منع کیا کرتے تھے ان کو محفوظ کر دیا تھا۔ (۱۶۶) پھر جب وہ پوری سرکشی سے وہی کام کرتے چلے گئے جس سے انہیں بار بار منع کیا جاتا رہا تھا تو ہم نے ان سے کہا کہ اب تم پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔ (۱۶۷) اور تیرے پروردگار نے یہ پروگرام جاری کر دیا ہے کہ قیامت تک بنی اسرائیل کے اس قسم کے بدکردار لوگوں پر ایک نہ ایک ایسا شخص متعین کیا جاتا رہے گا جو انہیں بدترین عذاب پہنچاتا رہے گا۔ اور علاوہ ازیں تیرا رب اس سے بھی تیزی کے ساتھ تعاقب کرنے والا ہے اور ساتھ ہی یقیناً وہ غفور اور رحیم بھی ہے۔ (۱۶۸) پھر ہم نے انہیں بہت سی اُمتوں میں دھکیل دیا چنانچہ ان میں سے کچھ تو نیکوکار ہیں کچھ ان کے خلاف بدکار ہیں اور ہم نے

اسرائیل تین گروہوں میں تقسیم تھے۔ اوّل۔ کھل کر احکامات خداوندی کی خلاف ورزیاں کرنے والے، دوم۔ نیک لوگ جو خلاف ورزیوں پر نالاں تھے اور برابر منع کرتے اور برے نتائج سے ڈراتے تھے۔ سوم۔ وہ لوگ جو نیک تھے مگر روکنے والوں کو بھی روکنے سے منع کرتے تھے کہ فضول ہے ان پر تو اللہ کا عذاب آنے ہی والا ہے۔ آیت بتاتی ہے کہ ان تینوں گروہوں میں سے صرف وہ لوگ عذاب سے محفوظ رہے جو خلاف ورزیوں سے روکتے تھے۔ باقی دونوں گروہوں کو عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ اس لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے۔ جو اپنے ماحول میں یہ دونوں کام نہیں کرتا اور لوگوں سے مرنجان و مرنج رہتا ہے تاکہ ماحول سازگار رہے اسے عذاب جہنم سے کوئی نہیں بچا سکتا اور اس صورت حال میں اس وقت ننانوے فیصد (۹۹ ٪) مسلمان مبتلا ہیں۔ یہ نوٹ کرلیں کہ اس آیت کی تشریح میں جناب مودودی نے عبداللہ ابن عباس اور بہت سے دوسرے صحابہ اور مفسرین کو اس لئے برسرباطل ثابت کیا ہے کہ وہ دو گروہوں کو جنتی مانتے تھے یعنی جو لوگ دوسروں کو خلاف ورزی پر کچھ نہ کہتے تھے انہیں بھی عذاب سے محفوظ قرار دیتے تھے۔ یعنی یہاں علامہ نے قومی عقیدہ کو باطل قرار دیا اور قرآن کریم کے الفاظ پر ایمان لائے اور کئی ایک احادیث و آیات سے تائید کی ہے۔ معلوم ہوا

انہیں نیکیوں اور برائیوں دونوں میں امتحان میں ڈالا ہوا ہے تاکہ شاید وہ اطاعت پر پلٹ سکیں۔ (۱۶۹) پھر ان لوگوں کے بعد خلافت اور الہامی کتاب کے وارث ایسے خلفاء ہوئے جو اسی دنیا کے فوائد کو حاصل کرنے میں کوشاں ہوئے اور اللہ کے یہاں بخشے جانے کے دعویدار بھی رہے چنانچہ اگر ان کے روبرو دنیا وی مال و متاع آجاتا ہے تو بڑے اطمینان سے اسے حاصل کرلیتے ہیں ۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ان سے کتابِ خداوندی میں مذکور عہد نہ لیا گیا تھا کہ وہ کبھی اللہ کی طرف سے حق کے سوا کچھ اور نہ کہا کریں گے اور کیا انہوں نے کتاب سے یہ درس حاصل نہیں کیا ہے اور کیا یہ نہیں جانتے کہ مقام آخرت پرہیز گاروں کے لئے دنیا سے بہتر ہے کیا یہ عقلی نتیجہ نہیں اختیار کرتے (۱۷۰) اور جو لوگ اپنی ذاتی مصلحتوں، ضرورتوں اور فیصلوں سے بلند ہو کر کتاب خداوندی کو اختیار کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں ہم یقیناًان لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اصلاح پر کاربند رہتے ہیں (۱۷۱) اورجب ہم نے کوہ طور کو اس زور سے ہلایا کہ وہ ان پر جھک جھک کر سایہ کرلیتا تھا اور

ذٰلِكَ ۚ وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ

اس کے یعنی بدکار ہیں اور آزمایا ہم نے ان کو ساتھ بھلائیوں کے اور برائیوں کے

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا

تو کہ وہ پھر آویں پھر جگہ پر بیٹھے ان کے پیچھے ان سے برے جانشین کہ وارث ہوئے

الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ

کتاب کے لے لیتے ہیں اسباب جو ناقص ہے یعنی حرام اور کہتے ہیں البتہ بخشا جاوے

لَنَا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ

گا واسطے ہمارے اور اگر آوے ان کے پاس اسباب مانند اس کی لے لیویں اس کو

اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا

کیا نہیں لیا گیا اوپر ان کے عہد کتاب میں یہ کہ نہ بولیں اوپر اللہ کے مگر

الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

سچ اور پڑھا انہوں نے جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے اور گھر پچھلا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ

يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ

پرہیز گاری کرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے تم اور جو لوگ محکم پکڑتے ہیں کتاب کو

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ

اور قائم رکھتے ہیں نماز کو تحقیق ہم نہیں ضائع کرتے ثواب نیکی کرنے والوں کا اور

اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّ ظَنُّوْۤا

جب اٹھایا ہم نے پہاڑ کو اوپر ان کے گویا کہ وہ سائبان ہے اور جانا انہوں نے یہ کہ

کہ صحابہ کے تصورات اور روایات کو جھٹلانا اور ان پر تنقید کرنا علامہ کے نزدیک جائز ہے ۔ بہرحال ہم تو قرآن کے الفاظ اور ان کے ظاہر و پوشیدہ مفاہیم کے ماتحت رہتے ہیں ۔ اور کسی کی پرواہ نہیں کرتے ۔

(۳۲) آیت (۱۶۹ / ۷) بتاتی ہے کہ دنیا پرست دینداروں کو بھی خلافت و کتاب کا وارث بنا دیا جاتا رہاہے ۔

جو محض حکومت وخلافت مل جانے کو اس بات کی دلیل بناتے ہیں کہ اگر فلاں اور فلاں باطل پرست ہوتے تو ان کو خلافت و حکومت اور کتاب خداوندی کی وراثت کیسے دی جاسکتی تھی ؟ ان کو اس آیت (۱۶۹ / ۷) پر خاص طور سے غور کرنا چاہئے کہ اور یہ غور سورۂ انعام آیت (۱۶۶ / ۶) کو سامنے رکھ کر کرنا زیادہ مدد دے گا ۔ علاوہ ازیں ابھی ابھی اللہ نے اعلان کیاہے کہ بنی اسرائیل کو قیامت تک عذاب میں مبتلا رکھنے کے لئے وہ ایسے لوگ مبعوث کرتا رہے گا (۱۶۷ / ۷ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ) جو ان بدکار بنی اسرائیل کو سزا دیتے رہیں اس سے بھی یہ ثابت ہے کہ اللہ کے مبعوث کئے جانے والے لوگ لازم نہیں کہ سب حق پر ہوں ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ نے آیت (۱۶۶ / ۶) کے ماتحت بطور آزمائش اور تکمیل عقاب و عذاب بنی اسرائیل کی

اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا

وہ گر پڑے گا ان پر کہا ہم نے لو جو کچھ دیا ہم نے تم کو ساتھ قوت کے اور یاد کرو

مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۷۱ ۧ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ

جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے تو کہ تم بچو اور جب لیا پروردگار تیرے نے

مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ

بیٹوں آدم کے سے پیٹھوں ان کی سے اور اولاد ان کی کو اور گواہ کیا ان کو

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ

اوپر جانوں ان کی کے کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا کہا انہوں نے البتہ تو ہے

شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝۱۷۲ۙ

شاہد ہوئے ہم ایسا نہ ہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل

اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ

یا کہو سوائے اس کے نہیں کہ شریک کیا تھا باپوں ہمارے نے پہلے اس سے

وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

اور تھے ہم اولاد پیچھے ان کے سے کیا پس ہلاک کرتا ہے ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ

الْمُبْطِلُوْنَ ۝۱۷۳ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ

کیا جھوٹوں نے اور اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں اور تو کہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ۝۱۷۴ وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا

پھر آویں اور پڑھ اوپر ان کے قصہ اس شخص کا کہ دیں ہم نے اس کو نشانیاں اپنی

فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝۱۷۵

پس نکل گیا ان میں سے پس پیچھے لگایا اس کو شیطان نے پس ہو گیا گمراہوں سے

انہیں یہ گمان ہونے لگتا تھا کہ اب کے وہ پہاڑ ان پر ضرور گر جائے گا اس وقت ان سے کہا گیا تھا کہ آج جو کچھ ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی سے اختیار کرو اور جو کچھ اس میں ہدایات ہیں ان کا ذکر اور ان پر عمل کرتے رہو تاکہ تم غلط روی سے الگ رہ سکو (۱۷۲) اے رسولؐ لوگوں کو بتاؤ کہ ایک وقت ایسا گزرا ہے جب تمہارے خالق اور پروردگار نے تمام اولادِ آدمؑ کو جمع کیا اور ان سے پیدا ہونے والی تمام ذریت کو حاضر کیا اور ان سے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب میں کہا تھا کہ کیوں نہیں تو ہی ہمارا رب ہے اور ہم اس حقیقت پر گواہ رہیں گے یہ بتایا تھا کہ دیکھو یہ گواہی اس لئے لی گئی ہے کہ کل تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس حقیقت سے غافل تھے (۱۷۳) یا یہ کہہ دو کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا نے شرک کی ابتدا کی تھی اور ہم تو ان کے بعد پیدا ہوئے تھے لہٰذا ہم بھی لاشعوری میں اسی راہ پر چلتے رہے پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو گڑبڑ کرنے والے لوگوں نے جاری کیا تھا۔ (۱۷۴) دیکھو اس طرح ہم آیات کو تفصیل سے پیش کرتے ہیں مفصل اس لئے کہ شاید یہ لوگ حق کی طرف پلٹ آئیں۔ (۱۷۵) اور اے نبیؐ آپ اس شخص کی غیبی خبر بھی تلاوت کر دیں جس کو ہم نے اپنی آیات دی ہیں مگر اس نے ان آیات کا مغز چھوڑ کر چھلکا اتار لیا ہے اس لئے شیطان نے اس کی اتباع شروع کر دی ہے اور

مثل خلافت دی تھی اور ان خلفا کا دنیا پرست ہونا قرآن سے ثابت ہے (نساء ۱۵۹-۱۵۲ / ۴) لہٰذا خلافت کا مل جانا حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ اور اپنے اقتدار و حکومت کو برقرار رکھنے کے لئے ہر حاکم و بادشاہ کو بہت سے مفید اور اچھے کام بھی کرنا پڑتے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں کسی ایسے بادشاہ، خلیفہ، سلطان یا حاکم کا نام نہیں بتایا جاسکتا جس نے کوئی بھی مفید کام نہ کیا ہو۔ رہ گئے وہ افسانے اور روایات جو انہوں نے اپنے اپنے دور اقتدار میں لوگوں کو خرید کر روپیہ پانی کی طرح بہا کر تیار کرائیں وہ ان کے حق میں قبول کرنا قانونِ عدل و عدالت کے سراسر خلاف ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ ان کے اس کردار کے خلاف ہوں جو قرآن نے ہمیں بتایا ہے۔ قرآن کو مہجور کرنے والی قوم (۳۰ / ۲۵) نبیؐ سے ہٹ کر طاغوت کو حاکم بنانے والے لوگ (۶۵-۶۰ / ۴) اور سابقہ اقوام کے مجرموں کی طرح جرائم پیشہ اور دشمنان رسولؐ لوگ خلافت الٰہیہ کے ہمدرد نہیں ہو سکتے تھے (۳۱ / ۲۵)

چنانچہ وہ اغوا شدہ لوگوں میں سے ہو گیا۔ (۱۷۶) اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ہم چاہتے تو اسے ان آیات سے بلندی عطا کرتے و لیکن اس نے بلندی کی جگہ زمین گیری کو ترجیح دی اور اپنی مصلحتوں اور قومی اجتہاد کی پیروی کو ضروری سمجھا چنانچہ اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جسے تم اکساؤ تب بھی زبان سے چاٹنا شروع کردے یا بے توجہی برتو تب بھی چاٹتا رہے اس آدمی اور کتے کی مثال سے اس قوم کا حال بیان ہوا ہے جس کے افراد نے ہماری آیات غلط استعمال کر کے جھوٹا ثابت کیا ہے چنانچہ یہ داستان بطور قصہ سنا دو تاکہ شاید وہ لوگ تفکر اور غور سے کام لیں (۱۷۷) کیسی بری مثال ہے ایسے لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور یوں اپنے اوپر ظلم کرتے رہے (۱۷۸) چنانچہ جسے ہدایت اللہ عطا کرے وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ کردے تو وہی لوگ نقصان میں رہنے والے ہوتے ہیں (۱۷۹) اور یقیناً ہم نے جنوں اور انسانوں کی کثرت کو جہنم کے لئے پھیلایا ہے ان کے دل تو ہوتے ہیں مگر ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے ان کی آنکھیں بھی ہوتی ہیں مگر وہ آنکھوں

وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا

اور اگر چاہتے ہم البتہ بلند کرتے ہم اس کو ساتھ اس کے یعنی نشانیوں کے

وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ

و لیکن وہ لگ گیا طرف زمین کی اور پیروی کی خواہش اپنی کی پس مثال اس کی مانند

كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ

مثال کتے کی ہے اگر بوجھ رکھے تو اوپر اس کے زبان لٹکادے یا چھوڑ دے اس کو

يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ

زبان لٹکاوے یہ ہے مثال اس قوم کی کہ جھٹلایا نشانیوں ہماری کو پس بیان کر

الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ِۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ

قصے تو کہ وہ فکر کریں بری ہے مثال اس قوم کی جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور جانوں اپنی کو تھے ظلم کرتے جس کو راہ دکھا دے اللہ

فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

پس وہی راہ پانے والا ہے اور جس کو گمراہ کرے پس یہ لوگ وہی ٹوٹا پانے والے ہیں

وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖۚ

اور البتہ تحقیق پیدا کئے ہم نے واسطے دوزخ کے بہت جنوں سے اور آدمیوں سے

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ٞ وَ لَهُمْ

واسطے ان کے دل ہیں کہ نہیں سمجھتے ساتھ ان کے اور واسطے ان کے

(۳۳) آیات (۱۷۹ تا ۱۷۵ / ۷) میں قرآن کا اہم ترین ہیرو مذکور ہے۔ قرآن کریم کی ان آیات کے متعلق شیعہ سنی علما کافی پریشان رہے ہیں

چنانچہ ہم علامہ مودودی کا بیان پیش کرتے ہیں تاکہ توجہات ان بنیادوں پر مرکوز ہوجائیں جن کی مدد سے ان آیات کے مخاطب اور ان میں مذکور لوگ نزدیک ہوجائیں اور قارئین کے قلوب، نظریں اور سماعت اپنا اپنا صحیح کام شروع کردیں۔

علامہ بتاتے ہیں کہ: "یہاں (۱۷۱ / ۷) پہنچ کر بنی اسرائیل سے خطاب ختم ہو جاتا ہے۔ اور بعد کے (تین) رکوعوں میں تقریر کا رخ عام انسانوں کی طرف پھرتا ہے۔ جن میں "خصوصیت کے ساتھ" روئے سخن ان لوگوں کی جانب ہے جو براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب تھے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۹۵ حاشیہ ۱۳۲)

مطلب یہ ہوا کہ قارئین اب بنی اسرائیل کی طرف سے توجہات ہٹا کر اپنے کان، آنکھیں اور قلبی بصیرت کو رسولؐ کی قوم پر جما کر بات سنیں۔ اب علامہ ان پریشان کرنے والی آیات کے متعلق اپنے خیالات اور تحقیق پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"۱۳۸ ان الفاظ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ضرور کوئی متعین شخص ہو گا جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ لیکن اللہ

اور اس کے رسولؐ کی یہ انتہائی اخلاقی بلندی ہے کہ وہ جب کبھی کسی کی برائی کو مثال میں پیش کرتے ہیں تو بالعموم اس کے نام کی تصریح نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی شخصیت پر پردہ ڈال کر صرف اس کی بری مثال کا ذکر کر دیتے ہیں۔ تاکہ اس کی رسوائی کیے بغیر اصل مقصد حاصل ہو جائے۔ اسی لئے نہ قرآن میں بتایا گیا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں کہ وہ شخص جس کی مثال یہاں پیش کی گئی ہے، کون تھا؟ مفسرین نے عہد رسالت اور اس سے پہلے کی تاریخ کے مختلف اشخاص پر اس مثال کو چسپاں کیا ہے۔ کوئی بلعم بن باعوراء کا نام لیتا ہے (شیعہ سنی دونوں۔احسن) کوئی امیہ بن ابی الصّلت کا اور کوئی صیفی ابن الراہب کا۔ (اور کوئی مغیرہ بن سعید کا۔احسنؔ) لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خاص شخص تو پردہ میں ہے۔ جو اس تمثیل میں پیش نظر تھا، البتہ یہ تمثیل ہر اس شخص پر چسپاں ہوتی ہے جس میں یہ صفت پائی جاتی ہو۔" (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۱۰۰)

اگلے صفحے (۱۰۱) پر علامہ نے اس نامعلوم شخص کی چند خصوصیات تفصیل سے لکھی ہیں۔ہم ان کے الفاظ میں ان کا خلاصہ سناتے ہیں۔

(اوّل) " وہ آیات الٰہی کا علم رکھتا تھا یعنی حقیقت سے واقف تھا۔"

(دوم) " وہ دنیاکے فائدو ں اور لذتوں اور آرائشوں کی طرف جھک پڑا، خواہشات نفس کے تقاضوں کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس نے ان کے آگے سپر ڈال دی، مالی امور کی طلب میں دنیا کی حرص و طمع سے بالا تر ہونے کے بجائے وہ اس حرص و طمع سے ایسا مغلوب ہوا کہ اپنے سب اونچے ارادوں اور اپنی عقلی واخلاقی ترقی کے سارے امکانات کو طلاق دے بیٹھا۔ اور ان تمام حدود کو توڑ کر نکل بھاگا جن کی نگہداشت کا تقاضہ خود اس کا علم کر رہا تھا۔ پھر جب وہ محض اپنی اخلاقی کمزوری کی بنا پر جانتے بوجھتے حق سے منہ موڑ کر بھاگا تو شیطان جو قریب ہی اس کی گھات میں لگا ہوا تھا اس کے پیچھے لگ گیا اور برابر اسے ایک پستی سے دوسری پستی کی طرف لے جاتا رہا۔" (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۱۰۱)

ہم پہلے علامہ کو داد دیتے ہیں کہ انہوں نے مفسرین کے نادانستہ بنے ہوئے جال سے خود کو بچا لیا۔ اور قرآن کے قاریوں کو بھی یہ مشورہ دیا کہ وہ اس شخص کا پتہ لگانے کے لئے ان مومنین پر نگاہ رکھیں جو رسولؐ کے مخاطب اور رسولؐ کے دانشمند صحابہ اور صحابہ میں بھی ایسے لوگ تھے جن کے متعلق قرآن فہمی اور قرآنی علم کا خصوصی ذکر کیا جاتا ہے۔ یعنی اس شخص کا پتہ لگانے کے لئے عوام میں نہ جائیں بلکہ مخصوص صحابہ میں تلاش کریں۔ وہ شخص بڑے بڑے اونچے ارادے رکھتا تھا لیکن دنیا کی حرص و طمع نے اسے اللہ کی نظر میں گرا دیا اور ابلیس کی نظر میں بلند کیا یعنی اس نے آخرت اورصراط مستقیم کو ترک کرکے اپنے اونچے ارادوں کا رخ دنیاوی اقتدار حاصل کرنے کی طرف بدل دیا۔ اور شیطان نے اس کی مدد کا سامان کر دیا" یہ تو علامہ مودودی کی عبارت نے راہنمائی کی ہے۔ اب آیت کا ایک اور کلیدی لفظ "فَانْسَلَخَ" کے معنی کسی بھی عربی لغت (ڈکشنری) میں دیکھیں تو آپ کو اس کے اوّلین اور بنیادی و حقیقی معنی "سانپ کا اپنی کینچلی اتارنا" یاکسی " ذبح شدہ جانور کی کھال اتارنا" ملیں گے لہٰذا اللہ نے فرمایاہے کہ :

(فَٱنسَلَخَ مِنۡهَا ﴿١٧٥﴾ الاعراف) اس شخص نے ان آیات کی کینچلی یا کھال اتارلی اس لئے شیطان نے اس کو پسند کیا اور اس کی تائید اور پیروی اختیار کرلی (فَأَتۡبَعَهُ ٱلشَّيۡطَٰنُ ﴿١٧٥﴾ الاعراف) اس لئے وہ شیطان کے ان اغوا کردہ لوگوں میں سے ہو گیاجن کو شیطان نے اپنا مشن چلانے کے لئے حاصل کرلینے کا چیلنج کیا تھا۔

(وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِكَ نَصِيبٗا مَّفۡرُوضٗا ﴿١١٨﴾ النساء) اورجنہیں صراط مستقیم سے ہٹا کر حصول دنیا کی تمناؤں سے سرشار کر دینے اور ان سے اپنا منصوبہ مکمل کرانے کا اعلان کیاتھا (نساء۱۲۰۔۱۱۹/۴) لہٰذا معلوم ہوا کہ ابلیس کو ایسے ایک عالم و دانشور صحابی کی ضرورت تھی جو رسولؐ کے مقابلہ میں دنیاوی اقتدارکو حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہو چنانچہ اسے وہ شخص مل گیا جو اللہ کے دین کو اللہ کی شہادت اور گواہی کے ساتھ دنیاوی فراوانیاں اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے رسولؐ اللہ کو یقین دلایا کرتا تھا (وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يُعۡجِبُكَ قَوۡلُهُۥ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَيُشۡهِدُ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلۡبِهِۦ ﴿٢٠٤﴾ البقرۃ) اور یہی مطلب تھا لفظ فَانْسَلَخَ کا یعنی اس شخص نے اپنی بصیرت اورموشگافیوں سے آیات کے حقیقی مفہوم کو یعنی مغز کو چھوڑ کر ان آیات کی اس طرح کھال یا چھلکا اتاراہے کہ جو اس کی تعبیرات و تاویلات سے دنیا میں بالادست اور حکومت و اقتدار و غلبہ حاصل کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اور وہ اتنا پر یقین ہے کہ اپنے اخذ کردہ اس مفہوم پر اللہ کو گواہ قرار دے کر خود رسولؐ سے بحث و مباحثہ کرتاہے (وَهُوَ أَلَدُّ ٱلۡخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾ البقرۃ) اور اللہ نے یہ فیصلہ کر دیا

سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے اور ان کے کان بھی ہیں مگر وہ لوگ ان کانوں سے سنتے نہیں ہیں وہ قلب و نظر اور کان سے جانوروں کی طرح کام لیتے ہیں بلکہ وہ جانوروں سے زیادہ گمراہ ہیں اور حقائق و مقاصد خداوندی کی طرف سے غافل و لاپرواہ ہیں (۱۸۰) کائناتی حسن و زیبائی بحال رکھنے اور ترقی دینے والے نام اللہ کے لئے ہیں چنانچہ تم لوگ ان ہی ناموں کے وسیلے سے اللہ کو یاد کرو اور دعا مانگو اور جو لوگ اللہ کے مقرر کردہ اسماء الحسنیٰ میں موشگافیاں اور ہیر اپھیری کرتے ہیں ان میں اور انتشار ڈال دو عنقریب انہیں ان کے عمل درآمد کی جزا ملے گی (۱۸۱) اور ہماری مخلوقات میں ایک ایسی اُمت	اَعۡیُنٌ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا یَسۡمَعُوۡنَ آنکھیں ہیں کہ نہیں دیکھتے ساتھ ان کے اور واسطے ان کے کان ہیں کہ نہیں سنتے بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ ساتھ ان کے یہ لوگ مانند چارپایوں کے ہیں بلکہ وہ زیادہ تر گمراہ ہیں یہ لوگ وہ ہیں الۡغٰفِلُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾ وَ لِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا غافل اور واسطے اللہ کے ہیں نام اچھے پس پکارو اس کو ساتھ ان کے اور چھوڑ دو ان کو الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اَسۡمَآئِهٖ ؕ سَیُجۡزَوۡنَ مَا كَانُوۡا جو کجراہی کرتے ہیں بیچ ناموں اس کے کے البتہ جزا دیئے جاویں گے جو کچھ کہ یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ مِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ یَّهۡدُوۡنَ تھے کرتے۔ اور جن لوگوں سے کہ پیدا کیا ہم نے ایک جماعت سے کہ راہ دکھاتے ہیں

کہ جب وہ خود حاکم بنے گا تو : (وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي ٱلۡأَرۡضِ لِيُفۡسِدَ فِيهَا وَيُهۡلِكَ ٱلۡحَرۡثَ وَٱلنَّسۡلَ ﴿٢٠٥﴾ البقرة)

علامہ رفیع الدین : (۱) " اور جب حاکم ہوتا ہے کوشش کرتا ہے بیچ زمین کے تا کہ فساد کرے بیچ اس کے اور ہلاک کرے کھیتی کو اور جانوروں کو "(بقرہ ۲۰۵ / ۲)

مودودی صاحب : (۲) "جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے ، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے حالانکہ اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔"

بس بات مکمل ہوگئی، یعنی بقول علامہ مودودی وہ شخص دانشوران صحابہ میں سے وہ صحابی ہے جو حکومت کرے گا اور اپنی حکمرانی کے دوران قتل و غارت کے لئے ایسی دوڑ دھوپ کرے گا کہ دنیا میں فوج کشی سے کھیتیاں اور فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور نسل انسانی کا قتل عام ہوتا رہے گا۔ لہٰذا صحابہ میں سے جو لوگ حکمران ہوئے ان میں سے وہ بھی ایک صحابی ہے۔ جس کے نزدیک اسلام اور قرآن ایک مارشل مذہب اور ایک ملک گیری کی تحریک تھی۔ جس میں ہر مخالف اور اختلاف کرنے والے کا لوٹنا اور قتل جائز تھا۔ اور اس نے اپنے اس۔ فَانۡسَلَخَ۔ کے ذریعہ سے تیار کئے ہوئے اسلام کو نافذ کیا تھا اور ساری دنیا میں پھیلایا۔ یہی شخص ہے جس نے رسولؐ کے راستے کو چھوڑ کر اللہ اور رسولؐ کے درمیان ایک نئی راہ نکالی تھی (نساء ۱۵۰ / ۴) اور اپنے ایک جگری یار سے بھی رسولؐ اللہ کا دین چھڑا کر اپنا راستہ دکھایا تھا۔ اور اس یار نے اللہ کے سامنے یہ بیان بقول قرآن۔ اپنے ہاتھوں کو چباتے ہوئے ، دینا ہے کہ۔

" ہائے افسوس اے کاش میں نے رسولؐ اللہ کی راہ اختیار کی ہوتی ہائے افسوس اے کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا یار دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس یار نے مجھے ایسی حالت میں گمراہ کر دیا جب کہ رسولؐ میرے پاس تھے اور واقعی انسان صورت شیطان تو انسانوں کو مایوسی اور رسوائی میں مبتلا کرتا ہے " (فرقان ۲۹۔۲۷ / ۲۵) اور جس طرح سورۂ اعراف (۱۷۷تا۱۷۵ / ۷) میں اس ملعون شخص کی مثال کو اس کی پوری قوم کی مثال قرار دے کر اس کو اس کی قوم کو فَانۡسَلَخَ کی ترکیب سے آیات خداوندی کو جھٹلانے والا کہا ہے اسی طرح سورۂ فرقان میں اس کے یار و سردار کے بیان کے بعد یہ کہا ہے کہ :

رسولؐ اللہ نے کہا کہ اے پروردگار یقیناً میری اس قوم نے اس قرآن کو مہجور کر دیا یعنی اس کو فَانۡسَلَخَ کے ذریعہ اپنی مصلحتوں کے ماتحت رکھ کر اپنے مجتہدانہ کرتب سے غیر موثر بنا دیا ہے اور اپنے خود کاشتہ عقائد و احکام

> وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِي ٱتَّخَذُواْ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا ﴿٣٠﴾ الفرقان

بھی ہے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتی ہے اور حق ہی سے عدل قائم کرتی ہے (۱۸۲) اور جن لوگوں نے آیات کو غلط استعمال سے جھٹلایا ہے ہم انہیں بتدریج رفتہ رفتہ غیر محسوس طور پر ایسے مقام تک پہنچائیں گے جس کو وہ نہیں جانتے (۱۸۳) میں انہیں بڑی متانت کے ساتھ ڈھیل اور استفادہ کا موقعہ دوں گا یقیناً ہماری مکارانہ گھات

بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع ۲۲/۱۲ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا

ساتھ حق کے اور ساتھ اسی کے عدل کرتے ہیں اور جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ

کو البتہ درجہ بدرجہ کھینچیں گے ہم ان کو گمراہی میں جس طرح سے کہ

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَ اُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۱۸۳﴾

نہیں جانتے اور ڈھیل دوں گا میں ان کو تحقیق مکر میرا مضبوط ہے

پر فٹ کر لیا ہے۔ اور اللہ نے جواب میں ان دونوں یاروں کو اور ان کی قوم کو سابقہ اقوام اور دشمنان خدا و رسولؐ کی مانند مجرم قرار دیا ہے (فرقان ۳۱ / ۲۵) تمام قارئین نوٹ کریں کہ یہاں بھی اللہ نے دونوں یاروں کا نام نہیں لیا ان کی عادات و صفات کو اس طرح بیان کر دیا کہ اگر قومی چشمہ آنکھوں پر نہ لگا ہوتا تو فوراً اس شخص کو اس کے جگری یار دوست کو اور ان دونوں کی قوم کو فوراً پہچانا جا سکتا ہے۔ یہاں بھی ان پر لفظ " فلاں فلاں " کا پردہ ڈال دیا ہے۔ اگر نام لے دیا جاتا تو ادھر رسوائی ہوتی اور ادھر وہ اپنے منصوبے سے باز رہ جاتے لیکن اللہ نے تو طے کر دیا تھا کہ خلافت انہیں دینا ہے اور دنیاوی استفادہ کرانا ہے اور پھر جہنم واصل کرنا ہے (انعام ۱۲۶ / ۶)

(۳۴) محمدؐ و آل محمدؐ یعنی چہاردہ معصومینؑ (۱۸۰ / ۷) اللہ کے اسماء حسنیٰ اور وسائط خداوندی ہیں۔

اس آیت (۱۸۰ / ۷) میں تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عبادات، مناجات اور دعاؤں میں جب بھی اللہ سے مخاطب ہوں تو اللہ کو اس کے مقرر کردہ ناموں کے ساتھ مخاطب کیا کریں۔ اسی کی مزید تائید میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:
(۱) " اے رسولؐ ان سے کہہ دو کہ خواہ تم اللہ کہہ کر دعا کرو یا رحمٰن کہہ کر پکارو اسے اس کے جس نام سے بھی پکارو اس کے تمام نام حسین ہیں" (بنی اسرائیل ۱۱۰ / ۱۷) اور یہ کہ:
(۲)" اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور اسی کے لئے اسماء الحسنیٰ مخصوص ہیں" (طٰہٰ ۸ / ۲۰) اور یہ کہ:
(۳) اللہ ہی خالق ہے، بے عیب پیدا کرنے والا ہے، وہ ہی صورت و شکل بنانے والا ہے اور اسی کے لئے اسماء الحسنیٰ ہیں" (حشر ۲۴ / ۵۹) بس اب یہ سب کچھ جان لینے کے بعد یہ سمجھ لیں کہ اللہ کے یہ اسما حسنیٰ کون ہیں۔ حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت (۱۸۰ / ۷) کو پڑھا۔اور ارشاد فرمایا کہ:

عن معاویہ بن عمّار عَن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزّوجلّ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴿۱۸۰﴾ (الاعراف) قَالَ نَحْنُ وَاللّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى الَّتِیْ لَا یقبل اللّٰہُ مِنَ الْعِبَادِ عَمَلًا اِلَّا بِمَعْرِفَتِنَا (کافی کتاب التوحید باب النوادر حدیث نمبر ۴)

" خدا کی قسم ہم ہی اسماء الحسنیٰ ہیں۔ کسی انسان کا کوئی عمل اس وقت تک اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہو سکتا جب تک اس انسان کو ہماری معرفت حاصل نہ ہو"

یہاں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ کے یہاں ہماری کوئی دعا، کوئی عبادت اور کوئی اچھا عمل بلا ذکر و معرفت محمدؐ و آل محمدؐ صلوۃ اللہ علیہم کے قبول نہیں ہوتا۔ اور محمدؐ و آل محمدؐ کے اسی مقام کو ضائع کرنے کے لئے ابلیس نے نبوۃ کو الگ رکھ کر خالص توحید کی آڑ لی تھی اور آج علما کی کثرت اسی ابلیسی توحید کا پرچار کر رہی ہے۔

(۳۴۔الف) رسولؐ اللہ کے مخاطبوں میں ایک (۱۸۱ / ۷) حق پرست اور عدالت کی ذمہ دار اُمت موجود تھی۔

لیکن رسولؐ کی قوم کے مقابلہ میں عہد رسولؐ سے لے کر آج تک ایک ایسی اُمت موجود رہتی چلی آئی ہے جس نے حق و عدالت کا دامن کبھی نہیں چھوڑا (۱۸۱ / ۷) مگر رفتہ رفتہ اس اُمت میں بھی نظام اجتہاد داخل ہو گیا اور انہوں نے اپنی مخالف اور رسولؐ دشمن سیاسی و مذہبی لیڈروں کے ساتھ

اَوَ لَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا ؕ مَا بِصَاحِبِهِمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا

کیا نہیں فکر کرتے نہیں ہے واسطے صاحب ان کے کے کچھ جنوں سے نہیں وہ مگر

نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝۱۸۴ اَوَ لَمۡ يَنۡظُرُوۡا فِىۡ مَلَكُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ

ڈرانے والا ظاہر کیا نہیں نظر کرتے بیچ بادشاہی آسمانوں کے اور زمین کے

وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ ۙ وَّ اَنۡ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ

اور جو کچھ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز سے اور یہ شتاب ہے یہ کہ نزدیک ہوئی ہو

اَجَلُهُمۡ ۚ فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۢ بَعۡدَهٗ يُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۸۵ مَنۡ

اجل ان کی پس ساتھ کون سی بات کے پیچھے اس کے ایمان لاویں گے ؟ جس کو

يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ ؕ وَ يَذَرُهُمۡ

گمراہ کرے اللہ تعالیٰ پس نہیں راہ دکھانے والا واسطے اس کے اور چھوڑتا ہے

بہت بہت خطرناک حد تک سنجیدہ ہوا کرتی ہے (۱۸۴) کیا یہ رسولؐ کی قوم اس پر غور نہیں کرتی کہ اس کے ساتھی پر جنوں کا کچھ اثر نہیں بلکہ وہ تو ایک نتائج بد سے خبردار کرنے والی ہستی ہے (۱۸۵) کیا ان لوگوں نے کبھی آسمانوں اور زمین کے حاکمانہ انتظام پر نظر نہیں ڈالی ہے اور جتنی مخلوقات اللہ نے کائنات میں پیدا کی ہیں ان میں سے کسی بھی چیز کو انہوں نے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا کہ وہ سب اللہ کی حکومت سے باہر نہیں۔ کیا انہیں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ خود ان کی موت کہیں قریب نہ کھڑی۔ ہو کیا یہ لوگ قرآن کے علاوہ کسی اور حدیث پر ایمان لانے کا انتظار کررہے ہیں(۱۸۶) بات یہ ہے

کید و مکر کا استعمال ترک کر دیا اور اس کی بے باکانہ باغیانہ روش کو برداشت کرنے کی راہ اختیار کر لی اور رفتہ رفتہ بتدریج لیبل کو چھوڑ کر وہ اسی مذہب کے پیرو بن گئے جو مجتہدین نے اپنے اجتہاد سے خود گھڑا تھا اور اسلام کے بدلے میں تیار کیا تھا۔

(۳۵) آیات (۱۸۳۔۱۸۲ / ۷) نظام اجتہاد کے ساتھ اللہ نے مکر و کید کرنے کا اعلان کیا ہے۔

مسلمان قاری دو باتیں نوٹ کریں اوّل یہ کہ دھوکہ بازوں، فریب سازوں اور حق کے خلاف منصوبہ چلانے والوں کے ساتھ صرف مکر کرنا ہی جائز نہیں ہے (آل عمران ۵۴ / ۳) (اعراف ۹۹ / ۷) بلکہ ان کو دھوکہ دینا اور ان سے فریب کرنا ان کی گھات میں بیٹھنا بھی جائز ہے۔(۱۸۳۔۱۸۲ / ۷) اور ان کو رفتہ رفتہ غیر محسوس طریقہ پر بتدریج حق کی طرف لانے کے لئے ہر مناسب اور اثر انگیز اقدامات کرنا بھی لازم ہے۔ چنانچہ رسولؐ کی قوم نے ایمان کا اعلان کرنے سے پہلے اور ایمان کا نقاب پہن لینے کے بعد جو کچھ کیا وہ تو آپ ہماری تشریحات و تعبیرات میں دیکھ ہی رہے ہیں۔یہاں تو یہ نوٹ کریں کہ اللہ نے یہ اعلان کیا کہ میں اپنی آیات کے ساتھ مجتہدانہ سلوک کرنے والوں کو بتدریج وہاں پہنچاکر چھوڑوں گا جہاں پہنچنے کا انہیں فی الحال علم نہیں ہے اور ایسا کرنے میں اس نے اپنے کید کی سنجیدگی سے خبردار بھی کیا تھا(۱۸۳۔۱۸۲ / ۷) لہٰذا قارئین یہ دیکھیں کہ محمدؐ کی آل کے ساتھ ابتدائی سلوک برسرمنبر لعنت و تبرا سے شروع ہوا ایک صدی تک عرب و عجم کی مسلمان مملکتوں کی ہر مسجد سے ان پر لعنت و تبرا کی علی الاعلان بوچھاڑ ہوتی رہی لیکن بتدریج کیا ہوا؟ اسے تاریخ کے اوراق میں دیکھئے کہ وہ قومی جوڑ توڑ اور منصوبہ بکھرتا گیا یہاں تک کہ یہ کہا جانے لگا کہ : ”مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود“ اور ادھر ہر مسلمان کے دل و دماغ میں آل رسولؐ ہی سے نہیں بلکہ آل رسولؐ سے فیض یاب ہونے والے اولیاء اللہ سے بھی محبت و عقیدت کے چراغ روشن ہوتے چلے گئے اور آج سوائے گنتی کے چند ملاعین کے ساری اُمت محمدؐ و آل محمدؐ کی مدح و ثنا میں نغمہ سرا ہے۔

(۳۶) آیات (۱۹۶ تا ۱۸۴ / ۷)میں جنوں اور بتوں اورعلم غیب اور رسولؐ کی قوم کا خصوصی ذکرہواہے۔

علم غیب کے متعلق ہم نے قرآنی اصول بیان کر دیئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ قرآن کے بیانات کو سامنے رکھنے والا شخص مجبور ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کائنات اور اس میں موجود مخلوقات اور مخلوقات میں موجود ان کی ضروریات و احتیاجات و تحریکات و احساسات و جذبات کا اتنا عالم تسلیم کرے جتنا قرآن کریم نے بتایاہے اور جتنا ایک قرآن کے عالم و معلم کو ہونا چاہیئے۔ اور اس میں عالم شہود پر آجانے والی ہر چیز کا علم داخل ہے۔ لہٰذا جس علم غیب کی

کہ جسے اللہ خود گمراہ کردے اس کو کون ہدایت کرے گا اور اللہ انہیں ان کی سرکشی میں خوب منتشر کررہا ہے تاکہ وہ اچھی طرح بھٹکتے رہیں (۱۸۷) تم سے یہ لوگ قیامت کی گھڑی کے آنے کا وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں ان کو بتاؤ کہ اس کا علم اللہ کو حاصل ہے اور وہی اس کو اس کے وقت پر نمایاں کرے گا اور کوئی نہیں بتا سکتا وہ وقت آسمانوں اور زمین کے لئے بھی بہت گراں ہو گا اور وہ تم پر جب بھی آئے گی اچانک ٹوٹ پڑے گی۔ تجھ سے اس طرح سوالات کرتے ہیں گویا کہ تو ان کے سوالات کا نشانہ بن کر قیامت ہی کی بحث میں الجھایا جاسکتا ہے ان سے کہہ دو کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں لیکن اکثریت اس کو نہیں جانتی یعنی یہ سمجھتی ہے کہ قیامت کا پتہ لگایا جاسکتا ہے (۱۸۸) ان کا منہ بند کرنے کے لئے یہ بھی کہہ دو کہ جس قدر اللہ نے چاہا ہے اس سے زیادہ میں اپنے ذاتی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں اور میں اللہ کی طرح غیب کا براہ راست عالم ہوتا تو بہت سے فائدے اٹھایا کرتا اور مجھ پر کسی برائی کا اثر نہ ہوا کرتا میں تو ایسی قوم کے لئے تنبیہ کرنے اور خوشخبریاں سنانے والا ہوں جو بات مانتی ہو (۱۸۹) وہی ہے جس نے تمہیں ایک شخص واحد سے پیدا کیا تھا اور پھر اسی شخصِ واحد سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا تھا تاکہ وہ اس سے سکونت و طمانیت حاصل کرتا رہے۔

فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ

ان کو بیچ سرکشی ان کی کے سرگرداں سوال کرتے ہیں تجھ کو قیامت سے کہ کیا ہے

مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

وقت قائم ہونے اس کے کا کہہ سوائے اس کے نہیں کہ علم اس کا نزدیک

رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؔؕ ثَقُلَتْ

وقف لازم · وقف منزل

رب میرے کے ہے نہ ظاہر کرے گا اس کو وقت اس کے پر مگر وہی بھاری ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ

بیچ آسمانوں کے اور زمین کے نہیں آوے گی تم پر مگر ناگہاں سوال کرتے ہیں تجھ سے

كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا

گویا کہ تو بحث کرنے والا ہے اس سے کہہ سوائے اس کے نہیں کہ علم اس کا

عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ

نزدیک اللہ کے ہے ولیکن بہت لوگ نہیں جانتے کہہ نہیں اختیار رکھتا میں

لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ

واسطے جان اپنی کے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جو چاہے اللہ اور اگر ہوتا میں جانتا

الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا

معانقة ۸

غیب کو البتہ بہت لے لیتا میں بھلائی سے اور نہیں لگتی مجھ کو برائی نہیں میں

اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع

ع ۲۳ ۷ ۱۳

مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے اور کیا اس سے جوڑا اس کا

لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا

تو کہ آرام پکڑے طرف اس کی پس جب ڈھانکا اس نے اس کو اٹھالیا اس نے بوجھ

نفی اللہ و رسولؐ نے کی ہے۔ وہ اس علم غیب سے متعلق ہے جو ابھی عالم ظہور میں نہیں آیا۔ یہاں علوم خداوندی اور علوم محمدؐ و آل محمدؐ کی حدود کو سمجھنے کے لئے ایک بات اور سن لیں اور وہ یہ ہے کہ اگر نوع انسان کروڑوں اور اربوں سال تک علمی ترقی کرتی رہے تب بھی وہ علوم محمدؐ و آل محمدؐ کے مقابلہ میں اتنے ہی فاصلے پر رہے گی جو فاصلہ دونوں میں روز ازل تھا۔ اسی طرح اگر محمدؐ و آل محمدؐ کروڑوں اور اربوں سال تک علوم خداوندی سے مالا مال ہوتے رہیں تب بھی اللہ اور محمدؐ و آل محمدؐ کے علوم میں وہی فاصلہ اور نسبت برقرار رہے گی جو روز ازّل تھی۔ یعنی جس طرح ہم محمدؐ و آل محمدؐ کے سامنے

پھر جب عورت اور مرد سے تخلیق شروع ہوئی تو عورت کو ایک ہلکی سی چیز اٹھانا پڑی اور وہ اسے اٹھائے ہوئے چلتی پھرتی اور اپنا کام بھی کرتی رہی پھر جب وہ حمل بڑا ہوگیا اور اسے اب بوجھ اور ذمہ داری معلوم ہونے لگی تو مرد اور عورت دونوں نے اللہ اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ اگر تو ہمیں ایک تندرست و صحیح و سالم بچہ دے گا تو ہم شکر گزاروں میں رہیں گے (۱۹۰) چنانچہ جب ان دونوں کو مراد کے مطابق بچہ دیا گیا تو اس بچے کے دیئے جانے میں کچھ اور ہستیوں کو بھی شریک سمجھا حالانکہ اللہ اور اس کے کام اس سے کہیں بلند و برتر ہیں جو وہ شریک کرتے ہیں (۱۹۱) کیا وہ ایسی ہستیوں کو شریک مانتے ہوئے مطمئن ہیں جو خود مخلوق ہیں اور کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کر سکتے (۱۹۲) اور نہ وہ شریک کئے جانے والے ان کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں کسی اور کی مدد تو الگ وہ تو خود اپنی مدد نہیں کر سکتے (۱۹۳) اگر تم انہیں کسی مفید بات کی نشاندہی کرو تب بھی وہ اس

خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ

ہلکا پس چلی گئی ساتھ اس کے پس جب بوجھل ہوگئی دعا مانگی دونوں نے اللہ

رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

پروردگار اپنے سے اگر دے گا ہم کو تندرست البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں سے

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ

پس جب دیا ان کو تندرست کیا واسطے اس کے شریک بیچ اس چیز کے کہ دیا تھا

فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا

پس بلند ہے اللہ اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں کیا شریک لاتے ہیں اس چیز کو کہ

لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا

نہیں پیدا کرتے کچھ اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں اور نہیں کر سکتے واسطے ان کے مدد

وَّ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا

اور نہ اپنی جانوں کو وہ مدد کرتے ہیں اور اگر بلاؤ تم ان کو طرف ہدایت کی نہ

يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

پیروی کریں تمہاری برابر ہے اوپر تمہارے کیا پکارو تم ان کو یا تم چپکے رہو

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ

تحقیق جن کو پکارتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں مانند تمہارے پس پکارو تم ان کو

ہمیشہ جاہل رہیں گے اسی طرح محمدؐ و آل محمدؐ اللہ کے روبرو جاہل و نادان رہیں گے یعنی نوع انسان اور محمدؐ و آل محمدؐ میں اور محمدؐ و آل محمدؐ اور اللہ میں مقابلہ کے لئے علم کی کوئی نسبت نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ دیکھیں کہ علم غیب کی بات شروع کرنے سے پہلے اللہ نے یہ بتایاہے کہ یہ محمدؐ نہ جنوں سے متاثر ہے نہ یہ جنوں پر قابو رکھنے کی وجہ سے غیبی باتیں بتاتا ہے۔ (۱۸۴ / ۷) دانشوران قریش کی چال بازیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے رسولؐ سے ایسے جوابات دلوائے ہیں جن سے رسولؐ اللہ پیش گوئیوں کی اور قسمت کا حال بتانے سے بچ جائیں۔ اسی لئے کہلوایا گیا کہ میں خود فائدہ نہیں اٹھاسکتا (۱۸۸ / ۷) معلوم ہوا کہ یہ لیڈر حضرات رسولؐ کو پیش گوئیوں اور مقدر کے فیصلوں میں مصروف کر کے مالی استفادہ چاہتے تھے اس لئے کورا جواب نفی میں دلوا دیا گیا کہ یہ راستہ ہی بند ہو جائے اور تنذیر و بشارت کا کام جاری رہے (۱۸۸ / ۷) دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ نے اپنی دشمنی سے اندھے ہو کر یہ بھی نہ سوچا کہ دشمن کو وہ جواب نہیں دیا جاتا جو دوستوں کو دیا جاتاہے اور دشمنی قرآن سے ثابت ہے (۳۱ / ۲۵) پھر جاہلوں کو وہ جواب نہیں دیتے جو عاقلوں کو دیا جاتاہے اور ان لوگوں کا تجاہل عارفانہ ہر آیت سے ہویدا ہے۔

لہٰذا علم غیب کی اس قسم کی نفی سے بعد والے دشمنوں نے کوشش کی ہے کہ وہ رسولؐ کو کورا جاہل ثابت کریں لیکن جب تک قرآن میں یہ آیت موجود ہے کہ:" محمدؐ غیب کے معاملہ میں کنجوس نہیں یعنی غیب کی باتیں بتانے میں سخی ہے۔" (تکویر ۲۴ / ۸۱) دشمنوں کا منہ بند رہے گا۔ اور ہم ابھی ایک نقد سوال کرتے ہیں تاکہ دشمن سو سال تک جواب سوچتے رہیں۔

سے استفادہ نہیں کرسکتے لہٰذا خواہ تم ان کو آواز دے کر بلاؤ یا خاموش رہو یہ دونوں باتیں بے کار اور برابر ہیں اس لئے کہ نہ وہ سن سکتے ہیں نہ خاموشی کو جانتے ہیں (۱۹۴) یہ ایک حقیقت ہے کہ جن بے حس و حرکت ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو خود تمہاری طرح کے بندے ہیں چنانچہ انہیں پکار کر دیکھو اور دیکھو کہ کیا وہ تمہیں جواب دیتے ہیں لہٰذا جواب لے کر دکھا دو اگر تم سچے لوگ ہو (۱۹۵) کیا ان کے ایسے پاؤں ہیں کہ ان سے چل پھر سکیں؟ کیا ان کے ایسے ہاتھ ہیں جن سے وہ گرفت کر سکیں؟ کیا ان کے پاس ایسی آنکھیں ہیں جن سے وہ کسی چیز کو دیکھ سکیں ؟؟ کیا ان کے ایسے کان ہیں جن سے کوئی بات سن اور سمجھ سکیں کہہ دو اے محمدؐ کہ تم اپنے تمام شرکاء کو میرے خلاف بلا کر جمع کر لو اس کے بعد اپنے منصوبے کی ہر چال چلو اور مجھے انتظار کا موقعہ بالکل نہ دو۔ (۱۹۶) یقیناً تمہارے مقابلہ میں میرا تحفظ کرنے والا وہی اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے وہ ہی میرا ہمدرد حاکم ہے اور اصلاح کرنے والوں ہی کو وہ اپنی حکومت میں اپنا ولی بناتا ہے (۱۹۷) اور اے رسولؐ کی قوم تم جن لوگوں کو اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو تمہاری مدد کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنی مدد کرسکتے ہیں اور نہ مدد کا مطلب سمجھتے ہیں (۱۹۸) اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف دعوت دو تو وہ سنتے ہی نہیں اور اے رسولؐ تم اپنی قوم کے ان مخصوص لوگوں کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پاتے ہو حالانکہ وہ تمہیں دیکھتے نہیں ہوتے (۱۹۹) اے رسولؐ آپؐ ان سے تمام فاضل سامان وصول کرلیں اور پسندیدہ طریقے پر احکام جاری رکھیں۔

فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ

پس چاہیئے کہ جواب دیں تم کو اگر ہو تم سچے کیا واسطے ان کے پاؤں ہیں کہ

يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ

چلتے ہیں ساتھ ان کے یا واسطے ان کے ہاتھ ہیں کہ پکڑتے ہیں ساتھ ان کے یا

لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ

واسطے ان کے آنکھیں ہیں کہ دیکھتے ہیں ساتھ ان کے یا واسطے ان کے کان ہیں

يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ط قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا

کہ سنتے ہیں ساتھ ان کے کہہ بلاؤ شریکوں اپنوں کو پھر مکر کرو مجھ سے پس مت

تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَ هُوَ

ڈھیل دو مجھ کو تحقیق دوست میرا ہے اللہ جس نے اتاری ہے کتاب اور وہی

يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا

دوستی کرتا ہے صالحوں سے اور جن کو کہ پکارتے ہو سوائے اس کے نہیں

يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ

کرسکتے مدد تمہاری اور نہ جانوں اپنی کو مدد دیتے ہیں اور اگر بلاؤ تم ان کو

اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ط وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ

طرف ہدایت کی نہ سنیں گے اور دیکھتا ہے ان کو آنکھیں کر رہے ہیں طرف تیری

وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ

اور وہ نہیں دیکھتے پکڑ درگزر کو اور حکم کر ساتھ بہتر کے اور منہ پھیر لے

عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ

جاہلوں سے اور اگر وسوسہ کرے تجھ کو شیطان کی طرف سے وسوسہ ڈالنے والا

(۳۶۔ الف) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سے فائدہ اٹھانے والوں کو بے دست وپا بتوں کی مثل کہا گیا ہے۔

یہاں اللہ نے قریشی بتوں کی جو تصویر پیش کی ہے اسے دوبارہ پڑھیں (۱۹۰ / ۷ تا ۱۹۸ / ۷) اور دیکھیں اور رسولؐ کی قوم کے ہم خیال مسلمانوں سے پوچھیں کہ :

(۱)''کیا تم لوگ اس کے قائل نہیں ہو کہ یہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن انسانی تخلیق ہے ؟ یہ ریڈار یہ سیارے یہ میزائل یہ جہاز یہ فی الفور سینکڑوں زبانوں میں ترجمہ کر ڈالنے والی مشینیں وغیرہ وغیرہ انسانی تخلیق نہیں ہے ؟ پھر (۲) کیا تم اپنے نفع اور نقصان پر قادر نہیں ہو ؟ کیا تم تجارت کے منکر ہو؟ کیا تم جنگ کر کے دوسروں کو نقصان پہنچانے اور تباہ کرنے پر عامل و قائل نہیں

ہو ؟ اور کیا دنیا میں لوگوں نے دوسروں کا کبھی نقصان نہیں کیا اور یوں خود فائدہ نہیں اٹھایا اور کیا ایسے نقصان پہنچانے والوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی نہیں ہوئی اور سزا نہیں ملی ؟ (۳) کیا تم کو ایک حسین وجمیل جسم و نورانی چہرے اور بابصیرت قلب و ذہن اور مسحور کن آنکھیں اور عزت کی نشانی لمبی ناک اور سونگھنے کی طاقت اور کان نہیں ملے کیا تم اپنے اعضا اور دماغ سے محیرالعقول مندرجہ سوال نمبرا کے کام نہیں کرتے ؟ اب یہ بتائیے کہ تمہیں تو (۴) بے حس و حرکت بتوں کی مثل بندے (عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ) فرمایا گیاہے اس کے باوجود تمہارا یہ حال ہے جو تین سوالات سے ظاہر ہے ۔ اگر تمہیں بتوں کی مثل قرار دینے سے اس محیرالعقول مقام کی نفی نہیں ہو گئی تو یہ کیا غضب ہے کہ تم رسولؐ اللہ کو بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہونے کی بنا پر ان کے مقام بلند کا انکار کرتے ہو؟ سنو بات یہ ہے کہ تم مع مذکورہ کمالات کے رسولؐ اللہ کے مقابلہ میں ایک بے حس و حرکت بت ہو۔ یعنی تمہارے تمام کمالات ان کے کمالات کے سامنے لاشے اور صفر ہیں ان کا جسم نورانی ہے اور تم مٹی کا ڈھیر ہو اور جب مٹی کے ڈھیر چاند تک جانے کی طاقت رکھتے ہیں تو وہ نورانی جسم چاند سورج ستاروں کی اور عرش و کرسی کو اپنے قدموں میں حاضر کرنے کی طاقت رکھتا ہے ۔ اور خود آناً فاناً پوری کائنات میں جہاں چاہیں جا سکتے ہیں اور کہیں جانے کے بعد بھی جہاں سے گئے وہاں موجود رہ سکتے ہیں ۔ سنو اور غور سے سنو کہ رسولؐ اللہ خود مشیت اللہ ہیں۔ ارادۃ اللہ ہیں وہ تم سے ہزاروں لاکھوں درجہ بہتر خالق ہیں رازق ہیں ہر وہ صفت جو ان انسانوں یعنی بتوں سے ظہور میں آئے وہ ان ہی کی برکت اور وجود ذی جود کا کرشمہ ہے'' ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔

(۳۷) رسولؐ کے مخاطب آیت (۱۹۸ / ۷) میں خود کو بھی بتوں اور مجسموں کی صورت میں پیش کرتے تھے ۔

اس آیت (۱۹۸ / ۷) میں مذکور انسانوں کو بھی اکثر علما نے اینٹ پتھر کے بت سمجھا ہے اور وہ اس لئے کہ اللہ نے بتوں اور بے حس و حرکت مجسموں کا اس تفصیل اور زوردار طریقے پر ذکر کیا ہے کہ اگر قاری خبردار نہ رہا ہو تو اس کے دماغ میں بت ہی بت بھر جاتے ہیں چنانچہ اکثر مترجمین پر یہاں اس آیت تک پہنچتے پہنچتے بت سوار ہوگئے اور انہوں نے سہمے ہوئے دماغ سے آیت کو پڑھا اور انہیں بت ہی نظر آئے ۔ حالانکہ اگر ان کا حافظہ ٹھکانے پر رہا ہوتا تو وہ سمجھتے کہ یہاں قومی مومنین کو عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ (۱۹۴ / ۷) کی مثال بنا کر پیش کیا گیا ہے یہاں تو رسولؐ سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم ہدایت کی دعوت دیتے تو وہ اسی طرح نہیں سنتے جس طرح آیت (۱۹۳) میں بتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ : (وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ﴿۱۹۳﴾ الأعراف) اسی طرح یہ چلتے پھرتے بت بھی تمہاری بات پر کان نہیں دھرتے اور ان کی آنکھیں بھی آپ کو اپنے جیسے بشر کی صورت میں دیکھتی ہیں لہٰذا وہ حقیقتاً آپؐ کو دیکھتے ہی نہیں ۔ ان ہی کے لئے کہا گیا تھا کہ:

> وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ ﴿٤﴾ المنافقون

(علامہ مودودی کی زبانی) سنئے '' انہیں دیکھو تو ان کے جثّے (بدن) تمہیں بڑے شاندار نظر آئیں گے ۔ بولیں تو تم ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ ۔ مگر اصل میں یہ گویا لکڑی کے کُندے ہیں جو دیوار کے ساتھ چن کر رکھ دیئے گئے ہوں۔'' (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۱۷) دیکھا آپ نے یہی ہیں وہ بتوں کی مثل مومنین ۔ علامہ نے ترجمہ صحیح نہیں کیا ہے ۔ آیت میں ''دیوار'' کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے ۔ فرمایا یہ ہے کہ گویا'' وہ لکڑی سے تراشے ہوئے مجسمے ہیں جن کو مسند پر سنوار کر بٹھا دیا گیا ہو'' یہ ہے قرآن کریم جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا ۔ چنانچہ رسولؐ کی قوم کے بولتے چالتے سنتے سمجھتے مجسموں میں اور مٹی پتھر اور لکڑی اور سونے چاندی اور لوہے کے بتوں میں کوئی فرق نہ تھا۔

(۳۸) آیت (۲۰۱۔۲۰۰ / ۷) میں ابلیس نہیں بلکہ قومی شیطان مذکور ہوا ہے ۔

قرآن کا فیصلہ ہے کہ عزازیل یعنی ابلیس اللہ کے مخلص بندوں پر مسلط نہ ہوسکے گا (حجر ۴۰ / ۱۵)(ص ۸۳ / ۳۸) اور ان آیات (۲۰۱۔۲۰۰ / ۷) میں جو لوگ یہ سمجھیں کہ آنحضرت اور حقیقی مومنین کو شیطان اغوا کرنے کے لئے آ سکتا ہے ان کی سمجھ پر یقیناً قومی سایہ پڑا ہوا ہے۔ کہ ادھر وہ رسولؐ اللہ اور ان کے حقیقی مومنین کو قرآن کے دیئے ہوئے مقام سے محروم کرتے ہیں اور ادھر ابلیس کو بے وقوف سمجھتے ہیں یعنی جب وہ خود کہہ چکا کہ ''تیرے مخلص بندوں پر مجھے قابو نہ ملے گا'' (۴۰ / ۱۵ ، ۸۳ / ۳۸) اس کے

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ

پس پناہ پکڑ ساتھ اللہ کے تحقیق وہ ہے سننے والا جاننے والا تحقیق جو لوگ کہ

اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا

پرہیز گاری کرتے ہیں جب لگتا ہے ان کو وسوسہ شیطان سے یاد کر لیتے ہیں

فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَ اِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ

پس ناگہاں وہ دیکھنے لگتے ہیں اور بھائی ان کے کھینچتے ہیں ان کو بیچ گمراہی کے

ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ۝ وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْ لَا

پھر نہیں تھمتے اور جب نہیں لاتا تو ان کے پاس نشانی کہتے ہیں کیوں نہ

اجْتَبَیْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ

کھینچ لایا تو اس کو کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں پیروی کرتا ہوں اس چیز کی

مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

کہ وحی کی جاتی ہے طرف میری رب میرے سے یہ دلیلیں ہیں پروردگار تمہارے

وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَ اِذَا

سے اور ہدایت اور رحمت واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور جب

قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

پڑھا جاوے قرآن پس سنو اس کو اور چپکے رہو تو کہ تم رحم کئے جاؤ

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ

اور یاد کرو پروردگار اپنے کو بیچ جی اپنے کے عاجزی سے اور ڈرسے اور

اور تجاہل عارفانہ کرنے والے کی طرف سے توجہ ہٹا لیں (۲۰۰) اور جب کبھی قومی شیطان تمہیں لفظوں میں الجھانے کے لئے اختلاف پیش کرے تو جواب میں اعوذ باللہ پڑھ دیا کرو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۔ (۲۰۱) یقیناً جو متقی مومنین ہیں جب انہیں قومی شیطان کی تجاویز (طائف) سے سابقہ پڑتا ہے تو وہ نبویؐ ہدایات کو یاد کرتے ہیں تو فوراً انہیں شیطانی چالاکیاں دکھائی دینے لگتی ہیں (۲۰۲) رہ گئے شیطانی ٹولے سے دلچسپی رکھنے والے ان کے بھائی بند تو وہ ان شیطانی تجاویز سے بڑھا چڑھا کر گمراہی میں لیجانے کی کوئی کمی نہیں چھوڑتے (۲۰۳) اور اے رسولؐ جب آپ ان کے پاس معجزہ لئے ہوئے نہیں آتے تو وہ کہتے ہیں کہ جناب آپ نے معجزہ کو خود ہی کیوں نہ انتخاب کر لیا ؟ ان کو بتاؤ کہ حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ میں تو اپنے رب کی طرف سے بھیجی جانے والی وحی کی لفظ بلفظ پیروی کرتا ہوں اور یہ وحی تمہارے پروردگار کی طرف سے آنکھیں کھول دینے والی ہدایت اور رحمت ہے مگر ماننے والی قوم کے لئے نہ کہ تمہارے لئے (۲۰۴) اور تم ذرا اتنا کرکے دیکھو کہ جب قرآن پڑھا جایا کرے تو چپ رہ کر اس کو سن لیا کرو شاید اس طرح تم بھی رحم کے حق دار بن جاؤ (۲۰۵) اور اپنے دل کے اندر ہی اندر خوف اور عاجزی کے ساتھ

باوجود وہ اپنا وقت ضائع کرنے اور ناکام رہنے کے لئے رسولؐ اللہ کے پاس آتا ہے ۔ کاش ان لوگوں کو ابلیس ہی کی معرفت حاصل ہو جاتی تو انبیا علیہم السلام کا مقام معلوم ہو جاتا ۔ بہرحال زیربحث آیات (۲۰۰۔۲۰۱ / ۷) میں اس دوسرے شیطان کا ذکر ہے جس نے اپنے یار کو ڈوری پر لگا کر رسولؐ کا راستہ ترک کرا دیا تھا ۔ جو اپنی پوری قوم کا نمائندہ تھا اور قرآن کریم کو مہجور کرنے کا انتظام کیا تھا اور جسے اللہ نے ان جرائم پیشہ مجرموں میں شامل کیا ہے جو روز اوّل سے انبیاء کے دشمن رہتے چلے آئے ہیں اور جس کا ذکر سابقہ آیات (۱۷۹ تا ۱۷۵ / ۷) میں باقاعدہ ہوا ہے ۔

(۳۹) آیت (۲۰۴ / ۷) قرآن کی قرأت سنو تو ہرحال میں خاموش رہ کر سننا واجب ہے ۔

اسی آیت (۲۰۴ / ۷) کے حکم کے مطابق ہمیں نماز باجماعت میں جب پیش نماز کی قرأت سنائی دیتی ہو تو اپنی قرأت بند رکھنا اور پیش نماز کی قرأت کو سننا اور دل ہی دل میں اسے دوہرانا واجب ہوا ہے ۔ دہرانا اس لئے کہ :
(۱) صحیح تلفظ معلوم ہو (۲) کہیں غلط ہو تو پیش نماز کی اصلاح کی جاسکے (۳) اوراگر پیش نماز گرجائے ، یاکسی سبب سے نماز ساقط کرکے چلا جائے یا جاناچاہے تو اس کی جگہ لے کر وہیں سے قرأت جاری کرنا جہاں سے پیش نماز نے چھوڑی تھی ۔

دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ

کم آواز سے بات سے صبح کو اور شام کو اور مت ہو

مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

غافلوں سے تحقیق جو لوگ کہ نزدیک رب تیرے کے ہیں نہیں تکبر کرتے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾

بندگی اس کی سے اور تسبیح کرتے ہیں واسطے اس کے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

بلاآواز بلند کئے صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد رکھو اور غفلت برتنے والوں میں شمار نہ ہو جاؤ (۲۰۶) یقیناً جو لوگ تیرے رب کی حضوری میں رہتے ہیں وہ اللہ کی عبادت و اطاعت میں اپنی بزرگی کو عاجزی میں بدلے ہوئے ہیں اور اسی کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اسی کے واسطے سجدے بجا لاتے رہتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اس میں پچھتر آیات اور دس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ

سوال کرتے ہیں تجھ کو لوٹوں سے کہہ لوٹیں واسطے اللہ کے ہیں اور رسولؐ کے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ

پس ڈرو اللہ سے اور درست رکھو معاملے آپس کے اور فرماں برداری کرو اللہ کی

وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اور رسولؐ اس کے کی اگر ہو تم ایمان والے سوائے اس کے نہیں کہ ایمان والے

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا

وہ لوگ ہیں کہ جب یاد کیا جاوے اللہ ڈر جاتے ہیں دل ان کے اور جب

تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى

پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں اس کی زیادہ کرتی ہیں ان کو ایمان اور اوپر

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا

پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں وہ لوگ کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے

(۱) یہ مومنین آپؐ سے فاضل اموال اور سامانِ آسائش کے متعلق پوچھتے ہیں ان کو بتاؤ کہ فاضل اموال ہوں یا سامانِ آسائش ہوں وہ اللہ اور رسولؐ کی ملکیت ہے لہٰذا تم اس کے خلاف کرنے سے باز رہو اور آپس میں ایک دوسرے کی بھی اصلاح کرو اور ہر حال میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اگر تم واقعی مومن ہو تو اس کے خلاف نہ کرنا (۲) حقیقی مومن تو صرف وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب ان کے روبرو اللہ کی آیات کی تلاوت ہوتی ہے تو اس تلاوت سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور یہ بھی کہ وہ ہر حال میں اللہ ہی پر توکل و بھروسہ کرتے ہیں (۳) اور یہ وہی لوگ ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور انہیں جو کچھ بھی اللہ نے دیا ہے اس میں سے

مقاصد خداوندی کے لئے خرچ کرتے رہتے ہیں (۴) یہ وہی لوگ ہیں جو حقیقی مومن ہیں ان ہی کے لئے اللہ کے یہاں ترقی کے درجات ہیں اور تحفظ کا سامان ہے اور مفید رزق ہے (۵) انفال کے مسئلے ہی کی طرح کا سوال اس وقت اٹھا تھا جب تیرے رب نے تجھے جنگ بدر کے لئے تیرے گھر سے نکالا تاکہ حق کو قائم کرو تو اس وقت مومنین کے ایک فرقہ کو جنگ کے لئے نکلنا سخت ناگوار تھا۔ (٦) اور حقیقی مقصد کے بیان ہو چکنے کے باوجود وہ فرقہ اپنے حق پر اور رسوؐل کے باطل پر ہونے میں فساد انگیز جھگڑا کرتا رہا اور حق کو قبول کرنے میں وہ گویا موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں اور وہ موت کو اپنے سامنے کھڑی دیکھ رہے تھے ۔ (۷) اور اس وقت اللہ تو تم سے یہ وعدہ کر رہا تھا کہ دشمن کی دونوں جماعتوں میں ایک جماعت کے مقابلہ پر جاؤ اور اللہ کے حکم کے خلاف تمہیں یہ پسند تھا کہ تمہارے حصہ میں کمزور دشمن آ جاتا۔ مگر اللہ نے یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ اپنے کلماتؐ کے واسطے سے حق کو حق ثابت کرکے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ؕ﴿۳﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

کہ دیا ہے ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں ایمان لانے والے

حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ

ساتھ حق کے واسطے ان کے درجے ہیں نزدیک پروردگار ان کے کے اور بخشش ہے

وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ﴿۴﴾ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ

اور رزق ہے باکرامت جس طرح نکالا تجھ کو رب تیرے نے گھر تیرے سے

بِالْحَقِّ ۠ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ﴿۵﴾

ساتھ حق کے اور تحقیق ایک فرقہ مسلمانوں میں سے البتہ ناخوش رکھتے تھے

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ

جھگڑا کرتے تھے تجھ سے بیچ حق کے پیچھے اس سے کہ ظاہر ہوا گویا کہ ہانکے جاتے ہیں

اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ؕ﴿٦﴾ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى

طرف موت کی اور وہ دیکھتے ہیں اور جب وعدہ کرتا تھا تم کو اللہ ایک کا

الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ

دو(۲) جماعتوں میں سے کہ یہ واسطے تمہارے ہے اور تم دوست رکھتے تھے یہ کہ

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ

بن شوکت والا ہی ہووے واسطے تمہارے اور ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ ثابت کرے حق کو

سورۂ انفال کی تشریحات :

(۱) آیات (۸ تا ۵ / ۸) میں قومی مومنین کی رسولؐ پر خفگی اور حق کو جانتے بوجھتے رسولؐ سے جھگڑا کرنا :

یہ وہ مقام آ گیا ہے جہاں تمام مترجمین نے تسلیم کیا ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر یعنی رسولؐ کی پندرہ سالہ تبلیغ کے بعد بھی ایسے مومنین موجود تھے جو رسولؐ اللہ کی پالیسیوں کو ناپسند کرتے تھے اور صرف ناپسند نہیں بلکہ رسولؐ اللہ کے ساتھ مجادلہ یعنی لپاڈگی تک پہنچنے والا جھگڑا کھڑا کر دیا کرتے تھے ۔ حالانکہ اللہ نے یہ قانون بنایا تھا کہ:

> يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ ﴿٢﴾
> الحجرات

اگر کوئی مومن کہلانے والا شخص رسولؐ کے جواب میں جائز یا ناجائز بلند آواز سے بھی بات کرے تو اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اور پتہ بھی نہ چلے گا کہ کب ان کا دین ایمان غارت ہوا ۔ اور جب دین و دنیا کی تباہی کا علم ہی نہ ہوگا تو وہ نہ توبہ کریں گے نہ توبہ کے بعد ایمان لائیں گے بلکہ رسولؐ سے جھگڑا کرنے اور انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے عادی ہو جائیں گے ۔ بہرحال ان آیات (۸ تا ۵ / ۸) سے ایک ایسے مومن فرقہ کا وجود ثابت ہو گیا جو رسولؐ کے مقابلہ میں خود کو حق پر سمجھتا تھا اور چاہتا تھا کہ رسولؐ اللہ کو بھی اپنے والے حق پر واپس لے آئے اور جس شخص

الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ

ساتھ باتوں اپنی کے اور کاٹے جڑ کافروں کی تو کہ سچا کرے دین کو اور

يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ

جھوٹا کرے باطل کو اور اگرچہ ناخوش رکھیں گنہگار جس وقت فریاد کرتے تھے

رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ

تم پروردگار اپنے سے پس قبول کیا واسطے تمہارے یہ کہ مدد دوں گا تم کو ساتھ ہزار

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى

کے فرشتوں سے پیچھے سے اور لانے والے اور نہیں کیا اس کو اللہ نے مگر خوشخبری

وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

اور تو کہ آرام پکڑیں ساتھ اس کے دل تمہارے اور نہیں مدد مگر نزدیک اللہ کے سے

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ۧ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً

تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا جب کہ ڈھانکتا تھا تم کو اونگھ سے امن اسی کی طرف

مِّنْهُ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ

سے اور اتارتا تھا اوپر تمہارے آسمان سے پانی تو کہ پاک کرے تم کو ساتھ اس کے

وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ

اور دور کرے تم سے نجاست شیطان کی اور تو کہ باندھ دیوے اوپر دلوں تمہارے کے

يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ ؕ اِذْ يُوْحِيْ

اور ثابت رکھے بسبب اس کے قدموں تمہارے کو جس وقت وحی پہنچاتا تھا

حق کو چھپانے والوں کی پشت پناہی کو منقطع کر ڈالے ۔ (۸) تاکہ حق حق ہو کر رہے اور باطل باطل ہو کر رہ جائے خواہ کراہت کرنے اور ناپسند کرنے والے مجرم مومنین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔ (۹) وہ وقت تھا جب تم اپنے رب سے فریاد کرنے میں مصروف تھے تو تمہیں جواب میں کہا تھا کہ میں یقیناً تمہاری مدد کے لئے یکے بعد دیگرے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں (۱۰) یہ بات تمہیں اس لئے اعلانیہ بتا دی گئی تھی تاکہ تم کو خوشخبری کے ساتھ ساتھ تمہارے دلوں کو اطمینان بھی مل جائے ورنہ مدد تو ہوتی ہی اللہ کی جانب سے ہے یقیناً اللہ ہر حال میں زبردست اور حکمت والا ہے (۱۱) اور اسی جنگ میں اللہ تمہارے اوپر غنودگی کی صورت میں اطمینان اور بے خوفی بھیج رہا تھا اور تمہارے اوپر آسمان سے بارش کر رہا تھا تاکہ تم کپڑے دھو کر پاک ہو سکو اور قومی شیطان کے ڈالے ہوئے گندے وسوسوں کو تم سے دور کر دے کہ بارش سے تمہارے قلوب آپس میں مربوط ہو جائیں اور تاکہ تمہارے پیر بھیگے ہوئے ریت پر جم سکیں (۱۲) اور جب فرشتوں کو وحی بھیج رہا تھا کہ تم

کا تذکرہ سورۂ اعراف (۱۷۵ / ۷ تا ۱۷۹ / ۷) میں اور سورۂ بقرہ (۲۰۵ تا ۲۰۴ / ۲) میں اور سورۂ فرقان (۲۷ تا ۳۱ / ۲۵) میں اور سابقہ تشریحات (اعراف ۳۳) میں ہوا ہے ۔ وہ مومنین کے اسی فرقہ کا لیڈر و راہنما تھا جس نے اس فرقہ کو رسولؐ کی راہ کے خلاف اپنے ایجاد کردہ راستہ پر ڈالا تھا اور یہ فرقہ آج بھی علما کی صورت میں موجود ہے ۔

(۱ ۔ الف) علامہ مودودی نے اس فرقہ کا وجود مانا اور اسے حق پر ثابت کرنے کا پردہ ڈالا ۔ علامہ کا ترجمہ دیکھیئے :

"تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک گروہ (فَرِيقًا۔احسن) کو یہ سخت ناگوار تھا۔ وہ اس حق کے معاملے میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے ۔ در آں حالیکہ وہ صاف صاف نمایاں ہو چکا تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ گویا وہ آنکھوں دیکھے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۳۰،۱۳۱)

مان لیا کہ اس فرقہ کو رسولؐ کا فیصلہ سخت ناگوار اور جان لیوا تھا اور وہ حق واضح اور نمایاں ہو جانے کے باوجود رسولؐ اللہ کو اپنے حق پر ماننے کے لئے دبانا چاہتے تھے ۔ اور اسی لئے جھگڑا برپا کر رکھا تھا ۔

(۱ ۔ ب) رسولؐ کے مخالف مومن فرقہ کا مزید ثبوت ،علامہ کا قلم ۔ بہر حال اس فرقہ کے متعلق چند جملے اور سن لیں ،تو ہم علامہ کا پردہ اور مجرموں کی پردہ پوشی دکھائیں ۔ علامہ نے لکھا ہے کہ :

(۱) ”بہت سے تمدنی معاملات کی طرح مسلمان ابھی تک (۲ہجری تک۔احسن) جنگ کے معاملے میں بھی اکثر پرانی جاہلیت ہی کے تصورات لیے ہوئے تھے ۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ حاشیہ ۱)

معلوم ہوا ہے کہ وہ فرقہ بقول علامہ جنگ ہی کے معاملے میں نہیں بلکہ دوسرے معاملات میں بھی رسولؐ کے خلاف میں حق سمجھتے اور اس پر عمل کرتے تھے یعنی :

(۲)” یعنی جس طرح اُس وقت لوگ خطرے کا سامنا کرنے سے گھبرا رہے تھے حالانکہ حق کا مطالبہ اس وقت یہ تھا کہ خطرے کے منہ میں چلے جائیں ۔ اسی طرح آج انہیں مال غنیمت ہاتھ سے چھوڑنا ناگوار ہو رہا ہے ۔ حالانکہ حق کا مطالبہ یہی ہے کہ وہ اسے چھوڑ دیں اور حکم کا انتظار کریں۔“ (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۱۳۱ حاشیہ ۴)

(۱ ۔ ج) خدا رسولؐ کے مخالف مومنین کی طرف داری میں رسولؐ اللہ اور تمام انبیاؑ کو خطاکار مانا۔

یہاں تک علامہ نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ یہ فرقہ پورا کا پورا منافق ٹولہ تھا ۔ بلکہ ان کو مومن مانا ہے ۔ اور چونکہ علامہ ان ہی کے ساختہ پرداختہ مذہب پر چلتے ہیں لہٰذا اب اس مخالفِ خدا و رسولؐ فرقہ کی طرف داری اور پردہ پوشی پر ایک بیان دیتے ہیں جس میں اس فرقے کے بنیادی عقیدہ کو سامنے لاکر ان کے جرائم پر ہلکا سا پردہ ڈالا اور لکھ دیا کہ اس دنیا میں ہر انسان خطاکار ہے ۔ ” قصور بڑے سے بڑے اور بہتر سے بہتر اہل ایمان سے بھی سرزد ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں اور جب تک انسان، انسان ہے یہ محال ہے کہ اس کا نامۂ اعمال سراسر معیاری کارناموں ہی پر مشتمل ہو اور لغزش ، کوتاہی، خامی سے بالکل خالی رہے۔ “ (ایضاً صفحہ ۱۳۱ حاشیہ ۳) ظاہر ہے کہ علامہ کے اس بیان سے لغزشوں ،کوتاہیوں اور خامیوں اور قصوروں کے کرنے والوں کے لئے مضبوط عذر پیدا ہوگیا یعنی اللہ نے انسان کو خطاکار بنایا اور خطاکار رکھنے کا انتظام کیا لہٰذا بے قصور اور جنتی ۔ لیکن یہاں رسالتؐ و نبوتؐ کو بھی غلط کاروں خطاکار انسانوں کی فہرست میں داخل کر دیا اور یہی وہ عقیدہ ہے جو زیر بحث فرقہ کا قرآن سے ثابت ہے کہ وہ کلام اللہ میں نازل شدہ حکم کو بھی اپنے مصلحتوں اور تقاضائے وقت کے ماتحت رکھنا چاہتا تھا ۔ چنانچہ یہاں آیت (۷ / ۸) میں اللہ کی تجویز کردہ جماعت پر حملہ کرنا اس فرقہ کو غلط معلوم ہو رہا تھا ۔ اور سمجھ رہا تھا کہ رسولؐ قرآن کی تعبیر ،تنفیذ میں غلطی پر ہیں ۔ اس لئے جھگڑا رسولؐ سے کرتا تھا ۔ اللہ نے اس فرقہ کے لئے پہلے یہ فرمایا کہ:

۱ : وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُونَ ﴿٥﴾ الانفال
۲ : لِيُحِقَّ ٱلْحَقَّ وَيُبْطِلَ ٱلْبَٰطِلَ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُجْرِمُونَ ﴿٨﴾ الانفال

۱ : علامہ مودودی کا ترجمہ : ” اور مومنوں میں سے ایک گروہ کو یہ سخت ناگوار تھا۔ “ پھر فرمایا کہ :
۲ : علامہ مودودی کا ترجمہ : ” تاکہ حق، حق ہو کر رہے اور باطل باطل ہو کر رہ جائے خواہ مجرموں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔“

کلام اللہ اور علامہ کے ترجمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ و رسولؐ کا مخالف مومن فرقہ اپنی مستقل ناگواری کی بنا پر مجرموں کا ٹولہ تھا ۔ اور جرم اس کا یہ تھا کہ وہ باطل کو برقرار رکھنے میں کوشاں تھا ۔ اور یہی فرقہ تھا جو رسولؐ کی قوم کہلاتا تھا ۔ جس نے قرآن کو مہجور کیا تھا۔ (فرقان ۳۰ / ۲۵) اور اللہ نے رسولؐ کی شکایت پر فرمایا تھا کہ : تمہاری قوم تمہاری دشمنی میں نئی اور پہلی مجرم قوم نہیں ہے ۔ ہم نے تو ہر نبیؐ کے لئے جرائم پیشہ لوگوں کو ان کی دشمنی پر لگائے رکھا ہے ۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣١﴾ الفرقان

(۲)آیت (۱۱ / ۸) میں عارضی طہارت کا تذکرہ ہوا ہے جو بارش سے سب کو حاصل ہوتی ہے ۔

اس آیت (۱۱ / ۸) سے بعض قومی علمانے وہ تاثر پیدا کرنا چاہا ہے جو اللہ نے آیت تطہیر میں محمدؐ و آل محمدؐ کی شان میں فرمایا ہے حالانکہ بات سیدھی سی تھی ۔ علامہ مودودی کا نوٹ ملاحظہ فرمائیں ۔ لکھاہے کہ :”یہ اس رات کا واقعہ ہے جس کی صبح کو بدر کی لڑائی پیش آئی اس بارش کے تین فائدے ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو پانی کی کافی مقدار مل گئی اور انہوں

حقیقی مومنین کو ایمان میں مضبوط کرو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں اور جلد ہی میں ان لوگوں کے دلوں میں دہشت اور رعب پیدا کرنے والا ہوں جو حق کو چھپانے پر آمادہ ہیں چنانچہ اے فرشتو تم ان کی گردنوں کے اوپر اور جوڑوں کے اوپر ضربیں لگاتے رہو (۱۳) وہ اس سزا میں کہ انہوں نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے مشن میں دراڑ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کے مشن میں شگاف پیدا کرے گا یقیناً اللہ بہت سخت تعاقب اور عذاب کا بندوبست کرنے والا ثابت ہوگا (۱۴) لہٰذا وہ عذاب موجود ہوگیا اب اس کا مزا چکھو اور یہ بھی کہ حق پوشوں کے لئے جہنم کا عذاب الگ سے تیار ہے (۱۵) اے مومنین جب تم ایک لشکر کی صورت میں صفیں باندھ کر حق کو چھپانے والوں کا سامنا کرو تو یاد رکھو کہ ان کی ولایت سے ڈر کر پیٹھ نہ پھرانا (۱۶) اور جو کوئی آج کے دن ان کی ولایت کے ڈر سے پشت دکھائے گا تو اس پر اللہ کا غضب آپڑے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بازگشت کے لئے بہت بری جگہ ہے البتہ جو لوگ جنگی فریب کے لئے یا اپنی جگہ بدلنے کے لئے پیٹھ پھیریں اور ایک جماعت سے

رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

رب تیرا طرف فرشتوں کی یہ کہ میں ساتھ تمہارے ہوں پس ثابت رکھو

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا

ان لوگوں کو جو ایمان لائے البتہ ڈالوں گا میں بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے

الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ ﴿۱۲﴾

رعب پس مارو اوپر گردنوں کے اور مارو ان میں سے ہر پورے پر

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ

یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے خلاف کیا اللہ کا اور رسولؐ اس کے کا اور جو کوئی

یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾

خلاف کرے اللہ کا اور رسولؐ اس کے کا پس تحقیق اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

یہ ہے پس چکھ لو اس کو اور تحقیق واسطے کافروں کے عذاب ہے آگ کا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ ملاقات کرو تم ان لوگوں سے کہ

كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ ۚ وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ

کافر ہوئے لشکر باندھ کر پس مت پھیرو ان سے پیٹھ کو اور جو کوئی پھیر دے ان

یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى

سے اس دن پیٹھ اپنی مگر حرفت کرنے والا واسطے لڑائی کے یا جگہ پکڑنے والا طرف

نے فوراً حوض بنا بنا کر بارش کا پانی روک لیا دوسرے یہ کہ مسلمان چونکہ وادی کے بالائی حصہ پر تھے اس لئے بارش کی وجہ سے ریت جم گئی اور زمین اتنی مضبوط ہوگئی کہ قدم اچھی طرح جم سکیں اور نقل و حرکت با آسانی ہو سکے تیسرے یہ کہ لشکر کفار نشیب کی جانب تھا اس لئے وہاں اس بارش کی بدولت کیچڑ ہوگئی اور پاؤں دھنسنے لگے۔ شیطان کی ڈالی ہوئی نجاست سے مراد وہ ہراس اور گھبراہٹ کی کیفیت تھی جس میں مسلمان ابتداً مبتلا تھے ۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۳۴۔۱۳۵ حاشیہ ۹) اور یہ تین فائدے ان مجرم مومنین کو بھی ہوئے جو اللہ و رسولؐ کے خلاف رائے رکھتے اور رسولؐ اللہ سے جھگڑنے والے تھے ہم نے یہاں قومی شیطان مراد لیا ہے ۔ دلیل قرآن ہے ۔

(۳) آیت (۱۷ / ۸) رسولؐ اللہ دست خدا یا یداللہ تھے بدر کی فتح یداللہ کی فتح تھی۔ تاریخی مسلّمہ ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ایک مٹھی کنکریوں کی دشمن کی فوج پر پھینکی تھی ۔ اور فرمایا تھا کہ:
" تمہاری صورتیں بگڑ جائیں" (شاہت الوجوہ) رسولؐ کے اس فعل کو اور حقیقی مومنینؑ کے فعل کو اللہ نے اپنا فعل قرار

دوسری کی طرف جائیں ان سے مواخذہ نہ ہوگا (۱۷) جنگ بدر میں تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا تھا۔ اور اے رسولؐ تم نے ان پر شکست کے لئے کنکریاں نہیں پھینکی تھیں بلکہ کنکریاں پھینکنے والا خود اللہ تھا اور یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ اس طریقہ سے حقیقی مومنین کو آزمائیں اور ایک نیک اور مفید آزمائش میں کامیاب کر دکھائیں یقیناً اللہ تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۸) وہ تو تمہارا معاملہ ہے رہ گئے حقیقت پر پردہ ڈالنے والے تو یقیناً اللہ ان کی پر فریب گھاتوں اور اقدامات کی توہین کرنے والا ہے (۱۹) لہٰذا وہ سنیں کہ اگر تم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ فتح کس کی ہوگی تو فتح کرنے والا مومن گروہ سامنے موجود ہے چنانچہ اگر تم اب بھی باز آ جاؤ تو تمہارے لئے اسی میں خیریت ہے لیکن اگر تم پھر جنگ کا اعادہ کرو گے تو ہم بھی کریں گے اور سن لو کہ تمہیں تمہاری گروہ بندی خواہ کتنی بھی کثرت میں ہو کفایت نہ کرے گی اس لئے کہ اللہ مومنین کے ساتھ ہے (۲۰) اے وہ لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہو تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کے خلاف ولایت قائم نہ کرو اور یہ سمجھنا صحیح ہے کہ تم سن رہے ہو اور سمجھ گئے ہو (۲۱) اور اے مومنین تم ان مومنین کی مانند نہ ہو جانا

فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ

جماعت کی پس تحقیق پھر آیا ساتھ غصے کے اللہ کی طرف سے اور جگہ رہنے اس کے کی

جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ

دوزخ ہے اور بری جگہ ہے پھر جانے کی پس نہ مارا تم نے ان کو و لیکن اللہ نے

قَتَلَهُمْ ۠ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ

مارا ان کو اور نہ پھینکا تھا تو نے جس وقت کہ پھینکا تھا تو نے و لیکن اللہ نے

رَمٰى ۚ وَ لِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ

پھینکا تھا اور تو کہ آزمائش کرے ایمان والوں کی اپنی طرف سے آزمائش نیک

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ

تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے بات یہ ہے اور یہ کہ اللہ سست کرنے والا ہے مکر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَ

کافروں کا اگر فتح چاہتے ہو تم پس تحقیق آئی ہے تمہارے پاس فتح اور

اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ

اگر تم باز رہتے ہو پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور اگر پھر آؤ تم پھر آویں گے ہم

وَ لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَوْ كَثُرَتْ ۙ وَ اَنَّ

اور ہرگز نہ کفایت کرے گی تم سے جماعت تمہاری کچھ اور اگرچہ بہت ہو اور یہ کہ

اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ

اللہ ساتھ مسلمانوں کے ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو اللہ کی

وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ۚۖ وَ لَا تَكُوْنُوْا

اور رسولؐ اس کے کی اور مت پھرو اس سے اور تم سنتے ہو اور مت ہو

ع ۲ ۹ ۱۶

دے کر انہیں اپنا دست قدرت قرار دیا ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ کسی کو اپنا ہاتھ قرار دے اور پھر اس ہاتھ کو کبھی شکست یا کمزوری کا سامنا کرنا پڑے لہٰذا دنیا جانتی ہے کہ جنگ بدر ہو یا اُحد ہو یا جنگ خیبر ہو یا حنین ہو یداللہ ہی کے ہاتھوں تمام فتوحات عمل میں آئیں اور ان ہی کے ہاتھوں کفار مقتول و مغلوب ہوئے اور ان ہی سے سارے عرب اور عربی حکومتوں کو کبھی ختم نہ ہونے والی دشمنی رہتی چلی آئی ہے۔

(۴) آیت (۲۰ / ۸) اللہ و رسولؐ کی یگانگت اور عملی رابطہ کو واضح کرتی ہے۔

قرآن کریم نے طرح طرح اس عملی حقیقت کو واضح کیا ہے کہ نوع انسان براہ راست اللہ سے کسی قسم کا رابطہ قائم نہیں کر سکتی ہے اور یہ کہ تمام انسان مجبور ہیں کہ وہ اللہ کے نمائندوںؑ، نائبوںؑ، خلیفوںؑ یا نبوّت وامامتؐ کے ساتھ وابستہ اور مربوط رہیں۔ یہ وابستگی اور رابطہ اللہ سے وابستگی اور رابطہ ہوگا اللہ انسانوں

كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٢١ اِنَّ شَرَّ

مانند ان لوگوں کے کہ کہتے ہیں سنا ہم نے اور وہ نہیں سنتے تحقیق بدتر

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٢٢ وَ

چلنے والوں کے نزدیک اللہ کے بہرے گونگے ہیں وہ جو نہیں سمجھتے اور

جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم نے سن لیا لیکن درحقیقت وہ سنتے نہیں بلکہ سنا ان سنا کردیتے ہیں (۲۲) حق یہ ہے کہ زمین پر چلنے والوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بدترین وہ بہرے گونگے انسان ہیں جو عقل سے آزادانہ کام نہیں لیتے یعنی غلط نتائج حاصل کرنے پر مجبور رکھتے ہیں (۲۳) اور

کی ہر دعا ہر بات اور ہر پکار سنتا ہے ان کی عبادتوں اور اعمال کو دیکھتا ہے ان کے خیالات و جذبات و تمناؤں پر مطلع رہتا ہے مگر لیکن دعا کا جواب اور عبادات و اعمال کی مقبولیت ادارۂ نبوّت سے معلوم کرنا پڑے گی اور یہ یقین کرنا ہوگا کہ نبیؐ جو کچھ کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ کہتا ہے اور اللہ کی عین رضامندی سے کرتا ہے نبیؐ سے کہنا اللہ سے کہنا ہے نبیؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ نبیؐ کی خوشی اللہ کی خوشی اور ان کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ یعنی اس دنیا میں ہم اللہ سے ملنا چاہیں تو نبیؐ سے ملیں۔ اللہ کو دیکھنا چاہیں تو نبیؐ کو دیکھ لیں۔ اللہ کی خدمت کرنا چاہیں تو نبیؐ کی خدمت کرلیں۔ وہ سب کچھ اللہ ہی کے ساتھ کیا ہوگا۔ اور یہی معنی ہیں نائب اور خلیفہ خداوندی کے اور یہی مطلب ہے ظہور خداوندی کا اور اسی عملی صورت کا نام ہے "اللہ کی جانشینی" و نمائندگی اور خلافت الٰہیہ اور سارا قرآن اسی عملی صورت کو بیان کرتا اور بتاتا ہے کہ رسولؐ کی قوم نے اس عملی صورت حال کو چھپایا، نبوّت و امامتؑ کو بیچ سے ہٹایا، خود آگے بڑھی اور خدا کے ساتھ شریک ہو کر مشرک کی مشرک رہی۔ اور نبوت و امامت کو اللہ کے ساتھ شریک رکھنے کو شرک بھی قرار دیتی رہی۔ حالانکہ قرآن اللہ سے رسولوںؑ کو الگ کرنے والوں کو حقیقی کافر قرار دیتا ہے۔(نساء ۱۵۱۔۱۵۰ / ۴) اور عذاب جہنم کا اعلان کرتا ہے۔ زیر نظر آیت (۲۰ / ۸) میں اللہ نے رسولؐ اللہ کو اپنی اطاعت میں برابر کا شریک قرار دیا ہے اور دونوں اطاعتوں کو فرض و واجب و لازم قرار دیا لیکن آگے بڑھ کر دونوں اطاعتوں کو رسولؐ کی طرف موڑ کر ایک کر دیا یعنی قاعدے کی رو سے یہ کہنا چاہیئے تھا کہ: "اے مومنین تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور دیکھو ان دونوں کے خلاف اپنی ولایت اختیار نہ کرنا (یا بقول عام مترجمین) تم ان دونوں سے روگردانی نہ کرو (لَا تَوَلَّوْا عَنْهُمَا) مطلب یہ کہ اللہ نے اس آیت میں عَنْهُمَا (ان دونوں) کی جگہ (وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ ۝٢٠ الانفال) فرمایا ہے ٹیکنیکل زبان میں یوں کہیے کہ اللہ و رسولؐ کے لئے تثنیہ کا صیغہ لازم تھا۔ اس کی جگہ صیغہ واحد استعمال کر کے یہ فیصلہ کر دیا کہ عملاً اطاعت رسولؐ کی ہی ممکن ہے اور اس کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور اس کے خلاف ہر عملدرآمد اللہ کے خلاف عمل ہے۔ اسی سورۂ میں تین آیات کے بعد فرمایا ہے کہ:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسْتَجِيبُواْ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۝٢٤ الانفال

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسولؐ کی پکار پر فوراً حاضر ہو جاؤ جب رسولؐ تمہیں زندگی بخشنے کے لئے بلائے۔"

یہاں بھی اللہ و رسولؐ الگ الگ مذکور ہوئے لیکن یہ نہیں کہا کہ جب وہ دونوں پکاریں یا بلائیں اور نہ یہ کہا کہ جب وہ دونوں زندگی بخشیں بلکہ یہاں بھی عملی صورت یہی رکھی کہ رسولؐ کا تنہا بلانا اللہ کا بلانا بھی ہے۔ اور رسولؐ کا کسی کو زندگی بخشنا اللہ کا زندہ کرنا ہے اسی لئے صیغہ واحد لایا گیا (إِذَا دَعَاكُمْ ۔ يُحْيِيكُمْ) اور سورۂ نور میں فرمایا کہ:

وَإِذَا دُعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝٤٨ وَإِن يَكُن لَّهُمُ ٱلْحَقُّ يَأْتُوٓاْ إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝٤٩ النور

"جب تمام مومنین کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ تنہا رسولؐ کے احکام نافذ کرے تو ان میں ایک ایسا فرقہ ہے جو سرتابی کرتا ہے (یعنی قومی مومنین کا فرقہ) اور اگر اس قومی فرقہ کا کوئی حق نکلتا ہو تو وہ سر جھکائے ہوئے تنہا رسولؐ کے پاس چلے آتے ہیں۔"

یہاں بھی اللہ و رسولؐ کی طرف بلانے کی بات تھی لہٰذا حکم کرنے میں بھی دونوں کا (لِيَحْكُمَا) ذکر ہونا چاہئے تھا اور لفظ إِلَيْهِ کی جگہ إِلَيْهِمَا ضروری تھا لیکن واحد کا صیغہ لا کر اللہ نے پھر ثابت کیا کہ عملی اور ممکن صورت یہی ہے کہ رسولؐ کو

لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَ لَوْ اَسْمَعَهُمْ

اگر جانتا اللہ بیچ ان کے بھلائی البتہ سناتا ان کو اور اگر اب سنا دے ان کو

لَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

البتہ پھر جاویں اور وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

پکارنا قبول کرو واسطے اللہ کے اور واسطے رسولؐ کے جب پکارے تم کو

لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ

واسطے اس کے کہ زندہ کرے تم کو اور جانو یہ کہ اللہ حائل ہوتا ہے درمیان

الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اتَّقُوْا

آدمی کے اور دل اس کے کے اور یہ کہ طرف اس کی اکٹھے کئے جاؤ گے اور ڈرو

فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَ

اس فتنے سے کہ نہ پہنچے ان لوگوں کو کہ ظلم کرتے ہیں تم میں سے خاص کر اور

اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ

جانو یہ کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے اور یاد کرو جس وقت کہ تھے تم

قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ

تھوڑے ناتوان گنے جاتے بیچ زمین کے ڈرتے تھے یہ کہ اچک لے جاویں تم کو

اگر اللہ کے علم میں قومی مومنین کے متعلق ذرا سی بھلائی بھی ہوتی تو اللہ ان کو بات کی حقیقت سمجھنے اور سننے کی توفیق دے دیتا۔ اور اگر اب بھی ان کو توفیق دے کر سنا دیا جائے تب بھی وہ ضرور اپنی ولایت پر قائم رہیں گے اور ولایت محمدؐیہ سے روگردانی کرکے رہیں گے (۲۴) اے مومنین تم سب کے سب اللہ اور رسولؐ کے بلانے پر جب بھی رسولؐ بلائے حاضر ہوجایا کرو تاکہ رسولؐ تمہیں زندگی عطا کرسکے اور یہ جان لو کہ اللہ ہر آدمی کے اور ان کے دلوں کے درمیان حائل رہتا ہے اور یہ کہ تم سب اللہ ہی کی طرف سمیٹ کرلے جائے جاؤ گے (۲۵) اور اس آزمائشی فتنے سے بچ کر رہو جس کی مار صرف ان لوگوں تک محدود نہ رہے گی جو تم میں سے آیات خداوندی کے ساتھ فیصلے نہیں کرتے (۴۵ / ۵) اور اس ظلم پر کاربند رہتے ہیں اور یہ سمجھ لو کہ یقیناً اللہ بہت سخت تعاقب اور گرفت کرنے والی ہستی ہے (۲۶) اور اس وقت کو سامنے رکھا کرو جب تم ایسی قلت میں تھے کہ ساری دنیا تمہیں حقیر کمزور سمجھنے میں حق بجانب تھی اور تم ڈرتے تھے کہ کہیں

اللہ کی جگہ یقین کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان مقامات پر تثنیہ کے صیغے ہوتے تب تو اللہ کے ساتھ رسولؐ کی شرکت ثابت ہوتی اور وہ ادنیٰ درجہ کی بات ہوتی مگر اللہ نے تو رسولؐ اللہ کو اپنی جگہ بٹھایا ہے۔ اپنا ان کا مقام ایک رکھا ہے صرف عابد و معبود اور خالق و مخلوق کا فرق ہے اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں ہے۔ اور جو فرق مانتا ہے وہ قرآن کی رو سے حقیقی کافر ہے۔ (نساء ۱۵۱۔۱۵۰ / ۴) جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا نہ چاہے کافر رہے۔ (دھر ۳ / ۷۶)

(۵) آیات (۲۳۔ ۲۱ / ۸) میں قومی مومن فرقہ کی ہر حیثیت پر نظر ڈالی گئی ہے۔ ازلی شقاوت۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ اللہ نے قومی مومنین کو بتوں کی مانند (عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ ﴿۱۹۴﴾ الاعراف) قرار دیا تھا اور پھر عملی مثالیں دے کر ان کی آنکھوں، دلوں، کانوں اور ہاتھ پاؤں کی دین کے معاملے میں بے حسی اور لاپرواہی کا نظارہ کھینچا تھا۔ (۱۹۸ تا ۱۹۵ / ۷) اور ہم نے اس کی وضاحت (تشریح نمبر ۳۷ میں) کی تھی۔ وہی نظارہ یہاں (۲۳۔ ۲۱ / ۸) میں سامنے رکھا گیا ہے یعنی وہ اللہ و رسولؐ اور اسلام کا مخالف مگر مومن فرقہ رسولؐ کی بات نہیں سنتا گو کان رکھتا ہے زمین پر چلنے والے تمام جانوروں اور انسانوں سے کہیں زیادہ بدترین بہرا، گونگا اور عقل کا حقیقی دشمن ہے۔ رسولؐ کی نام نہاد قوم کے اس فرقہ میں نہ بھلائی ہے نہ ایمان ہے یہ ازلی جہنمی ہے۔

(۶) آیت (۲۵ / ۸) میں اللہ کی طرف سے اجتماعی سزا ہمہ گیر ہوا کرتی ہے۔ دین خداوندی میں ہمہ گیر تبدیلیوں

النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ

لوگ پس جگہ دی تم کو اور قوت دی تم کو ساتھ مدد اپنی کے اور روزی دی تم کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

پاکیزہ چیزوں سے تو کہ تم شکر کرو اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت

تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ

خیانت کرو اللہ کی اور رسولؐ کی اور مت خیانت کرو امانتوں اپنی کی اور تم

لوگ تمہیں پیس کر مٹا نہ دیں ایسی صورت حال میں تمہارے لئے پناہ گاہ عطا کی تمہاری تائید و دستگیری اپنی خاص مدد سے کی تاکہ شاید تم اس سلوک پر قدر دانی اور شکر گزاری کرو (۲۷) اے قومی مومنین تم لوگ اللہ اور رسولؐ سے خیانت نہ کیا کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت جائز خیال کرو اور تم یہ سب کچھ

اور بد اعمالیوں کی سزا بھی ہمہ گیر ہوتی ہے ۔ چنانچہ آج ان مسلمانوں کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہیں ہو رہی ہے جو حق و باطل کو الگ کرنے میں کوشاں ہیں یعنی چنوں کے ساتھ گھن بھی پِستا جا رہا ہے ۔ نہ نمازیوں کو نماز سے فائدہ ہو رہا ہے نہ دعاؤں میں اثر انگیزی ہے اس لئے کہ دین کا پورا ڈھانچہ تبدیل کر لیا گیا ہے ۔ یعنی آج اسلام کو مذاہب کفر سے بھی بدتر بنا کر چھوڑ دیا ہے ۔ اور اللہ نے یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ :

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا۟ مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ وَإِذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِقَوْمٍ سُوٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُۥ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِۦ مِن وَالٍ ﴿۱۱﴾ الرعد

” حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتی اور جب اللہ کسی قوم کی شامت کا فیصلہ کر دیتا ہے تو پھر وہ شامت کسی کے ٹالنے سے نہیں ٹلتی اور نہ ایسی قوم کے لئے اللہ کے علاوہ کوئی ولی ہو سکتا ہے “۔ چنانچہ یہ فیصلہ چودہ سو سال سے اُمت مسلمہ کو لپیٹ میں لئے چلا آ رہا ہے برابر اصلاح حال کی کوششیں ہوتی چلی آئی ہیں ۔ کہیں مسلمانوں میں عالمی اتحاد کی کوششیں ہو رہی ہیں ۔ کہیں نظام مصطفیٰ کے لئے دوڑ دھوپ ہو رہی ہے ۔ کوئی نظام خلفائے راشدین کا نعرہ لے کر اٹھتا ہے ۔ کبھی اسلامی قانون اور اسلامی سزاؤں میں اس شامت کا علاج نظر آتا ہے ۔ لیکن افسوس ہے ہر آنے والا سال مسلمانوں کو باقی اقوام اور مذاہب عالم سے پیچھے دھکیلتا چلا جائے گا۔ اس لئے کہ ہر وہ حل بے نتیجہ ہو جائے گا جو اس خود ساختہ مذہبی ڈھانچے اور تصورات میں سے لیا جائے گا ۔ یہ سارا انبار ہی باطل ہے اس میں ہر اچھی نظر آنے والی بات بھی باطل ہے ۔ یہاں اتحاد نفاق کو جنم دیتا ہے ۔ یہاں جسے اسلامی قانون یا اسلام کہا جاتا ہے وہ وقت کے سیاسیین کے خود ساختہ مجتہدانہ قوانین ہیں ۔ ان سے بد اعمالی اور دین سے بغاوت بہت تیزی سے پیدا ہو گی ۔ اور بہت جلد سوشلزم و مارکسزم غالب آ جائے گا اس لئے کہ نظام مصطفیؐ تو الگ اس کا تو سایہ بھی ان ذہنوں پر نہیں پڑا جو اس کے لئے کوشاں ہیں ۔ فساد خون کا علاج مرہم سے نہیں ہوتا ۔ اٹھو اور اس موجودہ ڈھانچہ کو مسمار کر کے قرآن سے حقیقی اسلام کو سامنے لاؤ ۔

(۷) آیت (۲۷ / ۸) کی رو سے قومی مومنین ہر قسم کی امانت میں خیانت جائز کرتے تھے ۔

تاریخ بتاتی ہے کہ پورے عرب نے رسولؐ کی جس صفت سے زیادہ اثر لیا وہ حضورؐ کی امانت اور امینی تھی آپ مکہ سے چلے تو اپنے خون کی پیاسی اپنی نام نہاد قوم کی امانتیں واپس کرنے کے لئے علی علیہ السلام کو مکہ میں چھوڑا ۔ ایسے امین رسولؐ کو ایسی مومن قوم ملی جسے یہ بتانا پڑا کہ اللہ و رسولؐ کی امانت میں خیانت نہ کیا کرو اور اپنے پاس رکھی ہوئی امانت میں خیانت ترک کر دو ۔ اور کمال یہ ہے کہ یہ بددیانتی اور خیانت کاری جان بوجھ کر کی جاتی تھی ۔ بتائیے جو قوم نزول قرآن کے دوران عہد رسولؐ میں خود رسولؐ کے ساتھ خیانت کرتی رہی ہو اس قوم سے رسولؐ کی وفات کے بعد کیسی اور کتنی امیدیں وابستہ رکھنا صحیح ہو سکتا ہے ؟ یہاں دوبارہ علامہ مودودی کا تصور امانت سن لیں ۔

” اپنی امانتوں سے مراد وہ تمام ذمہ داریاں ہیں جو کسی پر اعتبار (TRUST) کر کے اس کے سپرد کی جائیں ، خواہ وہ عہد وفا کی ذمہ داریاں ہوں ، یا اجتماعی معاہدات کی ، یا جماعت کے رازوں کی ، یا شخصی و جماعتی اصول کی ، یا کسی ایسے عہدہ و منصب

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ

جانتے ہو اور جانو یہ کہ مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہے اور

اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ

یہ کہ اللہ نزدیک اسی کے ہے ثواب بڑا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر

تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ

پرہیزگاری کروگے اللہ کی کرے گا واسطے تمہارے امتیاز اور دور کریگا تم سے

سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

برائیاں تمہاری اور بخشے گا واسطے تمہارے اور اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے

وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جس وقت مکر کرتے تھے ساتھ تیرے وہ لوگ کہ کافر ہوئے

٣ ع ١٧

جانتے بوجھتے کرتے ہو (۲۸) اور خبردار باش کہ یہ تمہارے اموال اور یہ تمہاری اولاد سب ایک فتنہ ہیں اور یہ کہ حقیقتاً ان فتنوں سے بچ نکلنے والوں کے لئے اللہ کے پاس عظیم الشان اجر ہے۔ (۲۹) اے ایمان کے دعویدارو اگر تم لوگ اللہ کی نافرمانی سے بچ کر رہو تو اللہ تمہارے اندر آپس میں امتیاز پیدا کر دے گا اور تمہاری برائیوں کو چھپا دے گا اور تمہارے لئے بخشش و تحفظ فراہم کرے گا اور اللہ تو بہت عظیم الشان فضل کا مالک ہے (۳۰)وہ وقت بھی تھا کہ جب حق پوش گروہ تمہیں اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے ، تمہارے خلاف خفیہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ تمہیں

کی جو کسی شخص پر بھروسہ کرتے ہوئے جماعت اس کے حوالے کرے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ حاشیہ ۲۲)
یہاں علامہ اللہ و رسولؐ سے خیانت کرنے پر قطعاً خاموش گزر گئے ہیں اور جان بچانے کے لئے حسب عادت یہ بھی نہ کہا کہ یہ خیانت کار لوگ مومن نہیں بلکہ منافق تھے۔ لہٰذا علامہ نے مان لیا کہ عہد رسولؐ کے مومنین خیانت کرتے رہتے تھے۔ اور علامہ مانیں یا نہ مانیں بہرحال قرآن نے اے مومنین يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ کہہ کر اس مومن فرقہ کو مخاطب کیا ہے جو اپنے اجتہاد کے سامنے نہ اللہ کے الفاظ پر عمل کرتا تھا نہ رسولؐ کے اقدامات کو غلطی سے مبرّا سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ سے آج تک مسلمانوں میں وہ دونوں فرقے چلے آ رہے ہیں۔

(۸)آیات (۲۹۔۲۸ / ۸) میں رسولؐ اللہ کے مخاطب اور مخاطبوں کی اولاد کی پوزیشن۔

خیانت کار مومنین سے فرمایا گیا ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے۔ اور ذرا دیر پہلے فرمایا گیا تھا کہ اس فتنہ سے بچ کر رہو جو صرف گناہ گاروں اور ظالموں ہی کو اپنی لپیٹ میں نہ لے گا بلکہ ہمہ گیر ہو گا (۲۵ / ۸) اور علامہ مودودی نے یوں ترجمہ کیا تھا کہ: "اور بچو اس فتنہ سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف ۔۔۔(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۳۷) اور سورۂ بقر (۱۹۱ / ۲) میں آپ نے معلوم کیا تھا کہ فتنہ قتل سے بھی بدترین گناہ ہے یعنی (وَٱلْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ ٱلْقَتْلِ ﴿۱۹۱﴾ البقرۃ) علامہ نے لکھا کہ: (۱) "قتل اگرچہ برا ہے مگر فتنہ اس سے بھی زیادہ برا ہے" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۵۰) اور فرمایا کہ: (۲) "آیت کا منشا یہ ہے کہ بلاشبہ انسانی خون بہانا بہت برا فعل ہے۔ لیکن جب کوئی انسانی گروہ زبردستی اپنا فکری استبداد دوسروں پر مسلط کرے اور لوگوں کو قبول حق سے بجبر روکے اور اصلاح و تغیر کی جائز و معقول کوششوں کا مقابلہ دلائل سے کرنے کے بجائے حیوانی طاقت سے کرنے لگے تو وہ قتل کی نسبت زیادہ سخت برائی کا ارتکاب کرتا ہے اور ایسے گروہ کو بزور شمشیر ہٹا دینا بالکل جائز ہے" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۵۰۔۱۵۱ حاشیہ ۲۰۲)
اللہ نے فرمایا کہ: (يَوْمَ هُمْ عَلَى ٱلنَّارِ يُفْتَنُونَ ﴿۱۳﴾ ذُوقُواْ فِتْنَتَكُمْ ﴿۱۴﴾ الذاریات) علامہ سمجھے کہ:
(۳) "جس روز یہ آگ پر تپائے جائیں گے ۔۔۔۔۔۔ اب چکھو مزا اپنے فتنے کا" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۳۵) اور فرمایا کہ:
(۴) "فتنے کا لفظ یہاں دو معنی دے رہا ہے۔ ایک معنی یہ ہیں کہ اپنے اس عذاب کا مزا چکھو دوسرے معنی یہ کہ اپنے اس فتنے کا مزہ چکھو جو تم نے دنیا میں برپا کر رکھا تھا۔" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۳۷ حاشیہ ۱۱)

لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَ يَمْكُرُوْنَ
تو کہ بند رکھیں تجھ کو یا مارڈالیں تجھ کو یا نکال دیں تجھ کو اور مکر کرتے تھے وہ
وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰ وَ اِذَا تُتْلٰى
اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ نیک مکر کرنے والوں کا ہے اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا
اوپر ان کے نشانیاں ہماری کہتے ہیں تحقیق سنا ہم نے اگر چاہیں ہم البتہ کہہ لیویں
مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۱ وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ
مانند اس کی نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی اور جب کہا انہوں نے یا اللہ
اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً
اگر ہے یہ حق نزدیک تیرے سے پس برسا اوپر ہمارے پتھر

تاحیات قید کر کے لوگوں سے آپ کا رابطہ توڑ دیں یا تمہیں قتل کر کے جان چھڑالیں ورنہ تمہیں ملک بدر اور جلا وطن کر کے اپنی قوم کو تمہاری تبلیغ سے بچالیں۔ لہٰذا اُدھر حق پوش دانشور اپنی خفیہ اور خطرناک چالیں چل رہے تھے اِدھر اللہ جوابی مکر کر رہا تھا اور اللہ تو تمام مکر کرنے والوں سے بڑھ کر مکر کرنے والا ہے (۳۱) اور جب حق پوشوں کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ارے بھائی ہم سن چکے کان نہ کھاؤ اگر ہم چاہیں تو ایسی ہی آیات پیش کر دیں۔ یہ اس کے سوا اور کیا ہیں کہ پہلے لوگوں کی لکھی ہوئی سطریں ہیں جو تم پڑھتے جاتے ہو۔(۳۲) اور حق پوش لیڈروں نے طنز کیا کہ اے اللہ اگر محمدؐ کا پیش کردہ مذہب واقعی حق ہے اور تیری ہی جانب سے ہے تو پھر ہم کو تباہ کرنے کے لئے

(۸۔ الف) علامہ مودودی کی نظر میں قومی مومنین کی اولاد۔

اس تمام تلاش اور آیات و تراجم سے ثابت ہوا کہ: (۱) قومی مومنین کی اولاد ایک فتنہ تھی یعنی ان کی گود میں اور گھروں کے اندر وباہر فتنے پالے جا رہے تھے۔۲۔اور یہ وہ نسل تھی جو قتل عام سے بڑھی ہوئی مصیبت تھی جو دنیا میں چاروں طرف قتل عام و فساد کا سبب بنے گی اور دنیا کو مجبور کر کے اپنا فکری استبداد دوسروں پر مسلط کرے گی اور یہ ذہنیت و طبیعت اپنے والدین سے ورثے میں حاصل کرے گی ۳۔ دوسرے الفاظ میں یہ اولادیں اپنے والدین کے لئے عذاب جہنم کا سامان تھیں اور عذاب جہنم کا سامان فراہم کرنے میں مددگار ہوئیں۔ یعنی قومی مومنین فتنہ و فساد و قتل و غارت و عذاب کو جنم دے کر انہیں پروان چڑھانے والے لوگ تھے۔ لہٰذا انہیں فتنہ گر وفتنہ پرور کہنا قرآن کی رو سے حق بجانب ہے۔ لہٰذا اللہ نے صحیح فرمایا کہ اس مومن فرقہ میں یا ان قومی مومنین میں کوئی ایسی بھلائی، نیکی یا خوبی نہ تھی جو اللہ کے علم میں ہوتی (۲۳ / ۸) یہی وجہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد و اولاد میں بھی کوئی خوبی اور بھلائی پیدا نہ ہو سکی یہی اولاد تھی جس نے کربلا میں خاندان رسولؐ کا قتل عام کیا تھا۔اسی اولاد میں سے یزید وابن زیاد وعمر سعد وشمر وغیرہ تھے۔

(۹) آیت (۳۰ / ۸) میں رسولؐ کی قوم کے مرکزی اور کھلے دشمن محاذ کا اجتماعی فیصلہ دشمنی کی آخری حدود۔

مکہ میں سرداران قریش نے آخری فیصلہ یہ کیا کہ تمام قریشی قبیلوں میں سے ایک ایک تیغ آزما بہادر انتخاب کیا جائے اور یہ منتخب جوان رات کو آنحضرتؐ پر حملہ کریں اور سب مل کر قتل کر ڈالیں تاکہ عملاً خاندان بنی ہاشم کے مقابلہ پر تمام قوم کو مجبوراً متحد رہنا پڑے اور خاندانؐ نبوت پوری قوم سے بدلہ لینے کی ہمت وقوت نہ پا کر رسولؐ کے قتل پر صبر کر کے بیٹھ جائیں۔ یہ نوٹ کرلیں کہ قریش کا یہ اتحاد اس ایوان میں ہوا تھا۔ جسے دارالندوہ کہاجاتا تھا۔ اور جہاں قومی اجتماعات ہوا کرتے تھے یہ اتحاد برابر مختلف صورتوں میں برقرار رہتا اور خانوادۂ نبوتؐ کے خلاف بے رحمانہ اقدامات کرتا چلا آیا ہے۔ اور اسی معاہدے اور اتحاد کا نتیجہ کربلا کا قتل عام تھا۔ یہ محاذ اعلان نبوت سے کہیں پہلے جانتا تھا کہ نبوت کا دعویٰ ہونے والا ہے۔ اس نبوت کی تفصیلات ہر مذہب اور ہر قوم میں پھیلی ہوئی تھی۔ دانشوران قریش خانوادہ نبوت کے ہر سردار کے چہرہ میں نبوت اور نور نبوت ایک سے دوسرے میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھتے چلے آئے تھے اور بہت پہلے سے نبوتؐ کے خلاف ماہرین مذہبیات کو اس خاندان پر بطور جاسوس تعینات کرتے چلے آ رہے تھے۔ اور اس گھرانے میں اپنی عورتوں کو داخل کرتے تھے کہ اندرون خانہ گزرنے والے حالات پر اطلاع رہے اور دعویٰ ہوتے ہی قومی جاسوس مومنین

پتھروں کی بارش کر دے یا ہم پر دردناک عذاب مسلط کر دے (۳۳) اور اللہ کے لئے یہ شایان شان نہیں کہ جب تو ان حق پوشوں میں موجود ہو تو ان پر عذاب بھیجے اور یہ بھی اللہ کو زیب نہیں دیتا کہ حق پوشی سے توبہ کرنے والے لوگ ان میں موجود ہوں اور اللہ عذاب نازل کر دے (۳۴) اور اب کیوں نہ ان حق پوشوں پر عذاب نازل کیا جائے؟ جب کہ وہ مسلمانوں کو مسجد حرام میں عبادت کرنے سے جبراً روک رہے ہیں حالانکہ وہ مسجد حرام کے والی، متولی یا حاکم نہیں ہیں اور مسجد حرام کے ولی تو ہو نہیں سکتے مگر صرف وہ لوگ جو متقی ہوں لیکن اکثریت اس حقیقت کا علم نہیں رکھتی ہے (۳۵) اور ان کی نمازیں بیت اللہ کے پاس کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ وہ نمازوں کے پیچھے پڑے ہوئے یعنی درپے ہیں اور اسے اپنا کاروباری اڈا بنا رکھا ہے۔ چنانچہ اب وہ اس کی غلط تولیت اور حق پوشی اور حق کو غصب کرنے کا عذاب چکھیں (۳۶) یقیناً جن لوگوں نے

مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ

آسمان سے یا لے آ ہم پر عذاب درد دینے والا اور نہیں تھا اللہ کہ

لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ

عذاب کرتا ان کو اور تو بیچ ان کے تھا اور نہیں تھا اللہ عذاب کرنے والا ان کو اور

هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ

وہ ہوں بخشش مانگتے اور کیا ہے واسطے ان کے یہ کہ نہ عذاب کرے ان کو اللہ

وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ

اور وہ بند کرتے ہیں مسجد حرام سے اور نہیں وہ لائق والی ہونے اس کے کے

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

نہیں لائق والی ہونے اس کے کے مگر پرہیزگار و لیکن بہت ان کے نہیں جانتے

وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ؕ

اور نہیں ہے نماز ان کی نزدیک کعبہ کے مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

پس چکھو عذاب کو بسبب اس کے کہ تھے تم کفر کرتے تحقیق جو لوگ کہ

میں داخل ہو سکیں لہٰذا اس مرکزی محاذ نے جارحانہ اور ان کے جاسوسوں نے داخلی خاموش محاذ کی صورت اختیار کر لی تھی اور ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے۔

(۱۰) آیت (۳۳ / ۸) اور (۳۴ / ۸) میں بتایا ہے کہ وجود محمدیؐ رحمت ہے اور رحمت اور عذاب جمع نہیں ہوتے۔

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ان لوگوں کے چیلنج پر بھی عذاب نہ آنے کی وجہ محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جسمانی وجود تھا۔ اور یہ بھی کہ مکے کے باشندوں میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو دین اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں توبہ و استغفار میں مصروف تھے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہجرت کے بعد بظاہر یہ وجہ ختم ہو گئی تھی اور اللہ نے اگلی آیت (۳۴ / ۸) میں عذاب کے حق دار ہونے کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ اس کے باوجود عذاب نہیں آیا۔ معلوم ہوا کہ حضورؐ کے مکہ میں موجود ہونے کی شرط نہیں تھی بلکہ آپؐ جب تک اس دنیا میں جسمانی وجود کے ساتھ موجود ہوں عذاب خداوندی نہیں آئے گا۔ یعنی اس قوم کو یکسر برباد و تباہ نہ کیا جائے گا۔ مگر حضورؐ کی جسمانی وفات کے بعد بھی آج تک عذاب نہیں آیا۔ ماننا پڑے گا کہ محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دنیا میں اپنے جسمانی وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ اور یہ بھی یاد کریں کہ محمدؐ ایک دو نہیں بلکہ کلنا محمدؐ ہیں۔

(۱۱) آیات (۳۴-۳۵ / ۸) میں کعبہ کی حاکمیت اور قریشی نماز کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

اللہ نے قریش کی تولیت و ولایت کو باطل قرار دیا اور یہ بتایا کہ کعبہ کی ولایت و حاکمیت کے حقدار متقی لوگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ عہد رسولؐ سے پہلے بھی خانوادہ نبوت مکہ و کعبہ کا حاکم حقیقی تھا اور تاریخ بھی قرآن کے ساتھ حضرت قصیٰ و ہاشم و عبدالمطلب علیہم السلام کی سرداری و حاکمیت پر گواہ ہے۔ نئی بات جو ثابت کی گئی وہ ان حضرات علیہم السلام کا

حقائق کو چھپانے کا منصوبہ شروع کر رکھا ہے وہ سب اللہ کی راہ روکنے پر اپنے اموال صرف کر رہے ہیں چنانچہ ابھی اور بھی جلدی جلدی اپنی دولت خرچ کریں گے اور پھر کفِ افسوس ملتے ہوئے مغلوب ہو جائیں گے اور پھر حق پوشوں کو جہنم کے لئے اکٹھا کیا جائے گا (۳۷) تاکہ اللہ اس طرح ناپاک لوگوں کو پاکیزہ لوگوں سے الگ کر دے اور پھر ناپاک لوگوں کو ادھر ادھر سے سمیٹ کر اکٹھا کر کے ڈھیر لگائے اور پھر اس ڈھیر یا سارے انبوہ کو جہنم میں جھونک دے چنانچہ وہی لوگ نقصان میں رہنے والے ہیں (۳۸) حق کو چھپانے والوں سے کہو کہ اگر تم اپنی مخالفانہ کوششوں سے باز آ جاؤ گے تو جو کچھ تم نے زمانہ گزشتہ میں کیا ہے اس کو بخش دے گا اور اگر پھر اسی عمل درآمد کو شروع کردو گے تو جو کچھ ایسے لوگوں کے ساتھ پہلے ہوتا رہا وہ اوّلین قانون ان پر لاگو ہوگا (۳۹) لہٰذا دشمنانِ اسلام کے ساتھ جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ و فساد مٹ کر دینِ خداوندی پوری طرح نافذ ہونے لگے اور اگر وہ جنگ روک دیں تو یقیناً اللہ ان کے تمام اعمال کو دیکھتا آ رہا ہے (۴۰) اور اگر وہ اپنی ولایت پر قائم رہیں تو مطمئن رہو کہ تمہارا والی و مولیٰ اللہ ہے اور وہ بہترین مولیٰ اور بہترین مددگار بھی ہے۔ (۴۱) **یہ سمجھ رکھو کہ میدان جنگ میں** دشمن کا جو مال بھی لوٹا ہے اس میں سے

كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

کافر ہوئے خرچ کرتے ہیں مال اپنے کو تو کہ بند کریں راہ خدا کی سے

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۬ؕ

پس البتہ خرچ کریں گے ان کو پھر ہوگا اوپر ان کے افسوس پھر مغلوب کئے جاویں گے

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۟ۙ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ

اور وہ لوگ جو کافر ہیں طرف دوزخ کی اکٹھے کئے جاویں گے تو کہ جدا کرے خدا

الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ

ناپاک کو پاک سے اور کرے ناپاک کو بعض اس کا اوپر بعض کے

فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

پس تو وہ کرے اس کو اکٹھا پس کرے اس کو بیچ دوزخ کے یہ لوگ وہ ہیں

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ؒ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ

ع ۱۸

ٹوٹا پانے والے کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں اگر باز آویں بخشا جاوے گا

لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَ اِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾

واسطے ان کے جو کچھ کہ گزرا اور جو پھر کریں پس تحقیق گزری ہے عادت پہلوں کی

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ

اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ یعنی غلبہ کفار کا اور ہووے دین تمام

لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

واسطے اللہ کے پس اگر باز رہیں پس تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں

بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى

دیکھنے والا ہے اور اگر پھر جاویں پس جانو یہ کہ اللہ دوست ہے تمہارا اچھا دوست ہے

وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾ **وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ**

اور اچھا مددگار دینے والا ہے اور جانو تم یہ کہ جو کچھ لُوٹ لو کسی چیز سے پس تحقیق

مومن و متقی اور پسندیدہ خدا ہونا ہے ۔ پھر قریش اور قدیم عربوں کی نماز کو رسمی اور کاروباری بتایا ہے ۔ اور اسی بنا پر انہیں نمازی (مصلین)تو کہا گیا (ماعون ٦۔۴ / ۱۰۷) مگر ان کی نماز کی مذمت کی گئی ۔ رہ گیا مترجمین کا تالیاں اور سیٹیاں بجانا یہ قومی پالیسی کے ماتحت ہے کہ الفاظ کے حقیقی معنی اختیار نہ کریں ۔ بہر حال آج کل کی طرح عربوں کی نماز بھی کاروباری اور ریاکاری پر منحصر تھی ۔ لیکن ان کی نماز میں قبلہ ، قیام ، رکوع و سجود و رکعات سب کچھ تھا (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۷)

اللہ و رسُول کے لئے پانچواں حصہ الگ کرنا لازم ہے اس میں سے رسُول کے القربیٰ والے کو اور ان کے یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو دیا جائے گا اگرتم اللہ پر اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن جب کہ دو لشکروں میں مقابلہ ہوا تھا نازل کیا تھا اس پر ایمان رکھتے ہواور یہ بھی یقین کرلو کہ اللہ (جنگ بدر کی فتح ہی پر نہیں) بلکہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ (۴۲)اور وہ وقت یاد کروجب کہ تم وادی کے

لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی

واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسولؐ کے اور واسطے قرابتیوں رسولؐ کے

وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ

اور واسطے یتیموں کے اور فقیروں کے اور مسافروں کے اگر ہو تم ایمان لائے

بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ

ساتھ اللہ کے اور جو کچھ کہ اتارا ہم نے اوپر بندے اپنے کے دن فیصلے کے جس دن کہ

الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ

ملی تھیں دو جماعتیں اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے جس وقت کہ تم تھے

(۱۲)آیت (۴۱ / ۸)اور آیت (۱ / ۸) کے حکم کو اللہ و رسولؐ کے مخالف مومن فرقہ (۵ / ۸) نے تبدیل کر دیا تھا۔

مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالنا ان لوگوں پر واجب ہوا تھا جو اللہ پر ایمان لائے تھے ۔ اور حسب قاعدہ یہ حصہ اللہ و رسولؐ کے لئے مخصوص اور ان کی صوابدید کے مطابق تقسیم کیا جانا تھا۔ اور چونکہ اللہ و رسولؐ کا مطلب عملی طور پر رسولؐ ہی ہوتا ہے ۔ اس لئے یہ حصہ رسولؐ کا حصہ تھا جس میں رسولؐ کے رشتہ داروں اور غربا ومساکین و خاندانی یتامٰی اور مسافر شامل تھے اس حکم اوراس حصہ کے ساتھ کیا ہوا؟ یہ قصہ علامہ مودودی کی جانبدارانہ اور مجتہدانہ زبان سے سنئے فرماتے ہیں کہ: ”یہاں اس مال غنیمت کی تقسیم کا قانون بتایاہے جس کے متعلق تقریر (یعنی سورۂ انفال۔احسنؔ) (يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ ۖ قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ ۖ ﴿١﴾ الانفال)کی ابتدا میں کہا گیا تھا کہ یہ اللہ کا انعام ہے جس کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کو حاصل ہے ۔ اب وہ فیصلہ بیان کر دیا گیاہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ لڑائی کے بعد تمام سپاہی ہرطرح کا مال غنیمت لا کر امیر یا امام کے سامنے رکھ دیں اور کوئی چیز چھپاکر نہ رکھیں پھر اس مال میں سے پانچواں حصہ ان اغراض کے لئے نکال لیاجائے جو آیت میں بیان ہوئی ہیں۔ اور باقی چارحصے ان سب لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا ہو۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۴۵ حاشیہ ۳۲)

علامہ کا یہ بیان سفید جھوٹ سے شروع ہوا ہے ۔ اس لئے کہ علامہ نے سورۂ انفال کی پہلی آیت کا حوالہ دے کر جوکچھ آیت میں کہا گیا تھا اسے اپنی قومی مصلحت اور اجتہاد سے بدل کر لکھاہے اور یہ بھی خیال نہیں کیا کہ ان کے قاری آٹھ ورق الٹ کر اگر اس پہلی آیت کا ترجمہ پڑھیں تو کیا کہیں گے؟ چنانچہ آپ مقابلہ کرکے علامہ کے بیان پر رائے قائم کریں ۔

علامہ کاترجمہ: ”تم سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں؟ کہو“ یہ انفال تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہیں۔ پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو“(انفال ۱ / ۸، تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

اس آیت کا تقاضہ کہاں تک پورا کیا گیا ہے ۔ آیت میں واضح ہے کہ : ۱۔ مال غنیمت صرف اللہ اور رسولؐ کے لئے ہے ۔ اس میں ان دونوں کے علاوہ کسی کو کسی قسم کا دخل دینے یا تغیر و تبدل کرنے کا کہیں تذکرہ و اجازت نہیں ہے ۔ سارا قرآن دیکھ جائیے پھر ۲۔ تمام مسلمانوں کو مال غنیمت کے معاملے میں بھی خدا سے ڈرتے رہنا واجب ہے لہٰذا جو کوئی مال غنیمت میں دخل یا تغیر و تبدل کرے اس کو خدا کے غضب میں مبتلا ہونا لازم ہے اور ۳۔ تمام مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کو ایسے دخل و رد و بدل اور سرکشی سے روکنا چاہئے اور ۴۔ ہر وہ شخص جو مال غنیمت میں رد و بدل کرے گا وہ ایمان و اسلام سے خارج ہو جائے گا“ باربار آیت کا مودودی ترجمہ پڑھیں اور دیکھیں کہ یہ چاروں تقاضے صحیح ہیں کہ نہیں؟ اب آپ حضرت علامہ کا وہ بیان دیکھیں جو ذرا دیر پہلے لکھا گیا اور سوچیں کہ اس آیت میں اور اس کے مودودی ترجمہ میں نہ

کسی " امیر" کا ذکر ہے نہ کسی " امام " کی بات ہوئی ہے ۔ چونکہ علامہ کو تاریخ سے معلوم ہے کہ مذکورہ بالا اللہ و رسولؐ کے مخالف مومن فرقے (۵ / ۸) نے رسولؐ کی اور اللہ کی جگہ خود سنبھال کر اس آیت (۴۱ / ۸) کے حکم کو توڑ دیا تھا ۔ اس لئے پیش بندی کے طور پر یہاں غیراللہ اور غیر رسولؐ کو لاکر ان کا شریک بنایاہے ۔ اور قرآن میں اسی کو شرک قرار دیاہے ۔

(۱۲ ۔ الف) اللہ کا حکم منسوخ اور تبدیل کر دیا گیا۔ علامہ تصدیق کرتے ہیں ۔ اب علامہ اور ان کے بزرگوں کا اجتہادی کارنامہ ملاحظہ فرمائیں ۔ ارشاد ہے کہ : "رشتہ داروں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تو حضورؐ ہی کے رشتہ دار تھے ۔ کیونکہ جب آپ اپنا سارا وقت دین کے کام میں صرف فرماتے تھے اور اپنی معاش کے لئے کوئی کام کرنا آپؐ کے لئے ممکن نہ رہا تھا تو لامحالہ اس کا انتظام ہونا چاہئے تھا کہ آپؐ کی اور آپ کے اہل وعیال کی اور ان دوسرے اقربا کی جن کی کفالت آپ کے ذمہ تھی ، ضروریات پوری ہوں اس لئے خمس میں آپ کے اقربا کا حصہ رکھا گیا لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ حضور کی وفات کے بعد ذوی القربیٰ کا یہ حصہ کس کو پہنچتا ہے؟ ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ حصہ منسوخ (یعنی باطل و ضائع۔احسنؔ) ہوگیا۔ دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ حضور کے بعد یہ حصہ اس شخص کے اقربا کو پہنچے گا جو حضور کی جگہ خلافت کی خدمت انجام دے گا ۔ تیسرے گروہ کے نزدیک یہ حصہ خاندان نبوت کے فقراء میں تقسیم کیاجاتا رہے گا ۔ جہاں تک میں تحقیق کرسکا ہوں ۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں اسی تیسری رائے پر عمل ہوتا تھا" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۴۶ حاشیہ ۳۲)

(۱۲ ۔ ب) علامہ نے مولویوں کی طرح رسولؐ اللہ اور ان کے خاندان کو مفت خورہ بنا کر دکھایا ہے ۔

ہمیں علامہ کے اس بیان پر صرف اس قدر کہنا ہے کہ یہ بیان قرآن کے سراسر خلاف ہے اور قرآن فہمی میں رائے کا استعمال شیعہ سنی دونوں کے علما کے نزدیک حرام ہے ۔ اور علامہ نے سوائے تین عدد " رایوں " یعنی قیاسی و اجتہادی فیصلوں کے اور کوئی دلیل نہیں دی ہے ۔ حالانکہ قرآن کے احکام میں تغیر و تبدل حرام ہے ۔ اور یہاں اس آیت میں تو تبدیلی کرنے والے کو ایمان سے خارج کیا گیاہے ۔ لہٰذا علامہ کو ذوی القربیٰ کے حصے کو منسوخ کرنے یا تبدیل کرنے یا آئندہ اللہ و رسولؐ کی جگہ کسی اور کو انفال پر اختیار دینے کے ثبوت میں قرآن کی آیات پیش کرنا تھیں ۔

(۱۲ ۔ ج) علامہ اور ان کے بزرگوں کے اجتہاد اور رائے پر چند سوالات ؟؟؟ علامہ نے سورۂ انفال کا نزول ۲ ہجری جنگ بدر کے بعد بتایاہے (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۱۸) اب سوال یہ ہے کہ اگر خمس یعنی مال غنیمت کے پانچویں حصہ کا وہی مقصد ہے جو علامہ اینڈ کمپنی نے سمجھاہے تو رسولؐ اللہ کی پندرہ سالہ رسالت کی مصروف زندگی میں گزارہ الاؤنس کون دیتا تھا؟ اور کہاں سے آتا تھا ؟ کیاعلامہ کا مطلب یہ ہے جب گزر بسر کا ذریعہ لوٹ کا مال تھا تو رات دن رسولؐ اور ان کے صحابہ ڈاکہ ڈال کر یہ پانچواں حصہ لیا دیا کرتے تھے ؟ پھر ساری اُمت جانتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام یہودیوں کے باغوں میں بقول علما مزدوری کر کے گزارہ کرتے تھے ۔ تو اس پانچویں حصے میں ان کا حصہ کیوں نہ تھا ؟ اگر یہ کہا جائے کہ پانچواں حصہ محض محتاج رشتہ داروں کے لئے تھا تو محتاجوں اور مساکین کا ذکر تو الگ سے ہوا ہے ۔ ذوی القربیٰ کی لفظ میں علامہ والی شرط کیسے اور کیوں پیدا کی جائے گی ؟ اگر علامہ کا اجتہاد صحیح ہوتا تو رسولؐ کے کسی بھی رشتہ دار کو محنت و مزدوری کی ضرورت نہ تھی ۔ گزارہ الاؤنس تو کسی مستقل آمدنی کا تقاضہ کرتاہے جنگیں تو گنتی کی چند ہوئی ہیں۔ پھر یہ کیسے ستم کی بات ہے کہ رسولؐ اللہ پچپن (۵۵) سال کی عمر سے گزر رہے ہیں۔ اگر رسالت کی مصروفیات نہ ہوتیں تو کیا علامہ ان سے اس عمر میں مزدوری کرانا چاہتے تھے؟ علامہ کی قسم کے علما نے ساری عمر اُمت پر سوار ہوکر دولت حاصل کی ہے ۔ ہمارے تمام علما نہ ملازمت کرتے ہیں نہ کوئی اور روزی کمانے کا ذریعہ اختیار کرتے ہیں۔ اور عذر یہی ہے کہ ہم دن رات دین کی خدمت کرتے ہیں اس لئے ہمیں ہر خدمت پر مثلاً نماز و اذان و وعظ و غسل و کفن اور نکاح میں پیسے ملنا چاہئیں اور وہ اسی طرح لکھ پتی بنے ہوئے ملتے ہیں ۔ یہی صورت انہوں نے رسولؐ اور خانوادہ رسولؐ کے لئے تجویز کر دی ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہر ہر عمل و اقدام کا جواز قرآن کریم سے دکھایا جائے ہم مذکورہ روزہ نماز کی کمائی کو حرام سمجھتے ہیں بلا محنت آمدنی حرام ہے اور بدقسمتی سے ہمارے علما کی کثرت بلا محنت عیاشانہ زندگی بسر کرتی چلی آئی ہے ۔

اس جانب ٹھہرے ہوئے تھے اور دشمن کی فوج وادی کے دوسرے کنارے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھی اور سوار تم سے نشیب کی طرف تھے۔اور اگر کہیں تم نے پہلے سے قرار داد اور وعدہ کرلیا ہوتا تو تم ضرور اس موقع پر وعدہ خلافی اور پہلو تہی کر جاتے لیکن اللہ نے تمہیں یہ موقع ہی نہ دیا کہ تم گڑبڑ کر سکتے لیکن اللہ نے جو فیصلہ کرلیا تھا۔ اسے ظہور میں لے آیا۔تاکہ جسے دینی طور پر تباہ ہونا ہے وہ دلیل روشن کو سمجھ کر جان بوجھ کر دنیا و آخرت میں تباہ ہو اور جسے دین و دنیا میں حیات ابدی حاصل کرنا ہو وہ روشن دلائل سے حقیقت کو سمجھ کر زندگی حاصل کرے اور اللہ یقیناً دونوں حالتوں کا عالم اور سننے والا ہے (۴۳) اور جب ہم نے تمہیں نیند میں دشمنوں کی تعداد کو کم کرکے دکھایا تھا اور کمی کی بنا پر مومنین حملہ کے لئے روانہ ہو گئے تھے اگر اس وقت کہیں زیادہ تعداد دکھا دی جاتی تو اے قومی مومنین تم جنگ کے لئے روانہ ہی نہ ہوئے ہوتے۔اور جنگ سے پہلے ہی بزدلی اور نامردی کی آڑ لے کر تم نے تنازعہ کھڑا کردیا ہوتا اور قیادت میں اختیارات مانگنے لگتے چونکہ اللہ کو تمہارے سینوں میں پوشیدہ منصوبہ معلوم ہے اس لئے اللہ نے اسلام کو اس خطرے سے محفوظ رکھا جو تمہاری طرف سے پیش آ سکتا تھا (۴۴) اور چونکہ اللہ نے اسلامی تحریک کو کامیابی دینا طے کرلیا تھا اسلئے دشمن سے مقابلہ کے وقت بھی

بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ

کنارے ورلے پر اور وہ تھے کنارے پرلے پر اور سوار نیچے تھے

مِنْكُمْ ؕ وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ

تم سے اور اگر وعدہ مقرر کرتے تم البتہ اختلاف کرتے بیچ وعدے کے

وَ لٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّيَهْلِكَ

ولیکن تو کہ تمام کرے اللہ تعالیٰ اس کام کو کہ تھا کرنا تو کہ ہلاک ہو جاوے وہ شخص

مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَ اِنَّ

جو ہلاک ہوا ہے دلیل سے اور جیتا رہے جو شخص کہ جیتا ہے دلیل سے اور تحقیق

اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۴۲﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ

اللہ سننے والا جاننے والا ہے جس وقت دکھلاتا تھا ان کافروں کو اللہ بیچ

مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

خواب تیرے کے تھوڑے اور اگر دکھلاتا تجھ کو وہ بہت البتہ سستی کرتے تم اور

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

البتہ جھگڑتے تم بیچ کام کے ولیکن اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا تحقیق وہ جاننے والا ہے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ

سینے والی بات کو اور جس وقت کہ دکھلاتا تھا تم کو ان کافروں کو جب ملے تم

فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ

بیچ آنکھوں تمہاری کے تھوڑے اور تھوڑا دکھلاتا تھا تم کو بیچ آنکھوں ان کی کے

(۱۳) آیت (۸/۴۲) میں قومی مومنین کی مسلسل مخالفانہ ذہنیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اور اس سے بھی بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اپنے اس طرز زندگی کو جائز قرار دینے کے لئے خود رسولؐ اللہ کو تختہ مشق بناتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم تو قرآن کریم سے ان کے راہنماؤں کا طرز حیات دکھاتے چلے آ رہے ہیں۔تاکہ مسلمانوں کو یہ موقع ملے کہ وہ رسولؐ ، خاندان رسولؐ اور رسولؐ کی نام نہاد قوم کے قرآنی حالات کا ہر پہلو دیکھ کر حق و باطل پر اپنی صحیح اور آخری رائے قائم کر سکیں ۔ اور ان تمام عقائد و اعمال و عبادات وتصورات کی تصدیق یا تکذیب کر سکیں جو ان کی زندگی میں ان پر مسلط ہیں ۔ لہٰذا آپ پہلے اسی آیت (۸ / ۴۲) کو دیکھ لیں اس میں اللہ نے اپنے مخاطب مومنین کی ذہنیت میں رچی بسی اختلاف کرنے کی عادت اور اس کے علاج اور طریقہ کی وضاحت فرمائی ہے ۔ اور فیصلہ فرما دیاہے کہ آیت میں مذکور، اللہ ورسولؐ سے اختلاف کرنے والے مومنین روشن اور واضح دلائل کو سمجھ کر ہلاک وتباہ ہونے اور آخرت و عاقبت سے ہاتھ دھونے کو تیار ہو چکے ہیں ۔ (۸ / ۴۲)اس سے پہلے اللہ نے قومی مومنین کے لئے مندرجہ ذیل فیصلے سنائے ہیں :

لِيَقۡضِيَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا ؕ وَ اِلَى

تو کہ تمام کرے اللہ وہ کام کہ تھا کرنا اور طرف اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا

پھیرے جاتے ہیں سب کام اے لوگو جو ایمان لائے ہو

ع ۵ / ۱

اللہ نے تمہارے خفیہ منصوبے کو سامنے رکھا اور دشمنوں کی تعداد کو تمہیں کم کرکے دکھایا تاکہ تم حملے میں تکلف نہ کرو اور دشمنوں کو بھی تمہاری تعداد کم دکھائی کہ وہ بے فکری سے حملہ کریں اور یوں اللہ نے جو کام کرنا تھا وہ کرا لیا۔ اور ہر معاملہ اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے (۴۵) اور جب تم اے قومی مومنین

(۱۳ ۔ الف) سورۂ انفال کی چند آیات میں قومی مومنین کے عقائد و اعمال پر خدائی فیصلے۔

(۱) مال غنیمت اللہ اور رسولؐ کا ہے ۔ تم خدا سے ڈرنا ، اپنی اور دوسروں کی اصلاح کرنا اور مال غنیمت میں دخل نہ دینا۔ (۱ / ۸) (۲) حقیقی مومنین کا حال بیان کرکے (۴۔۲ / ۸) بتایا کہ قومی مومنین کا فرقہ اللہ و رسولؐ کے فیصلوں کو سخت ناپسند کرتا اور برسرفساد رہتاہے (۶۔۵ / ۸) (۳) جو کچھ اللہ و رسولؐ فیصلہ کرتے ہیں اس کے خلاف رہنا اس کی عادت ہے۔ (۷ / ۸) (۴) اللہ نے طے کر لیا کہ حقیقی مومنین کو حق پر اور اللہ ورسولؐ کے مخالف مومنین کو باطل پر ثابت کرکے رہے گا ۔ (۸۔۷ / ۸) (۵) مخالف مومن فرقہ مجرموں کا ٹولہ ہے ۔ (۸ / ۸) (۶) یہ وہی ٹولہ ہے جو سورۂ آلِ عمران (۱۵۹تا ۱۵۲ / ۳) میں مذکور ہے اور جو رسولؐ کو نرغہ کفار میں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ تاکہ کافر ان کو قتل کرسکیں یہاں اس ٹولہ کو جنگ سے فرار پر جہنمی ہونے کی اطلاع دی گئی ہے ۔ (۱۶ / ۸) (۷) مخالف مومنین کافرقہ اللہ و رسولؐ کی اطاعت نہیں کرتا ان پر اطاعت کا باربار تقاضہ کیا جاتا رہا ۔ (۲۰ / ۸) اور کہا گیا کہ اللہ و رسولؐ کے احکام کو سنا ان سنا نہ کر دیا کرو (۲۱ / ۸) (۸) اور یہ فیصلہ کر دیا کہ اللہ کے علم میں مخالف مومن فرقہ میں کوئی نیکی کوئی بھلائی نہیں ہے (۲۳۔۲۲ / ۸) یعنی روز ازل سے قیامت تک اس مخالف مومن قوم میں ہر شخص شیطان کے حصہ کا آدمی ہے ۔ اور اس لئے جہنمی ہے ۔(نساء ۱۱۹۔۱۱۸ / ۴) (۸) اسی لئے یہ مسلم و مومن فرقہ اللہ و رسولؐ کے بلانے سے نہیں آتا خواہ وہ انہیں حیات جاوداں دینے کے لئے ہی کیوں نہ بلاتے ہوں ۔ (۲۴ / ۸) اور یہ کہ وہ اجتماعی عذاب اور جہنم کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ (۲۵ / ۸) ذرا سوچئے کہ پھر وہ خمس اور مال غنیمت وغیرہ میں تبدیلی کرنے سے کیوں ڈریں ۔ (۹) انہوں نے اللہ و رسولؐ سے خمس ہی میں نہیں بلکہ ہر ممکن معاملے میں خیانت کرنے کا فیصلہ اور تہیہ کرر کھا تھا(۲۷ / ۸) لہٰذا غنیمت اور خلافت میں خیانت کیوں نہ کرتے ؟ (۱۰) ان کو اولاد و اموال اور تمام قسم کے فتنے اللہ و رسولؐ سے زیادہ عزیز تھے (۲۸ / ۸) اس لئے وہ تقویٰ اور پرہیز گاری کو بکواس سمجھتے تھے (۲۹ / ۸) (۱۱) اور جب اللہ کے یہاں ان کے لئے کوئی اجر و ثواب و نیکی تھی ہی نہیں تو وہ مغفرت کی پرواہ کیوں اور کیسے کریں؟ (۲۹ / ۸) لہٰذا ۔ (۱۲) نہ وہ اللہ پر ایمان لائے تھے نہ خمس کی وانفال کی پابندی ان پر عائد ہوتی تھی (۴۱ / ۸)

(۱۴) رسولؐ کی قوم کے مخالف مومنین کا فرقہ ہر وقت سرتابی تنازعہ اور مخالفت پر آمادہ تھا۔

آیت (۴۴۔۴۲ / ۸) میں قومی مومنین کو مخالفت اور تنازعہ کا موقع نہ دینے کے لئے اللہ نے بار بار ان سے مکر کیا۔ انہیں تاریکی میں رکھا ورنہ اسلام کا وہ مومن فرقہ ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتا چلا گیا کہ رسولؐ سے اختلاف کرے۔ جھگڑا و تنازعہ کھڑا کر دے تاکہ مسلمان عوام کو بہکا کر اپنی ولایت و حکومت کے قیام میں تعاون حاصل کرے اس لئے خمس و فدک پر قبضہ کیا کہ عوام کو رشوت دی جا سکے اور کثرت کی رائے کو حجت اور دین بنا دیا جائے ۔

(۱۴ ۔الف) آیات (۴۷ تا ۴۳ / ۸) کا ترجمہ قرآن کے متعلقہ بیانات سے متاثر ہوا ہے ۔

ان پانچ آیات کا مفہوم و مقصد سمجھنے کے لئے آپ کو کم از کم جنگ اُحد میں قومی مومنین کے کارنامے دیکھنے ہوں گے (آلِ عمران ۱۵۹ تا ۱۴۹ / ۳) اور جب آپ ان آیات میں سے گزریں گے تو آپ زیر نظر پانچوں آیات کے اضافہ سے مطمئن ہو جائیں گے۔ وہاں آپ کو ان پانچوں آیات میں آئے ہوئے خطرناک الفاظ بھی ملیں گے مثلاً وہاں بھی آپ کو فَشِلۡتُمۡ ملے گا۔ وَتَنَٰزَعۡتُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِ ملے گا۔ اور

کسی دشمن گروہ کے مقابلہ میں آؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ شاید تمہیں کامیابی ہو جایا کرے (۴۶) اور تم لوگ اللہ کی اطاعت اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرنا شروع کردو اور اگر تم سے ہو سکے تو قیادت میں حصہ اور اختیارات مانگنے کا جھگڑا (آلِ عمران ۱۵۴ / ۳) شروع نہ کردیا کرو۔ورنہ تمہاری نامردی ظاہر ہو جائے گی۔اور تمہاری پھونک نکل جائے گی جلدی سے کام نہ لو صبر کرو تمہارا کام بھی ہو جائے گا (انعام ۱۶۶ / ۶) اور ویسے بھی اللہ تو صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ہی (۴۷) اور دیکھو تم بھی کہیں مکی محاذ والوں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے افواج اور سامانِ جنگ پر اکڑتے اور اتراتے ہوئے نکلے تھے۔اور لوگوں کو دکھاتے اور پروپیگنڈا کرتے ہوئے اللہ کی راہ روکنے چلے تھے۔اور اس کی پرواہ نہ کی تھی کہ اللہ ان کے تمام اقدامات پر نظر و گرفت رکھتا ہے (۴۸) اور بات یہ تھی کہ حقیقی شیطان نے ان کے انتظامات و جنگی پالیسی کو بڑا حسین و مفید بنا کر دکھایا تھا اور ان کو یقین دلایا کہ آج دنیا میں تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا ہے اور اپنی حمایت اور قربت کا یقین بھی دلا دیا تھا

اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ

جب ملاقات کرو ایک جماعت سے پس ثابت رہو اور یاد کرو اللہ کو بہت تو کہ تم

تُفْلِحُوْنَ ۝۴۵ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا

چھٹکارا پاؤ اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسولؐ اس کے کی اور مت جھگڑو آپس میں

فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پس سست ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی ہوا تمہاری اور صبر کرو تحقیق اللہ تعالیٰ

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۴۶ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا

ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے اور مت ہو مانند ان لوگوں کے کہ نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

گھروں اپنے سے اترا کر اور دکھانے کو لوگوں کے اور بند کرتے تھے راہ

اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝۴۷ وَ اِذْ

خدا تعالیٰ کی سے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں گھیرنے والا ہے اور جب

زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ

زینت دی واسطے ان کے شیطان نے عملوں ان کے کو اور کہا نہیں غالب تم پر

الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا

آج کے دن کوئی لوگوں میں سے اور تحقیق میں حمایتی ہوں تمہارا پس جب

اس کا ترجمہ علامہ مودودی کے یہاں ”(قیادت کے) اختیار میں جھگڑا ملے گا“ (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۲۹۶) وہاں دلوں میں پوشیدہ منصوبہ بھی ملے گا۔یہی نہیں وہاں یہ بھی معلوم ہو گا کہ اس قومی فرقے نے اللہ کے متعلق بھی بہت بری قسم کا پروپیگنڈا پیدا کیا تھا۔ (يَظُنُّونَ بِٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ ظَنَّ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ۝١٥٤ آل عمران) اور کھل کر اپنے آباؤ اجداد کے مذہب والے عقائد کا اعلان کر دیا تھا۔ اور یہ مومن فرقہ کفار قریش کے ساتھ ساز باز کئے ہوئے تھا اور ان کے اشاروں پر رسولؐ کے خلاف کام کر رہا تھا (۱۴۹ / ۳) میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا تھا۔ رسولؐ اللہ فریاد کر رہے تھے انہیں پکار رہے تھے مگر پلٹ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ الغرض لازم ہے کہ ان آیات (۴۷ تا ۴۳ / ۸) کو سمجھنے اور بیان کرنے کے لئے آپ کم ازکم سورۂ آل عمران کی چند آیات (۱۵۹ تا ۱۴۹ / ۳) پڑھیں۔

(۱۴۔ب) آیات (۴۸ تا ۴۳ / ۸) میں مومن فرقہ بالکل ننگا کر دیا گیا ہے۔

سوچنا یہ ہے کہ جب چند آدمیوں کے سوا میدان کو چھوڑ کر تمام قریشی مومنین فرار کر جائیں اور رسولؐ اللہ زخمی حالت میں میدان میں رہ جائیں اور مسلمان ان کے بلانے سے بھی نہ آئیں۔ اس صورت حال میں اللہ کا اہل مکہ کی فوج کو واپسی پر مجبور کر دینا اس کے سوا اور کیا ہے کہ اللہ نے اپنی مہربانی سے اسلام کو اس تباہی سے بچا لیا جو اللہ و رسولؐ کے مخالف مومنین نے چاہا تھا۔ (وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ سَلَّمَ ۝٤٣ الانفال) پھر اللہ نے ادھر قومی مومنین کو دھوکا دیا کہ انہیں دشمنوں کی صحیح تعداد کے خلاف تھوڑی تعداد دکھائی اور اپنی اسلامی تحریک

لیکن ہوا یہ کہ جب وہ اپنے مد مقابل فوج سے دوچار ہوئے تو شیطان الٹے پاؤں پلٹ گیا اور یہ کہتا گیا کہ دوستو میں تو چلا میں اب تم سے بری الذمہ ہوتا ہوں اس لئے کہ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں تم وہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتے ہو لہٰذا اس آنکھوں دیکھی صورت حال کی وجہ سے میں اللہ سے خوفزدہ ہو چکا ہوں اور اللہ تو ہے بھی بہت سخت مواخذہ اور گرفت کرنے والا (۴۹) وہ بھی ایک وقت تھا کہ دشمن کے منافق جاسوس اور ان کے ہم خیال وہ مومنین جن کے دلوں میں قیادت پر قابو حاصل کرنے کا (آلِ عمران ۱۵۴ / ۳)، (الانفال ۴۳ / ۸) (مائدہ ۵۲ / ۵) روگ لگا ہوا ہے کہتے تھے کہ ان حقیقی مومنین کو ان کے دین نے پاگل کر دیا ہے لیکن انہیں جاننا چاہئے کہ جو اللہ پر بھروسہ کر لیتا ہے تو اس کے لئے اللہ یقیناً بڑا زبردست اور دانا ہے (۵۰) اور اگر آپ وہ حال دیکھیں کہ جب فرشتے حق پوشوں کو دنیا سے فارغ کرتے ہیں تو ان کے منہ پر اور ان کے کولھوں پر ضربیں لگاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ لو اب آگ میں جلنے کی سزا بھگتو (۵۱) وہ بدلہ ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیا کر رکھا تھا ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے (۵۲) یہ صورت حال ان پر اسی طرح وارد ہوئی جس طرح آلِ فرعون اور ان سے پہلے کے دوسرے لوگوں پر وارد ہوئی تھی کہ انہوں نے بھی آیات خداوندی کو چھپایا تھا اور اللہ نے ان کو ان کے گناہوں پر پکڑا تھا یقیناً اللہ بہت ہی قوت والا اور سخت گرفت کرنے والا ہے (۵۳) وہ سب کچھ

تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ

نمودار ہوئیں دونوں جماعتیں پھر گیا اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے اور کہا

اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ

تحقیق میں بیزار ہوں تم سے تحقیق میں دیکھتا ہوں جو کچھ نہیں دیکھتے تم

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۴۸ ع

ع ۲

تحقیق ڈرتا ہوں میں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

جس وقت کہتے تھے منافق اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے

غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

فریب دیا ہے ان کو دین ان کے نے اور جو کوئی توکل کرے اوپر اللہ کے

فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۴۹ وَ لَوْ تَرٰٓى اِذْ

تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ

يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ

قبض کرتے ہیں یعنی روحین ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے فرشتے مارتے ہیں

وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۵۰ ذٰلِكَ

منہ ان کے اور پیٹھیں ان کی اور کہتے ہیں چکھو تم عذاب جلنے کا یہ

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

بسبب اس چیز کے ہے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں تمہارے نے اور یہ کہ اللہ نہیں

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۵۱ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ

ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے مانند عادت قوم فرعون کی اور وہ لوگ کہ

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

پہلے ان سے تھے کافر ہوئے ساتھ نشانیوں اللہ کی پس پکڑا ان کو اللہ نے

بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۵۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ

ساتھ گناہوں ان کے کے تحقیق اللہ زور آور ہے سخت عذاب کرنے والا یہ بسبب

پروان چڑھانے کے لئے دشمنوں کو بھی فریب میں مبتلا رکھا۔ اعلانیہ دشمنی کرنے والوں اور خفیہ ایمان کے پردے میں دشمنی

اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ
اس کے ہے کہ اللہ نہیں تھا بدلنے والا نعمت کو کہ انعام کی تھی وہ اوپر کسی قوم کے
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ اَنَّ
یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہ اس چیز کو کہ جو کچھ بیچ جی ان کے کے ہے اور یہ کہ
اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ
اللہ سننے والا جاننے والا ہے جیسے عادت لوگوں فرعون کی اور ان لوگوں کی کہ
قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ
پہلے ان سے تھے جھٹلایا انہوں نے نشانیوں پروردگار اپنے کی کو پس ہلاک کیا ہم نے ان کو
بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾
ساتھ گناہوں ان کے کے اور ڈبو دیا ہم نے قوم فرعون کی کو اور سب تھے ظالم
اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ
تحقیق بد تر چلنے والوں کے نزدیک اللہ کے وہ لوگ ہیں کہ کافر ہوئے پس وہ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ
نہیں ایمان لاتے وہ لوگ کہ عہد باندھا تو نے ان سے پھر توڑ ڈالتے ہیں
عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
عہد اپنا بیچ ہر بار کے اور وہ نہیں بچتے پس اگر پاوے تو ان کو
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ
بیچ لڑائی کے پس بھگاوے بسبب مارنے ان کے کے ان لوگوں کو کہ پیچھے ان کے ہیں

اس قانون کے مطابق ہوا کہ اللہ کسی نعمت کو جو کسی قوم کو دیتا ہے اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اس نعمت کو بدلنے والے اعمال نہیں کرتی اور اللہ تو سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے (۵۴) آلِ فرعون اور ان سے پہلی اقوام کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ بھی اسی قانون کے مطابق تھا۔ان سب نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تھا تب جا کر کہیں ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کیا تھا۔اور آل فرعون کو تو سمندر میں ڈبو کر مارا تھا اور یہ سب کے سب بہت غلط کار اور ظالم لوگ تھے (۵۵) یقیناً اللہ کے نزدیک اس زمین پر چلنے والی مخلوق میں سب سے بدتر تو وہ لوگ ہیں جو حقیقت کو چھپاتے ہیں اور پھر بھی وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں (۵۶) خاص طور پر وہ لوگ جن کے ساتھ تمؐ نے تعاون کا معاہدہ کیا تھا وہ برابر ہر موقع پر معاہدہ کو توڑ کر خلاف ورزیاں کرتے رہتے ہیں اور ذرا احساسِ ذمہ داری نہیں کرتے (۵۷) پس اگر یہ لوگ آپؐ کو میدان جنگ میں مل جائیں تو ان کی ایسی خبر لو کہ وہ جگہ جگہ اس کارونا روتے پھریں اور پچھتائیں اور شاید وہ آئندہ کے

کرنے والوں کو اگر مغالطہ میں نہ رکھا جاتا تو صورت حال بدل گئی ہوتی اس لئے فرمایا گیا کہ : (لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ﴿۴۲﴾ الانفال) تاکہ اللہ نے جو کام کرنا طے کرلیا تھا اسے پورا کرکے چھوڑے ۔ یعنی اللہ نے داخلی اور خارجی دونوں قسم کے دشمنوں کو دھوکہ دے کر ان ہی کے ہاتھوں سے اسلام کو کامیاب کر دیا ۔ بہر حال ان آیات (۴۸ تا ۴۳ / ۸) میں اللہ ورسولؐ کے مخالف مسلمانوں کی ذہنیت ، ان کے ارادے ، ان کی مخالفانہ کوشش اور ان کے عقائد کا کچا چٹھا مرتب کرکے ہمیں پہنچا دیا ہے ۔

(۱۵) آیات (۶۰ تا ۵۶ / ۸)خیانت کرنے والوں سے ہر قسم کی ایماندار ی ، بدعہدوں سے وفاداری اور کمزوری حرام کرتی ہیں ۔

اللہ نے نہایت واضح الفاظ میں معاہدہ شکنی کرنے والوں کو للکار کر بدعہدی کرنے کی اجازت دی ہے اور نقصان سے محفوظ رہنے اور فریب نہ کھانے کا حکم دیا ہے ۔ اور انہیں ایسا سبق دینے کا تقاضا فرمایا ہے کہ آئندہ کے لئے ان کی جرأت و ہمت ٹوٹ کر رہ جائے۔ اسی قسم کا جوابی سلوک خیانت کرنے والوں کے ساتھ لازم کیا گیا ہے اور ایسے آدمی یا آدمیوں کو دشمن سمجھنا واجب ہے ۔

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ

تو کہ وہ نصیحت پکڑیں اور اگر ڈرے تو کسی قوم کی خیانت سے پس پھینک عہد ان کا

اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع

ع ۱۰ / ۳

طرف ان کی اوپر برابر کے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنے والوں کو

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا

اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں کہ آگے نکل گئے تحقیق وہ نہیں

يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

عاجز کرنے والے اور تیاری کرو واسطے ان کے جو کچھ کر سکو تم قوت سے اور

وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ

باندھنے گھوڑوں کے سے ڈراؤ گے تم ساتھ اس کے دشمنوں اللہ کے کو اور

عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ

دشمنوں اپنے کو اور اوروں کو پرے ان سے کہ نہیں جانتے تم ان کو اللہ تعالیٰ

يَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ

جانتا ہے ان کو اور جو کچھ خرچ کرو کسی چیز سے بیچ راہ خدا کے پورا پہنچایا جاوے گا

اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ

طرف تمہاری اور تم نہ ظلم کئے جاؤ گے اور اگر جھکیں واسطے صلح کے پس جھک تو

لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾

واسطے اس کے اور توکل کر اور اللہ تعالیٰ کے تحقیق وہی سننے والا جاننے والا ہے

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ

اور اگر ارادہ کریں یہ کہ فریب دیں تجھ کو پس تحقیق کفایت کرنے والا ہے تیرا

اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ لا

اللہ وہی ہے جس نے قوت دی تجھ کو ساتھ مدد اپنی کے اور ساتھ مسلمانوں کے۔

لئے سبق لیں۔ (۵۸) اور اگر آپؐ کو کسی قوم کی جانب سے خیانت کا ڈر ہو تو اس کے ساتھ اس کے عمل درآمد کی مناسبت سے سلوک کرو اور چاہو تو ان کا معاہدہ ان کے سامنے اعلانیہ پھینک دو اس لئے کہ اللہ خیانت کاروں کو دوست نہیں رکھتا یعنی خیانت کرنے والوں کا دشمن رہتا ہے (۵۹) وہ لوگ جو حق کو چھپاتے ہیں یہ حساب نہ لگائیں کہ وہ خیانت اور فریب سازی میں سبقت لے جائیں گے یقیناً وہ اس طرح بھی حقیقی مومنین کو عاجز اور بے بس نہ کر سکیں گے (۶۰) اور اے مومنین تم لوگ امکانی حد تک قوت دفاع پیدا کرو تیار اور سدھائے ہوئے آزمودہ کار گھوڑے مہیار کھو تاکہ اپنی طاقت اور جنگی تیاری سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور دوسرے مخدوش لوگوں کو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے پارسا اور تارک دنیا بنا کر رکھ سکو یعنی وہ حملہ کرنے اور مال و دولت حاصل کرنے کی ہمت ہی نہ کریں۔ اور راہِ خدا کی اس تیاری کے لئے تم لوگ جو کچھ بھی خرچ کرو یا فراہم کرو اور کفایت شعاری میں جو زحمت یا ہمت صرف کرو وہ سب تمہیں وفاداری کے ساتھ واپس دیا جائے گا اور اس معاملہ میں تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۱) اور اگر اے نبیؐ دشمناں اسلام اپنی مخالفانہ پرواز ترک کر کے صلح اور سلامتی کی طرف ہاتھ بڑھا کر تمہاری طرف جھکیں تو آپؐ بھی صلح کے لئے اپنا بازو پیش کر دیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں یقیناً وہ تمام حالات کو سننے اور مطلع رہنے والا ہے (۶۲) اور اگر وہ تیرے ساتھ دغابازی کا ارادہ دلوں میں رکھتے ہوں گے تو مطمئن رہو کہ اللہ بھی تو تیری صلح اور جنگ کی اسکیم کے حساب میں موجود ہے جس نے تجھے اپنا ہاتھ دیا اور تائید کی اور اپنی اور حقیقی مومنین کی مدد سے نوازا ہے

منشا یہ ہے کہ فریب کاروں، مکاروں اور دشمنان دین کو یہ یقین فراہم کر دینا چاہئے کہ حقیقی مومنین سے ہم کسی معاملے میں بازی نہیں لے جاسکتے۔ اگر ان کو دھوکہ دیں گے تو وہ ایسا جوابی دھوکہ دیں گے کہ دھوکہ بازوں کے پڑوسی، ان کی اولاد واحباب اور نسلیں بھی یاد کرتی رہیں اور ایسے لوگوں کے لئے ہر وقت اپنی قوت و سرمایہ اور وسائل میں اضافہ کرنا واجب کیا ہے ہر وہ سامان مہیا رکھنا فرض کیا ہے جس سے دشمنان خدا و رسولؐ سہمے رہیں۔ اس قدر خوفزدہ اور محتاط رہیں کہ لوگ

انہیں تارک الدنیا راہب سمجھنے لگیں ۔ تمہاری جسمانی ، افرادی اور مالی اور ماہرانہ قوت دشمن کو دوست رہنے کا سبق دے وہ تمام مسلمان ان آیات و احکام کی روسے گناہ گار اور مجرم ہیں جو کمزور ہیں ، جو بات بات میں حق بات میں بھی دبنے پر مجبور ہیں ۔ اور تقیہ کی آڑ لیتے ہیں اور ایسے تقیہ میں خود کو ثواب کا حق دار خیال کرتے ہیں ۔ یہ مجتہدانہ تعلیم تھی جس نے پوری اُمت کو غیروں کا رہین منت بنایا اور آج وہ یہاں سے وہاں تک کافروں ، یہودیوں ، نصرانیوں اور بے دین کمیونسٹوں کے سامنے بھکاری ہیں کوئی اناج مانگ رہاہے کوئی جہازوں کے لئے مسکہ لگا رہاہے کوئی عقل و ہنر کی بھیک مانگ رہا ہے کوئی مشینیں مانگ رہاہے۔ کوئی ماہرین کا محتاج ہے لیکن نعرہ یہ ہے کہ اسلامی قانون اور نظام مصطفی قائم کریں گے (انا للہ وانا الیہ راجعون) مصیبت اور بدقسمتی یہ ہے کہ وہ جسے نظام مصطفی سمجھتے ہیں وہ بھی قرآنی بیانات سے نہیں بلکہ قومی افسانوں اور گھر کی بنی ہوئی داستانوں سے سمجھے ہیں اور جو موجودہ زمانہ کے روشن خیال دانشور قرآن کے بعض بعض مقامات سے سمجھے ہیں۔ اسے وہ نافذ نہیں کر سکتے ۔ اسی لئے کہ وہ مسلمان نام کے بہتر(۷۲) قسم کے علما کو نہ میدان سے ہٹا سکتے ہیں نہ وہ علما اپنے بزرگوں کے تیار کردہ اجتہادی مذاہب کو چھوڑ سکتے ہیں آخر کار یا تو وہی ہو گا جیسا کہ اخبار مساوات نے لکھا کہ :

اسلامی نظریاتی کونسل ایسے ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے ۔ (مساوات ۱۵فروری ۱۹۷۸ صفحہ ۲)

اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ ووٹ ملے ، سیٹ ملی اور سابقہ قلم دانوں اور پروگرام کو جاری کر دیا یا پھر دلوں میں تہہ در تہہ پوشیدہ وہی طاغوتی استبداد و نظام بر سرکار لے آئیں گے ۔ جس میں محمدؐ و آل محمدؐ صلواۃ اللہ علیہم کا نام آڑ بنا رہے گا اور عمل شیطان کے قدم بقدم ہو گا جیسا کہ اوّلین ادوار میں ہوا اور قرآن سے آپ نے دیکھا اور باقی اسلامی فرقے محرومانہ بغاوت سے اسے مسمار کریں گے ۔

(۱۵۔الف) ایک مرثیہ ایک حقیقت جو بطور طنز اور مسلمانوں کو گرمانے کے لئے پڑھاجاتاہے ۔

عوام سے لے کر علما تک تقریراً اور تحریراً ٹھنڈی سانس لے کر یہ کہاجاتاہے کہ: دوستو تم نے انگریزوں سے ان کی بری بری باتیں لے لیں اور ان پر خوب خوب عمل کر رہے ہو دیکھو غیر اقوام نے اسلام کی اچھی اچھی باتیں لے کر کتنی ترقی کی ہے جو تمہیں کرنا چاہئے تھی لہٰذا جاگو اور یہ کرو اور وہ کرو اور اگر تم نے تعاون کیا تو میری پارٹی یا میری حکومت یہ کرے گی اور وہ کرے گی اور یوں یہ دنیا جنت بن جائے گی روٹی کپڑا اور مکان بھی ملیں گے سرمایہ دار غلامی کریں گے وغیرہ بکواس اور بولیاں۔

(۱۵ ۔ ب) واقعی نام نہاد مومنین کے نام نہاد کافروں نے عملاً اسلام اختیار کرلیاہے، مرثیہ صحیح ہے ۔

قارئین جانتے ہیں کہ آج کی دنیا میں امریکہ اور روس اسلحہ سازی اور فوجی طاقت میں اسی اصول پر اضافہ کرتے جا رہے ہیں جو قرآن میں مسلمانوں کو بتایا گیا تھا (۶۱ تا ۶۰ / ۸) اور ان کی یہ دفاعی طاقت ہی آپس کی اور دوسری اقوام کی جنگ کو روکنے کا سبب ہے ۔اسی اصول پر اسرائیل نہیں چاہتا کہ مصر کو تباہ کن جہاز اور اسلحہ ملے ورنہ مصر کے فوجی دماغ سے اسرائیل کا رعب نکل جائے گا اور اسی اصول پر مسلمان روس اور امریکہ کو دشمن کہنے اور سمجھنے اور لکھتے رہنے کے باوجود ان سے دوستی اور دوستانہ خارجی پالیسی کا حکومت کی سطح سے اعلان کرتے رہتے ہیں اگر کہیں ان کی اس طاقت میں کمی ہو جائے تو بھکاری اقوام ان کے سامنے دم ہلانے اور خوشامد کرنے کی کوئی اور وجہ نہ پا کر سرکشی پر آمادہ ہو جائیں گی لیکن جب تک وہ قرآنی اصول پر کار بند رہیں گے اور اتنی قوت برقرار رکھیں گے کہ ساری دنیا کی اقوام متحد ہو کر بھی ان کے سامنے سر نہ اٹھا سکیں تو ساری دنیا راہب ، امن پسند اور صلح کی علم بردار بنے رہنے پر مجبور رہے گی ۔ یہ تھا ان آیات (۶۰۔۶۱ / ۸) کا عملی نتیجہ اور مفہوم۔

(۱۵ ۔ ج) کیا اللہ کے دشمن اور مسلمانوں کے دشمن دو الگ الگ قسم کے دشمن ہیں؟

یہاں یہ بات بھی نوٹ کریں کہ اللہ نے ان آیات میں (۶۰ / ۸) دو قسم کے دشمنوں کا ذکر کیاہے۔ ایک وہ دشمن جو اللہ کے دشمن ہوں دوسرے وہ جو مسلمانوں کے دشمن ہوں (عَدُوَّ ٱللَّهِ ۔ وَعَدُوَّكُمۡ) ظاہر ہے کہ جو اللہ کا دشمن ہے وہ اسلام کا ، قرآن کا اور محمدؐ و آل محمدؐ اور حقیقی مومنین کا بھی دشمن ہے ۔ اور جو حقیقی مومنین کا دشمن ہے یا محمدؐ و آل محمدؐ کا دشمن ہے یا اسلام و قرآن کا دشمن ہے وہ یقیناً اللہ کا دشمن ہے۔ اب جو مسلمان تعلیمات اسلام سے ہٹ کر اپنے اعمال اور تصورات کی بنا پر دشمن

(٦٣) اور مومنین کے دلوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کیا ان کی تالیف کی اور اگر تم اللہ کی مدد کے بغیر ان کی تالیف کے لئے سارے جہانوں کی قیمتی چیزیں صرف کر ڈالتے تب بھی ان کے دلوں میں ایسی ہم آہنگی پیدا نہ کر سکتے و لیکن یہ تالیف اللہ ہی نے کی ہے حقیقی سبب یہ ہے کہ اللہ ہر حال میں غالب رہنے والا حکیم ہے (٦٤) اے نبیؐ تمہارے حساب میں اللہ بھی ہے اور مومن کہلانے والوں میں سے وہ مومنین بھی تو ہیں جو قدم بقدم تیری پیروی کر رہے ہیں (٦٥) اے نبیؐ تم تمام قسم کے مومنین کو جنگ کے لئے رغبت دلاتے اور ابھارتے رہو اس سلسلے میں یہ معلوم رہنا چاہئے کہ اگر تم میں سے صرف بیس صبر کرنے والے جنگ آزما بہادر ہوں تو وہ دشمن کے دو سو جنگ آزما بہادروں کو مغلوب کر دیں گے اور اسی طرح اگر تم میں ایک سو بہادر ہوں تو وہ حق کو چھپانے والے گروہ کے ایک ہزار بہادروں پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور یہ اس لئے کہ وہ نظام غلبہ و تسخیر خداوندی کو اپنی فقہ میں کوئی مقام ہی نہیں دیتے (٦٦) اس لمحہ تک پہنچتے پہنچتے اللہ کو تمہیں عملاً آزما کر یہ علم ہو چکا ہے کہ

وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ

اور الفت ڈالی درمیان دلوں ان کے کے اگر خرچ کرتا تو جو کچھ بیچ زمین کے

جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ

ہے سب نہ الفت ڈالتا درمیان دلوں ان کے کے و لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت ڈالی

بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ

درمیان ان کے تحقیق وہ غالب ہے حکمت والا اے نبیؐ کفایت ہے تجھ کو اللہ

وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ

۸ ع ۶ ۴

اور جس نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے اے نبیؐ رغبت دے

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ

مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے اور اگر ہوویں تم میں سے بیس صبر کرنے والے

يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا

غالب آویں دو سو پر اور اگر ہو ویں تم میں سے سو غالب آویں

اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

ہزار پر ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے بسبب اس کے کہ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ

اب تخفیف کی اللہ نے تم سے اور جانا یہ کہ بیچ تمہارے ناتوانی ہے

پیدا کریں گے وہ مسلمانوں کے دشمن ہوں گے لہٰذا آیت (٦٠ / ٨) میں مذکور اصول اسلام کے خلاف چلنے والے لوگ بھی اگر مضبوطی سے اختیار کر لیں گے وہ بھی لوگوں کو امن و سلامتی سے رہنے پر مجبور کر سکیں گے۔ مگر مسلمانوں نے بقول قرآن (توبہ ٣٩ / ٩) جگہ بدل لی ہے۔

(١٦) آیات (٦٦۔٦٤ / ٨) مومنین کی گڈمڈ یا مخلوط (MIXTURE) پوزیشن نے ایمانی قوت کو پانچ گنا کم کر دیا۔

جو شخص ان دونوں آیات کو پڑھے گا وہ اگر کسی اور چیز سے متاثر نہیں ہے تو ان سے وہ یہی سمجھے گا کہ مومنین کی ایک حالت وہ تھی جب وہ تنہا تنہا دس دس کافروں سے زیادہ قوت رکھتے تھے۔ یا اللہ انہیں دس کافروں پر غالب کرتا تھا۔ اس کے بعد والی صورت میں ایک مومن صرف دو کافروں پر غالب آنے لگا یعنی اب دس کافروں کو مغلوب کرنے کے لئے پانچ مومنوں کا جانا ضروری ہو گیا۔ مطلب یہ کہ اس دوسری صورت میں پہلی صورت کے مقابلہ میں کمی واقع ہو گئی۔ یعنی اللہ کی مہربانی کم ہو گئی تھی۔ اور اس کا سبب اللہ کا وہ علم ہے جو مسلمانوں نے اپنے اعمال و تصورات سے پیدا کیا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ نہ وہ اعمال اچھے تھے نہ وہ تصورات پسندیدہ تھے نتیجہ میں سزا ملی اور ایمان و جسمانی قوت کمزور ہو جانا ثابت ہوا اور ہمیں قرآن کریم مومنین کی دو برابر قسمیں، دو فرقے بتاتا چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے ان مومنین کا ذکر پڑھا تھا اور اسی سورۂ انفال (٢ / ٨) کی ابتدا میں دیکھا تھا کہ حقیقی مومنین کا ایمان ہر تلاوت یا ہر دفعہ قرآن سن

فَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ‌ۚ

پس اگر ہوویں تم میں سے سو صبر کرنے والے غالب آویں دوسو پر

وَ اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ اَلۡفٌ يَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَيۡنِ

اور اگر ہوویں تم میں سے ہزار غالب آویں دوہزار پر

بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ۝٦٦ مَا كَانَ

ساتھ حکم خدا کے اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے نہ تھا لائق

لِنَبِىٍّ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗۤ اَسۡرٰى حَتّٰى يُثۡخِنَ

واسطے نبیؐ کے یہ کہ ہوویں واسطے ان کے بندی وان یہاں تک کہ خونریزی کرے

فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ تُرِيۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنۡيَا ‌ۖ وَ اللّٰهُ يُرِيۡدُ

بیچ زمین کے ارادہ کرتے ہو تم اسباب دنیا کا اور اللہ ارادہ کرتا ہے

الۡاٰخِرَةَ‌ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝٦٧ لَوۡ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ

آخرت کا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے

اب تمہاری تعداد دو قسم کی اور دوگنی یا دوہری ہوچکی ہے اور اس لئے تمہاری ایمانی عقل و بصیرت میں کمزور تبدیلی ہو چکی ہے لٰہذا اللہ نے تمہاری پہلی قوت میں تخفیف کر دی ہے لٰہذا اب یہ ہوگا کہ تم میں سے اگر ایک سو صبر کرنے والے بہادر ہوں گے تو وہ صرف دو سو پر غالب آئیں گے اور ایک ہزار ہوں گے تو وہ دو ہزار پر غلبہ پالیں گے اور یہ بھی اللہ کی اجازت سے ہوگا اور اللہ تو صبر کرنیوالوں کا ساتھی ہے (٦٧) یہ بات کسی بھی نبیؐ کے لئے شایانِ شان نہیں کہ جب تک وہ ساری زمین پر غلبہ نہ پالے اس کے پاس قیدی ہوں اے مومنین تم تو خالص دنیا کے سامان حاصل کرنے کی نیت اور ارادہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور اللہ نے آخرت کے ارادے سے اسلام بھیجا ہے اور اللہ ہی ہر طرح غالب حکیم ہے (٦٨) اگر اللہ کی طرف سے پہلے ہی سے ایک کتاب موجود نہ ہوتی تو

کر بڑھتا ہی جاتا ہے ۔ اور اگلی سورۂ توبہ میں آپ پڑھیں گے کہ ہر سورۂ کے نزول پر مومنین کا ایمان زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے اور دوسری قسم کے مومنین کے ناپاک ارادوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے ۔ ہم علامہ کا ترجمہ لکھتے ہیں اور ان کے بریکٹوں اور اضافوں کی ناپاکی کو ہٹا کر لکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں ۔

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتۡ سُورَةٌ فَمِنۡهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ فَزَادَتۡهُمۡ إِيمَٰنًا وَهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُونَ ۝١٢٤ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتۡهُمۡ رِجۡسًا إِلَىٰ رِجۡسِهِمۡ ۝١٢٥ التوبة

”جب کوئی نئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ کہو تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع ہر نازل ہونے والی سورت نے اضافہ ہی کیا ہے ۔ اور وہ اس سے دلشاد ہیں البتہ جن لوگوں کے دلوں کو روگ لگا ہوا تھا ان کی سابق نجاست پر ہر نئی سورۃ نے ایک اور نجاست کا اضافہ کردیا“ (تفہیم القرآن جلد ٢ صفحہ ٢٥٣)

اس پر کہا ہے کہ سورۂ انفال کے دوسرے حاشیہ پر اس آیت کی تشریح دیکھئے اور وہاں لکھا ہے کہ :

”٢ ۔ یعنی ہر ایسے موقع پر جب کہ کوئی چیز آدمی کی مرضی کے خلاف، اس کی رائے اور تصورات و نظریات کے خلاف، اس کی مانوس عادتوں کے خلاف، اس کے مفاد اور اس کی لذت و آسائش کے خلاف، اس کی محبتوں اور دوستیوں کے خلاف اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی ہدایت میں ملے اور آدمی اس کو مان کر فرمان خدا و رسولؐ کو بدلنے کے بجائے اپنے آپ کو بدل ڈالے اور اس کی قبولیت میں تکلیف انگیز کر لے تو اس سے آدمی کے ایمان کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے ۔ اس کے برعکس اگر ایسا کرنے میں آدمی دریغ کرے تو اس کے ایمان کی جان نکلنی شروع ہو جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ایمان کوئی ساکن و جامد چیز نہیں ہے ---ہر انکار کی کیفیت گھٹ بھی سکتی ہے اور بڑھ بھی سکتی ہے ۔ اور اسی طرح ہر اقرار و تصدیق میں ارتکاء بھی ہو سکتا ہے ۔ اور تنزل بھی۔“ (تفہیم القرآن جلد ٢ صفحہ ١٣٠ آیت (٢ / ٨انفال)

ہم نے یہ آیت اور علامہ کا ترجمہ اور بیانات اس لئے پیش کئے ہیں کہ آپ کو یہ یقین آجائے کہ وہ مومنین جو سچے دل سے

سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا

کہ پہلے گزرا البتہ لگتا تم کو بیچ اس چیز کے کہ لیا تھا تم نے عذاب بڑا پس کھاؤ

مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اس چیز سے کہ غنیمت کیا ہے تم نے حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ

بخشنے والا مہربان ہے اے نبیؐ کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ بیچ ہاتھ تمہارے کے ہیں

مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا

بندی وان اگر جانے گا اللہ بیچ دلوں تمہارے کے بھلائی دیوے گا تم کو بھلائی

ضروری تھا کہ تمہیں مال غنیمت حاصل کرنے پر عذاب عظیم دیا جاتا (۶۹) چنانچہ اب تم جو مال غنیمت لے چکے اس میں سے جو حلال اور عمدہ ہو اسے اللہ کے حضور ذمہ دار رہتے ہوئے کھا سکتے ہو یقیناً اللہ مغفرت اور رحم پر مختار ہے (۷۰) اے نبیؐ آپ ان قیدیوں کو بتا دیں جو اس وقت آپؐ کے پاس قید ہیں کہ اگر اللہ کو تمہارے عمل درآمد سے عملاً یہ علم ہو گیا کہ تمہارے دلوں کے اندر برے جذبات کی جگہ اچھے اور خیر و خوبی کے جذبات ہیں

ایمان لائے تھے ان کے ایمان میں اللہ کے بیان کے مطابق برابر اضافہ ہوتا رہا لہٰذا ابتدا میں ان ہی کے لئے اللہ نے دس گنا تعداد پر غلبہ کا ذکر فرمایا ہے اور قاعدے کی روسے انہیں اس سے زیادہ کئی گنا تعداد پر غلبہ کی قوت ملتے چلے جانا چاہیئے تھی لیکن اللہ نے تمام مومنین کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اب تم صرف دگنی تعداد پر غلبہ پاسکو گے یعنی مومنین کی دونوں قسموں کی ٹوٹل تعداد سے دوگنی کافروں کی تعداد پر غلبہ پایا جاسکے گا۔ لہٰذا اس آیت کے نزول کے وقت اگر دو ہزار کافروں پر غلبہ پایا جاسکتا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس وقت حقیقی مومنین کی تعداد دو سو تھی یا دو سو ہو گی تو فی کس دس کافروں کے حساب سے دوہزار کافروں پر غلبہ پا لیا جائے گا۔ اور دونوں قسم کے مومنین کی تعداد ایک ہزار تھی، یا ہو گی، تو اس میں حقیقی مومنین کی تعداد کو نفی کرنے سے (۱۰۰۰ - ۲۰۰) آٹھ سو قومی یا دل کے مریض مومنین ثابت ہوں گے تب یہ صحیح ہو گا کہ دونوں قسم کے (۲۰۰+ ۸۰۰) مومنین نے دوہزار کافروں پر فتح پائی یعنی ہر دس مومنین میں دو حقیقی اور آٹھ قومی مومنین کا تناسب ہو گیا تب اللہ نے فرمایا کہ تمہارے سابقہ تناسب میں اس لئے کمی ہو گئی ہے کہ تمہارے اندر ان لوگوں کی تعداد دوہری ہو چکی ہے جو مومنین ہوتے ہوئے اللہ اور رسولؐ کے مخالف ہیں۔ (۷ تا ۵ / ۸) اور باطل کی طرفداری کر رہے ہیں (۸ / ۸) ان کے مردم شماری میں رہنے کی وجہ سے غلبہ کا تناسب ایک دس کی جگہ ایک دو رہ گیا ہے۔

(۱۷) آیات (۷۰ تا ۶۷ / ۸) میں مال غنیمت پر عذاب کی دھمکی، جنگی قیدی، اور مال کی واپسی کی شرط؟

حقیقت بھی یہی ہے اور خود جابر و ظالم مسلمانوں نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے کہ اسلام ضابطہ امن وسلامتی ہے اس میں کسی پر مذہب کے نام سے ہرگز جبر کی اجازت نہیں ہے۔ (۲۵۶ / ۲) اس کے باوجود اسلام کے نام پر جو مظالم اس دنیا میں کئے گئے ان پر غیر تو غیر ہیں خود جابر و ظالم مسلمان حکمرانوں کے ہم مذہب لوگوں نے افسوس اور شرمندگی کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی اس پر قرآن کریم بھی پیشگی شاہد ہے (۲۰۵۔۲۰۴/۲) بہرحال زیر گفتگو آیات میں سے جس آیت (۶۷ / ۸) کو دشمن کا قتل عام کرنے، کچل کر تباہ کر ڈالنے کا بہانہ بنایا ہے۔ اس میں ایک لفظ ہے۔ ”یُثْخِنَ“ یہی لفظ ہے جس کے معنی علامہ رفیع الدین مرحوم نے بھی خون ریزی کرنا لکھے ہیں۔ یعنی کوئی نبیؐ جب تک ساری دنیا میں خون ریزی کر کے ساری دنیا کو مغلوب نہ کر دے وہ قیدیوں کو اپنے قابو میں یا جیل میں نہیں رکھ سکتا۔ منشا یہ ہوا کہ نبیؐ کے لئے ساری دنیا میں خون ریزی جائز ہے۔ ان حضرات کی جانشین حکومتوں کے لئے بھی قتل عام اور لوٹ مار و غنیمت جائز ہے علامہ مودودی اس لفظ کا ترجمہ کچل ڈالنا کرتے ہیں۔ یعنی اگر ساری دنیا دشمن ہو تو علامہ کے نزدیک ساری دنیا کے انسانوں کو کچل ڈالنا جائز ہے علامہ فرمان علیؒ بھی خون ریزی کا جواز اپنے ترجمہ میں پیش کرتے ہیں الغرض علامہ مقبول احمد مرحوم کو چھوڑ کر باقی مترجمین دنیا میں مارشل ازم کے جواز کے قائل ہوئے ہیں۔ پھر یہ بھی جان لینا چاہئے کہ یہ لفظ اپنی مختلف صورتوں میں سے ایک اور صورت میں سورۂ محمدؐ (۴ / ۴۷) میں بھی آیا ہے اور وہ یہ ہے۔

تو وہ تمہیں جو کچھ تم سے مالِ غنیمت لیا گیا ہے اس سے بہتر واپس دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تو بخشنے والا رحیم ہی ہے (۷۱) اور اگر یہ قیدی آپؐ کے ساتھ خیانت کا سلوک کریں تو یہ وہی لوگ تو ہیں جو پہلے ہی اللہ سے خیانت کرچکے ہیں اور اسی خیانت کی وجہ سے آج تمہارے قابو میں لائے گئے ہیں اور اللہ تو ہر طرح کا علم و حکمت رکھتا ہے (۷۲) جو لوگ ایمان لائے اور نصرت اسلام کی غرض سے گھربار اور وطن چھوڑ آئے اور اپنی جان و مال سے اللہ کے مقاصد کے لئے جہاد کیا اور جن لوگوں نے ہجرت کرکے آنے والے مومنین کو پناہ دی اور اسلام کی نصرت کی وہی لوگ یقیناً آپس میں ایک دوسرے پر ہمدرد حاکم ہیں

مِّمَّآ اُخِذَ مِنۡكُمۡ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۷۰﴾ وَ

اس چیز سے کہ لیا گیا ہے تم سے اور بخشے گا تم کو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

اِنۡ يُّرِيۡدُوۡا خِيَانَتَكَ فَقَدۡ خَانُوا اللّٰهَ مِنۡ قَبۡلُ

اگر ارادہ کریں خیانت تیری کا پس خیانت کی تھی انہوں نے اللہ سے پہلے اس سے

فَاَمۡكَنَ مِنۡهُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

پس قادر کیا ان پر اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور

وَ هَاجَرُوۡا وَ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

وطن چھوڑا اور جہاد کیا ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بیچ راہ اللہ کے

وَ الَّذِيۡنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوۡۤا اُولٰۤـئِكَ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ؕ

اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ بعضے ان کے دوست بعض کے ہیں

" اَثۡخَنۡتُمُوۡهُمۡ " اور اس کا ترجمہ بھی مارشل ازم کے تصورات کے ماتحت کیا جاتا رہا ہے ۔ حالانکہ عربی بغاوت میں مسلسل تغیّر و تبدّل کے باوجود آج تک ان الفاظ کے صحیح معنی مل جاتے ہیں ۔

(۱۷ ۔ الف) الفاظ " يُثۡخِنَ اور اَثۡخَنۡتُمۡ " کے معنی میں اہل لغات کی دیانت کا نمونہ۔ علامہ السید عبدالدائم

الجلالی کی لغات القرآن سے ان الفاظ کے معنی دیکھیں اور قرآن کے اردو ترجمہ پڑھنے والوں کی بے بسی کی داد دیں لکھتے ہیں :
(۱) " اِثۡخَانٌ " جس کے معنی دشمن کو خوب اچھی طرح قتل کرنے کے ہیں ۔" (جلد اوّل صفحہ ۲۶)
بتائیے کہ اگر تمام اردو دان غلط معنی کو صحیح سمجھ کر اختیار نہ کریں تو کیا کریں اور کہاں پناہ لیں؟ دوسرا نمونہ وہی لفظ۔
(۲)" اِثۡخَانٌ فی ۔کسی فعل میں خوب زیادتی کرنا " ۔مثلاً ۔اِثۡخَانٌ فِی الۡقَتۡلِ " قتل میں زیادتی کرنا " (جلد ششم صفحہ ۱۹۱)
معلوم ہوا کہ " اِثۡخَانٌ " کے معنی میں نہ قتل کرنا ہے نہ خوب خوب قتل کرنا ہے ۔ بلکہ قتل کے لئے الگ سے لفظ " اَلۡقَتۡلِ " لانا پڑے گا۔ اور لفظ ۔اِثۡخَانٌ ۔کے معنی زیادتی کرنا کیے جائیں گے ۔ خواہ کوئی بھی عمل یا فعل کرے جب اس کے ساتھ یہ لفظ اِثۡخَانٌ لگایا جائے گا تو اس کام کا خوب بڑھا چڑھا کر کرنا معلوم ہوگا سوچیے کہ پھر اس لفظ میں قتل و خون خرابہ اور خون ریزی کو کیوں داخل کیا گیا تھا ؟ جواب ہے کہ مارشل ازم قائم کرنے اور لوٹ مار و قتل و غارت کو جائز کرنے کے لئے اور سنئے " ثَخِيۡنٌ " بردبار ۔ بھاری بھر کم آدمی ، ثَخِيۡنُ السَّلَاحِ ، ہتھیار بند مسلح آدمی ، مُثۡخَنَةٌ موٹی عورت "(جلد ۶ صفحہ ۱۹۱)
سوچیے کہ اگر اس لفظ ثخن کے معنی میں قتل وغارت گری داخل ہوتا تو بھاری بھر کم اور موٹا ہونا کہاں سے آ جاتا ؟ یہ وہ تماشا ہے جو قومی ذہنیت نے تمام لغات کے ساتھ کیا ہے ۔ علامہ نے سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۹۰ پر لکھا ہے کہ :

(۱۷ ۔ب) قرآن فہمی کا رخ بدلنے کے لئے حدیثیں گھڑے جانے پر علامہ کے چند جملے ۔

"اس تقریر (آیت۔احسن) کے سمجھنے میں ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی ہے ۔(یعنی آدم و حوا کو مشرک سمجھ لیا گیا ہے۔احسن) جسے ضعیف روایات (یعنی احادیث۔احسن) نے زیادہ تقویت پہنچا دی ۔۔۔غضب یہ ہے ان روایات میں سے بعض کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچا دی گئی ہے ۔ لیکن در حقیقت یہ تمام روایات غلط ہیں اور قرآن کی عبارت بھی ان کی تائید نہیں کرتی ۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۔۱۰۸ حاشیہ ۱۴۶) قاری سوچیں کہ قرآن کے خلاف قرآن کی تعلیمات کو بدلنے اور انبیاؑ کو مشرک ثابت کرنے کے لئے چودہ سو سال سے جو روایات چلی آ رہی تھیں انہوں نے جب اپنا کام کر لیا یعنی قومی

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ
اور جو لوگ ایمان لائے اور نہ وطن چھوڑا نہیں واسطے تمہارے کارسازی ان کی سے
شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
کچھ یہاں تک کہ وطن چھوڑیں اور اگر مدد چاہیں تم سے بیچ دین کے
فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ
پس اوپر تمہارے ہے مدد کرنا مگر اوپر قوم کے کہ درمیان تمہارے اور
بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾
درمیان ان کے عہد ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو دیکھنے والا ہے
وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ
اور جو لوگ کہ کافر ہوئے بعضے ان کے دوستدار بعضے کے ہیں اور اگر نہ کرو
تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ؕ وَ الَّذِيْنَ
اے مسلمانو اس کام کو ہو گا فتنہ بیچ زمین کے اور فساد بڑا اور جو لوگ کہ
اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ
ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے کہ
اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہی ہیں ایمان والے سچے واسطے ان کے بخشش ہے
وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا
اور رزق ہے باکرامت اور جو لوگ کہ ایمان لائے پیچھے اس کے اور وطن چھوڑ

اور جن لوگوں نے ایمان تو اختیار کرلیا لیکن ابھی مکہ سے ترک سکونت نہیں کی ہے تمہیں ان کی ولایت و حکومت میں کوئی دخل نہیں ہے یہاں تک کہ وہ مکہ چھوڑ کر آجائیں ہاں اگر وہ تم سے دین کے معاملے میں مدد چاہیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے لیکن اگر وہ مومنین کسی ایسی قوم کے اندر مقیم ہوں جس نے تمہارے ساتھ کوئی معاہدہ کرر کھاہے اور ان مومنین کی مدد سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو تو مدد نہیں کی جائے گی اور اس سلسلے میں تم جو بھی کروگے اللہ اسے دیکھتا رہے گا (۷۳) اور جو لوگ حق کو چھپا رہے ہیں وہ بھی آپس میں ایک دوسرے کی ولایت سے وابستہ ہیں لہٰذا اگر تم نے کم از کم اتنی مضبوط و مستحکم ولایت و حکومت اختیار نہ کی تو ساری دنیا میں ایک فتنہ پھیل جائے گا جس کے نتیجے میں دنیا فسادسے لبریز ہوجائے گی (۷۴) اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کرکے آئے اور تائید خداوندی میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ہجرت کرکے آنے والوں کو پناہ دی گھر دیئے اور ان کی اور رسولؐ کی نصرت کی وہی لوگ ہیں جن کو حقیقی مومنین مانا جائے گا ان کے لئے اللہ کی طرف سے تحفظ اور مغفرت ہے اور ہر طرح کا مفید رزق ہے (۷۵) اور جو لوگ بعد میں ایمان لاتے رہے اور ہجرت کرکے آتے رہے

مذہب مستحکم ہوگیا اور علما کو انبیاؑ کے شرک اور خطاؤں پر سند مل گئی تو اب علامہ کے انکار سے کیا اس کا تدارک ہوسکتا ہے؟

(۱۷ ۔ ج) يُثْخِنَ وغیرہ کے معنی وحید الزمان مرحوم کی لغات حدیث سے دیکھ لیں ؟ علامہ نے لکھاہے کہ : ”ثَخُنَ یا ثُخُوْنَةٌ یا ثَخَانَةٌ“ موٹا ہونا ۔سخت ہونا اور لَمْ اَنْشَبْهَا حَتّٰى اَثْخَنْتُ عَلَيْهَا ۔ میں نے ان کو مہلت نہ دی یہاں تک کہ ان کو لاجواب کر دیا“ (لغات الحدیث ۔از محدث وحید الزمان خان صاحب مطبع نور محمد کراچی صفحہ ۳۵ کتاب ’ت وث“) باب الثاء مع الخا) یہاں تک وہ تمام ترجمے غلط یا قومی پالیسی کے ماتحت ثابت ہوگئے جن میں ساری دنیا میں خون ریزی اور مذہب یا نبوت کے نام پر قتل و غارت کا جواز نکلتا ہے اوراب بات سیدھی اور قرآن کے منشاومقصد کے مطابق ہو گئی یعنی جب کوئی نبیؑ اپنے اخلاق حسنہ اور دلائل وبراہین سے دین کے ہرپہلو کو دنیا بھر میں غالب کر دے اور کوئی قطعہ زمین ایسا نہ رہ جائے جہاں جاکر مخالفین پناہ لے سکیں تو ایسی حالت میں مخالف مجرموں کے لئے قید خانے تعمیر کئے جائیں گے اور ان میں قیدیوں کو رکھاجائے گا ۔ورنہ آزاد کرکے جرائم سے باز رکھنے کا انتظام کیاجائے گا ۔

اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد بھی کرتے رہے وہ بھی تم ہی میں شامل ہیں مگر اللہ کی کتاب میں جو پیدائشی رشتہ دار ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے پر اوّلیت کے حقوق رکھتے ہیں اور بلا شک و شبہ اللہ ہر ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔

وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ

آئے اور جہاد کیا ساتھ تمہارے پس یہ لوگ تم میں سے ہیں اور قرابت والے

بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ

بعضے ان کے نزدیک تر ہیں ساتھ بعض کے بیچ کتاب کے یعنی لکھے اللہ کے

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷۵ ع

تحقیق اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے

(۱۷۔ د) مومنین کے مخالف فرقہ کو دنیاپرست قرار دے کر قیدیوں کو رکھنے سے انکار کیا گیا تھا۔

زیر گفتگو آیت میں حسب سابق یہ کہا گیاہے کہ تم لوگوں کا ارادہ اور نیت یہ ہے کہ اسلام کے نام پر لوٹ مار کریں اور لوگوں کو گرفتار کرکے قیدی بنائیں (۶۷ / ۸) لیکن اللہ عاقبت و آخرت سنوارنا چاہتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو عظیم ترین عذاب کا حقدار قرار دے کر ان کی لوٹ مار سے حاصل کردہ دولت کو اس شرط پر کھانے کی اجازت دے دی کہ جب اللہ چاہے گا اس کو واپس لے کر ان کے حقیقی اور امن پرور مالکوں کو بہتر صورت میں واپس کر دے گا۔(۷۰-۶۹ / ۸) اور اس اجازت کے لئے سابقہ تعلیمات و کتاب خداوندی کا حوالہ دے کر بات ختم کر دی گئی۔ علامہ نے عتاب و عذاب کے متعلق لکھاہے کہ :

(۱۷۔ ہ) عذاب کی دھمکی کے اوّلین مخاطب کون تھے ؟ مفسرین اور علامہ سے سن لیں۔

" ۴۹۔ اس آیت (۶۷ / ۸) کی تفسیر میں اہل تاویل نے جو روایات لکھی ہیں وہ یہ ہیں کہ جنگ بدر میں لشکر قریش کے جو لوگ گرفتار ہوئے تھے۔ ان کے متعلق بعد میں مشورہ ہوا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے ؟ حضرت ابو بکرؓ نے رائے دی کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ قتل کر دیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے قبول کی اور فدیہ کا معاملہ طے کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات بطور عتاب نازل فرمائیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

(۱۸) آیات (۷۲-۷۳) میں مومنین میں آپس کا اور داخلی نظام ولایت اور مرکزی ولایت سے رابطہ سکھایاہے۔

ان آیات میں مومنین کے تین حصے بیان ہوئے ہیں اوّل وہ مومنین ہیں جو کسی بھی حیثیت اور کسی بھی غرض سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے۔ دوسرے وہ مومنین جنہوں نے ہجرت کرکے آنے والوں کی مدد کی انہیں گھر دیئے، انہیں ان کے پیروں پر کھڑا کیا۔تیسرے وہ مومنین جو ہجرت کرکے مدینہ میں نہیں آئے یا نہیں آ سکے۔ اس گروہ بندی کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ اوّل الذکر دونوں گروہوں میں سے داخلی انتظام کے لئے جزوی حکومت و انتظامی عہدے دیئے جا سکتے ہیں اور کسی کو کسی پر اعتراض نہیں ہو گا۔ پھر ان آیات میں بھی اور اگلی آیت (۷۵ / ۸) میں بھی درجہ بندی کردی گئی ہے۔ یعنی مناسب ذمہ داری کے لئے پہلا نمبر ان مومنین کا ہو گا جنہوں نے جان و مال سے جہاد کیا ہو گا یا ہجرت کر کے آئے ہوں گے یا پناہ دینے والے ہوں گے۔ مہاجر اور انصار ہونا ایک قربانی ہے اور جان و مال سے جہاد کرنا دوسری قربانی ہے۔ یہ دونوں برابر کے حق دار ہوں گے۔ پھر جو مہاجر ہو یا انصار ہو مگر جان سے جہاد نہ کیا ہو وہ برابر اور دوسرے درجے کے لوگ ہوں گے۔ باقی سب تیسرے درجے میں برابر رہیں گے۔ اگر بعد میں ہجرت کرکے آئے ہوں اور جہاد بھی کیا ہو ان کو بھی تیسرے درجے میں جگہ ملے گی اس لئے کہ وہ اوّلین خطرات میں شریک نہیں ہوئے۔ اور وہ لوگ جو ابتدا ہی میں ہجرت تو کر کے آئے مگر جہاد میں کسی قسم کا حصہ نہیں لیا یا وہ مومنین جن کی نقل وحرکت اور عقائد مشکوک ہیں سب دوسری قسم کے فرقہ میں شمار ہوں گے جنہیں اللہ نے اپنا اور رسولؐ کا مخالف قرار دیاہے (۷-۵ / ۸) جہاد کے میدان میں موجود رہنا جہاد کرنا نہیں کہلائے گا۔ اس لئے کہ دوسرا مخالف مومن فرقہ جہاد کے میدان میں رہتاتھا۔

مگر نہ کسی پر حملہ کرتا تھا۔ نہ کوئی دشمن ان پر حملہ آور ہوتا تھا۔ وہ لوگ صرف جنگ کا نظارہ کیا کرتے تھے اور مناسب مواقع پر ریمارک اور تنقید اور مشاورت کرتے رہتے تھے۔ خطرے سے بچنے کے لئے اور قتل کا موقع نکالنے کے لئے رسولؐ کے آگے پیچھے لگے رہتے تھے۔

(۱۸۔الف) اس داخلی ولایت اور اندرونی رابطہ اور انتظام کو اگر مرکزی حکومت و ولایت کے ماتحت نہ رکھا تو فتنہ و فساد ہو گا

آیت (۸/۷۳) میں اللہ نے دشمنوں کی مرکزی ولایت اور اس کی اطاعت و ہم آہنگی کا تذکرہ فرما کر یہ کہہ دیا تھا کہ ”اگر تم نے آپس میں ایک دوسرے کی اطاعت اور مرکزی اطاعت کو مستحکم بنیادوں پر قائم نہ کیا تو پھر یہی اسلام دنیا میں ایک فتنہ کی صورت میں آگے بڑھے گا اور ساری دنیا کو ظلم وفساد سے بھر دے گا“ اتنا تو علامہ مودودی بھی مان گئے کہ: ”جس طرح کفار ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر تم اہل ایمان اسی طرح آپس میں ایک دوسرے کی حمایت نہ کرو تو زمین میں فتنہ و فساد عظیم برپا ہو گا۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴)

سُوْرَةُ التَّوْبَة

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسعَ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةٌ وَّ سِتَّةَ عَشَرَ رَكُوعاً

سورۂ توبہ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ایک سو اُنتیس (۱۲۹) آیات اور سولہ (۱۶) رکوع ہیں۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ

بیزاری ہے خدا کی طرف سے اور رسولؐ اس کے کی طرف سے ان لوگوں کی کہ

عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ

عہد باندھا تم نے مشرکوں سے پس پھرو بیچ زمین کے چار

اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ

مہینے اور جانو یہ کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو اور تحقیق اللہ

مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ

رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور پکارنا ہے اللہ کی طرف سے اور رسولؐ اس کے کی

اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۵

طرف سے طرف لوگوں کی دن حج بڑے کے یہ کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے

وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ

اور رسولؐ اس کا بھی پس اگر توبہ کرو تم پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ

پھر جاؤ تم پس جانو یہ کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو اور خوشخبری دے

(۱) اے مومنین آج اللہ اور اس کے رسوؐل کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ تم نے مشرکوں کے ساتھ جو جو معاہدے کر رکھے تھے وہ سب ختم کئے جاتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسوؐل مشرکوں کی ہر ذمہ داری سے بری الذمہ اور بیزار ہیں (۲) لہٰذا مشرکین کو چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے کہ وہ اسلامی سرزمین پر آزادی سے چل پھر سکتے ہیں اور اب یقین کر لینا چاہئے کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ بھی کہ حق پر پردہ ڈالنے والوں کو اللہ ذلیل و رسوا کر کے چھوڑے گا (۳) آج حج اکبر کے دن (۱۰ ذی الحجہ ۹ھجری) اللہ اور اس کے رسوؐل کی طرف سے تمام انسانوں کو اذان دے کر بتایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسوؐل مشرکوں سے بیزار ہو چکے ہیں اور ان کے لئے توبہ کے سوا کوئی اور بہتر صورت نہیں ہے۔ چنانچہ (اے رسوؐل کی نام نہاد مشرک قوم) تم اگر اب بھی توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم اپنی ولایت پر قائم رہو تو جان لو کہ تم کسی طرح بھی اللہ کو بے بس نہیں کر سکتے ہو اور (اے علیؑ) حق پوشوں کو نویدِ جہنم دیدو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

ان لوگوں کو کہ کافر ہیں ساتھ عذاب درد دینے والے کے مگر وہ لوگ کہ

عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ

عہد باندھا تھا تم نے مشرکوں میں سے پھر نہ کم کیا انہوں نے تم سے کچھ اور نہ

يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ

مدد کی اوپر تمہارے کسی کو پس پورا کرو طرف ان کی عہد ان کا مدت ان کی تک

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ

تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو پس جب تمام ہو جاویں مہینے امن کے

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ

پس مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ تم ان کو اور پکڑو ان کو اور

احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ

گھیرو ان کو اور بیٹھو واسطے ان کے ہر گھات کی جگہ پس اگر توبہ کریں اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

قائم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو پس چھوڑ دو راہ اُن کی تحقیق اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ

مہربان ہے اور اگر کوئی مشرکوں میں سے پناہ مانگے تجھ سے پس پناہ دے اس کو

جہاں انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا (۴) سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا ہو اور معاہدہ کرنے والے مشرکین نے معاہدہ کی پابندی میں کسی قسم کی کمی نہ کی ہو اور نہ تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن سے گٹھ جوڑ اور سازش کی ہو ایسے لوگوں کے ساتھ ان کے معاہدہ کی مدت ختم ہونے تک وفا داری کرو کیونکہ اللہ ذمہ دار لوگوں ہی کو محبوب رکھتا ہے (۵) اور جب عزت و احترام اور مہلت کے چاروں مہینے اپنا نام چھوڑ کر گزر جائیں جیسے کینچلی سے سانپ الگ ہو جاتا ہے یا کینچلی اتار دیتا ہے تو مشرکین کے ساتھ اب جوابی سلوک کا حق پیدا ہو جائے گا چنانچہ مشرکین کو جہاں پاؤ جس طرح چاہو قتل کرو اور انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑو، جہاں ان کی موجودگی معلوم ہو جائے تو گھیرا ڈال کر پکڑ لو اور قتل کر ڈالو اور ان کی تلاش میں جہاں جہاں ان کے ملنے کی امید ہو وہاں گھات میں بیٹھو اور گرفتار کرو اور قتل کرتے جاؤ لیکن اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کرنے لگیں زکوٰۃ ادا کرنا قبول کرلیں تو ان کی راہیں روکنا بند کر دو اور درگزر سے کام لو یقیناً اللہ بھی رحم کو کام میں لانے اور بخشش دینے کو تیار رہتا ہے (۶) اور اگر ایسا ہو کہ کوئی شخص مشرکین میں سے تمہارے پڑوس میں آجائے تو اسے قربت میں رہنے دو

تشریحات سورۂ توبہ: سورۂ توبہ ۹ ہجری کے آخری مہینے میں پہلی مرتبہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور چیلنج پڑھ کر سنائی تھی۔ یہ وہ موقع تھا کہ مکہ میں تمام سرداران قریش موجود تھے۔ تمام عرب و عجم کے تاجر اور حاجی سمٹ کر جمع ہو گئے تھے۔ ہزاروں دشمنوں کے درمیان کھڑے ہو کر اس چیلنج کو حضرت علیؑ کے سوا کوئی اور اس شان اور دبدبہ کے ساتھ پیش ہی نہ کر سکتا تھا جس کی آج ضرورت تھی۔ بہرحال علامہ مودودی کے چند جملے سننے کے قابل ہیں۔ لکھا ہے کہ: "صحابہ کرام نے حضور سے عرض کیا کہ اسے ابو بکر کو بھیج دیجئے تاکہ وہ حج میں اس کو سنا دیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ اس اہم معاملے کا اعلان میری طرف سے میرے ہی گھر کے کسی آدمی کو کرنا چاہئے۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اس خدمت پر مامور کیا اور ساتھ ہی ہدایت فرما دی کہ حاجیوں کے مجمع عام میں اسے سنانے کے بعد حسب ذیل چار باتوں کا اعلان بھی کر دیں۔ (۱) جنت میں کوئی ایسا شخص داخل نہ ہو گا جو دین اسلام کو قبول کرنے سے انکار کرے (۲) اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لئے نہ آئے (۳) بیت اللہ کے گرد برہنہ طواف کرنا ممنوع ہے (۴) جن لوگوں کے ساتھ رسولؐ اللہ کا معاہدہ باقی ہے یعنی جو نقص عہد کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں، ان کے ساتھ مدت معاہدہ تک وفا کی جائے گی۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۷۴ حاشیہ ۱) یہاں قارئین یہ نوٹ کرلیں کہ ہر اہم معاملہ میں خانوادہ نبوتؐ و رسالتؐ کا مقام اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی ساری اُمت، تمام صحابہ اور پوری قوم سے افضل و مخصوص تھا اور کسی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا تھا کہ کوئی اس مقام کو بعد رسولؐ

حَتّٰى يَسۡمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبۡلِغۡهُ مَاۡمَنَهٗ ؕ

یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو جگہ امن اس میں کی

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ۝٦ ع كَيۡفَ يَكُوۡنُ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ

یہ اس واسطے ہے کہ وہ ایک قوم ہے کہ نہیں جانتے کیوں کر ہو واسطے مشرکوں کے

عَهۡدٌ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ عِنۡدَ رَسُوۡلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيۡنَ

عہد نزدیک اللہ کے اور نزدیک رسولؐ اس کے کے مگر جن لوگوں سے

عٰهَدۡتُّمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ‌ ۚ فَمَا اسۡتَقَامُوۡا لَـكُمۡ

عہد کیا تھا تم نے نزدیک مسجد حرام کے پس جب تک سیدھے رہیں واسطے تمہارے

فَاسۡتَقِيۡمُوۡا لَهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ۝٧

پس سیدھے رہو تم واسطے ان کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے پرہیز گاروں کو

كَيۡفَ وَ اِنۡ يَّظۡهَرُوۡا عَلَيۡكُمۡ لَا يَرۡقُبُوۡا

کیوں کر نہ ماریئے کافروں کو اور اگر غالب آویں اوپر تمہارے نہ رعایت کریں

فِيۡكُمۡ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً‌ ؕ يُرۡضُوۡنَكُمۡ بِاَفۡوَاهِهِمۡ

بیچ تمہارے قرابت کی اور نہ عہد کی خوش کرتے ہیں تم کو ساتھ مونہوں اپنے کے

یہاں تک کہ اسے کلام اللہ سنایا جائے اور اس کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں ۔اور اگر اس کے بعد بھی وہ واپس جانا ہی طے کرلے تو اسے اس کے مطلوبہ اور پرامن محفوظ جگہ تک حفاظت و آرام سے پہنچا دو۔ وہ اس لئے کہ یہ ایک ایسی قوم کا فرد تھا جس کے عوام سے ان کے لیڈروں نے حق چھپایا اور وہ لاعلم رہے (۷) بار بار کی دغا بازیوں کے بعد بھی مشرکوں کے معاہدہ کی پابندی اب اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے نزدیک کیسے برقرار رہ سکتی ہے سوائے ان لوگوں کے کہ جن سے تم نے مسجد حرام میں معاہدہ کیا تھا چنانچہ جب تک وہ معاہدہ پر برقرار رہیں تم بھی قائم رہنا اور ان کے ساتھ برابر کا سلوک کرنا یقیناً اللہ ذمہ دارو ں اور پرہیز گاروں کو محبوب رکھتا ہے (۸) البتہ ان کے علاوہ باقی لوگوں سے قاعدہ کا سلوک کیسے اور کیوں کیا جائے جب کہ ان کا حال یہ ہو کہ جب موقع ملے تو نہ کسی قومی قرابت کا لحاظ کریں نہ کسی ذمہ داری کا احساس رکھیں اور ہر زیادتی کر گزریں وہ تو

یا عہدرسولؐ میں حاصل کرلے ۔ سورۂ برأت پڑھ کر سنانے میں اس سے زیادہ اور کوئی اہمیت نہ تھی کہ اس میں تمام مسلمانوں اور تمام قریش اور تمام اہل عرب وعجم کو مخاطب کرنا تھا اور یہ کہ یہ ایک چیلنج اور خطرناک ترین اعلان تھا۔ ہوسکتا تھا کہ قریش اور دیگر دشمنان اسلام اعلان کے وقت یہ طے کرلیتے کہ محمدؐ اور علیؑ کو چار ماہ کی تیاری کی مدت دینے کے بجائے ابھی اور اسی وقت جان پر کھیل جاؤ۔ تباہ تو ہونا ہی ہے ۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے کا اعلان کرنے والوں کو سچا سمجھو اور ذلت کی موت کے بجائے ابھی عزت کی موت مر جاؤ اور جب کفار و مشرکین مکہ یوں جان پر کھیل کر اور سر ہتھیلی پر رکھ کر یکبارگی چاروں طرف سے حملہ کرتے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوتا جو چوڑے میدان میں بھاگ جایا کرتے تھے ؟ وہاں کون ٹھہرتا ؟ کسی تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ایسے حملہ سے بچاؤ کا کوئی انتظام کیا گیا تھا؟ یہ مکہ تھا ، اہل مکہ اپنے شہر اور اپنے ہمدردوں میں تھے، تمام اسلحہ موجود تھا ، مسلمان مسافر تھے۔ ایسی صورت حال میں اتنا خطرناک اور جان لیوا چیلنج انتہائی تباہ کن ثابت ہوسکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جس کام کو ایک عظیم الشان فوج کی تلواروں کے سائے میں کرنا ممکن تھا اس کو کرنے کے لئے اس ذات پاک کو بھیج دیا جس کے ہاتھوں میں خداوندِ کائنات کی قوت و قدرت تھی ۔ جس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ تھے ۔ جن ہاتھوں سے عرب کے سورماؤں کو خاک و خون میں ڈبو کر مارا تھا۔ جس کی صولت و دبدبہ نے تمام سرکشانِ عرب کو سرنگوں کر دیا تھا۔ جوعین اللہ تھا جس کی طرف دیدہ ورانِ قوم نظر اٹھانے سے پہلے دس بار سوچتے تھے۔ جو لسان اللہ تھا جس کا لب و لہجہ دلوں کو ہلا کر رکھ دیتا تھا۔

سورۂ برأت کے متعلق یوں تو بہت سے افسانے گھڑے گئے ہیں اور انہیں عَلّامانِ قوم نے شہرت دینے کی پوری کوشش بھی کی ہے ۔ مگر ناول نما تاریخوں کو چھوڑ کر اگر تاریخ کی بڑی بڑی اور مستند کہلانے والی تواریخ کو دیکھا جائے تو جس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ملے گا وہ یہ ہے کہ سورۂ برأت نازل ہوئی ۔ ابوبکر کو دے کر روانہ کیا گیا۔ دو تین روز بعد رسولؐ اللہ

تمہیں اپنی چکنی چپڑی باتوں سے پھسلا کر تمہاری رضامندیاں حاصل کئے ہوئے ہیں لیکن ان کے دلوں میں تو وہی منصوبہ پوشیدہ ہے (آلِ عمران ۱۵۴ / ۳) اس لئے وہ لوگ خالص احکام خدا کی پابندی نہیں کرتے (مائدہ ۴۷ / ۵) یعنی حقیقتاً فاسق ہیں (۹) اور اسی لئے آیات خداوندی کی پوری حقیقت اور قیمت سامنے نہیں رکھتے چنانچہ اللہ کے مشن کی راہوں سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں اور بڑا ناہنجار عمل درآمد یہ بھی ہے (۱۰) کہ وہ کسی بھی حقیقی مومن کے معاملہ میں قومی قرابت اور اخلاقی پابندی اور ذمہ داری کو کبھی سامنے نہیں رکھتے ہیں ۔ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہی لوگ ہیں جو اسلامی حدود سے تجاوز کرگئے ہیں (۱۱) چنانچہ اگر وہ توبہ کرلیں نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی اپنے اوپر لازم کرلیں

وَ تَاْبٰی قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ اِشْتَرَوْا

اور انکار کرتے ہیں دل ان کے اور اکثر ان کے فاسق ہیں مول لیتے ہیں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ

بدلے نشانیوں اللہ کے مول تھوڑا پس باز رکھتے ہیں راہ اللہ کی سے

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹﴾ لَا يَرْقُبُوْنَ فِیْ

تحقیق وہ برا ہے جو کچھ کہ تھے وہ کرتے نہیں رعایت کرتے ہیں بیچ

مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

کسی مسلمان کے قرابت کو اور نہ عہد کو اور یہ لوگ وہی ہیں

الْمُعْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا

حد سے نکل جانے والے پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں

کو حکم ملا کہ تم خود یا آپ ہی ایسا شخص سورۂ برأت کا اعلان کرے ۔ لہٰذا حضرت علیؑ کو بھیجا گیا انہوں نے جا کر ابو بکر سے سورۂ واپس لیا۔ اور اس طرح اس اعلان کو مکمل کیا ۔ یہ بھی کہا گیاہے کہ ابو بکر واپس آئے اور حضورؐ سے اپنے غم و رنج اور معزولی کا ذکر کیا ۔ تو حضورؐ نے بتایا کہ نئے حکم کی بنا پر لازم ہو گیا تھا کہ میں خود یہ اعلان کروں یا علیؑ کو بھیجا جائے ۔ تمہاری جو پوزیشن تھی وہی برقرار ہے ۔ اس میں کوئی نئی کمی زیادتی نہیں ہوئی ہے ۔

جوں جوں زمانہ گزرتا جارہاہے تاریخ کے نام پر ناول لکھے جارہے ہیں اُمت حقائق سے دور تر ہوتی جارہی ہے ۔ اس لئے ہر علامہ کے لئے میدان صاف ہو گیا ہے ۔ وہ حضرات جو دل چاہتاہے کہتے اور نعرے لگواتے جا رہے ہیں ۔ خود اپنی تاریخوں یعنی اپنے بزرگوں کی لکھی ہوئی تاریخوں کو ہر دفعہ بدل بدل کر لکھتے جا رہے ہیں اور ان ناول نما تاریخوں کو پڑھنے والے لوگ آج کے مبلغ اسلام اور بلیغ الدین بنے ہوئے صبح شام اُمت کو غلط راہوں میں لے جا رہے ہیں ۔

(۲) سورۂ توبہ مشرکین مکہ اور ان کے قائم کردہ داخلی محاذ کے مومنین کو مخاطب کرتی ہے ۔

سورۂ توبہ میں آپ کو یہ تجربہ ہو گا کہ یہ سورۂ مبارکہ مشرکین کے دونوں محاذوں کو باری باری مخاطب کرتی ہے ۔ اور اس خطاب میں مشرکین کا مسلح مزاحمت کرنے والا محاذ کم سے کم مخاطب کیا گیاہے ۔ اس کے برعکس زیادہ تر خطاب مشرکین کے مومن محاذ سے ملے گا ۔ جو روز اوّل سے رسولؐ اللہ کے ساتھ نتھی (PINNED) کر دیا گیا تھا اور جس کی کثرت اس اعلان کے وقت مسلمانوں میں گھلی ملی چلی آ رہی ہے ۔ اور جن کی نشاندہی کے لئے پورے قرآن نے ٹھیکہ لیاہے۔ اور جنہیں قرآن نے رسولؐ کی قوم فرمایاہے ۔ اور جو قرآن کو مہجور کرتی رہی ہے (فرقان ۳۰ / ۲۵) ہم یہ بتاچکے ہیں کہ قریش اور اہل مکہ کی کثرت مسلمان تھی اور بقول مودودی آج کل کے مسلمانوں کے مانند مسلمان تھی۔ فرق یہ تھا کہ انہوں نے بلا کسی سلطانی دلیل اور سند کے اپنے کچھ بزرگوں کو اسی طرح دعاؤں اور عبادتوں میں داخل کرلیا تھا جیساکہ ہم نے محمدؐ و آل محمدؐ کو اور ان سے فیض یافتہ بزرگوں کو سلطانی دلیل و سند سے داخل کر رکھاہے ۔ ان پر اللہ ، رسولؐ اور قرآن کا یہ تقاضا تھاکہ ان بزرگو ں کے نام عبادات وغیرہ سے یکسر خارج کردو ورنہ تم مشرک ہو۔ اسی طرح ہم پر علامہ مودودی اینڈ کمپنی کا تقاضہ ہے کہ ہم ان ناموں کو یکسر خارج کر دیں اور خالص توحید کو مانیں ورنہ ان کے فتوے سے ہم بھی مشرک ہیں ۔ یا بقول علامہ ”بگڑے ہوئے مسلمان ہیں“ اور اس تشریح میں ہم یہی دکھانے لگے ہیں کہ سورۂ توبہ کے مخاطب بھی بگڑے ہوئے مسلمان تھے نہ وہ اسلام کے منکر تھے نہ انہیں اللہ کا انکار تھا، نہ وہ نبوت کے منکر تھے ۔ نہ

الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ
زکوٰۃ کو پس بھائی تمہارے ہیں بیچ دین کے اور مفصل بیان کرتے ہیں ہم
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱ وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں اور اگر توڑ دیں قسمیں اپنی پیچھے
عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ
عہد اپنے کے اور طعن کریں بیچ دین تمہارے کے پس لڑو تم سرداروں
الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲ اَلَا
کفر کے سے تحقیق وہ لوگ نہیں قسمیں واسطے ان کے تو کہ وہ باز رہیں کیا نہ
تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ
لڑو گے تم اس قوم سے کہ توڑا انہوں نے قسموں اپنی کو اور قصد کیا نکال دینے

بس اتنی سی بات کے بعد وہ لوگ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم تو اسی جاننے والی قوم کے لئے تفصیل دے دے کر آیات کو بیان کرتے رہے ہیں۔ (۱۲) اور اگر وہ اب بھی عہد کرنے کے بعد اپنے معاھدے کی خلاف ورزی کریں اور ساتھ ہی وہ تمہارے دین میں نقائص نکالیں اور طعن و طنز کریں تو اے مومنین تمہیں تو ان حق کو چھپانے والے اماموں سے جنگ کرنا چاہئے یقیناً ان کے نزدیک ان معاہدوں کی کوئی قدروقیمت نہیں جو وہ تمہارے ساتھ کرتے ہیں لہٰذا ان سے جنگ کرو شاید وہ باز آجائیں۔ (۱۳) کیا اے مومنین تم ایسے قومی تعصب میں مبتلا ہو کہ اپنی اس قوم سے ایسی صورت میں بھی جنگ نہیں کرنا چاہتے جنہوں نے معاھدات کو توڑا اور رسولؐ اللہ کو شہر بدر

ملائکہ کے، نہ قیامت کے نہ شفاعت کے بلکہ وہ اپنے مذکورہ بزرگوں کو شفاعت کرنے والے ہی مانتے تھے۔ وہ حج کرتے تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے۔ کعبہ کو قبلہ مانتے تھے۔ اللہ کی تمام صفات کے قائل تھے۔ انہیں کافر یعنی حق پوش اس لئے کہا کہ وہ محمدؐ کے بعد اسلامی سربراہی رسولؐ کے خاندان میں نہ رکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے حضرت علیؑ کی پوزیشن کا انکار کرتے اور حقیقت کو چھپاتے تھے۔ ورنہ قرآن نے ان کو کہیں بھی منکر اسلام یا منکر دین یا منکر خداوندی نہیں کہا ہے۔ یہ ایک سازشی اور قومی فریب ہے جو قومی مصلحتوں کے ماتحت پوری اُمت اور اقوام عالم کو دیا گیا ہے اور سینکڑوں بہتان و تہمتیں تراشی گئی ہیں اور ہم نے ساری زندگی علما کو یہ چیلنج کیا ہے کہ قرآن سے قریش اور اہل مکہ کو منکر ثابت کریں، تو ہم اجتہادی مذہب اختیار کر لیں گے۔ لیکن یہ ناممکن ہے چنانچہ سورۂ توبہ بھی انہیں منکر نہیں کہتی (۱) کافر کہتی ہے۔ مسلمانوں میں بھی ہر ناشکرا شخص کافر ہے (دھر ۳ / ۷۶) خواہ نمازی و تہجد گزار ہو، (۲) مشرک کہتی ہے۔ علامہ سارے مسلمانوں کو مشرک لکھتے ہیں یا یوں کہو کہ مشکل کشا علیہ السلام کے ماننے والوں کو، داتا گنج بخش، غوث اعظم، خواجہ غریب نواز وغیرہ بزرگوں کے ماننے والوں کو مشرک کہتے ہیں (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۶) اور ان مشرکوں میں نمازی و تہجد گزار لوگ موجود ہیں۔ (۳) بدعہد، خائن اور گناہ گار کہتی ہے۔ علامہ نے ہم سے تحریراً ہماری کتاب مواخذہ پر تبصرہ کرنے کا وعدہ کیا۔ جیل گئے۔ واپس آئے تو خط سے وعدہ یاد دلایا پھر تحریری وعدہ کیا لیکن وعدہ خلافی کے آج تک مجرم ہیں، جیل جانا بھی جرم تھا۔ پھانسی بھی جرم کی سزا میں ہوتی ہے۔ رحم کر دیا جانا دوسری بات ہے۔ تو کیا علامہ دین اسلام کے منکر یا خارج از اسلام ہو گئے؟ لہٰذا قریش کو اسلام سے، بدعہدی، خیانت، گناہ، شرک اور کفر کی وجہ سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ اور علامہ بھی جن مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں اُنہیں اسلام سے خارج نہیں کرتے تو پھر قریش کی اس کے سوا اور کیا خطا ہے کہ انہوں نے اسلام کو اجتہاد سے نوازا اور ایک اجتہادی شاندار مذہب تیار کر کے سینہ بسینہ، دست بدست اور قلم بقلم علامہ تک پہنچایا اور آج علامہ اسی قریشی مذہب سے کھا کما رہے ہیں اور اسی کے سہارے جنت میں جانا چاہتے ہیں۔

(۲۔ الف) سورۂ برأت مشرک مسلمانوں کو مخاطب کرتی ہے۔ آیات (۱۱ تا ۸ / ۹) اور (۵ / ۹)

ہم یہ مانتے ہیں کہ قریش اپنی عبادتوں میں قرآن نہ پڑھتے تھے۔ اس لئے کہ ابھی قرآن ان تک نہ پہنچا تھا جب قرآن پہنچا انہوں نے اسے مجتہدانہ اصول پر فوراً قبول کر لیا (یونس ۱۵ / ۱۰) یہ دوسری بات ہے کہ اللہ و رسولؐ ان کے اس طرح ماننے کا ''انکار'' کر کے منکر ہو جائیں۔ اور تقاضا کریں کہ ''لفظ بلفظ'' ''من وعن'' ماننا پڑے گا (۱۶ / ۱۰) اور وحی

کرنے کی ہمت کی تھی اور ہر زیادتی و ظلم کی ابتدا ہر دفعہ ان ہی کی طرف سے ہوئی۔کیا تم ان سے ان کی عزت کی بنا پر ڈرتے اور ان کا ادب کرتے ہو؟ حالانکہ خوف و ادب اور عزت کا سب سے زیادہ حقدار تو اللہ کو سمجھنا چاہئے مگر یہ جب ہی ہوتا جب تم حقیقی مومن ہوتے۔ (۱۴) (بہرحال تم حقیقی مومن ہو یا نہ ہو) اب تو تمہیں ان سے جنگ کرنا ہی ہے اور اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دینا ہی ہے اور انہیں رسوا کرنا ہی ہے اور اسی لئے تمہیں ان کے خلاف مدد دیتا ہے تاکہ ان کی سزا، رسوائی اور ذلت وقوع میں آ جائے اور جو مومنین کی قوم ہے ان کے دلوں کے زخم بھرنا ہیں (۱۵) اور اس طرح ان کا غصہ ٹھنڈا کرنا ہے اور اللہ جس

الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ

پیغمبرؐ کا اور وہ شروع کیا انہوں نے تم سے پہلی بار کیا ڈرتے ہو تم ان سے

فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳

پس اللہ بہت حقدار ہے کہ ڈرو تم اس سے اگر ہو تم ایمان والے

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ

لڑو ان سے کہ عذاب کرے ان کو اللہ ساتھ ہاتھوں تمہارے کے اور

يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ

رسوا کرے ان کو اور مدد دیوے تم کو اوپر ان کے اور شفا دیوے سینے قوم

مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۴ۙ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ

ایمان والوں کے کو اور دور کرے غصہ دلوں ان کے کا اور پھر آتا ہے اللہ

کی بجنسہٖ بلا غور و فکر و اجتہاد پیروی کا حکم دیں اور تمام احکامات لفظ بلفظ قرآن سے نافذ کرنے کی شرط لگائیں (مائدہ ۴۷۔۴۵۔۴۴ / ۵) تو وہ اندھی پیروی کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اگر اس بنا پر انہیں اسلام کا منکر اور اسلام سے خارج کہتا ہے۔ تو پھر اسلام کے اندر چار پانچ اجتہادی مذاہب کو کفر اور ان مذاہب کے متبعین کو کافر و اسلام سے خارج کہہ کر دکھاؤ۔ بہرحال اب دیکھئے کہ یہاں سورۂ توبہ میں انہیں توبہ کرنے اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ بتایئے اس سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ وہ اللہ پر اس کی تمام صفات پر، نبوت و قیامت، حشر و نشر وغیرہ ہر چیز پر ایمان رکھتے تھے۔ ورنہ یہ مانئے کہ جو کوئی نماز اور زکوٰۃ بجالانے لگے اسے باقی چیزوں پر ایمان کی ضرورت نہیں ہے؟ لہٰذا آیات (۵ / ۹اور۱۱ / ۹) سے وہ گناہ گار قسم کے مسلمان ثابت ہوئے۔ اور انہیں فاسق کہہ کر بھی یہی کہا ہے کہ وہ سو فیصد اسلام پر عمل نہیں کرتے۔ (۸ / ۹) پھر یہ بھی ثابت ہے کہ وہ آیات خداوندی کو مانتے ہیں مگر کاروباری صورت میں مانتے ہیں (۹ / ۹) اور آج علمائے اسلام دن رات آیات کی خرید و فروخت اونچے منبروں پر بیٹھ کر کرتے ہیں۔ اور مسلمان ہیں۔ لہٰذا وہ لوگ علما ایسے مسلمان تھے۔ پھر انہیں اس طرح بھی گناہ گار مسلمان ماننا پڑے گا کہ وہ اسلامی حدود کو مانتے تھے مگر حد سے تجاوز کر جاتے تھے (۱۰ / ۹) اور آیت نمبر ۱۲ میں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے سواد اعظم یا جمہور کے عملی دین کو حقارت سے دیکھتے تھے ورنہ طعن و طنز اچھی چیز پر نہیں ہوتا۔ یقیناً کوئی بات یا باتیں مسلمان عوام میں ایسی ہوں گی جو قابل اعتراض ہوں۔ جیسا کہ علامہ مودودی مسلمانوں کی بہت سی باتوں پر طعن کرتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی اچھی بات پر طنز کرتے تھے تو یہ ایک گناہ تھا اور ہرگز ابن زیاد و عمر سعد و شمر و یزید سے بڑا گناہ نہ تھا۔ لہٰذا اگر ان لوگوں کے ساتھ اللہ نے جنگ واجب کی ہے (۱۲ / ۹) اور انہیں بد عہدی اور طعن کرنے پر آئمہ کفر کہا تو بتایئے کہ ہم کیوں نہ آئمہ کفر کو برا سمجھیں؟

(۲۔ب) آیت (۱۳ / ۹) قومی مومنین بائیسویں سال تک اپنے مشرک مرکز سے عاجزانہ رابطہ رکھتے تھے۔

یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ قریشی مومنین نے اعلان نبوت سے لے کر وفات پیغمبرؐ تک اپنے مشرک مرکز کے ساتھ عزت و احترام اور وفاداری کا سلوک کیا، ان کی ہر معاملہ میں اطاعت کی۔ (آلِ عمران ۱۴۹ / ۳) یہاں تک کہ اپنی کوششوں سے مسلمانوں میں وہ تمام سہولتیں، اختیارات اور پوزیشن حاصل کر لی۔ کہ اب باقی تمام مشرکین جس دن چاہیں مسلمانوں میں ایک دم یا بتدریج آ ملیں تو ان کو کوئی دقت نہ ہوگی۔ چنانچہ سورۂ توبہ کے قاہرانہ اعلان کے بعد تمام سردارانِ قریش اور باقی ماندہ مشرکین اپنے قومی بھائیوں، اپنے مقتدی مومنین کے پاس آ گئے اور یوں اعلانیہ شرک ختم ہوا اور اسلام کی نقاب میں ان آئمہ کفر نے محمدؐ و آل محمدؐ اور اسلام سے انتقام میں تیزی پیدا کر دی۔

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ

اوپر جس کے چاہتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے کیا گمان کرتے ہو

اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

تم یہ کہ چھوڑے جاؤ اور حالانکہ ابھی نہیں جانا اللہ نے ان لوگوں کو کہ

جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ

جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور نہیں پکڑتے سوائے اس کے اور نہ رسولؐ اس کے کے

وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا

اور نہ ایمان والوں کے دوست دلی اور اللہ خبر دار ہے ساتھ اس چیز کے کہ

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ

ع ۸

تم کرتے ہو نہیں لائق واسطے مشرکوں کے یہ کہ آباد کریں مسجدوں اللہ کی کو

شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

حالانکہ گواہی دیتے ہیں اوپر جانوں اپنی کے ساتھ کفر کے یہ لوگ ناپید ہوئے

اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَ فِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا

عمل ان کے اور بیچ آگ کے وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ

يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

آباد کرتے ہیں مسجدوں اللہ کی کو وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ اللہ کے

وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ

اور دن آخرت کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو اور نہیں ڈرتے

اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ

مگر اللہ سے پس نزدیک ہے یہ لوگ کہ ہوں راہ پانے والوں سے کیا کیا ہے تم نے

کی چاہے گا توبہ قبول کر لے گا اور اللہ صورت حال کے ہر ہر پہلو کو حکیمانہ طور پر جانتا ہے (۱۶) اے نام نہاد مومنین کیا تم نے یہ حساب لگا رکھا ہے کہ لوگوں کو تمہاری دھاندلیوں کا پتہ نہ چلے گا اور اللہ تم کو یونہی چھوڑ دے گا حالانکہ روز اوّل سے اب تک تمہیں جہاد کرتے ہوئے نہیں پایا اور ابھی یہ بھی کھل کر ظاہر نہیں ہوا کہ تم نے اللہ اور رسولؐ اور متعلقہ مومنین کے علاوہ کن کن لوگوں کو اپنی سازش میں ہمراز و مرکزی (نساء ۶۰ / ۴) راہنما بنا رکھا ہے اور تم یہ سمجھ لو کہ اللہ تمہارے تمام تصورات و اقدامات سے خبردار رہتا ہے (۱۷) مشرکوں کے لئے یہ چیز چھبتی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر اور نگرانی کیا کریں جب کہ وہ حق کو چھپانے میں خود اپنے اوپر عملاً گواہ ثابت ہو چکے ان ہی کے اعمال ضائع ہوئے اور وہی ہمیشہ کے لئے جہنمی بن گئے ہیں۔ (۱۸) البتہ یہی ایک حقیقت ہے کہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر و نگہداشت ان کی ذمہ داری ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لا چکے اور وہ نمازیں قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے علاوہ وہ کسی اور سے معززانہ خوف نہیں رکھتے قریب ہے کہ اللہ کی طرف سے وہی لوگ ہدایت یافتہ ثابت ہو جائیں (۱۹) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلا دینے اور مسجد

(۳) آیات (۱۸ تا ۱۳ / ۹) میں اللہ و رسولؐ کے مخالف مسلمانوں کا گٹھ جوڑ۔ جہاد نہ کرنا۔ اور قریشی مرکز سے وفاداری ثابت ہے۔

رسولؐ کے مخالف مومنین کو اللہ نے طعنہ دیا کہ تم اللہ کے بجائے اپنی اس قوم سے ڈرتے ہو اور عاجزی و ادب سے پیش آتے ہو۔ اور ان سے جنگ نہیں کرتے ہو۔ جس نے رسولؐ اللہ کو مکہ سے نکالنے کا اہتمام کیا تھا (وَهَمُّوا) (۱۳ / ۹) پھر ان ہی سے بہت باتیں کرکے فرمایا کہ تم وہ لوگ نہیں ہو جو اللہ کے سوا کسی اور کا پاس ادب اور خوف نہیں رکھتے (۱۸ / ۹) اور انہیں بتایا کہ تمہارے تمام اعمال باطل اور ضائع ہوگئے اس لئے کہ تم مشرکین کے ساتھ شامل رہے (۱۷ / ۹) اور یہ کہ تم نے آج تک ان کو رازدار اور راہنما بنائے رکھا ہے اور کبھی ان کے خلاف سچ مچ تلوار نہیں اٹھائی ہے۔ (۱۶ / ۹) اور یہ کہ اب تمہارا پردہ فاش کر دیا جائے گا۔ تمہیں ان

سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ

پانی پلانا حاجیوں کا اور خدمت کرنا مسجد حرام کا مانند اس شخص کی کہ ایمان لاتا ہے

بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ

ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور جہاد کیا بیچ راہ خدا کے نہیں برابر ہوتے نزدیک

اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ کے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو جو لوگ کہ ایمان لائے اور

وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ

ہجرت کی اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے

اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

بڑے ہیں درجے میں نزدیک اللہ کے اور یہ لوگ وہی ہیں مراد پانے والے

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ

بشارت دیتا ہے ان کو رب ان کا ساتھ مہربانی کے اپنی طرف سے اور رضامندی کے

وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ

اور بہشتوں کے واسطے ان کے بیچ ان کے نعمت ہے پائیدار ہمیش رہیں گے

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

بیچ اس کے ہمیشہ تحقیق اللہ نزدیک اس کے ہے ثواب بڑا اے لوگو جو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا

ایمان لائے ہو مت پکڑو باپوں اپنے کو اور بھائیوں اپنے کو دوست اگر دوست رکھیں

حرام کی دیکھ بھال کرنے والے کو اس آدمی کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور ساتھ ہی اس نے اللہ کے مقاصد کے لئے جہاد بھی کیا ہو؟ سنو وہ دونوں اللہ کے نزدیک بالکل ہم پلہ نہیں ہوسکتے اور پھر اللہ تو غلط کار اور ظالم قوم کو ہدایت دیتا ہی نہیں ہے لہٰذا گمراہ اور ہدایت یافتہ یوں بھی برابر نہیں ہو سکتے (۲۰) جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور ہجرت کی اور جہاد میں اللہ کے لئے جان اور مال صرف کیا ہو ان کے درجات اللہ کے یہاں بہت عظیم الشان ہوتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب و مراد مند ہوا کرتے ہیں (۲۱) ان کو ان کا پروردگار اپنی رحمت اور خوشنودی کی خوشخبری دیتا ہے اور ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں جن میں ہمیشہ قائم رہنے والی نعمتیں ہیں(۲۲) وہ لوگ ہمیشہ جنتوں میں رہیں گے اور اللہ کے یہاں تو یقیناً اور بھی عظیم الشان اجر ہے (۲۳) اے ایمان کا دعویٰ کرنے والے مومنین تم اپنے باپ دادوں اور بھائیوں کو اپنا ولی و حاکم نہ بناؤ خصوصاً جب کہ وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر یعنی حق پوشی کو محبوب رکھتے ہوں اور جو کوئی

سے لڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔ انہیں تمہارے ہاتھوں ذلیل و رسوا کیا جائے گا تاکہ حقیقی مومنین کو اطمینان و سکون حاصل ہو جائے ۔ (۱۶ تا ۱۴ / ۹) قارئین سوچیں کہ قرآن کے اس قدر واضح بیانات ہوتے ہوئے یہ مخالف مومنین کیسے پوشیدہ رہ گئے ؟ اور کیوں یہ سازش ظاہر نہ ہوئی ؟ کیا عربی زبان اور قرآن سے اُمت کو دور اور جاہل رکھنا اس کا ایک سبب نہیں ؟

(۴) آیات (۲۴ تا ۲۳ / ۹) میں قومی مومنین کا اپنے آباؤ اجداد کے قریشی لیڈروں سے والہانہ تعلق ۔

جیسا کہ عرض کیا گیا تھا مشرکین کے بجائے خطاب ان لوگوں سے ہو رہا ہے جو اسلامی مرکز میں مشرک منصوبہ چلا رہے تھے ۔اور جنھوں نے اپنے آباؤ اجداد اور دیگر عزیزوں سے برابر رشتہ جوڑے رکھا اور ان کی بالادستی کے لئے مسلمانوں میں جگہ بناتے رہے ان سے کہا جا رہا ہے کہ ہرمومن پر واجب ولازم ہے کہ وہ دنیا کی ہرچیز اور ہر شخص سے اتنا تعلق رکھے جتنے کی اجازت اللہ و رسولؐ دیں اور ان کے مقابلہ میں کسی چیز یا کسی آدمی یا کسی رشتہ کو ترجیح نہ دے ۔ ورنہ ایمان و اسلام سے کوئی تعلق اور فائدہ نہ رہے گا ۔ اور اس قسم کے لوگ خواہ پوری قوم ہی کیوں نہ ہو فاسق قوم کہلائے گی ۔

الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ
کفر کو اوپر ایمان کے اور جو کوئی دوست رکھے ان کو تم میں سے پس یہ لوگ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ
وہی ہیں ظالم کہہ اگر ہوویں باپ تمہارے اور بیٹے تمہارے اور بھائی تمہارے
وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِۨقْتَرَفْتُمُوْهَا
اور جورو‌ئیں تمہاری اور قبیلہ اور کنبہ تمہارا اور مال جو کمائے ہیں تم نے
وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ
اور سوداگری جو ڈرتے ہو تم مندا ہو جانے اس کے سے اور گھر جو پسند کرتے ہو
اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ
ان کو بہت پیارے ہیں طرف تمہارے اللہ سے اور رسولؐ اس کے سے اور
جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ
جہاد سے بیچ راہ اس کی کے پس انتظار کرو یہاں تک کہ لاوے اللہ حکم اپنا
وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ
اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو البتہ تحقیق مدد دی تم کو اللہ نے بیچ
مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ
جگہوں بہت کے اور دن حنین کے جس وقت خوش لگی تم کو بہتایت تمہاری

ان کی ولایت اختیار کرے گا تم میں سے وہی حکم خدا کے خلاف اپنا حکم چلانے والا ظالم (۴۴ / ۵) ہو گا (۲۴) اے رسولؐ ان مخالف مومنین (۷ تا ۵ / ۸) کو بتا دو کہ اگر تمہارے آباؤ و اجداد اور تمہارے بیٹے اور اولاد اور تمہارے بھائی بند اور تمہاری ازواج اور تمہارے رشتہ دار اور دور پار کی برادری اور تمہارے بٹورے ہوئے اموال اور تمہاری وہ تجارت جس میں گھاٹے سے لرزتے رہتے ہو اور وہ تمہارے پسندیدہ مکانات اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور راہِ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم ان کی وجہ سے اسلامی مقاصد سے باز رہو اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم نافذ کردے اور اللہ تو اس قوم کو ہدایت کرتا ہی نہیں ہے جو تمام احکام واعمال کلام اللہ کے ماتحت رکھنے کی قائل نہ ہو (۴۷ / ۵ مائدہ) (۲۵) اور یقیناً اللہ نے اب تک بہت کثیر مواقع پر تمہاری نصرت کی ہے اور خصوصاً جنگ حنین کا موقع یاد کرو جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر اطمینان اور نخرہ تھا

(۵)آیت (۲۵ / ۹) قومی مومنین رسولؐ کی زندگی میں آخری زمانہ تک میدان جنگ سے بھاگتے رہے۔

اور چونکہ رسولؐ کی پوری قوم رسولؐ کے خلاف ایک مسلّمہ فرقہ تھی (۷ تا ۵ / ۸) اس لئے اس کے فاسق ہونے میں کوئی کمی نہ تھی ۔ یہاں علامہ کے قلم سے نوٹ کریں کہ جوں جوں رسولؐ کی قوم مسلمانو ں میں شامل ہوتی جاتی تھی مسلمانوں کی اجتماعی ایمانی قوت میں کمی آتی جا رہی تھی ۔ اور آنحضرتؐ کی زندگی کے آخری سال تک مسلمانوں کی کثرت میدان جنگ سے بھاگ جایا کرتی تھی ۔ چنانچہ جنگ حنین کے متعلق علامہ کے چند جملے سن لیں ۔ ” غزوہ حنین جس کا یہاں (۲۵ / ۹) ذکر کیا گیاہے ۔ شوال ۸ ہجری میں ان آیات کے نزول سے بارہ تیرہ مہینے پہلے مکے اور طائف کے درمیان وادی حنین میں پیش آیا تھا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کی طرف سے بارہ ہزار فوج تھی ۔ جو اس سے پہلے کبھی کسی اسلامی غزوہ میں اکٹھی نہیں ہوئی تھی۔ اور دوسری طرف کفار ان سے بہت کم تھے ۔ لیکن اس کے باوجود قبیلہ ہوازن کے تیراندازوں نے ان کا منہ پھیر دیا۔ لشکر اسلام بری طرح تتر بتر ہو کر پسپا ہوا۔ اس وقت صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور چند مٹھی بھر جانباز صحابہ تھے جن کے قدم اپنی جگہ جمے رہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۸۵) اسی آیت (۲۵ / ۹) کے لئے قومی مومنین کی شان میں یہ بھی لکھاہے کہ ” ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ ان اندیشوں سے کیوں ڈرے جاتے ہو ، جو خدا اس سے بہت زیادہ سخت خطرات کے موقعوں پر تمہاری مدد کر چکا ہے ۔ وہ اب بھی تمہاری مدد کو موجود ہے ۔ اگر یہ کام تمہاری قوت پر منحصر ہوتا تو مکہ ہی سے آگے نہ بڑھتا ، ورنہ بدر میں تو ضرور ہی ختم ہو جاتا۔ مگر

لیکن تمہاری کثرت بالکل تمہارے لئے کافی نہ ہوئی اور کثرت کے باوجود تم پر یہ کشادہ زمین تنگ ہوگئی تھی اور تم نے آخر حسب سابق اپنی ولایت کا رخ کیا اور پشت دکھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ (۲۶) پھر تمہارے بھاگ جانے کے بعد اللہ نے اپنے رسولؐ پر اور اپنے باقی رہ جانے والے حقیقی مومنین پر اپنا سکینہ نازل کیا اور ایسی فوجیں نازل کیں کہ جن کو اے بھگوڑو تم نے نہیں دیکھا اور پھر ان لوگو ں کو عذابِ جنگ میں مبتلا کر دیا جو حقائق اسلامی پر پردہ ڈالا کرتے تھے اور حق پوشوں کی سزا تو وہی ہے (۲۷) اور پھر اللہ نے اس فرار کے بعد جس کی توبہ چاہی قبول کر لی تھی اس لئے کہ اللہ تو بخشنے اور رحم کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ (۲۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس کے سوا کچھ اور صورت دماغ میں نہ رکھنا کہ تمام مشرک لوگ سر سے پیر تک ناپاک ہیں لہٰذا اب انہیں مسجد حرام کے قریب اس سال کے بعد نہیں آنا چاہئے اور اگر تمہیں اس لئے تنگدستی کا خوف ہو کہ مرکز کفر سے ملنے والی مدد بند ہو جائے گی اور اس وجہ سے تم انہیں اور ان کی دی ہوئی روٹیوں کو ناپاک نہ سمجھو اور تجارت بند ہو جانے کا خطرہ سامنے آئے تو سنو کہ عنقریب ہم اپنے فضل سے تم میں سے جسے چاہیں گے خود کفیل اور غنی کردیں گے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے اور ہر چیز کر دکھانے والا حکیم ہے (۲۹) اور تمہیں چاہئے کہ ان لوگوں سے بھی جوابی جنگ جاری رکھو جنہیں کتاب دی ہوئی ہے اس لئے کہ وہ لوگ حقیقی معنی میں نہ تو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ

پس نہ کفایت کیا تم سے کچھ اور تنگ ہوگئی اوپر تمہارے زمین

بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ ۲۵ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ

باوصف اس کے کہ کشادہ تھی پھر پھر گئے تم پیٹھ پھیر کر پھر اتاری اللہ نے

سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا

تسکین اپنی اوپر رسولؐ اپنے کے اور اوپر مسلمانوں کے اور اتارے لشکر کہ

لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ

نہیں دیکھا تم نے ان کو اور عذاب کیا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور یہی

جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۲۶ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ

سزا کافروں کی پھر پھر آوے گا اللہ پیچھے اس کے اوپر جس کے

يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۷ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

سوائے اس کے نہیں کہ مشرک ناپاک ہیں پس نہ نزدیک آویں مسجد حرام کے

بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ

پیچھے برس ان کے کے جو یہ ہے اوراگر ڈرو تم فقر سے پس البتہ

يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

دولتمند کرے گا تم کو اللہ فضل اپنے سے اگر چاہے گا تحقیق اللہ جاننے والا

حَكِيْمٌ ۲۸ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

حکمت والا ہے لڑائی کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے

اس کی پشت پر تو اللہ کی طاقت ہے اور پچھلے تجربات تم پر ثابت کر چکے ہیں کہ اللہ ہی کی طاقت اب تک اس کو فروغ دیتی رہی ہے۔ لہٰذا یقین رکھو کہ آج بھی (یعنی سورۂ توبہ کے چیلنج کے دن۔ احسن) وہی اسے فروغ دے گا۔ " (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۸۵) اس آیت کے الفاظ اور علامہ کے بیان سے یہ نوٹ کرلیں کہ قریشی مومنین نے اسلام کے فروغ میں ذرّہ برابر کوئی خدمت انجام نہیں دی۔ اور جو کچھ ہوا وہ سب اللہ کی طاقت سے ہوا۔ یعنی قومی مومنین کو جہاں نزول سکینہ سے الگ رکھا جائے گا وہیں اللہ کی طاقت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اب اللہ کی طاقت کے نمائندے وہی لوگ ہیں جو بقول علامہ ہمیشہ مٹھی بھر تھے۔ اور رسولؐ ان کی پشت پر ہمیشہ برقرار رہتے تھے لہٰذا چونکہ رسولؐ اللہ مظہر خداوندی ہیں اور اللہ اپنی اور ان کی پوزیشن کے لئے ضمیر واحد استعمال کرتا ہے (۲۰ / ۸ ، ۲۴ / ۸ ، ۴۹ تا ۴۸ / ۲۴) لہٰذا اللہ کی وہ طاقت جو اسلام کو

وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

اور نہ ساتھ پچھلے دن کے اور نہیں حرام جانتے اس چیز کو کہ حرام کیا ہے اللہ نے

وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور رسولؐ اس کے نے اور نہیں قبول کرتے دین سچے کو ان لوگوں سے جو

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ۝۲۹ ع

دیئے گئے ہیں کتاب۔ یہاں تک کہ دیویں جزیہ ہاتھ اپنے سے اور وہ ذلیل ہوں

نہ قیامت کو مانتے ہیں اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام کر دی ہیں اور نہ حقیقی دین پر زندگی گزارتے ہیں لہٰذا ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک وہ اطاعت قبول کر کے امن و امان میں رہنے کا بدلہ (جزیہ) ادا کرتے رہنا قبول نہ کرلیں اس صورت میں وہ اپنے اختیار کردہ مذہب پر عمل کے مجاز ہیں

فروغ دے رہی تھی۔ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تھے۔ اور چونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تمھیں حقیقی مومنین سے تائید وتقویت عطا کی ہے۔ (۶۲ / ۸) لہٰذا وہ مٹھی بھر جانباز بہادر صحابہ رضی اللہ عنہم رسولؐ کی خدائی طاقت کا مظہر تھے۔ اور ان مومنین کے سردار و سپہ سالار حضرت علی علیہ السلام خود ید اللہ تھے۔ یوں قدرت و طاقت خداوندی اللہ و رسولؐ اور مومنین میں سمٹ آتی تھی۔

(۵ ۔ الف) قریشی یا قومی مومنین کے لئے علامہ مودودی کی چند اور باتیں سن لیں ۔

علامہ سورۂ توبہ کی ذیل میں اپنے ہم مذہب مومنین کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

(۱) "اس میں اہل ایمان کو جہاد پر اکسایا گیا ہے۔ اور ان لوگوں کو سختی کے ساتھ ملامت کی گئی ہے جو نفاق یا ضعف ایمان یا سستی و کاہلی کی وجہ سے راہ خدا میں جان و مال کا زیاں برداشت کرنے سے جی چرا رہے تھے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۶۶) اور یہ کہ:

(۲) "چند سرفروش فدائیوں کے سوا اکثر آدمی جو اس خطرناک مہم میں شریک تھے دلوں میں سہمے جا رہے تھے اور انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جانتے بوجھتے موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ مصلحت پرست لوگ جو اگرچہ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے مگر ایسے ایمان کے قائل نہ تھے۔ جس میں جان و مال کا زیاں ہو اس مہم کو دیوانگی سے تعبیر کر رہے تھے اور ان کا خیال تھا کہ دینی جذبے نے ان لوگوں کو پاگل بنا دیا ہے۔ مگر نبیؐ اور مومنین صادقین یہ سمجھ چکے تھے کہ یہ وقت جان کی بازی لگانے ہی کا ہے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۶۵، ۱۲۶اجنگ بدر کے لئے روانگی)

(۵ ۔ ب) علامہ اللہ و رسولؐ کے مخالف مومن فرقہ کی مذمت کرتے رہنے کے باوجود بھی ان ہی کے طرف دار ہیں۔

قارئین دیکھتے چلے آتے ہیں کہ ہم نے رسولؐ اللہ کے خلاف سازش کرنے والے مسلمان صحابہ کے لئے علامہ مودودی کی طرف سے ہر قسم کی مذمت دکھائی ہے۔ لیکن یہ مذمت بھی دراصل ایک سازشی ترکیب ہے دل میں یہ لوگ اسی سازشی گروہ کے حامی اور ہم خیال ہیں۔ چنانچہ علامہ نے لکھا ہے کہ : " مومنین صادقین میں اب تک (یعنی نویں ہجری (۹ ھ) سال کے آخری مہینے تک۔احسنؔ) جو تھوڑا بہت ضعفِ عزم باقی تھا اس کا علاج بھی ضروری تھا۔ ضعف ایمان سے بڑھ کر کوئی اندرونی خطرہ اسلامی جماعت کے لئے نہ ہوسکتا تھا اس لئے جن لوگوں نے تبوک (کی جنگ۔احسن) کے موقعہ پر سستی اور کمزوری دکھائی تھی۔ ان کو نہایت شدت کے ساتھ ملامت کی گئی" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۷۳)

(۵ ۔ ج) علامہ کن لوگوں کو مومنین صادقین کہتے ہیں ؟ یہ سمجھ کر بتائیں ؟؟

(۱) مومنین صادقین وہ لوگ تھے جو نبیؐ کے ساتھ جان کی بازی لگایا کرتے تھے (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

(۲) مومنین صادقین وہ لوگ تھے جن میں ۹ ہجری تک تھوڑا بہت ضعف ایمان باقی تھا۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۷۳)

(۳) اور ضعفِ ایمان سے بڑا کوئی اور خطرہ اسلامی جماعت کے لئے نہ تھا (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۷۳) یعنی مومنین صادقین اسلام اور مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ تھے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں اور قرآن کریم سے دکھاتے آرہے ہیں کہ علامہ

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ُۨ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ

اور کہا یہود نے کہ عُزَیر بیٹا اللہ کا ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ مسیح بیٹا

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ

اللہ کا ہے یہ ہے بات ان کی ساتھ مونہوں اپنے کے مشابہ ہوتے ہیں بات سے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى

ان لوگوں کے جو کافر ہوئے پہلے ان سے ماریو ان لوگوں کو اللہ کہاں سے

يُؤْفَكُوْنَ ۞۳۰ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا

پلٹائے جاتے ہیں پکڑا انہوں نے عالموں اپنے کو اور درویشوں اپنوں کو پروردگار

(۳۰) یہودیوں نے یہ عقیدہ عوام میں پھیلایا ہے کہ عُزَیر اللہ کا بیٹا تھا تو عیسائیوں نے کہا کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے دونوں عقیدے ان کے اپنے خود ساختہ بکواس ہیں اور انہوں نے یہ عقیدہ سازی اپنے سے قبل والے حق پوش گروہ سے لی تھی اور اب بالکل ان ہی کے قدم بقدم اجتہاد کر رہے ہیں خدا انہیں غارت کرے کہ کس طرح دین میں غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں (۳۱) ان دونوں نے اپنے علما اور فقراء و تارکِ دنیا لوگوں کو اللہ کے ساتھ ساتھ اپنا پروردگار (رب) بنا لیا ہے

اینڈ کمپنی جن لوگوں کو مومنین صادقین مانتے ہیں اور جن کے مذہب پر کار فرما ہیں ۔ وہ اللہ و رسولؐ کے دشمن تھے (فرقان ۳۱ / ۲۵) وہ ایک سازشی اور اللہ و رسولؐ کے خلاف عقائد رکھنے والے مسلمانوں کا فرقہ تھا (انفال ۷ تا ۵ / ۸) وہ جان بوجھ کر رسولؐ اللہ کو نرغہ دشمنان دین میں چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے (آلِ عمران ۱۵۳ / ۳) تاکہ انہیں قتل کرا دیا جائے وغیرہ وغیرہ ایک ہزار ثبوت قرآن سے سامنے آنے والے ہیں اور آخری تازہ ثبوت (۲۵ / ۹) میں ہے ۔

(۶) آیت (۲۸ / ۹) سازشی مسلمان مشرک مرکز سے ہمہ قسمی مدد لیتے تھے اور انہیں ناپاک نہ سمجھتے تھے ۔

اس آیت (۲۸ / ۹) میں قریشی مومنین کا اپنی قوم کے مرکز سے رابطہ ، مدد کا عملاً حاصل کرنا ،انہیں اور ان کی مدد کو ناپاک نہ سمجھنا اور قحط و تنگ دستی سے ڈرنا ثابت کیاہے ۔ اسی بنا پر اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ مشرکین سے مدد لینا ترک کر دیں تو ان کو اس مدد کی احتیاج سے فارغ کر کے غنی اور مستغنی کر دیا جائے گا ۔

(۷) مشرکین قریش بھی آیت (۲۹ / ۹) کی روسے ان تمام عقائد کے حامل مانے جائیں جو اہل کتاب کے تھے ۔

اس آیہ مبارکہ (۲۹ / ۹) میں یہود ونصاریٰ کے ایمان باللہ اور ایمان بالقیامت اور مسئلہ حرام و حلال کی نفی یا تغلیط کی گئی ہے۔ باوجودیکہ وہ اسلام کے تمام عقائد کو مانتے تھے اور قرآن نے خود اس کا اقرار کیا ہے ۔ ان سے شادی اور معاشرت جائز رکھی ہے ۔ ان کا ذبیحہ کھانے کی اجازت دی ہے اور تمام مسلمانوں نے تسلیم بھی کیاہے لہٰذا یہ حقیقت سمجھ میں آ جانا کچھ مشکل نہیں ہے کہ مشرکین عرب اور یہود ونصاریٰ اسلام کے احکام و عقائد پر اپنے اپنے اجتہاداور بزرگوں کے فیصلوں کے مطابق عمل کرتے تھے اس لئے اللہ نے ان دونوں کے اسلام یا دین کی نفی کی ہے اسی لئے ان کی عبادتوں ، روزہ ، نماز و حج کو غلط اور باطل قرار دیا ہے ۔ اور یہود و نصاریٰ بھی مشرک کہلائے اس لئے کہ انہوں نے جناب عیسیٰؑ اور عُزَیر کو وہ مقام دیا جس پر سلطانی دلیل نہ تھی لہٰذا ماننا پڑے گا کہ قریش اور یہود و نصاریٰ بگڑے ہوئے یعنی اجتہادی مسلمان تھے ۔

(۸) آیات (۳۴ تا ۳۱ / ۹) علما، علّامہ ، پیرومرشد اور دین اسلام اور رسولؐ اللہ اور نام نہاد قوم کی پوزیشن ۔

ان آیات میں ہر زمانے کے علما ، اور فقہا اور پیر و مرشد مذکور ہوئے ہیں ۔ اور ان کی کثرت کو قوم کو لوٹنے والا ، گمراہ کرنے والا اور اپنے خودساختہ احکام کی اطاعت کرا کے پروردگار بن جانے والا فرمایا گیاہے چنانچہ آج بھی اگر آپ علما پر نظر ڈالیں گے تو وہ قوم پر سوار ملیں گے اور ان کا پیشہ اور آمدنی کا ذریعہ فتویٰ فروشی ، لیڈری ، تقریریں اور منبر سے قرآن و حدیث کے خلاف وعظ و پند اور پبلک کو لڑانے اور مشتعل رکھنے والے لیکچر ہوں گے ۔ یہ کل اور پرسوں اور اسی ہفتہ میں کراچی کا شیعہ سنی جھگڑا ان ہی کے پیدا کردہ اشتعال اور ان ہی کی تیار کردہ ذہنیت کا ثبوت ہے وہ اپنی امارت و اقتدار اور

مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ ۚ وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا

سوائے اللہ کے اور مسیحؑ بیٹے مریمؑ کے کو اور نہیں حکم کئے گئے مگر یہ کہ

لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا

بندگی کریں معبود ایک کو نہیں کوئی معبود مگر وہ پاکی ہے اس کو اس چیز سے کہ

يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ

شریک کرتے ہیں ارادہ کرتے ہیں کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی کو

بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَ يَاۡبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنۡ يُّتِمَّ نُوۡرَهٗ

ساتھ موہوں اپنے کے اور نہیں قبول رکھتا اللہ مگر یہ کہ پورا کرے روشنی اپنی کو

وَ لَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ

اور اگرچہ ناخوش رکھیں کافر وہی ہے جس نے بھیجا رسولؐ اپنے کو

بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ

ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تو کہ غالب کرے اس کو اوپر دین سب کے

وَ لَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ كَثِيۡرًا

اور اگر چہ ناخوش رکھیں مشرک اے لوگو جو ایمان لائے ہو تحقیق بہت

مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَ الرُّهۡبَانِ لَيَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ

عالموں میں سے اور فقیروں میں سے البتہ کھاجاتے ہیں مال لوگوں کے

النصف

اور مسیح ابن مریمؑ کو بھی یہی مقام دے دیا ہے حالانکہ انہیں ایسا کوئی حکم نہ دیا گیا تھا سوائے اس کے کہ تنہا ایک معبود کی عبادت کو کہا تھا اور اس کے سوا کوئی اور معبود ہے بھی نہیں اور وہ ان ہستیوں سے مبرا اور پاک ہے جنہیں یہ لوگ بلا حکم خداوندی اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں (۳۲) ان لوگوں کا ارادہ یہ ہے کہ بلا کسی دلیل و برہان کے صرف اپنی خود ساختہ باتوں سے نور خداوندی کی روشنی کو تاریکی میں بدل دیں حالانکہ اللہ ان کے خلاف یہ فیصلے کئے ہوئے ہے کہ وہ اپنے نور کو حد کمال تک پورا پھیلا کر رہے گا خواہ حق پوشوں کو ناگوار و گراں ہی کیوں نہ گزرتا رہے (۳۳) اللہ وہی تو ہے جس نے اپنا رسوؐل تمام قسم کی ہدایات اور حق سے لبریز مکمل دین کے ساتھ ارسال کیا ہے تاکہ اس رسوؐل کو دین کی تمام صورتوں اور شاخوں پر نمایاں اور ظاہر کر کے چھوڑے خواہ یہ بات تمام قریشی، یہودی اور عیسائی مشرکوں پر گراں اور ناگوار گزرے (۳۴) اے مومنین تم عام معاشرت اور میل جول کے درمیان اس بات کو مد نظر رکھا کرو کہ تمام علما اور درویش اور دانشورانِ قوم اچھے لوگ نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کی کثرت ایسی ہے کہ وہ لوگوں کے مال کو

حاکمیت برقرار رکھنے کے لئے جو بھی قدم اٹھاتے ہیں وہ باطل اور تعلیمات خداوندی کے خلاف ہوتا ہے ۔ (۳۴ تا ۳۱ / ۹) (۲۱ فروری ۱۹۷۸ء) نور خداوندی کو بجھانے کی کوشش بار بار سامنے آتی رہی ہے مشرکین قریش نہیں چاہتے تھے کہ محمدؐ و آل محمدؐ مسلمانوں کے مستقل سربراہ رہیں اور اس مقصد کے لئے ہی وہ حقائق قرآن کو چھپاتے اور کافر کہلاتے تھے انہوں نے قرآن کی معنوی تحریف و تبدیلی سے ولایت مرتضوی اور خلافت الٰہیہ کے تصور کو یکسر بدل ڈالا تھا (فرقان ۳۰ / ۲۵) اللہ نے یہ فرمایا کہ میں اس نور کو تمام اہل مذاہب اور اقوام عالم پر ظاہر و ثابت کر کے رہوں گا چنانچہ بہت جلد مشرکینِ قریش کا تیار کردہ تانا بانا بکھر گیا حق واضح ہو کر نور حقیقت اس پوری دنیا میں پھیل کر اور ظاہر ہو کر رہا (۳۲ / ۹) پھر مارشل ازم کے علمانے یہ تاثر دیا کہ اسلام باقی تمام مذاہب یا ادیان پر غالب آ کر رہے گا اور اس مفہوم کے ماتحت انہوں نے ساری دنیا کے اہل مذاہب کا نوک شمشیر سے مذہب بدلنے کا پروگرام چلایا اور ساری دنیا میں قتل عام و فساد کا دور دورہ کر دیا (بقرہ ۲۰۵ / ۲) لیکن نہ اس آیت (۳۳ / ۹) میں کہیں غلبہ کا ذکر ہے نہ کوئی ایسا لفظ ہے جس کے معنی سارے ادیان یا مذاہب کئے جاسکیں ۔ وہاں لفظ اَلدِّيۡنِ واحد ہے اور اس کی ضمیر اور حیثیت بھی واحد كُلِّهٖ ہی ہے ۔ مطلب صاف ہے کہ اسلام میں لوگوں نے جو اجتہادی مذاہب کی شاخیں نکالی ہیں ان کو ایک مرکزی تعلیم ثابت کیا جائے گا اور اجتہادیات کو باطل کر کے خارج کر دیا جائے گا نہ کہ ہندوؤں کی چوٹیاں کاٹ کر ان کے جنیؤ توڑ کر ان کے مندر اور دوسری اقوام کے گرجے اور عبادت گاہیں مسمار کر کے انہیں جبراً مسلمان کیا جائے گا ورنہ تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے گا ۔ اسلام سے تمام

بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ

ساتھ جھوٹ کے اور بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے اور جو لوگ کہ جمع

يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو بیچ راہ اللہ کے

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ

پس خوشخبری دے ان کو ساتھ عذاب درد دینے والے کے جس دن کہ

طرح طرح کے غلط وعظوں اور لکچروں اور تقریروں اور تدبیروں سے حاصل کرتے ہیں اور اس طرح اللہ کی راہیں روکتے رہتے ہیں ۔ اور جو لوگ کہ قوم سے لُوٹا ہوا مال سونے اور چاندی کی صورت میں جمع کر کے خزانوں (بینکوں) میں بھرتے رہتے ہیں اور پھر وہ لوگ عالم ہوتے ہوئے بھی اس سرمایہ کو راہِ خدا میں صرف نہیں کرتے لہٰذا اے رسوؐل تم ان علما لوگوں کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو (۳۵) ایک دن

دنیا کو متنفر کرنے اور ساری اقوام کو قرآن تک آنے سے روکنے کے لئے یہ مارشل پلان بہت کامیاب رہا لیکن آئمہ معصومین علیہم السلام نے ان کے اس پلان کو واضح کیا اور تمام نفرتوں اور ملامتوں اور لعنتوں کا رخ مارشلی مشرکین کی طرف موڑ دیا یہاں تک کہ اللہ نے انہیں ساری دنیا میں ذلیل و خوار کر کے بھکاری بنا کر چھوڑ دیا یہ جو کچھ نظر آتا ہے یہ بھی اس امید میں ہے کہ شاید یہ لوگ توبہ کر لیں اور محمدؐ و آل محمدؐ کو اپنا سب کچھ مان لیں ۔

(۸ ۔ الف) آیت (۳۵۔۳۴ / ۹) کے مفہوم میں بھی مغالطہ اور فریب دیا اور کھایا گیا ہے ؟

یہ توسو فیصد صحیح ہے کہ یہود و نصاریٰ کے علما کو مختلف مراتب اور حالات کی بنا پر فقیہہ، احبار اور راہبان وغیرہ کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا ۔ لیکن یہ سو فیصد غلط ہے کہ ان آیات میں صرف یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان کا ذکر ہوا ہے اور باقی مذاہب کے علما کا اس ذکر سے کوئی تعلق نہیں ہے دونوں آیات میں ناموں کے علاوہ کوئی ایسا لفظ نہیں ہے ۔ جس سے احبار اور راہبان کو یہود و نصاریٰ ہی کے علما سمجھا جا سکے اسی علامہ مودودی کو اپنی طرف سے ترجمہ میں اضافہ کرنا اور لکھنا پڑا کہ :

" اے ایمان لانے والو ان اہل کتاب کے اکثر علما اور درویشوں " (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۱) یہاں یہ چاروں لفظ ۱۔ ان ۲۔ اہل ۳۔ کتاب ۴۔ (يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ ﴿۳۴﴾ التوبۃ) کے ، اپنی طرف سے لکھنا پڑے ہیں ۔ یہ صحیح ہے کہ کسی بھی زبان کا دوسری کسی زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے الفاظ میں کمی بیشی ہوتی ہے تاکہ مفہوم پوری طرح منتقل ہو جائے مگر یہ کمی زیادتی مفہوم کا رخ اور منشا بدل دینے کے لئے جائز نہیں ہے ۔ لہٰذا اللہ نے یہاں یہ نہیں کہا کہ یہود و نصاریٰ کے علما قوم کے اموال لوٹتے ہیں چونکہ کسی قوم کے علما کی تخصیص نہیں کی گئی اس لئے یہ بات ہر قوم کے علما کے لئے عام ماننا پڑے گی اور جب کہ ہم تمام مذاہب کے علما کی کثرت کو لٹیرا پاتے ہیں اور خاص طور پر مسلمانوں کے علما کی کثرت تو دنیا کے تمام علما سے ہزار گنا آگے نکل گئی اور مسلمانوں میں سے شیعہ علما کی کثرت نے تو کمال کر دیا ہے یہاں (۱۹۷۸ء کے مطابق) ایک عشرہ یعنی دس مجالس پڑھنے کے لئے پچاس ہزار روپے پیشگی وصول کیے جاتے رہے ہیں اور جاہل قسم کے علما بھی کم از کم پانچ سو روپے فی مجلس وصول کرتے ہیں ہوائی جہاز کا کرایہ لیتے ہیں، نماز پڑھانے اور اذان دینے کی تنخواہیں بھی چار پانچ سو روپے ماہانہ سے کم نہیں ہوتی اور یہ ایسی حقیقتیں ہیں کہ قوم کا بچہ بچہ جانتا ہے اور علامہ مودودی نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی مسلمان علما پر سو فیصد صادق آتا ہے سنئے :

" یعنی ظالم صرف یہی ستم نہیں کرتے کہ فتویٰ بیچتے ہیں ، رشوتیں کھاتے ہیں، نذرانے لوٹتے ہیں، ایسے ایسے مذہبی ضابطے اور مراسم ایجاد کرتے ہیں جن سے لوگ اپنی نجات ان سے خریدیں اور ان کا مرنا جینا اور شادی و غم کچھ ان کو کھلائے بغیر نہ ہو سکے ۔ اور وہ اپنی قسمتیں بنانے اور بگاڑنے کا ٹھیکیدار ان کو سمجھ لیں بلکہ مزید برآں اپنی انہی اغراض کی خاطر یہ حضرات خلق خدا کو گمراہیوں کے چکر میں پھنسائے رکھتے ہیں۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ حاشیہ ۳۳) علامہ اقبال نے کہا تھا ۔

؎ مفتیٔ دینِ متین فتویٰ فروش ۔ لہٰذا اللہ نے ان آیات (۳۵۔۳۴ / ۹) میں تمام مذاہب و اقوام کے علما ، لیڈروں ، پیروں اور مرشدوں اور مجتہدین کا عام ذکر کیا ہے جو صحیح ہے ۔

آنے والا ہے جب اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دھکائی جائے گی اور پھر اس سونے چاندی کو لال سرخ کرکے ان علما کی اس سے پیشانیاں اور پہلو اور پشت کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ سرمایہ جو تم نے اپنی ذات خاص کے لئے بینکوں(خزانوں) میں محفوظ کیا تھا چنانچہ اب تم اس دولت کا مزا لیتے رہو (٣٦) حقیقتاً ایک سال میں مہینوں کی تعداد اللہ کی کتاب میں اس دن سے بارہ ہے جب اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور ان میں سے چار مہینے قابل احترام ہیں اور وہ ہمیشہ سے قائم رہنے والے دین میں مستقل بات ہے لہٰذا ان چاروں مہینوں میں اپنے اوپر ظلم و زیادتی نہ کیا کرو اور مشرکوں کے ساتھ سب مل کر جنگ کرو جس طرح کہ وہ لوگ تم سے سب مل کر جنگ کرتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ صرف پرہیزگاروں کا ساتھی ہے (٣٧) مہینوں میں لوند کا استعمال بھی حق پوشی میں ایک قسم کا اضافہ ہے جس سے حق پوش گروہ کو مزید گمراہی میں مبتلا کیا جاتا ہے جو کہ کسی سال کے کسی مہینے کو حلال کرلیتے ہیں اور کسی سال اسی مہینے کو حرام کردیتے ہیں تاکہ جن مہینوں میں اللہ نے جنگ کو حرام کیا ہے ان میں جنگ کو حلال کرسکیں اور اس کمی و زیادتی سے حرام کئے ہوئے مہینوں کی گنتی بھی پوری کرتے رہیں اور حرام کو حلال بھی کرتے جائیں دراصل ان کے برے اعمال بھی ان کی نظروں میں سجا

يُّحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى

گرم کیا جاوے گا اوپر اس کے بیچ آگ دوزخ کے پس داغ دیئے جاویں گے

بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا

ساتھ اس کے ماتھے ان کے اور کروٹیں ان کی اور پیٹھیں ان کی یہ ہے جو

كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿٣٥﴾

جمع کیا تھا تم نے واسطے جانوں اپنی کے پس چکھو جو کچھ تھے تم جمع کرتے

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

تحقیق گنتی مہینوں کی نزدیک اللہ کے بارہ مہینے ہیں بیچ کتاب اللہ کے

يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ

جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یہ ہے

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا

دین قائم پس مت ظلم کرو بیچ ان کے آپس میں اور لڑو

الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

مشرکوں سے اکٹھے جیسا لڑتے ہیں وہ تم سے اکٹھے اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٦﴾ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ

پرہیزگاروں کے ہے سوائے اس کے نہیں کہ آگے پیچھے کرلینا زیادتی ہے

فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بیچ کفر کے گمراہ کئے جاتے ہیں ساتھ اس کے وہ لوگ جو کافر ہوئے

يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا

حلال کرتے ہیں اس کو ایک برس اور حرام کرتے ہیں اس کو ایک برس

لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا

توکہ موافقت کریں گنتی کو اس چیز سے کہ حرام کیا ہے اللہ نے پس حلال کریں

(٨۔ب)رسولؐ کی قوم کے مومنین رسولؐ اللہ اور اسلام کے لئے جنگ کے بھی مخالف تھے۔عذاب اور خروج کی دھمکی۔

آیات (٣٩۔٣٨ / ٩)میں یہ واضح کردیا گیا ہے کہ وہ مومنین جو محض دنیا کمانے کے لئے ایمان لائے تھے رسولؐ اللہ کی نصرت کے لئے کبھی دل سے جنگ کے لئے نہیں نکلتے تھے اور اعلان جہاد ہوتے ہی زمین گیر ہو جایا کرتے تھے چنانچہ انہیں عذاب جہنم کی دھمکی دی گئی ہے اور واضح کر دیا گیا کہ اس قسم کے مومنین دوچار نہیں تھے دس بیس نہیں تھے بلکہ یہ پوری

کر دکھائے گئے ہیں اور اللہ تو حق پوش قوم کی ہدایت کرتا ہی نہیں ہے (۳۸) اے رسولؐ کی قوم کے مخالف مومنین (انفال ۷ تا ۵ / ۸) تمہیں کیا ہو گیا کہ جب بھی تمہیں اللہ کی راہ میں جنگ کے لئے نکلنے کا حکم دیا گیا تو تم زمین پر بوجھل ہو کر چمٹ کر رہ جاتے ہو ۔ کیا تم دنیا ہی کی زندگی کے فوائد پر قناعت کر چکے ہو؟ اور آخرت کو خیر باد کہہ دیا ہے؟ حالانکہ دنیاوی فوائد و اقتدار اور سب کچھ آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑا سا ہوتا ہے (۳۹) خبر دار ہو جاؤ کہ اگر تم راہ خدا میں جنگ کے لئے نہ نکلے تو تمہیں نہایت درد انگیز عذاب کی سزا دی جائے گی اور تمہاری جگہ تمہارے علاوہ ایک دوسری قوم تبدیل کر لی جائے گی اور تم اللہ کا کوئی نقصان نہ کر سکو گے اور اللہ تمہیں عذاب دینے اور تمہارے بدلے میں دوسری قوم لے آنے ہی پر نہیں بلکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ؕ زُیِّنَ لَھُمۡ سُوۡٓءُ اَعۡمَالِھِمۡ ؕ

وہ چیز کہ حرام کیا اللہ نے زینت دیئے گئے ہیں واسطے ان کے برے عمل ان کے

وَ اللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۳۷﴾ؑ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَا

٥ ع ٨ ١١

اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا ہے

لَکُمۡ اِذَا قِیۡلَ لَکُمُ انۡفِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

واسطے تمہارے جس وقت کہ کہا جاتا ہے واسطے تمہارے کہ نکلو بیچ راہ اللہ کے

اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَی الۡاَرۡضِ ؕ اَرَضِیۡتُمۡ بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا

بوجھل ہو جاتے ہیں طرف زمین کی کیا راضی ہوئے تم ساتھ زندگانی دنیا کے

مِنَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیۡلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا

آخرت سے پس نہیں فائدہ زندگانی دنیا کا بیچ آخرت کے مگر تھوڑا اگر نہ

تَنۡفِرُوۡا یُعَذِّبۡکُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۬ۙ وَّ یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا

نکلو گے عذاب کرے گا تم کو عذاب درد دینے والا اور بدل لاوے گا قوم

غَیۡرَکُمۡ وَ لَا تَضُرُّوۡہُ شَیۡـًٔا ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۳۹﴾

سوائے تمہارے اور نہ ضرر کرو گے اس کو کچھ اور اللہ تعالیٰ اوپر ہر ہر چیز کے قادر ہے

قوم تھی ۔ اسی لئے ان سے بدلنے اور ان کے بدلے میں ایک پوری قوم لانے کا اعلان کیا گیا۔ اور یقیناً یہ رسولؐ کی وہی نام نہاد قوم تھی جو قرآن کو مہجور کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھی (فرقان ۳۰ / ۲۵) اسے محض دنیا کا اقتدار و حکومت درکار تھی (آلِ عمران ۱۵۴ / ۳) اور آخرت کی قطعاً اسے کوئی ضرورت نہ تھی (۳۸ / ۹) یہی غرض ان کے سب سے بڑے لیڈر کی اسکیم میں مذکور ہے کہ اسے صرف دنیا میں حکومت اور بالادستی کی ضرورت ہے (بقرہ ۲۰۵۔۲۰۴ / ۲) علامہ مودودی ان دونوں آیات (۳۹۔۳۸ / ۹) کے متعلق خاموشی سے دبے پاؤں گزر گئے جنگ کے لئے نہ نکلنے والوں کی نہ مذمت کی نہ ان پر نفاق کا پردہ ڈالا یعنی مان لیا کہ ان دونوں آیات میں مومنین مخاطب ہیں اور ہم یہی ثابت کر رہے ہیں کہ عہدِ رسولؐ کے مسلمانوں کی کثرت اللہ و رسولؐ کی مخالف تھی (انفال ۷۔۵ / ۸) جس نے اللہ و رسولؐ کے خلاف ایک ملکی و قومی اسلام تیار کیا تھا (نساء ۱۵۰۔۱۵۱ / ۴) اور دو بڑے لیڈر دوستوں نے اپنی پوری قوم کو رسولؐ کے خلاف راہوں پر کاربند کیا تھا (فرقان ۲۹ تا ۲۷ / ۲۵) اس قوم کو اللہ نے کئی بار دوسری قوم سے بدلنے کی دھمکی دی ۔

(۹) اللہ نے رسولؐ کی اس وقت مدد کی تھی جب اس کا کوئی ایک شخص بھی مددگار نہ تھا (۴۰ / ۹) ۔

اس آیہ مبارکہ (۴۰ / ۹) میں اللہ نے اپنی اس نصرت پر فخر فرمایا ہے جب کہ رسولؐ بے یار و مددگار ایک غار میں تھے۔ حالانکہ ان کے ہمراہ کوئی صحابی بھی تھا۔ لیکن اللہ نے اسے رسولؐ کا مددگار نہیں کہا۔ اور کہا تو یہ کہا کہ رسولؐ اللہ خود اس کی ڈھارس بندھا رہے تھے اور اسے یقین دلا رہے تھے کہ اللہ یہاں بھی ہمارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز میری نصرت میں کوتاہی نہ کرے گا پھر اللہ نے اس آیت (۴۰ / ۹) میں سوائے اس کے کہ دوسرے آدمی کی موجودگی ثابت کرنے کے لئے تثنیہ کی (دہری) ضمیر (ھُمَا) بولی ہے ۔ اور کسی معاملہ میں اس دوسرے آدمی کو شامل نہیں کیا یعنی مدد کی ضرورت تنہا رسولؐ کو تھی لہٰذا

(۴۰) اگر تم نے ضرورت کے وقت اسکی مدد نہ کی تو پرواہ نہیں اللہ تو اس کی مدد اس وقت بھی کرچکا ہے جب کہ اسے حق پوش لوگوں نے شہر بدر کر دیا تھا اور وہ بے یارو مددگار دو میں بھی دوسرے کے ساتھ غار میں تھا۔اور جب اپنے صحابی سے کہہ رہا تھا کہ گھبرا نہیں اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہی تو ہے چنانچہ ہم نے اس کی تائید میں ایسے لشکر بھیج دیئے جنہیں تم لوگ نہیں دیکھ سکتے تھے اور اس پر سکینہ نازل کردیا اور یوں حق پوشوں کا کلمہ مٹی میں ملا دیا اور اللہ کا کلمہ تو ہمیشہ بلند ہی رہا کرتا ہے اور اللہ ہے بھی تو ہر حال میں غالب آنے والا اور حکمتوں سے کام لینے والا (۴۱) اب تم خواہ خوشی خوشی فکر و اندیشے سے خالی ہلکے پھلکے جنگ کے لئے نکلو یا پیر ملتے ہوئے ناگواری سے

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ

اگر نہ مدد کرو گے تم اس کو پس تحقیق مدد دی ہے اس کو اللہ نے جس وقت

اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا

نکال دیا تھا اس کو ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے دوسرا دو میں کا جس وقت کہ وہ دونوں

فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

بیچ غار کے تھے جس وقت کہ کہتا تھا واسطے رفیق اپنے کے مت غم کھا تحقیق اللہ

مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ

ساتھ ہمارے ہے پس اتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر اس کے اور قوت دی اس کو

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

ساتھ لشکروں کے کہ نہیں دیکھا تم نے ان کو اور کی بات ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے

السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۴۰ اِنْفِرُوْا

نیچی اور بات اللہ کی وہی ہے بلند اور اللہ غالب حکمت والا ہے نکلو

تنہا واحد کی ضمیر (نَصَرَهُ اللّٰهُ) بولی گئی اور کہا۔ کہ اللہ نے اس کی مدد کی ۔ حالانکہ کہنا چاہئے تھا کہ ان دونوں کی مدد کی (نَصَرَهُمَا اللہ) معلوم ہوا کہ دوسرا آدمی کسی خطرہ میں نہ تھا اس کی مدد کی ضرورت ہی نہ تھی ۔ پھر اللہ نے کہاکہ کافروں نے اسے نکالا (أَخْرَجَهُ) حالانکہ وہ دو تھے اور تاریخ کہتی ہے کہ دونوں ساتھ ساتھ نکلے تھے لہٰذا کہنا چاہئے تھا کہ ان دونوں کو نکالا (اَخْرَجَهُمَا) یعنی دوسرے کو ہجرت سے اور گھر سے راہ خدا میں نکلنے سے خارج کر دیا گیا۔ پھر فرمایا گیا کہ اللہ نے اس پر (عَلَيْه) اپنا سکینہ نازل کیا۔ حالانکہ بات یوں چاہئے تھی کہ اللہ نے ان دونوں پر(علیهما) سکینہ نازل کیا۔ یعنی اسے سکینہ سے محروم کیا گیا حالانکہ اللہ کا سکینہ کوئی چھوٹی سی چیز نہیں ہوتی وہ تو لاکھوں مومنین کو کافی ہو جاتا ہے ۔ بہرحال اس کفایت شعاری کی مصلحت اللہ ہی کو معلوم ہے پھر فرمایا کہ ہم نے اس کی مدد اور تائید نا دیکھی جا سکنے والی فوجوں سے کی یہاں بھی اللہ نے واحد کی ضمیر بولی (وَأَيَّدَهُ) حالانکہ اَيَّدَهُمَا کہنا ضروری تھا۔ یعنی وہ ساتھی یا صحابی:

(۱) رسولؐ کے ساتھ گھر سے نکلنے اور ہجرت کرنے سے محروم رہا۔

(۲) نصرت خداوندی کی اس کو ضرورت نہ تھی ۔

(۳) اس کو تسکین و سکینہ سے محروم رکھا۔ حالانکہ وہ گھبرایا ہوا اور محزون تھا ۔ معلوم ہوتاہے کہ یہ حزن و ملال اس سے دور کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی ۔

(۴) اور اسے تائید خداوندی میں بھی شامل نہ کیا گیا۔ ’’کہیں بھرجائیں جل تھل اور کوئی اک بوند کو ترسے‘‘

(۵) اور اس پر طرہ یہ کہ یہ کہہ کر نمک چھڑک دیا کہ کافروں کی اسکیم خاک میں مل گئی اور اللہ کا بول بالا رہا (۴۰ / ۹)

(۶) تعجب اس پر بھی ہے کہ یہاں اللہ نے یہ کیوں کہا کہ جب رسولؐ ’’دو میں کا دوسرا تھا‘‘ یعنی تھے تو دو۔ مگر ان دونوں میں سے ذکر رسولؐ کا کیا۔ اس دوسرے کا نام بھی نہ لیا۔ اگر وہ رسولؐ اللہ کا ہمدرد و ہم خیال و ہم مقصد تھا تو اس نے بڑی ہمت کی تھی خود کو خطرہ کے منہ میں جھونک دیا تھا۔ اللہ کو چاہئے تھا کہ اس کو ناصر رسولؐ کا لقب دیتا اس کا نام لیتا تاکہ اسے فخر و مباہات کا موقع ملتا۔ نام نہ لینے کا سبب کہیں وہی تو نہیں ہے جو حضرت علامہ مودودی نے لکھاہے کہ :

بوجھل دل کے ساتھ نکلو اور اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کو چلو وہی صورت تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم صحیح بات جانتے اور مانتے ہو (۴۲) اگر اے نبیؑ اس جنگ میں فائدہ اٹھانا آسان ہوتا اور سفر بھی ہلکا ہوتا تو یہ مخصوص مومنین ضرور تمہارے پیچھے چلتے مگر ان پر تو یہ سفر مومنین میں پھوٹ ڈالنے اور دراڑ پیدا کرنے کا موقع بن گیا تھا عنقریب وہ اللہ کی قسمیں اور حلف اٹھا اٹھا کر بہانے کریں گے کہ اگر ہم چل سکتے تو ضرور آپؑ کے ساتھ چلتے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی عاقبت تباہ کر رہے ہیں اور اللہ ان کا پورا حال اور اسکیم جانتاہے کہ وہ سراسر جھوٹوں کے گروہ ہیں۔ (۴۳) اللہ تمہیں فی الحال نظر انداز کرے تم نے ان لوگوں کو جنگ سے چھٹی کی اجازت کیوں دے دی قبل اس کے تم پر سچ بولنے والے لوگ ظاہر ہوجاتے اور آپ کو جھوٹوں کا بھی علم ہوجاتا (۴۴) لہٰذا جو لوگ اللہ اور قیامت پر سچ مچ ایمان رکھتے ہیں وہ تو آپؑ سے کبھی بھی یہ درخواست نہ کریں گے کہ انہیں اپنی جان و مال سے جہاد نہ کرنے کی اجازت دی جائے اور اللہ متقی لوگوں کو اچھی طرح سے جانتا ہے (۴۵) ایسی درخواست تو صرف وہی مومنین کرتے ہیں جو حقیقی طور پر اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ہلکے اور بھاری اور جہاد کرو ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بیچ راہ اللہ کے

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّ

یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے اگر ہوتا اسباب نزدیک اور

سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ

سفر میانہ البتہ چلتے پیچھے تیرے ولیکن دور لگی ان پر راہ دراز

وَ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ

اور البتہ قسم کھاویں گے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اگر سکتے ہم البتہ نکلتے ہم ساتھ تمہارے

يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۶ ۱۲

ہلاک کرتے ہیں جانوں اپنی کو اور اللہ جانتا ہے تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

معاف کرے اللہ تجھ سے کیوں پروانگی دی تو نے ان کو یہاں تک ظاہر ہوجاتے

لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا

واسطے تیرے وہ لوگ کہ سچ بولنے والے ہیں اور جان لیتا تو جھوٹوں کو نہیں

يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

پروانگی مانگتے تجھ سے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ

یہ کہ جہاد کریں ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اور اللہ جانتا ہے

عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا

پرہیزگاروں کو سوائے اس کے نہیں کہ پروانگی مانگتے ہیں تجھ سے وہ لوگ کہ نہیں

"اللہ اوراس کے رسولؑ کی یہ انتہائی اخلاقی بلندی ہے کہ وہ جب کبھی کسی کی برائی کو مثال میں پیش کرتے ہیں تو بالعموم اس کے نام کی تصریح نہیں کرتے بلکہ اس کی شخصیت پر پردہ ڈال کر صرف اس کی بری مثال کا ذکر کر دیتے ہیں تاکہ اس کی رسوائی کئے بغیر اصل مقصد حاصل ہو جائے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۰۰) اور آیت میں کئی رسوائیاں موجود ہیں۔ اللہ کو ہر مومن ہر جگہ موجود اور متقین و صابرین کا ساتھی اور ناصر سمجھتاہے اور توکل رکھتاہے۔

(۱۰) آیات (۵۰ تا ۴۱ / ۹) مع علاقہ کے قومی مومنین کی ذہنیت اور اسکیم اور رسولؑ اللہ کے اقدامات علم غیب کے مطابق۔

آخری آیت (۵۰ / ۹) کو پہلے سن لیں اس میں اللہ و رسولؑ کے مخالف مومنین (انفال ۷ تا ۵ / ۸) کے لئے یہ کہاگیاہے

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ

ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور شک میں ہیں دل ان کے پس وہ

فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝۴۵ وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ

بیچ شک اپنے کے متردّد ہیں اور اگر ارادہ کرتے نکلنے کا البتہ تیار کرتے واسطے اس

عُدَّةً وَّ لٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ قِيْلَ

کے سامان ولیکن ناخوش رکھا اللہ نے اٹھنا ان کا پس کاہلی سے بند کیا ان کو اور کہا گیا

اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝۴۶ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ

بیٹھ رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے اگر نکلتے بیچ تمہارے نہ زیادتی کرتے تم کو

اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَ

مگر فساد اور البتہ گھوڑے دوڑاتے درمیان تمہارے چاہتے واسطے تمہارے فتنہ اور

فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۴۷

بیچ تمہارے بعضے لوگ ماننے والے ہیں واسطے ان کے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو

اور جن کے دلوں میں شش و پنج موجود ہے اور وہ اسی شش و پنج میں الجھے رہتے ہیں (۴۶) اگر ان قومی مومنین نے جنگ کے لئے جانے کا سچا ارادہ کیا ہوتا تو انہوں نے اس سلسلے میں کچھ سامان بھی تیار کیا ہوتا۔ لیکن صحیح بات تو یہ ہے کہ اللہ کو ان کا جنگ کے لئے اٹھنا پسند ہی نہ تھا اس لئے اس نے انہیں سست کر دیا تھا اور قومی ابلیس نے کہہ دیا کہ دوستو تم جنگ سے باز رہ کر بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو (۴۷) اگر وہ قومی مومنین تمہارے ساتھ جنگ کے لئے چلتے تو تمہارے اندر خرابی پیدا کرنے کے علاوہ اور کوئی اضافہ نہ کرتے اور تمہارے اندر فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے میدانِ جنگ میں مخالفوں سے مل کر دوڑ دھوپ کرتے اور تمہارے اندر وہ مومنین بھی تو ہیں جو ان کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ ان ظالموں کو یعنی اجتہاد کرنے والوں (۴۵ / ۵) کو خوب جانتا ہے

کہ ان مسلمانوں کو یہ پسند نہیں کہ رسولؐ کے حصے میں کوئی بھلائی یا اچھائی یا صحیح اقدامات آئیں۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو انہیں دکھ ہوتا ہے اور اگر رسولؐ کے مشن میں کوئی مصیبت یا برا نتیجہ نکل آتا ہے تو انہیں بہت خوشی ہوتی ہے (۵۰ / ۹) اب یہی ذہنیت جناب مودودی صاحب میں اگر پائی جائے تو ہر شخص کو یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ بھی اسی اسلام سے تعلق رکھتے ہیں جو رسولؐ اللہ کے مخالف مومنین نے تیار کیا تھا (۷ تا ۵ / ۸ اور فرقان ۲۹ تا ۲۷ / ۲۵ اور نسا ۱۵۱-۱۵۰ / ۴) اب آپ اس عنوان کی آیت (۴۳ / ۹) کو دوبارہ دیکھیئے اور علامہ کا ترجمہ اور تشریح پڑھیئے۔

(۱۰-الف) علامہ مودودی آنحضرتؐ کو غلط کار، خاطی اور اللہ کی مرضی کے خلاف عمل کرنے والا ثابت کرتے ہیں۔

علامہ اس آیت سے یہ سمجھے کہ: "اے نبیؐ، اللہ تمہیں معاف کرے، تم نے کیوں انہیں رخصت دے دی؟ (تمہیں چاہیئے تھا کہ خود رخصت نہ دیتے) تاکہ تم پر کھل جاتا کہ کون لوگ سچے ہیں اور جھوٹوں کو بھی تم جان لیتے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

اس ترجمہ میں لفظ "معاف" علامہ نے جس غرض سے رکھا ہے وہ غرض ان کے بریکٹ میں لکھے ہوئے جملے سے ثابت ہے یعنی رسولؐ نے (معاذ اللہ) اللہ کی اجازت اور مرضی کے خلاف کچھ لوگوں کو جنگ سے رخصت دے کر گناہ یا قصور کیا تھا اس لئے اللہ نے اس معافی سے بات شروع کی ہے جو اردو زبان میں قصور وار کو دی جاتی ہے۔ ہم نے اس لفظ کے معنی بڑی تفصیل سے دکھائے ہیں (آل عمران پہلی تشریح) عربی زبان میں لفظ۔عفا۔عفو۔کے معنی ہرگز بخشنا (PARDON) نہیں ہوتے بلکہ نظر انداز کرنا صرف نظر کرنا کسی کو اصلاح کا موقعہ دینا یا فاضل قرار دے دینا ہوتے ہیں۔ بہرحال علامہ نے اپنے ترجمہ میں گویا یہ کہا ہے کہ: "اے نبی تم نے ہماری بلا اجازت اور ہماری مرضی کے خلاف یہ اجازت دے کر غلطی اور قصور کیا ہے جس کی تمہیں معافی مانگنا چاہئے" اس کے بعد علامہ اپنی تشریح میں وہ کمی پوری کر دیتے ہیں جو آنحضرتؐ کے خطا کار و گناہ گار ثابت کرنے میں رہ گئی ہے سنیئے ارشاد ہے: "بعض منافقین نے بناوٹی عذرات پیش کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت مانگی، اور حضور نے اپنے طبعی حلم کی بنا پر یہ جاننے کے باوجود کہ وہ محض بہانہ کر رہے ہیں ان کو رخصت عطا

(۴۸) اس سے پہلے بھی ان مومنین نے تمہارے اندر فتنہ و فساد پھیلانے کی کاروائیاں کی ہیں اور تمہارے احکام اور اقدامات کو ناکام کرنے کے لئے یہ ہر طرح کی تدبیروں کا الٹ پھیر کر چکے ہیں یہاں تک کہ انہیں ناگوار گزرتا رہا اور حق آ گیا اور اللہ کی حکومت قائم ہو کر رہی (۴۹) ان میں وہ ذہنیت بھی ہے جو کہتی ہے کہ مجھے جنگ سے معاف رکھئے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے۔ سن رکھو کہ یہ مومنین مجسم فتنہ بنے ہوئے ہیں ادھر حقیقت حال یہ ہے کہ ان مومن نما کافروں کو جہنم گھیرتا چلا آ رہا ہے (۵۰) اگر آپؐ کو کچھ اچھا نتیجہ ملتا ہے تو وہ ان مومنین کو برا لگتا ہے اور اگر آپ تک کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے معاملات میں ان کی غلط باتوں سے محفوظ رہنے کا پہلے ہی انتظام کر لیتے ہیں چنانچہ اپنی ولایت سے وابستگی پر خوش ہوتے ہیں (۵۱) اے رسولؐ ان مخالف مومنین سے کہہ دو کہ ہمیں جو کچھ بھی پہنچتا ہے وہ ہرگز اس کے علاوہ نہیں ہوتا جو کہ اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہوا ہے وہی ہمارا مولاً و حاکم ہے اور مومنین پر لازم ہے کہ وہ اللہ پر پورا پورا توکل اور یقین رکھیں (۵۲) آپ گھات میں رہنے والے ان مومنین کو بتا دیں کہ تم ہمارے معاملے میں جس چیز کے انتظار میں ہو وہ تو دو بھلائیوں میں سے بہرحال ایک بھلائی ہی ہے مگر

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ

البتہ تحقیق چاہا تھا انہوں نے فتنہ پہلے اس سے اور الٹ پلٹ کیا تھا واسطے تیرے

الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

کاموں کو یہاں تک کہ آیا حق اور ظاہر ہوا حکم خدا کا اور وہ ناخوش رکھنے والے تھے

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا

اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ پروانگی دو مجھ کو اور مت

تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ

فتنے میں ڈالو مجھ کو خبردار ہو بیچ فتنے کے گر پڑے اور تحقیق دوزخ

لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَ

البتہ گھیر رہی ہے کافروں کو اگر پہنچے تجھ کو بھلائی ناخوش کرتی ہے ان کو اور

اِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَ

اگر پہنچے تجھ کو مصیبت کہتے ہیں تحقیق پکڑ لیا تھا ہم نے کام اپنا پہلے سے اور

يَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا

پھر جاتے ہیں اور وہ خوش ہوتے ہیں کہہ کہ ہرگز نہ پہنچے گا ہم کو مگر جو کچھ

كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

لکھا اللہ نے واسطے ہمارے وہی ہے کارساز ہمارا اور اوپر اللہ کے پس چاہئے توکل

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ

کریں ایمان والے کہہ تم نہیں منتظر واسطے ہمارے مگر ایک دو بھلائیوں میں سے

فرما دی تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا اور آپؐ کو تنبیہہ کی کہ ایسی نرمی مناسب نہیں ہے رخصت دے دینے کی وجہ سے ان منافقوں کو اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا موقع مل گیا۔ اگر انہیں رخصت نہ دی جاتی اور پھر یہ گھر بیٹھے رہتے تو ان کا جھوٹا دعوائے ایمان بے نقاب ہو جاتا۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ حاشیہ ۴۵) قارئین ازراہ خدا انصاف کریں کہ اس بیان کا قرآن سے کہاں تک تعلق ہے؟ اور یہ الزامات اللہ نے کہاں قائم کئے ہیں؟ یہ علامہ کی اپنی معاندانہ ذہنیت ہے جس میں رسولؐ اللہ جان بوجھ کر اللہ کی اجازت اور وحی کے بغیر کام کرتے ہیں۔ یعنی اللہ نے یہ کہتے ہوئے کچھ زیادہ غور و فکر نہ کیا تھا کہ: "ان سب کو بتا دو کہ میں تو صرف وحی پر عمل کرتا ہوں۔" (انعام ۵۰ / ۶، یونس ۱۵ / ۱۰، احقاف ۹ / ۴۶) یعنی رسولؐ ہی غلط کار اور سرکش نہیں ہے بلکہ اللہ بھی ویسا ہی ہے وہ بلا سوچے سمجھے ٹھیکہ لے لیتا ہے کہ وہ منہ سے کچھ بولتا ہی نہیں مگر یہ کہ وہ ہماری بھیجی ہوئی وحی ہوتی ہے (وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿۳﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿۴﴾ النجم) قارئین اس سلسلے کی تفصیلی گفتگو سورۂ آل عمران کی پہلی تشریح میں ملاحظہ فرمائیں اور جھوٹوں کو ان کے دار الشریعت تک پہنچا کر چھوڑیں اور کمالات حضرت رسالتؐ پناہ سے لطف اندوز ہوں۔ اور یہاں (۴۸ تا ۴۴ / ۹) میں یہ دیکھ لیں کہ جو کچھ رسولؐ اللہ

ہم تمہارے لئے جس چیز کے منتظر ہیں وہ یہ ہے کہ آیا اللہ تمہیں یہیں دنیا میں خود عذاب دیتا ہے یا ہمارے ہاتھوں تمہیں سزا دلاتا ہے چنانچہ تم ہمارے لئے برے نتائج کا انتظار کرو اور ہم بھی تمہارے لئے تمہارے ساتھ برے نتائج کے لئے منتظر ہیں (۵۳) ان سے یہ بھی کہہ دو کہ تم راہ خدا میں خوشی خوشی اپنے مال خرچ کرو یا بجبر و قہر ناپسندیدگی کے ساتھ خرچ کرو دونوں صورتوں میں تمہاری خیرات ہرگز قبول نہ کی جائے گی

وَ نَحۡنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمۡ اَنۡ يُّصِيۡبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ

اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پہنچاوے تم کو اللہ تعالیٰ عذاب

مِّنۡ عِنۡدِهٖۤ اَوۡ بِاَيۡدِيۡنَا ۖ فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ

اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے پس منتظر رہو تحقیق ہم بھی ساتھ تمہارے

مُّتَرَبِّصُوۡنَ ﴿۵۲﴾ قُلۡ اَنۡفِقُوۡا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا لَّنۡ يُّتَقَبَّلَ مِنۡكُمۡ ؕ

منتظر ہیں کہہ خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا تم سے

نے کیا تھا وہ ان کو عالم الغیب ثابت کرتا ہے اور قرآن کی سینکڑوں آیات کی تصدیق ہوتی ہے کہ رسولؐ کا ہر خیال ہر بات اور ہر عمل سو فیصد اللہ کی مشیت ، اللہ کے ارادہ اور اللہ کی رضا مندی کے ماتحت وقوع میں آتے تھے ۔ اور رسولؐ کا ان مومنین کو اجازت دینا ، ان مومنین کا جنگ کے لئے نہ اٹھنا، خود اللہ چاہتا تھا ۔اور اگر رسولؐ اللہ ان مومنین کو جنگ میں لاتے تو تباہی کا سبب بنتے یہ سب کچھ اللہ نے فرمایا اور علامہ نے پڑھا ۔ مگر وہ اللہ و رسولؐ کے مخالف مسلمان لیڈروں کے مرید ہیں اس لئے انہیں موقع ملنے پر محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم کو اپنے راہنماؤں کے برابر لانے کے لئے خاطی ، غلط کار اور گناہ گار ثابت کرنے کی غلط کوشش کرنا لازم ہے ۔

(۱۰ ۔ ب) عہد رسولؐ کے مخالف مسلمانوں کی اسکیم ، اور متعلقہ مخالفت اور ان کے عقائد کی تفصیلات (۵۰ تا ۴۴، ۴۲، ۴۱ / ۹)

قارئین ان نو (۹) آیات میں آپ کو وہ دونوں گروہ ملتے ہیں ۔ جن کو اللہ نے اپنے اور اپنے رسولؐ کی مخالف قوم اور مخالف مسلمان قرار دیا ہے(انفال ۷ تا۵ / ۸ ، فرقان ۳۱ تا ۲۷ / ۲۵) یہ دونوں گروہ مومن ہیں انہیں اس طویل بیان میں کہیں منافق نہیں کہا گیا ہے ۔ آیات بتاتی ہیں کہ عام مسلمانوں میں مسلمانوں کا ایک گروہ وہ ہے جو مخالف گروہ کی اطاعت کرتا ہے (سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ ؕ ﴿۴۷﴾ التوبة) دوسرا مسلمان گروہ وہ ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے (۴۷ / ۹) معلوم ہوا کہ ایک گروہ ان مسلمانوں کا ہے جو احکامات و ہدایات دیتا ہے یعنی راہنماؤں اور لیڈروں کا گروہ اور دوسرا مسلمان عوام کا گروہ(۴۷/۹)جو خود تو حقائق کا علم نہیں رکھتا(۹/۶) اور اسی کو اللہ نے پوری قوم قرار دیا ہے۔اس مسلمان قوم یا مسلمان عوام کی اور اس کے مسلمان لیڈروں کی مخالفت اور دشمنی اس سے ثابت ہے کہ وہ تنہا رسولؐ کی مصیبتوں پر خوشیاں مناتے ہیں اور ان کی مسرت پر ناراض رہتے ہیں (۵۰ /۹) اور (۵ تا ۷ / ۸) اور یہ کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ رسولؐ اللہ ایک عام آدمی ہیں اور ان سے زیادہ تر غلطیاں سرزد ہوتی ہیں اس لئے وہ رسولؐ کی ہر رائے ، ہر حکم اور ہر فیصلے کے خلاف ایک بہتر رائے ، زیادہ مفید حکم اور ان سے اچھا فیصلہ کرکے اس پر عمل اور فخر کرتے ہیں (۵۰ / ۹) تاکہ بروقت نقصان اور خسارہ سے محفوظ رہیں (۵۰ / ۹) اور کھل کر کہہ دیتے ہیں کہ رسولؐ کا عملدر آمد فتنہ پیدا کرے گا (۴۹ / ۹) اور یہ آیات بتاتی ہیں کہ اللہ و رسولؐ کے خلاف ایمان لانے والا یہ فرقہ یا قوم ماضی میں بھی بقول علامہ مودودی " اس سے پہلے بھی ان لوگوں نے فتنہ انگیزی کی کوششیں کی ہیں اور تمہیں ناکام کرنے کے لئے یہ لوگ ہر طرح کی تدبیروں کا الٹ پھیر کر چکے ہیں " (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۱۹۸) اور یہ کہ یہ مسلمان قوم اگر جنگ میں شامل ہوتی ہے تو وہاں رسولؐ کے دشمن لشکر سے ساز باز کرکے فساد پھیلانے کے لئے دوڑ دھوپ میں مصروف رہا کرتی ہے (۴۷ / ۹) مسلمان قارئین ہمیں بتائیں کہ ہم نے اپنی طرف سے یہاں کیا الزام لگا دیا ؟ کیا تہمت عائد کر دی یہ تو لفظ بلفظ اللہ کا کلام ہے یہاں کہیں لفظ منافق استعمال نہیں ہوا اور طویل سلسلۂ کلام میں باربار مومنین کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے ۔ پھر یہ بتائیں کہ اتنی خطرناک اور زبردست اور کھلی ہوئی سازش کو علما نے کیوں بیان نہ کیا ؟ اور کیوں شیعہ سنی دونوں مترجمین اور مفسرین ان آیات پر سے اور ایسی ہی ہزاروں آیات پر سے خاموشی سے گزرتے رہے؟ وہ کہیں نہ چونکے؟ اس کا جواب وہی ہے جو ہم نے بار بار لکھا ہے اور بار بار لکھیں گے کہ اسی مذکورہ سازشی قوم نے اپنے اقتدار کے زمانے میں تاریخ و روایات کو اس

اس لئے کہ تم اللہ کے خالص احکام کو نافذ کرنے کے منکر (۴۷ / ۵) قوم کے لوگ ہو (۵۴) اور ان کی خیرات کے مقبول نہ ہونے کا سبب خود انہوں نے پیدا کیا ہے اس لئے کہ وہ نہ اللہ پر حقیقی ایمان لائے ہیں نہ رسولؐ اللہ پر قرآن والا ایمان رکھتے ہیں بلکہ حقیقی ایمان کو چھپا کر مٹا ڈالنا چاہتے ہیں اور ادھر نماز میں بھی سستی کا خود ایجاد کردہ طریقہ اختیار کرتے ہیں اور خیرات بھی ناگواری سے دیتے ہیں (۵۵) آپؐ ان کے اموال و اولاد کی فراوانی سے حیران نہ ہونا یہ تو صرف اس لئے فراوان کئے گئے ہیں کہ اللہ نے ان مومنین کو اس اولاد اور دولت کے ذریعے سے دنیا میں عذاب دینا اور حالت نزع میں ان کی روح کو حالت حق پوشی ہی میں نکالنا طے کرلیا ہے (۵۶) وہ عوام مومنین کو یقین دلاتے اور ان کا تعاون حاصل کرنے کے لئے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر اور حلف اٹھا اٹھا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے چلے آتے ہیں کہ وہ بھی حقیقی مومنین میں سے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ تم میں سے نہیں بلکہ ایک ایسی قوم ہیں جس نے اللہ اور رسولؐ میں تفریق پیدا کرکے (نساء ۱۵۱۔۱۵۰ / ۴) اللہ و رسولؐ کے بالمقابل اور مخالف مذہب تیار کرلیا ہے (انفال ۷ تا ۵ / ۸) (۵۷) (آج جب کہ حضرت علیؑ یہ چیلنج سنا رہے ہیں) ان کا حال یہ ہے کہ اگر اپنے ملک میں یا بیرون ملک ان کو کوئی جائے پناہ یا ٹھکانہ مل جائے یا انہیں کوئی ایسا غار مل جائیں کہ جہاں جا کر

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ

تحقیق ہو تم قوم فاسق اور نہیں منع کیا ان کو اس بات سے کہ قبول کئے جاویں

مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ

ان سے خرچ ان کے مگر یہ کہ انہوں نے کفر کیا ساتھ اللہ کے اور

بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَ

ساتھ رسولؐ اس کے کے اور نہیں آتے نماز کو مگر اور وہ کاہلی کرتے ہیں اور

لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ

نہیں خرچ کرتے ہیں مگر اور وہ ناخوش رکھتے ہیں پس نہ خوش لگے تجھ کو

اَمْوَالُهُمْ وَ لَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

مال ان کے اور نہ اولاد ان کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ

لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ تَزْهَقَ

تو کہ عذاب کرے ان کو ساتھ ان چیزوں کے بیچ زندگانی دنیا کے اور نکل جاویں

اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ

جانیں ان کی اور وہ کافر ہوں اور قسم کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے کہ تحقیق وہ

لَمِنْكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ

البتہ تم میں سے ہیں اور نہیں وہ تم میں سے ولیکن وہ ایک قوم ہیں کہ

يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا

ڈرتے ہیں اگر پاویں وہ جگہ پناہ یا کوئی گڑھا یا جگہ داخل ہونے کی البتہ پھر جاویں

طرح تیار کرایا کہ پڑھنے والوں کی عقل پر پردے پڑتے چلے جائیں۔ انہوں نے رشوتوں اور تلواروں سے لوگوں کے منہ بند رکھے رفتہ رفتہ حقائق سے واقف لوگ ختم ہوتے گئے اور جو مذاہب و مسالک ان کے لئے تیار کرائے گئے تھے ان پر چلتے گئے آپس میں لڑتے گئے۔ ہر زمانہ میں ناول کی طرز پر نئی نئی تاریخیں لکھی جاتی رہیں تاکہ پچھلی تاریخوں کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے آج بھی تاریخ کو بدل کر لکھا جا رہا ہے جس میں یزید پر درود و سلام لکھا گیا ہے۔

(۱۱) آیات (۵۹ تا ۵۱ / ۹) اللہ و رسولؐ کے مخالف مسلمانوں کی قوم کا حقیقی مومن ہونے کا یقین اور متعلقہ کارگزاریاں۔

ان آیات میں بھی جو حقیقت سب سے زیادہ نمایاں اور پنجوں کے بل ابھر ابھر کر خود کو پیش کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے جم غفیر (انبوہ) میں مسلمانوں کی ایک پوری قوم ہے جس نے دین میں تفرقہ ڈالا ہے اور اللہ و رسولؐ کے خلاف مذہب تیار کیا ہے ان کے اعمال و افکار پر حقیقی مومنین کو جب بھی شک ہوتا ہے تو وہ مخالفین کا فرقہ اپنے حق پر ہونے اور حقیقی مومن ہونے کا یقین دلانے کے لئے حلف اٹھاتے ہیں قسمیں کھاتے ہیں اور خود کو حقیقی مسلمان سمجھتے ہیں (۵۶ / ۹)

پھر اس مسلمان قوم کو ایک فاسق قوم قرار دیاہے (۵۳ / ۹) اور اللہ نے فاسق کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ کلام اللہ سے من وعن احکام جاری کرنے کے قائل نہیں بلکہ اجتہاد سے احکام جاری کرنے کے قائل ہوتے ہیں (۴۷ / ۵ مائدہ) وہ اپنی نمازوں اورخیرات میں بھی ایسے تصورات رکھتے ہیں جن سے اللہ و رسولؐ کی بتائی ہوئی نمازوں کی حقیقت چھپ جاتی ہے یعنی وہ گویا خود اللہ اور رسولؐ کو چھپا دینا (کفر کرنا) چاہتے ہیں (۵۴ / ۹) اور خیرات و نماز میں اس گڑبڑ کی وجہ سے یہ دونوں کام ان کے مردود ہیں یعنی وہ جتنی چاہیں نمازیں پڑھیں خیرات اور اسلامی واجبات ادا کریں وہ قبول نہیں کیے جائیں گے (۵۴ / ۹) (۵۳ / ۹) اس قوم میں بعض لوگوں کے پاس مال و دولت اور اولاد کی فراوانی ہے (۵۵ / ۹) جس پر خود رسولؐ اللہ کو حیرانی ہوتی ہے اللہ نے بتایا کہ ان کی اولاد اور اموال دلیل حق نہیں بلکہ دلیل عذاب ہیں (۵۵ / ۹) قارئین یہاں دو باتیں اور نوٹ کرلیں کہ تاریخی افسانوں میں بعض مسلمانوں کی سخاوت کی غپ شپ ملتی ہے ۔مگر ملنا یہ چاہئے کہ آیاانہوں نے دل کی رضا مندی سے خیرات کی تھی یانارضامندی سے کی تھی ؟ اس لئے کہ عہد رسولؐ میں دونوں قسم کے مسلمان تھے (۵۳ / ۹) اور دل کا حال اللہ و رسولؐ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا لہٰذا قرآن کی ایک آیت یا رسولؐ کی ایک صحیح حدیث یہ بتاتی ہوئی ملنا چاہئے کہ فلاں شخص نے دل کی رضامندی سے اللہ کی راہ میں انفاق کیا تھا۔ یہ کافی نہیں کہ رسولؐ اتنا فرما دیں کہ فلاں شخص نے بہت مال خرچ کیا یا میں فلاں شخص کے مال خرچ کرنے پر خوش ہوا۔ اس لئے کہ دشمن قسم کے مسلمان کے مال خرچ کرنے پر خوش ہونے کا ایک سبب یہ بھی تو ہے کہ ایک دشمن خدا و رسولؐ کے قابو میں پھنسے ہوئے اللہ و رسولؐ کے مال کو آزادی ملی کہ وہ ضرورتمندوں کے کام آئے ۔ لہٰذا یہ بھی لازم ہو گا کہ ایسی حدیث لائی جائے جو یہ بتائے کہ رسولؐ اس مال کی آزادی پر تو خوش نہیں ہوئے تھے ۔ پھر ساتھ ہی وہ ثبوت بھی درکار ہے ۔ جو انفاق کرنے والے سے آیت (۵۹ / ۹) کا مطالبہ ہے اور یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ کہیں خیرات کرنے والا شخص ایسا تو نہیں ہے جس کے تمام اعمال ضائع (حبط) ہو چکے ہوں مثلاً رسولؐ کی آواز پر یا حضورؐ کے روبرو چیخ کر یا بے ادبی سے بولا ہو۔ یا رسولؐ کے بلانے سے نہ آیا ہو (آلِ عمران ۱۵۳ / ۳ ،انفال ۲۴ / ۸) یا رسولؐ کی مرضی کے خلاف درود پڑھتا ہو ۔ پھر اللہ نے اس مسلمان قوم کا کردار بتاتے ہوئے فرمایاہے کہ وہ رسولؐ اللہ کی تقسیم اموال پر مطمئن نہ تھے اور سمجھتے تھے کہ رسولؐ عدل نہیں کرتے (۵۸ / ۹) اور رسولؐ اللہ پر غیظ وغضب کا اظہار کیا کرتے تھے (۵۸ / ۹) اور ۹ ہجری تک اپنے مشرک مرکز سے رابطہ قائم رکھا اور اس فکر میں تھے کہ موقع ملے تو اپنے مرکز ولایت کو محفوظ جگہ قائم کرکے رسولؐ سے ازسرنو محاذ آرائی کا انتظام کریں (۵۷ / ۹) ۔

(۱۱۔الف)رسولؐ کامال دیناالله کادیناہے اور الله کافضل رسولؐ الله کافضل ہے۔اور اس کااقرار کرنے والاہی مومن ہے۔

آیت (۵۸ / ۹) بتاتی ہے اور عملی صورت بھی یہی تھی کہ مسلمانوں میں مال کی تقسیم رسولؐ اللہ کرتے تھے ۔ اور اس تقسیم پر قومی مسلمانوں کو اطمینان نہ تھا۔ ان کی اس ذہنیت پر اللہ نے اعتراض کیا اور کہا کہ ”اگر وہ اللہ و رسولؐ کی تقسیم پر راضی ہوتے“ یعنی رسولؐ کی تقسیم اور مال دینے میں خود کو شامل و شریک کیا۔ اور پھر فرمایا کہ ان کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے فضل کا امیدوار رہنا لازم ہے ۔یہاں رسولؐ کو اپنے فضل میں شریک کیا۔ ۔ معلوم ہوا کہ اللہ رسولؐ کے ہر کام میں شریک ہے اور رسولؐ کو اپنے کاموں میں شریک رکھتاہے ۔ہے کوئی ملعون جو اللہ کے ان دونوں طریقوں کو شرک قرار دے سکے ۔

(۱۱ ۔ ب) آیت (۵۳ / ۹) مال کا صَرف کرنا بیکارہے اگر جان سے جہاد نہ کیا تو نتیجہ صفر ہے ۔

قارئین کی دلچسپی اورمعلومات کے لئے ہم علامہ کے چند بیانات دکھاتے ہیں ان کا طریقہ یہ ہونا ہی چاہئے کہ وہ اپنی راہنما قوم اور اس کے لیڈروں پر نفاق کا پردہ ڈال کر انہیں اور قرآن کے ہزاروں حقائق کو چھپا دیں اور آخر میں کہہ دیں کہ تمام منافق عہدرسولؐ ہی میں ختم ہو گئے تھے رسولؐ کی وفات کے وقت سب مومنین ہی تھے اور ایسا کرنے میں وہ قرآن کے الفاظ و آیات کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے یعنی سورۂ توبہ میں یہاں تک کہیں اللہ نے الفاظ ۔ منافق۔منافقون ۔منافقین اور منافقات استعمال نہیں کئے اور اس سورۂ میں بار بار بتایا کہ مشرکین کے علاوہ تمام خطاب اور الزامات مومنین سے اور مومنین پر عائد کئے ہیں ۔ چنانچہ سورۂ توبہ آیت (۱۰ / ۹) میں لفظ مومن آیاہے اور (۱۴ / ۹) (۱۶ / ۹)(۲۶ / ۹) میں

وہ جم سکیں تو فوراً وہاں اپنی ولایت کا مرکز قائم کرکے سرکشی شروع کر دیں (۵۸) اسی قوم میں سے ایسے مومن بھی ہیں جو اے رسولؐ تم پر صدقات کے اموال تقسیم کرنے میں عیب لگاتے ہیں مطلب یہ کہ اگر وہ خود تقسیم کریں تو بہت انصاف کریں گے لیکن اگر انہیں موٹا حصہ اس مال میں سے مل جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں ورنہ ایک دم ناراض ہو کر بھڑک اٹھتے ہیں (۵۹) اگر وہ اللہ اور رسولؐ نے جو کچھ اور جتنا دیا اس پر راضی اور خوشی رہتے اور شکریہ کے طور پر یہ کہتے کہ اللہ نے ہمیں حسب قاعدہ اور حق کے مطابق دیا ہے اور ابھی اللہ اور اسؐ کا رسولؐ اپنے فضل سے ہمیں اور بہت کچھ دیں گے اور ہم حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ سے ہی دلچسپی رکھتے ہیں نہ کہ مال سے (۶۰) اور صدقات تو ان لوگوں کا حق ہے اور ان ہی کو دینا اللہ کی طرف سے فرض بھی ہے جو بے زر فقیر ہوں بے سہارا مساکین ہوں اور جو صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل ہوں

اِلَیۡهِ وَ هُمۡ یَجۡمَحُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ مِنۡهُمۡ

طرف اس کی اور وہ سرکشی کرتے ہیں اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ

مَّنۡ یَّلۡمِزُكَ فِی الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنۡ اُعۡطُوۡا مِنۡهَا

عیب پکڑتے ہیں تجھ کو بیچ خیرات بانٹنے کے پس اگر دیئے جاویں اس میں سے

رَضُوۡا وَ اِنۡ لَّمۡ یُعۡطَوۡا مِنۡهَاۤ اِذَا هُمۡ یَسۡخَطُوۡنَ ﴿۵۸﴾

خوش ہوں اور اگر نہ دیئے جاویں اس میں سے ناگہاں وہ ناخوش ہو جاتے ہیں

وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ رَضُوۡا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ ۙ

اور اگر وہ راضی ہو جاتے اس چیز سے کہ دی ان کو اللہ نے اور رسولؐ اس کے نے

وَ قَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ سَیُؤۡتِیۡنَا اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ

اور کہتے کفایت ہے ہم کو اللہ شتاب دیوے گا ہم کو اللہ فضل اپنے سے

وَ رَسُوۡلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَی اللّٰهِ رٰغِبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ ع اِنَّمَا

اور رسولؐ اس کا تحقیق ہم طرف اللہ کی رغبت کرنے والے ہیں سوائے اس کے

الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰكِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ

نہیں کہ خیرات واسطے فقیروں کے اور محتاجوں کے اور عمل کرنے والوں کے

الفاظ مومنین آئے اورآیت (۵۱ / ۹) میں لفظ مومنون آیاہے اور مذمت والی تمام آیات میں الفاظ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کہہ کر مخاطب کیاگیاہے (۲۰ / ۹، ۲۳ / ۹، ۲۸ / ۹، ۳۴ / ۹، ۳۸ / ۹) لیکن علامہ کے مرغے والی نفاق کی ایک ہی ٹانگ ہے جس کے سہارے ان کی راہنما قوم کو کھڑا کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور شان نزول کے نام پر اور طرح طرح کی کہانیوں کے سہارے اس مذمت کا رخ بدلا جاتاہے بہرحال ان کی مجبوریوں، مذہبی عقیدتمندیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی بات ان ہی کے الفاظ میں سن کر جو سمجھ میں آئے اسے سامنے رکھئے اور نتیجہ نکالئے فرماتے ہیں کہ:

"۵۳ بعض منافق ایسے بھی تھے جو اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تو تیار نہ تھے، مگر یہ بھی نہ چاہتے تھے کہ اس جہاد اور اس کی سعی سے بالکل کنارہ کش رہ کر مسلمانوں کی نگاہ میں اپنی ساری وقعت کھو دیں اور اپنے نفاق کو اعلانیہ ظاہر کر دیں اس لئے وہ کہتے تھے کہ ہم جنگی خدمت انجام دینے سے تو اس وقت معذرت چاہتے ہیں لیکن مال سے مدد کرنے کے لئے حاضر ہیں۔" (۵۳ / ۹) (تفہیم القرآن صفحہ ۲۰۱ جلد دوم حاشیہ ۵۳)

یہ تشریح اس آیت کی ہے جس میں قومی مومنین کی خوشی اور ناگواری دونوں طرح سے خرچ کی ہوئی مالی مدد یا رقم کا ثواب نہ ملنے کا فیصلہ سنایا گیاہے۔ معلوم ہوا کہ جن جن مومنین نے جہاد میں مالی مدد دی اور تلوار سے جنگ نہیں کی یعنی نہ کسی دشمن خدا و رسولؐ کو قتل کیا نہ زخمی کیا نہ خود کبھی کوئی زخم کھایا ان کا اجر و ثواب اس لئے ضائع ہوگیا کہ وہ اسی فاسق قوم کے افراد تھے (۵۳ / ۹)

(۱۱۔ج) مال غنیمت یعنی انفال اور صدقات پر کن لوگوں نے قبضہ کیا تھا۔ علامہ نشاندہی کرتے ہیں۔

آیت (۵۸ / ۹) کی تشریح میں رسولؐ کی تقسیم پر اعتراض کرنے والوں کے حق میں لکھاہے کہ:

عَلَيۡهَا وَ الۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَ فِی

اور تحصیل اس کے کے اور جن کو کہ الفت دلائے جاتے ہیں دل ان کے اور بیچ

الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ

آزاد کرنے گردنوں کے اور قرضداروں کے اور بیچ راہ خدا کے اور مسافروں کو

فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۰﴾ وَ مِنۡهُمُ

فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور بعضے ان میں سے

الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ النَّبِیَّ وَ یَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ

وہ ہیں کہ ایذا دیتے ہیں نبیؐ کو اور کہتے ہیں کہ وہ ہر کسی کی بات سن کر لگ جانے

قُلۡ اُذُنُ خَیۡرٍ لَّکُمۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ

والا ہے کہہ سننے والا بھلائی کا ہے واسطے تمہارے ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے

وَ یُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ رَحۡمَۃٌ لِّلَّذِیۡنَ

اور باور کرنے والا ہے واسطے مسلمانوں کے اور رحمت ہے واسطے ان کے جو

اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ؕ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ

ایمان لائے ہیں تم میں سے اور جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں رسولؐ اللہ کے کو

لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۶۱﴾ یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ

واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے

اور جن غیر مسلموں یا مسلمانوں کی تالیف قلب مطلوب ہو غلاموں کو آزاد کرانے قرضداروں کے قرض ادا کرنے مسافروں کی ضروریات پوری کرنے اور راہ خدا کے باقی کاموں میں صدقات وغیرہ کو خرچ کرنا لازم کیا گیا ہے اور اللہ ہر صورت حال کا عالم اور ہر مشکل کو حل کرنے والا حکیم ہے۔ (۶۱) اور ان ہی مومنین میں وہ لوگ بھی تو ہیں جو نبیؐ کو چڑاتے اور ایذا دیتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں نبیؐ کو ایک سرتاپا "کان" کہتے ہیں ان کو بتاؤ کہ واقعی "حقیقی" کان اور تمہارے حق میں بہترین "کان" ہے اس لئے کہ ادھر وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور ادھر مخصوص مومنین کے حق میں ایمان رکھتا ہے اور اے مومنین تم میں سے جو حقیقی طور پر ایمان لائے ہیں وہؐ ان کے لئے رحمت بھی ہے اور جو لوگ رسولؐ اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب مقرر ہو چکا۔ (۶۲) اے مومنین تمہیں اللہ اور رسولؐ کے خلاف اپنے ساتھ ملانے کے لئے (۵۶ / ۹) یہ قومی مومنین تمہیں راضی کرنے پر اللہ کی قسمیں کھاتے اور حلف بھی اٹھاتے رہتے ہیں حالانکہ

"منافقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم صدقات کو دیکھ دیکھ کر دلوں میں گھٹتے تھے اور تقسیم کے موقع پر آپؐ کو طرح طرح کے الزامات سے مطعون کرتے تھے دراصل شکایت تو ان کو یہ تھی کہ اس مال پر ہمیں دست درازی کا موقع نہیں دیا جاتا مگر اس حقیقی شکایت کو چھپا کر وہ الزام یہ رکھتے تھے کہ مال کی تقسیم انصاف سے نہیں کی جاتی اور اس میں جانبداری سے کام لیا جاتا ہے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۴) قارئین یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے آخر مال کی تقسیم پر قبضہ حاصل کر کے خانوادہ رسولؐ کو مالِ خمس سے محروم کیا۔

(۱۲) آیت (۶۰ / ۹) میں مومنین کے صدقات و خیرات و زکوٰۃ سربراہان اسلام پر حرام ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں بظاہر سادہ سی بات کہی گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سادہ سی بات کی پشت پر نہ صرف نوع انسان کی تمام مشکلات کا دفاعی نظام بیان کر دیا گیا ہے بلکہ نوع انسان کو اس کے حقیقی مرکز کی طرف بلند ہونے کا موقع پیدا کر دیا گیا ہے۔ میں نے اس آیت کی تشریح اور تفسیر برابر ایک ہفتہ سنی تھی۔ جس کے تمام پہلو میرے سامنے کھڑے ہیں اور اگر میں انہیں یہاں چھیڑ دوں تو کم از کم ایک ہزار صفحات لکھنے کے بعد واپسی ہوگی اور میں اپنے پروگرام سے دور جا پڑوں گا لہٰذا تفسیر کو تفسیر کے لئے چھوڑ کر چند اصولی باتیں لکھے دیتا ہوں اور آپ انہیں پہلے سے جانتے ہیں مگر عملاً مانتے نہیں اور جو مانتے ہیں وہ ان کے ماتحت کام نہیں کرتے لہٰذا سن لینے میں کوئی نقصان نہیں ممکن ہے کہ فائدہ ہو۔

(۱) یہ کائنات اور اس میں موجود تمام مخلوقات نہ صرف محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے پیدا کی گئی ہیں بلکہ ان کا وجود بھی آنحضرتؐ کا رہین منت ہے ۔
(۲) وہ چیز جسے قوت و توانائی وحرکت و حیات وعقل قرار دیا جاتا ہے وہ نور محمدؐ صلی علیہ وآلہ وسلم کا پرتو یا عکس ہے جو ساری کائنات میں جلوہ نما اور کرشمہ فرما ہے۔
(۳) محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اجزاء نورانیہ کو مقام شہود پر لانے اور انہیں موزوں ترین اجسام عطا کرنے کے لئے اللہ نے اپنی قدرت کا ملہ کو بھرپور طریقہ پر برسرکار رکھاہے اور ان کے ارتقائی رفعت و بلندی کو نوع انسان کی ترقی کی بنیاد و راہنما بنایا ہے تاکہ جو انسان جتنا چاہیں بے روک اور لامحدود ترقی وبلندی حاصل کرتے چلے جائیں اور ایک منزل وہ آئے کہ جہاں وہ ''کن فیکون'' کے مقام کو پار کرچکا ہو اور حقیقت خداوندی سے کبھی نہ ختم ہونے والا فاصلہ دور سے دور ہوتا اور آگے بڑھو آگے بڑھو کہتا جا رہا ہو ۔
یہ تین بنیادی باتیں ہیں جن کے چاروں طرف ساری تخلیق و مخلوقات گھوم رہی ہے ان کے ایک پہلو پر یہ آیت (۶۰ / ۹) عملی روشنی ڈالتی ہے ذرا سوچئے کہ اس آیت کا سرسری مقصد یہ ہے کہ: '' اس کائنات میں کوئی انسان کسی چیز کا محتاج نہ رہے '' اس آیت سے عموماً یہ سمجھا گیاہے کہ یہ چند لوگوں کی مالی مشکلات حل کرنے کے لئے ہے حالانکہ آیت میں کہیں روپیہ پیسے اور زرو جواہر اورسکوں کی بات نہیں ہے نہ صدقات کی لفظ میں روپیہ پیسہ وغیرہ کی تخصیص ہے ہر اس چیز کا صرف کرتے رہنا جو حقائق اسلامیہ کی عملاً اور مادی یا مشہود تصدیق کرتی ہو '' صدقات '' میں داخل ہے اور نہ الفاظ ۱۔ فقراء ۲۔ مساکین وغیرہ میں روپیہ کا مطلب داخل ہے ۔ضرورت و احتیاج میں ہر وہ چیز داخل ہے جس کے مل جانے سے انسان کو فارغ البالی حاصل ہو انسان کو مادی وروحانی ہرچیز کی ضرورت واحتیاج ہے اور اگر احتیاج برقرار ہے تو جس چیز کی احتیاج ہے اس ذیل میں ترقی رک جائے گی اور تنزل شروع ہو گا اور اس تنزل سے زندگی کے باقی شعبوں میں احتیاج و تنزل داخل ہو جائے گا ۔ لہٰذا آیت (۶۰ / ۹) تمام انسانوں کو ، جن میں رسولؐ و آل رسولؐ بھی داخل ہے ، صدقات دینے کا تقاضہ کرتی ہے تاکہ ہرفرد بشر اپنے اپنے مادی و مشہود ذخیرے میں سے صدقات فراہم کرے اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی دوڑ شروع ہو جائے یوں ان تمام چیزوں کا ایک فلک بوس ڈھیر لگتا اور بلند ہوتا چلا جائے گا جن کی نوع انسان کو اپنی لامحدود ترقی کے لئے کبھی ضرورت پڑے۔ دوسری طرف سرسری اور عام فہم نتیجہ یہ ہو گا کہ :
''۱۔فقیری و مسکینی یا محتاجگی اوربے بسی و بے کسی ختم ہو جائے گی ؟ یعنی کوئی نمبر ۱۔ بھکاری نہ رہے گا ۲۔ کوئی بے سہارا نہ رہے گا ۳۔ کوئی دل ایسا نہ رہے گا جس کی دوسرے ڈھارس بندھائیں ۴۔ کوئی کسی کا غلام نہ رہے گا ۵۔ کوئی کسی کا کسی طرح کا مقروض نہ رہے گا ۶۔ اللہ کی راہ کا اختیارکرتے رہنا سہل ترین ہو جائے گا ۷۔ مسافر کو سفر کی ہرسہولت ہر جگہ دستیاب ہوگی اور ان تمام سہولتوں اوروسائل سے استفادہ کے لئے حقیقی مساجد اور حقیقی مرکزی پیش نمازوں کو نزدیک ترین مرکز بنایا گیا تھا (اعراف۳۱ / ۷) زینت اس لئے کہا گیاکہ ضرورت اور احتیاج ہی خامی ، نقص ، بدنمائی اور بھونڈا پن پیداکرتی ہے اس کو حسین اور پسندیدہ صورت دینے والی چیز کے لئے ''زینت '' سے اچھا دوسرا لفظ سوچیں اور ہمیں بتائیں ۔
آیت (۶۰ / ۹) کا یہ وہ گھٹیا اور سرسری سا مقصد ہے جو نوع انسان کو ترقی کے میدان میں مصروف رکھنے کے لئے سمجھایا گیاہے افسوس یہ ہے کہ رسولؐ کی قوم کے تیار کردہ علما نے اس پہلو اور مقصد کو بھی نہ سمجھا اور اگر کسی نے سمجھا تو اسے عام اور قابل عمل نہ بنایا بلکہ ان سے بہتر کسی حد تک غیر مسلموں نے سمجھا اور اس پر غیر فطری طور پر عمل کرنے کی کوشش بھی جاری ہے ۔ اور ہمارے یہاں بھی نظام مصطفی قائم کرنے پر بڑی بڑی سخت تقریریں اور تنبیہات کی جا رہی ہیں ۔ لیکن ان سے بھی اس ایک آیت پر عمل نہ ہوسکے گا وجہ وہی ہے کہ چودہ سوسال سے جہاں مارشل نظام، سرمایہ دارانہ ذہنیت کار فرما رہی ہو۔ وہاں قرآن پر عمل ناممکن ہو جاتا ہے بہرحال جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ اس لئے ناقص ہے کہ :
''نوع انسان کو چونکہ ترقی پذیررکھاجانا مقصود ہے اسی لئے یہ سمجھنا غلط ہے کہ مذکورہ ساتوں چیزیں یعنی احتیاج ، مسکینی، غلامی ، مقروضیت ، راہ خداکا سہل الحصول نہ ہونا ، سفر کی دقتیں، ختم ہو جائیں گی ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ چیزیں برقرار رہتی اور

اپنی صورت بدلتی چلی جائیں گی روٹی اور کپڑے اور مکان کی ایک وہ احتیاج ہے جو اس زمین پر موجود ہے لیکن ایک احتیاج فضاؤں میں رہنے کے مکان ، خوراک و پوشاک کی ہو گی ۔ اس کی راہیں بھی بلند ہوتی جائیں گی ایک راہ یہ تھی کہ نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟ اور ایک راہ یہ ہوگی کہ دو ستاروں کو ایک ساتھ کیسے رکھاجائے ؟ لہٰذا ان ساتوں چیزوں کا وجود صورت بدل بدل کر رہتا اور ترقی کے احساس کو مہمیز کرتا چلا جائے گا آگے والے آگے رہیں گے اور امامت ان کا حق ہو گا پیچھے والے بڑھتے جائیں گے اور فاصلہ برابر رہے گا مگر حالت وکیفیت برابر ترقی کی بلندی پر چڑھتی جائے گی جن لوگوں نے یہ سوچا کہ سب کو برابر کردیا جائے انہوں نے آیت (۶۰ / ۹) کے بیان کردہ نظام کو غیر فطری بنا دیا اور ناکام ہوئے سب کو اس وقت تک برابر نہیں کیا جاسکتاہے جب تک ذہن کو سوچنے اور ترقی کرنے سے روک کر پسماندہ لوگوں کو آگے بڑھایا نہ جائے، آدمی جب تک جوان جوان پیدا نہیں ہوتے یہ ناممکن رہے گا۔ بچوں کی پیدائش اس کا سبب اور ثبوت ہے کہ ابدالاباد تک ترقی صفر سے شروع ہوتی رہے گی مگر ہمیشہ بچوں کی پرورش اور سامانِ تربیت بہتر سے بہتر اور مناسب تر فراہم ہوتا جائے گا مثلاً ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ صرف سولہ سال کی عمر میں ایک شخص ایسا عالم اور فقیہ ہوجائے جیساکہ آج پچاسویں سال کی عمر میں بمشکل ممکن ہے یعنی ہر آنے والا بچہ توارثِ صفات بہتر اور زیادہ تر لے کر جنم لیتا جائے گا اب اس ترقی کی بنیاد پر ایک شدید ضرب لگ سکتی ہے اگر ساری کائنات میں سب سے آگے رہنے اور نمونہ بننے اور سامان ترقی فراہم کرنے والا امامؑ ہی وہ سامان استعمال کرنے لگے جو سب سے پیچھے والوں کی ترقی میں ضروری تھا اس اصول کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ نے محمدؐ و آل محمدؐ صلوۃ اللہ علیہم کے لئے مخصوص قوانین عطا فرمائے مثلاً ان پر صدقات و زکوٰۃ و خیرات کے اموال حرام کر دیئے اس لئے کہ وہ اموال عوام الناس کی گندگی دور کرنے کے لئے، لئے جاتے ہیں (توبہ ۱۰۳ / ۹) ان اموال کو محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے گندگی سمجھنا ضروری تھا پھر ساری نوع انسان اور کائناتی مخلوق کو جو کچھ ملاہے یا ملتاہے یا ملے گا وہ تو خود محمدؐو آل محمدؐ کا مال ہے اپنا دیا ہوا مال بطور مدد واپس لینا بھی توہین کا سبب ہے پھر محمدؐ و آل محمدؐ کا بھکاریوں کی لائن میں کھڑا ہوا ملنا اُمت کو بھی پسند نہ آئے گا ان کی نظریں جھک جائیں گی جب وہ یہ دیکھیں کہ ساری کائنات کے مالک (سرورکائنات) کہلانے والی ہستی اور اُمت کے آقا فقیروں کی لائن میں کھڑے بھیک ملنے کا انتظار کر رہے ہیں لہٰذا اُمت کے آقاؤں سربراہوں اورحاکموں پر صدقہ کا مال حرام ہے اورجب ان پر یہ مال حرام ہے تو وہ نہ خود اس مال کو حاصل کریں گے نہ کسی اور کو اس مال کے ناجائز استعمال کی اجازت دیں گے لیکن اگر خود حاکم یا بادشاہ یا خلیفہ یا سلطان ایسا شخص ہو جائے جس پر صدقات کا مال کھانا جائز تھا تو پھر اس مال کے تحفظ کی ضمانت ناممکن ہے اور یہی سبب ہوا کہ اس آیت (۶۰ / ۹) پر عمل نہ ہوسکا علامہ مودودی کی چند باتیں سننے سے اس حقیقت پر زیادہ روشنی پڑے گی انہوں نے لکھاہے کہ :

"یعنی وہ لوگ جو صدقات وصول کرنے اور وصول شدہ مال کی حفاظت کرنے اوران کا حساب کتاب لکھنے اور انہیں تقسیم کرنے میں حکومت کی طرف سے استعمال کیے جائیں ایسے لوگ خواہ فقیر و مسکین نہ ہوں ان کی تنخواہیں بہرحال صدقات کی مد سے دی جائیں گی یہ الفاظ اور اسی سورۂ کی آیت نمبر ۱۰۳ کے الفاظ (خُذۡ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡ صَدَقَةً ﴿۱۰۳﴾ التوبۃ)اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم اسلامی حکومت کے فرائض میں سے ہے اس سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اور اپنے خاندان (یعنی بنی ہاشم) پر زکوٰۃ کا مال حرام قرار دیا تھا چنانچہ آپ نے خود بھی صدقات کی تحصیل و تقسیم کا کام ہمیشہ بلامعاوضہ کیا اور دوسرے بنی ہاشم کے لئے بھی یہ قاعدہ مقرر کر دیا کہ اگر وہ اس خدمت کو بلامعاوضہ انجام دیں تو جائز ہے لیکن معاوضہ لے کر اس شعبہ کی کوئی خدمت کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہے آپؐ کے خاندان کے لوگ اگر صاحب نصاب ہوں تو زکوٰۃ دینا ان پر فرض ہے لیکن اگر وہ غریب و محتاج یا قرض دار یا مسافر ہوں تو زکوٰۃ لینا ان کے لئے حرام ہے ۔البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ خود بنی ہاشم کی زکوٰۃ بھی بنی ہاشم لے سکتے ہیں ۔ یا نہیں؟ امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ لے سکتے ہیں لیکن اکثر فقہا اس کو بھی جائز نہیں رکھتے۔" (تفہیم القرآن جلد۲صفحہ ۲۰۵۔۲۰۶)

قرآن کی آیت ، رسولؐ کے حکم اور علامہ کے اس بیان سے بھی یہ حقیقت ثابت ہے کہ اگر زکوٰۃ و خیرات و صدقات کے اموال کو رسولؐ اور خاندان رسولؐ کے انتظام میں رکھا گیا ہوتا یعنی نبوت کے بعد مسلسل حکومت خاندان نبوت میں رکھی گئی ہوتی تو ادھر تو یہ مال ان پر حرام تھا وہ اسے ہرگز گڑبڑ نہ ہونے دیتے ادھر خاندان نبوت میں جو حاکم خاندان تھا وہ

حضرت علی علیہ السلام تھے جو تمام نوع انسان سے گھٹیا درجے کی خوراک کھاتے تھے۔ دو کپڑوں سے زیادہ بیک وقت اپنے لئے نہ رکھتے تھے اور ان میں بھی پیوند لگا لگا کر لوگوں کے لئے اعتراض کا موقع پیدا کر دیتے تھے۔ لہٰذا رسولؐ کی حکومت اگر ان کی تحویل میں رہنے دی ہوتی تو انہوں نے کسی سرمایہ دار کے پاس روزانہ کے خرچ سے زیادہ کوئی چیز اسٹاک میں نہ چھوڑی ہوتی اور قرآن کے حکم پر عمل کرا کے چھوڑا ہوتا (بقرہ ۲۱۹ / ۲) اور چاروں طرف سے دولت و وسائل حیات کو گھیر کر غربا و مساکین وغیرہ کو وہاں پہنچایا ہوتا جہاں قرآن چاہتا تھا یہی خطرہ تھا دانشوران قوم کو اور یہ اندیشہ تھا سرمایہ داروں اور اغنیائے قریش کو کہ یہ شخص ہمیں تباہ کر دے گا اس لئے لازم تھا کہ علیؑ کو حکومت سے دور اور حکومت کو علیؑ سے الگ رکھا جائے اور یہی فرمایا تھا جناب خلیفہ دوم نے کہ اے عبداللہ بن عباس سنو کہ:
" لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہاری قوم تمہارا سردار ہونا گوارا نہ کرتی تھی وہ نہیں پسند کرتے تھے کہ ایک ہی خاندان میں نبوت اور خلافت دونوں آ جائیں " (الفاروق حصہ اوّل صفحہ ۱۰۳)
قارئین آج مسلمانوں کی غربت ومسکنت اور تباہ حالی اور بد اعمالی اور تمام اقوام عالم اور مذاہب کفر اور بے دینوں کے سامنے کاسۂ گدائی لے کر کھڑے ہونا اللہ رسولؐ اور آل رسولؐ کی خطا نہیں ہے یہ خطا اسی قوم اور قوم کے لیڈروں کی ہے جس کی مدح و ثنا ہم دکھاتے آ رہے ہیں کیا غضب ہے کہ زکوٰۃ و صدقات وخیرات دینا تو آل رسولؐ پر واجب لیکن اس سے فائدہ اٹھانا ان پر حرام اگر یہ بات غلط ہے کہ اللہ ، رسولؐ و آل رسولؐ کو اُمت کا مستقل حاکم رکھنا چاہتا تھا ؟ تو پھر بتاؤ کہ آل رسولؐ کو صدقات و زکوٰۃ وخیرات کے اموال سے کیوں محروم کیا گیا ہے ؟ ہے کوئی جو ایک فطری اور عقلی اور انسانی پسند کا جواب دے سکے ؟ اور پھر یہ بتاؤ کہ تم تو یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ رسولؐ اللہ شارع یعنی شریعت بنانے والے نہ تھے حالانکہ اللہ نے بار بار رسولؐ کا اپنے ساتھ ساتھ شریعت سازی کرنا بیان کیا ہے۔ (توبہ ۲۹ / ۹) بہرحال یہ بتاؤ کہ قرآن کی وہ کون سی آیت ہے جس میں اللہ نے رسولؐ اور آل رسولؐ پر صدقات و زکوٰۃ وخیرات کو حرام کیا ہے ؟ اور جس کے ماتحت رسولؐ نے حرام کرنے کا نفاذ کیا ہے ؟ لہٰذا تمہیں ماننا پڑے گا کہ رسولؐ اللہ شارع تھے۔ اور اسی بنا پر تمام کتب حدیث میں آیا ہے کہ:
" محمدؐ کا حلال کیا ہوا قیامت تک حلال ہے یعنی کوئی اسے حرام نہیں کر سکتا اور یہ کہ محمدؐ کا حرام کیا ہوا قیامت تک حرام ہے اسے کوئی حلال نہیں کر سکتا (حلال محمدؐ حلال إلی یوم القیامة وحرام محمدؐ حرام إلی یوم القیامة) پھر یہ بتاؤ کہ وہ اللہ جو سورۂ تحریم (۱ / ۶۶) میں رسولؐ پر خفا ہوا تھا (بقول تمہارے) اس لئے کہ رسولؐ اللہ نے کوئی چیز اپنے اوپر حرام کرلی تھی۔ وہ اللہ کیوں خاموش رہا ؟ اس نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہم نے تجھے صرف اپنی ذات کے لئے بھی کسی چیز کو حرام وحلال کرنے کا اختیار نہیں دیا تو ایک دنیا کی سب سے بڑی نسل پر قیامت تک صدقات و خیرات و زکوٰۃ کو حرام کر دیا ہے۔ یہ کیوں ؟

(۱۲۔ الف) آیت (۶۰ / ۹) کے حکم کو رسولؐ کے بعد ساقط و باطل کر دیا اس لئے کہ تمام صحابہ نے مخالفت پر اتفاق کر لیا تھا۔

اب یہاں یہ بھی دیکھتے چلیں کہ اس آیت میں (۶۰ / ۹) میں مولفۃ القلوب کا صدقات و زکوٰۃ کے اموال میں چوتھے نمبر پر حصہ دینا فرض کیا ہے۔ اور آیت میں مذکورہ آٹھ حصوں میں سے کسی حصہ کو ساقط کرنے کے لئے کوئی شرط اور کوئی صورت نہیں رکھی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ حصے قیامت تک اسلامی حکومت کے ذمہ فرض رہیں گے اور علامہ مودودی کی تحقیق بھی یہی ہے کہ یہ حصے کسی صورت میں تا قیامت ساقط نہیں کئے جا سکتے سنیئے ارشاد ہے کہ: "ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ مولفۃالقلوب کا حصہ قیامت تک کے لئے ساقط ہو جانے کی کوئی دلیل نہیں ہے" (تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۲۰۷)

(۱۲۔ ب) مولفۃالقلوب کے قرآنی حکم اور رسولؐ کے مستقل عمل کے ساتھ کیا سلوک ہوا ؟

اب علامہ ہی کے قلم سے وہ سلوک ملاحظہ فرمائیں جو قومی مسلمان فرقہ کے دانشوروں نے قرآن اور رسولؐ کے ساتھ کیا:
"یہ امر تو متفق علیہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہت سے لوگوں کو تالیف قلب کے لئے وظیفے اور عطیے دیئے جاتے تھے لیکن اس امر میں اختلاف ہو گیا کہ آیا آپؐ کے بعد بھی یہ "مد" باقی رہی یا نہیں امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی رائے یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانے سے یہ "مد" ساقط ہو گئی ہے اور اب مولفۃ القلوب

کو کچھ دینا جائز نہیں ہے ۔ امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ فاسق مسلمانوں کو تالیف قلب کے لئے زکوٰۃ کی مد سے دیا جا سکتا ہے مگر کفار کو نہیں۔ اور بعض دوسرے فقہا کے نزدیک مولفۃ القلوب کا حصہ اب بھی باقی ہے اگر اس کی ضرورت ہو۔ حنفیہ کا استدلال اس واقعہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد عُیَیْنَہ بن حِصن اور اَقرَع بن حابس حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور انہوں نے ایک زمین آپ سے طلب کی آپ نے ان کو عطیہ کا فرمان لکھ دیا انہوں نے چاہا کہ مزید پختگی کے لئے دوسرے اعیان صحابہ بھی اس فرمان پر گواہیاں ثبت کردیں چنانچہ گواہیاں بھی ہو گئیں مگر جب یہ لوگ حضرت عمر کے پاس گواہی لینے گئے تو انہوں نے فرمان کو پڑھ کر اسے ان کی آنکھوں کے سامنے چاک کر دیا اور ان سے کہا کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کی تالیف قلب کے لئے تمہیں دیا کرتے تھے مگر وہ اسلام کی کمزوری کا زمانہ تھا اب اللہ نے اسلام کو تم جیسے لوگوں سے بے نیاز کر دیا ہے اس پر وہ حضرت ابو بکر کے پاس شکایت لے کر آئے اور آپ کو طعنہ دیا کہ خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟ لیکن نہ تو ابو بکر ہی نے اس پر کوئی نوٹس لیا اور نہ دوسرے صحابہ میں سے ہی کسی نے حضرت عمر کی اس رائے سے اختلاف کیا اس سے حنفیہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ جب مسلمان کثیر التعداد ہو گئے اور ان کو یہ طاقت حاصل ہو گئی کہ اپنے بل بوتے پر کھڑے ہو سکیں تو وہ سبب باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے ابتداً مولفۃ القلوب کا حصہ رکھا گیا تھا اس لئے باجماع صحابہ یہ حصہ ہمیشہ کے لئے ساقط ہو گیا۔ " (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ اور ۲۰۷)

(۱۲۔ج) کیا رسولؐ کی قوم اللہ و رسولؐ کے خلاف اپنا ذاتی خود ساختہ مذہب نہ رکھتی تھی؟ کیا انہیں اسلام کے مخالف مسلمان کہنا غلط ہے۔

اگر قارئین انصاف کریں تو وہ سب کچھ عملاً ثابت ہو چکا جو قرآن کریم کہتا چلا آیا اور ہم سمجھاتے اور تشریحات کرتے آ رہے ہیں ۔ یہاں یہ تجزیہ دیکھیئے اور بتائیے کہ اس میں کیا غلط ہے ؟

(۱) اللہ و رسولؐ کے قول قرآن اور عمل سے مولفۃ القلوب کا حصہ آج تک واجب اور فرض ہے (۶۰ / ۹)

(۲) دانشوران قریش نے متفقہ طور پر قرآن اور حدیث و عمل رسولؐ کے خلاف قرآن کے فرض و واجب کو ساقط کر دیا اور اس قوم نے قبول کر لیا جس کی تفصیلات قرآن سے سامنے آتی رہی ہیں یہاں آپ آیت (۳۱ / ۹) اور علامہ مودودی کی تشریح و تائید (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، ۱۸۹ حاشیہ ۳۱) سے یہ دیکھ لیں کہ مسلمانوں کے مخالف فرقہ پر ان کے دانشوران قوم ان کے ارباب من دون اللہ تھے اور قوم نے انہیں اپنا اللہ اور رب مان لیا تھا (سورۂ اعراف کی تشریح ۱۳ ۔ ہ)

(۳) اللہ اور رسولؐ اور قرآن کے فیصلوں پر مخالف فرقہ کے مسلمان عہد رسولؐ میں بھی مطمئن نہ تھے اور اگر ان کی بات مانی جاتی تو انہوں نے بہت سے قرآنی احکامات کو مجتہدانہ طریقہ پر بدل کر نافذ کیا ہوتا لہٰذا بعد وفات رسولؐ جس طرح خمس سے آل رسولؐ کو قرآن کے خلاف محروم کیا اسی طرح مولفۃ القلوب کو محروم کر دیا۔

(۴) یہاں آپ سورۂ فرقان کی آیات (۳۱۔۲۷ / ۲۵) سامنے لائیں کہ ایک دوست مجبور ہو کر دوسرے دوست کے اشاروں پر اللہ و رسولؐ اور قرآن کے بتائے ہوئے راستے کے خلاف چلا جا رہا ہے اور قرآن کو مہجور کرنے کے فوائد سے مالا مال ہو رہے ہیں اور دلیل ان کی ذاتی رائے ہے ۔

(۵) یعنی انہوں نے اللہ کے حکم (۶۰ / ۹) میں یہ اجتہاد کیا کہ مولفۃ القلوب کو اللہ و رسولؐ نے اپنی کمزوری کی وجہ سے دب کر مال و زر سے قابو میں کیا تھا لہٰذا یہ حکم مستقل نہیں تھا جب اللہ اور رسولؐ طاقتور ہو جاتے تو ان کو مال دینا بند کر دیتے لہٰذا ہم بند کرتے ہیں یہی اور اسی قسم کے عذرات یہودی اور عیسائی علما کے پاس بھی تھے جن کی وجہ سے وہ احکام خداوندی کو ساقط اور تبدیل کیا کرتے تھے لیکن اللہ نے ان کی مجتہدانہ عذرات کو مد نظر نہیں رکھا انہیں اپنا مدمقابل رب قرار دیا اور جہنم ان کا ٹھکانہ بتایا ہے (۳۱ / ۹ اور سورۂ اعراف تشریح ۱۳ ۔ ہ)

(۶) اللہ نے مولفۃ القلوب کے لئے یہ نہیں کہا کہ وہ مخالف یا کافر یا منافق لوگ ہیں یہ بھی قومی علما نے خود ہی فیصلہ کیا اور فیصلے ان کے اللہ و رسولؐ اور قرآن کے خلاف ہونا ہی چاہئیں (فرقان ۳۰ / ۲۵)

(۱۳) دانشوران قوم ہی نہیں بلکہ آیت (۶۲ / ۹) سے ساری اُمت کی رضامندی بھی اللہ کے خلاف باطل ہے ۔

ہم یہ دکھاتے چلے آئے ہیں کہ دانشورانِ قوم رسولؐ کی قوم کو اللہ اور رسولؐ کے خلاف متفق کرنے میں دن رات مصروف رہے

تمہارا راضی رہنا کوئی دینی مقام نہیں رکھتا اگر وہ حقیقی مومن ہوتے تو اللہ و رسوؐل کو راضی کرنے کا زیادہ حقدار سمجھ کر رسوؐل کو راضی کرلیتے تو اللہ بھی راضی ہوجاتا (۶۳) کیا انہیں ابھی تک اتنی سی بات بھی معلوم نہیں کہ جو کوئی اللہ اور رسوؐل کے بالمقابل خود حدود اور قوانین گھڑتا ہے اس کے لئے یقینی طور پر جہنم کی آگ میں جلنا اور ہمیشہ اس میں رہنا طے شدہ ہے اور وہ عظیم الشان رسوائی اور ذلت کی بات ہے (۶۴) تمام منافق اس صورت حال سے بچ بچ کر رہتے ہیں کہ کہیں ان کے متعلق کوئی ایسی سورۂ نازل نہ ہو جائے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ منصوبے کو (آل عمران ۳/۱۵۴ ، ۳/۱۱۸) ان کی موجودگی میں سب کے سامنے کھول کر بیان کردے ان سے کہئے کہ تم خوب مذاق اڑاتے رہو یقیناً

لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ

واسطے تمہارے تو کہ راضی کریں تم کو اور اللہ اور رسولؐ اس کا بہت حقدار ہیں

اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝٦٢ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ

الثلٰثة

اس کے کہ راضی کریں اس کو اگر ہیں وہ ایمان والے کیا نہیں جانا انہوں نے

مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ

یہ کہ جو کوئی خلاف کرے اللہ کا اور رسولؐ اس کے کا پس یہ کہ واسطے اس کے ہے

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝٦٣ يَحْذَرُ

آگ دوزخ کی ہمیش رہنے والا بیچ اس کے یہ ہے رسوائی بڑی ڈرتے ہیں

الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ

منافق یہ کہ اتاری جاوے اوپر ان کے کوئی سورۃ کہ خبر دیوے ان کو

بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ

ساتھ اس چیز کے کہ بیچ دلوں ان کے کے ہے کہہ کہ ٹھٹھا کرو تحقیق اللہ

اور سارے مسلمانوں کو اللہ و رسولؐ کے خلاف رضامند کرنے میں کوشاں رہے تاکہ وہ اسلام کو اپنے مجتہدانہ ڈھنگ سے نافذ کریں اور قوم ہی نہیں بلکہ سارے مسلمان ساتھ دیں (جیساکہ اوپر ثابت ہوا) لیکن اللہ نے ساری اُمت کی رضامندی کو لایعنی و بے معنی باطل قرار دیا تھا اور اس کوشش کو حقیقی مومنین اور ایمان کے بھی خلاف بتایا (۶۲ / ۹) جنہیں وہ حلفوں اور اللہ کی قسموں سے اغوا کرتے تھے اور اس طرح اللہ و رسولؐ کے خلاف قانون سازی اور حدبندی کو جہنم کی رسوائی ٹھہرایا۔ (۶۳ / ۹)

(۱۴) رسولؐ کے مخالف مسلمانوں کا رسولؐ اللہ کو مجسم سرتاپا ایک مخصوص کان کہہ کر ایذا دینا ؟؟

آیت (۶۱ / ۹) بتاتی ہے کہ وہ لوگ جو رسولؐ اللہ کو ایک سرتاپا کان کہہ کر ایذا دیتے تھے وہ مومنین ہی میں سے تھے اس لئے کہ اللہ نے ان کے جواب میں یہ مان لیا کہ رسولؐ اللہ (ایسا کان ہیں جو کائنات میں بلند ہونے والی ہر آواز کو سنتے اور سمجھتے ہیں مگر) تمہارے ہی لئے بھلائیاں فراہم کرنے کے لئے ایسا کان بنائے گئے ہیں اور تم مومنین میں سے بعض کے لئے رحمت بھی ہیں یعنی تم وہ مومن نہیں جن پر رحمت نازل ہوا کرے بلکہ تم جہنمی مومن ہو ۔

(۱۵) منافقوں کا ذکر ، قومی منصوبہ اور جاسوسی کے جال کے بکھرنے کا اندیشہ ۔

لفظ منافق کے معنی اور اصطلاح کا مطلب واضح ہوتا رہا ہے ۔ یہاں سے مومنین کے ساتھ ان کے مرکزی رابطہ کا ذکر شروع ہوتا ہے جو صورت حال قرآن سے ثابت ہو چکی اس کے مطابق مشرک مرکز مکہ میں تھا اور مسلح مزاحمت کرتا رہا اس نے حفظ ماتقدم کے لئے اعلان بعثت کے قبل ہی سے اپنے ماہرین مذہب و سیاست کو خاندان نبوت سے راہ و رسم رکھنے دوستی بڑھانے اور اعلان نبوت کے ساتھ ہی بتدریج مسلمان بن کر نقل و حرکت اور ان کی تحریک پر نظر رکھنے پر تعینات کر دیا تھا ۔ ان ماہرین نے اسلام کے ہر حکم اور رسولؐ کے ہر اقدام کو مجتہدانہ انداز سے قوم میں پھیلایا اور لوگ اسی اجتہادی مذہب کو اسلام سمجھ کر اختیار کرتے رہے مدینہ میں منتقل ہو جانے کے بعد اس نے اپنا رابطہ جاسوسوں کے ذریعہ بحال رکھا یہ جاسوس منافق کہلاتے تھے اور اپنی ڈیوٹی پوری کر کے واپس چلے جاتے تھے ان میں سے بعض مجتہدانہ مذہب کو اختیار بھی کرلیتے تھے یہاں اس آیت (۶۴ / ۹) میں اسی

اللّٰهَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ ﴿٦٤﴾ وَ لَئِنۡ

نکالنے والا ہے اس چیز کا کہ ڈرتے ہو نکالنے اس کے سے اور البتہ اگر

سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ

پوچھے تو ان سے البتہ کہیں گے سوائے اس کے نہیں کہ ہم بحث کرتے

وَ نَلۡعَبُ ؕ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوۡلِهٖ

اور کھیلتے تھے کہہ کیا ساتھ اللہ کے اور نشانیوں اس کی کے اور رسولؐ اس کے

كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ

کے ہو تم ٹھٹھا کرنے والے مت عذر کرو تحقیق کافر ہوئے تم پیچھے

اِيۡمَانِكُمۡ ؕ اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡكُمۡ نُعَذِّبۡ

ایمان اپنے کے اگر معاف کریں ہم ایک جماعت کو تم میں سے عذاب کریں

طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿٦٦﴾ ع اَلۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ

گے ہم ایک جماعت کو بسبب اس کے کہ تھے وہ گنہگار منافق مرد اور

اَلۡمُنٰفِقٰتُ بَعۡضُهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمُنۡكَرِ

منافق عورتیں بعضے ان کے بعضوں سے ہیں حکم کرتے ہیں ساتھ نامعقول کے

وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَقۡبِضُوۡنَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ نَسُوا

اور منع کرتے ہیں معقول سے اور بند کرتے ہیں ہاتھوں اپنے کو بھول گئے

ع ٨ ١٤ — وقف لازم

اللہ اس پوشیدہ منصوبے کو تمہاری زبان سے باہر نکال کر رہے گا جس کو تم ظاہر کرنے سے بچ بچ کر رہ رہے ہو (٦٥) اور اے نبیؐ اگر آپ ان کی باتوں پر اعتراض کرو گے تو وہ ضرور یہ جواب دیں گے کہ جناب ہم تو بطور تفریح بحث و مباحثہ میں فرضی (بفرض محال کی طرح) فریق بن کر ایک دوسرے پر الزام قائم کر رہے تھے جو ہنسی مذاق سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا ان سے کہو کہ کیا تم اللہ قرآن اور رسُول پر بھی اپنی فرضی بحثوں میں تفریح اور ہنسی مذاق کرتے ہو؟ (٦٦) اب بہانہ سازیاں چھوڑ دو تم ایمان لا چکنے کے بعد حق پوش بن گئے ہو اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو نظر انداز کردیا ہے تو دوسرے گروہ کو ضرور عذاب دیں گے اس حقیقت کی بنا پر کہ تم برابر جرائم کرتے اور مجرم بنتے رہے (٦٧) رہ گئے منافق مرد اور منافق عورتیں وہ بھی سب کے سب آپس میں ایک دوسرے کے مددگار اور مربوط ہیں وہ بھی اللہ کو نظر انداز کرکے اللہ کی پسند کے خلاف احکام نافذ کرتے ہیں اور اس کی پسندیدہ چیزوں سے منع کرتے رہتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو باندھے رکھتے ہیں اس لئے اللہ نے

جاسوس گروہ کی بات ہو رہی ہے ان کے لئے کہا گیا ہے کہ انہیں ہر لحہ یہ اندیشہ ستاتا رہتا ہے کہ کہیں کوئی سورۂ یا آیت ایسی نازل نہ ہو جائے کہ جو اُن کا راز فاش کردے اور ادھر اپنے مرکز میں بد احتیاطی کا جرم عائد ہو جائے اور ادھر مسلمانوں میں بھی ذلت و رسوائی کا سامان ہوجائے یہی گروہ ہے جسے اسلامی حقائق اور اللہ و رسولؐ کا مذاق اڑانے والا قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جاسوس اپنے مرکز مکہ سے جو دلائل اور بحثیں لے کر آتے تھے یا مدینہ کے یہودی مرکز سے حاصل کرتے تھے ان کو حقیقی مومنین کی عوام میں پھیلاتے تھے تاکہ یوں تبلیغ کرکے مسلمانوں کے اس فرقہ کی تعداد بڑھائی جاتی رہے جسے اللہ و رسولؐ اپنا مخالف مسلمان فرقہ قرار دیتے ہیں (انفال ٧-٥ / ٨) ان ہی کا یہ عذر ہے کہ بحث و مباحثہ میں تو مخالفانہ باتیں ہو ہی جاتی ہیں مگر ہم سنجیدگی سے مخالفت نہیں کر رہے تھے ان سے کہا گیا کہ فرضی بحثوں میں بھی اللہ اور رسولؐ پر تنقید کرنا غلط ہے (٦٥ / ٩) لہٰذا ان کے اس ماہرانہ ومجتہدانہ ومولویانہ عذر کو رد کرتے ہوئے ان پر حق پوشی کا فتویٰ لگا دیا اور بصورت توبہ معافی ورنہ عذاب کی خبر سنا دی (٦٦ / ٩) لہٰذا یہ جاسوس لوگ قومی مسلمانوں کے مددگار تھے۔ بعض ان کے ہم عقیدہ تھے بعض پکے مشرک تھے۔

(١٥-الف) منافق لوگ بھی اللہ و رسولؐ کے مخالف مسلمانوں کے فرقے (٧-٥ / ٨) کو مجتہدانہ عقائد پہنچاتے تھے۔

آیت (٦٧ / ٩) سے ثابت ہے کہ مشرکوں کے مرکز اور قومی مسلمانوں کے مابین رابطہ رکھنے والا منافق گروہ بھی ان ہی

اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾

خدا کو پس بھول گیا ان کو اللہ یعنی محروم رکھا رحمت سے تحقیق منافق وہی ہیں فاسق

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ

وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور کافروں کو آگ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ

دوزخ کا ہمیش رہنے والے ہوں گے بیچ اس کے وہی کفایت ہے ان کو اور

بھی انہیں نظر انداز کر دیا ہے کہ وہ بھی خالص کلام اللہ سے احکام نافذ نہ کرنے والے فاسق ہیں (۴۷ / ۵) (۶۸) اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کے لئے جہنم کی آگ کا وعدہ کر رکھا ہے وہ اس میں ہمیشہ جلیں گے اور ان کے حسب حال جہنم ہی ہے اور اللہ نے ان تینوں گروہوں کو ملعون قرار

عقائد کو مضبوط کرتا تھا جو رسولؐ کے خلاف مسلمان مرکز مومنین میں پھیلانا چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ آیت انہیں منافق کہنا کافی نہیں سمجھتی بلکہ پہلے یہ بتاتی ہے کہ وہ جاسوسوں یا منافقوں کا گروہ اللہ و رسولؐ کے خلاف احکامات جاری کرتا رہتا ہے۔ اور پھر انہیں فاسق کا لقب دے کر یہ بتاتی ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے کہا گیا ہے کہ:

۱۔ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ المائدۃ ۲۔ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ المائدۃ ۳۔ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَـٰسِقُونَ ﴿٤٧﴾ المائدۃ	جو کوئی کلام اللہ سے احکام نافذ نہ کرے۔ ۱۔ وہی لوگ کافر ہیں۔ ۲۔ وہی لوگ ظالم ہیں۔ ۳۔ وہی لوگ فاسق ہیں۔

یعنی یہ وہی گروہ ہیں جو مدینہ میں مسلمانوں کے مخالف فرقہ کو اسلام کے نام پر مجتہدانہ اصول و قواعد و ضوابط لا کر فراہم کرتا ہے۔ اور اس گروہ میں کچھ عورتیں بھی مرکز میں کام کر رہی ہیں اور اگلی آیت (۶۸ / ۹) میں منافق مردوں اور منافق عورتوں کے ساتھ ساتھ کافروں کو بھی شامل کر دیا اور یوں مکہ کے قریشی مرکز اور مدینہ کے یہودی و عیسائی مرکز کا پورا گٹھ جوڑ سامنے رکھ دیا ہے ان دونوں مرکزوں سے قومی لیڈر، راہنمائی اور مالی و افرادی مدد لے رہے ہیں (۴۴ / ۵)

(۱۵۔ب) رسولؐ کی قوم کے مسلمانوں کے مانند پہلی اُمتوں میں بھی حق پوش اور ان کے جاسوس موجود تھے۔

یہاں تک مومنین کی سمجھ میں یہ بات آجانا چاہئے تھی کہ قریشی اسکیم نے لفظ کافر اور منافق اور مشرک سے فائدہ اٹھانے کے لئے چودہ سو سال مسلسل محنت کی مغالطے پھیلائے حالانکہ یہ تینوں لفظ ایک ہی شخص میں جمع ہو سکتے ہیں اور وہ شخص کسی بھی مذہب کا فرد ہوسکتا ہے مثلاً ایک یہودی بیک وقت کافر و مشرک و منافق ہوسکتا ہے لیکن اس کا مستقل مذہبی نام یہودی یا مسلمان بدستور برقرار رہے گا جس طرح ایک زانی، ڈاکو اور جھوٹے کو اس کے زنا، ڈاکے اور جھوٹ کے باوجود لوگ مسلمان یا یہودی ہی کہیں گے اور پکاریں گے اسی طرح کفر و شرک ونفاق کے باوجود انہیں یہودی یا مسلمان ہی کہا جائے گا۔ اس کے اعمال و افکار سے اس وقت تک اس کا مذہبی نام نہ بدلے گا جب تک وہ خود اعلان نہ کرے کہ اس نے فلاں مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور فلاں اختیار کرلیا ہے۔ لہٰذا تمام قریش مسلمان تھے، کافر حق پوشی کی وجہ سے کہلائے، مشرک اپنے بزرگوں کو بلا سلطانی دلیل دین میں گھسانے پر کہلائے اور منافق اس لئے کہلائے کہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور لہٰذا ان آیات (۶۷۔۶۸ / ۹) میں ان تینوں جرائم میں مبتلا لوگوں کو جہنمی اور لعنتی قرار دیا گیا ہے اور آیت (۶۹ / ۹) میں سابقہ اُمتوں میں بھی مجتہدین اور دین میں موشگافیاں کرنے والوں کا گزرتے رہنا دکھایا ہے اور یہ کہ وہ لوگ مکہ کے مسلمانوں سے کہیں زیادہ قوت و قدرت کے مالک تھے لیکن چندروزہ دنیا کما کر آخر تباہ ہوتے گئے۔

(۱۵۔ج) کفر وظلم یعنی شرک اور فسق کا بیک وقت مسلمانوں میں موجود ہونا علامہ مودودی کی مثال۔

اگر آپ مذاہب عالم یا مذاہب عرب کی فہرست دیکھیں گے (کتاب الملل و النحل) تو آپ کو اس فہرست میں نہ "مذہب کفر" کے نام سے کوئی مذہب ملے گا نہ "مذہب شرک" کا پتہ ملے گا نہ کوئی مذہب فسق ہی کا نشان پایا جائے گا اس کے برعکس

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِيْنَ

لعنت کی ہے ان کو اللہ نے اور واسطے ان کے عذاب ہے دائم مانند ان لوگوں کے

مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ

کہ تھے پہلے تم سے تھے اشد تم سے قوت میں اور زیادہ مال میں اور

دے رکھا ہے ۔ اور اسی لئے ان کے واسطے دائمی عذاب ہے (٦٩) اسی طرح جس طرح تم سے پہلے کے منافق مرد و عورت اور کافر تھے جو تم سے قوت میں بھی بہت شدت رکھتے تھے اور ان کے پاس تم سے کہیں زیادہ مال و دولت تھی اور

ہر مذہب کی تاریخ میں اس کے اندر کفر وشرک وفسق ضرور پایا جائے گا یہی نہیں بلکہ کسی بھی مذہب کے ایک ہی فرد میں یہ تینوں چیزیں مختلف اوقات میں پائی جائیں گی ۔ ذرا علامہ مودودی کی بات سنئے تو بات صاف ہوجائے فرماتے ہیں کہ :

”یہاں (مائدہ ۴۷، ۴۵، ۴۴ / ۵) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حق میں جو خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں تین حکم ثابت کئے ہیں ایک یہ کہ وہ کافر ہیں ، دوسرے یہ کہ وہ ظالم ہیں ، تیسرے یہ کہ وہ فاسق ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو انسان خدا کے حکم اور اس کے نازل کردہ قانون کو چھوڑ کر اپنے یا دوسرے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر فیصلہ کرتا ہے وہ دراصل تین بڑے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے اولاً اس کا یہ فعل حکم خداوندی کے انکار کا ہم معنی ہے اور یہ کفر ہے۔ ثانیاً اس کا یہ فعل عدل وانصاف کے خلاف ہے ، کیونکہ ٹھیک ٹھیک عدل کے مطابق جو حکم ہو سکتا تھا وہ تو خدا نے دے دیا تھا ، اس لئے جب خدا کے حکم سے ہٹ کر اس نے فیصلہ کیا تو ظلم کیا۔ تیسرے یہ کہ بندہ ہونے کے باوجود جب اس نے اپنے مالک کے قانون سے منحرف ہوکر اپنا یا کسی دوسرے کا قانون نافذ کیا تو درحقیقت بندگی و اطاعت کے دائرے سے باہر قدم نکالا اور یہی فسق ہے۔ یہ کفر اور ظلم اور فسق اپنی نوعیت کے اعتبار سے لازماً انحراف از حکم خداوندی کی عین حقیقت میں داخل ہیں ۔ ممکن نہیں ہے کہ جہاں وہ انحراف موجود ہو وہاں یہ تینوں چیزیں موجود نہ ہوں ۔ البتہ جس طرح انحراف کے درجات و مراتب میں فرق ہے اس طرح ان تینوں چیزوں کے مراتب میں بھی فرق ہے ۔ جو شخص حکم الٰہی کے خلاف اس بنا پر فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کو غلط اور اپنے یا کسی دوسرے انسان کے حکم کو صحیح سمجھتا ہے وہ مکمل کافر اور ظالم اور فاسق ہے ۔ اور جو اعتقاداً حکم الٰہی کو برحق سمجھتا ہے ۔ مگر عملاً اس کے خلاف فیصلہ کرتا ہے ۔ وہ اگرچہ خارج از ملت تو نہیں مگر اپنے ایمان کو کفر ، ظلم اور فسق سے مخلوط کر رہا ہے ۔ اسی طرح جس نے تمام معاملات میں حکم الٰہی سے انحراف اختیار کرلیا ہے ۔ وہ تمام معاملات میں کافر و ظالم اور فاسق ہے ۔ اور جو بعض معاملات میں مطیع اور بعض میں منحرف ہے ۔ اس کی زندگی میں ایمان و اسلام اور کفر و ظلم و فسق کی آمیزش ٹھیک ٹھیک اسی تناسب کے ساتھ ہے جس تناسب کے ساتھ اس نے اطاعت اور انحراف کو ملا رکھا ہے بعض اہل تفسیر نے ان آیات (مائدہ ۴۴، ۴۵، ۴۷ / ۵) کو اہل کتاب کے ساتھ مخصوص قرار دینے کی کوشش کی ہے مگر کلام الٰہی کے الفاظ میں اس تاویل کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں اس تاویل کا بہترین جواب وہ ہے جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیا ہے ۔ ان سے کسی نے کہا کہ یہ تینوں آیتیں تو بنی اسرائیل کے حق میں ہیں ۔ کہنے والے کا مطلب یہ تھا کہ یہودیوں میں سے جس نے خدا کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کیا وہی کافر وہی ظالم اور وہی فاسق ہے ۔ اس پر حضرت حذیفہ نے فرمایا :

نعم الاخوة لکم بنی اسرائیل ان کانت لهم کل مُرّة ولکم کل حلوة کلّا و الله لتسلکن طریقهم قدر الشراك ۔

”کتنے اچھے بھائی ہیں تمہارے لئے یہ بنی اسرائیل کہ کڑوا کڑوا سب ان کے لئے ہے اور میٹھا میٹھا سب تمہارے لئے ! ہرگز نہیں ، خدا کی قسم تم ان ہی کے طریقہ پر قدم بقدم چلو گے“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۷۵-۴۷۶)

(۱۵ ۔ د) آیت (۶۹ / ۹) میں بھی علامہ کی تصدیق اور قریشی مذہب کی تائید اور اجتہاد موجود ملتا ہے ۔

علامہ مودودی کا یہ بیان ہماری بحث کو نہ صرف ثابت کرتا ہے بلکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ تصدیق ہو جاتی ہے کہ رسولؐ کی قوم کے مخالف مسلمان قیامت تک مسلمان رہتے ہوئے اپنے اجتہادی احکام پر چلتے اور ظالم و کافر و فاسق رہتے اور یہود و نصاریٰ کی پیروی کرتے چلے جائیں گے اور یہ وہی حقیقت ہے جو رسولؐ اللہ نے بھی بیان کی ہے (بخاری)

اولاد میں بھی تم سے زیادہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کردار کے مطابق منافع اندوزی کی اور اے رسوؐل کی قوم تم نے بھی اپنی کرتوت سے فائدہ اٹھانا ہے تاکہ تمہیں بھی تمہارا حصہ مل جائے جیسا کہ ان لوگوں نے فائدہ اٹھایا تھا جو تم سے پہلے تمہاری طرح کے فاسقوں نے اپنی کمائی سے اٹھایا تھا اور تم بھی ان ہی کی طرح مجتہدانہ بحثوں اور موشگافیوں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو جیسے انہوں نے اجتہاد سے فائدہ اٹھایا تھا سنو وہی لوگ ہیں جن کے تمام اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوئے اور وہ لوگ نقصان ہی نقصان میں رہے (۷۰) کیا ان قریشی مسلمانوں کو اپنے سے پہلی نسل کے لوگوں کی خبریں نہیں پہنچی ہیں؟ قوم نوحؑ کی حالت اور عاد اور ثمود جیسی اقوام کی سرگزشت اور ابراہیمؑ کی قوم کے حالات اور مدین کے باشندوں پر جو کچھ گزری اور

اَوۡلَادًا ؕ فَاسۡتَمۡتَعُوۡا بِخَلَاقِهِمۡ فَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ

اولاد میں پس فائدہ اٹھایا انہوں نے ساتھ حصے اپنے کے پس فائدہ اٹھایا تم نے

بِخَلَاقِكُمۡ كَمَا اسۡتَمۡتَعَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ

بھی ساتھ حصے اپنے کے جیسا فائدہ اٹھایا ان لوگوں نے جو پہلے تم سے تھے

بِخَلَاقِهِمۡ وَ خُضۡتُمۡ كَالَّذِىۡ خَاضُوۡا ؕ اُولٰٓئِكَ

ساتھ حصے اپنے کے اور بحث کی تم نے جیسے بحث کی تھی انہوں نے یہ لوگ

حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَ الۡاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

کھوئے گئے عمل ان کے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور یہ لوگ وہ ہیں

الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمۡ يَاۡتِهِمۡ نَبَاُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَوۡمِ

ٹوٹا پانے والے کیا نہیں آئی ان کو خبر ان لوگوں کی کہ پہلے ان سے تھے قوم

نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ ۙ وَ قَوۡمِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اَصۡحٰبِ مَدۡيَنَ وَ

نوحؑ کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیمؑ کی اور رہنے والوں مدین کی اور

اور قرآن تو آپ کے سامنے ہے اور آیت (۶۹ / ۹) اس سلسلہ اجتہاد کو سابقہ اقوام تک مسلسل کرتی ہے اور ایک کلیدی لفظ وَخُضۡتُمۡ مخالف مسلمانوں کے لئے اور دوسرا ” خَاضُوۡا “ سابقہ اقوام کے لئے بول کر بات واضح کر دیتی ہے یعنی نہ تو قریشی مسلمان احکام خداوندی پر من وعن عمل کرتے تھے نہ ان کی استاد اقوام ایسا کرتی تھیں یہ دونوں کلام اللہ پر پہلے غور وخوض کرتے تھے اور اس کے بعد کلام اللہ سے ایسا حکم یا احکامات نکالتے تھے جو موزوں ترین صورت میں ان کے مقاصد اور مصالح کو برقرار رکھے قارئین یہ نوٹ کرلیں کہ سابقہ اقوام بھی اور رسولؐ کا مخالف اسلامی فرقہ (۷۔۵ / ۸) بھی حسب ذیل عقائد رکھتا تھا۔

(۱) وہ اسلام کے تمام نمایاں عقائد رکھتے تھے اور اسی لئے انہیں مومنین کہا گیا ہے۔ (۲) انہوں نے ان عقائد کو اپنی عقل وبصیرت کے ماتحت اختیار کیا تھا قرآن کے الفاظ کے ماتحت نہیں۔ (۳) عقائد کی طرح وہ احکام پر اس طرح عمل کرتے تھے کہ عقائد و احکام میں جہاں کوئی ایسا لفظ ہوتا تھا جس سے ان کی مصلحت اور عقل کے خلاف بات بنتی ہو وہاں اس لفظ کے معنی یا منشا کو بدل کر درست کرلیتے تھے اسی لئے خمس اور مؤلفۃالقلوب کے حصوں کو بند کر دیا تھا اور اسی طرح تمام عقائد واحکام کو بدل کر اختیار کیا تھا۔ (۴) ان میں بعض لوگ مکمل کافر بھی تھے۔ یعنی ظلم وکفر وفسق میں آخری درجہ پر تھے۔ لیکن ان کی کثرت اللہ اور اس کی تمام صفات واحکام پر یقین رکھتی تھی مگر رسولؐ کو غلط کار اور عام انسانوں ایسا خاطی انسان یقین کرتی تھی۔ اور اسی لئے رسولؐ اللہ والے دین کو اجتہادی اصلاح کر کے اختیار کیا تھا ان چاروں صورتوں پر قرآن از اوّل تا آخر گواہ ہے اور مسلمان علما کی کثرت اسلام کو اجتہاد کے ماتحت اختیار کرنے کی قائل اوراس پر عملاً گواہ ہے اگر واقعی اسلام کے نام پر کل کوئی قانون جاری ہوا تو ملک اور دنیا کا ہر شخص خود گواہی دے گا کہ وہ قانون از سر تا پا اجتہاد کا پلندہ ہو گا قرآن کے تمام بنیادی احکام نظر انداز کر دیئے جائیں گے اور وہ وہی کچھ ہوگا جو سابقہ مجتہدین نے تیار کیا تھا۔ اس قرآن کا نام بھی ہو گا قرآن کے مفاہیم بھی ہوں گے لیکن اس پر جو تعمیر کی جائے گی اس کا قرآن سے کم اور قومی وملکی مصلحتوں سے زیادہ تعلق ہوگا انتظار کریں ہم بھی آپ کے ساتھ منتظر ہیں۔

الْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

بستیوں الٹی گیوں یعنی قوم لوط کی آئے ان کے پاس پیغمبر ان کے ساتھ دلیلوں کے

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾

پس نہ تھا اللہ کہ ظلم کرے ان لوگوں کو و لیکن تھے وہ جانوں اپنی کو ظلم کرتے

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ

وقف لازم

اور ایمان والے اور ایمان والیاں بعض ان کے دوست ہیں بعض کے

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ

حکم کرتے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہیں برائی سے اور قائم رکھتے ہیں

الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ

نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو اور فرمانبر داری کرتے ہیں اللہ کی اور رسولؐ اس کے کی

اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ

یہ لوگ شتاب رحم کرے گا ان کو اللہ تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا وعدہ کیا ہے

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اللہ نے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں

ان بستیوں کی مصیبت معلوم نہیں ہوئی جو آج تک الٹی پڑی ہیں اور ان سے دور بھی نہیں ہیں ۔ مختصراً پھر سن لو کہ ان سب اقوام کے پاس ان کے رسوؐل آتے رہے اور ان کی ہدایت کے لئے بہت واضح دلائل اور معجزات پیش کرتے رہے اور اللہ تو ایسا تھا ہی نہیں کہ ان میں سے کسی پر ظلم کرتا مگر انہوں نے رسوؐلوں کی اطاعت نہ کرکے اپنی جانوں پر خود ہی ستم توڑے (۷۱) رہ گئے ان اقوام کے یا آج کے مومنین اور مومنات وہ تو نظام ولایت سے آپس میں مربوط ہیں اور اسی لئے ہر عالمی اچھائی کے کرنے کا حکم دیتے ہیں اور ہر ناپسندیدہ عمل سے روکتے ہیں اور نمازیں قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اللہ کے رسوؐل کی یکساں اطاعت کرتے ہیں وہی حضرات ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرنے والا ہے بلاشبہ اللہ ہر طرح غالب رہنے والا حکیم ہے (۷۲) اللہ نے مومنین اور مومنات سے ایسی جنتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ سب ان جنتوں

(۱۶) آیت (۷۱ / ۹) میں دونوں قسم کے مومنین کا فرق ایک سادہ سی صورت ۔ قارئین ذرا سی زحمت گوارا فرما کر یہ دیکھیں کہ اللہ نے قومی قسم کے مسلمانوں کی ذہنیت وغیرہ کا بیان آیت (۶۱ / ۹) سے شروع کرکے آیت (۷۰ / ۹) تک ان کی تمام قسمیں اور حالتیں بیان کی ہیں ۔ اس کے بعد آیت (۷۱ / ۹) میں حقیقی مومنین کا ذکر اسی انداز اور ان ہی بنیادوں پر کیا ہے جیسا کہ منافقوں کا تذکرہ آیت (۶۷ / ۹) میں کیا ہے ۔ ذرا اس کا دوبارہ مقابلہ کر کے دیکھیں کہ وہاں : (۱) منافق مردوں اور عورتوں کا ذکر آیا تو یہاں (۷۱ / ۹ میں) مومنین اور مومنات مذکور ہیں ۔ (۲) منافق مرد و عورت آپس میں ہم آہنگ و مربوط ہیں یعنی ایک نظام کے ماتحت ہیں (۶۷ / ۹) اور ادھر مومنین و مومنات بھی نظام ولایت سے وابستہ، ہم آہنگ و مربوط ہیں (۷۱ / ۹) (۳) منافقین اللہ و رسولؐ کے خلاف امر و نہی (DO ' S & DON ' TS) کرتے ہیں (۶۷ / ۹) اور حقیقی مومنین عین اسلامی احکامات نافذ کرتے ہیں (۷۱ / ۹) (۴) قومی مسلمانوں کو مخالف احکام نافذ کرنے کی بنا پر فاسق قرار دے کر یہ بتایا کہ ان کے احکامات خالص مُنَزّل مِن اللہ سے نہیں بلکہ اجتہادی ہوتے ہیں (۶۷ / ۹) اس لئے وہ جہنمی ہیں (۶۸۔۶۷ / ۹) اور حقیقی مومنین اللہ و رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں اس لئے ان کے حصے میں رحمت، رضائے خداوندی اور جنت آئی۔ (۷۲۔۷۱ / ۹)

اس تقابلی مطالعہ سے جو بنیادی بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ قومی مسلمان رسولؐ اللہ کے اطاعت شعار نہیں ہیں ان کا رابطہ آپس میں ہے ان کا نظام رسولؐ اللہ سے الگ تھلگ ہے ۔ اور ان کا اسلام رسولؐ کے اسلام کا مخالف ہے ۔

(۱۶ ۔ الف) اللہ، رسولؐ کے ساتھ اور رسولؐ اللہ ، اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور واحد کی ضمیر کا نمونہ ۔

قارئین کرام قرآن میں جہاں جہاں اور جس جس معاملہ میں آپ اللہ کے ساتھ اس کے رسولؐ کا بلا فاصلہ ذکر پائیں تو جس

میں ہمیشہ رہیں گے ان سدا بہار باغوں میں ان کے لئے پاکیزہ اور پسندیدہ قیام گاہیں ہیں اور بہت ہی بڑی بزرگی یہ ہوگی کہ ان سب کو اللہ کی خوشنودیاں اور رضامندیاں حاصل ہوں گی ۔اور وہ بہت عظیم الشان کامیابی ہے (۷۲) اے نبیؐ اب آپؐ کافروں اور منافقوں دونوں پر سختی شروع کر دیں اور ان سے اعلان جنگ کر دیں اب تو ان دونوں کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے اور وہ بد ترین منزل ہے پڑاؤ ڈالنے والوں کے لئے (۷۴) یہ دونوں گروہ اپنی صفائی میں خدا کی قسمیں اور حلف اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی لیکن بلا شبہ انہوں نے کلمہ کفر کہا ہے اور اسلام لا چکنے کے بعد

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ

ہمیش رہنے والے بیچ اس کے اور گھر پاکیزہ بیچ بہشتوں عدن کے اور رضامندی

مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۷۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ

ع ۹ ۱۵

طرف اللہ کی سے بہت بڑی یہ وہ ہے مراد پانا بڑا اے نبیؐ جہاد کر

الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ

کافروں سے اور منافقین سے اور سختی کر اوپر ان کے اور جگہ رہنے ان کے کی

جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۷۳﴾ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

دوزخ ہے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے کہ

مَا قَالُوْا ؕ وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ

نہیں کہا اور البتہ تحقیق کہا ہے انہوں نے کلمہ کفر کا اور کافر ہوئے پیچھے

سلسلے میں وہ ذکر ہو گا اس میں آپ دیکھیں گے کہ اللہ اپنے رسولؐ کو اس معاملہ میں اپنا شریک رکھتا ہے۔ مثلاً فرمایا گیا کہ: (۱) (وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴿۷۱﴾ التوبة) وہ مومنین اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں یہاں اللہ نہ صرف رسولؐ کو اپنی اطاعت میں شریک کرتا ہے بلکہ اس شرکت کو مان کر دونوں کی اطاعت کرنے والوں کو رحمت و جنت و خوشنودی عطا کرتا ہے (۷۲۔۷۱ / ۹) (۲)"بہت جلد اللہ اور اس کا رسولؐ اپنے فضل سے دیں گے" (۵۹ / ۹) یہاں اللہ اپنے عطیات میں اور اپنے فضل میں آنحضرتؐ کو شریک کرتا ہے (۷۴ / ۹) (۳)"جو اللہ و رسولؐ کے مقابلہ میں حدود و قوانین نافذ کرے وہ جہنمی ہے" (۶۳ / ۹) یہاں قانون سازی میں شریک کیا ہے ۔ (۴)"اللہ اور رسولؐ جو چیز حرام کر دیں اسے حرام سمجھنا لازم ہے" (۲۹ / ۹) حرام و حلال کرنے میں شریک رکھا ہے۔ چونکہ عرب کے نہایت مکار اور کمینہ سیاسی لیڈروں کے ایسے حربوں سے محفوظ رہنا تھا جن سے وہ عوام الناس کو بھڑکا سکیں اس لئے اللہ نے رسولؐ کے ساتھ خود کو شریک رکھا ہے ورنہ عملی حقیقت یہی ہے کہ اللہ کی اطاعت و عبادت وغیرہ براہ راست نہیں ہو سکتی۔ رسولؐ کی اطاعت اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے سے اللہ کی اطاعت و عبادت ممکن ہے ورنہ نہیں ۔ بلکہ رسولؐ کے علاوہ ایسا کوئی اور ذریعہ بھی ممکن نہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ فلاں حکم واقعی اللہ کا ہے یا نہیں اس لئے اللہ کہیں کہیں ایسی باتیں کہتا جاتا ہے جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے مثلاً فرمایا کہ : " اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ حقدار ہیں کہ ان کی خوشنودی و رضا مندی حاصل کی جائے چنانچہ "اَنْ یُّرْضُوْهُمَا" ان دونوں کو راضی کرو نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ "اَنْ یُّرْضُوْهُ" تنہا رسولؐ کو راضی کرلو اللہ راضی ہو جائیگا۔ (۶۲ / ۹) پھر یہ نہیں کہا کہ۔ مِنْ فَضْلِهِمَا" ان دونوں کے فضل سے غنی ہوئے بلکہ یہ کہا کہ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ اس اکیلے رسولؐ کے فضل نے غنی کیا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر چیز جس کی رسولؐ اللہ کو قدرت دی تھی، اس میں اپنا شریک بھی رکھا اور تنہا رسولؐ کو اپنی جگہ ضمیر واحد سے فاعل بھی بتایا۔ مگر دیکھو موت و حیات میں نہ اپنا شریک کیا نہ تنہا ان سے یہ کام لیا۔

(۱۷) آیت (۷۳ / ۹) منافق ہی نہیں بلکہ ان کے مرکز نے بھی سرکشی بند کرکے جنگ و قتل سے جان بچالی۔

حضرت علی علیہ السلام نے سورۂ توبہ کا چیلنج جس دبدبہ ، صولت و سنجیدگی سے پیش کیا تھا۔ اس نے مرکز کفر و شرک کی ہمتیں چھڑا دی تھیں وہ مہینوں خواب میں ڈرتے رہے ۔ بہر حال سارا مخالف محاذ دم دبا کر اپنے تیار کردہ مومنین کے سہارے دن گزارتا اور رسولؐ کی وفات کا انتظار کرتا رہا۔ ہر طرف سکون و سنجیدگی چھا گئی تاکہ آیت (۷۳ / ۹) پر عمل کرکے موت کے گھاٹ نہ اتار دیا جائے لہٰذا ہر طرف نہایت مصلحت بینی اور عاجزی کا دور دورہ تھا۔ اور رسولؐ کی زندگی کے کل چودہ مہینے باقی تھے ۔

(۱۷ ـ الف) علامہ مودودی کے قلم سے منافقین کا وجود اور ان کا مشن اور ان کی قسمیں وغیرہ ؟

یہاں علامہ کی زبردستیاں سامنے لانا ضروری ہوگیاہے تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ جن لوگوں کو منافق کہاجاتاہے وہ اسی قسم کے مسلمان تھے جیسا کہ ہم بتاتے اور قرآن سے دکھاتے آرہے ہیں سنئے۔

(۱) منافق کب ظاہر ہوئے اور ان کا مذہب کیا تھا؟ "اگر چہ نفاق کے ابتدائی آثار مکہ کے آخری زمانہ میں بھی نمایاں ہونے لگے تھے ۔ مگر وہاں صرف اس قسم کے منافق پائے جاتے تھے جو اسلام کے برحق ہونے کے تو معترف تھے اور ایمان کا اقرار بھی کرتے تھے لیکن اس کے لئے تیار نہ تھے کہ حق کی خاطر اپنے مفاد کی قربانی اور اپنے دنیوی تعلقات کا انقطاع اور ان مصائب و شدائد کو بھی برداشت کرلیں جو اس مسلک حق کو قبول کرنے کے ساتھ ہی نازل ہونے شروع ہو جاتے تھے۔ مدینہ پہنچ کر اس قسم کے منافقوں کے علاوہ چند اور قسموں کے منافق بھی اسلامی جماعت میں پائے جانے لگے ۔ ایک قسم کے منافق وہ تھے جو قطعاً اسلام کے منکر تھے اور محض فتنہ برپا کرنے کے لئے جماعت مسلمین میں داخل ہو جاتے تھے (ان کا مقصد نہیں بتایا ؟احسن) دوسری قسم کے منافق وہ تھے جو اسلامی جماعت کے دائرہ اقتدار میں گھر جانے کی وجہ سے اپنا مفاد اسی میں دیکھتے تھے کہ ایک طرف مسلمانوں میں بھی اپنا شمار کرائیں اور دوسری طرف مخالفین اسلام سے بھی ربط رکھیں تاکہ دونوں طرف کے فوائد سے متمتع ہوں اور دونوں طرف کے خطرات سے محفوظ رہیں ۔ تیسری قسم ان لوگوں کی تھی جو اسلام اور جاہلیت کے درمیان متردد تھے ۔ انہیں اسلام کے برحق ہونے پر کامل اطمینان نہ تھا۔ مگر چونکہ ان کے قبیلے یا خاندان کے بیشتر لوگ مسلمان ہو چکے تھے ۔ اس لئے یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے ۔ چوتھی قسم میں وہ لوگ شامل تھے جو امر حق ہونے کی حیثیت سے تو اسلام کے قائل ہو چکے تھے مگر جاہلیت کے طریقے اور اوہام اور رسمیں چھوڑنے اور اخلاقی پابندیاں قبول کرنے اور فرائض اور ذمہ داریوں کا بار اٹھانے سے ان کا نفس انکار کرتا تھا" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۸)

(۲) منافق گروہ کو جن الزامات سے منافق قرار دیاہے وہ تمام قومی مسلمانوں پر بھی عائد ہوتے ہیں ۔

علامہ جن خصوصیات یا حرکات یا تصورات کی بنا پر منافقوں کی یہ فرضی ٹولیاں بنا رہے ہیں وہ تمام خصوصیات و حرکات و تصورات ہم نے ان تمام لوگوں میں موجود دکھا دی ہیں جن کو قرآن "اے مومنین "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر مخاطب کرتا چلا آیا ہے اور علامہ نے ان تمام صفات و خصوصیات والے لوگوں کو "مومنین صادقین" کا لقب دیا ہے۔ (سورہ توبہ تشریح ۵ / الف ، ۵ / ب ، ۵ / ج) اور اسی حقیقت کو طرح طرح مانتے گئے ہیں مثلاً فرمایا کہ :

(۳) مسلمانوں میں وہی کمزوریاں موجود تھیں جو منافقوں کے سر تھوپی ہیں ۔ "جنگ اُحد میں مسلمانوں کو جوشکست ہوئی ،اس میں اگرچہ منافقین کی تدبیروں کا ایک بڑا حصہ تھا ، لیکن اس کے ساتھ" مسلمانوں کی اپنی کمزوریوں کا حصہ بھی کچھ کم نہ تھا" (مسلسل لکھاہے کہ)

(۴) منافقوں پر لگائے الزامات تمام مسلمانوں میں موجود تھے اور قدرتی طور پر ہونا چاہئیں ؟ " اور یہ ایک قدرتی بات تھی کہ ایک خاص طرزفکر اور نظام اخلاق پر جو جماعت ابھی تازہ تازہ ہی (یعنی سولہ سال پہلے سےاحسن) بنی تھی ، جس کی اخلاقی تربیت ابھی مکمل نہ ہوسکی تھی ، اور جسے اپنے عقیدے و مسلک کی حمایت میں لڑنے کا یہ دوسراہی موقع پیش آیا تھا ، اس کے کام میں بعض کمزوریوں کا ظہور بھی ہوتا۔" (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۲۳۰) اوریہاں علامہ نے رسولؐ اللہ کی سولہ سالہ تبلیغ سے تیار کی ہوئی اسلامی جماعت کوتازہ تازہ بنی ہوئی جماعت قرار دیاہے اور اس تازگی کی بنا پر اس جماعت کی کمزوریوں یعنی ایمان اوریقین و اعتماد کی خامیوں کو قدرتی کہہ کر پوری جماعت کو بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ۔ چنانچہ یہی عذر منافقوں کے لئے خود بخود ماننا ہوگا ۔ ان پر بھی معرفت کی کمی تعلیم و تربیت کی خامی اسی طرح اثر انداز ہو گی ۔ علامہ دوسرے الفاظ میں رسولؐ اللہ کی تبلیغ و تعلیم میں خامی دکھا رہے ہیں اور اسی لئے سولہ سال کی مدت کو غائب کئے دے رہے ہیں اور جب مدینہ میں ہجرت کو نو سال گزر گئے اور تبلیغ کی مدت بائیس سال ہو گئی اور رسالتؐ کا آخری سال رہ گیا تو علامہ نے کل نو سال شمار کئے ہیں سنئے فرماتے ہیں کہ :

(۵) منافقوں کے سدباب اور ان سے جہاد کرنے کے حکم (۷۳ / ۹) پر علامہ کے تاثرات ؟؟

" ان آستین کے سانپوں کا کچلنا اب ممکن بھی تھا اور ضروری بھی ہو گیا تھا۔ تاکہ یہ لوگ بیرونی طاقتوں سے ساز باز کر کے ملک میں کوئی اندرونی خطرہ نہ کھڑا کر سکیں ۔ پھر ان لوگوں کو پورے ۹ (نو) سال تک سوچنے ، سمجھنے اور دین حق کو پرکھنے کا موقع بھی دیا جا چکا تھا جس سے وہ فائدہ اٹھا سکتے تھے اگر ان میں واقعی خیر کی کوئی طلب ہوتی۔ اس کے بعد ان کے ساتھ مزید رعایت کی کوئی وجہ نہ تھی۔ " (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

یوں تو علامہ بڑے گھور گرج رہے ہیں لیکن اس گرجدار تحریر میں چھپے سے رسولؐ اللہ کی ۲۲ سال کی محنت اور رعایت اور اس طویل موقع کو سمیٹ کر صرف نو سال کر دینے کے معنی کوئی نہیں سمجھ سکتا ۔ جب تک ہمارے بیانات سامنے نہ ہوں۔ چونکہ علامہ وفات رسولؐ کے موقع پر یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس وقت تک منافقوں کو ختم کر دیا گیا تھا اور وفات رسولؐ پر منافقوں نے کوئی نیا انقلاب پیدا نہ کیا تھا ۔ اس لئے یہ گرجدار بیان دیا ہے ۔ لیکن علامہ کا سائز اتنا بڑا نہیں ہے کہ وہ وفات رسولؐ والے انقلاب کو اپنی آڑ میں چھپا سکے ۔ بہرحال اب آپ چند سطریں علامہ کی اور پڑھ لیں تاکہ آپ کو یہ اندازہ ہو جائے کہ ادھر تو قومی مومنین اس فکر میں رہتے تھے کہ غیر ملکی حکومتوں سے ساز باز کی جائے اور ادھر انہوں نے وفات رسولؐ تک اپنے منصوبے کو پروان چڑھانے کے لئے کتنا موقع پایا اور اس میں کیا کچھ کر لیا تھا۔

(٦) منافق یا قومی گروہ عوام الناس میں اللہ و رسولؐ اور اسلام کے خلاف زہر گھولتا رہا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ : " منافقین کے خلاف جہاد اور سخت برتاؤ (۷۳ / ۹) سے مراد یہ نہیں ہے کہ ان سے جنگ کی جائے اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی منافقانہ روش سے جو چشم پوشی (آلِ عمران ۱۵۹ / ۳) اب تک برتی گئی ہے ، جس کی وجہ سے یہ مسلمانوں میں ملے جلے رہے،اور عام مسلمان ان کو اپنی ہی سوسائٹی کا ایک جز سمجھتے رہے اور ان کو جماعت کے معاملات میں دخل دینے (وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِۖ ﴿١٥٩﴾ آل عمران) اور سوسائٹی میں اپنے نفاق کا زہر پھیلانے کا موقع ملتا رہا، اس کو آئندہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

یہ نوٹ کر لیا جانا چاہئے کہ مدینہ میں نو سال گزر چکنے تک عوام (بقول علامہ) ان منافقوں کو نہ جانتے تھے اور وہ نہایت آسانی سے پوری اُمت کو اپنے عقائد و اصول اور منصوبے سے زہر آلود کرتے رہے ۔ یعنی منافقانہ تبلیغ کو بھی پورے بائیس سال گزر چکے ہیں (تیرہ مکی سال اور نو مدنی سال) اور یہ لوگ ایک قوم کی صورت میں منظم ہو چکے ہیں ۔ قرآن کو مہجور کر چکے ہیں ۔ اب چونکہ اس کے بعد بھی تاریخ میں کوئی ایسی تحریک نہ ملے گی جس سے منافقوں کو اسلامی سوسائٹی سے باہر نکال کر کہیں جلا وطن کر دیا گیا ہوتا ۔ لہٰذا وہی ہوا جو ہوا۔ کہ سورۂ برأۃ کے اعلان کے بعد تمام مخالف محاذ بھی لا الہ الا اللہ پڑھ کر اسی اسلامی سوسائٹی میں جا ملا جس میں مخالف محاذ کے جاسوس یعنی منافقین اور قومی اوّلین مومنین پہلے ہی سے جمے ہوئے تھے ۔ اب انہیں کوئی ایسا کام ہرگز نہ کرنا تھا جس سے ان کی جان و مال خطرہ میں پڑ جاتا اور انہیں سوسائٹی سے نکال باہر کرنے کا بہانہ مل جاتا ۔ یوں مسلمانوں کی کثرت قومی منصوبہ کی تنفیذ کے لئے رسولؐ اللہ کی موت کا انتظار کرنے لگی اور موقع ملنے پر خود بھی قتل کی تاک میں رہی ۔

(۱۸) آیت (۷۴ / ۹) رسولؐ کی حکومت پر قبضے کے لئے آنحضرتؐ کو قتل کرنے کی دوسری کوشش ۔

سورۂ برأت میں رسولؐ اللہ کو قتل کر ڈالنے اور یوں حکومت پر قبضہ کر لینے کا ذکر (۷۴ / ۹) بھی کیا گیا ہے اور علامہ نے اس حملہ کو بھی منافقوں کے سر چپکا دیا ہے ۔ چنانچہ لکھاہے کہ : " (وَهَمُّواْ بِمَا لَمۡ يَنَالُواْۚ ﴿٧٤﴾ التوبۃ)یہ اشارہ ہے ان سازشوں کی طرف جو منافقوں نے غزوہ تبوک کے سلسلے میں کی تھیں ۔ ان میں سے پہلی سازش کا واقعہ محدثین نے اس طرح بیان کیاہے کہ جنگ تبوک سے واپسی پر جب مسلمانوں کا لشکر ایک ایسے مقام کے قریب پہنچا جہاں سے پہاڑوں کے درمیان راستہ گزرتا تھا تو بعض منافقین نے آپس میں طے کیا کہ رات کے وقت کسی گھاٹی میں سے گزرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڈ میں پھینک دیں گے ۔ حضور کو اس کی اطلاع ہو گئی ۔ آپ نے تمام اہل لشکر کو حکم دیا کہ وادی کے راستے سے نکل جائیں ۔ اور آپ خود صرف عمار بن یاسرؓ اور حذیفہ بن یمانؓ کو لے کر گھاٹی کے اندر سے ہو کر چلے ۔ اثنائے

اِسۡلَامِهِمۡ وَ هَمُّوۡا بِمَا لَمۡ يَنَالُوۡا ۚ وَ مَا نَقَمُوۡۤا اِلَّاۤ

اسلام اپنے کے اور قصد کیا اس چیز کا کہ نہ پہنچے اس کو اور نہ عیب کیا مگر

اَنۡ اَغۡنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ فَاِنۡ

اس بات کو کہ دولتمند کیا ان کو اللہ نے اور رسولؐ اس کے نے فضل اپنے سے پس اگر

يَّتُوۡبُوۡا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ ۚ وَ اِنۡ يَّتَوَلَّوۡا يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ

توبہ کریں ہو گا بہتر واسطے ان کے اور اگر پھر جاویں عذاب کرے گا ان کو اللہ

عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ فِى الدُّنۡيَا وَ الۡاٰخِرَةِ ۚ وَ مَا لَهُمۡ فِى

عذاب درد دینے والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نہیں واسطے ان کے بیچ

الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّ لَا نَصِيۡرٍ ۝۷۴ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ

زمین کے کوئی دوست اور نہ مددگار اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ عہد کیا

اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰٮنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ

اللہ سے اگر دے گا ہم کو فضل اپنے سے البتہ خیرات دیں گے ہم اور البتہ ہوں گے

الصّٰلِحِيۡنَ ۝۷۵ فَلَمَّاۤ اٰتٰٮهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ وَ

ہم صالحوں سے پس جب دیا ان کو فضل اپنے سے بخیلی کی ساتھ اس کے اور

یہ لوگ کافر ہوگئے اور انہوں نے وہ کام کر گزرنے کی ہمت اور اہتمام بھی کیا تھا۔ جس پر فائز نہ ہو سکے اور یہ قومی مسلمان اس کے سوا اور کس چیز کا انتقام لے رہے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو اپنے فضل و کرم سے غنی کردیا ہے۔ چنانچہ اب اگر یہ لوگ توبہ کرلیتے ہیں کہ آئندہ وہ کچھ نہ کریں گے جس کی ہمت کی تھی تو ان کی اسی میں خیریت ہے اور اگر انہوں نے پھر ولایت سازی کی تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں دردناک عذاب دے گا اور انہیں زمین پر اللہ کے علاوہ کوئی اور حاکم و آقا اور مددگار نہ نصیب ہو گا۔ (۷۵) اور قومی مومنین میں وہ مومن بھی تو ہیں جنہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے مالا مال کردے گا تو پھر ہم خوب صدقات دیا کریں گے اور ساتھ ہی ہم اصلاح پیشہ لوگوں میں شامل ہو جائیں گے (۷۶) چنانچہ جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے مال و دولت عطا کردی تو اس میں بخیلی کرنے

راہ میں یکایک معلوم ہوا کہ دس بارہ منافق ڈھاٹے باندھے ہوئے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں ۔ یہ دیکھ کر حضرت حذیفہؓ ان کی طرف لپکے تا کہ ان کے اونٹوں کو مار مار کر ان کے منہ پھیر دیں۔ مگر وہ دور ہی سے حضرت حذیفہؓ کو آتے دیکھ کر ڈر گئے اور اس خوف سے کہ کہیں ہم پہچان نہ لئے جائیں فوراً بھاگ نکلے۔ " (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ ، ۲۱۷ حاشیہ ۸۴)

ہم اس واقعہ کو لکھ چکے ہیں (مائدہ کی تشریح ۶ ۔ ب) یہاں تو یہ دکھانا تھا کہ علامہ یہ مانتے ہیں کہ رسولؐ اللہ کو قتل کرنے کی مسلمانوں میں کوشش جاری تھی ۔ خواہ ان کا نام منافق رکھ دیا جائے یا انہیں رسولؐ کی قوم کے مخالف مسلمانوں کا فرقہ (۷ تا ۵ / ۸) کہا جائے ۔ علامہ نے روایت بھی وہ لکھی ہے جو حملہ کرنے والوں کو بے وقوف ثابت کرتی ہے ۔ ایک طرف صرف تین آدمی دوسری طرف بارہ ۔ وہ ایک آدمی سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں کوئی پوچھے کہ آئے کیوں تھے؟ یہ تو رات کو حملہ کی اسکیم بنا رہے تھے لیکن دن دہاڑے چل دیئے ۔اور جب تینوں کو قتل کر دیتے تو پہچان لیے جانے کا کیا خطرہ ہوتا؟ بہرحال علامہ کے منافق بھی بزدل اور بے وقوف ہوتے ہیں ۔

(۱۸ ۔ الف) کیا علامہ کے منافقوں اور رسولؐ کے مخالف مسلمانوں (۷ تا ۵ / ۸) میں کوئی فرق ملتا ہے ؟

قارئین کو یہاں آیت (۶۴ / ۹) سے لے کر ان تمام آیات پر ایک طائرانہ نظر ڈالنا ہوگی جن میں مسلمانوں کو منافق کہہ کر سامنے لایا گیا ہے اور یہ دیکھنا ہوگا کہ اللہ نے جن مسلمانوں کی آیت (۶۴ / ۹) سے قبل اور لفظ منافق استعمال کرنے سے پہلے مذمت کی ہے ۔ اس مذمت میں اور منافقین کی مذمت کے نتیجہ میں کوئی فرق ہے؟ یا نہیں؟ اور آیا کوئی ایسا لفظ ، لقب، جرم یا گناہ ہے جو دونوں میں نہ پایا جاتا ہو؟ لہٰذا جلدی جلدی نظر دوڑائیں اور مندرجہ ذیل جرائم اور آیات کو دیکھیں :

لگے اور اپنی ہی ولایت کو مد نظر رکھا اور وہ عہد سے منہ موڑ گئے (۷۷) ان کی اس عہد شکنی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ سے بد عہدی اور اس جھوٹ کی وجہ سے جسے انہوں نے مستقلاً اختیار کرر کھا تھا ان کے پیچھے ان کے اس نفاق کو تعاقب میں لگا دیا جو ان کے دلوں میں بسا ہوا تھا لہٰذا اب جب تک اللہ کے حضور ان کی پیشی نہ ہوجائے وہ اس نفاق سے چھٹکارا نہ پائیں گے (۷۸) کیا ان لوگوں کو اس کا علم نہیں ہے کہ اللہ ان کے مخفی منصوبے کے تمام رازوں کو اور ان کی خفیہ بات چیت کو خوب جانتا ہے اور یہ کہ اللہ تمام حاضر و غائب کی باتوں اور چیزوں کو بہت جاننے والا ہے (۷۹) اور وہی لوگ ہیں جو حقیقی مومنین کی بے

تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ

پھر گئے اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں پس اثر دے گیا ان کو نفاق بیچ

قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ

دلوں ان کے کے اس دن تک کہ ملاقات کریں گے اس سے بہ سبب اس کے کہ

اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا

خلاف کیا تھا اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس سے اور بسبب اس کے کہ

يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ

تھے جھوٹ بولتے کیا نہیں جانتے یہ کہ اللہ جانتا ہے بھید ان کا اور مصلحت ان کی

وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ ج اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ

اور یہ کہ اللہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا وہ لوگ کہ عیب پکڑتے ہیں

اوّل: اللہ نے قومی مومنین اور منافقین دونوں کو کفر یعنی اسلامی حقائق کو چھپانے کا بار بار مجرم قرار دیا ہے مثلاً (۴۹ / ۹) میں قومی مسلمان اور (۸۰ / ۹) میں منافقین مذکور ہیں ۔

دوم: ان دونوں کو بار بار ظالم یعنی اللہ کے احکام میں مجتہدانہ ملاوٹ کرنے والے فرمایا ہے ۔مثلاً (۱۰۹ / ۹) میں منافقین کو ظالم قرار دیا تو قومی مومنین کی پوری قوم کو آیت (۱۹ / ۹) میں ظالم قوم فرمایا ہے ۔

سوم: ان دونوں کو بار بار فاسق یعنی اللہ کے احکام میں مجتہدانہ ملاوٹ کرنے کا مجرم کہا ہے مثلاً (۸۰ ، ۸۴ ، ۹۶ / ۹) لیکن قومی مومنین کی پوری قوم کو فاسق کہا ہے (۵۳ ، ۲۴ / ۹)

چہارم: منافقین اور قومی مومنین کے دلوں میں رسولؐ اللہ کے خلاف راز اور منصوبہ بتایا ہے مثلاً (۷۸ / ۹) اور (آلِ عمران ۱۵۴ / ۳ وغیرہ) میں ۔

پنجم: منافقین بھی اور قومی مسلمان بھی رسولؐ اللہ اور مومنین پر الزام تراشیاں کرتے رہتے تھے ۔ مثلاً آیت (۷۹ / ۹) میں منافقین اور آیت (۵۸ / ۹) میں قومی مومنین ۔

ششم: دونوں گروہوں کو اللہ نے مجرم قرار دیا ہے لیکن منافق لوگوں کو صرف مجرم کہا (۶۶ / ۹) قومی مسلمانوں کی پوری قوم کو جرائم پیشہ فرمایا ہے (فرقان ۳۱ / ۲۵)

ہفتم: دونوں قسم کے تمام لوگوں کو جہنمی اور عذاب کا مستحق قرار دیا۔ مثلاً منافقوں کو (۶۶، ۷۴ / ۹) اور قومی مسلمانوں کو آیات (۶۶، ۶۳ ، ۶۱، ۳۹ ، ۱۷ / ۹)

ہشتم: یہ دونوں رسولؐ اللہ کو اور حقیقی مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلانے کے لئے حلفوں اور قسموں سے کام لیتے تھے اور انہیں عام مومنین حقیقی مسلمان سمجھتے تھے ۔ منافقین کی قسمیں آیات (۹۶ ، ۷۴ / ۹) اور قومی لوگ (۵۶ ، ۴۲ / ۹)

نہم: یہ دونوں گروہ اللہ و رسولؐ کے خلاف تمام حقیقی مومنین کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ان کی خوشامد درآمد کرکے انہیں راضی رکھنے میں کوشاں رہتے تھے ۔ منافقین کی کوشش (۹۶ / ۹) میں اور قومی مسلمانوں کی کوشش (۶۲ / ۹) میں موجود ہے۔

الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِيْنَ
رغبت کرنے والوں کو مسلمانوں میں سے بیچ خیراتوں کے اور ان لوگوں کو کہ
لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ
نہیں پاتے مگر محنت اپنی پس ٹھٹھا کرتے ہیں ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اللہ
اللّٰهُ مِنْهُمْ ؗ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ
ان سے اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا بخشش مانگ واسطے ان کے یا
لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ
نہ بخشش مانگ واسطے ان کے اگر بخشش مانگے گا واسطے ان کے ستر بار پس ہر گز
يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ
نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ واسطے ان کے یہ اس واسطے ہے کہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور
رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ فَرِحَ
رسولؐ اس کے کے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو خوش ہوئے پیچھے

غرضانہ مالی قربانیوں کا بھی مذاق اڑاتے ہیں اور ان مومنین پر بھی طعن وطنز کرتے ہیں جو غریب و مفلس ہیں اور اپنی روزانہ کی مزدوری و محنت کے علاوہ کوئی سرمایہ نہیں رکھتے اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا مذاق یوں اڑائے گا کہ انہیں دردناک عذاب دے گا ۔ (۸۰) خواہ تم مجتہدانہ احکام نافذ کرنے والی قوم (اَلْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ) کے لئے بخشش طلب کرو یا تم ان کے لئے بخشش نہ مانگو اور خواہ تم ان کے لئے ستر مرتبہ بخشش مانگو تب بھی اللہ ان لوگوں کے لئے بخشش ہرگز نہ دے گا اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حقیقی مقام کو چھپانے کا منصوبہ جاری رکھا ہے اور اللہ مجتہد قوم (فاسق ۴۷ / ۵) کو ہدایت نہیں کرتا (۸۱) جن لوگوں کو جنگ پر نہ جانے کی اجازت دی

(۱۸۔ب) قرآن واقعی یوں بھی معجزہ ہے کہ اس نے قومی مسلمانوں یا رسولؐ کے مخالف مومنین اور منافقین کا خاتمہ یکساں بتایا ہے۔

قارئین کرام ساری دنیا کو بتا دیں کہ ہروہ مسلمان جو رسولؐ اللہ کے قرآنی مقام کا منکر ہو، خواہ اسے مومن کہا جائے یا منافق بتایا جائے جب ان کی موت آئے گی تو دونوں صورتوں میں یہ ہو گا کہ : علامہ مودودی کا ترجمہ: ”ان کی مالداری اور ان کی کثرت اولاد تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے۔ اللہ نے تو ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس مال و اولاد کے ذریعہ سے ان کو اسی دنیا میں سزا دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۲۱)

وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَٰلُهُمْ وَأَوْلَٰدُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم بِهَا فِى ٱلدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿۸۵﴾ التوبۃ: ۸۵ اور ۹/۵۵

علامہ نے یہ ترجمہ منافقین کے حق میں اُسی آیت کا کیا ہے جو اس سے پہلے ان ہی الفاظ میں قومی مومنین کی شان میں نازل ہوئی تھی اور وہاں اسی آیت کے ان ہی الفاظ کا ترجمہ یوں کیا ہے ۔ اگر کوئی فرق ہے تو نوٹ کرلیں ۔ اور آیت کے الفاظ پر بھی نظر ڈال لیں شاید کہیں الفاظ ہی مختلف ہوں اور اس لئے ترجمہ مختلف کیا ہو ۔

(۱۸ ۔ ج) وہی آیت وہی الفاظ مگر علامہ کا ترجمہ نہ معلوم کیوں مختلف ہے ۔

علامہ کا دوسرا ترجمہ: ”ان کے مال و دولت اور ان کی کثرت اولاد کو دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ان ہی چیزوں کے ذریعہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے، اور یہ جان بھی دیں تو انکارِ حق ہی کی حالت میں دیں۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۲) بہرحال یہ تجزیہ آپ کے سامنے ہے ۔ ہمیں وہی ایک بات کہنا ہے کہ رسولؐ کی قوم نے

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَٰلُهُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿۵۵﴾ التوبۃ

واقعی اسلام اختیار کیا تھا۔ مگر ویسا ہی اسلام اختیار کیا تھا۔ جیسا کہ رسولؐ اللہ کے اعلان اسلام سے پہلے اختیار کر رکھا تھا۔ انہوں نے قرآن کے ہر حکم ہر آیت اور ہر بیان کو اپنی بصیرت اور اجتہاد کے ماتحت رکھا اور اسے اپنے قومی و ملکی مصلحتوں کے مطابق بنا کر اختیار کیا اور اس طریقہ پر جب رسولؐ اللہ راضی نہ ہوئے (یونس ۱۶۔۱۵ / ۱۰) تو انہوں نے رسولؐ کے

گئی تھی وہ اپنے پیچھے رہ جانے اور گھروں پر بیٹھ رہنے پر خوش ہو رہے ہیں اور رسؐول کی مخالفت میں جان و مال سے جنگ کرنا انہیں ناگوار رہا تو رہا وہ تو دوسروں کو بھی راہ خدا میں جنگ کے لئے گرمی کے بہانے نکلنے سے روک رہے ہیں ان کو بتاؤ کہ جہنم کی آگ تو موسم گرما کی تپش کے مقابلہ میں کہیں زیادہ جلا ڈالنے والی ہو گی لیکن یہ تب ہی ہے جب کہ تمہاری فقہ میں اس کی گنجائش ہو ۔ (۸۲) اب ان مومنین کو اپنی منافقانہ کمائی پر ہنسنا تو کم چاہیئے بلکہ رونا زیادہ چاہیئے اس لئے کہ ان کی سزا بہت رلانے والی ہے (۸۳) اگر اللہ اے رسؐول تمہیں ان لوگوں کے کسی گروہ کی طرف پھر لے جائے اور وہ لوگ تم سے جنگ میں تمہارے ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو کہنا کہ اب تم قیامت تک میرے ہمراہ جنگ پر نہ جا سکو گے اور ہرگز میرے ساتھ مل کر کسی دشمن اسلام سے جنگ نہ کر سکو گے اس لئے کہ تم اس سے پہلے ایک دفعہ گھر بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے تھے چنانچہ

الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا

چھوڑ گئے ساتھ بیٹھ رہنے اپنے کے پیچھے رسولؐ اللہ کے اور ناخوش رکھا

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا

یہ کہ جہاد کریں ساتھ مالوں اپنے کی اور جانوں اپنی کی بیچ راہ اللہ کے اور کہا انہوں نے

لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا

مت نکلو بیچ گرمی کے کہہ آگ دوزخ کی اشد ہے گرمی میں اگر ہوتے

يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا

سمجھتے پس چاہیئے کہ ہنسیں تھوڑا اور روویں بہت بدلے اس چیز کے کہ

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ

تھے کماتے پس اگر پھیر لے جاوے تجھ کو اللہ تعالیٰ طرف ایک جماعت کے

مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

ان میں سے پس اذن مانگیں تجھ سے واسطے نکلنے کے پس کہہ ہرگز نہ نکلو گے تم

مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ

ساتھ میرے کدھی اور ہرگز نہ لڑو گے ساتھ میرے کسی دشمن سے تحقیق تم

مقابلہ میں اپنے خفیہ اور اندرونی محاذ اور اعلانیہ اور بیرونی محاذ قائم کر دیئے ۔ ان محاذوں کو برقرار رکھنے اور ان کی کارکردگی میں رابطہ اور تعاون کے لئے اپنے جاسوسوں یامنافقوں کو تعینات کیا تھا ۔ اور سورۂ برأت کے اعلان کے بعد یہ دونوں محاذ کلمہ گو مسلمان بن کر آپس میں مدغم ہوگئے تھے ۔ لیکن اس طرح سرداران قریش اور زعمائے عرب کو اپنے مومن یعنی داخلی محاذ کے ماتحت رہنا پڑا اور علامہ مودودی نے آیات مذکورہ بالا (۸۵ ، ۵۵ / ۹) میں جس عذاب یا سزا کے دنیا میں ملنے کا ذکر ہوا ہے اس کو یوں لکھا ہے کہ :

" ۵۴؎ یعنی اس مال واولاد کی محبت میں گرفتار ہوکر جو منافقانہ رویہ انہوں نے اختیار کیا ہے ۔ اس کی وجہ سے مسلم سوسائٹی میں یہ انتہائی ذلیل و خوار ہوکر رہیں گے اور وہ ساری شان ریاست اور عزت وناموری اور مشیخیت اور چودھراہٹ، جو اب تک عربی سوسائٹی میں ان کو حاصل رہی ہے نئے اسلامی نظام اجتماعی (یعنی قومی حکومت۔احسنؔ) میں وہ خاک میں مل جائے گی ۔ ادنیٰ ادنیٰ غلام اور غلام زادے (حاکم بن جائیں گے۔احسنؔ) اور معمولی کاشتکار اور چرواہے ۔۔۔اس نئے نظام میں باعزت ہوں گے اور خاندانی چودھری اپنی دنیا پرستی کی بدولت بے عزت ہوکر رہ جائیں گے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

یادرکھو کہ نظام مصطفیٰ نہ نیا نظام تھا (احقاف ۹ / ۴۶ اور شوریٰ ۲۳ تا ۱۳ / ۴۲) وغیرہ اورنہ اسے اجتماعی نظام کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ اجتماعیت اور کثرت وہاں باطل کی دلیل ہے۔ وہاں کائنات کی ہر مخلوق پر سربراہ اسلام کا حکم بے چون وچرا ماننا لازم ہے۔ اور بس۔

(۱۹) آنحضرؐت جس کی نماز جنازہ پڑھا دیں یا جس کا خود نکاح کر دیں وہ حقیقی مومن ہونا لازم ہے ۔

آیہ مبارکہ (۸۴ / ۹) کے ذیل میں ایک افسانہ تیار کیا گیا تھا۔ جس کا حقیقی مقصد تو یہ تھا کہ اس افسانہ کو آیہ مذکورہ کے ساتھ ملا کر یہ دکھایا جائے کہ رسولؐ اللہ کبھی کبھی یا اکثر و بیشتر خدا کی منشا ورضا کے خلاف کام کر گزرتے تھے ۔ لیکن بظاہر

رَضِيۡتُمۡ بِالۡقُعُوۡدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقۡعُدُوۡا مَعَ الۡخٰلِفِيۡنَ ﴿۸۳﴾

راضی ہوئے ساتھ بیٹھ رہنے کے پہلی بار پس بیٹھ رہو ساتھ پیچھے رہنے والوں کے

وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمۡ

اور مت نماز پڑھ اوپر کسی کے ان میں سے کہ مر جاوے کدھی اور مت کھڑا ہو

عَلٰى قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ

اوپر قبر اس کی کے تحقیق وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور رسولؐ اس کے کے

وَ مَاتُوۡا وَ هُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَ لَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَ اَوۡلَادُهُمۡ ؕ

اور مر گئے اور وہ فاسق تھے اور نہ خوش لگیں تجھ کو مال ان کے اور نہ اولاد ان کی

اب تو تم ان پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ہی بیٹھے رہنا (۸۴) اور ان میں سے کوئی بھی مرے تو آپ قیامت تک اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور اس کی قبر پر دعا کے لئے کھڑے نہ ہونا۔ یقیناً انہوں نے اللہ اور رسولؐ کے حقیقی مقام کو مرتے دم تک چھپایا اور آخری سانس تک خالص کلام اللہ کے احکام نافذ کرنے کے مخالف فاسق (مائدہ ۴۷ / ۵) رہے (۸۵) آپؐ ان کے اموال و اولاد کی فراوانی سے حیران نہ ہونا یہ صرف اس لئے فراوان

یہ دکھایا ہے کہ ابھی منافق قسم کے مومنین کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اس لئے رسولؐ اللہ نے حسب دستور ایک منافق کی نماز جنازہ پڑھ دی تھی۔ اور جب رسولؐ اللہ معاذ اللہ یہ غلط کام کر چکے تو اللہ نے سورۂ توبہ کی آیت (۸۴ / ۹) نازل کر کے آئندہ کے لئے حضورؐ کو اس غلط کام سے منع کر دیا تھا۔ اور آپ نے یہ حرکت بالکل نہیں کی۔ یہاں تک تو خیر قومی منصوبے کی بات ہے لیکن اس افسانہ میں یہ رنگ بھرا گیاہے کہ اُمت میں یا صحابہ میں ایسے ذی علم وبصیرت لوگ موجود تھے۔ جنہوں نے رسولؐ اللہ کو منافق کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا۔ قرآن پڑھ کر سنایا۔ نہایت سختی اور اصرار کے باوجود رسولؐ اللہ نے منافق کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ اور اب اللہ نے ممانعت کرنے والے صحابی کی تائید میں ممانعت کی آیات نازل کر کے بتایا کہ دیکھو وہ صحابی حق پر تھا اور تم باطل پر تھے۔ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) چنانچہ علامہ مودودی نے بھی بڑی احتیاط سے اس افسانے کو لکھاہے۔ وہ سن لیں تو ہم بات کریں گے ارشاد ہے کہ:

(۱۹۔ الف) صحابہ میں سب سے بڑا قانون دان، عالم قرآن اور قومی اسلام کا جسم وجان اور مجتہدین کا دین و ایمان۔

”جنگ تبوک سے واپسی پر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ عبداللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین مر گیا۔ اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ جو مخلص مسلمانوں میں سے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفن میں لگانے کے لئے آپ کا کرتہ مانگا آپؐ نے کمال فراخدلی سے عطا کر دیا۔ پھر انہوں نے درخواست کی کہ آپ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ اس کے لئے بھی تیار ہو گئے۔ حضرت عمر نے باصرار عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ کیا آپ اس شخص پر نماز جنازہ پڑھیں گے جو یہ اور یہ کر چکاہے۔ مگر حضور ان کی یہ سب باتیں سن کر مسکراتے رہے۔ اور اپنی اس رحمت کی بنا پر جو دوست دشمن سب کے لئے عام تھی اپنے اس بدترین دشمن کے حق میں بھی دعائے مغفرت کرنے میں تامل نہ کیا۔ آخر جب آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہی ہوگئے تو یہ آیت نازل ہوئی اور براہ راست حکم خداوندی سے آپ کو روک دیا گیا۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۲۰) چونکہ علامہ نے یہ بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ وہ جگہ بتائیں جہاں سے یہ بیان نقل کیا گیاہے۔ لیکن ہم اتنا بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس بیان میں خیانت کی ہے اور باقی قومی علما کی طرح کئی ایک روایت سے اپنی پسند کی باتیں لے کر یہ بیان پیش کر دیا تاکہ ان کے قاری مطمئن بھی ہوجائیں اور حضرت عمر کا رسولؐ اللہ سے زیادہ منشائے خداوندی کی معرفت رکھنا بھی اپنے دل میں بٹھا لیں۔ علامہ کو یہ مقصد تو حاصل ہوگیا لیکن ہمارے قاریوں کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ قرآن کریم کا وہ ہیرو جسے اللہ نے آیات کا علم دیا تھا حضرت عمر ہی تھے جن کی شان میں سورۂ اعراف (۱۸۲ تا ۱۷۴ / ۷) میں بڑا تفصیلی بیان دیا تھا (دیکھو اعراف تشریح نمبر ۲۳) اور ہمیں یہ موقع مل گیا کہ ہم علامہ اور علامہ کے ہیرو کی پوزیشن سو فیصد واضح کر سکیں لہٰذا ہم ان کی دیانت مسلمانوں کی سب سے معتبر کتاب صحیح بخاری سے دکھاتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ قومی علما کبھی دیانت داری سے کام نہیں لیتے۔ چنانچہ علامہ کے بیان کو سامنے رکھیں اور بخاری کی یہ روایت دیکھیں کہ

کئے گئے ہیں کہ اللہ نے ان مومنین کو اس اولاد اور دولت کے ذریعے دنیا میں عذاب دینا اور حالت نزع میں ان کی روح کو حق پوشی ہی کی حالت میں نکال لینا طے کرلیا ہے۔ (۸۶) اور جب کوئی سورۃ یہ کہتی ہوئی اترتی ہے کہ اے مومنین تم اللہ پر پھر ایمان لاؤ اور اللہ کے رسولؐ کے ماتحت جہاد کرو تو اے

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا

سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ عذاب کرے ان کو ساتھ اس کے

فِي الدُّنْيَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۸۵ وَ اِذَآ

بیچ دنیا کے اور نکل جاویں جانیں ان کی اور وہ کافر ہوں اور جس وقت کہ

اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ جَاهِدُوْا مَعَ

اتاری جاتی ہے کوئی سورت یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور جہاد کرو ساتھ

(۱۹۔ ب) حضرت عمر کا لوح محفوظ میں وہ آیت پڑھ لینا جو ابھی نازل نہ ہوئی تھی اور علامہ کی چالاکی۔

علامہ مودودی نے اس میں سے کیا کیا نکال دیا۔ اور کیا اضافہ کیا اور کس طرح اپنے ماننے والوں کو جھانسا دیا؟ "عبداللہ ابن عمر نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسولؐ اللہ کے پاس آیا اور اپنے باپ کو کفنانے کے لئے حضورؐ سے ان کا کرتہ مانگا۔ چنانچہ حضور نے عطا فرما دیا پھر اس نے نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی تو جناب رسولؐ اللہ نماز پڑھانے کے لئے

عن ابن عمر قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عبدُاللّٰه بنُ اُبَیٍّ جآء ابنُه عبداللّٰه بن عبداللّٰه اِلٰی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فَسَأَلَهٗ اَنْ يُّعْطِيَهٗ قميصه يكفّن فيه اَباه فأعطاه ثم سَأَلَهٗ اَنْ يصلّيَ عَلَيه فقام رسُول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لِيصَلّيَ عَلَيه فقام عُمَرُ فأخذ بثوب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال يا رسُول اللّٰه تُصَلِّي عليه وقد نَهَاكَ رَبُّكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فقال رسولؐ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اِنَّمَا خَيَّرَنی اللّٰه فقال استغفر لَهُمْ اَوْلَا تستغفِر لهم اِن تستغفر لهم سَبْعين مَرّة وَسَازِيده عَلَی السبعِين ۔ قال اِنَّهٗ منافق ۔ قال فَصلّی عليه رسُول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم ۔ قال فانزل اللّٰه لَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ۔" (بخاری کتاب التفسیر باب قَولِهٖ استغفر لَهم اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔۔الخ۔ پارہ نمبر ۱۹۔ جلد ۲ صفحہ ۶۷۳۔ اصح المطابع نور محمدؐ کراچی)

چلنے کے واسطے کھڑے ہوئے تو عمر اٹھے اور رسولؐ اللہ کے دامنگیر ہو گئے اور کہا کہ: "اے رسولؐ اللہ تم اس شخص پر نماز پڑھو گے جس کی نماز جنازہ پڑھنے سے تمہارے پروردگار نے تمہیں منع کر دیا ہے؟ اس پر رسولؐ اللہ نے جواب دیا کہ اس کے سوا اللہ کا اور کوئی منشا نہیں ہے کہ اس نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میں استغفار کروں یا نہ کروں چنانچہ (اب تک نازل شدہ آیات میں اللہ نے) فرمایا ہے کہ: "تم ان کے لئے بخشش مانگو یا نہ مانگو اگر تم ان کے لئے ستر مرتبہ بخشش مانگو" "اور میں ستر دفعہ سے زیادہ بخشش مانگوں گا" "عمر نے کہا کہ یقیناً وہ شخص منافق تھا" عبداللہ ابن عمر نے بتایا کہ اس گفتگو کے بعد رسولؐ اللہ نے عبداللہ بن ابی پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر راوی نے کہا کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ "تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا خواہ ان میں کوئی بھی مرے اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا۔"

(۱۹۔ ج) علامہ نے قرآن کی طرح اس روایت میں بھی تغیر و تبدل کیا ہے مقابلہ کیجئے۔

یہ ہے وہ روایت جس کے کافی حصے کو علامہ نے مفید مطلب سمجھ کر اردو میں لکھا ہے۔ اور جن باتوں کو حضرت عمر کے حق میں برا سمجھا ان کو چھوڑ دیا ہے اور جو بہتر معلوم ہوا اس کا اضافہ کر دیا ہے۔ دیکھئے کہ وہ چیزیں جو اس روایت میں نہیں ہیں۔

(۱) اپنی صحیح مانی ہوئی حدیث میں اضافہ جائز۔

۱۔ رسولؐ اللہ کا مسکرانا روایت میں نہیں ہے ۲۔ عبداللہ ابن ابی نے "یہ اور یہ کہا" روایت میں نہیں ہے ۳۔ نماز پڑھانے سے رک جانا نہیں ہے ۴۔ حضرت عمر کے اصرار کرنے کا روایت میں اشارہ تک نہیں ہے۔

(۲) اپنی صحیح مانی ہوئی حدیث میں چوری جائز۔

نبیؐ آپ سے وہ لوگ چھٹی مانگنے لگتے ہیں جو ان میں مقدرت اور دولت میں اونچے لمبے اور قد آور ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں یوں ہی رہنے دو تاکہ ہم بھی باقی گھروں میں بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہیں (۸۷) وہ اس پر راضی ہوگئے ہیں کہ انہیں عورتوں کے (ساتھ چوڑیاں پہن کر گھروں کے رکھوالے) ساتھی کہا جائے اور ان کے دلوں پر ان کے باطل مقصد کی چھاپ لگ گئی ہے لہٰذا یہ بات ان کی فقہ میں بری نہ تھی (۸۸) لیکن تمام نیکیاں اور بھلائیاں اور کامیابیاں رسوؐل اللہ کے لئے اور ان لوگوں کے لئے مقدر ہیں جو اس وقت سے مومن ہیں جب رسوؐل ایمان لایا تھا اور صرف ان ہی مومنین نے اپنی جانوں اور اموال سے حقیقی جہاد کیا ہے اور وہی مومنین رستگاری پر فائز ہیں (۸۹) اور اللہ نے ان ہی کی وجہ سے وہ جنتیں تیار

رَسُوْلِهٖ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ

رسولؐ اس کے کے پروانگی مانگتے ہیں تجھ سے صاحب دولت کے ان میں سے

وَ قَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِیْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ

اور کہتے ہیں کہ چھوڑو ہم کو ساتھ بیٹھنے والوں کے راضی ہوئے ساتھ اس کے

یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

کہ ہوویں ساتھ پیچھے رہنے والوں کے اور مہر رکھی گئی اوپر دلوں ان کے کے

فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

پس وہ نہیں سمجھتے لیکن رسولؐ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اس کے

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ

جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اور یہ لوگ واسطے ان ہی

الْخَیْرٰتُ ؗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ

کے ہیں بھلائیاں اور یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے تیار کی ہیں اللہ نے

علامہ نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے مریدوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حضرت عمر رسولؐ اللہ سے اپنی بات منوانے کے لئے رسولؐ اللہ کے دامن و گریبان کو پکڑ لیا کرتے تھے ۔ ۲۔ اور یہ کہ حضرت عمر وحی نازل ہونے سے پہلے ہی آیات کو معلوم کر لیا کرتے تھے ۔ اور یہ کہ ۳۔ رسولؐ اللہ عبداللہ بن ابی پر ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار پڑھنا چاہتے تھے اور یہ کہ ۔۴۔وہ رسولؐ اللہ کے خلاف عبداللہ ابن ابی کو منافق سمجھتے تھے یعنی حضرت عمر کو لوگوں کے دلوں کا حال معلوم تھا اور یہ بھی پسند نہ تھا کہ وہ ۵۔ یہ بتاتے کہ آنحضرتؐ نے اس کی نماز جنازہ باقاعدہ پڑھی تھی اور یہ کہ ۶۔ نماز نہ پڑھنے والی آیت تو بعد میں نازل ہوئی اس کے باوجود عمر نے یہ کیوں اور کہاں سے کہہ دیا کہ '' تمہارا رب تمہیں عبداللہ بن ابی پر (علیہ) نماز جنازہ پڑھنے سے منع کر چکاہے ''۔۷۔ اور یہ کہ اس قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس میں کسی خاص شخص کا نام لے کر اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم موجود ہو ۔ یہ ہیں وہ سات چوریاں جو خود اپنی اختیار کردہ روایت میں جائز سمجھی گئیں اور اپنے ساتھی مسلمانوں کو جھانسہ دیا گیا۔

(۱۹ ۔ د) بخاری کی وہ احادیث جن کو ذہن میں رکھ کر اضافہ کیا اور ان میں آئی ہوئی مذمت کو چھپا لیاہے ۔

اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ علامہ نے بخاری میں لکھی ہوئی حقیقت پر پردہ ڈالا اور احادیث پر ظلم کیا ہے اور وہ روایات نہیں لکھیں جن سے حضرت عمر کی صحیح پوزیشن معلوم کرنے میں اُمت کو مدد ملتی ۔ اور بخاری سے پیش بھی وہ حدیث کی ہے جس کا علم خود علامہ محمدؐ اسماعیل بخاری کو بھی نہ تھا اور جو ان کے انتقال کے بعد کتاب میں بڑھائی گئی تھی ۔ اور اس کا ثبوت خود اسی باب میں ہے جہاں یہ حدیث ٹھونسی گئی ہے ۔ اہل علم اور محدث حضرات جانتے ہیں کہ علامہ اسماعیل بخاری اپنے جس عنوان کو اس کتاب میں ''باب'' کی سرخی سے لکھتے تھے اس باب میں وہی احادیث یا روایات لکھتے تھے جو اس باب کے عنوان کا مضمون ہوتا تھا لیکن یہ حدیث باب کے عنوان کے خلاف درج کر دی گئی ہے اور اسی سے اضافہ کرنے والے کی چوری پکڑی گئی بلکہ اس کی علم حدیث اور مزاج بخاری سے لاعلمی کا ثبوت بھی مل گیا۔ چنانچہ باب تو یہ کہتاہے کہ اس باب میں وہ احادیث لائی جائیں گی جو منافقوں کے لئے دعائے مغفرت کی ممانعت کرتی ہوں لیکن یہاں نماز جنازہ کی ممانعت کی

لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

واسطے ان کے بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیش رہنے والے

فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۸۹ وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ

نیچ اس کے یہ ہے مراد پانا بڑا اور آئے عذر کرنے والے گنواروں سے

لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا

تا کہ اذن دیا جاوے واسطے اُن کے اور بیٹھ رہے وہ لوگ کہ جھوٹ بولے

کی ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری رہتی ہیں اور وہ مومنین ان جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہی عظیم کامیابی ہے۔ (۹۰) اور عرب کے باشندے بھی حاضر ہوئے تاکہ ان کو بھی جنگ میں شرکت کرنے سے معذور سمجھ کر چھٹی دے دی جائے اس طرح جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جھوٹ بولا تھا وہ اپنے

حدیث لکھ دی گئی جو اگلے باب کا عنوان ہے یعنی اضافہ کرنے والے کو اشاعت کے وقت جلدی میں یہ خیال نہ رہا کہ میں یہ من گھڑت روایت کون سے باب میں لکھ رہا ہوں۔اور اس کے غلط ہونے کا وہ بھی زبردست ثبوت ہے کہ عمر سے یہ کہلوایا گیا کہ اللہ تمہیں "اسکی" یعنی عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ سے منع کر چکا ہے۔ حالانکہ ایسی آیت اس وقت تک نہ اتری تھی۔ یعنی اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو لازم ہے کہ حضرت عمر کو قرآن سے جاہل بھی مانا جائے اور رسولؐ اللہ کو اللہ کے واضح حکم کا مخالف قرار دیا جائے۔ لہٰذا یہی بہتر ہے کہ اس روایت کو غلط اور بعد میں اضافہ اور اضافہ کرنے والے کو جاہل سمجھا جائے۔ ہم نے داخلی دلیل کے ساتھ ثابت کر دیا کہ علامہ کی پیش کردہ روایت خودساختہ اور اضافہ ہے مگر اسی کتاب التفسیر میں اور کتاب الجنائز (پارہ نمبر ۵ جلد اوّل صفحہ ۱۸۲) میں وہ حقائق موجود ہیں جن میں سے علامہ نے چند چیزیں چرا لیں اور چند پر پردہ ڈال دیا۔

(۱۹۔ ہ) رسولؐ اللہ نے بلاطلب لباس مقدس دیا اور اس میں کفنانے کا حکم دیا تھا اور نماز پڑھی تھی۔

چنانچہ عبداللہ ابن عمر ہی سے یہ روایت ہے کہ: "جب عبداللہ بن ابی نے وفات پائی تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسولؐ کے پاس آیا۔ اس کو آنحضرتؐ نے اپنا کرتہ دیا اور حکم دیا کہ اپنے باپ کو یہ بطور کفن پہنا دو"

لَمَّا تُوُفِّیَ عبدُاللہ بنُ اَبِیْ جَآءَ ابْنُہٗ عبداللہ بن عبداللہ اِلیٰ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَعْطَاہُ قَمِیْصَہٗ وَاَمَرَہٗ اَنْ یُّکَفِّنَہٗ فِیْہِ (ایضاً صفحہ ۶۷۴)

اور عبداللہ بن عمر نے اسی روایت اور اسی سانس میں یہ بھی کہا کہ: ۔ قال فَصَلّٰی علیہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ" (ایضاً) "پھر رسولؐ اللہ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھی اور ہم نے رسولؐ کے پیچھے ساتھ ساتھ نماز پڑھی"۔

(۱۹۔ و) حضرت عمر کا رسولؐ پر حملہ اور تشدد و اصرار و تکرار اور بعد میں پشیمانی۔ حضرت عمر نے خود بیان کیا ہے کہ:

"جب رسولؐ اللہ نماز کے لئے چلنے کو اٹھے تو میں نے رسولؐ اللہ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہا کہ کیا تو عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنا جائز سمجھتا ہے جب کہ اس نے ایک دن ایسا اور ایسا اور یوں اور یوں کہا تھا۔ جب

فَلَمَّا قَامَ رسولؐ اللہ وَثَبْتُ اِلَیْہِ فَقُلْتُ یَا رسول اللہِ تُصَلِّیْ علیٰ ابن اُبَیٍّ وقد قال یوم کذا و کذا .... فَعَجِبتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِیْ علیٰ رسولؐ اللہ و اللہ و رسولہ اَعلَم (ایضاً صفحہ ۶۷۴) وغیرہ وغیرہ)

میں نے باربار اس کا قول دوہرایا (اعدُّ علیہ قولہ فتبسّم رسولؐ اللہ) تو رسولؐ نے مسکرا کر فرمایا کہ --- اے عمر مجھے چھوڑ دو۔ جب میں نے بہت کثرت سے تشدد کیا (فَلَمَّا اَکْثَرتُ علیہ) تو فرمایا کہ مجھے استغفار کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے ستر دفعہ سے زیادہ دعا کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ضرور ستر مرتبہ سے زیادہ دعا کروں گا (لَوْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اَنْ زِدتُ علیٰ سبعین یغفر لہ لَزِدْتُ علیہا) (صفحہ مذکورہ بالا مسلسل)

(۱۹۔ ز) رسولؐ کی پوزیشن علامہ اور ان کے راہنما کی نظر میں کیا تھی اور کیا ہے۔ ان دس پاروں میں رسولؐ کی قوم اور قومی لیڈروں کے

اپنے گھروں میں بیٹھ رہے۔ بہرحال چھٹی مانگنے والے عربوں میں سے جن لوگوں نے حق پوشی کی تھی ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا (۹۱) نہ تو ضعیفوں اور ناتوانوں سے اور نہ ہی بیماروں سے اور نہ ان مومنین سے جو جہاد میں شمولیت کا سامان نہیں رکھتے کوئی باز پرس اور حرج ہے جب کہ وہ خود بھی پرخلوص اور معذور تھے اور ساتھ ہی وہ دوسرے مومنین کو اللہ و رسُول کی طرف داری اور حمایت کی تاکید اور نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ خوب جہاد کریں۔لہٰذا احسان پیشہ مومنین پر تو یوں بھی کوئی مواخذہ کی صورت نہیں ہے اور اللہ ویسے بھی غفور و رحیم ہے (۹۲) ان مومنین کا بھی کوئی قصور نہیں اور نہ ان پر ملامت ہے جو تمہارے پاس آئے اور اُس دور دراز سفر کے لئے سواری کا

اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ ؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

اللہ سے اور رسولؐ اس کے سے شتاب پہنچے گا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے

مِنْھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۰﴾ لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَی الْمَرْضٰی

ان میں سے عذاب درد دینے والا نہیں اوپر ناتوانوں کے اور نہ اوپر بیماروں کے

وَ لَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا

اور نہ اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں پاتے وہ چیز کہ خرچ کریں تنگی جب

نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ؕ مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ

خیر خواہی کریں واسطے اللہ اور رسولؐ اس کے کے نہیں اوپر احسان کرنے والوں کے

مِنْ سَبِیْلٍ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّ لَا عَلَی الَّذِیْنَ

کچھ راہ عتاب کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہیں اوپر ان لوگوں کے

اِذَا مَآ اَتَوْکَ لِتَحْمِلَھُمْ قُلْتَ لَآ

جس وقت آتے ہیں تیرے پاس تاکہ سواری دے تو ان کو کہا تو نے نہیں

متعلق جو کچھ بیان ہوا وہ یہاں علامہ کے بیان اور احادیث کے الفاظ سے تصدیق ہو گیا۔ یعنی رسولؐ اللہ کے متعلق ان کا یہ عقیدہ اور یقین تھا کہ وہ قرآن کو ان کی طرح اچھی طرح نہیں سمجھتے اور منشائے خداوندی کے خلاف عمل کر گزرتے تھے۔ اور ان کو ان کی غلطیاں جس طرح اللہ بتاتا رہتا تھا اسی طرح قوم کے لیڈر بھی قبل ازوقت متنبہ کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ وہ یہ نہ مانتے تھے کہ رسولؐ کے سامنے آواز بلند کرنے یا اصرار و تکرار کرنے اور گریبان گیر ہو کر جھنجھوڑ ڈالنے سے کسی کے اعمال ضائع ہو سکتے ہیں (حجرات ۲ / ۴۹) بہرحال ان کے نزدیک رسولؐ اللہ کا عبداللہ بن ابی کی نمازجنازہ پڑھانا اللہ اور قرآن کے خلاف تھا۔ اور علامہ آج بھی اس نماز کو غلط اور بے نتیجہ نماز سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہتے اور یقین کرتے ہیں کہ اگر وہ واقعی ایک جہنمی شخص بھی ہوتا تو آنحضرتؐ کی اس توجہ، شفقت اور سلوک کی بنا پر اللہ اسے جنت عطا کرتا۔ اس لئے کہ انبیاء علیہ السلام کو اللہ کبھی رسوائی سے دوچار نہ کرے گا۔ ساتھ ہی ہم یہ نہیں مانتے کہ رسولؐ اللہ کسی لمحہ بھی مکمل تعلیمات قرآن سے ناواقف تھے اور یہ کہ انہیں بھی اُمت کی طرح اسی آیت کا علم ہوتا تھا جو نازل ہوتی جاتی تھی۔ ایسا باطل عقیدہ رکھنے والے تو رسولؐ کو ساری عمر جاہل مانتے ہیں۔ لہٰذا رسولؐ اللہ نے پورے قرآن کا علم رکھتے ہوئے یہ نماز پڑھائی تھی۔ اور رسولؐ اللہ تو بنیاد تھے۔ ہم تو ازروئے قرآن ان کے علاوہ کئی ایک افراد علیہم السلام کو ایسا مانتے ہیں جن کے سینوں میں روز ازل سے قرآن بحیثیت مجموعی موجود و معلوم تھا (عنکبوت ۴۹ / ۲۹) دوسری بات یہ ہے کہ علمائے اُمت میں اور خصوصاً اہل سنت کے علما میں سے علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ :

وَ قِیْلَ النَّھِیُّ عَنِ الاستغفار لِمَنْ مَاتَ مُشْرِکاً لَا یَسْتَلْزِمُ النِھِیَّ عَنِ الاستغفار لِمَنْ مات مُظھرا للاسلام (ایضاً صفحہ ۶۷۴ حدیث کی تشریح)

”یہ بھی تو سمجھا جاتا رہا ہے کہ جو شخص حالت شرک میں مر جائے اس کی مغفرت کی ممانعت اس شخص کے لئے ممانعت بن جانا لازم نہیں ہے جو ظاہری اسلام پر مرا ہو “

لہٰذا یہ ایک عقلی، قرآنی اور انسانی اصول ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کے ظاہر کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ لہٰذا ظاہری اسلام پر مرنے والوں کے ساتھ مومنین ایسا سلوک کیا جائے گا۔ قلبی کیفیت یا استدلالی بحثوں سے کسی کے ضمیر کے متعلق فیصلہ کرنے کی ممانعت ہے اور ہر وہ شخص جو خود کو

مسلمان کہے یا مسلمانوں ایسا رویہ اختیار کرے اس کو مسلمان سمجھنا اور مسلمانوں ایسا سلوک کرنا قرآن سے واجب ہے (نساء ۹۴ / ۴)

(۱۹ ۔ ح) عبداللہ بن ابی پر حضرت عمر کو جو اعتراضات تھے وہ کیوں اور کہاں غائب ہو گئے ۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ عبداللہ بن ابی کو مرتے دم تک اس کے اعمال و اقوال سے منافق ثابت کیا جاتا اس کے بجائے رسولؐ کو کبھی پہلے کے کسی دن کا حوالہ دیا جاتا ہے ۔ اور یہ پھر بھی نہیں بتایا گیا کہ وہ کیا باتیں تھیں جن کی وجہ سے ادھر تو یہ یقین ہو جائے کہ اس نے مرتے دم تک توبہ نہیں کی اور اس بات کا علم بھی ہو جائے کہ وہ آخر کیا کافرانہ ، منافقانہ یا مشرکانہ باتیں کرتا رہتا تھا جو باقی قومی مسلمانوں سے سرزد ہونا قرآن میں نہیں ہے؟ اور جن کا معاف ہونا بخش دیا جانا ناممکن ہے؟ یہاں ہمیں دو باتیں کہنا ہیں پہلی یہ کہ حضرت عمر جو بڑے تیغ زن ، بڑے بہادر اور بات بات پر تلوار نکالتے رہتے تھے انہوں نے عبداللہ کی وہ باتیں سن کر اسے وہیں قتل کیوں نہ کر دیا ؟ اور کیوں اس موقع پر اپنے اجتہاد سے کام نہ لیا ؟ اور کیوں سر دربار تمام مسلمانوں کے سامنے رسولؐ اللہ کو رپورٹ نہ کی ۔ کیوں اسے گھسیٹ کر مسجد نبوی میں نہ لائے ؟ اور کیوں اس کے مرنے کے انتظار میں رہے ؟ اور ہم یہ کیوں نہ کہیں کہ حضرت عمر عبداللہ بن ابی کے باطنی دوست تھے اور وہ صرف ان ہی کے روبرو کذا وکذا والی باتیں کیا کرتا تھا؟ اور دونوں ایک دوسرے کا راز رکھتے تھے لیکن بعد میں کبھی کسی بات پر ان بن ہو گئی اور حضرت عمر اس سے کینہ رکھنے لگے مگر اس کی زندگی میں اس کے سامنے اس کے خلاف بولنے کی ہمت نہ تھی ۔ اور خطرہ تھا پھر جو کچھ حضرت عمر نے کہا عبداللہ کو منافق ثابت کرنے اور مرتے دم تک منافق رہنے اور نماز جنازہ تک سے محروم رکھنے کے لئے کہا اس پر کسی اور صحابی نے تصدیق کیوں نہ کی؟ ان کا اپنا بیٹا موجود تھا اور نماز جنازہ میں خوشی خوشی شریک ہوا اس نے گواہی کیوں نہ دی کہ وہ بلا توبہ منافق مرا ہے اور نماز جنازہ کا حق دار نہیں تھا ؟ ہم کسی ممکن الخطا انسان کی بات یا الزام بلا گواہی کیوں مان لیں جب کہ ہمارے بزرگ ہیرو معصومؑ کی بات اور گواہی کا یقین نہیں کرتے اور بات بات میں اور ہر بات میں دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت مانگنے کے عادی ہیں اور جب کہ واقعات سے ان میں اور عبداللہ بن ابی میں دشمنی بھی ثابت ہے یعنی حضرت عمر اس فکر میں رہا کرتے تھے کہ کسی طرح عبداللہ بن ابی قتل کر دیا جائے مگر نام رسولؐ اللہ کا ہو ۔ چنانچہ بخاری میں کئی جگہ آیا ہے کہ:

(۱)" عمر نے رسولؐ اللہ سے کہا کہ اس خبیث یعنی عبداللہ ابن ابی کو قتل کرانا چاہئے"
(۲) عمر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے دور کرو میں اس منافق کی گردن کاٹ دوں؟ " رسولؐ اللہ نے کہا کہ جانے دو لوگ یہ کہا کریں گے کہ محمدؐ اپنے صحابہ کو قتل کرا دیا کرتے تھے "یہی بات (صفحہ ۷۲۹) اگلے صفحے پر بخاری نے پھر لکھی ہے ۔

(۱) فَقَالَ الا تَقْتُلُ هذا الخبيث يعنى عبدالله بن اُبَیّ فقال النبى صلى الله عليه وسلم لَا يَتَحَدّث الناس اَنَّهٗ كان يَقْتل اصحابه (بخاری کتاب المناقب باب ما ينهىٰ عنه من دعوة الجاهلية جلد اوّل صفحہ ۴۹۹)
(۲) فقام عمر فقال يا رسولؐ الله دعنى اضرب عُنق هذا المنافق فقال النبیؐ دعه لا يتحدث الناس اَنّ محمدًا يقتل الصحابه (کتاب التفسیر پارہ نمبر ۲۰ صفحہ ۷۲۸ اور دوبارہ صفحہ ۷۲۹ پر)

(۱۹ ۔ ط) عبداللہ بن ابی کو قتل کرانا ضروری ہو گیا تھا ۔ افشائے راز کا اندیشہ تھا مگر الزام رسولؐ پر آنا چاہئے ۔

لہٰذا نہ صرف دونوں میں سابقہ دوستی و رازداری ثابت ہے اور رازوں کے تحفظ کے لئے اب دشمنی اور عبداللہ کے قتل کی اسکیم بھی ثابت ہو گئی مگر اس کے قتل کا الزام اور متوقع نقصانات رسولؐ کے سر عائد کرنا ضروری تھا۔ تاکہ کل راستے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو سکے ہم بھی عبداللہ کو منافق کہتے اور سمجھتے ہیں لیکن وہ کس کے حق میں منافق تھا اس میں ہمیں اختلاف ہے ۔ اس کے ساتھ رسولؐ اللہ کا سلوک اور اسے اپنا صحابی کہنا اور لوگوں کا اسے رسولؐ اللہ کا صحابی سمجھنا اور اس کے بیٹے کا علامہ کی تصدیق کے ساتھ پر خلوص مسلمان ہونا اور کبھی اپنے باپ کی مخالفت کی شکایت نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ رسولؐ اللہ کے حق میں منافق تھا اس نے تمام منافقین کا اعتماد حاصل کیا تھا تاکہ دشمنوں کی ہر اسکیم رسولؐ کو بتائی جا سکے۔ لہٰذا دشمنوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے ظاہری طور پر سنجیدگی سے اظہار دشمنی ضروری تھا ورنہ دشمن یقین کیسے کرتے لیکن رفتہ رفتہ یہ راز دشمنوں پر کھل گیا تھا

اس لئے اس کا قتل ہونا یا مر جانا ضروری تھا تا کہ کل مدینہ میں اقتدار بے روک قائم ہو سکے۔ اور رسولؐ کے سامنے اس کے نفاق کا ڈھنڈورا پیٹنا اس لئے ضروری تھا کہ اس کی باتوں کا اثر زائل ہو جائے۔ اگر وہ دشمن ہوتا تو اس کا بیٹا خود اسے قتل کر دیتا اور کوئی بات نہ چھپاتا۔ یا یہ کہئے کہ وہ بھی منافق تھا اور یہ کہنا ممکن نہیں ہے۔ اس کے اسلام اور خلوص پر اس کے عہد کے لوگوں کا اتفاق ہے لیکن دوسری طرف کے تمام قومی مسلمان مشکوک یا ثابت شدہ دشمن خدا اور رسولؐ ہیں (فرقان ۳۱ / ۲۵) ۔ لہٰذا دشمنوں کے بیانات کے متعلق آیت (۹۴/ ۹) نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کی کسی بات کا آئندہ یقین نہ کیا جائے گا اور فیصلہ صرف اللہ ورسولؐ بذات خود دیکھ کر کریں گے لہٰذا دشمنوں کی باتوں اور الزامات پر اس کے بعد ہرگز اعتماد نہ کیا جائے گا اور اس کا فطری اور قدرتی سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے سامنے حدیث ، تاریخ اور تفسیر وغیرہ کے نام سے جو ریکارڈ موجود ہے اس کا اسّی فیصد حصہ ان ہی لیڈروں کا تیار کرایا ہوا ہے ۔ جو عملاً محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمن رہتے چلے آئے ہیں۔ کیا یہ دشمنی کی کافی پہچان اور مستقل طویل عملی ثبوت نہیں ہے۔ کہ ان کے لیڈروں نے اپنی تاریخ میں محمدؐ و آل محمدؐ کے مصائب اور اموات و قتل و شہادت کا غم منانے کا کوئی دن نہیں رکھا اس لئے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا غم و الم منانے میں انہیں خود اپنے لیڈروں کی مذمت کرنا پڑتی کیوں کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر گزرنے والے مصائب اور مظالم خود ان ہی کی پالیسیوں کے تحفظ میں وارد ہوئے تھے پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ وہ آج تک رسولؐ اللہ کی موت پر جشن اور خوشیاں مناتے ہیں اور کبھی بھولے سے بھی ان کی موت کی تفصیلات بیان نہیں کرتے نہ ان کی موت پر کسی کی آنکھ سے کوئی آنسو نکلتا ہے۔ ان چیزوں اور ایسی ہی ہزاروں چیزوں کی بنا پر ہر وہ شخص جو عقل و عدل کو ملحوظ رکھتا ہے اس نتیجے پر پہنچے گا یہ لیڈر حضرات روز اوّل سے دشمن رہتے آئے ہیں اور انہوں نے پبلک کو جاہل رکھ کر انہیں بھی دشمنانہ مراسم پر لگا رکھا ہے اور انہیں غلط بنیادوں اور ذاتیات کے تعصب پر ابھار کر ہر اس رسم کا دشمن بنا رکھا ہے جس میں محمدؐ و آل محمدؐ صلواۃ اللہ علیہم کا غم منایا جاتا ہے ۔ یعنی انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ ، قرآن اور اسلام کو اپنے اقتدار اور روزی کے حصول اور بقا کے لئے استعمال کیا ہے ۔

(۱۹۔ ی) عبداللہ بن ابی پر قومی لیڈر تہمتیں تراشتے اور جھوٹے ثابت ہوتے رہے حقانیت پر جھوٹے اور بودے اصول۔

قومی لیڈروں نے اپنی حقانیت جمانے کے لئے جو طریقے اختیار کئے انہیں عقل و حقانیت سننا بھی پسند نہیں کرتی مثلاً جب وہ کسی فلاں اور فلاں یا ایکس وائی زیڈ (XYZ) کی فضیلت یا بزرگی ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ایسی آیات پڑھ ڈالتے ہیں جن میں مہاجرین کی بزرگی کا ذکر ہوا ہے ۔ حالانکہ بدقسمتی سے صرف تین مہاجر بھی ہوتے تو وہ آیت تینوں پر صادق آجاتیں یعنی ان کی بدقسمتی ہے کہ صرف تین کا عدد جمع کے صیغے کا پیٹ بھر دیتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مہاجرین میں خانوادہ رسولؐ کے علاوہ ، یقیناً سو فیصد حقیقی مومنین ضرور تین ہی تھے جو کبھی کسی حالت میں قرآن کی مذمت کے دائرہ میں نہیں آئے ورنہ یہ تو پوری قوم جیسی تھی وہ آیات (فرقان ۳۰ / ۲۵وغیرہ) سے سامنے آ چکی ہے ۔

ایسی حالت میں کسی فلاں اور فلاں کی مذمت تو بلا نام کے تعین کے قبول کرنا صحیح ہے (۲۹۔۲۷ / ۲۵) لیکن مدح و ثنا بلاحتمی دلیل اور نص صریح کے قبول کرنا جہالت ہے اسی طرح منافقین کی مذمت کا حال ہے منافقانہ صفات اور اعمال اس پوری قوم میں موجود تھے لیکن منافق کی تعریف سے یہ قوم باہر تھی اسے ہمیشہ مومن کہہ کر پکارا گیا اس لئے کہ وہ مجتہدانہ ایمان رکھتی تھی ۔ اور منکر توحید و رسالت نہ تھی ۔ اور اسلامی اعمال بجا لاتی تھی ۔ اور کوشش کرتی تھی کہ قرآن میں نازل شدہ ان کی مذمت ان کی مذمت نہ رہے بلکہ کسی اور کی مذمت بن جائے چنانچہ اس کے لئے بھی انہوں نے اپنی حقانیت کی طرح ایک بودا اور قابل مضحکہ اصول اختیار کیا یعنی قرآن نے منافقین کی جمع کے صیغے سے مذمت کی کہ " جو لوگ رسولؐ اللہ سے مغفرت طلب کرنے کے قائل نہیں اور ایسے عقائد سے سرتابی کرتے ہیں اے رسولؐ تم ان کے لئے بخشش مانگو یا نہ مانگو وہ اس لئے برابر ہے کہ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا اور اللہ تو فاسقین کی پوری قوم ہی کی ہدایت نہیں کرتا اور یہ وہی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ رسولؐ کی ذاتی تحویل میں جو لوگ ہیں ان کے لئے کوئی ٹیکس و خیرات و انفاق نہ کرو یہاں تک کہ وہ رسولؐ سے جدا نہ ہو جائیں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہم جنگ تبوک کے بعد مدینہ پہنچیں گے تو عزت اور بزرگی رکھنے والے لوگ گھٹیا اور ذلیل لوگوں کو مدینہ سے چلتا کر دیں گے " (سورۂ منافقون ۸ تا ۵ / ۶۳) یہ مذمت بھی حسب

قاعدہ تین منافق ضرور چاہتی ہے یعنی کم از کم تین منافقون کا موجود ہونا لازم ہے خواہ تین سو منافق ہوں تین سے تین کروڑ تک بھی صحیح ہے اور مومنین کی طرح نظام فسق وظلم وکفر و نفاق کے بنیادی ارکان واقعی تین ہی تھے لیکن قومی لیڈروں نے اپنی گھڑی ہوئی روایات میں مندرجہ بالا آیات کا رخ بھی عبداللہ بن ابی کی طرف موڑا اور جھوٹے ثابت ہوئے چنانچہ بخاری میں ہے کہ " زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا چنانچہ میں نے عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (مندرجہ بالا سورۂ منافقون کی آیات ۸ تا ۵ / ۶۳) چنانچہ عبداللہ بن ابی کے اس بیان کا ذکر اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے اس کی اطلاع رسولؐ اللہ کو کردی حضورؐ نے مجھے بلایا میں نے واقعہ بیان کیا تو رسولؐ اللہ نے عبداللہ اور اس کے اصحاب کو بلا بھیجا انہوں نے قسم و حلف اُٹھالی تو نبیؐ نے مجھے جھوٹا قرار دیا (فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا وَ کَذّبنی النبیؐ و صدّقھم) اور ان کو سچا کہا " (ایضاً بخاری کتاب التفسیر سورۂ منافقون پارہ نمبر ۲۰ صفحہ ۲۷ جلد دوم)

ہمیں امید تھی کہ جناب عمر بھی اپنی حالت کذائی اور شکایت پر گواہوں کا نام لیتے تو یقیناً رسولؐ اللہ عبداللہ کو بلا کر تحقیق فرماتے نہ انہوں نے کسی گواہ کا نام لیا نہ ان کے تنہا بیان پر اعتماد کیا گیا سرسری اور فرضی باتیں سرسری طور پر رسولؐ نے نظر انداز کر دیں۔

(۲۰) قومی افسانوں کو قوم کے جانبدار قبول کریں البتہ قومی سند سے ہمیں ہر وہ بات قبول ہے جو ان کے خلاف ہو۔

سورۂ منافقون کی ذیل میں جناب علامہ نے ایک سچی سچائی داستان عبداللہ بن ابی کے منافق ثابت کرنے میں لکھ ماری ہے۔ لیکن ہم اصول عدالت کے ماتحت ان کی ہر وہ بات بلا داخلی یا غیر جانبدارانہ شہادت کے قبول نہ کریں گے جو خود ان کے حق میں جاتی ہو اور ان کے اپنے بیان سے ظاہر ہوتی ہو۔ اس لئے کہ وہ بات ایک دعویٰ ہوگی اور دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں۔ البتہ ان کی ہر وہ بات ہم بلا گواہی قبول کریں گے جو ان کے بیان وقلم سے ان کے خلاف جاتی ہو۔ اس اصول پر علامہ کی باتیں سنیئے۔

(۱) رسولؐ اللہ کی مدینہ میں تشریف آوری کے قبل قبیلہ خزرج کا رئیس عبداللہ بن ابی ایسی پوزیشن رکھتا تھا کہ انصار کے دونوں قبیلے اوس وخزرج متفقہ طور پر اسے اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے اور اس کے لئے ایک تاج بھی تیار کر لیا گیا تھا۔ (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۰۸)

(۲) محمدؐ بن اسحاق کا بیان ہے کہ قبیلہ خزرج میں اس کی بزرگی بالکل متفق علیہ تھی اور اوس و خزرج اس سے پہلے کبھی ایک شخص کی قیادت پر جمع نہیں ہوئے تھے (ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۳۴) (تفہیم القرآن ایضاً صفحہ ۵۰۸)

(۳) ہر جمعہ کو جب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے بیٹھتے تو عبداللہ بن ابی اٹھ کر کہتا کہ:

حضرات یہ اللہ کے رسولؐ آپ کے درمیان موجود ہیں جن کی ذات سے اللہ نے آپ کو عزت و شرف بخشا ہے، لہٰذا آپ ان کی تائید کریں اور جو کچھ یہ فرماتے ہیں اسے غور سے سنیں اور انؐ کی اطاعت کریں (ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۱۱) (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۰۹)

عبداللہ ابن ابی کے خلاف باقی زہریلی باتیں، باتیں گھڑنے والوں کو مبارک لیکن قارئین کو یہ معلوم ہو گیا کہ عبداللہ بن ابی قبیلہ خزرج کا ایک رئیس تھا اس کی حکومت پر انصار کے دونوں قبیلے یعنی اوس و خزرج متفق تھے۔ اور اگر وہ زندہ رہتا تو انصار یقیناً مہاجرین کے مقابلہ میں اس کو حاکم بناتے اور کوئی انصاری اختلاف نہ کرتا۔ لہٰذا رسولؐ کی حکومت پر قبضہ کرنے کے معاملہ میں مہاجرین کے سامنے حضرت علیؑ کے طرفدار عبداللہ کی وجہ سے کثرت میں اور بہت طاقتور ہوتے اور وہ ان دونوں کو محروم نہ کر سکتے یعنی "منا امیر ومنکم امیر" کی منزل پر انصار میں جو اختلاف ہوا اور بشیر انصاری خزرج کے خلاف مہاجرین سے مل گیا۔ یہ عبداللہ کی موجودگی میں نہ ہوا ہوتا اور وہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں عبداللہ کی خلافت کا اعلان و استحکام ہو گیا ہوتا۔ اور مہاجرین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمی کے دور ہوتے ہی عبداللہ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت خاندان نبوت میں منتقل کر دیتا۔ لہٰذا آئندہ بننے والی حکومت کی راہ میں علیؑ اور عبداللہ بن اُبیؓ مہتمم بالشان رکاوٹ تھے۔ لہٰذا سیاسی حفظ ماتقدم کے لئے عبداللہ کو بدنام کرنے کی شدید ضرورت تھی تاکہ علیؑ کے اپنے طرفداروں کی طاقت توڑ دی جائے اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ عبداللہ بن ابی پہلے ہی مر جائے گا تو شاید وہ یہ اہتمام نہ کرتے۔ بہرحال یہ پھر نوٹ کرلیں کہ علیؑ اور محمدؐ کی تمام رشتہ داریاں قبیلہ خزرج سے تھیں اور اولاد اسماعیل علیہ السلام کی نزدیک ترین اور مشہور و طاقتور ترین شاخ اوس و خزرج تھے رسولؐ کی والدہ قبیلہ خزرج سے تھیں اور ان حضرتؐ کے آباؤ اجداد کی رشتہ داریاں بھی انصار ہی سے تھیں۔ یہ حقائق بھی چھپا لینے کی کوشش کی گئی ہے لیکن ہمارے نظام نے ان کا ہر فریب باطل کر

اَجِدُ مَآ اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ ۠ تَوَلَّوۡا وَّ اَعۡيُنُهُمۡ

پاتا میں وہ چیز کہ سوار کروں میں تم کو اوپر اس کے پھر گئے اور آنکھیں ان کی

تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوۡا مَا يُنۡفِقُوۡنَ ﴿٩٢﴾

بہتی تھیں آنسوؤں سے بسبب غم کے کہ نہیں پاتے وہ چیز کہ خرچ کریں

اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ

سوائے اس کے نہیں کہ راہ عتاب کی اوپر ان لوگوں کے ہے کہ اذن مانگتے ہیں

وَ هُمۡ اَغۡنِيَآءُ ۚ رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ

تجھ سے اور وہ دولتمند ہیں راضی ہوئے ساتھ اس بات کہ ہوویں ساتھ

الۡخَوَالِفِ ۙ وَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٩٣﴾

پیچھے رہ جانے والیوں کے اور مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں ان کے کے پس وہ نہیں جانتے

انتظام چاہا اور جن سے تم نے کہا کہ میرے پاس تمہارے لئے سواری کا کوئی انتظام نہیں ہے ۔اس مجبوری کے جواب کو سن کر وہ مرکز ولایت میں ٹھہرنے پر مجبور ہو گئے لیکن ان کی آنکھیں آنسو برساتی رہیں اور انہیں یہ غم ستاتا رہا کہ کاش وہ اور ان کا رسولؐ تنگدست نہ ہوتے اور جس قدر ضرورت تھی ان کے پاس ان کی ضرورت کے مطابق راہِ خدا میں خرچ کرنے کو ہوتا (٩٣) البتہ وہ لوگ قابل مواخذہ ہیں جنہوں نے مالدار اور غنی ہوتے ہوئے جہاد سے چھٹی مانگی اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ ان کو عورتوں کے ساتھ (چوڑیاں پہن کر گھروں کے) رکھوالے اور ہمنشین کہا جائے۔ چنانچہ اللہ نے بھی ان کے دلوں پر ان کے باطل تصورات

دیا اور حق واضح ہوتا چلا جا رہا ہے بہر حال انصار اور آنحضرتؐ ایک خاندان اور ایک قبیلہ کے افراد تھے (دیکھو ارض القرآن مولفہ سید سلیمان ندوی) قریش تو وہ قومی کھچڑی تھی جسے جناب قصیؑ نے تیار کیا تھا ۔ یعنی جب مکہ سے قحطانیوں کا ناجائز قبضہ بزور شمشیر ختم کرکے انہیں جلاء وطن کیا گیا تو مکہ کے چاروں طرف پھیلے ہوئے بدوؤں کو مکہ کے خالی گھروں میں آباد کیا گیا جس میں نہ معلوم کس کس نسل اور قبیلے کے لوگ تھے ۔ ان سب کو قریش اس لئے کہا گیا کہ جنگلوں اور بیابانوں میں بکھرے ہوئے بدوؤں کو شہری بنانے اور تمدن سکھانے کیلئے ایک شہر میں جمع کر دیا گیا تھا۔ نسلی طور پر رسولؐ اللہ کا ان سے کوئی رشتہ ناتا نہ تھا۔ یہ سب بعد کی سرکاری تاریخ کے افسانے اور قومی ضرورت کے ماتحت گھڑی ہوئی داستانیں ہیں ۔ جن سے قریش کو رسولؐ کی قوم بنایا گیا ہے ۔ اور چونکہ قریش کے اوّلین بزرگوں نے رسولؐ اللہ کے بزرگوں کی پناہ لی تھی اور خود کو ان سے منسوب کیا تھا۔ اس لئے انہیں رسولؐ کی قوم کہا جانے لگا۔ ورنہ نسل اسماعیل سے ان کا تعلق نطفتاً ماں باپ سے نہیں ہے ۔ لہٰذا عبداللہ بن ابی محمدؐ و علیؑ کا خاندانی مسلمان اور مومن بھائی تھا اور اللہ و رسولؐ کی مخالف قوم کی پالیسیاں اور اقدامات پر مطلع رہنے کے لئے ان کی منافقانہ سرگرمیوں میں بظاہر ان کے ساتھ تھا ۔ اور بس اور بس۔

(٢١) دعائے استغفار اور نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم ہر منافق پر ہر حال میں عائد نہیں ہوسکتا؟

یہ بات ہو چکی ہے کہ جب تک عملاً یہ ثابت نہ ہو جائے کہ : ا۔ فلاں شخص تا زیست ہرگز توبہ نہ کرے گا اور منافقت کی حالت میں جان دے گا ۔ اس کے ساتھ مسلمانوں ایسا سلوک لازم ہے اور ٢۔ یہ کہ فلاں شخص نے مرتے دم تک مسلسل نفاق کا اعلان کیاہے ۔ یہ بھی نماز اور دعائے مغفرت کا حقدار رہے گا ۔ اور یہ دونوں باتیں اللہ و رسولؐ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ لہٰذا ان آیات پر دوبارہ نظر ڈالیں جن میں منافقین کے لئے دعائے استغفار اور نماز جنازہ کی ممانعت ہوئی ہے ۔

(٢١ ۔ الف) آیات (٨٠۔٧٩ / ٩) میں دعائے مغفرت کی ممانعت کن لوگوں کے لئے ہوئی ہے ۔

”یہ آیات بتاتی ہیں کہ جو لوگ حقیقی اور غریب مومنین کا مذاق اڑاتے ہیں وہ مذاق اڑانے کی وجہ سے کافر و فاسق ہیں۔ یعنی حق پوش اور مجتہد ہیں ۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی ممانعت ہے (٨٠۔٧٩ / ٩) لیکن یہاں یہ تصریح نہیں ہے کہ ان کو توبہ کے بعد بھی دعائے مغفرت کا حق نہ ملے گا ۔ لیکن یہ حق مشرکین تک کو دیا گیا ہے کہ وہ توبہ کر لیں تو جرم ختم ہو جاتا ہے (توبہ ۵ / ٩) اور توبہ کے بعد انہیں مسلمانوں کا بھائی اور مسلمان قرار دیا گیا ہے (توبہ ١١ تا ٩ / ٩) لہٰذا ہر وہ شخص

کی مہر لگا دی لیکن انہیں اس کا علم نہیں ہے
(۹۴) **جب تم جنگ کے بعد پلٹ کر واپس ان** کے پاس پہنچو گے تو وہ لوگ طرح طرح کے قومی عذرات پیش کریں گے مگر آپ کھول کر کہہ دینا کہ اب تمہارے کسی عذر و بہانے کی اہمیت نہیں اس لئے کہ ہمیں اللہ نے تمہارے حالات میں سے کچھ غیبی خبریں دے دی ہیں لہٰذا اب ہم تمہاری معلوم شدہ خبروں کے متعلق تمہاری کوئی بات صحیح نہ مانیں گے اب تو اللہ اور اس کا رسولؐ بذات خود تمہارے تمام اعمال و اقدامات پر دیکھ کر فیصلے کریں گے اور جب تمہارا کچا چٹھہ مرتب و مکمل ہوجائے گا تب تمہیں غائب اور حاضر کا علم رکھنے والی ذات پاک کی طرف تمہیں گھیر کر لایا جائے گا اور وہ تمہیں تمہاری زیر زمین پوشیدہ کارستانیوں کی غیبی اطلاع دے گا (۹۵) جب آپ انقلاب پیدا کرکے ان کی طرف پلٹو گے تو وہ تمہارے

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

عذر لاویں گے طرف تمہاری جب پھر آؤ گے تم طرف ان کی کہہ مت عذر لاؤ تم

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ

ہر گز ہم نہ مانیں گے واسطے تمہارے تحقیق بتلادی ہیں اللہ نے بعضی خبریں تمہاری

وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى

اور اب دیکھے گا اللہ عمل تمہارے اور رسولؐ اس کا پھر پھیرے جاؤ گے طرف

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

تھے تم کرتے شتاب قسمیں کھاویں گے ساتھ اللہ کے واسطے تمہارے جس وقت

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ

پھر جاؤ گے تم طرف ان کی تو کہ منہ پھیرو ان سے پس منہ پھیر لو ان سے

جو کسی خاص وقت اظہار نفاق و شرک کرے اس پر اندھا دھند یہ حکم عائد نہیں ہوتا اس لئے کہ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اگر مرتے دم تک مذاق اڑانا ثابت ہو تو دعائے مغفرت منع ہو گی۔

(۲۱۔ب) آیات (۴۸ تا ۸۱ / ۹) نماز جنازہ کی ممانعت جنگ تبوک میں شرکت نہ کرنے والے مومنین کے لئے ہوئی ہے۔

ان چار آیات کو دوبارہ پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ یہ عتاب اور غصہ ان لوگوں پر کیا گیا ہے جو جنگ تبوک میں عمداً شریک نہ ہوئے تھے۔ لیکن ان میں بھی کہیں یہ بات واضح نہیں ہے کہ ان سے توبہ اور معافی کا حق چھین لیا گیا ہے لہٰذا اب جب بھی وہ مریں جس حال میں بھی مریں ان پر نماز جنازہ منع ہے۔ اور ایسی صراحت قرآن کی سابقہ آیات (۱۱ تا ۵ / ۹) کے خلاف ہوتی۔ لہٰذا پہلے عبداللہ بن ابی کے لئے یہ ثابت کریں کہ وہ جنگ تبوک میں شریک نہیں ہوا اور یہ کہ وہ عمداً شریک نہ ہوا تھا۔ حالانکہ سورۂ منافقون والی الزامی آیات (منافقون ۸ تا ۵ / ۶۳) میں اس کا فوج کے ساتھ اور مدینہ سے باہر ہونا خود مان لیا گیا ہے۔ اور پھر یہ ثابت کرنا ہو گا کہ وہ حالت نفاق ہی میں مرا تھا۔ اور اس کی تردید رسولؐ اللہ اور اس کے بیٹے کے عمل سے ہو چکی۔

(۲۱۔ج) آیت (۹۴ / ۹) میں رسولؐ اللہ کو منافقون وغیرہ کے وہ حالات علم غیب سے معلوم تھے لہٰذا غلطی ناممکن تھی۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ نے رسولؐ اللہ کو منافقون اور تمام دشمنان دین کے زیر پردہ پوشیدہ تمام حالات کا علم غیب دے دیا تھا لہٰذا اگر عبداللہ بن ابی دشمنوں میں سے ہوتا تو رسولؐ اللہ ہرگز اسے اپنا مقدس لباس بطور کفن نہ دیتے اور نہ اسکے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالتے (تواریخ اسلام) اور نہ نماز جنازہ پڑھتے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ وہ لوگ جنہیں یہ علم غیب حاصل نہ تھا غلط طور پر رسولؐ اللہ کو نماز جنازہ سے منع کر رہے تھے اور یہ ان کی جہالت تھی۔

(۲۲) آیت (۹۵ / ۹) میں اس رِجس کا ذکر واضح کیا ہے جو آل محمدؐ سے دور رکھا گیا تھا (احزاب ۳۳ / ۳۳)

آیت تطہیر (احزاب ۳۳ / ۳۳) میں آل محمدؐ صلوۃ اللہ علیہم سے کسی جسمانی یا اخلاقی یا مادی گندگی کے دور رکھنے یا دور کرنے

سامنے قسمیہ اور حلفیہ ایسے بیانات دیں گے جن سے تم مطمئن ہوکر ان کی طرف سے توجہ ہٹا کر غافل ہوجاؤ اور وہ اپنا تخریبی کام کرتے رہیں۔ چنانچہ تم بھی ان کی طرف سے انجان اور بے توجہ اور غافل بن جاؤ وہ تو حقیقتاً اندر باہر دشمنی کا ناپاک ڈھیر ہیں اور ان کی آخری پناہ جہنم ہے جو انہیں ان کی زندگی بھر کی کمائی کی جزا میں ملے گا (۹۶) چنانچہ وہ تمہیں بالا ہی بالا راضی کرنے اور اپنے سے خوش کرنے کے لئے قسمیں اور حلف اٹھا رہے ہیں چنانچہ اگر تم بالا ہی بالا ان سے راضی نامہ کرلوگے تو سن رکھو کہ اللہ اس فاسق قوم سے تمہاری وجہ سے بھی راضی نہیں ہوگا۔ (۹۷) ملک عرب کی دیگر آزاد اقوام کے خانہ بدوش عرب تو اپنی حق پوشی اور دوغلی منافقانہ پالیسی میں اپنی قانونی لاعلمی کی بنا پر اور یہ نہ جاننے کی بنا پر کہ اللہ نے اپنے رسولؐ پر کیا کچھ نازل کیا ہے زیادہ حق بجانب ہیں اور اللہ کسی کی مخالفت پر کبھی تہمت نہیں لگاتا اس لئے کہ وہ تو حقیقت کے جاننے والا اور مخالفت کی حکمت سے باخبر ہے (۹۸) عرب کی آزاد اقوام میں ایسے عربی مومنین بھی ہیں جو راہِ خدا میں خرچ کو ایک جرمانہ سمجھتے ہیں اور تمہارے اوپر زمانہ کی گردش کے چکروں کے چھا جانے کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ حالانکہ گردشوں کے برے چکروں میں خود پھنسے ہوئے ہیں اور اللہ تو تمام حقائق کا سننے والا اور جاننے والا ہے (۹۹) اور

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

تحقیق وہ پلید ہیں اور جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے بدلے اس چیز کے کہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ

تھے کماتے قسمیں کھاویں گے واسطے تمہارے تو کہ راضی ہو جاؤ ان سے

فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ

پس اگر راضی ہو گے تم ان سے پس تحقیق اللہ نہیں راضی ہوتا قوم

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا

فاسقوں سے گنوار بہت سخت ہیں کفر میں اور نفاق میں اور بہت لائق کہ

يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ

نہیں جانتے حدیں اس چیز کی کہ اتارا ہے اللہ نے اوپر رسولؐ اپنے کے

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور بعض گنواروں سے وہ شخص ہیں کہ

يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ

پکڑتے ہیں اس چیز کو کہ خرچ کرتے ہیں ڈانڈ اور انتظار کرتے ہیں

بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَ اللّٰهُ

ساتھ تمہارے گردشوں زمانہ کی اوپر ان کے ہے گردش برائی کی اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ

سننے والا جاننے والا ہے اور بعضے گنواروں میں سے وہ ہیں کہ ایمان لاتے ہیں

کا تذکرہ نہیں ہوا۔ اس لئے کہ نورانی تخلیق اور نورانی اجسام سے کسی گندی و ناپاک چیز کا تعلق ممکن ہی نہیں ہے کہ اسے دور کیا جائے یا دور رکھنے کا انتظام کیا جائے؟ یہ زیر قلم آیت بتاتی ہے کہ اللہ و رسولؐ کے دشمنوں سے آل محمدؐ کو ملوث نہیں کیا گیا۔ نہ پیدائش میں نہ تعلق میں نہ رشتہ داری میں نہ پرورش میں نہ خوراک و پوشاک میں۔ اور یہ حقیقت ساری دنیا عملاً جانتی ہے اور دشمنان دین بھی ہمیشہ خود کو خود ہی ان سے الگ رکھنے میں کوشاں رہے ہیں۔

(۲۳) آیت (۹۶ / ۹) قومی مومنین ساری عمر اُمت کو اور قوم کو اللہ و رسولؐ کے خلاف راضی رکھنے اور گٹھ جوڑ میں مصروف رہے۔

آیت (۹۶ / ۹) بھی سابقہ کوششوں کی تائید کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ رسولؐ کی قوم کے مومن لیڈروں نے اللہ و رسولؐ کے خلاف فرقہ بنانے (انفال ۸ تا ۵ / ۸) اور اس پر اُمت کے باقی لوگوں کا تعاون حاصل کرنے (توبہ ۶۲ / ۹) میں ساری زندگی بلکہ آج تک کوشش کی ہے تاکہ اسلام کے خلاف فرقہ بطور مذہب جاری رہتا جائے۔ لہٰذا ان ہی لیڈروں نے عبداللہ بن ابی کے خلاف محاذ بنا کر قومی یکجہتی سے روایات گھڑیں، کتابوں میں لکھوائیں، مؤذنوں، پیش نمازوں، مُلّاؤں اور قاضیوں اور گورنروں

بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ
ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور پکڑتے ہیں جو کچھ خرچ کرتے ہیں نزدیکیاں نزدیک
اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ
اللہ کے اور دعائے خیر پیغمبرؐ کی خبردار ہو تحقیق وہ نزدیکی ہے واسطے ان کے البتہ
سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ ع ۱۲/۱
شتاب داخل کرے گا ان کو اللہ بیچ رحمت اپنی کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

عرب کی آزاد اقوام میں کچھ عرب وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ وہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اسے وہ عرب مومنین اللہ کی قربت اور رسُول پر درود کا ذریعہ بناتے ہیں یہ صحیح ہے بالکل چوکنا ہو کر سُنو کہ ان کا وہ خرچہ اور جذبہ ان کے لئے اللہ و رسُول کا حاصل شدہ تقرب ہے عنقریب اللہ ان کو اپنی

اور دیگر محکموں کے افسروں سے پھیلائیں ۔ تعلیمی نصاب میں داخل کیں ، یہاں تک کہ اس تسلسل سے وہ لوگ بھی دھوکا کھا گئے جو پہلے دھوکے سے اصول درایت و اصول حدیث اور اصطلاحات پر ایمان لے آئے تھے ۔ لہٰذا تمام شیعہ سنی علما نے عبداللہ کو منافق سمجھا اور یہ نہ سمجھا کہ اس کا نفاق اسلام کے لئے مفید اور دشمنان اسلام کے لئے نقصان دہ تھا ۔

(۲۴) عرب کے آزاد ، خانہ بدوش عربوں میں بھی حقیقی مومنین اور قومی مومنین کا وجود (۹۹ تا ۹۶ / ۹)

ان آیات میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ رسولؐ کے خلاف مذہب قائم کرنے والے فرقے (انفال ۸ تا ۵ / ۸) کے اثر و رسوخ کی وجہ سے مکہ اور مدینہ سے باہر کی آزاد اقوام میں بھی رسولؐ کی قوم والا اسلام پھیلتا جا رہا تھا حالانکہ ان اقوام کو قرآنی تعلیمات کا ابھی علم نہ ہوا تھا (۹۷ / ۹) اور وہ بھی اسلامی عقائد و عبادات پر عمل کے باوجود راہ خداو رسولؐ میں خرچ کرنے کو ایک جرمانہ اور ڈنڈ سمجھنے لگے تھے (۹۸ / ۹) جیسا کہ قانون میں ملاوٹ کرنے والی فاسق قوم کا طریقہ تھا (۵۴۔۵۳ / ۹) اور وہ بھی حقیقی مومنین کو مصائب میں مبتلا دیکھنا چاہتے تھے (۹۸ / ۹) جیسا کہ رسولؐ کی قوم چاہتی تھی (۵۰ / ۹) وہ بھی رسولؐ سے بغض و نفاق اور دشمنی دلوں میں لئے ہوئے تھے (۹۷ / ۹) جیسا کہ رسولؐ کی قوم دشمنی کی جڑ تھی (فرقان ۳۱ / ۲۵) اور ان ہی آزاد اقوام میں ایسے حقیقی مومنین بھی موجود تھے جو اللہ و رسولؐ کی قربت میں اپنے اموال خرچ کرتے رہتے تھے (۹۹ / ۹) یہاں یہ بات نوٹ کرلیں کہ وفات رسولؐ کے بعد جو انقلاب آیا تھا وہ ان ہی آزاد اقوام کے ہجوم کی مدد سے آیا تھا جو کافی عرصہ پہلے مدینہ کے گردونواح میں جمع ہو گئی تھیں ۔ یہی وہ فوجی کثرت تھی جس کے بل بوتے پر ابوسفیان نے کہا تھا کہ اے علیؑ اگر تم چاہو تو میں مدینہ کے گلی کوچوں کو تیغ زن بہادروں سے پاٹ دوں ۔ اس حکومت کے خلاف کھڑے ہو جاؤ ۔ جب یہاں سے صاف جواب مل گیا تو ابوسفیان دوسری طرف گیا اور یہ موعودہ قوت بھی ادھر چلی گئی ۔ یہی لوگ تھے جنہیں جھولیاں بھر بھر کر وفات رسولؐ کے دوسرے دن مال تقسیم کیا تھا ۔ اور ان ہی کے ہلڑ اور غول سے لوگ سہم سہم کر بیعت کرتے رہے تھے (طبری اور تمام تواریخ) اور ان ہی اقوام کا تذکرہ اگلی آیت (۱۰۱ / ۹) میں آ رہا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مدینہ کے منافقوں کا ان گردونواح کی اقوام سے گٹھ جوڑ تھا ۔ جنہیں اپنا ساتھی اور رسولؐ کا مدمقابل بنا رکھا تھا ۔ اور رسولؐ اللہ سے فرمایا کہ تم ان کو فرداً فرداً نہیں جانتے البتہ ہم انہیں بخوبی جانتے ہیں ۔ اور یہ کہ ہم ان کو دو دفعہ عذاب میں مبتلا کر کے تیسری دفعہ عذاب عظیم کی طرف پلٹائیں گے (۱۰۱ / ۹) اور ان سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں کا اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا اور ان کو معاف کر دینے کا وعدہ بھی بیان کیا گیا ہے (۱۰۲ / ۹) اور قصور یہ بتایا ہے کہ انہوں نے بھی اچھے اعمال کے ساتھ مجرمانہ اعمال کو خلط ملط کر دیا تھا ۔ ایک اور گروہ کا ذکر کیا ہے جو گڑبڑ چھوڑ کر اب حکم خداوندی کا انتظار کر رہے ہیں ۔ ان کا معاملہ زیر غور ہے ۔ ان کے لئے معافی مل جانے یا عذاب دیئے جانے کی برابر کی اُمید اور موقع ہے (۱۰۶ / ۹) پھر ان لوگوں کا ذکر ہوا ہے جنہوں نے اپنا الگ ہیڈ کوارٹر مسجد ضرار کی صورت میں بنا لیا تھا اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے اور رسولؐ کے حقیقی مومنین کی گھات میں بیٹھنے کا بندوبست کر لیا تھا ۔ اور کہا تھا کہ ہماری نیت بخیر اور اچھائی پر مبنی تھی ۔ حالانکہ ان کے قلوب کے ہر ہر ذرہ میں رسولؐ اور اسلام کی دشمنی پیوست تھی

رحمت کی آغوش میں لے لے گا یقیناً اللہ تو بخش دینے والا اور رحم کرنے والا ہے (۱۰۰) اور اوّلین مہاجرین اور انصار سے سبقت لے جانے والے اور وہ لوگ جنہوں نے سبقت کرنے والوں کی احسان پیشہ بن کر قدم بقدم پیروی کی ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ان کے لئے جنتیں تیار کی گئی ہیں جہاں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان جنتوں میں مستقل طور پر داخل ہوں گے اور ہمیشہ وہیں قیام کریں گے وہ بہت عظیم الشان مراد مندی ہے (۱۰۱) اور تمہارے چاروں طرف تو تمہیں منافق گھیرے ہوئے ہیں اور وہ آزاد اقوام کے عرب ہیں اور اسی طرح خود مدینہ والوں میں بھی وہ منافق ہیں جو رسوؐل کے بالمقابل نفاق کو برقرار رکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ تم ان کو نہیں جانتے مگر ہم انہیں خوب جانتے ہیں عنقریب ہم انہیں دو مرتبہ عذاب میں مبتلا کریں گے اور

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ

اور آگے بڑھ جانے والے پہلے ہجرت کرنے والوں سے اور مدد دینے والوں سے

وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ

اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں ان کی ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ ان سے اور

رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا

راضی ہوئے وہ اس سے اور تیار کی ہیں واسطے ان کے بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰ وَ مِمَّنْ

نہریں ہمیش رہیں گے بیچ ان کے ہمیشہ یہ ہے مراد پانا بڑا اور ان لوگوں سے کہ

وقف منزل

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕۛ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛؔ

گرد تمہارے ہیں گنواروں سے منافق ہیں اور بعضے لوگ مدینہ کے بھی

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

سرکشی کرتے ہیں اوپر نفاق کے تو نہیں جانتا ان کو ہم جانتے ہیں ان کو

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝۱۰۱

شتاب عذاب کریں گے ہم ان کو دوبار پھر پھیرے جاویں گے طرف عذاب بڑے کے

(۱۱۰ تا ۱۰۷ / ۹) اور اس کے ساتھ ہی مشرکین کی مغفرت مانگنے کی پھر ممانعت ہوئی ہے اور یہاں تک کہا ہے کہ خواہ مومنین کے اعزا و اقربا ہی کیوں نہ ہوں (۱۱۳ / ۹)

(۲۴۔ الف) آیت (۱۰۰ / ۹) میں ان بنیادی مومنین کا ذکر اور ان کے حقیقی متبعین کا ذکر ہے جو ہجرت سے بھی پہلے مومن تھے۔

اس آیت سے عموماً وہ لوگ مراد لئے جاتے ہیں جو ہجرت اور نصرت میں اوّلین لوگ تھے۔ اور بعض علمانے تو تمام مہاجرین و انصار اور بعد کے سب مسلمانوں کو اس آیت میں گھسا دیا ہے۔ حالانکہ کہا یہ گیا ہے کہ: ”تمام اوّلین مہاجر و انصار سے سبقت لے جانے والے“ یعنی اس وقت کے مومنین جب کہ نہ ابھی ہجرت شروع ہوئی تھی نہ مدینہ سے نصرت کی ابتدا ہوئی تھی اور ظاہر ہے کہ یہ حضرات وہی مومنین ہیں جو شعب ابوطالب علیہم السلام میں ناصرو مددگار اور اہل مکہ و قوم رسولؐ کے مظالم کے شکار تھے اور تین سال تک بلا غلّہ اور بیرونی مدد کے رسولؐ اللہ کی حفاظت میں تن من دھن کی بازی لگائے رہے۔ جنہوں نے اعلان نبوت کے بعد ہجرت حبشہ سے بھی پہلے سے فداکاری کا ثبوت دیا۔ ان کے سید و سردار جناب ابو طالبؑ اور ان کی اولادؑ اور جناب حضرت خدیجۃ الکبری علیہا السلام و دیگر مومنین تھے۔ اس کے بعد حقیقی مہاجرین و انصار کا نمبر آتا ہے رہ گئے مہاجر نام کے تمام لوگ ان میں سے ان تمام نام نہاد مومنین کو الگ کرنا پڑے گا جن کی شکایت رسولؐ اللہ نے اپنے پروردگار سے کی تھی (فرقان ۳۰ / ۲۵) وہ سب مومنین خارج کئے جائیں گے جن کی مذمت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر قرآن میں بھری پڑی ہے۔ البتہ ہم انصار میں سے سوائے بیس پچیس آدمیوں کے سب کو حقیقی مومنین شمار کرتے ہیں اسی بنا پر کسی حکومت نے ان کو کلیدی عہدہ نہ دیا۔

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا

اور اور لوگ ہیں کہ اقرار کرتے ہیں ساتھ گناہوں اپنے کے ملا دیا ہے

عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ

عمل اچھا اور اور بُرا شاب ہے اللہ یہ کہ پھر آوے اوپر ان کے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے لے مال ان کے سے خیرات کہ

تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا

پاک کرے تو ان کو یعنی ظاہر میں اور پاکیزہ کرے تو ان کو ساتھ اس کے یعنی

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ

باطن میں اور دعائے خیر بھیج اوپر ان کے تحقیق دعا تیری تسکین ہے واسطے ان کے

وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ

اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا ہے کیا نہیں جانا انہوں نے یہ کہ اللہ وہی ہے کہ

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ

قبول کرتا ہے توبہ بندوں اپنے سے اور لیتا ہے خیراتیں اور یہ کہ اللہ وہی ہے

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ

پھر آنے والا مہربان اور کہہ کہ عمل کرو پس البتہ دیکھے گا اللہ عمل تمہارے

وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

اور رسولؐ اس کا اور ایمان والے اور البتہ پھیرے جاؤ گے تم طرف جاننے والے

الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ ج

غیب کے اور ظاہر کے پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے

پھر عظیم الشان عذاب کی طرف موڑ کر لائیں گے (۱۰۲) ان ہی میں کے کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا ہے اور مان لیا ہے کہ اصلاح کرنے والے اقدامات میں قومی پالیسی کے برے اعمال و اقدامات بھی ملا رکھے تھے امید ہے کہ اللہ ان کی اصلاح کے لئے توبہ قبول کرلے یقیناً اللہ غفور اور رحیم ہے (۱۰۳) آپؐ ان کے مال و دولت میں سے تصدیق اسلام و ایمان کے لئے خیرات لینا شروع کردیں اور اس طرح ان کی سابقہ گندی خوراک سے پیدا شدہ گندگی کو دور کرکے ان کے اجسام کو پاک کریں اور تعلیم وتربیت سے ان کی اندرونی پاکیزگی بھی شروع کریں اور ان کے لئے نماز پڑھیں یقیناً تمہارا ان کو نماز میں شریک کرلینا ان کے لئے سکونت اور آبادکاری کا کام کرتا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (۱۰۴) کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ یقیناً اللہ ہی توبہ قبول کرنے کا مجاز ہے اور وہی اپنے بندوں کو بخش سکتا ہے اور حقیقتاً میری معرفت وہی صدقات وصول کرتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی یقیناً توبہ کرنے والوں پر اصلاحی توجہ دیتا ہے اور رحم فرماتا ہے (۱۰۵) اور اب ان سے کہہ دو کہ آئندہ تمہارے اعمال کو بھی اللہ اور اس کا رسولؐ اور مخصوص مومنین ہر حال میں مشاہدہ کریں گے لہٰذا تم ظاہر و پوشیدہ جیسے چاہو اور جو چاہو عمل کرو پھر تمہیں اس ہستی کے روبرو پیش کر دیا جائے گا۔ جس کے متعلق تم بھی مانتے ہو کہ وہ ظاہر و باطن دونوں کا عالم ہے۔ پس وہ تمہیں تمہارے پورے کردار کے متعلق غیب

(۲۵) آیات (۱۱۰تا۱۰۱ / ۹) میں رسولؐ کی قوم کے تمام محاذوں اور مخالف شعبوں کی تفصیل ہے۔

ہم عرض کرچکے کہ اور خود سرکاری تاریخ سے ثابت ہے کہ انصار کو حکومت میں کبھی کوئی کلیدی عہدہ یا ذمہ داری نہیں سونپی گئی تھی ۔ صرف اس لئے کہ یہ رسولؐ اللہ کا اپنا قبیلہ تھا ۔ اور جب بھی خانوادۂ رسولؐ پر اہل مکہ کی طرف سے کوئی ظلم و زیادتی ہوئی ان کے مدنی رشتہ دار مکہ پہنچ کر ان کی مدد کرتے رہے چنانچہ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام پر جب ان کے مصنوعی چچا نے زیادتی کی اور ان کی زمینیں اور آبپاشی کے وسائل پر قبضہ کر لیا تو ان کے ماموں نے مدینہ سے آ کر مسلح مزاحمت کی اور نوفل سے تمام جائیداد واپس دلائی تھی ۔ یہی وہ زمانہ تھا جب حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنی بے کسی اور بے یار و مددگار ہونے کی بنا پر اللہ سے نصرت کرنے والی اولاد طلب کی تھی ۔ جو ان کی زندگی میں جوان ہوئی اور ایک دفعہ

کی تمام خبریں دے گا اور تم انکار نہ کرسکوگے (۱۰۶) ایک اور پارٹی ہے جو اللہ کے حکم کے انتظار میں رکھے گئے ہیں لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے یا ان کی توبہ قبول کرلے اور اللہ تو ہر صورتِ حال کا عالم اور حکمت کا مالک ہے۔ (۱۰۷) اور ادھر وہ پارٹی ہے جس نے ایک مسجد میں اپنا ہیڈ کوارٹر اس لئے بنایا ہے کہ وہاں سے حقیقی مسلمانوں میں فرقہ واریت کی مہم جاری کرے اور حق پوشی کی اسکیم چلائے اور اسلام کو نقصان پہنچانے کا کاروبار کرے اور ان لوگوں کی پناہ گاہ کا کام لیں جو روز اوّل سے رسولؐ کے ساتھ جنگ کرتے آرہے ہیں لیکن اب راز کھل جانے کے بعد وہ لوگ حلفیہ بیان دیں گے کہ ہمارے تمام اقدامات میں حسن آرائی اور بھلائی کے علاوہ کوئی اور برا ارادہ نہ تھا اور اللہ یہ شہادت دیتا ہے کہ یقیناً یہ مخالف مسلمانوں کا فرقہ (انفال ۸ تا ۵ / ۸) بالکل کورا جھوٹا ہے (۱۰۸) اے نبیؐ آپؐ ان کی تیار کردہ مسجد میں ہرگز نماز کے لئے کھڑے نہ ہونا۔البتہ وہ مسجد آپؐ کے نماز قائم کرنے اور کھڑا ہونے کی سب سے زیادہ حقدار ہے جس کی بنیاد آپؐ کی مدینہ میں آمد کے اوّلین دن سے تقویٰ اور ذمہ داری پر رکھی گئی تھی اور اس لئے بھی وہ زیادہ موزوں ہے کہ اس اوّلین مسجد میں صرف وہ لوگ ہیں جو پاک و پاکیزہ حالت میں رہنے کو محبوب رکھتے ہیں اور اللہ بھی پاکیزہ لوگوں ہی کو محبوب رکھتا ہے (۱۰۹) سوچنے کی بات ہے کہ کیا وہ شخص بہتر ہے جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے سامنے ذمہ داری اور پرہیز گاری اور اللہ کی خوشنودی پر رکھے یا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی

وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ

اور کئی شخص ہیں کہ ڈھیل دیئے گئے ہیں واسطے حکم اللہ کے یا عذاب کرے گا ان کو

وَ اِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰۶ وَ الَّذِيْنَ

اور یا پھر آوے گا اوپر ان کے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جن لوگوں نے

اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًۢا بَيْنَ

پکڑی ہے مسجد ضرر پہنچانے کو اور کفر کرنے کو اور جدائی ڈالنے کو درمیان

الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ

ایمان والوں کے اور گھات لگانے کو واسطے اس شخص کے کہ لڑائی کررہا ہے

اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ

اللہ سے اور رسولؐ اس کے سے پہلے سے اور البتہ قسمیں کھاویں گے یہ کہ

اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۰۷

نہ ارادہ کیا تھا ہم نے مگر بھلائی کا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ البتہ جھوٹے ہیں

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

مت کھڑا ہو تو بیچ اس کے کدھی البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے اوپر پرہیزگاری کے

مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ

پہلے دن سے بہت لائق ہے یہ کہ کھڑا ہو تو بیچ اس کے بیچ اس کے مرد ہیں

يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝۱۰۸

دوست رکھتے ہیں یہ کہ پاکی کریں اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکی کرنے والوں کو

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ

کیا پس جو شخص کہ بنیاد رکھے عمارت اپنی کی اوپر تقویٰ کے اللہ سے اور

رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا

رضامندی کے بہتر ہے یا جو شخص کہ بنیاد رکھے عمارت اپنی کی اوپر کنارے گھاٹی

پھر ملکی دشمنوں کو سرنگوں کیا۔ اس اولاد میں بھی کئی ایک لوگوں کو بعد میں ٹھونس دیا گیا ہے۔ بہرحال انصار ہی وہ قبیلہ تھا جو اولاد اسماعیل علیہ السلام سے اور خانوادہ رسولؐ سے ہمیشہ قریب ترین خونی رشتہ داری رکھتا چلا آیا تھا اور اسی بنا پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ملکی درندوں سے بچا کر مدینہ میں لائے اور اپنی جان و مال اسلام پر قربان کر دی تھی اور اسی کا انتقام ہمیشہ لیا جاتا رہا۔ عبداللہ ابن ابی کو اسی انتقام کے ماتحت نشانہ بنایا گیا۔ اور کوشش کی گئی کہ تمام دشمنان

جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي

گرنے والی کے پس لے گرے اس کو بیچ آگ دوزخ کے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ

قوم ظالموں کو ہمیش رہے گی عمارت ان کی جو بنائی ہے انہوں نے شک بیچ

قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ

دلوں ان کے کے مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کٹ جاویں دل ان کے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ

جاننے والا حکمت والا ہے تحقیق اللہ نے مول لی ہیں مسلمانوں سے جانیں ان کی

وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

اور مال ان کے بدلے اس کے کہ واسطے ان کے بہشت ہے لڑیں گے بیچ راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي

اللہ کے پس ماریں گے اور مارے جاویں گے وعدہ ہے اوپر اس کا سچا بیچ

۱۳
ع۱۱
۲

بنیاد ہی ایسی گرنے والی ڈھانگ (گگر) پر رکھی ہو جو اسے اور اس کی عمارت کو لے کر جہنم کی آگ میں جاگرے اور سنو کہ اللہ تو احکامات قرآن میں مجتہدانہ ملاوٹ کرنے والے (مائدہ ۴۵ / ۵) ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا (۱۱۰) ان کی یہ مسجد جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں بے یقینی کی بنیاد بن کر قائم رہتی چلی جائے گی۔اور کبھی نہ مٹے گی سوائے اس کے کہ ان کے دلوں ہی کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے اور اللہ تو سب کچھ جان کر حکمت سے کہا کرتا ہے (۱۱۱) یقیناً اللہ نے مخصوص مومنین سے اپنے عطا کردہ جان و مال کو اس لئے خرید لیا ہے کہ بدلے میں بطور قیمت ان کو جنت عطا کرے لہٰذا وہ مومنین جو اس طرح اپنی جان و مال اللہ کو فروخت کرچکے ان کی روش یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں بلا خوف جان جنگ کرتے ہیں دشمن اسلام کو میدان جنگ میں قتل کرتے ہیں

اسلام کے یا منافقین کے یا قومی مومنین کے اعمال و اقدامات کا رخ انصار کی طرف موڑ دیا جائے یعنی منافقین کا پورا گروہ انصاری لوگوں کا تھا یا یہ کہ ایسی کوشش کی گئی کہ مدینہ کے انصار کو تمام منافقین کو پناہ دینے کا مجرم بنایا جائے اسی کوشش کی ذیل میں ایک ہیرو گھڑا گیا جس کا نام ابو عامر بتایا گیا۔ اسے انصار کے قبیلہ خزرج کا فرد قرار دیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ وہ عیسائی مذہب کا راہب تھا۔ اور اس کے بعد ایک داستان تیار کی گئی ہے جس میں اسے جنگ اُحد اور اس کے بعد والی تمام جنگوں کا بانی مبانی اور منتظم بنا کر رفتہ رفتہ دارالخلافہ روم میں فوجی مدد حاصل کرنے کے لئے پہنچایا گیا اور کہا گیا کہ مسجد ضرار اسی کے اشارے پر اسی کے پیروؤں نے بنائی تھی۔ یہ افسانہ صرف اس لئے گھڑا گیا کہ آیت (۱۰۷ / ۹) میں آئے ہوئے جملے (وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ) مسجد ضرار کو ان لوگوں کے لئے کمین گاہ بنایا ہے جو پہلے ہی سے اللہ و رسولؐ کے ساتھ جنگ کرتے چلے آرہے ہیں (مِن قَبْلُ) کا تقاضا پورا کیا جا سکے۔ لیکن آیت تو براہ راست جنگ کرنے والا گروہ چاہتی ہے نہ کہ ایک ایسا فرضی شخص جو اس داستان کی رو سے کبھی میدان حرب میں آیا ہی نہیں بلکہ جنگ بدر کے بعد مدینہ میں موجود بھی نہ رہا ہو۔ دوسرے یہ کہ اگر واقعی ایک ایسا پروپیگنڈا کرنے والا (Agitator) وجود رکھتا تھا تو داستان ساز کو چاہیئے تھا کہ وہ اس ابوعامر اور عبداللہ بن ابی میں رابطہ دکھاتا تاکہ عبداللہ بن ابی کے لئے منافقوں کا سردار (راس المنافقین) کا لقب صحیح ہوجاتا۔ بہرحال سرکاری لیڈروں اور اہل قلم کو قلم دوات اور کاغذ کی دقت صرف رسولؐ اللہ کے سامنے لانے میں ہوئی تھی ورنہ ان کے پاس یہ سب کچھ دولت اور اسلحہ کے انبار پر رکھا ہوا ملتا چلا آیا اور انہوں نے نت نئی کہانیاں، داستانیں، افسانے اور تاریخ نما ناول لکھنے کے لئے چودہ سو سال کا طویل موقعہ پایا اور اس سے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔ مگر ان کی یہ ساری جدوجہد اور محنت رائیگاں ہوگئی اس لئے کہ وہ قرآن کریم کے متن (اصلی الفاظ و عبارت) کو تبدیل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ رہ گئے یہ قصے، یہ شان نزول پر افسانے یہ اُمت کو فریب دینے والی کہانیاں تمام بکواس کا پلندہ بن جاتی ہیں جب قرآن کے الفاظ کی رعایت سے ترجمہ کرکے اُمت کو سنا دیا جائے۔ ہم اپنی گفتگو میں زید وبکر کی بحثیں نہیں لاتے ہم صرف قرآن کریم کی آیات سے بات کرتے ہیں اور ہمارا تجربہ ہے کہ چودہ سو سال کا پھیلایا ہوا

فریب کا جال زیادہ سے زیادہ چودہ گھنٹے کی گفتگو میں سمٹ کر ابلیس اینڈ کمپنی کے پاس چلا جاتاہے ۔ اور ہمارا بیان سننے والا اوّلین دوچار گھنٹوں ہی میں باطل کی نقاب اتار پھینکتاہے اور اس کے بعد قرآن اور صاحبانؑ قرآن کا دین اختیار کر لیتاہے ۔ مذکورہ بالا داستانوں اور روایتی افسانوں کی بھر مار سے آخر خود وہ لوگ نالاں اور گریزاں نظر آتے ہیں جو سرکاری مذہب کو ازسرنو اُمت پر سوار کرنا چاہتے ہیں چنانچہ علامہ پرویز کی دو ایک باتیں سنتے چلیں لکھاہے کہ :

(۱)"ادھر روایات کو پھیلایا اور ادھر انہیں مدون (کتابی۔احسنؔ) شکل میں جمع کرنا شروع کیا تاکہ یہ کتابیں آسانی سے قرآن کی جگہ لے لیں ۔جب روایات کے یہ مجموعے (کتب احادیث۔احسنؔ) دین قرار پا گئے تو ان ہی کی روسے قرآن کی تفسیریں ہونے لگیں (جیساکہ تفہیم القرآن۔احسنؔ) اور ان ہی سے مسلمانوں کی تاریخ مرتب ہونے لگی تھوڑے عرصے کے بعد ہو یہ گیاکہ ہر غیر اسلامی عنصر کی سند دین کے سرچشموں سے ملنے لگی جو کچھ تفاسیر (یا تفہیم القرآن۔احسنؔ) میں لکھاتھا وہ خدا کا حکم قرار پا گیا۔ جو روایات میں تھا ۔ وہ سنت رسولؐ اللہ بن گیا ۔ اور جو کچھ تاریخ نے پیش کیا وہ مسلک صحابہ کبار و تابعین وغیرہ کی شکل میں پیش ہوگیا" (مقام حدیث جلد ۲صفحہ ۳۹)

یعنی نہ قرآن اپنی جگہ ٹھہرا، نہ رسولؐ اور عہد رسولؐ کی پوزیشن قائم رہی بلکہ افسانہ طرازوں نے جو چاہا وہ دین بنتا چلا گیا۔ اور سنیئے ۔ علامہ عبیداللہ سندھی کے حوالہ اور زبان میں لکھتے ہیں کہ :

(۲)" اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کی تفسیر واعظوں اور قصہ گو، افسانہ طراز لوگوں کے ہاتھ آ گئی ۔۔۔آئمہ فقہا نے اپنے اصول میں بالاتفاق یہ مسئلہ درج کیاہے کہ اگر قرآن میں ایک آیت بلفظ عموم نازل ہوئی ہے اور مفسرین اس کا کوئی خاص واقعہ سبب بتاتے ہوں تو قرآن فہمی میں عموم الفاظ ہی مدنظر رہے گا ۔ خصوصیت محل کو اس میں دخل نہیں ہو گا۔ اس قاعدے پر اتفاق کرتے ہوئے آپ جس تفسیر کو اٹھا کر دیکھیں ہر آیت کے ماتحت ایک جزوی واقعہ پائیں گے ۔ مثلاً یہ آیت ابوجہل کے حق میں ہے ۔ یہ عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں ناز ل ہوئی۔ یہ حضرت ابوبکر کی فضیلت میں اتری ۔ اس میں اہل بیتؑ کے فضائل کا بیان ہے ۔ عام اساتذہ اور طلبا کو آپ ان ہی جزوی چیزوں میں غور کرتا ہوا پائیں گے " (ایضاً جلد اوّل صفحہ ۲۳۲ اور ۲۳۴)

دیکھا آ پ نے کہ آخر وہ لوگ بھی تنگ آگئے جن کے بزرگوں ، راہنماؤں اورحکمرانوں نے اپنے اپنے دور اقتدار میں پوری قوت اور سرمایہ صرف کرکے وہ دین تیار اور مستحکم کیا تھا جسے رسولؐ کی قوم کے دو لیڈر دوستوں نے پھیلایا تھا (فرقان ۲۷۔۳۱ / ۲۵) اورجس کے جاری کرنے کا مقصد قرآنی حقائق کو چھپانا اور مہجور کرنا تھا لیکن آپ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ علامہ عبیداللہ سندھی یا پرویز یہ باتیں حقیقت قرآن واسلام پیش کرنے کے لئے کر رہے ہیں لاواللہ ایسا نہیں بلکہ ان دونوں علاّموں نے چند ایسے بزرگوں کا انتخاب کیاہے جنہوں نے دین کوبدلنے کے نئے پیمانے اور جدید سانچے تیار کئے تھے ان سانچوں میں ڈھالنے کے لئے سابقہ سانچوں اور ڈھلی ہوئی چیزوں کو توڑنا ضروری تھا تاکہ از سر نو عہد قدیم کے مصنوعی مذہب کے بکھرے ہوئے شیرازے کو اس کے پیروں پر دوبارہ کھڑا کیا جائے اور اسی ابلیسی مذہب کی تجدید طلوع اسلام کے نام پر کی جائے بہرحال یہ ثابت ہوگیاکہ عہد رسولؐ میں رسولؐ کی قوم کے لیڈروں اور ان کے متبعین نے دین کو افسانہ بنا دیا تھا اور عبداللہ بن ابی ، ابوعامر اور نہ معلوم کتنے " ابو " اور " ابن " گھڑ کر قرآن کے مطالب و مفاہیم کا رخ موڑا گیا تھا حقیقت حال وہی ہے جو قرآن کے متن میں اپنے اوّلین بنیادی اورلغوی معنی کے ساتھ لکھی ہوئی موجود ہے اللہ نے کہاکہ : (وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِي ۝٣٠ الفرقان) رسولؐ نے لفظ تحقیق یعنی "إِنَّ" کے ساتھ کہاکہ " میری قوم نے "۔ لیکن لیڈروں کو خطرہ محسوس ہوا کہ پوری قوم مجرم نہ بن جائے لہٰذا ترجمہ میں لکھنا پڑا کہ " میری قوم کے لوگوں نے " (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۴۷) ہمیں ترجمہ میں اس کی پرواہ نہیں کہ یہ ساری قوم جنتی بن جائے یا اسے جہنم میں جھونک دیا جائے البتہ ہمیں اس کی حد بھر فکر رہی ہے کہ ہم اللہ کے منشا کو ٹھیک ٹھیک قاری تک پہنچا دیں اور اس کی خلاف ورزی کر کے خود جہنمی نہ بن جائیں اس پردہ کشائی کے بعد آپ ان آیات (۱۱۰ تا ۱۰۱ / ۹) میں رسولؐ کی قوم کے تمام محاذوں کی تفصیل دیکھ سکتے ہیں چنانچہ آیت (۱۰۷ / ۹) میں وہ محاذ روز اوّل سے مذکور ہے ۔ جس نے مسلح جنگ جاری رکھی اور اسی کی تائید میں یہ مسجد ضرار بطور کمین گاہ بنائی گئی تھی ۲۔ پھر مسجد بنانے والا وہ گروہ ہے جو اسلامی نقاب میں

اور خود قتل ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے اللہ نے توریت و انجیل و قرآن میں جنت عطا کرنے کا سچا وعدہ کیا ہوا ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو وفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے چنانچہ وہ حقیقی مومنین اپنی اس سرفروشانہ خرید و فروخت پر خوشیاں مناتے رہیں جو انہوں نے اللہ کے ساتھ بطور معاہدہ کر رکھی ہے اور وہی عظیم الشان مراد مندی ہے (۱۱۲) وہ جان فروش مومنین ہر لمحہ اللہ سے متوجہ رہتے ہیں ہر وقت عبادت میں اور اللہ کی حمد و ثنا میں لگے رہتے ہیں وہ ہر لمحہ سیّاحی میں رہتے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کی بنا پر نادار رہتے ہیں ہمیشہ سے سجدے میں رہنے والے ہیں تمام عالمی پسندیدہ چیزوں کو کرنے کا حکم نافذ کرنے والے ہیں اور تمام عالمی ناپسندیدہ کاموں سے روک دینے والے ہیں اور اللہ تمام قوانین اور حدود کے عالم و محافظ ہیں اور اے نبیؐ ان مومنین کو ہماری طرف سے خوشخبری سنا دو (۱۱۳) نبیؐ کے لئے بھی اور مومنین کے لئے

التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى

توریت کے اور انجیل کے اور قرآن مجید کے اور کون شخص بہت پورا کرنے والا ہے

بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ

عہد اپنے کو اللہ سے پس خوشوقت ہو تم ساتھ سوداگری اپنی کے جو

بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ

سوداگری کی ہے تم نے ساتھ اس کے اور یہ وہی ہے مراد پانا بڑا توبہ کرنے والے ہیں

الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ

عبادت کرنے والے ہیں اللہ کی تعریف کرنے والے ہیں خدا کی راہ میں پھرنے

الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

والے ہیں رکوع کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں حکم کرنے والے ہیں

بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ

ساتھ بھلائی کے اور منع کرنے والے ہیں نامعقول سے اور نگاہ رکھنے والے ہیں

لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِىِّ

حدوں اللہ کی کو اور بشارت دے ایمان والوں کو نہیں تھا لائق واسطے نبیؐ کے

مسلمانوں کے اندر کام کر رہا ہے اور یہ داخلی مومن محاذ ہے جو مغلوب ہو جانے کی صورت میں اپنے باقی ماندہ لیڈروں کا مذہب اسلام کے نام پر پھیلا رہا تھا۔ اور ان کے اسلامی نقاب میں چلے آنے کے بعد ان کے لئے اقتدار کی بساط بچھا رہا تھا(۱۰۷/۹) اور قسمیہ اپنے مجتہدانہ اقدامات کی اچھی تاویل کر رہا تھا ۳۔ مگر اللہ نے انہیں کاذب کہا اور بتایا کہ یہ داخلی محاذ حق پوشی، ضرر رسانی اور مومنین میں اختلاف و انتشار اور تفرقہ پر دازی سے اپنا وہ مذہب جاری کرنا چاہتا تھا جو رسولؐ کے راستے کا مخالف (فرقان ۲۹۔۲۷ / ۲۵) اور (انفال ۸ تا ۵ / ۸) مذہب تھا (۱۰۷ / ۹) اور اس گروہ کی ترکیب یہ بتائی کہ وہ حقائق کو باطل کی آمیزش کے ساتھ پیش کرتا تھا (۱۰۲ / ۹) جس کے کچھ لوگوں نے اعتراف جرم کر لیا تھا (۱۰۲ / ۹) جن پر اللہ و رسولؐ اور اسلام کے اہل نظر نگرانی کر رہے تھے (۱۰۶ / ۹) اور ایک گروہ اپنی سزا کا انتظار کر رہا تھا (۱۰۶ / ۹) یہیں یہ اشارہ کر دیا گیا ہے کہ اوّلین مسجد جو محلہ قباء میں بنائی تھی ۔ اس کے علاوہ کوئی مسجد خالص مومنین و متقین کی حامل نہیں ہے ہر جگہ اس مخالف مسلمان گروہ کے لوگ چھائے ہوئے ہیں ۔(۱۱۰ تا ۱۰۸ / ۹)

(۲۶) آیات (۱۱۲۔۱۱۱ / ۹) میں وہ مومنین مذکور ہیں جو تمام تعلیمات خداوندی کے عالم اور شہید راہِ خدا ہوں ۔

ان دونوں آیات میں عموماً مترجمین نے تمام مومنین مراد لے لئے ہیں حالانکہ آیات کے الفاظ اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اور اپنے مضمون کو مخصوص مومنین کے ساتھ پابند کرتے ہیں چنانچہ پہلی پابندی یہ ہے کہ ان سے وعدہ کا تذکرہ توریت و انجیل اور قرآن میں ہوا ہے دوسری شرط یہ ہے کہ وہ راہ خدا میں مقتول ہوتے ہیں تیسری بات یہ ہے کہ ان مومنین کو اس خرید و فروخت اور وعدہ کا ذاتی علم ہونا چاہئے اس لئے کہ ہر وہ خرید و فروخت باطل ہے جس میں خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی واضح رضامندی و اجازت موجود نہ ہو ۔ اور یہاں آیت میں یہ کہنا کہ " اپنی اس خرید و فروخت پر خوشیاں مناؤ "

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ

اور واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے اور

لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ

اگر چہ ہوں صاحب قرابت کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوا واسطے ان کے یہ کہ وہ

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ

رہنے والے دوزخ کے ہیں اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیمؑ کا واسطے باپ اپنے کے

اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ

مگر بسبب وعدے کے کہ وعدہ کیا تھا اس سے یہ پس جب ظاہر ہوا واسطے اس کے

اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

یہ کہ وہ دشمن ہے واسطے خدا کے بیزار ہوا اس سے تحقیق ابراہیمؑ البتہ دردمند تھا تحمل والا

یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ نظام اشتراک کے ممبروں کے لئے بخش دیئے جانے کی دعا کریں خواہ وہ مشرک ان کے القربٰی والے ہی کیوں نہ ہوں خصوصاً جب کہ یہ بات واضح ہوچکی کہ تمام مشرک جہنمی صحابہ ہیں (۱۱۴) اور ابراہیمؑ نے اپنے والد کے لئے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو اس لئے تھی کہ ابراہیمؑ اپنے والد سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے وعدہ پورا کردیا تھا چنانچہ جب ابراہیمؑ پر عملاً ظاہر ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن بھی ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد سے اس وقت بریت اور جدائی اختیار کرلی تھی حالانکہ ابراہیمؑ

بتاتا ہے کہ خرید و فروخت کرنے والے مومنین کو اس کا پہلے سے علم حاصل ہے چوتھی شناخت یہ ہے کہ ان کو تمام معروفات اور تمام منکرات کا علم حاصل ہوتا کہ وہ غلطی سے کسی منکر کو معروف یا معروف کو منکر سمجھ کر غلط احکام نافذ نہ کردیں۔ ساتھ ہی وہ ایسے حضرات ہونا چاہیں کہ لوگوں کو ان کی آمرانہ پوزیشن معلوم ہو اور لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ تمام اسلامی وقرآنی حدود و قوانین پر کماحقہٗ مطلع ہیں۔ پانچویں شناخت یہ ہے کہ وہ مستقل طور پر اَلْعَابِدُ، اَلْحَامِدُ، اور اَلسَّاجِد ہوں، یعنی کبھی ایسا نہ ہوا ہو کہ وہ عبادت و حمد خداوندی اور سجدہ کے افعال سے قاصر رہے ہوں اور راہ خدا میں انفاق کرنے کی وجہ سے ہمیشہ مستقلاً بے زر و نادار رہتے ہوں (اَلرَّاكِعُ) اور مستقلاً ارضی وسماوی سیاحت(اَلسَّآئِحُ) ان پر صادق آتی ہو اور ہر لمحہ ان کی توجہ اللہ پر مرکوز رہتی ہو (اَلتَّآئِبُ) چھٹی بات یہ کہ اللہ کی طرف سے انہیں اسلام اور قوانین اسلام کی تحفظ اور نفاذ کے اختیارات حاصل ہوں اور جن کے لئے قرآن نے وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ﴿۲۰۷﴾ فرمایا ہو (بقرہ ۲۰۷ / ۲)

(۲۷) آیات (۱۱۵ تا ۱۱۳ / ۹) حضرت ابراہیمؑ اور ان کے والد کی پوزیشن پر چند باتیں۔ بعض نیک طینت علمانے یہ کہا ہے کہ آزر اور تارح دو بھائی تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح تھا۔ مطلب یہ کہ انہوں نے آزر کو حضرت ابراہیمؑ کا چچا کہہ کر انہیں بت پرست یا مشرک کی ولدیت سے نکال لینا چاہا ہے۔ تاکہ نبیؐ پر مشرک یا بت پرست کے نطفے سے پیدا ہونے کا الزام نہ آسکے نیت نہایت نیک اور ہمارے عقیدے کے عین مطابق تھی مگر اس کوشش کی ضرورت کئی ایک وجوہات کی بنا پر فضول ثابت ہوئی اوّل اس لئے کہ تارح اور آزر دو آدمی ہرگز نہ تھے جس شخص کا نام تارح تھا اسی شخص کے عہدہ کا نام آزر یا آدار تھا اور تارح سے پہلے بھی یہ عہدہ حکومت بابل میں موجود تھا اور بعد میں بھی برقرار رہا یہ عہدہ قانون ملکی اور ملکی مذہب کی نمائندگی کے ادارہ کا اعلیٰ ترین مقام تھا لہٰذا حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارح تھا۔ اور وہی حکومت بابل کے سب سے بڑے مذہبی اور قانونی نمائندے تھے۔ اور قرآن میں جس کی مذمت ہوئی ہے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والد تھے اور ایسے واضح الفاظ و بیانات کا رخ اور معنی و مفہوم بدلنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ حقیقت ہے کہ انبیا علیہم السلام کے آباؤ اجداد میں کوئی کافر ومشرک و بت پرست و زانی وغیرہ نہیں ہوتا تو اس حقیقت کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری سب سے زیادہ خود اللہ پر عائد ہوتی ہے ہمیں کھینچ تان کر ایسی حقیقت کو ثابت کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اگر اللہ اس کو برا نہیں سمجھتا تو ہم کون ہوتے ہیں؟ دوم اس لئے

ایک دردمند اور تحمل والے شخص تھے (۱۱۵) کسی فرد یا قوم کو اللہ ہدایت کرنے کے بعد گمراہ قرار نہیں دیتا جب تک کہ پہلے انہیں وہ سب کچھ نہ بتادے جس کے وہ ذمہ دار ہیں (پھر بھی وہ نہ مانیں تو مہر لگا دیتا ہے) اور اللہ تو ہر ہر چیز اور صورت حال کا انتہائی عالم ہے (۱۱۶) یقیناً تمام آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے وہی زندگی عطا کرتا ہے وہی زندگی کو ختم کرکے مارتا ہے اور تمہارے لئے اللہ کے علاوہ نہ کوئی حقیقی ہمدرد حاکم (ولی)

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ

اور نہیں شان اللہ تعالیٰ کی کہ گمراہ ٹھیرا دیوے قوم کو پیچھے اس کے کہ

هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ

ہدایت کیا ہے ان کو یہاں تک کہ بیان کرے واسطے ان کے کہ کس چیز سے بچیں

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

تحقیق اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے تحقیق اللہ واسطے اس کے ہے بادشاہی

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ مَا لَكُمْ

آسمانوں کی اور زمین کی وہی جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور نہیں واسطے تمہارے

کہ اللہ نے کہیں یہ نہیں کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش مشرک یا بت پرست باپ کے نطفہ سے ہوئی تھی۔ پھر علما کو کیوں فکر ہوئی اور کیوں یہ سمجھا کہ آزر اس وقت بھی مشرک تھا جب کہ حضرت ابراہیمؑ پیدا نہ ہوئے تھے ؟ اور یہ کہ حالت شرک میں نطفہ قرار پایا تھا ؟ بات صرف اتنی سی ہے کہ جناب تارح یا تارخ نمرود کے یہاں عہدہ آزر یا آدار پر تعینات تھے ۔ اور ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ پوری مملکت کے مذہب اور قانون کا تحفظ کریں اور ملک میں نافذ کریں اس صورت میں ضروری نہیں ہے کہ وہ خود بھی بت پوجا کرتے اور شرک کو برحق مانتے ہوں اور اگر وہ ملازمت کے لالچ میں ایسا کرنے بھی لگے ہوں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے ۔ جب تک کہ استقرار نطفہ کے وقت وہ مشرک نہ ہوں اس لئے کہ بعد کے اعمال سے حضرت ابراہیمؑ نہ جسمانی طور پر ملوث ہوتے ہیں نہ روحانی طور پر برا اثر ممکن ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ حالت تقیہ میں ہوں بُری سے بُری بات یہ ہے کہ وہ اپنی بداعمالی سے جہنمی ہو جائیں تو ہمیں فکر کیوں ہو؟ ہمارے عقیدہ کے خلاف نہ کوئی بات یہاں موجود ہے اور نہ تحقیق کے بعد ثابت ہو گی ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن نے جو کچھ کہاہے اسے بعینہٖ سامنے رکھ کر جو کچھ نتیجہ نکلے اسے اپنا عقیدہ بنا لیجئے اور بالکل یہ فکر نہ کیجئے کہ آپ سے پہلے لوگوں نے کیا سمجھا اور کیا کہا اور کیا مانا تھا؟ یعنی اپنے یا کسی اور کے سابقہ عقیدے سے متاثر ہوکر قرآن کے مفاہیم میں کتر بیونت نہ کیجئے لہٰذا ہمارا عقیدہ قارئین کو معلوم ہو چکا کہ ہم اور ہمارے آباؤ اجداد و آئمہ علیھم السلام انبیاً کے آباؤ اجداد کو پاک و پاکیزہ لوگ سمجھتے رہے ہیں اور ہم سے امید ہے کہ ہم اس عقیدے سے متاثر ہوکر مفاہیم کو بدلیں۔ لہٰذا اس پر نظر رکھئے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ رسولؐ کی قوم کے علما رسولؐ کے آباؤ اجداد کو مشرک و کافر مانتے اور لکھتے ہیں اور خود نبیؐ کو (معاذ اللہ) خاطی انسان اور نزول قرآن سے پہلے وہی کچھ مانتے ہیں جو ان کے آباؤ اجداد کے لئے لکھاہے اب ذرا علامہ مودودی کا عقیدہ اور نبیؐ کے ساتھ طرز عمل دیکھیئے اور پھر یہ دیکھیئے کہ ہم ان ہی کے بنائے ہوئے راستے پر چل کر قرآن کا صحیح مفہوم پیش کرتے ہیں یا نہیں ؟

(۲۷۔ الف) رسولؐ کی قوم کے علما کا نبوت اور نبیؐ کی ہدایت و تعلیمات کے متعلق عقیدہ۔

علامہ مودودی حضرت ابراہیمؑ کے متعلق آیات سے کیا سمجھے اور اپنے قاریوں کو کیا بتاتے ہیں سنیئے :
”ان آیات پر غور کرنے سے یہ اصولی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انبیاء کا صرف وہی عمل قابل تقلید ہے جس پر وہ آخر وقت تک قائم رہے ہوں ۔ رہے ان کے وہ اعمال جن کو انہوں نے بعد میں خود چھوڑ دیا ہو، یا جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں قائم نہ رہنے دیا ہو ۔ یا جن کی ممانعت اللہ کی شریعت میں وارد ہو چکی ہو وہ قابل تقلید نہیں ہیں اور کوئی شخص اس حجت سے ان کے ایسے اعمال کی پیروی نہیں کرسکتا کہ یہ فلاں نبی کا عمل ہے۔ “ (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۴۳۰) یہی وہ عقیدہ

مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدۡ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى

سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ مددگار تحقیق ساتھ رحمت کے پھر آیا اللہ اوپر

النَّبِيِّ وَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَ الۡاَنۡصَارِ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ

نبیؐ کے اور وطن چھوڑنے والوں پر اور مدد دینے والوں پر جنہوں نے پیروی کی اس کی

فِيۡ سَاعَةِ الۡعُسۡرَةِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا كَادَ يَزِيۡغُ قُلُوۡبُ فَرِيۡقٍ مِّنۡهُمۡ

بیچ وقت سختی کے پیچھے اس کے کہ نزدیک تھا کہ کج ہو جاویں دل ایک جماعت کے

ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّهٗ بِهِمۡ رَءُوۡفٌ

ان میں سے پھر پھر آیا اوپر ان کے تحقیق وہ ساتھ ان کے شفقت کرنے والا

رَّحِيۡمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيۡنَ خُلِّفُوۡا ؕ حَتّٰٓى اِذَا

مہربان ہے اور اوپر تین شخصوں کے جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے یہاں تک کہ جب

ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَ ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ

تنگ ہوگئی اوپر ان کے زمین ساتھ اس کے کہ کشادہ تھی اور تنگ ہوگئی اوپر ان کے

اَنۡفُسُهُمۡ وَظَنُّوۡۤا اَنۡ لَّا مَلۡجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيۡهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ

جانیں ان کی اور جانا انہوں نے کہ نہیں پناہ اللہ سے مگر طرف اسی کی پھر پھر

لِيَتُوۡبُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

آیا اوپر ان کے تو کہ پھر آویں وہ تحقیق اللہ وہ ہے پھر آنے والا مہربان اے لوگو

ہو گا نہ کوئی حقیقی نصرت کرنے والا ہی ہو گا (۱۱۷) اللہ نبیؐ پر اور ان مہاجرین و انصار پر اصلاحی توجہ مرکوز کر چکا ہے جنہوں نے بڑی تنگ دستی اور مجبوریوں کے عالم میں نبیؐ کی پیروی میں پورا پورا کردار ادا کیا تھا اگرچہ مہاجرین و انصار کے ایک فرقہ کے دل ذاتی اغراض کی طرف مائل ہو چلے تھے۔ مگر پھر بھی اللہ نے انہیں اصلاح کا موقع دیا۔ اور یقیناً اللہ ان پر شفقت اور رحم کرنے والا ہے (۱۱۸) اور وہ تین مومنین جنہیں جنگ سے چھٹی دے کر پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا جب ان پر زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہو گئی اور ساتھ ہی ان پر ان کی اپنی زندگیاں دوبھر اور تنگ ہو کر رہ گئیں اور انہیں یہ گمان ہوگیا کہ اللہ سے بچ کر کہیں پناہ نہیں مل سکتی اور اسی کے علاوہ کہیں کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے تو اللہ نے اس لئے ان کی طرف اصلاحی توجہ کی تاکہ وہ توبہ اور اصلاح کر سکیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی وہ ہے جو اصلاح کے لئے متوجہ رہنے والا رحیم ہے (۱۱۹) اے وہ تمام لوگو

ہے جس کو ثابت کرنے کے لئے ہم نے یہ ترجمہ وتعبیر پیش کرنے کی زحمت گوارا کی ہے وہ مانتے ہیں کہ نبیؐ سے ہر غلط و باطل کام کر گزرنا ممکن ہے لہٰذا اُمت کے دیدہ ور لیڈروں کی ذمہ داری ہے کہ آنکھیں بند کر کے نبیؐ کے ہر فعل کی تقلید نہ کریں یعنی تقلید کا مسئلہ علمائے اُمت کے فیصلوں پر منحصر رہے گا۔

(۲۷۔ب) علامہ نے کس آیت سے انبیاؑ کی تقلید کو مشروط کیا۔ اور وہ کون سا عمل تھا جس کی تقلید اللہ نے منع کی ہے۔

قارئین اب وہ آیت دیکھ لیں جس کی وجہ سے علامہ نے انبیاءؑ کی سو فیصد تقلید کو باطل قرار دیا ہے سنیئے: اللہ نے فرمایا ہے اور علامہ نے ترجمہ کیا ہے کہ:
"تم لوگوں کے لئے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ: "ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ" مگر ابراہیم کا یہ کہنا (اس سے مستثنیٰ ہے) کہ: "میں آپ کے لئے مغفرت کی درخواست ضرور کروں گا" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۴۲۸ وصفحہ ۴۲۹)

قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذۡ قَالُواْ لِقَوۡمِهِمۡ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُاْ مِنكُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ ٱلۡعَدَٰوَةُ وَٱلۡبَغۡضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤۡمِنُواْ بِٱللَّهِ وَحۡدَهُۥٓ إِلَّا قَوۡلَ إِبۡرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسۡتَغۡفِرَنَّ لَكَ ﴿٤﴾ الممتحنة

جو ایمان لانے کے دعویدار ہو تم سب اللہ کے سامنے ذمہ دار اور پرہیز گار بن جاؤ اور ازلی و ابدی صادق القول لوگوں کے ساتھ وابستہ رہو (۱۲۰) مدینہ میں قیام پذیر مومنین کو اور ان کے گردونوح میں رہنے والے آزاد عرب مومنین کو جنگ میں جانے کے وقت رسولؐ سے چھٹی لے کر پیچھے رہ جانا زیبا نہ تھا۔اور نہ ہی رسولؐ کی جان سے اپنی زندگی کو عزیز رکھنا مناسب تھا اور وہ اس لئے کہ ایسا کبھی نہ ہونے پائے گا کہ اللہ کی راہ میں ان کا بھوک پیاس میں تکلیف سہنا اور محنت برداشت کرنا اور راہ خدا میں سفر کی صعوبتیں سہنا اور خدائی مقاصد کے لئے ایسے اقدامات کرنا کہ جن سے دشمنان اسلام کو غصہ آتا ہو اور دشمنوں سے کوئی انتقام لینا اللہ سے پوشیدہ رہ جائے اور ہر ہر اقدام کے بدلے میں ان کے لئے ایک ایک نیک عمل

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ

جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے نہیں تھا لائق واسطے رہنے والوں

الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

مدینے کے اور وہ لوگ کہ گرد ان کے ہیں گنواروں میں سے کہ پیچھے رہ جاویں

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ

رسولؐ خدا کے سے اور نہ یہ کہ رغبت کریں بیچ آرام جان اپنی کے چھوڑ کر

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا

جان اس کی کو یہ اس واسطے ہے کہ نہیں پہنچتی ان کو پیاس اور نہ محنت اور نہ

مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ

بھوک بیچ راہ خدا کے اور نہیں چلتے ایسی جگہ چلنے کی کہ غصے میں لاوے کافروں کو

وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ

اور نہیں لیتے دشمنوں سے کچھ لینا مگر لکھا جاتا ہے واسطے ان کے بسبب اس کے عمل

اس ترجمہ کے ساتھ ہی علامہ کی تشریح بھی سن لیں تاکہ سونے پر سہاگہ ہو جائے۔

اس آیت پر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: "۔دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے حضرت ابراہیمؑ کی یہ بات تو قابل تقلید ہے کہ انہوں نے اپنی کافرومشرک قوم سے صاف صاف بیزاری اور قطع تعلق کا اعلان کر دیا، مگر ان کی یہ بات تقلید کے قابل نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے مشرک باپ کے لئے مغفرت کی دعا کرنے کا وعدہ کیا اور عملاً اس کے حق میں دعا کی۔ اس لئے کہ کافروں کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اتنا تعلق بھی اہل ایمان کو نہ رکھنا چاہئے۔" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۴۲۹)

(۲۷۔ج) اللہ نے ہر گز تقلید کی ممانعت نہیں کی ہے یہ علامہ نے آیت کو بدل کر اپنے دوسرے الفاظ میں خود لکھا ہے۔

قارئین سے انصاف کی درخواست کے ساتھ ساتھ یہ کہنا ہے کہ علامہ کا ترجمہ باوجود جانبداری کے کہیں یہ نہیں بتاتا کہ اللہ نے اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ یا تمام انبیاؑ کی تقلید کو مشروط یا کسی حیثیت سے ممنوع کہا ہے۔ وہاں تو یہ اعلان کیا گیا ہے کہ: (۱) حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں نے اپنی قوم اور ان کے غلط معبودوں سے اظہار کفر و بیزاری اور دشمنی کا اعلان کیا ہے مگر اِلّا کہہ کر (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بخشش کے وعدے اور عملاً دعا کرنے کو مستثنیٰ کر دیا ہے یعنی۔ (۳) ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں نے بخشش کے وعدے اور عملی دعا سے کفر اور بیزاری اور دشمنی کا اعلان نہیں کیا بلکہ اگر وہ قوم غلط معبودوں سے بیزار ہو کر اللہ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے تو مذکورہ کفر و بیزاری و دشمنی بھی ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یعنی بخشش کا وعدہ اور دعا پر کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ اللہ کے اس واضح بیان کو علامہ نے اپنے عقیدہ پر فٹ کرنے کے لئے اپنے پسندیدہ "دوسرے الفاظ میں" کی دم لگا کر " اس کا مطلب یہ ہے" فرمایا اور مندرجہ ذیل تہمتیں قائم کر دیں: (۱) ابراہیمؑ کی قوم مشرک تھی، کافر تھی، اور اللہ کو چھوڑ کر کچھ اور معبودوں کی پوجا کرتی تھی (مندرجہ بالا علامہ کا ترجمہ اور حاشیہ نمبر ۷ کی وضاحت) (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاؑ کی تقلید محدود و مشروط ہے۔ (۳) حضرت ابراہیمؑ علامہ مودودی کے پسندیدہ اہل ایمان سے بھی حقیر درجہ کا ایمان رکھتے تھے (حاشیہ مذکورہ نمبر ۷) (۴) ترجمہ سے کچھ لوگوں کا اسوہ حسنہ قابل تقلید مانا لیکن حاشیہ نمبر ۷ میں ان کا ذکر غائب کر کے صرف حضرت ابراہیمؑ کو مجرم بنایا ہے۔ (۵) ترجمہ میں "مِن دُوْنِ

صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا
نیک تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا اور نہیں
يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّ لَا كَبِيۡرَةً وَّ لَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا
خرچ کرتے خرچ کرنا چھوٹا اور نہ بڑا اور نہیں کاٹتے کسی جنگل کو
اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ
مگر لکھا جاتا ہے واسطے ان کے تو کہ جزا دیوے ان کو اللہ بہتر اس چیز کی
مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ مَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا
جو تھے کرتے اور نہ تھے مسلمان کہ نکل جاویں سارے پس کیوں نہ نکلے
كَآفَّةً ؕ فَلَوۡ لَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا
ہر فرقے سے ان میں سے ایک جماعت تو کہ سمجھ سیکھیں
فِى الدِّيۡنِ وَ لِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ
بیچ دین کے اور تو کہ ڈرائیں قوم اپنی کو جب پھر جاویں طرف ان کی شاید کہ وہ
يَحۡذَرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ يَلُوۡنَكُمۡ
بچیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو لڑو ان لوگوں سے جو پاس تمہارے ہیں
مِّنَ الۡكُفَّارِ وَ لۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً ؕ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ
کافروں میں سے اور چاہئے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی اور جانو یہ کہ اللہ
مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ
ساتھ پرہیزگاروں کے ہے اور جب اتاری جاتی ہے کوئی سورت
فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ
پس بعضے ہیں ان میں سے کہ کہتے ہیں کہ کس کو تم میں سے زیادہ کیا اس نے

نہ لکھا جاتا رہے حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی کی محنت کا اجر ضائع نہیں کرتا تو احسان پیشہ لوگوں کا اجر بھی ضائع نہ کرے گا (۱۲۱) اور اسی طرح یہ بھی کبھی نہ ہو گا کہ وہ پرخلوص رہتے ہوئے خدائی مقاصد کے اصول میں تھوڑا سا یا بہت ساکوئی خرچہ کریں یا کسی جنگل اور بیابان کو پار کریں اور ان کی اس صورت حال کو ریکارڈ نہ کیا جائے تاکہ اللہ ان کو ان کے اچھے کارناموں کی بہت ہی اچھی جزا عطا کرے (۱۲۲) اور یہ کہ مومنین پر یہ پابندی تو کبھی لگائی ہی نہیں گئی کہ وہ سب کے سب ایک دم ہر جگہ سے جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوں مگر یہ کیا بات ہے کہ ان میں کے ہر ہر فرقے سے ایک ایک گروہ بھی نہ نکلا کہ وہ دین کی فقہ سیکھتے۔(یعنی اللہ و رسولؐ کی منشاء سمجھنے کی تعلیم رسولؐ سے حاصل کریں) اور تاکہ جب وہ تعلیم پا کر اپنی اپنی قوم میں جاتے تو انہیں اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی پر متنبہ کرتے اور ہو سکتا تھا کہ یوں ان کی قوم غلط کاری سے بچتی (۱۲۳) اے ایمان کا دعویٰ کرنے والے لوگو تم ان لوگوں سے برسرجنگ ہو جاؤ جو تمہاری ولایت کے دعویدار ہیں اور حقیقی ولایت کو چھپانا چاہتے ہیں انہیں یہ محسوس کرا کے چھوڑو کہ تم اپنی ولایت کے معاملے میں بہت سخت مزاج ہو گئے ہو اور سمجھ رکھو کہ اللہ صرف متقین کا ساتھی ہے (۱۲۴) اور جب کوئی سورۂ نازل ہوتی ہے تو رسولؐ کی قوم کے دانشوروں میں وہ لیڈر بھی ہیں جو مومنین سے پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے

اَللّٰهِ ''کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ تاکہ ابراہیمؑ کی قوم کا جرم شدت اختیار کرلے۔ یعنی'' وہ اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں''

(۲۷۔ د) ان پانچ تہمتوں میں علامہ مودودی نے خود اپنے بیانات و تصورات کی مخالفت کی ہے۔

علامہ نے اپنے باطل عقیدہ کو تقویت دینے کے لئے نہ صرف اللہ و قرآن کے الفاظ اور منشا کو تبدیل کیا ہے بلکہ خود اپنے بیانات و تصورات کے خلاف موقف اختیار کیا ہے۔ آئیے اور نمبر وار علامہ کو دیانت داری اور ایمان کا پہلا انعام (FIRST PRIZE) دیجئے۔

(۱) ابراہیمی قوم مسلمان تھی۔ '' یہ پوری تقریر (یعنی آیات انعام ۸۳ تا ۸۱ / ٦) اس بات پر شاہد ہے کہ وہ (ابراہیمی) قوم اللہ فاطر السماوات و الارض کی ہستی کی منکر نہ تھی بلکہ اس کا اصلی جرم اللہ کے ساتھ دوسروں کو خدائی صفات اور

چنانچہ جو لوگ حقیقی طور پر ایمان لائے اور دلوں میں کوئی مخالف اسکیم نہیں رکھتے ان کے ایمان میں ہر نازل ہونے والی سورۂ اضافہ کرتی ہے اور ان کی مسرت میں بھی اضافہ ہوتا ہے (۱۲۵)اور رہ گئے وہ مومنین جن کے دلوں میں خفیہ منصوبے (عمران ۱۵۴ / ۳)کی بیماری ہے ان کے منصوبے کی گندگی اورخباثت میں اور زیادتی ہوتی جاتی ہے اور وہ حق پر پردے ڈالتے ڈالتے موت سے دوچار ہوں گے (۱۲۶) کیا لوگ اس بات کو نوٹ نہیں کرتے کہ انہیں برابر ہر سال میں ایک دو مرتبہ بُری آزمائش میں ڈالا جاتا رہاہے اوریہ لوگ ہر دفعہ فتنہ میں پڑنے کو تیار رہے ہیں اور کبھی بھی اصلاح حال کے لئے پلٹنے پر آمادہ نہ ہوئے اور نہ ہی کوئی عبرت و سبق حاصل کیا (۱۲۷) اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان مومنین میں سے کچھ لوگ ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھانپ تو نہیں لیا گیا ؟ اور اس کے بعد ایک ایک دو دو کرکے کھسک جاتے ہیں اللہ نے تو ان کے دلوں ہی کو حق شناسی سے کھسکا رکھا ہے اور یہ اس لئے کہ وہ ایک قوم ہیں جن کی فقہ میں تمہارے والا اسلام کھپتا ہی نہیں ہے (۱۲۸) یہ حقیقت ہے کہ تمہارے پاس ایسا رسولؐ آیا ہے جو تمہارے ہی نفوس میں سے ہے اور اسے تمہارا نقصان و ایذا زبردست ناگوار ہے اور تمہاری نجات کے لئے

اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ هُمْ

ایمان پس جو لوگ کہ ایمان لائے پس زیادہ کیا ان کو ایمان اور وہ

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

خوشوقت ہوتے ہیں اور جو لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

پس زیادہ کی ان کو نجاست ساتھ نجاست ان کی کے اور مرگئے اور وہ کافر ہیں

اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً

کیا نہیں دیکھتے یہ کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں بیچ ہر برس کے ایک بار

اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ اِذَا

یا دو بار پھر نہیں توبہ کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں اور جس وقت

مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ

نازل کی جاتی ہے کوئی سورت نظر کرتے ہیں بعضے ان کے طرف بعض کی

هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

کیا دیکھتا ہے تم کو کوئی پھر پھر جاتے ہیں پھیر دیا اللہ نے دلوں ان کے کو

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ

بسبب اس کے کہ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے البتہ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

پیغمبر نفس تمہارے سے شاق ہے اوپر اس کے یہ کہ ایذا میں پڑو تم

خداوندانہ حقوق میں شریک قرار دینا تھا ۔ اوّل تو حضرت ابراہیمؑ خود ہی فرما رہے ہیں کہ تم اللہ کے ساتھ دوسری چیزوں کو شریک کرتے ہو ۔ دوسرے جس طرح آپؐ ان لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے اللہ کا ذکر فرماتے ہیں ، یہ انداز بیان صرف ان ہی لوگوں کے مقابلہ میں اختیار کیا جاسکتاہے جو اللہ کے نفس وجود سے منکر نہ ہوں ۔ لہٰذا ان مفسرین (مع علامہ ۔احسنؔ) کی رائے درست نہیں ہے ۔ جنہوں نے اس مقام پر اور حضرت ابراہیمؑ کے سلسلہ میں دوسرے مقامات پر قرآن کے بیانات کی تفسیر اس مفروضہ پر کی ہے کہ: ” قوم ابراہیمؑ اللہ کی منکر یا اس سے ناواقف تھی اور صرف اپنے معبودوں ہی کو خدائی کا بالکلیہ مالک سمجھتی تھی۔ “ (تفہیم القرآن جلد اوّل ۵۵۹ و صفحہ ۵۶۰)

(۲) رسولؐ اللہ سے لے کر حضرت ابراہیمؑ کی قوم تک تمام اقوام بگڑی ہوئی مسلمان تھیں ۔

قارئین دیکھیں کہ علامہ کے اس بیان سے علامہ کی کئی تہمتوں کی تردید اور ان کی بددیانتی کی تصدیق ہوگئی ہے ۔ علامہ نے لکھا تھا کہ:(الف)” خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو“ (علامہ کا ترجمہ ممتحنہ ۴ / ۶۰) علامہ ہی نے لکھا کہ (ب) ”اللہ کے

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ

حرص کرنے والا ہے اوپر بھلائی تمہاری کے ساتھ مومنین کے شفقت کرنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ

مہربان ہے پس اگر پھر جاویں پس کہہ کفایت ہے مجھ کو اللہ نہیں کوئی معبود

اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

مگر وہ اوپر اس کے توکل کیا میں نے اور وہ ہے پروردگار تخت بڑے کا

بڑا لالچی ہے اور ایمان لانے والوں پر اللہ کی طرح ترس کھانے والا مہربان ہے (۱۲۹) چنانچہ اس رؤفی اور رحیمی اور خیر خواہی کے باوجود بھی اگر یہ مومنین اپنی ہی ولایت پر رہیں تو ان سے کہہ دو کہ میرے لئے اللہ کا حساب پسندیدہ ہے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں نے اسی پر توکل کیا ہے اور وہی عظیم الشان عرش کا پالنے والا ہے۔

ساتھ (ساتھ) دوسروں کو خدائی صفات اور خداوندانہ حقوق میں شریک'' (چند سطریں اوپر) معلوم ہوا کہ اللہ کی عبادت چھوڑ کر نہیں بلکہ اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کرتے تھے۔ لہٰذا محمدؐ مصطفی کے مخاطب اور تمام انبیاؑ کے مخاطب اور ابراہیمؑ کی مخاطب تمام اقوام بگڑی ہوئی مسلمان تھیں۔ علامہ کے بیانات ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں (دیکھیں سورۂ انعام حاشیہ نمبر ۱۰۹ تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۵۸۷) اور تشریح ہماری (سورۂ انعام نمبر ۳۰۔ب) اور (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۸۔۵۹ حاشیہ نمبر ۴۷) اور (ہماری تشریح اعراف نمبر ۱۵۔ تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۴۔۵۵۔ حاشیہ ۶۹) اور (ہماری تشریح اعراف ۱۶) علامہ نے بار بار تسلیم کیا ہے کہ قریش اور قوم ابراہیمؑ بگڑی ہوئی مسلمان تھیں لہٰذا ان پر کفر و شرک و بت پرستی میں مصنوعی شدت پیدا کر کے اپنے باطل مقصد کو حاصل کرنا ثابت ہے یعنی جس طرح علامہ کے نزدیک آج کے تمام یا کثیر مسلمان مشرک اور بت پرست ہیں اسی طرح قوم ابراہیمؑ اور قوم رسولؐ اور باقی اقوام مشرک تھیں۔

(۳) انبیاؑ کی سو فیصد اطاعت ہی اللہ کے احکام کی اطاعت ہے۔ اس کے بغیر اللہ کی اطاعت ممکن نہیں۔

اب یہ دیکھ لیں کہ انبیاؑ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور اس میں کوئی استثناء شرط اور حد بندی نہیں کی جاسکتی علامہ لکھتے ہیں کہ:

(الف)''رسولؐ اس لئے مطاع (واجب الاطاعت۔احسنؔ) ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرامین پہنچتے ہیں ہم خدا کی اطاعت صرف اسی طریقہ سے کر سکتے ہیں کہ رسولؐ کی اطاعت کریں اور رسولؐ کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے'' (تفہیم القرآن صفحہ ۳۶۳ جلد اوّل)

(ب)'' انہیں بتاؤ کہ ہم نے جو رسولؐ بھی بھیجا ہے اسی لئے بھیجا ہے کہ اذن خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴿۶۴﴾ النساء) نہیں اے محمدؐ تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ فیصلہ تم کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کر لیں (نساء ۶۵ / ۴)'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۳۶۸۔ صفحہ ۳۶۹)

قارئین غور کر کے ہمیں بتائیں کہ علامہ نے انبیاؑ کی اطاعت یا تقلید سربسر کی ہے یا تقلید کو مشروط و محدود کر کے ''خدا کے خلاف بغاوت کی ہے'' اور جب کہ زیر بحث آیت (ممتحنہ ۴ / ۶۰) میں وہ مضمون ہی نہ تھا بلکہ علامہ نے اپنی بد دیانتی سے یہ کہہ کر لکھا تھا کہ ''دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ'' اور اس کے بعد اپنے باطل عقیدہ کو نافذ کرنے کے لئے خود اپنے حکم سے انبیاء کی تقلید کو محدود و مشروط کر دیا تھا اب یہ دیکھئے کہ ابراہیمؑ کی قوم سچ مچ کسی اور خدا یا معبودوں کی عبادت نہ کرتی تھی بلکہ جس طرح آج کے مسلمان یا سابقہ مشرک اقوام اپنے ملّوں اور مودودیوں یا علّاموں کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہ بھی کرتی تھی۔

(۴) خدا کے علاوہ ابراہیمؑ کی قوم کے معبود کون تھے اور ان کی پوجا کا حقیقی مطلب کیا تھا؟

اس پر بھی سابقہ صفحات میں کافی لکھا جا چکا ہے۔ یہاں ایک مثال پھر سن لیں: ''حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عدی بن حاتم جو پہلے عیسائی تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے تو انہوں نے منجملہ اور سوالات کے ایک یہ سوال بھی کیا تھا۔ کہ اس آیت (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴿۳۱﴾ التوبة) میں ہم پر اپنے

علما اور درویشوں کو خدا بنا لینے کا جو الزام عائد کیا گیا ہے ۔ اس کی اصلیت کیا ہے؟ جواب میں حضورؐ نے فرمایا کہ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو کچھ یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم حرام مان لیتے ہو اور جو کچھ یہ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ تو ضرور ہم کرتے رہے ہیں فرمایا بس یہی ان کو خدا بنا لینا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کی سند کے بغیر جو لوگ انسانی زندگی کے لئے جائز و ناجائز کی حدود مقرر کرتے ہیں وہ دراصل خدائی کے مقام پر بزعم خود متمکن ہوتے ہیں اور جو ان کے اس حق شریعت سازی کو تسلیم کرتے ہیں وہ انہیں خدا بناتے ہیں" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ ،صفحہ ۱۹۰) یہی بات علامہ کو ابراہیمؑ کی قوم اور دیگر مشرکین کے لئے کہنا چاہئے تھی اور اس سے وہ علامہ کی لائن میں کھڑے ہونے کی مستحق بن جاتی مگر دیانت ہی کا نہیں بلکہ علامہ کو خود اپنی تحریروں کا بھی پاس نہیں ہے ۔

(۵) عبادت کے معنی صرف پوجنا یا پرستش ہی نہیں ہیں بلکہ بندگی اور اطاعت بھی ہیں ؟ اب یہ دیکھ لیں کہ مشرک لوگوں میں غیر خدا کی عبادت کے کیا معنی تھے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد سے کہہ رہے ہیں کہ :

" اے ابا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کریں (يَـٰٓأَبَتِ لَا تَعۡبُدِ ٱلشَّيۡطَـٰنَ إِنَّ ٱلشَّيۡطَـٰنَ ﴿٤٤﴾ مریم) اس پر علامہ نے وضاحت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ :

(الف)" اصل الفاظ ہیں لَا تَعۡبُدِ ٱلشَّيۡطَـٰنَ ، یعنی " شیطان کی عبادت نہ کریں" اگرچہ حضرت ابراہیم کے والد اور قوم کے دوسرے لوگ عبادت بتوں کی کرتے تھے لیکن چونکہ اطاعت وہ شیطان کی کر رہے تھے اس لئے حضرت ابراہیم نے ان کی اس اطاعتِ شیطان کو بھی عبادتِ شیطان قرار دیا اس سے معلوم ہوا کہ عبادت محض پوجا اور پرستش ہی کا نام نہیں بلکہ اطاعت کا نام بھی ہے ۔۔۔کیونکہ شیطان بہر حال کسی زمانہ میں بھی لوگوں کا "معبود "نہیں رہا" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۷۰)

علامہ نے محض عبادت کا تاثر سجدوں اور قیام و قعود کی صورت میں دیا ہے بات اس قدر تھی کہ ابراہیمؑ کی قوم اپنے لیڈروں کی اطاعت و فرمانبرداری کرتی تھی جیسے علامہ خود ایسے لوگوں کی اطاعت کرتے ہیں جن کا دین میں کہیں تذکرہ نہیں عبادت اور خطبات میں ایسے نام شامل کرتے ہیں جن کا قرآن میں کوئی مقام نہیں ہے ۔ایک مقام اور دیکھ لیں تو آگے بڑھیں گے ۔

(ب) تعمیل احکام بھی عبادت ہے ۔" یہاں (کھف ۵۲ / ۱۸) پھر وہی مضمون بیان کیا گیا ہے ۔ جو اس سے پہلے بھی کئی جگہ قرآن میں گزر چکا ہے کہ اللہ کے احکام اور اس کی ہدایات کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے احکام اور راہنمائی کا اتباع کرنا دراصل اس کو خدائی میں اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے ۔خواہ آدمی اس دوسرے کو زبان سے خدا کا شریک قرار دیتا ہو یا نہ قرار دیتا ہو۔" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۱)

(۲۷۔ہ) علامہ نے یہ بھی غلط کہا کہ ابراہیمؑ کی قوم بتوں کو پوجتی تھی۔ صحیح بات کہنے سے کترا گئے۔

علامہ نے ابراہیمؑ کی قوم اور ان کے والد کے ساتھ انصاف کیا ہوتا تو ہر بات کو الٹ کر بدترین صورت میں پیش نہ کرتے سنیئے ان ہی کے قلم سے بتوں کی پوجا کی حقیقت بھی پڑھ لیں ارشاد ہے کہ :

(الف) بت دراصل قوم کے لیڈر اور بزرگ ہوتے تھے ۔ " اب لامحالہ اس آیت میں ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ سے مراد وہ انبیاؑ ، اولیاؒ ،شہداءؒ ،صالحینؒ اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں جن کو غالی معتقدین داتاؒ ،فریادرس ،غریب نوازؒ ، گنج بخش ، مشکل کشا (علیہ السلام) اور نامعلوم کیا کیا قرار دے کر اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں پھر مشرکین عرب کے بہت سے معبود وہ گزرے ہوئے انسان ہی تھے جنہیں بعد کی نسلوں نے خدا بنا لیا تھا بخاری میں ابن عباس کی روایت ہے کہ وَدّ۔ سُواع ۔یَغُوث ۔یَعُوق ،نَسر ، یہ سب صالحین کے نام ہیں " (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۳۳) اور اب کھل کر مسلمانوں کا حال سن لیں اور ابراہیمؑ کی قوم کے برابر مان لیں ارشاد ہے ۔

(ب) توحید پرست مسلمان اور مشرک اقوام برابر کے لوگ ہیں ۔ " لیکن اب جو شرک ہم توحید کے مدعیوں میں پا رہے ہیں وہ مشرکین عرب سے بھی بدتر ہے یہ ظالم تو اولاد بھی غیروں ہی سے مانگتے ہیں حمل کے زمانہ میں منتیں بھی غیروں کے نام ہی کی مانتے ہیں ۔ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد نیاز بھی ان ہی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں اس پر بھی زمانہ جاہلیت کے عرب مشرک تھے اور یہ موحّد ہیں۔اُن کے لئے جہنم واجب تھی اور اِن کے لئے نجات کی گارنٹی ہے۔اُن کی گمراہیوں پر

کوئی تنقید کر بیٹھے تو مذہبی درباروں میں بے چینی کی لہر دوڑ جاتی ہے اسی حالت کا ماتم حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں کیا ہے :

کریں غیر گر بت کی پوجا تو کافر | نبیؑ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر | اماموںؑ کا رتبہ نبیؑ سے بڑھائیں
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر | مزاروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر | شہیدوں سے جاجاکے مانگیں دعائیں
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں | نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں | نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۔۱۰۸) اس سلسلے میں یہ بھی کہا تھا کہ : "بچے کو ایسے نام دیئے جاتے ہیں کہ گویا وہ خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے مثلاً حسینؑ بخش ، پیربخش ، عبدالرسولؐ " (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۱۰۷)

(۲۷ ۔ و) علامہ کے تمام الزامات پلٹ کر خود ان پر اور ان کے قلم سے رسولؐ کی قوم پر عائد ہو گئے ۔

علامہ کے قلم سے یہ ثابت ہو گیا کہ :

(۱) "حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم اور ان کے والد زیادہ سے زیادہ ویسے ہی مشرک و کافر تھے جیسا کہ تمام اقوام عالم اور خود مشرکین عرب اور آج تک کے مسلمان مشرک و کافر ہیں اور ،

(۲) ابراہیمؑ کی قوم بھی اسی طرح اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کی پوجا کرتی تھی جس طرح مسلمان باطل معبودوں کی پوجا کرتے ہیں اور ،

(۳) علامہ نے غلط الزام لگایا تھا اس لئے کہ پوجا اور عبادت سے مراد لیڈروں اور مولویوں کی اطاعت ہے لہٰذا ابراہیمؑ کی قوم ہرگز لیڈروں کی عبادت نہ کرتی تھی بلکہ لیڈروں کی مطیع و فرمانبردار تھی ۔

(۴) اور اگر مسلمان علامہ کے بیان کردہ شرک وکفر اور معبودانِ باطل کی عبادت کے باوجود توحید پرست ہیں تو یقیناً حضرت ابراہیمؑ کے والد اور ان کی قوم بھی مسلمانوں سے زیادہ گناہ گار و قابل ملامت نہیں ہے ۔ اور انہیں بھی بگڑے ہوئے مسلمان ہی کہنا چاہئے تھا ۔

(۵) علامہ کی بے انصافی ،ظلم وزیادتی اور بددیانتی نہ صرف ابراہیمؑ کی قوم اور ان کے والد کے ساتھ ثابت ہو گئی بلکہ انہوں نے مسلمانوں اور ان کے بزرگوں کے ساتھ بھی ظلم وزیادتی اور توہین میں کمی نہیں کی ہے ۔ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ علامہ کا ترجمہ ، تعبیر وتفسیر ہرگز قابل اعتبار اور منشائے خداوندی کے ماتحت نہیں ہے ۔ اور تفہیم القرآن تعصب اور جھوٹ کا پلندہ ہے ۔

(۲۷ ۔ ز) حضرت ابراہیمؑ کے اپنے والد کے حق میں دعاکرنے کی حقیقت کو دھندلا کیاجاتا رہا ہے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن حالات میں اپنے والد کے لئے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا تھااور جن حالات میں اللہ نے دعا کرنے سے منع کیا تھاوہ اپنے اپنے مقام پر صحیح حالات تھے ۔ اور ان کو نظر انداز کرنے سے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے والد کی پوزیشن مشکوک اور کمزور کی گئی ہے ۔ فی الحال آپ علامہ مودودی کا وہ یکجائی بیان سنیئے جس سے وہ اپنے قاریوں کو ایسے حال میں چھوڑنا چاہتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کو بھی اسی مشرک وکافر مذہب پر رہنے اور مرنے والا سمجھتے رہے ہیں جس پر انہوں نے محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والد چچا اور آباؤ اجداد کو مرنے والا لکھاہے ۔ چنانچہ جناب علامہ حضرت ابراہیمؑ کو ایک گھٹیا درجہ کا مومن ثابت کر کے مسلسل لکھتے ہیں کہ : "پس کوئی مسلمان اس دلیل سے اپنے کافر عزیزوں کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کا مجاز نہیں ہے ۔ کہ یہ کام حضرت ابراہیمؑ نے کیا تھا۔رہا یہ سوال کہ خود حضرت ابراہیمؑ نے یہ کام کیسے کیا؟ اور کیا وہ اس پر قائم بھی رہے؟ اس کا جواب قرآن مجید میں ہم کو پوری تفصیل کے ساتھ ملتاہے۔ " (تفہیم القرآن جلد۵ صفحہ ۴۲۹)

اب قارئین کو اس پر نظر رکھنا ہوگی کہ آیا علامہ قرآن سے وہ جواب تفصیل سے اور یقینی طور پر پیش کر سکے ہیں یا نہیں؟

چنانچہ وہ مسلسل اس تفصیلی جواب کو لکھتے ہیں غور سے پڑھئے :
” ان کے باپ نے جب ان کو ”گھر سے“ نکال دیا تو چلتے وقت انہوں نے کہا تھا کہ: سَلَٰمٌ عَلَيۡكَۖ سَأَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّيٓۖ (۴۷ مریمؑ)(یہ نوٹ کرلیں کہ علامہ نے اس آیت کا آخری جملہ إِنَّهُۥ كَانَ بِي حَفِيّٗا چھوڑ دیاہے۔احسنؔ) آپ کو سلام ہے میں اپنے رب سے آپ کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا (مریم ۴۷ / ۱۹) (یہاں ترجمہ غلط ہے فرمایا یہ ہے کہ میں مستقبل میں عنقریب تمہاری مغفرت کی دعا کروں گا۔احسنؔ) اسی وعدے کی بنا پر دو مرتبہ اس کے حق میں دعا کی ایک دعا کا ذکر سورۂ ابراہیمؑ (آیت ۴۱) میں ہے ۔(رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لِي وَلِوَٰلِدَيَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ يَوۡمَ يَقُومُ ٱلۡحِسَابُ ۝٤١ ابراھیم) ”اے ہمارے پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور سب مومنوں کو اس روز معاف کر دیجیو جب حساب لیا جاناہے“ (۴۱ / ۱۴) اور دوسری دعا سورۂ شعراء (آیت ۸۶) میں ہے ۔ (وَٱغۡفِرۡ لِأَبِيٓ إِنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلضَّآلِّينَ ۝٨٦ وَلَا تُخۡزِنِي يَوۡمَ يُبۡعَثُونَ ۝٨٧ الشعراء) ”میرے باپ کو معاف (۸۶ / ۲۶) فرما دے کہ وہ گمراہوں میں تھا اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جب سب لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے“ (یہاں علامہ نے آگے والی دو آیات کو چھوڑ دیا ہے جو پوزیشن کو واضح کرتی تھیں۔احسنؔ) لیکن اس کے بعد میں جب ان کو یہ احساس ہو گیا کہ اپنے جس باپ کے لئے وہ دعا کر رہے ہیں وہ تو اللہ کا دشمن تھا تو انہوں نے اس سے تبرّیٰ کی اور اس کے ساتھ ہمدردی و محبت کا یہ تعلق بھی توڑ لیا۔“ (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۴۲۹ حاشیہ ۷)

(۲۷ ۔ ح) علامہ کے اس بیان پر سرسری نظر تاکہ خیانت اور تعصب کھل جائے۔

ہم نے علامہ کے بیان میں بریکٹوں سے آپ کی توجہ ان کی کانٹ چھانٹ پر مبذول کی ہے اس میں پہلی اور بہت اہم بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ مذکورہ بالا سلام رخصت سے پہلے اپنے باپ کی ، دکھاوے کی حالت شرک یا سچ مچ کی حالت شرک میں دعا کرتے ہوئے نہیں دکھائے گئے اور نہ رخصت کے ساتھ ہی دعائے مغفرت کا وعدہ کیا بلکہ یہ وعدہ کیا کہ عنقریب میں تمہاری مغفرت کی دعاکروں گا ” (سَأَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّيٓ) اس قرآنی اور حقیقی صورت حال کے باوجود یہ کہنا کہ ” حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہے حالانکہ وہ مشرک تھا کہاں تک جائز اور قرآن کے مطابق ہے؟ یہ پہلی اور بنیادی دھاندلی ہے جو برابر علما میں جاری رہی ہے۔ مستقبل میں دعا کروں گا“ کے اچھے معنی تو یہ تھے کہ مستقبل میں جب تم دعائے مغفرت کے حق دار بن جاؤ گے تو میں اللہ سے تمہارے اس سابقہ عملدرآمد (ACTING) کو بخشوانے کی درخواست کروں گا یعنی یہ نہایت مؤدبانہ تبلیغ تھی اور حق کو قبول کر لینے کے بعد انعام کا وعدہ بھی تھا دوسری بات جو جان بوجھ کر علامہ نے موضوع تحقیق نہیں بنائی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دومرتبہ دعا کیوں کی ؟ اور ان دونوں مرتبہ کی دعاؤں میں کتنا یعنی کتنے دن کا یا مہینوں کا فاصلہ تھا ؟ اور کیا ایک مرتبہ دعا کرنے پر اللہ نے قبول نہ کرنے کا اعلان کیا تھا ؟ اور دعائے مغفرت اگر غلط آدمی کے لئے تھی تو اللہ نے منع کیوں نہ کیا؟ جب کہ اللہ ان کی اور ان کی اہلیہ کی ہر بات کا جواب دیا کرتا تھا؟ قرآن (بقرہ ۱۲۶ / ۲، ۱۳۰ ۔۱۳۱ / ۲ ھود۔۷۰۔۷۳ / ۱۱) اور توریت (فصل نمبر ۱۲ تا ۲۵ میں آیات کا انبار ہے ۔) اور کیوں اس نے اپنے ایک عظیم الشان نبیؑ ، رسولؑ ، دوستؑ ، اور امامؑ کو غلط عمل کرتے رہنے دیا؟ پھر علامہ یہ بتانے سے قاصر رہے ہیں کہ وہ دونوں مرتبہ کی دعائیں مانگنے کا مقام کون سا تھا ؟ یعنی دونوں دعائیں جلا وطنی کے بعد مانگی گئی تھیں یا پہلے ؟ تیسری حق پوشی یہ ہے کہ علامہ نے دعا تو لکھی ہے ترجمہ بھی صحیح کیاہے مگر یہ اشارہ تک نہ کیا کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعائے مغفرت میں اپنے باپ کے ساتھ اپنی والدہ کو کیوں شامل کیا ؟ ان کے لئے تو کوئی وعدہ نہ تھا ؟ اور آیا ان کی والدہ کا اس طرح مومنہ ہونا ثابت نہیں ہو گیا ؟ کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کا وعدہ ہے ، نہ دعائے مغفرت بند کرنے کا ذکر ہے نہ کہیں ان کے مشرکہ ، بت پرست اور گناہ گار ہونے کا تذکرہ ہوا ہے ؟ کیا یہ قابل فہم بات نہیں کہ ان کی والدہ کو ان صورتوں میں روز اوّل سے مومن ہونا اور مغفرت و انعامات خداوندی کا مستحق ہونا چاہئے ؟ اور جب والدہ اپنے بچے کی نبوت سے پہلے کی مومنہ ہے تو باپ کیوں مومن نہ ہو گا ؟ اور کیا اس طرح تارح کا عملدرآمد اپنے عہدہ کی لاج رکھنے اور اعتراضات سے بچنے کے لئے ممکن نہیں ہے ؟ کہ وہ لوگ دکھاوے کے لئے یا عوام اور حکومت کے خوف سے مجبور ہو کر ملکی قانون کے ماتحت اقدامات کرتا اور بیٹے کی طرفداری کے الزام سے بچتا رہا اور یہ چاہتا رہا کہ

ابراہیمؑ کھلی بغاوت کے بجائے مدارات و رعایات و تدریج کارویہ اختیار کر لیں اور دین کو عوام میں راسخ کرکے اور عہدہ ادارت سنبھالنے کے بعد حکومت سے ٹکر لیں ؟ بتائیے ایسی مدارات و تدریجی تبلیغ کی ممانعت کہاں ہے ؟ اور کیا رسولؐ اللہ نے ترپین (۵۳) سال نہ سہی تیرہ سال یہی عملدرآمد نہیں رکھا تھا ؟ اور کیا کسی نبیؐ نے دین کے لئے زمین ہموار کرنے سے پہلے کوئی بت خانہ مسمار کیا تھا ؟ تارح کو مشرک مانیں ، مبارک باد ، اسے کافر کہیں اور کفر کو پسند کریں مگر اسے کم از کم ایک انسان تو سمجھیں جو ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہ مشرک کرسکتا ہے نہ مولانا کہ تارح اپنی مملکت کا سب سے عظیم اور لاجواب دانشور تھا اور اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اقدامات کو دین کے خلاف تشدد اور سخت گیری سمجھتا تھا ۔ اور وہ تمام خامیاں ، کمزوریاں اور ملکی مذہب کی مجتہدانہ رسومؑ سے واقف اور متنفر ہو اور جس طرح علامہ مودودی تمام مسلمانوں یا ان کی عظیم کثرت کو مشرک مانتے ہوئے بھی ان میں رہتے ہیں، انہیں نمازیں پڑھاتے ہیں ان کے نکاح پڑھتے اور دعوتیں اور ان کا ذبیحہ کھاتے چلے آئے ہیں، اسی طرح تارح بھی اپنی قوم میں گزر بسر کر رہے تھے اور انہیں دین خداندی کی حقیقت پر مطلع ہونا چاہئے اور اس لئے بھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آباؤ اجداد تمام ہی دین دار لوگ تھے اور زندگی ہی میں نہیں بلکہ مرتے دم بھی اپنی اولاد کو سابقہ انبیاؑ اور تعلیمات خداوندی پر عمل کرنے اور اللہ کی عبادت کرتے رہنے کی وصیت کرتے چلے آتے تھے چنانچہ تارح کے دادا جناب ساروغ کی وصیت تارح کے والد ناحور کے لئے سنیئے کہ حضرت ناحور کن حالات میں پیدا ہوئے اور پھر اپنی پوری زندگی کا نچوڑ کس طرح پیش کرکے وفات پائی ۔

(۲۷ ۔ ط) حضرت ابراہیمؑ کے آباؤ اجداد دین اسلام کے محافظ رہتے چلے آئے تھے ۔

وَقَامَ سَارُوغ بن اَرْغُوفِیْ وُلْدِسام ، بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ، وَقَدْ کثرت الجبابرة، وعتت فی الارض ۔ وکان فی زمن سَارُوغ اوّل ما عُبدت الاصنام ۔ وکان اوّل شأن الاصنام اَنَّ الناس کان اذا مات لأحدهم المیت الذی یعزّ علیهم مِن اَبٍ اَوْاخ اَو وَلَدٍ صَنَعَ صَنَمًا عَلیٰ صورتہٗ و سماه باسمه ، فَلَمَّا اَدْرَكَ الْخَلَفُ الَّذِي بعدهم ظَنّوا ، و حدّثهم الشیطان، اَنَّهَ اِنَّمَا صُنِعَت هذه لتُعبد ، فعبد و ها ، ثُمَّ فَرَقَ الله دِیْنَهُمْ فمنهم من عبدالاصنام و منهم من عبدالشمس و منهم عبدالقمر و منهم ....فَتَنَهُمُ الشیطان و اضلّهم و اطغاهُم ۔" (تاریخ یعقوبی جلد اوّل صفحہ ۲۱)

" حضرت سام کی نسل سے ساروغ بن ارغو نے اپنے والد ارغو کی وفات کے بعد دین کے لئے خود کو مستعد کیا ان کے عہد میں جابر و ظالم بادشاہوں کی کثرت رہی جنہوں نے دنیا میں سرکشی کی حد کر دی تھی اور ساروغ ہی کے دور میں مجسموں کی پرستش کی ابتدا ہوئی تھی چنانچہ بتوں کا وجود اس طرح ہوا کہ جب لوگوں میں سے کوئی مرتا تھا تو اس کی ماتم پرسی اور تعزیت کے لئے اس کی میت کی ہم شکل ایک صورت بنا لی جاتی تھی اور اس کا وہی نام رکھ دیا جاتا تھا جو مرنے والے کا نام ہوتا تھا اور عزاداری اثر انگیز اور دیرپا ہو جاتی تھی اس رسم کو زمانہ گزرا تو بعد والوں نے یہ سمجھا اور ایسا سمجھنے میں شیطان نے بھی مدد دی کہ غالباً بزرگوں کا منشا ان مجسموں کی تعظیم اور عبادت تھا چنانچہ انہوں نے عبادت شروع کر دی اس پر اللہ نے ان کے مسلک میں اختلاف و انتشار پیدا کر دیا لہٰذا کوئی سورج کا پجاری بن گیا کسی گروہ نے چاند پوجا شروع کر دی کسی نے پرندوں کی ، کسی نے پتھروں ، درختوں ، پانی اور ہوا کی پوجا اختیار کر لی اور یوں شیطان نے انہیں فتنوں میں ڈال کر گمراہ اور دین سے باغی کر دیا۔"

(الف) تارح کے دادا اور ابراہیمؑ کے پردادا کی دین داری اور انبیاؑ کی طرح وصیت و ہدایت ۔

یہ حالات جناب ہود اور حضرت صالح علیہم السلام کی بعثت سے بھی پہلے کے ہیں چنانچہ اس ہنگامہ شرک وکفر و فتنہ کے زمانہ میں دو سو تیس (۲۳۰) سال مومنانہ و عابدانہ زندگی گزارنے والا شخص کن کن مشکلات سے گزرا ہو گا ؟ کیا اس کی اولاد میں شرک و بت پرستی سہولت سے داخل ہو سکتی تھی اور جب کہ ان کا آخری لیکچر اور وصیت ہی یہ تھی کہ دین خداوندی سے وابستہ رہنا اور اللہ کی عبادت جاری رکھنا سنیئے وہ اپنے جانشین کو یعنی جناب تارح کے والد کو یوں وصیت کرتے ہیں کہ:

” جب ساروغ کی وفات قریب پہنچی تو انہوں نے اپنے بیٹے ناحور کو وصیت کی اور حکم دیا کہ دیکھو تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنا پھر بھادوں کے مہینے کی ستائیس تاریخ (۲۷) اور بروز اتوار وفات پائی اور دو سو ستائیس سال کی عمر پائی“

> وَلَمَّا حضرت سَارُوغَ الْوَفَاة اَوْصَىٰ ابْنَهٗ ناحُورَ وَاَمَرَهٗ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ تعالیٰ، وَمَاتَ سَارُوغ لثلاث بقين مِنْ آبِ يوم الْاَحَد وَكَانَتْ حَيَاته مائتين وثلاثين سنة (یعقوبی جلد اوّل صفحہ ۲۱)

ان کا پوتا تھا تارخ جس کے کفر و شرک کی دھوم مچا رکھی ہے اور ذرّہ برابر تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ہے تا کہ انبیاء علیہم السلام کے آباؤ اجداد کو مشرک دکھا کر اپنے شیاطین کے آباؤ اجداد کے برابر لے آیا جائے حالانکہ جب حضرت ابراہیمؑ نے باقاعدہ ہجرت کی ہے تو اس ہجرت میں جناب تارح ہی نے اپنے پورے خاندان کی قیادت کی تھی اور دو سو پانچ (۲۰۵) سال کی عمر پائی تھی جس میں سے (۱۱۵) سال ساتھ رہے یعنی جب حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تو تارح کی عمر کل ستر (۷۰) سال کی تھی اور جب حضرت ابراہیمؑ جوان ہوئے اور آپ نے تبلیغ اور تنقید شروع کی تو ان کے والد کی عمر نوے (۹۰) سال تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بیس سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اس کے بعد پبلک اور حکومت سے تصادم ہوا تھا تصادم کے نتیجے کو نظر انداز کر کے پہلے توریت سے یہ واقعہ دیکھ لیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت کس طرح وقوع میں آئی تھی ۔ ارشاد خداوندی ہے کہ :

” اور تارح جب ستر سال کی عمر کو پہنچا تو اس کے یہاں ابراہیم اور ناحور اور ہاران تین بیٹے پیدا ہو چکے تھے ان میں سے ہاران اپنے والد تارح کی حیات ہی میں ایک بیٹا لوطؑ نام کا چھوڑ کر مر گیا تھا اور اس کی وفات شہر اُوِر ہی میں ہوئی جہاں یہ تینوں بھائی پیدا ہوئے تھے ابراہیمؑ اور ناحور بھی شادی شدہ تھے ابراہیمؑ کی بیوی کا نام سارہ تھا جو بے اولاد تھی ۔ اور ناحور کی زوجہ کا نام ملکہ تھا تارح نے ابراہیمؑ اور اپنے پوتے لوطؑ اور سارہ کو لیا اور کلدانیوں کے شہر اُور (بابل کا دارالخلافہ) سے نکل کھڑا ہوا تا کہ سرزمین کنعان کو جائیں چلتے چلتے جب شہر حاران میں پہنچے تو وہاں قیام کیا اس زمانے میں تارح کی عمر دو سو پانچ سال (۲۰۵) کی تھی اور اسی شہر حاران میں تارح نے انتقال کیا تھا۔“

> وَعَاشَ تَارَحُ سَبْعِيْنَ سَنَةً وَوَلَدَ اَبْرَامَ وَ نَاحُورَ وَهَارَانَ (۲۷) وَهٰذِهٖ مَوَالِيْدُ تَارَحَ، تَارَحُ وَلَدَ اَبْرَامَ وَنَاحُوْرَ وَهَارَانَ ۔ وَهَارَان وَلَدَ لُوطاً ۔ (۲۸) و مَاتَ هَارَانُ قَبْلَ اَبِيهِ تَارَحَ فِي اَرْضِ مَوْلِدِهٖ فِي اُوْرِ الْكَلْدَانِيِّيْنَ (۲۹) وَاتَّخَذَ اَبْرَامُ وَ نَاحُوْرُ لَهُمَا اِمْرَاَتَيْنِ اِسْمُ اِمْرَاَةِ اَبْرَامَ سَارَایُ وَاِسْمُ اِمْرَاَةِ نَاحُوْرَ مِلْكَةُ ۔ (۳۰) وَكَانَتْ سَارَایُ عَاقِراً لَيس لَهَا وَلَدٌ (۳۱) وَاَخَذَ تَارَحُ اَبْرَامَ ابْنَهٗ وَلُوْط بن هَارَانَ ابْنَ ابْنِهٖ وَسَارَایَ اِمْرَاَةَ اَبْرَامَ ابْنِهٖ فَخَرَجَ بِهِمْ مِنْ اُوْرِ الْكَلْدَانِين لِيَذْهَبُوْا اِلَىٰ اَرْض كَنْعَانَ فَجَاؤُا اِلىٰ حاران وَاَقَامُوْا هُنَاكَ (۳۲) وَكَانَ عُمْرُ تَارَحَ مِئَتَيِ سَنَةً وَخَمْس سِنِيْنَ وَمَاتَ تَارَحُ بِحَارَان (۳۳) کتاب المقدس توریت فصل الحادی عشر (۱۱) آیات (۲۶ ۔ ۱۱/۳۳) صفحہ ۱۳

اس ایک سو پندرہ سال کی مدت میں جناب تارح کا توبہ نہ کرنا اور ایمان نہ لانا اور مسلسل مشرک رہنا ثابت کرنے کے لئے کوئی انسانی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی پھر جس شخص نے نمرود سے بڑے سے بڑے اختیارات کا عہدہ اور تمام سہولتیں اور آبائی وطن چھوڑ کر، نبیؑ کو اپنی سرپرستی میں لئے ہوئے پورے خانوادہ نبوت کو لئے ہوئے ہجرت کی ہو نہ راہ میں کسی خطرے سے ڈرا ہو نہ حزن و ملال کو پاس آنے دیا ہو اور ہر لحہ اللہ کو اپنے اور نبیؑ کے ساتھ محافظ سمجھا ہو اور نبیؑ کے حضور میں جان دی ہو اور نبی کے ہاتھوں کفن و دفن کی عزت پائی ہو اسے مشرک قرار دینا مشرکوں کے طرف داروں ہی کو زیبا دیتا ہے ۔ یہ تہمت وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو اپنے نبیؐ کو (معاذ اللہ) کافر زادہ مانتے ہوں جو اپنے نبیؐ کو چالیس سال کی عمر تک کافر قرار دیتے ہوں ان کا حضرت تارح علیہ السلام کو مشرک بت پرست اور کافر کہنا قابل تعجب کیوں ہو ؟

(ب) حضرت تارح کے لئے مانگی جانے والی دعا ہرگز بند نہیں کی گئی تھی بلکہ وہ دعا تمام مسلمان قیامت تک مانگیں گے ۔

آپ اللہ کی طرف سے تارح کے لئے دعائے مغفرت کی ممانعت سارے قرآن میں نہ پائیں گے البتہ یہ ضرور ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ نے تارح کے قانونی سلوک اور غیر جانبدارانہ عدالتی سلوک کو دشمنانہ سلوک سمجھا اور کچھ عرصہ تک سنگساری کی دھمکی کے بدلے میں تارح کو تبرا یعنی بے زاری اور ان سے علیحدگی کی سزا دی اور جب نمرودی آثار قدیمہ اور مجسموں کو

مسمار کرنے کی سزا میں آگ میں پھینکا گیا اور آپؑ کا کچھ نہ بگڑا تو تمام منکر لوگ ایمان لائے اور نمرود نے بھی یہ جملہ کہا کہ :

"چنانچہ جب حضرت ابراہیمؑ شعلوں کے درمیان بیٹھے ہوئے صحیح و سالم پائے گئے تو نمرود نے کہا کہ جس کسی کو کوئی معبود بنانا ہو وہ ابراہیمؑ کے معبود کو اختیار کرلے۔ چنانچہ وہ اور لوط ساتھ ساتھ ایمان لائے اور لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کے بیٹے تھے"

> فَجَلَسَ وَسْطَ النَّارِ مَاتَضَرَّہُ فقال نَمرُوْدَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهًا ، فَلْیَتَّخِذُہ مِثْلَ اِلٰہِ ابراھیمؑ فَاٰمَنَ مَعَہٗ لُوْط وَکَان لوط ابن اخیه خاران بن تارح" (یعقوبی جلد اول صفحہ ۲۴)

نمرود کے اس اعلان اور اس عظیم الشان معجزہ کے بعد تقریباً سارا شہر ایمان لے آیا اور اب جناب تارح کو موقع ملا کہ وہ نمرود کو اپنی معیت سے محروم کرکے پہلے سے ابراہیمؑ پر ایمان نہ لانے کی سزا دیں چنانچہ آپ نے اعلان ہجرت کیا تھا اور حضرت ابراہیم اور پورے خاندان نبوت علیہم السلام کو لے کر ہجرت کرگئے تھے اور وہ ہجرت جس کو حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت سمجھا اور مشہور کیا گیا ہے وہ تو ہجرت تھی ہی نہیں بلکہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد کا محل چھوڑ کر عزلت اختیار کی تھی ۔ اور یہی الفاظ اللہ نے نازل کئے ہیں کہ: "میں تم سے اور ان سے جنہیں تم اللہ کے علاوہ دعا میں شامل کرتے ہو عزلت اختیار کر رہا ہوں" (وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ ﴿٤٨﴾ مریم) اور یہ کہ "جب ابراہیمؑ نے ان سے عزلت (علیحدگی) اختیار کر لی" (فَلَمَّا ٱعْتَزَلَهُمْ ﴿٤٩﴾ مریم) چنانچہ اس علیحدگی کے بعد آپؑ نے اپنے صحابہ کے یہاں قیام کیا تھا اور تبلیغ کو دوسری راہوں سے نمرود کے محل تک پہنچا دیا تھا رہ گیا دعا کا قصہ تو وہ ہجرت کے وقت کی بات ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان الفاظ میں دعا کی کہ:

" اور میرے والد کو بھی بخش دے وہ یقیناً بھٹکے ہوئے اور گمراہوں کے ساتھ رہا تھا اور

> وَٱغْفِرْ لِأَبِيٓ إِنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلضَّآلِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى ٱللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ الشعراء

اے اللہ مجھے قیامت میں تمام انسانوں کے سامنے میرے والد کو سزا دے کر رسوا نہ کرنا وہ ایسا دن ہو گا کہ مال اور بیٹے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے اس لئے میں یہاں دعا کر رہا ہوں اُس روز تو تسلیم کرنے والے دل سے آنے والوں کو فائدہ ہو گا۔" اس دعا میں نہ مشرک کہا نہ بتوں کا پجاری کہا صرف گمراہ لوگوں میں سے ایک فرد قرار دیا اور راہ گم کر جانا کوئی سنگین جرم نہیں ہے جب تک ضد، ہٹ دھرمی اور دیدہ و دانستہ گمراہ رہنا ثابت نہ ہو جائے اس مخصوص دعا میں جو اپیل کی گئی ہے اس کا اور قرآنی اصول کا تقاضہ ہے کہ کوئی نبیؑ بھی قیامت میں رسوا اور ذلیل وخوار نہ کیا جائے گا چنانچہ ارشاد ہے کہ:

" یقیناً ہم دنیا میں بھی اور اس دن بھی اپنے رسولوںؑ کی اور اپنے خاص مومنین کی ضرور بالضرور نصرت کریں گے جس روز تمام انسانوں کی کارکردگی پر نظام شہادت گواہیاں دے گا" لہٰذا جناب تارح ملقب بہ

> إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ ٱلْأَشْهَٰدُ ﴿٥١﴾ غافر

آذر یا آدار علیہ السلام کو اس روز سے پہلے ہی نجات یافتہ ہونا لازم ہے اور اس لئے بھی کہ وہ دعا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاحیات مانگی وہ تو ان کے بعد اُمت مسلمہ میں قیامت تک جاری رہے گی چنانچہ آپ سب وہ دعا نماز کے اندر پانچ دفعہ قنوت میں مانگتے ہیں اور وہی کچھ کہتے ہیں جو جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدین ماں باپ دونوں کے لئے کہا تھا۔

" اے ہمارے پالنے والے مجھے، میرے والدین اور مومنین کو اس روز تحفظ (مغفرت) عطا کرنا جس روز حساب کی ہمہ گیری چھائی ہوئی ہو گی"
(آمین بحق معصومینؑ)

> رَبَّنَا ٱغْفِرْ لِي وَلِوَٰلِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ ٱلْحِسَابُ ﴿٤١﴾ ابراهیم

(۲۸) آیت (۱۱۸ / ۹) میں تین ایسے نیک صحابہ رسولؐ کا ذکر ہوا ہے جو معاف کر دیئے گئے تھے۔

ان اصحاب ثلاثہ کا قصہ پہلے علامہ مودودی سے سنیئے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ لوگ جنہیں قرآن مومن کہہ کر مذمت کرتا ہے اور جنہیں علامہ اینڈ کمپنی منافق کہہ کر بچانا چاہتی ہے ان کے ساتھ کیسا سلوک ہونا یا کرنا چاہئے تھا؟ لیکن ان کی کثرت نے رسولؐ اللہ کو اس سلوک سے باز رکھا تاکہ کام چلتا رہے اور بغاوت نہ ہو جائے علامہ لکھتے ہیں :

" نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے مدینہ واپس تشریف لائے تو وہ لوگ معذرت کے لئے حاضر ہوئے جو پیچھے رہ گئے تھے ان میں اسی (۸۰) سے کچھ زیادہ منافق تھے اور تین سچے مومن بھی تھے منافقین جھوٹے عذرات پیش کرتے گئے اور حضور ان کی معذرت قبول کرتے گئے پھر ان تینوں مومنوں کی باری آئی اور انہوں نے صاف صاف اپنے قصور کا اعتراف کرلیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کے معاملے میں فیصلہ کو ملتوی کر دیا اور عام مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ جب تک خدا کا حکم نہ آئے ، ان سے کسی قسم کا معاشرتی تعلق نہ رکھا جائے اسی معاملہ کے فیصلہ کے لئے یہ آیت (۱۱۸ / ۹) نازل ہوئی یہ تینوں صاحب کعب بن مالک ، ہلال بن اُمیہ ، اور مُرارہ بن رُبیع تھے ۔ جیسا کہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں، تینوں سچے مومن تھے اس سے پہلے اپنے اخلاص کا بارہا ثبوت دے چکے تھے قربانیاں کر چکے تھے آخر الذکر دو اصحاب تو غزوہ بدر کے شرکا میں سے تھے جن کی صداقت ایمانی ہر شبہ سے بالاتر تھی اور اوّل الذکر بزرگ اگر چہ بدری نہ تھے لیکن بدر کے سوا ہر غزوہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ان خدمات کے باوجود جو سستی اس نازک موقع پر ان حضرات نے دکھائی اس پر سخت گرفت کی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپس تشریف لا کر مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ کوئی ان سے سلام کلام نہ کرے ۔ ۴۰ دن کے بعد ان کی بیویوں کو بھی ان سے الگ رہنے کی تاکید کر دی گئی آخر کار جب ان کے مقاطع کو پچاس دن ہو گئے تب معافی کا یہ حکم نازل ہوا۔ "(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ وصفحہ ۲۴۵)

(۲۸ ـ الف) سچے مومن ہوں خواہ بدری مومن ہوں خواہ تمام جنگوں میں ساتھ رہنے والے ہوں ؟؟

علامہ اینڈ کمپنی کسی بدری شخص کو بڑے سے بڑے سنگین گناہ پر بھی قابل مواخذہ نہیں سمجھتی لیکن یہاں اپنے قلم سے مان لیا کہ دو بدری صحابہ کو اور ایک غیر بدری مگر باقی تمام جنگوں میں ساتھ ساتھ رہنے والے صحابی کو اور جو سچے مومن تھے جن کا خلوص بارہا آزمایا ہوا تھا اور جنہوں نے علامہ کے سامنے قربانیاں بھی پیش کی تھیں ایک جنگ میں شریک نہ ہونے پر پچاس دن تک سزا دی گئی ان کی ازواج پر جنسی تعلق رکھنا حرام کر دیا گیا سلام و کلام بند رکھا گیا تمام معاشرتی تعلقات منقطع کر لئے گئے یہاں تک کہ معافی کا حکم نازل ہوا کیا یہی سلوک ہر پیچھے رہ جانے والے کے ساتھ لازم نہ تھا اور کیا یہ بات واضح نہیں ہو گئی کہ کسی کا بدری صحابی ہونا اس کو اس کے جرائم سے چھٹی نہیں دیتا ؟ آئندہ ہمارے قارئین بدری لیبل سے بالکل مرعوب نہ ہوں غلط کام خواہ بدری کرے یا اُحدی کرے یا خیبری کرے سب کو غلط کار کہاجائے گا اور جب تک اسی طرح قرآن میں نازل شدہ حکم نہ دکھایا جائے گا انہیں اُمت اور جماعت سے خارج سمجھنا واجب ہو گا ۔

(۲۸ ـ ب) ہمیں کچھ اعتراض اور سوال کرنا ہیں ۔ قارئین سوچیں کہ اس زیر نظر پارہ کا نام ہی عذرات پیش کرنے والا گروہ ہے اور اللہ نے کئی مرتبہ اسی سورۂ میں فرمایاہے کہ یہ جنگ سے پیچھے رہ جانے والے لوگ جھوٹے عذرات کریں گے ، جھوٹی قسمیں کھائیں گے آپ کو اور حقیقی مومنین کو دھوکے سے خوش اور رضامند کرنے کی کوشش کریں گے مگر تم ان سے کہہ دینا کہ ہمیں تمہارے تمام پوشیدہ منصوبے بتا دیئے گئے ہیں اس لئے ہم تمہاری کوئی بات کوئی عذر اور بہانہ قبول نہ کریں گے (۹۶ تا ۹۴ / ۹) اور اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو بھی اللہ ان سے راضی نہ ہو گا اس لئے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ احکام کو نافذ کرنے کی مخالف (فاسق ۴۷ / ۵) قوم ہے (۹۶ / ۹) ایسی تاکید و تنبیہ کے بعد ہم کیسے علامہ کی کہانی قبول کریں؟ اور مان لیں کہ رسولؐ نے جھوٹے عذرات اور بہانے قبول کرلئے تھے؟ اور تین سچ بولنے والوں کو سزا دی تھی اور جھوٹوں سے راضی ہو گئے تھے ؟ اور یہ بھی تو قومی علما نہیں مانتے کہ رسولؐ اللہ کو حرام و حلال کرنے کا اختیار تھا ؟ اس کے باوجود یہ لکھ دیا گیاہے کہ رسولؐ اللہ نے زیرعتاب لوگوں کی ازواج کو جنسی تعلق سے روک دیا تھا ؟ کیا کوئی ایسی آیت موجود ہے جس میں مسلمانوں کو مسلمانوں سے اور علامہ کے سچے مومنین سے سلام و کلام و معاشرتی تعلق بند کر دینے کی اجازت ہو؟ چنانچہ یہ اور اس قسم کی شان نزول والی کہانیاں محض قومی حکومت کی پالیسی کو قوت عطاکرنے کے لئے گھڑی گئی ہیں تاکہ قرآن کی منشا و مفاہیم کا رخ موڑ دیا جائے ۔

(۲۸ ـ ج) بدری مومنین ہی میں وہ فرقہ تھا جسے اللہ نے اللہ و رسولؐ کے مخالفین قرار دیا تھا؟ ہم بدری مومنین یا بیعت رضوان یا

عشرہ مبشرہ کے لیبلوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے ۔ اس لئے کہ قرآن نے ایسی کوئی غلط بات کرنے کی چھوٹ نہیں دی ہے جو ان لیبلوں کے ماتحت مشہور کی جاتی رہی ہے ۔ بری بات اور بد اعمالی پر بلا استثنا سب سے مواخذہ کیا جانا طے شدہ ہے اور برے اور بد عمل لوگوں کی مذمت لازم ہے خواہ اس پر کوئی لیبل چپکا دیا جائے اور بدری لوگوں ہی میں وہ فرقہ بھی ثابت ہو چکا ہے جو جنگ بدر کے دوران اللہ و رسولؐ کا مخالف تھا (سورۃ انفال ۸ تا ۵ / ۸) اور رسولؐ کی قوم کے لوگوں میں سے صرف ان لوگوں کی مذمت نہ کی جائے گی جن کی شان میں حقیقی مومن اور فداکار ہونے کو قرآن کی آیت سے ثابت کیا جائے گا سرکاری خود ساختہ اور ملکی حکومت کی خود کاشتہ روایت کو محض افسانے سمجھ کر ٹھکرا دیا جائے گا ۔

(۲۹) آیت (۱۱۹) میں تمام مومنین پر لازم و واجب ہوا کہ وہ سب کے سب سچ کے مالکوں کے ساتھ رہیں ۔

آیت (۱۱۹ / ۹) بڑی معنی خیز ہے اس لئے کہ تمام مسلمانوں پر صادق القول ہونا اور ہر ہر معاملے میں سچ بات کہنا واجب ہے لہٰذا اگر تمام مومنین صادق القول ،صدیق اور سچے ہوں تو یہ حکم ’’ اے مومنین تم سچوں کے ساتھ ہم آہنگ اور وابستہ رہو‘‘ بے معنی ہو جاتاہے یعنی یہ سب سچے لوگ ہیں اور انہیں کسی اور کے ساتھ وابستہ ہوجانا کیوں ضروری ہو؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ نہ عہدرسولؐ میں نہ بعد کو ساری اُمت کبھی سچی نہیں تھی اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عہد رسولؐ میں اور بعد میں بھی اُمت میں ایسے حضرات تھے اور ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے جو کبھی نہ جھوٹ بولے اور نہ بولے گے لہٰذا جن سے وابستہ اور ہم آہنگ رہنے کا پوری اُمت اور ہر زمانہ کے مسلمانوں کو حکم دیا گیاہے وہ خود رسولؐ اللہ ہیں اور رسولؐ اللہ ہی کے ایسے لوگ ہیں جن سے جھوٹ اور باطل ناممکن ہے اور وہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں جو قیامت تک مسلسل موجود رہنا تھے ۔

(۳۰) آیات (۱۲۸ تا ۱۲۳ / ۹) میں رسولؐ اللہ کی ولایت کے بالمقابل ایک اور حکومت قائم کرنے والے ۔

قارئین کرام یہاں تک پہنچتے پہنچتے باربار اور ہربار یہ دیکھتے چلے آئے ہیں کہ رسولؐ اللہ کی نام نہاد قوم نے اگر قرآن کریم کو مہجور کیا تو صرف اس لئے کہ رسولؐ کے بعد رسولؐ کی حکومت ان کے خاندان میں نہ رہے اگر اس نے رسولؐ اللہ کو ایک خاطی انسان بنانے کی کوشش کی تو اس مقصد کے لئے کہ رسولؐ کی قائم کردہ ولایت وامامت ان کے کنٹرول میں رہے الغرض انہوں نے جوکچھ بھی کیا اس کا ہرپھر کر مقصد یہی تھا کہ وہ جس طرح ہوسکے حکومت پر قبضہ کرلیں اور آخر کار ان کو قبضہ کرنے کے مواقع دیئے گئے اور قبضہ کیا گیا اور صدیوں تک بلکہ آج تک ان ہی کا قبضہ رہا اور اس قبضے ، قابو اور اقتدارکے دوران انہوں نے قرآن کی تعبیر و تفسیر کو اپنی پالیسی کے سانچوں اورفرموں میں فٹ کرکے ساری دنیا کو باور کرا دیا کہ جو کچھ انہوں نے کیا وہی اللہ ، رسولؐ اور قرآن چاہتا تھا یہ باور کرانے اورشہرت دینے میں انہوں نے کتنا خون بہایا جواب میں ایک سمندر کہا جائے تو زیادہ مبالغہ نہیں کتنے سر تن سے جداکئے؟ کروڑوں کہنا بالکل صحیح ہے کتنے بچوں کو یتیم کیا؟ کتنی عورتوں کو بیوہ کیا ؟ کتنے گھرلوٹے ؟ کتنے مردوں عورتوں اور بچوں کو زندہ آگ میں جلایا ؟ کتنے خاندانوں کو جلاوطن کیا ؟ کتنی عورتوں کی عصمت دری کی ؟ ان کے جوابات دینے کے لئے ایک دفتر درکارہے بس کہنا یہ ہے کہ ان کی لامحدود خیانتوں اور بد دیانتیوں میں سے یہ ایک نمونہ اور دیکھ لیں کہ آیت (۱۲۳ / ۹) میں ایک لفظ ’’یَلُوْنَکُمْ ‘‘ آیاہے اس میں آخری حرف ’’ کُمْ ‘‘ جو جمع مذکر مخاطب کی ضمیر ہے رہ گیا لفظ ’’ یَلُوْنَ ‘‘ یہ مضارع جمع مذکر غائب ہے اس لفظ کا مصدر ’’ ولی ‘‘ ہے ۔ اور ولی ولایت اورمولیٰ اور والی اور اولیا ہی وہ الفاظ ہیں جو از اوّل تا آخر رسولؐ کی قوم کے ’’ہدف ‘‘ رہتے چلے آئے ہیں یہی وہ الفاظ ہیں جن کے معنی میں غلامی داخل کی گئی یعنی مولیٰ کے معنی ایک لاکھ مرتبہ قومی حکومت کے ریکارڈ میں غلام ملیں گے رفیع الدین صاحب نے بلاناغہ ولی اور اولیا کے معنی دوست کئے مگر آیت زیربحث میں یَلُوْنَکُمْ کے معنی دوست بھی نہ کئے اس لئے کہ بات یہ بن جاتی کہ : ’’ اے ایمان کے دعوے دارو ، یا اے مومنین تم ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے دوست ہیں‘‘ اور اس ترجمہ میں یہ ثابت ہوجاتا کہ مومنین نے رسولؐ کی وفات سے ایک سال پہلے تک دشمنان خدا و رسولؐ کو اپنا دوست بنا رکھا تھا اور ہمارے لئے اسی قدر کافی تھا مگر وہاں تو ایسے معنی کئے گئے ہیں جن کا نہ اسی لفظ کے مادہ (و-ل-ی) سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی اس کے مصدر (ولی) سے کوئی رشتہ ہے اور اس بددیانتی یا جہالت میں شیعہ مترجمین بھی علامہ اینڈ کمپنی کے مرید رہے ہیں ۔ بہرحال یہاں یہ حکم دیا گیاہے کہ :

"اے مومنین تم اپنے خودساختہ حاکموں سے برسرجنگ ہو جاؤ" اور "آئندہ تمہاری صورت سے، تمہاری گفتگو سے، تمہارے روّیہ اور عملدر آمد سے ان لیڈروں اور حکومت کے دعوے داروں کو غیظ و غضب و تشدد کا یقین ہو جانا چاہئے۔ یہاں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ جن اولیا یا والیوں یا ولیوں سے یہاں جنگ کرنے کا حکم ہے ان ہی کو عربوں کے ا۔ارباب من دون اللہ کہاجاتا رہا ہے ۲۔ ان ہی کو وہ لوگ کہا ہے جن کو عرب اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے ۳۔ یہی وہ لوگ تھے جن کی عبادت عربوں کے سر لگائی ہے ۴۔ اور یہیں ثابت ہے کہ یہ بتوں کا قصہ نہ تھا بلکہ لیڈروں، دانشوروں اور سرداروں کی عبادت اور شرکت کی مذمت ہوتی رہی ہے۔ اور ان ہی لیڈروں کے مقابلہ میں ان والیان اسلام کو لایا گیاہے جو ازلی اور ابدی صادقین ہیں (۱۱۹ / ۹) یہی وہ گروہ ہے جو آیات کا مذاق اڑاتا رہا اور ان لوگوں پر نظر رکھتاہے جو ان کی پول کھولنے والی آیات پر ایمان رکھتے تھے (۱۲۴ / ۹) یہی لیڈر ہیں جو دلوں میں اپنی ولایت یا حکومت کی اسکیم چھپائے ہوئے کام کر رہا تھا (۱۲۵ / ۹) اور علما سے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کے نام آپ کو بتائیں جو بعثت رسولؐ سے لے کر ۹ ہجری کے اواخر تک یعنی (۲۱) سال میں بیالیس مرتبہ فتنہ و فساد میں مبتلا رہے اور جنہوں نے نہ توبہ کی نہ کوئی سبق لیا (۱۲۶ / ۹) پھر یہ بتائیں کہ یہ کون سے مومنین تھے جو نظروں ہی نظروں میں اپنے مقاصد ایک دوسرے کو سمجھا سکتے تھے اور جنہیں مسلمانوں کی تائید حاصل تھی (۱۲۷ / ۹) اور وہ کون لوگ تھے جن پر رسولؐ اللہ کی رووفی اور رحیمی اثر انداز نہ ہوتی تھی جو رحم وکرم کے بدلے میں مومن ہوتے ہوئے بھی مخالف تھے اور جن سے یہ فرمایا گیا کہ" اگر وہ لوگ اب بھی اپنی حکومت و ولایت پر اصرار کرتے رہیں" (فَإِن تَوَلَّوۡاْ) (۱۲۹ / ۹) قارئین یاد رکھیں کہ لفظ "تَوَلَّوۡاْ" کا مادہ اور مصدر بھی وہی ہے جو لفظ "یَلُوۡنَ" کا ہے یعنی (و۔ ل۔ ی) اور ولی ہے۔

سُوۡرَةُ یُوۡنُسَ

سُوۡرَةُ یُوۡنسَ مَکِّیَّةٌ وَهِیَ مِائَةٌ وَتِسۡع اٰیَاتٍ وَاَحَدَ عَشَرَ رُکُوۡعاً

سورۂ یونسؑ مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو نو (۱۰۹) آیتیں اور گیارہ (۱۱) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے	شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

الٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِیۡمِ ۝۱ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا

یہ ہیں نشانیاں کتاب حکمت والی کی کیا ہوا واسطے لوگوں کے تعجب

اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَ

یہ کہ وحی بھیجی ہم نے طرف ایک مرد کے ان میں سے یہ کہ ڈرا لوگوں کو اور

بَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ

خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں یہ کہ واسطے ان کے ہے

قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ

قدم راستی کا یعنی مرتبہ نزدیک پروردگار ان کے کے کہا کافروں نے

منزل ۳

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) الف لام را، وہ اُس کتاب کی آیات ہیں جو مخصوص و مجسم حکیم اور دانش و بینش کا ذخیرہ ہے۔ (۲) کیا مکہ کی باشندہ قوم کے لوگوں کو یہ بات حیران کررہی ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک مردؐ پر وحی بھیجنا طے کرلیا ہے؟ تاکہ وہ مردؐ لوگوں کو برے اقدامات اور نتائج سے ڈرائے اور ایمان لانے والوں کو یہ خوشخبری دے کہ قیادت اور راہنمائی ان ہی کو اللہ کے یہاں سے ملتی رہے گی حق پر پردہ ڈالنے والوں نے لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے یہ کہا ہے کہ

یہ تو ایک جانا پہچانا اور مانا ہوا جادوگر ہے ۔ (۳) یقیناً تمہارا پالنے والا وہی اللہ ہے جس نے چاند سورج کی پیدائش سے پہلے والے چھ روز کے اندر آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا ۔ اور پھر عرش کی ترتیب و تشکیل مکمل کی اور تمام نظام کائنات کی دیکھ بھال اور متعلقہ احکام جاری کرتا ہے اللہ کے حضور میں کوئی کسی کی سفارش کرنے والا نہیں ہے(دیکھو سورۂ سجدہ آیت نمبر۴ کی تشریح) سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ نے سفارش کا اختیار و اجازت دے رکھی ہے اسی شان کا اللہ تمہارا پروردگار ہے لہٰذا تم صرف اسی کی عبادت کیا کرو یہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد بھی کیا تم ہوش نہ سنبھالو گے ؟ (۴) تم سب کو اسی کی طرف پلٹنا ہے یہ بات اللہ کی طرف سے حقیقت پر مبنی ہے وہی ہر تخلیق کی ابتدا کرنے والا ہے پھر وہی تخلیق کو دہرائے گا ۔ تاکہ مومنین کو ان کے اعمال صالحہ کی جزا عطا کرے اور ان لوگوں کو کھولتا ہوا پانی پینا پڑے اور دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے جو یہاں اللہ کے بیان کردہ حقائق کو چھپاتے اور تعلیمات خداوندی میں رکاوٹ بنتے رہتے تھے ۔ اس لئے بھی کہ وہ حقائق پر پردہ ڈالتے رہتے تھے ۔ (۵) وہی اللہ تو ہے جس نے سورج کو مستقل گرمی اور چمک فراہم کرنے والا بنایا اور چاند کو اکتساب نور کرنے والا بنایا اور ان کی منزلیں مقدر کر دیں تاکہ تم کو حساب اور سالوں و صدیوں سے کام لینا سکھایا جا سکے ۔

اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

تحقیق یہ البتہ جادوگر ہے ظاہر تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے تدبیر کرتا ہے

الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ

کام کی نہیں کوئی سفارش کرنے والا مگر پیچھے حکم اس کے کے یہ ہے اللہ

اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اِلَيْهِ

پروردگار تمہارا پس بندگی کرو اس کی کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے تم طرف اس کی

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا

ہے پھر جانا تمہارا سب کا وعدہ کیا ہے اللہ نے سچا تحقیق وہی پہلی بار کرتا ہے

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پیدائش پھر دوبارہ کرے گا اس کو تو کہ جزا دیوے ان لوگوں کو جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور عمل کئے اچھے ساتھ انصاف کے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے واسطے ان کے

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا

پینا ہے آب گرم سے اور عذاب ہے درد دینے والا بسبب اس کے کہ تھے

يَكْفُرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ

کفر کرتے وہی ہے جس نے کیا سورج کو چمکتا یعنی روشن و درخشندہ اور چاند کو

نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ

اجالا اور مقرر کیں واسطے ان کے منزلیں تو کہ جانو تم گنتی برسوں کی اور حساب

تشریحات سورۂ یونسؑ :

آیت (۱ / ۱۰) محمدؐ اپنی ذات میں منبع و مصدر حکمت و علم خداوندی ہے اس لئے حکیم مطلق کا ظہور ہے ۔

اس سورۂ کی پہلی آیت میں اور دوسرے مقامات پر بھی قرآن کریم کو حکیم فرمایا گیا ہے ادھر حضرت علی علیہ السلام کو قرآن ناطق مانا گیا ہے پھر محمدؐ و آل محمدؐ کا خزانہ علوم خداوندی ہونا احادیث سے ثابت ہے لہٰذا یہ سمجھنا کچھ دشوار نہ ہونا چاہئے کہ بنیادِ کائنات یعنی محمدؐ مصطفٰی کی ذات پاک کی ہمہ گیر شخصیت ہی کا ایک عملی پہلو قرآن کی آیات کی صورت میں الگ سے نوع انسان کو دیا گیا ہے یعنی حضور خود مجسم کتاب ہیں جس کی آیات قرآن کی آیات کی صورت میں نازل ہوئی ہیں اور عملاً حضورؐ ہی حکیم ہیں ۔

اور اللہ نے ان میں سے کوئی ایک چیز بھی ایسی پیدا نہیں کی جو حقیقت کی حامل نہ ہو۔ چنانچہ علم دوست قوم کے لئے آیات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے (۶) یقیناً دن اور رات کے مابین جو اختلاف جاری رہتا ہے وہ بھی اور اللہ نے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اس میں بھی ہر چیز ایک معجزہ ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو پرہیز گار اور ذمہ دار قوم کے افراد ہیں (۷) یقیناً جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور جو کہ دنیا کی زندگانی پر راضی ہوگئے ہیں اور اسی پر مطمئن ہو چکے وہی لوگ ہماری آیات سے غافل رہنے والے ہیں ۔ (۸) وہی ہیں جن کی پناہ گاہ آگ میں مقرر ہے بسبب اس کمائی کے جو انہوں نے یہاں دنیا میں برابر جاری رکھی تھی (۹) یقیناً جو لوگ حقیقی طور پر ایمان لائے اور اس ایمان کے ماتحت انہوں نے اصلاحی اعمال کی پابندی کی انہیں ان کا پروردگار ان کے ایمان کی بدولت نعمتوں سے بھر پور جنتوں کی طرف راہنمائی کرتا رہے گا ۔وہاں اُن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی۔ (۱۰) وہاں ان کے لبوں پر یہ کلام جاری رہے گا کہ اے اللہ تو پاک و مبرا ہے اور ان کے استقبالیہ الفاظ میں سلامتی ہی سلامتی ہوا کرے گی اور ان کی ہر بات یہ کہتے ہوئے ختم ہوا کرے گی کہ ہر قسم کی ستائش سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کے لئے ہے (۱۱) اور اگر کہیں اللہ بھی لوگوں کے ساتھ براسلوک کرنے میں اتنا ہی جلد باز ہوتا جتنا کہ وہ لوگ دنیا کے مفاد کے مانگنے میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی عملی زندگی کی مہلت اور مدت کبھی کی ختم ہو گئی ہوتی اسی بنا پر ہم ان لوگوں کو ان کی سرکشی میں زیادہ منتشر کر دیتے ہیں

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
نہیں پیدا کیا اللہ نے اس کو مگر ساتھ حق کے مفصل بیان کرتا ہے نشانیوں کو
لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ
واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں تحقیق بیچ آنے جانے رات کے اور دن کے
وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ
اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے بیچ آسمانوں کے اور زمین کے البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ
واسطے اس قوم کے کہ ڈرتے ہیں تحقیق جو لوگ کہ نہیں امید رکھتے
لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا
ملاقات ہماری کی اور راضی ہوئے ساتھ زندگانی دنیا کے اور آرام پکڑا ساتھ اس کے
وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ
اور جو لوگ کہ وہ نشانیوں ہماری سے غافل ہیں یہ لوگ جگہ رہنے ان کے کی
النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
آگ ہے بسبب اس کے کہ تھے کماتے تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ
نیک راہ دکھاوے گا ان کو رب ان کا بسبب ایمان ان کے کے چلیں گی نیچے ان کے
الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ
سے نہریں بیچ بہشتوں نعمت کے پکارنا ان کا ہے بیچ اس کے پاکی ہے تجھ کو
اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ
یا اللہ اور دعا ملاقات ان کی کی بیچ اس کے سلام ہے اور آخر پکارنا ان کا
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ ع وَ لَوْ يُعَجِّلُ
یہ ہے کہ سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا اور اگر شتاب دیوے
اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ
اللہ لوگوں کو برائی جیسا جلد مانگتے ہیں یہ بھلائی کو البتہ پوری کی جاوے
اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ
طرف ان کی اجل ان کی پس چھوڑ دیتے ہیں ہم ان لوگوں کو نہیں امید رکھتے

جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے (۱۲) اور جب آدمی کو کسی برے وقت سے پالا پڑتا ہے تو وہ کھڑے، بیٹھے اور ہر پہلو سے ہمیں مدد کے لئے پکارتا ہے۔ مگر جب ہم اس کی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں تو ایسا چل نکلتا ہے کہ گویا نہ اس پر کوئی برا وقت آیا تھا اور نہ اس نے ہمیں پکارا تھا اور گویا نہ ہم نے اس کی کوئی مدد کی تھی وہی صورت حال اس طرح کے حد سے گزر جانے والوں کو اپنے تمام اعمال میں اچھی معلوم ہوتی ہے۔ (۱۳) اے اہل مکہ یقیناً ہم نے تم سے پہلے کی برسر عروج قوموں کو اس لئے ہلاک و تباہ کر دیا تھا کہ ان کے پاس بھی ان کے رسولؐ واضح دلائل لے کر آئے تھے مگر انہوں نے جب تعلیمات خداوندی کو بلفظہٖ نافذ نہ کیا (مائدہ ۴۵ / ۵ ظلم کے معنی) اور کسی طرح ایمان نہ لائے تو انہیں اسی طرح سزا دی گئی جیسا کہ ہم جرائم پیشہ قوموں کو دیا کرتے ہیں۔ (۱۴) ان قوموں کے بعد اے رسولؐ کی قوم کے لوگو ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا تھا تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ تم خلیفہ بننے کے بعد کیسا عمل درآمد کرتے ہو؟ (۱۵) اور اب جب کہ اہل مکہ کے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان میں سے جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے انہوں نے رسولؐ سے کہا کہ یا تو آپؐ اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لے آئیں تو ہم مان لیں گے۔ یا اسی میں معنوی تبدیلی کے اصول کو تسلیم کرلو اے رسولؐ آپؐ ان سے کہہ دیں کہ میرے لئے یہ شایان شان ہی نہیں ہے کہ اس میں اپنے ذاتی علم اور مصلحت و تقاضائے وقت کی بنا پر کوئی تبدیلی کروں اس لئے کہ میں تو جو کچھ مجھ پر اللہ کے احکام نازل ہوتے ہیں اس کی مرسلہ وحی کے علاوہ کسی اور کی پیروی کر ہی نہیں سکتا۔ اور یقیناً میں اللہ کی نافرمانی اور ایک بہت عظیم الشان دن

لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑪ وَ اِذَا مَسَّ

ملاقات ہماری کی بیچ سرکشی اپنی کے سرگردان ہوتے ہیں اور جب لگتی ہے

الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا

آدمی کو برائی پکارتا ہے ہم کو اوپر کروٹ اپنی کے یا بیٹھے یا کھڑے پس جب

كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ

کھول دیتے ہیں ہم اس سے ایذا اس کی چلا جاتا ہے جیسے کہ نہ پکارا تھا ہم کو

اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ

طرف ایذا کی کہ لگی تھی اس کو اسی طرح زینت دیا گیا ہے واسطے حد سے نکل

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑫ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا

جانے والوں کے جو کچھ کہ تھے وہ کرتے اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہے ہم نے

الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

قرنوں کو پہلے تم سے جب ظلم کیا انہوں نے اور آئے تھے ان کے پاس پیغمبر ان کے

بِالْبَيِّنٰتِ وَ مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

ساتھ دلیلوں کے اور نہ تھے کہ ایمان لاویں اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم قوم

الْمُجْرِمِيْنَ ⑬ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

گناہ گاروں کو پھر کیا ہم نے تم کو جائے نشین بیچ زمین کے پیچھے ان کے

لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ⑭ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

تو کہ دیکھیں ہم کیوں کر کرتے ہو اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے

اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

نشانیاں ہماری ظاہر کہتے ہیں وہ لوگ کہ نہیں امید رکھتے ملاقات ہماری کی

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ

لے آ قرآن سوائے اس کے یا بدل ڈال اس کو کہہ کہ نہیں ممکن واسطے میرے

اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ

یہ کہ بدل ڈالوں میں اس کو طرف جی اپنے کے سے نہیں پیروی کرتا ہوں میں

اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ

مگر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف میری تحقیق ڈرتا ہوں میں اگر

کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔ (۱۶) اے رسولؐ آپؐ ان سے کہہ دیں کہ یہ معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر اللہ نہ چاہتا تو نہ تو میں اس قرآن کو تمہارے سامنے تلاوت کرتا اور نہ ہی میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے تمہیں قرآن پر ثبوت فراہم کرتا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے تلاوت قرآن سے پہلے تمہارے اندر پوری عمر گزاری ہے اگر یہ سب کچھ میں نے کیا ہوتا تو کیوں اتنی دیر لگاتا ؟ کیا تم لوگ عقل سے بالکل کام نہیں لیتے ہو ؟ (۱۷) قانونِ خداوندی میں اس سے بڑا مجتہد (مائدہ ۴۵ / ۵) یا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ کے متعلق دروغ بافی کو رواج دے؟ یا اس کی آیات میں جھوٹ ملا دے؟ یقیناً اللہ ایسے مجرموں (مجتہدوں) کو کبھی بھی رستگاری عطا نہیں کرتا ۔ (۱۸) اور یہی لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ ساتھ اپنے لیڈروں کے مجسموں کو بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں جو نہ تو اپنے پجاریوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نفع فراہم کرسکتے ہیں ۔ اور کہتے یہ ہیں کہ لیڈر اور ان کے راہنما اللہ کے حضور میں ان کو بخشوانے اور دوسری مرادیں پوری کرانے والے سفارشی لوگ ہیں اے نبیؐ ان سے کہو کہ کیا تم اللہ کو ایسی غیبی خبر دینا چاہتے ہو جو پوری کائنات اور آسمانوں اور زمینوں کا علم رکھنے کے باوجود اللہ کو معلوم نہ ہوسکی اور تمہیں معلوم ہے؟ سنو اللہ تمہارے لیڈروں کے ساتھ ملوث ہونے سے مبرا اور پاک ہے اور ان کی شرکت سے کہیں بزرگ و برتر ہے ۔

عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ

نافرمانی کروں میں پروردگار اپنے کی عذاب دن بڑے کے سے کہہ اگر چاہتا اللہ

مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَ لَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ

نہ پڑھتا میں اس کو اوپر تمہارے اور نہ جتاتا اللہ تم کو ساتھ اس کے پس تحقیق

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ

رہا تھا میں بیچ تمہارے ایک عمر پہلے اس سے پس کیا نہیں سمجھتے؟ پس کون شخص

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

بہت ظالم ہے اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ یا جھٹلاوے

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ

نشانیوں اس کی کو تحقیق بات یہ ہے کہ نہیں چھٹکارا پاتے گنہگار اور

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا

عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں ضرر دیتی ان کو اور نہ

يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ

نفع دیتی ہے ان کو اور کہتے ہیں یہ شفاعت کرنے والے ہیں ہماری نزدیک

اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ

خدا کے کہہ خبر دیتے ہو تم اللہ کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا بیچ آسمانوں کے

وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور نہ بیچ زمین کے پاکی ہے اس کو اور بلند ہے اس چیز سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں

(۲) رسولؐ کی قوم کو آزمائش اور عذاب (۱۴ / ۱۰) جہنم کا مستحق بنانے کے لئے خلافت ملی تھی ۔

سابقہ اوراق (سورۂ انعام تشریح نمبر ۳۶) میں اس خلافت کا تفصیلی ذکر ہوا ہے جو رسولؐ کی نام نہاد قوم کو اللہ نے بطور آزمائش دی تھی (انعام ۱۶۵ / ۶) یہاں بھی اس کا مختصر ذکر فرمایا ہے فرق یہ ہے کہ خلافت دینے کا سبب آزمائش (لِيَبْلُوَكُمْ) تھی یہاں ان کے اعمال اور اقدامات پر نظر رکھنے اور کارکردگی دیکھنے کی شرط لگائی گئی ہے علامہ کا اقرار مذکورہ بالا تشریح (انعام نمبر ۳۶) میں ملاحظہ فرمالیں لہٰذا جن لیڈروں نے اجتہاد کا جواز چاہا تھا وہ پہلے سے نظام اجتہاد کے خلفا اور سربراہ تھے اور دین خداوندی میں اللہ کے ساتھ برابر کے شریک رہتے چلے آئے تھے اور اب اسی سابقہ خلافت کو رسولؐ کی مدد سے حاصل کرنے کی تاک میں رہتے تھے اسی لئے جب ان کی مجتہدانہ تجویز ٹھکرادی گئی تو اندر ہی اندر اپنی قوم میں رسولؐ کی طرف سے اجتہادی احکام کا پرچار شروع کر دیا اور قوم کو منع کر دیا کہ رسولؐ کی وہی بات اور وہی حکم مانا جائے جو ہماری تفہیم القرآن کے مطابق ہو (مائدہ ۴۱ / ۵) ورنہ ترکیب سے حکم کو ٹال دیا جائے اور تعمیل میں بیچ کر رہا جائے اور جب ساری قوم ہم آہنگ ہوگئی تو رسولؐ اللہ نے اللہ سے کہہ دیا کہ میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کر دیا (فرقان ۳۰ / ۲۵)

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

اور نہ تھے لوگ مگر جماعت ایک پس اختلاف کیا اور اگر نہ ہوتی ایک بات

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

کہ پہلے ہوگئی ہے پروردگار تیرے سے البتہ فیصل کیا جاتا درمیان ان کے

فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٩﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ لَآ اُنْزِلَ

بیچ اس چیز کے کہ بیچ اس کے اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہ اتاری گئی

(۱۹) ایک وقت وہ تھا کہ سارے انسان ایک ہی اُمت کے اور ہم آہنگ افراد تھے۔اس کے بعد ان عربوں کے اوّلین لیڈروں نے ابلیس کے اشارے پر اختلافات پیدا کرکے طرح طرح کے مسلک و مذہب بنا ڈالے اور اگر تیرے رب کی طرف سے قیامت تک مہلت کا کلمہ آگے نہ بڑھ گیا ہوتا (حج ٦٩ / ٢٢) تو ان کے اختلاف کرتے ہی ان کو رگڑ دیا جاتا ۔ (۲۰) اور وہ بار بار یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے

(۳) آیات (۱۷ تا ۱۵ / ۱۰) اور باقی آیات میں اس خفیہ منصوبے کا افتتاح کیا گیا ہے جو قریش نے چلایا۔

یہاں وہ صورت حال سامنے لائی گئی ہے جو تلاوت قرآن اور اعلان نبوت کے بعد قریشی لیڈروں کے ذہنوں سے ابھری اور جو ان کے نزدیک ان کی قومی وملکی فلاح و بہبود کے لئے ضروری تھی وہ تعلیمات قرآن سے یہ سمجھ گئے تھے کہ قرآن پیش کرنے والا خواہ اللہ ہو یا محمدؐ ہو ان تعلیمات کی پشت پر ایک ایسا انقلاب ہے جس سے ان کا قومی و ملکی ڈھانچہ اور ہزاروں سال کا تمدن و تہذیب مٹ کر رہ جائیں گے اور جیسی دنیا محمدؐ کے خوابوں میں ہے وہ نہ کبھی پہلے وجود میں آئی ہے نہ آئے گی اس لئے کہ وہ دنیا ان کے نزدیک محض عوام کو قابو میں رکھنے کے لئے پیش کرنا ضروری ہے مگر عملاً اسے وجود بخشنا ناممکن ہے ۔ ان کے اس تصور کو ان آیات میں اور آیات (۷ / ۱۰ ، ۱۱ / ۱۰) وغیرہ میں ملاقات خداوندی کی امید نہ رکھنے (لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا) سے تعبیر کیا گیاہے یعنی وہ ہمارے نظام حیات کو ناقابل حصول سمجھتے ہیں بہرحال قریشی دانشوروں نے ایک عملی اور قابل حصول دنیا اور انتہائی منشائے خداوندی حاصل کرنے کے لئے رسولؐ اللہ کو مشورہ دیا اور یہ چاہا کہ رسولؐ اللہ اس طریقہ تفہیم کو سمجھ کر اختیار کر لیں جو ان سے قبل کی اُمتوں میں قابل عمل رہتا چلا آیا تھا اور آخر جس پر مسلمان رسولؐ کے بعد عمل پیرا رہے مثلاً قرآن کہتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے بجٹ بنانا اور انہیں دنیاوی مال و اسباب دینا لازم ہے جو ابھی اسلام کی حقانیت یا لقائے خداوندی کی معرفت نہیں رکھتے جنہیں قرآن " مولفة القلوب " (سورۂ توبہ ٦٠ / ۹) کہتاہے قریشی دانشوروں کا یہ کہنا کہ یا تو اس قسم کے احکام والا قرآن پیش کرنے کے بجائے ایسا قرآن پیش کرو جس میں پکی اور ناقابل تبدیل باتیں سرے سے نہ ہوں اور اگر یہ قرآن تم خود نہیں بنا رہے ہو اور تبدیل کر کے دوسرا قرآن تیار نہیں کر سکتے تو جو احکام بدلے جاسکتے ہوں ان کو تقاضائے وقت کے ساتھ بدلتے جانے کا اصولی اعلان کر دو یعنی مولفة القلوب والی آیت میں ایک معنوی تبدیلی مان لو کہ:

" جب اسلام طاقتور ہو جائے گا " تو مولفة القلوب کا حصہ عملاً ساقط ہو جائے گا مگر تحریراً قرآن میں لکھا رہے گا اور جب ضرورت ہوگی پھر نافذ کر دیا جائے گا اسی طرح خمس کا حکم (اور سینکڑوں احکام) میری وفات کے بعد تبدیل ہو جائے گا۔

لیکن اس تجویز کو اللہ نے نامنظور کر دیا اور رسولؐ اللہ سے جو جواب دلوایا اس سے ثابت ہوا کہ دانشوران قوم چاہتے تھے کہ :

(۱) " وحی خداوندی کی لفظی ومعنوی، سو فیصد پیروی نہ کی جائے بلکہ اس میں (۲) ذاتی علم وتجربے ومصلحت اور تقاضائے وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اصلاح کرلی جایاکرے (۳) وہ لوگ ایسا کرنے کو نہ احکام خداوندی کی خلاف ورزی اور گناہ و نافرمانی سمجھتے تھے اور نہ قیامت میں ایسی نافرمانی کو قابل مواخذہ و عذاب سمجھتے تھے پھر اگلی آیت (۱٦ / ۱۰) میں اللہ نے کہلوایا ہے کہ اس قرآن کی تلاوت کرنا اور مادی اور عقلی دلائل (RATIONAL REASONING) پیش کرنا منشائے خداوندی کے ماتحت نہ ہوتا اور یہ سب کچھ میری اپنی آزادی اور ذاتی بصیرت سے ہوتا تو کیا میں چالیس سال تک اس میں سے کوئی بات بھی ظاہر نہ کرتا اور یوں خاموش تماشائی بنا رہتا تم ذرا میری پوری زندگی پر نظر ڈالو کیا وہ شخص جو زندگی بھر جھوٹ اور غلط باتوں سے باز رہتا چلا آیا ہو وہ دروغ بافی اور افترا پردازی کی جرأت خدا کے خلاف کیسے اور کیوں کرے گا ؟ اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوسکتاہے جو اللہ کے خلاف اور اس کی آیات کہہ کر خود ہی تہمت تراشی کرے یقیناً وہ ایسے مجرموں

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ

اوپراس کے نشانی پروردگاراس کے سے پس کہہ سوائے اس کے نہیں کہ علم غیب

لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

واسطے خداکے ہے پس انتظار کرو تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے انتظار

الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ ع وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ

کرنے والوں سے ہوں اور جس وقت چکھاتے ہیں ہم لوگوں کو رحمت پیچھے

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ

سختی کے کہ لگی ہو ان کو ناگہاں ان کو مکر ہوتا ہے بیچ نشانیوں ہماری کے کہہ اللہ

اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا

بہت جلد کرنے والا ہے مکر تحقیق بھیجے ہوئے ہمارے لکھتے ہیں جو کچھ کہ

تَمْكُرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓى

مکر کرتے ہو تم وہی ہے جو چلاتا ہے تم کو بیچ جنگل کے اور دریا کے یہاں تک کہ

کوئی آیت کیوں نہیں اترتی؟ ان سے کہہ دو کہ آیتیں تو روز اترتی رہتی ہیں مگر تمہارے پوشیدہ مقاصد اور پروپیگنڈے کو صرف اللہ کے سپرد کیا ہے چنانچہ تم بھی نتیجے کا انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرنے والوں کے ساتھ منتظر ہوں۔ (۲۱) قریشی دانشوروں کا حال یہ ہے کہ جب بھی ہم ان کے تکلیف دہ حالات کے بعد ان کو اپنی رحمت سے لطف اندوز کرتے ہیں تو وہ قرآن کی آیات میں رد و بدل اور چالبازیاں شروع کر دیتے ہیں اے نبیؐ ان کو بتا دو کہ بہت جلد اللہ بھی تمہارے ساتھ مکارانہ چال چلنے والا ہے فی الحال ہمارے تعینات کئے ہوئے لوگ تمہاری چالوں اور مکر کا جائزہ اور ریکارڈ تیار کر رہے ہیں تمہاری غائبانہ چالبازیوں کا ریکارڈ تیار کرنا اللہ کے لئے مشکل نہیں۔ (۲۲) اللہ وہی ہے جو تمہیں خشکی اور سمندروں کے سفر کی طاقت دیتا ہے چنانچہ

کو ہرگز کامیاب نہیں کرتا اور میں کامیاب ہو کر رہوں گا (۱۷ / ۱۰) اور آج تک کامیاب ہوں۔ ان آیات میں نظام اجتہاد کی تجویز اور اس کا باطل ہونا ثابت ہوا ہے اور یہی نظام ہر زمانہ میں مسلمانوں کی کثرت کے یہاں جاری رہا ہے اور چوتھی صدی ہجری سے یہ نظام مسلمانوں کے دونوں بڑے فرقوں، شیعہ و سنی، نے اختیار کیا اور ایک ہزار سال سے متفقہ طور پر ان میں جاری رہتا چلا آیا ہے پھر ان آیات میں اس تجویز کو پیش کرنے والے نہ کافر بتائے گئے نہ منافق کہلائے نہ انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا اس سلسلے کی تفصیل سورۂ بقر تشریح (۶۲۔ب) میں ملاحظہ ہو جہاں ان دانشوران قوم کا مذہب و مسلک بھی معلوم ہو جائے گا یہاں تو یہ دیکھ لیں کہ احکامِ قرآن میں کوئی ذاتی تصور، کوئی ذاتی، جماعتی یا قومی و ملکی مصلحت دخل انداز نہ ہو گی ہر حکم خالص کلام اللہ کے الفاظ میں دیا جائے گا ورنہ وحی خداوندی کی پیروی نہ ہو گی اور یہی بات سورۂ مائدہ میں تین طرح فرمائی گئی ہے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو کافر، ظالم اور فاسق کہا گیا ہے (دیکھو مائدہ ۴۷، ۴۵، ۴۴ / ۵) اور یہ گفتگو کئی طرح مکمل ہو چکی ہے کہ لیڈران قوم اور علما کی اطاعت ہی شرک ہے، غیراللہ کی عبادت ہے۔

(۴) تکلف برطرف ہمیں صحیح ترجمہ کی اجازت دیں اور علما و لیڈروں کو معبود سمجھیں۔

اور یہی کچھ اگلی آیت (۱۸ / ۱۰) میں بتایا گیا ہے کہ نظام اجتہاد کی تجویز پیش کرنے والے لیڈران قوم مردہ لیڈروں کے مجسموں کی پوجا یعنی اطاعت کی آڑ میں خود اپنی عبادت کراتے ہیں اور اللہ اور نوع انسان کے درمیان وسیلہ اور سفارشی کا درجہ منواتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے یہاں ان کا کوئی مقام نہیں ہے۔

(۵) آیات (۲۱ تا ۱۹ / ۱۰) میں قریشی لیڈروں کی مجتہدانہ مکاریوں اور جوابی کاروائی کا ذکر ہے۔

قرآنی احکام کو تقاضائے قومی و ملکی کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کی تجویز نامنظور ہوئی تو قریش کو یہ فکر لاحق تھی کہ کس طرح بالا ہی بالا قرآن کی آیات کے معنی و مفاہیم کا رخ موڑا جائے لہٰذا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دیدہ وران قوم دن رات وہ چالیں اور طریقہ کار سوچنے اور آزمانے میں مصروف ہو گئے جس سے وہ اپنا قومی و ملکی مقصد پورا کر سکیں اور یہیں

جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر باد موافق میں شاداں و فرحاں رواں دواں ہوتے ہو تو اچانک باد مخالف کے تھپیڑے اور چاروں طرف سے طوفانی موجوں کے حملے سے گھبرا کر مسافر سمجھتے ہیں کہ ہم طوفان میں گھر چکے ہیں اور مایوسی چھا جاتی ہے تو پھر وہ مسافر تمام مادی اور خودساختہ سہاروں کو چھوڑ کر خالص دین داری سے اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس طوفان سے نجات دے دی تو ہم آئندہ ضرور بالضرور تیرے شکر گزار بندوں میں سے ہوجائیں گے (۲۳) پھر جیسے ہی ہم انہیں آفات سے نجات دے دیتے ہیں تو وہ اچانک پھر باغیانہ روش اختیار کرلیتے ہیں اور ناحق دنیا میں بغاوت پھیلا دیتے ہیں اے لوگو تمہاری سرکشی اور بغاوت کا اثر سوائے تمہاری جانوں کے اور کسی پر نہیں پڑتا دنیا سے استفادہ کرتے رہو مگر یاد رکھو کہ تم کو ہر حال میں پلٹ کر ہمارے سامنے آنا پڑے گا۔ چنانچہ پھر ہم تمہیں تمہارے ظاہر و پوشیدہ تمام اعمال کی اطلاع اور جزا دیں گے ۔

اِذَا كُنۡتُمۡ فِى الۡـفُلۡكِ ۚ وَ جَرَيۡنَ بِهِمۡ

جب ہوتے ہو تم بیچ کشتیوں کے اور جاری ہوتی ہیں کشتیاں ساتھ ان کے ساتھ

بِرِيۡحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوۡا بِهَا جَآءَتۡهَا رِيۡحٌ عَاصِفٌ

باؤ اچھی کے اور خوش ہوتے ہیں ساتھ اس کے آجاتی ہے ان کشتیوں کو باؤ تند

وَّ جَآءَهُمُ الۡمَوۡجُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اُحِيۡطَ بِهِمۡ ۙ

اور آتی ہے ان کو موج ہر مکان سے اور جانتے ہیں یہ کہ وہ گھیرا کیا اس نے ان کو

دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ لَئِنۡ اَنۡجَيۡتَنَا

پکارتے ہیں اللہ کو خالص کر کر واسطے اس کے عبادت اگر نجات دے گا تو ہم کو

مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ۝۲۲ فَلَمَّاۤ اَنۡجٰىهُمۡ

اس سے البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں میں سے پس جب نجات دی ان کو

اِذَا هُمۡ يَبۡغُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ‌ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا

ناگہاں وہ سرکشی کرتے ہیں بیچ زمین کے ناحق اے لوگو سوائے اس کے نہیں کہ

بَغۡيُكُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ‌ ۙ مَّتَاعَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ ثُمَّ

سرکشی تمہاری اوپر جانوں تمہاری کے ہے لے لو فائدہ زندگانی دنیا کا پھر

اِلَـيۡنَا مَرۡجِعُكُمۡ فَنُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝۲۳

طرف ہماری ہے پھر آنا تمہارا پس خبر دیں گے ہم تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے

سے مدینہ کے یہودی عربوں کا تعاون حاصل کرنے کی راہ نکالی گئی تھی وہ جانتے تھے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے اپنے خدا داد مذاہب کو اجتہاد کے ذریعہ اپنی قوم کے لئے موزوں کرلیا تھا چنانچہ یہودی علماسے رابطہ قائم کیا گیا تھا ادھر عوام میں اورگرد و نواح میں یہ مشہور کیا گیا کہ محمدؐ پر اللہ کی طرف سے کوئی آیت اتری ہی نہیں تاکہ لوگ قرآن کی آیات کو خود رسولؐ کی ساختہ پرداختہ سمجھ کر اثر نہ لیں (۱۷ / ۱۰) (۲۰ / ۱۰) چنانچہ انہوں نے سابقہ لیڈروں کی طرح رسولؐ کے مخاطبین میں بھی اختلاف پیدا کرنے کی چال چلی (۱۹ / ۱۰) اسی سلسلے کی کڑیاں تھیں وہ کوششیں جن میں رسولؐ اللہ کو پاگل ، ساحر اور شاعر کہا گیا کبھی کاہن کہہ کر اسلامی دعوت کو بے اثر کرنا چاہا ان ہی کوششوں کو آیات خداوندی کے ساتھ مکر کرنے سے تعبیر کیا گیاہے۔

(۵ ـ الف) رسولؐ اللہ کا باطنی دفاعی نظام بھی برسرکار رہا۔

پھر آیت (۲۱ / ۱۰) میں رسولؐ اللہ کے اس نظام کا ذکر کیاہے جو قریشی دانشوروں کے مکر و فریب اور خفیہ چالوں اور اقدامات کا ریکارڈ تیار کرتا اور دفاعی اقدامات کے لئے زمین ہموار کرتا تھا ظاہر ہے کہ اس دفاعی نظام کے مومنین کو قریشی لیڈروں اور قریشی محاذوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے بظاہر دشمنان اسلام بن کر رہنا ہوتا تھا یعنی ان کی زندگی اور روش بعینہ دشمن کے جاسوسوں یا منافقوں کی طرح ہوتی تھی یہی وہ نظام ہے جس نے عہ درسولؐ میں اور بعد رسولؐ دشمنان اسلام کی ہر پالیسی کی نہ صرف اطلاع اور

(۲۴) دنیا کی اس زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار سے بارش کا پانی مل کر ان چیزوں کو جنہیں انسان اور جانور کھاتے ہیں توانائی بخشتا ہے اور کھیتیوں پر جوبن اور بہار آ جاتی ہے اور ان کے مالک یقین کر لیتے ہیں کہ اب ہم فصلیں حاصل کرنے پر بالکل قادر ہیں ۔تو ہمارا حکم رات کے وقت یا دن میں نافذ ہوجاتا ہے اور ان کھیتوں کو ایسا غارت کر کے رکھ دیتا ہے کہ گویا کل وہاں کچھ بھی نہ تھا اسی طرح ہم اپنی آیات اور احکام کی تفصیل سامنے لاتے رہتے ہیں تاکہ وہ قوم جو غورو فکر کرتی رہتی ہے قبل از وقت تدارک کی فکر میں لگی رہے ۔ (۲۵) اور اللہ تو ہمیشہ سب کو مقام سلامتی کی دعوت دیتا ہے اور جسے مشیت کا تقاضہ ہوتا ہے اس کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا رہتا ہے۔ (۲۶) اور جن لوگوں نے احسان اور بھلائی کرنا طے کر لیا ہے ۔ان کے لئے احسان اور بھلائی اور اس میں اضافہ کا بندوبست ہے اور ان کے چہروں پر روسیاہی اور ذلت نہ ہو گی بلکہ وہ سرخرو ہوں گے اور وہی لوگ جنتی صحابہ ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ بہشتوں میں قیام کریں گے ۔ (۲۷) اور جن لوگوں نے دنیا میں برائیوں کا اکتساب (کمائی) کیا تھا ان کے ساتھ ان کے برے کاموں کے بدلے میں ویسی ہی برائیوں کا سلوک کیا جائے گا اور انہیں بری بری مکارانہ ذلتوں اور رسوائیوں میں سے گزارا جائے گا اور (مہلت کے خاتمہ پر) انہیں ذلت و رسوائی اور برے سلوک سے بچانے کا قانون نہ ہو گا جیسا کہ ان کے چہروں کو اندھیر ی رات کی طرح کالا کیا جائے گا

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ

سوائے اس کے نہیں کہ مثال زندگانی دنیا کی مانند پانی کی ہے کہ اتارا ہم نے اس کو

مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ

آسمان سے پس مل گئی ساتھ اس کے روئید گی زمین کی اس چیز سے کہ کھاتے ہیں

النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ

لوگ اور چارپائے یہاں تک کہ جب پکڑتی ہے زمین بناؤ اپنا اور زینت پکڑتی ہے

وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا

اور جانتے ہیں لوگ اس کے یہ کہ وہ قادر ہیں اوپر اس کے آتا ہے اس پر ہمارا حکم

لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ

رات کو یا دن کو پس کرتے ہیں ہم اس کو کٹی ہوئی گویا کہ نہ بسے تھے کل کو

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیوں کو واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں

وَ اللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ

اور اللہ پکارتا ہے طرف گھر سلامتی کے اور راہ دکھاتا ہے جس کو چاہے طرف راہ

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ؕ وَ لَا

سیدھی کے واسطے ان لوگوں کے کہ نیکی کرتے ہیں نیکی ہے اور زیادتی ہے اور نہ

يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

ڈھانکے گی منہ ان کے کو سیاہی اور نہ ذلت یہ لوگ رہنے والے ہیں بہشت کے وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ الَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ

بیچ اس کے ہمیش رہنے والے ہیں اور جن لوگوں نے کہ کمائیں برائیاں

بِمِثْلِهَا ۙ وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

بدلہ برائی کا مانند اسی کی ہے اور ڈھانکے گی ان کو ذلت نہیں واسطے ان کے اللہ سے

مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ

کوئی بچانے والا گویا کہ اڑھائے گئے ہیں منہ ان کے ٹکڑے رات اندھیری

تحریری ریکارڈ فراہم کی ا بلکہ ان کے منصوبوں کی جڑیں کھوکھلی کر دیں ان میں مذہبی اختلاف و انتشار پیدا کیا اور خود ان کے اہل قلم سے ایک دوسرے کے خلاف مواد لکھوایا اسی لئے آج ہمیں ان کی تاریخ و ریکارڈ میں حقائق بھی مل جاتے ہیں ۔

اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۸﴾

کے یہ لوگ رہنے والے آگ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیش رہنے والے ہیں

وَ يَوۡمَ نَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ

اور جس دن اکٹھا کریں گے ہم ان کو سب کو پھر کہیں گے ہم واسطے ان لوگوں

اَشۡرَكُوۡا مَكَانَكُمۡ اَنۡتُمۡ وَ شُرَكَآؤُكُمۡ ۚ

کے کہ شریک لائے تھے کھڑے رہو مکان اپنے پر تم اور شریک تمہارے

فَزَيَّلۡنَا بَيۡنَهُمۡ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمۡ مَّا

پس قسم قسم ملا دی ہم نے درمیان ان کے اور کہا شریکوں ان کے نے نہیں

كُنۡتُمۡ اِيَّانَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًۢا بَيۡنَنَا

تھے تم ہم کو عبادت کرتے پس کفایت ہے ہم کو اللہ شاہد درمیان ہمارے

وَ بَيۡنَكُمۡ اِنۡ كُنَّا عَنۡ عِبَادَتِكُمۡ لَغٰفِلِيۡنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ

اور درمیان تمہارے تحقیق تھے ہم عبادت تمہاری سے غافل اس جگہ

تَبۡلُوۡا كُلُّ نَفۡسٍ مَّاۤ اَسۡلَفَتۡ وَ رُدُّوۡۤا اِلَى اللّٰهِ

آزمالے گا ہر ایک جی جو پہلے کیا تھا اور پھیرے جاویں گے طرف اللہ کی

مَوۡلٰٮهُمُ الۡحَـقِّ وَ ضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۳۰﴾ ع

مالک اپنے حق کی اور کھویا جاوے گا ان سے جو کچھ کہ تھے باندھ لیتے

قُلۡ مَنۡ يَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ

کہہ کہ کون شخص رزق دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے

یہ سب لوگ جہنمی صحابہ ہوں گے جہاں آخرکار وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ (۲۸) اور وہ دن بھی آنے والا ہے جب ہم تمام انسانوں کو گھیر کر جمع کریں گے اور ہم نظام اشتراکیت کے ممبروں سے کہیں گے کہ تم اور جن لوگوں کو تم ہمارے دین میں شریک کرتے تھے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ پھر ہم انہیں روک کر دین میں شریک کئے جانے والوں کو الگ اور شریک کرنے والوں کو الگ ترتیب دیں گے۔ اور اس وقت وہ بزرگ لوگ جنہیں شریک کیا جاتا رہا کہیں گے کہ: "تم نے تو کبھی ہماری عبادت نہیں کی ہے" اور (۲۹) "ہمیں اس معاملے میں اپنے اور تمہارے درمیان اللہ ایسی غیب دان ہستی کی شہادت منظور اور کافی ہے اور یہ کہ ہمیں تمہاری کسی عبادت کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔" (۳۰) اور اس طرح اسی جگہ ہر ہر ذی حیات کو اس کی کارکردگی پر جانچا جائے گا جو وہ ماضی میں کرچکا تھا اور انہیں حقیقی مالک (مولیٰ) اللہ کی طرف سپرد کیا جائے گا اور وہ سب کچھ گم ہو کر رہ جائے گا جو انہوں نے اپنی اجتہادی مشین سے ایجاد کرکے سچ باور کرا دیا تھا۔ (۳۱) اے رسولؐ ان مشرکوں سے سوال کرو کہ وہ کون ہے جو زمینوں اور آسمانوں پر قابو رکھتا ہے ؟ اور ان میں سے تمہیں تمام ضرورت کا سامان فراہم کرتا رہتا ہے ؟

(۶) آیات (۲۹-۲۸ / ۱۰) مشرکین اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے تھے۔ صحیح معنی۔ ہم نے قرآن کریم سے عبادت و اطاعت کے صحیح معنی ثابت کئے اور بار بار دکھایا کہ قومی علما نے مشرکین کے معاملے میں لفظ عبادت کے غلط معنی کئے اور مشرکین کے حقیقی شرک کو چھپایا اور زبردستی ازراہِ تحکّم ان پر بتوں اور لیڈروں کو پوجنے کی تہمتیں لگائیں تاکہ یہ حقیقت چھپ جائے کہ وہ خبیث گروہ اللہ کی اجازت اور کسی سلطانی ثبوت (اعراف ۳۳ / ۷) کے بغیر رسولؐ اللہ کے مقابلہ پر اپنے لیڈروں ، دانشوروں ، راہنماؤں ، سرداروں اور علما کو اپنا ولی اپنا حاکم اور اپنا خلیفہ بنانے اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے پر مُصر تھا۔ اور ان کے فیصلوں کو اللہ و رسولؐ کے فیصلوں پر ترجیح دینے (۶۵، ۶۴، ۶۰ / ۴) کی وجہ سے مشرک کہلاتے تھے اور لیڈروں کی اطاعت کو لیڈروں ، بتوں ،معبودوں کی عبادت کہاجاتا رہاہے وہ لوگ جو سچ مچ کے آج بھی کلمہ گو مشرک ہیں اور اپنے لیڈروں کے ساتھ رسولؐ کو بھی خطا کار قرار دے کر ان لیڈروں کی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں اس آیت اور آنے والی آیات کو پھر پڑھیں اور بتائیں کہ جنہیں قرآن نے مشرک کہا ہے اور جو تمہارے حقیقی راہنما تھے اور ہیں، انہوں نے سچ مچ اپنے راہنماؤں اور لیڈروں کی پوجا کی تھی یا نہیں؟ انکار کرتے ہی تم اللہ جیسے گواہ کے

اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ

یا کون شخص ہے کہ مالک ہے سننے کا اور دیکھنے کا اور کون شخص نکالتا ہے زندہ کو

مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ

مردے سے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ

پس البتہ کہیں گے اللہ پس کہہ آیا پس نہیں ڈرتے پس یہی ہے اللہ

رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى

پروردگار تمہارا حق ہے پس کیا ہے پیچھے حق کے مگر گمراہی پس کہاں سے

تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

پھیرے جاتے ہو اسی طرح ثابت ہوئی بات پروردگار تیرے کی اوپر

الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ

ان لوگوں کے جو فاسق ہوئے یہ کہ وہ نہیں ایمان لانے کے کہہ کہ کیا ہے

شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ

شریکوں تمہارے میں سے وہ شخص کہ جو پہلی بار کرے پیدائش پھر

يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

دوبارہ کرے گا اس کو کہہ کہ اللہ ہی پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کرتا ہے اس کو

یا یہ کہ وہ کون ہستی ہے جو تمہارے اعضاء و جوارح سماعت و بصارت کا حقیقی مالک ہے ؟ اور وہ کون ہے جو بے جان چیزوں سے حیات کو جنم دیتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندگی میں ہی سے موت کو برآمد کر لیتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو اس کائنات کا مالک اور اس کا منتظم ہے ؟وہ یقیناً کہیں گے کہ ایسا صاحب کمال تو اللہ ہی ہے اس اقرار کے بعد ان سے کہو کہ یہ سب کچھ جاننے اور ماننے کے بعد باوجود تم ذاتی طور پر اللہ کے روبرو ذمہ دار نہیں بنتے؟ (۳۲) چنانچہ تمہارا اللہ ان ہی صفات والا ہے اور تمہارا حقیقی رب ہے اور حق کی پرورش کرنے والا ہے ۔اور جب حق وہی ہے تو حق کے بعد تو جو کچھ بچا وہ باطل ہے لہٰذا تمہیں کس چکر میں ڈال دیا گیا ہے ؟ (۳۳) یوں تیرے پروردگار کا ہر کلمہ ثابت ہوتا جاتا ہے ۔اور یہ نتیجہ سامنے آچکا ہے کہ دین میں اجتہادی موشگافیاں کرنے والے فاسق (مائدہ ۴۷ / ۵) لوگ کبھی حقیقی ایمان نہ لائیں گے (۳۴) مشرک لوگوں سے پوچھو کہ تمہارے دین شریک لیڈروں میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو بلا کسی نمونے اور چیز کی مدد لئے کسی قسم کی تخلیق کی ابتدا کرسکے ؟اور پھر اس کا اعادہ بھی کر دے ؟ ان کو بتاؤ کہ ایسی ہستی صرف اللہ ہی ہے جو نئی بے مثل تخلیق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر

مقابلے (۲۹ / ۱۰) پر کھڑے ملو گے اور تمہارا جھوٹا ہونا ثابت ہو گا اس لئے کہ اس آیت (۲۹ / ۱۰) میں اللہ کو گواہ کر کے عبادت کا انکار موجود ہے اور اللہ نے یہاں ان کو جھٹلایا نہیں ہے لہذا تم بھی جھوٹے ہو اور تمہارے مذکورہ راہنما تو سارے جہان کے جھوٹوں کے سردار و راہنما تھے ۔

(۷) آیت (۳۱۔۳۰ / ۱۰) میں مولیٰ اور ولایت کے معنی اور مشرکین عرب کا مشرک مسلمان ہونا ثابت ۔

ہم نے قرآن کی عظیم الشان طاقت کے بل بوتے پر یہ دعویٰ کیا اور پھر اس دعوے کو قرآن اور علامہ کے بیان سے بار بار ثابت کیا کہ آنحضرؐت کی قوم ہی نہیں بلکہ اوپر کو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم تک تمام مشرکین بگڑے ہوئے ایسے ہی مسلمان تھے جیسے کہ علامہ مودوی موجودہ مسلمانوں کو سمجھتے اور لکھتے چلے آئے ہیں چنانچہ آیات (۳۱۔۳۰ / ۱۰) میں رک کر غور فرمائیے کہ اللہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ لوگ جنہیں مولیٰ کی مخالفت اور دشمنی کی بنا پر مشرک کہا ہے مندرجہ ذیل عقائد رکھتے اور ان اسلامی حقائق کو مانتے ہوئے بھی مشرک اور جہنمی تھے یعنی :

(۱)"وہ اللہ کو آسمانوں اور زمینوں سے رزق دینے والا حقیقی رازق مانتے تھے ۔ (۲) وہ تمام انسانی قویٰ ،سماعت و بصارت کا مالک و خالق اللہ کو مانتے تھے ۔ (۳) وہ مانتے تھے کہ اللہ مردہ اور بے جان چیزوں ، مادہ وغیرہ سے ، صاحبان حیات و شعور زندگی پیدا کرتا ہے اور وہی زندگی سے موت کو برآمد کرتا رہتا ہے اور (۴) ان کا ایمان تھا کہ اس کائنات میں ہر کام اور ہر انتظام اللہ ہی

اسے دہراتا بھی ہے لہٰذا تم کس غلط منصوبے میں الجھ گئے ہو؟ (۳۵) اور دریافت کرو کہ تمہارے شرکا دین میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہو؟ ان کو بتاؤ کہ وہ اللہ ہی ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ پیروی اور اتباع کا زیادہ مستحق وہ ہے جو حق کی طرف از خود راہنمائی کرتا ہو یا وہ پیروی اور اتباع کا حقدار ہے جو نہ تو ہدایت پا سکتا ہے اور نہ راہنما کے بغیر حق تک پہنچ سکتا ہے ارے کیا تمہاری عقل گھاس کھا گئی ہے تم کس طرح کے مفتی و قاضی و حاکم ہو؟ اور کیسا واہیات فیصلہ کرتے ہو؟ (۳۶) یہ مجتہد لوگوں کی اکثریت محض ظن و گمان کی پیروی کرتی ہے اور ظن و گمان کبھی حق تک نہیں پہنچا سکتا یقیناً اللہ کو تمہارے تمام افعال کا علم ہے (۳۷) یہ ایسا قرآن نہیں ہے جسے اللہ کے سوا کوئی دوسرا ایجاد کر دے ولیکن یہ روز اوّل سے آنے والی اور موجودہ تمام تعلیمات و کتب خداوندی کی تصدیق کرتا ہے اور ان سب کی تفصیل اپنے اندر رکھتا ہے

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

پس کہاں سے پلٹائے جاتے ہو۔ کہہ کہ آیا ہے شریکوں تمہارے میں سے

مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ

وہ شخص کہ راہ دکھاتا ہے طرف حق کی کہہ اللہ راہ دکھاتا ہے طرف حق کی

اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ

کیا پس وہ شخص کہ راہ دکھاتا ہے طرف حق کی بہت لائق ہے اس بات کا کہ

يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ

پیروی کی جاوے یا وہ شخص کہ آپ ہی نہیں راہ پاتا مگر یہ کہ راہ بتایا جاوے

كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا

پس کیا ہے تم کو کیوں کر حکم کرتے ہو اور نہیں پیروی کرتے اکثر ان کے مگر

ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا

گمان کی تحقیق گمان نہیں کفایت کرتا حق سے کچھ تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ

يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کرتے ہیں اور نہیں ہے یہ قرآن کہ باندھ لیا جاوے سوائے اللہ کے

کے حکم سے ہوتا ہے یہ تمام عقائد گنوا کر اللہ نے ان مشرکین میں جو نقص بتایا وہ یہ ہے کہ وہ متقی نہیں تھے یعنی بقول عام مترجمین کے وہ ڈرتے نہ تھے لیکن اللہ نے تو یہ بتایا ہے کہ اللہ کے روبرو خود کو ذمہ دار نہ سمجھتے تھے بلکہ اپنے تمام اعمال کی ذمہ داری اپنے علما و مجتہدین کے سر لگاتے تھے اور قیامت و عذاب و ثواب و حساب میں اپنے لئے ان ہی کی سفارش کافی سمجھتے تھے (یونس ۱۸ / ۱۰) لہٰذا ثابت ہوا کہ ان کے اور آج کے قومی مسلمانوں کے عقائد میں کوئی فرق نہ تھا وہ بھی توحید و نبوت و قیامت اور کتابوں اور ملائکہ وغیرہ پر ایمان رکھتے تھے۔ اللہ کی عدالت اور آل محمدؑ کی اطاعت کے اسی طرح منکر تھے۔

(۷۔ الف) حقیقی مولا اور حقیقی رب اللہ ہے علامہ رفیع الدین کا صحیح ترجمہ: آیت (۳۰ / ۱۰) میں رفیع الدین صاحب نے مولیٰ کے معنی مالک کئے ہیں اور آیت (۳۲ / ۱۰) میں اللہ کو حق کا پالنے والا رب فرمایا گیا ہے وہ حق جسے ربوبیت کی ضرورت و احتیاج ہو حضور سرور کائنات اور ان کے نور کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا لہٰذا محمد و علی صلوٰۃ اللہ علیہما ہی وہ حق مطلق ہیں جس کی ربوبیت کی بنا پر اللہ سب سے پہلے رب کہلایا ان ہی کی تخلیق سے خالق اور ان ہی کو ضروریاتِ بقا فراہم کرنے کی بنا پر رازق وغیرہ صفات سے متّصف ہوا اور وہ سب سے پہلے ان ہی کا مولیٰ و مالک ہوا لہٰذا لازم ہے کہ صفاتِ خداوندی کے مظاہرؑ دوسرے درجہ پر مولاؑ و مالکؑ ہوں وہ لوگ جو مولیٰ کے معنی غلام کرتے رہے ہیں یہاں اللہ کو اپنا غلام کہیں تو جانیں کہ وہ واقعی ازلی و ابدی دشمنان خدا و رسولؐ و آل رسولؐ تھے اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم نہ ہو تو اور کیا ہو؟

(۸) آیات (۳۳ تا ۴۴ / ۱۰) میں چند اصولی باتیں زیر مطالعہ رہی ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ بتائی گئی کہ جن لیڈروں یا علما یا دانشوروں کو قومی مومنین دین میں شریک کرتے تھے ان کو اللہ نے کسی قسم کی تخلیقی استعداد و اختیار و علم نہ دیا تھا (۳۴ / ۱۰) دوسرا

وَ لٰكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَ

سے ولیکن سچا کرنے والا ہے اس چیز کا کہ آگے اس کے ہے اور

تَفۡصِيۡلَ الۡكِتٰبِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ مِنۡ رَّبِّ

تفصیل کرنے والا ہے کتاب کی نہیں شک بیچ اس کے پروردگار

الۡعٰلَمِيۡنَ ۳۷ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا

عالموں کی طرف سے ہے کیا یہ کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اس کو کہہ پس لے آؤ

بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ

ایک سورۂ مانند اس کی اور پکارو جس کو سکو سوائے اللہ کے اگر ہو

كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۳۸ بَلۡ كَذَّبُوۡا بِمَا لَمۡ يُحِيۡطُوۡا بِعِلۡمِهٖ وَ لَمَّا

تم سچے بلکہ جھٹلایا اس چیز کو کہ نہیں گھیرا علم اس کے کو اور نہیں

يَاۡتِهِمۡ تَاۡوِيۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ

آئی ان کے پاس تحقیق حجت اس کی اسی طرح جھٹلایا تھا ان لوگوں نے

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيۡنَ ۳۹ وَ مِنۡهُمۡ

کہ پہلے تھے ان سے پس دیکھ کیوں کر ہوا آخر کار ظالموں کا اور بعضے ان میں سے

مَّنۡ يُّؤۡمِنُ بِهٖ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّا

وہ ہیں کہ ایمان لاویں گے ساتھ اس کے اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ نہ

يُؤۡمِنُ بِهٖ ؕ وَ رَبُّكَ اَعۡلَمُ بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ۴۰ ع ۹

ایمان لاویں گے ساتھ اس کے اور پروردگار تیرا خوب جانتا ہے مفسدوں کو

اور اس کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی پس و پیش نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ یہ تمام کائنات کے رب کی طرف سے اور پوری کائنات کی ربوبیت کی تعلیم کا حامل ہے۔ (۳۸) کیا یہ لوگ قرآن کو ایجادِ بندہ کہتے ہیں؟ ان سے کہو کہ اگر ایسا ہے تو تم بھی اسکی مانند ایک سورۃ بنا کر دکھا دو اور اللہ کے سوا ساری دنیا سے اس کے بنانے میں مدد لے لو اور اپنا سچا ہونا ثابت کردو۔ (۳۹) حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے بھی اپنے سے پہلے لوگوں کی طرح قرآن کی تکذیب کردی ہے حالانکہ قرآن ان کے علمی قابو میں نہیں آسکا نہ اس کا مقصد و مآلِ کار ہی سمجھ سکے۔ محض ظن و گمان سے انہوں نے قرآن کو ایجادِ بندہ کہہ کر ٹھکرا دیا ہے۔اور سابقہ اُمتوں کی مانند ہوگئے بہرحال تم دیکھ لو کہ خالص احکامِ خداوندی کو نافذ نہ کرنے والے ظالموں (۴۵ / ۵) کا انجام کیسا ہوا؟ (۴۰) اے نبیؑ اہل مکہ میں وہ لوگ بھی ہیں جو قرآن پر حقیقی طور پر ایمان لے آئیں گے اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو حقیقی طور پر ایمان نہ لائیں گے اور تیرا پروردگار ان دونوں قسم کے لوگوں کا زبردست عالم ہے اور فساد پھیلانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

اصول یہ بیان ہوا کہ وہ لوگ جنہیں اپنا ہادی و راہنما بنایا جائے گا انہیں کسی دوسرے انسان سے ہدایت یا راہنمائی کی احتیاج نہیں ہونا چاہئے ورنہ ان کی اتباع اور پیروی واجب نہ رہے گی (۳۵ / ۱۰) یعنی واجب الاتباع و اطاعت وہی افراد ہوں گے جو براہ راست اللہ کی طرف سے ہادی و راہنما بنائے گئے ہوں تیسری بات بہت ہی معنی خیز ہے یعنی جو لوگ کلام اللہ کے الفاظ میں احکام اور ہدایات نہیں دیتے ان کی کثرت اپنی ذاتی رائے، قیاس وظن و گمان سے احکام خداوندی کو اپنی مصلحتوں کے ماتحت رکھتی ہے اور حق سے دور دور رہتے ہیں (۳۶ / ۱۰) یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے حقیقی معنی میں کافر اور ظالم اور فاسق قرار دیا ہے (مائدہ ۴۷ تا ۴۴ / ۵) اور فاسقین کے لئے یہ طے کر دیا ہے کہ وہ ہرگز حقیقی ایمان نہ لائیں گے (۳۳ / ۱۰) یعنی وہ کبھی بھی منزّل من اللہ احکام کو اختیار نہ کریں گے چوتھی بات یہ ہے کہ قریشی لیڈروں نے محمدؐ و آل محمدؐ کو پبلک میں بدنام کرنے کے لئے بڑے زورشور سے یہ مشہور کیا کہ یہ قرآن گھر میں تیار کی ہوئی کتاب ہے یہ نبوت بنی ہاشم کا اقتدار و حکومت قائم کرنے کے لئے میدان میں نکلی ہے یہ شاعر ہے یہ جادوگر ہے یہ جھوٹا ہے ان الزامات میں یکے بعد دیگرے قریشی لیڈروں کو ناکامی ہوتی گئی ہر وہ جواب جو آنحضرت نے دیا قریشی لیڈروں کی عزت و توقیر کم کرتا گیا اور نبوت

(۴۱) اور اگر اہل مکہ تجھے جھٹلائیں تو ان سے کہہ دو کہ میرے اعمال مجھ پر اثر انداز ہوں گے اور تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو لہٰذا تم میرے اعمال سے بری الذمہ رہو اور میں تمہارے اعمال سے بری ہوں ۔ (۴۲) اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی غرض کے لئے تمہاری طرف کان لگائے رکھتے ہیں اس لئے کہ تم ان کو تبلیغ کرتے ہو مگر کیا آپؐ سننے والے بہروں کے دماغ تک اثر انداز ہو سکتے ہیں جب کہ وہ تمہاری بات اپنی عقل تک پہنچنے ہی نہیں دیتے ۔ (۴۳) اور ان میں اسی طرح وہ لوگ بھی ہیں جو آپؐ پر نظریں جمائے رہتے ہیں مگر کیا آپؐ دیکھنے والے اندھوں کی ہدایت کر سکتے ہیں جب کہ وہ اپنے ہی مقصد پر نظر رکھتے ہوں اور تمہیں دیکھ ہی نہ رہے ہوں۔ (۴۴) یقیناً اللہ تو انسانوں پر کبھی بھی ظلم نہیں کرتا ولیکن لوگ خود ہی اپنی بدعملیوں اور بے مہار اقدامات سے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں ۔ (۴۵) اور جس دن تمام نوع انسان کو حساب اور جزا و سزا کے لئے اکٹھا کیا جائے گا

وَ اِنۡ کَذَّبُوۡکَ فَقُلۡ لِّیۡ عَمَلِیۡ وَ لَکُمۡ

اور اگر جھٹلاویں تجھ کو پس کہہ واسطے میرے عمل میرا ہے اور واسطے تمہارے

عَمَلُکُمۡ ۚ اَنۡتُمۡ بَرِیۡٓــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَ اَنَا

عمل تمہارا ہے تم بے تعلق ہو اس چیز سے کہ کرتا ہوں میں اور میں

بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ

بے تعلق ہوں اس چیز سے کہ کرتے ہو تم اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ

یَّسۡتَمِعُوۡنَ اِلَیۡکَ ؕ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَ لَوۡ کَانُوۡا لَا

کان رکھتے ہیں طرف تیری کیا پس تو سناتا ہے بہروں کو اور اگر چہ ہوں نہ

یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡظُرُ اِلَیۡکَ ؕ اَفَاَنۡتَ تَہۡدِی

سمجھتے اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ دیکھتے ہیں طرف تیری کیا پس تو راہ دکھاتا ہے

الۡعُمۡیَ وَ لَوۡ کَانُوۡا لَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظۡلِمُ النَّاسَ

اندھوں کو اور اگر چہ ہوں نہ دیکھتے تحقیق اللہ نہیں ظلم کرتا لوگوں کو

شَیۡـًٔا وَّ لٰکِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ یَوۡمَ یَحۡشُرُہُمۡ

کچھ ولیکن لوگ جانوں اپنی کو ظلم کرتے ہیں اور جس دن اکٹھا کرے گا ان کو

و رسولؐ کی عزت و توقیر بڑھتی گئی چنانچہ جب ان سے کہا گیا کہ تم بھی ایک ایسی ہی کتاب یا ایک سورۃ تیار کر کے اپنے الزام کی صحت ثابت کر دو دانشوران قریش کے منہ میں تالے پڑ گئے اور قرآن کی حقانیت کا رعب دلوں میں بیٹھ گیا اور کوئی مخالف آج تک بھی قرآن کے اس چیلنج کو توڑ نہ سکا ۔(۳۸ / ۱۰) پھر اسی آیت میں قرآن کی ہمہ گیری اور تفصیل ثابت کر کے یہ بتایا کہ قریشی لیڈروں کا یہ کہنا کہ محمدؐ قرآن کے بعد سابقہ تمام کتابوں اور شریعتوں کو منسوخ یا باطل کر دیں گے جھوٹا پروپیگنڈا اور یہود و نصاریٰ کا تعاون حاصل کرنے کا حیلہ ہے قرآن کسی رسولؐ یا کسی الہامی کتاب کو باطل نہیں کرتا بلکہ تصدیق کرتا ہے (۳۷ / ۱۰) اور تمام اہل کتاب کو مومن قرار دے کر ان سے معاشرت استوار کرنے کا حکم دیتا ہے یہ پانچواں اصول قریشی لیڈروں کے پروپیگنڈے کی موت ثابت ہوا حالانکہ وہ آج تک سابقہ کتابوں اور شریعتوں ہی کو منسوخ و باطل نہیں مانتے بلکہ خود قرآن کے بہت سے احکام و بیانات کو بھی منسوخ مانتے ہیں چھٹی حقیقت یہ ہے کہ یہ پروپیگنڈا بھی غلط و باطل ہے کہ تمام قریش اور اہل مکہ مسلمان ہو گئے تھے قرآن نے کئی طرح اس کی نفی کی ہے (۴۰ / ۱۰ ، ۳۳ / ۱۰) اور ان میں سے برابر کے لوگوں کے لئے کہہ دیا گیا کہ ''ان میں وہ بھی ہیں جو ایمان نہ لائیں گے'' (۴۰ / ۱۰) اور اس سے قبل یہ بتا دیا تھا کہ ان کی کثرت ظن و گمان کی پیرو ہے (۳۶ / ۱۰) اور کبھی حقیقی مومن نہ بنے گی ساتواں اصول یہ ہے کہ کسی کو کسی کے عقائد اور مذہبی اعمال میں مخل نہ ہونا چاہئے یعنی جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا (۴۱ / ۱۰) اور یہ کہ باطل پرستی کی ایک شناخت یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو مجبور کر کے اپنا مسلک منوایا جائے یا اس کا مذہب چھڑایا جائے آٹھویں حقیقت اس پالیسی اور مصنوعی تعلق کا ذکر ہے جس کو قریشی مومن محاذ چلا رہا تھا وہ رسولؐ کی باتیں تنقید اور تبدیل کی غرض سے بڑے غور سے سنتے اور حقیقت اسلام کی طرف سے بہرے بنے رہتے تھے (۴۲ / ۱۰) اور رسول اللہ کی باتوں پر اس لئے نظر رکھتے تھے کہ ان باتوں میں اختلاف و تضاد کی راہ نکالی جائے (۴۳ / ۱۰) اور آخری اصول یہ ہے کہ اللہ

تو وہ ایسا محسوس کریں گے کہ دنیا میں صرف ایک دن کی ایک گھڑی بھر رہ کر میدان حشر میں کھینچ لئے گئے ہیں اور یہ سب وہاں ایک دوسرے کوشناخت بھی کر لیں گے ۔ یقیناً جن لوگوں نے اللہ کے مقررکردہ اسلامی نتائج سامنے آنے کو جھٹلایا تھا وہ بڑے نقصان میں بھی رہے اور اسلام کی خلاف ورزی کرکے ہدایت یافتہ بھی نہ بن سکے ۔ (۴۶) چنانچہ جس ھزیمت اور ناکامی کا وعدہ ہم نے ان سے کیا ہے اس میں سے کچھ تو ہم تمہیں تمہاری آنکھوں سے دکھا دیں گے اور اگر ہم نے تمہیں وفات دے دی تو بہرحال ان لوگوں کو پلٹنا تو ہماری ہی طرف ہے لہٰذا اللہ برابر ان کے اعمال و افکار پر چشم دید گواہ رہتا چلا جائے گا اور پھر حشر میں تم دیکھ لو گے کہ ہم ان کے ساتھ کیا کرتے ہیں (۴۷) ہر اُمت کے لئے ایک نہ ایک رسوؐل مقرر شدہ ہوتا ہے چنانچہ وہ رسوؐل اپنی اُمت میں پہنچ جاتا ہے تو اس اُمت کے لئے قسط وار آپس کے تمام فیصلے صادر کردیئے جاتے ہیں اور کسی طرح ان پر ظلم نہیں کیا جاتا ہے (۴۸) اور وہ نہایت بے تابی سے دریافت کرتے ہیں کہ تم اپنے عذاب کے وعدوں میں اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ وعدہ کب کو پورا ہو گا ؟ (۴۹) اے رسوؐل آپؐ ان سے کہہ دیں کہ مجھے اپنے ذاتی نفع اور

كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ

گویا کہ نہ رہے تھے مگر ایک ساعت دن سے ایک دوسرے کو پہچانیں گے

بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَ مَا كَانُوْا

آپس میں تحقیق زیان پایا ان لوگوں نے کہ جھٹلایا ملاقات اللہ کی کو اور نہ ہوئے

مُهْتَدِيْنَ ۝۴۵ وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

راہ پانے والے اور اگر دکھلادیں ہم تجھ کو بعضی چیز کہ وعدہ دیتے ہیں ہم ان کو

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى

یا قبض کرلیویں تجھ کو پس طرف ہماری ہے پھر آنا ان کا پھر اللہ شاہد ہے اوپر

مَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۶ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ

اس چیز کے کہ کرتے ہیں اور واسطے ہر ایک اُمت کے پیغمبر ہے پس جب آتا ہے

رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا

وہ پیغمبر ان کا فیصل کیا جاتا ہے درمیان ان کے ساتھ انصاف کے اور وہ نہیں

يُظْلَمُوْنَ ۝۴۷ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۸

ظلم کئے جاتے اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر ہو تم سچے

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا

کہہ نہیں اختیار رکھتا میں واسطے جان اپنی کے ضرر کا اور نہ فائدے کا

کی جانب سے بندوں پر کسی حیثیت سے بھی اور کسی مقدار میں بھی ظلم و جبر و زیادتی نہیں ہوتی یعنی اللہ محض عدل و رحم و کرم کرتا ہے رہ گئیں اس کے خلاف بری صورتیں اور برے حالات وہ خود انسانوں کے اعمال و افکار کا لازمی نتیجہ ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ خیر محض ہے اور اس کی طرف سے خیر محض ہی وقوع میں آتی ہے اللہ کے احکام کو بدل کر ، الٹ کر ، یا ترمیم اور ذاتی اصلاح کے ساتھ ملاکر عمل کرنے سے شر و فساد و ظلم و زیادتیاں جنم لیتی ہیں جو سب کی سب انسانوں کے ذمہ عائد ہوتی ہیں اللہ کی طرف سے سزا اور عذاب بھی رحم وکرم و عدل کے ماتحت ہوتے ہیں ۔

(۹) آیت (۴۶ / ۱۰) میں رسولؐ کی قوم کے اعمال و افکار قیامت تک مشکوک ، مستقل نگرانی ۔

قارئین یاد کریں کہ قریش کی آزمائشی خلافت کا ذکر یہاں تک دومرتبہ تو واضح الفاظ میں ہو چکا ہے اوّل سورۂ انعام (۱۶۵ / ۶) میں اور دوسری دفعہ اسی سورۂ یونسؑ (۱۴ / ۱۰) میں۔ وہاں اس قوم کا تعاقب جاری رکھنے کا ذکر تھا تو یہاں اس خلافت اور قوم پر نظر رکھنے کا اعلان کیا تھا اور اس آیت (۴۶ / ۱۰) میں قیامت تک اللہ نے ان کی مخصوص نگرانی کرنے کا رسولؐ اللہ سے وعدہ فرمایا ہے اور حیات رسولؐ سے ان کو زیرعتاب قرار دیا ہے اور اصلاح کا عملی موقع دینے کے ساتھ ہی یہ کہہ دیا تھا کہ آپؐ کی وفات کے بعد ان کی جو سزا باقی رہ جائے گی اسے روز محشر واپس آنے پر مکمل کیا جائے گا ایسی صورت میں اس قوم کے متعلق بخشش و نجات کی بات کہنے والے یقیناً فریب ساز ہیں قرآن کو مہجور کر دینا اور آج تک مہجور رکھا

إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

مگر جو چاہے اللہ واسطے ہر اُمت کے وقت مقرر ہے جب آتا ہے وقت ان کا

فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

پس نہیں پیچھے رہتے ایک ساعت اور نہ آگے بڑھتے ہیں کہہ کیا دیکھا تم نے

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّا ذَا يَسْتَعْجِلُ

اگر آوے تم کو عذاب اس کا رات کو یا دن کو کس چیز کی جلدی کرتے ہیں

مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ

اس میں سے گناہ گار کیا پھر جس وقت ہو پڑے گا ایمان لاؤ گے تم ساتھ اس کے

آٰلْئٰنَ وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ

کیا اب لائے ایمان اور تحقیق تھے تم ساتھ اس کے جلدی کرتے پھر

قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ

کہا جاوے گا واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے تھے چکھو عذاب ہمیش کا

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ

نہیں جزا دیئے جاؤ گے مگر ساتھ اسی چیز کے کہ تھے تم کماتے اور

يَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَ رَبِّيْٓ اِنَّهٗ

(وقف النبی علیہ السلام)

خبر پوچھتے ہیں تجھ سے کیا سچ ہے وہ کہہ ہاں قسم پروردگار میرے کی تحقیق وہ

لَحَقٌّ ؕ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ ع وَ لَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ

(وقف النبی علیہ السلام — ع ۵ / ۱۰)

البتہ حق ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے اور اگر ہو واسطے ہر جی کے

ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ

جس نے ظلم کیا ہے جو کچھ بیچ زمین کے ہے البتہ بدلہ دیوے گا ساتھ اس کے

وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِيَ

اور چھپاویں گے پشیمانی کو جب دیکھیں گے عذاب کو اور فیصل کیا جاوے گا

نقصان پر اللہ نے جتنے مالکانہ حقوق و اختیار دے رکھے ہیں مجھے اس سے زیادہ ملکیت حاصل نہیں ہے اور ہر اُمت کے لئے ایک وقت طے شدہ ہے اور جب ان کا وقت آجاتا ہے تو نہ توگھڑی بھر تاخیر کرنے کا اختیار ہوتا ہے نہ وہ مقررہ وقت سے پہلے فارغ ہو سکتے ہیں۔ (۵۰) ان سے کہو کہ کبھی تم نے اس پر غور کیا کہ اگر اللہ کا عذاب دن میں یا رات میں کسی وقت بھی آجائے تو تم کیا کروگے؟ سوچو کہ عذاب کے بلانے میں مجرم لوگ جلدی کیوں کریں (۵۱) کیا یہ صحیح بات ہوگی کہ جب تم پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑے تو تب ہی تم عذاب آسکنے کو مانو گے؟ اگر یہ سوال ہوگیا کہ اب تم عذاب سے بچنا اور ایمان کو آڑ بنانا چاہتے ہو؟ حالانکہ تم تو خود ہی عذاب کو بلانے کے لئے جلدی کررہے تھے۔(۵۲) پھر ان لوگوں سے کہا جائے گا جو خالص احکام خداوندی نافذ نہ کرتے تھے (۴۵ / ۵ مائدہ) کہ اب ہمیشہ ہمیشہ عذاب کا مزا لیتے رہو جو کچھ تم نے کمایا تھا اس کو چھوڑ کر اب تمہیں اور کیا جزا دی جا سکتی ہے؟ (۵۳) پھر پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی جو کچھ تم کہتے ہو وہ سچ ہی ہے؟ کہہ دو میرے رب کی قسم وہ سب کچھ بالکل سچ ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ تم ہمیں عاجز کرسکنے کے قابل نہیں ہو۔ (۵۴) اگر ہر ظالم کے پاس تمام دنیا کی دولت اور سامان بھی ہو تب بھی اسے دے کر عذاب سے بچنے کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔ اور جب یہ لوگ اس عذاب کو سامنے دیکھ لیں گے تو دل ہی دل میں چپکے چپکے نادم ہوں گے۔ اور ان کے درمیان قسط وار فیصلے کر دیئے جائیں گے

(فرقان ۳۰ / ۲۵) جانا اور یہود ونصاریٰ اور دیگر گمراہ اقوام کی قدم بقدم پیروی کرنا (بخاری) ہی دو ایسے جرائم ہیں جن کے بعد نجات ناممکن ہے لیکن قرآن سے تو ان کے ایک ہزار جرائم ہی ثابت نہیں بلکہ انہیں تو ایک سرتاپا مجرم قوم قرار دیا اور باربار دوسری قوم سے بدلنے کی دھمکی بھی ملتی رہتی ہے۔

اور ان میں سے کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا ؟ (۵۵) خبردار ہو کر سن لو کہ زمین و آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کا ہے اور سنو کہ بلا شک و شبہ اللہ کا ہر وعدہ سچا ہوتا ہے ۔ ولیکن ان کی عوامی اکثریت نہیں جانتی ۔ (۵۶) وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت سے دوچار کرتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں واپس ہونا ہے ۔ (۵۷) اے رسوؐل کے مخاطب لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے نصیحت اور تمہارے سینوں کی مجتہدانہ بیماری کے لئے شفا آچکی ہے اور حقیقی مومنین کے لئے ہدایت و رحمت فراہم ہے ۔ (۵۸) لہٰذا ان مومنین کو بتاؤ کہ تم اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ملنے پر خوشیاں مناؤ اور یہ سمجھ لو کہ اللہ کا فضل و رحمت دنیا کی ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے جو تم جمع کرکے ذخیرہ کرتے ہو۔ (۵۹) اور اپنے تمام مخاطبوں سے پوچھو کہ کیا تم نے اس رزق پر غوروفکر کی ہے جو اللہ نے تمہارے لئے نازل کیا ہے ۔اور جس میں سے بعض چیزوں کو تم نے اجتہاداً حرام کر لیا جو حلال تھیں اور بعض کو حلال کرلیا جو حرام تھیں پھر پوچھو کہ کیا تمہیں اجتہاد اور حرام و حلال کی اللہ نے اجازت دی ہے یا تم نے خود ہی ایجادات کرکے اللہ

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ

درمیان ان کے ساتھ انصاف کے اور وہ نہ ظلم کئے جاویں گے خبردار ہو تحقیق

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ

واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے خبردار ہو تحقیق وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ

اللہ کا حق ہے ولیکن بہت ان کے نہیں جانتے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ

طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے اے لوگو تحقیق آئی ہے تمہارے پاس نصیحت

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ۬

پروردگار تمہارے کے سے اور تندرستی واسطے اس چیز کے کہ بیچ سینوں کے ہے

وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ

اور ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے کہہ ساتھ فضل اللہ کے اور

بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ

ساتھ رحمت اس کی کے پس ساتھ اسی کے پس چاہئے کہ خوش ہوں وہ بہتر ہے

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اس چیز سے کہ اکٹھا کرتے ہیں کہہ کیا دیکھا تم نے جو کچھ اتارا ہے اللہ نے

لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ

واسطے تمہارے رزق سے پس کیا تم نے اس میں سے حرام اور حلال کہہ کیا خدا نے

(۱۰)آیات (۶۰۔۵۹ / ۱۰) تمام مفتیوں، قاضیوں اور مجتہدوں کو گھیر کر حرام و حلال کرنے کا مجرم بناتی ہے ۔

رسولؐ کی نام نہاد قوم کا اپنی رائے اور مصلحت و اجتہاد سے عہد رسولؐ میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے کا ان آیات سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو گا ؟ پہلے یہ کہا گیا کہ یہ لوگ اللہ کے عطیات و رزق و سامان حیات پر حقیقی معنی میں غور و فکر نہیں کرتے اور ان پر اپنی سرسری رائے قائم کرلیتے ہیں (أَرَءَيْتُم) پھر اس مصلحت کوش رائے سے جہاں ضرورت ہوتی ہے اللہ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے رہتے ہیں اس کے بعد ان سے پوچھا گیا کہ کیا تمہیں کہیں اللہ نے فتویٰ دینے ، اجتہاد کرنے اور احکام خداوندی کو اپنی مصلحت کے ماتحت بدلتے رہنے کی اجازت دی ہے؟ یا تم نے یہ افتراء (ایجادات) خود ہی کر لیاہے؟ (۵۹ / ۱۰) پھر یہ سوال اٹھایا کہ تم اللہ پر تہمت تراشی اور دروغ بافی کے لئے قیامت میں اللہ کو کیا جواب دو گے؟ معلوم ہوتاہے کہ نظام اجتہاد نے یہ فیصلہ بہت بعد میں کیا تھا ورنہ قرآن اسے بھی بیان کردیتا کہ:" جس مسئلے کاجواب نہ قرآن میں اللہ نے نازل کیا نہ حدیث میں رسولؐ نے بیان کیا ہم اس مسئلے کے جواب کے لئے قرآن و حدیث میں غوروفکر کرتے ہیں اور ایسا جواب نکالنے کے لئے محنت کرتے ہیں کہ اگر وہی مسئلہ اللہ و رسولؐ کے سامنے آیا ہوتا تو ان کا جو جواب

کے ذمہ لگا دی ہیں ۔ (۶۰) جو مجتہدین یہ حرام و حلال کرنے کا کاروبار کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کیا بہانہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اور اللہ کی طرف سے اس جھوٹے کاروبار پر کیسے سلوک کی امید رکھتے ہیں؟ اللہ تو لوگوں پر فضل و کرم کرنا چاہتا ہے مگر ان کی کثرت شکر گزار نہیں ہے ۔ (۶۱) اے رسولؐ خواہ تمہاری کوئی شان ہو اور تم کسی بھی حال میں ہو اور تم قرآن میں سے جو کچھ بھی ان لوگوں کو تلاوت کر کے سناؤ اور اے رسولؐ کی مخاطب قوم خواہ تم کوئی بھی کام کر رہے ہو اور کسی بھی حال میں ہو ہماری موجودگی میں کرتے ہو اور جب تم قرآن میں بڑی فیاضی سے مصروفِ کاروبارِ اجتہاد ہوتے ہو ہم تمہیں دیکھتے ہوتے ہیں علاوہ ازیں اے رسولؐ تیرے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی خواہ وہ زمین میں ہو یا آسمانوں میں ہو خواہ وہ ذرات سے بھی چھوٹی چیز ہو خواہ وہ بڑی چیز ہو سب کی تفصیل قرآن کریم میں موجود ہے (کتاب المبین قرآن ہے زخرف۴تا ۱ / ۴۳) (۶۲) کان کھول کر سن لو کہ اللہ کے مقرر کردہ ولیوںؑ کو نہ تو کوئی خوف دامنگیر ہوتا ہے نہ ان کے لئے حزن و ملال ہوا کرتا ہے ۔اور (۶۳) یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لانے کے بعد ہمیشہ ذمہ دار و پرہیز گار رہا کرتے ہیں ۔ (۶۴) ان ہی کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں تمام خوش خبریاں ہوا کرتی ہیں اور اللہ کا یہ کلمہ کبھی تبدیل ہونے والا نہیں ہے اور وہ بہت عظیم الشان مراد مندی ہے ۔

اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ مَا ظَنُّ

حکم دیا ہے واسطے تمہارے یا اوپر اللہ کے باندھ لیتے ہو؟ اور کیا گمان ہے

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ان لوگوں کا کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ دن قیامت کے تحقیق اللہ

لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

ع ۶ ۱۱

البتہ صاحب فضل کا ہے اوپر لوگوں کے و لیکن بہت ان کے نہیں شکر کرتے

وَ مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ

اور نہیں ہوتا تو بیچ کسی حال کے اور نہیں تلاوت کرتا تو اللہ کی طرف سے کچھ

قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ

قرآن اور نہیں کرتے تم سب لوگ کچھ کام مگر ہوتے ہیں ہم اوپر تمہارے

شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ

حاضر جو تھے تم شروع کرتے بیچ اس کے اور نہیں چھپتی پروردگار تیرے سے

مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَ لَاۤ اَصْغَرَ

کچھ چیز برابر بھنگے کے بیچ زمین اور نہ بیچ آسمان کے اور نہ کوئی چیز چھوٹی

مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ

اس سے اور نہ بڑی مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے خبر دار ہو تحقیق دوست

اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ ۚ الَّذِيْنَ

خدا کے نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو حقیقی

اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ؕ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ایمان لائے اور تھے پرہیز گاری کرتے واسطے ان کے ہے خوشخبری بیچ زندگانی دنیا کے

وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ ؕ

اور بیچ آخرت کے نہیں بدلنا کلام خدا کے کو یہی ہے مراد پانا بڑا

ہوتا ہمارا جواب وہی ہو اگر ہم سے خطا اور غلطی ہو جائے گی اور ہم غلط جواب اخذ کر لیں گے تو ہمیں آدھا ثواب ضرور ملے گا اور اگر ایسا صحیح جواب نکال لیا تو دوہرا ثواب ملے گا" (شیعہ سنی مجتہدوں کا فیصلہ) اور اگلی آیت (۶۱ / ۱۰) میں مجتہدین کے اس فریب انگیز فیصلے کا قبل از وقت جواب دیا اور بتایا ہے کہ قرآن میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں چھوڑا گیا جس کا جواب نہ دیا گیا ہو بلکہ ذرات اور ذروں سے چھوٹی بڑی ہر چیز کا تذکرہ بھی ہے اور تمام انسانوں کے اعمال اس کتاب سے پوشیدہ

وَ لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ
اور نہ غمگین کرے تجھ کو بات اس کی تحقیق عزت واسطے اللہ کے ہے ساری
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِی
وہی سننے والا جاننے والا ہے خبردار ہو تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ
السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ وَ مَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ
آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور نہیں پیروی کرتے وہ لوگ
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ
جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے شریکوں کو نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں
هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا
وہ مگر اٹکل کرتے وہی ہے جس نے کیا واسطے تمہارے رات کو تا کہ آرام پکڑو
فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
بیچ اس کے اور دن کو دکھانے والا تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ
واسطے اس قوم کے کہ سنتے ہیں کہتے ہیں کہ پکڑی ہے اللہ نے اولاد پاکی ہے اس کو
هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی
وہی ہے بے احتیاج واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ
الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى
زمین کے ہے نہیں تمہارے پاس کوئی دلیل ساتھ اس کے کیا کہتے ہو اوپر
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
اللہ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے کہہ تحقیق وہ لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے

وقف لازم

(۶۵) اے رسولؐ آپؐ کو ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ عزت اور غلبہ تو مجموعی طور پر اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (۶۶) خبردار رہو کہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے اور یہ لوگ جو اللہ کے ساتھ اپنے بزرگوں لیڈروں اور علما کو دین میں شریک کرتے ہیں وہ اپنے ذاتی گمان کے سوا کسی اور حقیقت کی پیروی نہیں کرتے اور ان کا طریقہ مجتہدانہ اٹکل پچو اصولوں کے علاوہ کچھ اور ہے ہی نہیں۔ (۶۷) حالانکہ اللہ وہ ہستی ہے جس نے رات کو اس لئے بنایا کہ تم اس کے دوران سکون حاصل کرو اور دن کو ترقی کی راہیں دکھانے والا بنایا اور ان دونوں باتوں میں ان لوگوں کے لئے بڑے بڑے معجزات ہیں جو رسولؐ کی بات کو توجہ سے سنتے اور عمل کرتے ہیں (۶۸) ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ اللہ نے ان کے لیڈروں کو بمنزلہ اولاد رکھا ہے۔ پاک ہے اللہ کی ذات وہ تو ایسی تمام چیزوں سے مستغنی ہے اور پھر یہ جو کچھ زمین یا آسمانوں میں ہے سب اسی کا تو ہے۔ ان سے کہو کہ ایسی باتوں پر تمہارے پاس کوئی سلطانی ثبوت بھی ہے یا یوں ہی بلا علمی دلیل کے اللہ پر تہمت لگاتے چلے جاتے ہو۔ (۶۹) بتا دو کہ یقیناً جو لوگ اپنی اجتہادی ایجادات کو جھوٹے طریقوں سے اللہ کے نام سے

نہیں ہیں اور یہ کہ یہ قرآن اپنی پوری تفصیل کے ساتھ لوح محفوظ میں بھی موجود ہے جو اللہ کی طرف سے عَلِیٌّ حَکِیْمٌ بھی کہلاتا ہے۔ (سورۂ زخرف ۴ تا ۱ / ۴۳) اس آیت (۶۱ / ۱۰) میں مجتہدین کے اجتہاد میں مصروف ہونے کی تصویر بھی کھینچ دی گئی ہے (تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ) یعنی اجتہاد کی بنیاد ہی قرآن کی تکذیب پر رکھی گئی ہے اس لئے کہ قرآن نے کہا ہے کہ " یہ قرآن تمام سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں ہر شے کی تفصیل، ہدایت و رحمت ہے (یوسفؑ ۱۱۱ / ۱۲) اور مجتہدین نے کہا کہ " قرآن میں بعض مسائل کا جواب نہیں ہے " (لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ آل عمران)

(۱۱) آیات (۷۰ تا ۶۶ / ۱۰) شرک اور اجتہاد لازم و ملزوم اور دنیا کمانے کا ذریعہ ہیں۔ ان آیات میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ لوگ جن کو دین میں بلا سلطانی دلیل اور ثبوت کے شامل کیا جاتا رہا ہے وہ مشرکین یا مجتہدین کے نہ

پیش کرتے ہیں ان کے لئے فوز و فلاح نہیں ہے ۔ (٧٠) البتہ دنیا میں انہیں استفادہ کا موقع ملتا ہے پھر آخر کار ہماری ہی طرف لوٹنا ہوگا پھر ہم ان کو شدید ترین عذاب سے لطف اندوز کریں گے اس لئے کہ وہ اللہ کی حقیقی تعلیم کو چھپانے میں برابر کوشاں رہتے چلے گئے ۔ (٧١) اور ان کے سامنے نوحؑ کا قصہ بھی تلاوت کر دو کہ جب نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر میرا مقام اور میری نصیحت اور آیاتِ خداوندی کی تعلیمات تم پر بڑی گراں گزرتی ہیں تو سنو کہ میں نے اللہ پر توکل کے سہارے اپنا کام جاری رکھنا طے کر رکھا ہے ۔ اب تم ایسا کرو کہ تم اپنے تمام دینی حقائق کو جمع کرو اور اپنے راہنما شریکوں کو بھی اپنی مدد کے لئے اکٹھا کرو اور جب تمہیں اپنے دین کے متعلق ہر چیز واضح ہو جائے اور کچھ چھپا نہ رہ جائے تو پھر میرے حق میں اپنا مجتہدانہ فیصلہ کر ڈالو اور نہ مجھے مہلت دو نہ کوئی کمی کرو۔ (٧٢) پھر اگر تم اپنی ولایت پر حسب سابق رہو تو سنو کہ میں تم سے تبلیغ کی مزدوری نہیں مانگتا ۔ اس لئے کہ میری مزدوری تو

الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا

جھوٹ نہیں چھٹکارا پانے کے فائدہ ہے بیچ دنیا کے پھر طرف ہماری ہے

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا

پھر آنا ان کا پھر چکھا دیں گے ہم ان کو عذاب سخت بسبب اس کے کہ

يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ

وقف لازم النالئة ع ١٢ ٧

تھے کفر کرتے اور پڑھ اوپر ان کے خبر نوحؑ کی جس وقت کہا واسطے قوم اپنی کے

يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ

اے قوم میری اگر ہے دشوار اوپر تمہارے رہنا میرا اور نصیحت کرنی میری

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا

ساتھ نشانیوں اللہ کے پس اوپر اللہ کے توکل کیا میں نے پس مقرر کرو تم

اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ

کام اپنے کو اور جمع کرو شریکوں اپنے کو پھر نہ ہووے کام تمہارا اوپر تمہارے

غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾

چھپا ہوا پھر تمام کر ڈالو اس کام کو طرف میری اور مت ڈھیل دو مجھ کو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ

پس اگر پھر جاؤ تم پس نہیں مانگتا میں تم سے مزدوری نہیں مزدوری میری

صرف بزرگ تھے بلکہ ان لوگوں کو اللہ کی اولاد اور کنبہ کا مقام دیا جاتا تھا (٦٨ / ١٠) اور اسی رشتہ اور قربت کی بنا پر انہیں شافع محشر اور سفارش کرنے والا کہا جاتا ہے ۔ (١٨ / ١٠) اور ان کے تقرب کی وجہ سے ان کو ذریعہ قربت خداوندی سمجھا جاتا تھا (زمر ٣ / ٣٩) لیکن ایسا کرنے والوں کو نہ صرف مشرک کہا گیا (٦٦ / ١٠) بلکہ ان ہی کو بیک وقت کفر کرنے والا بھی بتایا گیا (٧٠ / ١٠) اور ان ہی کو خالص منزّل مِن اللہ احکام اختیار نہ کرنے کی وجہ سے فاسق (مائدہ ٤٧ / ٥) اور ظالم (٤٥ / ٥) بھی کہا اور پھر کافر بھی قرار دیا (٤٤ / ٥) یعنی یہ لوگ ظن و گمان و ذاتی رائے اور اجتہاد پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک ہی وقت میں مشرک و کافر و ظالم و فاسق سب ہی کچھ ہوتے ہیں اور یہ کہنا بھی ان کا ہی فریب ہے کہ مشرک و کافر و فاسق و ظالم الگ الگ گروہ تھے ان آیات سے یہ تمام القاب رسولؐ کی مخاطب قوم کے لئے استعمال ہوئے ہیں اور وہ ایک ہی گروہ تھا نہ کہ چار ۔

(١١۔ الف) آیت (٧١ / ١٠) میں رسولؐ کی نام نہاد قوم کو ان کے قدیم ترین بزرگوں اور دین میں شریک لوگوں کا حال سنایا گیا۔

اس آیت میں سب سے پہلے یہ نوٹ کر لیں کہ جن لوگوں کو دین میں شریک کیا جاتا رہا ہے وہ دراصل چلتے پھرتے بولتے چالتے اور نہایت دانش مند لوگ ہوتے تھے جنہیں جمع کرنے اور ایک جگہ بلائے جانے کی دعوت حضرت نوح علیہ السلام نے کی ہے لہٰذا قریش کو بت پرست کہہ کر نظرِ حقارت سے ٹھکرا دینا بہت مہلک غلطی ہے تمام مشرکین اور مجتہدین اس لئے سابق لیڈروں کے مجسموں کو برقرار رکھتے تھے کہ ان کی اپنی اطاعت و اتباع اور پیروی کے لئے قدیم زمانہ کی مجسم دلیل موجود رہے لہٰذا یہ ایک فریب ہے کہ

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝٧٢

مگر اوپر اللہ کے اور حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ ہوں میں فرمانبرداروں سے

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ

پس جھٹلایا اس کو پس نجات دی ہم نے اس کو اور ان کو جو ساتھ اس کے تھے

فِى الْفُلْكِ وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

بیچ کشتی کے اور کیا ہم نے ان کو جائے نشین اور ڈبو دیا ہم نے ان لوگوں کو کہ

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝٧٣

جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو پس دیکھ کیوں کر ہوئی عاقبت ڈرائے گیوؤں کی

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

پھر بھیجے ہم نے پیچھے اس کے پیغمبر طرف قوم ان کی کے پس آئے ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا

ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس نہ تھے کہ ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ جھٹلایا تھا

بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝٧٤

اس کو پہلے اسی طرح مہر رکھتے ہیں ہم اوپر دلوں حد سے نکل جانے والوں کے

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

پھر بھیجا ہم نے پیچھے ان سے موسیٰؑ اور ہارون کو طرف فرعون کی اور

مَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝٧٥

سرداروں اسکے کی ساتھ نشانیوں اپنی کے پس تکبر کیا انہوں نے اور تھے وہ لوگ

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ

قوم گنہگار پس جب آیا ان کے پاس حق نزدیک ہمارے سے کہا انہوں نے تحقیق

هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧٦ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ

یہ البتہ جادو ہے ظاہر کہا موسیٰؑ نے کیا کہتے ہو تم واسطے حق کے جب آیا پاس تمہارے

اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝٧٧ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا

کیا جادو ہے یہ اور نہیں چھٹکارا پاتے جادوگر کہا انہوں نے کیا آیا ہے تو ہمارے پاس

اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے تو یہ حکم دیا جا چکا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ایک مسلم ہو جاؤں۔(۷۳) چنانچہ نوحؑ کو برابر جھٹلایا جاتا رہا آخر ہم نے نوحؑ کو اور ان کے کشتی کے ساتھیوں کو غرق ہونے سے نجات دی اور ان کو خلیفہ بنایا اور جھٹلانے والے لوگوں کو تباہ اور غرق کر دیا۔ اس لئے کہ وہ ہماری آیات کو بھی جھٹلاتے رہے ۔ چنانچہ غور کرو کہ ان ڈرانے کے بعد بھی نہ ڈرنے والوں کا انجام کیا ہوا ؟ (۷۴) پھر ہم نے نوحؑ کے بعد بھی انبیاؑ کو دین کی تعلیم کے لئے برابر ان کی اقوام میں بھیجا جو بڑی واضح تعلیمات اور دلائل لے کر جاتے رہے مگر ان کی اقوام نے جس بات کا ایک دفعہ انکار کر دیا پھر اسے مان کر ہی نہ دیا اسی طرح ہم نے حدود فراموش لوگوں کے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں ۔ (۷۵) پھر ان انبیاؑ کے بعد ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو مبعوث کرکے فرعون اور اس کے مُلّاؤں کی طرف بھیجا اور اپنی آیات و معجزات بھی ان کو دکھائے مگر ان لوگوں نے اپنی دنیاوی عظمت کو ملحوظ رکھا اور یہ اس لئے کہ وہ جرائم پر کاربند قوم کے افراد تھے۔ (۷۶) چنانچہ جب ان کے پاس ہماری جانب سے حق پہنچا تو انہوں نے اسے جادو کی قوت کہہ کر ٹالنا چاہا۔ (۷۷) مگر موسیٰؑ نے کہا کہ ایسی زبردست حقیقت کو سامنے آجانے کے بعد بھی تم جادو کہتے ہو۔ سنو جادوگر تو کبھی کامیاب ہوتے ہی نہیں ہیں ۔ (۷۸) اس پر ان لوگوں نے جذبات کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے کہا کہ تم ہمیں ہمارے اس دین سے ادھر ادھر کرنا چاہتے ہو جس پر ہمارے آباؤ

عرب کے دانشور مورتی پوجا کرتے تھے ایسا نہیں تھا بلکہ وہ ان مورتیوں کو یاد دلا کر اپنی پوجا یعنی اطاعت کراتے تھے جس طرح آج ہر مجتہد پچھلے مجتہدوں کے اجازوں کا سلسلہ دکھاتے ہیں اور پیروی اپنی کراتے ہیں ۔

اجداد بزرگ گامزن تھے ۔ اور اس ترکیب سے تم دونوں اقتدار اور عظمت دنیا حاصل کرنے کی فکر میں ہو یاد رکھو کہ ہم تمہاری کسی بات کو نہ مانیں گے ۔(۷۹)ادھر فرعون نے تمام نامی گرامی اور تعلیم یافتہ جادوگروں کو حاضر کرنے کے احکام نافذ کر دیئے ۔ (۸۰) چنانچہ جب پورے ملک کے منتخب جادوگر حاضر دربار ہوگئے تو موسیٰؑ نے جادوگروں سے کہا کہ جو کچھ تم لوگ پیش کرنا اور دکھانا چاہتے ہو اسے سامنے لاؤ۔ (۸۱) جب جادوگروں نے اپنا سامان سامنے رکھا اور جادو کا کرشمہ دکھا دیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تم نے دکھایا وہ صرف جادو ہی جادو ہے اور یقیناً اسے تو اللہ ذرا سی دیر میں فنا کردے گا اس لئے کہ اللہ فساد پھیلانے والوں کے کام کبھی نہیں سنوارتا ۔(۸۲) اور اپنے معجزہ خیز کلمات سے حق کو قائم کرکے چھوڑا کرتا ہے خواہ دشمنانِ خدا اور جرائم پیشہ لوگوں کو ناگوار اور گراں ہی کیوں نہ گزرتا رہے ۔ (۸۳) موسیٰؑ کے اوپر موسیٰؑ کی قوم کی

لِتَلۡفِتَنَا عَمَّا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا

تاکہ پھیر دے ہم کو اس چیز سے کہ پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو

وَ تَكُوۡنَ لَـكُمَا الۡكِبۡرِيَآءُ فِى الۡاَرۡضِؕ وَ مَا نَحۡنُ لَـكُمَا

اور ہووے واسطے تمہارے بڑائی بیچ زمین کے اور نہیں ہم واسطے تمہارے

بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۷۸﴾ وَ قَالَ فِرۡعَوۡنُ ائۡتُوۡنِىۡ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيۡمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا

ایمان لانے والے کہا فرعون نے لے آؤ میرے پاس ہر جادوگر دانا کو۔ پس جب

جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰٓى اَلۡقُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ

آئے جادوگر کہا واسطے ان کے موسیٰؑ نے ڈالو جو کچھ تم ہو ڈالنے والے پس جب

اَلۡقَوۡا قَالَ مُوۡسٰى مَا جِئۡتُمۡ بِهِ ۙ السِّحۡرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبۡطِلُهٗ ؕ

ڈالا انہوں نے کہا موسیٰؑ نے جو لائے ہو تم جادو ہے تحقیق اللہ شتاب باطل کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الۡحَقَّ

اس کو تحقیق اللہ نہیں سنوارتا کام مفسدوں کا اور ثابت کرے گا اللہ حق کو

بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۸۲﴾ ع فَمَاۤ اٰمَنَ

ع ۸ ۱۲ ۱۳

ساتھ باتوں اپنی کے اور اگرچہ ناخوش رکھیں گناہگار پس نہ ایمان لائے

(۱۲) آیت (۷۰) کے بعد رسولؐ کی قوم کو دوسرے انبیاؑ کی اقوام کے آئینے میں دکھایا گیا ہے ۔

قریش اور سرداران قریش کے حالات اور ان کی پالیسیو ں اور منصوبوں اور رسولؐ اللہ کے مقابلہ پر مختلف ظاہر و پوشیدہ، منصوبوں کی تفاصیل قرآن کے الفاظ میں ، ہمار ی تشریحات اور مودودی کی تائیدات کے ساتھ برابر سامنے آتی رہی ہیں اور آخری سورۂ تک آتی رہیں گی ۔ انہیں رسولوںؐ کی مخالف اقوام کا وارث اور خلیفہ کہاجاتا رہا ان کے تمام اعمال کو سابقہ اقوام کے اعمال کے مطابق ثابت کیا اور اس بات پر ہر دفعہ بہت زور دیا گیا کہ رسولؐ کی قوم بنی اسرائیل کی مانند تھی اور بعض اقدامات میں بنی اسرائیل اور یہود و نصاریٰ سے بھی بڑھ کر ظالم و فاسق وکافر و منافق اور ہٹ دھرم و بے رحم تھی ۔ یہاں تک کہ خود سرکاری ریکارڈ میں موجود دکھایا جا چکا ہے کہ رسولؐ اللہ نے باربار اپنے تمام صحابہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم مجھے چھوڑکر موسیٰ کی قوم کی اتباع کرو گے قدم قدم ان کے نشان قدم پر چلو گے (بخاری وغیرہ) اور عملاً ہر مسلمان نام کی حکومت نے یہود و نصاریٰ کے دانشوروں کو ہر زمانہ میں اپنا مشیر سلطنت رکھا بہرحال یہاں تو یہ دکھانا ہے کہ ہمارے رسولؐ کی طرح حضرت موسیٰؑ پر بھی محض ذریت یا آلِ انبیاء ہی حقیقی ایمان لائی تھی اور باقی قوم کا حال یہ تھا کہ وہ موسیٰؑ پر اپنی قومی مصلحت کی حد تک ایمان رکھتی تھی اور یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کا تھا۔ خانوادہ نبوت کے علاوہ تمام مومنین اپنی مصلحتوں پر ایمان لائے تھے لیکن قومی علما اور مُلّاؤں نے قرآن میں تبدیلیوں کے سلسلے میں لفظ ذریت کے معنی بدل کر نوجوان کر دیئے اور اس کے بعد قریش کے تمام جوانوں کو حقیقی مومنین کے زمرے میں شامل کر دیا حالانکہ جتنے اور جو جو نام انہوں نے لکھے ہیں خانوادۂ رسولؐ کے علاوہ ان میں سے کسی کا کوئی ایسا کارنامہ ان کی تاریخ میں نہیں ہے جو مکہ کے زمانہ قیام میں جانفروشی کی مثال میں لکھا گیا ہو علامہ مودودی کابیان سنیئے اور حق و

ذریت کے علاوہ کوئی بھی حقیقی طور پر ایمان نہ لایا تھا۔ اس لئے کہ انہیں فرعون سے اور خود اپنے مُلّاؤں کی طرف سے کمینہ اور خطرناک آزمائشوں میں ڈال دیئے جانے کا خوف دامن گیر تھا بات یہ تھی کہ فرعون پوری دنیا پر ہر طرح چھایا ہوا اور غالب تھا اور بہت ہی جبر و ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔ (۸۴) قوم کی اس دوغلی پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم (یعنی پوری قوم) اگر تم سچ مچ اللہ پر ایمان لے آئے ہوتے تو مسلمان ہونے اور مومن ہونے کی شرط تو یہ تھی کہ تم سب اللہ پر توکل کرکے کسی سے نہ ڈرتے

لِمُوْسٰٓی اِلَّا ذُرِّیَّۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ عَلٰی خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ

واسطے موسیٰؑ کے مگر اولاد قوم اس کی کی اوپر ڈر کے فرعون سے اور

مَلَا۟ئِہِمْ اَنْ یَّفْتِنَہُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ

سرداروں ان کے سے کہ عذاب کرے ان کو اور تحقیق فرعون البتہ چڑھا ہوا ہے

فِی الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ قَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ

بیچ زمین کے اور تحقیق وہ البتہ بے باکوں سے ہے اور کہا موسیٰؑ نے اے قوم میری

اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ فَعَلَیْہِ تَوَکَّلُوْۤا اِنْ کُنْتُمْ

اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ کے پس اوپر اسی کے توکل کرو تم اگر ہو تم

باطل کو الگ الگ کرنے کی کوشش کیجیئے ارشاد ہے کہ: "متن (آیت کی عربی۔احسنؔ) میں لفظ "ذُرِّیَّۃٌ" استعمال ہوا ہے جس کے معنی اولاد کے ہیں ہم نے اس کا ترجمہ "نوجوان" کیا ہے (بھلا کیوں ؟۔احسنؔ) مگر دراصل اس خاص لفظ کے استعمال سے جو بات قرآن مجید بیان کرنا چاہتا ہے (وہ علامہ اللہ سے معلوم کرکے بتاتے ہیں کہ۔احسنؔ) وہ یہ ہے کہ اس پُر خطرہ کے زمانے میں حق کا ساتھ دینے اور علم بردار حق کو اپنا راہنما تسلیم کرنے کی جرات چند لڑکوں اور لڑکیوں نے تو کی مگر ماؤں اور باپوں اور قوم کے سن رسیدہ لوگوں کو اس کی توفیق نصیب نہ ہوئی ان پر مصلحت پرستی اور دنیوی اغراض کی بندگی اور عافیت کوشی کچھ اس طرح چھائی رہی کہ وہ ایسے حق کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوئے جس کا راستہ ان کو خطرات سے پر نظر آ رہا تھا بلکہ وہ الٹے نوجوانوں ہی کو روکتے رہے کہ موسیٰؑ کے قریب نہ جاؤ ورنہ تم خود بھی فرعون کے غضب میں مبتلا ہو گے اور ہم پر بھی آفت لاؤ گے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۰۴) آپ نے دیکھ لیا کہ علامہ نے لفظ ذریت کے معنی بڑی فراخ دلی سے تبدیل کرکے نوجوان کئے اور پھر فداکاروں کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے عوام الناس کے نوجوانوں کو موسیٰؑ کا حقیقی مومن بنا دیا اور اب دوسری کروٹ میں خانوادہ نبوّت کو پیچھے ہٹا کر ان کے ساتھ قریش کے عام نوجوانوں کو شامل کرتے ہیں فرمایا کہ:
" یہ بات خاص طور پر قرآن نے نمایاں کرکے اس لئے پیش کی ہے کہ مکہ کی آبادی میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے لئے جو لوگ آگے بڑھے تھے وہ قوم قریش کے بڑے بوڑھے اور سن رسیدہ لوگ نہ تھے بلکہ چند باہمت نوجوان ہی تھے وہ ابتدائی مسلمان جو ان آیات کے نزول کے وقت ساری قوم کی شدید مخالفت کے مقابلہ میں صداقت اسلامی کی حمایت کر رہے تھے اور ظلم وستم کے اس طوفان میں جن کے سینے اسلام کے لئے سپر بنے ہوئے تھے ان میں مصلحت کوش بوڑھا کوئی نہ تھا سب کے سب جوان لوگ ہی تھے علیؑ بن ابیطالبؑ ۔جعفر طیارؑ ، زبیر ، طلحہ ، سعد بن ابی وقاص ، مصعب بن عمیر ، عبداللہ بن مسعود جیسے لوگ قبول اسلام کے وقت بیس سال سے کم عمر کے تھے"(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۰۴) اس بیان میں علیؑ بن ابیطالبؑ اور جعفر طیارؑ کا تعلق خانوادہ نبوت سے ہے اور وہ ذریت میں داخل ہیں لیکن غیر ذریت کا نہ آیات میں تذکرہ ہے نہ ان کی جوانی کا مکہ میں کوئی فداکارانہ تذکرہ ہوا ہے لیکن علامہ کے قلم سے ہم ایسے بڈھے افراد پیش کر سکتے ہیں جو مدینہ میں سر دھڑ کی بازی لگائے رہے بہرحال علامہ نے تمام بڈھوں کو خارج کرتے کرتے آگے بڈھوں کو بھی شامل کر دیا ہے (صفحہ ۳۰۵)

(۱۲۔الف) علامہ نے اسلام کے جانفروشوں سے بڈھوں کو خارج کرکے موسیٰؑ کی قوم اور قریش کو مسلمان مان لیا ہے۔

اب یہ دیکھیں کہ موسیٰؑ کی قوم مسلمان تھی اور قریش بھی سب مسلمان تھے۔ "پھر بعد کے فقرے (یعنی آیت ۸۳ / ۱۰۔احسنؔ) نے اس بات کو واضح کر دیا کہ ان (بنی اسرائیل۔احسنؔ) کے اس طرز عمل کی اصل وجہ یہ نہ تھی کہ انہیں حضرت موسیٰؑ کے صادق اور ان کی دعوت کے حق ہونے میں کوئی شک تھا بلکہ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اور خصوصاً ان کے اکابر و اشراف، (مُلَأ۔احسنؔ) حضرت موسیٰؑ کا ساتھ دے کر اپنے آپ کو فرعون کی سخت گیری کے خطرے میں ڈالنے کے لئے

مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا

فرماں بردار پس کہا انہوں نے اوپر اللہ کے توکل کیا ہم نے اے رب ہمارے

لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ

مت کر ہم کو فتنہ واسطے قوم ظالموں کے اور نجات دے ہم کو ساتھ رحمت اپنی کے

مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ

قوم کافروں سے اور وحی بھیجی ہم نے طرف موسیٰؑ کے اور بھائی اس کے کے

اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ

یہ کہ جگہ دو واسطے قوم اپنی کے بیچ مصر کے گھر اور کرو گھروں اپنوں کو

قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

روبقبلہ یعنی مسجدیں بناؤ اور قائم رکھو نماز کو اور بشارت دے ایمان والوں کو

وَ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ

اور کہا موسیٰؑ نے اے رب ہمارے تحقیق تو نے دیا ہے فرعون کو اور

مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا

سرداروں اس کے کو آرائش اور مال بیچ زندگانی دنیا کے اے رب ہمارے

لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ

تو کہ گمراہ کریں راہ تیری سے اے رب ہمارے میٹ ڈال اوپر مالوں ان کے کے

اور میری اطاعت کرتے ۔ (۸۵) اس اعتراض پر موسیٰؑ کی قوم کے مُلّاؤں نے کہا کہ ہم نے اللہ پر توکل کر رکھا ہے اور یہ کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں فرعون کی ظالم و جابر قوم کے ہاتھوں میں کھلونا نہ بنانا ۔اور (۸۶) یہ کہ ہمیں (ہمارے اعمال کے بدلے میں نہیں بلکہ) اپنی رحمت کے زور سے فرعون اور اس کی حق پوش قوم سے نجات دیدے۔(۸۷) اور ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ اس کے بھائی پر وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کو مصر کے اندر گھر بنا کر وہاں آباد کرو اور اپنے گھروں کو ان کے قبلہ گاہ کا مقام دے دو اور نماز قائم کراؤ اور حقیقی مومنین کو خوشخبری سنا دو ۔ (۸۸) اور موسیٰؑ نے کہا کہ اے ہمارے پالنے والے یقیناً تو نے ہی تو فرعون اور اس کے مُلّاؤں کو دنیاوی زندگی میں مال و دولت اور وہ تمام سامان و وسائل دیئے ہیں جن کی بنا پر وہ ماحول کو گرویدہ کر سکتے ہیں اے پروردگار کیا یہ سب کچھ اس لئے دیا ہے کہ وہ سہولت سے لوگوں کو تیری بتائی ہوئی راہوں سے ہٹالے جائیں؟ اے ہمارے پروردگار تو ان کے مال و دولت و وسائل کو غارت کر دے

تیار نہ تھے اگر چہ یہ لوگ نسلی اور مذہبی دونوں حیثیتوں سے ابراہیم، اسحاق، یعقوب اور یوسف علیہم السلام کے اُمتی تھے اور اسی بنا پر ظاہر ہے کہ سب مسلمان تھے لیکن ایک مدت دراز کے اخلاقی انحطاط نے اور اس پست ہمتی نے، جو زیردستی سے پیدا ہوئی تھی، ان میں اتنا بل بوتا باقی نہ چھوڑا تھا کہ کفر و ضلالت کی فرمانروائی کے مقابلہ میں ایمان و ہدایت کا عَلَم لے کر خود اٹھتے یا جو اٹھا تھا اس کا ساتھ دیتے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۰۵)

قارئین غور فرمائیں کہ اگر موسیٰؑ کی قوم قریش کی طرح کی مسلمان نہ ہوتی تو انہیں یہ قصہ سنانا بے معنی تھا لہٰذا اخلاقی انحطاط رسولؐ کی قوم پر بھی اثر انداز ہوا تھا اور وہ بھی موسیٰؑ کی قوم جیسی مسلمان تھی ۔ اور سنیئے ۔

(۱۲ ۔ ب) موسیٰؑ کی قوم اور رسولؐ کی قوم کے مسلمان ہونے کی دلیل اور ثبوت ۔ "ظاہر ہے کہ یہ (۸۴ / ۱۰)

(آیت کے۔احسن) الفاظ کسی کافر قوم کو خطاب کر کے نہیں کہے جاسکتے حضرت موسیٰؑ کا یہ ارشاد صاف بتارہا ہے کہ بنی اسرائیل کی پوری قوم اس وقت مسلمان تھی اور حضرت موسیٰؑ ان کو یہ تلقین فرمارہے تھے کہ "اگر تم واقعی مسلمان ہو" جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو فرعون کی طاقت سے خوف نہ کھاؤ بلکہ اللہ کی طاقت پر بھروسہ رکھو۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

(۱۲۔ج) علامہ کی دلیل یہ ہے کہ جن لوگوں کو قرآن میں اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کہا جائے وہ مسلمان ہوتے ہیں۔

" اگر تم مومن ہو" کہنے سے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کی بعثت کے قبل سے مسلمان مان لیا ہے تو قریش کو اللہ نے جگہ

جگہ اور بار بار اِن کُنتُم مُّؤمِنِین کہہ کہہ کر مخاطب کیاہے مثلاً فرمایاہے کہ : (علامہ مودودی کاترجمہ) :
(۱)" اے لوگو جو ایمان لائے ہو ، تمہارے پیش رو اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور تفریح کا سامان بنا لیاہے انہیں اور دوسرے کافروں کو اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو (اِن کُنتُم مُّؤمِنِینَ ﴿۵۷﴾ المائدۃ) تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۴۸۳) یہ مومنین ایسے مسلمان تھے کہ اللہ سے نہ ڈرتے تھے اور کافروں اور دین کا مذاق اڑانے والوں کو اپنا مستقل ولی اور حاکم بنائے ہوئے تھے مگر علامہ نے ان کی مسلمانی پر اعتراض نہیں کیا۔
(۲)" اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑدو ، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو (اِن کُنتُم مُّؤمِنِین) لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے اب بھی توبہ کرلو" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۱۷ بقرہ ۲۷۹۔۲۷۸ / ۲) یہ مسلمان بھی علامہ کو پسند ہیں ۔
(۳)" تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔" (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۱۲۸انفال ۱ / ۸) اللہ سے نہ ڈرنے والے آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور اللہ و رسولؐ کی اطاعت نہ کرنے والے مسلمان بھی علامہ کو پسند ہیں ۔
(۴)" کیا تم نہ لڑوگے ایسے لوگوں سے جو اپنے عہد توڑتے رہے ہیں اور جنہوں نے رسولؐ کو ملک سے نکال دینے کا قصد کیا تھا اور زیادتی کی ابتدا کرنے والے وہی تھے کیاتم ان سے ڈرتے ہو؟ اگرتم مومن ہو(اِن کُنتُم مُّؤمِنِین) تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔" (تفہیم القرآن ۲صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱ توبہ ۱۳ / ۹)یہ مسلمان بھی علامہ کو پسند ہیں اور ان پر علامہ کو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ " (اے مسلمانو ں۔احسنؔ) یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں، حالانکہ اگر یہ مومن ہیں تو اللہ اور رسولؐ اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ ان کو راضی کرنے کی فکر کریں۔" (تفہیم القرآن ۲صفحہ ۲۰۹) (توبہ ۶۲ / ۹) یعنی رسولؐ کی قوم کے مومنین اللہ و رسولؐ کی رضامندی ضروری نہ سمجھتے تھے بلکہ اپنے دانشوروں اور اپنی قوم کے لوگوں کی رضامندی اور تعاون کو لازم سمجھتے تھے تاکہ رسولؐ کے مقابلہ میں کثرت کا تعاون حاصل رہے قارئین دیکھ لیں کہ بنی اسرائیل کا عہد موسیٰؑ میں جن بنیادوں پر مسلمان ہونا ثابت کیاہے ان ہی بنیادوں پر آنحضرتؐ کی قوم کا مسلمان ہونا اور قرآن میں یَٰٓأَیُّهَا ٱلَّذِینَ ءَامَنُوٓاْ بھی کہلانا بدرجہ اولیٰ ثابت ہے اور یہ چند مثالیں آپ کی مطالعہ کردہ صورتوں میں سے لکھی ہیں حالانکہ ابھی قرآن کی دوتہائی آپ کے سامنے سے گزرنا ہے ۔

(۱۳) رسولوںؑ کی مخالفت کرنے والے مُلّاؤں پر ایک نظر بازگشت ڈالنا ضروری ہے ۔ ہم نے قرآن کے لفظ (۸۸ / ۱۰) " اَلْمَلَاَ یا مَلَاَ " کے لئے اس کے مصدری معنی بیان کر کے یہ دکھایا تھا کہ اسی مصدر سے لفظ مُلّا بنتا ہے (اعراف تشریح نمبر ۱۸) اور قرآن کے نویں پارے کا نام ہی مُلّا لوگوں کی باتیں (قَالَ الْمَلَاُ ۹) ہے ۔ منشا یہ ہے کہ نوع انسانی کی گمراہی کی ذمہ داری قرآن کریم نے ان ہی مُلّاؤں پر رکھی ہے اور یہ گروہ برابر تمام انبیاء علیہم السلام کا مدمقابل رہتا چلا آیا ہے ۔ چنانچہ ان لوگوں کو قوم کے سردار کہیں یا لیڈر مانیں دونوں صورتوں میں ان کی سرداری اورلیڈری ان کی قوم کو گمراہ کرنے اور گمراہ رکھنے کی ذمہ دار تھی ۔ ہم انہیں سردار اس لئے نہیں کہتے کہ سردار کی عربی سید ہے ۔ اور لیڈر اس لئے نہیں کہتے کہ لیڈرکی عربی قائد ہے اور تمام اردو جاننے والوں کو یہ دونوں الفاظ یعنی سید اور قائد معلوم ہیں ۔ اس لئے ہم " اَلْمَلَا " کے لئے وہ لفظ استعمال کرتے ہیں جو نہ صرف ساری دنیا کو معلوم ہے بلکہ لفظ " اَلْمَلَا " کے خاندان سے بھی ہے اور ساتھ ہی لفظ مُلّا کہنے سے اس گروہ پر براہ راست ضرب پڑتی ہے اور تمام مذاہب کے لوگوں میں یہ لفظ گالی بن کر رہ گیاہے۔ وہ لفظ اور ترجمہ ہی کیا جسے لوگ جانتے نہ ہوں اور جس سے دشمنان اسلام کے چہرو ں سے نقاب نہ اٹھے؟ لہٰذا یہاں ہم مختصراً قرآن میں سے اس لفظ کی پوزیشن آپ کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ آپ کو یہ معلوم ہوکہ اسلام اور نبوت کے مقابلہ میں مُلّا ازم قائم کرنے کی کوشش کتنی قدیم ہے اور کتنی مسلسل ہے ؟

(۱۳ ۔ الف) مُلّا ازم کی قدامت اور اس کے مقاصد پر ایک طائرانہ نظر ۔ مُلّا جی کا تذکرہ سب سے پہلے جناب نوح علیہ السلام کے مقابلہ پر ہوا

ہے (اعراف ۶۰ / ۷) وہاں جناب عزت مآب مُلّا گروہ حضرت نوحؑ کو گمراہ قرار دیتاہے پھر انہیں بے وقوف اور جھوٹا ہونے کا فتویٰ دیتاہے (۶۶ / ۷) اور انہیں اپنے جیسا بشر کہہ کر ان کے پیروؤں کو رذیل اور جاہل لوگ بتا کر پوری اُمت اور نوحؑ کو کاذب کا فتویٰ سنا کر ناقابل توجہ قرار دے دیتاہے (ھود ۲۷ / ۱۱) اور کشتی بناتے ہوئے دیکھ کر مذاق اڑاتاہے (۳۸ / ۱۱) وہ قوم کو بتاتے ہیں کہ اس کے سوا یہ کچھ بھی تو نہیں کہ تمہارے ہی مانند ایک آدمی ہے اور چاہتا یہ ہے کہ تم پر حکومت و اقتدار حاصل کر لے اگر اللہ نے وہی کچھ چاہا ہوتا جو نوحؑ کہتا ہے تو وہ فرشتے نازل کر دیتا۔ مگر اس کا نظام تو کہیں بھی ہمارے آباؤاجداد اور نسلی بزرگوں کے ریکارڈ میں نہیں ملتا (مومنون ۲۴ / ۲۳) اس آدمی کو غالباً دیوانگی کی بیماری ہے (۲۵ / ۲۳) معلوم ہواکہ یہ لوگ اللہ کو اور ملائکہ کو مانتے تھے۔ مگر ایک اپنے ایسے شخص کی آمریت اور مطلق العنان حکومت و اطاعت کو بے عقلی اور جنون کہتے تھے۔ اس کے بعد مُلّا جی کا ذکر قرآنی ترتیب میں حضرت صالح علیہ السلام کے مخاطبین میں ہوا ہے (اعراف ۷۵ / ۷) یہ قوم ثمود کے مُلّا تھے اور قوم عاد کے بعدان کو خلیفہ بنایا گیا تھا۔ انہوں نے ناقہ صالحؑ کو قتل کیا تھا اور صالحؑ سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم واقعی نبیؑ ہو تو عذاب منگا کر دکھا دو۔ چنانچہ وہ تباہ ہو گئے پھر جناب شعیب علیہ السلام کے زمانے کے مُلّاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے (اعراف ۸۸ / ۷) اور یہیں سے نواں پارہ مُلّوں کے نام پر منسوب کیا گیاہے۔ یہ مولٰنا حضرات حضرت شعیبؑ کو جلاوطن کرنے یااپنی ملت ومذہب کی پیروی کرانے کا فیصلہ کرتے ہیں (۸۸ / ۷) اور قوم کو بتاتے ہیں کہ اگرتم نے شعیبؑ کی پیروی کی تو نقصان ہی نقصان میں رہو گے (۹۰ / ۷) ان لوگوں کا مومن ہونا علامہ کی دلیل سے ثابت ہے اس لئے کہ ان سے کہا گیا تھا کہ:

''اگرتم مومن ہو تو اللہ کا باقی رکھا ہوا تمہاری خیروخوبی کا ضامن ہے (ھود ۸۶ / ۱۱) اور یہ کہ وہ نماز تو پڑھتے تھے مگر اپنے اموال و اخراجات پر نماز کو حاکم نہ بنانا چاہتے تھے (۸۷ / ۱۱) اور انہیں استغفار اور توبہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا (۹۰ / ۱۱) پھر قرآنی ترتیب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی بنی اسرائیل کے مُلّوں کا ذکرہواہے (بقرہ ۲۴۶ / ۲) یہ حضرت موسیٰؑ کے بعد کا ذکرہے یہ لوگ تو مسلّمہ طورپر مسلمان مُلّا تھے ہی۔ انہوں نے چاہا تھا کہ بنی اسرائیل میں مُلّا ازم قائم ہو اور پوری قوم پر مُلّا حضرات میں سے ان کی پسند کا مُلّا سربراہ قوم اور بادشاہ بنا دیا جائے (۲۴۶ / ۲) اور اسے نبوت اور نبیؑ کی طرف سے سند اور اختیارات مل جائیں (۲۴۶ / ۲) چنانچہ بقول علامہ انہوں نے سموئیل نبیؑ سے درخواست کی تھی (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۸۵حاشیہ نمبر ۲۶۸ مکمل تفصیل) ان سے کہا گیا کہ تم خلیفۂ خداوندی سے تعاون نہ کرو گے آخر وعدہ وعید کے بعد نبیؑ نے حضرت طالوت علیہ السلام کو بادشاہ بنا دیا (۲۴۷ / ۲) چنانچہ مُلّوں نے اپنا معیار پیش کیامگر نبیؑ نے ٹھکرا دیا اور انہوں نے نبیؑ اور طالوت کی اطاعت نہ کی (۲۴۹ / ۲) پھر فرعون کی قوم کے مُلّا لوگ مذکور ہوئے ہیں (۱۰۹ / ۷) انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو جادوگر قرار دیا اور ان پر اپنی حکومت قائم کرنے کا جرم لگایا (۱۱۰ / ۷) پھر فرعون پر دباؤ ڈالا کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں کو سزا دی جائے ورنہ خطرہ ہے (۱۲۷ / ۷)۔

اب قارئین سورۂ زیرترجمہ (یونس) میں آیت (۷۵ / ۱۰) پر آگئے جہاں فرعونی مُلّوں کو متکبر اور مجرم فرمایاہے۔ ان لوگوں نے بھی موسیٰؑ کی حکومت سے بچنے کا انتظام کیا تھا (۷۸ / ۱۰) ذرا آگے چل کر یہ بتایا گیاکہ حضرت موسیٰؑ کی مسلمان قوم (تفہیم القرآن جلد۲صفحہ ۳۰۵ حاشیہ نمبر ۷۹) کے مسلمان مُلّا حضرات ہارونؑ وموسیٰؑ پر ایمان لانے سے اپنی مسلمان قوم کو روکتے تھے (۸۳ / ۱۰)پھر فرعونی مُلّوں کا ذکرہوا اور بتایا گیا کہ وہ فرعون کے مطیع و فرمانبردارتھے (ھود ۹۷ / ۱۱)پھر یہ بتایا گیا کہ وہ بہت عالی مرتبہ قوم کے مُلّا تھے اورحضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو عام آدمیوں کی طرح کا انسان سمجھ کر نظر حقارت سے ٹھکراتے تھے (مومنون ۴۷-۴۶ / ۲۳) اور ملکی حکومت پر قبضہ ہو جانے کی دھمکی دے کر قوم کو موسیٰؑ و ہارونؑ کی پیروی سے روکتے تھے (شعرا ۳۵،۳۴ / ۲۶) اور جب فرعون اور مُلّا حضرات کے روبرو حضرت موسیٰؑ نے دعوائے رسالت کیا تو انہوں نے سردربار ان کا مذاق اڑایا (زخرف ۴۶-۴۵ / ۴۳) اور عذاب میں مبتلا ہوکر منت سماجت کرتے تھے ایمان لانے کا وعدہ کرتے اور وعدہ خلافیاں کرتے رہے (۵۰-۴۹ / ۴۳) اس کے بعد یہ دیکھیں۔

(۱۳-ب) مُلّا ازم ہی وہ نظام ہے جس میں احکام خداوندی کو بھی آپس کے مشورے اور مصلحت کے ماتحت رکھاجاتاہے۔

کہ جس نظام مشاورت میں کثرت کے ووٹ (رائے) سے فیصلے کرنا بہت پسند کیاجاتا رہاہے اور جو اللہ کی جگہ انسانوں کے

نمائندہ مُلّاؤں کو بٹھاتا رہا ہے ۔ اور جو کثرت کے فیصلوں کو اللہ کا فیصلہ قرار دیتا ہے اور جو عوام کی کثرت کو نوع انسان کا حاکم اعلی اور قوت کا سرچشمہ کہہ کر ان کا استحصال کرتا چلا آیا ہے اسی کو قرآن مُلّا ازم یا اَلْمَلَاَ اور طاغوت کہتا رہا ہے (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۹۶حاشیہ ۲۸۶ ،صفحہ ۳۶۷ حاشیہ ۹۱) اور یہی بات قرآن نے سورۂ قصص (۲۰ / ۲۸) میں اس وقت کی ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے یا نہ کرنے کے لئے فرعونی پارلیمنٹ کے مُلّا حضرات بحث و مباحثہ اور مشاورت کر رہے تھے ۔ اور یہ آیت بتاتی ہے کہ مُلّا ازم میں انتہائی فیصلے آپس کے مشورے اور کثرت رائے پر منحصر ہوتے ہیں ۔ اور چونکہ یہ مُلّا ازم خالص کلام اللہ کے احکام کو بھی مشاورت اور کثرت رائے کے ماتحت رکھتا تھا اس لئے اللہ نے فرعون اور مُلّاؤں کو فاسق قرار دیا (قصص ۳۲ / ۲۸) ۔

(۱۳ ۔ ج) قوم سبا کی حکمران ملکہ بلقیس کے دربار میں باقاعدہ مُلّا اسمبلی کا اجلاس اور فیصلہ ۔

اب یہ دیکھئے کہ مُلّا ازم خواہ کافرلیبل کے ماتحت قائم ہو یا مسلم لیبل کے ماتحت رہے ۔ دونوں صورتوں میں وہ اپنی رائے اور مشورے سے فیصلے اور احکام نافذ کیا کرتا ہے چنانچہ آپ ملکہ بلقیس کے دربار کا وہ نظارہ اور مُلّا ازم کا وہ اجلاس دیکھیں جو ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ کن خط اور مطالبہ کے بعد بلایا تھا ۔ اللہ نے فرمایا ہے ۔ اور مودودی نے ترجمہ کیا ہے کہ :

قَالَتۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَؤُاْ إِنِّيٓ أُلۡقِيَ إِلَيَّ كِتَٰبٞ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُۥ مِن سُلَيۡمَٰنَ وَإِنَّهُۥ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعۡلُواْ عَلَيَّ وَأۡتُونِي مُسۡلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَتۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَؤُاْ أَفۡتُونِي فِيٓ أَمۡرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمۡرًا حَتَّىٰ تَشۡهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُواْ نَحۡنُ أُوْلُواْ قُوَّةٖ وَأُوْلُواْ بَأۡسٖ شَدِيدٖ وَٱلۡأَمۡرُ إِلَيۡكِ فَٱنظُرِي مَاذَا تَأۡمُرِينَ ﴿٣٣﴾ النمل

”ملکہ بولی“ اے اہل دربار (ترجمہ غلط ہے۔احسنؔ) میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے (ترجمہ غلط۔احسنؔ) وہ سلیمان کی جانب سے ہے اور اللہ رحمان و رحیم کے نام سے شروع کیا گیا ہے مضمون یہ ہے کہ ”میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور مسلم ہوکر میرے پاس حاضر ہو جاؤ“ (خط سنا کر) ملکہ نے کہا ” اے سرداران قوم، (ترجمہ غلط۔احسنؔ) میرے اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو (ترجمہ غلط۔احسنؔ) میں کسی معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں“ انہوں نے جواب دیا“ ہم طاقتور اور لڑنے والے لوگ ہیں (ترجمہ غلط ۔احسنؔ) آگے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔ آپ خود دیکھ لیں کہ آپ کو کیا حکم دینا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ۳صفحہ ۵۷۲ تا ۵۷۳)

(۱۳ ۔ د) علامہ کی مترجمانہ اور مولویانہ غلطیاں ؟

اس ترجمہ سے بھی ہمارا مقصد اور عنوان مکمل ہو گیا اور ہر قاری اس یقین تک پہنچ گیا کہ مُلّا ازم اپنے ذاتی عقل و تجربے اور مصلحت و مشورے سے کثرت کا فیصلہ نافذ کرتا چلا آیا ہے اور ان کے فیصلوں پر مولانا یا مُلّا مودودی کی پسندیدگی اور حضرت سلیمانؑ کی طرز حکومت پر ناراضگی دکھانے سے پہلے یہ دکھادیں کہ علامہ نے ترجمہ کو غلط کرکے اپنی پارٹی کے مُلّاؤں کو اس چوٹ سے بچایا ہے جو صحیح ترجمہ کرنے سے لگتی تھی علامہ نے ان آیات میں دونوں جگہ اَلْمَلَؤَا کا ترجمہ مُلّا کیا ہوتا تو قارئین کو مُلّا لوگوں کی قدامت اور کافروں اور رسولؐ کے مخالفوں کے درباروں میں موجودگی بری معلوم ہوتی پھر پہلی دفعہ اسی لفظ اَلْمَلَوا کا ترجمہ ”سرداران قوم“ نہیں کرتے بلکہ سارے دربار کے ہماشا کو شامل کر کے صورت حال کو ہلکا کرتے ہیں تا کہ قاری چونک نہ جائیں دوسری دفعہ لفظ وہی ہے مگر درباری لوگوں سے ہٹ کر اب سرداران قوم ترجمہ کر دیا جاتا ہے ۔ یہ فری اسٹائل خود اپنے خلاف اور قرآن کے خلاف نوٹ کرنے کی بات ہے ۔ پھر علامہ نے لفظ کریم یعنی کتاب کریم ۔ کا ترجمہ ”ایک مکرم و معظم خط“ نہیں کیا بلکہ ایک اہم خط لکھ کر وہ اہمیت ختم کر دی جو ملکہ نے حضرت سلیمانؑ کے خط کو دی ہے اور جس کے اثر سے وہ مُلّانٹوں کی جنگی سرشت و اعلان کے بعد بھی دربار سلیمانؑ میں حاضر ہوئی تھی ساتھ ہی قرآن کے الفاظ میں سے لفظ شدید کو غیر اہم سمجھ کر قطعاً نظرانداز کر دیا اور اس طرح خود مُلّانٹوں کی شدت جنگ کو ہلکا کر دیا ہے ۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ جناب ہم متفقہ طور پر آپ کو ہر اقدام کا اختیار سونپتے ہیں ۔ حالانکہ ہم سلیمانؑ کے مقابلے میں زیادہ طاقتور اور جنگی شدت سے ان کے چھکے چھڑا سکتے ہیں“ پھر ملکہ نے اس آیت میں کہیں مشورہ نہیں مانگا بلکہ یہ کہا کہ : ”اے مُلّا حضرات مجھے زیر نظر خط کے جواب میں اپنا متفقہ فتویٰ دو“ (يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَؤُاْ أَفۡتُونِي) اگر علامہ الفاظ ”مُلّا اور فتویٰ“ یکجا لکھ دیتے تو ان کے نظام کی ساری گوٹیں (GOTES) قارئین کو نظر آ جاتیں اور مُلّا ازم کا نظام مشاورت

اور فتویٰ بازی ایک تنفر پیدا کر دیتی ۔ یہ وجہ ہے کہ علامہ اینڈ کمپنی قرآن کو بے اثر اور مہجور (۳۰ / ۲۵) کرنے کے لئے الفاظ کے حقیقی معنی سے کتراتی اور بچتی و بدلتی چلی جاتی ہے

(۱۳ ۔ ہ) علامہ مُلّا ازم اور متفقہ فتاویٰ کو مذہباً و مسلکاً پسند کرتے ہیں خواہ وہ کافروں ہی کے یہاں کیوں نہ ہو۔

علامہ ملکہ سبا کی حکومت کو پسند کرتے ہیں اس لئے کہ وہاں آمریت اور شخصی حکومت نہ تھی بلکہ ملکی قوانین اور فیصلے علامہ والی جمہوریت وحریت اور مشاورت سے نافذ ہوتے تھے علامہ کا محتاط بیان یہ ہے کہ : "اصل الفاظ ہیں" "حَتَّىٰ تَشۡهَدُونِ" جب تک تم حاضر نہ ہو یا تم گواہ نہ ہو ۔ یعنی اہم معاملات میں فیصلہ کرتے وقت تم (مُلّانٹوں۔احسنؔ) لوگوں کی موجودگی میرے نزدیک ضروری ہے اور یہ بھی کہ جو فیصلہ میں کروں اس کے صحیح ہونے کی تم شہادت دو ۔ اس سے جوبات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ قوم سبا میں بادشاہی نظام تو تھا مگر وہ استبدادی (جابرانہ۔احسنؔ) نظام نہ تھا ۔ بلکہ فرماں روائے وقت معاملات فیصلے اعیان سلطنت کے مشورے سے کرتا تھا۔" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۷۳) یہاں خود علامہ کے مرید بھی یہ مانیں گے کہ علامہ مودودی اس حکومت اور طرز حکومت کو پسند کرتے ہیں اور اس کے خلاف شخصی حکومت اور مطلق العنان آمرانہ حکومت کو ناپسند کرتے ہیں ۔ چنانچہ آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ :

(۱۳ ۔ و) سلیمانؑ کی طرز حکومت ناپسندیدہ تھی۔

"اس ایک فقرے میں امپیریل ازم اور اس کے اثرات و نتائج پر مکمل تبصرہ کر دیا ہے ۔ بادشاہوں کی ملک گیری اور فاتح قوموں کی دوسری قوموں پر دست درازی کبھی اصلاح اور خیرخواہی کے لئے نہیں ہوتی اس کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ دوسری قوم کو خدا نے جو رزق دیا ہے اور جو وسائل و ذرائع عطا کئے ہیں ان سے وہ خود متمتع ہوں ۔ اور اس قوم کو اتنا بے بس کر دیں کہ وہ کبھی ان کے مقابلے میں سر اٹھا کر اپنا حصہ نہ مانگ سکے ۔ اس غرض کے لئے وہ اس کی خوشحالی اور طاقت اور عزت کے تمام ذرائع ختم کر دیتے ہیں اُس کے جن لوگوں میں بھی اپنی خودی کا دم داعیہ ہوتاہے انہیں کچل کر رکھ دیتے ہیں ۔ اس کے افراد میں غلامی ، خوشامد ، ایک دوسرے کی کاٹ ، ایک دوسرے کی جاسوسی ، فاتح کی نقالی ، اپنی تہذیب کی تحقیر، فاتح تہذیب کی تعظیم اور ایسے دوسرے کمینہ اوصاف پیدا کر دیتے ہیں۔ اور انہیں بتدریج اس بات کا خوگر بنا دیتے ہیں کہ وہ اپنی کسی مقدس سے مقدس چیز کو بھی بیچ دینے میں تامل نہ کریں اور اجرت پر ہر ذلیل سے ذلیل خدمت انجام دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۷۳ آیت ۳۴/ ۲۷ حاشیہ نمبر ۳۹)

یہاں قارئین یہ نوٹ کرلیں کہ علامہ کی لکھی ہوئی یہ مذمت اس مذمت کی تفصیل وتشریح ہے جو ملکہ سبا نے حضرت سلیمانؑ اور دیگر بادشاہوں کی طرز حکومت پر کی تھی (۳۴ / ۲۷) جو علامہ کو اس لئے پسند آئی کہ ملکہ سباکے یہاں علامہ کا اسلامی نظام مشاورت موجود تھا۔ جابرانہ اور مطلق العنان حکومت نہ تھی ۔ اس کے برخلاف حضرت سلیمانؑ ایک مطلق العنان خلیفہ خداوندی تھے ان کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ قانون تھا وہ کسی سے مشورہ نہ لیتے تھے ۔ ان کے یہاں درباریوں میں مُلّا لوگ بھی ہوتے تھے مگر وہ ان سے حکمیہ خدمات لیتے تھے اور وہ مُلّا بے گاریوں کی طرح خدمات انجام دیتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ حضرت سلیمانؑ کے سامنے دم مار سکے ۔ چنانچہ آپ ذرا مُلّوں کی بے بسی اور ہر خدمت بجا لانے اور سلیمان علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے پر مُلّا حضرات کی آمادگی دیکھیں قرآن کہتاہے اور علامہ ترجمہ کرتے ہیں کہ :

قَالَ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَؤُاْ أَيُّكُمۡ يَأۡتِينِي بِعَرۡشِهَا قَبۡلَ أَن يَأۡتُونِي مُسۡلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفۡرِيتٌ مِّنَ ٱلۡجِنِّ أَنَا۠ ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبۡلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيۡهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ ٱلَّذِي عِندَهُۥ عِلۡمٌ مِّنَ ٱلۡكِتَـٰبِ أَنَا۠ ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبۡلَ أَن يَرۡتَدَّ إِلَيۡكَ طَرۡفُكَ ۚ فَلَمَّا رَءَاهُ مُسۡتَقِرًّا عِندَهُۥ قَالَ هَـٰذَا مِن فَضۡلِ رَبِّي ﴿٤٠﴾ النمل

"سلیمان نے کہا اے اہل دربار (ترجمہ غلط۔احسنؔ) تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لاتا ہے ۔ قبل اس کے کہ وہ لوگ مطیع ہو کر میرے پاس حاضر ہوں ؟ جنوں میں سے ایک قوی ہیکل نے عرض کیا کہ میں اسے حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں ۔ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں" جس شخص کے پاس کتاب کا ایک علم تھا وہ بولا کہ میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے

لائے دیتا ہوں۔ جوں ہی کہ سلیمانؑ نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا وہ پکار اٹھا کہ یہ میرے رب کا فضل ہے " (تفہیم القرآن ٣صفحہ ٥٧٤ تا ٥٧٦) ان تین آیات میں آپ کو خلافت خداوندی اور کتاب خداوندی کے ذرا سا علم رکھنے والے شخص ماتحت کی قدرت نظر آ گئی اور دیکھ لیا کہ مُلّا یہاں بھی ہوتے ہیں مگر بے بس ، اطاعت شعار ہوتے ہیں اور خدمات پیش کرتے ہیں لیکن کام ان سے لیاجاتا تھا جو تعلیماتِ نبوت اور اللہ کے فضل سے فیض یاب ہوتے تھے ۔
یہاں یہ خاموش پہلو ضرور نوٹ کرلیں کہ حضرت سلیمانؑ کو پہلے سے یہ علم غیب حاصل ہے کہ ان کے خط کے جواب میں ملکہ سبا خود حاضر ہو گی اور مسلمان ہوکر حاضر ہو گی ۔

(١٣ ۔ ز) مُلّانٹوں کی دوسری کافرانہ اسمبلی کا اجلاس اور متفقہ فتویٰ ۔ اب فراعنہ مصر کے طرز حکومت اور مُلّا حضرات کا اجلاس دیکھ لیں اور فیصلہ کر لیں کہ نظام اجتہاد و مشاورت اور پنچائیت سے اللہ اور اس کے رسولوںؑ کو کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ یہ طاغوتی نظام ہے جو تعلیمات واحکامات و ہدایات خداوندی کو اپنی عقل وبصیرت کے ماتحت رکھتاہے ۔ اللہ نے فرمایاہے اور علامہ نے ترجمہ کیا ہے کہ ۔

وَقَالَ ٱلۡمَلِكُ إِنِّيٓ أَرَىٰ سَبۡعَ بَقَرَٰتٖ سِمَانٖ يَأۡكُلُهُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٞ وَسَبۡعَ سُنۢبُلَٰتٍ خُضۡرٖ وَأُخَرَ يَابِسَٰتٖۖ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَأُ أَفۡتُونِي فِي رُءۡيَٰيَ إِن كُنتُمۡ لِلرُّءۡيَا تَعۡبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوٓاْ أَضۡغَٰثُ أَحۡلَٰمٖۖ وَمَا نَحۡنُ بِتَأۡوِيلِ ٱلۡأَحۡلَٰمِ بِعَٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾ یوسف

" ایک روز (فرعون) بادشاہ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی ہیں اے اہل دربار (یعنی مُلّا حضرات۔احسنؔ) مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ (یعنی تم مجھے فتویٰ دو ۔ أَفۡتُونِي ۔احسنؔ) اگرتم خوابوں کا مطلب سمجھتے ہو؟ لوگوں نے کہا (یعنی مُلّوں نے متفقہ فتویٰ دیا۔احسنؔ) کہ یہ تو پریشان خوابوں کی باتیں ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کا مطلب نہیں جانتے " (تفہیم القرآن جلد٢صفحہ ٤٠٥) اس کے بعد والی آیات اس قصہ کو پورا کرتی اور بتاتی ہیں کہ پھر حضرت یوسف علیہ السلام سے رجوع کیا گیا ۔ انہیں ملک کا انتظام سونپا گیا ۔ یہ مُلّا لوگ دفع کر دیئے گئے اور اسلامی نظام اور خلیفۂ خداوندی کی مطلق العنان حکومت قائم ہوئی تھی ۔

(١٣ ۔ ح) آنحضرتؐ کے زمانہ میں بھی مُلّا حضرات کا پتہ چلتاہے ۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روز اوّل سے مکی و قریشی مُلّانٹوں کو منہ نہ لگایا تھا اس لئے ان لوگوں کو ان کے اصلی نام ٱلۡمَلَأ سے صرف ایک دفعہ تبرک کے طور پر استعمال کیاہے ورنہ ان کے منصوبوں ، چالبازیوں اور مفسدہ پردازیوں کے تناسب سے قرآن میں تذکرہ ہوتا رہاہے اور آپ کافی پڑھ چکے ہیں یہاں تو یہ دیکھ لیں کہ قومی مومنین کی قیادت کرنے والے لوگ دراصل مُلّا تھے ۔ارشادہے کہ :
" ان لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ایک ڈرانے والا خود ان ہی میں سے آ گیا منکرین (کافر کا غلط ترجمہ۔احسنؔ) کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے ، سخت جھوٹا ہے ۔ کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا ؟یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔" اور سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ (وَٱنطَلَقَ ٱلۡمَلَأُ)"چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر۔ یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جا رہی ہے ۔ یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملّت میں کسی سے نہیں سنی۔ یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک من گھڑت بات ہے کیاہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کر دیاگیا؟ " (سورۂ صٓ ٨ تا ٤ / ٣٨) اور تفہیم القرآن جلد ٤صفحہ ٣١٩۔٣٢٠) ان آیات کی تشریح میں علامہ نے یہ مانا ہے کہ یہ لوگ رسولؐ اللہ پر اقتدار حکومت حاصل کرنے کا الزام لگاتے تھے اور یہ بھی کھل کر لکھاہے کہ " اشارہ ہے ان سرداروں کی طرف جونبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر ابو طالبؓ کی مجلس سے اٹھ کر گئے تھے۔" (تفہیم القرآن جلد ٤صفحہ ٣٢٠حاشیہ ٦)
یہ تھا جناب مُلّا حضرات اور مُلّا ازم اور مودودی کے پسندیدہ نظام اجتہاد و طاغوت کا قصہ اور آپ نے یہ بھی نوٹ کرلیا ہو گا کہ رسولؐ کی قوم اورقوم کے یہ مذکورہ مُلّا اللہ کا وجود اللہ کے ذکر اور اس کے نزول کو مانتے تھے (صٓ ٨ / ٣٨) البتہ کسی مصلحت سے یہ رسولؐ اللہ کو اس قابل نہ مانتے تھے کہ ان پر اللہ کا ذکر نازل ہو ۔

وَ اشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا
اور سختی ڈال اوپر دلوں ان کے کے پس نہ ایمان لاویں یہاں تک کہ دیکھیں
الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا
عذاب درد دینے والا کہا تحقیق قبول کی گئی ہے دعا تمہاری
فَاسْتَقِیْمَا وَ لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَ
پس مستقیم رہو تم اور ہر گز مت پیروی کیجیو راہ ان لوگوں کی کہ نہیں جانتے اور
جٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ
اتار لے گئے ہم بنی اسرائیل کو دریا سے پس پیچھا کیا ان کا فرعون نے اور
جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ ۙ
لشکروں اس کے نے سرکشی سے اور تعدّی سے یہاں تک کہ جب پالیا اس کو غرق نے
قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ
کہا ایمان لایا میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ جو ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے
بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْئٰنَ وَ قَدْ
بنی اسرائیل اور میں فرمانبرداروں سے ہوں کیا اب ایمان لاتا ہے تو اور تحقیق
عَصَیْتَ قَبْلُ وَ کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ
نافرمانی کرچکا تو پہلے اس سے اور تھا تو مفسدوں سے پس آج نجات دیں گے ہم تجھ کو
بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَةً ؕ
ساتھ بدن تیرے کے تا کہ ہو تو واسطے ان لوگوں کے کہ پیچھے تیرے ہیں نشانی
وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع ۹ / ۱۴
اور تحقیق بہت لوگوں میں سے نشانیوں ہماری سے البتہ غافل ہیں

اور ان کے دلوں کو ایسا سخت اور قوی کردے کہ جب تک عذاب کو آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں ۔اور پھر ضرور دردناک عذاب میں مبتلا ہو کر رہیں۔ (۸۹) اللہ نے موسیٰؑ کو جواب میں فرمایا کہ یقیناً ہم نے تم دونوں کی دعا لفظ بلفظ قبول کر لی ہے چنانچہ تم دونوں ہماری ہدایات و تعلیمات پر قائم رہنا اور تم دونوں ان لوگوں کی پیروی ہرگز نہ کرنا جو اس دعا سے ناواقف ہیں (۹۰) اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار نکال دیا تو فرعون اور اس کی افواج نے بھی بنی اسرائیل کا تعاقب جاری رکھا اور باغیانہ اور حدود فراموش کارروائیاں کیں یہاں تک کہ فرعون کو ڈوب جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں اللہ پر ایمان لایا یقیناً اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے سوائے اس اللہ کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں اب مسلمانوں میں شامل ہوں ۔ (۹۱) اللہ نے جواب میں براہ راست بلا موسیٰؑ کی وساطت کے کہا کہ: "اب؟ اس لمحہ؟ اور اس سے پہلے تو تُو نافرمان رہا اور فساد پھیلانے والوں میں سے ایک تھا (۹۲) بہرحال آج تیرے کلمہ پڑھنے اسلام اختیار کرلینے اور سرکشی و فساد انگیزی چھوڑ دینے پر ہم ضرور تجھے نجات دیتے ہیں نیز تیرے بدن کو بھی نجات دیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے اللہ کا ایک معجزہ اور ایک آیت بنا رہے اور یقیناً انسانوں کی کثرت ہماری آیات و معجزات سے غافل رہی ہے ۔

(۱۴) رسولؑ اور اس کا جانشین (۱۴۲۔۷) رسولؑ کے ہر خطاب میں شامل رہتاہے ۔

ساری دنیا جانتی ہے اور قرآن کریم نے بار بار حضرت ہارون علیہ السلام کو نبیؑ فرمایاہے ۔ (مریم ۵۴ / 19) اور ان پر وحی بھیجنے کا تذکرہ کیاہے (نساء ۱۶۳ / ۴) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اسی طرح وحی کرنا فرمایا ہے جیسے حضرت ہارونؑ ، نوحؑ ، ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ و عیسیٰؑ و یونسؑ اور سلیمانؑ و داوٗدؑ پر وحی کی گئی تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ہارونؑ پر الگ سے کوئی حکم، کوئی ہدایت یا عبادت وحی کی ہوئی نہیں ملتی ۔ لہٰذا اس کے معنی علمائے حقہ نے یہ سمجھے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو وحی آتی تھی وہ برابر حضرت ہارونؑ پر بھی آتی تھی ۔ چنانچہ آیت (۸۷ / ۱۰) اس کا واضح نمونہ ہے ۔ جہاں فرمایا گیا کہ :

وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّءَا لِقَوۡمِكُمَا ﴿٨٧﴾ یونس

اور ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم ۔۔۔۔۔اس کے بعد آیت (۸۸ / ۱۰) میں حضرت موسیٰؑ کو تنہا دعا کرتا ہوا دکھایا ہے ۔ اس میں سوائے اس کے کہ حضرت موسیٰؑ نے دومرتبہ رَبَّنَآ اے ہمارے رب کہاہے کہیں بھی حضرت ہارونؑ کے دعائیہ الفاظ موجود نہیں بلکہ دعا موسیٰؑ کے نام سے موسیٰؑ کے اپنے الفاظ میں مذکورہے (۸۸ / ۱۰) اور کوئی ایسا لفظ اس آیت میں نہیں ہے کہ حضرت ہارونؑ اس دعا میں شریک تھے لیکن اگلی آیت (۸۹ / ۱۰) سے ثابت ہو جاتاہے کہ دعا دونوںؑ حضرات نے مانگی تھی اس لئے اللہ نے فرمایا کہ: ”میں نے تم دونوں کی دعا مستجاب کر دی ہے“ (قَدۡ أُجِيبَت دَّعۡوَتُكُمَا ﴿٨٩﴾ یونس) لہٰذا معلوم ہوا کہ خواہ کسی آیت میں حضرت ہارونؑ کا کھلا ذکر موجود ہو یا نہ ہو ان کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہر وحی میں برابر کا شریک مانا جائے گا اور اس شرکت کا مستقل ثبوت حضرت موسیٰؑ کی اس دعا میں بھی ہے جو نبوّت کی اعلانیہ تنفیذ کی ابتدا کرتے ہوئے مانگی گئی تھی اور جس میں فرمایا تھا کہ: ”اے میرے پروردگار میرا سینہ کھول دے میرے کار نبوت کو آسان کردے اورمیری زبان کی گرہیں کھول دے (یعنی ہارونؑ کو میری زبان بنا دے اس لئے کہ وہ مجھ سے زیادہ فصاحت رکھتا اور اعلی درجہ کی اثر انگیز زبان بولتاہے (قصص ۳۴ / ۲۸) اور میرے خانوادے میں سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر اور ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے والا بنا دے اور اس کی مدد سے مجھے استحکام واستقلال عطا فرما دے مختصر یہ کہ اسے میرے کارِ نبوت میں شریک کر لے (وَأَشۡرِكۡهُ فِيٓ أَمۡرِي ﴿٣٢﴾ طٰہٰ) اور یہ دعا بھی فوراً مستجاب ہوئی اور اللہ نے فرمایا تھا کہ: ”یقیناً اے موسیٰؑ میں نے تمہیں وہ سب کچھ دے دیا جو تم نے مانگا ہے“ (طٰہٰ ۳۶ / ۲۰) اور یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا تھا کہ: ”ہم نے اپنی رحمت کی بنا پر ان کے بھائی اور نبی ہارونؑ کو موسیٰؑ کو ہبہ کر دیا تھا (مریم ۵۴ / ۱۹) قرآن کریم کی رو سے آنحضرؐت مثیل موسیٰؑ ہیں اور حضرت علی علیہ السلام آنحضرؐت کے ساتھ وہی منزلت و مقام رکھتے ہیں جو جناب ہاروؑن حضرؐت موسیٰؑ سے رکھتے تھے اور آپؐ کی یہ اُمت بھی بنی اسرائیل کی مانند تھی جس کے متعلق یہ طے شدہ بات تھی کہ یہ اُمت محمدیہ بنی اسرائیل کی قدم بقدم پیروی کرے گی بلکہ اسی قسم کی مطابقت جناب موسیٰؑ و ہارونؑ اور جناب رسالت مآبؐ اور حضرت علیؑ میں تھی ۔ بلکہ جناب علیؑ مرتضی اور محمدؐ مصطفی ایک ہی نور سے خلق ہوئے تھے اور مادی ظہور کے لئے ان کا گوشت پوست اورخون بھی ایک تھا وہ دونوں ایک دوسرے کی جان یا نفس تھے (آلِ عمران ۶۱ / ۳) اور دونوں محمدؐ تھے یا دونوں علیؐ تھے لہٰذا ادھر جناب ہارونؑ موسیٰؑ کے وزیر وخلیفہ تھے (طٰہٰ ۲۹ / ۲۰ ، اعراف ۱۴۲ / ۷) اور ادھر حضرت علیؑ آنحضرؐت کے ازلی وابدی وزیر و خلیفہ اور بھائی تھے اور جس طرح وہاں ہر وحی اور ہر علم مشترک تھایہاں بھی تمام علوم خداوندی اور تمام تعلیمات وکتبہائے خداوندی میں محمدؐ وعلیؐ مشترک بلکہ فرد واحد تھے فرق یہ تھاکہ حضرت علیؐ نبی اور رسولؐ نہ تھے اور نہ انہیں اس کی احتیاج تھی اس لئے کہ اگر وہ خود بھی محمدؐ تھے تو محمدؐ کی رسالت و نبوت ان کی تائید کے لئے ہروقت ساتھ تھی ان کے لئے یہ مقام انتہائی بلند تھا کہ وہ امام الاوّلین و آخرین تھے اور تمام نبوتیں اور انبیاؑ اور تمام رسالتیں اور رسولؐ ولایت علویہ کی تمہید تھے ۔ اور یہ کہ جہاں تمام انبیاؑ اور رسلؑ کی تعلیمات کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے ولایت علویہ کی ابتدا ہوتی ہے یعنی نوع انسان کو عملاً اس راہ پر لے جانا جو تسخیر کائنات اور لامحدود قدرت و حیات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اوریہ ارتقائی سفر طے کرانے کے لئے ہی محمدؐ کے بارہ مختلف ظہوؔر پیداکئے گئے تھے ۔ جن میں سے ہر ایک محمدؐ تھا اور بلندی مرتبہ کی حیثیت سے ہر ایک علیؐ تھا یہ کائنات ان کے لئے پیدا کی گئی تھی وہ سب ظہور خداوندی تھے کائنات ان کی مطیع تھی ۔

(۱۵) آیات (۹۲ تا ۹۰ / ۱۰) میں فرعون کو لوگوں کی مرضی کے خلاف نجات یافتہ قرار دیا گیاہے۔

ان تینوں آیات میں جو الفاظ اللہ نے استعمال کئے ہیں اگر ان کے معنی و مفاہیم کو تبدیل نہ کیا جائے اور وہی ترجمہ کیا جائے جو ہم نے اورمولانا رفیع الدین مرحوم نے کیا ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ نے فرعون کو ایسی نجات دی ہے جو کسی غیر معصوم انسان کو دینا ثابت نہیں ہے اور نجات کے معنی اتنے مشہور و معلوم ہیں کہ دنیا کا ہر با مذہب و لا مذہب انسان ان سے واقف ہے چنانچہ کسی کو” نجات یافتہ “ کہتے ہی ہر شخص یہ سمجھے گا کہ اس نجات یافتہ شخص پر اللہ اور بندوں کی طرف سے کوئی مواخذہ نہیں ہے اور وہ دین و دنیا میں رست گار و کامیاب ہے چنانچہ خود فرعون کی قوم کے مومن شخص کے منہ

سے نجات کے دوہرے معنی ملاحظہ ہوں قرآن نے کہا کہ (علامہ کا ترجمہ) : "اے قوم آخر یہ کیاماجرا ہے کہ میں تو تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے آگ کی طرف دعوت دیتے ہو؟ (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۱۱)

(وَيَٰقَوۡمِ مَا لِيٓ أَدۡعُوكُمۡ إِلَى ٱلنَّجَوٰةِ وَتَدۡعُونَنِيٓ إِلَى ٱلنَّارِ ﴿٤١﴾ غافر

مطلب صاف اور علامہ کا مصدقہ ہے کہ نجات کی طرف دعوت دینا جنت کی دعوت ہے اور جہنم کی آگ کی طرف بلانا مکمل گمراہی کی دعوت ہے ساتھ ہی یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اس قرآن سے فرعون کا مستقل طور پر جہنمی ہونا یا عذاب جہنم میں مبتلا ہونا ہرگز ثابت نہیں ہے البتہ جن خارجی تصورات کے ماتحت یہاں آیات (۹۲۔۹۱ / ۱۰) میں معنی کو بدل دیا گیا ہے اسی طرح اگر مندرجہ ذیل آیت میں تبدیلی کر دی جائے تو یقین نہیں بلکہ یہ وہم پیدا ہوسکتا کہ شاید فرعون بھی جہنم میں چلا جائے لہٰذا وہ آیت پڑھیے اور فیصلہ کیجئے آیت یہ فرماتی ہے کہ :

يَقۡدُمُ قَوۡمَهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ فَأَوۡرَدَهُمُ ٱلنَّارَۖ وَبِئۡسَ ٱلۡوِرۡدُ ٱلۡمَوۡرُودُ ﴿٩٨﴾ ھود

(علامہ کا ترجمہ) "قیامت کے روز وہ (فرعون۔احسن) اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا اور اپنی پیشوائی میں انہیں دوزخ کی طرف لے جائے گا کیسی بدتر جائے ورود ہے یہ جس پر کوئی پہنچے۔ "(تفہیم القرآن ۲صفحہ ۳۶۵۔۳۶۶)

(مولانا رفیع الدین کا ترجمہ) " آگے چلے گا قوم اپنی کے دن قیامت کے پس جا کھڑا کرے گا ان کو آگ پر اور برا ہے گھاٹ لا کھڑا کیا گیا" (مترجمہ قرآن صفحہ ۲۶۱ تاج کمپنی) یہاں خود ہی سمجھ لیا گیاہے کہ بس فرعون بھی جہنم میں چلا گیا ہو گا حالانکہ قرآن نے فرعون کی آل و اولاد و قوم کے لئے واضح الفاظ میں بیان کیاہے کہ :

وَحَاقَ بِـَٔالِ فِرۡعَوۡنَ سُوٓءُ ٱلۡعَذَابِ ﴿٤٥﴾ ٱلنَّارُ يُعۡرَضُونَ عَلَيۡهَا غُدُوّٗا وَعَشِيّٗاۚ وَيَوۡمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ أَدۡخِلُوٓاْ ءَالَ فِرۡعَوۡنَ أَشَدَّ ٱلۡعَذَابِ ﴿٤٦﴾ غافر

(علامہ کا ترجمہ) "اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح شام وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آ جائے گی تو حکم ہو گا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔ "(تفہیم القرآن جلد۴ صفحہ ۴۱۲ وصفحہ ۴۱۳) یہاں بڑا اچھا موقع تھا کہ اللہ فرعون کو بھی اس کی آل کے ساتھ شامل کر دیتا لیکن نہیں اللہ نے غلط نہیں کہا نہ غلطی سے وعدہ کیا لہٰذا فرعون مع اپنے بدن کے نجات یافتہ تھا ایسے لاتعداد لوگ مرتے رہے ہیں جو موت کے وقت جنتی یا نجات یافتہ تھے مگر ان کا بدن گل سڑ گیا ہڈیوں کی مٹی بن گئی مگر فرعون کا بدن نہ دنیا میں متاثر ہوا نہ اسے قیامت میں متاثر کیاجائے گا اور یہ فرعون ہی کا بدن ہے جسے ابھی چند ماہ پہلے زندہ شہنشاہ کی طرح انگلینڈ کی افواج اور حکومت نے سلامی دی تھی ۔ وہ فرعون ہی کا معجزاتی بدن ہوگا جو قیامت میں دوبارہ پیدانہ کیا جائے گا بلکہ وہی بدن فرعون کی روح کو لبیک کہے گا اور نجات یافتہ لوگوں کے ساتھ محشور ہوگا ایسا کیوں ہوا ؟ اس کاتفصیلی جواب دینے کی یہاں گنجائش نہیں ہے اتنا سن لیں کہ اس نے حضرت موسیٰؑ کو گود میں کھلایا تھا انہیں پیار کرتا تھا۔ان کو پال پوس کر جوان کیا تھا پرورش تو فرعون کے ہاتھوں اور اس کی زوجہ کے ہاتھوں میں ہو رہی تھی لیکن اللہ نے ان کی پرورش و تربیت کو اپنی تحویل اور اپنی پرورش قرار دیا تھا (طٰہٰ ۳۹/۲۰) لہٰذا انبیا علیہم السلام کی پرورش اور دیکھ بھال کا صدقہ تھا کہ فرعون نجات یافتہ ہوا اور قیامت تک کے لئے آیت اللہ اور معجزہ بنایا گیا تاکہ آیات سے غافل لوگوں کی ہدایت کا سبب بنتا رہے (۹۲ / ۱۰) اب سوچئے کہ انبیاء علیہم السلام کے والدین اور پرورش وتربیت کرنے والے حضرات کا مقام کیا ہو گا ؟ جس طرح موسیٰؑ کی تحویل اور پرورش کو اللہ نے اپنی خاص نگرانی اور تحویل قرار دیا تھا۔ اسی طرح مثیل موسیٰؑ حضرت محمدؐ مصطفی کی پرورش اور تحویل کو اپنی پناہ اور اپنا ملجا و ماویٰ قرار دیا تھا (ضحیٰ ۸۔۶ / ۹۳) یعنی حضرت ابوطالب علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام کاموں اور خدمات کو اپنے کام اور خدمات قرار دیاہے ۔

(۱۵ ۔ الف) آیات (۹۲۔۹۰ / ۱۰) میں فرعون کے متعلق علمائے قوم کے خیالات کیا ہیں ؟۔

فرعون کے عہد میں جو مظالم ہوئے ان کی سنگینی آج تک مشہور ہے فرعون کو غرور اور تکبر کا نشان اور مثالی نام سمجھا جاتا ہے کسی کی مذمت کرتے ہوئے اسے فرعون کہہ دینا کافی اثر انداز ہوتا ہے اسی قسم کی شہرت نے اس کے نام کو یزید و ابن

وَ لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

اور البتہ تحقیق جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو جگہ دینا راستی کا اور رزق دیا ہم نے

الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰی جَآءَهُمُ

ان کو پاکیزہ چیزوں سے پس نہ اختلاف کیا انہوں نے یہاں تک کہ آیا ان کے پاس

الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

علم تحقیق پروردگار تیرا فیصل کرے گا درمیان ان کے دن قیامت کے

فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝۹۳ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ

بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے پس اگر ہو تو بیچ شک

مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ

اس چیز سے کہ نازل کی ہم نے طرف تیری پس سوال کر ان لوگوں سے کہ

یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

پڑھتے ہیں کتاب پہلے تجھ سے تحقیق آیا ہے تیرے پاس حق پروردگار تیرے سے

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝۹۴ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا

پس مت ہو شک لانے والوں سے۔ اور مت ہو ان لوگوں سے کہ جھٹلاتے ہیں

(۹۳) اور بلا شبہ ہم نے بنی اسرائیل کو ایک سچائی کے موقف میں رہنے کا ٹھکانا عطا کر دیا تھا اور انہیں نہایت پسندیدہ چیزیں فراہم کی تھیں انہوں نے دین خداوندی میں اس وقت تک اختلافات پیدا نہ کیے جب تک ان کے پاس حقیقی علم نہ آ گیا۔ بلا شبہ تیرا پروردگار ان کے درمیان قیامت کے روز ان تمام مسائل کا فیصلہ سنا دے گا جن میں وہ اختلاف پھیلا رہے تھے۔ (۹۴) چنانچہ اگر آپؐ کو ان کے ان حالات و اختلافات میں جو ہم نے نازل کئے ہیں کچھ شک ہو تو آپ اپنے اطمینان کے لئے ان لوگوں سے سوال کر لیا کریں جو آپؐ کی نبوی قرآت شروع ہونے سے قبل ہی پوری الکتٰب کی قرات کرتے چلے آرہے ہیں۔ یقیناً آپؐ کے پاس آپؐ کے پروردگار کی جانب سے پورا الحق پہنچ چکا ہے لہٰذا آپؐ کو دباؤ ڈالنے والوں سے تعلق نہ ہونا چاہئے (۹۵) اور یہ بھی کہ جو لوگ ہماری آیات کو برابر جھٹلاتے آرہے ہوں ان میں شمار نہ ہوجانا

زیاد و عمر سعد و شمر کی طرح ایک بدترین گالی بنائے رکھا ہے اور تمام علما بھی اس صورت حال سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے لیکن انہوں نے اس سلسلے میں نہ تو اللہ کے علم غیب کو مد نظر رکھا نہ اس کے اختیارات اور قہاریت و جباریت سامنے رہی نہ ادھر توجہ کی کہ فرعون کے یہاں مُلّاؤں کی جمہوریت اور کثرت کے فیصلے نافذ ہوتے تھے اور تمام مظالم میں اس ایک شخص کو اس کثرت سے نکال کر مجرم سمجھنا تحقیق و انصاف و عدالت کے خلاف تھا اس کی رائے اتنی زبردست کثرت کے سامنے ایک ناقابل شمار ووٹ (VOTE) ہوتا تھا لہٰذا اس کے ذمہ کوئی جرم اس تحقیق کے بعد عائد ہو گا جب یہ ثابت ہوجائے کہ اس کا ووٹ بھی کثرت کے ساتھ تھا مثلاً اس کا حکم یا رائے یہ تھی کہ وہ جادوگر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں لائے گئے تھے انہوں نے موسیٰؑ کے ساتھ سازش کی تھی اس لئے وہ جان بوجھ کر دربار میں ہار گئے اور موسیٰؑ پر ایمان لا کر ملک کو انقلاب کے خطرہ میں ڈال دیا لہٰذا اس نے ان کے لئے ہاتھ پیر کاٹے جانے اور شدید عذاب دے کر موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کیا تو مُلّاؤں کی اسمبلی نے اعتراض کیا کہ اے فرعون تو نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے لئے کوئی سزا مقرر نہیں کی۔ (وَقَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُۥ لِيُفْسِدُواْ فِى ٱلْأَرْضِ ﴿۱۲۷﴾ الاعراف) لہٰذا فرعون کو مجبوراً یہ اعلان کرنا پڑا کہ بنی اسرائیل کے مردوں کو قتل کرنا اور عورتوں کو قتل کی سزا نہ دینا جائز ہو گا (اعراف ۱۲۷ تا ۱۲۳ / ۷) لیکن اس میں بھی حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کا نام لے کر ذکر نہیں کیا اور مُلّاؤں نے اس لئے اعتراض نہیں کیا کہ موسیٰؑ و ہارونؑ بھی مردوں میں شامل سمجھ لئے گئے مگر ان دونوں کو عملاً گرفتار کیا نہ سزا دی نہ مذکورہ جادوگروں کو سزا دی جا سکی اور یہ نتیجہ تھا اسمبلی میں اختلاف کا اس لئے کسی چیز پر اس وقت اتفاق نہ ہو سکا بہرحال پہلے علما یہ بتائیں کہ اس اسمبلی میں کتنے ممبر تھے؟ پھر ہر اس فیصلے میں جس میں فرعون کثرت سے متفق ہوا فرعون کو ہر جرم میں اسمبلی کی کسر کے مطابق مجرم سمجھ لیں مثلاً ایک سو ووٹ میں فرعون بھی شامل تھا تو اس جرم میں فرعون کا حصہ (۱۰۰ / ۱) ہو گا اس لئے ہم نے عرض کیا

بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَتَکُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ

نشانیوں اللہ کی کو پس ہو جاوے گا ٹوٹا پانے والوں سے تحقیق وہ لوگ کہ ثابت ہوئی

عَلَیْہِمْ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ لَوْ

اوپر ان کے بات پروردگار تیرے کی نہیں ایمان لاویں گے اوراگرچہ

جَآءَتْہُمْ کُلُّ اٰیَۃٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۹۷﴾

آویں ان کے پاس سب نشانیاں یہاں تک کہ دیکھیں عذاب درددینے والا

فَلَوْ لَا کَانَتْ قَرْیَۃٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَہَآ

پس کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لائی ہو پس نفع دیا ہو اس کو

ورنہ تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوجاؤ گے ۔(۹۶) یقیناً جن لوگوں کے حق میں تیرے پروردگار کا کلمہ فٹ ہوگیا وہ تو ایمان نہیں لائیں گے۔ (۹۷) خواہ ان کے پاس تمام معجزات و آیات اور دلائل کا ڈھیر لگا دیا جائے یہاں تک کہ دردناک عذاب سامنے نہ آجائے۔ (۹۸) چنانچہ کسی بستی کی پوری آبادی ایسی نہیں گزری جو ایک ساتھ ایمان لائی ہو اور عذاب سے گھرے ہوئے اس کو اس کے ایمان نے فائدہ پہنچایا ہو البتہ یونسؑ کی

کہ اللہ کو علم غیب تھا اور وہی فرعون کے لئے صحیح فیصلہ کر سکتاہے۔ اور جسے علم غیب حاصل نہیں اسے اللہ کے فیصلے کے سامنے سرجھکانا اور منہ بند رکھنا چاہئے تھا پھر یہ سوچنا کہ اللہ نے ایمانِ یاس کو قبول نہ کرنے کا اعلان کیاہے ۔

(۱۵ ۔ ب) اللہ کے پاس لوح محو و اثبات ہے اور وہ جو حکم دیتاہے عدل سے لبریز ہوتا ہے۔

یعنی عذاب سر پر آ جانے پر جو کوئی ایمان لائے ایمان سے منافع نہیں اٹھاتا (انعام ۱۵۹ / ۶ ، انفرادی اور مومن ۸۵ / ۴۰ اجتماعی) لیکن اللہ نے بظاہر اس کے خلاف حضرت یونسؑ کی قوم کے ایمان لانے پر سامنے کھڑے عذاب کو ہٹا دیا اور انہیں دنیاوی استفادہ کے لئے موقع دے دیا (زیر قلم سورۂ یونس آیت ۹۸ / ۱۰) لہٰذا ہم نے عرض کیا کہ فرعون کے معاملہ میں اللہ کو مختار سمجھنا ضروری تھا اور اپنے غصہ اور خفگی اور ناقص علم کے ماتحت پیدا شدہ نفرت کو تبدیل کرنا ضروری تھا رہ گیا فرعون کا دیر سے ایمان لانا تو اس کی بڑی وجہ تو خود اللہ تھا اور چھوٹی وجہ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کی دعا تھی (۸۹۔۸۸ / ۱۰) دعا یہ تھی کہ ان کا دل سخت کر دے اور اس قابل بنا دے کہ وہ عذاب کو سامنے دیکھے بغیر ایمان نہ لائیں اور اللہ نے یہ دعا مستجاب کر لی تھی ورنہ امکان تھا کہ فرعون پہلے ایمان کا اعلان کر دیتا پھر دل میں مومن ہونے اور ایمان کا بادشاہ کی حیثیت سے اعلان کرنے میں بھی تو فرق ہے لہٰذا جس طرح فرعون کی قوم کا ایک مومن اور خود فرعون کی زوجہ دل میں مومن تھے (مومن ۲۸ / ۴۰) اور (تحریم ۱۱ / ۶۶) فرعون کے لئے بھی ممکن تھا اور یہ بات بھی اللہ ہی پر چھوڑی جائے گی۔ رہ گیا یہ سمجھنا کہ اللہ نے ڈوبنے سے نجات دی تھی اوّل تو قرآن میں یہ بات ہے نہیں دوم یہ کہ ڈوبنے سے تو نجات نہیں ملی وہ مع بدن ڈوب گیا اور صدیوں تک اس کا بدن برآمد نہ ہوا لہٰذا نجات آخرت سمجھنا ایک مومن سمجھ کا کام ہے اور وہی ہم سمجھے ہیں۔ یاد رہے کہ ہمارے سمجھنے اور ان کے نہ سمجھنے پر اللہ مجبور نہیں ہے لیکن ہم جو سمجھے اور جس بنا پر سمجھے نہایت اختصار سے آپ کے سامنے ہے تفصیل بہت تھی اسے اس طرح سمیٹاہے کہ قاری شکایت کرتے رہ گئے ہیں۔

(۱۶)آیات (۹۷ تا ۹۴ / ۱۰) میں رسولؐ کو ان کے ازلی و ابدی ساتھیوں کی طرف متوجہ کیاہے۔

رسولؐ کی پوزیشن اور بے پناہ علم و لامحدود بصیرت اور حقیقت آفرین قلب و نظر کو ماننے والے لوگ یہ کیسے مان سکتے ہیں کہ خود آنحضرتؐ ہی کو اللہ کے نازل کردہ احکام اور ہدایات و تعلیمات میں شک ہوتا رہتا تھا (۹۴ / ۱۰) حالانکہ علامہ مودودی رسولؐ کو عام انسانوں کی طرح ممکن الخطا و خطا کار مانتے ہیں لیکن یہاں وہ بھی ذرا سا ایمان کے قریب آتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :
" ۹۶ یہ خطاب بظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر دراصل بات ان لوگوں کو سنانی مقصود ہے جو آپ کی دعوت میں شک کر رہے تھے اور اہل کتاب کا حوالہ اس لئے دیا گیاہے کہ عرب کے عوام تو آسمانی کتابوں سے بے بہرہ تھے ان کے

لئے یہ آواز ایک نئی آواز تھی ، مگر اہل کتاب کے علما میں سے جولوگ مُتَدَیّن اور منصف مزاج تھے وہ اس امر کی تصدیق کر سکتے تھے کہ جس چیز کی دعوت قرآن دے رہا ہے یہ وہی چیز ہے جس کی دعوت تمام پچھلے انبیاء دیتے رہے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۱۱) علامہ نے اس بیان میں رسولؐ اللہ سے شک کی نفی کرکے دو غلط باتیں کہی ہیں جنہیں وقت ملا تو بعد میں سامنے لائیں گے ۔ یہاں اتنا سن لیں کہ اگر واقعی اہل کتاب میں سے کچھ عیسائی یا یہودی علما ایسے تھے بھی تو وہ عرب کے باشندہ ہی تھے لہٰذا عربوں کی جہالت کا حیلہ غائب ہوگیا اور وہ علمائے اہل کتاب اگر واقعی مُتَدَیّن بھی تھے تو مسلمان ہو چکے ہوں گے ورنہ مُتَدَیّن کیا معنی ؟ اور جب وہ مسلمان ہوگئے اور وہ عربی لوگ تھے تو علامہ کے بیان کے کیا معنی ہوئے ؟ بہرحال ہم یہ عرض کر رہے تھے کہ رسولؐ کا لامحدود علم و بصیرت اور اللہ کے انتظام کا تقاضا تھا کہ آپؐ کو تعلیمات خداوندی میں کوئی شک نہیں ہوسکتا تھا ان آیات میں اور ان جیسی بہت سی آیات میں ایک عملی صورت حال مرکزی حیثیت سے اللہ کو مطلوب ہے اور وہ عملی صورت حال یہ ہے کہ دانشورانِ قریش رسولؐ اللہ کو بتدریج اور دین کی آڑ میں نظام اجتہاد کی طرف لانا چاہتے ہیں اور بڑے پرخلوص اور پیارے انداز میں اپنے معاشی و سیاسی و مذہبی مسائل حضور کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ عوام اور عربوں کی کثرت دانشوران قریش اور ان کے پیش کردہ مسائل کو حق اور صحیح سمجھیں اور اگر آنحضرتؐ ان مسائل کو رد کر دیں یا ایسا حل بتائیں جو ان کے لیڈروں اور مُلّاؤں کے خلاف پڑتا ہو تو ساری پبلک رسولؐ کے خلاف ہو جائے یعنی صورت حال یہ ہے کہ ادھر رسولؐ ہرگز نہیں چاہتے کہ عوام کی کثرت ان سے باغی ہو جائے اور ادھر لیڈرانِ قوم عوام کو آلۂ کار بناکر رسولؐ اللہ کو اللہ کے احکام و ہدایات کی بجنسہٖ و بلفظہٖ تنفیذ سے ہٹانا چاہتے ہیں اور طرح طرح کے داؤ پیچ اور مشکل و پیچیدہ مسائل پیش کرتے رہتے ہیں ان کی اغراض ان کے دلوں میں پوشیدہ ہیں مگر اللہ پر ظاہر ہیں اور اللہ نہیں چاہتا کہ رسولؐ اللہ کوئی تدارک یا حل بتاتے ہوئے ایک بھی ایسا لفظ منہ سے نکالیں جو لیڈرانِ قریش کے مقاصد کے حصول میں بنیاد بن جائے اور جس پر مزید مجتہدانہ تعمیر سے نظام اجتہاد کی عمارت کھڑی کی جاسکے لہٰذا وہ باربار اور موقع بموقع رسولؐ کو ایسی باتیں بتاتا جاتاہے جن پر عمل کرنے یا جن کو مدنظر رکھنے سے لیڈرانِ قریش کے مقاصد سے دور رہا جا سکے ۔اور ان کی ہرسیاسی چال بے نتیجہ ہوتی جائے چنانچہ رسولؐ اللہ سے فرمایا گیا تھا کہ :

وَأَنِ ٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَلَا تَتَّبِعۡ أَهۡوَآءَهُمۡ وَٱحۡذَرۡهُمۡ أَن يَفۡتِنُوكَ عَنۢ بَعۡضِ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ إِلَيۡكَ ﴿٤٩﴾ المائدة

"اے رسولؐ آپ کو چاہئے کہ آپ لیڈرانِ قریش اور عوام کے درمیان خالص مُنَزَّل مِنَ اللہ احکام و ہدایات بلفظہٖ و بجنسہٖ نافذ کرتے رہیں اور ان کی مصلحتوں، خواہشوں اور اسکیم کی بالکل گنجائش نہ رکھیں نہ ان کی پیروی کریں تاکہ وہ تمہیں بعض احکامِ خداوندی کی تعمیل کرنے کی آڑ میں بعض دوسرے احکامِ خداوندی کی تنزیلی غرض و مقصد سے نہ ہٹا سکیں ۔

ایسی آیات و ہدایات سے قرآن بھرا پڑا ہے جن میں مندرجہ بالا صورت حال پر شدید اصرار کیا گیاہے اور حضور کو اس شیطانی گروہ سے دورتر رکھنے کے لئے ان پر قبل ازوقت چونکا دینے والے اعتراضات کئے ہیں مثلاً کہا گیا کہ :

(۱) وَلَقَدۡ أُوحِيَ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ لَئِنۡ أَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ الزمر
(۲) وَلَا تَكُن لِّلۡخَآئِنِينَ خَصِيمٗا ﴿١٠٥﴾ النساء
وَلَا تُجَٰدِلۡ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخۡتَانُونَ أَنفُسَهُمۡۚ ﴿١٠٧﴾ النساء

(۱) ہم نے آپؐ کو بھی اور ایسے پہلے والے انبیاؑ کو بھی یہ وحی کی ہے کہ اگر آپ میں سے کسی نے اس شیطانی گروہ کی پالیسی کو اپنے اقدامات میں شریک کرلیا تو جس عمل میں شرکت ہو گی وہ عمل یقیناً ضائع اور باطل ہو جائے گا اور اقدام میں شریک کرنے والا نبیؑ نقصان اٹھانے والا ہو کر رہ جائے گا ۔

(۲) کہیں یہ کہا گیا کہ : " آپ خیانت کار گروہ کی طرف داری میں جھگڑنے والے نہ بنو۔"
اور اگلی آیت میں بات بالکل واضح کر دی کہ : " آپؐ ان لیڈران قوم کی جانب داری میں نہ جھگڑو جن کے دلوں میں خیانت کا منصوبہ پوشیدہ ہے اور بظاہر سادہ سے مسائل دریافت کرتے ہیں تاکہ تم سے دلوں میں پوشیدہ اسکیم کے لئے کچھ پیش بندی کرالیں ۔ چنانچہ اس عملی صورت حال سے رسولؐ اللہ کو بچاکر گزارا گیاہے اسی لئے پہلی مثال میں فرمایا گیاتھا کہ:

" ان سے بچ کر رہا کرو ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو بعض دوسرے نازل شدہ احکام سے باز رکھنے کے لئے الجھالیں (وَٱحۡذَرۡهُمۡ أَن يَفۡتِنُوكَ عَنۢ بَعۡضِ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ﴿٤٩﴾ المائدۃ) چنانچہ رسولؐ کے خدائی تحفظ کے ساتھ ساتھ اللہ نے ان کے تحفظ کا مادی و انسانی بندوبست بھی کر رکھا تھا اور جب تک وہ عملی بندوبست مکمل نہ ہو گیا حضور کو روز ازل سے نبی ہوتے ہوئے بھی اعلان نبوّت سے روکے رکھا اور اس کا بڑا سبب یہ تھا کہ حضور نے اپنی قرآنی قرأت و تلاوت کو بھی عملی صورت میں پیش کرنا تھا یعنی جو مسئلہ سامنے آئے اس کے متعلق تمام تفصیلات ایک دم بیان نہ کریں بلکہ پھر عملی صورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان پہلوؤں پر تلاوت اور قرأت کریں جو فوری توجہ چاہتے ہوں اور باقی قرات کو پس انداز کر لیں بلکہ یہ ظاہر بھی نہ ہونے دیں کہ مجھے مسئلہ کے ہر پہلو پر وحی کی معلومات حاصل ہیں اس طرح قرآن کریم کی قرات کو "عَلَىٰ مُكۡثٖ ﴿١٠٦﴾ الإسراء" دل نشین اور دماغ میں ٹھہرانے اور حفظ کرانے والا بنا کر مکمل کیا (بنی اسرائیل ۱۰۶۔۱۰۵ / ۱۷) اور یوں قرآن کو قومی علما کی تحریف اور لفظی تغیر و تبدل سے بچا لیا یعنی جتنی قرأت و تلاوت کر دیتے اتنا قرآن قلوب و اذہان میں محفوظ ہوتا جاتا تھا اور کوئی شرپسند لیڈر کسی آیت کے کسی لفظ کو بدل کر پڑھتا یا لکھتا تو تمام لوگ اسے پکڑ لیتے اس لئے کہ ان کے حافظے میں کوئی شخص چپکے سے نہ کوئی لفظ بڑھا سکتا تھا نہ کم کر سکتا تھا نہ کسی لفظ کی جگہ دوسرا لفظ بدل کر رکھ سکتا تھا اس طرز تلاوت اور قرأت نے رسولؐ کی قوم کے لیڈروں کو بہت تنگ پکڑا تھا اور ان کا یہ حیلہ کامیاب نہ ہوا کہ یہ ایک سوچی سمجھی اسکیم ہے جو اس خاندان بنی ہاشم نے پہلے سے تیار کر رکھی ہے وہ یہ سمجھنے سے لوگوں کو نہ روک سکے کہ ہر آیت اسی وقت نازل ہوتی ہے جس وقت کہ پڑھ کر سنائی جاتی ہے لیکن محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو روز ازّل سے سارا قرآن عملی حیثیت سے معلوم تھا ان ہی کو نہیں بلکہ اس نورؐ کے ہر ٹکڑے میں پورا قرآن موجود و مسطور و محفوظ تھا ان ہی کے لئے اللہ نے فرمایا تھا کہ:

وَمَا كُنتَ تَتۡلُواْ مِن قَبۡلِهِۦ مِن كِتَٰبٖ وَلَا تَخُطُّهُۥ بِيَمِينِكَۖ إِذٗا لَّٱرۡتَابَ ٱلۡمُبۡطِلُونَ ﴿٤٨﴾ بَلۡ هُوَ ءَايَٰتُۢ بَيِّنَٰتٞ فِي صُدُورِ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡعِلۡمَۚ وَمَا يَجۡحَدُ بِـَٔايَٰتِنَآ إِلَّا ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٤٩﴾ العنکبوت

"اعلان نبوت سے قبل آپ اس لئے قرآن کی تلاوت اور کتابت نہ کرتے تھے کہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو باطل پرست لیڈروں نے قرآن کو شش و پنج اور پس و پیش کا ذریعہ بنا لیا ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن تو ان لوگوںؑ کے سینوں میں بھی محفوظ رہتا چلا آیا ہے جو روز ازل سے العلم عطا کئے جا چکے ہیں اور ہماری ان آیاتؑ کے وجود میں کٹ حجتی صرف وہی لوگ کریں گے جو خالص کلام اللہ کو مد نظر نہ رکھنے والے ظالم لوگ ہیں۔" چنانچہ جہاں اللہ نے آپؐ کو قومی لیڈروں سے بچ کر رہنے کی تاکید کی ہے وہیں حضور کو اپنے ازلی و ابدی نوری ٹکڑوں سے وابستہ رہنے کی تاکید کی ہے اور طرح طرح سے رسولؐ اللہ کو یاد دلایا ہے کہ ان سے متوجہ رہو ان سے سکون و اطمینان قلب حاصل کرو اور قوم کے طعن و طنز کی پرواہ نہ کرو یہی وہ لوگؑ ہیں جو جسم و جان پیغمبرؐ ہیں ، نفس رسولؐ ہیں سب کے سب محمدؐ کے مختلف مقاصد کے لئے مختلف ظہور ہیں بلکہ سب محمدؐ ہی ہیں اور وہ ہی ہیں جو رسولؐ اللہ کی نبوی قرات و تلاوت شروع ہونے کے قبل سے پوری کتاب ، یعنی القرآن العظیم (حجر ۸۷ / ۱۵) کی قرأت و تلاوت کرتے چلے آتے ہیں اور نبوتؐ کی طرح تنزیل و تلاوت میں عَلَىٰ مُكۡثٖ کے پابند نہیں ہیں لہٰذا آیات (۹۷۔۹۴ / ۱۰) میں ان ہی سے سوال کرنے اور قومی لیڈروں کی حیلہ سازی سے نقاب اٹھانے کا تذکرہ فرمایا ہے ان ہی سے سوال کرنے کا اکثر تقاضا ہوا ہے مثلاً فرمایا ہے کہ :

ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٖ ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِۖ ٱلرَّحۡمَٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهِۦ خَبِيرٗا ﴿٥٩﴾ الفرقان

"وہ ہستی جس نے زمین اور آسمانوں اور پوری کائنات کو اور ان کے اندر موجود تمام مخلوقات کو چھ روز میں پیدا کر دیا تھا اور اس کے بعد عرش کی تخلیق و تنظیم و تکمیل کی تھی وہ رحمٰن ہے ان تمام حقائق کی تفصیلات بیان کرانے کے لئے اس باخبر انسان سے سوال کر دو" یہی سبب ہے کہ نصارائے نجران کے وفود پر جناب مخبر صادق اور خبیر حقیقی حضرت علی علیہ السلام کو تعینات کیا گیا تھا یہ وہی خبیر ہے جو کہا کرتا ہے کہ مجھے گم کرنے سے پہلے پہلے مجھ سے جو پوچھنا چاہو پوچھ لو میں زمین سے زیادہ سماوات کی راہوں سے واقف ہوں ۔

قوم اپنے سامنے عذاب کو دیکھ کر ساری کی ساری ایمان لائی تو ہم نے ان سے وہ رسوا کرڈالنے والا عذاب ہٹا دیا تاکہ وہ دنیاوی زندگی میں کچھ اور مدت تک استفادہ کر سکیں اور اسی وجہ سے ہم نے اس قوم کو فائدہ اٹھانے دیا ۔ (۹۹) اور اگر تیرا پروردگار مشیت کے زور سے چاہتا تو اس دنیا میں جتنے انسان ہوتے سب کے سب کلیتاً ایمان لانے پر مجبور ہوجاتے ۔ چنانچہ کیا آپؐ یہ پسند کرتے ہیں کہ لوگوں کو اس وقت تک مجبور کیا جاتا رہے جب تک وہ مومن نہ بن جائیں ؟ (۱۰۰) اور کسی ذی حیات کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ بلا مشیت و اذنِ خداوندی ایمان لاسکے اور مشیت و اذنِ خداوندی یہ ہے کہ جو لوگ عقل کا صحیح استعمال نہیں کرتے ان لوگوں پر پراگندہ ذہنیت مسلط ہوکر رہ جائے اور وہ الٹا سوچنے لگیں ۔ (۱۰۱) ان سے کہہ دیں کہ تم ذرا آسمانوں اور زمینوں کی موجودات پر نظر ڈالو پھر اپنی عقل کا موازنہ کرو ۔ سنو جو پوری کی پوری قوم یہ طے کرلے کہ وہ

اِيْمَانُهَاۤ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ

ایمان اس کے نے مگر قوم یونسؑ کی جب ایمان لائے کھول دیا ہم نے ان سے

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

عذاب رسوائی کا بیچ زندگانی دنیا کے اور فائدہ دیا ہم نے انکو ایک مدت تک

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ

اور اگر چاہتا پروردگار تیرا البتہ ایمان لاتے جو کوئی بیچ زمین کے ہیں سب سارے

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَ مَا

آیا پس تو زبردستی کرتا ہے لوگوں کو یہاں تک کہ ہو جاویں مسلمان اور نہیں

كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَجْعَلُ الرِّجْسَ

ممکن کسی جی کو یہ کہ ایمان لاوے مگر ساتھ حکم خدا کے اور کر دیتا ہے پلیدی

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں سمجھتے کہہ کہ دیکھو کیا کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور

الْاَرْضِ ؕ وَ مَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ

زمین کے ہے اور نہیں کفایت کرتیں نشانیاں اور ڈرانے والے اس قوم سے کہ

(۱۷) ایمان یاس کا قبول نہ ہونا ایک خانہ ساز اصطلاح ہے آیت (۹۸ / ۱۰) پر توجہ۔ اس آیہ مبارکہ (۹۸ / ۱۰) پر فرعون کے قصے میں گفتگو ہو چکی ہے یہاں تو دوبارہ اس کا تذکرہ اس لئے کیا جارہاہے کہ اللہ نے ان آیات (۱۵۹ / ۶ انعام اور ۸۵ / ۴۰ مومن) میں ، جن کو " ایمان یاس " کی خود ساختہ اصطلاح میں دلیل بنایا گیاہے ایمان کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی بات ہی نہیں ہے بلکہ یہ کہا گیاہے کہ :(۱) "جس روز تمہارے رب کی بعض مخصوص نشانیاں نمودار ہو جائیں گی پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۶۰۳ انعام ۱۵۸ / ۶) اور (۲) " مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ نافع نہ ہو سکتا تھا " (تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۳۱، مومن ۸۵ / ۴۰) "عذاب میں گھر جانے یا معجزات کے سامنے آ کھڑا ہونے کے بعد لایا ہوا ایمان نفع نہیں دیتا " یہ نہیں کہا کہ قبول نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ وہ عذاب ٹلتا نہیں کہ کچھ اور مدت تک دنیا میں استفادہ کر سکیں جیساکہ اللہ نے یونس علیہ السلام کی قوم کو مزید استفادہ کا موقع دیا تھا (۹۸ / ۱۰) اور پھر اس قوم کو فطری طور پر باری باری موت آئی تھی اور اس مہلت کے زمانہ میں وہ مختار تھے کہ اپنی عاقبت اور آخرت کے لئے مزید نیکیاں جمع کر لیں یا پھر جہنمی بن جائیں لہٰذا نفع سے یہ آیت (۹۸ / ۱۰) حیات دنیا کا استفادہ بتاتی ہے نہ کہ آخرت کا ۔

(۱۸) آیت (۹۹ / ۱۰) میں اللہ و رسولؐ کا دین و نظام جبر و کراہت سے پاک ہے۔ نظام اسلام یا نظام مصطفیؐ کے دعوے داروں سے سوال کرو کہ تم تو کسی انسان پر اپنے ذاتی و جماعتی مذہب و مسلک کی پابندی جبراً نہ ٹھونسو گے یا اپنے مخالف لوگوں پر ایسی پابندیاں تو عائد نہ کرو گے جو تمہارے ہم مذہبوں پر نہ ہوں؟ اور کسی انسان کو ان رعایتوں سے محروم نہ کرو گے جو اپنے لئے روا رکھو گے؟ اس

ایمان نہیں لائے گی تو اسے یہ آیات اور معجزات اور نتائج بد سے ڈرانے والے پیغمبرؑ کیسے کافی ہو سکتے ہیں ۔ (۱۰۲) اب یہ قوم اس کے سوا اور کس چیز کی منتظر ہے کہ وہی برے دن دیکھیں جو ان سے پہلے گزری ہوئی اقوام نے دیکھے تھے ۔لہٰذا ان سے کہہ دو کہ شوق سے انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ ساتھ انتظار کرتا رہوں گا۔ (۱۰۳) پھر ہم اپنے تمام رسوؐلوں کو اور حقیقی مومنین کو نجات دیں گے اسی لئے اور اسی طرح رسوؐلوں کی مانند ہم پر حقیقی مومنین کی نجات کا حق قائم ہو گیا ہے ۔(۱۰۴) کہہ دو کہ اے لوگو اگر تمہیں میرے دین و مذہب و مسلک میں شک ہو تو اپنے شک کو یقین میں بدل لو کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا اپنی عبادت میں اختیار کرتے ہو میں ہرگز ان کو اپنی عبادت میں شامل نہ کروں گا۔ ولیکن خالص اس اللہ کی پرستش کرتا رہوں گا جو تمہیں وفات و حیات دیتا ہے اور یہ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنوں کے ساتھ رہوں ۔ (۱۰۵) اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں دین حنیف کے لئے اپنی توجہات مرکوز کردوں اور لیڈروں کو دین میں شریک کرنے والا نہ بنوں ۔ (۱۰۶) اور یہ کہ میں اللہ کے ساتھ ایسی ہستیوں کو اپنی دعاؤں میں شامل نہ کروں جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ کوئی نقصان ہی ان کے اختیار میں ہے۔ اور اگر تو ایسا کر لے تو فوراً ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ (۱۰۷) اور یہ کہ اگر اللہ تجھے کسی برائی سے دوچار کردے تو پھر اس برائی سے بچانے والا اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠١ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ

نہیں ایمان لاتے پس نہیں انتظار کرتے مگر مانند دنوں ان لوگوں کے کہ

خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ

گزرے ہیں پہلے ان سے کہہ پس منتظر رہو تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝١٠٢ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَ

انتظار کرنے والوں سے ہوں پھر نجات دیں گے ہم پیغمبروں اپنوں کو اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٣ۧ

ع ۱۰ / ۱۱ / ۱۵

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اسی طرح ثابت ہوا اوپر ہمارے نجات دینا مسلمانوں کا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ

کہہ اے لوگو اگر ہو تم بیچ شک کے دین میرے سے پس نہیں عبادت کرتا میں

الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ

ان کو کہ عبادت کرتے ہو تم سوائے اللہ کے ولیکن عبادت کرتا ہوں میں اللہ کو

الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٤ۙ

وہ جو قبض کرتا ہے تم کو اور حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ ہوں میں ایمان والوں سے

وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَ لَا تَكُوْنَنَّ

اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنے کو واسطے دین کے حنیف ہو کر اور مت ہو

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٥ وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ

مشرکوں سے اور مت پکار سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہ نفع دے تجھ کو اور

لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠٦

نہ ضرر دے تجھ کو پس اگر کیا تو نے پس تحقیق تو اس وقت ظالموں سے ہے

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ

اور اگر لگا دیوے تجھ کو اللہ برائی پس نہیں کھولنے والا واسطے اس کے مگر وہی

لئے کہ کسی کی ترقی کی راہیں روکنا اسلام میں جرم ہے اور کسی کو اس طریقہ پر لانے کے لئے شرائط لگانا بھی جبر ہے جو تم نے اپنے لئے خود ہی طے کرلیا ہے ۔

(۱۹) آیت (۱۰۳ / ۱۰) نجات کے معنی اور نجات یافتہ لوگوں سے تعارف ؟؟ اس آیہ مبارکہ نے ہماری اس گفتگو کی تصدیق کی ہے جو فرعون کے بارے میں کی گئی تھی چنانچہ اللہ نے اپنے تمام انبیا علیہم السلام اور تمام حقیقی مومنین کی نجات کو اپنے اوپر لازم وواجب

وَ اِنۡ يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ ؕ

اور اگر ارادہ کرے ساتھ تیرے بھلائی کا پس نہیں کوئی پھیرنے والا فضل اس کے کو

يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلۡ

پہنچا دیتا ہے وہ فضل جس کو چاہتا ہے بندوں اپنے سے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے کہہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ فَمَنِ

اے لوگو تحقیق آیا ہے تمہارے پاس حق پروردگار تمہارے سے پس جس نے

اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ

راہ پائی پس سوائے اس کے نہیں کہ راہ پاتا ہے واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی

ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ

گمراہ ہوا پس سوائے اس کے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اوپر اس کے اور نہیں میں اوپر تمہارے

بِوَكِيۡلٍ ؕ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ

داروغہ اور پیروی کر اس چیز کی کہ وحی کی جاتی ہے طرف تیری اور صبر کر

حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۱ / ۱۶

یہاں تک کہ حکم کرے اللہ اور وہ بہتر ہے سب حکم کرنے والوں کا

اور اگر وہ تجھے کسی اچھائی سے سرفراز کرنے کا ارادہ کرلے تو اس کے بدلنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے اور اس کے فضل کو کوئی واپس نہیں کرسکتا ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچا کر چھوڑتا ہے اپنے بندوں پر اور وہ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ (۱۰۸) اے رسُول یہ بھی کہہ دیں کہ اے لوگو تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس حق آچکا ہے اب جو کوئی ہدایت کو اختیار کرلے گا اس ہدایت کا فائدہ اسی کو ہو گا۔ اور جو کوئی گمراہی میں مبتلا رہے گا تو اس کی گمراہی کی ذمہ داری بھی اسی پر ہو گی اور نقصان بھی اسی کو ہو گا اور میں تمہاری اصلاح کے لئے وکیل نہیں ہوں۔ (۱۰۹) اور اے نبیؑ آپ بدستور اپنے اوپر آنے والی وحی کی پیروی کرتے چلے جائیں اور صبر سے کام لیں یہاں تک کہ اللہ کا کوئی نیا حکم ملے اور وہ تو تمام احکام دینے والوں سے بہتر حکم دینے والا ہے۔

کرلیا ہے اور اسی وعدہ کے مطابق ایک نبیؑ کی پرورش اور دیکھ بھال اور تربیت کو حقیقی ایمان و عملی تائید سمجھا گیا اور فرعون کو اپنے نمونہ کی تنہا بے مثل نجات عطا کی تھی اور اسی طرح تمام انبیاؑ کی پرورش کرنے والے، جنم دینے والے، دودھ پلانے والیاں، گود کھلانے والے، پال پوس کر جوان کرنے والے اور خطرات کو اپنے سر لینے والے اور نبیؑ کے تحفظ میں اپنی اپنی اولاد کو بھینٹ چڑھانے والے، ان کی راہ میں اپنا مال دل کی رضامندی سے قربان کرنے والے ان کی مدح و ثنا کرنے والے انہیں اپنی مشکلات میں حلال مشکلات سمجھ کر رجوع کرنے والے سب اس آیت کے ماتحت نجات یافتہ ہیں۔

سُوۡرَةُ هُوۡد

سُوۡرَةُ هُوۡد مَّكِّيَّةٌ وَّ هِيَ مِائَةَ وَثَلٰث وَعِشۡرُوۡنَ اٰيَةٌ وَعَشۡرُ رُكُوۡعَاتٍ

سورۂ ہود مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ایک سو تیئیس (۱۲۳) آیتیں ہیں اور دس رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے | اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ

ایک کتاب ہے کہ ثابت کی گئیں آیتیں اس کی پھر جدا کی گئی ہیں نزدیک

(۱) الف۔لام۔را۔کتاب ہے جس کی تمام آیتیں محکم کر دی گئی ہیں پھر اس کی ہر آیت کو حکمت

لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍ ۙ﴿۱﴾ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِىۡ

حکمت والے خبردار کے یہ کہ مت عبادت کرو مگر اللہ کو تحقیق میں

لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّ بَشِيۡرٌ ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنِ

واسطے تمہارے اس سے ڈرانے والا ہوں اور خوشخبری دینے والا ہوں اور یہ کہ

اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُمَتِّعۡكُمۡ

بخشش مانگو پروردگار اپنے سے پھر توبہ کرو طرف اس کی فائدہ دے گا تم کو

مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤۡتِ كُلَّ ذِىۡ فَضۡلٍ

فائدہ اچھا ایک وقت مقرر تک اور دے گا ہر بڑائی والے کو بڑائی

فَضۡلَهٗ ؕ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ

اس کی اور اگر پھر جاؤ تم بس تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب

يَوۡمٍ كَبِيۡرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ

دن بڑے کے سے طرف اللہ کی ہے پھر جانا تمہارا اور وہ اوپر ہر چیز کے

قَدِيۡرٌ ﴿۴﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ لِيَسۡتَخۡفُوۡا

قادر ہے خبردار ہو تحقیق وہ لپیٹتے ہیں سینے اپنے کو تو کہ چھپ جاویں

کے خالق اور باخبر ہستی نے تفصیل سے پیش کر دیا ہے۔ (۲) اس کا مرکزی مقصد یہ ہے کہ تم اللہ کے علاوہ کسی کی پرستش نہ کرو یقیناً میں تو اللہ کی طرف سے تمہارے لئے برے نتائج سے ڈرانے والا اور اچھے نتائج کی خوشخبری دینے والا ہوں۔ (۳) اور یہ کہ تم اپنے پروردگار سے تحفظ طلب کرتے رہو اور اصلاح کے لئے اسی کی طرف متوجہ رہو۔وہ تمہیں بہترین قسم کی متاع اور دولت ایک مقررہ وقت تک فراہم کرتا چلا جائے گا۔ اور تم میں سے ہر بزرگ شخص کی بزرگی سے اس کو نوازتا رہے گا۔اور اگر تم اس کے باوجود اپنی ولایت پر ڈٹے رہے تو سنو کہ میں تو تمہاری ایسی حالت پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا رہتا ہوں۔ (۴) تمہاری واپسی اللہ کی طرف ہونا ہے۔ اور وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (۵) خبردار ہوجائیں وہ لوگ جو اپنے سینوں میں ڈبل منصوبہ رکھتے ہیں تاکہ اس طرح وہ اللہ و رسوؐل سے مخفی رہ جائیں خبردار ہو کر سنو کہ

تشریحات سورۂ ھودؑ:

(۱) آیت (۱ / ۱۱) پورا قرآن ایک مفصل اور محکم کتاب ہے۔ فریب کاروں سے بچیں۔

قارئین نوٹ کریں کہ آیت (آل عمران ۷ / ۳) کی ذیل میں جن علما نے قرآن کریم کو مشکوک اور گنجلک اور گول مول آیات والی کتاب کہہ کر نظام اجتہاد کی ہنڈیا چڑھانے کی کوشش کی اور کہا ہے کہ قرآن میں ایسی آیات بھی ہیں کہ جن کی تحقیق سے آدمی گمراہ ہو سکتا ہے (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۳۴۔۲۳۵) وہ ازسرتاپا جھوٹے اور دشمنان قرآن ہیں یہاں اللہ نے بڑے واضح الفاظ میں ان کا منہ بند کرنے کے لئے یہ آیت (۱ / ۱۱) بطور دلیل و حجت دے دی ہے لہٰذا ایسے تمام لوگوں کو بتا دو کہ قرآن از اوّل تا آخر محکم ہے اس میں ہربات اور ہر مسئلہ مفصل بیان کیا جا چکا ہے یہ دوسری بات ہے کہ تعلیم قرآن اہل قرآن علیہم السلام سے لینا لازم ہے۔

(۲) آیات (۵۔۳ / ۱۱) اسلام بزرگی برقرار رکھنے کا وعدہ کرتا ہے مگر لیڈروں کو خطرہ ہے۔

اللہ نے رسولؐ اللہ سے بڑے واضح الفاظ میں وعدہ کرایا ہے کہ جن لوگوں کو ایمان لانے سے پہلے بزرگی اور فضیلت حاصل ہے ان کو حقیر و ذلیل نہ کیا جائے گا بلکہ اسلام ان کی بزرگی اور فضیلت میں اضافہ کرنے کی راہیں کھولے گا لیکن قریشی لیڈر اعلان نبوت کے ساتھ ہی یہ سمجھ گئے تھے کہ اسلام میں لیڈری برقرار نہ رہے گی اور اسی بنا پر حضرت ابوطالب علیہ السلام کو انہوں نے یہ طعنہ دیا تھا کہ اس نبوت محمدؐیہ اور ولایت و وزارت و خلافت علویؑہ میں تمہیں خود اپنے بیٹے کی بات سننا اور اطاعت کرنا لازم ہو گا اور اس طعن کے بعد تمام سرداران قریش اپنی لیڈری کے تحفظ میں مصروف ہو گئے تھے انہوں نے اپنا تحفظ کیسے کیا؟ تحفظ

مِنۡهُ ؕ اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ

اس سے خبر دار ہو جس وقت لپیٹتے ہیں کپڑے اپنے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں

وَ مَا يُعۡلِنُوۡنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝۵ وَ مَا مِنۡ

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں تحقیق وہ جانتا ہے سینے والی بات کو اور نہیں کوئی

دَآبَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَ يَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا

چلنے والا بیچ زمین کے مگر اوپر اللہ کے ہے رزق اس کا اور جانتا ہے جگہ قرار اس

وَ مُسۡتَوۡدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ۝۶ وَ

کے کی اور جگہ سونپنے اس کے کی ہر ایک بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے اور

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ

وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے اور

اللہ تو اس تمام سامان پر بھی مطلع ہے جو وہ اپنے کپڑوں کے اندر چھپائے رہتے ہیں ۔اور وہ ان کی رازدارنہ اسکیم کا بھی علم رکھتا ہے اور اس ظاہری دکھاوے پر بھی مطلع ہے جو وہ اعلانیہ کرتے ہیں ۔ یقیناً اللہ سینوں کے اندر پوشیدہ مقاصد و تصورات کا بھی عالم ہے۔ (۶) **اور یہ کہ اس زمین پر چلنے والا کوئی ایسا** ذی حیات نہیں ہے کہ جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو اور یہ کہ ان میں سے ہر ایک کے قیام اور رہنے کی جگہ سے اور ان کے سپردِ موت ہونے کے مقام سے واقف ہے اور یہ سب معلومات قرآن کریم کے بیانات میں موجود ہیں ۔ (۷) اور اللہ ہی وہ ذات پاک ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو چھ دن میں پیدا کیا تھا

ہو سکا یا نہیں؟ یہ تفصیلات سامنے سے گزرتی رہی ہیں یہاں تو مکہ کی زندگی اور نبوت کی ابتدا میں پیش آنے والے حالات کا تذکرہ ہو رہاہے سردارانِ قوم کے اس گروہ کے احساسات و جذبات کی طرف ایک چبھتا ہوا اشارہ فرمایاہے اس سے ہم جوکچھ سمجھے وہ آیت (۵ / ۱۱) کے ترجمہ اور سابقہ تشریحات میں واضح ہے مگر جو کچھ علامہ مودودی سمجھے وہ سن کر مزید اطمینان حاصل کر لیں فرماتے ہیں کہ : " مکے میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا چرچا ہوا تو بہت سے لوگ وہاں ایسے تھے جو مخالفت میں تو کچھ بہت زیادہ سرگرم نہ تھے مگر آپ کی دعوت سے سخت بیزار تھے۔ ان لوگوں کا رویہ یہ تھا کہ آپ سے کتراتے تھے ، آپ کی کسی بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے، کہیں آپ کو بیٹھے دیکھتے تو الٹے پاؤں پھر جاتے ، دور سے آپ کو آتے دیکھ لیتے تو رخ بدل دیتے یا کپڑے کی اوٹ میں منہ چھپا لیتے ، تاکہ آمنا سامنا نہ ہو جائے اور آپ انہیں مخاطب کرکے کچھ اپنی باتیں نہ کہنے لگیں اس قسم کے لوگوں کی طرف یہاں (۵ / ۱۱) اشارہ کیاہے کہ یہ لوگ حق کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۳۲۴)

(۲ ۔ الف) قریش کے دو ابتدائی مخالف گروہ جو اسلام کے خلاف اٹھے تھے ۔

علامہ کا یہ بیان اس ظاہری رویہ سے متعلق ہے جو اس مخالف گروہ نے اختیار کیا اور علامہ تک پہنچا جو مخالفت میں بقول علامہ زیادہ سرگرم نہ تھا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دعوائے نبوت کے بعد قریشی و مکی لوگ دوگروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے ایک گروہ مخالفت میں شدت سے اعلانیہ سرگرم رہتا تھا دوسرا گروہ مخالفت میں سرگرم معلوم نہ ہوتا تھا اور سرگرمِ مخالفت گروہ کے خلاف اپنی کارروائیاں اس آیہ مبارکہ کے مطابق خاموشی سے اور پُراسرار طریقے پر کرتا تھا اور چوں کہ یہ دونوں گروہ اسلامی تحریک سے بیزار تھے لہٰذا لازم ہے کہ دونوں ہم قوم و ہم شہر و ہم وطن ہونے کی بنا پر آپس میں متفق اور ایک دوسرے کے مدد گار ہوں لہٰذا وہ اسکیم جو ہم نے قرآن کریم سے پہلی مرتبہ مسلمانوں کے سامنے رکھی ہے اس آیت کی رو سے اپنے ابتدائی مراحل میں تھی بتدریج ضرورت کے ساتھ ساتھ دانشورانِ قوم نے ان دونوں محاذوں کو زیادہ اثر انگیز و نتیجہ خیز بنانے کے لئے دوسرے شعبوں کو جنم دیا اور جاری رکھا ۔

(۳) آیت (۷ / ۱۱) میں ادارہ نبوت کی تخلیق اور تنظیم کی طرف اشارہ کیاہے۔

اس آیت میں تخلیق کائنات کے ابتدائی مراحل اور نظم کائنات کا تذکرہ ہے (۷ / ۱۱) اور انسان کی تخلیق اس کے اربوں سال بعد کی بات ہے لیکن اسی زمانہ کی بات کرتے ہوئے یہ کہنا کہ:

اور اللہ کی اس تخلیق کا مرکزی مقام عرش حیات و امتحانات کے پانی پر قائم ہوا تا کہ تمہیں ارتقائی ترقی کی امتحان گاہ فراہم کر کے یہ دیکھنا ممکن بنا دے کہ تم میں سے کون اپنے اعمال و اقدامات میں بہتر ہے ؟ اور اگر آپؐ ان سے یہ کہیں گے کہ تمہیں مرجانے کے بعد مواخذہ کے لئے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا تو وہ لوگ جو حق کو چھپانا چاہتے ہیں آپ کے تمام پروگرام کو کھلا ہوا جادو کہہ کر ٹالنا چاہیں گے ۔ (۸) اور اگر ہم اپنے عذاب کو اس وقت تک تاخیر میں ڈال دیں جب تک ان میں کی ایک گنی چنی اُمت مجرم ثابت ہو تو اس پر وہ یہ اعتراض کریں گے کہ بھلا عذاب کو کس چیز نے روک رکھا ہے (مطلب یہ کہ تم جھوٹے ہو) ان کو خبردار کر دو کہ جس دن بھی ہمارا عذاب تم پر نازل ہوا تو اسے پلٹایا نہ جا سکے گا۔ اور وہی چیز ان کو آ کر گھیر لے گی جس کا کہ وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ۔

كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ

تھا تخت اس کا اوپر پانی کے تو کہ آزماوے تم کو کون تم میں سے بہتر ہے

عَمَلًا ؕ وَ لَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ

عمل میں اور اگر کہے تو البتہ تم اٹھائے جاؤ گے پیچھے موت کے

لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَ لَئِنْ

البتہ کہیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے نہیں یہ مگر جادو ظاہر اور اگر

اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ

ڈھیل دیویں ہم ان سے عذاب کو ایک مدت گنی ہوئی تک البتہ کہیں گے

مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ

کس چیز نے بند کر رکھا ہے اس کو خبردار ہو جس دن آوے گا ان کے پاس نہ

مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع ۸

پھیرا جاوے گا ان سے اور گھیر لیوے گی ان کو وہ چیز کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے

" اللہ کا عرش پانی پر تھا تا کہ تمہیں آزمایا جائے اور دیکھا جائے کہ تم میں سے کس کے اعمال سب سے اچھے ہیں۔ "
بتاتا ہے کہ اسی قدیم ترین عہد اور تخلیق کے ابتدائی مرحلے میں وہ انتظام کیا جا رہا تھا جس سے انسان کی ارتقاء، آزمائش اور فلاح و بہبود متعلق تھی لہٰذا وہ انتظام اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ بنیادی نور پیدا کیا جائے جس کے ذریعے سے کائنات اور تمام موجودات کی تخلیق ہونا تھی جس سے پوری کائنات میں ظہور و تعارفِ خداوندی ہونا تھا جس سے پوری کائنات کی تمام مخلوقات کی فطرت و جبلت نے جنم لینا تھا جس سے ملائکہ اور جن و انس پیدا ہونا تھے جس سے ہدایت و رشد کے چشمے پھوٹنا تھے انبیاؑ و اولیاؒ نے وجود حاصل کرنا تھا اور وہی وہ ذات بابرکات تھی جس نے فرمایا ہے کہ :
"سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا " اور فرمایا کہ " جو چیز سب سے پہلے خلق کی وہ قلم تھا " اور " اوّلین مخلوق لوح تھی ۔" " اور سب سے پہلی تخلیق عرش تھا " اور "اوّلین مخلوق کرسی تھی۔" یعنی یہ لوح و قلم وعرش وکرسی وغیرہ نور محمدیؐ کی مختلف حیثیتوں اور صفات کے نام ہیں گویا تخلیق کائنات کا مرکز خود نور محمدیؐ بنایا گیا تھا اور اس نور کو ساری تخلیق پر اثر انداز رہنے کا مرحلہ طے کیا جا رہا تھا ذات محمدیؐ کو نبوت و ہدایت مُطلقہ سونپنے کی منزل گزر رہی تھی تنذیر اور تبشیر کا نظام قائم کیا جا رہا تھا انسانی سرشت و جبلت و جذبات کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اس پیچیدہ اور حیران کن صورت حال کو اس آیت (۷ / ۱۱) میں اصولی حیثیت سے سامنے لایا گیا ہے اسی قسم کے مقامات ہیں جنہیں سمجھانے اور عملاً قابل عمل بنانے کے لئے وہ ذواۃ مقدسہ سلام اللہ علیہم ذمہ دار بنائی گئی ہیں جنہیں اللہ نے اہلؑ الذکر یا اہل القرآنؑ اور آل محمدؐ فرمایا ہے اور جو ہر زمانہ کے ہر انسان کے ہر سوال کا تسلی بخش و قابل عمل جواب دینے کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں (سورۂ نحل ۴۳ / ۱۶) اور جن کو راہ سے ہٹانے اور قومی حکومت بنانے کے لئے رسولؐ کی قوم نے قرآن کو مہجور رکھنے (فرقان ۳۰ / ۲۵) اور پوری قوم کو ایک متوازی اسلام گھڑ کر دینے کا انتظام شروع کر رکھا تھا اور رفتہ رفتہ قرآن سے اُمت کو محروم کر دیا تھا۔

(۳۔ الف) سب کو ہم سے اختلاف و انکار کا حق ہے۔ مگر اختلاف و انکار کے لئے قرآن یا اہل قرآن کو لانا ہوگا۔

ہم نے جن حقائق اور نظام تخلیق کی طرف اشارے کئے ہیں ان سے اختلاف اور ان کا انکار اسی صورت میں قابل غور

وَ لَىِٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ

اور اگر چکھاویں ہم آدمی کو اپنی طرف سے رحمت پھر کھینچ لیویں ہم اس سے

اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ وَ لَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ

اس کو تحقیق وہ البتہ ناامید ناشکرا ہے اور اگر چکھاویں ہم اس کو نعمت پیچھے

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ

سختی کے کہ لگی تھی اس کو البتہ کہے گا گئیں برائیاں مجھ سے تحقیق وہ

لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا

خوشیاں کرنے والا شیخی خوراہے مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور کام کئے

الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ فَلَعَلَّكَ

اچھے یہ لوگ واسطے ان کے بخشش ہے اور ثواب بڑا پس شاید کہ تو

(۹) اگر کبھی ہم آدمی کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد ذرا ہاتھ کھینچ لیتے ہیں تو وہ بلا اپنی کوتاہی پر نظر ڈالے مایوسی کا شکار ہو کر ناشکری شروع کر دیتا ہے ۔ (۱۰) اور اگر ہم اسے سخت اور برے حالات میں مبتلا ہو چکنے کے بعد نعمتوں سے سرفراز کر دیتے ہیں تو وہ بڑی بے بصیرتی سے کہتا ہے کہ میری تمام دقتیں اور برے حالات میری اپنی سوجھ بوجھ اور کوششوں سے دور ہو گئے اور وہ ٹھاٹ دکھاتا اور نخرے دکھاتا پھرتا ہے ۔ (۱۱) اس سے وہ خوشیاں منانے اور فخر کرنے والے مستثنیٰ ہیں جنھوں نے مسرتوں اور فخر کو اپنے صبر اور نیک عملی سے حاصل کیا ہو وہی لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور عظیم الشان جزا مقرر ہے (۱۲) اور اے رسولؐ شاید تم قومی لیڈروں کی رعایت میں بعض ایسی

ہوسکتا ہے جب کہ ہمارے خلاف قیاس و خودساختہ تاریخ و روایات سے نہیں بلکہ آیات اور آیات میں ثابت شدہ ان حضرات کے بیانات لائے جائیں جن کو قرآن نے قرآن کے متعلق آخری بات اور فیصلہ کرنے کا حق دیا ہے ۔اور وہ ایسے لوگ ہیں جن کو پوری اُمت نے بھی قرآن کے انتہائی عالم اور معلم تسلیم کیاہے اور جن کا وجود اس وقت تک بلا ناغہ اور مسلسل رہنا ثابت ہو جب تک قرآن اور اُمت کے لوگ موجود رہیں اور جو کسی حیثیت سے جہالت و لاعلمی سے کبھی ملوث نہ رہے ہوں ۔ اور جنہیں خود قرآن کی رو سے رسولؐ اللہ نے تیار کیا ہو اور جو علم کی آخری حدود کے پار نکلے ہوئے ہوں (بقرہ ۱۵۱ / ۲) اور جو قیامت تک محمدؐ کی جگہ تعلیم قرآن جاری رکھنے کے ذمہ دار اور محمدؐ کے نمائندے اور محمدؐ ہی کہلانے کے مستحق ہوں (جمعہ ۳۔۲ / ۶۲) اور جن کی زبان سے یہ قرآن اپنی تفصیل کے ساتھ سہل اور آسان بتایا گیا ہو (مریم ۹۸۔۹۷ / ۱۹) اور یہی وہ حضرات ہیں جن کو "الذکرؑ" کے حامل اور اہل فرمایا گیا ہے اور یہی نوع انسان کے ہر اس سوال کا جواب دینے کے ذمہ دار ہیں جو قیامت تک پیدا ہوں گے (نحل ۴۳ / ۱۶) نیز (انبیاء ۷ / ۲۱) رہ گئے ہماری قسم کے ممکن الخطا لوگ ان کی معلومات محدود، ترقی پذیر و تبدیل ہوتے رہنے والی ہیں اور آخری حیثیت نہیں رکھتیں ۔ ان کی سمجھ غلط ہو سکتی ہے ۔ وہ جذبات و میلانات کی رو میں بہہ سکتے ہیں ۔ لہٰذا قارئین کو یہ اصول نوٹ کرلینا چاہئے کہ جہاں جہاں کائناتی تخلیق کی بات ہو وہاں اس خبیرؑ و مخبر کو نہ بھلایا جائے جس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے اللہ نے رسولؐ اللہ کو اجازت دی ہے (فرقان ۵۹ / ۲۵ تشریح یونس نمبر ۱۵) اور یہی مقام ہے ان اہل ذکر علیہم السلام کا جو پہلے نمبر پر ان تمام لوگوں کو جانتے ہیں جن پر وحی ہوتی رہی ہے اور اس کے لئے لازم ہے کہ وحی میں جو کچھ فرمایا گیا ہو اور جن سے فرمایا گیا ہو سب کچھ جانتے ہوں اور اس میں کائنات کی مادی معلومات محصور ہیں (انبیاء ۷ / ۲۱ نحل ۴۳ / ۱۶) اور جو لوگ ان دونوں آیات (۷ / ۲۱ ' ۴۳ / ۱۶) کو محدود کرکے یہ کہیں کہ اہل ذکر صرف اتنا جانتے ہیں کہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسولؐ مرد تھے" ان سے کہہ دو کہ یہ مطلب اور مفہوم قرآن کے خلاف ہے اس لئے کہ اللہ نے ملائکہ کو بھی رسولؐ کہا اور بھیجاہے (حجر ۵۸۔۵۷ / ۱۵ اور مریم ۱۸۔۱۷ / ۱۹) اور وحی میں عورتوں اور مردوں اور جانداروں و بے جان کی بھی کوئی شرط نہیں ہے ۔ زمین و آسمانوں کو وحی ہوئی اور مکھیوں کی وحی ثابت ہے ۔ لہٰذا اہل ذکر ساری کائنات کی تفصیلات کے خبیرؑ و مخبرِ صادق ثابت ہیں۔ وہی مرکزِ علوم خداوندی اور عرش و لوح و قلم ہیں ۔

رہ گئے یہود و نصاریٰ کے علما کو " اہل ذکر" کہنے یا سمجھنے والے لوگ وہ تو اس لئے مجبور ہیں کہ وہ ان کے اپنے ملک و قوم

تَارِكٌۢ بَعۡضَ مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ وَ ضَآئِقٌۢ

چھوڑ دینے والا ہے بعض وہ چیز کہ وحی کی جاتی ہے طرف تیری اور تنگ ہو

بِهٖ صَدۡرُكَ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ

جاتا ہے ساتھ اس کے سینہ تیرا اس واسطے کہ کہیں وہ کیوں نہ اتارا گیا اوپر اس کے

كَنۡزٌ اَوۡ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ نَذِيۡرٌ ؕ

خزانہ یا کیوں نہ آیا ساتھ اس کے فرشتہ سوائے اس کے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے

وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ؕ﴿۱۲﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ ؕ قُلۡ

اور اللہ اوپر ہر چیز کے کارساز ہے کیا کہتے ہیں یہ کہ باندھ لیا ہے اس کو کہہ

حقیقتوں کو ترک کرنے کی طرف مائل ہو اور جن سے تمہارے سینے میں تنگی پیدا ہو رہی ہے۔ جو کہ ہم تمہارے اوپر وحی کر چکے ہیں صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے یہ اعتراض کر دیا ہے کہ یہ مقام تو جب دینا چاہئے تھا جب کہ اس پر اللہ نے دولت اور خزانہ بھی اتارا ہوتا یا کم از کم ایک فرشتہ ہی اس کے ساتھ رہتا کہ وہ دولت فراہم کرتا جاتا۔ اے نبیؐ ان کو اور آپ کو یقین ہے کہ اللہ ہر چیز کی وکالت اور سرپرستی کرنے والا ہے۔ اور تم تو برے نتائج سے ڈرانے والے ہی ہو۔ (۱۳) یا وہ یہ بہانہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ قرآن خود ساختہ ہے تو ان سے کہہ دو کہ

کے علما تھے۔ اور قرآن و حدیث کی رو سے انہوں نے قدم بقدم یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنا تھی۔ لہٰذا انہیں حق ہے کہ وہ اپنے بزرگوں اور علما کی مدح و ثنا میں سرگرم رہیں۔ بہرحال حقیقی اسلام اور تعلیماتِ قرآن سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۴) آیت (۱۲ / ۱۱) قومی لیڈروں کا دباؤ اور رسولؐ کا ایک اہم اعلان و متعلقات کو ٹالنا ؟؟

اس آیت (۱۲ / ۱۱) میں یہ بات واضح ہے کہ رسولؐ اللہ بعض نازل شدہ وحی کے حکم کو پس انداز کرتے جا رہے تھے ۲۔ اور اللہ چاہتا تھا کہ ایسا اب نہ کیا جائے۔ بلکہ حکم کو نافذ کر دیا جائے ۳۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ اس حکم کو نافذ کرنے میں قومی دباؤ مانع ہے ۴۔ اور قومی مطالبہ یہ ہے کہ وہ حکم جس شخص کے متعلق ہے اس پر اللہ کی طرف سے خزانہ یا فرشتہ نازل ہوتا تو انہیں یقین کرنا پڑتا کہ واقعی اللہ نے وہ حکم اسی شخص کے لئے جاری کیا ہے ۵۔ اور خزانہ یا فرشتے کے مطالبے کا دوہرا مطلب ہے اوّل یہ کہ جو حکم اس زیر نظر شخص کے لئے دیا جا رہا ہے اس حکم کی رو سے اس آدمی کو دولت مند ہونا چاہئے ورنہ وہ متعلقہ ذمہ داریاں پوری نہ کرسکے گا اور دوم یہ کہ وہ شخص دولت مند نہیں بلکہ غریب ومفلس ہے ۶۔ آخری بات اس آیت کی یہ ہے کہ یہ مطالبات والے یا اعتراض کرنے والے لوگ منکر اسلام نہیں بلکہ مومن ہیں۔ منکر ہوتے تو بعض آیات یا بعض وحی کا سوال نہ اٹھتا منکر تو وحی کو یکسر مانتا ہی نہیں۔ یہ لوگ مومن ہیں مگر ایسے مومن جو بعض وحیوں یا احکام کو بجنسہٖ مانتے ہیں لیکن بعض میں تبدیلی و اجتہادی اصلاح کے قائل ہیں۔ اس لئے ہم نے انہیں قومی مومنین کہا اور چونکہ اس قسم کے اعتراضات عوام نہیں کرتے اس بنا پر ہم نے انہیں رسولؐ کی قوم کے لیڈر قرار دیا۔ اور ان لیڈروں کا حال بڑی تفصیل سے سامنے آتا رہا ہے۔ اور جس بات پر ان لیڈروں کی مخالفت کا دارومدار ہے وہ ایک قومی حکومت کا تسلیم کرانا ہے جو سینکڑوں آیات سے ثابت ہو چکا ہے (مثلاً آلِ عمران ۱۵۴ / ۳ وغیرہ) لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ بھی ان کی مرضی کے خلاف قیام حکومت سے تعلق رکھتا ہے اور جو شخص ان کے نزدیک حکومت کے لئے فٹ نہیں ہے وہ خانوادہ نبوت کا شخص ہے اور قوم کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ نبوت اور حکومت ایک خاندان میں نہیں رہنے دی جائے گی (الفاروق حصہ اوّل صفحہ ۱۰۳) لہٰذا وہ شخص یقیناً علیؑ بن ابو طالب علیہم السلام ہے۔ اور ان کا مفلس وغریب ہونا خود قرآن سے ثابت ہے اور یہ مستقل غربت بھی سربراہان اسلام اور خلفائے خداوندی کی شناخت ہے (مائدہ ۵۵ / ۵) اور قومی لیڈروں کی خلیفۂ خداوندی کے خلاف سازش کرنا بھی قرآن ہی سے ثابت ہے (بقرہ ۲۵۱ تا ۲۴۷ / ۲) چنانچہ جناب طالوتؑ کی حکومت اس کی مثال ہے اور وہاں بھی لیڈروں نے یہ کہا تھا کہ " وہ (طالوتؑ) ہم پر کیسے حاکم بنایا جاسکتا ہے حالانکہ ہم اس سے کہیں زیادہ حکومت کرنے کے حق دار ہیں اور جب کہ وہ مالی طور پر بھی قلاش ہے۔ " (۲۴۷ / ۲) اور اللہ اور اس کے نبیؑ نے طالوتؑ کی علمی وجسمانی قوت کو دلیل بنایا تھا (۲۴۷ / ۲) اور حضرت علی علیہ السلام کے لامحدود علم کے تمام قومی لیڈر اور حکمران قائل تھے اور ان کی جسمانی قوت

اگر تم سچے آدمی ہو تو اس قرآن جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بھی ایجاد کر کے بنا دکھاؤ اور اپنی مدد کے لئے اللہ کے علاوہ جس کو چاہو بلا لو۔ (۱۴) اور اگر وہ قومی لیڈر تمہارے اس چیلنج کو پورا نہ کر سکیں تو تم سب یقین کر لو کہ قرآن اللہ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے اور یہ کہ کوئی معبود نہیں ہے مگر وہی اللہ معبود ہے کیا ایسی ناقابل جواب دلیل کے بعد تم اسلام اختیار کرنے کو تیار ہو؟ (۱۵) رہ گیا یہ معاملہ کہ مومنین میں سے جو لوگ اس دنیا کی زندگی ہی کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں اور یہیں پر تمام سامانِ آرائش و سہولت چاہتے ہیں تو ہم انہیں پورا پورا موقع اور سامان دیں گے اور ان کے تمام اعمال کی جزا میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ (۱۶) وہی لوگ ہوں گے جن کے لئے آخرت میں نار جہنم کے علاوہ کوئی حصہ باقی نہ رہے گا۔ اور ان کی تمام مجتہدانہ صنعتیں اور ایجادیں باطل ہو کر رہ جائیں گی اور تمام اعمال آخرت میں بے نتیجہ ہو کر رہ جائیں گے۔ (۱۷) کیا یہ قابل غور بات نہیں ہے کہ جو شخصؑ قرآن ایسی واضح دلیل پر قائم رہا ہو اور پھر اسؑ کے پیچھے پیچھے اسی شخصؑ میں سے ایک ناقابل انکار گواہؑ بھی ساتھ ساتھ رہا ہو اور اس شخصؑ سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب بھی امام اور رحمت رہی ہو ایمان لانے والے لوگ اُسی شخص پر تو ایمان لا رہے ہیں اور جو لوگ اُس شخص کی پوزیشن کو چھپائیں گے ان کے لئے جہنم کی آگ اور عذاب کا وعدہ پہلے

فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

پس لے آؤ دس سورتیں مانند اس کی باندھ لی ہوئی اور پکارو جس کو پکار سکو تم

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۳ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ

سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے پس اگر نہ قبول کریں واسطے تمہارے

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

پس جانو تم یہ کہ وہ اتارا گیا ہے ساتھ علم خدا کے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۴ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

پس آیا ہو تم فرماں برداری کرنے والے جو کوئی ہے ارادہ کرتا ہے زندگانی دنیا کا

وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ

اور آرائش اس کی کا پورا دیں گے ہم طرف ان کی عمل ان کے بیچ اس کے اور وہ

فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝۱۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي

بیچ اس کے نہ کمی کئے جاویں گے یہی ہیں وہ لوگ کہ نہیں واسطے ان کے بیچ

الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ

آخرت کے مگر آگ اور کھویا گیا جو کچھ کیا تھا انہوں نے بیچ اس کے اور جھوٹا ہوا

مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

جو کچھ کہ تھے وہ عمل کرتے آیا پس جو شخص کہ ہو اوپر دلیل کے پروردگار اپنے

وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ مِنْ قَبْلِهٖ

سے اور پیچھے پیچھے آتا ہے اس کے ایک شاہد اس کی طرف سے اور پہلے اس سے

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ

کتاب ہے موسیٰ کی پیشوا اور رحمت یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور

نے عرب کے تمام سورما بہادروں کو ناکوں چنے چبوائے تھے۔ اور قومی ریکارڈ میں بھی اس آیت کی ذیل میں اس حقیقت کو زید بن ارقم کی زبانی قبول کیا اور لکھا گیا ہے۔ اور اسی قسم کی وحی اور احکام کی تنفیذ سے رسولؐ اللہ کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ اور آخر ان کی جان لے لی گئی تھی (بخاری مرض النبیؐ میں ایک پراسرار دوا) لیکن اعلان حکومت کا حکم ملا تو یہی کہتا ہوا ملا تھا کہ "وہ حکم پہنچا دے جو تم پر نازل کیا جا چکا (بَلِّغۡ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ ﴿٦٧﴾ المائدۃ) ہے اور اگر تم نے تبلیغ کے ساتھ ساتھ عملاً کر کے نہ دکھایا تو تمہاری پوری رسالت ضائع ہو جائے گی اور ہم تجھے لوگوں کے حملے سے محفوظ رکھیں گے" (سورۂ مائدہ ۶۷ / ۵) اور یہ ظاہر ہے اور تمام علما کے نزدیک مسلمات میں سے ہے کہ سورۂ ہودؑ مکہ میں نازل ہوئی یا تلاوت کی گئی۔ اور سورۂ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی۔ لہٰذا آیت (۱۲ / ۱۱) میں حکومت و حاکم کے تعین کا حکم پہلے سے نازل و معلوم شدہ تھا اور اعلان

سے طے شدہ ہے چنانچہ اس بارے میں دباؤ ڈالنے والے نہ بنو یقیناً وہ تو تمہارے پروردگار کی جانب سے حق ہے ہی ولیکن ان عربی انسانوں کی کثرت حقیقی ایمان نہیں لاتی ہے ۔ (۱۸) اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون شخص ہو سکتا ہے جو دین میں اللہ کے نام سے ایجادات کرے اور اللہ کے خلاف جھوٹے احکام و ہدایات جاری کرے؟ وہی لوگ اپنے رب کے روبرو پیش کئے جائیں گے تو اعمال و تصورات پر شہادت دینے والے اللہ کے سامنے شہادت دیں گے کہ یہی ہیں وہ لوگ جو اپنے پروردگار پر جھوٹی باتیں تھوپا کرتے تھے ۔ خبردار ہو جاؤ کہ دین میں ترمیم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (۱۹) ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ پر چلنے سے روکتے تھے اور سیدھی سچی راہوں کو گھما پھرا کر باطل کرنے کی فکر میں رہا کرتے تھے اور وہ آخرت کے برے نتائج کو چھپا لیا کرتے تھے ۔

مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ

جو کوئی کفر کرے ساتھ اس کے گروہوں میں سے پس آگ ہے جگہ

مَوْعِدُهٗ ج فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ق اِنَّهُ الْحَقُّ

وعدہ اس کے کی پس مت ہو بیچ شک کے اس سے تحقیق وہ سچ ہے

مِنْ رَّبِّكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ مَنْ

پروردگار تیرے سے ولیکن بہت لوگ نہیں ایمان لاتے اور کون شخص ہے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ط اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ

بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ یہ لوگ روبرو لائے

عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى

جاویں گے اوپر رب اپنے کے اور کہیں گے گواہ یہ لوگ ہیں جھوٹ بولتے تھے اوپر

رَبِّهِمْ ج اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ لا الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

پروردگار اپنے کے خبردار ہو لعنت ہے اللہ کی اوپر ظالموں کے وہ جو بند کرتے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ط وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

راہ خدا کی سے اور چاہتے ہیں ساتھ اس کے کجی اور وہ ساتھ آخرت کے وہی ہیں کافر

و مظاہرۂ خلافت مرتضویؑ بعد میں کیا گیا تھا ۔ اور اسی کو حجۃ الوداع یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آخری حج مانا گیا ہے ۔ ادھر رسولؐ اللہ نے آیۂ بلغ کی تعمیل کی ادھر اللہ نے رسولؐ اللہ کو حملے سے محفوظ رکھا۔ لیکن مرض الموت میں بے بسی کے عالم میں لوگوں نے اپنا کام کر لیا ۔اور دنیا میں حسب وعدہ (۱۵ / ۱۱) جو چاہا تھا وہ لے لیا اور آخرۃ میں کوئی حصہ باقی نہ چھوڑا (۱۵ / ۱۱) ۔

(۵) وہ ہستی جو آیت (۱۷ / ۱۱) کی رو سے جناب رسولؐ اللہ کا جز اور منجانب اللہ ازلی و ابدی شاہد تھا ۔

اس آیہ مبارکہ (۱۷ / ۱۱) پر حسب عادت مترجمین و شارحین و مفسرین پریشان ہوتے رہے ہیں ۔ حالانکہ پریشانی کی کوئی مضبوط وجہ نہ تھی ۔ اس آیت میں چند پہلو سامنے لائے گئے ہیں ۔ اوّل یہ کہ اس میں ایک بَيِّنَةٍ مذکور ہے ۲۔ یہ کہ یہاں ایک شاہد کا تذکرہ ہے ۳۔ اور ایک وہ شخص ہے جو بَيِّنَةٍ پر قائم ہے لہٰذا سوال یہ ہے کہ بَيِّنَةٍ کون ہے؟ شاہد کون ہے؟ اور بَيِّنَةٍ پر قائم کون ہے ؟ تمام علمانے بَيِّنَةٍ سے مراد قرآن لیا ہے (مثلاً اشرف علی)جو ہستی مستقلاً بَيِّنَةٍ پر قائم تھی اور وہی رسولؐ کی ذات پاک ہے ۔ شاہد کی شناخت یہ ہے کہ وہ رسولؐ کی ذات سے داخلی طورپر وابستہ ہو اور رسولؐ کے پیچھے پیچھے آیا اور رہا ہو اور قرآن و رسولؐ کی حقانیت پر مجسم شہادت و ثبوت ہو ۔ اور اس شاہد سے پہلے موسیٰؑ کی کتابی امامت موجود رہی ہو جو اس شاہد سے تعلق رکھتی ہے ۔یہاں مِنْ قَبْلِهٖ سے بَيِّنَةٍ سے پہلے مراد نہیں اس لئے کہ بَيِّنَةٍ مونث ہے۔ اور قبلہ میں ضمیر واحد مذکر غائب ہے اور اس سے مراد رسولؐ اللہ بھی نہیں اس لئے کہ وہ عبارت میں اتنی دور ہیں کہ اس ضمیر کا مرجع نہیں بن سکتے لہٰذا معلوم ہوا کہ موسیٰؑ کی کتاب کے بعد امامت اسی شاہد کی ہے اور ایسا شاہد اور کوئی تھا بھی نہیں جو رسولؐ اللہ کا جز اور رسولؐ ہی میں سے ہو ۔ رسولؐ کا نفس ہو اور پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ رہتا رہا ہو۔ جس کے

أُولَٰٓئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ

یہ لوگ نہ تھے عاجز کرنے والے بیچ زمین کے اور نہ تھا واسطے ان کے سوائے

اللّٰهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ

اللہ کے کوئی دوست دوگنا کیا جاوے گا واسطے ان کے عذاب نہ تھے کر سکتے

السَّمْعَ وَ مَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿۲۰﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوٓا أَنْفُسَهُمْ وَ

سننا اور نہ تھے دیکھتے یہ لوگ ہیں جنہوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو اور

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

کھویا گیا ان سے جو کچھ کہ تھے باندھ لیتے نہیں شک یہ کہ وہ بیچ آخرت کے

هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿۲۲﴾ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ أَخْبَتُوٓا

وہی ہیں ٹوٹا پانے والے تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اور عاجزی کی

إِلٰى رَبِّهِمْ ۙ أُولَٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيهَا

طرف پروردگار اپنے کی یہ لوگ رہنے والے بہشت کے ہیں وہ بیچ اس کے

خٰلِدُونَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمٰى وَ الْأَصَمِّ وَ

ہمیش رہنے والے ہیں مثال دونوں فرقوں کی جیسے ایک اندھا ہوا اور بہرا ہوا اور دوسرا

الْبَصِيرِ وَ السَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۴﴾

دیکھنے والا ہوا اور سننے والا ہوا کیا برابر ہوتے ہیں مثال میں کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم

(۲۰) وہ لوگ دنیا میں نہ تو اللہ کو مجبور کرسکے اور نہ انہیں اللہ کے علاوہ کوئی اور سرپرست اور حاکم ہی ہاتھ آیا۔ اب ہو گا یہ کہ ان کے عذاب کو دوگنا کر دیا جائے۔ وہ نہ کسی کی نصیحت سننے کی گنجائش رکھتے تھے اور نہ کسی اپنی طے کردہ چیز کے سوا کوئی چیز قابل غور سمجھتے تھے۔ (۲۱) وہی وہ لوگ ٹھہرے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالدیا تھا۔اور وہ سب کچھ بے کار و ضائع ہو کر رہ گیا جو کہ انہوں نے ایجاد کیا تھا۔ (۲۲) یہ نتیجہ اب نکلنا ضروری ہو گیا ہے کہ آخرت میں وہ سب سے بڑھ کر خسارے میں رہیں۔ (۲۳) رہے وہ لوگ جو ان کے خلاف ایمان لائے اور اصلاحی اعمال پر کار بند رہتے چلے گئے اور خود کو اللہ، اپنے رب کے سامنے سپرد کئے رکھا وہ جنتی صحابہ ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ قیام کریں گے۔ (۲۴) ان دونوں مومن فرقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ان میں کا ایک آدمی تو اندھا اور نپٹ بہرا ہو اور دوسرا دانا و بینا و شنوا ہو۔کیا یہ دونوں شخص مساوی ہیں؟ کیا ایسی واضح مثالوں سے بھی عبرت حاصل نہ کروگے

لئے نبوت کا پہلا حکم دیا ہو جس کے بغیر اعلان نبوت رکا رہا ہو اور جسے اللہ نے اپنے برابر کا شہید قرار دیا ہو (رعد ۴۳ / ۱۳) اور شناخت یہ بتائی ہو کہ پوری الکتاب کا مکمل علم رکھتا ہے اور یہ بات صرف مولائے کائنات ہی کی ذات میں تھی۔

(۶) آیات (۳۶تا ۱۸ / ۱۱) میں رسولؐ کی قوم کے حالات نوحؑ کی قوم کے حالات سے مطابق ہیں۔

رسولؐ کی قوم چونکہ سابقہ تمام اقوام کی وارث تھی۔ انہیں تمام اقوام کی تعلیم سے فائدہ اٹھانے اور نقصانات سے بچنے کا موقعہ حاصل تھا۔ مگر چونکہ ہر نبیؑ کے زمانہ ہی میں ابلیس کا نظام اجتہاد قائم ہوتا اور تعلیمات انبیاؑ کو اپنی قومی اغراض کے سانچے میں ڈھالتا چلا آیا۔ اس لئے عربوں میں ساری اقوام سے زیادہ ترقی یافتہ نظام اجتہاد موجود تھا اور ان کے اعمال و افعال و تصورات و اقدامات و جوابات میں دنیا کی ساری اقوام کا تجربہ موجود ہوتا تھا۔ اس لئے انہیں قدیم و جدید اقوام کا حال سنا سنا کر تنبیہہ کی جاتی تھی۔ تاکہ وہ اپنے تصورات و اقدامات کی اصلاح کر سکیں اور مجتہدانہ طرز عمل کے حرام و ممنوع ہونے کا یقین کر لیں مگر ان کے لیڈر یا مُلّا (اَلْمَلَا) حضرات خود رسولؐ اللہ پر الزام لگا دیتے تھے کہ یہ نوحؑ کا قصہ من گھڑت ہے (۳۵ / ۱۱) یہ بات علامہ مودودی نے بڑے مزے لے لے کر لکھی ہے۔سنیئے:

" انداز کلام سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے حضرت نوحؑ کا یہ قصہ سنتے ہوئے مخالفین نے اعتراض کیا ہو گا کہ محمدؐ یہ قصے بنا بنا کر اس لئے پیش کرتا ہے کہ انہیں ہم پر چسپاں کرے۔ جو چوٹیں وہ ہم پر براہ راست

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖۤ ۫ اِنِّیۡ لَکُمۡ

اور تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف قوم اس کی کے تحقیق میں واسطے تمہارے

نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۵﴾ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ

ڈرانے والا ہوں ظاہر یہ کہ نہ عبادت کرو مگر اللہ کو تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے

عَذَابَ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

عذاب دن درد دینے والے سے پس کہا سرداروں نے جو لوگ کہ کافر ہوئے تھے

مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا نَرٰىکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَنَا وَ مَا نَرٰىکَ

قوم اس کی سے نہیں دیکھتے ہم تجھ کو مگر آدمی مانند اپنی اور نہیں دیکھتے ہم تجھ کو

اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیۡنَ هُمۡ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاۡیِ ۚ

کہ پیروی کی ہوتی تیری مگر ان لوگوں نے کہ وہ رذالے ہمارے ہیں ظاہر سمجھے

وَ مَا نَرٰی لَکُمۡ عَلَیۡنَا مِنۡ فَضۡلٍۭ بَلۡ نَظُنُّکُمۡ

اور نہیں دیکھتے ہم واسطے تمہارے اوپر اپنے کچھ بڑائی سے بلکہ گمان کرتے ہیں ہم تم

کٰذِبِیۡنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ

کو جھوٹے۔ کہا اے قوم میری کیا دیکھا تم نے اگر ہوں میں اوپر دلیل کے

مِّنۡ رَّبِّیۡ وَ اٰتٰىنِیۡ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِهٖ

پروردگار اپنے سے اور دی ہو مجھ کو رحمت یعنی نبوت نزدیک اپنے سے

فَعُمِّیَتۡ عَلَیۡکُمۡ ؕ اَنُلۡزِمُکُمُوۡهَا وَ اَنۡتُمۡ لَهَا

پس چھپائی گئی اوپر تمہارے کیا لگادیویں گے ہم تم کو وہ رحمت اور تم اس کو

کٰرِهُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَ یٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡهِ مَالًا ؕ

ناخوش رکھنے والے ہو اور اے قوم میری نہیں مانگتا میں تم سے اوپر اس کے کچھ مال

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیۡنَ

نہیں بدلا میرا مگر اوپر اللہ کے اور نہیں میں ہانک دینے والا ان لوگوں کو کہ

اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَ لٰکِنِّیۡۤ اَرٰىکُمۡ

ایمان لائے تحقیق وہ ملنے والے ہیں رب اپنے سے ولیکن میں دیکھتا ہوں تم کو

(۲۵) یہ واقعہ ہے کہ جب ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم میں بھیجا اور ان سے کہا گیا کہ میں تمہیں تمہاری بداعمالیوں سے ڈرانے اور بچانے کے لئے واضح سامان لایا ہوں۔ (۲۶) اور پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت و اطاعت نہ کرو ورنہ میں تمہارے بارے میں ایک بہت درد انگیز دن کے عذاب سے ڈر رہا ہوں (۲۷) یہ نصیحت سن کر نوحؑ کی قوم کے ان مُلّاؤں نے کہا کہ جو حق پوشی پھیلا رہے تھے کہ ہمارے نزدیک تم تو ہم جیسے انسانوں سے کچھ زیادہ نہیں ہو نہ ہمیں تمہاری پیروی کرنے والوں میں جاہلوں اور کمینوں کے علاوہ کوئی دانشور نظر آتا ہے اور نہ ہی تم لوگوں میں ہم سے بڑھی ہوئی کوئی بزرگی اور فضیلت ہے ہم تمہیں رسوؐل نہیں بلکہ جھوٹے لوگوں کا گروہ سمجھتے ہیں۔(۲۸) نوحؑ نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو ذرا غور کرو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے واضح دلائل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی رحمت سے نبوت عطا کی ہے اور تمہاری آنکھیں یہ سب کچھ دیکھنے میں اندھی ہیں تو بتاؤ کہ کیا ہم زبردستی اور تمہاری مرضی کے خلاف یہ سب کچھ تم پر تھوپ سکتے ہیں اور اس کا کوئی فائدہ ہو گا ؟ (۲۹) اور اے میری قوم کے لیڈرو! میں تم سے اپنی تبلیغ اور محنت پر مال و دولت تو نہیں مانگتا میری جزا اور بدلہ تو اللہ کے سوا کسی اور ذمہ ہے ہی نہیں۔ اور میں ان لوگوں کو ہرگز دھتکارنے کو تیار نہیں جو ایمان لائے ہیں۔ وہ تو اپنے پروردگار کی ملاقات کے حق دار ہیں اور تمہیں اس کے سوا کیا سمجھوں کہ تم بھولے اور سادہ لوح بنے ہوئے ہو ۔

نہیں کرنا چاہتا ان کے لئے ایک قصہ گھڑتا ہے اور اس طرح "درحدیث دیگراں" کے انداز میں ہم پر چوٹ کرتا ہے لہٰذا سلسلہ کلام توڑ کر ان کے اعتراض کا جواب اس فقرے (آیۃ ۳۵ / ۱۱) میں دیا گیا ہے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۳۷)

قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ

ایک قوم ہو کہ جہالت کرتے ہو اور اے قوم میری کون شخص مدد دے گا مجھ کو

مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ لَاۤ اَقُوْلُ

اللہ سے اگر ہانک دوں میں ان کو کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے اور نہیں کہتا ہوں

لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ

میں تم سے کہ نزدیک میرے خزانے خدا کے ہیں اور نہیں جانتا میں غیب کو اور

لَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّ لَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ

نہیں کہتا میں کہ تحقیق میں فرشتہ ہوں اور نہیں کہتا میں واسطے ان لوگوں کے کہ

تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ

حقیر دیکھتی ہیں ان کو آنکھیں تمہاری ہرگز نہ دیوے گا اللہ ان کو بھلائی اللہ

اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا

خوب جانتا ہے جو کچھ کہ بیچ جیون ان کے کے ہے تحقیق میں اس وقت

لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

البتہ ہو جاؤں ظالموں سے کہنے لگے اے نوحؑ تحقیق جھگڑا کیا تو نے ہم سے

فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ

پس بہت کیا تو نے جھگڑا ہم سے پس لے آ ہمارے پاس جو کچھ وعدہ دیتا ہے تو ہم کو

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ

اگر ہے تو سچوں سے کہا سوائے اس کے نہیں کہ لے آوے گا اس کو تمہارے پاس

اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَا يَنْفَعُكُمْ

اللہ اگر چاہے گا اور نہیں تم عاجز کرنے والے اور نہیں فائدہ دے گی تم کو

نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ

نصیحت میری اگر ارادہ کروں میں یہ کہ نصیحت کروں میں تم کو اگر ہو اللہ ارادہ کرتا

يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۟ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ؕ

یہ کہ گمراہ کرے تم کو وہ پروردگار تمہارا ہے اور طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے

(۳۰) اور اے میری قوم اگر میں ان مومنین کو نکال دوں تو مجھے اللہ سے بچانے کیلئے میری مدد کون کرے گا؟ کیا تم بالکل ہی عقل کو بھگا چکے ہو۔ (۳۱) میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میرے قبضے میں اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ یہ کہا کہ میں غیب کی تمام چیزوں کا عالم ہوں۔ اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ میں فرشتہ ہوں اور میں یہ بھی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ جن مومن لوگوں کو تمہاری آنکھیں نظر حقارت سے دیکھتی ہیں ان کو اللہ نے کوئی بھلائی نہیں دی ہے ان مومنین کے دلوں کا حال تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اگر میں ایسا کہوں تو ظالم ٹھہروں گا ۔ (۳۲) آخر نوحؑ کی قوم نے فیصلہ کر لیا اور نوحؑ سے کہا کہ اے نوحؑ تو نے ہمارے ساتھ بہت جھگڑا کیا ہے اور اب تیرا ہمارے ساتھ جھگڑنا کافی سے زیادہ ہو چکا ہے اب تو تم وہ عذاب لے ہی آؤ جس کی دھمکیاں تم اپنے وعدوں اور اعلانات میں دیتے رہے ہو۔ اور اس حقیقت کو کر دکھاؤ اگر تم سچے آدمی ہو ۔ (۳۳) نوحؑ نے کہا کہ میرے وعدے کے مطابق عذاب بھیجنا تو صرف اللہ کی منشاء پر منحصر ہے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ تم اللہ کو مجبور نہیں کر سکتے ۔ (۳۴) میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں لاکھ نصیحت کروں مگر میری نصیحت تمہیں اس صورت میں کوئی فائدہ نہ دے گی اگر اللہ نے تمہارے گمراہ رہنے کو بہتر سمجھ لیا ہو وہی تمہارا پروردگار بھی ہے اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا بھی ہے ۔ (۳۵) کیا اے نبیؐ یہ تیری قوم نوحؑ کے

قصے کو من گھڑت کہہ رہی ہے ؟ ان سے کہہ دو کہ اگر میں نے یہ واقعات خود ہی گھڑ لئے ہیں تو یہ میرا جرم ہے اور اس کا وبال میرے اوپر ہے اور میں ان جرائم سے بری الذمہ ہوں جو تم دن رات کر رہے ہو ۔ (۳۶) اور ہم نے نوحؑ کو وحی بھیجی کہ اب تیری قوم کے لوگوں میں جو ایمان لا چکے ان کے علاوہ کوئی اور ہرگز ایمان نہ لائے گا لہٰذا تم ان کے افعال پر کبیدہ خاطر نہ رہو ۔ (۳۷) اور اب ہماری آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر تم ایک کشتی کی صنعت شروع کرو اور ہماری وحی کے مطابق عمل کرتے جاؤ اور دیکھو جن لوگوں نے خالص احکام خدا کو اختیار نہ کیا تھا (۴۷تا۴۴/۵) ان کی سفارش بلکہ ذکر تک مجھ سے اب نہ کرنا یقیناً اب وہ ڈوب کر مریں گے (۳۸) اور اس کے بعد نوحؑ نے کشتی بنانے کا کام جاری کر دیا۔ تو جب اس کی قوم کے مُلّا اس کے پاس سے گزرتے تو نوحؑ کا مذاق اڑاتے تھے۔ لہٰذا نوحؑ نے ان سے کہا کہ اگر تم ہم سے مذاق کرتے ہو تو ہم بھی وقت آنے پر تم سے مذاق کریں گے جس طرح تم آج مذاق اڑا رہے ہو ۔ (۳۹) چنانچہ انہیں بہت جلد اس وقت معلوم ہو گا جب انہیں رسوا کرنے کے لئے عذاب ان پر ٹوٹ پڑے گا اور پھر ان کے لئے مستقل جاری رہنے والا عذاب واجب ہو جائے گا۔ (۴۰) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم نافذ ہو گیا اور پانی کا تنور جوش و خروش سے ابلنے لگا ۔ تو ہم نے نوحؑ کو بتایا کہ ان تمام جانداروں میں سے دو دو جوڑے کشتی میں سوار کر لو

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَيۡتُهٗ

کیا کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اس کو کہہ کہ اگر باندھ لیا ہے میں نے اس کو

فَعَلَىَّ اِجۡرَامِىۡ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا

پس اوپر میرے ہے گناہ میرا اور میں بے تعلق ہوں اس چیز سے کہ

تُجۡرِمُوۡنَ ۝٣٥ ع وَاُوۡحِىَ اِلٰى نُوۡحٍ اَنَّهٗ لَنۡ يُّؤۡمِنَ

گناہ کرتے ہو تم اور وحی کی گئی طرف نوحؑ کی یہ کہ وہ ہرگز نہ ایمان لاویں گے

مِنۡ قَوۡمِكَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ فَلَا تَبۡتَٮِٕسۡ بِمَا كَانُوۡا

قوم تیری سے مگر جو تحقیق ایمان لا چکے پس غم مت کھا ساتھ اس چیز کے کہ

يَفۡعَلُوۡنَ ۝٣٦ ۚ وَاصۡنَعِ الۡـفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا وَلَا

ہیں کرتے اور بنا کشتی ساتھ آنکھوں ہماری کے اور وحی ہماری کے اور مت

تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ۝٣٧ وَ

گفتگو کر بیچ ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں تحقیق وہ ڈبائے جاویں گے اور

يَصۡنَعُ الۡـفُلۡكَ ۚ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيۡهِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ سَخِرُوۡا

بناتا تھا نوحؑ کشتی کو اور جب گزرتے اوپر اس کے سردار قوم اس کی کے ٹھٹھا کرتے

مِنۡهُ ؕ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ

اس سے کہا اگر تم ٹھٹھا کرتے ہو ہم سے پس ہم بھی ٹھٹھا کریں گے تم سے

كَمَا تَسۡخَرُوۡنَ ۝٣٨ؕ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ

جیسا ٹھٹھا کرتے ہو تم پس البتہ جانو گے تم کون شخص ہے کہ آوے گا اس کے پاس

عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَيَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ۝٣٩

عذاب کہ رسوا کریگا اس کو اور اتر آویگا اوپر اس کے عذاب ہمیش رہنے کا

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ قُلۡنَا احۡمِلۡ

یہاں تک کہ جب آیا حکم ہمارا اور جوش مارا پانی نے تنور میں سے کہا ہم نے چڑھا لے

---

(۷) آیت (۳۷ / ۱۱) میں انبیاؑ کی آنکھیں اللہ کی اپنی آنکھیں ہوتی ہیں ۔ اس آیہ مبارکہ میں یہ بات نوٹ کر لینا چاہئے کہ نبیوںؑ کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں ہوتی ہیں اور ان کے ماتحت اور نگرانی میں ہونے والے تمام کام اللہ کے کئے ہوئے کام ہوتے ہیں ۔ ان کے ہاتھوں ، پیروں اور قلب ودماغ سے غلطی ناممکن ہے ۔ اس لئے کہ وہ ہر وقت ظہور خداوندی اور ہدایات (وحی) خداوندی کا مرکز رہتے ہیں ۔ یہاں یاد کیجئے کہ اللہ نے کہا تھا کہ :" تم موسیٰؑ کو تابوت میں

فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَ اَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ
بیچ اس کے ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اہل اپنے کو مگر جن پر چل چکی پہلے سے
الۡقَوۡلُ وَ مَنۡ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ
بات اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں اور نہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے
اِلَّا قَلِيۡلٌ ۝ وَ قَالَ ارۡكَبُوۡا فِيۡهَا بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖٮهَا
مگر تھوڑے اور کہا نوحؑ نے سوار ہو بیچ اس کے ساتھ نام اللہ کے ہے چلنا اس کا
وَ مُرۡسٰٮهَا ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۴۱ وَ هِىَ تَجۡرِىۡ
اور تھمنا اس کا تحقیق رب میرا البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہ بھی چلتی تھی
بِهِمۡ فِىۡ مَوۡجٍ كَالۡجِبَالِ ۚ وَ نَادٰى نُوۡحُ
ساتھ ان کے بیچ موجوں کے مانند پہاڑوں کی اور پکارا نوح علیہ السلام نے
ۨابۡنَهٗ وَ كَانَ فِىۡ مَعۡزِلٍ يّٰبُنَىَّ ارۡكَبْ مَّعَنَا وَ
بیٹے اپنے کو اور تھا وہ بیچ کنارے کے اے بیٹے میرے چڑھ لے ساتھ ہمارے اور
لَا تَكُنۡ مَّعَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝۴۲ قَالَ سَاٰوِىۡۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعۡصِمُنِىۡ
مت ہو ساتھ کافروں کے کہا شتاب جگہ پکڑ لیتا ہوں طرف پہاڑ کی کہ بچا لے گا مجھ کو

و امالۃ الرا، ۱۲ ، ق، حفص بفتح المیم

جن میں نر و مادہ ہوتے ہیں اور جن کے لئے پہلے سے نشاندہی ہوچکی ہے ان کے علاوہ اپنے تمام اہل و عیال کو بھی ساتھ لے لو اور تمام مومنین کو بھی سوار کر لو۔ اور وہ بہت تھوڑے سے لوگ تھے جو اس وقت تک نوحؑ پر ایمان لائے تھے۔ (۴۱) اور نوحؑ نے کہا کہ میرے سب ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں۔ یہ کشتی اللہ کے نام سے چلے گی اور اسی کے نام سے رکے گی ۔ اور یقیناً میرا پروردگار تحفظ فراہم کرنے والا رحم فرمانے والا ہے ۔ (۴۲) اور پھر کشتی انہیں لے کر روانہ ہو گئی۔ اور موجیں پہاڑوں کی طرح اٹھ رہی تھیں نوحؑ نے اپنے بیٹے کو آواز دی کہ بیٹے چلے آؤ اور جلدی سے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور حق چھپانے والوں کے ساتھ نہ رہ جاؤ ۔ (۴۳) نوحؑ کے بیٹے نے دور فاصلے سے جواب دیا کہ میں سامنے والے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے پانی میں ڈوبنے سے بچا لے گا ۔

بند کر کے دریا میں ڈال دو پھر ہم اسے ایسے کنارے پر پہنچا دیں گے جہاں موسیٰ کو موسیٰ کا اور میرا دشمن دریا سے نکال لے گا ۔

(۷۔الف) موسیٰؑ کی پرورش اللہ کی آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ اور اے موسیٰؑ پھر میں نے تم سے اپنی محبت وابستہ کردی (وَلِتُصۡنَعَ عَلٰى عَيۡنِىۡ) تاکہ تمہیں میری آنکھوں کے سامنے پالا پوسا اور تربیت دے کر میرے لئے تیار کیا جائے"(طٰہٰ ۳۹ / ۲۰) پھر فرمایا کہ: وَاصۡطَنَعۡتُكَ لِنَفۡسِىۡ ۝۴۱ (طٰہٰ) میں نے تجھے اپنی ہنر مندی و صنعتکاری سے اپنی ذات کے لئے تیار کیا تھا۔ اور ہم بتا چکے ہیں کہ یہ سب کچھ فرعون اور اس کی زوجہ کے ہاتھوں انجام پایا تھا لہٰذا ان دونوں کے قلب وذہن وہاتھ پیر اللہ کے اشاروں پر کام کر رہے تھے۔

(۸) آیات (۲۸، ۲۷ / ۱۱) میں قوم نوحؑ کے مُلّا اور ان کے عقائد۔ ہم نے قارئین کے لئے تمام اقوام کے مُلّاؤں اور ان کے نظام مشاورت اور اسمبلیوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ (سورۂ یونس تشریح نمبر ۱۳) یہاں حضرت نوحؑ کی قوم کے قدیم ترین مُلّوں کا ذکر ہوا ہے ۔ جو نبیوںؑ کو اپنے مانند بشر سمجھتے تھے اور اس لئے ان کی اطاعت کے منکر تھے اور مومنین کو جہلا اور گھٹیا درجہ اور رذیل طبقہ کے جھوٹے لوگ سمجھتے تھے ۔ اور یہی عقائد قریش کے مُلّاؤں میں موجود تھے اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کے مُلّاؤں میں بھی اختیار کئے گئے فرق یہ ہوا کہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ ان شیطانی عقائد کو موڈرن بنا کر ان پر تقدس کے غلاف چڑھا دیئے گئے ۔ یعنی نبیؑ کی کئی ایک حیثیتیں بنا دی گئیں نمبرا ۔ نبی بحیثیت نبیؑ ۲۔ نبیؑ بحیثیت انسان ۳۔ نبیؑ بحیثیت مرکز ملت اور یوں نبیؑ کے احکام میں انکار و اختلاف کا دروازہ کھول دیا جو آج تک کھلا ہے۔

(۹) آیات (۴۶، ۴۵، ۴۲ / ۱۱) میں غلط حرف گیری کر کے "اِبۡنٌ" کو "وَلَدٌ" بنا دیا۔ قومی علما کی پہلی کوشش یہ

نوحؑ نے کہا کہ آج کوئی چیز بھی اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرما کر اسے بچا لے۔ اتنے میں ایک موج درمیان میں حائل ہو گئی۔ چنانچہ وہ ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا۔ (۴۴) اور حکم دیا گیا کہ اے زمین تو اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان بارش بند کردے اور طوفانی پانی کو اتار دیا گیا اور اللہ کا فیصلہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اور منادی ہو گئی کہ احکامِ خداوندی میں ملاوٹ کرنے والی قوم کو فنا کر دیا گیا۔ (۴۵) اور نوحؑ نے اپنے پروردگار کو پکارا اور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری اہلیہ کا بیٹا یقیناً تیرے سچے وعدے میں داخل ہو گا؟ اور ویسے تو تو ہی سب فیصلہ کرنے والوں اور حکم دینے والوں سے بڑا اور صحیح فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور تیرا حکم ہی آخری حکم ہے۔ (۴۶) ہم نے کہا کہ اے نوحؑ (ہمارا وعدہ تو سچا ہے) مگر وہ تیرے کنبے اور ہمارے وعدے میں داخل نہیں ہے یقیناً اس کے اعمال تخریب پر مبنی رہے ہیں۔ چنانچہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس کے متعلق حقیقی علم نہ ہونے کے باوجود مجھ سے اس کے بچانے کی درخواست نہ کرنا تاکہ

مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ

پانی سے کہا نہیں بچانے والا کچھ آج کے دن حکم خدا کے سے مگر جس کو رحم کرے

وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

اللہ اور حائل ہو گئی درمیان ان دونوں کے موج پس ہو گیا ڈوبنے والوں سے

وَ قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَ

اور کہا گیا اے زمین نگل جا پانی اپنا اور اے آسمان بس کر یعنی تھم اور

غِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ

خشک کیا گیا پانی اور تمام کیا گیا کام اور لگی وہ کشتی اوپر جودی پہاڑ کے اور کہا گیا

بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ

لعنت ہو جیو واسطے قوم ظالموں کے اور پکارا نوحؑ نے پروردگار اپنے کو پس کہا

رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

اے پروردگار میرے تحقیق بیٹا میرا اہل میری سے ہے اور تحقیق وعدہ تیرا سچ ہے

وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ

اور تو بہتر حکم کرنے والا ہے سب حکم کرنے والوں سے کہا اے نوحؑ تحقیق وہ

لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ٘ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ

نہیں ہے اہل تیرے سے تحقیق اس کا عمل ہے ناشائستہ پس مت سوال کر مجھ سے

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ

اس چیز کا کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اس کے علم تحقیق میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو

ہوتی ہے کہ جہاں موقع ملے انبیاء علیہم السلام میں کوئی نقص نکال دیا جائے چنانچہ چودہ سو سال سے حکومت کی سطح سے اور حکومت کی قوت سے یہ ڈھنڈورا پیٹا اور باور کرایا جاتا رہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا طوفان میں ڈوب کر مرا تھا اور یہ کہ وہ کافر تھا۔ حالانکہ اس ناپاک و ناہنجار تصور اور پروپیگنڈے کے خلاف صحیح احادیث میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ وہ ڈوبنے والا شخص ہرگز حضرت نوحؑ کا بیٹا نہ تھا۔ ہم چونکہ قرآن کی تشریحات کو قرآن ہی کی آیات اور داخلی شہادات سے پیش کرنا پسند کرتے ہیں اس لئے یہاں مندرجہ بالا آیات کے وہ پہلو سامنے لاتے ہیں جن سے یہ ماننا پڑے گا کہ وہ شخص حضرت نوحؑ کے صلب یا نطفے سے پیدا شدہ بیٹا نہ تھا۔ لہٰذا غور فرمائیں اور تصدیق یا تردید کریں۔

(۹۔ الف) قرآن کی داخلی شہادت کہ ڈوبنے والا شخص حضرت نوحؑ کا صلبی بیٹا نہ تھا۔ پہلے یہ دیکھیں کہ جو کچھ حضرت نوحؑ نے کہا اللہ نے اس کی نہ صرف نفی کر دی بلکہ حضرت نوح کو حقیقت سے لاعلم اور جہالت کے قریب قریب قرار دیا ہے۔ اور یہ اکیلی نفی کافی ہے اہل عقل و اہل ایمان کے لئے اللہ نے بیٹا تو الگ اس کو نوکروں چاکروں اور تمام قسم کے "اہل" سے بھی خارج قرار دیا ہے۔ (۴۷-۴۶/ ۱۱)

تم جاہلوں میں سے نہ ہو جاؤ ۔ (۴۷) نوحؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پالنے والے میں تیرے حضور ایسا سوال کرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کا مجھے علم نہ ہو اور اب اگر تو نے مجھے (اس شخص کو اپنا بیٹا کہنے اور تیرے وعدے میں شریک سمجھنے سے) مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میں گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا ۔ (۴۸) ہماری طرف سے جواب میں نوحؑ سے کہا گیا کہ اے نوحؑ تم ہماری طرف سے سلام اور سلامتی اور ہماری برکتیں لے کر اترو جو تم پر اور ان تمام اُمتوں پر برقرار رہیں گی جو کشتی میں تمہارے ساتھ ہیں اور جنہیں تم نے انتخاب کرکے عزت بخشی ہے ۔اور ان ہی میں سے دوسری ایسی اُمتیں بن جائیں گی کہ جن کو ہم جلد ہی دنیاوی فوائد پہنچائیں گے۔ پھر ان سے ہمارا دردناک عذاب وابستہ ہوجائے گا۔ (۴۹) وہ تمام حالات اپنی گہرائی اور تفصیل میں پردۂ غیب کے پیچھے کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کررہے ہیں تم اور تمہاری یہ قوم وحی کئے جانے سے پہلے ان الفاظ میں اور اس مصدقہ تفصیل کو نہیں جانتے تھے چنانچہ اے رسُول تم اپنی قوم کے مقابلہ میں صبر سے کام لو انجام کار تو متقین ہی کے حق میں ہوا کرتا ہے ۔ (۵۰) اور نوحؑ ہی کی طرح ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی اور معبود نہیں ہے اور جو کچھ تم نے طے کیا ہوا ہے وہ خود ساختہ پرداختہ ایجاد کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔

اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ

یہ کہ ہوجاوے تو جاہلوں سے کہا اے پروردگار میرے تحقیق میں پناہ

بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِیْ

پکڑتاہوں ساتھ تیرے یہ کہ سوال کروں میں تجھ سے وہ چیز کہ نہیں مجھ کو

بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ

ساتھ اس کے علم اور اگر نہ بخشے گا تو مجھ کو اور نہ رحم کرے گا تو مجھ کو

اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ

ہوجاؤں گا میں ٹوٹا پانے والوں سے کہا گیا اے نوحؑ اتر ساتھ سلامتی کے

مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ

ہماری طرف سے اور برکتوں کے اوپر تیرے اور اوپر اُمتوں کے ان لوگوں میں

مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

سے کہ ساتھ تیرے ہیں اور اُمتیں ہوں گی کہ البتہ فائدہ دیں گے ہم ان کو

ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ

پھر لگے گا ان کو ہماری طرف سے عذاب درد دینے والا یہ خبروں غیب کی سے

نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَ لَا

ہے کہ وحی کرتے ہیں ہم ان کو طرف تیری نہ تھا تو جانتا ان کو تو اور نہ

قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕۛ فَاصْبِرْ ؕۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

قوم تیری پہلے اس سے پس صبر کر تحقیق آخر کار واسطے پرہیز گاروں کے ہے

الوقف علی فاصبر احسن والیق ۱۲ — معانقة ۹

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

اور طرف عاد کی بھائی ان کے ہودؑ کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو نہیں

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے نہیں تم مگر جھوٹ باندھ لینے والے

---

(۲) پھر یہ دیکھیں کہ اس شخص نے جواب میں حضرت نوحؑ کو اپنا باپ یا والد نہیں کہا اور نہ کوئی دوسرا لفظ استعمال کیا جس سے آپس کے رشتہ کا پتہ چلتا۔ معلوم ہوا کہ حضرت نوح نے یک طرفہ طور پر بیٹا کہا تھا۔ لیکن حقیقتاً وہ صلبی فرزند نہ تھا۔
(۳) اللہ نے فرمایا تھا کہ جن لوگوں کے متعلق پہلے ہی بات ہو چکی ہے ان کو چھوڑ کر باقی تمام متعلقین یعنی ”اہل“ کو اور مومنین کو کشتی میں سوار کر لو۔(۴۰ / ۱۱) اس لئے ضروری تھا کہ حضرت نوحؑ سب سے پہلے اپنے اہل میں سے اپنی ازواج

يٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا ؕ اِنۡ

اے قوم میری نہیں سوال کرتا میں تم سے اوپر اس کے مزدوری کا نہیں

اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىۡ فَطَرَنِىۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝۵۱ وَ

مزدوری میری مگر اوپر اس شخص کے کہ پیدا کیا مجھ کو کیا پس نہیں سمجھتے تم اور

يٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ

اے قوم میری بخشش مانگو پروردگار اپنے سے پھر توبہ کرو طرف اس کی

يُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا وَّ يَزِدۡكُمۡ قُوَّةً اِلٰى

بھیج دیوے گا آسمان کو اوپر تمہارے برسنے والا اور زیادہ دے گا تم کو زور طرف

قُوَّتِكُمۡ وَ لَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ۝۵۲ قَالُوۡا يٰهُوۡدُ مَا جِئۡتَنَا

زور تمہارے کی اور مت پھر جاؤ گناہگار ہو کر کہا انہوں نے اے ہودؑ نہیں لایا تو

بِبَيِّنَةٍ وَّ مَا نَحۡنُ بِتَارِكِىۡۤ اٰلِهَتِنَا عَنۡ قَوۡلِكَ

ہمارے پاس کچھ دلیل ظاہر اور نہیں ہم چھوڑنے والے معبودوں اپنے کو کہنے تیرے سے

(۵۱) اے میری قوم میں تم سے تبلیغ و ہدایت پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا اس لئے کہ میرا اجر تو اس ہستی کے ذمہ ہے جس نے مجھے یہ فطرت عطا کی ہے کیا تم اپنی عقل سے کام نہیں لیتے ۔ (۵۲) اور اے میری قوم تم لوگ خدا سے بخشش طلب کرو پھر اس سے اصلاح اور توجہ مانگو وہ خوش ہو گا تو تمہارے لئے آسمانوں سے بارشیں برسائے گا اور تمہاری قوت و قدرت میں مزید قوت و قدرت کا اضافہ کرے گا اور دیکھو مجرمانہ انداز میں ولایت قائم کرنے میں مصروف نہ رہو ۔ (۵۳) ھودؑ کی قوم کے لیڈروں نے کہا کہ اے ھودؑ تم ہمارے سامنے کوئی کھلی ہوئی واضح دلیل پیش نہیں کر سکے اور ہم صرف تیری باتوں پر اعتماد کر کے اور ان کو غلطی سے پاک مان کر اپنے راہنما معبودوں کو ترک کرنے والے نہیں ہیں اور نہ تیرے

و اولاد کو سوار کرتے پھر ۲۔ باقی " اہل " کو یعنی نوکروں چاکروں اور دور پار کے عزیز رشتہ داروں کو سوار کرتے ۳۔ پھر مومنین کو سوار کر کے ۴۔ خود کشتی میں سوار ہوتے ۔ اور یقیناً آپؑ نے ایسا ہی کیا تھا ۔ اور سوار کرتے وقت اس شخص کا شمار نہ خاندان کے افراد میں ہوا نہ نوکروں اور خادموں میں اس کا غائب ہونا معلوم ہوا نہ وہ مومنین کے سوار ہوتے وقت کسی کو یاد آیا ۔ حالانکہ مومنین کی تعداد بھی نہایت کم تھی (۴۰ / ۱۱) ادھر ازواج و اولاد کا بھی کوئی غول نہ تھا کل چار پانچ افراد تھے اس لئے کسی فرد کا نظر انداز ہو جانا ممکن نہ تھا ۔

(۴) اگر وہ شخص حضرت نوحؑ کا بیٹا ہوتا تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ کشتی روانہ ہونے سے پہلے پہلے اس کی ماں اور اس کے بھائی یا خادم لوگ اس کا ذکر حضرت نوحؑ سے نہ کرتے ۔ حالانکہ کشتی روانہ ہو چکی ہے بلند ہوتی جا رہی ہے پہاڑوں سے اونچی موجیں اٹھ رہی ہیں اور اس بیٹے کا نہ حضرت نوحؑ کو خود خیال آتا ہے نہ کوئی عزیز، رشتہ دار یا زوجہ اور اولاد یاد دلاتے ہیں اور وہ ماں بھی یاد نہیں دلاتی جس کا بیٹا ہونے پر ایک روایت اور ایک لفظ کے لچکدار معنی اشارہ کرتے ہیں ۔ یعنی اگر وہ کسی عورت کے ساتھ آیا ہوا کسی دوسرے شخص کا صلبی بیٹا تھا بھی تو اس کا ابتدا سے انتہا تک اپنی ماں سے اس دوسرے نکاح کی وجہ سے ناراض اور قطعاً الگ رہنا اور بھلا دیا جانا ثابت ہے ۔

(۵) اللہ کی ہدایت ، اعلان اور تنبیہہ و تاکید کے بعد حضرت نوحؑ اور ان کے خاندان اور ساتھیوں پر لازم تھا کہ وہ کشتی میں سوار ہونے والے ہر ہر شخص کا منہ دیکھ کر پہچان کر سوار کرتے تاکہ ابلیس کے جاسوسوں میں سے کوئی سوار نہ ہو جائے اور کوئی حقدار محروم نہ رہ جائے اور اللہ کا انتظام مکمل طور پر انجام کو پہنچے ۔ لہٰذا ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی غلط آدمی سوار ہو جاتا اور کوئی ایماندار یا بیٹا سوار ہونے سے محروم رہ جاتا یا کوئی شخص لاپتہ رہ جاتا ۔

(۶) جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں لکھا ہے ۔ ممکن ہے کہ وہ شخص حضرت نوحؑ کی کسی زوجہ کے ساتھ آیا ہوا پہلے شوہر کا بیٹا ہو اس لئے کہ لفظ " اہل " کے معنی زوجہ یا اہلیہ بھی ہوتے ہیں ۔ جیسا کہ قرآنی الفاظ کے قدیم ترین ماہر جناب راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ " وَعُبِّرَ بِاَهۡلِ الرَّجُلِ عَنِ اِمۡرَأَتِهٖ " یعنی کسی شخص کے " اہل " سے مراد اس کی زوجہ ہوتی ہے " اور یہی

اقوال کی بناپر تجھ پر ایمان لانے کو تیار ہیں ۔ (۵۴) ہم اس کے سوا کسی اور نتیجے اور فیصلے پر نہیں پہنچے کہ تیرے غلط اقوال و عقائد کی وجہ سے ہمارے معبودوں میں سے کسی معبود نے ناراض ہو کر تجھے آسیب زدہ اور مجنون کردیاہے۔ ھودؑ نے جواب میں کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرکے کہتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان سب رہنماؤں لیڈروں اور معبودوں سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں ۔ جنہیں تم دین و اطاعت میں اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہو۔ (۵۵) لہٰذا تم سب مل کر میرے ساتھ اپنی تمام مکارانہ چالیں چلواور میرے ساتھ کسی قسم کی کوئی رعایت نہ کرو

وَ مَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۳﴾ اِنۡ نَّقُوۡلُ اِلَّا

اور نہیں ہم واسطے تیرے ایمان لانے والے نہیں کہتے ہم مگر یہ کہ

اعۡتَرٰىكَ بَعۡضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوۡٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ

آسیب پہنچایا تجھ کو بعضے معبودوں ہمارے نے ساتھ برائی کے کہا کہ میں

اُشۡهِدُ اللّٰهَ وَ اشۡهَدُوۡۤا اَنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا

شاہد کرتاہوں اللہ کو اور تم بھی شاہد رہو تحقیق میں بھی بیزار ہوں اس چیز سے

تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۵۴﴾ مِنۡ دُوۡنِهٖ فَكِيۡدُوۡنِیۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ لَا

کہ شریک لاتے ہو تم سوائے اس کے پس مکر کرو تم مجھ سے سب پھر مت

کہا تھا جناب نوح علیہ السلام نے کہ "إِنَّ ٱبۡنِي مِنۡ أَهۡلِي" "یقیناً میرا بیٹا میرے اہل سے ہے" یعنی "یہ میری اہلیہ کی وجہ سے میرا بیٹاہے" ورنہ بیٹا ، یا باپ ، یا بیٹی کہنے کے بعد "میرے اہل سے" (مِنۡ أَهۡلِي) کہنے کی ضرورت رہتی ہی نہیں ہے ۔ اور قرآن کا کوئی جملہ بلاضرورت بلاوجہ اور بے معنی ہو نہیں سکتا اس لئے لفظ "اِبۡنٌ" کی وضاحت اور تحقیق کے لئے یہ بتانا پڑا کہ وہ بیٹا جو میری زوجہ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے میرا بیٹا ہوتاہے۔"

(۷) یہ ایک مسلّمہ اصول ہے کہ ہر نبیؑ اپنی اُمت کا باپ بھی ہوتا ہے ۔ اس لئے وہ اُمت کے بیٹوں اور بیٹیوں کو اپنا بیٹا یا بیٹیاں کہہ دیتا ہے (ھود ۹۔۸۔۷۷ / ۱۱) اور (حجر ۱۷ / ۱۵) اور (احزاب ۴۰ ،۳۷،۵،۴ / ۳۳) اور قرآن اس پر بولتا ہوا گواہ ہے ۔

(۸) الفاظ ۱۔ اِبۡنٌ ۲۔ بَنُو ۳۔ بَنِي ۴۔ بُنَيَّ کی بنیاد یا مادہ (ب ن ی) ہے اور یہ الفاظ ہر اس چیز کے لئے بولے جاتے ہیں جو کسی طرح بھی اہل معاملہ سے متعلق اور اہمیت رکھتی ہو ۔ (دیکھو مفردات راغب اصفہانی وغیرہ) اور یہ الفاظ ہرگز لفظ "وَلَدٌ" کا سو فیصد بدل نہیں ہوتے لہٰذا حضرت نوحؑ نے اس شخص کو بیٹا بمعنی ۔ وَلَدٌ نہیں کہا ہے ۔ اور وَلَدٌ یقیناً صلبی بیٹے کو کہا جاتا ہے ۔ورنہ اِبۡنٌ کے معنی میں ہم ہر بچہ کو اور اپنے سے بہت کم عمر کے ہر شخص کو بیٹا کہتے ہیں اور یہ سن کر اس کے ماں باپ ہم سے خوش ہوتے ہیں اگر ہم بیٹا وَلَدٌ کے معنی میں کہیں تو اس کے والدین اسے تہمت اور گالی سمجھنے پر مجبور ہوں گے اور اگر موقع ملے تو مار مار کر اِبۡنٌ اور وَلَدٌ کے معنی سمجھائے بغیر نہ رہیں گے ۔ لہٰذا :

(۹) نویں بات پہلی بات کی تائید میں ہے کہ حضرت نوحؑ اقرار کرتے ہیں اور شرمندہ ہو کر اور خود کو خطرہ میں سمجھ کر مانتے ہیں کہ واقعی مجھے اس شخص کے بیٹا ہونے اور تیرے وعدہ کا حقدار سمجھنے میں تیرے برابر کا حقیقی علم نہ تھا اور اسے بیٹا وغیرہ کہنا غلط تھا لہٰذا مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر آئندہ میں ایسی بات نہ کہوں گا جس کا مجھے حقیقی علم نہ ہو گا ۔

تعجب ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اللہ و رسولؑ کی نفی کے بعد بھی یہ کہا کہ :

(۱) "علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ وہ نوحؑ کا لڑکا تھا اور حلال زادہ تھا۔"

(۲) "جو سنی کہتے ہیں کہ وہ نوح علیہ السلام کا بیٹا نہ تھا (وہ سُنی علما قابل صد مبارکباد و بخشش ہیں ۔ جنہوں نے نبیؐ کا دامن صاف رکھا ۔ احسن) غلط کہتے ہیں ۔ بلکہ وہ ان ہی کا بیٹا تھا۔"

(۳) "اور شیعوں کی بعض معتبر حدیثوں میں جو وارد ہواہے کہ وہ نوحؑ کا فرزند نہ تھا۔ وہ یا تو تقیہ پر محمول ہیں یا اس پر کہ وہ نوحؑ کی بیوی کا شوہر اوّل سے بطریق حلال پیدا شدہ (بیٹا) تھا۔"

یہ تینوں باتیں لکھنے والے جناب علامہ محمد باقر مجلسی ہیں (کتاب ترجمہ حیات القلوب حصہ اوّل صفحہ ۱۷۲) ہمارے نزدیک نہ کوئی نبیؑ کافر کے نطفے سے ہو سکتاہے اور نہ نبیؑ کے نطفے سے کوئی کافر و ملعون پیدا ہو سکتا ہے ۔ لیکن قارئین کو اختیار ہے کہ وہ ہماری بات مانیں یا نہ مانیں ہم وہ کچھ لکھتے ہیں جسے صحیح سمجھتے ہیں اور جو قرآن کے یا معصومؑ کے اپنے الفاظ کے اوّلین

تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَ

ڈھیل دو مجھ کو تحقیق میں نے توکل کیا اوپر اللہ کے پروردگار اپنے کے اور

رَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ

پروردگار تمہارے کے نہیں کوئی چلنے والا مگر وہ پکڑ رہا ہے پیشانی اس کی

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ

تحقیق پروردگار میرا اوپر راہ سیدھی کے ہے پس اگر پھر جاؤ تم پس تحقیق

اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ ؕ

پہنچا دی ہے میں نے تم کو وہ چیز کہ بھیجا گیا تھا میں ساتھ اس کے طرف تمہاری

وَ یَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۚ وَ لَا تَضُرُّوْنَهٗ

اور جانشین کر ڈالے گا رب میرا کسی قوم کو سوائے تمہارے اور نہ ضرر کرو گے

شَیْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۵۷﴾ وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

اس کو کچھ تحقیق پروردگار میرا اوپر ہر چیز کے نگہبان ہے اور جب آیا حکم ہمارا

نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

نجات دی ہم نے ھودؑ کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے رحمت

مِّنَّا ۚ وَ نَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾ وَ تِلْكَ عَادٌ ۙۗ

کے اپنی طرف سے اور نجات دی ہم نے ان کو عذاب گاڑھے سے اور یہ تھے عاد

نہ مجھے دفاع کا موقع دو (۵۶) میں نے تمہارے سرداروں لیڈروں اور معبودوں کے مقابلے میں اپنے اللہ اور اپنے اور تمہارے پروردگار پر بھروسہ کر رکھا ہے۔ اس لئے میں تم سے نہیں ڈرتا ۔ وہ اللہ ہی ہے کہ کائنات میں کوئی ایسا جاندار نہیں ہے جس کی پیشانی اللہ کے قابو میں نہ ہو اور یقیناً میرا پروردگار صراط مستقیم پر متوجہ ہے ۔ (۵۷) چنانچہ پھر بھی اگر تم اپنی ولایت پر جمے رہو تو میں نے تمہیں وہ تمام پیغامات و ہدایات پہنچا دی ہیں جنہیں دے کر مجھے بھیجا گیا تھا اور اب میرا پروردگار تمہاری جگہ تمہارے علاوہ ایک دوسری قوم کو خلافت دیدے گا اور تم خلافت چھیننے پر اللہ کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ میرا رب ہر ہر چیز کا محافظ ہے ۔ (۵۸) اور جب ہمارا فیصلہ کن حکم نافذ ہوا تو ہم نے اپنی رحمت کے ذریعہ سے ھودؑ اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اس گھنے عذاب سے نجات دے دی۔ (۵۹) یہ تھا قوم عاد کا مختصر سا قصہ جنہوں نے آیات خداوندی کی

اور بنیادی معنی سے سمجھ میں آئے ۔ ہم شیعہ یا سنی ذہن لے کر قرآن سے تحقیق کرنے نہیں بیٹھتے ۔ تحقیق کے وقت ہمارا کوئی مذہب و مسلک نہیں ہوتا ۔ قرآن یا کلام اللہ یا کلام معصومؑ جو کچھ دیتا ہے وہ لیتے جاتے ہیں اور اسی کو اپنا عقیدہ اور مذہب بناتے اور اختیار کرتے چلے جاتے ہیں ۔ اور کسی کی پرواہ ہرگز نہیں کرتے ۔

(۹ ۔ ب) اِبْنٌ ، اَبْنَآءٌ اور بَنَاتٌ کا تعلق آنحضرتؐ کی پوزیشن بھی صاف کرتا ہے۔ ہمارے رسولؐ کے متعلق قرآن نے کہا ہے کہ :

" محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے" (مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ ﴿۴۰﴾ الأحزاب) اور یہ بھی فرمایا کہ :" (فَقُلْ تَعَالَوْاْ نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ ﴿۶۱﴾ آل عمران) کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلا لو " اگر آپ کو اِبْنٌ اور وَلَدٌ کا وہ فرق تسلیم نہیں جو سچ مچ ان میں ہے اور جو ہم نے صاف کر دیا ہے تو ان دونوں آیات میں تضاد و اختلاف ماننا لازم آتا ہے یعنی رسولؐ اللہ دو بیٹوں (حسن و حسین علیہما السلام) کے باپ بھی تھے اور کسی کے باپ نہیں بھی تھے ۔ پھر واقعات کے خلاف یہ بھی ماننا ہو گا کہ عیسائی علما کے ساتھ ان سب کے بیٹے بھی تھے۔ حالانکہ وہ چند مرد تھے اور اپنے ساتھ اپنے بیٹوں اور ازواج کو لے کر نہ آئے تھے ۔ اور بیٹے ساتھ ہی نہیں تو یہ کیوں کہا کہ تم اپنے بیٹوں کو بلا لو؟ معلوم ہوا کہ :

(۱) حسنین علیہما السلام بیٹے (اَبْنَآءٌ) تو تھے مگر صلبی بیٹے (وَلَدٌ) نہ تھے ورنہ یہ بڑی شرمناک گالی ہوتی لہٰذا کہا یہ گیا کہ اسلام

جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ عَصَوْا

کہ انکار کیا انہوں نے ساتھ نشانیوں پروردگار اپنے کے اور نافرمانی کی

رُسُلَهٗ وَ اتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾

پیغمبروں اس کے کی اور پیروی کی انہوں نے حکم ہر سرکش عناد کرنے والے کی

وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ

اور پیچھے ان کے بھیجی گئی بیچ اس دنیا کے لعنت اور دن قیامت کے خبردار ہو

اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

تحقیق عاد نے کفر کیا ساتھ پروردگار اپنے کے خبردار ہو لعنت ہے واسطے عاد کے

قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ

قوم ھودؑ کے اور طرف ثمود کی بھائی ان کے صالح کو کہا اے قوم میری

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ

عبادت کرو اللہ کو نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے اس نے پیدا کیا

مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ

تم کو زمین سے اور آباد کیا تم کو بیچ اس کے پس بخشش مانگو اس سے پھر

نسبت ، ناقدری ، ناشکری اور بے یقینی کا رویہ جاری رکھا تھا اور اللہ کے رسولوں کی نافرمانی کی اور جن لوگوں کی فرمانبرداری، اطاعت اور پیروی کی وہ سب اللہ کے مخالف ، جابر اور دشمنی رکھنے والے کینہ پرور لوگ تھے ۔ (۶۰) آخرکار اس دنیا میں بھی ان پر لعنت مسلط رہی اور قیامت میں بھی لعنت ان کا پیچھا کرتی رہے گی۔ خبردار ہو جاؤ کہ ھودؑ کی قوم عاد نے اپنے پروردگار کے حقائق کو قطعاً چھپا لیا تھا۔ اس لئے یہ قوم بہت ذلیل حالت میں انسانیت سے دور پھینک دی گئی ۔ (۶۱) اور قوم ثمود کی طرف صالحؑ پیغمبر کو بھیجا گیا اور انہوں نے کہا تھا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے علاوہ کوئی اور معبود اور عبادت کا مستحق نہیں ہے اسی نے تمہیں زمین سے نشو ونما دے کر انسانی صورت میں پیدا کیا ہے اور تمہیں زمین ہی پر آباد کیا۔ اور عمریں عطا کیں ۔ لہٰذا تم اُس سے بخشش طلب کرو پھر اس سے

اور حق کو ثابت کرنے کے سلسلے میں تم ان بنیادوں کو بلا لو جو تمہارے نزدیک دین حقہ کی "بِنَاء" ہوں اور ہم بھی اپنے نزدیک جو "بِنَاء" (لَآاِلٰہَ) اسلام ہوں ان کو بلاتے ہیں ۔(لہٰذا اس مادہ اور مصدر سے لفظ لایا گیا جو اِبْنٌ ۔ اَبْنَآءٌ ۔ بَنِیٌّ اور بُنَیَّ اور بُنْیَانٌ کو جنم دیتے ہیں) اور یہیں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ رسولؐ اللہ سے اللہ کا یہ کہنا کہ تم اپنی ازواج اور بَنَاتٌ وغیرہ کو چادریں اوڑھنے کا حکم دے دو (احزاب ۵۹ / ۳۳) آنحضرتؐ کی صلبی بیٹیوں کے حق میں نہیں بلکہ اُمت کی بیٹیوں کیلئے حکم ہے ۔

(۱۰) اقوام عالم کو آزمائش اور اتمام حجت کے ماتحت خلافت و حکومت ملتی اور چھنتی چلی آئی ہے ۔

آیت (۵۷ / ۱۱) میں حضرت ھود علیہ السلام قوم عاد کو بتا رہے ہیں کہ اب وہ وقت آگیاہے کہ اللہ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو حکومت وخلافت عطا کر دے گا اس لئے کہ تم اپنی خودساختہ ولایت کو خود چھوڑنے والے نہیں ہو اور نہ ہی اپنی خلافت کو احکام خداوندی کی سو فیصد اطاعت پر لگانے والے ہو (۵۷ / ۱۱) اس کے بعد قوم عاد کو تباہ و برباد کر کے پس ماندہ اقوام میں گم کر دیا گیا اور ان کے بعد قوم ثمود کو خلافت دی گئی تھی (اعراف ۷۴ / ۷) لیکن ثمودی مُلّاؤں نے حضرت صالحؑ کی مخالفت کی (۷۵ / ۷) اور وہ قوم تباہ ہوکر رہی (۷۸ / ۷) چونکہ ہر نبیؑ کی اُمت میں برابر اجتہاد جاری رہا اور ابلیس سے کئے ہوئے وعدہ (۱۵۔۱۴ / ۷) کے مطابق ان ابلیسی خلافتوں اور حکومتوں کو اتمام حجت کے لئے موقع پر موقع دیا جاتا رہا اور ایک قوم کو دوسری قوم سے بدلا جاتا رہا۔ یہی صورت حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کے لئے پیش آنا تھی چنانچہ انہیں بھی موقع دیا گیا تھا ان سے پہلے بنی اسرائیل کو خلافت دی گئی تھی (۱۲۹ / ۷) اور کہا گیا تھا کہ تمہیں یہ خلافت تمہارے اعمال کو دیکھنے اور آزمائش کے لئے دی جا رہی ہے ۔جب بنی اسرائیل بھی مجرم اور جہنمی ثابت ہو گئے تو اب رسولؐ کی قوم کا نمبر آیا اور انہیں بھی آزمائش کے لئے خلیفہ بنانے اور حکومت کرنے کا موقع دیا گیا

تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ قَرِیۡبٌ مُّجِیۡبٌ ﴿۶۱﴾

پھر آؤ طرف اس کی تحقیق پروردگار میرا نزدیک ہے دعاقبول کرنے والا

قَالُوۡا یٰصٰلِحُ قَدۡ کُنۡتَ فِیۡنَا مَرۡجُوًّا قَبۡلَ ھٰذَاۤ

کہا انہوں نے اے صالح تحقیق تھا تو بیچ ہمارے امید رکھا گیا پہلے اس سے

اَتَنۡھٰنَاۤ اَنۡ نَّعۡبُدَ مَا

کیا منع کرتا ہے تو ہم کو اس سے کہ عبادت کریں ہم اس چیز کو کہ

یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِیۡ شَکٍّ مِّمَّا

عبادت کرتے تھے باپ ہمارے اور تحقیق ہم البتہ بیچ شک کے ہیں اس چیز سے

تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ مُرِیۡبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ

کہ پکارتا ہے تو ہم کو طرف اس کی قلق میں ڈالنے والی کہا اے قوم میری

اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَ اٰتٰىنِیۡ

کیا دیکھا تم نے اگر ہوں میں اوپر دلیل کے پروردگار اپنے سے اور دی اس نے

مِنۡہُ رَحۡمَۃً فَمَنۡ یَّنۡصُرُنِیۡ مِنَ اللّٰہِ اِنۡ

مجھ کو اپنی طرف سے رحمت پس کون مدد دے گا مجھ کو خداسے اگر

اس کی توجہ کی تمنا کرو یقیناً میرا پروردگار ہرجگہ قریب اور سوال کا جواب دینے والا ہے۔ (۶۲) صالحؑ کی قوم کے دانشوروں نے کہا کہ اے صالحؑ تو تو خود ہمارے درمیان پیدا ہونے اور جوان ہونے والا شخص ہے اور خود ہم سے امیدیں لگائے ہوئے تھا کیا اس صورت حال کے باوجود تو ہمیں ان کی عبادت واطاعت سے منع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جنہیں ہماری ساری قوم اور قوم کے آباؤ اجداد و بزرگ قابل عبادت اور تعظیم سمجھتے اور عبادت کرتے چلے آئے ہیں؟ سنو ہمیں تو تمہاری پوری دعوت اور تحریک ہی کے متعلق شش و پنج میں الجھا دینے والا شک لاحق ہے۔ (۶۳) صالحؑ نے کہا کہ اے قومی دانشورو کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ اگر میں حقیقتاً اپنے پروردگار کی جانب سے واضح دلیل رکھتا ہوں اور اس نے مجھ پر اپنی مہربانی سے نبوت اور تمہاری ہدایت لازم کردی ہے اور میں اس کے باوجود اللہ کی مخالفت اور نافرمانی کروں تو مجھے مدد دے کر اللہ سے کون بچائے گا؟

اور وہی الفاظ فرمائے گئے جو بنی اسرائیل کے لئے کہے گئے تھے۔ (لِنَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ یونس) اور (فَیَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ الأعراف) یہ اس لئے کہ ان کے پاس رسولؐ بھی مثیل موسیٰؑ بھیجا گیا تھا (مزمل ۱۵ / ۷۳) اور خود ان کو بھی بنی اسرائیل کے قدم بقدم چلنے والا بتایا گیا (بخاری) اور انہیں بھی عہد رسولؐ ہی میں بار بار یہ کہا گیا کہ:

"اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلو گے تو تمہیں دردناک عذاب دیا جائے گا اور تمہاری جگہ ایک دوسری قوم تبدیل کر کے لے آئی جائے گی اور تم اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور سن رکھو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی تمہاری قوم کو دوسری قوم سے بدل دینا بھی اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔" اور فرمایا کہ:

"ہاں ہاں یہ وہی مومنین تو ہیں کہ جب انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو کہا جاتا ہے تو تم میں سے وہ بھی ہیں جو کنجوسی کرتے ہیں اور جو کنجوسی کرتے ہیں وہ خود اپنی ذات سے کنجوسی کرتے ہیں اور اللہ تو غنی ہے اور تم سب محتاج اور فقیر ہو اگر تم نے ولایت بازی جاری رکھی تو تم سے ایک دوسری قوم کو بدل لیا جائے گا اور وہ قوم تمہاری مانند نہ ہو گی۔"

پھر یہ بھی کہا کہ: "یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی ہے۔ چنانچہ اگر یہ حق کو چھپاتے رہیں تو ہم نے ایک ایسی قوم کو قرآن و حکمت و نبوت کے لئے وکالت سونپ دی ہے جو ان تینوں چیزوں میں حق کو چھپانے والی نہیں۔" (سورۂ انعام ۹۰ / ۶) یہ تھا قریشی حکومت و خلافت اور پوری قوم

إِلَّا تَنفِرُواْ يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا أَلِيمٗا وَيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيۡـٔٗاۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ التوبۃ

هَٰٓأَنتُمۡ هَٰٓؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ لِتُنفِقُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ فَمِنكُم مَّن يَبۡخَلُۖ وَمَن يَبۡخَلۡ فَإِنَّمَا يَبۡخَلُ عَن نَّفۡسِهِۦۚ وَٱللَّهُ ٱلۡغَنِيُّ وَأَنتُمُ ٱلۡفُقَرَآءُۚ وَإِن تَتَوَلَّوۡاْ يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓاْ أَمۡثَٰلَكُم ﴿٣٨﴾ محمد

تم تو میرے نقصان اور خسارہ میں اضافہ کرنے کے اور کچھ نہیں کرتے ہو۔ (۶۴) اور اے میری قوم میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے ایک اونٹنی بطور معجزہ پیش کرتا ہوں تمہیں چاہئے کہ اسے کوئی اذیت پہنچانے کے لئے ہاتھ نہ لگانا اور اللہ کی اس زمین پر اسے چلنے پھرنے اور کھانے پینے میں رکاوٹ نہ ڈالنا ورنہ بہت جلد تمہیں عذاب بھگتنا پڑے گا۔ (۶۵) چنانچہ نصیحت کے باوجود انہوں نے اس اونٹنی کے پیر کاٹ ڈالے تو صالحؑ نے بتایا کہ اب تمہیں تین دن اپنے گھروں میں رہنے سہنے کا موقع ہے اور اس کے بعد تمہاری تباہی ہے وہ وعدہ جھٹلایا نہیں جاسکتا ہے۔ (۶۶) پھر جب ہمارا حکم نافذ ہو گیا تو ہم نے صالحؑ کو اور ان کے ساتھی مومنین کو اپنی مہربانی سے اس دن کے رسوا کن عذاب سے محفوظ کر دیا تھا۔ اے نبیؐ یقیناً تیرا پروردگار ہی قوی اور بالا دستی رکھنے والا ہے۔ (۶۷) اور جن لوگوں نے حق پوشی جاری رکھی تھی انہیں ایک ہولناک چنگھاڑ نے دہلا دیا اور صبح یوں آئی کہ وہ سب اپنے زانوؤں پر مردہ پڑے تھے۔ (۶۸) اور گویا وہ اپنے ان گھروں میں کبھی سکھ چین اور فارغ البالی سے رہتے ہی نہ تھے۔ خبردار ہو کر سن لو کہ قوم ثمود نے اپنے پروردگار کے حقیقی دین کو چھپایا تھا اور پھر خبردار ہو جاؤ کہ ثمود کی قوم کو نوع انسان سے بعید ترین فاصلوں پر پھینک دیا (۶۹) اور یقیناً ابراہیمؑ کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے بھی آئے تھے جنہوں نے خوشخبری اور سلام پیش کیا تھا اور ابراہیمؑ نے بھی سلام کا جواب دیا تھا اور اُن کو آئے ہوئے ذراسی دیر بھی نہ گزری تھی

عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَ

نافرمانی کروں میں اس کی پس نہ زیادہ کروگے تم مجھ کو سوائے ٹوٹا دینے کے اور

يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

اے میری قوم یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اس کو کہ

تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

کھاتی پھرے بیچ زمین اللہ کے اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو ساتھ برائی کے

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ

پس پکڑے گا تم کو عذاب نزدیک پس پاؤں کاٹ ڈالے اس کے پس کہا

تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

فائدہ اٹھاؤ بیچ گھر اپنے کے تین دن یہ وعدہ ہے نہیں جھوٹ کیا گیا

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پس جب آیا حکم ہمارا نجات دی ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ

تھے ساتھ اس کے رحمت کے اپنی طرف سے اور رسوائی اس دن کی سے تحقیق

رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

پروردگار تیرا وہی ہے زور آور غالب اور پکڑا ان لوگوں کو کہ ظلم کرتے تھے

الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ ۙ كَاَنْ

آواز تند نے پس فجر وہ تھے بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے گویا کہ

لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا

نہ بسے تھے بیچ ان کے خبردار ہو تحقیق ثمود نے کفر کیا تھا رب اپنے سے خبردار ہو

بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ

لعنت ہو جیو ثمود پر اور البتہ تحقیق آئے بھیجے ہوئے ہمارے ابراہیمؑ کے پاس

بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ

ساتھ خوشخبری کے کہنے لگے کہ سلام بھیجتے ہیں ہم کہا سلام ہے پس نہ دیر کی کہ

کا حال جو کسی حیثیت سے بھی بنی اسرائیل اور دیگر اقوام سے مختلف نہیں ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جسے اسی قوم نے قرآن سے باہر چھپایا مگر قرآن کے اندر عربی الفاظ کو نہ چھپا سکے۔

کہ ابراہیمؑ ایک بھنا ہوا بچھڑا ان کے کھانے کے لئے لے آیا۔ (۷۰) جب ابراہیمؑ نے یہ دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے تک نہیں پہنچے تو اب انہیں انسان سمجھنے میں غلطی محسوس کی اور اپنے دل میں ان کے متعلق خوفزدہ اور تشویش میں مبتلا ہوگیا۔تو ان فرشتوں نے کہا کہ ڈرو نہیں ہم تو اللہ کی طرف سے لوطؑ کی قوم کی طرف بھیجے جانے والے ملائکہ ہیں۔ (۷۱) یہ سن کر ابراہیمؑ کی زوجہ جو دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاقؑ کے پیدا ہونے اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کے پیدا ہونے کی خوشخبری دلوا دی۔ (۷۲) خوشخبری کو سن کر وہ اور بھی حیران ہو گئیں اور بولیں کہ ہائے یہ تو شرم کی بات ہو گی کیا میں ایک عاجز اور مایوس بڑھیا ہوکر اس عمر میں اولادیں پیدا کروں گی؟ اور میرا یہ شوہر بھی بڈھا ہے۔ یقیناً یہ تو ایک عجیب حادثہ ہو گا۔ (۷۳)ملائکہ نے کہا کہ بی بی کیا تم اللہ کے حکم پر بھی تعجب کر رہی ہو؟ اے خانوادہ ابراہیمؑ تم پر تو اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتے رہنا ہے اور یقیناً اللہ کی تو کائنات میں حمدوثنا ہوتی ہے اور وہ تو اس سے بھی کہیں زیادہ عزت والا ہے۔ (۷۴) پھر جب ابراہیمؑ کی گھبراہٹ اور الجھن دور ہو گئی اور اولاد کی بشارت بھی مل چکی تو اب اس نے لوطؑ کی قوم کی طرفداری میں ہم سے جھگڑا شروع کردیا۔ (۷۵) اس میں شک نہیں کہ ابراہیمؑ بہت برداشت کرنے والا نوع انسان کا ہمدرد اور اللہ کی نیابت کرنے والا تھا اس لئے چاہتا تھا کہ لوطؑ کی قوم کو موقع دیا جائے۔ (۷۶) ہم نے کہا کہ اے ابراہیمؑ تم اس معاملے کو بلا مداخلت چھوڑ دو۔یقیناً تیرے پروردگار کا حکم جاری ہو چکا ہے۔اور بلاشبہ کبھی واپس نہ ہوسکنے والا عذاب ان لوگوں پر ٹوٹنے والا ہے (۷۷) بہرحال جب ہمارے بھیجے ہوئے ملائکہ لوطؑ کے پاس پہنچے تو لوطؑ اپنی قوم کی عادت کی وجہ سے بہت گھبرائے اور دل تنگ ہوئے اور دل میں کہا کہ

جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝۶۹ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ

لے آیا گائے کا بچہ تلا ہوا پس جب دیکھے ہاتھ ان کے کہ نہیں پہنچتے

اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا

طرف اس کی انجان ہوا ان سے اور جی میں چھپایا ان سے ڈر کہا انہوں نے مت

تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝۷۰ؕ وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ

ڈر تحقیق ہم بھیجے گئے ہیں طرف قوم لوط کی اور بی بی اس کی کھڑی تھی

فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ

پس ہنسی پس بشارت دی ہم نے اس کو ساتھ اسحاقؑ کے اور پیچھے سے اسحاقؑ کے

يَعْقُوْبَ ۝۷۱ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِىْ

یعقوبؑ کی کہاوائے مجھ کو کیا جنوں گی میں اور میں بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا

شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝۷۲ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ

بوڑھا ہے تحقیق یہ بات تعجب کی ہے کہا انہوں نے کیا تعجب کرتی ہے تو

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ

حکم خدا کے سے رحمت ہے اللہ کی اور برکتیں اس کی اوپر تمہارے اے اس

الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝۷۳ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ

گھر والو تحقیق وہ تعریف کیا گیا بزرگ ہے پس جب گیا ابراہیمؑ سے

الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝۷۴ؕ اِنَّ

ڈر اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے بیچ قوم لوطؑ کے تحقیق

اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝۷۵ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ

ابراہیم البتہ تحمل والا دردمند رجوع کرنے والا تھا اے ابراہیم منہ پھیر لے

عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ اِنَّهُمْ

اس بات سے تحقیق اب آیا ہے حکم پروردگار تیرے کا اور تحقیق وہ لوگ

اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝۷۶ وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا

آنے والا ہے ان کو عذاب نہ پھیرا جاوے گا اور جب آئے بھیجے ہوئے ہمارے

لُوْطًا سِىْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ

لوطؑ کے پاس ناخوش ہوا ساتھ ان کے اور تنگ ہوا ساتھ ان کے دل میں اور کہا

آج کا دن بہت ہی دشوار گزرے گا۔ (۷۸) اور مہمانوں کے آتے ہی لوطؑ کی قوم کے لوگ جلدی جلدی ان کے گھر کی طرف دوڑ آئے اور اس سے پہلے بھی وہ اسی قسم کی برائیاں کرتے رہتے تھے۔ لوطؑ نے کہا کہ اے میری قوم اس فعل کو چھوڑ دو دیکھو میری اُمت کی بیٹیاں جنسی تعلق کے لئے بہت مناسب و پاکیزہ ہیں۔ اور اللہ کے لئے پرہیز گاری کرو اور مجھے میرے مہمانوں میں ذلیل و رسوا نہ کرو۔کیا تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی نیک چلن اور غیرت دار نہیں ہے؟ (۷۹) قوم کے لوگوں نے کہا کہ اے لوطؑ تم جانتے ہو کہ تمہاری نام نہاد بیٹیوں میں ہمارا مطلوبہ حق موجود نہیں ہے۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہم مردوں کو کیوں اور کس ارادے سے مانگتے ہیں۔ (۸۰) لوطؑ نے کہا کہ کاش میرے پاس تمہارے مقابلے میں اتنی طاقت ہوتی کہ میں تمہیں سزا دے سکتا یا کوئی مضبوط ٹھکانا بھی ہوتا کہ وہاں تم نہ پہنچ سکتے۔ (۸۱) تب ملائکہ نے کہا کہ اے لوطؑ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ اب تجھے ایذا دینے کے لئے رسائی نہ پائیں گے اب تم اپنی زوجہ کے علاوہ اپنے تمام متعلقین کو کچھ رات گئے لے کر یہاں سے نکل جانا اور تاکید کر دینا کہ تم میں سے کوئی بھی منہ پھرا کر ادھر ادھر متوجہ نہ ہونے پائے ہر شخص آپؐ کے پیچھے نشانِ قدم پر بڑھتا جائے۔ البتہ تیری بیوی پر وہی کچھ گزرنا ہے جو کہ باقی لوگوں پر گزرنا ہے۔ اور بلاشبہ ان کی تباہی کا وقت صبح کو مقرر کیا گیاہے۔اور اب صبح ہونے میں دیر ہی کتنی رہ گئی ہے۔یعنی عذاب سر پر تلُا کھڑا ہے۔ (۸۲) بس جب ہمارا حکم جاری ہوکر ان تک پہنچا تو ہم نے ان کی تمام بستیوں کو تلپٹ کر کے رکھدیااور ان پر لگاتار جھانوے والے پتھر برسائے۔ (۸۳) اور برسنے والا ہر پتھر تیرے رب کے یہاں سے پہلے سے نشان لگا ہوا تھا۔

هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ط

یہ دن ہے سخت اور آئی اس کے پاس قوم اس کی دوڑتی ہوئی طرف اس کی

وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ط قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ

اور پہلے اس سے تھے کرتے برائیاں کہا اے قوم میری یہ ہیں بیٹیاں میری

هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ

وہ بہت پاکیزہ ہیں واسطے تمہارے پس ڈرو اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو

فِيْ ضَيْفِيْ ط اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا

بیچ مہمانوں میرے کے کیا نہیں تم میں سے کوئی مرد اچھا؟ کہا انہوں نے

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ج

البتہ تحقیق جانتا ہے تو کہ نہیں واسطے ہمارے بیچ بیٹیوں تمہاری کے کچھ حق

وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ

اور تحقیق تو جانتا ہے جو کچھ ارادہ کرتے ہیں ہم کہا کاش کہ ہوتا واسطے میرے

بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا

ساتھ تمہارے زور یا جگہ پکڑتا میں طرف قلعہ محکم کے کہا ان مہمانوں نے

يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا

اے لوطؑ تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں رب تیرے کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے

اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا

طرف تیری پس لے جا لوگوں اپنے کو ایک ٹکڑے رات کے سے اور نہ

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ط اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا

منہ پیچھے پھیرے تم میں سے کوئی مگر جورو تیری تحقیق وہ پہنچنے والا ہے اس کو

مَآ اَصَابَهُمْ ط اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ط اَلَيْسَ الصُّبْحُ

جو کچھ پہنچا ان کو تحقیق وقت وعدے کا ان کے کا صبح ہے کیا نہیں صبح

بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ

نزدیک پس جب آیا حکم ہمارا کیا ہم نے اوپر اس کا نیچے اس کے اور

اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۵ لا مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً

برسائے ہم نے اوپر اس کے پتھر کھنگرے تہہ بہ تہہ۔نشان کئے ہوئے

عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۞ وَ اِلٰى مَدْيَنَ

نزدیک پروردگار تیرے کے اور نہیں وہ ظالموں سے دور اور طرف مدین کے

اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

بھائی ان کے شعیب کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو نہیں واسطے تمہارے

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ

کوئی معبود سوائے اس کے اور مت کم کرو ماپان کو اور تول کو تحقیق میں

اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

دیکھتا ہوں تم کو بیچ بھلائی کے اور تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب

يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۞ وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ

دن گھیرنے والے کے سے اور اے قوم میری پورا کرو ماپان کو اور تول کو

بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي

ساتھ انصاف کے اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں ان کی اور مت پھرو بیچ

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۞ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

زمین کے فساد کرتے باقی رکھا ہوا اللہ کا بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم

مُّؤْمِنِيْنَ ۚ۬ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۞ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ

ایمان والے اور نہیں میں اوپر تمہارے نگہبان کہا انہوں نے اے شعیب

اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا

کیا نماز تیری حکم کرتی ہے تجھ کو یہ کہ چھوڑ دیں ہم اس چیز کو کہ

باقی ظالم اقوام کے لئے بھی یہ عذاب اور سزا کچھ دور نہیں رہتی ہے۔ (۸۴) اور قوم مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا تھا اور اس نے کہا تھا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق معبود نہیں ہے۔ اور ناپ اور تول میں کمی کرنا بند کردو۔ ویسے میں تمہیں اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ گھیر لینے والے دن کا عذاب تم پر نہ آ پڑے۔ (۸۵) اور اے میری قوم ہر ہر قسط پر اپنی ناپ اور تول اور حساب کے پیمانے وفا پرستی کے ماتحت رکھا کرو اور لوگوں کو ان کی تمام چیزیں کمی اور کٹوتی کر کے نہ دیا کرو اور زمین پر فساد پھیلانے کی اسکیم بنانا چھوڑ دو۔ (۸٦) اللہ نے جسے اپنے اسلام کے آخری محافظ کی حیثیت سے باقی رکھا ہے وہ تمہارے لئے خیر فراہم کرنے والا ہے شرط یہی ہے کہ تمہیں حقیقی مومن ہونا چاہئے ویسے میں تم پر داروغہ اور جبراً روکنے والا نہیں۔ (۸۷) انہوں نے جواب میں کہا کہ اے شعیبؑ یہ بتاؤ کہ کیا تیری نماز تجھے یہ حکم دیتی ہے کہ تم ہمیں ان مقدس لوگوں کی عبادت و اطاعت سے روک دو جن کو ہم اور ہمارے بزرگ آباؤ اجداد پوجتے چلے آتے ہیں؟ یا یہ حکم دیتی ہے کہ ہمارے پاس جو مال و دولت ہے اس میں جس طرح ہمارا دل چاہے اور جہاں ہمیں ضرورت ہو خرچ نہ کریں؟

(۱۱) آیت (۸۷ / ۱۱) اسلامی نماز کی قدیم ترین اور غیر متبدل پوزیشن۔ یہ بات پہلے (اعراف ۸۵ / ۷) ثابت ہو چکی کہ حضرت شعیبؑ کی قوم بھی باقی اقوام عالم کی طرح مسلمان تھی اور علامہ مودودی کا یہ بیان پہلے لکھا جا چکا ہے کہ:

”شعیب علیہ السلام کے ظہور کے وقت ان کی حالت ایک بگڑی ہوئی مسلمان قوم کی سی تھی جیسی ظہور موسیٰ علیہ السلام کے وقت بنی اسرائیل کی حالت تھی“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۴۔۵۵)

اب قارئین آیت (۸۷ / ۱۱) میں وہ سوالات دیکھیں جو اس بگڑی ہوئی مسلمان قوم نے حضرت شعیبؑ سے دریافت کئے ہیں۔ اور پھر نماز کی پوزیشن میں پہلی بات یہ نوٹ کریں کہ اسلامی نماز کا پہلا حکم یہ ہے کہ:

(۱) ” ان تمام بزرگوں کے نام نماز سے ساقط کرنا ہوں گے جو بلا کسی سلطانی سند یا ثبوت کے بگڑے ہوئے مسلمان علما نے عبادت میں داخل کر رکھے ہوں گے (اعراف ۳۳ / ۷) اور دوسرا حکم یہ ہے کہ:

(۲) حقیقی مومنین یا مسلمان اپنے اموال و جائیداد و دولت اور تمام آمدنی کے وسائل کو اپنے اختیار سے خرچ کرنے کے مجاز نہیں ہیں اور وہ تمام مل کر اپنے سرمایہ کو نماز کے حکم کے ماتحت خرچ کریں گے۔ اور اب وہ بات ٹھیک سے سمجھ میں آ

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ

عبادت کرتے تھے باپ ہمارے یا یہ کہ کریں ہم بیچ مالوں اپنے کے جو کچھ چاہیں

اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝۸۷ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

تحقیق تو البتہ تحمل والا بھلائی والا ہے کہا اے قوم میری کیا دیکھا تم نے

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ

اگر ہوں میں اوپر دلیل ظاہر کے پروردگار اپنے سے اور دیا ہو مجھ کو اپنی طرف سے

رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى

رزق نیک اور نہیں ارادہ کرتا میں یہ کہ مخالفت کروں میں تمہاری طرف

مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا

اس چیز کے کہ منع کرتا ہوں میں تم کو اس سے نہیں ارادہ کرتا میں مگر

الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

کام سنوارنا جب تک کر سکوں میں اور نہیں توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۸۸ وَ يٰقَوْمِ

اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور طرف اسی کی رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ

نہ باعث ہو تم کو مخالفت میری یہ کہ پہنچ جاوے تم مانند اس چیز کے کہ پہنچ گیا تھا

قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

قوم نوحؑ کی کو یا قوم ھودؑ کی کو یا قوم صالحؑ کی کو اور نہیں قوم لوطؑ کی تم سے

بِبَعِيْدٍ ۝۸۹ وَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ

دور اور بخشش مانگو پروردگار اپنے سے پھر پھر آؤ طرف اس کی تحقیق رب میرا

رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝۹۰ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا

مہربان ہے دوستدار ۔ کہا انہوں نے اے شعیبؑ نہیں سمجھتے ہم بہت جو کچھ کہ

اگر ایسا ہے تو یقیناً تو تو بڑی بردباری اور درست انداز میں ہمیں ہر چیز سے بے دخل کرنے والا ہے ۔ یعنی بڑی ٹھنڈی مار دے رہا ہے ۔(۸۸) شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم نے اس پر غور کیا ہے کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلے اور واضح حق پر ہوں اور اس نے مجھے اچھا رزق بھی دے رکھا ہے (تو بتاؤ کہ میں تمہاری غلط کاریوں پر کیسے راضی ہو جاؤں) اور میرا بالکل یہ ارادہ نہیں ہے کہ جن باتوں سے میں تمہیں روکتا ہوں میں ان کا ارتکاب کروں ۔ میرا ارادہ تمہاری اصلاح کے علاوہ کچھ اور ہے ہی نہیں ۔ میں اسی پر اپنی طاقت بھر عمل کروں گا اور اللہ کے سوا میری ذاتی کوئی توفیق بھی نہیں ہے میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہوا ہے اور میں اسی کی نیابت کرتا ہوں ۔ (۸۹) اے میری قوم کے لیڈرو تمہیں مجھ سے کٹ کر الگ رہنا کہیں ایسے جرم میں مبتلا نہ کر دے کہ تم پر بھی وہی عذاب نازل ہو جائے جو نوحؑ کی قوم پر یا ھودؑ کی قوم پر یا صالحؑ کی قوم پر نازل ہوا تھا ۔ اور لوطؑ کی قوم والا عذاب بھی تو آپ سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے ۔ (۹۰) اور دیکھو اب بھی اپنے پروردگار سے بخشش مانگو توبہ کرو اصلاح کے لئے توجہ چاہو یقیناً میرا پروردگار مہربان اور باوقار دوستی برقرار رکھنے والا ہے ۔ (۹۱) انہوں نے جواب میں کہا کہ اے شعیبؑ تیری بہت سی باتیں تو ایسی ہیں جن کی ہماری فقہ اور سوجھ بوجھ میں گنجائش ہی نہیں ہے اور یقیناً ہم تو جانتے ہیں کہ

جائے گی جو اللہ نے سورۂ اعراف (۳۱ / ۷) میں فرمائی تھی کہ :

(۳) اے اولاد آدمؑ (ہر مذہب وملت و ملک وقوم کے لوگو) تم اپنی زینت کی تمام چیزیں مساجد سے حاصل کیا کرو اور خوب کھایا پیا کرو مگر فضول خرچ نہ کیا کرو "(۳۱ / ۷) معلوم ہوا کہ ہر ہر مسجد کے علاقہ کے لوگ اپنی تمام آمدنی تمام دولت اور تمام وسائل اپنی اپنی مسجد کے انتظام کے حوالے کر دیں اور اپنی تمام ضروریات مساجد سے حاصل کرتے رہیں اور اس

تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَ لَوْ لَا

کہتا ہے تو اور البتہ دیکھتے ہیں ہم تجھ کو درمیان اپنے ناتوان اور اگر نہ ہوتی

رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَ مَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ

برادری تیری البتہ سنگسار کر ڈالتے ہم تجھ کو اور نہیں تو اوپر ہمارے غالب کہا

يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ

اے قوم میری آیا برادری میری بہت عزیز ہے اوپر تمہارے اللہ سے اور

اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا

پکڑا تم نے اس کو پیچھے پیٹھ اپنی کے ڈالا ہوا تحقیق پروردگار میرا ساتھ اس چیز کے کہ

تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٩٢﴾ وَ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

کرتے ہو تم گھیرنے والا ہے اور اے قوم میری عمل کرو اوپر جگہ اپنی کے

اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ

تحقیق میں عمل کرنے والا ہوں البتہ جانو گے تم کون شخص ہے کہ آوے گا اس کو

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَ ارْتَقِبُوْۤا

عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور کون شخص ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور منتظر رہو

اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿٩٣﴾ وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا

تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے منتظر ہوں اور جب آیا حکم ہمارا نجات دی ہم نے

شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

شعیبؑ کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے ساتھ رحمت کے

مِّنَّا وَ اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

ہماری طرف سے اور پکڑا ان لوگوں کو کہ جنہوں نے ظلم کیا تھا کڑک نے پس صبح کو

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ

اٹھے بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے گویا کہ نہ بستے تھے بیچ ان کے

تو ہمارے درمیان ایک بہت ناتوان اور ضعیف آدمی ہے اور اگر کہیں تمہاری پشت پر تمہاری پارٹی نہ ہوتی تو یقیناً ہم ضرور تجھے سنگسار کر ڈالتے ورنہ تو تو تنہا ہم پر پورا غلبہ نہیں رکھتا ہے۔ (۹۲) شعیبؑ نے کہا کہ اے میری قوم کیا تمہارے لئے میری پارٹی اللہ سے بھی زور آور اور اہم ہے؟ تم نے تو اللہ کا تصور اور اس کی قدرت کو غیر ضروری اور ناقابل توجہ سمجھ کر پس پشت پھینک دیا ہے یقیناً میرا پروردگار تمہارے تمام اعمال و اقدامات کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ (۹۳) اے میری قوم تم اپنی اپنی جگہ اپنے موجودہ اعمال کرتے رہو اور میں بھی یقیناً اپنا کام جاری رکھوں گا۔ بہت جلد تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ ہم میں سے کس پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے اور کس کو ذلیل و رسوا کرتا ہے اور کون ہے جو جھوٹا ثابت ہوتا ہے؟ لہٰذا چوکنا رہ کر انتظار کرو اور میں بھی نگران اور منتظر رہوں گا۔ (۹۴) اور جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے شعیبؑ کو اور ان کے ساتھی مومنین کو نجات دے دی اور ان پر اپنی طرف سے رحمت نازل کی اور ان لوگوں کو جنہوں نے آیات خداوندی کو ملاوٹ سے آلودہ کرنے کا ظلم کیا تھا عذاب کی چنگھاڑ نے دھر لیا اور صبح ہوئی تو وہ سب اپنے اپنے گھروں میں منہ کے بل گھٹنوں پر مردہ پائے گئے۔ (۹۵) گویا کہ ان گھروں میں کبھی بافراغت نہ رہے تھے۔

اسلامی نظام کے قرآنی سربراہ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: (۴) تم نماز کو اس کے مقررہ وقت پر قائم کرتے رہنا۔ فراغت حاصل کرنے کی غرض سے قبل ازوقت اور جلدی جلدی نہ پڑھ ڈالنا اور نہ کسی اور کام میں مشغولیت کی وجہ سے نماز کو لیٹ کر کے پڑھنا۔ یہ نوٹ کر لو کہ تمہارے تمام

صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا الْمُوَقَّتِ لَهَا، وَلَا تُعَجِّلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ، وَلَا تُؤَخِّرْهَا عَنْ وَقْتِهَا لِاشْتِغَالٍ وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِّنْ عَمَلِكَ تَبَعٌ لِصَلَاتِكَ (فرمان ۸۷۹/ ۲۷ فیض الاسلام)

خبر دار قوم مدین کے لئے پھٹکار اور دوری ہی دوری ہے رحم سے، جیسا کہ دوری ہوئی تھی قوم ثمود کے لئے ۔(۹۶) اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اپنے معجزات اور واضح سند کے ساتھ فرعون اور اس کے مُلّاؤں کی طرف بھیجا تھا ۔ (۹۷) لیکن وہ لوگ فراعنہ کے دستور و منشور کی پیروی میں لگے رہے اور فراعنہ کا منشور راستی پر مبنی نہ تھا ۔ (۹۸) قیامت کے روز فرعون اپنی قوم کو اپنی نگرانی میں لے کر ان کے آگے آگے چلے گا اور انہیں جہنم کے کنارے تک لا کر چھوڑے گا اور یہ بہت بری جگہ ہوگی وارد ہونے کی اور بہت بُرا ہوگا یہ وارد ہونا ۔ (۹۹) اور اس طرح دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی لعنت ان کے تعاقب میں رہتی چلی جائے گی کتنا برا ہے یہ تحفہ جو ان کو ملا اور کتنے برے ہیں وہ تحفہ پانے والے ۔ (۱۰۰) وہ تمام خبریں ان آبادیوں کی ہیں جو ہم تمہیں بطور قصہ سنا رہے ہیں ان بستیوں میں سے

اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

خبر دار ہو دوری ہے مدین کو جیسے کہ دوری ہوئی ثمود کو اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ لا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

موسیٰؑ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے اور معجزے ظاہر کے طرف فرعون کی اور

مَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ج وَ مَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ

سرداروں اس کے کی پس پیروی کی انہوں نے حکم فرعون کی اور نہیں حکم فرعون کا

بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ

درست آگے چلے گا قوم اپنی کے دن قیامت کے پس جا کھڑا کرے گا ان کو

النَّارَ ط وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِىْ هٰذِهٖ لَعْنَةً

آگ پر اور بُرا ہے گھاٹ لا کھڑا کیا گیا اور پیچھے کر دئے گئے بیچ اس دنیا کے لعنت

وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ

اور دن قیامت کے بُری ہے بخشش کہ بخشش دی گئی وہ لعنت یہ ہیں بعضی خبریں

الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا

بستیوں کی کہ بیان کرتے ہیں ہم اس کو اوپر تیرے بعضے ان میں سے

اعمال و اقدامات اور ان کی تمام جزئیات نماز کی اتباع اور پیروی میں رہنا لازم ہیں (نہج البلاغہ فرمان محمدؐ بن ابی بکر کے نام) معلوم ہوا کہ نماز کا جہاں انسان کے مال و دولت اور کسب و کمائی پر کنٹرول رہے گا اور نماز کے حکم کے بغیر کوئی خرچ نہ کیا جائے گا ۔ اسی طرح نماز کا حکم یہ بھی ہے کہ انسان کے تمام اعمال و اقدامات نماز کے حکم کے ماتحت رکھے جائیں گے ۔ اور نماز کے حکم کے بغیر کوئی حرکت نہ کی جائے گی اور ہر سانس نماز کے ماتحت اور نماز کی خوشنودی کے ماتحت لیا جائے گا اور اسی سربراہ اسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ : وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا الْمِلَّةُ ۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۰۹ صفحہ ۳۲۹)
(۵) نماز کو قائم رکھنا یقیناً پورے دین کو قائم رکھنا ہے“(نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۰۹ صفحہ ۳۲۹)
نماز کی اس پوزیشن کو سامنے رکھ کر ذرا ان نمازوں اور نمازیوں کو دیکھیں جو شعیبؑ کی قوم کی طرح رسولؐ کی قوم کے یہاں پڑھی جاتی یا قائم کی جاتی ہیں ۔ اور پھر اس نظام کو سامنے لائیں جو اس قوم نے جاری کیا تھا اور آج تک قائم ہے ۔ پھر ان مساجد کو دیکھیں جن میں نہ ہر شخص اطمینان سے نماز پڑھ سکتا ہے نہ وہاں اس کی ضروریات پوری ہوتی ہیں بلکہ اسے اپنے جوتوں کی حفاظت کرنا پڑتی ہے ۔

(۱۱ ۔ الف) بولتی چالتی احکام دینے اور اطاعت کرانے والی نماز جس نے ساری نوع انسان کی ربوبیت کرنا ہے ۔

مومنین یہ بات جانتے ہیں کہ جس طرح ایک خاموش قرآن قیامت تک انسانوں کے لئے ایک ضابطہ حیات ہے ۔ اسی طرح ایک بولتا چالتا (قرآن ناطق) قرآن ہے ۔ جو قیامت تک ہر ضرورت اور سوال کا جواب اس قرآن سے دینے کا ذمہ دار ہے ۔ (نحل ۴۳ / ۱۶) بالکل اسی طرح ایک خاموش نماز ہے اور ایک بولتی چالتی نماز ہے جس کے ماتحت تمام انسان مذکورہ بالا نظام میں مربوط رہیں گے اور جس کی مرضی کے خلاف کوئی عمل جائز و نتیجہ خیز نہ ہوگا ۔ جو پورے دین کا ذمہ دار

قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ

قائم اور بعضے جڑ سے کٹے ہوئے اور نہیں ظلم کیا تھا ہم نے ان کو ولیکن

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ

ظلم کیا تھا انہوں نے جانوں اپنی کو پس نہ کفایت کیا ان سے معبودوں ان کے نے

الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا

جو پکارتے تھے سوائے اللہ کے کچھ جب آیا حکم پروردگار تیرے کا اور نہ

زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ

زیادہ کیا انہوں نے ان کو سوائے ہلاک کرنے کے اور اسی طرح پکڑنا ہے

رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ

پروردگار تیرے کا جب پکڑے بستیوں کو اور وہ ظالم ہوتے ہیں تحقیق

اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ

پکڑنا اس کا ہے درد دینے والا سخت تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس شخص کے

خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ

کہ ڈرتا ہے عذاب آخرت کے سے یہ ایک دن ہے کہ اکٹھے کئے جاویں گے

کچھ ابھی تک باقی کھنڈروں کی صورت میں کھڑی ہیں اور کچھ فصل کی طرح کٹ کر تباہ ہو چکی ہیں ۔ (۱۰۱) اور ہم نے ان لوگوں پر ظلم و زیادتی نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم ڈھائے تھے مگر ان کے وہ بزرگ جنہیں وہ اللہ کے علاوہ اپنی عبادت میں اور مشکلات میں مدد کے لئے بلایا کرتے تھے ان کے کسی بھی کام نہ آئے اور ان کی تباہی میں اضافہ کے سوا ان معبودوں نے اور کوئی مدد نہ کی ۔ (۱۰۲) اور جب تیرا رب کسی ظالم بستی کو گرفت میں لیتا ہے تو پھر اس کی پکڑ مثالی ہوا کرتی ہے ۔اور حقیقتاً اس کی گرفت بہت سخت دردناک و الم انگیز ہوا کرتی ہے ۔ (۱۰۳) اور اس گرفت اور باز پرس میں بھی ان لوگوں کیلئے ایک معجزہ موجود ملتا ہے ۔جو آخرت کے عذاب کا خیال رکھ کر زندگی گزارتے ہیں۔ اور وہ ایک ایسا دن ہوگا کہ تمام (مخلوق کو جمع کر لیا جائے گا) انسان جمع ہوں گے

ہو گا اور قیامت تک انسانوں کو لامحدود ترقی کرانے کا ذمہ دار ہو گا ۔ آئیے دیکھئے کہ اس سلسلے میں کلام معصوم کیا کہتا ہے ؟

عَنْ محمد بن سنان قال : كُنْتُ عِنْدَ اَبِيْ جعفرؑ الثانی علیه السلام فَاَجْرَيْتُ اِخْتِلَافَ الشِّيْعَةِ ، فَقَالَ: يَامحمد اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَمْ يَزَلْ مُتَفَرِّدًا بِوَحْدَانِيَّتِهٖ ثُمَّ خَلَقَ محمدًا وَّ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ ، فَمَكَثُوا اَلْفَ دَهْرٍ ، ثُمَّ خَلَقَ جَمِيْعَ الْاَشْيَآءِ فَاَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَاَجْرٰى طَاعَتُهُمْ عَلَيْهَا وَفَوَّضَ اُمُوْرَهَا اِلَيْهِمْ، فَهُمْ يُحِلُّوْنَ مَايَشَاؤُنَ وَيُحَرِّمُوْنَ مَايَشَاؤُنَ وَلَنْ يَّشَآؤُا اِلَّآ اَنْ يَشَآءَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (دهر ۳۰ /۷٦) ثُمَّ قَالَ: يَامُحمد هٰذِهِ الدِّيَانَةُ الَّتِيْ مَنه تَقَدَّمَهَا مَرَقَ وَمَنْ تَخَلَّفَ مَحَقَ وَمَنْ لَزِمَهَا لَحَقَ خُذْهَا اِلَيْكَ يا محمدؐ (کافی کتاب الحجۃ باب مولد النبیؐ)

محمد بن سنان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جناب امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس تھا۔ چنانچہ میں نے شیعوں کے اختلاف کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اے محمد یقیناً اللہ تعالیٰ یکہ و تنہا چلا آ رہا تھا پھر اس نے محمدؐ و علیؑ اور فاطمہؑ کو پیدا کیا اور اس کے بعد زمانے گزرتے رہے۔ پھر اللہ نے باقی تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ان تینوں کو ہر چیز کی تخلیق پر گواہ بنایا اور تمام مخلوق پر ان کی اطاعت واجب کرنے کا حکم جاری کیا اور تمام مخلوق کے تمام معاملات ان کو سپرد کر دیئے چنانچہ وہی ہیں جو مشیت کے مطابق جو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں اور وہ چاہتے وہی کچھ ہیں جو اللہ چاہتا ہے (دھر ۳۰ / ۷٦)۔ پھر فرمایا کہ: اے محمد یہ ہے وہ دین اور ضابطہ حیات کہ جو کوئی اس کی حدود سے آگے بڑھے وہ دین سے خارج ہو جائے گا اور جو اس کے حدود سے پیچھے رہ جائے وہ مٹ جائے گا۔ اور جو کوئی اس کو اپنے اوپر لازم کر لے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ اے محمد یہ ضابطہ حیات اپنے ساتھ لے لو"۔

لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا

واسطے اس کے لوگ اور یہ دن ہے حاضر کیا گیا اور نہیں ڈھیل کرتے ہم اس کو مگر

لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ

واسطے ایک وقت گنے ہوئے کے جس دن آوے گا نہ بولے گا کوئی جی مگر ساتھ حکم اس

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

کے کے پس بعضے ان میں سے بدبخت ہیں اور بعضے نیک بخت ہیں پس جو لوگ کہ

شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ

بدبخت ہوئے پس بیچ آگ کے ہیں واسطے ان کے بیچ اس کے چلانا ہے آواز باریک سے

وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا

اور آواز موٹی سے ہمیش رہنے والے بیچ اس کے جب تک کہ رہیں آسمان اور زمین مگر

مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ

جو چاہے پروردگار تیرا تحقیق پروردگار تیرا کرنے والا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور جو لوگ کہ

سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ

نیک بخت کئے گئے ہیں پس بیچ بہشت کے ہیں ہمیش رہنے والے بیچ اس کے جب تک کہ

اور وہ دن سب کے روبرو حاضر و موجود ہو گا۔ (۱۰۴) اُس دن کو لانے میں ہم گنی ہوئی مقررہ مدت سے زیادہ تاخیر نہ کریں گے ۔ (۱۰۵) جب وہ دن آجائے گا تو اس روز اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی ذی حیات بات نہ کرے گا روز محشر دو قسم کے لوگ ہوں گے ایک وہ جو قانون کے مخالف و بدبخت لوگ دوسرے قانون کے پابند نیک بخت لوگ (۱۰۶) لاقانون لوگوں کو آگ میں جانا ہوگا اور وہاں وہ سسکیاں بھریں گے اور چیخیں بھی ماریں گے ۔ (۱۰۷) اور جب تک آسمان اور زمین باقی رہیں گے انہیں ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا سوائے اس کے کہ اللہ کی جیسی منشا ہو یقیناً یہ ماننا لازم ہے کہ اللہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا ارادہ کرتا ہے (۱۰۸) قانون کے پابند لوگ جنت میں جائیں گے اور جب تک آسمان اور زمین باقی رہیں ہمیشہ جنت میں رہیں گے سوائے اس کے کہ اللہ کی جیسی منشاء ہو

قرآن کریم محمدؐ اور آل محمدؐ کی جوازلی و ابدی پوزیشن بیان کرتا ہے اس کی ایک تفصیل اس حدیث میں بیان ہوئی ہے اور ثابت کرتی ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کی تخلیق اور مقصد تخلیق تعارفِ خداوندی ہے اور یہ کہ کائنات کی ہر چیز کی تخلیق و ہدایت ان ہی ذوات مقدسہ کے ذمہ رہتی چلی آئی ہے ۔ ان ہی کے دین کی تنفیذ اور تمہید کے لئے تمام انبیا علیہم السلام مبعوث ہوئے تھے ۔ اور وہی حضراتؑ اللہ سے مخلوق پر رحم کرنے اور رزق دینے اور ترقی عطا کرنے کی درخواستیں اور تجویزیں پیش کرتے چلے آئے ہیں اور مخلوق کی ضروریات و احتیاج کو محسوس انداز میں پیش کر کے تدارک چاہتے رہے ہیں ۔ اسی لئے محمدؐ و آل محمدؐ کو وہ دروازہ (باب) کہا گیاہے جس میں سے اللہ اپنی تمام مخلوق کو رزق و روزی اور وسائلِ ترقی و دینداری عطا کرتاہے ۔ اسی بنا پر انہیں اوّلین نذیر قرار دیا گیا۔ رحمت فرمایا گیا اور یہی وہ حضراتؑ تھے جو حضرت آدمؑ کی تخلیق کے وقت بھی اعلیٰ و ارفع صورت میں شاہد اور موجود تھے اور جن پر حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنا واجب نہ تھا بلکہ ان ہی کے نور کی وجہ سے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرایا گیا تھا (ص ۷۵ / ۳۸) اور سجدہ نہ کرنے پر شیطان سے پوچھا گیا تھا کہ کیا تو خود کو عالین میں سے سمجھتاہے (۷۵ / ۳۸) ؟ اور یہی وہ واجب الاطاعت اولیا وحاکم ہیں جن کو اللہ نے تمام مخلوق کی تخلیق پر شاہد رکھا اور اپنی رحمت و قدرت اور پیغامات و ہدایات پہنچانے کے لئے اپنا دست و بازو بنایا تھا (کھف ۵۱۔۵۰ / ۱۸)

(۱۲)آیات (۱۰۷ ، ۱۰۶ / ۱۱) میں آخرت کی جزا و سزا اور جنت وجہنم دائمی ہے ۔ تمام اہل مذاہب مانتے اور جانتے ہیں کہ سب سے پہلی ہستی جو سمجھ بوجھ اور عقل وبصیرت کی راہ سے گمراہ اور جہنمی قرار پائی اور جس نے ایک مخصوص گمراہ کن ذہنیت انسانوں میں پیدا کی وہ ابلیس تھا۔ اس ذہنیت نے تعلیمات خداوندی کا انکار نہیں کیا بلکہ ان کو اپنی عقل و بصیرت کے ماتحت رکھنا چاہا۔ جائز و ناجائز ، اچھا اوربرا ، مفید ومضر، ضروری وغیرضروری طے کرنے میں اپنی عقل کو حاکم

بنایا اور جو فیصلہ اُس کے قلب و ذہن نے کیا اس فیصلے کو اپنا فیصلہ قرار دینے کے بجائے اللہ کا فیصلہ کہا۔ چنانچہ اس ذہنیت نے ایسے بہت سے عقائد اور اصول اختیار کئے جو قدم قدم پر قرآن کے الفاظ سے ٹکراتے ہیں اور ایک ایسا دین پیش کرتے ہیں جس کا عملاً اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا چنانچہ ہر نبیؑ کے زمانہ میں یہ ابلیسی مذہب جاری رہا اور تمام آنے والی تعلیمات خداوندی کو اپنے عقائد اور اصولوں کے سانچے میں ڈھالتا چلا آیا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں مذہبی اختلافات جاری رہے ان اختلافات کے تدارک کے نام پر نئے نئے مذاہب جنم لیتے رہے اور آج سینکڑوں مذاہب موجود ہیں اور پھر ہر مذہب میں داخلی طور پر کئی کئی مذاہب اور فرقے موجود ہیں۔لہٰذا اسلام میں بھی ماشاء اللہ درجن بھر مذاہب یا فرقے موجود اور ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں۔ اس فرقہ وارانہ ہنگامہ میں یہ خیال یا عقیدہ بھی گھلا ملا چلا آیا ہے کہ:

”عذاب جہنم دائمی نہیں ہے۔ ایک روز جہنم کو ٹھنڈا کر دیا جائے گا اور تمام جہنمی لوگ جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔ اسی عقیدہ کی ایک شاخ یہ ہے کہ کچھ لوگ برے اعمال کی کثرت کی بنا پر جہنم میں تو ضرور جائیں گے مگر اپنی سزا پوری کر کے واپس جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔ اسی کی دوسری شاخ یہ ہے کہ حساب کتاب کے وقت جن لوگوں کے اچھے اور برے اعمال برابر نکلیں گے ان کو کسی ایسی جگہ رکھا جائے گا جس کا نام علمانے برزخ رکھا ہوا ہے۔ اور یہ لوگ برزخ میں اعمال خیر کر کے ترقی کرتے کرتے ایک دن آخر جنت میں بھیج دیئے جائیں گے اور یوں بھی ایک دن جہنم بے کار ہو جائے گا۔“

یہ سب کچھ ابلیسی بصیرت نے بڑی محنت ، جدوجہد اور اجتہاد سے اخذ کیا ہے۔ ان کے اس طرز تحقیق و استنباط کو قرآن نے لفظ ”زیغ“ سے ظاہر فرمایا ہے (آلِ عمران ۷ / ۳) یعنی یہ مجتہد حضرات اپنی مصلحتوں ، فقہ کے اصولوں ، تقاضائے وقت اور ضرورتوں کو ذہن میں رکھے ہوئے قرآن و حدیث کی ورق گردانی شروع کرتے ہیں اور جہاں کوئی ایسا جملہ یا لفظ ملا جس سے ان کے ذہنی تقاضے کو سہارا ملتا ہو وہاں ٹھہر جاتے ہیں اور اس آیت یا حدیث کو بنیاد بنا کر پھر مزید سہارے حاصل کرنے کے لئے ورق گردانی کرتے ہیں اور ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے چپکا کر ، لغوی معنی کو بدل کر اور جہاں ضرورت ہو خودساختہ روایات اور تاریخ کا سہارا لے کر ایک مفہوم مرتب کر لیتے ہیں اور پھر کثرت رائے کی چاشنی دے کر حکومت و اقتدار کے رعب و داب کو شامل کر کے اس تمام شیطانی گھروندے کو اللہ کی منشا اور اللہ کا فیصلہ بنا ڈالتے ہیں اپنی پروپیگنڈا مشینری سے اسے چاروں طرف پھیلاتے ہیں ، گورنروں ، قاضیوں ، پیش نمازوں ، اہل کاروں اور افسروں سے اس پر عمل کراتے ہیں اسے نصاب تعلیم میں داخل کر کے نئی نسل کو اس کے مطابق تیار کرتے ہیں اور چاروں طرف انعامات کی دھن بجا بجا کر اہل قلم کو متوجہ کرتے ہیں اور اس ”نظریے“ پر تصنیف و تالیف اور لیکچروں اور وعظوں اور مقالوں کے انبار لگا دیتے ہیں یوں رائی کو پہاڑ اور ابلیس کو ولی اللہ بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور ہر اختلاف کرنے والی زبان کو بند رکھنے پر پورا زور اور جرت صرف کر دیتے ہیں۔ یوں صدیاں اور نسلیں گزرتی چلی آتی ہیں اور اب عوام کو یقین کامل ہو چکتا ہے کہ وہ حق پر ہیں ان کے آباؤ اجداد حق پر تھے اور وہ کوئی ایسی بات سننے کو بھی تیار نہیں ہوتے جو ان کے موجودہ عمل درآمد اور آباؤ اجداد کے خلاف ہو۔

یہ وہ مضبوط صورت حال ہے جو بار بار سامنے آتی ہے۔ جو انبیاعلیہم السلام کے مقابلے پر موجود ملتی ہے۔ یہی دیوار میرے سامنے پچاس سال سے کھڑی ہے۔ لیکن میں نے اس دیوار کو دیکھ کر اپنے سفر تحقیق کا رخ نہیں بدلا ہے میں برابر اس دیوار کو توڑنے، چھیدنے اور مسمار کرنے میں مصروف ہوں اور مسلسل اس سے ٹکراتا ہوا مروں گا۔ مجھے اپنی کامیابی کی نہ فکر ہے نہ جلدی ہے۔ میں نے نتیجہ کی پرواہ کیے بغیر طاغوتی نظام پر چاروں طرف سے ضربیں لگانا خود پر واجب کر لیا ہے میں یہ ضربیں لگائے چلا جاؤں گا اور اس کام کے دوران مر جانا شہادت اور رستگاری سمجھوں گا میں کہتا ہوں کہ جب تک انسان سو فیصد حق کو اور مذہب حقہ کو نہ سمجھ لے اس کی کوئی عبادت نہ درست ہو سکتی ہے نہ قبول کی جا سکتی ہے اور جب تحقیق کے دوران مرجانے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نجات کی ضمانت دی ہے۔ اور یہی آنحضرتؐ کے سب سے بزرگ نبیؑ ہونے کی ہزاروں دلیلوں میں سے ایک بڑی دلیل ہے۔ میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ تمام کام بند کر دو، عالمگیر اخلاق اور قوانین کے پابند رہو اور اس دیوار کے گرانے کو سب سے بڑی عبادت سمجھو آؤ جنت کے حق دار بن جاؤ ان ابلیسی تصورات اور مذاہب کو مٹا دو اس شیطانی عمارت کو ڈھا کر گرا دو۔ زندہ رہو اس لئے کہ ان باطل تصورات کی گرفت سے نوع انسان کو آزاد کرائیں گے اور مرو تو اس لئے کہ تم نے ایک عالم گیر تباہ کن برائی سے انسانوں کو محفوظ کرتے ہوئے جان دینا ہے۔

السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوۡذٍ ۝۱۰۸ فَلَا تَكُ
رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش ہے نہ کاٹی گئی پس مت ہو
فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّمَّا يَعۡبُدُ هٰٓؤُلَاۤءِ ؕ مَا يَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا كَمَا
بیچ شک کے اس چیز سے کہ عبادت کرتے ہیں یہ نہیں عبادت کرتے مگر جیسا
يَعۡبُدُ اٰبَآؤُهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوۡهُمۡ
عبادت کرتے تھے باپ ان کے پہلے ان سے اور تحقیق ہم البتہ پورا دینے والے ہیں
نَصِيۡبَهُمۡ غَيۡرَ مَنۡقُوۡصٍ ۝۱۰۹ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ
انکو حصہ ان کا نہ کم کیا ہوا اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب پس اختلاف کیا گیا
فِيۡهِ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ
بیچ اس کے اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ پہلے گزری تھی پروردگار تیرے سے
لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ۝۱۱۰
البتہ فیصل کیا جاتا درمیان ان کے اور تحقیق وہ البتہ بیچ شک کے ہیں اس سے قلق میں
وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمۡ
اور تحقیق ہر ایک ان میں سے جب جاوے گا روبرو اس کے البتہ پورا دیگا ان کو
رَبُّكَ اَعۡمَالَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ۝۱۱۱ فَاسۡتَقِمۡ
رب تیرا عمل ان کے تحقیق وہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں خبر دار ہے پس سیدھا رہ

اس کا عطیہ اور جزا کٹوتی کے بغیر ہوتی ہے۔ (۱۰۹) اے نبیؐ تم ان کے معبودوں کی بابت کوئی دباؤ محسوس نہ کرو جن کو یہ لوگ پوجتے ہیں ان کی عبادت کچھ نئی نہیں ہے یہ تو اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جیسا کہ ان کے آباؤ اجداد پہلے کیا کرتے تھے اور ہم ان کو بھی ان کا جو کچھ حصہ بنتا ہو گا بلا کم و کاست دیں گے (۱۱۰) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی اور اس میں بھی اختلاف کر لیا گیا تھا اور اگر تیرے پروردگار نے (مہلت اور اتمام حجت کی) ایک بات پہلے سے طے کی ہوئی نہ ہوتی تو اختلاف کرنے والوں کو فوراً رگڑ دیا گیا ہوتا اور وہ تو فی الحال قرآن کی طرف سے بھی شک اور خلجان میں الجھے ہوئے ہیں (۱۱۱) اور تیرا رب ان سب کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے کر رہے گا اور ان کے ساتھ بے انصافی نہ کی جائے گی۔اس لئے کہ اللہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس سے بالکل خبردار ہے۔ (۱۱۲) اے نبیؐ آپؐ اور وہ شخص جو تمہارے ساتھ ہی اصلاح نوع انسان کیلئے متوجہ ہے

بہر حال وہ لوگ جو اس دنیا میں خود مختارانہ اور بے لگام زندگی بسر کرتے رہے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مواخذہ ہو یا کوئی باز پرس کا دن آئے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کی پے درپے تعلیمات اور قربانیوں نے آخر قیامت اور روز حساب کو منوا لیا۔ جنت و جہنم کے وجود اور جزا وسزا کو تسلیم کرنا پڑا تو ابلیسی گروہ نے دنیا میں فسق و فجور اور ظلم وستم جاری رکھنے کے لئے سینکڑوں مذہبی حیلے ایجاد کئے یہ بھی ایک حیلہ تھا کہ اللہ قادر مطلق ہے لہٰذا جو چاہے کر سکتا ہے۔ ایک عابد و زاہد و پارسا آدمی کو جہنم میں بھیجے تو جائز ہے اور اگر یزید و شمر وغیرہ قسم کے لوگوں کو جنت میں بھیج دے تو بھی انصاف کے خلاف نہ ہو گا۔ اور انسان یہاں جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ ہی کراتا ہے لہٰذا آدمی کے تمام افعال و اعمال اللہ کے حکم سے وقوع میں آتے ہیں اس لئے آدمی کو یہ کہنے کا حق ہی نہیں ہے کہ اسے جنت میں کیوں نہ بھیجا جہنم میں کیوں داخل کر دیا؟ یعنی جہنم وجنت کا بنانا بھی ایک جبر ہے۔ اسی قسم کے عقائد رکھنے والے لوگوں نے کہا کہ ایک دن دوزخ ختم ہو جائے گی مطلب یہ کہ ان کا گروہ خوب کھل کھیلے اور جہنم کو عارضی سمجھ کر ہر وہ کام بلا تکلف کرے جو اُن کی مذہبی پالیسی کے لئے ضروری ہے۔ آخر انہیں ایک روز جنت میں جانا ہی ہے کچھ دن پہلے نہ سہی چند روز یا چند سال بعد سہی۔ ان لوگوں نے مذکورہ بالا آیات سے اور اسی قسم کی دوسری آیات سے جہنم کو عارضی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور یہاں بھی اللہ کے قادر مطلق ہونے کی آڑ میں دھوکا دیا ہے۔ یعنی دیکھو اللہ نے یہ کہا ہے کہ:
(۱) "وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین باقی رہیں گے۔" (۱۰۸-۱۰۷ / ۱۱)

دونوں اس طرح پختگی سے کار نبوت پر قائم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا جا چکا ہے اور تبلیغ میں حکم سے تجاوز نہ کرو یقیناً تمہارے اور تمام مومنین کے اعمال پر اللہ نظر رکھتا ہے۔ (۱۱۳) اور اے مومنین تم بھی ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جو احکام خداوندی میں اپنی مصلحتیں داخل کرتے ہیں۔(مائدہ ۴۵ / ۵) ورنہ تمہیں جہنم کی آگ سے پالا پڑے گا۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی سرپرست حاکم نہ ہوگا جو اللہ کے مقابلے میں تمہاری نصرت کر سکے۔ (۱۱۴) اور دیکھو دن کے دونوں سروں پر (صبح و مغرب) کی نمازیں قائم کرو اور رات کی ابتدا اور قربت میں بھی نماز قائم کرو (یعنی عشاء) یقیناً نیکیاں برائیوں کو اپنی رو میں بہا کرلے جایا کرتی ہیں وہ سب کچھ ذاکروں کے لئے بیان و عمل کرنے کی باتیں ہیں۔ (۱۱۵) اور اے نبیؐ تم صبر سے اپنا کام کرتے چلے جاؤ بلا شبہ اللہ کسی صورت میں بھی احسان پیشہ لوگوں کا اجر ضائع نہیں ہونے دیتا۔ (۱۱۶) پھر کیوں نہ تم سے سابقہ صدیوں کے ایسے اہلِ خیر موجود رہتے رہے جو لوگوں کو زمین میں فساد مچانے سے منع کرتے؟ ایسے اہلِ خیر ہمیشہ موجود رہے لیکن بہت ہی کم، جن کو ہم نے ان قوموں میں سے بچا لیا تھا،ورنہ ظالم لوگ تو اس مال و دولت سے

كَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا ؕ

جس طرح سے حکم کیا گیا ہے تو اور جس نے توبہ کی ساتھ تیرے اور مت سرکشی کرو

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى

تحقیق وہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور مت جھکو طرف

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

ان لوگوں کی کہ ظلم کرتے ہیں پس لگے گی تم کو آگ اور نہیں واسطے تمہارے سوائے

اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ

اللہ کے کوئی دوست پھر نہیں مدد دئے جاؤ گے اور قائم کرو نماز کو دونوں طرف

النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

دن کی اور کتنی ساعتیں رات سے تحقیق نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ ۚ وَ اصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا

یہ نصیحت ہے واسطے ذکر کرنے والوں کے اور صبر کر پس تحقیق اللہ نہیں

يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ

ضائع کرتا ثواب یہ نیکی کرنے والوں کا پس کیوں نہ ہوئے ان قرنوں میں سے کہ

مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا

پہلے تم سے تھے صاحب شعور کے منع کرتے فساد سے بیچ زمین کے مگر تھوڑے

مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَ اتَّبَعَ

ان لوگوں میں کہ نجات دی ہم نے ان میں یعنی گمراہی سے اور پیروی کی

---

(۲) ”سوائے اس کے کہ تیرا رب جو چاہے“ (اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ) (۱۰۸-۱۰۷ / ۱۱) مطلب یہ لیا کہ اگر اللہ چاہے تو انہیں جب چاہے نکال باہر کرے“ اس مطلب کو اسی آیت کے اگلے جملے سے اور بھی پختہ کرلیا۔ اس لئے کہ اللہ نے آخر میں فرمایا ہے کہ :

(۳) (اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ ھود) ”یقیناً تیرا رب جو بھی ارادہ کرلے اس کو پورا کر کے چھوڑنے والا ہے“ (یعنی اللہ صحیح اور غلط ارادہ کرنے کا بھی پابند نہیں ہے) اور اس سے یہ سمجھایا کہ اللہ نہ تو ارادہ کرنے میں کسی قاعدے کا پابند ہے نہ عمل کرنے میں کسی قانون سے ڈرتا ہے۔ اور علامہ مودودی نے اسے پختہ تر اور واضح کر دیا کہ :

”یعنی کوئی اور طاقت تو ایسی ہے ہی نہیں جو ان لوگوں کو اس دائمی عذاب سے بچا سکے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ خود ہی کسی کے انجام کو بدلنا چاہے یا کسی کو ہمیشگی کا عذاب دینے کے بجائے ایک مدت تک عذاب دے کر معاف کر دینے کا فیصلہ فرمائے تو اسے ایسا کرنے کا پورا اختیار ہے۔ کیوں کہ اپنے قانون کا وہ خود ہی واضع (بنانے والا) ہے۔ کوئی بالا تر قانون ایسا نہیں ہے جو اس کے اختیارات کو محدود کرتا ہو۔ یعنی ان کا جنت میں ٹھہرنا بھی کسی بالاتر قانون پر مبنی نہیں ہے جس نے اللہ کو ایسا کرنے پر مجبور کر رکھا ہو بلکہ یہ سراسر اللہ کی عنایت ہو گی کہ وہ ان کو وہاں رکھے گا۔ اگر وہ ان کی قسمت

لطف اندوزی میں مصروف رہے جو ان کو فراوانی سے دیا گیا تھا اور مجرم بن کر رہنا اختیار کرلیا ۔ (۱۱۷) اور تیرے پروردگار کا اصول عدل یہ نہیں ہے کہ وہ جبر و ظلم سے آبادیوں اور بستیوں کو ایسی حالت میں بھی تباہ و برباد کر ڈالے جب کہ ان بستیوں کے رہنے والے اصلاح میں مصروف ہوں ۔ (۱۱۸) اور اگر تیرا رب زبردستی کرتا تو تمام انسانوں کو ہم آہنگ رہنے والی ایک اُمت بنا ڈالتا ۔ مگر آزادی و اختیار کی بنا پر اب وہ فکر و عمل میں بھی آزاد ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اختلافات میں مبتلا رہیں گے (۱۱۹) سوائے ان لوگوں کے جن سے تیرے پروردگار کی رحمتؑ وابستہ ہوجائے۔ اور انہیں تو اُس رحمتؑ ہی کے لئے پیدا کیا تھا ۔مگر تیرے رب کا وہ کلمہ پورا ہوگیا جو اس نے مقرر کیا (اعراف ۱۸ / ۷) کہ میں جہنم کو سرکش اور اختلاف پیدا کرنے والے ان سب جنوں اور انسانوں سے بھردوں گا ۔جو اُمتوں میں گزرے۔ (۱۲۰) اور اے نبیؐ یہ جو ہم رسولوں کے قصے آپؐ کو سنا رہے ہیں ان سب کا مقصد یہ ہے کہ ان کے حالات آپؐ کے دل کو اطمینان بخشیں اور ان قصوں میں آپؐ کے پاس حق اور لکچر اور مومنین کے لئے عبرت اور یاد دھانی بھی آ گئی ہے۔ (۱۲۱) اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا

ان لوگوں نے کہ ظالم تھے اس چیز کی کہ دولت دئے گئے تھے بیچ اس کے اور تھے

مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا

گنہگار اور نہ تھا پروردگار تیرا کہ ہلاک کرے بستیوں کو ساتھ ظلم کے اور اہل ان کے

مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لَا

نیکوکار ہوں اور اگر چاہتا رب تیرا البتہ کرتا لوگوں کو اُمت ایک اور ہمیشہ

يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَ

رہیں گے اختلاف کرنے والے مگر جن کو رحم کیا پروردگار تیرے نے اور

لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ

واسطے اس کے پیدا کیا ان کو اور پوری ہوئی بات پروردگار تیرے کی البتہ بھر دوں گا

جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ كُلًّا نَّقُصُّ

دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے سب سے اور ہر چیز کو بیان کرتے ہیں ہم

عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ

اوپر تیرے خبروں پیغمبروں کی سے وہ چیز کہ ثابت کرتے ہیں ہم ساتھ اس کے

فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى

دل تیرے کو اور آیا ہے تیرے پاس بیچ اس کے حق اور نصیحت اور یاد دلانا

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا

واسطے ایمان والوں کے اور کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے عمل کرو

بھی بدلنا چاہے تو اسے بدلنے کا پورا اختیار حاصل ہے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۶۹ آیت ۱۰۸۔۱۰۷ / ۱۱) بات صاف ہو گئی کہ اللہ اگر چاہے تو جنتیوں کو جہنم میں اور جہنمیوں کو جنت میں بھیج دے اور چاہے تو جہنم کو یا جنت کو یا دونوں کو تباہ کر دے۔

قارئین نے دیکھا کہ جو جو صفات قوم کے مارشلوں میں تھیں وہ تمام ہی ان مُلا حضرات نے اللہ کے اندر ثابت کر دیں اور قوم کو بتانا چاہا کہ ظالموں اور جابروں کا اللہ بھی ظالم و جابر ہوتا ہے اور ۲۔ وعدہ شکن اور غداروں کا اللہ بھی اپنے وعدوں کا پابند نہیں ہوتا اور جب چاہے غداری کر سکتا ہے اور ۳۔ جاہلوں اور عقل کے دشمن لوگوں کا اللہ بھی جاہل اور عقل و ہوش کا دشمن ہوتا ہے ۴۔ اور اگر کوئی اور ڈنڈے باز اور گرفت کرنے والا سر پر نہ ہو تو وہ ہر الٹا سیدھا غلط اور صحیح کام کرنے سے باز نہیں رہتا۔ لیکن اگر ہم علامہ سے پوچھیں کہ کیا تمہارا اللہ جھوٹ بول سکتا ہے ؟ کیا وہ اپنے جیسا خدا پیدا کر سکتا ہے ؟ وغیرہ وغیرہ۔ اگر جواب نفی میں ہو تو پھر اللہ قادر مطلق نہ رہا اور اگر جواب اثبات میں ہو اتو پھر علامہ کا اللہ صاحبِ اعتبار نہ رہا۔ یا عرش پر دم توڑ چکا ہو۔ (بقول جوش ملیح آباد)

عرش پہ دم توڑ چکا کب کا بھگوان ؟؟ مودودی ہیں مصروف دعاؤں میں ہنوز ؟

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا

اوپر جگہ اپنی کے تحقیق ہم بھی عمل کرنے والے ہیں اور منتظر رہو تحقیق ہم بھی

مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

منتظر رہنے والے ہیں اور واسطے اللہ کے ہیں پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی

وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ

اور طرف اسی کے پھیرا جاتا ہے کام سارا پس عبادت کر اس کی اور توکل کر

عَلَيْهِ ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اوپر اس کے اور نہیں پروردگار تیرا بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

یہ کہہ کر چیلنج کردو کہ اچھا تم اپنی اپنی جگہ اپنی پسند کے اعمال کرو اور یقیناً ہم بھی اپنا اپنا کام جاری کرتے ہیں (۱۲۲) اور تم بھی انتظار کرو بلاشبہ ہم بھی منتظر رہیں گے (۱۲۳) اور زمین اور آسمانوں کی تمام ظاہر و پوشیدہ چیزیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہر کام اور ہر حکم پلٹتا ہے ۔ چنانچہ اے نبیؐ تم اسی کی عبادت و اطاعت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو اور تمہارا پروردگار تم سب کے اعمال سے غافل نہیں رہتا۔

(۱۲ ۔ الف) ابلیسی عقائد پر ایک قرآنی تبصرہ اور جھوٹوں کو گھر تک پہنچانا۔ قارئین کرام سے معذرت کے ساتھ عرض کرنا ہے کہ ہم یہاں بھی چند ضروری باتیں ہی لکھیں گے ورنہ قرآن جس تفصیل سے ان ابلیس کے شاگردوں کا رد کرتا ہے وہ کئی ہزار صفحات میں سمائے گا۔ لہٰذا پہلے مندرجہ بالا آیات (۱۰۷ / ۱۱، ۱۰۸ / ۱۱) ہی میں اللہ نے ایک لفظ رکھ دیا ہے۔ جس کے معنی علامہ نے یوں کئے ہیں کہ:

(۱) "ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔ (عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ ھود تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۶۹)" یعنی جنت کبھی بھی ختم نہیں کی جا سکتی جنتیوں کا جنت میں رہنا کبھی منقطع نہیں ہو سکتاہے اور جہنمیوں کے لئے فرمایا کہ:

(۲) "ان کا حصہ انہیں بھرپور دیں گے بغیر اس کے کہ اس میں کچھ کاٹ کسر ہو۔" (لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ھود) (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۷۰) یعنی ان کی سزا بھی کم و بیش نہ ہو سکے گی۔

(۱۲ ۔ ب) آیات (۱۰۸۔۱۰۷ / ۱۱) میں جن آسمانوں اور زمین کا ذکر ہے وہ ہمیشہ برقرار رہیں گے ؟؟

اللہ نے فرمایاہے کہ وہ جنت یا جہنم میں اس وقت تک رہیں گے جب تک آسمان و زمین برقرار رہیں لہٰذا یہ موجودہ آسمان و زمین قیامت کے دن دوسرے آسمان اور زمینوں سے بدل دیئے جائیں گے اور قیامت کی جزا و سزا ان آسمانوں اور زمین کے برقرار رہنے تک برقرار رہے گی اس لئے کہ ان آسمانوں اور زمین کے بدلنے یا فنا کرنے کا قرآن میں نہ تذکرہ ہے نہ ضرورت ہے (حجر ۵۰۔۴۸ / ۱۵) ثابت ہوا کہ جنت و جہنم اور عذاب و ثواب عارضی نہیں مستقل ہے ۔

(۱۲ ۔ ج) جنت عطا کرنے کا وعدہ کیا گیاہے اور ہمارا اللہ وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرتا ہے ۔

قرآن میں اللہ نے باربار فرمایا ہے کہ:

(۱) ان سے دریافت کرو کہ جہنم بہتر جگہ ہے یا ہمیشہ برقراررہنے والی جنت بہتر ہے جس کا وعدہ متقین سے کیا جا چکاہے اور جو انہیں ان کے اعمال کی جزا میں ملے گی (فرقان ۱۵ / ۲۵)۔

(۲) جس جنت کا وعدہ متقین سے کیا گیا ہے اس میں نہریں جاری ہوں گی اس کے میوے پھل پھول سدا بہار ہوں گے اور دائمی طور پر ملتے رہیں گے یہ متقی لوگوں کا انجام ہے کافروں کے لئے جہنم ہے (رعد ۳۵ / ۱۳)۔

(۳) وہ جنت جس کاوعدہ متقین سے کیاگیا ہے اس میں پانی کی نہریں ہوں گی دودھ کی نہریں ہوں گی شراب کی نہریں ہوں گی شہد کی نہریں ہوں گی تمام پھل اورمغفرت ہوں گے اور کوئی چیز سڑے بُسے گی نہیں (محمدؐ ۱۵ / ۴۷)۔

(۴) جنت متقین کے سامنے لائی جائے گی اور بتایا جائے گا کہ یہی وہ جنت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (قٓ ۳۲۔۳۱ / ۵۰)

(۵) جو مومنین صالحین ہوں گے ان کو ہم جنت میں داخل کریں گے جو اس میں ہمیشہ ہمیشہ تا ابد رہیں گے اور کہیں گے اللہ کا وعدہ سچا تھا اور اس سے زیادہ سچا وعدہ کون کر سکتا ہے (نساء ۱۲۲ / ۴)
(۶) جنت کے دروازے متقین کے لئے کھول دیئے جائیں گے ملائکہ خوش آمدید اور سلام پیش کریں گے اور متقین اعلان کریں گے کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ہے (زمر ۷۴۔۷۳ / ۳۹)
قارئین سوچیں کہ اللہ نے نیک عمل کرنے اور اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ کرنے ، تکالیف برداشت کرنے اور خدا کی راہ میں اپنی اور اپنے بچوں تک کی جان قربان کر دینے کے بدلے میں جنت دینے کا وعدہ بار بار اور طرح طرح سے کیا اس وعدہ پر اعتبار کر کے انسانوں نے خود کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا اب اگر علامہ مودودی کا خود مختار اور قادر مطلق اللہ اپنا وعدہ اس لئے پورا نہ کرے (یا چند سال کے بعد جنت ہی کو ختم کر دے) کہ وہ کسی کا پابند نہیں ہے تو اسے ہم غدار بے وفا اور ظالم کہیں گے اور ایسے ناپاک تصوراتی اللہ کو بتوں سے بدتر قرار دیں گے لیکن ہمارا اللہ تو کہتا ہے کہ :
" لیکن متقی لوگوں کے لئے جنت میں دو منزلہ چوباروں والے بلند مکان ہوں گے اور نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے " (زمر ۲۰ / ۳۹) اللہ نے وعدہ خلافی نہ کرنے کا وعدہ بھی بار بار کیا ہے (رعد ۳۱ / ۱۳ اور آلِ عمران ۹ / ۳) یقیناً اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا (إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُخۡلِفُ ٱلۡمِيعَادَ ۝٣١ الرعد)
ذرا سوچیئے کہ جن لوگوں نے اتنے وعدوں اور وعدہ خلافی نہ کرنے کے وعدوں کے بعد بھی اللہ کو ایسا قادر مطلق مانا کہ اسے اپنے وعدوں کی مخالفت میں بھی کوئی باک نہ ہو گا یقیناً وہ لوگ بڑے غدار بڑے ظالم اور بے حیا لوگ تھے جنہوں نے اپنے خود ساختہ اسلام کے لئے ایک جداگانہ ظالم و جابر و جاہل اللہ گھڑ کر دیا اور ایک خاطی اور مشوروں کا محتاج و جاہل رسولؐ تیار کیا اور ایک ظالمانہ و جابرانہ پالیسی وضع کر کے دنیا کو تباہ و برباد کیا کوئی باضمیر و شریف انسان ایسے مذہب کو سمجھ کر تو ہرگز اختیار نہ کرے گا البتہ فریب اور مغالطہ اور تعصب کی وجہ سے آدمی ذلیل ترین کام بھی کر گزرتا ہے ۔

(۱۲ ۔ د) جنت نیک عملی اور قربانیوں کے بدلے میں بطور معاوضہ وراثت کے طور پر دی گئی تھی ۔

قارئین سوچیں کہ اگر کوئی ہماری محنت کے بدلے میں ہمیں کوئی چیز دینے کا وعدہ کر کے وہ چیز دے دے اور پھر اسے ہماری وراثت قرار دے دے اور اس کے بعد ہم سے اپنے وعدوں کے خلاف وہ چیز چھین لے تو اسے قرآن کی زبان میں غدار، دھوکے باز اور ظالم کہا جاتا ہے اب دیکھئے اللہ نے اس سلسلے میں کیا فرمایا ہے ؟ "یہ ہے وہ جنت جو تم نے اپنے اعمال کے بدلے میں اپنی وراثت بنا لی ہے اس میں تمہارے لئے میوے کی کثرت ہے جو تم کھاتے رہو گے "(زخرف ۷۳۔۷۲ / ۴۳)

(۱۲ ۔ ہ) جنت انسانوں کی محنت اور قربانیوں کے بدلے میں ملی ہے بدلہ نہ دینا ظلم ہے ۔

جنت بطور مزدوری کی جزا اور اجرت میں دی گئی ہے :
(۱) "ان کی جزا میں اللہ کے یہاں جنت عدن ملے گی جس میں نہریں جاری رہیں گی اور وہ ہمیشہ ابد الاباد تک اس میں رہیں گے اللہ ان سے راضی رہے گا اور وہ اللہ سے راضی رہیں گے یہ ان لوگوں کے لئے بدلہ ہے جو اپنے رب کے سامنے عاجزانہ زندگی بسر کرتے رہے" (بینہ ۸ / ۹۸) اس کو واپس چھین لینا اور جہنم میں پھینک دینا کتنا بڑا بے دردانہ جرم ہو گا جو قومی علما اللہ کے ذمہ لگاتے اور خود ظلم و ستم کرنے کا جواز پیدا کرتے ہیں؟
(۲) " یقیناً یہ جنت اور جنت کا یہ مذکورہ سامان اور عیش و عشرت تمہاری محنت کا اور کوشش کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش پر اللہ شکر گزار بھی ہے "(دھر ۲۲۔۱۲ / ۷۶) جنت چھین لینا ہی ظلم اور ناشکری یا کفر ہو گا چہ جائیکہ پھر جنتیوں کو جہنم میں پھینک کر قومی علما کو خوش کرنا مذہب کے ایسے گندے تصورات نے اسلام کے پھیلنے کو روکا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا کی اقوام مسلمانوں کی دشمن ہو گئی تھیں اور یہی عقیدہ تھا جس کی بنا پر دن رات لوٹ مار اور قتل و غارت کرنے والوں کو غازی کے القاب دیئے گئے تھے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تاج پہن کر بھی بھیک مانگ رہے ہیں کافروں اور بے دینوں کے محتاج و ممنون ہیں اور روزانہ رسوائی و ذلت کی طرف دوڑائے جا رہے ہیں۔
(۳)" جنت مفت نہیں بلکہ محنت و مشقت کے بدلے میں ملی ہے"۔ (۱۳۳ / ۳ آلِ عمران)

(۴)" جنت کمائی کر کے حاصل کی گئی ہے یہ جزا ہے (خواہ مخواہ نہیں) " (۱۳۶ / ۳ آلِ عمران)
(۵)" اللہ کی ذمہ داری تھی کہ وہ اجر وجزا اور معاوضہ دیتا "(شوریٰ ۴۰ / ۴۲) اور اگر اجر نہ دیتا تو ظالموں میں داخل ہو جاتا لیکن اللہ تو ظالموں کو پسند بھی نہیں کرتا ۔

(۱۲ ۔ و) کیا اللہ بھی قومی لیڈروں کی طرح جنتیوں کو وراثت سے محروم کر سکتا ہے ؟

اللہ نے لوگوں کو جنت کا لالچ دیا اور کہا کہ تم جنت کے حصول میں جلدی کرو ۔
(۱) تم اس جنت کو حاصل کرنے میں جلدی کرو جو تمام آسمانوں اور اس زمین کو صرف اپنی چوڑائی میں سما سکتی ہے اور جو متقین کے لئے تیار کی گئی ہے (آلِ عمران ۱۳۳ / ۳) دیکھئے کتنی عمدہ اور کتنی عظیم الشان جائیداد و جاگیر دینے کا اعلان کیا گیا ہے؟
(۲) جنت وہ اجر ہے یا معاوضہ ہے جو دنیا کی زندگی کو فروخت کر کے آخرت کی زندگی خریدنے پر ملی ہے یعنی جنت خریدی ہوئی جائیداد ہے (نساء) (۷۴ / ۴) بلکہ اپنا خون بہاکر حاصل کی گئی ہے (۷۴ / ۴)
(۳) جنت کی وراثت حاصل کرنے کے لئے دعائیں بھی مانگی جاتی رہیں اور یہ کام انبیاً بھی کرتے رہے (شعراء ۸۵ / ۲۶)
(۴) اور اللہ نے دعائیں قبول کرکے حق داروں کو جنت کا وارث بنا بھی دیا تھا اور انہیں جنت میں ہمیشہ رکھنے کا وعدہ بھی کیا تھا (مومنون ۱۱۔۱۰ / ۲۳) ان تمام وعدوں کے بعد ان تمام اعلانات کے بعد اتنی محنت و مشقت کرا لینے کے بعد کیسے مان لیں کہ :
"بلکہ یہ سراسر اللہ کی عنایت ہوگی کہ وہ ان کو وہاں رکھے گا۔ اگر وہ ان کی قسمت بدلنا چاہے تو اسے بدلنے کا پورا اختیار ہے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۶۹) یہ ہے وہ اللہ جس کی مودودی پوجا کرتے ہیں جو بقول مودودی ابلیس اور دنیا کے تمام بے رحم و ظالم انسانوں سے ہی بدتر دیو ہے مردم خور و خونخوار درندہ ہے ۔

(۱۲ ۔ ز) جہنم بھی دائمی ہے اس کو یا جہنم کی سزا کو عارضی کہنے والے بھی خدا کو ظالم بناتے ہیں ۔

(۱)" جہنم سے کسی طرح چھٹکارا ممکن نہیں بلکہ یہ ہمیشہ قائم رکھا جانے والا عذاب ہے" (مائدہ ۳۷ / ۵) (۲)"جہنم سے نہ کبھی نکلنا ممکن ہے اور نہ ایسا موقع ہی دیا جائے گا" (نحل ۸۴ / ۱۶) (حاشیہ ۳۵ / ۴۵) (۳)"جہنمی لوگوں کے عذاب میں زیادتی ہی زیادتی ہوتی رہے گی کمی کا تصور غلط ہے" (نبا ۳۰ / ۷۸) (۴)"عذاب جہنم ان کی کمائی ہے یعنی بطور سزا ہے" (اعراف ۳۹۔۳۸ / ۷) (انعام ۷۰ / ۶) اور اس میں کمی کے معنی بعض مظلوموں کے انتقام میں کمی اور ظلم ہوں گے اور (۵)" اللہ اگر سزا نہ دے تو بندوں پر ظلم کرنے والا ٹھہرے گا" (انفال ۵۱ / ۸) (۶)"جہنم بھی جنت کی طرح دائمی یا ابدی ہے کبھی ختم نہ ہوگا" (حشر ۱۷ / ۵۹، جن ۲۳ / ۷۲، احزاب ۶۵۔۶۴ / ۳۳، نسا ۱۶۹ / ۴) (۷)"مومن کو جان بوجھ کر بے قصور قتل کرنے والے کی سزا دائمی طور پر جہنم میں رہنا ہے" (نساء ۹۳ / ۴) اس کو معاف کرنے کا اللہ کو بھی اختیار نہیں ہے اس لئے کہ یہ حقوق العباد میں داخل ہے ۔اور بندوں کا حق مارنا ظلم ہے اور ظلم اللہ سے ہرگز سرزد نہیں ہو سکتا ہے ۔ اس لئے کہ (۸)" پوری پوری سزا دینا اللہ پر واجب ہے" ۔ (بنی اسرائیل ۶۳ / ۱۷) اس لئے بھی کہ (۹)"اللہ اپنی بات بدلتا نہیں ہے"(قٓ ۲۹ / ۵۰)

(۱۲ ۔ ح) مومنین کی نجات اللہ کے اوپر ان کا حق ہے اور وہ مومنین اور انبیاً کو ہرگز رسوا نہ کرے گا ۔

چلتے چلتے آخر میں یہ نوٹ کرلیں کہ مومنین کی نجات اور جنت کا دیا جانا ایسا حق ہے جو اللہ کے ذمہ واجب الادا ہے (یونس ۱۰۳ / ۱۰) اور سابقہ آیات سے بار بار ثابت ہوا کہ اللہ نے یہ حق اپنے ذمہ سے ادا کر دیا ہے ۔ لہٰذا اللہ ہرگز انہیں جنت سے نکال کر یا خواہ مخواہ دوزخ میں ڈال کر رسوا نہ کرے گا (تحریم ۸ / ۶۶) اس سرسری اور نہایت مختصر جائزے سے قارئین کو یقین ہو جانا چاہئے کہ علامہ مودودی کا تصور قادر مطلق ایک ابلیسی فریب ہے ۔ اللہ صرف قادر مطلق ہی نہیں رہتا وہ ہر وقت حکیم مطلق، علیم مطلق اور عدل مجسم بھی ہوتا ہے ۔ اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہو سکتا جو قابل اعتراض، حکمت سے خالی اور محض اختیار و قدرت کی نمائش کے لئے ہو ۔ البتہ قومی حکمرانوں کو ضرورت تھی کہ وہ جس کو چاہیں تہہ تیغ کریں ظلم بے دریغ کریں اس لئے انہوں نے اللہ کو فیلڈ مارشل بنا دیا ۔

سُوْرَۃُ یُوْسُفَ

سُوْرَۃُ یُوْسُفَ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ مِاءَۃٌ وَّاَحَدٰی عَشَرَۃَ اٰیَۃً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعاً

سورۂ یوسفؑ مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیتیں اور بارہ (۱۲) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے | اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے

الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا

یہ آیتیں کتاب بیان کرنے والی کی ہیں تحقیق اتارا ہے ہم نے اس کو قرآن

عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ② نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

عربی تو کہ تم سمجھو ہم بیان کرتے ہیں اوپر تیرے بہت اچھی طرح بیان کرنا

بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ

اس طرح سے کہ وحی کیا ہم نے طرف تیری یہ قرآن اور تحقیق تھا تو پہلے اس سے

لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ③ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ

البتہ غافلوں سے جس وقت کہا یوسفؑ نے واسطے باپ اپنے کے اے باپ

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ

میرے تحقیق دیکھے میں نے خواب میں گیارہ تارے اور سورج اور چاند

رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ④ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا

دیکھا میں نے ان کو واسطے اپنے سجدہ کرنے والے کہا اے چھوٹے بیٹے میرے مت

(۱) الف، لام ، را۔ وہ اُس ظاہر و بیان کرنے والی کتاب کی آیات ہیں ۔ (۲) جسے ہم نے عربی زبان میں قرآن بنا کر نازل کیا ہے کہ شاید تم عقل سے کام لے سکو۔ (۳) اے نبیؐ ہم اس قرآن کو تمہاری طرف وحی کر کے ایک سے ایک بہترین قصہ تمہیں سناتے جا رہے ہیں اور اگرچہ تم اس سے پہلے بھی ان سے غافل نہیں رہے ہو۔ (۴) جب یوسفؑ نے اپنے والد سے کہا کہ اے ابا جان میں نے دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے ہیں اور سورج اور چاند میرے روبرو ہیں اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں؟ (مطلب یہ کہ مجھے اس کا مطلب سمجھائیں) (۵) باپ نے کہا کہ اے بیٹے اپنا یہ خواب تم اپنے بھائیوں کو نہ سنا دینا ورنہ وہ تمہارے ساتھ کوئی خطرناک

تشریحات سورۂ یوسفؑ :

(۱) آیات (۲-۱ / ۱۲) میں قرآن کا ایک صفاتی نام کتاب مبین ہے ۔ قرآن پورا نازل ہوا تھا۔

قارئین یہاں یہ فیصلہ کرکے آگے بڑھیں کہ قرآن میں جہاں جہاں یہ نام ''کتاب مبین '' آئے گا اس سے کوئی اور چیز لوح محفوظ وغیرہ مراد لینا فریب سازی کے لئے ہو گا ۔ یہ قرآن کا اپنا نام ہے ہم قرآن کہتے ہیں تو کتاب مبین کہتے ہیں اور کتاب مبین کہتے ہیں تو قرآن کہتے ہیں ۔

(۲) دوسری بات یہ نوٹ کرلیں کہ رسولؐ اللہ کسی لمحہ پورے قرآن سے خالی نہ تھے اور یہاں (۲ / ۱۲) میں بھی أَنزَلْنَٰهُ کہہ کر پورے قرآن کا اترنا ثابت کیاہے ۔ البتہ تلاوت تھوڑے تھوڑے اور عملی تقاضے کے مطابق کی جاتی تھی۔ تاکہ قومی مکاروں کی دستبرد سے قرآن محفوظ رہے ۔

مکارانہ چال چلیں گے۔ یقیناً شیطان انسانوں کا مشہور دشمن ہے۔(۶) تمہارا پروردگار اسی طرح تمہیں مجتبیٰ بنائے گا اور تمہیں احادیث کے حقیقی مقاصد سمجھنے کی تعلیم دے گا اور تم پر اور آل یعقوبؑ پر اپنی نعمت مکمل کرے گا ۔ جیسا کہ اللہ نے اس سے پہلے تمہارے باپ اسحاقؑ اور دادا ابراہیمؑ پر اپنی نعمتیں پوری کر دی تھیں اور بلا شبہ تیرا پروردگار علیم بھی ہے اور حکیم بھی ۔(۷) حقیقتاً یوسفؑ اور اسؑ کے بھائیوں کے واقعات میں سوال کرتے رہنے والوں کے لئے بہت سی آیات اور معجزات موجود ہیں ۔ (۸) جب یوسفؑ کے بھائیوں نے آپس میں شکوہ کیا کہ دیکھو ہمارے باپؑ کو یوسفؑ اور اس کا ماں جایا بھائی ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم لوگ ان کے لئے ایک زبردست طاقت و عزت ہیں بلاشبہ ہمارا باپؑ کھلے طور پر بہکایا ہوا ہے (۹) لہٰذا تم مل کر یوسفؑ کو قتل کر ڈالو یا اسے کہیں دور ملک بدر کر آؤ۔ تاکہ تمہارے باپ کی پوری توجہ تمہیں حاصل ہو جائے اور یوسفؑ کی رکاوٹ دور ہو جائے اور اس طرح تم زیادہ صلاحیت حاصل کرسکو ۔ (۱۰) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ بھائیو یوسفؑ کا قتل کر ڈالنا تو ٹھیک نہیں ہے البتہ تم اسے کسی اندھے اور گہرے کنویں میں ڈال دو جہاں سے اسے کوئی قافلہ نکال لے اور لے کر دور چلا جائے ۔

تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ

بیان کیجیو خواب اپنے کو اوپر بھائیوں اپنے کے پس مکر کریں گے واسطے تیرے کچھ مکر

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ

تحقیق شیطان واسطے آدمی کے ہے دشمن ظاہر اور اسی طرح برگزیدہ کرے گا تجھ کو

رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

پروردگار تیرا اور سکھلا دے گا تجھ کو تعبیر بتانی باتوں کی اور پوری کرے گا نعمت اپنی

عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ

اوپر تیرے اور اوپر اولاد یعقوبؑ کے جیسا پورا کیا تھا اس کو اوپر دو باپ تیرے کے

مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

پہلے اس سے ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کے یعنی دو (۲) دادوں تیرے کے تحقیق پروردگار تیرا

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ ؑ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖٓ

ع ۱۱

جاننے والا حکمت والا ہے البتہ تحقیق تھیں بیچ یوسفؑ کے اور بھائیوں اس کے

اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۷ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ

نشانیاں واسطے پوچھنے والوں کے جس وقت کہا انہوں نے البتہ یوسفؑ اور بھائی اس کا

اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ

بہت پیارے ہیں طرف باپ ہمارے کے ہم سے اور ہم ہیں جماعت زبردست تحقیق

اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝۸ ۚۖ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا

باپ ہمارا البتہ بیچ غلطی ظاہر کے ہے۔ مار ڈالو یوسف کو یا ڈال دو اس کو کسی زمین میں

يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ

کہ خالی ہو جائے واسطے تمہارے توجہ باپ تمہارے کی اور ہو جاؤ تم پیچھے اس کے

قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ

قوم صلاحیت والی کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے مت مارو یوسفؑ کو اور

---

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جو پوزیشن قرآن کریم کی آیات بیّنات اور تفصیلات سے لکھی جاتی رہی ہے ۔ اس کے باوجود رسولؐ کو کائنات کی کسی چیز سے یا قصۂ حضرت یوسفؑ سے غافل سمجھنا صرف دشمنان اسلام ہی کو زیب دیتا ہے ۔ یہاں آیت میں حرف "اِنْ" کو ہم قانونی طور پر (اِنْ نافیہ) نفی کرنے والا مانتے ہیں ۔ اور ہمارے خلاف کوئی قانونی دلیل موجود نہیں ہے ۔ اس حرف کے معنی کی چاروں صورتوں میں سے یہ بھی ایک صورت ہے

اَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ

ڈال دو اس کو بیچ گہراؤ کنویں کے اٹھالیوے اس کو کوئی راہ گیر اگر ہو تم

فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا

کرنے والے کہا انہوں نے اے باپ ہمارے کیا ہے واسطے تیرے کہ نہیں امین جانتا تو

عَلٰى يُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ

ہم کو اوپر یوسفؑ کے اور تحقیق ہم واسطے اس کے البتہ خیر خواہ ہیں بھیج دے اس کو

مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ

ساتھ ہمارے کل کو شکم سیر کھاوے اور کھیلے اور ہم واسطے اس کے البتہ

لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ

محافظت کرنے والے ہیں کہا یعقوبؑ نے تحقیق البتہ غمگین کرتا ہے مجھ کو یہ کہ

تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ

لے جاؤ تم اس کو اور ڈرتا ہوں یہ کہ کھا جاوے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے

غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ

غافل ہو کہا انہوں نے اگر کھا جاوے اس کو بھیڑیا اور ہم جماعت ہیں زبردست

اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا

تحقیق ہم اُس وقت زیاں کاروں سے ہوں پس جب لے گئے اس کو اور مقرر کیا

اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ

یہ کہ کر دیں اس کو بیچ گہراؤ کنویں کے اور وحی بھیجی ہم نے طرف اس کی کہ البتہ

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ جَآءُوْۤ

خبر دے گا تو ان کو ساتھ اس کام ان کے کے اور وہ نہ سمجھتے ہوں گے اور آئے

یہ کام ہے اگر تم کرنا چاہو۔ (۱۱) انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اباجان تمہیں کیا وہم ہو گیا ہے کہ تم ہمیں یوسفؑ کے معاملے میں امین اور ذمہ دار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ ہم تو اس کے لئے بہتر نصیحت کرنے اور تربیت دینے والے ہیں ؟ (۱۲) کل اسے ہمارے ساتھ بھیجیں اور دیکھیں کہ ہم اسے کھانے پینے اور کھیلنے میں لگائے رکھیں گے۔ اور یقیناً ہم اس کی پوری پوری حفاظت بھی کریں گے۔ (۱۳) یعقوبؑ نے کہا کہ مجھے اس کی جدائی رنجیدہ کرتی ہے اور اس کا خوف ہے کہ وہ تمہارے ساتھ جائے اور تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا کھا جائے ۔ (۱۴) انہوں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ ہم ایک زبردست جماعت ہوں اور بھیڑیا پھر بھی اسے کھا جائے؟ یہ تو ہمارے لئے بڑی گھٹیا اور خسارہ کی بات ہوگی ۔ (۱۵) چنانچہ وہ اسے لے گئے تو اسے کنویں کی گہرائی میں ڈالنے پر اجماع کر لیا ۔ادھر ہم نے یوسفؑ پر وحی بھیجی کہ دیکھو ایک دن آنے والا ہے جب تم انہیں اُن کی اسکیم پر مطلع کرو گے اور اُنہیں سان و گمان بھی نہ تھا کہ ایسا ہونے والا ہے ۔ (۱۶) عشاء کے وقت وہ سب روتے پیٹتے اپنے

اور دوسرے نمبر کی صورت ہے ۔ عموماً اس (اِنْ) کے معنی پہلے نمبر پر " اگر " ہوتے ہیں۔ اور دوسرے نمبر پر " نہیں " ہوتے ہیں ۔ اور وہی ہم نے اختیار کئے ہیں اور لغات اور قرآن میں اِس کی مثالیں موجود ہیں جہاں مترجمین نے اس (اِنْ) کے معنی " نہیں" کئے مثلاً ۔ (إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَٰنٍۭ بِهَٰذَآ ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ یونس) تمہارے پاس اس عقیدہ پر کوئی سلطانی گواہ نہیں ہے کیا تم اللہ کے ذمہ ایسی تہمتیں لگاتے ہو جو تم خود بھی نہیں جانتے ہو؟ گویا یہ آیت بھی اسی دروغ باف گروہ کو چیلنج کر کے کہتی ہے کہ :

" کیا تمہارے پاس کوئی ایسی دلیل ہے جس میں خدا نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غافل و جاہل و لاعلم کہا ہو؟ قارئین سوچیں کہ جس ہستی کو قرآن کا معلم فرمایا ہو اور قرآن میں کائنات کی ہرچیز کی تفصیل بتائی ہو، اور یہ کہا ہو کہ محمدؐ

باپ کے پاس آئے اور (۱۷) کہا کہ اباجان ہم دوڑ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہوئے دور نکل گئے تھے اور یوسفؑ کو ہم نے اپنے سامان کے پاس بٹھا رکھا تھا چنانچہ بھیڑیا آیا اور اسے کھا گیا۔ ہماری بات کا آپ کو اعتبار نہ آئے گا۔ خواہ ہم سچے ہی کیوں نہ ہوں (۱۸) اور یہ لوگ اس طرح آئے تھے کہ یوسفؑ کی قمیض پر کسی اور چیز کا خون لگا لائے تھے یعقوبؑ نے کہا کہ تم نے دل فریبی کیلئے ایک کام کرلیا ہے میں صبر کروں گا اور اچھے انداز میں کروں گا اور جو کچھ صورتحال تم نے پیش کی ہے اس پر اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (۱۹) اور اُدھر ایک قافلہ آیا اور اس نے آگے آگے رہنے والے شخص کو پانی کے لئے بھیجا جب وہ اس کنویں پر پہنچا جس میں یوسفؑ تھے اور اپنا ڈول بھر کر نکالا اور یوسفؑ کو دیکھا تو پکارا کہ خوشخبری ہو کہ یہ تو ایک حسین و جمیل لڑکا ہے اور اس کے بعد اہل قافلہ نے اسے سرمایہ کی طرح چھپا لیا اور اللہ کو علم تھا کہ وہ کیا کررہے ہیں (۲۰) اور قافلہ والوں نے اسے بڑی گھٹیا قیمت پر گنتی کے چند پیسوں میں فروخت کر ڈالا اور وہ بردہ فروشی میں بڑے پارساؤں کا پارٹ (Part) ادا کرنے والے بن گئے (۲۱) اور جس مصری شخص نے یوسفؑ کو خریدا اس نے اپنی زوجہ سے کہا کہ دیکھو تم اسے بڑے ادب و احترام و اکرام و عزت سے رکھنا شاید اس سے ہمیں کوئی نہ کوئی نفع حاصل ہو جائے۔ یا

اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ؕ ۝١٦ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ

باپ اپنے کے پاس اندھیر پڑے روتے ہوئے کہا انہوں نے اے باپ ہمارے

اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ

تحقیق گئے تھے ہم دوڑتے ہوئے اور چھوڑ گئے تھے ہم یوسفؑ کو نزدیک

مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ

اسباب اپنے کے پس کھا گیا اس کو بھیڑیا اور نہیں تو ہرگز یقین کرنے والا

لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝١٧ وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ

الثلاثۃ

واسطے ہمارے اور اگرچہ ہوں ہم سچے اور لے آئے اوپر کُرتے اس کے کے

بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ

لہو جھوٹا کہا بلکہ بنالی ہے واسطے تمہارے جی تمہارے نے ایک بات پس صبر

جَمِيْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝١٨ وَ جَآءَتْ

بہتر ہے اور اللہ سے مدد مانگی گئی ہے اوپر اس چیز کے کہ بیان کرتے ہو تم اور آیا

سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ

قافلہ پس بھیجا انہوں نے آگے چلنے والے اپنے کو پس لٹکایا اس نے ڈول اپنا کہا

يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا

اے خوش وقتی کہ یہ لڑکا ہے اور چھپا رکھا اس کو پونجی کر کر اور اللہ جانتا تھا جو کچھ وہ

يَعْمَلُوْنَ ۝١٩ وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ

کرتے تھے اور بیچا اس کو بھائیوں نے ساتھ قیمت ناقص کے درہم تھے کئی ایک گنے

وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝٢٠ع وَ قَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ

ع ۲ / ۱۴ / ۱۲

ہوئے اور تھے بیچ اس کے بے رغبت اور کہا اس شخص نے کہ مول لیا تھا اس کو

مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ

مصر سے واسطے بی بی اپنی کے باحرمت رکھنا اس کو شاید یہ کہ نفع دے ہم کو یا

تمہیں وہ سب کچھ تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے (بقرہ ۲۳۹ / ۲، ۱۵۱ / ۲، ۱۱۱ / ۱۲) وہ اللہ کیسے خود ہی اپنے اعلانات اورمقولات کے خلاف آنحضرتؐ کو غافل و جاہل کہہ سکتاہے۔ اور جب کہ عربوں کا بچہ بچہ مصر کی تاریخ، فراعنہ اور حضرت یوسفؑ و زلیخا کے قصوں کو بیان کرتا اور سنتا رہا تھا؟

(۲) آیت (۱۸) نبیؑ اپنی غیب دانی کو چھپاتے رہے ہیں۔ اس آیہ مبارکہ (۱۸ / ۱۲) میں بیٹوں کی پوری پوری ایکٹنگ اور خون میں لتھڑی ہوئی قمیض کو دیکھ کر بھی

نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي	ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں اور یوں ہم نے یوسفؑ کو زمین میں اقتدار دینے کی اور احادیث کے مقاصد کی تعلیم دینے کی راہیں کھول دیں اور اللہ تو اپنے فیصلوں کے مطابق کام کرنے پر غالب ہے ہی ولیکن انسانوں کی کثرت اس کا علم نہیں رکھتی ہے ۔ (۲۲) اور جب یوسفؑ اپنی پوری قوت اور جوانی کو پہنچ چکے تو ہم نے انہیں علم و حکومت
پکڑیں ہم اس کو فرزند اور اسی طرح قدرت دی ہم نے واسطے یوسفؑ کے بیچ	
الْاَرْضِ ۫ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَ اللّٰهُ	
زمین کے اور تو کہ سکھاویں ہم اس کو تاویل باتوں کی یعنی تعبیر خوابوں کی اور اللہ	
غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ لَمَّا بَلَغَ	
غالب ہے اوپر کام اپنے کے ولیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور جب پہنچا	

حضرت یعقوب علیہ السلام کو فریب نہیں ہوا بلکہ آپ نے ان کی بات کو دل فریبی یا خود فریبی قرار دیا اور آگے چل کر ایک وقت آیا کہ جب حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی بن یامین کو اپنے پاس ترکیب سے رکھ لیا اور یوسفؑ فروش بھائیوں نے حضرت یعقوبؑ کو بتایا کہ بن یامین نے چوری کی اور گرفتار ہو گیا تو پھر آپ نے وہی جملہ کہا کہ : "تم نے خود فریبی کی ایک بات کر دی (بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ﴿۸۳﴾ یوسف) ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ آپ نے کھل کر انہیں جھوٹا اور فریب ساز نہیں کہا حالانکہ آپ کو علم تھا کہ وہ دھوکہ دے رہے ہیں اور کسی خاص خفگی کا اظہار نہ کرنا بھی یہ بتاتا ہے آپؑ کو یوسف علیہ السلام کی زندگی کا یقین تھا ورنہ کوئی باپ اس طرح چند جملے کہہ کر خاموش نہیں ہو سکتا تھا پھر آپ نے پہلے سے بتا دیا تھا کہ برادران یوسف مکر و کید کرنے والے ہیں (۵ / ۱۲) اور پھر بیٹوں کی مصر سے بن یامین کی اطلاع پر ذرا کھل کر فرمایا کہ :" میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو" (۸۶ / ۱۲) اور اگلی آیت میں صاف کہا کہ : " جاؤ یوسفؑ کو اور بن یامین کو محسوس و مشہود کر کے آؤ اور مایوسی اختیار نہ کرو اللہ کی طرف سے راحت ملے گی" (۸۷ / ۱۲) یعنی جا کر راحت تلاش کر لو اس تدریجی عمل درآمد سے معلوم ہوا کہ انبیاؑ کو علم غیب دیا جاتا ہے مگر وہ اس کا قبل از وقت اظہار نہیں کرتے اور اس خاموش مصلحت کو قومی قسم کے علما علم غیب کی نفی کے لئے استعمال کرتے ہیں چنانچہ آپ عام مترجمین کا عموماً اور مودودی کا ترجمہ خصوصاً پڑھیں اور دیکھیں کہ اس پہلو کو دور تر لے جانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ قاری کو یہ محسوس تک نہ ہو سکے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق علم غیب جانتے تھے ذرا علامہ کو دیکھئے کہ اسی مقصد کے ماتحت انہوں نے قرآنی الفاظ کے معنی بدلنے میں بالکل خوف خدا محسوس نہیں کیا ہے ۔

(۲ ۔الف) قرآن کے معنی بدل کر انبیاؑ کے علم غیب پر مودودی غلاف ملاحظہ ہو ۔

اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ : (بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ﴿۱۸﴾ یوسف)
(۱) علامہ کا ترجمہ : " بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لئے ایک بڑے کام کو آسان بنا دیا۔ " (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۸۹)
(۲) رفیع الدین : " بلکہ بنا لی ہے واسطے تمہارے جی تمہارے نے ایک بات "
اس آیت میں نہ لفظ " بڑے " کے لئے عربی لفظ ہے اور نہ " آسان کرنے " یا آسان بنانے کے لئے عربی الفاظ ہیں لیکن رفیع الدین مرحوم نے ظاہر کر دیا کہ حضرت یعقوبؑ کو معلوم تھا کہ ان کے بیٹے بناوٹی یعنی جھوٹی بات کہہ رہے ہیں پھر یہی آیت دوبارہ یوں آئی ہے کہ : (بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ﴿۸۳﴾ یوسف)
(۳) علامہ کا ترجمہ : " دراصل تمہارے نفس نے تمہارے لئے ایک اور بڑی بات کو سہل بنا دیا۔ " (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲۶)
قارئین دیکھیں قرآن کی عربی دونوں جگہ لفظ بلفظ ایک ہے مگر علامہ کا ترجمہ ایک نہیں ہے وجہ وہی ہے جو ہم نے لکھ دی ہے ۔

(۲ ۔ ب) آخر علامہ کو قرآن رنگین ہاتھوں پکڑتا ہے اور ان سے حق اگلواتا ہے ۔

اب ذرا پینتیس (۳۵) سورتوں کے ورقے الٹ کر سورۂ محمدؐ میں آیئے اور قومی مومنین کے اوصاف و عادات و منصوبہ بازی کے دوران ایک آیت

اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی
جوانی اپنی کو دیا ہم نے اس کو حکم اور علم اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم
الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ
احسان کرنے والوں کو اور بہلایا اس کو اس عورت نے جو وہ بیچ گھر اس کے تھا
نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ
جان اس کی سے اور بند کئے دروازے اور کہنے لگی آؤ کہتی ہوں میں تجھ کو کہا
مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ
پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ کی تحقیق وہ رب میرا ہے اچھی طرح سے کیا اس نے رکھنا میرا
اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ
تحقیق نہیں فلاح پاتے ظالم اور البتہ تحقیق قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسفؑ کے

عطا کردی اور یوں ہی ہم تمام احسان کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں ۔ (۲۳) اس عورت نے یوسفؑ کے جنسی جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی جس کے گھر میں وہ آئے ہوئے تھے ۔ اور اس نے تمام دروازے بند کر دئے اور یوسفؑ سے کہا کہ بس اب آ بھی جاؤ کہ تمہیں میری اجازت ہے ۔یوسفؑ نے کہا معاذ اللہ میں ایسے غلط کام سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں یقیناً وہی میرا پروردگار ہے اور اس نے میرے لئے بہترین انتظامات کئے ہیں۔ اور وہ غلط کام کرنے والوں کو کبھی رستگار نہیں کرتا۔ (۲۴) اور یقیناً اس عورت نے بڑی ہمت سے کام لیا تھا کہ یوسفؑ کو الجھالے اور اگر یوسفؑ اپنے پروردگار کی

دیکھئے جہاں وہی لفظ " سَوَّلَتْ ' مذکر کی حالت میں یعنی " سَوَّلَ " استعمال ہوا ہے (سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ محمد)
(۱) علامہ کا ترجمہ : " جھوٹی توقعات کا سلسلہ ان کے لئے دراز کررکھا ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۷)
(۲) رفیع الدین کا ترجمہ : " زینت دلائی واسطے ان کے اور ڈھیل دلائی واسطے ان کے "
مطلب یہ ہے کہ آخر علامہ مودودی نے یہ لکھ دیا کہ سَوَّلَتْ اور سَوَّلَ کے معنی جھوٹی توقعات دلانا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ علامہ کو حضرت یعقوبؑ کا قول یوں ترجمہ کرنا تھا کہ :
" تمہارے نفوس نے تمہیں یہ بہانہ اس لئے سکھایا ہے کہ تم مجھے جھوٹی توقع دلا سکو بہرحال انبیا علیہم السلام کو مستقبل کی باتوں کا اور لوگوں کے دلوں کی باتوں کا علم ہونا ثابت ہوگیا خواہ قومی علما کو یہ علم غیب ناپسند ہی کیوں نہ ہو اور ساتھ ہی وہ یہ بہانہ کیا کرتے ہیں کہ وحی آکر ان کو اطلاع دے دیا کرتی ہے تو جہاں حضرت یعقوبؑ کا یہ جملہ آیا ہے وہاں آگے پیچھے میلوں تک وحی ہونے کا تذکرہ نہیں لہٰذا اگر وحی کی بات کہنا ہے تو یوں کہو کہ نبیؐ کا قلب و ذہن ہر لحظہ علم خداوندی سے مربوط رہتا ہے اور ان کی ہر بات وحی ہوتی ہے ۔

(۳) آیات (۲۲، ۲۱۔۱۹ / ۱۲) حضرت یوسفؑ اپنی جوانی تک پہنچتے ہیں ۔

قارئین جب آپ قومی ریکارڈ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات پڑھیں گے تو آپ کے سامنے اختلافات کا ایک انبار لگ جائے گا اور صورت حال الجھ کر رہ جائے گی ہم چند جملے لکھتے ہیں لہٰذا جو سرکاری بیانات ان جملوں کی تائید کریں یا ان کی مخالفت نہ کریں ان کو قبول کرلیں ورنہ بکواس کہہ کر چھوڑ دیں۔
(۱) حضرت یوسفؑ نے از اوّل تا آخر کوئی ایسی بات یا عمل نہیں کیا جو عصمت ،علم اور اعلیٰ ترین اخلاق کے خلاف ہو۔ (۲) آپ سات آٹھ سال کی عمر میں مصر میں فروخت کئے گئے۔ (۳) پہلا خریدار اور اس کی زوجہ ضعیف العمر بے اولاد اور اولاد سے مایوس تھے۔ (۴) اسی گھر میں جوانی آئی ، شہرت ہوئی اور آپؑ کو کسی طرح بادشاہ مصر کے محل میں بلا لیا گیا اور یہاں زلیخا والا حادثہ پیش آیا۔ (۵) آپ نے جیل میں رہنا پسند کیا آٹھ سال کے قریب وہاں رہے ۔ (۶) خوابوں اور تعبیروں اور دوسرے حالات نے بادشاہ کو مجبور کیا کہ وہ منت و سماجت اور تمام اختیارات دے کر حضورؑ کو واپس بلائے اور تخت و تاج کے ساتھ خود کو بھی اسلام کی غلامی میں پیش کرے ۔ (۷) زلیخا کی معافی ، جوانی اور زوجیت ۔ (۸) حضرت یعقوبؑ اور ان کے بیٹوں کا قصہ یہاں تک کہ وہ مصر میں بلالئے گئے ۔ (۹) توریت اور کتاب تلمود کی تشریحات میں الفاظ انسانوں کے ہیں لہٰذا سوفیصد قابل اعتماد نہیں البتہ ہر وہ مفہوم جو قرآن کے فرمانات و تصدیقات کی عزت حاصل کرلے قابل وثوق ہے ۔

وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ

اور قصد کیا یوسفؑ نے ساتھ اس کے اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھی دلیل رب اپنے کی

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ

اسی طرح کیا ہم نے تو کہ پھیر دیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی تحقیق وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۲۴ وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ

بندوں ہمارے خالص کئے گیوں سے تھا اور دوڑے دونوں دروازے کو اور

قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا

پھاڑا اس نے کرتہ یوسفؑ کا پیچھے سے اور پایا ان دونوں نے خاوند اس کے کو

لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ

نزدیک دروازے کے کہا اس عورت نے کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے

برہان دیکھے ہوئے نہ ہوتے تو وہ بھی ہمت کرلیتے ۔ یہ وہ طریقہ تھا جس سے ہم نے یوسفؑ سے برائی اور بے حیائی کو دور سے دور رکھا ۔ بلا شبہ وہ سچ مچ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جنہیں خالص اپنا بنا لیا ہے ۔ (۲۵) پھر یوسفؑ آگے اور وہ عورت پیچھے پیچھے دروازے کی جانب دوڑے اور اس نے یوسفؑ کا کرتہ پکڑا جو پھٹ کر اس کے ہاتھ میں رہ گیا ۔ دروازے پر پہنچے تو اس عورت کا شوہر سامنے تھا ۔ عورت نے جلدی سے بات بدل کر کہا کہ بتائیے اس شخص کی کیا سزا ہو سکتی ہے جو تیری زوجہ کے ساتھ برائی کے ارادے سے ہاتھا پائی کرے؟ سوائے

(۳ ۔ الف) حضرت یوسفؑ اور پہلے خریدار کے حالات اور ثبوت ؟؟ چونکہ قرآن میں یہ تذکرہ نہیں ہے کہ حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے فروخت کیا تھا اس لئے ہم بات وہیں سے شروع سمجھتے ہیں جہاں سے قرآن شروع کرتا ہے یعنی قافلے کے ایک شخص نے پانی کے ڈول کے ساتھ ایک بچہؑ کو بھی نکال لیا تھا اور بچہ ہی ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ انہوں نے ایک قیمتی سرمائے کی طرح چھپا دیا ورنہ بڑا جوان آدمی چھپایا نہ جا سکتا تھا (۱۹ / ۱۲) مصر پہنچنے کے بعد جس شخص نے حضرت یوسفؑ کو خریدا اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی (۲۱ / ۱۲) میاں بیوی کے متعلق یہ بتایا گیا کہ ان کی خرید کا مقصد فائدہ اٹھانا یا بیٹا بنانا تھا چونکہ یہ نہیں کہا کہ قافلے والے بردہ فروشوں کی مارکیٹ میں آئے تھے یا فروخت کا باقاعدہ اعلان کیا تھا اس لئے یہ ماننا ہو گا کہ یہ خرید و فروخت مخصوص اور خفیہ تھی ورنہ گاہکوں کے ٹھٹ لگ جاتے شاہی کارندے بادشاہ سے انعام حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی رقم لگا دیتے مقابلہ ہوتا اور لاکھوں روپے تک نوبت پہنچ جاتی اور قرآن کے مطابق یہ سودا چند کوڑیوں میں نہ ہوتا جوان مرد و عورت ہرگز غیروں کے بچوں کو اپنی اولاد نہیں بناتے اِلّا یہ کہ دونوں مایوس العلاج ہوں لہٰذا یہ جوڑا اولاد سے مایوس تھا ۔ اور ہر آنے والے قافلے سے ایک بچے کو حاصل کر سکنے کے امکان کا پتہ لگاتا ہو گا ان کو چند پیسوں سے یہ بچہ مل جانا بتاتا ہے کہ وہ غریب لوگ اور ضعیف تھے اور ازراہ رحم کم از کم قیمت لی گئی یعنی انہوں نے اپنی خوراک کی قیمت وصول کر لی مرد کا اپنی زوجہ کو انتہائی تعظیم و تکریم کی تاکید کرنا بتاتا ہے کہ وہ یتیم و لاوارث اور بے مثال بچہ سمجھے گئے اور بڑے پیار و توجہ سے پرورش کئے گئے ان کے جوان ہونے تک یہ عورت اور مرد انتہائی ضعیف ہو چکیں گے ۔ لہٰذا یہ وہ عورت نہیں ہوسکتی جو انہیں بری نظر اور بری امید سے دیکھنے والی بتائی گئی ہے (۲۳ / ۱۲) یوں بھی یہ بڑھیا وہ عورت نہیں کہ اس عورت کا شوہر بادشاہ مصر ہے (۳۰ / ۱۲) جو اپنے عزیز (غالب کل غالب) ہونے کی بنا پر جسے چاہے قید کر سکتا ہے عذاب الیم میں مبتلا کر سکتا ہے (۲۵ / ۱۲) اور وہ عورت بھی اپنی نافرمانی پر جیل بھجوانے کا اعلان کرتی ہے اور ذلت و خواری کی دھمکی دیتی ہے (۳۲ / ۱۲) پورے شہر کی رئیس عورتوں کی دعوت کر کے انہیں جواب دینے کے لئے حاضر کر سکتی ہے (۳۲۔۳۱ / ۱۲) معلوم ہوا کہ وہ بڑھیا جس نے حضرت یوسفؑ کو اپنے بچوں کی طرح پال پوس کر جوان کیا ایک نیک و پارسا عورت تھی اور اللہ نے ان دونوں کی پرورش اور تحویل میں دینے کو اپنی ذات سے منسوب کر کے فخر فرمایا ہے اور وہیں ان کی تعلیم و تربیت کرنے کی اطلاع دی ہے (۲۱ / ۱۲) ۔

(۳ ۔ ب) حضرت یوسفؑ کی شہرت اور شاہی محل میں رسائی کے امکانات ۔ حضرت یوسفؑ کا شاہی محل میں

اس کے کہ اس کو قید کیا جائے ۔ یا دردناک عذاب دیا جائے ؟ (۲۶) یوسفؑ نے کہا کہ اس نے میرے جذبات کو بھڑکانے اور مجھے پھانسنے کا پور انتظام کیا تھا۔ اس عورت کے اپنے لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ دیکھو کہ اگر یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوتا تو وہ سچی ہوتی اور یہ جھوٹا ہوتا۔ (۲۷) اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو یہ جھوٹی اور وہ سچا ہے (۲۸) چنانچہ دیکھا گیا تو کرتہ تو پیچھے ہی سے پھٹا ہوا تھا ۔اب بادشاہ نے کہا کہ یہ تیری اپنی چال اور اسکیم تھی اور بلاشبہ یہ بڑی دوررس اور خطرناک نتیجہ بر آمد کرنے والی ثابت ہو سکتی تھی۔

بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ

ساتھ تیری جورو کے برائی کا مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا عذاب درد دینے والا کہا یوسف نے

هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ

اس نے بہلایا تھا مجھ کو جان میری سے اور گواہی دی گواہ نے اہل اس کے سے کہ اگر ہو

قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اِنْ كَانَ

کرتا اس کا پھٹا ہوا آگے سے پس سچ بولی یہ عورت اور وہ ہے جھوٹوں سے اور اگر ہو

قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

کرتہ اس کا یعنی یوسفؑ کا پھٹا ہوا پیچھے سے پس جھوٹی ہے یہ عورت اور وہ ہے سچوں سے

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ

پس جب دیکھا کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا تحقیق یہ مکر تمہارے سے ہے تحقیق مکر تمہارا

پہنچنا قرآن سے ثابت ہے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہاں دن رات رہا کرتے تھے جیسا کہ بادشاہ مصر بننے کے بعد معلوم ہوتا ہے البتہ یہ کہا جا سکتاہے کہ حضرت یوسفؑ اپنے پالنے والوں کے لئے سودا سلف لینے بازار بھی جاتے ہوں گے اپنے گھر کی باقی ضروریات فراہم کرنے میں اہل محلہ سے بھی رابطہ ہو گا اور یہ رابطہ تمام حسین لوگوں کے حسن و سیرت کو ایک چلتا پھرتا چیلنج ہو گا اور لوگ دور دورسے آپ کو دیکھنے آتے اور آپ کی شہرت کا باعث بنتے ہوں گے اور ان کی یہ دھوم رؤساء و امراء کی تہذیب زدہ خواتین تک پہنچی ہو گی اور سب ہی نے اس شعلہ فشاں اٹھتی جوانی سے فیض یاب ہونے کی جائز و ناجائز کوششیں کی ہوں گی اور عزیز مصر کی زوجہ زلیخا کا قصہ بھی ان ہی کوششوں کی ذیل میں پیش آنا چاہیئے اگر باقاعدہ محل میں مقیم ہوتے تو دروازہ بند کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی (۲۳ / ۱۲) محل سے بھاگ کر کہاں جا سکتے تھے لہٰذا یہ وقتاً فوقتاً بلاتے رہنے اور کوشش میں ناکام ہو چکنے کے بعد کی بات ہونا چاہیئے رہ گیا علما کا حضرت یوسفؑ کو غلام قرار دینا یہ ان کی زبردستی ہے اس لئے کہ انہوں نے لفظ فَتیٰ (فَتٰهَا) کے معنی بلا دلیل اور لغت کے خلاف غلام کر لئے ہیں (۳۰ / ۱۲) جس کے معنی نوخیز جوان کے ہوتے تھے بہرحال مصر کے اعلیٰ طبقے میں وہی کھلا رنگین جنسی معاشرہ تھا جس کی پیروی عربوں میں کی جا رہی تھی ۔ اور جنہیں حضرت یوسفؑ کا یہ قصہ اور حادثہ سنایا جا رہا تھا وہاں خواتین آزاد و مختار تھیں اور اپنی پسند کے آدمیوں سے ملنے کے لئے قانونی پابندی نہ تھی وہ اور ان کے مرد اس آزادی کو اپنی تہذیب کا اعلیٰ ترین معیار سمجھتے تھے البتہ جبر و فریب کی اجازت نہ تھی ۔ آج کا قانون (تعزیرات) بھی رضامندی ، آزادی اور احترام کے ساتھ جنسی تعلق پر کوئی جرم عائد نہیں کرتا یہ عربوں کی وجہ سے اور مہربانی سے ہوا ہے ۔

(۳۔ ج) حضرت یوسفؑ پر بچپن میں وحی خداوندی آنے کا اقرار کرنے والے محمدؐ پر وحی کے منکر کیوں ؟

قارئین اس پر بھی غور فرمائیں کہ اللہ نے قرآن میں مکھیوں پر وحی بھیجنے کا ذکر کیا ہے (نحل ۶۸ / ۱۶) انبیاؑ کی ماؤں پر وحی بھیجنا بتایا (طٰہٰ ۳۸ / ۲۰) زمین کو وحی بھیجنا ثابت کیا (زلزال ۵ / ۹۹) تمام آسمانوں کو وحی کرنے کا اعلان کیا (حٰم سجدہ ۱۲ / ۴۱) اور زیر قلم سورۃ (۱۵ / ۱۲) میں حضرت یوسف علیہ السلام پر نہایت کم سنی کے عالم میں وحی کا جاری ہونا ثابت ہے لیکن وحی نہیں مانی گئی تو آنحضرتؐ کے لئے نہیں مانی گئی انہیں تمام قومی علما کو چالیس سال تک وحی سے محروم بتانا پڑا اور اسے ضروری سمجھا۔ حد ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ ہر انسانی نفس پر الہام کرنے اور اسے اچھی اور بری باتیں قبل از وقت بتاتے رہنے کا اعلان کرتا ہے (شمس ۸ / ۹۱) مگر رسولؐ اللہ کو ایسے الہام سے بھی محروم مانا گیاہے الغرض رسولؐ کی قوم نے اسلام

عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِي

بڑا ہے اے یوسفؑ منہ پھیر لے اس بات سے اور بخشش مانگ اے عورت

لِذَنۢبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي

واسطے گناہ اپنے کے تحقیق تو ہے تو خطاکاروں سے اور کہا کتنی بیبیوں نے بیچ

الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ ۖ قَدْ

شہر کے عورت عزیز کی بہلاتی ہے جوان یعنی غلام اپنے کو جان اس کی سے تحقیق

شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا

بیٹھ گیا ہے بیچ دل اس کے یوسفؑ از روئے محبت کے تحقیق ہم البتہ دیکھتے ہیں اس کو

فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ

بیچ گمراہی ظاہر کے پس جب سنا اس عورت نے مکر ان کا آدمی بھیجا طرف ان کی

(۲۹) اے یوسفؑ اس کی جذباتی صورت کو دیکھ کر نظر انداز کر دو اور اے ملکہ تم یوسفؑ سے اپنی زیادتی اور متعلقات کی معافی چاہو اور سمجھ لو کہ تم نے اپنے منصوبے میں بے صبری اور عجلت سے کام لے کر حصول مقصد میں خطا کی ہے۔ (۳۰) اور اس واقعہ پر شہر کی عورتوں میں چرچا ہونے لگا کہ بادشاہِ وقت کی ملکہ اپنی رعیت کے ایک نوخیز جوان پر لٹو ہو گئی ہے اور اسے لبھانے اور ڈوری پر لگانے کے لئے اس کی محبت میں ڈوب گئی ہے ہم تو اسے اس کے بزرگ مقام سے بہکا اور ہٹا ہوا سمجھتی ہیں ۔ (۳۱) جب یہ چرچا اور اس کی تفصیلات ملکہ نے سنیں

کو جو کچھ بنا کر اختیار کیا اس میں رسولؐ اللہ کے لئے اتنی بھی گنجائش نہیں رکھی گئی جو انہوں نے اپنے بعض قومی لیڈروں کے لئے رکھی اور مانی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وہ مقام ہے کہ کائنات میں کوئی وحی خداوندی ، کوئی حکم خداوندی اور کوئی خدائی امر و اسکیم جاری نہ ہوتی تھی سوائے اس کے کہ وہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وسیلے سے نافذ اور جاری ہوتی تھی کائنات کی ہر مخلوق کو رحمت و رزق اسی دروازے سے ملتا تھا جس کا ایک نام محمدؐ ہے دوسرا نام علیؑ ہے ہدایات وتنذیرات و بشارات کا مخزن و منبع اور مصدر حضورؐ کی ذات پاک ہے اور قیامت تک یہ حقیقت ثابت ہے ۔

(۴) آیات (۲۹۔۲۸ / ۱۲) کی مختصر تشریح فرعون اور اس کی زوجہ ، حضرت یوسفؑ اور مصری تہذیب ومعاشرہ ۔

ہم نے کئی جگہ عرض کیا ہے کہ ہم فی الحال قرآن کی تفسیر نہیں لکھنا چاہتے اور یہ کہ ہم قرآن ، رسولؐ اور رسولؐ کی قوم کے مابین گزرنے والے حالات کا مثلث پیش کرنا چاہتے ہیں اس لئے ضروری سے ضروری اطلاعات قارئین کے سامنے رکھتے اور گزرتے چلے جاتے ہیں ان آیات کی باقاعدہ وضاحت ہم نے اپنی کتاب ”اسلام اور جنسی تعلقات یعنی مذہب و مناکحت“ میں کی ہے اگر آپ وہاں ان آیات سے متعلق چودہ صفحات پڑھ لیں تو برسوں دل میں گدگدیاں اٹھتی رہیں گی ہم ازراہ سُستی وہاں سے چند پیرا گرافس بجنسہٖ نقل کرتے ہیں ۔ بات علامہ ابو الاعلیٰ کی جگہ ابوالکلام آزاد کے بیان سے شروع کی گئی تھی آپ بھی سن لیں ارشاد ہے کہ :

(۴ ۔ الف) عزیزمصر کا رد عمل اور مفسرین کا استعجاب ؟ ” عزیزمصر کا اپنی بیوی سے معاملہ مفسرین کے لئے ایک حیرت انگیز معاملہ رہا ہے اور بعض مفسرین مجبور ہوئے ہیں کہ طرح طرح کی دور از کار توجیہیں کریں وہ کہتے ہیں کہ اس پر اپنی بیوی کی بد چلنی بالکل واضح ہو گئی تھی اس نے صاف کہہ دیا تھا کہ (إِنَّهُۥ مِن كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ یوسف) کچھ شک نہیں کہ یہ تم عورتوں کی مکاریوں میں سے ایک مکاری ہے اور تم لوگوں کی مکاریاں بڑی ہی سخت مکاریاں ہیں لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے اس معاملہ کو اس سے زیادہ اہمیت نہیں دی کہ بیوی سے کہا (وَٱسْتَغْفِرِي لِذَنۢبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ ٱلْخَاطِـِٔينَ ﴿٢٩﴾ یوسف) اپنے گناہ کی معافی مانگ بلاشبہ تو ہی خطا وار ہے اور پھر اسی طرح مختار و آزاد چھوڑ دیا جس طرح پہلے تھی چنانچہ شہر کی عورتوں کی دعوت ، مجلس طرب کی آراستگی اور حضرت یوسفؑ کی طلبی سب بعد کے واقعات ہیں نیز اس کا اختیار و تصرف اس سے ظاہر ہے کہ قید کرنے کی دھمکی دیتی ہے اور اسے پورا کر کے دکھا دیتی

وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ

اور تیار کیں واسطے ان کے مسندیں اور دیا ہر ایک کو ان میں سے چاقو اور

قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ

کہا نکل اے یوسفؑ اوپر ان کے پس جب دیکھا انہوں نے اس کو اور بڑا جانا انہوں نے

وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ

اس کو اور کاٹ ڈالے ہاتھ اپنے اور کہا پاکی ہے واسطے اللہ کے نہیں یہ آدمی نہیں

هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ

یہ مگر فرشتہ بزرگ کہا اس عورت نے پس یہی شخص ہے جو ملامت کرتی ہو تم مجھ

فِيْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

کو بیچ اس کے اور البتہ تحقیق بہلایا میں نے اس کو جان اس کی سے

فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ

پس تھام رکھا اس نے اپنے تئیں اور البتہ اگر نہیں کریگا جو کہتی ہوں میں اس کو

لَيُسْجَنَنَّ وَ لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ

البتہ قید کیا جاوے گا اور البتہ ہو گا ذلیلوں سے کہا اے پروردگار میرے

اور اس کے پیچھے ان عورتوں کی مکاری دیکھی تو ان کا پتہ چلایا اور پھر ان کو دعوت نامہ بھیجا کہ محل میں آ کر فواکہات نوش جاں فرمائیں ۔ ادھر ان کے لئے مسندیں اور کرسیاں بچھائیں اور ہر نشست پر پھل پھول اور ایک ایک چھری بھی رکھ دی اور جیسے ہی انہوں نے پھل کاٹنا شروع کئے اس نے یوسفؑ کو اچانک سامنے آ جانے کا اشارہ کر دیا انؑ کو دیکھتے ہی وہ دنگ رہ گئیں گھبرا کر تعظیم کے خیال میں اپنے اپنے ہاتھ کاٹ کر زخمی کر لئے اور ان کے منہ سے نکلا کہ "ہر خرابی سے پاکی اللہ کا حق ہے۔" یہ بزرگ ہستی آدمی نہیں ہے یہ تو کریم النفس فرشتے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے ۔ (۳۲) اب زلیخا نے کہا کہ یہی تو وہ حیران کن شخص ہے جس کے لئے تم مجھے ملامت کا نشانہ بناتی رہی ہو اور میں اقرار کرتی ہوں کہ میں نے اس کے جذبات بھڑکانے کے لاکھ جتن کئے مگر اس نے عصمت کا سہارا لئے رکھا ہے اور اگر یہ اب بھی وہ کچھ نہ کرے گا جس کا میں اسے حکم دیتی رہی ہوں تو یقیناً اسے جیل میں ڈال دیا جائے گا اور اس کا گھمنڈ ٹوٹ جائے گا ۔ (۳۳) یوسفؑ نے کہا کہ

ہے ۔ گویا بیوی کی بدچلنی کوئی ایسی بات نہ تھی جو عزیز کو وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْۢبِكِ کہنے سے زیادہ کسی سرزنش اور مخالفانہ اقدام پر آمادہ کرتی۔ کیوں کر ممکن ہے کہ ایک شریف اور معزز آدمی اس بارے میں اس قدر بے حس اور بے پرواہ واقع ہو ؟ (مسلسل لکھتے ہیں کہ)

(۴ ۔ ب) قرآن فہمی میں معاشرت وتہذیب سے لاعلمی کا نتیجہ ؟

لیکن اگر مفسرین کے سامنے اس عہد کی مصری معاشرت کی تفصیلات ہوتیں تو اس معاملے پر انہیں ذرا بھی استغراب نہ ہوتا انہوں نے دو اڑھائی ہزار سال پیشتر کی مصری معاشرت اور اس کے اخلاقی احساسات کو اپنے وقتوں کی معاشرت اور احساسات پر قیاس کیا اور اسی کے مطابق توجیہات کے جامے تراشنے لگے اس بارے میں ہمارے پاس معلومات حاصل کرنے کے دو ذریعے ہیں ایک براہ راست اُسی زمانے سے تعلق رکھتا ہے ۔ دوسرا بعد کے عہدوں سے ۔ پہلا اثر بیات مصر (اجٹیالوجیا) سے ماخوذ ہے ۔ دوسرا بعض یونانی تحریرات سے جو سن مسیحی سے کچھ عرصہ پہلے لکھی گئی ہیں ۔ اور یہ دونوں ذریعے اس بارے میں متفق ہیں ۔ کہ اُس عہد کی مصری معاشرت کی حالت ٹھیک ٹھیک ویسی ہی تھی جس کی تصویر اُس موقع پر قرآن نے کھینچی ہے ۔ یعنی اُمراء کے طبقے کی معاشرتی اور ازدواجی حالت عامۃ الناس سے بالکل مختلف تھی ۔

(۴ ۔ ج) رؤساء اور امراء میں عورتوں کی بالا دستی مصری، تہذیب میں عصمت بے معنی چیز۔

ان کی عورتیں اپنے اعمال اور تصرف میں بالکل آزاد تھیں مردوں کے دباؤ میں رہنا پسند نہ کرتی تھیں ازدواجی زندگی میں ان کا پلہ بھاری تھا اخلاقی حیثیت کے معاملے نے ایسی صورت اختیار کر لی تھی کہ عصمت اور بے عصمتی کا معاملہ عملاً غیر اہم ہو گیا تھا لوگ سب کچھ جانتے تھے اور پھر بھی اسے ناگزیر حالت سمجھ کر برداشت کر لیا کرتے تھے گویا اس اعتبار سے پندرہ

سو سال قبل مسیح مصری سوسائٹی کا حال ٹھیک ویسا ہی تھا جیسا کہ ایک ہزار سال بعد رومۃ الکبریٰ کے دارالحکومت میں ہمیں دکھائی دیتا ہے اور جس کا نمونہ خود جولیس سیزر کی زندگی میں ہم دیکھ سکتے ہیں انہیں شک و شبہ سے اس لئے بالا تر کہا گیا تھا کہ شک و شبہ کا سب سے بڑا محل ان ہی کی زندگی تھی۔

(۴۔د) یونان وروم ومصر کا تمدن و معاشرت بابل کے نقش قدم پر تعمیر ہوئی تھی۔

دراصل یونان اور روم کا تمدن بہت سی باتوں کی طرح اس بات میں بھی بابل اور مصر کے نقش قدم پر چلا تھا مصر کی یہ حالت برابر رہی امراۃ العزیز (عزیز کی زوجہ) کے عہد سے لے کر کلوپیٹرا تک وہ صرف نسوانی حسن وجمال ہی میں نہیں بلکہ ازدواجی زندگی کی بے باکیوں اور مطلق العنانیوں میں شہرہ آفاق رہا" (کتاب حضرت یوسفؑ مصنفہ ابوالکلام صفحہ ۷۲ تا ۷۴) اگلے صفحہ پر لکھا ہے کہ:

(۴۔ہ) حسن وجمال نبیؑ کے قدموں پر۔

" پھر بعد کو جو معاملہ پیش آیا اس سے بھی معلوم ہو جاتاہے کہ اس بارے میں وقت کی نسوانی اخلاق کا معیار کیا تھا شہر کی امیرزادیوں نے جوں ہی یہ خبر سنی کہ ایک عبرانی غلام ایسا طرحدار ہے کہ عزیز کی زوجہ اس پر جان دینے لگی ہے اور وہ قابو میں نہیں آتا۔ تو بے اختیار اس سے ملنے کی مشتاق ہو گئیں اور جب مجلس ضیافت آراستہ ہوئی اور یوسفؑ بلائے گئے تو کوئی نہ تھا جس نے اپنی دل ربائیوں اور شیوہ طرازیوں کے بے باکانہ تیروں سے انہیں چھلنی نہ کر دینا چاہا ہو۔ ظاہر ہے کہ سوسائٹی کی عورتوں کا اس طرح بے حجابانہ کھل کھیلنا اور بغیر کسی جھجک کے ایک پورے مجمع کا اظہار تعشق کرنا جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ لکھنو کی اصطلاح میں " شوقینی " وقت کا فیشن ہو گئی ہو۔ اور شوقین عورتیں پوری طرح آزاد ہوں " (ایضاً صفحہ ۷۵)

(۴۔و) قرآن فہمی اور تفسیر کو ایک کھیل بنا لیا گیا تھا۔

آپ نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ بھی مفسر قرآن گزرے ہیں جو تاریخ و جغرافیہ اور معاشرت اقوام اور دیگر تمام متعلقہ علوم سے نابلد تھے اور انہیں عربی زبان کے علاوہ کچھ معلوم نہ تھایہی نہیں بلکہ ان جہلانے یہ فیصلہ بھی صادر کئے رکھا (اور آج بھی اس پر عمل ہے) کہ مذکورہ ومتعلقہ علوم کا جاننا غیر ضروری ہی نہیں بلکہ گناہ بھی ہے چنانچہ آج تک دینی درس گاہوں کے نصاب میں ہر وہ علم نہیں ہے جس سے قرآنی حقائق تک رسائی ہو جائے جو کچھ علامہ ابوالکلام نے لکھا یہ قرآن کے دوجملوں (آیات) کا معجزہ ہے اسی لئے قرآن کریم کے جملوں کو آیات کہا گیا ہے کہ تہذیب وتمدن اور مصری معاشرت کی تمام تفصیلات بارہ الفاظ میں سمو کر رکھ دی ہیں علامہ بھی چونکہ سلسلہ اجتہاد ہی کے پروردہ ہیں اس لئے علوم شرقیہ و غربیہ پر اطلاع کے باوجود جو لکھا وہ مجتہدانہ تنگ دامنی کا اثر لئے ہوئے ہے۔ سنیئے ہم قرآن کریم کا وہ مفہوم پیش کرتے ہیں جو اس صورت حال کی عکاسی قرآن کے لفظی دائرے میں رکھتاہے قرآن میں جو کچھ ہے وہ آیات ہیں اور آیات معجزہ کو کہتے ہیں یعنی ایسا کلام اور ایسے مطالب جس کے سامنے خالق کے علاوہ ہر کوئی عاجز و ناتوان ہو۔ قرآن میں فرعون، نمرود اور کئی ایک انسانوں کے کلام کو قرآن کی زبان میں جوں کا توں پیش کر دیا ہے یعنی وہ انسانی کلام بھی قرآن میں آ کر اب ایک آیت یا معجزہ ہے چنانچہ قرآن کا عزیز مصر کی زبان میں یہ کہنا کہ:

"درحقیقت تو نے حصول مقصد میں خطا کی ہے" بڑا ہی لطیف جملہ ہے اس جملہ کا صحیح لطف مل ہی نہیں سکتا جب تک کہ آپ نے اس تہذیب یا اس قسم کی تہذیب کو انتہائی قریب سے نہ دیکھا ہو اور اس قسم کے مہذب انسانوں کے قلبی احساسات عملاً سامنے نہ آئے ہوں یہاں عزیز مصر ایسے ترقی یافتہ اور اس زمانہ کی تہذیب کے پروردہ اور اس تہذیب کے نگران اعلی کا یہ مطلب ہر گز ہرگز نہیں ہو سکتا کہ:

" تو نے گناہ یا جرم کیاہے لہٰذا تو اس جرم و گناہ کی خدا سے معافی مانگ " نہیں واللہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ سوشل زندگی میں جنسی تعلقات محض تازہ بتازہ رضامندی اور سپردگی پر منحصر ہوتے ہیں اور اس آزادانہ رضامندی اور سپردگی کے علاوہ وہاں نہ خونی رشتہ ملحوظ رکھا جاتا ہے نہ مرتبہ نہ عمر و سن و سال نہ دولت وعظمت رکاوٹ بنتی ہے لیکن رضامندی اور خود سپردگی اس قدر ضروری و لازمی سمجھی جاتی ہے کہ آپ خواہ کسی قدر بھی بے چین اور قابو سے باہر ہوں آپ کو عزت نفس کے نام پر کوئی ایسی حرکت یا اشارہ تک نہیں کرنا ہے۔ جس سے اظہار تمنا ہو جائے ورنہ ان کی زبان میں آپ وحشی و جانور کہلائیں

گے چہ جائیکہ دنیا کے سب سے بڑے ملک کی ملکہ ، اپنے زمانے کی سب خواتین سے حسین و معزز خاتون ، گہوارۂ تہذیب و تمدن کی نمائندہ عورت ، جنسی اخلاق و آداب کی محافظ ہوتے ہوئے کسی شخص کو اس کی مرضی کے خلاف چوری چوری ایک ایسی خواہش پوری کرنے کے لئے پریشان کرے جو وہ ہر وقت کسی سے بھی پوری کرا سکتی ہو؟ حالانکہ شرفا کسی بھی دعوت میں بھوکے پیٹ نہیں جاتے ۔ پہلے کچھ کھا پی لیتے ہیں۔ دعوت کے انتظام میں دیر ہو سکتی ہے ۔ دعوت کے دوران ایسا موضوع زیر بحث آ سکتا ہے جس میں حصہ اور دلچسپی لینا اخلاقاً ضروری ہو ۔ پوری توجہ سے گفتگو میں حصہ بھی لینا اور ساتھ ہی پیٹ بھر کر لگاتار کھانا بھی ممکن نہیں ہے۔ دعوتیں مل بیٹھنے کے لئے ہوا کرتی ہیں ۔ کھانا تو روزانہ کھاتے ہی ہیں۔ جب ہمیں معلوم ہے کہ ہم بھوک میں ، خواہ جنسی بھوک ہو یا دوسری بھوک ، بے چین ہو کر تہذیب کے خلاف حرکت کر سکتے ہیں تو ہر قسم کی بھوک کا پہلے سے انتظام کرنا ضروری ہے تاکہ نعمتوں کو قریب دیکھ کر بے قراری دامن گیر نہ ہو سکے۔ تاکہ ایک ناتجربہ کار شخص بھی وقت پر اچھا مظاہرہ کر سکے اور مغلوب ہو جانے سے محفوظ رہ جائے ملکہ ایسی تجربہ کار ماہر ہستی یوں کھوکھلی اسکیم بنا کر اس بُری ذلت سے ناکام ہو جائے ؟ اس پر بادشاہ کو افسوس ہوا ۔ افسوس ہونا چاہئے تھا اس نے نہایت جامع الفاظ میں کہا کہ اس معاملے میں تمہاری سراسر غلطی (WRONG APPROACH) ہے ۔ تم کو ان سے معافی مانگنا چاہئے ۔یہاں عزیز صاحب نہ آئندہ ایسی تمنا سے منع کر رہے ہیں نہ گزشتہ تمنا کو غلط قرار دیا ہے انہوں نے تو اس طریق کار کو غلط قرار دیا ہے جو ہر حیثیت سے تھا بھی غلط۔ جن حالات اور اختیارات کی موجودگی میں ملکہ نے یہ طریقہ اختیار کیا وہ ملکہ کی شان کے خلاف تھا ان کا نبیؑ ہونا تو مدت بعد ظاہر ہو گا لیکن یہ تو معلوم تھا کہ حضرت یوسفؑ سادہ ماحول کے پروردہ ہیں دیہات سے آنے والے لوگ زیادہ شرمیلے اور حیادار ہوتے ہیں یہ انداز ہی غلط تھا کہ وہ ملکہ کو تنہا دیکھ کر مہربان دیکھ کر جنسی طور پر بے قابو ہو جائے گا ممکن تھا کہ وہ ملکہ کی اس حرکت کو اپنے چال و چلن کی آزمائش سمجھے اور زیادہ مضبوطی کا مظاہرہ کرنے لگے ان تمام حالات اور امکانات کو نظر انداز کر کے ملکہ کے بے قابو اور ناکام ہو جانے پر عزیز نے کہا تھا کہ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ ٱلۡخَاطِـِٔينَ (۲۹ / ۱۲) تو یقیناً ان لوگوں میں سے ہے جن کا نشانہ خطا کر جاتا ہے لیکن اس نے اپنی زوجہ کی اسکیم کی تعریف بھی کی ہے یعنی اگر یوسفؑ اس مضبوط کیریکٹر کا شخص نہ ہوتا یا ان کی جگہ کوئی اور آدمی ہوتا تو تمہارا یہ منصوبہ کامیابی کا ضامن تھا مگر اس بے مثال شخصیت کے سامنے اتنا عظیم الشان منصوبہ فیل ہو گیا بہر حال تم عورتوں کے دل فریب منصوبے کہیں ختم تھوڑی ہو گئے آئندہ عظیم تر اسکیم بنانے کا سبق مل گیا (یہاں مذکورہ کتاب سے نقل مکمل ہو گئی)

(۴ ۔ ز) یوسفؑ کی قوم بھی مسلمان تھی ۔ علامہ مودودی نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو اتنی سی بات پر مسلمان مان لیا تھا کہ ان سے جناب شعیبؑ نے إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿٨٥﴾ (الاعراف) کہہ دیا تھا۔ یعنی ''اگر تم مومن ہو'' اور لکھا تھا کہ : ''اس فقرے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ خود مدعی ایمان تھے۔ جیسا کہ اوپر ہم اشارہ کر چکے ہیں ، یہ دراصل بگڑے ہوئے مسلمان تھے'' (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۵) لہٰذا اسی اصول پر وہ عورتیں اور ان کی قوم مسلمان سمجھی جانا چاہئیں جنہوں نے کہا تھا کہ حَـٰشَ لِلَّهِ ﴿٣١﴾ (یوسف) یعنی تمام خرابیوں سے مبرا اور منزا ہونا اللہ کے لئے ہے '' اور جو لوگ اللہ کو ہر ایک برائی خرابی اور احتیاج سے پاک مانیں ان کو مسلمان نہ ماننے والے یقیناً خود مسلمان نہیں ہو سکتے لہٰذا حضرت یوسفؑ کے سامنے بھی ایسی ہی بگڑی ہوئی مسلمان قوم تھی جیسا کہ محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کے سامنے تھی اور یہی وجہ ہے کہ مکیوں اور قریشیوں کو ایک نبیؑ کا کیریکٹر سنایا جا رہا ہے مومن ازواج کو سبق دیا جا رہا ہے تاکہ وہ چکنی چپڑی باتیں (احزاب ۳۲ / ۳۳) کرنا بند کریں نبیؑ کا بچپن سے نبیؑ ہونا بتایا جا رہا ہے تاکہ یہ لوگ حضورؐ کو بھی بچپن سے نبیؐ سمجھیں ۔

(۵) آیات (۳۵ تا ۳۲ / ۱۲) حضرت یوسفؑ کا چیلنج اور ملکی رؤسا و امرا کی شکست ۔ آپ نے دیکھا کہ ملکہ پر جو جنسی بھوت سوار تھا اس نے شہزادیوں اور رؤسا و امراء وحکمرانوں کی ازواج اور جوان بیٹیوں کے اس مجمع میں بے محابہ اعلان کر دیا کہ اگر یوسفؑ نے اب بھی انکار کیا تو انہیں جیل میں ڈال کر سڑا دیا جائے گا اور وہیں اسی ضیافت اور مجمع خواتین میں یوسف علیہ السلام نے ایسے فعل کے مقابلہ میں جیل میں رہنا پسند کرنے کا اعلان اور چیلنج کر دیا یہ چیلنج ان کی زبان سے نکلنا تھا کہ رئیسوں اور امیروں کی ازواج و اولاد اور نوکروں چاکروں اور خادموں کے ذریعے پوری مملکت میں

اے میرے رب مجھے جیل میں قید رہنا اس فعل سے زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ تمام رئیس اور رئیس زادیاں مجھے دعوت دے رہی ہیں ۔ اور اگر تو نے ان سب کی اجماعی خطرناک چالوں کو مجھ سے دور نہ کیا تو مجھے ان سے قربت نہ ہوجائے اور میں بھی جاہلوں میں سے ہوجاؤں (۳۴) چنانچہ ہم نے یوسفؑ کی دعا قبول کر کے ان کی چالوں کو ان سے دور کر دیا۔ بے شک اللہ سننے والا عالم ہے ۔ (۳۵) پھر جب اہل مصر نے یوسفؑ پر مزید نوازشات اور آیات خداوندی کو دیکھا تو انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ یوسفؑ کو ایک خاص زمانے تک جیل میں رکھا جائے (تاکہ عورتوں کے جذبات کا بہاؤ روکا جا سکے اور عوام میں بدنامی ہلکی پڑ جائے) (۳۶) اور یوسفؑ کے ساتھ ساتھ دو اور نوجوان جیل میں داخل ہوئے تھے۔ان میں سے ایک نے بیان کیا کہ میں خود کو شراب کشید کرتے ہوئے دیکھتا ہوں دوسرے نے کہا کہ بلاشبہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے ان روٹیوں میں سے کھا رہے ہیں ۔ ہمیں ان خوابوں کی تعبیر بتائیں ۔ یقیناً ہمارا یقین تمہارے متعلق یہ ہے کہ تم ایک احسان کرتے رہنے والے آدمی ہو۔ (۳۷) یوسفؑ نے کہا کہ تمہیں جو خوراک جیل میں دی جاتی ہے اس کے پہنچنے سے پہلے پہلے میں تمہیں ان خوابوں کی تعبیر بتا چکا ہوں گا ۔مجھے وہ

السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَ
قید بہت محبوب ہے طرف میری اس چیز سے کہ پکارتی ہیں مجھ کو طرف اس کی اور

اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ
اگر نہ پھیرے گا مجھ سے مکر ان کا جھک جاؤں گا طرف ان کی اور ہو جاؤں گا

مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ
جاہلوں سے پس قبول کیا واسطے اس کے رب اس کے نے پس پھیر دیا اس سے

كَیْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ
مکر ان کا تحقیق وہی ہے سننے والا جاننے والا پھر ظاہر ہوا واسطے ان کے

مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ ع ۱۴
پیچھے اس کے کہ دیکھا انہوں نے نشانیوں کو کہ البتہ قید کریں اس کو ایک مدت تک

وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ
اور داخل ہوئے ساتھ اس کے قید میں دو جوان کہا ایک نے ان دونوں میں سے

اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ
تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں نچوڑتا ہوں شراب اور کہا دوسرے نے تحقیق میں

اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ
دیکھتا ہوں اپنے تئیں کہ اٹھا رہا ہوں اوپر سر اپنے کے روٹیاں کہ کھائے جاتے ہیں

الطَّیْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ
جانور اس میں سے خبر دے ہم کو ساتھ تعبیر اس کی کے تحقیق ہم دیکھتے تجھ کو

مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ
احسان کرنے والوں سے کہا نہیں آوے گا تمہارے پاس کھانا کہ دئے جاؤ گے تم وہ

اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ۭ
مگر خبر دوں گا میں تم کو ساتھ تاویل اس کی کے پہلے اس سے کہ آوے تمہارے پاس

پھیل گیا اب ہر زبان پر حضرت یوسفؑ کی پارسائی اور بلند ترین بے باک اخلاق کی داستان تھی ۔ لوگ جوق درجوق حضرت یوسفؑ کو دیکھنے آتے آپؑ سے باتیں کرتے نیک عملی پر ان کی تقریریں سنتے اور چلے جاتے۔ جا کر اپنے اپنے حلقوں میں سناتے یوں مصر میں ایک نبوی و اسلامی انقلاب پبلک کے قلوب و اذہان سے گزر رہا تھا۔ محل سراؤں اور اونچے بنگلوں کے لوگ عوام کی نظر میں حقیر ہو گئے تھے۔ آپؑ نے اپنے پہلے مربّی کے یہاں چودہ سال گزارے تھے جب آپ کو محل میں

قدرت اس طرح ملی ہے کہ مجھے میرے پروردگار نے خود تعلیم دی ہے ۔ اور اس لئے کہ میں نے اُس قوم کا دین چھوڑے رکھا ہے جو اللہ پر حقیقی ایمان نہیں لاتی اور وہ آخرت کو بھی لوگوں سے چھپاتے ہیں (۳۸) اور اس لئے بھی کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد ابراہیمؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی ملت کی پیروی اختیار کر رکھی ہے ۔اور ہم لوگوں کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم اللہ کے دین میں کسی کو (بلا سند) شریک کرلیں وہ سب کچھ اللہ کے اس فضل کی وجہ سے ہے جو ہم پر اورباقی انسانوں پر اللہ کی جانب سے جاری ہے۔ لیکن افسوس کہ انسانوں کی کثرت اس ہمہ گیر فضل پر شکر گزار نہیں ہے ۔ (۳۹) اے میرے جیل کے دونوں صحابہ یہ بتاؤ کہ آیا وہ پروردگار بہتر ہیں جو خود متفرق ہیں یا وہ اللہ بہتر ہے جو تنہا اور ہر چیز پر طاقت سے حاکم اور غالب ہے ؟

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ

یہ اس چیز سے ہے کہ سکھلایا ہے مجھ کو رب میرے نے تحقیق میں نے چھوڑ دیا ہے

مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

دین اس قوم کا کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور وہ ساتھ آخرت کے وہی ہیں

كٰفِرُوْنَ ۝۳۷ وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ

کافر اور پیروی کی میں نے دین باپوں اپنے کی ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی

مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ

نہیں روا واسطے ہمارے یہ کہ شریک لاویں ساتھ اللہ کے کوئی چیز یہ فضل

اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۸

اللہ کے سے ہے اوپر ہمارے اور اوپر لوگوں کے ولیکن اکثر لوگ نہیں شکر کرتے

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ ۝۳۹

اے دو یارو قید خانے کے کیا خاوند متفرق بہتر ہیں یا اللہ اکیلا غالب بہتر ہے؟

بلایا گیا تو آپ کی عمر اکیس (۲۱) سال کے قریب ہو چکی تھی آپؑ نے زیارت کے لئے آنے والوں کو برابر پیغمبرانہ نصیحتیں کرنے کا پروگرام جاری رکھا تھا ۔ لوگ صورت دیکھتے ہی اپنے دلوں میں محبت و عقیدت و ارادات کا ابال اٹھتا ہوا دیکھتے تھے۔ آپ کا جیل بھیجا جانا گویا تمام ملک کو حسن نبوّت و رسالت سے محروم کر دینے کا مترادف تھا اس لئے بھی گھر گھر اور ہر زبان پر آپ کا ذکر خیر جاری تھا آپ جیل میں داخل ہوئے تو تمام قیدی جو زیارت کے مشتاق مگر مجبور تھے قدم بوسی کے مواقع ملنے سے مسرور تھے اب جیل کے مصائب انہیں ناگوار نہ گزرتے تھے یعنی اسلامی انقلاب جیل کے مقفل دروازوں کے اندر داخل ہو گیا اور ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ بادشاہ وقت اور اہل کاران حکومت اور رؤسا و امراء جب اپنی عورتوں کو کسی طرح نہ روک سکے تو انہوں نے یوسفؑ کو تالوں میں بند کر کے خیریت منائی تاکہ وہاں تک ان کی مستورات کی رسائی نہ ہو سکے اور یوں حکومت نے اپنی اخلاقی شکست کا اشتہار دے دیا۔

(۵ ۔ الف) آیات (۴۰ تا ۳۶/ ۱۲) یوسفؑ کی شہرت علم نبوّتی ، بلاسلطانی دلیل کے ہر رب باطل ہے ۔

ان آیات میں یہ حقیقت واضح ہے کہ حضرت یوسفؑ کے ساتھ ساتھ جیل میں داخل ہونے والے لوگ ان کے محسن انسانیت ہونے اور انسانی تصورات اور عالم خواب پر مطلع ہونے سے واقف تھے ساتھ ہی یہ قومی فریب باطل ثابت ہوا کہ نبیؑ جب تک وحی نہ آئے کچھ نہیں جانتا حضرت یوسفؑ بتا رہے ہیں کہ خدا نے انہیں تعلیم دے دی ہے اور وہ اس علم کی قوت و قدرت سے بلا کسی اور سہارے کے ہر سوال کا جواب صحیح صحیح دے سکتے ہیں لیکن رسولؐ اللہ کی قوم نے آنحضرتؐ کے لئے ان میں سے کوئی بات نہ قبول کی نہ آگے بڑھائی اور انہوں نے اپنی جماعت شوریٰ میں ایک ووٹ رکھنے والا ممبر بھی مشکل سے مانا اس لئے کہ ان سے زیادہ بابصیرت صحابہ کے نام بتائے اور ان ہی ناموں کی پوجا کی جو قوم یوسفؑ کی طرح خود ہی رکھ لئے تھے ۔ اور جن کے لئے قرآن میں کوئی سند نازل نہیں ہوئی تھی۔ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی بھی انسان کو اس وقت تک رب یا مربی کہنا باطل ہے جب تک اس کے لئے قرآن میں آیت موجود نہ ہو (۴۰ / ۱۲) اسی آیت میں یہ بات واضح کر دی کہ ایسا حکم دینے کا حق صرف اللہ کو ہے ۔

(۴۰) تم تو چند ناموں کی پوجا کرتے ہو اور وہ نام بھی تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے خود ہی رکھ لئے ہیں ۔جن کو رب کہنے کے لئے اللہ نے کوئی سلطانی دلیل نازل نہیں کی ہے ۔ایسے احکام دینا صرف اللہ کا حق ہے اس نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو وہی قائم رہتا چلا آنے والا دین ہے ولیکن انسانوں کی کثرت اس سے جاہل ہے (۴۱) اے میرے قید خانے کے دونوں صحابہ تم میں سے ایک تو اپنے رب یعنی فرعون کو شراب پلانے پر مامور ہو گا ۔ رہ گیا دوسرا اسے سولی دیا جائے گا ۔اور سولی پر لٹکتا رہے گا اور وہیں پرندے اس کے سر کا مغز کھائیں گے چنانچہ میں نے تم دونوں کے سوال پر اپنا فتویٰ سنا دیا ہے اور مستقبل میں گزرنے والے ان حالات پر اللہ کا فیصلہ بھی جاری ہو چکا ہے۔ (۴۲) جس شخص کے متعلق یوسفؑ کو نجات پا جانے کا گمان ہوا تھا اس سے کہا کہ تم اپنے رب سے مناسب موقع پر میرا تذکرہ کر دینا۔ چنانچہ شیطان نے اس خادم کو اس کے رب کے روبرو ذکر کرنے سے بھول میں ڈال دیا ۔ یہاں تک کہ یوسفؑ کو جیل میں چند سال گزر گئے تو ایک دن آیا کہ (۴۳) بادشاہ نے دربار میں سنایا کہ میں نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا گئیں۔اور

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ

نہیں عبادت کرتے تم سوائے اس کے مگر ناموں کو کہ نام دھر لیا ہے ان کو تم نے

وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

اور باپوں تمہارے نے نہیں اتاری اللہ نے واسطے ان کے کوئی دلیل نہیں حکم مگر

لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

واسطے اللہ کے حکم کیا ہے یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر اسی کو یہی ہے دین سیدھا

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ

ولیکن بہت لوگ نہیں جانتےاے دو یارو قید خانے کے اے پر ایک

اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ

تم میں کا پس پلاوے گا خاوند اپنے کو شراب اور جو ہے دوسرا پس سولی دیا جاوے گا

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ

پس کھاویں گے جانور سر اس کے سے مقرر کیا گیا وہ کام جو بیچ اس کے

تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ

سوال کرتے تھے اور کہا واسطے اس شخص کے کہ گمان کیا تھا کہ نجات پاوے گا

مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ

ان میں سے یاد کیجیئیو مجھ کو نزدیک خاوند اپنے کے پس بھلا دیا اس کو شیطان نے

ع ۵ / ۱۵

ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ؑ وَ قَالَ الْمَلِكُ

یاد کرنا خاوند اپنے کے پاس پس رہا بیچ قید خانے کے کتنے برس اور کہا بادشاہ نے

اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ

تحقیق میں دیکھتا ہوں سات بیل موٹے کھائے جاتے ہیں ان کو سات دبلے اور

(۵ ۔ب) آیت (۴۱ / ۱۲) نبیؐ کا اپنے علم سے غیبی واقعات پر بیان اور فتویٰ دینا ۔ حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے خدا داد علم غیب سے اپنے دونوں ساتھیوں کو مستقبل میں آنے والی صورت حال بتا دی اور اپنے فیصلے کو فتویٰ اور پوچھنے والوں کو مستفتی فرمایا ہے معلوم ہوا کہ ہر کس و ناکس عالم نما جاہلوں کو اپنے قیاس و گمان سے فتویٰ دینے کا حق نہیں ہے ۔ اسی آیت میں فرعون کو اس کی رعایا کا رب فرمایا مگر پہلے کہہ دیا کہ مُنزّل من اللہ حکم میں رب کہنے کی اجازت نہ ہو تو رب کہنا باطل ہے ۔

(۶) آیات (۴۶ تا ۴۲ / ۱۲) حضرت یوسفؑ ، فرعون اور مُلّاؤں کی پوزیشن الفاظ رب ، فتویٰ اور بضع ۔

پہلی چیز یہ دیکھیں کہ مذکورہ دونوں قیدیوں کو ان کے مستقبل کا حال سنا کر حضرت یوسفؑ نے ان میں سے نجات پانے

سات ہی ہری بھری بالیاں دیکھیں اور دوسری سات بالیاں سوکھی ہوئی نظر آئیں ۔ اے مُلّا حضرات تم مجھے میرے خواب پر فتویٰ دو ۔ اگر تم خوابوں کی تعبیر کا دعویٰ کرتے ہو ؟ (۴۴) مُلّا لوگوں نے کہا کہ یہ تو عقلی تنکوں کے بنڈل ہیں اور ہم لوگ عقلی بنڈل کی تاویل و تعبیر کا علم نہیں رکھتے ہیں ۔(مطلب یہ کہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے) (۴۵) دربار میں خواب اور ملانٹوں کا جواب سن کر اس شخص کو یوسفؑ بہت سے آدمیوں کے بعد یاد آگئے جو ان دو قیدیوں میں سے نجات پا چکا تھا اس نے مُلّا لوگوں سے کہا کہ ذرا مجھے قید خانے میں جانے کی پروانگی دو میں تمہیں بادشاہ کے خواب کی تعبیر و تاویل پر علم غیب کی خبر لا کر دوں گا ۔ (۴۶) وہ جیل میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے یوسفؑ اے سچائی کے مددگار ہمیں سات ایسی گائیں جو موٹی تازی اور فربہ ہیں اور جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا گئیں اور سات ہری بالوں اور سات سوکھی ہوئی بالیوں کے متعلق اپنا فتویٰ دیجئے ۔ تاکہ میں جا کر بادشاہ اور اس کے مُلّاؤں کو بتا سکوں اور اس طرح وہ حقیقت سے واقف ہوجائیں ۔ (۴۷) یوسفؑ نے فتویٰ دیا کہ تم سات سال تک برابر کھیتی کرتے رہو گے تمہیں چاہیئے کہ اپنی کم از کم ضرورت کا غلّہ حاصل کرو اور زیادہ سے زیادہ اناج کو بالیوں کے اندر رکھتے ہوئے آئندہ کے لئے محفوظ کرکے بکھرا رہنے دو۔ (۴۸) اس کے بعد پھر سات سال بڑے سخت قحط کے آئیں گے اس قحط کے دوران وہ تمام اناج کھا لیاجائے گا

سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ
سات بالیں سبزاور سات سوکھی اے سردارو جواب دو مجھ کو
فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝۴۳ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ
بیچ خواب میری کے اگر ہو تم واسطے خواب کے تعبیر کرتے کہا انہوں نے یہ ہیں
اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝۴۴ وَ قَالَ
پریشان خواب اور نہیں ہم ساتھ تعبیر خوابوں پریشان کے جاننے والے اور کہا
الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا
اس شخص نے کہ نجات پائی تھی ان دونوں میں سے اور یاد کیا بعد مدت کے میں
اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝۴۵ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ
خبر دوں گا تم کو ساتھ تعبیر اس کی کے پس بھیجو مجھ کو اے یوسفؑ اے بڑے سچے
اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ
جواب دے ہمارے تئیں بیچ سات بیل موٹوں کے کھاتے ہیں ان کو سات دبلے اور
سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ
سات بالیں سبز اور سات خشک تو کہ پھر جاؤں میں طرف لوگوں کی
لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۴۶ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ
تا کہ وہ جانیں کہا کہ کھیتی کرو گے تم سات برس محنت سے پس جو کچھ کاٹو تم
فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝۴۷ ثُمَّ
پس چھوڑ دو اس کو بیچ بالیوں اس کے کے مگر تھوڑا اس میں سے جو کھاؤ تم پھر
يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ
آویں گے پیچھے اس کے سات برس سخت کھاجاویں گے جو کچھ پہلے رکھا تم نے

والے قیدی سے کہا تھا کہ تم اپنے رب یعنی بادشاہ کے سامنے مجھے یاد کرنا اس پر لوگوں نے یہ قصہ تیار کیا کہ نبیؑ ہوتے ہوئے انسانوں سے مدد مانگنے کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کو جیل میں رہنا پڑا حالانکہ وہاں نہ سفارش کرنے کا ذکر ہے نہ مدد مانگنے کا وہم ہے سیدھی سی بات یہ ہے کہ اگر مناسب موقع ہو تو بتا سکتے ہو کہ تمہیں تمہارے نجات پا جانے اور مستقبل کا حال یوسفؑ نے بتا دیا تھا یا کبھی بادشاہ کو کوئی خواب آئے اور وہ تذکرہ کر کے تعبیر چاہے تو تم مجھے یاد کرنا چنانچہ اس نے یاد کرنے کا وہی مطلب سمجھا کہ مجھ سے آ کر تعبیر معلوم کر لینا اور جا کر بتا دینا چنانچہ اس نے اسی پر عمل کیا(۴۶۔۴۵ / ۱۲) دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے آیت میں بِضْعَ سِنِيْنَ فرمایا ہے (۴۲ / ۱۲) یہ ترکیب وہاں بولی جاتی ہے جہاں دس سال سے کم مدت کا اظہار کرنا ہو چنانچہ حضرت یوسفؑ سات آٹھ سال جیل میں رہے یعنی تیس سال کی عمر پوری ہونے سے

لَهُنَّ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّا تُحۡصِنُوۡنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِ

واسطے ان کے مگر تھوڑا سا جو کچھ بچا رکھو تم واسطے بیج کے پھر آوے گا پیچھے

ذٰلِكَ عَامٌ فِيۡهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيۡهِ

اس کے برس کہ بیچ اس کے مینہ برسائے جاویں گے لوگ اور بیچ اس کے

يَعۡصِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَ قَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِىۡ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ

نچوڑیں گے اور کہا بادشاہ نے کہ لے آؤ میرے پاس اس کو پس جب آیا

الرَّسُوۡلُ قَالَ ارۡجِعۡ اِلٰى رَبِّكَ فَسۡـَٔلۡهُ مَا بَالُ

اس کے پاس ایلچی کہا کہ پھر جا طرف خاوند اپنے کے پس پوچھ اس سے کیا حال ہے

النِّسۡوَةِ الّٰتِىۡ قَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ بِكَيۡدِهِنَّ

ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹے ہاتھ اپنے تحقیق پروردگار میرا مکر ان کے کو

عَلِيۡمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطۡبُكُنَّ اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ يُوۡسُفَ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ

جانتا ہے کہا کیا حال ہے تمہارا جس وقت بہلایا تھا تم نے یوسفؑ کو جان اس کی

قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمۡنَا عَلَيۡهِ مِنۡ سُوۡٓءٍ ؕ

سے کہا انہوں نے پاکی ہے واسطے اللہ کے نہیں جانی ہے اوپر اس کے کچھ برائی

قَالَتِ امۡرَاَتُ الۡعَزِيۡزِ الۡـٰٔنَ حَصۡحَصَ الۡحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ

کہا عورت عزیز کی نے اب کھل گیا حق میں نے بہلایا تھا اس کو

ع ۶ / ۱۶

جو تم نے سابقہ سہولت کے سات سالوں میں بالیوں میں منتشر چھوڑ دیا تھا البتہ اس میں سے وہ اناج بچ رہے گا جسے تم نے (بیج کے لئے) اسٹور میں بند کرکے رکھ دیا ہوگا۔ (۴۹) پھر اس کے بعد ایک ایسا سال آئے گا جس میں بارشوں کی بھرمار ہوگی لوگ اس دوران فصلوں اور وسائل پیداوار سے خوب خوب مستفید ہوں گے۔ (۵۰) بادشاہ نے یوسفؑ کی بیان کردہ تعبیرات کو سن کر کہا کہ انہیں میرے پاس لایا جائے مگر جب شاہی پیغامبر یوسفؑ کے پاس پہنچا اور مقصد بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس واپس جاکر اس کو وہ رپورٹ اور تحقیق پیش کرنے کو کہو جس میں ان عورتوں کے بیانات ہوں جنہوں نے اپنے ہاتھوں کو زخمی کر لیا تھا۔ اس لئے کہ میرا پروردگار بھی اس حادثے سے واقف ہے۔ اور اس کے روبرو مجھے حق و باطل الگ الگ پیش کرنا ہے (۵۱) بادشاہ نے تمام متعلقہ عورتوں کو حاضر کیا اور سب کے بیانات لئے اور کہا کہ تم اپنے اور یوسفؑ کے بارے میں کیا کہتی ہو؟ تم نے یوسفؑ کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کا کام کیا تھا یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہر برائی و خرابی سے مبرا و منزہ تو اللہ ہے ہمیں کوشش کے باوجود یوسفؑ میں کوئی کمزوری اور برائی معلوم نہ ہو سکی۔اور ملکہ نے بیان دیا کہ

قبل آزاد ہو کر تخت و تاج سنبھال لیا تھا تیسری بات یہ دیکھیں کہ قانونی و شرعی بات کے جواب کو زمانہ قدیم سے فتویٰ کہا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ نے یہی لفظ استعمال کیا (۴۱ / ۱۲) پھر فرعون عزیز مصر نے اپنے مُلّاؤں کی اسمبلی سے یہی لفظ (أَفْتُونِي) کہا (۴۳ / ۱۲) پھر جب وہ قیدی بادشاہ کے خواب کی تعبیر پوچھنے آیا تو اس نے بھی یہی لفظ بولا (أَفْتِنَا ۴۶ / ۱۲) اور حضرت یوسفؑ نے مفصل فتویٰ دے دیا چوتھے نمبر پر یہ کہنا ہے کہ مُلّا اور مُلّا ازم پر تمام کافر و مشرک یا یہ کہیئے کہ تمام بگڑے ہوئے مسلمانوں کی حکومتوں اور ان کا نظام پیش کردیا تھا (یونس عنوان نمبر ۱۳) اور دکھایا تھا کہ ان کے نظام حکومت و شریعت میں اپنی اپنی ذاتی بصیرت اور تجربے سے استفادہ کیا جاتا ہے اور تعلیمات و ہدایات و احکامات خداوندی کو بطور تبرک استعمال کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے خود ساختہ قوانین اور اقدامات پر دین کا ٹھپہ لگا رہے اور وہ عوام سے اللہ کے نام پر اپنے احکامات منوا سکیں چنانچہ عزیز مصر کے یہاں بھی وہ جمہوری نظام پایا جاتا ہے اور بادشاہ ان سے ان کے فیصلوں اور فتوؤں کے لئے رجوع کرتا ہے اور خوابوں کی حقیقت کو ان سے معلوم کرتا ہے لیکن مُلّا حضرات خوابوں کو پریشان خیالی اور عقلی بدہضمی کہہ کر بات ٹال دیتے ہیں لیکن ایک نبیؑ چودہ سال کے مستقبل پر نظر رکھتا ہے اور انسانوں کی ہر مشکل کو حل کر دیتا ہے اور پھر پندرہویں سال کی خوشخبری سنا کر یہ ثابت کر دیا کہ ہر نبیؑ اپنے دور نبوت کے ہر دن اور ہر سال کے واقعات کو اپنے سامنے کھڑا دیکھتا ہے لیکن ظاہر اسی قدر کرتا ہے جس قدر اللہ کی طرف سے اجازت ملے اور جو نوع انسان کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے اس قدرت و قابلیت کو دیکھ کر پورا ملک مصر ایمان لے آیا تھا مگر افسوس رسولؐ کی قوم

عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۵۱ ذٰلِكَ

جان اس کی سے اور تحقیق وہ البتہ سچوں سے ہے کہا یوسفؑ نے یہ تحقیقات

لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ

اس واسطے کری ہے تو کہ جانے عزیز یعنی خاوند اس کا کہ میں نے نہیں

اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ

خیانت کی اس کی غائبانہ اور جانے یہ کہ تحقیق اللہ نہیں مطلب کو پہنچاتا مکر

الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۲ وَ مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ

خیانت کرنے والوں کو اور نہیں پاک کرتا میں جان اپنی کو تحقیق جی

اب تو راز کھل چکا اور حق سامنے آ گیا یہ سچ ہے کہ میں نے یوسفؑ کے جذبات کو بھڑکانے ابھارنے اور للچانے کا ہر جتن کیا تھا۔ یقیناً وہی اپنے بیان و عمل میں سچا تھا اور میں جھوٹی ہوں۔ (۵۲) یوسفؑ نے بتایا کہ وہ تحقیق و تفتیش و رپورٹ یہ ثابت کرنے کے لئے ضروری تھی کہ میں نے غائبانہ بھی کوئی اللہ کی خیانت نہیں کی تھی۔ یقیناً اللہ خیانت کاروں کی ترکیبوں اور چالوں کو نتیجہ خیز بنانے میں راہنمائی نہیں کیا کرتا۔ (۵۳) اور میں اللہ کی طرح اپنے نفس کو برائیوں اور خرابیوں سے مبرا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا

آخر تک رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی منزلت اور اسلامی حقائق کو چھپانے میں مصروف رہی اور اپنی قومی پالیسی کو بحال رکھنے کے لئے اسلام اور رسولؐ اسلام کی حیثیت اور صورت کو تبدیل کر کے اختیار کیا اور نوع انسان کو ان تمام نعمتوں سے محروم و مایوس کر دیا جو آنحضرتؐ اور قرآن لے کر آئے تھے چنانچہ آج قرآن فاتحہ خوانی اور دوسرے رسمی امور کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کی اتنی قدر و قیمت بھی نہیں جتنی ریڈر ڈائجسٹ اور کسی ڈائری کی ہوتی ہے۔

(۷) آیات (۵۶ تا ۵۰ / ۱۲) یوسفؑ کی استغناء، صداقت اور عاجزی، نفس معصوم، علیم و حفیظ و رحمتؐ، جمع کا صیغہ کیوں؟

ان آیات میں سب سے پہلے تو ان بیانات کو باطل قرار دیا گیا ہے جن میں یہ کہا گیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس قیدی سے اپنی رہائی کی سفارش کرنے یا بادشاہ کو رہائی کے لئے متاثر و متوجہ کرنے کے لئے کہا تھا اور بندوں سے مدد کی تمنا پر اللہ نے قید کی مدت بڑھا دی تھی اگر ایسا ہوتا تو آپ بادشاہ کے ایلچی کو الٹے پاؤں واپس نہ کرتے بلکہ فوراً پہلے قید سے رہا ہوتے اور بعد میں اپنی پوزیشن صاف کرتے اور پوزیشن تو اسی سے صاف ہو جاتی کہ بادشاہ خود رہا کر کے اپنی قربت میں بلا رہا تھا پھر یہ دیکھئے کہ آپ نے کتنی سخت شرائط لگائی ہیں یہ کوئی آسان بات نہ تھی کہ آٹھ سال بعد اس دبے ہوئے رسوا کن حادثہ کو دوبارہ اچھال کر بادشاہ اور اراکین سلطنت اور تمام رؤسا و امراء کو پبلک کے روبرو پھر ذلیل کیا جائے لیکن آپؑ نے کہہ دیا کہ جو کچھ میرے ساتھ کیا گیا وہ میرے پروردگار کو بھی معلوم ہے (۵۰ / ۱۲) اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے حضور میں مادی طور پر بھی ثابت کروں کہ میں نے گناہ تو الگ قلب و نظر و سلام و کلام میں بھی اللہ کی خیانت نہیں کی ہے (۵۲ / ۱۲) اور ساتھ ہی یہ دکھا دوں کہ میں نے اپنے اونچے اخلاق پر غرور و گھمنڈ نہیں کیا ہے بلکہ اللہ کے حضور عام انسانوں کی طرح عاجز رہا ہوں (۵۳ / ۱۲) البتہ یہ بتا دیا ہے کہ اگر اللہ اپنا رحم شامل حال کر دے تو وہ ایسا نفس عطا کر دیتا ہے جو اپنے جسم و روح کو برائی کا حکم کبھی نہیں دیتا (۵۳ / ۱۲) اور بادشاہ کو یہ بتا دیا کہ ساری دنیا کے خزانے اور وسائل حیات صرف اس شخص کے اختیار میں رہنا چاہئیں جس میں اللہ نے اپنی صفات کو استقلال بخشا ہو جو علم میں عالم نہیں بلکہ علیم ہو اور تحفظ فراہم کرنے میں حافظ و محافظ ہی نہیں بلکہ حفیظ ہو یعنی علم و حفاظت اس کی ذاتی چیزیں بنا دی گئی ہوں (۵۵ / ۱۲) اور اللہ نے بطور فخر یہ فرمایا کہ ہم جسے چاہتے ہیں ایسا بنا دیتے ہیں کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ کی منشا کے مطابق ہوتا ہے اور یہ مقام ملنے کا ذریعہ اللہ کی رحمتؐ ہے۔

(۷۔ الف) واحِد و اَحد و یگانہ و بے مثل ہوتے ہوئے اور شرک و شرکاء کی انتہائی مذمت کے باوجود بلا تکلف جمع کا صیغہ بولنا۔

ہم اس سوال کا جواب دے چکے ہیں (انعام ۱۵۲ / ۶) مگر وہ بہت ابتدائی صفات تھے یہاں تک قارئین نے دیکھا ہے کہ اللہ اپنے تنہا و یگانہ ہونے پر کتنا زور دیتا

لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ

البتہ حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کرے رب میرا تحقیق رب میرا

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ

بخشنے والا مہربان ہے اور کہا بادشاہ نے لے آؤ میرے پاس اس کو چھانٹ لوں میں اس کو

لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا

واسطے جان اپنی کے پس جب باتیں کیں اس سے کہا تحقیق تو آج نزدیک ہمارے

مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ

مرتبے والا امانت والا ہے کہا مقرر کر میرے تئیں اوپر خزانوں زمین کے

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا

تحقیق میں نگہبانی کرنے والا خوب جاننے والا ہوں اور اسی طرح جگہ دی ہم نے

لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ

یوسفؑ کو بیچ زمین کے کہ جگہ پکڑتا تھا اس میں سے جہاں چاہتا تھا پہنچا دیتے ہیں ہم

بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾

رحمت اپنی کو جس کو چاہیں اور نہیں ضائع کرتے ہم ثواب نیکی کرنے والوں کا

وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا

اور البتہ ثواب آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور تھے

یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع وَ جَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ

پرہیزگاری کرتے اور آئے بھائی یوسفؑ کے پس داخل ہوئے اوپر اس کے

فَعَرَفَهُمْ وَ هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ لَمَّا جَهَّزَهُمْ

پس پہچانا ان کو اور وہ واسطے اس کے ناشناس تھے اور جب تیار کیا واسطے ان کے

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ نفس ہی اچھائی اور برائی کرنے کا حکم دیا کرتا ہے۔ سوائے ان مخصوص انسانوں کے نفس کے جن پر اللہ اپنا رحم کرکے برائی کا حکم دینے والا نفس عطا نہ کرے یقیناً میرا پروردگار تحفظ فراہم کرنے والا رحیم ہے۔ (۵۴) بادشاہ نے اس مقام بلند کو دیکھ کر دوبارہ یوسفؑ کو لانے کے لئے کہا اور جب انؑ سے ان کی شرائط سنیں تو کہا کہ میں تمہیں اپنی ذات کے لئے مخصوص کرتا ہوں آپؑ ہمارے یہاں سب سے بلند مرتبہ اور صاحب اختیار ہوں گے۔ (۵۵) یوسفؑ نے کہا کہ میں چونکہ حفیظ و علیم ہوں اس لئے تمام خزانے اور وسائل میرے اختیار میں رہیں گے۔ (۵۶) یوں ہم نے یوسفؑ کو ساری زمین میں استحکام و اقتدار عطا کیا تاکہ وہ جہاں چاہے اور جس طرح چاہے اپنی مرضی نافذ کرے ہم جسے مشیت کے مطابق دیکھتے ہیں اپنی رحمت سے وابستہ کر دیتے ہیں۔ اور ہم احسان پیشہ لوگوں کا اجر ضائع نہیں ہونے دیتے۔ (۵۷) اور جو لوگ ایمان لا کر متقی رہتے ہیں ان کے لئے آخرت میں بھی اس سے بڑھ کر زیادہ مختارانہ اجر ملا کرتا ہے (۵۸) اور یوسفؑ کے بھائی مصر میں داخل ہوئے تو ان کو یوسفؑ کے حضور میں داخلہ ملا یوسفؑ نے تو ان کو پہچان لیا اور وہ یوسفؑ کے منکر رہے (کسی کو وہ کچھ نہ سمجھنا نہ

ہے وہ بار بار کہتا ہے کہ اس کی قدرت میں کسی دوسری ہستی کو شامل وشریک نہ سمجھو اسے کسی کی احتیاج نہیں ہے وہ کسی معاملہ میں مجبور نہیں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی سے مشورے اور اجازت کی یا کسی کی رضامندی یا خفگی کی اسے پرواہ نہیں ہے ایسی صورت میں اور اتنے اصرار وتکرار واہتمام کے باوجود اللہ بلا تکلف جمع کا صیغہ بولتا چلا جاتا ہے ''ہم نے کیا'' ''ہم نے کہا'' ''ہم کریں گے'' ''ہم چاہتے ہیں'' یہاں شرک کی آڑ میں بسنے والے علما سے پوچھنے کی ضرورت ہے کہ جناب کیا یہ بہتر اور مفید نہ ہوتا کہ اللہ نے قرآن میں جمع کے صیغوں میں کلام نہ کیا ہوتا؟ رہ گیا یہ کہنا کہ اپنی بزرگی اور قدرت وغلبہ کا اظہار کرنے کے لئے جیسے بادشاہ اور بڑے آدمی واحد ہوتے ہوئے جمع کے صیغے بولتے ہیں اسی طرح اللہ نے بھی تنہا ہوتے ہوئے جمع کے صیغے بولے ہیں یعنی حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ واحد و اَحد ہے۔ لیکن عزت وغیرہ کے لئے

بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا

سامان ان کا کہا کہ لے آؤ میرے پاس بھائی اپنا جو باپ تمہارے سے ہے کیا نہیں

تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَ اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ

دیکھتے تم کہ میں پورا دیتا ہوں مپان اور میں بہتر مہمانی کرنے والا ہوں پس اگر

لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَ لَا

نہ لاؤ گے تم اس کو میرے پاس پس نہیں مپان واسطے تمہارے نزدیک میرے اور نہ

تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَ

پاس آئیو میرے کہا انہوں نے شتاب بہلاویں گے ہم اس سے باپ اس کے کو اور

اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ قَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ

ہم البتہ کرنے والے ہیں اور کہا واسطے جوانوں اپنے کے رکھ دو پونجی ان کی بیچ

رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى

شلیتوں ان کے کے شاید کہ وہ پہچانیں اس کو جب پھر جاویں طرف

اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ

لوگوں اپنے کی شاید کہ وہ پھر آویں پس جب پھر آئے طرف باپ اپنے کی

پہچانا جو کچھ وہ ہے یہ انکار ہی ہے) (۵۹) اور جب ان لوگوں کو اناج دے دیا گیا اور ان کے بوروں کو تیار کیا جاچکا تو یوسفؑ نے ان سے کہا کہ دیکھو اس دفعہ تو میں نے تمہارے کہنے کے مطابق ناپ تول کر سب کے حصے کا اناج دے دیا اور تمہاری خوب مہمانداری بھی کی ہے لیکن اب کے تم اپنے باپ کو نہ سہی بھائی کو ضرور لے کر آنا۔ (۶۰) اگر تم اسے نہ لائے تو تمہیں ان کا ہی نہیں بلکہ تمہارا کوٹہ بھی نہ ملے گا اور نہ تمہیں میرے پاس آنا ہو گا ۔ (۶۱) انہوں نے کہا کہ ہم اس کے متعلق اس کے والد کو بہلائیں پھسلائیں گے اور ہم ضرور آپ کے حکم کی تعمیل کر کے رہیں گے ۔ (۶۲) ادھر یوسفؑ نے اپنے کارندہ جوانوں سے کہہ دیا تھا کہ ان لوگوں کا روپیہ ان کے بوروں میں رکھ دو تاکہ وہ شناخت کر لیں کہ وہ رقم جان بوجھ کر واپس کی گئی ہے اور اس کا گھر والوں سے تذکرہ کریں اور اس طرح ضرور دوبارہ آئیں ۔ (۶۳) چنانچہ جب وہ لوگ اپنے والد کے پاس واپس پہنچے تو

اس نے حقیقت کے خلاف جمع کے صیغے استعمال کئے ہیں اور ہم یہ نہیں مانتے کہ خدا کوئی بات حقیقت کے خلاف کہے گا بہر حال حقیقت یہ ہے کہ پورے ادارہ نبوت کو اپنے ساتھ اکثر شامل رکھ کر بات کرتا ہے وہاں وہی ہستیاں مقصود ہوتی ہیں جن کے افعال و تصورات کو خود سے منسوب کر کے اپنے کام قرار دیتا ہے اور نبوت کے ادارہ میں نور محمدؐ اور نور محمدؐ کے اجزاء اور ملائکہ شامل ہیں۔ اور یہ خدا کی مختلف صفات کا عملی ظہور ہیں اسی بنا پر انہیں ارادۃ اللہ ۲۔ مشیۃ اللہ ۳۔ نفس اللہ ۴۔ روح اللہ ۵۔ لسان اللہ وغیرہ فرمایا ہے ۔ اور یہ چیزیں ذات سے جدا اور غیر خدا نہیں ہیں ۔

(۸) آیات (۶۳-۵۹ / ۱۲) دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ غلہ کی فروخت خود نہ کرے گا وزیر خوراک کو حکم دے گا۔

عام حالات میں غلہ کی تقسیم اور خرید و فروخت صدر مملکت یا بادشاہ کی پوزیشن کے خلاف ہے۔ یہ بات کہ وہ لوگ یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے تب معلوم ہو گی جب وہ سامنے آ کھڑے ہوں اور بادشاہ مصر کے سامنے کوئی شخص مخصوص حالات کے سوا جانے ہی نہ دیا جا سکتا تھا تمام پڑوسی ملکوں میں قحط پڑا ہوا تھا روزانہ غیر ملکی لوگ غلہ لینے آتے تھے اگر سب کو دربار میں آنا ضروری ہوتا تو یوسف علیہ السلام کو دیگر امور مملکت کے لئے وقت ہی نہ ملتا ان کی دربار میں پیشی کا عذر ہی یہ ہونا چاہئے کہ انہیں موجودہ تعداد سے زیادہ غلہ درکار تھا اور عذر یہ تھا کہ باپ بڈھا ہے اور بھائی ان کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑا گیا ہے اس عذر کو غلہ تقسیم کرنے والا افسر قبول نہ کر سکتا تھا صاف جواب اس لئے نہ دیا کہ ان کے چہروں سے وجاہت و خاندانی جلال و جمال ظاہر تھا لہٰذا پیشی ہوئی پہچانے گئے مگر ظاہر نہ کیا گیا کہ میں یوسفؑ ہوں ان پر تقاضا کیا گیا کہ دو آدمیوں کا کوٹہ اس کے بعد نہ ملے گا ورنہ کم از کم بھائی کو لے کر آنا ورنہ تمہیں دروغ گو سمجھا جائے گا اور نہ غلہ ملے گا نہ یہاں داخلہ ملے گا ان کے روپے رکھ کر احسان کیا تاکہ وہ خوشی خوشی واپس آئیں اور ان کے بھائی کو لائیں اور والد اعتبار بھی کر لے کہ شاہ مصر میرے بچوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے

باپ سے کہا کہ اے ابا جان ہمیں چھوٹے بھائی کی موجودگی کے بغیر اس کا ہی نہیں بلکہ سب کا کوٹہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ ہمارے بھائی کو ثبوت کے طور پر ہمارے ہمراہ بھیجیں تاکہ ہم پورا اناج لا سکیں ۔اور ہم یقیناً اس کے محافظ رہیں گے ۔ (۶۴) انہوں نے کہا کہ کیا میں اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی بھروسہ کروں جیسا کہ پہلے اس کے بھائی کے سلسلے میں بھروسہ کر چکا ہوں ؟ اللہ ہی بہتر محافظ ہے اور تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (۶۵) پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا روپیہ بھی انہیں واپس دے دیا گیا ہے یہ دیکھا تو خوشی سے پکار اٹھے ۔ ابا جان بتائیے اور ہم کو کیا چاہئے دیکھئے یہ ہمارا روپیہ بھی چپکے سے ہمیں واپس دے دیا گیا ہے بس اب ہم تو ضرور جائیں گے اور اپنے متعلقین کے لئے بھی غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ زیادہ بھی لا سکیں گے اتنے اناج کا اضافہ آسانی سے ہو جائے گا ۔ (۶۶) ان کے باپ نے کہا کہ میں اس کو ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کی طرف سے ضمانت نہ دو ۔ کہ تم اسے ضرور واپس لے کر آؤ گے ۔ اِلا یہ کہ تم سب ہی گھیر لئے جاؤ ۔ جب انہوں نے اس کو ضمانت دے دی تو اس نے کہا کہ دیکھو ہمارے اس قول پر اللہ بطور وکیل نگران رہے گا (۶۷) اور کہا کہ اے میرے بیٹو تم شہر میں ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے جانا مگر

قَالُوْا يٰاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ

کہا انہوں نے اے باپ ہمارے منع کیا گیا ہے ہم سے میان پس بھیج ساتھ ہمارے

اَخَانَا نَكْتَلْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ

بھائی ہمارے کو میان کروالاویں ہم اور ہم واسطے اس کے البتہ نگہبان ہیں کہا کہ

هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ

نہیں امانت دار جانتا میں تم کو اوپر اس کے مگر جیسا امانت دار جانا تھا میں نے تم کو

عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حِفْظًا ۖ وَّ هُوَ

اوپر بھائی اس کے کے پہلے اس سے پس اللہ بہتر محافظت کرنے والا ہے اور وہ

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَمَّا فَتَحُوْا

بہت رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے اور جب کھولا انہوں نے

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰاَبَانَا

اسباب اپنا پائی پونجی اپنی پھیری گئی طرف ان ہی کی کہا انہوں نے اے باپ ہمارے

مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَ نَمِيْرُ

کیا چاہیں ہم یہ ہے پونجی ہماری پھیری گئی طرف ہماری اور اناج لاویں گے ہم

اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ

واسطے لوگوں اپنے کے اور محافظت کریں گے ہم بھائی اپنے کی اور زیادہ لاویں گے ہم

كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ

میان ایک اونٹ کا یہ میان ہے آسان کہا کہ ہرگز نہ بھیجوں گا میں اس کو ساتھ تمہارے

حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

یہاں تک کہ دو تم مجھ کو قول اللہ کا البتہ لے آؤ گے تم اس کو میرے پاس مگر یہ کہ

يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا

گھیرے جاؤ تم سب پس جب دیا انہوں نے اس کو عہد اپنا کہا اللہ اوپر اس چیز کے کہ

نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ

کہتے ہیں ہم کارساز ہے اور کہا اے بیٹو میرے مت داخل ہو جیو دروازے ایک سے

گا ذرا سوچئے کہ حضورؑ کو گھر سے نکلے ہوئے تیس سال ہو چکے ہیں باپ اور بھائی کو دیکھنے اور حالات معلوم کرنے کے لئے دل کتنا بے قرار رہا ہو گا؟ یہ تو نبوتی صبر تھا کہ آپ نے چپ چاپ غیروں کی طرح غلہ دلوا دیا کوئی اور ہوتا تو دامن صبر ہاتھ سے چھوٹ جاتا۔

وَّ ادۡخُلُوۡا مِنۡ اَبۡوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَاۤ اُغۡنِیۡ عَنۡکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ

اور داخل ہو جیو دروازوں متفرق سے اور نہیں کفایت کرتا میں تم کو خدا کی طرف سے

مِنۡ شَیۡءٍ ؕ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ ۚ وَ عَلَیۡهِ

کچھ نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور اوپر اسی کے

فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ ۝ وَ لَمَّا دَخَلُوۡا مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَهُمۡ

پس چاہئے کہ توکل کریں توکل کرنے والے اور جب داخل ہوئے جیسے حکم کیا تھا

اَبُوۡهُمۡ ؕ مَا کَانَ یُغۡنِیۡ عَنۡهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ اِلَّا حَاجَةً

ان کو باپ ان کے نے نہ تھا کہ کفایت کرے ان کو خدا سے کچھ مگر ایک خطرہ تھا

فِیۡ نَفۡسِ یَعۡقُوۡبَ قَضٰهَا ؕ وَ اِنَّهٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا

بیچ دل یعقوبؑ کے کہ کر ڈالا اس کو اور تحقیق وہ البتہ صاحب علم تھا واسطے اس چیز کے

عَلَّمۡنٰهُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝ؑ وَ لَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی

کہ سکھایا تھا ہم نے اس کو ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور جب داخل ہوئے اوپر

یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیۡۤ اَنَا اَخُوۡکَ

یوسفؑ کے جگہ دی طرف اپنی بھائی اپنے کو کہا کہ تحقیق میں ہی ہوں بھائی تیرا

میں تمہیں اللہ کی مصلحت سے نہیں بچا سکتا ہوں حکم تو دراصل اسی کا چلتا ہے ۔ چنانچہ اس معاملہ میں بھی میں اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ اور جسے بھی بھروسہ کرنا پڑے اسے چاہئے کہ وہ اللہ ہی پر توکل کرے ۔(۶۸) جب وہ اپنے والد کے بتائے ہوئے طریقے سے مصر میں داخل ہوئے تو یعقوبؑ ان کو اللہ کی طرف سے اس کے سوا مستغنی نہ کر سکا کہ جو حاجت اس کے دل میں تھی وہ اس نے پوری کر لی اور واقعی یعقوبؑ ہمارے عطا کردہ علم سے فیض یاب تھا ۔ ولیکن لوگوں کی کثرت اس حقیقت سے لاعلم ہے۔ (۶۹) اور جب وہ سب یوسفؑ کے پاس حاضر ہوئے تو یوسفؑ نے اپنی خلوت میں اپنے بھائی بن یامین کو بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں اور اسے اپنی پناہ میں لینے کا اطمینان دلایا اور کہہ دیا کہ یہ لوگ جو کچھ کرتے رہے

(۹) آیات (۷۶ تا ۶۸ / ۱۲) نبیؑ کی ترکیب ،مکر یا کید بھی اللہ کا فعل ہوتا ہے ۔ بات سیدھی سیدھی تھی مگر مترجمین دین ملک میں الجھ کر رہ گئے ۔ حالانکہ ساری دنیا میں چور کو گرفتار کرنا جائز ہے اور جرم ثابت ہو جانے پر قید کی سزا دیا جانا بھی کسی زمانہ میں قابل اعتراض نہیں رہا ہے ۔ لہٰذا نہ صرف شاہ مصر کے قانون کی رو سے بلکہ ہر گزشتہ و آئندہ قانون کی رو سے جائز تھا کہ یوسفؑ اپنے بھائی کو روک لیں ۔ مگر بلا کسی الزام کے صرف یہ کہہ کر اور ثابت کرنے کے بعد بھی یوسفؑ کو حق نہ پہنچتا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو جبراً روک لیں ۔ یہ بات بھی ہر قانون میں مسلمہ ہے جو بات اللہ نے فرمائی ہے وہ تو یہ ہے کہ ہم نے یوسفؑ کے بھائی کو روک لینے کے لئے ''کَیۡد'' (موثر چال) کیا۔ اور یہ نہ کیا جاتا تو ملک مصر کا بادشاہ ہونے کے باوجود یوسفؑ اپنے بھائی کو پاس نہ رکھ سکتے تھے ۔ ہمیں تو اس قدر کہنا ہے کہ نبیؑ کا ہر فعل ، خواہ مکر ہو، کید ہو ، فریب ہو یا توریہ ہو مفید ہوتا ہے نوع انسان کے لئے باعث نجات ہوتا ہے اور اسی لئے وہ اللہ کے اپنے افعال ہوتے ہیں اور بس ۔ رہ گئے علامہ اینڈ کمپنی انہیں اپنے اجتہاد کے اندھیروں میں بھٹکنے دو ۔ ہم کسی کو ان کی تحقیقات پر عمل کرنے سے روکتے نہیں ۔ بلکہ ہم لوگوں کو آواز دے کر بلاتے ہیں اور ان کے اجتہادی کرشموں پر متوجہ کرتے ہیں ۔

(۹ ۔ الف) توریہ کے معنی علامہ کے یہاں مصلحت آمیز جھوٹ اور جائز ہیں ۔ ان آیات (۷۶۔۶۸ / ۱۲) میں حضرت یوسفؑ نے جو کچھ اپنے بھائی اور بھائیوں کے ساتھ کیا اس کا نام اللہ نے ۔ کَیۡد ۔ (کِدۡنَا) بتایا ہے ۔ مگر علامہ اسے کَیۡد کہتے ہوئے گھبراتے ہیں بلکہ اسے ۔ تَوۡرِیَةٌ ۔ قرار دے کر اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں کہ : '' احتیاط ملاحظہ ہو کہ ''چور'' نہیں کہتے ۔بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ '' جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہے '' (۷۹ / ۱۲) اسی کو اصطلاح شرع میں ''تَوۡرِیَةٌ '' کہتے ہیں ۔

فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ

پس مت غمگین ہو ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے پس جب تیار کیا واسطے ان کے

بِجَهَازِهِمۡ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىۡ رَحۡلِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اَذَّنَ

سامان ان کا رکھ دیا ایک پیالہ مرصّع پینے کا بیچ شلیتے بھائی اپنے کے پھر پکارا

مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الۡعِيۡرُ اِنَّكُمۡ لَسٰرِقُوۡنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوۡا وَ

ایک پکارنے والے نے اے قافلے والو تحقیق تم البتہ چور ہو کہا انہوں نے اور

اَقۡبَلُوۡا عَلَيۡهِمۡ مَّاذَا تَفۡقِدُوۡنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوۡا

منہ پھیر کھڑے ہوئے اوپر ان کے کیا چیز کھوئی گئی ہے تمہاری؟ کہا انہوں نے

نَفۡقِدُ صُوَاعَ الۡمَلِكِ وَ لِمَنۡ جَآءَ بِهٖ حِمۡلُ بَعِيۡرٍ

کھویا گیا ہے پیالہ بادشاہ کا اور واسطے اس شخص کے کہ لے آوے اس کو بوجھ ہے اونٹ کا

وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيۡمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ عَلِمۡتُمۡ

اور میں ساتھ اس کے ضامن ہوں کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق جانتے ہو تم

مَّا جِئۡنَا لِنُفۡسِدَ فِى الۡاَرۡضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيۡنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوۡا فَمَا

کہ نہیں آئے ہم تو کہ فساد کریں بیچ زمین کے اور نہیں ہم چور کہا انہوں نے پس کیا ہے

جَزَآؤُهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ كٰذِبِيۡنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوۡا جَزَآؤُهٗ مَنۡ وُّجِدَ فِىۡ

سزا اس کی اگر ہو تم جھوٹے کہا انہوں نے سزا اس کی یہ ہے جو شخص کہ پایا جاوے بیچ

رَحۡلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۷۵﴾

شلیتے اس کے کے پس وہی ہے بدلہ اس کا اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم ظالموں کو

فَبَدَاَ بِاَوۡعِيَتِهِمۡ قَبۡلَ وِعَآءِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اسۡتَخۡرَجَهَا

پس شروع کیا ساتھ شلیتوں ان کے کے پہلے شلیتے بھائی اپنے کے پھر نکال لیا اس کو

مِنۡ وِّعَآءِ اَخِيۡهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدۡنَا لِيُوۡسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاۡخُذَ

شلیتے بھائی اپنے کے سے اسی طرح مکر کیا ہم نے واسطے یوسفؑ کے نہیں تھا کہ لے سکے

اب اس پر رنجیدہ رہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ (۷۰) اور جب غلہ وغیرہ بھروا کر ان کا سامان سفر تیار کر دیا تو بن یامین والے بورے میں پیمانہ رکھوا دیا اور جب وہ ذرا دور چلے گئے تو پروگرام کے مطابق ایک کارندے نے پکارا کہ اے قافلے والو تم نے چوری کی ہے۔ (۷۱) وہ رکے اور ان کی طرف بڑھے اور پوچھا کہ بھلا تمہارا کیا سامان غائب ہوگیا؟ (۷۲) خادموں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا پیمانہ نہیں پاتے ہیں ان کے افسر نے کہا جو شخص وہ پیمانہ لا کر دے گا اس کو غلے کا ایک اونٹ بھر وزن انعام دیا جائے گا۔اور میں اس کا دعویدار و ذمہ دار ہوں۔ (۷۳) انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہم اس زمین پر فساد پھیلانے نہیں آئے تھے اور نہ ہم چوریاں کرنے والے لوگ ہیں۔ (۷۴) ملازمین نے پوچھا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی سزا کیا ہو گی؟ (۷۵) انہوں نے جواب دیا کہ وہ جس کے بورے میں سے نکلے اسی کو سزا میں روک لیا جائے گا؟ ہم تو غلط کاروں کو یوں ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ (۷۶) چنانچہ یوسفؑ کے بھائی سے پہلے ان سب کے بوروں کی تلاشی لی گئی پھر ان کے بھائی کے بورے کی تلاشی لی گئی تو اس میں سے وہ پیمانہ نکال لیا گیا۔یوں ہم (اللہ) نے یوسفؑ کے لئے ایک موثر چال چل دی ورنہ وہ اپنے بھائی کو شاہی قانون کی رو سے اپنے پاس نہ رکھ سکتا تھا۔

یعنی ”حقیقت پر پردہ ڈالنا“ یا ”امر واقعہ کو چھپانا“ (علامہ جی اسے تو اصطلاح شرع میں کفر کہتے ہیں۔احسن) جب کسی مظلوم کو ظالم سے بچانے یا کسی بڑے مظلمہ کو دفع کرنے کی کوئی اور صورت اس کے سوا نہ ہو کہ کچھ خلاف واقعہ بات کہی جائے یا کوئی خلاف حقیقت حیلہ کیا جائے تو ایسی صورت میں ایک پرہیزگار آدمی صریح جھوٹ بولنے سے احتراز کرتے ہوئے ایسی بات کہنے یا تدبیر کرنے کی کوشش کرے گا جس سے حقیقت کو چھپا کر بدی کو دفع کیا جا سکے ایسا کرنا شرع و اخلاق میں جائز ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲۵)

یہ دوسری بات ہے کہ اللہ نے ہی کوئی اور بندوبست کیا ہوتا (سو کر دیا)۔ لہٰذا ہم یوسفؑ کی طرح جس کے چاہیں درجات کو بلند تر کر دیتے ہیں ۔ اور ہم نے ہر علم والے شخص پر اس سے بزرگ تر عالموں کا سلسلہ قائم رکھا ہے ۔ (۷۷) یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کر لی تو کوئی بات نہیں اس سے پہلے بھی اس کے ایک بھائی نے چوری کی تھی۔ یوسفؑ نے اس تہمت پر بھی اصل حقیقت ان کے سامنے نہ کھولی بلکہ اپنے دل میں چھپائے رکھی اور کہا تو یہ کہا کہ تم اپنے مقام پر شریر معلوم ہوتے ہو اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے اس سے جو صفات تم بیان کر رہے ہو ۔ (۷۸) انہوں نے عرض کیا کہ اے عزیز مصر یہ حقیقت ہے کہ اس کا باپ بہت بوڑھا اور بزرگ آدمی ہے بہتر یہ ہو گا کہ اسے چھوڑ دو اور ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پکڑ لو ہم کو تم سے احسان کی امید ہے۔ اس لئے کہ تم ایک محسن انسان ہو ۔(۷۹) یوسفؑ نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اس شخص کے علاوہ کسی اور کو ماخوذ کر لوں جس کے پاس سے ہمارا مال برآمد ہوا ہے اگر میں ایسا کروں تو فوراً غلط کاروں میں سے ہو جاؤں گا۔ (۸۰) چنانچہ جب وہ لوگ اس طرح رہائی سے مایوس ہو گئے تو علیحدگی میں مشورہ کرنے کے لئے چلے گئے ان میں سے بڑے بھائی نے کہا کہ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ

اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ

بھائی اپنے کو بیچ دین بادشاہ کے مگر یہ کہ چاہے اللہ بلند کرتے ہیں ہم درجوں میں

مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝۷۶ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ

جس کو چاہیں اور اوپر ہر جاننے والے کے جاننے والا ہے کہا انہوں نے اگر چُرا وے

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ

یہ پس چُرایا تھا ایک بھائی اس کے نے پہلے اس سے پس چھپایا اس کو یوسفؑ نے

فِيْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ

بیچ جی اپنے کے اور نہ ظاہر کیا اس کو واسطے ان کے کہا کہ تم برے ہو جگہ میں

وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝۷۷ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ

اور اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ بیان کرتے ہو تم کہا انہوں نے اے سردار تحقیق ہے

لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ

واسطے اس کے باپ بوڑھا بزرگ پس لے لے ہم میں سے ایک کو جگہ اس کی

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۷۸ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ

تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھ کو احسان کرنے والوں سے کہا پناہ ہے اللہ کی کہ

نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ

لے لیویں ہم سوائے اس شخص کے کہ پائی ہے ہم نے چیز اپنی نزدیک اس کے

اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝۷۹ ع فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ

تحقیق ہم اس وقت البتہ ظالموں سے ہوں پس جب نا امید ہوئے اس سے

خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ

اکیلے بیٹھے مصلحت کرتے ہوئے کہا بڑے ان کے نے کیا نہیں جانتے تم یہ کہ

معلوم ہوتا ہے کہ یا تو علامہ شرع کو نہیں جانتے یا اصطلاحات شرع ان کے ذہن میں محفوظ نہیں رہی ہیں ۔ بہرحال ہم نے تَوْرِيَةٌ کی مثالیں لکھی ہیں ۔یہاں پھر سن لیں کہ جب آپ کسی کو غلط جواب نہیں دینا چاہتے اور صحیح جواب بھی مضر معلوم ہوتا ہے تو ایسی بات کہیں کہ اس کا مطلب سوال کرنے والا خود اخذ کرلے اور جو کچھ وہ اخذ کرے وہ نہ واقعہ ہو نہ تمہارا کلام ہو نہ تمہارا مطلب ہو ۔ مثلاً ایک شخص تمہاری ماہانہ آمدنی جاننا چاہتا ہے اور تم سچی وجھوٹی دو باتیں کہنا نہیں چاہتے ہو تو کہہ دو کہ : (۱) ”حضور اللہ عزت سے روٹی دے رہا ہے “ (۲) ”سرکار گزارہ ہو جاتا ہے “ آپ کے جوابات میں ماہانہ آمدنی نہیں ہے ۔ نہ اس کے سوال کا جواب ہے اور جواب بالکل سچ ہے ۔ سننے والے کی پہلی غلطی یہ ہو گی کہ وہ آپ کی بات کو اپنے سوال کا جواب سمجھے گا۔ دوسری غلطی یہ ہو گی کہ وہ اس جواب سے مطمئن ہو جائے گا ۔ اس لئے کہ وہ تیسری غلطی یہ

اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا
باپ تمہارے نے تحقیق لیا تھا اوپر تمہارے عہد خدا کا اور پہلے اس سے کیا
فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى
تقصیر کی تھی بیچ یوسفؑ کے پس ہرگز نہ ٹلوں گا میں اس زمین سے یہاں تک کہ
يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾
پروانگی دے مجھ کو باپ میرا یا حکم کرے اللہ واسطے میرے اور وہ بہتر حکم کرنے والا ہے
اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ
پھر جاؤ طرف باپ اپنے کی پس کہو کہ اے ابا ہمارے تحقیق بیٹے تیرے نے چوری کی ہے
وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ
اور نہ شاہدی دی تھی ہم نے مگر جو کچھ کہ ہم جانتے تھے اور نہ تھے ہم واسطے غیب کے
حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا
نگہبان اور پوچھ لو اس بستی سے کہ تھے ہم بیچ اس کے اور اس قافلے سے کہ آئے ہم
فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ
بیچ اس کے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہیں کہا بلکہ بنالی ہے واسطے تمہارے جی تمہارے نے
اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ
ایک بات پس صبر بہتر ہے شتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ لے آوے میرے پاس ان سب کو
جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰۤاَسَفٰى
اکٹھا تحقیق وہی ہے جاننے والا حکمت والا اور منہ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس
عَلٰى يُوْسُفَ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ
اوپر یوسفؑ کے اور سفید ہو گئیں آنکھیں ان کی یعنی یعقوبؑ کی غم سے پس وہ

تمہارے والد نے تم سے اللہ کو ضامن دے کر عہد لیا تھا۔ اور تم اس سے پہلے بھی یوسفؑ کے ساتھ کچھ کمی نہیں کر چکے ہو میں تو اب یہاں کی زمین سے نہ ٹلوں گا۔ یہاں تک کہ یا تو خود میرا باپ مجھے بلائے یا پھر اللہ ہی میرے لئے کوئی حکم جاری کرے اور وہ تو تمام حکم دینے والوں سے بہتر حکم دینے والا ہے۔ (۸۱) لہٰذا تم اپنے باپ کی طرف پلٹ کر جاؤ اور اس سے کہو کہ اباجان تیرے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ یہ اطلاع تو ایسی ہے جس کا ہمیں علم ہو گیا ہے البتہ ہم غیب کے حالات پر نگران نہیں تھے۔ (۸۲) آپ اس شہر کے لوگوں سے تصدیق کر لیں جہاں ہم پر یہ حادثہ گزرا ہے۔ یا اس قافلے سے معلوم کر لیں جس کے ساتھ ہم آئے اور گئے تھے۔ ویسے ہم یقیناً اپنے بیان میں سچے ہیں۔ (۸۳) یعقوبؑ نے کہا کہ تم نے دل فریبی کے لئے ایک کام کر لیا ہے میں صبر کروں گا اور اچھے انداز میں کروں گا۔ بہت جلد اللہ ان دونوں کو مجھ سے اکٹھا ملائے گا۔ یقیناً وہ حقیقی علیم ہے اور حقیقی حکمت والا ہے (۸۴) اور ان سے توجہ ہٹا کر ولایت سے وابستہ ہوا اور کہا کہ افسوس ہے مجھے یوسفؑ کی جدائی پر اور اس مسلسل غم و حزن و ضبط اور غمخواری (کَظِیمٌ) سے ان کی آنکھوں

کرتا ہے کہ آپ کو ایک منکسر المزاج، مودب اور مہذب اور باحیا شخص سمجھا اس لئے چوتھی غلطی یہ کی کہ اس نے تمہاری آمدنی کو بہت کافی اور تمہیں خوشحال (WELL TO DO) آدمی سمجھ لیا۔ یہ ہے تَوْرِیَّۃٌ۔ وہ جھوٹ تھا جو علامہ نے بولا یا لکھا اور علما میں ایسا جھوٹ واقعی جائز ہے اسی لئے اسلام کو تباہ کیا ہے۔

(۱۰) آیات (۸۸ تا ۷۷ / ۱۲) برادران یوسفؑ کی مایوسی، واپسی اور حضرت یعقوبؑ کی پریقین غمگینی۔

ان آیات میں برادران یوسفؑ کی حیرانی، منت سماجت، اور مایوسی اور مصر سے واپسی بڑی تفصیل اور سادہ الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ اور کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں چھوڑی گئی ہے۔ ادھر یہ بھی ثابت ہے کہ ان بھائیوں کے دلوں میں سے

كَظِيۡمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ تَفۡتَؤُا تَذۡكُرُ

غم سے بھرا ہوا تھا کہا انہوں نے قسم ہے خدا تعالیٰ کی کہ ہمیش رہے گا تو یاد کرتا

يُوۡسُفَ حَتّٰى تَكُوۡنَ حَرَضًا اَوۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِكِيۡنَ ﴿۸۵﴾

یوسفؑ کو یہاں تک کہ ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے تو ہلاک ہونے والوں سے

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشۡكُوۡا بَثِّىۡ وَ حُزۡنِىۡۤ

کہا سوائے اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں میں بے قراری اپنی کی اور غم اپنے کی

اِلَى اللّٰهِ وَ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾

طرف اللہ تعالیٰ کے اور جانتا ہوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ کہ تم نہیں جانتے

يٰبَنِىَّ اذۡهَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ يُّوۡسُفَ وَ اَخِيۡهِ وَ لَا تَايۡـَٔسُوۡا

اے بیٹو میرے جاؤ پس خبر لو یوسفؑ سے اور بھائی اس کے سے اور مت ناامید ہو

مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ

رحمت اللہ کی سے تحقیق نہیں نا امید ہوتے رحمت خدا کی سے مگر

الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلَيۡهِ قَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الۡعَزِيۡزُ مَسَّنَا

قوم کافروں کی پس جب داخل ہوئے اوپر اس کے کہا انہوں نے اے عزیز لگی ہم کو

میں جالے اور پھولے پڑ گئے تھے۔ (۸۵) بیٹوں نے تنگ آ کر کہا کہ خدارا یوسفؑ کے ذکر اور غم میں گھلنا چھوڑ دیں۔ کیا یہ غم و اندوہ اس وقت تک جاری رکھو گے جب تک سوکھ سوکھ کر جان نہ دے دو۔ (۸۶) یعقوبؑ نے کہا کہ میں تمہیں تو کچھ نہیں کہتا۔ میں تو وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی جو تم نہیں جانتے اپنے نشوونما و حزن کا راز دارانہ شکوہ میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا ہوں تمہیں اگر میری دلداری سچ مچ منظور ہے تو۔ (۸۷) اے بیٹو تم یہاں سے پھر چلے جاؤ اور جا کر یوسفؑ کی ٹوہ لگاؤ اور اس کے بھائی کو ڈھونڈو اور اللہ کی راحت رسانی سے مایوس نہ ہو جاؤ اس لئے کہ اللہ کی راحت رسانی سے تو وہی لوگ مایوس ہوا کرتے ہیں جو مادی اسباب پر بھروسہ کرتے۔ اور ناشکری قوم کے افراد ہوتے ہیں۔ (۸۸) چنانچہ جب برادران یوسفؑ پھر سامان سفر کر کے مصر پہنچے اور یوسفؑ کے سامنے حاضر ہوئے تو نہایت عاجزی سے کہا واقعہ یہ ہے کہ ہم پر اور ہمارے اہل و عیال پر مصیبت ٹوٹ پڑی ہے

اس طویل عرصے میں بھی وہ بغض نہیں نکلا ہے جو کنویں میں ڈھکیلنے اور باقی مصائب کا باعث ہوا تھا۔ وہ بن یامین کی گرفتاری پر بھی اس لئے متفکر تھے کہ باپ کو کیا جواب دیں گے اور اسی خجالت سے بچنے کے لئے بڑا بھائی خود کو بن یامین کی جگہ پیش کر رہا تھا۔ ورنہ اسے یا انہیں بھائی ہونے کی حیثیت سے کوئی رنج و افسوس نہ تھا۔ بلکہ انہوں نے بن یامین کو خاندانی چور ثابت کرنے کے لئے خود حضرتؑ یوسفؑ کو بھی نہ معلوم کونسی چوری کرنے پر چور کہہ ڈالا تھا۔ پھر انہیں والد سے جس قدر ہمدردی تھی اور جو اُن کی عزت ان کی نظر میں تھی وہ یہی کہ باپ کو یوسفؑ کی محبت میں گمراہ (لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنِ ﴿۸﴾ یوسف) سمجھتے تھے۔انہیں فریب اور غم سے دوچار کرنے کی پوری کوشش کی۔ لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام نہ صرف یہ کہ ان کو جھوٹا اور فریب ساز سمجھے بلکہ ان سے دومرتبہ فرمایا کہ تم نے فریب دینے کے لئے ڈھونگ رچا ہے (۱۸ / ۱۲، ۸۳ / ۱۲) اور قبل ازوقت بتا دیا تھا کہ تم لوگ بھیڑیے کے کھا جانے کا بہانہ کرو گے (۱۳ / ۱۲) اور وہ اس کے سوا دوسرا بہانہ تلاش نہ کر سکے۔ ان کی خداداد بصیرت اور علم نبوت کی تصدیق اور مدح کی گئی اور ان کی حاجت کے مطابق فیصلہ کیا گیا (۶۸ / ۱۲) اور وہ یوسفؑ اور بن یامین کے زندہ ہونے اور ان سے ملاقات کرنے کا مکمل یقین رکھتے تھے چنانچہ بیٹوں سے فرمایا کہ وہ دونوں جلد مجھ سے ملیں گے (۸۳ / ۱۲) اور انہیں بے حسی دور کرنے کے اور یوسفؑ کے متعلق احساسات کو برسرکار لانے کی تاکید کر کے تلاش کے لئے ارسال کیا (۸۷ / ۱۲) یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ یوسفؑ زندہ ہیں، یعقوبؑ کو علم ویقین ہے مگر ان کا غم و رنج مناتے ہوئے آنکھوں کی روشنی جاتی رہی سوکھ کر کانٹا ہو گئے اور علی الاعلان اللہ سے شکوہ کرتے رہے (۸۶۔۸۵ / ۱۲) اور اللہ ان سے برابر خوش رہا۔ ہمیں یقین ہے غم محمدؐ و آل محمدؐ میں ہمیں بھی اللہ درجات عالیہ عطا کرے گا اور ہمارے غم و رنج کو دائمی مسرت سے بدل دے گا۔

وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا

اور اہل ہمارے کو سختی اور لائے ہیں ہم پونجی حقیر یعنی تھوڑی سی پس پورا دے ہم کو

الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

میان اور خیرات کر اوپر ہمارے تحقیق اللہ ثواب دیتا ہے صدقہ دینے والوں کو

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ

کہا کہ کیا جانتے ہو تم کہ کیا کیا تھا تم نے ساتھ یوسفؑ کے اور بھائی اس کے کے

اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ

جب تھے تم جاہل کہا انہوں نے کیا تحقیق تو ہی ہے یوسفؑ کہا کہ میں ہوں یوسفؑ

وَ هٰذَاۤ اَخِىْ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ

اور یہ بھائی میرا ہے تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اوپر ہمارے تحقیق جو کوئی

يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

پرہیزگاری کرے اور صبر کرے پس تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب احسان کرنے

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

والوں کا کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق پسند کیا تجھ کو اللہ نے اوپر ہمارے

اس لئے ہم آپؑ کی خدمت میں بہت حقیر سی پونجی لے کر حاضر ہوگئے ہیں اور امیدوار ہیں کہ آپ ہمیں بطور صدقہ و خیرات پورا کوٹہ عنایت فرما دیں گے یقیناً اللہ صدقہ اور خیرات دینے والوں کو بدلہ دیا کرتا ہے (۸۹) یوسفؑ نے پوچھا کہ کیا تمہیں پوری طرح معلوم اور احساس ہے کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا مظالم کئے ہیں؟ یا تم ابھی تک جاہل ہو؟ (۹۰) انہوں نے کہا کیا آپؑ ہی سچ مچ یوسفؑ نہیں ہیں؟ کہا ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی بن یامین ہے۔ یقیناً اللہ نے ہم پر منّت کے مطابق احسان کیا ہے اور یقیناً جو کوئی صبر اور تقویٰ سے کام لے تو اللہ کبھی احسان کرنے والوں کی اجرت ضائع نہیں کیا کرتا ہے (۹۱) انہوں نے جواب میں کہا کہ بخدا ہم خطاکار تھے اور اللہ نے آپؑ کو ہم سب پر ترجیح دے کر پسندیدہ بنایا ہے

---

(۱۱) کافر وہی لوگ ہیں جو انبیاءؑ کے مخصوص مقام کو چھپا کر دھوکے سے اپنے جیسا بنا کر مسلمانوں کو بہکاتے چلے آئے ہیں (۹۴، ۹۳، ۸۴، ۸۳ / ۱۲)۔

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام از اوّل تا آخر یہ علم رکھتے تھے کہ یوسفؑ ان سے اسی حالت میں ملے گا کہ اسے سجدہ کیا جا رہا ہو گا۔ اور اسی بنا پر ان کا خواب سنتے ہی منع کر دیا تھا کہ یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا (۵ / ۱۲) اور اس خطرناک چال کو بھی جانتے تھے جو ان کے بھائیوں نے خواب سنے بغیر ہی چلنا تھا (۵ / ۱۲) اور جب چال اور عملدرآمد پہلے سے معلوم تھا تو لازم ہے کہ نتیجے کا بھی علم ہو۔ پھر ان حضرتؑ نے اپنے بیٹوں سے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ یوسفؑ اور بن یامین دونوں جلد مجھے ملیں گے (۸۳ / ۱۲) لیکن علامہ مودودی اپنے مذہب کی روشنی میں یہ کوشش کرتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام کو عام انسانوں کی طرح جاہل ثابت کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ انبیاءؑ کے پاس کوئی مستقل علم نہ ہوتا تھا جب اللہ کو ضرورت ہوتی تھی تو چھومنتر یا وحی بھیج کر انہیں بتا دیتا تھا اور وحی کے بعد وہ حضرات (معاذ اللہ) پھر جاہل کے جاہل رہ جاتے تھے۔ چنانچہ ان کی یہ کوشش حضرت یعقوبؑ کے لئے بھی جاری رہی ہے۔ لہٰذا ان کا ترجمہ دیکھیں اور ہماری تصدیق کر لیں اللہ نے فرمایا کہ: عَسَى ٱللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ﴿۸۳﴾ یوسف

<u>علامہ مودودی کا ترجمہ:</u> "کیا بعید ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲۶)

<u>علامہ رفیع الدین کا ترجمہ:</u> "شتاب ہے کہ اللہ لے آوے میرے پاس ان سب کو اکٹھا" (مترجمہ قرآن)

اللہ تو یہ کہلواتا ہے کہ اللہ جلد مجھ سے ملائے گا۔ مگر مودودی صاحب معاملہ کو مشکوک کر ڈالنے کے لئے بات کو یوں بنا دیتے ہیں کہ "اللہ کے لئے یہ بات کچھ بعید نہیں یعنی دور نہیں کہ وہ ان کو مجھے ملا دے۔ مطلب یہ ہوا کہ یعقوبؑ کو ہرگز علم

(۹۲) یوسفؑ نے کہا کہ میں آج تمہیں کوئی ملامت اور سرزنش نہیں کرتا اللہ تمہیں بخشے گا اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔
(۹۳) تم میرا یہ قمیض لے کر جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا ان کی بینائی واپس آجائے گی پھر تم اپنے تمام اہل و عیال و متعلقین کو لے کر یہاں آباد ہونے کے لئے چلے آنا۔
(۹۴) اور جیسے ہی قافلہ مصر سے باہر نکلا تو یعقوبؑ نے اعلان کر دیا کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آرہی ہے خواہ تم لوگ مجھے دل کا کمزور آدمی ہی کیوں نہ قرار دو۔
(۹۵) وہاں کے حاضرین نے کہا کہ آپؑ تو اسی اپنے پرانے خبط میں گم رہتے ہیں۔
(۹۶) چنانچہ جب خوشخبری سنانے والا شخص قافلے سے پہلے پہنچا اور اس نے یوسفؑ والا قمیض یعقوبؑ کے چہرے پر ڈالا تو بصارت پلٹ آئی یعقوبؑ نے ان سے کہا کیا میں تم سے پہلے ہی یہ نہ کہہ چکا تھا

وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ
اور تحقیق تھے ہم البتہ خطاوار کہا نہیں سرزنش اوپر تمہارے آج کے دن بخشے گا
اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾
اللہ واسطے تمہارے اور وہ ہے بہتر رحم کرنے والا سب رحم کرنے والوں سے
اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ
لے جاؤ کرتہ میرا یہ پس ڈال دو اس کو اوپر منہ باپ میرے کے آوے گا بینا ہو کر
وَ اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ
اور لے آؤ میرے پاس اہل اپنے کو سب اور جب جدا ہوا قافلہ کہا باپ ان کے نے
اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا
تحقیق میں پاتا ہوں بو یوسفؑ کی اگر نہ بہکا ہوا کہو مجھ کو کہنے لگے
تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ
قسم اللہ کی تحقیق تو البتہ بیچ وہم اپنے قدیم کے ہے پس جب آیا خوش خبری لانے والا
اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ
ڈال دیا اس کرتے کو اوپر منہ اس کے کے پس ہو گیا بینا کہا کیا نہ کہا تھا میں نے

نہیں ہے کہ وہ جلد مجھ سے ملنے والے ہیں۔ بلکہ ایک امکان کی بات کر رہے ہیں اگر اللہ چاہے گا تو کر دکھائے گا ورنہ نہیں۔ حالانکہ یعقوبؑ کو معلوم ہے کہ اللہ ایسا چاہ چکا ہے فیصلہ کر چکا ہے بس عنقریب ملاقات ہونے والی ہے۔ یہ ہیں تفہیم قرآن لکھنے کے مقاصد کہ جہاں تک ممکن ہو سکے قرآن کے مفاہیم کو بدلنے اور جھوٹے مفاہیم عوام کے دلوں میں جمانے کا کمال دکھایا جائے۔ چنانچہ اردو کے تمام مترجمین اور مفسرین کو علامہ نے مات کر دیا ہے اور قرآن کو یک سر بدل کر پیش کیا ہے۔

(۱۱۔ الف) نبیوںؑ کا لباس اندھوں کو بینائی عطا کر سکتا ہے اور مُردوں کو نجات دے سکتا ہے مگر علامہ؟

علامہ حضور نے حسب عادت نبیؑ کی قدرت کو عارضی و اتفاقی قرار دینے کے لئے لکھا ہے کہ: ”اس سے انبیاؑ کی غیر معمولی قوتوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی قافلہ حضرت یوسفؑ کا قمیض لے کر مصر سے چلا ہے اور ادھر سینکڑوں میل کے فاصلے پر حضرت یعقوبؑ اس کی مہک پالیتے ہیں“ (یہاں مجبوراً مومنانہ بیان لکھا ہے مگر اُسی سانس میں اُسی سطر میں بلا فاصلہ یہ بھی لکھ دیا ہے کہ۔احسن) ”مگر اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی یہ قوتیں کچھ ان کی ذاتی نہ تھیں بلکہ اللہ کی بخشش سے ان کو ملی تھیں۔ اور اللہ جب اور جس قدر چاہتا تھا انہیں کام کرنے کا موقع دیتا تھا۔ حضرت یوسفؑ برسوں مصر میں موجود رہے اور کبھی حضرت یعقوبؑ کو ان کی خوشبو نہ آئی۔ مگر اب یکایک قوت ادراک کی تیزی کا یہ عالم ہو گیا کہ ابھی ان کا قمیض مصر سے چلا ہے اور وہاں ان کی مہک آنی شروع ہو گئی“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲۸)
قارئین علامہ سے پوچھیں کہ کیا انہوں نے حضرت یعقوبؑ سے مل کر یہ معلوم کیا تھا کہ انہیں برسوں پہلے کبھی یوسفؑ کی خوشبو نہیں آئی؟ اور کیا یعقوبؑ نے مولانا سے یہ کہا تھا کہ ”قبلہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو اس سے پہلے کبھی نہیں آئی؟“ یقیناً وہ کہیں گے کہ قرآن میں اس کا ذکر پہلے نہیں ہوا۔ تو ان سے کہیئے کہ قرآن میں ابھی ابھی یوسف کے بھائی یوسفؑ سے نا امید ہوئے ہیں (۸۰ / ۱۲) اور

لَّكُمْ ۚ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

واسطے تمہارے تحقیق میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے

قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ ﴿۹۷﴾

کہا انہوں نے اے باپ ہمارے بخشش مانگ واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کی

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ

تحقیق ہم ہی تھے خطا کرنے والے کہا البتہ بخشش مانگوں گا میں واسطے تمہارے

رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ

رب اپنے سے تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے پس جب داخل ہوئے اوپر یوسفؑ نے

اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

جگہ دی طرف اپنی ماں باپ اپنے کو اور کہا کہ داخل ہو مصر میں اگر چاہے اللہ

اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ؕ وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ

امن سے اور چڑھایا ماں باپ اپنے کو اوپر تخت کے اور گرے واسطے اس کے یعنی

سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ یٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؗ

یوسفؑ کے سجدہ کرتے ہوئے اور کہا اے باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے پہلے کی

قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ

تحقیق کر دیا اس کو پروردگار میرے نے سچ اور تحقیق احسان کیا ساتھ میرے

کہ میں اللہ کی طرف سے وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو ؟ (۸۶ / ۱۲) (۹۷) یعقوبؑ کے بیٹوں نے کہا کہ ابا جان آپ ہمارے گناہوں کی ہمارے لئے بخشش کرائیں اب کوئی شبہ نہیں رہا کہ از اوّل تا آخر ہم ہی بر سر خطا رہے ہیں ۔(۹۸) یعقوبؑ نے کہا کہ میں عنقریب اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش چاہوں گا ۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ بخش دینے اور رحم فرمانے والا ہے ۔ (۹۹) چنانچہ جب یوسفؑ کا خاندان و قبیلہ یوسفؑ کے یہاں داخل ہوئے تو انہوں نے ان کو پناہ دی اور آباد کیا تھا اور استقبال کے وقت کہا تھا کہ آپ سب اللہ کی مشیت کے مطابق مصر میں امن و امان کے ساتھ داخل ہو جاؤ (۱۰۰) اوراپنے والدین کو اپنے پاس تخت پر چڑھایا تو تمام اہل دربار یوسفؑ کے سامنے سجدہ میں گر پڑے تب یوسفؑ نے یاد دلاتے ہوئے کہا کہ اے اباجان میرے سب سے پہلے خواب کی یہ ہی تعبیر ہے میرے پروردگار نے اس خواب کو سچا کر دکھایا ہے ۔اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانے سے نکالا

ابھی ابھی یہودا نے کہا کہ جاؤ ابا سے کہہ دو کہ تمہارے بیٹے نے چوری کی ہے...(۸۱ / ۱۲) اس کے بعد اسی آیت میں یوسف کے بھائی اپنے باپ سے اپنا قصہ سنانے لگتے ہیں (۸۱ / ۱۲) یعنی قرآن نے ان کے مصر سے لے کر کنعان تک جانے کا ذکر نہیں کیا تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مصر ہی سے اپنے باپ کو بن یامین کی چوری کا قصہ سنا رہے تھے ؟ اگر نہیں تو ان سے کہیں کہ عقل ماری گئی تو ایمان سے کام لے کر ان تمام آیات کو سامنے رکھ لیا ہوتا جن میں حضرت یعقوبؑ کے غیر معمولی علم وبصیرت کا تذکرہ ہوتا رہاہے ۔ اور حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے" اس جملے میں یہ بات بھی تو آگئی کہ حضرت یعقوبؑ وہ بھی تو جانتے تھے جو علامہ مودودی نہیں جانتے ۔ بہرحال یہ سنت ابلیس ہے کہ جس طرح ہوسکے اور جتنا ہو سکے اورجب ہوسکے انبیاء علیہم السلام کے علم وقدرت میں نقص نکالا اور اچھالا جائے۔ اور ان معنی میں علامہ سب سے بڑھ کر سنت کے پابند ہیں اور ان سے کہیں کہ وہ کون سا ملعون شخص یا مسلمانوں کا فرقہ ہے جو یہ کہتا ہو کہ انبیاؑ کو اللہ کے دیئے بغیر علم حاصل تھا ؟ یہ بھی ایک ابلیسی بہانہ ہے جسے ہر جگہ "ذاتی علم" کہہ کر دہرایا جاتاہے سنو یہاں اس کائنات میں اللہ کے علاوہ کسی کو کوئی ذاتی علم حاصل نہیں ہوا ہے یہاں ہر چیز اللہ کی عطا کردہ ہے ۔ البتہ ہر وہ چیز جو اللہ نے عطاکر دی وہ عطا کر دی، وہ باربار چھینی اور ضبط نہیں کی جاتی ہے ۔ اور آپ یہ کیوں نہیں مانتے کہ اللہ انبیاؑ کو ان کی قوت وقدرت وعلم مستقل طور پر دے سکتاہے جو کہ ابلیس کو دے سکتاہے ؟ کیا ابلیس کو بھی اس کی قوت وطاقت روزانہ دی اور ضبط کی جاتی رہتی ہے؟ یادرکھو انبیاؑ اگر ظاہر نہ کریں تو اس کے یہ معنی کون سی آیت

اِذۡ اَخۡرَجَنِیۡ مِنَ السِّجۡنِ وَ جَآءَ بِکُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ مِنۡۢ بَعۡدِ

جس وقت نکالا مجھ کو قید خانے سے اور لے آیا تم کو جنگل سے پیچھے اس کے کہ

اَنۡ نَّزَغَ الشَّیۡطٰنُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَ اِخۡوَتِیۡ ؕ اِنَّ

جھگڑا ڈال دیا تھا شیطان نے درمیان میرے اور درمیان بھائیوں میرے کے تحقیق

رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۰۰﴾

پروردگار میرا لطف کرنے والا ہے جس چیز کو چاہے تحقیق وہی ہے جاننے والا حکمت والا

رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَ عَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ

اے پروردگار میرے تحقیق دی تو نے مجھ کو کچھ بادشاہی اور سکھائی تو نے مجھ کو تعبیر

اور آپ لوگوں کو صحرا و بیابان سے لا کر میرے پاس جمع کر دیا حقیقت یہ ہے کہ میرا رب بڑی لطیف اور غیر محسوس تدبیروں سے اپنی مشیت پوری کرتا ہے حالانکہ شیطان نے تو میرا اور میرے بھائیوں کے درمیان الجھاؤ پیدا کر ہی دیا تھا بے شک وہی حقیقی معنی میں علیم اور حکیم ہے(۵۵ / ۱۲) (۱۰۱) اے میرے پروردگار یقیناً تو نے مجھے حکومت دی ہے اور احادیث کے مقاصد کا علم سکھایا ہے اے زمین اور آسمانوں کو

یا عقل سے ہوں گے کہ انہیں معلوم بھی نہ تھا۔ اور ابھی ابھی معلوم ہوا ہے؟ ساتھ ہی یہ نوٹ کریں کہ انبیاؑ کے جسم سے اترے ہوئے لباس میں معجزانہ قدرت ترجمہ میں تو مانی ہے مگر اس پر ایک لفظ نہیں لکھا خاموشی سے دبے پاؤں چوروں کی طرح گزر گئے حالانکہ اس پر لمبے چوڑے بیان کی ضرورت تھی۔ یہاں قارئین یاد کریں کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو کفن کے لئے کرتہ دیا تھا لہٰذا ماننا ہو گا کہ وہ جنت میں داخل ہوا۔

(۱۲) آیت (۱۰۰ / ۱۲) انبیاؑ کا دشمن ابلیس انہیں غیر خدا کہہ کر سجدہ کرنے کا اور سجدہ کے معنی کا منکر ہے۔

ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابلیس نے ہر اُمت میں اپنے نظام اجتہاد کے لئے ایک دانشور گروہ موجود رکھا اور ہر نبیؑ کی تعلیمات میں رد و بدل اور اجتہاد کر کے ایک ایسا مذہب جاری رکھا جو اللہ اور انبیاؑ کے جاری کردہ اسلام کا مخالف تھا۔ ہماری تمام تشریحات و تعبیرات میں اس مذہب اور اس کے راہنما لیڈروں سے تعارف ہوتا چلا آیا ہے۔ اور یہ ایک چیختی ہوئی حقیقت ہے کہ قرآن میں جو کچھ بھی ہے وہ یا تو ان ملاعین کا ذکر ہے یا ان کی تردید ہے۔ یا ان کو تنبیہہ ہے یا ان کی سزاؤں اور ان پر عذاب کے تذکرے ہیں۔ یا ان کے منصوبے اور چالاکیاں ہیں۔ الغرض اللہ نے صحیح فرمایاہے کہ اے رسولؐ یہ قرآن تو تیرے اور تیری قوم کے تذکرے کا نام ہے (زخرف ۴۴ / ۴۳) بہر حال یہاں یہ کہنا ہے کہ اللہ نے بڑی سادہ صاف اور عام فہم زبان اور الفاظ میں یہ کہا کہ "تمام اہل دربار یوسفؑ کے سامنے سجدہ میں گر پڑے"۔ (وَخَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا) مگر سارے مترجمین سے الگ علامہ نے ترجمہ کیاہے کہ "سب اس کے آگے بے اختیار سجدے میں جھک گئے"

(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۳۱) اور اس پر حاشیہ نمبر ۷۰ میں یہ تشریح کی ہے کہ:

"اس لفظ سجدہ سے بکثرت لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔حتّٰی کہ ایک گروہ نے تو اسی سے استدلال کر کے بادشاہوں اور پیروں کے لئے سجدہ اور تحیّۃ اور سجدہ تعظیمی کا جواز نکال لیا۔ دوسرے لوگوں کو اس قباحت سے بچنے کے لئے اس کی یہ توجیہ کرنی پڑی کہ اگلی شریعتوں میں صرف سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے حرام تھا، باقی رہا وہ سجدہ جو عبادت کے جذبے سے خالی ہو تو وہ خدا کے سوا دوسروں کو بھی کیا جا سکتا تھا۔ البتہ شریعت محمدیؐ میں ہر قسم کا سجدہ غیراللہ کے لئے حرام کر دیا گیا لیکن ساری غلط فہمیاں دراصل اس وجہ سے پیدا ہوئی ہیں کہ لفظ۔سجدہ۔ کو موجودہ اسلامی اصطلاح کا ہم معنی سمجھ لیا گیا۔ یعنی ہاتھ، گھٹنے اور پیشانی زمین پر ٹکانا۔ حالانکہ "سجدے کے اصل معنی محض جھکنے کے ہیں" اور یہاں یہ لفظ اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۳۱)

(۱۲۔الف) علامہ کی توحید پرستی، دیانت داری اور متضاد تفہیم پر ایک سر سری نظر: علامہ کا دلی مقصد یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے سجدہ کسی کو جائز نہیں کیا گیا۔ اور جس کسی نے خدا کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کیا یا سجدہ کا حکم

الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۟
باتوں کی یعنی خوابوں کی اے پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے
اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ
تو ہی ہے دوست یعنی کارساز میرا بیچ دنیا کے اور آخرت کے قبض کر مجھ کو
مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ
مطیع اپنا اور ملا دے مجھ کو ساتھ صالحوں کے یہ ہے خبروں غیب کی سے کہ
نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا
وحی کرتے ہیں ہم طرف تیری اور نہیں تھا تو نزدیک ان کے جس وقت کہ مقرر کیا
اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْكُرُوْنَ ۝ وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ
انہوں نے کام اپنا اور وہ مکر کرتے تھے اور نہیں بہت لوگ اگرچہ حرص کرے
بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا
تو ایمان لانے والے اور نہیں مانگتا تو ان سے اوپر اس کے کچھ بدلہ نہیں یہ مگر
ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ۧ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
نصیحت واسطے سارے جہان کے اور کتنی نشانیاں ہیں بیچ آسمانوں کے اور زمین کے

فطرت عطا کر کے پیدا کرنے والے تُو ہی وہ ذات پاک ہے جو میرا ہمدرد حاکم اس دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے مجھے اپنی وفا سے وابستہ رکھنا مسلمان رکھنا اور مجھے حقیقی صالح انسانوں کے ساتھ شامل کرلینا (۱۰۲) وہ تمام مذکورہ حالات غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم آپؐ کی طرف وحی کی سند سے بھیج رہے ہیں اور آپ اس حالت میں ان کے پاس اُس وقت نہ تھے جب تیریؐ قوم کے وہ لیڈر اپنی مکارانہ چالوں اور منصوبے پر اجماع و اتفاق کر رہے تھے ۔ (۱۰۳) اور اے نبیؐ خواہ تمہارا دل کتنا ہی للچائے اور تمہیں کتنی بھی حرص ہو (توبہ ۱۲۸ / ۹) ان کی کثرت حقیقی ایمان لانے والی نہیں ہے (۱۰۴) حالانکہ تم ان سے اس تبلیغ و ہدایت پر کوئی اجرت نہیں مانگتے ہو اس لئے کہ یہ تو تمام جہانوں کی مخلوقات کو مخاطب کرنے والی تبلیغ و ہدایت ہے (۱۰۵) زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی ایسی آیات ہیں جن پر سے تمہاری یہ قوم

دیا یا سجدہ کو جائز کیا وہ سب کم از کم غلط فہمی میں ورنہ گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونے والے افراد تھے ۔ اس بیان میں علامہ نے اپنے دعوے کی سند اور ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی بلکہ حکم لگاتے اور فیصلہ سناتے گزر گئے ہیں ۔ اور اس بیان کے بعد دوسرے بیانات میں جو دلیل و ثبوت لکھے ہیں وہ نہ قرآن سے ہیں نہ حدیث سے بلکہ توریت اور تالمود سے دو تین حوالے لکھے ہیں جن کے نہ سر ہے نہ پیر ہے ۔ نہ وہ توریت میں کسی نبیؐ کا کلام ہے ۔ اور اس کی حیثیت خود یہود و نصاریٰ کے یہاں بھی مسلّمہ نہیں ہے ۔ اور اس کا نمونہ یہ ہے کہ عربی بائبل میں یہ عبارت کہ :

'' فَلَمَّا نَظَرَ رَكَضَ لِاِسْتِقْبَالِهِمْ مِنْ بَابِ الْخَيْمَةِ وسَجَدَ اِلَى الْاَرض ''

اس عبارت میں لفظ سَجَدَ اور اِلَى الْاَرض آپ کو دکھائی دے رہا ہے ۔ یعنی بلا ترجمہ بھی آپ اتنا سمجھ سکتے ہیں کہ زمین پر سجدہ کرنے کی بات ہو رہی ہے ۔ اب علامہ اردو کی بائبل سے یہی آیت لکھتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ اردو کی توریت میں اس عربی کا اردومیں ترجمہ ہو گا اور اگر وہاں بھی مترجم کوئی یہودی یا عیسائی مودودی ہے تو وہ لفظ سجدہ کا ترجمہ ویسا ہی اور وہی کرے گا جو مودودیت کے مشن میں فٹ ہو سکے چنانچہ علامہ نے اردو بائبل سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ :
(ا)''آداب بجا لا کر ان سے یوں گفتگو کی '' اور (۲) '' ابرہام اس ملک کے لوگوں کے آگے جھکا '' یہ ہے علامہ کے ثبوت اور دلیل کا نمونہ کہ اپنے ایسے ایک مترجم کا غلط ترجمہ لا کر پیش کر کے حکم لگا دیا کہ سجدے کے ''اصل معنی جھکنے کے ہیں۔''

(۱۲ ۔ ب) قرآن اور علامہ کا ترجمہ مودودی کو جھوٹا ثابت کرتا ہے ۔ سجدے کے معنی پر بحث کی اس لئے ضرورت نہیں کہ اس کے معنی تمام اہل مذاہب اور تمام منکرین مذاہب جانتے ہیں تفصیل سے بچنے کے لئے یہ دیکھ لیں کہ

علامہ صاحب کی تفہیم کے خلاف ساری دنیا ہی نہیں خود علامہ بھی اپنے مخالف ہیں سنیئے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ :

وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾ البقرۃ	علامہ کا ترجمہ : ''جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔''
وَٱسۡجُدِي وَٱرۡكَعِي مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾ آلِ عمران	علامہ کا ترجمہ :''اس کے آگے سر بسجود ہو اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔''(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۷۳اور صفحہ ۲۵۰)

دیکھ لیجئے کہ علامہ انبیاؑ کو سجدہ سے خارج کرنے کے لئے سجدہ کے اصل معنی جھکنا کر کے ابلیس کے مشن کی تائید کرتے ہیں حالانکہ جھکنے کے لئے اللہ نے قرآن میں لفظ رکوع استعمال کیا اور علامہ نے تسلیم کیاہے لہٰذا مولانا کا جھوٹا ہونا ان کے قلم سے آپ کے سامنے ہے البتہ ہم قارئین کو یہ ضرور بتائیں گے سجدے کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ اپنی ذات و صفات و قدرت کو کسی کے روبرو سونپ کر خود کو اس کے مقابلے میں نہایت حقیر و ذلیل وبے دست و پا و بے اختیار سمجھنا چنانچہ اللہ کے حضور زمین و آسمان چرند و پرند و ملائکہ کا سجدہ ریز ہونا ان ہی معنی میں ہے لیکن انسان کا سجدہ یہ ہے کہ وہ اپنی عقل کا خزانہ یعنی سر و دماغ اور قوت کے آلات یعنی ہاتھ اور پیر سب کچھ اللہ کے حضور یا جس کے سامنے اللہ کا حکم ہو، زمین پر ٹکا دے۔ زمین کے سر و پیر نہیں، اس کا سجدہ انسان ایسا نہیں ہوتا مگر ہوتا ہے سجدہ ہی۔ انسان تو سجدہ کر کے بھی سرکشی کر سکتاہے لیکن چاند سورج ستارے وغیرہ کسی حال میں نہ سجدے سے اٹھتے ہیں نہ سرکشی کرتے ہیں اس لئے انسان کو زمین پر سجدہ کرنا ہوتا ہے کہ زمین خود ہر وقت مستقل سجدے میں ہے اور تاکہ زمین یہ محسوس کرے کہ مٹی سے پیدا ہونے والی اعلیٰ ترین مخلوق یعنی اس کی اولاد اللہ کے سامنے سجدہ کر رہی ہے اور اس طرح وہ بھی اللہ کے حضور سرخرو و سربلند رہے۔

(۱۲۔ج)اگر سجدے کے معنی جھکنا ہوتے بھی تب بھی قرآن نے علامہ کی تحریف اور چالاکی کی راہیں روک دی ہیں۔

ہم نے قارئین کو ابتدا ہی میں قرآن کریم کی مثالوں سے یہ بتایا تھا کہ اللہ کو یہ علم تھا کہ قرآن کو رسولؐ کی قوم مہجور کر کے رہے گی اس لئے اس نے قرآن کی تنزیل، ترتیب اور ترتیل و تلاوت میں اس کا انتظام کر دیا تھاکہ رسولؐ کی قوم سب کچھ کر لے مگر قرآن کے الفاظ میں رد و بدل اور کمی و زیادتی نہ کر سکے تاکہ ہر شخص کے لئے تا قیامت یہ موقع رہے کہ وہ جب چاہے قرآن سے قرآن کی حقیقی تعلیم و تفہیم حاصل کرلے یہ دوسری بات ہے اور سخت قابل مواخذہ و گرفت بات ہے کہ لوگ اپنے لیڈروں کی باتوں کو اللہ کی باتیں سمجھ کر کبھی قرآن میں خود تحقیق نہ کریں۔ حالانکہ ان کے سامنے شیعوں کے ترجمے سنیوں کے مخالف موجود ہوں، پھر سنیوں کے ترجمے خود اہل سنت کے خلاف ہوں اس کے باوجود ہر فرقے کے عوام بے فکر رہیں اور کبھی نہ سوچیں کہ آخر علما نے یہ کیا تماشہ بنا رکھاہے ؟ بہر حال اللہ نے یوسف علیہ السلام کے سجدہ والی آیت میں ایک ایسا لفظ رکھ دیاہے جو علامہ کی چوری پکڑنے کے لئے تیار چلا آ رہا تھا اور وہ لفظ ہے ''وَخَرُّواْ'' وہ سب ''گرپڑے'' (۱۰۰ / ۱۲) اب آیئے قرآن سے علامہ کا حال دیکھیں۔

(۱) وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ﴿١٤٣﴾ ''موسیٰؑ غش کھا کر گر پڑا'' (اعراف ۱۴۳ / ۷ تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۷۷)

(۲)فَلَمَّا خَرَّ ﴿١٤﴾ ''جب سلیمانؑ گر پڑا'' (سبا ۱۴ / ۳۴ تفہیم القرآن جلد ۴صفحہ ۱۸۹)

(۳) خَرُّواْ سُجَّدًا ﴿١٥﴾ ''سجدے میں گر پڑتے ہیں۔''(سجدہ ۱۵ / ۳۲) بالکل یہی الفاظ تو یوسفؑ والی آیت میں آئے تھے یعنی وَخَرُّواْ۔ لَهُۥ۔ سُجَّدًا۔ مگر وہاں علامہ یہ معنی نہیں کرتے مطلب یہ کہ جب اپنے عقائد کے خلاف اللہ کا حکم نظر آیا تو اس کے معنی بدل لئے اور یوسفؑ والے الفاظ پھر آتے ہیں کہ:

(۴) خَرُّواْ سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ ''روتے ہوئے سجدے میں گرجاتے تھے'' (مریم ۵۸ / ۱۹ تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۷۴)

(۱۲۔د) آخر قرآن نے علامہ کے ہوش و حواس چھین لئے۔

یہ لفظ خَرَّ۔ خَرُّواْ ایسے کارگر اور نتیجہ خیز معنی لئے ہوئے ہے کہ علامہ کا مذہب اور عقیدہ بھی ساتھ چھوڑ گیا دیکھیے۔

يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ مَا يُؤْمِنُ

کہ گزرتے ہیں اوپر ان کے اور وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہیں اور نہیں ایمان لاتے

اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا

اکثر ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مگر اور وہ شرک لانے والے ہیں کیا پس نڈر ہوئے

اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ

اس بات سے کہ آوے ان کے پاس ڈھانکنے والا عذاب خدا کے سے یا

تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ

آوے ان کے پاس قیامت ناگہاں اور وہ نہ جانتے ہوں کہہ کہ یہ ہے راہ میری

اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَ

وقف النبی علیہ السلام

پکارتا ہوں طرف اللہ کی اوپر بینائی کے میں اور جس نے متابعت کی میری اور

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ مَاۤ

پاکی بیان کرتا ہوں واسطے اللہ کے اور نہیں میں شریک لانے والوں سے اور نہیں

دیکھتی ہوئی لاپرواہی سے گزرتی رہتی ہے۔ (۱۰۶) اور یہ نوٹ کر لو کہ اس قوم کی کثرت اللہ پر ایمان نہیں لائے گی سوائے اس کے کہ وہ اقتدارِ حکومت میں شرکت کی غرض سے ایمان لائے (۱۰۷) کیا ان لوگوں نے خود کو اس قانون سے مستثنیٰ سمجھ لیا ہے کہ ان پر اللہ کا دبوچ لینے والا عذاب آ سکتا ہے؟ یا اچانک قیامت کی گھڑی آ سکتی ہے ؟ اور وہ اس کا شعور بھی نہ رکھتے ہوں کہ بچاؤ کرلیں۔ (۱۰۸) ان سے کہہ دو کہ اللہ کی طرف بلانے کا میرا اور میرے نشان قدم پر چلنے والے شخص کا طریقہ تو واضح اور دیکھنے کے معیار کا ہے اور قابل مدح و ثنا تو اللہ ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو حکومت میں شریک کرنے کی گنجائش نہیں رکھتا ہوں۔ (۱۰۹) اے رسولؐ تم سے پہلے بھی

---

(۵) وَخَرَّ رَاكِعًا ﴿۲۴﴾ ۔ " سجدے میں گر گیا " (ص ۲۴ / ۳۸ تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۲۵) یہاں اللہ نے لفظ سجدہ استعمال نہیں کیا بلکہ " رَاكِعًا " (جھکنا) فرمایا تھا مگر لفظ خَرَّ نے علامہ کو مجبور کیا کہ وہ یہاں رکوع اور جھکنے کے معنی بھی سجدہ کریں یہ ہے قرآن جسے چودہ سو سال سے معنوی تحریف و تبدیل کا بازیچہ بنائے رکھنے کے بعد بھی حق کو نہ چھپایا جا سکا۔ مگر اتنی محنت کون کرے؟ اتنے پردے کون اٹھائے اس قرآن پر اور دشمنان قرآن پر نظر کون رکھے ؟ اور جب کہ شیعوں اور سنیوں پر دونوں طرف مجتہدین کا تسلط ہو ؟ اور زبان پر قفل ڈال دیئے گئے ہوں؟ کاش کوئی علامہ سے پوچھتا کہ حضور آپ کو کون سی ڈکشنری سے سجدہ کے حقیقی یا اصل معنی جھکنا معلوم ہوئے تھے؟ پھر آپ نے ان معنی کو ہر جگہ کیوں استعمال نہ کیا؟ علامہ نے اپنے بیان میں یہ نہیں لکھا کہ " بکثرت مسلمان علما کو غلط فہمی ہوئی ہے " انہوں نے علما کو لوگوں لکھا ہے لیکن یہ مان لیا کہ مسلمان علما و عوام کی کثرت علامہ مودودی کے خلاف قرآن کے معنی کرتی چلی آئی ہے ہم علامہ کو بتانا چاہتے ہیں کہ تم مسلمان علما کا شکوہ فضول کرتے ہو تمہیں اللہ کا شکوہ کرنا چاہئے جس نے غیر خدا کو یعنی آدمؑ کو ملائکہ سے سجدہ کرایا اور سجدہ نہ کرنے والوں کو ۱۔ کافر ۲۔ لعنتی ۳۔ مردود راندۂ درگاہِ خداوندی ۴۔ ابلیس اور ۵۔ جہنمی قرار دیاہے ۔ آپ انبیاء علیہم السلام کو غیر خدا سمجھیں مبارک، سجدہ کا انکار کریں تو جہنم مبارک ۔

(۱۳) آخر وہ نتیجہ سامنے آگیا جس کے لئے یہ طویل و مفصل قصہ قوم کو سنایا تھا (۱۰۹ تا ۱۰۶ / ۱۲)۔

آخر مرغے کی وہی ایک ٹانگ کہ اس قوم کو کچھ بھی سنا دو لاکھ نصیحتیں کرو اور اپنا سر کھپاؤ مگر یہ قومی لیڈر تو اپنے قومی اقتدار کے لئے ایک مکارانہ منصوبہ بنا کر اس پر اجماع کر چکے ہیں اب اس اجماع سے کیسے منہ موڑلیں آخر قوم کو کیا جواب دیں گے ؟ قارئین کو تمام تاریخیں یہ بتائیں گی کہ سوائے چند ایک لوگوں کے جو مر گئے تھے باقی پوری قوم یعنی قریش ایمان لائے تھے لیکن یہاں اللہ نے فیصلہ سنا دیا اور دو دفعہ سنا دیا (۱۰۳ / ۱۲ اور ۱۰۶ / ۱۲) کہ یہ جو تمہارے سامنے مکہ میں لوگ موجود ہیں ان کی کثرت موجود تو رہے گی اور اسلام کا اعلان بھی کرے گی مگر انہیں حقیقی مومن نہ سمجھنا اور مودودی صاحب نے بتایا ہے کہ سورۂ یوسفؑ مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی تھی (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۷۸)۔

أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ
بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے مگر مرد کہ وحی بھیجتے تھے ہم طرف ان کی رہنے والے
الْقُرٰى ؕ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِى الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
بستیوں کے سے کیا پس نہیں سیر کی بیچ زمین کے پس دیکھتے کیوں کر ہوا آخر کام
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ
ان لوگوں کا کہ پہلے ان سے تھے اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے
اتَّقَوْا ؕ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى إِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ
کہ ڈرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے تم یہاں تک کہ جب نا امید ہوئے پیغمبر اور
وَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَآءَهُمْ
گمان کیا انہوں نے یہ کہ ان سے لوگوں نے تحقیق جھوٹ بولا آئی ان کے پاس
نَصْرُنَا فَنُجِّىَ مَن نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا
مدد ہماری پس نجات دیا گیا جو شخص کہ چاہتے تھے ہم اور نہیں پھیرا جاتا عذاب ہمارا
عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِى قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِى
قوم گنہگار سے البتہ تحقیق ہے بیچ قصوں ان کے کے نصیحت واسطے صاحبان
الْأَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرٰى وَلٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِى
عقل کے نہیں ہے بات کہ باندھ لی جاوے ولیکن سچا کرنے والی اس چیز کو کہ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَىْءٍ وَّهُدًى وَّ
آگے اس کے ہے اور تفصیل ہر چیز کی اور ہدایت اور
رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۱۱﴾ ع
رحمت واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں ۔

۱۲ ع ۶

ہم نے مَردوں ہی کو رسوؐل بنا کر بھیجا تھا اور وہ بھی ان ہی بستیوں کے باشندہ مرد ہوتے تھے ۔کیا ان قومی لیڈروں نے زمین میں چل پھر کر سیر نہیں کی اور اس کے باوجود ان لوگوں کو نظر نہیں آیا کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟ اور آخرت کا گھر تو ان ہی کے لئے بہتر ہوتا ہے جو دنیا میں ذمہ دارانہ زندگی گزارتے ہیں۔ (۱۱۰) اور قاعدہ یہ رہا ہے کہ جیسے ہی ہمارے رسوؐل اُمت کی طرف سے مایوس ہو چکتے ہیں اور انہیں یہ گمان ہوجاتا ہے کہ قوم ان کے ساتھ جھوٹا معاملہ کرتی رہی ہے تو فوراً ہماری مدد ان کو پہنچ جاتی ہے اور پھر جسے مشیت کے مطابق دیکھتے ہیں نجات دے دیتے ہیں ورنہ ہمارا عذاب مجرم قوم سے لوٹایا نہیں جا سکتاہے۔ (۱۱۱) یقیناً یوسفؑ ، یعقوبؑ اور ان کے خاندان کے ان قصوں میں بات کی تہہ تک پہنچنے والوں کے لئے بہت سے اسباق و نصیحت ہے اور یہ قرآن خود ساختہ "ایجاد بندہ" نہیں ہے بلکہ یہ تو سابقہ اور موجودہ تمام الہامات و تعلیمات و کتبہائے خداوندی کی تصدیق ہے اور جو ایمان لانے والی قوم ہو اس کے لئے ہر چیز کی تفصیل ہر معاملہ میں ہدایت اور رحمت ہے ۔

لہٰذا ہجرت سے پہلے یہ فیصلہ سنا دیا گیا تھا اس لئے ہم اس کے بعد ایمان لانے والوں کو اسلام کا مومن نہیں مان سکتے البتہ قومی مومن یا اپنے منصوبے کا مومن یا رسولؐ کی حکومت حاصل کرنے والے مومن مان سکتے ہیں ۔

(۱۴) آیت (۱۰۸ / ۱۲) میں مشرک کے معنی حکومت وولایت میں شرکت ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں اس ہستی کو اپنے نقش قدم پر چلنے والا فرمایا ہے جسے اللہ نے اپنے ساتھ رسولؐ کا شہید یعنی ہر عمل کو دیکھنے والا بنایا تھا (رعد ۴۳ / ۱۳) جس سے رسولؐ کا کوئی ظاہر و باطن قدم او جھل نہ رہے ورنہ وہ حقیقی معنی میں اتباع کرنے والا نہیں ہو سکتا اور جسے رسولؐ کی پوری پوزیشن ، اور تعلیم کا علم حاصل نہ ہو وہ رسولؐ کی مانند دعوت الی اللہ نہیں کر سکتا لہٰذا وہی ہستی بعد رسولؐ بھی اتباع رسولؐ

اور دعوت رسولؐ کو رسولؐ کی مانند جاری رکھنے کی ذمہ دار ہو گی اور اس کے ساتھ کسی اور کو حصہ دار بنانا حقیقی معنی میں اللہ کے ساتھ شرک ہو گا جو رسولؐ سے ناممکن تھا۔ آپ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر قومی لیڈر خوب سمجھتے تھے اور روز اوّل سے اُسے راہ سے ہٹانے کی فکر میں تھے اور یہی وہ حقیقی سرگزشت ہے جو مختلف طریقوں سے سنائی جا رہی ہے۔

(۱۵) آیت (۱۱۱ / ۱۲) نظام اجتہاد، قومی حکومت و مشاورت اور شریعت سازی کو باطل اور خلیفہ خداوندی کو ثابت کرتی ہے۔

قرآن کی یہ آیت (۱۱۱ / ۱۲) اللہ کی طرف سے جو اعلان اور دعویٰ پیش کرتی ہے اس کے الفاظ بجنسہٖ اردو اور ہندی و فارسی میں بھی استعمال ہوتے ہیں ا۔ تصدیق ۲۔ تفصیل کل شے ۳۔ ہدایت اور رحمت۔ جب ایک مومن اس آیت پر ایمان لے آئے تو اسے کائنات کی ہر چیز کی تفصیل قرآن سے مل جانے کا یقین ہو جائے گا ضرورت یہ رہ جائے گی کہ یا تو وہ خود اس قابل ہو کہ قرآن کے الفاظ سے تمام پیش آنے والے مسائل و مشکلات کا حل نکال لے یا کوئی ایسا شخص موجود ملے جو قرآن کی اس تفصیل سے نوع انسان کو ترقی کی راہ پر بے روک چلاتا چلا جائے لہٰذا ایسی دعویٰ جانشینان محمدؐ نے کیا ہے کہ پوری کائنات اور اس کی تفصیلات میرے کف دست کی طرح میرے سامنے ہیں۔ اس صورت میں کسی پنچائتی و قومی حکومت کی ضرورت نہیں رہتی نہ خود ساختہ شریعت کی احتیاج رہتی ہے۔

(۱۵۔ الف) لیکن رسولؐ کی قوم حقیقی ایمان نہ لانے (۱۰۳ تا ۱۰۷ / ۱۲) کی وجہ سے صحیح معنی سمجھنے کے باوجود قرآن کی منکر ہے۔

اس موضوع پر مفصل گفتگو ہو چکی یہاں بطور یاد دہانی علامہ کا ترجمہ سن لیں "یہ جو کچھ قرآن میں بیان کیا جا رہا ہے یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے آئی ہوئی ہیں ان ہی کی تصدیق ہے۔ اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت و رحمت" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۳۸)

(۱۵۔ ب) علامہ ساری دنیا کو بے وقوف بنانے میں خود بے وقوف بن جاتے ہیں۔

علامہ کا ترجمہ دیکھنے والا شخص مطمئن ہو جائے گا کہ علامہ بھی قرآن میں کائنات کی ہر تفصیل اور ہر مسئلہ کا جواب اور قیامت تک آنے والی تمام انسانی ضرورتوں کا حل اور تدارک وتحفظ کا وجود مانتے ہیں لیکن وہ تو رسولؐ کی قوم کے حقیقی نمائندے ہیں اور اپنے ماننے اور ایمان لانے میں بھی "پہلو کوئی تو رہے بات بدلنے کے لئے" والے اصول پر کاربند رہتے ہیں لہٰذا ان کا تشریحی نوٹ دیکھ لیں۔

"۸۰۔ یعنی ہر اس چیز کی تفصیل جو انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لئے ضروری ہو۔ بعض لوگ "ہر چیز کی تفصیل" سے مراد وہ خواہ مخواہ دنیا بھر کی چیزوں کی تفصیل لے لیتے ہیں اور پھر ان کو یہ پریشانی پیش آتی ہے کہ قرآن میں جنگلات اور طب اور ریاضی اور دوسرے علوم وفنون کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۳۸)

یہ ہے علامہ کا کفر باللہ وکفر بالقرآن چلو اسے جانے دو اس لئے کہ یہ تو ان کے قومی منصوبے اور قومی مذہب کا تقاضہ ہے مگر یہ تو سوچو کہ کیا انسانی ہدایت و راہنمائی کے لئے ا۔ جنگلات ۲۔ طب۔ ۳۔ ریاضی اور ۴۔ ایک سو سے زیادہ علوم اور ۵۔ ایک ہزار سے زیادہ فنون کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا تسخیر کائنات انسانی ہدایت و راہنمائی سے خارج ہے؟ اگر ہے؟ تو یہی سبب ہے کہ تمہیں علامہ اور مولانا اور اسلام کا بزرگ ترین عالم ہوتے ہوئے بھی کافروں، یہودیوں، عیسائیوں اور بے دین لوگوں کا محتاج اور ان کے حضور بھکاری بنا کر رکھا گیا ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّ سِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سُورۂ رعد مدینہ میں نازل ہوئی اس میں تینتالیس (۴۳) آیتیں اور چھ (۶) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے	اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ

یہ ہیں آیتیں کتاب کی اور وہ چیز کہ اتاری گئی ہے طرف تیری

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ

رب تیرے سے سچ ہے ولیکن اکثر لوگ نہیں ایمان لاتے اللہ تعالیٰ وہ ہے

الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی

جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو پھر قرار پکڑا اوپر

الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ

عرش کے اور مسخر کیا سورج کو اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے واسطے وعدے مقرر کے

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ

تدبیر کرتا ہے کام کی تفصیل سے بیان کرتا ہے نشانیاں تو کہ تم ساتھ ملاقات

رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا

رب اپنے کے یقین کرو اور وہی ہے جس نے کھینچا زمین کو اور کئے بیچ اس کے

رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا ؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ

پہاڑ اور نہریں اور ہر میوے سے کئے بیچ اس کے جوڑے

(۱) ا۔ل۔م۔ر۔ وہ کتابِ خداوندی قرآن کی آیات ہیں یہی نہیں اور بھی جو کچھ آپؐ کی طرف نازل کیا گیا ہے وہ تیرے پروردگار کی طرف سے سراسر حق و صداقت ہے۔ لیکن ان لوگوں کی کثرت ایمان نہیں لائے گی۔ (۲) اللہ وہی ہستی ہے جس نے بلا کسی ستون اور سہارے کے آسمانوں کو بلندی پر قائم کیا جنہیں تم ہر وقت دیکھتے رہتے ہو۔ پھر عرش کی ترتیب و تشکیل و تنظیم مکمل کی اور سورج اور چاند کو مطیع بنایا جو کہ سب ایک مقررہ وقت تک رواں دواں چلے جا رہے ہیں۔ اور نظام کائنات کی دیکھ بھال اور متعلقہ احکام جاری کرتا ہے اور ساتھ کے ساتھ اپنی آیات و کمالات کی تفصیل و تفہیم کرتا رہا کہ ایک دن تم بھی اپنے پروردگار کی تخلیق اور اس کے نتائج پر یقین حاصل کر سکو۔ (۳) اور وہ وہی تو ہے جس نے زمین کو ابھارا اور اس میں پہاڑ اور دریا جاری کیے اور ہر قسم کے دوہرے دوہرے پھل پھول پیدا کئے اور ان میں نر و مادہ پیدا کئے اور ان کی نسلوں کو جاری کرنے کے لئے نظام تولید مقرر کردیا

تشریحات سورۂ رعد:

(۱) پہلی آیت ہی سے قریشی قوم کے ایمان کا تذکرہ شروع ہوگیا۔ سورۂ رعد کی بسم اللہ ہی یہ بتاتے ہوئے کی گئی ہے کہ گو قرآن کی یہ آیات اور ان کے علاوہ جو کچھ بھی اللہ نے محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے وہ سب اللہ کی طرف سے حق ہے مگر اس حق پر حقیقی ایمان سے ان کی کثرت دور رہے گی۔ اور یہ فیصلہ پہلے کر دیا گیا تھا کہ ان کا ایمان لانا ایسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے جبکہ ان کو عذاب دبوچ لے یا ان پر قیامت ٹوٹ پڑے۔ (۱۰۷/۱۲ یوسفؑ)

اور دن کو رات پر لاتا رہتا ہے۔ تفکر کرنے والی قوم کے لئے بلاشبہ اس پوری تخلیق میں اور ان تمام چیزوں میں معجزات کی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع ہیں ۔ (۴) اور اس زمین میں الگ خطے اور کھیت پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے چلے جاتے ہیں ۔ کہیں انگور کے باغات کا سلسلہ ہے ۔ کہیں کھیتیاں ہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکھی تھانولوں (گملوں) میں کچھ بلا گملوں کے براہ راست زمین میں پیوند ہیں۔ اور ان سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے (اور سب ایک ہی زمین سے غذا لیتے ہیں ۔) لیکن ہم نے ان کو ایک دوسرے کے مقابلے میں ذائقہ میں بہتر اور بزرگ تر بنا دیا ہے اور یقیناً پھلوں کی اس تخلیقی اسکیم میں بھی سیکھنے کے بہت سے معجزات ہیں مگر ایسی قوم کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ (۵) اب اگر آپؐ کو تعجب کرنا ہی ہو تو ان کی یہ بات واقعی تعجب کرنے کے قابل ہے کہ کیا جب ہم مرکر سڑ گل کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر کبھی ہمیں نئے سرے سے پیدا کرکے باز پرس کے لئے حاضر کر لیا جائے گا ؟ وہی لوگ ہیں جو حقیقت کو چھپا رہے ہیں اور اپنے پروردگار کی عظمت کو پھیلنے سے روکتے ہیں لہٰذا وہی طوق و زنجیر پہنا کر حاضر کئے جائیں گے اور وہی جہنمی صحابہ ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ (۶) یہ لوگ بھلائی سے پہلے برائی کے لئے جلدی کررہے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے والوں کے لئے اسی قسم کی روش پر عبرتناک مثالیں گزر چکی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب مغفرت کو

اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

دو قسم کے ڈھانک دیتا ہے رات کو دن سے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَ فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ

واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور بیچ زمین کے قطعے ہیں نزدیک ایک

وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ

دوسرے کے اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک تھانولے میں

وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۣ

کی گئی اور سوا کی گئیں یعنی ایک تھانولے میں اکیلی کھجور پلائی جاتی ہیں پانی ایک سے

وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ

اور بزرگی دیتے ہیں ہم بعض ان کے کو اوپر بعضوں کے بیچ میوے کے تحقیق بیچ

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَ اِنْ تَعْجَبْ

اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں۔ اور اگر تعجب کرے تو

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا

پس عجب ہے بات ان کی کیا جب ہو جاویں گے ہم مٹی کیا مقرر ہوں گے ہم

لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ

البتہ بیچ پیدائش نئی کے یہ لوگ ہیں کہ کافر ہوئے۔ ساتھ پروردگار اپنے کے اور

اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

یہ لوگ ہیں کہ طوق ہیں بیچ گردنوں ان کی کے اور یہ لوگ رہنے والے ہیں

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵ وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ

آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیش رہنے والے ہیں۔ اور شتابی کرتے ہیں تجھ سے

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ

ساتھ برائی کے پہلے بھلائی کے اور تحقیق گزری ہیں پہلے ان سے عقوبتیں

---

(۲) آیات (۴ تا ۲ / ۱۳) کی مانند سینکڑوں آیات کو مسلسل قومی علمانے ناقابل اعتنا سمجھا۔ یوں تو قرآن کا ہر جملہ آیت (معجزہ) ہے لیکن اللہ کی سنت یہ رہی ہے کہ جہاں کہیں وہ انسانوں کی توجہ خاص طور پر مبذول کرنا چاہتا ہے وہاں ضرور ایسا جملہ بولتا ہے جیسے "ان باتوں میں یا ان بیانات میں آیات ہیں" (اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۝۴ الرعد) اور ایسے جملوں کے ساتھ یہ بھی کہتاہے کہ " اہل عقل کے لئے یا غوروفکر کرنے والوں کے لئے یا ایمان رکھنے والوں کے لئے

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ

اور تحقیق پروردگار تیرا صاحب بخشش کا ہے واسطے لوگوں کے اوپر ظلم ان کے کے

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۶ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ

اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ سخت عذاب کرنے والا ہے اور کہتے ہیں وہ لوگ جو

كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

کافر ہوئے کیوں نہ اتاری گئی اوپر اس کے نشانی پروردگار اس کے سے

اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ ع

سوائے اس کے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اور واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنے والا ہے

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ

اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ اٹھاتی ہے ہر عورت اور جو کچھ کہ کم کرتے ہیں رحم اور

مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸ عٰلِمُ

جو کچھ بڑھاتے ہیں اور ہر چیز نزدیک اس کے اندازے پر ہے جاننے والا ہے

الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ

پوشیدہ کا اور ظاہر کا بڑا بلند برابر ہے تم میں سے جو شخص چھپاوے

الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّیْلِ وَ

بات کو اور یا جو کوئی پکار کر کہے اس کو اور جو شخص کہ وہ چھپنے والا ہے رات کو اور

سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝۱۰ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ

راہ چلنے والا ہے دن کو واسطے اس کے چوکیدار ہیں ایک کے پیچھے ایک آگے اس

وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

کے سے اور پیچھے اس کے سے محافظت کرتے ہیں اس کو حکم خدا کے سے

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى

تحقیق اللہ نہیں بدلتا ہے اس معاملت کو کہ ساتھ کسی قوم کے ہے یہاں تک کہ

لوگوں کے لئے پہلا نمبر دیتا ہے اس لئے دیر کی جا رہی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی غلط کاری پر تیرا رب سخت گرفت کرنے والا بھی ہے ۔ (۷) جو لوگ حق کو چھپا رہے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نبیؐ پر اس کے پروردگار کی جانب سے کوئی آیت کیوں نہ اتاری گئی ؟ یعنی وہ ان کو بے آیات کا نبی مشہور کر رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم برے نتائج پر تنبیہہ کرنے والے اور تمام اقوام عالم کے ہادی ہو ۔ (۸) وہ اللہ سے اپنے منصوبے اور اقدامات چھپاتے ہیں حالانکہ وہ یہاں تک جانتا ہے کہ کسی حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے اور یہ کہ بچہ دانیاں کس کس مادہ کو بچہ سے الگ کرتی ہیں اور کن اجزا کا اضافہ کرتی ہیں اور اللہ کے علم میں تو ہر چیز کی مقدار و تعداد موجود ہے۔ (۹) وہ تو تمام پوشیدہ اور ظاہر کا عالم اور بہت بزرگ و بلند مرتبہ ہے ۔ (۱۰) اللہ کے سامنے وہ شخص جو چپکے سے بات کہے اور جو بلند آواز میں شور کرے دونوں مساوی ہیں۔ اور جو شخص خود کو چھپا لے اور رات کے اندھیروں میں چلتا ہو یا دن کی روشنی میں ہو اللہ کے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا ؟ (۱۱) اور اللہ کے مقرر کردہ ایسے تعقب جاری رکھنے والے نگران تعینات ہیں جو ہر شخص کے ساتھ ساتھ آگے پیچھے لگے رہتے ہیں اور اللہ کے حکم سے ان کا تحفظ کرتے رہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود قلبی ارادہ سے بدلنا نہیں چاہتے ۔ اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا ارادہ کر لیتا ہے

آیات ہیں " مطلب واضح ہے کہ ان باتوں " میں تمام اہل عقل کو غور و فکر و تحقیق کرنا چاہئے اور مذکورہ آیات یا معجزات کا پتہ لگا کر فائدہ اٹھانا چاہئے ۔ یعنی جن چیزوں کو عام حالات میں عوام کے لئے معجزہ یا آیت کہہ دیا جاتا ہے وہ تمام چیزیں اللہ کے قوانین کا نتیجہ ہیں ۔ اور ان خدائی قوانین کو سمجھ کر جو شخص بھی استعمال کرے گا ۔ متعلقہ معجزات مرتب ہو کر بطور نتیجہ سامنے آجائیں گے ۔ معجزہ اس لئے بھی کہ وہ نتائج یا معجزات دوسرے تحقیقی کام کی راہیں کھول کر معجزات کی راہ

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ

بدل ڈالیں وہ جو کچھ بیچ جی ان کے کے ہے اور جس وقت ارادہ کرتا ہے اللہ

بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا

ساتھ کسی قوم کے برائی کا پس نہیں پھیرنا واسطے اس کے اور نہیں ہے

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝۱۱ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا

واسطے ان کے سوائے اس کے کوئی کارساز وہی ہے جو دکھلاتا ہے تم کو بجلی ڈر سے

وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۲ۚ وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ

اور طمع سے اور پیدا کرتا ہے بادل بھاری اور تسبیح کرتا ہے گرجنے والا

بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

ساتھ تعریف اس کی کے اور فرشتے ڈر اس کے سے اور بھیجتا ہے گرنے والی بجلیاں

فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَ هُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ

پس پہنچا دیتا ہے اس کو جس کو چاہے اور وہ جھگڑتے ہیں بیچ اللہ تعالیٰ کے اور وہ

شَدِیْدُ الْمِحَالِ ۝۱۳ؕ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ

سخت عذاب والا ہے واسطے اس کے ہے پکارنا سچا اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ

سوائے اس کے نہیں جواب دیتے ان کو ساتھ کسی چیز کے مگر جیسے کھولنے والا

تو پھر وہ شامت کسی کے ٹالے ٹلتی نہیں ہے۔ اور پھر اللہ کے علاوہ ایسی قوم کا کوئی آقا و کارساز نہیں ہوتا ہے۔ (۱۲) وہی ذات پاک ہے جو تمہارے روبرو بجلیاں چمکاتا ہے جنہیں دیکھ کر تمہیں جل مرنے کا خوف بھی ہوتا ہے اور بارش کی طمع بھی ہوتی ہے اور وہی پانی سے لدے ہوئے بوجھل بادل کو نشوونما دیتا ہے (۱۳) بادلوں کی گرج اللہ کی حمد و ثنا کرتی ہے اور ملائکہ اس کی ہیبت سے کانپتے ہیں۔ اور یہ سب اس کی تسبیح کرتے ہیں وہی کڑکتی ہوئی بجلیاں بھیجتا ہے اور انہیں جس پر چاہتا ہے ایسے حال میں گرا دیتا ہے جب کہ وہ اللہ کو بحث کا نشانہ بنائے ہوئے ہوتے ہیں اور اللہ واقعی زبردست چال چلنے پر قادر ہے (۱۴) صرف اللہ ہی کو پکارنا صحیح اور برحق ہوتا ہے اور جن لوگوں کو یہ لوگ اپنی کارسازی کے لئے بطور وسیلہ پکارتے ہیں وہ ان کی پکار و فریاد کا کوئی بھی تو جواب نہیں دیتے۔ یہ تو اس شخص کی مانند ہیں جو چلّو بنانے کے بجائے ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر

ہموار کر دیں گے۔ اب یہ دیکھئے کہ جہاں جہاں اللہ نے قرآن میں اپنے بیانات کو مخصوص طور پر آیات یا معجزات فرمایا ہے وہاں مذکورہ بالا آیات (۴۔۳/ ۱۳) کی طرح کائنات کی ان چیزوں کا ذکر ہوتا ہے جہاں انسانی تحقیق کے لئے ابتدائی گنجائش رکھی ہے۔ مثلاً آسمانوں کی ساخت۔ چاند سورج کی مختلف حالتیں، زمین کی جغرافیائی صورت اور اس کی پیداواری حالت، فصلوں، پھلوں اور درختوں کا حال، ان کا آپس کا فرق اور استعمال، پہاڑوں، دریاؤں اور سمندروں کی صورت اور فوائد، پانی کی تاثیرات، معدنیات اور آسمانی وزمینی خزانوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اب آپ غور کریں کہ کیا آج کی ترقی ان ہی چیزوں کی بنیاد پر نہیں ہوئی ہے؟ مختصراً یہ کہ ہر قاری یہ سمجھ سکتا ہے کہ جن لوگوں نے اسلام میں خود کو حصول اقتدار میں الجھا لیا وہ محض روزہ نماز اور حج زکوٰۃ کو اسلام سمجھے اور ان سب کا نتیجہ جہاد یعنی دنیا بھر کو فتح کر کے اپنے ماتحت لانا۔ انہوں نے مذکورہ بالا چیزوں پر کوئی توجہ دینا فضول ہی نہیں بلکہ بدمذہبی سمجھا اور مداخلت فی الدّین کہہ کر ایسے لوگوں کے تباہ کرنے پر پورا زور لگا دیا جو تسخیر کائنات پر زور دیتے اور کائناتی علوم کا دعویٰ کرتے تھے۔ بہر حال ان لوگوں نے گوشہ نشینی ہجرت یا جلاوطنی اختیار کر کے تسخیری علوم کو غیر مسلم ممالک کے دانشوروں میں پہنچایا اور آج ماشاء اللہ غیر مسلم کہلانے والے لوگ ہی کائنات پر حاکم ہیں اور مسلم لقب کے لوگ ان کے روبرو کیڑوں مکوڑوں اور جانوروں سے زیادہ کوئی مقام نہیں رکھتے۔

(۳) آیات (۱۱ تا ۵ / ۱۳) رسولؐ کی قوم کا حال ان کا آخری ٹھکانا۔

ان آیات (۷ تا ۵ / ۱۳) میں ان کے سیاسی حربے یعنی دوبارہ زندہ ہونے کے عقیدے

كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ

دونوں ہتھیلیاں اپنی کو طرف پانی کے تو کہ پہنچے منہ اس کے کو اور نہیں پہنچنے والا اس کو

وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ

اور نہیں دعا کافروں کی مگر بیچ گمراہی کے اور واسطے خداتعالیٰ کے سجدہ کرتا ہے

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ

جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے خوشی سے اور ناخوشی سے اور

ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدۃ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

پرچھائیاں ان کی صبح کو اور شام کو کہہ کون ہے پروردگار آسمانوں کا اور

السجدۃ ۳

الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ

زمین کا کہہ دو کہ اللہ کہہ کیا پس پکڑے ہیں تم نے سوائے اس کے کارساز کہ

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

نہیں اختیار میں رکھتے واسطے جانوں اپنی کے نفع اور نہ ضرر کہہ کیا برابر ہوتا ہے

الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا

اندھا اور دیکھنے والا کیا برابر ہوتے ہیں اندھیرے اور اجالا کیا مقرر کیا ہے انہوں نے

لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ

واسطے خدا کے شریک کہ پیدا کیا انہوں نے مانند پیدائش اس کی کے پس مل گئی

الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ

پیدائش اوپر ان کے کہہ کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا

الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا

غالب اتارا ہے اس نے آسمان سے پانی پس بہے نالے ساتھ اندازے اپنے کے

فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ

پس اٹھا لیا رَو نے جھاگ چڑھا ہوا اور اس چیز سے کہ دھونکتے ہیں اوپر اس کے

پانی اپنے منہ تک پہنچانا چاہے جو اس صورت میں پہنچ ہی نہیں سکتا بات یہ ہے کہ حق پوشوں کی دعائیں بھی بھٹک کر گمراہی میں جا پھنستی ہیں ۔ (۱۵) اور آسمانوں اور زمینوں میں کی ہر مخلوق اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتی ہے خواہ خوشی سے سجدہ کریں یا ناگواری سے کریں۔ اور ان سب کے سائے بھی صبح و شام اللہ کو سجدہ کرتے رہتے ہیں ۔(۱۶) ذرا یہ بھی پوچھو کہ آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار کون ہے ؟ خود ہی کہہ ڈالو کہ اللہ ہے اب پوچھو کہ تم لوگوں نے اللہ کے علاوہ ایسی ہستیوں کو اپنی ولایت سونپ دی ہے جو خود کو بھی نفع و نقصان پہنچانے میں مالکانہ حقوق نہیں رکھتے ہیں۔ کہو کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا مساوی ہو سکتے ہیں ؟ یا یہ کہ کیا اندھیرے اور نورانیت مساوی ہوتے ہیں ؟ اور جب ایسا نہیں ہے تو کیا جنہیں ان لوگوں نے دین میں اللہ کے ساتھ شریک بنا رکھا ہے انہوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کے نزدیک دونوں کی پیدا کردہ مخلوق آپس میں ملی جلی اور ایک جیسی ہے ان سے کہو کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ تنہا ہر چیز پر جبراً غالب رہنے والا ہے۔ (۱۷) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا تو ندی نالے اسے حسب گنجائش لے کر بہنے لگے اور جب سیلاب آیا تو سطح پر جھاگ بھی آ گئے اور اسی طرح کے جھاگ ان پگھلی ہوئی دھاتوں پر بھی اٹھتے ہیں جنہیں زیور اور برتن بنانے کے لئے لوگ آگ کو بھڑکا کر پگھلاتے ہیں ۔

کا ذکر ہوا اور رسولؐ کو ایذا پہنچانے کی کوشش کا پتہ دیا گیا اور رسولؐ کو بے آیات کا نبیؐ مشہور کر کے ناقابل اعتبار ٹھہرانے کی ترکیب بیان ہوئی اور اس کے بعد یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ وہ تمام لیڈر جہنم میں طوق و زنجیر پہن کر جانے والے صحابہ ہوں گے۔ پھر ان کو متنبہ کیا گیا کہ تمہارے دن رات کے خفیہ اور پوشیدہ تمام اقدامات اور منصوبے اللہ سے خفیہ اور پوشیدہ نہیں ہیں اور یہ کہ تمہارے اوپر نگرانی اور مشاہدہ کا انتظام کیا ہوا ہے اور یہ بھی کہہ دیا گیا کہ جب تک تم خود اسلام اختیار کرنا نہ چاہو ہم

فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ
بیچ آگ کے واسطے چاہنے گہنے کے یا اسباب کے جھاگ ہیں مانند اس کی اسی طرح
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ؕ۬ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ
بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل پس جو کہ جھاگ ہے پس جاتا رہتا ہے ناکارہ
وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ
اور جو کہ وہ چیز ہے نفع دیتی ہے لوگوں کو پس رہتی ہے بیچ زمین کے اسی طرح
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ
بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں واسطے ان لوگوں کے کہ قبول کیا واسطے پروردگار اپنے کے
الْحُسْنٰى ؕ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ
نیکی ہے اور جن لوگوں نے کہ نہ قبول کیا واسطے اس کے اگر ہو واسطے ان کے
مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا
جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے سارا اور مانند اس کے ساتھ اس کے البتہ بدلہ دیویں گے
بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ۬ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ
ساتھ اس کے یہ لوگ واسطے ان کے ہے برا حساب اور جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے
وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
اور برا ہے بچھونا کیا پس جو شخص کہ جانتا ہے یہ کہ جو کچھ اتارا گیا ہے طرف تیری
مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا
پروردگار تیرے سے سچ ہے مانند اس کے ہے کہ وہ اندھا ہے سوائے اس کے نہیں کہ
يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ
نصیحت پکڑتے ہیں صاحب عقل کے اور وہ لوگ کہ پورا کرتے ہیں عہد اللہ تعالیٰ کو
وَ لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
اور نہیں توڑتے عہد کو اور وہ لوگ کہ ملاتے ہیں اس چیز کو کہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے

یوں ہی اللہ حق اور باطل کو مثالوں سے واضح کرتا رہتا ہے۔ اب رہ گیا جھاگ وہ تو بیٹھ کر فنا ہو جایا کرتا ہے اور کسی کے کام نہیں آتا۔ ناکارہ ثابت ہوتا ہے اور رہی وہ چیزیں جو نوع انسان کے لئے مفید ہوا کرتی ہے وہ زمین میں برابر برقرار رہا کرتی ہیں یوں اللہ مثالوں سے مقصد سمجھاتا رہتا ہے۔ (۱۸) جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی بات سمجھ کر اختیار کر لی ان کے لئے نیکیاں اور اچھائیاں ہیں اور جن لوگوں نے اس کی بات کو قبول نہ کیا تو وہ لوگ اگر ساری دنیا کی دولت جمع کر لیں اور اتنی ہی اور جمع کر لیں تو وہ خدا کی گرفت سے بچنے کی غرض سے وہ ساری دولت دے ڈالنے کو تیار ہوں گے مگر وہی لوگ تو ہوں گے جن سے بہت بری طرح حساب لیا جائے گا اور ان کا ٹھکانہ آخر کار جہنم ہی ہوگا اور برا ہے وہ بچھونا۔ (۱۹) اور جو شخص یہ علم رکھتا ہے کہ جو کچھ آپؐ پر نازل کیا گیا وہ حق کے سوا کچھ اور نہیں ہے تو کیا یہ عالم ایک جاہل اندھے کے برابر ہو سکتا ہے؟ حقیقت اس کے سوا ہے ہی نہیں کہ بات کی تہہ تک پہنچنے والے ہی نصیحت سے مستفید ہوا کرتے ہیں۔ (۲۰) اور جو لوگ اللہ سے کئے ہوئے معاہدوں کو پورا کرتے ہیں اور عہد کو نہیں توڑتے (۲۱) اور جو لوگ ان روابط کو برقرار رکھتے ہیں جن کو مربوط رکھنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب کے

تمہاری پوری قوم کو اسی راہ پر چلنے دیں گے جس پر تم جا رہے ہو ہمیں تمہارے رویہ میں تبدیلی کی قطعاً پرواہ نہیں ہے اور یہ کہ:

(۴) رسول اللہ نوع انسان کی ہر قوم کے نذیر اور ہادی ہیں۔ کب سے کب تک؟ آنحضرتؐ کو تمام اقوام کا ہادی کہہ کر یہ بتا دیا کہ ان کا دائرہ نبوت و ہدایت صرف عربوں تک محدود نہیں ہے نہ گنتی میں ختم ہو جانے والے برسوں تک محدود ہے۔ بلکہ از آدمؑ تا قیامت تمام اقوام عالم کے لئے ہادی آنحضرتؐ ہی ہیں اور اس پر قرآن کی آیات سے ثبوت

حضور میں عاجز رہتے ہیں اور برے حساب سے خوفزدہ رہتے ہیں (۲۲) اور جو لوگ اللہ کو خوش رکھنے کے لئے صبر کرتے ہیں اور نمازیں قائم کرتے ہیں اور اللہ کے عطا کردہ رزق میں سے ضرورت مندوں پر خرچ کرتے ہیں اور خرچ میں خفیہ طور پر اور اعلانیہ طریقے پر عمل کرتے ہیں اور برائیوں کو اچھائیوں کے ذریعہ سے دور کرتے ہیں یعنی بدلے میں برائی نہیں کرتے آخرت کا مقام ان ہی کے لئے ہے (۲۳) وہ وہاں جنت عدن میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی ازواج اور ان کی ذریت میں سے صلاحیت رکھنے والے لوگوں کو بھی ان ہی کے درجے میں ان کے ساتھ رکھا جائے گا۔اور سب دروازوں سے ملائکہ ان کو سلام کرتے ہوئے داخل ہوں گے۔(۲۴) اور کہیں گے کہ یہ مقام تمہارے صبر کے نتیجے میں ملا ہے اور بہت ہی اچھا مقام ملا ہے۔(۲۵) اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کئے ہوئے معاہدوں کو پختہ کر چکنے کے بعد بھی توڑتے ہیں اور ان روابط کو برقرار نہیں رکھتے جنہیں برقرار رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ زمین میں فساد پھیلانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن پر لعنت یا محرومی مسلط ہے اور آخرت میں بدترین گھر اور مقام ہے۔(۲۶) وہ اللہ ہی ہے کہ جس کے لئے مشیت تقاضہ کرے اس کے رزق میں وسعتیں پیدا کر دیتا ہے اور وہی رزق کی مقدار کا تعین کرتا ہے اور یہ لوگ دنیاوی زندگی اور اقتدار پر خوش ہیں حالانکہ آخرت کے مقابلے میں

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ

ساتھ اس کے کہ ملائی جائے اور ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اور ڈرتے ہیں برائی

الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

حساب کی سے اور وہ لوگ کہ صبر کرتے ہیں واسطے چاہنے رضامندی رب اپنے کے

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا

اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو پوشیدہ

وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى

اور ظاہر اور دفع کرتے ہیں ساتھ نیکی کے برائی کو یہ لوگ واسطے ان ہی کے ہے پچھاڑی

الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ

گھر کی بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے کی کہ داخل ہوں گے ان میں وہ اور جو کہ

صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ

لائق ہیں باپوں ان کے سے اور بی بیوں ان کی سے اور اولاد ان کی سے اور فرشتے

يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

داخل ہوں گے اوپر ان کے ہر دروازے سے سلامتی ہے اوپر تمہارے

بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ

بسبب اس کے کہ صبر کیا تم نے پس اچھی ہے پچھاڑی گھر کی اور جو لوگ کہ توڑتے ہیں

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

عہد خدا کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور کاٹتے ہیں اس چیز کو کہ حکم کیا ہے اللہ نے

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ

بیچ اس کے یہ کہ ملائی جاوے اور فساد کرتے ہیں بیچ زمین کے یہ لوگ واسطے ان کے ہے

اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

لعنت ہے اور واسطے ہے ان کے ہے برائی گھر کی اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق کو واسطے جس

يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

کے چاہے اور تنگ کرتا ہے اور خوش ہوئے یہ ساتھ زندگانی دنیا کے اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی

فراہم کیا جا چکا ہے۔ حضورؐ خود تمام انبیاءؑ و رسلؑ کے بھی ہادی ہیں اور تمام جمادات و نباتات و حیوانات کے بھی ہادی ہیں اور دوسری آیت (۲ / ۱۳) میں اس ہدایت عظمیٰ کا وجود تخلیق کائنات کے ساتھ ساتھ تفصیل بیان کرتے اور سمجھاتے

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ

بیچ آخرت کے مگر اسباب تھوڑا اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے کیوں نہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ

اتاری گئی اوپر اس کے نشانی رب اس کے سے کہہ تحقیق اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ

جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے جو لوگ کہ

اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ط اَلَا

ایمان لائے اور آرام پکڑتے ہیں دل ان کے ساتھ یاد اللہ تعالیٰ کے خبردار ہو

بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ساتھ یاد اللہ تعالیٰ کے آرام پکڑتے ہیں دل جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ

خوشحالی ہے واسطے ان کے اور اچھی ہے جگہ پھر جانے کی اسی طرح بھیجا ہے ہم نے تجھ کو

فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ

بیچ اُمت کے تحقیق کہ گزر گئی ہیں پہلے اس سے بہت اُمتیں تاکہ پڑھے تو اوپر ان کے

الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط قُلْ هُوَ

وہ چیز کہ وحی کی ہم نے طرف تیری اور وہ کفر کرتے ہیں ساتھ رحمٰن کے کہہ وہی

رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ

پروردگار میرا ہے نہیں کوئی معبود مگر وہ اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور طرف اسی کے

مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ

ہے توبہ کرنا میرا اور اگر کوئی قرآن ہوتا کہ چلائے جاتے ساتھ اس کے پہاڑ یا

قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط

کاٹی جاتی ساتھ اس کے زمین یا بلائے جاتے ساتھ اس کے مردے تو بھی ایمان نہ لاتے

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ط اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ

بلکہ واسطے خدا کے ہے کام سارا کیا پس نہیں جان کر نا امید ہوئے وہ لوگ کہ

دنیا کی زندگی بڑا گھٹیا سودا ہے۔ (۲۷) حق پوش گروہ کے لیڈر لوگ یہ پروپیگنڈا کررہے ہیں کہ اس کے رب کی طرف سے اس پر آیت کیوں نہ اتاری ان سے کہو کہ یقیناً اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جس کو اپنی جانب رجوع دیکھتا ہے اس کی راہنمائی کردیتا ہے۔ (۲۸) وہ ایسے ہی لوگ ہیں جنہوں نے اس نبیؐ کی دعوت کو مان لیا ہے ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان ہوجاتاہے خبردار ہوکر سنو کہ اللہ کے اس ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوا ہی کرتا ہے۔ (۲۹) جو لوگ ایمان لائے اور اصلاحی اعمال پر کاربند رہے ان کو مبارکباد ہے اور ان کا انجام بھی حسین ہے۔ (۳۰) اسی سابقہ طریقے کے مطابق آپؐ کو بھی ہم نے ایک اُمت میں بھیجا ہے کہ اس اُمت سے پہلے بہت سی اُمتیں دنیا سے گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان کے سامنے اس چیز کی تلاوت کیا کریں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور تمہاری اُمت حق کو چھپا رہی ہے اور رحمانیت پر پردہ ڈال رہی ہے ان سے کہہ دو کہ وہی میرا پروردگار ہے اس کے علاوہ کوئی اللہ اور معبود نہیں ہے میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا ہے اور اسی کی طرف متوجہ ہوں (۳۱) اگر ایسا قرآن ہوکہ جس سے پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جاسکتے یا جس سے زمین پر مسافرت کے لئے اسے کم یا قطع کیا جاسکتا یا جس سے مردوں کو زندہ کرکے ان سے بات کی جاسکتی بلکہ یہ کیوں نہ مان لیا جائے کہ یہ اور باقی سب قدرت اور کام اللہ کے لئے آسان ہیں کیا اب تک مومنین ان لوگوں کی ہدایت سے مایوس نہیں ہوئے

چلے آنے میں بھی کیا ہے یعنی جو تعلیم عربوں کے سامنے پیش کی گئی اس کی ابتدا تخلیق کائنات کے دوران کی گئی تھی۔

اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَ لَا

ایمان لائے ہیں یہ کہ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ البتہ ہدایت کرتا لوگوں کو سب کو اور ہمیشہ

يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا

رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں پہنچتی جاوے گی ان کو بسبب اس کے جو کرتے ہیں

قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ

مصیبت یا اترے گی نزدیک گھر ان کے سے یہاں تک کہ آوے وعدہ اللہ تعالیٰ کا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۳۱ۧ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدہ اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا ساتھ پیغمبروں کے

مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ

پہلے تجھ سے پس ڈھیل دی میں نے واسطے ان لوگوں کے جو کافر ہوئے تھے پھر

اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۳۲ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي

پکڑ لیا میں نے ان کو پس کیوں کر تھا عذاب میرا کیا پس جو شخص کہ وہ کھڑا ہے اوپر

كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا

ہر جان کے یعنی خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کماتے اور مقرر کرتے ہیں

لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ

واسطے اللہ کے شریک کہہ نام رکھ لو ان کے کیا خبردار کرتے ہو تم اس کو

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ

ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا بیچ زمین کے یا ساتھ ظاہری کے بات سے بلکہ

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا

زینت دیا گیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے مکر ان کا اور بند کئے گئے

عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۳

راہ سے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں واسطے اس کے کوئی راہ دکھانے والا

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ

واسطے ان کے عذاب ہے بیچ زندگانی دنیا کے اور البتہ عذاب آخرت کا بہت شاق ہے

وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۳۴ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ

اور نہیں واسطے ان کے اللہ سے کوئی بچانے والا صفت اس بہشت کی کہ وعدہ کئے گئے

اس لئے کہ اگر اللہ نے چاہا ہوتا تو وہ حکمیہ تمام انسانوں کو ہدایت یافتہ بنا سکتا تھا۔ اور رہ گئے حق پوش لوگ ان پر تو ان کے ایجاد کردہ مذہب سے کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی رہے گی۔ یا ان کے گھروں پر لوٹ مار کرنے والے دستک دیں گے یہاں تک کہ اللہ کے وعدے کا دن آجائے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔ (۳۲) اور آپ سے پہلے بھی لوگ اپنے رسولوں کا مذاق اڑاتے رہے ہیں اس لئے کہ ہم نے ہمیشہ حق پوش لوگوں کو پہلے مہلت ڈھیل اور موقع دیا ہے اور اس کے بعد ان کو مواخذہ کے لئے پکڑا اور پھر کیسا نمونہ کا رگڑا دیا۔ (۳۳) کیا ایسی ہستی کے متعلق یہ بات صحیح ہے کہ وہ لوگ اسی کے شریک اور ہم پلہ لیڈر بنا لیں جو ہر ہرذی حیات کے ہر ہر عمل کو دیکھتا اور جانتا ہو ان سے کہیں کہ ذرا ان شریک کار لیڈروں کے ناموں کا اعلان تو کردو۔کیا تم زمین و آسمان کی ہر چیز کو جاننے والے اللہ کو کسی ایسی چیز کی اطلاع دینا چاہتے ہو جو اسے معلوم نہیں ہے یا ایسی بات بتانا چاہتے ہو جو ہر طرح ظاہر و عیاں ہے؟ یہ بات نہیں بلکہ حال یہ ہے کہ حق پوش لوگوں کی نظروں میں ان کی مکاریوں کو شاندار اور اسلام کی راہیں روکنے کو کامیاب بنا کر رکھ دیا ہے سوچئے کہ جسے اللہ خود گمراہ رکھنا چاہے اس کے لئے تو کوئی ہدایت کار ہو ہی نہیں سکتا۔ (۳۴) ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو دلوں کو چیرنے میں بہت تیز ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا بھی کوئی نہ ہوگا (۳۵) جس جنت کا وعدہ متقی لوگوں سے کیا گیا ہے

اَلۡمُتَّقُوۡنَ ؕ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ اُکُلُہَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّہَا ؕ

پرہیز گار چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں میوہ اس کا ہمیش ہے اور سایہ اس کا

تِلۡکَ عُقۡبَی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا ٭ۖ وَّ عُقۡبَی الۡکٰفِرِیۡنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَ

یہ ہے آخر ان لوگوں کا کہ پرہیز گار ہیں اور آخر کام کافروں کا آگ ہے اور

الَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ

جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب خوش ہوتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ

اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مِنَ الۡاَحۡزَابِ مَنۡ یُّنۡکِرُ

اتاری گئی ہے طرف تیری اور بعضی جماعتوں میں سے وہ شخص ہے کہ انکار کرتا ہے

بَعۡضَہٗ ؕ قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ

بعضے اس کے کو کہہ سوائے اس کے نہیں کہ حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ عبادت کروں

اللّٰہَ وَ لَاۤ اُشۡرِکَ بِہٖ ؕ اِلَیۡہِ اَدۡعُوۡا وَ

اللہ کو اور نہ شریک لاؤں ساتھ اس کے طرف اسی کی پکارتا ہوں میں اور

اِلَیۡہِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَ کَذٰلِکَ اَنۡزَلۡنٰہُ حُکۡمًا عَرَبِیًّا ؕ

طرف اسی کی ہے پھر جانا میرا اور اسی طرح اتارا ہے ہم نے اس قرآن کو حکم عربی

وَ لَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَہۡوَآءَہُمۡ بَعۡدَ مَا جَآءَکَ

اور اگر پیروی کرے گا تو خواہشوں ان کی کی پیچھے اس چیز کے کہ آئی تیرے پاس

مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ؑ وَ لَقَدۡ

علم سے نہیں واسطے تیرے اللہ سے کوئی دوست اور نہ بچانے والا اور البتہ تحقیق

اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِکَ وَ جَعَلۡنَا لَہُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً ؕ

بھیجے ہم نے پیغمبر پہلے تجھ سے اور کیں ہم نے واسطے ان کے بی بیاں اور اولاد

اس کی مثال تو یہ ہے کہ اس میں نہریں فراوانی سے جاری رہیں گی اور اسکے پھل پھول اور کھانے کی نعمتیں ہمیشہ موجود رہیں گی اور وہاں دھوپ کی تپش کے اندیشے نہ ہوں گے۔ چنانچہ یہ تو پرہیز گار لوگوں کا انجام اور ان کا مقام ہوگا۔اور حقائق پر پردہ ڈالنے والوں کا انجام اور مقام آگ ہی آگ ہوگی۔ (۳۶) اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ تو خوشیاں منا رہے ہیں کہ آپ پر کلام خداوندی اترا ہے اور یہ خاص گروہ تمہارے اوپر نازل شدہ کلام خداوندی کے بعض کلام کے منکر ہیں اور بعض کو مانتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ مجھے تو یہ حکم دیا جا چکا ہے کہ میں اللہ کی عبادت اور اطاعت کروں اور اس کے انتظام میں کسی غیر کو شریک نہ کروں اور یہ کہ میں تو اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی پر میرا دارومدار ہے۔ (۳۷) اسی حکم کے ماتحت عربی حکومت کی اسکیم نازل کی گئی ہے اور اگر تو نے حکومت میں شرکت چاہنے والوں (آلِ عمران ۱۵۴ / ۳) کے اجتہادات اور مصلحتوں کی پیروی اختیار کرلی تو پھر تیرے لئے نہ کوئی ولی ہوگا اور نہ ہی تیرے مشن کو محفوظ رکھنے والا اللہ کی طرف سے کوئی ہوگا۔ (۳۸) اور حق یہ ہے کہ ہم نے آپؐ سے پہلے جو پیغمبرؑ بھیجے تھے ان کے لئے ہم نے خود ازواج اور ازواج سے پیدا ہونے والی ذریت کا تعین کر دیا تھا

(۵) آیات (۳۷۔۳۶ / ۱۳) میں عربی حکومت بلا شرکت غیرے، اہل کتاب کی خوشی، عربوں کا انکار۔

قارئین نے یہ دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کو قیامت تک آنے والی تمام اقوام کے لئے ہادی فرمایا گیا تھا (۷ / ۱۳) اور بتایا گیا تھا کہ ان کی قوم اور قوم کے زیر اثر لوگ کوئی اچھا سلوک کرنے کے بجائے آنحضرتؐ کے ساتھ بدسلوکی میں بہت جلدی کرتے تھے (۶ / ۱۳) خفیہ پنچائیتں اور منصوبے بناتے رہتے تھے (۱۰ / ۱۳) اور ان پر نظر رکھنے اور اسلامی تحفظ کے لئے اللہ کا نظام بھی کام کر رہا تھا (۱۱ / ۱۳) وہ قوم اپنی پالیسی، مذہب اور طرز حکومت بدلنے کو تیار نہ تھی (۱۱ / ۱۳) وہ ان نبوی روابط کو منقطع کرنے میں کوشاں تھے جو اسلامی نظام کے لئے لازم تھے (۲۵۔۲۱۔۲۰ / ۱۳) اور اسلام کے خلاف

فساد پھیلاتے تھے (۲۵ / ۱۳) یہ کہہ دیا گیا تھا کہ انہوں نے جو نظام ایجاد کیاہے (صَنَعُوْا) اس کے نتیجے میں خود ان پر بھی آفات و حادثات گزرتے رہیں گے (۳۱ / ۱۳) الغرض تیئیس چوبیس آیات میں ان کی مذمت ان کو تنذیر و نصیحت اور ان کا انجام بیان کر کے اب کہا گیا کہ رسولؐ کی آمد اور نزول قرآن پر حقیقی اہل کتاب تو مسرور و شادمان ہیں اور عربی گروہ انکار پر کمر باندھے ہوئے (۳۶ / ۱۳) ہے ۔ اور اگلی آیت (۳۷ / ۱۳) میں بات صاف کر دی کہ عربوں اور رسولؐ کی قوم کی ناگواریاں اور درپے آزار رہنے اور مخالفت کے منصوبے بنانے کا سبب یہ ہے کہ اللہ نے عربی حکومت قائم کرنے کے احکام بذریعہ وحی ارسال کر دیئے ہیں اور رسولؐ اللہ کو منع کر دیاہے کہ قومی لیڈروں کو اس میں شریک نہ کیا جائے نہ ان کی اغراض و مقاصد کو ملحوظ رکھ کر طرز حکومت و حاکم میں کوئی تبدیلی کی جائے ورنہ آئندہ رسولؐ کا مشن اور ولایت جاری نہ رہیں گے اور خود اللہ تحفظ کا ذمہ دار بھی نہ رہے گا حالانکہ اللہ یہ چاہتاہے اور کہہ چکا ہے کہ ہر زمانہ میں ایسا نظام برقرار رہنا چاہئے کہ جو رسولؐ کی جگہ سو فیصد رسولؐ کی بصیرت کے معیار پر نوع انسان کی ہدایت کا ذمہ دار رہتاجائے (جمعہ ۴ تا ۲ / ۶۲) اور ظاہر ہے کہ اسی نظام کے لئے خلافت الٰہیہ اور ولایت محمدیہؐ کے قیام کا حکم نازل ہوا تھا اور اسی کو ”عربی حکومت “ (حُكْمًا عَرَبِيًّا) (۳۷ / ۱۳) فرمایا گیا ہے ۔

(۵ ۔ الف) ” حُكْمًا عَرَبِيًّا “ کا ترجمہ عربی حکومت کیوں کیا گیاہے ؟؟؟

ہمارا پہلا جواب تو آیات کا وہ تسلسل اور جبر ہے جو آپ نے خود مطالعہ کرلیا اور جس کے مسلسل معنی ومفہوم ” عربی حکومت “ کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے یہ بات سمجھنے کے لئے علامہ مودودی کو وکیل بناتے ہیں سنیئے ارشاد ہے کہ :

(۱) ”حکم“ سے مراد یہاں (شعراء ۸۳ / ۲۶) ”نبوت“ درست نہیں ہے ۔کیوں کہ جس وقت کی یہ دعا ہے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت عطا ہو چکی تھی “ (تفہیم القرآن جلد ۳صفحہ ۵۰۴ حاشیہ ۶۰)

(۲) ”حکم اور علم بخشنا“ بالعموم قرآن مجید میں نبوت عطا کرنے کا ہم معنی ہوتاہے ”حکم “سے مراد حکمت بھی ہے صحیح قوت فیصلہ بھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سند حکمرانی (AUTHORITY) حاصل ہونا بھی۔ “ (تفہیم القرآن جلد ۳صفحہ ۱۷۲) اور سنئے:

(۳) ” قرآن کی زبان میں ان الفاظ (حکماً وعلماً) سے مراد بالعموم ” نبوت عطا کرنا “ ہوتا ہے ” حکم “ کے معنی قوت فیصلہ کے بھی ہیں اور اقتدار کے بھی۔ “(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۹۲) یہ تینوں مستند بیانات سامنے رکھئے اور سوچئے کہ یہ سورۂ الرعد مدینہ میں نازل ہوئی یا تلاوت کی گئی اور اس وقت حضورؐ کم ازکم تیرہ سال سے نبیؐ تھے لہٰذا اس کے معنی بقول علامہ” عربی نبوت “ کرنا تو حماقت ہوں گے پھر ہمارا اصول یہ ہے کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ اللہ ہر مقصد و معانی کے لئے مستقل اور صحیح الفاظ نہ جانتا تھا اس لئے کہیں لفظ نبوت کی جگہ حکم بول گیا ۔ اور حکم کی جگہ نبوت کہہ ڈالا ان دونوں الفاظ میں کوئی خاندانی یا مصدری رشتہ نہیں ہے رہ گیا حکم کے معنی قرآن کرنا بھی تکلفات میں سے ہے قرآن ایک مستقل لفظ ہے اور دنیا کے تمام انسان قرآن کہتے ہی وہ کتاب سمجھتے ہیں جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ نے دنیا کو دی ہے اور قرآن میں تو لاتعداد احکام ہیں اسے حکم کہنا ایسا ہی ہے جیسے سمندر کو تالاب کہہ دیا جائے یا پاکستان کو شہر قرار دیا جائے اور چونکہ رسولؐ اللہ کو حکومت ملی تھی انہوں نے حکومت قائم کی تھی اور یہ سب کچھ عرب میں ہوا تھا لہٰذا اسے عربی حکومت کہنا بالکل سیدھی سی بات ہے ہمارا دوسرا جواب یہ ہے کہ سابقہ آیات میں پے درپے ان لوگوں کا تذکرہ ہواہے جنہیں عربی معاشرہ اقتدار خداوندی کا کنٹرولر یا شریک سمجھتا تھا اور آیت زیربحث میں بھی یہ کہاگیا ہے کہ ” اگرتم نے مکمل معلومات مل جانے کے بعد بھی ان لوگوں کے ” اَهْوَآءَ “ کی پیروی کرلی تو تیرا کوئی ”ولی“ نہ ہوگا “ (۳۷ / ۱۳) صاف واضح ہے کہ ان کے ” اَهْوَآءَ “ پر عمل کرنے سے رسولؐ کی ولایت و والی وحاکم کی نفی ہوجائے گی یعنی جو ولایت اور ولی، اللہ قائم کرنا چاہتاہے وہ لوگ اس کے مخالف ہیں اور خود اقتدار حکومت میں حصہ چاہتے ہیں (آلِ عمران ۱۵۴ / ۳ تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۹۶) لہٰذا بات عربی حکومت اور عربی لیڈروں کی ہو رہی ہے لیڈروں کامطالبہ قدرتی ہے حکومت عربوں پر کی جائے اور عربوں کو اس میں حصہ نہ دیا جائے یہ بات اللہ تو کہہ سکتاہے مگر کسی اور کی مجال نہیں اصول تو یہ ہے کہ ”لوگوں کی حکومت لوگوں کے لئے اور لوگوں کے ذریعہ“ چونکہ اس سے پہلی آیت میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ بات ان لوگوں کی ہو رہی ہے جو قرآن کی بعض تعلیمات کو مانتے ہیں لیکن

وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
اور نہ تھا واسطے کسی پیغمبر کے یہ کہ لے آوے کوئی نشانی مگر ساتھ حکم اللہ کے
لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ
واسطے ہر ایک وعدے کے ایک لکھت ہے مٹا ڈالتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور
يُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ
ثابت کرتا ہے اور نزدیک اس کے ہے اصل کتاب اور اگر دکھلادیں ہم تجھ کو
بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا
بعض وہ چیز جو وعدہ دیتے ہیں ہم ان کو یا قبض کرلیویں تجھ کو پس سوائے اس کے
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَ لَمْ
نہیں کہ اوپر تیرے پیغام پہنچانا ہے اور اوپر ہمارے ہے حساب لینا کیا نہیں
يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا
دیکھا انہوں نے کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے کنارے اس کے سے
وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَ هُوَ
اور اللہ حکم کرتا ہے نہیں کوئی پچھاڑی کرنے والا واسطے حکم اس کے کے اور وہ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
جلدی لینے والا ہے حساب کا اور تحقیق مکر کیا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے
فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَ سَيَعْلَمُ
پس واسطے خدا کے ہے مکر تمام جانتا ہے جو کماتا ہے ہر جی اور شتاب جان لیویں گے

اور کسی بھی رسُول کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ بلا اِذنِ خداوندی کوئی آیت یا معجزہ ظاہر کر دے ۔ ہر مقرر مدت کے لئے کتاب موجود ہے (۳۹) اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور وہی حقائق کو ثابت کرتا ہے اور اسی کے پاس کتاب کی بنیاد یا کتابوں کی والدہ ہے (۴۰) اور اگر ہم پہلے وہ کچھ آپؐ کو دکھا دیں جس کا ہم تمہاری قوم سے وعدہ کرتے رہے ہیں یا یہ کہ ہم تمہیں وفات پہلے دے دیں بہرحال آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ زیر بحث احکام ان تک پہنچا کے چھوڑو گے اور ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم ان سے پورا پورا حساب کرکے چھوڑیں گے۔ (۴۱) کیا ان لوگوں نے یہ نظارہ نہیں دیکھا کہ ہم اس زمین کے کناروں کو گراتے اور اسے کم کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور اللہ جو حکم جاری کر دیتا ہے اس کے حکم کو روکنے یا تعاقب کرنے والا کوئی نہیں ہے اور حساب لینے میں بہت جلدی کرتا ہے ۔ (۴۲) تیری قوم کے ان لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی ان ہی کی طرح مکر اور فریب کیا تھا حالانکہ سارا مکر و فریب بھی تو اللہ ہی کی مخلوق ہے ۔وہ تو ہر ذی حیات کی تگ و دَو کو جانتا ہے اور عنقریب حق کو چھپانے والے بخوبی جان لیں گے کہ

بعض احکام کے منکر ہیں لہٰذا وہ لوگ ولایت و ولی اور حکومت محمدؐیہ کے منکر و مخالف تھے اور یہ انکار اور مخالفت تاریخی حقیقت ہے کہ رسولؐ کی قوم کسی قیمت پر یہ نہ چاہتی تھی کہ نبوّت کے بعد حکومت بھی خاندان نبوت میں رہے (الفاروق حصہ اوّل صفحہ ۱۰۳) حضرت عمر خلیفہ دوم اس پر گواہ ناطق ہیں لہٰذا رسولؐ کی قوم نے اپنی قومی و ملکی حکومت قائم کی تھی اور چودہ سو سال تک کسی نے نہ لفظ اسلامی نظام منہ سے نکالا نہ نظام مصطفیٰؐ کی چال چلی گئی جوڑ توڑ کرکے کسی نہ کسی طرح اپنی ذاتی حکومتیں بناتے چلے گئے اوران سب پر وہ مصیبتیں آئیں جن کا ذکر آیت (۳۱ / ۱۳) میں کیا گیاہے اورمصیبت (قارعہ) میں تین روز مدینہ میں لوٹ مار اور عصمت دری کی گئی تھی ۔

(۵۔ب) آیت (۳۶ / ۱۳) وہ کون سے اہل کتاب لوگ تھے جنہوں نے نزول قرآن اور ولایت محمدؐیہ پر خوشی منائی۔

یہ لوگ عرب کے باشندے یہود ونصاریٰ نہ تھے یہ حضرت عیسوکی اولاد کے چند لوگ مدینہ میں مقیم تھے مگر ان کی کثرت روم میں تھی جہاں نبطی حکمرانوں کی تاج پوشیوں کی رسومات ادا کی جاتی تھیں اور جن کی حکومت عہد رسولؐ میں بھی حجر کے علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی یہ بھی قرآنی تاریخ کی بات ہے جب ایرانی حکومت نے سلطنت روم کے کچھ علاقہ پر قبضہ کرلیا

الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ

کفار واسطے کس کے ہے پچھاڑی گھر کی اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں تو

مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ۙ وَ

بھیجا ہوا کہہ کفایت ہے اللہ گواہی دینے والا درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور

مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع ۱۲

وہ شخص کہ پاس اس کے ہے علم کتاب کا

انجام کار آخرت کا مقام کس کے لئے محفوظ ہے (۴۳) جو لوگ حق پوشی میں مصروف ہیں وہ یہ پروپیگنڈا بھی کررہے ہیں کہ اے محمدؐ تو اللہ کا بھیجا ہوا رسولؐ نہیں ہے ان سے کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ ہستی شہید ہیں جس کے پاس پوری الکتاب کا علم موجود ہے۔

تھا تو سورۂ روم نے نازل ہو کر کہا تھا کہ :

" آل محمدؐ ۔رومی حکومت فی الحال مغلوب ہو گئی اور تھوڑی سی زمین پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہے لیکن رومی حکومت اس مغلوبیت کے بعد پھر جلد غالب آجائے گی اس میں چند سال کا وقت درکار ہے اس

الٓمٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ ۔۔۔(۷) (سورہ الروم)

مغلوبیت سے پہلے بھی حکم اللہ کے ہاتھ میں تھا اور اس کے بعد بھی اسی کا حکم چلے گا اور روم کی فتح اور اللہ کی نصرت پر مومنین اس روز خوشیاں منائیں گے اور اللہ جس کی چاہتا ہے نصرت کر دیتا ہے اور وہی تو ہر حال میں عزت اور غلبہ کا مالک اوررحم کرنے والا ہے اللہ نے روم کی فتح کا وعدہ کرلیا ہے اور وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ہے لیکن انسانوں کی کثرت کو اس حقیقت کا علم نہیں ہے یہ لوگ تو دنیا کی زندگی میں ظاہری حالات کو جانتے ہیں اور وہ آخرت کی زندگی کی طرف سے غفلت برت رہے ہیں (۷ تا ۱ / ۳۰)۔

قارئین یہ وہ اہل کتاب تھے جونزول قرآن اور صاحبِ قرآن اور صاحبِ قرآن کے جانشین علیہ السلام پر خوشیاں مناتے رہے اور ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت پر روم کی حکومت نے چالیس روز کا سوگ منایا تھا اور سوگ کے اظہار کے لئے بازؤں پر کالے کپڑے کے بلّے (پٹیاں) باندھے رکھے تھے اور وہ آج تک برابر ہمارے ساتھ تعاون کرتے رہے ہیں تم جانو یا نہ جانو سمجھو یا نہ سمجھو اور مانو یا نہ مانو تمہارے جاننے سمجھنے یا ماننے سے حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۵۔ج) آیات (۴۲ تا ۳۹ / ۱۳) میں عربی حکومت کے قیام اور نبویؐ ولایت کے آگے پیچھے ہٹانے وغیرہ کا ذکر ہے۔

یہاں سے آگے اُمُّ الکتاب یعنی لوح محفوظ کا ذکر کرکے وقوع میں آنے والے حالات کا قبل ازوقت ذکر کر دیا ہے کہ ولایت محمدیہؐ کو سامنے سے محو کرکے پس پردہ کر دینا اور قومی عربی حکومت کو اتمام حجت کے لئے سامنے لے آنا اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے (۳۹ / ۱۳) ورنہ یہاں محو و اثبات کے ذکر کی دوسری کوئی ضرورت نہیں تھی اس سے پہلے یہ فرمایا تھا کہ ہر ہر معاملہ اور مدت کے لئے کتاب ہے (۳۸ / ۱۳) اور یہ وعدہ پہلے سورۂ یونس (۴۶ / ۱۰) میں کیا گیا تھا کہ آپ کو عربی حکومت میں سے بعض باتیں حیات ظاہری میں اور بعض باتیں ظاہری موت کے بعد ضرور دکھائیں گے اس وعدہ کو یہاں بھی دہرا دیا ہے (۴۰ / ۱۳) اور یہیں یہ بتایا کہ ہم جو حکم جاری کر دیتے ہیں اسے واپس کرنے والا کوئی نہیں ہے وہ برسرکار آکر رہتا ہے چنانچہ یہاں تک کئی مرتبہ رسولؐ کی قوم کو بطور آزمائش اور اتمام حجت خلافت دینے کا حکم جاری ہو چکا تھا (۱۶۶ / ۶ ، ۱۶۹ / ۷ ، ۱۲۹ / ۷) یہاں اسی کو لوح محفوظ اور لوح محو واثبات کے ساتھ ساتھ ذکر فرمادیا ہے (۴۱ ، ۳۹ / ۱۳) اور آخری بات یہ کہ اس قوم کے مکارانہ منصوبوں اور دونوں قسم کے محاذوں کی طرف بھی واضح اشارہ کرکے یہ بتایا گیا کہ نبوی انتظام بہت جلد اس مکر و فریب کے جال کو توڑ پھوڑ دے گا (۴۲ / ۱۳)۔

(۵ ۔ د) خلافت الٰہیہ کا خلیفہ رسولؐ کا پہلا جانشین پوری کائنات کا راہنما و نگران و ہادی ۔

تمام علمائے صالحین کا اتفاق ہے کہ وہ ہستی جسے تعلیمات خداوندی کا مکمل علم حاصل تھا اور جس کا علم اکتسابی نہیں بلکہ وہبی وعلم لدنی تھا وہ علی بن ابی طالب علیھما السلام تھے جنہیں الکتاب کا مکمل علم ہونے کی وجہ سے دربار سلیمانؑ کے جزئی عالم آصف برخیا سے کروڑوں گنا زیادہ قدرت حاصل تھی جس کی نظر سے کائنات کی کوئی چیز اور انسانوں کے اعمال او جھل نہ ہو سکتے تھے جسے اللہ نے رسالت کی گواہی کے نصاب میں اپنا ساتھی، شاہد نہیں بلکہ شہید فرمایا ہے آپ کو معلوم ہے کہ ہر نبیؑ کو رسالت و نبوت پیدائش آدمؑ سے پہلے ملی تھی اور آنحضرتؐ کی نبوت و رسالت تو تخلیق کائنات سے پہلے کی حقیقت ثابت ہے بتائیے اس زمانہ پر گواہی کون دے سکتا تھا؟ صحابہ تو کل کافر تھے آج ایمان لائے پھر انہوں نے تو خود رسولؐ اللہ سے سنا تھا کہ وہ حضرت نبیؑ اور رسولؐ ہیں نبوت و رسالت پر گواہی تو وہ ہستی دے سکتی تھی جو یا تو خود نبوت و رسالت عطا کرے یا جو اس وقت وہاں موجود ہوتا اور یقیناً علیؑ اور محمدؐ دو جداگانہ ہستیاں دیکھنے دکھانے کے لئے ہیں ورنہ وہ ایک جسم و جان و نفس تھے ۔

سُوۡرَةُ اِبۡرٰهِيۡم

سُوۡرَةُ اِبۡرٰهِيۡم مَكِّيّةٌ وَهِيَ اِثۡنَتَانِ وَخَمۡسُوۡنَ اٰيَةً وَسَبۡعَة رُكُوۡعَاتٍ

سُورۂ ابراہیمؑ مکہؐ میں نازل ہوئی اور اس میں باون (۵۲) آیات ہیں اور سات (۷) رکوع ہیں ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ

یہ کتاب ہے اتارا ہے ہم نے اس کو طرف تیری تاکہ نکالے تو لوگوں کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ

اندھیروں سے طرف اجالے کی ساتھ حکم پروردگار ان کے کے طرف راہ عزت والے

الۡحَمِيۡدِ ۙ ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ

تعریف کئے گئے اللہ تعالیٰ کی جو کہ واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور

مَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَ وَيۡلٌ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِيۡدِ ۙ ﴿۲﴾ اِۨلَّذِيۡنَ

جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور وائے ہے واسطے کافروں کے عذاب سخت سے وہ لوگ جو

يَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

دوست رکھتے ہیں زندگانی دنیا کو اوپر آخرت کے اور بند کرتے ہیں راہ خدا تعالیٰ کے سے

وَ يَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍۢ بَعِيۡدٍ ﴿۳﴾ وَ مَاۤ

اور چاہتے ہیں واسطے اس کے کجی یہ لوگ بیچ گمراہی دور کی ہیں اور نہیں

(۱) ا۔ل۔ر۔اے نبیؐ یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے آپؐ کے اوپر نازل کیا ہے تاکہ آپؐ لوگوں کو ان کے رب کی اجازت سے گمراہی کی تاریکیوں میں سے نکال کر نورؐ ہدایت کی روشنی میں لاؤ ۔ اس خدا کے راستے پر چلاؤ جو ہر حال میں باعزت اور قابل حمد و ثنا رہتا ہے ۔ (۲) اور زمین اور آسمانوں کی تمام مخلوقات و موجودات اسی کی مخلوق و ملکیت ہے اور حق پر پردے ڈالنے والوں کے لئے پھٹکار اور سخت عذاب ہے (۳) یعنی وہ لوگ جنہیں آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی محبوب ہے اور جو اللہ کے دین کی راہیں روکنے اور دشوار گزار اور ٹیڑھی کرنے کو پسند کرتے ہیں ۔ وہی ہیں جو گمراہی کے میدان میں بہت دور نکل گئے ہیں ۔ (۴) اور ہم نے اپنا کوئی بھی

اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ
بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر ساتھ زبان قوم اس کی کے تو کہ بیان کرے واسطے ان کے
فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ
پس گمراہ کرتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہے غالب
الْحَكِيْمُ ۝۴ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ
حکمت والا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰؑ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے یہ کہ نکال
قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ
قوم اپنی کو اندھیروں سے طرف اجالے کی اور نصیحت دے ان کو ساتھ دنوں یعنی کاموں

رسولؐ ایسا نہیں بھیجا جو اپنی قوم کی زبان میں ہدایات خداوندی کو ان کے لئے بیان نہ کرتا رہا ہو۔ لیکن اس کے بعد بھی اللہ مشیت کے ماتحت جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے اور وہ ہر حال میں عزت اور غلبہ والا حکیم ہے ۔(۵) اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو اپنی آیات و معجزات کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ اپنی قوم کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لائے اور ان کے سامنے اللہ کے مخصوص دنوں کا تذکرہ

سورۂ ابراہیم کی تشریحات :

(۱) علامہ مودودی کے قلم سے رسولؐ کی قوم کے حالات و جذبات و متعلقات ۔

ہم چاہتے ہیں کہ علامہ مودودی کے بیانات سے یہ حقیقت سمجھ کر آگے بڑھیں کہ ان سورتوں کا رسولؐ کی مخاطب قوم سے کیا اور کیسے تعلق ہے ؟ علامہ نے حسب دستور ، سورۂ ابراہیمؑ کے متعلق چند خصوصیات میں لکھا ہے کہ :۔

(۲) رسولؐ کی قوم کا رسولؐ کے خلاف چالیں چلنا اور ملامت ۔

” جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ماننے سے انکار کر رہے تھے اور آپؐ کی دعوت کو ناکام کرنے کے لئے بدتر سے بدتر چالیں چل رہے تھے ان کو فہمائش اور تنبیہہ ۔ لیکن فہمائش کی بہ نسبت اس سورۂ میں تنبیہہ اور ملامت اور زجر و توبیخ کا انداز زیادہ تیز ہے “ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۶۸)

علامہ ظاہر ہے کہ ہماری طرح رسولؐ کی مخاطب قوم کو بگڑے ہوئے مسلمان کہتے تو ہیں مگر بے تکلف ہو کر نہیں کہتے وہ انہیں کافر ، مشرک اور بے دین کہنا زیادہ مفید سمجھتے ہیں ۔ پھر علامہ لکھتے ہیں کہ :۔

(۳) آیات (۱۴/۳) میں رسولؐ کی قوم کے اصول و قواعد اور مذہب بیان کیا ہے ۔

”یعنی وہ اللہ کی مرضی کے تابع ہو کر نہیں رہنا چاہتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا دین ان کی مرضی کا تابع ہو کر رہے ان کے ہر خیال ، ہر نظریے اور ہر وہم و گمان کو اپنے عقائد میں داخل کرے اور کسی ایسے عقیدے کو اپنے نظام فکر میں جگہ نہ دے جو ان کی کھوپڑی میں نہ سماتا ہو ان کی ہر رسم ، ہر عادت اور ہر خصلت کو جائز ہونے کی سند دے اور کسی ایسے طریقے کی پیروی کا ان سے مطالبہ نہ کرے جو انہیں پسند نہ ہو وہ ان کا ہاتھ بندھا غلام ہو کہ جدھر جدھر یہ اپنے شیطانِ نفس کے اتباع میں مڑیں ادھر وہ بھی مڑ جائے “ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۷۰)

قارئین ہم نے ان تمام مقاصد و تصورات کو ایک لفظ ” اجتہاد “ سے ظاہر و ثابت کیا ہے علامہ سب کچھ لکھیں گے مگر اجتہاد اور مجتہد جیسے الفاظ سے الگ رہیں گے یہ حقیقت ہم نے قرآن اور احادیث سے دکھا دی ہے کہ رسولؐ کی قوم نے اپنے دور اقتدار میں قرآن اور اسلام کی حقیقی تعلیم میں سے کوئی چیز باقی نہ رہنے دی تھی اور قرآن اور اسلام کے ناموں اور الفاظ کے سوا ہر چیز کو مندرجہ بالاضرورت کے مطابق تیار کر کے ایک نیا قرآن اور ایک نیا اسلام جاری کر لیا تھا جو آج تک جاری ہے اور اس تمام تبدیلی اور دین سازی کا ذکر خود آپ نے قرآن میں پڑھا ہے (فرقان) (۲۹ تا ۲۸ / ۲۵) اور آج مسلمانوں کے پاس روز مرہ پڑھی جانے والی نماز بھی کسی ایک طریقے پر نہیں ہوتی اور ہر فرقہ قرآن و اسلام پر سو فیصد صحیح

کر دے حقیقتاً ان دنوں میں بہت صبر و شکر کرنے والوں کے لئے خود معجزات ہیں ۔(۶) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر جاری رہی ہیں ۔جبکہ تمہیں آل فرعون سے نجات دلائی جو تمہیں بہت برے عذاب سے دوچار رکھتے تھے ۔اور ادھر تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے تھے اور عورتوں کو باقی چھوڑتے جاتے تھے ۔ اور اس صورت حال میں تمہارے لئے تمہارے پروردگار کی بہت عظیم الشان آزمائش ہو رہی تھی ۔ (۷) پھر جب تمہارے پروردگار نے تمہیں چھوٹ دے کر کہہ دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو میں تمہاری سہولتوں میں اضافہ کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے اور نعمتوں کو چھپاؤ گے تو یقیناً میرا عذاب بھی سخت تر ہو جائیگا ۔ (۸) اور موسیٰ نے بھی کہہ دیا کہ اگر تم حق پوشی کرو اور وہ تمام مخلوق حق پوشی کرے جو اس زمین پر رہتی ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تمہارے کفر کی طرف سے لاپرواہ اور قابل ستائش ہے ۔ (۹) کیا اے مکہ والو تمہیں اپنے سے پہلے والے لوگوں کے حالات کی غیبی خبریں معلوم نہیں ہوئیں ؟نوحؑ کی قوم کے عاد اور ثمود کے حالات اور ان کے بعد والے لوگوں کے واقعات معلوم نہیں ہو سکے ؟ ان کے حالات کی تفصیل اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے ۔انکے پاس بھی، تمہاری طرح سے، ان کے اپنے رسولؑ آئے تھے اور واضح و روشن دلیلیں پیش کی تھیں ۔تو

اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵

خدا کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ

کے اور جب کہا موسیٰؑ نے واسطے قوم اپنی کے یاد کرو نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے

اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ

جس وقت نجات دی تم کو لوگوں فرعون کے سے پہنچاتے تھے تم کو برا عذاب اور

یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ

ذبح کرتے تھے بیٹوں تمہاروں کو اور زندہ رکھتے تھے بی بیوں تمہاری کو اور بیچ

ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۝۶ ع وَ اِذْ تَاَذَّنَ

اس کے آزمائش تھی پروردگار تمہارے کی طرف سے بڑی اور جب پکار دیا

رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ

پروردگار تمہارے نے اگر شکر کرو تم البتہ زیادہ دوں گا میں تم کو اور اگر

كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝۷ وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا

کفر کرو گے تم تحقیق عذاب میرا البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰؑ نے اگر کفر کرو گے

اَنْتُمْ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝۸

تم اور جو کوئی بیچ زمین کے ہیں سب پس تحقیق اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا

اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ

کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی کہ پہلے تم سے تھے قوم نوح (علیہ السلام) کی

وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۛؕ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا

اور عادؑ کی اور ثمودؑ کی اور ان لوگوں کی کہ پیچھے ان کے تھے نہیں جانتا ان کو مگر

اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا

اللہ آئے تھے ان کے پاس پیغمبر ان کے ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس پھیر لے گئے

عمل کرنے کا دعویدار ہے اور اپنے علاوہ باقی فرقوں کو گمراہ اور بدعتی و بدمذہب کم ازکم اور بے دین و مشرک و ملحد و جہنمی زیادہ سے زیادہ قرار دیتا ہے ان کی کتابیں ایسے فتوؤں سے بھری پڑی ہیں خود علامہ پر ایسے فتاویٰ موجود ہیں۔ اور علامہ بھی مسلمانوں کی کثرت کو گمراہ ، مشرک اور بے دین لکھتے رہتے ہیں اور اس کی مثالیں آپ کے سامنے سے گزری ہیں وہ غلام رسول اور حسین بخش جیسے ناموں کو مشرکانہ نام لکھتے ہیں ان نام رکھنے والوں کو مشرک کہتے ہیں ۔

ان لوگوں نے حیرت سے اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئے تھے اور کہا تھا کہ جو کچھ تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے ہم تو اس کی اشاعت کے مخالف یعنی کافر ہیں۔ اور ہم ان تعلیمات پر ایسے شک میں مبتلا ہیں جو شش و پنج میں مبتلا کر دیا کرتا ہے۔ (۱۰) ان کے پیغمبروںؑ نے جواب میں پوچھا تھا کہ کیا تمہیں اللہ کے بارے میں شک ہے؟ جس نے یہ زمین آسمانوں اور ان کی فطرت اور خصوصیات کو پیدا کیا ہے اور جو تمہیں اس لئے دعوت دیتا ہے کہ تمہارے غلط متعلقات کو بخش دے اور تمہیں اصلاح کے لئے ایک مقررہ مدت تک موقع دینا چاہتا ہے انہوں نے جواب میں کہا کہ تم تو ہماری ہی مانند بشر ہو اور ہماری ہی جیسی عقل و بصیرت رکھنے کے باوجود تمہارا ارادہ یہ ہے کہ ہمیں ان مسلّمہ بزرگوں کی عبادت سے روک دو جن کو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد پوجتے تھے۔ لہٰذا ان کے خلاف کوئی بولتا چالتا ثبوت و سلطان لا کر دکھاؤ۔ (۱۱) ان کے رسولوں نے ان کو جواب دیا کہ ہم واقعی تمہاری طرح کے مثالی بشر ہیں لیکن اللہ کو تو یہ قدرت ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے منّتی احسان کر دے (اور وہ تمام قدرت دے دے جو تمہارے نزدیک تمہارے مثل بشر کو نہیں ہوتی) اور ہمارے لئے یہ آزادی نہیں ہے کہ ہم بلا اذنِ خداوندی تمہارے سامنے سلطان اور بولتا چالتا ثبوت پیش کر دیں اور ایسے حالات میں بھی ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔(۱۲) اور ہمارے لئے کیا عذر ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ پر توکل نہ کریں جب کہ اس نے ہمیں ہر راستے کی ہدایت کر دی ہے؟ اور لہٰذا تمہاری ایذا رسانی پر ہم ضرور صبر کریں گے اور

اَيۡدِيَهُمۡ فِىۡۤ اَفۡوَاهِهِمۡ وَ قَالُوۡۤا اِنَّا كَفَرۡنَا

ہاتھ اپنے بیچ مونہوں اپنے کے اور کہا انہوں نے تحقیق کفر کیا ہم نے

بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِىۡ

ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم ساتھ اس کے اور تحقیق ہم البتہ بیچ

شَكٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَيۡهِ مُرِيۡبٍ ۞

شک کے ہیں اس چیز سے کہ پکارتے ہو تم ہم کو طرف اس کی قلق ڈالنے والی

قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ‌ؕ

کہا پیغمبروں ان کے نے کیا بیچ اللہ کے شک ہے بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا

يَدۡعُوۡكُمۡ لِيَـغۡفِرَ لَـكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ وَ

پکارتا ہے تم کو تو کہ بخشے واسطے تمہارے بعضے گناہ تمہارے سے اور

يُؤَخِّرَكُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى‌ ؕ قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ

ڈھیل دیوے تم کو ایک وقت مقرر تلک کہا انہوں نے نہیں تم مگر آدمی

مِّثۡلُنَا ؕ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا كَانَ يَعۡبُدُ

مانند ہماری ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ بند کرو تم ہم کو اس چیز سے کہ تھے عبادت کرتے

اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۞ قَالَتۡ لَهُمۡ

باپ ہمارے پس لے آؤ ہمارے پاس دلیل ظاہر کہا واسطے ان کے

رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَ لٰـكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ

پیغمبروں ان کے نے نہیں ہم مگر آدمی مانند تمہاری و لیکن اللہ احسان کرتا ہے

عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ

اور جس کے چاہے بندوں اپنے سے اور نہیں واسطے ہمارے یہ کہ

نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ

لے آویں تمہارے پاس کوئی دلیل مگر ساتھ حکم اللہ کے اور اوپر اللہ کے

فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۞ وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ

پس چاہیئے کہ توکل کریں ایمان والے اور کیا ہے واسطے ہمارے کہ نہ توکل کریں ہم

عَلَى اللّٰهِ وَ قَدۡ هَدٰٮنَا سُبُلَنَا‌ ؕ وَ لَنَصۡبِرَنَّ

اوپر اللہ کے اور تحقیق دکھلائیں اس نے ہم کو راہیں ہماری اور البتہ صبر کریں گے

عَلٰى مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ
ہم اوپر اس کے کہ ایذا دیتے ہو تم ہم کو اور اوپر اللہ کے پس چاہئے کہ توکل کریں
الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۠ۧ ﴿۱۲﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ
توکل کرنے والے اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے تھے واسطے پیغمبروں اپنے کے
لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ
البتہ نکال دیں گے ہم تم کو زمین اپنی سے یا البتہ پھر آؤ گے تم بیچ دین ہمارے کے
فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَ
پس وحی بھیجی طرف ان کی پروردگار ان کے نے البتہ ہلاک کریں گے ہم ظالموں کو اور
لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ
البتہ بسادیں گے ہم تم کو زمین میں پیچھے ان کے یہ واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے
مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ
کھڑے ہونے روبرو میرے اور ڈرتا ہے ڈرانے میرے سے اور فتح مانگی انہوں نے اور
خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۙ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَ یُسْقٰى
نامراد ہوا ہر ایک سرکش عناد کرنے والا دشمن آگے اس کے جہنم ہے اور پلایا جاوے گا

اللہ ہی وہ ہستی ہے جس پر تمام توکل کرنے والوں کو توکل کرنا چاہئے۔ (۱۳) اور حق پوش لوگوں نے اپنے رسولوں سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہم تمہیں اپنی سرزمین سے نکال کر چھوڑیں گے یا یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تم ہمارے مذہب و ملت میں پلٹ آؤ۔ چنانچہ پیغمبروں کو ان کے رب نے اطمینان دلادیا تھا اور وحی سے یہ بتا دیا تھا کہ ہم تمام غلط کاروں کو ہلاک کر ڈالیں گے (۱۴) اور ان کی تباہی کے بعد تمہیں ان کی سرزمین میں آباد رکھیں گے وہی سلوک کریں گے جو ان لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جو ہمارے مقابلے سے اور ہماری دھمکیوں سے ڈرتے ہیں (۱۵) چنانچہ انبیاؑ نے فتح پائی اور تمام سرکش دشمن ناکام و نامراد کر دئے گئے۔ (۱۶) اور آگے بڑھنے پر ان کے لئے جہنم بھی ہے جہاں انہیں پیپ پینے کو ملے گی۔

(۴) آیت (۱۳ / ۱۴) میں اعلان نبوت سے قبل انبیاؑ کا مذہب مودودی کے نزدیک۔ جیسا کہ عرض کیا گیا اس سورۂ مبارک میں رسولؐ کی قوم کو دوسری اقوام کے حالات سنا سنا کر تنبیہہ اور ملامت کی جارہی ہے اور ہمارے وضاحتی ترجمے کے بعد مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں رہتی لیکن چلتے چلتے یہ آیت (۱۳ / ۱۴) آگئی جس کی ذیل میں علامہ نے لکھا ہے کہ:

”اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انبیا علیہم السلام منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے اپنی گمراہ قوموں کی ملت میں شامل ہوا کرتے تھے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ نبوت سے پہلے چونکہ وہ ایک طرح کی خاموش زندگی بسر کرتے تھے، کسی دین کی تبلیغ اور کسی رائج الوقت دین کی تردید نہیں کرتے تھے، اس لئے ان کی قوم یہ سمجھتی تھی کہ وہ ہماری ہی ملت میں ہیں اور نبوت کا کام شروع کر دینے کے بعد ان پر یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ وہ ملت آبائی سے نکل گئے ہیں۔ حالانکہ وہ نبوت سے پہلے بھی کبھی مشرکین کی ملت میں شامل نہ ہوئے تھے کہ اس سے خروج کا الزام ان پر لگ سکتا۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۷۷، ۴۷۸)

(۴۔الف) انبیاؑ کی خاموشی اگر مشرکین کے لئے غلط فہمی وغیرہ کا باعث ہوئی تو مومنین کو صحیح پوزیشن ماننے میں کیوں تکلف ہوا؟

یہاں علامہ نے نہایت واضح الفاظ میں یہ مان لیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اعلان نبوت سے پہلے رائج الوقت مذاہب میں کسی باطل مذہب سے تعلق نہ رکھتے تھے اور ان کی خاموش زندگی کی بنا پر مشرکین یہ سمجھ لیتے تھے کہ وہ بھی مذہب شرک ہی کے ممبر ہوا کرتے تھے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اعلان نبوت کے بعد ایمان لانے والے لوگوں کو اپنے نبیؑ کے بیانات اور ان کی الہامی کتاب سے ان کی صحیح پوزیشن معلوم کر لینا چاہئے تھی۔ یہ کیا وجہ ہے کہ اُمت محمدیہؐ کے علما کی کثرت ہر زمانہ میں محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال کی

مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ ۙ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ

پانی کہ وہ پیپ ہے ایک ایک گھونٹ پئے گا اس کو اور نہ نزدیک ہو گا کہ

يُسِيۡغُهٗ وَ يَاۡتِيۡهِ الۡمَوۡتُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَ

گلے سے اتار سکے اور آوے گی اس کو موت ہر جگہ سے اور نہیں وہ مرنے والا اور

مِنۡ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيۡظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ

آگے اس کے ہے عذاب گاڑھا صفت ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے ساتھ پروردگار اپنے

اَعۡمَالُهُمۡ كَرَمَادِ اِۨشۡتَدَّتۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ يَوۡمٍ

کے عمل ان کے مانند راکھ کے ہیں کہ سخت چلے ساتھ اس کے باؤ بیچ دن

عَاصِفٍ ؕ لَا يَقۡدِرُوۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا عَلٰى شَىۡءٍ ؕ

آندھی والے کے نہیں قدرت پاویں گے اس میں سے کہ کمایا ہے اوپر کسی چیز کے

ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

یہ وہی ہے گمراہی دور کیا نہ دیکھا تو نے تحقیق اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو

(۱۷) جسے وہ ایک ایک گھونٹ پینے کی کوشش کریں گے لیکن وہ گلے سے نیچے نہ اتار سکیں گے اور ان پر چاروں طرف سے موت حملہ آور رہے گی مگر وہ مر کر چھٹکارہ نہیں پائے گا بلکہ اس کے لئے ابھی آگے آنے والا عذاب اور بھی بھیانک ہو گا۔ (۱۸) حق پوش لیڈروں کی مثال اپنے رب کے روبرو ایسی ہو گی کہ ان کے تمام اعمال راکھ کی مانند ہو جائیں گے اور اس پر طُرّہ یہ ہو گا کہ سخت آندھی چلے گی اور اس دن ان کی ساری کمائی ہوا میں اس طرح اڑ جائے گی کہ ان کو اپنی کمائی کی کسی چیز پر بھی یہ قدرت نہ رہے گی کہ اسے باقی رکھے اور اللہ سے اس کی جزا وصول کر لے۔ وہ صورت حال جس میں یہ لوگ مبتلا ہیں بڑی واضح اور بدترین اور بعید ترین گمراہی کی صورت ہے (۱۹) اور کیا اے نبیؑ آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ حقیقتاً اللہ نے ہی اس زمین

عمر تک نہ نبیؑ و رسولؑ مانتی ہے نہ مومن و مسلم سمجھتی ہے جب کہ قرآن کریم نے رسولؐ کو روز ازل سے اور سب سے پہلا رسولؐ و نبیؑ و نذیر فرمایا ہے (نجم ۵۶ / ۵۳ وغیرہ) ان کو کائنات میں اوّل مسلم قرار دیا (انعام ۱۴ / ۶) پوری کائنات کے لئے نذیر للعالمین کہا (فرقان ۱ / ۲۵) سب سے پہلے عابد فرمایا (زخرف ۸۱ / ۴۳) حالانکہ کائنات کی ہر شے مسلم ہے (آلِ عمران ۸۳ / ۳) اور ہر شے عبادت کرتی ہے (بنی اسرائیل ۴۴ / ۱۷) جس کے بعد تمام مومنین کو یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ آنحضرتؐ کائنات کی ہر چیز سے پہلے مسلم و مومن و عابد و نذیر و رسولؐ تھے اور واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ اللہ نے ان مومنین پر منّت احسان کیا تھا جو رسولؐ اللہ کی پیدائش سے پہلے موجود تھے اس طرح کہ ان مومنین ہی میں سے محمدؐ مصطفی کو پیدا کیا گیا تھا (آلِ عمران ۱۶۴ / ۳) یعنی رسولؐ کی پیدائش مومن والدین سے ہوئی تھی اور آپؐ کے ماں باپ اور عزیز و اقربا مومن تھے پھر تمام انبیاؑ سے قبل تخلیقِ آدمؑ عہد نبوت لیا گیا تھا (آلِ عمران ۸۱-۸۲ / ۳) اور رسولؐ کی احادیث سے بھی یہ سب کچھ ثابت ہے اس کے باوجود جن مسلم و مومن علمانے ان حقائق کو تسلیم نہ کیا یقیناً ان میں وہ مشرکانہ عقیدہ موجود رہتا چلا آیا جس کا تذکرہ علامہ مودودی نے مندرجہ بالا بیان میں کیا ہے بہرحال رسولؐ اللہ کو چالیس سال کی عمر تک نبیؑ و رسولؐ نہ ماننا، گمراہ، جاہل و غافل قرار دینا، ان سے غلطیوں کا سرزد ہونا اور انہیں اکثر چیزوں سے جاہل ماننا وغیرہ تمام وہی عقائد ہیں جو قریش کی قومی پالیسی کو آگے بڑھانے اور عوام کو فریب دینے کے لئے ضروری سمجھے گئے اور نہایت چابکدستی اور حکومتوں کی زبردستی سے اُمت کے علما میں پھیلائے گئے رسولؐ اللہ کو ہی نہیں بلکہ انہوں نے ہر نبیؑ کو روز اوّل سے نبیؑ نہیں مانا ان کو عام آدمیوں کی طرح پیدا ہونے، پرورش پانے والا مانا ہے ان سے ہر غلطی اور خطا کو ممکن لکھا ہے اور ان کی سینکڑوں غلطیاں اپنی روایات میں بطور داستان مشہور کی ہیں اور جب اس مشرک قسم کے مسلمان گروہ پر اعتراضات و ملامت کی بوچھاڑ ہوئی تو بعد والوں نے اپنے باطل عقائد پر پردہ ڈالنے کے لئے چند اصلاحی بیانات بھی دیئے اور ضروری ہے کہ ہم یہاں علامہ مودودی کے قلم سے چند پہلو آپ کے سامنے رکھ دیں تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ جو اعتقاد ہم نے آنحضرتؐ اور آئمہ علیہم السلام کے لئے بیان کئے ہیں وہی صحیح ہیں۔ سنیئے علامہ نے لکھا ہے کہ :

الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ وَ یَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿ۙ۱۹﴾

اور زمین کو ساتھ حق کے اگر چاہے لے جاوے تم کو اور لے آوے خلقت نئی

وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیۡزٍ ﴿۲۰﴾ وَ بَرَزُوۡا لِلّٰهِ جَمِیۡعًا فَقَالَ

اور نہیں یہ اوپر اللہ کے دشوار اور روبرو ہوں گے واسطے خدا کے سب پس کہیں گے

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمۡ

ناتوان واسطے ان لوگوں کے جو تکبر کرتے تھے تحقیق تھے ہم واسطے تمہارے

تَبَعًا فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا مِنۡ عَذَابِ اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ قَالُوۡا

تابع پس کیا ہو تم کفایت کرنے والے ہم سے عذاب خدا کے سے کچھ کہیں گے

لَوۡ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَیۡنٰكُمۡ ؕ سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ

اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ البتہ ہدایت کرتے ہم تم کو برابر ہے اوپر ہمارے

اور ان آسمانوں کو حق کی طاقت سے پیدا کیا ہے اور اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر کے نئی مخلوق پیدا کر دے۔ (۲۰) اور وہ سب کچھ اللہ کے مقابلے میں زبردست نہیں ہے (۲۱) اور جب تمام انسان اللہ کے حضور ایک دوسرے کے مقابلہ پر کھڑے ہوں گے تو دنیا میں کمزور اور ناتواں رہنے والے لوگ ان لوگوں سے کہیں گے کہ جو بڑے بزرگ بنے ہوئے تھے کہ یقیناً ہم تو دنیا میں تمہاری پیروی کیا کرتے تھے اور بڑی امیدیں رکھتے تھے ۔ چنانچہ کیا آج آپ لوگ ہمیں اللہ کے عذاب سے ذرا ورا سا بچا کر بے فکر کر سکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ نے ہمیں عذاب سے بچ کر نکل جانے کی راہ سجھائی ہوتی تو ہم بھی تمہیں وہ راستہ بتا دیتے

(۴ ۔ ب) نبیؑ ہر بات اور ہر معاملہ کی گہرائی اور تہہ تک پہنچ سکتا ہے پھر غلطی کا امکان کہاں رہا ؟

" تاویل الاحادیث " کا مطلب محض تعبیر خواب کا علم نہیں ہے جیسا کہ گمان کیا گیا ہے ۔بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تجھے معاملہ فہمی اور حقیقت رسی کی تعلیم دے گا اور وہ بصیرت تجھ کو عطا کرے گا جس سے تو ہر معاملہ کی گہرائی میں اترنے اور اس کی تہہ کو پا لینے کے قابل ہو جائے گا۔ "(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۸۵)
علامہ اینڈ کمپنی نے یہ علم اگر آنحضرتؐ کے لئے مان لیا ہوتا تو ان تمام روایتی کہانیوں کا انکار لازم ہو جاتا جن میں رسولؐ پر بات نہ سمجھنے غلط فہمی میں مبتلا ہونے اور غلط مشورہ دینے اور غلط کار ہونے اور غیر انبیاءؑ سے مشورہ لے کر صحیح کام کرنے کی تہمت لگائی گئی ہے۔ یعنی جو مسئلہ ، عقدہ یا سوال سامنے آتا فوراً اس کی حقیقت معلوم کر لینے کے قابل سمجھا جاتا بہرحال قومی علما نے علم و قدرت و اختیار کے معاملے میں تمام سابقہ انبیاءؑ سے گھٹیا درجہ کا نبیؐ سمجھا اور لکھا ہے اور سنیئے :

(۴ ۔ ج) کائنات کا نظامِ حکومت ،جنت ،جہنم مردوں کا زندہ ہو کر اٹھنا چشم دید پھر بھی غلط کار ؟

" لیکن انبیاءؑ کو جو خدمت اللہ نے سپرد کی تھی اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنی آنکھوں سے وہ حقیقتیں دیکھ لیتے جن پر ایمان لانے کی دعوت انہیں دنیا کو دینا تھی۔ ان کو دنیا سے پورے زور کے ساتھ یہ کہنا تھا کہ تم لوگ تو قیاسات دوڑاتے ہو، مگر ہم آنکھوں دیکھی بات کہہ رہے ہیں۔ تمہارے پاس گمان ہے اور ہمارے پاس علم ہے۔ تم اندھے ہو اور ہم بینا ہیں۔ اسی لئے انبیاءؑ کے سامنے فرشتے عیاناً آئے ہیں ، ان کو زمین وآسمان کے نظام حکومت (ملکوت) کا مشاہدہ کرایا گیا ہے، ان کو جنت ودوزخ آنکھوں سے دکھائی گئی ہے اور بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر حساب کے لئے حاضر ہونا۔احسنؔ) کا ان کے سامنے مظاہرہ کر کے دکھایا گیا ہے۔ " (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۰۲) ذرا سوچیں کہ یہی قومی علما یہ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے غلط بات کہہ کر کھجوروں کی ایک فصل ضائع کر دی جنگوں میں غلط فیصلوں کو اپنے صحابہ سے مشورہ لے کر صحیح کرایا یعنی رسولؐ اللہ نے بقول علامہ اپنے قیاسات دوڑانے والے اور وہم و گمان میں مبتلا رہنے والے بے بصیرت یا اندھے صحابہ سے اپنی اصلاح کرائی تھی؟ کائنات کے علوم پر مطلع ہر بات اور ہر مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جانے والا نبیؐ معاذ اللہ ان سے مدد لیا کرتا تھا جو بے علم و جاہل اور عقل کے اندھے تھے اسی قسم کی ایک اور تحریر دیکھ لیں : ارشاد ہے ۔

(۴ ۔ د) نظامِ کائنات آنکھوں کے روبرو تمام مادی حجاب سامنے سے ہٹے ہوئے مگر خطاکار؟ "اصل بات جو

اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَ قَالَ
اضطراب کریں ہم یا صبر کریں ہم نہیں واسطے ہمارے جگہ بھاگنے کی اور کہے گا
الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ
شیطان جب فیصل کیا گیا کام تحقیق اللہ نے وعدہ دیا تھا تم کو وعدہ سچا اور
وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَ مَا كَانَ
وعدہ دیا تھا میں نے تم کو پس خلاف وعدہ کیا تھا میں نے تم سے اور نہیں
لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ
واسطے میرے اوپر تمہارے کچھ غلبہ یعنی زور مگر یہ کہ پکارا تھا میں نے تم کو
فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ
پس قبول کر لیا تم نے واسطے میرے پس نہ ملامت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنے تئیں
مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ
نہ میں ہوں فریاد کو پہنچنے والا تمہارا اور نہ تم فریاد کو پہنچنے والے ہو میرے

ع ۳ ۹ ۱۵

اب تو ہمارے لئے یہ دونوں صورتیں مساوی ہیں کہ خواہ ہم روئیں پیٹیں اور فریاد بلند کریں یا صبر کرلیں ہمارے لئے عذاب سے بچنے کی کوئی سبیل نہیں رہی (۲۲) اور شیطان نے بھی کہہ دیا کہ جب فیصلہ ہو چکا تو یہ سمجھ لو کہ اللہ کا وعدہ جو تم سے کیا تھا سچ نکلا ہے اور جو وعدے میں تم سے کرتا رہا میں نے تمہارے ساتھ ان وعدوں سے اختلاف کرلیا تھا۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ مجھے تم پر قدرت و قابو تو حاصل نہ تھا۔ بات اس قدر تھی کہ میں نے تمہیں اپنے مشن کی دعوت دی تم نے قبول کر لی چنانچہ تم مجھے ملامت کرنے کے بجائے خود کو ملامت کرو ۔ اب نہ میں تمہیں عذاب سے بچا سکتا ہوں نہ تم مجھے بچا سکتے ہو اور میں تو اب اس شرکت کو بھی ظاہر نہ کروں گا

معراج کے سلسلے میں سمجھ لینا چاہئے وہ یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے ان کے منصب کی مناسبت سے ملکوت السموات و الارض (نظام کائنات کی حکومت۔ احسن) کا مشاہدہ کرایا ہے اور مادی حجابات بیچ میں سے ہٹا کر آنکھوں سے وہ حقیقتیں دکھائی ہیں جن پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دینے پر وہ مامور کئے گئے تھے، تاکہ ان کا مقام ایک فلسفی کے مقام سے بالکل ممیّز ہو جائے۔ فلسفی جو کچھ بھی کہتا ہے، قیاس اور گمان سے کہتا ہے وہ اگر خود اپنی حقیقت سے واقف ہو تو کبھی اپنی کسی رائے کی صداقت پر شہادت نہ دے گا۔ مگر انبیاؑ جو کچھ کہتے ہیں وہ براہ راست علم اور مشاہدے کی بنا پر کہتے ہیں۔ اور وہ خلق کے سامنے یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ ہم ان باتوں کو جانتے ہیں اور یہ ہماری آنکھوں دیکھی حقیقتیں ہیں۔ ''(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۹۰)

(۴ ۔ ہ) انبیاؑ کا مقام سمٹی ہوئی صورت اور علامہ کی شہادت کے آئینہ میں ؟؟ ۔

جو کچھ علامہ مودودی نے لکھا اسے ایک جگہ جمع کر کے دیکھیں اور پھر دو باتیں سنیں۔
(۱) انبیا علیہم السلام کے قلب و نظر سے کسی مسئلہ کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہ سکتی ۔ (۲) انبیاؑ کی کوئی بات قیاس و گمان اور رائے کے ماتحت نہیں ہوتی بلکہ وہ کائناتی مشاہدہ شدہ حقیقت ہوا کرتی ہے ۔ (۳) ان کی آنکھیں ان تمام چیزوں کو بلا دقت دیکھ سکتی ہیں جو باقی انسان ہرگز نہیں دیکھ سکتے ۔ (۴) انبیاؑ اور باقی انسانوں کی نظر میں اتنا ہی فرق ہے جتنا ایک نابینا اور بینا میں فرق ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ باقی اعضاء میں بھی اسی تناسب سے فرق ہو گا ۔ (۵) انبیاؑ نظام کائنات اور کائنات پر اللہ کی حکومت اور طریق حکومت دیکھے ہوئے ہوتے ہیں ۔ (۶) وہ جنت و دوزخ و برزخ ، اور میدان حشر سے چشم دید واقف ہوتے ہیں الغرض جس جس چیز کی تبلیغ کرتے ہیں اس سے کماحقہ مطلع ہوتے ہیں ۔ (۷) انسانوں کا مرنا جینا ، قیامت میں زندہ کر کے میدان حشر میں لایا جانا اور جزا و سزا کا علم و عین الیقین رکھتے ہیں اور جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ ان کی دیکھی ہوئی آزمودہ حقیقت ہوتی ہے ۔ (۸) انبیاؑ جن جن چیزوں کے لئے ہدایات لے کر آئے تھے ان چیزوں کے متعلق انبیاؑ کے سامنے کوئی غیب باقی نہ رہا تھا اس لئے کہ مادی حجابات یعنی وہ تمام رکاوٹیں ان کے سامنے سے ہٹا دی گئی تھیں جو کسی حقیقت کو دیکھنے میں پیش آتی یا اور چیزوں کو اپنی آڑ میں چھپا لیا کرتی ہیں ۔

اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ

تحقیق میں نے کفر کیا ساتھ اس کے کہ شریک کیا تھا تم نے مجھ کو پہلے سے تحقیق

الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝٢٢ وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ

ظالم واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور داخل کئے جاویں گے وہ لوگ کہ

اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ایمان لائے اور کام کئے اچھے بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ

ہمیش رہنے والے ہیں بیچ ان کے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے دعاملاقات ان کی کی

فِیْهَا سَلٰمٌ ۝٢٣ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

بیچ اس کے سلام ہے کیا نہ دیکھا تو نے کہ کیوں کر بیان کی اللہ نے مثال بات

جو تم نے اس سے پہلے میرے لئے دین میں جاری رکھی تھی ۔ سچ یہ ہے کہ غلط کاروں یا احکام خداوندی کو بدلنے والوں کے لئے دردناک عذاب طے شدہ ہے ۔ (٢٣) جو لوگ ایمان لائے اور اصلاحی اعمال کے پابند رہے ان کو ایسی جنتوں میں داخل کیا جائے گا۔ جن میں نہریں بہتی ہوں گی وہ لوگ اپنے پروردگار کی اجازت سے ہمیشہ وہاں رہیں گے ان پر ہر وقتِ ملاقات سلام بھیجا جاتا رہے گا ۔ (٢٤) اے نبیؐ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی مثال سے شجرہ طیبہ کو بیان کیا ہے

(۴۔و) جو ذوات مقدسہ انبیاًء کی نبوت، ان کے علم ویقین وتجربے اور مشاہدے پر عینی شاہد ہوں ان کا علم کتنا ہو گا؟

ہمیں پہلی بات تو یہ کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقام تمام انبیا و رسل علیہم السلام کے مقابلہ میں کم از کم اتنا تھا جتنا تمام انسانوں کے مقابلے میں تمام انبیاًء کا مقام تھا ہم نے بار بار لکھاہے کہ تمام انبیاًء کو جو کچھ ملا تھا وہ محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے ملا تھا وہ سب محمدؐ کی اُمت کے افراد تھے حضرت عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام اس کا زندہ و عملی ثبوت ہیں دوسری بات یہ عرض کرناہے کہ:

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝٤٣ الرعد

آیت میں وہ دوسرا شہید جسے شہادت کے لئے اللہ نے اپنا ہم پلہ اور برابر کا شہید یا چشم دید گواہ بنایا ہے اس کے لئے یہ ماننا ہی پڑے گا کہ جب اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معراج کرائی گئی ، جب ملکوت السموات و الارض کا معائنہ و مشاہدہ کرایا گیا جب مادی حجابات کو ہٹایا گیا تو وہ دوسرا گواہ بھی اپنی آنکھوں سے وہ سب کچھ دیکھتا رہا جو آنحضرؐت اور خودخداوند عالم دیکھ رہے تھے اور جب اس حقیقت کو سامنے رکھ لیا جائے کہ یہ قرآن پوری کائنات کی تفصیلات اپنے دامن میں رکھتا ہے تو علم کتاب کا حامل وہ ہونا چاہئے جو اس کائنات اور اس میں موجود تمام مخلوقات کی مکمل تفصیل کا عالم ہو۔ یہ ہے وہ ہستی جسے اللہ نے خلافت الٰہیہ سونپی تھی اور جس کی اولاد نے اپنی جانیں اُمت کی نجات کے لئے قربان کر دی تھیں ۔

(۵) کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ کی ہم مثل جوڑی اور کلمہ خبیثہ اور شجرہ خبیثہ کی جوڑی پر چند باتیں:

یہاں مفسرین و مترجمین دونوں نے اپنی اپنی گلکاریاں کی ہیں مگر جس چیز کو نظر انداز کر دیا ہے وہ شجرہ طیبہ ہے لہٰذا جب وہی چیز سامنے نہ آئی جس کی مثال سے کلمہ طیبہ کو سمجھنا تھا تو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بن کر رہ گیا اور اسے بھی نہ سمجھے حالانکہ یہاں بھی وہ ہستی محمدؐ کی صورت میں موجود تھی جسے شجرہ طیبہ کی جڑ فرمایا گیاہے اور جو روز ازل سے نہ صرف ثابت ہے بلکہ کائنات کی تمام موجودات کو برقرار رکھنے کا سبب ہے لہٰذا لا الہ الا اللہ کلمہ طیبہ ہے اور محمدؐ رسول اللہ شجرہ طیبہ کی بنیاد اور جڑ ہیں جس کی وجہ سے ایک ایسا درخت وجود میں آتاہے جو پوری کائنات میں پھیلا ہواہے اور چونکہ یہ درخت نہیں بلکہ شجرہ ہے اور شجرہ طیبہ اس کائنات میں صرف وہی شجرہ ہوسکتاہے جس میں آدمؑ سے لے کر امام آخرالزمان علیہ السلام تک کوئی گناہ گار شخص پیدا نہیں ہوا جس کی حمد و ثنا خود رسولؐ اللہ نے فرمائی اور جس پر حضورؐ نے فخر کیا ہے اور شجرہ

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾

پاکیزہ کی مانند درخت پاکیزہ کے جڑ اس کی محکم ہے اور ڈالیاں اس کی بیچ آسمان کے

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت ساتھ حکم پروردگار اپنے کے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ

واسطے لوگوں کے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں اور مثال بات ناپاک کی مانند درخت

خَبِيْثَةِ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

ناپاک کے ہے کہ جسم پکڑ گیا ہے اوپر سے زمین کے نہیں واسطے اس کے قرار

کلمہ طیبہ بھی اس شجرہ طیبہ کی طرح سے ہے جس کی جڑ ثابت اور قائم رہنے والی ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔ (۲۵) وہ شجرہ طیبہ ہر وقت پھل دیتا ہے مگر خدائی اجازت سے پھل ملتا ہے۔اور مثالیں اللہ اس لئے اللہ بیان کرتا ہے کہ شاید لوگ بھی دل چسپی سے سنیں اور اس تذکرہ کو آگے بڑھائیں۔ (۲۶) اور بالکل اسی طرح خبیث کلمہ بھی خبیث شجرے کی مانند ہے جو کسی طرح زمین سے اوپر ہی اوپر چل کھڑا ہوتا ہے اور اس کے لئے استحکام و قیام میں استقلال نہیں ہے

طیبہ اس لئے بھی درخت نہیں ہے کہ اس کی جڑ اس زمین پر قائم ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ کا مرکزی مقام اس زمین اور اس دنیا میں ہے اور یہ دنیا اور یہ زمین بروز قیامت فنا ہو جائے گی۔ اگر وہ سچ مچ کوئی درخت ہوتا تو اس زمین کے ساتھ فنا ہو جاتا۔ لہٰذا وہ شجرہ طیبہ وہ خانوادہ نبوتؐ و رسالتؐ ہے جو کسی حال میں فنا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کلمہ طیبہ میں جب تک شجرہ طیبہ کو شامل نہ کیا جائے یعنی جب تک لا الہ الا اللہ کی بنیاد یعنی محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ علیہم السلام اور آئمہ طاہرین صلوۃ اللہ علیہم کو کلمہ میں شامل نہ کیا جائے وہ کلمہ، کلمہ طیبہ نہیں بنتا اور وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ سب حضرات بنائے لا الہ الا اللہ ہیں۔ کائنات کی تخلیق ان کے لئے ہے اس کی بقا ان کے دم سے ہے۔

(۵۔ الف) کیا کلمہ طیبہ پر کبھی مسلمانوں کی کثرت کا نظام قائم رہا ہے یا آج قائم ہے ؟؟

علامہ مودودی کی زبانی ذرا کلمہ طیبہ پر قائم ہونے والے نظام کا نتیجہ پڑھیئے اور شجرہ طیبہ کے افراد علیہم السلام کو چھوڑ کر مودودی صاحب سے لے کر اوپر تک تمام مسلمانوں کی تاریخی صورت و شکل و کردار کو سامنے لائیے اور دیکھیئے کہ کس شخص یا گروہ میں آپ کو علامہ کی مذکورہ ذیل چیزیں یکجا ملتی ہیں؟ سنیئے ارشاد ہے :

۳۶ ؎ ”یعنی وہ ایسابار آور و نتیجہ خیز کلمہ ہے کہ جو شخص یا قوم اسے بنیاد بنا کر اپنی زندگی کا نظام اس پر تعمیر کرے، اس کو ہر آن اس کے مفید نتائج حاصل ہوتے رہتے ہیں ا۔ وہ فکر میں سلجھاؤ، ۲۔ طبیعت میں سلامت ،۳۔ مزاج میں اعتدال، ۴۔سیرت میں مضبوطی، ۵۔ اخلاق میں پاکیزگی ،۶۔ روح میں لطافت ،۷۔ جسم میں طہارت و نظافت، ۸۔ برتاؤ میں خوشگواری، ۹۔ معاملات میں راست بازی ،۱۰۔ کلام میں صداقت شعاری ،۱۱۔ قول و قرار میں پختگی، ۱۲۔ معاشرت میں حسن سلوک ،۱۳۔ تہذیب میں فضیلت ،۱۴۔ تمدن میں توازن، ۱۵۔ معیشت میں عدل و مواساۃ، ۱۶۔ سیاست میں دیانت، ۱۷۔ جنگ میں شرافت، ۱۸۔ صلح میں خلوص اور عہد و پیمان میں وثوق پیدا کرتا ہے۔ وہ ایک ایسا پارس ہے جس کی تاثیر اگر کوئی ٹھیک ٹھیک قبول کرلے تو کندن بن جائے۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۸۴،۴۸۵)

(۵۔ ب) ایک چیلنج اور ایک لاکھ روپیہ انعام۔

قارئین ساری دنیا کو چیلنج کر دیں اور کہہ دیں کہ اگر کوئی شخص محمدؐ و آل محمدؐ کو چھوڑ کر ہمیں کسی ایک فرد یا قوم کا نام بتا دیں جس میں علامہ کے لکھے ہوئے یہ اٹھارہ صفات تھے تو ہم ایک لاکھ روپیہ انعام دینے کے ذمہ دار ہیں شرط یہ ہے کہ جس ریکارڈ سے وہ ایسا شخص یا قوم پیش کریں اس ریکارڈ میں اس شخص یا قوم کے خلاف کوئی مذمت نہ ہو۔ افسوس کہ مسلمانوں میں جو لوگ اچھے مشہور کئے گئے ان میں ایک بھی تو ایسا نہیں جس کی مذمت قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو۔ اور جس نے مظالم نہ کئے ہوں۔

(۵۔ ج) کلمہ خبیثہ اور شجرہ خبیثہ۔

کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ سے الگ کر لینے سے وہ تفریق عمل میں آ جاتی ہے جس کی ممانعت ہے اور اس تفریق کرنے والے گروہ کو حقیقی حق پوش

(۲۷) اور صاحبان ایمان کو اسی ثابت رہنے والے کلمہ سے اللہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور اس کے برخلاف کلام خداوندی سے احکام نہ دینے والوں (۵/۴۵) کو اس ظلم کی وجہ سے گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ تو جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ (۲۸) اے رسولؐ کیا آپؐ نے ان لیڈروں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو چھپا چھپا کر بدل ڈالا ہے؟ اور اپنی پوری قوم کو تباہی میں ڈھکیل دیا ہے جو کہ جہنم ہے۔ (۲۹) جہاں انہیں آگ میں بھونا جائے گا۔ اور وہ تو بہت ہی برا ٹھہرنے کا مقام ہے۔ (۳۰) اور انہوں نے اللہ کے نظام میں کچھ لوگوں کو ہمسر و ہم پلہ تجویز کرلیا ہے تاکہ وہ ہمسر لیڈرانِ قوم اللہ کے راستے سے لوگوں کو گمراہ کرتے رہیں۔ ان سے کہہ دو کہ ٹھیک ہے دنیا میں خوب فائدہ اٹھا لو واپسی

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي

ثابت رکھتا ہے اللہ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں ساتھ بات محکم کے بیچ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙۗ وَ

زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے اور گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ظالموں کو اور

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۧ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا

ع ۴ / ۱۶

کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ بدل ڈالا انہوں نے

نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ

نعمت اللہ کی کو کفر سے اور اتارا قوم اپنی کو گھر ہلاک کے میں۔ کہ دوزخ ہے

يَصْلَوْنَهَا ۭ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ

داخل ہوں گے اس میں اور بری ہے جگہ قرار کی۔ اور مقرر کئے واسطے خدا کے

اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ

شریک تاکہ بہکاویں راہ اس کی سے کہہ کہ فائدہ اٹھاؤ یعنی دنیا میں پس تحقیق

گروہ کہاہے اور عذاب مہین کا سزا وار قرار دیاہے (نساء ۱۵۰۔۱۵۲ / ۴) لہٰذا اس تفریق کے بعد کلمہ طیبہ کلمہ خبیثہ ہوجاتا ہے اور یہ تفریق و تبدیل وہ خانوادہ کرتا چلا آیاہے جسے ابلیس نے اپنے حصہ کا گروہ قرار دیا تھا۔ یہ خبیث خاندان بھی ہر نبیؑ کے ساتھ چلتا چلا آیاہے۔ (نساء ۱۱۸ / ۴) اسی خاندان نے خاندان رسولؐ کو تہہ تیغ کیا تھا۔ اسی شجرہ خبیثہ نے علیؑ و اولاد علیؑ پر لعنت جاری کی تھی۔ اسی نے مدینہ میں تین دن تک قتل عام کیا تھا اور صحابہ کی ازواج اور بیٹیوں کی عصمت دری کی تھی اور کئی ہزار ولد الحرام پیدا ہو کر مسلمانوں ہی میں بڑھے پلے اور تابعین میں شمار ہوئے تھے۔ اسی خاندان نے کعبہ کو مسمار کیا تھا۔ آگ لگائی تھی۔ مسجد نبویؐ میں گھوڑے باندھے تھے۔ اس سے بڑا خبیث کون ہو گا؟

(۶) آیات (۲۷۔۲۸ / ۱۴) میں قریشی لیڈروں کا اپنی قوم کو اللہ و رسولؐ کے خلاف راستہ پر لگا لینا۔

ان آیات میں مذکور پالیسی اور منصوبے کا بڑی تفصیل سے تذکرہ ہوتا رہاہے۔ یہاں اللہ نے از سرنو اس قدر بتایا ہے کہ عہد رسولؐ میں کچھ قومی لیڈروں نے اپنی پوری قوم کو جہنم کے راستے پر اس طرح ڈالا تھا کہ کچھ لیڈروں کو رسولؐ کے نظام حکومت کے متوازی منتخب کیا تاکہ وہ ایسا نظام مرتب کریں جو رسولؐ کے نظام کا ہمسر و ہم پلہ ہو اور پھر پوری قوم کو اللہ و رسولؐ کے جاری کردہ طریقے سے ہٹا کر اس خود ساختہ طریقے پر چلایا جائے۔ چنانچہ ابھی ابھی تذکرہ ہوا کہ انہوں نے شجرہ خبیثہ اور کلمہ خبیثہ کو تیار کیا اور اللہ و رسولؐ کے درمیان ایک نئی راہ (سبیل) نکالی (نساء ۱۵۰ / ۴) یعنی خالص توحید جاری کی جس سے رسولؐ کو الگ کر دیا گیا۔ اور رسولؐ الگ ہوا تو خانوادہ رسولؐ خود بخود الگ ہو گیا۔ اس نئی درمیانی راہ میں سب سے پہلے قرآن کو مہجور کیا۔ (فرقان ۳۰ / ۲۵) یعنی اس کی حقیقی تعلیم میں رد و بدل اور کمی و زیادتی کر کے احکام دینے کا مجتہدانہ طریقہ نکالا (مائدہ ۴۷ تا ۴۴ / ۵) انہوں نے رسولؐ سے حکومت میں حصہ طلب کیا (۱۵۴ / ۳ آلِ عمران) اور یہی نئی راہ تھی جس پر چل کر حسبِ وعدۂ خداوندی یہ پوری قوم جہنم کے لئے تیار ہو گئی (۳۰ / ۱۴) اور اللہ کے حضور ان ہمسر و ہم پلہ لیڈروں نے اپنا اپنا بیان دیا۔ ایک نے کہا کہ مجھے میرے دوست نے فریب دیا تھا۔ کاش میں اسے دوست نہ بناتا یا اس کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلتا اور رسولؐ اللہ کے مقرر کردہ طریقے کی اطاعت کرتا۔ (فرقان ۲۷۔۲۹ / ۲۵)

مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھر جانا تمہارا طرف آگ کی ہے کہہ واسطے بندوں میرے کے جو ایمان لائے

يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً

قائم رکھیں نماز کو اور خرچ کریں اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو پوشیدہ اور ظاہر

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ

پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ نہیں بیچنا ہے بیچ اس کے اور نہ دوستی اللہ وہ ہے

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور اتارا آسمان سے پانی پس نکالا

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ج وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

ساتھ اس کے میووں سے رزق واسطے تمہارے اور مسخر کیں واسطے تمہارے کشتیاں

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ج وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾

تو کہ چلتی رہیں بیچ دریا کے ساتھ حکم اس کے کے اور مسخر کیا واسطے تمہارے نہروں کو

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ج وَ سَخَّرَ

اور مسخر کیا واسطے تمہارے سورج اور چاند کو ہمیشہ پھرنے والے اور مسخر کیا

لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ط

واسطے تمہارے رات اور دن کو اور دیا تم کو بعضی ہر چیز سے جو سوال کرتے ہو تم اس کو

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

اور اگر گنو نعمتیں اللہ کی نہ پورا گن سکو ان کو تحقیق انسان البتہ ظلم کرنے والا ہے

ع ۵ ۱۷

كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ ع وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ

کفر کرنے والا اور جب کہا ابراہیم (علیہ السلام) نے اے رب میرے کر اس شہر کو

اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ

امن والا اور ایک طرف کر مجھ کو اور بیٹوں میرے کو اس سے کہ عبادت کریں ہم

الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ ط رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ج

بتوں کو اے پروردگار میرے تحقیق انہوں نے گمراہ کیا ہے بہتوں کو لوگوں میں سے

تمہاری جہنم میں ہوگی ۔ (۳۱) اے رسولؐ آپؐ میرے ان بندوں کو بتا دیں جو ایمان لے آئے ہیں کہ تم نماز کو قائم رکھو اور جو کچھ بھی ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے دوسرے حاجت مندوں کی حاجت روائی کرو پوشیدہ طور پر بھی دیا کرو اور اعلانیہ طریقے پر بھی خرچ کیا کرو۔ اس سے پہلے پہلے کہ وہ دن آ پہنچے کہ اس روز نہ کوئی دوستی برقرار رہے گی اور نہ کوئی خرید و فروخت ہوسکے گی۔ (۳۲) اللہ وہی ہستی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور جو آسمان سے بارش برساتا ہے۔ اور پانی سے تمہارے لئے پھل پھول اور فصلیں رزق کے طور پر پیدا کرتا ہے جس نے کشتیوں کو تمہارا مطیع کر دیا تاکہ وہ سمندروں میں تمہیں لے کر چلیں اور اللہ کا حکم بجا لائیں ۔ اور جس نے نہروں کو تمہارا فرمانبردار بنا دیا اور (۳۳) ہمیشہ گردش میں رہنے والے چاند اور سورج پر تمہیں قابو دے دیا اور رات اور دن پر تمہیں قدرت عطا کر دی ہے (۳۴) اور تمہیں تمہاری مانگی ہوئی چیزوں میں سے بعض عطا کر دی ہیں اور وہ بھی اتنی ہیں کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا شروع کرو تو انہیں حساب کے دائرے میں نہ لا سکو گے مگر انسان تو غلط کاری اور حق پوشی میں حد کو پہنچ گیا ہے ۔(۳۵) اور جب ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار اس بستی کو پر امن بنا دینا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو سیاسی لیڈروں کی پرستش و سازش سے دور رکھنا ۔ (۳۶) اے میرے پالنے والے ان لیڈروں نے انسانوں کی اکثریت کو گمراہ کیا ہوا ہے۔

الغرض یہ دونوں لیڈر اور ان کا قائم کردہ نظام دنیا میں استفادہ کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ اور ان ہی کے نظام کا وہ قصہ ہے جو تشریح (۵ ۔ ج) میں بیان ہوا ہے ۔

چنانچہ جو کوئی میری پیروی کرے وہ
مجھ سے متعلق ہو گا اور جو کوئی میری
نافرمانی کرے گا وہ تیرے سپرد تو یقیناً
بخشنے والا اور رحیم ہے۔ (۳۷) اے
میرے رب یقیناً میں نے اپنی ذریت
میں سے اس ناقابل کاشت سرزمین
میں آباد کر دیا ہے اس لئے کہ وہ
تیرے محترم گھر کے پاس رہیں اور نماز
قائم کریں چنانچہ تو لوگوں کے دلوں
کو ان کی طرف جھکاتا رہنا اور انہیں
ہر قسم کے پھلوں سے رزق دینا شاید
وہ شکر گزاری کر سکیں ۔ (۳۸) اے
میرے پالنے والے تو میری ان تمام
تمناؤں کو جانتا ہے جو میرے دل میں
ابھی پوشیدہ ہیں اور تو اس کا بھی عالم
ہے جو میں نے اعلانیہ کہہ دیا ہے ۔
اور زمین و آسمان کی کوئی بھی چیز اللہ
سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہے۔(۳۹) ہر
قسم کی ستائش اللہ کے لئے ہے جس نے
مجھے بڑھاپے کی حالت میں اسماعیلؑ اور
اسحاقؑ جیسے بیٹے عطا کئے یقیناً میرا رب
ہر دعا کو سننے والا ہے۔ (۴۰) اے
پالنے والے مجھے نماز کو قائم رکھنے والا
بنا دے اور میری ذریت میں بھی ایسے
لوگ برقرار رکھنا اے ہمارے پروردگار
ہماری سب دعائیں قبول فرما لے ۔
(۴۱) اے ہمارے تربیت کرنے والے
مجھے اور میرے والدین اور مومنین کو
اپنا تحفظ عطا فرمانا جب کہ حساب کا دن
آ جائے۔ (۴۲) اور اے نبیؐ آپ یہ
حساب نہ لگائیں کہ اللہ غلط کاروں کی
عملی صورت حال سے غافل ہے اس کا
مطلب اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ ہم
انہیں تاخیر سے اس دن تک کا موقع
دینا چاہتے ہیں جس دن آنکھیں پھٹی رہ
جائیں گی (۴۳) وہ لوگ سرپٹ دوڑتے

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ

پس جو کوئی پیروی کرے میری پس تحقیق وہ مجھ سے ہے اور جن نے نافرمانی کی میری

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ

پس تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہے اے رب میرے تحقیق میں نے بسائی ہے بعضی

ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا

اولاد اپنی بیچ میدان بن کھیتی والے کے نزدیک گھر تیرے با حرمت کے اے پروردگار

لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ

میرے تو کہ قائم رکھیں نماز کو پس کر دل کتنے لوگوں کے کہ جھکتے ہوں طرف ان کی

وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ

اور رزق دے ان کو میووں سے تو کہ وہ شکر کریں اے رب ہمارے تحقیق تو جانتا ہے

مَا نُخْفِیْ وَ مَا نُعْلِنُ ؕ وَ مَا یَخْفٰی عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی

جو چھپاتے ہیں ہم اور جو ظاہر کرتے ہیں ہم اور نہیں پوشیدہ اوپر اللہ کے کچھ بیچ

الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى

زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے بخشا مجھ کو اوپر

الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾

بڑھاپے کے اسماعیلؑ اور اسحاقؑ تحقیق پروردگار میرا البتہ سننے والا دعا کا ہے

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖۗ رَبَّنَا

اے رب میرے کر مجھ کو قائم رکھنے والا نماز کا اور اولاد میری سے اے رب میرے

وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ

اور قبول کر دعا میری اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور ماں باپ میرے کو اور

لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ

ع ۶ ۱۸

سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہووے حساب اور ہرگز مت گمان کر اللہ کو کہ

غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ۵ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ

بے خبر ہے اس چیز سے کہ کرتے ہیں ظالم سوائے اس کے نہیں کہ ڈھیل دیتا ہے ان کو

لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ ۙ مُهْطِعِیْنَ

واسطے اس دن کے کہ چڑھ جاویں گی بیچ اس کے نظریں دوڑتے ہوئے

مُقْنِعِىْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ

اونچا کئے ہوئے سروں اپنوں کو نہ پھر آویں گی طرف ان کی نظریں ان کی اور دل ان کے

هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ

گرے ہوئے ہوں گے اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے کہ آوے گا ان کو عذاب

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى

پس کہیں گے وہ لوگ کہ ظلم کرتے تھے اے ہمارے رب ڈھیل دے ہم کو طرف

اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَ

وقت نزدیک تک قبول کرلیویں ہم پکارنے تیرے کو اور پیروی کرلیویں رسولوںؑ کی کیا

لَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّ

نہ تھے تم کہ قسم کھاتے تھے پہلے اس سے کہ نہیں واسطے تمہارے کچھ زوال اور

سَكَنْتُمْ فِىْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ

رہے تھے تم بیچ گھروں ان لوگوں کے کہ ظلم کیا تھا انہوں نے جانوں اپنی کو اور

تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا

ظاہر ہوا تھا واسطے تمہارے کیوں کر کیا ہم نے ساتھ ان کے اور بیان کیں ہم نے

لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ

واسطے تمہارے مثالیں اور تحقیق مکر کیا تھا انہوں نے مکر اپنا اور نزدیک خداتعالیٰ کے ہے

مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ

مکر ان کا اور نہ تھا مکر ان کا کہ ٹل جاویں اس سے پہاڑ پس ہرگز مت گمان کر

اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ کو کہ خلاف کرنے والا ہے وعدے اپنے کو پیغمبروں اپنے سے تحقیق اللہ

منہ اٹھائے ٹکٹکی باندھے چلے جا رہے ہوں گے آنکھ جھپکنے کی مہلت نہ ہو گی دل بیٹھے جا رہے ہوں گے (۴۴) اے رسوؐل تم ان لوگوں کو بھی اس دن سے ڈراؤ جو عذاب لے کر آئے گا۔ اور احکام خداوندی میں اپنے اجتہادی احکام ملانے والے (ظالم ۔مائدہ ۵/۴۵) لوگ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمیں تھوڑی سی مدت کے لئے موقع دے دے تاکہ ہم تیری اسلامی دعوت کو قبول کرکے رسوؐلوں کی پیروی کرسکیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم لوگ قسمیہ یہ دعویٰ نہ کیا کرتے تھے کہ تمہیں کبھی زوال نہیں ہوگا۔ (۴۵) حالانکہ تم خود ایسی قوم کے مکانوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر پہلے غلط کاری جاری رکھی تھی اور تمہیں بتا دیا گیا تھا کہ ہم نے ان غلط کاروں کے ساتھ کیسا تباہ کن سلوک کیا تھا اور تمہیں بہت سی مثالیں دے کر سمجھایا تھا۔ (۴۶) یقیناً اے رسوؐل ان لوگوں نے مکارانہ چالیں چلی ہیں لیکن ان کا سارا مکر اللہ کے سامنے ہے اگرچہ ان کا مکر ایسا ہے کہ اس سے پہاڑوں کو راہ سے ہٹایا جاسکتا ہے۔ (۴۷) چنانچہ آپؐ یہ حساب نہ لگائیں کہ اللہ اپنے ان وعدوں کے خلاف کرے گا جو اس نے اپنے رسوؐلوں سے کررکھے ہیں۔ بلاشبہ اللہ ہر حال میں

(۷) رسولؐ کی قوم دنیا کے تمام مجرموں، بدمعاشوں اور مکاروں کی وارث اعلیٰ درجے کی مکار قوم تھی (۴۶ / ۱۴)۔

قومی علمانے دنیا میں یہ تصور پھیلایا ہے کہ عرب بڑے سیدھے سادے جاہل اور پرخلوص و مہمان نواز لوگ تھے ۔ لیکن اللہ نے ان کو دنیا کا مکار ترین مجرم گروہ قرار دیا ہے ۔ باربار ان کے مکر و فریب کی خطرناک پختگی کو قارئین کے سامنے رکھا ہے ۔ یہی قوم تھی جس کو مکروفریب میں اللہ نے اپنا مدمقابل قرار دے کر مکر میں طاق قرار دیا (انفال ۳۰ / ۸) اور ان کے مکر کے مقابلے میں اپنے مکر پر فخر کیا ہے ۔ اگر یہ زبردست اور لاجواب مکر نہ ہوتا تو فخر کرنا اللہ کی توہین ہوتی۔ اسی طرح ان کو کید میں نمبر دیا ہے (طارق ۱۷-۱۵ / ۸۵) یہ لوگ جس طرح ممکن ہوا ابتدا سے انتہا تک محمدؐ اور علیؑ کو اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے کوشاں رہے تاکہ وہ اسلام کو جس طرح چاہیں بدل کر معاشرہ میں پیش کریں۔ چنانچہ انہوں نے یہ

عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ
غالب ہے بدلہ لینے والا اس دن کہ بدلی جاوےگی زمین سوائے اس زمین کے اور
السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
بدلے جاویں گے آسمان اور روبرو ہوں گے سب لوگ واسطے اللہ تعالیٰ اکیلے
الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾
غالب کے اور دیکھے گا گناہ گاروں کو اس دن جکڑے ہوئے بیچ زنجیروں کے
سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾
کرُتے ان کے گندھک کے ہوں گے اور ڈھانک لے گی منہ ان کے کو آگ
لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
تو کہ جزا دیوے اللہ تعالیٰ ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے
الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ
حساب کا یہ پہنچا دینا ہے واسطے لوگوں کے اور تو کہ ڈرائے جاویں ساتھ اس کے
وَ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ
اور تو کہ جانیں سوائے اس کے نہیں کہ وہی ہے معبود اکیلا اور
لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٥٢﴾
تو کہ نصیحت پکڑیں صاحب عقلوں کے

ع ۱۷ / ۱۹

عزت و غلبہ کے ساتھ انتقام لے کر رہے گا ۔ (۴۸) وہ دن کہ جس روز یہ زمین و آسمان دوسرے زمین و آسمانوں سے تبدیل کردئے جائیں گے اور پوری کائنات یکّہ و یگانہ اور جبراً قابو رکھنے والے اللہ کے روبرو جوابدہ ٹھہرائی جائے گی۔ (۴۹) اور اے نبیؐ آپؐ اس دن تمام جرائم پیشہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھو گے ۔ (۵۰) ان کے کرتے شعلہ گیر مادہ سے بنے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی (۵۱) تاکہ اللہ ہر ایک سرکش نفس کو اس کی کمائی کے مطابق جزا دے اور یقیناً اللہ حساب لینے اور جزا دینے میں بہت عجلت کرنے والا ہے (۵۲) یہ پوری تقریر اور ساری کتاب تو ایک پہنچا دینے کے لئے پیغام ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو بری باتوں اور برے انجام سے متنبّہ کردیا جائے اور تاکہ ہر کوئی یہ جان لے کہ معبود صرف یکّہ و تنہا ہے اور تاکہ وہ لوگ قبل ازوقت سبق حاصل کرلیں جو کہ بات کی تہہ تک پہنچتے ہیں ۔

موقع حاصل کیا اور دوبارہ موقع حاصل کرنا چاہیں گے (۴۴ / ۱۴) ۔

(۸) آیات (۳۳ تا ۳۲ / ۱۴) میں تسخیر کائنات کی عملی دلیل اور صورتیں ۔

ان آیات میں تسخیر کی مثال کشتی سے شروع کی ہے ۔ اور یہ کشتی حضرت نوحؑ کے زمانہ سے انسانوں کے قابو میں ہے ۔ جب وہ قوانین انسانوں کو معلوم ہوگئے جن سے کوئی چیز پانی پر تیرتی ہے تو اس نے کیسی کیسی کشتیاں اور جہاز ایجاد کر کے ان سے خدمات لیں کہ ان کے بیان کے لئے دس جلدوں کی کتاب درکار ہے ۔ معلوم ہوا کہ تسخیر کے لئے اللہ کے قوانین اور علوم کا جاننا لازم ہے اور قانون اور علم جاننے کے بعد کائنات کی ہر متعلقہ چیز پر قابو حاصل کرنا اور خدمت لینا یقینی ہے ۔ اور یہ قانون اور علم، انبیاو آئمہ علیہم السلام کے ذریعہ ملتا ہے ۔ جیسا کہ پہلے کشتی کا علم حضرت نوح علیہ السلام کو دیا گیا اور آج ہر مچھیرا اور جاہل بھی جانتا ہے ۔ اسی طرح مسلمانوں کے ذمہ یہ فریضہ تھا کہ چاند سورج وغیرہ وغیرہ پر قابو حاصل کر کے نوع انسان کی خدمت پر لگاتے ۔ مگر ۔ اجتہاد زندہ باد ۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّ سِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حجر مکہ میں نازل ہوئی اس میں ننانوے (۹۹) آیتیں اور چھ (٦) رکوع ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے | شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور قرآن بیان کرنے والے کی

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ②

بہت وقت دوست رکھیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے کاش کہ ہوتے مسلمان

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ

چھوڑ دے ان کو کہ کھاویں اور فائدہ اٹھاویں اور غافل کرے ان کو آرزو دراز

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ③ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا

پس البتہ جانیں گے اور نہیں ہلاک کی ہم نے کوئی بستی مگر واسطے اس کے

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ④ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا

لکھا ہوا ہے معلوم نہیں آگے نکل جاتی کوئی جماعت وقت اپنے سے اور نہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ ⑤ وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ

پیچھے رہ جاتی ہے اور کہا کافروں نے اے وہ شخص کہ اتارا گیا ہے اوپر اس کے ذکر

اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ؕ⑥ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ

تحقیق تو البتہ دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر ہے

الصّٰدِقِيْنَ ⑦ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْۤا

تو سچوں سے ؟ نہیں اتارتے ہم فرشتوں کو مگر ساتھ حق کے اور نہ ہوں گے

اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ⑧ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا

اس وقت ڈھیل دیے گئے تحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر یعنی قرآن اور ہم ہیں

لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ

واسطے اس کے نگہبان اور البتہ تحقیق بھیجے تھے ہم نے پیغمبر پہلے تجھ سے بیچ

(۱) ا۔ل۔را۔ وہ آیات ہیں کتاب خداوندی اور قرآن مبین کی ۔ **(۲) کچھ دور نہیں وہ وقت** جب یہی قوم جو آج حقیقتِ نبوتؐ و قیادت کو چھپا رہی ہے کف افسوس ملتے ہوئے کہیں کہ کاش ہم نے اسلام کو رسوؐل کے طریقہ پر اختیار کرلیا ہوتا (فرقان ۔۲۷ تا ۲۹ / ۲۵) (۳) اے نبیؐ آپ انہیں کھانے پینے اور دنیاوی فوائد اٹھانے کے لئے منتشر رہنے دو تاکہ جھوٹی آرزوئیں اور امیدیں انہیں اپنی دل چسپیوں میں الجھائے رکھیں عنقریب انہیں اپنا انجام معلوم ہو جائے گا (۴) اور ہم نے کسی بستی کو تباہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ اس کیلئے مہلت کی ایک مدت معلومہ کتاب میں لکھی ہوئی موجود ہوتی ہے ۔ (۵) بات یہ ہے کہ کوئی اُمت نہ تو وقت مقررہ سے پہلے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے (٦) اور رسوؐل کی قوم نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر بقول خود ذکر نازل کیا گیا ہے بلا شبہ تو تو پاگل ہے (۷) اگر تو بھی سچے رسوؐلوں میں سے ہے تو فرشتوں کو ہمارے سامنے کیوں نہیں لے آتا ؟ ۔ (۸) ہم ملائکہ کو یوں ہی نہیں اتارا کرتے ۔وہ جب بھی نازل ہوتے ہیں تو حق کے ساتھ اُترا کرتے ہیں اور اس کے بعد جن کے لئے اُترتے ہیں انہیں مزید مہلت نہیں ملا کرتی ۔ (۹) رہا یہ ذکر (قرآن) تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے ۔ (۱۰) اے نبیؐ ہم نے

آپؐ سے پہلے بھی ایسے ہی اوّلین اشاعت کرنے والوں میں رسُول بھیجے تھے ۔ (۱۱) مگر کبھی یہ نہ ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسُول تو آیا ہو مگر انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو (۱۲) یوں ہم نے اگلے پچھلے سارے مجرموں کے دلوں میں رابطہ پیدا کرر کھا ہے (۱۳) وہ اپنی مربوط ذہنیت کی بنا پر اس ذکر (قرآن) پر ایمان نہیں لایا کرتے یہ ہی پہلوں کی سنت رہی جو گزر چکے ہیں وہی یہ لوگ کررہے ہیں۔ (۱۴) اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ دن کی روشنی میں اوپر چڑھنے بھی لگیں تو بھی (۱۵) وہ ماننے کے بجائے یہ کہیں گے کہ ہماری آنکھوں کو نشہ ایسا دھوکہ ہورہا ہے بلکہ ہماری پوری قوم پر جادو کردیا گیا ہے (۱۶) اور یقیناً ہم نے تو آسمانوں میں بہت سے برج بنائے ہیں اور دیکھنے والوں کے لئے انہیں خوشنما بنا دیا ہے ۔ (۱۷) اور ان برجوں سے آسمانوں کا تحفظ تمام شیاطین و ملاعین سے کردیا ہے (۱۸) مگر ان میں سے کوئی سن گن کے لئے چوری کرلے تو اس کے پیچھے تعاقب کے لئے شعلہ ور شہاب(تارے) دوڑ پڑتے ہیں۔ (۱۹) اور ہم ہی نے زمین کو ابھارا، پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو روشناس کیا اور تمام موزوں اور مناسب نباتات پیدا کیں۔ (۲۰) اور پھر تمہارے لئے بھی اور جن کو تم روزی نہیں دے سکتے ان کے لئے بھی روزی اور رزق کے وسائل پیدا کیئے۔ (۲۱) اور کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں

شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
اُمتوں پہلیوں کے اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی پیغمبر مگر تھے ساتھ اس کے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا
ٹھٹھا کرتے اسی طرح چلا دیتے ہیں ہم اس کو بیچ دلوں گنہگاروں کے نہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ فَتَحْنَا
ایمان لائے ساتھ اس کے اور تحقیق گزر گئی عادت پہلوں کی اور اگر کھول دیں ہم

عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾
اوپر ان کے دروازے آسمان سے پس دن کو ہو جاویں گے بیچ اس کے چڑھتے ہوئے

لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ
البتہ کہیں گے سوائے اس کے نہیں کہ مست ہو گئی آنکھیں ہماری بلکہ ہم ایک قوم ہیں

مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا
سحر کئے ہوئے اور البتہ تحقیق کئے ہم نے بیچ آسمان کے برج اور زینت دی ہم نے

لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ
ان کو واسطے دیکھنے والوں کے اور محفوظ رکھا ہم نے اس کو ہر ایک شیطان

رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾
راندے گئے سے مگر جس نے چرا لیا سننے کو پس پیچھے لگتا ہے اس کے شعلہ ظاہر

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا
اور زمین کو بچھایا ہم نے اس کو اور ڈالے ہم نے بیچ اس کے پہاڑ اور اگائی ہم نے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ
بیچ اس کے ہر ایک چیز وزن والی اور کیں ہم نے واسطے تمہارے بیچ اس کے معیشتیں

وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا
اور اس کو کہ نہیں تم واسطے اس کے رزق دینے والے اور نہیں کوئی چیز مگر

تشریحات سورۃ الحجر:

(۱) آیت (۱۰ / ۱۵) میں لفظ "شِيَعِ" کے حقیقی معنی گروہ ، جماعت وغیرہ نہیں ۔

مومن کے معنی ماننے والے کے ہیں خواہ وہ بتوں کو مانتا ہے یا طاغوت کو مانتا ہو یا اسلام کو یا اسلام کے کسی ایک عقیدے کو مانتا ہو ۔ اسے مومن کہنا صحیح ہے جو شخص خود کو مومن کہے اس

عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ

نزدیک ہمارے ہیں خزانے اس کے اور نہیں اتارتے ہم اس کو مگر ساتھ اندازہ

مَّعْلُوْمٍ ۝۲۱ وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

معلوم کے اور بھیجا ہم نے باؤ کو بوجھل کرنے والی پس اتارا ہم نے آسمان سے پانی

فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ۝۲۲ وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ

پس پلایا ہم نے تم کو وہ اور نہیں تم اس کو ذخیرہ کرنے والے اور تحقیق ہم جِلاتے ہیں

وَ نُمِیْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۲۳ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ

اور مارتے ہیں اور ہم وارث ہیں اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں آگے بڑھ جانے والوں کو

مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ۝۲۴ وَ اِنَّ رَبَّكَ

تم میں سے اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں پیچھے رہنے والوں کو اور تحقیق پروردگار تیرا

هُوَ یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝۲۵ ع وَ لَقَدْ خَلَقْنَا

وہی اکٹھا کرے گا ان کو تحقیق وہ حکمت والا جاننے والا اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے

الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۶ ۚ وَ الْجَآنَّ

آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑی ہوئی سے اور جنوں کو

خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝۲۷ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ

پیدا کیا ہم نے ان کو پہلے اس سے آگ لوؤں کے سے اور جب کہا پروردگار تیرے نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ

واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی کو بجنے والی مٹی سے

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۸ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ

جو بنی تھی کیچڑ سڑی ہوئی سے پس جب درست کرلوں میں اس کو اور پھونک دوں

ع ۲ ۲

جس کے خزانے ، ذخیرے اور مرکز ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم ان ذخیروں میں سے صحیح اور ضروری مقدار نازل کرتے رہتے ہیں (۲۲) مفید و نتیجہ خیز ہواؤں کو ہم ہی بھیجتے ہیں اور ان ہی کو وسیلہ بنا کر ہم آسمان سے پانی اتارتے ہیں اور تمہیں سیراب کرتے ہیں اور تم تو پانی کا ذخیرہ کرنے کی بھی پرواہ نہیں کرتے ہو۔ (۲۳) اور بلا شک و شبہ ہم ہی زندگی عطا کرتے ہیں جاندار پیدا کرتے ہیں اور ہم ہی موت بھیجتے ہیں اور ہم ہی حقیقی وارث ہیں ۔ (۲۴) اور جو لوگ گزر کر تم سے آگے بڑھ چکے ہم انہیں بھی جانتے ہیں اور جو تم سے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں بھی خوب جانتے ہیں۔ (۲۵) یقیناً تیرا پروردگار آگے اور پیچھے والوں کو ایک جگہ اکٹھا کر لے گا وہ تمام حکمتوں اور علوم کا خالق ہے ۔ (۲۶) اور یقیناً ہم نے انسان کی تخلیق مٹی کے گارے کو کیمیاوی منزلوں سے گزار کر کی تھی۔ (۲۷) اور جنوں کو آگ کے شعلوں کی لپٹ سے پیدا کیا تھا اور وہ انسان سے پہلے ہی پیدا کئے جا چکے تھے ۔ (۲۸) چنانچہ وہ وقت یاد کریں جب تمہارے رب نے ملائکہ سے کہا تھا کہ دیکھو میں مٹی کے گارے کو کیمیاوی ترکیب دے کر ایک بشر پیدا کر رہا ہوں ۔ (۲۹) چنانچہ جیسے ہی میں اسے سنوار لوں اور اس میں اپنی روح کا

سے پوچھنا ہو گا کہ وہ کس چیز کا مومن ہے ۔ لیکن مسلم صرف اس شخص کو کہیں گے جو اسلام لایا ہو ۔ اور جو مسلم ہے وہ بھی اسلام کا مومن ہے ۔ پھر یہ لفظ " شِیَعٖ " اب تک قرآن میں آپ کے سامنے پہلی مرتبہ آیا ہے اور اس کے بنیادی یا مصدری معنی اشاعت کرنے والے کے ہیں ۔ یہاں بھی یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ وہ کس چیز کی اشاعت کرتا ہے یعنی کس کا شِیَعٖ یا شِیَعہؑ ہے ۔ چنانچہ قرآن میں ایک شِیَعٖ وہ ہیں جو نظام باطل کی اشاعت کرتے ہیں اور ایک شِیَعہؑ وہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے مشن کا اسلام کے دشمنوں کے مقابلے میں تحفظ کرتے ہیں (قصص ۲۰ تا ۱۵ / ۲۸) (الصافات ۸۳ / ۳۷) اس اصول پر وہ جماعت شِیَعہؑ کہلاتی ہے جو محمدؐ و آل محمدؐ کی حکومت قائم کرنے میں کوشاں رہے ۔

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ

بیچ اس کے روح اپنی سے پس گر پڑو واسطے اس کے سجدہ کرتے ہوئے پس سجدہ کیا

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ

فرشتوں سب ساروں نے مگر ابلیس نے نہ مانا یہ کہ ہو

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ

ساتھ سجدہ کرنے والوں کے کہا اے ابلیس کیا ہے واسطے تیرے یہ کہ نہ ہوا ساتھ

السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ

سجدہ کرنے والوں کے کہا کہ میں نہیں لائق اس بات کے کہ سجدہ کروں

لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ

واسطے بشر کے کہ پیدا کیا اس کو مٹی بجنے والی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑی ہوئی سے کہا

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ

پس نکل اس میں سے پس تحقیق تو راندہ ہوا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت کی دن

الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ

قیامت تک کہا اے پروردگار میرے پس ڈھیل دے مجھ کو اس دن تک کہ

کچھ ضروری حصہ داخل کر دوں تو تم سب سجدے میں گرے ہوئے ملنا (۳۰) لہٰذا تمام ملائکہ نے حسب الحکم مجموعی طور پر آدمؑ کو سجدہ کر لیا (۳۱) مگر ابلیس نے اس حکم سے سرتابی کی اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ مل کر سجدہ نہ کیا (۳۲) ہم نے پوچھا کہ اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ آدمؑ کے سجدے میں شامل نہ ہوا؟ (۳۳) ابلیس نے جواب میں کہا کہ میں ایک ایسے غیر خدا بشر کو سجدہ جائز نہیں سمجھتا جسے تو نے ہمارے ہی روبرو کیمیاوی ترکیب دے کر مٹی سے پیدا کیا ہو۔(۳۴) ہم نے اسے حکم دیا کہ تو درگاہ قربت سے نکل جا بلا شبہ تو آج راندہ درگاہ ہو گیا۔ (۳۵) اور یقیناً تجھ پر نتیجہ کے دن قیامت تک لعنت ہوتی رہے گی۔ (۳۶) ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار مجھے اس صورت حال پر نظر ڈالنے کے لئے اس دن تک موقعہ دیا جائے جس روز تمام انسان

(۲) آیات (۳۵ تا ۲۹ / ۱۵) میں پہلے نبیؐ کی نبوت کا آغاز، نبوت کے لئے سجدہ کی ابتدا، اور نبوت کو سجدہ نہ کرنے والوں کا حال۔

لیجئے جناب وہ مقام آ گیا جہاں آپ کو بلا تکلف اپنا مقام اور عقیدہ قرآن کے الفاظ میں طے کرنا پڑے گا۔ آپ کے سامنے دوصورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ مختار ہیں چاہیں اللہ کے فرماں برداروں میں شامل ہو جائیں اور حضرت آدمؑ کو ملائکہ کی طرح سجدہ کا حق دار مان لیں اور درگاہِ خداوندی میں اپنی جگہ بنا لیں۔ دوم یہ کہ آپ اس میں بھی مختار ہیں کہ ابلیس کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور آدمؑ کو سجدہ کے قابل نہ سمجھیں اور درگاہِ خداوندی سے ملعون اور راندۂ درگاہ "رَجِيْمٌ" ہو کر نکل جائیں (۳۸۔۳۴ / ۱۵) اور قیامت تک لعنت خداوندی کا طوق پہن لیں۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ ہر نبیؑ عموماً اور سردار انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام خصوصاً سجدہ کے قابل ہیں۔ وہ اللہ کے حکم کی بنا پر اور روح خداوندی کے حامل (۲۹ / ۱۵) ہونے کی وجہ سے غیر خدا نہیں ہیں۔ اور اسی اصول پر حضرت یوسف علیہ السلام کو سارے دربارنے سجدہ کیا تھا۔ اور یہ کہ جب اللہ کا واضح حکم سامنے ہو تو اس کی تعمیل میں اپنی کسی مصلحت یا پسند و ناپسند و تجربے اور بصیرت کو مداخلت کی اجازت دینا دین سے خارج اور ملعون بناتا ہے۔ان آیات میں کہیں وہ مجتہدانہ نکات نہیں ہیں۔ کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ "اے فرشتو تم سجدہ تو مجھے کرو مگر آدمؑ کو قبلہ بنا لو" نہ یہ کہا گیا کہ "اے ملائکہ تم آدمؑ کو سجدہ تعظیمی بجا لاؤ" یا یہ کہ وہ سجدہ تحیّۃ تھا۔ یا یہ کہ اس سجدے کا مطلب محض جھکنا تھا۔ بلکہ وہ تو ایسا واضح اور کھلا سجدہ تھا کہ ابلیس نے اسے توحید پرستی کے خلاف سمجھا۔ گناہ یقین کیا اور ایسا عظیم گناہ اور شرک سمجھا کہ اس کے مقابلہ میں راندۂ درگاہِ خداوندی اور ملعون ہو جانا بہتر سمجھا۔ وہ ابلیس ہی تھا جو خالص توحید پرست تھا اور اس خالص توحید پرستی کے مقابلہ میں راندۂ درگاہِ خداندی ہونا، لعنتی رہنا اور دائمی جہنم میں رہنا اسے شرک سے مفید تر معلوم ہوا لہٰذا وہ تمام علما جو اسی ابلیسی اصول پر ابلیس والی خالص توحید کے پجاری ہیں انہیں اسلام و ایمان سے

زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے ۔ (۳۷) اللہ نے کہا کہ یقیناً تو موقع پانے والوں میں سے ہے (۳۸) مگر تیرا موقع ایک مخصوص دن کے معلوم وقت تک رہے گا ۔ (۳۹) ابلیس نے کہا کہ اے میرے پروردگار جس طرح سجدہ غیر خدا کے متعلق تو نے مجھے اغواء کیا ہے میں بھی انسانوں کے سامنے خوش نمائیاں اور دل فریبیاں رکھ کر ان سب کو اپنے مشن پر چلانے کے لئے اغوا کروں گا (۴۰) البتہ تیرے مخلص بندوں سے تعارض نہ کرسکوں گا ۔ (۴۱) اللہ نے کہا کہ یہی علیؑ کی بر قرار رہنے والی راہ ہے

يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ

زندہ کئے جاویں گے کہا پس تحقیق تو ڈھیل دئے گیوں سے ہے دن وقت

الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ

معلوم تک کہا اے رب میرے بسبب اس کے کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو

لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾

البتہ زینت دوں گا میں واسطے ان کے بیچ زمین کے اور البتہ گمراہ کروں گا میں ان سب کو

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾

مگر بندے تیرے ان میں سے جو خالص کئے گئے ہیں کہا کہ یہ راہ ہے اوپر میرے سیدھی

خارج ، لعنتی اور جہنمی سمجھنا کیوں غلط ہے ؟ یہاں قارئین یہ بھی سمجھ لیں کہ عقائد و عبادات میں شرک وہی چیزیں ہیں جن کی اللہ نے قرآن میں ممانعت کی ہے ۔ لہٰذا ہر وہ نام عبادت ، عقائد اور خطبوں سے خارج کر دینا لازم و واجب ہے جس کو شامل کرنے کے لئے اللہ و رسولؐ نے اجازت نہیں دی ہے ۔ رہ گئی ابلیسی علما کے بہانے اور بکواس اس کا ثبوت قرآن سے دینا ناممکن ہے ۔ لیکن حضرت آدمؑ کے لئے اللہ نے سجدہ کا حکم دیا ۔ آدمؑ کو سجدہ کیا گیا اور سجدہ نہ کرنے والے کو حق پوش یعنی کافر و فاسق و لعنتی و جہنمی فرمایا گیا ہے چنانچہ زیر بحث آیات کے علاوہ یہ مقامات بھی دیکھ لیں (بقرہ ۳۴ / ۲، اعراف ۱۱ تا ۱۸ / ۷، اسرائیل ۶۱ تا ۶۵ / ۱۷ ، کہف ۵۰ / ۱۸ ،طٰہٰ ۱۱۶۔۱۱۷ / ۲۰)

(۳) ابلیس اللہ پر ایمان رکھتا تھا عبادت کرتا تھا ۔ وہ نبوت کو چھوڑ کر مکمل دیندار و توحید پرست تھا ۔

قارئین یہاں بھی اور پورے قرآن میں بھی جہاں جہاں ابلیس یا شیطان کا ذکر ہوا ہے آپ کو ابلیس کا کوئی جملہ ایسا نہ ملے گا جس میں وہ اللہ کے حضور منکر یا سرکش معلوم ہو وہ برابر اللہ کو اپنا اور ساری کائنات کا خالق و رازق و رب و مربی و معبود حقیقی مانتا ہے یا یہ کہیئے کہ نبیؑ اور نبوت کی پوزیشن کے علاوہ اس نے کسی بات کا انکار نہیں کیا ۔ لیکن اس کے باوجود اسے کافر کہا گیا (بقرہ ۳۴ / ۲) فاسق قرار دیا گیا (کہف ۵۰ / ۱۸) معلوم ہوا کہ اس کا صرف ایک جرم تھا کہ وہ حقیقتِ نبوت کو چھپانا چاہتا تھا ۔ اور سجدہ کے معنی میں اپنے خیال کو ترجیح دیتا تھا ۔ اور اللہ کے واضح حکم کے بعد بھی خدا کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنا خلاف مذہب و عقل سمجھتا تھا ۔ بعینہٖ یہی حال وہ نوع انسان کا کر ڈالنا چاہتا تھا ۔ یعنی اس کا سب سے بڑا اور بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو شرک شرک کہہ کر انبیاؑ کے سجدہ کے خلاف مہم چلائے ۔ چنانچہ جو لوگ شیطانی توحید پر ایمان لائے اور انبیاء علیہم السلام کی حقیقی پوزیشن کے منکر ہوئے اور انہیں اللہ سے جدا کیا (نساء ۱۵۰ / ۴) ان سے لغزش و خطا کا ظہور مانا ۔ انہیں اپنے جیسا انسان قرار دیا وہ سب توحید پرست مسلم ومومن ابلیس کے ساتھ جہنم میں جائیں گے (۴۳ / ۱۵) ان کی عبادت ابلیس کی طرح اور ان کا ایمان ابلیس کے ایمان کی طرح ضائع اور برباد ہو گا ۔

(۴) آیات (۴۲ تا ۴۰ / ۱۵) انبیاؑ اور آئمہؑ سے ابلیس کبھی تعرض نہ کرے گا ۔

ان آیات (۴۲۔۴۰ / ۱۵) میں خود ابلیس نے اقرار کیا ہے اور اللہ نے تصدیق کر دی ہے کہ ابلیس اللہ کے ان بندوں سے کوئی سروکار نہ رکھے گا جن کو خود اللہ نے پرخلوص بنایا ہے۔ جن میں سے ہر وہ جذبہ و جنبہ نکال کر خالص کر دیا ہے جو راہ راست سے ہٹانے والا ہوتا ۔ اور جب اللہ نے بھی کہہ دیا کہ مخلص بندوں پر زور نہ چلے گا ۔ تو شیطان اتنا کم عقل نہیں کہ ناکامی کا علم ہوتے ہوئے بھی وہ مخلص بندوں پر ہاتھ ڈالے اور ناکامی کا منہ دیکھے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے پورے قرآن میں آدمؑ یا کسی اور نبیؑ یا امامؑ کو اغوا کرنے یا گمراہ کرنے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ بلکہ ذریت آدمؑ یا اولاد آدمؑ کو گمراہ کرنے کا چیلنج کیا اور اسے پورا کر دکھایا ہے (سجدہ ۱۳ / ۳۲) اور (صٓ ۸۵ تا ۸۲ / ۳۸)

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ
تحقیق بندے میرے نہیں واسطے تیرے اوپر ان کے غلبہ مگر جنہوں نے
اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾
پیروی کی تیری گمراہوں میں سے اور تحقیق دوزخ جگہ وعدے ان کے کی ہے سب کی
لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ
واسطے اس کے سات دروازے ہیں واسطے ہر ایک دروازے کے ان میں سے
جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۴۵﴾
ایک حصہ ہے قسمت کیا ہوا تحقیق پرہیزگار بیچ بہشتوں کے اور چشموں کے ہیں
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَ نَزَعْنَا
کہیں گے ان کو داخل ہو ان میں ساتھ سلامتی کے امن سے اور نکال ڈالا ہم نے
مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ
جو کچھ بیچ سینوں ان کے کے تھا ناخوشی سے بھائی ہو جاویں گے اوپر تختوں کے
مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا
آمنے سامنے نہیں لگے گی ان کو بیچ اس کے محنت اور نہیں وہ اس سے
بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ
نکالے گئے ہوں گے خبر دے بندوں میرے کو یہ کہ تحقیق میں ہی ہوں بخشنے والا
الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾ وَ نَبِّئْهُمْ
مہربان اور یہ کہ تحقیق عذاب میرا وہ ہے عذاب درد دینے والا اور خبر دے ان کو
عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا
مہمانوں ابراہیمؑ کے سے جس وقت داخل ہوئے اوپر اس کے پس کہا انہوں نے
سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ
کہ سلام کرتے ہیں ہم کہا تحقیق ہم تم سے ڈرتے ہیں کہا انہوں نے مت ڈر
اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ
تحقیق ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھ کو ساتھ لڑکے علم والے کے کہا

(۴۲) یقیناً میرے مخلص بندوں پر تجھے غلبہ حاصل نہ ہو سکے گا سوائے ان لوگوں کے جو تیری پیروی کریں گے اور تیرے اغوا پر چلیں گے (۴۳) اور یہ سمجھ لے کہ ان سب کے لئے جہنم میں داخل کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ (۴۴) اور جہنم کے سات دروازے ہیں لہٰذا تیرے اغوا کردہ لوگوں کو ہر دروازے سے تقسیم کرکے داخل کیا جائے گا۔ (۴۵) اور پرہیزگار لوگوں کا مقام جنت اور اس کے چشموں میں ہو گا۔ (۴۶) اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمارے سلام کے ساتھ تم سب امن و امان کے ساتھ جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ (۴۷) اور ان کے دلوں میں جو خرابیاں جنت میں منع ہیں وہ پہلے ہی نکال دی جا چکیں گی۔ یعنی پرہیزگار بننے کے بعد داخلہ ممکن ہو گا۔ وہ جنت میں بھائی بھائی اور آمنے سامنے عرش نشین ہوں گے۔ (۴۸) وہاں انہیں کوئی محنت پیش نہ آئے گی اور نہ وہ کبھی جنت سے نکالے ہی جائیں گے۔ (۴۹) اے رسولؐ میرے بندوں کو یہ غیبی خبر دے دو کہ یقیناً میں ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں (۵۰) اور انہیں یہ خبر بھی دے دو کہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہوا کرتا ہے۔ (۵۱) اور پھر انہیں ابراہیمؑ کے یہاں آنے والے مہمانوں کا قصہ سناؤ (۵۲) کہ جب وہ مہمان ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا اس پر ابراہیمؑ نے کہا کہ میں تم سے چوکنا سا ہوگیا ہوں (۵۳) مہمانوں نے کہا ہم سے چونکنا یا چوکنا رہنے کی ضرورت نہیں ہے ہم تو تمہیں ایک علیم و فہیم بیٹے کی خوشخبری سنانے آئے ہیں۔ (۵۴) ابراہیمؑ نے کہا کہ

(۵) آیت (۴۱ / ۱۵) میں کاتبین قرآن نے غلط اعراب لگا کر قرآن کو مہجور کیا ہے (فرقان ۳۰ / ۲۵)۔

اس آیت کی صحیح ترین قرأت میں صِرَاطُ عَلِیٍّ پڑھا گیا ہے۔ اور اس کے معنی "علیؑ کا راستہ" ہوتے ہیں۔ ورنہ ایسا کوئی راستہ

تم مجھے بڈھا دیکھ کر بڑھاپے کی یاد دلا رہے ہو اس کے سوا تمہاری خوشخبری کا کیا وزن ہے ؟ (۵۵) انہوں نے سنجیدگی سے کہا کہ ہماری خوشخبری منجانب اللہ ایک حقیقت ہے جو واقع ہوگی تمہیں مایوسوں میں شمار نہ ہونا چاہئے (اپنے پروردگار سے امید رکھنا لازم ہے) (۵۶) ابراہیمؑ نے کہا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس تو وہ لوگ ہوا کرتے ہیں جو گمراہ ہوں (۵۷) پھر کہا کہ اے خدا کے رسولو تمہارا مقصد کیا ہے ؟ (۵۸) فرشتوں نے کہا کہ ہم دراصل اس مشہور معروف ناہنجار مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (۵۹) مگر ہمارا مشن یہ ہے کہ لوؑط کی آل کو پوری کی پوری نجات دے دیں۔ (۶۰) سوائے لوؑط کی اس زوجہ کے جس کے لئے مقدر یہ ہے کہ اس کے دل میں نبوّت کی طرف سے غبار اور کینہ ہے ۔ (۶۱) چنانچہ جب وہ فرشتے آل لوؑط کے پاس آئے (۶۲) تو لوؑط نے کہا کہ تم تو ہماری پوزیشن کے منکر انجان معلوم ہوتے ہو (۶۳)فرشتوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم تمہارے اس معاملہ کے فیصلے کے لئے تمہاری پاس آئے ہیں جس کے لئے تم نے دباؤ ڈال رکھا تھا۔(۶۴) اور ہم آپؑ کے پاس حق لے

أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَن مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ

کیا بشارت دی تم نے مجھ کو اوپر اس بات کے کہ لگا ہے مجھ کو بڑھاپا

فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ

پس ساتھ کس چیز کے دیتے ہو بشارت مجھ کو کہا انہوں نے بشارت دیتے ہیں ہم تجھے

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ

ساتھ حق کے پس مت ہو نا امیدوں سے کہا اور کون نا امید ہوتا ہے رحمت

رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٧﴾

پروردگار اپنے کی سے مگر گمراہ کہا پس کیا ہے مہم تمہاری اے بھیجے ہوؤ

قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا آلَ لُوطٍ

کہا انہوں نے تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں طرف قوم گنہگار کی مگر کنبہ لوطؑ کا

إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾ إِلَّا امْرَأَتَهُ

تحقیق ہم البتہ نجات دینے والے ہیں ان سب کو مگر عورت اس کی کو

قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ آلَ

مقرر کر رکھا ہے ہم نے یہ کہ وہ البتہ پیچھے رہنے والوں سے ہے پس جب آئے کنبے

لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿٦٢﴾ قَالُوا بَلْ

لوطؑ کے پاس بھیجے ہوئے کہا تحقیق تم قوم ہو ناپہچان کہا انہوں نے بلکہ

جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٦٣﴾ وَ

آئے ہیں ہم تیرے پاس ساتھ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے شک کرتے اور

احمقانہ بات ہے جو مسافروں کو اللہ کے اوپر چڑھا دے ۔ حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی۔ هٰذَا صِرَاطُ عَلِيٍّ مُسْتَقِيمٌ پڑھا ہے (کافی کتاب الحجۃ باب نکت ونتف حدیث نمبر ۶۳)

اور یہ قرأت اس لئے بھی صحیح ہے کہ حضرت علیؑ خود صراط مستقیم ہیں ۔(کافی ایضاً حدیث نمبر ۲۴ اور نمبر ۹۱)

(۶)آیات (۶۵۔۶۰۔۵۹ / ۱۵) میں خانوادۂ نبوت کا مقام بیان ہوا ہے ۔ ان آیات میں " آل " اور " اہل " اور " اِمْرَاَۃٌ " استعمال ہوئے اور معلوم ہوا کہ اگر انبیا علیہم السلام کی ازواج انبیاؑ کے مشن کی مخالفت کریں تو وہ خاندان سے الگ کر دی جاتی ہیں ورنہ انہیں بھی اہل بیتؑ میں شمار کیا جاتا ہے اور ایمان و اطاعت اگر معیاری ہوتو ان کا مقام باقی مومنہ عورتوں سے دوگنا بلند ہوتا ہے (احزاب ۳۲تا ۳۰ / ۳۳)اور کیوں نہ ہو؟ ان ہی سے انبیا اور آئمہ علیہم السلام کی نسل چلتی ہے ہونے والے انبیاؑ و آئمہؑ ان ہی کا دودھ پیتے ہیں۔ ان ہی کی گود میں پلتے ہیں اور ان کی تعظیم وتکریم ان کے بیٹے، انبیاؑ اور آئمہؑ پر واجب ہوتی ہے ۔ ایسی چند ہی عورتیں گزری ہیں جو نبیؑ کی ازواج ہوتے ہوئے دشمنان دین اور اپنے ماں باپ اور قوم کی طرف داری

اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ
آئے ہیں ہم تیرے پاس ساتھ حق کے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہیں پس لے چل
بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا
اہل اپنے کو بیچ ایک ٹکڑے کے رات سے اور پیروی کر پچھاڑی ان کی کی اور نہ
يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ
پھر کر دیکھے تم میں سے کوئی شخص اور چلے جاؤ جہاں حکم کئے جاتے ہو اور
قَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ
مقرر کر دیا ہم نے طرف اس کی اس بات کو کہ تحقیق جڑ ان کی کاٹی جاوے گی
مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ
صبح ہوتے اور آئے اس شہر والے خوشیاں کرتے ہوئے کہا تحقیق یہ
هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا
لوگ مہمان میرے ہیں پس مت فضیحت کرو مجھ کو اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور مت
تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ
رسوا کرو مجھ کو کہا انہوں نے کیا نہیں منع کیا ہم نے تجھ کو سارے جہاں سے کہا کہ
بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ
یہ ہیں بیٹیاں میری اگر ہو تم کرنے والے قسم ہے زندگی تیری کی کہ تحقیق وہ
لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾
البتہ بیچ مستی اپنی کے سر گرداں تھے پس پکڑا ان کو آواز تند نے سورج نکلتے ہوئے
فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً
پس کیا ہم نے اوپر اس کا نیچے اس کے اور برسایا ہم نے اوپر ان کے پتھروں کو
مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهَا
کنکر سے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے چہرہ پہچاننے والوں کے اور تحقیق وہ

کر آئے ہیں اور اپنی باتوں میں ہم سچے ہیں ۔ (۶۵) پروگرام یہ ہے کہ رات گئے اپنے اہل بیّت کو لے کر یہاں سے اس طرح چلو کہ تم اپنے اہلبیّت کے پیچھے پیچھے ان کی پیروی کرتے ہوئے چلو اور تم میں سے کوئی ادھر ادھر التفات نہ کرے اور جدھر حکم ملتا جائے چلتے چلے جانا ۔ (۶۶) اور اسے ہم نے اپنا وہ فیصلہ پہنچا دیا تھا کہ ان پر جو صبح آئے گی تو ان کی نسل منقطع ہوچکی ہو گی۔ (۶۷) ادھر یہ سمجھایا جا رہا تھا کہ ادھر شہر کے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے لوطؑ کے پاس آپہنچے (۶۸) لوطؑ نے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم میری سبکی نہ کرو (۶۹) اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مجھے رسوا نہ کرو (۷۰) انہوں نے جواب دیا کہ کیا ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لوگوں سے ملنے کے لئے منع نہیں کر رکھا ہے (۷۱) لوطؑ نے کہا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم چاہو تو ان کی طرف متوجہ ہوکر اپنے گھریلو فرائض انجام دے سکتے ہو۔ (۷۲) لوطؑ سے کہا گیا کہ تیری جان کی قسم یہ لوگ اس وقت شہوانی نشہ میں گردش کر رہے ہیں (۷۳) چنانچہ ابھرتے سورج کے وقت ان سب کو ایک چنگھاڑ نے جھنجھوڑ دیا۔ (۷۴) چنانچہ ہم نے اس بستی کو الٹ کر اوپر کو نیچے اور نیچے کو اوپر کر دیا اور ان پر ہم نے پتھر کے جھانوے برسائے ۔ (۷۵) یقیناً اس حادثے میں چہرے پہچاننے والوں کے لئے معجزات کی تعلیم ہے ۔ (۷۶) اور وہ تباہ شدہ بستی

کرتی رہیں اور قرآن نے انہیں مشخص اور ممیز کر دیا ہے ۔

(۶ ۔ الف) آلؑ کی اتباع واجب ہوتی ہے (۶۵ / ۱۵) نبیؑ اور آل نبیؑ دونوں اتباع میں برابر ہیں ۔

آیت (۶۵ / ۱۵) میں آپ کو لفظ اتباع کے معنی بتائے ہیں " بلا ادھر ادھر التفات کئے پیچھے پیچھے نقش قدم پر چلنا اور ہر قدم پر دوسرے حکم کا انتظار اور تعمیل کرنا اور یہاں حضرت لوطؑ سے ان کی آلؑ کی اتباع کرائی گئی ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ

لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بستی البتہ بیچ راہ چلنے کے ہے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے ایمان والوں

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

کے اور تحقیق تھے رہنے والے بَن کے البتہ ظالم پس بدلہ لیا ہم نے ان سے

وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ

اور تحقیق وہ دونوں البتہ بیچ ظاہر کے ہیں اور البتہ تحقیق جھٹلایا رہنے والوں

الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا

حجر کے نے پیغمبروں کو اور دیں ہم نے ان کو نشانیاں اپنی پس ہوئے ان سے

مُعْرِضِيْنَ ۝ وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝

منہ پھیرنے والے اور تھے تراشتے پہاڑ سے گھر امن چاہنے والے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پس پکڑا ان کو آواز تند نے صبح ہوتے پس نہ کفایت کیا ان کو اس چیز نے کہ تھے

يَكْسِبُوْنَ ۝ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا

کماتے اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اس چیز کو کہ

بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ

درمیان ان کے ہے مگر ساتھ حق کے اور تحقیق قیامت البتہ آنے والی ہے

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝

پس درگزر کر درگزر کرنا نیک تحقیق رب تیرا وہ ہے پیدا کرنے والا جاننے والا

وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝

اور البتہ تحقیق دیں ہم نے تجھ کو سات چیزیں کہ دوہرائی جاتی ہیں اور قرآن بڑا

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا

مت لمبی کر دونوں آنکھیں اپنی طرف اس چیز کے کہ فائدہ دیا ہے ہم نے

شاہراہ پر واقع اور موجود ہے (۷۷) اور بلا شبہ اہل ایمان کے لئے بھی ان واقعات میں معجزات کی تعلیم موجود ہے۔ (۷۸) اور بیابانوں میں رہنے والے صحابہ بھی غلط کار لوگ تھے۔(۷۹) چنانچہ ہم نے ان سے بھی انتقام لیا تھا اور ان دونوں قوموں کے اجڑے ہوئے کھنڈرات اور حالات امامؑ مبین پر واضح ہیں (۸۰) اور بلاشبہ حجر کے باشندوں نے بھی رسوؐلوں کو جھٹلایا تھا۔ (۸۱) اور ہم نے انہیں آیات و معجزات دئے تھے مگر وہ ان سے چشم پوشی کرتے چلے گئے۔ (۸۲) اور وہ لوگ پختہ تحفظ و سہولت کے لئے پہاڑوں کو کاٹ کر ان میں اپنے مکانات بنایا کرتے تھے۔ (۸۳) لیکن انہیں بھی ایک ہی چنگھاڑ اور دھماکہ نے علی الصبح فنا کر دیا تھا (۸۴) چنانچہ ان کی ساری کمائی انہیں محفوظ نہ رکھ سکی (۸۵) اور ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان موجود ہے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ مخصوص وقت بھی آنے والا ہے لہٰذا آپؐ ان لوگوں سے مواخذہ کے بجائے عمدہ صورت میں درگزر اور چشم پوشی کرتے رہو۔ (۸۶) یقیناً تیرا پروردگار چونکہ بہت بڑا خالق ہے وہ ان کی عادات و حالات کا بھی عالم ہے (۸۷) اور یقیناً ہم نے آپؐ کو دہرائی جاتے رہنے والیوں میں سے سات عدد اور عظیم الشان قرآن عطا کر دیا ہے۔ (۸۸) اس دنیاوی سامان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھو جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو

آل نبیؐ اور نبیؐ دو مختلف لوگ نہیں ہوتے۔ اور جو آلؑ یہ مقام رکھتی ہے وہ تمام اُمت کی راہنما اور نجات دہندہ ہوتی ہے"۔

(۷) آیت (۸۷ / ۱۵) سورۂ حمد اور سورۂ حمد کے ممدوحؑ و مشخص حضراتؑ کا مقام بتاتی ہے۔ اتفاق سے علما کی کثرت کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ" سے سورۂ حمد کا عطا کیا جانا مذکور ہوا ہے چشم ما روشن و دل

بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَ لَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَ اخۡفِضۡ

ساتھ اس کے کتنی قسموں کو ان میں سے اور مت غم کھا اوپر ان کے اور نیچے کر

جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸۸﴾ وَ قُلۡ اِنِّىۡۤ اَنَا النَّذِيۡرُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۸۹﴾

بازو اپنے کو واسطے ایمان والوں اور کہہ تحقیق میں ڈرانے والا ہوں ظاہر

كَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَى الۡمُقۡتَسِمِيۡنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيۡنَ جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِيۡنَ ﴿۹۱﴾

جس طرح اتارا ہم نے اوپر بانٹنے والوں کے جنہوں نے کیا قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے

فَوَرَبِّكَ لَنَسۡـَٔلَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹۲﴾

پس قسم ہے رب تیرے کی البتہ سوال کریں گے ہم ان سے سب سے

عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ

اس چیز سے کہ تھے عمل کرتے پس آشکارا کر اس چیز کو کہ حکم کیا جاتا ہے تو اور

اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ ﴿۹۵﴾

منہ پھیر لے مشرکوں سے تحقیق ہم نے کفایت کیا ہے تجھ کو ٹھٹھا کرنے والوں سے

الَّذِيۡنَ يَجۡعَلُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَۚ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَ

وہ جو مقرر کرتے ہیں ساتھ اللہ کے معبود اور پس البتہ جانیں گے اور

لَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّكَ يَضِيۡقُ صَدۡرُكَ بِمَا

البتہ تحقیق جانتے ہیں ہم یہ کہ تو تنگ ہو جاتا ہے سینہ تیرا ساتھ اس چیز کے کہ

يَقُوۡلُوۡنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ كُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿۹۸﴾

کہتے ہیں پس پاکی بیان کر ساتھ تعریف رب اپنے کے اور ہو سجدہ کرنے والوں سے

دے رکھا ہے اور نہ ہی ان کی سرکشی پر رنجیدہ رہو بلکہ اپنے پروں (بازوؤں یا wings) کو مومنین کی پناہ اور آسودگی کے لئے پھیلا کر رکھو (تاکہ خطرہ کے وقت وہ پرندوں کے بچوں کی طرح پروں میں چھپ جائیں) (۸۹) اور کہہ دو کہ میں تو ایک کھلا تنبیہ کرنے والا ہوں یعنی سزا دینے والا نہیں ہوں۔ (۹۰) جیسا کہ یہ سب کچھ ہم نے تقسیم کے قائل لوگوں پر نازل کردیا ہے (۹۱) یعنی جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔(۹۲) تیرے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم ان سب سے باز پرس اور مواخذہ کریں گے ۔ (۹۳) ان کاموں پر جن پر وہ لوگ عمل کیا کرتے تھے۔ (۹۴) بہرحال آپؐ ان تمام احکام کو آشکار کرتے رہیں جو آپؐ پر بھیجے گئے ہیں ۔اور نظام شرک اور مشرکین سے لاپرواہی برتو ۔ (۹۵) یقیناً ہم تجھ سے مذاق کرنے والوں کے لئے کافی ہیں (۹۶) ان کے لئے جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا شامل کرتے ہیں انہیں بہت جلد ان کا انجام معلوم ہونے والا ہے (۹۷) ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں آپؐ کے خلاف کرتے ہیں ان سے آپؐ کو بڑی اذیت ہوتی ہے ۔ (۹۸) آپؐ اپنے پروردگار کی حمد و ثنا جاری رکھیں اور حقیقی سجدے کرنے والوں کے ساتھ وابستہ رہا کریں۔

ماشاد مگر ایک بات اس اتفاق میں خطرناک بھی ہے یعنی جب یہ مان لیا کہ سورۂ حمد کی سات آیات ہیں اور یہ تصریح بھی کر دی گئی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو شامل کرنے سے سات آیتیں بنتی ہیں تو گویا اس اتفاق میں یہ مان لیا گیا کہ سورۂ حمد مع بسم اللہ پوری سورت ہے یعنی بسم اللہ سورۂ حمد ہی کی پہلی آیت ہے اور یہ بھی تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ سورۂ حمد کے بغیر نماز نہیں ہوتی خواہ سارا قرآن نماز میں پڑھ لیا جائے تو ان حضرات کی نمازوں کا کیا حال ہو گا جو نماز میں بسم اللہ نہیں پڑھتے؟ کیا یہ مان لیا جائے کہ اللہ کثرت سے ڈر کر اس کثرت کی نمازیں قبول کرنے پر مجبور ہو جائے گا اگر ایسا ہوا تو پھر ہماری خیر نہیں ہے اس لئے کہ پھر کثرت کی ہر بات ماننا پڑے گی لہٰذا محمدؐ و آل محمدؐ صلوۃ اللہ علیہم کی بھی خیر نہیں ۔

(۷ ۔ الف) سَبۡعَ مَثَانِي اور سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِىۡ کا فرق اور قرآن اور قرآن عظیم کا فرق ؟؟

ہم نے سورۂ حمد کی تشریحات میں یہ بتا دیا ہے کہ اس سورۂ کا مقصود و مدعا اور منتہٰی محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام اور ان کا راستہ ہیں یہ وہ گروہ ہے کہ جس پر صرف انعامات نازل ہوئے اور کبھی اللہ ان سے خفا نہیں ہوا نہ وہ کسی لمحہ کے لئے گمراہ رہے اس سے کوئی ایسا گروہ مراد نہیں

(۹۹) اور اپنے رب کی اس وقت تک اسی طرح عبادت کرتے رہیں جب تک الیقینؑ تمہارے پاس نہ آپہنچے ۔

وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

اور عبادت کر پروردگار اپنے کو یہاں تک کہ آوے تم کو موت

ہو سکتا جس پر انعامات بھی نازل ہوئے ہوں اور جن پر اللہ نے غصہ و عتاب بھی کیا ہو اور وہ کبھی ہدایت سے جدا بھی رہا ہو ورنہ تمام بنی اسرائیل اوروہ تمام اقوام بھی داخل ہوجائیں گی جن پر انعامات اورعتاب دونوں نازل ہوئے تھے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ " ہم نے تمہیں سات دہرائی جانے والی دی ہیں (سَبْعًا مَثَانِي) بلکہ بیچ میں لفظ " مِّنَ " لا کر یہ کہا ہے کہ ہم نے تمہیں دوہرائی جاتے رہنے والیوں میں سے سات عطا کی ہیں " مطلب یہ کہ دوہرائی جانے والی اور بھی ہیں مثال کے طور پر دیکھئے کہ :

(۷ ۔ ب) وہ اسمائے مبارکہ جو دوہرائے جاتے ہیں یوں چودہ بن جاتے ہیں ۔

۱۔ محمدؑ ۲۔ علیؑ ۔ ۳۔فاطمہؑ ۔ ۴۔حسنؑ ۵۔ حسینؑ ۶۔ جعفرؑ ۷۔ موسیٰؑ یہ مستقل سات نام ہیں اب اس کے بعد تین دفعہ محمدؑ کو دوہرایا گیا ہے تین مرتبہ علیؑ کو دوہرایا گیا اور ایک دفعہ حسنؑ کو دہرانے سے چودہ معصومؑ ہوجاتے ہیں ۔ الغرض سورۂ الحمدؑ سمجھیں یا محمدؑ وآل محمدؑ کہیں بات ایک ہی ہے پھر آپ یہ ہزاروں مرتبہ سن چکے ہیں کہ یہی حضرات تنہاتنہا بھی اور مل کر بھی القرآن العظیم یعنی قرآن مع تفسیرات و تفصیلات کے ہیں اور ایک محض قرآن ہے جسے جس طرح چاہا مہجور کیا، مجبور کیا اور بے بس کر کے رکھ دیا ہے۔

(۸) قرآن کو بہت سے ٹکڑوں میں تقسیم کرکے مہجور کیا گیا تھا ۔ یہ قریش کا کام تھا ۔

اور یہی تذکرہ ہوا ہے اگلی آیات میں کہ رسولؐ کی قوم نے اصول اجتہاد کے ماتحت اس قرآن کو بہت سارے ٹکڑوں میں تقسیم کرکے اپنی مصلحتوں کے ماتحت استعمال کیا تھا اور اس جرم کو چھپانے کے لئے ان آیات (۹۰۔۹۱ / ۱۵) کا مصداق یہودیوں کو بتایا گیا ہے چنانچہ علامہ فرماتے ہیں کہ :

"اس گروہ سے مراد یہود ہیں ان کو مقتسمین اس معنی میں فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے دین کو تقسیم کر ڈالا تھا اس کی بعض باتوں کو مانا اور بعض کو نہ مانا اور اس میں طرح طرح کی کمی بیشی کرکے بیسیوں فرقے بنا لئے ۔ ان کے "قرآن" سے مراد تورات ہے " (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۵۱۸)

علامہ نے آیت کے ترجمہ میں بھی لفظ "اپنے "بڑھا کر یہود مراد لیا چنانچہ ترجمہ یہ ہے کہ " جنہوں نے اپنے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا " (صفحہ ۵۱۸) حالانکہ آیت میں " قُرْاٰنَهُمْ " نہیں ہے ۔ وہاں تو جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِينَ ہے۔ جس کے معنی علامہ رفیع الدین کے ترجمہ میں دیکھ لیں لہٰذا نہ کہیں اور نہ کبھی اللہ نے توریت کو قرآن کہا نہ وہ قرآن تھی لہٰذا یہ اسی قوم کی بات ہے جس نے قرآن کو مہجور کیا تھا (فرقان ۳۰ / ۲۵) اور اس کے کئے ہوئے ٹکڑوں میں سے چند ٹکڑے یہ ہیں :

۱۔ متشابہات ، ۲۔ محکمات، ۳۔ منسوخات ، ۴۔ مقیدات، ۵۔ مخصوصیات، ۶۔ عمومات، ۷۔مطلقات، ۸۔مجملات، ۹۔مفصلات ، ۱۰۔ ماولات، ۱۱۔ موخرات، ۱۲۔ فرائضات، ۱۳۔ نوافلات، ۱۴۔ قصص، ۱۵۔ وعید و مواعی،د ۱۶۔ واجبات، ۱۷۔ ادعیات، وغیرہ وغیرہ پھر مختلف احکام کی سینکڑوں اقسام بنا کر جس کو جب چاہا رد کر دیا ۔ جس کو چاہا ترجیح دے دی۔ واجب کفائی کہہ کر اُمت کی کثرت کو بری کر دیا واجب تخیری کہہ کر آزادی عطا کر دی ۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ آيَةً وسِتّ عشر ركوع

سورۂ نحل مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) آیتیں اور سولہ رکوع ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے	شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

(۱) تم لوگ جلدی نہ مچاؤ اللہ کا حکم نافذ ہوچکاہے وہ پاک و بلند مرتبہ ہے اس شراکت سے جو یہ لوگ چاہتے ہیں ۔ (۲) اللہ اپنے حکم سے ملائکہ کو روح کی ہمراہی میں اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اتار دیتاہے تاکہ وہ بندے لوگوں کو خبردار کر دیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ تمہیں میرے لئے ہی پرہیز گار بنا چاہئے (۳) اس نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ اس تصور سے بلند و برتر ہے جو تم اس کے ساتھ شامل کرتے رہتے ہو ۔(۴) اور اس نے ہی انسان کو نطفے کی ایک بوند سے پیدا کیا اور اس کے بعدباوجود وہ اچانک ایک جھگڑالو ہستی بن کر سامنے آ گیا ۔ (۵) اسی نے جاندار پیدا کئے جن میں تمہارے لئے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی اور طرح طرح کے دوسرے فوائد بھی ہیں ۔ (۶) ان میں تمہارے لئے خوبصورتی بھی ہے جب کہ تم صبح کو انہیں چرنے کے لئے چراگاہ میں بھیجتے ہو یا جب شام کو واپس گھر پر لاتے ہو (۷) وہ تمہارے لئے تمہارے سامان کا بوجھ لے کر دور دراز علاقوں میں پہنچاتے ہیں جہاں تم سخت جان جوکھم میں ڈال کر ہی پہنچ سکتے ہو ۔ یقیناً تمہارے پروردگار نے تمہارے ساتھ بڑی شفقت اور رحم کا سلوک کیا ہوا ہے ۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا

آیا حکم اللہ کا پس مت جلدی کرو اس کو پاک ہے وہ اور بلند ہے اس چیز سے کہ

يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى

شریک کرتے ہیں اتارتا ہے فرشتوں کو ساتھ روح کے حکم اپنے سے اوپر

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ

جس کے چاہتاہے بندوں اپنے سے یہ کہ ڈراؤ ساتھ اس بات کے کہ نہیں کوئی معبود

اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى

مگر میں پس ڈرو مجھ سے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے بلند ہے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ

اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں پیدا کیا انسان کو نطفے سے پس ناگہاں وہ

خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا

جھگڑنے والا ہے ظاہر اور چارپایوں کو پیدا کیا ان کو واسطے تمہارے بیچ اس کے

دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَ لَكُمْ

اسباب گرمی کا اور فائدے ہیں اور اس میں سے کھاتے ہو اور واسطے تمہارے

فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝

بیچ اس کے جمال ہے جس وقت کہ شام کو چگالاتے ہو اور جب چگانے کو نکالتے ہو

وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ

اور اٹھالے جاتے ہیں بوجھ تمہارے طرف کسی شہر کی کہ نہ تھے تم پہنچنے والے اس کو

اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

مگر ساتھ آدھی جان کے تحقیق پروردگار تمہارا البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے

وَّ الۡخَیۡلَ وَ الۡبِغَالَ وَ الۡحَمِیۡرَ لِتَرۡکَبُوۡہَا وَ زِیۡنَۃً ؕ وَ

اور پیدا کئے گھوڑے اور خچر اور گدھے تو کہ چڑھو ان پر اور واسطے زینت کے اور

یَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾ وَ عَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَ

پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ نہیں جانتے تم اور اوپر اللہ کے پہنچتی ہے سیدھی راہ اور

مِنۡہَا جَآئِرٌ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ لَہَدٰىکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹﴾ ع ہُوَ

بعضی ان میں سے کج ہے اور اگر چاہتا اللہ البتہ ہدایت کرتا تم کو سب کو وہی ہے

الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمۡ مِّنۡہُ شَرَابٌ وَّ مِنۡہُ

جس نے اتارا آسمان سے پانی واسطے تمہارے اس میں سے پینا ہے اور اس میں سے

شَجَرٌ فِیۡہِ تُسِیۡمُوۡنَ ﴿۱۰﴾ یُنۡۢبِتُ لَکُمۡ بِہِ الزَّرۡعَ

درخت ہیں کہ بیچ اس کے چراتے ہو اگاتا ہے واسطے تمہارے ساتھ اس کے کھیتی

(۸) اس نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر حسب موقع سواری کرو اور وہ تمہاری زندگی کی زیبائش و آسائش بنیں اللہ اور بہت سی چیزیں پیدا کرتا رہتا ہے جن کا تمہیں ابھی علم تک نہیں ہے (۹) اللہ ہی کی ذمہ داری ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ غلط راہیں بھی موجود ہیں۔ اگر وہ زبردستی کرتا تو سب کو ہدایت کر دیتا (۱۰) اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی نازل کیا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے پالتو جانوروں کی خوراک بھی پیدا ہوتی ہے۔ (۱۱) اللہ اس پانی سے کھیتیاں پیدا کرتا ہے

تشریحات سورۂ نحل:

(۱) آیات (۱۴ تا ۱۱ / ۱۶) میں آیات و معجزات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور تشویق کی گئی ہے۔

یہاں قارئین کرام نے پھر تسخیر کائنات اور اللہ کے نظام تخلیق پر مسلسل بیان دیکھا ہے یہاں ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بار بار یہ کہا ہے کہ:

(۱) "اس میں عقل مند قوم کے لئے آیات ہیں" (۱۲ / ۱۶)

(۲) "اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے آیات ہیں" (۱۱ / ۱۶)

(۳) "اس میں سبق لینے والوں کے لئے آیات ہیں" (۱۳ / ۱۶)

سوچنا یہ ہے کہ ایسے تمام مقامات (جو ہزاروں ہیں) پر اللہ آیات کا مطلب معجزات بیان کرتا ہے اب اگر معجزات کا انسان سے کوئی تعلق نہیں ہے؟ اور وہ صرف خدائی کرتب ہوتا ہے جو باغیوں اور سرکشوں کو حیران وششدر کرنے یا تباہ کرنے کے لئے دکھائے جاتے ہیں تو اس میں غوروفکر کرنے، عقل سے کام لینے اور سبق حاصل کرنے کی چاشنی کیوں دی گئی ہے؟ اس کا جواب آیت (۱۴ / ۱۶) میں مل سکتا ہے۔ یعنی:
"تاکہ تم لوگ زیادہ سے زیادہ فضل خداوندی کی تلاش جاری رکھو اور جب فضل حاصل ہوتا جائے تو شکر گزاری میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے" (۱۴ / ۱۶)

لہٰذا بات صاف اور سیدھی سی ہے کہ جہاں جہاں اللہ اپنے تخلیقی نظام، اس کے فوائد اور تفصیلات کا ذکر کرتا ہے اور اپنے بے مثل سلوک اور انتظام کو سامنے لاتا ہے وہاں اللہ یہ چاہتا ہے کہ ہم ادھر اپنی ضروریات اور مشکلات اور تمناؤں اور امیدوں کو سامنے رکھیں اور ادھر اللہ کے ان بیانات پر غوروفکر کریں جن میں ہماری ضروریات ومشکلات وغیرہ کا تدارک اور حل جھلکتا ہو اور پھر وہ سہل ترین امکان سامنے رکھا جائے جس سے ہمیں عملی ابتدا کا موقع مل سکتا ہو یعنی ہم متعلقہ قوانین پر غوروفکر کریں، اللہ کے بیان اور اللہ کے مقررکردہ مفسرؑ قرآن سے مدد لیں اور صورت حال کو سمجھ کر اپنے

اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہمہ قسم کے پھل وجود میں لاتا ہے ۔بے شک اس نظام تخلیق میں غور و فکر کرنے والی قوم کے لئے معجزہ موجود ہے (۱۲) اس نے تمہارے واسطے رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر کردیا اور ستارے وغیرہ بھی اللہ کے حکم سے قابو میں ہیں حقیقتاً اس نظام تسخیر میں عقلمند قوم کے لئے معجزات کی تعلیم موجود ہے۔ (۱۳) اور یہ بہت سی رنگ برنگ کی چیزیں تمہارے لئے ساری زمین میں پھیلا دی ہیں ان میں بھی سبق لینے والوں کے لئے معجزہ کا سبق ہے ۔

وَ الزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر ایک میووں سے تحقیق بیچ اس کے

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۙ

البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور مسخر کیا واسطے تمہارے رات اور دن

وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اور سورج اور چاند اور تارے مسخر ہیں ساتھ حکم اس کے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ

ہیں واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور جو کچھ پھیلا دیا ہے واسطے تمہارے بیچ زمین کے

مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

کہ مختلف ہیں رنگ اس کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ

وسائل کے مطابق برسرکار آجائیں ہمارے اس بیان کے لئے نہ صرف قرآن کے بیانات شاہد ہیں بلکہ اس دنیا کی وہ اقوام جو استنجہ اور استخارہ اور نعرہ بازی سے مجتنب رہیں اور خود کو حقیقی راہنمایانِ اسلام علیہم السلام سے وابستہ رکھا انہوں نے اپنی عقل سے غوروخوض کیا، ایک دوسرے کی عقل وفکر سے کام لیا اور کائناتی تسخیر کا وہ کارنامہ انجام دیا جس سے یہ نعرہ باز نام نہاد مسلمان علما بھی استفادہ کر رہے ہیں اور اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لئے کہتے ہیں کہ :

(ا۔الف) قرآن کے خودساختہ وارثوں نے قرآن کو مہجور کرنے کے ساتھ ہی انسانوں کو محروم کردیا؟

''تمہارے لئے مسخر کیا'' کو عام طور پر لوگ غلطی سے ''تمہارے تابع کر دیا'' کے معنی میں لے لیتے ہیں اور پھر اس مضمون کی آیات سے عجیب عجیب معنی پیدا کرنے لگتے ہیں حتّٰی کہ بعض لوگ تو یہاں تک سمجھ بیٹھے ہیں کہ ان آیات کی رو سے تسخیر سماوات و ارض انسان کا منتہائے مقصود ہے ۔ حالانکہ انسان کے لئے ان چیزوں کو مسخر کرنے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے قوانین کا پابند بنا رکھا ہے جن کی بدولت وہ انسان کے لئے نافع ہو گئی ہیں ۔ کشتی اگر فطرت کے چند مخصوص قوانین کی پابند نہ ہوتی تو انسان کبھی بحری سفر نہ کر سکتا دریا اگر مخصوص قوانین میں جکڑے ہوئے نہ ہوتے تو کبھی ان سے نہریں نہ نکالی جاسکتیں سورج اور چانداور روزوشب اگر ضابطوں میں کسے ہوئے نہ ہوتے تو یہاں زندگی ہی ممکن نہ ہوتی کجا کہ ایک پھلتا پھولتا انسانی تمدن وجود میں آسکتا'' (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۸۸)

(ا ۔ ب) علامہ کا بیان خالص مولویانہ اور فریب کاری یا بے عقلی کا بڑا بھدا نمونہ ہے ۔

علامہ نے بات اس طرح شروع کی ہے کہ گویا جس طرح اللہ نے دریا پہاڑ سمندر چاند سورج وغیرہ بلاانسانی مداخلت اور عقل و محنت کے پیدا کر رکھے تھے اسی طرح کشتی بھی اپنا وجود دریاؤں اور سمندروں کے ساتھ ہی ہمیشہ سے رکھتی چلی آرہی تھی اور دریاؤں کی طرح کشتی بھی علامہ کے غائبانہ قانون کے شکنجے میں جکڑی ہوئی گھومتی پھرتی تھی کہ کسی طرح انسان اس پر چڑھ بیٹھا اور اس نے مذکورہ فطری قوانین کے ریڈار سے انسان کے سفر کا پتہ لگا کر ادھر چلنا شروع کر دیا جدھر انسان جانا چاہتا تھا اور وہاں ٹھہرنا اختیار کر لیا جہاں آدمی اترنا چاہتا تھا اور جب اور کشتیوں کی ضرورت پڑی تو اس کشتی نے بچے پیدا کرنے شروع کر دیئے اور کشتی کے بچے بھی مولانا والے قانونی ضابطے میں کیسے بندھے تھے۔ بتایئے اس کے سوا علامہ کے اس بیان کا اور کیا مقصد ہے؟ انہوں نے بڑی مولویانہ احتیاط سے یہ خیال

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ

نصیحت پکڑتے ہیں اور وہ ہے جس نے مسخر کیا دریا کو تا کہ کھاؤ اس میں سے

لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَی

گوشت تازہ اور نکالو اس میں سے گہنا کہ پہنتے ہو اس کو اور دیکھتا ہے تو

الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ

کشتیوں کو پانی پھاڑنے والی بیچ اس کے اور تو کہ ڈھونڈو فضل اس کے سے اور تو کہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا

شکر کرو اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ تمہارے اور نہریں

وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور راہیں تو کہ تم راہ پاؤ اور نشانیاں راہ کی اور ساتھ تاروں کے وہ راہ پاتے ہیں

اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا

آیا پس جو شخص کہ پیدا کرتا ہے مانند اس کی ہے کہ نہیں پیدا کرتا کیا پس نہیں

(۱۴) اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو قابو میں کر دیا ہے تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت حاصل کر کے کھاؤ اور وہاں سے اپنے پہننے کے زیورات کا سامان نکالو اور آپؐ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں پانی کو چیرتی پھاڑتی گزرتی ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ تم اللہ کے فضل کی زیادہ سے زیادہ تلاش جاری رکھو اور کامیابیوں پر اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ (۱۵) اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو بھی ملا دیا تا کہ وہ تمہیں لے کر ہچکولے کھاتی نہ چلے اور زمین میں دریا اور راستے بنائے تا کہ شاید تم اس سلسلے میں راہنمائی حاصل کر سکو۔ (۱۶) اور دیگر علامتیں اور شناختیں سمجھو اور ستاروں سے تو وہ راہنمائی حاصل کرتے ہی ہیں۔ (۱۷) کیا جو ہستی ایسی مذکورہ تخلیق کی خالق ہو ان ہستیوں کی مانند ماننے کے قابل ہو سکتی ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکتے ہوں؟

رکھا ہے کہ کہیں ان کے قلم سے کوئی ایسا جملہ نہ نکل جائے جس سے یہ پتہ لگ جائے کہ:

” انسان نے ان قوانین خداوندی کو انبیاؑ اور آئمہ علیہم السلام سے سیکھا جن سے اس کائنات کی ہر چیز اور ہر مخلوق برسر کار ہے ان کی ہدایت کے مطابق کشتی کو وہ شکل دی جس سے پانی کا دھکا صفر کے برابر لگے اور وہ کٹ کر دو دھاروں میں تقسیم ہو جائے اسے ایسے سامان سے بنایا جو پانی میں ڈوبتا نہ ہو یا اتنا پھیلا کر بنایا کہ ڈوبنے کا جذبہ صفر کے برابر رہے یعنی لوہے کی کیل یا گولی بنانے کے بجائے اسے چپٹا اور اتنا پتلا اور چوڑا بنایا کہ اس کے نیچے اتنا پانی رہے جو اس لوہے کے وزن کو برداشت کر لے اور وہ نہ ڈوبے پھر کشتی کو گھمانے اور موڑنے اور رفتار گھٹانے بڑھانے کے لئے بھی قانون کا پتہ لگایا ہواؤں کی طاقت سے مدد لینا سیکھا، بادبان بنائے، ہوا کے مخالف سمتوں میں ہوا سے تیز چلنے کا راز معلوم کیا، اور یہ سب کچھ تب ہی ہوا جب کہ اللہ اور انبیاؑ پر ایمان لایا گیا ان کو ساری کائنات اور تمام موجودات کا عالم تسلیم کیا گیا اور پھر اللہ و نبیؐ کے بیانات کو عقل و فکر سے سمجھا گیا ان میں مذکور قوانین سے پوشیدہ قوانین کا پتہ لگایا گیا اور ان قوانین پر عمل کر کے مقتدرات خداوندی کو اپنے روبرو لایا گیا یہ دیکھا گیا کہ اگر اللہ کے قانون پر متعلقہ سامان جمع کر لیا جائے تو ایک انگلی کا ذرا سا زور لگانے سے دو لاکھ من وزن یا دباؤ سامنے سے ہٹ جاتا ہے“ بہر حال مولانا لوگ اور ان کے راہنما نہ عالم تھے نہ کسی چیز کے خالق تھے اور نہ کسی چیز کی تخلیقی اسکیم کو دیکھا تھا۔ ناپاک لوگوں کے ناپاک نطفوں سے جنم لیا، ناپاک خوراک سے پرورش پائی، ناپاک مقاصد کے لئے ناپاک علم حاصل کیا ناپاک اعمال کیے اور پھر ان سب ناپاکیوں کو برقرار رکھنے کے لئے ناپاک پوشیدہ اسکیم بنائی (۱۹ / ۱۶ وغیرہ) اور قومی کثرت کے بل بوتے پر قرآن کے وارث بن گئے اب سوچئے کہ وہ کس طرح آفاقی و کائناتی علوم کا پرچار کر سکتے تھے انہوں نے وضو، استنجا، مصلیٰ، مسجد، حرام و حلال، روزہ نماز اور حج و زکوٰۃ کے مسائل کو الجھانے اور بات کا بتنگڑ بنانے میں وقت گزارا اور اسلام اور اسلامی نظام کے نعرے لگائے اور بھیک مانگنے کی منزل پر آ گئے۔

چنانچہ تم اس حقیقت پر بالکل غور نہیں کرتے (۱۸) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو تم ان کو احاطۂ حساب میں نہ لا سکو گے یقیناً اللہ غفور اور رحیم ہے (۱۹) اور اے رسوؐل کی قوم کے لیڈرو اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو تم رسوؐل کے خلاف پوشیدہ کارروائی کرتے ہو اور اسے بھی جانتاہے جو تم اعلان سے کررہے ہو۔(۲۰) اور جن لوگوں کو وہ اللہ کے علاوہ مدد کو پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود ہی مخلوق ہیں (۲۱) وہ ایسے مردار ہیں کہ ان میں زندگی ذرہ بھر بھی نہیں ہے اور ان کو یہ بھی شعور نہیں کہ دوبارہ زندہ کرکے انہیں کب اٹھایا جائے گا۔(۲۲) تمہارا معبود تو یکہ و تنہا معبود ہے لہٰذا وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ خود ساختہ بڑے بزرگ بنے ہوئے ہیں اور ان کے دل منکر ہیں (۲۳) اس میں کوئی گڑ بڑ نہیں ہے کہ اللہ ان کے پوشیدہ محاذ کو بھی جانتا ہے اور آشکارا مخالف محاذ کو بھی جانتا ہے اور یہ کہ بلاشبہ اللہ جھوٹی بزرگی والوں کو محبوب نہیں رکھ سکتا (۲۴) اور جب ان سے پوچھا جاتاہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے ؟ تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی لکھی ہوئی اسکیم ہے جو کہ لفظوں اور سطروں میں موجود ہے ۔(۲۵) ان کی چالاکیوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں قیامت کے دن اپنا بوجھ بھی مکمل اٹھانا ہو گا اور ان کا بوجھ بھیاٹھانا پڑے گا جنہیں یہ لاعلمی کی وجہ سے

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

نصیحت پکڑتے اور اگر گنو تم نعمتیں اللہ کی نہ پورا گن سکو ان کو تحقیق اللہ

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا

البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہو تم اور جو

تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ

ظاہر کرتے ہو تم اور ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں سوائے اللہ کے نہیں پیدا کرتے

شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

کچھ اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں مردے ہیں نہیں زندے اور نہیں جانتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ع ۲ ۱۲ ۸

کب اٹھائے جاویں گے معبود تمہارا معبود اکیلا ہے پس جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے

بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا

ساتھ آخرت کے دل ان کے انکار کرتے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے ہیں نہیں

جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ

شک یہ کہ اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں تحقیق وہ

لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّا ذَآ

نہیں دوست رکھتا تکبر کرنے والوں کو اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے کیا

اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْۤا

اتارا ہے پروردگار تمہارے نے کہتے ہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی تو کہ اٹھاویں

اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ

بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور بعضے گناہوں ان لوگوں کے سے کہ

(۲)آیت (۲۵ / ۱۶) کا ترجمہ تمام مترجمین اور علما کی پسند کے مطابق کرکے صحیح ترجمہ کا فرق دیکھیں۔

قارئین کرام ہم نے آیت (۲۵ / ۱۶) کا وہی ترجمہ کر دیا ہے جو ہمارے مترجمین کرتے ہیں تاکہ آپ کو یہ دکھائیں کہ مترجمین کے ترجموں سے کس طرح قرآن کے مفاہیم و مقاصد میں تضاد و اختلاف پیدا ہوتا ہے لہٰذا پہلے آپ قرآن کریم کی آیات میں استعمال ہونے والاایک جملہ سنیئے جو قرآن میں چار جگہ دوہرایا گیاہے ۔
(انعام ۱۶۵ / ۶) (اسرائیل ۱۵ / ۱۷) (فاطر ۱۸ / ۳۵) (زمر ۷ / ۳۹) ۔

گمراہ کررہے ہیں ۔دیکھو کیسا برا ہے وہ بوجھ جو یہ لوگ اٹھائیں گے۔ (۲۶) واقعہ یہ ہے کہ تیری قوم کے لیڈروں سے پہلے والے لیڈروں نے بھی مکارانہ چالیں چلی تھیں تو اللہ نے ان کی عمارت	يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ ع ۳ گمراہ کرتے ہیں ان کو بغیر علم کے خبردار ہو برا ہے جو کچھ بوجھ اٹھاتے ہیں قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ تحقیق مکر کیا تھا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے پس آیا عذاب اللہ کا

(۲ ۔ الف) ترجموں کا تماشہ: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿١٦٤﴾ الانعام

مودودی ترجمہ: (۱) "کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا"۔ (۱۶۴ / ۶ تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۰۶)

(۲) کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ (۱۵ / ۱۷ تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

(۳) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ (۱۸ / ۳۵ تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)

(۴) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ (۷ / ۳۹ زمر تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

فرمان علی: (۱) کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھانے کا۔ (مترجم قرآن)

(۲) کوئی شخص کسی دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ اپنے سر نہیں لے گا۔ (مترجم قرآن)

(۳) کوئی شخص کسی دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (مترجم قرآن)

(۴) اور (قیامت میں) کوئی کسی (کے گناہ) کا بوجھ (اپنی گردن پر) نہیں اٹھائے گا (مترجم قرآن)

یہ دونوں صاحبان شیعہ سنی مترجمین میں مشہور اور پسندیدہ حضرات ہیں اور دونوں کے ترجمے آپ کے سامنے ہیں اور باقی مترجمین بھی ان سے متفق ہیں ۔ اب آپ زیر ترجمہ صورت نحل کی آیت (۲۵ / ۱۶) کا ترجمہ دیکھیں اور بتائیں کہ کیا مترجمین نے جو ترجمہ اور تصور چار دفعہ پیش کیا اس کا خود ہی اپنے ہاتھ سے ستیاناس نہیں کردیا؟

مودودی ترجمہ : "یہ باتیں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اپنے بوجھ بھی پورے اٹھائیں اور ساتھ ساتھ کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی سمیٹیں جنہیں یہ بربنائے جہالت گمراہ کر رہے ہیں دیکھو کیسی سخت ذمہ داری ہے جو یہ اپنے سر لے رہے ہیں" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۳۴)

فرمان علی کا ترجمہ: " تاکہ قیامت کے دن اپنے (گناہوں کے) پورے بوجھ اور جن لوگوں کو انہوں نے بے سمجھے بوجھے گمراہ کیا ہے ۔ان کے (گناہوں کے) بوجھ بھی ان ہی کو اٹھانے پڑیں گے ذرا دیکھو تو کہ یہ لوگ کیسا برا بوجھ اپنے اوپر لادے چلے جارہے ہیں" (مترجم قرآن صفحہ ۴۲۸)

یعنی یہ بات چار مرتبہ طے ہو چکی تھی کہ ہر شخص صرف اور صرف اپنا بوجھ یا اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے گا کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائے گا مگر اس آیت کے ترجمہ میں دوسروں کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھانا مان لیا ہے اب یا تو یہ کہہ لو کہ یہ متضاد و مخالف بات خود اللہ نے کہی ہے یا یہ مان لو کہ مترجمین نے غلط ترجمہ اور متضاد تصور پیش کیا ہے ۔ اللہ نے تو قرآن میں یہ کہا ہے کہ :

علامہ مودودی کا ترجمہ :" اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۳۷۶)

فرمان علی کا ترجمہ : " اگر خداکے سوا کسی اور کی طرف سے (آیا) ہوتا تو ضرور اس میں بڑا اختلاف پاتے۔" (نساء ۸۲ / ۴) (ترجمہ قرآن صفحہ ۱۴۴)

بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ

عمارت ان کی کے پاس نیوں سے پس گر پڑی اوپر ان کے چھت اوپر ان کے سے

وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور آیا ان کے پاس عذاب اس جگہ سے کہ نہیں جانتے تھے پھر دن قیامت کے

جڑ سے اکھیڑ دی تھی۔ اور پھر ان کی عمارت کی چھت اوپر سے ان کے سروں پر گرا دی تھی۔ اور ان پر اس طرح سے اور ایسی جگہ سے عذاب ٹوٹ پڑا تھا کہ انہیں اس عذاب کا شعور تک نہ ہوا۔ (۲۷) پھر قیامت کے روز

لیجئے اللہ نے تو اعلان کر دیا کہ قرآن میں ہرگز اختلاف نہیں مل سکتا رہ گئے علامہ حضرات انہیں اور ان کے ترجموں کو آپ سنبھالیں اور نوٹ کرلیں کہ اگر ہم مترجمین کے اختلافات کا بیان شروع کر دیں تو کئی ہزار صفحات درکار ہوں گے ۔ آپ کو اس لئے ان اختلافات و تضادات کا پتہ نہیں چلتا کہ نہ آپ کے روبرو سارا قرآن رہتا ہے نہ آپ چند رکوع سے زیادہ پڑھتے ہیں اور نہ آپ کی عقیدت ادھر متوجہ کرتی ہے ۔

(۲ ۔ ب) ترجمہ میں گڑبڑ اور ردوبدل نہایت سادہ مگر خطرناک الفاظ کی زد سے بچ نکلنے کے لئے ہوتی ہے ۔

مندرجہ بالا اختلاف اور تضاد جن الفاظ سے جان چھڑانے کے لئے کیا گیا ہے ۔ ا۔ تَزِرُ ۲۔ وَازِرَةٌ ۳۔ وِزْرَ ۴۔ اَوْزَارَ ۵۔ يَزِرُوْنَ ۔چونکہ قارئین کے لئے عربی زبان کو دیوتا یا بھوت بنا دیا گیا ہے اس لئے وہ بغیر سمجھے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم عربی کے الفاظ نہیں سمجھتے ۔ اور جب یہ سمجھ لیا کہ ہم نہیں سمجھتے تو پھر مزید غوروفکر کی ضرورت ہی کیوں سمجھیں؟ لیکن ہمارا معاملہ مختلف ہے ہم بتاتے اور ثابت کرتے ہیں کہ عربی زبان دنیا کی تمام زبانوں سے مختصر اور آسان تر ہے ۔ یہیں دیکھ لیں کہ ان پانچ الفاظ میں بھی ایک لفظ ایسا ہے جو آپ کے یہاں ان پڑھ ، دیہاتی ، شہری اور عورت مرد بچے سب بولتے اور سمجھتے ہیں ۔ مثلاً :

لوہار کے اوزار ۔ بڑھئی کے اوزار، اور بلا اوزار کاریگر کام کیسے کرے گا ؟

دیکھنے میں یہ الفاظ الگ الگ اور پانچ معلوم ہوتے ہیں ۔ لیکن جس طرح دودھ دہی ، مکھن ، گھی اور لسی پانچ تو ہیں مگر یہ سب دودھ سے نکلتے ہیں اسی طرح یہ پانچوں الفاظ جس بنیاد یا مادہ سے جنم لیتے ہیں ۔ وہ ہے "و۔ز۔ر" اس بنیاد سے جو پہلا لفظ بنتا ہے وہ اور اس کے معنی قدیم ریکارڈ اور مستند عالم سے ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۔ ج) آیت میں انقلاب لانے والے الفاظ کے معنی اور تفصیلات:

" اَلْوَزَرُ ۔ اَلْمَلْجَأُ الَّذِيْ يُلْتَجَأُ اِلَيْهِ مِنَ الْجَبَلِ " (مفردات راغب اصفہانی صفحہ ۵۴۲)

مطلب یہ ہے کہ اَلْوَزَرُ کے معنی وہ یقینی پناہ گاہ ہیں جس کی طرف پناہ لینے کے لئے بڑھا جاتا ہے جیسے پہاڑ وغیرہ۔ ساتھ ہی آپ قرآن کی سب سے مستند اردو لغت ۔ " لغات القرآن " مرتبہ مولانا سید عبدالدائم الجلالی جلد ششم صفحہ ۱۲۳ پر دیکھیں گے ۔" وَزَرَ ۔ اسم منصوب ۔ پناہ گاہ ۔

زمخشری نے لکھا ہے کہ: " كُلُّ مَا التجأت اِلَيْهِ مِنْ جَبَلٍ وَغَيْرِهٖ و تخلصت فيه فهو وزر و اشتقاقه مِنَ الْوَزَرِ وَهُوَ الثقل" یعنی لفظ وَزَرَ کا ماخذ وِزْرٌ ہے ۔ وِزْرٌ کا معنی بوجھ ۔ پہاڑ ہو یا کچھ اور جس چیز کی پناہ لی جائے وہ وَزَرٌ ہے " (صفحہ ۱۲۳) جلالی صاحب نے زمخشری صاحب کے لفظ " الثقل " کا ترجمہ بوجھ کر دیا ہے اور یہاں سے گڑبڑ کی گنجائش آئندہ جاری ہوگئی ذرا سوچئے کہ لفظ اَلْوَزَرُ کے معنی جب پناہ گاہ کے ہیں تو اس پناہ گاہ کو بوجھ کیسے اور کیوں کہا جائے گا؟ اور لفظ ثِقْلٌ یا اَلثِّقْلُ کے معنی بھی بوجھ نہیں ہیں اسی لفظ کو دوہرا کرکے فرمایا ہے کہ : اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَبَيْتِيْ ۔ یہاں ایک ثقل قرآن ہے دوسرا ثقل آل محمدؐ ہے بتایئے قرآن یا آل محمدؐ کو بوجھ کون اور کیسے لوگ سمجھیں گے ؟ تفریح طبع کے لئے ذہن میں وہ شعر گزر گیا آپ بھی سنیئے اور قرآن اور صاحبان قرآن علیہم السلام کو بوجھ سمجھنے والوں کا جذبہ و منشاء سمجھیئے ۔

اللہ ان کو ذلیل و خوار کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ میرے ساتھ شریک کئے جانے والے وہ شرکاء کہاں ہیں؟ جن کے لئے تم توڑ پھوڑ کیا کرتے تھے؟ جن لوگوں کو علم عطا کیا ہوا ہے وہ لوگ یہ کہیں گے کہ آج کے دن رسوائی، ذلت	يُخْزِيهِمْ وَ يَقُولُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ رسوا کرے گا ان کو اور کہے گا کہاں ہیں شریک میرے وہ جو تھے تم جھگڑتے فِيْهِمْ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوْٓءَ بیچ ان کے کہیں گے وہ لوگ کہ دیئے گئے تھے علم تحقیق رسوائی آج کے دن اور برائی

(۲ ۔ د) قرآن اور علیؑ کو راستے سے ہٹانا ضروری تھا۔

ے دنیا کی زندگی میں بھلا کیا ہے برا کیا؟ یہ بوجھ بھی گر سر سے اتر جائے تو اچھا

اسی لفظ سے لفظ " اَوْزَار " تھا یعنی وہ آلات وہتھیار جو کسی کام کو کرنے میں کاریگر کو پناہ میں لے لیتے ہیں اور وہ کامیابی سے اپنی مہم سر کرلیتا ہے اسی لفظ یا اسی بنیاد (و۔ز۔ر) سے لفظ " وزیر" بنتا ہے جو ایک بادشاہ ، حاکم اور نبیؑ کے لئے مشکلات ومہمات میں پناہ کا کام دیتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے اس پناہ کی درخواست کی تھی کہ:

"خدایا میرے لئے میرے اہل بیتؑ میں سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر (پناہ) بنا دے اور میری وزارت (أَزْرِي) کو ہارونؑ کے وسیلے سے مضبوط اور شدید بنا دے اور اسے میرے کارنبوت ورسالت میں شریک کردے" یہ دعا فوراً اسی وقت قبول کرلینے کا اعلان اگلی آیات میں کر دیا گیا تھا (۳۶ / ۲۰) اور دوسرے موقع پر اللہ نے فرمایا کہ: " یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ ہارونؑ کو موسیٰؑ کا وزیر بنا دیا۔ "

> وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَٰرُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِۦٓ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِيٓ أَمْرِي ﴿٣٢﴾
> طٰہٰ
> وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى الْكِتَٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهُۥٓ أَخَاهُ هَٰرُونَ وَزِيرًا ﴿٣٥﴾
> الفرقان

یعنی موسیٰؑ کی اُمت کے لئے ایک ثقل تورات تھی اور دوسرا ثقل ہارون علیہ السلام تھے۔ یعنی ہر اُمت کے لئے ثقلین علیہم السلام کا ہونا لازم وواجب ہے۔ اللہ نے یہی سب کچھ جناب مثیل موسیٰؑ (مزمل ۱۵ / ۷۳) سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی علیؑ کو وزیر بنا کر فرمایا تھا۔

"کیاہم نے موسیٰؑ کی طرح تیرا سینہ کشادہ نہ کیا تھا (طٰہٰ ۳۲ تا ۲۵ / ۲۰) یعنی کیا تجھے کفار کے سامنے سینہ تان کرچلنے کے قابل نہ بنا دیا تھا اور تیرا وزیر مقرر کرکے

> أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِيٓ أَنقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ﴿٧﴾ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب ﴿٨﴾ الانشراح

تیری اس کمر کو سیدھا نہ کر دیا تھا جو وزارت کی فکر میں جھکی جا رہی تھی اور سینہ تان کر چلنے میں رکاوٹ بنی ہوئی تھی اور پھر ہم نے اس وزیر کے ہاتھوں چار دانگ عالم میں تمہارا شہرہ پھیلنے کا انتظام نہ کیا تھا؟ سنو ہر دقت کے ساتھ ساتھ سہولتیں بھی ہوتی ہیں پھر کہو کہ ہر مشکل کے ساتھ ساتھ ایک مشکل کشا بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اب جیسے ہی تمہیں اس الجھاؤ سے فراغت ملے اس وزیر کو اپنے منصب پر نصب (مقرر) کردو اور پھر اپنے پروردگار کی طرف رغبت اختیار کر لو۔

اس سورۂ میں آیا ہوا لفظ وِزْرَكَ تھا جس پر پردہ ڈالنے اور غلاف پہنانے کے لئے اس لفظ کو بوجھ اور مصیبت سمجھا اور بنایا گیا۔ حالانکہ عربی میں بوجھ کے لئے لفظ ۔وزن ۔ ہے اور آپ کا بچہ بچہ جانتاہے کہ بوجھ کو عربی میں وزن کہتے ہیں۔ یہ تھا وہ وزیرؑ اور یہ تھی وہ وزارتؑ جس کو چھپانے (کفر کرنے) کے لئے قرآن کے ہر اس لفظ کے معنی تبدیل کئے جس سے اس وزیرؑ و وزارت کی طرف راہنمائی کا اندیشہ تھا۔ اور اپنی اس شرارت اور کفر کو مزید چھپانے اور پختہ کرنے کے لئے یہ طریقہ ہی جاری کر دیا کہ ہرلفظ کے معنی بدل بدل کر طرح طرح سے لکھنا شروع کیا اور کہا کہ عربی زبان بہت وسیع زبان ہے جس میں ایک ایک لفظ کے ہزار در ہزار معنی ہوتے ہیں۔ یہی وہ ترکیب اور کفر تھا جس کی وجہ سے ایک قرآن کے

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٧ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

اوپر کافروں کے ہے جو قبض کرتے تھے ان کو فرشتے اس حالت میں کہ

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ

ظلم کرنے والے تھے جانوں اپنی کو پس ڈالی انہوں نے صلح نہ تھے ہم کرتے کچھ برائی

بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٢٨ فَادْخُلُوْٓا

یوں نہیں تحقیق اللہ جاننے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے پس داخل ہو

اور تمام خرابیاں حقیقتِ اسلام پر پردہ ڈالنے والوں کے لئے ہیں۔(۲۸) ان ہی حق پوشوں کے لئے رسوائی ہے جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے ملائکہ کے ہاتھوں وفات دیئے جاتے ہیں تو ملائکہ سے سلامتی کی امید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم کوئی برا کام نہیں کیا کرتے تھے۔کیوں نہیں یقیناً اللہ اس سب کا عالم ہے جو تم لوگ کرتے رہتے تھے۔(۲۹) چنانچہ اب

بیسیوں مختلف ترجمے ہوئے اور سینکڑوں مختلف مذہب اور فرقے وجود میں آئے۔ جس کا جو دل چاہا لفظ کے معنی کئے اور نیا تصور پیدا کر کے اُمت میں پھیلا دیا۔ اس بت کو توڑنے کے لئے ہم نے اور صرف میں نے تنہا مہم چلائی ہے اور تقاضا کیا ہے کہ ہر لفظ کے مصدری اور اوّلین معنی لئے جائیں۔ اس طرح وہ پردہ سامنے سے ہٹ گیا جو رسولؐ کی قوم نے اللہ کی حقیقت پر، نبوت کے مقام بلند پر اور قرآن و صاحبانؑ قرآن کے فضائل و مراتب پر ڈالا تھا۔ اور یوں وہ قوم بے نقاب ہو کر رہ گئی جس نے قرآن کو مہجور کیا تھا (فرقان ۳۰ / ۲۵)۔

(۲۔ہ) قرآن میں نہ اختلاف ہے نہ تضاد ہے بلکہ مذکورہ بالا آیات میں معنوی ردوبدل کی گئی تھی۔

وہ جملہ جو قرآن میں چار مقامات پر آیا ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ اس وقت کیا تھا جب وہ پہلی دفعہ قرآن میں سورۂ انعام کی آیت (۱۶۴ / ۶) میں آیا تھا اس کا ترجمہ ہم یہاں دوبارہ لکھتے ہیں یہ ترجمہ لفظی نہیں بلکہ بامحاورہ و مفہوم ہے۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝١٦٤ الانعام

"ہاں یہ سن لو کہ ہر ذی حیات کی کمائی اور جدوجہد خود اسی کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ جرم کا انتظام و ارتکاب کرنے اور آلات جرم تیار کرنے میں کوئی کسی دوسرے جرم ساز کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اور پھر تمہاری واپسی تو بہرحال تمہارے پروردگار کے حضور میں ہونا ہی ہے چنانچہ وہ تمہیں تمہارے تمام اختلافی مسائل کا حل سنا دے گا" (۱۶۴ / ۶ یا ۱۶۵ / ۶)

یہاں آیت کے پورے مقصد سے یہ ترجمہ متفق ہے ورنہ اس کے مصدری یا لفظی معنی یہ ہونا چاہئیں۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝١٦٤ الانعام

"نہیں وزارت کرتا کسی وزارت کا وزیر کسی دوسرے وزیر کی جگہ"

یعنی جو شخص کسی وزارت کا وزیر ہو وہ کسی دوسرے وزیر کی جگہ وزارت نہیں کرتا۔

مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے انتظام کے ہر ہرکام اور نتیجہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کو کسی دوسرے منتظم کے انتظام سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر ہم نے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ لوگ اس انتظام میں کوئی خامی نہ پا کر جو کچھ اعمال بجالائیں گے اس کی جوابدہی ہم پر بھی عائد ہوگی یعنی ہمیں اپنی غلط کاری کی سزا بھی ملے گی اور ان غلط کاروں کی غلط کاریوں کی سزا بھی ملے گی جن کو ہمارے انتظام کے اطمینان نے غلط کاری میں مصروف رکھا۔ اسی طرح ہمیں اپنی نیک عملی اور اچھائیوں کی جزا و انعام بھی ملے گا اور ان نیک عمل لوگوں کی نیک عملی اور اچھائیوں کی جزا بھی ملے گی۔ جن کو ہمارے انتظام کے اطمینان نے نیکیوں میں مصروف رکھا۔ یعنی ہر منتظم کو غلط کاری پر دوہرا عذاب اور نیکوکاری پر دوہرا ثواب و اجر ملنا ہے۔اور یہی مطلب ہے اس آیت (۲۵ / ۱۶) کا جس کا غلط الفاظ مگر صحیح مفہوم ہم نے پیش کیا تھا وہاں یہی فرمایا گیا ہے کہ :

تم چپ چاپ جہنم کے دروازوں میں سے ہو کر ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ دوزخ غرور کرنے والوں کے لئے رہنے کی بد ترین جگہ ہے۔ (۳۰) اور جس طرح قومی لیڈروں سے پوچھا تھا (۲۴ / ۱۶) اسی طرح پرہیز گاروں سے کہا گیا کہ تمہارے پروردگار نے کیا کچھ نازل کیا ہے انہوں نے جواب دیا اس نے اختیار و قدرت نازل کی ہے ان لوگوں کے لئے جو اس دنیا میں احسان پیشہ ہیں۔ ان کے لئے یہاں بھی بھلائیاں ہیں اور آخرت کا گھر تو اس سے بھی بہتر ہے۔ اور متقین کا گھر تو واقعی بہت ہی اچھا ہے۔ (۳۱) ان کیلئے وہاں جنتیں اور عدن ہے جس میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہاں پر وہ جو کچھ چاہیں گے حاضر و موجود ہو گا۔ وہی طریقہ ہے جس سے اللہ متقی لوگوں کو جزا دیتا ہے۔ (۳۲) وہی متقی لوگ ہیں کہ جب فرشتے ان کو وفات دیں گے تو وہ طیب و طاہر ہوں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام ہو تم اپنے اعمال کی جزا میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (۳۳) کیا یہ قومی لوگ مرنے کے لئے فرشتوں کے انتظار میں ہیں

أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى

دروازوں دوزخ کے میں ہمیش رہنے والے بیچ اس کے پس البتہ بری ہے جگہ

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَا ذَآ

تکبر کرنے والوں کی اور کہا گیا واسطے ان لوگوں کے جو پرہیز گاری کرتے تھے کیا

أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوْا خَيْرًا ۖ لِلَّذِيْنَ

اتارا ہے پروردگار تمہارے نے کہا انہوں نے بھلائی واسطے ان لوگوں کے کہ

أَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۖ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۖ وَ

احسان کرتے ہیں بیچ اس دنیا کے بھلائی ہے اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے اور

لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

البتہ بہتر ہے گھر پرہیز گاروں کا بہشتیں ہمیش رہنے کی داخل ہوں گے ان میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ۖ كَذٰلِكَ

چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں واسطے ان کے ہے بیچ ان کے جو چاہیں اسی طرح

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣١﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

جزا دیتا ہے اللہ پرہیز گاروں کو جو لوگ کہ قبض کرتے ہیں ان کو فرشتے اس حالت میں

طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا

کہ پاکیزہ ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہے اوپر تمہارے داخل ہو بہشت میں بسبب

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

اس کے کہ تھے تم عمل کرتے نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ آویں ان کے پاس فرشتے

"قیامت کے دن وہ لوگ اپنے اوزار (انتظامی آلات) مکمل طور پر اٹھائیں گے اور جن لاعلم لوگوں کو انہوں نے اپنے اوزاروں سے گمراہ کیا تھا وہ اوزار بھی ان ہی کو اٹھانا ہوں گے۔ خبردار ہو کر سنو کہ کیسے برے ہیں وہ اوزار جو انہیں دوہری مار دیں گے۔"

لِيَحْمِلُوٓا۟ أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ ٱلَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَآءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ النحل

یہ ہیں وہ وزراء جو قوم کے عوام کو گمراہ کرنے کے لئے وزارتی فن (TECHNIQUE) کا کمال استعمال کرتے ہیں۔ یہاں یہ سوال کہ جو لوگ ایسے وزارتی انتظام کے ساتھ گمراہ ہوئے ان کو سزا یا جزا ملے گی یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ انہیں بھی سزا و جزا ضرور ملے گی بشرطیکہ وہ اس قابل تھے کہ وہ تحقیق کر سکتے تھے۔ اگر وہ ایسے لوگ تھے جن کو کبھی کسی حال میں اپنے مذہب و مسلک پر شک وشبہ ہی نہیں ہوا۔ جہاں ان کے مسلک سے مختلف لوگ بھی نہیں تھے وہ صاف بچ جائیں گے۔ مگر جس چیز کو خود ان کا ضمیر برا سمجھتا تھا اس پر مواخذہ ہو گا۔ مثلاً غریب کی مدد کرنا ہر شخص کے نزدیک اچھا کام ہے جس نے استطاعت کے باوجود غربا کی مدد نہ کی وہ ماخوذ ہو جائے گا۔ یعنی معروفات اور منکرات پر مواخذہ ہر کسی سے

اَوۡ يَاۡتِيَ اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡ

یا آوے حکم پروردگار تیرے کا اسی طرح کیا تھا ان لوگوں نے کہ

قَبۡلِهِمۡ ؕ وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ لٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ

پہلے ان سے تھے اور نہیں ظلم کیا تھا ان کو اللہ نے و لیکن تھے جانوں اپنی کو

يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَ

ظلم کرتے پس پہنچیں ان کو برائیاں اس چیز کی کہ کیا تھا انہوں نے اور

حَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۴﴾ ع وَ قَالَ

گھیر لیا ان کو اس چیز نے کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے اور کہا

الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدۡنَا

ان لوگوں نے جو شریک لاتے ہیں اگر چاہتا اللہ نہ عبادت کرتے ہم

مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَيۡءٍ نَّحۡنُ وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمۡنَا

سوائے اس کے کسی چیز کو ہم اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کرڈالتے ہم

مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَيۡءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيۡنَ

سوائے اس کے یعنی بِن کہے اس کے کسی چیز کو اسی طرح کیا ان لوگوں نے

یا یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا حکم آئے اور انہیں تباہ کردے وہی طریقہ ہے جو ان سے پہلے والی اقوام نے اختیار کیا تھا اور اللہ نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی تھی۔ بلکہ انہوں نے تو خود اپنی بدکاریوں سے اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔ (۳۴) چنانچہ انہیں ان کی بد عملی کے نتیجے میں برائیاں پہنچیں اور انہیں اسی چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۳۵) نظام اشتراک کے راہنماؤں نے عذر پیش کیا کہ بھلا اگر خدا نے نہ چاہا ہوتا تو نہ ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کر سکتے اور نہ ہمارے آباؤ اجداد کسی چیز کو اللہ کی عبادت میں شریک کرتے۔ اور نہ ہم نے اللہ کے حکم کے خلاف کوئی چیز حرام و حلال کی ہوتی لہٰذا جو ہم نے کیا وہ گویا اللہ نے ہم سے کرایا ہے۔ یہ وہی عذرات ہیں جو ان سے پہلے والے لوگ بھی کرتے رہے ہیں یہ بتاؤ کہ کیا رسولوںؑ کی ذمہ داری بات بتانے اور سمجھا دینے

ہو گا۔ عقائد اسی صورت میں بازپرس کرائیں گے جب کہ ہمیں اپنے عقائد کے خلاف لوگوں سے واقفیت ہو مثلاً ہم نے علیؑ کی ولایت و خلافت کا اعلان اذان میں سنا اور خاموش رہے۔

(۳) آیت (۳۵ / ۱۶) مشرکانہ عقائد قومی مومنین نے بحال رکھے۔ خدا جابر و ظالم ہے انسان مجبور ہے۔

جیسا کہ قرآن سے بار بار ثابت ہوا کہ قومی مومنین نے ان تمام عقائد کو مسلسل برقرار رکھا جو اعلان نبوت سے قبل قریش کے یہاں معمول تھے۔ وحدانیت اور نبوت کو الگ الگ رکھنا اور نبیؐ کو ممکن الخطا انسان ماننا قومی مومنین کا سب سے نمایاں اور خود مسلّمہ عقیدہ ہے۔

(۳۔ الف) انسان کے تمام اعمال خدا کے اعمال ہیں لہٰذا انسان اپنے فعل کا ذمہ دار نہیں ہے۔

پھر وہ اللہ کو ایسا قادر مطلق مانتے ہیں کہ اس کی رضامندی اور حکم کے بغیر کائنات کا کوئی واقعہ وقوع میں نہیں آسکتا۔ چنانچہ انسان کا ہر قول و فعل بھی انسان کے اپنے اختیار اور ارادے سے نہیں ہوتا۔ یعنی جب وہ کسی کو قتل کرتا ہے۔ یا زنا کرتا ہے۔ یا چوری کرتا ہے یا ڈاکہ ڈالتا ہے تو وہ ان اعمال کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے کرتا ہے اور اللہ کراتا ہے۔ یہ عقیدہ آج تک مسلمانوں میں موجود ہے۔

چنانچہ علامہ شبلی نے لکھا ہے کہ: ”خدا کو حق ہے کہ وہ مخلوقات کو عذاب دے، بغیر اس کے کہ ان کا کوئی جرم ہو یا ان کو ثواب ملے“ (۲) ”خدا اپنے بندوں کے ساتھ جو چاہے کرے۔ اس کے لئے یہ

(۱) اِنّ اللہ عزوجلّ ایلام الخلقّ وتعذبھم مِن غیر جرم سابقٍ و مَن غیر ثواب لاحق لَا حق خلافاً للمعتزلۃ (۲) اِنّہ تعالیٰ یفعل بعبادہ مایشاء لایجب علیہ رعایۃ الا صلح بعبادہ (۳) لا تاثیر لقدرۃ العبد فی افعالہ اِنّ اللہ یُرید الکفر مِن الکافر والعصیان من العاصی

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ فَهَلۡ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۝۳۵ وَ لَقَدۡ

جو پہلے ان سے تھے پس آیا ہے اوپر پیغمبروں کے مگر پہنچا دینا ظاہر اور البتہ

بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ

تحقیق بھیجے ہیں ہم نے بیچ ہر ایک اُمت کے پیغمبر یہ کہ عبادت کرو اللہ کو اور

اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ

ایک طرف رہو بتوں سے پس بعضے ان میں سے وہ تھے کہ ہدایت کی ان کو اللہ نے

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيۡرُوۡا فِى

اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ ثابت ہوئی اوپر ان کے گمراہی پس سیر کرو بیچ

الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۝۳۶ اِنۡ تَحۡرِصۡ

زمین کے پس دیکھو کیوں کر ہوا آخر کام جھٹلانے والوں کا اگر حرص کرے تو

سے کچھ زیادہ بھی ہوسکتی ہے ۔ (۳۶) بلاشبہ ہم نے ہر اُمت میں یعنی ان کے آباؤ اجداد کے پاس بھی رسولؑ بھیجے تھے اور یہ بتایا کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرنا اور طاغوت سے یعنی عقلی احکام جاری کرنے والے سے مجتنب (جدا) رہنا ۔ چنانچہ ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی ہے اور وہ لوگ بھی ہیں جن کے لئے گمراہی ہی حق بن کر رہ گئی ہے ۔لہٰذا تم دنیا کی سیر کرو اور اس پر نظر رکھو کہ اللہ کے انبیاؑ کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا رکھا ہے (۳۷) خواہ آپؐ قریشی لیڈروں کے ہدایت یافتہ ہوجانے کی حرص ہی کیوں نہ رکھتے ہوتے مگر

ضروری نہیں کہ وہ کام کرے جو مخلوقات کے لئے مناسب ہوں " (۳)" آدمی کے افعال میں آدمی کی قدرت کا کچھ اثر نہیں ۔ کافر کا کفر اور گناہ گار کا گناہ خود خدانے چاہا تھا " (علم الکلام صفحہ ۵۴۔۵۵)

قارئین نوٹ کریں کہ علامہ شبلی نے علامہ رازی اور امام غزالی کے الفاظ میں جو کچھ لکھا وہ سب کچھ اللہ نے نہایت مختصر مگر بڑھا چڑھا کر مکمل انداز میں ایک آیت (۳۵ / ۱۶) میں خود مشرکین کی زبانی بطور دلیل بیان فرما دیاہے ۔لہٰذا ثابت ہوا کہ خدا کے جابر و ظالم ہونے اور انسان کے مجبور ہونے کا عقیدہ قومی مسلمانوں نے بحال رکھا اور اسی عقیدہ کی رو سے دوستداران محمدؐ و آل محمدؑ کو اور خاندان رسولؐ کو تہہ تیغ کیا تھا، لاکھوں کروڑوں مسلم و غیر مسلم انسان بے دریغ قتل کئے اور بے قصور ٹھہرے ۔ اسی عقیدے کی رو سے یزید و معاویہ کو قابل بخشش سمجھا اور ان کے لئے دعائے خیر و کلمہ خیر کی تاکید ہے ۔ اس لئے کہ انہوں نے نہیں بلکہ امام حسین علیہ السلام اور دیگر معصوم بچوں ، جوانوں اور بوڑھوں کو (معاذاللہ) اللہ نے قتل کیا تھا۔ اس لئے کہ انسان جو کچھ کرتاہے اس میں اس کا ارادہ و اختیار نہیں ہوتا خدا کا حکم ہوتاہے وہ خدا کے حکم کی تعمیل کرتا اور بے گناہ ہوتاہے۔

(۳۔ب) سلیم الطبع مقدس مسلمانوں کا خدا کیسا ہوتاہے ؟؟؟

اسی طرح ہمارے مدمقابل گروہ کے تمام عقائد وہی ہیں جو ان کے آباؤ اجداد کے عقائد تھے ۔ اور ان عقائد والے مسلمانوں کی مدح و ثنا بھی علامہ شبلی سے سنتے چلیں :"ایک سادہ دل ۔سلیم الطبع ۔ مقدس شخص جب خدا کا تصور دل میں لاتاہے تو اس کے ذہن میں خدا کی یہ تصویر آتی ہے ، وہ مالک الملک اور تمام شاہوں کا شہنشاہ ہے ۔ اس پر کوئی شخص حکم نہیں چلاسکتا ، کوئی چیز اس پر واجب نہیں ، کسی کو اس کے احکام میں چوں و چرا کی مجال نہیں ۔ اس کو اختیار ہے کہ گناہ گاروں کوبخش دے اور نیکوں کو سزا دے " (علم الکلام صفحہ ۲۱)

(۴)تمام اُمتوں میں رسولؐ آئے (۳۶ / ۱۶) لہٰذا ہر اُمت کو اسلام کی تعلیم ملی تھی ؟

اگلی آیت (۳۶ / ۱۶) بتاتی ہے کہ ہر اُمت میں خدا کی طرف سے رسولؐ آئے تھے اور قرآن یہ بھی بتاتاہے کہ ہر نبیؑ پر کتاب نازل ہوئی اور تمام رسولؐ کتابوں کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے (بقرہ۲۱۳ / ۲ حدید ۲۵ / ۵۷) معلوم ہوا کہ ہراُمت کو اہل کتاب ماننا چاہئے۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ قرآن صرف یہود و نصاریٰ کو اہل کتاب کہتاہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے یہاں نظام اجتہاد قائم کر رکھا تھا وہ اپنے اجتہادی اور خودساختہ اصولوں کے مطابق احکام تیار کرتے تھے اور ان اپنے احکام کو اللہ اور کتاب اللہ کے نام سے پیش کرتے تھے اور انہوں نے اس شریعت سازی کو اپناروزگار اور آمدنی واقتدار کا ذریعہ بنارکھا تھا(۷۹ / ۲بقرہ)

اللہ تو یقیناً ان لیڈروں کی ہدایت نہیں کرتا جو گمراہی کا پرچار و تبلیغ کرتے ہیں اور نہ ان کے لئے دین کا کوئی مددگار چھوڑتا ہے (۳۸) اور ان لیڈروں نے کوشش کے ساتھ قسمیہ معاہدہ کر لیا ہے کہ اللہ کسی مر جانے والے کو حساب کے لئے زندہ نہ کرے گا۔ بھلا کیوں نہ کرے گا۔ جب کہ اس کا وعدہ حق ہے۔ ولیکن لوگوں کی کثرت علم نہیں رکھتی۔ (۳۹) زندہ اس لئے بھی کرے گا تاکہ جن مسائل میں یہ لیڈران قوم اختلاف پیدا کر رہے ہیں ان کو بیان کر دیا جائے اور تاکہ حق پر پردہ ڈالنے والوں کو میدان میں کھڑے ہو کر یہ معلوم کرا دیا جائے کہ وہ جھوٹے تھے۔ (۴۰) اس کے سوا ہمیں کچھ اور نہیں کرنا پڑتا کہ جب کسی چیز کو وجود میں لانے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ (۴۱) اور جن لوگوں نے ظلم و زیادتیاں سہنے کے بعد اللہ کے نبیؐ کی طرف ہجرت کی ہے یقیناً ہم انہیں دنیا میں بھی اچھا مقام دیں گے۔ اور آخرت میں جو ان کا اجر ہے کاش وہ اس کی عظمت کو جانتے ہوتے۔ (۴۲) یہ مہاجر وہی لوگ تو ہیں جنہوں نے ہر طرح صبر ہی کیا اور صرف اپنے پروردگار کے بھروسہ پر سب دار و مدار رکھا (۴۳) اور نبوّت و رسالت کے سلسلے میں آپ سے پہلے مَردوں کے

عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ

اوپر ہدایت ان کی کے پس تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا اس شخص کو کہ

يُّضِلُّ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۳۷ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

گمراہ کرتا ہے اور نہیں واسطے ان کے کوئی مدد گار اور قسم کھائی انہوں نے ساتھ اللہ کے

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا

سخت قسم اپنی کہ نہ اٹھاوے گا اللہ ان کو کہ مر جاتے ہیں کیوں نہیں وعدہ کیا ہے

عَلَيْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ

اوپر اپنے ثابت ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تو کہ بیان کرے واسطے ان کے وہ چیز کہ

يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝۳۹

اختلاف کرتے ہیں بیچ اس کے اور تو کہ جانیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے یہ کہ وہ ہیں جھوٹے

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ

سوائے اس کے کہ کہنا ہمارا واسطے کسی چیز کے کہ جب ارادہ کرتے ہیں ہم اس کو

اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۴۰ ع وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى

ع ۵ / ۱۱

یہ کہ کہتے ہیں ہم اس کو ہو پس ہو جاتی ہے اور جن لوگوں نے کہ وطن چھوڑا بیچ

اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى الدُّنْيَا

راہ اللہ کے پیچھے اس کے کہ ظلم کئے گئے البتہ جگہ دیں گے ہم ان کو بیچ دنیا کے

حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱

وقف لازم

اچھی یعنی مہاجرین کو اور البتہ ثواب آخرت کا بہت بڑا ہے کاش کہ ہوتے جانتے

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۴۲ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا

جن لوگوں نے صبر کیا اور اوپر رب اپنے کے توکل کرتے ہیں اور نہیں بھیجے ہم

اس لئے انہیں طعن و طنز کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اور بار بار چیلنج کیا گیا تھا کہ تم اپنے یہاں توریت اور انجیل کے احکام نافذ کر لو تو ہم تمہیں نعمتوں سے مالا مال کر دیں گے (مائدہ ۶۶ / ۵) اور یہ بھی کہا گیا کہ جو کوئی خالص کتاب اللہ کے احکام نافذ نہ کرے وہ کافر ہے۔ ظالم ہے اور فاسق ہے (مائدہ ۴۷ تا ۴۴ / ۵) اس کے باوجود تم اہل کتاب اور مومن بنے ہوئے ہو۔ یہ سب کچھ انہیں اس لئے سنایا جاتا تھا کہ کل مسلمان یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں اجتہاد اور شریعت سازی سے کب منع کیا گیا ہے؟

(۵) آیات (۴۳۔۴۴ / ۱۶) میں ذکر اور اہلؑ ذکر کی پوزیشن اور رسولؐ اور اُمت سے ان کا تعلق مذکور ہے۔

ان دونوں آیات (۴۴۔۴۳ / ۱۶) میں جو حقائق بیان ہوئے ہیں پہلے ان کو نمبروار سامنے رکھ لیں: ۱۔ رسولؐ اللہ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ

نے پہلے تجھ سے مگر مرد کہ وحی بھیجتے تھے ہم طرف ان کی پس سوال کرو یاد

الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَیِّنٰتِ وَ

والوں سے اگر ہو تم نہیں جانتے یعنی بھیجا ہم نے ان کو ساتھ دلیلوں کے اور

الزُّبُرِ ط وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ

کتابوں کے اور اتارا ہم نے طرف تمہاری ذکر کو تو کہ بیان کرے تو

لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ النصف

واسطے لوگوں کے وہ چیز کہ اتاری گئی ہے طرف ان کی اور تا کہ وہ فکر کریں

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ

کیا پس نڈر ہوگئے وہ لوگ جو مکر کرتے ہیں برائیاں یہ کہ دھنسا دیوے اللہ

بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾

ساتھ ان کے زمین کو یا آوے ان کے پاس عذاب اس جگہ سے کہ نہیں جانتے

اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ

یا پکڑلے ان کو بیچ چلنے پھرنے ان کے کے پس نہیں وہ عاجز کرنے والے یا

یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ ط فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ

پکڑے ان کو اوپر ڈرانے کے پس تحقیق پروردگار تمہارا البتہ شفقت کرنے والا

سوا کوئی بھیجا ہی نہیں گیا تھا۔ اور انہیں ہم وحی بھیجتے تھے ۔لہٰذا تم سب اہلؑ ذکر سے پوچھ لیا کرو۔ اگر تمہیں معلوم نہ ہوا کرے ۔ (۴۴) ہم نے ان سب مرد رسولوں کو بیِّنات اور زبوروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اور اب ہم نے تم پر ان تمام تعلیمات و بیِّنات اور کتابوں کا پورا ذکر نازل کر دیا ہے۔ تاکہ آپؐ باقی تمام انسانوں کے سامنے اس کی عملی تفصیل اور وضاحت پیش کر دیں جو کچھ ان کے لئے نازل کیا جا چکا ہے تاکہ وہ مزید غور و فکر کرتے رہیں ۔ (۴۵) کیا وہ لوگ اللہ سے قطعاً بے خوف ہو چکے ہیں جو بدترین مکر و فریب کے جال بچھاتے رہے ہیں کہ کیا اللہ ان کو زمین کے ساتھ زمین میں دھنسا نہیں سکتا ہے یا ان پر ایسی جگہ سے اور ایسا عذاب بھیج نہیں سکتا ہے کہ انہیں اس کا شعور بھی نہ ہو سکے (۴۶) یا انہیں اچانک چلتے پھرتے ، اٹھتے بیٹھتے گرفت میں لے لے اور وہ اپنے انتظام کے ذریعہ اللہ کے انتظام کو عاجز نہیں کرسکتے ۔ (۴۷) یا ان پر ایسی حالت میں گرفت کرلے جب کہ انہیں خود آنے والی مصیبت کا اندیشہ لگا ہوا ہو اور وہ خوفزدگی میں بچنے کا انتظام کر رہے ہوں مگر بات یہ ہے کہ تمہارا رب تو بہت نرم

بھی سلسلہ نبوت ورسالت جاری تھا ۲۔ جو بھی رسولؑ اس سلسلہ میں آیا وہ مرد تھا ۳۔ ہر رسولؐ پر وحی خداوندی بھی جاری رہی تھی اور ۴۔ ان کے ساتھ زبوروں کی صورت میں کتابیں آئی تھیں (۴۴ / ۱۶ اور بقرہ ۲۱۳ / ۲ حدید ۲۵ / ۵۷)۔ ۵۔ وہ بیِّنات یعنی بولتے چالتے معجزات بھی لائے تھے ۶۔ اس سلسلے ہی میں آنحضرتؐ ایک نبیؐ اور آخری نبی(احزاب ۴۰ / ۳۳) اور رسولؐ ہیں ۷۔ ان حضرتؐ پر تمام سابقہ تعلیمات اور کتابوں ، زبوروں ، وحیوں (بینہ ۳۔۲ / ۹۸) وغیرہ کا پورا مکمل ذکر (الذکر) بھیجا گیا تھا ۸۔ اور ان کے ذمہ تمام انسانوں (اَلنَّاسِ) کے لئے تمام تعلیمات کو عملاً سمجھا کر ذہن نشین کرانا تھا ۹۔ اور پوری نوع انسان کی قوت فکریہ کو مہمیز کر دینا تھا ۱۰۔ رسولؐ کے تمام مخاطبوں سے کہا گیا کہ تمہیں جو کچھ معلوم نہ ہو وہ " اہل ذکر" سے معلوم کرلیا کریں ۔

(۵ ۔ الف) مندرجہ بالا دس (۱۰) حقائق کا مقصد اور دائرہ اثر و نفوذ پر ایک نظر ڈال لیں ۔

یہ دونوں آیات (۴۴۔۴۳ / ۱۶) سلسلہ نبوتؐ و رسالتؐ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک لاتی ہیں اور تمام سابقہ رسولوںؑ کی تعلیمات وسامان آکر آپؐ کے پاس ۔ اَلذِّکْرِ ۔ کہلایا ہے ۔ اس اَلذِّکْرِ کی تشریحات و توضیحات اور عملی تنفیذ رسولؐ اللہ کے ذمہ ہے ۔ اور چونکہ اَلذِّکْرِ اور حضورؐ کی نبوت و تعلیم قیامت تک ہے ۔ اس لئے آنحضرتؐ کو یا تو قیامت تک بذات خود زندہ رہ کر یہ ذمہ داری پوری کرنا چاہئے یا یہ انتظام کرنا چاہئے کہ قیامت تک ہر وقت ایک ایسا شخص ہدایت

رَّحِيۡمٌ ۝٤٧ اَوَ لَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ

مہربان ہے کیا نہیں دیکھا انہوں نے طرف اس کی کہ پیدا کیا اللہ نے ہر چیز سے

يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمۡ

پھرتے ہیں سائے اس کے داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اور وہ

دٰخِرُوۡنَ ۝٤٨ وَ لِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ

ذلیل ہیں اس کے آگے اور واسطے اللہ کے سجدہ کرتے ہیں جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور

اور رحیم ہے ۔ (۴۸) اور کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتے ہیں ؟ کہ ہر چیز کا اپنا اپنا سایہ کس طرح اللہ کے حضور میں سجدہ کرتے ہوئے ڈھنے اور بائیں گرتا رہتا ہے اور سب اپنی اپنی ناتوانی کا اظہار کرتے ہیں ۔ (۴۹) اور جو کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے

وتعلیم کا ذمہ داررہے جو نہ صرف یہ کہ آپؐ کی جگہ آپؐ کی تمام ذمہ داریوں کوکماحقہ پوری کرے بلکہ وہ بھی بجنسہٖ محمدؐ ہو۔ لہٰذا جنہیں اس آیت (۴۳ / ۱۶) میں ۔ ٱلذِّكۡرِ ۔ فرمایا گیاہے ۔ وہ خود رسولؐ کی حیات اور موجودگی میں بھی ذمہ دار تھے کہ اس وقت کے موجود تمام انسانوں کے ہر سوال کا جواب دیں ۔ اور چونکہ ۔ ٱلذِّكۡرِ ۔کا دور قیامت تک ہے اس لئے آیت کا کھلا منشا یہ ہے کہ قیامت تک جس کسی انسان کو کوئی سوال کرنا ہو، کوئی بات سمجھنا ہو وہ ان ۔ اہلِ ذکر ۔ سے معلوم کرتے رہیں ۔ واضح ہوا کہ جب تک دنیا میں وہ ۔ ٱلذِّكۡرِ ۔ رہے گا اس کی تعلیم و وضاحت کے لئے ۔ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ ۔ کا موجود رہنا لازم کیا گیاہے۔یہاں تک یہ تو معلوم و ثابت ہوگیا کہ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ وہ حضرات ہیں جو ٱلذِّكۡرِ کی تعلیمات و تفصیلات پر کماحقہ مطلع ہیں اور رسولؐ اللہ کے سامنے بھی اور ان کی عدم موجودگی میں ان کی تمام ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے لوگ ہیں ۔ لیکن یہ اب بھی معلوم نہیں کہ وہ ہیں کون؟ اس کی وضاحت بھی ٱلذِّكۡرِ نے دوسری جگہ کر دی ہے چنانچہ فرمایا گیاہے کہ :

(۵ ۔ ب) اہلؑ الذکر سے نام بنام تعارف اور رسولؐ اور اہلؑ ذکر کی دوہری پوزیشن:

قَدۡ أَنزَلَ ٱللَّهُ إِلَيۡكُمۡ ذِكۡرًا ۝١٠ رَّسُولًا يَتۡلُواْ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ مُبَيِّنَٰتٍ لِّيُخۡرِجَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۝١١ الطلاق

"یقیناً اللہ نے تمہاری طرف ایک مجسم ذکر رسولؐ نازل کیاہے جو تمہارے اوپر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کر کے سناتاہے جو بہت ہی واضح کر دی جاتی ہیں تاکہ اصلاحی اعمال کے پابند مومنین کو اجتہادی ظلمات (اندھیروں) سے نکال کر نور امامت (طلاق۱۱-۱۰ / ۶۵) کی طرف متوجہ کر دے "

معلوم ہواکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک صفاتی نام بھی " ذکر" ہی ہے ۔ یہ اس لئے کہ جو کچھ پورے قرآن یا ذکر میں ہے وہ مع اپنی تمام تفصیلات و توضیحات کے آنحضرتؐ کے ذہن میں ہے ۔ یعنی ذکر یا الذکر دو ہیں ایک خاموش۔ الذکر ۔ ہے دوسرا بولتا چالتا ذکرہے ۔یہاں لفظ ۔" اہلؑ الذکر " کے معنی خودبخود وہ لوگ ہوگئے جو رسولؐ کے اہل یا اہل بیتؑ ہوں ۔ لہٰذا اہل الذکر کے معنی قرآن والے اور رسولؐ والے حضرات ہیں ۔ اور ان کا سردار و راہنما حضرت علی علیہ السلام ہیں ۔ جو خود بھی مجسم اور بولتا چالتا قرآن یا الذکر ہیں ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آئمہ اہلبیت صلوٰۃ اللہ علیہم ہی اہلؑ ذکر ہیں ۔ جو حدیث کے مطابق اوّل سے آخرتک محمدؐ ہی ہیں ۔ اور ان کی تعلیم و تبلیغ اسی بناپر محمدؐ کی تعلیم و تبلیغ ہے ۔ جو بذات خود قرآن ناطق ہیں ۔ الذکر ہیں ۔ صراط مستقیم ہیں ۔ اور پوری کائنات یا علوم القرآن کے عالم و محافظ ہیں ۔ اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے ہر سوال کا صحیح جواب اور ہر مشکل کا صحیح حل بتا سکتے ہیں ۔ ان ہی کو وہ نور فرمایا گیا ہے جو رسولؐ کے (ذکر) کے ساتھ ساتھ نازل ہوا جس کی پیروی تمام حاضر و غائب انسانوں پر واجب ہے (اعراف ۱۵۷ / ۷) اور پیروی اس نور مجسم کی ہو سکتی ہے جو چلتا پھرتا ہو ،بولتا اور عمل کرتا ہو جو تعلیم و تربیت دے سکتا ہو ۔ چنانچہ یاد رکھیں کہ قرآن میں جہاں جہاں قرآن کی یا الذکر کی یا نور کی اتباع کا حکم ہے وہاں قرآن ناطق علی مرتضی علیہ السلام کا ذکر ہے ۔ قرآن صامت سے ہدایت لی جا سکتی ہے ۔ پیروی تو تب ہو گی جب وہ چلے اور اس کے نشان قدم پر کوئی اور چلے ۔ (حجر ۶۵ / ۱۵،ہود ۸۱ / ۱۱)

مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

جو کچھ بیچ زمین کے ہیں چلنے والوں سے اور فرشتے اور وہ نہیں تکبر کرتے

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ السجدۃ ۳

ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اوپر اپنے سے اور کرتے ہیں جو کچھ حکم کئے جاتے ہیں

وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

اور کہا اللہ نے مت پکڑو دو معبود سوائے اس کے نہیں کہ وہ معبود اکیلا ہے

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

پس مجھ ہی سے ڈرو اور واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے

وہ سب خواہ چوپائے ہوں یا ملائکہ ہوں اللہ کے سامنے سجدہ ریز رہتے ہیں اور ان میں کوئی بڑائی نہیں مارتا ہے۔ (۵۰) وہ سب اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور کو خود ماتحت و مطیع سمجھتے ہیں اور جو حکم دیا جاتا ہے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ (۵۱) اور اللہ نے کہا ہے کہ تم لوگ دو ہستیوں کو معبود نہ بناؤ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کہ وہی تنہا معبود ہے اور تم میرے لئے ترک لذات اختیار کرو۔ (۵۲) اور جو کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے

(۵۔ج) رسولؐ کی قوم کے علما نے یہود و نصاریٰ کو اہل الذکر مشہور کیا ہے۔ اہل الذکر علیہم السلام کے متعلق قرآن کے آیات و بیانات و لوازمات و واجبات پڑھ لینے کے بعد اب یہ دیکھیں کہ ہمارے علمانے کیا لکھا ہے؟ سنیئے اور فیصلہ کیجیئے اور آل رسولؐ سے دشمنی کا انداز لگائیے "یعنی علمائے اہل کتاب اور وہ دوسرے لوگ جو چاہے سکہ بند علما نہ ہوں مگر بہر حال کتب آسمانی کی تعلیمات سے واقف اور انبیاؑ سابقین کی سرگزشت سے آگاہ ہوں" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۴۳)

(۵۔د) علامہ کی دیانت اور ان کی بد قسمتی: علامہ نے جس بنیاد پر یہود و نصاریٰ کو اپنا راہنما بنایا ہے وہ بنیاد ہم ذرا دیر بعد دکھاتے ہیں پہلے آپ ان کی دیانت ملاحظہ فرمالیں۔

اہل ذکر والی آیت (۴۳ / ۱۶) قرآن میں دوبارہ سورۂ انبیا میں بھی آئی ہے (۷ / ۲۱) لہٰذا آپ علامہ کا ترجمہ دیکھیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ اہل الذکر کے ترجمے میں علامہ تحریف کرتے ہیں۔

علامہ کا دوغلا ترجمہ: (۱) فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ ﴿۴۳﴾ النحل "اہل ذکر سے پوچھ لو" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۴۳)

(۲) فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ ﴿۷﴾ الانبیاء "اہل کتاب سے پوچھ لو" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۹)

یہاں علامہ نے اپنے پہلے ترجمہ کے اور قرآن و توریت و انجیل کے خلاف ذکر کے معنی توریت و زبور و انجیل کئے۔ حالانکہ ان کی کتابوں کو اللہ نے "اَلذِّكْرِ" کبھی اور کہیں نہیں فرمایا ہے اور پھر یہاں بھی اہل الذکر کو اہل کتاب بناڈالنا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ وضاحتی حاشیہ لکھا کہ:

"۱۰ یعنی یہ یہودی جو آج اسلام کی دشمنی میں تمہارے ہم نوا ہیں اور تم کو (قوم رسولؐ کو۔احسن) مخالفت کے داؤ پیچ سکھایا کرتے ہیں۔ ان ہی سے پوچھ لو کہ موسیٰؑ اور دوسرے انبیاؑ بنی اسرائیل کون تھے، انسان ہی تھے یا کوئی اور مخلوق؟" (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۹۔۱۵۰)

بہر حال علامہ نے اپنے مریدوں کو محمدؐ و آل محمدؐ سے ہٹا کر یہودی علما کا شاگرد و محتاج بنا دیا۔ اور ساتھ ہی ان کی ہمہ گیر علمی قدرت کو نظر انداز کر کے سوالات کے دائرے کو سمیٹ کر اس نقطہ پر لے آئے کہ "یہ پوچھ لو کہ تمام رسولؐ انسان تھے یا نہیں؟" حالانکہ یہ ایسا سوال ہے کہ اسے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مسلم و غیر مسلم، کافر و مومن سب جانتے ہیں کہ سلسلہ نبوت لے کر آنے والے تمام رسولؐ انسان اور مرد تھے۔ علامہ نے یہ مطلب ان دونوں آیات (۴۳ / ۱۶ اور ۷ / ۲۱) سے لیا ہے۔ یعنی علامہ نے اہل ذکر سے سوال کو ان دونوں آیات کے الفاظ کی حدود میں مقید کر دیا ہے۔ اور ہم نے ہر سوال مراد لیا ہے۔ اب علامہ کے اصول پر ان دو آیات پر دوبارہ نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا وہاں ان آیات میں صرف رسولوںؐ کے مرد یا انسان ہونے ہی کا تذکرہ ہے یا کچھ اور بھی ہے جس پر انسانوں کو سوال کرنے کی ضرورت پڑ جائے۔

اسی کی ملکیت ہے اور ساری کائنات میں
چلنے والا دین بھی اسی کا ہے کیا تم اللہ کے
علاوہ کسی اور کے لئے پرہیز گاری کرتے ہو
(۵۳) اور تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں
ہیں وہ سب اللہ کی دی ہوئی ہیں پھر جب
تم پر کوئی تکلیف دہ وقت آ پڑتا ہے تو تم
اسی سے فریاد کرتے ہو۔ (۵۴) پھر جب
وہ تکلیف ہٹا دی جاتی ہے تو تم میں سے
ایک فرقہ اپنے پروردگار کے ساتھ دوسری
ہستیوں کو بھی اس تکلیف کے ہٹانے میں
شریک سمجھ بیٹھتا ہے۔ (۵۵) تاکہ وہ
فرقہ جو مدد ہم نے کی ہے اس پر پردہ ڈال
دے بہر حال فی الحال خوب دنیاوی فائدے
اٹھائے جاؤ عنقریب تمہیں تمہارا انجام
معلوم ہو جائے گا۔ (۵۶) پھر وہی فرقہ
ایسے افراد کا حصہ ہمارے عطا کردہ رزق
میں سے نکالتا ہے۔ جن کے متعلق انہیں
کوئی علم حاصل نہیں خدا کی قسم تم سے باز
پرس کی جائے گی کہ تم نے ایسے بزرگ
افراد کیسے ایجاد کر لئے تھے؟۔ (۵۷) یہ
فرقہ خدا کو بیٹیوں والا کہتا ہے سبحان اللہ
کیا بات ہے خود ان کے لئے بیٹے اور جو
وہ چاہیں ؟ (۵۸) اور جب ان میں سے
کسی ایک کو کوئی زنانہ خوشخبری سنائی جاتی
ہے تو اس کے چہرے پر کالے سائے

وَ لَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَا بِكُمْ
اور واسطے اسی کے ہے عبادت لازم کیا پس غیر خدا کے سے ڈرتے ہو اور جو کچھ

مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ
تمہارے پاس ہے نعمت سے پس اللہ کی طرف سے ہے پھر جب لگتی ہے تم کو سختی

فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ
پس طرف اسی کے فریاد کرتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے سختی کو تم سے ناگہاں ایک فرقہ

مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا
تم میں سے ساتھ پروردگار اپنے کے شریک لاتا ہے تو کہ کفر کریں ساتھ اس چیز کے

بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ يَجْعَلُوْنَ
کہ دیا ہے ہم نے ان کو پس اٹھالو فائدہ پس البتہ شتاب جانو گے اور جو مقرر کرتے ہیں

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ
واسطے اس چیز کے کہ نہیں جانتے ایک حصہ اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے ان کو

تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ
قسم ہے اللہ کی البتہ سوال کئے جاؤ گے اس چیز سے کہ تھے تم باندھ لیتے اور

يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ
مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاکی ہے اس کو اور واسطے ان کے ہے جو

مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ
کچھ چاہتے ہیں اور جب خبر دیا جاتا ہے ایک ان کا ساتھ بیٹی کے ہو جاتا ہے

(۵ ۔ ہ) آیات (۴۳ / ۱۶ اور ۷ / ۲۱) میں محدود رہ کر انبیاؑ و رسلؑ کے متعلق کیا کچھ معلوم کرنا ہوگا ؟

قارئین آپ آیت (۴۳ / ۱۶) کو دوبارہ پڑھیں اور دیکھیں کہ اس آیت میں پہلے رسولوںؑ کے مرد ہونے کا تذکرہ ہے اور پھر رسولوںؑ کی بات اس آیت میں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اگلی آیت (۴۴ / ۱۶) میں یہ بتایا گیاہے کہ وہ رسولؑ صرف مرد ہی نہ تھے بلکہ ان کے ساتھ بیّنات اور زبوریں بھی بھیجی گئی تھیں۔ لہٰذا علامہ سے دریافت طلب ہے کہ صرف رسولوںؑ کے مرد ہونے پر سوال کہاں ختم ہوا؟ وہاں تو کم از کم یہ بھی معلوم کرنا پڑے گا۔ کہ ان مرد رسولوںؑ پر آنے والی تمام بیّنات اور تمام کتابوں کی تفصیل بھی بتاؤ اور جبکہ یہ معلوم ہو چکا کہ ہر نبی اور ہر رسولؑ پر کتابیں اور بیّنات نازل ہوئے (بقرہ ۲۱۳ / ۲ ،حدید ۲۵ / ۵۷ اور ۴۴ / ۱۶) اور انبیاؑ کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ تو ان یہودی لوگوں سے علامہ کو ان تمام کتابوں کے نام اور تعلیمات بھی تو دریافت کرنا ہوں گی۔ صرف مرد ہونے کی بات پوچھ کر کیوں چپ سادھ لیں گے ؟ اور ایسے اہل ذکر وہی ہوسکتے ہیں جو قرآن کے عالم یعنی تفصیلات کائنات کے عالم ہوں اور قرآن کے علم میں تمام

وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيۡمٌ ۚ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ

منہ اس کا سیاہ اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے چھپتا پھرتا ہے قوم سے یعنی لوگوں سے

مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى

برائی اس چیز کی سے کہ بشارت دیا گیا ہے ساتھ اس کے آیا نگاہ رکھے اس کو اوپر

هُوۡنٍ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّـرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ﴿۵۹﴾

ذلت کے یا گاڑے اس کو بیچ مٹی کے خبردار ہو براہے جو کچھ کہ حکم کرتے ہیں

لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوۡءِ ۚ وَ

واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے سنت بری ہے اور

چھا جاتے ہیں اوروہ غصہ پی جاتا ہے (۵۹) اور اس خوشخبری کی برائی کو قوم سے چھپاتا ہے کہ آیا اس برائی کی توہین برداشت کرلے یا اس زنانہ خوشخبری کی برائی پر مٹی ڈال دے خبردار ہوجاؤ کتنے برے احکام ہیں جو کہ وہ لوگ صادر کرتے ہیں (۶۰) بُری مثالیں تو ان ہی لوگوں کے لئے بھبتی ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور اللہ کے لئے تو ہر مثال بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہی ہوتی ہے اور

کتب ہائے خداوندی بھی موجود ہیں (فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾ البینۃ) پھر آپ آیت (۷ / ۲۱) کو دیکھیں وہاں بھی انبیاؑ و رسلؑ کا تذکرہ ختم نہیں ہوا بلکہ اگلی آیت میں بتایا گیا ہے کہ (علامہ سے سنیئے):

" ان رسولوںؑ کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہ دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں اور نہ وہ سدا جینے والے تھے۔ پھر دیکھ لو کہ آخر کار ہم نے ان کے ساتھ اپنے وعدے پورے کئے اور انہیں اور جس جس کو ہم نے چاہا بچالیا اور حد سے گزر جانے والوں کو ہلاک کر دیا۔ "

(تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۹)

قارئین غور فرمائیں کہ اہل ذکر خواہ یہودی یا عیسائی ہوں یا خود علامہ اور ان کے اپنے ایرا غیرا نتھو خیرا راہنما ہوں ان کو بتانا ہو گا کہ وہ رسولؑ مرد بھی تھے اور مرد تھے تو کھانا بھی ضروری تھا۔ مگر ان کے جسم اور اعضاء کیسے بنائے گئے تھے کہ انہیں آگے بھی نظر آتا تھا اور پیچھے بھی دیکھ سکتے تھے؟ ان کے جسم سے گھپ اندھیرے میں روشنی ہو جاتی تھی اور ان کی اہلیہ اپنی گری ہوئی سوئی ڈھونڈھ لیتی تھیں۔ وہ کیسے جسم تھے کہ جدھر سے گزر جاتے گلیاں معطر ہو جاتیں تھیں؟ پھر یہ بتانا ہو گا کہ اللہ نے ان ایک لاکھ چوبیس ہزار رسولؑ مردوں سے کیا کیا وعدے کئے تھے اور کب اور کہاں اور کیسے ان وعدوں کو پورا کیا تھا؟ اور انہیں کن مواقع پر خطرات سے بچایا تھا اور وہ خطرات کیا تھے؟ اور ان کے ساتھ کن لوگوں کو نجات دی تھی اور کن کن لوگوں کو ہلاک کیا تھا؟ علامہ صاحب کو بتاؤ کہ قبر میں جانا ہے قیامت نے آنا ہے۔ چند روز کی زندگی رہ گئی ہے اور تم تو دائم المریض بھی ہو توبہ کرلو اور اعلان کردو کہ آئندہ اہلبیتؑ سے دشمنی نہ کروں گا۔ شاید تم بخشے جا سکو۔ ورنہ تمہاری تفہیم کی یہ چھ جلدیں جہنم کے چھٹے زیریں طبقہ میں بلائیں گی اور وہاں جانا پڑے گا وقت ہاتھ سے نکل چکا ہو گا۔ اور تم بھی اپنے اوّلین لیڈروں کے ساتھ لائن میں لگے ہوگے اُسی کی طرح ہاتھ چبا چبا کر (فرقان ۳۰-۲۷ / ۲۵) ایک مجسم شیطان پر لعنت ملامت کر رہے ہوگے۔ اور چھٹکارا پھر بھی نہ ملے گا۔

(۶) جھوٹے پروپیگنڈے کا ایک فریب یعنی لڑکیوں کو زندہ درگور کردینے کی رسم عام تھی؟

جس طرح یہ ایک تاریخی فریب ہے کہ عرب جاہل، سادہ لوح، اور تہذیب وتمدن سے نا آشنا تھے۔ اسی طرح ان کے سینکڑوں فریبوں میں سے یہ بھی ایک فریب ہے کہ "لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اسے دفن کر دیا کرتے تھے" اس فریب کو پختہ کرنے کے لئے انہوں نے قرآن کریم سے بھی سہارا لیا ہے۔ اور جہاں انہیں قرآن میں ایسے الفاظ نظر آئے جہاں یہ مطلب چپکایا جا سکتا تھا۔ وہاں تھوڑی معنوی اور لفظی ردوبدل کر کے لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کے مطلب کو چسپاں کر دیا ہے۔ اور ہم ایسے تمام مقامات پر ان کے فریب کو کھولتے چلیں گے۔ چنانچہ آیات (۵۹-۵۸ / ۱۶) میں ایک لفظ انثیٰ یعنی مونث سے فائدہ اٹھایا گیا ہے اور ترجمہ میں اپنی طرف سے الفاظ اور مطالب بڑھا کر اپنا اُلو سیدھا کر لیا ہے۔ آپ نے ان آیات کا ترجمہ ہمارے قلم سے دیکھ لیا ہے۔ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس سے زیادہ ان آیات کے الفاظ سے اور کچھ برآمد نہیں ہو

سکتا۔ ان لوگوں نے اپنا مطلب کشید کرنے کے لئے لفظ "اُنثٰی" کے معنی "بیٹی" کر کے ایک غلط بنیاد رکھی ہے۔ آپ پہلے علامہ مودودی کا موسٹ ماڈرن ترجمہ دیکھ لیں پھر ہم ان کی اوورہال کریں گے ۔ ہم ان کا ترجمہ ایک آیت سے شروع کریں گے تاکہ وہ اس گرفت میں آجائیں جو اللہ نے یہاں غلط کار مترجمین کو گرفتار کرنے کے لئے پہلے سے آراستہ کر رکھی ہے ۔

(۶ ۔ الف) علامہ کا قومی ترجمہ آیات میں معنوی ولفظی ردوبدل کا نمونہ :

چونکہ علامہ کا ترجمہ بامحاورہ ہے اس لئے ہم آیات کے جملوں کی پابندی سے ان کا ترجمہ اور قرآن کے الفاظ لکھتے ہیں ۔

قرآن	ترجمہ
۱۔ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ ٱلْبَنَٰتِ	۱۔ یہ خداکے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں
۲۔ سُبْحَٰنَهُۥ	۲۔ سبحان اللہ
۳۔ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾	۳۔ اور اِن کے لئے وہ جو یہ خودچاہیں
۴۔ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم	۴۔ جب اِن میں سے کسی کو خوشخبری دی جاتی ہے
۵۔ بِٱلْأُنثَىٰ	۵۔ بیٹی کے پیدا ہونے کی
۶۔ ظَلَّ وَجْهُهُۥ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾	۶۔ تو اُس کے چہرے پر کلونس چھاجاتی ہے اوروہ بس خون کا ساگھونٹ پی کررہ جاتاہے
۷۔ يَتَوَٰرَىٰ مِنَ ٱلْقَوْمِ	۷۔لوگوں سے چھپتاپھرتاہے کہ
۸۔ مِن سُوٓءِ مَا بُشِّرَ بِهِۦٓ	۸۔ اس بُری خبر کے بعد کیاکسی کو منہ دکھائے
۹۔ أَيُمْسِكُهُۥ عَلَىٰ هُونٍ	۹۔ سوچتاہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کولئے رہے
۱۰۔ أَمْ يَدُسُّهُۥ فِى ٱلتُّرَابِ ﴿٥٩﴾ النحل	۱۰۔ یامٹی میں دبا دے ؟

(۶۔ب)علامہ کے ترجمہ پرناقدانہ نظر : قارئین پہلی نظر میں یہ دیکھ بھی لیں اور آپ جانتے بھی ہیں کہ بیٹے اور بیٹی کے لئے رسمی طور پر ابن اور بنت استعمال ہوتے ہیں ۔ یہ گفتگو حضرت نوح علیہ السلام کے سلسلے میں (ھود۴۵۔۴۲ / ۱۱) وضاحت سے ہو چکی (تشریح نمبر۹) ہے اور یہ ثابت ہو چکاہے کہ اللہ نے یہاں اہل عرب پر اعتراض کرتے ہوئے لفظ "بَنَاتٌ" بیٹیوں کے لئے استعمال کر لیاہے ۔ (۵۷ / ۱۶) اور یہی وہ لفظ ہے جو غلط ترجمہ پر گرفت کرتاہے ۔ لہٰذا آپ دیکھئے کہ ان آیات (۵۹۔۵۸ / ۱۶) میں نہ لفظ بَنَاتٌ ہے نہ بِنْتٌ و بِنْتَة ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ان دونوں آیات میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے ۔ جس کے معنی "بیٹی" کئے جائیں ۔ رہ گیا لفظ "اُنثٰی" اس کے معنی قرآن میں سات مقامات پر عورت ہیں (۹۷ / ۱۶ ، ۱۷۸ / ۲ ، ۱۹۵ / ۳ ، ۱۲۴ / ۴ ، ۴۰ / ۴۰ ، ۱۳ / ۴۹ ، ۳۹ / ۷۵) اور پانچ جگہ مادین یا مادہ کے لئے استعمال ہوئے ہیں (۸ / ۱۳ ، ۱۱ / ۳۵ ، ۴۷ / ۴۱ ، ۴۵ / ۵۳ ، ۳ / ۹۲) اور مونث کی جگہ استعمال ہوا (۲۱ / ۵۳ ، ۲۷ / ۵۳) اور ایک استعمال آپ کے سامنے ہے ۔ لہٰذا ہم ہرگز یہ اجازت نہ دیں گے کہ لفظ "اُنثٰی" کے معنی خواہ مخواہ بیٹی کئے جائیں ۔ اور ایک فریب کی تائید قرآن کے سرچپکائی جائے ۔

دوسری نظر اس چہرے پر ڈالیں جو خوشخبری سن کر مرجھا جائے اور اس قدر صدمہ پہنچے کہ چہرہ سیاہ ہوجائے ۔ یعنی سانّولے رنگ کے عرب کا ساراخون جوش غضب سے چہرہ سے گزر کر دماغ میں ہی دورہ شروع کر دے اور رنگ سیاہ ہو جائے ۔ بیٹی کی پیدائش، جب کہ وہ خود اپنے نطفے سے اور اپنی قابل اعتماد شریف بیوی سے پیدا ہو، اس قدر اشتعال انگیز نہ ہوئی ہے نہ ہوسکتی ہے ۔ ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ تمہاری حقیقی جوان بیٹی نے فلاں شخص سے ... یا تمہاری زوجہ محترمہ نے یہ کرتوت کی ہے۔ تو صدمہ ، غصہ اور اشتعال ضروری و قدرتی ہوتا اور ہوتاہے ۔ پھر اس قسم کی خبر کو ۔ خوشخبری ۔ کہنا بھی اسی صورت

میں ہو سکتا ہے جب کہ خبر دینے والا مذاق اڑانے اور توہین کرنے کے ارادے سے کہے ورنہ نہیں ۔ اور یہاں غصہ کا پی جانا (كَظِيمٌ) بھی مذکور ہے ۔ اور غصہ کو ایسی اشتعال انگیز اور طعن آمیز خوشخبری پر پی جانا اور قوم سے اس سخت تکلیف دہ صورت حال کو چھپانا ۔ اسی صورت میں موزوں ہو گا۔ جب کہ اس خبر کا دینے والا وہ شخص ہو جو پہلے اس کے ناموس پر ہاتھ ڈالنے کا چیلنج کر چکا ہو اور اب کامیاب ہونے کے بعد آ کر وہ کچھ سنائے جس کا امکان سامنے آ چکا ہے ۔ اور اس صورت میں اس کا طیش و اشتعال شرفا کے لئے قابل فہم و رحم ہے ۔ اگر یہ ہتک حرمت جبراً ہوئی ہوتی تو وہ عورت خود بھی شکایت لاتی ۔ اُس کا نہ آنا ، اور اِس کا طعنہ کشی کے لئے آنا دونوں کی رضامندی ثابت کرتا ہے ۔ اب وہ برسرپیکار ہو کر ایک فریق کو ، اگر وہ مسلح نہیں ، اگر وہ زبردست نہیں ، قتل کر سکتا ہے یا مار پٹائی ہو سکتی ہے ۔ مگر اپنی عورت کو اور اس کی رضامندی کو کیا کرے ؟ غصہ پی جانا ۔ چپ ہو جانا قوم میں تماشہ بنانے سے بہتر ہو گا ۔ مناسب اور بے خطر وقت آنے تک صبر کرنا۔ پھر کسی فریق کو یا دونوں کو مار ڈالنا ۔اس طرح کہ کانوں کان خبر نہ ہو ۔ یا پھر معاملہ پر مٹی ڈال دی جائے ۔ آئندہ دونوں کو جنسی رشتہ میں باندھ کر واقعہ کو دفن کر دیا جائے ۔ اس طرح دونوں فریق بھی تعاون کریں گے ۔ اور بات دب جائے گی۔ یا دبا دی جائے گی ۔ یا دفن کر دی جائے گی ۔ یوں آیات کے تمام الفاظ فطری ، جذباتی اور قدرتی صورت میں سامنے آ جائیں گے ۔ اور ایسے ہی حالات ہوتے ہیں جب یہ محاورہ بولا جاتا ہے کہ "فلاں بات نے مجھے زندہ درگور کر دیا" اور خاص طور پر یہ محاورہ وہ عورتیں کہتی ہوئی ملیں گی ۔ جن کے شوہروں کا سلوک ظالمانہ ہوتا ہے ۔ وہ کہا کرتی ہیں "مجھے میرے باپ نے زندہ درگور کر دیا " "مجھے جیتے جی دفن کر دیا " حالانکہ وہ زندہ ہوتی ہیں مگر قبر ایسی بے بس زندگی بسر کرتی ہیں ۔

(۶ ۔ ج) تیسری نظر مونث اور مذکر پر ڈالیں ۔ علما کی بدحواسی اسی قسم کی ہے جیسے ایک مجرم جرم کرتے وقت گھبراہٹ میں کئی غلطیاں کر جاتا ہے اور ایک ماہر تفتیش مفتش یہی دیکھتا ہے کہ فلاں قسم کے جرم میں مجرم فلاں فلاں غلطیاں کر جاتا ہے ۔ لہٰذا وہ ان غلطیوں کی تلاش کرتا ہے اور مجرم کو پکڑ لیتا ہے ۔یہاں ہمارے قارئین غور فرمائیں کہ وہ شخص جس پر یہ حادثہ گزرا ہے وہ تین کام ایسے کرتا ہے کہ جو علما کو مجرم ثابت کرتے ہیں ۔ سنیئے اور آیت کے الفاظ کو دیکھیۓ اور تصدیق یا تردید کیجیۓ ۔

(۱) وہ جس چیز کو مٹی میں دفن کرتا ہے یا کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ مونث نہیں بلکہ مذکر ہے (يَدُسُّهُۥ فِي ٱلتُّرَابِ دفن کرے اس مذکر کو مٹی میں) لہٰذا عورت یا بیٹی کو دفن کرنے کی بات نہیں ہے ۔

(۲) وہ جس چیز کو برداشت کرنے کا ارادہ کرتا ہے یا برداشت کرتا ہے وہ چیز بھی مونث نہیں بلکہ مذکر ہے (أَيُمۡسِكُهُۥ) کیا اس مذکر سے تمسک کرے یا اس مذکر کو (بقول علامہ) (لئے رہے) لہٰذا عورت یا بیٹی رکھنے نہ رکھنے یا مار ڈالنے اور دفن کرنے کا معاملہ ہے ہی نہیں ۔

(۳) جس معاملہ کی اسے خوشخبری یا بدخبری دی گئی ہے وہ بھی مونث نہیں مذکر ہے (بُشِّرَ بِهِۦٓ اسے مذکر کی خبر دی گئی ہے یا جو خبر ملی ہے وہ بھی مذکر ہے مونث نہیں)

(۴) چوتھی نظر اس بات پر ڈالئے کہ ان آیات میں کہیں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے ۔ جس کے معنی "پیدا ہونے کی" کئے جا سکیں ۔ لہٰذا یہ اپنی طرف سے قرآن میں الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے ۔

(۵) پانچویں نظر اس پر ڈالیں کہ اگر واقعی عربوں کے یہاں یہ رسم تھی تو وہاں عورت کا نام و نشان تک نہ ملنا چاہئے تھا ۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں وہاں ہر گھر میں کبوتروں کی کابک کی طرح عورتیں بھری رہتی تھیں ۔

(۶) چھٹی نظر میں یہ دیکھ لیں کہ عرب اتنے غیور تھے کہ خود اپنی بیٹیوں کی شادی کی دعوت دیتے تھے ۔ لالچ دیتے تھے۔ گھر سے رقم اور سونا چاندی دے کر لوگوں کے سر منڈھتے تھے اور اس سے بھی ظاہر ہے کہ عرب میں اتنی عورتیں تھیں کہ ٹکے سیر کوئی نہ پوچھتا تھا ۔ (زیادہ تفصیل اور حقیقی بحث و اسباب کے لئے کتاب " مواخذہ" دیکھیں ۔

(۷) آیت (۶۰ / ۱۶) وغیرہ میں قومی مومنین کے عقائد و اعمال کا ذکر ہوا ہے ۔ ہم ایک ایسے لیڈر کا تذکرہ سامنے لا چکے ہیں جو اسلامی تحریک کو مارشل ازم کی صورت میں نافذ کرنے اور پوری دنیا کو زیرنگین (DOMINATE) لانے کی اسکیم رسولؐ اللہ کے سامنے بہت سجا کر پیش کیا کرتا تھا (بقرہ ۲۰۶ تا ۲۰۴ / ۲) اور یہ یقین رکھتا تھا کہ اللہ بھی یہی

وہ تو ہر حالت میں غالب رہنے والا حکمت والا ہے ۔ (٦١) اگر اللہ کا یہ طریقہ ہوتا کہ غلط کاری پر لوگوں کو فوراً گرفت میں لے لیا کرتا تو اس دنیا میں کوئی جاندار باقی نہ رہتا۔ لیکن اس کا طریقہ تو یہ ہے کہ پورا پورا موقع دیا جائے ۔ لیکن جب وہ وقت آجائے کہ اب مزید مہلت کی ضرورت نہیں تو پھر نہ تو ایک گھڑی کی دیر ہی کر سکتے ہیں اور نہ مقررہ وقت سے پہلے ماخوذ ہوتے ہیں (٦٢) وہ لوگ تمام ناپسندیدہ چیزوں کو اللہ سے منسوب کرتے ہیں اور اپنی بکواس میں یہ جھوٹا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ ان کے لئے تمام اچھائیاں ملنا طے شدہ بات ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ ان کے لئے آگ طے شدہ بات ہے اور انہیں اس سے بھی زیادہ سزا دیا جانا طے ہے (٦٣) قسم بخدا کہ ہم نے تم سے پہلے بھی اُن اُمتوں کے پاس رسولؐ بھیجے تھے مگر شیطان نے اُمتوں کے دل میں ان کے اعمال کا برحق اور موزوں اور خوشنما ہونا یقین کی حدتک پہنچا دیا ہے چنانچہ آج کے دن بھی شیطان

ع ۱۳

لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٠﴾ ع وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ

واسطے اللہ کے ہے صفت بلند اور وہ ہے غالب حکمت والا اور اگر پکڑے اللہ

النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ

لوگوں کو ساتھ ظلم ان کے کے نہ چھوڑے اوپر روئے زمین کے کوئی چلنے والا

وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا

ولیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت مقرر تک پس جب آوے گا وقت ان کا نہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ

پیچھے رہیں گے ایک ساعت اور نہ پہلے چلیں گے اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے

مَا يَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ

جو کچھ کہ ناخوش رکھتے ہیں اور بیان کرتی ہیں زبانیں ان کی جھوٹ یہ کہ

لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ

واسطے ان کے ہے اچھی چیز نہیں شک یہ کہ واسطے ان کے ہے آگ اور یہ کہ وہ

مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ

آگے چلائے گئے ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر طرف اُمتوں کی

مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

پہلے تجھ سے پس زینت دی واسطے ان کے شیطان نے عملوں ان کے کو

کچھ چاہتا ہے ۔ وہ اس مارشل ازم کی حکومت قائم کرنے کی بحث میں رسولؐ اللہ کا مدمقابل حریف تھا۔ اور وہیں اللہ نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ یہ سب کچھ دنیاوی زندگی ہی میں یقین کی بنا پر کرتا تھا اور یہ کہ وہ ایک دن ایسی حکومت بنائے گا اور ساری زمین میں قتل و غارت لوٹ مار اور نسل کشی اور فساد پھیلا دے گا (۲۰۵ / ۲) اور یہ کہ وہ قومی عزت کی بنا پر اللہ و رسولؐ کی مخالفت کرکے جہنم میں جائے گا (۲۰٦ / ۲) لہٰذا اس شخص کی تیار کی ہوئی قوم بھی آخرت پر ایمان نہ رکھتی تھی باقی تمام اسلامی اسکیم کو اسی کی تعلیمات کے ماتحت مانتی تھی ۔ (٦٠ / ١٦) اور اپنی بری اسکیم میں باقی تمام اقوام کی مثالوں سے بڑھ گئی تھی ۔ پھر بتایا گیا کہ ابلیس ان کا راہنما اور ولی (حاکم) ہے۔ (٦٣ / ١٦) یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن نے کہا تھا کہ وہ مومن ہوتے ہوئے طاغوتی ادارہ کے اجتہادی احکام کو رسولؐ کے احکام پر ترجیح دیتے ہیں (نساء ٦٠ / ۴) اور اپنے ہر ہر معاملے میں رسولؐ کو آخری حاکم نہیں بناتے اور دلوں میں ان کے احکام کو اللہ کے احکام نہیں سمجھتے لہٰذا مومن ہوتے ہوئے بھی مومن نہیں ہیں (نساء ٦۵۔٦۴ / ۴) اور اپنے اجتہادی اعمال واحکام کو برسرحق سمجھنے والے مومن ہیں ۔ اور تمام ناپسندیدہ چیزوں کو ان احکام کا نتیجہ سمجھتے ہیں جن کو اجتہاد کے اصولوں سے ہٹ کر نافذ کیا جائے اور تمام اچھائیوں اور خوشحالیوں کو اجتہادی اصولوں پر عمل کا نتیجہ قرار دیتے ہیں (٦٣۔٦٢ / ١٦) اور یہی سبب ہے کہ وہ رسولؐ اور قرآن کے خالص احکام پر عمل کرنے کے بجائے طاغوت کو اپنا حاکم بنائے ہوئے ہیں (نساء ٦۵۔٦٠ / ۴) اور طاغوت بقول مودودی وہ ادارہ ہے جو خودساختہ احکام پر فیصلہ کرتا ہو۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ٣٦٧ حاشیہ نمبر ٩١)

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

پس وہی ہے دوست ان کا آج کے دن اور واسطے ان کے ہے عذاب درد دینے والا

وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

اور نہیں اتاری ہم نے اوپر تیرے کتاب مگر تو کہ بیان کرے تو واسطے ان کے

الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ

وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہیں بیچ اس کے اور ہدایت اور رحمت واسطے اس قوم کے

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ

کہ ایمان لاتے ہیں اوراللہ نے اتارا ہے آسمان سے پانی پس زندہ کیا ساتھ اس کے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

زمین کو پیچھے موت اس کی کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ

کہ سنتے ہیں اور تحقیق واسطے تمہارے بیچ چارپایوں کے البتہ عبرت ہے

ہی ان کا ہمدرد حاکم ہے اور ان سب کے لئے دردانگیز عذاب ہے (۶۴) ہم نے اے رسولؐ تم پر یہ کتاب نازل ہی نہیں کی ہے مگر صرف اس لئے کہ جن مسائل و احکام میں تمہاری قوم اختلاف کرتی ہے ان کی وضاحت و تفصیل بیان کر دو اور اس لئے کہ ایمان لانے والی قوم کے لئے ہدایت و رحمت ثابت ہو جائے (۶۵) اور اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور اس پانی سے زمین کو مر جانے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ بارش کے برسنے اور زمین کے مر کر دوبارہ پانی سے زندہ ہوجانے کی بات جو قوم غور سے سنے گی وہ ایک معجزہ نما قوم بن جائے گی۔اور یوں قرآن ہدایت و رحمت بن جائے گا۔ (۶۶) اور یقیناً تمہارے لئے مویشیوں میں اسباق اور عبرت موجود ہے

(۸)آیت (۶۵ / ۱۶) میں معجزات اور بارش کا تعلق اہل گوش و ہوش کے لئے :

اس آیت (۶۵ / ۱۶) میں بارش کے پانی سے مردہ زمین کو دوبارہ زندگی عطا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اور خاص بات یہ فرمائی ہے کہ ایسی قوم کے لئے اس عملدر آمد میں معجزات پوشیدہ ہیں جو اہل گوش و ہوش ہوں ۔ اب دیکھئے کہ اسلامی ریکارڈ جو قومی علما اور اہل قلم نے تیار کیا اس میں کہیں پتہ نہ ملے گا کہ کسی مسلمان نام کے قومی عالم نے بارش کے نظام کو سمجھ کر کوئی ایسی راہ نکالی ہو جو عامۃ الناس کی خدمت اور سہولت میں بطور معجزہ کام آئے نہ انہوں نے زمین کے زندہ اور مردہ ہونے کا راز معلوم کیا۔ وہ صرف توڑ پھوڑ قتل و غارت ولوٹ مار اور جبراً کلمہ پڑھوا کر مسلمان بنانے اور استنجا و وضو اور غسل کے مسائل کو بگاڑنے اور اپنے مخالفوں کی جڑیں نکالنے میں مصروف رہے اور اس سلسلے میں انہوں نے سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے یہاں تک کہ خانوادہ رسولؐ کو اپنا ہمنوا نہ دیکھ کر ان کو تباہ کرنے اور ان کا نام و نشان دنیا سے مٹانے میں بھی کوئی تکلف نہ کیا۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ جنہیں وہ کافر و بے دین کہتے تھے انہوں نے انسان کو بارشوں کے متعلق عملی تعلیم دی۔ بارش برسانے اور برسنے کے قوانین معلوم کئے ۔ انہوں نے بادلوں اور فضاؤں سے انسانوں کے لئے قوت فراہم کی پانی کی بہت سی قسمیں بنائیں اور معجزانہ انداز میں استعمال کیں سمندروں کے پانی کو پینے اور قوت حاصل کرنے کے قابل بنایا انہوں نے سال میں ایک دفعہ پیدا ہونے والی فصلوں کو کئی کئی بار پیدا کرنے اور عمدہ سے عمدہ اور زیادہ غلہ دینے کا معجزانہ حکم دیا۔ آج نئے نئے بیجوں اور مفید سے مفید پیداوار حاصل کرنے کے ادارے بر سر کار ہیں ۔ ریگستانوں کو باغات و سبزہ زار میں بدل کر دکھایا۔ کاش قومی مسلمانوں نے اللہ کو یہ کہنے پر مجبور نہ کیا ہوتا کہ :

” اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو تم اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اختیار کرلو اور رسولؐ کے مقابلہ پر ایک الگ ولایت کے قیام سے باز رہو یعنی تم یہ دونوں کام نہیں کرتے ہو باوجودیکہ اللہ و رسولؐ کی باتیں سنتے بھی رہتے ہو۔“

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَا تَوَلَّوۡاْ عَنۡهُ وَأَنتُمۡ تَسۡمَعُونَ ﴿۲۰﴾ الانفال

یعنی یہ لوگ وہ قوم نہ تھے جس کا ذکر آیت (۶۵ / ۱۶) میں ہوا اس لئے کہ یہ مومنین

نُّسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّ

پلاتے ہیں ہم تم کو اس چیز سے جو بیچ پیٹوں ان کے کے ہے درمیان سے گوبر اور

دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيۡنَ ۝٦٦ وَ مِنۡ ثَمَرٰتِ

لہو کے دودھ خالص آسانی سے حلق میں گزرنے والا پینے والوں کے اور میوے

النَّخِيۡلِ وَ الۡاَعۡنَابِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡهُ سَكَرًا وَّ

کھجوروں کے اور انگوروں کے سے لیتے ہو تم اس سے مست کرنے والی چیزیں اور

رِزۡقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۝٦٧ وَ

رزق اچھا تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور

اَوۡحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِىۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا وَّ

وحی بھیجی پروردگار تیرے نے طرف مکھی شہد کی یہ کہ پکڑے پہاڑوں سے گھر اور

مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعۡرِشُوۡنَ ۝٦٨ ثُمَّ كُلِىۡ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُكِىۡ

درختوں سے اور اس چیز سے کہ بلند کرتے ہیں پھر کھا سب میووں سے پس چل

سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ

راہوں پروردگار اپنے کی میں مسخر کی ہوئی نکلتی ہیں پیٹوں ان کے سے پینے کی

مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ

چیزیں کہ مختلف ہیں رنگ اس کے بیچ اس کے شفا ہے واسطے لوگوں کے تحقیق

ان کے پیٹ میں گوبر بھی ہے خون بھی مگر ہم ان کے درمیان سے تمہیں خالص دودھ پینے کو دیتے ہیں جو پینے والوں کے لئے لطف انگیز و خوشگوار ہوتا ہے۔ (٦٧) اور اسی طرح پھلوں سے اور کھجوروں اور انگوروں کا عرق فراہم کرتے ہیں جس سے تم نشہ آور اور بدمست کرنے والی چیزیں بھی بنا لیتے ہو اور اچھے رزق بھی تیار کرتے ہو۔ پھلوں اور ان کے رَس میں ان لوگوں کے لئے معجزات کی تعلیم ہے جو عقل سے مسلسل و مربوط کام لینے والی قوم ہوں (٦٨) اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو یہ وحی بھیجی تھی کہ تو پہاڑوں میں، درختوں پر اور ان بیلوں پر جنہیں یہ لوگ ٹٹیوں پر چڑھاتے ہیں اپنے گھر یا چھتے تیار کرتی رہنا۔ (٦٩) پھر ہر قسم کے پھل کھانے اور اپنے گھروں میں آنے جانے کے لئے اللہ کے سکھائے ہوئے راستوں پر چل کر اپنی نسل کی تخلیق جاری رکھنا اس مکھی کے پیٹ سے ایسا شربت نکلتا ہے جس میں انسانوں کے لئے جسمانی امراض اور بیماریوں کا علاج اور شفا ہے یقیناً اس نظام میں

سننے والے بہرے تھے۔ اس لئے انہوں نے سب کچھ سنا مگر اپنی ولایت وحکومت قائم کرنے کے جوڑ توڑ میں لگے رہے اور جب حکومت بن گئی تو اس کو برقرار رکھنے میں سارا زور لگائے رکھا۔ یہاں تک کہ ان کے خلاف اللہ نے اقوام عالم کو کھڑا کیا اور آخر انہیں ان قوموں نے مسخر ومطیع بنا کر بھکاری بنا لیا۔

(۸۔ الف) آیات (٦٧-٦٦ / ١٦) میں قومی مومنین کے خلاف اہل عقل اقوام نے معجزات حاصل کئے۔

بارشوں اور زمینوں سے معجزات کے ساتھ ہی پھلوں کی ساخت اور ان کے عرق اور دودھ کی ساخت اور استعمال میں معجزات کی تعلیم پر متوجہ کیا گیا ہے۔ اور حسب سابق یہاں بھی قومی اور سرکاری مومنین دوسروں کے خوشہ چین اور شراب وکباب اور عیاشی میں مصروف رہے نوع انسان کی تخریب کے علاوہ کوئی خدمت انجام نہ دی لیکن ان کے نام نہاد کافروں نے دودھ کے متعلق ہزاروں معجزات نوع انسان کے لئے سہل کر دیئے۔ دودھ کی عمر گرمی میں چھ گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ لیکن آج دودھ کی عمر کو ہزاروں گنا بڑھا کر اس پر پوری قدرت وقابو عطا کر دیا اس سے سینکڑوں مفید چیزیں بنا بنا کر گھر گھر پہنچا دیں ایک ڈیڑھ (۱،۵) من دودھ دینے والی گائیں تیار کیں دودھ، دہی پنیر مکھن اور گھی کی افراط کر دی۔ ہر پھل ہر موسم میں لازوال بنا کر موجود رہنے پر تیار کر دیا گیا ہزاروں مفید چیزیں تیار کیں۔ سینکڑوں تجربات کئے اور آج عرب کے جس ہوٹل میں جاؤ وہاں آپ کو نوے فیصد لوگ ڈبوں میں بند (TIN STUFF) غذائیں، پورک تک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ اللّٰهُ

بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور اللہ نے

خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ۬ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ

پیدا کیا تم کو پھر قبض کرے گا تم کو اور بعض تم میں سے وہ شخص ہے کے پھیرا جاتا ہے

اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

طرف ناکارہ عمر کی تو کہ نہ جانے پیچھے جاننے کے کچھ تحقیق اللہ جاننے والا ہے

قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ؑ وَ اللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا

قدرت والا اور اللہ نے بزرگی دی بعضے تمہارے کو اوپر بعض کے بیچ رزق کے پس نہیں

غور وفکر وتدبر کرنے والی قوم کے لئے معجزات ہی معجزات موجود ہیں (۷۰) اللہ نے تمہیں پیدا کیا تھا پھر وہی تمہیں وفات دے گا اور تم ہی میں وہ لوگ بھی ہیں جنہیں لمبی اور ناکارہ کرنے والی عمر دیتا ہے تاکہ ان پر وہ وقت آجائے کہ وہ جو کچھ علم رکھتے تھے اب اسے نہیں جانتے۔یقیناً اللہ ہر صورت حال کا عالم اور اس پر قدرت رکھتا ہے۔ (۷۱) اور اللہ نے تم میں سے بعض لوگوں کو دوسرے بعض لوگوں سے زیادہ فاضل رزق بٹورنے کا موقع دے رکھا ہے چنانچہ

کھاتے ہوئے ملیں گے ۔ وہ ہیم کے بڑے خریدار اور شوقین ہیں ۔ پھلوں کے اچار چٹنیاں اور مربے بارہ مہینے محفوظ حالت میں ہر جگہ دستیاب ہیں ۔ مگر ہمارے علامہ اور مولانا حضرات آج تک بھی استنجے کے لئے کوئی نفیس چیز ایجاد نہ کرسکے ۔ ٹوٹے ہوئے مسجد کے لوٹوں کا اسٹاک ہر مسجد میں ملے گا ۔ اور لوگ ان ٹھیکروں سے رگڑتے اور قینچیاں لگاتے ملیں گے ۔

(۸۔ب) آیات (۶۹۔۶۸ / ۱۶) میں وحی، شہد کی ہر مکھی اور پھلوں کے استعمال میں بھی اہل فکر کے لئے معجزات ہیں۔

ان آیات کو بھی مجتہدین نے کوئی مقام نہیں دیا اور کبھی نہ سوچا کہ انہیں بھی کبھی اس قوم میں شمار ہوجانا چاہئے جو اللہ کے بتائے ہوئے نظام پر غور وفکر کریں ۔ انہوں نے شہد خوب کھایا ۔ اپنے درباروں میں رکھے ہوئے غیر مسلم حکیموں سے کشتے اور دوائیں بھی حاصل کیں اور عیاشی میں پوری پوری مدد لی ۔ لیکن کبھی اتنی توفیق حاصل نہ کی کہ نوع انسان کے لئے نہ سہی خود اپنے لئے کوئی قانون قدرت معلوم کرکے نفع اندوز ہوتے ۔ لیکن جن لوگوں نے انہیں گھانس نہ ڈالی ۔ جنہوں نے ان کے ایمانیات و عبادات کو بکواس سمجھا انہوں نے واقعی اللہ کی اس وحی سے استفادہ کیا جو پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے ۔ اور ہر اس فرد کا انتظار کرتی ہے جو رازہائے کائنات جاننے کے لئے سرکار دو عالمؐ کے نظام ولایتؑ سے ہدایات لینا چاہتا ہو ۔ اور یہی سبب ہوا کہ نظام ولایتؑ نے صدیوں انتظار کیا اور ظلم وستم برداشت کئے تاکہ شاید مسلمانوں میں حق کی طرف پلٹنے والے پیدا ہوجائیں ۔ آخر تنگ آکر تیرہ معصومینؑ کی شہادت کے بعد اس خبیث گروہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اور پھر پورا نظام ان لوگوں سے وابستہ کر دیا جو نوع انسان کی مشکلکشائی چاہتے تھے ۔ آج دیکھ لو کون اہل فکر وعمل ہیں ؟

(۹) آیت (۷۱ / ۱۶) میں مساوات کے مخالفوں کو تنبیہہ کی گئی ہے ؟؟ سرمایہ داری اور غربت کی لعنت آج تو کھل کر ساری دنیا کی سمجھ میں آچکی ہے اور تمام اقوام اور مذاہب عالم کے لوگ اپنی اپنی بساط کے مطابق دنیا سے غربت اور سرمایہ داری و سرمایہ داروں کو مٹانے کے لئے برسرپیکار ہیں۔ ادھر سرمایہ دار بھی اپنی اپنی قوت و وسائل کے ساتھ ہر اس آواز کو دبانے اور ہر اس شخص کا گلا گھونٹنے میں مصروف رہتے چلے آرہے ہیں۔ جو سرمایہ داری اور اجارہ داری کے خلاف آواز بلند کرتا ہوا ملے۔ یہ کمیونزم یہ سوشلزم کی یلغار سرمایہ داروں ہی کے خلاف کی جارہی ہے یہ وہ نظام ہیں جن سے سرمایہ دار حکومتیں لرزہ براندام رہتی ہیں۔ یہ وہ آہنی دست وبازو ہے جو سرمایہ داری کے طرف داروں کی طرف بڑھتا اور صفایا کرتا جارہا ہے یہ افغانستان میں خونی انقلاب ایک بڑھتا ہوا قدم ہے سرمایہ داروں نے اپنے گلے میں مذہبی لیبل لٹکایا ہوا ہے اس لئے یہ دونوں نظام مذہب کی کمین گاہ کو مسمار کرکے ان سرمایہ داروں کو باہر نکالنا چاہتے ہیں اگر عربوں کے رؤسا اور سرداروں نے اسلام کو سرمایہ داری کے تحفظ کا آلہ کار نہ بنایا ہوتا اگر اسلام کی حقیقی تعلیم کو آگے بڑھنے دیا ہوتا تو یہ دونوں نظام ہرگز جنم نہ لیتے۔ اگر رسولؐ کی قوم کے لوگوں نے محمدؐ و آل محمدؐ صلواۃ اللہ علیہم کے نقش

قدم پر چلنا منظور کرلیا ہوتا تو مسلمانوں کے راہنما، لیڈر، سربراہان اُمت، فرمانروایان مملکت، حاکم، سلطان، خلفاء، علما وغیرہ محمدؐ و علیؑ اور آل علیؑ کی طرح غریب اور غرباپرور ہوتے، پھٹے پرانے لباس پہنتے کسی کو بھوکا نہ سونے دیتے اپنے اور اپنے بچوں کے سامنے سے خوراک اور روٹیاں اٹھاکر دوسروں کو کھلا دیا کرتے (سورۂ دہر ۹تا۶ / ۷۶) تخت وتاج و مرصع لباس سے متنفر رہتے نہ کوئی ان میں غنی ہوتا نہ لکھ پتی رہتا نہ محل تعمیر ہوتے نہ غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ عیاشی کرتے ساری مخلوق میں سب سے غریب آدمی والے لباس اور خوراک پر قناعت کرتے اور باقی سب کچھ فاضل مال و دولت غربا کے مصرف میں دیتے رہتے تو کمیونزم یا سوشلزم کیوں آتا؟ یہ مساوات محمدیؐ اور اسلامی نظام کے نعروں سے پبلک کا استحصال کیسے کیا جاتا؟ جب دنیا میں ہر انسان کو اس کی ضرورت کی ہر چیز ملتے رہنے کا فول پروف (FOOLPROOF) انتظام (اعراف ۳۱ / ۷) ہوتا اور جو حقیقی مومن ہوتے ان کے پاس کوئی چیز فاضل نہ ہوتی (بقرہ۲۱۹ / ۲) یعنی علامہ مودودی بھی متفق ہیں اور لکھا ہے کہ: "پوچھتے ہیں۔ ہم راہ خدا میں کیا خرچ کریں؟ کہو۔ جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ (یعنی فاضل۔احسنؔ) ہو" (تفہیم القرآن بجلد اوّل صفحہ ۱۶۷آیت ۲۱۹ / ۲)

یہ صورت حال سامنے رکھ کر اب مندرجہ عنوان آیت میں ہمارا ترجمہ دیکھئے اور بتائیے کہ ہم نے سمجھنے میں یہی غلطی کی ہے نا؟ کہ قرآن کے اصول کو نظر کے سامنے رکھا ہے اور لفظ فَضَّلَ اور فَضِّلُوْا کے معنی فاضل رزق کئے ہیں رہ گیا لفظ "بٹورنا" یہ البتہ اس آیت میں نہیں ہے لیکن قرآنی اور عقلی اصول میں یہ بڑے موٹے حروف میں لکھا ہوا ہے اس کو ثابت کرنے اور قرآن کی آیات کی عبارت اور ترجمے لکھنے سے طول ہوگا۔ ہم ایک نہایت آسان طریقہ اختیار کرتے ہیں

(۹۔ الف) رزق کی کمی اور فراوانی کے اسباب اور پوزیشن: علامہ کی وہ فہرست دیکھیں جو انہوں نے ہر جلد کے آخر میں لکھی ہے وہاں آپ کو یہ عنوان ملتے ہیں۔

(۱) رزقِ دنیا مومن و کافر سب کو دیا جائے گا۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۱۲ اور فہرست کا صفحہ ۶۳۶) (آیت بقرہ ۱۲۶ / ۲)

(۲) رزق دنیا کی فراوانی حق امامت کی بنیاد نہیں۔ (ایضاً ۱۱۲ فہرست کا صفحہ ۶۳۶) (ایضاً) اصل عبارت یہ ہے کہ " اگر کسی کو رزق دنیا فراوانی کے ساتھ مل رہا ہو تو وہ اس غلط فہمی میں نہ پڑے کہ اللہ اس سے راضی بھی ہے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۱۲)

(۳) دنیا کا رزق تقویٰ کے لحاظ سے نہیں دیا جاتا۔ (صفحہ ۱۶۲ اور فہرست کا صفحہ جلد اوّل صفحہ ۶۳۶) (بقرہ ۲۱۲ / ۲)

(۴) دنیا کے رزق کی کثرت و قلت آخرت کی کامیابی وناکامی کا مدار نہیں۔ (صفحہ ۱۶۲ اور فہرست کا صفحہ جلد اوّل صفحہ ۶۳۶) (بقرہ۲۱۲/۲)

(۵) رزق کی کمی بیشی اخلاق کے حسن وقبح پر مبنی نہیں ہوتی۔ (تفہیم القرآن جلد۲صفحہ ۴۵۷۔۴۸۵) (فہرست کا صفحہ ۶۸۰) (رعد۲۶/۱۳)

(۶) اس غلط فہمی میں جہلا اور عوام ہی نہیں علما تک مبتلا ہیں حالانکہ عربی زبان میں رزق محض خوراک کے معنی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ عطا اور بخشش اور نصیب کے معنی میں عام ہے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی دنیا میں انسان کو دیا ہے وہ سب اس کا رزق ہے حتّٰی کہ اولاد تک رزق ہے۔" (تفہیم القرآن جلد۲صفحہ ۲۹۳) (۷) تیسرے یہ کہ یہ سب کچھ دراصل امتحان کا سامان ہے پوری زندگی ایک امتحان گاہ ہے اور جس کو جو کچھ بھی خدا نے دیا ہے اسی میں اس کا امتحان ہے کہ اس نے کس طرح خدا کی امانت میں تصرف کیا؟ کہاں تک امانت کی ذمہ داری کو سمجھا اور اس کا حق ادا کیا" (تفہیم القرآن)۔ (۸) ان تین دفعات کا منشا یہ ہے کہ آدمی اپنی کمائی اور اپنی دولت کو صرف اپنے لئے ہی مخصوص نہ رکھے بلکہ اپنی ضروریات اعتدال کے ساتھ پوری کرنے کے بعد اپنے رشتہ داروں، اپنے ہمسائیوں اور دوسرے حاجتمند لوگوں کے حقوق بھی ادا کرے اجتماعی زندگی میں تعاون، ہمدردی اور حق شناسی و حق رسانی کی روح جاری و ساری ہو ہر رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کا معاون، اور ہر مستطیع انسان اپنے پاس کے محتاج انسان کا مددگار ہو۔۔۔ معاشرے میں حق کا تصور اتنا وسیع ہو کہ ہر شخص ان سب انسانوں کے حقوق اپنی ذات پر اور اپنے مال پر محسوس کرے جن کے درمیان وہ رہتا ہو ان کی خدمت کرے تو یہ سمجھتے ہوئے کرے کہ ان کا حق ادا کر رہا ہے نہ یہ کہ احسان کا بوجھ ان پر لاد رہا ہے" (تفہیم القرآن جلد ۲صفحہ ۶۱۰۔ ۶۱۱)

(۹۔ب) علامہ ان مومنانہ بیانات کے نتائج سامنے رکھیں اور پھر ہمارا قرآنی مسلک دیکھیں۔

(۱) رزق کی فراوانی مومن و کافر، نیک و بد چور و ڈاکو، تاجر و مزدور، جاہل اور مکار وغیرہ ہر شخص کو حاصل ہوسکتی ہے۔

الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا

وہ لوگ کہ بزرگی دئے گئے ہیں پھیر دینے والے رزق اپنے کو اوپر اس کے جو

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ

مالک ہوئے تھے داہنے ہاتھ اس کے پس وہ بیچ اس کے برابر ہوں کیا پس ساتھ نعمت

اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اللہ کے انکار کرتے ہیں اور اللہ نے پیدا کیں واسطے تمہارے جنس تمہاری سے جوروئیں

وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ

اور پیدا کئے واسطے تمہارے بیبیوں تمہاری سے بیٹے اور پوتے اور رزق دیا تم کو

الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

پاکیزہ چیزوں سے کیا پس ساتھ باطل کے ایمان لاتے ہیں اور ساتھ نعمت اللہ کے وہ

جو لوگ فاضل رزق بٹورے بیٹھے ہیں وہ اپنے دونوں دہنے ہاتھوں کے معاہدے والے لوگوں کو فاضل بٹورے ہوئے اپنے سامان میں سے کچھ بھی واپس کرنے والے نہیں تاکہ کہیں وہ لوگ اُن کے مساوی نہ ہوجائیں کیا وہ لوگ اللہ کی نعمت پر ناشکری کے لئے آمادہ ہیں (۷۲) اور اللہ ہی نے تمہارے نفوس میں سے تمہاری ازواج بنائی ہیں اور تمہاری ازواج سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے سامان حیات فراہم کیا کیا تم پھر بھی باطل چیزوں پر ایمان لاتے رہو گے ؟ اور اللہ کی نعمتوں پر

---

(۲) رزق کا فاضل ہونا خداکی خوشنودی کی دلیل نہیں ہے ۔ (۳) رزق اس تمام سامان کو کہتے ہیں جو انسان کی زندگی وترقی وغیرہ میں درکارہوتاہے ۔ (۴) رزق کی فراوانی کے ساتھ ساتھ اللہ نے فاضل رزق رکھنے والوں پر ذمہ داریاں اور امتحان وآزمائشیں بھی زیادہ رکھی ہیں لہٰذا (۵) زیادہ رزق جن کے پاس ہو انہیں اعتدال کے مطابق رکھ کر باقی سب ضرورت مندوں پر صرف کرنا واجب ہے ورنہ (۶) صرف اپنی ذات تک فاضل دولت محدودرکھنے والا یقیناً غلط ارادے سے مال بٹورنے اورجمع رکھنے اورحاجتمندوں کو محروم رکھنے کا مجرم ہے ہمارے اخذ کردہ ان نتائج کے ساتھ اللہ کا یہ حکم سنیئے :

(۹ ۔ ج) اللہ نے فاضل رزق رکھنے والوں پر واجب کیاہے کہ وہ تمام فاضل سامان کو اللہ کی راہ میں دے دیں ۔

”وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا اور کتنا خرچ کیاکریں؟ کہہ دوجو اور جتنافاضل ہوا کرے وہ سب خرچ کردیاکرو “

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ ﴿۲۱۹﴾ البقرۃ

علامہ اس ترجمہ سے متفق ہیں (تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ ۱۶۷) اب ہم اتنا اور کہیں گے کہ ہروہ سامان فاضل ہے جو کل کے لئے یا سال بھر کے لئے رکھا جائے اس کی تصدیق اس سامان سے کرلیں جو اللہ کے رسولؐ اور اس کے ولی علیؑ کے پاس رہتا ہو بہتر پیوندوں والی چادر اور ہزاروں دفعہ مرمت ہوتے رہنے والے جوتے کو نہ بھولیں مہینہ مہینہ گھر میں دھواں نہ نکلنا یاد رکھیں کرتہ اٹھاکر پیٹ پر بندھاہوا پتھر بھی دیکھ لیں یہ ہے اس آیت کی معصوم تفسیر وتنفیذ کہ دو جوڑے کپڑے کے اور دو وقت کا آٹا بمشکل گھر میں ملا کرتا تھا ان سے زیادہ جس نے رکھا مندرجہ بالا آیت اور حکم خداوندی کے خلاف کیا اور ہر وہ شخص اس دائرے سے خارج ہو گیا۔ جو سال بھر تک مال واسباب جمع رکھے اور علامہ کے بیان نمبر ۸ کے اور آیت (۲۱۹ / ۲) کے خلاف عمل کرتا رہے وہ کافر تو نہ ہوا مسلمان تو رہا مگر ویسا ہی مسلمان جیسا کہ رسولؐ کی قوم نے پسند کیا تھا اور جس نے سرمایہ داری کو جاری کیا اور کمیونزم کو بلایا۔ لہٰذا وہ دشمنان اسلام میں سے ٹھہرا اور یہ وہی مسلمان ہوں گے جن کے جسم پر ان کے روپیوں کو گرم کر کے داغ دیئے جائیں گے (توبہ ۳۵۔۳۴ / ۹) اور اس کا ایک سبب پھر قرآن کے الفاظ میں سن کر اپنا اطمینان کر کے اپنا رویہ بدل لیجیئے ۔

(۹ ۔ د) ہر ضرورتمند وحاجتمند ونادار شخص کے حصے اور حق کا سامان سرمایہ داروں کے پاس امانت ہے ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیاہے کہ : ” ان کے اموال میں ہر سوال پر مجبور ہوجانے والے اور مال و اسباب سے محروم

پردے ڈالتے رہو گے ؟ (۷۳) اور اللہ کے علاوہ ایسے افراد کی عبادت و اطاعت کرتے رہو گے جنہیں آسمان اور زمین میں سے کسی قسم کا کچھ رزق انہیں دینے کی ملکیت یا مالکیت حاصل نہیں ہے اور نہ ہی وہ رزق پر کوئی قابو رکھتے ہیں ۔ (۷۴) چنانچہ اے لیڈران قریش تم لوگ اللہ کے لئے اپنی خود ساختہ مثالیں نہ دیا کرو۔ حقیقت تو یہی ہے کہ تم اللہ کے متعلق علم رکھتے ہی نہیں اور اللہ ہر علم رکھتا ہے ۔ (۷۵) اللہ ایک مثال دیتا ہے کہ ایک شخص تو وہ ہے جس کو کسی نے بردہ فروش سے خرید کر اپنا غلام بنا رکھا ہے

يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

کفر کرتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں

يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾

اختیار رکھتے واسطے ان کے رزق کا آسمانوں سے اور زمین سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

پس مت بیان کرو واسطے اللہ کے مثالیں تحقیق اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ

بیان کی اللہ نے مثال کی طرح ایک غلام پرائے بس میں نہیں قدرت پاتا

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ الذاریات

ہو جانے والے اشخاص کا حق دبا ہوا ہے ۔ اور یوں بھی اس زمین پر اہل یقین کے لئے بہت سے معجزات بھرے پڑے ہیں“

معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اللہ کے عطا کردہ قدرت و قوانین سے جس طرح ہو سکا مال بٹورا ہوا ہو یا اپنے زمانہ کے رائج الوقت قانون کے ماتحت بطور حق و محنت و قابلیت بٹور کر دولت کمائی ہو دونوں پر ان لوگوں کا حق قائم ہے۔ جنہیں رائج الوقت حالات نے نہ علم حاصل کرنے کا موقع دیا (جیسے آج غریبوں کے بچوں کو میڈیکل کالج یا اچھے درجوں میں داخلہ ملنا ممکن نہیں ہے) نہ وہ چارسو بیس کرنے کی عقل رکھتے تھے یا قرض و سود نے قلاش کر دیا تھا اب اللہ چاہتاہے کہ سرمایہ دار خود ہی ان کا حق تسلیم کریں اور اپنا تمام فاضل مال و اسباب ان کو دے دیں ورنہ مندرجہ بالا جرم عائد ہو گا اس کے لئے تیار رہیں اور یہاں جو معجزات کا تذکرہ ہوا ہے وہ ان قوانین کی بات ہے جن کو سمجھ لینے کے بعد دولت دوڑتی چلی آتی ہے اور اجارہ داری حاصل ہو جاتی ہے جیسے سونے چاندی وغیرہ کے زمینی خزانوں کا پتہ لگا کر ان پر سانپ بن کر بیٹھ جانا۔ اس لئے یہاں زمین کا ذکرہوا ہے ۔

(۹۔ہ) یتیم کے معنی کی وسعت یکہ و تنہا رہ جانے والوں کو اپنے بھائی سمجھو اور معاشرہ میں فٹ کر دو۔

اب یہ سنیئے کہ یتیم اور مسکین کی لفظیں سنتے ہی ایک ایسا بچہ سامنے آتاہے جس کا باپ اسے کمسنی میں چھوڑ کر مر گیا ہو یا جس کی ماں مرگئی ہو اسے مسکین کہتے ہیں ۔ اورجس کے ماں ہو نہ باپ ہو ایسے ننھے منے بچے کو نابالغی کے زمانہ تک یتیم و مسکین کہتے ہیں ۔ لیکن نہ یتیم کے حقیقی معنی پدر مردہ بچے کے ہیں اور نہ مسکین ہی کے وہ معنی ہیں جو مشہور کر دیئے گئے ہیں لہٰذا حقیقتاً یتیم ہر وہ چیز ہے جو اپنی بنیاد اور مادہ سے منقطع ہو جائے لہٰذا قرآن کی قدیم ترین لغت سے سنیئے:

كُلُّ مُنْفَرِدٍ يَتِيمٌ ، يُقَالُ دُرَّةٌ يَتِيمَةٌ تَنَبُّهاً عَلَى أَنَّهُ انْقَطَعَ مَادَّتُهَا الَّتِي خَرَجَتْ مِنْهَا وَقِيلَ بَيْتٌ يَتِيمٌ تَشْبِيهاً بِالدُّرَّةِ الْيَتِيمَةِ (مفردات راغب صفحہ ۵۷۲)

”ہر وہ چیز جو منفرد ہو یتیم ہوتی ہے جیسا کہ کہا جاتا دریتیم (یتیم موتی) یہ اس حقیقت سے خبردار کرنے کے لئے ہے کہ جس مادہ اور سامان سے وہ موتی بنا تھااس سے اس کا تعلق منقطع ہو گیاہے اور اسی طرح دریتیم ہی کی بنیاد پر ”ایک یتیم مکان“ بھی کہلاتا ہے ۔“

لہٰذا یہ سمجھ لیں کہ ماں یا باپ کے مرجانے پر کسی بچہ کو یتیم کہنا اسی بنا پر مشہور ہو گیا ہے حالانکہ اس بچے کا مادہ ابھی باقی ہے ماں باقی ہے چچا اور دادا اور بھائی بہن وغیرہ یعنی وہ ذخیرہ باقی ہے جس سے بچہ کا تعلق ہے اسی طرح لفظ ” مسکین“ کا مادہ ہے س۔ک۔ن ۔ اسی مادہ سے الفاظ ۱۔ ساکن ۔ سکون ۔ سکونت ۔۴۔ تسکین ۵۔ مسکین وغیرہ بنتے ہیں حقیقی معنی میں مسکین وہ ہے جس کو زمانہ کے حالات و حادثات نے روک کر کھڑا کر دیا ہو جس میں بامعنی حرکت کی گنجائش نہ رہی ہو چنانچہ

عَلٰی شَیۡءٍ وَّ مَنۡ رَّزَقۡنٰہُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنًا فَہُوَ

اوپر کسی چیز کے اور وہ شخص کہ دیا ہم نے اس کو اپنی طرف سے رزق اچھا پس وہ

یُنۡفِقُ مِنۡہُ سِرًّا وَّ جَہۡرًا ؕ ہَلۡ یَسۡتَوٗنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ

خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور ظاہر کیا برابر ہوتے ہیں سب تعریف

لِلّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا

واسطے اللہ کے ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے اور بیان کی اللہ نے مثال

اس غلام کو کسی بات یا عمل کرنے کا قطعاً اختیار نہیں ہوتا ہے ۔ دوسرا ایک اور خود مختار شخص ہے اور اسے ہم نے بہت اچھا اچھا سامان دے رکھا ہے اور وہ آزاد و خود مختار شخص ہمارے عطا کردہ سامان میں سے پوشیدہ طور پر بھی ضرورت مندوں کو دیتا ہے اور ہانک پکار کے بھی دیتا ہے۔ بتاؤ کیا وہ دونوں اشخاص مساوی ہو سکتے ہیں الحمدللہ کہ وہ مساوی نہیں ۔ مگر ان کی کثرت اس حقیقت سے لا علم ہے (۷۶) اور اللہ دو

یتیم کی جمع یتامٰی ہے اور مسکین کی جمع مساکین ہے ۔ اور ان دونوں کو قرآن کریم نے باقاعدہ بجٹ میں رکھا ہے (حشر ۸۔۷ / ۵۹) اور ان کے متعلق بجٹ کے علاوہ ہر مسلمان کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ : اور مودودی صاحب نے یہ سمجھا ہے :

وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡیَتٰمٰی ؕ قُلۡ اِصۡلَاحٌ لَّہُمۡ خَیۡرٌ ؕ وَ اِنۡ تُخَالِطُوۡہُمۡ فَاِخۡوَانُکُمۡ ﴿۲۲۰﴾ البقرۃ

" پوچھتے ہیں ۔ یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے ؟ کہو۔ جس طرز عمل سے ان کے لئے بھلائی ہو وہی اختیار کرنا بہتر ہے اگر تم اپنا اور ان کا خرچ اور رہنا سہنا مشترک رکھو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں آخر وہ تمہارے بھائی بند ہی تو ہیں" یتامٰی کو مسلمانوں کا بھائی کہنا کم سنی کی نفی کے لئے اور جوان ہونے کے لئے کافی ہے ۔ ورنہ اَوۡلَادُکُمۡ کہا جاتا۔ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸) قارئین پلٹ کر دیکھیں کہ اس آیت سے پہلی آیت (۲۱۹ / ۲) میں حکم عام یہ تھا کہ : " تمہارے پاس جو کچھ بھی فاضل (The Surplus) ہو وہ سب کچھ ضرورت مندوں پر صرف کر دو "(تشریح۹ / الف تاج) دونوں احکام کا منشا اور زیر نظر عنوان کا مقصد وہی ہے جو علامہ مودودی نے بھی تفصیل سے بیان کیا ہے (تشریح 9,8) خواہ تمام ضرور تمندوں کو اپنے کنبے میں برابر کے حقوق دیئے جائیں یا اپنے فاضل اموال و سامان کو انہیں سونپ کر مستغنی کر دیا جائے دونوں صورتوں میں ضرورت و احتیاج و غربت کا خاتمہ ہو جائے گا ۔

(۹ ۔ و) مساوات قائم کرنے پر آخری احکام جنگی قیدی بھی مسلمانوں کے مساوی رہیں گے ؟

جنگی قیدیوں کے متعلق ہم نے باقاعدہ گفتگو کی ہے (سورۂ انفال تشریح نمبر ۱۷) یہاں اتنا پھر نوٹ کرلیں کہ اسلامی جنگ یا جہاد وہی ہو گا جو معصوم قیادت میں واقع ہو اس لئے کہ نوع انسان پر فوج کشی کا فیصلہ اگر خطا کار لیڈروں کی بصیرت پر چھوڑ دیا جائے تو دنیا میں ظلم و ستم و قتل عام وفساد ولوٹ مار کا دور دورہ ہو جائے گا۔ جو اللہ کو منظور نہیں ہے(بقرہ ۲۰۴ تا ۲۰۶ / ۲) دوسری بات یہ کہ جنگ میں خواہ قیدی ملیں یا کوئی سامان ہاتھ آئے وہ اللہ و رسولؐ کی ملکیت ہوتا ہے اور ان کے حکم و ضرورت کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے ۔ (حشر ۶۔۷ / ۵۹) اس پر قیدی پکڑنے والے یا مال اٹھانے والا کوئی حق نہیں رکھتا وہ سب کچھ لا کر رسولؐ کو سپرد کرنا ہو گا ۔ تیسری بات یہ کہ ایسا مال یا قیدی اگر کسی شخص کی تحویل میں دیئے جائیں تو اس شخص اور رسولؐ اور قیدی کے مابین ایک معاہدہ قائم ہوتا ہے جس کی بنا پر اس قیدی پر اور جس شخص کو سپرد کیا جاتا ہے اس پر کچھ شرائط عائد ہوتی ہیں جن کا مقصد قیدی کو معاشرہ میں برابر کا مقام دینا ہوتا ہے اس لئے ان قیدیوں کو قرآن نے "مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَان "(جو دونوں دہنے ہاتھوں والے معاہدہ کی ملکیت لوگ ہیں فرمایا ہے پھر یاد کریں کہ یہ لوگ کسی اُمتی کی ملکیت نہیں ہوتے دہنے ہاتھوں سے کئے جانے والے معاہدہ کی ملکیت ہوتے ہیں اور انہیں وہ تمام حقوق حاصل رہتے ہیں جو تحویل میں رکھنے والے کے حقوق ہیں اور جیساکہ یتیموں کے معاملہ میں معلوم ہوا ساتھ رہنے کی صورت میں وہ بھی گھر کی ہر چیز کے برابر کے مالک ہیں جب مزید کوئی مفید معاہدہ کرکے الگ ہونا چاہیں تو ان کو گھر کے مال و دولت میں برابر کا شریک رکھا گیاہے ۔ اور یہ مذکورہ بالا آخری احکام یہی کچھ بتاتے ہیں ۔

اور ایسے اشخاص کی مثال دیتا ہے کہ ایک ان میں سے بے اختیار و مجبور غلام بھی ہے اور گونگا بھی ہے اس لئے نہ کوئی کام کرنے پر قدرت رکھتا ہے نہ کسی کی سنتا ہے نہ کچھ کہہ سکتا ہے اور اپنے مالک پر بیکار کا بوجھ بنا ہوا ہے۔وہ جدھر بھی متوجہ کرے اچھا نتیجہ نہیں نکالتا۔کیا یہ گونگا غلام اس شخص کے مساوی ہو سکتا ہے جو کہ عدالت کے ساتھ احکام نافذ کرتا ہے اور ساتھ ہی وہ صراط مستقیم پر بھی فائز ہے؟ (۷۷) آسمانوں اور زمینوں کی تمام غائب چیزیں اور علم غیب بھی

رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

دو مردوں کی ایک ان دونوں کا گونگا ہے نہیں قدرت رکھتا اوپر کسی چیز کے

وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ

اور وہ بوجھ ہے اوپر مالک اپنے کے جدھر بھیجے اس کو نہیں لاتا بھلائی کیا

يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَ مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَ هُوَ عَلٰى صِرَاطٍ

برابر ہوتا ہے وہ اور جو شخص کہ حکم کرتا ہے ساتھ انصاف کے اور وہ اوپر راہ

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

سیدھی کے ہے اور واسطے اللہ کے علم غیب آسمانوں کا اور زمین کا

"مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُ میں سے جو لوگ جدا ہونے کا تحریری معاہدہ چاہیں ان سے لکھا پڑھی کرلو اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے لئے جدائی ہی میں بہتری ہے اور پھر ان کو اللہ کے اس مال میں سے ان کا حصہ دے دو جو اللہ نے تمہارے پاس رکھا ہوا ہے۔" مطلب یہ کہ جدائی کے بعد بھی ان کی پوزیشن کمزور نہ ہونے پائے یہی بات اس وقت کی جائے گی جب عام مسلمانوں کو اپنے عزیزوں کی میراث کا حصہ دیا جائے گا۔

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمٰنُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَءَاتُوهُم مِّن مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىٓ ءَاتَـٰكُمْ ۚ ﴿۳۳﴾ النور

(۹۔ز) میراث میں جنگی قیدیوں کا حصہ واجب کیا گیا تھا۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَٰلِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَٰلِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَٰنُكُمْ فَـَٔاتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ......الخ(۴/۳۳) النساء

چنانچہ فرمایا گیا کہ: "اور ہم نے ہر اس میراث کے حق دار اور حقوق مقرر کر دیئے ہیں جو کہ کسی کے والدین یا قریبی رشتہ دار چھوڑ کر مر جائیں اب رہے وہ لوگ جن سے تمہارے دہنے ہاتھوں کا معاہدہ ہے تو تم ان کا حصہ انہیں دے دو اور یاد رکھو کہ اللہ ہر چیز پر نگرانی کر رہا ہے" (۳۳ / ۴) اب یہ دیکھنا باقی رہ گیا کہ اس آیت میں اور سابقہ آیت (۳۳ / ۲۴) میں مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُ کا حصہ اور مقام کیا ہے؟ اس کا جواب اس آیت (۷۱ / ۱۶) میں دیا گیا ہے جس کی تشریح کے لئے یہ سب کچھ لکھا گیا ہے وہاں ہمارا ترجمہ دیکھیں اور اب یقین فرمالیں کہ جن لوگوں کے پاس اللہ کا دیا ہوا فاضل مال و دولت ہے ان پر واجب ہے کہ وہ اس فاضل مال کو مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُ کو اس طرح بانٹ دیں کہ نتیجے میں دونوں کی مالی حیثیت برابر ہو جائے اور اس کی تائید مزید اور ان ہی الفاظ میں پھر سن لیں اللہ مثال دے کر یاد دلاتا ہے کہ۔

(۹۔ح) مساوات قرآنی پر تائید مزید: آیت (نحل ۷۱ / ۱۶) میں جو کچھ کہا گیا تھا اس کی تائید اور تفسیر پھر سن لو

"اللہ تمہیں تمہارے اپنے ذاتی عملدرآمد سے ایک مثال دے کر اپنے احکام و آیات کی تفصیل و تشریح کرتا ہے تاکہ وہ قوم صحیح مقصد سمجھ لے جو عقل سے کام لیتی ہے مثال یہ ہے کہ کیا تم نے اپنی تحویل میں آنے والے مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُ کو ہمارے دیئے ہوئے مال میں اس طرح شریک کیا ہوا ہے کہ وہ اور تم دونوں مالی حیثیت میں مساوی ہو جاؤ؟ برابر رکھنا تو کہاں تم تو ان کے برابر ہو جانے سے اتنا ہی خوفزدہ ہو جتنا اپنے عزیز و اقربا کی ہمسری سے ڈرتے ہو.........." (۲۸ / ۳۰)

ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُم مِّن شُرَكَآءَ فِي مَا رَزَقْنَٰكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَآءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْأَيَٰتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾ الروم

وَ مَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور نہیں حال قیامت کا مگر مانند جھپکنے پلک کے یا وہ زیادہ نزدیک ہے تحقیق اللہ

عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۷۷﴾ وَ اللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ

اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور اللہ نے نکالا تم کو پیٹوں ماؤں تمہاری کے سے

لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـئًا ۙ وَّ جَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَةَ ۙ

نہیں جانتے تھے تم کچھ اور کیا واسطے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل

لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ مُسَخَّرٰتٍ

توکہ تم شکر کرو کیا نہیں دیکھا انہوں نے طرف پرند جانوروں کی کہ مسخر کئے گئے

فِىۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ

ہیں بیچ ادھر آسمان کے نہیں تھام رکھتا ان کو مگر اللہ تحقیق بیچ اس کے البتہ

لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَـكُمۡ

نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور اللہ نے کی واسطے تمہارے

مِّنۡۢ بُيُوۡتِكُمۡ سَكَنًا وَّ جَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ

گھروں تمہارے سے ایک جگہ رہنے کی اور کیا واسطے تمہارے چمڑے جانوروں کے

بُيُوۡتًا تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا يَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَ يَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ ۙ وَ

سے گھر کہ ہلکا جانتے ہو تم اس کو دن سفر اپنے کے اور دن مقام اپنے کے اور

مِنۡ اَصۡوَافِهَا وَ اَوۡبَارِهَا وَ اَشۡعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّ مَتَاعًا

بالوں بھیڑوں کے اور بالوں اونٹوں کے اور بالوں بکریوں کے سے اسباب اور فائدہ ہے

اللہ ہی کے لئے ہے اور قیامت برپا ہونے کا معاملہ کچھ دیر طلب نہیں ہے مگر بس اتنی سی دیر کا معاملہ ہے کہ جتنی دیر میں پلک جھپکی جائے یا اس سے بھی کم دیر کا یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۷۸) اور اللہ نے تو تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسی حالت میں نکالا تھا کہ تم اس وقت کچھ علم نہ رکھتے تھے۔ اس نے تمہیں کان دیئے آنکھیں عطا کیں اور سوچنے والے دل دیئے یہ اس لئے تاکہ تم علوم حاصل کرو اور شکر گزاری کرتے رہو (۷۹) کیا اے رسؐول تمہاری اس قوم نے کبھی پرندوں کو پرواز کرتے ہوئے اور فضائے آسمانی میں معلق و مسخر نہیں دیکھا۔ اللہ کے قانون کے علاوہ انہیں کس طرح وہاں تھام رکھاہے حقیقت یہ ہے کہ ایمان دار قوم کے لئے اس نظام پرواز میں بہت سے معجزے ہیں ۔ (۸۰) اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا اس نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے ایسے مکان بنانے کی تعلیم دی جنہیں تم دورانِ سفر اور دورانِ قیام ہلکا پھلکا اور مضبوط پاتے ہو ۔ اس نے جانوروں کی صوف ،اون اور بالوں سے تمہارے لئے پہننے اور استعمال کرنے کی بہت سی مفید اور ضروری چیزیں بنانا سکھایا جو ایک مقررہ مدت تک تمہارے کام آتی ہیں ۔

(یہ ہے آیات کی تفصیل دینے میں ہمارا طریقہ) یعنی عربوں نے مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَان ہی کو نہیں بلکہ کسی کو بھی اپنے برابر نہ آنے دیا۔ یہ تھا وہ مفہوم جو سورۂ نحل کی آیت (۷۱ / ۱۶) میں مختصراً مگر مکمل بیان ہوا ہے ۔ اور علامہ مودودی نے ایک صالح معاشرہ کی تفصیل میں یہ سب کچھ مانا اور آپ نے دیکھا ہے اس کے باوجود علامہ سرمایہ داری کے تحفظ میں لکھتے ہیں کہ :

”۶۲۔ زمانہ حال میں اس آیت (۷۱ / ۱۶) سے جو عجیب وغریب معنی نکالے گئے ہیں۔۔۔۔ لوگوں نے اس آیت کو اسلام کے فلسفہ معیشت کی اصل اور قانون معیشت کی ایک اہم دفعہ ٹھیرایا ہے۔ ان کے نزدیک آیت کا منشا یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے رزق میں فضیلت عطا کی ہو انہیں اپنا رزق اپنے نوکروں اور غلاموں کی طرف ضرور لوٹا دینا چاہئے“ (تفہیم جلد ۲ صفحہ ۵۵۴)

یعنی علامہ نے جو کچھ اپنے آٹھ بیانات (مندرجہ تشریح نمبر ۹) میں کہا تھا وہ سب محض وقتی بکواس تھی ۔ اصل بات یہ ہے کہ ۱۔ سرمایہ دار وسرمایہ داری جاری رہے ۲۔ سرمایہ داروں کے پاس غلاموں کنیزوں اور عیاشی کا تمام سامان رہے۔ اور چند روٹی کے ٹکڑوں پر ان کی خدمت کرتے رہیں ۔

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا
ایک مدت تک اور اللہ نے کئے واسطے تمہارے اس چیز سے کہ پیدا کیا ہے سائے
وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ
اور کئے واسطے تمہارے پہاڑوں سے سائے اور کئے واسطے تمہارے کُرتے بڑے بڑے
تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ
کہ بچاتے ہیں تم کو گرمی سے اور کُرتے ہیں کہ بچاتے ہیں تم کو لڑائی تمہاری سے
كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ
اسی طرح پورا کرتا ہے نعمت اپنی کو اوپر تمہارے تو کہ تم مطیع ہو پس اگر
تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ
پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پہنچا دینا ظاہر ہے پہچانتے ہیں
نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع وَ يَوْمَ
نعمت اللہ کی پھر انکار کرتے ہیں اس کا اور اکثر ان کے کافر ہیں اور جس دن کہ
نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ
کھڑا کریں گے ہم ہر اُمت سے گواہ پھر نہ اذن دیا جائے گا واسطے ان لوگوں کے کہ
كَفَرُوْا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا
کافر ہوئے اور نہ عذر قبول کئے جاویں گے اور جب دیکھیں گے وہ لوگ کہ ظالم ہیں
الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِذَا
عذاب کو پس نہ ہلکا کیا جاوے گا ان سے اور نہ وہ ڈھیل دئے جاویں گے اور جب

(۸۱) اس نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے تمہارے لئے سائے کا انتظام کر دیا۔ پہاڑوں میں تمہارے لئے پناہ گاہیں بنا دیں اور تمہیں ایسی پوشاکیں عطا کیں جو تمہیں سردی و گرمی سے محفوظ کرتی ہیں کچھ تمہیں جنگ کے دوران تیروں اور تلواروں کے زخم سے بچاتی ہیں ۔ وہی طریقہ ہے جس سے اللہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا رہا ہے شاید تم اس طرح اسلام لے آؤ۔ (۸۲) پس اگر یہ لوگ اپنی ولایت سے وابستہ رہیں تو آپؐ کے ذمہ اس سے زیادہ ہے ہی نہیں کہ ہمارا پیغام صاف صاف ان کے ذہن نشین کردو۔ (۸۳) وہ سب اللہ کی نعمت کی معرفت رکھتے ہوئے اس کا انکار کررہے ہیں اور ان کی کثرت تو حق پر پردہ ڈالنے والی ہے ہی ۔ (۸۴) اور جس روز ہم ہر اُمت میں سے ایک چشم دید گواہ لا کھڑا کریں گے پھر حق پوشوں کو نہ تو اجازت ہی ملے گی اور نہ ان کا کوئی عذر ہی قابل قبول ہوگا ۔ (۸۵) اور ظلم کرنے والے عذاب کو دیکھیں گے تو ان پر عذاب کی تکلیف میں کمی نہ کی جائے گی اور نہ ہی انہیں دوبارہ نیک اعمال کرنے کے لئے مہلت دی جائے گی (۸۶) اور جب

(۱۰) مولیٰ کی تعریف اور اختیارات اور غلام کی تعریف اور اختیارات بردہ فروشی و غلامی ۔

آیات (۷۵۔۷۶/۱۶) کو ہم نے پہلے مالملکت ایمان سے لاتعداد نکاح کرنے اور ان کے ساتھ عدل کی ضرورت نہ ہونے (نساء ۳/۴) پر اعتراض کی ذیل میں لکھا تھا۔ چنانچہ تفصیل سورۂ نساء کی تشریحات میں ملاحظہ فرمائیں یہاں تو یہ دیکھ لیں کہ غلام کی تعریف یہ ہے کہ: ا۔اسے کوئی کسی بردہ فروش سے خرید کر اپنی ذاتی ملکیت بنالے ۔ اور یہ خرید وفروخت اور اس کے تفصیلی مجتہدانہ احکام شیعہ و سنی علما کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں اور اسے انہوں نے جائز رکھا ہے ۔ جب کہ دنیا کی تمام اقوام میں یہ ایک سنگین ترین جرم ہے ۔ (۲) اور جو شخص کسی کی ذاتی ملکیت میں ہو، اس کے پاس تمام اعضا ، قلب و دماغ ودست و پا اور قوت ارادہ ہوتے ہوئے بھی کسی بات یا کام کرنے کا اختیار نہیں رہتا ۔ تب وہ صحیح معنی میں غلام یا۔عبد۔ ہوتا ہے ۔ (۳) وہ شخص جس کی ملکیت میں کوئی چیز یا غلام وعبد ہو اس چیز کا مالک یا مولیٰ ہوتا ہے ۔ اور اسے اپنی ملکیت پر ہر طرح کا اختیار وقدرت حاصل ہوتی ہے ۔ لہٰذا وہ تمام لوگ جن سے اللہ نے یہ کہا کہ :

رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا

دیکھیں گے وہ لوگ جو شریک لاتے ہیں شریکوں اپنوں کو کہیں گے

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ

اے پروردگار ہمارے یہ ہیں شریک ہمارے وہ جو تھے ہم پکارتے سوائے تیرے

فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ﴿۸۶﴾ وَ اَلْقَوْا اِلَى

پس ڈالیں گے طرف ان کی بات تحقیق تم البتہ جھوٹے ہو۔اور ڈالیں گے طرف

اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨالسَّلَمَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾

اللہ کی اس دن صلح اور کھوئی جاویگی ان سے وہ چیز کہ تھے باندھ لیتے ۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ

وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کیا انہوں نے راہ خدا کی سے زیادہ دیں گے ہم ان

مشرکین اپنے اُن لیڈروں کو دیکھیں گے جن کو وہ عبادات و احکام میں خدا کے ساتھ شریک کرتے تھے تو کہیں گے کہ پروردگارا یہی وہ لوگ ہیں ۔جنہیں ہم تیرے علاوہ مدد کے لئے بلایا کرتے تھے۔ یہ سُن کر وہ لیڈر کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو یعنی تم اپنی ہنڈیا چڑھانے کے لئے ہمیں برائے نام آڑ بنایا کرتے تھے۔ (۸۷) اور انہیں ٹکا سا جواب دے کر وہ اللہ کے حضور سلامتی چاہیں گے ۔ چنانچہ نظام شرکت والوں کا ایجاد کردہ بخشش و شفاعت کا نظام گم ہو کر رہ جائے گا (۸۸) اور جن لوگوں نے حق کو چھپانے اور صراط مستقیم پر آنے کی راہیں روکی تھیں ان کے لئے ہم عذاب پر عذاب میں اس لئے اضافہ کرتے جائیں گے

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ المائدة

” اس کے سوا تمہارے لئے اور کوئی ولایت نہیں کہ تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ مومنین ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور حالت ناداری میں بھی زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں “ (۴) لہٰذا تمام مخاطب انسانوں کے مالک و مولیٰ اللہ و رسولؐ اور وہ مومنین ہیں جن کے سامنے ساری نوع انسان عبد و غلام ہے ۔ اور کسی انسان کو ان تینوں مالکوں کے حضور کسی قسم کا اختیار نہیں ہے ۔ اور مولیٰ اور عبد کا فرق بھی اسی آیت (۷۶ / ۱۶) میں واضح کر دیا ہے کہ مولیٰ صراط مستقیم پر قائم رہتے ہوئے ہر حال میں عادلانہ احکام نافذ کرتا ہے اور اس سے ظلم یا غلط حکم ناممکن ہے ۔ اور عبد کا کام اطاعت کرنا اور سرمو احکام سے تجاوز نہ کرنا ہے ۔ اور مولیٰ و عبد یا مالک و ملکیت ہرگز مساوی نہیں ہو سکتے ۔ (۵) عربوں اور رسولؐ کی قوم نے لوگوں کو اپنا عبد بنایا لیکن خود نہ ولی و مولیٰ کو مانا اور نہ اللہ کے بندے بنے ۔

(۱۰ - الف) ہوا اور فضاؤں اور پرواز اور کشش ثقل کے معجزات سے کلمہ گو محروم رہتے رہے ۔

آیت (۷۹ / ۱۶) کی عملی تفسیر کرنے والی قوم قرآن کی روسے صاحب ایمان ہے ۔ جس نے ان تمام معجزات سے فائدہ اٹھایا جو فضاؤں اور ہواؤں میں پھیلے ہوئے تھے ۔ اور وہ اس کشش ثقل پر غالب آئے جو کسی چیز کو زمین سے اوپر اٹھنے اور بلند ہونے سے مانع ہوتی ہے ۔ یہ بات طے کر دی گئی تھی کہ :

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ الاعراف

”جن لوگوں نے ہماری آیات و معجزات کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں خود کو عقلمند اور بڑا سمجھا ان کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ ہی اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر سکے گا اور نہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے یہ وہی طریقہ ہے جو مجرموں کی سزا کے لئے مقرر ہے “

معلوم ہوا کہ قرآن کو اپنے دنیاوی اقتدار و انتظام کے لئے استعمال کرنے والوں کے لئے نہ ایمان ہے نہ جنت ہے نہ حقیقی اقتدار ہے ۔ البتہ وہ تمام عبادات و انتظامی اعمال کرنے والوں میں ضرور شمار ہیں ۔ نام ان کے واقعی مومن و مسلمان ہیں مگر اللہ نے ان کی قسمت میں علوم کائنات کی بھیک اپنے نام نہاد کافروں سے مانگنا لکھ دیا تھا۔ لہٰذا روزانہ ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں ۔

عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَ يَوْمَ

کو عذاب اوپر عذاب کے بسبب اس کے کہ تھے فساد کرتے اور جس دن کہ

نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا

کھڑا کریں گے ہم ہر اُمت کے گواہ اوپر ان کے جانوں ان کی سے اور لاویں گے

بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا

ہم تجھ کو گواہ اوپر ان لوگوں کے اور اتاری ہم نے اوپر تیرے کتاب بیان کرنے والی

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع اِنَّ

۱۲ ع ۱۸

ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری واسطے مسلمانوں کے۔ تحقیق

کہ انہوں نے دنیا میں فساد پھیلا دیا تھا۔ (۸۹) اور اے نبیؐ وہ دن ایسا ہو گا کہ ہم ہر اُمت میں سے ایک ایک ایسا گواہ پیش کریں گے جس نے اس اُمت کے اعمال کو اپنی آنکھوں دیکھا ہو گا اور پھر آپؐ کو ان تمام اُمتوں اور گواہوں پر چشم دید گواہ کی حیثیت سے پیش کریں گے اور اسی لئے تم پر ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے جو ہر ہر چیز کو بیان کرتی ہے۔ اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبریاں ہیں اسلام لانے والوں کے لئے (۹۰) تحقیق

(۱۱) آیت (۸۹ / ۱۶) میں آنحضرتؐ کا روزازل سے کائنات کی ہر مخلوق پر نگران اور قرآن کا ہمہ گیر ہونا ہے۔

اس آیت کے الفاظ نہایت سادہ اور عام فہم ہیں ان میں کوئی الجھاؤ نہیں ہے اور اگر کسی کو شاہد اور شہید کا فرق نہ بھی معلوم ہو تو بھی کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی۔ اور ہر معمولی عقل کا آدمی بھی یہ سمجھ جائے گا کہ:

(۱) بات قیامت کے دن کی ہو رہی ہے اور (۲) اس دن تمام اُمتوں کا حساب ہو گا۔ ان کے افکار و اعمال پر ہر اُمت میں سے ایک انسان تصدیق اور تردید کرے گا (۳) اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر اُمت پر اور ہر اُمت کے گواہ پر گواہ ہوں گے۔ تاکہ وہ ہر اُمت کے اور اُمت کے گواہ کے اعمال و افکار پر فیصلہ سناتے چلیں۔ ورنہ ان گواہوں پر گواہی دینے والا انسان ان کی اُمت کا فرد نہ ہو گا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضورؐ کم ازکم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے مکمل ہوش و ہواس و عقل وبصیرت کے مالک اور موجود ہوں ورنہ مکمل گواہی نہ ہو سکے گی۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا تھا کہ: "میں اس وقت بھی نبیؐ تھا جب آدمؑ ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے"

(۱۱-الف) آیت (۸۹ / ۱۶) تفصیل و تفسیر ہے آیت (نساء ۴۱ / ۴) کی، وہاں کتاب کی ہمہ گیری کو دلیل نہیں بنایا گیا تھا۔

قارئین کو یاد ہو گا کہ قیامت کے روز حضورؐ کا تمام اُمتوں اور ہر اُمت کے گواہوں پر شہادت دینے کا تذکرہ سورۂ نساء (۴۱ / ۴) میں بھی ہوا تھا۔ اور وہاں رسولؐ کی قوم کو یہ کہہ کر تنبیہ کی گئی تھی کہ: "یہ لوگ اس وقت کیا کریں گے جب ہم ہر اُمت پر ایک ایک گواہ پیش کریں گے اور آپ کو ان تمام کے اوپر شہید کی حیثیت سے پیش کریں گے۔ اس وقت وہ سب لوگ جنہوں نے محمدؐ کی نافرمانی کی ہو گی یہ تمنا کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما کر عذاب سے بچ جائیں اس دن یہ لوگ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے" (۴۱-۴۲ / ۴)

یہ دونوں آیات (۴۱ / ۴، ۸۹ / ۱۶) قرآن کریم کے ان بیانات کی روشنی میں یہی مطلب پیش کرتی ہیں جو ہمارے دونوں ترجموں سے ظاہر ہے، جن بیانات میں قرآن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کو تمام عالمین کا نذیر اور سارے جہانوں کے لئے رحمت اور پوری نوع انسان کے لئے رسولؐ، اور سب سے پہلا مسلم اور عابد قرار دیا ہے اور جن کی بنا پر علمائے صالحین حضور کو سرور کائنات اور فخر موجودات اور سردار الانبیاء اور سیدالمرسلینؐ اور تمام انبیاؑ کو آپؐ کی اُمت کے افراد سمجھتے اور لکھتے چلے آئے ہیں اور یہی مطلب اردو کے سب سے پہلے ترجمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۱ - ب) علمائے صالحین صدیوں پہلے وہی کچھ سمجھے تھے جو ہم نے سمجھا اور لکھا۔

(۱) علامہ شاہ عبدالقادر مرحوم: (الف) "پھر کیا حال ہو گا جب بلاویں گے ہم ہر اُمت میں سے احوال کہنے والا اور بلاویں

گے تجھ کو اُون لوگوں پر احوال بتانے والا " (نساء ۴۱ / ۴)
(ب) " اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ایک بتانے والا ان پر انہیں میں کا اور تجھ کو لاویں بتانے کو ان لوگوں پر " (نحل ۸۹ / ۱۶)
(۲) مولانا مولوی مفتی شاہ محمد احمد رضاخان صاحب مرحوم :
(الف) " تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمھیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے" (نساء ۴۱ / ۴) (ترجمہ ۱۱۱-۱۱۰)
(ب) " اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گروہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمھیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے " (نحل ۸۹ / ۱۶) (ترجمہ ۳۶۰)
(۳) شاہ صاحب کی وضاحت :
(الف) " اس نبیؐ کو اور وہ اپنی اُمت کے ایمان وکفر ونفاق اور تمام افعال پر گواہی دیں گے کیوں کہ انبیاؑ اپنی اُمتوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں " (ترجمہ ۱۲۳)
(ب) "کہ تم نبیؐ الانبیاء ہو اور سارا عالم تمہاری اُمت ہے " (۱۲۴)
اس تصدیق کے بعد اب یہ بھی سن لیں کہ وہ علما جو قومی پالیسی سے فیضیاب ہوئے ہیں اور حسب سابق محمدؐ و آل محمد صلواۃ اللہ علیہم کے متعلق عوام کو گمراہ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں وہ موقع اور بے موقع کوشش کرتے ہیں کہ قرآن سے آنحضرتؐ کے مقام بلند کو پست کرکے دکھائیں چنانچہ مندرجہ بالا دونوں آیات کے ترجموں میں علامہ مودودی اور کئی ایک دوسرے علمانے اوپر ثابت شدہ تصور کو فنا کر دیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ جس طرح ہر اُمت پر ایک ایک شہید شہادت دے گا اسی طرح آنحضرتؐ بھی اپنے مخاطبین پر گواہی دیں گے یعنی یہ بھی تو نہ لکھا کہ حضورؐ اپنی پوری اُمت پر گواہ ہوں گے کیونکہ ایسا ماننے سے یہ ثابت ہوجاتا کہ آپؐ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے اعمال و افعال دیکھیں گے اور بروز قیامت ان پر حجت بن کر شہادت دیں گے علامہ کا ترجمہ دیکھئے ۔
علامہ مودودی کا ترجمہ :
(۱) " پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے ؟ جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور " ان لوگوں پر" تمہیں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے " (تفہیم جلد اوّل صفحہ ۳۵۳ آیت ۴۱ / ۴)
(۲) " (اے محمدؐ انہیں اس دن سے خبردار کر دو) جب کہ ہم ہر اُمت میں خود اسی کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو اس کے مقابلے میں شہادت دے گا اور اِن لوگوں کے مقابلے میں شہادت دینے کے لئے ہم تمہیں لائیں گے "
(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۶۴ آیت ۸۹ / ۱۶)

(۱۱ - ج) رسولؐ کی منزلت کم کرنے میں مودودی بڑی احتیاط سے رسولؐ کو گھیرتے ہیں ؟؟؟

آپ نے دیکھا تھا کہ شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنے ترجمہ میں تمام اُمتوں اور تمام گواہوں پر سرکارؐ دو عالم کو گواہ ثابت کرتے ہوئے " اُون لوگوں پر " لکھا تھا یعنی ہماری طرح کا " اُن " نہیں بلکہ واؤ والا اُون لکھا تاکہ کوئی ان کے ترجمے سے وہ مطلب اخذ نہ کرلے جو مودودی نے " اُن " کی جگہ " اِن " لکھ کر اختیار کیا ہے اور بڑی احتیاط سے "اِن" کے الف کے نیچے دونوں ترجموں میں " زیر " لگانا نہیں بھولے ہیں تاکہ محمدیؐ گواہی چند قومی افراد تک محدود ہوکر رہ جائے ۔

(۱۱ - د) بچگانہ قاعدہ کی آڑ لے کر علامہ نے صحیح ترجمہ کیا لیکن پھر بھی ایمان سے خارج ہوگئے ۔

ہم قارئین کو کسی دھوکے میں رکھنا عظیم ترین گناہ اور جرم سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ ترجمہ میں یہ دیکھا کریں کہ مترجم یا مفسر قرآن کے الفاظ کے اوّلین ، بنیادی یا مصدری و موضوعی معنی اختیار کرتا ہے یا نہیں لہٰذا یہ بات سنئے کہ ان دونوں آیات میں ایک لفظ یقیناً ایسا ہے کہ اگر اسے ابتدائی جماعت کے بچوں کی طرح استعمال کیاجائے تو علامہ کی غلطی نہیں ہے اور وہ لفظ ہے " هٰٓؤُلَآءِ " اور اس کے معنی " بجا طور پر ، ۱۔ یہ کئی ایک مرد ۲۔ یہ کئی ایک عورتیں اور ۳۔ یہ کئی

اللہ تعالیٰ عدل و عدالت برقرار رکھنے اور احسان کرنے اور القربیٰ والے کی مالی مدد کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی بدکاری اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے اور تمہیں وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے شاید تم اس سے سبق حاصل کرسکو۔ (۹۱) اور جب بھی تم عہد کرو تو اسے اللہ کا عہد سمجھ کر پورا کیا کرو اور کبھی دونوں دہنے ہاتھوں کے معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کیا کرو اور خصوصاً جب کہ اس کی تاکیدی شرائط بھی طے ہوجائیں اور حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے عہدو معاہدوں میں اللہ ہی کو اپناضامن بناتے ہو حق یہ ہے کہ اللہ تمہارے تمام افعال کا علم رکھتا ہے (۹۲) اور تم اس عورت کی مانند نہ ہوجایا کرو جس نے

اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ

اللہ حکم کرتا ہے ساتھ عدل کے اور احسان کے اور دینے قرابت والوں کے اور

يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ

منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول سے اور سرکشی سے نصیحت کرتا ہے تم کو

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَ أَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا

تو کہ تم نصیحت پکڑو اور پورا کرو عہد اللہ کا جب عہد باندھو تم اور مت

تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ

توڑو قسموں کو پیچھے مضبوطی ان کی کے اور تحقیق کیا ہے تم نے اللہ کو اوپر اپنے

كَفِيْلًا ؕ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ

ضامن تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کرتے ہو تم اور مت ہو مانند اس عورت کے کہ

ایک مردوں اور عورتوں کا مجموعہ ہیں۔ یعنی یہ لفظ اسم اشارہ قریب برائے جمع ہے (یہ سب یا اِن سب کو) یہاں تک علامہ کی بات صحیح ہے لیکن وہاں آیت میں ہر اُمت پر گواہ لانے کا ذکر ہوا تھا لہٰذا علامہ پر واجب تھا کہ لفظ۔ هٰٓؤُلَآءِ ۔ کا ترجمہ "اِن لوگوں پر" اور "اِن لوگوں کے مقابلے میں" کی جگہ کم ازکم " اس ساری اُمت پر " کرتے ۔ تاکہ لفظ هٰٓؤُلَآءِ کی وسعت قیامت تک اور پوری اُمت محمدیہ تک پہنچتی ۔ پھر انہیں چاہئے تھا کہ وہ کہیں بھی اس لفظ هٰٓؤُلَآءِ کا ترجمہ اس بچگانہ قاعدے کے خلاف نہ کرتے تاکہ لوگ یہ سمجھتے کہ شاید علامہ کو اس لفظ کا دوسرا قاعدہ معلوم ہی نہ تھا۔ اس لئے نیک نیتی سے ترجمہ کی غلطی پر برقرار رہتے گئے اور جو جانتے تھے وہی ترجمہ کرتے گئے اور یہ غلطی تو ہوتی مگر بدنیتی اور حضوؐر کی توہین کا گناہ نہ ہوتا۔

(۱۱ - ہ) علامہ نے بدنیتی سے جان بوجھ کر حضوؐر کا مرتبہ گھٹانے اور فریب دینے کا اقدام کیا ہے ؟

مگر علامہ سب کچھ جانتے ہیں اور سوچ سمجھ کر اور " صلی اللہ علیہ وسلم " لکھ کر بھی آنحضرؐت کے ساتھ خیانت کی ہے اور اسی لفظ "هٰٓؤُلَآءِ" کے دوسرے معنی جاننے کا ثبوت دیا ہے اب قارئین یہ دیکھیں گے کہ اللہ نے خود اس لفظ کو قرآن میں "اسم اشارہ بعید" کے لئے استعمال فرمایا ہے اور وہاں بھی علامہ کے اوّلین بزرگوں کی مذہبی حالت یہ کہہ کر بیان کی ہے کہ ۔

مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ لَآ إِلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُۥ سَبِيلًا ﴿۱۴۳﴾ النساء

علامہ کا صحیح ترجمہ: "کفر و ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں نہ پورے اِس طرف ہیں نہ پورے اُس طرف جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو اس کے لئے (اے محمدؐ) تم کوئی راستہ نہیں پاسکتے " (تفہیم جلداوّل صفحہ ۴۱۰) (آیت نساء ۱۴۳ / ۴) (مطلب یہ کہ نہ اِن مومنین کے ساتھ نہ ان کافروں کے ساتھ)

علامہ رفیع الدین کا لفظی ترجمہ : " دھدھگی میں ہیں درمیان اس کے ۔ نہ طرف اُن کے اور نہ طرف اِن کی " آپ کو معلوم ہوگیا کہ لفظ هٰٓؤُلَآءِ کا خدائی مطلب زیربحث آیات (۴۱ / ۴ ، ۸۹ / ۱۶) میں یہ تھا کہ:" محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُن تمام اُمتوں پر اور اُن اُمتوں کے گواہوں پر گواہی دیں گے" ابھی اور سنئے ہم مجرموں کو آسانی سے نہیں چھوڑتے ۔

(۱۱ - و) علامہ بڑے عالم ہیں اور ہم بڑے طالب علم ہیں مگر مومن کون ہے ؟

لہٰذا اب یہ دیکھتے چلیں کہ علامہ نے هٰٓؤُلَآءِ کے دونوں معنی جانتے ہوئے خیانت کی تھی چنانچہ آپ دوتین مقامات ایسے

نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ
توڑ ڈالا کاتے اپنے کو پیچھے قوت کے ریزہ ریزہ پکڑتے ہو تم قسموں اپنی کو
دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى
دخل دینے والی درمیان اپنے اس واسطے کہ ہوئی کوئی اُمت بڑھی ہوئی
مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ
دوسری جماعت سے سوائے اس کے نہیں کہ آزمائش کرتا ہے تم کو اللہ ساتھ اس کے
وَ لَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ
اور البتہ بیان کرے گا واسطے تمہارے دن قیامت کے جو کچھ کہ تھے تم بیچ اس کے
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ
اختلاف کرتے ۔ اور اگر چاہتا اللہ البتہ کر دیتا تم کو اُمت ایک ولیکن
يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور
لَتُسْــَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ
البتہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے تم عمل کرتے ۔ اور مت پکڑو قسموں اپنی کو
دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا
دخل دینے والیں درمیان اپنے پس ڈگ جاوے گا قدم تمہارا پیچھے ثابت ہونے
وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ
اس کے کے اور چکھو گے تم برائی بسبب اس کے کہ بند کیا تم نے راہ اللہ کی سے

اپنا محنت و مشقت سے کاتا ہوا سوت خود ہی توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا ہو تم تو اپنے دہنے ہاتھوں سے کئے ہوئے معاہدوں کو بھی آپس کے معاملات میں مکرو فریب کا ذریعہ بناتے رہتے ہو ۔ تاکہ ایک اُمت دوسری اُمت سے بڑھ جائے ۔ حالانکہ جو مواقع تمہیں دیئے گئے ہیں اس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ تمہیں ان ہی سے آزماتا رہتا ہے اور یقیناً قیامت میں ہم تمہیں ان تمام اختلافات کی حقیقت پر اطلاع دیں گے جو تم آپس میں کرتے رہتے تھے (۹۳) اور اللہ کی مشیت میں یہ موزوں ہوتا تو وہ تمہیں جبراً ایک ہی عقیدہ پر جمے رہنے والی اُمت بنا ڈالتا ۔ لیکن عقلی اختلاف ہی وہ چیز ہے جس سے تم میں سے جسے چاہتا ہے گمراہی کی طرف جانے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کی توفیق دیتا ہے ہاں یہ لازم ہے کہ تم سے تمہارے تمام اعمال پر بازپرس ہونا ہے ۔ (۹۴) تم اپنی فریب سازی میں دونوں دہنے ہاتھوں سے کئے ہوئے معاہدوں کو بھی مددگار بناتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام پر جمے ہوئے تمہارے قدم ہی اکھڑ جائیں اور راہِ خداوندی کو روکنے کی پاداش میں برا نتیجہ دیکھو اور تمہیں عظیم ترین عذاب سے دوچار ہونا پڑے ۔

دیکھ لیں جہاں علامہ وہ معنی کرتے اور لکھتے ہیں جو انہیں دشمنیٔ محمدؐ و آل محمدؐ نے کرنے سے روک دیا تھا ۔

علامہ کا چالاک و صحیح ترجمہ : (اوّل) ’’ اہل ایمان کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں؟ ‘‘ (تفہیم القرآن اوّل صفحہ ۴۸۱) (دوم) ’’ کیا یہ اہل جنت وہی لوگ نہیں ہیں‘‘ (تفہیم القرآن ۲ صفحہ ۳۳) (سوم) ’’ مگر آج وہی تم ہو کہ اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو‘‘ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۹۱ـ۹۰)

(اوّل) وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَهَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ ﴿۵۳﴾ المائدۃ
(دوم) أَهَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ ﴿۴۹﴾ الاعراف
(سوم) ثُمَّ أَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُونَ ﴿۸۵﴾ البقرۃ

آپ نے عملاً بھی دیکھ لیا کہ علامہ نے بلاکسی مجبوری کے هَٰٓؤُلَآءِ کا ترجمہ ان تینوں مقامات پر ’’یہی‘‘ کی جگہ ’’وہی‘‘ کر کے ثابت کر دیا کہ وہ اس لفظ کے دوہرے معنی پر مطلع تھے لیکن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو نسلی دشمنی چلی آ رہی ہے اس کو ظاہر و ثابت کرنے کے لئے دوسرے معنی سے اجتناب کیا تھا تاکہ حضورؐ کو ایک عام نبیؑ کے درجے پر بھی نہ رہنے دیا جائے سوچئے اور بتائیے کہ جب چودہ سوسال سے اسی قسم کے علمانے اُمت میں نبوت و رسالت و

(۹۵) اور اللہ کے عہد کو تھوڑے سے اور حقیر مفاد کی خاطر فروخت نہ کر دیا کرو اس لئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس سے مل سکتا ہے وہ تمہارے لئے ہر صورت و ہر حال اور مقدار میں بہتر ہی بہتر ہے شرط یہ ہے کہ تمہیں علم حاصل ہو۔ (۹۶) اور یہ بھی کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور ہم یقیناً ان لوگوں کو جو صبر و ضبط سے اسلامی احکام بجا لا رہے ہیں ان کی کارکردگی سے کہیں زیادہ اور بہتر جزا دیں گے

وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

اور ہو گا واسطے تمہارے عذاب بڑا اور مت مول لو بدلے عہد اللہ کے مول تھوڑا سا

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا

تحقیق وہ چیز کہ نزدیک اللہ کے ہے وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے جو کچھ

عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ

نزدیک تمہارے ہے تمام ہو جاتا ہے اور جو کچھ نزدیک اللہ کے ہے باقی رہنے والا ہے

وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

اور البتہ جزا دیں گے ہم ان لوگوں کو کہ صبر کرتے ہیں ثواب ان کا

وحدانیت کے متعلق غلط عقائد جاری کرنے میں پورا زور لگایا ہو ہر خیانت اور ہر فریب جائز رکھا ہو تو ہمارے عقائد عوام تک کیسے پہنچتے؟ خصوصاً جب کہ ہمارے یہاں بھی نظام اجتہاد نے ڈیرہ جما لیا ہو اور ایک ہزار سال سے اپنے قدیم بزرگوں کی ہم نوائی میں محمدؐ و آل محمدؐ کی منقصیت ثابت کرنے کا معاہدہ کر رکھا ہو سنئے اور یاد رکھئے کہ محمدؐ اپنی تیرہ (۱۳) صورتوں میں روز ازل سے روز قیامت تک کی ہر تفصیل پر گواہِ ناطق ہے۔

(۱۲) آیات (۹۷ تا ۹۰ / ۱۶) میں قومی مومنین کی نبوت وحکومت کے خلاف دھڑا بندی اور معاہدے۔

ہم نے جنگی قیدیوں کے سلسلے میں۔ قَسم، حلف، عَہد، میثاق اور اَیمان کا فرق بیان کر دیا ہے ان میں پہلے چار الفاظ تمام اردو دان جانتے اور بولتے ہیں اور ان کے معنی بھی وہی ہیں جو اردو بولنے والے سمجھتے ہیں لیکن اَیمَان اردو میں استعمال نہیں ہوتا ہے اس کے متعلق دوبارہ سن لیں کہ "یَمِیْنٌ" دھنے ہاتھ کو کہتے ہیں اور۔"اَیمَان" دو دہنے ہاتھوں کو کہا جاتا ہے اسی بنا پر تحریری معاہدہ کو یا دھنے ہاتھ پر دہنا ہاتھ مار کر بات کرنے کو بھی اَیمَان کہا جاتا ہے علامحضرات ان پانچوں الفاظ کو گڈمڈ کر کے جس کو جہاں چاہتے ہیں ترجمہ کر دیتے ہیں مندرجہ عنوان آیات میں (۹۷ تا ۹۰ / ۱۶)۔

اسی ایمان یا معاہدہ پر گفتگو ہوتی چلی گئی ہے اور ان آیات کا لب لباب یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک اُمت اپنے اختلافات کی وجہ سے دو اُمتوں میں تقسیم ہو گئی ہے ان ہی دونوں کو سورۂ انفال (۸ تا۵ / ۸) میں اور (۴ تا ۱ / ۸) میں دو فرقے قرار دیا گیا ہے اور ہم نے بڑی تفصیل سے ان کا ذکر کیا ہے انہیں الگ الگ اُمتیں کہنے کا سبب بھی لکھا جا چکا ہے ان فرقوں کے عقائد بالکل جداگانہ تھے اور دونوں اپنے اپنے عقائد کی بنا پر مومن کہلائے ہیں اس لئے کہ دونوں اللہ و رسولؐ اور قرآن کو مانتے تھے مگر دونوں کا تصوراتی اللہ الگ تھا ان میں سے ایک خدا کو عادل نہ مانتا تھا رسولؐ کو خطاکار اور اپنے ایسا بشر قرار دیتا تھا قرآن کو مکمل اور تمام انسانی ضروریات و احتیاج کا حل بتانے والی کتاب نہ مانتا تھا اور اسی لئے اجتہاد کو لازم سمجھتا تھا دوسرا گروہ اللہ کو عادل قرار دیتا تھا اور اس کی طرف سے کسی ایسے فعل کو سرزد ہونے کا شدت سے منکر تھا جو حق و عدل و انصاف وحکمت وعقل وبصیرت کے خلاف ہو وہ رسولؐ کو معصوم مطلق مانتا تھا اور ان کے منہ سے نکلنے والی ہر بات کو من جانب اللہ قرار دیتا تھا اور ہرگز رسولؐ کی کسی بات میں، کسی خیال میں غلطی نہیں مانتا تھا وہ قرآن کو ایسی مکمل کتاب سمجھتا تھا کہ جس میں پوری کائنات کی تمام تفصیلات و حالات و حادثات اور قیامت تک آنے والے ہر انسان کے معاملات و مشکلات کا حل موجود ہے اوّل الذّکر یہ کہتا تھا کہ اسلام کی سربراہی اور رسولؐ کی جانشینی ہر خطا کار انسان کر سکتا ہے وہ پنچائیت اور مشوروں سے مسائل و احکام کے فیصلے جائز سمجھتا تھا اور ایسی ہی حکومت بنانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ اور اس جماعت کو شکست دینا چاہتا تھا جو اسلام کی سربراہی اور خلافت کے لئے اللہ و رسولؐ کا مقرر کردہ معصومؑ شخص چاہتی تھی اور

بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى

ساتھ بہتر اس چیز کے کہ تھے کرتے جو کوئی کرے کام اچھا مردوں سے ہو یا عورتوں سے

وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجۡزِيَنَّهُمۡ

اور وہ ہو ایمان والا پس البتہ زندہ کریں گے ہم اس کو زندگی پاکیزہ اور البتہ بدلہ دیں گے

(۹۷) جس کسی نے بھی اصلاحی اعمال کئے خواہ مرد ہو یا عورت مگر مومن ہو تو یقیناً ہم ان کو پاکیزہ زندگی ضرور عطا کریں گے اور یقیناً ہم ان سب کو ان کی کارکردگی کا اجر ان کے اعمال سے زیادہ اور بہتر عطا کریں گے۔

جو ہر سربراہ اسلام کو قرآن کا مکمل عالم اور معصومؑ چاہتی تھی یوں ان دونوں کو دو اُمتیں قرار دیا گیا (۹۲ / ۱۶) اور تخریب پسند جماعت کو بتایا گیا کہ اللہ محض عدل و انصاف کے احکامات دیتا ہے اور تمہاری بغاوت انگیزی اور بے حیائی اور ناپسندیدہ اقدامات کو منع کرتا ہے (۹۰ / ۱۶) ان کے مخالفانہ گٹھ جوڑ کی مذمت کی گئی ان کے معاہدہ شکن عزائم کا اعلان کیا گیا اور عہد و پیمان کو برقرار رکھنے کی تاکید کی گئی (۹۲۔۹۱ / ۱۶) ان کے اختلافات کو فی الحال برقرار رکھنے اور قیامت میں ان سے نمٹنے کا ذکر ہوا (۹۲ / ۱۶) ان کو خبردار کیا گیا کہ اگر تم نے یہی رویہ جاری رکھا اور فریب کارانہ عہد و پابندی وفا کے وعدے کرتے رہے تو تم اسلام سے خارج اور عذاب عظیم کے حق دار بن جاؤ گے (۹۴ / ۱۶) ان آیات کا ترجمہ علامہ مودودی سے سنئے۔

(۱۲ – الف) مسلمانوں میں وہ اُمت جو رسولؐ کو دھوکہ دینے کے لئے بیعت اور معاہدے کرتی رہی۔

" (اور اے مسلمانو) تم اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بنا لینا کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی قدم جمنے کے بعد اکھڑ جائے اور تم اس جرم کی پاداش میں کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا، برا نتیجہ دیکھو اور سزا بھگتو (علامہ عذاب عظیم کا ترجمہ نہیں کرتے۔احسنؔ) اللہ کے عہد کو تھوڑے سے فائدے کے بدلے نہ بیچ ڈالو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ خرچ ہوجانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے اور ہم ضرور صبر سے کام لینے والوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے " (۹۴ تا ۹۷ / ۱۶)(تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۶۹۔۵۷۰)

(۱۲ – ب) اگر ان مسلمانوں کا تعارف بھی کرا دیتے جو ان آیات میں مذکور ہیں تو باطل فنا ہوجاتا۔

مسلمانوں پر بڑا ہی احسان ہوتا اگر علامہ یہ بتا دیتے کہ عہد رسولؐ میں وہ کون کون صحابہ یا مسلمان تھے جو۔

۱۔ جو معاہدوں کے ذریعہ سے خود مسلمانوں کو دھوکہ دیا کرتے تھے؟

۲۔ جو مسلمان اور صحابہ رسولؐ ہوتے ہوئے لوگوں کو اسلام سے یا اللہ کی راہ سے روکتے تھے؟

۳۔ جو عذاب عظیم کے مستحق ہوجانے کا خطرہ مول لے رہے تھے؟

۴۔ جو دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لئے عہد و پیمان کو بیچتے رہتے تھے؟ اور یہ کہ

۵۔ وہ دنیاوی فائدہ کیا تھا جس کے لئے وہ مومن اور مسلمان صحابہ عہد و پیمان بیچتے تھے؟

۶۔ کیا یہ وہی صحابہ تو نہیں جن کو رسولؐ اللہ قیامت میں اپنے صحابہ کہیں گے اور اللہ کہے گا کہ تمہیں درایتاً معلوم نہیں کہ تمہارے ان صحابہ نے کیا کیا گل کھلائے تھے اور پھر انہیں جہنم کے عذاب عظیم کے حوالے کر دیا تھا؟ (بخاری اور تمام حدیث کی کتابیں) یہ ہے حق کا جادو جو سر چڑھ کر بولتا ہے یہاں علامہ نے کہیں یہ نہیں کہا کہ وہ منافق مسلمان تھے اللہ نے ان کو اس ترجمہ کے دوران غافل رکھا اور ان سے وہ کچھ لکھوا لیا جو وہ ہرگز ٹھنڈے دل سے نہ لکھتے اور ضرور منافقت کی ٹانگ اڑا دیتے۔

(۱۲ – ج) آیات (۹۷ تا ۹۰ / ۱۶) پر لاشعوری سے آیات (بقر ۲۰۶ تا ۲۰۴ / ۲) کی تفسیر ہوگئی۔

قرآن نے سورۂ بقرہ (۲۰۶ تا ۲۰۴ / ۲) میں رسولؐ کی قوم کے ایک زبردست لیڈر کی وہ اسکیم بیان کی ہے جو وہ قرآن

اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۞ فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ ثواب ان کا بہتر اس چیز کے کہ تھے عمل کرتے۔ پس جب پڑھے تو قرآن پس پناہ مانگ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۞ اِنَّهٗ لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ عَلَى ساتھ اللہ کے شیطان راندے ہوئے سے۔ تحقیق شیطان نہیں واسطے اس کے غلبہ اوپر الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۞ اِنَّمَا ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور اوپر پروردگار اپنے کے وہ توکل کرتے ہیں سوائے اس کے	(۹۸) جب آپ قرآن کی قرأت شروع کریں تو شیطان کے مقابلے میں اللہ کی دی ہوئی پناہ اور تحفظ ضرور یاد دلایا کریں (۹۹) اور وہ یہ کہ یقیناً شیطان کو ان لوگوں پر کبھی گمراہ کرنے کے لئے قدرت نہ ملے گی جو ایمان لانے کے بعد اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے رہیں (۱۰۰) اور یہ کہ شیطان کو صرف ان لوگوں پر

سے سمجھا اور جس پر وہ ایمان لایا تھا اور اللہ کو گواہ بنا کر اس فاتحانہ اور ملک گیر اسکیم پر رسولؐ سے اس کی تائید چاہتا تھا لیکن جب اسے اس اسکیم کی بے رحمانہ نسل کشی، قتل عام اور عالمگیر فساد پر اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کے لئے کہا جاتا تھا تو وہ جس قومی عزت اور مقبولیت کو بحال رکھنے کے لئے رسولؐ کی نصیحت نہ مانتا تھا اس صورت حال کو علامہ مودودی نے لاشعوری میں آیات (۹۷ تا ۹۰ / ۱۶) کی تشریحات میں بیان کر دیا لہٰذا مذکورہ آیات کا ترجمہ پڑھ کر یہ تشریح دیکھیں تو عربی ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے سیاسی لیڈروں کی مجبوریاں اور پالیسیاں سامنے آجائیں گی ملاحظہ ہو۔

" ۹۱۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ عہد شکنی کی اس بدترین قسم پر ملامت کی گئی ہے جو دنیا میں سب سے بڑھ کر موجب فساد ہوتی ہے ۲۔ اور جسے بڑے بڑے اونچے درجے کے لوگ بھی کار ثواب سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنی قوم سے داد پاتے ہیں۔ ۳۔ قوموں اور گروہوں کی سیاسی، معاشی، اور مذہبی کش مکش میں یہ آئے دن ہوتا رہتا ہے کہ ایک قوم کا لیڈر ایک وقت میں دوسری قوم سے ایک معاہدہ کرتا ہے۔ ۴۔ اور دوسرے وقت میں محض اپنے قومی مفاد کی خاطر یا تو اسے اعلانیہ توڑ دیتا ہے یا درپردہ اس کی خلاف ورزی کر کے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ ۵۔ یہ حرکتیں ایسے ایسے لوگ تک کر گزرتے ہیں جو اپنی ذاتی زندگی میں بڑے راست باز ہوتے ہیں۔ ۶۔ ان حرکتوں پر ان کی پوری قوم میں سے ملامت کی کوئی آواز نہیں اٹھتی، بلکہ ہر طرف سے ان کی پیٹھ ٹھونکی جاتی ہے اور اس طرح کی چالبازیوں کو ڈپلومیسی کا کمال سمجھا جاتا ہے " (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۶۷)

یہ تھی وہ قوم (فرقان ۳۰ / ۲۵) اور وہ لیڈر (فرقان ۲۹ تا ۲۷ / ۲۵) جنہوں نے از اوّل تا آخر فریب کارانہ بیعت اور معاہدات جاری رکھے قرآن کو معطل و مہجور کیا ایک نیا اسلام گھڑا اور قومی تعاون سے ایک قومی حکومت بنائی ایک جھوٹی قومی تاریخ اور اسلامی ریکارڈ تیار کیا ساری دنیا میں قتل وغارت جاری رکھا ساری دنیا کو اسلام سے متنفر اور بازر کھا لاکھوں مومنین اور خاندان رسولؐ کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہا اور قتل کیا۔

(۱۳) آیت (۹۸ / ۱۶) پر نصیحت جس پر قومی علما نے عمل کیا ہوتا تو کوئی گمراہ نہ ہوتا۔

یہاں حضرت علامہ سے وہ طریقہ سیکھئے جو قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے عوام کو تو بتا دیا ہے مگر جس پر علما نے کبھی بھی عمل نہیں کیا ورنہ یہ بیسیوں مختلف ترجے یہ ہزاروں مختلف و متضاد مسائل اور یہ سینکڑوں فرقے قرآن کی آڑ میں پیدا نہ ہوئے ہوتے ارشاد ہے کہ :

"۱۰۱۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ بس زبان سے أَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ کہہ دیا جائے بلکہ اس کے ساتھ فی الواقع دل میں یہ خواہش اور عملاً یہ کوشش بھی ہونی چاہئے کہ آدمی قرآن پڑھتے وقت شیطان کے گمراہ کن وسوسوں سے محفوظ رہے، غلط اور بے جا شکوک وشبہات میں مبتلا نہ ہو، قرآن کی ہر بات کو اس کی صحیح روشنی میں دیکھے، اور اپنے خود ساختہ نظریات یا باہر سے حاصل کئے ہوئے تخیلات کی آمیزش سے قرآن کے الفاظ کو وہ معنی نہ پہنانے لگے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے خلاف ہوں" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۷۱)

اس عبارت کا آخر جملہ ایسا ہے جس پر علامہ نے پانچ سو مرتبہ عمل نہیں کیا خود اعلان کر کے قرآن کے الفاظ کے معنی تبدیل

غلبہ و قدرت حاصل رہے گی جو ایمان لانے کے بعد اللہ پر توکل کرنے کے بجائے شیطان کو اپنا ولی اور حاکم بنا کر دینی و دنیاوی معاملات میں اس کی پالیسیوں کو شامل کریں۔ (۱۰۱) اور جب ہم کسی معجزے کی جگہ دوسرا معجزہ بدل کر پیش کرتے تو اللہ ہی سب سے زیادہ اس حقیقت کا علم رکھتا ہے کہ وہ کیا نازل کر رہا ہے؟ حق کو چھپانے والوں کی اکثریت اس کا علم نہیں رکھتی اس لاعلمی سے فائدہ اٹھانے کیلئے ان کے لیڈر یہ کہتے ہیں کہ تم یقیناً قرآن کے مضامین خود ہی ایجاد کر رہے ہو۔ (۱۰۲) عوام الناس پر یہ واضح کر دو کہ یہ قرآن تو روح القدس نے تیرے پروردگار کی جانب سے مجسمہء حق کی صورت میں نازل کیا ہے تاکہ مومنین کو ثابت قدم رکھے اور اسلام لانے والوں کے لئے ہدایت اور خوش خبریاں فراہم کر دے۔ (۱۰۳) اور ہمیں ان کا یہ کہنا بخوبی معلوم ہے کہ رسولؐ اللہ کو اللہ نہیں بلکہ

سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِيْنَ

نہیں کہ غلبہ اس کا اوپر ان لوگوں کے ہے کہ دوستی کرتے ہیں اس کی اور وہ لوگ کہ

هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع وَ اِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ

وہ ساتھ خدا کے شریک کرتے ہیں اور جب بدل ڈالتے ہیں ہم ایک آیت کو جگہ

اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا

ایک آیت کی اور اللہ خوب جانتا ہے اس چیز کو کہ اتارتا ہے کہتے ہیں

اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ

سوائے اس کے نہیں کہ تو باندھ لینے والا ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے کہہ کہ

نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

اتارا ہے اس کو جان پاک نے پروردگار تیرے کی طرف سے ساتھ حق کے

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

تو کہ ثابت رکھے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور ہدایت اور خوشخبری واسطے مسلمانوں کے

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا

اور البتہ تحقیق جانتے ہیں ہم یہ کہ وہ کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ

کئے اور کھول کر لکھ دیا کہ انہوں نے باہر سے حاصل کئے ہوئے تخیلات کی بنا پر معنی تبدیل کئے ہیں اور ہم ایسے مقامات نوٹ کراتے آ رہے ہیں مثلاً سورۂ یوسفؑ کی آخری آیت میں اللہ نے فرمایا کہ: "قرآن میں ہر شے کی تفصیل ہے وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ ﴿۱۱۱﴾ یوسف" مگر چونکہ علامہ اینڈ کمپنی کو قرآن میں جنگلات اور طب اور ریاضی اور دوسرے علوم و فنون نہیں ملے اس قرآن میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہونے کا طعن آمیز انکار کر دیا (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۳۸) اور ہر اس مقام پر قرآن کے الفاظ کے معنی اور مفاہیم کو تبدیل کیا ہے جہاں قرآن اور صاحبان قرآن کے فضائل و مراتب بیان ہوئے ہیں۔

(۱۴) قریشی لیڈر رومیوں اور نبطیوں کو بھی اپنا مخالف اور رسولؐ اللہ کا مشیر سمجھتے تھے۔

ہم نے سورۂ روم اور رومیوں کے متعلق بھی اور خانوادہ نبوت کی نبطی حکومت اور بادشاہ وقت بَجَلَّہٗ کے بارے میں بھی بتایا تھا کہ اسلام اور رسولؐ اسلام کے ساتھ ان کا خاندانی اور مذہبی رشتہ تھا اور آپس میں بڑے مخلصانہ تعلقات تھے اور قریش اس سے ناواقف نہ تھے یہاں اس آیہ مبارکہ (۱۰۳ / ۱۶) میں قریشی لیڈروں نے رسولؐ کی ساکھ کم کرنے کے لئے یہ امکان پیش کیا ہے کہ یہ قرآن اور اسلامی تحریک مملکت روم اور بادشاہ حجر کی طرف سے آ رہی ہے اور یہاں کوئی عجمی شخص رسولؐ کو سمجھاتا بجھاتا رہتا ہے چنانچہ پورا خانوادہ رسولؐ ہماری مخالفت پر متفق ہے اللہ نے جواب میں صرف اس قدر کہہ دیا کہ اگر وہ سکھانے پڑھانے والا آدمی عجمی ہے تو قرآن کی عظیم الشان اور بے مثال عربی زبان کہاں سے آ گئی؟ اور جس ہستی کو ایسی عربی پیش کرنے کی قدرت ہو جو بار بار چیلنج کے بعد بھی تم سے تیار نہ ہو سکی تو اس ہستی کو کسی عجمی یا عربی شخص سے سیکھنے کی ضرورت کیوں اور کیسے ہو گی؟

يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ

سکھاتا ہے اس کو آدمی زبان اس شخص کی کہ کجراہی کرتے ہیں طرف اس کی عجمی ہے

وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۰۳ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ

اور یہ زبان عربی ہے ظاہر تحقیق وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے ساتھ نشانیوں اللہ کی کے

لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰۴

نہ ہدایت کرے گا ان کو اللہ اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

سوائے اس کے نہیں کہ باندھ لیتے ہیں جھوٹ وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۰۵ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ

ساتھ نشانیوں اللہ کے اور یہ لوگ وہی ہیں جھوٹے جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے

مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ

پیچھے ایمان اپنے کے مگر وہ شخص کہ زبردستی کیا گیا اور دل اس کا آرام میں ہے

بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

ساتھ ایمان کے ولیکن جو شخص کہ کھل گیا ساتھ کفر کے سینہ اس کا پس اوپر ان کے

غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۶ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ

ہے غصہ اللہ کا اور واسطے ان کے ہے عذاب بڑا یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے

اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

دوست رکھا زندگانی دنیا کو اوپر آخرت کے اور تحقیق نہیں ہدایت کرتا اللہ قوم

الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۰۷ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ

کافروں کو ۔یہ لوگ وہ ہیں کہ مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں ان کے کے اور

سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۰۸ لَا

کانوں ان کے کے اور آنکھوں ان کی کے اور یہ لوگ وہی ہیں بے خبر نہیں

جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۰۹ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

شک یہ کہ وہ بیچ آخرت کے وہی ہیں ٹوٹا پانے والے ۔پھر تحقیق پروردگار تیرا

لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ

واسطے ان لوگوں کے کہ وطن چھوڑ جاتے ہیں پیچھے اس کے کہ ایذا دئے گئے پھر

ایک اور ہی شخص تعلیم دیتا ہے جس کی زبان عجمی ہے ۔اور جس کی وجہ سے محمدؐ اور ان کے کنبے والے موشگافیاں کرتے اور ہمارے خلاف پالیسیاں بناتے ہیں ۔لیکن قرآن کی زبان انتہائی واضح اور مسلمہ عربی ہے (۱۰۴) حقیقت یہ ہے کہ جو آیات خداوندی پر ایمان نہیں لاتے اللہ ان کو ہدایت نہیں کیا کرتا اور ان کے لئے عذاب درد انگیز مقرر ہے ۔ (۱۰۵) بات صرف اتنی سی ہے کہ جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے وہی لوگ دین کے خلاف جھوٹی ایجادات کیا کرتے ہیں اور وہی لوگ صحیح معنی میں جھوٹے ہوتے ہیں (۱۰۶) ہر وہ شخص جو اپنے ایمان لا چکنے کے بعد حق کے خلاف عمل کرے دو حال سے خالی نہیں ایک وہ جو مجبوراً ایسا کرے لیکن دل میں اطمینان و ایمان ہو دوسرا وہ جو کشادہ دلی سے کفر اختیار کرلے اور دل میں ایمان نہ ہو تو دوسری صورت والوں پر اللہ غضبناک ہوتا ہے اور ان کے لئے عظیم الشان عذاب ہے ۔(۱۰۷) وہ اس لئے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کی زندگی سے محبوب رکھا اور یہ کہ یقیناً اللہ تو حق پوش قوم کو ہدایت نہیں کیا کرتا ہے ۔ (۱۰۸) وہی لوگ تو ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے ان کے مقاصد کی مہر لگا دی ہے اور وہ اس حقیقت سے غافل ہیں کہ فطری انتظام انہیں غلط کاری میں بہتری دکھا رہا ہے ۔ (۱۰۹) اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ آخری طور پر آخرت میں وہ یقیناً گھاٹے میں رہیں گے ۔ (۱۱۰) پھر جن لوگوں نے ستائے جانے کے بعد ہجرت کی پھر

جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

جہاد کیا انہوں نے اور صبر کیا تحقیق پروردگار تیرا پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ

ع ١٤ ج ٢٠

مہربان ہے اس دن کہ آوے گا ہر جی جھگڑتا ہوا جان اپنی کی طرف سے اور

تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾ وَ ضَرَبَ

پورا دیا جاوے گا ہر جی کو جو کچھ کہ کیا ہے اور وہ نہ ظلم کئے جاویں گے اور بیان کی

اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا

اللہ نے مثال ایک بستی کی کہ تھی امن والی چین والی آتا تھا اس کو رزق اس کا

رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ

بافراغت ہر جگہ سے پس کفر کیا ساتھ نعمتوں اللہ کے پس چکھایا اس کو اللہ نے پہناوا

الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ

بھوک کا اور ڈر کا بسبب اس کے کہ تھے کرتے اور البتہ تحقیق آیا تھا ان کے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾

ایک پیغمبر ان میں سے پس جھٹلا دیا اس کو پس پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ ظالم تھے

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

پس کھاؤ اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ اور شکر کرو نعمت اللہ کی کا

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١١٤﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ

اگر ہو تم اسی کو عبادت کرتے سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے

الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

مردار اور لہو اور گوشت سؤر کا اور وہ چیز کہ آواز بلند کی جاوے واسطے غیر خدا کے

بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا

ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ

عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَ لَا تَقُوْلُوْا

اور سے چھین لینے والا پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو

لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا

واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری جھوٹ یہ حلال ہے اور یہ

جہاد کیا اور صبر سے کام لیا یقیناً تیرا پروردگار ان کے لئے خصوصی طور پر بخش دینے والا اور بہت مہربان ہے (١١١) اُس روز جب ہر شخص خود اپنے آپ سے جھگڑتا ہوا حاضر ہو گا اور ہر شخص کو اس کی کارکردگی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم و زیادتی نہ ہو گی۔ (١١٢) اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال دے کر تمہیں خبردار کرتا ہے کہ جو بڑی پرامن اور چین سے تھی۔ اس کے باشندوں کے لئے ان کا رزق اور سامان چاروں طرف سے کھنچا چلا آتا تھا ایسی حالت میں وہاں حق پر پردہ ڈالنے کا کام شروع ہو گیا اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری ہونے لگی چنانچہ اللہ نے انہیں فاقوں اور خوف و ہراس کے لباس کا مزا چکھایا تاکہ ان کی ہنر مندی کی پوری سزا مل جائے۔ (١١٣) یقیناً ان کے پاس ان ہی میں سے ایک رسولؐ بھی آیا تھا۔ جسے انہوں نے جھٹلایا تھا چنانچہ انہیں عذاب نے جھنجھوڑا اور وہ پکے ظالم تھے (١١٤) اے قریشی قوم کے لوگو تم اللہ کے عطا کردہ رزق سے حلال اور پاکیزہ کو کھاؤ پیؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرتے رہو اگر تم واقعی مومن ہو؟ اور اسی اللہ کی عبادت کرتے ہو (١١٥) اور حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم نے حرام کئے تم پر مردار لہو اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو، البتہ بھوک سے مجبور ہو کر غیر ارادی طور پر اگر کوئی کھا لے لیکن نہ خدا سے بغاوت کا ارادہ ہو نہ حد سے بڑھنا چاہتا ہو تو یقیناً اللہ بخشنے والا رحیم ہے (١١٦) اور یہ جو تمہاری زبانیں اجتہادی جھوٹے احکام جاری کرتی رہتی ہیں کہ یہ چیز حرام ہے اور وہ چیز حلال ہے اس طرح کے خود ایجاد کردہ احکام دے کر اللہ پر تہمت نہ لگایا کرو

اور جو لوگ اللہ کے خلاف ایسے جھوٹے ایجاد کردہ احکام نافذ کیا کرتے ہیں وہ کبھی اللہ کے یہاں کامیاب نہیں ہوا کرتے (۱۱۷) دنیا میں چند روز کا یہ تھوڑا سا استفادہ ہے لیکن آخر کار ان کے لئے دردناک

حَرَامٌ لِّتَفۡتَرُوۡا عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى

حرام ہے تو کہ باندھ لو اوپر اللہ کے جھوٹ تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر

اللّٰهِ الۡكَذِبَ لَا يُفۡلِحُوۡنَ ؕ‏ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ

اللہ کے جھوٹ نہیں فلاح پانے کے۔فائدہ ہے تھوڑا سا اور واسطے ان کے عذاب ہے

(۱۵) آیات (۱۱۸ تا ۱۱۶ / ۱۶) میں مجتہدین کو شریعت سازی سے منع کیا گیا ہے۔ ان آیات (۱۱۸ تا ۱۱۶ / ۱۶) میں تمام مخاطبین کو منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنی سوجھ بوجھ سے کسی مسئلہ میں حرام وحلال کا فتویٰ نہ دیا کریں اور ایسی صورت پیدا نہ ہونے دیا کریں کہ ان کے فتاویٰ کو لوگ اللہ کا حکم یا اللہ کی طرف سے سمجھیں ورنہ ایسے مقتیوں قاضیوں اور مجتہدوں کو دردناک عذاب کے لئے تیار رہنا چاہئے لیکن ایسے واضح اور خبردار کردینے والے الفاظ اور بیان کے باوجود جس طرح عہدرسولؐ میں ایک فرقہ (فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵﴾ الأنفال) مومن ہوتے ہوئے رسولؐ اللہ کے مقابلہ میں ذاتی اور جماعتی (یعنی طاغوتی) فیصلے کرتا رہتا تھا (نساء ۶۱۔۶۰ / ۴) اسی طرح اس فرقہ کی پیروی میں برابر شریعت سازی ہوتی چلی آئی ہے اور آج کل تو باقاعدہ شریعت سازی کے لئے ملک کا اعلیٰ ترین ادارہ انتظام میں مصروف ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کے تیار کردہ احکام اسلام کے احکام یعنی اللہ کے احکام ہوں گے یہ شریعت سازی ہمارے نزدیک قرآن کی مندرجہ بالا آیات سے حرام ہے اور اس کی سزا ابدی جہنم ہے لیکن شیعہ سنی مجتہدین نے اس کو جائز رکھا ہے اور یہ جواز بھی قرآن کے کسی حکم کے ماتحت نہیں ہے بلکہ یہ بھی خود ان کا اپنا فیصلہ ہے جس کے لئے ہر مجتہد نے جس اصول کو اختیار کیا ہے وہ علامہ مودودی کے بیان سے سمجھ لینا بہتر ہو گا لکھا ہے کہ:

(۱۵ - الف) اللہ کے حکم سے بچ نکلنے کی راہ اور خودساختہ احکام جاری رکھنے کا طریقہ: "یہ آیت (۱۱۶ / ۱۶) ص اف تصریح کرتی ہے کہ خدا کے سوا تحلیل وتحریم کا حق کسی کو بھی نہیں، یا بالفاظ دیگر قانون ساز صرف اللہ ہے دوسرا جو شخص بھی جائز اور ناجائز کا فیصلہ کرنے کی جرات کرے گا وہ اپنی حد سے تجاوز کرے گا، اِلاَّ یہ کہ وہ قانونِ الٰہی کو سند مان کر اس کے فرامین سے استنباط کرتے ہوئے یہ کہے کہ فلاں چیز یا فلاں فعل جائز ہے اور فلاں ناجائز" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۷۸)

(۱۵ - ب) شریعت سازی یا حلال و حرام اور جائز و ناجائز کرنے کا اختیار اللہ کی آڑ میں: علامہ کے بیان میں مندرجہ ذیل اصول بیان ہوئے ہیں۔ اوّل۔ شریعت سازی یا حرام و حلال اور جائز و ناجائز کرنے کا اختیار خود نہ لیا جائے۔ دوم۔ شریعت سازی، حرام و حلال اور جائز و ناجائز کریں مگر اپنے فیصلوں اور فتوؤں پر اللہ کے کسی فرمان کا لیبل چپکا دیا کریں اور یوں اپنے فیصلوں اور فتوؤں کو اللہ کا فیصلہ اور فتویٰ کہنا چاہئے ورنہ نہیں۔ سوم۔خود مختارانہ شریعت سازی کو حرام سمجھو اور یوں جو چاہو حرام و حلال کرتے رہو۔

(۱۵ - ج) علامہ نے جو کچھ فرمایا وہ ان کے اپنے اصول کے خلاف اورخودمختارانہ ہے علامہ کا مندرجہ بالا بیان اور اس سے استنباط کردہ تینوں اصول اپنے مقام پر صحیح ہیں یا نہیں؟ یہ سوچنے کی فی الحال کوئی ضرورت نہیں ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ مذکورہ بیان قرآن اور اللہ کے کون سے فرمان (آیت) سے استنباط یا اخذ کیا گیا ہے؟ یعنی وہ کون سی آیت یا آیات ہیں جس میں یہ اجازت دی گئی ہے کہ:" قانون الٰہی کو سند مان کر قانون الٰہی کے کسی فرمان سے استنباط کر کے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا حکم دیا جاسکتا ہے "(سورۂ نمبر؟آیت نمبر؟) ہم قارئین کو پیشگی بتائے دیتے ہیں کہ ایسی آیت یا آیات قرآن میں نہیں ہیں بلکہ اس کے خلاف یہ بات باربار کہے جانے کا التزام کیا گیا ہے کہ کسی انسان کو دین کی کسی بات میں دخل دینے کا اختیار نہیں ہے چنانچہ یہاں ایک آیت اور اس کا مودودی ترجمہ اور تشریح دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ آیا کسی شخص کو اللہ کی طرف سے یہ اختیار دیا گیا ہے وہ کسی آیت پر غور وخوض کر کے کوئی ایسا حکم یا فیصلہ تیار کر لے جو قرآن میں پہلے سے مذکور نہ ہو؟

اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا

درد دینے والا اور اوپر ان لوگوں کے یہودی ہوئے حرام کی ہم نے وہ چیز کہ

قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا

بیان کی ہم نے اوپر تیرے پہلے اس سے اور نہ ظلم کیا ہم نے ان کو ولیکن تھے

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا

جانوں اپنی کو ظلم کرتے پھر تحقیق پروردگار تیرا واسطے ان لوگوں کے کہ کرتے ہیں

السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ

برائی ساتھ نادانی کے پھر توبہ کرتے ہیں پیچھے اس کے اور نیکی کرتے ہیں تحقیق

رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا

پروردگار تیرا پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے تحقیق ابراہیم تھا پیشوا فرمانبردار

لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

واسطے اللہ کے پھر آنے والا راہ سیدھی کے اور نہ تھا شریک لانے والوں سے

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَ هَدٰىهُ

شکر کرنے والا تھا واسطے نعمتوں اس کی کے برگزیدہ کیا تھا اس کو اور راہ دکھائی تھی

عذاب ہے (۱۱۸) ہم نے اسی طرح احکام دینے والے یہودیوں پر بعض حلال چیزیں حرام کرنے کی بیماری سوار کر دی تھی۔اور یہ قصہ ہم نے پہلے ہی آپؐ سے بیان کر دیا ہے اس معاملہ میں ہم نے ان پر ظلم نہ کیا تھا بلکہ وہ تو خود ہی مجتہدانہ انداز میں اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ۔ (۱۱۹) پھر جو لوگ اپنی نادانی کی بنا پر برے اعمال کر گزرتے ہیں اور اس کے بعد غلطی پر مطلع ہو کر توبہ اور اپنی اصلاح کر لیں تو یقیناً تیرا پروردگار ایسے لوگوں کے لئے ان کی توبہ اور اصلاح کے بعد سابقہ غلطیوں کو بخش دینے والا مہربان ہے (۱۲۰) بلاشبہ ابراہیمؑ تنہا اپنی ذات میں ایک پوری اُمت تھا ۔ اللہ کا فرمانبردار اور یکسوئی سے اللہ سے وابستہ تھا اور ہرگز سیاسی لیڈروں سے دینی احکام میں شرکت نہ کرتا تھا (۱۲۱) اللہ کی نعمتوں کا شاکر تھا ۔ اللہ نے اسے مجتبیٰ بنایا تھا اور صراط مستقیم کی طرف

(۱۵ / د) آیات خداوندی سے اجتہاد کر کے احکام تیار کرنا حرام ہے ۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ البقرة

”ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضہ میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے لئے تباہی کا سامان ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لئے موجب ہلاکت“ (بقرہ ۷۹ / ۲ تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۸۸۔۸۹)

علامہ کی محتاط تشریح اجتہاد باطل ہے ۔

اس آیت کی تشریح میں علامہ کا بیان سنئے :”یہ ان علماء کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے ان لوگوں نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ کلام الٰہی کے معنی کو اپنی خواہشات کے مطابق بدلا ہو بلکہ یہ بھی کیا کہ بائبل میں اپنی تفسیروں کو اپنی قومی تاریخ کو ، اپنے اوہام اور قیاسات کو ، اپنے خیالی فلسفوں کو ، اور اپنے اجتہاد سے وضع کئے ہوئے فقہی قوانین کو کلام الٰہی کے ساتھ خلط ملط کر دیا اور یہ ساری چیزیں لوگوں کے سامنے اس حیثیت سے پیش کیں کہ گویا یہ سب اللہ ہی کی طرف سے آئی ہوئی ہیں ہر تاریخی افسانہ ، ہر مفسر کی تاویل ، اور ہر متکلم کا الٰہیاتی عقیدہ ، اور ہر فقیہ کا قانونی اجتہاد ، جس نے مجموعہ کتب مقدسہ میں جگہ پا لی ، اللہ کا قول (WORD OF GOD) بن کر رہ گیا اس پر ایمان لانا فرض ہو گیا اس سے پھرنے کے معنی دین سے پھر جانے کے ہو گئے“ (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۸۹)

اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَ اٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَ اِنَّهٗ فِی

اس کو طرف راہ سیدھی کے اور دی ہم نے اس کو بیچ دنیا کے نیکی اور تحقیق وہ بیچ

الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ

آخرت کے البتہ صالحوں سے ہے پھر وحی بھیجی ہم نے طرف تیری یہ کہ پیروی کر

مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا

دین ابراہیمؑ حنیف کی اور نہیں تھا وہ شریک لانے والوں سے۔ سوائے اس کے نہیں

جُعِلَ السَّبْتُ عَلَی الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا

کہ مقرر کی گئی تھی تعظیم ہفتے کی اوپر ان لوگوں کے کہ اختلاف کرتے تھے

متوجہ رکھا تھا (۱۲۲) اور ہم نے اسے دنیا میں بھی بھلائیوں سے مالا مال رکھا اور وہ آخرت میں بھی حقیقی صالحینؑ میں سے ایک ہے۔ (۱۲۳) ان کے بعد اب ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ آپؐ ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کریں جو ادھر اللہ کی طرف یکسوئی سے وابستہ تھے اور ادھر سیاسی لیڈروں سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ (۱۲۴) بات صرف یہ ہے کہ جو لوگ اس میں سے اختلاف کرتے تھے ان ہی پر ہفتہ کے دن کی پابندی عائد کی گئی تھی۔

(۱۵ - ہ) علامہ کی فضولیات اور مغالطہ آمیز تحریر کو نکال کر دیکھیں تو علامہ کی مجتہدانہ تردید سامنے ہے۔

مندرجہ بالا آیت (۷۹ / ۲) کے عربی الفاظ میں اور علامہ کے ترجمے میں اس بات کا کہیں تذکرہ نہیں ہے کہ یہودی یا عیسائی علمانے توریت و زبور وانجیل میں وہ تمام کچھ لکھ دیا تھا جو علامہ نے پیش کیاہے لہٰذا جب آیت میں یہ باتیں ہیں ہی نہیں تو اسی آیت کی تشریح میں ان باتوں کے لکھنے کا مقصد سوائے فریب سازی کے اور کچھ نہیں ہوسکتا پھر اس آیت میں عہد رسولؐ کے یہودی و عیسائی علما مخاطب ہیں اور یہ معلوم ہے کہ انہوں نے توریت و زبور وانجیل میں ایک لفظ کا اضافہ بھی نہ کیا تھا ان کتابوں میں اضافے ضرور ہوئے ہیں مگر وہ عہدرسولؐ سے بہت پہلے ہوچکے تھے لہٰذا اس آیت میں علامہ کے مذکورہ الزامات کا ذکر نہ ہونا ہی صحیح بات ہے اللہ نے تو یہ کہا ہے کہ وہ علما خود ایک فیصلہ لکھتے ہیں اور اس فیصلے کو اللہ کا فیصلہ قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ فیصلہ اللہ کا نہیں ہوتا لہٰذا علامہ کے ترجمہ اور تشریح سے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ وہی ہے جس کو علامہ نے جائز قرار دیا یعنی: "اللہ کے فرامین میں سے استنباط کے ذریعہ جائز وناجائز اور حرام و حلال کے احکام نکال کر فیصلے صادر کرنا جائز ہے اور چونکہ وہ فیصلے اللہ کے فرامین سے اخذ یا استنباط کئے گئے ہیں اس لئے وہ خود مختارانہ شریعت سازی نہیں بلکہ وہ بھی اللہ ہی کے احکام ہیں" اور علامہ کی تشریح سے ثابت ہے کہ یہودی علما نے اس لئے اپنے استنباطی احکام و مسائل اور فیصلوں کو اللہ کے فیصلے قرار دیا تھا۔ کہ وہ اجتہاد کے ذریعہ کلام الٰہی سے اخذ کئے گئے تھے لیکن اللہ نے کھلے الفاظ میں ان فیصلوں کو مردود و مذموم اور باعث تباہی و ہلاکت و ملامت قرار دیا ہے لہٰذا علامہ اگر چاہتے ہیں کہ ان کے یا ان کے سابقہ علما کے استنباطی و اجتہادی احکام کو خود مختارانہ شریعت سازی نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں اللہ، قرآن اور اسلام ہی کے احکام و فیصلے اور شریعت سازی سمجھا جائے تو قرآن سے مطلوبہ و مذکورہ مضمون کی آیات و اجازت دکھانا پڑے گی ورنہ اگر اجتہاد جائز ہے تو یہود و نصاریٰ کا اجتہاد و استنباط کیوں ناجائز و حرام ہو گا؟

(۱۵ / و) اگر اللہ نے قرآن میں اضافہ کی گنجائش نہ چھوڑی تو کیا ہوا؟ علامہ اینڈ کمپنی کی تیار کردہ فقہ دین اسلام بن گئی۔

اگر رسولؐ کی قوم اور سرداران قریش کو موقع ملا ہوتا تو وہ سب کچھ جو آج تفسیروں میں روایات میں، فقہ و عقائد کی کتابوں میں بھرا پڑاہے سارا قرآن کے اندر ہوتا اور اگر آپ قرآن کے مختلف ترجموں اور علامہ کی تفہیم کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ وہ سب کچھ قرآن کے اندر داخل کیا جا چکاہے البتہ اسے اردو، فارسی یا عربی میں قرآن کی عبارتوں سے الگ رکھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

(۱۵ / ز) اگر اجتہادی دین کو اسلام سے الگ کرلیاجائے تو علامہ کے پاس دین کے نام پر قرآن کے سوا کچھ نہیں بچتا۔

علامہ سے کہئے کہ آپ ایک ایسا فتویٰ صادر کر دیں کہ:" تمام تفسیریں مع تفہیم، ساری تاریخ، تمام قیاسات، تمام فلسفہ،

فِيْهِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا

بیچ اس کے اور تحقیق رب تیرا البتہ حکم کرے گا درمیان ان کے دن قیامت کے

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ

بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے بلا طرف راہ پروردگار اپنے کے

بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ

ساتھ حکمت کے اور نصیحت نیک کے اور جھگڑا کر ان سے ساتھ اس کے کہ وہ بہت بہتر

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ

ہے تحقیق رب تیرا وہی بہت جاننے والا ہے ساتھ اس شخص کے کہ گمراہ ہو گیا راہ اس کی سے

وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا

اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو اور اگر بدلا لو تم پس بدلا لو برابر اس چیز کے کہ

عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

ایذا دئے گئے ہو تم ساتھ اس کے اور البتہ اگر صبر کرو تم البتہ وہ بہتر ہے واسطے صبر کرنے

وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ

والوں کے اور صبر کر اور نہیں صبر تیرا مگر ساتھ اللہ کے اور مت غم کھا اوپر ان کے اور

یقیناً تیرا پروردگار قیامت میں ان کے درمیان تمام اختلافی مسائل کا فیصلہ نافذ کر دے گا (۱۲۵) آپؐ نہایت حکمت انگیز اور دل پسند و دل نشین اور بہترین طریقوں سے خدا کے دین کی تبلیغ کرتے رہیں اور ان سے جھگڑا بھی اس طرح کریں کہ جسے وہ خود بہترین اثر انگیز طرز عمل قرار دیں ۔ رہ گیا کسی کا گمراہ ہونا اور ہدایت پانا اس سے تمہارا پروردگار خوب خوب مطلع ہے تم اپنا کام کئے چلے جاؤ۔ (۱۲۶) اگر تم لوگ بطور مواخذہ ان کا تعاقب کرو تو جتنا اور جس حد تک انہوں نے تعاقب کیا ہے تم لوگ بھی اس سے زیادہ بدلہ نہ لو اور اگر تم لوگ صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے صبر ہی بہتر ہے (۱۲۷) اور اے نبیؐ آپ تو حکیمیہ صبر کریں اس لئے کہ آپؐ کا صبر کرنا تو اللہ کے ساتھ صبر کرنا ہے اور آپؐ ان کی مکاریوں اور چالبازیوں اور سرکشی پر نہ تو دل تنگ ہوں اور

تمام اجتہادی مسائل اور فقہ کی کتابیں دین اسلام اور اللہ کے احکام نہیں ہیں تو پہلے نمبر پر علامہ کو خود ان کے اہل خاندان گلا گھونٹ کر مار ڈالیں گے اور دوسرے نمبر پر ان کا باطل مسلک و مذہب دنیا سے فنا ہو جائے گا یہ باطل کا انبار ہی تو ان کا دین ہے وہ قرآن کو رخصت کر سکتے ہیں مگر قرآن کی آڑ میں تیار کردہ یہ ابلیسی سامان نہیں چھوڑ سکتے ۔

(۱۶) آیات (۱۲۳ تا ۱۲۰ / ۱۶) میں ابراہیمیؑ ملت کی پیروی رسولؐ اور مسلمانوں پر واجب ہے ۔

ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ صرف ایک پوری اُمت فرمایا گیاہے بلکہ ان کی تنہا ذات کو ایک مطیع و فرمانبردار ، یکسوئی سے وابستہ رہنے اور دین خداوندی میں کسی کو شریک نہ کرنے اور ہمہ وقت شکر بجا لانے والی اُمت فرمایا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں حضرت اسماعیلؑ و اسحاقؑ اور ان کی اولادوں میں پیدا ہونے والے انبیاؑ و رسلؑ اور آئمہ علیہم السلام کو ابراہیمؑ کی ذات میں شامل رکھا گیا ہے اور اس مقام ابراہیمی کی تشریح کرتے ہوئے سورۂ انبیا علیہم السلام میں (۹۱ تا ۵۱ / ۲۱) انبیاؑ کا نام بنام ذکر کر کے فرمایا گیا کہ:"اے مخاطبینؑ تمہاری یہ اُمت ہی وہ بے نظیر و یگانہ اُمت ہے جس کا میں حقیقی رب ہوں" (إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ ﴿۹۲﴾ الأنبياء)

لہٰذا اس پوری اُمت کو ایک بے نظیر اُمت قرار دیا تھا اور یہ اُمت حضرت ابراہیمؑ کے اندر موجود تھی پھر یہ فرمایا گیا ہے کہ:"اے رسولؐ آپ ملت ابراہیمؑ کی اتباع کیا کریں واضح ہوا کہ تمام انبیاؑ جو دین لائے تھے وہ حضرت ابراہیمؑ ہی کا دین تھا اور انہوں نے ہی اس کا نام اسلام اور اس پر عمل کرنے والوں کا نام مسلمین رکھا تھا (حج ۷۸ / ۲۲) اور یہ کہ حقیقی مسلمین ہی کو تمام نوع انسان پر گواہ رکھنے کا اعلان کیا تھا (۷۸ / ۲۲) اور وہی ملت قائم رہنے والا دین اور دین حنیف اور فطرت انسانی کے مطابق دین تھا"(روم ۳۰ / ۳۰) ۔

لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ

مت ہو بیچ تنگی کے اس سے کہ مکر کرتے ہیں تحقیق اللہ ساتھ ان لوگوں کے ہے

اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع

۱۶ ع ۹ ۲۲

جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور ساتھ ان کے ہے کہ وہ احسان کرنے والے ہیں

نہ ہی ملول ہوں (۱۲۸) اس لئے کہ یقیناً اللہ تو پرہیزگاروں اور احسان کرنے والے لوگوں ہی کے ساتھ رہا کرتا ہے ۔

اب سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اگر ملت ابراہیمؑ یا اسلام آنحضرتؐ کے اعلان نبوت کے وقت مرتّب و مدّون اور قابل عمل صورت میں موجود نہ تھا تو یہ کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ تم ملت ابراہیمؑ کی اتباع کرو“ اور لفظ ” اتباع“ کا تقاضا یہ ہے کہ نہ صرف ضابطہ اسلام یا ملت ابراہیمؑ مرتب ومدون صورت میں موجود ہو بلکہ ملت ابراہیمؑ کا نمائندہ اور ایسا راہنما بھی موجود ہو جو ملت ابراہیمؑ کا مکمل عالم ہو اور اس ملت پر عامل ہو تا کہ اس کی پیروی اور اتباع کی جا سکے قانون کی اتباع نہیں کی جا سکتی، علمی حیثیت سے سمجھا جا سکتاہے۔ مگر عمل کے طریقوں میں ہم آہنگی پیدا نہیں ہوسکتی اور ان کا وجود خود اس آیت میں ثابت ہے یہ وہی حضرات ہیں جو ” اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ“ (یقیناً یہ تمہاری اُمت) کے مخاطب ہیں جن کی اُمت میں تمام انبیاؑ و رسلؑ شامل ہیں لہٰذا آنحضرتؐ کے اعلان نبوت کے وقت مکمل ملت ابراہیمیؑ کتابی صورت میں موجود تھی اور اس ملت کے سربرؑاہ سمیت بہت سے وہ لوگ موجود تھے جو انبیاؑ کے ساتھ ان کی مخصوص اُمت کے افراد تھے (انبیاؑ ۹۲ / ۲۱)

(۱۶ - الف) پوری نوع انسان پر شہادت دینے والے حضراتؑ جن پر آنحضرتؐ شہید ہوں گے ؟؟

اور آنحضرتؐ پر اس ملت اور سربراہؑ ملت کی قدم بقدم پیروی واجب تھی اور یقیناً ایسے حضرات کی جگہ اُمت محمدؐیہ کے کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی نہیں لایا جا سکتا اس لئے کہ نبیؐ پر کسی اُمتی کی اتباع اور پیروی واجب نہیں ہوسکتی پھر جس طرح سورۂ انبیاء میں (۹۲۔۵۲ / ۲۱) اللہ نے مذکورہ انبیاؑ کو مجتبیٰ اور مصطفیٰ بنایا اور ان کے درجات بلند کئے گئے بلکہ گروہ انبیاؑ کی طرح ملت ابراہیمؑ کے سربراہ اور ممبران کو مجتبیٰ بنایا تھا انہیں اسلام یہ کہہ کر سونپا تھا کہ :

”یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی ملت ہے تمہارا نام بہت پہلے اسی نے مسلمین رکھا تھا اور تمہاری پوزیشن یہ ہے کہ تم تمام نوع انسان پر شہید ہوگے اور تم پر محمدؐ رسولؐ اللہ شہید ہوں گے“ (حج ۷۸ / ۲۲) لہٰذا ثابت ہوا کہ رسولؐ کے ساتھ ساتھ قرآن صامت و ناطق اور صاحبان قرآن یعنی اہل الذکر علیہم السلام موجود رہیں حضرات عبدالمطلبؑ و ابوطالبؑ بھی اُمت واحدہ اور ملت ابراہیمؑ کے سربراہ تھے اور ان کی اتباع واجب تھی ۔

(۱۷) محمدؐ کا صبر بھی اللہ کا صبر ہے اور یہ کہ اللہ کی مستقل معیت پرہیزگاروں اور محسنین کو ملتی ہے ۔

آیات (۱۲۸۔۱۲۷ / ۱۶) کی رو سے یہ نوٹ کرلیں کہ جہاں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام افکار و اعمال اللہ کے ساتھ منسوب ہوتے ہیں وہیں ان کا صبر بھی اللہ کا صبر قرار پاتاہے لہٰذا سرکار دو عالمؐ کو ان کی قوم کے مکارانہ منصوبوں کی طرف سے بے فکر رہنے کا حکم دے کر خود ذمہ داری سنبھال لی ہے پھر یہ نوٹ کریں کہ جن لوگوں کو اللہ کی معیت ہرحال میں اور ہر لمحہ حاصل رہتی ہے وہ ایسے حضرات ہوتے ہیں جو کبھی اور کسی حال میں پرہیزگاری ترک نہیں کرتے اور ان کا ہر عمل احسان اورسلوک سے خالی نہیں ہوتا یعنی ان سے ہرگز زیادتی و ظلم سرزد نہیں ہوتا اور ہم ایسے ہی حضرات کو معصومؑ منجانب اللہ سمجھتے ہیں اور ان ہی کی پیروی و تقلید کو واجب سمجھتے ہیں اور عہدرسولؐ اور بعدرسولؐ یہی حضرات علیہم السلام اسلام کے حقیقی سربراہ ہیں ۔ خطا کاروں کو ہم اپنے سے زیادہ کوئی مقام نہیں دیتے ۔